توریج نامہ

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

مخفی نرہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران وہ دریائے ناپیدا کنار ہے جسکے منتہائے قعر تک لنگر فکر کا پونہچنا بسا دشوار ہے جن حضرات شائقین نے اس داستان کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کی جلد کا کسقدر حجم ہے اور انکی اصل فارسی کے مصنف علامۂ شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کیواسطے تصنیف و تدوین کیا اسکی تکمیل مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھہ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	ایک جلد	ششم	صندلی نامہ	ایک جلد
سوم	بالا باختر	ایک جلد	ہفتم	توریج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	ایک جلد
				اسکے بعد ہرمز نامہ متعلقہ جلد دوم نوشیروان نامہ	

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین اور نوشیروان نامہ سے لیکر تورجنامہ تک یہ جلدین اختتام کو پونہچکر جلوہ افروز بزم مشتاقان ہوئین بالفعل توریج نامہ جو دو جلدون مین منقسم ہے جلد اول جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شاعر خوش بیان ماہر شیرین زبان منشی پیارے مرزا صاحب نے باعانت داستان گوے بےعدیل و نظیر کامل خوش تقریر شیخ تصدق حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بالاہتمام زبان اردو مین ترجمہ فرمایا

اوربار اول ماہ۔ اپریل ۱۸۹۶ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

جز ۶ ورق

تورج نامہ

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

مخفی نرہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ دریائے ناپیداکنار ہے جسکے منتہائے قعر تک سنگر فکر کا پونہچنا بسا دشوار ہے جن حضرات شائقین نے اس داستان کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ہین ہے ہر ایک داستان کی جلد کا کسقدر حجم ہے اور انکی اصل فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی نے جو ان داستانون کو تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کیواسطے تصنیف و تدوین کیا اسکی تکمیل مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	ایک جلد	ششم	صندلی نامہ	ایک جلد
سوم	بالا باختر	ایک جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	ایک جلد
				اسکے بعد ہرمز نامہ متعلقہ جلد دوم نوشیروان نامہ	

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہوکر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور نوشیروان نامہ سے لیکر تورج نامہ تک یہ جلدین اختتام کو پونہچکر جلوہ افروز بزم مشتاقان ہوئین بالفعل تورج نامہ جو دو جلدون مین منقسم ہے

جلد اول جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شاعر خوش بیان ماہر شیرین زبان منشی پیارے مرزا صاحب نے باعانت داستان گوی بےعدیل و نظیر کامل خوش تقریر شیخ تصدق حسین صاحب از جناب نولکشور پریس بالا ردو سلیس مین ترجمہ فرمایا

اور بار اول بماہ اپریل ۱۸۹۶ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہست کلید در گنج حکیم + بسم اللہ الرحمن الرحیم + مفتاح کنوز سخن اُس علیم و حکیم قادر و توانا کی حمد و ثنا ہے جسکے بام قصر معلومات پر پہونچنے سے کمند فہم و ادراک کوتاہی کرتی ہی اور بحر ناپیدا کنار کنہ ذات کی غواصی مین جزیرۂ یونان کے رہنے والون کی عقل پانی بھرتی ہی نظم ای در طلب تو خانہ بر دوش سحاب + بارانی قطرہ در رہت سالک آب برباد تو موج خیز حبس نفس اند + در لغتہ بحر خرقہ پوشان حباب + سبحان اللہ و بحمدہ کیا معبود حقیقی ہی جسنے دو حرف کاف و نون سے اس عالم کون و فساد کو آراستہ فرمایا اور آیات باہرات واسطے رفع خیالات باطلہ کے نازل فرمائین جسکا حکم محکم ہر موجود پر جاری ہی جسکی حکمت کاملہ ہر ذرہ مین ساری ہی اوسکی ادنے صنعت مین ہر ایک اسکے صنائع کا ڈھنگ ہی ہر وقت اُسکی قدرت کا نرالا رنگ ہی نظم

خیال کر کے یہ کہتا ہون اللہ سے بحر وش
محیط اسمین ہی تمثال جلوۂ واجب
مدام مشغلۂ سیر گلشن لاہوت
کہ جسمین سیکڑون حورین ہزار ہا غلمان
عطا کرے جو تفضل سے قدسیونکا قوت
بیان ذات کے اوصاف کس سے ہون انشا

نمود سطوت پروردگار سے دیکھو
اگرچہ آئینۂ ممکنات ہی ناسوت
حسن حسین کی خاطر سے بخش دیویگا
ہر ایک مثل قمر ہین بدون ریش و بروت
بغیر اُسکے کرم کے تہین بن آتی بات
صفات جسکی ہین حمال عرش ہین مبہوت

جمال و عظمت و ادار و خالق ملکوت
جہان تملک کہ کرے کام یہ نظر کا سوت
زہے کرم کہ کروبیون کو جسنے دیا
گناہگارون کو قصر زبرجد و یاقوت
ہمین تسبیح سبحان ربی الاعلی
ہزار گرچہ پڑھا کیجیے دعای قنوت

بشر کی کیا مجال ہی کہ ایک شمۂ حال اُسکے داستان قدرت کا بیان کر سکے اگر ہزار سال اس وادی ناپیدا کنار مین رہروی کرے تب بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات مفخر موجودات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفی علیہ آلاف التحیۃ والثنا۔

درود نامحدود اس مقبول بارگاہ رب ودود سریر آرائے بزم نبوت مسند نشین بارگاہ رسالت کو سزاوار ہی
جسنے گم گشتگان راہ نادانی کو دانائی کا رستہ دکھایا حق پرستی کا قانون سکھایا جسکے نہیب شمشیر سے طلسم
کفر وضلالت شکست ہوا بڑے بڑے ساحران غدار و جفاکاران مکار کا حوصلہ پست ہوا معجز نمائی کی برکت
سے مشرف بدین اسلام ہوئے کلمہ طیبہ پڑھکے از سر صدق ایمان لائے وہ کون سرور انبیا محمد مصطفے صلے اللہ
علیہ وآلہ الآف التحیۃ والثنا جو تمام نبیون سے بہتر اور کل ہادیون سے برترین

رسانندۂ حجت استوار
بآرائش نام او نقش بست
زمینے باصل آسمانی بفرع
سپیدی بر چشم شماسیان
زمین بر فلک سنج نوبت زنش

گرانمایہ تر تاج آزادگان
ضمان دار عالم سیہ تا سفید
چراغے کہ تا او شفروخت نور
لب از یاد عیسے پر از نوش تر
شب از چتر معرج او سایۂ

گرامی تر از آدمی زادگان
شفاعت کن روز بیم و امید
ز چشم جہان روشنی بود دور
تن از آب حیوان سیہ پوش تر
وزان نردبان آسمان پایۂ

سے فرستادۂ خاص پروردگار
محمد کازل تا ابد ہرچہ ہست
درختے سہی سرو در باغ شرع
سیاہی دہ خال عباسیان
فلک بر زمین چار طاق افگنش
صلوۃ اللہ علیہ وعلے الہ

العظام الے یوم القیام

منقبت امام ہمام مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اور ہزار ہزار تعریف وتوصیف یعسوب الدین نور دیدہ اہل یقین شیر خدا علی مرتضے کی شان مین واجب
ولازم ہی جنکی خاک در کا ہر ذرہ آفتاب عالمتاب کو ضیا بخشتا ہی اور عاکفان عتبہ والا کی جناب مین آفتاب
بصد ادب جبین سائی کرتا ہی نظم

شہر علم ست ذات پیغمبر
بیشک او عارف خدا نمود

آنکہ او زیب ہل اتے آمد
در آن مرتضے علی حیدر
باب جنات را اذ مفتاح

نفس پیغمبر چند آمد
ہر کرا حب مرتضے نبود
طاق لاہوت را از و مصباح

خلق را ہست رہنما بخدا صل یا ربنا بر و ابدا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولوالالباب

ناظرین عالی وقار وشائقین والا تبار کی خدمت مین یہ حقیر سراپا تقصیر خاکپائے صاحبان علم وکمال
دلربائے خوان کرم ارباب جود ونوال بے بساط وبے بضاعت سرگشتہ وادی حیرت ناآشنای
بحر سخندانی اآذل کونین شیخ تصدق حسین عرض پیرا ہی کہ ترجمہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کا
بفرط قدرشناسی جناب مستطاب والا مرتبت عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس
ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ وجلال بدر کامل برج دولت واقبال مخزن علم وشعور جناب منشی نولکشور
صاحب سی آئی مرحوم آغاز ہوا تھا اور کئی جلدین اسکی مثل نوشیروان نامہ وکوچک باختر وبالا باختر وایرج نامہ وطلسم
ہوشربا ہر ہفت جلد اختتام کو پہونچین تھین مگر بقیہ تین جلدین یعنی صندلی نامہ ونورج نامہ وتعلنامہ
بعہد دولت رئیس باکرم زیب دہ مسند امارت گوہر بحر سخاوت صدر نشین دولت واقبال آبروے
بزم شوکت واجلال دیباچہ نسخہ رافت وقدردانی عنوان صحیفۂ نوازش ومہربانی مہر سپہر جود وکرم

عطارد تحریر خورشید حشم عقدہ کشاے مشکلات عاجزان برآرندۂ حاجات درماندگان جناب فیضماب
بابو پراگ نراین صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ادام اللہ شوکتہم بہ نگرانی و انتظام سخنور بیدل
مولوی محمد اسمعیل صاحب متخلص بہ اثر اہلکار قدیم مطبع اودھ اخبار تکمیل کو پہونچین اور دو جلدین حلیہ طبع سے
آراستہ ہوکر نور افزاے چشم مشتاقان ہوئین یعنے دفتر ششم صندلی نامہ اور دفتر ہفتم نورج نامہ
بجمیع وجوہ تکمیل ہوکر رونق انجمن شایقین ذی وقار ہوا اور دفتر ہشتم لعل نامہ بھی انشاء اللہ چند عرصہ مین جلوہ افروز
بزم مشتاقان ہوگا صانع نادر نگار و نقشبند اعجوبہ کارنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے ذات
والاصفات سرچشمہ تفضلات ممدوح والاشان مالک مطبع فیض مرجع مین عجب جوہر ذاتی و کمالات
صفاتی عنایت فرمائے ہین کہ زبان خامہ تحریر سے قاصر ہی اقبال دست بستہ ہر لحظہ غلامی مین حاضر ہی نظم

برو لست وصف و ثنائش ز حیز تحریر
کہ ذات او شدہ ملجای ہر غریب و امیر
شریف گوہر درج شرافت و الطاف
رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر
بہر کجا کند ابر نوال او بارش
شدہ ست حاتم طی غرق لجۂ تشویر
توئی کہ بر در تو ہر عاجزان حاصل
کہ روشن ست بآفاق مثل ماہ منیر

بدہر نیست کسی را غرض سہیم و نظیر
زبان زد ہمہ خلقست لطف و انعامش
کہ بر سپہر سخا ہست ماہ پر تنویر
شوند ز جنبش لبہاش زیست بیکاران
شوند ہمسر اہل دول غریب و فقیر
جو نام نامی او شد پراگ نارائن
مراد و حاجت و دولت بعزت و توقیر
اثر شدہ ست جو مداح تو مناسب ہست

سحاب جود و سخا ہست بحر لطف و کرم
بر آسمان مروت بسان مہر منیر
بدیع جوہر اعراض فضل شد ذاتش
ہمین سزد کہ بعیسے اگر کند تقریر
زجوش بحر و سخا و عطا و ہمت او
چرا نہ شاد شوند از درش غریب و امیر
چہ شرح حلم و سخا و مروت و جودت
کنی ز لطف و عنایت معاف تقصیر

لا زال شموس دولتہ طالعۃ خداوند عالم اس رئیس والاشان عالی خاندان کے جمیع مقاصد دلی برلائے
اور اس سے زائد مراتب علیٰ بر فایض المرام فرمائے واقع مین عجیب ذات فیض آیات نفع رسان ارباب
حاجات ہی کہ ہر ایک شخص آپکے حسن اخلاق اور محاسن اوصاف کا معرف و مداح ہی عالی حوصلگی اور بلند
ہمتی کی اگر تعریف قلمبند کیجادے دفتر داستان ناتمام رہجائے اور اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کی پوری
پوری توصیف نہو سکے بیدار مغزی اور حسن انتظام مطبع کا تذکرہ اگر معرض تحریر مین آئے دوسرا دفتر
اور طیار ہوجائے اور عمدگی انتظام و نظم و نسق مطبع عالی کی توصیف اتنا ناتمام رہجائے غرض کہ اس
ہیچمدان خاکپاے نازک خیالان کی کیا مجال ہی کہ ممدوح والاشان کی جو مجمع اوصاف اور منبع جود و اخلاق
ہین مدحت سرائی کا دم بھر سکے بہرحال خاموشی از ثنای تو حد ثنای تو دعای تزائد اقبال تضاعف حشمت
و اجلال پر عنان خامہ مدحت ختامہ کو روک لے اور گرم خیز وادی قصہ خوانی ہو یعنے اصل مقصد
کیطرف رجوع کرے۔

ناظرین باتمکین واقف ہونگے کہ دفتر صندلی نامہ اس مقام پر اختتام پذیر ہوا ہی کہ آنا نسیم کا اور خبر دینا
لاہوت کو کہ عروج بن بروج بن عوج بن عنق واسطی مدد خداوند کے آتا ہی یعنے نسیم آکر خبر دیتا ہی کہ اسوقت مین
شاہ کیکاؤس کے پاس سے آتا تھا کہ کیکاؤس مع عروج خان مسبوق الذکر آپکی مدد کے لیے آتا ہی اور
کل کیفیت اسکے تزک و احتشام اور کثرت فوج و سپاہ کی بیان کی یہ حال سنکر لاہوت کا بہت خوش ہونا
اور طبل شادمانی پر چوب دلوانا اور جاسوسان لشکر اسلام کا خبر ین لیکر امیر ثانی کی خدمت مین ان اخبار کو عرض کرنا

دیا

واضح ہو کہ لاہوتک غول جسکا ذکر صندلی نامہ مین کیا گیا ہی پشتہ زر لقا سے بھاگ کے طلسم تاریخ کی جانب بصلاح جمشید جابلقا جاتا ہی اور یہان صاحبقران ثانی کا ذکر ہوتا ہی۔

آغاز داستان حیرت بیان شہریار باوقار شہزادہ نامدار امیر کبیر جہانبانی یعنی حمزہ ثانی کے ذکر مین اور احوال طلسم تاریخ کا

یہ روشن ہی چراغ عاشقی ایک ماہ پیکر کا
کھلا ہی نام آئینہ سے نے روشن کیا سکندر کا
توکل پیشہ کو حاصل ہی لذت خوان غیبی سے
غرض کیا ہوتا ہی اندیون طوطی کبوتر کا
اٹھا دن کس طرح کوہ غم جانکاہ فرقت کو
نظر مین میکشون کے جام ہی سر ساغر کا
خط جانان کے غم مین ہوگیا تھا لبسکہ کاہشد
فلک پر نور کب ہوتا ہی خورشید منور کا

کہ جسکو خوف باران کا نہ ڈر ہی ! دہر صرصر کا
تماشا چاندنی کا کس طرح وہ مہوش دیکھے
شکر سے طفل کو شیرین سوا ہی شیر مادر کا
فنا کے بعد بھی باتا فقیری کار ہی باقی
کہان سے ای صنم کوئی کا بیجہ لاے پتھر کا
کہین حاصل ہوئی ہی آج تک فیض ذوی الاساتذہ
اٹھایا دوش پر ... نے لاشہ جسم لاغر کا
زہے فخر نوای ہندی شمار ... کو بس

جہان مین صحبت اہل صفا ہی موجب شہرت
گران ہو بوجھ جس نار کی بن پر مہ کی چادر کا
پئے ارسال خط بھرتے ہین عشاق ...
مریدون کو کفن درکار ہی مرشد کے بستر کا
صراحی بے تری خالی پڑی ہی بزم مین ساقی
زمانہ مین بنایا کس نے تکیہ تیرے پیکر کا
سدا اہل زمین کو فیض ہی روشن جالون سے
کیا ہی فیصلہ جس شیر نے باز و کبوتر کا

راویان روایات حیرت انگیز و حاکیان حکایات تعجب خیز احوال خیر مآل خلاصہ دودمان صاحبقرانی یعنی حمزہ ثانی مع پانچ ہزار پانسو پچپن سرداران دلاور و پہلوانان نامور دربار گہربار مین جلوہ فرما ہین یہ سب سرداران نامدار و پہلوانان جرار اپنے اپنے مرتبہ کے لایق جا بجا بیٹھے ہین کہ حمزہ ثانی نے ارشاد کیا ای حاضرین ایک مرتبہ مین نے قبلہ دوجہان حمزہ صاحبقران کے زبان معجز بیان سے سنا تھا کہ آیندہ ایک زمانہ مین ایک شخص جانشین حمزہ ثانی ہوگا اور وہی طلسم تاریخ پر از آلام و رنج کو فتح کریگا آیا تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس مہم کو سر کرے میرے دل مین گھر کرے۔ ابھی یہ کلام تمام نہین ہوا تھا کہ رستم ثانی آمادہ جانفشانی ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھ کے دست ادب بستہ سامنے اس شہریار بادیہ کے آیا کلمات دعائیہ زبان پر لایا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس کام کو انجام دے شاید ان برگزیدہ کردگار صاحبقران روزگار نے اس ذرہ بیمقدار کی خبر دی ہو فتاحی طلسم تاریخ کی میرے نام مقرر کردی ہو حمزہ ثانی نے فرمایا پھر دیر کیا ہی اقدام کرو۔ رستم ثانی نے مجرا کیا اور بعجلت تمام سفر کا سامان درست کیا اور رخصت ہوکے روانہ ہوا بعد قطع مراحل اور طی منازل کے دربند طلسم پر پہونچ کے دلیرانہ داخل طلسم ہوا اور مفقود الخبر ہوگیا تین روز کے بعد حمزہ ثانی نے خواجہ سیاوش اور خواجہ بزرگ امید اور دلاگر و علقمہ اسطرلابی و حکیم افلاطون زمان کو طلب فرمایا حسب الامر یہ سب حاضر ہوکے مجراگاہ سے آداب بجالائے حکم بیٹھنے کا صادر ہوا اپنے اپنے مرتبہ کے موافق مقامات مقررہ پر متمکن ہوے حمزہ ثانی نے فرمایا کہ رستم واسطے فتح کرنے طلسم تاریخ کے گیا ہی۔ آپ حضرات از روے رمل آیندہ کا حال استخراج کرین کہ اُنکے حق مین کیا ہونا ہی ہر ایک نے اپنی انگلیون پر سبع سیارہ یعنی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل کو شمار کیا پھر قرعہ پھینک کے زائچہ کیا اور متفق اللفظ اس طرح گویا ہوے کہ ای شاہ والا جاہ رستم مدد کا طالب ہی حمزہ ثانی نے جانب دست چپ نظر کی اور فرمایا کہ کسکو دعوا ہے جان فشانی ہی کہ رستم کی مدد کو جاوے یہ سنکے قاسم اُٹھ کھڑا ہوا اور خدمت والا میں التماس عرض پیرا ہوا کہ یہ کام غلام سے متعلق ہی حمزہ ثانی نے بخوشی تمام رخصت کیا یہ بھی مثل رستم ثانی کے مصائب سفر اُٹھاتے گئے بخوف و خطر داخل طلسم ہوا اور کچھ خبر نیک و بد اسکی بھی نہ معلوم ہوئی بعد چند روز کے پھر حمزہ ثانی نے خواجہ زادون کو طلب فرمایا اور کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ یہ بھی خواہان

استعانت ہین حمزہ ثانی نے فرمایا کہ کون مدد کو جانے کا خواستگار ہی۔ قمہور فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور پایہ تخت کو بوسہ دیکے اس طرح عرض رسا ہوا کہ ؎ الٰہی تا جہان باشد تو باشی ؛ اس خادم کی مدت سے آرزو ہی کہ کسی طرح طلسم نارنج کی سیر کرے اگر حکم والا نافذ ہو تو ابھی جانے کو موجود ہی حمزہ ثانی نے اسے بھی رخصت کیا غرض یہ بھی مثل رستم و قاسم کے داخل طلسم ہوا خلاصہ یہ کہ اسی طرح تمام سرداران دست چپ یکے بعد دیگرے گئے اور طلسم مین پہونچ سکے محصور ہو گئے۔ پھر بادشاہ نے خواجہ زادون کو طلب کیا اور کیفیت کا استفسار چاہا خواجہ زادون نے بالاتفاق دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار وہ سب مدد کے خواہان ہین اب بادشاہ نے دست راست کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ کہو اب تم سے بھی کوئی ایسا ہی کہ ان سب مفقود الخبرون کی مدد کے واسطے جاوے اس مرتبہ بدیع الزمان والاخان فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار ابکی میری باری ہی مین جاؤنگا اور حکم والا کو بسر و چشم بجا لاؤنگا بادشاہ نے فرمایا خدا حافظ و ناصر خلاصہ یہ کہ یہ بھی مثل سرداران دست چپ کے بادیہ گردی و صحرا نوردی کا تعب اٹھا کے طلسم مین داخل ہوگئے اور انکی بھی مطلق خبر نہ معلوم ہوئی۔ پھر خواجہ زادے بلائے گئے اور استفسار حال کیا گیا۔ خواجہ زادون نے پھر اسیطرح خواستگاری مدد کا حال بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ اسقدر مدد تو جا چکی ہی۔ انہون نے کہا ہان ابھی اور بھی مدد درکار ہی قاعدہ سے جیسا ظاہر ہوا عرض کیا گیا حتی کہ تمام سرداران دست راست مثل نور الدہر اور طہماسپ اور ستندر و سعید طوقی وغیرہ بھی یکے بعد دیگرے داخل طلسم ہوکے مفقود الخبر ہوگئے پھر حمزہ ثانی نے خواجہ زادون سے رفتگان طلسم نارنج کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ فاتح طلسم نارنج کا کون ہی خواجہ زادون نے سات ستارہ بالائے برج پر نظر کی اور قرعہ وغیرہ پھینک کے ازروے قواعد بتایا کہ دراصل فاتح طلسم نارنج کا شہزادہ بدیع الملک ہی اور وہی آپ کا جانشین ہی حمزہ ثانی نے خوش ہوکے کہا بہتر ہوا کہ یہ حال معلوم ہوگیا

بقیہ اس داستان کا دوسرے وقت پر ذکر کیا جاوے گا

اب دو کلمہ داستان مظالم شاہ کے معرض تحریر مین آتے ہین

ایک دن کی رات مین عجیب بات تھی آسمان سے کے گھٹے ہوے ستارون پر کوئی مہ جبین کی افشان بھری پیشانی سمجھ کے نظر دھوکا کھاتی تھی چودھوین رات کے چاند نے بھی عجیب طرح کا سماں دکھایا تھا بس قدرت خدا نظر آتی تھی مظالم شاہ چاندنی کی سیر دیکھنے بام قصر پر آیا ادھر ادھر پھرا چاہا بیٹھ جاؤن پھر خیال آیا کہ بیٹھنا کیسا آج کی رات ٹہل کر بسر کر و اسی خیال مین مبتلا تھا دفعتاً ایک مہر نوش کے قصر کی طرف سے آواز نغمہ و سرود گوش زد ہوئی۔ صندلی نامہ مین جسکا نام ملکہ مہر سیرین تحریر ہوا ہی القصہ اس صدا سے خوش آیند کو سنکے مظالم شاہ ملکہ مہر نوش کی جانب متوجہ ہوا یہ خیال کہ چند لمحہ محفل ملکہ مین دل بہلاؤن اور اپنی بیٹی کو بھی ایک نظر دیکھ آؤن۔ جب قصر مین پہونچ کے داخل مجلس عیش و نشاط ہوا دیکھا کہ گسندہ زنار زل بداختر پہلوے دختر مین بیٹھا ہی۔ اب تاب تحمل نہ رہی آتش غیرت کانون سینہ مین مشتعل ہوگئی ادھر مہر نوش نے جو اپنے باپ کو اس طرف آتے دیکھا سہم گئی اور مثل بید کانپنے لگی مظالم شاہ از سر تا پا غیظ و غضب مین تو تھا ہی شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے دوڑا ادھر شاہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا نہایت عجلت سے اٹھ کے عقاب وار اس زاغ ناہنجار سے لپٹ گیا اور چاہا کہ اٹھا کر دے مارون کہ پیوند زمین ہو جاوے مگر پھر خیال آیا کہ ملکہ مہر نوش کیا کہیگی آخر بدیع الملک نے مظالم شاہ کو آہستہ زمین پر رکھ دیا اور فرمایا کہ ای شخص تو باطمینان تمام مجلس عیش و عشرت مین بیٹھ اور چند جام مے لالہ فام بے خدشہ انجام نوش جان کر تو میری نسبت کسی اور طرح کا خیال اپنے دل مین نہ لانا یقین سمجھ کہ تیری بیٹی اس وقت تک بجنسہ سر بمہر ہی اور بے اجازت تیری اسکو اپنے اوپر حرام سمجھتا ہون

اطمینان رکھو یہ تقریر سُن کے مظالم شاہ کا غصہ کسی قدر کم ہوا بیٹھ گیا شاہزادہ نے تیز تگ عیار سے اشارہ کیا کہ اسے
شراب کے دو چار جام پلا تیز تگ عیار نے مظالم شاہ سے مخاطب ہو کے کہا اے شہریار یہ بیٹی کا مقدمہ ہی بٹھا نہین
رکھیگا ضرور ایک روز کسی سے منعقد کیجیے گا پھر تردد کس بات کا ہے آگاہ ہو جیے کہ ایسا شاہزادہ قمر طلعت عالی مرتبت کہین پائیگا
بالفرض زمین و آسمان کے قلابے بھی ملا دیئے کا ہر طرح مناسب و مصلحت یہ ہے کہ بسم اللہ کر اور اُس غنچہ نودمیدہ چمن
زیبائے کو اس گلبن شاخسار رعنائی کے ساتھ پیوند کر دے اور تو بھی گلہائے باغ اسلام سے دامن امید کو بھر اور
خارستان ضلالت سے باہر آ- مظالم شاہ کو اس بات کے سننے کی تاب کہان اُسنے بنظر غیظ و غضب تیز تگ کو دیکھا تیز
عیار سمجھ گیا کہ مظالم شاہ برخاستہ خاطر ہو گیا کہا اے بادشاہ اگر میری گذارش آپکے مزاج کے خلاف ہے تو معاف کیجیے مجھسے
غلطی ہوئی اب مین کچھ نہ کہونگا انشاء اللہ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ آپ خود اپنی زبان سے اسلام پکارینگے اچھا اب
رقص و سرود سے دل کو محظوظ کیجیے - یہ کہا اور طنبورا اُٹھا کر سرائندگی مین مصروف ہوا دور جام شروع ہوا چند لمحہ تک
یہی کیفیت رہی جب تمام اہل محفل کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اور جھومنے لگے شاہزادہ بدیع الملک نے
موقع پا کا چند کلمہ وحدانیت خداے سبحانہ تعالیٰ مین بکمال فصاحت و سلاست بیان کیے تمام اہل مجلس عالم وجد مین جھومے
اور خوش ہوے مظالم شاہ نے کہا کہ یہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اسکے قبول کرنے مین تو مجھکو بھی کچھ عذر نہین ہے لیکن
میرا قبول کرنا ایک شرط سے مشروط ہے اور وہ شرط سن تو قریب اس شہر کے ایک درہ ہے اسمین سے ایک شیر
نکلتا ہے تمام بدن کے بال اُس شیر کے سفید مین لیکن اُس شیر کی دم مرصع بمروارید ہے جو کوئی شخص اُس سے جو کچھ طلب کرتا ہے
وہ شیر فوراً منہ سے اُگل دیتا ہے اور اس شیر مین یہ بھی صفت ہے کہ جو کوئی اُس سے دعا مانگتا ہے فوراً اُسکی دعا قبول ہو جاتی
ہے اور مدعاے دلی بر آتا ہے اُس درہ مین جانا تو چندان وقت طلب امر نہین ہے ہر شخص جا سکتا ہے ہان مشکل یہ ہے کہ جو کوئی
درہ مین جاتا ہے پھر واپس نہین آتا - اگر تو اُس درہ مین جاے اور اندرون درہ کے حالات دریافت کرے اور مجھسے
آکے بیان کر دے تو پھر مجھکو کوئی عذر اسلام قبول کرنے مین نہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ہان مین اس
شرط کے پورا کرنے کو مستعد ہون ضرور داخل درہ ہونگا اور وہان کے حالات سے اطلاع دونگا تیز تگ انگشت
بدندان ہوا اور کہا زنہار ایسا خیال بھی دل مین نہ لانا وہ درہ محض درہ نہین ہے بلکہ دروازہ طلسم ہے یہ نابکار آپ کو دھوکا
دیتا ہے اور دیدہ و دانستہ بلا مین مبتلا کرنا چاہتا ہے مصرع پیش از وقوع واقعہ در فکر خویش باش بدیع الملک ہنسا
اور کہا اے تیز تگ کبھی وہ شخص دھوکا نہین اٹھاتا جو راہ راست پر جاتا ہے اگر کسی مہم کے سر ہو جانے سے اسلام مین ترقی
ہوتی ہو کس طرح مہم کے سر ہونے مین پہلوتہی کی جاوے اے تیز تگ تو خاطر جمع رکھ انشاء اللہ المستعان مین ضرور اس طلسم کو
توڑونگا اور اس گمگشتہ کو ہرگز راہ ضلالت مین نہ چھوڑونگا یہ کہکر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور لباس و اسلحہ نو سے تن کو آراستہ
کیا اور چست کر کے مظالم شاہ کے روبرو آیا اور بطریق اسلام سلام کر کے کہا ہان مین اُس درہ مین جانے کو موجود ہون
کوئی شخص میرے ہمراہ کر دے تاکہ وہ مجھے اُس درہ کو دکھا دے اور میرے جانے کے بعد مجھے یہ خوف ہے تو میرے
ہم مذہبون پر شدت کریگا مظالم شاہ نے کہا کیا مجال جو کچھ زبان سے بھی کہون بدیع الملک نے کہا اگر خلاف اسکے
کریگا تو یقین جانتا کہ تیری نسل سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا مظالم شاہ نے کہا صاف صاف تو یہ بات ہے اور اسے
پختہ وعدہ سمجھو کہ چھ مہینہ تک ان لوگون سے کچھ نہ بولونگا بلکہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آؤنگا ہان بعد
گذرنے چھ مہینہ کے مجھکو اختیار ہے جس طرح چاہونگا پیش آؤنگا شاہزادہ نے کہا ہان مجھکو بھی یہ منظور ہے اور وہ شجاعت
مجسم سوار ہو کے مع راہبر قریب درہ پہونچا اور پھر مسلمانون کی سفارش کر کے داخل درہ ہوا مظالم شاہ واپس ہو کے

اپنے شہر مین آیا چندروز کے بعد اسکا بیٹا زال نامی شکار سے واپس آیا اور اپنے باپ سے پوچھا کہ مین نے سنا ہی
کہ میرا بھائی زلازل میرے دیکھنے کو آیا ہی پھر وہ کہان ہی آسکے دیکھنے کا مین بہت مشتاق ہون مظالم شاہ آبدیدہ ہوا
اور کہا ای فرزند شاید تجھ کو نہین خبر ہی کہ بیان کیا واقعہ گذرا بدیع الملک نام حمزہ کا پوتا اس شہر مین آنکلا زلازل اسکے
مقابل ہوا بعد ردوبدل بدیع الملک نے اسکا سر کاٹ لیا اور اس بات کے واسطے مستور ہو گیا کہ تمام شہر مسلمان ہو جائے
ورنہ سبکو تہ تیغ کرنا چاہا مین نے نہایت مضطر و پریشان ہو کے بہزار مکر و فریب اسی طلسم مین ڈال دیا زال اپنے
باپ کی زبانی اس حال کو سن کے خاموش ہو رہا اور محل مین جانے کے واسطے سوار ہوا اثنائے راہ مین قارن نے
آکے مجرا کیا اور کہا شہریار غضب ہو گیا تمام عزت خاک مین مل گئی جس خدا پرست کی تعریف آپ کے پدر بزرگوار کرتے تھے
اُسکے ہاتھون وہ ہتک ہوئی ہی کہ بس کیا کہون آپ موجود ہی نہ تھے اگر آپ بھی موجود ہوتے تو لڑتے جو نصیب ہوتا
نوبت بجان پہونچتی ارے شہریار غضب کو سنو تو اس مجہول النسب نے ناموس سلطانی تک کی پردہ دری کی اور اب
کیا کہون کہنے سننے بات برائی ہوتی ہی مگر واقعی بات کیونکہ نہ کہی جاوے اور کان تو کیا ذکر خود آپ کے پدر والا گہر نے
دیدہ و دانستہ نقاب تغافل منہ پر ڈالی ہی زال نے جواس واقعہ کا حال سنا غیظ مین آلودہ ہو کے مارے غم بید کی طرح
پیچ و تاب کھایا اور کہا کچھ مفصل تو بیان کر یہ تو نے ایک مبہم بات کہدی قارن نے تمام کیفیت بدیع الملک کے
آنے کی اور شہزادے کو گرفتار کرنے کی اور اسکا زخمی ہونا اور بہ ملکہ مہر نوش کے ساتھ ہمنوشی تک کا حال حرف بحرف
بیان کیا زال کو اور بھی زیادہ طیش آیا ایک ایک فقرہ نے آتش غضب کو بھڑکایا منہ لال ہوا عجب حال ہوا اور تو کچھ
نہ بن آیا تلوار کو تولتا ہوا حرم سرا کی طرف چلا اس ارادہ سے کہ آج ملکہ مہر نوش کو ضرور ہلاک کرونگا خبر مظالم شاہ
کو پہونچی بہت گھبرایا آخر بعجلت تمام اپنے تئین زال کے پاس پہونچایا بہت کچھ سمجھایا اسنے کچھ نہ مانا باپ کو مہل جانا اور
کہا ای پدر بزرگوار اس گیسو بریدہ کا مرنا ہزار درجہ جینے سے بہتر و افضل ہی اسنے تمام خاندان کی ناک کٹوائی یہ کیا
اُسکے دل مین سمائی افسوس ارے بے حیا اتنا نہ خیال آیا کہ ایک شخص مجہول النسب جو خدا سے نادیدہ کو اپنا معبود
سمجھے اور ہم اس سے گرم صحبت ہوے ہین اول تو دین برباد ہوتا ہی کوئی بھی اس طرح دیدہ و دانستہ اپنی آبرو کھوتا ہی
دوسرے شیشہ عصمت و عفت سنگ ملامت سے چکنا چور ہو گا تمام عالم مین یہ مشہور ہو گا کہ مہر نوش نے ایک مسافر سے
آشنائی کی باپ اور بھائی کی ناک کٹوائی جب اسنے ہم چشمون مین میری آنکھ نیچی ہونے کا سامان کیا تو مین کب اسے زندہ
چھوڑونگا آپ اس مقدمہ مین مطلق دخل نہ دین اس بارہ مین سمجھانا بجھانا اور غصہ دلانا ہی قسم ہی آپ کے حقوق کی مین
ہرگز نہ مانونگا اگر دق کیجیگا تو مین آپ کو اپنا دشمن جانونگا خود اپنے ہاتھ سے خنجر مار لونگا ابھی جان دیدونگا مظالم شاہ
مجبور ہوا لیکن دل بہت ناصبور ہوا ناچار خاموش ہو رہا یہ واقعہ ملکہ کے گوش زد ہوا کہ زال بہ ارادہ قتل آپ کے آتا ہی
یہ سنتے ہی اُس صنم کو غیظ آیا جسم نازنین مثل بید تھرایا عارض رنگین جو رشک یاسمن تھے غیرت وہ لالہ ہوے دل و جگر
سینہ مین تہ و بالا ہوے غلامون کو حکم دیا کہ سب مسلح ہو کے جاوین زال کو راہ مین روکین دلیرانہ ٹوکین خبردار
یہانتک نہ آنے پاے جاہے سبکی جان جاے پھر کنیزون کی جانب خطاب کیا کہ ہان تم بھی مردانہ لباس مین جاؤ اور
زال کے روکنے مین شریک ہو غرض کہ سب کنیزین دایہ سمیت بہ لباس مردانہ ہمراہ تیز تک نقب کی راہ سے
نکلکر روانہ ہوئین یہان زال حرم مین پہونچا ملکہ کو نہ پایا لوگون سے استفسار کیا معلوم ہوا کہ وہ خدا پرست کے ہمراہ
درہ شیران کی طرف گئی ہی زال بھی تعاقب مین روانہ ہوا ابھی ملکہ دامن درہ شیران تک پہونچی تھی کہ یہ بھی تعاقب
مین پہونچا ملکہ کو اور کوئی تدبیر نہ بن آئی مع تمام اپنے ہمراہیون کے درہ مین در آئی زال نے جو دیکھا کہ ملکہ درہ کے اندر

پہنچی

اسنے بھی ارادہ کیا کہ درہ مین داخل ہون مظالم شاہ دوڑ کے لپٹ گیا اور کہا ای فرزند اب اس ارادہ سے
تو باز آ کیونکہ اس درہ کے اندر سے ملکہ مہر نوش زندہ واپس نہ آئیگی پھر تو خواہ مخواہ اپنی جان کیون ضایع
کرتا ہی کیا تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اس درہ کے اندر جو داخل ہوا پھر وہ واپس نہ آیا اب تو یہ بجای خود
سمجھ لے کہ ہم نے گویا اُسے مار ڈالا زال نے اپنے باپ کے کہنے کی طرف کچھ اعتنا نہ کی اور بلا تکلف
درہ کے اندر داخل ہو گیا مظالم شاہ بغور و فکر بسیار سمجھا کہ یہ آگ قارن ملعون نے لگائی ہی اسکو قتل کرنا چاہیے
برین خیال اُسکو اپنے قریب بلایا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قارن مظالم شاہ کے اس ارادہ سے آگاہ ہو گیا جان
کے خوف سے یہ بھی درہ مین بھاگا مظالم شاہ متاسف ہو کے رہگیا اب قصد کیا کہ اپنے شہر مین آئے اثنای
راہ مین دیکھا دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہی چند لمحہ تک حیرت سے اُس گرد کو دیکھتا رہا یکایک دامن
گرد چاک ہوا اور ایک جوان خوش رو دوڑا ہوا چلا آتا ہی جب قریب پہونچا مظالم شاہ سے پوچھا کہ یہ مقام کونسا
ہی اور اس مقام کا کیا نام ہی اور یہ جو تم اداس معلوم ہوتے ہو اسکا کیا سبب ہی کچھ تو بیان کرو مظالم شاہ نے
کہا ای جوان آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اور پریشانی کو جو تو پوچھتا ہی تو اسکا سبب یہ ہی کہ مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون
جو ملک یہان سے بہت قریب ہی چنانچہ میرے ملک مین حمزہ کا پوتا بدیع الملک نام آیا مین نے اُسے گرفتار
کیا لیکن میری ایک بیٹی ملکہ مہر نوش نام اُسپر فریفتہ ہو گئی اور عیار سے چرا منگایا مین نے ایک روز اُس ناشدنی
کی محفل مین بدیع الملک کو دیکھا اور قصد اُسکے ہلاک کرنے کا کیا کیا کہون کہ کیسا وہ مضبوط و زبردست ہی مجھے
اُسنے پکڑ لیا لیکن میرے ہلاک کرنے سے باز رہا بلکہ بمدارا و خاطرداری پیش آیا اور مجھے کہا کہ خدای نادیدہ کی پرستش
کر مین اس شرط پر مسلمان ہونے کو راضی ہوا کہ اگر تو طلسم شیران کو فتح کرے چنانچہ وہ اس شرط پر راضی ہو گیا اور طلسم مین
داخل ہو گیا اب سنو کہ میرا ایک بیٹا زال نامے شکار کو گیا تھا جب شکار سے واپس آیا تمام قصۂ گذشتہ اُسکے
گوش زد ہوا جس سے اُسکو بہت غصہ آیا اور اپنی بہن ملکہ مہر نوش کے قتل پر آمادہ ہو گیا ملکہ بھی جان کے خوف سے
یاد شاہزادہ کی اُلفت مین داخل طلسم ہوئی زال بھی اُسکے تعاقب مین گرفتار طلسم ہو گیا پس یہ سبب ہی میری اسقدر پریشانی کا
واضح ہو کہ یہ جوان وہی عیار ہی جس کو حمزہ ثانی نے واسطے تلاش شاہزادہ بدیع الملک کے بھیجا تھا نام اُس عیار کا
شاپور ہی پھر اُس جوان نے پوچھا کہ اس واقعہ کو کس قدر عرصہ گذرا علی الخصوص شاہزادہ کو داخل طلسم ہوے
کتنا عرصہ ہوا مظالم شاہ نے کہا تین دن کا واقعہ ہی شاپور بیتابانہ طلسم مین چلا گیا کیونکہ اپنے آقا کی مفارقت مین بہت بیقرار تھا
اب اس حال کو یہین چھوڑا اور حال شاہزادہ کا بیان کیا جاتا ہی تین روز کے بعد ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا وہان ایک
غار نظر آیا جو نہایت عمیق تھا شاہزادہ اُس غار کے کنارہ پر استادہ ہو کے محو تماشا ہوا یکایک ایک شخص مسن سفید ریش
پہاڑ پر سے اُترا اور شاہزادہ سے بطریق اسلام سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو اور یہ کونسا
مقام ہی وہ مرد مسن متبسم ہوا اور کہا کہ مرد مسلمان ہون اور یہ مقام طلسم شیران کے نام سے مشہور ہی حضرت سلیمان علی نبینا
وعلیہ السلام نے اس طلسم کو تیار کیا ہی یہ حال تو مجھ سے تم نے سنا اب بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس طرح اس بلا مین
مبتلا ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے جواب دیا کہ ای شخص تو حال پوچھتا ہی اور یہان گرسنگی ہلاک کیے ڈالتی ہی
پہلے کچھ کھانے پینے کی سبیل ہونا چاہیے بعدہ اگر پوچھا جاے تو بیان کر سکتا ہون ابھی مجھ مین تاب بات کرنے کی
نہین وہ مرد ضعیف چلا گیا اور ایک گردہ نان اور کباب پیش کیے شاہزادہ نے اُسے نوش فرمایا بمجرد تناول کے
بیہوشی طاری ہوئی بعد چند ساعت کے ہوش آیا دیکھا انواع اقسام کے کھانے پینے کی چیزین دھری ہین

اور ایک گرز زن وہ چابک وچست مثل برق خرام ہی اپنے پاؤن کو جو خیال کیا بالکل بیکار پایا دریائے تردد کا
آشنا ہوا کہ خداوندا یہ کیا سامان پیش نظر ہی اس اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک نازنین مع اپنی دایہ اور کنیزون کے
چلی آتی ہی جو خدمتی کہ خدمت پر مامور تھے اُنھون نے ملکہ کو لاکر پہلو مین شاہزادہ کے بٹھایا شاہزادہ نہایت متعجب
ہوا اور پوچھا تم ایسی نازنین یہان کیونکر آئین کیا سبب ہی کون ایسا شخص تھا جسنے تمکو اس بلا مین مبتلا کیا ملکہ
نے اپنے بھائی کا شکار سے آنا اور باپ سے زلازل کا حال پوچھنا باپ کا واقعہ کو بیان کرنا پھر قارن سے
مفصل حال سنکر آمادہ قتل ہو کے حرم کی طرف آنا خود سنکر بخوف جان نقب کی راہ سے بھاگنا کب درہ زال کا پہونچنا اپنا مع ہمراہیون کے درہ کے
اندر چلا آنا بیان کیا اور کہا یقین ہی کہ وہ بھی قریب تر پہونچے ہنوز یہ ذکر تمامی کو نہین پہونچا تھا کہ سامنے سے زال بھی نمودار ہوا جیسے ہی شاہزادہ
پر زال کی نظر پڑی دیکھا ایک جوان خوش رو وشیرین ہو فر شاہی چہرہ سے نمایان عظمت وشان ہر ایک طرح سے عیان جس سے ایک طرح کی محبت
زال کے دل مین پیدا ہوگئی شاہزادہ نے جو زال کی صورت دیکھی ملکہ سے کہا تمھارا بھائی ایک جوان صالح اور جری معلوم ہوتا ہی انشاء اللہ
اسے دائرہ اسلام مین لاتا ہون لیکن جیسے ہی زال کی نظر تیز تنگ پر پڑی بہ آواز مہیب پکارا کہ او مفسد کہان جاتا ہی یہ تمام فساد تیری
ذات سے پیدا ہوا ہی اگر تجھے قتل نکیا تو مین مرد نہین تیز تنگ نے جواب دیا کہ مجھے تجھسے کچھ خوف نہین ہی میرا آقا
سلامت ہی تو کسکی مجال ہی کہ مجھکو نظر تیز سے دیکھ سکے یقین ہی کہ اگر کوئی شخص میری خصومت دل مین رکھے
خود ہی سزا کو پہونچ جاے پھر مین اپنی حفاظت کیون کرون اور اب خاموش ہوا اور کوئی کلمہ خلاف
زبان سے نکالا تو میرا آقا سزا دیگا اور سزا بھی وہ جو مدت العمر یاد رہے زال کو یہ گفتگو تیز تنگ کی بہت ناگوار معلوم ہوئی
مگر چونکہ خاصہ اُس مقام کا یہ تھا کہ جو وہان پہونچا اُسکے پاؤن بیکار ہوگئے اس سبب سے مجبور تھا جو لغویات اور بیہودہ بات
واسطے شاہزادہ کے چنے ہوے تھے اُنمین سے ایک سیب اُٹھاکر تیز تنگ عیار کی پیشانی پر مارا جو خدام اور غلام
وغیرہ موجود تھے دوڑ پڑے اور زال کا ہاتھ پکڑ لیا اور بہت کچھ سخت وسست کہا لیکن اُسکے سر جو قابو مین نہ تھے
اور بالکل بیکار ہوگئے تھے بدین وجہ کچھ نہ بنا سکا جب تیز تنگ نے قارن ملعون کو دیکھا کہا کہ او سگ ناپاک
یہ مجھکو خبر نہ تھی کہ تو بھی یہان موجود ہی قارن نے کہا ای تیز تنگ تو اسقدر بے باکانہ بدزبانی کیون کرتا ہی تجھکو اپنی جان کا
کچھ خوف وخیال نہین ہی تیز تنگ نے کہا او گیدی یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی پہلے تو یہ بیان کر کہ تو میرا
کیا بنا سکتا ہی مین تو کسی کو ایسا نہین دیکھتا کہ جو تجھے کسی طرح کے گزند پہونچا سکے گا تیرے آقا نے مجھے ایک سیب
کھینچ کے مارا مجھے مطلق آسیب نہین پہونچا پھر تو کس مزبلہ کا سگ مردار خوار ہی زال نے غصہ سے اور زیادہ تاؤ پیچ کھایا آخر
قاب مین سے ہاتھ بڑھا کے ایک بہی اُٹھائی اور تیز تنگ کے سینہ کی طرف پھینکی تمام ملازم جس طرح پہلے مرتبہ زال سے
پیش آئے تھے اوسیطرح پھر اُسے لعنت ملامت کی اس عرصہ مین شہزادہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ شاپور کو لیے ہوے
آئے اُسنے بدیع الملک کو سلام کیا شہزادہ بدیع الملک نے نہایت کشادہ پیشانی سے جواب سلام دیا اور کہا بھائی جان
کیا خبر ہی شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار جس روز سے حضور نے کنگرہ ملعون کے ہاتھ سے زخم کھایا اور مرکب حضور کو
باہر لے آیا غلام بھی تعاقب مین باہر آیا پھر ایک بار اردوے معلے مین گیا وہان دیکھا کہ اخضر جادو با ساحران سیہ رو جنگجو
آمادہ مبارزت موجود ہی مقابلہ ہوا اور بیشتر جانبین طرفین کی ضایع ہوئین عفریتان نابکار رو گردان غدار کو بضرب
شمشیر آبدار ہلاک کیا دو مرتبہ ورفرج نام ایک کافر سیہ فام مقابلہ مین آیا جان نثار نے اُس کا کام تمام کیا جب معلوم ہوا
کہ حضور تشریف لے گئے ہین یہ ذرہ بیمقدار بھی ہواے جان نثاری مین کشان کشان یہانتک پہونچا عرصہ ہوا کہ وہان کی خبر
مطلق نہین معلوم ہوئی کہ اب وہان کا کیا رنگ ہی شاہزادہ نے دست شفقت اُسکے سر پر رکھا اور بہت مہربانی اور

دلدہی

دلداری سے پیش آیا القصہ سات روز گذر گئے جب آٹھوان روز آیا کچھ لوگ آئے اور شاہزادہ کو مع ہمراہیون کے
اور زال اور قارن کو بھی ہمراہ اپنے لے گئے ایک مقام پر شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک شیر سفید ہی نہایت تناور اور توانا
زیر درخت تنہ درخت سے پشت لگائے بیٹھا ہی اور اُسکے برابر ایک کرسی مرصع پر ایک شخص ضعیف و نحیف جس نے
کہ لب غار شاہزادہ کو روٹی کھلائی تھی بیٹھا ہوا ہی شیر نے اُس سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ اے افسون کچھ تحقیق ہی کہ یہ سب
کون لوگ ہین اور کہان کے رہنے والے ہین افسون نے جواب دیا کہ یہ جوان خوش رو قوی بازو حمزہ کا پوتا
بدیع الملک نام ہی اور یہ جو دوسرا جوان ہی یہ مظالم شاہ کا بیٹا زال نام ہی اور یہ عورت اس زال کی بہن ہی اسیطرح
سبکے پتے دیئے بعد اسکے ہر ایک کا دین و آئین بیان کیا شیر نے کہا نہین صاحب مجھکو کسی کے دین و آئین سے کچھ غرض
نہین ہی اور ان سب سے خطاب کیا کہ اگر تم لوگ اپنی زندگی چاہتے ہو اور طلسم کی سیر بھی مطلوب ہی تو جادہ محنت
کو نہ چھوڑو اغذیہ لطیف تمہارے واسطے ہم عنایت کرینگے اور اگر تمکو یہ منظور نہین ہی تو اپنی جان سے ہاتھ
دھو لو اور جیتے جی اپنے تئین رو لو کیونکہ ہر چند جد و جہد عمل مین لاؤ گے اور ہاتھ پاؤن مارو گے مگر چاہیے کہ اس
طلسم سے نجات ملے تو بضرور اس طلسم مین سڑ سڑ کے مر جاؤ گے بیرون طلسم جانے کی بارہ پاؤ گے بدیع الملک نے
کہا پھر کیا کرنا چاہیے بادشاہ طلسم نے جواب دیا کہ اس پہاڑ پر ایک باغ ہی جس مین بیشتر کنوین اور حوض خالی ہین تم
سبکو چاہیے کہ کنوون سے پانی نکالو اور حوض مین بھرو جب حوض لبالب ہو جاوین اس وقت تمام باغ مین
آب پاشی کرو اس محنت کا عوض یہ ہی کہ جان سلامت بچیگی اور کھانے کو بھی مل جاویگا اور اُسکے ضمن مین سیر باغ بھی ہو جائیگی
جتو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہی بندھا خوب مار کھاتا ہی چونکہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا بخوف جان سب نے اس
محنت کو منظور کیا تا اینکہ باغ مین سب آئے اور پانی کنوون سے کھینچنے مین مصروف ہوئے جب حوض لبریز ہو گئے
پھر درختون مین پانی دینا شروع کیا اور زمین پر بھی چھڑکا شام ہو گئی سب نے ارادہ کیا کہ یہین تمام رات بسر کرین
قدرت خدا کو دو تین نگہبان باغ آئے اور کہا کہ رات کو یہان قیام کا حکم نہین ہی سب نے کہا پھر کہان جائین ہمکو
اور کوئی جگہ بتاؤ اُن نگہبانون نے جگہ بتائی وہان ان سب نے قیام کیا مگر اُس مقام مین دیکھا کہ شمار مین جسقدر آدمی
ہین اُسیقدر کھانا بھی وہان موجود ہی سب بھوکے تھے کھانا کھایا شہزادہ نے رزاق مطلق کا شکر ادا کیا چونکہ محنت
کرنے کر نے بہت تھک گئے تھے کھانے سے فارغ ہوتے ہی نیند نے غلبہ کیا بے خبر سو گئے علی الصباح شاہزادہ
بیدار ہوا نماز صبح پڑھی پھر سب یکے بعد دیگرے بیدار ہوئے اور حسب دستور باغ مین آ کے آب کشی اور آب پاشی
مین مصروف ہوئے اسی محنت مین ایک مدت بسر ہوئی جو شاہزادہ کے واسطے کھانا لاتا تھا اُس سے ایک روز شاہزادہ
نے پوچھا کہ کیا سبب ہی جو شب کو اس باغ مین قیام کی ممانعت ہی اُس نے کہا اے شہریار اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ جو شخص
اس طلسم کا بانی ہی اُسنے بذریعہ تحریر کتابون مین اس بات کی خبر دی ہی کہ جو شخص غیر اس باغ مین شب کو مقیم ہوگا وہی
اس طلسم کو درہم برہم کریگا یہی وجہ ہی کہ کسی غیر شخص کو اس باغ مین شب کو قیام کرنے کی ممانعت ہی یہ سُن کے شاہزادہ
نے بجائے خود اس بات کا یقین کر لیا کہ کسی طرح اس باغ مین شب باش ہونا چاہیے بلکہ پھر تو شاہزادہ کے اس
ارادہ سے مطلع ہو کے منع کیا بلکہ مجبور کیا یہ کہکے کہ ہرگز نہین جانا ہوگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر وقت و موقع
متلاشی رہا ایک روز ملکہ کو غافل پا کے اپنے مقام سے اُٹھا اور محافظون کی نظر بچا کے دروازہ باغ پر آیا اور
در باغ کی نظر سے پوشیدہ اندرون باغ داخل ہو گیا اُدھر محافظون کو جو شک معلوم ہوا سبکو شمار کیا شاہزادہ کو
نہ پایا سب سے پوچھا کہان ہی کسی نے کچھ جواب نہ دیا جب زیادہ اصرار کیا قارن نے کہا غالب گمان یہ ہی کہ

کہ شاہزادہ باغ مین ہوگا محافظون کو سخت تردد پیدا ہوا چتے کہ جانب باغ نہایت غضب مین آلودہ روانہ ہوے شاہزادہ
اس خیال مین تھا کہ اگر باغ مین شب بسر ہو جائیگی تو طلسم کی فتاحی میسر ہوگی پس سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک
گنبد مرتفع بنا ہوا ہی دربہاے شدادی وحلقہاے سلیمانی قفلہاے زر سرخ سے مزین ہین اور کوئی قفل شتر
کی ران سے کم نہین ہی اور ایک مرد پیر خوش وضع کو دیکھا کہ آگے گنبد کے بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا اُسنے
جواب سلام دیا اور کہا ای جوان مین اسوقت تجھکو یہان دیکھکے کمال حیرت مین مبتلا ہون آخر کچھ کہ تو کہ تو کون ہی
اور کیا سمجھکے تو شب باش ہوا ہی کیا تو اپنی جان سے بالکل بیزار ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین اس باغ مین اس وجہ
سے شب باش ہوا ہون کہ طلسم کو فتح کرون اور جس طرح ممکن ہوگا طلسم کو فتح کرونگا اُس بڈھے نے کہا اگر یہی ارادہ ہی
تو کوئی نشانی طلسم کشائی ہونا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ نشانی کیا ہی بڈھے نے کہا قفل طلسمی کو بزور بازو توڑے
شاہزادہ نے کہا صرف قیام کرنے کی حالت مین تو ایسا سخت اعتراض کیا گیا ہی اب اگر اس قفل پر زور کرون تو کسقدر تعرض
کیا جاویگا بڈھے نے کہا اگر قفل پر زور کروگے تو کچھ تعرض نہین کیا جاویگا بشرطیکہ قفل ٹوٹ جاوے شاہزادہ نے
اُس قفل پر دونون ہاتھون سے اسقدر زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اپنی جگہ سے متحرک ہوتا مگر اُس قفل نے کچھ بھی جنبش
نہ کی بڈھے نے کہا ای جوان کیا وجہ ہی کہ اسکو تو نہ توڑ سکا پھر تو کیون یہان آیا شاہزادہ نہایت منفعل ہوکے خاموش ہو رہا
اُس بڈھے نے تبسم ہوکے کہا خیر اب تو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہی بے مقصد حاصل ہوے چلے جانا کم ہمتی کی بات
ہی طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہی تو پورا کرنا چاہیے ہمت بلند دار اگر قفل نہین کھلا ہی نہ سہی اور کوئی فکر کر جا اور طرف کی
سیر کر میرا گمان یہ ہی کہ تو محفوظ نہین رہیگا آج نہین تو کل ضرور اپنی خودسری کی سزا پائیگا طلسم کشائی کا خیال آسان نہین
ہی شاہزادہ شرمندگی مین مبتلا چبوترہ سے نیچے اُترا پہلو مین ایک دروازہ دیکھا اُس دروازہ مین زر سرخ کا قفل لگا تھا
اور اُسپر لکھا تھا کون ہی جو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتا ہی یہان آوے اور اس قفل پر زور کرے جب یہ قفل ٹوٹ جاے دروازہ
کھول کر اندر داخل ہو وہان زمین کے نیچے تین قطعہ مکان پائیگا بدیع الملک اس عبارت قفل کو پڑھ کے نہایت
مسرور ہوا اور قفل کو گرفت مین لاکے بسم اللہ کہکے ایسا ایک زور کیا کہ قفل ٹوٹ گیا بس خوشی سے دل باغ باغ ہو گیا
دروازہ کھولا اندر دروازہ کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان ہی نہایت صاف وشفاف اور صحن مکان مین ایک حوض ہی
ہشت گوشہ مملو از آب صاف وخنک اور وسط حوض مین ایک ستون ہفت جوش بلند ومرتفع نصب ہی اور کنارہاے حوض پر
قدرہاے زر سرخ صناعان چابک دست ونازک خیال نے بنا کے بٹھادی ہین جنکی منقارون اور سوراخ ہاے بینی
وگوش سے تقاطر آب ہو رہا ہی بس اور کوئی شی نظر نہ آئی شاہزادہ کو حیرت ہوئی کہ اس جد وجہد سے یہانتک پہونچا
اور ایسا مختصر سامان نظر آیا یہ کیا رمز ہی آخر گھبرا کے ارادہ کیا کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے مُڑکے جو دیکھا تو جس دروازہ
سے آنا ہوا وہ غائب ہو گیا اور بھی مایوسی نے گھیرا یقین ہو گیا کہ اب یہان سے رہائی نہین ہوگی جب نہین تو اب
زندگی سے ہاتھ دھویا مع ہذا خیال آیا کہ نماز تو پڑھ لو اُسی حوض سے وضو کیا بہزار خضوع وخشوع نماز پڑھی بعد
فراغ نماز دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور بالحاح وزاری دعا مانگنا شروع کی کہ ای کس بیکسان وای حامی درماندگان
اگر میری قضا اسی مقام پر مقرر ہی تو کیا چارہ ہی لیکن تو وہ مسبب الاسباب وخالق مطلق ہی کہ جسوقت جو کچھ چاہے
وہی ہو جاے گدا بادشاہ ہو جاے اور بادشاہ فقیر ہو جاے تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مجھکو طول زندگی کی
ہوس نہین ہی البتہ طلسم کشائی کا آرزومند ہون ای برارندہ مرادات بجز تیرے کوئی فریادرس نہین میری امید پوری کر
ہنوز یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ بالاے سر سے آواز آئی کہ ای شاہزادے دامن صبر کو دست استقلال سے نہ چھوڑ دو

اور شیشہ امید کو سنگ مایوسی سے نہ توڑو شہزادہ نے متعجب ہو کے سر اُٹھا کے دیکھا ایک پیر سبز پوش کو بالائے
ہوا معلق پایا یعنی علاوہ عبا و قبا اور عمامہ کے عصا بھی ہاتھ مین سبز تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے فرزند مطمئن رہ یہ طلسم خاص
تیرے نام پر باندھا گیا ہے کچھ اندیشہ نہ کر بلا تکلف یہ ستون اُکھاڑ لے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیکن جو چار
پریزاد قید مین اُنکے کہنے سے خلاف ہرگز نہ کرنا اور آگاہ ہو کہ مین خضر ہون تیری راہ نمائی کے واسطے آیا ہون
یہ کہکر شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے شہزادہ بدیع الملک پھر خوش ہوا اور مطالب کے حاصل ہونے کی اُمید
ہوئی فوراً اُس حوض مین اُتر گیا اور اس ستون کو گرفت مین لاکے ایک زور جو کیا ستون اُکھڑ آیا ادھر ستون نکلا
اُدھر تمام حوض کا پانی خشک ہو گیا اب جو خیال کر کے دیکھا تو دیوار حوض مین غائب جانب شمال ایک دریچہ نظر آیا اُسکو
کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا ایک زینہ نہایت پاکیزہ تعمیر ہے شہزادہ زینہ سے نیچے اُترا ایک نقب بہت وسیع دیکھی
کہ سوار مع مرکب چلا جائے اور قریب قریب دریچیان سنگ یشب اور سنگ مرمر و یرباق و سماق وغیرہ کی صاف و شفاف
ہین شاہزادہ نقب مین داخل ہو کے ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دروازہ ملا جسکے دونون پٹ کھلے ہوئے ہین
شاہزادہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس دروازہ مین قدم رکھا عجیب سامان دیکھا کہ اندرون مکان چار تخت بچھے
ہوئے ہین اور ہر تخت پر ایک ایک پریزاد مسلسل و مطوق ہے شاہزادہ پہلے متعجب ہوا پھر سمجھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہے جو کچھ ہو گا
انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائے گا صاحب سلامت تو کرو تا اینکہ سلام کیا پریزادون نے جواب سلام دیا دیکھا ایک محبوب
سراپا ناز و انداز آفتاب تمثال حور خصال ہے کہ جسکے شعشعہ حسن و جمال سے تمام مکان منور ہو گیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے شخص تو
کون ہے اور کس آفت مین مبتلا ہو کر یہان تک پہونچا ہے خیر اب مین اس سوال کا بھی جواب نہین چاہتی کیونکہ دیر ہو گی
اور دیر ہونے مین ضرر ہے تو جلد یہان سے چلا جا ورنہ ہلاک ہو جائیگا یہ مقام جبّار دیو کا ہے اگر وہ تجھے دیکھ لیگا تو ہرگز
زندہ نہین رکھیگا شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ مین یہان خاص جبّار ہی کے قتل کرنے اس مقام مخدوش مین وارد ہوا ہون
مین یہان سے ہرگز نہین جا سکتا کسیکا خوف دلانا بالکل بیکار ہے مین جبّار کو تہ تیغ ضرور کرونگا اور تمکو بھی قید سے
چھڑاؤنگا کیا تمکو نہین معلوم ہے مین کسی اور کا فرستادہ نہین ہون خاص حضرت خضر علیہ السلام کا فرستادہ ہون مین کسی
ہم سے ہراسان نہین ہوتا ہون کیونکہ امیر حمزہ صاحب قران کا پوتا ہون طلسم کشائی خاص میرا کام ہے اور بدیع الملک
میرا نام ہے تمھارے کہنے کے خلاف کبھی کچھ نہ کرونگا اور حسب الامر جناب خضر تمھارے کہنے کے موافق عمل کرونگا ہان
اب تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور چارہ جوئی مین مصروف ہو اُنھون نے کہا کہ آگاہ ہو ہم چارون پادشاہ ہین چار رکن
عالم کے اور اب اس دیو کی قید مین مبتلا ہین رہا ہونا معلوم نہین ہے ہان اس صورت سے ہماری رہائی ممکن ہے کہ وہ
دیو جان سے مارا جائے شاہزادہ نے کہا انشاء اللہ الرحمن تم اُس دیو کو آنے تو دو تو سہی کہ اُس عفریت کو
ایک ہی ہاتھ مین دولخت کر دون اُنھون نے جواب دیا کہ تمھارے بھی دلی امیدین بر آئینگی اگر تم ہماری رہائی
مین کوشش کروگے مگر مشکل امر یہ ہے کہ اُس دیو کا ہلاک ہونا قیاس مین نہین آتا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ دیو علی العموم
تلوارون سے ہلاک نہین ہو سکتا ہان اگر تیغ حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام دستیاب ہو جائے تو غالباً ہلاک ہو جائے
اے جوان آگاہ ہو کہ اُن حضرت کی سات تیغین ہین منجملہ اُن سب کے ایک یہ تیغ ہے جسکا نام بلا شان سلیمانی ہے اور
اُسی تیغ سے اس دیو کی ہلاکت ممکن ہے چنانچہ وہ تیغ خود اُسیکے پاس ہے شاہزادہ نے کہا یہ تو تمھاری زبانی مجھکو
معلوم ہوا لیکن یہ بھی کچھ کہسکتے ہو وہ کون ایسا موقع ہو گا جو ہم اُسے ہلاک کر سکینگے اُنھون نے کہا ہان معقول
موقع یہ ہے کہ جب وہ دیو آئیگا ہم سبکو کھانا دیگا اور سو رہیگا پس اُس حالت مین اگر ممکن ہو قتل کرنا کسی گوشہ

مین پوشیدہ ہو رہو اس وقت شاہزادہ کو خیال آیا کہ یہ کون سی مردانگی ہی کہ اُسے عالم خواب مین ہلاک کرون آخر اُسنے
کہا کہ نہین صاحب مجھکو عالم خواب مین اُسے ہلاک کرنا ہرگز منظور نہین ہی اُن پریزادون نے کہا تو پھر اُسکا ہلاک ہونا بھی
ممکن نہین کیونکہ بغیر اُسکے خواب آلودہ ہوے تلوار نہین ملسکتی اور جبتک تلوار نہین ملیگی وہ ہلاک نہین ہوگا اور اگر خیال
ہی کہ کسی اور حربہ سے کام لینگے یقین سمجھ لو کہ اور کوئی حربہ اُسپر کارگر نہین ہوگا اور بالفرض عالم خواب مین اُسے ہلاک کرنا
خلاف مردانگی معلوم ہوتا ہی عالم خواب مین پہلے اُس سے تلوار لے لو بعدہ عالم بیداری مین اُسے ہلاک کرنا شاہزادہ کو یہ
رائے پسند آئی اور کہا ہان اسکا مضائقہ نہین یہ کہکے ایک محفوظ گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد دیو جبار ناہنجار
آیا اور قیدیون کو قسم طعام سے جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا کھلایا پھر تخت پر دراز ہوا صورت قفلہاے معلق نیند بھی آگئی
شاہزادہ کمینگاہ سے باہر آیا اور اُس دیو کی کمر سے تیغ بلاشان سلیمان بآسانی لیکر اپنے قبضہ مین کی اور سرہانے اُسکے
باطمینان تمام استادہ ہوکے ٹھوکر سے اُسے بیدار اور خواب خرگوش سے اُسے ہوشیار کیا اور بہ آواز بلند کہا کہ
او خفتہ بخت ذرا چونک دایہ اجل کنار عاطفت پھیلاے کھڑی ہی اور کہتی ہی آمین لوری دیکر ایسا سلاؤن کہ پھر قیامت
تک بیدار نہ ہو دیو جبار نے فوراً گھبرا کے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان تیغ بلاشان سلیمانی ہاتھ مین لیے سرہانے
کھڑا ہی فوراً اُٹھ کے بلا کی طرح شاہزادہ کی طرف اُڑا کہ تیغ بلاشان چھین کے اپنے قبضہ مین لے اور ادھر شاہزادہ نے
ارادہ کیا کہ پہلا ہی ایک وار ایسا لگاؤن کہ یہ مردک دو پرکالے ہوجاے مگر دونون کا خیال غلط رہا دیو جبار برق دار
لپکتا تھا کسی طرح زد پر نہ آتا تھا ادھر شاہزادہ بکیت پھکیت پھپیت قبل مین دیو فلک سے بھی زیادہ اس سے تلوار
چھین جانا سخت دشوار تھی کہ بعد رد و بدل بسیار کشتی کی نوبت پہونچی دیر تک گاوزوریان رہین ایک جگہ پر دیو نے دستی
کی اور زبردستی شہزادے کی پشت پر آیا چاہتا تھا کہ ایک اُکھیڑ مار سے شاہزادہ نے بہزار چستی و چالاکی ہاتھ بڑھا کر
اُسے گردن پر رکھا اور سر نیچا اُسکے سینہ مین لگا کر دہین سے دھوبی پاٹ کیا لیکن دیو زمین تک آتے آتے
پٹ ہوگیا شاہزادہ نے چھوڑ دیا اور علیحدہ درست استادہ ہوکے پھر حملہ کیا اور پھر دونون لپٹ گئے ابکی مرتبہ شاہزادہ
نے بغلی ڈوب کے بسرعت تمام اُکھیڑ ماری اور کمر تک لایا اور پھر ایک اور زور کرکے سینہ تک بلند کیا اور سر سے زور مین سر
سے اونچا کیا اور بہ پیچ دیگر زمین پر آرا جبار مشتری ہی بدحواس ہوچکا تھا اس مرتبہ چارون شانے چت آرہا شاہزادہ سینہ پر
سوار ہوگیا اور چاہا کہ تیغ بلاشان سلیمانی سے سر اُس خودسر کا تن سے جدا کرے جبار نے کہا اے جوان مجھکو ناحق ہلاک
کرتا ہی مین مسلمان ہونے کو راضی ہون شاہزادہ نے اُسے چھوڑ دیا جبار جست کرکے علیحدہ کھڑا ہوگیا اور کہا اے انسان
ضعیف البنیان مین تو جاتا ہون تو یہین رہ کیونکہ بسبب تشنگی و گرسنگی کے خود ہی ہلاک ہوجائیگا یہ کہکر وہ ملعون چلا گیا
شاہزادہ کو نہایت صدمہ ہوا اور اُن پریزادون کے پاس آکے تمام و کمال واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اُنہون نے جواب دیا
کہ خود کردہ را علاجے نیست حالانکہ خود خضر نے بتاکید کہدیا تھا کہ بے مشورت پریزادون کے کوئی کام نہ کرنا اور خود بھی
آپنے اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ مین بغیر تمھارے مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا اور پھر اس تمام فہمائش کو فراموش
کیا اے شہریار یہ بہت بڑی مہم تھی جسکو سہل سمجھ کے اپنی رائے سے کام لیا جسکا یہ نتیجہ دیکھا ایسا دشمن قوی اور اسکو گرفتار
کرکے چھوڑ دیا بیشک اب ہم اور آپ بھی تشنگی اور گرسنگی کی تاب نہ لاکے ہلاک ہوجائینگے شہزادہ نے کہا خیر
پھر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا تاہم مین بالکل ناامید نہین ہون دیکھو وہ میرے ہاتھ سے کس طرح زندہ رہتا ہی اب نہین پھر
سہی خدا سے نابزرگ ست مگر اس مرتبہ مین عہد کرتا ہون کہ اگر ہاتھ آگیا تو بغیر مشورہ تمھارے کوئی کام نہ کرونگا اُن
پریزادون نے کہا بس اب اُسکا دستیاب ہونا محالات سے سمجھو اور بالفرض ہو بھی گیا تو قابو کس طرح مل سکتا ہی غرض

تین شب و روز ان سب کو بے آب و دانہ گذر گئے شاہزادہ اسقدر اُس دیو کا متلاشی تھا کہ شب و روز مین ایک لمحہ بھی
نہ سویا بدین خیال کہ شاید میری غفلت مین جبار دیو آجاوے اور مجھسے میری غفلت مین بدلہ لے لیکن جبار دیو بھی
اس عرصہ مین نہ آیا چوتھے روز شاہزادہ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ تاب ضبط نہ رہی مگر چارہ کیا اور نیند سے
سبب سے بیداگانہ حال غیر تھا لمحہ کے لمحہ آنکھ جھپک گئی یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ جبار دیو شاہزادہ کی غفلت کے وقت مین آپہونچا
اور قابو پا کے تیغ بلاشان سلیمانی شاہزادہ کی کمر سے کھول لے گیا جب شاہزادہ بیدار ہوا اور تیغ کو کمر مین نہ پایا بہت
افسوس کیا اور کہا واے برباد گرفتاری ما جبتک مرے پاس رہتی ضرور وہ تیغ کی تلاش مین آتا اب ہرگز وہ سنبھالا
نہ ہوگا سخت غلطی مجھسے ظہور مین آئی اب بغیر ہلاک ہوے چارہ نہین مفت جان ضایع ہوئی حضرت خضر نے کہدیا
کہ پریزادون کے خلاف کام کرنا اب بیدار رہنا بیکار ہی کیونکہ نہ وہ یہان آئیگا اور نہ کسی طرح کا مجھکو صدمہ پہونچیگا یہ خیال کر
سو رہا عالم غفلت مین جبار پھر آیا اور شاہزادہ کو مضبوط باندھ کے جانب آسمان روانہ ہوا اثناے راہ مین شاہزادہ کی
آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار بلا پایا ہر چند چاہا کہ زور و طاقت سے کام لون مگر کچھ نہ ہوا اور جتنا ناچار گرفتہ و بستہ کیے
ہوے ایک جانب چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک ایسے پہاڑ پر پہونچا کہ ہر چہار جانب اُس پہاڑ کے دریا واقع
تھا وہان شہزادہ کو چھوڑ دیا شہزادہ نے کہا بھی کہ تو نے مجھ سے بڑی دغا کی میری جرأت کو دیکھ اگر چاہتا تو تجھے عالم
خواب مین ہلاک کرتا مگر خلاف مردانگی سمجھ کے باز رہا اور تجھکو بیدار کر کے تجھسے مقابلہ کیا یہ کیا مردانگی ہی کہ اُسکے عوض
مین تو نے عالم خواب مین مجھسے یہ بدلا لیا اُس دیو ملعون نے مطلق اس بات کا جواب نہ دیا اور کہا بھی تو یہ کہا کہ ای
آدمی تیرے جتنے دن کی زندگی ہی آسے یہین تمام کر یہ کہا اور وہان سے چلا گیا شہزادہ بدیع الملک ایک طرف
روانہ ہوا اور چاہا کہ اگر کسی طرف راستہ ہو تو نکل جاؤن مگر راہ نہ پائی بہت حیران و سرگردان ہوا آخر الامر ایک درخت
کو زمین سے اکھاڑا اور اُسکو دریا مین ڈال دیا اُس درخت پر سوار ہو کے پانی پر روانہ ہوا وہ درخت ایک جزیرہ کے کنارے
جا لگا بدیع الملک درخت سے اُتر کے اُس جزیرہ مین آیا اور سیر کرنے لگا یکایک ایک شیر پر نظر پڑی کہ وہ اُس طرف
چلا آتا ہی جب وہ شیر قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھا بآواز بلند کہا ای خیرہ سر تو کون ہی اور کیونکر اس مرغزار مین تیرا آنا
ہوا شہزادہ بدیع الملک نے جو اُس شیر کو انسان کی طرح بات کرتے دیکھا غریق بحر حیرت و تعجب ہو گیا اور کہا ای
شیر آگاہ ہو کہ مین اس جگہ اپنے اختیار سے نہین آیا ہون بلکہ باختیار قضا و قدر یہانتک پہونچا ہون اُس شیر نے کہا
خیر اب جو تیرا آنا جس طرح ہوا ہوا لیکن خیریت اسی مین ہی کہ جس طرح یہان آیا ہی اُسی طرح یہان سے چلا جا ورنہ ہرگز تیری جان
سلامت نہین رہیگی شہزادہ نے کہا مین یہان مرد مسافر ہون اپنے اختیار سے آیا تھا اور نہ اپنے اختیار سے
جا سکتا ہون اور جاؤن تو کہان جاؤن یہ سُن کے وہ شیر خشمناک و غضب مین آلودہ شہزادہ بدیع الملک کے طرف دوڑا
تا کہ شہزادہ کو ہلاک کرے شاہزادہ نے بجز اسکے کوئی علاج نہ دیکھا کہ شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ایک وار
شیر پر کیا جس سے اُس شیر کا ایک کان کٹ گیا بس کان کٹنا تھا کہ یکایک اُسکے بچے پیدا ہو گئے اور ہوا پر اُڑا اور
پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد بارہ ہزار اونٹون کی جمعیت سے آیا اور شاہزادہ بدیع الملک سے جنگ کے واسطے
مستعد ہوا پھر تو شاہزادہ نے یکے بعد دیگرے شیر کو قتل کرنا شروع کیا طرفہ تر یہ امر تھا کہ جسقدر شیر
قتل ہوتے تھے اُس سے اور شیر زیادہ ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دوپہر تک وہ تمام جنگل اور شیرون سے
مملو ہو گیا شاہزادہ اُن شیرون کو قتل کرتے کرتے عاجز ہو گیا ناگاہ ہوا سے آسمان سے ایک نقابدار شیر سوار ہوا پر نمودار ہوا
اور اُسنے ایک نعرہ مارا کہ باش او خیرہ سر تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیون ہمارے تمام لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا

ہی پھر اُن سب شیر برغصہ کیا اور کلمات سخت و درشت کہے وہ سب شیر خاموش ایک جانب استادہ ہو گئے وہ نقابدار تیغ آبدار میان سے کھینچ کے شاہزادہ کی جانب حملہ آور ہوا شاہزادہ نے بہ چالاکی تمام اُسکے ہاتھ کو مضبوط گرفت مین لا کے وہ تلوار ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی اور اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا اور دو چار چرخ دیکے زمین پر مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہوگیا اور کہا کیون اب کیا کہتا ہی نقابدار نے کہا کہ مجھکو نوفل بن مجبل ماہرو کہتے ہین ای شہریار آپکا کیا نام ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نورالدہر کہتے ہین نوفل نے کہا ای شہریار بلند وقار مین نے بجاے خود عہد کیا تھا کہ جس کسی سے مقابلہ مین پسپا ہونگا اُسکا مطیع فرمان ہوجاؤنگا اور یہ بیان کرو کہ یہان کس طرح آنے کا اتفاق ہوا شاہزادہ بدیع الملک نے اول سے آخر تک اپنی تمام سرگذشت بیان کی حتی کہ طلسم شیران کے ذکر کی نوبت آئی نقابدار نے کہا ای شہریار در اصل یہ شیر نہین بلکہ قوم جنات سے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے یہ اجنہ شیر کی صورت ہین اور یہ بھی کہا ہی کہ جب کوئی طلسم شیران کو فتح کریگا تمام اجنہ اپنی صورت اصلی پر ہوجائینگے ای شہریار اگر تم طلسم فتح کروگے تو یہ تمام شیر اپنی اصلی صورت پر آجاوینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر واقعی یہ امر ہی تو پھر کسی طرح مجھکو طلسم مین پہونچاؤ تاکہ مین طلسم کو فتح کرون نوفل نے کہا شہریار یہان سے قریب ایک شہر ہی کہ اُسکو شہرستان قاف کہتے ہین وہان کا حاکم و فرمان روا پینتیس ہزار دیو پری پر حکومت کرتا ہی اور خدا پرست ہی اور میرا تابع فرمان ہی اُسکا نام اعمال شاہ ہی دو چار روز یہان رہو اور بسر کرو بعدہ ہم تم کو طلسم مین پہونچا دینگے شہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہی چنانچہ سیر و تفریح مین چار روز بسر کیے پانچوین روز شیر پر سوار ہو کے شہرستان قاف کی جانب روانہ ہوا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی کہ نوفل آتا ہی اور اسکے ساتھ ایک مہمان معزز بھی ہی اعمال شاہ با جاہ و حشم استقبال کے واسطے آیا اور بکمال اعزاز و احترام اپنے شہر مین لایا اعمال شاہ نے جو شہزادہ کو نوفل کے ہمراہ ایک جوان باشوکت و شان دیکھا نوفل سے پوچھا کہ ای شہریار یہ جوان کون ہی جو ہمراہ ہی نوفل نے کہا ای اعمال شاہ یہ وہ شاہزادہ والا جاہ ہی کہ جسکے تمام اہل قاف اور ہم اسکے ملازم ہین اعمال شاہ بار دیگر اُٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ کی تعظیم بجا لایا اور عظیم الشان ایک قصر شاہزادہ کے قیام اور دعوت کے واسطے مقرر کیا اور چند پریزاد جو حسن و جمال مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین خدمت کے واسطے مقرر کین شاہزادہ نے اُس قصر عالی شان مین قیام کیا اور نوفل بھی اُسی قصر مین مقیم ہوا ہر وقت پریزادان شوخ و شنگ رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کرتی ہین اور انواع اقسام کی غزلین گاتی ہین مگر قاعدہ ہی کہ تعلق دلی انسان کو کسی پہلو قرار نہین لینے دیتا اگرچہ اُسکے روبرو کیسے ہی سامان عجیب و غریب نمایان ہون ؎ محبتے ست کہ دل را نمی دہد آرام * دگر نیست کہ آسودگی نمی خواہد * وہ تعلق دلی ملکہ ماہ نوش کا ہی کہ کسی پہلو قرار نہین آتا لمحہ بلمحہ رنگ دگرگون ہوا جاتا ہی نظارہ اُس ہنگامہ رقص و غنا کی جانب نظر ہی مگر خیال محبوبہ مین دل تہ و بالا ہوا جاتا ہی ہر چند شاہزادہ بجاے خود کہتا ہی کہ ؎

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہی آخر اس درد کی دوا کیا ہی

جو کچھ ہونا ہی وہ تو ضرور ہوگا پھر اس بیقراری سے کیا فائدہ مگر استغفر اللہ اس فہمایش سے کیا ہوتا ہی ؎ تصور بندہ گیا جب اُس صنم کا لگا ٹپکنے چشم نم کا پرنالا یکایک اس حال پر اختلال و شاہزادہ بدیع الملک پر نوفل کی نظر گئی بہت پریشان ہوا دل مین انواع اقسام کے خیال وسیع کیے کوئی بات سمجھ مین نہ آئی آخر شہزادہ کی خدمت مین اس طرح گویا ہوا کہ ای عالی جاہ والا پایگاہ مین عرصہ سے اس بات پر نظر کرتا ہون کہ باوجود اس تماشہ اور اس طرح کے ہنگامہ رقص و سرود کے آپ مغموم و محزون معلوم ہوتے ہین اور بار بار آنکھون کی طرف رومال جاتا ہی اسکا کیا سبب ہی شہزادہ بدیع الملک نے

کہا ای نوفل کیا بیان کرون بس سمجھو
دل ست اینکہ عشقش نظر کردہ است
کہ افروخت از حال کاشانہ را

دل ست اینکہ گردید زاری فروشش
پر از ملامت بہ بر کردہ است
دل ست اینکہ ناز نہان می کشد
مور و دولت بود چون سایہ بر ہمای

وز رو گر مہر دید بازار جوشش
دل ست اینکہ دل را دیدہ انہ را
دل ست اینکہ تشویش جان می کشد
بر ہمران بومی کہ تو ظل ہمایون گستری

نوفل نے کہا ای شہریار والاتبار ۵

آپ کی تشریف آوری ہمارے واسطے باعث عزت افزائی ہی اس اعتبار سے ہمارا منصب یہ ہی کہ آپ کے واسطے ایسا سامان مہیا کرین کہ خوش و مسرور ہون نہ یہ کہ آپ مغموم و محزون ہون آخر ارشاد تو ہو کہ کس خیال مین دل مبتلا ہی پراگندگی اور انتشار غلبہ کیے ہو سے ہی المترجمہ اس طرح کی خیالی باتین اگرچہ آتش شوق پر ہوا سے تند کا کام دے رہی تھین مگر وہ اسکے سوا کیا کہتا کہ پیاری ملکہ ماہ نوش تیرا خیال کسی وقت میرا ساتھ نہین چھوڑتا جیسا کہ اس وقت میرا حال ہی اور نوفل کے اصرار پر ہر نوع کہنا ہی پڑا کہ ای نوفل حقیقت امر یہ ہی کہ مین ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کا دل دادہ ہون چنانچہ اس وقت بھی اس محبوبہ سراپا ناز و انداز کے خیال نے دل تہ و بالا کر دیا نوفل نے کہا یہ بات تو چندان دشوار نہین ہی اگر حکم ہو مین ابھی ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو بلا بھیجون کیونکہ مین ہر طرح آپکی خوشی کا خواہان ہون یہ سنتے ہی شہزادہ کی جان مین جان تازہ آگئی اور کہا ای نوفل بخدا یہ بہت بڑا احسان ہوگا اگر میری محبوبہ یہان مجھ تک پہونچے نوفل نے اسیوقت اپنے بازو سے ایک بال نکالا اور اسکو آگ پر رکھا فوراً مشعر جادو حاضر ہوا اور کمال ادب نوفل کو سلام کرکے کہا کیا حکم ہی اور کیون مجھکو طلب فرمایا ہی تابع فرمان حاضر ہی نوفل نے کہا ای مشعر میرے یہان ایک مہمان ہمراہ یا عز و شان وارد ہوا ہی اسکی خاطر داری ہمپر فرض ہی تجھکو بھی اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکے متعلق کچھ کام کر اور وہ کام یہ ہی کہ تو ابھی طلسم شیران مین جا وہان اس شکل و شمائل کی ایک نازنین مہجبین آب کشی مین مصروف ہی اسکو لے آ و حتی الامکان اس کام مین کوشش کر اور کوئی عذر درمیان مین نہ لا و اشد ضرورت ہی مشعر نے بسر و چشم قبول کیا اور اسی وقت طلسم شیران مین پہونچا اور تلاش کرکے ملکہ مہر نوش کو لے آیا بدیع الملک اپنی مطلوبہ دلنواز کو دیکھکے بہت خوش ہوا نوفل نے تبسم ہوکے کہا شہریار اب تو کوئی وجہ ملال کی نہین ہی شوق سے اپنی محبوبہ کو دیکھیے باتون سے دل خوش کیجیے مین ہر طرح آپ کی خوشی و سرور کا خواہان ہون شہزادہ نوفل کا بہت مشکور ہوا اور پھر ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا انواع و اقسام کی گفت و شنید کی نوبت آئی ملکہ نے کہا شہریار ہم آپکو منع کرتے تھے کہ آپ باغ مین شب کو قیام کرنے کا ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا مگر آپنے نہ مانا جسکا یہ نتیجہ دیکھا کہ ہم کہین اور آپ کہین شہزادہ نے کہا ہان اگرچہ مین بھی سمجھتا تھا کہ مین بالکل واقف کار ہون ایسے مقام مخدوش مین دیدہ و دانستہ داخل ہو جانا قرین عقل نہین ہی پھر بھی سپاہیانہ رنگ و عالی ہمتی سے یہ بعید تھا کہ مین خائف ہوکے خاموش ہو رہتا اور بالفرض مین اس ارادہ کو عمل مین نہ بھی لاتا پھر وہان کیا راحت و آسایش تھی جیسا کہ تم خود جانتی ہو تاہم اس وقت کی جرات کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہان باعزاز و احترام ہین البتہ تمہاری مفارقت شاق و ناگوار تھی خدا کے فضل و کرم سے ایسا سبب بھی پیدا ہو گیا کہ تم مجھ تک پہونچین ہان ایک ملال اور بھی باقی ہی ملکہ نے پوچھا کہ وہ کیا شاہزادہ نے کہا وہ ملال یہ ہی کہ میرا عیار طرار سرہنگ جرار یعنی شاپور میرے پاس نہین کسی طرح وہ بھی مجھ تک پہونچ جائے تو بہتر امر ہی ملکہ نے کہا ہان شاپور بھی اسیطرح آسکتا ہی جس طرح مین یہانتک پہونچی شاہزادہ نے کہا پھر اس بات کی بھی فرمایش کرونگا و ہمیرے روز نوفل سے کہا بھائی جان میرے سبب سے تمکو بہت تکلیف ہوئی خیر خداوند عالم تمکو اس مہمان نوازی کا عوض نیک دیگا نوفل نے دست بستہ کہا ای شہزادہ والا قدر آپ کیون خفیف و شرمندہ کرتے ہین مجھکو اپنا ادنی خادم سمجھیے اور خادم کا فرض یہ ہی کہ وہ اپنے مخدوم کی خدمت کرے اور ابھی تو مین نے کوئی ایسی خدمت نہین کی ہی کہ آپ میری تعریف کرین شاہزادہ

بدیع الملک نے کہا نہین صاحب یہی بات کا اقرار کرنا چاہیے مین ضرور تمھارا ممنون ہوا اور اچھا اس قصہ کو ملتوی رکھو اور ایک کام میرا اور بھی کرو نوفل نے کہا ارشاد فرمائیے کہ وہ کام کیا ہی شہزادہ نے کہا وہ کام یہ ہی کہ پیشتر مجھکو یاد نہ رہا کہ مین کہتا اُسی طلسم مین میرا عیار شاپور نام بھی ہی اگر وہ بھی مجھ تک پہونچ جاتا تو میرا دل خوب بہلتا اور چند روز تمھارے شہر مین سیر تماشے کا کچھ لطف حاصل ہوتا نوفل نے بار دیگر اُسی ترکیب سے مشعر کو بلایا مشعر نے آکے نوفل کو سلام کیا اور کہا شہریار آج کس کام کے واسطے طلب فرمایا نوفل نے کہا اے مشعر کل مین نے تجھکو بلایا ایک کام لیا دوسرا کام رہ گیا آج وہ دوسرا کام یاد آیا اُسی طلسم مین جہان سے ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو لایا تھا شاپور عیار کو بھی لا دے وہ بھی وہان قید ہی مین تیرا نہایت ممنون و مشکور رہونگا مشعر تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا نوفل نے اسکے سکوت سے متعجب ہوکے پوچھا کہ سکوت کی کیا وجہ ہی مشعر نے کہا کہ سکوت اس بات کا ہی کہ اول مرتبہ جو مین ملکہ کو طلسم سے لے آیا محافظ طلسم غافل تھے کام نکل گیا اور اگر دیکھ لیتے تو ضرور مجھکو ہلاک کرتے اب مین یہ سوچ رہا ہون کہ شاید اب مین جاؤن اور مجھکو دیکھ لین تو جان سلامت رہنا دشوار ہوگا اور یہ ممکن نہین ہی کہ آپ کا فرمانا بجا نہ لاؤن اگرچہ مین ہلاک بھی ہوجاؤن نوفل نے کہا مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تیری جان ضایع ہوجاے اگر تو نہین جاسکتا کسی اور تدبیر سے بلا دے مشعر نے کہا شہریار مین خود جاتا ہون جو کچھ ہو یہ کہا اور جانب طلسمات روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل طلسم شیران مین داخل ہوا اور جس حلیہ کو نوفل نے بیان کر دیا تھا اُسکے موافق شاپور کو تلاش کیا اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیچلا حسب اتفاق اس مرتبہ جادوان طلسم خبردار تھے اُنھون نے جو مشعر کو دیکھا کہ شاپور کو لیے جاتا ہی غل و شور کرتے ہوے مشعر کے تعاقب مین دوڑے چونکہ مشعر شاپور عیار کو چالاکی تمام اُٹھا لیچلا تھا ہر چند سب نے جد و جہد کی مشعر کو نہ پایا اور مشعر شاپور کو لیے ہوے طلسم کے باہر نکل آیا مگر جادوان طلسم بیرون طلسم بھی تعاقب سے باز نہ آئے کہا اُنکے مشعر کے اونسے بجز اس کے چارہ نہ دیکھا کہ شاپور کو چھوڑ کے آمادہ حرب ہوا ادھر شاپور نے جو موقع پایا مانند برق لامع وہان سے نکل گیا ادھر ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا مشعر تنہا تھا جادوان طلسم کی کثرت تھی مشہور ہی کہ ایک تنہا دو سے مقابلہ نہین کرسکتا نہ کہ متعدد کا مقابلہ نتیجہ یہ ہوا کہ جادوان طلسم نے تھوڑی دیر مین مشعر کا کام تمام کیا اور سر اُسکا تن سے جدا کرکے ایک رقعہ لکھا اور سر مشعر اور وہ رقعہ اعمال شاہ کے خلوتخانہ مین پھینک دیا اور وہان سے چلے گئے جب صبح ہوئی شہزادہ بدیع الملک اور نوفل اعمال شاہ کی مجلس مین آئے انواع اقسام کی باتین شروع ہوئین ناگاہ کیا دیکھتے مین کہ ملازمان شاہی ایک سر لیے چلے آتے ہین سب متعجب ہوے جب وہ ملازمان شاہی قریب آئے ہر ایک حاضر مجلس سر مشعر کو دیکھ کے متعجب ہوا ادھر ملازمان شاہی نے وہ رقعہ بھی بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بہ آواز اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ آگاہ ہو اے اعمال شاہ ہمکو تیری کارروائی کا حال معلوم ہوا یہ کیا بیہودہ حرکت کی کہ مشعر خیرہ سر کو یہان بھیجا اور وہ ہمکو بیخبر پاکے ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کو قید سے رہا کر لیگیا اور مطلق اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس چالاکی کا نتیجہ کیا ہوگا یہ خاصہ اس واسطے نہین بنا ہی کہ ہر کہ و مہ داخل طلسم ہوکے جو کچھ چاہے چرا لے جاے طرفہ تر یہ کہ ایک مرتبہ کی چوری پر اکتفا کی نہ کی دوسری مرتبہ پھر جسارت کی اور چاہتا تھا کہ شاپور کو بھی بیرون طلسم لے جاوے اس مرتبہ ہم نے دیکھ لیا اور اس بدبخت کو ہلاک کیا اور دختر مظالم شاہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل ہی گئی پھر اب سے تین مہینہ تک تو ہم کچھ نہین بولتے کیونکہ ہمپر گران ہی بعد تین مہینہ کے اگر ہم تیری تمام مملکت کو تباہ و برباد نہ کرین تو ہم شہرہ جہان آفرین نہین جب اس طرح کا مضمون اعمال شاہ نے پڑھا خوف سے رنگ زرد ہوگیا شہزادہ نے کہا کیون خیریت ہی اعمال شاہ نے وہ رقعہ شہزادہ کو دیا شاہزادہ نے اس رقعہ کو از اول تا آخر پڑھ کے کہا پھر کیا تردد کی بات ہی تین مہینہ کی مہلت رکھو اپنی مجبوری

ظاہر کرتا ہی انشاء اللہ تعالی تین مہینہ کی مدت گذرنے کے قبل ہی اگر طلسم کو درہم و برہم نہ کردون تو کچھ کام نہ کیا اور بدیع الملک اپنا نام نہ رکھون یہ حال یہان ملتوی رکھا جاتا ہی

اب کچھ حال شہرستان قاف کا معرض تسطیر مین آتا ہی جلادان قلیم فصاحت و باج گیران مملکت بلاغت

اس داستان غرابت عنوان مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ شہرستان قاف کے قریب ایک شہر ہی نہایت وسیع و عریض اور نام اسکا عریان کوہ ہی کیونکہ اُس شہر وسیع الفضا مین بلشتر پہاڑ واقع ہین حاکم و فرمانروا وہان کا ملک طوفان پریزاد ہی حضرت سلیمان کے زمانہ سے اس وقت تک باپ دادا اعمال شاہ کے ملک طوفان پریزاد کے باپ دادا کو خراج دیتے رہے ہین چنانچہ اس وقت بھی اعمال شاہ اُسکو خراج دیتا ہی جب ملک طوفان پریزاد حاکم عریان کوہ کو یہ خبر پہونچی نوفل اور اعمال شاہ مین نہایت درجہ ربط ضبط بڑھ گیا اور انواع و اقسام کے اُن دونون مین مشورہ ہوتے ہین اسکو بہت ناگوار معلوم ہوا اور اپنے ارکین سلطنت سے اس بارہ مین مشورہ کیا کہ اس بارہ مین کیا کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ای شہریار عالی وقار ع سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل * چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل * ابھی ابتدا ہی اگر کسی طرح کا بندوبست ہو جاوے تو آیندہ کے واسطے مفید ہی ورنہ ایک روز ضرور نتیجہ بد ظہور مین آئیگا آیندہ اختیار بدست مختار ملک طوفان نے کہا ہان مین بھی اسی تردد مین مبتلا ہون غرضکہ بعد گفت و شنید بسیار ملک طوفان نے اعمال شاہ کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھا کہ ای اعمال شاہ مدت دراز سے تم ہمارے تابع فرمان ہوتا ہم نے ہمیشہ تمھاری رعایت پر نظر رکھی اور تمھاری حکومت برقرار رکھنے کی غرض سے تمھارے دشمن سے بر سر پرخاش اور تمھاری حمایت کرنے کو بدل مستعد و آمادہ رہی جیسا کہ تم خود بھی بجا خود سمجھتے ہو گے نظر برین تمھارا ابھی یہ فرض ہی کہ کوئی مشورہ بغیر ہمارے اطلاع اور شراکت کے عمل مین نہ لاؤ آج کل ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تم نوفل سے کسی طرح کا مشورہ کرتے ہو اور نوفل سے تمھاری ملاقات کو طول کھینچ گیا اور اس طرح کے مراسم دوستی عمل مین آتے ہین بہتر یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے اس تحریر کے اپنے اُس مشورہ سے اطلاع دو ورنہ منتظر جنگ رہو جب اس طرح کی تحریر اعمال شاہ کی نظر سے گذری نہایت بغیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور نوفل سے کہا تمھاری راے اس بارہ مین کیا ہی آیا اس تحریر کا جواب دینا چاہیے یا سکوت اختیار کیا جاوے اور اگر جواب دیا جاوے تو کیا نوفل نے کہا میری راے اس بارہ مین سکوت کی ہی بالفرض جنگ ہو گی باشد اور ابکی مرتبہ خراج بھی نہ بھیجا جاوے اعمال شاہ نے بنا بر مشورہ کے سکوت اختیار کیا وہان طوفان نے جواب کا انتظار کرکے سامان جنگ مہیا کیا طرفین مین مقام جنگ تجویز ہو کے روز مقررہ پر صف آرائی ہوئی اور کشت و خون کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ اعمال شاہ غالب آیا ملک طوفان نے پسپا ہو کے درخواست کی کہ جسطرح تمھارے یہان سے ہمکو خراج وصول ہوتا تھا اُسی طرح اب ہم تمکو خراج دینگے اعمال شاہ نے قبول کیا لیکن جب خراج دینے کا وقت آیا ملک طوفان نے سرکشی پر کمر باندھی یعنی سباک دیو۔ افغان دیو خوار۔ بلوت آہنی شاخ کے نام نامے لکھے جنکا یہ مضمون تھا کہ اسوقت ضرورت مین کون ایسا میرا دوست ہی جو میری مدد و حمایت کے واسطے مستعد ہو مین نے اعمال شاہ سے مجبوری کی حالت مین خراج گذاری کا وعدہ کیا اور اب وقت خراج ادا کرنے کا آگیا ہی عنقریب اعمال شاہ مجھسے خراج طلب کریگا جب خراج نہ پہونچیگا لشکر کشی کی نوبت آ جائیگی اور تمام ملک دنبال پیل تباہ و تاراج ہوگا اس مضمون کے نامون کو پڑھ کے سباک و بلوت آہنی شاخ و افغان دیو خوار لشکرہا سے جرار لیکر ملک طوفان کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا شہریارا کیا مجال اعمال شاہ کی جو عریان کوہ سے

خراج وصول کر سکے ہم سب جان دینے کو آمادہ ہین پہلی ہی مرتبہ قصہ فیصل ہو گیا ہوتا مگر کیا کہین کہ اُسوقت اطلاع نہ ہوئی
ملک طوفان نے کہا خیر اب سہی چنانچہ اپنے لشکر کو بھی ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا اور عریان کوہ سے کوچ
کیا بعد قطع منازل و طی مراحل چند روز کے بعد نواح شہرستان مین پہونچا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی سمجھا کہ طوفان نے
پھر بغاوت پر کمر باندھی بالشکر بیکران و فوج گران یہ بھی غنیم کے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا اور تحریراً یہ پیام بھیجا کہ کیا وجہ اس
لشکر کشی کی ہے طوفان نے بھی تحریراً جواب دیا کہ ہمکو خراج دینا نہین منظور ہے اعمال شاہ خاموش ہو رہا شب کو
طوفان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا شب ہی کو بلوت آہنی شاخ ملک طوفان کے پاس آیا اُسوقت
ملک طوفان اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھا تھا پوچھا ای بلوت دلاور اسوقت یہان کہان آیا بلوت نے کہا مین اسوقت
اس بات کی اطلاع کے واسطے آیا ہون کہ کل کے ہنگامہ حرب کی ابتدا مجھسے ہو گی قبل میرے کوئی مستعد جنگ
نہو ملک طوفان نے بلوت کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا برادر اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا
ضرورت ہے صبح کو طرفین مین جب صف آرائی ہو چکی اول جو شخص کہ میدان مین آیا وہ بلوت آہنی شاخ تھا اور مبارز طلب ہوا
ادھر لشکر اعمال شاہ سے نوفل مقابلہ کے واسطے آیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ ؎ بیارا نچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ٭ بلوت آہنی شاخ نے کہا ای نوفل تو ہی اس فساد کا باعث ہوا ہے ابتدا مین بھی
مین نے سنا تھا کہ تو نے اعمال شاہ کو جنگ کا مشورہ دیا تھا دیکھون آج تو میرے ہاتھ سے کس طرح
جان سلامت لیے جاتا ہے یہ کہا اور اس دیو قوی ہیکل نے بچستی تمام نوفل کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور
سیدھا ہاتھ بر بلند کر لیا اور اسی اُٹھائے ہوے ملک طوفان کی خدمت مین پہونچا اور کہا شہریار دیکھو مین اس
فتنہ پرداز کو لے آیا اب اختیار ہے چاہو قتل کرو ورنہ قید و بند مین رکھو ملک طوفان نے گرفتاری کا حکم دیا
بلوت بار دیگر میدان حرب مین آیا اور دوسرا مرد مقابل طلب کیا اس مرتبہ شہزادہ بدیع الملک نے اعمال شاہ
سے اجازت چاہی اعمال شاہ نے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین خوب جانتا ہون کہ تم ایک جوان جری و دلاور
ہو مگر اس دیو قوی الجثہ سے مقابلہ کرنا ہرگز قرین عقل نہین ہے شہزادہ بدیع الملک نے اصرار بلیغ کیا جس سے
اعمال شاہ مجبور ہو گیا اور کہا اگر یہی منظور ہے تو مجھکو کچھ عذر نہین ہے شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ مین ہرگز اس قدر
اصرار نہ کرتا اگر میرا دوست نوفل گرفتار نہو جاتا اگرچہ یہ دیو قوی الجثہ ہے لیکن مین بھی اُسکے مقابلہ سے عاجز نہین ہون
یہ کہا اور میدان حرب و ضرب مین آ کے رد و بدل مین مصروف ہوا بلوت نے بقوت تمام دار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ
بھی فن جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اُس دیو زبردست کے وار کو رد کیا اور ایک ہی ضرب بے پناہ مین اُسکا
کام تمام کیا اعمال شاہ شاہزادہ بدیع الملک کے اس زور خداداد سے بہت متعجب ہوا اور بآواز بلند کلمات تحسین و
آفرین زبان پر جاری کر کے کہا ای شاہزادہ والا قدر اگر ہے دست ہمین قدر بس ہے اب دوسرے کسی لشکری کو
ہنگامہ حرب گرم کرنے دو اور خود تھوڑی دیر استراحت کر لو بار دیگر کسی کے مرد مقابل ہونا شاہزادہ دلاور نے
مطلق اعتنا نہ کی اور اسیطرح آمادہ حرب رہا پھر دوسرا دیو قوی شکل آیا اور شاہزادہ بدیع الملک کی صورت
دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای آدمی تو خواہ مخواہ اجل کو اپنا دامنگیر کرتا ہے جا اور کسی دوسرے پہلوان زبردست کو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیج شاہزادہ نے مطلق جواب نہ دیا اور پہلے ہی ایک ضرب زبردست مین اُسکو از سرتا پا دو حصہ
کیا اُس روز چالیس نفر دیوان ہیل زور و کوہ پیکر و دیوان ملک طوفان کے شاہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ
سے یکے بعد دیگرے ہلاک ہوے چونکہ آفتاب قریب غروب تھا اور آثار تاریکی شب کے نمایان ہو گئے تھے

طبل بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے ملک طوفان متعجب تھا اور ہر ایک سے
کہتا تھا کہ یہ کس قوم و قبیلہ کا انسان ہی جسنے اس قدر دیوان قوی کو ہلاک کیا اگر یہی حال ہی تو فتح سے نا امید ہو رہنا
چاہیے ہر ایک لشکری ملک طوفان کو امید دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ای بادشاہ یہ ایک امر اتفاقی تھا ہر روز عید نیست
کہ حلوا خورد کسے ۞ آج نہین کل اُس انسان قوی بازو سے اُسکی بیباکی کا عوض لے لینگے چنانچہ دوسرے روز پھر نقارہ
جنگ بجا اور دونون لشکر میدان مین صف آرا کیے گئے لشکر طوفان شاہ سے افغان دیوخوار میدان مین آیا اور
مرد مقابل طالب کیا ادھر سے بھی ایک نرہ دیو اُسکے مقابلہ کے واسطے آیا افغان دیوخوار نے کہا ہان حملہ کر اُسنے
کہا پہلے تو حملہ کر افغان نے پہلے ہی اُسکی دونون شاخون مین ہاتھ ڈال دیا اور بزور بازوے زبردست اُسکو سر سے
بلند کر لیا اُس دیو نے ایک چیخ ماری افغان نے زمین پر مار کے سینہ پر مقام نشست قرار دی اور سر اُسکا تن سے
جدا کر کے منھ مین رکھ کے نگل گیا بعدہ بند بند اُس دیو کا جدا کیا اور مع استخوان کہا گیا اور نعرہ مارا کہ منم افغان دیو
خوار برہم کنندۂ فوج جرار ای اعمال شاہ کدھر ہی وہ انسان ضعیف البنیان جس نے کل ملوت آہنی شاخ ایسے دیو
زبردست کو بمکر و فریب ہلاک کیا ۞ نوبت اوگذشت نوبت ماست ۞ آج آوی اور میرا مقابلہ کرے دیکھون
کیسا جری و زور آور ہی تو بھی دانت کو بھی حرکت نہ دون اور مُسَلّم نگل جاؤن اس مرتبہ بھی اعمال شاہ نے منع کیا
مگر شہزادہ بدیع الملک نے مطلق اعتنا نہ کی اور اسپ پری نژاد پر سوار ہو کے افغان دیوخوار کا مقابل ہوا
اور بآواز کہا او خیرہ مغرور یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتا تھا اے مین تیرا حریف آپہونچا افغان نے کہا ای انسان زبان
بند کر اور حملہ آور ہو شاہزادہ نے فرمایا تیرا یہ خیال ہی کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا نگل لونگا پھر حملہ آوری کی کیا ضرورت ہی
افغان مثل بلاے بے درمان شاہزادہ کی طرف جھپٹا جب قریب پہونچا چاہا کہ لپٹ جاے شاہزادہ نے جگہ خالی
کر کے اور بچستی تمام پشت کی طرف آ کے اس زور سے مکا اُسکی پشت پر مارا کہ اوندھے منھ زمین پر آ رہا شاہزادہ
متبسم ہوا اور کہا او بیہودہ گو تو تو مجھے نگل لینے کو کہتا تھا اب تو خود زمین کا نوالہ ہونے کو چلا افغان بار دیگر سنبھل کے
شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب آ کے وار شمشاد کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس مرتبہ بھی جگہ خالی کی اور
اور وار شمشاد اُسکی نصف زمین مین غرق ہو گئی افغان دیوخوار وار کھینچنے مین مصروف ہوا اس طرف شاہزادہ نے
وقت فرصت کو غنیمت جانا اور ایک ہی ضرب تیغ آبدار مین اسکو دو پرکالہ کیا پھر دونون لشکرون مین غلغلہ عظیم برپا ہوا
ہر ایک ادنی و اعلی کی زبان پر شاہزادہ بدیع الملک کی صفائی دست و بردست کی تعریف تھی ادھر افغان دیوخوار
کا دو پرکالہ ہوتا تھا کہ دیو افلاک آہن تن نام ایک دیو کوہ پیکر میدان مین آیا جسکے تمام بدن پر بال تھے اور شاہزادہ
زور دست و بازو مین مصروف ہوا پہلے انواع اقسام کی نسبت و کشاد رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے اُسکو زمین پر
مارا اور اُسکے ایک پاؤن کو اپنے پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن دونون ہاتھون سے گرفت مین لا کے
مثل کرباس کے دریدہ کر ڈالا اور ایک حصہ اُٹھا کے جانب دست راست پھینک دیا اور دوسرا حصہ جانب دست چپ
اُسکے بعد دیو سنباک جو تمام ممالکت ملک طوفان مین جان قاف و عفریت ثانی مشہور تھا اور سات بیچ پچاس گز
کا قد تھا تنانا ہا تنانا ہا بصد اسے زہرہ شگاف کہتا ہوا میدان مین آیا اور آتے ہی دار شمشاد کا وار شاہزادہ بدیع الملک
پر کیا شاہزادہ نے اُسکے وار کو رد کر کے ایک ضرب تیغ اس قوت سے اُسکے سر پر لگائی کہ نصف سر اُسکا شگافتہ ہو گیا
وہ دیو بزدل باوجود اُس اپنے تن و توش کے تاب اُس زخم سر کی نہ لایا اور شاہزادہ کے مقابلہ سے بھاگ کے
لشکر طوفان مین جا چھپا وہان لشکر مین سب نے اُس دیو کو بدحواس اور اُسکے سر سے دریا سے خون جاری

دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور ارادہ کیا کہ اس مقام سے بھاگیں ملک طوفان فوج کا حال بد رنگ دیکھ کے وسط فوج میں مقام بلند پر استادہ ہوا اور باواز بلند کہا ای اہل فوج عریان کوہ خبردار بزدل ہونا اگر دولہ سباک غلط گمانی سے تمام عریان کوہ میں جان قافت و عفریت ثانی مشہور تھا مگر آج اسنے بزدلی اپنی ظاہر کردی نہ تاب زخم سر نہ لا سکا اور حریف ضعیف البنیان سے کہ مقابلہ سے بھاگا مقتضائے جرات دلاوری یہ ہی کہ اسکی بزدلی کی جانب مطلق اعتنا نہ کی جاوے اور باستقلال تمام اس انسان ضعیف البنیان کو ہر چہار جانب سے گھیر کے اسکو سر مہ کر دیا جاوے ورنہ باشندگان عریان کوہ ہمیشہ کے واسطے بدنام ہو جاینگے کہ ایک انسان مشت استخوان کی تاب مقابلہ نہ لا سکے اس طرح کی تقریر طوفان شاہ کی اس تقریر سے تمام کے دل میں ایک نوع کی جرات پیدا ہوگئی اور بگیر و بزن کہتے ہوئے آندھی کی طرح دوڑے اور شاہزادہ بدیع الملک کو گھیر لیا شہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا تیغ و سپر کو مستحکم سنبھال کے فوج طوفان شاہ میں در آیا اعمال شاہ نے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی یہ لگے کہ غضب ہوا ایسا نہو شاہزادہ دلاور ہلاک ہو جاوے بعجلت تمام سرداران فوج کو حکم دیا کہ جلدی شاہزادہ کی مدد کرو ایسا نہو کہ فوج مخالف سے کسی طرح کی ایذا اس دلاور کو گزند پہونچے تا اینکہ یہ فوج بھی حملہ آور ہوئی جسکی تعداد بنا بر تحریر بعض مورخان صداقت بیان سات لاکھ تیس ہزار تھی اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اعمال شاہ کی تحریک سے سات لاکھ دیوان قوی ہیکل کی جمعیت شاہزادہ بدیع الملک کی حمایت کے واسطے پہونچی اور علاوہ اس تعداد کے بکثرت فوج اعمال شاہ کی اس مقام پر آمادہ حرب تھی القصہ تا غروب آفتاب فوج طرفین میں وہ جنگ مغلوبہ ہوئی اور اس غضب کا کشت و خون ہوا کہ پناہ بخدا کشتوں کے پشتے سروں کے انبار ہوگئے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا خون کا بہ رہا ہی ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی جب بالکل تاریکی ہوگئی نقارہ بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے شاہزادہ بدیع الملک بھی بارگاہ اعمال شاہ میں آکے استراحت گزین ہوا

فریب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں
حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں
کھڑے ہیں کھوئے ہوئے سینے سینوں کو تا آخر
قد بلند سے کوتاہ مرا آہ نہیں
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہی
دکھاؤں کسکو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہیں

یہ دشت وہ ہی جہاں آب زیر کاہ نہیں
بتوں کے ناز سے یک یک کے دکھ گئے ہیں دل
تمہاری تیغ کی زخموں کی بند راہ نہیں
غریب کو نہ کریں قتل خط وہ پیدا کریں
عمل جو نیک ہوں تو ایسے خوابگاہ نہیں
فقیروں کے قدم سے ہمیں ہی آتش

ہرن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں
وہ کون ہی کہ خدا سے جو داد خواہ نہیں
نہ ہوئے گوش زد یار تو تعجب ہی
مرا گناہ ہی قاصد کا کچھ گناہ نہیں
چمک چمک کے نکلتے کا حال کھل جاتا
طریق احمد مرسل سی شاہ راہ نہیں

تواریخ پیرایے مرد سخندان بموجب آشکار اکند راز نہان ☆ کہ ایک بادشاہ تھا عالی مقام ملک داد بخش نام اسکی ایک دختر تھی نام آسکا روان بخش تھا حسن و جمال میں یکتا ناز و انداز میں بے ہمتا کثرت صفا سے دل تجلی زار سینہ مظہر نور ☆

خیال از جلوهٔ او روح پرور | دہن از نام او لبریز کوثر
بدرد او دلم شد غارت اندیش | توان گشتن مرید طالع خویش

جس روز یہ ہنگامہ برپا ہوا اسی روز ملک داد بخش مع دختر اعمال شاہ کی ملاقات کو آیا اور بعد صاحب سلامت روبرو شاہزادہ بدیع الملک کے مقیم ہوا شاہزادہ کی نظر جو روان بخش دختر ملک داد بخش پر پڑی بس عجیب حال ہوا ☆

بسر رفعت ہوا اس گاہ کے ساتھ | ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ
دل پر کرنے لگا طپیدن ناز | رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز

ہر چند دل میں کہا کہ بدیع الملک اس راہ پر خطر میں قدم رکھنا دیدہ و دانستہ جان سے ہاتھ دھونا ہی مگر اثر نہ ہوا ادھر روان بخش بھی شاہزادہ کو دیکھ کے ہزار جان و دل فریفتہ ہوگئی اور دزدیدہ نگاہوں سے شاہزادہ کو دیکھ رہی

کسیکو ان دونون کے راز مخفی سے مطلق اطلاع نہ تھی نیرنگ ساز فلک جب کوئی شعبدہ غریب چاہتا ہے پردہ سے نکالے
پہلے سبکی نظر بندی کرتا ہے غفلت کا افسون پھونکتا ہے ؎ قضا دستی پنج انگشت دارد * چو خواہد از کسے کارے برارد
دو بر چشمش نہد دیگر دو بر گوش * یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش * ملک داد بخش نے جو شاہزادہ کو ایک جوان وجیہ و
خوش رو دیکھا اعمال شاہ سے پوچھا کہ شہریار یہ جوان فرخی آثار کون ہے اعمال شاہ نے کہا اے داد بخش تم اس
جوان عالی خاندان والا دودمان کو نہین جانتے بس یہ سمجھو کہ برہم کن صفوف معاندان اور زلزلۂ قاف سے ہے کئی روز
کا زمانہ گذرا کہ میرے یہان مہمان ہے اور ہر روز دیوان کوہ پیکر و عفریتان قوی ہیکل سے ہنگامہ حرب و ضرب گرم
کرتا ہے اور صدہا دیودان کو ہلاک کرتا ہے آجتک ہماری نظر سے قوم انسان مین کوئی صاحب دست زبردست ایسا نہین گذرا
جب اس طرح کے اوصاف دلیری و جوانمردی ملک داد بخش نے اعمال شاہ کی زبان سے سنے اوسکے بھی دل مین
ایک نوع کی محبت شاہزادہ بدیع الملک کی پیدا ہوئی فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کرکے
شاہزادہ بدیع الملک سے بغلگیر ہوا شہزادہ بدیع الملک کا قاعدہ تھا کہ تمام روز حرب و ضرب وغیرہ
مین مصروف رہتا تھا ادھر آفتاب قریب غروب ہوا اور تمام کامون کو چھوڑ کے ملکہ ماہ پوش کے پاس چلا آتا
اور تمام شب ملکہ کے پاس بسر کرتا تھا آج جو ملکہ روان بخش دختر ملک داد بخش کو دیکھا ایسا ازخود رفتہ ہوا کہ پہر
رات سے زیادہ گذر گئی پھر بھی اعمال شاہ کی بارگاہ سے باہر نہ آیا کبھی خود روان بخش کی جانب دیکھ لیتا تھا
اور کبھی روان بخش شاہزادہ کی طرف دیکھ لیتی تھی حتی کہ اعمال شاہ کو خیال آیا کہ اسقدر رات گذر گئی اور شاہزادہ
والاجاہ بیدار ہے ایسا نہو کہ ماندہ و کسلمند ہو جائے یہ خیال کرکے عرض کیا کہ شہریار کچھ معلوم ہے کسقدر رات آئی ہے اب اپنی خوابگاہ مین لیجائیے
چند ساعت استراحت فرمایئے زیادہ بیدار رہنا انسان کے واسطے علالت کا سبب ہے اگر نصیب دشمنان زیادہ ماندگی
غالب آگئی تو سخت زحمت ہوگی مجھکو صرف نادرستی مزاج کا خیال ہے بدیع الملک نے کہا نہین صاحب
مجھ مین ماندگی کیا راہ پائیگی اگر ایک ہفتہ تک تمام شب بیدار رہون تو کبھی ماندہ نہین ہو سکتا اعمال شاہ نے کہا
اختیار بدست مختار ہے یہ کہا اور بارگاہ سے اٹھ گیا اعمال شاہ کے اٹھنے سے مجلس برہم ہوگئی تمام حاضرین بارگاہ
اپنے اپنے مقام پر جاکے سو رہے اب بارگاہ مین صرف بدیع الملک تنہا رہگیا محبت بری بلا ہے محبوبہ کے
چلے جانے سے دل تہ و بالا ہوگیا مگر چارہ کیا تھا پھر بھی چند ساعت تک وہین بیٹھا رہا اور انواع اقسام کے خیال
دل مین وسیع کیے کوئی تدبیر اسوقت ایسی سمجھ مین نہ آئی جس سے دل ٹھہرا رہے گو نہ قرار آتا مجبوری وہان سے
اٹھ کے ملکہ ماہ نوش کے پاس آیا مگر خیال محبوبہ جدیدہ دل مین سمایا ہوا تھا کسی پہلو قرار نہ آیا ہر مرتبہ دل چاہتا تھا
کہ چلو اور روان بخش کو تلاش کرکے کسی طرح اسکے پاس پہونچو اور کبھی اشعار عاشقانہ موثرانہ لہجہ مین پڑھتا ملکہ ماہ نوش
نے جو شاہزادہ بدیع الملک کا آج یہ نیا رنگ دیکھا کہ نہ پہلے سے سخنان محبت ہین اور نہ التفات و اختلاط بہت
متعجب ہوئی چاہا کہ کچھ استفسار حال کرے مگر پھر بسبب شرم دینا کے خاموش ہو رہی کبھی شاہزادہ کے اداس
بشرہ کی جانب نظر کرتی تھی اور عاشقانہ اشعار کو سنکے طرح طرح کی باتون کا خیال آتا تھا رات زیادہ آگئی نیند نے غلبہ کیا
سو گئی دستور تھا کہ صبح کو جب شاہزادہ بیدار ہوتا ہاتھ منہ دھوکے مین بجو بلی زن حرم جاتا تھا پھر دن چڑھنے کے
بعد دربار اعمال شاہ مین جانے کی نوبت آتی تھی اس مرتبہ صبح سویرے ہنوز ملکہ مہر پوش لب بیدار نہ ہوئی تھی
شاہزادہ بدیع الملک لباس زیب بدن کرکے بعجلت تمام دربار اعمال شاہ مین آکے بیٹھ رہا بعد
اعمال شاہ و ملک داد بخش مع دختر دربار مین آئے دیکھا شہزادہ بدیع الملک دربار مین موجود ہے

سلام باہمی روان بخش نے گوشہ چشم سے شاہزادہ کو سلام کیا جسنے شاہزادہ بدیع الملک کی آتش محبت کے لیے ہوا کا کام کیا تمام دن تو دربار مین گذرا جب شام ہوئی پھر حسب دستور سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے اسکے بعد شہزادہ بھی ملکہ ماہ نوش لب کے پاس چلا آیا مگر اسیطرح مغموم و محزون کبھی اپنے نصیبون پر اشک گلرنگ بہاے خار خار الم سے چرخ جفا کار کے شکوے کرنے لگا

منم آن میوہ کز خامی بہ نبستان ہوس ماندم
زبس کا یام باہن کرد سر و سے ہم بس ماندم

کبھی کہتا تھا زمانہ کا عجب رنگ ہی محبت ایسی شے ہی جسکو محب ہی خوب جانتا ہی مگر اہل عقل کہتے ہین کہ اس طرح کی محبت ہمارے واسطے تنگ ہی

این اہل زمانہ درد ما کم کردند
این ہیچ عبث عبث ہلاکم کردند
از چار طرف غبار دلہا چندان
برخاست کہ زندہ زیر خاکم کردند

اسی غم جانکاہ مین مبتلا رہا ظاہر مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا تھا مگر باطن مین خون ستلب ہوا جاتا تھا کبھی آہ کرتا اور کہتا تھا

کاہیدہ ز عشق تو تن و جان ما را
آمد شد نالہ گشت سوہان ما را
دور از گل رعنا تو گوئی تن زار
خاریست فتادہ در گریبان ما را

ملکہ مہر نوش شہزادہ کی صورت دیکھتی ہی اور خاموش ہو رہتی ہی اور بجاے خود کہتی ہی کہ مین پوچھون تو کیا پوچھون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا رمز ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب روان بخش اپنے گھر مین آئی چونکہ محبت یہان بھی دل مین گھر کر چکی تھی بہت گھبرائی زبان حال سے کہتی تھی

خوشا دستے و خرم روزگارے
کہ یار برخورد از وصل یارے

بسکہ مشتاق دید محبوب و مضطر تھی تاب ضبط نہ لا سکی ایک گوشہ تنہائی مین اپنی دایہ کو لیگئی اور آہستہ کہا اے مادر گرامی تمنے مجھکو پالا گود مین کھلایا تمہارا مجھپر حق ہی اور مجھپر تمہارا حق ہی اگر کسیکو کسیطرح کا ملال ہوتا ہی اسکا رفیق ملال کے دفع کرنے مین دل سے کوشش کرتا ہی دایہ نے کہا قربانت شوم کچھ تو کہو کہ نصیب دشمنان کیا ایسا ملال ہی جس سے تمہارا چہرہ دیکھتی ہون فق ہی اور خراب حال ہی اگر کسی نے کچھ کہا ہو اسکو سزا دلواؤن کسی نے کچھ چھین لیا ہو اسکی ویسی تدبیر کرون ملکہ روان بخش نے کہا دایہ جان میری یہ بات امانت سمجھنا خبردار کسی سے نہ کہنا اور تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا

آن ہونی کی ہون کو ناکتے ہین سب کو سے
ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوسے

اور بالفرض تم میری غلطی سمجھتی ہو پھر

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

دایہ نے دونون ہاتھ کانون پر رکھے اور کہا جان مادر اتو جو کچھ کیا کہا لیکن بار دیگر ایسا ذکر میرے گوش زد نہ کرنا مین کیا جانون محبت کس جانور کا نام ہی اور الفت کسکو کہتے ہین وہ عقلمند کیا جو عقل سے کام نہ لے اور بیہودگی کے درپے ہو جاے بھلا عام لوگون مین سے کیسیکی دختر اس طرح کے کلام زبان پر لاے تو ہو سکتا ہی ملک داد بخش ایسے بادشاہ عالی جاہ کی دختر اور آدمی زاد پر فریفتگی ظاہر کرد اسکے کیا معنی روان بخش آبدیدہ ہوئی اور کہا اے مادر گرامی یہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا مگر مین نے لوگون مین سنا ہی کہ رسم و راہ محبت مین سب ہی مجبور رہین دیدہ و دانستہ کون ایسا ہوگا جو اپنے کو بلا مین مبتلا کر دیگا ہان اگر اختیاری امر ہو تو محل شکایت ہی مین نے اپنے پدر عالی مقدار سے یہ نہین کہا تھا کہ مجھکو اعمال شاہ کی دربار مین ہمراہ لے چلو اور نہ انہین کو یہ معلوم تھا یہ بخت و اتفاق ہی کہ مین دام محبت مین گرفتار ہو گئی اگر کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو ضرور ہلاکت کا سامنا ہی دایہ کو غصہ آگیا اور کہا او شوخ دیدہ مین نے کہدیا کہ اس خیال بیہودہ سے درگذر مگر تجھکو مطلق خیال نہین تیری ایسی ہی محبت میرے دل مین جاگزین ہی کہ تیرے سمجھانے ہی پر اکتفا کرتی ہون کیا ہو اگر ابھی تیرے باپ سے اطلاع کر دون اور خبردار تو مجھ سے اس بارہ مین کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین تیرے باپ کی قدیم نمک خوار ہون بڑھاپے مین ایسی نمک حرامی نہوگی اور بجاے خود سمجھ تو کہ اگر مین اس بارہ مین کسی طرح کی کوشش کرون اور یہ

یہ ممکن نہین کہ یہ راز پوشیدہ رہے پھر میرا اور تیرا کیا حال ہوگا جب ملک داد بخش کو خبر پہونچیگی اُس نازنین نے
دایہ کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا اے مادر مہربان اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اگر میری زندگی چاہتی ہو اس بارہ مین
کوئی تدبیر نکالو اور یہ جو تم کہتی ہو کہ آدمی پر فریفتہ ہوئی تو اسکا یہ جواب ہے کہ ملکہ آسمان پری جو ہماری بادشاہ
ہے وہ کیون جد بدیع الملک سے راضی ہو گئی جد بدیع الملک کیا آدمی زاد نہ تھا اس طرح کے اصرار سے دایہ
مجبور ہو گئی اور تا دیر سکوت مین سرنگون رہی بعد ازان کہا خیر تیری خاطر مجھکو عزیز ہے خاموش ہو رہو یہ ناموس کا
معاملہ ہے دیوار ہم گوش دارد بجائے خود فکر کرونگی اگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین آئیگی تو تجھسے کہونگی روان بخش
نے موتیون کا ہار جو پہنے تھی اپنی گردن سے اُتار کے دایہ کی گردن مین ڈال دیا اور نہایت منت سے کہا دایہ
جان دوسرے وقت پر محول نہ کرو اسی وقت کوئی ایسی تدبیر مجھکو بتاؤ جس سے میرے دل کو قرار آوے دایہ
نے نفس سرد بھر کے کہا اے نور نظر افسوس کہ تو میری بھی جان کی درپے ہو گئی خیر سن ایک تدبیر میرے سمجھ مین
آئی ہے وہ یہ ہے کہ جس حویلی مین شہزادہ مقیم ہے اُسمین درختان گل بکثرت ہین گلچینی کے بہانہ سے وہان
جاؤنگی تو بھی میرے ہمراہ چلنا روان بخش بہت خوش ہوئی غرضکہ تمام رات اضطراب وبیقراری مین گذری
صبح ہوتے ہی روان بخش دایہ کے پاس پہونچی اور آہستہ کہا اے مادر چلنا ہے تو چلو دایہ نے اور بھی چند
پریزادون کو مع روان بخش اپنے ہمراہ لیا اور بدیع الملک کی حویلی کی طرف گلچینی کے بہانہ روانہ ہوئی
یہان شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا ہوا ماہ دلدار مین محو تھا یکایک دیکھتا ہے کہ روان بخش
چند پریزادون کے ہمراہ چلی آتی ہے اور آتے ہی گلچینی مین مصروف ہو گئی ملکہ مہر نوش لب کی نظر سے پوشیدہ
ہر بار روان بخش کی طرف نظر جانے لگی اور روان بخش بھی شاہزادہ کی طرف دیکھتی جاتی تھی اور پھول چنتی جاتی
تھی کبھی چنے ہوئے پھولون کو دانستہ گرا دیتی تھی اور متبسم ہو کے از سر نو پھول چنتی تھی جس سے مفہوم
ہوتا تھا کہ برائے نام پھول چنتی ہے ایک مرتبہ ملکہ مہر نوش لب نے شہزادہ کو دیکھ لیا کہ روان بخش
کی طرف رغبت سے دیکھتا ہے سمجھ گئی کہ اسی پریزاد کی محبت مین شہزادہ مبتلا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دو روز سے
میری جانب ویسا ملتفت نہین جیسا پیشتر تھا اور بالکل مضطرب وبیقرار ہو رہا ہے آخر شہزادہ سے کہا شہریار
میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز ان پریزادون سے گرم صحبت ہون اور انکو اپنے یہان مہمان رکھون بشرطیکہ
تمکو ناگوار نہ ہو میرا تمھارا دونون کا گفت وشنید سے دل بہلے گا شہزادہ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے
شوق سے انکو مہمان رکھو ملکہ مہر نوش لب روان بخش کی جانب متوجہ ہوئی اور کہا اے خواہر ہم بھی یہان
مسافرانہ وارد ہین اور شاید تم بھی مسافر ہو اتفاق سے ہمارا تمھارا سامنا ہو گیا ہے اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو تھوڑی
دیر کے واسطے ہمارے پاس بھی چلی آؤ کچھ باتین کرین اور ہم تم دل بہلائین اُدھر روان بخش کی تو
مراد دلی یہی تھی متبسم ہو کے کہا کچھ مضائقہ نہین ہے یہ کہا اور ہزار ناز وانداز ملکہ مہر نوش لب کے پہلو مین شاہزادہ کے
روبرو آکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش روان بخش سے یہ کہنے لگی کہ بہن تم یہان توقف کرو مین آتی ہون شاہزادہ کو علیحدہ
لے آئی اور کہا شہریار مین پیشتر ہی تمھارے انداز سکوت سے سمجھ گئی تھی کہ تم کسی کے فریفتہ معلوم ہوتے ہو مگر
اس خیال سے کہ تمکو ناگوار ہوگا مین نے سکوت کیا اب مجھکو بخوبی دریافت ہو گیا کہ تم خاص اسی پریزاد پر فریفتہ
ہو گئے اور اسی کی مفارقت مین تمھارا حال دگرگون ہے اس واسطے مین نے اسکو اپنے پاس بلایا ہے اب جو کچھ
مین اس پریزاد سے کہون تم برا نہ ماننا شاہزادہ خاموش ہو رہا ملکہ مہر نوش اور شہزادہ دونون پھر اپنی جگہ پر

آکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش لب نے روان بخش سے کہا اگر اس حویلی مین پھول اس کثرت سے نہ ہوتے تو کیون تم
یہان آتین اور کس طرح ہماری تم سے ملاقات ہوتی روان بخش نے متبسم ہوکے کہا بہن پھولون کا تو ایک بہانہ ہی
لیکن اصل بات یہ ہی کہ تمہاری محبت ہمکو یہان کھینچ لائی ملکہ مہر نوش روان بخش سے یہ سُن کے خوب ہنسی اور کہا
ہان بہن یہ تم نے سچ کہا مگر تھوڑا اس مین جھوٹ بھی ہی بے شبہہ پھولون کا بہانہ تھا مگر میری محبت تمکو نہین کھینچ لائی
ہان محبت ضرور تم کو کھینچ لائی مین نہین کسی اور کی محبت سہی ای خواہر تم تو تم اگر تم ایسے ہزار پریزادون پر فریفتہ ہو جاؤ
اور پاس اپنے لے آؤ تو ان سبکی کنیزی فخریہ کرنے کو موجود ہون اور اس میرے کہنے کو معمولی کہنا نہ سمجھو سچی
بات ہی یقین سمجھو روان بخش نے کہا بہن یہ تم کیا کہتی ہو مجھکو تم خود اپنی ایک ادنی کنیز سمجھو شہزادہ بدیع الملک
ملکہ مہر نوش لب کے اس طرز کلام سے دل مین بہت خوش ہوا اور ہزار ہزار آفرین کی اور کہا حقیقت امر یہ ہی
کہ اگر ہزار در ہزار محبوبان سحر با ناز و انداز و نازنینان دلنواز کا دل دادہ ہونگا اور وہ سب میرے قبضہ و اختیار
مین آئینگی تو سبکی سردار تمہین کو سمجھونگا اس بارہ مین قوم اناث سے آدمی زاد ہو یا پریزاد کوئی ایسا نہین جسکو
دوسرے سے رشک و حسد نہین ہوتا مگر تمہارا خیال بالخصوص اس بارہ مین قابل تعریف ہی اب روان بخش
کی دعوت کرنا چاہیے چنانچہ مجلس رقص و سرود آراستہ کی گئی پریزادان رقاصہ و خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کی
عاشقانہ غزلین گائین تین شبانہ روز اسی طرح کا ہنگامہ گرم رہا چوتھے روز روان بخش نے ملکہ مہر نوش لب سے
کہا ای ملکہ اب مجھکو رخصت کرو زندہ ہین تو پھر ملینگے ملکہ مہر نوش نے کہا بہن ابھی اور کچھ دن یہان دل بہلاؤ رقص و سرود
کے جلسہ سے دل خوش کرو نہین معلوم اب کب بار دیگر ہم سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہو روان بخش نے کہا
ہان یہ صحیح ہی مگر اب زیادہ توقف نہین کر سکتی کیونکہ مین یہان اس ارادہ سے نہین آئی تھی کہ دو چار روز توقف ہو گا تمہاری
خاطر سے اسقدر توقف کا اتفاق ہو گیا ملکہ مہر نوش نے بمجبوری روان بخش کو رخصت کیا اور کہا ای خواہر روان بخش
تم غیریت نہ سمجھنا جسوقت دل چاہے بلا تکلف چلی آنا اور اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا مین تمہاری خوش خلقی اور محبت سے
پیش آنے کی ممنون ہون روان بخش یہ کہکے کہ واہ یہ تو مجھکو کہنا چاہیے رخصت ہوئی اور اپنے مقام پر چلی گئی
پیشتر ذکر ہوا ہی کہ ہنگام مقابلہ طوفان شاہ حاکم عریان کوہ سباک دیو کوہ پیکر جو تمام عریان کوہ مین جان قاف
اور عفریت ثانی مشہور تھا شاہزادہ بدیع الملک دلاور کے دست زبردست سے شمشیر آبدار کا سر پر زخم کاری
کھا کے لشکر طوفان شاہ مین جا چھپا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اُسکا بیٹا مقابل دیو نام آیا اور سباک دیو
کو سلام کیا اور اُسکا سر زخمی دیکھ کے متعجب ہوا پوچھا یہ کیا ہوا سباک دیو نے کہا ای فرزند میدان حرب و ضرب
مین جو کچھ ہوتا ہی وہ ہوا مقابل دیو نے پوچھا کہ وہ کون ایسا دیو زبردست تھا جس نے ایسی ضرب شدید پہونچائی سباک
دیو نے کہا جان پدر کیا کہون مفصل حال بیان کرنے مین شرم دامنگیر ہوتی ہی مقابل دیو بہت مصر ہوا اور کہا ای پدر بزرگوار
کچھ تو بیان کرو وہ کون ہی اور اُسکا کیا نام ہی سباک دیو نے کہا ای فرزند وہ دیو زاد نہین ایک آدم زاد ہی اور اُسکا نام
بدیع الملک ہی یہ سن کے مقابل دیو بہت برہم ہوا اور کہا آدم زاد کی یہ طاقت نہین ہو سکتی کہ وہ اس طرح زخمی
کر سکے ہان کوئی اور سبب ایسا ہوا جس سے زخم کاری لگا سباک دیو نے کہا ای فرزند تجھکو نہین معلوم کہ وہ آدم زاد
کیسا جری اور شہ زور ہی پیشتر مین بھی اُسکی کوئی وقعت نہ سمجھتا تھا مگر جب مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی ایسا زبردست
ہی مقابل نے کہا اب مین جاتا ہون پہلے اُس آدم زاد سے عوض لے لون تو پھر یہان آؤنگا ہر چند سباک دیو نے
اصرار کیا کہ جلدی کیا ہی چلے جانا مگر اُسنے نہ مانا آدھی رات گذری تھی کہ مقابل دیو وہان سے روانہ ہو کے شہزادہ بدیع الملک کے

محل مین پهونچا شهزاده بدیع الملک ملکه مهر نوش لب کے ساته خوابگاه مین بیخبر سو رها هی جون هی اس دیو کی نظر
ملکه مهر نوش پر پڑی بهزار جان اُس نازنین پر فریفته هوگیا سونچا که اگر اس نازنین کو نهین رهنے دون اور اس
آدمی زاد کو بیدار کردون نهین معلوم کیا صورت پیش آے بهتر یه هی که پهلے اس نازنین کو یهان سے لیجاؤن پهر اس
آدم زاد سے سمجهونگا چنانچه شهزاده کو عالم خواب مین رکها اور ملکه مهر نوش لب کو به آهستگی تمام اُٹهاتے هوئے
جزیرهٔ ششم مین لایا جزیرهٔ ششم مین پهونچ کے ملکه مهر نوش لب خواب سے بیدار هوئی متعجب هوکے مقابل دیو کی
صورت دیکهی اور کها تو کون هی اور مجهکو یهان کون لایا هی مقابل دیو نے کها مین مقابل دیو هون اور ای نازنین مین هی
تجهکو یهان لایا هون اس سبب سے که جس جوان آدم زاد کے ساته تو سو رهی تهی اُسنے میرے باپ سیاک دیو کو
زخمی کیا هی اُس سے بدله لینے تیرے محل مین آیا تها جب تجهکو دیکها تیرا دل داده هوگیا تهی که ابهی اُس جوان سے بدله
لینا ملتوی رکها اور تجهکو یهان اُٹها لایا اب مجهکو اجازت دے که مین تجهسے اپنی مراد حاصل کرون اور ای نازنین
تو خوب جانتی هی که اس وقت تو هر طرح سے میرے قبضه مین هی تیرا انکار بیفائده هوگا ملکه آبدیده هوئی اور کها او
ظالم تو نے بڑا ظلم کیا که مجهکو اُس جوان کے پاس سے یهان لے آیا مین اُس جوان آدم زاد کی مطلوب هون
کسی غیر کا دست گستاخ هرگز نهین میری جانب دراز هوسکتا اگرچه اس وقت مین تیرے قبضه مین هون پهر قبضه سے
کیا فائده که جب مجبوری کی حالت مین اپنی هلاکت کے درپی هوجاؤن گی هان اُسوقت تیرا کهنا بجا هوتا جب اُس
شاهزاده فرخ جاه یعنی بدیع الملک والا بارگاه کے مطلوب نه هوتی مقابل دیو نے کها ای نازنین مین تیرا مطلب
سمجه گیا تیرا یه خیال هی که جب اُس جوان کا سامنا هوگا تجهے شرم آئیگی آگاه هو که مین اُس آدمزاد سے ضرور اپنے
باپ کا عوض لونگا اور ایسا عوض لونگا که مدت العمر تیرا اور اُسکا سامنا نهوگا اور اچها شبهه کیون باقی رهی مین جاتا هون
اور پهلے اُس جوان آدم زاد هی کا کام تمام کیے آتا هون یه کها اور وهان سے روانه هوا اس طرف کا حال سنیے
که جب صبح هوئی حسب دستور وقت مقرره پر شهزاده بدیع الملک خواب سے بیدار هوا پهلو مین نظر کی ملکه
مهر نوش لب کو نه پایا متحیر حیرت هوگیا طرح طرح کے خیال پیدا هوے کوئی بات قابل یقین سمجه مین نه آئی گهبرایا هوا
اعمال شاه کی بارگاه مین آیا اعمال شاه نے جو شاهزاده بدیع الملک کو پریشان حال دیکها اپنی جگه سے
اُٹهکهڑا هوا اور کها ای شهریار کیون خیریت تو هی تم اس قدر بدحواس کیون هو شاهزاده اعمال شاه کو خلوت مین لے گیا
اور حقیقت حال کو بیان کیا اور کها کچه سمجه مین نهین آتا که ملکه مهر نوش لب کو کون لے گیا اعمال شاه بهی غریق بحر حیرت
هوگیا کها شب کو کوئی اجنبی تمهارے یهان آیا تها شهزاده نے کها کوئی نهین بعد ازان شهزاده اور اعمال شاه خلوت
سے باهر چلے آئے اور تا دیر سکوت مین دونو بیٹهے رهے اور حاضرین دربار شهزاده اور اعمال شاه کی سکوت کو
خاموش بیٹهے دیکه رهے تهے مجال دم زدن نه تهی شهزاده نے کها ای اعمال شاه اب مین باعلان کهتا هون سنو اگرچه میری
معشوقه کو خوابگاه سے کوئی لے گیا هی بهتر یه هی که جس طرح لے گیا هی اُسی طرح خود پهونچا دے مین اقرار کرتا هون که کسی طرح کا
تعرض اُس سے مین نهین کرونگا ورنه یه ممکن نهین که مین تجسس و تلاش کرون اور وه نه ملے اُسوقت اُس لے جانے والے کو
اس ذلت اور فضیحتی سے هلاک کرونگا که جانوران هوائی اور صحرائی تک اُسکے حال خراب پر افسوس کرینگے اس بات کو
خوب اپنی جگه سمجه لے که مین بدیع الملک اپنے نام کا هون غرض بهت اچها کیا جو کچه کیا جسوقت شهزاده بدیع الملک نے
اسی طرح کے کلمات غیظ و غضب سے کهے ملک داد بخش و روان بخش بهی وهان موجود تهے روان بخش کو
اسی بات کا گمان گذرا که شاید شهزاده بدیع الملک مجهکو سنا کے اس طرح کهتا هی اور میری طرف اُسکا خیال هی

کیونکہ مین ملکہ مہرنوش لب کے پاس جاکے بیٹھی تھی اور ملکہ مہرنوش نہایت لطف و محبت سے پیش آئی تھی
اسوقت تو اس طرح کا خیال کرکے خاموش رہی اور شہزادہ بدیع الملک کی صورت حیرت سے دیکھا کی جب
شہزادہ اپنی بارگاہ مین گیا روان بخش سبکی نظر سے پوشیدہ فوراً شاہزادہ کے پاس آئی اور صورت حال کو
پوچھا شاہزادہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا اس بارہ مین ہمہ تن محویت ہون کہ کون ایسا مکار بے ایمان تھا
جس نے میری محبوبہ آرام جان کو مجھسے چھڑایا ابھی تو مین خاموش ہون البتہ سراغ مل جاوے تو اُس بدبخت کو بتاؤن
اگر میری غفلت مین یہ حرکت نالائق کی تو کیا کی ہان لطف اُسوقت تھا کہ میری بیداری کی حالت مین حملہ کیا ہوتا
تو معلوم ہوجاتا یہ پیشہ محض بزدلون کا ہے روان بخش نے اوّل بہت افسوس کے کلمات کہے بعد ازان
کہا شہریار اگر تمکو میری جانب کسی طرح کا گمان ہے تو مین جسطرح کہو قسم کھانے کو موجود ہون کہ مجھکو مطلق اس
واقعہ سے اطلاع نہین ہے اور نہ مین کسی طرح کی اس مقدمہ مین شریک ہون کیونکہ ہر ایک فعل ہا اُسکے ضمن مین
مصلحت ہوتی ہے جس غرض سے وہ کام کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہنگام ملاقات خواہر مہرنوش جس لطف و
خوبی اور بے تکلفی سے مجھسے پیش آئین اور یہ مجھکو یقین ہے کہ میری ملاقات سے خوش ہوئین اور ہرگز میری
مفارقت وہ نہین چاہتی تھین پھر یہ حیرت ہے کہ وہ کون ایسا موذی تھا جس نے اس طرح کی حرکت ناشایستہ کی
شاہزادہ بدیع الملک نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین تمہارا کیا دخل ہے اور تم سے اس مقدمہ مین کیا تعلق
ہے اگر تمکو بالفرض لے جانا منظور ہوتا تو مانع کون تھا تین روز تم ہمارے یہان مقیم رہین ممکن تھا کہ تم بھی ملکہ کو اپنے یہان
لے جاتین پوشیدہ لیجانے کی کیا ضرورت تھی میرا ہرگز تمہارے جانب گمان نہین اور یہ فعل تو قوم اناث کا
کسیطرح عقل مین نہین آتا ہان ہونگے تو قوم ذکور ہی سے کوئی حضرت ہونگے خیر کبھی تو ملینگے اس گفت و شنید
مین شاہزادہ بدیع الملک محزون و مغموم تو تھا ہی لیکایک بے خبر سوگیا روان بخش شہزادہ کو سوتا دیکھ کے
اپنے یہان چلی آئی ادھر اُس طرف شاہزادہ کی بیخبری مین مقاتل دیو پھر آیا دیکھا شہزادہ بیخبر سو رہا ہے مقاتل نے
قریب آکے شہزادہ کو طوق و زنجیر مین خوب مستحکم جکڑا تا کہ اگر شاہزادہ بیدار بھی ہو جاوے تو ہل نہ سکے اور
اسیطرح گرفتہ و بستہ ملکہ مہرنوش کے پاس لایا اور پوچھا اے ملکہ تم اس جوان کو پہچانتی ہو ملکہ مہرنوش نے کہا
ہان مین اس جوان کو خوب پہچانتی ہون اس جوان کی مین مطلوب ہون محض بیکار تو نے اس جوان کو یہان
لا کے تکلیف دی مقاتل دیو نے کہا اے ملکہ پہلے اس جوان کی تو مطلوب تھی اور اب میری مطلوب ہے اب ہرگز
امید نہ رکھ اس جوان کی بار دیگر مطلوب ہوگی تیری خاطر سے مین اس جوان کو یہان لایا ہون اب مین ابھی اس
جوان کو تیرے روبرو ہلاک کرتا ہون بعدہ تجھسے کام دل حاصل کرونگا یہ کہا اور اپنے خنجر تو تیز کرنے لگا
تاکہ شہزادہ کو ہلاک کرے ملکہ مہرنوش لب نے بہزار منت و زاری کہا اے شاہ دیوان مجھکو تو اپنی ادنی خادمہ
سمجھ لیکن جوان آدم زاد کو ہلاک نہ کر اگر تجھکو مال و متاع کی ضرورت ہے اور لینا چاہتا ہے تو مین اقرار کرتی ہون کہ
جو کچھ کہیگا دونگی اس عرصہ مین لیکایک شہزادہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ملکہ ایک دیو سے کچھ منت
کرتی ہے اور زار و قطار روتی ہے اُس شہزادہ عالی وقار نے تڑپ کے دست و پا کو ایک جھٹکا جو دیا تمام بند دست و پا
ٹوٹ گئے اور دو ٹکے دست زبردست سے ایک گھونسا مارا کہ مقاتل دیو منھ کے بل گر کے پھر اٹھا
دو تین موت کی ہچکیان آئین اور دم نکل گیا یہ دیکھ کے ملکہ کے حواس درست ہوئے کہا شہریار کار سے
کردی اب یہان سے نکل چلنے کی کیا تدبیر کرو کیونکہ دریا حائل ہے شہزادہ نے کہا توقف کرو اسکی تدبیر

ہوئی جاتی ہی چنانچہ چند چیتون کو بیخ سے کندہ کیا اور اُنکو ملا کے باندھا اسیر دونون طالب و مطلوب تھے دریا مین روانہ ہوئے جس طرف موج دریا لے جاتی تھی دونون چلے جاتے تھے انکو تو یونہی بروے آب چلنے دیجیے اور دو کلمہ شہزادہ نوفل کے سماعت کیجیے راوی کہتا ہی کہ جب نوفل کو میدان حرب مین بلوت دیو قوی ہیکل نے گرفتار کرکے طوفان شاہ حاکم عریان کوہ کے پاس بھیجدیا طوفان شاہ نے نوفل کو وہان رکھنا مناسب نہ جانا بعجلت تمام گرفتہ کیے ہوے عریان کوہ اپنی دار السلطنت مین بھیج دیا اور قمررخ نام اپنے فرزند کو لکھا کہ نوفل تمھاری حراست مین بھیجا جاتا ہی اسکو ہوشیاری سے قید رکھنا قمررخ نے اپنے باپ کی تاکید سے نوفل کی حراست مین نہایت اہتمام کیا اور اپنی بہن ملائم پری نام دختر طوفان شاہ سے اس حال کو بیان کیا اور کہا ای خواہر نہین معلوم کیا وجہ ہی کہ اس قیدی کو اپنے پاس نہین رکھا اور نہ قتل کیا یہان بھیج دیا ہی اور اُسکی قید کی بابت تاکیداً لکھا ہی کہ خبردار رہنا نہین معلوم کس طرح کا قیدی ہی ملائم پری دختر طوفان نے کہا برادر مین بھی دیکھون کہ وہ کس طرح کا قیدی ہی جسکے واسطے اسقدر اہتمام کیا گیا ہی قمررخ نے کہا مین نے اُس قیدی کو اپنے مکان ہی کے ایک درجہ مین قید کیا ہی جب چاہو دیکھ لو حالانکہ بیشتر ملائم پری نوفل کو دیکھ کے فریفتہ ہو چکی تھی وقت اپنے بھائی کے بیان پر تجاہل کیا مطلب یہ تھا کہ کسی طرح شاہزادہ نوفل کو دیکھون جب قمررخ نے اجازت دیدی کہ جب چاہو دیکھ لو دوشیزہ قید مین شاہزادہ نوفل کے پاس جانا شروع کیا اور بجاے خود سمجھ لیا کہ جب کبھی قمررخ دیکھ لیگا اُس سے کہدونگی کہ تیری اجازت کے موافق اس قیدی کو دیکھنے آئی ہون کچھ عرصہ تو اسی انتظام مین گذرا کہ ملائم پری شاہزادہ نوفل کے پاس جایا کی آخر نوفل کو قیدخانہ سے رہا کر کے اپنے یہان لے آئی اور قمررخ کو مطلق خبر نہ ہوئی حسب معمول قمررخ قیدخانہ مین آیا دیکھا نوفل نہین ہی بہت گھبرایا ہر ایک ملازم سے حال دریافت کیا سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا خداوند نعمت یہ ممکن نہین کہ کوئی غیر یہان آیا ہو اگر آتا بھی تو ہمکو ضرور اطلاع ہوتی اور نہ ہمنے اس قیدی ہی کو بھاگتے دیکھا اندرونی حالات کی ہمکو اطلاع نہین ہی قمررخ جابجا ڈھونڈھتا تلاش کرتا ملائم پری کے یہان بھی آیا دیکھا نوفل ملائم پری کے پہلو مین بیٹھا ہوا بے تکلف باتین کر رہا ہی بس اس حال کو دیکھکے ازسرتاپا غیظ و غضب مین ہوگیا فوراً تیغ آبدار میان سے کھینچ لی اور چاہتا تھا کہ شہزادہ نوفل کے اوپر وار کرے شاہزادہ نوفل بعجلت تمام اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کے قمررخ کی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور اسی طاقت سے اُسکی کمر پر وار کیا کہ دو حصہ ہو گیا ملائم پری گھبرا گئی اور کہا ای شہریار یہ واقعہ رو بکار تو ہوا ہی مگر اُسکا نتیجہ کیا ہوگا یقین طوفان شاہ کو خبر پہونچیگی وہ ضرور تمکو ہلاک کریگا اور تم تنہا ہو کیا کر سکو گے خیر اب جو کچھ ہوا وہ ہوا میرے خیال مین ایک تدبیر آئی ہی تم یہین توقف کرو مین جاتی ہون گھبرانا نہین عنقریب آتی ہون یہ کہا اور بعجلت تمام باہر آکے چار ہزار سرداروں کو جمع کیا اُن سب سے کہا کہ خبردار مین جو کچھ کہون اُسپر عمل کرنا ورنہ سبکو ہلاک کرنے کی کوشش کرونگی اور شہزادہ نوفل کو وہان لا کے سب سے کہا خبردار تم سب اس والاجاہ کی اطاعت قبول کرو سب نے کہا ای ملکہ تم جس طرح ہماری حاکم دختران بنا ہو جو کچھ حکم ہو اُسکی تعمیل سے ہم سب انکار نہین کر سکتے ملائم پری نے شہزادہ نوفل کو تخت پر بٹھایا اور وہان سے روانہ ہوکے جزیرہ بلور مین پہونچ کے قیام کیا اب اس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ جب مقابل دیو سپید سیاک غمزہ شہزادہ بدیع الملک کو بھی جزیرہ تسنیم مین لے گیا اور صبح کو یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل ملکہ مہر نوش لب غائب ہوگئی اور آج شہزادہ بدیع الملک بھی غائب ہوگیا خوابگاہ مین نہین ہی اعمال شاہ نے بھی یہ خبر سُنی محو حیرت ہو گیا ہر ایک سے کہتا تھا یارو یہ کیا قیامت ہی کہ دونون طالب و مطلوب غائب ہو گئے اب بڑی مصیبت کا سامنا ہوا دیہی ایسا جوان تھا جس نے

سماک ایسے دیو کوہ پیکر کو زخمی کرکے بھگا یا ورنہ کسی کی مجال نہ تھی اب جو میدان حرب مین باک دیو آیگا اور بہ مقابل طلب کریگا تو کون اسکے مقابلہ کو جا سکتا ہی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم سب ہلاک ہونگے اور کوئی چارہ نظر نہ آئیگا نوفل نے دوست دلی کو پہلے ہاتھ سے کھویا اب یہ جوان دلاور بھی غائب ہوگیا مشیران سلطنت نے عرض کیا ای بادشاہ اسمین شک نہین کہ اُس شہزادہ کی غیبت مین صورت بدبیش آئیگی بہتر یہ ہی کہ رات کو یہان سے کوچ کرنا چاہیے اور قلعہ حصن آہنی مین جاکے مقیم ہونا چاہیے۔ واضح ہو کہ قلعہ حصن آہنی نام ایک قلعہ ہی جسکو حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام نے مثل طلسم کے بنایا ہی اور اُس قلعہ کی خاصیت یہ مقرر کی ہی کہ جب کوئی اُس قلعہ مین پناہ لیتا ہے اور فوج مخالف اُس قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیر لیتی ہی اندرون قلعہ جو ایک میل واقع ہی اُس میل پر ایک شخص جاکے آگ روشن کرتا ہی بمجرد روشن ہونے آگ کے قلعہ کے تمام برجون سے باہر قلعہ مینھ کی طرح آگ برسنا شروع ہوجاتی ہی جس سے بیرونی فوج جل کے خاک سیاہ ہوجاتی ہی چنانچہ اعمال شاہ بنابر مشورۂ مشیران سلطنت تمام فوج ہمراہ لیکے اُسی قلعہ حصن آہنی مین پناہ گزین ہوا اور یہان شہزادہ بدیع الملک درختان لبستہ پر مع ملکہ مہر نوش لب سوار سطح آب پر چلا جاتا تھا اور باگ اُس مرکب کی قضا و قدر کے ہاتھ مین تھی رفتہ رفتہ وہ درختان لبستہ ایک جزیرہ کے قریب پہونچے شاہزادہ اور ملکہ اُس جزیرہ کو دور سے دیکھ کے خوش ہوئے اور قصد کیا کہ اگر یہ درختان لبستہ کنارہ اُس جزیرہ کے پہونچ جاوین تو اسی جزیرہ مین مقیم ہون اُسوقت ہوا بھی کم تھی جس سے دریا مین اسقدر طغیانی بھی نہ تھی اور وہ درختان لبستہ بھی قریب کنارہ کے پہونچ گئے تھے شاہزادہ بدیع الملک جست کرکے دریا کے کنارہ پہونچا ملکہ مہر نوش لب نے توقف کیا تا کہ بخوبی کنارہ پر پہونچ جاؤن تو مین بھی اُتروں دفعتاً ایک جھکڑ چلا اور ساتھی اُس جھکڑ کے ایسا موجہ آیا کہ ملکہ مہر نوش کو دور بہا لے گیا شاہزادہ نے جو ملکہ کو اپنے سے جدا اُسی طرح سطح آب پر روان دیکھا زار و قطار رونا شروع کیا جبتک ملکہ مہر نوش لب نظر آئی اُسی جگہ ٹھہرا رہا جب ملکہ نظر سے غائب ہوگئی یہ اشعار پڑھتا ہوا ایک جانب روانہ ہوا ~~ع~~

جانم بلب از غم جدائی
در دام تو قید خود رہائی
پاے من و دامن بیابان

دارم نفسے بسینہ موہوم
از جور پری کسے نہ دارد

آن ہم نفسے ست گر نیائی
این ناز و ادا و دلربائی

ای راحت جان من کجائی
از زلف تو چون دلم برآید
دست من و چاک گریبان

حیران و سرگردان چلا جاتا تھا کہ ایک دور سے قصر بلور نظر آیا اُسکی سفیدی اور تابندگی سے کمال درجہ حیرت ہوئی بے اختیار دل نے چاہا کہ کسی طرح جلد ہی پاس قصر عجیب مین پہونچون جب قریب پہونچا دیکھا نہایت عالی شان ایک قصر بلورین ہی اور اندرون قصر سے انواع و اقسام کے باجون کی آواز آرہی ہی شہزادہ اُس قصر کے اندر پہونچا دیکھا نوفل ملازم پری کے ساتھ ایک عالی شان مجلس آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہی جون ہی نوفل کی نظر شہزادہ بدیع الملک پر پڑی بے تحاشا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار عالی وقار آپ یہان کہان آئیے یہان استراحت فرمائیے شہزادہ بدیع الملک آبدیدہ ہوگیا اور کہا ای نوفل کیا خاک استراحت کرون مین تو طرفہ مصیبت مین مبتلا ہوگیا نوفل نے کہا شہریار فرمائیے کیا طرفہ مصیبت ہی شہزادہ نے کہا ملکہ مہر نوش لب اس دریا مین مجھسے جدا ہوگئی اب مدت العمر مجھکو یہ امید نہین ہی کہ ملکہ مجھسے ملیگی نوفل نے مفصل حقیقت پوچھی شہزادہ نے کہا کہ پہلے اپنے پریزادون سے کہو کہ وہ تجسس و تلاش کرین شاید ملکہ دستیاب ہوجاے نوفل نے بہت مناسب کہکے چند پریزادون کو حکم دیا کہ جلد جاو اور لب دریا جاکے ملکہ کا سراغ لگاؤ وہ پریزادین گئین اور بعد جد و جہد بسیار واپس آئے کہا کہ شہریار ملکہ کا کہین پتہ نہین ہی ہر چند ہمنے تجسس و تلاش کی کچھ سراغ نہ ملا ناچار واپس آئے

شہزادہ بدیع الملک نے نفس سرد بھر کے کہا خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو نوفل نے پوچھا شہریار اب یہ ارشاد ہو کہ یہ آن
کسی طرح وارد ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے مقدمہ مقابل دیو اور اسکو جزیرہ کشمیم مین ہلاک کرنا اور
اپنا اور ملکہ مہر نوش لب کا درختان لبستہ پر سوار ہوکے روانہ ہونا اور ملکہ کا جدا ہونا مفصل بیان کیا نوفل نے پوچھا
کہ اعمال شاہ کا حال آپ کو معلوم ہی کہ وہ کہان ہی اور اس جنگ وحرب کا کیا نتیجہ ہوا شہزادہ نے کہا برادر آج
تین روز کا عرصہ ہوا کہ مین اعمال شاہ کے لشکر سے جدا ہون اس درمیان کی کچھ مجھکو مطلق اطلاع نہین ہی ہان
اگر تم چاہو تو اعمال شاہ کا حال معلوم ہو سکتا ہی یعنی کسی پریزاد کو بھیجو نوفل نے ایک پریزاد ہوشیار کو قریب
بلایا اور کہا جاؤ بہت جلد اعمال شاہ کے حال کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ مع لشکر فی الحال کس کیفیت مین ہی وہ پریزاد حسب الحکم
نوفل اسیوقت روانہ ہو گیا

اب کچھ حال اعمال شاہ کا بیان کیا جاتا ہی القصہ اعمال شاہ بمقتضاے وقت بہر نوع مناسب سمجھکے
قلعہ حصن آہنی مین مقیم ہوا یہ خبر طوفان شاہ کو پہونچی کہ بدیع الملک غائب ہو گیا اور اعمال شاہ نے
خائف ہوکے حصن آہنی مین جا کے پناہ لی بہر طور طوفان شاہ نے سباک دیو کو ہمراہ لیا اور وہان سے کوچ
کرکے زیر حصن آہنی پہونچا اور چارونطرف سے اس قلعہ کو گھیر لیا ہر چند کوشش کی کہ کسی طرح قلعہ کے اندر داخل
ہو جاوے مگر اعمال شاہ نے اندرون قلعہ بخوبی بندوبست کر لیا تھا قلعہ مین داخل نہو سکا پھر یورش کا حکم دیا
اعمال شاہ نے بجز اسکے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ ایک شخص کو اسی میل پہ بھیجا اسنے میل پر آگ روشن کی بمجرد
اس عمل کے بحکمت حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام قلعہ کے تمام برجون سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے
بیشتر لشکری طوفان شاہ کے جل کے خاک سیاہ ہو گئے طوفان شاہ اس طرح کی آتش باری سے گھبرایا
اور فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ کے پاس علحدہ مقیم ہو ورنہ تمام لشکر خاک سیاہ ہو جائیگا یہان بیرون قلعہ یہ ہنگامہ
برپا تھا ادھر جس پریزاد کو نوفل نے واسطے خبر اعمال شاہ کے بھیجا تھا وہ واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک
سے کہا ای شہریار اعمال شاہ حصن آہنی مین قلعہ بند ہی اور سباک دیو نام کی سرکردگی سے بکثرت فوج
اس قلعہ کو گھیرے ہوے ہی یہ واقعہ مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی جو واپس آکے حضور کو اطلاع دی
شہزادہ بدیع الملک نے نوفل سے مشورہ کیا کہ اس بارہ مین کیا کرنا چاہیے یہ تو ظاہر ہی کہ اعمال شاہ بعد خائف
ہوکے قلعہ حصن آہنی مین پناہ گزین ہوا ہی اگر چند روز یہی حال رہا بالیقین مغلوب ہو جائیگا نوفل نے کہا شہریار
ابھی آپ خود ہی پریشان ہین ورنہ ایسی حالت مین اعمال شاہ کی مدد تو ضرور ہی شہزادہ نے کہا نہین صاحب اگرچہ
مین پریشان ہون مگر جانا ضرور ہی یہ کہا اور تخت رواں پر سوار ہوکے روانہ ہوا وہان جب بیرون قلعہ آتشباری ہوا
شروع ہوئی اور ملک طوفان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قلعہ سے علحدہ مقیم ہو تمام فوج قلعہ سے علحدہ چلی آئی
اور وہ رات اسی طرح بسر کی دوسرے روز صبح کو ملک طوفان نے پھر یورش کا حکم دیا سباک دیو خود گرز
کو سنبھال کے قلعہ کی جانب متوجہ ہوا ایکایک دور سے بگولہ گرد نمایان ہوا اہل لشکر اس گرد کی جانب متوحش
ہوکے دیکھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا شہزادہ بدیع الملک عالی وقار اسپ صبا رفتار پر
سوار ہے برچھا آتا ہی طوفان شاہ شہزادہ کے آنے سے نہایت متعجب ہوا اور سباک دیو سے کہا ای پہلوان
نامدار اب ذرا ہوشیار خبردار رہنا کیونکہ پہلے اسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہی سباک دیو نے کہا ای بادشاہ
پیشتر اپنی غلطی سے مین زخمی ہوا اب ممکن نہین ہی کہ یہ آدم زاد میرے ہاتھ سے زندہ بچ جاوے یہ گفتگو ہو رہی تھی

کہ شہزادہ بدیع الملک دلاور میدان حرب مین پہونچ گیا اور بآواز پکارا کہ آگاہ ہو اے طوفان شاہ مین سرکوب اشرار
و برہم زن صفوف کفار آپہونچا کہان ہی سباک ناپاک اُس روز تو میرے روبرو سے بھاگ گیا اب اگر اسکے اعضا
درست ہو گئے ہون تو میرے مقابلہ مین پھر آوے ورنہ اور کوئی کوہ پیکر میرے مقابلہ کو آوے سباک دیو
شہزادہ کی اس تقریر کو سنکے مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے آ کے کہا
اے آدم زاد مین تو وہ ہون جس سے تیرا استیصال تھا ٥ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران
شاہزادہ نے ایک نعرہ مارا کہ باش اے نابکار مین تیرا حریف آپہونچا دیکھون آج تو کس طرح میرے روبرو سے
جان سلامت لیے جاتا ہی سباک دیو نے عمود کا وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب عمود کو سپر پر رد کیا اور کہا ہان
اب دوسرا وار کر سباک دیو نے غصہ مین دوسرا وار اُسی عمود کا کیا شہزادہ نے اس مرتبہ جو اس دیو نے وار
کیا اس طرح جگہ خالی کی کہ سباک معہ عمود زمین پر آرہا اور وہ ضرب عمود زمین پر پڑی شاہزادہ نے اُسکو
سنبھلنے کی مہلت نہ دی کہ ہے زدی ضرب خود ضرب مانوش کن ٭ ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر لگایا کہ دو حصہ
ہو گیا طوفان شاہ نے جو سباک کو دو حصہ دیکھا اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ خبردار یہ آدم زاد زندہ نہ جانے پائے
ہر چہار جانب سے گھیر کے کشتہ کر دو چنانچہ تمام فوج شاہزادہ پر حملہ آور ہوئی شہزادے نے داد مردی و مردانگی
دی کہ بایدو شاید یعنی شمشیر آبدار مستحکم سنبھال کے اُس فوج مین در آیا اور جو زد پر آگیا اسکو دو لخت کر ڈالا حتی کہ
تمام فوج طوفان شاہ کا رخ پھر گیا اور بے تحاشا بھاگی طوفان شاہ کو بجز اسکے کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ دیو ہزارہ
ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے پہونچا اُدھر اعمال شاہ کو وقتاً فوقتاً اندرون قلعہ خبر پہونچتی تھی جب اُسکو
معلوم ہوا کہ سباک دیو شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور تمام فوج طوفان شاہ کی فراری
ہو گئی دروازہ قلعہ کا کھلوا کے باہر آیا اور شہزادہ کی ملازمت حاصل کر کے کہا اے دلاور والا قدر ہم تو مع فوج
اپنی زندگی سے ناامید ہو چکے تھے کیونکہ سباک دیو ہماری ہلاکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا اور تم
ایسے بہادر یگانہ یہان تشریف نہ رکھتے تھے مجبوری ہم نے اس قلعہ مین پناہ لی تھی پھر کب تک اس قلعہ مین
محصور رہتے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اے بادشاہ ابھی اطمینان نہین ہو سکتا ہی تاوقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جائے
کہ طوفان شاہ بھاگ کے کہان گیا ہی ممکن ہی کہ دوسرے وقت وہ یورش کرے اعمال شاہ نے کہا
شہریار اگر یہ خیال ہی طوفان شاہ کا سراغ لگانا چاہیے شاہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو طوفان شاہ
کی خبر کے واسطے بھیجا وہ دیو روانہ ہوا اور بعد تجسس و تلاش بسیار واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی
خدمت مین عرض کی کہ اے شہریار حسب الحکم والا مجھکو ازروے تحقیق یہ دریافت ہوا ہی کہ طوفان شاہ دیو
ہزارہ ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے گیا ہی اور دیو ہزارہ ہزار دست سمندون ہزار دست کا
بھائی ہی اعمال شاہ اس خبر وحشت اثر کو سنکے بہت گھبرایا اور شہزادہ سے کہا اے شہریار اگرچہ طوفان شاہ
یہان سے بھاگ گیا ہی لیکن بے شبہ اب سخت مصیبت کا سامنا ہونے والا ہی اول تو دیو ہزارہ ہزار دست
ایک دیو کوہ پیکر ہی علاوہ برین اُسکے ہزار ہاتھ ہین اُن ہزارون ہاتھ سے حریف کا مقابلہ کرتا ہی شہزادہ بدیع الملک
تا دیر سکوت مین سرنگون رہا بعدہ کہا اے اعمال شاہ کچھ تردد کا محل نہین ہی اگر اُسکے ہزار ہاتھ ہین فرض کیا
اُسکے لاکھون ہاتھ ہین باشد خدا اے ما بزرگ ست ہان یہ بات ضرور قابل افسوس ہی کہ ابھی تک تمھارے ملک
سے فتنہ و فساد دور نہین ہوا اب مصلحت وقت یہ ہی کہ توقف نہ کرو تم بھی طوفان شاہ کے تعاقب مین روانہ ہو جاؤ کہ

اعمال شاہ نے کہا ای دلاور تمھارے فرمانے سے مین تعاقب کو قبول کرتا ہون اگر مین تنہا ہوتا تو ہرگز اس طرح کی جرات نہ کرتا شہزادہ نے فرمایا کچھ خائف نہو

بہ بینی کہ نا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان

غرض بعد اس گفت و شنید کے یہ سب وہان سے کوچ کرکے ہزارہ ہزار دست کی طرف روانہ ہوئے۔

اب کچھ حال ہزارہ ہزار دست دیو کی جنگ و جدل کا ناظرین والا تمکین کے روبرو مسطور ہوتا ہی

مرے سینہ سے تیرا تیر جب ای جنگجو نکلا
خدا جانے کہان کا چاند آج ای ماہرو نکلا
سے عشرت طلب کرتے تھے ناحق آسمان سے ہم
رہی حسرت کہ دم بھر نہ تیرے روبرو نکلا
خجل اپنے گناہون سے ہون مین یا غلک کہ حجت
مگر تھا دل مین جو کا شانہ وہ ہرگز کبھو نکلا

وہان زخم سے خون ہوکے حرف آرزو نکلا
پھر اگر آسمان تو شوق مین تیرے ہی ہر گردون
کہ آخر جب سے دیکھا فقط خالی سبو نکلا
کہین تجھکو نہ پایا گرچہ ہمنے اک جہان ڈھونڈھا
تو جو آنسو مری آنکھون سے نکلا سرخ ہو نکلا
اسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جسکو

مرا گھر تیرا منزل گاہ ہو ایسے کہان طالع
اگر خورشید نکلا تیرا گرم جستجو نکلا
ترے آتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا
پھر آخر دل ہی مین دیکھا قبل مین سمجھے تو نکلا
گھسے سب ناخن تدبیر اور کھولے سر رشتہ
جسے پہلو و دست ہمنے اپنا جانا وہ عدو نکلا

راویان اخبار رنگین و ناقلان آثار حیرت آگین مثل ملا جلال بیگ ہمدانی اس داستان مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب سباک بیباک دست زبردست شاہزادہ بدیع الملک سے ہلاک ہو گیا طوفان شاہ سراسیمہ ہوکے ہزارہ ہزار دست کی طرف بھاگا ہزار دست کی سرحد مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ ہزارہ شکار کو گیا ہی طوفان شاہ نے چاہا کہ اثنائے شکار ہی مین ہزارہ سے ملاقات کرون مگر مشیرون کے مشورے سے توقف کیا جب ہزارہ ہزار دست شکار سے فارغ ہوکے اپنے مکان پر پہونچا طوفان شاہ کو دیکھکے اُسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہا ای بادشاہ آخر کیا ایسی مصیبت تمپر پڑی کہ تم اس طرح بے حال و بدحواس یہان آئے وہ تمھارا جاہ و حشم کیا ہوا راوی کہتا ہی کہ ہزارہ ہزار دست دیو اگرچہ بہت بڑا زبردست اور عجیب الخلقت دیو ہی مگر طوفان شاہ کا تابع فرمان اور خراج گذار ہی یہی وجہ ہی جو ملک طوفان کو اس حال سے دیکھ کے متعجب ہوا اور پاؤن پر گرا القصہ ملک طوفان نے کہا ای ہزارہ ہزار دست کیا پوچھتا ہی کہ کیون سراسیمہ و بدحواس آیا ہون اعمال شاہ جو میرا تابع فرمان تھا اُسکے یہان ایک آدم زاد آیا ہوا ہی اعمال شاہ سے خراج کے واسطے جنگ ہوئی اُس جوان آدم زاد نے ہنگام حرب و ضرب افغان دیو خوار و سباک دیو و ملوت آہنی شاخ ایسے زبردست دیوون کو ہلاک کیا حتے کہ اب میری شکست کی نوبت آئی اگر یہی حال اُسی جوان آدم زاد کی حرب و ضرب کا رہا تو کس طرح عریان کوہ مین میری حکومت رہ سکتی ہی مین تیرے پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تو مجھ کو مدد دے ہزارہ ہزار دست بہت متعجب ہوا اور کہا ای بادشاہ آدم زاد اور دیو زاد کا مقابلہ کیا نہین معلوم کیا سبب ہی جو سباک ایسے دیو اُس آدم زاد کے ہاتھ سے کشتہ ہوگئے اور مجھکو مطلق اس ہنگامہ آرائی کی خبر نہ تھی ورنہ مین بغیر تمھارے اطلاع کے ہنگامہ کارزار مین پہونچتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہی خاطر جمع رکھو مین اُس جوان آدم زاد سے سباک وغیرہ کا بدلا لونگا اور بخوبی سزا دونگا طوفان شاہ نے کہا ای ہزارہ یہ تو کیا کہتا ہی وہ جوان آدم زاد بلائے بے درمان ہی تو نے اُسکی صفائی دست کو دیکھا نہین ہی ورنہ ہرگز تو اس طرح نہ کہتا بظاہر حال تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ اس آدم زاد کی کیا وقعت ہی لیکن جب ہنگامہ رزم گرم ہوتا ہی اُسی وقت اُسکی جنگ و حرب سے حواس باختہ ہوتے ہین ہزارہ نے کہا خیر

شنیدہ کی بود مانند دیدہ ٭ مین بھی اُسکو دیکھون تو معلوم ہو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک ہرکارہ دوان دوان آیا اور موقف عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ جہان پناہ بدیع الملک اور

اعمال شاہ برابر چلے آتے ہین اور عنقریب یہان پہونچتے ہین ہزارہ ہزار دست نے کہا اعمال شاہ کو مین بھی جانتا ہون یہ بدیع الملک کون ہی جو آتا ہی طوفان شاہ نے کہا ای ہزارہ مین ابھی اسی بدیع الملک کا ذکر کر رہا تھا یہی آدم زاد بلاے روزگار ہی یہ کہا اور تھر تھر مثل بید خوف سے کانپنے لگا ہزارہ متبسم ہوا اور کہا تعجب ہی کہ تم ایسے بادشاہ عالی جاہ ایک آدم زاد کے نام سے اسقدر خائف ہوا تا ہی تو آسنے دو دو آدم زاد کیا کریگا ای طوفان شاہ جو مین کہتا ہون چاہو اسکو لکھ لو کہ کل کی میدان داری مین اگر اُس جوان آدم زاد کو مع اعمال شاہ گرفتہ و بستہ کر کے تمہارے حوالہ نہ کرون تو مین ہزارہ ہزار دست نہین الغرض اعمال شاہ مع شہزادہ بدیع الملک اپنا تمام لشکر لیکے ہزارہ ہزار دست کی سرحد مین داخل ہوے اور اپنی فوج کو ہزارہ ہزار دست کی فوج کے روبرو مقیم کیا راوی کہتا ہی کہ ہزارہ ہزار دست دیو کے ملازمون مین سے موران دیو نام بھی ایک ملازم تھا وہ کنارہ دریا کے نہنگ و ماہی کے شکار مین مصروف تھا اُسنے ایک نہنگ کلان کا شکار کیا تھا اور چاہتا تھا کہ اُس نہنگ کو اُٹھا لاے یکایک اُسکی نظر دریا کے جانب گئی دیکھا دور سے کچھ بہتا چلا آتا ہی موران متحیر ہوا کہ یہ کیا شی ہی نہنگ کو ایک طرف رکھ دیا اور منتظر رہا کہ اس شی کو دیکھ لون تو چلون جب وہ شی قریب آئی نہنگ نے دیکھا کہ ایک درخت ہی اُسپر ایک نازنین بیٹھی ہوئی ہی اگرچہ دریا کے خوف سے اُسکے بشرہ پر اُداسی چھائی ہوئی ہی تاہم چہرہ مثل آفتاب درخشان ہی موران دیو دریا مین اُتر گیا اور اُس درخت کو کنارہ پر کھینچ لایا اور اُس نازنین کو درخت پر سے اُتار کے دریا کے کنارہ بٹھایا اور بغور اُسکی صورت دیکھ کے کہا ای نازنین تو کون ہی اور کیا ایسی آفت تجھپر نازل ہوئی جو باین صورت زیبا اس بلا مین مبتلا ہو کے یہان تک پہونچی تیری اس بیکسی پر میرا دل آب ہو گیا وہ نازنین ایسی نحیف و ناتوان تھی کہ ہر چند چاہا ارادہ کیا کچھ جواب دے مگر آواز نہ نکل سکی البتہ اشک حسرت رخسارۂ گلگون پر جاری ہو گئے موران دیو خاموش ہو رہا اور چند لمحہ کے بعد پھر کہا ای مہ جبین مین نے تجھسے تیرا احوال پوچھا تو نے کچھ بیان نہ کیا اُس نازنین نے نہایت آہستہ سے کہا ای شاہ دیوان مجھمین زیادہ طاقت گفتار نہین ہی جو تمام حال مفصل بیان کرون ہان اسقدر کہہ سکتی ہون کہ مین مظالم شاہ کی دختر بد اختر ہون اور شہزادہ بدیع الملک کی مطلوبہ ہون یہ کہا اور چونکہ بخارات دریا سرایت کر گئے تھے اُس نازنین پر غشی طاری ہو گئی موران دیو ملکہ مہر نوش لب پر ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا اُسوقت سوچا کہ اگر مین اسکو اپنے گھر لے جاؤن یہ خبر پوشیدہ نہین رہیگی ضرور نشر ہوگی اور ہزارہ ہزار دست کے بھی گوش زد ہوگی وہ شکایت کریگا اور کہیگا کہ ایسی نازنین سراپا حسن و ناز تجھکو دستیاب ہوئی اور تو نے مجھکو مطلق خبر نہ کی بلکہ کیا عجب ہی جو وہ میری ضرر یا ہلاکت کے درپی ہو جائے نظر برین جملہ حالات بہ جہت مناسب یہ ہی کہ اُسکو اطلاع دیجاے یہ سوچ کے ہزارہ کے پاس آیا اور کہا ای شاہ دیوان فی الحال ایک نازنین مجھکو دستیاب ہوئی ہی کیا کہون کہ کیسا حسن و جمال رکھتی ہی مین اُسکو دیکھتے ہی اُسپر فریفتہ ہو گیا ہزارہ نے کہا مین اُس نازنین کے حسن و جمال کو دیکھنا چاہتا ہون موران دل مین کھٹکا کہ اگر اُس نازنین کو دکھا دون شاید یہ بھی اُسپر فریفتہ ہو جاے کہا ای شاہ دیوان وہ نازنین ہرگز نہ آئیگی اور بالفرض مین اُسے بجبر یہان لے بھی آؤن پھر تیرا فائدہ کیا ہوگا جبکہ وہ میری محبوبہ ہی ہزارہ نے غضب کے لہجہ مین کہا خاموش باش جو مین حکم دیتا ہون اُسکی تعمیل کر ورنہ سزا اسے معقول دیجاویگی موران مجبور ہوا اور ملکہ مہر نوش کو ہزارہ ہزار دست کی خدمت مین حاضر کیا ہزارہ کی نظر پڑنا تھی کہ وہ بھی ملکہ پر فریفتہ ہو گیا پوچھا تو اس نازنین کو کہان سے لایا موران نے کہا مین ایک روز شکار ماہی و نہنگ کے واسطے گیا تھا اُس دریا پار سے یہ نازنین مجھکو دستیاب ہوئی اب میرا حال یہ ہی کہ اگر ایک لمحہ اسکو نہین دیکھتا ہون بیقرار ہو جاتا ہون

ہزارہ دیو نے کہا واہ یہ نازنین تیری فریفتگی کے قابل ہرگز نہین ہے تو اس سے دست بردار ہو اور مجھکو دیدے کہ یہ
نازنین میری خدمت مین رہے اور مین اسکی صحبت سے محظوظ ہون موران دیو نے کہا ای شاہ دیوان یہ کس طرح
ہوسکتا ہے کہ مین اس نازنین پر عاشق ہون اور تجھکو دیدون علاوہ اسکے تو ایک بادشاہ ذی اقتدار ہے تجھکو ایسی
ہزار ہا نازنین دستیاب ہوسکتی ہین مجھکو البتہ کوئی نازنین نہین ملسکتی ہزارہ دیو کو غصہ آیا اسکے روبرو سترمن
کا ایک گرز رکھا تھا اسکو اٹھا موران کے سر پر مارا موران نے جگہ خالی کی وہ گرز گران سر ایک اور دیو کے کلہ پر
پڑا کہ اسکا کلہ پاش پاش ہوگیا اور موران خائف و لرزان وہان سے بھاگا اور شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے سلام کیا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اور کیون آیا ہے موران نے کہا شہریار تمھاری کوئی معشوقہ مہر نوش لب
نامے تھی شاہزادہ نے فرمایا تو اس نازنین کو کیا جانے موران دیو نے کہا سنو مین نے اس نازنین کو دریا پار
سے پایا تھا اور تمام حقیقت بیان کی شہزادہ نے پوچھا اب وہ نازنین کہان ہے موران دیو نے کہا اس نازنین کو
ہزارہ ہزار دست دیو نے مجھسے بجبر لیلیا ہے اگر ممکن ہو تو تم اس سے لے لو اور اب مین مسلمان ہوکے تمھاری
خدمت مین رہنا چاہتا ہون شہزادہ نے اسکی درخواست کو بدل قبول کیا اور ارکان مذہب اسلام تعلیم کیے اسکی
نشست کے واسطے ایک مقام خاص مقرر کیا اب اس طرف کا حال سنیے کہ جب ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ
دیو نے موران سے چھین لیا اور موران دیو وہان سے بھاگ کے شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے مسلمان ہوا یہ خبر ہزارہ کو پہونچی اسکو اسکے مشیرون نے راے دی کہ یہان عنقریب ہنگامہ برپا ہونے والا
ہے اس نازنین کو یہان مقیم کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے کہین بھیج دینا چاہیے لعل دیو نام ایک دیو زبردست کہ اس
ملک کے اکابرین سے تھا اسکی جانب ہزارہ دیو متوجہ ہوا اور کہا ای لعل دیو میری راے یہ ہے کہ تو اس
نازنین کو اپنے یہان لیجا کے چھپا رکھ اور ہر طرح سے اس نازنین کی نگرانی کرنا جب مین شہزادہ بدیع الملک
کے قصہ سے فارغ ہونگا اسوقت اس نازنین کو تجھسے لے لونگا لعل دیو نے قبول کیا اور ملکہ مہر نوش لب کو
اپنے گھر کی طرف لیچلا اثناے راہ مین دیکھا دیو قہار فیل سر چلا آتا ہے لعل دیو نے چاہا کہ ملکہ مہر نوش کو
اس سے چھپاے مگر دیو قہار فیل سر نے ملکہ کو دیکھ لیا اور لعل دیو کے قریب آکے کہا اد خیرہ سر یہ کون نازنین
ہے جسکو تو اس طرح چھپاے لیے جاتا ہے لعل دیو نے کہا تیرا کیا مطلب ہے جو تو پوچھتا ہے مین کسی نازنین کو چھپاے
لیے جاتا ہون دیو قہار نے کہا مجھکو ضرور بتانا ہوگا ورنہ مین آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار تو بیکار
متعرض ہوتا ہے یہ نازنین اور کوئی نہین ہے خاص ہزارہ ہزار دست دیو کی معشوقہ ہے بمصلحت اس نازنین کو اپنے
یہان لیے جاتا ہون دیو قہار نے کہا ای لعل دیو یہ نازنین ہزارہ دیو کی معشوقہ ہو یا صد ہزارہ دیو کی خیریت اسی مین
ہے کہ تو اسے میرے حوالہ کر ورنہ تو یہان سے سلامت نہ جائیگا اور مین اس نازنین پر فریفتہ ہوگیا ہون ایک قدم
بھی آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار دیو یہ امر مجھسے کسی طرح ممکن نہین کہ ہزارہ دیو کی معشوقہ کو تیرے
حوالہ کر دون یہ کہا اور ملکہ مہر نوش لب کو اپنی پس پشت استادہ کرکے قہار دیو کے قریب آکھڑا ہوا اور کہا کس طرح
اس نازنین کو لے گا قہار دیو ملکہ کی طرف جھپٹا لعل دیو نے دوڑ کے اسکے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا قہار نے کہا ای
لعل دیو کیون تیری قضا دامنگیر ہے اسی مین تیری خیریت ہے کہ اس نازنین سے دست بردار ہو لعل دیو نے گرز گران
سر کا وار کرنا چاہا تھا کہ قہار دیو نے دو قدم پسپا ہوکے ایک ایسا وار تیغ کا اسپر کیا کہ لعل دیو دو پرکالہ ہوگیا
ہرچند کہ قہار دیو ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد کے واسطے آیا تھا لیکن جب ملکہ مہر نوش لب ایسی نازنین سر آیا

حسن و ناز اس طرح دستیاب ہوئی ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد سے باز آیا اور ملکہ کو لیے ہوے اپنے ملک
کی طرف مراجعت کی یہ خبر ہزارہ ہزار دست دیو کو پہونچی کہ وہ نازنین اس طرح قہار دیو کے قبضہ مین آگئی بہت غیظ و
غضب مین آلودہ ہوا چاہا کہ پہلے قہار دیو سے مقابلہ کرے اور ملکہ کو چھین لے مگر پھر بجاے خود سمجھا کہ یہ قصہ
بعد کو بھی طی ہو سکتا ہی پہلے بدیع الملک ہی سے مقابلہ کر لینا چاہیے بعد فتح و ظفر قہار دیو کے حال کی خبر لی جاویگی
اور طوفان شاہ سے کہا ای بادشاہ مین جاتا ہون عنقریب اُس آدمی زاد کو گرفتہ و بستہ کرکے لاتا ہون اور
تیرے حوالہ کرتا ہون راوی کہتا ہی کہ ہزارہ ہزار دست دیو جس وقت کہین جاتا ہی ہزار نفر نرہ دیوان جرار انواع
واقسام کے حربون سے آراستہ ہوکے اُسکے ہمراہ چلتے ہین غرض کہ ہزارہ دیو اُنہین ہزار نفر دیوون کو ہمراہ
لیے اپنے ملک سے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل شاہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو مقیم ہوا اور ایک دیو
کو شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین تجھسے کچھ کہنا چاہتا ہون چند لمحہ کے واسطے میرے پاس
جلد آؤ وہ دیو لشکر مین آیا اور چاہا کہ شہزادہ کے دربار مین داخل ہو درباری مانع ہوے اور کہا تو کون ہی اور کیون آیا ہی
اُس دیو نے کہا مین شاہ دیوان یعنی ہزارہ ہزار دست دیو کا بھیجا ہوا آیا ہون اور ایک پیغام بھی لایا ہون دربانون
نے کہا وہ پیام کیا ہی اُسنے کہا وہ پیام تمسے بیان کرنے کا نہین ہی خود تمہارے مالک سے کہونگا دربانون نے
کہا یہین توقف کر اور شہزادہ بدیع الملک کو اطلاع دی شہزادہ نے حکم دیا کہ اُس دیو کو بلاؤ وہ دیو دربار مین
آیا شہزادہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہی اُسنے
کہا مین ہزارہ ہزار دست دیو شاہ دیوان کا ملازم ہون ہمارے مالک نے پیام دیا ہی کہ ہمکو کچھ کہنا ہی چند
لمحہ کے واسطے یہان آؤ شہزادہ نے فرمایا ہماری طرف سے اپنے مالک سے کہہ کہ ہمارے آنے کی
کچھ ضرورت نہین ہی اگر کچھ کہنا ہی تو خود یہان آ اُس دیو نے نہایت چین بر جبین ہوکے کہا کہ ہمارے مالک کی
یہ وقعت نہین ہی کہ ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے یہان آئے شاہزادہ نے جانب راست ایک ملازم کی
طرف دیکھا اور اس دیو کی طرف اشارہ کرکے کہا بگیراین قرمساق را اُسنے چند قدم بڑھ کے اس زور سے
ایک گھونسا اُسکی ناک پر مارا کہ ناک بالکل مسطح ہو گئی وہ دیو دونون ہاتھ منھ پر رکھے جانب ہزارہ دیو بھاگا اور
تمام روداد بیان کی ہزارہ اور زیادہ غضب آلودہ ہوا اور اُسیوقت شاہزادہ بدیع الملک کے دربار مین آیا
شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت دیو ہی جسکے دونون شانون سے دونون ہاتھ نکلے ہین اور ہر ہاتھ سے ہزارون
ہاتھ مثل شاخہاے درخت نکلے ہین پانچ سو سر ہین ہر ایک سر مثل گنبد کے درازی رکھتا ہی جنمین ہزار آنکھین ہین
خدا کی قدرت نظر آتی ہی ہزارہ ہزار دست نے اعمال شاہ کی طرف دیکھ کے کہا ای بادشاہ وہ بدیع الملک نام کون
آدم زاد ہی جسنے سبک اسپے اکثر دیوان زبردست کو ہلاک کیا ہی شاہزادہ بدیع الملک عالی قدر نے
ہزارہ ہزار دست کے اس طرح کے استفسار سے ایک بلند نعرہ مارا اور کہا او نابکار منم بدیع الملک کیا کہنا چاہتا ہی
جلد کہہ ہزارہ ہزار دست نے جب بدیع الملک کی آواز سُنی بکمال حیرت و تعجب شہزادہ بدیع الملک
کی صورت دیکھی اور کہا ای آدم زاد اپنے قد و قامت کو دیکھ اور اس اپنے طرز کلام کو دیکھ شہزادہ نے دوسرا
نعرہ مار کے کہا خاموش باش ای مردود ہزارہ بدکارہ طول کلام سے کچھ کام نہین اگر مردی و مردانگی سے
بہرہ رکھتا ہی تو بیارانچہ داری زمردی نشان ⁂ ہزارہ دیو نے کہا ای جوان تو میری نظر مین کمال درجہ خوبصورت
معلوم ہوتا ہی اور تیری صورت پر مجھکو رحم آتا ہی تجھکو بھی چاہیے کہ اپنے دست و پاے ضعیف پر رحم کر اور یہان سے

آپنے

چلا جا مین ہرگز تجھسے کسی طرح کا تعرض نہ کرونگا اور اعمال شاہ باہم سمجھ لینگے شہزادہ نے کہا او بیہودہ کو مجھکو بہت
افسوس اس بات کا ہی کہ تو میرے یہان آیا ہوا ہی ورنہ مین اسی وقت تجھسے سمجھ لیتا اور تجھکو سمجھا دیتا اچھا اب تو مغز خراشی
نہ کر اپنے لشکر مین جا کے نقارہ جنگ بجانے کا حکم دے انشاء اللہ الرحمن کل میری ضعیفی و تیرہ زوری کا حال دریافت
ہوجائیگا ہزارہ دیو وہان سے چلا آیا اور حکم دیا کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے ادھر نقارہ جنگ پر چوب پڑی ادھر
دونون طرف کے لشکرون مین تیاری جنگ شروع ہوگئی تمام شب ہر ایک لشکری اپنے اپنے اسلحہ درست
و آراستہ کرتا رہا تا اینکہ صبح کا ستارہ چمکا سپیدہ سحر نمایان ہوا تاریکی کا دور ختم ہوا روشنی کا عمل شروع ہوا دونون
طرف فوجون مین صف آرائی ہوئی ہزارہ دیو نے اپنے ہاتھون مین ہزار پتھر اُٹھائے اور وسط میدان مین آ کے
پکارا کہ کہان ہی وہ آدم زاد ضعیف البنیاد آوے اور میرا مقابلہ کرے شہزادہ بدیع الملک نے نوفل کی طرف
دیکھا اور کہا برادر مین بڑھتا ہون تم خبردار ہوشیار رہنا نوفل نے کہا شہریار مجھسے فرمانے کی کچھ ضرورت نہین ہی
البتہ تمکو بخوبی خبرداری و ہوشیاری چاہیے یہ ہزارہ دیو ایک بلا ہے بے درمان ہی یہ تو ظاہر ہی کہ دیو اور آدم زاد
کا مقابلہ کیا مزید بران دیو بھی وہ جو ہزار ہاتھ رکھتا ہو شہزادہ نے فرمایا مجھکو اُسکے ہزار ہاتھ کا کچھ خیال نہین ہی
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ۔ اگر لاکھ ہاتھ ہوتے تو مطلق کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاتا تم یہ کام کرو کہ ہزار
نفر دیوان اپنے ہمراہ لو اور اُن ہزار نفر مین ہر ایک کے ہاتھ مین ایک عمود اور ایک زنجیر رہے ۔ ببینیم تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ یہ کہا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کے مہمیز کی دفعتاً ہزارہ ہزار دست کے روبرو
جا پہونچا ہزارہ دیو نے جو شاہزادہ کو اپنے قریب دیکھا اپنے تمام ہاتھون سے پتھر ایک ہی مرتبہ شاہزادہ کی طرف
پھینک دیے شہزادہ بدیع الملک نے اس طرح سپر کی آڑ کی کہ وہ سب پتھر خالی گئے اور ہر چہار جانب شاہزادہ
کے پتھرون کا تودہ بن گیا شاہزادہ نے اپنے رہوار کی راہ دی کہ اُن پتھرون کو مانع دیکھا رہوار سے اس
تودہ سنگ پر کود پڑا اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ ہزارہ دیو کا بند بند کانپ گیا شہزادہ نے بار دیگر
باواز سخت کہا کہ او نابکار زبان دراز اب تیری وہ یاوہ گوئی کہان گئی اور مخالفت کیون ہی اپنے حواس درست کر
تاکہ چند لمحہ کے رد و بدل سے کچھ لطف حاصل ہو ہزارہ دیو کے حواس باختہ تھے جواب کیا دیتا اُسی طرح اپنی جگہ پر
قائم رہا مگر خائف و لرزان اُدھر نوفل نے آواز دی کہ ای شہریار یہ موقع توقف کا ہرگز نہین ہی بگیر این و مساق را
شہزادہ بجستی تمام ہزارہ دیو کے قریب آیا اور دونون پاؤن اُسکے گرفت مین لا کے گرد سر چرخ دینا شروع کیا
یہانتک کہ ہزارہ بالکل سست ہوگیا پس اللہ اکبر کہکے بقوت خداداد زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ زمین پر پہاڑ پھٹ پڑا
شہزادہ ہزارہ دیو کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور باواز بلند کہا اے برادر نوفل لاؤ اُن زنجیرون کو وہ ہزار نفر دیو
تو پیشتر ہی سے منتظر وقت تھے سب ایک بار دوڑے اور وہ زنجیرین شاہزادہ بدیع الملک کو دین شاہزادہ
نے پہلے ایک زنجیر سے اُسکے وہ ہاتھ باندھے جنمین شاخ ہای درخت کی طرح تمام ہاتھ نکلے ہوئے تھے
اُسکے بعد ہر ایک زنجیر سے دو دو ہاتھ ملا کے مستحکم باندھے اسی طرح اُسکے تمام دست و پا کو مضبوط باندھا
اور تمام زنجیرون کے سرے نوفل کے ہاتھ مین دیے اور تمام دیوان حامل زنجیر کو حکم دیا کہ جسوقت ہزارہ
دیو اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کرے سب بالاتفاق اپنے اپنے گرز سے اُسکے دست و پا کو نرم کرین اس کام کے
بعد شہزادہ بدیع الملک بخط مستقیم لشکر طوفان شاہ مین در آیا مع ہذا اعمال شاہ اور ملک داد بخش
بھی اپنی فوجین لیے ہوئے شہزادہ کی مدد کے واسطے آئے ملک طوفان نے پکار کے کہا او بدیع الملک

اگر جنگ و حرب کی خواہش ہی تو ابھی مغلوبہ کا ارادہ نہ کر علٰحدہ اپنی فوج کے قریب استادہ ہو شہزادہ علٰحدہ چلا آیا
اور کہا اے طوفان شاہ تیری مرضی کے موافق مین تیری فوج سے علٰحدہ ہوا ہان بیان کر کس طرح جنگ چاہتا ہی
ملک طوفان نے کہا اے بدیع الملک اتنو تھک گیا ہی بیکار اپنے دست و پا کو زیادہ تکلیف نہ دے اور
میری اطاعت قبول کر لے مین اقرار کرتا ہون کہ تجھسے اور تیری خاطر اعمال شاہ سے بھی کسی طرح کا تعرض
نہ کرونگا اے بدیع الملک زمانہ کی نیرنگیان ہر وقت عجیب و غریب پیش آتی ہین یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ اب بھی
تو فتحیاب ہوا اگرچہ ہزارہ ہزار دست دیو کو تو نے بستہ و گرفتہ کر لیا شاہزادہ بدیع الملک نے جواب دیا کہ اے اجل
گرفتہ تیری اس طرح کی تقریر بزدلی پر محمول ہی مین ہرگز نہین تھکا ہون ہزارہا ایسے ہزار دیو ہون تو ابھی خدا کے
فضل سے اُن سبکو گرفتہ و بستہ کرنے کو موجود ہون اور تیری کیا حقیقت جو تیری اطاعت قبول کر لون طوفان نے
اپنے ایک لشکری سے اشارہ کیا کہ تو بدیع الملک کے روبرو جا کے گفت و شنید مین مصروف کر اور مین
اُسکے عقب مین جا کے اُسپر وار کرونگا بغیر حیلہ کے یہ جوان ہلاک نہ ہوگا بعض بعض سردارون نے طوفان شاہ
کو منع کیا کہ اس طرح کی جنگ تم ایسے بادشاہون کی عزت و عظمت کے خلاف ہے طوفان شاہ کو اُن سردارون
کے اس کلام سے غیرت آئی اور شہزادہ بدیع الملک کے قریب آ کے کہا ہان وار کر شاہزادہ نے فرمایا
ہم لوگ جنگ مین سبقت کرنا معیوب جانتے ہین اگر تو جرأت رکھتا ہی تو وار کر ملک طوفان نے جھنجھلا کے
تیغ کو بلند کیا اور بقوت تمام شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب تیغ کو سپر پر رد کیا مع ہذا ایک ایسا جھٹکا
دی کہ طوفان شاہ کی ناک اُڑ گئی اُسنے دوسرا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو بھی رد کیا اور بہ آواز
بلند کہا خبردار ہوشیار ہو جا ؎ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ٭ غم دین و دنیا فراموش کن ملک طوفان
حواس باختہ تو ہو ہی چکا تھا شہزادہ کی ہمراہے غضبناک سے خائف ہوا چند قدم پسپا ہو گیا شہزادہ نے بڑھکے
ایک ایسا وار زمین دوز کیا کہ چارون پیر مرکب کے قلم ہو گئے طوفان شاہ پیادہ ہو گیا اور بہ آواز بلند اپنی فوج کی
طرف متوجہ ہو کے کہا اے بدبختو کیا دیکھتے ہو جلد دوسرا مرکب لاؤ شاہزادہ دلاور نے کہا کیون گھبراتا ہی جبتک
تیرے واسطے مرکب نہ آئیگا مین تجھپر وار نہین کرونگا تا اینکہ ملازم دوسرا مرکب لائے اور طوفان کو اُسپر سوار
کیا شہزادہ نے فرمایا پھر خبردار رہو باتین وار کرتا ہون طوفان شاہ نے خود جھپٹ کے شاہزادہ پر وار کیا
شاہزادہ نے اُس وار کو رد کر کے اس صفائی دست سے تلوار کا وار اُسکے سر پر کیا کہ طوفان شاہ مع
مرکب چار پرکالہ ہو گیا لشکر طوفان شاہ مین طوفان شاہ کے ہلاک ہونے سے ایک شور بلند ہوا اور تمام سرداران
فوج نے فوج کو جرأت دلا کے شہزادہ پر دھاوا کیا اور ہر چہار جانب سے گھیر لیا اُدھر بھی اعمال شاہ اور
ملک دادبخش کی فوج مسلح و مکمل تھی سب شہزادہ کی حمایت کو پہونچے اور جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی تا دیر بزن
و بگیر کی آواز بلند آئی کثرت گرد و غبار سے زمین و آسمان ایک ہو رہا تھا کسیکو یگانہ و بیگانہ کی خبر نہ تھی ہنگام
گریز بار آگیا کوئی منھ پر چڑھ آیا اور وہین زمین پر گرنے کا دھماکا ہوا بیشتر فوج طوفان شاہ کی گریز کر گئی
اور اکثر لشکری کشتہ ہوئے بقیہ کو شاہزادہ بدیع الملک دلاور نے گرفتار کر لیا اور علی العموم حکم دیدیا کہ
گرفتاران فوج طوفان شاہ سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اُسکو قید و بند سے رہا کر دیا جاویگا اور جو
مسلمان نہوگا وہ تین روز تک گرفتار رہیگا چوتھے روز جیسا کچھ اُسکے بارہ مین مناسب سمجھا جائیگا اُسپر عمل
کیا جاویگا چنانچہ تمام گرفتارون نے وحدانیت خدا کا اقرار کیا اور مسلمان ہو کے رہا ہوئے شاہزادہ

بدیع الملک نے مظفر و منصور وہان سے مراجعت کی اور بارگاہ اعمال شاہ مین آ کے قیام کیا تمام حاضرین دربار نے شہزادہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ای شہریار عالی وقار یہ حضور ہی کا کام تھا کہ ہزارہا ایسے دیو بلاے بے درمان کو گرفتہ و بستہ کرلیا ورنہ کیا مجال کسیکی تھی کہ اُسکے روبرو ایک لمحہ بھی قیام کرسکتا شاہزادہ نے فرمایا اے جو میری کیا وقعت ہی جو ایسی جرأت کرسکتا البتہ خداے واحد و لا شریک کا فضل شامل حال تھا اور بزرگون کی دعا کا اثر تھا اور اعمال شاہ کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای اعمال شاہ الحمد للہ کہ یہ مرحلہ طی ہوا اب قہار دیو کا قصہ باقی ہی اعمال شاہ نے کہا شہریار میرے نزدیک عجلت نہ کرنا چاہیے یعنی چندروز استراحت فرماؤ بعدہ اختیار ہی جس مرحلہ کو چاہنا طی کرنا بزرگون سے سنا ہی ؏

کہ گوی عیش بچوگان جہد بربائی	شتاب در خطرے افگند کہ بعد سالی	عنان دل بکف صبر دہ گرت باید
مکن شتاب و زآئین حلم روی متاب	کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی	تو دست و پاے زنی زان خطر برون نائی

شاہزادہ نے فرمایا ہان یہ سب صحیح ہی مگر فضل خدا شامل حال رہنا چاہیے اور ای اعمال شاہ صبر و سکون کے بھی موقع ہوتے ہین یہ محل صبر و سکون کا نہین ہی جیسا کہ تم بھی بخوبی واقف ہوگے ؏ آنچہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ؛ انشاء اللہ تعالی سے کل ہی لشکر کشی قہار حیل ساز دیو سیرتی کی جاویگی اعمال شاہ نے کہا جو کچھ مجھکو عرض کرنا تھا وہ عرض کردیا آیندہ جہانپناہ بدست مختار راوی کہتا ہی کہ اعمال شاہ کے دربار مین اُسوقت ملازمان دیو قہار سے ایک دیو بیٹھا ہوا شہزادہ بدیع الملک کی گفتگو سُن رہا تھا اسوقت تو خاموش بیٹھا سنا کیا جب دربار برخاست ہوا یہ دیو وہان سے بخط مستقیم قہار دیو کے پاس آیا اور اعمال شاہ کے دربار کے تمام حالات بیان کرکے بدیع الملک کا بھی حال بیان کیا اور کہا کہ عنقریب وہ آدم زاد یہان بھی حملہ آور ہوا چاہتا ہی ای قہار اگرچہ وہ آدم زاد ایک مشت استخوان ہی مگر اس واقعہ سے کہ ہزارہ ہزار دست ایسے دیو زبردست کو اُسنے بستہ کرلیا اُسکی مردانگی و زور و طاقت ظاہر ہی ہرگز خاموش اور غافل بیٹھے رہنے کا موقع نہین ہی ہمہ جہت سامان حرب و ضرب سے مکمل و درست ہو رہنا چاہیے دیو قہار اس طرح کی خبر کو سُن کے بہت خائف ہوا اور تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا اسکا ایک وزیر معروف اختر شمار نامے بھی موجود تھا جب اُسنے قہار کو خاموش دیکھا عرض کی کہ ای شاہ دیوان یہ محل سکوت نہین ہی جو کچھ مشورہ کرنا ہو اُس سے فراغت کرکے مستعد رہنا چاہیے ایسا نہو کہ وقت پر کوئی صورت دگرگون نظر آئے قہار دیو نے کہا ای معروف مین اسوقت اسی فکر مین مبتلا ہون کہ جو حالات اُس آدم زاد کی سماعت مین گذرے اُس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کیسے ہی بندوبست و انتظام کیا جاویگا لیکن نتیجہ بخیر نظر نہین آتا ہزارہ ہزار دست کے مقابلہ مین میری کیا ہستی ہی معروف اختر شمار وزیر نے کہا ای بادشاہ یہ خیال بہت صحیح ہی جسقدر اخبار مجھکو پہنچے اُس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی ایسا مقابلہ نہین ہوا کہ وہ آدم زاد پسپا ہوا ہو قہار دیو نے کہا آخر تو کوئی ایسی راے دیسکتا ہی کہ اُس آدم زاد کے دست زبردست سے محفوظ رہ سکون معروف اختر شمار نے بعد تامل بسیار عرض کی کہ ہان راے تو ہی لیکن ناگوار خاطر نہو تو ظاہر کردن ورنہ بیکار اور جو کچھ ہونا ہے وہ تو ضرور ہی ہوگا قہار نے کہا مین اجازت دیتا ہون تو بلا تکلف بیان کر معروف اختر شمار وزیر نے کہا وہ راے یہ ہی کہ قبل ہنگامہ آرائی کے باعلان دین اسلام قبول کرلیا جاوے قہار کو غصہ آیا اور با آواز بلند کہا ای معروف اور جو کچھ تیری راے ہوتی او قبول کرلیتا لیکن اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے اسلام قبول کرنا ہرگز گوارا نہین ہی ہان یہ ممکن ہی کہ اُس آدم زاد کی اطاعت بہ مجبوری اختیار کرلون اور یہ بھی ممکن ہی کہ اُس نازنین کو باوجود افراط محبت کے اُسکو حوالہ کردون

معروف وزیر نے کہا یہ خیال تو یہ ہے کہ یہ ایک نازنین نہیں ایسے ہزار نازنین اُس آدم زاد کو دیے جاوینگے اور
اطاعت بھی قبول کر لی جاویگی مگر سفر کی صورت کسی طرح نظر نہ آئیگی اور اصل امر تو یہ ہے کہ دین و ایمان کے بارہ مین آباد
اجداد کا خیال بالکل خلاف ہے ہر وقت حق کا متلاشی رہنا چاہیے مین نے جہانتک دین اسلام کو دریافت کیا اُس سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق و صحیح یہی ہے اس مرتبہ قہار نے بغیظ و غضب معروف وزیر کی صورت دیکھی مگر اس خیال سے
خاموش ہو رہا کہ ایک واقعہ عظیم درپیش ہے معروف اختر شمار قہار کو غضبناک دیکھ کے قہار کے پاس سے چلا آیا
بعد چلے جانے معروف وزیر کے قہار نے اور اراکین سے مشورہ کیا اور پوچھا تمھاری کیا راے ہے کسی نے کہا
اے شاہ دیوان بے شبہہ مذہب غیر اختیار کرنا تو نہایت معیوب امر ہے کسی نے کہا بیکار خیال کو منتشر کرنا ہے جب وقت آئیگا
جیسا مناسب ہوگا اُسپر عمل کیا جاویگا آخر ہم جان نثار موجود ہیں کسے تو ہین نہیں جبتک جان ہے ممکن کیا جو کوئی اس سرحد
مین قدم رکھ سکے یہ ظاہر ہے کہ وہ آدم زاد بلاے بے درمان ہے جس نے ہزارہ ہزار دیو کو گرفتار کر لیا اچھا جب
ہم جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کر کے عاجز ہو جائین اُسوقت بمجبوری اطاعت قبول کر لینگے قہار دیو کے انتشار کو
اس راے سے بھی سکون نہوا اور ایک ملازم سے کہا جلد معروف اختر شمار وزیر کو بلا لا جب معروف آیا
قہار نے کہا اس امر مین تیری کیا راے ہے کہ ہنگامہ حرب و ضرب گرم کرنے کے بعد اگر کچھ رنگ دگرگون نظر آوے تو
اُسوقت بہر نوع اُس آدم زاد کی اطاعت قبول کر لی جاوے معروف نے کہا قوم آدم زاد مین یہ مشہور ہے کہ دنیا مین
تین طرح کے آدمی ہین ایک عقلمند دوسرے بیوقوف تیسرے نہ عقلمند نہ بیوقوف عقلمند وہ ہے جو قبل کسی طرح کی مصیبت
مین مبتلا ہونے کے اپنا بند و بست کر لے اور بیوقوف وہ ہے جو نہ قبل کسی طرح کا سبب نجات مہیا کرے اور نہ ہنگام
مصیبت کوئی چارہ جوئی کر سکے اور نہ عقلمند نہ بیوقوف وہ ہے جو قبل از نزول آفت کوئی بند و بست نہ کرے البتہ ضرورت
کے وقت اپنی جان بچا لینے کی تدبیر پیدا کر لے پس جب ظاہر اور بخوبی واضح ہے کہ اس آدم زاد کا مقابلہ کسی طرح ممکن نہین
اور ہر طرح حرب و ضرب مین نقصان ہے تو پھر یہ عقل کا مقتضا کب ہے کہ ہزار ہا جانین تلف کی جاوین اور بے عزتی ہو اور بھی
طرح طرح کا نقصان ہو اُسوقت بہزار ذلت و خواری اطاعت اختیار کی جاوے میری تو پیشتر بھی یہی راے تھی اور اب بھی یہی
راے ہے کہ اگر مقابلہ کی قابلیت نہین ہے تو پیشتر ہی اطاعت قبول کر لی جاوے قہار دیو نے ناچار معروف اختر شمار
وزیر کی راے کو قبول کیا اور کہا اے معروف اُس نازنین کے بارہ مین تیری کیا راے ہے اُسکو آدم زاد کے حوالہ
کرنا چاہیے یا سکوت کیا جاوے جسوقت وہ آدم زاد طلب کرے اُس نازنین کو بھیج دیا جاوے معروف وزیر متبسم ہوا اور
کہا اے بادشاہ اس بارہ مین راے لینے کی کیا ضرورت ہے وہ کون ایسا ہے جو اپنے محبوب کو کوئی دوسرا اپنے قبضہ مین رکھے اور
وہ خوش و راضی رہے اُس نازنین کو ایک محافہ مین سوار کر کے بعزت اُس آدم زاد کے پاس بھیج دینا چاہیے قہار
دیو نے معروف وزیر کی راے کے موافق ایک محافہ زرنگار دیبہ نکاعت مین ملکہ مہر نوش لب کو سوار کیا اور
ستہ ہزار دیوان قوی ہیکل کی جمعیت کو ہمراہ لیکے شاہزادہ بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا یہان بھی خبرداروں نے
شہزادہ کو خبر پہونچائی کہ دیو قہار بجمعیت کثیر اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے شہزادہ نے اعمال شاہ سے کہا میری سمجھ مین
نہین آتا کہ دیو قہار کس طرح کی اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے حالانکہ میری محبوبہ آرام جان ابتک اُسکے قبضہ مین ہے
اعمال شاہ نے ایک دیو کو بھیجا کہ جلد مفصل خبر لا کہ قہار دیو کس ارادہ سے آتا ہے اور اگر واقعی شہزادہ کی اطاعت
قبول کرنے آتا ہے تو ملکہ کو کیون نہین بھیج دیا دیو بعجلت تمام دو منزل سہ منزل راہ طے کرتا ہوا آپہونچا اور جملہ حالات
تفصیلی دریافت کر کے واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین عرض کی کہ شہریار ملکہ مہر نوش لب بعزت

تمام ایک محافہ پر تکلف مین سوار قہار دیو کے ہمراہ ہی اور ای دلاور دوران قہار دیو ضرور دائرہ اسلام مین بھی داخل ہوگا یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا قہار دیو مع جمعیت جب قریب پہونچا شہزادہ نے باہتمام تمام اُسکا استقبال کیا اور اپنے دربار مین مناسب و معقول جگہ دی اُدھر ملکہ مہر نوش محافہ زرنگار سے اُتر کے محل مین داخل ہوئی شہزادہ نے قہار دیو سے کہا ہان ای قہار بیان کرو کیا ارادہ ہی قہار نے دست بستہ عرض کی مین ہر نوع مطیع فرمان ہون جو حکم ہو بجا لاؤن شاہزادہ نے اصول دین وغیرہ تلقین کر کے اُسکو مسلمان کیا چونکہ شوق دید محبوبہ آرام جان مین بیقرار ہو رہا تھا دربار مین زیادہ قیام نہ کر سکا محل مین داخل ہوا ادھر ملکہ بھی شہزادہ کی فراق مین از خود رفتہ ہو رہی تھی شہزادہ کو آتا دیکھ کے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی دونون طالب و مطلوب جو مدت سے غم ہجر مین مبتلا تھے خوب گلے ملے اور شکایت کے دفتر کھلے ہر ایک نے اپنی اپنی مجبوری کا حال بیان کیا بعد ازان شاہزادہ دربار مین پھر آیا قہار دیو کو ہزارہ ہزار دست کی قید و بند کا داروغہ مقرر کیا اعمال شاہ نے کہا شہریار اب ارشاد فرمایئے کیا ارادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اب مین نوفل کو ہمراہ لیکے پردۂ دنیا کی طرف جاتا ہون تمکو چاہیے کہ اپنی مملکت اور عریان کوہ کا بخوبی بندوبست کر کے ردان بخش کو محافہ مین سوار کر کے تم اور ملک داد بخش مع قہار اہل سر دیو قید و بند ہزارہ ہزار دست دیو کو اپنی تحویل مین لینا اور پردۂ دنیا مین قریب طلسم شیران کے آ کے مجھسے ملاقات کرنا اور اگر حسب اتفاق وہان مجھسے ملاقات نہو تو جابلقا مین آنا اُنہون نے قبول کیا اس فہمایش کے بعد شہزادہ بدیع الملک پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا اور نوفل مع شیران نوفل کہ سب قوم جنات سے تھے طلسم جہان آفرین کی طرف راہی ہوے

اس داستان حیرت عنوان کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور عالی منزلت والا تبار سرکوب اشرار و کفار حامی دین سبحانی تائید یافتہ آسمانی یعنی حمزۂ ثانی کے حال غریب اشتمال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی
تا شغلان اور ہی انداز جنبان اور ہی
بجا لور اسیر ہی عاشق اُسیر عاشق آدمی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
فرق ہی شاہ و گدا مین قول شاعر ہی ی

وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
ایک یوسف وہان گرا تھا یہان گرتے لہائے خلق
سرو بستان اور ہی سرو خرامان اور ہی
تا تراشیدہ ہی یہ اور وہ ہی سانچہ مین ڈھلا
شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

خاک جنت مین ملیگا بعد مردن دل مرا
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہی
نفاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی

تاجداران اقلیم جادو بیانی و باجگیران مملکت شیرین کلامی اس داستان تعجب خیز و قصۂ حیرت انگیز کے بیانمین اسطرح گویا ہوے ہین کہ جب شاہزادہ با فر و شوکت لشکر با فتح و نصرت اپنا رو برو لشکر کفار و صفوف اشرار کے دارو ہوا ایکبارگی فوج کفار روبدکار سے صدای نقارۂ خوشی و خرمی بلند ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے راست و چپ دیکھا اور پوچھا کہ یہ صدای نقارۂ بشارت کیون بلند ہی ہرکارے دوڑے ہنوز وہ الٹےسین آئے تھے کہ عمر ثانی آ پہونچے شہزادہ نے استفسار حال کیا عمر ثانی نے عرض کی کہ ؎ ای مبارک پی تہنیتستہ کہ حاصل می کنند * اختران آسمان از رفعت نیک اختری * اگبران بدبخت کی نصرت و حمایت کے واسطے دیوانہ آیا ہی گبران بدکردار اُسکے آنے سے بہت خوش ہوے ہین اسی سبب سے نقارہ شادمانی بجایا اور ای شہریار وہ مکار وبد کا سمجھون نہ خوش ہون اُس دیوانہ کا قد نصف کوس تک طول رکھتا ہی شہزادہ نے متحیر ہو کے کہا ای عمر یہ دیوانہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی عمر ثانی نے عرض کی الحمس

دیوانہ کو کیکاؤس پردہ ظلمات سے لایا ہی اور یہ وہ دیوانہ ہی جسکے باپ کو شاپور شیر دل نے امیر معظم کے روبرو
ہلاک کیا تھا اس خبر کو سنکے شہزادہ خاموش ہو رہا اوصبح ہو کہ ملک کیکاؤس کا ایک عیار ہی شمیم نام اور
نسیم عیار کا بیٹا ہی شمیم عیار کسی ضرورت سے سبائل کی طرف جانکلا وہان خواجہ عمرو کا یراق عیاری لیکے
اپنے تزئین تن کیا اور لشکر اسلام مین داخل ہوکے خیمہ رستم ثانی کے قریب پہونچا پاسبانان خیمہ کو بعیاری
بیہوش کیا اور خیمہ مین داخل ہوکے شہزادہ رستم کو بھی بیہوش کیا اور گلیم عیاری مین لپیٹ کے پشتارہ
اپنی پشت پر رکھا اور وہان سے روانہ ہوا ابھی لشکر اسلام کے چارسو چوک تک نہین گذرنے پایا تھا دیکھا
سامنے سے سیارہ ثانی عیار شہزادہ رستم چلا آتا ہی شمیم عیار نے چاہا کہ سیارہ ثانی عیار کی نظر بچاکے نکل جائے
مگر ممکن نہوا کہ سیارہ ثانی قریب آپہونچا اسکے سینے جو ایک سیہ پوش کو پشتارہ بر دوش دیکھا بہ آواز بلند کہا باش
او نابکار اس پشتارہ مین کیا ہی اور کہان لیے جاتا ہی شمیم عیار وہین ٹھہر گیا اور کہا تو کون ہی جو مجھسے اس پشتارہ کا
حال پوچھتا ہی اس پشتارہ مین کچھ ہی اور مین کہین لیے جاتا ہون سیارہ ثانی نے قرینہ سے دریافت کیا کہ ضرور
یہ کوئی عیار ہی کہا جبتک مجھکو حقیقت حال دریافت نہوگی مین ہرگز تجھکو یہان سے نہ بڑھنے دونگا شمیم نے
وہان سے بھاگنا چاہا سیارہ ثانی نے حلقہ کمند پھینکا اور اسکو بستہ کر لیا بعدہ اوس پشتارہ کو کھولا دیکھا
شہزادہ رستم ہی ایک مکا شمیم کے کلہ پر مارا اور کہا او گرگ مکار مجھکو یہ خبر تھی کہ تو نے یہ چالاکی کی پھر سیارہ عیار نے
چقماق سے فتیلہ رفع بیہوشی روشن کیا اور شہزادہ رستم کو ہوش مین لایا رستم نے جو آنکھ کھولی دیکھا سیارہ ثانی عیار
کھڑا ہوا ہی اور مین گلیم عیاری سے باہر لایا گیا ہون پس سیارہ ثانی عیار کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے سیارہ
اسوقت مین کہان آگیا ہون اور یہ گلیم عیاری کیسی ہی جسمین لپٹا ہوا تھا سیارہ عیار نے کہا شہریار ذرا تم ہی غور
فرماؤ کہ یہ کیا واقعہ ہی شہزادہ رستم نے کہا مین کیا جانون مجھکو مطلق خبر نہین ہی ہان مجھکو یہ بخوبی یاد ہی کہ مین اپنے
خیمہ مین تھا دفعۃً ایک اپنے کو یہان پایا سیارہ عیار نے کہا مجھکو بھی اس حال کی مطلق خبر نہین ہی مین طلایہ پھر رہا
تھا یکایک دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ برپشت چلا آتا ہی مین نے اسکو ٹوکا پہلے وہ مجھسے جنگ پر آمادہ ہوا اور چاہا
کہ نکل جاؤن مین نے اسکو نہ چھوڑا اور کمند سے بستہ کر لیا جب پشتارہ کو کھولا تو آپکو بیہوش دیکھا فتیلہ رفع
بیہوشی سے آپکو ہوش مین لایا شہزادہ رستم نے کہا اس حقیقت سے تو ظاہر ہی کہ وہ عیار تھا اچھا وہ کہان ہی
مین بھی دیکھون سیارہ عیار نے کہا وہ کہین گیا نہین ہی یہین موجود ہی یہ کہا اور شمیم بن نسیم عیار کو اسی طرح
کمند سے بندھا ہوا شاہزادہ رستم کے روبرو حاضر کیا شاہزادہ رستم نے شمیم کو ایک جوان نہایت چست و چالاک
دیکھا اور زیادہ تر تعجب اس بات سے ہوا کہ شمیم کو کسوت ہاے خواجہ عمرو سے آراستہ دیکھا شہزادہ نے پوچھا
اے جوان چالاک و مکار تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اور کیا وجہ ہی جو تو مجھکو پشتارہ کر کے لیچلا تھا اور کہان لیچلا تھا
اسنے مطلق جواب نہ دیا اور اسیطرح نظر نیچی کیے خاموش رہا شاہزادہ رستم نے سیارہ سے پوچھا
کہ یہ کیون نہین جواب دیتا سیارہ شمیم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تو جواب کیون نہین دیتا ہان کر تو کون ہی جب شمیم عیار
نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے شمیم کا کان نوچ لیا اور کہا اگر تو اب بھی جواب نہ دیگا تو اور طرح سے
تجھسے پوچھونگا شمیم نے چین برجبین ہوکے کہا تو کیا پوچھتا ہی بے سن لے میرا نام شمیم ہی اور ملک کیکاؤس کا
عیار ہون میرے باپ کا صاحب طبع سلیم حضرت نسیم نام تھا یہ سن کے رستم کو تاب ضبط نہ رہی بے اختیار
ہنس دیا اور سیارہ سے کہا صاحب طبع سلیم کے صاحبزادے ایسی شوخی دکھلائی ہی دکھائی دیے اور شمیم سے کہا

امر واقعی یہ ہے کہ مین اسی وقت بہر نوع تجھے قتل کرتا مگر تو نے اپنے باپ کا نام ایسی عزت و صفت کے ساتھ لیا کہ مجھکو ہنسی آگئی بلنفرا اسکا عوض یہ ہے کہ اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین تجھسے کچھ تعرض نہ کرون شمیم نے کہا واہ یہ خوب کہا کہ دین اسلام قبول کرلو کچھ اور فرمائش کی ہوتی تو مین قبول بھی کرلیتا میرے استاد نے نہین پڑھایا ہے کہ جب کسی وقت مین مجبور ہو جاتا تو اپنا مذہب بدل دینا پر تو مجھسے نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا سیارہ نے کہا پھر کیا یہ منظور ہے کہ اسیوقت ہلاک کیا جاوے شمیم نے کہا بھلا کسیکو بھی اپنا ہلاک کرنا منظور ہوا ہے یا مجھی کو ہوگا شہزادہ رستم نے پوچھا یہ تو نے کچھ نہ بیان کیا کہ میرے بیہوش کر کے لیجانے مین کیا امر مد نظر تھا شمیم نے کہا یہ مین کچھ نہین جانتا سیارہ نے کہا شہریارا یہ مردک اسی طرح حرف حرف بکیگا بیکار اس سے بات کرکے مغز پریشان کرنا ہے جو کچھ اسکے بارہ مین منظور ہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہی مناسب ہے کہ اسکا کام تمام کیا جاویگا مگر پھر پوچھ لو کہ دین اسلام کے قبول کرنے مین اسے کیا عذر ہے سیارہ نے شمشیر آبدار میان سے کھینچی اور بلند کرکے کہا بول کیا کہتا ہے شمیم نے پھر کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے ایک ہی ضرب شمشیر مین شمیم کا کام تمام کیا شہزادہ رستم ثانی نے سیارہ ثانی عیار کی طرف دیکھا اور کہا کچھ معلوم ہے کہ یہ جو اسکے تن مردہ پر آراستہ ہے یہ کسکی کسوت ہے سیارہ نے کہا ہان اے والا گہر مین خوب اس کسوت کو پہچانتا ہون یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہے شہزادہ نے کہا دیر کیون کرتے ہو اسکے تن سے علیحدہ کرلو اور خود پہنو یہ اس کسوت کا مالک نہین ہو سکتا سیارہ نے اس تمام سامان عیاری کو اسکے جسم سے علیحدہ کرلیا اور اپنے تن پر اس کسوت کو آراستہ کرکے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور متبسم ہو کے کہا زہے قسمت و عنایت حق بحقدار رسید مگر یہ تو ارشاد ہو کہ کسوت خواجہ عمرو میرے ہی پاس رہیگی یا پھر لیجاؤگے رستم ثانی نے کہا اے سیارہ وہ کون ہے جو اس کسوت کو تجھسے لیگا اور کیا دخل کسی کے لینے کی کیا تو چرا لایا ہے بزور بازو لی ہے سیارہ نے کہا مجھکو اگر خیال ہے تو چالاک ابن عمرو کا خیال ہے کہ چالاک جسوقت دیکھیگا ضرور کچھ کہیگا رستم ثانی نے کہا اگرچہ چالاک کچھ کہیگا تو اسکا جواب پائیگا آج تو نہین البتہ کل انشاء اللہ بارگاہ سلیمانی مین چلینگے اور ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی کی خدمت والا منزلت مین شمیم کا سر پیش کرینگے تو بھی اسی کسوت سے آراستہ ہو کر میرے ہمراہ چلنا وہان جسکو جو کچھ کہنا ہوگا کہیگا سیارہ عیار نے وہ رات تو اسی خیال مین بسر کی ۵ روز دیگر کین جہان پر غرور ۵ یافت از سر چشمۂ خورشید نور ۵ کچھ دن چڑھے شاہزادہ رستم عازم بارگاہ ہوا سیارہ سے کہا تو بھی تیار ہو چنانچہ سیارہ عیار اسی کسوت سے آراستہ سر شمیم لیے ہمراہ ہوا رستم ثانی داخل بارگاہ سلیمانی ہوا دیکھا تمام دربار رؤسائے عظام و امرائے کرام سے مملو ہے سب اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دلکش کرسیون پر راست و چپ بکمال جاہ و حشم سے بیٹھے ہین اور حاکم حکومت حکمرانی و مشید بنائے جہانبانی یعنی جناب حمزۂ ثانی بکمال استغنا مقام صدر مین جلوہ افروز ہین سیارہ عیار نہایت چستی اور چالاکی سے سر شمیم کا لیے قریب حمزۂ ثانی کے گیا اور سر پیش کش کیا حمزۂ ثانی نے بغور اس سر کو دیکھا پوچھا کسکا سر ہے سیارہ تو سر کو پیش کر کے خاموش ہو رہا مگر شاہزادہ رستم نے کہا شہریارا یہ سر ایک عیار کا ہے جس نے شب کو مجھے بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے خیمہ سے اٹھا لے گیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ سیارہ عیار راہ مین مل گیا کہ اسنے مجھکو اس ظالم کے دست ظلم سے رہا کیا اور اس کو قتل کیا ورنہ مین اسکے ہاتھ سے ہرگز زندہ نہ بچتا حمزۂ ثانی نے پوچھا صاحب سر کا نام کیا ہے شاہزادہ رستم نے اسکا نام شمیم ہے اور اے شہریار جب اسکو سیارہ نے گرفتار کیا ہے اور اس سے اسکا نام پوچھا ہے تو اسنے اپنا نام بتا کے اپنے باپ کا نام کمال عزت سے لیا یعنی کہا میرا نام شمیم ہے

اور میرے باپ کا نام صاحب طبع سلیم حضرت نسیم تھا یہ سن کے حمزۂ ثانی بھی متبسم ہوے راوی کہتا ہی کہ چالاک
بن عمرو بھی بارگاہ مین موجود تھا اُسنے جو سیارۂ ثانی کو از سرتاپا کسوت ہاے خواجہ سے آراستہ دیکھا ہمہ تن
غیظ و غضب ہوگیا کبھی اُس کسوت کو دیکھا کبھی تیز نظر سے سیارۂ ثانی کی صورت دیکھی اور سُرخ ہوگیا بعض حاضرین
بارگاہ کی بھی نظر چالاک بن عمرو کی طرف پڑی متعجب ہوے ایک نے دوسرے سے بذریعۂ سرگوشی کچھ کہا اور
پھر چالاک کی طرف دیکھا آخر الامر تاب ضبط نہ رہی بلا تکلف پکار کے کہا اے سیارۂ ثانی ذرا میری طرف بھی
متوجہ ہو سیارہ نے مڑ کے چالاک کی صورت دیکھی اور خاموش ہو رہا چالاک نے بار دیگر کہا اے سیارہ
مین تجھسے کہتا ہون سیارہ نے کہا کچھ کہو تو کیا کہتا ہی مین متوجہ ہون چالاک نے کہا یہ جو تو کسوت ہاے عیاری پہنے ہی یہ کسکی
ملک ہی سیارۂ ثانی نے کہا کسیکے ملک کا ہو مگر اب تو اس کسوت کا مالک مین ہون القبض دلیل الملک جس چیز پر
جس شخص کا قبضہ ہوتا ہی وہی اُسکا مالک سمجھا جاتا ہی چالاک نے کہا یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہی اسکا مالک مین ہوسکتا
ہون سیارہ نے کہا یہ کوئی بات نہین ہی کہ خواجہ عمرو کی کسوت ہی اسواسطے تو ہی مالک ہو سکتا ہی اور بالفرض
تو ہی مالک ہو سکتا ہی پھر کیون نہ مالک ہوا چونکہ اس کسوت کو میرے زیب تن ہونا مقرر تھا اسکا یہ سامان ہوا کہ شمیم
عیار اس کسوت کو لایا مین نے شمیم بن نسیم کو ہلاک کیا اور کسوت کو اپنے زیب تن کیا اُس طرف رستم ثانی
اس گفتگو کو سن رہا تھا اور گوشۂ چشم سے چالاک کو دیکھ رہا تھا جب چالاک نے یہ کہا کہ اے سیارہ ہر حالت مین
اس کسوت کا مالک مین ہی ہو سکتا ہون رستم ثانی سے ضبط نہوسکا ڈانٹ کے کہا باش او دزد کیا بیکار غوغا
مچا رکھا ہی تو نہین جانتا کہ اس قسم کی چیز دن کا مالک وہی ہو سکتا ہی جو جرأت و دلاوری سے بہرہ رکھتا ہی
جب میرے عیار نے جوانمردی سے اس کسوت کو حاصل کیا تو پھر کیا اعتراض کا محل ہی چالاک نے غضب آلود
نگاہ سے رستم ثانی کو دیکھا اور کہا کیون بیکار کچھ سُننا چاہتے ہو ابھی ساری حقیقت بیان کر دون تو معلوم ہوجاے
رستم ثانی نے کہا کیا حقیقت بیان کریگا بیان کر مین ضرور سُننا چاہتا ہون چالاک نے کہا اگر سُننا چاہتے ہو تو سنو تم کیون
اس بارہ مین دخل دیتے ہو یہ بھی ننگ کا مقدمہ ہوا کہ تمھارے باپ نے تمام عمر تو مسلمان کُشی کی جب صاحبقران
کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوے اُنھون نے یہ بیا کی کہ شہریار جہان شاہزادہ نور الدہر سے ہمچشمی پر کمر باندھی
اس بارہ مین تمھارے دخل دینے سے مین ہرگز باز نہ آونگا یہ کسوت میرا مال ہی مین اسکو ضرور لونگا مین کسیسے
خائف نہ ہونگا سیارہ کی کیا وقعت ہی کہ مجھکو کسوت نہ دے اور اے رستم ثانی یہ مقدمہ عیارونکا ہی تمھارا کوئی
حق نہین ہی کہ سیارہ کی طرف سے کچھ کہو رستم ثانی نے کہا واہ یہ خوب کہا کہ میرے کہنے کا حق نہین ہی اے خیرہ سر
مجھکو خوب معلوم ہی کہ عنقریب تو اپنی تئین خاک و خون مین آلودہ دیکھیگا اور سہ آنجاکہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ✣ اگر
کسوت خواجہ کی لینا چاہیگا تو معلوم ہو جائیگا قران وہان موجود تھا اُسنے جو رنگ دگرگون دیکھا رستم ثانی کے قریب آیا
اور کہا اے رستم دلاور چالاک سچ کہتا ہی کہ یہ مقدمہ عیارون کا ہی تم اس بارہ مین دخل نہ دو دونون عیار باہم گر سمجھ لینگے
معلوم ہوتا ہی کہ اس یراق عیاری کے بارہ مین جو کچھ خواجہ عمر نے کہا ہی اس سے تمکو اطلاع نہین ہی آگاہ ہو اے رستم ثانی
خواجہ عمر نے کہا ہی کہ اس یراق عیاری کا وہی مالک ہو سکتا ہی جو ملا شور کو ہلاک کرے اب بتاؤ کہ اس شرط کے مطابق
سیارۂ ثانی کیا دعوے رکھتا ہی یہ کہا اور سیارۂ ثانی کے پاس آکے کہا اے بابا سیارۂ ثانی جو کچھ مین کہون اُسپر عمل
کر یعنی خواجہ عمر کی یراق عیاری کو اُتار ڈال رستم ثانی نے کہا اے قران ذرا میری طرف متوجہ ہو قران نے
کہا ارشاد فرماؤ رستم ثانی نے کہا جو گفتگو تو اسوقت کر رہا ہی اُس خصوصیت سے نہایت بعید ہی جو تو ہمارے ساتھ

ہنسکر

رکھتا ہی یہ عجیب بات ہی جو تو ہمارے روبرو ستیارہ ثانی سے کہتا ہی کہ یراق خواجہ عمر کو اُتار ڈالو قران نے کہا ای رستم ثانی یہ تمھارا خیال بہت صحیح ہی کہ مین تمسے زیادہ خصوصیت رکھتا ہون اسکا اقتضا یہ تھا کہ مین تمھاری طرفداری کرتا لیکن یہ بھی بجاے خود سمجھتے ہو کہ مین اس خصوصیت کے اعتبار سے کبھی راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا صریحاً خواجہ عمر کا قول مجھے یاد ہی پھر کیونکر کہون کہ ای ستیارہ تم یراق عیاری نہ دو بعد اسکے گشت و شنیکہ قران ستیارہ کے قریب آیا اور کہا ای ستیارہ ثانی اب دیر نہ کر ستیارہ نے رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم نے سکوت کیا ستیارہ نے تمام یراق عیاری اُتارے اور قران کے حوالہ کیے قران نے اُس تمام سامان عیاری کو لیکے خزانہ مین امانت رکھا اور اس قصہ کو اس طرح پاک کیا اب اس طرف کا حال سنیے کہ جب عروج دیوانہ لشکر گبران مین وارد ہوا اور نقارہ شادمانی بج چکا گبرون نے کہا ای عروج تجھکو یہ خوب معلوم ہی کہ خدا پرستون کے لشکر نے تیرے باپ کو ہلاک کیا ہی اب وہ وقت آگیا ہی کہ تو خدا پرستون سے اس شدت کا عوض لے عروج دیوانہ نے کہا پھر کس طرح خدا پرستون سے عوض لیا جاوے گبرون نے کہا اس سے بہتر کوئی عوض نہین ہی کہ شب کے وقت خدا پرستون کے لشکر پر پتھر برسا ہماو جب اُنکے نشد و کا خیال آتا ہی کیا کہین کہ کیسا قلق ہوتا ہی عروج دیوانہ نے قبول کیا اور تاریکی شب مین لشکر کفار سے باہر آیا ایک پہاڑ کی جانب چلا اور بلندی کوہ پر پہونچ کے بہت بھاری ایک پتھر پہاڑ سے توڑا اور ہاتھ مین سنبھالا عمر ثانی اُسوقت وہان موجود تھا جستی تمام ملا شور کی صورت سے مشابہ ہوکے عروج دیوانہ کے روبرو آیا جو زنگ کہ اُسکی گردن مین آویزان تھا اُسکی زنجیر کو حرکت دی جس سے زنگ بجا دیوانہ نے کہا کون ہی جو مجھسے کچھ کہنا چاہتا ہی یہ کہا اور ہاتھ بڑھایا عمر ثانی بصورت ملا شور تو قریب موجود ہی تھا دیوانہ کے ہاتھ مین آگیا دیوانہ نے عمر ثانی کو اپنے کان مین رکھ لیا عمر ثانی نے اُس کے کان مین باطمینان تمام قیام کیا اور کہا ای عروج کیکاوس اور لاہوت استفسار فرماتے ہین کہ کس طرف کا قصد ہی عروج دیوانہ نے کہا تو نے کی کیا ضرورت ہی خدا پرستون کے لشکر کی طرف جاتا ہون عمر ثانی نے کہا کیکاوس و لاہوت کہتے ہین کہ اس طرف خدا پرستون کا لشکر نہین ہی بلکہ پشت کی جانب ہی راوی کہتا ہی کہ دیوانہ کی پشت کی جانب لشکر گبران تھا عروج کو کیا خبر تھی کہ مجھکو بہکایا چاہتا ہی اُسنے جانب پشت رخ پھیرا اور وہ سنگ گران بقوت تمام لاہوت کے لشکر پر مارا جس سے پچاس ہزار سوار برابر ہو گئے عروج دیوانہ پھر پہاڑ کی طرف چلا تاکہ دوسرا پتھر لاوے عمر ثانی وہان حمزہ کی خدمت مین پہونچا اور دست بستہ عرض کی کہ خسروا مہر سپہر بندہ پرور روزگار فرخ و فرخندہ باد اگرچہ یہ ذرہ بیمقدار اپنے کو کسی لائق نہین سمجھتا ہی لیکن جب پر تو خورشید نے سایہ دولت ارزانی فرمایا ہی تو کیا عجب ہی جو کوئی کام مجھ بیکار سے انجام پذیر ہو جاے حضور کے اقبال سے خادم داعیہ کرتا ہی کہ قبل گستیرستگی آسیب پہنچنے کے سنگ جور مخالف کو راہ سے اُٹھاکے پھینک دیگا اور چمن حکومت و کامرانی کو خار آزار سے اسکے پاک کریگا سنگ گیست رہ با نازور بندہ کہ شیر زبان را رساند گزند ذرا حضور تکلیف کرین اور چلکے تماشاے عجیب ملاحظہ فرمائین حمزہ ثانی مع ہمراہیان جانباز سوار ہوا اور ایک بلند مقام پر استادہ ہوکے حقیقت حال کا معائنہ کرنے لگا یعنی دیکھا کہ عروج دیوانہ نے پہاڑ سے ایک سنگ گران توڑا اور لشکر کفار پر مارا جس سے ہزار ہا لشکری فوج کفار کے پیوند زمین ہو گئے راوی کہتا ہی کہ اس شب کو سات آٹھ پتھر عروج دیوانے پہاڑ سے لا کے فوج کفار پر مارے جس سے چوتھائی لشکر مردہ ہو گیا اور تمام لشکر کفار مین صداے واویلا بلند ہوئی اور سب پکار پکار کے کہہ رہے تھے کہ ای عروج یہ کیا قیامت ہی کہ اپنے ہی لشکر کا خاتمہ کیے دیتا ہی یہ ہماری مدد و حمایت کو آیا ہی یا ہم سبکو خاک سیاہ کرنے آیا ہی حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی قہقہے مار رہے تھے اور کہتے تھے یہ عجب طرح کی عیاری عمر ثانی سے ظہور آئی

آئی ہی کیون نہین عقل کو باری تعالے نے ایسا ہی مرتبہ عنایت فرمایا ہی قطعہ

توان کنند تصرف بر آسمان افگند	اگرنہ دیدۂ دل بر کشاید از ہمت
نظر بسوے معانی نمی توان افگند	بہ پیشکاری عقل شریف در آے درست

اور عقل بھی عمر ثانی ایسے عیار کامل الفن کے دوسرے روز دن کو عروج دیوانہ بارگاہ گبران مین آیا اور بیٹھا تمام اہل دربار نے دیوانہ کی صورت دیکھ کے دل مین ہزار آفرین کی حتی کہ بلاشور بھی دربار مین وارد ہوا دیکھا عروج دیوانہ بیٹھا ہوا ہی بلاشور نے کہا ای عروج تو واقعی دیوانہ ہی ارے کمبخت تو نے ہماری تمام فوج کو زخمی کیا اور جو تھا حصہ فوج کا تو بالکل پیوند خاک ہو گیا یعنی تو نے جو پتھر پھینکا ہمارے ہی فوج کی طرف پھینکا لشکر اسلام کو مطلق گزند نہوئی حالانکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تمام مسلمانون کو سنگسار کر دونگا عروج دیوانہ کو غیظ آگیا کہا کمبخت تو اور تیرا باپ پتھر جب مین نے پہاڑ سے توڑا اور پھینکنے چلا اسوقت خود تو نے پیغام دیا کہ اس طرف فوج اسلام نہین ہی بلکہ اسی پشت ہی اور اب مجھسے شکایت کرتا ہی اس صورت مین اگر تیری فوج ہلاک ہوئی تو میری پاپوش سے تو خود اس ہلاکت کا باعث ہوا بلاشور نے کہا مین نے ہرگز تجھکو پیغام نہین دیا نہین معلوم تجھکو کسنے بہکایا بختگان نے پیغام کے لفظ کو سن کے کان کھڑے کیے اور لاہوت کی طرف دیکھ کے کہا ای خداوندزادے یہ پیغام کا کیا ذکر ہی اسنے کہا مین کیا جانون عروج جو کچھ کہتا ہی وہی مین نے بھی سنا ہان یہ مجھکو بھی معلوم ہی کہ ہماری طرف سے کوئی پیغام لیکے نہین گیا بختگان نے کہا ہان یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی کہ یہان سے کسی نے پیغام نہین دیا مگر تیری سمجھ مین کچھ آتا ہی کہ یہ کیا واقعہ ہی لاہوت نے کہا میری سمجھ مین کچھ نہین آیا بختگان نے کہا خداوندزادہ یہ پیغام کا کام عیاران لشکر اسلام کا ہی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جب عروج دیوانہ پتھر لیکے لشکر اسلام کی طرف پھینکنے چلا لشکر اسلام سے کوئی عیار آیا اور اسنے عروج دیوانہ کو بہکایا کہ اس طرف نہین بس پشت لشکر اسلام ہی پس اسنے ہماری طرف پتھر پھینکنا شروع کر دیے لاہوت نے کہا بیشک یہی کارروائی ہوئی ہی پھر اب کیا کیا جاوے بختگان نے کہا اب یہ کیا جاوے کہ نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے تاکہ دیوانہ میدان مین جا کے خداپرستون سے کارزار کرے کے شب کے بہکانے کا عوض اب دن کو لے چنانچہ یہ سب کفار اس کارسازی مین مصروف ہوے

شاپور کا طلسم سے نجات پانا اور عروج دین سبحانی یعنی حمزۂ ثانی کی خدمت والا منزلت مین پہونچنا اور جنگ وحرب کفار بدکار کا حال بیان کیا جاتا ہے

بزم مین رنگین خیالون سے جو ہو روشن چراغ
پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین روزن چراغ
دل ہمارا مردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی
آتش افروزی سے ہونے کا نہین دشمن چراغ
دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
لعل لب کو مین نے جانا مال بر روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اسنے کیا خاک سیاہ
رات ہو جاوے تو دکھلا کے تجھے رہزن چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین

سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ
روشنی طور ہو یارو اگر ممکن نہین
داغ سینہ کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
صبح تک جلتی ہی آہون سے ہمارے یا دست
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ
دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال رود دو
موم کر سکتا نہین اپنا مل آہن چراغ
دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر
غم نہین اسکا نہ ہون اتنے مرے فن چراغ

جاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھ میں روشن ہو گیا
تیرے صدقے کا کہان سے لائیگا دشمن چراغ
یار کو ہجر کا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ
گنج زر رنگ طلائی نے کیا منہ یار کا
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
اپنی چربی سے جلا دیں راہ مین دشمن چراغ
جوہریان بازار معانی وصیرفیان عیار

نکتہ دانی نقد سخن کو اس رنگ سے رائج کرتے ہین کہ جب شاپور کو مشہر جادو طلسم سے باہر لایا اور خود جادوان شہر

جہان آفرین کے ہاتھ سے ہلاک ہوا محمور جادو کہ شیر جہان آفرین کا وزیر تھا شاپور کے پاس پہونچا اور کہا اے
جوان خبردار جانب دست راست جانے کا قصد نہ کرنا ورنہ بار دیگر طلسم مین گرفتار ہو جائیگا البتہ دست چپ جسقدر
بھاگا جائے بھاگ شاپور نے حیرت سے محمور وزیر کو دیکھا اور کہا تو کون ہی جو اس حالت اضطراب مین میری
حمایت کرتا ہی محمور نے کہا مین کوئی ہون مگر اسوقت مین تیری دوستی کی راہ سے ہدایت کرتا ہون اگر میری ہدایت
کے موافق عمل کریگا طلسم سے نجات پائیگا ورنہ ضرور پھر طلسم مین گرفتار ہو جائیگا ؎ آنکس کہ سخنہاے عزیزان
نہ کند گوش ٭ بسیار بخاید سر انگشت ندامت ٭ اور ای جوان کس اب دیر نکر بھاگ اور اگرچہ تو تھک بھی جائے مگر
ہمت کو نہ ہارنا ؎ در ہر کارے بزدلی بباید ز نخست ٭ باید ز دل شکستہ تدبیر درست ٭ شاپور نے پھر نام پوچھا محمور
وزیر نے کہا کہ مین شیر جہان آفرین کا وزیر ہون اور میرا نام محمور ہی شاپور نے مذہب کے بارہ مین سوال کیا
اُسنے کہا مین مسلمان ہون شاپور نے محمور وزیر کو ہزارون دعائین دین اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اثناے
راہ مین انواع و اقسام کے واقعہ دیکھتا ہوے سیکڑون کرتا ہوا چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچا اور حمزہ ثانی
شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای شاپور اسقدر عرصہ سے تو کہان تھا شاپور نے کہا ای شہریار اس زمانہ مین
شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین تھا اسکے بعد از اول تا آخر تمام سرگذشت بیان کی حمزہ ثانی نے شاہزادہ
کی بہت تعریف کی اور کہا خداوند عالم اُسکی عمر مین برکت عطا فرماے ای شاپور بس یہ سمجھو کہ لشکر اسلام کی رونق ہی
تو شہزادہ بدیع الملک کے دم سے شاپور نے کہا لاریب فیہ وہ والا قدر ایک شجاع زمانہ و دلیر یگانہ ہی یہ خبر نورالدہر
اور بدیع الزمان کو بھی پہونچی سب نے آکے استفسار حال کیا شاپور نے ہر ایک کے روبرو حال بیان کیا سب
خوش ہوے حمزہ ثانی نے کہا ای شاپور رجس دیوانہ کو تمنے ہلاک کیا تھا کہ اُسکے بیٹے طوفلک کینہ دس
لایا ہی اُسکا قد بھی مثل اپنے باپ کے بہت طویل ہی شاپور نے کہا کیا تردد کی بات ہی بادشاہ کے اقبال سے
وہ بھی ہلاک کیا جاویگا حمزہ ثانی نے کہا ہان خدا کی ذات سے تو ہمکو بھی امید ہی لیکن اُسکا مقابلہ کرنا خالی از دقت
نہین ہی عمر ثانی نے کہا شہریار یہ کچھ دقت کی بات نہین ہی شب کی سنگ باری کا تدارک کسکی سمجھ مین آتا تھا مگر خدا کے
فضل سے اُسکا ایسا تدارک ہوگیا کہ جسکا گمان بھی نہ تھا یعنی یہ بھی کوئی قیاس کی بات ہی کہ فوج اسلام کی
ہلاکت کا اُسنے ارادہ کیا اور خود لشکر کفار کی ہلاکت کا باعث ہوگیا حمزہ ثانی نے فرمایا ای شاپور بخدا کہ عمر ثانی
نے عجب عیاری کی بعدہ تمام حقیقت عیاری بیان کی جس سے شاپور نے بھی قہقہہ مارا اور کہا بیشک عیاری اسکا
نام ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین کہ نقارہ جنگ کی آواز گوش زد ہوئی حمزہ ثانی نے عمر ثانی سے کہا جا تا
دیکھنا لشکر کفار مین کسکے نام سے طبل جنگ بجا عمر ثانی گیا اور مفصل حال دریافت کر کے حمزہ ثانی کی خدمت مین
عرض کی کہ شہریار جس بات کا ذکر تھا وہی پیش آئی یعنی آج اُسی دیوانہ کے نام نقارہ جنگ بجا ہی حمزہ ثانی نے کہا
پھر کیا ہوگا اُس بلاے بے درمان کا کون مقابلہ کریگا شاپور نے کہا شہریار اگر عمر ثانی اپنی عیاری دکھا چکے ہین تو
ابکی مرتبہ مین کوشش کرونگا نیک و بد نتیجہ کی خبر خدا کو ہی حمزہ ثانی نے شاپور کی ہمت مردانہ پر ہزار ہزار آفرین
کی اور کہا خیر دیدہ شود چہ میشود غرض کہ شاپور نے شبا شب یہ کارروائی کی کہ ہزار گز کی چوڑائی مین ایک عمیق کنوا
کھدوا اور اُس کنوئین کو بارود کے بھرے ہوے بورون سے پُر کیا اور اُسی کنوئین سے ملی ہوئی ایک
نقب تیار کی اُسکو بھی بارود سے بھرا اور اپنے چند شاگردون کو اُس نقب پر مقرر کیا اور اُنسے کہدیا کہ
جسوقت وہ دیوانہ کوئین مین گرے تم فتیلہ سے آگ دیدینا بعدہ اُس کنوئین کو خس و خاشاک سے چھپادیا

اُس طرف لشکر مخالف مین ہر ایک دیوانہ سے کہتا تھا اب ذرا خبرداری و ہوشیاری سے کام کرنا ایسا نہین کہ شب کی
طرح دن کو بھی اپنی کی ہلاکت کے درپے ہو جاؤ دیوانہ نے کہا کیا خوب مجھکو دیوانہ بنایا ہی کفار نے کہا بیشک ہم
تجھکو دیوانہ سمجھے ہین اگر دیوانہ نہو تو کیون ایسی غلطی کرتا دیوانہ نے کہا مین دیوانہ نہین تھا تم خود دیوانہ تھے
کہ میرا رخ لشکر اسلام کی جانب سے پھیر دیکے اپنی فوج کو ہلاک کر دیا الحاصل تمام شب لشکرون مین سامان
حرب و ضرب مہیا و درست ہوتا رہا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لشکر کفار سے اول جو میدان مین آیا
وہ عروج بن بروج تھا تمام میدان معرکہ مین زلزلہ پیدا ہو گیا گویا آثار قیامت ظاہر تھے دیوانہ کی آواز نفخ صور
اسرافیل پھکتا معلوم ہوتا تھا آتے ہی نعرہ مارا کہ ای لشکر خدا پرست اگر نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو مین ہون عروج
بن بروج دیوانہ جب سے میرے باپ کو تم ایسے آدم زاد مشت استخوان اور خداے نادیدہ کی بندگی کرنے
والون نے ہلاک کیا ہی کیا کہون کہ کیسا ملال ہی آج دیکھنا کہ کیسا تمسے انتقام لیتا ہون ورنہ خیریت اسی مین ہی
کہ تم مین سے جس نے میرے باپ کو ہلاک کیا اُسکو میرے حوالہ کر دو اور حوالہ کرنا اگر نا منظور ہو تو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیجو دیکھون وہ کیسا دلاور جری ہی آج یا تو مین اُس سے اپنے باپ کے خون کا
بدلا لونگا یا اپنے باپ کی طرح مین بھی اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا مگر یہ خیال رہے کہ میرا ہلاک ہونا ایسا
ویسا نہین ہی تمام روے زمین کو متزلزل کرونگا حمزہ ثانی کے حواس مختل تھے کہتے تھے دیکھئے کیا ہوتا ہی جب
عروج نے مرد مقابل طلب کیا حمزہ ثانی نے شاپور کی طرف دیکھا جستی تمام شاپور حمزہ ثانی کے قریب آیا
اور کہا کیا حکم ہی حمزہ نے کہا کیا حکم کو پوچھتے ہو دیکھتے ہو کہ یہ پہاڑ اپنا مرد مقابل طلب کرتا ہی اب اسکا مرد مقابل
کون ایسا بہادر ہی جو ہو شاپور متبسم ہوا اور کہا شہریار مجھ سے مردون مین اس مرد کے مقابلہ کو جاتا ہون اگر خدا نے
چاہا تو عنقریب اسکا کام تمام کرتا ہون حمزہ نے کہا ارے صاحب یہ کیا کہتے ہو خدا کو اگرچہ نہین دیکھا ہی لیکن عقل
ضرور رکھتا ہی کہان تم یا این تن ناتوان کہان وہ ایک کوہ گران شاپور نے کہا شہریار اجازت تو فرمائیے پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیں کہ کیا ہوتا ہی حمزہ ثانی نے بہزار مجبوری اجازت دی اور تمام حاضرین نے شاپور کے حق مین
دعاے خیر کی شاپور حمزہ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کر کے اور خدا حافظ کہکے عازم میدان ہوا اور عروج
چنانچہ عروج دیوانہ کے رو برو بکمال استغنا استادہ ہو کے کہا او مغرور کہ کیا کہتا ہی مین تیرا سر کوب آپہونچا دیوانہ
آنکھین پھاڑ کے اور متعجب ہو کے ہر چہار جانب دیکھا اور بادل کی طرح گرج کے کہا یہ آواز کہان سے آئی وہ
کون ایسا میرا مرد مقابل ہی جو نظر تک نہین آتا مقابلہ تجھسے کیونکر کریگا شاپور نے کہا او اجل گرفتہ تجھکو نظر کیا آوے کیونکہ اللہ
نے تو ابھی سے تجھے اندھا کر دیا قاعدہ ہی جب کسیکی موت قریب ہوتی ہی پہلے وہ اندھا ہو جاتا ہی پس اسی طرح اپنی
نسبت بھی سمجھ لے یہ کہکے ۵ یکے نعرہ زد آن پیل اندر ہمتا ٭ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت
کہ آوازش از آسمان در گذشت ٭ عروج بن بروج اُسی طرح پہاڑ کی طرح اپنی جگہ قایم رہا مطلق اعتنا نہ کی شاپور دلاور
نے قدم آگے بڑھایا ۵ ارادہ کرد کہ از دست دیو برہاند ٭ نگیست ہمت و جرات بر آسمان بلند ٭ عروج پیچھے ہٹا اور بکمال
تمرد کہا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اپنی قد و قامت کو دیکھ اور اس جرات کو دیکھ بروج میرا باپ تم خدا پرستون
کے ہاتھ سے کیا ہلاک ہو گیا کہ آج ہر ایک کو مقابلہ مین جرات بڑھ گئی شاپور نے ایک پتھر اُٹھایا اُسکے منہ مین
پھینکا وہ اُس پتھر کو چبانے لگا آنکھین بند کر لین دستور ہی کہ دیو لڈو کھانے مین اور کھانے مین آنکھین بند کر لیتے ہین
غرض کہ وہ پتھر چباتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اہا کیا مزا ہی سارا بدن ہڈی ہی گوشت نام کو نہین لیکن ہڈی بھی اور آدمیون سے

خلاف سخت وبدمزہ جس مین ایک چمچہ لہو کا نہین نہ آنکھین بند کیے یہ کہہ رہا تھا شاپور نے فرصت کو غنیمت جانا جست
کرکے قریب گیا اور اس زور سے خنجر اُسکی ران پر مارا کہ دستہ تک غرق ہوگیا اور پھر اپنی جگہ پر چلا آیا دیوانہ نے
اپنا پاؤن اُٹھا کے زمین پر ورے مارا جس سے زمین لرز گئی اور کہا او آدمی تو موجود ہی میری آنکھین بند تھین
مین سمجھتا تھا کہ تجھکو چبا رہا ہون شاید تیرے ساتھ کوئی غلام تھا جسکو مین چبا گیا اور یہ میری ران مین کیا شی چبھ گئی
ران پر ہاتھ پھیرا ہاتھ خون مین تر ہوگیا کہا اُف اُف خون نکل رہا ہی شاپور نے نشانہ تاک کے ایک اور پتھر
اُسکے منہ کی طرف پھینکا ابکی مرتبہ پتھر کے صدمہ سے اُسکے دو دانت ٹوٹ گئے اُس پتھر کو غور سے دیکھا کہا
ارے آدمی اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو میرے منہ مین پتھر پھینکتا ہی اب مین تیرا کام تمام کرنے کے واسطے مجبور ہوا
دیکھ تجھکو نگلے لیتا ہون شاپور نے ایک درخت کا ٹھنٹھا توڑا اور اُسکی طرف پھینک کے کہا لے اسے نگل لے مجھے
کیا نگلیگا عوج دیوانہ نے اُس ٹھنٹے کو دیکھ کے قہقہہ مارا اور کہا کیا آدمی ہی شاپور نے کہا ایسا آدمی ہون کہ تیرے
باپ کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہی تھوڑی ہی دیر مین تجھکو تیری اجل نوالہ کریگی عوج اُس ٹھنٹے کو اُٹھا کے چبانے
مین مصروف ہوا اور بدستور آنکھین بند کرلین شاپور پھر بڑھا اور دوسری ران مین بھی خنجر مارا یہ بھی دستہ تک
غرق ہوگیا دو دریا دونون رانون سے جاری تھے دیوانہ نے دوسری ران پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کو خون مین تر
دیکھ کے کہا اُف اُف دوسری ران مین بھی کچھ چبھ گیا عوج نے جھنجھلا کے شاپور کی جانب ہاتھ بڑھایا
اور چاہا کہ شاپور کو منہ مین رکھ کے نگل جاؤن شاپور نے اپنی جگہ سے گریز کی عوج نے شاپور کا تعاقب کیا شاپور
نے تمام میدان مین اُسکو دو تین چکر دیے اور خوب سرگردان کیا جس سے عوج جھنجھلا گیا اور بے تحاشا دوڑا
اس مرتبہ شاپور نے بچستی تمام اپنے کو اُس کنوئین کے قریب پہونچایا جو خس وخاشاک سے چھپا ہوا تھا
اور وہان سے ایک جست جو کی کنوین کے اُس پار پہونچا دیوانہ تعاقب مین بے تحاشا دوڑتا چلا آتا تھا اُسکو
کیا معلوم تھا کہ اس خس وخاشاک کے نیچے کیا ہی جیسے ہی خس وخاشاک پر اُسکا پاؤن پڑا دھم سے کوئین مین
جا رہا شاپور نے قریب اُس کنوئین کے آکے بقوت تمام ایک پتھر اُسکے سینہ پر مارا جس سے اُسکو سخت صدمہ
پہونچا پھر تو درپی بکثرت پتھر اُس کنوئین مین پھینکے جس سے دیوانہ کا اُس کنوئین سے نکلنا مشکل ہوگیا اسوقت
دیوانہ نے کنوئین مین سے پکار کے کہا ای آدم زاد تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا مین کیا جانتا تھا کہ تو نے میرے
واسطے ایسا بندوبست کر رکھا ہی ورنہ مین ہرگز تجھکو مہلت نہ دیتا پہلے ہی نوالہ کرلیتا فوج کفار مین جو یہ خبر مشتہر ہوئی
کہ دیوانہ گرفتار کرلیا گیا پانچ ہزار نفر دیوان منار قامت کوہ پیکر بہئیت مجموعی دار شمشاد ارہ پشت نہنگ بھالا ترسول
لیے غل مچاتے چیخین مارتے ہر جانب سے اُس مرکز دائرہ شجاعت پر چلے شاپور اُن دیوون کو اپنی جانب آندھی
کی طرح آتے دیکھ کے بہ آواز بلند پکارا کہ ای حامیان دین سبحانی وای تابعان حکومت حمزہ ثانی جلد یہان پہونچو ورنہ
یہ شکار ہاتھ سے نکل جاویگا اور دوسری آواز اپنے شاگردون کو دی کہ جلد فتیلہ سے سرنگ مین آگ دو اُدھر
حمزہ ثانی نے ایک فوج کثیر شاپور کی مدد کے واسطے بھیجی اُدھر شاگردون نے بنا بر حکم اُستاد جو فتیلہ سے سرنگ
مین آگ دی اور ایک دفعہ بارود اُڑی اُسکے زور سے دیوانہ جانب آسمان اُڑا اور پھر آسمان سے زمین پر
پہاڑ کی طرح گرا اور روح اُسکے درمیان راہ ہی مین مالک کی ہلاک ہوگئی فوج اسلام نے اُن کفاران حملہ آور کو
روکا شاپور دیوانہ کے پاس آیا اور سر تن سے جدا کرکے بمشکل تمام لایا اور حمزہ ثانی کے مرکب کے پاؤن پر
ڈال دیا اور کہا ای شہریار بلند وقار ہزار ہزار شکر اُس پروردگار قادر توانا کا کہ جو کچھ مین نے تہیہ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا

حمزہ ثانی سر دیوانہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوے اور مرکب سے اُتر کے شاپور کو گود مین اُٹھالیا اور اُسی وقت نہایت گران قیمت ایک خلعت خاص شاپور کو دیا اور بارگاہ سلیمانی مین آ کے قرار لیا نوبت شادمانی کی صدا بلند ہوئی رقص و سرود کی محفل آراستہ ہونے کا بندوبست شروع ہو گیا جو آیا پہلے شاپور سے بخوشی و فرحی بغلگیر ہوا پھر مدح و ثنا سے پردلی و جوانمردی شاپور مین اس طرح گویا ہوا واہ سبحان اللہ کیا کنتا ہے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ کار نمایان اسکو کہتے ہین اس وقت رستم و افراسیاب زندہ ہوتے تو اس بہادری کی داد دیتے کسی نے کہا نہین صاحب افلاطون و فیثاغورث اس حکمت کو دیکھتے تو البتہ تعریف کرتے بغیر اس تدبیر کے کسی طرح دیوانہ کشتہ نہوتا خدا نے عقل کو بھی کیا شرف بخشا ہے شاپور نے کہا صاحبو مین کیا اور میری تدبیر کیا اور ایسے پہاڑ کے مقابلہ مین زور و طاقت کا ذکر کرنا تو بالکل ہی عبث ہے اصل امر یہ ہے کہ انسان خاک کی بنیان کے اختیار مین کوئی فعل نہین ہے جو چاہتا ہے وہی واحد لاشریک کرتا ہے ہان دنیا عالم اسباب ہے ہر حالت مین ایک سبب پیدا ہو جاتا ہے ؎ گر کار تو نیک ست بتدبیر تو نیست ٭ ور نیز بدست ہم بتقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی ٭ کین نیک و بد جہان بتقدیر تو نیست ٭ حمزہ ثانی نے کہا ہان صاحب یہ سب صحیح ہے مگر جرات و دلیری بھی کوئی شے ہے اگرچہ وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے سچ پوچھو تو مین بالکل ناامید ہو گیا تھا اور کیون ناامید نہ ہوتا کہ اسکا مقابل کوئی نظر نہ آتا تھا خداوند عالم ہر وقت مین اپنے بندہ کا حامی و نگہبان ہے اُسطرف کفار مین ہلچل مچ گئی ہر ایک ہیجان ہو رہا تھا دلون مین ہول سمایا ہوا تھا کوئی کہتا یہان سے بھاگو کوئی کہتا تھا یہان سے ہرگز نہ بھاگو جان دیدو بھاگ کے کہان جاؤ گے خدا پرستون کے ہاتھ سے جان جاؤ گے جان نہین بچیگی واہ رے خداوند ابلیس کچھ مدد نہ کی اپنی قدرت سے دیوانہ کے ایسے دست و پا بنائے ایسی طاقت دی جسکا مقابلہ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کون کر سکیگا اور پھر اسکو اپنے دشمنون کے ہاتھ سے ہلاک کروایا کسی نے کہا چپ رہو کفر نہ بکو حقیقت کی آنکھ کھولو اور دیکھو یہ بھی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت نمائی کی ہے کہ دیوانہ ایسی طاقت والے ایسے ضعیف الجثہ کے ہاتھ سے ہلاک کروایا خداوند ابلیس کو اس بارہ مین الزام نہ دو بلکہ دیوانہ ہی نے دیوانگی کی کہ آدم زاد کو مہلت دی اسکے دام فریب مین گرفتار ہو گیا اگر پہلے اُسکا کام تمام کرتا تو کیون یہ صورت پیش نظر ہوتی اور وہ تو ہلاک ہو گیا اب بھی تو کسی کو کچھ فکر نہین ہے ایک نے کہا اچھا اب کیا فکر کی جاوے رائے اس بات پر قرار پائی کہ جابلقا چلو اور وہان پہونچ کے قلعہ بند ہونا چاہیے لشکر اسلام ہمارے استیصال پر آمادہ ہے ضرور ہم سب ہلاک کیے جائینگے چنانچہ وہ سب جابلقا مین آ کے قلعہ بند ہو گئے لشکر اسلام مین ایک دن ایک رات ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا لولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ نے ایسا ایسا گایا اور طرح طرح کے باجون کو بجایا کہ سب پر محویت کا رنگ طاری ہو گیا انعام تقسیم ہوے ہر ادنی و اعلی کے بشرہ سے خوشی و فرحت نمایان تھی دوسرے روز جب بارگاہ سلیمانی مین حمزہ ثانی رونق افروز ہوے بعد انواع و اقسام کے حرف و حکایات کے شاپور اپنی جگہ سے اٹھا حمزہ ثانی نے فرمایا کیون کیا قصد ہے شاپور نے عرض کی مین چاہتا ہون عرصہ سے شاہزادہ عصر و یگانہ دہر بدیع الملک کی خبر نہین معلوم ہوتی ہے اُس والا منزلت عالی مرتبت کی خبر خیر و عافیت دریافت کرنا ضرور ہے واللہ اعلم کیا واقعات پیش آئے ہونگے حمزہ ثانی نے کہا اے شاپور میرے نزدیک تو ابھی توقف کرو کسل و کاہلی کے اثر کو اپنے اعضا سے دور ہو جانے دو پھر اختیار ہے شاپور نے کہا شہریار اب توقف نہین کر سکتا ضرور جاؤنگا حمزہ ثانی نے بمجبوری اجازت دی اور کہا اے شاپور جب شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو میرا

سلام

سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ مجھکو تمہارا کمال انتظار ہی سو یہ دیدے نہ دیدے ہین دیدار کے بہ ہزار افسوس تمنے بالکل
فراموش کیا تم ایسے عالی جاہ سے نہایت بعید ہی یہ مین بھی جانتا ہون کہ کار ہاے موقوعہ سے اسقدر فرصت نہ ملی ہوگی
کہ ملاقات کی نوبت آتی مگر زندگی کا کیا اعتبار ہی آج زندہ ہین کل نوع دیگر پیش آیا تو حسرت ہی رہ گئی شاپور بہت بہتر
کہکر رخصت ہوا اور بجانب لنکارستان وجابلقا کے روانہ ہوگیا بعد جانے شاپور کے حمزۂ ثانی عمر ثانی کی طرف
متوجہ ہوے اور کہا اے عمر ثانی تمہاری سمجھ مین کچھ آتا ہی کہ مین آج کس جگہ بیٹھا ہون اور تم کس جگہ بیٹھے ہو عمر ثانی نے
عرض کی شہریار ارشاد کیا خوب درست ہی ظاہر ہی کہ آپ آج امیر حمزۂ والا توقیر کے مرتبہ پر فائز ہین اور بندہ بھی اگرچہ کسی طرح کی
قابلیت نہین رکھتا ہی تاہم خدا کے فضل اور آپ ایسے عالی جاہ کے اقبال سے خواجہ عمر بلند توقیر کے مقام پر ہی حمزۂ ثانی
نے کہا یہ تو تم خود جانتے ہو پھر یہ بھی بتاو کہ جو شخص جسکی جگہ مقیم ہوتا ہی اُسکے کام کا وہ ذمہ دار ہوتا ہی یا نہین عمر ثانی نے
کہا بیشک ذمہ دار ہوتا ہی یہ کہا اور عمر ثانی نے تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے یاران من و اے ہمسرہنگان پرفن کمال
فن و ہنر اسیکا نام ہی کہ جب وہ فن اپنی جاے مناسب پر صرف کیا جاوے ورنہ وہ فن نہین تم لوگ لشکر اسلام مین
اسی واسطے مقرر ہو کہ جب کوئی دقت پیش آئے اُسکو اپنی عیاری وچالاکی سے دفع کرو اور ہر وقت بہی خواہ لشکر
اسلام ہو سب نے کہا بیشک عمر ثانی نے کہا پھر اس سے بھی کوئی انکار نہین کر سکتا کہ ہر شخص اپنے مرتبے کی ترقی
چاہتا ہی سب نے کہا یہ صحیح ہی عمر ثانی نے کہا فی الحال بلاشور کا علاج درپیش ہی جو کوئی ایسے علاج مین کامیاب
ہوگا اُسکا مرتبہ بالا ہوگا بابا مین نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہی کہ جس طرح ممکن ہوگا بلاشور کا کام تمام کرونگا
اور عنقریب اسی غرض سے روانہ ہوتا ہون جسکو کسی طرح کی جراءت ہو وہ میرے ہمراہ چلے اور یہ اطلاع مینے
خاص اس غرض سے دی ہی کہ ایسا نہو کوئی میرے جانے کے بعد اس بات کی شکایت کرے کہ عمر ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو چلا گیا اور ہمکو اطلاع نہ دی اس مضمون کو سنتے ہی سات سو عیاران چابک دست وطرار
اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا اے عمر ثانی خوب ہوا کہ تمنے ہمکو اطلاع دیدی ورنہ ہم بالکل غافل رہتے اور
تمہارے جانے کے بعد ہمکو افسوس ہوتا چلو ہم سب بسر وچشم اُس مردود کا کام تمام کرنے اور اسلام کی حمایت
کرنے کو موجود ہین عمر ثانی نے کہا چلو پھر کیا دیر ہی چنانچہ یہ سب عمر ثانی کے ہمراہ روانہ ہوے عمر ثانی کے جانے
کے بعد چالاک بن عمرو کو بھی جراءت ہوئی اُسنے بھی اپنے موافق سرہنگون سے مشورہ کیا کہ عمر ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو گئے ہین اب تم لوگون کا کیا ارادہ ہی یہی موقع ہی جسمین عمر ثانی کا اور ہمارا امتحان ہو جائیگا اگر
تم لوگون کی راے ہو تو ہم چلین اور بلاشور کا کام تمام کرکے ترقی منصب اور خلعت وانعام کے مستحق ہون سب نے
ہمزبان ہوکر کہا اے چالاک ضرور چلو ہم سب تمہارے ہمراہ ہین چنانچہ چالاک بھی سات سو سرہنگون کو
ہمراہ لیکے روانہ ہوا چالاک بن عمر کے جانے کے بعد شاپور عیار ایرج نے بھی سات سو عیار اپنے ہمراہ
لیے اور بلاشور کی ہلاکت کا تہیہ کرکے روانہ ہوا اسی طرح سیاہ ثانی بھی سات سو عیار لیکے روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ
شاگردان بلاشور سے دو شاگرد تھے فیروز نقاب والماس جب یہ دونون بارگاہ سلیمانی مین موجود تھے اور انہین
کے سامنے یہ سب عیار یکے بعد دیگرے جانب بلاشور روانہ ہوے یہ دونون بعجلت تمام جانب بلاشور
روانہ ہوے اور قبل اسکے کہ یہ عیار وہان پہونچین یہ دونون بلاشور کے پاس پہونچ گئے اور کہا اُستاد کیا
بیخبر بیٹھے ہو اپنی خیریت چاہتے ہو تو اپنی حفاظت کا کچھ تدارک کر رکھو بلاشور نے کہا کچھ مفصل بیان کرو یہ مجمل
تقریر میری سمجھ مین نہین آئی اُنھون نے کہا مفصل یہ ہی کہ حسب اتفاق ہمارا گذر خداپرستون کی بارگاہ مین ہوگیا ان

تمہارا ذکر سنا بلاشور نے کہا کیا ہمارا ذکر سنا انہون نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا لشکر اسلام کے عیارون نے تمہارے قتل و ہلاکت پر مستحکم کمر باندھ لی ہی اور ایک نے دوسرے سے قسم کھائی ہی کہ جس طرح ممکن ہوگا بلاشور کو زندہ نہ چھوڑین گے بلاشور اس خبر کو اپنے شاگردون کی زبانی سنکے بید کی طرح کانپنے لگا چہرہ پر مردنی چھاگئی حیرت سے فیروز نقاب اور الماس حبیب کی صورت دیکھی کہا سچ کہتے ہو انہون نے کہا جھوٹ کا کیا محل ہی اور عیان راچہ حاجت بیان عنقریب وہ عیار یہان پہونچتے ہین جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی بلاشور نے کہا پھر اسکا کوئی تدارک بھی تمہاری سمجھ مین آیا انہون نے کہا تدارک ہمکو کیا معلوم بجائے خود جیسا مناسب سمجھو عمل مین لاؤ ہمنے اپنا فرض ادا کر دیا کہ خداپرستون کے لشکر کی تحقیق خبر تمکو پہونچادی بلاشور گھبرایا ہوا وہان سے محل مین داخل ہوا ماں کے پاس آیا جسکا نام بدرقہ تھا اُسنے پریشانی کا سبب پوچھا کہا کیا پوچھتی ہو بس اجل کے پنجہ مین مجھکو سمجھو اُسنے کہا اے بلاشور کچھ اسکا علاج نہین ہی اُسنے کہا میری سمجھ مین کوئی علاج نہین آتا بدرقہ نے کہا تو مفصل بیان کر تو شاید مین کوئی تدارک کر سکون بلاشور نے تمام حقیقت فیروز نقاب اور الماس حبیب کی زبانی بیان کی اور کہا اے مادر مسلمانون کے نام سے ہمیشہ میری روح فنا ہوا کی اور انہین کا سامنا ہی بدرقہ نے کہا مطمئن رہ مین اسکا بند و بست کر دونگی اسنے کہا تم قوم اناث سے ہو کیا کر سکتی ہو ہم سب عاجز ہو گئے ہین بدرقہ نے کہا تو بالکل نادان ہی جو کام جسکے ذہن مین آجاتا ہی وہ اس کام کو بخوبی انجام دیسکتا ہی تیری سمجھ ہی مین کچھ نہین آتا بلاشور خاموش ہو رہا بدرقہ اسیوقت وہان سے بذریعہ نقب شہر کے باہر آئی پیرزال کہن سال کی صورت سے مشابہ ہوئی ہاتھ مین عصای پیری لیا کانپتی لب لب کرتی اس راہ مین بیٹھی جس طرف وہ عیار گذرنے والے تھے اور زار و قطار روتی جاتی تھی دونون ہاتھون سے پیٹتی تھی بالون کو نوچتی تھی پہلے جو عیار اس طرف سے گذرا وہ چالاک بن عمرو تھا دیکھا ایک پیرزال تباہ حال بیٹھی نوحہ و زاری کر رہی ہی چالاک بدرقہ کے قریب آیا کہا اے مادر یہان کیون بیٹھی ہو اور اسقدر نوحہ و زاری مین کیون مصروف ہو اُسنے مطلق اعتنا نہ کی اور اُسیطرح زار و قطار روتی رہی بلکہ چالاک کے استفسار حال سے آواز گریہ کو اور زیادہ بلند کیا چالاک کو اُس مکارہ کے حال پر اختلال پر بہت افسوس ہوا دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ ضعیفہ کس بلائے عظیم و مصیبت سخت مین مبتلا ہو گئی جو اسقدر تباہ حال ہی دست بستہ کہا اے مادر گرامی کچھ بیان تو کر کہ تجھپر کیا ایسا کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا جو تونے اپنے کو اسقدر ہلاک کر رکھا ہی شاید تیرے بیان کرنے سے ہم اُس مصیبت کا کوئی تدارک کر سکین بدرقہ نے بہ آواز دردناک کہا اے فرزند جو آفت مجھپر گذرنا تھی وہ گذر گئی اب کیا اُسکا تدارک ہو سکتا ہی بقول شخصے کہ

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را * افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را *

اگر مین اپنی مصیبت کو بیان کرون بجز اسکے کہ تمکو بھی ملال ہو اور کیا ہو سکتا ہی چالاک نے کہا اگر اُس مصیبت کا کوئی تدارک ہم سے نہو سکیگا تو خیر سن ہی لینگے بدرقہ نے کہا خیر سن لے میرا ایک نور نظر لخت جگر تھا جو میرے اس پیرانہ سالی کا سہارا تھا اور ہزار محنت و مشقت اُسکو پالا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا یہ کہا اور پھر رونا شروع کیا چالاک نے کہا پھر یہ بھی بیان کرو کہ وہ لڑکا کیا ہوا اُسنے کہا اے فرزند اس بلاشور حرامزادہ و بدکار کا برا ہو کہ اس ظالم نے میری ضعیفی پر مطلق رحم نہ کیا بیجرم و خطا اُسکو مار ڈالا اس واقعہ کو پورا ایک سال کا عرصہ گذرا جسمین اُسکی فراق مین رویا کرتی ہون کیا کرون کس سے کہون آج تک اس انتظار مین رہی کہ کوئی ایسا اُس ملعون کا سر کوب مل جاتا جو اُس سختی سے اس ظالم عوض لیتا تاکہ میرے دل بیقرار کو کچھ قرار آتا اب مین نے سنا کہ عیاران لشکر اسلام نے تہیہ کیا ہی کہ اُس موذی کو ہلاک کرین بلاشور نے عیاران لشکر حمزہ کی آمد سنکے تمام شہر کے دروازہ بند کردا دیے ہین مین

یہان اس ارادہ سے آئی ہون کہ اگر سرہنگان لشکر اسلام چاہین تو مین اُنکی راہبری کرون اور اُنکو بلاشور تک پہونچا دون تاکہ میرے بھی دل کے آبلے پھوٹین مگر اسوقت مین اس خیال مین مبتلا ہون کہ پھر پارہ جگر تو ہلاک ہوگیا وہ کسی طرح زندہ نہین ہو سکتا اب اگر بلاشور موذی کا سر کچلا گیا تو کیا یہ کہکے پھر بدستور رونا شروع کیا چالاک نے کہا ای مادر تو خاموش ہو رہ دیکھ مین کیسا عوض بلاشور سے لیتا ہون تو ضرور میری راہبری کر بدرقہ نے نام پوچھا کہا مجھکو چالاک بن عمر کہتے ہین بدرقہ مکارہ نے کہا مین نے تو اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا تھا ازبسکہ تو کمال محبت میرا پرسان حال ہوا ہی مین بھی تجھے بلاشور کی خاص نشستگاہ مین پہونچا دونگی چنانچہ چالاک مع اُن سات سو سرہنگون کے نقب کی راہ سے قلعہ مین لایا اور قلعہ سے ایک مکان عالی شان مین لاکے مقیم کیا اور کہا یہ مکان خاص بلاشور کی استراحت کا ہی جسوقت وہ یہان وارد ہو باطمینان تمام اُسکا کام تمام کرنا لیکن اُسکا سر مجھکو ضرور دکھانا تاکہ میرے دل بیقرار کو کسیقدر تسکین ہو اور ای فرزند تو بخوف و خطر یہان مقیم ہو مین تیرے واسطے اکل و شرب کا سامان لینے جاتی ہون اور اس کام کے انجام پانے کے بعد تجھکو اسی راہ سے وہین پہونچا دونگی تو اپنے مقام قیام کی راہ لینا چالاک بن عمر واس بھید سے بالکل لاعلم تھا اُسنے قبول کر لیا بدرقہ گئی اور متعدد خوان انواع و اقسام کے کھانے لائی سب نے سیر ہو کے کھانا کھایا بعد فراغ طعام بدرقہ نے بلاشور کی شکایت کا پھر دفتر کھولا جس سے چالاک بن عمر کو یقین ہو گیا کہ یہ ضعیفہ بہت دردرسیدہ ہی اور بلاشور کے ہاتھ سے عاجز ہی چونکہ وہ مکارہ کھانے مین بیہوشی مخلوط کر کے لائی تھی چند لمحہ کے بعد وہ سب سرہنگ بیہوش ہو گئے بدرقہ نے سبکو طوق و زنجیر پنہا کے اُسی مکان مین قید کیا اور بار دیگر اُسی نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور گریہ و زاری مین مصروف ہوئی اس مرتبہ سیارہ ثانی کا اُسطرف سے گذر ہوا سیارہ نے ایک عیار کو بھیجا کہ دیکھ یہ ضعیفہ کیون گریہ و زاری کر رہی ہی وہ عیار آیا اور متفسر حال ہوا اُسنے زیادہ فریاد و واویلا کی بعد اصرار بسیار بدستور اول مصنوعی کیفیت بیان کی وہ عیار واپس گیا اور سیارہ سے اس حقیقت کو بیان کیا سیارہ بھی اس کیفیت سے لاعلم تھا عیار کی زبانی اُس مصنوعی کیفیت کو سن کے متاسف ہوا کہا مین خود چلتا ہون اور بدرقہ کے پاس آئے کہا ای مادر کیا واقعی بلاشور سے تو انتقام لینا چاہتی ہی اُسنے بآواز حزین و غمگین کہا ای فرزند اگرچہ بلاشور موذی سے انتقام لینا عبث ہی تاہم اگر کوئی میرا حامی ہو جاے اور اُسکو ہلاک کرنے کا تہیہ کرلے تو مین اُسکو ایسی مدد دون کہ بلاشور کے ہلاک کرنے مین ذرا دقت نہو اور مین بھی خوش ہون سیارہ ثانی نے کہا ای مادر مہربان تیری کیفیت سن کے اور تیرے رنج و ملال دیکھ کے میرا دل آب ہو گیا مین ضرور بلاشور سے تیری مظلومی کا انتقام لونگا تو میری راہبری کر بدرقہ سیارہ ثانی کو بھی بہمراہی اُن پانچ سو سرہنگون کے مکان مین لیگئی اور اُنکو بھی طعام بیہوشی آمیز کھلا کے بیہوش کیا اور طوق و زنجیر مین بستہ کر کے قید کر لیا تیسرے مرتبہ پھر نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور رونے پیٹنے مین مصروف ہوئی ابکی شاپور بن عمر کو تمام سرہنگون کے ساتھ طوق و زنجیر مین بستہ کر کے محبوس کیا چوتھی مرتبہ بھی بدستور اُسی نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور بحال خراب واویلا کی آواز بلند کی اس مرتبہ عمر ثانی کا سامنا ہوا چونکہ عمر ثانی کی عیاری اپنے باپ عمر عیار سرہنگ طرار کی عیاری سے کم نہ تھی نہایت ہوشیار اور چالاک عیار ہی اُسنے اول مرتبہ بغور از سر تا پا بدرقہ کو دیکھا اور اپنے سرہنگان ہمراہی سے بذریعہ سرگوشی کہا کہ بھائیو ذرا تم بھی بخوبی غور کرو یہ عورت ہی یا اسکے بھید مین کچھ رنگ دگرگون ہی اُن سبنے کہا ای یکہ تاز معرکہ عیاری و فارس میدان طراری اگرچہ ہم کچھ نہین کہہ سکتے لیکن قرینہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زن پیرزال قوم اناث سے ہی عمر ثانی نے کہا ہان تیرے تعرف

بھی تمھارا یہ قیاس صحیح ہی اچھا پھر اس سے کچھ اسکا حال پوچھو راوی کہتا ہی کہ جب عمر ثانی نے اپنے سرہنگون سے
بذریعہ سرگوشی کہا تو بدرقہ مکارہ بھی کچھ سمجھی چنانچہ اس مرتبہ اُسنے بدرجہا گریہ وزاری کی ایک سرہنگ قریب آیا
اور کہا ای ضعیفہ کیا تجھپر آفت نازل ہوئی ہی جو تونے اپنا ایسا خراب حال کیا ہی اُسنے کہا ای فرزند کیا پوچھتے ہو بلاشور
موذی نے مجھکو زندہ درگور کردیا کوئی ایسا نظر نہین آتا جو اُس ظالم کا سر کچلے اسکے بعد بدستور کیفیت مصنوعی بیان
کی اور اپنا سینہ کھول کے ایک دو ہتھڑ سینہ پر مارا اور کہا ہائے غضب میرا اکلوتا فرزند اُس جابر کے ہاتھ
سے ہلاک ہوگیا اور مین اُسکے غم سے نیم مردہ ہی واضح ہو کہ بدرقہ کا سینہ کھول کے دو ہتھڑ مارنا یہ بھی خالی رمز
سے نہ تھا یعنی عمر ثانی کی سرگوشی سے وہ سمجھی کہ عیار لوگ ہین ایسا نہو کہ مجھکو بھی کوئی عیار سمجھے ہون اور مشکوک
ہو کے میرے دام مکر مین گرفتار نہون فلہذا ان سبکو سینہ دکھا دینا چاہیے تاکہ میری نسبت عیاری کا گمان
نہ رہے اُدھر جب عیارون نے سینہ اس مکارہ کا دیکھا سبکو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ کوئی ستم رسیدہ عورت ہی اور
عمر ثانی کی طرف گوشہ چشم سے اشارہ کیا عمر ثانی نے بھی اشارہ سے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اور بدرقہ سے کہا ہان
بیان کر تیرا کیا مطلب ہی اُسنے آنکھون سے آنسو پاک کیے اور کہا ای فرزند میرے مطلب کو کیا پوچھتا ہی ظاہر ہی
کہ جبتک بلاشور بھی میرے فرزند کی طرح ہلاک نہوگا میرے دل کو کس طرح قرار آسکتا ہی عمر ثانی گونہ متامل ہوا اور
کہا اچھا چل بتا وہ کونسا مقام ہی جہان سے بلاشور بسہولت ہلاک ہوسکتا ہی بدرقہ عمر ثانی کو اُس نقب کی راہ سے مکان
مین لائی عمر ثانی نے دیکھا ایک محل عالیشان ہی جسکا ایک ایک گوشہ جملہ سامان آرایش وغیرہ بالش وضروریات
سے آراستہ ہی بدرقہ نے کہا یہ مقام بلاشور کی استراحت کا ہی جس وقت وہ یہان آئیگا مین تمکو مطلع کرونگی
اور ای فرزند تم منزلین طی کرتے چلے آتے ہو اس فرش پر بلا تکلف استراحت کرو ابھی بلاشور کے آنے مین عرصہ
ہی اور مین جاتی ہون تمھارے واسطے کچھ اکل وشرب کا سامان لاتی ہون عمر ثانی نے کہا ای مادر تو خود اپنے
غم وملال مفارقت فرزندی مین مبتلا ہی بیکار تکلیف ہوگی خاموش رہ پھر کسی وقت کھانا کھا لینگے اُسنے کہا بیٹا نہین
یہ کیا بات ہی کہ تو میرے واسطے ایسے امر عظیم کا درپا ہوا ہی اور مین تیری کچھ بھی ضیافت نہ کرون کچھ عرصہ نہوگا مین
ابھی آتی ہون یہ کہا وہان سے چلی گئی اُسکے جانے کے بعد عمر ثانی نے اپنے سرہنگان ہمراہی سے کہا بھائیو اگرچہ
یہ تحقیق ہوگیا کہ یہ پیرزال قوم اناث سے ہی لیکن پھر بھی میرا دل یہ کہتا ہی کہ اب جو یہان آگئے لیکن اسکا لایا ہوا کھانا نہ کھاؤ
سب نے کہا ای عمر والا قدر ہمارے نزدیک تو کھانے سے انکار بالکل بیکار ہی آیندہ جیسی تمھاری راے عمر ثانی نے
کہا میری راے تو یہ ہی سب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی یکایک بدرقہ خوانہاے متعدد پر از طعامہاے رنگارنگ لے لائی
اور کہا لو بیٹا کھاؤ اس رنگارنگ کے کھانے کو دیکھ کے عمر ثانی کو اور بھی توحش ہوا اور مکرر اشارہ سے کہا
کہ یہ کھانا نہ کھاؤ سب نے کہا ای مادر مہربان یہ وقت کھانے کا نہین ہی اب تھوڑی سی رات باقی ہی دن کو جیسا کچھ
مناسب ہوگا کھینگے اس مرتبہ بدرقہ نے عمر ثانی کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا ای فرزند تو مجھ غم دیدہ ضعیفہ کی دلشکنی
نہ کر مہمان پر میزبان کی خاطر داری فرض ہی علاوہ اسکے ابھی تجھکو بہت کچھ کام کرنا ہی پھر نہین معلوم کب اکل وشرب کی نوبت
آئے کھانا کھا کے فارغ ہوے تو مین تجھکو اُس مقام پر لے چلون جہان بلاشور مع تمام شاگردون کے
استراحت کرتا ہی بلکہ یہی وقت ہی کچھ تعجب نہین کہ وہ موذی وہان آکے سوگیا ہو اُسوقت یکایک عمر ثانی کی نظر
بدرقہ کے حدقہ چشم پر پڑی غور آ دل مین سمجھ گیا کہ اور کوئی نہین بلاشور کی مان ہی ہمکو گرفتار کرنا چاہتی ہی اُس
نے ایک خنجر ایسا گردن پر مارا کہ اسے مطلق خبر نہوئی اور اُس مکارہ کا سر دس بارہ قدم کے فاصلہ پر جا گرا تمام

سرہنگان ہمراہی عمر ثانی کی اس حرکت سے متعجب ہوے کہا ای عمر والاقدر تمہاری یہ حرکت ہماری سمجھ مین نہ آئی اگر تم
کچھ اس پیرزال کی طرف سے مشکوک تھے تو پیشتر ہی اسکے ہمراہ آنے سے انکار کیا ہوتا عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا بھائیو
مین اُسیوقت مشکوک ہو گیا تھا جب سرراہ میری نظر اسکی صورت پر پڑی تھی مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا چونکہ پیشتر مجھکو دریافت
ہو گیا تھا کہ یہ قوم اناث سے ضرور ہے بدین وجہ حقیقت امر کو دریافت کرنے اور اپنے شک کو رفع کرنے کی
غرض سے چلا آیا ورنہ اگر اسکا مونث ہونا تحقیق نہ ہو جاتا تو مین ہرگز اندرون نقب قدم نہ رکھتا سب نے کہا آخر
کہو تو اس وقت تمنے کیا دیکھا تھا عمر ثانی نے بدرقہ کا سر اُٹھا کے دکھایا اور کہا بغور اسکی آنکھون کی طرف تو نظر کرو
بعض نے کہا ہم نہین سمجھتے بعضون نے کہا ہان اسکی آنکھ کا حدقہ کچھ شناسا تو معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکو
کہان دیکھا ہے عمر ثانی نے کہا یہ بلاشور ثانی کی مان ہے ہم سبکو گرفتار کرنا چاہتی تھی سب نے کہا بیشبہہ تمہارا خیال صحیح
ہے واقعی تمہارے سبب سے اس وقت جان بچ گئی ورنہ نہین معلوم اس وقت کس خرابی کا سامنا ہوتا عمر
ثانی نے کہا اب یہان توقف نہ کرو جو کچھ لینا ہو یہان سے لو اور اسکو کسی جاے محفوظ مین دفن کرو بعدہ کار مرجوعہ
کی طرف متوجہ ہو چنانچہ تمام سرہنگ آمادہ دست برد ہو گئے جو کچھ جسنے پایا اُٹھا لیا اور بیرون شہر جاکے زمین مین
دفن کر دیا ضرغام شیر دل مال کی تلاش مین ایک کوٹھری کے قریب گیا دیکھا ایک بھاری قفل اسکے دروازہ
مین آویزان ہے ہرچند کوشش کی نہ کھلا اور دو سرہنگ شریک ہوے بہزار مشکل قفل ٹوٹا دروازہ کھولا
زینہ نظر آیا معلوم ہوا تہ خانہ ہے ضرغام سمجھا اس تہ خانہ مین بکثرت مال ہے اندرون تہ خانہ جانے کا ارادہ کیا اندھیرے
کے سبب سے جرات آگے بڑھنے کی تھوڑی دوسرے سرہنگ سے کہا دیکھو تو سہی میری نظر اس وقت مجھکو دھوکا
دیتی ہے کچھ نظر نہین آتا دوسرے عیار نے کہا یہی حال میرا بھی ہے ضرغام نے جرات کرکے دو زینے طے کیے کہا
اُف کس وقت میری آنکھون کو مجھسے مذاق سوجھا ہے اور ایک زینہ طے کیا اور کہا یارو میرا دم گھٹا جاتا ہے تیز دو
عیار نے ضرغام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا زیادہ جرات نہ کرو نہین معلوم اسقدر اندھیرا کیون ہے تھوڑی دیر صبر کرو پھر
آگے بڑھنا گو ضرغام کو بہت روکا زیادہ تر خیال اس بات کا تھا کہ یہ حریف کا مکان ہے نہین معلوم کیا صورت پیش
آئے۔ اُس طرف کا حال سنیے کہ شاپور بن عمر کو بیہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تھا اپنی گرفتاری پر نہایت متاسف ہو رہا تھا
اور دل مین کہہ رہا تھا کہ دیکھیے اب کس طرح یہان سے نجات ملتی ہے اس مکارہ نے بڑا مکر کیا اور دوسرے
سرہنگون کا نہین معلوم کیا حال ہوا کیا عجب ہے جو وہ بھی قید ہون تاریکی کے سبب سے کسی کو نہ دیکھ سکتا
یکایک اندرون تہ خانہ آدمی کی چاپ معلوم ہوئی سمجھا اس قید خانہ کے نگران ہونگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے آہستہ
کہا کون ہے اس عرصہ مین ضرغام تہ خانہ کے اندر پہونچ چکا تھا آدمی کی آواز سن کے اُلٹا پھرا اور باہر آکے کہا بھائیو
اس تہ خانہ مین مال تو نہین معلوم ہوتا کچھ رنگ دگرگون ہے سب نے پوچھا کیون مفصل حال بیان کرو ضرغام نے
کہا اس تہ خانہ مین آدمی کی آواز معلوم ہوئی سب نے کہا روشنی لیچل کے دیکھنا چاہیے متعدد مشعلین روشن کرکے
اُس تہ خانہ مین لے گئے دیکھا ہزار ہا لاشین پڑی ہین اور ایک شخص بیٹھا ہے روشنی مین شاپور بن عمر نے ضرغام
کو پہچانا دوڑ کے لپٹ گیا ضرغام نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہے شاپور نے کہا ای ضرغام گھبراؤ نہین مین ہون
شاپور بن عمر ضرغام متعجب ہوا اور کہا ای شاپور تم یہان کہان شاپور نے مجمل کیفیت بیان کی اور کہا صرف
مین ہی اس تہ خانہ مین قید نہین ہون میرے ہمراہی بھی یہین ہین چنانچہ روشنی مین سبکو دیکھا اور فتیلہ رفع بیہوشی سے
تمام سرہنگون کو ہوش مین لاے سب نے عمر ثانی کا شکریہ ادا کیا اور بلاشور ثانی کی اُس تمام عمارت مین

آگ لگادی اور سب وہان سے نکل کے پوشیدہ تمام شہر مین متفرق ہوگئے جب دن ہوا یہ خبر بلاشور کو پہونچی
کہ آج رات کو تیرے گھر مین آگ دیدی گئی بلاشور ثانی نے کہا جاؤ مفصل کیفیت بیان کرو ایک ہرکارہ
نے خبر دی کہ حریف تیرے گھر مین آگئے اُنھون نے تیری مان کو جان سے مارا اور تیرے گھر مین آگ
دیدی بلاشور نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہاے غضب میری مان میری رفاقت مین
ہلاک ہوئی اب ان خدا پرستون کے ہاتھ سے جان سلامت رہتی نہین معلوم ہوتی اور ہرچند اپنی حفاظت
کی تدبیر سوچی کچھ سمجھ مین نہ آیا آخر اپنے عیارون کو بلایا اور کہا ای فلان عیاران لشکر اسلام کی آمد کا حال تمنے
سنا ہوگا کہ میری مان کو ہلاک کیا اور گھر مین آگ دیدی حالانکہ میری مان نے اُنکے گرفتار کرنے کی کوشش
کی تھی اب تمکو بھی چاہیے کہ اُن عیارون کو گرفتار کرکے ہلاک کرو وہ عیار اسی شہر مین میری ہلاکت کی تدبیر سوچ رہے
ہونگے وہ عیار اُس طرف روانہ ہوے ادھر بلاشور بھی چند عیاران چست و چالاک کو ہمراہ لیکے شہر مین نظر بازی کے
واسطے نکلا جسپر کچھ شبہہ ہوا وہین اُسے گرفتار کیا تھے کہ حمام کے دروازہ پر پہونچا تمام حمامی اُٹھ کھڑے ہوے
اور دست بستہ عرض کی کہ حمام تیار ہے حضور تشریف لائین بلاشور نے جامہ خانہ مین جا کے کپڑے اُتار کے
لنگ باندھا اور چند اپنے معتمدون اور عیاران مسلح و مکمل کو حمام کے دروازہ پر نگہبان مقرر کرکے حمام مین داخل
ہوا ادھر تمام عیاران لشکر اسلام بلاشور کی فکر مین پوشیدہ پھر رہے تھے اور انواع و اقسام کے اہل حرفہ
کی صورت سے مشابہ تھے تاکہ کوئی اہل شہر نہ پہچانے عمر ثانی سرمہ فروش کی قطع بنائے چوک مین سرمہ کی پڑیان
فروخت کر رہا تھا اور مجمع کثیر مین اپنے سرمہ کی تعریف کر رہا تھا اُس مجمع مین بلاشور کا ایک ملازم بھی تھا اُسکو اُسکے
لباس سے عمر نے پہچانا اُسنے بھی ایک پڑیا سرمہ کی عمر سے خریدی عمر نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین
بلاشور کا ملازم ہون عمر نے کہا آج تو دربار مین نہین گیا اُسنے کہا آج کل بلاشور سخت تردد مین مبتلا ہے عمر
نے سبب تردد پوچھا اُسنے کہا اس شہر پر مسلمانون کی چڑھائی ہے چنانچہ ہزارہا عیاران لشکر اسلام بلاشور کی
ہلاکت کے درپے ہوکے آئے ہین کل شب کو بلاشور کے گھر مین آگ لگادی اُسکی مان کو ہلاک کیا بلاشور نے
بھی اپنے عیار لشکر اسلام کے عیارون کی تلاش مین بھیجے ہین اور خود بھی چند عیارون کو ہمراہ لیے شہر مین نظر بازی
کرتا پھرتا ہے چنانچہ اسوقت بلاشور ثانی حمام مین گیا ہے مین وہین جاتا ہون اور یہ خبر تو تمام شہر مین نشر ہے کیا تجھکو نہین معلوم
ہے عمر ثانی نے کہا اس کیفیت کو تو مین نے بھی کسی قدر سنا ہے لیکن اس تفصیل سے اسوقت اطلاع ہوئی وہ ملازم
اُسطرف روانہ ہوا عمر ثانی نے جو بلاشور کے حمام خانہ مین جانے کی خبر سنی فوراً حمام کی راہ لی جب قریب حمام
پہونچا دیکھا چند نگران مسلح و مکمل دروازہ حمام پر بیٹھے ہین سوچ رہا کہ حمام مین کیونکر داخل ہون اور یہ بھی خیال آیا کہ
شاید کوئی اور حمام ہو ایک مزدور حمام کے آتش دان مین آگ روشن کر رہا تھا اُس سے کہا برادر آج حمام ابتک
گرم نہین ہوا اُس مزدور نے کہا کہ حمام تو گرم ہوگیا ہے بلاشور کی وجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے عمر ثانی خاموش
ہو رہا اور وہین ایک جانب متوقف ہوا یہانتک کہ وہ مزدور آگ روشن کرکے اور آتش دان کو بند کرکے
چلا گیا عمر ثانی نے آتش دان کو کھولا اور بعجلت تمام آتشدان کی آگ سرد کی اور اندرون آتش دان شگافتہ کرکے
حمام مین داخل ہوا دیکھا بلاشور دراز ہے اور ایک حمامی اسکے سینہ پر بیٹھا ہوا مالش کر رہا ہے یکایک بلاشور کی
نظر عمر ثانی پر پڑی گھگھی بندھ گئی بہزار دشواری کہا آپ کون صاحب ہین عمر ثانی نے کہا ہم تیری روح قبض
کرنے آئے ہین یہ کہا اور ایک ہی وار مین سر تن سے جدا کیا اور وہ سر دست چپا مین لیے ہوے باہر نکلا

اسکے عیاروں اور معتمدوں نے جو بلاشور کا سر عمر کے ہاتھ میں دیکھا ایک ہی مرتبہ سب دوڑ پڑے راوی کہتا ہی کہ جب عمر ثانی کو اُس ملازم بلاشور کی زبانی یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ بلاشور صافی حمام میں ہی اور عمر ثانی اُس حمام کی جانب روانہ ہوا جو سلمان عیار راہ مین ملا اُس سے اس بات کی اطلاع کر دی تھی کہ مین نے سُنا ہی بلاشور اس وقت حمام صافی مین ہی مین اُسکی فکر مین جاتا ہون تم سب دروازہ حمام صافی پر پوشیدہ موجود رہو چنانچہ چالاک بن عمرو و شاپور و سیارہ ثانی مع دو ہزار آٹھ سو عیاران ہمراہی کے جابجا قریب دروازہ حمام کے پوشیدہ موجود تھے جسوقت عیاران و شاگردان و معتمدین بلاشور بر عمر و بر حملہ آور ہوئے ہین یہ سب عیاران لشکر اسلام بھی آموجود ہوئے اور دروازہ حمام پر رد و بدل شروع ہو گئی اور اسی طرح رد و بدل کرتے ہوئے دروازہ شہر پناہ پر پہونچے تا اینکہ دروازہ کو توڑ کے اور قلعہ سے باہر آ کے بعد جہد تمام اپنے کو صحیح و سلامت حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچایا اور بلاشور ثانی کے سر کو حمزہ ثانی کی خدمت مین پیش کش کیا حمزہ ثانی بلاشور کا سر بخش دیکھ کے بہت خوش ہوئے خلعت گران بہا عمر ثانی کو مرحمت کیا عمر ثانی کی عیاری کی تعریف کی سعد شہریار نے کہا ای بابا عمر ثانی جانشینی عمر تمکو مبارک ہو واقعی کارے کر دی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند عمر ثانی بکمال ادب آداب بجالایا اور ثنا و صفت حمزہ ثانی کی بیان کر کے کہا ای والا مرتبت و عالی منزلت تیری کیا وقعت و حقیقت تھی کہ مجھسے ایسا کار نمایان ظہور مین آیا البتہ خداوند جل و علا نے میری مدد و حمایت کی یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ حدقہ چشم پر اُس مکارہ کے میری نظر پڑ گئی جس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ پیر زال کوئی ستم رسیدہ نہین ہی بلکہ بلاشور ثانی کی مادر ناپاک ہی ورنہ جس طرح اور سرہنگ اُسکے دام مکر مین گرفتار ہو گئے تھے مین بھی گرفتار ہو جاتا اور پھر رہائی دشوار تھی خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہی اس گفت و شنید کے بعد صندوق کسوت ہاے عیاری خواجہ عمر آیا اور یراق عیاری سے عمر ثانی کو آراستہ کر کے کرسی ہا ہد پر بجاے خواجہ بٹھایا پہلے جو شخص عمر ثانی کی بیعت کے واسطے آیا وہ چالاک بن عمر تھا بعدہ سیارہ ثانی ضرغام و قران و شاپور وغیرہ تمام سرہنگ اسکے بعد دیگرے عمر ثانی کے پاس آئے اور رسم بیعت ادا کر کے مبارکبادی قائم مقامی خواجہ دی اور اطاعت قبول کی حمزہ ثانی نے سلطان سعد بن قباد سے کہا ای شہریار تمنے دیکھا کہ عمر ثانی سے کیسا کار نمایان ظہور مین آیا اسوقت خواجہ ہوتے تو اس عیاری کی عمر ثانی کو داد دیتے سلطان بن قباد نے کہا کیا شک ہی حمزہ ثانی نے کہا ہر ایک شی کے عطیہ کے عوض مساوی کو شکر کہتے ہین اور یہ شکر بندون اور خدا اور باہمی تمام بندون مین شامل ہی اگر کسی شخص نے کسی اپنے دوست کو کوئی شی عطا کی اُس دوست نے کہا مین تمہارا شکر گذار ہون (واہ یہ ایک کہی کہ مین آپکا شکر گذار ہون) اب وہ بیچارہ اس لفظی شکریہ کو اوڑھے یا پیٹے یا بچھاے بلکہ دوسرے کسی وقت مین وہ دوست کوئی ایسی شی یا اُسکے مقابلہ مین کوئی دوسری شی دے تب شکریہ ہو گا سلطان سعد نے کہا شہریار یہ تو مین نے سُنا لیکن اصل مطلب تو ارشاد ہو حمزہ ثانی نے کہا مطلب یہ ہی کہ عمر ثانی سے جو کام ظہور مین آیا ہی وہ قابل قدر ہی یعنی عمر ثانی کی دعوت کے واسطے ایک محفل عیش آراستہ کرنے کی فکر کرو اور اسکا اہتمام اپنے ذمہ لو سلطان سعد بن قباد نے قبول کیا اور ایک مقام محفل کے واسطے مقرر کر کے طرح طرح کے کھانے پکواے زنان رقاصہ و مطربہ کو بلایا ہنگامہ رقص و سرود شروع ہوا جب یہ غزل ایک زن مطربہ نے بکمال خوبی گائی

بایں شکل کشائی جو نگہد او تیرا قاتل
شہادت آرزو دارم مرگ خویش دل شادم
ز خونم پنجہ را خورشید شام و صبحدم کردی
سرت گردم بیکدم سے آئی جرأت قاتل
ہر جی کار من آخر نمودی مرحبا قاتل
مبارک او پر دست تو این رنگ حنا قاتل
درین مسلخ مرا بس او بہ ہر وقت مظلوم

نخواہم رو بخاک و خون چو بسمل دست و پا مالم
بہر رنگ گوسپند عید دیا نم درین وادی
بہ آہ و نالہ می گوید کجا قاتل کجا قاتل

تو و صد گونہ خونریزی من و صد گونہ مظلومی
بفتوائے محبت خون من باشد روا قاتل
اگر طبع تو خونریزی بہار خسروی داند

نیازم را بو ناز تو فردا خون بہا قاتل
زبس مشتاق دیدار تو ہر دون دست میدارد
سر و شمشیر و طشت اینک بیا قاتل بیا قاتل

تمام حاضرین جلسہ بیخود ہوگئے اور عمر ثانی کا بیخودی سے یہ حال تھا کہ قریب تھا براق عیاری خواجہ عمر العوام مین دیدے بازارون مین آئینہ بندی کا حکم تھا کوچے سے کھوا چھلتا تھا ہوا کو رستہ نہ ملتا تھا بڑی آبادی اور رکھا گئی تھی

چہ گویم ز آئین بازار ہا
زبس زیور و زینت شکست سپہر

نہ بازار ہا تازہ گلزار ہا
ہر برج و کاکین پر از ماہ و مہر

لطول ملاقات شیدائیان
بسوداز لیس دلبری کردہ اند

بعرض خیالات سودائیان
ہمہ زہرہ را مشتری کردہ اند

تمام جہان کی چیزین موجود تھا بجا خریدارون کا ہجوم خلاصہ یہ کہ تین شب و روز جشن عظیم برپا رہا چوتھے روز حمزہ ثانی نے کہا ارے یارو اب کچھ اُن گبرون کی بھی خبر لو کہ اسی جشن مین مصروف رہوگے اکثر ملازم گئے اور خبر لائے کہ آج رات کو اُن گبرون نے اپنے طلسم نارنج مین گرادیا ہی حمزہ ثانی بدیع الزمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے دلاور سے خدا کی بندہ نوازی کا شکر ہو کیونکر جسنے آج تک تو اپنے فضل و کرم سے دشمنون پر غالب رکھا مگر اب ضروری کام یہ ہی کہ اُن گمراہون کو ہدایت کیجاوے ہر طرح اُنکو راہ راست پر لانا چاہیے دریائے کفر حق کی تلاطم سے بعد غرق ہ بیشک یہی عمل ہی سفینہ نجات کا ہ ورنہ تمام محنت ضایع ہے بدیع الزمان نے بہزار آرزو منظور کیا اور اُسیوقت وہان سے کوچ کرکے جابلقا مین پہونچا اہل شہر کو جمع کیا اور خود مجمع کے بیچ مین قیام کیا پہلے حمد خدا اور بعدہ پیمبر کی تعریف بیان کی پھر منقبت علی ولی خدا و وصی رسول بیغ گویا ہوا اور کہا اے حاضرین جو مین کہتا ہون اُسکے سُننے کے واسطے چندلمحہ آمادہ ہوجاؤ اور گوش دل سے سنو جس ذات مجمع صفات کو مین معبود برحق جانتا ہون اُسکی قدرت کو مانتا ہون اُسکے فضل و کرم سے امید رکھتا ہون کہ تم حق و باطل مین امتیاز کرو گے اور سچی بات کو سچا جانوگے بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست ہ سنو تم سب آجتک گمراہی مین مبتلا رہے چند روزہ زندگی ہی اس سے زیادہ کیا لغو بات ہوگی کہ بجائے خود سمجھ لیا کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا کا دین ہی وہی ہمارا دین ہی جہاں تک ممکن ہو حق کا متلاشی رہنا چاہیے مین سچ کہتا ہون اور تحقیق کرکے کہتا ہون اور تعصب کو اپنے دل سے برطرف کرکے کہتا ہون معبود برحق رحیم و کریم قادر مطلق وہ ہی جس نے آسمان و زمین مہر و ماہ لوح و قلم کو تمکو ہمکو پیدا کیا ہی جو عالم مین نظر آتا ہی اُسکی قدرت کے آثار ہین اُسکے کارخانے بیحد بیان ہین

انجم آرائے آسمان بلند
ہر چہ ہست از بلندی و پستی

ہم زمین ساز و ہم فلک پیوند
ہمہ زو یافت صورت ہستی

بود بی را ہمیشہ بود از و
قادر لم یزل حکیم و علیم

بود و نابود را وجود ازو
خالق الخلق واجب التعظیم

اے حاضرین اگر تم ذات معبود واجب الوجود کو پہچانو تو جانو کہ زندگی کی کیا لذت ہی اور کس طرح کی اس دین مین برکت ہی بدیع الزمان کی اس تقریر مختصر نے اُن کفارون پر اُسوقت ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے بہ آواز بلند کہا اے جوان عالی شان فصیح البیان تیری باتین دل مین تاثیر کرتی ہین روح کو ایک طرح کا لطف حاصل ہوتا ہی اثنائے تقریر مین ارادہ تھا کہ دو روز کی مہلت مانگین اور باہم مشورہ کرکے کہین مگر اب ہم بجان و دل مستعد و آمادہ ہین بیان کرو کیا مذہب ہی اور اُسکے ارکان کیا ہین شاہزادہ نے کلمہ طیبہ پڑھاکے اُن سبکو اصول دین تعلیم کیے اور اور بھی چند مسائل اسلام کے سُنائے پھر دوسری جلہ آیا اور وہان بھی مجمع مین حمد خدا و نعت محمد مصطفے و منقبت علی مرتضی کے بعد دلائل دین اسلام کے حق ہونے کے بیان کیے جس سے وہ بھی تمام مجمع مسلمان ہوگیا حتی کہ

اسی طرح تمام جابلقا مین دین اسلام کو رواج دیا اور مظفر و منصور حمزۂ ثانی کی خدمت مین واپس گیا اور کہا ۔ ع نور مہر و
فلک از روشنی رای تو باد * سر مہ اہل شرف خاک کف پای تو باد * حسب الحکم والا و بر طبق رای معلے
رواج دین اسلام کی بابت کوشش کی گئی خداوند تعالے کے فضل بے نہایت و رحمت بے نہایت سے
اہل جابلقا کی ایسی توفیق آسمانی رفیق ہوئی کہ غالباً سب دائرہ اسلام مین داخل ہوئے اب جو کچھ حکم والا ہو اسکی تعمیل
واجب سمجھی جاوے حمزۂ ثانی نے کہا اے دلاور زبان دیہادر دوران ۔ ع چشم بدان زجاہ جلال تو دور باد
در دولت تو اہل جہان را سرور باد * اب اُن گبرون کی بھی خبر لینا چاہیے کہ جو بہ سبب خوف کے طلسم نارنج
مین چلے گئے ہین ورنہ وہ دولت دین حق سے محروم رہجاوینگے شہزادہ بدیع الزمان نے قبول کیا اور
بعجلت تمام سامان سفر مہیا کرکے دوسرے ہی روز وہان سے جانب طلسم نارنج روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع
منازل لب جو پہونچا حامی دین سبحانی جناب حمزۂ ثانی نے بھی کوچ کرکے قریب لب جو قیام کیا دیکھا ایک
دریاے مختصر ہی جسکا پانی نہایت صاف و سفید ہی پانی کے ساتھ بکثرت نارنج رواں ہین تمام لشکر شاہی
دریا کنارے تماشا دیکھنے آیا بعض نے چند نارنج پانی سے نکال لیے اور متعجب ہوکے کہا اے فلان دیکھنا
کیا خوشنما نارنج ہین انکا ذائقہ نہین معلوم کیسا ہی کسی نے کہا چکھو تو ذائقہ کا حال معلوم ہو کسی نے کہا خبردار
نہ چکھنا نہین معلوم انکا اثر کیا ظہور مین آوے ہو سکتا ہی کہ یہ نارنج طلسمی ہون کسی نے کہا کیا یہ نارنج کسی آدمی کے
بنائے ہین جو طلسمی ہین درخت کے ہین اس سے اور طلسم سے کیا نسبت حتی کہ ایک لشکری نے ایک نارنج
منہ مارا اسکو دیکھ کے دوسرے نے بھی چکھا بس پھر تو نارنج خوری شروع ہو گئی فی الحقیقت وہ نارنج خاص ایک
خاصیت رکھتے تھے جسکے سبب سے جسنے نارنج کھایا دیوانون کی طرح بکنے لگا کسی نے کہنا شروع کیا الینا الینا
جانے نپاسے کوئی کہتا تھا ہٹو بچو آپ آتے ہین کوئی چیخ چیخ کے کہتا تھا ابے الّو ہشتو گھگھو یہ کیا فضول
بکتا ہی خاموش رہ کوئی کہتا تھا واہ کیا کہنا یہ تو سب حماقت کی گٹھریان اور خرافت کے تودے ہو گئے غرضکہ
اسی طرح ہر ایک فضول بکتا تھا اور قول و فعل دونون کا انتظام نہ دارد تھا یہ خبر حمزۂ ثانی کو پہونچی سخت تردد ہوا
خواجہ والا گہر خواجہ گرامی دریا دل خواجہ سیاوش کو طلب کیا اُنکے روبرو اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا اے واقفان
رموز فضل و کمال و اے عالمان علوم حقیقت حال و استقبال اپنے پدر والاقدر کے روزنامچہ سے اس بات کو دریافت
کرو کہ یہ لشکر جو دیوانہ ہو گیا ہی اسکا اصل سبب کیا ہی اور یہ سب بار دیگر اپنی حالت اصلی کی طرف عود کر سکینگے
یا اسیطرح دیوانہ وار خود رفتہ رہینگے خواجہ زادون نے روزنامچہ کو دیکھا اور بعد استخراج امور مستفسرہ عرض کی کہ
اے مبارک ہے گنج شاہی کہ حاصل ہیکند اختران سعادت نیک اختری * لشکر کے دیوانہ ہونے کا سبب
وہی نارنج ہین اگر انہین نارنج کے پوست اُن دیوانون کو کھلائے جائین تو اپنی اصلی حالت پر آجائین حمزۂ ثانی نے
اُن دیوانون کو پوست نارنج کھلانے کا حکم دیا جس سے سبکے حواس درست ہو گئے حمزۂ ثانی نے پھر سبکو
جمع کیا اور کہا اے دلاورو ہم یہان گبرون کی خبرگیری کے واسطے آئے ہین اور اُن گبرون کی خبرگیری اس طلسم کے
شکستہ ہونے پر موقوف ہی اب تم مین سے کون ایسا ہی جو اس طلسم کے فتح پر کمر ہمت کو مضبوط باندھ سکتا ہی
اور اُن گبرون کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت مین پہونچا سکتا ہی تاکہ دین اسلام انکو تعلیم کیا جاوے بعض مومنین
کا یہ مقولہ ہی کہ پہلے سلیمان ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یہ کام اس خادم جانثار کا ہی چنانچہ چار سو مصاحبون کو ہمراہ
لیکے جانب درہ روانہ ہوا اور جب مفقود الخبر ہو گیا خواجہ زادون کی ہدایت سے نوافق بغرض درہ

بدیع الزمان کی نوبت آئی اور یہ شہزادہ بھی جب داخل طلسم ہو کے مفقود الخبر ہو گیا پھر خواجہ زادہ جہان کی ہدایت سے لشکر سمیت مدد ملک قاسم بھیجا گیا جیسا کہ شروع کتاب مین اسکا ذکر ہو چکا ہی تکرار بیکار سمجھ کے اختصار پر اکتفا کی راوی کہتا ہی کہ ایک ہزار دو سو ستر بادشاہ اور پانچ سو پچاس گردن کش اور ستائیس فرزندان امیر والا توقیر یکے بعد دیگرے روانہ ہوے سلیمان ثانی اُس درہ طلسم مین چلا جاتا تھا اکیس روز تک راہ طلسم طے کی ایک مقام پر دیکھا کہ چند نازنینان حور وش پانی بھر رہے ہین جون ہی اُنکی نظر سلیمان ثانی پر پڑی سب نے پکار کے کہا ای جوان نادان کہان چلا جاتا ہی تجھکو خبر نہین ہی مفت تیری جان ضایع ہو جائیگی خیریت اسی مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا ورنہ عنقریب تجھ مین طاقت بازگشت نہین رہیگی آگاہ ہو ای جوان ہم جو کچھ کہتے ہین تیری دوستی کی راہ سے کہتے ہین نہ کسی اور غرض سے سلیمان ثانی نے کہا اگرچہ اِس مقام پر پہونچ کے کوئی واپس نہین جا سکتا لیکن مین خود اِس مقام سے واپس جانے کا ارادہ نہین رکھتا اُن نازنینون نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہی تو کچھ سامان اکل و شرب اپنے ساتھ لے لے سلیمان ثانی نے کہا جو کچھ مین اپنے ہمراہ لایا ہون وہ موجود ہی اس سے زیادہ سامان لینے کو واپس نہین جاؤنگا پس وہ نازنین نظر سے غائب ہو گئین سلیمان ثانی آگے بڑھا اور تین روز تک اور چلتا رہا یکایک دور سے ایک باغ دکھائی دیا سلیمان ثانی قریب اُس باغ کے گیا چند درخت نارنج کے دیکھے جنکے نیچے فرش پاکیزہ و مکلف بچھا ہی ہر درخت مین پانچ پانچ سات سات قفس ہاے برنجی آویزان ہین جن مین خوش رنگ و خوش آہنگ جانور چہچہا رہے ہین فرش پر ہر درخت کے تنہ کے قریب خوش رنگ مختصر قالین بچھے ہین اور مقام صدر مین وسیع و پر تکلف قالین پر ایک نازنین سراپا حسن و ناز بہزار کرشمہ و انداز بیٹھی ہے اور چار سو نازنینان سنبل مو عنبر بو گرد اُسکے بیٹھی ہین اور بیچ مین اُن نازنینون کے نارنج کا ڈھیر لگا ہی اور ایک ایک نارنج سب کے ہاتھ مین ہی اُس نازنین صدر نشین نے یکایک سلیمان ثانی کو دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور باواز بلند کہا ای جوان تو کون ہی اور کیونکر یہانتک پہونچا سلیمان ثانی نے بغور اُس نازنین کو دیکھا اور کہا صاحب تم کون ہو اور کسواسطے میرے نام و نشان کو پوچھتی ہو اُسنے کہا میری کوئی غرض نہین ہی البتہ اسواسطے پوچھا کہ یہ مقام خونخوار ہرگز کسی کے وارد ہونے کے قابل نہین ہی اگر نادانستہ یہان وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا ہی تو پھر جا اب آگے قدم نہ بڑھانا سلیمان ثانی نے کہا سبحان اللہ اسقدر کوشش کے بعد تو یہانتک پہونچا ہون اور پھر یہان سے واپس چلا جاؤن یہ ہرگز نہین ہو سکتا اُس نازنین نے کہا واپس چلا جا دیدہ و دانستہ مبتلاے بلا ہونا ہرگز قرین عقل نہین ہی تو نہین جانتا یہان انواع و اقسام کے واقعات طلسمی درپیش ہونگے جنمین مطلق عقل کو دخل نہوگا سلیمان ثانی نے کہا ای تاجدار اقلیم دلبری و دلربائی تو محض بیجا میرے حال سے معترض ہوتی ہی مین خاص اسی طلسم کے فتح کرنے کا تہیہ کیے ہون اگر واقعات طلسمی پیش آئینگے باشد مجھکو کچھ تردد نہین ہی اُس نازنین نے کہا پھر تو جان مین نے تجھکو سمجھا دیا یہ کہا اور اپنے ہاتھ کا نارنج آسمان کی طرف پھینکا اُسکو دیکھ کے تمام نازنینون نے اپنے اپنے ہاتھ کے نارنج جانب آسمان پھینکے بمجرد اس حرکت کے ایک شور و غوغا اُٹھا اور زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا سلیمان ثانی گھبرایا اور دل مین کہا خداوندا تو ہی اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہی دیکھے اس تاریکی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی تھوڑی دیر تک وہ تاریکی رہی بعدہ روشنی ہونا شروع ہوئی اب جو سلیمان ثانی نے غور سے دیکھا اپنے کو ایک باغ مین دیکھا جسمین درختان نارنج بکثرت ہین اور سامنے سے ایک زنگی نہایت سیاہ فام کہ بہ التفاوت کر آسنے دیکھا کہا بیچے پایت نہ شنیدہ و دیدہ اس زنگی نے آتے ہی ہاتھ مین چماق کو سنبھالا اور سلیمان کے قریب آ کے کہا کیون جی تم یہان کیون آئے ہو سلیمان نے کہا خوب کیا جو ہم آ گئے تو کون ہی اُسنے کہا مین تو یہان رہتا ہون بیکار

بیکار بو جھتے ہو سلیمان نے کہا مین بھی اپنی خوشی سے چلا آیا تو بھی بیکار بوجھتا ہی زنگی نے کہا اچھا آئے تو آئے اب
کب جاؤ گے سلیمان نے کہا مین ہرگز نہین جاؤنگا اور کبھی نہین جاؤنگا زنگی نے کہا اگر نہین جاؤ گے تو ان زنجون
کے نارنج چنو سلیمان نے کہا مین نارنج چننے تو آیا نہین ہون اگر ایسی ہی ضرورت نارنج چنوانے کی ہی تو کوئی مزدور
بلوا لو یہ کام ہمارا نہین ہی زنگی بولا ضرور چنو گے اور کیا اپنی خوشی سے نہ چنو گے بس کہدیا جلدی چنو سلیمان ثانی بھی
درست ہو کے اُسکے روبرو کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر تو بکتا کیا ہی ہم ہرگز نارنج نہین چننیگے زنگی بچشتی تمام قریب
سلیمان کے آیا اور اس تیزی سے وہ چماق سلیمان پر مارا کہ سلیمان کو مطلق خبر نہوئی کہ اس زنگی نے کب ہاتھ
اُٹھایا اور کب قریب آیا طرفہ تر یہ کہ پہلے تو سلیمان تہیہ کیے ہوئے تھا کہ ہرگز نارنج نہ چننیگے لیکن چماق کی ضرب
کھاتے ہی کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ اے شاہ زنگیان توقف کر اور چماق کو
روک جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُسکو بجا لائینگے زنگی نے کہا بس یہی حکم ہی کہ نارنج چنو اور ایک مقام کا نشان دیا کہ یہان
تمام نارنجون کا ڈھیر لگاؤ سلیمان اپنے ہمراہیون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا بھائیون کیا دیکھتے ہو ان نارنجون کو
چنو اُن سب نے انکار کیا اور کہا ای سلیمان تم مزدورون کا کام کرو ہمسے امید نہ رکھو وہ زنگی اُن سبکے قریب گیا اور
کہا تم بھی نارنج چنو اُنھون نے کہا اسکا عوض ہمکو کیا ملیگا زنگی بولا عوض مزدور کو ملتا ہی تم سب مزدور نہین ہو سبنے
کہا جب ہم مزدور نہین ہین تو کیون نارنج چننے کی فرمائش کی جاتی ہی زنگی بولا یہان یہ چننا ایک نتیجہ ہی کہ تم مزدور
ہو اُنھون نے کہا ہرگز نہین چننیگے زنگی نے اُن کو بھی ایک ایک چماق مارا بس جسپر چماق پڑا اُسنے کہا فوراً اچھا
ہم نارنج چننے کو موجود ہین چنانچہ سلیمان ثانی مع ہمراہی نارنج چننے مین مصروف ہوا پھر بدیع الزمان کی نوبت آئی
اُس زنگی سے انکا بھی سامنا ہوا اور بعد گفت و شنید بسیار چماق کی نوبت آئی آخر الامر بدیع الزمان بھی مع
ہمراہی نارنج چننے مین مصروف ہوئے کہانتک بالتفصیل ہر ایک سردار و فرزند امیر کے اس مقام پر وارد ہونے
اور نارنج چننے کا حال مذکور ہو خلاصہ یہ کہ سب ہی یہان آئے اور سبنے اپنی باری آکے بہت کچھ غرفش کی لیکن انجام
یہی ہوا کہ سب نارنج چننے کے واسطے مجبور ہوئے حتی کہ جناب حمزۂ ثانی ظل سبحانی بھی خواجہ زادون کے مشورہ
سے اس طرف وارد ہوئے پہلے تو وہان بہت کچھ گفت و شنید کی نوبت آئی جہان وہ نازنین چار سو
نازنینون کے ساتھ بیٹھی تھی حمزۂ ثانی کو اسکے اعزاز و احترام کا خیال تھا مگر وہ نازنین صدر نشین اُسیطرح پیش
آئی جس طرح سلیمان ثانی سے پیش آئی تھی حتی　زنگی کا سامنا ہوا زنگی کہتا تھا کہ زیادہ گویائی نہ کرو نارنج چنو
اور اس مقام پہ ڈھیر کرو حمزۂ ثانی کہتے تھے کہ مین ہرگز مزدورون کا کام نہین کرونگا آخر الامر چماق کی نوبت آئی
اُنھون نے بھی اُسیطرح کہا ای شہنشاہ زنگیان جو کچھ حکم کر اُسکی تعمیل مین مجھکو کچھ عذر نہین ہی اُس زنگی نے کہا
نارنج چنو اور اس جگہ ڈھیر کرو حمزۂ ثانی بھی مع ہمراہی نارنج چننے مین مصروف ہوئے

اب ان تمام سرداران و فرزندان امیر کو مع حمزۂ ثانی ظل سبحانی کے نارنج چننے مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور شہزادہ والا قدر بدیع الملک دلاور کا حال خیریت اشتمال قلمبند ہوتا ہے

بہار ہست عہد شباب	گناہ ہست ساقی نہ خوردن شراب	مئی لعل در جام گلگون بریز	مہ نو بخور رشد کن ہم رکاب
خیمہ ابر ہوا سو بسوز	تو ہم خیمہ بر بادہ زن چون حباب	شب و روز در دست ازو قدح	گل آفتاب گل ماہتاب
اگر نشستہ می خور دلبر	حلال است سبت و نہ گشتن کباب	تو ای زاہد امروز ہم نوش کن	مخور غم کہ فردا ست یوم الحساب
گر این آبداری ز آتش مثال	کہ آتش توان سرد کردن بآب	بقول تو گر می حرام آمدہ	چہ پروای شب ست جو شراب

چہ فصل بہارست یارب کہ شد	دل خلایق از آتش می کباب	ست نوا ریخ ہیرا ے مرو سخندان	چنین آشکارا کند راز نہان

کہ جب شہزادہ عالی قدر بدیع الملک دلاور اور نوفل ملکہ ماہ نوش لب سے تحفہ کو ہمراہ لیکر زنگارستان کے قریب پہونچے ہرکارون نے خبر دی کہ مظالم شاہ قلعہ بند ہی اور ایک گبر پیکر نے قلعہ پر یورش کی ہی بدیع الملک نے اور کچھ حقیقت حال دریافت کی ہرکارون نے کہا اور کچھ ہمکو نہین معلوم ہوا شاہزادہ اس قصہ کی حقیقت کو دریافت ہی کر رہا تھا کیا دیکھتا ہی کہ ایک طرف سے نظر کردہ شاہ مردان مہتر شاپور شیر دل چلا آتا ہی جب شاپور قریب آیا زمین خدمت کو بوسہ دیا آداب بجالایا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ یارب نہال دولت تو بسی اقبال زادہ ور ہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد اور کہا ہزار ہزار شکر اُس کریم کارساز کا کہ بار دیگر دیدار فرحت آثار حضور سے آنکھین روشن ہوئین شہزادہ نے کہا ای مہتر تم کہان مین نے تمکو طلسم مین چھوڑا تھا شاپور نے آنا مشتری کا اور اپنا طلسم سے رہا ہونا اور حمزہ ثانی کی خدمت مین پہنچنا اور عوج بن بروج دیوانہ کو ہلاک کرنا از اول تا آخر شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین بیان کیا شاہزادہ نے شاپور شیر دل کی قوت دست و بازو اور فکر و تدبیر کی بہت تعریف کی اور کہا ای مہتر شاپور تمکو کچھ معلوم ہی کہ اس قلعہ پر جو گبر نے یورش کی ہی اسکا کیا سبب ہی اور یہ گبر کون ہی اُسنے کہا ای شہریار عالی تبار مظالم شاہ بشارت کے ذریعہ سے مسلمان ہوگیا ہی اور یہ گبر جو قلعہ پر یورش کر رہا ہی اسکا نام فیلاسر اسکے باپ کا نام خون آشام تھا خون آشام مظالم شاہ کے دربار مین پرانے کپڑے کی طرح چیر ڈالا گیا تھا فیلاسر بن خون آشام اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا ہی اور مظالم شاہ سے برسر پیکار ہی اور حکم ہو تو مین اُس نابکار کو اُسکی سرکشی کی سزا دون شہزادہ نے فرمایا ای شاپور ابھی تم توقف کرو پہلے مین اُسکو سزا دے دون تو پھر تم جرأت کرنا یہ کہا اور مرکب برق کردار پر سوار ہو کے نزدیک اُسکے گیا اور کہا او نابکار شقی و بدکار مین تیرے باپ کا قاتل آ پہونچا فیلاسر نے جب شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا مرکب کی باگ پھیری شہزادہ کے قریب آیا اور کہا ای جوان بیباک تو کون ہی اپنا نام و نشان بیان کر شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ مین بدیع الملک بن نور الدہر ہون اور اگر زیادہ تر مجھسے آگاہ ہونا چاہتا ہی تو سن جسنے تیرے باپ کو قتل کر پاش و ریزہ کیا وہ مین ہی ہون فیلاسر شہزادہ کی یہ تقریر سنکے بہت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور مثل بید لرزنے لگا بدیع الملک نے اُسکو لرزتے دیکھا دیکھ کے پوچھا تیرا کیا حال ہی اُسنے کہا اچھا حال ہی اگر واقعی تو میرے باپ کا قاتل ہی تو آ حملہ کر شہزادہ نے کہا ہم مسلمانون کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ خود سبقت کرین اگر تو جرأت رکھتا ہی تو بیار انچہ داری زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران فیلاسر نے اپنی تیغ کو بلند کیا اور شہزادہ بدیع الملک کی جانب بے تحاشا جھپٹا جب قریب آگیا اور شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے قبل اسکے کہ وہ تیغ جسم سے مس ہو جستی تمام اُسکے ہاتھ سے تیغ چھین لی مع ہذا اُسی تیغ کا وار کمر پر کیا کہ وہ مثل خیار تر قلم ہو گیا اُسکے لشکر نے جو یہ حال دیکھا سب نے یکبارگی بدیع الملک پر حملہ کیا چونکہ سردار انکا بدیع الملک کے دست زبردست سے ہلاک ہو چکا تھا بے سر فوج کیا کام کر سکتی ہی ہر چند اس فوج نے کوشش کی مگر شاہزادہ سے پیش رفت نہ گئی آخر کو گریز کی نوبت آئی میدان صاف ہوگیا بدیع الملک نے دست غارت دراز کیا تمام مال و متاع اُس فوج کا اپنے قبضہ مین لایا مظالم شاہ بالاے قلعہ سے اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا دوری کے سبب سے نظر کام نہ کرتی تھی متعجب تھا کہ نہین معلوم یہ کون جوان ہی آخر ہمراہیون سے کہا ای فلان دیکھو کون ہی مجھکو تو بدیع الملک کی شباہت معلوم ہوتی ہی اُن سبھون نے بغور دیکھ کے کہا واقعی ہمارا بھی یہی خیال ہی جب بخوبی تصدیق ہو گئی بہت خوش ہوا دروازہ قلعہ کا کھولا باہر آیا شاہزادہ کی خدمت مین پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا شاہزادہ مظالم شاہ سے بغلگیر ہوا بعدہ وہ دونون وہان سے روانہ ہوے

قصر دار العشرت مین آکے قرار لیا مظالم شاہ نے عرض کیا ای شہزادہ فلک رفعت مریخ صولت قرابت شوم برین جرارت
و شجاعت تم تو طلسم مین قید تھے اس طرف کس طرح وارد ہونے کا اتفاق ہوگیا اصل حقیقت یہ ہی کہ مین مجبوری قلعہ بند ہوگیا تھا
اور کوئی صورت فوج مخالف سے رہائی کی نظر نہ آتی تھی اسکو اسمانی مدد کہنا چاہیے کہ تم ایسے لایق جوان ہونچ گئے شاہزادہ بدیع الملک نے تمام
طلسم سے باہر آنا اور بزم میں جانا اور دیوان خونخوار سے جنگ کرنا اور ہزارہ ہزار دست سے مقابلہ کرنا اور
پھر ہزارہ کو گرفتار کرنا بالتصریح مظالم شاہ کے روبرو بیان کیا اور کہا ای بادشاہ اور جو واقعات گذرے وہ گذرے
لیکن ہزارہ ہزار دست دیو کے مقابلہ مین سخت وقت پیش آتی بارے ہزار ہزار شکر اس کریم کارساز کی درگاہ
بے نیاز مین کہ اس مرحلہ سے بھی نجات پائی تھی کہ بصحت و سلامتی تم سے ملاقات ہوئی مظالم شاہ حیرت سے شاہزادہ
بدیع الملک کی صورت دیکھتا تھا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ بظاہر یہ جوان بصورت انسان ایک مشت استخوان ہی
لیکن اس جوان کا دیوان کوہ پیکر فیل قوت کے مقابل مین سر بر ہونا طرفہ امر ہی علی الخصوص ہزارہ ہزار دست
ایسے دیو بلا سے بے درمان کا مقابلہ کرنا مزید بران اسکو گرفتار کر لینا تو کسی طرح قیاس مین نہین آتا اگرچہ یہ واقعی
امر ہی اور بدیع الملک سے کہا ای شہریار سچ تو یون ہی کہ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند؛ اگر آسمانی
تائید پر نظر کرکے ان واقعات کو سنا جاے تو قیاس مین آسکتا ہی ورنہ یہ جملہ واقعات قیاس سے باہر ہین
بعد اس گفتگو کے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا گیا خوانہاے طعام آئے دسترخوان بچھا خوان کھولے گئے
دسترخوان پر طرح طرح کا کھانا چنا گیا سبنے کھانے سے فراغت پائی رقص دیوان کا ہنگامہ گرم ہوا شام تک طرح طرح
کے باجے بجے گانے گائے گئے شب کو شاہزادہ محل مین ملکہ ماہ نوش لب کے پاس گیا طرح طرح کی باتین ہوئین
جب نیلوہ رات گئی نیند کا غلبہ ہوا دونون بستر خواب پر دراز ہوے دوسرے روز شاہزادہ نے حتر شاپور
شیر دل اور نوفل کو ہمراہ لیا اور طلسم کی طرف روانہ ہوا اور راہ طی کرکے اُس درہ مین داخل ہوا اُس قلندر کے
قریب پہونچے جسکا ذکر سابق مین قلم آبند ہو چکا ہی شہزادہ نے کہا ای برادر شاپور دیکھو یہ قلندر وہی ہی جسنے ہمکو اور
تمکو حلواے تازہ کھانے کو دیا تھا شاپور نے کہا ای شہزادہ والا قدر بیشک یہ وہی قلندر ہی شہزادہ نے کہا
اب پھر حلوا کھانا چاہیے تاکہ طلسم مین پہونچین غرض کہ اُس قلندر سے روٹی اور حلوا لیا کھایا از خود رفتگی
طاری ہوئی پھر ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا ایک حجرہ تیرہ و تار مین ہین لیکایک چند شخص آئے اور انکو شیر جہان
آفرین کی خدمت مین لے گئے اور جو لوگ لے گئے تھے اُنھون نے شیر جہان آفرین کی خدمت مین عرض
کی کہ ای شہریار یہ لوگ آئے اور اُنہون نے نان و حلوا کھایا اب انکے بارہ مین کیا حکم ای شیر جہان آفرین نے کہا
ان سبکو لیجاؤ اور کام دو شاہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے دست و پا سے آہنی کھول دیے گئے اور گل چینی
کی فرمایش ہوئی تھی کہ یہ سب پھول چننے مین معروف ہوئے تا اینکہ ایک ہفتہ گل چینی مین گذرا آٹھوین روز یہ رہا
کردیے گئے شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے ساتھیون سے کہا جاؤ آج میرا ساتھ نہ چھوڑنا اُنھون نے کہا
کیا مجال شاہزادہ سبکو ہمراہ لیے ہوے اُس قصر مین پہونچا دیکھا کہ وہی پیر مرد بیٹھا ہوا ہی تختہ رمل آگے رکھا ہی
اور قرعہ ہاتھ مین ہی شاہزادہ سامنے اُس پیر مرد کے گیا اور سلام برسم اسلام کرتے روبرو اس پیر مرد کے
بیٹھ گیا اس پیر مرد نے بغور شاہزادہ کی صورت دیکھی اور کہا تم کون ہو اور کیون یہان آئے ہو شاہزادہ نے
کہا ای معظم ذات کریم صفات بدیع الملک بن نور الدہر ہون تخت ہاے طلسم لینے یہان آیا ہون اُس پیر مرد نے
متبسم ہوکے کہا چہ خوش یہ کس طرح ہوسکتا ہی کہ حسب المطلب تمھارے تختہاے طلسم تمکو دیدون اگر

اگر تمھارے طلسم کے خواستگار ہو تو کوئی نشانی مجھکو دو تاکہ تمکو تمھارے طلسم لینے کا مستحق سمجھون کوئی دعوے
صحیح نہین ہوتا جبتک کہ اُسکی دلیل پیش نہ کیجاوے بدیع الملک نے کہا اے بزرگ یہ دو گواہ میرے
ساتھ ہین جو کچھ منظور ہو انسے پوچھ لو پیر مرد نے کہا اے جوان تو بالکل نادانون کی طرح باتین کرتا ہے یہان
گواہی کی مطلق ضرورت نہین ہے مدعی نہین دو سو گواہ ہون ہان اگر کوئی نشانی تیرے پاس ہو تو اُسے پیش کر
بدیع الملک نے سر سے پگڑی اُتاری اور خال سبز اور رگ ہاشمی کو دکھا کے کہا اے بزرگ اس سے زیادہ
نشانی کیا ہوگی اور اگر اور بھی کسی نشانی کی ضرورت ہو تو میرے خط و خال دیکھ لو بس اور کیا چاہتے ہو پیر مرد نے
چین بر جبین ہو کے اور شاہزادہ کو بنظر تیز دیکھ کے کہا واہ تم عجب طرح کے مرد آدمی ہو سوال از آسمان
جواب از ریسمان ہم کچھ کہتے ہین تم کچھ تقریر کرتے ہو مین صریحی نشانی تمھارے طلسم پانیکی مانگتا ہون تمنے
پگڑی اُتار کے سر کے نشانون اور رگون کو دکھانا شروع کر دیا مین کیا جانون کہ خال کیسے اور خط کیسا ار
کبھی نشانی لاؤ جو مجھے تمھارے طلسم طلب کرتے شاہزادہ نے اپنے دونون ہاتھ آگے بڑھا دیے اور پیشانی کی
طرف اشارہ کر کے کہا ہاتھ کی اور پیشانی کی لکیرون کو دیکھ لو اور ان لکیرون سے استخراج کر لو اگر مین تمھارے
طلسم پانے کا مستحق ہون کیونکہ تم رمل وغیرہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہو اُس پیر مرد نے اس مرتبہ اپنی نظر
نیچی کر لی اور کہا اپنے ہاتھون اور پاؤن کی لکیرین کسی اور کو دکھاؤ مین نہین پہچانتا نشانی لاؤ اسی طرح شاہزادہ نے
بیشتر نشانات دکھائے مگر اُس پیر مرد نے کسی نشان کو قبول نہ کیا مہتر شاپور نے کہا شہریار اب یہان توقف
بیکار ہے یہ بزرگ ہرگز کچھ نہ دینگے شہزادہ وہان سے روانہ ہوا قریب گنبد کے آیا دیکھا دروازہ گنبد مین
ایک بھاری قفل لگا ہے اور بالائے گنبد اور دروازہ کے اوپر یہ عبارت لکھی ہے کہ بغرض آگاہی صاحب
ضرورت اطلاع دیجاتی ہے کہ اصل مقصود شکنندہ طلسم کا اس گنبد کے اندر موجود ہے شاہزادہ بدیع الملک
اس عبارت کو پڑھ کے بہت خوش ہوا اور شاپور سے کہا برادر اس قفل کے توڑنے کی کوشش کرو
شاپور نے بقوت تمام اُس قفل کو گرفت مین لا کے دو تین مرتبہ حرکت دی قفل نہ کھلا پھر نوفل بڑھا اور اُسنے
بھی زور آزمائی کی پھر بھی قفل نہ کھلا جب سب اپنی اپنی باری زور آزمائی کر چکے اور قفل بجنسہ بند رہا بدیع الملک نے
کہا بھائیو اب میری باری ہے یہ کہکے قفل کے قریب آیا اور مستحکم گرفت مین لا کے اور الا اللہ کہکے جو زور کیا قفل
شکستہ ہو کے دھم سے زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے اُس گنبد کا دروازہ کھولا مع یاران ہمراہی اندر داخل ہوا
اُسی ایوان اور اُسی حوض کو دیکھا کہ طاؤس زرین وخوش قطع حوض کے فوارہ پر بیٹھا ہوا رقص کر رہا ہے شاہزادہ
جست مار کے اُس حوض مین کودا اور قریب فوارہ پہونچ کے فوارہ کو گرفت مین لایا اور بہ قوت دست و
بازو فوارہ کو تہ حوض سے نکال لیا اور حوض کے کنارہ پھینک دیا چونکہ مہتر شاپور اور نوفل دونون حوض
کے کنارہ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے جب وہ فوارہ حوض سے نکل آیا دفعتاً تمام پانی حوض کا غائب
ہو گیا اور ایک دروازہ اندرون حوض نمودار ہوا شاہزادہ نے دروازہ کو کھولا اندرون دروازہ نقب دکھائی
دی شاہزادہ نے شاپور اور نوفل اپنے یاران ہمراہی کو بلایا انھون نے تامل کیا شاہزادہ نے باصرار کہا
کہ تم لوگ خائف کیون ہوتے ہو بلا تکلف چلے آؤ یہ سب کہنے لگے کہ انچہ قضائے معلی از ہمہ اولی حوض مین اُتر کے
شاہزادہ کے قریب گئے شاہزادہ ان سبکو اپنے ہمراہ لیکے دروازہ مین داخل ہوا اور پھر نقب مین
پہونچا اور راہ نقب طے کر کے باغ مین نکلا اور سیر گلگشت مین مصروف ہوا کبھی جانب مشرق کبھی جانب

جنوب کبھی جانب شمال تھی کہ سیر باغ کرتا ہوا اُس قصر کے قریب پہونچا کہ جہان چار سو پریزاد بیٹھی تھین لیکن اس مرتبہ اُن پریزادون کو بہ نسبت قبل کے پریشان دیکھا اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب مجروح بھی ہین حیرت ہوئی اُن پریزادون نے جو شہزادہ کو دیکھا بہت منغص ہوئین اور بہ آواز کہا اے جوان نادان تو کیون بار دیگر اس طرف آیا تو یہان سے چلا جا سچ کہا ہی کہ اُس دوست نادان سے دشمن ہزار درجہ بہتر ہی جو دانا ہو ❊ صحبت سفلہ چو انگشت نماید نقصان ❊ گرم سوزد بدن و سرد کند جامہ سیاہ ❊ شاہزادہ بدیع الملک کو اُن پریزادون کی اس تقریر سے اور زیادہ حیرت ہوئی کہا صاحبو مین نے کیا ایسی نادانی کی جو تم میری مذمت کرتے ہو اُن پریزادون نے کہا اس سے زیادہ تیری نادانی کیا ہو گی کہ پیشتر ہی سے ہم گرفتار بلا ہین تیری خود رائی سے اب ہم اس حال کو پہونچے جو تو دیکھ رہا ہی شاہزادہ نے کہا مفصل کہو یہ حال تمھارا کس سبب سے ہوا ہی پریزادون نے کہا جس روز سے کہ تجھکو جبار اُٹھا لے گیا ہر روز وہ ظالم ہمیر زد و کوب کرتا ہی اور سخت اذیت پہونچاتا ہی اور ہم سے کہتا ہی کہ اے بدبختون تمنے بدیع الملک کو مشورہ دیا کہ وہ مجھکو ہلاک کرے اور میری ہلاکت کی تدبیر بھی تمہی نے بتائی ورنہ اُسکو کیا معلوم تھا اور کیا جان رکھتا تھا کہ میری ہلاکت کے درپے ہو سکتا اے جوان اگرچہ جبار دیو تجھکو لے گیا مگر پھر بھی تو اُسکے دست جبر سے رہا ہو گیا کہ بار دیگر یہان آیا ہم آج تک اُس رہنمائی کی سزا مین مبتلا ہین تو بیان کر کہ جبار کے ہاتھ سے کیونکر رہا ہوا اور اس مدت تک کہان کہان پھرا اور کیا کیا واقعات پیش آئے اور اب کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے از اول تا آخر اپنی کیفیت بیان کی اور کہا اول مرتبہ تو بیشک مجھ سے غلطی ہو گئی اب جو کچھ تم کہو گی اُسپر عمل کرونگا اُن پریزادون نے کہا من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ہمکو خوف ہی کہ بار دیگر بھی اگر تو نے غلطی کی تو شاید جبار دیو کے ہاتھ سے تو زندہ نہ رہے بدیع الملک نے کہا تم مطمئن رہو انشاء اللہ اس مرتبہ غلطی نہ ہو گی پریزادون نے کہا خیر تجھے اختیار ہی اب جبار دیو آئیگا تجھکو چاہیے کہ اُسکی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لے اور پھر اُس موذی کو فرصت نہ دے لیجابت تمام اُسکی کمر پر وار کر جب وہ ہلاک ہو جائیگا اور ہم اس مصیبت سے رہا ہو جائینگے ہم وعدہ کرتے ہین کہ اپنے ملک مین پہونچ کے اور اپنا لشکر فراہم کر کے جنگ شیران مین ہم تیری مدد کرینگے ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہوائے تند چلی اُن پریزادون نے کہا اے جوان ہوشیار ہو جا وہ موذی آتا ہی یکایک ہوا سے آسمان سے جبار آیا اور بدیع الملک کو دیکھ کے کہا اے اجل گرفتہ انسان تو بار دیگر یہان آیا اس مرتبہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اول مرتبہ تو خیر تیری جوانی پر مجھکو رحم آگیا تھا جو مین نے تجھکو زندہ و سلامت چھوڑ دیا اس مرتبہ ان بدبختون کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا جنکی ہدایت سے تو نے میری ہلاکت کا سامان مہیا کیا تھا اگرچہ تو باین قلیل الفاقتی و کم جنگی جری و دلیر ہی مع ہذا تو نادان بھی ہی جو تو غافل ہو گیا تھا خیر اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی شہزادہ نے کہا اے مغرور اگرچہ مین اول مرتبہ غافل ہو گیا تھا لیکن اس مرتبہ تیرا خود میرے ہاتھ سے زندہ رہجانا دشوار ہی جبار دیو نے جھنجھلا کے شہزادہ پر تیغ کا وار کیا بدیع الملک نے نہایت چستی سے اُس تیغ کا قبضہ مع بند دست مضبوط گرفت مین لایا اور بزور دست و بازو ایسا فشار دیا کہ وہ تیغ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری بدیع الملک نے اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوڑ کے وہ تیغ اپنے قبضہ مین لایا جبار دیو نے فرصت کو غنیمت جانا اور خائف ہو کے وہان سے غائب ہو گیا شہزادہ نے مڑ کے دیکھا جبار کو نہ پایا حیران ہو گیا اُن پریزادون نے پھر زبان ملامت کھولی اور کہا اے جوان واقعی تو بالکل نادان ہی یہ کیا کیا کہ تیغ اُس سے چھینی مگر اُسکو رہا کر دیا بدیع الملک نے کہا تم سب بیکار خفا ہوتی ہو یہ تم بھی جانتی ہو کہ جبار بغیر اس تیغ کے کسی حربہ سے ہلاک نہین ہو سکتا اگر مین اس تیغ کو اُٹھا نہ لیتا تو جاتا اور اُس سے دست و گریبان ہو جاتا تا

تو کیا کر سکتا تھا انجام یہ ہوا کہ یہ تیغ بھی میرے ہاتھ نہ آئی پریزادوں نے کہا خیر گذشت آنچہ گذشت اب بخوبی ہوشیار رہ ایسا نہو کہ اس مرتبہ بھی تیغ ہاتھ سے نکل جاوے بدیع الملک بکمال ہوشیاری اُسی جگہ مقیم رہا راوی کہتا ہے کہ جبار دیو کی موت از بسکہ اُسی تیغ کی ضرب سے مقرر تھی اور وہ بھی بخوبی آگاہ تھا بدین وجہ اُس تیغ کے ہاتھ سے نکل جانے کے سبب سے بدحواس ہو گیا اور ہر چہار جانب دوڑتا پھرتا تھا اور طرح طرح کی تدبیریں سوچتا تھا کہ کسی طرح وہ تیغ ہاتھ آجاوے چنانچہ دوم مرتبہ بدیع الملک کے پاس بھی آیا کہ شاہزادہ کو غافل پاکے تیغ لے جاوے مگر موقع نہ پایا ادھر شاہزادہ اول مرتبہ اپنی غفلت کی سزا پا چکا تھا نہایت ہوشیاری سے وہاں مقیم تھا مزید بران وہ پریزادیں ہوشیاری کے بارہ میں تاکید کیے جاتی تھیں جب جبار دیو کی سمجھ میں کوئی تدبیر تیغ دستیاب ہونے کی نہ آئی گھبرایا ہوا اپنی محبوبہ کے پاس آیا جسکا نام معنبر جادو تھا اُسنے منتشر و بدحواس دیکھ کے حال پوچھا جبار دیو نے کہا اے آرام جان واے راحت روح دیوان کیا حال پوچھتی ہے عنقریب تو یہ خبر سُنیگی کہ جبار ہلاک ہو گیا اور اُسکا گوشت و پوست جانوران صحرائی کھا گئے معنبر جادو نے کہا آخر مفصل بیان تو کر کیا ایسا سبب واقع ہوا جو تجھکو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا جبار نے کہا ایک آدم زاد اس مقام میں وارد ہو گیا ہے نہیں معلوم کس قسم کا انسان ہے کہ دیوزاد کے مقابلہ میں سربر ہو جاتا ہے اول مرتبہ بھی اُسنے میری تیغ مجھسے چھین لی تھی مگر میرا طالع یاور تھا وہ تیغ مجھکو مل گئی اِس مرتبہ پھر وہ آدم زاد آیا ہے اور میری تیغ پھر مجھسے چھین لی اور اے معنبر راحت دل و جگر میرا ہلاک ہونا اُسی تیغ سے مقرر ہے اگر وہ تیغ میرے ہاتھ سے نکل نجاتی تو مجھکو کسی طرح کا خوف نہ تھا اگرچہ وہ آدم زاد کیسا ہی زبردست و زور آور ہوتا معنبر جادو نے متعجب ہو کے کہا واہ تو دیوزاد اور وہ جوان آدم زاد تو بھی تو اُسکے مقابلہ سے عاجز ہے کہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اگر اُس تیغ سے تیری ہلاکت مقرر ہے تو تو نے وہ تیغ اُسکو کیوں دیدی جبار نے کہا اے آرام جان کوئی بھی اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاک کرتا ہے اُسکے مقابلہ میں ایسا ہی عاجز ہو گیا جو تیغ میرے ہاتھ سے نکل گئی معنبر جادو نے کہا بتا وہ کہاں ہے میں جاتی ہوں اور اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر کے تیری خدمت میں حاضر کرتی ہوں جبار دیو نے کہا وہ طلسم میں موجود ہے اور اے معنبر وہ جوان تنہا نہیں ہے دو رفیق بھی اُسکے ہمراہ ہیں معنبر نے کہا وہ رفیق بھی آدم زاد ہی ہیں یا کوئی اور ہیں اُسنے کہا ہاں وہ بھی آدم زاد ہی ہیں میرے خیال میں تو غیر ممکن ہے کہ تو اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر لائے کیونکہ جب میں اُسکے مقابلہ میں پسپا ہو گیا تو تیرا سربر ہونا کب عقل میں آتا ہے اُسنے کہا خیر اب تو میں جاتی ہوں یہ کہا اور وہاں سے روانہ ہو کے داخل طلسم ہوئی دیکھا واقعی تین آدم زاد اُس قصر میں موجود ہیں دروازہ قصر پر قیام کر کے معنبر نے دستک دی ایک جانور مثل چڑیا اُڑتا ہوا آیا اور کہا اے معنبر کیا حکم ہے معنبر نے کہا اے بُرّان جادو اس قصر میں سے ایک چیز مجھکو لیجانا ہے تو اپنا عمل کر بُرّان جادو اوڑا اور اُس قصر کے گرد تین تاوے کیے دفعتاً تمام قصر میں تاریکی ہو گئی معنبر جادو قصر میں گئی اور اُس تاریکی میں سبکی نظر سے پوشیدہ نوفل کو اُٹھا لیگئی اور کہا اے جبار یہ آدم زاد موجود ہے جسطرح تیرا دل چاہے اُس سے پیش آ جبار دیو نے نوفل کو دیکھ کے کہا اے معنبر یہ آدم زاد وہ نہیں ہے جسنے تلوار لے لی ہے بلکہ یہ اُسکا رفیق ہے معنبر جادو پھر وہاں سے طلسم میں آئی دستک دی بُرّان جادو آ موجود ہوا اور کہا کیا حکم ہے معنبر جادو نے کہا پھر مجھکو طلسم سے ایک شے لینے کی ضرورت ہے چنانچہ بُرّان نے پھر تین تاوے کیے تاریکی چھا گئی اس مرتبہ معنبر جادو شاپور شیر دل کو لائی اور کہا دیکھ یہ آدمی زاد ہے جسنے تلوار لے لی جبار نے کہا اے آرام جان یہ بھی اُس آدم زاد کا رفیق و ہمدم ہے اس سے بھی مجھکو کچھ غرض نہیں ہے انکے علاوہ جو جوان آدم زاد ہے اُسکو لا

تو کام نکلے معنبر جادو پھیر گئی تاکہ شہزادہ بدیع الملک کو اُٹھا لاے وہان اتفاق قضا و قدر سے رنگ دگرگون

ہوگیا اشعار

دوران کہ بصد طلسم ساز است ۔ در پردۂ او ہزار راز است ۔ از پردۂ این طلسم خانہ

صد رنگ بر آورد زمانہ ۔ نیرنگ قضاست نقش پرداز ۔ تا دیدۂ عبرتی کشد باز ؛ یعنی جون ہی معنبر جادو

کی نظر بدیع الملک کے جمال جہان آرا پر پڑی ہزار جان و دل فریفتہ ہو گئی بیتابانہ شہزادہ کے قریب آئی پاؤن سر پر رکھ دیا شہزادہ نے متحیر ہوکے اُسکی صورت دیکھی اور بے اختیار زبان سے نکلا تو کون ہی ہٹ اودھر سے معنبر جادو بدیع الملک کے پاس سے علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور دست بستہ کہا کہ اے شہریار فلک اقتدار از سکندر سے ہون تیرے غلام ہزار ؛ یہ شوکت یہ اقبال دائم رہے ۔ صدا تو زمانہ مین قایم رہے ؛ میرا نام معنبر جادو ہی اور مین جبار دیو کی مطلوبہ ہون اور جبار وہ دیو ہی جسکی تیغ تو نے چھین لی ہی اُسنے مجھسے اس حال کو بیان کیا مین نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر لاؤن گی چنانچہ دو ادمیون کو عالم تاریکی مین یہان سے اُسکے روبرو لیگئی اُسنے ہر ایک کی صورت دیکھ کے کہا کہ یہ اُس جوان کا رفیق ہی اب تیرے گرفتار کرنے کو آئی لیکن جب تیری صورت زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اب تیری خدمت مین حاضر ہون جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن اگر اس طلسم مین مجھسے کسی طرح کی مدد کا طالب ہو حکم کر مین ابھی مدد کرنے کو موجود ہون بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ مین ہرگز تجھسے کسی طرح کی مدد کا خواہان نہین ہون خدا اسکے ماسوا ہست ۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر ۔ علاوہ اسکے مجھے اس بات کا بھی خیال ہی کہ اگر مین تجھسے کسی کام کی فرمائش کرون تو اُسکے عوض مین تجھسے امید وصال کی رکھیگی مین مرد مسلمان ہون مجھکو کسی جادوگرنی سے اختلاط ہرگز پسند نہین جا اپنا کام کر اور مجھکو یہان سے لیجانے کا ارادہ ہی مین مانع نہین اگر بے تجھسے ممکن ہی بلا تکلف مجھکو لیجا معنبر جادو نے کہا اے جوان تو میری نسبت اور کسی طرح کا گمان نہ کر مین واقعی تیری شیفتہ ہون اب جبار کو پاپوش کی برابر بھی نہین سمجھتی تیرا حکم بجا لانے کو دل و جان سے حاضر ہون اگر تیرا یہ خیال ہی کہ مین کسی وقت تجھسے خواہان وصال ہونگی مین وعدہ کرتی ہون کہ بغیر مرضی تیرے ہرگز خواہان وصال نہونگی البتہ تیرے دیدار فرحت آثار سے دل خوش کرنے پر اکتفا کرونگی شاہزادہ نے کہا واقعی مین جو کچھ کہونگا اُسپر عمل کریگی اُسنے کہا سر آنکھون سے شاہزادہ نے کہا اگر جبار دیو ہی کی نسبت تجھکو کچھ حکم دون تو بھی تو اپنا رفیق سمجھ کے رعایت کریگی معنبر جادو نے کہا ہرگز نہین رعایت کرونگی ہان فرماؤ کیا مطلب ہی بدیع الملک نے کہا پہلا مطلب میرا تو یہی ہی کہ جبار دیو تک مجھکو پہونچا دے تاکہ اسکو قتل کرون اور طلسم فتح ہو دوسرا مطلب یہ ہی کہ مین اپنے رفیقون کو بہ کمال کوشش یہان تک لایا ہون دو مرتبہ کی تاریکی مین وہ دونون غائب ہو گئے مجھکو کمال تردد ہی کوئی ایسی سبیل کر کہ وہ دونون رفیق مجھ تک پہونچ جائین یہ مقام طلسم ہی ایسا نہو کہ اُن دونون کو یہان کسی طرح کا گزند پہونچے معنبر نے کہا شہریار مطمئن رہو جبار دیو اور وہ دونون رفیق میرے یہان موجود ہین میرے یہان چلو اور بلا تکلف جبار کو قتل کرو اور اُن دونون رفیقون کو وہان سے لے آؤ اُس طرف پریزادون مین بذریعہ سرگوشی باتین ہونے لگین جس سے شہزادہ کے دل مین شک پیدا ہوا پوچھا تم سب کیا باتین کر رہے ہو اُنھون نے اشارہ سے شاہزادہ کو قریب اپنے بلایا اور بہ آہستہ کہا شہریار اگرچہ یہ معنبر جادو تمپر اپنا شیفتہ ہونا ظاہر کرتی ہی مگر اسکے باطن کے حال سے کسکو اطلاع ہی ممکن ہی کہ تمکو اپنی حیلہ سے اپنے یہان لیجاے اور وہان بدی کرے ہمارے نزدیک تمھارا اُسکے گھر جانا بالکل نامناسب ہی آیندہ اختیار بدست مختار اور اگر تمھارا مشورہ درست ہو اور بجا ہو

خیال کرسکتے ہو کہ یہ سچے دل سے کہتی ہی کہ مین فریفتہ ہون اور بالفرض اپنے گھر مین بمکر و فریب بھی آئے گی تو گر نہ نہین پہونچا سکتی تو چلی جاؤ ہم مکرر کہتے ہین کہ جانا تو بہت خبردار و ہوشیار رہنا ای شہریار یہ بھی ہم بتلائے دیتے ہین کہ تم اس جادو کے گھر مین پہونچ کے جبار کو قتل کرنا تو اُسکے بالون مین تلاش کرنا ایک ایک مہرہ نکلیگا اُسے بحفاظت اپنے قبضہ مین رکھنا جب تیر رمل انداز کے پاس پہونچا وہ بزرگ تمسے نشانی مانگیگا تم اُس مہرہ کو اُسے دیدینا وہ پیر رمل انداز تمام تحفہ ہائے طلسم تمھارے حوالہ کر دیگا بدیع الملک نے کہا افسوس مجھکو نہین معلوم تھا کہ وہ پیر مرد مجھسے اس نشانی کو مانگتا ہی وہ جب نشانی طلب کرتا تھا مین ہر ایک عضو کے نشانات کو دکھا دیتا تھا اور وہ منغض ہو کے کہتا تھا کہ مین اُس نشانات کو نہین سمجھتا کوئی نشانی لاؤ ان پریزادون نے کہا شہریار وہ پیر مرد اسی مہرہ کو مانگتا تھا غرضکہ معنبر جادو شاہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان اُٹھا لیگئی جون ہی جبار دیلو کی نظر بدیع الملک پر پڑی غضب آلودہ آواز سے کہا کیون ای آدم زاد تو نے میری تیغ مجھسے چھین لی اب بتا کہ مین تجھکو کس طرح ہلاک کرون اور تو اپنے کو بڑا شجاع و دلیر سمجھے ہوے تھا اب کیونکر میری محبوبہ آرام جان کے قبضہ مین آگیا معنبر جادو نے کہا او نابکار یہ کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کر رہا ہی توبہ کر کان پکڑ خبردار کوئی خلاف کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا جبار نے کہا یہ تو کیا کہتی ہی کیا تو اس جوان کو ہلاک کرنے کی غرض سے نہین لائی ہی معنبر جادو نے کہا مین خاص تیرے ہلاک کروانے کو اسے لائی ہون جبار نے کہا ای آرام جان تجھسے مجھکو ایسی امید نہ تھی معنبر نے کہا اب تو مجھسے ایسی ہی امید رکھ کہ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا او نابکار اب تو معنبر جادو سے کچھ نہ کہہ جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ جبار دیو نے کہا ای آدم زاد اگرچہ تو نے میری تیغ لے لی ہی پھر بھی کیا کرسکتا ہی شاہزادہ نے کہا مین یہ کر سکتا ہون یہ کہا اور اسی تیغ بلاستان سلیمانی کا وار کیا کہ مثل خیار تر دو ہی کانہ ہو گیا اور معنبر سے کہا وہ دونون ہمارے رفیق کہان ہین معنبر جادو نے کہا سامنے کوٹھری مین ہین جو مقفل ہی شاہزادہ نے قفل کی کنجی مانگی معنبر نے کہا کنجی میرے پاس نہین ہی جبار ہی کے پاس تھی شاہزادہ نے جبار مقتول کی کمر سے کنجی نکالی قفل کھول کے کوٹھری مین گیا دیکھا نوفل اور شاپور مضمحل ایک طرف سکوت مین بیٹھے ہین شاہزادہ نے کہا ارے بھائیون یہان بیٹھے کیا کر رہے ہو چلو اُن دونون نے کہا شہریار گرسنگی سے حال خراب ہی کچھ کھانا مرحمت فرماؤ شاہزادہ نے معنبر سے کہا وہ پرند جانورون کے کچھ کوفتے اور چند روغنی روٹیان اور ایک ظرف مین پانی لائی نوفل اور شاپور نے کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خدا بجا لا کے کہا شہریار اگر تھوڑی دیر یہان تشریف نہ لاتے تو ہم دونون شدت گرسنگی سے ہلاک ہو جاتے معنبر جادو نے کہا ای دلاور والا قدر جبار تیغ کے چھین جانے سے ایسا بدحواس تھا کہ اُسکو خود کھانے پینے کا خیال نہ تھا اور کا کیا ذکر شاہزادہ نے کہا ای معنبر اب ہم سبکو اُسی قصر مین اُن پریزادون کے پاس پہونچا دے اُسنے کہا شہریار مین تمھارے فرمانے کے موافق اپنے پرانے محب جبار کے قتل پر راضی ہو گئی یہانتک کہ تم نے اُسکو ہلاک کیا اب میری خاطر سے میری مہمانی قبول فرماؤ اور دو چار روز یہان استراحت کرو شہزادہ نے کہا ای معنبر مین نے پیشتر ہی کہدیا تھا کہ اپنے کام کے کسی قسم کے عوض کی مجھسے امید نہ رکھنا پھر کیون مجھسے توقف و مہمانی کی درخواست کرتی ہی معنبر نے کہا شہریار تم بجائے خود اور کچھ نہ سمجھو بلکہ مین استراحت کو اس واسطے کہتی ہون کہ آمد و رفت و جنگ و جدل کی وجہ سے کسل و کاہلی اعضا مین راہ پا گئی ہوگی بدیع الملک نے کہا میرے اعضا مین کسل و کاہلی نے مطلق راہ نہین پائی ہی ورنہ مین ضرور تیری مہمانی قبول کرتا معنبر نے کہا

خبر اخیار ہی اور شاہزادہ کو مع رفقا پریزادون کے پاس پہونچا دیا اُن پریزادون نے کہا ای شہریار باری بخیر و عافیت
آئے کہو اُس موذی کو ہلاک کیا اور وہ تیغ لاے شہزادہ نے کہا شکر ہی اوس خدائے عز و جل کا مین بصحت
عافیت وہان سے واپس بھی آیا اور جبار کو بھی ہلاک کیا تیغ بلاشان بھی اس وقت تک میرے قبضہ مین ہے کل کا
حال خدا کو معلوم ہی اب تم آزاد ہو جہان چاہو جاؤ یہ کہا اور اُن پریزادون کو قید و بند سے خلاص کیا اُن پریزادون نے
ہزارون دعائین دین اور کہا اب تمکو چاہیے کہ اُس پیر مرد رمال و قرعہ انداز کے پاس جاؤ جو کلید بردار ہی حضرت
سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا اور ہم یہان سے اپنے اپنے ملک کو جاتے ہین وہان پہونچ کے لشکر جمع کرینگے
اور ضیغم جادو کے مقابلہ مین ہم تمھاری مدد کرینگے بدیع الملک نے اُن پریزادون کو رخصت کیا اور معنبر جادو
سے کہا تو ہمکو اُس پیر مرد کلید بردار کے پاس لیچل راوی کہتا ہی کہ جبار دیو کا ایک رشتہ کا بھائی تھا قتال دیو
وہ بھی معنبر جادو پر فریفتہ تھا از بسکہ جبار کے سبب سے وہ معنبر تک نہ آسکتا تھا اور رہتا بہ جبار سے خائف رہتا تھا
یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ ایک آدم زاد طلسم مین وارد ہوا ہی اور اکثر دیوون کو اُسنے ہلاک کیا ہی چنانچہ جبار کو بھی
اُسنے تیغ بلاشان سلیمانی سے ہلاک کیا اور تیغ بلاشان مع مہرہ اوسکے قبضہ مین ہی اور معنبر جادو اوس پر فریفتہ
ہو گئی ہی اور معنبر جادو ہی نے اُس آدم زاد کی فریفتگی مین جبار دیو کو قتل کردا یا اور اب معنبر اُس آدم زاد
کے ہمراہ ہی قتال دیو بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ جبار ہلاک ہو گیا معنبر تک پہونچنے کا راستہ کھلا اب
معنبر جادو میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی آدم زاد کی کیا وقعت ہی کہ میرا مقابلہ کر سکیگا مین ضرور معنبر سے اپنی
دل کی مراد حاصل کرونگا یہ کہکے گرز کا دوسرا ہاتھ مین سنبھالا اور اپنے مقام سے جانب طلسم روانہ ہوا اور یہ اُسوقت
معنبر کے پاس پہونچا کہ بدیع الملک کہہ رہا تھا کہ ای معنبر اب تو ہمکو مع رفقا پیر مرد کلید بردار کے پاس پہونچادو
اور معنبر جادو نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الملک کو مع رفقا اُٹھا لے چلیے کہ قتال دیو نے بہ آواز بلند کہا ای
معنبر خبردار ابھی یہان سے حرکت نہ کرنا مین آپہونچا ای دلبر معنبر تجھکو اس بات کا مطلق خیال نہین ہے کہ مدت سے
تیری فراق مین مبتلا رہا اور آج جو میرے نصیب جاگے کہ جبار میرا رقیب ہلاک ہو گیا تو نے مجھکو اپنے
دل سے بالکل فراموش کر دیا اور چلی جاتی ہی لیکن خیریت اسیمین ہی کہ اس جوان آدم زاد کی رفاقت سے باز آ اور
میرے یہان چل تاکہ مدت مدید کی حسرتین دل کی نکلین خلوت مین تیرے درمیان دور شراب چلے معنبر جادو نے
قتال کی صورت دیکھی اور کہا کچھ تو دیوانہ ہو گیا ہی جا اپنا کام کر اور اپنی جان کی خیریت مانگ ورنہ تیرے بھائی
جبار کی طرح تیرا بھی حال ہوگا اگرچہ تو مدت سے میرا طالب و خواہشمند ہی لیکن اب مین نے اس جوان آدم زاد
کی رفاقت کا وعدہ کر لیا ہی تیری مراد بر آنا محال ہی قتال نے کہا ای معنبر مین تجھکو یہان سے ہرگز نہین جانے دونگا
اور تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ جوان آدم زاد ہی اس ضعیف الجثہ سے کیا تیری مطلب بر آری ہو سکتی ہی معنبر جادو
نے برہم ہو کے کہا مر دے جائیگا نہین معلوم ہوتا ہی تیری بھی شامت آہی گئی قتال نے کہا ای معنبر مدت کے بعد
تجھسے اسقدر باتین کرنے کا موقع ملا ہی جو تیرا دل چاہے کہہ لے اگر تو دو چار پاپوشین بھی مار لیگی تو مین کچھ نہ کہونگا
یہ کہکے اپنا وہ مٹکا سا سر جھکا دیا شاپور وہان موجود تھا بدیع الملک نے شاپور کی طرف اشارہ کیا شاپور نے
قریب جا کے ایک دھول اُسکے سر پر دی قتال سمجھا کہ معنبر جادو نے از راہ خوش طبعی دھول لگائی ہی اُسی حالت
خمیدہ سری مین کہا ای آرام جان دلبر معنبر اور بھی مین تو آج تیرے ہاتھ سے خوب مار کھاؤنگا آخر تو مجھسے
خفا ہی اس مرتبہ بدیع الملک کو اشارہ کیا نوفل نے بھی قریب آکے بقوت تمام اُسکے سر پر ایک دھول دی

اُس دیو بیچیا نے کہا اے دلبر معنبر اور سپہ پیر شاپور نے ایک دھول وہی اُسی طرح باری باری قتال کے سر پر دھولین پڑنا
شروع ہوئین جب دونون رفیق بدیع الملک کے تھک گئے علیحدہ ہٹ آئے مگر وہ سر جھکائے ہی گئے گیا کہ
اے آرام جان اور سپہ جب قتال نے معنبر کو بہت عاجز کیا بدیع الملک کو غصہ آیا کہا او بیچیا تو مانتا نہین جادو رہو یہان
سے قتال دیو شہزادہ کی طرف گھور کے کہنے لگا اے آدم زاد تیری کیا حقیقت ہے جو تو ہم سے تعرض کرتا ہے شہزادہ
تبسم ہوا اور کہا او مردک بیچیا ہزارون دھولین ہماری کھا چکا اور پھر کہتا ہے کہ کیا وقعت ہے کیا تو ہماری وقعت کو دیکھیگا
معنبر جادو نے کہا اے شہریار یہ قتال ہمیشہ کا جوتی خورہ ہے یہ اس طرح ہرگز نہین مانے گا ایک ضرب تیغ بلا شان سے
اسکا کام بھی تمام کرو قتال نے کہا اے معنبر تو ہے جسقدر منظور ہو مجھے مار ان آدم زادون سے کیون کہتی ہے اس مرتبہ
شاپور دلاور نے بس لغیت جلکے اس زور سے دھول لگائی کہ قتال دیو اوندھے منہ گرنے گرتے بچا
سنبھل کی اور پس پشت مڑ کے دیکھا آدم زاد پر غضب آلود ہو کے گرز گاو سر کو سنبھالا اور کہا او آدم زاد
بیباک یہ کیا حرکت تھی دون یہ گرز تیرے سر پر کہ ایک سر کے سو سر ہو جائین بدیع الملک دلاور آگے بڑھا اور قریب
اُسکے جاکے اور یہ کہکے کہ سب ضربین تو غلط نکلین سے یہ صحیح ہے تیغ بلا شان کا ایک ایسا وار لگایا کہ دو حصہ ہو گیا
اور معنبر جادو سے کہا اے معنبر اب ہم سبکو جلد اُس پیر مرد کلید بردار کے پاس پہونچا دے ایسا نہو کہ درمیان مین کوئی
اور حملہ تفرقہ حائل ہو جائے معنبر جادو نے بدیع الملک کو مع رفقائے نظر ہی زبان سے لیجا کے تھوڑی ہی
دیر مین پیر رمل انداز کے پاس پہونچا دیا راوی کہتا ہے کہ ابھی تک شیر جہان آفرین کو جسکا اصل نام ضیغم جادو تھا
شہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے وارد طلسم ہونے کی خبر نہین پہونچی تھی لیکن اب یکایک خبر پہونچی کہ چند آدم زاد
جری و شجاع وارد طلسم ہوئے ہین جنکے ہاتھ سے جبار دیو اور اُسکا بھائی قتال ہلاک ہوئے اور جبار سے
حریفون نے علاوہ تیغ بلا شان سلیمانی کے مہرہ بھی لے لیا ضیغم جادو نے دونون ہاتھ سر پر مارے اور نفس سرد
بھر کے بعد اسکے پروردگار کہا ہاے غضب کیا طلسم کی مدت پوری ہوگئی جو ایسے واقعات جانکاہ سنائی دیتے ہین پھر
اُسکی منہ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اُس دھوین سے ایک لاکھ جادوان مہیب شکل ظاہر ہوے اور کہا اے
خداوند کیا حکم ہے غلام حاضر ہین ضیغم جادو نے توقف کا حکم دیا سردارون کو بلایا وہ حاضر ہوے ضیغم نے کہا اے
سرداران لشکر جادوان کچھ تم نے سنا انھون نے کہا خداوند کچھ نہین ضیغم جادو نے واردان طلسم کا حال بیان کیا
اور کہا کہ جبار دیو کا مہرہ بھی لے گئے چلو حریفون سے تعرض کرین اُنھون نے کہا ہم سب جان نثار موجود ہین واضح ہو
کہ شیر جہان آفرین جسکا اصل نام ضیغم جادو ہے ایک شیر سفید ہے اور اسکا قد برابر مجموعہ چار قد فیل کے ہے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ اسکا سر آسمان سے جا لگا ہے غرض ہمراہ ایک لاکھ جادوان مہیب شکل کی جمعیت سے ضیغم جادو بدیع الملک کی
طرف روانہ ہوا وہان شہزادہ بدیع الملک اُس پیر رمل انداز کے پاس پہونچا اور بطریق اہل اسلام سلام کیا اُسنے جواب
سلام دیا اور کہا اے جوان اب تو کہان آیا ہے اور کیون آیا بدیع الملک نے کہا اے بزرگ ذات کنجی کے واسطے آیا ہون
مین بدیع الملک بن نور الدہر ہون جو پیشتر بھی آیا تھا مگر کچھ نہ ملا اب پھر آیا ہون اُس پیر رمل انداز نے شاہزادہ
کو از سرتاپا بغور دیکھا اور کہا تم ہی نے اپنے اعضا کے نشانات دکھانا شروع کر دیے تھے اب کوئی اور اُسی طرح
کے نشانات ظہور کر آئے ہو گئے ہین جو پیشتر کہتا تھا وہی اب بھی کہتا ہون کہ مجھکو نشانی مطلوب ہے شاہزادہ نے کہا
نہین ہما جب اب مین اُس طرح کے نشانات نہین دکھاونگا یہ کہا اور بغل مین ہاتھ لیجا کے مہرہ نکالا اُس
پیر مرد کے روبرو لیجا کے کہا اے بزرگ دیکھو یہ نشانی مطلوب ہے جون ہی اُس پیر مرد کی نظر اُس مہرہ پر پڑی

اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بکمال ادب و تعظیم شاہزادہ بدیع الملک کو سلام کرکے کہا اے شہریار معظم ذات
والا شاہزادۂ مکرم صفات آفرین باد برین ہمت مردانہ جرأت دلیرانہ مین جو پیشتر سے نشانی نشانی کہہ رہا ہون میری مراد
اُس نشانی سے یہی مُہرہ تھا جو تمہارے پاس موجود ہی یہان بدیع الملک سے وہ پیر مرد دربل انداز کہہ رہا تھا
یکایک ضیغم جادو مع جادوان ہمراہی وہان ہونچا جونہی پیر مرد نے اُسکو دیکھا شہزادہ سے کہا اے جوان اقبال نشان ہوشیار
ہو جاؤ اور اس مہرہ کو بکمال ہوشیاری اپنی بغل مین چھپا لو تمکو ابھی ان جادوان نابکار سے جنگ کرنا ہی یہ ضیغم جادو
اس قدر جمعیت لیکے خاص اس غرض سے یہان آیا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس مہرہ کو تمسے لے لے اگر یہ مہرہ
تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے گا تو پھر تمکو کنجی وغیرہ ہرگز نہین ملیگی جسوقت ضیغم جادو کے مقدمہ سے فارغ
ہونا پھر اس مہرہ کو بشرطیکہ تمہارے پاس رہجائے مجھے دینا اور اے جوان یہ بھی ہم تمکو بتائے دیتے ہین کہ اُسے
جبار دیو کی تیغ بلاشان سے ضیغم جادو کا مقابلہ کرنا ایک اعتبار سے یہ تیغ بلاشان بھی کلید فتح طلسم ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے دامن گردانے حفتان کی آستینون کو بھی کھنیون تک چڑھایا تیغ بلاشان سلیمانی کو علم کر لیا
نوفل و شاپور نے کہا شہریار ہمارے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی بدیع الملک نے کہا اے برادر بس یہی حکم ہی کہ ہمارے
ساتھ آؤ اور ان مسافرون کو مارو نوفل و شاپور شیردل ہمراہ ہوئے بدیع الملک لشکر جادوان مین آیا اور تیغ
بلاشان سلیمانی علم کرکے کہا آج کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ضیغم جادو کے لشکر مین ایک
سبع خوک دندان جادو نام آور پہلوان و جادوگر تھا کہ مدت ہائے مدید سے ضیغم جادو کی سرکار مین بیش قرار
وظیفہ پاتا تھا اور ضیغم کو اُسپر بڑا اعتماد تھا جب بدیع الملک نے میدان مین آکے مقابل طلب کیا ضیغم جادو نے
سبع خوک دندان جادو کو بلایا اور کہا اے سبع مدت سے تو ہمارے یہان رہتا ہی اور باوجود وظیفہ بیش قرار بجز
خورد و خواب کے کوئی کام متعلق نہین رہا آج سخت واقعہ درپیش ہی کہ یہ آدم زاد جبار دیو کو ہلاک کرکے ہمسے برسر
مقابلہ ہی جا اس آدم زاد کا کام تمام کر اور اُس سے تیغ بلاشان اور وہ مُہرا اپنے قبضہ مین لے سبع خوک
دندان نے چین بر جبین ہوکے کہا اے شہنشاہ جادوان کیا مجھسے ایک ادنیٰ آدم کی فرمایش کرتا ہی آدم زاد سے
مقابلہ کرنا شرم کی بات ہی ضیغم نے کہا اے سبع تیرا یہ خیال بالکل خام ہی اگرچہ وہ آدم زاد ہی مگر یہ تو سمجھ لے کہ وہ
کیسا بلائے بے درمان آدم زاد ہی جس نے جبار ایسے دیو زبردست کو ہلاک کیا اور مہرہ لے لیا جو فتح طلسم کی
کنجی ہو سکتی ہی خداوند بت بزرگ کا اگر فضل شامل حال ہی تو یہ آدم زاد تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا تو فوراً جا
اور مقابل ہو سبع جادو بکمال استغنا وہان سے روانہ ہوا اور بدیع الملک کے مقابلہ مین آکے کہا او آدم زاد
اجل گرفتہ کیون تیری قضا دامنگیر ہے خداوند جال الجمار کا فضل اپنے شریک حال سمجھ جو میرے دل مین تیری ہلاکت کا
افسوس ہی لا مُہرہ اور تیغ بلاشان مجھکو دیدے اور تو جس طرف سے آیا ہی اُس طرف پھر جا اپنے خداوند بزرگ
کے پائے مبارک کی قسم کھاتا ہون کہ مین تجھسے ہرگز تعرض نہین کرونگا ورنہ یاد رکھ ایسی فضیحت سے تجھے
ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے بدیع الملک نے باواز بلند قہقہہ مارا اور کہا او
ملعون یہ تو کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا بلا ہی اور وہ تیرا خداوند جال الجمار کیا بلا و شی ہی لائق پرستش وہ خالق ارض و سما
رزاق دنیا و ما فیہا ہی جسکی ذات والاصفات بے مثل و بے مانند ہی علیم رحیم کریم ظلم سے متنفر عدل پسند ہے
نہین کوئی اُسکا نہ ہوگا شریک ٭ وہی ذات ہی وحدہ لا شریک ٭ عالم کا پیدا کرنے والا ہی جو کوئی ذی عقل و شعور
ہوکے اپنے معبود حقیقی اور خالق حقیقی کو نہ پہچانے اور پہچاننے کا ارادہ بھی نہ کرے وہ حیوان سے بدتر ہی اور

مرد و دو را زرب ودود مجھسے سن کہ نہ بت خدا ہو نہ خورشید نی ستارہ وماہ ؛ کہ ہین تمام یہ سب ہستی خدا یہ گواہ
خداوہ ہی کہ جو فہم بشر سے خارج ہی ؛ اوسی کا سکۂ قدرت جہان مین رائج ہی ؛ خداوہ ہی کہ جو پردہ کو زرنگار کرے
ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے ؛ خداوہی ہی کہ بندہ پر جب عنایت کی ؛ طریق کج سے رہ راست پر ہدایت کی
سبع جادو شہزادہ کی اس تقریر کو سن کے از سرتا پا غیظ وغضب ہوگیا کہا او آدم زاد تو بڑا لسان وچالاک
معلوم ہوتا ہی یہ وقت خداے نادیدہ اور خداوند بت بزرگ مین حق وناحق کے تصفیہ کا نہین ہی ہوشیار ہوجا اور
سپر وار روک یہ کہکے وار شمشاد پر کچھ بڑبڑایا بعدہ اسپر وار شمشاد کا وار کیا بدیع الملک نے تیغ بلاشان پر وار و کا
اور یہ کہکے کہ سے زدی ضرب خود ضرب بانوش کن ؛ غم دین و دنیا فراموش کن ؛ ایک ایسا وار تیغ بلاشان
کا اسپر کیا کہ دو لخت ہوکے زمین پر گرا سبع جادو کے ہلاک ہونے سے ضیغم جادو کی تمام فوج مین ہو ہو
کی آواز بلند ہوئی جس سے انسان کا دل دہل جاے نوفل نے شاپور سے پوچھا یہ ہو ہو کی آواز کیسی ہی
شاپور نے کہا اس ہو ہو کی حقیقت تو مجھکو بھی نہین معلوم ہی البتہ قیاس یہ کہتا ہی کہ یہ حیوان خصایل اپنی زبان
مین اسی طرح افسوس کرتے ہونگے خلاصہ یہ کہ سبع جادو کی طرح بلنتر جادو آئے اور اس تیغ
بے دریغ سے مالک کے ملک مین پہونچے یکایک جانب شرق سے ایک لکہ ابر کا نمایان ہوا جس سے
گمان ہوا کہ پانی برسیگا اور ہوا تند چلی تمام میدان حرب گرد باد ہوگیا بدیع الملک حیران ہوا کہ یہ کیا سامان
ہے دفعتاً دیکھا کہ چار سو پریزادون کا غول ہواے آسمان سے نازل ہوا جسکے ساتھ بکثرت فوج ولشکر ہی اور
آتے ہی وہ پریزاد مع فوج ولشکر جادوان نابکار کے لشکر مین در آئے لیکن ضیغم جادو بدیع الملک کے
پاس پہونچا اور غراتا ہوا شہزادہ کے جانب دوڑا شاپور نے گھبراکے کہا اے شہریار بہت خبردار ہو ضیغم جادو
یہی ہی بدیع الملک نے فوراً تیغ بلاشان کا ایسا زبردست وار کیا کہ اگرچہ بطور حرکت اضطراری کے تھا مگر
ضیغم جادو پر کارگر ہوگیا جس سے ضیغم جادو دو مرتبہ زمین پر گرکے تڑپا آخر کو اس نابکار کی روح ناپاک
فی النار ہوگئی پھر تو جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی ضیغم جادو کے لشکر مین ایسی ابتری اور انتشار ہوا کہ آپس مین
جو جسکے سامنے آگیا اُسے اُسکو وہین جہنم نصیب کیا جس سے بکثرت جادو فنا ہوگئے اور باقی بھاگ کھڑے
ہوے جب لشکر جادو سے میدان صاف و پاک ہوگیا شہزادہ بدیع الملک نے مظفر ومنصور وہان سے مراجعت
کی اور اس پیرمرد صاحب کلید کے پاس آکے کہا اے بزرگ بس اب کیا دیر ہی حق حقدار کو پہونچنا چاہیے وہ پیرمرد
شہزادہ کے آنے سے تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا اپنے پہلو مین نہایت عزت وحرمت سے بٹھاکے کہا کہ سے
اے مبارک پے شہنشاہی کہ حاصل میکنند ؛ اختران آسمان از رفعتت نیک اختری ؛ مور در دولت شود چون سایہ
پر ہما ؛ بر ہران بومی کہ تو ظل ہمایون گستری ؛ من چہ گویم در کمال کبریاے حضرتت ؛ آفرین باد آفرین
لیکن ہرچہ گویم برتری ؛ مبارک مبارک کہ تمنے طلسم کو فتح کیا اب اس نشانی کو جو مہرہ تمہارے پاس ہی
مجھکو دو تاکہ تمہارے طلسم مین تمکو دون شہزادہ نے مہرہ بغل سے نکالا اور پیرمرد کو دیا پیرمرد اس مہرہ کو
لیکے بہت خوش ہوا اور اس مہرہ کو چھپا کے بغل مین رکھ لیا اور کنجی بغل سے نکالی اس قفل کو کھولا اندر گیا
بدیع الملک بھی اندرون قصر داخل ہوا راوی کہتا ہی کہ چار سو حجرے تھے ہر حجرہ لالی آبدار و لعلہاے شب چراغ
سے مملو تھا پریزاد تمام صندوق خزانون کے باہر اُٹھا لاتے اور ہر صندوق کو کھول کے بدیع الملک کو
دکھاتا یا سب صندوق مین ایک صندوق بہت بڑا تھا پیرمرد نے خزانہ دار کو بلایا اور شہزادہ سے کہا

ای شہریار یہ خزانہ دار ہی اس سے جو کچھ منظور ہو پوچھو شہزادہ نے اُس خزانہ دار سے اُس بڑے صندوق کا
حال پوچھا اُس خزانہ دار نے پیر فرد کی طرف اشارہ کیا اور کہا شہریار مجھسے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہین ہی اصل
خزانہ دار یہی بزرگ ہی شاہزادہ نے اُس پیر فرد سے اُس صندوق کا حال پوچھا پیر مرد نے چند لمحہ سکوت کیا
پھر صندوق کے پاس آیا اُسکا قفل کھولا صندوق مین سے ایک ہیکل نکالی جسمین ایک ہزار ایک دانہ یاقوت احمر کا
تھا اور ہر دانہ کے ایک طرف اسماے بزرگ کندہ تھے اور ایک طرف لوح طلسم کے دستیاب ہونے کا حال
لکھا تھا پیر مرد افسر خزانہ دار نے کہا شہریار پہلی خاصیت اس ہیکل کی یہ ہی کہ اگر تمام جہان جادوگرون سے مملو ہو جائے
اور وہ سب جادو گر سحر کرین تو بھی صاحب ہیکل پر سحر کا اثر نہو اور ایک ہزار ایک طلسم کی مالک یہ لوح ہی اُن تمام ایکہزار
ایک طلسمون مین سے ہر ایک طلسم کی لوح اس ہیکل کے ذریعہ سے دستیاب ہوتی ہی بدیع الملک اس
ہیکل کے دستیاب ہونے سے بہت خوش ہوا ہیکل کو گلے مین پہن لیا پھر ایک صندوق کھول کے ایک
دستہ براق سلیمانی کا نکالا اور بخوشی تمام وہ بھی پہنا پیر مرد نے کہا اب ارشاد ہو خزانہ مطلوبہ پایا شہزادہ نے اقرار کیا
کہ ہان پایا پیر مرد نے کہا رسید مرحمت ہو شاہزادہ نے رسید لکھی اور اُسپر اپنی مہر ثبت کرکے پیر مرد کلید بردار
کے حوالہ کی پیر مرد نے بکمال ادب تسلیم بجالاکے رسید اپنے ہاتھ مین لی اور وہان سے دفعتاً غائب ہو گیا شاپور
نے کہا شہریار تیز تک عیار اور زال بن مظالم شاہ کے بارہ مین کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا ضرور
اُن دونون کو بھی قید طلسم سے نجات دینا مقدم امر ہی لیکن یہ نہین معلوم کہ وہ دونون یہان کہان قید ہین نوفل اور
شاپور نے تجسس و تلاش کرکے اُنکا پتہ لگایا بدیع الملک نے اُن دونون کو بھی قید سے رہا کیا اور تمام خزانہ کو
اپنے ساتھ لیکے جانب نگارستان کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب نگارستان پہونچا مظالم شاہ اپنے قصر مین
اپنے جلیسون اور انیسون سے سرگرم صحبت تھا اور یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم شاہزادہ بدیع الملک اور
کس مرحلہ کے طی کرنے مین مصروف ہی یکایک ہرکارہ آیا اور خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک مع نوفل و شاپور و
تحفہاے طلسمی اس طرف چلا آتا ہی مظالم شاہ خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا اور مع جاہ و حشم وہان سے روانہ
ہو کے بدیع الملک کا استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم اپنے قصر مین لاکے بٹھایا تمام نگارستان مین ایک
دھوم ہو گئی کہ شہزادہ بدیع الملک تحفہاے طلسمی لایا ہی مبارک سلامتی کی صدائین بلند ہوئین شہزادہ نے مبلغ خطیر انعام
و اکرام مین صرف کیا مظالم شاہ نے صحبت جشن قرار دی تمام قصر آراستہ کیا گیا محفل رقص و سرود منعقد ہوئی مطربان
خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کے گانے گائے دن عید کی طرح بسر ہوا رات کو شب برات کا سما
دکھائی دیا جتنے شیر تھے اصل مین وہ بغیر نہ تھے اثر طلسمی سے بصورت شیر تھے جب طلسم فتح ہو گیا وہ بھی اپنی اصلی
صورت پر آگئے تھے دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے مظالم شاہ سے کہا ای بادشاہ اب تو
وقعت و حقیقت و حقیت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی ہوگی ہزار ہزار شکر اُس عزاسمہ کی بارگاہ بے نیاز مین کہ
مجھ ایسے ناچیز کی سبب سے گونہ اسلام کی ترقی ہوئی بڑے بڑے سرکش و خود سر راہ ضلالت سے رو گردان ہوے مگر افسوس
کہ تمہارا فرزند دلبند اُسی ضلالت و گمراہی مین مبتلا ہی اس بارہ مین میری تحریک کی مطلق ضرورت نہین ہی در آنحالیکہ تم ایسے
اُس کے بزرگ حق پسند موجود ہو مظالم شاہ نے زال کی طرف دیکھا اشارہ سے کہا کہ مسلمان ہو جا زال اسیطرح
سکوت مین بیٹھا رہا باپ کے اشارہ کی جانب مطلق اعتنا نہ کی مظالم شاہ نے باعلان کہا ای زال چند روزہ زندگی
ہی ہر کس و ناکس کو چاہیے کہ حتی الامکان حق امر کی کوشش و جستجو مین مستعد ہو خوبیہ کہ کوئی راہ حق مین لیجانے کی

کوشش کرے اور دین بر حق کی جانب ہدایت فرمائے طریق ضلالت سے راہ راست پر لائے اور پھر بھی گمراہی کو نہ چھوڑے
برین عقل و دانش بباید گریست ♦ ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی کہ ہم بھی اسی حالت مین مبتلا تھے یا رب توفیق آسمانی
رفیق ہوئی اور خود بھی حق پسندی کو اپنے دل مین جگہ دی تا اینکہ گرداب ضلالت سے نجات ملی میری سمجھ مین
نہین آتا کہ تو نے اسقدر کیون سکوت اختیار کیا ہی ای فرزند تو بھی اس دین حق یعنی اسلام کو بہ صفائے قلب
قبول کر زال نے کہا ای پدر سچ پوچھو تو یہ امر ہی کہ اپنا دین چھوڑ کے دوسرا دین اختیار کرنے کو ہرگز دل گوارا
نہین کرتا مظالم شاہ نے کہا ای فرزند یہ تو نے سچ کہا مگر عقل کا مقتضا یہ ہرگز نہین ہی کہ اگر کوئی کسی بدافعالی
مین مصروف ہو اور وہ بخوبی سمجھتا ہو کہ یہ بدافعالی ہی اور اسکا نتیجہ بھی برا ہی ظہور مین آئیگا اور پھر بھی اُس بدافعالی
سے اجتناب نہ کرے زال نے کہا اچھا پھر تم نے تو دین اسلام قبول کر لیا بس کافی ہی اب میرے اسلام
قبول کرنے کی کیا ضرورت ہی مظالم شاہ کو زال کے اس جواب سے بہت غصہ آیا مگر پھر ضبط کر کے کہا ای
زال تجھسے ہرگز اس طرح کے جواب کی امید نہ تھی تجھکو میری بزرگی کا بھی خیال نہ آیا اور مجھکو ایسا بیباکانہ جواب
دیا آگاہ ہو کہ تجھکو دین اسلام ضرور قبول کرنا پڑیگا جسطرح قبول کرے زال نے کہا ای پدر یہ دین و مذہب کا معاملہ
ہی خداوند بہت بزرگ نے مجھکو بھی عقل دی ہی میرے نزدیک مذہب و ملت کے مقدمہ مین باپ بیٹا دونون
برابر ہین اور یہ جو تمنے کہا کہ ضرور دین اسلام قبول کرنا ہوگا آگاہ ہو کہ مین ہرگز نہین اسلام قبول کرونگا یہ ہی نا ہلاک کیا جاؤنگا
باشد خداوند بہت بزرگ مجھکو اس ہلاکت کا عوض نیک دیگا مظالم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا ادھر بدیع الملک کو
بھی خداوند بہت بزرگ کا نام سن کے غصہ مین آیا مظالم شاہ نے زال سے کہا دیکھ اب بھی خیریت ہی اسلام قبول کرلے
یہ دین اسلام ہی کی برکت تھی جو تو نے اُس قید شدید سے نجات پائی بُت بزرگ کوئی شی نہین ہی ظاہر ہی کہ پتھر
کنکر سے کیا ہو سکتا ہی ایک شی بے حس و حرکت ہی جسکا جس طرف دل چاہے اُٹھا کے پھینک دے زال نے کہا ای
پدر بس اب خداوند بہت بزرگ کی شان مین کلمات ناز یبانہ کہو مظالم شاہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے غیظ مین اُٹھا
اور ارادہ مساق سکے چاہتا تھا کہ زال پر وار کرے شاہزادہ بجپاس وخیال مظالم شاہ کو روکا اور کہا توقف کرو اور زال
کی طرف متوجہ ہو کے کہا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو محض اس خیال سے کہ دین قدیم ہی دین اسلام نہین قبول کرتا ہی
یا اپنے دین کے حق ہونے کے کچھ دلائل بھی رکھتا ہی زال نے کہا میرے مذہب کے حق ہونے کی کوئی دلیل
میرے پاس نہین ہی مگر مین ضرور اپنے دین کو بلا دلیل مدلل اور حق سمجھتا ہون ع مین ابلیس پر دل سے قربان ہون
بھلا کس طرح سے مسلمان ہون ♦ شہزادہ خاموش ہو رہا مظالم شاہ نے بار دیگر تلوار کا وار کرنا چاہا زال بھاگا مظالم
شاہ نے تعاقب کیا تا اینکہ زال کے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین زال کا کام تمام کیا زال زمین پر
گر کے تڑپنے لگا مظالم شاہ کے آنکھون مین آنسو بھر آئے مگر اسوقت اُس مسلمان پاک اعتقاد نے بجانب
آسمان سر بلند کیا اور کہا خداوندا تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مین نے اپنے فرزند کو محض تیری خوشنودی کے
واسطے ہلاک کیا ہی مین چاہتا ہون کہ اسکے عوض مین مجھکو ایسا صبر عنایت فرما کہ بار دیگر مجھکو خیال بھی زال کی
ہلاکت کا نہ آوے بدیع الملک نے مظالم شاہ کی خوش اعتقادی کی تعریف کی اور کہا ای بادشاہ بخدا کہ کار
کردی مجھکو ہرگز ایسی امید نہ تھی جیسا کچھ تم سے ظہور مین آیا القصہ دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے
پریزادون کو رخصت کیا اور نوفل نے بھی لشکر اجنہ کو رخصت کیا شہزادہ نے ملکہ ماہ نوش لب اور مظالم شاہ کو
ساتھ لیکے اپنے لشکر ظفر پیکر کی جانب کوچ کیا اور مسافت راہ طی کر کے سعد شہریار کے پاس پہونچا اور ہنگام ملاقات

حمزۂ ثانی کی خبر پہونچی سعد شہریار نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی گبرون کے تعاقب مین داخل طلسم نارنج ہوگئے ہین اس واقعہ کو چھ مہینہ کا عرصہ گذرا ہی آج تک نہ اُس والاجاہ کی خبر معلوم ہوئی اور نہ اُس بلند مرتبت کے رفقا کا حال دریافت ہوا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہی کہ حضرت حمزۂ ثانی نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی طلسم نارنج کو فتح کریگا وہی جانشین میرا ہوگا بدیع الملک نے کہا سری کیا وقعت و حقیقت ہی کہ اُس شہریار والا تبار کا جانشین ہوسکون مگر اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ مین طلسم کشائی سے عاجز ہون اگر طلسم کشائی کا عوض نہ بھی مقرر کرتے تو مین فتح طلسم کے واسطے موجود تھا ع ہر کار کہ ہمت بستہ گردد ٭ اگر خار ست بو و گلدستہ گردد ٭ جس کام کے انجام مین انسان اپنی کمر کو مضبوط باندھتا ہی کچھ نہ کچھ اُسکا کام سر انجام نیک ہو ہی جاتا ہی اب مین جاتا ہون انشاءاللہ الرحمن طلسم نارنج کو فتح کرونگا سعد شہریار نے کہا ای عالی ہمت یہ تو مین جانتا ہون کہ تم صاحب ہمت ہو پھر اسقدر عجلت کی کیا ضرورت ہی ابھی مسافت عظیم طی کیے چلے آتے ہو چند سے استراحت کرلو تو پھر اختیار ہی بدیع الملک نے کہا شہریار استراحت سے اور کام کسے کیا نسبت سعد نے کہا اختیار ہی نوفل نے کہا میرے بارہ مین کیا حکم ہی بدیع الملک نے کہا تم سب کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین جبریہ اپنے ساتھ نہین لے جاسکتا بہتر تو یہ ہی کہ تم یہان توقف کرو نوفل نے کہا جو چاہو ارشاد فرماؤ مگر مین دامن دولت کو ہرگز نہ چھوڑونگا ضرور ہمراہ چلونگا شاپور شیر دل نے کہا ای شاہزادۂ ثریا پایگاہ ایسا ہی قیاس میری نسبت بھی فرمایئے یعنی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون شاہزادہ خاموش ہو رہا ٭ روز دیگر کین جہان پر غرور پیافت از سر چشمہ خورشید نور ٭ علی الصباح سامان سفر درست و تیار کیا گیا بدیع الملک سعد شہریار سے رخصت ہوا اور مع یاران ہمراہی بسم اللہ کہکے جانب طلسم روانہ ہوا

طلسم نارنج مین داخل ہونا شاہزادہ عدو گیر یعنی بدیع الملک والا توقیر کا مع نوفل و شاپور شیر دل اور ملاقات کرنا حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی واسپنے برادر الاگہر یعنی نور الدہر سے اور بھی واقعات طلسمی وہان کے مسطور ہوتے ہین

باغ عالم مین نہین کون ثنا خوان تیرا
حق تو یہ ہی کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
تو ہی مطلوب اُسے اعلی ہو کہ ادنی ہمین
سرو آزاد بھی ہی بندۂ احسان تیرا
کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سر بسجود
کلمہ پڑھتے ہین سنتے ہین جو قرآن تیرا
عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
چاک رہتا ہی مرے یار گریبان تیرا

ذکر کرتا ہی ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
گل کو خوش رنگی مین نسبت گل رنگین سے نہین
دم بھرا کرتے ہین حور اور سلیمان تیرا
بات بے مصلحت وقت نہین کی تو نے
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا
جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہی تو ای محبوب
طرۂ سنبل سے ہی گیسوی پریشان تیرا
لاالہی ایک نہین یار غلام داغی
عین حکمت ہی وہ جو کچھ کہ ہی فرمان تیرا
خوش بیان لائے ہین ایمان کلام قدس
گرد اُڑ کر نہین چھو سکتی ہی دامان تیرا
کس پری رشک کا دیوانہ ہی تو ای آتش

راعیان روایت رنگین تراز بوستان و حاکیان حکایت شیرین تراز شہد نوش لبان چہرۂ شاہد مقصود سے اس طرح نقاب اُٹھاتے ہین کہ شہزادہ بدیع الملک مع نوفل و شاپور خیر اخیر جانب طلسم نارنج چلا جاتا ہی اثنای راہ مین اپنے ہمراہیون سے برسبیل تذکرہ یہ بھی کہتا تھا کہ یارو جناب حمزۂ ثانی نے بیکار طلسم مین جانے کی تکلیف گوارا کی ان مراحل کو جسطرح ممکن ہوتا ہم طی کر لیتے اب نہین معلوم وہ والاجاہ عالی بارگاہ کس حالت مین مبتلا ہی طلسم مین ادنی و اعلی سب یکسان ہین نوفل و شاپور دونون ہمراہی جواب دیتے تھے کہ ای شہریار ہر ایک ادنی کی یہی خواہش ہوتی ہی کہ ہمسے کارنمایان ظہور مین آئے اور حمزۂ ثانی ظاہر ہی

کہ آج امیر کے جانشین ہین کیونکر ممکن ہی کہ ایسے امور مین سکوت اختیار کرین جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی اُس سے ہر نوع
اُسی مرتبہ کے موافق حرکات ظہور مین آتے ہین سب ہی واقف ہین کہ ؎ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ٭ غرض کہ اسی طرح کی گفت وشنید مین تمام راہ طی ہوئی بدیع الملک مع ہمراہی
طلسم نارنج مین پہونچا اور اُس مقام پر پہونچا جہان حمزۂ ثانی اور تمام ہمراہی اپنے اپنے دامنون کو گرد دامنے
کچھ اکڑون بیٹھے ہوے کچھ جھکے ہوے نارنج چن رہے تھے اور اس طرح نارنج چننے مین مصروف تھے
کہ مطلق کسی جانب کا خیال نہ تھا غرض شاہزادہ نے دور سے دیکھا کہ کچھ آدمی نظر آتے ہین شاپور سے کہا برادر دیکھو
تو یہ آدمی ہین یا میری نظر غلطی کرتی ہی شاپور اور نوفل نے بغور دیکھ کے کہا شہریار بیشک یہ آدمی ہی ہین اور میرا گمان ہی
کہ یہ آدمی اور کوئی نہین جناب حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی ہین جب تھوڑی دور اور آگے بڑھے شاہزادہ نے کہا
اہی برادر شاپور بیشک یہ وہی والا قدر ہی اور سلسلے سایہ نارنج چننے مین مصروف ہی اور متبسم ہو کے کہا واہ طلسم کا بھی عجب
کارخانہ ہی کہان جانشین امیر اور کہان یہ نارنج چنی مزدورون کا کام جب بالکل قریب پہونچے یکایک حمزۂ ثانی نے
شہزادہ کو دیکھا بیتابانہ دوڑ کے بدیع الملک کو گود مین اُٹھا لیا پیشانی اور آنکھون پر بوسہ دیکے کہا کہ مین اسوقت
نارنج چنی مین ایسا محو تھا کہ مطلق تمھارا خیال نہ تھا شہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب سلام کیا اور کہا جہان مخدوم
جہان خادم حمزۂ ثانی کی نسبت کی جانب نور الدہر بھی نارنج چنی مین مصروف تھے وہ بھی فرزند دلبند کو دیکھ کے بیتاب
ہو گئے اور آتے ہی بدیع الملک کو گود مین اُٹھا کے دیدہ بوسی کی اور مزاج کی خیر وعافیت پوچھی بدیع الملک
نے دست بستہ کہا الحمد للہ پھر تمام ہمراہیون سے ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے کو دیکھ کے خوش ومسرور ہوا حتی کہ
بدیع الملک رستم ثانی کے پاس آیا رستم ثانی شاہزادہ کو دیکھ کے گونہ چین بر جبین ہوا اور دل مین کہا استغفر اللہ
یہ کستی کیسر زادہ اس وقت یہان کہان نازل ہوا ابتک تو خیر جو کچھ ہونے والا تھا وہ ہوا لیکن دیکھئے اب کیا ہوتا ہی کیا خوب
ہو اگر بدیع الملک یہان سے کسطرح واپس جاے شہزادہ نے رستم ثانی کو دیکھ کہا اے برادر رستم
کہو خیریت سے تو ہو رستم ثانی نے کہا اگرچہ خیریت سے نہین لیکن کوئی درد بھی نہین ہی بدیع الملک متبسم ہوا
اور کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ کوئی درد نہین ہی اور خدا نہ کرے کہ کوئی درد ہو تمھارا بدخواہ کون ہی لیکن اپنے منصبی کام کی
انجام دہی مین تو مصروف ہو رستم ثانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا اے بدیع الملک مین ہی اپنے منصبی
کام کی انجام دہی مین مصروف نہین ہون تمھارے باپ دادا تک اپنے منصبی کام کے انجام دہی مین
مصروف ہین یعنی مزدورون کی طرح نارنج چنی کر رہے ہین پہلے اُنکی خیر وعافیت پوچھو تو پھر میری خیر وعافیت
پوچھنا اُنکی نسبت سے میری نارنج چنی کوئی بھی مضائقہ نہین رکھتی اور گھبراتے کیون ہو دیکھو تم بھی عنقریب نارنج چنی مین
مصروف ہوا چاہتے ہو جب یہان پہونچ گیئے تو پھر کہان بچ کے جاؤ گے ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے
وہی حبشی ہاتھ مین چماق لیے ہوے آتا دکھائی دیا رستم ثانی نے کہا لیجئے وہ آپکے عزت دینے والے آ گئے آپ سے
نارنج چنی کو نہین کہین گے بلکہ آپکے واسطے جواہر نگار کرسی لیے آتے ہین بکمال عزت آپکو اُس کرسی پر بٹھا دینگے تاکہ
آپ یہان بیٹھ کے اپنے پدر بزرگوار کے منصبی کام کے انجام دہی کا تماشا دیکھین اور خوش ہون اس عرصہ مین وہ
حبشی چماق در دست قریب آیا اور بدیع الملک سے کہا او خیرہ سر یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ یہان کے مزدورون کو
باتون مین مشغول کرتا ہی کام نہین کرنے دیتا بدیع الملک بجاے خود سمجھا کہ اگر اس حبشی کی بے ادبانہ تقریر
کی شکایت کرتا ہون شاید یہ برخاستہ خاطر ہو کے مجھسے بھی نارنج چنی کو کہے اس خیال سے در گذر کی اور کہا تو یہ کہا

کہ اچھا مین ان مزدورون سے بات نہ کرونگا تاکہ کام مین خلل نہ واقع ہو اُس حبشی نے غضبناک آواز سے کہا نہین
تجھے بھی ان مزدورون کے ساتھ کام کرنا ہوگا یہان پہونچ کے کوئی اس کام سے معذور نہین رہسکتا بدیع الملک نے
کہا تو غصہ نہ کر اگر کام لینا منظور ہی تو مین ایک تدبیر بتاتا ہون اس سے کام زیادہ ہوگا حبشی نے کہا کہ وہ تدبیر کیا ہے
بدیع الملک نے کہا مین اُن لوگون کے کام کی نگرانی کرتا ہون اور تاکید کرونگا کہ جلد تاریخ چنیں پس اس تدبیر سے
اسقدر کام ہوگا کہ میرے شریک ہوجانے مین ہرگز اسقدر نہوگا زنگی نے کہا زیادہ باتین نہ بنا تو بھی کام کر بدیع الملک
نے کہا اچھا مین اس سے بھی ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہون زنگی نے چیخ کے کہا چپ رہ اور ایک ضرب چماق شہزادہ
کے لگائی شہزادہ بھی مع یاران ہمراہی تاریخ چننے مین مصروف ہوگیا رستم ثانی نے تبسم ہوکے کہا ای بدیع الملک
کہو وہ شاہزادگی تمھاری کیا ہوئی بہت تدبیرین تھین مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی اپنے پدر اور پدر کلان پر حاکم بنا چاہتے
تھے جب جانتے کہ تم اپنے اس منصبی کام سے انجام وہی مین معذور رہتے اب کہو کیسا مزاج ہی انسان کو چاہیے
کہ ہر وقت سوچ سمجھ کے کرے کیا کہون تمھارے بزرگون کا خیال ہی ورنہ ایسی کہتا کہ تم ہمیشہ یاد رکھتے بدیع الملک نے
رستم ثانی کی صورت دیکھی اور دم بخود ہو رہا اور چھ روز تک اُن سبکے ساتھ تاریخ چننے مین مصروف رہا ساتوین روز رستم
ثانی سے کہا ای برادر رستم اگرچہ آج ساتوان روز ہی کہ مین تمھارے ساتھ تاریخ چننے کر رہا ہون مگر یار اب مین
اس تاریخ چننے سے عاجز ہوگیا ہون رستم ثانی نے کہا اس تاریخ چننے سے کون شخص عاجز نہین ہی پھر کیا ہوسکتا ہی
بدیع الملک نے کہا سبھی کچھ ہوسکتا ہی تدبیر شرط ہی رستم نے کہا اسقدر تدبیرین کین تو کیا بنا یا اب تدبیر کرکے
تو کیا بنا لوگے بدیع الملک نے کہا خیر تم ہی سمجھو اُس روز بدیع الملک سبکے ساتھ تاریخ چنتے چنتے یکایک سبکی نظر
سے پوشیدہ اُس باغ کے ایک جانب روانہ ہوا چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا چشمہ ہی اُس چشمہ کے کنارہ
قیام کیا کپڑے اُتارے چشمہ کے کنارے رکھے چشمہ مین بسم اللہ کہکے اُترا غسل کیا ایک طرف صاف و شفاف
ایک صفہ تھا اُسپر نماز پڑھی بعد فراغ نماز دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اسطرح مناجات شروع کی کہ ای
تاب و توان ناتوانان و ای چارہ ساز بیچارگان تو ہی ہر وقت مصیبت و عاجزی مین اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہی
از زمین تا چرخ بریں ہر شی پر تیری حکومت ہی اور تو ہی ہر طرح مالک و مختار ہی ؎ اب تو میرے دم پہ بنی ہی
گویا ہنگام جان کنی ہی ✽ اس عالم بیچارگی مین اگر تجھ ایسے حاکم سے نہ کہون تو کیا کرون اگرچہ ؎ خداوندا
مائی و من بندہ ایم ✽ ہمیشہ بخدمت سر افگندہ ایم ✽ مگر اب اس ناچیز کو تاریخ چننے کی ذلت و فضیحتی سے نجات دے
ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ بمضمون ؎ فضل الٰہی چو کند کار خویش ✽ مژدہ دولت برساند سر دیش ✽
گوش حق نیوش شاہزادہ بدیع مین غیب سے یہ آواز آئی کہ ای بدیع الملک تجھ مین اسقدر نسیان نے راہ پائی تعجب ہی
کیا تجھے نہین معلوم ہی کہ جو ہیکل تو پہنے ہوے ہی وہی کلید فتح طلسم ہی ہر ایک اُسکے حکم کی تعمیل ان مقامون مین تجھپر
فرض ہی ہان اُس حکم کے خلاف جب تو کوئی کام عمل مین لائیگا لاشبہ دھوکا اُٹھائیگا اب شہزادہ کو ہیکل کا خیال
آیا اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کی ہیکل کو گلے سے اُتار تمام دانون پر نظر کی جس دانہ پر لوح طلسم کے دستیاب
ہونے کا حال لکھا تھا اُسکو غور سے دیکھا لکھا تھا ای جوان اس وقت جس مقام پر بیٹھا ہی بس اسی طرح بیٹھا رہ اور
سُن جس طرف نظر کر جو چہار رخ جانب شمال ہی اُس طرف جا اور تین روز برابر راہ طی کر تین روز کے بعد ایک ایسے
مقام پر پہونچیگا جہان ایک ایوان عالی شان واقع ہی غور سے دیکھنا کہ سامنے اُس ایوان کے ایک درخت سرو
ہوگا جسکے عقب مین پوشیدہ ہو جانا چند لمحہ کے بعد ایک مرغ سفید دکھائی دیگا جسکا قد ہاتھی کے برابر ہوگا

وہ مرغ سفید درختان نارنج کو جڑ سے کندہ کرنا شروع کریگا جب اُس درخت سرو کے قریب آئے جسکے عقب میں تو
پوشیدہ ہو اور تیرا سامنا ہو بآواز بلند کہنا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی وہ بہت خوش
ہو کے کہیگا ای جوان میں تجھسے بہت خوش ہوا اگر تو نے مجھکو شرمندہ کیا خیر اپنا مطلب بیان کر تو کہنا کہ ای مرغ
خوش خبر ہمکو اُس جگہ پہونچا دے جو مقام طلسم کشا کا ہی وہ مرغ سفید اُڑ جائیگا اسی طرح تین مرتبہ آمد و رفت کریگا
چوتھے روز تجھکو لے جائیگا اور تیرا مطلب حاصل ہو جائیگا یعنی طلسم باطل ہو جائیگا بدیع الملک نے ہیکل کو
پسند کیا اور وہاں سے روانہ ہوا تین شب و روز طی مراحل میں مصروف رہا چوتھے روز ایک قصر عالی شان دکھائی دیا تھوڑی
دیر سے زیادہ تر قدم بڑھایا شہزادہ قریب اُس قصر بلند کے پہونچا وہ برابر قصر کے درخت سرو کو بھی پایا اپنے کو
اُسکی آڑ میں چھپایا اور اُس مرغ سفید کا منتظر رہا تھا وہ عرصہ قیام کو نہ گذرا تھا کہ ہوا کا سناٹا معلوم ہوا معاً وہ
مرغ سفید آیا جسکا قد ہاتھی کے برابر تھا اور آتے ہی اُن درختان نارنج کو جڑ سے اکھاڑنا شروع کیا حتی کہ اُس
درخت سرو کی نوبت آئی جسکے تنہ کی آڑ میں شاہزادہ پوشیدہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا چاہتا تھا کہ اُس درخت کو
مع بیخ زمین سے نکال پھینکے یکایک بدیع الملک درخت سرو کی آڑ سے اُس مرغ سفید کے روبرو آیا
اور بآواز بلند کہا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی جونہی اُس مرغ سفید و فیل قامت
نے سلام کی آواز سنی اُسی لہجہ سے اُسنے بھی کہا علیکم السلام ای شہریار فرخ خرم تو نے مجھکو مشکور اور شرمندہ
احسان کیا اب جو کچھ ارشاد فرماؤ اُسکی تعمیل واجب جانوں بدیع الملک نے کہا ای مرغ خوش خبر مجھکو مقام طلسم کشا میں
پہونچا دے مجھکو وہاں جانے کی اشد ضرورت ہے یہ سنتے ہی وہ مرغ سفید یا تو شہزادہ کے روبرو کمال مستعدی سے
موجود تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کیا حکم ہی نام طلسم کشا سنتے ہی پھر نہ ٹھہرا فوراً پرواز کی اور وہاں سے چلا گیا بدیع الملک کو
اُس مرغ عجیب الخلقت کی اس حرکت پر ہنسی آئی دل میں کہا سبحان اللہ الٰہی یہ جانور کہہ رہا تھا کہ جو حکم ہو اُسکو
بجا لاؤں طلسم کشا کا نام کیا لیا گویا کوئی کلمہ فحش زبان پر جاری کیا کہ جسکو نہ سن سکا خیر وہ دن وہیں بسر کیا حالانکہ وہاں کے
قیام سے طبیعت کنارہ کش تھی مگر چارہ کیا تھا ہیکل سے ہدایت ہو چکی تھی دوسرے روز وہ مرغ سفید پھر آیا بدیع الملک
پھر اُسکے روبرو گیا اور کہا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی اُسنے پھر مثل سابق کے جواب
سلام دیا اور کہا ای جوان تم نے مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل میں لاؤں شاہزادہ نے پھر وہی درخواست
پیش کی کہ مجھکو مقام طلسم کشا میں پہونچا دے وہ مرغ سفید پھر وہاں سے غائب ہو گیا غرضکہ تین شب و روز
میں چند مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ شاہزادہ سے کہا مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ جب شاہزادہ نے کہا کہ مجھکو
مقام طلسم کشا میں پہونچا دے فوراً وہاں سے روانہ ہو گیا چوتھے روز جب مرغ سفید آیا اور شہزادہ نے سلام کیا
اور اُسنے جواب سلام کے بعد کہا تم نے مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا ای مرغ خوش خبر کیا خاک
حکم فرماؤں جب طلسم کشا کا ذکر آتا ہی تو یہاں سے غائب ہو جاتا ہی اور ہر روز مجھ سے یہی درخواست کرتا ہی کہ
کچھ حکم فرماؤ اب تو ہی بتا کہ کیا حکم فرماؤں میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ تو از راہ مذاق کہتا ہی کہ شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ
یا در اصل تو کہتا ہی اگر در اصل کہتا ہی تو کیوں نہیں مجھکو مقام طلسم کشا میں پہونچا دیتا اگر اس مرتبہ بھی تو چلا گیا اور پھر
آکے پوچھیگا تو میں واقعی مذاق سمجھ کے خاموش ہو رہونگا کچھ نہ کہونگا بدیع الملک کی اس تقریر کو وہ مرغ
سفید سنتا رہا اور بغور شاہزادہ کو دیکھتا رہا جب شاہزادہ اپنی تقریر کو ختم کر چکا وہ مرغ سفید قریب بدیع الملک
کے آیا اور گردن جھکا کے کہا ای شہریار تمہاری خاطر مجھکو ہر طرح منظور ہی آؤ میری گردن پر سوار ہو بدیع الملک اُسکی

مرغ سفید کی گردن پر سوار ہوگیا اُس مرغ فیل قامت نے وہان سے پرواز کی اور اُس مقام پر آیا جہان حمزۂ ثانی
اور اُنکے تمام ہمراہی نارنج چننے مین مصروف تھے یکایک حمزۂ ثانی کی نظر اُس مرغ قوی الجثہ پر پڑی فی الجملہ دیکھا
شہزادہ بدیع الملک اُس مرغ کی گردن پر باطمینان تمام سوار ہی بہت تعجب ہوا پھر دل مین کہا ای حمزہ یہ جوان
مرغ سوار بدیع الملک نہوگا کوئی اہل طلسم سے ہوگا جو بدیع الملک کی صورت سے مشابہ ہی منجملہ
تمام رموز طلسم سے یہ بھی کوئی رمز ہوگا جب بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب و تعظیم تسلیم کی اُسوقت
حمزۂ ثانی کو یقین کی ہوا کہ یہ کوئی جوان نہین ہی بدیع الملک ہی ہی کہا ای فرزند تم تو ہمارے پاس تھے اور نارنج چننے
مین ہماری طرح مصروف تھے یکایک کہان غائب ہوگئے اور اسقدر عرصہ تک کہان کہان پھرے اور یہ کیا واقعہ
ہی جو تم اس جانور عجیب الخلقت پر سوار ہو بدیع الملک نے کہا ای جناب معظم و مکرم بے شبہہ مین بھی
آپکے ساتھ نارنج چننے مین مصروف تھا یکایک میرا دم گھبرایا اس خیال سے کہ آخر کبتک اسی مزدوری و
محنت مین زندگی بسر کرونگا ناچار آپ سب صاحبون کی نظر سے پوشیدہ ایک جانب روانہ ہوگیا تمام حال
بیان کرنے کی تو مجھکو فرصت نہین ہی صرف اسقدر عرض کیے دیتا ہون کہ انجام کار یہ سواری مجھکو میسر آگئی ہی طلسم
کی کوشش مین جاتا ہون آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر کرین اور رخصت دین تا کہ مین منزل
مقصود کی راہ لون اگر زندہ رہونگا تو پھر کبھی آپکے دیدار فرحت آثار سے آنکھین روشن و منور ہونگی حمزہ
ثانی نے کہا خیر ای فرزند جا خداوند عالم تجھکو تیرے مطلب پر جلد فائز کرے اور صحیح و سلامت بار دیگر ہم سے
لاے اسی طرح حمزۂ ثانی کے تمام یاران ہمراہی نے بدیع الملک کے حق مین دعاے خیر کی لیکن رستم ثانی
دل مین کہتا تھا کہ ای رستم بدیع الملک کے ہاتھ سے یہ طلسم محفوظ رہتا نہین معلوم ہوتا ضرور اس طلسم کو یہ شہزادہ
فتح کریگا اور ہم سب اُسکے آزاد کردہ سمجھے جاوینگے اگر ایسا ہوا تو کچھ بھی نہوا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاوین کہ بدیع الملک
کی کوشش سے پیشتر ہمارے ہاتھ سے یہ طلسم فتح ہوجاے اسی طرح کے خیالات وسیع کرتے کرتے طبیعت مین
وحشت جو سمائی درختان نارنج کو مع بیخ زمین سے کندہ کرنا شروع کردیا حمزۂ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کے دل مین
ہول سمایا سب رستم ثانی کے قریب آئے اور کہا ای رستم یہ معاملہ طلسم ہی یہان سے یونہین جان سلامت پہونچانا
دشوار ہی تو یہ کہ بے سمجھے بوجھے کوئی حرکت عمل مین لاتا ہی یہ کیا غضب کرتے ہو کہ درختان نارنج کو زمین سے مع بیخ
کندہ کر رہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ درختان نارنج عام قسم کے ہین ارے یہ زمین طلسم ہی یہان کا ایک ایک ذرہ رموز
طلسم سے مملو ہی اس حرکت سے باز آؤ ورنہ تمہارے ساتھ ہم سب بھی گرفتار بلا ہوجاوینگے اگر تم بدیع الملک کا
مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو یہ خیال تمہارا عبث ہی کیا تمہارے گوشزد وہ خبرین نہین ہوئی ہین جو از روے قواعد علم رمل
دریافت کی گئی ہین اے مرد خدا کار بوزینہ نیست نجاری ؂ رستم نے کہا ای شہریار عالی تبار یہ کار بوزینہ نیست نجاری کیسا کیا مین
بوزینہ ہون حمزۂ ثانی نے کہا ای عزیز تمکو بوزینہ نہین کہتا ہون بلکہ مین نے ایک مثل کہی ہی جو تمہاری سماعت مین گذر
چکی ہی سب اس تصریح کے سننے کے مشتاق ہوے حمزۂ ثانی نے کہا دو بڑھئی ایک بڑے سے لٹھے کو آرہ سے
شگافتہ کر رہے تھے درخت پر ایک بندر بیٹھا دیکھ رہا تھا دونون نجار شتاب کرنے گئے بندر درخت سے اُترا
اور اُس لٹھے پر بیٹھ کے جہان دونون بڑھئی آرہ کھینچتے تھے گر آرہ کو کھینچنا بھول گیا وہ کھونٹی جو شگاف کے کشادہ رہنے کے
واسطے نجارون نے لگائی تھی اُسکو کھینچ لیا کرامات جو شگاف مین آ دیئے ان اقا شگاف خوب کے مل جانے سے
پھنس گئے ہر چند وہ بندر اچھلا کودا مگر نجات نہ ملی اُن نجارون نے آکے اس بندر کو خوب مارا فی الحال ؂

تمھارے حال سے مطابق پاتا ہون جو کام جس سے مخصوص ہو اُسی سے خوب انجام پاتا ہی رستم ثانی نے اس بات کا مطلق جواب نہ دیا دل مین کہتا تھا کہ اگرچہ بدیع الملک ہم سے علیحدہ جا کے مرغ سفید پر سوار ہو کے ہمارے دکھانے کو آیا لیکن ہم بھی اپنی کوشش سے باز نہ آوینگے اور اُسے بدستور درختان نارنج کو زمین سے کندہ کرنے مین مصروف رہا ناگاہ ایک درخت نارنج کو جو زمین سے کندہ کیا وہین نقب نمودار ہوا رستم ثانی نے خوش ہو کے اور زیادہ زمین کو کھودا پھر تو بخوبی نقب کا دروازہ ظاہر ہوا رستم بلا تکلف اُس نقب مین داخل ہوا حمزۂ ثانی وغیرہ منع کرتے رہے کہ ای رستم یہ تو کیا کرتا ہی دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہی نہین معلوم یہ نقب کیسی ہی اور تو کس بلا مین مبتلا ہو جاے رستم ثانی نے کچھ خیال نکیا نقب مین داخل ہو کے غائب ہو گیا جب انتہاے نقب پر پہونچا دیکھا ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور اُس تہ خانہ مین کسی آدمی کا گذر معلوم ہوتا ہی وہین ٹھہرا اور بغور دیکھنا شروع کیا کہ کیا واقعہ ہی کچھ پتا نہ لمعلوم ہوا اور آگے بڑھا دیکھا ایک شخص نہایت وجیہ و شکیل مسلسل بطوق و زنجیر ہی رستم ثانی روبرو اُسکے گیا اور کہا ای شخص تو کون ہی جو اس طرح مقام تاریک مین مقید ہی اور کس جرم مین یہ سزا تجھے دیگئی ہی اُسنے نفس سرد بھر کے کہا ای شخص مین تیرا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اسقدر جد و جہد کر کے اپنے کو یہانتک پہونچایا اور میرا استفسار حال ہوا ورنہ کون کسکی خبر لیتا ہی آگاہ ہو کہ مین قوم جنات کا بادشاہ ہون میرا نام حبر یمہ جنی ہی ای جوان تو بتا کہ کون ہی اور کیونکر اس مقام مخدوش مین وارد ہوا رستم ثانی نے کہا ای بادشاہ مین نبیرۂ زلزلۂ قاف اور سلیمان کوچک ہون چاہتا ہون کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہو حبر یمہ جنی نے کہا نہے جرات و خہے شجاعت کہ تو اس طلسم کے واسطے [illegible] حاضر ہوا اس طلسم کو فتح کر ای شہریار تو مجھکو اس قید و بند سے رہا کر دے مین تجھکو کوہ قاف مین لیجاونگا اور وہان پہونچ کے اپنے تمام لشکر کو فراہم کرونگا پھر مین مع لشکر یہان آونگا اور فتح طلسم مین تیرا معین ہونگا رستم ثانی نے اُسکے وعدہ کو قبول کر لیا اور قید و بند سے اُسے رہا کر دیا حبر یمہ جنی اُس قید سے رہا ہوتے ہی فوراً پریزاد کی صورت ہو گیا اور رستم ثانی کے قریب آ کے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جا مین تمکو پہونچانا چاہتا ہون رستم نے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون جہان چاہو لے چلو حبر یمہ جنی رستم کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لے چلا اور اُسطرف سے گذرا جس طرف حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی نارنج چننے مین مصروف تھے رستم ثانی نے بہ آواز بلند کہا ای شہریار بلند مرتبت آگاہ ہو کہ مجھکو حبر یمہ جنی کوہ قاف کی طرف لیے جاتا ہی کہان مین بدیع الملک کہ وہ مرغ سفید کی سواری پر بڑا فخر کرتے تھے بندہ بھی ایک بادشاہ جنات پر سوار ہی اور اُسکی راے کے موافق کوہ قاف کو جاتا ہون جسوقت کوہ قاف سے مراجعت کر کے یہان پہونچونگا بس تم یقین کر لینا کہ اب طلسم مرتب نہین رہسکتا ضرور اسکی مدت العمر تمام ہوگئی اور بدیع الملک سے ملاقات ہو تو میرا حال ضرور اُس شہزادہ کے روبرو بیان ہونے کے قابل ہی اس تقریر کے بعد دفعتاً رستم ثانی غائب ہو گیا سبکو حیرت تھی کہ یہ کیا واقعہ ہی قواعد علم رمل وغیرہ سے تو یہ دریافت ہو چکا ہی کہ فاتح طلسم شاہزادہ بدیع الملک ہی رستم کو یہ طاقت کیونکر میسر آگئی کہ بادشاہ جنات اُسکو کوہ قاف لے گیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک کا حال سنیے کہ وہ مرغ سفید خوش خبر کی گردن پر سوار چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک سرزمین پر وارد ہوا جو بالکل سیاہ تھی شاہزادہ کو اُس زمین کی سیاہی سے تعجب ہوا پوچھا ای مرغ خوش خبر یہ کون مقام ہی جسکی زمین بالکل سیاہ ہی مین نے مدت العمر اس رنگ کی زمین نہین دیکھی مرغ خوش خبر نے کہا اس مقام کا نام بیابان فیل ہی بدیع الملک نے کہا ذرا قیام کرو کہ مین اس زمین کا رنگ بخوبی دیکھ لون وہ مرغ عجیب الخلقت زمین پر اُترا شاہزادہ نے بغور اُس زمین کو دیکھا

اور کہا عجب وہ مرغ شہزادہ کو لیکے بحر جانب ہوا روانہ ہوا اور خیز اخیز چلا جاتا تھا درمیان راہ مین پھر ایک
زمین پر اُترا اور کہا ای شہزادہ بلند مرتبت کچھ تمکو معلوم ہی کہ اب تم کہان وارد ہو بدیع الملک نے اپنی لاعلمی
ظاہر کی مرغ خوش حرف نے کہا آگاہ ہو کہ یہ دیار مشرق ہی بیابان فیلان جہان کی زمین تمنے سیاہ دیکھی تھی
وہ یہان سے ایک سال کی راہ ہی اور طلسم سے بیابان فیلان ایک سال کی راہ ہی اس حساب سے
اب طلسم یہان سے دو برس کی راہ ہی جو اسقدر جلد طی ہو گئی غرضکہ اسی طرح بعجلت تمام وہ مرغ سفید
شاہزادہ بدیع الملک کو لیے چلا جاتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ مرغ سفید شاہزادہ کو طلسم سے بارہ سال
کی راہ لیگیا ہر ایک مقام پر پہونچ کے بدیع الملک مرغ سفید سے اُس مقام کا نام و نشان پوچھتا
وہ مرغ بالتصریح بیان کرتا تھا یہان تک کہ ایک جزیرہ مین گذر ہوا شہزادہ نے دیکھا کہ وہ جزیرہ نہایت
سرسبز و شاداب ہی ہر طرف نہرین جاری ذرہ ذرہ مین باد بہاری ساری طرح طرح کے جانوران خوشرنگ
و خوش آواز درختون پر بیٹھے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور طرفہ تر یہ کہ بیشتر جانور انھین درختون پر بیٹھے
ہوئے باہم انسان کی طرح گفتگو کر رہے تھے جب اُن جانوران عجیب الخلقت نے بدیع الملک کو دیکھا
کہ مرغ سفید کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بہت متعجب ہوے اور آپس مین ایک نے دوسرے سے
کہا ای فلان آج اس مرغ سفید کو کیا ہو گیا ہی کہ بہ ہیئت تمام بہت احتیاط سے اس آدم زاد کو اپنی
گردن پر سوار کرکے یہان لایا ہی دوسرے نے کہا ای فلان تم پوچھو اول نے باآواز بلند کہا ای مرغ
کیون اس جوان آدم زاد کو یہان لایا ہی مرغ خوشنغز نے جواب [illegible] کہ برادر مین ہرگز اس جوان کو یہان
مین کبھی نہ لاتا مگر اس وجہ سے مجبور ہو گیا کہ تین روز تک [illegible] اس جوان نے تقاضا کیا اس
عرصہ مین ہر چند مین نے طرح دی مگر اسنے نہ مانا مجبور ہو کر اسکو یہان لایا ہون بعد ازان اُس مرغ
خوشنغز نے شہزادہ بدیع الملک کو اُس مقام پر اپنی گردن سے اُتار دیا اور کہا شہریار بس یہان تک
میرے اختیار مین تیرا لانا تھا اب مین مجبور ہون ممکن نہین کہ ایک قدم بھی یہان سے آگے بڑھ سکون
بدیع الملک نے بکمال سماجت کہا ای طائر مہربان مین تیرا کمال درجہ ممنون ہون کہ تو نے
محنت گوارا کرکے مجکو یہان تک پہونچایا مگر اب یہ بھی بتا کہ تو آگے بڑھجانے سے کیون عاجز ہی اور مین یہان
مقیم رہ کے بیچارہ ہوا جاتا ہون کوئی تو ایسی تدبیر بتا کہ مین اپنے مطلب پر فائز ہو سکون
وہ مرغ سفید تا دیر کچھ سوچتا رہا آخر اپنے پرون مین سے ایک پر شہزادہ کو دیا اور کہا اس
پر کو بحفاظت اپنے پاس رکھیو کسی اشد ضرورت کیوقت مین اگر میری ضرورت ہو اس پر کو آگ پر رکھنا فوراً حاضر
خدمت ہو جاؤنگا یہ کہا اور وہانسے چلا گیا بدیع الملک مجبور اُس جزیرہ مین ایک جانب روانہ ہوا خیز اخیز چلا جاتا
تھا دور سے ایک منارہ بلند دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہان یہ منارہ کیسا ہی قریب پہونچا معلوم ہوا وہ منارہ
نہین ہی دیو ہی جس کا رنگ زعفران سرخ کے مانند ہی اُس دیو نے شہزادہ کو دیکھکر کہا ای آدمی تو بہت اچھے
وقت آیا مین زخمی اور بہت بیچین تھا فکر کر رہا تھا کہ زخمون کے مندمل ہونے کی کیا تدبیر کرون تو میرے
زخم کا علاج آگیا ہی میرے قریب آ کہ تجھے کھا کر اچھا ہو جاؤن شہزادہ نے کہا تو مجکو نہین کھا سکتا اُس دیو نے کہا کیون
نہین کھا سکتا تو کون ہی شہزادہ نے کہا مین تیر زلزلہ قاف اور سلیمان کو [illegible] ہون دیو نے کہا ای جوان آدم زاد
اگر تو ایسا حضرہ و محترم آدمی ہی پھر کیون اسقدر محنت و مشقت گوارا کرکے یہان آیا شہزادہ نے کہا ای دیو [illegible]

ہین اس مقام محنت انجام مین نہ آتا مگر طلسم کشا کی ضرورت نے مجکو مجبور کیا اور یہ تیرا تمام بدن زخمی کیون ہی دیو خوب رویا اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی یہ حال میرا عشق و محبت کے ہاتھ سے ہوا ہی شہزادہ سمجھا کہ عشق و محبت کسی نازنین حسینہ کا نام ہی جسپر یہ دیو عاشق ہو گیا ہی اور اُسکے سبب سے اسکا یہ حال ہی اور اُس دیو سے کہا آخر وہ عشق و محبت کہان ہی دیو نے کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس دریا سے ایک جانور نکلتا ہی جسکا سر شیر کے سر کے مثل ہی اور جسم گاے کے مشابہ اور پانون اژدہے کے پانونکے مشابہ اور ریش آدمی کی ریش کے مشابہ ہی اس جانور کے پاس ایک موتی ہی جسکی صورت آدمی کی صورت کے مشابہ ہی بلکہ بالکل آدمی ہی کا چہرہ کہنا چاہیے اور آدمی بھی وہ جو حسن و جمال مین یکتا ہو مین اُس گوہر پر ہزار جان و دل فریفتہ ہون اُسکی مفارقت مین کسی پہلو قرار نہین آتا کیا کرون کیونکر میرا مطلوب مجھ تک پونہچے کوئی ایسا حامی و مددگار میرا نہین ہی جو اسوقت عاجزی مین میری حمایت کرے وہ جانور عجیب الخلقت ہر شب کو دریا سے نکلکے اس جزیرہ مین آتا ہی اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیتا ہی جس سے تمام جزیرہ روشن ہو جاتا ہی اور خود تمام جزیرہ مین چرتا پھرتا ہی چونکہ مین اُس گوہر پر عاشق ہون چاہتا ہون کہ اُس گوہر کو اُٹھا لیجاؤن وہ جانور مجھے تکا دوڑ کے میرے قریب آتا ہی اور مجھ پر حملہ کرتا ہی یہانتک مجکو زخمی کرتا ہی کہ مین بیہوش ہو کے گر پڑتا ہون اور وہ اُس گوہر کو لیکے دریا مین چلا جاتا ہی جبتک بیہوش رہتا ہون مجکو کچھ خبر نہین رہتی جب ہوش آتا ہی اسوقت مجکو معلوم ہوتا ہی کہ اُس جانور نے مجکو اسقدر زخمی کیا جیسا کہ تو مجکو اسوقت دیکھ رہا ہی مین نے سُنا ہی کہ آدمی کا گوشت کھانے سے زخم بہت جلد مندمل ہو جاتا ہی اسیوجہ سے تجکو دیکھکے مین خوش ہوا اور تیرے کھانے کا ارادہ کیا اگر تو یہ عذر کرتا ہی کہ مین نبیرہ زنبیلہ قاف اور سلیمان ثانی ہون مین نبیرہ زنبیلہ قاف اور سلیمان کو جانتا تجکو اسیوقت چھوڑ دونگا کہ تجھسے ایسے مرتبہ کے لایق کچھ کام ظاہر ہون حرف زبان سے کہدینا کافی نہین ہی شاہزادہ نے کہا وہ کونسا اہم کام ہی جسکو تو اُس مرتبہ کے لایق سمجھتا ہی اُس دیو نے کہا ایک یہی کام ہی کہ وہ جانور دریائی ہلاک ہو جاے اور وہ گوہر مجکو ملجاوے ورنہ میرا وہی ارادہ ہی جو مین نے پہلے ظاہر کیا تھا شاہزادہ نے کہا ای دیو اگر اس مرتبہ کا یقین اسی شرط پر موقوف ہی تو مین موجود ہون مگر اس مہم کے سر کرنے کا عوض کیا ہے دیو نے کہا جو کچھ تو کہے شاہزادہ نے کہا مین وعدہ کرتا ہون کہ انشاء اللہ الرحمن اُس جانور کو ہلاک کرونگا اور اُس گوہر کو تجھے دونگا اسکے عوض مین تو مجکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دے دیو نے کہا ای آدمزاد تو یقین سمجھ لے کہ اگر وہ گوہر مجکو ملجاویگا اور وہ جانور ہلاک ہو جاویگا کیونکہ جانور کے زندہ رہنے مین خدشہ ہی) مین ضرور تجکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دونگا اور مقام طلسم کشا پر کچھ موقوف نہین ہی جہان کہدیگا وہان پہونچا دونگا شاہزادہ خاموش ہو رہا اور اُسی مقام مین بیٹھ رہا یہانتک کہ رات ہو گئی تاریکی شب مین دیکھا کہ وہ جانور دریائی دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ اُس گوہر شب چراغ کی روشنی سے تمام میدان مین گویا دن ہو گیا پہلے وہ جانور پر چہار جانب نگران ہوا بعدہ اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیا اور خود مشغول چرا ہوا دیو نے کہا شہریار دیکھو مین اسی گوہر تابان پر عاشق ہون بس یہ جانور اسیطرح یہان آتا ہی اور اُس گوہر کو اسیطرح بلندی پر رکھکے مشغول چرا ہوتا ہی اور پھر آنکھ بھی نہین جلتا کہ اُس گوہر کو لے لون شہزادہ نے کہا ای دیو آخر یہ جانور کس طرح حملہ آور ہوتا ہی دیو نے کہا بقرن لگد حملہ کرتا ہی شاہزادہ نے کہا خیر دیدہ شود چہ بشود اور اُس گوہر تابان کیطرف روانہ ہوا اُس جانور نے جو دیکھا کہ ایک آدمی گوہر کی جانب جاتا ہی ہنوز شہزادہ اُس گوہر تک پہونچنے نہین پایا تھا کہ شاہزادہ کا سدراہ ہوا شاہزادہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہ دیکھون کیا کرتا ہی وہ جانور بھی اُسی جگہ ٹھہر گیا اُسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ گوہر کے لینے کا مانع ہی شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا اس مرتبہ اُس جانور نے شاہزادہ کے قریب آکے پشت شاہزادہ کیجانب پھیر کے دولتی اُچھالی شاہزادہ نے سپر پر روکی ورنہ سخت صدمہ پہونچتا اُس جانور عجیب الخلقت نے دوسری جفت لگد کا وار کیا شہزادہ نے پھر سپر پر ضرب لگد کو دفع کیا اور اس مرتبہ بجالاکی تمام اُسکے دونون پانون گرفت مین لایا اور چرخ دیکر زمین پر گرا دیا ہر چند وہ جانور تڑپا اور چاہا کہ رہا ہو جاوے مگر اُس ہمت مجسم نے نہ چھوڑا آخر الامر ایک پتھر کی چٹان پر پٹککے تمام مارا

جسکے صدمہ سے تمام استخوان سرمہ سا ہوگئے اور اسیوقت بیجان ہوگیا شہزادہ نے اُسکو اُسی جگہ چھوڑا اور اُس گوہر تابان کی
جانب متوجہ ہوا اُس دیو نے باواز بلند کہا ای آدمزاد خبردار تو اُس گوہر کے پاس نہ جانا اور ہرگز ہاتھ نہ لگانا مین اُٹھا کے
لیتا ہون شہزادہ نے متعجب ہوکے اُس دیو کی صورت دیکھی اور کہا او بے ایمان تیرے ہی واسطے مین نے یہ کوشش
کی اُس کوشش کا یہی عوض ہے کہ تو مجھسے ایسا بدگمان ہے توقف کر کہ مین دیکھون یہ کیا شی ہے اُسنے کہا شہریار مین بدگمان
نہین ہون بلکہ جب تو نے میرے واسطے کوشش کی ہے تو مین چاہتا ہون کہ مین ہی پہلے اپنے مطلوب کو ہاتھ مین لون شاہزادہ
نے مطلق اُسکے کہنے کیجانب اعتنا نہ کی اور جاتے ہی وہ گوہر آبدار اُٹھا لیا دیکھا کہ واقعی گویا آدمی زاد کو گوہر آبدار سے
تراشا ہے اُدھر وہ دیو دوان دوان شاہزادہ کے قریب آپہنچا اور کہا اے شہریار لا میری امانت میرے حوالہ کر
مین اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہون شاہزادہ نے کہا او گیدی تو اسقدر بیتاب کیون ہوا جاتا ہے کیا مین اسے
کھا لونگا یا تجھکو نہ دونگا اُسنے بہزار عاجزی شاہزادہ کے پانون پر سر رکھدیا اور کہا شہریار برا ماننے کی بات نہین ہے مین
مدت سے اسکی جستجو و تلاش مین سرگردان ہون پھر تم ہی سمجھو کہ کوئی کسی شی کی تلاش مین ایسا سرگردان ہوگا اور طرح طرح کی
اذیت کا متحمل ہوچکا ہوگا اگر وہ شی اُس تک پہونچ جائیگی تو کیسا بیتاب ہوکے اسکو لیگا اور وہ کس طرح چاہیگا کہ وہ شی ایک لمحہ بھی
کسی دوسرے کے قبضہ مین رہے شاہزادہ نے استغفر اللہ کہکے وہ گوہر تابان اس دیو کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا
لے اسے اپنے پیٹ مین رکھ لے ایسا نہو اس مین ہوا لگ جاوے دیو نار نجات نے وہ گوہر خوش ہوکے شاہزادہ کے
ہاتھ سے لیا اور فوراً آگے چلتا ہوا شاہزادہ نے کہا او گیدی یہ کیا حرکت ہے کہ گوہر لیکے جاتا ہے تو بڑا دغاباز معلوم
ہوتا ہے اسی واسطے تو مجھسے مانگتا تھا اگر مین نہ دیتا پس تو کیا کرتا اور اب بھی ممکن ہے کہ تجھسے یہ گوہر چھین لون کچھ یاد ہے
کہ تو نے مجھسے کیا وعدہ کیا تھا دیو نار نجات نے مطلق جواب نہ دیا اور وہان سے چلا گیا شاہزادہ نے اُسکی اس بیوفائی
پر ہزار ہزار نفرین کی اور کہا نیکی کا زمانہ نہین ہے ہرگز کسی سے نیکی نہ کرنا چاہیے پہر بھر کے بعد دیو نار نجات پھر آیا اور
وہ گوہر شاہزادہ کو دیدیا اور کہا شہریار میری مراد صرف اسی قدر تھی کہ کسی طرح یہ گوہر مجھکو دستیاب ہو جاوے
تو مین اُسکے منہ پر منہ رکھون دو چار بوسہ لب و رخسار کے لون عجلت کی یہی وجہ تھی تم نہین معلوم کہ بجاے خود کیا
سمجھے جو بد دل ہوکے وہ گوہر مجھکو دیا اب تمھاری وجہ سے میری مراد حاصل ہوگئی یہ گوہر موجود ہے اپنے پاس رکھو اور مجھکو
جو کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل مین لاؤن شہزادہ نے بار دیگر اُس گوہر کو غور سے دیکھکے جیب مین رکھ لیا اور دیو سے کہا میرا
یہی حکم ہے کہ مجھکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دے جس سے جو کچھ وعدہ کرے اُسکا وفا کرنا ہر فرد پر ضرور ہے بیوفائی عورتون کا کام
ہے وعدہ وفا کرنا مردون کا دستور ہے ع ہر یار کہ یار نیست دشمن بہ ازو + ہر تیغ کہ تیز نیست سوزن بہ ازو + شرط است
کہ مرد ہرچہ گوید بکند + ہر مرد کہ گوید نہ کند زن بہ از دست + دیو نے کہا پھر مجھکو کب انکار ہے چلو پہونچاؤن مگر خیال
رہے کہ مقام مخدوش کی فرایش ہے جو کچھ صدمہ پونہچے مجھسے شکایت نہ کرنا اپنی فرایش کا ہر وقت خیال رکھنا
اور میرے اسوقت کے کہنے کو فراموش نہ کرنا شاہزادہ نے کہا اے نار نجات دنیا مین بجز زحمت و تکلیف کے کیا ہے
خداوند عالم کی حمایت پر بھروسہ ہے کیا عجب ہے اگر دو غزاسمہ میری وہان بھی مدد و حمایت کرے دیو نے کہا تم جانو
اور شہزادہ کو لیکر وہان سے روانہ ہوا ہر مقام کی سیر دکھاتا اور کیفیت بیان کرتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک مقام
پر لایا وہان ایک صفہ صاف و شفاف بنا ہوا تھا درمیان صفہ سپید کنارے سیاہ چارون گوشون پر چار گلدستے
پچہ کاری کے بنے ہوئے اُس صفہ پر ایک گنبد وسیع سایہ کیے ہوئے بالاے گنبد ایک درخت سرو نہایت سبز و شاداب
از سر تا پا سڈول نہ ایک شاخ حد سے زیادہ نہ کم اور اُس درخت سرو پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا اُسکی صنعتا رین

ایک نارنج ہی دیو مار نجات سنے شہزادہ کو وہان مقیم کیا اور کہا شہریار تمہارے حکم کے موافق ہزار فتون سے
بچا کر بسہولیت تمام مین سنے منزل مقصود پر پونہچا دیا شہزادہ سنے کہا ای مار نجات مجکو کیا معلوم کہ یہ کون مقام ہی
کچھ بیان تو کر دیو نے کہا وہ دیکھو گنبد پر درخت سرو ہی اور اُس درخت پر طاوس ہی جسکی منقار مین نارنج ہی وہ ب
ہی نارنج طلسم کشا ہی بجز اس حال کے بیان کر دینے کے اور کسی طرح کی قدرت مجھین نہین ہی ورنہ تم میرے
محسن ہو ضرور مین تمہاری حمایت کرتا اور بھی جو کام میرے کرنے کا ہی اُسمین ہرگز کمی نہین کرونگا ہان اگر تم مین
طاقت ہو تو اس نارنج طلسم کشا کو اس طاوس کی منقار سے لو اور طلسم کو فتح کرو شاہزادہ سنے دیکھا کہ ہزار ہا
پتھر کے آدمی اُس صفہ پر پڑے ہوئے ہین بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی اور اب یہان کیا کرنا چاہیے دفعتاً خیال
آیا کہ ہیکل کو دیکھنا چاہیے چنانچہ ہیکل کو نکالا اور اُس لعل کی طرف نظر کی لکھا تھا کہ ای جوان جس وقت تو گنبد اور
درخت سرو کے قریب پہونچے اُس درخت کی جانب راست ایک کنیر کا درخت ہوگا اُسمین سے ایک باریک
ٹہنی کاٹنا مگر بالائی حصہ اُس ٹہنی کا دو شاخہ ہو اُس ٹہنی کو مثل تیر کے درست کرنا اُس تیر دو شاخہ پر یہ اسم
پڑھنا پھر اُس تیر دو زبان کو طاوس کی دونون آنکھون پر مارنا قدرت خدا کا تماشا دیکھنا فقط شاہزادہ
ناواقف کرکے اُس درخت کنیر کے قریب گیا باریک ٹہنی کاٹی تیر دو زبانہ تیار کیا اس پر وہ اسم پڑھا طاوس
کے سامنے آیا اور نشانہ تاک کے وہ تیر دو زبان طاوس پر مارا جس سے طاوس کی دونون آنکھین بیکار ہوگئین
فوراً وہ نارنج اُسکی منقار سے زمین پر گرا اگرچہ اُس نارنج کے زمین پر گرنے کی بالکل آواز نہ معلوم ہوئی مع ہذا
اُسی وقت علیحدہ آواز تڑاقے کی محسوس ہوئی سامنے سیاہی دکھائی دی ہوا سے تند کا جھونکا چلا مگر وہ
سیاہی اسی طرف بڑھتی معلوم ہوئی اب تو وحشت نے گھیرا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی پھر ہیکل کے لعل کی نظر کی ہنوز
سطح کو بخوبی دیکھا بھی نہ تھا کہ وہ تاریکی قریب آگئی شہزادہ سنے اس خیال سے کہ نہین معلوم اس تاریکی مین
کیا سانحہ رونما ہو ہیکل کو پھر جیب مین رکھ لیا وہ تاریکی ایسی محیط ہوئی کہ جس طرف نگاہ کی کچھ محسوس نہوا یہ
کہکے کہ ہرچہ بادا باد اُسی جگہ مقیم رہا جب ارادہ کیا کہ اس تاریکی مین گرتا پڑتا اُس نارنج تک پہونچون اور نارنج طلسم کشا کو
قبضہ مین لاؤن مگر پھر خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہی تاریکی مین اندھون کی طرح ٹھوکرین نہین معلوم کیا ہو اور کس جگہ پہونچون
کس خرابی مین مبتلا ہو جاؤن بہتر یہی ہی کہ یہین مقیم رہون حتی کہ وہ تاریکی کم ہونا شروع ہوئی اور کچھ کچھ نظر آنے لگا
اب جو نارنج کی طرف دیکھا اس نارنج طلسم کشا کے قریب ایک دیو قوی ہیکل بیٹھا ہی جس کا سر ہاتھی کا ہی اور علاوہ خرطوم کے
اُسکی سر کے بالائی حصہ پر ایک نوجوان آدمی کا چہرہ نکلا ہوا ہی جسکی سیاہ ڈاڑھی ہی بقدر ایک وجب کے ہی اور
مونچھین بھی بہت بڑی ہین شاہزادہ نے اُسکی صورت دیکھکے کہا اللہم احفظنا دیکھیے اسکے قبضہ سے کب اور کس طرح
نجات ملتی ہی اُس دیو نے پہلے خرطوم کو اپنی ڈاڑھی پر پھیرا بعدہ بکمال سہولت کہا ای جوان آدمزاد تو باوجود
اپنے ضعیف الجثہ ہونے کے بڑا جری ہی کہ یہان تک پہنچنے کو پونہچا اور اس نارنج کو قبضہ مین لانے کی تدبیر پیدا کرلی مگر
تو اس بات سے بالکل غافل تھا کہ مین بہت بڑا محافظ اس نارنج کا مقرر ہون از بسکہ تجھمین ایک تیز ذہنی مشابہت میری ہی
اس لحاظ سے تجکو آگاہ کرتا ہون کہ اپنی زندگی چاہتا ہی تو اس امر محال سے باز آ اور جس طرف سے آیا ہی اُس طرف واپس جا ورنہ نارنج لینے کا تو کیا ذکر تو
زندہ نہ بچیگا اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ جو کوئی کسی کام کے انجام ہی کا ارادہ کرتا ہی وہ پہلے یہ سمجھ لیتا ہی کہ آیا ہم مین اُس کام کے انجام دینے کی طاقت باقی
ہی یا نہین مجھ کیا سمجھ کے یہان آیا اور اس نارنج کو طاوس کی منقار سے گرا دیا شاہزادہ نے کہا مین خاص اس نارنج کی تلاش مین یہان تک پہونچا اور ارادہ
کیے ہوئے ہون کہ جب تک اس نارنج کو نہ لیلونگا یہان سے واپس ہرگز ہرگز نہین جاؤنگا اُس دیو نے کہا

پھر نارنج تو موجود ہی اگر لے سکتا ہی تو لے شاہزادہ تلوار کو بلند کیے ہوے قریب اُس دیو کے گیا اور چاہتا تھا کہ نارنج کو اٹھا لے اُس دیو نے خرطوم سے شاہزادہ کو پسپا کر دیا شہزادہ نے غضب آلود ہو کے شمشیر آبدار کا وار اُس کے خرطوم پر کیا یہ معلوم ہوا کہ تلوار پتھر پر پڑی دیو کو شمہ گزند نہ پہونچا تو شاہزادہ کے حواس باختہ ہوے اُس دیو نے بہ آواز بلند کہا اے آدم زاد بس تو چکا اس نارنج کو اب بھی اس ارادہ سے باز آ ورنہ مفت ہلاک ہو جائیگا اور اے جوان آدم زاد یہ بھی بخوبی یاد رکھ کہ مین ہرگز تجھ پر حملہ نہین کرونگا مگر تجھکو نارنج بھی نہین لینے دونگا شہزادہ نے بعد غور و فکر بسیار پھر ہیکل کو جیب سے نکالا اسمین لعل پر نگاہ کی لکھا تھا کہ اے جوان فیلان تیرا سد راہ ہوگا ہر چند کہ فیلان سے تجھکو کسی طرح کے گزند نہین پہونچیگا تاہم نارنج طلسم کشا کو تیرے ہاتھ مین نہین آنے دیگا اور اُس پر تیرا کوئی حربہ بھی کارگر نہو گا ہان اُسے تیر دوزبان کی متعدد ضربون سے اُسکا کام تمام ہو سکتا ہی شاہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اور تیر دوزبان کو جو نارنج سے علیحدہ پڑا تھا وہان جا کے اُٹھا لیا اور فیلان کے قریب جا کے اسکے جسم پر پے در پے چوبین لگانا شروع کین ہر ضرب مین اُسکا گوشت روئی کی طرح اُڑتا جاتا تھا حتی کہ تھوڑے ہی دیر مین فنا ہو گیا شہزادہ نے دوڑ کے اس نارنج کو اُٹھا لیا اور بحفاظت تمام اپنی جیب مین رکھ لیا اُس طرف وہ تمام مردان سنگین اپنی اصلی صورت پر آ گئے کسی نے بہ آواز بلند کہا اے جوان تو ہمیشہ زندگی بعیش و راحت بسر کرے کہ تو نے ہماری جان بخشی کی ورنہ ہم ہمیشہ بے حس و حرکت رہتے کسی نے کہا اے جوان تیرا اقبال روز افزون ہو کہ تو ہماری گلو خلاصی کا باعث اس وقت مین ہوا جبکہ کسیکو ہمارے نیک و بد کی خبر نہ تھی اور آج تک کوئی ہماری فریاد رسی کو نہ پہونچا اسی طرح سب نے شاہزادہ کو دعائین دین اور احسان کا شکریہ ادا کیا شہزادہ نے کہا تم سب کون ہو اُنہون نے کہا اے ہمارے محسن ہم سب سلاطین کوہ قاف ہین اب ہم اپنی دار السلطنت مین جا کے اپنی فوج جمع کرینگے جسوقت صنعان شاہ سے ہنگامہ حرب و ضرب گرم ہوگا ہم سب تیری مدد کرینگے یہ کہا اور وہ سب اپنی اپنی دار الحکومت کی جانب وہان سے روانہ ہو گئے یہان شاہزادہ کی خدمت مین دیو نارنجات آیا اور کہا کیا حکم ہی شاہزادہ نے کہا حکم یہ ہی کہ کہین سے تھوڑی آگ لاؤ دیو نارنجات آگ لایا شہزادہ نے بال مرغ خوش خبر کو آگ پر رکھا جونہی پر کا دھوان اُٹھا فوراً مرغ خوشخبر آ موجود ہوا اور عرض کی اے شہریار والا تبار کیا حکم ہی شہزادہ نے کہا اے مرغ خوشخبر بحمد اللہ یہان کا قصہ تو پاک ہوا اور نارنج طلسم کشائی ہاتھ آ گیا چنانچہ میرے پاس موجود ہی اب یہان سے چلنا چاہیے مرغ خوشخبر نے اُس عالی جاہ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور مع دیو نارنجات وہان سے جانب طلسمات روانہ ہوا

اب شہزادہ بدیع الملک کو مرغ خوش خبر کی گردن پر سوار جانب طلسمات روان رکھا جاتا ہے اور اُس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہی جہان حمزہ ثانی وغیرہ نارنج چننے مین مصروف ہین

کسی طرح سے کھلا نہ عقدہ بہت ہین دلتنگ اس جہان سے ۔۔۔ کوئی بتا دے وہان کا رستہ بھٹک کے آئے ہین ہم جہان سے
جو دوست تھے پایا انکو دشمن عزیز خانہ خراب دیکھے ۔۔۔ نکل گئی جان جسکے تن سے نکلتے ہین اُسے مکان سے
جہان مین جتنے تھے اپنے ساتھی ہوے وہ ملک عدم کو راہی ۔۔۔ کوئی نہ بولا کہ ایک بیکس غریب چھوٹا ہی کاروان سے
بلاکشون پر جفائین کرنے سے چرخ کجرو کبھی نہ چوکا ۔۔۔ مرے ہی جانب ہوا رخ اُسکا چلا ہی جو تیر اس کمان سے
فراق مین ایک رشک لیلی کے سر بصحرا نکل گئے ہین ۔۔۔ ہمارا قصہ بھی دوستو کم نہین ہی مجنون کی داستان سے
ہزار ہوسے دشمنون سے چاہا کہ حسن بے پردہ جلوہ گر ہو ۔۔۔ تجلئی برق شعلہ خو کا حجاب اُٹھا نہ درمیان سے

کون جو حق حق مری زبان کو نہین ہی یارا بیان کا مہدی   زمین کو ہے صنم کا رتبہ کہین ہے وہ چند آسمان سے
راویان روایات عجیب محرران مضامین غریب اس حال محنت اشتمال کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ حمزہ ثانی
تاریخ چینی مین مصروف تھے کہ چند حبشی اہل طلسم سے وہان آئے اور غضب آلود آواز سے کہا ای خیرہ سر و تمھارا
کام تاریخ چینی تھا یہ درخت کیون زمین سے علیحدہ کیے ہین خبر طاہر کہ اسی طرح تمھارے سرون کو تن سے جدا کرون
حمزہ ثانی نے کہا بھائیو یہ درخت ہمنے نہین زمین سے علیحدہ کیے تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تاریخ چینی مین مصروف
ہین اُن زنگیان طلسمی نے کہا آخر وہ کون بیہودہ تھا جسنے یہ حرکت بیہودہ کی اُسکو ہمارے سامنے لاؤ معقول سزا
دین حمزہ ثانی نے کہا کہ جائیو جسنے یہ درخت کندہ کیے ہین اُسنے حرمیہ جنی کو رہا کیا اور اب کوہ قاف کی طرف گیا ہوا ہی
اُن حبشیون نے کہا یہ سب تمھارا حیلہ و الہی ہم خوب جانتے ہین کہ یہ تمھاری ہی شرارت ہی اور حمزہ ثانی اور
تمام یاران ہمراہی کو لبستہ کر کے قید کر لیا ہر چند سب نے عذر کیا کہ یہ حرکت ہماری ہرگز نہ تھی ہمکو بیکار لبستہ و گرفت
کر لیا ہی اُن زنگیون نے مطلق نہ سنا ہی کہا کہ اگر تمھاری حرکت نہ تھی تو اُس شریر کو ہمارے روبرو حاضر کرو اُس
حیلہ سے تمھاری رہائی نہین ہوسکتی راوی کہتا ہی کہ اُس طرف شہزادہ بدیع الملک کو وہ مرغ خوشنجر طلسمات مین
لایا اور لیونار نجات بھی ہمراہ تھا شہزادہ نے دیکھا ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب نہرین ہر طرف جاری ذرہ ذرہ

ہین تر و تازگی ساری سے … بگلزار رش فگندہ عشرت لشباط … نہ گنجیدہ در پوست گل از نشاط … صبا مست افتادہ در سبزہ زار
سر سبزہا در کنار بہار … در جام جمشید از عبر شش … ز نہ چتر خورشید نیلوفرش … زہر برگ آثار حسن آشکار
دل لالہ از عشق خود داغدار … معطر مشام از شمیم سمن … ہوا طرف ریحان نسیم ختن … ریاحین ز شبنم مزین بدر
ہمہ ہزاران دل غنچہ پر … بہ چشمک زنی نرگس پرخمار … نظر کردہ نرگس مست یار … زہر سو بر آوردہ مرغان خروش

ز جام گل آتشین مست ہوش ۔ اُس باغ ہمیشہ بہار مین بہ نسبت اور درختان گل و ثمر کے درختان تاریخ بکثرت
تھے یکایک آواز طراق طراق پیدا ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے ہر چہار جانب باغ مین دیکھا اُس آواز
کی تو کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی البتہ ایک جانب دیکھا کہ ایک نقابدار بلباس طلا کار چلا آتا ہی اور آتے ہی اُسنے
درختون کو زمین سے کندہ کرنا شروع کیا شہزادہ تا دیر اس تماشے کو دیکھتا رہا جب تک کہ وہ نقابدار شہزادہ کے
قریب پہونچا بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ کیا کرتا ہی کہ ان درختان طلسمی کو زمین سے کندہ کر رہا ہی اگر طلسم کشا کو
اپنے پاس رکھتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین شوق سے اُن درختان تاریخ کو کندہ کر کے طلسم کو فتح کر اگر طلسم کشا نہین
رکھتا تو یہ ایک فعل عبث ہی نقابدار نے شہزادہ کو از سر تا پا بغور دیکھا سلام کر کے کہا ای جوان طلسم کشا کیا شئی ہی مین نے
طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا طرفہ ماجرا ہی کہ طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین اور پھر یہ جرأت کی کہ درختان طلسم کو
کندہ کرنا شروع کر دیا آگاہ ہو ای نقابدار وہ طلسم کشا میرے پاس ہی انشاء اللہ الرحمن اس طلسم کو مین فتح
کرونگا نقابدار نے کہا ای جوان تمھارا نام کیا ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہین نقابدار یہ سنکے
شہزادہ کے قریب آیا اور بکمال ادب دوسرا سلام کیا اور کہا جانم فدا ہے تو باد بہت مبارک بات ہی تم اس طلسم کو فتح
کرو شہزادہ نے کہا تم کون ہو اور کیا نام ہی اُسنے کہا ای والا منزلت مین جو کوئی ہون مگر تمھارے خادمون مین سے
ایک مین بھی ادنی خادم ہون قبل مین مین نے نیلگون شاہ کو مطیع فرمان کیا تھا اور اژدر دریا نیلگونیہ کو ہلاک کیا تھا
اور تمھاری ہی ہوا داری مین شب و روز تک رستم سے ہنگامہ جنگ کشتی گرم رکھا آخر الامر مجھکو کوہ قاف کی
طرف اُٹھا لیگیا فی الحال مین نے تمھارے اقبال سے کوہ قاف کے ایک قلعہ کو مسخر کیا ہی اور لشکر اجنہ کو

ہمراہ لیکے اس طرف کا عزم کیا یہان تمہارے جیسے جوان ذیشان کی ملازمت حاصل ہوئی شہزادہ نے کہا ہان ای نقابدار بیشتر
تمہارے اوصاف میری سماعت مین گزرے ہین اچھا یہ تو مین نے سُنا کہ اب بتاؤ کہ تمہارا کیا ارادہ ہی نقابدار نے کہا
یہی ارادہ ہی کہ اب تمہاری دامن دولت سے وابستہ رہون بشرطیکہ یہ امر تمہارے خلاف طبع نہو شہزادہ نے کہا
کیا مضائقہ ہی اور اس مین خلاف طبع ہونے کی کیا وجہ ہی نقابدار اسنے اپنے لشکر ہمراہی کو رخصت کرکے شہزادہ
بدیع الملک کی ملازمت اختیار کی ہنوز ایک ساعت کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ چند حمال سرون پر کھانے کے
خوان اٹھائے ہوئے آموجود ہوئے نقابدار نے اشارہ کیا جو حمال کہ اون مین کسیقدر ممتاز تھا قریب آیا
دسترخوان بچھایا خوانون کے کسنے کھولے انواع واقسام کے کھانے ظروف نقرئی وغوری مین تھے کسی مین
پلاؤ کسی مین زردہ کہین متنجن کسی مین کوفتے کسی مین فیرنی کسی مین قورمان اسیطرح جملہ اقسام کے کھانے تھے اُس
جمال نے سب کھانون کو دسترخوان پر چنا نقابدار نے کہا ای والا منزلت نان ونمک حاضر ہی نوش فرمائیے شہزادہ
نے پہلے عذر بار دکیا بعدہ کھانا کھایا بعد فراغ اُس باغ کی سیر کی یہانتک کہ رات ہوگئی شہزادہ اور مرغ خوشخبر
اور دیونار نجات وغیرہ سب سو رہے بعدہ شہزادہ جاگا دیکھا تو وہان کوئی نہین ہی متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی ابھی ہم سب ساتھ سوئے تھے ان سبکو
کون لیگیا نقابدار شہزادہ کے قریب بیخبر سو رہا تھا اسکے چہرہ سے نقاب علیحدہ ہوگئی شہزادہ کی نظر اسکی صورت پر پڑی
دیکھا ایک نازنین ہی ایسی صاحب حسن وجمال کہ ایسا حسن وجمال کبھی نظر سے نہ گذرا تھا از حسن خداداد ہی جسکے
دیکھنے سے آنکھون کو سیری نہین ہوتی ہے ~ تے کزدیدن آن شکل دخسار ✤ بہ بندد زاہد صدسالہ زنار ✤ زلفین
ہین یا دو کالے لہرا رہے ہین پیشانی لوح طلسم حیرت آنکھون مین وہ جادو بھرا ہی جسکے آگے سحر سامری نرا ڈھکوسلا
ہی تیر مژگان دل مین وہ سار ہونے کو بس تیغ ابرو خونریز بینی الف آفتاب قیامت لب آتش تیز ~ در تنگی
آن دہن سخن نیست خاموش کہ جای دم زدن نیست ✤ دہن اُس زہرہ شمائل کا کنوان بابل کا زندان ہاروت
ماروت در دندان شفاف گردن پر ہزارون کا خون مگر بیر صاف ساعد دبازو تصویر کلائیان شاخ مرجان سے
پنجہ گیر پستان بہار جادو کے ترنج یا شعبدے کے دونارنج کیسی چکیان جنپر دل لوٹ ہوا جاتا ہی اُچک لیجیے یہی دل چاہتا ہی
عاشق کے دل مین آتیان ہین چھاونی چھاتیان ہین شکم ایسا کہ جو دیکھے پیٹ پکڑے دوڑ اپھرے ناف ہنماہ
حسن سے مملو رانون کے آئینہ سکندر منش کو حیران کردین ساقون کی مچھلیان ماہی سقنقور سے خراج لین پاؤن
جسکے ہاتھ آئے کیا کیا مزے اٹھائے یہ سراپا جو معرض تسطیر مین آیا فقط نفس الامری تھا نہین تو ~ تنش را
پیرہن عریان ندیدہ ✤ چو جان اندر تن وتن جان ندیدہ ✤ سادہ مگر نہایت پر تکلف وقیمتی لباس اور پوشیدہ
زیور مرصعی سے آراستہ اُسکے اوپر سپاہیانہ لباس پہنے ہوئے چند اسلحہ بھی زیب تن کیے ہوئے بکمال انداز
دلبری ودلربائی بیخبر سو رہی تھی بہزار جان ودل فریفتہ ہوگیا حسن ملکہ ماہ نوش لب وروان بخش کو بھی بھولا بار بار
دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک یہ نازنین ہی یا خدا کی قدرت ہی نہین معلوم کون ہی کہان رہتی ہی اس مقام مین اسکا
کس طرح گذر ہوگیا جب کچھ سمجھ مین نہ آیا خاموش ہو رہا مگر نظر اُسی محبوبۂ دل آرام کے چہرہ روشن کی جانب تھی یہانتک کہ رات
گذر گئی ~ ز بازار آتشین خصلت چو مرغ صبح نالان ✤ خراب شب بزیر طشت کرد آن شمع پنہان ✤ نہان شد مشتری نیش وسود از میان نجات
فرو بستند نقادان علوی را در دکان ✤ کہ وہ نازنین خواب سے بیدار ہوئی اور گھبرا کے نقاب کو چہرہ زیبا پر گرا لیا شہزادہ
نے کہا ای نقابدار اسقدر اپنے کو نہ پوشیدہ کر دحقیقت امر سے مجھکو اطلاع ہوگئی سچ بتا کہ تو کس گلستان
حسن وجمال کا پھول ہی جسکے ایک نظارہ نے میرے دل کو تہ وبالا کردیا نقابدار نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی

کہ مین کرب کی دختر ہون ہلال کے بطن سے پیدا ہوئی ہون راوی کہتا ہی کہ اُدھر بدیع الملک اس نازنین پر
عاشق ہو گیا اُدھر یہ نازنین نقابدار بھی شہزادہ پر فریفتہ ہوگئی چونکہ بدیع الملک کو نازنین نقابدار کی صورت
زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا کیا اُن کو شہزادہ پر خواب نے غلبہ کیا نازنین نقابدار سے کہا اس وقت مجھپر
خواب غلبہ کیے ہوے ہی اجازت ہو تو تھوڑی دیر سو رہون اُس نازنین نے کہا بسم اللہ شوق سے استراحت
فرمائیے شہزادہ سو گیا وہ نازنین بیدار رہی ہنوز چند لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ کوئی آیا اور نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے
اُسکو اُٹھا لیگیا جسوقت اُٹھائے چلا حسرت اسقدر آواز آئی کہ ای شہریار مدد کرو مجھے لیے جاتی ہی شاہزادہ خواب
سے بیدار ہوا اس عرصہ مین دیکھا نقابدار غائب ہی شہزادہ ہمتن حیرت تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی وہ دونون اول غائب ہوگئے
اب نقابدار کو بھی کوئی لیگیا دست افسوس ملتا تھا اور یہ بجاے خود کہتا تھا ای بدیع الملک اُس دلربا
کا پتا اب کہان ملسکتا ہی ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد ٭ کبھی یہ کہتا
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ ای یارم توئی ٭ ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی ٭ یکایک ترنج کا خیال آیا جیب مین
سے ترنج طلسم کشا کو نکالا غور سے دیکھا وہ ترنج طلای خالص کا بنا ہوا تھا فکر ہوئی کہ اِسے کھولنا چاہیے ہر طرف
دیکھا کسی طرف کھلنے کا نشان نہ پایا دونون ہاتھون مین رکھ کے زور کیا پھر بھی نہ کھلا کہا واہ عجیب طرح سے بنایا ہی گر
ترنج طلسمی ہی تو اس کو کھلنا چاہیے اگر بانیان طلسم نے مذاق کیا ہی تو اسکا ذکر نہین اُسوقت پھر ہیکل سے مشورہ
کرنے کا خیال آیا جیب سے اُسے نکالا دانہ یاقوت پر نظر کی لکھا دیکھا کہ ای جوان جسوقت تارنج طلسم کشا تجھے
دستیاب ہوا اور کسی طرح نہ کھل سکے بدل نہونا اگرچہ اُس نارنج طلسمی کا کھلنا ضرور ہی لیکن وہ مشروط ہی اُس
درخت سرو کے کندہ ہونے سے اور درخت سرو تیری طاقت سے کندہ ہوسکتا ہی اُسکے نیچے تہ خانہ دکھائی
دیگا بلا تکلف اُس تہ خانہ مین داخل ہونا وہان یہ لوح کھل سکتی ہی شہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اُس درخت
کے قریب پہونچا بغل مین لیکے ایک زور جو کیا جڑ سے باہر نکل آیا اُسکو کنارہ پر پھینک دیا دیکھا واقعی سب ہیکل
ہیکل تہ خانہ نمایان ہی بسم اللہ کہکے تہ خانہ مین داخل ہوا جیب سے نارنج طلسم کشا کو نکالا اب جو نظر کی کھلنے کا
نشان ظاہر پایا گویا دبانے مین نارنج از خود کھل گیا اندرون نارنج سے ایک انگشتری نکلی اُس انگوٹھی پر لکھا دیکھا
ای جوان ذیشان مبارک ہو کہ تجھکو یہ انگشتری ملی اب تو پوست نارنج کو جیب مین محفوظ رکھ اور اس نقب مین داخل ہو
بیخوف و خطر راہ طی کرنا اثناے راہ مین ایک اژدہا تیرا سدّ راہ ہوگا تو بالکل خائف نہونا اُس اژدہے سے
کہنا کہ ای اژدر میر اسدرا کیون ہوتا ہی ورانحالیکہ جملہ مراحل مصیبت و منازل مشقت کو طی کرکے مین یہا تک
پہونچا ہون وہ اژدہا کہیگا کوئی نشانی دکھا تجھکو چاہیے کہ اُس پوست نارنج کو دیدے وہ اُس مقام سے
غائب ہوجائیگا تو نصف مین قدم آگے بڑھانا یہا تک کہ نیک اندیش نام وزیر کے پاس پہونچیگا نیک اندیش
مرد مسلمان ہی جو کچھ نیک اندیش راے دے اُسکے موافق عمل کرنا خدا چاہیگا تو طلسم کی فتح تیرے
نام پر مقرر ہوجائیگی شہزادہ بدیع الملک نے بخوشی تمام وہ انگشتری طلسمی ہاتھ مین پہن لی اور وہان سے روانہ
ہوا دور دو چلا جاتا تھا اور بجاے خود یہ خیال کررہا تھا کہ دیکھیے وہ اژدر کہان ملتا ہی اور کس طرح پیش آتا ہی
یکایک وہ اژدہا دکھائی دیا اُسکے جثہ کی درازی اس اندازہ سے معلوم ہوسکتی ہی کہ اُسکا منہ پھاٹک کے مثل تھا
اور دور تک اُسکے منہ کے شعلہ کی لپک جاتی تھی بدیع الملک خائف ہوکے ٹھہر گیا جون ہی اُس اژدر نے
شاہزادہ کو دیکھا بلا کی طرح دوڑا اور چاہا کہ نگل جاے شاہزادہ نے بآواز بلند کہا ای اژدر توقف کر جو کچھ

جو کچھ مین کہتا ہون اُسے سُن لے اژدہے نے کہا کیا کہتا ہی جو کچھ کہنا ہو جلدی کہہ یہ مقام زیادہ توقف کا نہین ہی شاہزادہ نے کہا تو کیون مجھپر حملہ کرتا ہی اُسنے کہا یہانتک کسیکے آنے کا حکم نہین ہی اول تو یہان آہی کون سکتا ہی اور بالفرض کوئی آبھی گیا پس اُسکی یہی سزا ہی کہ اُسکو نگل جاؤن بدیع الملک نے کہا مین مین علی العموم واردان طلسم سے نہین ہون بلکہ خاص میری سرنوشت مین یہان تک پہونچنا مقرر تھا بلکہ اس طلسم کا فتح ہونا بھی میری ہی کوشش پر موقوف ہی یہی وجہ ہی کہ جملہ آفات طلسم سے محفوظ رہ کے مین یہانتک پہونچا ہون اژدہے نے کہا اگر تو علی العموم واردان طلسم سے نہین ہی کوئی آدم زاد ہی تو اسکی دلیل پیش کر بدیع الملک نے کہا بس یہ دلیل کافی ہی کہ مین صحیح وسلامت یہانتک پہونچا اژدر نے کہا یہ دلیل کافی نہین ہی کوئی نشانی ہونا چاہیے شاہزادہ نے جیب سے پوست تاریخ طلسم کُشا اُسکے روبرو پھینک دیا اور کہا لے یہ نشانی بھی موجود ہی اژدر نے پہلے اُس پوست تاریخ کو غور سے دیکھا اور شاہزادہ کو دیکھا پھر اُس پوست کو اٹھا کے نگل لیا ہنوز بدیع الملک اُسکو دیکھ ہی رہا تھا اور خیال تھا کہ یہ میرے سامنے واپس جائیگا مگر وہ اژدہا چھتا تو یہ معلوم ہوا دفعتاً نظر سے غائب ہوگیا جس سے شاہزادہ کو تعجب ہوا اور آگے قدم بڑھایا آخر اُس نقب مین چلا جاتا تھا حتی کہ ایک باغ مین پہونچا اُس باغ کی سرسبزی وشادابی کا بیان حوالہ قصہ خوان اندرون باغ ایک قصر نہایت خوش نما و عالی شان دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا علاوہ بلندی کے سر ایک کنگرہ اُسکا آفتاب عالمتاب کے مانند چمکتا تھا

زہے قصر منظر کہ از قدر و شان ۔ زیبے کنگرش او آسمان

بہ رونق ز قصر خورنق فزون ۔ ستونہا سے گلستی بے ستون

زخارا تراشان فرہاد زور ۔ ازین قصر شیرین در آفاق شور

نہ در بر زمین هشت و صفتش بیان ۔ متانت شود آلہ آسمان

بعالم فروزی در آفاق فاق ۔ خور از پرتو شمسہ پیش طاق

ایک نازنین سنبل مو عنبر ابو تخت طلائی پر ہزار رعنائی و دلربائی جلوہ افروز ہی دروازہ قصر پر ایک دیو کوہ پیکر دار شمشاد کہ کند سے پر رکھے ہوے ہر چہار جانب نگران استادہ ہی جون ہی اُس دیو نے شاہزادہ بدیع الملک کو دیکھا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا اور کہا ادآدم زاد ضعیف البنیاد کیون اس طرف بیبا کانہ چلا آتا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ سخت سزا پائیگا شہزادہ نے مطلق اعتنا نہ کی اور آگے قدم بڑھایا اُس دیو نے کہا اجل گرفتہ تو نہین مانیگا یہ کہکے دار شمشاد کا وار کیا شہزادہ نے اُس حربہ کو سپر پر رد کیا اور کہا خبردار ہوجا سنے زدی ضرب خود ضرب مافوش کن ، غم دین و دنیا فراموش کن ، اور شمشیر آبدار کا وار کیا اُس دیو نے بھی وار شمشاد پر حربہ کو رد کیا شہزادہ نے بجالاکی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے دیو کو سر سے بلند کیا اور چاہتا تھا کہ گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارے اُس دیو نے کہا ای آدم زاد توقف کر مجھے کچھ کہنا ہی بدیع الملک نے آہستہ اُسکو زمین پر رکھ دیا اور کہا ہان کہہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا تیری زبان پر جو نام خدا جاری ہوا کیا تو خدا پرست ہی تو یہی بیان کر کہ کس قوم و قبیلہ سے ہی شاہزادہ نے کہا ہان مین خدا پرست ہون نبیرۂ زلزلۂ قاف و سلیمان کو جیکہ دیو نے خوش ہو کے ہاتھ بڑھایا اور کہا مصافحہ کر مین بھی مسلمان اور اس نازنین کا ملازم ہون جو قصر مین مقیم ہی شاہزادہ نے کہا یہ نازنین کون ہی دیو نے کہا مین اس نازنین پر عاشق تھا اسی وجہ سے اُسے کوہ قاف سے لے آیا اور اس طلسم مین پوشیدہ ہوا تھا مگر افسوس کہ یہان بھی میرا مطلب حاصل نہوا سہ من درچہ خیالم فلک درچہ خیال ، کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال مین نے اپنی سی کوشش کی مگر مشیت باری مین نہین گذرا تھا کہ مین اس ناز سے کام دل حاصل کرون کاش کے اس طلسم مین پناہ نہ لیتا کیونکہ جو حقیقت بیرون طلسم

پیش آنے والی تھی وہی مصیبت یہان پیش آئی کہ اہالیان طلسم سے صنعان شاہ بادشاہ طلسم کو میرے اور اُس نازنین کے یہان آنے کی خبر دی صنعان شاہ نے مجھکو اور اس نازنین کو اپنے روبرو بلایا اور بہت برہم ہوکے کہا تو کیون اس طلسم مین آیا مین نے تمام حقیقت کو بیان کردیا اُسنے کہا کہ یہ طلسم ہر کہ و مہ کی پناہ کی جگہ نہین ہے تو یہان محفوظ نہین رہسکتا مین نے بہت کچھ منت و سماجت کی صنعان شاہ نے رغبت کی نظر سے اس نازنین کو دیکھا اور مجھسے کہا خیر اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہے تو اس نازنین کو مجھے دیدے میری طبیعت کا میلان اسکی جانب ہوگیا ہے مین نے کہا اے بادشاہ جاہ یہ انصاف ہے کہ مین کس محنت و مشقت سے اسے پردۂ قاف سے لایا ہون اور تیری حکومت مین پناہ لی ہے تجھکو چاہیے کہ ہمکو مہمان سمجھ کے ہماری رعایت کر نہ یہ کہ ہماری مطلوبہ کو ہم سے طلب کرتا ہے اور اپنی مطلوبہ قرار دیتا ہے اگر تجھکو خدا نے ہر طرح کی قدرت اور حکومت عطا فرمائی ہے تو تجھکو چاہیے کہ اپنے زیردستون پر شفقت و مہربانی کر نہ یہ کہ ایسا شدید ظلم کرنے کے درپے ہو صنعان شاہ نے میرے کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی کہا یہ سال میرے قران کا ہے مین ہرگز اس نازنین سے دست بردار نہونگا اور قصر مین اس نازنین کو مقیم کرکے مجھسے کہا کہ جا اس نازنین کی خدمت گذاری مین مصروف ہو اور خبردار اس نازنین سے کسی نوع کی خلاف حرکت کا خیال بھی دل مین نہ لانا ورنہ ایسی خرابی سے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی کو تیرے حال پر افسوس ہوگا اور اب مین خدا پرستون کا قصۂ فیصل کرنے کا تہیہ کیے ہون اس کار ضروری سے فارغ ہو کے تجھکو اطلاع دونگا اور وقت تو اس نازنین کو فوراً میری خدمت مین حاضر کردینا اے شہریار اگرچہ اس نازنین کو صنعان شاہ نے اپنی محبوبہ قرار دیا ہے مگر اصل امر یہ ہے کہ مین اور یہ اس قصر مین دونون قید ہین اور کہین نہین جاسکتے ورنہ مین یہان سے ابتک کبکا غائب ہوگیا ہوتا اور یہ نازنین بھی میرے ساتھ ہولی اے جوان تیرے بشرہ سے آثار اقبال مندی اور ہونہاری کے ظاہر ہوتے ہین میری خوبی قسمت ہے کہ ایسے وقت مجبوری مین تیری ملازمت حاصل ہوئی کیا عجب ہے کہ تیرے قدم مبارک کی برکت سے مین اپنے مطلب پر فائز ہون یعنی میری مطلوبہ مجھکو ملجاوے اور اے شہریار یہ مین بھی گذارش کیے دیتا ہون کہ میری مطلوبہ اس وقت مجھکو نہین ملسکتی جسوقت صنعان شاہ ظالم ہلاک ہوگا اگر یہ کام میرا ہوگیا تو مدت العمر تیرا بندۂ احسان رہونگا ورنہ زندگی مین مجھکو اس غم جانکاہ سے نجات ملنا دشوار ہے بالیقین اسی قید مصیبت مین ایک روز ہلاک ہوجاؤنگا شاہزادہ نے اس دیو کو بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا اخراج مطمئن رہ اگر خدا نے چاہا تو یہ نازنین جو تیری مطلوبہ ہے تجھکو دلوا دونگا اب سردست یہ کام کر کہ مجھکو نیک اندیش وزیر کے پاس پہونچادے پھر تو مین صنعان شاہ کا علاج کرہی لونگا دیکھون وہ میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے ؎ بینی کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان

اخراج دیو نے شاہزادہ کے دست حق پرست پر بوسہ دیا اور ہاتھ اُٹھاکے دعا دی ؎ الٰہی تا جہان باشد تو باشی ٭ اور کہا بسر و چشم نیک اندیش وزیر کے پاس لے چلنے کو موجود ہون بسم اللہ اور گردن پر سوار کرکے نیک اندیش وزیر کے مکان کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش وزیر اپنے مکان مین موجود تھا جو اخراج دیو شہزادہ کو لیے ہوئے پہونچا جونہی نیک اندیش وزیر کی نظر بدیع الملک پر پڑی فوراً تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور نہایت اعزاز و احترام سے معقول جگہ پر بٹھایا اور کہا اے شہزادہ والاتبار مجھکو تمھارا مدت دراز سے اشد انتظار تھا زہے نصیب میرے کہ آج غریب خانہ کو اپنے فیض قدم مبارک سے عزت بخشیے ؎ یارب نہال دولت تو سرفراز باد ٭ درہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد ٭ حقتعالی

تمام مقاصد دلی بر لاکے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھائے بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کیا کہون کہ کیسے
کیسے مخصون مین مبتلا رہنے کا اتفاق رہا بارے خدا خدا کر کے یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا نیک اندیش
وزیر نے کہا ایسے معزز و محترم کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہان تکلیف فرمائیے میری عزت بڑھائیے اب جو کچھ ارشاد
ہو اسکو بجا لاؤن بدیع الملک نے کہا فی الحال تو میرا یہی ارادہ ہی کہ صنعان شاہ کی ملاقات کو جاؤن بعدہ
جیسا کچھ مناسب ہوگا اُسکے موافق کیا جاویگا نیک اندیش نے کہا یہ کچھ دشوار امر نہین ہی یہ بھی اتفاقی
امر ہی کہ کل ہی صنعان شاہ کی عدالت کا دن ہی انشاء اللہ کل ہی مین تمکو دربار مین لے چلونگا مگر شہریار چند
شرایط ہین اُنکو گذارش کر دینا میرا فرض ہی آیندہ ماننے نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے
وہ شرائط پوچھی نیک اندیش نے کہا پہلی شرط یہ ہی کہ اگرچہ تم بھی ایک جوان ذی مرتبت و ذیشان ہو تاہم مقتضا
یہ ہی کہ جسوقت صنعان شاہ کا سامنا ہو تم اُسکو سلام کرنا بدیع الملک نے کہا کیا مضایقہ ہی نیک اندیش
نے کہا دوسری شرط یہ ہی کہ جسوقت تم وہان موجود ہوگے صنعان شاہ تمکو جام مین شربت دیگا تم جام مین شربت
نہ پینا بلکہ قاشق منگا کے اُسمین شربت پینا بعد جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غرضکہ وہ تقیہ دن اور انواع اقسام
کے حرف و حکایات مین تمام ہوا اختتام ہوئی دسترخوان بچھا انواع اقسام کا کھانا چنا گیا بدیع الملک اور
نیک اندیش وزیر نے ساتھ کھانا کھایا شب بھی ایک ہی جگہ دونون نے بسر کی صبح کو بدیع الملک نے
حمام کیا لباس پر تکلف سے آراستہ ہو کے نیک اندیش وزیر کے ہمراہ صنعان شاہ کے دربار کی جانب
روانہ ہوا نیک اندیش اور شاہزادہ دونون اُسوقت صنعان شاہ کے دربار مین پہونچے کہ صنعان شاہ عدالت
کر رہا تھا یہ دونون ایک جانب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد صنعان شاہ شاہزادہ کے جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای جوان تو کون ہی بدیع الملک نے صنعان شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مرد مسافر ہون
صنعان شاہ نے شہزادہ کو دیکھا بعدہ ایک جادوگر سے کہا ای فلان یہ جوان ہمارا مہمان ہی اسکو ایک جام
شربت پلانا چاہیے اُس جادوگر نے فوراً جام شربت سے لبریز کر کے شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے
وہ جام شربت سے لیا اور چند لمحہ تک اُس جام کو ہاتھ مین لیے اسیطرح بیٹھا رہا صنعان شاہ نے
جو دیکھا کہ شہزادہ نے شربت نہین پیا اُسیطرح ہاتھ مین جام لیے بیٹھا ہی کہا ای مہمان جبکہ تو ہمارا مہمان ہی پھر کیا
وجہ ہی جو شربت نہین پیتا بدیع الملک نے کہا شہریار مین اس جام مین شربت نہین پیونگا صنعان شاہ
نے کہا نہین ہماری خوشی یہ ہی کہ جام ہی مین شربت پی لے شاہزادہ نے کہا میری کیا مجال کہ اس جام مین
شربت پی لون ہان قاشق ہو تو مضایقہ نہین صنعان شاہ نے شہزادہ بدیع الملک کی فراست
اور دانائی کی کمال تعریف کی اور ایک ملازم سے کہا جلد قاشق لا کے اس جوان کو شربت پلا اُس
ملازم نے فوراً قاشق حاضر کی شہزادہ نے اُس قاشق مین شربت کو اُنڈیل لیا اور نوش کیا صنعان شاہ
نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر یہ مہمان عجیب باتمیز جوان ہی اسکے بشرہ سے
بھی علامت زیرکی اور دانائی کی معلوم ہوتی ہی اور ایسا ہی کچھ ظاہر بھی ہوا کہ باوجود میرے اصرار کے اسنے
جام مین شربت نہ پیا ہم چاہتے ہین کہ ہر روز ہمارے دربار مین اس جوان مہمان کو اپنے ہمراہ لایا کرو
ہم اسکی تمیز سے بہت خوش ہین نیک اندیش نے دست بستہ کہا اے گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد
نسیم لطفت تو آرام در دمندان باد بہت بہتر بہت مبارک اس اثنا مین صنعان شاہ کو قیدیون کا

خیال آیا حکم کیا جلد قیدیون کو لاؤ کیون دیر کی ہی لا ایک عدالت مین قیدی داخل ہوے حمزہ ثانی مع یاران
ہمراہی جب عدالت مین آے انہون نے بطرز اسلام صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا ای خدا پرستون
تم سے اور لاہوتک سے باہمدیگر کیون دشمنی ہی شہزادہ نے کہا شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ ہم لوگ مسلمان
ہین اور یہ نابکار الوہیت کا دعوی پیش کرتے ہین ہم کیونکر اس طرح کی لغویات سن سکتے ہین ناچار ہم سب
اسکی ہلاکت کے درپے ہو گئے صنعان شاہ لاہوتک کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یہ خدا پرست تو یہ بیان
کرتے ہین جو کچھ تو نے شتاب تو اپنی حقیقت بیان کر لاہوتک سرنگون سکوت مین بیٹھا رہا مطلق جواب
نہ دیا صنعان شاہ نے بار دیگر پوچھا کہ آخر کچھ بیان تو کر یہ کیا واقعہ ہی لاہوتک پھر بھی خاموش رہا مرزاق شاہ
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ لاہوتک رعب و داب عدالت سے کچھ نہین کہہ سکتا تجھسے
سن پہلے یہ بتا کہ کچھ تجھکو معلوم ہی کہ نوشیروان کو کسنے ہلاک کیا آگاہ ہو کہ نوشیروان کے قاتل یہی ارت
شریف مسلمان تھے بلکہ وزیر کو بھی ہلاک کیا اس ظلم کا کچھ ٹھکانا ہی اور ڈھٹائی تو دیکھو کہ اپنے ملک و مسکن
کو چھوڑ کے کہان سے کہان نازل ہوے انہین لوگون سے جان بچا کے ہم یہان آے تھے اور مفر کی
جگہ سمجھی تھی کہ یہ غیر حاکم کی حکومت ہی یہان ہماری جان بچ جائیگی مگر انھون نے یہان بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اب بادشاہ
کی جانب سے بیناس کے امیدوار ہین اسوقت کسی نے اپنے منہ پر تھپڑ مارے اور کہا افسوس کوئی صورت
رہائی کی نہین معلوم ہوتی کسی نے بہ آواز بلند رونا شروع کیا اور کہا بس اب جان نہین بچیگی صنعان شاہ
نے حمزہ ثانی کی جانب دیکھا اور کہا ای فرقہ خدا پرست کیون تمنے ان بیچارون کو ہلاک کر رکھا ہی تمکو چاہیے
کہ ضرور ملک باختر کو چھوڑ دو اور سرحد ایران کو چلے جاؤ اور اگر منظور ہو تو ملک ایران اور باختر دونون
لاہوتک کے حوالہ کر دو یہ فتنہ و فساد پیدا کرے کیون اپنے کو اور انکو زحمت مین مبتلا کرتے ہو حمزہ ثانی
نے کہا ای صنعان شاہ ہمکو بدل قبول و منظور ہی مگر شرط یہ ہی کہ لاہوتک مسلمان ہو جاے اور ملک ایران
اور باختر پر کیا موقوف ہی ہم خود اسکی ملازمت اختیار کرنے کو موجود ہین مگر ہان اسیوقت کہ جب دائرہ اسلام
مین داخل ہو جاے ورنہ لاہوتک کو ہم سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا چاہیے صنعان شاہ نے اس جواب کو
سن کے بغیظ و غضب حمزہ ثانی کو دیکھا اور حکم دیا کہ لے جاؤ ان خدا پرستون کو قید مین رکھو کل کے روز
انکو تیرباران کرنے کا حکم دینگے اور لاہوتک کا ننگ اسکے حوالہ کر دیا جاویگا اسکے کیا معنی کہ ہم کہتے ہین
اور یہ مسلمان نہین مانتے اور خدا پرستی کا حیلہ کرتے ہین جو کچھ ہم کہینگے وہی ہوگا اور هژدوران نامے ایک
سپہ سالار فوج صنعانی تھا اسکی طرف دیکھ کے کہا ای هژدوران کیا دیکھتا ہی ان خدا پرستون کے بندی کا
اہتمام تیرے حوالہ ہی جا انہین قید بند مین رکھ مگر کامل حفاظت رکھنا کل تو یہ ہلاک ہو جائینگے هژدوران ان
سرداران کی بندی کو اپنے یہان لے گیا اور ایک مکان محفوظ و مستحکم مین بند کر کے محافظ مقرر
کر دیے لاہوتک نے کہا ای بادشاہ غلام کے بارہ مین کیا حکم ہی صنعان شاہ نے کہا تیرے بارہ مین
یہ حکم ہی کہ تجھکو خلاص کیا اور ہماری مجلس مین حاضر رہ لاہوتک نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم اور مجلس مین بیٹھ گیا
نیک اندیش وزیر نے جو وہان کا یہ رنگ دیکھا شہزادہ بدیع الملک سے آہستہ کہا شہریار اب
یہان توقف مناسب نہین ہی چلو شہزادہ اٹھا نیک اندیش بھی اٹھا دونون وہان سے چلے آئے جب
مکان پر پہونچے نیک اندیش نے کہا ای شہزادہ دیکھا تم نے صنعان شاہ کو معتقد مسلمانون سے

پرخاش رکھتا ہی اور لاہوتک کی طرفداری پر آمادہ ہی مین نے اُسوقت بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا اگر کچھ بھی کہتا تو
صنعان شاہ برخاستہ خاطر ہوجاتا اور پھر کسی طرح میری طرف سے صاف نہوتا شاہزادہ نے کہا اے وزیر صاحب
تدبیر مجھکو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ صنعان شاہ کی عدالت مین جاکے یہ صورت پیش آئیگی مگر ہان ایک نوع سے
وہان جانے مین یہ فائدہ ہوا کہ حقیقت حال دریافت ہوگئی ورنہ یہ امر مبہم رہتا آج کی شب کوئی ایسی تدبیر عمل مین
لانا چاہیے کہ ہمارے تمام سردار اُس قید شدید سے رہا ہوجائین مین نے تو اسیوقت ارادہ کیا تھا کہ اُن سرداران
کو قید مین نہ جانے دون مگر اس خیال سے خاموش رہا کہ عجلت مین ہمیشہ کام خراب ہوتا ہی اور سہولت سے بگڑا
کام بن جاتا ہی التانی من الرحمن والعجلت من الشیطان اور بزرگون کا یہ بھی مقولہ ہی کہ ع عنان دل بکف صبر دہ
گرت باید کہ گوے عیش بچوگان جہد بربائی ٭ متاز توسن غفلت بعرصہ تعجیل ٭ کہ آخرا فگندت بر زمین برسوائی ٭
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال ٭ تو دست و پاے زنی زان خطر برون نائی ٭ مکن شتاب و ز آئین حلم رخ متاب
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ٭ نیک اندیش نے کہا شہریار واقعی اُس وقت قرین مصلحت یہی تھا کہ سکوت
کیا جاوے کیونکہ اب اس وقت کوئی نہ کوئی تدبیر اُن سردارون کی رہائی کی تجویز ہوسکتی ہی مگر سخت وقت یہ درپیش
ہی کہ وہ سردار مزدوران کے گھر مین قید ہین شاہزادہ نے کہا کیا مزدوران کے گھر مین کسی طرح رسائی نہین
ہوسکتی نیک اندیش نے کہا بیشک دشوار ہی حسب اتفاق اُسوقت صنعان شاہ محل سرا کے دروازہ کے
کوٹھے پر کسی ضرورت سے آیا ہوا تھا نیک اندیش کے کلام کی آواز سنکے سکوت مین وہان بیٹھ رہا جب تمام تقریر بدیع الملک
اور نیک اندیش وزیر کی سُن لی یکایک وہین سے باواز بلند کہا کہ اے وزیر نمک حرام تجھسے مجھکو اس طرح کی امید
نہ تھی کہ باوجود سالہاے دراز کے نمک خواری کی تو دفعتاً خدا پرستون کی طرفداری کے لیے آمادہ ہوجائیگا اور
ہمارے نمک کا مطلق لحاظ نہ کریگا اور اے وزیر اس جوان خداپرست کی تو کیا حقیقت ہی کہ مزدوران کے گھر سے
اُن سردارون کو لیجائیگا اگرچہ کیسی ہی کچھ فکر کرے اور خیر مجھکو اُس جوان سے تو چندان محل تعرض نہین ہی
کہ وہ اپنے سردارون کی رہائی کے لیے درپی ہی البتہ تیری نمک خواری سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوا اسکا عوض یہی
کہ اسوقت تو نہین صبح کو تجھسے سخت جواب لیا جاویگا اور سزاے معقول تجویز کی جاویگی نیک اندیش وزیر صنعان شاہ
کی یہ تقریر سنکے کانپ گیا صنعان شاہ وہان سے اُسوقت مزدوران کے گھر گیا اور اُس سے کہا کہ اے
مزدوران آگاہ ہو کہ نیک اندیش وزیر مجھسے برگشتہ ہوگیا ہی اور بہت خبردار و ہوشیار رہنا کیونکہ وہ جوان جو
فتاحی طلسم کا دعوے کیے ہوے اپنے سردارون کی رہائی کی کوشش مین ہی اور نیک اندیش وزیر اُس کو
مدد دینے کے درپی ہی تجھکو چاہیے کہ شب تو جسطرح ہو بسر کر صبح کو نیک اندیش وزیر اور اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کرکے
ہماری خدمت مین حاضر کر اور خبردار نیک اندیش وزیر کے کسی حیلہ کو سماعت مین نہ لانا یہ کہا اور صنعان شاہ
وہان سے چلا آیا صبح کو مزدوران حسب الحکم نیک اندیش وزیر کے یہان پہونچا دیکھا بدیع الملک بھی وہان
بیٹھا ہی از سرتاپا غیظ و غضب مین ہوگیا کہا اے نیک اندیش بد اندیش صنعان شاہ یہ کیا بیہودگی ہی کہ تو نے
بادشاہ کے مخالف سے موافقت پیدا کی ہی اور اُسکو بادشاہ کے خلاف طرح طرح کے مشورے دیتا ہی تجھکو
معلوم ہی کہ بادشاہ نے تیری نسبت مجھکو کیا حکم دیا ہی نیک اندیش نے کہا اے مزدوران مجھکو خوب معلوم ہی
جو کچھ بادشاہ نے تجھکو حکم دیا ہے اُسکی تعمیل کیون نہین کرتا مزدوران چونکہ اسوقت تنہا آیا تھا سوچا کہ اگر اسوقت
دست و بازو سے کام لیتا ہون بجز خفیف ہونے کے کچھ فائدہ نہوگا لنظر برین چند خزف جیب سے نکالے

اور اُنپر کچھ افسون پڑھ کے شاہزادہ کی جانب پھینکے شہزادہ کے پاس ہیکل و انگشتری طلسمی موجود تھی اُسکی برکت سے
سحر کا اثر مطلق نہوا پھر کچھ کیف دست پر دیکھا اور جانب آسمان ہاتھ بلند کرکے پھونکا پھر بھی کچھ اثر نہوا نیک اندیش
وزیر ہر مرتبہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کرتا تھا کہ خبردار رہنا شہزادہ بھی اشارہ سے کہتا تھا کہ ہان خبردار
ہون جب عز دوران سحر سے عاجز آیا کہا ای آدمزاد دیکھ مین تیری رعایت کرتا ہون اب بھی خیریت ہی اگر تو
بسہولیت میرے ہمراہ صنعان شاہ کے روبرو چلنے پر راضی ہو شہزادہ نے کہا او مردود دور ہو میرے
سامنے سے تیری بھی یہ طاقت ہی کہ مجھکو مجبور کرکے صنعان شاہ جابر کے روبرو لے جاوی اگر تو میرے گرفتار
کرنے کو آیا ہی پھر دیر کیون کی ہی اس مرتبہ عز دوران شمشیر آبدار علم کرکے شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب تھا کہ وار
کرے شاہزادہ نے بچستی و چالاکی اُسکے قریب پہونچا ایک ہاتھ سے اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور دوسرے
ہاتھ سے اس قوت سے طمانچہ اُسکے کلہ پر مارا کہ عز دوران منہ کے بل زمین پر آرہا اور بیہوش ہوگیا
اور چند ساعت تک اُسی طرح بیہوش پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک قریب
موجود ہی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر اُسیطرح آنکھ بند کرلی چند مرتبہ ایسا ہی ہوا شاہزادہ نے کہا او گیدی
یہ کیا نامردی ہی کہ آنکھیں کھولتا ہی اور پھر بند کرلیتا ہی اگر کچھ حوصلہ ہی اُٹھ اور پھر مقابلہ کر عز دوران نے آہستہ
کہا ای جوان مین اب ہرگز یہان سے نہین اُٹھونگا اسی صورت سے اُفتادہ رہونگا شہزادہ مسکرایا اور کہا
او مردود اگر نہین اُٹھیگا تو اذیت پہونچاونگا اُسنے کہا مجھے خوف ہی کہ مین اُٹھونگا تو مجھکو ہلاک کردیگا بدیع الملک
نے کہا آخر کبتک پڑا رہیگا کبھی تو اُٹھیگا ضرور ہی پھر اُسی وقت ہلاک کرونگا ہان اگر تو مسلمان ہوجائیگا تو مین ہرگز
تجھسے تعرض نہین کرونگا عز دوران نے کہا ای جوان اگر میری رہائی مسلمان ہونے پر موقوف ہی تو مین دین
اسلام کو قبول کرتا ہون میری جان بخشی کر شاہزادہ نے اُسی حالت مین کلمۂ طیبہ پڑھا کے اُسکو مسلمان کیا نیک اندیش
وزیر نے کہا ای عز دوران سرداران اسلام جو تیری حراست مین ہین اُنکو رہا کردے اور ملک قرطاس
بادشاہ طلسم بھی تیری حراست مین ہی اُسکو بھی رہا کردے عز دوران نے کہا ای وزیر یہ سب مجھکو منظور ہی
لیکن صنعان شاہ جب اُن قیدیون کو مجھ سے طلب کریگا اُسوقت مین کیا جواب دونگا لامحالہ اس جرم کے
عوض مین ہلاک کیا جاونگا بدیع الملک نے کہا تو کچھ خوف نہ کر جسوقت صنعان شاہ تجھسے قیدیون کو طلب
کریگا پس اُسکی جواب دہی ہمارے ذمہ ہی تجھسے کچھ کام نہین ہی عز دوران اُسیوقت اپنے مکان پر پہونچا اور
حمزۂ ثانی کو مع مردان ہمراہی قید و بند سے رہا کردیا اور یراق و اسلحہ اپنے پاس سے دیے لیکن قرطاس
کی محبس مین جو گیا قرطاس کو نہ پایا ہمہ تن حیرت ہوگیا دل مین کہا نہین معلوم یہ قیدی یہان سے کہان چلا گیا حمزۂ
ثانی سے پوچھا کہ میری غیبت مین یہان کوئی آیا تھا حمزۂ ثانی نے کہا ہان لاچی نام جادو یہان آیا تھا وہ
قرطاس کو یہان سے اُٹھا لیگیا اور لاچی حصار کی طرف گیا ہی عز دوران متاسف ہوکے خاموش
ہو رہا اور حمزۂ ثانی کو مع یاران ہمراہی نیک اندیش وزیر کے گھر مین لایا نیک اندیش نے کہا ملک
قرطاس کو کیون نہین لایا اُسنے کہا ملک قرطاس میرے یہان قید ضرور تھا مگر مین یہان سے جو گیا اُسکو نہ پایا
اُن سرداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ قرطاس کو لاچی جادو اُٹھا لے گیا نیک اندیش نے بدیع الملک
کی جانب دیکھا اور کہا شہریار بڑا غضب ہوا ملک قرطاس ہی تو گوہر مقصود تھا جسکو لاچی جادو اُٹھا لیگیا
بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہی کہ مین لاچی جادو کے یہان پہونچ جاون

پھر تو مین قرطاس کو اسکے یہان سے لے ہی آونگا نیک اندیش نے کہا ایسا خیال بھی نہ کرنا یہ ممکن ہی کہ تم لاچی
جادو کے یہان پہونچ جاؤ مگر مشکل یہ ہی کہ تم چند شخص ہو اور وہان اس وقت سات ہزار جادوگرون کا مجمع ہی جنمین ہر ایک
جادوگری مین اکمل ہی شیطان تک کو سبق دینے کا ارادہ رکھتا ہی اسوقت کیا ہوگا جب اپنے سحر و افسون
سے کام لیکے تمکو مجبور کر دینگے میری ہرگز راے نہین ہی کہ تم لاچی جادو کے یہان جانے کا ارادہ کرو اور
یہ بھی کچھ تمکو خبر ہی کہ ملک قرطاس اول بادشاہ طلسم ہی صنعان شاہ ایسے اسکے دربان ہین اسکی کیا مجال
کہ ملک قرطاس کو گرفتار کر سکتا اصل سبب ملک قرطاس بادشاہ طلسم کی گرفتاری کا لاچی جادو ہی ہی کیونکہ
لاچی صنعان شاہ پر فریفتہ ہی اسنے اپنے محبوب کے پاس بزور سحر ملک قرطاس کو گرفتار کیا اور
صنعان شاہ کی حکومت کو زبردست کیا اسوقت صنعان شاہ چار لاکھ جادوگرون کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہی
اور یہ زبردست حکومت صنعان شاہ کو لاچی ہی کے سبب سے حاصل ہی اگر ملک قرطاس صنعان شاہ
کی قید و بند سے رہا ہو جاوے تو اس وقت تمام فوج صنعان شاہ سے برخاستہ ہوکے کنارہ اختیار
کرے اور یہ مشکل ہی کیونکہ لاچی مردود اسکا دلدادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا کچھ محل تردد نہین ہی
اگر لاچی صنعان شاہ کا دلدادہ ہی باشد انشاء اللہ الرحمن اول لاچی ہی کا علاج کرونگا دیکھون میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہی تم سب تیار ہو جاؤ حمزۂ ثانی نے کہا اچھا لاؤ اگرچہ یراق و اسلحہ ہم دوران نے ہم سبکو دیے
ہین مگر پھر بھی بیشتر سامان ضرب کی ضرورت ہی یہ کہان سے آئیگا بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد
نہین ہی خدا سے مایوس مت ہو نیک اندیش نے کہا اے والا منزلت سامان ضرورت کی طرف سے مطمئن
رہو تمہارے اقبال سے سب موجود ہی مگر پھر بھی جمعیت کثیر کی ضرورت ہے اسکا کیا تدارک ہوگا
بدیع الملک نے کہا اے وزیر بس یہ یاران ہمراہی کافی ہین زیادہ جمعیت کی کچھ ضرورت نہین ہی نیک اندیش
نے کہا بہتر ہی اور اپنے اصطبل سے گھوڑے منگا کے سبکو تقسیم کیے سب اپنے اپنے مرکب پر
سوار ہوکے لاچی کے قلعہ کے برابر پہونچے دیکھا قلعہ کا دروازہ بند ہی دوسری جانب قلعہ کے گئے ادھر
بھی دروازہ بند پایا حمزۂ ثانی نے کہا کسطرح اندرون قلعہ کا حال دریافت ہونا چاہیے کہ کیا بندوبست ہی
بدیع الملک نے بالاے قلعہ کمند پھینکوا دی ایک ہمراہی آہستہ آہستہ اسکے ذریعہ سے دیوار قلعہ پر گیا
اور فوراً واپس آیا بدیع الملک نے پوچھا کیا دیکھا اسنے کہا شہریارا اندرون قلعہ چار ہزار کے قریب
جادوگرون کی جمعیت ہی پوچھا لاچی کو بھی دیکھا اسنے کہا ہان لاچی جادو بھی قلعہ مین موجود ہی اور سب آمادۂ
جنگ معلوم ہوتے ہین شاید انکو پہلے ہی ہمارے اس طرف آنے کی خبر پہونچ گئی حمزۂ ثانی نے کہا کیا عجب ہے
مگر اب اندرون قلعہ پہونچنے کی کیا تدبیر کی جاوے اسوقت بعضون کی یہ راے ہوئی کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے
کیونکہ مجمع کثیر قلعہ مین موجود ہی اگر ان جادوگرون نے اندرون قلعہ سے سحر و افسون کا عمل جاری کرنا شروع کر دیا
تو خالی از وقت نہین ہی اگر کھلے میدان مین مقابلہ ہوتا تو ممکن تھا بدیع الملک نے کہا سبحان اللہ جب
یہانتک پہونچ گئے تو یہان سے بے نیل مرام واپس جانا کیا ہے ببینم کہ تا کردگار جہان ؎ درین آشکار
چہ دارد نہان ؎ پھر ہر چہار جانب قلعہ کے گشت کی ایک مقام بلند پایا وہان سب کو بلایا اور کہا ہان ابھی دلاورو
اپنے اپنے مرکب کو مہمیز کرو اور خود بھی اپنے مرکب کو مہمیز کیا بعضے مرکب پرندون کے مثل قلعہ مین جا پہونچے
بعضے قلعہ کے باہر رہ گئے جادوان قلعہ نے جو ان سبکو قلعہ مین دیکھا ایک ہی مرتبہ سب نے غوغا مچایا

اور سحر و افسون کا ہنگامہ گرم کیا جسکے سبب سے بعضے سردارون کے دست و پا بجس ہوگئے دھڑا دھڑ زمین پر گرکے پکارے شہریار اب ہم مجبور ہین شہزادہ نے جلدی سے قلعہ کا ایک دروازہ کھول دیا جو سردار باہر تھے وہ بھی قلعہ مین داخل ہوگئے ہر طرف دوڑ دھوپ ہونے لگی لاچی جادو نے پکارا اے جوان تو قلعہ مین داخل نہین ہوا ہی اجل کے پنجہ مین آگیا ہی عنقریب تو ہلاک ہوا چاہتا ہی دیکھ تیرے بیشتر ہمراہی بجس زمین پر افتادہ ہین جب نہین تو اب تو بھی انہین کے مثل بجس و حرکت ہوا چاہتا ہی یہ غیر مانوس الفاظ زبان پر جاری کرنا شروع کیے جنکے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی افسون پڑھ رہا ہی اسوقت بدیع الملک کو انگشتری کا خیال آیا جو قارن نے دی تھی انگشتری کو ہاتھ سے اُتارا جو اسم اُسپر لکھا تھا پڑھا فوراً چار نرہ دیو سولہ ہزار نرہ دیو کی جمعیت سے آموجود ہوے سبنے عرض کی کیا حکم ہی اُس طرف لاچی جادو نے جو اسقدر نرہ دیودن کی جمعیت دیکھی گھبرا گیا اور تمام اپنے ہمراہیون کو قلعہ کی دیوارون پر چڑھا لے گیا شہزادہ نے اُن دیودن سے کہا تم سب ہمارے ہمراہیون کے بچانے کی تدبیر کرو اُن دیودن نے ساحرون کے قریب آکے دار شمشاد کے وار اُنپر کرنا شروع کیے بکثرت جادو کشتہ ہوے اور بیشتر اُن دیودن کے نوالہ ہوگئے جب لاچی نے دیکھا کہ تمام جادو کشتہ ہوگئے قلعہ پر سے نیچے اُترا اور بدیع الملک کے قریب آکے کہا اے خیرہ سر یہ کیا فتنہ و فساد تو نے برپا کر رکھا ہی اگر تجھکو اسقدر دیوان خونخوار کی جمعیت لانا تھی تو مجھکو بیشتر سے کیون نہ اطلاع کی کہ مین بھی اپنا سامان درست کر لیتا ان دیودن کو منع کر کہ یہ حملہ سے باز آئین اور تو مجھسے مقابلہ کر تنہا تنہا سے مقابلہ کرتا ہی یہ نہین کہ ہزارون پر کمر ور دان ٹوٹ پڑین بدیع الملک نے کہا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی عنقریب تو جہنم واصل ہوا چاہتا ہی اور اگر تجھکو مجھسے تنہا مقابلہ کرنا مقصود ہی تو بیار آنچہ داری ز مردی نشان ز کمان کیانی و گرز گران لاچی جادو نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور شاہزادہ کی جانب پھونکا چونکہ رد سحر کا سامان موجود تھا مطلق اثر نہوا شاہزادہ نے فرمایا او مردود اب تو حوصلہ پورا کر چکا یا ابھی باقی ہی یہ کیا تو بڑ بڑ کرتا ہی اگر مرد میدان ہی تو مردانہ کوئی وار کر اس بڑ بڑانے سے کیا فائدہ لاچی جادو اور زیادہ بدیع الملک کے قریب آیا اور چاہا کہ کوئی افسون قریب سے پھونکے بدیع الملک نے افسون پھونکنے فرصت نہ دی اور ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر کیا کہ برابر دو حصہ ہوگیا جو یاران ہمراہی بدیع الملک کے لاچی کے سحر سے بجس و حرکت ہوگئے تھے لاچی جادو کے ہلاک ہوجانے سے اپنی حالت اصلی پر آگئے سب نے باتفاق تمام دروازے قلعہ کے توڑ ڈالے اور قلعہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جو ساحر باقی رہ گئے تھے اُنکو ہلاک کیا بڑے بڑے کوٹھے بھاری قفلون سے بند تھے اُن سب قفلون کو پتھر سے توڑا اور ہر طرح کا اسباب بیش قیمت اپنے قبضہ مین لائے ایک کوٹھے مین دروازہ مستحکم مقفل دیکھا اُس قفل کو بھی توڑا تہ خانہ معلوم ہوا مشعلین روشن کین اندر دیکھا نقابدار زرین پوش اور مرغ جو سنجر اور دیو نار نجات اور قرطاس شاہ سب گرفتہ و بستہ ہین بدیع الملک نے سبکو اُس قید و بند سے نجات دی ملک قرطاس عرصہ سے قید تھا اُسنے جو اس قید شدید سے رہائی پائی بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا

اے آلہی تا جہان باشد تو باشی پناہ

اے شہریار عالی تبار یہ بندہ عاجز مدت مدید سے اس قید کی بلا مین مبتلا تھا اور ہرگز امید رہائی کی نہ تھی بارے تم ایسے عالی ہمم میری رہائی کے باعث ہوے اسکے عوض مین تا زندہ ام بندہ ام بدیع الملک نے کہا اے ملک قرطاس اس رہائی کا شکریہ یہی نہین ہی کہ تم میری اطاعت کا اقرار کرو بلکہ آئین

غیر مجسمہ کے شکر گذار ہو جسنے مجھ ایسے ضعیف و ناتوان کو ایسی طاقت عنایت فرمائی کہ مین یہانتک پہونچا اور ایسے ساحران زبردست کو ہلاک کیا اور محض لفظ شکر کے زبان پر جاری کرنے سے ادائے شکر نہین ہو سکتا بلکہ اُسکی وحدانیت اور قدرت و جلال کا سچے دل سے اقرار کرنا چاہیے اور دین متین اسلام کے احاطہ مین داخل ہونا چاہیے ملک قرطاس نے کہا واقعی وہ خدا صاحب قدرت و جلال وحدہ لاشریک ہی جسنے تم ایسے جوان کو یہ طاقت و قدرت عطا فرمائی اور جبکہ تم قائل ہو شہزادے نے کہا اُس واحد لاشریک کے مقربان بارگاہ کا بھی اقرار فرض ہی قرطاس شاہ نے تصریح پوچھی بدیع الملک نے سبکے اسمائے مبارک زبان پر جاری کیے ملک قرطاس نے سبکا اقرار کیا اور بصدق دل مسلمان ہوا اب سب باطمینان تمام وہان مقیم ہوے پھر مرغ خونخوار نے شاہزادہ کی صفت وثنا کی اور کہا اگر اجازت ہو مین جاؤن اور اپنی فوج کو مدد کے واسطے لاؤن شہزادہ نے بخوشی اجازت دی دیونار بخات نے کہا شہریارا غلام بھی فوج ولشکر رکھتا ہے اگر حکم ہو مین بھی جاؤن اور اپنے لشکر کو مدد کے واسطے لاؤن تاکہ فرقہ اشرار سے مقابلہ ہو اور مین حضور کی استمداد کرون چنانچہ بدیع الملک نے اُسے بھی رخصت کیا اب بدیع الملک نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے وزیر صائب تدبیر بحمد اللہ یہ قصہ تو فیصل ہوگیا اُسکے بعد کیا کرنا چاہیے نیک اندیش نے کہا یہ قصہ تو ایسا نہ تھا جیسا آیندہ قصہ پیش ہونے والا ہی شہزادہ نے پوچھا وہ قصہ کون سا ہی وزیر نے کہا وہ قصہ صنعان شاہ کا ہی فوج و لشکر کی جانب سے تو مجھکو اطمینان ہوگیا ہی کیونکہ جسطرح لاچی جادو کے مقابلہ مین مدد پہونچ گئی اُسی طرح شاید صنعان شاہ کے بھی مقابلہ مین مدد پہونچ جائیگی مگر پھر بھی یہ کام اہم ہی اگرچہ لاچی جادو جسپر صنعان شاہ کو بہت بھروسہ تھا وہ ہلاک ہوگیا ہی اور اے عالی جاہ اِس بارہ مین بہت عجلت کرنا چاہیے کیونکہ یہ تم کو بھی بخوبی معلوم ہی کہ صنعان شاہ میرا جانی دشمن ہوگیا ہی اگر دیر ہوئی تو میری خیریت نہین ہی بدیع الملک ہنسا اور کہا اے نیک اندیش مطمئن رہو کیا مجال صنعان شاہ کی جو تمکو نظر بد سے بھی دیکھ سکے اور مین توقف بھی نہین کرونگا اسی وقت صنعان شاہ کی بھی خبر لیتا ہون چنانچہ اُسی وقت صنعان شاہ کی جانب کوچ کیا وہان صنعان شاہ اپنے دربار مین بےخبر بیٹھا ہوا گرم صحبت تھا یکایک ایک جادوگر تباہ حال گریان و نالان صنعان شاہ کے پاس پہونچا صنعان شاہ اُسکا حال تباہ دیکھکے گھبرا گیا اور کہا اے فلان یہ کیا مصیبت عظیم تجھپر نازل ہوئی جو اِس حال خراب سے یہان آیا ہی اُس جادوگر نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا شہریارا بےخبر بیٹھے ہو غضب ہوگیا لاچی تمہارا طالب مسلمانون کے ہاتھ سے خداوند بت بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور قرطاس شاہ کو بھی مسلمانون نے قید و بند سے رہا کر دیا اور اب یہان بھی عنقریب لشکرکشی ہوا چاہتی ہی اِس خبر وحشت اثر کو سُن کے صنعان شاہ کے چہرہ پر مردنی چھا گئی اور شدت خوف سے بید کی طرح کانپنے لگا چونکہ لشکر کثیر رکھتا تھا انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا فوراً حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور سرداران لشکر کو بلا کے کہا اے بہادرو عرصہ سے تم ہمارے تابع فرمان ہو اور ہمنے طرح طرح کی رعایتین ہمیشہ مرعی رکھین اب وقت آگیا ہی تم ہمارے اُس حق سے ادا ہو یہ بات بھی تمپر بخوبی حالی ہے کہ اگرچہ وہ جوان فاتح طلسم باوجود ضعیف الجثہ ہونے کے ایک بلائے بے درمان ہی کہ اُسنے لاچی جادو ایسے زبردست ساحر کو ہلاک کیا اور قرطاس شاہ وغیرہ کو ہماری قید سے آزاد کر دیا تاہم تمہاری فوج کی تعداد کثیر ہی اور بیشتر فوج جو قرطاس شاہ کے قید ہونے سے ہماری تابع ہو گئی اور اب بھی موجود ہی اگر تم سب ہمت کو نہ ہاروگے اور دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین حرب و ضرب کروگے ضرور

فوج قرطاس بھی تمھاری حامی ہوگی تا اینکہ فتح پاؤ گے ورنہ وہ لشکری بھی بزدل ہو کے بھاگ جائینگے اور تم بھی اپنی ہلاکت کے درپے ہو گے اسقدر اطلاع کردینا ضروری تھا آئندہ تم جانو ان سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ اس بارہ مین ہمکو سمجھانے کی کچھ ضرورت نہین ہی جبتک دم مین دم ہی حریف کے مقابلہ مین ایک قدم بھی پسپا نہونگے بعد ازان صنعان شاہ مع فوج مسلح و تجمل بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہونچ کے ایک جانب میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی ایک سردار کی زبانی صنعان شاہ کو یہ پیام بھیجا کہ ای صنعان شاہ اگرچہ اس حالت مین کسی طرح کی گفت و شنید ایک فعل عبث ہی کیونکہ جب بجاے خود تہیہ کر لیا ہی اسوقت فوج و لشکر لیکے اس طرف کوچ کیا ہی تاہم مسلمان لوگ ہین حجت تمام کرکے ہر کسی کی سزا دہی کے واسطے آمادہ ہوتے ہین بنا بر علی ہذا اطلاع دیتے ہین کہ اگر کسی نوع سے دائرہ اسلام مین داخل ہونا ممکن ہو تو ہم جنگ و حرب سے باز آئین ورنہ بغیر جنگ و حرب چارہ کیا ہی جب یہ پیام صنعان شاہ کو پہونچا اسنے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھو وہ جوان گریز کیا چاہتا ہی کیونکہ اسکا پیام بھیجنا دلیل اس بات کی ہی کہ وہ ہمارے مقابلہ سے عاجز ہی بس اب اپنی فتح سمجھو اور بدیع الملک کے پاس یہ جواب بھیجا کہ اس حیلہ حوالہ سے کیا فائدہ ہم نہین جانتے کہ اسلام کسکو کہتے ہین ای جوان اگر جنگ و حرب سے عاجز آیا ہی بس ہمارے قیدیون کو آج گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے پاس بھیج دے اور خود جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ جنگ و حرب کے واسطے تو ہم آئے ہی ہین پوچھنے کی کیا ضرورت ہی بدیع الملک یہ سنکر کے خاموش ہو رہا شب کو لشکر طرفین مین نقارہ رزمی پر چوب پڑی تمام شب حرب و ضرب کی تیاری رہی صبح کو لشکر طرفین مین صف آرائی ہوئی بدیع الملک حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا اگرچہ پیش دستی کرنا معیوب امر ہی تاہم مجھکو اس بات کا خیال ہی کہ اس طلسم کی فتح میرے نام پر مقرر ہی جو کچھ ہونے والا ہو اس سے جلد فراغت ہو جاوے تو بہتر ہی لہذا حکم ہو تو مین حریف کے مقابلہ کو جاؤن حمزہ ثانی نے بدیع الملک کی جرات و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای فرزند خداوند عالم تیری عمر دراز کرے اور تیرے مراتب مین اور زیادہ ترقی ہو کیا کہ مین تجھسے بہت راضی ہون اگر تو سبقت کرنا چاہتا ہی تو مین مانع نہین جا تجھکو حافظ حقیقی کے حفظ و امان مین سونپا شہزادہ نے با ادب تمام سلام کیا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا ہنوز لشکر صنعان سے کوئی مرد مقابل نہ آنے پایا تھا کہ ایک جانب سے ہواے تند آتی معلوم ہوئی بدیع الملک منتظر ہو کے اس جانب متوجہ ہوا دیکھا ہواے آسمان سے رستم ثانی مع چالیس ہزار اجنہ کے زمین پر آیا اور بہ آواز بلند بدیع الملک سے کہا ای پہلوان زادے جنگ و حرب کے بارہ مین انسان کو گونہ تمیز و شعور ہونا لازم ہی ہر سخن موقعے و ہر نکتہ مقامے دارد جادوگرون کو سزا سے معقول دلا سکتا ہون یہ کہا اور رستم ثانی نے جنگ مغلوبہ کرنا شروع کردی بدیع الملک تماشا دیکھتا رہا چونکہ صنعان شاہ کی فوج بکثرت تھی مزید برآن تمام لشکر فن سحر مین کامل تھا تھوڑے عرصہ مین رستم ثانی مع فوج ہمراہی بیکار ہو گیا اگرچہ بدیع الملک بھی وہان موجود تھا اور اسپر بھی سحر کا حملہ ہوا از بسکہ طلسم کشا پاس موجود تھا کسی ساحر کے عمل نے اسپر اثر نہ کیا چونکہ قرطاس شاہ بھی بدیع الملک کے پاس موجود تھا اور فوج قرطاس شاہ کی صنعان شاہ کی جانب تھی قرطاسی فوج نے جو اپنے بادشاہ یعنی قرطاس شاہ کو دیکھا سب نے آپس مین بہ آواز بلند کہا ای فلان ہمارا بادشاہ قید نہین ہی وہ دیکھو اس طرف موجود ہی یہان ہمارا کیا کام ہی یہ کہا اور سب ایک ہی مرتبہ گھوڑے دوڑاے ہوے قرطاس شاہ کے پاس چلے آئے قرطاس شاہ نے اپنے

لشکر سے کہا اے دلاور تم نے اس صنعان شاہ کی نمک حرامی دیکھی کہ مجھکو بھی گرفتار کیا اور تم سب کو دھوکہ دیکے
اپنی فوج مین شامل کر لیا ہے اب اس جوان عالی شان کی مدد حمایت سے مین رہا ہوا اب تمہاری نمک حلالی کا اقتضا
یہ ہے کہ صنعان شاہ کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ دو فوراً اسکے ہلاک کرنے یا گرفتار کر لینے کو مستعد ہو جاؤ
یہ سنا تھا کہ لشکر قرطاس بھرو شاہزادہ بدیع الملک فوج صنعان شاہ پر حملہ آور ہوا اس اثنا مین دیو
نار بخات چالیس ہزار نرہ دیو کی جماعت ہمراہ لیے آ پہونچا اور دولت امیر صاحبقران و تیغ بدیع الملک
وال افغان کہتا ہوا ساحرون کے لشکر پر حملہ آور ہوا مع ہذا دوسرا لکہ ابر نمایان ہوا اس مرتبہ خوش خبر چالیس ہزار
اجنہ کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الملک کی مدد کو پہونچا اور بہ آواز بلند کہا اے مسلمانو خداوند عالم تمہاری ہمت
مین بلندی اور اقبال مین زیادہ ترقی عطا فرمائے جہانتک ممکن ہو جلد ان ساحران مکار و کفار بد شعار کا قصہ پاک
کر دو اور خود نعرہ رعد آسا مار کے فوج مخالف مین در آیا ادھر فوج اسلام ساحرون پر حملہ آور ہوئی سب نے بہ جان
کہ شمشیر اہکار کردہ ✤ یکے را دو کردو دو را چار کرد ✤ کہ تیغ او آیت سجدہ بود ✤ کہ بودش ہمہ سرکشان در سجود
طرفۃ العین مین کئی سو ساحر خاک ہلاک پر گرا دئے فوج ساحر بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہوئے تھی
کسی طرح اپنی جگہ سے ہٹتی نہ تھی حملہ پر حملہ کر رہی تھی مع ہذا سحر کا بھی عمل جاری تھا فوج اسلام مین بعضے ضرب تیغ و نیزہ
تیر سے ہلاک ہوئے تھے اور بعضے سحر و افسون سے بے حس و حرکت ہو جاتے تھے مگر بدیع الملک کو طلسم کشا
وغیرہ کے سبب سے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچتا تھا تھکنے کے سوا اور کوئی زحمت نہ تھی مردانہ متواتر حملے کر رہا تھا جہاں
کہیں بہ نیزہ گہے با عمود گاہ بہ تیغ ✤ برائے قتل عدو دست او نداشت دریغ ✤ بہ دست و پاش زدی صد ہزار بوسہ زمین
شدی تصدق او ہمدم ہمہ برین ✤ حمزہ ثانی دور سے اس شیر بیشہ شجاعت کی جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہے تھے
اور بار بار آفرین کرتے جاتے تھے صفان جنی ایک جن نہایت زبردست حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا بیتاب
ہو گیا ارادہ کیا کہ صاحبقران کی کمک کرے اسمائک دیو نے منع کیا اے برادر بدیع الملک ہرگز ہماری
مدد کا محتاج نہین ہے تو نے نہین دیکھا کہ تنہا سے کیا کیا کارہائے نمایان ظہور مین آئے اور اسوقت کس قدر
ساحر ہلاک کیے سو سو طرح سے اس دلاور نے جنگ کی کسکی چلی ہم سب سے چند مرتبہ باشارہ کہا کہ تم
سب یہین ٹھہرے رہو خلاصہ یہ کہ اسی طرح ایک شبانہ روز جنگ مغلوبہ قائم رہی دوسرے روز ان گبرون کے
حواس باختہ ہو گئے پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ جو وار کیا خالی گیا ایک طرف سے صنعان شاہ جنگ کنان پہونچا
اور دوسری طرف سے بدیع الملک وار کرتا ہوا آیا شہزادہ نے ایک نعرہ رعد آسا مارا ✤ کہ نعرہ زدن
آن یل اندر مصاف ✤ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✤ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت ✤ کہ آوازش از آسمان در گذشت
پھر کہا او بدکار خوب ہوا کہ تو آ گیا دیر سے مین تجھی کو ڈھونڈتا تھا صنعان شاہ نے شمشیر آبدار کا وار
بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اپنی سپر پر اس وار کو روکا اور کہا خبردار ہو جا ✤ زدی ضرب خود ضرب
مانوش کن ✤ غم دین و دنیا فراموش کن ✤ اور ایک وار تیغ بیدریغ کا ایسا کیا کہ صنعان شاہ دو پرکالہ ہو گیا اہل لشکر
صنعانی نے جو صنعان کو ہلاک ہوتے دیکھا پہلے ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب یکبارگی رو بفرار لائے بعضے
گھوڑون کی ٹاپون مین کچل گئے اور بعضے جو گھوڑون پر بیٹھے تھے وہ شتر بے مہار کی طرح بھاگ گئے اور بہتیرے
گرفتار کر لیے گئے شاہزادہ بدیع الملک کو حمزہ ثانی نے گود مین اٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکے
کہا اے دلاور بدیع الملک شاباش مرحبا ✤ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✤ بعدہ تمام فوج اسلام مظفر

ومنصور اپنے مقام قیام پر چلی آئی شاہزادہ بدیع الملک نے ان گران گرفتہ ولبستہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا دیکھو تمہارے بادشاہ کو ہمنے پیشتر ہی پیام بھیجا تھا کہ اگر مسلمان ہونا گوارا کرے تو ہم کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے مگر اس
متکبر نے ہماری حجت پر مطلق اعتنا نہ کی پس ہمنے مجھکو خوب معلوم ہی کہ یہ حرکت ابلیس ملعون کی تھی کہ صنعان شاہ
کے دل مین جگہ کر لی یہانتک کہ اسکو ہلاک کروا دیا ورنہ صنعان شاہ کو اس نتیجہ کی ضرور اطلاع تھی اور
میری حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا بس اب اسکے سوا اور کیا کیون کہ لعین کی بوچھار ہو اسپر اور اسکے
باپ پر اب ہم تم سب کے روبرو بھی اسی طرح حجت تمام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر تم دین اسلام کو
اختیار کرو اور صدق دل سے خدا کی خدائی اور محمد کی بادشاہی اور علی مرتضی کی ولایت کے قائل ہو جاؤ
تو خیر تمہاری جان بخشی ہو ورنہ تم بخوبی سمجھ لو کہ کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے سب نے بالاتفاق کہا ای شہریار ہم سب
تابع فرمان ہین جو حکم ہو بجا لاوینگے شاہزادہ نے کہا نہین ہم تم کو تابع فرمان کرنا نہین چاہتے بلکہ تم سبکو راہ راست
پر لانا مقصود ہی تم سب مطیع فرمان جسکے چاہو ہو جاؤ لیکن دین اسلام کو سچے دل سے قبول کرو ان سبنے
کلمہ طیب پڑھا اور مسلمان ہو گئے اس طرف لاہوتک کو جو یہ خبر پہونچی کہ صنعان شاہ مسلمانون کے
ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور مسلمانون نے طلسم کو فتح کر لیا عنقریب تیری شامت بھی آتی ہی بدحواس ہو گیا
اسیوقت طلسم سے نکل کے سیدھا حصن آہنی کی جانب بھاگا بعد اس فتح کے قرطاس شاہ نے باطمینان
تمام طلسم کے خزانہ جو مدت ہاے مدید سے مقفل و مدفون تھے کھولے اور تمام مال و اسباب طلسمی لا کے
حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کے روبرو ڈھیر کیا جو چیز تھی نایاب و بیش قیمت تھی اور ادنی ادنی چیزین وہ وہ
تھین کہ دیکھنے والا ہمہ تن حیرت ہو جاتا تھا بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کیا کہ شہریار
یہ خزانہ طلسم حاضر ہی بسم اللہ اسکو اپنے تحت و تصرف مین لایئے حمزۂ ثانی نے کہا ای دلاور مین اس خزانہ کو
کیونکر لے سکتا ہون جو باعث اس خزانہ کے حاصل ہونے کا ہی وہی اسکا مالک بھی ہو سکتا ہی بس تمکو
مبارک ہو تم نے لیا گویا مین نے لے لیا رستم ثانی بھی موجود تھے حمزۂ ثانی کی طرف دیکھ کے آہستہ
کہا شہریار تم خود کیون نہین لے لیتے بیکار انکار کر رہا ہی اسقدر مال کثیر ہی اور اگر نہین لینا منظور ہی تو مجھکو دیدو
آخر مین بھی اس طلسم کے فتح مین ساعی رہا ہون مگر حمزۂ ثانی چونکہ بدیع الملک کی جانب متوجہ تھے
انھون نے رستم کی اس تقریر کو نہین سنا جب حمزۂ ثانی نے اس خزانہ طلسمی کے لینے سے بالکل انکار کیا
بدیع الملک نے وہ خزانہ ملک قرطاس کو دیدیا اور وہان کا حاکم و فرمانبردار بھی اسی کو کر دیا ہر چند
ملک قرطاس نے انکار کیا اور کہا شہریار مین تو نہین بار احسان سے سر نہین اٹھا سکتا اس خزانہ کی کیا ضرورت
ہی شہزادہ نے نہ مانا کہا ای قرطاس اب ہم تجھکو خزانہ دے چکے جو شی کسی کو بخش دی جاوی اسکا واپس کرنا کیا
بات ہی قرطاس شاہ خاموش ہو رہا دیو نارنجات بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی غلام
کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ٹھہرو وہ ٹھہر گیا شہزادہ نے نارنجات کے بارہ مین سفارشی خط آسمان
پری کو لکھا لفافہ کر کے نارنجات کو دیا اور کہا ای نارنجات اس خط مین مین نے بطور خود جو کچھ مناسب
و مصلحت وقت سمجھا لکھ دیا ہی انشاء اللہ مفید ہوگا اور اب تو روانہ ہو یہان کچھ تیری ضرورت نہین ہی دیو نارنجات
نے دعاے ترقی دولت و جاہ دی سلام کر کے روانہ ہو گیا بعدہ اگرچہ مرغ خوش تسخیر صنعان شاہ کے میدان
حرب مین صف آرا ہونے کے وقت ہی اپنی اصلی صورت پر آگیا اور لمحہ بلمحہ بصورت جانور ہو جاتا تھا مگر اب

صنعان شاہ کے ہلاک ہوجانے کے بعد وہی اصلی صورت باقی رہی پھر کبھی بصورت جانور نہوا اُسکو بھی شہزادہ
بدیع الملک نے رخصت کیا ہرچند اُسنے باصرار تمام کہا شہریار ابھی جلدی کیا ہی شہزادہ نے کہا نہین اب تم اپنے
مقام قیام پر جاکے استراحت کرو میری سبب سے تمکو بہت تکلیف ہوئی ہی اب یہان تمھارا کوئی کام نہین ہی ہنگام فرصت
اطلاع دیجائیگی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ فتح طلسم شہزادہ بدیع الملک کے نام لکھی جاوی اور یہ مضمون قلمبند ہوجانا
چاہیے کہ مین حمزہ ثانی اور تمام سرداران دست چپ و دست راست سب شہزادہ بدیع الملک کی سعی و کوشش سے
مہلک مجبوسون کی بلا سے رہا ہوئی پس ان سب مذکورہ کو آزاد کردہ بدیع الملک سمجھنا چاہیے یہ تقریر سنکے
رستم ثانی اور سرداران دست چپ کو کمال حیرت ہوئی ایک نے ایک کی صورت دیکھی گوشہ چشم سے اشارہ ہوے
حمزہ ثانی نے فرمایا ای حاضرین آگاہ ہو مجھکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ کی بشارت اس طرح ہوئی ہی کہ جو شخص
طلسم تاریخ کو فتح کریگا وہی میرا قایم مقام و جانشین ہوگا پھر کس طرح اس بارہ مین تساہلی کرسکتا ہون اور شہزادہ بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای بلند اقبال و نظر کردہ فضل ذوالجلال میرے قریب آؤ مین تمکو دنگل آصفی پر متمکن کرون اور
خود ملازمانہ حیثیت اختیار کرون بدیع الملک نے دستہ بستہ عرض کی ؎

جہانت بکام و حسد باد پایمال	کسے را کہ از تست در سر خمار	کہ ای بادشاہ فلک اقتدار
		کلہ از سر و سر ز تن باد دور

اس ذرہ بمقدار کی کیا وقعت و حقیقت ہی کہ ایسی جرأت عمل مین لاسکون یہ انتہا سے درجہ الطاف و محبت کا باعث
ہی جو ایسا ارشاد ہوتا ہی ؎ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم۔ مین خود ایک ادنی خادم ہون میری نسبت یہ کیا ارشاد ہوتا ہی
میرا خیال ہی کہ اس خادم سے اس وقت خوش طبعی کی جاتی ہی حمزہ ثانی نے پھر کچھ نہ کہا اور حکم دیا کہ اس فتح و ظفر
کا جشن کیا جاوے چنانچہ نہایت درجہ اہتمام و انتظام عمل مین لایا گیا تمام محلے آئین بند کیے سلیے ترانوے
بازار بھی تمام دکانین تمامی سے منڈھوائی گئین نقش و نگار طلاکار بنے آئینون سے آراستہ ہوئین محلہ درمحلہ
دس دس طائفے بٹھیے گئے ایک ایک مکان تجویز ہوا اُنمین جمیع اقسام کی جنس ارسال کی گئی حکم عام تھا کہ کوئی
اپنے یہان سے نہ کھاوے رات دن ہزارون باورچی پکاتے تھے خوان تقسیم ہوتے تھے شہر سے بارگاہ
تک زربفت و اطلس زردوزی کا فرش ہوا اور راستہ روشنی کے ٹھاٹھر ترو لیے نقارخانہ جابجا خیمے استادہ
انمین فوج کے لوگ افسر رسالہ دار رقص و رباب شراب و کباب مین مشغول ایک قصر خاص مقرر کیا تھا اندرون قصر
باغ کی آراستگی قدرتی میوون پر مشجر کی تھیلیان چڑھی ہوئی روشون پر طلائی نقرہ مرصعی تصویرین قد آدم استادہ نہرون
مین بجرے مرصع نگار چھوٹے ہوے اطراف مین کئی سو کوٹھیان بارہ دریان فرش ملوکانہ شیشہ آلات سے آراستہ
آئین بہت عمدہ دارعیش و طرب مین مصروف بارہ ہزار خلعت بیش بہا مع جواہرات تیار ہوے کہ سبکو دیے جاوینگے
شوقا سے لفے نازنینان گلرخسار کے محفل خاص کے واسطے عام کے سیلیے ہزارون معین ہوے جا بجا
ودیعت خانہ جدا جدا تھا ؎

بہشت برین گر کہین ہے بجا	عجب جشن عالی تھا آراستہ	ہر اک تھا جواہر سے پیراستہ	نئے رنگ کی محفل دلکشا
کریم ایسا جو تھا غیرت بحر و کان	غزل خوان ہر اک سمت اک نازنین	کہین ناچتی تھی کوئی مہ جبین	شہنشاہ آفاق صاحبقران
کسیکو عنایت کیا مال و زر	یہ دیتا تھا انعام ہر ایک کو	اگر حاجت اُسے پھر کبھی کچھ نہو	کسیکو جواہر کسیکو گہر

القصہ دن عید رات شب برات تھی بعد فراغ اس جشن کے ایک روز حمزہ ثانی
دربار مین جلوہ افروز ہین دو طرفہ کرسیون دنگلون پر تمام سرداران افسر اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ہوے
انواع اقسام کے حرف و حکایات مین مصروف ہین حمزہ ثانی نے فرمایا ای دلاور زیچ لاہوت مردود کی بھی خبر ہی

چالاک عیار اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی شہریار یہ خادم جاتا ہی اور لاہوت کی خبر لاتا ہی اُسی وقت روانہ ہوا اور خبر لایا کہ لاہوت مع ملشیتر کفار کے آہنی حصار مین جا چھپا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا ای بہادرو تم مین سے جو شخص لاہوت مردود کو گرفتہ و لبستہ کرلاے یا اُس نابکار کو ہلاک کر کے اُسکا سر تحفہ لے آئے پس مین اُس شخص کو اپنا جانشین کرونگا رستم ثانی اُٹھا اور عرض کی ای بہادر کب بہ شہنشاہی کہ حاصل می کنند اختران آسمان از طالعت نیک اختری غلام اس کام کو انجام دیگا حمزہ ثانی نے اجازت دی رستم مرکب پر سوار ہوکے ہمراہی فوج کثیر جسکی تعداد بنا بر بعض روایات کے چالیس ہزار تھی آہنی حصار کی جانب روانہ ہوا رستم ثانی کے جانے کے بعد بعض سرداروں نے بدیع الملک سے آہستہ کہا ای شاہزادہ شریا ورسا وہ تعجب ہی کہ رستم ثانی لاہوت کے گرفتار کرنے کو گیا اور تم خاموش ہو رہے ہے حالانکہ جو کار نمایان تمھاری ذات ستودہ صفات سے ظہور مین آئے ظاہر ہی اور رستم نے ہر چند کوشش کی کوئی نتیجہ نیک ظہور مین نہ آیا اس بات کو سب ہی جانتے ہین ہمارے نزدیک بہتر یہ بات تھی کہ قبل رستم کے تمہی اس کام کے انجام دینے کو مستعد ہوتے ابھی بدیع الملک نے آن سرداروں کو جواب نہین دیا تھا کہ حمزہ ثانی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوے اور کہا ای بدیع الملک دلاور نبا بر میرے ایما کے رستم ثانی لاہوت کی گرفتاری کو گیا کیا تمھارا ارادہ نہین ہی بدیع الملک نے عرض کی شہریار یہ خادم حکم والا کا تابع ہی جو ارشاد ہوا اُسے بسر و چشم بجالانے کو اپنا فخر سمجھتا ہی مجھے کب ارشاد ہوا تھا جو مین لاہوت کا قصہ فیصل کرنے کو جاتا اب ارشاد ہوا ابھی جاتا ہون چنانچہ بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکے بدیع الملک بھی روانہ ہوا

داستان کشتہ شدن لاہوت مکار و دیگر کبران بد کردار از دست زبردست خدا پرستان جلادت شعار و مسلمانان سعادت آثار

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
گرفتار آہنی زنجیر کا وہ یہ طلائی کا
فراق یار مین عمر کے آخر زندگانی کی
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہی خدائی کا
وصال یار کا وعدہ ہی فردا ے قیامت پر
یدبیضا بنایا جور انگشت حنائی کا
شکست خاطر احباب ہوتی ہی درست اُس سے
تماشا دیکھتا ہی حسن آئین خودنمائی کا
نہین دیکھا ہی لیکن تجھکو پہچانا ہی آتش نے

نہایت غم ہی اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا
نکل ای جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
یقین مجھکو نہین ہی گو تک اپنی رسائی کا
نہین مٹتی ہی پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
تو جہ مین ترے ہی یار اثر ہی مومیائی کا
کف افسوس ملوانی تیری پاک دامانی
بجا ہی ای صنم جو تجھکو دعوی ہی خدائی کا

اسیری و دست تیری عاشق و معشوق دونو نے
زمانہ مین چلن ہی چار دن کی آشنائی کا
نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی عبرتین مجھکو
چمن کی سیر ہی انجام بلبل کی رہائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز موسی کلک قدرت نے
رہیگا یاد رب بت پر نقش اپنی جبہ سائی کا
دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہی
پہنا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا
دفتر کشایان اخبار گذشتہ و طاسم بندان

آثار ماضیہ اس قصۂ غریبہ اور فسانۂ عجیبہ کو یون نوک ریز قلم نادر رقم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ بدیع الملک مع سواران ہمراہی لاہوت مردود کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہوچکا نور الدہر کے دل مین انواع انواع طرح کے خیالات پیدا ہوے ہر چند چاہا خاموش رہے مگر پھر صبر نہ ہوا اپنی جگہ سے اُٹھا اور حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریارا اگر رستم ثانی ہی لاہوت کا قصہ پاک کرنے جاتا تو کچھ تردد نہ تھا رستم کے بعد بدیع الملک کا بھی لاہوت کی گرفتاری کو جانا خالی از خدشہ نہین ہی آپ بدیع الملک کے مزاج سے بخوبی آگاہ ہین کہ وہ ایک جوان متحمل و بردبار ہی کبھی اپنی جانب سے آمادہ فساد نہین ہوتا اور رستم ثانی جوان تندخو ہی الرپانے

کوئی ایسی صورت پیش آئے کہ رستم ثانی کچھ کہہ گذرا اور بدیع الملک بھی جوان دلیر ہی وہ تاب سماعت نہ لاسکا
اور جواب معقول دیا جو رستم ثانی نہ سن سکا پھر اُسکا انجام کیا ہوگا ہم مین سے وہان جو کوئی موجود نہوگا جو رفت و گذشت
کریگا بیکار آپس مین فساد بڑھیگا اور یہ بہتر نہوگا حمزۂ ثانی نے فرمایا ای نور الدہر یہ خیال تمھارا بہت صحیح ہی واقعی
رستم ثانی جا اور بیجا جو کچھ دل مین آتا ہی کہہ گذرتا ہی تم اب کہتے ہو مجھے پیشتر ہی یہ خیال ہوا تھا اب تو وہ دونون چلے گئے
مین خود جاتا ہون یہ کہا اور مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا آمدم بر مقدمۂ رستم ثانی راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ رستم
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب آہنی حصار کے پہونچا ہر چہار جانب قلعہ کے گشت کر کے پھر ایک مقام پر خیمہ زن
ہوا اندرون خیمہ مسند استراحت پر دراز تھا اور طرح طرح کی فکرین کر رہا تھا کہ سیارۂ ثانی عیار طرار آیا رستم نے کہا
کیون خیریت ہی کدھر آئے سیارۂ ثانی نے کہا ہان خیریت ہی بدیع الملک بھی آیا ہی یہ خبرین سنکے رستم اٹھ
بیٹھا کہا ای سیارہ واقعی بدیع الملک بھی آیا ہی سیارۂ ثانی نے کہا عیان را چہ بیان خود دیکھ لوگے رستم نے کہا
شاید کسی اور کام کو اس طرف آیا ہوگا سیارہ نے کہا مجھکو یہ خبر بھی دریافت ہوئی ہی کہ بدیع الملک کسی اور
کام کے واسطے نہین آیا خاص اسی کام کو آیا ہی جس کام کو تم یہان آئے ہو رستم ثانی تا دیر سرنگون سکوت مین بیٹھا رہا
سیارہ نے کہا تردد کیا ہی اگر بدیع الملک بھی اسی کام کو آیا ہی باشد رستم نے کہا ای عیار طرار یہ نہ کہو بیشتر امور مین
مین نے بھی کوشش کی اور بدیع الملک نے بھی جو فتح مندی بدیع الملک کو حاصل ہوئی مجھکو ہرگز نہین ای
سیارہ میرے واسطے کبھی کوئی کام تو نے نہین کیا ہی سیارہ نے کہا جو کچھ حکم ہوگا اُسکی تعمیل مین ہرگز دریغ نہ کرونگا
ارشاد ہو رستم ثانی نے کہا آج مین تجھسے یہ کام لینا چاہتا ہون کہ تو جا اور درمیان راہ مین بدیع الملک سے
ملاقات کر کے کوئی ایسی عیاری عمل مین لا کہ بدیع الملک بیابان مین خوب سرگردان ہو ای سیارۂ ثانی
خوب یاد رکھ کہ اگر اسی قسم کی کوئی تدبیر عمل مین نہ لائیگا اور بدیع الملک یہان پہونچ جائیگا بالیقین باوجود تمام
کوششون کے انجام مین گوئے سبقت اُسکے ہاتھ مین ہوگا اور میری کوششین سب ضایع ہونگی سیارۂ ثانی نے
کہا خیر تمھاری خاطر مجھکو عزیز ہی جاتا ہون اور کوئی تدبیر کرتا ہون اُسیوقت وہان سے آکے عمر ثانی کی صورت سے
مشابہ ہوا بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا بدیع الملک نے متعجب ہو کے کہا ای عمر ثانی تم کہان تھے
عرصہ سے ملاقات نہین ہوئی سیارہ نے کہا شہریار کیا عرض کرون اُسی لاہوت مردک کی تلاش مین گیا تھا پہلے
سنا کہ وہ حصن آہنی مین جا چھپا ہی وہان پہونچا اُسکو نہ پایا جا بجا سرگردان پھر آیا آخر سُراغ لگانے سے دریافت
ہوا کہ وہ موذی خوش آب مین جا چھپا کاشکے پیشتر ہی خوش آب مین اُسکا مقیم ہونا دریافت ہو جاتا تو کیون
اس قدر سرگردان ہوتا کیا عرض کرون کہ حصن آہنی تک پہونچنے مین کیسی کیسی دقتین پیش آئی ہین جنکو مین ہی
خوب جانتا ہون بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی خوب ہوا کہ تم اثناے راہ مین مجھے مل گئے اور یہ حال
معلوم ہو گیا ورنہ مین بھی بیکار زحمت اُٹھاتا اور واپس آتا اور ہان یہ تو کہو رستم ثانی بھی لاہوت کی تلاش مین
گئے ہوئے ہین اونکا کچھ حال معلوم ہی کہان ہین سیارۂ ثانی نے کہا ہان خوب معلوم ہی وہ بھی قلعہ آہنی کی طرف
گئے ہین اثناے راہ مین دور سے مین نے اُنکو دیکھا تھا مین نے دانستہ اُنسے ملاقات نہ کی ضرور وہ بھی
سرگردان ہونگے لاہوت کا سراغ کہین نہین ملیگا بدیع الملک نے کہا میرے ساتھ چل کے میری راہبری کر
اگر لاہوت خوش آب مین جا چھپا ہی تو وہین چلنا چاہیے سیارہ پیشاپیش روانہ ہوا اور بیابان ویران کی راہ
لی اُسکے عقب مین بدیع الملک بھی روانہ ہوا وہ تمام دن راہ روی مین بسر ہوا وہ بیابان تھا کہ بنا دبذات

خدا بجز ریگستان کے درخت نام کو نہ تھا آفتاب کی تمازت ہوا کی حرارت گرد و غبار کا اُڑنا حواس باختہ کیے دیتا تھا تا اینکہ
آفتاب قریب غروب ہوا بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی شب کو کسی مقام پر قیام کرنا چاہیے اتنی ماندگی سے
حال خراب ہی سیارہ نے کہا شہریار یہ مقام توقف کا نہین ہی آگے بڑھ کے اگر کوئی چشمہ وغیرہ مل جاویگا تو قیام کا مضائقہ
نہین ہی بدیع الملک خاموش ہو رہا اور بدستور راہ روی مین مصروف رہا تمام شب راہ طی کی حتی کہ صبح ہوگئی سیارہ
عیار وہان سے غائب ہوگیا بدیع الملک نے ہمراہیون سے پوچھا سب نے لاعلمی ظاہر کی دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ سرحد خوش آب یہی ہی مظفر شاہ خوش آبی شہر کے دروازہ بند کرکے بیٹھا ہوا تھا لیکایک اُسکو
بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی اُسنے شہر کے دروازہ کھول دیے اور اپنی تمام فوج ہمراہ لیکے استقبال کے
واسطے آیا اور بہزار تعظیم و تکریم شہر مین لیگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی بازارین بکثرت ہین جا بجا خرید
و فروخت ہو رہی ہی علی الخصوص چوک کی آبادی قابل تعریف ہی چوڑی سڑک دو طرفہ دوکانین ایک طرف صرافہ ایک جانب
بزازہ کہین تنبولی دوکانون پر بیٹھے پان بنا رہے ہین کہین سُنار بیٹھے زیور طلائی گڑھ رہے ہین کسی جا افیونیون
کے جمگھٹے ہین کسی کمرہ کے نیچے نوجوان طرحدار ڈٹے مذاق و خوش طبعی کر رہے ہین بدیع الملک مظفر شاہ
خوش آبی کے ساتھ سیر کرتا ہوا اُسکے دربار مین آیا ادھر اُدھر کی باتین ہوئین لاہوت کے ذکر کی نوبت آئی
مظفر شاہ خوش آبی نے کہا وہ بیابان کہان معلوم ہوتا ہی تمکو دھوکہ دیا صحرا نوردی کی زحمت مین مبتلا کیا اسقدر تو مجھکو
بھی خبر ہی کہ لاہوت طلسم سے نکل کے قلعہ آہنی مین گیا ہی وہین ہوگا بدیع الملک نے مذہب کا استفسار
کیا مظفر شاہ نے کہا وہی مذہب ہی جو بزرگون کا تھا شاہزادہ نے دین اسلام کی بزرگی بیان کی پھر خدا کی
وحدانیت اور پیغمبرون کی ضرورت کے دلائل پیش کیے مظفر شاہ خوش آبی نے کہا شہریار ہمکو اپنے مذہب
کے حق و غیر حق ہونے کا تو مطلق حال نہین معلوم ہی البتہ ابتداے عمر مین جو کچھ بزرگون نے تعلیم کر دیا ہی یا جو اپنے
ہم مذہبون سے سُنا ہی وہی یاد ہی ہان اس وقت تمھارے دلائل پیش کرنے سے تو ضروری خیال ہوتا ہی
کہ تمھارا ہی مذہب حق ہی شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ ذیجاہ حقیقت امر یہ ہی کہ دنیا کے علایق انسان کو راہ
راست سے منحرف رکھتے ہین ہر شخص کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنی حالت پر نظر رکھے دولت دین حق کو کسی وقت
مین ہاتھ سے نہ دے ورنہ انجام مین بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہین آتا شہزادہ کی اُسوقت تقریر مختصر نے
مظفر شاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اُسنے دین اسلام کے ارکان بیان کرنے کی درخواست کی شاہزادہ نے اصول
و فروع بیان کیے مظفر شاہ نے اپنی لوح دل پر لکھ لیے اور بصفائی قلب مسلمان ہوا ضیافت کرنا چاہی تھی
مگر شاہزادہ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کے قلعہ آہنی کی جانب روانہ ہوا۔ اب اُس طرف کا حال سنیے کہ سیارہ
ثانی وہان سے غائب ہو کے رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا رستم نے کہا ای سیارہ ثانی کہو کیا کارروائی
کی سیارہ نے کہا حسب ایما تمھارے مین بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بیابان مین سرگردان کرکے وہان سے
چلا آیا اب مجھکو نہین معلوم کہ بدیع الملک کہان ہی اور کیا صورت پیش آئی کیا عجب ہی اگر اتنک اُسی بیابان مین
سرگردان ہو رستم ثانی بہت خوش ہوا سیارہ کو اُسکی عیاری کی تعریف کرکے انعام دیا اور اُسی وقت حکم دیا
کہ نقارہ جنگ بجایا جاے دوسرے روز مرکب پر سوار ہو کے قلعہ آہنی پر دھاوا کیا دو پہر تک جنگ نیزہ و تفنگ
رہی لاہوت بھی اندرون قلعہ سے جواب ترکی بترکی دیتا رہا رستم نے چاہا کہ قلعہ مین پہونچ کے لاہوت کا
قصہ فیصل کرے مگر کوئی راستہ قلعہ مین داخل ہونے کا نہ ملا ناچار بہزار جد و جہد قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور شہر مین

داخل ہوا لاہوت سمجھا کہ اب یہاں مسلمانون کے ہاتھ سے مفر نہ ملیگی دوسرا دروازہ کھول کے قلعہ سے باہر نکلکے خوش آب کی جانب
بھاگا فوج متعینہ قلعہ نے جو دیکھا کہ حریف کی فوج قلعہ مین داخل ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہین انہون نے
بھی لڑائی مین جان لڑادی خوب کشت وخون کا ہنگامہ گرم ہوا کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر ہر طرف
دکھائی دیئے مگر لاہوت کے بھاگ جانے سے بددل تھے تاب قیام نہ لاسکے پسپا ہوے مسلمانون کا
عمل ہوا سبکو دائرہ اسلام مین داخل کیا لاہوت کے تعاقب مین روانہ ہوے خیر آخر چلے جاتے تھے ادھر لاہوت بھی
بیتحاشا بھاگا چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین لاہوت کو ایک گرد تیرہ نظر آئی اگرچہ وہ گرد تیرہ شاہزادہ بدیع الملک
ہی کے اس طرف آنے کی تھی مگر اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو اسکی خبر نہ تھی اس طرف بدیع الملک کو خبر ہو گئی کہ
کفار اس طرف دوڑے چلے آتے ہین تمام ہمراہیون سے باواز بلند کہا ای دلاورو خبردار ہوشیار ہو جاو گبران نابکار
چلے آتے ہین ہرگز کوئی گبر اس طرف زندہ وسلامت نہ جانے پاوے تا اینکہ وہ گبر قریب آپہونچے بدیع الملک
شمشیر آبدار علم کر کے بے تحاشا لشکر کفار کی جانب جھپٹا وہ گبر بھی آمادہ پیکار ہوگئے بگیر و بزن کی آواز بلند ہوئی
سوارون مین پیادہ اور پیادون مین سوار مل گئے ایک کی ایک کو خبر نہ تھی اسی اثنا مین رستم ثانی بھی مع فوج
ہمراہی آپہونچا دیکھا ہنگامہ کشت وخون گرم ہے بدیع الملک داد مردانگی دے رہا ہے وہ بھی آمادہ حرب ہوگیا
اور کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح لاہوت میرے ہاتھ آجاوے اور لاہوت کا یہ حال تھا کہ شمشیر آبدار تولے
ہوے کبھی اس صف مین آتا ہے کبھی اس صف مین جاتا ہے اور کبھی خائف ہوکے پس پشت دیکھتا ہے کہ ایسا نہو
کہ کوئی خدا پرست مجھ تک پہونچ جاوے اسکا یہی خیال پیش آیا کہ رستم ثانی موقع پاکے لاہوت کے قریب
آگیا فوراً لاہوت کی کمر مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرنا چاہا مع ہذا بدیع الملک بھی قریب پہونچ گیا منتظر تھا
کہ رستم لاہوت کو سر سے بلند کرے تو مین رستم کو مع لاہوت سر سے بلند کرون حسب اتفاق اسی وقت
حمزہ ثانی قریب رستم کے پہونچے اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ رستم کے ہاتھ سے لاہوت کا کمربند چھوٹ
گیا تمام گبر بھاگے اور لاہوت بھی قریب تھا کہ بھاگ جاوے مگر بدیع الملک قریب اوسکے پہونچ گیا تھا
جاتے ہی لاہوت کی کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور بہ سبکی تمام اسکو سر سے بلند کر لیا اسی طرح تمام سردارون نے ایک
ایک گبر کو ہاتھ پر اٹھا لیا اور تمام میدان مین لیے پھرے بعدہ ان سبکو گرفتہ وبستہ کر کے بافتح وظفر یہان سے
روانہ ہوے اور جابلقا مین آکے بارگاہ سلیمانی مین قرار لیا ایک دن استراحت مین بسر کیا دوسرے روز
حکم دیا کہ ان گبران گرفتہ وبستہ کو ہمارے روبرو لاو حسب الحکم تمام کافر بدیع الملک کے روبرو حاضر کیے
گئے شاہزادہ نے دین اسلام کی دعوت کی کسی نے قبول نہ کیا شہزادہ نے پوچھا جمشید جابلقا اور ملک کیکاوس
و مجنجن شاہ یہ تینون گبر کہان ہین انکو بھی لاو تاکہ انسے بھی حجت تمام ہو جاوے ملازمون نے انکو بھی حاضر کیا
شاہزادہ نے کہا ای جمشید تو کیون اپنی جان کے درپی ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کے دلائل رکھتا ہے
بلاتکلف بیان کر ہم ان دلایل کو رد کر کے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کرینگے اور اگر کچھ بھی دلائل نہین ہین
تو دین اسلام قبول کر ورنہ ہم تجھکو ضرور ہلاک کرینگے جمشید جابلقا نے مطلق جواب نہ دیا شاہزادہ ملک کیکاوس
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا تو اسی بارہ مین کیا کہتا ہے اسنے کہا جو کچھ پوچھو بدیع الملک نے کہا کہتا یہ ہون کہ اگر
دین اسلام قبول کرنا منظور ہو تو خیر ورنہ اپنے قتل پر راضی ہو اسنے بھی کچھ جواب نہ دیا شہزادہ نے مجنجن شاہ
سے کہا تو بھی یہی کہیگا مجنجن شاہ نے کہا ای بدیع الملک ایمان کا صدقہ جان ہے بدیع الملک نے کہا خیر بہتر ہے

اور حکم دیا کہ ان تینون کو چارسوے شہر جابلقا مین لیجا کے دار پر لٹکاؤ اور تیرباران کرو بعدہ وہان سے کوچ کر کے سبائل کی طرف روانہ ہوے حمزہ ثانی نے شہر جابلقا کو رستم ثانی کے حوالہ کیا اور زنگارستان جابلقا شہر اُدہ بدیع الملک کے نام مقرر کیا چند روز کے بعد سبائل مین ورود ہوا لاہوت و بختگان کو مع گبران نابکار سبائل مین تیرباران کیا بعدہ نو دالامان مین آئے منظالم شاہ نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ اے شہریار بقای عمر اعداے تو شکیر خار اصفہان ۞ عہد اقبال تو توفیق لقا را ہم رکاب ۞ مجلست را زہرہ قوال و گلبانگ زحل اجازت ابلیسان و خواست آفتاب ولو بندہ نے اپنی دختر لخت جگر کو شاہزادہ بدیع الملک کی کنیزی مین دیدیا ہے حمزہ ثانی نے فرمایا اے منظالم شاہ کیا بدیع الملک نے اُس سے نکاح کر لیا ہی یا ابھی نہین منظالم شاہ نے کہا ابھی والا منزلت اگرچہ میری دختر بدیع الملک ہی کے قبضہ مین ہی مگر مجھکو یہ بھی یقین ہی کہ اس مناکحت کو شہزادہ نے حضور ہی کی اجازت پر موقوف رکھا ہی حمزہ ثانی بدیع الملک سے بہت خوش و رضامند ہوے اور کہا میرے نزدیک اب مناکحت سے فراغ حاصل کر لینا چاہیے منظالم شاہ نے کہا حضور کو اختیار ہی میرے نزدیک بھی مناسب ہی جو حضور کی راے ہی حمزہ ثانی نے سامان عروسی کا حکم دیا ایک قصر خاص اس شادی کے واسطے آراستہ کیا گیا اور جملہ سامان ضروری نہایت تکلف و اہتمام سے مہیا ہوا بروز سعید و آوان حمید مین شہزادہ بدیع الملک کا عقد ملکہ ماہ نوش لب سے ہوا بعد فراغ اس عروسی کے ایک روز حمزہ ثانی بارگاہ فلک پایگاہ مین مسند حکومت پر بیٹھا تھا ناگاہ آسمان سیاہ ہوگیا سب متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ آفتاب ایک نوع کی سیاہی مین پوشیدہ ہوگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ اعمال شاہ اور ملک دادبخش وہان پہونچے بدیع الملک نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار حضور کے اقبال روز افزون کی بدولت یہ لشکر ملازمان بارگاہ کا ہی یعنی اعمال شاہ اور ملک دادبخش کا ورود ہوا ہی اور اُنکے ساتھ ہزارہ ہزار دست دیو بھی ہی جو اُن دونون بادشاہون کی حراست مین ہی حمزہ ثانی نے متعجب ہو کے فرمایا اے بدیع الملک یہ دیو کس قسم کا ہی جسکا نام ہزارہ ہزار دست دیو ہی کیا اس دیو کے متعدد ہاتھ ہین شاہزادہ نے عرض کی ہزارہ دیو موجود ہی حضور ملاحظہ فرمائین حمزہ ثانی نے فرمایا اچھا لشکر دیوان ایک جانب استادہ کیا جاوے اور ہزارہ کو ہمارے روبرو لاؤ ہم ہزارہ دیو کے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین شہزادہ نے تمام لشکر کو ایک جانب مقیم کیا بعض سرداران لشکر دربار مین آئے حمزہ ثانی نے اُن سبکو نیم تخت مرحمت کیے سب آداب تسلیمات بجا لا کے نیم تختون پر بیٹھے دیو قہار جہبل سر اپنے چالیسون ہاتھون مین عمود لیے ہوے اور ہزارہ ہزار دست کو مقید کیے ہوے حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا حمزہ ثانی کی نظر جو ہزارہ ہزار دست پر پڑی بہت حیرت ہوئی کہا اللہ اکبر یہ دیو ہی یا کوئی آفت ہی آخر اسکو کسنے مکر اور کس دلاور نے گرفتار کیا ہی اعمال شاہ نے کہا اے شہریار عالی مقدار ایسے زبردست دیو کو گرفتار کرنے کی طاقت بجز بدیع الملک دلاور کے کوئی اور بھی رکھ سکتا ہی اس دیو کے قد و قامت پر نظر نہ کرنا چاہیے خدا کی قدرت پر خیال کرنا چاہیے کہ اُسنے ایسے زبردست دیوون پر انسان ایک مشت استخوان کو غالب کیا حمزہ ثانی نے فرمایا جسوقت یہ ہزارہ گرفتار کیا گیا ہی بدیع الملک کے کسقدر مددگار تھے اور اُسکے گرفتار کرنے مین کسقدر فوج کافی ہوئی اعمال شاہ نے کہا اگرچہ کثیر التعداد لشکر موجود تھا جب یہ ہزارہ دیو گرفتار ہوا ہی مگر فوج و لشکر کا دخل اُسکی گرفتاری مین مطلق نہین ہوا شہزادہ بدیع الملک دلاور نے صرف بزور دست قوی اسکو گرفتار کیا ہی اور مقابلہ بھی تنہا ہی کیا اُسوقت دربار مین عجیب کیفیت تھی تمام افسران فوج و سرداران لشکر سے

دربار مملو تھا جن مین ایک سے ایک زبردست و قوی ہیکل و شجاع و دلیر تھا حقیقت ہزارہ پر نظر پڑتی کسی کے
تن و توش کی وقعت نہ رہی ہر ایک ہزارہ کو دیکھ کے محو حیرت تھا اور ہزارہ دیو کھڑا گھور اسکے ہر ایک کی صورت
دیکھتا تھا جس سے بے اختیار ہنسی آتی تھی بلکہ بیشتر سردار با مذاق بھی موجود تھے اگرچہ حمزۂ ثانی کے رعب و داب سے
کچھ نہ کہہ سکتے تھے لیکن آپس مین باشارہ ہزارہ پر پھبتیان کہتے تھے اور جب ہزارہ سے انکی چار ہوتی آنکھ
سامنے ایسی بھیانک صورت بنا لیتے تھے کہ وہ گھور گھور تا تھا اور گرفتہ و لبستہ ہونے کے سبب سے اسکا کچھ
بس نہ چلتا تھا اس طرف حمزۂ ثانی اور تمام سردار بدیع الملک کی جرات و شجاعت کی تعریف کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ شجاعت و دلیری بدیع الملک پر ختم ہی یہ خدا کی شان قابل غور ہی کہ ایک انسان ضعیف البنیان ایسے
دیو بلا سے بڑے درمان کو گرفتار کرے حمزۂ ثانی ہر مرتبہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہتے تھے کہ ای و لدا
شاباش و مرحبا سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند بدیع الملک حمزۂ ثانی کو بکمال ادب تسلیم کرتا تھا اور
دست بستہ کہتا تھا کہ مین کیا اور میری جرات کیا یہ سب خدام بارگاہ والا کی اقبال مندی ہی بعضے سردار یہ کہتے تھے کہ
ای شہریار ہم اکثر اس دیو کوہ پیکر عجیب الخلقت کا نام زبان صاحبقران سے سنتے ہزار دست ثنا کرتے
تھے مگر چونکہ بچشم خود دیکھا نہ تھا بجا سے خود کہتے تھے کہ وہ دیو ہزار دست نہین معلوم کس قطع کا ہی آج بدیع الملک
کی بدولت آنکھ سے اپنی آنکھ سے دیکھا واہ یہ دیو ہی یا کوئی بلا سے آسمانی ہی خداوند عالم اپنے بندونکو اپنے
حفظ و امان مین رکھے خدا نہ کرے کہ ایسے پہاڑ کا سامنا کسی انسان سے ہو حمزۂ ثانی نے ہزارہ دیو کو قریب
اپنے طلب کیا جب وہ آیا کہا تو کیا مذہب رکھتا ہی ہزارہ نے سر ہلایا مطلب یہ تھا کہ مین نہین سمجھا حمزۂ ثانی
نے پھر کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ تو کسکو سب سے زیادہ بزرگ و برتر جانتا ہی جسکے سامنے سر جھکاتا ہی ہزارہ
نے کہا جو مجھسے بڑا ہی حمزۂ ثانی نے کہا تو اپنے سے بڑا کسکو سمجھتا ہی اُسنے کہا پہاڑ کو جو مجھسے بدرجہا بلند ہی
حمزۂ ثانی نے کہا پہاڑ کی یہ وقعت ہی کہ ایک ادنی آدمی اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہی پھر وہ بڑا کاہے سے
ہی اُسنے کہا وہ بڑا اس سبب سے ہی کہ اُس سے بلند و بالا کوئی شی نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا آس سے بلند
آسمان ہی اُسنے کہا آسمان کو ہم دیکھ نہین سکتے پھر جسکو دیکھ نہین سکتے اُسکی بندگی کیا حمزۂ ثانی نے کہا مسلم پہاڑ
کی بندگی کرتا ہی یا اُسکے ٹکڑے کی بھی ہزارہ نے کہا پتھر کا ٹکڑا بھی پہاڑ کا جز ہی اس واسطے اسکی بھی بندگی لازم ہی
بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ مردود اسی طرح مزخرف بکیگا بیکار مغز خراشی ہی اسکا جہنم واصل ہی کرنا مناسب ہی
حمزۂ ثانی نے کہا ای بدیع الملک حجت تمام کر لینا چاہیے اور ہزارہ سے کہا ای ہزارہ اب ہم اور کچھ نہین
پوچھنا چاہتے صرف یہ پوچھتے ہین کہ تو مسلمان ہوگا یا نہین ہزارہ نے کہا مین خدا لے نادیدہ کی بندگی ہرگز
پسند نہ کرونگا حمزۂ ثانی نے کہا اندھون کو وہ خدا سے وحدہ لاشریک نہین دکھائی دیتا ورنہ وہ ہر جگہ موجود ہی
جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہی وہ ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہی ہزارہ نے کہا مجھکو نہین دکھائی دیتا پھر مین کس طرح
اُسکا قائل ہو جاؤن اور تم کہتے ہو اندھون کو وہ خدا نہین دکھائی دیتا پھر مین تو آنکھین رکھتا ہون ہرگز اندھا
نہین ہون مجھے کہان دکھائی دیتا ہی تم دکھائی دیتے ہو اور جو یہان موجود ہین سب مجھے دکھائی دیتے ہین حمزۂ
ثانی نے برہم ہو کے کہا خاموش رہ حرام زادے ابے فضول نہ بک اور اہل دربار سے کہا کون ہی ایسا قوی دست
کہ ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ مین اسکا کام تمام کر دے کسیکی جرات نہ ہوئی کہ ہزارہ ہزار دست پر تیغ کا وار
کرے بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا اور حمزۂ ثانی کے روبرو آ کے کہا اگر حکم ہو تو مین ابھی ثواب لیتا

داخل ہون حمزۂ ثانی نے اجازت دی بدیع الملک ہزارہ کے قریب آیا اور کہا او اجل رسیدہ دیکھ اب بھی
خیریت ہی اگر تو مسلمان ہوجاے اُسنے کہا ہمین معلوم تو کیا بکتا ہی میری سمجھ مین نہین آتا شہزادہ نے کہا
خیر ابھی تک تیری سمجھ مین نہین آیا ہی اب سمجھ جائیگا یہ کہکر اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے بزور دست و بازو سر سے
بلند کر لیا اور تمام حاضرین کو دکھا کے زمین پر مارا جس سے وہ مضمحل ہوگیا بعدہ ایک پانون اُسکا اپنے پانون
کے نیچے دبایا اور دوسرا اُسکا پاے نجس دونون ہاتھون کی گرفت مین لا کے مثل شمر پاس دو حصے کر دیا
ایک حصہ جانب راست پھینک دیا اور دوسرا جانب چپ اور حمزۂ ثانی کے روبرو آ کے سلام کیا حمزۂ
ثانی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوے اور بدیع الملک کو گود مین اُٹھا کے چند بوسے پیشانی و چشم پر
دیے اور تمام حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے حاضرین اگرچہ یہ مسلم ہی کہ ع آنجا کہ عیان ست چہ حاجت
بہ بیان ۔ تمام حاضرین وقت جانتے ہی ہونگے کہ یہ جوان دلاور جری کس مرتبہ کا ہی تاہم بہ اعلان مین اس بات کو
کہتا ہون کہ بدیع الملک پشت و پناہ لشکر اسلام اور آبروے ہم سبکی ہی اگرچہ اور بھی جری و دلاور لشکر اسلام
مین ہین مگر جو اقبالمندی اس جوان کو حاصل ہی وہ ہرگز کسیکو نہین حاصل ہی اور بالیقین یہی میرا جانشین
نظر آتا ہی بعدہ خلعت خاصہ بدیع الملک کو مرحمت فرمایا ملک دادبخش بھی اُسوقت دربار مین حاضر تھا
بدیع الملک کے زور و طاقت سے بہت خوش ہوا جب حمزۂ ثانی نے خلعت خاصہ مرحمت فرمایا اور کمال درجہ
بدیع الملک کی تعریف کی ملک دادبخش اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ اگر حکم والا ہو تو یہ خادم
بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہی حمزۂ ثانی نے اجازت دی ملک دادبخش نے کہا اصل امر یہ ہی کہ جو جرات و طاقت
اسوقت بدیع الملک کو حاصل ہی وہ جرات و طاقت یہان کسیکو حاصل نہین ہی لیکن تو بجاے خود ہر شخص
اپنے کو بہت کچھ سمجھتا ہی ایسے سمجھ لینے سے کیا فائدہ مین بھی بدیع الملک کے اوصاف کا قائل ہون اور دلیل
قائل ہونے کی یہ ہی کہ مین اپنی دختر [illegible] کو بدیع الملک کی کنیزی مین دیتا ہون چنانچہ دوسرے ہی عقد کا
سامان مہیا ہونا شروع ہوا مختصر یہ کہ بہت دھوم سے یہ عقد بھی شاہزادہ بدیع الملک کا ہوا ہزارہا
جوڑے ملازمون کو ملے بیشمار انعام تقسیم ہوے مبارک سلامت کی آوازین بلند ہوئین عیش و عشرت کی
راتین آئین تا اینکہ ہنگامہ عروسی فرو ہوا چند روز تک ملک دادبخش اور اعمال شاہ کا قیام رہا بعدہ یہ دونون بادشاہ
رخصت ہو کے قاف کی جانب روانہ ہوگئے ایک روز ایرج نوجوان فردالامان مین اندرون محل آ کر بیٹھا ہوا
تھا یکایک اُسکی نظر ایک نازنین پر پڑی ہزار جان سے فریفتہ ہوگیا دل پکڑنے لگا تپیدن آغاز ہو رنگ
چہرہ سے اُڑ گیا برباد ہو مملکت دل نہین قرار کا خون ہوگیا بیقراری کا عمل ہوا راوی کہتا ہی وہ نازنین گہرتاج نام بدیع الزمان
کی دختر تھی جسوقت ایرج نوجوان کی نظر گہرتاج پر پڑی اُسکو مطلق ایرج نوجوان کا خیال نہ تھا اور ایرج نوجوان
کی نظر اُسی نازنین پر اتفاقی طرف دفعتہ ہوگئی تھی ہر مرتبہ ایرج چاہتا تھا کہ ہرچہ بادا باد اس حور وش سے دست و بغل
ہو جاؤ مگر پھر ضبط کرتا تھا کہ نہین معلوم کس خرابی کا سامنا ہوجاے آخر گہرتاج بنت بدیع الزمان نے بھی زیر دیدہ
نظر سے ایرج کو دیکھا کہ میری جانب بغور دیکھ رہا ہی وہان سے اُٹھ کے اپنی محل سرا مین چلی گئی ایرج
یہان ہلاکت کی نوبت پہنچی چہرہ پر مردنی چھا گئی گریبان تک ہاتھ جانے لگا ندیمون نے استفسار مزاج کیا
ایرج نے حقیقت امر کو بیان کرنا مناسب نہ جانا کہا خیریت ہی اسوقت از خود دل زندہ گیا ہی خود مین حیرت
مین ہون کہ مجھکو کیا ہو گیا ابھی اچھا خاصہ بیٹھا ہوا تھا کیا تم نہین دیکھ رہے تھے اُنھون نے کہا پھر کچھ طبیب کو

بند و بست کیا جاوے ایرج نے کہا کچھ طبیب کی ضرورت نہین ہی از خود مزاج درست ہو جائیگا سب خاموش ہو رہے
مگر لحظہ بہ لحظہ متغیر ہو گیا حتے کہ غشی کی نوبت پہونچی اب سب گھبرا گئے حکیمون کو بلایا اُنہون نے نبض دیکھی انواع اقسام
کے مرض تجویز کیے لیکن اصل مرض تشخیص نہ ہوا دوا تیار ہوئی پلانا چاہا غشی تھی دوا کیونکر پلائی جائے تجویز ہوا
کہ غشی سے افاقہ ہو تو پلائی جائے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے آنکھ کھولی سب نے اصرار کیا کہ دوا نوش
فرمائیے ایرج نے آہستہ کہا یارو کیون مجھکو پریشان کرتے ہو مین اس دوا کو نہ پیون گا اپنے مرض کو مین ہی خوب
پہچانتا ہون یہ کہا اور مع ہذا تصور بندہ گیا جو اُس صنم کا ۔ لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا ۔ پرستارون کو اور زیادہ حیرت
نے گھیر لیا کسی نے کہا دماغ خراب ہو گیا ہی کسی نے کہا کسی جن یا پری کا سایہ ہی فلان عامل اپنے فن مین کامل ہی
اُسکو بلاؤ کوئی مجرب تعویذ لکھوا دو ابھی حال بھی معلوم ہو جائیگا اور فائدہ بھی ہوگا ایرج پر پھر غشی طاری ہوئی غلام
عامل کے یہان تشریف لے گئے اور اُسیوقت اپنے ہمراہ لائے عامل نے کتاب کھولی زائچہ کیا ایرج کے
ہاتھ مین قرعہ رکھکے پھینکا کچھ حساب کیا تعویذ لکھا کہا اسکو پانی مین گھول کے پلادو خدا نے چاہا تو فائدہ ہوگا اس
جوان پر پری کا سایہ ہی جان کی خیریت ہی چند روز کی زحمت ہی پھر خوشی ہوگی یہ کہکے وہ چلا گیا عامل کی اس تقریر
سے کسی کو تسکین نہوئی سب متحیر تھے کہ یہ کون سا مرض ہی کوئی کہتا تھا کہ ہم جن پری کے قائل نہین ہین کوئی
کہتا تھا اگر جن پری کے قائل نہین تو حکیم صاحب نے کیا بنا لیا کوئی کہتا تھا صاحب جو جس فن کا ماہر آئیگا وہ اپنے فن کے
موافق تجویز کریگا عامل ہو یا طبیب دوسرے روز حمزۂ ثانی کو ایرج کی علالت کی خبر پہونچی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ
طبیب اور عامل کی یہ رائے ہی حمزۂ ثانی کو کمال تاسف ہوا ملک قاسم کو قریب بلایا اور کہا ایرج نوجوان کا
نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہی مین خود ایرج کی عیادت کو جاتا مگر بوجوہ چند در چند میرا جانا نہین ہو سکتا میری طرف
سے تم جاؤ اور ایرج نوجوان کے حال کی صحیح صحیح خبر مجھسے بیان کرو مگر ایرج نوجوان کی پرستارون سے میری طرف
سے یہ ضرور کہدینا کہ خبردار علاج مین غفلت نہ کرنا جس چیز کی ضرورت ہو کوشش کرکے بہم پہونچانا اور بہم نہو سکے
تو مجھے اطلاع دینا ملک قاسم وہان سے ایرج کے پاس آیا حال دیکھا ایرج نوجوان پر اُسوقت بھی غشی طاری
تھی بار بار ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اور کبھی نہایت درد کی آواز سے کراہتا تھا ملک قاسم نے ایرج کا شانہ
ہلایا آواز دی ایرج نے آنکھ کھولی ملک قاسم نے کہا کیسا مزاج ہی ایرج نے نفس سرد بھر کے حسرت کی نظر
سے ملک قاسم کو دیکھا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے آہستہ کہا ع کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ۔
رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہان کی ۔ ملک قاسم نے کہا آخر معلوم تو ہو کہان درد ہی کیا بیچینی ہی تاکہ
اُسکے موافق علاج کیا جاوے حمزۂ ثانی کو خبر علالت سنکے بہت تردد ہی استفسار حال مزاج کے واسطے
مجھکو بھیجا ہی ایرج نے کہا ای ملک قاسم ع گر کہین درد ہو دوا کیجے ۔ دل ہی بیچین ہو تو کیا کیجے ۔ ملک قاسم
نے کہا آخر دل کے بیچین ہونے کی کوئی وجہ بھی ہی دو سبب سے دل بیچین ہوتا ہی یا تو کوئی مرض جسمانی ہو یا نفسانی
اگر کوئی مرض جسمانی ہو اُسکو بیان کرنا چاہیے یا کوئی مرض نفسانی ہو اُس سے مطلع کرنا چاہیے ورنہ سکوت مین
مفت جان ضایع ہو جائیگی اور اسی طرح جان کا ضایع کرنا ہرگز قرین عقل نہین ہی ایرج نے اس مرتبہ مطلق جواب
نہ دیا اور پھر بیہوش ہو گیا ملک قاسم کو اُسکے قراین سے ثابت ہو گیا کہ ضرور ایرج نوجوان کسی نازنین پر فریفتہ
ہو گیا حاضرین وقت سے پوچھا کہ یہ کیفیت ایرج کی کب سے ہی اور اس علالت کے پیشتر کس کس شخص سے
ملاقات ہوئی اُنہون نے کہا وہی سب لوگ آئے جو ہر روز آتے جاتے ہین کسی خاص شخص سے ملاقات نہین

ہوئی ملک قاسم نے کہا توم اناث سے تو کوئی نہین یہان آیا تھا اُنھون نے کہا ہان گہرتاج دختر بدیع الزمان
بضرورت یہان آئی تھی ملک قاسم نے کہا بس ہم سمجھ گئے خبردار اب کوئی دوا ایرج نوجوان کو نہ پلائی جاوے
ہمنے مرض کو تشخیص کرلیا اور ایرج کے کان مین آہستہ کہا اے جوان اگرچہ تو اپنے مرض نفسانی کو ظاہر نہین کرتا ہی مگر ہم
سمجھ گئے تو نے گہرتاج بنت بدیع الزمان کو تو نہین دیکھا ایرج نے مسکرا کے ملک قاسم کی صورت دیکھی
اور پھر آنکھین بند کرلین ملک قاسم وہان سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ ثانی نے کہا اے ملک قاسم
کہو ایرج نوجوان کا حال کیا ہی خدانہ کردہ کوئی مرض شدید تو نہین ہی ملک قاسم نے کہا شہریارا بہمہ جہت
مطمئن رہین خدانہ کردہ کوئی ایسا مرض نہین ہی جس سے کچھ خدشہ کا گمان ہو سکے ہان خفیف ایک نوع کا مرض
ہی جو شہریار کی ادنی توجہ سے زائل ہو سکتا ہی حمزہ ثانی نے کہا مین کسی مرض کا علاج کیا جانون ملک قاسم نے
کہا ابھی حضور فرماتے ہین لیکن جب عرض کرونگا تو حضور سمجھ جاینگے کہ ہان میری توجہ سے یہ مرض زائل ہو سکتا ہی اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ ایرج نوجوان کو کوئی مرض جسمانی نہین عارض ہی بلکہ مرض نفسانی عارض ہو گیا ہی حمزہ ثانی
نے کہا آخر بیان تو کرو کیا مرض ہی ملک قاسم متبسم ہوا اور کہا تخلیہ مین عرض کرونگا حمزہ ثانی ملک قاسم کو تخلیہ
مین لے گئے اور کہا ہان بیان کرو ملک قاسم نے پہلے جو حالت معائنہ کی تھی بیان کرکے بعدہ کہا کہ ایرج نوجوان
گہرتاج بنت بدیع الزمان پر فریفتہ ہو گیا ہی اسکا علاج حضور ہی پر محول ہی حمزہ ثانی انگشت بدندان ہوا
اور کہا اے ملک قاسم یہ کیا نادانی کی حرکت ہی فرض کرو کہ مین بدیع الزمان سے کچھ نہین کہ سکتا اور کہون بھی
لیکن بدیع الزمان منظور نہ کرے پھر کیا ہو انسان کا مقتضاے انسانیت یہ ہی کہ ہر ایک امر مین مناسبات
کو ہاتھ سے نہ دے ~ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن * کہ جا ہا سپر باید انداختن ملک قاسم جب حمزہ ثانی کی
تمام تقریر سن چکا کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون حمزہ نے کہا کہو ملک قاسم نے کہا خداوند نعمت اصل امر
یہ ہی کہ عشق و محبت مین ادنی و اعلے سب ہی مجبور ہین دل پر کسکا اختیار ہی خطا معاف خدانہ کرے کہ دل از خود
رفتہ ہو جاے ~ رہتی ہی یاد ابروے دلبر تمام رات * کٹتی ہی زندگی تہ خنجر تمام رات حمزہ ثانی تا دیر سکوت مین بیٹھے
رہی بعدہ بدیع الزمان کو طلب کیا اور کہا اے برادر بدیع الزمان ہمنے تمہاری دختر نیک اختر کی ایک نسبت تجویز کی
ہی اور تمکو ہر نوع منظور کرنا ہوگا بدیع الزمان نے کہا شہریار گہرتاج آپکی کنیز ہی ارشاد ہو وہ کون شخص ہی
حمزہ ثانی نے ایرج نوجوان کا نام لیا اور کہا جب تم کو گہرتاج کا کسی محمود سے منعقد کرنا ضروری ہی پھر ایرج
کے ساتھ کیون نہ منعقد کرو اگر کوئی غیر مقام ہو تو اُسکا دریافت لازم ہی یہ گھر کا واسطہ ہی تم بھی ایرج کے حرکات
و سکنات سے یقیناً واقف ہو گئے بدیع الزمان تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اسوقت مین اسی بات کا جواب نہین
دیسکتا البتہ دوسرے وقت عرض کرونگا اور زیادہ تر ضرورت دوسرے پر محول کرنے کی یہ ہی کہ اس بارہ مین
نور الدہر اور بدیع الملک سے بھی مشورہ کرنا پر ضرور ہی دیکھون وہ کیا اپنی راے ظاہر کرتے ہین حمزہ
ثانی خاموش ہو رہا بدیع الزمان اپنے مقام قیام پر چلے آئے اور اُسی وقت شہزادہ بدیع الملک نور الدہر
اور اسد کو بلایا اُنسے اس حال کو بیان کیا اور کہا حمزہ ثانی اس بارہ مین مجھکو مجبور کرتے ہین تم سب کی
کیا راے ہی نور الدہر نے کہا اے شہریار عالی مقدار اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزہ ثانی
ہمارا بادشاہ ہی جو کچھ اُس عالی جاہ کی راے ہی بہت مناسب ہی لیکن اسد یہ سُن کے بہت برہم ہوا نور الدہر
سے کہا او خیرہ سر معلوم ہوتا ہی کہ تو پہلوانان دست چپ سے ڈرتا ہی ایرج کیا وقعت رکھتا ہی کہ گہرتاج

سے نکاح کرلگا اگر حمزہ ثانی کہتے ہیں تو کہا کرین اُنکے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار ہے خبردار اب اگر حمزہ ثانی اس بارہ مین کچھ کہیں تو انسے صاف صاف یہ کہدینا کہ گہرتاج کا اختیار اسد کو ہے جو کچھ کہنا ہے اُس سے کہو مجھسے جسوقت کہیں گے مین جواب دیدونگا چونکہ رات زیادہ گئی تھی ہر ایک شخص پر خواب کا غلبہ تھا سب اپنے اپنے مقام استراحت پر جاکے سو رہے ہر ایک نے عالم خواب میں یہ دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہیں اور یہ کہتے ہیں میری بھی یہی رائے ہے کہ گہرتاج کا نکاح ایرج نوجوان سے ہوجائے آخر ایرج مین کیا نقص ہے جو بعض شخص اس مناکحت کے خلاف ہیں خبردار کوئی اس بارہ مین مخل نہو جب صبح ہوئی سبکو خواب شب کا خیال آیا بجائے خود متنبہ ہوے حمزہ ثانی کی خدمت مین آئے حمزہ ثانی نے بدیع الزمان سے پوچھا کیا رائے قرار پائی بدیع الزمان نے کہا شہریار کیا عرض کرون کل جن لوگون سے مشورہ لیا بعض اُنمین سے مناکحت کے بارہ مین خلاف تھے لیکن شب کو جناب امیر حمزہ تشریف لائے اور تاکید کی کہ ضرور گہرتاج ایرج سے منسوب کیجائے اب میری جرأت نہین ہوتی کہ خلاف حکم امیر عمل مین لاسکون حمزہ ثانی نے کہا مین نے بھی شب کو اسی طرح کا خواب دیکھا ہے اچھا اب تاخیر عبث ہے کار امروز را بفردا مگذار بدیع الزمان نے کہا حضور کو اختیار ہے حمزہ ثانی نے ایرج کو طلب کیا پھر بدیع الزمان کو اشارہ کیا بدیع الزمان نے خلعت دامادی منگایا ایرج کو دیا ایرج نوجوان نے حمزہ ثانی اور بدیع الزمان کا بہ ہزار تعظیم تسلیم کی اور دل مین بہت خوش و مسرور ہوا دونون جانب سامان عروسی تیار ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ چالیس روز تک ہنگامہ عروسی گرم رہا اور ساعت سعید و آوان حمید مین ایرج نوجوان کے ساتھ گہرتاج بنت بدیع الزمان منعقد کی گئی

اب تاجدار اقلیم جہانبانی یعنی حمزہ ثانی کا لشکر سے شب کو غائب ہوجانا اور سرداران دست راست اور دست چپ یعنی شاہزادہ بدیع الملک و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ مین ہنگامہ پیکار گرم ہونا۔ بیان کیا جاتا ہے

تیری خوش چشمی کا افسانہ سُناتا ہوں میں
پھیر کھا کھا کے تری کوچہ کو جاتا ہوں میں
سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
شکر کرتا ہوں اگر داغ بھی کھاتا ہوں میں
شب مہتاب آتا گلگشت کو وہ رشک بہار
نشہ مین مست جو گرتا ہے اُٹھاتا ہوں میں
کوی مقصود کے سجدے مین شب و روز مدام
بہ آہنگ عشاق آواز کن
بیک نغمہ دل گشتہ مند ۔ کن

خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہوں میں
سینہ صافی سے ہے آئینہ کا رتبہ حاصل
آنکھ مریخ لڑائے تو لڑاتا ہوں میں
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
بلبلون کو چمنستان سے اُڑاتا ہوں میں
شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
جادے کی طرح تجھے راہ مین پاتا ہوں میں
سرت گردم ای مطرب خود برو
ز چشم مکش وز بیم زندہ کن

ہند سے دور جو کعبہ کو سنا ہی مین نے
جیسا ہو ویسا کوئی ویسا نظر آتا ہوں میں
نعمت عشق بھی ممکن نہیں بے فضل خدا
یہ قدح میرا ہے خیر اسکی مناتا ہوں میں
ساقی میکدہ نے مجھکو یہ خدمت دی ہے
سوزش دل کو زبان پر نہیں لاتا ہوں میں
مغنی بیا نغمہ را ساز کن
کہ مرغولہ خوانی دمر غولہ ہوے
سرود نوازان مقام قادر و ریدہ سازان

دائرہ کون و کاوت اس ترانہ عجیب اور شعبہ عجیب زہرہ صدا ناہید لوا کو اسی طرح زیور گوش اہل وجد و سماع کرتے ہیں کہ جب گہرتاج بنت بدیع الزمان ایرج نوجوان سے منعقد ہو گئی اور ہنگامہ جشن تمام ہوا سب لوگ اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے ایک روز حمزہ ثانی بیٹھے بیٹھے کچھ سوچ کے تمام ملازمون کو غائب کیا

نہین سے چالیس ملازمون کو منتخب کیا اور کہا تمکو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تیار رہو جسوقت ہم
حکم دین تم سب فوراً حاضر ہو اُن سب نے کہا بہت مناسب ہی ہم ہر وقت تابع فرمان ہین جب رات
ہوئی حمزہ ثانی نے اُن چالیسون ملازمون کو ساتھ لیا اور وہان سے روانہ ہو گئے صبح کو یہ خبر
مشہور ہوئی کہ حمزہ ثانی لشکر مین نہین ہین شب کو کہین چلے گئے ایک نے دوسرے سے کہا کچھ
تمکو معلوم ہے اُسنے کہا سبحان اللہ جان تم وہان تین مجھکو کیا معلوم کہ وہ عالی مرتبت کس طرف
چلا گیا اور کس فکر مین گیا ہے اس خبر کو سعد شہریار نے بھی سُنا شہزادہ بدیع الملک کے پاس
پہونچا کہا کچھ تمکو حمزہ ثانی کا حال معلوم ہی بدیع الملک نے بھی لاعلمی ظاہر کی سعد نے کہا میری رائے یہ ہی کہ حمزہ لشکر مین رونق
افروز نہین ہی بے سردار فوج کا رہنا مناسب نہین ہی ہمکو حمزہ ثانی اپنا جانشین قرار دیگئے ہین فلہذا تم دنگل آصفی پر تمکن
ہو جب حمزہ ثانی اوینگے اُسوقت سمجھ لیا جاویگا بدیع الملک نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن میرے نزدیک ابھی استعجال
عجلت نامناسب ہی تم نہین دیکھتے ہو کہ سرداران دست چپ ہر وقت میری طرف کس نظر سے دیکھتے ہین تعجیل
کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہی علے الخصوص اس وقت کی تعجیل تو ضرور ہی سخت خرابی کا باعث ہی سعد نے کہا اسکا نتیجہ بہتر
بہتر و مناسب ہے اب تم دیر نہ کرو جو مین کہتا ہون اسپر عمل کرو بدیع الملک نے کہا تم جانو اور دنگل آصفی پر قیام کیا اس
طرف سرداران دست چپ نے جو یہ رنگ دیکھا بہت برہم ہوے سب ملک قاسم کے خیمہ مین جمع ہوے
اور کہا دیکھا تم نے ای ملک قاسم سعد کو کیا منصب تھا کہ بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہمسے ذکر تک نہ کیا
جو دعوی حکومت حمزہ ثانی پر وہ رکھتے ہین وہی ہم بھی رکھتے ہین تم بتاؤ اُنکی اس حرکت نامعقول کے عوض مین
ہم کیا کرین ملک قاسم نے کہا بھائیو ہم کچھ نہین کہتے حمزہ ثانی موجود نہین ہین اگر اسد نے بدیع الملک
کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہی اگر تم بھی کسیکو دنگل پر بٹھا دو مگر یہ یاد رکھو کہ اس طرح کے اختلاف کا نتیجہ بہتر نہوگا آیندہ
اختیار ہی اُن سردارون نے کہا یہ تو ہم بھی سمجھتے ہین مگر جب اُن سبکو اس خرابی کا خیال نہین ہی تو ہم کیون
خیال کرین اگر اسد نے بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہی ہم شاہزادہ رستم ثانی کو دنگل پر بٹھائے
دیتے ہین جسکو کچھ اعتراض ہوگا ہم سے سمجھ لیگا ملک قاسم نے سکوت کیا اُن سب نے اُسیوقت جاکے رستم
ثانی کو بھی دنگل پر بٹھا دیا اور نذرین پیش کش کرکے مطیع فرمان بنے اُس طرف شاہزادہ بدیع الملک دنگل
آصفی پر بیٹھا تھا اور تمام سرداران دست راست بھی موجود تھے یکایک سیارہ ثانی بارگاہ مین بلا تکلف چلا آیا
اور جام کلہ عفریت اُٹھا لے گیا اور یہ کہتا ہوا کہ ای نالائقان دست راست تمھارا کیا منصب ہی کہ اس جام کلہ
عفریت کو اپنے قبضہ مین لیے ہو جسکا منصب ہی اُسکے پاس اس جام کو لیے جاتا ہون اگر کوئی تم مین سے
اس جام کے لینے کا منصب رکھتا ہی مجھ سے لے لے شاپور شیر دل اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ
کی خدمت مین بھی عرض کی کہ کیا حکم ہی سیارہ جام کلہ عفریت لیے جاتا ہی اور ہم سب کو نالائق قرار دیتا ہی خود لائق
بنتا ہی شہزادہ نے کہا ای شاپور پوچھتے کیا ہو اگر لے سکتے ہو جام کو لے لو اگرچہ مجھکو اس جام کا خیال چندان
نہین ہی تاہم یہ خیال ہی کہ اس طرح یہان سے کسی شی کا لیجانا سخت توہین ہی شاپور شیر دل بعجلت تمام اسکے تعاقب
مین چلا وہان رستم ثانی دنگل پر بیٹھا تھا کہ سیارہ ثانی دربار مین رستم ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض
کی ای مالک تاج و تخت حمزہ ثانی مین اس وقت جاسوسی کی غرض سے گیا تھا دیکھا کہ نالائقان دست راست
باطمینان بیٹھے اس جام مین میکشی کر رہے ہین یہ دیکھ کے مجھ سے تحمل نہو سکا اور آگے بڑھ کے اسکے ہاتھ سے

جام چھین لیا کسیکی جرأت مجھ سے تعرض کرنے کی نہ ہوئی بلکہ مین نے چلتے وقت یہ بھی کہا کہ نالایقون کے می نوشی
کے قابل یہ جام نہین ہی لائقون کے واسطے یہ جام لیے جاتا ہون جس کو کچھ دعوی ہو وہ مجھسے یہ جام لے لے
کسی نے مطلق جواب نہ دیا اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کی رستم ثانی سیارہ سے بہت خوش ہوا کہا ای سیارہ
طرارکاری کر دے تیرا ہی یہ کام تھا کہ یہ جام وہان سے لے آیا دوسرے کی ایسی جرأت ہرگز نہ ہوتی واقعی یہ جام
لایق وفایق سلاطین کے می نوشی کے قابل ہی نالائقون کے واسطے نہین ہی جلدی اسکو شراب سے مملو کرکے
مجھے دے کہ پیون سیارہ نے بعجلت تمام اُس جام کو شراب سے پر کرکے رستم ثانی کو دیا رستم چاہتا تھا
کہ منہ کے قریب لے جاے یکایک باش باش کی صدا بلند ہوئی اور ایسی صدا ے سخت آئی کہ رستم اُس
جام کا پینا بھول گیا متعجب ہو کے ہر چہار جانب دیکھنے لگا یکایک شاپور شیر دل دربار مین آیا سیارہ کی گردن
کو بغل مین لا کے فشار دیا جس سے اُسکے حواس باختہ ہو گئے اور اُسی طرح رستم ثانی کے قریب آیا وہ جام
شراب رستم کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً منہ لگا کے پی گیا پھر نعرہ مار کے کہا ای پاجیو تمھاری یہی حقیقت
ہی کہ اس جام مین شراب پیو دیکھو مین جام کلہ عفریت اور سیارہ کو باہر لیے جاتا ہون جو اپنی زندگی سے عاجز
ہو وہ مجھ سے تعرض کرے اور اس سیارہ مردود سے تو مجھے بہت بڑا عوض لینا ہی اسنے شاہزادہ
بدیع الملک کو بڑا دھوکا دیا ہی یہ کہا اسنے بدیع الملک والا ور کی خدمت مین گستاخی بھی کی رستم
ثانی اس واقعہ کو دیکھ کے از سرتاپا غیظ ہو گیا بعجلت تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے شاپور شیر دل کے
تعاقب مین چلا راوی کہتا ہی کہ اسوقت ایرج اور سرداران دست چپ و راست بھی آپہونچے تھے شاپور
شیر دل تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ رستم قریب آپہونچا شاپور بہت متردد ہوا رستم نے نعرہ مارا کہ ای دزد کہان
جاتا ہی میرے ہاتھ سے اگر بدیع الملک کے شکم مین بھی جا چھپیگا تو مین زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہا اور
چلہ کمان مین تیر جوڑا شاپور نے پیچھے پھر کے دیکھا کہ رستم نے تیر چلہ کمان مین جوڑا ہی اور قریب ہی کہ
نشانہ ہو جاؤن بہ سبب خوف کے وہ جام اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا اس عرصہ مین سیارہ بھی شاپور سے جدا
ہو گیا شاپور نے چاہا کہ جام کو اُٹھا لون رستم قریب پہونچ گیا شاپور کی گردن مین ہاتھ ڈال کے اس زور سے
ڈھکیلا کہ شاپور دور تک لڑھکتا چلا گیا اور خود بھی چند قدم اُسکے ساتھ گیا سیارہ اُس جام کے قریب تھا اُسنے
چاہا کہ جام کو اُٹھا لے ناگاہ ایک نقابدار نمودار ہوا اور آتے ہی ایک طمانچہ سیارہ کے مار کے
وہ جام اُسکے ہاتھ سے چھین لے گیا سب ایک دوسرے کا منہ دیکھ کے رہ گئے اور اپنے اپنے مقام پر
چلے آئے شاپور شیر دل بدیع الملک کی خدمت مین آیا اور کہا شہر یار بہتر ہوا کہ وہ جام ہی ندارد ہو گیا اس سے
بہتر ہی کہ اُن بدبختون کے ہاتھ مین ہوتا رستم ثانی کو اُس نقابدار پیادہ کے لیجانے سے کمال افسوس ہوا
سیارہ کو لشکر مین لے آیا اور حکم دیا کہ نقارۂ جنگ بدیع الملک سے مقابلہ کے واسطے بجایا جاوے
جون ہی بدیع الملک نے نقارہ رزمی کی آواز سنی اپنے سرداران ہمراہی سے کہا دیکھو ان بدبختون کی
بیہودگی کو آپ جانتے ہین کہ آپس مین کشت و خون ہوا چاہتا ہی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگ بجایا جاوے
یہی تو بہی سہی کل ان نمک حرامون کو سزاے معقول دونگا غرضکہ یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوٹ پڑی تمام
شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاریان رہین ؎ روز دیگر کین جہان پر غرور * یافت از سرچشمۂ خورشید نور
علی الصباح میدان جدال مین صف آرائیان ہوئین اور اُدھر سے رستم ثانی اپنی بارگاہ سے نکل کے مرکب

مرکب تیز رفتار صرصر کردار پر سوار ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے دربار سے برآمد ہوکے اور عنبر اشہب کی
پشت پر آکے اُسکی باگ لی

بگویم سمندی رو چو باد بہار | بصحرا ز نعلش چنان جست سنگ
بے چین سفید از وبر بجار | کہ شد رانتہ در بحر پشت نہنگ
زسر تا قدم غرق زرد و گہر | ز رنگش ہوس کردہ قیصر کمر

کلائیاں مارتا غول مین پہونچا

اب ادھر بھی تمام فوج آمادۂ جنگ ہی اور ادھر بھی صرف حکم کی دیری اندر دن فوج ایک ایک غول سرداروں کا
ہی جن مین ہر ایک دریاے آہن مین غرق ہی

ز زرین کلاہان آہن قبا | شدہ آن جائیگہ جام گیتی نما
تبرزین آہن سپرہاے زر | ہلالی بدست آفتابے بسر

شہزادہ بدیع الملک نے اپنے بیان سے
علم کاشتہ کھولا پہلے جو شخص کہ بدیع الملک کی طرف سے میدان نبرد مین آمادہ اسد دلاور تھا حربگاہ مین
استادہ ہوکے پکارا کہ ای رستم کون ہی میرا مرد مقابل آوی مجھسے مقابلہ کرے ابھی رستم ثانی کی طرف سے
اسد کے مقابلہ کو کوئی نہین آیا تھا کہ ایک جانب تق گرد نمایاں ہوا دونون لشکر اُس گرد کی طرف نگران ہوے
جب دامن گرد چاک ہوا نقابدار سبزپوش مع چالیس نقابداران ہمراہی نمودار ہوا اور میدان معرکہ مین پہونچ
کے بدیع الملک کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای نالایقون یہ کیا بیہودگی ہی کہ آپس کا پاس و لحاظ بالاے
طاق رکھکے رستم ثانی سے جنگ کرنے کا تہیہ کرلیا یہ امر ہرگز قرین انسانیت نہین ہی مجھکو خوب معلوم ہی
جس لایق تم نالایق ہو اور ضرور وہی عمل مین آئیگا اور رستم ثانی کے لشکر مین آکے رستم ثانی کو سلام کیا اور
کہا ای شہریار عالی تبار تمھاری تکلیف گوارا کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی تم باطمینان یہان مقیم رہو اور تماشا دیکھو
مجھکو اپنا خدمت گذار سمجھو جس بیباکی سے بدیع الملک مع فوج و لشکر تمھارے مقابلہ کو آیا ہی دیکھنا کہ مین کیسی
سزاے معقول اُسکو اور اُسکے ہمراہیون کو دیتا ہون رستم ثانی نے بکمال عاجزی کہا ای نقابدار یہ تمھاری
انسانیت ہی جو تم خواہمخواہ میری طرفداری پر آمادہ ہوگئے ورنہ مین نے کوئی ضیافت بھی تمھاری نہین کی نقابدار
نے کہا کچھ ضیافت کی ضرورت نہین ہی مین یون ہی تابع فرمان ہون یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کیے اسد کے قریب
پہونچا بآواز بلند کہا ای خیرہ سر نالایق تو سخت شریر معلوم ہوتا ہی جو سبقت کی ع بیار انچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران + اسد نقابدار کی یہ تقریر سُنکے نہایت غضب آلودہ ہوا چند قدم سے جھپٹ کے
شمشیر آبدار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے ہاتھ بڑھا کے اسد کے بندوست کو گرفت مین لایا اور دوسرے
ہاتھ کو اسد کی کمربند پر ڈالکے سر سے بلند کرلیا پھر زمین پر مارا چند پیادہ پہونچے اسد کو گرفتہ و بستہ کرلیا
داراب کشور کشا کو اسد کے گرفتار ہوجانے سے کمال صدمہ ہوا اپنے مرکب کو بے تحاشا اُڑاتا ہوا نقابدار
کے قریب آیا اور حملہ کیا نقابدار نے اُس کا حملہ رد کرکے اُسکو بھی سر سے بلند کرلیا اور گرفتہ و بستہ
کرکے رستم ثانی کے پاس بھیج دیا چونکہ آفتاب قریب غروب تھا میدان سے مراجعت کرکے رستم ثانی
کے پاس پہونچا کہا شہریارا آج اسقدر جنگ و حرب کے کام کو انجام دیا ہی کل کے روز بقیہ نمک حرامون
کو اُنکی سرکشی کی سزا دونگا اور ایسی سزاے معقول دونگا کہ مدت العمر یاد رکھین گے تم روز اسی طرح
نقارۂ جنگ بجاتے رہو اور مین عین وقت پر پہونچ جایا کرونگا یہ کہکے عنان مرکب پھیری اور جس طرف
سے آیا تھا اُس طرف روانہ ہوگیا بدیع الملک نہایت محزون و ملول میدان جنگ سے واپس آیا
ادھر رستم ثانی خوش و مسرور اپنی بارگاہ مین پہونچا سرداران ہمراہی سے کہا دیکھو یہ ہم سب کی اقبال مندی ہی
کہ وقت پر غیب سے نقابدار آگیا اور میدان اپنے ہاتھ رکھا ورنہ نہین معلوم کس طرح دن تمام ہوتا اور

کیسی کوشش کرنا پڑتی اور کل کی میدان داری کا بھی وعدہ کر گیا ہی مجھکو یقین ہی کہ کل بھی ضرور آئے سب نے
کہا بیشک آئیگا رستم ثانی نے آج پھر نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو پھر میدان ضرب مین دونون طرف
صف آرائی ہوئی آج ایرج نوجوان نے سبقت کی اور مرد مقابل کو طلب کیا بدیع الملک کے لشکر سے
نور الدہر اُسکے مقابلہ کو جانے والا تھا ہنوز ایرج کے مقابل مین پہونچا نہ تھا کہ پھر گرد نمایان ہوئی آج نقابدار
سرخ پوش چالیس نقابدارون کو ہمراہ لے وارد میدان ہوا اور اسنے رستم ثانی کے لشکر کی جانب متوجہ ہو کے
کہا ای خیرہ سرو تم کو شرم نہین آتی کہ شہریار زمان شہزادہ بدیع الملک کو اپنا ہمسر مقرر کرتے ہو دیکھو اس بیہودگی
کی آج تمکو کیسی سزاے معقول دیتا ہون بعدہ شہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا شہریار تمہاری
تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہین ہی ایسی حالت مین کہ یہ ہوا خواہ تمہارا موجود ہی جاؤ اپنی بارگاہ مین استراحت
فرماؤ مین ان سرکشون سے سمجھ لونگا ان نالائقون کی کیا وقعت ہی کہ تم ایسے عالی جاہ کے مقابلہ مین ہمسری کا دعا کرین
ے بہ بینی کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ تو یہی کہ ان سبکو گرفتہ و بستہ کرکے تمہاری خدمت مین ح
پہنچاؤن اُسوقت تمکو اختیار ہوگا چاہنا سبکو ہلاک کرنا ورنہ گرفتہ و بستہ رکھنا بدیع الملک نے کہا ای
نقابدار ابھی چلے آتے ہو اعضا مین کسل و کاہلی راہ پائی ہوگی تھوڑی دیر استراحت کرو جبتک ہمارے لشکر سے کوئی
سردار ہنگامہ جنگ و حرب کو گرم کریگا نقابدار نے کہا شہریار ہم ایسے خیر خواہون کو استراحت سے کیا کام ہماری
استراحت یہی ہی کہ تم ایسے والا قدر کا ہم سے کوئی کام انجام پا جاے اُس طرف رستم ثانی نے جو دیکھا کہ آج نقابدار
سرخ پوش وارد میدان ہوا ہی اور بدیع الملک کی طرفداری پر آمادہ ہی بہت متعجب ہوا اور اپنے سرداران
ہمراہی سے کہا یہ طرفہ ماجرا ہی کہ آج بدیع الملک کو مدد غیبی پہونچی حالانکہ نقابدار سبز پوش نے کل وعدہ کیا تھا
کہ ہم کل پھر آئینگے آج اس وقت اُسکا پتہ نہین ہی اُن سب نے کہا شہریار ما بھی حیرت مین ہم سب بھی
مبتلا ہین نہین معلوم یہ کیا راز ہی اس اثنا مین نقابدار سرخ پوش گھوڑا دوڑاتا ہوا ایرج کے روبرو آیا اور
کہا او کرپاس فروش تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ رستم کی طرفداری پر آمادہ ہو کے بدیع الملک ایسے جوان اقبالمند
کو یا اُسکے سرداران ہمراہی کو کسی طرح سے گزند پہونچا سکیگا کیا تجھ کو نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک کس مرتبہ کا
جوان ہی یاد رکھو تم سب اپنی نادانی و سرکشی کی سزاے معقول پاؤگے ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نہ شاید
ایرج نے جو نقابدار کی یہ تقریر سنی بہت برہم ہوا اور شمشیر آبدار کا وار بے تحاشا نقابدار سرخ پوش پر
کیا نقابدار نے بچستی تمام ایرج کا ہاتھ مع تیغ گرفت مین لایا اور دوسرے ہاتھ سے کمربند کو گرفت مین لیکے
لا کے سر سے بلند کیا گرد سر چند مرتبہ گردش دی پھر زمین پر مار کے گرفتہ و بستہ کیا اور بدیع الملک کے
لشکر مین بھیج دیا اہل لشکر بدیع الملک نے ایرج کے گرفتار ہونے کی جانب مطلق اعتنا نہ کی اُدھر
نقابدار سرخ پوش ایرج کے گرفتہ و بستہ کرنے کے بعد رستم ثانی کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای
رستم اگر تو نے اپنے سرداران ہمراہی کو بھیجا تو کیا اگر تو مرد میدان ہی اور کچھ بھی جرات رکھتا ہی بذات
خود میرے مقابلہ مین آ ملک قاسم کو نقابدار کی اس طرح کی گفتگو ناگوار ہی معلوم ہوئی رستم ثانی سے
کہا شہریار مجھکو اجازت میدان دو رستم نے کہا ای برادر قاسم تمکو اختیار ہی ملک قاسم مسلح و مکمل نقابدار
کے مقابلہ مین آیا نقابدار نے ملک قاسم کو بھی گرفتار کر لیا بعدہ بدیع الملک سے کہا شہریار آج مین
اسی قدر تمہاری خدمت گذاری پر اکتفا کرتا ہون انشاء اللہ الرحمن کل پھر حاضر خدمت ہو کے اُن سرکشون کو انکی

بیباکی کی سزا دونگا اور اسی طرح ہر روز نقارۂ جنگ بجایا جاوے مین رستم ثانی سے سمجھ لونگا تمکو کچھ غرض نہین ہی یہ کہکے وہ جس طرف سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہوگیا راوی کہتا ہی کہ نقابدار سبز پوش و سرخ پوش تو کوئی غیر شخص نہ تھا خود حمزۂ ثانی تھے کبھی سبز پوش ہوکے رستم ثانی کی طرف آتے اور کبھی سرخ پوش ہوکے بدیع الملک کے شریک ہوے پہلوانان دست چپ کو گرفتار کیا سب دونوں کی میدان داریون مین حمزۂ ثانی نے سات سو بادشاہون اور پانچ سو چھپن پہلوانون کو مع سات نفر فرزندان امیر کے گرفتار کیا اور جس روز رستم ثانی سے مقابلہ ہوا اُس روز صبح سے دوپہر تک رد و بدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی تا اینکہ رستم ثانی کو بھی گرفتار کیا آخری روز وہ تھا کہ دونون جانب کے پہلوان اور سردار گرفتار ہوگئے تھے مجبوراً بدیع الملک مقابل ہوا تین روز تک کشتی ہوتی رہی چوتھے روز جب کوئی غالب و مغلوب نہوا آسمان سے تخت نمودار ہوا اور بدیع الملک کو اُٹھا لیگیا حمزۂ ثانی بہت پریشان ہوا کہ نہین معلوم بدیع الملک کو کون لے گیا شب کو خواب مین دیکھا کہ امیر آئے ہین اور کہتے ہین ای حمزہ تم اسقدر پریشان کیون ہو ان ہی رد و بدل مین ہی مناسب تھا جو ظہور مین آیا کیا تمکو ابھی تک نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک تمہارے بعد تمہارا جانشین اور صاحب قران ہوگا اُسکی خاطر تمکو کس طرح بچاتی ناچار یہ تدبیر کی بعد اس طرح کی گرفتاری کی جب لشکریون نے دیکھا کہ ہمارے سردار تو سب گرفتار ہوگئے سب ایک جا جمع ہوے آپس مین کہا بھائیو جنگ سب سے فساد تھا انہین سے نہ کوئی یہان ہی اور نہ وہان پھر باہم بیکار کشت و خون کرنا کیا چلو ہم سب سعد شہریار کے پاس چلین چنانچہ یہ سب سعد شہریار کے پاس آئے اور مطیع فرمان ہوگئے دوسرے ایک اور نقابدار بارگاہ سلیمانی مین آیا اور بلا تکلف ونگل آصفی پر بیٹھ گیا سعد شہریار نے کہا اے خیرہ سر تو کون ہی کہ حمزۂ ثانی کی جگہ گستاخانہ بیٹھ گیا نقابدار نے اپنے چہرہ سے نقاب دور کی سعد شہریار کیا دیکھتا ہی کہ حمزۂ ثانی ونگل آصفی پر رونق افروز ہین سعد شہریار نے باادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا مجھکو نہین معلوم تھا کہ نقاب کے پردہ مین حضرت ہین معاف فرمائیگا خوب کیا جو ان سرکشون کو قرار واقعی سزا دی ہر ایک کا دماغ نخوت و غرور سے پر تھا حمزہ نے پھر نقاب چہرہ پر ڈالی اور حکم دیا کہ لاؤ ان گرفتارون کو حسب الحکم تمام پہلوان طوق و زنجیر مین گرفتار حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر کیے گئے شاہزادہ نے فرمایا ای خیرہ سرو یہ کیا نالائق حرکت تھی کہ تم سب نے بجاے خود ہمچشمی کا دعوی کیے تمہت دونون کی نوبت پہونچائی توبہ کرو اور اپنی خطاے گذشتہ کی معافی چاہو تاکہ تمہاری رہائی ہو ورنہ یقین جانو کہ بلا رعایت تم سبکو قتل کرونگا تمام قیدی متعجب تھے کہ نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی کہ اس طرح کی حکومت ثابت کرتا ہی ملک قاسم نے کہا ای نقابدار مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجیے نقابدار نے کہا اجازت ہی جو کچھ منظور ہو کہو ملک قاسم نے کہا اپنے چہرہ سے نقاب دور کرو تاکہ ہم دیکھین تم کون ہو اور اگر یہ منظور نہو اپنا نام و نشان بتا دو اُسوقت جس طرح کہوگے ہم عفو تقصیر چاہین گے نقابدار نے کہا ہم تمہارے تابع نہین ہین کہ جو کچھ تم کہو اُسپر عمل کرین البتہ ہم تمہارے حاکم ہین ہمارے حکم کی تعمیل تمپر فرض ہی ملک قاسم نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی یہ بات تمکو شایان نہین عرض کی جاتی صرف علم ہونے کی غرض ہی نقابدار نے یکایک نقاب چہرہ سے دور کی سب نے دیکھا حمزۂ ثانی ہین پس حمزہ کے پاؤن پر گر پڑے اور عذر کیا کہ واقعی ہم سب سے بڑی خطا ہوئی کہ آپکی غیبت مین ہنگامہ حرب و ضرب گرم کیا حمزۂ ثانی نے ان سبکو اُس قید و بند سے رہا کرکے خلعت دیا اور کہا تمکو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ ہماری غیبت مین اس طرح کا فتنہ و فساد برپا کروگے وہ آدمی کیا جو آدمیت کے حرکات عمل مین نہ لاوے اگر مین اُس ہنگامہ مین ہر ایک کو

فساد

گرفتار نہ کرتا تو ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتے سب نے منفعل ہو کے سر جھکا لیا ابھی یہ
باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ درگہ سالار موقف عرض میں آ کے اس طرح گویا ہوا سہ یارب نہال دولت تو
سر فراز باد ٭ درہائے فتح بر رخ بخت تو باز باد ٭ ایک دیو در دولت پر حاضر ہے اور حضوری چاہتا ہے حمزہ
ثانی نے پوچھا کس کام کو آیا ہے درگہ سالار نے عرض کی اس دیو کا بیان یہ ہے کہ آسمان پری کا
فرستادہ ہوں ایک نامہ بھی بنام نامی جناب حمزہ ثانی لایا ہوں اور اصل حقیقت سے جان نثار کو اطلاع
نہیں کہ وہ دیو کس کا بھیجا ہوا ہے اور کیوں آیا ہے جوں ہی آسمان پری کا نام سنا حکم دیا بلاؤ اسے دیو داخل
بارگاہ ہوا آداب بجا لایا ہاتھ اٹھا کے دعا دی سہ جلوہ تیرا قائم رہے ای نور تجلی ٭ یہ شعشعہ دائم رہے
ای نور تجلی ٭ غلام آسمان پری کا بھیجا ہوا حاضر خدمت والا ہوا اور آسما پری کا نامہ دیا حمزہ ثانی نے نامہ
پڑھا لفافہ کو چاک کیا نامہ کھولا لکھا تھا ای تاجدار اقلیم شاہنشاہی و ای باجگیر مملکت جہان پناہی قہقہہ شیر
چار لڑکوں نے مجھ پر لشکر کشی کی ہے میرے لشکر کے بیشتر سردار معرض ہلاکت میں آ گئے اگر یہی حال ہے تو
عنقریب تمام فوج کام آ جاوے گی تم کو چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس نامہ کے بہت جلد فرزندان امیر سے
کسی کو میری مدد کے واسطے یہاں بھیجو حسب از اول تا آخر وہ نامہ حمزہ ثانی نے پڑھ لیا میر منشی کو دیا
اور کہا باواز بلند حاضرین کو یہ نامہ سنا دو میر منشی نے نامہ پڑھا سب نے سنا علم شاہ رومی اور
عمر بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریار اگر حکم والا ہو تو ہم جاویں اور آسما پری کی طرف سے
ان نرہ دیووں کو سزائے معقول دیں حمزہ ثانی نے خوش ہو کے انکو رخصت کیا اور یہ کہہ دیا کہ خبردار
آسما پری کی حکومت کو شمہ گزند نہ پہنچنے پاوے جس قدر مدد کی ضرورت ہو ہم کو اطلاع دینا
یہ سردار اس طرف روانہ ہوئے یہاں دوسرا نامہ سبائل کی جانب سے پہونچا حاکم سبائل
نے حمزہ ثانی کے نام لکھا تھا کہ علقمہ بن لاہوت نے پانچ لاکھ کی جمعیت سے ہم پر یورش
کی ہے اور نتیجہ بد نظر آتا ہے جلد میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجو اگر کچھ بھی دیر ہوگی تو تمام فوج میری
ہلاک ہو جاوے گی یہ نامہ بھی میر منشی کے ذریعہ سے تمام حاضرین دربار کو سنایا اس مرتبہ نور الدہر کھڑا ہوا
اور کہا ای شہریار یہ خدمت میرے متعلق کیجاوے انشاء اللہ میں ملک سبائل کے قصہ کو
پاک کرونگا طہماس بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی خادم کو اجازت ملے کہ نور الدہر کے ہمراہ ملک
سبائل میں جاوے حمزہ ثانی نے دونوں سرداروں کو بھی رخصت دی چنانچہ نور الدہر
ستر ہزار سوار کی جمعیت سے سبائل کی طرف روانہ ہوا اور طہماس نور الدہر کے ہمراہ تھا
طی مراحل و قطع منازل قریب سبائل کے پہونچا دیکھا کفار ان بدکار و گبران اشرار سبائل پر
متواتر حملہ کر رہے ہیں حاکم سبائل پر عرصہ تنگ کر دیا ہے نور الدہر نے اپنے سرداران ہمراہی
سے کہا یہ وقت حاکم سبائل سے ملاقات کرنے کا نہیں ہے بہتر ہے کہ لشکر کفار میں تلواریں علم کر کے
در آؤ ادھر علقمہ بن لاہوت کو خبر پہنچی آنے کی ایک سوار کی زبانی پیام بھیجا کہ ہم حاکم سبائل سے کام رکھتے ہیں
تمہارا کیا ارادہ ہے اگر تم ہم سے تعرض نہ کرو تو ہم بھی تم سے نہ بولیں نور الدہر نے یہ جواب دیا کہ ہم خاص تیری سرکوبی
کو آئے ہیں وہ سوار علقمہ تک پہونچ کے یہ جواب دینے بھی نہ پایا تھا کہ نور الدہر نے علقمہ کی فوج پر حملہ کیا تا اینکہ علقمہ
کے قریب پہونچا اور کہا او گبر تو نے حاکم سبائل پر یورش کی تھی اپنی قضا بلائی ہے میں قہر آسمانی کوب آ پہونچا علقمہ نے

نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے نور الدہر نے کہا ہم مسلمان تیری جان کے عزرائیل ہین علقمہ نے کہا ہم مسلمانون سے جنگ کرنا اپنے واسطے ننگ سمجھتے ہین نور الدہر نے کہا ہم ایسے کفار کی سرکوبی اپنا فخر سمجھتے ہین علقمہ نے کہا توقف کر مین تیرے مقابلہ کے واسطے کسی پہلوان کو بھیجتا ہون نور الدہر نے کہا تو اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے علقمہ سمجھا کہ یہ مجکو یہان سے نہین جانے دیگا یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا نور الدہر نے اسکی ضرب کو سپر پر رد کیا اور اپنی تیغ کا بیدریغ وار کیا جس سے علقمہ دو پر کالے ہوکر زمین پر گرا اور روح نجس جہنم مین پہونچی فوج کفار علقمہ کے ہلاک ہونے سے سنے تماشا بھاگی نور الدہر نے تعاقب کیا ہزارون کو گرفتار کیا بیشتر جان سے ہلاک ہوئے باقی بھاگ گئے دوسرے روز اُن قیدیون کو بلایا دعوت اسلام کی چونکہ سب مجبور ولاچار تھے مسلمان ہوگئے شہر پر دست غارت دراز کیا شاہی خزانہ ملااُسکے تمام مال پر قبضہ کیا ہزارون صندوق تھے سب صندوقون کو کھولا ایک صندوق مین سے کرب نکلا نور الدہر متحیر ہوا پوچھا شہریار تم یہان کس طرح آئے اور کیونکر ان گبرون نے گرفتار کر لیا کرب نے کہا ای شہریار عالی مقدار حقیقت واقعہ یہ ہے کہ مین سعد بن قباد کے ساتھ ملک ایران گیا تھا ایران اور توران دونون ملکون کو مسخر کیا بعد بندوبست کامل مراجعت کی یہان پہونچا شب کو عیار آئے اور بعض عیاری عالم خواب مین مجھے چرا لیگئے جب بیدار ہوا اپنے کو قید و بند مین پایا اس واقعہ کو ایک سال کا عرصہ گذرا اس زمانہ مین کیا عرض کرون کہ کیسی کیسی اذیت ان گبرون نے مجھے دی ہے مگر مجبور تھا بجز تحمل چارہ کیا تھا آج میری رہائی تمھاری کوشش وسعی پر موقوف تھی نور الدہر نے کہا ای کرب مجکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ تم اس طرح یہان مقید ہو یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بعد فتح ان خزانون کیجانب دست تصرف دراز کیا منجملہ صندوقہا ے مال ایک صندوق مین سے تم برآمد ہوئے کرب نے کہا شہریار مین کمال درجہ تمھارا ممنون ومشکور ہون اب بیان کرو کیا ارادہ ہے نور الدہر نے کہا ابھی تو یہان قیام کرنے کا ارادہ ہے بعدہ جیسا کچھ مناسب معلوم ہوگا عمل مین لایا جاویگا غرضکہ سب ملک سبائل مین ساکن ہوئے اور وعظ وپند کی مجالس آراستہ ہوتی تھی جو کفار بزور شمشیر مسلمان ہوئے تھے اُنکے عقائد درست ہونے کی یہ تدبیر کی تھی ایک روز مجلس وعظ منعقد تھی اذن عام تھا جو چاہتا تھا بلا تکلف اُس مجلس مین چلا آتا تھا وعظ سنتا تھا ایک بڈھا خم کمر پرانے میلے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ مین ایک ساز کہنہ وشکستہ وہ بھی پرانے میلے چیتھڑون سے لپٹا ہوا مجلس کے کنارے آکھڑا ہوا بغور وعظ سننے لگا جب وہ مجلس برخاست ہوئی اور تمام حاضرین مجلس اپنے اپنے مقام قیام کو جانا شروع ہوئے نور الدہر نے ملازمون سے کہا وہ بڈھا جو کنارہ کھڑا ہوا ہے اُسکو جانے نہ دینا ہمارے پاس لے آؤ ملازم حسب الحکم اُس بڈھے کے پاس گئے اور کہا چلو ہمارے مالک نے تم کو یاد کیا ہے اُس بڈھے نے متبسم ہوکے ملازمون کیطرف دیکھا اور کہا مجھسے تمھارے مالک کو کیا کام متعلق ہے اُنھون نے کہا یہ ہم کو نہین معلوم ہے کہا ہم تمھارے مالک کو نہین جانتے ملازمون نے کہا ہمارے مالک تمھارا یہ تمام شہر جانتا ہے تم نہین جانتے اُس بڈھے نے کہا ہان عام شہر جانتا ہوگا ہمکو یہ بھی نہین معلوم مگر ہم تمھارے مالک کو نہین جانتے اُن ملازمون نے کہا زیادہ گویائی سے کچھ کام نہین نکلیگا چلنا ہے تو چلو نہین ہم تمکو مجبور کرکے لیچلین اُس بڈھے نے کہا اگر تم مجکو مجبور کرسکو آمادہ ہو لو خیر چلو وہ ملازم اُس بڈھے کو نور الدہر کے پاس لیگئے بڈھے نے نور الدہر کو بطرز اسلام سلام کیا اور بیٹھ گیا نور الدہر نے

کہاکہ

پوچھا تو کون ہے اور کہان رہتا ہے اُس بڈھے نے کہا مجکو نواز ندہ مطربی کہتے ہین اسی سبائل مین رہتا ہون نور الدہر
نے کہا تو اسوقت کہان آیا اُسنے کہا مین اسوقت ایک ہئیس کے یہان جانے کو تھا یہان یہ مجلس وعظ و پند دیکھی ٹھہر گیا
نور الدہر نے کہا پھر کیا سُنا اُسنے کہا جو کچھ بیان کیا گیا وہ سُنا اصل حقیقت یہ ہے کہ دین و مذہب کے بارہ مین ہر ایک
مذہب کا مجتہد اپنے مذہب کے صحیح و برحق ہونے کو مدلل بیان کرتا ہے میرا نوے پچانوے سال کا سن ہوا اکثر مذہبون کی
مجلس وعظ و پند مین گیا ہر ایک کو اپنے مذہب کا طرفدار دیکھا نور الدہر نے کہا اچھا پھر تیرا کیا مذہب ہے اُسنے کہا میرا
مذہب اگرچہ مسلمان ہے اور اور مذہبون کے مقابلہ مین اسکے اصول و قواعد کو مستحکم سمجھتا ہون مگر بعض امور تمام مذہبون سے
مشارکت رکھتے ہین اونکو اختیار کرنے کو فرض سمجھتا ہون مثلاً خوش خلقی اور کسی دوسرے پر احسان کرنا اور اسکا عوض
نہ چاہنا ہر حالت مین خدا کو فراموش نہ کرنا نور الدہر نے پوچھا یہ کپڑے مین لپٹی ہوئی تمھارے پاس کیا شے ہے اُسنے کہا یہ باجا ہے
اسکو کبھی کبھی بجا کے اپنا دل خوش کر لیتا ہون نور الدہر نے کہا مین بھی اس ساز کو سن سکتا ہون اُس بڈھے نے
کہا تم ہمارے مالک ہو تم کیا تمھارے ادنے خادم کی تعمیل حکم کو حاضر ہون یہ کہا اور بغل سے ساز کو نکال کے پوشش اُتاری
سُر درست کیے یہ غزل شمس تبریزی کی گائی غزل چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود را نمی دانم ✤ نہ ترسا نہ یہودی ام نہ گبر و نہ مسلمانم
نہ شرقی ام نہ غربی ام نہ بری ام نہ بحری ام ✤ نہ از ملک عراقی ام نہ از خاک خراسانم ✤ نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش ✤
نہ از آدم نہ حوا ام نہ از فردوس و رضوانم ✤ دوئی را چون بدر کردم ہمہ عالم یکے دیدم ✤ یکی بینم یکے دانم یکے گویم یکے خوانم ✤ مکانم
لامکان باشد نشانم بے نشان باشد ✤ نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم ✤ اگر در عمر خود یکدم
نہ بے یاری بر آوردم ✤ از آن وقت پشیمانم پشیمانم پشیمانم ✤ الا یا شمس تبریزم چرا مستی درین عالم ✤ بجز مستی و بیہوشی دگر چیزی نمیدانم
اس غزل کو اُس لطف و خوبی سے گایا کہ سب حاضرین محو حیرت ہوگئے نور الدہر نے بہت کچھ انعام دیا اور بھی حاضرین نے علی
قدر مراتب انعام دیا نواز ندہ مطربی نے کہا حضرت یہ گانا بجانا میرا تو کچھ بھی نہ تھا ہان اگر میرے اُستاد کو سُنیے تو بہت طبیعت محظوظ
ہو نور الدہر نے کہا اُسکا کیا نام ہے اور کیونکر مجھ تک پہونچ سکتا ہے اُسنے کہا میرے اُستاد کا نام ساز ندہ مطربی ہے آج تو
نہین کل ضرور اپنے ہمراہ لاؤنگا بشرطیکہ وہ راضی ہو جانے بعض وقت میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہین ہوتا در بان خداوند
بارے اسوقت یاد آگیا اگر اُستاد کے کمال سے محظوظ ہونا مقصود ہے تو اُنکی کسی حرکت نامناسب پر خیال نہ کیا جاوے
نور الدہر نے کہا خیر لاؤ تو نواز ندہ مطربی نے سلام کیا اور روانہ ہوگیا۔ راوی کہتا ہے کہ علقمہ بن لاہوت کے چند
عیار پیشہ ملازم مین اُنھون نے بعد ہلاک ہونے علقمہ کے یہ راے قرار دی کہ کسی تدبیر سے نور الدہر اور اُسکے
یاران ہمراہی کو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ مسلمانون کا نشان نہ باقی رہے جو فوج بے سردار یہان باقی رہجاویگی اُسکا
پسپا کرنا سہل ہوگا چنانچہ نواز ندہ مطربی جسنے اپنا نام بتایا اور گایا بجایا یہ وہی اُن عیارون مین سے ایک
عیار تھا ✤ چو این جملہ پیش تو کردم بیان ✤ کنون آمدم بر سر داستان ✤ غرضکہ دوسرے روز نواز ندہ مطربی
اپنے اوستاد ساز ندہ مطربی کو لایا اور کہا حضور یہی میرے اُستاد با کمال ہین جنکے لانے کا وعدہ کیا تھا نور الدہر
نے دیکھا کہ ایک پیر فرتوت ہے اسی طرح کے کثیف و رزدہ کپڑے پہنے ہوئے بغل مین شکستہ کہنہ باجا ہاتھ مین جریب
کا ٹیکتا ہوا کمر خمیدہ آتی ہے نور الدہر کو سلام کیا کہا تمنے مجکو بلایا ہے نور الدہر نے حیرت سے اُسکی صورت
دیکھی اور کہا ہان ہمنے بلایا تھا تیرے کمال کا کمال اشتیاق ہے تیرے شاگرد نے تیری بہت تعریف کی ساز ندہ مطربی
نے کہا نواز ندہ نے بالکل بیہودگی کی جو میری تعریف کی مین ہرگز اُس تعریف کے قابل نہین ہون جو اُسنے بیان
کی میرے کمال کی تعریف وہ شخص کر سکتا ہے جو مجھ سا صاحب کمال ہو نادان کی تعریف کیا نور الدہر اور

حاضرین کو بہت تعجب ہوا ایک نے دوسرے سے کہا معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی گویا ہے ہم تو اسکے شاگرد ہی کو اکمل سمجھے تھے اب اس
سے فرمایش کرنا چاہیے نور الدہر نے کہا ای سازندہ مطربی اب آیا ہے تو کچھ شروع کر اُسنے کہا کیا خوب یہ بھی کوئی
جلاہے کا کام ہے کہ کاتا اور لے دوڑی ابھی توقف کرو دن مقرر کرو مقام خاص قرار دو میری مرضی تلاش کرو اگر گاؤن
بجاؤن تو سنو نور الدہر نے بجاے خود کہا سبحان اللہ اسکا ساز سننے کا ارادہ کیا گویا درد سر مول لیا اور سازندہ مطربی سے کہا ابھی تمام
امور طے کرو سازندہ نے کہا آج نہین کل یہ کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا اسنے کہا کہان جاتے ہو ابھی آئے ہو توقف کرو چلے جانا
اگر مرضی ہو ساز کو بجانا نہین تو نہ بجانا اُسنے کسی کا کہنا نہ سُنا اُٹھا چلا گیا نوازندہ مطربی بیٹھا رہا کہا کیون حضور نے
ملاحظہ فرمایا مین نے پیشتر سے عرض کیا تھا کہ میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہین ہے نور الدہر نے کہا اگر یہی حال ہے تو کاہیکو
اسکا باجا سنینگے نوازندہ نے کہا حضور مطمئن رہین وہ ضرور باجا بجائیگا مگر یہ خیال رہے کہ اُسکے مرضی کے خلاف کوئی بات نہو اگر
باجے کیجانب دل سے متوجہ ہوگیا تو حضور ملاحظہ فرمائینگے کہ کیسا باکمال شخص ہے غرضکہ دوسرے روز پھر سازندہ مطربی
اپنے شاگرد نوازندہ مطربی کے ساتھ آیا آج یہ دونون عیار ان مکار ساز و سامان عیاری سے درست ہوکے
آئے تھے جب نور الدہر کے روبرو آکے بیٹھے سازندہ مطربی نے کہا شہریار میرا باجا سُننا چاہتے ہو تو ہر چہار جانب
میرے پردے ڈالدو اور تمام سامعین بیرون پردہ بیٹھینگے باجا سنین نوازندہ نے نور الدہر کیجانب اشارہ کیا
نور الدہر نے منظور کیا کہا پھر اسیوقت پردونکا بندوبست کیا جاوے سازندہ مطربی نے کہا کیا مضائقہ ہے نور الدہر
نے ملازمون کو حکم دیا ہر چہار جانب اُس عیار مکار کے پردے گھیر دیے گئے نوازندہ مطربی بھی بیرون پردہ بیٹھا اور کہا
اُستاد مین پردہ مین آسکتا ہون یا میرے واسطے بھی ممانعت ہے سازندہ نے کہا کیا مضائقہ تو چاہتا ہے تو چلا آ دیکھ مین
کس طرح باجا بجاتا ہون آج ایسا باجا بجاؤنگا جو تیرے واسطے نیا سبق ہوگا نوازندہ بھی پردہ مین چلا گیا اور سازندہ نے
باجا بجانا شروع کیا اور خوب بجایا بلکہ نوازندہ بھی اپنے باجے سے شراکت کرکے کیفیت کو دوبالا کر دیتا تھا تمام
حاضرین خوب محظوظ ہوئے یکایک اُس لطف و کیفیت مین تڑاق تڑاق دو آوازین آئین اور تمام اُس مکان مین
دھوان بھر گیا مع ہذا جس قدر سامعین وہان بیٹھے تھے مع نور الدہر بیہوش ہوگئے یہ دونون عیار پردہ کے باہر آئے
اور چاہا کہ اُس عالم بیہوشی مین سب کا کام تمام کرین طہماس باہر کسی ضرورت کو گیا تھا حسب اتفاق وہ آگیا دیکھا کہ نور الدہر
مع یاران ہمراہی سب مردہ کیطرح بیحس و حرکت پڑے ہین اور دو بُڈھے ہاتھون مین خنجر لیے ہوئے نور الدہر کے پاس
بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے ہین اور قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب نور الدہر کو ہلاک کیا چاہتے ہین
طہماس نے قریب جاکے کہا او خیرہ سر تم کون ہو اور یہ کیا واقعہ ہے نوازندہ بھاگا اور سازندہ
طہماس پر حملہ آور ہوا اور چاہا کہ اس جوان کا کام تمام کرکے ان سب بیہوشون کی خبر لون بعد
رد و بدل طہماس نے ایک ضرب تیغ مین اُسکا کام تمام کیا دیکھا پردہ مین دو باجے رکھے ہین
اور ایک تھیلا رکھا ہے اُس تھیلے کو جو کھولا سامان عیاری نکلا معلوم ہوا کہ یہ دونون عیار تھے رفع
بیہوشی کا بخوبی تدارک کیا سب ہوش مین آئے نور الدہر نے کہا ای طہماس تم کہان اور ہم سب کس
حال مین مبتلا تھے طہماس نے کہا جس حال مین ہم تھے ظاہر ہے اگر مین ایک لمحہ اور یہان
نہ آتا تو ان دونون عیارون نے تم سب کا کام تمام کیا تھا اور کمال حیرت ہے کہ تم لوگون کو مطلق
اس بات کا خیال نہ تھا کہ یہ غیر مقام ہے دشمنون کا جا بجا قیام ہے نور الدہر نے کہا کیا خبر تھی کہ یہ دونون
عیار مکار ہین خیر یہ معلوم ہوگیا کہ ابھی یہان ہمارے دشمن جان کے موجود ہین اور ہمکو زک دینے کے درپے ہین

عیار کی لاش کو زمین مین دبا دیا اور سامان عیاری پر قبضہ کیا اُس روز سے سب خبردار و ہوشیار رہے دوسرے عیار کا
ہر چند سراغ لگایا کہین ہاتھ نہ آیا

نور الدہر اور طہماس وغیرہ کو ملک بساتل مین مقیم رکھا جاتا ہی اور کچھ حال حامی دین متین اسلام واقع بدعت و کفر و ظلام شہر یار با شوکت و فر یعنی حمزہ ثانی نامور اور شہزادہ آسمان وقار بدیع الملک والا تبار کا معرض تسطیر مین آتا ہی

شب چو کشاد از نسیم نافۂ مشک تتار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بخار
سوسن تر بر شگفت در چمن آسمان
زہرہ بسان سمن شعری چون ارغوان
از صدف روزگار ریخت بگردون دُرر
لعل مرصع نمود شکل ثریا گہر
خسرو تخت افق ہمچو شہان بار داد
بخشش زر پیشہ کرد دست چو حاتم کشاد
قبۂ افلاک از کلہ طاؤس رنگ
ہمچو سلیمان نہ کرد گرچہ شتاب درنگ

سنبل شب داد بوی غالیۂ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسرین نمود چرخ چو در بوستان
نعش شمالی چو گل جوزا چون گلستان
گوہر کانی نمود در شب از ان باختر
زین ہمہ بر آسمان رفتہ نماندہ اثر
تاج مرصع بزر بر سر خود بر نہاد
انچہ کہ آن شب ستد روز بتاراج داد
و ز عقیقش شد روان راست چو تیر خدنگ
خسرو رومی چو تیغ زد شہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرۂ شب بر نہار
ساخت ز مشک و عبیر لخلخۂ عنبری
شکل مجرہ چو جوی چرخ چو آب روان
مہ بمیان نجوم ہمچو گل عبہری
سمط لآلی کشاد جنبش ہمہ تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چون علم کیقباد
کرد بہ تخت افق بر سر یاران سری
تا گر آرد چو خصم لشکر او را بجنگ
نوشہ زنگی گریخت راست چو دیو از پری

زبان دانان بزم گفتگو و سخن پردازان محفل نیرنگ و جادو سخنگویان فصاحت قرین نکتہ سنجان بلاغت آئین
جنمین سے ایک یہ شعر پڑھتا ہی شعر سخن چہ عرض کنم بر جواہر کہ خجل ✤ زبانگ خزینہ شناسند لعل و ہیرا
دوسرا اس بیت کا مضمون ادا کرتا ہی بیت نیست در گنج خیالم بہرۂ نا قابلان ✤ این طلسم تازہ را بر نام قابل بستہ ام
قفل ابجد خاموشی کو سیمیائے کلمن کی لاگ سے اس طرح کھولتے ہین اور جنس گرانمایہ ہنر کو سکھانے لعل و گہر
سے بیزاران خرد مین یون تولتے ہین کہ جب فلک آستان ثریا مکان زیب اریکہ شاہی رونق و سادہ ظل
الٰہی حاجت روائے مراد مندان رحم فرمائے حال نادار مستمندان یعنی شہزادہ حمزہ ثانی فلک مکان
نے نور الدہر اور طہماس کو ملک بساتل کی جانب رخصت کیا خود گرد و نواح ذو الامان مین وارد ہوا
شب کو عجیب وحشتناک خواب دیکھا صبح کو بیدار ہوا پہر دن چڑھے تک اُس خواب کا خیال
ہنوز ہارا طبیعت مین انتشار پیدا ہوا ہر چند دل کو بہلایا نہ بہلا تمام یاران ہمراہی کو ساتھ لیا شکار گاہ
مین پہونچا ایک طرف چند آہوان صحرائی دیکھے رستم ثانی نے اُن کی جانب گھوڑا ڈالا تھوڑی دیر مین
سب کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا ادھر حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی شکار پرند مین مصروف رہے بعد شغل
شکار کے جانب مراجعت کی اثنائے راہ مین تپق گرد نمایان ہوا حمزہ نے خبرداروں کو خبر کے واسطے بھیجا انھون
نے آکے خبر دی کہ غضنفر چوپان نامے ایک گبر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے ہوئے قریب آگیا اور نعرہ مارا
کہ اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو مین بندۂ از بندگان فرعون شاہ ۔ مین تمھارے [illegible]
نام کرنے آیا ہون بہت کچھ تمنے سر اُٹھایا ہی ہزارہا ہمت بزرگ کے مقربون کو ہلاک کیا ہی بادشاہ فرعون شاہ کو
بعض منجمان کامل الفن نے یہ خبر دی کہ تیرے ملک کی طرف دو جوان آتے ہین ایک کا نام بدیع الملک دوسرے کا نام رستم ثانی

ہی خدا پرستون کا ارادہ ہی کہ تیرے ملک مین دین اسلام کو رواج دین اور تیرے سجدہ سے ہر ایک کو مانع ہون اور اس ملک پر اپنا قبضہ کرین ہمارے بادشاہ نے بنظر پیش بینی ہمکو اس طرف بھیجا ہی کہ ہم قبل وہان کے پہونچنے کے اس قصہ کو فیصل کرین اب تمکو لازم ہی کہ تم اُن دونون جوانون کو ہمارے حوالہ کردو اس صورت مین ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے حال سے مطلق تعرض نہ کرینگے جس طرف سے آئے ہین بلا تکلف اُسی طرف واپس جاینگے درصورت خلاف تم یقین سمجھو کہ ہم تم مین سے وہ بدمعاش ایک کو زندہ نہ رکھینگے جلد اس تقریر کا جواب معقول دو ورنہ آمادہ حرب وپیکار ہو حمزۂ ثانی نے فرمایا اُن منجمون نے جو کچھ خبر دی ہی بہت صحیح ہی مگر یہ بتا کہ تو کس طرح اُن دونون جوانون کو ہمسے لیگا اُسنے کہا جس طرح دوگے اُسی طرح لینگے اگر خوشی سے دوگے تو بھی لینگے اور ناخوشی سے دوگے تو لینگے حمزۂ ثانی نے کہا استغفر اللہ تیری کیا مجال ہی جو تو ہم مین سے کسی ادنے کو بھی لے جا سکے وہ دونون جوان تو ایک نوع کا مرتبہ رکھتے ہین غضنفر نے یہ سنکر مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا حمزۂ ثانی نے اپنے ہمراہیون سے کہا ای دلاورو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس مردک کو گرفتہ وبستہ کرکے ہماری خدمت مین حاضر کرے تورج ماہرو حمزۂ ثانی کے قریب آیا اور کہا بندہ کو اجازت فرمائی جاوے حمزۂ ثانی نے اجازت دی تورج ماہرو شمشیر آبدار علم کرکے غضنفر کے روبرو آیا اور کہا سے بیار بچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی وگرز گران ٭ غضنفر نے تلوار کا وار کیا تورج ماہرو نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا اُسنے بھی اُس وار کو سپر ہی پر رد کیا اور کہا ای جوان کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہی اگر خیریت چاہتا ہی تو اپنی جگہ قایم رہ تا اینکہ ہم تجکو گرفتار کرلین تورج ماہرو نے دوسرا وار کیا غضنفر نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد وبدل بسیار غضنفر نے تورج کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کرلیا اور پھر آہستہ زمین پر رکھکے بستہ کیا اور اپنے ہمراہیون کے حوالہ کردیا تورج ماہرو کے گرفتار ہونے سے حمزۂ ثانی کو سخت تردد ہوا کہا دیکھے اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہی پہلے ہی مرتبہ تورج ماہرو ایسا بہادر گرفتار ہوگیا داراب کشور کشا نے کہا ای شہریار عالی مقدار کچھ تردد کی بات نہین ہی اگر تورج گرفتار ہوگیا اس مرتبہ مجکو جنگ وحرب کی اجازت دیجیے حمزۂ ثانی نے کہا خدا حافظ وناصر جاؤ اور اس گبر سنگ کا کام تمام کردیا زندہ گرفتار کرلاؤ داراب کشور کشا نے کہا انشاء اللہ تعالے اور غضنفر کے سامنے آکے رد وبدل مین مصروف ہوا چند حملہ داراب کشور کشا کے غضنفر نے رد کیے اور کہا ای جوان تیرا کیا نام ہی داراب کشور کشا نے کہا تجھے نام سے کیا کام ہی غضنفر نے کہا نام سے تو کچھ کام نہین ہی مگر مطلب میرا یہ ہی کہ تو بیکار اپنے دست وپا کو تکلیف دیتا ہی بخوشی اجازت دے کہ مین تجھے گرفتار کرلون داراب نے برہم ہوکے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تجھمین طاقت ہی گرفتار کرلے اور اگر جنگ وحرب سے عاجز ہوگیا ہی تو دیکھ لیا کہ غضنفر نے پھر تلوار کا وار کیا داراب نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ داراب کشور کشا بھی مثل تورج ماہرو کے گرفتار ہوگیا اور مثل اسکے دو اور سردار بھی گرفتار ہوگئے ان چار سردارون کی گرفتار ہونے سے حمزۂ ثانی کے حواس باختہ ہوگئے غضنفر نے باواز بلند کہا ای خدا پرستو ابھی تک کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا ہی اگر خیریت چاہتے ہو تو اُن دونون جوانونکو ہمارے حوالہ کردو ورنہ آگاہ رہین کہ کل کی میدان داری مین خود اُن

دونون جوانونکو گرفتہ وبستہ کر لینگے ہم خاص اسی ارادہ سے آئے ہین حمزہ ثانی کیطرف سے کچھ جواب نہین دیا گیا غضنفر نے گھوڑے کی باگ پھیری اور جس راہ سے آیا تھا اُسی طرف روانہ ہو گیا حمزہ ثانی حیران اور پریشان اپنے لشکر مین آیا ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ پھر تتق گرد نمایان ہوا خبردارون کو خبر کے واسطے بھیجا وہ گئے اور خبر لائے کہ فرعون شاہ کی فرستادہ ایک لاکھ فوج اور آئی ہے جسکے سردار کا نام قنطور پوش ہے بس قنطور پوش قریب آیا اور حمزہ ثانی کے لشکر کے روبرو خیمہ زن ہوا پھر تتق گرد نمایان ہوا حمزہ ثانی نے کہا دیکھو یہ تتق کیسا ہے معلوم ہوا کہ اب محافہ نشین فوج کثیر ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے چنانچہ وہ بھی روبروے لشکر اسلام خیمہ زن ہوا اسی طرح منصور کلہ باان بھی فوج کثیر ہمراہ لیے قریب ہی خیمہ زن ہوا اب تمام میدان فوج و لشکر سے مملو ہو گیا اسی شب کو فوج مخالف مین نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی حمزہ ثانی نے تمام سردارون کو جمع کیا اور کہا دلاورو مجکو اس جنگ و حرب کا رنگ بد نظر آتا ہے خدا خیر کرے سب نے بالاتفاق کہا شہریار کچھ تردد کا محل نہین ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ تورج و داراب وغیرہ گرفتار ہو گئے تو سب گرفتار ہی ہو جائینگے خداوند عالم حامی و مددگار ہے جنگ و حرب کا یہی نتیجہ ہے کہ کوئی گرفتار ہوتا ہے کوئی ہلاک ہوتا ہے کیا عجب ہے اگر آج کی میدانداری غضنفر کے ہاتھ رہی ہے تو کل کی میدانداری ہمارے ہاتھ رہے حمزہ ثانی نے نفس سرد بھر کے کہا ہان جو کچھ تم کہتے ہو شاید کل ایسا ہی کچھ ظہور مین آوے لیکن سچ پوچھو تو جو جو خیال میرے دل مین خطور کر رہے ہین انکو مین ہی خوب جانتا ہون حاصل کلام تمام شب حمزہ ثانی کو اسی امید و بیم مین گذری ہر مرتبہ یہ حکم صادر ہوتا تھا کہ راتون رات اپنے اپنے حرب و ضرب کو بخوبی درست کر لو اور بخوبی ہوشیار رہو نہین معلوم صبحکو کیا صورت پیش آوے ؎

روز دیگر کین جہان پر غرور ۞ یافت از سر چشمہ خورشید نور

دونون طرف کے لشکر میدان مین صف آرا ہوئے آج پھر غضنفر چوپان میدان مین آیا اور مرد میدان طلب کیا اس طرف سے بدیع الزمان مقابلہ کے واسطے گیا تا دیر دونون بہادرون مین رد و بدل رہی غضنفر نے کہا اے جوان تو جانتا ہے کہ مین کون ہون آگاہ ہو کہ مین غضنفر ہون اور فرعون شاہ کا ملازم ہون اور مین وہ ہون کہ کل میدان مین تیری طرف کے چند سردارون کو گرفتہ و بستہ کر لیا بدیع الزمان نے کہا او مغرور کیا بکتا ہے یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ وہ سردار گرفتار ہو گئے آج حقیقت معلوم ہو جائیگی غضنفر نے پھر شمشیر آبدار کا وار کیا اس مرتبہ بدیع الزمان نے جو جگہ خالی کی اُسکی تلوار مرکب کے پچھلے پانون پر پڑی بدیع الزمان مرکب سے کودا غضنفر بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑا دونون مین زور دست و بازو ہونا شروع ہوا الغرض کشش و کوشش بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ غضنفر چوپان نے بدیع الزمان کو بھی گرفتہ و بستہ کر لیا راوی کہتا ہے کہ اس ونکی بھی میدان داری مین سردار امیر کے گرفتہ و بستہ ہو گئے اسکے بعد طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے اسیطرح سات روز برابر جنگ جاری رہی تمام سردار و پہلوان امیر کے گرفتار ہو گئے اور غضنفر ہی نے ان سبکو گرفتار کیا اب لشکر اسلام مین صرف حمزہ ثانی اور سعد شہریار باقی رہگئے حمزہ ثانی نے اسی انتشار مین سعد شہریار سے کہا اے برادر دیکھو مین بھی پیشتر ہی کہتا تھا کہ اس جنگ و حرب کا نتیجہ بد نظر آتا ہے دیکھا تمنے کہ اس غضنفر ملعون نے تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار کر لیے کچھ عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا معاملہ ہے حیف کہ لشکر اسلام پر ادبار کی گھٹا چھا گئی سعد شہریار نے کہا اے امیر والا توقیر ہر وقت مین خدا کو

خدا کو یاد رکھنا چاہیے اور کسی وقت مین اسکی رحمت سے ناامید نہونا چاہیے حمزۂ ثانی نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی آخر تم ہی بتاؤ کہ اس وقت کی موجودہ حالت سے کیا عقل مین آتا ہی سعد شہریار نے کہا موجودہ حالت سے جو کچھ عقل مین آتا ہی ظاہر ہی لیکن خدا کی قدرت مین عقل کا کیا دخل ہی بیشتر ایسے موقع ہوتے ہین کہ بالکل ناامید ہوتی ہی یکایک ایسی امید قوی ہوجاتی ہی کہ بڑے بڑے عقلمندون کی عقل چرخ ہوجاتی ہی اور چکر کھانے لگتی ہی میرے نزدیک اس وقت خواجہ زادون سے اس بارہ مین استفسار کرنا چاہیے دیکھیے وہ کیا بیان کرتے ہین اُسی وقت خواجہ سیاوخش اور خواجہ گرانی دریادل طلب ہوئے حمزۂ ثانی نے انکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور کہا اے جوہر صبیح آخرین سراپا صدق و صفا + وی جوہر عقل اولین پا تا بسر فضل و ہنر + یہ تو ظاہر ہی کہ خداوند عالم کی مصلحت مین کسکو دخل ہی اور اُسکی مشیت مین عقل دوربین کیا کام کرسکتی ہی پھر بھی قوانین و ضوابط مقررہ حکماے متقدمین قلب حزین کی تسکین کے واسطے عمدہ نسخہ معلوم ہوتا ہی تمھارے پاس ورنامچہ نامچہ بزرجمہر کا ہی اُسکو دیکھو اور دریافت کرو کہ گبران بدکار و مکار کی جنگ و حرب کا نتیجہ کیا ہوگا خواجہ زادون نے روزنامچے کی جانب بغور نگاہ کی بعدہ کاغذ پر کچھ لکھا اور علم رمل کے بموجب نتیجہ استخراج کرکے تا دیر انگشت بدندان حیرت مین خاموش بیٹھے رہے حمزۂ ثانی کے دل مین تشویش تو پہلے ہی سے تھا اب اور زیادہ تردد غالب ہوا کہا اے معظم ذات و مکرم صفات سکوت سے کیا فائدہ جو کچھ ازروے قواعد دریافت ہوا ہی بیان کرو اور تمھارے استخراج نتیجہ کیا موقوف ہی مجکو تو قراین سے بیشتر ہی دریافت ہوگیا کہ اس جنگ و حرب کا نتیجہ بہتر نہوگا خواجہ زادون نے کہا اے جوہر از افتتاح آزمایش دوربین + وی جوہر عقل از ابتداے آفرینش کاردان + ہمکو ازروے روزنامچہ وغیرہ یہ دریافت ہوا ہی کہ تم اے حمزۂ ثانی ظل سبحانی اُن گبران مغرور کے ہاتھ سے گرفتار ہوجاؤ گے اور فوج فرعونی ذوالامان کو خاک سیاہ کردیگی فی الحال قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہی کہ خواتین پردہ نشین کو نگارستان جابلقا مین بھیجدو کہ وہان کسی طرح کا ضرر متصور نہین ہی کیونکہ وہ مظالم شاہ کا پایہ تخت ہی اور خود ملک سبائیل کی جانب روانہ ہوجاؤ یہان تم مین سے کسی کا قیام کرنا مناسب نہین ہی آیندہ اختیار ہی حمزۂ ثانی نے کہا نہین صاحب اختیار کیا لینے یہان کسی طرح قیام کرنا مناسب نہین ہی چنانچہ اُسی وقت محافے طلب ہوئے کہ زنان پردہ نشین سوار کی گئین اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلیمان فارسی کی ہمراہ کرکے مع خزائن و اموال کے نگارستان کی طرف روانہ کردیا اس طرف کا حال سنیے کہ اُسی شب کو ان سب کے روانہ ہونے کی خبر شیاطین کو پہونچ گئی اُنھون نے اپنے یہان کے ایک عیار کو بھیجا کہ جالبین عیاری ابھی شب مین ہی لشکر کو گرفتار کرلا ایسا نہو کہ وہ بھی نکل جاوے چنانچہ وہ عیار آیا اور حمزۂ ثانی کو گرفتار کرلیا اور گٹھری باندھ کر قلعہ پوش کے محافظین کی خدمت مین پیش کیا اُن شیطانون نے حکم دیا کہ بحفاظت تمام اس جوان کو قید رکھو یہان صبح ہوتے ہی یکایک سعد شہریار کو خبر پہونچی کہ حمزۂ ثانی لشکر مین نہین ہی نہین معلوم وہ شہریار کہان غائب ہوگیا سعد شہریار گھبرا گیا اور تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چنانچہ سب نے اسباب سفر باندھا اور سعد شہریار کے ساتھ سبائیل کی طرف روانہ ہوگئے قلعہ پوش نے بھی سنا کہ سعد شہریار سردار لشکر اسلام مع تمام فوج و لشکر یہان سے بھاگ گیا اُسنے اُسی وقت حکم دیا کہ ذوالامان ہر دو اکیا جاوے اگر کوئی سردار لشکر اسلام کا مل جاوے اُسکو گرفتار کرلو اور تمام ذوالامان کو تباہ اور برباد کردو تمام فوج شیاطین ایک ہی مرتبہ دوڑی اور تھوڑی ہی دیر مین ذوالامان کو خاک سیاہ کردیا بعد

بعدازان وہان سے کوچ کرکے جانب فرعونیہ روانہ ہوے لیکن رستم ثانی اُن آہوان صحرائی کی فکر مین دوڑ دھوپ کرتا رہا وہ آہو دستیاب نہوے تا اینکہ تین روز گذر گئے چوتھے روز ایک آہو کو شکار کیا کباب پکائے خوب سیر ہوکے کھائے اور اپنے لشکر کی راہ لی اثناے راہ مین سیارۂ ثانی سے ملاقات ہوئی پوچھا کہان جاتا ہی اُسنے کہا شہریار کچھ تمکو خبر بھی ہی غضب ہوگیا رستم ثانی نے متحیر ہوکے کہا کیون خیریت ہی کیا غضب ہوگیا سیارۂ ثانی نے کہا افسوس تمکو خبر نہین ہی سحرِیار قنطورہ پوش و محافہ نشین بارہ ہزار فوج جرار و آتش بار لے کے آ گئے اور تمام سرداران فوج اسلام کو مع حمزۂ ثانی گرفتار کرلے گئے مزید بران تمام ذوالامان کو خاک سیاہ کردیا اور اب وہ سب شیاطین فرعونیہ کے جانب روانہ ہوگئے ہین اس خبر وحشت اثر کو سن کے رستم ثانی ہمہ تن حیرت ہوگیا اور بعد تامل بسیار خود بھی سبائل کے جانب روانہ ہوگیا

باز آمدم بر مقدمۂ شاہزادۂ بدیع الملک

جب بدیع الملک کو خنگ حمزۂ ثانی مین پنجہ لیگیا ایک کوہ بلند پر چھوڑ دیا اور یہ کہدیا کہ جا حمزہ کے لشکر پر ایک آفت عظیم نازل ہوئی ہی شاہزادے نے دیکھا سامنے ایک گھوڑا ساز طلائی سے آراستہ کھڑا ہوا ہی شاہزادہ بسم اللہ کہکے اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہتا تھا کہ صمیر کرے سامنے سے ایک ہرن کھائی دیا اُسکے تعاقب مین گھوڑا بڑھایا وہ ہرن ہوا ہوگیا تین شب و روز شاہزادہ سرگردان ہا لیکن بارِ دیگر اُس ہرن کا پتہ نہ لگا چوتھے روز ایک ہرن شکار کیا اُسکے کباب لگائے ہنوز کباب کھانے کی نوبت نہین آئی تھی کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص عیار وضع چلا آتا ہی جب قریب آیا دیکھا واقعی شبرنگ بن قران چلا آتا ہی شب رنگ نے بھی شہزادہ کو پہچانا سلام کیا شہزادہ نے بعد جواب سلام کے کہا ای شب رنگ تم یہان کہان شب رنگ نے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو طرفہ مصیبت مین مبتلا ہوگیا دل چاہتا ہی کچھ کھاکے سو رہون نہایت مضطر و بے قرار ہون بدیع الملک نے کہا ای شب رنگ کیون خیر تو ہی تمھاری تقریر سے بوے محبت محسوس ہوتی ہی سچ کہو کیا واقعہ ہی جسکے واسطے تم جان سے عاجز ہو اُسنے کہا یہان سے قریب ایک ملک ہی جو افراقیہ نام سے مشہور ہی اُس ملک کا والی و فرمان روا مکرم شاہ ہی اور معروف شاہ دوسرا بادشاہ امر پرست ہی اُسکی بھی سرحد اسی ملک سے ملی ہوئی ہی چونکہ معروف شاہ صاحب فوج اور لشکر کثیر ہی ملک بھی اُسکا افراقیہ سے بہت وسیع ہی اُسنے بافوج کثیر ملک افراقیہ پر یورش کی مکرم شاہ ازبسکہ اُسقدر فوج و لشکر نہ رکھتا تھا تاب مقابلہ نہ لاکے قلعہ بند ہوگیا ہی۔ اب میری مصیبت کی تفصیل سنو کہ ایک روز سیر کے واسطے دریا کنارے چلا جاتا تھا قریب دریا کے ایک قصر ہی نہایت عالی شان و وسیع اُسکے دروازے دریا کی طرف واقع ہین عجیب فرحت خیز مقام سیر ہی اکثر مکرم شاہ بھی اُس قصر مین بیٹھتا ہی اور دریا کی سیر کرتا ہی اُس روز دختر مکرم شاہ دریا کی سیر کے واسطے اُس قصر مین آئی حسب اتفاق میرا گذر بھی زیر قصر ہوا عورتون کی آواز میرے کان مین آئی جانب قصر دیکھا بالاے قصر ایک مرصع کرسی پر مکرم شاہ کی دختر بیٹھی ہوئی سیر دریا کر رہی تھی میری اُسکی چار آنکھین ہوین اُف اُف کیا عرض کرون کہ اُسی نازنین کی نظر نے کیسے زہریلے تیر کا کام دل پر کیا بس صبر رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ، ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ، اُس نازنین نے نامحرم کے خیال سے دروازہ قصر کا بند کرلیا مین تا دیر زیر قصر اسی انتظار مین ٹھہرا رہا کہ شاید بار دیگر وہ نازنین دروازہ کھولے اور مین ایک نظر اُسے دیکھ لون مگر پھر دروازہ نہ کھلا ناچار وہان سے بادل ناخواستہ چلا آیا اثناے راہ مین خیال آیا کہ نہین معلوم وہ نازنین شب و روز وہین رہتی ہی یا صرف سیر کی غرض سے وہان گئی اِس بات کو دریافت کرلینا چاہیے بہزار شوق و آرزو پھر اُسی قصر کے نیچے پہنچا جانب جنوب قصر کا بڑا دروازہ تھا دیکھا ایک عورت اُس دروازہ سے برآمد ہوی مین بے تابانہ دوڑتا ہوا اُس عورت کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی اُسنے کہا یہ شاہی مکان ہی مین نے کہا تم یہین رہتی ہو اُسنے

عورت نے کہا مین مکرم شاہ کی بیٹی کی نوکر ہون آج وہ سیر کے واسطے اس قصر مین آئی ہی شام کو اپنے محل مین چلی
جاوے گی اُسی کے ہمراہ مین بھی آئی ہون بلکہ ملکہ سوار ہی ہوا چاہتی ہی تم کیون پوچھتے ہو مین نے کہا مین نے
خاص کسی غرض سے نہین پوچھا ہی تمکو یہان دیکھا اس سبب سے پوچھا وہ عورت چلی گئی مین پھر دروازہ کے سامنے
چلا آیا اور منتظر دیدار مطلوب تا دیر وہان کھڑا رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ محافہ زرنگار آیا اور دختر مکرم شاہ سوار ہو کے
چلی اور مین بھی اُسی محافہ کے عقب مین دور دور چلا جاتا تھا کہ کوئی متعرض نہ ہوتا اینکہ وہ محافہ اندرون محل پہنچا وہان
مین نہ پہنچ سکا اپنی کم نصیبی پر متاسف ہو کے خاموش ہو رہا مگر دل کو کسی پہلو قرار نہین ہی ہزار ہزار تدبیرین سوچین مگر کوئی
تدبیر کارگر سمجھ مین نہ آئی اب مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون شہریار اگر تم چاہو تو اُس نازنین کا وصال حاصل ہو جاے
ورنہ خیال خام تو ہی ہی کہان مکرم شاہ کی دختر اور کہان مین کوچہ گرد شاہزادہ بدیع الملک نے شب رنگ کی
صورت دیکھی اور متبسم ہو کے کہا کیا خوب ایسے ہی دل کو سخت تنبیہ کرتے ہین جو بے جا فریفتہ ہو جانے کی خو رکھتا ہی شب رنگ
نے کہا اب جو کچھ ارشاد ہو تنبیہ کی جائے اور اصل تو یہ ہی کہ میرا دل میرے اختیار ہی مین نہین ہی تنبیہ کس کو کی جاے
ہان تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے کہا خیر صبر کرو خداوند عالم مسبب الاسباب ہی اور یہان سے سوار ہو کے افراقیہ
کی جانب روانہ ہوا جب قریب ملک افراقیہ کے پہنچا دیکھا واقعی معروف شاہ قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیرے ہوے
ہی اور مکرم شاہ قلعہ مین پناہ لیے ہوے ہی دروازے قلعہ کے بند ہین بدیع الملک نے زیر قلعہ استادہ ہو کے نعرہ مارا
کہ او معروف شاہ یہ کیا بیہودگی ہی کہ مکرم شاہ اس قلعہ مین بند ہی اور تو ہر چہار جانب قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہی خیریت
اسی مین ہی کہ اس محاصرہ سے باز آ ورنہ اس سرکشی کا نتیجہ بد دیکھے گا معروف شاہ بدیع الملک کے قریب آیا
اور کہا اے جوان تعجب ہی کہ تو یک بینی و دو گوش یہان آیا ہی اور تجھکو مطلق خیال نہین ہی کہ ہم فوج کثیر ہمراہ رکھتے ہین
جس طرح چاہین تجھکو ہلاک کرین بدیع الملک نے کہا او متکبر تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہ خیال لانا کہ مین تنہا ہون
عنقریب میری فوج یہان پہنچتی ہی تیرا نشان تک باقی نہین رہیگا معروف شاہ نے کہا اچھا جب تک تیری فوج
یہان تک پہنچے ہمارے تیرے فنون حرب و ضرب کا کسی قدر امتحان ہو جاے بعد ازان ہمراہی فوج تجھسے مقابلہ
کرون گا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ بدیع الملک اور معروف شاہ نے اپنی اپنی تلوارین علم کرلین
معروف شاہ کہتا تھا کہ اے جوان پہلے تو وار کر بدیع الملک کہتا تھا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہی کہ ہم سبقت
کرین معروف شاہ نے شمشیر آبدار کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اُس وار کو سپر پر روکا اور کہا
زدی ضرب خود ضرب ما فراموش کن ٭ غم دین و دنیا فراموش کن ٭ چنانچہ پہلے ہی مرتبہ ایک وار تیغ کا بیدریغ کیا کہ معروف
شاہ بے جان ہو کے زمین پر گرا معروف شاہ نے چاہا کہ ہر چہار جانب سے بدیع الملک کو گھیر کے ہلاک کرے
مگر وہ دلاور دوران تلوار سونت کے جو فوج مین در آیا تو بجز گریز کے اُسکی فوج نے کوئی چارہ نہ دیکھا مع ہذا بدیع الملک
نے اُس فوج منتشر الحواس کا اس قدر تعاقب کیا کہ فوج کئی فرسخ ملک افراقیہ سے دور ہو گئی بدیع الملک افراقیہ
مین آیا مکرم شاہ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے جوان بلند اقبال مین تمھارا کمال درجہ ممنون و مشکور
ہون کہ تمنے مجھکو اور میرے تمام ملک کو تباہی سے بچایا ورنہ معروف شاہ ہرگز رعایت نکرتا تمام شہر کو خاک سیاہ کر دیتا
تا زندہ ام بندہ ام مدت العمر تمھاری اطاعت و فرمان برداری سے باہر نہ ہونگا بدیع الملک نے کہا اے مکرم شاہ
مین کیا اور میری شکر گذاری کیا البتہ اُس خداے بزرگ کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ جس نے میری مدد کی حتی کہ تمام
فوج معروف شاہ کی مجھ تن تنہا سے بھاگ گئی ورنہ مشہور ہی کہ تنہا دو سے مقابلہ نہین کر سکتا نہ کہ ہزار جان ہان

ایک فرمایش میری ہی اگر قبول کرو تو مین بیان کرون مکرم شاہ نے کہا جو کچھ ارشاد ہو حتی کہ اگر میرا سر بھی کام آجاوے تو حاضر ہی شاہزادے نے کہا تمھارا سر تمکو مبارک البتہ مین چاہتا ہون کہ اپنی دختر نیک اختر کے عقد کا اختیار مجھکو دے دو تا کہ جس کے ساتھ مجھے منظور ہو اُسسے منسوب کردون مکرم شاہ نے کہا ای دلاور دوران اگرچہ دختر کا معاملہ بہت نازک ہی مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ اُسکو جس سے چاہو منسوب کردو مجھکو مطلق عذر نہو گا شہزادے نے اُسی وقت شب رنگ کی تقریب کی مکرم شاہ نے کہا بہت مناسب ہی شاہزادہ وہان سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا شب رنگ سے کہا کہو تم خوش ہوے مین نے تمھاری مطلوبہ کے بارے مین مکرم شاہ سے منظوری لے لی نقب شب رنگ نے شہزادے کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا ای شہریار یہ عقدہ لاحل تھا تمھارے بدولت حل ہوا ورنہ مین تو بالکل نا امید ہو چکا تھا اور وہان مکرم شاہ کو اپنی دختر کی شادی کا بڑا حوصلہ تھا مزید بران بدیع الملک کی خوشی مدنظر تھی اُسکی شادی مین بہت بڑا سامان کیا تمام شہر مین آئینہ بندی ہوئی ادنے ادنے کو بیش قیمت جوڑے دیے بے حساب بخت ہوئی ساعت سعید و آوان حمید مین دختر مکرم شاہ شب رنگ سے منعقد ہوئی اُس طرف شاپور شیردل بدیع الملک کی جستجو مین پریشان پھر رہا تھا حسب اتفاق اُسکا اُس طرف بھی گذر ہو گیا بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے حالات پوچھے شاپور شیردل نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی کہ حمزہ ثانی اس طرح فلان مقام پر مقیم ہوے قنطورہ پوش اس طرح آیا اور اُسنے اپنے بادشاہ فرعون کے حکم کی اس طرح تعمیل کی تمام سرداران لشکر اسلام اس طرح قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے حتی کہ حمزہ ثانی بھی گرفتہ و بستہ کر کے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیے گئے اور تمام قلعہ ذوالامان اُن شیاطین کے ہاتھ سے مسمار ہو گیا بدیع الملک کو یہ حال سُن کے بہت افسوس ہوا اُوسی وقت وہان سے کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد اپنے پدر والاقدر کی ملازمت سے بہرہ یاب ہوا اور سعد شہریار سے ملا اور رستم ثانی بھی پہنچ گیا تھا بدیع الملک اور رستم ثانی دونون اُٹھ کھڑے ہوے اور سعد شہریار نے کہا ای دلاور کس طرف کا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا میرا ارادہ تو پیشتر سے یہی ہی کہ امیر کو کفار کے قید سے رہا کرنا چاہیے اب بدیع الملک کے نسبت مین کچھ نہین کہ سکتا بدیع الملک نے کہا مین بھی اِسی کام کو مقدم سمجھتا ہون چنانچہ دونون جوان سعد شہریار سے رخصت ہوے اور یہ کہکر روانہ ہو گئے کہ ہم جاتے ہین آپ انتظام سرانجام قلعہ ذوالامان کی درستی مین مصروف ہو جیے بعدہ آپ بھی آہستہ آہستہ آئیے گا تھوڑی دور تک دونون مرکبون پر سوار ساتھ رہے پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا بدیع الملک خیز اخیز چلا جاتا تھا سامنے چند درخت خرما دکھائی دیے وہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا سردار قافلہ فرعون پرست تھا بدیع الملک کو اُسکی فرعون پرستی کی مطلق خبر نہ تھی جب قریب اُس قافلہ کے پہنچا سردار قافلہ نے استقبال کیا اور نہایت خلق و خاطرداری سے پیش آیا پوچھا تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور تمام واقعہ گذشتہ کو بالتصریح بیان کیا اُسی وقت سے سردار قافلے کے دل کدورت منزل مین بدی نے راہ پائی بدیع الملک نے رخصت ہونا چاہا اُس نابکار نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم ایسے عالی جاہ والا بارگاہ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہی اور رخصت کردون آج توقف فرماؤ نان و نمک کی شرکت سے میری عزت بڑھاؤ کل کے روز اختیار ہی منظور ہو رخصت ہو جانا نہین تو چار روز باہمی حرف و حکایت سے دل بہلانا شعر صحبت ہم نفسان طرب آمادہ کجا ✤ بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا ✤ شہزادے نے کہا زیادہ توقف کسی طرح نہین ہو سکتا اُس عالی جاہ کو قید کفار سے نجات دینا ہی سردار قافلہ نے کہا بہتر ہی لیکن آج میری خاطر سے یہان توقف کرنا تم پر فرض ہی بدیع الملک خاموش ہو رہا اُس مکار نے نہایت

تکلف سے کھانا پکھوایا اُسمین بیہوشی مخلوط کی بدیع الملک اُس کھانے کو کھا کر بیہوش ہوگیا خواجہ بازرگان نے عالم بیہوشی مین شاہزادے کو طوق و زنجیر مین خوب بستہ کر کے ایک صندوق مین بند کیا اور مقفل کر کے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیا

اب اس صندوق کو راہ مین رکھا جاتا ہی اور رستم ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

کہ شاہزادہ رستم ثانی منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا یکایک اُسکا گذر ایک جزیرہ مین ہوا وہان ہارون نامی ایک ڈاکو رہتا تھا اُسکو جو رستم ثانی کے آنے کی خبر پہنچی بارہ ہزار دزدان نابکار کی جمعیت ہمراہ لے کے رستم ثانی کے مقابلہ کو آیا اور کہا اے جوان اپنا گھوڑا اور اسلحہ وغیرہ ہمکو دے دے اور جس طرف جاتا ہی چلا جا ہم مطلق تعرض نہ کرین گے ورنہ یہان سے زندہ جانا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا او نابکار ہمارے مرکب و اسلحہ مین تیرا کیا حق ہی جو تو مانگتا ہی کہا ہان میرا حق کچھ نہین ہی لیکن میرا پیشہ یہی ہی کہ جو کچھ جس کے پاس ہو چھین لون اُسمین میرا پورا حق ہی جس طرح دے گا لون گا شہزادے نے کہا تو مجھسے دور کیون کھڑا ہی قریب آ وہ ڈاکو قریب آیا اور کہا کیا کہتا ہی شہزادے نے بجستی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا او نابکار مین ہون رستم ثانی بن ایرج نوجوان اس طرف سے میرا گذر اس وجہ سے ہوا کہ مین فرعون کے مقابلہ کو جاتا تھا یہان تو خواہ مخواہ متعرض ہوا ہی اگر تو مسلمان ہو جاے تو رہا کر دون گا ورنہ اس زور سے خاک پر مارون گا کہ تیرے استخوان سرمہ سا ہو جائین گے ہارون نے کہا اے جوان مین مسلمان ہوتا ہون مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے اُسی حالت مین کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور آہستہ زمین پر رکھ دیا اور کہا اپنے تمام ہمراہیون کو اطلاع دے کہ سب دین اسلام اختیار کرین اُس نے بآواز بلند سب سے کہا مجھپر عظمت و حقیقت دین اسلام کی حالی ہوگئی تم سب کو چاہیے کہ بخلوص نیت دائرۂ اسلام مین داخل ہو چنانچہ سب مسلمان ہوگئے ہنوز رستم ثانی وہین مقیم تھا کہ ایک سوداگر کا ورود ہوا سردار قافلہ کا نام خواجہ عبد الکریم تھا رستم ثانی نے دیکھا کہ جس طرح بدیع الملک کے سر پر جانوران پرند کا سایہ تھا اُسیطرح اس قافلہ کے سر پر بھی جانوران پرند کا سایہ ہی شاہزادہ سمجھا کہ شاید اس قافلہ مین بدیع الملک ہی سوار ہو کے قافلہ مین آیا سردار قافلہ سے ملاقات کی اُسکے ساتھ ایک صندوق دیکھا جس پر جانوران پرند جھرمٹ کیے ہوے تھے دل مین شک گذرا یہ واقعہ خالی از رمز نہین ہی بعد انواع و اقسام کی حرف و حکایات کے کہا اے خواجہ مین اس صندوق کو دیر سے دیکھ رہا ہون کہ اسپر جانور سایہ کیے ہوئے ہین یہ کیا معاملہ ہی خواجہ عبد الکریم کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ جوان بھی خدا پرست ہی بلا تکلف تمام حقیقت بیان کر دی رستم ثانی نے کہا کہ اُس جوان کی کیا قطع اور وضع ہی جسکو اس صندوق مین بند کیا ہی خواجہ نے زبانی تمام حلیہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ اِس کارنمایان کی عوض مین فرعون شاہ سے بہت کچھ انعام ملیگا رستم ثانی نے بدیع الملک کا حلیہ صحیح پایا دل مین کہا ضرور اس ظالم نے شہزادے کو گرفتار کیا ہی کہا اے خواجہ کسی صورت سے یہ ممکن ہی کہ اس جوان کو صندوق مین سے نکال کے دکھا دو اُسنے کہا اب یہ صندوق فرعون شاہ ہی کے روبرو کھولا جائیگا رستم ثانی نے اصرار کیا خواجہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی رستم ثانی نے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو اُس جوان کو مجھے نہ دکھائے خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھکر کھڑا ہوا اور کہا دیکھون تو کیونکر اُس جوان کو دیکھتا ہی رستم ثانی نے خواجہ عبد الکریم کا کان بقوت تمام پکڑ لیا اور سر جھکا کے اس زور سے اُسکی پیٹھ پر گھونسا مارا کہ اُسکے منھ سے خون جاری ہوگیا اہل قافلہ نے جو خواجہ کو مردہ پایا ایک ہی دفعہ سب نے رستم پر حملہ کیا رستم ثانی نے شمشیر آبدار کو میان سے کھینچ لیا اور جو سامنے آیا اُسکو ایک ہی وار مین دو لخت کر دیا یہان تک کہ تمام قافلہ کشتہ ہوگیا رستم ثانی اُس صندوق کے پاس آیا

قفل کھولا پٹرا اُٹھا کے کیا دیکھتا ہو کہ واقعی شہزادہ بدیع الملک مضبوط بندھا ہوا بے ہوش صندوق مین پڑا ہو حکم دیا کہ جلدی شہزادے کو اس صندوق سے نکالو اور دست و پا کھولو لوگون نے صندوق سے نکالا بند کھولے عرق رفع بے ہوشی چھڑکا شہزادہ ہوش مین آیا دیکھا کہ قریب ایک صندوق رکھا ہو اور رستم ثانی بیٹھا ہوا غور سے دیکھ رہا ہو کہا ای برادر رستم تم یہان کہان اور یہ صندوق کیسا ہو اور مین کس حال مین مبتلا ہون رستم ثانی نے تمام واقعہ بالتصریح بیان کیا اور کہا ای کشتی گیرزادے مین نے تجھکو صندوق کی قید سے رہائی دی اب تو میرا آزاد کردہ ہوا ہو بدیع الملک نے کہا ای رستم اگرچہ تو نے مجھکو قید صندوق سے خلاص کیا مگر یہ کام ایسا نہین کیا ہو کہ مین تیرا ممنون ہون کیونکہ تو میرا ملازم ہو تو نے اپنے منصبی کام کو انجام دیا رستم ثانی نے کہا ای کشتی گیرزادے یہ گمان تیرا بالکل غلط ہو مین ہرگز تیرا ملازم نہین ہون بدیع الملک نے کہا ضرور تو میرا ملازم ہو تیرے انکار سے کیا ہوتا ہو یہ تو نے حق نمک ادا کیا ورنہ نمک حرام کہا جاتا غرضکہ اسی طرح کی گفت وشنید ان دونون مین تادیر رہی رستم ثانی نے خواجہ عبدالکریم کا تمام اسباب ہارون دزد کو دے دیا اور کہا ای ہارون یہ برکت دین اسلام کی ہو کہ تجھکو اسقدر مال دستیاب ہوا اگر تو مدت العمر دزدی کرتا تو اسقدر مال کبھی دست یاب نہ ہوتا اب تم اسی جزیرہ مین مقیم رہو مگر یہ خیال رہے کہ آیندہ کسی وارد و صادر کے مال کی طرف نظر بد سے نہ دیکھنا یہ کہا اور دونون شہزادے وہان سے روانہ ہوے اور مسافت دور و دراز طی کر کے چند روز کے بعد شہر الماسیہ مین پہنچے جسکا حاکم وفرمان روا الماس کور کے نام سے مشہور تھا دیکھا شہر بہت آباد ہو بازار مین متعدد ہین خصوصا چوک کی آبادی ورنگا رنگی قابل دید ہو ہر ایک ادنی و اعلی کی حالت سے معلوم ہوتا ہو کہ خوش اور غنی ہو نوجوان آپس مین خوش طبعی کرتے چلے جاتے ہین ہر طرف عالی شان عمارتین نظر آتی ہین بازار مین سیر کرتے اور ہر طرف بغور دیکھتے چلے جاتے تھے ایک شخص سوداگر وضع قریب آیا اور کہا ای شاہزادو سلام علیک دونون نے جواب سلام دیا اور بحیرت اُسکی صورت دیکھی اُس شخص نے کہا شہریار اُس طرف کہان چلے جاتے ہو میرے ساتھ آؤ بدیع الملک نے رستم سے کہا کیا اسے ہی تم اس شخص کو پہچانتے ہو رستم نے کہا مین نے کبھی اسکی صورت نہین دیکھی نہین معلوم کون ہو اور کیون بلاتا ہو اُس مرد سوداگر وضع نے کہا کچھ شک اپنے دل مین نہ لاؤ بے خوف وخطر میرے ساتھ چلے آؤ بدیع الملک نے کہا چلو دیکھیے کہان لیجاتا ہو چنانچہ دونون شہزادے اُسکے ہمراہ چلے وہ شخص ان دونون کو اپنے مکان پر لایا نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا اور کہا ای رستم اور ای بدیع الملک بااُسوقت دونون کہان چلے جاتے تھے اب ان دونون کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہا ای خواجہ پہلے یہ بتا دو کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم دونون کا نام رستم اور بدیع الملک ہو خواجہ متبسم ہوا اور کہا ہان واقعی تمکو تعجب ہوا ہوگا اصل حقیقت یہ ہو کہ مجھکو حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کی بشارت ہوئی ہو اور مین پسر خواجہ بہلول ہون صاحبقران والاشان میرے پدر معظم کو بھائی لکھکے خطاب کرتے تھے بدیع الملک نے نام پوچھا کہا مجھکو خواجہ مسعود کہتے ہین رستم نے پوچھا ای خواجہ مسعود فلان مقام پر سر راہ جو ہجوم آدمیون کا تھا وہان کیا تھا خواجہ مسعود نے کہا شہریار معلوم ہوتا ہو کہ یہان کی حقیقت سے تمکو مطلق اطلاع نہین ہو رستم ثانی نے کہا مجھکو کیا معلوم خواجہ مسعود نے کہا مین اسی وجہ سے تم دونون کو بازار سے لے آیا ای شہریار سر بازار جو تمنے ہجوم دیکھا ہو وہان دو پتلے تمھاری صورت کے بنا کے قائم کیے ہین اور جادوگرون نے اُن دونون پتلون مین یہ صفت پیدا کی ہو کہ اگر فرعون پرست اُسکے روبرو جاتے ہین تو دونون پتلے اپنی جگہ پر برقرار رہتے ہین اور اگر تم اُسکے روبرو جاؤ دونون پتلے فورا منھ کے بل گر پڑین اور تمام جادوگرون اور منجمون نے فرعون کو خبر دی ہو کہ بدیع الملک اور رستم ثانی اہل الماسیہ مین جائینگے بعدہ تیرے ملک مین آئینگے اُن دونون کا آنا خالی از زحمت نہین ہو شہنشاہ کفر بت پرستی کو نیست ونابود کرینگے اور دین اسلام کو رواج دینگے اس پشین گوئی سے فرعون سخت تردد مین مبتلا ہو طرح طرح کے بند وبست کر رہا ہو جابجا فوجین مقرر کی ہین اور جاسوس بھیجے ہین کہ جہان شہزادہ

مار رستم کو پاؤ گرفتار کر لاؤ چنانچہ یہان بھی اسی کام کے واسطے لشکر مقرر ہی اور شب و روز دونون جوانون کی جستجو ہی رستم ثانی نے
کہا ای خواجہ ہمکو نہین معلوم تھا کہ وہان جاؤ ہمیں غرض سے ہی ورنہ ہم ضرور جاکر دیکھتے خواجہ مسعود نے کہا خوب ہوا کہ تم وہان نہین گئے
ورنہ دونون پتلے ضرور تمکو دیکھکے روگردانی کرتے اور تم گرفتار ہو جاتے رستم نے کہا استغفر اللہ کیا مجال کسیکی جو نظر بد سے بھی دیکھ سکے یہ کہا اور
اُٹھکر کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہان جاتے ہو رستم نے کہا انھین پتلون کے پاس جاتا ہون خواجہ نے کہا خبردار ایسی جرأت نہ کرنا رستم نے کہا
تم بیکار مانع ہوتے ہو مین ضرور جاؤنگا غرضکہ خواجہ نے ہرچند منع کیا رستم نے نہ مانا تصویرون کے جانب روانہ ہوا اور بدیع الملک
بھی رستم کے ہمراہ روانہ ہوا تا اینکہ دونون شہزادے اُس ہجوم کو علیحدہ کرکے تصویرون کے قریب پہونچے جو نہین تصویرون کا سامنا
ہوا دونون تصویرون نے فوراً روگردانی کی تمام مجمع بدیع الملک اور رستم ثانی کی صورت دیکھنے لگا اُسیوقت یہ خبر والی شہر کو پہونچی
اُسنے فوج کو حکم بھیجا کہ جلد اُن دونون جوانون کو گرفتار کر لو اس عرصہ مین وہ دونون جوان خواجہ مسعود کے مکان پر پہنچے
خواجہ مسعود نے پوچھا کیا ہوا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ واقعی اُن دونون پتلون نے ہمکو دیکھکے روگردانی کی تمام لوگ ہماری
صورت دیکھنے لگے اور ہر شخص ہمارے جانب اشارہ کرکے کہتا تھا کہ وہ دونون جوان یہی ہین اور کیا عجب کہ ہماری گرفتاری کو فوج بھی
آتی ہو خواجہ نے کہا مین پیشتر ہی کہتا تھا تمنے نہ مانا اب جلد ہی کل ترب سے فارغ ہو جاؤ اور منتظر رہو اور ای جوانون یہ تو بتاؤ کہ تمنے اپنے مفر
کی کیا تدبیر سوچی ہی بدیع الملک نے کہا خدائے مابس است خواجہ نے کھانا منگایا دونون شہزادے کھانا کھانے بیٹھے ہنوز فراغت نہین ہوئی
تھی کہ خواجہ کے مکان کو آکر گھیر لیا اور بعض گبرون نے چاہا کہ خواجہ کے گھر مین دیوارون پر چڑھ کے کودین خواجہ نے منع کیا کہ
بدیع الملک اور رستم نے کہا نیکو کو چھوڑ دیا تلوارین کھینچکے دروازے سے باہر نکل آئے بس پھر تو کشتون کے پشتے ہونا شروع
ہو گئے تھوڑی دیر مین تمام فوج بھاگ گئی اور یہ ہر طرح محفوظ و سلامت خواجہ کے گھر مین آکر ٹھہرے خواجہ نے کہا ای جوانو تم یہ نہ سمجھو کہ فوج
بھاگ گئی ہی عنقریب پھر حملہ ہوا چاہتا ہی اس مرتبہ اُن مکارون نے یہ تدبیر کی کہ ہزار ہا سپاہیون نے مکان کو گھیر لیا کہ اندر مکان کے کسی کو خبر نہوئی اور
بیرون دروازہ قفل لگا دیا تاکہ یہ جوان باہر نہ آئین اور دیوارون پر سپاہی ایک ہی مرتبہ چڑھ آئے اور چاہتے تھے کہ مکان مین
کود پڑین اور گرفتار کر لین مگر اُنھون نے تلوارین کھینچکے بالائے دیوار وار کرنا شروع کر دیے اکثر لشکری بالائے
دیوار کشتہ ہوکے نیچے گری اور بیشتر جان بچاکے بھاگ گئے خلاصہ یہ کہ تین روز تک یہی ہنگامہ رہا اور طرح طرح کی فکرین
گرفتاری کی کی جاتی تھین آخر تا کی چوتھے روز یہ دونون شہزادے گرفتار ہو گئے جب گرفتہ و لبستہ کرکے الماس کو روبرو
روبرو پیش کیے گئے الماس کور نے بکمال غیظ و غضب دونون قیدیون کی جانب دیکھا اور کہا ای جوانو تمھارا مذہب
کیا ہی دونون نے بالاتفاق کہا ہم مسلمان ہین الماس کور نے کہا ای سرکشو تمکو کچھ خیال اس بات کا نہ ہوا کہ اس
ملک مین ہم گرفتار ہو جائینگے بلا تکلف یہان چلے آئے دیکھنا تم اس سرکشی کے عوض کیسے عذاب سخت سے ہلاک
کیے جاتے ہو یہ کہا اور اُسی وقت دونون شہزادون کو گرفتار کیے ہوئے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور اُن دونون کو ایک
وسیع پنجرے مین بند کیا تھا وہ پنجرہ ساتھ تھا قران نے یہ تدبیر کی کہ راتون رات نقب کھودی سر نقب پنجرے کی تہ مین
نکالا نہ پنجرے کی چوبی تھی اُسکو کاٹ کرکے دونون کو نکال لے گیا اور تاریکی شب ہی مین دو گھوڑے اور دو یراق
مہیا کیے دونون نے وہ یراق زیب تن کیے اور گھوڑون پر سوار ہو اور قران کو یہان چھوڑ کے روانہ ہوے جب دروازے
شہر پر پہنچے وہان دوراہہ تھا ایک راہ رو سے پوچھا یہ دونون راہین کس طرف گئین ہین اُسنے کہا یہ دونون راہین
فرعونیہ کی طرف گئین ہین رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ دو راہین ہین ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف
مین جاتا ہون دیکھین ہمسے کیا کار نمایان ظہور مین آتا ہی اور ہم کیا کر سکتے ہین چنانچہ ایک جانب بدیع الملک روانہ ہوا
اور دوسری راہ مین رستم ثانی نے قدم بڑھایا چند روز کے بعد بدیع الملک فرعونیہ کے قریب پہنچا چاہتا تھا

کہ شہر فرعونیہ مین داخل ہو دیکھا بیرون دروازۂ شہر فرعونیہ ایک تکیہ واقع ہی اُس مین فقیر مقیم ہین ایک فقیر جو مالک اُس تکیہ کا تھا بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا سلام علیک بدیع الملک نے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی جو مجھکو سلام کیا قلندر نے کہا مین اس تکیہ کا مالک ہون چاہتا ہون کہ آج تم ایسے جوان ذیشان میرے کفش خانہ مین مہمان ہین میری عزت افزائی فرمائین کل تمکو اختیار ہی جسطرف چاہنا چلے جانا شہزادے نے بجاے خود استشارہ کیا بعدہ کہا خیر تیری خاطر ہمکو عزیز ہی ہر چند کہ ہمکو فرصت بہت کم ہی وہ فقیر شاہزادے کو تکیہ مین لایا بٹھایا بدیع الملک نے کہا ای شاہ قلندران تجھے برسم اسلام سلام کیا تم مسلمان ہو اُسنے کہا ہان مین مسلمان ہون بلکہ تمھارے نام سے بھی آگاہ ہون شہزادے نے پوچھا میرا کیا نام ہی اُسنے کہا تمھارا نام نامی بدیع الملک ہی اور یہ نام مجھکو از روے بشارت حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام معلوم ہوا ہی اور جس کام کیواسطے یہان آئے ہو اُس سے بھی مجھے اطلاع ہی اور بھی ایک خبر خوش میرے پاس ہی اگر فرماؤ تو بیان کرون شاہزادہ مستفسر ہوا اُسنے کہا فرعون شاہ کا ایک وزیر ہی خواجہ یاقوت نام وہ بھی مسلمان ہی اگر تمکو منظور ہو تو مین کل تمکو وزیر فرعون کے پاس لے چلون اُس سے ملاقات کرو اور بہتر تو یہ ہی کہ جو کچھ کام کرو اُسی کے مشورے کے موافق کرو شہزادے نے قبول کیا شب اُسی تکیہ مین بسر کی انواع اقسام کی باتین رہین صبح کو وہ فقیر شہزادے کو خواجہ یاقوت وزیر فرعون کے یہان لایا جو ہین خواجہ یاقوت کی نظر بدیع الملک پر پڑی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت تمام صدر مین جگہہ دی اور کہا مزاج شریف شہزادے نے کہا الحمد للہ پھر پوچھا حضور کا کیا ارادہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی اگر تمکو بھی اطلاع ہو خواجہ یاقوت نے کہا ہان کچھ تو اطلاع ہی کچھ تم بھی بیان کرو شہزادے نے کسی قدر خلاصہ حال بیان کیا اور کہا ای خواجہ اس بارے مین تمھارا مشورہ بھی لینا مقصود ہی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا ای شہریار مین کیا اور میرا مشورہ کیا تمکو میری عزت افزائی منظور ہی جو ایسا ارشاد فرماتے ہو آج شب کو یہان توقف کرو جو کچھ میری سمجھ مین آئے گا عرض کیا جائیگا غرضکہ شب کو بعد فراغ طعام وزیر اطمینان سے شہزادے کے پاس بیٹھا اور کہا شہریار میری راے یہ ہی کہ میرے ساتھ فرعون شاہ کے دربار مین چلو اور اُس گھر کو اور کیفیت دربار کو دیکھو جو کوئی مجھسے تمھارا حال استفسار کریگا مین کہونگا یہ میرے برادرزادے ہین شہزادے نے خواجہ یاقوت کی قبول کی اور شب کو وہین قیام کیا

اب حال رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ✤ سخن را این چنین آغاز کردہ ✤ کہ بعد طی مراحل بسیار رستم بھی نواحی فرعونیہ مین پہنچا صحرا مین دیکھا کہ ایک جوان لباس مکلف پہنے بر قباے مرصع بر سر صید و شکار مین مصروف ہی ناگاہ جھاڑی مین سے ایک شیر ڈکارتا ہوا نکلا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان پر حملہ کرے رستم ثانی بعجلت تمام اُس جوان کے قریب پہنچ گیا اور پچھلے دونون پاؤن گرفت مین لاکر چرخ دینا شروع کیا پھر بقوت تمام اس زور سے مارا کہ شیر نقش زمین ہو گیا اور وہ جوان خوف سے بھاگا جب دور نکل گیا سمجھا کہ اُس جوان سے شیر کا مقابلہ ہو گیا غالباً شیر اُسکے جانب متوجہ ہوگا ایک بلندی پر استادہ ہو کے تماشہ دیکھنے لگا جب دیکھا کہ اُس جوان نے شیر کو ہلاک کیا ہی دوڑتا ہوا رستم ثانی کے قریب آیا دست بستہ کہا ای جوان تو انسان ہی یا کوئی فرشتہ غیبی ہی جو انسان کی صورت سے مشابہ ہو کے اس مجبوری کی حالت مین میرا حامی ہوا انسان سے کسی طرح ممکن نہین ہی کہ اسطرح شیر کا مقابلہ کرے رستم ثانی متبسم ہوا اور کہا ای برادر فی الحقیقت آدمی ہی ہون مشیت خدا مین تیرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا جو اسوقت مین پہنچ گیا اُس جوان نے رستم ثانی کی طاقت کی بہت تعریف کی پھر اپنے سر سے تاج اُتار رستم کے سر پر رکھا کہا تو میرا برادر حقیقی سے بھی زیادہ عزیز ہی کیونکہ جان سب کو عزیز ہوتی ہی تو نے میرے واسطے اپنی جان کا بھی پاس نہ کیا ایسی حالت مین تجھسے زیادہ کس کو عزیز سمجھ سکتا ہون یہ کہا اور اپنے ہمراہ رستم ثانی کو اپنے مکان پر لے گیا۔

اب حال خیرت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک اور شاہزادہ رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی کہ ملک

فرعونیہ مین پہنچکے کیا واقعات پیش آئے

سرکشی اور ہوا اب کس کی گوارا مجھکو
آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو
عشق ابرو کے جنون مین جو چلا شہر سے مین
آج ہی تجھسے زیادہ غم فرسا مجھکو
روٹھکر اپنے صنم سے جو چلا مین افسوس
آکے موسیٰ نے دکھایا ید بیضا مجھکو
اُس مسیحا سے جو ہے رشتۂ الفت ناسخ

راست خوش آئے نہ مجب گردون مینا مجھکو
نکہت گل کی طرح باغ جہان مین ہرجا
دم شمشیر ہوئی جادۂ صحرا مجھکو
زاہدا کعبہ کو مے خانہ سے جانا ہے محال
نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجھکو
نسخے مین دوا نہ زنجبیل طبیبو لکھدو
ناتوانی نے کیا سوزن عیسیٰ مجھکو

ہاتھ پر رکھکے دیا جام شراب پرنور
تجھسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجھکو
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہے شیخ
ہے ہر اک شیشۂ مے آبلۂ پا مجھکو
دست پیغام بریار مین مکتوب نہین
ہوگیا خال تہ زلف کا سودا مجھکو

بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات عشق قرین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب خسرو شاہ بن قہرمان خواہر زادۂ فرعون رستم ثانی کو اپنے گھر لے گیا اور اُسکے باپ یعنی قہرمان نے رستم ثانی کو دیکھا خسرو شاہ سے پوچھا اے فرزند یہ جوان کون ہے خسرو شاہ نے کہا اے پدر آج اگر یہ جوان مجھ تک نہ پہنچتا تو مین ضرور ہلاک ہوجاتا قہرمان نے کہا کیون خسرو شاہ نے کہا اصلیت اس واقعہ کی یہ ہے کہ مین شکار کو گیا تھا یکایک دیکھتا ہون کہ ایک طرف جھاڑی سے نرہ شیر نکلا اور میری طرف جھپٹا قریب تھا کہ وہ شیر مجھکو ہلاک کرے حسب اتفاق یہ جوان مجھ تک پہنچ گیا اور اُس نرہ شیر کو ہلاک کیا اور مین زندہ و سلامت رہا مین نے اس جوان کو اپنا بھائی قرار دیا ہے قہرمان اُٹھا رستم کے گرد پھرا اور کہا اے فرزند اگر تم جوان تیری جان بچائی تو مین نے بھی اسے اپنی فرزندی مین قبول کیا یہ وہ دن ہے کہ فرعون کو خبر پہنچی ہے کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش کل کے روز مع فوج و لشکر یہان پہنچ جاینگے نواحی فرعونیہ مین داخل ہوچکے ہین الغرض دوسرے روز خواجہ یاقوت نے شہزادہ کو لباس پر تکلف پہنایا شہزادے کو ہمراہ لیا دربار فرعونیہ مین پہنچا اسکو سجدہ کرکے اپنی جگہ بیٹھا شہزادے کو بھی اپنے پاس ہی بٹھا لیا فرعون شہزادے کو دیکھکے مثل بید کانپنے لگا وزیر سے پوچھا اے خواجہ یاقوت یہ جوان کون ہے اسکو مین نے کبھی نہین دیکھا خواجہ نے کہا اے شہریار افسوس تم جوان کو بھول گئے یہ وہی برادرزادہ میرا ہے جو دریا مین غرق ہوگیا تھا قبل اسکے مین نے بارہا خدمت مین عرض کیا ہے کہ میرا برادرزادہ دریا مین غرق ہوگیا ہے مین اُسکی مفارقت مین بہت بے قرار ہون اپنی قدرت خداوندی سے اُسے زندہ کرو اور مجھ تک پہنچا دو خداوند نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ضرور اُسے زندہ کرینگے چنانچہ حسب وعدہ خداوند نے اپنی قدرت سے اُسے زندہ کیا اور پھر مجھسے استفسار کرتے ہو کہ یہ جوان کون ہے فرعون نے گھبرا کے کہا ہان ہان مین بھول گیا تھا اب یاد آیا بیشک مین نے اپنی قدرت کاملہ سے اس جوان کو زندہ دریا سے نکالا ہے راوی کہتا ہے کہ قہرمان وزیر کی خواہر فرعون شاہ کے گھر مین تھی اس وجہ سے قہرمان فرعون شاہ کا وزیر دست چپ تھا اور خواجہ یاقوت بسبب ذاتہ ایک فائق شخص تھا یہ فرعون کا وزیر دست راست تھا القصہ قہرمان وزیر دست چپ بھی رستم ثانی کو ہمراہ لیے ہوئے دربار فرعون شاہ مین لایا فرعون شاہ نے رستم ثانی کی صورت دیکھی اور کہا اے قہرمان یہ جوان کون ہے جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہے قہرمان نے کہا اے خداوند بڑی خیریت ہوئی مصرع

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت

کل میرا لڑکا شکار کے واسطے گیا تھا وہان ایک نرہ شیر آگیا اور چاہتا تھا کہ میرے فرزند کو ہلاک کرے یہ جوان پہنچا اور شیر کو ہلاک کرکے میرے فرزند کو ہلاکت سے بچا لیا مین نے اسے اپنی فرزندی مین قبول کیا ہے فرعون یہ سن کے خاموش ہو رہا یکایک ہرکارے آئے موقف عرض مین استادہ ہوئے دعا و ثنائے خداوندی زبان پر جاری کی اور ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پھر کہا اے خداوند محافہ نشین اور قنطورہ پوش آگئے اور عنقریب ملازمت خداوندی حاصل کیا چاہتے ہین فرعون شاہ بہت خوش ہوا اور کہا مجھکو بشدت اُنکا انتظار تھا اگر اب بھی نہ آتے تو بلا بھیجتا ابھی فرعون

یہ کہ رہا تھا کہ محافہ نشین نقاب پوش داخل دربار ہوا اور فرعون کے روبرو سجدے کو جھکا پھر اپنی جگہ پر بیٹھا بعد ازان
چوپان و منصور گلہ بان و قنظورہ پوش آئے اور سجدہ کیا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے محافہ نشین اُٹھا عرض کی یا
خداوند خداپرست حاضر ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی فرعون نے کہا آج اُنکو اپنی حراست مین رکھو کل
جسطرح مناسب سمجھونگا باغیچۂ بہشت مین بیٹھ کے اُنکے قصے کو فیصل کرونگا محافہ نشین حسب الحکم فرعون اپنے گھر چلا آیا
وہان فرعون نے شیربانون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شیرون کی لڑائی دکھاؤ شیربانون نے دو شیر حاضر کیے کٹہرے کھول دیے
گئے ایک دوسرے پر جھپٹا اِسنے اُسکے چکت دی اُسنے اُسکے ایسے مہیب آواز سے ڈکارتے تھے دفعتا دونون
فرعون کیطرف جھپٹے اُسکا دم فنا ہونے لگا گھبرا کے کہا ارے کوئی دوڑو اور میری جان بچاؤ شیر اسطرف آتے ہین
حالانکہ صدہا ملازم جمع تھے مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اُن شیرون کو روکتا بدیع الملک دلاور موجود تھا اُس نبشتر
بیشۂ شجاعت نے جست کی شیرون کے قریب پہنچا شیرون نے چاہا کہ بدیع الملک پر حملہ کرین شہزادے نے نہایت چالاکی
سے ایک شیر کے پچھلے دونون پاؤن مضبوط گرفت مین لا کے کھینچے پھر اُس شیر کو دوسرے شیر پر دے مارا دونون
بے جان ہو گئے تمام فرعون پرستون مین شہزادے کی جرأت و طاقت کی تعریف کا غل ہوا شہزادہ وہان سے
چلا آیا اور اپنی جگہ پر قیام کیا ہر اد نے اور اعلے کی نظر شاہزادے کے جانب تھی باہم سرگوشیان ہو رہی تھین کوئی کہتا تھا
عجیب الخلقت انسان ہی دونون شیرون کو کس چالاکی سے ہلاک کیا انسان ایک شیر سے مقابلہ نہین کر سکتا ہی اِسنے دونون
کو ہلاک کیا کسی نے کہا اس جوان مین کوئی سمایا ہوا ہی فرعون شاہ نے خلعت خاصہ طلب کیا شہزادے بدیع الملک کو
دیا بعد ازان دربار برخاست ہوا فرعون شاہ اپنے محل سرا مین گیا خواجہ یاقوت بھی بدیع الملک کو ہمراہ لیے ہوے
اپنے مکان پر آیا شام ہوئی بعد فراغ طعام انواع و اقسام کی باتین رہین خواجہ یاقوت نے کہا اے دلاور دوران اگرچہ
پہلے بھی فرعون کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ تمھاری ہیبت اُسکے دل مین سمائی ہوی ہی مگر آج کے تمھارے کارنمایان نے
اُسکے دل پر پورا اسکہ عظمت و ہیبت کا بٹھا دیا بدیع الملک نے اُسکے جواب مین کلمات انکساری زبان پر جاری
کیے اور کہا اے خواجہ قابل تعریف اُس عزاسمہ کی قدرت و شان ہی جس نے انسان ضعیف البنیان کو جملہ موجود پر شرف بخشا
اور فضلنا بعضکم علی البعض فرمایا اور مین کیا اور میرا کارنمایان کیا بڑے بڑے صاحب قدرت و عظمت انسان اُسنے خلق فرمائے ہین
اسطرح کی گفت و شنید مین رات زیادہ گئی دونون اپنے بستر خواب پر دراز ہوے صبح کو فرعون شاہ باغیچۂ بہشت مین
آ کے مقیم ہوا خواجہ یاقوت بھی حوائج ضروری سے فارغ ہو کے مع بدیع الملک باغچۂ بہشت مین آیا اُدھر قہرمان وزیر
دست چپ رستم ثانی کو ہمراہ لایا اور اپنی جگہ پر بیٹھا فرعون شاہ نے حکم دیا کہ خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو لاؤ چنانچہ تمام سردار فرعون کے روبرو حاضر کیے گئے حمزۂ ثانی نے فرعون کو برسم اسلام سلام کیا غضنفر چوپان نے
چوب دستی سے حمزۂ ثانی کو اذیت پہنچائی اور کہا یہ کیا بیہودگی ہی کہ خداوند کے روبرو خداے نادیدہ کا نام لیتا ہی
خبردار اب خداے نادیدہ کا نام نہ لینا فرعون نے برہم ہو کے کہا اے غضنفر چوپان یہ کیا نادانی ہی کہ ہمارے بندون
کو اذیت پہنچاتا ہی اگرچہ اُنکی بھی یہ نادانی ہی کہ ہمارے روبرو خداے نادیدہ کا نام لیا پھر بھی ہم ہرگز نہین گوارا کرتے کہ
اُنکو تکلیف ہو نہایت شرم کی بات ہی کہ جو اپنی قدرت سے پیدا کرے اور پھر اُسکی اذیت پر راضی ہو جاے ان
سب خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والون کو الماس کوہ مین قید کرو چنانچہ حمزۂ ثانی اور تمام سردار فرعون
کے حکم سے الماس کوہ مین قید کیے گئے اور بدیع الملک اور رستم ثانی اُنکی رہائی کے واسطے الماس کوہ کی
طرف چلے خلاصہ یہ کہ سب سردار گرفتہ و بستہ الماس کوہ کے جانب روانہ ہو گئے رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک

تا غروب آفتاب باغچۂ فرعون مین مقیم رہے یکایک فرعون اُٹھا اور تخت قدرت پر سوار ہو کے محل سرا کے جانب روانہ ہوا تمام حاضرین اپنے اپنے مکان کو گئے رستم ثانی اور بدیع الملک بھی وہان سے چلے آئے تمام شب رستم کو یہ فکر رہی کہ تمام سردار الماس کوہ مین قید ہین کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اُنکو قید سے رہائی ملے چنانچہ صبح ہوئی اسباب ضروری مہیا کیا اور مرکب پہ سوار ہو کے الماس کوہ کے جانب روانہ ہو گیا

راوی رستم ثانی کو الماس کوہ کے جانب سرداران لشکر اسلام کی رہائی کی فکر مین روان لکھتا ہی اور کچھ حال عجایت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک کا معرض تحریر مین لاتا ہی

دن بسر ہوتا ہی یون سو مین کوئی یار کے
سرد بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشا چمن
کوہ صحرا و علاقے ہین یہ اس سرکار کے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
واسطے جتنے ہین وہ جو ہا ہین ترے دستار کے
کچھ جو غیرت ہی تو اے سفاک دار اور بھی
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
سوزش دل کا بیان کرتا ہون مین پروانہ آج

دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ میں دیوار کے
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
خار و گل دونون بغل پر دردہ ہین گلزار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہی دماغ
لن ترانی اُنسے ہو سایل ہین جو دیدار کے
حسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
زخم اوچھے ہنستے ہین منہ پر تری تلوار کے
کام ہی اس سے عالم سے کچھ مطلب نہین
گرد پھرتا ہون مین آتش رو کوئی یار کے

نالہ ہی وہ آتشی غلام اُس گل سے چہر کا نہین
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے
کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھیے سلطان عشق
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
خواہ مروارید و گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اُٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے
سرد ہو گی گرم بازاری تری پروانہ آج

شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت کے گھر مین سو رہا تھا یکایک خواب سے بیدار ہوا اپنے کو ایک مقام پر پایا سامنے دیکھا کہ نہایت چست و چالاک ایک عیار بچہ کھڑا ہی شہزادے نے متعجب ہو کے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی اُسنے کہا شہریار میرا نام کلس ہی اور اس مقام کا نام جو پوچھتے ہو تو صبر کرو میرے بتانے کی ضرورت نہین ہی خود تمکو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے کہا ائین یہ کیا بات ہی کہ خود معلوم جائیگا اگر معلوم ہی تو کیون نہین بتاتا اُسنے کہا تم برجستہ بے کار ہوتے ہو مین نے تو کہا کہ خود معلوم ہو جاے گا اور کچھ نہین ہی عنقریب معلوم ہوا جاتا ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک جانب سے چھم چھم کی صدا گوش زد ہوئی شہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین حور لقا سراپا ناز و ادا ہمراہی چند مہوشان عنبر بو و گل رخان سنبل مو بروش دل فریب و بطرز ہمہ زینت و زیب بہ چلی آتی ہی جب قریب آئی شاہزادے کو سلام کیا اور کچھ ایسے انداز محبوبی سے سلام کیا کہ بدیع الملک بہزار جان و دل اُسپر فریفتہ ہو گیا ہر مرتبہ دل کا تقاضا تھا کہ صبر محال ہی دست گستاخ دراز کرو مگر پھر اپنے اُوپر ملامت کی اور کہا ہرگز ایسی بیہودگی جائز نہین آپ سے گذر جانا ہمیشہ ذلت و فضیحت کا سبب ہوتا ہی نہایت سہولیت سے کہا ای تاجدار اقلیم خوبی و ای سر آرائے مملکت محبوبی تو کون ہی اور اسطرف آنے کا کیا سبب ہوا وہ نازنین اپنے نوجوان ہمراہیون کی جانب دیکھ کے متبسم ہوئی شہزادے نے کہا واہ یہ طرفہ امر ہی کہ مین تجھسے نام پوچھتا ہون اور تو دوسری جانب متوجہ ہو گئی اُس نازنین سراپا حسن و ناز نے سر جھکا لیا ہمراہیون مین سے ایک نے کہا ای ملکہ یہ جوان تجھسے نام پوچھتا ہی اِسکو نام سے کیون نہین آگاہ کرتی ہو اُس نازنین نے آہستہ جواب دیا کہ تو اپنا نام بتا دے سب نے ایک مرتبہ قہقہہ مارا اور کہا ای ملکہ یہ جوان خاص تیرا نام پوچھتا ہی ہم اپنا نام کیونکر بتا دین شہزادہ اُس نازنین کی اسطرح کی شوخی پر از خود رفتہ ہوا جاتا تھا جب دیکھا کہ یہ نازنین اپنا نام نہین بتاتی کہا مصرع عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائیست + کیا مین مسخرہ ہون

جو تم سب میری باتون پر ہنستی ہو اُس نازنین نے کہا ای جوان تو ہرگز اسطرح کا خیال دل مین نہ لانا ہم ہرگز تجھکو
مسخرہ نہین سمجھتے یہ آپس کی شوخی تھی جسپر ہنسی آگئی آگاہ ہو کہ مین خداوند فرعون کی دختر ملکہ غزال چشم
نام سے مشہور ہون کل جسوقت تو خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے ہمراہ باغچۂ بہشت کی طرف جاتا تھا مین نے
تجھکو دیکھا تھا اُسی وقت سے میرا دل چاہتا تھا کہ مین تجھسے کلام کرون مگر کوئی تدبیر بن نہ آئی جب بہت
مضطر ہوئی کلس نام عیار کو جو اسوقت تیرے روبرو کھڑا ہی تیرے لینے کو بھیجا یہ عیار میرا ملازم ہی تجکو یہان
لے آیا اب مین تجھسے پوچھتی ہون سچ بتا تو کون ہی اور کہان کا باشندہ ہی بدیع الملک نے کہا ای آرام جان
اپنا نام بتانے مین مجھکو کچھ عذر نہین ہی البتہ یہ خیال ہی کہ مین نام بتاؤن اور تو میری دشمن ہوجاے تو پھر سخت
مصیبت کا سامنا ہو اس سے یہی بہتر ہی کہ اس سوال سے درگذر ملکہ نے کہا پہلے تو نہین لیکن اس عذر بارد سے
معلوم ہوتا ہی کہ تو مجھسے مسخرگی کرتا ہی اسکے کیا معنے کہ تیرا نام سُنکے مین تیری دشمن ہوجاؤنگی شہزادے نے
کہا بخدا یہ مسخرگی نہین ہی اور نہ کسی طرح کی خوش طبعی ہی یقین سمجھ کہ میرا نام سن کے تیری یہ نظر نہ رہے گی جو اسوقت
ہی ملکہ غزال چشم نے کہا ای جوان تو ہرطرح مطمئن رہ بالفرض اگر تو میرے باپ فرعون شاہ کی ہلاکت کا
درپی ہوجاے گا تو بھی مین تیری دشمن نہ ہونگی شاہزادے نے کہا غالباً سنا ہوگا کہ تیرے باپ کو منجمون نے
خبر دی ہی کہ خداپرستون کی فوج سے دو شخص تیرے ملک مین آئینگے ہنگامۂ کشت وخون گرم کرینگے
حتی کہ تجھکو ہلاک کرینگے اور تمام ملک مین دین اسلام کو رواج دینگے ای نازنین آگاہ ہو بنا براُس پیشینگوئی
کے اُن دونون مین سے ایک مین ہون اور میرا نام بدیع الملک ہی ملکہ غزال چشم نے پوچھا اُس جوان
دومی کا کیا نام ہی شہزادے نے کہا اُس دوسرے جوان کا نام رستم ثانی ہی چونکہ تیرے باپ نے فوج اسلام
کے سردارون اور بیشتر ہمارے عزیزون کو قید کیا ہی ہم دونون اُن سب کی رہائی کے واسطے آئے ہین غزال چشم اس تقریر
کو سنکے ہمہ تن حیرت ہوگئی شہزادے نے سبب حیرت کا پوچھا اُسنے کہا اصل یہ ہی کہ مجھکو مطلق اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی تو
سچ کہتا تھا کہ میرا اظہار حقیقت سبب اشتعال طبع ہی چونکہ تیری الفت میرے دل مین اثر کرگئی مجبور ہون ورنہ ضرور
تجھسے برسر پرخاش ہوتی بدیع الملک نے کہا پھر اب تیرا کیا ارادہ ہی ملکہ غزال چشم نے کہا دستور ہی کہ ہر شخص کے
دل کا خیال دوسرے کے دل پر اثر کرتا ہی ظاہر ہی کہ مین تجھپر فریفتہ ہون بالیقین تجھکو بھی گو نہ میرا خیال ہوگا
ایسی حالت مین مجھسے استفسار کی ضرورت ہی جو تیرا ارادہ ہی وہی ارادہ میرا سمجھ بدیع الملک نے کہا میرا ایسا
ارادہ ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہی اسکی دلیل یہ ہی کہ جب میرا نام سُن کے تجھکو تردد ہوا تو میرا ارادہ سُن کے کیونکر موافق
ہوگی غزال چشم نے کہا ای جوان تجھ ایسے شخص کے اس کلام سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہی قاعدہ ہی کہ جس امر مین
کوئی چارہ نہین اُسکو ہرطرح اختیار کرنا لازم آتا ہی اور علی الخصوص الفت ومحبت جس سے سب مجبور ہین عام اس سے
کہ ادنی ہو یا اعلی شعر من ازآن حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم ✽ کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را
جب مین ایسی دختر فرعون اپنے نام وناموس سے قطع تعلق کرکے تیری محبت مین گرفتار ہوگئی تو تیری ہم
ارادہ ہونے مین تجھکو کیا تردد ہی اب طول کلام سے کام نہ رکھ بلاتکلف بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی شہزادے نے
کہا اصل ارادہ میرا دین اسلام کے رواج دینے کا ہی اگر تو دین اسلام قبول کرے فہو المراد ورنہ میرے تیرے
درمیان بجز مفارقت کے چارہ نہین ہی غزال چشم نے کہا ای جوان عشق ومحبت مین دین ومذہب کا کیا دخل
ہی جیسی بدین خود موسی بدین خود اس بارے مین بیکار اصرار کرتا ہی اور عبث درپی ہی ہان کچھ اور ارادہ ظاہر کر

شاہزادے نے کہا یہ ارادہ میرا مقدم ہے چند روزہ زندگی ہے عشق و محبت سے آخرت مین امید بخشش کی ہرگز نہین ہو سکتی ہر شخص کو چاہیے کہ ہر حالت مین اپنے انجام پر نظر رکھے مرنا برحق ہے قیامت برحق ہے پرسش اعمال برحق ہے بالفرض ہزار برس کی بھی زندگی ہو پھر بھی ایک روز ملک الموت کا سامنا ہونا ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام جملہ موجودات کیواسطے فنا لازم ہے صرف ذات واجب الوجود اس سے مختص ہے جو واحد لاشریک ہے ملکہ غزال چشم شہزادے کی یہ تمام تقریر سنا کی آخر کہا اے جوان بیان کر دین اسلام کے ارکان کیا ہین شہزادے نے دین اسلام کی حقیقت کو مدلل بیان کیا پھر ارکان و اصول و فروع کو بالتصریح بیان کیا ملکہ غزال چشم مع نازنینان ہمراہی مسلمان ہوئی بعدہ بدیع الملک گلس عیار کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عیار طرار تیرا کیا ارادہ ہے گلس عیار نے کہا مین ملکہ کا تابع فرمان ہون شہزادے نے کہا تیری ملکہ تو مسلمان ہو گئی غالب تو بھی دائرۂ اسلام مین داخل ہوگا اور ملکہ غزال چشم نے اشارہ کیا چنانچہ گلس عیار بھی مسلمان ہو گیا ملکہ نے پوشیدہ محفل عیش منعقد کی تمام نازنین خوب خوب گائین انواع و اقسام کے پرتکلف کھانے پکے شہزادے کی دعوت ہوئی تین روز تک ہنگامۂ نشاط گرم رہا دن کو عید معلوم ہوتی تھی رات کو شب برات کا سما بندھا تھا بدیع الملک اور ملکہ غزال چشم کو ہر روش دونون ایک دوسرے کو دیکھکے دل خوش تھے چوتھے روز بدیع الملک کو گونہ تردد لاحق ہوا ملکہ نے سبب استفسار کیا شہزادے نے کہا اے آرام جان کیا پوچھتی تمھاری خاطر سے مین اس صحبت نشاط طرب مین شریک ہو گیا ورنہ اصل غرض میری جو کی یہ ہرگز نہین ہے جو موجود ہے بلکہ جب مجھکو خیال آتا ہے کہ تمام سرداران لشکر اسلام اور اکثر بزرگ میرے تیرے باپ کے حکم سے الماس کوہ مین مقید ہین کیا کہون کیسا ملال ہوتا ہے یہ تو مین پہلے بیان کر چکا ہون کہ مین خاص اُن سب قیدیون کی رہائی کے واسطے آیا ہون مین مصمم ارادہ کیے ہون کہ اُن بارہ ہزار فوج آتش بار کو برہم کرون اور سرداران لشکر اسلام و جدان کرام کو اُس قید و بند سے آزاد کرون اگر تجھکو کچھ حال الماس کوہ کا معلوم ہو بیان کر اور یہ بتا کہ اُن قیدیون کو کسطرح رہائی ملے اُسنے کہا شہریار بخدا مجکو الماس کوہ کی مطلق خبر نہین ہے ورنہ مین ضرور بیان کر دیتی شہزادے نے کہا خیر مجبوری ہے اب مجھکو خواجہ یاقوت کے یہان پہنچا دے غزال چشم نے کہا آیندہ ملاقات کب ہوگی شہزادے نے کہا انشاء اللہ آیندہ پھر ملاقات ہوگی بشرطیکہ تمام سرداران لشکر اسلام قید و بند فرعون سے رہا ہو گئے اور اگر خدانکردہ نوع دیگر پیش آیا یعنے وہ سردار قید سے رہا نہ ہوے تو مشکل ہے غزال چشم نے کہا اے جوان تجھکو اسقدر بے اعتنائی زیبا نہین ہے مین نے نہایت جرات کر کے تجھکو یہان بلایا ہے شہزادے نے کہا مین بالکل مجبور ہون اگر مجھکو ایسی ضرورت لاحق نہ ہوتی تو مین ہرگز کبھی یہان سے نہ جاتا ملکہ غزال چشم مجبور ہوئی گلس عیار کے جانب اشارہ کیا گلس عیار نے بحفاظت تمام شاہزادے کو خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے یہان پہنچا دیا خواجہ یاقوت نے جو شہزادے کو پانچ روز کے بعد دیکھا نہایت متعجب ہو کے کہا اے شہریار یہ تمکو خوب معلوم ہے کہ اس شہر فرعونیہ مین جسقدر لوگ تمھارے دشمن ہین مگر تمکو کچھ خیال اس بات کا نہین ہے آج پانچ روز کے بعد یہان تشریف لائے ہو کہان تھے جو نہین آنا ہوا شہزادے نے غزال چشم دختر فرعون شاہ کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب بھی مین جبر سے یہانتک پہنچا ہون ورنہ غزال مجھکو زیادہ قیام کے واسطے مجبور کرتی تھی اور پوچھا اے خواجہ الماس کوہ کے مقدمے کی بھی خبر ہے اور یہ بھی کچھ حال معلوم ہے کہ وہ سردار کہان ہین اور کسطرح مقید ہین خواجہ یاقوت نے کہا اے شہریار مجھکو الماس کوہ وغیرہ کے مقدمے کی مطلق اطلاع نہین ہے ہان یہ ممکن ہے کہ مین فرعون شاہ سے تمھارے روبرو اس حال کو دریافت کرون گا غالب گمان یہ ہے کہ فرعون کل حال مفصل بیان کر دے گا پس تمھارا مطلب حاصل ہو جائیگا چنانچہ وہ شب انواع اقسام کے حرف و حکایات مین

بسر ہوئی صبح کو خواجہ یاقوت مع بدیع الملک سوار ہوا دربار فرعون شاہ مین پہنچا اپنی جگہ پر بیٹھا مگر آج خواجہ یاقوت
کے بشرے سے آثار تردد معلوم ہوتے تھے فرعون نے کہا ای وزیر خیر باشد تیری صورت سے دریافت ہوتا ہی کہ تجھکو
کسی نوع کا تردد ہی بیان کر یہ کیا واقعہ ہی خواجہ یاقوت نے کہا واقعی مجھکو نہایت تردد لاحق ہو گیا ہی سبب اسکا یہ ہی
کہ جو خدا پرست الماس کوہ مین قید کیے گئے ہین اُنکے عیارون کی تعداد کثیر ہی اور ہر ایک عیار اپنی فن عیاری
مین مثل اور نظیر نہین رکھتا ہی ممکن ہی کہ اُن عیارون مین سے کوئی عیار الماس کوہ مین پہنچ جاسے اور اُن
قیدیون کو رہا کرے جاے اُسوقت سخت خرابی کا سامنا ہوگا فرعون شاہ یہ سُنکے متامل ہوا بعدہ کہا ای خواجہ
الماس کوہ کی دو راہین ہین ایک راہ خشکی کی ہی اُسطرف طلسم ہی دوسری راہ تری کی ہی اُسطرف بھی طلسم ہی
کون ایسا ہی جو الماس کوہ مین جاسکتا ہی البتہ وہ شخص وہان پہنچ سکتا ہی جو اُن راہون کے طلسم کو
توڑے اور ساز مشوش کو ہلاک کرے بغیر اسکے کوئی الماس کوہ مین نہین جاسکتا اور خدا پرستون کو نہین رہا
کرسکتا خواجہ یاقوت نے متعجب ہوکے پوچھا ای خداوندہ ساز مشوش کہان ہی جسکا ابھی نام لیا فرعون نے
کہا تعجب ہی کہ آج تک تو ساز مشوش سے واقف نہین ہوا خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند اگرچہ مین تیرا پیغمبر
ہون اور تیرے تعلیم کے موافق بیشتر رموز کی اطلاع ہی لیکن اسقدر دسترس نہین ہی کہ علم خداوندی مین
پورا پورا دخل ہو جاسے ہان اگر کچھ مفصل بیان ہو تو معلوم ہو فرعون شاہ نے کہا بیشک یہ حال تجھکو معلوم ہوگا
سُن ای خواجہ جانب شمال ایک شہر ہی نہایت وسیع و آباد اہل شہر خوش و خرم پردۂ دنیا پر اُس وسیع کا
نام ملک مراد ہی اُس شہر کا والی و فرمانروا ایک بادشاہ عالی جاہ ہی کسی کا خراج گذار و تابع فرمان
نہین ہی خودمختاری کے ساتھ حکومت کرتا ہی علاوہ حشم و خدم اور آبادی خزانہ کی صرف ساٹھ لاکھ اُسکے
فوج کے سوارون کی تعداد ہی پیادون کا ذکر نہین اُسکے ملک کی سرحد مین دارالسلطنت سے چند فرسخ کے
فاصلے پر ایک دریا واقع ہی اندرون دریا ایک گنبد ہی بلندی اُس گنبد کی قریب ایک ہزار سات سو گز کے ہی
گرد اُس گنبد کے وہ دریا بہ نسبت اور مقامات کے بہت زیادہ گہرا ہی ہر وقت اُس گنبد کے گرد پانی
چکر کھایا کرتا ہی ہر ایک کی جرات اُس گنبد کے قریب جانے کی نہین ہوتی ای خواجہ تمام دن اُس مقام پر سناٹا
رہتا ہی رات کو اُس گنبد سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہی اُس ہاتھ مین گوہر شب چراغ ہوتا ہی جسکی روشنی بتیس فرسخ
تک جاتی ہی تمام شہر مراد مین اُسی گوہر شب چراغ سے روشنی ہوتی ہی چراغ روشن کرنے کی کچھ ضرورت
نہین ہوتی اور ایسی تیز روشنی ہوتی ہی کہ شب کو بھی روز روشن کا سمان ہوتا ہی ہر شخص اُس روشنی کے
سبب سے مثل دن کے شب کو بھی کام کرسکتا ہی اگر احیاناً کسی اہل شہر نے چراغ روشن کیا بس فوراً اُس گنبد
طلسمی سے ایک تلوار پیدا ہوتی ہی جسکے وار سے چراغ روشن کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہی اور وہ چراغ بھی
گل ہو جاتا ہی بیشتر ایسا اتفاق ہوا اب کسی شخص کی جرات چراغ روشن کرنے کی نہین ہوتی سب خائف ہین
ساز مشوش بھی وہین ہی ای خواجہ یہ مقدمہ طی ہونا بہت دشوار ہی صرف ساز مشوش ہی کے ہلاک ہونے پر
طلسم کا شکست ہونا موقوف نہین ہی بلکہ ساز مشوش کے ہلاک ہونے کے بعد ابر نمودار ہون گے جنپر خاص فتح
طلسم موقوف ہی اگر کوئی شخص چاہے کہ ساز مشوش ہلاک نہ کیا جاسے اور وہ ابر نمودار ہو جائین ممکن نہین
خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند اسوقت تیرے اس بیان سے مجھکو اطمینان ہوا ورنہ مین سمجھتا تھا کہ مسلمان
آگئے ہین اُنکے عیار اپنے کمال فن عیاری سے اُن قیدیون کو رہا کرلے جاوین گے کیا کہون تمام تمام رات

اس فکر مین نیند نہ آتی تھی یہان تک کہ صبح ہو جاتی تھی دن کو بھی اِس خیال مین مبتلا رہتا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ایسا نہو کہ خداوند کی محنت رائیگان ہو جائے فرعون ہنسا اور کہا ای خواجہ ہماری قدرت کا کوئی ایسا فعل نہین ہی جو مستحکم نہو یہ سب کرشمہ میری ہی قدرت کا ہی خواجہ یاقوت نے کہا بہت درست ارشاد ہوا مجھکو خوب معلوم ہی اور کسطرح نہ معلوم ہو مین تو تیرا پیغمبر ہون شب کو خواجہ یاقوت فرعون کے پاس سے اپنے گھر مین آیا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ اب مجھکو اجازت دو تاکہ مین شہر مراد کی سیر کرون خواجہ یاقوت نے کہا شہریارا اسقدر عجلت نہ چاہیے بزرگون کا قول نہین سُنا ہی قطعہ

شتاب در خطری فگند کہ گر صد سال
کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی
عنان دل بکف صبر دہ گرت باید
تو دست و پای زنی زان خطر برون نائی
مکن شتاب در آئین حلم روی متاب
کہ گوی عیش بچوگان جمشید برانی
متاز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل
کہ غیر صبر سکون نیست رسم دانائی

مین نے بجاے خود ایک فکر قرار دی ہی جس کے سبب سے تم شہر مراد مین مع فوج و لشکر جاؤ گے اور کام حسب مراد انجام پائے گا بے سروسامانی سے جانا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ بزرگون کا قول بہت صحیح ہی مگر مین نے بھی بجاے خود ایک فکر قرار دی ہی جسکے واسطے فوج و لشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی انشاء اللہ بے سروسامانی ہی سبب مراد حاصل ہونے کی ہوگی خواجہ نے کہا تمکو اختیار ہی میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا اُسکا ذکر کیا آیندہ تو دانی و کار تو الغرض دوسرے روز شہزادۂ بدیع الملک خواجہ یاقوت سے رخصت ہوکے شہر مراد کی جانب روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک باغ کے پہنچا جہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا قریب قافلے کے پہنچ کے اہل قافلہ سے ایک شخص کو قریب اپنے بلایا اور پوچھا ای برادر کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ قافلہ کسکا ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے ازسرتاپا شہزادے کو دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلے کا حال پوچھتے ہو شہزادے نے کہا مین کوئی ہون تمکو اگر معلوم ہو تو بیان کرو وہ شخص قافلے مین واپس گیا اور ایک اور شخص کو اپنے ہمراہ لایا اور اُس سے کہا یہ جوان ہمسے اس قافلے کا حال دریافت کرتا ہی اور اگر اس جوان کا حال دریافت کرتے ہین تو کچھ نہین بیان کرتا دوسرے شخص نے کہا پھر کیا مضایقہ ہی اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای جوان یہ قافلہ شہر مراد کی جانب جاتا ہی اور اس قافلے کا سردار خواجہ سالار نام ہی شہزادے نے کہا ہم تمھارے سردار سے ملاقات کر سکتے ہین اُسنے کہا ہان مگر ہم سردار قافلے سے اجازت لے لین شہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہی وہ دونون شخص خواجہ سالار بربری کے پاس گئے اور حقیقت حال کو بیان کیا خواجہ سالار بربری بھی شہزادے کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور کہا لاؤ اُس جوان کو کہان ہی وہ دونون شخص شہزادے کے پاس آئے کہا چلو ہمارے سردار نے تمکو بلایا ہی شہزادہ اُن دونون کے ہمراہ خواجہ سالار بربری کے پاس قافلے مین گیا جونہین خواجہ سالار بربری کی نظر شہزادے پر پڑی ہیبت سے سمجھا کوئی رہزن ہی باواز بلند کہا ای فلان اس جوان کو یہان نہ لاؤ وہین مقیم رہنے دو مین خود وہین آکے اس سے ملاقات کرونگا وہ دونون شخص اہل قافلہ شہزادے کو پھر اُسی مقام پر لے آئے اور کہا ای جوان یہ بات برا ماننے کی نہین ہی نہین معلوم ہمارے سردار کے دل مین کیا شک گذرا جو واپس کیا اس عرصے مین خواجہ سالار بربری خود شہزادے کے پاس آیا اور کہا ای جوان مین چاہتا ہون کہ تو اپنے ہمراہیون کو خبر نہ کر جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف ہمسے مانگ لے ورنہ بے کار کشت و خون ہوگا اور مطلب وہی حاصل ہوگا جو مین اُسوقت کہہ رہا ہون بدیع الملک سمجھ گیا کہ یہ لوگ مجھکو قزاق جانتے ہین کہا ای خواجہ تم بے کار میری جانب سے مشکوک ہو مین قزاق و راہزن نہین ہون جو راہ زنی کے واسطے آیا ہون بلکہ مین مسافر ہون خواجہ بربری نے کہا اگر تم مسافر ہو تو یہ بتاؤ کہ کسطرف کا عزم ہی بدیع الملک نے کہا بالفعل مین شہر مراد کی

طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہون از بسکہ کوئی رفیق ہمراہ نہین رکھتا ہون تمکو یہان مقیم دیکھا اس خیال سے کہ شاید میری ہمراہی قبول کرو تمھاری ملاقات کا خواہان ہوا خواجہ نے پوچھا تمھارا کیا نام ہی شہزادے نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین جو ہین خواجہ بربری نے نام شہزادے کا سُنا شہزادے کے پاؤن پر گر پڑا اور دست بستہ کہا اے شہریار مین بھی مسلمان ہون اور میرا وطن ملک بربر ہی زہی نصیب میرے کہ تم ایسے عالی جاہ کی شرف قدم بوسی سے مشرف ہوا بدیع الملک بھی خواجہ کے مسلمان ہونے کا حال سُن کے بہت خوش ہوا اور متبسم ہوکے کہا اے خواجہ تمنے تو مجھکو قزاق ہی قرار دے لیا تھا خواجہ نے منفعل ہوکے کہا اے شہریار معاف فرمائیے مین نے لاعلمی کی حالت مین ایسا خیال کیا پھر اپنے ساتھ شہزادے کو خیمہ مین لے گیا صدر مین بٹھایا اور خود ملازمون کی طرح خدمت بجالایا انواع واقسام کی باتین شروع ہوئین اہل قافلے سے جو کوئی آتا تھا بکمال ادب بدیع الملک کو سلام کرتا تھا

اب کچھ حال خیرت اشتمال شہزادہ والاشان رستم ثانی بن ایرج نوجوان معرض بیان مین آتا ہی

اس چمن مین ہین بیشمار درخت / پر کہان مثل قدیار درخت
وہ ترا سرو قد ہی بے سایہ / صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت
میر ست سوز درون سے کب نبت / مین ہون انسان اور چنار درخت
آنکھین بادام ہین لب نخدان سیب / قد جانان ہی میوہ دار درخت
سر اٹھائے جو باغ مین ہین کھڑے / رکھتے ہین تیرا انتظار درخت
مجھکو شاخون کی جا دکھائی ہی / ہجر کی تیغ آبدار درخت
نخل تن یان ہمیشہ ہی پر داغ / پھول لاتے ہین ایکبار درخت
تا قیامت خلل نہین ناسخ / نخل غم کیا ہی پائدار درخت

مرأت ضمیران صفا پرور وتجلی فروشان نور گستر بہار پیرایان فیض رسان چمن آرایان باغ جہان نقش بندان بدیع اخبار چہرہ پردازان غریب آثار دست یاری انگشت قلم سے دانہای نقاط پر سبحہ گردانی ابر نیسان کرم سے اصداف قلوب پر درافشانی زبان سحر بیان حکمت توامان سے معجز بیانی اس روشن دلی اور سر سبزی راز دانی سے فرماتے ہین کہ جب رستم ثانی شہر فرعونیہ سے باہر آیا الماس کوہ کی راہ لی خیز اخیز چلا جاتا تھا ایک قافلے کے قریب پہنچا اہل قافلہ سے اُس قافلہ سے کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ یہ قافلہ کس طرف جائیگا اُنھون نے کہا اے جوان الماس کوہ کے قریب ایک شہر کافوریہ نام سے مشہور ہی یہ قافلہ وہین جاے گا رستم ثانی اس حال کو سن کے بہت خوش ہوا اور کہا ہم سالار قافلہ سے ملاقات کرسکتے ہین اُن سب نے کہا کیا مضایقہ ہی ہم جاتے ہین قافلہ سالار کو خبر کرتے ہین تم یہین مقیم رہو سالار قافلہ جو کچھ جواب دے گا اُسکے موافق عمل کرینگے چنانچہ ایک شخص سالار قافلہ کے پاس گیا اور کہا اے خواجہ اسوقت ایک جوان اسطرف وارد ہوا ہی اور تمسے ملاقات کرنا چاہتا ہی خواجہ نے کہا وہ جوان خاص میری ملاقات کو اسطرف آیا ہی یا حسب اتفاق اسطرف وارد ہوگیا ہی اُسنے کہا اس حال کو مفصل مین نہین بیان کرسکتا مگر قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص تمھاری ملاقات کو اسطرف نہین آیا ہی خواجہ نے کہا اُس جوان کی وضع وقطع کیا ہی اُسنے رستم کا حلیہ بیان کیا خواجہ چند لمحہ متامل رہا بعدہ کہا اچھا جاؤ اُس جوان کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ رستم ثانی سالار قافلہ کے پاس آیا جونہین خواجہ کی نظر رستم ثانی کی صورت پر پڑی تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا نہایت ادب سے اپنے پہلو مین جگہ دی کہا اے جوان تم کون ہو اور کسطرح اسطرف آنے کا اتفاق ہوا رستم ثانی نے کہا اے خواجہ مثل تمھارے مین بھی تجارت پیشہ ہون حسب اتفاق اسطرف گذر ہوا تمسے ملاقات ہوئی خواجہ نے بغور رستم کی صورت دیکھی کہا اے جوان تعجب ہی کہ تم مجھسے اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو حالانکہ مجھکو قبل تمھارے یہان پہنچنے کے تمھاری خبر پہنچ گئی شہزادے رستم ثانی نے پوچھا کیا خبر پہنچ گئی اُسنے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ تم رستم بن ایرج ہو یا نہین رستم بہت متعجب ہوا کہا اے خواجہ واقعی میرا یہی نام ہی

سچ بتاؤ مجھے کسنے کہا اُسنے کہا شہریار مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی ہی کہ رستم ثانی سرداران لشکر اسلام کی خلاصی کی غرض سے الماس کوہ مین آتا ہی عنقریب یہان پہنچا چاہتا ہی اُس سے ملاقات کرنا وہ مجھکو ہمراہ لیکے الماس کوہ کی طرف جاے گا آج دوسرا روز ہی کہ تیرے انتظار مین مقیم ہون بارے تو یہان پہنچا جسوقت مجھکو لوگون نے خبر دی اُسی وقت مجھکو شک گذرا تھا آج کا روز تو یہین بسر کرنا چاہیے کل دربند کا فوریہ کی طرف روانہ ہون گے رستم ثانی نے کہا ای خواجہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو خواجہ فضل کہتے ہین شاہزادہ رستم ثانی بہت خوش ہوا وہ رات اُسی جگہہ بسر ہوئی طرح طرح کی باتین رہین شعر روز دیگر کین جہان پر غرور + یافت از سر چشمہ خورشید نور + صبح کو سامان سفر درست ہوا جانوران باربرداری اسباب سے بار کیے گئے اور الماس کوہ کی جانب کوچ کیا چند منزلین طی کی تھین کہ ایک دریا دور سے نظر آیا جب کنارے دریا کے پہنچے کشتیان کرایہ کین سب سوار ہوے کشتیان ایک جانب دریا مین روانہ ہوئین ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ہواے تند چلی کشتیبان متوحش ہوے باواز بلند کہا سب لوگ ہوشیار رہو جائین طوفان آیا ہی مع ہذا ہوا کے جھوکے سے کشتیان تہ و بالا ہونا شروع ہوئین ہر ایک ملاح نے عنان کشتی قضا و قدر کے سپرد کی تمام سواران کشتی گھبرائے ہوئے ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے تھے دفعتًا تمام کشتیان منقلب ہوکے دریا مین غرق ہوگئین رستم ثانی کی بھی کشتی غرق ہوگئی اور غرق ہوتے ہی رستم ثانی نے جو آنکھ کھولی اپنے کو طوق و زنجیر مین بستہ پایا غریق بحر حیرت ہوگیا دل مین کہا خداوندا یہ کیا معاملہ ہی این گل دیگر شگفت اسی سے زمانے کو بوقلمون کہا ہی یہان ہر لحظہ نیا رنگ پیش نظر ہوتا ہی کہان تو یہ خیال تھا کہ غیب سے یہ سامان پیدا ہوا کہ ایک معین و مددگار مل گیا ہی سرداران لشکر اسلام کی رہائی مین سہولیت ہوگی کچھ خود کوشش کرین گے کچھ خواجہ فضل معین ہوگا راہنمائی کافی ہوگی کہان یہ طرفہ ماجرا پیش نظر ہی کہ دریا کا سفر کرنا اختیار کیا کشتیون پر سوار ہوے حسب اتفاق طوفان کا بھی آنا ضروری تھا دیکھیے اس قید و بند سے کب اور کسطرح رہائی ملتی ہی مصرع من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال + خواجہ فضل بھی موجود نہین ہی جس سے اس حال کی حقیقت پوچھین شکایت کرین خداوندا تو ہی اپنے بندے کا حامی و مددگار ہی ہر ایک مبتلاے مصیبت و زحمت کو نجات دینے والا ہی شعر نداریم غیر از تو فریاد رس + توئی عاصیان را خطا بخش و بس + اب شہزادے کا یہ حال ہی کہ کبھی اپنے دست و پا کی طرف دیکھتا ہی اور کبھی طوق و زنجیر کی طرف نظر کرتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین ابھی غرق دریا ہوگیا تھا اس عجلت سے طوق و زنجیر مین بستہ کرنے والا کون تھا راوی کہتا ہی کہ یہان طلسم ہی اور آخرچہ ماہی خوار نام اس طلسم کا داروغہ ہی شہزادے کو اُسی طرح گرفتہ و بستہ آخرچہ ماہی خوار زنگی کے پاس لائے آخرچہ زنگی اُسوقت کسی ضروری کام مین مصروف تھا گفت شنید ہو رہی تھی رستم ثانی اُسی طرح گرفتہ و بستہ گنہگارون کی طرح استادہ رہا جب آخرچہ ماہی خوار فارغ ہوا رستم ثانی کی طرف متوجہ ہوا اور سرتاپا بغور دیکھ کے کہا ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی رستم ثانی نے کہا کون کی نسبت تو کیا حال بیان کرون البتہ یہ کہہ سکتا ہون کہ مجھکو رستم ثانی کہتے ہین آخرچہ ماہی خوار نے متبسم ہوکے کہا کچھ تجھکو معلوم ہی کہ تو کسطرح گرفتار ہوا اور کس نے تجھکو گرفتار کیا رستم ثانی نے کہا اس بات کو بھی مین مفصل نہین بیان کر سکتا اسقدر مجھکو معلوم ہی کہ مین ایک طرف چلا جاتا تھا ایک قافلے کو دیکھا سالار قافلہ سے ملاقات کی وہ دلداری سے پیش آیا مین اُسکے ساتھ روانہ ہوا اثناے راہ مین دریا حائل تھا کشتیان کرایہ کین دریا مین روانہ ہوا طوفان آیا سب کشتیان غرق ہوگئین میری کشتی بھی غرق دریا ہوگئی مین سمجھتا تھا کہ ہلاک ہوگیا لیکن آنکھ جو کھولی اپنے کو گرفتہ و بستہ پایا جسطرح تو اسوقت مجھکو

دیکھ رہا ہی آخرجب زنگی اپنے ملازمون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اس جوان کو بادشاہ کی خدمت مین لے جاؤ
بادشاہ کا نام ملک کافور تھا غرضکہ رستم ثانی کو ملک کافور کے روبرو لائے ملک کافور نے رستم ثانی کی
طرف متوجہ ہوکے کہا ای جوان تو کون ہی ملازمون نے عرض کی شہریار یہ جوان وہ ہی کہ فرعون شاہ کو منجمون
نے بطور پیشین گوئی یہ خبر دی تھی کہ دو جوان تیرے ملک مین آئینگے اور وہ دونون تجھکو تخت سلطنت سے
تختہ تابوت پر پہنچا دینگے مملکت فرعونیہ کو اسلام آباد کرینگے فرعون پرستی کی بنا کو نیست نابود کرینگے
ملک کافور نے کہا وہ دوسرا جوان کہان ہی اور اُسکا کیا نام ہی ملازمون نے کہا اس جوان کا نام بدیع الملک ہی
اُسکا ابھی پتا نہین ملا ہی ملک کافور نے رستم ثانی سے کہا ای جوان تو اپنے کو دیکھ رہا ہی کہ کسطرح گرفتار و مجبور میرے
روبرو کھڑا ہی اس حالت مین تیرا کیا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا ای بادشاہ میرا ارادہ تو جو کچھ ہی وہ ہی مگر اپنا مطلب
بیان کر اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ اپنے دین آبائی سے دست بردار ہو اور بصفائی قلب و خلوص نیت دین
فرعون کو قبول کر یاد رکھ فرعون ایسا خداوند اب نہین دست یاب ہوگا رستم ثانی نے کہا استغفر اللہ ای
کافور شاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم گرفتہ و بستہ مجبور تیرے روبرو استادہ ہین تو اپنے دین حق کو چھوڑ دینگے
ہم خدا پرست ہین ہمنے فرعون ایسے صدہا کتون کو ہلاک کیا ہی اور کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ فرعون ہمارے ہاتھ
سے زندہ بچ جائے گا دیکھنا کس ذلت و فضیحت سے اُسکا بھی کام تمام کرتا ہون ملک کافور نے کہا ای جوان تو
نہین جانتا کہ تو ہر طرح میرے اختیار مین ہی اگر حکم دون تو ابھی ایک لحظہ مین تو ہلاک کیا جاتا ہی تو اپنے کو دیکھ
اور فرعون ایسے خداوند کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہنے کو دیکھ اور مین بھی کچھ تعرض نکرون پھر بھی خداوند
فرعون مین بڑی قدرت و طاقت ہی اگر اُسکا قہر نازل ہو جائے تو ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے مگر یہ کہ اُسکا رحم
و کرم ہر بندے کے حال پر بے حد و نہایت ہی رستم ثانی نے کہا تو اُسکا معتقد ہی جو کچھ دل مین آتا ہی کہتا ہی لیکن مین
تو اُسے مزبلہ کے سگ خارشتی سے بھی بدتر سمجھتا ہون چونکہ ملک کافور کے تمام ملازم فرعون پرست تھے
سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ اس جوان سے زیادہ باتین کرکے خداوند فرعون کے حق مین کلمات
نازیبا سننا ہرگز قرین عقل نہین ہی بہتر یہ ہی کہ یا تو اس جوان کو اسکی گستاخی کی سزاے سخت دی جائے یا
اور جو حکم مناسب ہو وہ صادر فرمایا جائے ملک کافور نے کہا ابھی اسکو اس گستاخی کی سزا دینا نامناسب معلوم
ہوتا ہی لے جاؤ اسکو قید کرو ملازم کشان کشان شہزادے کو قید خانے مین لائے اور ہر چہار جانب اُس
قید خانے کے پہرے مقرر کیے راوی کہتا ہی کہ اُسوقت کافور شاہ کے دربار مین ایک فقیر رند مشرب موجود تھا
جسکی تمام عمر دزدی اور رندی مین گذری تھی اُسنے جو رستم ثانی کے کلمات بیباکانہ اور دلیرانہ کافور شاہ کے روبرو
سنے دل مین کہا یہ شخص بڑا جری اور دلیر معلوم ہوتا ہی حالانکہ بستہ و گرفتہ ہی پھر بھی تیور زیر نہین ایسے شخص کو
رفاقت مین لینا بہت بہتر بات ہی یہ سب گدھے جمع ہین انکو اس جوان کی کیا قدر و قیمت معلوم ہوئی جب تک کافور شاہ
اور رستم ثانی مین گفتگو ہوتی رہی یہ خاموش بیٹھا رہا جب رستم ثانی کو قید خانے مین لے گئے یہ بھی وہان سے اُٹھا
اور عقب مین رستم کے روانہ ہوا جب رستم ثانی قید خانے مین داخل ہو چکا یہ اپنے مکان پر چلا آیا اور دل مین
سوچتا تھا کہ کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو یہ جوان دست یاب ہو آخر راتون رات اپنے مکان سے اس
قید خانے تک نقب کھود دی تا اینکہ سر نقب قید خانے مین کھلا اور وہ فقیر قید خانے مین داخل ہوا رستم ثانی
نے جو ایک شخص غیر کو نقب سے نکل کے اپنے قریب آتے دیکھا متعجب ہو کے کہا تو کون ہی اُسنے کہا ای جوان

گھبراؤ نہین مین کوئی تیرا ایذا دہندہ نہین ہون بلکہ تیرے دوستون سے ہون رستم ثانی نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کہ تو
کون ہی اور کیون قید خانے مین اسوقت میرے پاس آیا ہی اُسنے کہا بس خاموش رہو جو حقیقت ہی تم پر ظاہر ہوجائیگی
اور قید و بند کو شہزادۂ رستم کے دست و پا سے وا کیا پھر کہا چلو اس نقب سے میرے ہمراہ مکان پر پہنچ کے
کیفیت بیان کرون گا یہان توقف کرنا مناسب نہین ہی ہر چہار جانب نگران بیٹھے ہین مبادا میری تمھاری
آواز سنین تو سخت قباحت ہی تم تو خیر لیکن مین ہرگز زندہ نہین بچون گا شہزادۂ رستم اُس فقیر کے ہمراہ نقب کے
راہ سے فقیر کے مکان پر آیا دیکھا مکان نہایت پر تکلف ہی فرش صاف و سفید بچھا ہوا ہی صدر مین مسند تکیہ لگا ہی
فقیر نے شاہزادے کو مقام صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ ملازمون کی طرح شاہزادے کے روبرو دو زانو
بیٹھا شہزادے نے کہا ہان ای عزیز بیان کر تو کون ہی جو اس دلداری سے ایسے وقت سخت مین مجھسے پیش
آیا اور غرض اس جفاکشی کی کیا ہی اُس فقیر رند مشرب نے دست بستہ کہا ای جوان ذیشان تو کل کے روز
کافور شاہ کے روبرو مجرمون کی طرح گرفتہ کر کے لایا گیا تھا ہر چند کہ کافور شاہ نے تجھکو بہت کچھ سخت و سست
کہا لیکن تونے بھی اُسکو جواب ترکی بہ ترکی دیا حالانکہ تو گرفتہ و بستہ اُسکے روبرو استادہ تھا بس مجھکو تیری
اُسوقت کی دلیری بہت پسند آئی کیونکہ مین وہان موجود تھا اور تمام گفتگو میری موجودگی مین ہوئی مین متحیر
تھا کہ کسطرح تجھکو اس قید سے رہا کرون بارے یہ تدبیر میری سمجھ مین آئی جو مین تجھکو نقب کے ذریعے
سے رہا کرلایا اگرچہ مین ایک مرد فقیر رند مشرب ہون اور میرا پیشہ نہایت ذلیل و خراب ہی مگر کیا کہون کہ مین
کس وجہ سے تجھسے خوش ہون میرا دل اُسی وقت چاہتا تھا کہ تجھکو رہا کرنے کی کوشش کرون مگر یہ سمجھکے خاموش ہو رہا کہ شاہی دربار ہی سب
متفق ہین مین تنہا کیا کرسکتا ہون خواہ مخواہ اپنے کو تکلیف دینا ہی اور مطلب حاصل ہونا محال ہی شعر ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد * ساعد سیمین خود را رنجہ کرد
شاہزادے نے نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو مظفر رند کہتے ہین شہزادہ بہت خوش ہوا اور کہا ای عزیز مظفر مین
تیرا ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اسوقت لاچاری مین مجھکو مدد دی اب یہ بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی
اُسنے کہا میرے مذہب کو کچھ نہ پوچھو اگرچہ مین بھی مثل ملک کافور وغیرہ کے فرعون پرست ہون لیکن
اصل امر یہ ہی کہ مین ان بدبختون کو بالکل ہیچ پوچ سمجھتا ہون فرعون شاہ کیا پاپوش ہی جسکو سب خداوند
سمجھتے ہین اور ملک کافور کیا جوتی ہی این ہمہ شکل برائے اکل سمجھو کہین اور سے لوٹ مار کے نہ لایا دو
گھڑی جھوٹ سچ بول کے للو پتو کر کے ان سب کا گلا گھونٹا اور جو کچھ ملا کھا یا یون تو میری نیت بیشتر سے
تھی کہ دین و مذہب کے بارے مین دریافت کرون مگر کوئی ایسا موقع نہ ملا اب تم بتاؤ کہ تمھارا کیا مذہب ہی شہزادے
نے کہا برادر مین مسلمان ہون خدا کو واحد و لاشریک اور عادل و حاضر و ناظر و قادر مطلق و غائب اور پھر ہر جگہ
موجود علام الغیوب ستار العیوب علیم حکیم خبیر بصیر جانتا ہون اُسکے انبیا اولیا اوصیا کو رموز الٰہی کا
ماہر جملہ عیوب سے پاک و طاہر سمجھتا ہون اگرچہ مال دنیا سے کچھ ایسا میرے پاس نہین ہی کہ تیری مدد
کے عوض مین تیرے لائق کچھ دون مگر دولت دین سے مالامال ہون اگرچہ مال دنیا سے اس دولت کی
کوئی نسبت نہین ہی کیونکہ مال دنیا معرض زوال و انتقال مین ہی اور یہ دولت روز افزون و لازوال
ہی نہ چوری جانے کا کھٹکا ہی اور نہ کسی اور طرح سے اسکے تلف ہوجانے کا ڈر ہی جسکے قدر و قیمت کو اسوقت
پر کیا موقوف ہی ہر وقت مین خوب سمجھتا ہون لیکن تو اس دولت کی قدر و قیمت سے آگاہ نہین ہی لیکن
مین چاہتا ہون کہ اسوقت سے تو بھی اس دولت باقی کی قدر و قیمت سمجھ اور اس تحفہ کو اگر تجھے دون تو

بیچ

ضایع نہ کر اور اپنی اس محنت شاقہ کا معقول عوض سمجھ آگاہ ہوا ای عزیز یہ اسی دولت کی برکت ہی جو کافورشاہ کو بلا خوف و تردد دلیرانہ جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا ورنہ وہ وقت ایسا نہ تھا جو کوئی زبان ہلا سکتا مین سمجھ رہا تھا کہ میرا خالق و قادر مطلق میرا حامی و مددگار ہی کافور کیا شی ہی اسی قبیل سے رستم ثانی نے کچھ ایسی تقریر دین و مذہب کے بارے مین مظفر دزد کے روبرو کی کہ وہ مسلمان ہونے کو بخوشی خاطر راضی ہو گیا رستم ثانی نے پہلے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا پھر کچھ اصول و فروع و دلائل حقیقت اسلام بیان کیے جن کو مظفر دزد اپنے لوح دل پر نقش کرتا گیا اور مسلمان ہوا راوی کہتا ہی کہ جب رستم ثانی کافورشاہ کے روبرو گرفتہ و بستہ کر کے لایا گیا اور بعد گفتگو رستم کو قید خانے مین بھیجنے کا حکم دیا رستم قید خانے کی طرف روانہ ہوا اُسطرف کافور نے فرعون شاہ کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ بعد توصیف بے حد لات و تعریف بے عد منات بفضل بت بزرگ و عنایت خداوند سترگ اُن دونون جوانان باشوکت و شان مین سے جن کے نسبت منجمان فاضل و پیشین گویان کامل نے خبر دی تھی کہ سر اُٹھائین گے اور مملکت فرعونیہ مین اسلام کو رواج دین گے اور قیامت ڈھائین گے ایک جوان رستم نام مجھکو دستیاب ہوا ہی اسوقت تک مین نے بحفاظت تمام مقید رکھا ہی بنا بر اطلاع دہی عریضۂ بخبث و ناپاک یہ ناچیز ذرہ خاک خداوند اندیشہ ناک کے جا سے ضرور کے ملازمون کے حضور مین پیش کرتا ہی قوی امید ہی کہ جلد اسکا جواب حاصل ہوگا اور یہ نامہ ضلالت ختامہ ایک ملازم تیز و چالاک کے ہاتھ فرعون کو بھیجا ملک فرعون کافورشاہ کے نامے کو پڑھکے اپنی جگہہ سے اُٹھ کھڑا ہوا خوشی مین قہقہہ مارا دو تین مرتبہ بندر کی طرح اُچھلا کودا پھر منشی کی طرف متوجہ ہوا کہا کافورشاہ کے نامے کا جواب لکھ کہ ای کافورشاہ بندۂ ما بدولت خداوندی قدرت و جلال کا اور زیادہ مقرب ہو یہ ہماری ہی مشیت تھی جس نے اُس جوان کو یہان سے ڈھکیل کے وہان بھیجا تا کہ تجھسے کار نمایان ظہور مین آسکے اور تو اُسکے صلے مین ہمارا نظر کردہ ہو ہمارے درگاہ عظمت پناہ کے مقربون کی فہرست مین تیرا نام بھی داخل ہو دیکھ ہمارا کتنا بڑا رحم و کرم تیرے حال پر ہی جلد اُس جوان خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے کو ہمارے پاس بھیج دے اور یہ نامہ فرعون شاہ نے شیاطین عیار کے ہاتھ ملک کافور کو بھیجا اور اُس عیار سے بتاکید یہ کہدیا کہ ملک کافور جس قیدی کو تیرے سپرد کرے اسکو بحفاظت میرے پاس پہنچا

اب اِس عیار فرستادۂ فرعون شاہ کو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کافورشاہ کی طرف کا حال مذکور ہوتا ہی

شعر راویان سخن پرور این چنین مردی ست ✤ کہ اختیار سخن بہتر از زیادہ روی ست ✤ جب کافورشاہ شہزادۂ رستم کو قید خانے مین بھیج چکا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھکے روانہ کر دیا دل مین بہت خوش تھا کہ عنقریب بارگاہ فرعونی سے میرے واسطے بطور انعام کچھ آتا ہوگا یا کوئی خطاب خاص ملے اور بارگاہ فرعونی مین اول کرسی میری ہی ہوگی مجھسے بڑھکے مقرب خداوند فرعون کون ہو سکتا ہی اسی طرح کے خیالات مزخرف مین تمام رات بسر کی علی الصباح خوابگاہ سے اُٹھا دربار مین پہنچا تمام درباری جمع ہوے کافور بار بار ہر ایک سے پوچھتا تھا ای فلان خداوند فرعون کا کوئی نامہ تو ابھی نہین آیا ہر ایک متعجب ہو کے کہتا تھا کہ ای بادشاہ ابھی جواب نامہ کہا کل یہان سے نامہ گیا ہی آج جواب کیونکر آسکتا ہی مملکت فرعونیہ کچھ ایسی قریب بھی نہین ہی اب آئے تو تین چار روز مین آئے وہان محافظان قیدخانے

محبس کا دروازہ کھولا تاکہ قیدی کی خبر لین رستم ثانی کو نہ پایا ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان وہ قیدی
محبس مین نہین معلوم ہوتا ہی کیا ہوا کیا کسی اور جگہہ قید کیا گیا ہی دوسرے نے کہا کیا خوب اسی محبس مین
قید تھا ابھی کل کا ذکر ہی کیا کوئی سوئی ہی کہ نہین ملتی ڈھونڈھو اور جہان ہو پیدا کرو نہین ملک کافور زندہ
نہین چھوڑے گا نہین معلوم کس خرابی سے تو ایک قیدی ہاتھ آیا اب آپس مین مشت لگد کی نوبت آئی سر
پھوٹے ہاتھ پاؤن ٹوٹے ایک نے دوسرے کو ملزم ٹھہرایا یکایک دربار مین ملک کافور کو یہ خبر پہنچی کہ جس
قیدی کو کل قید کرنے کا حکم دیا تھا وہ قیدخانے سے خود بھاگ گیا یا اُسے کوئی دوسرا شخص چرا لے گیا
محبس کا قفل اُسی طرح بند رہا دروازے پر نگہبان بہت ہوشیاری سے موجود رہے ہر جگہہ ڈھونڈا کہین پتا
نہین پایا اگر خود بھاگا تو کسطرف سے بھاگا اگر کوئی دوسرا شخص بھگا لے گیا تو کسطرف سے لے گیا آدمی
تھا بھنگا نہ تھا ملک کافور نے دست افسوس ملے ایک ایک کی طرف نظر غیظ وغضب سے دیکھا اور کہا اُس
قیدی کو جلد حاضر کرو نہین سب کو کچا چبا جاؤن گا ہر ایک کے گھر کو کولھو مین پلواؤن گا گھرون کو آگ
سے جلواؤن گا یہان سے بہت خوب بہت خوب کہکے لے گئے وہان لے جا کر اپنے پاپ گو رہا کر دیا جوان
شاندار دیکھا داماد بنانے کی تجویز ٹھہرائی ہوگی خداوند کی مار تمھاری جانون پر پڑے بڑا غضب کیا کہین کا
نہ رکھا جلد جاؤ جہان سے بنے ڈھونڈھ کے لاؤ مین نہ مانون گا تم سب کی شرارت اس واقعے مین شامل ہی
یہی سبب ہی جو وہ کل دلیرانہ گفتگو کر رہا تھا ورنہ قیدی کی اسقدر مجال کجا پہلے ہی اُس سے یہ ٹھن رکھا
تھا اب مجھکو دریافت ہوا کہ اگر اُسکے قتل کا حکم دیتا تو کوئی اُسے قتل نہ کرتا قتل گاہ سے غائب ہو جاتا یہ کہکے
غصے مین ہونٹ چبانے لگا بے اختیاری مین تھرتھرانے لگا تلوار کو میان سے کھینچا کہا آج سب کو قتل کرونگا
مجھکو بڑا رنج دیا ہی کاشکے مین خداوند فرعون کو نامہ نہ لکھتا اب اُسکو کیا جواب دون گا عزت کا سامان
کیا تھا ذلت کا سامنا کرنا پڑا سب کے سر کاٹ کے فرعون کے پاس بھیجون گا کہ ان سب نمک حرامون نے
سازش کرکے اُسے غائب کیا ہی بعضے مصاحبون نے دست بستہ بکمال سہولیت عرض کی کہ ای خداوند نعمت
پیر مرشد واقعی بڑا غضب ہوا کہ شکار ہاتھ مین آکر نکل گیا ساتھ اسکے قابل غور یہ بات بھی ہی کہ زندان خانہ
مقفل رہا کوئی دیوار کسی طرف سے شکستہ نہین ہوی پہرے متعدد ہر چہار جانب محبس کے رات بھر
روند پھرتے رہے پھر کیونکر غائب ہو گیا ملک کافور نے کہا مجھسے پوچھتے ہو انھین مردکون محافظون سے
پوچھو اور کہا کیا معلوم یہ سب بندوبست فقط زبانی جمع خرچ ہی نہ تم وہان موجود تھے نہ ہم مصاحبون نے
کہا ای بادشاہ محض زبانی خرچ کی تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ملک کافور نے کہا پھر تم ہی بتاؤ وہ قیدی کیا ہوا
اُن مصاحبون نے پہلے باہم سرگوشی کی بعدہ کہا واقعی کوئی شخص اُس قیدی کو چرا لے گیا اور یہ اور
کسی کا کام نہین ہی مظفر دزد کا کام معلوم ہوتا ہی کل مظفر دزد بحیرت اُس جوان کو دیکھ بھی رہا تھا اور
کچھ دبی زبان سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوان کسی شریف قوم سے معلوم ہوتا ہی علے العموم آدمیون مین
سے نہین ہی اُسکو بلا کے پوچھا جائے شاید اُس سے کچھ پتا مل جائے ملک کافور نے کہا اچھا مظفر دزد
کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ملازم گئے اور مظفر دزد کے دروازے پر جاکے دق الباب کیا مظفر دزد
دروازے سے باہر آیا پوچھا تم لوگ کون ہو اور کیون آئے ہو سب نے کہا ہم ملک کافور کے بھیجے
ہوئے آئے ہین تجھکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی مظفر ایک لاابالی آدمی تھا اُسنے کہا بادشاہ کا کوئی کام مجھسے

متعلق نہین ہی پھر کیون بلایا ہی جاؤ کہدو جب فرصت ہوگی کسی وقت چلے آوینگے وہ ملازم واپس گئے اور ملک کافور سے کہا مظفر دزد اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف ہی فرصت کے وقت آنے کا وعدہ کیا ہی ملک کافور نے کہا ارے نمک حرامون کام کیسا اس کام سے بڑھکے بھی کوئی کام ہوسکتا ہی جاؤ اسکو ابھی لے آؤ وہ ملازم پھر گئے اور مظفر سے کہا جلد چلو بادشاہ نے ابھی بلایا ہی اگر کوئی ضروری کام ہو اُسے ملتوی کرو بادشاہ کے کام سے بڑھکے کوئی کام نہین ہوسکتا ہی مظفر نے آہستہ کہا میان کہو تو وہ ضروری کیا کام ہی جسکے واسطے بادشاہ نے اس شدت سے یاد کیا ہی ملازمان شاہی نے کہا یہ ہم کچھ نہین جانتے تمکو چلنا ہوگا اُسنے کہا یار عزیز تم اسقدر گھبرائے ہوے کیون ہو چلنے سے مین نے کب انکار کیا اب نہین تھوڑی دیر کے بعد سہی سب نے مظفر کی کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا بس اسی مین خیریت ہی کہ چلے چلو ابھی چلے آنا ورنہ بہتر نہ ہوگا مظفر نے کہا اچھا ٹہرو کپڑے تو پہن لون سب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر جلدی آؤ مظفر نے کہا ابھی اور گھر مین جاکے کپڑے پہنے باہر آیا سب کے ہمراہ ملک کافور کے دربار مین پہنچا ملک کافور نے مظفر سے کہا ای مظفر کل تو یہان موجود تھا جو ایک جوان مقید کرکے لایا گیا تھا اور بعد گفت و شنید بسیار اُسکو قید کرنے کا مین نے حکم دیا تھا چنانچہ یہ سب ملازم اُسکو محبس مین لے گئے اور دروازہ محبس کا مقفل کرکے ہر چہار جانب محبس کے رات بھر نگہبانی کی صبح کو محبس اُس قیدی سے خالی پایا یہان سب کی عقل حیران ہی کہ یہ کیا طلسم ہی اگر کہین وہ جوان خود بھاگ گیا تو کسطرح اس بندوبست سے بھاگ گیا اگر کہین کہ کوئی شخص اُسکو بھگا لے گیا تو وہ کون شخص ہی جو بھگا لے گیا اور کسطرح بھگا لے گیا تو اس بارے مین کیا کہتا ہی اُسنے کہا یہ گول گول باتین تو مین سمجھتا نہین اصل مطلب اپنا کہو کہ مجھے کیون بلا ہی وہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا وہ جوان خود بھاگ گیا تو اور اگر کوئی دوسرا شخص اُسکو بھگا لے گیا تو ہر طرح وہ محبس شاہی مین نہین ہی ملک کافور نے کہا اگر اصل مطلب پوچھنا چاہتا ہی جو تیرے خلاف نہو تو کہا جاے اُسنے کہا ضرور کہو میرے خلاف نہوگا ملک کافور نے کہا یہان سب کا خیال یہ ہی کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کا سبب تو ہی مظفر دزد نے کہا کیا خوب جسطرح میری نسبت سب نے خیال کیا ہی اُسی طرح ممکن ہی کہ مین بھی سب کے نسبت خیال کرلون کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کے سبب یہ سب ہین صاحب کوئی دلیل ہونا چاہیے کوئی دعوی بلا دلیل کے صحیح نہین ہوتا اور ملازمون کی طرف متوجہ ہوکے کہا قفل محبس کا بند پایا سب نے کہا ہان مظفر نے کہا محبس کی دیوارین سب محفوظ پائین سب نے کہا بے شک مظفر نے کہا شب کو کسی وقت محبس کا قفل کھولا تھا سب نے کہا ہرگز نہین مظفر نے کہا خوب دیکھ کے قیدی کو محبس مین بند کیا تھا سب نے کہا البتہ مظفر نے کہا قیدی کو محبس مین بند کرتے وقت مجھکو اُسکے قریب کہین دیکھا تھا سب نے کہا ہرگز کہین نہین دیکھا مظفر نے کہا پھر کیا حرف بکتے ہو ضرور تم سب کی سازش ہی تم خود ہی پیدا کرسکتے ہو اور کہان سے لاؤگے یہ کہا اور اپنے یہان چلا آیا رستم ثانی نے پوچھا ای برادر مظفر کہان گئے تھے مظفر نے کہا ای جوان کیا پوچھتے ہو ملک کافور کے یہان بڑے بڑے مرشد جمع ہین سب بالاتفاق بادشاہ سے کہتے ہین کہ وہ جوان مظفر کے سبب سے غائب ہوگیا اور اُسکے یہان ہی مگر مین نے انکار کیا رستم ثانی نے کہا بیکار انکار کیا مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ کسی طرح ملک کافور کے دربار مین پہنچون اُسوقت مین طوق و زنجیر مین بستہ تھا اسوجہ سے محض زبانی گفتگو پر اکتفا ہوئی ورنہ اُسی وقت فیصلہ ہوجاتا مظفر دزد نے کہا

اے جوان کیا کہتا ہے ایک کے واسطے دو کافی ہوتے ہین تو تنہا وہان صدہا بلکہ ہزارہا کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہے
رستم ثانی نے کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو سامنا ہو جاے گا تو انشاء اللہ حال معلوم ہو جاے گا اُسطرف کا
حال سنیے کہ جب مظفر اپنے مکان کو چلا آیا اُنھین مصاحبون نے ملک کافور سے کہا ہمارا مشورہ یہ ہے
کہ وہ جوان مظفر ہی کے یہان ہے ملک کافور نے کہا اگر یہ کہتے ہو تو ممکن ہے کہ مین ہر چہار طرف سے مظفر کے
مکان کو گھروا لون اور کچھ لوگ مکان کے اندر جا کے تلاش کرین مگر اس تدبیر مین یہ نقص ہے کہ اگر تمھارا خیال
غلط نکلا تو یہ دوسری ندامت ہوگی ان سب نے کہا پہلے مظفر کو بلا کے حجت تمام کر لی جاوے بعدہ یہ
تدبیر عمل مین لائی جاوے ملک کافور نے بار دیگر ملازمون کو بھیجا ملازم گئے اور مظفر کو آواز دی مظفر
گھر مین موجود تھا اور رستم ثانی سے یہی باتین کر رہا تھا جو ہین اُن ملازمان شاہی کی آواز سنی کہا اے
جوان دیکھو وہ ملازم پھر آئے ہین غالبًا بادشاہ نے مجھے پھر اسی واسطے بلایا ہوگا رستم ثانی نے کہا اے
برادر اس مرتبہ تو ہرگز انکار نہ کرنا پھر تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مظفر نے کہا بہتر یہ کہا اور باہر آ کے کہا اب کیا ہے
اُن سب نے کہا پھر ملک کافور نے یاد کیا مظفر اُن سب کے ساتھ پھر ملک کافور کے پاس پہنچا
ملک کافور نے کہا اے مظفر ہمکو قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس جوان کو تو ہی رہا کر کے گیا مظفر نے کہا اے
بادشاہ واقعی اُس جوان کو مین رہا کر کے گیا میرے گھر مین موجود ہے بادشاہ نے ملازمون کو حکم دیا جلد جاؤ
اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے حضور مین حاضر کرو مظفر نے کہا اے بادشاہ دران حالیکہ مین
اقرار کرتا ہون پھر کیا ضرور ملازمون کے بھیجنے کی ہے مین جاتا ہون اپنے ہمراہ لیے آتا ہون جب وہ
یہان آ جاے اُسوقت اختیار ہے ملک کافور نے ملازمون کو منع کر دیا اور مظفر دزد سے کہا اچھا کیا
مضائقہ ہے تو ہی اپنے ہمراہ لے آ مظفر مکان پر آیا شہزادے سے کہا چلو بادشاہ نے طلب کیا ہے شہزادے
نے کہا حاضر ہون چلین گے یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا براق زیب تن کیے مظفر دزد بھی ہمراہ ہوا شہزادہ دربار
مین ملک کافور کے آیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ لیگیا جو ہین ملک کافور کی نظر شاہزادۂ رستم پر پڑی پکار کے
کہا لینا اس جوان جانے نہ دینا ایسا نہو یہ جوان پھر ہاتھ سے نکل جاے تمام ملازم ہر چہار جانب سے شاہزادے
کی طرف دوڑے رستم ثانی جست کر کے تخت ملک کافور پر پہنچا اور کافور کے کمر مین ہاتھ ڈال کے بسکی تمام
سے بلند کر لیا اور دست راست مین شمشیر آبدار علم کر کے اُن گبرون کے مجمع مین در آیا مظفر نے جو دیکھا کہ
رستم ثانی آمادۂ حرب ہے اور ملک کافور کو بجاے سپر ہاتھ پر بلند کیے ہوے ہے خود بھی اُس مجمع مین در آیا اُسوقت
تمام ملازمون پر رستم ثانی کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کسی کی شہزادے کے قریب آنے کی جرات نہ ہوئی سب
ایک جا جمع ہوے اور باواز بلند کہا اے بادشاہ اگرچہ تو اس جوان کے قبضے مین ہے مگر ہم اس غرض سے علیحدہ
ہین کہ شاید ہمارا تعرض کرنا تیرے خلاف ہو اگر تیری راے ہو تو ہم اس جوان پر حملہ کرین یہ تو ہم خوب جانتے
ہین کہ اگر خداوند فرعون تیری مدد کرے گا تو تیری جان اس جوان کے دست زبردست سے بچ جائیگی
ورنہ مشکل ہے ملک کافور نے کہا ہزار ہزار لعنت ہے خداوند فرعون پر اگر اُسکو کسی طرح کی قدرت حاصل ہوتی
تو مین اس نوبت کو کیون پہنچتا اور رستم ثانی سے کہا اے جوان تجھسے پناہ مانگتا ہون چند لمحہ کی مہلت دے کچھ
مجھکو تجھسے کہنا ہے شہزادے نے بسہولیت ملک کافور کو زمین پر رکھ دیا اور کہا بیان کر کیا کہتا ہے ملازمون نے ملک کافور
کے قریب آنا چاہا شہزادے نے کہا اے کافور اپنے ملازمون کو منع کر ورنہ یقین سمجھ کہ مین تجھکو اور تیرے تمام ملازمونکو

سزا اسے سخت دونگا ملک کافور نے ملازمون سے کہا خبردار قدم آگے نہ بڑھانا اپنی جگہہ پر مقیم رہو اور شہزادے سے کہا ای جوان اسوقت سے مجھکو خداوند فرعون کی خداوندی کی حقیقت دریافت ہوگئی بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی مین بھی تیرے مذہب کو اختیار کرونگا شہزادے نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اُسنے باواز بلند کہا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اس عرصہ مین تمام فوج کافور شاہ کی جسکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی آکے جمع ہوگئی اور چاہا کہ رستم ثانی پر حملہ کرے رستم ثانی بھی شمشیر آبدار تول کے آمادہ پیکار ہوگیا ملک کافور نے تمام لشکر سے کہا خبردار اس جوان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرنا ورنہ بجز ہلاک ہونے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاک کرنا ہرگز مناسب نہین ہی اور اگر تمکو کسی طرح کا خیال فرعون کی خداوندی کا ہی تو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ یہ خیال محض ہیچ و پوچ ہی فرعون مین کسی طرح کی طاقت نہین ہی ہان اگر طاقت ہی تو اُس خدائے بزرگ مین ہی جسکی پرستش یہ جوان کرتا ہی مین تم سب کو ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس جوان کے مذہب کو اختیار کرو جسطرح مین نے اُسکا مذہب اختیار کیا ہی چنانچہ تمام لشکر مسلمان ہوا ملک فرعون رستم ثانی کو دربار مین لایا اور تخت حکومت پر بٹھا کے خود دست بستہ مثل ملازمان ادنی کے شہزادے کے روبرو استادہ ہوا

اس حال فیروزی مآل کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور بار دیگر شاہزادہ دلاور بدیع الملک والا گہر کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

نظم
اسی رنگ سے ہر گل کا ہی نشہ دل کا
زمانے مین جسکو عشق ہی اس ہنہ کی کاکل کا
کبھی کہسار مین جانا کبھی وادی مین آرہنا
کہ ہون کشتہ مین ای غافل تری تیغ تغافل کا
نہین آغاز خط اس رشک گل کے روی رنگین پر

وہی نالہ ہی بلبل کا وہی نغمہ ہی قلقل کا
سنا جب مین نے وہ گھر مین نہین تو اسقدر رویا
رہا وحشت مین بھی عالم ترقی و تنزل کا
معاذ اللہ ای رشک چمن ہی کسقدر سوزش
دلا یہ برگ گل پر عکس ہی مژگان بلبل کا

اٹھی سانپ نکلے شکل ضحاک اسکی گدی سے
در جانان وفور اشک سے دریا بن گیا پل کا
فرشتے بھول کر مجھکو اٹھا مین گے نہ محشر مین
سمند بن گیا بلبل ہمارے ہاتھ کے گل کا

راویان حیرت بیان وسخنوران مضامین ندرت توامان اسطرح نوک زیر خامہ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک خواجہ سالار بربری کے ساتھ چند روز تک گرم صحبت رہا خواجہ سالار بربری نہایت خاطرداری و مدارات سے پیش آیا بعد ازان دونون وہان سے روانہ ہوے منزلین طی کرتے چلے جاتے تھے اثنائے راہ مین ایک جگہہ توقف کیا وہان سے قریب ایک عمارت عالیشان نظر آئی خواجہ سالار بربری نے کہا ای جوان یہ عمارت اس جگہہ کیسی ہی کیا کوئی امیر کبیر یہان رہتا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ جہان تم وہان مین بھی ہون مجھکو کیا معلوم کہ یہ عمارت کیسی ہی اور مالک اس عمارت کا کون ہی خواجہ سالار نے کہا مجھکو اس عمارت کے طرز سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قلعہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی ہنوز چند لمحے بھی توقف کو نہ گذرے تھے کہ زیر دیوار قلعہ دیکھا کہ ایک شخص ایک طفل دہ سالہ کو لیے چلا آتا ہی اور لڑکا نہایت درد آمیز آواز سے زار و قطار رو رہا ہی پائین قلعہ ایک مقام پر عمیق ایک خندق ہی وہ شخص اُس لڑکے کو لیے ہوے اُس خندق کے قریب آیا اور نہایت بے دردی سے لڑکے کو خندق مین گرا دیا اور خود وہان سے غائب ہوگیا اب اُس لڑکے کے رونے کی بھی آواز موقوف ہوگئی شہزادے کو کمال حیرت ہوئی خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ کچھ تمہاری سمجھ مین آیا کہ یہ کیا واقعہ ہی اس معصوم کو اُس سنگدل نے خندق مین کیون گرا دیا خواجہ سالار بربری نے کہا مین بھی متعجب ہون کہ یہ کیا امر ہی کیا عجب ہی اگر یہ شخص کوئی دزد ہو یہ لڑکا کچھ زیور وغیرہ پہنے ہوگا فریب سے

اُسے لے آیا اور زیور لے کے اُسے اِس خندق مین گرادیا تاکہ افشاے راز نہ ہو چلو اس خندق مین اگر وہ لڑکا زندہ ہو تو نکال لین حقیقت امر کو اُس سے دریافت کرین دونون اُس خندق کے قریب آئے چونکہ اُس خندق مین بسبب عمیق ہونے کے اندھیرا تھا کچھ نہ معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای خواجہ وہ لڑکا اُس خندق مین گر کے بے جان ہو گیا ہوگا یہ کہا اور تاسف کرتے ہوے دونون جاے قیام پر چلے آئے سامنے دیکھا ایک مرد اور ایک عورت دونون زار قطار روتے اور پیٹتے چلے آتے ہین جب وہ دونون زن اور مرد قریب آئے شہزادے نے سبب گریہ پوچھا اُن دونون نے کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی آج دوسرا روز ہی کہ ہمارا لڑکا غائب ہو گیا ہی کل سے ہم دونون سرگردان پھر رہے ہین کہین سراغ نہین ملتا وہی ایک ہم دونون کی زندگی کا سہارا تھا ہزار ناز و نعمت و مشقت و محنت سے اُسے پالا تھا کیا کہین کہ اُسکی مفارقت سے کسطرح دل تہ و بالا ہو رہا ہی یہین قریب ایک دیہ ہی اُسمین ہم رہتے ہین شہزادے نے پوچھا تمھارا لڑکا کچھ زیور کسی قسم سے بھی پہنے تھا اُن دونون زن و مرد نے کہا اور تو کچھ نہین البتہ ایک زنجیر طلائی اُسکے گلے مین پڑی تھی شہزادے نے کہا ہان ہمکو معلوم ہو گیا آگاہ ہو کہ وہ لڑکا اس غار مین ہی ایک شخص اُسے گرا کے چلا گیا اب معلوم ہوا کہ وہ دزد تھا اگر پیشتر معلوم ہوتا تو اُس لڑکے کو چھین لیتے اُن دونون زن و مرد نے دست بستہ و بکمال الحاح و زاری کہا ای جوان مجھپر احسان کرو بتاؤ وہ مقام کون سا ہی شہزادہ اُن دونون کو ہمراہ لے کے اُس مقام پر آیا جہان سے اُس لڑکے کو گرادیا تھا چونکہ وہ مغاک نہایت گہرا اور تاریک تھا کسی کی جرات اندرون مغاک جانے کی نہ ہوئی اُس مرد نے درخت کی تازہ شاخون سے ایک ٹوکری بنائی رسی باندھی عورت کو ٹوکری مین بٹھایا اور مغاک مین پہنچایا جب وہ عورت اندر پہنچی لڑکے کو بے ہوش پایا سمجھی بے جان ہی پکار کے کہا ہان میرا لڑکا یہان ہی اور اُسکو گود مین لے کے ٹوکری مین بیٹھی شاہزادے اور اُس مرد نے رسی کھینچی لڑکا باہر آیا دیکھا گلے مین وہ زنجیر طلائی نہین ہی وہ مرد شہزادے کے دست و گریبان ہوا اور کہا ای جوان یہ فعل تیرا ہی کہ اِس لڑکے کے گلے سے زنجیر طلائی اُتار لی اور اِس معصوم کو گڑھے مین گرادیا لا میری وہ زنجیر طلائی دے اور میرے ساتھ حاکم کے روبرو چل مین تجھکو رہا نہ کرون گا خواجہ سالار بربری نے کہا ای شخص تیرا خیال کسطرف ہی یہ جوان اس مرتبے کا نہین ہی کہ ایسی بیہودہ حرکت عمل مین لائیگا اُسنے کہا اگر یہ جوان اس حرکت کا باعث نہین ہوا ہی تو اُس شخص کا نشان دے جس نے یہ ظلم کیا شہزادے نے کہا ای شخص مجھکو کیا معلوم کہ وہ شخص کون تھا اور چند لمحہ توقف کر تیرا لڑکا بے جان نہین ہو گیا ہی بے ہوش ہی ہوش آے تو یہ تمام حقیقت مفصل بیان کردے گا غرضکہ چند ساعت کے بعد اُس لڑکے کو ہوش آیا اُس سے استفسار حال کیا اُسنے تمام حقیقت مفصل بیان کی اور شہزادے کو کہا کہ مین نے اسوقت کے سوا کبھی انکی صورت بھی نہین دیکھی اُس لڑکے کے باپ نے بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مین اُسوقت اِسکے بے ہوش ہونے سے ایسا گھبرا گیا تھا کہ مطلق نیک و بد کا تمیز نہ تھا شہزادے نے کہا اب مین تجھکو رہا نہ کرون گا جب تک کہ تجھکو مسلمان نہ کرون گا اُسنے کہا پہلے اپنے مذہب کے عقائد بیان کرو اور حقیقت کو بدلائل واضح اظہار کرو تو مضائقہ نہین شاہزادے نے نہایت فصاحت سے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کیا وہ شخص مسلمان ہوا اور شہزادے سے رخصت ہو کے اپنے مقام قیام کی راہ لی یہان شہزادے نے دیکھا سامنے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ یہ گرد کیسی ہی معلوم ہوتا ہی کچھ سوار اسطرف ۲۰

چلے آتے ہین خواجہ نے کہا کیا عجب ہی یکایک دامن گرد چاک ہوا دیکھا اکتالیس سوارون کا مجمع چلا آتا ہی اور وہ سوار برابر قلعہ کے پہنچے نعرہ مارا کہ ای تاجرو تم کیون اسطرف آئے تم نہین جانتے کہ اسطرف سے کوئی صاحب مال بخیریت نہین گذر سکتا لاؤ جسقدر مال و اسباب تمھارے پاس ہی ہمکو دے دو ورنہ تمھاری خیریت نہین ہی تمام اہل قافلہ سراسیمہ و حیران ہوئے خواجہ سالار نے بدیع الملک سے کہا ای شہزادے یہ دوسری مصیبت نازل ہوئی پہلا وہ واقعہ کہ لڑکے کو کسی نے گڑھے مین پھینکا اور الزام ہماری طرف عائد کیا گیا اب یہ واقعہ روبکار ہوا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ مطمئن رہو کیا مجال ان نابکارون کی جو ہمکو کسی طرح کی گزند پہنچا سکین بعد ازان مرکب کو راہزنون کی جانب مہمیز کیا اور قریب پہنچ کے باواز بلند کہا کون ہی تم سب کا سردار ہمارے روبرو آئے سردار ان راہزنون کا شہزادے کے قریب آیا اور کہا ہم ہین ان سب کے سردار کہو کیا کہتا ہی شہزادے نے کہا تیرا کیا مطلب ہی اسنے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ تمام مال و اسباب قافلہ کا لے لین اگر کوئی اہل قافلہ سے کسی طرح کا تعرض کرے اسکو ہلاک کرین شہزادے نے کہا پھر اگر یہی ارادہ ہی تو دیر کیون کرتا ہی وہ جھنجلا کے شہزادے کے قریب آیا تاکہ وار کرے شہزادے نے بچستی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور تلوار علم کر کے اُسکے سواران ہمراہی کے مجمع مین در آیا اُس دزد نے اپنے ہمراہیون سے پکار کے کہا ای یارو بیکار تمھارا جد و جہد کرنا ہی اس جوان سے تم مین سے کوئی سر بر نہ ہوگا بے کار جانین تلف ہونگی اور شہزادے سے کہا ای جوان تجھکو قسم ہی اُس شخص کی جسکو تو زیادہ دوست رکھتا ہی سچ بتا تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی شہزادے نے کہا ای دزد آگاہ ہو کہ مین ایک بندہ حقیر و ذلیل اپنے خداے واحد لاشریک کا ہون البتہ دین اسلام کے رواج دینے مین کمر ہمت کو مستحکم باندھے ہوے ہون خداے کے فضل سے اسوقت تک میرا ارادہ استحکام کو پہنچتا جاتا ہی میرا نام بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان ای دزد اگرچہ اسوقت ہر طرح میرے قبضے و اختیار مین ہی اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تیرے پیشے کے اعتبار سے تجھسے کسی طرح کی امید نہین ہو سکتی تاہم اگر دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کرے تو مین تجھکو رہا کر دون اُس دزد نے کہا مین بے شک دین اسلام قبول کرنے کو آمادہ ہون شہزادے نے فوراً اُسکو بسہولیت تمام زمین پر رکھ دیا اُس دزد نے بحیرت شہزادے کو از سرتا پا دیکھ کے کہا ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو انسان ہی یا کوئی فرشتہ انسان کی صورت سے مشابہ ہو کے پردۂ دنیا پر آیا ہی اچھا اپنے مذہب کے عقائد بیان کر شاہزادے نے اول کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ مختصر دلائل دین اسلام کے حق ہونے مین بیان کیے بعدہ پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کون ہی اُسنے کہا شہریار میرا قصہ عجیب ہی آگاہ ہو یہان سے قریب ایک شہر ہی شہر مراد نام وہان کے حاکم و فرمانروا کو ملک مراد کہتے ہین میرے پدر معظم خواجہ بہرام نام ملک مراد کے وزیر ہین اور مین باتفاق قضا و قدر ملک مراد کی دختر رشک قمر پر ہزار جان فریفتہ ہون شعر

ہی جب سے بلاے عشق در پے + کاکل کی طرح سے ہون پریشان +

جب کسی کی زبانی کہین اُس محبوبہ آرام جان کا ذکر سُنا اُسکی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گیا اور کہا ہان ع باز گو از قصہ آن آفتاب + تا شود دلم زندگی از اضطراب + باز گو از داستان دلستان + باز گو از قصۂ جان جہان + تھوڑے ہی زمانے مین مین غم ہجر مین زرد ہو گیا فراق مین شمع کی طرح دل ہی دل مین گھلنے لگا کبھی خلوت سے نہ نکلتا رات دن رویا کرتا کسی سے

بات کا کیا ذکر وہی ہر دم فکر نوبت باینجا رسید کہ بدر سے ہلال ہو کر رستا ہے کی طرح مبتلاے وبال ہوا لمحہ بلمحہ اضطراب انتشار بڑھا کرتا یہ دوہا پڑھا کرتا ہے پریتم آؤ نین مین نین موند مین لون ٭ نا مین دیکھون اور کو نا تو ہی دیکھین دو ون ٭ یہ کہا اور نفس سرد بھر کے یاد محبوب مین آبدیدہ ہو گیا اور کہا شعر کہ ای شہریار سعادت قرین زرد ہے تو روشن زمان و زمین ٭ اب سنو کہ اس نواح مین ایک گاؤن ہو وہان ایک دزد سرکش پانچ سو آدمیون کی جمعیت سے مقیم ہو بڑا ظالم بے دین ہو اُسنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہو کہ جو کوئی اُسطرف سے گذرتا ہو اُسکو لوٹ لیتا ہو اور نہایت بے دردی سے ہلاک کرتا ہو اگرچہ فرعون بھی ہو تو وہ خائف نہین ہوتا ہزارون تاجر ہلاک ہوے بیشتر مالدار نان شبینہ کو محتاج ہو گئے اُسکی سرکشی سے بادشاہ تک عاجز ہو صدہا مرتبہ فوج بھیجی کہ اُسکو گرفتار کر لاؤ یا موقع مل جاوے تو ہلاک کرو مگر ممکن نہ ہوا صدہا آدمیون سے وعدہ کیا کہ جو کوئی اسکو گرفتار کر لاے گا یا ہلاک کرے گا اُسکو مال دنیا سے مالا مال کر دون گا مین نے درخواست کی کہ یہ خدمت میرے سپرد ہو مین ضرور بادشاہ کے اقبال سے اُسے ہلاک کرون گا یا گرفتار کر لاؤن گا ہر طرح اس قصے کے پاک کرنے کو مستعد ہون مرادشاہ میرے اس ارادے سے بہت خوش ہوا اور کہا جسقدر اس قصے کے پاک ہونے مین مدد کی ضرورت ہو گی مین مہیا کر دون گا مین نے کہا مگر یہ معاملہ ایک شرط سے مشروط ہو مرادشاہ نے کہا بیان کرو وہ شرط کیا ہو مین اُس دزد کی شرارت سے بہت عاجز ہون حتی الامکان اُس شرط کے پورا کرنے مین قصور نہ کرون گا مین نے کہا وہ شرط ایک اعتبار سے مشکل ہو اور ایک اعتبار سے سہل ہو اسوقت شرط کا اعلان نامناسب معلوم ہوتا ہو بذریعۂ تحریر مطلع کرون گا غرضکہ بذریعۂ تحریر مرادشاہ کو مطلع کیا کہ اگر یہ کام مجھسے انجام پا جاوے تو شاہزادی کو مجھسے منسوب کر دینا مرادشاہ نے ارکین سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا سب نے یہی راے دی کہ شرط منظور کر لینا مناسب ہو اسواسطے کہ اول تو اُس دزد سے سربر ہونا دشوار امر ہو اور بالفرض حسب مراد کام انجام پایا تو شہر مین امن و امان ہو جاے گی شاہزادی کی شادی ایک دز احمد محمود سے ہونا ضروری امر ہی پھر ایک کام ہی انجام پایا سہی ای شہریار اُس دزد کا اگر یہی غلبہ رہا تو چند روز مین حکومت کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جاے گی ناچار بادشاہ نے اس شرط کو منظور کر لیا حتی کہ مین بارہ ہزار سوار کی جمعیت ہمراہ لے کے اُس دزد کا متعرض حال ہوا اول اُس دزد نے مجھکو سمجھایا کہ اس خیال خام سے درگذر ورنہ انجام بہتر نہ ہو گا بارہ ہزار سوار کیا اگر بارہ لاکھ کی جمعیت بھی تیرے ہمراہ ہو گی تو میرے مقابلے مین سربر نہ ہو گا مین اپنے ارادے پر مستقیم رہا مگر نتیجہ وہی ہوا جو اُس دزد نے کہا تھا یعنی بعد جنگ جدل بسیار مین پسپا ہوا اور اُسکی وجہ یہ ہو کہ اُسکے مردمان ہمراہی نہایت قوی اور دلیر مین اور خود بھی ایک پہلوان بے نظیر ہو میرے پسپا ہونیکی خبر بادشاہ کو پہنچی وہ بھی بہت متاسف ہوا مین نے بسبب شرم کے مرادشاہ کا سامنا نہ کیا اور دوسری مرتبہ اور زیادہ فوج سامان ہمراہ لے کے اُس دزد کا مقابلہ کیا اولا اس مرتبہ بھی اُس دزد نے مجھکو سمجھایا کہ اس زحمت کو بیکار گوارا کرتا ہو اب بھی وہی نتیجہ حاصل ہو گا جو اول مرتبہ حاصل ہوا مین نے اُسکے کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی اور اس مرتبہ بہت کوشش کی مگر نتیجہ شکست ہی ہوا ایک مرتبہ شب خون مارا پھر بھی اُس دزد کو نہ پایا اور اُس پہلوان بے مثل نے مع مردمان ہمراہی وہ داد مردانگی دی کہ جیسا چاہیے اسی طرح چند مرتبہ مین نے حملہ کیا لیکن اُسکے دامن کو میرے ہاتھ کی ہوا تک نہ لگی اُدھر اُن بارہ پندرہ ہزار سوار مین سے صرف یہ چالیس سوار میرے ہمراہ رہ گئے ہین باقی سب اُس ظالم کے ہاتھ سے قتل

قتل ہوگئے مین نے بسبب شرم وحیا کے اپنے مسکن سے سکونت کو ترک کردیا اور کسی کا سامنا نہ کیا جب یہ خبر میرے پدر معظم کو پہنچی وہ مجھسے بہت ناراض ہوے اور میرے نام عتاب آمیز ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ او ناشدنی بیہودہ بے وقوف کیا مجھکو خبر نہ تھی کہ بادشاہ نے کیسی کیسی کوششین اُس دزد کی گرفتاری وہلاکت کی کین مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو بجاے خود کیا سمجھا جو اس امر محال کا درپے ہوا اور مفت فوج شاہی کو ہلاک کرادیا اور اب منھ چھپاتا پھرتا ہو کب تک منھ چھپاے گا جس دن سامنا ہو جاے گا اُسی دن بادشاہ اِس نادانی کے عوض مین تجھکو ہلاک کرے گا اگر غیرت رکھتا ہو اور جان بچانا چاہتا ہو تو اب مدت العمر یہان کسی کو مُنھ نہ دکھانا ای شہریار جب سے مین یہان مقیم ہون اور مجبوری کی حالت مین خود بھی قزاقی پیشہ اختیار کیا ہو اسواسطے کہ جن لوگون پر میری بسر اوقات کا مدار ہو وہ سب مجھسے برخاستہ ہین اور میرا نام قارن بن بہرام ہو اصل پیشہ میرا قزاقی ہرگز نہین ہو مجبوری کی حالت مین بجز اس پیشے کے کوئی چارہ نہ دیکھا آج تک کوئی ایسا حامی ومددگار پیدا نہ ہوا کہ مجھکو اس زحمت سے نجات دیتا اور مین اُسکا مشکور ہوتا ای شہریار یہ بھی عرض کردینے کے قابل بات ہو کہ مین اُسوقت تک ہرگز اس زحمت ومصیبت سے نجات نہین پاسکتا جب تک کہ وہ دزد گرفتار نہین ہوتا اور صرف یہ ہی زحمت نہین ہو کہ کسی کو صورت نہین دکھا سکتا اور یہ پیشہ بد اختیار کیے ہوے ہون بہت بڑی زحمت یہ ہو کہ جب اُس محبوبہ آرام جان کا خیال آتا ہو دل چاہتا ہو اپنے کو ہلاک کرون یا جسطرح ممکن ہو اُس تک پہنچون کاشکے اگر وہ دزد گرفتار وہلاک نہ ہوا تھا تو مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا تاکہ اس کاہش جان سے نجات ملتی سچ کہا ہو نظم عشق ہو تازہ

کار تازہ خیال + ہر جگہہ اسکی نئی ہی چال	دل مین جا کر کہین تو درد ہوا	کہین سینے مین آہ سرد ہوا
کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا	کہین سر مین جنون ہوکے رہا	گہہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہہ پتنگا چراغ کا پایا	ہو کسی دل مین نالۂ جانکاہ	ہو کسی لب پہ ناتوان کے آہ
کہین باعث ہو دل کی تنگی کا	کہین موجب شکستہ رنگی کا	کہین افغان مرغ گلشن ہو +
کہین قمری کا طوق گردن ہو	کہین شیون ہو اہل ماتم کا	کہین نوحہ ہو جان پُرغم کا
آرزو ہو امیدوارون کی	دردمندی جگر فگارون کی	نمک زخم سینہ ریشان ہو
نگہہ یاس ستمگر کیشان ہو	حسرت آلودہ آہ ہو یہ کہین	شوق کی ایک نگاہ ہو یہ کہین
ہو کہین دل جگر کی بے تابی	ہو کسی مضطرب کی بے خوابی	ای شہریار والا تبار کہان تک

اپنی کاہش جان اور اس عشق غارت گر دین وایمان کے ماجرے کو بیان کرون شعر خار خار دل غریبان ہو + انتظار بلا نصیبان ہو ÷ ایسی تقریب ڈھونڈلاتا ہو ÷ کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہو ÷ بدیع الملک کو اُس جوان گرفتار بلاے محبت کے حال پُر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا کہا خیر یہ تو مین نے بخوبی سُنا اب اپنی دلی خواہش بیان کر اُسنے کہا ای جوان اقبال نشان مصرعہ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + اگر تمھاری کوشش دستی سے وہ دزد ہلاک ہو جاے گا اور میری محبوبہ ومطلوبہ یعنی دختر مراد شاہ مجھ تک پہنچ جاے گی تو مدت العمر بندۂ احسان رہون گا شہزادے نے کہا مجھ مین تو یہ قابلیت نہین ہو جو کسی کی مطلب برآری کر سکون البتہ اُس خداے قادر وتوانا سے اپنے مطلب دلی پر فائز ہونے کی امید رکھ کیا عجب ہو کہ میری کوشش پر اس کام کا انجام پا تا مقرر ہو قارن نے کہا خیر خدا ایسا ہی کرے دوسرے روز کوچ کیا جب اُس مقام کے قریب

پہنچا کہ جہان وہ دزد رہتا تھا اُس دزد کے نام رقعہ لکھا کہ ہم یہان وارد ہوے ہین اور خاص تجھسے کچھ کہنے کو
آئے ہین بمجرد دیکھنے اس رقعہ کے اپنے کو یہان پہنچا وہ دزد اس مضمون کے رقعہ کو پڑھکے آگ ہو گیا
اور اُسی وقت اپنے ہمراہیون کو بلا کے کہا تم مین سے کوئی راقم رقعہ کو پہچانتا ہی سب نے کہا ہمنے کبھی
بدیع الملک کو دیکھا ہی نہین اُس دزد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ راقم رقعے کی اجل قریب ہی جو اسطرح
بے باکانہ یہان چلا آیا ہی جلد تم سب مسلح اور مکمل ہوا آناً فاناً سب تیار ہو گئے وہ دزد سب کو ہمراہ
لے کے شہزادے کے روبرو خیمہ زن ہوا اور با آواز بلند کہا کہان ہی بدیع الملک راقم رقعہ آوے
اور جو کچھ اُسے کہنا ہی ہمسے کہے شہزادہ قریب آیا اور کہا ہم ہین بدیع الملک راقم رقعہ ہمکو تجھسے کہنا یہ ہی
کہ یہ جو تو بندگان خدا کا مال بجبر لیتا ہی اور مفت اُنکی جانین تلف کرنے پر آمادہ ہی تجھکو کچھ خوف خدا
نہین ہی خیر گذشتہ کے بابت تو ہم کچھ نہین کہنا چاہتے البتہ آیندہ ایسی حرکات ظلم سے باز آ ورنہ سزا ے
سخت پائے گا اُس دزد نے کہا بیشتر لوگ مجھکو سزاے سخت دینے کے درپے ہو چکے ہین اب تو
باقی ہی جب مین نے ملک مراد ایسے بادشاہ کی وقعت نہ جانی تو تو کیا حقیقت رکھتا ہی خواہ مخواہ اپنی
ہلاکت کے درپے ہی اب مین تجھسے کہتا ہون کہ جو کچھ تیرے پاس مال و اسباب ہی میرے حوالے کر اور
جسطرف سے آیا ہی اُسی طرف واپس جا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی بدین وجہ تیرے جان سے تعرض نہ کرونگا
ورنہ آمادۂ پیکار ہو جو زبردست ہوگا وہ غالب آئے گا بدیع الملک نے کہا تو میری جوانی پر رحم نہ کر
جو کچھ تیرے امکان مین ہو عمل مین لا وہ دزد پانچ سو مردان جنگی کی جمعیت سے بدیع الملک پر حملہ
آور ہوا بدیع الملک بھی تیغ علم کر کے مستعد جنگ ہوا تا دیر رد و بدل رہی اُس دزد نے شہزادے پر
وار کیا شہزادے نے اُسکا وار سپر پر رد کیا مع ہذا اپنی تیغ آبدار کا ایک ایسا زبردست وار اُسپر کیا کہ وہ شخص بدذات
مع مرکب چار پرکالہ ہو کے زمین پر گرا اُس لشکر نے بڑی جرأت کی کہ اپنے سردار کے ہلاک ہو جانے پر بھی بددل
نہ ہوے اُسی طرح داد مردانگی دیتے رہے حتی کہ شہزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے جب چند نفر باقی رہگئے
اور پھر بھی جنگ و حرب سے باز نہ آئے شاہزادے نے پکار کے کہا کیون اپنے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو میری اطاعت
قبول کر لو پہلے تو اُنھون نے تامل کیا بعدہ اطاعت قبول کی شہزادے نے کہا دین اسلام بھی قبول کرو اُنھون نے
کہا اطاعت تو ہمنے قبول کر لی دین و مذہب کے بارے مین کیون تعرض کیا جاتا ہی شہزادے نے کہا دین
اسلام ضرور قبول کرنا ہوگا غرضکہ دو آدمیون نے دین اسلام قبول کیا باقی انکار کی حالت مین وہ بھی شہزادے
کے ہاتھ سے ہلاک ہوے بعد اطمینان شہزادہ قلعے مین آیا وہ دونون شخص راہ بر ہوے جا بجا دفینون
کو ٹھون کا پتہ دیا ہر ایک دروازے کا قفل توڑا گیا مال کثیر شہزادے کے ہاتھ آیا شہزادے نے وہ تمام مال
تاجرون کو تقسیم کر دیا اور وہان سے کوچ کر کے شہر مراد کے قریب پہنچا اُدھر مراد شاہ کو خبر پہنچی کہ وہ دزد
جسنے تمام شہر مراد مین انتشار پیدا کر رکھا تھا قارن کی کوشش سے ہلاک ہو گیا اُسنے خواجہ بہرام وزیر کو
بلایا اور کہا مین نے سُنا ہی کہ تیرے فرزند کے ہاتھ سے وہ دزد ہلاک ہو گیا خواجہ بہرام نے کہا کہ ای شہریار
مین نے بھی یہ خبر سنی ہی بلکہ قارن یہان پہنچا چاہتا ہی اور اُسی وقت بہرام اپنے فرزند کے استقبال کے
واسطے روانہ ہوا اثناے راہ مین جب ملاقات ہوی قارن کو سینے سے لگایا اور خوش ہو کے کہا ای فرزند
مین نے سُنا ہی کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا کیا ایسی تدبیر عمل مین لایا کیونکہ عرصے سے تو اسی فکر مین تھا لیکن کوئی تدبیر

بن نہ آتی تھی مجھکو لمحہ بلمحہ خبر پہنچتی رہی قارن نے کہا اے پدر واقعی مین ہمیشہ اُس وزد کی تلاش مین رہا لیکن
فی الحال جو وہ ہلاک ہوا اُسکا باعث یہ جوان ہے جو میرے روبرو بیٹھا ہے اسی والاقدر کے ہاتھ سے وہ موذی ہلاک ہوا ہے
اور اسی جوان کے سبب سے میری عزت و آبرو باقی رہگئی ورنہ اب تو مین نے تہیہ کرلیا تھا کہ جب عزیزون دوستون سے آنکھ
چار نہین ہوسکتی تو بیکار رہنا ہے ضرور اپنے کو ہلاک کرونگا خواجہ بہرام نے جب یہ مضمون قارن کی زبانی سُنا شہزادے
کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے شہریار ہم تیری تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے تیرا وارد ہونا اس
ملک مین اور طلسم گنبد بے در کا فتح کرنا اور ساز مشوش کا ہلاک کرنا تجھکو مبارک ہو کیون نہین جو لوگ تائید یافتہ غیب
ہوتے ہین ہر وقت اُنکے دست زبردست سے ایسے ہی کارنمایان ظہور مین آیا کرتے ہین اے جوان تیرے مفصل
بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے ہمکو بیشتر تیرے حالات سے اطلاع ہے بلکہ تیرے نام سے بھی ہمکو اطلاع ہوگئی ہے
شاہزادے نے کہا اے خواجہ تمکو کسطرح معلوم ہوگیا کہ مین خاص اس ارادے سے یہان آیا ہون خواجہ بہرام وزیر
مراد شاہ نے کہا اے والا منزلت و عالی مرتبت مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین بشارت دی ہے کہ ایک
جوان یہان اس ارادے سے آتا ہے اور نام نامی اُسکا بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان ہے کیا عجب
ہے اگر نام تمھارا یہی ہو شہزادے نے کہا ہان واقعی میرا نام بدیع الملک ہے اور میرے پدر والا گہر کا نام نامی
نور الدہر بن بدیع الزمان ہے خواجہ بہرام شہزادے سے بغلگیر ہوا اور اپنے ہمراہ مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم
سے پیش آیا لوازم مہمانی مہیا کیے اور بکمال انکساری کہا اے شہریار والا تبار مین تمھارے اس مرحمت کا نہایت
مشکور ہون اور مدت العمر ممنون رہونگا کہ تمنے بجد و جہد تمام میرے فرزند کو عزت بخشی اور اُسکی آبرو رکھ لی اب
مین چاہتا ہون کہ ملک مراد سے تمھاری ملاقات ہو بالیقین وہ بہت خوش ہوگا جب سنیگا کہ یہ اہم کام تمھاری
کوشش سے انجام پذیر ہوا شہزادے نے کہا کیا مضایقہ ہے دوسرے روز شہزادے اور قارن کو ملک مراد
کے پاس لے گیا ملک مراد قارن کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے قارن بہت دنون کے بعد تجھکو دیکھا
کہ اُس وزد کو کیا کیا قارن نے کہا اے شہریار یہ جوان جو میرے ہمراہ ہے اسنے بکمال مردانگی اُس وزد کو معہ فوج
ہلاک کیا ملک مراد نے از سرتا پا بغور شہزادے کو دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے بدیع الملک نے کہا سُنا ہوگا کہ
فرعون شاہ کو نجومیون نے خبر دی تھی کہ دو جوان مملکت فرعونیہ مین آئینگے اور تمام فرعونیہ کو زیر و زبر کر کے
دین اسلام کو رواج دینگے اور فرعون پرستی کو نیست و نابود کردینگے اُن دونون جوانون مین سے ایک کا نام
بدیع الملک ہے اور دوسرے کا نام رستم ثانی آگاہ ہو کہ وہ بدیع الملک مین ہون اور رستم ثانی میرا چھوٹا بھائی ہے
وہ فی الحال الماس کوہ کی طرف گیا ہوا ہے تاکہ سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کرے اور میرا آنے کا اتفاق اطراف ہوا ہے
اور مصمم ارادہ کیے ہوے ہون کہ ساز مشوش کو ہلاک کرون اور جو اُسکے شریک حامی ہین اُن سب کو سزاے معقول دون یہان
یہ واقعہ لوبکار ہوا اسکے طی کرنے مین مصروف ہوگیا چونکہ اس سے فراغت ہوگئی ہے اب انشاءاللہ ساز مشوش کی خبر لونگا
ملک مراد نے کہا اے جوان تو میرے روبرو اسطرح بے باکانہ کلام کررہا ہے تو نہین جانتا کہ مین اسوقت سات لاکھ سواران آتش بار
و پہلوانان خنجر گذار کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون اور بکثرت سامان جنگ و حرب میرے پاس طیار ہے تو ایک تن تنہا ہے ایک
کے واسطے دو کافی ہین مثل مشہور ہے اگر ابھی ذرا اشارہ کردون تو ایک لمحہ کے عرصے مین تیرا نشان تک باقی
نہ رہے مجھکو خوب یقین ہے کہ تیرے دماغ مین خلل ہے جو ایسی تنہائی کی حالت مین اسطرح بے باکانہ اپنے خیال محال
کو ظاہر کرتا ہے خبردار اب اسطرح کی بیہودہ گوئی نہ کرنا مین مجبور ہون کہ تونے اُس وزد کو ہلاک کیا ہے جسکے سبب سے میری

حکومت مین خلل تھا یہ کام میرا تھا کہ تو نے بکوشش تمام انجام دیا ورنہ مین اس تیری بیہودہ گوئی کی سزا دیتا مع ہذا یہ بھی
تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون آیندہ ایسی بیہودگی کی حالت مین مجھسے رعایت کی امید نہ رکھنا شہزادے نے کہا اگر
ملک مراد تیرا خیال کسطرف ہو تو مجھکو کہتا ہو کہ تیرے دماغ مین خلل ہو لیکن فی الحقیقت تیرے دماغمین خلل ہو تو اپنے زور طاقت کا کیا ذکر ہو
کہ سات لاکھ کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون مین نے ایسے بادشاہ بہت دیکھے ہین نہ یادتی جمعیت سے اطمینان نہین ہو سکتا البتہ بذاتہ
قابلیت ہونا چاہیے اور اے ملک مراد تیرے زور و طاقت کی حقیقت ظاہر ہو کہ باوجود سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت کے
ایک ادنی دزد کا مقابلہ نہ ہو سکا اور مین خداے قدیر کے فضل سے اُسکو پہلے ہی حملے مین ہلاک کیا میرے نزدیک
تو یہ سب زبانی جمع خرچ ہو مقابلہ ہو تو معلوم ہو جاے ملک مراد نے کہا مقابلہ خوجون مین ہوتا ہو تنہا سے مقابلہ کیا
کیا جائے صرف یہ مقابلہ ہو کہ حکم دون کہ اس جوان کو گرفتار کر لو اور تو مجبور و لاچار ہو کے خواستگار عفو ہو اسمرتبہ
بدیع الملک ہمہ تن غیظ و غضب ہو گیا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او نابکار یہ کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری
کرتا ہو خبردار اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تیرا تن سر سے جدا ہو گا اور یہین سے آواز دے اپنے اُن نابکار
مددگارون کو جن پر تیرا پورا بھروسا ہو کہ وہ تیرے حکم سے مجھکو گرفتار کر لین تاکہ جو حقیقت ہو ابھی ظاہر ہو جاے
ملک مراد نے قہقہہ مارا اور بسہولیت کہا اے جوان مین جانتا ہون کہ تو ایک مرد جری ہو بیکار تو برخاستہ
ہو گیا مین تجھسے ہرگز جنگ کرنا نہین چاہتا لیکن اگر تو اپنی پوری پوری وقعت مجھپر ظاہر کیا چاہتا ہو تو جو کام مین
کہون اُسکو انجام دے بعدہ مجھکو تو اپنا مطیع فرمان سمجھ اور اگر تو مجھکو مسلمان کرنا چاہے تو بھی قبول کرون گا شہزادے
نے کہا وہ کام کیا ہو جلد بیان کر اُسنے کہا کام یہ ہو کہ اس طلسم کو فتح کر راوی کہتا ہو کہ اگرچہ ملک مراد اُس طلسم کا
مفتوح ہونا چاہتا تھا مع ہذا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اس طلسم کا فتح ہونا ایک امر محال ہو اور شہزادے کی ہیبت
اُسکے دل پر طاری تھی نظر بران اُسکا مقصود تھا کہ جب اِس جوان سے یہ طلسم فتح نہ ہو سکے گا لامحالا کسی آفت
طلسمی مین مبتلا ہو کے ہلاک ہو جاے گا اور بالفرض زندہ بھی رہے گا تو بھی مجھسے کسی امر کی امید نہ رکھ سکے گا
مگر بدیع الملک نے فوراً اقرار کر لیا کہ مین اس طلسم کو ضرور فتح کرون گا مجھکو اسکا بندوبست دکھا دیا جاے تاکہ
مین فتح طلسم کا کام شروع کرون ملک مراد نے کہا اے جوان والاشان جب رات ہوتی ہو یہ گنبد جو اِس جلہ آب
مین ہو اُسمین سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہو اور ایک گوہر شب چراغ اُس ہاتھ مین ہوتا ہو جسکی تیس فرسنگ تک
روشنی پھیلتی ہو پس اُسوقت میری تمام حکومت مین جو کوئی شخص چراغ روشن کرتا ہو اُس گنبد سے ایک تیغ نمودار
ہوتی ہو اور اس چراغ روشن کرنے والے کا سر تن سے جدا کرتی ہو اور چراغ کو بجھا دیتی ہو مع ہذا صداے
سکاک سکاک بلند ہوتی ہو اور اُس گنبد سے شور و غوغا بھی بلند ہوتا ہو اور طرح طرح کی مہیب و خوفناک
آوازین آتی ہین جس سے تمام رعایاے شہر مراد کا دل دہلتا ہو ہرچند کہ بیشتر اوقات اِس واقعے
کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کی مگر از بسکہ معاملہ طلسمی ہو کوئی سبب نہ دریافت ہوا نہین معلوم
یہ کیا رمز ہو شاہزادے نے چاہا کہ اِسی وقت اُس طلسم کی طرف روانہ ہو مگر ملک مراد مانع ہوا اور کہا
آج توقف کرو اگر کچھ ارادہ ہو تو کل پر موقوف رکھو شہزادہ خاموش ہو رہا اُس روز ملک مراد نے نہایت اہتمام سے
شہزادے کی دعوت کی طرح طرح کے پر تکلف کھانے پکواے شب کو رقص و سرود کی بھی محفل
منعقد کی گولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ نے خوب خوب گانے گائے جس سے
شاہزادہ بہت محظوظ ہوا انعام دینا چاہا ملک مراد مانع ہوا اپنے یہان سے اُن سب کو خلعت و انعام دلوایا

نصف شب تک یہ ہنگامہ گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوی سب اپنے اپنے مقام قیام کو گئے شاہزادہ
بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا مگر بقیۂ شب اِس خیال مین گذاری کہ واللہ اعلم وہ طلسم کسطرح کا ہی کیا مصیبت
پیش آئے شعر روز دیگر کہ خسرو خ شعبدہ باز + کرد صندوق سینہ را سر باز + اول وقت صبح کو شاہزادہ اُٹھا وضو کیا
نماز صبح پڑھی بعدہ درگاہ خدا مین اسطرح مناجات شروع کی اے خالق ارض وسما و اے مالک ہر دو سرا تو ہر وقت
مین اپنے بندے کا حامی مددگار ہی **نظم**

موسیٰ نبی کے ہاتھ مین دی مشعل ضیا … عیسیٰ کو آسمان پر تو نے چڑھا دیا
کچھ کر سکی نہ آتش سوزان خلیل کو … یونس رہے نہ پیٹ مین مچھلی کے مبتلا

واسطہ اپنے قدرت جلال کا اور
اور واسطہ اپنے مقربان باکمال کا تو اپنا ایسا فضل شامل حال کر کہ مین اس طلسم کو فتح کر لون تاکہ ان گم گشتگان
وادی ضلالت کے روبرو سرخرو ہون اور تیرے دین متین کو رواج دون اور تیری پرستش کی رغبت دلاؤن
ورنہ سخت ذلت کا سامنا ہوگا بعد ازان شہزادہ مصلے پر سے اُٹھا لباس نو اور اسلحہ ضرورت سے آراستہ
ہوکے ملک مراد کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ اب مین فتح طلسم کے لیے جاتا ہون اگر زندگی باقی ہی
تو بار دیگر بفتح و ظفر وری ملاقات ہوگی ورنہ خیر جو کچھ خدائے وحدہٗ لاشریک کی مرضی ہوگی اُسکا سامنا
ہوگا ملک مراد نے کہا بہتر ہی شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا جانب طلسم مہیز کی کنارے اُس دجلۂ آب کے
پہنچا اُسوقت چند ملازمان شاہی بھی ہمراہ تھے اُن سے شہزادے نے کہا جلد جاؤ اور ملک مراد
سے اجازت لے کے ایک ایسے قیدی کو لاؤ جو قتل ہونے کے لائق ہو وہ ملازم گیا اور حسب اجازت
شاہی واجب القتل قیدی کو لایا شہزادے نے اُس قیدی کو ایک زورق پر بٹھایا اور کہا اس
کشتی کو گنبد کے قریب لیجا غرضکہ وہ کشتی گنبد طلسمی کی جانب روانہ ہوئی ہنوز قریب گنبد
نہین پہنچی تھی کہ ہاتھ اُس گنبد طلسمی سے پیدا ہوا اور قریب کشتی کے آکے فوراً اُس کشتی کو غرق کر دیا
اور وہی آواز شکاک شکاک پیدا ہوی تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند ساعت
کے بعد وہ تاریکی دفع ہوی روشنی کا عمل ہوا ایک نے دوسرے کو دیکھا اس عرصے مین ملک مراد
بھی وہان آپہنچا اب جو شہزادۂ بدیع الملک بغور دیکھتا ہی تو لاش اُس سوار کشتی کی گویا کسی نے پانی
کے اندر سے اوپر اچھال دی اور اُس کا سر گنبد پر آویزان ہی شہزادہ ملک مراد کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا اے بادشاہ اِس طلسم کی اس علامت سے تعجب ہوتا ہی یا کوئی اور بھی علامت ہی ملک مراد
نے کہا اے جوان یہ جو سامنے درہ دکھائی دیتا ہی اُسمین ایک میل فولادی واقع ہی جو کوئی وہان جاتا ہی
پھر وہ واپس نہین آتا یہ رمز بھی آج تک دریافت نہ ہوا اور کیونکر دریافت ہو دران جالے کہ کوئی
واپس نہین آیا شہزادے نے کہا مین جاتا ہون ملک مراد نے کہا مین اپنی طرف سے نہین کہ سکتا
تمکو اختیار ہی اصل واقعہ جو کچھ تھا اُس سے مطلع کر دیا شہزادے نے کہا خداوند عالم میرا حافظ ہی
یہ کہا اور جانب درہ روانہ ہوا درہ مین داخل ہوکے میل کے قریب پہنچا وہان سے چاہتا تھا کہ آگے
بڑھے یکایک بالائے ہوا سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شہزادے کو مرکب سے اُٹھا لے گیا اب جو
شاہزادے نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک باغ مین پایا جس مین ہر طرف نہرین جاری سراسر
قدرت باری بیچ باغ مین ایک قصر عالی شان واقع ہی سر بفلک کشیدہ درخت سرو و شاداب دیوارون
سے اونچے معلوم ہوتے تھے عمارتین عجب طراحی و نقاشی کی ہر برج منطقۃ البروج کا ہمسر یہی خوش سے

دماغ معطر ابیات

بنا سے تھے کیا خوب دیوار و در
کہے تو کہ تختے تھے گلزار کے
نہ تھا قصر تھا رشک باغ جنان
نہ اُٹھتی تھی جن پر سے ہر گز نظر
ہوا جسکی تھی مشک و عنبر فشان
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے

شہزادہ دروازے قصر مین پہنچا دیکھا ایوان بزرگ مین نازنینان صاحب جمال خورشید رویان پری تمثال کا مجمع ہی ایک سے ایک بہتر خوب تر کاگریزی شفقی دھانی صندلی سردئی آسمانی جوڑے بھاری بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غرق محفل کا رنگ بادشاہون کا سا کیے سے کنیزین ہاتھون مین عہدے لیے بہت سی دست بستہ استادہ کچھ مقرب جواہر نگار کرسیون پر جلوہ نما ایک عورت سن رسیدہ سرخ و سفید حسینہ و جمیلہ لباس تکلف پہنے تخت الماس پر متمکن جو مین ملکہ تخت نشین نے شہزادے کو دیکھا پکار کے کہا ارے دیکھنا یہ کون غیر مرد ہی جو بغیر اطلاع یہان چلا آیا ہی چند خواصین اُسکی طرف دوڑین اور قریب پہنچکے شاہزادے کے لپٹ گیئن اور کہا تو کون ہی جو یہان آیا ہی اور کیون آیا ہی یہان کسی غیر کے آنے کی اجازت نہین ہی ملکہ تخت نشین نے کہا اس جوانکو کچھ صدمہ نہ پہنچاؤ میرے پاس لے آؤ وہ خواصین شہزادے کو اُسکے پاس لے گیئن اُسنے بھی وہی سوال کیا کہ تو کون ہی اور یہان کیون آیا ہی شہزادہ اُس مجمع حسینان جہان کو دیکھ کے ہمہ تن حیرت تھا کچھ جواب نہ دیا اُس ملکہ تخت نشین نے کہا یہ جوان کسی قدر متشر معلوم ہوتا ہی اسکے واسطے ایک کرسی لاؤ اُسپر بٹھاؤ جب اِسکے حواس درست ہون گے اُسوقت اسکا حال اِس سے پوچھین گے ایک خواص کرسی زرین مرصع لائی شہزادے کو بٹھایا اُسوقت شہزادے نے وہ سامان دیکھا جو کسی کو خواب مین بھی نہ دکھائی دیا ہوگا اندرون قصر زمرد کے جھاڑ الماس تراش جیسے عیب بین افعی کر وار دیکھ نہ سکے اندھا ہوجاے ایسے ایسے خوش نما کہ غنچہ دل کو کنول کی طرح کھلا دین یاقوت کی ہنڈیان کیسی گول کہ اپنی مدّور ہو نیکے رشک سے افلاک کو ہلا دین شمعہاے مومی کے فتیلے رشتہ دار شعلہ طور روشنی کے سامنے نور صبح کافور و شہر نگ پھولون کے ہزارون گلدستے مرصع قرینے سے رکھے ہوے عود عنبر کی مہک سے ہوا عطر آمیز سارا قصر عنبر بیز چار طرف باغ نزہت افزا روشون پر آتش بازی کا تماشا انار کس کس رنگ کے پھول دے رہے تھے پھلجھڑیان نور کی مہتاب سے چاندنی پھیلی وہ کترا ہوا مقیش اور بادلے کا اُڑنا اُس ہوائیون کا چھوٹنا عجب کیفیت طرفہ سما نور کی زمین نور کا آسمان سامنے ناچ ہو رہا تھا گرد لال دلون سے دھو رہا تھا موج خیز ی رطوبت نغمات سے کاسۂ خشک رباب سیراب آتش افروزی صوت گلو سوز سے مرغ سیخ ہوا پر کباب ایک گل رخسار جسکی آواز سے بلبل کی آواز مین بیتی لگتی تھی لاہے کی پشواز سر تا سر مغرق پہنے کہنے مین لہے ہوئی کس انداز دلبری و دلربائی سے یہ غزل گا رہی تھی غزل جب تری فرقت سے گھبراتے ہین ہم

سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم
اُسنے وعدہ گھر مین آنے کا کیا
تا بہ مقدور اُسکو سمجھاتے ہین ہم
وصل مین بھی یان ہی عالم ہجر کا
چاندنی راتو نہین چلاتے ہین ہم
یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
آپ سے باہر ہوے جاتے ہین ہم
وصل کی مانی ہین کیا کیا منتین
اُسکو پاکر کھوئے سے جاتے ہین ہم
یان عدم کو لگ رہا ہی چل چلاؤ
باغ مین جا جا کے گل کھاتے ہین ہم
دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
چیلے درگاہون مین ہنڈولتے ہین ہم
یاد آتا ہی وہ مکھڑا چاند سا
اب کبھی آتا ہی تو آجاتے ہین ہم

اتنے مین ساقی لالہ فام مرصع صراحی بلورین جام لیے ہوے آئی ایک سرے سے سبکو ساغر دیتی چلی گئی لیکن شاہزادے کو سمجھی کہ یہ بنت العنب کو طلاق دے چکا ہی اُسکو نہ دی اور کسی نے بھی نہ کہا ملکہ تخت نشین نے شہزادے کی طرف دیکھا پھر ایک خواص سے

سے کہا کہ تو یہ خواب دیکھ رہا ہی اور شراب مین بھی خوب نشہ نہین ہی تجھے راس نہ آئیگی گو ہم جانتے ہین تیرا جی لوٹ رہا ہی وین کیونکر صاف کورہی اُترجاویگی مگر تیری ضیافت ہمپر واجب ہی اس گفتگو پر شاہزادہ کو حیرت تھی دلمین کہتا تھا الٰہی یہ خواب کیسا ہی کوئی اسکا حال کہنے والا نہین کیا کہون مین آپ کو بیداری سے زیادہ ہوشیار رہجانتا ہون

آرزو ہا از ہجوم بیخودی پامال شد
ورحق من انچہ غفلت کرد آگاہی نکرد

دو ساعتین کامل گذری ہونگی کہ ایک نیم تخت آیا سراپا زبرجد نگار تھا میرزا کرسی کے روبرو بچھایا گیا دو شمعین کافوری ہر ایک اتنی بڑی جیسے سرو کا درخت اُس تخت کے راس و چپ روشن ہوئین دفعتاً غل ہوا اُس طرف جو دیکھتا ہون نازنین خوردسال صاحب جمال تیرہ چودہ برس سے کوئی زیادہ نہین زرنگار رنگ لباس پہنے زیور مرصع سے آراستہ ہر ایک کے ہاتھ مین شمع مرصع لگائے ہزار چلی آتی ہین اور صف بستہ کھڑی ہوتی جاتی ہین اُن دختروں مین ایک دختر ماہ پیکر آفتاب منظر

نظم

دو ابرو ہر یکے مشکین ہلالی
دو نرگس تازہ در باغ شگفتہ
نگاہش بیدلان را بر سر خشم

فلکند سایہ ہر یک بر غزالی
کہ آہو در ریاضی مست خفتہ
دلی در دلنوازی گوشہ چشم

در چشمش ہر یکے چرخ یمانی
چو مژگان لشکر ترکان خونریز
برخ چون گل بقامت چون صنوبر

سواد از بلاے آسمانی
بخون خلق کردہ اشتہا تیز
سراپایش ہمہ محبوب دلخواہ

شاید دس برس کا اُسکا سن و سال ہوگا تاج مرصع جسکی چمک مین نگاہ نہ ٹھہر سکتی تھی بالاے سر لباس شاہانہ در بر موتیون مین سفید غرق دریاے جواہر اس ادا سے سامنے آئی کہ تقریر سے محال ہی جو اُسکی صفت ادا ہوسکے تخت پر بیٹھی جو نہین شاہزادہ کی نظر اُسکی شمع رخسار پر پڑی برنگ پروانہ جلنے لگی ایسا حال متغیر ہوا کہ قریب تھا کہ آسمان تک نالے جائین زمین پر اشک گر کے مثل خس و خاشاک بہائے جاوین لیکن حیرت کا وہ جوش تھا کہ مانند صورت دیوار خاموش تھا کبھی نیچی نگاہ کر لیتا تھا کبھی اُس مہ جبین کی طرف گوشہ چشم سے دیکھ لیتا تھا وہ بھی تو لڑکی تھی بچپنے کی باتین کرتی تھی پر کوئی حرکت ناز و انداز سے خالی نہ تھی جب شاہزادہ اُسکو دیکھتا تھا وہ بھی اُسے دیکھتی تھی تبسم کرتی تھی شاہزادہ کا یہ حال تھا کہ کبھی مرجاتا تھا اور کبھی جی اُٹھتا تھا اسکے بعد کچھ رسم ہوا کی طائفے مبارکباد گا یا کیے کئی ساعت تک وہ سہر و نوخیز شاہزادہ کے سامنے بیٹھی رہی آخر اُس تخت سے اُٹھی ملکہ تخت نشین کے پہلو مین جا بیٹھی شاہزادہ کی نگاہ آڑ کے سبب سے اُس تک نہ جاسکی شاہزادہ جھک جھک کے اُسے دیکھنے لگا کئی نازنین جو شاہزادہ کے قریب کھڑی تھین بازو پکڑ کے بٹھاتی تھین اور کہتی تھین اے جوان اپنی جگہ بیٹھا رہ یہ کیا بے ادبی ہی کہ اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہی شاہزادہ اُنکی صورت دیکھتا تھا اور خاموش تھا کچھ کہہ نہ سکتا تھا تھوڑی دیر سکوت کرتا تھا بعدہ بے اختیاری مین پھر اُسی طرح جھک جھک کے جھانکنے لگا اُن نازنیون نے پھر بازو پکڑ کے بٹھا دیا اور کہا اے جوان ہم جو کچھ کہتے ہین اُسکو تو سنتا نہین ارے بیوقوف یہ جو دیکھ رہا ہی خواب ہی اور اسکا تعلق اس طلسم سے ہی جسمین تو وارد ہی یہ بھی غنیمت سمجھ جو تو یہان بٹھایا گیا ہی ورنہ نہین معلوم کس نوبت کو پہونچتا اس کیفیت کا کچھ اعتبار نہین ہی اسپر مطلق اعتماد نہ کر جسکو بقا نہو اُسپر فنا نہو اگر دلمین محبت چلی آتی ہی جانے دے جی سے نکال ڈال نہین تو ہلاک ہوگا مفت جان برباد ہوجائیگی آخر شاہزادہ سے ضبط نہوسکا کہا سمجھانے والیو کیا نصیحت کرتی ہو یہ خواب کیسا ہی جسکا خیال شاید کبھی میرے دل سے فراموش نہوگا للہ اتنا تو کہو کہ دراصل یہ سانحہ کیا ہی اور یہ مکان کیسا ہی یہ ملکہ تخت نشین کون ہی یہ دختر ماہ پیکر کسکی ہی جس ضرورت کیواسطے یہ واقعہ رو بکار ہوا ہی وہ ضرورت کیا ہی نازنین بولین تو اپنے حواس مین نہین ہی جو کچھ ہم سمجھاتے ہین اُسپر اعتنا نہین کرتا اور پھر پوچھتا ہی کہ یہ واقعہ کیا ہی خاموش رہ ابھی جو کچھ حال ہی ظاہر ہوا جاتا ہی مکرر بار دیگر ہم تیرے گوش گذار کیے دیتے ہین

کہ یہ واقعہ جو بطور خواب کے دیکھ رہا ہی طلسمی ہی اسکو بقا نہین ہی شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُن نازنینون مین سے ایک کو رحم آیا کہا ای جوان توقف کر مین ملکہ کو اس حال سے مطلع کرتی ہون کہ یہ جوان مستفسر حال ہی شاید وہ کچھ ایسا جواب دے جو تیری تسکین خاطر کو کافی ہو یہ کہا اور وہ نازنین اُس ملکہ تخت نشین کے قریب گئی اور حقیقت حال کو بیان کیا ملکہ تخت نشین نے کہا کہہ دو اُس جوان سے کہ اس استفسار سے کچھ فائدہ نہین ہی یہ مقام طلسمی ہی اُسکے متعلق تمام واقعات روبکار ہین ہمنے جو تجھکو یہان قیام کی اجازت دی تو مستفسر حال ہی حالانکہ تیری صورت پر رحم آیا جو ہم خلاف قانون طلسم عمل مین لائے اور تجھکو مقیم کیا ہم خود تجھسے تیرا حال پوچھنے کو ہین ہمسے مستفسر حال ہی وہ نازنین شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان ملکہ نے وہی جواب دیا جو کچھ ہمنے تجھسے کہا تھا شاہزادہ نے کہا ای نازنین اسقدر مجھپر احسان اور کرو کہ اُس ملکہ تخت نشین سے پوچھو کہ کسی طرح یہ بھی ممکن ہی کہ اُس نازنین کے ساتھ میرا عقد ہو جائے جو ابھی نیم تخت پہ میرے روبرو بیٹھی تھی اُس نازنین نے کہا این گل دیگر شگفت شاید تیری اجل ہی دامنگیر ہی جو اسطرح کا سودا تیرے سر مین سمایا ہی کہان وہ نازنین باعزو تمکین اور کہان تو ایک مرد کوچہ گرد شاہزادہ پھر آبدیدہ ہوا اور بہزار منت و سماجت کہا ای نازنین برائے خدا تو میرا یہ پیام ملکہ کو پہونچا دے وہ مجبور ہو کے پھر ملکہ کے پاس گئی اور کہا ای ملکہ عالم وہ جوان اس نازنین کی خواستگاری کرتا ہی جو ابھی یہان وارد ہوئی ہی یہ سن کے ملکہ تخت نشین از سر تا پا غضبناک ہو گئی اور تخت پر سے اُٹھ کے شاہزادہ کے پاس آئی کہا تو کیا کہتا ہی شاہزادہ خائف ہوا اور کہا ای ملکہ یہ بات کچھ برہم ہونے کی نہین ہی ایک امر کی درخواست کی ہی قبول کرنے اور نہ کرنے کا تمکو اختیار ہی اور اگر تمکو میری درخواست خلاف معلوم ہوئی خیر معاف فرماؤ اب ایسی حرکت نہوگی ملکہ نے کہا بس خاموش رہ خیرہ ایسے کلمہ بیہودہ زبان پر نہ جاری کرنا تو نہین جانتا کہ تو قوم خاکی سے ہی اور وہ نازنین قوم آتشی ہی تجھکو اُس سے کیا نسبت یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہزادہ کو ہوش آگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو اُسی باغ مین پایا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ نازنین تھی اُس باغ مین ایک باغبان تھا ہر طرف درختون مین پانی دیتا پھرتا تھا جونہین شاہزادہ کو دیکھا بیلچہ لیکے شاہزادہ کی طرف دوڑا اور قریب آکے کہا ای خیرہ سر تیرہ روزگار کیا بیکار تو اس باغ مین پھر رہا ہی بیلچہ لے اور کام کر شاہزادہ اُس باغبان کی صورت دیکھکے متبسم ہوا اور کہا کیا بکتا ہی مین تیری طرح کوئی مزدور ہون جو بیلچہ لیکے باغ کی درستی مین مصروف ہون جا اپنا کام کر ورنہ اسی بیلچہ سے تیرا کام تمام کر دونگا تو نہین جانتا کہ مین اس مقام مین خاص اس طلسم کے فتح کرنے کو آیا ہون باغبان نے کہا او بیوقوف تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ طلسم موم کا نہین ہی اسکا فتح ہونا بہت دشوار ہی اور خیر مجھکو اس سے کچھ کام نہین ہی تو کسی کام کے واسطے آیا ہو اب تو تیرا او وہ باغ مین ہوا ہی اس باغ کا مالک مین ہون تجھسے اس باغ کا کام ضرور لونگا شاہزادہ نے شمشیر آبدار کا وار اس باغبان پر کیا باغبان نے وہ وار اُسی بیلچہ پر رد کیا مع ہذا ایک طمانچہ بدیع الملک کے کلہ پر مارا طمانچہ کا کلہ پر پڑنا تھا کہ پہلے تو اسقدر انکار تھا اب فوراً بیلچہ لیکے باغ مین کام کرنا شروع کر دیا

اب کچھ حال شاہزادہ بدیع الملک کا باغبانی مین مصروف ہونا اور شاہزادہ رستم ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

چشم شب تنگ شود دائرہ مردمکش
بیضۂ دیدۂ این روغن و دیبا بمثل
وقت آنست کنون از اثر عیش و نشاط
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

چہرہ پردازِ جہان تخت کشد چون کجل
دیدۂ روزہ شد ہیچ بر آید احول
روز چون کرم بریشم ہمہ بر خویش تنند
می نہ گنجد بصراحی و صراحی بہ بغل
چمن آید بہ چمن بہر تماشاے جمال

شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل
مردم دیدۂ آن ژالہ گر مایہ صفت
ہر چہ شب رو کند از معدہ چو زنبور عسل
عرق از شبنم گل داغ شود بر رخ حور
بلبل آید بہ بلبل بہ تمناے غزل

انبساطی است درین فصل کہ بے کاوش عقل یاسمین لب نگشاید از نشتر زنبور عسل	شاید ار باز شود عقدۂ ما لا ینحل حور گیسو بمیان بستہ در آید بچمن	بسکہ ہر خار گلے کردہ عجب نیست اگر تا لب الب کند از سنبل و گل جیب بغل

بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات حیرت آگین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ رستم ثانی نے کافوریہ کو مسخر کیا اور کافور شاہ تین لاکھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے مسلمان ہوا اور شاہزادہ بہمراہی لشکر بیشمار وہان سے کوچ کرکے الماس کوہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ بالاے کوہ قلعہ واقع ہی اور بارہ ہزار ابر آتشبار سایہ کیے ہوے ہین شاہزادہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر قلعہ کیطرف روانہ ہو ہنوز وہ لشکر بالاے کوہ قلعہ کے قریب نہین پہونچا تھا کہ اُن ابرہاے آتشبار سے ایک ابر جدا ہوا اور لشکر رستم کے سر پر قایم ہوا اور بارہ ہزار ہاتھ اُس ابر سے پیدا ہوئے ہر ایک ہاتھ نے ایک ایک لشکری کو اُٹھانا شروع کیا یہانتک کہ تمام بارہ ہزار لشکر رستم کو وہ ہاتھ جانب ہوا اُٹھا لیگئے اور فوراً ہی سب کو بالاے ہوا سے زمین کیطرف پھینک دیا تمام لشکر ایک ہی مرتبہ ہلاک ہوگیا شاہزادۂ رستم اس واقعہ کو دیکھ کے گھبرا گیا اور قلعہ کو چھوڑ کے دور جا کے مقیم ہوا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ اے ملک کافور نمک حرام خوب کیا کہ خدا پرستون سے موافقت کرلی دیکھ تو کیسی سزاے سخت تجکو دیجاتی ہی بعد ازان وہ ابر بالاے ہوا مقیم ہوا

ہی وہی طور تغافل بت ہرجائی کا رشک سے اے گل تر خشک ہین نسرین و سمن دوست بھائی کو بھی دیکھا نہ کسی بھائی کا اُس سے آنکھون کو تری دیجیے کیونکر تشبیہ نہ بیان ہو کبھی عالم تری رعنائی کا کیا زبان کھول سکیگا کوئی منھ لو دیکھین	ساغر مے نہوا ہاتھ سے ساقی کے نصیب ہوا اگر ذکر چمن مین تری زیبائی کا باغبان دیکھے اگر تو مرے گلشن کی بہار چشم نرگس مین نہین نام ہی بینائی کا تو بھی آ دیکھ کہ لب دیکھ رہے ہین اور رنگ تری تقریر سے دم بند ہی گویائی کا	ڈر نہین اُسکو ذرا بھی مری رسوائی کا رنگ بدلا نہ کبھی چشم بینائی کا اہل دنیا ہین مگر دشمن یوسف کے عزیز حوصلہ سپہر نہ کبھی ہو چمن آرائی کا برگ گل بھی جو زبان اہل سخن بنجاے سر بازار تماشا تیرے سودائی کا مشائیان طریق نکتہ پذیری اشراقیان

خلوتکدہ روشن ضمیری جادو زبانان ہنگامہ سحر حلال معجز بیانان معرکہ علم و کمال اسطرح لوح دلپذیر طلسم سخن کے راز لکھتے ہین کہ جب مروج دین متین اسلام دافع زنگ و کفر و ظلام چشم و چراغ جہانبانی یعنے رستم ثانی قلعہ سے دور جا کے مقیم ہوا اُسوقت شیاطین عیار فرعون کے پاس پہونچا دیکھا ملک کافور بیٹھا ہی اور سامنے ملک کافور کے رستم ثانی بیٹھا ہی شیاطین عیار نے چاہا کہ یہان سے چلا جاؤن اور فرعون کو اس حال کی خبر کرون ملک کافور نے شیاطین عیار کو دیکھ لیا کہا اے شیاطین اب یہان سے جانے کا قصد نہ کرنا اور فرعون پرستی پر تین حرف کہکے دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا یہان سے زندہ جانا مشکل ہوگا شیاطین نے کہا اے ملک کافور مجھکو اس عنایت سے باز رکھو اگر تمھارا یہ خیال ہی کہ مین فرعون کو اس حال سے مطلع کرونگا تو مین قسم کھاتا ہون خداوند فرعون کے حق کی کہ مین ہرگز کسی طرح کا ذکر نہ کرونگا ملک کافور نے کہا مجھکو اسکی پروا ہرگز نہین ہی کہ تو فرعون کو میرے حال سے مطلع کریگا البتہ میرا ارادہ تجکو مسلمان کرنے کا ہی اگر بخوشی مسلمان ہونا گوارا کریگا فہو المراد ورنہ مین بغیر تجکو مسلمان کیے نہ رہونگا شیاطین نے چاہا کہ وہان سے گریز کرے مگر ملک کافور اُسکے عقب مین دوڑا اور پکڑ لایا جب شیاطین عیار نے دیکھا کہ اب یہان سے رہائی مشکل ہی بمجبوری کلمۂ طیبہ پڑھا اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا ملک کافور نے کہا اے شیاطین مجکو ہرگز یقین نہین ہی کہ تو بصفاے قلب مسلمان ہوا ہی شاہزادہ نے کہا اے ملک کافور اس امر کے درپے نہو شریعت اسلام کا مدار ظاہر پر ہی بالفرض

شیاطین بصفاے قلب مسلمان نہین ہوا ہی کسی وقت مین اسکی سزا سے سخت پائیگا ملک کافور خاموش ہو رہا
تمام دن شیاطین عیار یہین رہا شب کو سب کی نظر سے پوشیدہ جانب فرعونیہ گرہنکی فرعون کے پاس
پہونچا اُسنے کہا کیا خبر لایا ہی شیاطین نے کہا اے خداوند نہین معلوم آج کل کیا تیری مشیت مین گذرا ہی جو دشمن
ہر روز کامیاب ہوتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی چندروز مین مملکت فرعونیہ پر دشمنون کا قبضہ ہو جاے گا
فرعون نے کہا اے شیاطین ہماری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ تو گذرا ہی لیکن تو بیان تو کر کیا واقعہ دیکھا جس سے
دشمنون کی کامیابی معلوم ہوئی شیاطین عیار نے کہا اُس سے زیادہ دشمنون کی کامیابی کیا ہوگی کہ ملک کافور
ایسا خاص بندہ خدا پرستون کے بہکانے سے مسلمان ہو گیا اور رستم ثانی الماس کوہ کو گھیرے ہوے ہی جلد
خداوند کو خبر لینا چاہیے ورنہ عنقریب خداوندی کی تہ کی تمام ہوا چاہتی ہی فرعون دل مین نہایت متوحش ہوا لیکن ظاہر
مین بکمال بے اعتنائی سے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور محافہ نشین کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے محافہ تو دیکھتا
ہی یہ شیاطین کیا کہتا ہی اُسنے کہا کیا عجب ہی جو اسکا کہنا سچ ہو فرعون نے کہا اگر شیاطین کا کہنا سچ ہی پس
تو جا اور رستم کو گرفتہ وبستہ کر کے ہماری خدمت مین حاضر کر اور اے محافہ نشین اگرچہ شیاطین بیان کرتا ہی لیکن
اگر تو بچشم خود دیکھنا کہ ملک کافور مسلمان ہو گیا ہی اور ہماری پرستش سے قطع نظر کی ہی تو بلا تکلف اُس نالائق کو
ہلاک کرنا اس بارہ مین مجھسے مطلق استفسار کی ضرورت نہین ہی جب میری پرستش سے اُسنے قطع نظر کی تو پھر اُسکے
بارہ مین رعایت کی کیا ضرورت ہی محافہ نشین نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت مع قنطورہ پوش و غضنفر شاہ
چوپان منصور گلہ بان سوار ہو کے روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل چندروز کے عرصہ مین رستم ثانی کے
لشکر کے قریب پہونچا اور آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا رستم ثانی کو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کون ہی جس نے
میرے مقابلہ مین آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا خبردار بالعجلت تمام گئے اور خبر لائے کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش
اور غضنفر شاہ چوپان اور منصور گلہ بان کو فرعون شاہ نے مقابلہ کیواسطے بھیجا ہی رستم نے بھی اُسیوقت

نقارہ جنگ بجوایا شعر	روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز	کرد صندوق سینہ را بیرباز	علی الصباح میدان حرب
مین صف آرائی ہوئی شعر	ز سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	لشکر اسلام سے پہلے رستم

میدان مین آیا اور اُس طرف سے قنطورہ پوش مقابلہ کو آیا اور بآواز بلند کہا اے خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے
والے تو جو اس سرزمین پر وارد ہوا ہی تو کیا یہ یقین جانتا ہی کہ اپنی دلی مراد حاصل کریگا تو نہین جانتا کہ خداوند فرعون
کیا قدرت و اختیار رکھتا ہی آگاہ ہو کہ فرعون نے مجھکو خاص تیرے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی دیکھون میرے ہاتھ سے
تو کہان جان بچاے جاتا ہی رستم ثانی نے کہا او کافر بدکار کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی زبان ببند و دست بکشا
بیار انچہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤ قنطورہ پوش نے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اپنی
تلوار پر اُسکا وار رد کیا اور کہا ؎ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ✤ غم دین و دنیا فراموش کن
یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے بھی جگہ خالی کی جس سے خود تو محفوظ رہا لیکن مرکب کا سر چاک ہو گیا قنطورہ پوش
کو پیادہ پا دیکھا باآواز بلند اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے واسطے لے جاؤ ملازمون
نے بجا لا کے تمام دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے پاس پہونچایا قنطورہ پوش اُس مرکب کی پشت پر سوار
ہو کے پھر دوچار ہوا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار قنطورہ پوش نے رستم کو گرفت مین لا کے سر سے بلند
کر لیا بعدہ گرفتہ وبستہ کر کے محافہ نشین کی خدمت مین بھیجدیا محافہ نشین رستم کی گرفتاری سے بہت

خوش ہوا اور ایک مقام بلند پر آکے کہا ای کافور شاہ نمک حرام حق فراموش اس سے زیادہ کیا بیہودگی ہوگی
کہ اپنے خداوند قدیم سے روگردانی کی اور خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کی اطاعت قبول
کرلی تو نے خداوند فرعون کی قدرت دیکھی کہ کسطرح رستم کو گرفتار کر لیا اگر خداوند کی مشیت مین گذرا تو آج
نہین کل ضرور تجکو بھی گرفتار کرونگا اور فوراً ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤنگا بعدہ نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر
اپنے مقام قیام کو چلے آئے محافہ نشین اپنے خیمہ مین آیا اور حکم دیا رستم کو ہمارے روبرو لاؤ ملازمون نے
اُسی طرح بستہ رستم کو محافہ نشین کی خدمت مین حاضر کیا محافہ نشین نے جو رستم کی صورت دیکھی ایک
نوع کی محبت اسکے دل کدورت منزل مین پیدا ہو گئی کہا ای رستم مجکو فرعون نے تاکیدی حکم دیا ہی کہ رستم کا سر
تن سے جدا کر کے جلد میری خدمت مین حاضر کر تو اب تو ہی بتا کہ ایسی حالت مین مین کیا کرون اگر فرعون
کی عدول حکمی کرتا ہون تو اُسکے قہر و غضب کا خوف ہی اگر تعمیل حکم کرتا ہون تیری جوانی پر رحم آتا ہی اور اصل امر یہ
ہی کہ مین تیری صورت زیبا پر فریفتہ بھی ہون ورنہ اب تک تیرا سر تن سے جدا کر کے کب کا خداوند فرعون
کی خدمت مین بہیج چکا ہوتا رستم متبسم ہوا اور کہا آخر اپنا مطلب تو بیان کر یہ تو مین سمجھ گیا کہ نہ تو مجکو ہلاک کرنا چاہتا
ہی اور نہ رہا کرنا چاہتا ہی محافہ نشین نے کہا ای جوان اصل مطلب میرا یہ ہی کہ اگر تو میری مراد حاصل ہونے
پر راضی ہو جائے تو مین ان تمام ایران آتش بار کو سرنگون کرون اور جو کچھ تیرا مطلب ہو اُسے برلانے کو
دل و جان سے مستعد ہون اور شاید تو میری حقیقت حال سے واقف نہین ہی آگاہ ہو کہ مین سازہ مشوش کی دختر
ہون میرے پدر یعنے سازہ مشوش نے بارہ ہزار ابر آتشبار خاص خداوند فرعون کے واسطے مہیا کیے
ہین سازہ مشوش کی عمر سات ہزار برس کی ہی اور میری ابھی لڑکپن ہی کچھ ایسی دراز سن نہین ہون صرف سات
سو برس کی عمر ہی دودھ کے دانت ٹوٹنا شروع ہوئے ہین ای جوان اگر تو مجکو خوش کرے تو
مین تیرے تمام سردارون کو قید و بند سے رہا کر دون اور ہر ایک تیرے کام کو بسر و چشم انجام دینے کو
تیار ہون اگر تو میری خواہش پوری نہ کریگا تو مدت العمر کو متاسف رہیگا لشکر طلیلہ یہان سے زندہ رہا ہو گیا
اول تو تیرا زندہ رہا ہونا ایک امر محال ہی در انحالیکہ تو میری مخالفت پر آمادہ ہو مجھ ایسی کم سن دختر کسکو
میسر آتی ہی زہے نصیب تیرے کہ مین اس کم سنی مین خود تجھسے درخواست کرتی ہون اگر نہ مانے تو تجھسے
بد نصیب کون ہو سکتا ہی شاہزادہ رستم نے کہا ای ملعونہ سات سو برس کا سن بتاتی ہی اور پھر اپنے کو کم سن
جانتی ہی مین ہرگز تیری درخواست کو قبول نہین کر سکتا ہان اگر میری بھی آٹھ سات ہزار برس کی عمر ہوتی اُسوقت
مین تجکو کم سن سمجھتا اب تو مین تجکو ہزار برس کی بڑھیا سمجھتا ہون قطع نظر اسکے میرے
واسطے بھی کسی جادو گرنی سے اختلاط نہین کیا ہی مین کب مختلط ہو سکتا ہون مین تجکو ایک بلائے بے درمان
سمجھتا ہون اختلاط کیا اب رہا یہ امر کہ مین تیری قید مین ہون تجکو ہر طرح کا اختیار ہی جو کچھ تجھسے ہو سکے عمل مین لا
مطلق رعایت نہ کر اُس ملعونہ نے کہا ای جوان میری عدول حکمی کی حالت مین تو یہی ہوگا لیکا یک سیمہ
مکارہ نے آواز دی کہ کوئی یہان ہی ایک جادوگر حاضر ہوا اور کہا کیا حکم ہی سیمہ نے کہا جا اس جوان کو
لیجا اور ہمارے خیمے کی طناب مین باندھ دے چنانچہ اُس جادو نابکار نے رستم ثانی کو لیجا کے سیمہ کے
خیمے کی طناب مین باندھ دیا جب رات ہوئی سیمہ اپنے بستر نکہت اثر پر دراز ہوئی اور بخیر سو رہی لیکا یک
خواب سے گھبرا کے اُٹھ بیٹھی اور آواز دی ای غریبون کدھر ہی رستم ثانی نے دیکھا کہ ایک زنگی سیہ فام

ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ مین حاضر ہون کیا حکم ہی سیمہ تجبہ نے کہا ای عمر یون کسی طرف سے آدمی کی بو آتی ہی
دیکھ تو یہان کوئی آدمی ہی عمر یون نے کہا ایک آدمی تو یہان موجود ہی یہ اسیکی بو آئی ہوگی سیمہ نے کہا
یہ تو مجکو بھی معلوم ہی کہ رستم یہان طناب خیمہ مین بندھا ہی علاوہ رستم کے اور کوئی ادمی میری
بارگاہ مین آیا ہی تو دیکھ تو سہی عمر یون نے کہا ای ملکہ کہان دیکھون یہان تو کوئی دکھائی نہین دیتا سیمہ نے کہا مجکو
پلنگ کے نیچے کچھ معلوم ہوتا ہی عمر یون نے پلنگ کے نیچے ہاتھ بڑھایا ایک جوان کی گردن پکڑ کے باہر کھینچ لیا
اور پکار کے کہا ای ملکہ تو سچ کہتی تھی دیکھ یہ دوسرا آدمی بھی یہان موجود ہی یہ کہان سے آیا سیمہ نے کہا ای
جوان تو کون ہی اُسنے کہا مجکو مظفر دزد کہتے ہین مین ہی وہ شخص ہون جسنے رستم کو ملک کافور کی قید سے
رہا کیا اور اب یہان پہونچا سیمہ نے کہا تجکو کچھ خوف نہین ہی جو یہ دلیری کی کہ یہان چلا آیا اور
اب پھر کیا رستم کو میری قید سے رہا کرنے آیا ہی مظفر نے کہا کیا تو اس بارہ مین کچھ شک بھی رکھتی ہی
سیمہ نے حکم دیا کہ اس دزد کو لیجاؤ اور رستم کے ساتھ اسکو بھی بستہ کرو بعد ازان پھر اُسی طرح خواب مرگ
مین مبتلا ہو گئی راوی کہتا ہی کہ اس ہنگام مین مہتر قران بارگاہ مین پہونچا دیکھا سیمہ بیخبر سو رہی ہی اور رستم ثانی
اور مظفر دزد دونون مجرمون کی طرح بندھے ہوئے ہین مہتر قران پہلے رستم ثانی کے پاس
آیا اور آہستہ کہا ای شہریار کہو اسوقت کیا ارادہ ہی رستم نے کہا ای مہتر قران یہ وقت کسی بات کے
استفسار کرنے کا نہین ہی ایسے مین وہ ملعونہ بیخبر سو رہی ہی جو کچھ ہو سکے جلد عمل مین لا ورنہ پھر کوئی تدبیر کارگر
نہ ہوگی مہتر قران سیمہ کے قریب گیا دارو ے بیہوشی سونگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب بغیر دارو ے
رفع بیہوشی ہوش مین نہین آسکتی رستم ثانی اور مظفر دزد کے دست و پا سے بند کھولے انھین بندون
سے سیمہ کو بستہ کیا اور مع رستم و مظفر رستم ثانی کے لشکر مین لے آیا سیمہ کو ایک جاے محفوظ مین
محبوس کیا اور سب اپنے اپنے بستر استراحت پر جاکے سو رہے جب صبح ہوئی سب بیدار ہوے
رستم نے مہتر قران سے کہا ای قران سیمہ بھی بیدار ہوئی اُس نے کہا شہریار رستم پر دارو ے بیہوشی کا
اثر ہی جبتک رفع بیہوشی کام مین نہ لائی جاوے گی سیمہ ہوش مین نہ آئیگی رستم نے کہا اُس تجبہ کو لا اُس سے
باتین کرین مہتر گیا اور سیمہ کو رفع بیہوشی سے ہوش مین لایا بعدہ شاہزادہ رستم کی خدمت مین حاضر کیا رستم
سیمہ کو دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای ملعونہ کہ تو اسوقت اپنے کو کس حال مین دیکھتی ہی کل تو بہت خوش تھی جبکہ
مجکو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا آج کہ تجکو کیسی سخت سزا دون سیمہ نے بڑی زور سے قہقہہ مارا اور کہا ای رستم معلوم ہوا
کہ تو مجکو گرفتار کر کے بہت خوش تھا ابھی تجکو حقیقت امر سے اطلاع نہین ہی شاہزادہ نے کہا ای ملعونہ یہ کیا
کہتی ہی وہ حقیقت امر کیا ہی جسکی مجکو اطلاع نہین ہی اسوقت مین یہ دیکھ رہا ہون کہ تو بستہ میرے
روبرو موجود ہی اُسنے کہا اس بستہ ہونے کا تماشا دیکھو کے رستم ثانی نے کہا ہان اُسنے
کہا یہ تو سب دیکھ رہے ہو کہ مین بظاہر بستہ ہون میرے پاس سے علحدہ ہو جاؤ تو پھر دیکھو
مہتر قران نے کہا ای شاہزادہ یہ تجبہ فریب دیتی ہی شاہزادہ نے کہا کیا فریب دے سکتی ہی درانحالیکہ
بظاہر بستہ ہی سب اسکے پاس سے علحدہ ہو جاؤ دیکھین یہ کیا تماشا دکھاتی ہی چنانچہ تمام محافظ اُسکو
اُسی طرح بستہ چھوڑ کے چند قدم کے فاصلے پر علحدہ چلے آئے سیمہ نے اسی طرح اپنے
دست و پا کو جھٹکا کہ فوراً تمام بند کھل کے زمین پر گر پڑے اور سیمہ کبوتری کی صورت سے مشابہ ہو کے

جانب لشکر بروی ہوا ایران ہوئی اپنے لشکر مین پہونچ کے دم لیا

آمدم بداستان شہریار نور الدہر

راویانیکہ درسخن فردانند ❊ شرح این داستان چنین کردند ❊ کہ شہریار اور نور الدہر برابر قلعہ ذوالامان کے پہونچے سعد نے حکم دیا کہ ذوالامان کو ازسرنو دوبارہ بدستور سابق اراستہ کرو نور الدہر نے کہا یا شہریار صلاح یہ ہے کہ تم ذوالامان کی درستی مین مصروف ہو مین جاتا ہون جب ذوالامان کی آرایش و درستی سے فارغ ہونا تم بھی یہان سے نہضت کرنا غرضکہ دوسرے روز نور الدہر اور گہرب اور طہماسپ سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد شہر الماسیہ کے قریب پہونچے الماس گور وہان کا حاکم و فرمانروا تھا وہ اپنے دربار مین باطمینان تمام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ہرکارہ آیا اور موقف عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ ای شہریار فلک اقتدار فی الحال نور الدہر نامے ایک شخص وارد سرزمین الماسیہ ہوا ہے اور فوج کثیر اُسکے ہمراہ ہے واجب جان کر عرض پیرا ہون اب بجائے خود جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا جاوے الماس گور حاکم الماسیہ اس خبر کو سن کے بہت متردد ہوا مشیرون سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جاوے اُن سب نے بالاتفاق یہ راے دی کہ نور الدہر کے ورود کا نتیجہ بہتر نہین معلوم ہوتا ہے بہر حال قلعہ مین قیام کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ الماس گور قلعہ بند ہو گیا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھا کہ ای خداوندا اپنے بندون کی خبر لو عنقریب الماسیہ پر آفت عظیم نازل ہوا چاہتی ہے خداپرست اپنے نام کے ہین فرعون پرستی کے نیست و نابود کرنے کے درپے ہین چنانچہ نور الدہر نام خداپرست بافوج کثیر میرے ملک مین وارد ہوا ہے بمجرد اُسکے پہونچنے کے یہ نامہ لکھا ہے اگر ذرا بھی غفلت کی تو شہر الماسیہ تہ و بالا ہو جاوے گا اور خداپرستون کی حکومت قایم ہو جاوے گی بعجلت تمام مجکو مدد پہونچنا چاہیے فرعون نے جواب نامہ لکھا کہ ای بندہ خاص ہمارے الماس تیرا نامہ ہمکو پہونچا حال معلوم ہوا تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم خداپرستون کی طرف سے غافل ہین ہمکو پیشتر سے اُنکے آنے کی خبر ہے اگر نور الدہر نام خداپرست وارد سرزمین الماسیہ ہوا ہے تو اُسکے مقابلہ مین آمادہ پیکار ہو اور مطلق کسی طرح کے خوف و تردد کو اپنے دل مین دخل نہ دے جسوقت مدد کی ضرورت ہوگی فوراً پہونچیگی جب یہ جواب الماس کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور دوسرا نامہ لکھا کہ ای خداوند مین نے جو نامہ لکھا تھا وہ صرف جواب کے واسطے اور زبانی جمع خرچ کیواسطے نہین بھیجا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ مجکو مدد پہونچے اب پھر اس امر کی درخواست ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے مجھ تک مدد پہونچے اس مرتبہ جو اس مضمون کا نامہ ملک فرعون کو پہونچا بارہ ہزار سواران آتشبار کی جمعیت الماس گور کی مدد کے واسطے جانب الماسیہ روانکی الماس گور فرعون کی مدد بھیجنے سے بہت خوش ہوا ادھر دوسرے روز نور الدہر نے قلعہ پر یورش کی اثنائے یورش مین خبر پہونچی کہ فرعون نے بارہ ہزار سوار کی جمعیت الماس گور کی مدد کیواسطے بھیجی ہے نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ ہے خدا سے مایوس مت مع ہذا بارہ ہزار ابر غرش کنان وارد ہوئے اور بالاے قلعہ مقیم ہوئے انمین سے ایک ابر جدا ہوا اور شاہزادہ کے لشکر پر سایہ فگن ہوا اُنمین سے بارہ ہزار ہاتھ پیدا ہوئے اور نور الدہر کے بارہ ہزار لشکر کو ایک ہی مرتبہ بالاے آسمان اُٹھا لے گئے اور چند لمحے کے بعد ان سب کو زمین کی طرف پھینکا جس سے سب ہلاک ہو گئے شاہزادہ نے جو اس حال کو دیکھا قلعہ سے علیحدہ چلا آیا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای خداپرستو اگر تم

پیشتر ہی قلعہ کے قریب نہ آتے تو ہم کچھ تعرض تمہارے حال سے نہ کرتے اب خبردار قریب قلعہ کے نہ جانا ورنہ تم سب ہلاک کیے جاؤ گے ہم خوب جانتے ہیں کہ خداوند فرعون کی قدرت وجلال کا مطلق خوف تمہارے دلمین نہیں ورنہ ہرگز اسطرف آنے کا ارادہ نہ کرتے خداوند فرعون کی قدرت کو تمنے دیکھا کہ کس طرح تمکو ہلاک کیا

نورالدہر کو مع یاران ہمراہی یہان ملتوی رکھاجاتا ہی اور سعد شہریار کے متعلق خامہ فرسائی کیجاتی ہی

زراویان سخن پرور این چنین مرویست ❊ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ❊ راویان روایات تعجب خیز وحاکیان حکایات حیرت انگیز اس داستان مسرت توامان مین اسطرح گویا ہوے ہین کہ سعد شہریار چندروز مین قلعہ ذوالامان کو آراستہ کر کے اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلمان کو ناموس کا انتظام حوالہ کر کے مع لشکر قیامت اثر فرعونیہ کی طرف روانہ ہوا اور منازل صعب طی کر کے ارجن کوہ کے قریب پہونچا ملک ارجن کو سعد شہریار کے ورود کی خبر پہونچی اُسنے بھی فرعون شاہ کو نامہ لکھا کہ ای خداوند مجکو جس بات کا خیال نہ خوف تھا اُسکا سامنا ہو گیا یعنے سعد نامی خداپرست مع فوج کثیر یہان آیا ہی عنقریب ہنگامہ جنگ گرم ہوا چاہتا ہی جلد مجکو مدد بھیجیے ورنہ خداپرستون کے ہاتھ سے میری حکومت مین خلل آیا چاہتا ہی اور ای خداوند مجکو تعجب اس بات کا ہی کہ تو نے اپنی مشیت مین یہ کیا مقرر کیا ہی جو خداپرست صحیح وسلامت یہان تک پہونچ گئے اُنھون نے جسوقت اسطرف آنیکا ارادہ کیا تھا اسیوقت اُنکو کیون نہ مجبور کردیا جو یہان تک نہ پہونچتے اور میری انتشار کا سبب نہوتے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو کہ وہ اپنا کام کر گذرین اور تو خواب خرگوش مین رہے فرعون شاہ نے اس مضمون کا نامہ پڑھ کے بارہ ہزار ابر ارجن شاہ کی بھی مدد کیواسطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ای ہمارے بندہ خاص ملک ارجن تو گھبرا نہین ہماری مشیت مین جو مصلحت گذری ہی اُس سے تجکو اطلاع نہین ہی اگر سعد خداپرست ارجن کوہ مین پہونچ گیا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بھی ہمارا ہی فعل سمجھ ہم چاہتے ہین کہ وہ سب وہان پہونچ کے ہلاک ہون اور یہ فتح تیرے نام پر مقرر ہو چنانچہ وہ ابر بھی فوج اسلام پر مسلط ہوا اور بدستور بارہ ہزار ہاتھ ابر سے پیدا ہوے اور تمام لشکر کو زمین پر پارہ کے ہلاک کیا سعد شہریار بھی اس واقعہ سے بہت خائف ہوا اور ارجن حصار کو چھوڑ کے وہان سے دورتر مقیم ہوا ناگاہ اُس ابر سے یہ آواز آئی کہ ای سعد کیون ارجن حصار سے دور چلا گیا اگر مرد میدان ہی تو وہین مقیم رہ و دیکھ خداوند فرعون کی قدرت کو کہ اُسنے اپنی قدرت سے کسطرح بہت تیری تمام فوج کو ہلاک کیا اور ہر وقت اسی طرح کا اختیار رکھتا ہی

اب سعد شہریار کو بھی ارجن کوہ کے قریب مقیم رکھاجاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا بیان ہوتا ہی

ہمکو ہمیشہ غیر کا کھٹکا لگا رہا
فرق آیا نہ انکھین مین جو نقشہ لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس مین یہ مرجائے
برسون تمہاری گھات مین بندہ لگا رہا
اندھیر شہر مین رہا اسکے بناؤ سے

کیسا ہمارے دلمین یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
صیاد کو مرے بھی یہ کھٹکا لگا رہا
مشتاق دید سکڑون آئے چلے گئے
دانتون مین مسی آنکھون مین سرمہ لگا رہا

قاتل تو ایک وار مین دو ٹکڑے کر مجھے
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا ❊
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے ہو
دن رات کوے یار مین میلا لگا رہا
جوہریان بازار معانی و صرافان

دار العیار ہمہ دانی اس حال فروزنی مال کو اس رنگ سے مسطور کرتے ہین کہ جب پہلوان دوران سرآمد دلاوران جہان یعنے لندھور بن سعدان مشید بناے جہانبانی یعنے حمزہ ثانی سے رخصت ہوا چند روز کے بعد سراندیپ مین پہونچکے ہندوستان کا بندوبست کیا ایک روز میر منشی سے کہا کہ تمام سلاطین ہندوستان

کے نام فرمان لکھو کہ فلان روز سب یہان آکے جمع ہون چنانچہ جابجا اطلاع پہونچ گئی روز معینہ کو سب آکے جمع ہوئے لندھور بن سعدان نے اُن سب سے کہا کہ اے یارو دنیا مین انسان کو زندگی کا کیا بھروسہ ہو سکتا ہی کچھ نہ کچھ آخرت کی خبر بھی ضرور ہی ورنہ بعد مین بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہین ہو سکتا مجکو ایک حکیم کا قول یاد ہی وہ فرماتا ہی کہ مین نے چار لاکھ کلمے حکمت کے جمع کیے ہین جن مین سے چار کلمون کو با کار سمجھا اور سب کو بیکار سمجھ کے بھلا دیا اُن چار مین سے بھی دو بھلا دینے کے قابل ہین اور دو یاد رکھنے کے قابل ہین یعنے خدا اور موت کو یاد رکھنا چاہیے اور جو کوئی اپنے سے برائی کرے اور جس کسی پر خود احسان کرے ان دونون کو بھلا دینا چاہیے بنا بر یہ دونون اول کلمے یاد رکھنے کے یہ معنی نہین ہین کہ صرف یاد ہی رکھا جاوے بلکہ اُسکے موافق کچھ کام کیا جاوے میرے دل مین بیشتر خیال آیا کہ موجودہ کامون کا بندوبست کر کے حج کا عازم ہون مگر کچھ بعض اسباب مانع ہوئے لیکن اب مصمم ارادہ ہی کہ اپنے پرانے خیال کو عمل مین لاؤن فی الحال ہندوستان کا انتظام درپیش ہی اسکے واسطے میری یہ راے ہی کہ اپنی جگہ اپنی دختر نیک اختر کو ہندوستان کی حاکم و فرمانروا مقرر کر کے حضرت رسالتمآب کی خدمت بابرکت مین کعبۃ اللہ کو جاؤن تم لوگون کو خاص اسواسطے یہان آنے کی تکلیف دی ہی کہ اس بارہ مین تمھاری کیا راے ہی اُن سب نے کہا شہریار دفعۃً اس سفر صعب کا اختیار کر لینا خالی از وقت نہین ہی اگرچہ یہ بہت صحیح بات ہی کہ زندگی مین انسان کو سفر آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اور حج ہر شخص پر واجب نہین مع ہذا ہم لوگون کا خیال یہ ہی کہ اگر ذخیرۂ آخرت مہیا کرنے کی ضرورت ہی تو صرف حج ہی ذخیرۂ آخرت نہین ہو سکتا عدل گستری غریب نوازی رعایا پروری رحم شعاری بھی ذخیرۂ آخرت مین شامل ہی اگرچہ شہریاران تمام اوصاف سے متصف ہین تاہم ایسے امور مین زیادہ تر ترقی کیجاوے تو زیادہ بہتر ہو لندھور بن سعدان نے کہا اے یاران من دنیا کے تعلقات مین مبتلا ہو کے انجام بخیر ہونا بہت مشکل امر ہی اگرچہ کوئی شخص نہایت درجہ احتیاط سے کام لے اور ہر وقت اسی رہ مین غور و فکر کرتا رہے پھر بھی لاعلمی مین گمان ہی کہ غلطی ہو جاے اس سے بہتر یہ ہی کہ اُن تعلقات سے کنارہ کیا جاوے جن مین خدشہ ملزم ہونے کا ہی جہانتک ممکن ہو اُن سب نے کہا ہمنے تو پیشتر ہی عرض کر دیا لندھور بن سعدان اپنی دختر نیک اختر یعنے خسرو شیرین دخت کے پاس آیا اور کہا اے نور نظر میرا ارادہ کعبۃ اللہ جانے کا ہی تجکو بجاے خود ہندوستان کی فرمانروائی پر مقرر کیے جاتا ہون خسرو شیرین دخت آبدیدہ ہوئی اور کہا اے پدر والا قدر اگرچہ مین انتظام ملک سے عاجز نہین ہون تاہم تمھاری مفارقت مجھپر نہایت شاق ہی لندھور بن سعدان نے کہا اے فرزند چند روز کا سفر ہی پھر تو ہم یہان پہونچ ہی جاوینگے خسرو شیرین دخت خاموش ہو رہی لندھور بن سعدان نے اسباب سفر مہیا کرنا شروع کیا یہانتک کہ ایک تاریخ مقرر کر کے اور خسرو شیرین دخت کو نقاب پوش و تاج بر سر سریر حکومت پر بٹھا کے تنہا کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہونے کا عازم ہوا اور تمام یاران موجودہ سے کہا آگاہ ہو مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مجکو تنہا جانا مقصود ہی اُن سب نے کہا شہریار ایسے سفر دور و دراز مین تنہا جانا ہرگز مصلحت نہین ہی لندھور نے کہا اگرچہ تم لوگون کے نزدیک تنہا جانا خلاف عقل ہی لیکن میرے نزدیک یہ بھی مناسب ہی اور اے یارو میرا اسیوقت روانہ ہونے کا ارادہ تھا لیکن بوجوہات چند در چند اسوقت کی روانگی ملتوی رہی آخر شب کو روانہ ہونگا تم لوگون سے اسی وقت رخصت ہوتا ہون کیونکہ اب تمھین تکلیف دینا عبث ہی اُن سب نے کہا تکلیف کیا معنے ہم اُسوقت بھی حاضر ہونگے

لندھور نے کہا اُسوقت کسی کے ہونے کی ضرورت نہین ہی اور اس بارہ مین بھی تم لوگون کا اصرار بیکار ہی وہ سب خاموش ہو رہے سرِ شام سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے شب کو خسرو شیرین دخت سے کہا ای فرزند اسوقت تک مین نے اس راز کو تم سے پوشیدہ رکھا مگر اب اس راز سے تمکو آگاہ کرتا ہون کہ مین سب سے رخصت ہو چکا ہون اور سب کو معلوم ہی کہ مین آخر شب کو عازم سفر ہونگا مین تہ خانہ مین چھپا جاتا ہون کل تو جسوقت تخت حکومت پر بیٹھنا سب سے کہنا کہ ای حاضرین میرے باپ آخر شب کو کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے ہین اور تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ تم لوگ میرے کہے سنے کو معاف کرنا اگر زندہ رہین گے تو پھر تمسے آملین گے مگر ای فرزند خبردار اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا خسرو شیرین دخت نے قبول کیا جب دن ہوا شیرین دخت تخت حکومت پر بیٹھی تمام سلاطین مثل جیپال شاہ اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ بن بختیار شاہ کے دربار مین آئے اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے ملکہ نے کہا ای حاضرین آخر شب میرے باپ کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے بروقت روانگی تم سب کو سلام کہا ہی اور کہا ہی کہ چونکہ مین نے سفر دور و دراز اختیار کیا ہی نہین معلوم کب واپس آنے کا اتفاق ہو زندگی کا کیا اعتبار ہی پس میرے کہنے سنے کو معاف کرنا سب نے بطور سلام سر پر ہاتھ رکھے اور کہا ای ملکہ تمھارے پدر والاقدر نے ہمکو کیا کہا ہی جو ہم معاف کرین ہم سب اُنکے کعبۃ اللہ جانے سے نہایت ملول ہین ہر چند ہم لوگون نے سمجھایا مگر ایسی حالت مین کیا چارہ ہی جب وہ نہ مانین ناچار خاموش ہو رہے اب یہ دستور مقرر ہی کہ روز خسرو شیرین دخت تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتی ہی اور انتظام سلطنت مین ہمہ تن مصروف رہتی ہی چند روز اسی انتظام سے بسر ہوئے روز شب کو لندھور تہ خانے سے پوشیدہ خسرو شیرین دخت کے پاس آتا ہی اور بعد استفسار امور ضروری پھر تہ خانے مین چلا جاتا ہی ایک روز جیپال شاہ نے سب کو جمع کیا اور کہا لندھور بن سعدان نے ایسا سفر دور و دراز اختیار کیا ہی اور اپنے عوض مین اپنی دختر یعنے خسرو شیرین دخت کو تخت حکومت پر بٹھایا ہی اگرچہ خسرو شیرین دخت انتظام سلطنت کی قابلیت رکھتی ہی جیسا کہ ظاہر ہی تاہم عورت کی متابعت و فرمانبرداری دل قبول نہین کرتا بعضون نے کہا پھر کیا مطلب ہی بعضون نے کہا ہم تمھاری راے سے موافق ہین جو کچھ کہو اُسپر عمل کرین جیپال شاہ نے کہا اگر تم سب مجھسے موافق ہو تو مین اس بارہ مین کچھ تدبیر کرون سب نے کہا بیشک ہم موافق ہین جیپال شاہ خاموش ہو رہا دوسرے روز جب خسرو شیرین دخت تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور دربار مین سب جمع ہوے جیپال شاہ بھی آیا اور اپنی جگہ بیٹھ گئے کہا ای یاران مین چند روز سے ایک امر کے بابت ذکر کرتا تھا مگر موقع نہ ملا جو مین کہتا آج مین مصمم ارادہ کر کے آیا ہون کہ اُس ذکر کو بیان کرون سب نے کہا ای جیپال شاہ بیان کرو وہ کیا ذکر ہی جیپال شاہ نے کہا اصل امر یہ ہی کہ دختر لندھور بن سعدان اگرچہ ایک لائق و فائق عورت ہی تاہم عورت کی متابعت کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہان ایک طرح سے متابعت قبول کی جاسکتی ہی کہ دختر لندھور کسی سے نکاح کر لے اُس صورت مین اگرچہ دختر لندھور ہی اس مملکت کی حاکم ہوگی لیکن انتظام سلطنت اُسکے شوہر کے متعلق ہوگا اور جو کچھ ہمکو کہنا ہوگا اُس سے کہین گے شیرین دخت نے بغور و تامل جیپال شاہ کی تقریر کو سنا کہا ای جیپال شاہ اگرچہ یہ کلمہ میری زبان سے نکلنا زیبا نہین معلوم ہوتا تاہم مین تجھسے پوچھتی ہون کہ تیرے نزدیک میرے شوہر ہونے کیواسطے کون مناسب ہی جیپال شاہ نے کہا ای ملکہ مجھسے اس بارہ مین استفسار کی کیا ضرورت ہی اپنا اپنا سب کو اختیار ہی ممکن ہی کہ مین کسی کو تجویز کر کے کہون اور وہ تمھاری پسند خاطر نہ ہو

خسرو شیرین دخت نے کہا اگرچہ مین انکار ہی کرونگی مگر معلوم تو ہو کہ وہ کون ہی جسکو تونے تجویز کیا ہے
جیپال شاہ نے کہا اے ملکہ میرے نزدیک اختیار شاہ بن بختیار شاہ سے زیادہ لائق و فائق کوئی نہین
ہی لیکن مین نہین جانتا کہ تمہارا خیال اُسکے نسبت کیا ہی شیرین دخت نے کہا اے جیپال شاہ اگر تو اختیار شاہ
کو میرے شوہر ہونے کے لائق سمجھتا ہی تو خیر کیا مضائقہ ہی مین بھی اپنے مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کر لون
کل مین اسکا جواب دونگی جیپال شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی جب دربار کا وقت تمام ہوا تمام اہل دربار اپنے
اپنے مقام قیام کو واپس گئے ملکہ بھی اپنے محل مین آئی چند ساعت توقف کرکے تہخانے مین لندھور بن سعدان
کے پاس گئی اور تمام واقعہ بیان کیا اور کہا اے پدر والاقدر جیپال شاہ نے میرے استفسار پر اُس شخص کا بھی
ذکر کیا جسکو میرے شوہر ہونے کے لیے تجویز کیا ہی لندھور نے کہا وہ کون ہی اُسنے کہا اختیار شاہ بن بختیار شاہ کو
لندھور نے نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے کہا خیر صبح تو ہولے دیکھو اُن بدبختونکو کیسی سزائے مقتول دیتا
ہون مین نے اسی واسطے یہ غیبت اختیار کی تھی کہ دیکھو یہ سب کس طرح سے پیش آتے ہین پس وہی خیال میرا پیش
آیا دوسرے روز دربار کے وقت لندھور بن سعدان تہخانے سے باہر آیا لباس نو سے آراستہ ہوا تاج شاہی
سر پر رکھا اور دربار مین آکے تخت حکومت پر بیٹھ گیا حاضرین نے جو لندھور کو دیکھا ہمہ تن حیرت ہو گئے ایک دوسرے
سے سرگوشی کی چند لمحہ کے بعد اختیار شاہ اور بختیار شاہ اور جیپال شاہ بھی گلگونہ خانہ مین آئے دیکھا خسرو
تخت حکومت پر متمکن ہی جیپال شاہ نے بکمال ادب سلام کیا خسرو نے بیتی تمام تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ
جیپال شاہ دو لخت ہوکے زمین پر گرا اختیار شاہ اور بختیار شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا فوراً ملازمان شاہی
نے اُن دونون کو گرفتہ و بستہ کر لیا لندھور بن سعدان نے کہا ایہا الناس نہایت تعجب کی بات ہی کہ میری
نظر سے غائب ہوتے ہی تم سب مجھسے خلاف ہو گئے اور ہر شخص بجائے خود حاکم ہو گیا اور طرح طرح کی فتنہ پردازی
شروع کردی اگر مین واقعی یہان سے کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہو جاتا تو نہین معلوم کیسا فتنہ و فساد برپا کرتے تمام
اہل دربار سرنگون خاموش تھے بعد ازان لندھور بن سعدان انتظام حکومت مین مصروف ہوا دوسرے روز
اپنی دختر خسرو شیرین دخت کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اپنے معتمدین کو جمع کیا اور کہا اگرچہ جیپال شاہ نے میری
غیبت مین شیرین دخت کی شادی کے نسبت تحریک کی مگر یہ فعل بدنفسی پر محمول تھا تاہم شیرین دخت
کی شادی ایک امر ضروری ہی لہذا اس فرض سے ادا ہو جانا ضروری ہی سب نے بالاتفاق کہا اے شہریار اس
بارہ مین مشورہ کی کیا ضرورت ہی البتہ بیٹی کے مقدمہ مین اس بات کا ضرور خیال رہنا چاہیے کہ اُس شخص سے نسبت
کی جاوے جو تین صفتون سے متصف ہو جس طرح نگینہ مین تین صفتین دیکھی جاتی ہین رنگ سنگ ڈھنگ انسان کا
رنگ یہ ہی کہ صاحب علم و ہنر ہو سنگ یہ ہی کہ شریف قوم سے ہو ڈھنگ یہ ہی کہ غیرت رکھتا ہو یعنی ابنائے جنس
مین اُسکا طرز معاشرت مستحسن سمجھا جاتا ہو لندھور نے کہا پھر یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری نظر مین ان صفتون سے کون
ایسا شخص متصف ہی جو شیرین دخت کی نسبت کیواسطے تجویز کیا جاوے اُن سب نے کہا ہمارے نزدیک
محمود شاہ سے بہتر کوئی شخص نہین ہی لندھور نے اُسی وقت حامد شاہ بادشاہ ہندوستان کے نام نامہ
لکھا جسمین اس نسبت کا بھی ذکر تھا مضمون نامہ کو باعتبار طوالت قصہ موقوف رکھا خلاصہ یہ کہ حامد شاہ نے
جواب نامہ حسب دلخواہ لندھور کے بھیجا دیگر امور متعلقہ عروسی بھی بذریعہ تحریر ہی طے ہوئے بساعت سعید داوان
حمیدہ یہ تقریب عمل مین آئی یعنی خسرو شیرین دخت محمود شاہ بن حامد شاہ سے منعقد ہوئی بہت

کچھ انتظام واہتمام اس تقریب مین ہوا بعد نکاح مبارک سلامت کا غل ہوا انعام واکرام تقسیم ہوئے راوی لکھتا
ہی کہ جدائل خان ہندی لندھور بن سعدان کا بھانجہ ایک نہایت شریر ساحر تھا ہمیشہ لندھور بن
سعدان کو اُسکی طرف سے خدشہ لگا رہتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ لندھور کی بہن جدالہ نام بڑی علامہ مکارہ
عورت تھی بیشتر لندھور اُسپر ملامت کرتا تھا کہ انسان کو چند روزہ زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے تو جو کفر وضلالت
مین اپنی زندگی بسر کرتی ہی اسکو تونے کیا بہتر سمجھا ہی میری فہمایش کی یہ غرض ہی کہ تجکو مجھسے حقیقی نسبت ہی جب مجکو
تیری اس کم بختی کا خیال آتا ہی نہایت افسوس ہوتا ہی اور شرمندگی ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسپر عمل
کر اور انجام کی اپنی خبر لے جدالہ اگرچہ لندھور کو اُسکی فہمایش کا جواب نہ دیتی تھی البتہ دلمین تاؤ پیچ کھایا کرتی تھی ایکدم
جدالہ نے اپنے بیٹے جدایل خان ہندی سے اس بارہ مین ذکر کیا کہ میرا بھائی لندھور بیشتر مجکو بے معنے فہمایش
کیا کرتا ہی مجکو بہت ناگوار ہوتا ہی جدایل نے کہا ای مادر لندھور کو تیری فہمایش سے کیا علاقہ ہی اگر تجکو اُسکی فہمایش
ناگوار معلوم ہوتی ہی تو کیون اُسکو منع نہین کر دیتی تاکہ بار دیگر اُسکو جرأت نہو ابکی جو لندھور فہمایش کرے تو ضرور
جواب صاف دینا جدالہ اپنے بیٹے سے اس بات کو سنکے خاموش ہو رہی ایک روز حسب اتفاق پھر سامنا
ہوا لندھور نے موافق دستور ملامت کی جدالہ نے برہم ہوکے کہا ای لندھور تو جو مجھے ہر مرتبہ فہمایش اور
ملامت کیا کرتا ہی اس سے کیا فائدہ عیسے بدین خود موسی بدین خود خبردار اس بارہ مین آیندہ مجھسے کچھ نہ کہنا ورنہ نتیجہ بہتر
نہوگا لندھور نے کہا کیا نتیجہ بہتر نہوگا جدالہ نے کہا بس یہ سمجھ لے کہ کشت وخون کی نوبت آجائیگی لندھور نے
کہا مین کشت وخون سے نہین ڈرتا ہون اس مرتبہ جدایل خان ہندی بھی جدالہ کے ساتھ تھا اُسنے لندھور
سے بآواز بلند کہا ای لندھور اگر تو کشت وخون سے نہین ڈرتا تو ہمکو بھی اسی طرح سمجھ کیا وجہ ہی جو تو میری
مادر کو فہمایش کیا کرتا ہی لندھور نے بغیظ وغضب جدایل خان کی صورت دیکھی اور کہا او جدایل نالائق یہ تو
کیا بکتا ہی جدایل خان نے کہا خبردار اب زیادہ گوئی نہ کرنا اور اسوقت کا اگر بدلہ نہ لیا تو مین جدایل خان نہین یہ
کہکے وہان سے دونون مان بیٹے چلے گئے اُس روز سے لندھور کو جدایل خان کی طرف سے خدشہ رہا بعد فراغ
عروسی خسرو وشیرین درخیت لندھور نے جدایل خان کے نام نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زمانہ مین میرے
تیرے درمیان لشکر رنجی ہو گئی تھی اور تونے کہا تھا کہ کسی وقت مین اسکا عوض لونگا مجکو اُسوقت سے ابتک اس
بات کا خیال ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اب فیصلہ ہو جانا چاہیے کیون ہر وقت کا خدشہ جانبین کے دلونمین
باقی رہ جاوے اور ای جدایل خان یہ تو نہ سمجھنا کہ مین ہر طرح جنگ وحرب ہی کیواسطے مستعد ہون کیونکہ مین اُس
بے تہذیبی کے سبب سے برخاستہ نہین ہوا ہون جو تو عمل مین لایا اور میری بزرگی کا ہرگز تجکو خیال نہوا بلکہ میری غرض
اصلی یہ ہی کہ تو راہ راست اختیار کر اور اپنی مادر ملعونہ کو بھی فہمایش کر ورنہ جنگ وحرب کے واسطے آمادہ ہون اس
ذریعہ سے حق وباطل کا امتیاز بھی حاصل ہو جاوے گا اور زور وطاقت کی بھی حقیقت دریافت ہو جاویگی جسکے بھروسے
پر تونے میری بزرگی بالاے طاق رکھی اور مادر ملعونہ کی طرفداری پر آمادہ ہو گیا جب اِس مضمون کا نامہ جدایل ہندی
کو پہونچا از سرتا پا غیظ وغضب ہو گیا جدالہ کے پاس جاکے کہا ای مادر لندھور اپنے زور وطاقت پر بہت مغرور
ہی اُسنے اس مضمون کا نامہ لکھا ہی اور اُس نامہ کو پڑھکے سنایا جدالہ نے کہا پھر تیرا کیا ارادہ ہی جدایل خان
ہندی نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ واقعی یہ خدشہ ہمیشہ باقی رہیگا بہتر یہ ہی کہ لندھور سے مقابلہ کر لون جو کچھ بعد مین کسی وقت
ہونا ہی وہ ابھی ہو جاوے یہی تاکہ وہ زبردست ہی باشد جدالہ ساحرہ نے کہا ای جدایل مین نے خاص اسی غرض سے

تیرے ارادہ کو پہونچا تھا اگر اپنا ارادہ جنگ و جدل کا ظاہر نہ کرتا تو مجکو نہایت ملول ہوتا تو بلا تکلف لندھور سے
مقابلہ کرتا اگر وہ زور طاقت رکھتا ہی تو مین بھی افسون و سحر مین کسی قدر ملکہ رکھتی ہون اگر میرا افسون و سحر کام کر گیا تو
لندھور بن سعدان باوجود زور و طاقت کے کیا کر سکتا ہی اے فرزند تو بروقت جنگ و حرب صرف اسقدر خیال
رکھنا بلا تکلف کسی طرح لندھور کے قریب پہونچ جانا اور جو کچھ مین بتاؤن اُسکو عمل مین لانا یقین کامل ہی کہ اُسوقت
کا تماشا دیکھنے کے قابل ہوگا جدایل خان نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو مین ابھی لندھور کو جواب نامہ لکھتا ہون
جدالہ نے کہا تو شوق سے جواب ترکی لکھ جدایل خان نے جواب لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے لندھور تجکو
قسم ہی اُسی خدائے نادیدہ کی جسکی تو پرستش کرتا ہی تو ہرگز قرابت عزیز داری کا خیال نہ کرنا جس طرح تجکو منظور ہو
مجھسے سمجھ لے مین خود اس بارہ مین تجکو پیغام بھیجنا چاہتا تھا بارے تو نے خود تحریک کی اس جواب کو پڑھ کے
لندھور کو تعجب ہوا مشیروں اور سرداروں سے کہا اے یارو جدایل خان کی یہ طاقت نہ تھی کہ مجکو اسطرح کا
جواب لکھتا مین تو یہ سمجھا تھا کہ میرے نامہ کو پڑھ کے اپنی گستاخی کی معذرت کے واسطے آیگا بالیقین یہ تمرات
اُسکی مادر ملعونہ کی ہی کیونکہ اُسکو اپنے سحر و ساحری پر بہت بھروسہ ہی خیر کیا مضائقہ ہی *بیتم که تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان* سب نے کہا شہریار ضرور اُس خلاف شعار سے مقابلہ کرنا چاہیے چنانچہ جنگ و حرب
کی تیاری شروع ہو گئی تا اینکہ جدایل خان مقابلے کے واسطے آیا اور ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا
ایک خاصے خیمے مین جدالہ ملعونہ بھی مقیم ہوئی اُسنے لندھور بن سعدان کو بلا بھیجا لندھور بن سعدان
اپنی بہن کے خیمے مین گیا جدالہ نے کہا اے لندھور آگاہ ہو اگرچہ تو جدایل کے مقابلہ مین زبردست ہی مگر یاد
رکھ کہ اس زور و طاقت سے کچھ فائدہ نہوگا بیکار اپنے کو معرض ہلاکت مین لاتا ہی لندھور نے کہا مین اس بارہ
مین اس سے زیادہ کچھ نہین کہ سکتا کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑ دے ورنہ از خود معاملہ کو یکسان ہو جانے دے جدالہ
نے کہا اچھا اب تو یہان سے چلا جا صرف یہی کہنا تھا جو تجکو بلایا لندھور چلا آیا شب کو طرفین کے لشکر مین
طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکروں مین صف آرائی ہوئی پہلا جو شخص لشکر مخالف سے نکلا وہ جدایل خان
ہندی تھا آواز بلند پکارا کہ اے لندھور تو اپنے زور طاقت مین بہت مغرور ہوئے *بیا انچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران* لندھور فوراً مسلح و مکمل ہو کے اُسکے مقابلے مین آیا بعد رد و بدل کے بہ ایں
لندھور نے چاہا کہ جدایل خان ہندی کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لے جدایل خان نے
اپنی مادر ملعونہ کا تعلیم کیا ہوا افسون پڑھ کے پھونکا جسکا یہ اثر ہوا کہ لندھور کا ہاتھ اُسکے کمربند سے مس ہوتے ہی
جھول گیا اس واقعہ سے لندھور کے ہاتھ پاؤن پھول گئے کہا او ساحر بدکار یہ کونسی مردانگی ہی کہ سحر و افسون سے
کام لیتا ہی اگر مرد میدان ہی تو زور دست و بازو سے کام فنون سپاہگری کو کام مین لا یہ کیا کہ جب سے میرے مقابلہ کو آیا
ہی سانپ کی طرح پھنکار مار رہا ہی جدایل خان کو غیرت آئی سحر و افسون سے باز آیا اور پھر رد و بدل شروع ہوئی
اس مرتبہ بھی لندھور بن سعدان نے اُسکو سر سے بلند کر لیا ہوتا مگر جدایل بھی فن جنگ سے ماہر تھا لندھور
کے قبضہ سے نکل گیا شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو جدایل خان
ہندی نے جدالہ سے کہا اے مادر آج تیرا افسون لندھور پر صرف اسقدر کارگر ہوا کہ میرا کمربند اُسکے ہاتھ مین
آ کے نکل گیا مین نے کوئی ایسا موقع نہین پایا کہ لندھور کو گرفتار کر لیتا یا ہلاک کرتا مجھے اسقدر کو مجھے شرم بھی آئی
کہ میدان حرب مین افسون و سحر سے کام لینا بالکل نامردی ہی جدالہ نے کہا اے جدایل خان تیرا خیال تیرے واسطے

ضرر رسان ہی اسواسطے کہ لندھور تجھسے بدرجہا زبردست ہی پھر زور و طاقت مین اُس سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہی البتہ اگر کام نکالنا چاہتا ہی تو سحر و افسون سے کام لے ورنہ اس مقابلہ سے تو یہ بہتر ہی کہ بسہولت اپنے کو لندھور کے حوالے کر دے جدایل نے بعد غور و فکر کہا مجھسے ممکن نہین ہی کہ سحر و افسون سے کام لون تمام رات ماں بیٹون مین یہی گفتگو رہی دوسرے روز جدایل خان نے مقابلہ ملتوی رکھا ادھر لندھور بن سعدان کا ہاتھ بھی بیکار تھا ہزار ہزار ترکیبین عمل مین آئین طرح طرح کے علاج ہوے کچھ فائدہ نہوا لندھور نے کہا یارو واقعی یہ تمام تدبیرین بیکار ہین اس سے کچھ فائدہ نہوگا سحر و افسونکے مقابلہ مین دوا علاج کا کیا کام ہی سب نے کہا آخر پھر کیا ہو لندھور نے کہا اسکا یہ علاج ہی کہ کوئی تعویذ دافع سحر و افسون ہاتھ پر باندھا جاوے یا اس قسم کی کوئی دعا پڑھی جاوے لوگ عامل کی تجسس و تلاش مین گئے اُسکو لائے حال پوچھا عامل نے کہا واقعی افسون کا اثر ہی غرضکہ دو تعویذ لکھے ایک ہاتھ پر باندھا دوسرا جلایا گیا ہاتھ ہیئت اصلی پر آیا لندھور نے کہا بڑی مشکل پیش آئی اگر جدایل خان کے سحر و افسون یہی حال رہا تو کیونکر اُس سے مقابلہ ہو سکے گا آج ہاتھ بیکار ہو گیا ہی کل از سرتا پا بے حرکت ہو جاؤنگا عامل سے کہا کوئی ایسا تعویذ دو کہ مجھپر کسی کا سحر و افسون اثر نہ کرے اُسنے ایک دعا لکھی اور کہا شہریار اس دعا کا یہ خاصہ ہی کہ جب کسی ساحر سے مقابلہ ہو اس تعویذ کو از سرتا پا مس کر لینا چاہیے جہان جہان یہ تعویذ مس ہوگا وہانتک سحر و افسون اثر نہ کریگا تیسرے روز پھر طرفین کے لشکر میدان مین آ کے صف آرا ہوئے لندھور نے اُس تعویذ کو از سرتا پا مس کیا اور میدان مین آ کے باواز بلند پکارا کہان ہی جدایل خان بے ایمان آوے اور آج پھر میرا مقابل ہو یہ خبر جدایل کو پہونچی جدالہ نے کہا جا لندھور کا مقابلہ کر اُسنے کہا کیا جاؤن اور کس طرح مقابلہ کرون نہ سحر و افسون سے کام لے سکتا ہون اور نہ زور و طاقت مین سر بر ہونگا جدالہ نے کہا اگر ایسا ہی خیال تھا تو پیشتر جنگ و حرب کا ارادہ نہ کیا ہوتا بیکار یہان آیا اور اپنے ساتھ مجکو بھی زحمت مین پھنسایا جدایل خان نے کہا پھر اب کیا ممکن نہین ہی جدالہ نے کہا تف ہی تیری مردانگی پر کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ یہان سے صحیح و سلامت واپس چلا جاویگا ہان اس صورت سے رفع شر ممکن ہی کہ مین اور تو دونون اسلام اختیار کرلین جدایل خان نے کہا ناصاحب یہ کسی طرح ممکن نہین جدالہ نے کہا یہ ممکن نہین ہی تو مقابلہ کر اُسنے کہا کیونکر مقابلہ کرون جدالہ نے کہا چل مین تیرے ساتھ چلتی ہون اگر تجکو سحر و افسون سے کام لینا ناگوار ہی زور دست بازو سے کام لے مین خود لندھور کے جانب افسون پڑھ کے پھونکونگی جدایل نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہی جدالہ نے ایک ناقہ طلب کیا اُسپر عماری کسوا اسکے سوار ہوئی اور جدایل کے ہمراہ میدان حرب مین پہونچی جاتے ہی کچھ پڑھا اپنے ہاتھ کو ہر چہار جانب تین مرتبہ گردش دی تین تالیان بجائین لندھور اُس ناقہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا لیکن کہا عجب نہین اس عماری مین جدالہ مکارہ ہو دیکھیے کیا قیامت برپا کرتی ہی اور جدایل خان ہندی سے کہا آج تو نے اسقدر دیر کیون کی جدایل خان نے کہا اے لندھور آج مین تیرے واسطے پورا بند و بست کر کے آیا ہون اور اس امر کی تو مجھسے قسم لے لو کہ مین ہرگز سحر و افسون سے کام نہ لونگا لندھور نے کہا مجکو قسم لینے کی کچھ ضرورت نہین ہی تو بلا تکلف سحر و افسون سے کام لے خداے ما بزرگ ست بس زبان بہ بند و بازو بکشا جدایل خان نے شمشیر آبدار کا وار لندھور پر کیا لندھور نے بسہولت تمام اُس وار کو پشت شمشیر پر رو کیا اُسطرف جدالہ نے جو وار جدایل خان کا رو ہوتے دیکھا ایک ایسا افسون پڑھ کے پھونکا کہ اگر لندھور اُس تعویذ سے مس نہوتا تو بالکل بے حس و حرکت ہو جاتا تاہم چونکہ آنکھون سے وہ تعویذ مس نہوا تھا دونون آنکھونکا نور زایل ہو گیا اب لندھور بن سعدان کی یہ صورت ہی کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ

کے ہر طرف دیکھتا ہو مگر کچھ نظر نہین آتا اہل لشکر کو اس حال کی خبر نہ تھی کہ وہ لندھور تک پہونچ کے اُسکی مدد کرتے لندھور سمجھ گیا کہ میری نظر پر سحر اثر کر گیا ہی مجبور ہو کے بے تحاشا دو چار وار شمشیر آبدار کئے ہر چہار جانب سکے اُسکے ہاتھ کی گردش سے جدایل خان کو بخوبی یقین ہو گیا کہ ضرور لندھور کی بینائی زایل ہو گئی قریب آکے لندھور کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے مرکب سے زمین پر لایا اور بخوبی بستہ کر کے اپنے لشکر مین بھیج دیا مع ہذا طبل بازگشت بجوا دیا ہر چند لندھور کے لشکر نے چاہا کہ ہنگامہ کارزار گرم کرین مگر ممکن نہوا کیونکہ سردار فوج گرفتار ہو گیا تھا سوچے کہ اسوقت کے ہنگامہ آرائی کا نہین معلوم کیا نتیجہ ہو مجبور ہو کے اپنے مقام قیام مین چلے آئے وہان جداله قحبہ نے لندھور کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے لندھور دیکھا تو نے کہ تجکو کسطرح ہمنے گرفتار کر لیا یہ تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اگر تو اُسیوقت میرے کہنے پر عمل کرتا تو کیون تو آج اس نوبت کو پہونچتا اُس خدا کی بندگی کیا جسکو دیکھ نہین سکتے اب اسوقت کسکا دین سچا ہی لندھور نے کہا او مکارہ اندھے جتنے ہین اُنکو وہ خداے وحدہ لاشریک ہرگز نہین دکھائی دیتا جداله نے کہا اے لندھور تیری زبان درازی اب بھی نہین جاتی بتا تو اندھا ہی یا ہم لندھور نے کہا ہمارے دل کی آنکھین اُس خداے قادر و توانا کو دیکھ رہی ہین جداله ساحرہ نے کہا لیجاؤ اسے بحفاظت تمام قید رکھو جبتک کہ اُسکے نسبت ہمارا کوئی خاص حکم نہ پہونچے لندھور اُس حالت کوری مین جداله کے جانب جھپٹا اور اُسکے قریب جا کے بندھے ہوئے ہاتھون سے ایسا اُسکا گلا گھونٹا کہ اُسیوقت اُسکا دم نکل گیا جدایل خان بہت برہم ہوا چاہا کہ لندھور کو بھی ہلاک کرے مگر بعض سردارون نے سمجھایا کہ اے جدایل خان لندھور تیرا قیدی ہی و مزید بران بالکل اندھا ہی اگر اسکو ہلاک کریگا تو بدنامی ہوگی کہ یہ کونسی جوانمردی ہی کہ اسطرح سے مجبور قیدی سے بدلہ لیا رہا یہ امر کہ تیری مادر ناپاک کو ہلاک کیا اس بارہ مین تیرا کچھ دخل نہین ہی اسواسطے کہ اگرچہ جداله تیری مان تھی تو لندھور کی بھی بہن تھی کیا بھائی بہنون مین لڑائی نہین ہوتی اگر لندھور نے ہلاک کیا تو اپنی بہن کو تجھے کیا اسطرح کی فہمایش سے جدایل خان خاموش ہو رہا اور لندھور کو نہایت تیرہ و تار ایک مکان مین بہزار محنت و مشقت مقید کیا خسرو شیرین دخت کو اپنے باپ کے مقید ہونے کی جو خبر پہونچی بہت گریہ و زاری کی اکثر اپنے شوہر محمود شاہ سے کہا افسوس باوجود تمھاری اس قرابت کے میرا پدر والاقدر دشمنون کی قید سخت مین مبتلا ہی جلد اُس معزز و مکرم کی رہائی کی فکر کرو ورنہ مین ہلاک ہو جاؤنگی محمود شاہ نے سمجھایا کہ اے ملکہ تمھارے باپ ہرگز گرفتار بلا نہوتے اگر جداله کے سحر و افسون کا دخل نہوتا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ سحر و افسون کے مقابلہ مین کسی کے زور و طاقت کی کیا وقعت ہی میرے دلمین پیشتر ہی اس بات کا خیال آیا تھا کہ جدایل خان سے مقابلہ کر کے تمھارے باپ کو اُس قید سے رہا کرون لیکن اصل امر یہ ہی کہ سحر و افسون کے خیال سے خاموش ہو رہا اور اے ملکہ تمھارے باپ نے اُس نابینائی اور قید ہو جانے کی بھی حالت مین وہ کارنمایان کیا کہ مجکو حیرت ہو گئی یعنے جداله کو ہلاک کیا بہرحال مطمئن رہو مجکو اس بات کا بہت خیال ہی اور مین فکر کر رہا ہون

اب حال شاہزادہ بدیع الملک کا مذکور ہوتا ہی

برادیان اخبار عجیب و محرران مضامین غریب اس واقعہ کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک جب اُس باغبان کے مجبور کرنے سے اُس باغ طلسمی کی درستی مین مصروف ہوا دو روز تک بدستور باغبانی مین مصروف رہا تیسرے روز ایک جانور عجیب الخلقت کو دیکھا کہ ایک درخت پر آکے بیٹھا اور بزبان انسانی کہا اے جوان سلام علیک شاہزادہ سمجھا کہ کوئی انسان اس درخت پر ہی جو مجکو سلام کرتا ہی سر اُٹھا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہی جانور ہی جسنے

سلام علیک کی کہا علیکم السلام ای طائر خوشرنگ تو کون ہی اور کیون مجکو سلام کرتا ہی اُسنے کہا ای جوان مثل تیرے مین بھی مسلمان ہون طائر جنی میرا نام ہی جب سے اس طلسم کی بنا قرار پائی ہی مین اسی صورت سے جابجا سیر کرتا پھرتا ہون جس وقت اس طلسم کے فتح ہونے کی نوبت آئیگی کیا عجب ہی کہ مین بھی اپنی صورت اصلی پر آجاؤن شاہزادہ نے کہا ای برادر طائر جنی کچھ تجکو معلوم ہی کہ اس طلسم کے فتح ہونے کی کب نوبت آئیگی اُسنے کہا ای جوان میرے خیال مین تو عنقریب اس طلسم کے فتح کی نوبت آیا چاہتی ہی اب تو بھی اپنا نام و نشان بتا شاہزادہ نے کہا مجکو بدیع الملک کہتے ہین محض دین اسلام کی رواج کے غرض سے اس مقام تک پہونچا ہون تین روز سے اس باغ کی درستی مین مصروف ہون لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ انجام اس باغبانی کا کیا ہوگا اُس طائر خوش رنگ نے کہا انشاء اللہ انجام بہتر ہوگا شاہزادہ نے کہا ای طائر جنی اگر تو مسلمان ہی بالیقین تجکو پاس و لحاظ اہل اسلام کا ہوگا مین چاہتا ہون کہ اس طلسم کو فتح کرون اگر تو میرا اس کام مین معین ہو تو کیا عجب ہی کہ مین کامیاب ہو سکے تیرا ممنون ہون طائر جنی نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای جوان یہ کیون نہین کہتا کہ اس طلسم کا کام تمام کرنے آیا ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا دیکھ جہان تو کھڑا ہی یہان کیا دکھائی دیتا ہی شاہزادہ نے دیکھا تو پایا ایک سنگ سفید بچھا ہوا ہی شاہزادہ نے کہا ای برادر یہ پتھر ہی اسکو کیا کرون طائر جنی نے کہا اس پتھر کو اُٹھا زینہ نمودار ہوگا تہخانہ کا زینہ ہی بلا تردد تہخانہ مین اُتر جانا یہ کہکے طائر جنی اُڑ گیا شاہزادہ نے وہان سے پتھر ہٹایا زینہ دکھائی دیا اُس زینہ پر سے تہخانے مین پہونچا وہان دروازہ دیکھا اُسکو کھولا ایک باغ مین پہونچا جو کثرت درختان گل و ثمر و سرو و صنوبر سے سرسبز و شاداب تھا اور قدرت خدا کو یاد دلاتا تھا وسط باغ مین ایک قصر رفیع واقع تھا اندرون قصر سے طرح طرح کے باجون کی آواز آرہی تھی شاہزادہ اُس قصر مین داخل ہوا دیکھا ایک نازنین سراپا ناز و انداز تخت طلائی و مرصع پر بہزار عز و تمکین بیٹھی ہی سامنے چند نازنین رقص و نوا مین مصروف ہین اور بھی بہت نازنینین ہین جو عالم محویت مین بیٹھی ہین اور پس پشت وہی طائر خوشرنگ بھی بیٹھا ہی جو ہین شاہزادہ کو اُس نازنین نے دیکھا اشارہ سے رقص و سرود کو موقوف کیا اس مرتبہ پھر اُس طائر خوشرنگ نے کہا السلام علیک ای جوان شاہزادہ نے کہا علیکم السلام بعدہ اُس نازنین تخت نشین سے طائر جنی نے کہا ای ملکہ یہ جوان وہی ہی جسکا مین ذکر کر رہا تھا اُس نازنین سرو قد اُٹھکر شاہزادے کی تعظیم کی اور اپنے پہلو مین بٹھا لیا شاہزادہ نے کہا ای خاتون اول تو مجکو یہ بتا کہ اس طائر خوشرنگ نے تجسے کیا کہا جو تو نے بلا تکلف مجکو اپنے پہلو مین جگہ دی دیگر یہ کہ مین یہان رقص و سرود کے لالچ سے نہین آیا ہون جو دل بہلاؤن بلکہ ضروری کام سے آیا ہون اور وہ ضروری کام یہ ہی کہ خاص اس طلسم کے فتح کی غرض سے آیا ہون اگر اس بارہ مین تو میری کچھ مدد کر سکے تو خیر ورنہ مجکو رخصت کر کہ مین اپنے مقصود کی تلاش مین اور کسی طرف جاؤن اُس نازنین نے کہا ای جوان تیرا مقصود یہین ہی کہین اور جانے کی ضرورت نہین ہی قبل تیرے آنے کے مجکو اس طائر خوشرنگ نے اطلاع دی تھی کہ ایک جوان ذی شان جو اس طلسم کو فتح کرنا چاہتا ہے وہ خدا پرست ہی مین تیرے یہان آنے سے بہت خوش ہوئی چونکہ مجکو پیشتر سے معلوم ہوگیا تھا کہ تو مسلمان ہی اور اکثر مسلمان غنا کو حرام جانتے ہین اسواسطے مین نے یہان تیرے آنے سے رقص و نوا کو موقوف کر دیا اگر تو اجازت دے تو پھر رقص و نوا شروع ہو اس جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد مین تجسے تیری ضرورت کی باتین کرونگی شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی مین نے ابھی دعا سے توبہ نہین پڑھی جو ایسے جلسہ سے احتراز کرون اُس نازنین نے نازنینان

اور مطربہ کی جانب اشارہ کیا بدستور باجے بجنے لگے اور گانا شروع ہوگیا شاہزادہ بدیع الملک
نے اُس قصر کی آرایش اور اُس رقص و نوا کے جلسہ کو بغور و تعجب دیکھا تھوڑی دیر کے بعد وہ جلسہ
برخاست ہوا وہ نازنین شاہزادہ کی جانب متوجہ ہوکر کہنے لگی کہ اصل حقیقت میری یہ ہی کہ مین بادشاہ چین
کی دختر ہون ایک دیو خونخوار جسکو سازہ مشوش کہتے ہین شاید مجکو یہان لے آیا ہی ہرچند کہ اُس نے
مجھسے کسی طرح کا تعرض نہین کیا ہی صرف شب کو یہان آتا ہی اور علیحدہ سو رہتا ہی مین بھی ایک
طرف مسہری پر سو رہتی ہون صبح کو وہ دیو یہان سے چلا جاتا ہی جو کچھ ضروری سامان میرے واسطے
درکار ہوتا ہی اُسکو وہ مہیا کر دیتا ہی آج پانچ سال کا عرصہ اس واقعہ کو گذرا ابتدا مین بہت مضطرب
و محزون رہتی تھی اُسنے مجکو بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ مین صرف تیری صورت پر فریفتہ ہون
اسواسطے یہان لایا ہون مین نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا آخرکار وہ مجکو مغموم و محزون دیکھکر
اس طائر عجیب الخلقت کو میرے پاس لایا اور کہا کہ تو اسی سے عالم تنہائی مین باتین کرکے دل
بہلایا کر چنانچہ اسی طائر کی وجہ سے میرا وہ حزن و الم برطرف ہوا اسنے بھی مجکو بہت کچھ
سمجھایا کہ اگر قسمت مین رہائی مقرر ہی تو کبھی وطن پہونچ جانا ہوگا ورنہ خیر انچہ مرضی مولی از ہمہ اولے
پر حزن و الم تا کی چونکہ مجکو کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا مجبور خاموش ہو رہی اور دل بہلانے مین
مصروف ہوگئی چند روز کے بعد وہ حزن و اندوہ بھی رفع ہوگیا تاہم جب اپنے وطن کا
خیال آتا ہی کیا کہون کہ کیسا قلق دل پر مستولی ہوتا ہی حالانکہ مجکو یہان کسی طرح کی تکلیف نہین ہی خادمین
متعدد مقرر ہین مکان ایسا پرتکلف ہی جو تو دیکھ رہا ہی علے ہذا تمام راحت و آسایش کا سامان مہیا ہی سچ کہا ہی
حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ✤ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ✤ یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
می گفت گدا بودن کنعان خوشتر ✤ اور اے جوان اسی طائر جنی کی فہمایش سے مین مسلمان بھی ہوئی
ہون ہمیشہ لطیفہ غیبی کے منتظر رہی بارے آج تم ایسے جوان ہم مشرب کی صورت نظر آئی شاید
تمھاری سعی و کوشش سے میری بھی مراد حاصل ہوجاے کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن
بس اب مین اپنی داستان کو ختم کر چکی اب جو کچھ استفسار حال کرنا ہو اس طائر سے ممکن ہی
شاہزادہ بدیع الملک طائر جنی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے برادر زہے نصیب تیرے
کہ تو ایک بندہ خدا کو راہ راست پر لایا تیری ہدایت کی بنا پر مین یہان تک پہونچا اب کیا
ہدایت کرتا ہی اُسنے کہا اے جوان آگاہ ہو کہ جس دیو نے اس نازنین کو ملک چین سے لاکے یہان
مقیم کیا ہی اُسکی ہلاکت پر اس طلسم کی فتح موقوف ہی اور اُس دیو کا ہلاک کرنا چندان دقت طلب امر
بھی نہین ہی سامنے جو حجرہ ہی اُسمین ایک مختصر پتھر کا حوض پانی سے مملو ہی شب کو جسوقت دیو آوے
اور بستر خواب پر دراز ہو تو آہستہ اُس حوض سے پانی لانا اور اُس دیو پر چھڑک دینا اس
عمل سے وہ دیو فوراً راکھ ہوجاے گا مع ہذا یہ طلسم بھی برطرف ہوجاے گا بعدہ مین تمھالف
طلسمی کا نشان دونگا شاہزادہ نے تمام بقیہ دن وہین بسر کیا جب شب کو اُس دیو کے آنے کا
وقت آیا شاہزادہ علیحدہ ایک حجرہ مین پوشیدہ ہوگیا چند لمحہ کے بعد تند و تیز ہوا کا ایک جھونکا
چلا شاہزادہ گھبرا کے اُس حجرہ سے باہر آیا کہا اے خاتون کیا آندھی آئی ہی اُس نازنین نے کہا

ای جوان جا اُس حجرہ مین پوشیدہ ہو یہ ہوا کا جھونکا نہین ہی اُس دیو کی آمد کی علامت ہی اگر وہ تجھے یہان دیکھ لیگا نہ مجھے زندہ چھوڑے گا اور نہ تجھے ہر چند شاہزادہ نے اصرار کیا کہ ای خاتون میرے سامنے اُس دیو کو آنے دے مین سمجھ لونگا اُس نازنین نے نہ مانا حتے کہ شاہزادہ کے پانون پر سر رکھدیا مجبوری شاہزادہ حجرے مین چلا گیا اس عرصہ مین وہ دیو آ پہونچا پہلے اُس نازنین کے پاس آیا مزاج کی خیر و عافیت پوچھی بعدہ اُس باغ مین ہر چہار جانب سیر کرنے لگا حتے کہ پہر رات گذر گئی دیو ایک حجرہ مین آکے سو رہا نصف شب کو شاہزادہ اُس نازنین کے قریب آیا اور آہستہ کہا ای خاتون اب تیری اجازت ہو اُسنے کہا ہان شاہزادۂ بدیع الملک اُس حجرہ مین حوض کے قریب پہونچا دست پاک کو حوض مین تر کیا پھر دوسرے حجرہ مین اُس دیو کے قریب گیا اور دست پاک کو از سر تا پا اُسپر چھڑک دیا بمجرد اس عمل کے وہ دیو از سر تا پا شعلہ ہو گیا اور چند لمحہ کے عرصہ مین شاہزادۂ بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی اور نہ قصر بلند ہی صرف ایک میدان وسیع الفضا ہی جسمین خود ہی اور وہ نازنین ہی مع ہذا دیکھا کہ ایک مرد نوجوان سفید پوش سامنے سے چلا آتا ہی اور شاہزادہ کے قریب آکے پانون پر سر رکھدیا بدیع الملک نے کہا تو کون ہی اُسنے کہا ای جوان مین وہی طائر جنی ہون تیرے قدم مبارک کی برکت سے آج کئی سو برس کے بعد اپنی اصلی صورت پر آیا اب تیرا کیا حکم ہی یہ کہکے جیب سے چند کنجیان نکالین اور شاہزادہ کے حوالہ کرکے کہا یہ کنجیان اُس طلسم کے خزانے کی ہین جہان تو مقیم ہی یہین خزانہ ہی جسوقت مطلوب ہو اس مقام کو کھودنا مکان نمودار ہوگا اُسمین متعدد کوٹھریان مقفل ملین گی اُن قفلون کی یہ کنجیان ہین شاہزادہ نے وہ کنجیان لے لین اور کہا ای برادر اس طلسم کے فتح ہوجانے کے بعد اب تو کس نام سے مشہور ہی اُسنے کہا میرا اصلی نام یہی سمجھنا چاہیے کیونکہ جب سے پیدا ہوا ہون اسی طلسم مین رہا اور یہین ہوش سنبھالا اور وہی نام میرا مقرر رہا شاہزادہ نے کہا خیر یہ کنجیان تو مین نے لے لین لیکن ابھی مجکو مال و دولت کی کچھ ضرورت نہین ہی حسب ضرورت دیکھا جاوے گا فی الحال تجھسے میرا یہ کام متعلق ہی کہ اول تو اُس خاتون کو اُسکے وطن پہونچا دے بعدہ مجکو شہر مراد مین پہونچا دے طائر جنی نے چند ہی لمحہ کے عرصے مین اُس نازنین کو ملک چین مین پہونچا دیا اور وہان سے واپس آکے چند ہی لمحہ کے عرصے مین بدیع الملک کو بھی شہر مراد مین پہونچا یا ملک مراد کو پیشتر ہی فتح طلسم گنبد بے در کا حال دریافت ہو گیا تھا کیونکہ جو کیفیت موجودگی طلسم مین تھی وہ برطرف ہو گئی تھی جب شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہوئی بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مجکو تمہاری اس عظمت و شان سے مطلق اطلاع نہ تھی اب مجکو اصول و فروع دین اسلام سے مطلع کرو شاہزادہ نے پہلے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ اصول و فروع دین تعلیم کیے ملک مراد بصفاے نیت دائرۂ اسلام مین داخل ہوا نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادۂ بدیع الملک کی ضیافت کی بعد فراغ ضیافت باصرار تمام شاہزادہ وہان سے رخصت ہو کے بعد طی مراحل و قطع منازل قلعہ الماسیہ کے قریب پہونچا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی حال دریافت کیا رستم ثانی نے تمام حقیقت سیمہ

دختر ساز مشوش کی بیان کی جس سے بدیع الملک کو کمال حیرت ہوئی

اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو قلعہ الماسیہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا مسطور ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ۞ سخن را این چنین آغاز کردہ ۞ کہ جب خسرو شیرین وخت دختر لندھور بن سعدان نے محمود شاہ اپنے شوہر کو بہت غیرت دلائی محمود شاہ بمجبوری جدایل خان ہندی سے عازم نبرد ہوا میدان مین دونون طرف صفین آراستہ ہوئین لڑائی شروع ہوئی محمود شاہ نے داد مردی و مردانگی دی گشتون کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے آخر الامر محمود شاہ پسپا ہوا دوسرے روز پھر ہنگامہ پیکار گرم ہوا کشت و خون کی نوبت آئی اس مرتبہ بھی محمود شاہ پسپا ہوا تیسرے روز کی میدان داری مین ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بذات خدا محمود شاہ تاب قیام نہ لایا بمجبوری وہان سے گریز کی جدایل خان ہندی نے اسقدر تعاقب کیا کہ محمود شاہ ہندوستان مین کسی جگہ قیام نہ کر سکا وہان سے بھاگ کے فرعونیہ مین قریب الماس کوہ کے قرار لیا شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادہ نے سبب اسطرف آنے کا پوچھا محمود شاہ نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ مین ہرگز لندھور بن سعدان کی رہائی کے درپے نہوتا مگر کیا کرون کہ میری اہلیہ مجکو مجبور کیے ہوئے ہی شاہزادہ نے کہا اُسکا مجبور کرنا سچا ہی اولاد پر فرض ہی کہ والدین اگر کسی مصیبت مین مبتلا ہون تو جس طرح ممکن ہو اُنکی مدد کرین مین یہان ایسے ضروری کام سے یہان مقیم ہون کہ کسی طرح یہان سے حرکت نہین کر سکتا ورنہ ابھی تیرے ہمراہ چلتا اور جدایل خان ہندی سے اُسکے ظلم و بدعت کا عوض لیتا تاہم توقف کر اگر خدا نے چاہا تو مین کوشش کر کے لندھور کو اُسکے قید سے رہا کرونگا محمود شاہ نے دست بستہ کہا شہریارا اگر تمہاری کوشش سے یہ کام انجام پا جاوے گا تو مدت العمر ممنون و مشکور رہونگا ورنہ میری اہلیہ میری عافیت تنگ کر دیگی شب و روز گریہ و زاری مین مبتلا رہتی ہی اور مجکو بھی پریشان کرتی ہی بدیع الملک کو محمود شاہ کے حال اضطراب پر رحم آگیا کہا ای محمود شاہ تو مطمئن رہ عنقریب ہی لندھور کی رہائی کے واسطے چلتا ہون چنانچہ دوسرے ہی روز رستم ثانی سے یہ کہکے کہ تم الماس کوہ کی خبر رکھنا مین ہندوستان کی طرف جاتا ہون اور انشاء اللہ بہت جلد واپس آؤنگا اور اسباب سفر مہیا کر کے محمود شاہ کے ہمراہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور یہان پہونچ کے جدایل خان ہندی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو لندھور کو صحیح و سلامت ہمارے پاس بھیج دے ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا اور اومکار و بدکار یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ جنگ و حرب مین سحر و افسون سے کام لیتا ہی اور بندگان خدا کو مبتلاے بلا کرتا ہی جدایل خان ہندی نے اس پیام کا یہ جواب کہلا بھیجا کہ جنگ و حرب مین ہر شخص اپنی فتح کا خواستگار ہوتا ہی مین نے کسی اور صورت سے فتح پانا محال سمجھا سحر و افسون سے کام لیا اگر کسی اور کی شامت دامنگیر ہوگی وہ بھی مجھسے بر سر تعرض ہوگا یہ جواب بدیع الملک کو بہت ناگوار خاطر ہوا شب کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُس طرف جدایل خان ہندی نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو

دونون لشکر میدان حرب مین صف آرا ہوئے پہلے جو شخص مقابلے کو نکلا وہ جدایل خان تھا
اُسکے روبرو بدیع الملک گیا اور کہا اے جدایل خان دیکھ اپنی خیر و عافیت کا خواہان ہے تو لندھور
بن سعدان کو رہا کر دے جدایل خان نے بھی اُسی لہجہ سے کہا اے جوان دیکھو اگر اپنی خیریت چاہتا
ہے تو اس بارے مین دخل نہ دے ورنہ تو خود اپنی ہلاکت کا سبب ہوگا راوی کہتا ہے کہ جدایل خان
ہندی کے پاس بہت کچھ فوج تھی پہلے ہی لندھور کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا مگر اُسکی نادر ناپاک
کے سحر و افسون کے سبب سے لندھور کو گرفتار کر لے گیا شاہزادہ بدیع الملک نے جو اُسکی
فوج کا شمار کم دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب بالاتفاق اس مردود کی فوج پر حملہ آور ہو چنانچہ مسلمانون
کی فوج بڑھی اُس طرف جدایل خان نے بھی اپنی فوج کا دل بڑھانے کو بآواز بلند کہا اے مردان
نکو شید تا جامہ زنان نپوشید اپنی تعداد کی قلت پر نظر نہ کرو چنانچہ وہ تمام گبر شاہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کی طرف جھپٹے ادھر بھی اُنکو جواب ترکی بہ ترکی دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جدایل خان اُس ہنگامہ
مین پامال سم اسپان ہو گیا اور اُسکی فوج کچھ تو گرفتار ہو گئی اور کچھ قتل ہوئی اور باقی نے قرار پر فرار
لیا بدیع الملک مجلس مین پہونچا دیکھا لندھور طوق و زنجیر مین بستہ آنکھین بند کیے بیٹھا ہے شاہزادہ
نے آنکھین بند کرنے کا سبب پوچھا محمود شاہ نے کہا شہریار جدالہ ساحرہ کے سحر سے بالکل نور
زایل ہو گیا اور اس بارہ مین غلطی بھی ہو گئی اور وہ غلطی یہ ہے کہ ایک عامل زبردست کامل الفن نے
ایک تعویذ دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ جس جس عضو سے یہ تعویذ مس ہو جاے گا اُسپر سحر و افسون کا
صدمہ نہ پہونچے گا چنانچہ بروقت مقابلہ تمام عضو اُس تعویذ سے مس کیے گئے البتہ آنکھون کا خیال
نہ رہا تا اینکہ آنکھون پر اُسکا سحر کام کر گیا شاہزادہ نے پوچھا وہ تعویذ کہان ہے محمود شاہ شیرین حرکت
اپنی بی بی سے وہ تعویذ لے آیا شاہزادہ نے وہ تعویذ لندھور کی آنکھون سے مس کیا فوراً اثر
سحر زایل ہو گیا اور آنکھون مین بینائی عود کر آئی جون ہی لندھور کی نظر بدیع الملک پر پڑی
باادب تمام سلام کیا اور کہا کہ اے شہریار سعادت قرین ❊ نزروے تو روشن زمان و زمین
یہ تمہارے قدم کی برکت کا سبب تھا جو مین اس قید و مصیبت سے رہا ہو گیا ورنہ مشکل امر تھا ظاہر ہے
کہ سحر و افسون کے مقابلہ مین زور و طاقت سے کیا کام نکل سکتا ہے بدیع الملک نے کہا اے لندھور
تجکو اُسی وقت چاہیے تھا کہ جہان تمام جسم سے اُس تعویذ کو مس کر لیا تھا وہان آنکھون کو مس کر لیتا لندھور نے کہا شہریار بجا
مجکو آنکھونکا خیال نہ رہا اُس غفلت کی یہ سزا پائی شاہزادہ نے اُن گبرون کو جو گرفتار کیے گئے تھے اپنے
روبرو طلب کیا اور دعوت اسلام کی بعضون نے اسلام قبول کیا اُنکو رہائی ملی بعضون نے انکار کیا وہ
قتل کیے گئے لندھور نے بڑی دھوم سے بدیع الملک کی دعوت کی بعدہ شاہزادہ مظفر و منصور
قلعہ الماسیہ کے جانب راہی ہوا وہان پہونچ کے دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اسپہ سالار
قلعہ کے قریب مقیم ہے شب کو کبھی بالاے قلعہ اسقدر روشنی معلوم ہوتی ہے کہ گویا تمام قلعہ مین آگ لگ
گئی اور کبھی ایسی مہیب آوازین آتی ہین کہ زہرہ آب ہوا جاتا ہے اور دن کو لاکھون ابرہاے آتشبار آتے
ہین اور لاکھون ہاتھ اُس ابر مین سے نمایان ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین اور کبھی یہ آواز
آتی ہے کہ اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہو اگر جان کی سلامتی چاہتا

تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ سزاے اعمال کو پہونچوگے ہم چاہتے ہین کہ ایک ہی مرتبہ تم سب کو زمین سے
اُٹھا کے پھر زمین پر دے مارین مگر پھر تمھاری مجبورانہ حالتون پر افسوس آتا ہی خاموش ہو رہتے
ہین بس یہ سمجھ لو کہ تم سب کی جان خداوند فرعون کے قبضۂ قدرت مین ہی جو لوگ اُس مقام پر مقیم ہین
ہر وقت خائف و ترسان ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بدیع الملک نے بجاے خود یہ خیال کرکے کہ ان
ابرون سے تو کسی طرح بس نہین چلیگا اور نہ ہم بظاہر قلعہ الماسیہ مین پہونچ سکتے ہین چند معتمدین کو ہمراہ
لیکے ایک طرف چلا گیا اور رستم ثانی اور اُسکے ہمراہیون سے کہدیا کہ تم سب ہماری تلاش مین نہ رہنا
ایک مقام محفوظ مین جاکے آہستہ اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اپنے مقام پر نقب کھودو تاکہ سر نقب قلعہ
الماسیہ کے اندر نکلے تمام ہمراہی نقب کنی مین مصروف ہوگئے تین روز کے عرصہ مین نقب قلعہ
الماسیہ تک پہونچی مگر سر نقب کو کھولنا ملتوی رکھا اور شاہزادہ سے کہا شہریار ہمارا کام ختم
ہوا اب یہ بتاؤ کہ سر نقب کس طرح واکیا جاوے اسواسطے کہ صدہا گبر ہر وقت ہر طرف قلعہ مین گشت
کرتے رہتے ہین جنکو ہمنے باتین کرتے سنا ہی اگر ہم نقب کو وا کردین اور وہ ملعون دیکھ لین تو ہماری
محنت ضائع ہو جاے گی بلکہ کیا عجب ہی جو ہم بھی ہلاک کیے جاوین شاہزادہ نے کہا تم مین سے کوئی
شخص سر نقب پر باریک سوراخ بناے اور اُس سوراخ کے ذریعہ سے دیکھے کہ اندرون قلعہ
الماسیہ کون گوشہ محفوظ ہی جہان سر نقب نکالنے سے کسی کو خبر نہوگی چنانچہ یہ تدبیر عمل مین لائی گئی
اور ایک حجرۂ تاریک مین سر نقب کو نکالا جو شخص سر نقب پر پہونچا اُلٹے پاؤن پلٹ آیا بدیع الملک
نے سبب پوچھا کہا شہریار کسکی مجال ہی جو وہان قیام کرسکے ہزارہا جادوگر خونخوار وہ بہیئت ہر طرف
اور ہر جگہ نگران ہین اگر اُنکو اس نقب کا حال معلوم ہوگیا تو قیامت برپا ہوجائیگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ کوئی
متنفس اُس حجرہ مین قیام کی جراءت نہین کرتا شاہزادہ نے کہا یارو تم مین سے ایک کی جراءت نہین ہوتی
ابھی سے تمھارا یہ حال ہی ہنگام مقابلہ کیا کروگے سب نے کہا شہریار میدان حرب مین اُنسے مقابلہ کرنا
سہل ہی اسوجہ سے کہ سب ایک حال مین ہونگے اندرون نقب ایک آدمی سے زیادہ نہین جا سکتا اسوجہ
سے جرأت نہین ہوتی مبادا اُنھون نے دیکھ لیا تو مفت جان جائیگی مزید بران یہ کوشش بیکار ہوجاویگی
کیونکہ وہ گبر اسی نقب کو باقی رکھین گے شاہزادہ نے کہا اچھا چلو سب سے مقدم ہم چلتے ہین چنانچہ شاہزادہ
نقب مین داخل ہوا اور سر نقب مین پہونچ کے اُس حجرہ مین قیام کیا اور ہر ایک سے آہستہ کہا تم سب
یہان مقیم رہو جب وہ حجرہ مملو ہوگیا جب تک دن کی روشنی رہی سب وہین مقیم رہے نصف شب کو
بدیع الملک نے کہا یارو یہ وقت مردانگی ہی میری راے یہ ہی کہ تم سب ایک مرتبہ تلوارین سنبھال کے
حجرہ سے باہر نکلو مطلق آوازہ نکالنا بلاے آسمانی کی طرح جو سامنے آئی اُسپر یورا کرو چنانچہ ایک
ہی مرتبہ تلوارین میان سے کھینچ کے حجرہ سے باہر نکلے اور تمام سپاہیون کو ہلاک کیا یہانتک کہ صبح ہوگئی
دیکھا ایک حجرہ تاریک ہی اُسکے ہر چہار جانب نہایت عمیق دو خندقین ہین ایک پانی سے مملو ہی اور
دوسری مین آگ روشن ہی ہرچند اُس پانی سے آگ کو بجھایا لیکن کسی طرح وہ آگ نہ بجھی معلوم
ہوا کہ یہ سحر کا کرشمہ ہی اور اسی حجرہ مین سب سردار قید ہین بدیع الملک کمال حیرت مین مبتلا کنارہ خندق
کے کھڑا تھا اور انواع اقسام کی تدبیرین سوچتا تھا مگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین نہ آئی تھی اور تمام ہمراہی

اُسی طرح محزون بحیرت استادہ تھے بعضے بنظر خیر خواہی دست بستہ کہتے تھے کہ شہریار اگر حکم ہو تو ہم اس
صندوق مین کود پڑین بدیع الملک کہتا تھا کہ بھائیو جہان عقل کام نہین کرتی وہان خواہ مخواہ جان ضائع
کرنے سے کیا فائدہ چند ساعت کامل شاہزادہ متحیر استادہ رہا آخر الامر کوئی تدبیر معقول سمجھ مین نہ آئی
وہین جانب قبلہ خاک پر سجدہ کو جھک گیا اور بکمال رجوع قلب اسطرح دعا مانگنا شروع کی کہ اے خالق
سبحان و اے مالک ہر دو جہان تو ہی ہے جسنے یونس کو شکم ماہی سے رہا کیا تو ہی ہے جسنے ابراہیم پر آتش سوزان
کو گلزار بنایا اسوقت مجبوری مین بجز تیرے کون حامی و مددگار ہو سکتا ہے وہ کون ہے جو بتائے مجکو
کسی سے یہ راز منکشف ہو بعد اس طرح کی مناجات کے خود بخود دل مین خیال آیا کہ اے بدیع الملک
تجکو کلام خدا بھولی یاد ہے اُس سے بڑھ کے کس شے مین اثر ہوگا افسون کیا چیز ہے سحر کیا مال ہے چنانچہ
بعض آیات قرآنی زبان پر جاری کیے فوراً وہ پانی غائب ہو گیا اور وہ آگ بھی بجھ گئی سب اُس حجرہ
کے قریب گئے دیکھا ایک قفل آہنی نہایت گران وزن حجرہ کے دروازے مین لگا ہے سب نے
بالاتفاق اُس قفل کلان و گران پر زور کیا پتھرون سے کوٹا مگر مطلق اثر نہوا مین عین رہا شاہزادہ
نے اللہ اکبر کہکے جو زور کیا قفل کے دو ٹکڑے ہو گئے دروازہ کھولا تاریکی تھی کہ پناہ بخدا
آواز دی کہ یہان کون ہے تمام سردار مضمحل و نیمجان ہو رہے تھے اس آواز سے بسبب خوف کے
اُنکا اور بھی غیر حال ہو گیا دلین چکپے لگ گئے سمجھے کوئی آفت تازہ نازل ہونے والی ہے جو ملازمان
فرعون یہان آئے ہین کسی نے جواب نہ دیا دم بخود تھے شاہزادہ نے کہا یارو یہان کچھ نہ دکھائی دیگا
روشنی لاؤ فوراً مشعلین روشن ہوئین روشنی مین پہلے حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کو دیکھا دوڑ کے
شاہزادہ سے لپٹ گیا پھر اور سردار شاہزادہ سے ملاقی ہوئے تمام گرفتاران دام مصیبت مین
جان تازہ پائی بدیع الملک نے اُن سب کے بند توڑے اپنے ہمراہ سب کو حجرہ کے باہر لایا حمزۂ
ثانی نے کہا اے بدیع الملک کیا اس قلعہ مین اب کوئی نہین ہے جو تم اسطرح بلا تکلف مقیم ہو شاہزادہ
نے اُن مقتولون کی لاشون کو دکھا کے کہا شہریار یہ سب موجود ہین دیکھ لو حمزۂ ثانی لشکر مین آئے
بارگاہ آراستہ ہوئی مسند حکومت پر قیام کیا رستم ثانی نے دست بستہ عرض کی اے شہریار عالی وقار
غلام کو اجازت ملے تاکہ فرعون کے قصہ کو پاک کرے بعض سردار رستم ثانی کی صورت دیکھکے
مسکرائے بعضون نے کہا مسکرانے کی کیا بات ہے کیا اس دلاور دوران سے کارہائے نمایان ظہور مین
نہین آئے ہین کسی نے کہا کیون نہین کسی نے آہستہ کہا بدیع الملک کے مقابلہ مین جیسے
کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین ظاہر ہے ؎ آنچاکہ عیانست چہ حاجت ببیان ❊ حمزۂ ثانی نے کہا کیا
مضائقہ ہے جاؤ رستم ثانی نے ایک فوج کثیر ہمراہ لی اور دار السلطنت فرعونیہ کے جانب راہی
ہوا وہان فرعون کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی بافوج کثیر فرعونیہ کے غارت کرنے کو آتا ہے اُسنے اپنے
ایک معزز سردار کے زبانی یہ پیغام بھیجا کہ اے خداوند نادیدہ کی پرستش کرنے والے کیون تو اپنی خرابی
اور ہلاکت کے درپے ہے جو فرعون ایسے خداوند کے مقابلہ کو اسطرف آتا ہے یہ انتہا سے درجہ رحم خداوندی
ہے کہ تیرے اسطرف آنے پر بھی فہمایش کیجاتی ہے ورنہ ممکن تھا کہ مین اُسوقت ملک الموت کو تیرے پاس
بھیج دیتا جسوقت تو اپنے مقام قیام سے اس طرف کا عازم ہوا تھا اور اب بھی ممکن ہے مگر ہم خداوند کا یہ

پیشہ نہین ہی کہ یکایک کسی اپنے بندہ کو پنجۂ اجل مین گرفتار کردین بس خیریت اسی مین ہی کہ اس طرف کے عزم کو فسخ کر اور واپس جا جسوقت اُس ملازم فرعون کی زبانی یہ تقریر رستم ثانی نے سنی کہا او مردود دور ہو میرے سامنے سے خداوند خداوند خداوند کا سگ ملک الموت اس گھر کا چیلا ہی کہ جب چاہے کسی کے پاس بھیج دے جا کہدے کہ وہی ملک الموت عنقریب تیرا ٹیٹوا لیا چاہتا ہی اور تو ہی کیا پلید جو کوئی تیرا بندہ ہوگا وہ ملازم فرعون فرعون کے پاس واپس گیا اور جواب پیام بیان کیا فرعون اس جواب کو سن کے بہت ہنسا حاضرین دربار سے کہا تم سب دیکھتے ہو کہ یہ سب میرے بندے میری شان مین مجھسے کیسے گستاخانہ کلمہ کہتے ہین مگر مین اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا تم ہی بتاؤ کہ مین ایسا خداوند ہو کے اپنے رحم و کرم پر نظر نہ کرون اور اُنکے اعمال پر خیال کرون نا صاحب مجھسے یہ ہرگز نہوگا یہان رستم ثانی نے پیشتر سرداران لشکر کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے یاران و مددگاران دین اسلام و اے حامیان و مردجان ملت ملک العلام تم خوب جانتے ہو کہ بدیع الملک کے طرفداران کی نظر میری طرف کیسی حقارت و لغویت کی ہی حالانکہ خدا کے فضل سے مین نے بھی وہ کارہاے نمایان کیے ہین کہ ہر ایک سے ممکن نہین مگر بھی میری وقعت و حقیقت اُنکی نظر مین نہین ہی فی الحال مین نے جو فرعون شاہ کے قصہ فیصل کرنے مین بدیع الملک پر سبقت کی ہی اسکا خاص سبب یہ ہی کہ یہ ایک امر عظیم ہی اگر میرے کد و کوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو بس یہ سمجھو کہ دربار حمزۂ ثانی مین کوئی مجھے نظر نہ لا سکے گا تم لوگون سے اس حقیقت کے بیان کرنے مین عرض یہ ہی کہ تم بھی دنیا مین نام اور عزت کے خواہان ہو گے جیسا کہ ہر شخص کا قاعدہ ہی پس مین ہمہ تن فرعون شاہ کی گرفتاری و ہلاکت کے درپے ہون اگر تم بھی میرے ہی سی کمر ہمت مستحکم کرلو تو سب سہل ہی دو دل یک شود بشکند کوہ را مشہور ہی یہان اسوقت کثیر التعداد دلاوران نمود افزا نامداران بہادران شجاعت و جلادت شعار جمع ہین سب نے بالاتفاق کہا شہریارا اس بارہ مین فہمایش کی مطلق ضرورت نہین ہی ہم سب تعمیل حکم کے واسطے بجان و دل مستعد ہین اگر حکم ہو تو آگ مین دریا مین در آئین لشکر فرعونی کیا مال ہی رستم ثانی خاموش ہو رہا دار السلطنت فرعونیہ کے قریب ایک باغ واقع تھا اُس باغ مین ایک قصر عالیشان بنا ہوا تھا بیشتر اوقات فرعون اُس قصر بلند مین آکے مقیم ہوتا تھا اور اُس باغ کی سیر سے دل خوش کرتا تھا کسیقدر فوج اُس باغ مین بھی مقیم رہتی تھی جب رستم ثانی قریب اُس باغ کے پہونچا اور باغ مین فوج کے مقیم ہونے کی خبر پائی سمجھا عجب نہین کہ فرعون یہین رہتا ہو ایک شخص اُس طرف سے چلا آتا تھا اُسکو بلا کے پوچھا یہ باغ و قصر کسکا ہی اور کون اسمین مقیم ہی اُسنے کہا یہ قصر فرعون شاہ کا ہی یہ فوج بھی فرعون کی ہی رستم ثانی نے مع فوج ہمراہی وہین قیام کیا اور اپنی فوج مین حکم دیا کہ میرے نزدیک توقف کا موقع نہین ہی کیونکہ اگر فرعون کو ہمارے یہان آنے کی خبر پہونچ جائیگی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بس اسی وقت فوج فرعونی مین حملہ کرو اور ایسا زبردست حملہ کرو کہ فوج فرعونی پسپا ہو جائے اور اس قصر مین پہونچ کے فرعون کو ہلاک کرین تمام فوج اس حکم کی تعمیل کو آمادہ ہو گئی چنانچہ اُسی وقت اُس باغ کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا وہ فوج متعینہ فرعون بھی آمادۂ پیکار ہو گئی ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہو گیا لاشون کے پشتے اور سرون کے انبار لگ گئے ہر طرف تکبیر و تہلیل کی آواز بلند تھی فوج اسلام لڑائی مین جان لڑا رہی

تھی ہر متنفس یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آج خاتمہ ہی جو ہونا ہو وہ ہو جائے یا خود قتل ہو کے باغ بہشت کی سیر کی یا فرعون کو قتل کر کے مالک کے حوالہ کیا اس خیال مین جو سامنے آگیا اُسپر بے تحاشا شمشیر آبدار کا وار کیا

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ❊ یکے را دو کرد و دو را چار کرد
بنوبت بانیجا رسید کہ فوج

فرعونی پسپا ہوئی رستم ثانی بلا تکلف اُس قصر مین پہونچا دیکھا قصر جملہ سامان زینت و زیبایش و ضرورت سے ایسا آراستہ و پیراستہ ہی کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہی اور چند شخص نہایت وجیہہ صورت لباس مکلف و اسلحہ مرصع سے پیراستہ بیٹھے ہوئے کچھ باتین کر رہے ہین جنمین سے ایک کی صورت اور شان و شوکت سے یقین ہو گیا کہ یہی فرعون ہی جاتے ہی اُن سب کو تہ تیغ کیا اور جسکو فرعون سمجھے ہوئے تھا اُسکا سر بکمال احتیاط اپنی تحویل مین لیا اور اپنے مقام قیام پر آکے اُسی وقت کوچ کا حکم دیا وہان حمزۂ ثانی کو خبر پہونچ گئی کہ رستم ثانی نے فرعون کو ہلاک کیا اور اُسکا سر نذر کے واسطے لاتا ہی اور عنقریب پہونچا چاہتا ہی اب تو سرداران لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو گئے سب حمزۂ ثانی کے پاس آکے جمع ہوئے اور کہا شہریار اس مرتبہ تو رستم ثانی گوی سبقت لے گیا ہمکو ہرگز اُسکی ذات سے ایسی امید نہ تھی ہم سمجھتے تھے کہ فرعون شاہ کا قصہ بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے پاک ہوگا حمزۂ ثانی نے کہا یارو رستم ثانی بھی جرات و دلاوری مین بدیع الملک سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی بہت سے کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے ہین سرداروں نے کہا شہریار ہمکو خیال ہی کہ شاید آپ نے بدیع الملک کے نسبت کہا تھا کہ ہمکو تحقیق ہو چکا ہی کہ بدیع الملک ہمارا جانشین ہوگا یہ واقعہ تو اُس پیشین گوئی کے بالکل خلاف معلوم ہوتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا مشیت باری مین کسکو دخل ہی یہ باتین ہنوز ہو رہی تھین کہ رستم ثانی دربار مین آیا اور کہا شہریار یہ سر فرعون کا حاضر ہی حمزۂ ثانی نے رستم کو سینہ سے لگا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا اے رستم

این کار از تو آمد و مردان چنین کنند ❊ مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ ایسا کار نمایان تیرے دست زبردست سے ظہور مین آئیگا رستم ثانی نے عرض کی شہریار مین کیا اور میرا کام کیا یہ سب حضور کے اقبال کا سبب ہی حمزۂ ثانی نے کہا نہین صاحب جرات و دلاوری بھی کوئی شے ہی تمہارا یہ کام نہایت قابل تعریف ہی راوی کہتا ہی کہ حمزۂ ثانی کے دل مین جو غدغہ فرعون کا مدت سے پیدا ہو گیا تھا اب بالکل برطرف ہو گیا بار بار رستم ثانی کی جرات کی تعریف کرتا تھا پھر بارگاہ مین قیام کیا اور رستم سے کہا اے دلاور دوران ہمنے اس کار نمایان کے عوض مین تم سب کو شہر فرعونیہ اور جملہ مال و اسباب فرعون شاہ تمکو بخشا رستم نے نہایت ادب سے تسلیم عرض کی اور دست بستہ کہا مجھے کچھ اور بھی عرض کرنا ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا رستم ثانی نے کہا شہریار دختر فرعون ملکہ غزال گوہر پوش نام پر مین فریفتہ ہون اگر تمام مال و اسباب فرعون مجکو مرحمت ہوا ہی ملکہ غزال بھی مجکو مرحمت ہو جائے اور اس بارہ مین مجکو امید ہی کہ کوئی عذر نہ کیا جاویگا ایرج موجود تھا اُسنے جو رستم ثانی کی یہ درخواست سنی از سرتا پا حیرت ہو گیا حمزۂ ثانی کو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی کہ بدیع الملک ملکہ غزال پر فریفتہ ہی رستم سے کہا اے دلاور مین تیری یہ بھی درخواست قبول کی جا ملکہ غزال کو بھی تجھے بخشا رستم ثانی نے بکمال ادب تسلیمات عرض کی اُسطرف خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ رستم ثانی علاوہ مال و اسباب فرعون کے ملکہ غزال کو بھی حمزۂ ثانی نے دیدیا شاہزادہ بدیع الملک کو نہایت ملال ہوا ارادہ کیا کہ اسی وقت رستم ثانی سے تعرض کرے مگر بجائے خود خیال کیا کہ ابھی تعرض کرلے کی کیا ضرورت ہی ہر وقت جیسا کچھ مناسب

ہے

ہوگا عمل مین لایا جاویگا جسوقت رستم ثانی کو حمزہ ثانی نے ملکہ غزال گوہر پوش کو بخشا ہی اُسوقت پہلوانان دست راست سے کوئی بھی حمزہ ثانی کے پاس نہ تھا رستم ثانی نے وقت فرصت کو غنیمت جانا عرض کیا شہریارا آج جو مجکو اسقدر سرفرازی بخشی گئی ہی یہ سب پہلوانان دست راست حسد کرتے ہین اور حضور کی اسطرح فیاضی پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہین نہین معلوم ان بدمغزون کے دل مین کیسے کیسے خیالات بیہودہ سماگئے ہین علے الخصوص بدیع الملک کے خیالون کے نسبت تو مین کچھ عرض ہی نہین کرسکتا حمزہ ثانی نے عمر ثانی کو طلب کیا اور کہا اے عمر مین نے سنا ہی کہ بدیع الملک میری طرف سے بدگمان ہی اپنے نزدیک مین نے کوئی ایسا کام نہین کیا ہی کہ جو بدیع الملک کے خلاف ہو تم بدیع الملک کے پاس جاؤ اور اُسکو میرے پاس لے آؤ مین اُس سے پوچھونگا کہ کیا وجہ مجھسے برخاستہ خاطر ہونے کی ہی عمر ثانی اُسیوقت شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس آیا بدیع الملک چونکہ پہلے سے منغض تھا عمر ثانی کو دیکھکے کہا اے عمر کیا ہی جو تم اسوقت میرے پاس آئے ہو عمر ثانی نے کہا مین اسوقت حمزہ ثانی کا فرستادہ آیا ہون بدیع الملک نے کہا کیا تعجب ہی کہ حمزہ ثانی نے تمکو میرے پاس بھیجا فی الحال جو خیال اور پاس پہلوانان دست چپ کا حمزہ ثانی کو ہی وہ کسی کو نہین ہی عمر ثانی نے کہا مین اس بارہ مین تو کچھ نہین کہہ سکتا البتہ یہ کہنے آیا ہون کہ حمزہ ثانی نے بلایا ہی اسد نے کہا اے عمر ثانی مین کسی طرح حمزہ ثانی کی خدمت مین نہین جاسکتا کیا حمزہ ثانی کو یہی زیبا تھا کہ قلعہ فرعون اور تمام مال و اسباب فرعون تو رستم کو دیا تھا ملکہ غزال گوہر پوش ناموس بدیع الملک کو بھی رستم کے حوالہ کردیا مطلق اس بات کا خیال نہ کیا کہ بدیع الملک اس خبر کو سن کے کیا کہیگا عمر ثانی نے کہا اے اسد تعجب ہی کہ تم حمزہ ثانی کی عدول حکمی کرتے ہو تمپر فرض ہی کہ بنابر حکم حمزہ فوراً دربار مین حاضر ہو اسد نے کہا ہم ہرگز حمزہ ثانی کے دربار مین نہین جائینگے عمر ثانی نے کہا اے اسد تمکو ضرور چلنا ہوگا حمزہ ثانی کا حکم ہی عوام الناس سے کسی کا حکم نہین ہی اسد نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور عمر ثانی کی طرف بنگاہ تیز و تند دیکھکے کہا اے خیرہ سر دور ہو یہان سے ورنہ ایک ہی وار مین دو پرکالہ ہوجائیگا کیا خوب ایسی حکومت حمزہ ثانی کی رستم پر ہوسکتی ہی جسکو ہر ایک کا حق تفویض ہوتا ہی عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ نے پوچھا اے عمر بدیع الملک کو اپنے ہمراہ کیون نہ لائے عمر ثانی نے کہا شہریارا بدیع الملک برخاستہ خاطر معلوم ہوتا ہی مین نے ہرچند اصرار کیا مگر اُسنے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حمزہ ثانی نے پوچھا کوئی وجہ بھی برخاستہ خاطر ہونے کی دریافت ہوئی عمر ثانی نے کہا صرف اسد نے مجھسے اسقدر کہا کہ حمزہ ثانی نے شہر فرعونیہ اور تمام مال و اسباب فرعون رستم کو بخشا خیر کیا مضایقہ ہی خوب کیا اختیار بدست مختار مشہور ہی لیکن اسکے کیا معنی کہ ملکہ غزال گوہر پوش جو بدیع الملک کی ناموس ہی اُسکو بھی رستم ثانی کے حوالے کردیا مزید بران حمزہ ثانی اپنے روبرو طلب فرماتے ہین ہم ہرگز حمزہ ثانی کے سامنے نہ جائینگے بس اے شہریار وہ سب اسی طرح کی شکایت کرتے ہین اور یہان تک کسی طرح نہین آتے رستم ثانی کو موقع ملا کہا شہریارا وہ لوگ بڑے مغرور و متکبر ہین کیا اُنسے آدمیت کی امید رکھی جاسکتی ہی استغفر اللہ وہ آدمی کیا جسمین بوے آدمیت نہو حضور کا طلب فرمانا اور اُنکا جواب صاف دینا قابل لحاظ ہی اے والا مرتبت اُس روز سے بدیع الملک زیادہ تر خودسر ہوگیا ہی جب حضور کے مقابلہ مین پسپا نہوا اسمین شک نہین کہ ہنگام مقابلہ حضور نے رعایت کی مگر کچھ صلاحیت ہوتی تو بجاے خود سمجھتا عالی ظرف و کم ظرف

اسی ہمت سے مراد ہی بڑے ظرف مین اگر کوئی شی رکھی جاتی ہی اُسکا پتہ بھی نہین معلوم ہوتا لیکن چھوٹے ظرف مین کم شی بھی اُبل پڑتی ہی اسی طرح انسان کا خاصہ ہی اگر عالی ظرف ہی کسی قدر مرتبہ حاصل ہونے پر اعتنا نہین ہوتا اور جو کم ظرف ہوتا ہی اگر کسیقدر بھی رتبہ حاصل ہو گیا بس از خود رفتہ ہو گیا ہر وقت یہی خیال رہتا ہی کہ ہمچو من دیگرے نیست یہی حال بدیع الملک کا سمجھنا چاہیے اب وہ اپنے مقابلہ مین کسی کی کچھ وقعت نہین سمجھتا حمزہ ثانی بنظر حیرت رستم ثانی کی صورت دیکھتا اور بدیع الملک کی غیبت سنتا رہا بعدہ رستم ثانی اُٹھ کے اپنے خیمہ مین گیا میر منشی کو بلایا کہا میری طرف سے بدیع الملک کو نامہ لکھو مگر اس بات کا خیال رہے کہ نامہ مین کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے بدیع الملک کے مقابلہ مین پایہ کمی کا رہے خدا کے فضل سے آج مین حمزہ ثانی کے تقرب کا مرتبہ حاصل کیے ہوئے ہون میر منشی نے نامہ تیار کیا رستم ثانی کے ملاحظہ مین پیش کیا رستم نے بغور تمام نامہ کو پڑھا اپنی مہر ثبت کی اور کہا کوئی ہی ملازمون نے دست بستہ عرض کی حاضر ہین رستم نے کہا تمسے کام نہین ہی اس کام کیواسطے کوئی لائق ہی شخص ہونا چاہیے دیکھو علمشاہ رومی کا سپہ سالار یلدرم خان نامے کہان ہی ایک ملازم نے بعجلت تمام یلدرم خان کو بلایا رستم ثانی نے کہا اے یلدرم خان یہ نامہ بدیع الملک کے پاس لے جا مگر یہ امر تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ اس رسالت مین وہان کوئی ایسی بات نہو جسمین کسی طرح کے ذم کا پہلو نکلے یا کسی نوع کی اہانت ہو یلدرم خان سپہ سالار علمشاہ نے دست بستہ عرض کی اے شاہزادہ والا جاہ آپ بخوبی مطمئن رہین مین نہایت شان و شوکت سے اس رسالت کو انجام دونگا یہ کہا اور نامہ لے کے روانہ ہوا ایکایک بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی نے یلدرم خان کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہی اور نہایت اہتمام سے وہ لکھا گیا ہی اور حامل نامہ کو بہت کچھ فہمایش کی گئی ہی بلکہ چالیس سوار بھی اُس نامہ بر کے ہمراہ روانہ کیے ہین بدیع الملک کو تردد ہوا کہا یہ تو مجھکو خوب معلوم ہی کہ ان پہلوانان دست چپ کی بدنفسی کسی طرح رفع نہو گی نہین معلوم کس بارہ مین نامہ لکھا ہی اور پھر اس اہتمام سے نامہ بھیجا ہی یہ رسالت خالی از علت نہین ہی تمام حاضرین نے کہا بے شبہہ کسی خاص بارہ مین نامہ لکھا ہو گا اگر پہلوانان دست چپ کی بدنفسی رفع نہو گی تو ضرور ایک نہ ایک دن اپنی بدنفسی کی سزا پائینگے اسد نے کہا یارو بیکار گفت و شنید کو طول دیتے ہو اگر نامہ آتا ہی آنے دو لیکن میری راے یہ ہی کہ اس مقدمہ مین مجھکو کفیل کر دو جس طرح کا مناسب سمجھونگا جواب دونگا تم مین سے کسی کو کچھ غرض نہین نور الدہر نے کہا اے بدیع الملک تمکو اس بارہ مین کیا عذر ہی اسد کے حوالہ اس مقدمہ کو کر دو بدیع الملک نے کہا مجھکو کچھ عذر نہین ہی نور الدہر نے کہا اے اسد ہم تمسے کہتے ہین کہ اس مقدمہ کو تم اپنے حوالہ سمجھو جو کچھ مناسب سمجھو جواب دو ہمسے کچھ غرض نہین ہی اسد چوب در دست استادہ تھا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ یلدرم حامل نامہ آپہونچا اسد نے کہا آنے دو یلدرم خان آیا باواز بلند کہا سلام علیک سب نے جواب سلام دیا یلدرم خان شاہزادہ بدیع الملک کے قریب گیا چاہتا تھا کہ بدیع الملک کو نامہ دے کہ اسد قریب اُسکے پہونچا اور نعرہ مارا کہ اے یلدرم خان کہان بڑھا جاتا ہی اسطرف آ مجھکو نامہ دے تو نہین جانتا ہی کہ اس رسالت کا تکفیل مین مقرر ہوا ہون یلدرم خان نے بحیرت اسد کی صورت دیکھی اور کہا اے اسد یہ نامہ رستم ثانی کا ہی اور خاص شاہزادہ بدیع الملک کے نام ہی بس جسکے نام کا نامہ ہی اُسی کو دینا چاہیے تمکو کیونکر دیدون اور اے اسد یہ معاملۂ نامہ و پیام ہی مقدمہ حرب و پیکار

نہین ہی کہ نعرہ زنی کرتا ہی مجکو کیا معلوم تھا کہ تم اس بارہ مین کفیل ہوئے ہو تاہم اس نامہ کو مین تمھین نہین دے سکتا اگر کہو تو واپس لے جاؤن اور اے اسد کیا ہوا اگر مین بھی تمھاری طرح نعرہ زنی شروع کرون نور الدہر نے کہا اے یلدرم خان یہ موقع نعرہ زنی کا نہین ہی اور اسد نے نعرہ نہین مارا ہی گو بہ بلند آواز سے کہا کہ نامہ مجھے دیدو اور واقعی اس بارہ مین اسد ہی کفیل ہوا ہی کچھ مضائقہ نہین ہی نامہ دے دو یلدرم خان نے کہا ہان تو پھر بسہولیت مجھسے کیون نہین کہا جاتا ہی اور نامہ اسد کو دیدیا اسد نے نامہ لے لیا اور کہا اے یلدرم خان اگر مجھسے بسہولت نہ کہا جاوے تو کیا کر سکتا ہی یلدرم خان نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی کہ مین کہون یہ کر سکتا ہون البتہ ہر وقت جو کچھ ہو سکے وہی صحیح ہی تمام حاضرین نے چورنگ دگرگون دیکھا کہا اس قصہ سے کیا کام ہی ضروری کام سے کام رکھنا چاہیے یلدرم خان نے کہا پھر یہ تو مطلب میرا ابھی ہی اسد کو نہین معلوم کیا ہو گیا ہی کہ خواہ مخواہ برخاستہ خاطر ہی اسد نے کہا ہان اس برخاستہ خاطر ہونے کا حال اُسوقت تجکو معلوم ہو جاتا جو تیرا حق زایل کر کے دوسرے کو دیدیا جاتا یلدرم خان نے کہا کہ کسکا حق زایل کر کے کسکو دیدیا گیا اسد نے کہا شاید تجکو نہین معلوم ہی نور الدہر نے کہا اے اسد مین کہتا ہون کہ اسوقت اسطرح کی باتون کا کیا موقع ہی دیکھو نامہ مین کیا لکھا ہی اسد نور الدہر کے قریب آیا اور کان مین کہا صاحب آپ سے بیشتر کہدیا تھا کہ اس بارہ مین صرف مین کفیل ہونگا کسی دوسرے کو سروکار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی جو دخل دیا جاتا ہی نور الدہر نے کان مین کہا اے اسد میری غرض صرف یہ ہی کہ ایسا نہو کہ فساد کو طول ہو جائے اور جو کچھ ہونا ہی وہ تو کسی نہ کسی وقت ضرور ہی ہوگا اسد نے کہا مین نے بیشتر ہی گوش گذار کر دیا تھا نور الدہر نے کہا خیر تو دانی و کار تو بدیع الملک نے کہا اے اسد نامہ کو پڑھ کے سناؤ کیا لکھا ہی اسد نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا بآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا الحمد للہ الذی یسبح لہ الارض والسماء والصلوٰۃ علی محمد خیر الانبیا اما بعد منم راقم این رقم این اعنی مقرب بارگاہ سلطانی رستم ثانی بدیع الملک مع یاران دیگر مسموع ہو اور بخوبی واضح رہے کہ مین نے آج تک تم سب کی طرف سے دل صفا منزل مین بدی کا خیال بھی نہین آنے دیا اور اسوقت تک تہیہ کیے ہون کہ حتے الامکان کبھی بدی نہ کرونگا اسی طرح تمسے بھی امید رکھتا ہون جب مین تمسے صاف ہون پس تمکو بھی لازم ہی کہ میرے جانب سے حاضر و غائب کسی طرح کا بغض و کینہ نہ رکھو اے بدیع الملک اسکے کیا معنی کہ حمزۂ ثانی نے حکم طلب صادر فرمایا اور تمنے عدول حکمی کی تمھارے عقل و فطانت سے نہایت بعید ہی تمھارا فرض یہ ہی کہ ہر روز بدستور قدیم بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو جسطرح کہ آجتک بادشاہان اسلام کا دستور مقرر چلا آتا ہی میرے نزدیک تو آجتک ایسی عدول حکمی سلاطین ماضیہ مین سے کسی نے نہ کی ہوگی اور اگر تمھارے دل مین ملال اس بات کا ہی کہ حمزۂ ثانی نے شہر فرعونیہ و مال فرعون مجکو بخشا ہی یہ بالکل بیجا بات ہی حق بحق دار رسید اس بارہ مین کسی کا کیا دخل ہی حمزۂ ثانی نے مجھ ہی کو اس مرحمت کے لائق سمجھا اگر حمزۂ ثانی کی ایسی نظر مرحمت اور سرداران و پہلوانان پر ہوتی تو ہمکو کسی طرح کا ملال نہوتا حمزۂ ثانی آج حاکم وقت ہین جو کچھ جسکو چاہین دیدین اے بدیع الملک بمجرد دیکھنے اس تحریر کے جلد اپنے کو دربار مین پہونچاؤ ایک لمحہ کا بھی تامل نہ کرنا اب بھی تم دربار مین حاضر نہو گے تو کل اس عدول حکمی کا نتیجہ بہتر نہ دیکھوگے اسوقت تک جو تامل کیا گیا فقط رعایت مد نظر تھی لیکن رعایت کی بھی حد ہی اس سے زیادہ رعایت نہین ہو سکتی والسلام

اسد نے اس نامہ کو پڑھ کے اُسی وقت چاک کر ڈالا اور کہا جسنے ہمارے نام یہ خط لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی نامہ نہین لکھا پتھر سے سر پھوڑا ہی دربار حمزۂ ثانی کے آنے والے ہم اور کسی کے بوکھلانے کی کیا وجہ ایسے بازاری کتے بہت بھونکتے ہین منظور ہوگا دربار مین آئین گے دل نہ چاہے گا ہرگز نہ آئین گے اگر حمزۂ ثانی شکایت کرینگے جیسا کچھ مناسب ہوگا جواب دیا جاویگا اور کسی کی ہم حقیقت نہین سمجھتے کہ کیا بلا پوش ہی ای یلدرم خان جا اور اس خط کے کاتب سے اسیطرح کہدے یلدرم خان نے جو رستم ثانی کا نامہ چاک کرتے دیکھا از سر تا پا غیظ و غضب ہوگیا کہا ای اسد تمھاری شان و مرتبہ کے یہ امر بالکل خلاف ہی اول نامہ لینے کا وہ طرز کہ گویا بالکل از خود رفتہ مین نے اُسوقت بھی طرح دی دوسرے یہ حرکت خلاف کہ ایک سردار معزز و مقرب مرتبۂ شاہی کا نامہ اس توہین سے چاک کر ڈالا کوئی ادنی شخص بھی اس توہین کو گوارا نہ کرےگا اسد نے کہا اگر اس توہین کو گوارا نہ کریگا اپنا سر کھائیگا اور کیا کر سکتا ہی اور اگر کچھ کر سکتا ہی تو بس تاخیر بیکار ہی یلدرم خان نے کہا ای اسد مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم فساد پر آمادہ ہو اب تک تو مین نے ہر طرح تحمل کیا مگر اب مجھکو تاب تحمل نہین ہی اسد نے کہا ای یلدرم تو تحمل کیا کر سکتا ہی البتہ ہمنے تامل کیا ورنہ حقیقت معلوم ہوجاتی یلدرم نے کہا تحمل کے یہی معنی ہین کہ سر دربار نامہ کو پرزے پرزے کر ڈالا اگر مین اس اہانت کا تعرض کرون تو کیا ہو اسد نے کہا وہی ہو جو ہونا چاہیے یلدرم خان نے بآواز بلند کہا ای اسد بس خبردار اب کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکالنا ورنہ تجھ ہی طرح پیش آونگا اسد نے جھپٹ کے ایک گھونسہ یلدرم کی گردن پر مارا مع ہذا دوسرا گھونسہ اس زور سے اُسکی گردن ہی پر رسید کیا کہ یلدرم خان اوندھے منھ زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا باہر یلدرم خان کے سواران ہمراہی کھڑے تھے اُنکو مطلق خبر نہ تھی کہ یلدرم خان بیہوش پڑا ہی غرضکہ اسد نے حکم دیا کہ جلد زنانہ لباس لاؤ ایک ساعت کے بعد یلدرم خان کو غش سے افاقہ ہوا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسد نے کہا اسکو بستہ کر لو ملازمون نے فوراً یلدرم خان کو بستہ کیا اور اسد کے حکم سے وہ لباس زنانہ یلدرم خان کو بجبر پہنادیا باہر کسی نے اُن سوارون کو اطلاع دی کہ تم یہان مقیم ہو وہان کی کبھی تمکو کچھ خبر ہی تمھارے سردار کو زنانہ لباس پہنایا گیا ہی اُن سب نے اندر آنے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا وہ سب سوار مقابلہ پر آمادہ ہوئے اسد کو خبر پہونچی کہ یلدرم خان کے سواران ہمراہی بر سر فساد ہین اسد باہر آیا پوچھا کیا ہی سوارون نے کہا ہم یلدرم خان کے ہمراہ آئے ہین کیا وجہ ہی کہ یلدرم خان کو اسقدر عرصہ ہوا کیا ابھی تک جواب نامہ نہین حاصل ہوا اسد نے کہا جواب نامہ تو حاصل ہوگیا اور انعام رسالت بھی مل چکا صرف تمکو انعام دینا ہی شاہزادۂ بدیع الملک کا حکم ہی کہ یلدرم کے سواران ہمراہی کو بھی انعام دینا چاہیے وہ سب انعام کی امید مین ایک جانب استادہ ہوگئے آپس مین کہتے تھے کہ بدیع الملک بڑا دل چالاک شخص ہی ہم لوگ صرف یلدرم کے ہمراہ آئے ہین مگر ہم سبکو انعام کا حکم دیا یکایک ایک گروہ بدیع الملک کے ملازمون کا آیا اور اُن سب سوارون کو گھوڑون پر سے اُتار کے بستہ کر لیا ہر چند سوارون نے کہا ای یارو یہ کیا بدعت ہی شاہزادۂ بدیع الملک نے ہمکو انعام دینے کا حکم دیا ہی جاؤ شاہزادہ سے پوچھو تو ملازمون نے کہا بیشک ہم بھی جانتے ہین کہ انعام کا حکم دیا ہی گھبراؤ نہین انعام بھی ملیگا تمھارے سردار کو تو انعام رسالت مل چکا اب تمھاری باری ہی غرضکہ سب سوارون کو گرفتہ و بستہ کر کے بدیع الملک کے روبرو حاضر کیا بدیع الملک نے سب کو ایک نظر سرسری سے دیکھا اسد نے حکم دیا کہ ان سب کو زنانہ لباس پہناؤ ملازمون نے اُنکو بھی زنانہ لباس پہنایا اسد نے سوارون و یلدرم خان سے کہا ای خیرہ سرو بس اس رسالت کا یہ انعام

بہت مناسب ہی اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس جاؤ اور اس انعام کو دکھاؤ اور اُس سے یہ کہدو کہ اس انعام کے عوض مین جو کچھ تجھسے ہوسکے ہرگز دریغ نہ کرو ورنہ ہم تجکو مرو نہ سمجھین گے اسی طرح کے لباس کے قابل تجکو بھی سمجھین گے اور یہ بھی کہدینا کہ ای رستم ہمارے حق مین خواہ نخواہ متمسک ہوگے ہرگز نتیجہ نہین دیکھ سکتا نور الدہر نے کہا ای اسد میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ جہان زنانہ لباس پہنایا ہی ڈاڑھی مونچھون کی بھی خبر لے لینا چاہیے اسد نے کہا داڑھی تو نہین البتہ مونچھون کو اُڑا دینا چاہیے چنانچہ سب کی مونچھین استرہ سے صاف کی گئین اور اُسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس بھیجا رستم ثانی نے جو یلدرم خان کو بلباس زنانہ آتے دیکھا کہا ای عورت تو سخت بیحیا ہی کہ ہم غیرون کے سامنے بلا تکلف چلی آتی ہی یلدرم خان نے کہا شہریار مین عورت نہین ہون یلدرم خان ہون تمھارا نامہ اسد نے نہایت ذلت سے پرزہ پرزہ کرکے پھینک دیا اور بہت کچھ کلمات نامناسب زبان پر جاری کیے جسکا ذکر بسبب بے ادبی کے اعادہ نہین کر سکتا رستم ثانی نے کہا نامہ کو تو چاک کیا لیکن تیری یہ کیا صورت ہی تجھسے مین نے اسی واسطے پیشتر کہدیا تھا کہ خبردار کوئی بات ذلت و فضیحتی کی ظہور مین نہ آئے اُسکے عوض مین تو نے اپنی یہ صورت بنائی کیا تو بدیع الملک کے پاس بھی اسی صورت سے گیا تھا یلدرم خان نے کہا شہریار مین نے تو جو کچھ کہا تھا وہ کہا تھا اب تو میری یہ صورت بدیع الملک کے یہان بنائی گئی اور بدیع الملک نے کہا ہی کہ رستم سے جو کچھ میرے حق مین برائی ہوسکے ہرگز کوتاہی نہ کرے رستم ثانی نے غیظ و غضب سے مثل مار سنگ خوردہ پیچ و تاب کھایا اور بنگاہ تیز و تند یلدرم خان کی صورت دیکھکے کہا او نامرد تو نے اپنی یہ صورت بنوائی اور کچھ نہ ہوسکا اگر تو ایسا ہی مجبور ہو گیا تھا تو خود کو ہلاک کیون نہ کیا باین صورت زنانہ یہان آنے کی کیا ضرورت تھی یلدرم خان نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ مین اپنی خوشی سے یہانتک نہین پہونچا ہون بلکہ بدیع الملک کے ملازمون نے مجھے یہان تک پہونچایا مین تو چاہتا تھا کہ بدیع الملک کے روبرو کشت و خون کی نوبت پہونچ جائے مگر کیا کرون کہ مین وہان تن تنہا تھا رستم نے کہا مین نے چالیس سوار کسواسطے تیرے ہمراہ کر دیئے تھے یلدرم خان نے کہا سوار باہر کھڑے تھے اُسوقت وہ مجھ تک نہ پہونچ سکے رستم ثانی نے کہا ای یلدرم اگر تجھ کو بدیع الملک کی سرکار سے یہ انعام ملا ہی تو مین بھی تجھے انعام دیتا ہون یہ کہا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے ایک ہی وار مین یلدرم خان کو دو لخت کیا بعدہ اُن چالیس سواران ہمراہی کو بلایا دیکھا وہ بھی اسیطرح لباس زنانہ سے آراستہ ہین اور مونچھین ندارد ہین کہا کیا خوب یک نشد دو شد ارے کمبختو تمپر یہ کیا آفت نازل ہوئی اُن سب نے کہا شہریار جو کچھ آفت نازل ہوئی ظاہر ہے

آنجا کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان

رستم ثانی نے کہا تم سب نے اپنی یہ صورت بنوائی تلوار سے کیون نہ کام لیا اُن سب نے کہا کیا عرض کرین ہمکو ہنگامہ جنگ گرم کرنے کا موقع نہ ملا ورنہ ہم ہرگز کمی نہ کرتے رستم نے کہا اگر ہنگامہ آرائی کا موقع نہ ملا تھا تو وہین مر کیون نہ گئے اُنھون نے کہا کس طرح مر جاتے دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی فوراً گرفتار کر لیے گئے اور یہ لباس زنانہ پہنا کے یہان بھیج دیے گئے رستم ثانی نے اُن چالیس سوارون کو بھی تہ تیغ کیا راوی کہتا ہی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون شہر فرعونیہ مین تھا اور مال و اسباب خزانہ فرعون اُسی کی تحویل مین تھا اور شاہزادہ بدیع الملک سے گونہ مواصلت رکھتا تھا حسب اتفاق اُسکا اس طرف ورود ہوا شاہزادہ بدیع الملک سے بھی ملاقات کی اثنائے حرف و حکایات مین بدیع الملک سے کہا ای والا منزلت مجکو ایک امر مین نہایت تعجب ہی اور وہ تعجب

بیجا نہین ہی بدیع الملک نے استفسار کیا خواجہ یاقوت نے کہا مین بجاے خود سمجھے ہوئے تھا کہ بالفرض فرعون شاہ کی موت تمہارے دست زبردست پر موقوف ہی لیکن تم اس معاملہ مین کامیاب نہوسکے رستم گوہی سبقت لے گیا اور مین نے سنا ہی اس کار نمایان کے صلہ مین حمزۂ ثانی نے تمام اسباب فرعون اور ملک فرعونیہ رستم کو بخشا خیر اس بارہ مین جاے دم زدن نہین ہی حمزۂ ثانی مالک و مختار ہین جو کچھ جسے چاہین بخشدین اور بے شبہہ رستم ثانی نے کام بھی ایسا ہی کیا ہی لیکن اے بدیع الملک مین نے سنا ہی کہ حمزۂ ثانی نے دختر فرعون یعنے ملکہ غزال گوہر پوش کو بھی رستم کے حوالہ کیا ہی یہ ظاہر ہی کہ مین ابھی تک فرعونیہ مین اپنی عہدۂ وزارت پر ممتاز ہون اور تمام اسباب فرعون میری تحویل مین ہوا ہی چاہیے کہ ملکہ غزال کو رستم کے قبضہ مین دیدون یا ال کو دون استغفر اللہ میرا سر ملکہ غزال گوہر پوش کے ساتھ ہی اگر یہ سر نہوگا تو ملکہ غزال بھی رستم کے پاس ہوگی بدیع الملک خواجہ یاقوت کی یہ تقریر دوستانہ سن کے بہت خوش ہوا اور کہا اے خواجہ اصل امر یہ ہی کہ مجکو تمسے اسطرح کی دوستی کی ہرگز امید نہ تھی اور تم اس بارہ مین کیا برخاستہ خاطر ہو مین خود اس خبر کو سن کے از خود رفتہ ہو رہا ہون بخدا مجکو اس بات کا مطلق خیال نہین ہی کہ رستم کو حمزۂ ثانی نے مال فرعون بخش دیا باشد مگر اُنکو یہ زیبا ہرگز نہ تھا کہ میری ناموس دوسرے کے نامزد کر دی اس سے بڑھ کے انسان کے واسطے ذلت نہین ہی کیا مین حمزۂ ثانی کی اس بخشش کو جائز رکھونگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ خواجہ یاقوت نے کہا اے شاہزادہ پہلے بجاے خود یہ سمجھ لو کہ اگرچہ یہ ناموس کا مقدمہ ہی تاہم یہ آپس کا معاملہ ہی تم اور رستم دونون ایک ہی سرکار کی نظر کردہ ہو غیر کے مقابلہ مین ایک سوئی کی فکر کر لی جاتی ہی لیکن آپس مین گونہ فہم و فراست کی ضرورت ہوتی ہی فلہذا اس بارہ مین مشورہ کر لو کہ کیا تدبیر عمل مین لائی جاوے کہ اس ہنگامہ کو طول نہو اور حسب مراد کام بھی انجام پا جاوے بدیع الملک نے کہا اے خواجہ میری سمجھ مین کوئی بات ایسی نہین آتی کہ جس سے یہ مقدمہ بسہولت طے ہو جائے ہان یہ بات بجاے خود مقرر کر لی ہی کہ جہانتک ممکن ہو ملکہ غزال گوہر پوش کو رستم تک نہ جانے دینا چاہیے اور جو کچھ تمہارا مشورہ ہو اُسے بھی بیان کرو خواجہ یاقوت نے بعد تامل بسیار کہا توقف کرو مین شہر مین جاتا ہون اور کوئی تدبیر کرتا ہون غرضکہ اُسی وقت شہر فرعونیہ مین پہونچا ایک نامہ حمزۂ ثانی کے نام لکھا قاصد کے ہاتھ حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا وہ قاصد نے وہ حمزۂ ثانی کو پہونچایا حمزۂ ثانی نے سر نامہ چاک کر کے نامہ کھولا لکھا تھا کہ بعد حمد خداوند دوسرا و نعت جناب محمد مصطفےٰ و منقبت علی مرتضےٰ علیہ الف الف تحیۃ و الثنا کاتب کتابت ہذا مین ہون خواجہ یاقوت نام وزیر مملکت فرعونیہ خدمت شریف حضرت اقدس و اعلی مین گذارش ہی کہ سلف سے اس بات کی شہرت ہی کہ بڑون کی بڑی بات علی الخصوص بادشاہان خود مختار و سلاطین نصفت شعار اپنی دریا دلی سے جو کچھ جسکو چاہتے ہین تفویض فرماتے ہین ہر وقت باب فیض و کرم کو وا رکھتے ہین کوئی متنفس مجال تعرض نہین رکھ سکتا فی الحال جو مال و اسباب فرعون دست اختیار خانوادہان دولت ابد مدت مین آیا ہی اگرچہ مین حکومت فرعونیہ کا دستور راست ہون اور تمام دولت و حکومت فرعونیہ میرے ہی تحویل مین ہی تاہم مالک و مختار حضرت والا مرتبت ہین جو کچھ جسکو چاہین مرحمت فرمائین کوئی مانع نہین ہوسکتا ہان ایک امر مین کمال درجہ حیرت دامنگیر ہی وہ یہ ہی کہ ملکہ غزال گوہر پوش دختر فرعون شاہزادہ بدیع الملک کی ناموس ہی حالانکہ اُسکی نسبت میرے نام کوئی حکم ابھی نہین صادر ہوا

ہے لیکن بنظر تقدم بالحفظ ابھی سے عریضہ پیش کیے رکھتا ہون کہ اگر کسی وقت مین ملکہ غزال کی طلبی
ہوئی تو مین اُسکی ترسیل سے معذور رہونگا یہ مقدمہ بحث طلب ہے اسکا تصفیہ ضروری ہے مین نے سنا
ہے کہ ملکہ غزال کے بارے مین کچھ گفتگو کی نوبت آچکی ہے یہ وجہ اس ذکر کے قلمبند کرنے کے ہوئی بفحواے
انی جاعل فی الارض خلیفہ فاحکم بین الناس بالحق مجکو یقین کامل ہے کہ ہر ایک حکم کے صدور مین ہمیشہ عدل
و انصاف شامل رہے گا علی الخصوص ملکہ غزال گوہر پوش کے بارہ مین خلاصہ اس تقریر طولانی کا
یہ ہے کہ اگر بدیع الملک اپنے حق کا مستحق رہا فہو المراد چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ ملکہ غزال گوہر پوش سے
قطعی ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون سے اپنے کو دست بردار سمجھنا چاہیے جبتک میرے قالب مین
جان ہے ہرگز ملکہ غزال گوہر پوش اور ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون کسی کو نہ دونگا عام اس سے
کہ رستم ثانی ہو یا کوئی اور ہو اس بارہ مین مجکو اپنی طاقت کا اندازہ کرنا ہے ؎ ببینیم کہ تا کردگار جہان
درین آتش کارا چہ دارد نہان فرعون کے نسبت تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن قلعہ فرعونیہ و مال فرعون
بغیر میری مرضی کے لینا سہل امر نہین ہے جب وقت طلبی آئیگا اُسوقت حقیقت دریافت ہو جائیگی والتسلیم
جب اس مضمون کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور
دست بستہ بکمال ادب اسطرح عرض پیرا ہوا ؎ کہ اے شہریار سعادت قرین + ز روے تو روشن زمان و زمین
کیا کچھ میری نسبت بھی اس نامہ مین لکھا ہے اگر مجکو سلام لکھا ہے تو علیکم السلام اگر کچھ فرمایش کی ہو تو ارشاد ہو مہیا
کرکے بھیج دی جاوے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم سلام کیسا یہ نامہ از اول تا آخر تمھارے ہی بارہ مین لکھا
ہے یہ کہا اور وہ نامہ رستم ثانی کے ہاتھ مین دیکے کہا پڑھو کیا لکھا ہے رستم نے نامہ کو پڑھا اور تا دیر سکوت مین بیٹھا
رہا حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم کیا ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک سے بھی کچھ سابقہ رکھتی ہے جو اس
بارہ مین اس طرح کی تحریر خواجۂ یاقوت وزیر کی آئی سچ کہو یہ کیا واقعہ ہے مجکو اس مقدمہ سے مطلق اطلاع
نہ تھی استغفر اللہ میرا یہ پیشہ نہین ہے کہ کسی کا حق زایل کرون علے الخصوص ناموس کے بارہ مین رستم ثانی
نے عرض کی شہریارا یہ قصہ طولانی ہے خلاصہ سب کا یہ ہے کہ مین اور بدیع الملک دونون اول
شہر فرعونیہ مین داخل ہوئے تھے مین قہرمان خونخوار کے یہان مقیم ہوا اور بدیع الملک
خواجہ یاقوت وزیر فرعون کا مہمان ہوا اس طرح کی تحریر طرفداری سے ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ یاقوت
بدیع الملک کا دوست و خیر خواہ ہے جب حضور کی مرحمت و عنایت کی خبر بدیع الملک کو پہونچی
ہوگی ازراہ حسد خود تو کچھ نہ کر سکا خواجۂ یاقوت سے شکایت کی ہوگی خواجہ یاقوت نے اُسکی خاطر سے
یہ نامہ لکھا ہے ورنہ ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو کیا جانے اُسنے بدیع الملک کو خواب
مین بھی نہ دیکھا ہوگا خواہ مخواہ بدیع الملک پر کیا موقوف ہے جس شخص کا دل چاہے ملکہ غزال کا اپنا حق ٹھہرا
لے اور اپنے سے جو لوگ موافق ہون اُنکو بہکا کے ہنگامۂ جنگ برپا کرنے کا سامان مہیا کر لے حمزۂ ثانی
نے کہا ہان یہ حال اب معلوم ہوا کہ خواجۂ یاقوت وزیر فرعون بدیع الملک کا ہوا خواہ ہے بلکہ سچا
دوست سمجھنا چاہیے کیونکہ بدیع الملک کے واسطے ہنگامۂ جنگ گرم کرنے کو آمادہ ہے اے رستم
میری راے یہ ہے کہ آج تو نہین لیکن کل یہان سے قلعہ فرعونیہ کے جانب کوچ کرو اگر خواجہ یاقوت تمسے
کسی طرح کا تعرض کرے فوراً اُسکو قتل کرو مطلق رعایت نہ کرنا اسکے کیا معنے کہ بدیع الملک کا ایسا طرفدار

ہوگیا کہ سراسر جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو گیا اور ای رستم ثانی اگر کوئی شخص تمہارا سدراہ ہوگا پس مین سمجھ لونگا تم اُس سے کچھ سروکار نہین ہی رستم ثانی بہت خوب کہکے خاموش ہو رہا ∴

چو روز دگر خسرو خاوری	بر آمد برین تخت نیلوفری	جہان گشت از ظلمت شب رہا	ہمہ نور گردید ارض و سما

رستم ثانی سوار ہوکے فرعونیہ کے جانب روانہ ہوا یہ بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی فرعونیہ کے جانب چلا ہی اور حمزہ ثانی نے خواجہ یاقوت کے نسبت یہ حکم دیا ہی کہ اگر تمہارے خلاف اُس سے کوئی حرکت ظہور مین آئے پس اُسکو بلاتکلف ہلاک کرو بدیع الملک اُنھین یاران دست راست کو ہمراہ لے کے سوار ہوا اور اثنائے راہ مین قیام کیا اس عرصہ مین رستم ثانی بھی وہان پہونچا دیکھا بدیع الملک درمیان راہ مین مقیم ہی سمجھا کہ سدراہ ہوا ہی مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے سامنے آیا اور کہا ای بدیع الملک تمہارا اس طرف آنے کا کیا کام تھا علی الخصوص ایسے مین کہ جب مین اس طرف کو عازم ہوا مین خوب جانتا ہون جس ارادہ سے تم آئے ہو بیکار تمنے اپنے دست و پا کو تکلیف دی خیریت اسی مین ہی کہ تم یہان سے واپس جاؤ بدیع الملک نے کہا کیا تیری شامت آئی ہی جو بیہودہ گوئی پر آمادہ ہوا ہی رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس گفتگو سے کچھ کام نہین نکلیگا اگر مرد میدان ہی میرے روبرو مقابلہ کو آ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو اُڑاتا ہوا قریب رستم کے آیا اور کہا او غاصب کہہ کیا کہتا ہی رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک کیون تو ایسے کلمات نازیبا میری نسبت اپنی زبان پر جاری کرتا ہی مین نے کسکا مال غصب کر لیا ہان حمزہ ثانی نے اپنی خوشی سے جو کچھ دیا وہ لیلیا پھر مجبور کیا موقوف ہی حمزہ ثانی جسکو جو کچھ مرحمت فرمائین وہ لے لے بدیع الملک نے کہا ای رستم اس معاملہ کا فیصلہ تو بس اسی طرح ہو سکتا ہی ∴

بیار انچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران

یہ کہا اور نیزہ کا وار رستم پر کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اور کہا ∴

زدے ضرب خود ضرب مانوش کن
غم دین و دنیا فراموش کن ✣

بعدہ شمشیر آبدار کا وار کیا بدیع الملک نے بھی رستم کے وار کو رد کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار دونون جوان مرکب سے زمین پر آئے اور جنگ زور دست و بازو مین مصروف ہوئے عمر ثانی دوڑا ہوا حمزہ ثانی کے پاس پہونچا اور کہا ای شہریار عالی مقدار حضور کیا بیخبر بیٹھے ہین وہان دونون سردار آپس مین ہلاک ہوئے جاتے ہین حمزہ ثانی نے کہا ای عمر وہ کیا بدیع الملک اور رستم کے بابت ذکر کرتے ہو عمر ثانی نے کہا حضور ہان حمزہ نے کہا جو امر میرے دل مین پیشتر سے خطور کیے ہوئے تھا وہی ظہور مین آیا اور حکم دیا جلد مرکب دیوزاد حاضر کرو فوراً مرکب دیوزاد حاضر ہوا حمزہ ثانی سوار ہوئے اور اُس ہنگامہ مین پہونچے دیکھا بدیع الملک اور رستم دونون گاؤزوری یان کر رہے ہین بدیع الملک کہہ رہا ہی ای رستم تیرے سبب سے مجکو سخت صدمہ پہونچا ہی مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اور رستم کہہ رہا ہی ای بدیع الملک تو مجکو خواہ مخواہ غاصب ٹھہرایا ہی مین اُسکے عوض مین ضرور تجکو سزائے سخت دونگا حمزہ ثانی قریب آئے اور بقوت تمام ایک تازیانہ بدیع الملک کی پشت پر مارا بدیع الملک ازسرتاپا غیظ و غضب ہو گیا چاہتا تھا کہ حمزہ ثانی سے دست و گریبان ہو جائے مگر پھر ضبط کیا البتہ تازیانے کو گرفت مین لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ حمزہ ثانی کے ہاتھ سے نکل کے دور جا کے گرا اور کہا ای حمزہ بجائے خود

اس بات کا کبھی خیال نہ لانا کہ مین تمسے کسی طرح کا پایہ کمی کا رکھتا ہون مجکو بہت افسوس اس بات کا ہی کہ امیر نے منع کیا ہی ورنہ ہنگام مقابلہ حقیقت دریافت ہوجاتی اور بہت زیادہ تر وجہ میری طرح دینے کی یہ ہی کہ تم میرے بزرگون کے بزرگ ہو یہ کہا اور آبدیدہ ہوکے خاموش ہورہا بعدہ حمزۂ ثانی رستم کی طرف متوجہ ہوئے اور تازیانہ اُٹھا کے چاہتے تھے کہ رستم کی پشت پر وار کرین کہ ایرج بزودی تمام حمزۂ ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی شہریار حسب الحکم والا یہ ہنگام آرائی کی گئی ہی کیونکہ حکم ہوا تھا کہ فرعونیہ جاؤ اگر کوئی سد راہ ہوگا تو مین سمجھ لونگا اس صورت مین رستم ثانی بالکل بے قصور ہی وہ مستحق تازیانہ کی ضرب کا نہین ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ واجب تھا عرض کیا گیا حمزۂ ثانی نے وہ تازیانہ ایرج کی پشت پر مارا اور کہا ای خیرہ سر اور عام اس سے کہ کسی کی خطا ہو اور کوئی بے خطا ہو مگر ہمیشہ دیکھا ہی کہ تم سب آمادہ فساد رہتے ہو ہمارے فہم مین یہ بات ہرگز نہین آتی آخر کیا وجہ ہی ایرج تازیانہ کی تکلیف سے تلملا گیا بعدہ عرض کی شہریارا اسکی وجہ تو بہت ظاہر ہی غلام کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی حمزۂ ثانی نے مرکب کی باگ کو پھیرا اور کہا ہم جانتے ہین تم سب خیرہ سرون کو چاہیے کہ جلد دربار مین حاضر ہو تاکہ اس باہمی قصہ کا فیصلہ کیا جاوے یہ کہا اور بارگاہ سلیمانی کی راہ لی بدیع الملک نے کہا ای رستم کہو کیا ارادہ ہی آیا میرا تمھارا فیصلہ حمزۂ ثانی کے روبرو ہو یا اسی وقت فیصلہ ہوجائے کیونکہ جب اس مقدمہ کا ایک سو فیصلہ کرنا بہر نوع مقصود ہی تو پھر کسی کے فیصلہ کی کیا ضرورت ہی رستم نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ حمزۂ ثانی اس مقدمہ کا فیصلہ کرین لیکن اگر تمھاری خوشی خود ہی فیصلہ کر لینے کی ہی تو مین کیا عذر کر سکتا ہون ایرج نے کہا ای رستم باہمی فیصلہ ہرگز درست نہین اور بدیع الملک سے بھی یہی کہا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر یہی تھا کہ حمزۂ ثانی اس مقدمہ کو فیصل کرتے بدیع الملک نے کہا اچھا اگر تم سب کی یہی رائے ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی یہ کہا اور بدیع الملک مع یاران ہمراہی اپنے مقام قیام مین واپس آیا ہر شخص نے حمزۂ ثانی کی نافہمی کی شکایت کرنا شروع کی بدیع الملک نے کہا ای یارو حمزۂ ثانی اس بارہ مین کیا کر سکتے ہین دراصل یہ اُنکے گوش نشین ہی کیا گیا ہی کہ مسلکۂ غزال گوہر پوش کو بدیع الملک سے کچھ نسبت نہین ہی

اب بدیع الملک اور رستم ثانی کو اپنے اپنے مقام مین مقیم اور انواع اقسام کے اذکار و افکار مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حمزۂ ثانی کے دربار کا ذکر کیا جاتا ہی

ہی جب سے دست یار مین ساغر تنزلگا
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہی
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
کرتے ہین سجدہ اسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا
جو چاہین لکھو لین کاتب اعمال چار دنا
وابستہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا

کوڑی کا ہوگیا ہی کٹورہ گلاب کا
دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے روان
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
حرص و ہوس کو سینہ مین غافل جگہ نہ دے
کعبہ ہی نام ایک کنشت خراب کا
دریا مین غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم
دیکھو نگار دز حشر مین کاغذ حساب کا
آتش کی التجا ہی یہی تمسے یا علی

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
حاصل ہوا ہی رتبہ سرونکو حباب کا
مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا کتاب کا
غنچے کا عقد اسکو سمجھیو نہ ای صبا
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا
چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

آرایشگر آرایان مملکت نکتہ پروری تاجداران اقلیم دقیقہ یابی ومعنی گستری ان مضامین تازہ مین یون قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب آفتاب برج شرف درمکنون دریاے شاہ نجف اسد بیشۂ جہانبانی یعنے حمزۂ ثانی بارگاہ سلیمانی مین آکے مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے تمام سرداران نامدار وپہلوانان نمودار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق جابجا کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے حمزۂ ثانی بدیع الملک اور رستم ثانی کے مقدمہ کو بغور وتامل سوچ رہے تھے تمام دربار سکوت کے عالم مین تھا یکایک حمزۂ ثانی نے سعد شہریار کو قریب بلایا اور کہا اے سعد مین اس بارہ مین کمال درجہ متردد ہون کچھ حقیقت اس واقعہ کی دریافت نہ ہوئی تمکو اگر کچھ معلوم ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار عالی تبار

نور مہر وفلک از روشنی راے تو باد ○ سرمہ اہل شرف خاک کف پاے تو باد

مجکو بشتر حالات سے شاہزادہ بدیع الملک کے اطلاع ہی اور اس شاہزادہ کے مذاق مین بھی دخل رکھتا ہون یعنے بدیع الملک ایک جوان سنجیدہ وحلیم ہی لغویت اسکے مزاج مین نام کو نہین ہی اور لوگون کی نسبت مین کچھ نہین عرض کر سکتا حمزۂ ثانی نے کہا صاحب خاص اس واقعہ موجودہ کے بابت اگر کچھ تمکو دریافت ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے کہا اے والاتربت

چشم بدان زجاہ وجلال تو دور باد ○ در دولت تو اہل جہان راسر در بار باد

امر صحیح یہ ہی کہ ملکہ غزال گوہر پوش خاص شاہزادہ بدیع الملک کی مطلوبہ ہی کسی دوسرے شخص کا اس بارہ مین مطلق دخل نہین ہی بالکل بیخطا اس جوان نے تازیانے کھائے اور آزردہ کیا گیا چونکہ استفسار کیا گیا اسوجہ سے اصل حال کے بیان کرنے کی جرأت ہوئی ورنہ مین خاموش تھا اور بیچارے خود یہ سمجھ چکا تھا کہ انچہ بر دیگ ست بچمچہ می آید آج نہین کل حقیقت حال کا اعلان ہو جائیگا حمزۂ ثانی انگشت بدندان ہوئے اور کہا اے سعد واقعی اگر ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ ہی تو اس بیچارہ پر بڑا ظلم ہو گیا مگر پھر بھی طرح طرح کے شکوک دل مین خطور کرتے ہین سخت حیرت کی یہ بات ہی کہ رستم ثانی کا بیان ہی کہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو جانتی بھی نہین ہی سعد شہریار نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا یہ بہت درست ہی مگر آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان ✤ غزال گوہر پوش کو بلاکے اسی سے کیون نہ دریافت کر لیا جاوے اگر وہ بدیع الملک کو پہچانتی ہوگی تو جھوٹ سچ کا حال دریافت ہو جائیگا حمزۂ ثانی نے عمر ثانی کو بلایا اور کہا جاؤ بدیع الملک کے پاس اور ہمارے پاس لے آؤ آج ہم اس مقدمہ کا فیصلہ کرینگے عمر ثانی بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اے شاہزادہ والاجاہ تمکو حمزۂ ثانی نے یاد فرمایا ہی بدیع الملک نے عمر ثانی کی صورت دیکھی اور کہا اے عمر ثانی ہم اس نوکری سے دست بردار ہوئے جو کوئی حمزۂ صاحبقران کا نوکر ہو اس کو لیجاؤ اور اے عمر ثانی ہماری طرف سے صاف لفظون مین یہ کہدینا کہ حمزۂ صاحبقران اب ہمارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین ورنہ نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ یا تو حمزۂ صاحبقران میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے یا مین انکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا آج تک مین نے انکی بزرگی کا پاس کیا لیکن اب مین نے بزرگی اور خردی کے لحاظ کو بالاے طاق رکھا جو خدا کے بندے وہ ہین وہی مین ہون لحاظ و پاس بزرگی اس بزرگ کا رکھا جاتا ہی جو خوردون کی خوردی کا بھی پاس ولحاظ رکھتا ہی ورنہ خوردون کے نسبت انواع اقسام کی بے تمیزی کی شکایتین ہوتی ہین اور بزرگ مطلق ان شکایتون کے جانب اعتنا نہین کرتے عمر ثانی بدیع الملک کی تمام تقریر سکوت مین سنا کیا بعدہ کہا اے بدیع الملک جو کچھ تمنے کہا مینے بخوبی سنا اور واقعی امر یہ ہی کہ جو کچھ تمنے بیان کیا تاہم ملحوظ یہ امر ہی کہ حمزۂ صاحبقران کو نہ تمسے کسی نوع کی خصومت ہی اور نہ کسی اور پہلوان وسردار سے اگر حمزہ سے کوئی فعل جابرانہ ظہور

مین آیا تو اسکی نسبت گمان غالب یہ ہوسکتا ہی کہ انکی لاعلمی کا سبب تھا اُسکا دفعیہ بعد تحقیق دریافت ہوسکتا ہی سردست
تو تمہاری زبانی حمزۂ ثانی کی شکایت جو کوئی سنیگا وہ یہی کہیگا کہ ؎ خطا بزرگان گرفتن خطا ست
قطع نظر ان جملہ امور کے بالفرض حمزۂ صاحبقران نے تمپر ظلم کیا پھر وہ بزرگ ہین ایک وقت چشم نمائی کرینگے
دوسرے وقت بکمال شفقت تمہارے سر و چشم کو بوسہ دینگے بدیع الملک نے کہا ای عمر اب میرے خیالات بالکل منقلب
ہوگئے ہین اس طول و کلام کو محض لاطائل سمجھتا ہون بیکار مغز خراشی کرنا ہی کچھ فائدہ نہوگا اور مین ہرگز اب
حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران خوش ہون یا ناراض ہون مجھے مطلق پروا
نہین ہی چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست عمر ثانی نے پھر فہمایش شروع کی بدیع الملک نے کہا اس بار
مین اب تمہاری زیادہ گوئی بھی تمہاری نادانی پر محمول کرتا ہون بس کہدیا جاؤ اپنے ضروری کام مین مصروف
ہو مجھسے مطلق سروکار نہ رکھو عمر ثانی نے کہا ای بدیع الملک مجھے چاہو نادان سمجھو یا مجنون تصور کرو مگر پھر
مین یہ کہونگا کہ اسوقت تمہاری عدول حکمی بالکل خلاف ہی بدیع الملک نے کہا پاپوش سے خلاف ہی یہ کہا
اور اُسی وقت حکم کوچ دیا اسباب سفر کے پشتارے بندھنا شروع ہوگئے عمر ثانی نے کہا دیکھو مین واپس
جاتا ہون اور حمزۂ صاحبقران سے صاف صاف یہی کہے دیتا ہون کہ وہ نہین آتے ہین بدیع الملک نے
کہا ہان جاؤ یہی کہدو اور تمام یاران دست راست کو ہمراہ لیکے نگارستان جابلقا کی جانب روانہ ہوگیا تھوڑی
دور تک عمر ثانی ہمراہ گیا اور سمجھاتا رہا کہ ای بدیع الملک دیکھو یہ کیا کرتے ہو تمہاری اس عدول حکمی سے
حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال ہوگا بدیع الملک نے کہا اگر حمزۂ صاحبقران کو ملال ہوگا تو زیادہ برین
نیست کہ میری تنخواہ موقوف کردینگے اور اگر فوج و لشکر میری گرفتاری کیواسطے بھیجینگے کچھ مضائقہ نہین
مجکو مجبور کرکے لیجاوینگے چلا جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا اور آبدیدہ ہوکے کہا ای عمر کیا کہتے ہو حمزۂ صاحبقران
اور اُنکے مقربان بارگاہ نے میرے دل و جگر مین پھپھولے ڈال دیے ہین مین ہی ایسا شخص ہون کہ آجتک برداشت
کرتا رہا دوسرا ہوتا تو اب تک کبکا فیصلہ ہوگیا ہوتا اور سخت کشت و خون کی نوبت آجاتی عمر ثانی مجبور ہوکے
واپس آیا اور حمزۂ ثانی کی خدمت مین آکے کہا ای شہریار مین نے ہرچند بدیع الملک کو سمجھایا مگر وہ ایسا
برخاستہ خاطر ہی کہ میرے اصرار کیجانب مطلق اعتنا نہ کی بلکہ وہ اسوقت مع پہلوانان دست راست باختر کیجانب
کوچ کرگیا اور بدیع الملک نے یہ بھی کہا کہ مین نے حمزۂ صاحبقران کی نوکری چھوڑ دی ای شہریار میری فہمایش
پر آج بدیع الملک آبدیدہ ہوگیا نہین معلوم کیا ایسا سخت ملال اُسکو پہنچا ہی کیا عرض کرون اُسکے آبدیدہ ہونے
پر میرا دل آب ہوگیا مین ہرچند روکا مگر نہ مانا ناچار واپس آیا حمزۂ ثانی اس خبر کو سنکے نہایت آزردہ خاطر ہوئے
اور گونہ فکر بھی پیدا ہوئی کہا ای عمر ثانی خیریت یہ ہوئی کہ فرعون کا قصہ پاک ہوگیا ورنہ بدیع الملک کے
برخاستہ ہوکے چلے جانے مین سخت دقت واقع ہوتی تاہم بدیع الملک کے غصہ کا فرو کرنا فرض ہی ابھی نہین
جب مین باختر کو جاؤنگا اُسوقت اُسکے غصہ کے فرو کرنے کی تدبیر کیجاویگی ہنوز یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ہرکارے نے
خبر دی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون آتا ہی حمزۂ ثانی خاموش ہو رہے خواجہ یاقوت دربار مین داخل ہوا
اور باادب تمام سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب سلام دیا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ یاقوت بار دیگر سلام
کرکے کرسی پر بیٹھ گیا حمزۂ ثانی نے کہا ای خواجہ اسوقت کسطرح آنیکا اتفاق ہوا خواجہ یاقوت نے کہا کیا عرض کرون
فی الحال طرفہ ماجرا رونما ہوا یعنی دور کے رشتہ کا میرا ایک بھائی ہی اُسکو علم نجوم کا بہت شوق ہی آج وہ حسب اتفاق میرے

پاس آیا انواع اقسام کے حرف و حکایات کے بعد مین نے اپنے طالع کی کیفیت پوچھی اُسنے قواعد نجوم سے آیندہ کے حالات
بیان کیے مع ہذا یہ بھی بیان کیا کہ تمہارا خانہ ملازمت ہنوز سب طرح درست ہی مین نے کہا اگرچہ مین ابھی تک وزارت فرعونیہ
پر مقرر ہون مگر اب فرعون کجا اُسنے کہا واہ فرعون موجود ہی اور اُسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مقرر ہی
مین تا دیر غریق بحر حیرت رہا اور اپنے بھائی سے بحث کرتا رہا کہ یہ کس طرح ممکن ہی اُسنے کہا اسکو مین نہین جانتا کہ ممکن ہی یا نہین
لیکن فرعون ابھی موجود ہی عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہی اور کنعاس جادو بھی اُسکے ہمراہ ہوگا اور یہ بھی کہا
کہ حمزۂ صاحبقران پر سخت یورش کریگا حتی کہ حمزۂ صاحبقران پر عرصہ تنگ ہوجائیگا حمزۂ ثانی متبسم ہوئے اور
کہا اے خواجہ فرعون جہنم واصل ہوا اُسکا زندہ ہونا محالات سے ہی علم نجوم کا کچھ اعتبار نہین ہی ایک ذرہ کو پہاڑ
کہا جاتا ہی اسی طرح کے بہتیرے احکام میری سماعت مین گذرے ہین خواجہ یاقوت نے کہا ایسا خیال ہرگز نکیجیے یہ خبر
بہت صحیح ہی اور اسمین مبالغہ کا بالکل دخل نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا تمھین کیونکر تحقیق ہوا کہ یہ امر صحیح ہی خواجہ نے
کہا جسطرح اسوقت شہریار یقین نہین کرتے میرا بھی اُسوقت یہی حال تھا چونکہ مجکو اس فن مین کچھ دخل ہی میرے
بھائی نے کہا برادر اگر تمکو یقین نہین ہی تم خود دیکھ لو چنانچہ مین نے حساب لگایا میرے بھائی نے مجکو مدد دی اور اُس
قاعدہ کو سمجھاتا گیا نتیجہ وہی نکلا جو اُسنے بیان کیا بس مجکو یقین ہوگیا اے شہریار اس حکم کو غلط سمجھ کے غفلت کرنا ہرگز
مناسب نہین ہی اور جب یہ مقرر ہوچکا ہی کہ اُسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مخصوص ہی تو ضرور بدیع الملک
ہی کو اُسکی ہلاکت کی کوشش کرنا چاہیے ورنہ اس معاملہ کو طول ہوگا اسوقت مین خاص اس وجہ سے زیادہ تر
اطلاع دینے کو حاضر ہوا کہ بدیع الملک فی الحال برخاستہ خاطر ہورہا ہی اگر اُسنے پہلوتہی کی غضب ہوجائیگا
اور کسی سردار و پہلوان کی طاقت نہین ہی کہ فرعون کے مقابلہ مین سربسر ہوسکے ہر ایک کی بات ہر ایک کے ساتھ
ہی حمزۂ ثانی نے کہا اے خواجہ بڑا غضب ہوگیا بدیع الملک یہان سے برخاستہ ہوکے مع سرداران ست راہ
باختر کے جانب روانہ ہوگیا مجکو کیا خبر تھی ورنہ مین ہرگز اُسکو یہان سے جانے نہ دیتا خواجہ یاقوت نے کہا
بیشک اب سخت خرابی کا سامنا ہوگا ہان یہ تو بیان فرماؤ کہ بدیع الملک اور رستم کے باہمی قصہ کا کیا فیصلہ
ہوا حمزۂ ثانی نے کہا یہی تو سبب بدیع الملک کے برخاستہ ہوکے چلے جانے کا ہوا ابھی تک وہ معاملہ معرض
بحث مین ہی اگر سچ پوچھو تو مجکو اس حال سے مطلق اطلاع نہین ہی کہ آیا حق کس کے جانب ہی تم کیا کہتے ہو
آیا غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ ہی یا رستم ثانی کی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا سچ یہ ہی کہ جوانان
دست چپ ہمیشہ سے دغاباز حیلہ ساز ہین اور جوانان دست راست ہمیشہ غازی و راست باز رہے ہین نہین معلوم
اُنکے نفوس مین کہانکی خباثت بھری ہوئی ہی کہ کسی طرح دفع نہین ہوتی مین نے بہتیر دیکھا ہی کہ بعضے آدمی ہمیشہ دغابازی
اور فیلسوفی ہی سے اپنا کام بنایا کرتے ہین رستم ثانی وہان موجود تھا خواجہ یاقوت کے اس کلام سے
از سرتاپا غیظ و غضب ہوگیا اور کہا اے خواجہ یاقوت اسطرح بلا تکلف کسی کی نسبت خلاف کلمے زبان پر جاری کرنا بہتر نہین
ہوتا ہی آخر کیا دغابازی پہلوانان دست چپ سے ظہور مین آئی جو تو اس طرح بیباکانہ اُنکو متہم کرتا ہی خبردار اب
ایسے کلمات ناز یبا سرداروں کی نسبت زبان پر نہ لانا ورنہ بہت خراب نتیجہ دیکھیگا خواجہ یاقوت نے کہا اے رستم دیکھ
تو اپنی بیہودگی جو لوگ آدمیت سے گذرے بھی بہر در گھستے ہین یہ ایک بات کو سوچ سمجھ کے منہ سے نکالتے ہین رستم نے
کہا تو نے جو پہلوانان دست چپ کو دغاباز و حیلہ ساز کہا یہ سوچ سمجھ کے کہا خواجہ یاقوت نے کہا ہان یہ بات تو سنتے
معقول کسی دعوی بغیر دلیل کے کبھی صحیح نہین ہوتا کاش کہ تو پہلے ہی مجھسے بسہولت پوچھتا اے رستم متنازعہ

تو سمجھتا چاہے کہ مین تیری حقیقت حال سے آگاہ نہین ہون اب مجھسے پہلوانان دست چپ کی دغا بازی و
حیلہ سازی کا ثبوت سن اُسکے بعد اگر جھوٹ نکلے تو بس آگ بگولا ہو جانا اے رستم علمشاہ رومی کو تو جانتا ہے یا نہین
اُسنے کہا ہان خوب جانتا ہون خواجہ یاقوت نے کہا وہی علمشاہ رومی جسکو تو جانتا ہے اُسنے ایک زمانہ مین
اپنے گلے مین بت لٹکائے زنار پہنا پایہ تخت صلصال مین مدت تک مسلمانون کو ہلاک کرتا رہا ہزارہا بیگناہون کا خون
اپنی گردن پر لیا بعدہ جب ملک قاسم نے انتظام مین دخل دیا کوچک باختر مین شاہزادۂ بدیع الملک کے
ہر ایک کام مین فتنہ و فساد برپا کرتا رہا جب تیرا باپ ایرج کامیاب ہوا امیر والا تبار کے تمام کامون کو ابتر کرتا رہا اور
اُسکی ماں پر عاشق ہو گیا حتی کہ بارہ برس تک اُسکے عشق مین مجنون و دیوانہ رہا یہانتک کہ تو پیدا ہوا اب تو اپنے کو دیکھ
اور شاہزادۂ بدیع الملک سے دعوی ہمچشمی کو دیکھ اور کاشکے صرف ہمچشمی پر اکتفا کرتا مزید بران اُسکی ناموس کو
قبضہ مین لانے کا بندوبست کیا حالانکہ اُسکی ناموس تیری مادر ہوئی اور وہ تیرا چچا ہوا کیونکہ تیرے باپ کا بھائی
ہے اے رستم کیون تو نے اپنے بزرگون کا پوست کندہ حال بیان کروایا مجھکو بہت کچھ یاد ہے اگر کہ تو اسی طرح اور کچھ بھی
بیان کرون خلاصہ تیرے تمام خاندانی حالات کا یہ ہے کہ مسلسل تیری نسل مین شورہ پشتی چلی آتی ہے آج یہ کوئی نئی
بات نہین ہے اُس سے کہ جسے تیری نسل کی کیفیت نہ معلوم ہو مجھسے کیا پوچھتا ہے کہ پہلوانان دست راست نے
کیا دغا بازی و حیلہ سازی کی تو ہی انصاف سے کہدے کہ اس سے زیادہ دغا بازی وحیلہ سازی کیا ہوگی جسکو
تعجب ہے کہ آجتک تیرے ساتھ مین بدیع الملک کس طرح زندہ رہا ہلاک کیون نہ ہو گیا حالانکہ یہ مجھکو یقین ہے کہ تو
شب و روز اُسکی ہلاکت کی فکر مین ہوگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ انسان کیا جسمین انسانیت کی بو نہ پائی جائے

آدمی را آدمیت لازم است عود اگر بو نباشد ہیزم است

یہ کہکے خواجہ یاقوت سعد شہریار کے جانب متوجہ
ہوا اور کہا شہریار تم تو اُسوقت مین وہان تھے اگرچہ مین جھوٹ کہتا ہون تو تم مجھکو شہریار بعد الاعتبار کے روبرو قائل
کردو اور کاذب بنادو مین تو سب کے روبرو کہتا ہون پوشیدہ نہین کہتا سعد شہریار پر کیا موقوف ہے اور بھی
بیشتر حاضرین آگاہ ہونگے اگرچہ بمصلحت اسوقت سکوت کرین سعد شہریار نے کہا اے خواجہ اسمین مطلق شک و شبہ
نہین کہ تمنے جو کچھ کہا سچ کہا بعدہ خواجہ یاقوت نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے شاہزادۂ ایرج نوجوان
تھوڑا سا اسطرف بادشاہ اسلام کے سامنے چلے آؤ ایرج نوجوان اپنی جگہ سے اُٹھا اور حمزۂ ثانی کے روبرو
آیا خواجہ یاقوت نے کہا اے ایرج اسوقت حق حق بات زبان سے نکالنا ایک روز سب کو ملک الموت سے
ملاقات کرنا ہے پہلے یہ بتاؤ کہ تم اور رستم ثانی فرعون کی قید سخت مین مبتلا تھے یا نہین تھے ایرج نوجوان نے
کہا اگرچہ مین اس حال کو پوشیدہ بھی کرون لیکن کیونکر پوشیدہ ہو سکتا ہے درآنحالیکہ سب ہی آگاہ ہین خواجہ
یاقوت نے پوچھا اچھا اب یہ بھی بتاؤ کہ اُس قید سخت سے کس نے خلاص کیا ایرج نے کہا ہم لوگون کو کلس
نام عیار ملکہ غزال گوہر پوش نے اُس قید سے رہا کیا تھا خواجہ یاقوت نے کہا اب یہ بھی از راہ مہربانی
بیان کردو کہ کلس عیار ملکہ غزال نے جو تمھین قید سے رہا کیا اسکا کیا سبب تھا آیا تمسے کلس سے قرابت
تھی یا کلس تمھارا نوکر تھا یا تم مین سے کسی پر ملکہ غزال فریفتہ تھی جسکی رعایت سے کلس اُسکے عیار نے
خلاص کیا ایرج نوجوان نے کہا ان تمام باتون مین سے کوئی بات نہ تھی خواجہ نے کہا اچھا علاوہ ان اسباب
کے کوئی اور سبب واقعی بیان کرو جسکے سبب سے ملکہ کے عیار نے تمھین رہا کیا ایرج نوجوان نے سر نیچا کر لیا
حمزۂ ثانی نے کہا اے ایرج یہ کیا معنی کہ تو نے سر نیچا کر لیا خواجہ کیا سوال کرتا ہے جو کچھ تجکو معلوم ہو صاف صاف

صاف بیان کردے کوئی تجھسے کسیطرح کا تعرض نہین کریگا ایرج نوجوان نے کہا استغفر اللہ یہ کیا ارشاد ہوتا ہی بجز
حضور کے مجھسے تعرض کوئی کیا کر سکتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا جب یہ سمجھتا ہی پھر کیون سرنگون ہوتا ہی تجکو قسم ہی صاحبقران
کے جان کی جو کچھ تجکو سچا حال معلوم ہو بیان کردے اگر تو نہ بیان کریگا مجکو کمال صدمہ ہوگا تو نہین دیکھتا ہی کہ آپس مین
کیسے کیسے فساد برپا ہو رہے ہین تیرے ہی سبب سے یہ مقدمہ فیصل ہوا اسمی ایرج نوجوان نے کہا شہریار یہ
تو یہ ہی کہ جب کلس عیار ملکہ غزال نے ہمکو قید فرعون سے رہا کیا کلس ہمارے پاس آیا اور کہا آگاہ ہو چونکہ
تم برادران بدیع الملک سے ہو اس وجہ سے ہمنے تمکو اس قید و بند سے خلاص کیا رستم ثانی نے جو ملکہ
کو دیکھا اُسکی صورت پر فریفتہ ہوگیا مجکو قرینہ سے دریافت ہوگیا کہ رستم ملکہ غزال پر عاشق ہوگیا اُسی طرف
متوجہ ہی مین نے منع کیا کہ اے رستم یہ بات بالکل بیجا ہی یہ بھی غنیمت جانو کہ اس قید سخت سے رہا ہوگئے
رستم ثانی نے میرا کہنا نہ مانا ملکہ غزال سے کہا اے نازنین مین بھی بدیع الملک کا بھائی ہون مجکو اپنی
غلامی کے واسطے قبول کر ملکہ نے کہا اے شاہزادہ چونکہ تمھاری خوشی اسی مین ہی پس مجکو بھی کوئی عذر نہین
ہر طرح مجکو رضامند سمجھو یہ کہکے چند جام بادۂ گلفام بیہوشی آمیز کے بسبب رستم کو اور مجھے دیے رستم ثانی اسس
بادہ پیمائی کو رضامندی کی دلیل سمجھے جب تک حواس درست رہے مذاق کرتے رہے جب بیہوشی نے اپنا
عمل شروع کیا ملکہ نے دو مرکب مع یراق طلب کیے اُن مرکبون پر ہمکو اُسی حالت بیخودی مین سوار کرکے شہر فرعون
سے باہر نکلوادیا آخر ہم ہوش کی حالت مین سنبھل کے اُن مرکبون پر سوار ہوئے اور طوفان جنگی کے ساتھ بدیع الملک
کے لشکر کی جانب راہی ہوئے بس اسقدر حال تو مجکو بچشم دیدہ معلوم ہی جو بیان کیا اور کچھ مجکو نہین معلوم ہی
آیندہ صاحبقران والاشان کو اختیار ہی اس صورت مین ملکہ غزال کو جسکا حق سمجھین اُسے بخشدین جب
حمزۂ ثانی نے یہ قصہ اس تفصیل سے سنا نہایت برہم ہوا رستم ثانی کی طرف بنظر غیظ و غضب دیکھکے کہا او
نامرد ور ننگو اگر یہ واقعہ اس طرح کا تھا جسکو تو بھی بخوبی جانتا تھا پس کیا وجہ تھی جو تو نے کہا دختر فرعون
ملکہ غزال کو مجھے بخشدے نہ خواجہ یاقوت وزیر کا یہان ورود ہوتا نہ اس بھید کا انکشاف ہوتا طرفہ تر یہ کہ
خواجہ یاقوت کے دغاباز کہنے پر برخاستہ ہوا رستم ثانی خجالت سے عرق عرق ہوگیا سر جھکائے ہوئے سکوت
مین بیٹھا تھا حمزۂ ثانی نے چاہا کہ تازیانے سے مثل بدیع الملک کے رستم ثانی کی بھی خبر لے سعد شہریار
نے بمصلحت کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا سعد نے کہا یہان نہین تخلیہ مین عرض کرونگا
حمزہ اور سعد دونون مقام تخلیہ مین گئے سعد نے کہا مین نے صرف اس غرض سے تکلیف دی کہ اگرچہ رستم ثانی
نے سخت قصور کیا اور واقعی رستم نے بدیع الملک پر بڑا ظلم کیا جسکی سزا بہت کچھ ہو سکتی ہی لیکن فی الحال
سکوت کرنا قرین مصلحت ہی وہ مصلحت یہ ہی کہ اگر خواجہ یاقوت بقول حکم نجوم صحیح ہی اور فرعون پھر
نمودار ہوا تو پہلوانان دست راست تو اس طرح برخاستہ ہوکے چلے گئے ہین اسوقت پہلوانان دست چپ
بھی برخاستہ ہوجائینگے پھر تنہا کیا کام ہو سکتا ہی اور مجکو بھی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ واقعی فرعون
ظاہر ہوکے خروج کریگا ایسے احکام نجوم کے غلط نہین ہوتے اور خواجہ ایک مرد سنجیدہ ہی شاید کوئی لغو
خبر ہرگز زبان سے نہین نکالے گا جب اُسکو یقین ہوگیا ہی تب اُسنے بیان کیا حمزۂ ثانی نے کہا اے سعد
واقعی تمھاری راے بہت صائب ہی خوب کیا جو تمنے اس راے سے مجھے اطلاع دی ورنہ مجکو رستم کی
اس بیہودہ حرکت سے ایسا غصہ آیا ہی کہ بس نہین جو مین تازیانون سے اسکی کھال اُڑا دون سعد شہریار

نے کہا بغیر ضبط اسوقت کوئی چارہ نہین حمزۂ ثانی نے سکوت کیا اور اپنی جگہ آکے بیٹھ رہے چند لمحہ تک سرنگون
سکوت مین بیٹھے رہے پھر حکم دیا کہ کشتی لاؤ ملازمون نے کشتی حاضر کی خواجہ یاقوت کو خلعت مرحمت ہوا خواجہ
نے باادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا اب مین رخصت ہوتا ہون مگر ازروے نجوم جو کچھ مین نے خبر دی ہی اُسکا
ضرور خیال رہے حمزۂ ثانی نے کہا ہان مجکو بخوبی خیال ہی خواجہ سلام کرکے روانہ ہوگیا اب حمزۂ ثانی
کا یہ حال ہی کہ غمگین و بدحواس نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن طرح طرح کے خطرے دل مین پیدا ہوتے ہین
جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا اُسی حالت انتشار مین اُٹھا خیمہ مین آیا بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً نیند
کا غلبہ ہوا بےخبر سوگیا خواب مین دیکھا کہ امیر صاحبقران تشریف لائے ہین اور کہتے ہین ای فرزند تمنے
بڑی غلطی ہوئی انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کے ہر ایک بات پر عمل کرے یہ نہین کہ جو سمجھ مین آیا بغیر مشورہ
اُسپر عمل کرلیا جسکا نتیجہ بجز خرابی کے اور کچھ نہین ہوتا یہ کیا غضب کیا کہ بدیع الملک کو آزردہ کرکے
نکالدیا اور صرف آزردہ اسی پر نہین کیا کہ اُسکے ناموس کو رستم کی درخواست پر رستم کو بخشدیا بلکہ اُس
بیچارے کو تازیانہ سے ایذا پہونچائی حالانکہ وہ بالکل بیقصور تھا ای فرزند کیا تم سمجھتے ہو کہ بدیع الملک
سے ملاقات کرکے اُسے رضامند کرلوگے استغفر اللہ بالفرض رستم ثانی اپنی سعادتمندی سے رضامند بھی
ہوجائے گا تو بھی جسقدر اذیت تیرے ہاتھ سے بدیع الملک کو پہونچی ہی اُسی کے موافق اُسکا عوض
تجھے بھی ضرور ملیگا یعنے تجھے بھی اذیت پہونچیگی مین خاص اسی اطلاع کیواسطے آیا تھا اب مین جاتا ہون
خداوند عالم تیرا حافظ و نگہبان ہی اور بار دیگر مین تجھے سمجھائے جاتا ہون کہ کوئی کام نہ کر جبتک اُسکو بخوبی
سوچ سمجھ کے نتیجہ نہ نکال لے اب تو بدیع الملک ناراض ہوکے چلا ہی گیا ہی مگر جب اُس سے ملاقات
ہو اُسکے راضی ہونے کی کوشش کرنا وہ جوان نہایت دانشمند اور حلیم ہی کیا عجب ہی اگر تیرے راضی کرنے
سے راضی ہوجائے اور گرد ملال کو اپنے دل سے دھو ڈالے بعد ازان نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ ثانی
گھبرا کے خواب سے بیدار ہوئے خواب کا خیال بندھا اور زیادہ انتشار پیدا ہوا کہا دیکھیے اب خدا کیا
دکھاتا ہی غلطی تو مجھسے ضرور ہوئی الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان آدمی سے خطا ہو ہی جاتی ہی مع ہذا
بسبب خوف کے لرزے جاتے تھے

اب حمزۂ ثانی کو فکر و تردد مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال مسطور ہوتا ہی

چلی ہی ایسی زمانہ مین کچھ ہوا الٹی
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا الٹی
نگاہ ناز ہی ترچھی کچھ اُس صنم کی نہین
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا الٹی
خلاف وضع ہی انسان کیواسطے معشوق
خیال وصل مین پہرون نہین ردا الٹی
سخن پرداز این شیرین حکایت

کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا الٹی
نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہی نہ شام فراق
خلاف عشوہ و انداز ہی ادا الٹی
کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت و یاس
بدن کی زیب نہوے کبھی قبا الٹی
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہمسے ای آتش
چنین کرد از سخن سنجان روایت

بیان حالت دل پیش یار ہو سکا
کلیم بخت سیہ سیدھی ہوئی یا الٹی
ہمارے خون سے ہین دست و پا قاتل سرخ
در قبول سے ٹکرا کے سر دعا الٹی
شب فراق مین نے جو منہ لپیٹا ہی
زمانہ پھر گیا کیسی چلی ہوا الٹی
کہ فرعون شاہ آہن حصار مین

شہا ایک گیا دیکھتا ہی کہ حیران کوہ سے گرد پیدا ہوئی جب وہ گرد نزدیک پہونچی دامن گرد چاک ہوا مطلول شاہ
و طول جن طال بن مطلول و حیران زنگی ساتھ لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف آتے معلوم ہوے

جب قریب پہونچے اوئی سب نے بہیئت مجموعی بخلوص اعتقاد فرعون کے روبرو سر نیاز جھکایا پھر اعلیٰ سرداران نے یکے بعد دیگرے فرعون ملعون کو سجدہ کیا اور دونون ہاتھ اُٹھا کے اسطرح دعا مانگی ای خداوند تیری محبت ہمارے دلون مین جگہ کرلے تیرا اعتقاد بھی ترقی کرتا رہے تو اپنے بندون کو اپنے دل سے کبھی نہ بھلانا ہمیشہ حاضر و غائب عنایت و مرحمت کی نظر رکھنا ہم تیرے بندے تیرے سوا کسی کو نہین مانتے ہر دم تیرا ہی دم بھرتے ہین تیری ہی یاد رکھتے ہین زندگی مین ہمکو آباد و شاد رکھنا مرنے کے بعد اپنی ارم کے کسی گوشہ مین ہمکو بھی جگہ دینا اس اثنا مین یکایک شیاطین آیا اور موقف عرض سے اسطرح گویا ہوا ای سب قوتون اور قدرتون کے مالک تو سب اچھی چیزون کا دینے والا اور بنانے والا ہی اپنے نام کی محبت ہمارے دلون مین پیدا کر ہم مین سچی دینداری بڑھا ساری نیکیون کی ہمین تربیت کر فی الحال ایک خبر تازہ گوش گذار حضرت اعلیٰ کیجاتی ہی وہ یہ ہی کہ سر دست خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون مین بہت بڑا انقلاب پیدا ہو گیا ہی فرعون شاہ نے کہا ای شیاطین بندۂ خاص قدیم اختصاص جلد بیان کر وہ کیا انقلاب خدا پرستون کے لشکر مین پیدا ہو گیا ہی شیاطین بولا نتیجہ اس انقلاب کا یہ ہی کہ بدیع الملک نامے جو تیرا بندہ ہی اور تجھسے منحرف ہی وہ باختر کے جانب کوچ کر گیا ہی اور حمزۂ ثانی جو خدا پرستون کا سردار اعلیٰ ہی اور جسکو تو نے اپنی قدرت کاملہ سے بہت کچھ بڑھا رکھا ہی وہ مع سرداران دست چپ فرعونیہ مین وارد ہوا ہی واجب جان کے عرض کیا آیندہ اختیار بدست مختار فرعون اس خبر انقلاب سے مارے خوشی کے بہت کچھ بندر کیطرح اُچھلا کودا شیاطین نے کہا ای خداوند یہ وقت ایسا نہین ہی کہ صرف اُچھلنے کودنے پر اکتفا کیجاوے بلکہ اس بارہ مین کچھ تدارک کرنا چاہیے اگرچہ قدرت خداوند ہر وقت غالب ہی اور کوئی کیا کر سکتا ہی تاہم تو نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہی ایسا نہو کہ تیرے دشمنون کے ہاتھ سے ایسا کچھ سبب پیدا ہو کہ خداوند کی کسی طرح کی تضحیک و تذلیل ہو جاوے اور خداوند کو صدمہ پہونچے علی الخصوص خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والون کی جلد خبر لینا چاہیے کہ انکے حرکات بیشتر خداوند کے انتظام مین خلل پیدا کرنے والے ہین فرعون نے سر ہلایا کہا ہان تو سچ کہتا ہی مین اسکا انتظام کرتا ہون چنانچہ اُسیوقت حکم کوچ دیا فوراً سامان سفر جانوران باربردار پر بار کیا گیا بکثرت فوج ساتھ ہوئی فرعونیہ کے جانب کوچ کیا کناس جادو ساتھ تھا جب تھوڑی راہ طے ہوئی اُسنے کہا ای خداوند میرے بارہ مین کیا حکم ہی آیا ہمراہ رہون یا یہین مقیم رہون فرعون نے کہا ای کناس تیرا میرے ہمراہ چلنا ضروری ہی کناس نے کہا بہت مناسب اور ساتھ ساتھ وہ بھی روانہ ہوا اثناے راہ مین فرعون کچھ سوچا پھر اپنی شاخ سے ایک بال نوچا آگ منگائی اُسمین ڈالدیا اُسکا جلنا تھا کہ سامنے سے محافہ نشین نمودار ہوا آتے ہی فرعون کو سجدہ کیا دعا و ثناے خداوندی بجا لایا اور دست بستہ عرض کی یا خداوند کیا ارشاد ہوتا ہی فرعون نے کہا ای محافہ نشین فی الحال میری سماعت مین گذرا ہی کہ بدیع الملک نامے خدا پرست باختر کے جانب گیا ہی مین چاہتا ہون کہ فرعونیہ جاؤن تجھکو خاص اسواسطے بلایا ہی کہ تیری راے لون کہ آیا میری راے درست ہی یا تو اس سے خلاف ہی اُسنے کہا ای خداوند یہ راے بہت صائب ہی مین تجھسے اتفاق کرتا ہون راوی کہتا ہی کہ بعد قطع مراحل و طے منازل چند روز کے بعد فرعون لشکر حمزۂ ثانی کے قریب پہونچا اور روبرو لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا سرداران لشکر اسلام متعجب ہوئے کہ نہین معلوم یہ کون بادشاہ مع فوج و لشکر کثیر یہان آیا ہی خبردارونکو

خبر گے واسطے بھیجا اُنھون نے آکے خبر دی کہ فرعون یہان وارد ہوا ہی اور یہ سب
خیمے اُسی کے استادہ ہین یہ خبر حمزۂ ثانی کو بھی پہونچی غریق بحر حیرت ہو گیا رستم ثانی
کو بلا یا کہا اے رستم خوش ہو کر فرعون پھر پیدا ہو گیا اگرچہ ہم خدا ے قادر و توانا پر
بھروسہ کیے ہوئے ہین ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست لیکن تمسے اسوقت بیان
کرنے کی یہ غرض ہی کہ کیا خوب فرعون کا قصہ پاک کیا اے رستم تمھارا جو کام ہی وہ ایسا
ہی غلط ہی اے رستم ثانی تمنے تو فرعون کو جہنم واصل کیا تھا اب یہ فرعون کہان سے
آگیا کیا وہ فرعون نہ تھا کسی راہ گیر کو گرفتار کیا تھا اور بغرض دفع الوقتی فرعون قرار
دے کے اُسکو ہلاک کیا ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ تم لوگ کس طرح کی کارروائی
کیا کرتے ہو اور بجاے خود کیا سمجھتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ ایسی لغو کارروائیون پر فخر کرتے
ہو اور آپس مین کشت و خون کرنے پر آمادہ رہتے ہو اُس وقت رستم ثانی کا یہ حال تھا
کہ گویا جان نہین ہی سر جھکاے بیٹھا تھا وہان فرعون نے حمزۂ ثانی کے نام نامہ لکھا شہر دیوانہ
کے ہاتھ حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزۂ ثانی نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا لکھا تھا
ہزار ہزار تعریف اُس بت بزرگ کی جسکا نام لات و اعلےٰ ہی جسنے پانی پر زمین کو بچھایا
ہی زمین پر آسمان کو چھپر کی طرح چھایا ہی درمیان زمین و آسمان کے جمادات نباتات حیوانات
کو بنایا مجھکو جملہ موجودات پر شرف بخش کے اپنا مرتبہ عنایت فرمایا دونون جہان کی حکومت بخشی بنا بران
استفسار کیا جاتا ہی اے حمزۂ ثانی کیا مجھکو مثل نمرود شداد وغیرہ کافرون کے بجاے خود
سمجھ لیا ہی جو بغیر اطلاع و اجازت اس طرف چلا آیا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس درجہ
کی حکومت بت بزرگ نے مرحمت کی ہی آگاہ ہو اے حمزۂ ثانی فی الحال میرے غضب کا دریا
جوش پر ہی تجھکو میرے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے خیریت اسی مین ہی کہ بلا تکلف چلا آ اور
مجھکو سجدہ کر اگر تجھکو خیال ہی کہ جو گناہ تو نے کیا ہی اُسکا عوض لونگا مین قسم کھاتا ہون اپنے عزت
و جلال کی کہ مین تیرے تمام گناہان گذشتہ سے درگذر رونگا اور مطلق تعرض نہین کرونگا اگرچہ
تو نے میری بہت کچھ تقصیر کی ہی جسکے عوض مین تیرا جو حال اور جسطرح کا عذاب سخت نازل
کرون بجا ہی مگر مین بہت بڑا رحم دل ہون میرے رحم کے مقابلہ مین تیرے گناہون کی کچھ
وقعت نہین ہی ہر وقت مین اپنے رحم کی طرف نظر کرتا ہون کسی کے گناہون کا مطلق خیال
نہین کرتا ہون فقط جب اسطرح کا مضمون حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا کمال درجہ طبیعت مین
اشتعال پیدا ہوا فوراً نامہ کو چاک کر ڈالا اور دیوانہ کی طرف دیکھ کے کہا اے شہر یہ نامہ کسکا
تھا جو تو نے مجھکو دیا شہر دیوانہ نے کہا اے شہر یار تعجب ہی کہ تمنے نامہ کو از اول تا آخر دیکھا
اور پھر پوچھتے ہو کہ یہ نامہ کسکا تھا حمزۂ ثانی نے کہا مین نے نامہ کو بیشک پڑھا مگر مین پوچھتا
ہون تو کاتب کا نام تو لے شہر نے کہا یہ نامہ اُس شخص کا ہی جو آج تمام زمین و آسمان کا حاکم ہی
جو تمام خلقت عالم کا خداوند ہی جسکے قدرت و جلال سے اُسکے بندہ جو اعتقاد صادق رکھتے
ہین بخوبی واقف ہین حمزۂ ثانی نے کہا وہ کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی وہ کیا جوتی کی نوک ہی

اُسنے کیا جھک مارا جو اس طرح کا نامہ لکھا اور ایسے ہی مزخرف اُسکے معتقد ہین جو اُسکو خداوند
کہتے ہین جو اُسکی قدرت کے قائل ہین شبہر دیوانہ حیرت سے حمزۂ ثانی کی صورت دیکھنے لگا
کہا شہریار یہ کیا کہتے ہو تمکو کچھ خوف نہین اگر خداوند کا غضب اسی وقت نازل ہو جائے تو عجب
نہین حمزۂ ثانی نے باواز بلند کہا خاموش ہو کیا مزخرف بکتا ہی شبہر دیوانہ نے کہا خیر جو کچھ مین مزخرف
بکتا ہون مگر اس نامہ کا جواب تو دو حمزۂ ثانی نے کہا جا اس نامہ کا جواب کہدے کہ نامہ و پیام
کی کچھ ضرورت نہین ہی آمادۂ حرب ہو دیکھون کیا تو قدرت طاقت رکھتا ہی اور کیسا خداوندی کا
دعوے کرتا ہی شبہر دیوانہ حمزۂ ثانی سے یہ جواب لیکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا
ہنوز حمزۂ ثانی کے لشکر کے طلایہ سے باہر نہین گیا تھا کیا دیکھتا ہی کہ خسرو بن قہرمان حمزۂ ثانی کے لشکر
مین چلا آتا ہی شبہر دیوانہ نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا ای خسرو تو خداوند فرعون کا
وزیر اعظم اور خواہر زادہ بھی ہی تجکو خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون سے کیا کام ہی جو تو
یہان آیا ہی تعجب یہ ہی کہ خداپرست فرعون پرستون کے دشمن جان ہین لیکن تجھسے کسی طرح کا تعرض
نہین کرتے سچ بتا یہ کیا واقعہ ہی خسرو بن قہرمان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او شبہر
نابکار یہ تو کیا بکتا ہی کیا تو مجکو فرعون پرست سمجھتا ہی مین تین حرف کہتا ہون ایسے خداوند پر اور
اُسکے معتقدون پر مین خداپرست ہون اور خداپرستون کا مطیع ہون شبہر نے کہا ہان سچ کہ مجکو
ہرگز یقین نہین ہی خسرو نے شمشیر آبدار کا وار شبہر دیوانہ کے سر پر کیا اور کہا اب تجکو یقین آجاویگا
راوی کہتا ہی کہ وہ وار ایسا خفیف تھا کہ شبہر دیوانہ کے ہوش و حواس بجا رہے اگرچہ سر کے
زخم سے پرنالہ کیطرح خون جاری ہوا شبہر نے اُسی حالت مجروحی مین ہاتھ بڑھا کے خسرو
بن قہرمان کا کمربند پکڑ لیا اور خسرو کے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینکدی اور بغل مین مستحکم
لیکے فرعون کی خدمت مین آیا فرعون نے جو شبہر دیوانہ کو اس ہیئت سے آتے
دیکھا کہا ای دیوانہ یہ کیا واقعہ ہی کہ تو خسرو کو بغل مین دبائے ہوئے ہی شبہر نے کہا ای خداوند
پہلے اپنے نامے کا جواب سنو حمزۂ ثانی نے تمھاری شان مین جو جو کلمات ناسزا کہے ہین
میری مجال نہین کہ زبان پر لاسکون مین نے جواب نامہ مانگا کہا بس جواب نامہ یہی ہی کہ حرب و
ضرب کے واسطے آمادہ ہو مین اس جواب کو سنکے واپس چلا تھا کہ خسرو کو لشکر اسلام
مین دیکھا متعجب ہوکے پوچھا ای خسرو تو یہان کہان اور مسلمانون کے ہاتھ سے کس طرح سلامت
رہا خسرو نے کہا مین بھی مسلمان ہون اور تلوار کا وار میرے سر پر کیا جس سے میرا سر زخمی
ہوگیا مین نے چاہا کہ مین بھی اپنا وار کرون مگر پھر خیال آیا کہ اس معاملہ کو خداوندی پر محول رکھنا
مناسب ہی چنانچہ خسرو کو بغل مین دبا کے یہان لے آیا فرعون نے کہا ای خسرو یہ شبہر دیوانہ
تیری نسبت کیا کہتا ہی آیا یہ سچ ہی یا اتہام ہی خسرو نے کہا ہرگز اتہام نہین ہی ای فرعون ملعون
ہزار جان سے قربان ہون مذہب اسلام پر فرعون نے کہا ای خسرو تو یہ کیا کہ رہا ہی معلوم ہوتا
ہی تیرے حواس درست نہین ہین خسرو نے کہا میرے حواس ہر طرح درست ہین تو البتہ ازل
سے بدحواس پیدا ہوا ہی فرعون نے حکم دیا کہ اسی وقت خسرو کو ہلاک کرو واقعی یہ مسلمانون ٢٦

سے بہکانے مین آگیا فوراً جلاد حاضر ہوا اور خسرو بن قہرمان کا سر تن سے جدا کیا یہ خبر حمزۂ صاحبقران کو پہونچی کہ خسرو بن قہرمان جو ہوادار ان رستم ثانی سے تھا فرعون کے حکم سے قتل کیا گیا اور بسبب ہلاکت اُسکا سپہر دیوانہ ہوا ہی کیونکہ جسوقت شپہر دیوانہ یہان سے اپنے لشکر کے جانب چلا تھا خسرو کو لشکر اسلام مین دیکھ کے متعجب ہوا بعد گفت وشنید بسیار شپہر دیوانہ خسرو کو گرفتار کرلے گیا اور فرعون کے روبرو اُسکے مسلمان ہونے کی حقیقت بیان کی حمزۂ ثانی کو بہت ملال ہوا رستم ثانی اُسوقت دربار مین موجود تھا آہستہ وہان سے اُٹھا اور باہر آکے مسلح ومکمل مرکب پر سوار ہوا بارگاہ فرعون کی راہ لی تا اینکہ دراند دربار فرعون مین پہونچا فرعون کو بطریق اسلام سلام کیا فرعون نے رستم ثانی کو دیکھ کے کہا اے خدا اسے نادیدہ کے پرستش کرنے والے تعجب ہی کہ تو یہان آیا بیان کر کسواسطے آیا ہی رستم ثانی نے کہا شپہر دیوانہ کہان ہی جو خسرو بن قہرمان کو لایا ہی مین نے سنا ہی کہ خسرو کو اُس ملعون نے ہلاک کروایا شپہر دیوانہ موجود تھا کہا اے خداپرست تیری بھی یہ طاقت ہی کہ فرعون کے دربار مین میرا نام اس بے تکلفی سے لے رستم ثانی نے کہا تو ایسی کیا وقعت رکھتا ہی جو تیرا نام دربار مین نہ لیا جاوے شپہر نے کہا مین ایسی وقعت رکھتا ہون کہ اسوقت چاہون جسطرح ہلاک کرون رستم ثانی نے کہا او نابکار تو زبان ہی سے کہتا ہی یا کچھ جرأت بھی رکھتا ہی شپہر دیوانہ نے تلوار علم کر کے رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے بسہولت اُسکا وار رد کیا اور اس سبکی سے تیغ آبدار کا اُسپر وار کیا کہ دو پر کالے ہوکے زمین پر گرا بعدہ اُسی تیغ کا وار فرعون پر کیا فرعون جست کر کے تخت سے علیحدہ ہوگیا اور تخت دو حصہ ہوگیا پھر بارگاہ سے باہر آکے مرکب پر سوار ہوا تمام دربار مین ایک شور عظیم برپا ہوا ہر طرف سے آواز آرہی تھی کہ لینا یہ خداپرست زندہ نہ جانے پاوے اور چہار جانب سے رستم کو گھیر لیا رستم نے اُسوقت کمال دلیری سے ہر چہار جانب تلوار کے وار کرنا شروع کیے جسپر تلوار پڑی دو لخت ہوکے دھڑ سے زمین پر دھڑ سے گر پڑا ؏ بہر جا کہ شمشیر او وار کرد یکے را دو کرد و دو را چار کرد اور اُسیطرح پر وار کرتا ہوا اُس مجمع سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی فرعون نے اپنے ملازمون سے برہم ہوکے کہا اے نابکار تف ہی تمہاری مردمی پر کہ ایک متنفس نے یہ ہنگامہ برپا کیا اور زندہ یہان سے نکل گیا اگر یہی حال رہا تو کس طرح خداپرستون کے ہاتھ سے مملکت فرعونیہ محفوظ رہ سکتی ہی سب نے کہا خداوند اُس خداپرست نے نہین معلوم کیا سحر پڑھا کہ ہم لوگون کو اُسوقت کچھ نظر نہ آتا تھا یہانتک کہ ہمکو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ خداپرست کس وقت یہان سے چلا گیا اور اے خداوند ہماری نسبت یہ شکایت ہی کہ ہمسے کچھ نہو سکا لیکن قدرت خداوندی نے بھی تو اُسوقت خبر نہ لی فرعون نے کہا او نابکار و بداعتقاد کیا گستاخی کے کلمے زبان پر لاتے ہو قدرت خداوندی ایسے خفیف واقعون کے واسطے نہین ہی البتہ کوئی مہم اہم ہو اُسوقت رعب وجلال خداوندی کام مین لایا جاتا ہی اور ہمارے قدرت وجلال کی اُسوقت ضرورت ہی کیا تھی درآنحالیکہ وہ ایک تنہا تھا اور تم اسقدر کثیر مجمع رکھتے تھے ہمارے انصاف سے بالکل بعید

تھا کہ ہم اُسوقت اُسپر اپنا قہر و غضب نازل کرتے خیر اب تو جو کچھ ہماری مشیت مین گذرا تھا
وہ ہوا جاؤ لشکر مین طبل قہاری بجواؤ اب جو کچھ ہونا ہی وہ کل ہوگا ہمکو یقین ہوگیا ہی کہ جبتک
یہ خداپرست اپنی سزاے اعمال کو نہین پہونچین گے ہرگز اس طرح کی بیہودگیون سے
باز نہ آوین گے ہم اپنا رحم و کرم انکے شامل حال رکھتے ہین تو یہ ہماری قدرت و طاقت کی وقعت
نہین سمجھتے چنانچہ اُسی وقت طبل قہاری پر چوب پڑی یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی کہ لشکر فرعون
مین طبل جنگ بجا حمزہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے نقارچی نے نقارہ پر چوب لگائی
دہن دہل زد بجنبیدن او ۔ ببین دین ادین او ۔ اس اثنا مین تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس
گرد کے جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک نازنین چست و چالاک چوب عیاری در دست بہزار تمرد و استغنا
نمودار ہوئی اور آتے ہی پہلے اسطرح ہر چہار جانب بنظر تلاش و تجسس سے دیکھا پھر ایک لشکری سے
پوچھا کہ یہ دونون لشکر کسکے ہین اُسنے اشارہ سے بتایا کہ یہ لشکر فرعون شاہ کا ہی اور وہ لشکر خداپرستون
کا ہی وہ نازنین فرعون کے لشکر مین آئی اور ایک فیل بلند قوی پر سوار ہوکے فرعون کے
قریب پہونچی فرعون اُسے دیکھتے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا نازنین ہاتھی پر سے اُتری فرعون
کے پاس آئی اور فرعون کے کان مین کچھ کہا پھر فرعون نے سر ہلا کے اُسکے کان مین کچھ کہا اُس
نازنین نے بھی سر ہلایا اور بار دیگر فرعون کے کان مین کچھ کہا فرعون نے ہان کہکے سر ہلایا اور جسطرف
سے آئی تھی اُسیطرف کو روانہ ہوگئی حمزہ ثانی نے جو اس واقعہ کو دیکھا کمال درجہ حیرت ہوئی عیاران لشکر اسلام
کو طلب کیا کہا دیکھو یہ کون نازنین ہی جسنے فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور پھر جسطرف
سے آئی تھی اُسی طرف روانہ ہوگئی اور یہ بھی دریافت کرنا کہ اُس نازنین نے فرعون
سے کیا کہا عیار بجا لاکے تمام اُس نازنین کے عقب مین روانہ ہوئے یہان لشکر فرعون
سے حیران زنگی لشکر سے باہر آیا اور بآواز بلند کہا ای خداپرستو تم ہمیشہ خداے نادیدہ
کی پرستش کرتے رہے خداوند فرعون کی اطاعت و پرستش اختیار نہ کی اگر نہین
جانتے ہو تو جانو مین ہون حیران زنگی کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے
رستم ثانی نے حمزہ ثانی سے اجازت میدان چاہی حمزہ نے کہا ای رستم تم ابھی فرعون
کے دربار مین مرحلہ طی کرکے آئے ہو فی الحال میری راے نہین ہی کہ تم حیران زنگی
کے مقابلہ کو جاؤ کسی اور پہلوان کو حیران زنگی کے مقابلہ کے واسطے بھیجو سالم زنگی
ایک پہلوان جو اُسوقت حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا اُسنے عرض کی شہریار مین حیران زنگی
کے مقابلے کو موجود ہون مین عرصہ سے اس موقع کا منتظر تھا کہ ان فرعون پرستون
کو سزاے معقول دون بارے یہ بہتر موقع ہاتھ آگیا حمزہ ثانی نے کہا ای سالم زنگی تو ہی جا
اور اس زنگی ملعون کو سزاے معقول دے سالم زنگی مسلح و مکمل ہوکے حیران زنگی کے
مقابلہ مین آیا اور بآواز بلند کہا ای فرعون پرست کافر مین ہون تیرا مرد مقابل آ اور مقابلہ کر
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران ۔ حیران زنگی نے کہا ای سالم
پہلے مین تجھسے کچھ کلام کرنا چاہتا ہون بعدہ حرب و ضرب کی نوبت آئیگی سالم زنگی نے

کہا جو کچھ کہتا ہو کہ حیران زنگی نے کہا ای سالم زنگی یہ جو تو نے اپنی تمام زندگی خدا ے نادیدہ
کی پرستش مین ضائع کر دی اس سے تجھے کیا فائدہ ہوا میری راے یہ ہے کہ اب بھی تو فرعون
کی قدرت و جلال کا معتقد ہو جا تا کہ تیری عاقبت بخیر ہو جائے سالم نے چین بر جبین ہو کے کہا
چپ رہ بے کیا واہی تباہی بکتا ہی فرعون پلید کیا حقیقت رکھتا ہی جسکا کوئی معتقد ہو گا جو کچھ
تجھے کہنا تھا وہ کہا اور مین نے سن لیا اب کچھ نہ کہنا دست و شمشیر سے کام لے حیران زنگی
نے شمشیر آبدار کا وار کیا سالم زنگی نے پشت شمشیر آبدار پر رد کیا اور اپنا وار کیا حیران زنگی
بھی ایک پہلوان جری تھا اُسنے بھی سالم زنگی کا وار رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی
جب کوئی غالب و مغلوب نہوا دونون پہلوان پشت مرکب سے زمین پر آئے اور بزور دست
و بازو مین مصروف ہوئے اور تا دیر اس طرح کی بھی کشش و کوشش رہی آخر حیران زنگی
نے سالم زنگی کو سر سے بلند کر لیا اور کہا ای سالم دیکھ اب بھی خیریت ہی اگر تو خداوند فرعون
پر ایمان لائے سالم نے کہا او نابکار تو کیا بیہودہ بکتا ہی با ایمان دنیا سے سفر کرنا ہم فخر سمجھتے
ہین حیران زنگی نے برہم ہو کے سالم کو زمین پر مارا جسکے صدمے سے اُسکی روح تن سے
مفارقت کر کے جنت مین پہونچی رستم ثانی کو سالم کے ہلاک ہونے سے سخت ملال ہوا جھنجھلا
کے حیران زنگی کے روبرو آیا اور کہا او نابکار و مکار تو نے سالم کو ہلاک کر کے مجھکو
بہت ملول کیا آ مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو میرے ہاتھ سے کہان جان سلامت لیجاتا ہے
حیران زنگی نے تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر نیزہ و عمود و تیغ
سے رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشش
و کوشش رہی دونون جوان پھر بھی برابر رہے چونکہ تاریکی بخوبی پھیل گئی تھی رستم ثانی
نے ارادہ کیا کہ اسوقت طبل بازگشت بجوا کے اس قصہ کو ملتوی رکھون مگر پھر خیال آیا کہ
جو کچھ کل ہونا ہی وہ آج ہی ہو جائے مع ہذا دفعتًا اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور اللہ اکبر کا
نعرہ مار کے بسہولت سر سے بلند کر لیا اور اُسی صورت سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا
لشکر فرعونی نے جو حیران زنگی کو رستم ثانی کے ہاتھ پر دیکھا اور اندھیرا معلوم ہوا نقارۂ
بازگشت بجا کے اپنے مقام قیام پر چلے گئے اُدھر حمزہ ثانی بارگاہ مین آ کے مسند حکومت
پر متمکن ہوئے رستم ثانی کے زور و طاقت کی صفت و ثنا کی خلعت گران بے بہا مرحمت
کیا اور حکم دیا کہ حیران زنگی کو ہمارے روبرو حاضر کرو ملازمون نے حیران کو بستہ و گرفتہ
حمزہ ثانی کے روبرو حاضر کیا سالم زنگی نے کہا ای حیران زنگی تو نے ہمارے لشکر کے
بڑے زبردست پہلوان کو جسکا نام سالم زنگی تھا ہلاک کیا حالانکہ سالم زنگی بھی ایک جوان
دلاور تھا نہین معلوم کیا ایسا سبب ہوا جو وہ تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تاہم تو اگر دین اسلام
اختیار کر لے تو مین تجھکو رہا کر دون حیران زنگی نے کہا ای خدا پرستو نہین معلوم خداوند فرعون
کی مشیت مین کیا گذرا تھا جو مین تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ورنہ مین ایسا کم زور نہ تھا جو
با این سہولت گرفتار ہو جاتا اب تم بیکار دین اسلام کی دعوت کرتے ہو میرے دل مین ایسی وقعت

مذہب فرعونی کی سمائی ہوئی ہی کہ کسی مذہب کی وقعت نظر مین نہین سماتی جو کچھ تمسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کرو حمزہ ثانی نے فرمایا او ملعون اگر تو دین اسلام اختیار نہ کریگا تو ضرور تہ تیغ ہوگا حیران زنگی نے کہا مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا حمزہ نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا

اب کچھ حال سیّارہ ثانی کے واقعہ کا بیان ہوتا ہی

حکایتها کنم مستانہ از جام وجمے دیگر
بود زان جان برلب آمدہ مہمان می دیگر
برین حال مردگان چون شمع مارا گریہ می آید
شود در عالم جان چو نہ در ہم برہمی دیگر
ز فیض خنک بالا در دل شب گشت اعمالم

کنشم می ساقیا گویم سخن از عالمی دیگر
بجان آمد دلم یارب درین عالم ازین کردم
درین محفل نباشد غیر از ینم ماتمے دیگر
بروز وصل او دارم غم روز جدائی را
شود ای عمدہ سیراب این مین از شبنمی دیگر

بوقت والپسین بنمایدم تیغ تو بنوازد
جہانی کن بناز نو براو را آدمی دیگر
مکن آن زلف را برچہرہ جانان زہم برہم
شب ہجران نکر وصل او دارم غمے دیگر

تاجداران اقلیم فصاحت وباجگیران مملکت بلاغت اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح رقم فرماتے ہین کہ سیارہ ثانی اُس نازنین کے عقب مین خیزان چلا جاتا تھا اگرچہ وہ نازنین نہایت تیزی سے راہ طے کرتی چلی جاتی تھی تاہم سیارہ بھی ایک عیار چالاک تھا پیشدستی کے ارادہ سے چلا جاتا تھا حتے کہ دور اُس نازنین سے آگے بڑھ گیا اور ربچالا کی تمام راہ مین دام بچھا کے خاک مین چھپا دیا جب وہ نازنین حلقہاے کمند پر پہونچ گئی سیارہ نے کمند کو کھینچ لیا نازنین اُس دام مین اُلجھ کے زمین پر گری سیارہ جست مار کے نازنین کے قریب پہونچا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اُس نازنین نے کہا ای ظالم بیرحم یہ کیا ظلم مجھپر کرتا ہی سیارہ نے مطلق اُسکو جواب نہ دیا اور دست وگلو بستہ حمزہ ثانی کی خدمت مین لایا اب یہ وہ وقت ہی کہ حیران زنگی کی ہلاکت کے واسطے جلاد طلب ہوا ہی حمزہ ثانی نے جو سیارہ ثانی کو اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک نازنین کو بستہ وگرفتہ دوش پر لادے ہوئے ہی متعجب ہوا کہا ای سیارہ ثانی آج یہ کیا شئے ہی جو تم اپنی پشت پر لادے ہوئے ہو سیارہ نے نازنین بستہ کو حمزہ ثانی کے روبرو رکھدیا حمزہ نے بغور دیکھ کے کہا آخر کچھ مفصل حال بھی کہوگے سیارہ ثانی نے عرض کی شہریارا یہ ایک واقعہ عجیب ہی اگر سماعت فرمایئے تو عجب ہو حمزہ ثانی نے کہا بیان کر اُسنے کہا حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی یہ ایک نازنین ہی جسکو مین گرفتار کر لایا ہون یہ نازنین فرعون شاہ کے پاس آئی فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا تھا اور واپس چلی تھی مین نے تعاقب کیا اگرچہ نہایت تیز رفتار تھی مگر مین نے بھی نہایت جد وجہد کر کے اپنے کو اُس تک پہونچایا کمند مین گرفتار کیا حمزہ ثانی نے کہا ای سیارہ مین تیری اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اچھا اب اسکے بند کھولو اسے ہوش مین لاؤ سیارہ نے عرض کی شہریارا اسکے بند کھولنا ابھی مصلحت نہین ہی ہان ہوش مین لانا چندان مضائقہ نہین رکھتا ہی یہ کہا اور فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا نازنین نے آنکھ کھولی ہر چہار جانب ہر ایک کی صورت کو دیکھا پھر کہا کون مکار مجکو یہان لایا سیارہ ثانی نے کہا ای نازنین تو اسقدر کیون برخاستہ خاطر ہوتی ہی مین تجکو لایا ہون اُسنے کہا تو اس طرح کہتا ہی کہ گویا تو یہان

مجکو لانے کا حق رکھتا ہی بیان کر تو کیون یہان لایا حمزہ ثانی نے کہا ای نازنین تو اُس سے کیا پوچھتی ہی مجھسے پوچھ تجکو اسواسطے لایا ہی کہ تجھسے استفسار کیا جاوے اُس بات کا جو تونے مخفی فرعون سے کہی اور فرعون نے اُس بات کے قبول مین سر ہلایا نازنین نے کہا ای خداپرستو یہ تمہارے دل مین کیا سمایا ہی کہ خداوند فرعون کے کامون مین دخل دینا چاہتے ہو جو کچھ مین نے چاہا یا ضرورت ہوئی فرعون سے کہا جسکو سنکے فرعون نے قبول کیا تمکو کیا فکر ہی جو مجھسے پوچھتے ہو مجکو کچھ تمہارے آثار بہتر نہین معلوم ہوتے حمزہ ثانی نے کہا ای عورت تو بڑی بیباک اور دلیر معلوم ہوتی ہی کہ باوجود ہمارے اختیار مین ہونے کے پھر بھی کلہ بکلہ بحث کرتی ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ جو کچھ تونے فرعون سے کہا ہی ہمارے سامنے بیان کر دے اُسنے کہا مین قدرت خداوند فرعون کی قائل ہون پھر مین بیباک اور دلیر نہونگی تو کون ہوگا اور تم بجاے خود یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ مین تمہاری قید مین ہون میرے نزدیک کوئی حقیقت اس قید وبند کی نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا کیا تو اپنی رہائی پر اختیار رکھتی ہی اُسنے کہا بیشک اور حیران زنگی کی طرف دیکھکے کہا ای خداپرستو تمنے حیران ملازم فرعون کو بھی گرفتار کر رکھا ہی دیکھو مین سچ کہتی ہون اسکو رہا کر دو ورنہ مین خود اس بارہ مین کوشش کرونگی حمزہ ثانی نے کہا پھر دیر کیون کرتی ہی جو کچھ طاقت ہو صرف کر اُس نازنین نے اس طرح اپنے دست و پا افشردہ کیے کہ تمام بند اُسکے ہاتھ پانون سے گر گئے اور جست مارکے حیران زنگی کے پاس پہونچی بسبکی تمام حیران کو اُٹھاکے بغل مین دابا اور بارگاہ سلیمانی سے نکل کے اس طرح غائب ہوئی کہ گویا وہان تھی ہی نہین حمزہ ثانی نے ہرچند غل مچایا کہ لینا یہ مکارہ جادوگرنی جانے نہ پائے مگر اس چالاکی سے اُسنے یہ کام کیا کہ کسی کو مجال کسی طرح کے تعرض کی نہوئی بعد اُسکے جانے کے حمزہ نے اہل دربار سے کہا یارو اُس نازنین کا کتنا پیچ ہوا تم سب کس خواب خرگوش مین تھے کہ کسی نے اُسکو گرفتار نہ کیا سب نے متفق اللفظ کہا شہریارا ہمکو اُسکی اس چالاک کارروائی پر ایسی حیرت ہوئی کہ ہم نہین کہ سکتے کہ اُسوقت ہم کہان تھے حمزہ ثانی نے کلمات حیرت و تعجب زبان پر جاری کیے اور کہا دیکھیے فرعون شاہ کا قصہ کس طرح پاک ہوتا ہی بیشتر سمجھا تھا کہ اب مین نے اُسکے دغدغہ سے نجات پائی مگر طرفہ واقعہ ہی کہ وہ پھر نمودار ہوا اب اُس طرف کا حال سنیے کہ فرعون اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا یکایک محافہ نشین کی طرف دیکھا اور کہا ای جان من تونے اپنے بارہ مین کیون اسقدر تغافل کو دخل دیا ہی دیکھ خداپرست روز بروز غالب آتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی تو چند روز مین ہمارے ترکی تمام ہو جائیگی محافہ نشین نے کہا ای خداوند قدرت خداوندی کے نزدیک خداپرستون کے قصہ کا پاک کرنا کچھ مشکل امر نہین ہی مزید بران مشیت خداوندی مین یہ کس طرح گذر سکتا ہی کہ خداپرستون کے ہاتھ سے کسی طرح کا ضرر پہونچ سکے فرعون نے کہا ای جان خداوند بے شبہہ مشیت خداوندی مین خداوند کے خلاف کوئی امر ظہور مین آنا غیر ممکن ہی مع ہذا اس بات کو بھی سمجھنا چاہیے کہ ہمنے دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی اور یہ سب انتظام عالم ہی اس اعتبار سے کیا عجب ہی اگر کسی زحمت کے متحمل ہونے کو آمادہ ہو جاؤن علاوہ اسکے بعض اوقات اپنے

بندون کی خوشی کا بھی خواہان ہوجاتا ہون نظر برین جملہ حالات تجکو غافل رہنا نہ چاہیے اگر سلطنت
فرعونی کو کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا پس تجکو بھی ضرور صدمہ پہونچیگا محافظ نشین نے کہا ای
خداوند مین نے بارہا اس بارہ مین فکر کی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تدبیر کیجاوے اور بہت بڑی مشکل
اس امر مین ہی کہ حمزۂ ثانی اسماء ابطال السحر کو پڑھتا ہی اسواسطے میرے نزدیک یہ بات مناسب ہی کہ تم
حمزۂ ثانی کی فکر کرو اور علاوہ حمزۂ ثانی کے تمام خداپرستون کا ذمہ ہمنے لیا فرعون شیاطین
کی جانب متوجہ ہوا کہا ای شیاطین تجھ ہمارے معتقدین سے ہی علاوہ برین اہل دنیا سے بھی
بہرہ مند ہوتا ہی لیکن کسی ایسے اہم کام مین ہمارے دخل نہین دیا ہی جسکی ہمنے اشد ضرورت کی
حالت مین فرمایش کی ہو شیاطین نے کہا ای خداوند ہم ہر طرح تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اُسی کو
بسر و چشم بجا لاسینگے فرعون نے کہا حکم یہ ہی کہ ہم خداپرستون کے قصہ سے بہت نالان ہین اور
بہت زیادہ سبب اس فساد کا حمزۂ ثانی ہی اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو مین تجھسے بہت خوش
ہون شیاطین نے کہا ای خداوند یہ بندہ ذلیل تیرا حسب الحکم خداوندی کوشش کریگا آئندہ
مشیت خداوندی یہ کہکے خاموش ہورہا شب کو بعد نصف شب عمر ثانی کی صورت سے مشابہ
ہوکے حمزۂ ثانی کے محل کے دروازہ پر پہونچا دربان نے پوچھا تو کون ہی کہا مین ہون عمر اُسنے
کہا ای عمر معاف کرنا مجکو معلوم نہ تھا اور اسوقت تم کہان شیاطین نے کہا مین اسوقت
حمزۂ ثانی کے کام کو گیا تھا دوسرا دربان کھڑا تھا اُسنے کہا ای عمر تم سر شام یہان آئے
پھر تمکو جاتے نہین دیکھا شیاطین نے کہا واہ مین تیرے سامنے گیا تھا تجھے خیال نہین ہی
دربان خاموش ہورہے شیاطین محل مین داخل ہوا واضح رہے کہ اُس روز عمر ثانی وہین
تھا شیاطین نے چونکہ دربان کی زبانی سنا تھا کہ عمر ثانی سر شام آیا ہی اُسکو فکر ہوئی کہ پہلے
عمر ثانی ہی کو تلاش کر کے قبضہ مین لانا چاہیے بعدہ حمزۂ ثانی کی فکر لی جاوے کیونکہ اگر
حسب خواہش کام درست نہوگا اور سب بیدار ہونگے تو مین اور کچھ تدبیر عمل
مین لاؤنگا اگر عمر ثانی بھی سب کے ساتھ بیدار ہوجائے گا تو مجھسے خداپرست واقف
ہوکے مجھے زندہ نہ چھوڑینگے چنانچہ عمر ثانی کو تلاش کرتا ہوا ایک حجرہ مین آیا دیکھا
عمر بیخبر سو رہا ہی وار وے بیہوشی اُسکو سونگھائی جب یقین ہوگیا کہ اب یہ کسی طرح
بیدار نہین ہوسکتا بیہوشی عمل کر گئی ہوگی عمر کے ہاتھ پانون باندھ کے ایک
کوٹھری مین بند کر دیا اب آیا حمزۂ ثانی کی خوابگاہ مین کامی نامے ایک پہلوان
حمزۂ ثانی کا نہایت معتمد تھا دستور تھا کہ جب حمزۂ ثانی خوابگاہ مین جاتے تھے
کامی پاسبانی کرتا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پہرہ پر تھا کامی نے شیاطین کو دیکھ کے
آہستہ کہا ای عمر تم اسوقت یہان کہان شیاطین نے کہا ای پہلوان زمان
مجکو اس بات کا شک گذرا کہ حمزۂ ثانی اور فرعون شاہ کے درمیان جو
قصہ حیرت افزا پیش نظر ہی اُس سے جسقدر مجکو آگاہی ہی دوسرے کو نہین ہی کیا
عجب ہی اگر کوئی عیار فرعون کا آیا ہو اور حمزۂ ثانی کو گرفتار کر لیجاوے پس یہانکی خبر لینا چاہیے

چاہیے اور تمکو بھی ہوشیار کر دینا چاہیے کامی نے کہا اے عمر ثانی اگرچہ تم کو اس قصہ سے بخوبی آگاہی ہی
لیکن مین بھی ایسا غافل نہین کہ فرعون کا کوئی عیار یہان آکے حمزہ کو چرا لیجاویگا شیاطین نے کہا
پھر بھی احتیاط لازم ہی دشمن اگرچہ کیسا ہی حقیر و مجبور ہو لیکن ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کامی نے کہا
خیر کیا مضایقہ ہی شیاطین بعد اس گفت و شنید کے حمزہ ثانی کی خوابگاہ کے قریب ایک حجرہ مین
گیا اور بستر خواب کو درست کر کے کامی کے پاس آیا اور کہا اے کامی واقعی تو نہایت ہوشیاری
رکھتا ہی اب تو مین حجرہ ہی مین رات بسر کرونگا تجھپر بھی خواب غلبہ کیے ہے بہتر ہوگا اگر تو تھوڑی دیر بستر
پر استراحت کر مین یہان اسوقت تک پاسبانی کرونگا کامی نے قبول کر لیا اور اس حجرہ مین جاکے
بے خبر سو گیا اور شیاطین سے بتاکید کہدیا کہ اے عمر ثانی دیکھو بہت خبردار رہنا شیاطین نے کہا
تمھارے تاکید کی کچھ ضرورت نہین ہی ادھر کامی حجرہ مین گیا یہان شیاطین مکار نے حمزہ کو عالم خواب
مین دارو بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور دیوار مین نقب لگا کے پشتارہ بدوش وہان سے
روانہ ہوا لشکر کفار مین پہونچ کے دم لیا تمام کبر گرد پشتارہ کے جمع ہو گئے اور کہا اے شیاطین اس پشتارہ
مین کیا لایا ہی شیاطین نے کہا خاموش رہو خداوند فرعون کے روبرو پشتارہ کا حال دریافت ہوگا
غرضکہ صبح ہوئی شیاطین فرعون کے دربار مین پشتارہ لیے ہوئے آیا اور کہا اے خداوند حسب الطلب
حمزہ ثانی حاضر ہی فرعون خوشی سے اچھل پڑا اور شیاطین سے کہا اے بندہ خاص ہمارے کار
کردی اور اسی وقت خلعت گران بہا مرحمت کیا اور چالاکی و ہوشیاری کی تعریف کی شیاطین نے دارو
رفع بیہوشی سے حمزہ کو ہوشیار کیا حمزہ کو جو ہوش آیا دیکھا زنجیر و طوق مین مسلسل ہون اور
سامنے تخت نخوت و غرور پر فرعون بیٹھا ہی اور قریب ہی شیاطین بھی کھڑا ہی بجائے خود کہا
غضب ہوا کہ مین ان کبر کے ہاتھ گرفتار ہو گیا دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کس طرح رہا ہوتا ہون
اور فرعون کو برسم اسلام سلام کر کے شیاطین کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے شیاطین تو نے
بڑی مکاری کی شیاطین ہنسا اور کہا اے حمزہ یہ فعل میرا نہین ہی بلکہ مشیت خداوندی مین یون ہی
گذرا تھا اور یہ نتیجہ اس بات کا ہی کہ تم قدرت خداوند کے قائل نہین ہو اب بھی خیریت ہی اگر خدا
نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ ورنہ در انحالیکہ تم ہمارے قبضہ مین
آ گئے ہو تمھارا زندہ رہنا دشوار ہی درصورت اول مین بھی خداوند سے تمھارے بارہ مین سفارش
کرونگا حمزہ ثانی کو غصہ آگیا کہا او رملحد مکار خاموش ہو یہ کیا بیہودہ بات زبان پر لاتا ہی تیرا خداوند
کیا حقیقت و وقعت رکھتا ہی جو مین اسپر ایمان لاؤن مین بندہ خاص اسی خدائے واحد ولاشریک
کا ہون جسکے قبضہ قدرت مین ہماری تیری اور فرعون کی جان ہی یہ بھی ایک اتفاقی امر ہی بلکہ مین
مصلحت باریتعالے سمجھنا چاہیے جو مین تیرے قبضہ مین آگیا اور تو ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ مین جو تیرے
قبضہ مین آگیا ہون تو اپنے خدائے قادر توانا سے منحرف ہو جاؤن گا لاحول ولاقوہ الا باللہ خداوند
عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہی اگرچہ کیسی ہی قید و بند مین مبتلا ہو حمزہ ثانی کی اس تقریر
سے فرعون ہمہ تن غیظ و غضب ہو گیا کہا اے حمزہ تو میرے روبرو اس طرح مجبور و لاچار کھڑا ہی اور
ایسے کلمات تردی زبان جاری کرتا ہے اگر تو خدائے نادیدہ کا قائل ہے تو بتا اوس خدا سے

نادیدہ نے تیری کیا مدد کی حمزہ ثانی نے کہا اُس خدای بزرگ نے میری یہ مدد کی کہ مین اسوقت تک
زندہ وسلامت ہون حالانکہ تیری قید مین ہون فرعون نے کہا یہ کوئی کرامات تیرے خداے نادیدہ کی
نہین ہی بلکہ مین ہی نے اسوقت تک فروگذاشت کی ورنہ اب تک کب کا ہلاک ہوگیا ہوتا اور بالفرض تو خداے
نادیدہ ہی کے سبب سے زندہ رہا اب عنقریب مین جلاد کو حکم قتل دیتا ہون دیکھون خداے نادیدہ کیونکر تیری حمایت
کرتا ہی اس اثنا مین خواجہ یاقوت دربار مین آیا اول فرعون کو سجدہ کیا پھر ثنا وصفت خداوندی زبان پر لایا فرعون
خواجہ یاقوت کی صورت دیکھکے سوچا کہا ای خواجہ یاقوت تو اسوقت خوب آیا مین کچھ تجھسے پوچھنا چاہتا ہون
خواجہ یاقوت نے کہا جو کچھ ارشاد ہو فرعون نے کہا مین نے سنا ہی کہ تو خداپرست ہوگیا ہی اور خداپرستون کی
طرفداری کی طرف مایل ہی خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند جو کچھ ارشاد ہوا اسمین کچھ درست ہی اور کچھ نادرست
بھی ہی یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمان ہوگیا ہون اسمین کچھ شک نہین ہی بے شبہ مین مسلمان ہوگیا اور یہ امر
بنا بر مصلحت کے ہوا اگر مین مسلمانون کے سامنے ظاہرا مسلمان نہوتا تو ہرگز انکے ہاتھ سے زندہ نرہتا پھر جان سب کو عزیز
ہوتی ہی اور یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمانون کی طرفداری کی طرف مایل ہون اسکی اصلیت کچھ نہین ہی
اور اگر اصلیت ہی تو اسکی دلیل ہونا چاہیے اور اصل امر تو یہ ہی کہ مشیت خداوندی مین جو کچھ گذرا ہی وہ تو گذرا
ہی ہی کیونکہ دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی اگر مین خداپرست نہوجاتا تو قطع نظر میرے ہلاک ہوجانے کی شہر
فرعونیہ اور ناموس خداوندی مین بہت بڑا خلل ہوجاتا فرعون شاہ نے کہا بے شبہہ یہ تدبیر تیری بہت
معقول ہی یہ کہکے خلعت طلب کیا خواجہ یاقوت کو دیا خواجہ خلعت پہن کے کرسی پر بیٹھا اب جو نظر اٹھاکے
دیکھا حمزہ ثانی کو طوق وزنجیر آہنی مین بستہ پایا متعجب ہوکے کہا ای خداوند یہ کون مجرم ہی فرعون نے کہا
کیا تو نہین جانتا خواجہ نے کہا ہان کچھ تو شناسا معلوم ہوتا ہی مگر بالتصریح اس وقت نہین کہ سکتا کہان دیکھا
تھا فرعون نے کہا خداپرستون کا بادشاہ حمزہ صاحب قران نام ہی خواجہ نے کہا اسکی نسبت کیا ارادہ
ہی فرعون نے کہا اسیوقت اس فسادی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہی اگر تو اسوقت یہان نہ آتا یا دیر مین
آتا اب تک ہلاک ہوگیا ہوتا خواجہ نے کہا ہان ای خداوندا ایسے فسادی آدمی کا ہلاک ہی کرنا مناسب ہی مگر
اس بارہ مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہی فرعون نے سبب پوچھا خواجہ نے کہا سبب اسکا یہ ہی
کہ بدیع الملک ہنوز راہ مین ہی اگر اسکی ہلاکت کی خبر بدیع الملک کے گوش زد ہوگی بلا توقف اسطرف
پھر آئیگا اور فرعونیہ مین انقلاب عظیم پیدا کردیگا فرعون نے کہا مین تو یہ ہی چاہتا تھا کہ اسوقت اسکا قصہ تمام
کردونگا مگر تیری راے نہین ہی پھر کیا کرنا چاہیے خواجہ یاقوت نے کہا سردست اس خداپرست کو مقید رکھنا
چاہیے اور دوسرے خداپرستون کی گرفتاری کی کوشش مین رہنا چاہیے جب چند خداپرست جمع ہوجاوین تب
ایک ہی مرتبہ سب کو ہلاک کرنا فرعون نے کہا خیر یونہین سہی لیکن اس بات کا خیال ہی کہ عیاران لشکر اسلام
بڑے چالاک اور ہوشیار ہین اس عالم بیکاری مین کیا عجب ہی کہ کچھ عیاری کام مین لائین اور حمزہ کو قید
وبند سے رہا کرلیجاوین اُس وقت بجز افسوس وپشیمانی کے کچھ نہین حاصل نہوگا خواجہ نے کہا اگرچہ عیاران
لشکر اسلام نہایت چست وچالاک ہین پھر کیون حمزہ کی قید وبند مین ایسی غفلت کیجاوے جو انکی عیاری
کارگر ہوجاوے فرعون نے کہا ای خواجہ ظاہر ہی کہ مین بذات خود تو قید وبند کی نگرانی نہین کرسکتا ہان
شیاطین وغیرہ اس بارہ مین اہتمام بلیغ کرین تو ممکن ہی شیاطین نے کہا کہ ای خداوند ہمہ جہت مطمئن رہنا چاہیے

اگر مشیت خداوندی مین گذرا ہی تو کوئی دقیقہ نگرانی مین فروگذاشت نہین کرونگا فرعون نے کہا خیر تو دانی و کار تو۔ مگر حتے الامکان تو اسکی قید مین وہ اہتمام ہو جو اسکے باپ کے قید کی نسبت اہل عجم نے اہتمام کیا اور دار پر تو قید کرنا بہت ہی انسب و اولے ہی شیاطین حمزہ کو لے گیا ایک قفس آہنی مین بند کر کے سو گز کی ایک چوب نصب کی اُس پر قفس کو آویزان کیا اور بارہ ہزار گبرون کو نگرانی کے واسطے مقرر کر کے حیران زنگی کو اُن سب کا افسر کر دیا اور حیران زنگی کو بھی بخوبی فہمایش کر دی کہ حمزہ کی قید و بند مین خوب ہوشیاری رکھنا اُسطرف اہل اسلام نے جو حمزہ ثانی کے گم ہو جانے کی خبر سنی بہت متردد ہوئے علی الخصوص سعد شہریار کو نہایت ملال ہوا رستم ثانی سے کہا ای رستم دیکھا تم نے فرعون کی عیاری کا یہ نتیجہ ہی یکایک یہ خبر ہوئی کہ عمر ثانی علیحدہ حجرہ مین بیہوش ہی سعد شہریار اور رستم ثانی دونون اس حجرہ مین گئے عمر ثانی کو بیہوش دیکھکے کہا بے شبہہ یہ کارروائی عیاران فرعون کی ہی اور رفع بیہوشی سے عمر ثانی کو ہوش مین لائے حال پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار مجکو مطلق خبر نہین ہی البتہ شب کو یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ فرعون کے عیارون مین کوئی میرے پاس آیا ہی اور مجکو گرفتار و بستہ کر کے اس حجرہ مین ڈالدیا اور حمزہ ثانی کو بستہ کر کے یہان سے لے گیا سعد شہریار نے کہا ای عمر تم خواب بیان کر رہے ہو اور یہان اصل امر یہی ہی حافظ حقیقی حمزہ ثانی کو دشمنون کے ظلم و بدعت سے محفوظ رکھے رستم ثانی نے کہا شہریار مطمئن رہو انشاء اللہ تعالی کل ہی حمزہ صاحب قران کو فرعون ملعون کی قید سے رہا کرتا ہون اور اُس ملعون کو اُسکے اعمال کی سزا دیتا ہون اُسطرف وہ نازنین فرعون شاہ کی خدمت مین آئی اور فرعون کے کان مین خبر کہی فرعون نے بطرز اقرار سر ہلایا نازنین مخفی خبر کہکے فرعون کے پاس سے رخصت ہو کے چلی گئی فرعون نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ نقارہ پر چوب پڑی اُسطرف سعد شہریار نقارہ جنگ کی آواز سنکے رستم کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا رائے ہی رستم نے کہا شہریار بجز اسکے کیا رائے ہو سکتی ہی کہ یہان بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے آخر یہان بھی نقارہ زنگی چوب پڑی دہل زن دہل زند تحسین را ببین دین ا ودین ا ودین او ٭ تمام رات دونون لشکرون مین جنگ و حرب کی تیاری رہی ٭ روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز ٭ کرد صندوق سینہ را سر باز ٭ علے الصباح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے اول جو شخص کہ عازم میدان ہوا وہ فرعون شاہ تھا آتے ہی میدان مین نعرہ مارا کہ خداپرستو آج بحر مین تمھاری فہمایش کے واسطے تمھارے روبرو آیا ہون دیکھو میرے قدرت و جلال کو کہ کس طرح تمھارے سردار اعلے کو گرفتار کر لیا مجکو یقین ہی کہ اب تو تم میرے معتقد ہوئے ہوگے زہے نصیب تمھارے کہ تم میرے معتقد ہو کے مجکو سجدہ کرو اور ہمارے بندون کی جانین ضایع ہونے سے بچاؤ ہمارے رحم و کرم کو دیکھو کہ ایسی ایسی حالتون مین لبس ہم تمھاری فہمایش پر آمادہ رہتے اگر اب بھی مجسے خلاف رہوگے تو کیا عجب ہی کہ اگر میرا دریاے قہر و غضب جوش مین آجاوے نورج ماہرو لشکر اسلام سے باہر آیا اور باواز بلند کہا ای فرعون ہزار ہزار لعنت تیری خداوندی پر کہ حمزہ صاحب قران کو بمکر و فریب عالم غفلت مین گرفتار کیا اگر ہم سب مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جاوینگے تب بھی ایک شمہ تیری وقعت ہماری نظر مین نہ سمائے گی فرعون نے کہا خیر جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ کہہ چکا آگے بڑھ اور حملہ کر تو ہی تجھے بھی مثل حمزہ گرفتار کر لون نورج ماہرو نے تلوار کا وار کیا فرعون نے وار کو رد کر کے کہا لو اسیر

حوصلہ تھا یا ابھی باقی ہی تورج ماہرو نے برہم ہوکر دوسرا وار کیا فرعون نے اُس وار کو بھی مثل سابق رد کیا اسی طرح تین وار تورج ماہرو نے کیے اور فرعون نے ہر وار کو رد کیا بعدہ تورج ماہرو کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سبکی تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا ای خدای نادیدہ کے پرستش کرنے والے اب بھی خیریت ہی اگر تو مجھ ایسے صاحب قدرت خداوند کی بندگی اختیار کرے تورج نے اس مرتبہ کچھ جواب دیا فرعون نے تورج کو زمین پر مار کے مستحکم لبستہ کر لیا اپنے لشکر مین لے آیا اور انواع اقسام کی ملامت تورج ماہرو کو کی کہا ای پہلوان تو نے میری قدرت کو دیکھا اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی تورج نے اس وقت بھی کچھ جواب نہ دیا بعد گرفتار ہو جانے تورج کے سعد شہریار کو تردد ہوا کنارہ بن اخی سیمان سپہ سالار ملک قاسم تاب تحمل نہ لا سکا اپنی جگہ سے گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا سعد شہریار نے کہا ای کنارہ بن اخی سیمان کیا ارادہ ہی کنارہ نے کہا شہریار مجکو اجازت حرب ملے تاکہ ان گبرون کو سزاے معقول دون ورنہ اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ بہتر نہوگا سعد شہریار نے کہا ای کنارہ ہر چند میرا ارادہ نہین ہی کہ اہل اسلام کو ان گبران مکار سے کسی طرح کا صدمہ پونچے مگر پھر بھی چارہ کیا ہی جس امر مین کچھ چارہ نہین ہوتا اُسکو ہر طرح اختیار ہی کرنا پڑتا ہی کنارہ نے کہا لاریب فیہ۔ اور مسلح و مکمل ہو کے لشکر کفر کی جانب روانہ ہوا

اب کچھ حال عمر ثانی کی عیاری کا مسطور ہوتا ہے

رجوع بندگی ہی اسطرح خدا کیطرف
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کیطرف
خدا نے درد محبت عطا کیا ہی جسے
نہو گا میل طبیعت کو پھر جفا کی طرف
فراق یار مین رہتا ہی یون تصور گور
یہ سوے ارض و ان ہوکا وہ سما کیطرف

پھری ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف
کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
اُسے توجہ خاطر نہین دوا کی طرف
کریگا یار مری جنگ غیر مین امداد
خیال جیسے مسافر کو ہو سرا کیطرف
بہت خراب ہوا بتکدہ مین ای آتش

بعید کیا ہی مروت سے تیری ای شہ حسن
جو شک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کیطرف
ملا جو تمنے لہو دست و پا مین عاشق کا
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کیطرف
نہو گا ہم سفر روح پیکر خاکی
خدا پرست ہی چل خانۂ خدا کیطرف

تواریخ پیرای مرد سخندان چنین آشکار اکند راز پنہان کہ جب تاجدار اقلیم جہا بنانی یعنے حمزہ ثانی کو شیاطین عیار فرعون عالم خواب مین چرا لے گیا اور صبح کو لشکر اسلام مین یہ خبر مشہور ہوئی ہر ایک متنفس کو سخت انتشار پیدا ہوا عمر ثانی نے بھی سعد شہریار کو خدا سے امید دلائی کہ شاید اُس عزاسمہ کے فضل و کرم سے میری کوشش ایسی کارگر ہو جاے کہ حمزہ ثانی قید فرعون سے رہا ہو جائین چنانچہ بادشاہ سے رخصت ہو کے فرعون کے لشکر مین آیا بارگاہ کے دروازہ پر ایستادہ رہا اور اسقدر توقف کیا کہ آدھی رات گذر گئی قریب اُس چوب بلند کے آیا جسمین حمزہ ثانی کا قفس آہنی آویزان تھا اور اُس چوب بلند پر چڑھا شیاطین نے جب حمزہ ثانی کو قفس آہنی مین بند کر کے اُس چوب مین آویزان کیا تھا اپنے ایک شاگرد سامری نام کو بھی بنظر احتیاط اُس چوب پر زیر قفس آہنی بفن عیاری چسپان کر دیا تھا جون ہی عمر ثانی چوب بلند پر قریب سامری کے پہونچا سامری نے عمر ثانی کا حلقوم لیا اور کہا او چور بد معاش تجکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ تو اس طرح کی چالاکی عمل مین لاے گا عمر ثانی نے بھی سامری کا ٹینٹوا لیا دونون چوب پر سے مع اُس سات سو گز کی بلندی سے غلطان و پیچان زمین کی طرف چلے مگر اسطرح کہ سامری نیچے اور عمر ثانی اوپر تھا سامری کے بہت زیادہ چوٹ آئی اُسوقت بیتاب ہو کے غل مچایا کہ ای

فرعون کے بند جلد دوڑ دیہ چوبیان لگا بس چوب پر چڑھا خود بھی گرا اُسکو بھی گرایا خبردار جانے نہ پائے پیر سے بہت چوٹ
آئی ہو اور اُف اُف کر کے زمین پر دراز ہو گیا مردان زنگی دوڑے چاہا کہ عمر ثانی کو گرفتار کرلین اُس فارس
میدان دلاوری اور شیر بیشہ سرہنگی و عیاری نے دس نفر زنگیون کو بسمل کیا زیادہ توقف مناسب جانا
بچالاک تمام وہان سے بھاگ کھڑا ہوا فرعون بیٹھا ہوا تھا کہ وہی نازنین آئی اور بدستور فرعون کی
کان مین کچھ کہکے جس طرف سے آئی تھی اُسطرف روانہ ہو گئی مہتر قران نے اُسکا تعاقب کیا تین روز تک
اُسکے تعاقب مین طی الارض کرتا رہا و درمیان راہ مین بہت وسیع ایک پہاڑ واقع تھا وہ نازنین اُس
پہاڑ کے درہ مین چلی گئی اور غائب ہو گئی ہرچند مہتر قران نے تفحص کیا کہین پتہ نہ ملا بہت پریشان
ہوا ادھر اُدھر تلاش کرتا چلا جاتا تھا دیکھا ایک طرف سے شیاطین خیر اخیز چلا آتا ہی قران سمجھا کہ اسوقت
شیاطین سے دوچار ہونا خالی از ضرر نہین ہی ایک پتھر کی آڑ مین چھپ گیا قریب اُس پہاڑ کے ایک
باغ وسیع تھا شیاطین اُس باغ مین گیا مہتر قران نے چاہا کہ خود بھی اُس باغ مین داخل ہو تاکہ شیاطین کا
سراغ لگائے ہرچند کد و کوشش کی اُس باغ مین داخل نہ ہو سکا اس تردد مین مبتلا تھا کہ دیکھا شیاطین نے
اُس باغ کا دروازہ کھولا باہر آیا مہتر قران پھر ایک طرف پوشیدہ ہو گیا شیاطین جس طرف سے آیا تھا اُسطرف
روانہ ہو گیا اُس کے چلے جانے کے بعد مہتر قران باغ کے دروازہ کے پاس آیا سوچ رہا تھا کہ دروازہ
مین داخل ہوئے یا یہین توقف کرنا مصلحت ہی تاکہ کسی وارد و صادر سے اس باغ کی کیفیت دریافت کرون
اس اثنا مین اُس باغ کا دروازہ پھر کھلا ایک شخص نے اُس دروازہ سے باہر آکے کہا ای قران سلام علیک
قران نے جواب سلام دیا پھر اُس شخص نے کہا ای قران تم دروازہ باغ پر کیون کھڑے ہو قران نے کہا
مین دیر سے اس فکر مین مبتلا ہون کہ کس طرح اس باغ مین داخل ہون اُسنے کہا کیا مشکل امر ہی آؤ مین تمھین
لیچلون یہ کہا اور مہتر قران کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے باغ مین داخل ہوا دیکھا عجب باغ پر بہار ہی درختان گل و
ثمر بکثرت ہین ہر چہار جانب نہرین جاری ۔ خلاصہ یہ کہ سر تا سر قدرت باری ۔ وہ جوان مہتر قران کو ہر طرح کی
سیر سے محظوظ کرتا ہوا ایک گوشہ باغ مین لایا اور صفحہ سنگ مرمر پر خود بھی بیٹھا اور مہتر قران کو بھی وہان
بٹھایا مہتر قران نے کہا ای برادر مین تمھارا کمال ممنون ہون کہ تمھارے سبب سے اس باغ پر بہار
کی سیر سے خوش دل و مسرور ہوا اگر اب یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس وجہ سے تمھارے یہان مقیم ہونے
کا اتفاق ہوا اس جوان نے نفس سرد بھر کے کہا ای قران کیا میرے یہان قیام کی حقیقت کو پوچھتے ہو مین بڑی
مصیبت مین مبتلا ہون مہتر قران نے استفسار حال مین مبالغہ کیا اُس جوان نے کہا اصل واقعہ میرا
یہ ہی کہ مین عزیز مصر کا لڑکا ہون سالم شاہ مصری نام سے مشہور ہون آج پانچ سال کا زمانہ منقضی ہوا
کہ مین اس باغ مین قید ہون کتامس جادو مجھ پر عاشق ہی یہ باغ اُسی کا ہی ہر روز وہ میرے پاس آتی
ہی بعد استفسار حال مجھ سے اس بات کی درخواست کرتی ہی کہ تو میرے مطلب دلی پر مجھے فائز کر بعد ازان
جو کچھ تو کہے گا اُسپر عمل کرونگی اور کبھی تیری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی مین نے آجتک اُسکی اس
درخواست مہمل کو قبول نہین کیا اور کس طرح قبول کرون در آنحالیکہ مین مسلمان ہون جب مین انکار ا
ہی کرتا رہا اُسنے مجھسے کشیدہ خاطر ہو کے اس باغ کی باغبانی کا کام لینا شروع کیا اور صرف مجکو دیکھ لینے ہی
پر قناعت کی ای قران کیا کہون کہ کس زحمت و مصیبت مین شب و روز گذرتے ہین ایسی خراب زندگی

سے تو موت ہزار درجہ بہتر ہی صد ہا مرتبہ اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا کہ خودکشی کرون مگر پھر خیال آیا ور انحالیکہ آخرکار
موت آنا ضرور ہی کیا فایدہ کہ پیش خدا ماخوذ ہون اور عاقبت خراب کرون ابھی چار یا پنج روز کا عرصہ گذرا
کہ کناس جادو چار ہزار جادوؤن کو اس باغ مین لائی تھی آنمین سے کچھ اس باغ مین مقیم رہے
اور باقی اُس قصر مین ٹھہرے مہتر قران نے پوچھا وہ جادوگر کسواسطے یہان آئے سالم مصری نے
کہا وہ سب نابکار خاص اس غرض سے آئے کہ فرعون پر سحر کرین چنانچہ اُن ساحرون کے سحر کا یہ نتیجہ ہی
کہ فرعون مسلمانون کا دشمن جانی ہوسکے اُنپر غالب آیا او اُسکام کے اور چالیس نفر جادو ایسے اُسکے شریک
ہین کہ ہر ایک ادن مین سحر و افسون مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چنانچہ اُدھر جادو دوانسو جادو کند جادو
کیی روز کے عرصہ سے اسوقت تک اس قصر مین بیٹھے ہوئے سحر و افسون پڑھتے ہین اور فرعون کیطرف
دم کرتے ہین ہر چند کہ مجکو اُنکی یہ حرکت بہت ناگوار ہی اسواسطے کہ بندگان خدا کی ضرر و ہلاکت کا باعث
ہی مگر کیا چارہ ہی بحیرت ان بدبختون کی صورت دیکھتا ہون اور دم بخود ہو رہتا ہون اگر کچھ بھی اختیار ہوتا تو
آنمین سے ایک ایک نابکار کو ایسی سزاے سخت دون کہ جو اُنکے وہم و گمان مین بھی نہو مہتر قران نے
کہا ای سالم شاہ خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ ایک اپنے ہم مشرب سے یہان ملاقات ہوگئی اگرچہ تم یہان
قید ہو تاہم حسب مراد کوئی تدبیر ہوسکتی ہی سالم شاہ مصری نے کہا جو تدبیر کہو اُسمین مین شریک ہون میری
دلی خواہش یہ ہی کہ کسی طرح یہ جادوان مکار ہلاک ہو جائین اور مسلمانون کو انکی ضرر رسانی سے نجات ملے
مہتر قران نے کہا اگر مین کوئی چیز دون اُنکے اکل و شرب مین مخلوط کر سکتے ہو سالم شاہ نے کہا کچھ مشکل نہین
ہی ای قران اگرچہ مین نے کناس جادو کو اُسکی خواہش پوری نہ کرکے اپنے سے ناخوش کر رکھا ہی تاہم اُسکے
معتبرون مین سے مین بھی ایک ہون قران نے ایک مشت بیہوشی سالم شاہ کو دی اُسنے جاکے
داروے بیہوشی کو شراب کے خم مین مخلوط کر دیا اور چلا آیا دونون مین انواع و اقسام کی باتین رہین
جب پہر رات گذر گئی قران نے کہا ای سالم شاہ چلو قصر مین دیکھین وہان کیا رنگ ہی سالم شاہ
مہتر قران کو ساتھ لیکے آہستہ اور سب کی نظر سے پوشیدہ قصر مین پہونچا مہتر قران نے دیکھا کہ چند جادو
مکار مردہ پڑے ہین اور تمام بدن پر زخمہاے کاری ہین بہت تعجب ہوا دل مین کہا مین نے داروے بیہوشی
سالم شاہ کو دی تھی ان بدبختون کو نہین معلوم کس نے زخمی کیا جب اُس قصر مین اور آگے بڑھا کیا دیکھتا
ہی کہ اجروس خنجر ہاتھ مین لیے ہوئے جادوون کے قتل و قمع مین مصروف ہی اور ایسا مشغول ہی کہ قران کے آنیکی
مطلق خبر نہوئی قران قریب اجروس کے گیا اور کہا سلام علیک اجروس نے جو مڑکے مہتر قران
کو دیکھا کہا آہا خلیفہ علیکم السلام تم کہان مہتر قران نے کہا برادر مین تو جہان ہون وہان ہون پہلے تم بتاؤ
کہ اس قدر عرصہ سے تم کہان تھے اجروس نے کہا ای خلیفہ اس وقت تمھارے ملاقی ہونے سے
میرے دل مین شک پیدا ہوا ہی پہلے میرے دل سے اس شک کو رفع کرو تو مین تم سے اپنا حال کہون
ورنہ اسوقت سخت خرابی پیش آنے والی ہی مہتر ان قران نے کہا ای اجروس اس بات کا مطلب میری
سمجھ مین نہین آیا صاف کہو تو سمجھون اجروس نے کہا میرا مطلب صاف یہ ہی کہ یہان جادوون کا مجمع ہی
اور جادو بھی وہ جادو جو فن افسون و سحر مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے مبادا تم مہتر قران اصلی نہ ہو اور
کسی ساحر نے تمھاری صورت سے مشابہ ہوکے مجکو فریب دینا چاہا ہو اور اس صورت سے اپنا کام نکالنا

مقصود ہو تو مین پیشتر سے اس مبحث کو کیون نہ چھوڑ دون ای قران اگر تم اپنا اصلی ہونا ثابت نہ کر سکوگے اور
مجکو مطمئن نہ کر دوگے تو مین اُسی طرح پیش آونگا جس طرح ان جادوان نابکار سے پیش آیا ہون مہتر قران
نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای اجروس واقعی تمہارا گمان بہت صحیح ہی اور ایسا ممکن ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ مین کسطرح
اپنا قران اصلی ہونا ثابت کرون اجروس نے کہا ہان یہ امر کچھ مشکل نہین ہی تم اگر قران اصلی ہو تو لیسب
مسلمان ہونے کے مسائل مذہب اسلام سے واقف ہونگے اور اگر کوئی جادوگر مہتر قران کی شکل
وشمائل سے مشابہ ہوکے آیا ہوگا تو ہرگز تمام مسائل مذہب اسلام سے واقف نہوگا مہتر قران نے
کہا اچھا پوچھو کون سا مسئلہ پوچھتے ہو اجروس نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد وہ کون دو فرشتے
ہین جو سوال کرینگے قران نے کہا وہ دو فرشتے منکر ونکیر نام سے مشہور ہین اجروس نے کہا
اچھا یہ بھی بیان کرو کہ وہ دونون منکر ونکیر کیا سوال کرینگے اور مرد ایمان دار کیا جواب دیگا
اور پھر جواب درست دینے پر کیا ہوگا مگر ای خلیفہ مشرح بیان کرنا تاکہ مجکو تمہارے اصلی مہتر قران
ہونے کا یقین ہوجاوے مہتر قران نے کہا سنو جب مرد مومن مرجائے گا تو قبر مین منکر ونکیر آوینگے
اور حکم خدا سے زندہ کرکے پوچھینگے کہ بتا تو کس کا بندہ ہی (جواب) اس خداے واحد لاشریک کا
جو دونون جہان کا خالق مطلق ہی (سوال) تیرا نبی کون ہی (جواب) محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (سوال)
تیرے دین کا کیا نام ہی (جواب) میرا دین اسلام ہی (سوال) تو کس کتاب آسمانی کا قائل ہی جسپر تو نے
اپنے قول وفعل کا مدار رکھا (جواب) میری کتاب قران ہی اگرچہ زبور توریت انجیل وغیرہ بھی کتابین آسمانی
ہین لیکن قرآن نے سب کو منسوخ کیا (سوال) تیرا قبلہ کیا ہی (جواب) میرا قبلہ کعبۂ معظمہ ہی (سوال)
تیرا امام اول کون ہی (جواب) غالب کل غالب علی ابن ابی طالب (سوال) دوسرا امام کون ہی (جواب)
حضرت امام حسنؑ (سوال) تیسرا امام (جواب) حضرت امام حسین (سوال) چوتھا امام (جواب) امام زین العابدینؑ
(سوال) پانچوان امام (جواب) امام محمد باقر (سوال) چھٹا امام جعفر صادقؑ (سوال) ساتوان امام (جواب)
حضرت موسئے کاظمؑ (سوال) آٹھوان امام (جواب) حضرت موسے رضاؑ (سوال) نوین امام (جواب) حضرت
محمد تقیؑ (سوال) دسوان امام (جواب) حضرت علی نقیؑ (سوال) گیارھوان امام (جواب) حضرت امام حسنؑ
عسکری (سوال) بارہوان امام (جواب) حضرت مہدی آخر الزمان (سوال) اور چارون خلفای راشدین قاتل
الکفرۃ والصندیق کا کیا نام ہی (جواب) خلیفہ اول کا اسم گرامی ابوبکر صدیق خلیفہ دوم کا نام عمر فاروق اور خلیفہ سوم کا نام حضرت عثمان غنیؓ
خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضےؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی جب اسطرح کے جواب درست نکیرین کو ملجاوینگے تو وہ بکمال دلداری وشفقت کہینگے
کہ بس اب بیخوف وخطر براحت تمام آرام کر اور ایسے مومنونکی ارواحین قیامت تک وادی لسلام مین رہینگی اور وادی لسلام ایک صحرا
لق ودق نجف کی پشت پر واقع ہی اور نجف وہ مقام ہی جہان امام اول کا مزار مقدس واقع ہی اجروس نے کہا اگر یہ جواب نملیگا تو کیا ہوگا
مہتر قران نے کہا جواب درست نہ ملنے کی حالت مین نکیرین کہینگے کہ ای ملعون تجپر ہزار لعنت ہی کہ تو نے ایک جواب بھی درست
نہ دیا اور عذاب سخت اسپر ہوگا تمام قبر اسکی آگ سے لو ہو جائیگی اور ایسے لوگونکی روحین وادی برہوت مین قیامت تک رہینگی
وادی برہوت بھی ایک جنگل ہی جو ملک یمن مین واقع ہی اجروس مہتر قران سے بغلگیر ہوا اور کہا ای خلیفہ یہ بات
بُرا ماننے کی نہین ہی تم بخوبی سمجھے ہو لہ میرا خیال ہرگز بیجا نہ تھا اب مجکو یقین ہو گیا کہ تم مہتر قران ہی ہو
مہتر قران نے کہا برادر تم ہرگز اس بات کا خیال دلمین نہ لاؤ کہ مین تمہارے ان سوالون سے

ناخوش ہوا الملکہ تمھاری اس فہم و فراست سے خوش ہوا وہ آدمی کیا جو ہر امر مین اُسکے ہر ایک پہلو کو
سونچتا سمجھتا نہ رہے اور انجام پر نظر نہ رکھی ہے چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ ہان اب بیان
کرو تمھارا یہان آنا کس طرح ہوا اجروس نے کہا ای مہتر مین شہزادہ نور الدہر کے ساتھ تھا شب کو
حمزۂ ثانی کی نسبت نہایت متوحش خواب دیکھا صبحکو اس طرف کا عازم ہوا اور بجد وکد تمام اپنے کو یہان
پونہچایا حاصل کلام بعد اس گفت وشنید کے مہتر قران اور سالم شاہ اور اجروس تلوارین کھینچکر
بڑھے اور طرفۃ العین مین چار ہزار جادوان مکار کو تہ تیغ کیا اور کناس جادو اور اُسکے چالیسون
شاگردان ہمراہی کے بھی سرتن سے جدا کیے بعد فراغ قلع وقمع باغ سے باہر آئے اجروس نے
کہا ای خلیفہ افسوس ہے کہ حمزۂ ثانی کی رہائی خاص بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی ورنہ ہم تم
چل کے حمزۂ ثانی کو قید وبند فرعونی سے رہا کرتے عرصہ زیادہ ہوتا جاتا ہے حمزۂ ثانی نہین معلوم کس تعب اور
مصیبت مین مبتلا ہی جہان تک ممکن ہو اُنکی رہائی مین تعجیل کرنا چاہیے اگر بدیع الملک کا انتظار کرتے
ہین نہین معلوم بدیع الملک کب آسکے فلہذا مین بدیع الملک کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکے اجروس
نظر سے غایب ہو گیا مہتر قران اور سالم شاہ سب کے سب ایک جا ہوکے لشکر اسلام کی جانب روانہ
ہوئے سعد شہریار کی خدمت مین پہونچے زمین خدمت کو بوسہ دیا سعد شہریار نے پوچھا ای قران تم کہان
تھے بہت عرصہ کے بعد آئے اور یہ تو کہو کہ اسقدر عرصہ کے بعد آئے کچھ کام بھی کر لائے یا کوئی تدبیر
ایسی سونچی جو حمزۂ ثانی کی رہائی کا سبب ہو قران نے کہا شہریار کناس جادو اور اس کے شاگردون
کے سر لایا ہون یہ وہ جادوگر ہین کہ جنکے جادو کے سبب سے جب فرعون مسلمانون کے مقابلہ مین آیا غالب
رہا سعد شہریار نے فی الفور اُن سرون کو دیکھا اور کہا ای قران ان سرون کو زیادہ تر نشر نہ کرو کسی قدر اُنکا
پوشیدہ رکھنا بہتر ہی قران نے اُسی وقت ان سرون کو ایک گوشہ مین رکھوا دیا سعد شہریار نے کہا ہان
اب لشکر مین نقارہ جنگ بجاؤ حکم کی دیر تھی یکایک بہ ز نقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دولتست دولتست گردن
دون ٭ فرعون نے نقارہ اسلام سنکر اپنے لشکر نحست اثر مین بھی نقارۂ جنگ بجوایا شب کو دونو لشکر
جنگ کی تیاریان ہوتی رہین صبحکو میدان جنگ مین دونون طرف کے لشکرون مین صف آرائی
ہوئی پہلے جو شخص لشکر کفار سے نکلا وہ فرعون تھا۔ واضح رہے کہ جب لشکر اسلام کے مقابلہ مین
لشکر کفار صف آرا ہوتا تھا بیشتر فرعون ہی مقابلہ کو آتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ کناس جادو نے
فرعون کو سمجھا دیا تھا ای خداوند اگرچہ قدرت خداوندی بہت کچھ ہے اُسکو کسی کی مدد کی ضرورت نہین ہی
پھر بھی خداوند نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اب تو جو کچھ ہوتا تھا وہ ہوا یعنے تیری مشیت مین یہی
گذرا تھا حالانکہ اس کا خراب اثر تجھ تک پہونچنے والا معلوم ہوتا ہی بہتر یہ ہے کہ ہنگام حرب پیکار خداوند
بذات خود مسلمانون پر حملہ آور ہو کیونکہ سحر وافسون خاص تیرے نام پر پڑھا جاتا ہے علاوہ تیرے جو کوئی
مسلمانون کے مقابلہ مین جائیگا ضرور ہلاک ہو جائیگا یہ سبب تھا جو فرعون بے خوف وتردد مسلمانون
سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی وہی صف کفار سے نکلکے لشکر اسلام کے روبرو
آیا اور بآواز بلند کہا ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہوا ب
بھی میری فہمائش کو سنو اور میری خداوندی کے قائل ہو جاؤ یہ مین خوب جانتا ہون کہ اسطرح کی

فہمایش ہرگز تم پر اثر نہ کرے گی لیکن جب مین اپنے بندون کو برابر سمجھتا ہون اور سب کی بھلائی پر نظر رہتی ہی تو کسطرح
گر رسمہ کر حجت کو تمام نہ کرون ہان میری فہمایش اُسوقت تم پر اثر کریگی جب تم سب کو گرفتار کر کے مین مقید
کرونگا اور طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنے کو آمادہ ہوجاؤنگا رستم ثانی سعد شہریار کے پاس آیا اور
کہا شہریار مین فرعون کے مقابلہ کو جاتا ہون ہرچہ بادا باد یہ ہی تاکہ مین بھی مثل حمزہ کے گرفتار ہوجاؤن گا
باشد حمزہ ثانی کے ساتھ قید ہوکے شاید ہم دونون کی صورتِ رہائی پیدا ہوجائے سعد شہریار نے
کہا ای شہزادۂ رستم تم اسقدر نا امید کیون ہو خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہی اور یقین سمجھو تم اس مرتبہ
فرعون پر فتح پاؤ گے حمزہ ثانی کے گرفتار ہوجانے اور فرعون کے غلبہ پانے کی وجہ اب مجکو دریافت
ہوئی ہی انشاء اللہ اب وہ غلبہ فرعون کو میسر نہوگا جاؤ میدان مین فرعون کا مقابلہ کرو رستم ثانی
مسلح و مکمل ہوکے صف لشکر سے نکلا اور فرعون کے قریب آکے کہا او کافر بدکیش یہ تو کیا فضول
بکا کرتا ہی کہ مین خداوند ہون اور مین ایسا ہون سہ بیارانچہ داری ز مردی نشان کمان کیانی و گرز گران
فرعون ہنسا اور کہا ای رستم کیون شامت آئی ہی اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال کی خدمت مین
ایسی گستاخی کرتا ہی کیا کہون مجھے اپنے رحم و کرم کا خیال آجاتا ہی ورنہ ابھی حقیقت میرے قہر و جلال کی
ظاہر ہوجاتی رستم نے کہا او خربی دم تو کیا اور تیرا قہر و جلال کیا بڑھا بھی ہی یا اسی طرح خواہ مخواہ زبان
تھکائیگا فرعون نے کہا اچھا وار کر تو سہی پھر مین اپنے جلال کی شان تو دکھاہی دونگا رستم ثانی
نے جھپٹتی تمام شمشیر آبدار کا وار کیا مگر وہ مکار بھی فن حرب سے بخوبی ماہر تھا بسہولت تمام رستم کے وار کو
رد کیا اور کہا اب کچھ اور حوصلہ بھی رکھتا ہی یا بس رستم ثانی نے دوسرا وار کیا اُسنے اُس وار کو بھی رد
کیا رستم ثانی نے جھنجھلا کے تیسرا وار کیا فرعون نے اُس وار کو بھی اُسی طرح رد کیا اس مرتبہ رستم ثانی
اللہ اکبر کہکے فرعون کیطرف جھپٹا اور فرعون کے قریب پہونچ کے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکر سبکی تمام سر سے
بلند کر لیا اور اسی طرح ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے سعد شہریار کے پاس آیا سعد بہت خوش ہوا اُسی وقت
نقارہ بازگشت بجوادیا اور اپنی بارگاہ مین آکے حکم دیا کہ لاؤ ہمارے سامنے فرعون کو ملازم گرفتہ و
بستہ کیے ہوئے فرعون کو لائے سعد بادشاہ نے فرعون کی طرف دیکھ کے کہا ای فرعون کہان
ہین تیرے وہ ای احمق جو تیری خداوندی کے قائل تھے آوین تو اُنسے پوچھون کہ خداوندگی وہ خداوندی کیا ہوئی اور
وہ قدرت و جلال کیا ہوگیا جس سے ہر ایک کو ڈرایا جاتا تھا اور ای فرعون تو بھی بتا کہ تیری مشیت
مین یہ کیا گذرا کہ ہماری قید و بند مین مبتلا ہوگیا بس اب خیریت اسی مین ہی کہ دائرہ اسلام مین داخل
ہو اور اس خیال مزخرف سے درگذر کہ مین سب کا خداوند ہون اور سب میرے بندے ہین فرعون
نے کہا ای بندگان من یہ کیا کہتے ہو بے شبہ میری مشیت مین یہی گذرا تھا جو تم دیکھ آگے ہو ارے تم اب
ڈرو میرے قہر و جلال سے اگرچہ مین گرفتار ہوگیا ہون اس بات کا مطلق خیال دل مین نہ لاؤ خداوندی
کے لاکھ کرشمے ہین سعد شہریار نے کہا تو اسی طرح مزخرف بکے جائیگا او رباو از کہا ارے کوئی ہی جاؤ
جلدی جلاد کو بلا لاؤ جلاد حاضر ہوا سعد شہریار نے فرعون کی طرف اشارہ کر کے کہا اس
خیرہ سر کو جلد ہلاک کر یہ نابکار جب تک ہلاک نہ ہوجائے گا اپنی بد ذاتی سے نہ چوکے گا
اور میرے دل کا خدشہ اور تردد ہرگز دفع نہوگا جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت بہت

مناسب ہی اور ریگ پر فرعون کو بٹھا کے چاہتا تھا اُسکا سر تن سے جدا کرے کہ یکایک ایک جانب سے آواز
ہائے ہائے کی گوشش زد ہوئی کہ جلاد اور تمام حاضرین متعجب ہو کے ادھر اُدھر دیکھنے لگے سعد شہر یار
نے کہا ابھی یہ ملعون ہلاک نہین ہوا یہ آواز ہائے ہائے کی کیسی آرہی ہی راوی کہتا ہی کہ جس وقت فرعون
کی ہلاکت کا وقت آیا وہی نازنین عیار پیشہ خنجر بران ہاتھ مین لیے ہوئے دربار کے دروازہ پر پہونچی دربان
مانع ہوئے اُسنے بلا تکلف خنجر سے ہلاک کیا چنانچہ متعدد دربان آناً فاناً خنجر سے ہلاک کرکے فرعون کے
قریب پونہچی فوراً اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور جس طرف سے آئی تھی اُس طرف اُٹھا کے لیے چلی
گئی اُسکے جانے کے بعد سعد شہر یار نے حاضرین سے کہا طرفہ واقعہ ہی کہ تم اسقدر لوگ موجود تھے اور
کسی نے تعرض نکیا سبنے کہا شہر یار کیا کہتے ہو کیا تم موجود نہ تھے ہم تو اس وقت گویا خواب دیکھ رہے تھے اُسکے جانے
کے بعد خیال آیا کہ تعرض کرنا چاہیے تھا لیکن اُس وقت ایسی کچھ حیرت دامنگیر ہوئی کہ بجز تماشا دیکھنے کے
کچھ بس نہ چلا سعد شہر یار نے کہا ہان میرا بھی یہی حال تھا اسکو بھی معاملہ سحر و افسون کہنا چاہیے ورنہ تنہا
کسی کا اسقدر آدمیون سے جرأت کرنا اور کسی کا تعرض نہ کرنا عقل مین نہین آتا وہان نازنین عیار پیشہ کے
فرعون کو لیجانے کے بعد پہر بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ محافہ نشین کا نقاب ڈالے ہوئے ورود ہوا فرعون کی خدمت
مین آتے ہی سجدہ کیا اور کہا ای خداوند کیا کیا کرشمے تیری مشیت مین گذرے ہین اب کیا حکم ہوتا ہی
فرعون نے کہا جو کچھ مناسب ہو کرو پہلا کام یہی سمجھو کہ خدا پرستون کو سزا دو جو بچارے اُنھون نے میری خدائی
مین رخنہ ڈالنے پر کمر باندھی ہی طرح طرح سے ذلیل و خفیف کرنا چاہتے ہین اگر ہم کو اُنکی اسطرح کی شرارت
اور ضرر رسانی کی خبر ہوتی تو ہم ہرگز اُنکو آدمی کیصورت مین نہ پیدا کرتے اب بھی اُن سب کا نیست و نابود
کردینا میری قدرت کے نزدیک کوئی بات نہین ہی مگر پھر خیال آتا ہی کہ پیدا کرکے اس طرح پیش آنا رحم و کرم
کے خلاف ہی محافہ نشین نے نقارہ جنگ بجوایا اور خود میدان مین آکے باواز بلند کہا ای خدا پرستو آگاہ ہو کہ
تم خداوند فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سبقت نہین لے جاسکتے کیا تمکو اس سے فائدہ ہوا جو تم خداوند کو
اپنے یہان اُٹھا لے گیے طرح طرح کی تکلیفین دین اُسکی ہلاکت کے درپے ہوگئے پھر خداوند کو کسکی مجال
ہی جو ہلاک کرسکے خواہ مخواہ تمنے اپنی عاقبت خراب کی یقین ہی کہ اب تو خداوند فرعون کی قدرت تم پر
حالی ہوگئی ہوگی دیکھو اب بھی خیریت ہی اگر تم اُسکی بندگی کے واسطے مستعد ہوجاؤ ہم وعدہ کرتے
ہین کہ تمھاری سفارش کرکے تمھارے تمام گناہون کو معاف کروا دینگے ملک قاسم کو تاب طاعت
نہ رہی محافہ نشین کے قریب آکے کہا او قرمساق اس بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ اگر کچھ زور دست و بازو رکھتا
ہی تو مردون کے مقابلہ مین آ اور جوہر شجاعت دکھا محافہ نشین نے وار کیا ملک قاسم نے اس وار کو رد کیا
اور اپنا وار کیا محافہ نشین نے بھی ملک قاسم کے وار کو رد کیا اس رد و بدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک
قاسم محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا بعدہ محافہ نشین نے پھر باواز بلند کہا ای خدا پرستو تمکو
اگر دعوے دلاوری اور بہادری ہی تو کوئی میرے مقابلہ کو آوے ورنہ میری اطاعت قبول کرکے
جو کچھ مین کہون اُسپر عمل کرے اس مرتبہ علم شاہ مسلح و مکمل محافہ نشین کے مقابلہ مین آیا اور رد و بدل
شروع ہوئی آخر علم شاہ بھی محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا دن تمام ہوگیا تھا دونون لشکرون
مین نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے دوسرے روز بھی اُسی طرح

ہنگامہ آرائی رہی چند مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ایرج نے نہایت بہادری سے محافہ نشین کا مقابلہ کیا ہر دار مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب محافہ نشین کا کام تمام ہو گیا مگر محافہ نشین کو فن سپہ گری نہین معلوم کہان سے حاصل ہو گیا تھا کہ تمام واروں کو بسہولت رد کیا مزید بران ایرج کو گرفتار کر لیا۔ پھر عنجل مقابلہ کو آیا وہ بھی بعد رد و بدل بسیار محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا سعد شہریار کو ایرج اور عنجل وغیرہ کے گرفتار ہو جانے سے اور بھی زیادہ ملال ہوا

اس حال کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہے اور تورج بدرگ کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

جو گذری مجپہ بست اس سے کہو ہوا سو ہوا ✣ بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا ✣ مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر ✣ مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا ✣ پہونچ چکا ہے سرزخم دل تلک یارو ✣ کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا ✣ کہے ہے سُنکے مری سرگذشت وہ بیرحم ✣ یہ کون ذکر ہے جانے بھی دو ہوا سو ہوا ✣ خدا کیواسطے آدر گذر گنہ سے مرے ✣ نہو گا پھر کبھو ای تند خو ہوا سو ہوا ✣ یہ کون حال ہے احوال دل پہ ای آنکھو ✣ نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا ✣ دیا اُسے دل و دین اب یہ جان ہے سودا ✣ پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا ✣ سخن دانے کہ معنی ساز کردہ ✣ سخن را اینچنین آغاز کردہ ✣ کہ جب تورج بدرگ دختر بادشاہ روم کو اپنے قبضہ مین لایا فوج کثیر جمع کی اور ملک مدائن پر حملہ کیا سعد بن قباد کو خبر پہونچی فوج کثیر ہمراہ لیکے مقابلہ کو آیا وہ موسم برشگال کا تھا اور دونوں لشکروں کے درمیان مین دریا حائل تھا اس طرف تورج بدرگ کی فوج مقیم تھی اُس طرف سعد بن قباد بارہ ہزار فوج جرار اور ہشت فیلان جنگی کی قطار لیے ہوئے کنارے دریا کے مقیم تھا شب کی تاریکی مینہ کا زور دریا کا شور ہوا کا جھکڑ سحر کا سناٹا ہر متنفس کا دل اُڑائے دیتا تھا جب نصف شب گذر گئی سعد بن قباد نے ایک افسر جلادت نام کو طلب کیا جسکو بجائے خود بہت جری اور تجربہ کار سمجھتا تھا اس سے اُسنے کہا اے جلادت تو مدتہائے مدید سے سرکار شاہی کا نمکخوار ہے تورج بدرگ ملک مداین پر لشکر کشی کے ارادہ سے آیا ہے اُسکے پاس ہمارا نامہ اسی وقت لے جا اور جواب نامہ لیکے راتوں رات واپس آ راوی کہتا ہے کہ سعد بن قباد کے پاس ایک گھوڑی عربی نژاد نہایت چست و چالاک تھی جلادت عرصہ سے اُس گھوڑی کا خواستگار رہتا بلکہ سعد بن قباد سے ایک مرتبہ اُسکو طلب بھی کیا تھا چونکہ وہ گھوڑی اصل و نسب کے بہت درست اور ہر طرح قابل تعریف تھی سعد بن قباد بھی اُس گھوڑی کو بہت دوست رکھتا تھا جلادت کی درخواست پر سکوت اختیار کیا اُسوقت وہ گھوڑی جلادت کے حوالہ کی اور کہا ای جلادت تو مطمئن رہ اسوقت کی اس سالت کے معاوضہ مین تجکو علاوہ اس گھوڑی کے مال سے مستغنی کردونگا مگر اس بات کا خیال رہے کہ جسوقت تورج بدرگ کے لشکر مین پہونچنا اگر وہان موقع ملجاوے تو تورج کو ہلاک کر کے اُسکا سر لے آنا کیونکہ یہ وقت شب ہے اور مینہ دھواں دھار برس رہا ہے اپنی اپنی جگہ مطمئن مقیم ہونگے ممکن ہے تورج تنہا ملجاوے جلادت نے بہت خوب کہا اور اُسی گھوڑی کی پشت پر سوار ہو کے اُسی وقت شب مین دریا سے عبور کیا اور لشکر تورج مین پہونچکے اول موقع و محل کو تاڑا کیا جب تورج کی ہلاکت کا موقع نہ ملا ایک لشکری سے ملاقات کی اُسنے کہا تو کون ہے اور کہان ایسی شب تاریک مین یہان آیا ہے تجکو کچھ اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف و خطر نہین ہے جلادت نے کہا کہ ای برادر مین سعد بن قباد کا ملازم قدیم اور معتمد علیہ ہون نامہ لیکر آیا ہون یہ خبر تورج بدرگ کو پہونچی متعجب ہو کر کہا کہ اُسے بلاؤ وہ نامہ بر کہان ہے جلد لاکر اُسے حاضر کرو جلادت تورج بدرگ

کے خیمہ مین پہونچا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ نامی سعد بن قباد کا ہی اسی وقت اسکا جواب مانگا ہی نورج بدرگ
نے نامہ کو کھولا بعد القاب و آداب ما وجب مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ ای نورج ہم کو بخوبی تحقیق
ہی کہ تو ملک مداین پر یورش کرنے کے ارادہ سے آیا ہی کچھ مضائقہ نہین ہی ہم بھی مستعد و آمادہ ہین
مگر ہماری غرض یہ ہی کہ جب جنگ و حرب ہی کرنا منظور ہی تو صبح پر موقوف رکھنا کیا ضرور ہی اسی وقت سے
جنگ شروع ہو جاے تو بہتر ہی ہم چاہتے ہین کہ بعجلت تمام یہ معاملہ یکسو ہو جاے نورج بدرگ
نے جواب دیا کہ سعد بن قباد سے کہدے کہ ہان ہم بھی یہی چاہتے ہین جلادت جواب نامہ لیکے پلٹا پھر اسی
طرح بمشکل تمام اس پار آیا اور سعد بن قباد کو نامہ دیکے کہا شمشیر بار مجھکو کوئی ایسا موقع نہ ملا کہ نورج کو ہلاک
کرکے اُس کا سر لاتا ناچار نامہ کے جواب ہی پر اکتفا کی سعد بن قباد نے پوچھا اُس طرف کیا سامان
ہو رہا ہی اور تیرے نزدیک نورج بدرگ کے ہمراہ کس قدر فوج ہوگی جلادت نے کہا میرے
نزدیک نورج کی فوج ڈیڑھ دو لاکھ سے کم ہوگی اور اگرچہ تاریکی شب ہی مگر سب مسلح و مکمل ہین سعد بن
قباد نے جلادت کو بہت کچھ انعام دیا اور نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا ادھر نقارہ رزمی سے چوب پڑنی
تھی کہ اُس طرف سے بھی نقارہ رزمی کی صدا گوش زد ہوئی قباد نے تمام ہاتھیون کی قطار پیشا پیش
اُس پار روانہ کی اُنکے عقب مین مع تمام فوج خود بھی روانہ ہوا اور اُس پار پہونچتے ہی نورج پر
حملہ آور ہوا فوج نورج نے بھی جواب ترکی بترکی دیا تمام شب اُس طوفان مین ہنگامہ کشت و خون
گرم رہا یہان تک کہ صبح ہو گئی نورج بدرگ بذات خود مقابلہ کو آیا اس طرف سے سعد بن قباد
مقابلہ کو نکلا تا دیر ان دونون مین شمشیر و نیزہ وغیرہ کی لڑائی ہوتی رہی آخر دونون جوان پشت اسپ
سے زمین پر آ گئے گاوزوریان شروع ہوئین نتیجہ یہ ہوا کہ نورج سعد بن قباد کو گرفتہ و بستہ کر کے
اپنے لشکر مین لے گیا سعد بن قباد کے گرفتار ہو جانے سے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن
قباد کو سخت تردد ہوا اپنی ماتحت فوج سے کہا ای دلاورو اگر سعد بن قباد تمھارا فرمانروا دشمنون
کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ہی تم اس بات کا مطلق خیال دل مین نہ لاؤ اور مردانہ اور دلیرانہ فوج
مخالف سے مقابلہ کرو ایک روز مرنا ضرور ہی اگر سعد بن قباد کو نورج کی قید سے رہا کر لیا فہو المراد
ورنہ ہرچہ بادا باد صفحہ ہستی پر یہ ذکر تو رہ جائیگا سعد بن قباد کے لشکر نے اپنے فرمانروا کے رہا
کرنے مین بڑی کوشش کی مگر افسوس کامیاب نہ ہوئے یہ تقریر سنکے سب کے دلون مین ایک
طرح کا خیال مردانگی سمایا کہا ہم سب جان نثار حاضر ہین نورج بدرگ اور اُسکی فوج کیا ہی اگر حکم ہو تو آگ کے
دریا مین کود پڑین گیو نوجوان نے کہا یہ تو میرے دل کو یقین ہی مگر احتیاطاً مین نے اس بات کا ذکر
کیا بعد ازان گیو نوجوان نے تمام فوج کو ہمراہ لیکے نورج کی فوج پر حملہ کیا ہزارون بندگان خدا کی
جانین تلف ہوئین آخر الامر گیو نوجوان کو بھی نورج بدرگ نے گرفتار کر لیا اور چند روز مین ایران
اور توران کو بھی فتح کر لیا پھر پاے تخت رستم خان کادلنگی مین پہونچا رستم خان کادلنگی بھی
فوج کثیر ہمراہ لیکے نورج بدرگ کا مقابل ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر الامر رستم خان بھی مثل سعد
بن قباد اور گیو نوجوان سپہ سالار کے گرفتار ہو گیا پھر نورج بدرگ ملک بربر مین پہونچا اور بعد
جد و جہد بسیار وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا ہرچند اہل شہر نے بجاے خود جہد کر لیا تھا کہ جان ضایع

ضائع ہوجاوے تو بہتر ہے لیکن بت پرستی ہرگز نہیں اختیار کیجاوے گی افسوس کہ وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرسکے بعضے باعتقاد صادق بُت پرست ہوگئے اور بعضے تقیہ کے عالم میں رہے تورج بت پرستی کی ترویج سے فراغت کرکے چند روز درمیان دریا کے مقیم رہا بعدہ کوچک باختر میں پہونچ کے ہنگامہ آرائی کی تا اینکہ کامل خان و عاقل خان دلاور خان و خورشید خان بن گنجاب کو بزور شجاعت گرفتار کیا اور کوچک باختر بر کامل قبضہ کرکے ہفت دربند باختر کو بھی مسخر کیا تا اینکہ سبائل کے قریب پہونچا یہ خبر شاہ سلیمان کو پہونچی کہ تورج بدرگ اسطرف آتا ہے وہ ایک ہی شقی و بدذات ہے جلد شہر کا بندوبست کیا جاوے اور کامل تدارک ہو وہ نہ اُسکا یہاں پہونچنا بہتر ہوگا شاہ سلیمان نہایت متفکر ہوا ہر شخص سے اس بارہ میں مشورہ لیا کہ کیا تدبیر معقول عمل میں لائیے تاکہ تورج کی شرارت و بدذاتی سے محفوظ رہیں ہر ایک نے اپنی اپنی رائے جداگانہ بیان کی شاہ سلیمان نے بجائے خود یہ فکر سوچی کہ ملک سبائل میں اخی سہمان کو اپنی جگہ چھوڑا اور خود مثل نامہ برون کے نامہ لیکے تورج بدرگ کے پاس آیا وہی صندوق پراز جواہر بطور نذر تورج کے پیش کش کیے بعدہ وہ نامہ تورج کے ہاتھ میں دیا اور کہا ای تورج شاہ سلیمان نے یہ نامہ بھیجا ہے تورج بدرگ نے سرنامہ چاک کیا لکھا تھا ہزار ہزار تعریف اُس لات و منات کی جنکی قدرت و طاقت سے ایک زمانہ واقف ہے اسی طرح آلنش گوسالہ کی بھی صفت و ثنا ہے جسنے آج ہمکو وہ قدرت بخشی ہے کہ ہم جو چاہیں کریں اور ہم بھی بتان بزرگ کے نظر کردہ ہیں بنا بران اطلاع دیجاتی ہے کہ ای تورج بدرگ دراصل میں بادشاہ فارس ہوں میرے باپ دادا بھی اصل میں بت پرست تھے لیکن افسوس ہے کہ یہ خداپرست ہر طرح زبردست ہیں اور مجھ میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ خداپرستوں کے سامنے دم مار سکوں اور ہمارا سردار بھی کوئی نہ تھا جسکی سرپرستی سے ہم کچھ کرسکتے بارے تمہارا اس طرف وارد ہونے کا اتفاق ہوا ہم بہت خوش ہوئے میرا بہت دل چاہتا تھا کہ ہم تم تک پہونچتے لیکن اس بات سے مجبور ہیں کہ چند پہلوان ہماری نگرانی کے واسطے خداپرستوں نے مقرر کردئے ہیں اگر انکو کچھ بھی شبہ میرے تمہارے طرف میلان کا ظاہر ہوجاوے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑیں ایسی حالت میں بجز سکوت کے کیا چارہ ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس آؤں مگر کیا کروں کہ اگر خداپرستوں کو معلوم ہوجائیگا پس وہ میری ہلاکت کے درپے ہوجاوینگے اور اُسوقت کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا تمکو چاہیے بمجرد دیکھنے اس تحریر کے فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچا دو تاکہ ہم اور تم باتفاق یکدیگر خداپرستوں سے اُنکی سرکشی کا عوض لیں اور سبائل میں بت پرستی کو رواج دیں ہمارے تمہارے متفق ہوجانے میں خداوند بُت بزرگ کا خوش ہونا متصور ہے فقط جب اس مضمون کا نامہ تورج کی نظر سے گذرا بہت خوش ہوا اور کہا ای سفید ریش تو کون ہے اُسنے کہا ای تورج بدرگ میں شاہ سہمان کا داماد ہوں اور خدمت وزارت کو بھی انجام دیتا ہوں تورج نے خلعت گران بہا اُسکو دیا اور کہا تم جاؤ اور کہدو کہ جب میں ملک سبائل میں پہونچونگا قلعہ میں بھی آؤنگا شاہ سلیمان فوراً تورج سے رخصت ہوکے ملک سبائل کیجانب روانہ ہوگیا خیر اخر چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں اہرمن قیلپا عیار و رائل شاہ ملازم تورج چلا جاتا تھا اُسنے جو شاہ سلیمان کو دیکھا کہ تورج کی طرف سے چلا آتا ہے بہت متعجب ہوا بعجلت تمام تورج کے پاس آیا اور کہا ای تورج اسوقت میں نے شاہ سلیمان کو اسطرف سے جاتے دیکھا نہایت تعجب ہوا کہ یہ اسطرف کیوں آیا تورج نے کہا ای اہرمن شاہ سلیمان یہاں کہاں البتہ شاہ سلیمان کا وزیر یہاں آیا تھا اور ایک نامہ بھی شاہ سلیمان کا لایا تھا ابھی یہاں سے گیا ہے شاید وہی نامہ بر ہوگا جسے تجھے

شاہ سلیمان کا دھوکا ہوا اہرمن شیل پا نے پوچھا مضمون اس نامہ کا کیا تھا توزج نے اس نامہ کے مضمون کو سنایا اہرمن شیل پا نے کہا ای توزج مین ہرگز نہین کہ سکتا کہ وہ نامہ بر شاہ سلیمان کا وزیر تھا بالفرض خود شاہ سلیمان تھا مین نے بخوبی اسے غور سے دیکھا شاہ سلیمان بذات خود تھا اور یہ ایک حیلہ تھا کہ نامہ خود لایا غرض اسکی یہ ہی کہ تم کو سبائل مین لیجائے اور گرفتار کرے توزج نے اسیوقت اسلحہ سے اپنے کو آراستہ کیا اور سلیمان شاہ کے عقب مین روانہ ہوا اور شاہ سلیمان بھی خیزاخیز چلا جاتا تھا حتی کہ توزج بدرگ بعد جد و جہد تمام شاہ سلیمان کے قریب پہونچ گیا نعرہ مارا کہ باش ادبسر پاچہ سفید اب مین تجکو کب چھوڑتا ہون مجکو کیا معلوم تھا کہ تو اس عیاری سے میرے پاس آئیگا اور میری ہلاکت کے درپی ہو جائیگا ورنہ مین اسی وقت تجھے ہلاک کرتا ہرگز زندہ نہ جانے دیتا تھا اب بھی خیریت ہوئی کہ میرے عیار طرار نے تجھے دیکھ لیا اور مجکو تیری مکاری کی اطلاع دی یہ کہا اور مرکب کو دوڑا کے شاہ سلیمان کے روبرو آیا شاہ سلیمان نے جب دیکھا کہ یہ مردک سدراہ ہوا ہی اور بغیر ردو بدل کوئی چارہ نہین ہی بہتر سمجھا کہ حلہ کمان مین جوڑ کے توزج بدرگ کیجانب رہا کیا وہ تیر توزج پر نہ پڑا البتہ توزج کے مرکب کی پیشانی پر پڑا اور اسکی دم سے گذر گیا اور مرکب بیجان ہو کے دیوار کہنہ کی طرح دھڑ سے زمین پر گرا مع ہذا توزج بھی جست کر کے پشت اسپ سے زمین پر آیا ورنہ سخت صدمہ پہونچتا ادھر شاہ سلیمان نے جو اسقدر فرصت پائی وہانسے چلدیا اہرمن وہان موجود تھا توزج بدرگ کو پیادہ پا دیکھ کے دوان دوان گیا اور دوسرا مرکب حاضر کیا توزج سوار ہوا اور پھر شاہ سلیمان کے تعاقب مین روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ افسوس میرا مرکب تیر کھا کے ہلاک ہو گیا ورنہ شاہ سلیمان کو زندہ نہ جانے دیتا سلیمان خیزاخیز چلا جاتا تھا اور ہر مرتبہ عقب کیجانب پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا یکایک سامنے دور سے تیق گرد نمایان ہوا دل نے کہا یک نہ شد دو شد نہین معلوم یہ گرد کیسی ہی مبادا کوئی دشمن میرا ہوا اور میرا سدراہ ہوا تو اس جانب توزج بدرگ کا خوف ہی اب کسی طرح جان نہین بچے گی کیا معلوم تھا کہ ایسا نتیجہ بد ظہور مین آویگا ورنہ کیون ایسی جرات کرتا تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا قارن بن زلازل بن ہدر اسی ہزار سواران جرار و آتش بار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہی اور آتے ہی شاہ سلیمان کا سدراہ ہوا شاہ سلیمان نے نفس سرد بھر کے بجاے خود کہا ای سلیمان جو کچھ مین ابھی سمجھ رہا تھا آگے سامنا ہوا اب کہان بھاگ کے جا سکتا ہون عنقریب توزج بدرگ بھی یہان پہونچا چاہتا ہی دو مین سے ایک ضرور میری ہلاکت کا باعث ہو گا قارن نے باواز بلند کہا ای شاہ سلیمان مین تو تیری تلاش مین تھا بارے تو مجکو ملگیا اب مین تجکو زندہ نہین چھوڑونگا اگر خیریت چاہتا ہی تو جس طرح اسوقت کھڑا ہی اسی طرح مقیم رہ تا کہ مین تجھے گرفتار کر لون اگر تو کسی طرح کا حوصلہ رکھتا ہی مجکو یہ بھی منظور ہی لیکن بجاے خود تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ تو میرے ہاتھ سے صحیح و سلامت جان نہین لیجاویگا شاہ سلیمان نے اسکی بات کا تو کوئی جواب نہ دیا البتہ بقوت تمام شمشیر آبدار کا وار قارن پر کیا قارن بھی فن سپہگری سے ماہر تھا اسنے بسہولت و درستی وہ اس شاہ سلیمان کے وار کو رد کیا اور کہا ای شاہ سلیمان بس یہ ہی تجھمین حرارت بھی یا اور بھی ہی شاہ سلیمان کو اسکی اس طعن سے غصہ آیا دوسرا وار اسکے سر پر کیا اسنے اس وار کو بھی رد کیا پھر بچا لاکی تمام قریب آ کے شاہ سلیمان کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور سر سے بلند کر کے کہا ای شاہ سلیمان دیکھا تو نے میرے مقابلے کے نتیجہ کو کاش کہ تو پہلے ہی میرے مقابلے سے باز آیا ہوتا تو کیون اس قدر طول کھینچتا ہما تجھے زمین پر دے مارون کہ تیرے تمام اعضا شکستہ

ہوجائین شاہ سلیمان کے حواس باختہ ہوگئے قارن نے جب کچھ جواب نہ پایا شاہ سلیمان کو لیکر رخصت روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین دیکھا تورج بدرگ چلا آتا ہی اُسنے جو دیکھا کہ شاہ سلیمان کو گرفتار کیا ہی قارن کے قریب آکے کہا یہ کون ہی جس کو تو نے گرفتار کیا ہی اُسنے کہا کوئی ہی تو کون ہی تورج نے کہا مین اسکے گرفتار کرنے کا حق رکھتا ہون یہ میرا دشمن ہی اسیمین خیریت سمجھ کہ اسکو میرے حوالہ کردے اور نوبت پرست ہو جا اور اگر تو میرے کہنے پر عمل نہین کرنا چاہتا ہی بس آمیرا مقابلہ کر قارن نے کہا ای تورج تو بیکار اس بارہ مین جد و جہد کرتا ہی مین شاہ سلیمان کو ہرگز تیرے حوالے نہ کرونگا درانحالیکہ مین نے بکوشش تمام گرفتار کیا ہی کیونکر دیسکتا ہون اور اگر تجکو مجھسے جنگ کرنا منظور ہی بس مین بھی عاجز نہین ہون ✽ بیار انچہ داری زمردی نشان ✽ کمان کیانی زگرز گران ✽ تورج نے خنجر کا وار قارن پر کیا قارن نے اس وار کو رد کرکے تلوار کا وار کیا تورج نے بھی اس وار کو پشت شمشیر پر روکدیا قارن نے دوسرا وار کیا تورج بدرگ نے اس وار کو بھی رد کیا حتے کہ تین وار قارن کے تورج نے رد کیے چوتھا وار کرنے کو تھا کہ تورج نے اُس کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا قارن بھی نہایت چست و چالاک تھا اُس نے اُسکے کمربند کیجانب ہاتھ بڑھایا دونون مین گاوزوریان خوب ہونے لگین کبھی یہ اُسکو چند قدم پسپا کرتا تھا اور کبھی وہ اسے پسپا کرتا تھا حتے کہ ایک شبانہ روز جنگ زور دست و بازو ہوتی رہی تیسرے دن دوپہر تک یہی حال رہا بعد زوال آفتاب تورج بدرگ نے قارن کو سر سے بلند کر لیا اور کہا ای قارن اب تو اپنے ارادہ کو ظاہر کر اگر مجھسے مخالفت کرنا چاہتا ہی تو مجھسے بیان کر تاکہ مین تیرا کام تمام کردن اور اگر مجھ سے موافقت کرنا چاہتا ہی تو مین رہا کردن قارن نے کہا ای تورج پہلے اس امر سے مجھے اطلاع دے کہ مین کیا کہون جس سے تم مجھے اپنے سے موافق سمجھوگے تورج نے کہا مین اپنے سے موافق سمجھون اگر توبت پرستی اختیار کرے قارن نے کہا مجھے منظور ہی تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ مین یکہ و تنہا سبائل مین جاتا ہون میرے جانے کے بعد تو بھی وہان پہونچنا قارن نے قبول کیا تورج یکہ و تنہا سبائل مین پہونچا جب دروازہ سبائل مین داخل ہوا آواز بلند کہا کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ورنہ میری اطاعت اختیار کرے اخی سہمان آیا اور مقابلہ کیا تا دیر دونون مین رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے ایسا وار تلوار کا کیا کہ اخی سہمان دو لخت ہو کے زمین پر گرا بعضون نے اخی سہمان کا عوض لینا چاہا تورج نے دلیرانہ انکو بھی ہلاک کیا اس عرصہ مین قارن بھی مدد کو پہونچ گیا تمام رعایائے سبائل خوف جان سے بت پرست ہو گئی اور تورج کا لشکر بھی سبائل مین پہونچ گیا تورج نے باطمینان تمام سبائل کا بندوبست کیا بعدہ ذوالامان کیجانب روانہ ہوا تورج بدرگ کو ذوالامان کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہی

میرے دلکو شوق فغان نہین مرے لب تک آتی دعا نہین
نہ مجھے دماغ نگاہ ہی نہ کسی کو تاب جمال ہے
عجب اسکا کیا نہ سما ئین مین جو خیال دشمن و دوست مین
یہ خلاف ہوگیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی ✽

وہ دہن ہون جسمین زبان نہین وہ جرس ہون جسمین صدا نہین
انھین کسطرح سے دکھاؤ نین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین
وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین
کوئی گل کھلے بھی تو بو نہ دی کہین حسن ہی تو وفا نہین

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو + کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا + نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین
مرے آگے اس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی + یہ ہجوم جلوۂ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین
چلین گو کہ سیکڑون آندھیان چلین گرچہ لاکھ ہوائے فلک + بھڑک اٹھی آتش طور پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہین

سخن سنج دانائے معنی فریب + عروس سخن را چنین داد زیب + کہ جب شاہزادۂ نامدار یعنی بدیع الملک
عالی وقار مع یاران دست راست حمزۂ ثانی سے برجستہ خاطر ہوکے نگارستان کی طرف روانہ ہوا اثنائے
راہ مین انواع واقسام کے واقعات رو بکار ہوئے چند روز کے بعد ایک بحر مواج کے کنارے پہونچا
ایک کشتی پر سوار ہوا کشتی روانہ ہوئی دوپہر تک وہ کشتی بصحت محفوظ سطح آب پر روان رہی یکایک
ہوائے تند کا جھوکا آیا ملاح نے کہا ہوا کا رخ خراب ہے طوفان کے آثار معلوم ہوتے ہین سواران کشتی
خبردار ہو جائین یکایک طوفان آگیا عنان کشتی ملاح کے اختیار سے رہا ہوگئی اب یہ حال ہے کہ کشتی کبھی جانب
مشرق تہ و بالا ہوتی چلی جاتی ہے اور کبھی جانب مغرب اور تاریکی اسقدر پھیلی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا بقیہ روز اور تمام رات
یہی حال رہا بدیع الملک اور تمام یاران ہمراہی زندگی سے ناامید ہوئے کلمہ طیبہ پڑھکے ایک نے
دوسرے کو آگاہ کیا اور کہا یارو تم مین سے اگر کوئی زندہ و سلامت ساحل نجات پر پہونچ جائے تو ہمارے
متعلقین کو ہمارے حال کی خبر کر دے صبحکو وہ طوفان برطرف ہوا اور شتی ہوئی کشتی ایک جزیرہ کے کنارے
پہونچی کشتی سے اُترے چند قدم راہ طی کی تھی دیکھا کہ ایک قافلہ تاجرون کا مقیم ہے شاہزادے نے
شاپور کو بھیجا کہ اس قافلہ کی کیفیت دریافت کر لاؤ شاپور اُس قافلہ مین پہونچا ایک شخص سے جو اہل قافلہ
کا تھا پوچھا برادر یہ قافلہ کس کا ہے اُسنے از سر تا پا شاپور کو غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو جو
اس قافلہ کا حال دریافت کرتے ہو شاپور نے کہا برادر کچھ مضائقہ نہین ہے اگر تم اس قافلہ کی کیفیت
بیان کر دوگے اُسنے کہا کیون نہین مضائقہ ہے اگر تم لوٹ لینے کے ارادہ سے اس قافلہ کا حال پوچھتے ہو
شاپور ہنسا اور کہا یہ تمہارا فقط خیال ہے خیر نہ بیان کرو صرف یہ بیان کر دو کہ یہ قافلہ کس طرف سے آیا ہے
اُسنے کہا یہ قافلہ کوہ حبک باختر کی طرف سے آیا ہے شاپور بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اہل قافلہ
حقیقت حال کو قافلہ کی نہین بیان کرتے صرف اس قدر دریافت ہوا ہے کہ یہ قافلہ کوہ حبک باختر کیجانب
سے چلا آتا ہے بدیع الملک نے کہا قافلہ سالار سے ملاقات کرنا چاہیے تاکہ کچھ حال کوہ حبک باختر
کا دریافت کرین شاپور نے کہا مشکل ہے قافلہ سالار یہان آنے سے انکار کرے تو عجب نہین جب حقیقت
حال قافلہ کو بیان کرنے مین انکار ہے تو یہان آنا کیسا مگر جاتا ہون تاانیکہ بار دیگر قافلہ مین پہونچا لوگون
نے پوچھا تو کون ہے اور کیون آیا ہے شاپور نے کہا مین اس قافلہ کے خواجہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہون
اہل قافلہ نے سالار قافلہ کو اطلاع دی کہ ایک شخص ملاقات کو آیا ہے اُسنے شاپور کو اپنے پاس بلایا
قافلہ مین آنے کا سبب پوچھا شاپور نے خلاصہ حال جس طرح مناسب جانا بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ
بدیع الملک تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے سالار قافلہ نے بعد تامل بسیار کہا بہتر ہے چلو اور شاپور
کے ہمراہ ہوا شاپور خواجہ کو بدیع الملک کے پاس لایا خواجہ نے بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا
بدیع الملک نے جواب دیکے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے خواجہ مین نے تم کو اس وقت خاص اس

[illegible]

غرض سے یہان آنے کی تکلیف دی ہی کہ مین نے سنا ہی تم کوچک باختر سے آتے ہو اور مجھکو کوچک باختر
کا حال دریافت کرنا منظور ہی اگر تم مناسب جانو تو بیان کردو اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو اور تمھارا
نام کیا ہی سالار قافلہ نے کہا ای شہریار والا تبار آگاہ ہو کہ مین خواجہ قاروش کا بیٹا ہون اور میرا نام خواجہ
ادہم ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ فی الحال تورج خان نام ایک بت پرست نمودار ہوا ہی اُسنے ابتدا سے
ہندوستان سے خروج کیا چار ہزار جزیرہ ہندوستان کے مسخر کیے ایران مین پونہچا اور وہان ہنگامہ عظیم برپا کرکے
توران مین آیا اور وہان بھی خوب ہنگامہ برپا کرکے بت پرستی کو رواج دیا پھر وہان سے پایہ تخت کاولنگی مین
آیا اور رستم خان کو بجبر و جہد تمام گرفتار کیا پھر کوچک باختر مین پونہچا اور لسپر گنہا کو قید کیا اور تمام کوچک باختر
مین بت پرستی کو رواج دیا اسکے بعد ہفت در بند باختر کی طرف متوجہ ہوا وہان کا حال مجھکو معلوم نہین
کیونکہ وہ ہفت در بند باختر مین پہونچا ہی تھا جو مین وہان سے چلا آتا ہوا اب مجھکو وہان کا حال مطلق نہین معلوم
ہی بدیع الملک بدر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا شہریار یہ وجہ تھی کہ خداوند عالم نے مجھکو یہان پہونچایا نور الدہر
نے کہا ہان یہی وجہ ہی پس اُسیوقت اسباب سفر باندھا گیا اور سبائل اور ذی الامان کی طرف روانہ

اب انکو ذی الامان اور سبائل کیطرف متوجہ رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال قلمبند کیا جاتا ہی

کہ محافہ نشین فرعون کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا اور انواع اقسام کی باتین ہو رہی تھین یکایک
فرعون محافہ نشین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا جان من تجھکو کیا ہو گیا ہی کہ تیری توجہ میری جانب نہین
ہی اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان کر ورنہ اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال سے ایسی بے التفاتی کرنا
بندگان صاحب اعتقاد سے نہایت بعید ہی محافہ نشین نے کہا ای خداوند مین تمام سرداران حمزہ
کو گرفتار اور بستہ کرکے تیرے حوالہ کرتا ہون تجھکو اختیار ہی اگر منظور ہو انکو ہلاک کر ورنہ قید و بند مین رکھ
لیکن شرط یہ ہی کہ رستم ثانی کا تعلق اپنے سے نہ رکھ اُسکا ہمہ جہت اختیار مجھکو دے اس شرط کا
منظور کرنا ضرور تجھپر فرض ہی ورنہ تو دانی و کار تو فرعون نے قبول کیا اور کہا ہان ضرور یہ شرط مجھکو منظور
ہی محافہ نشین نے کہا کہ مجھکو بھی کچھ عذر نہین ہی اور اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب سامان
جنگ مہیا اور آراستہ کیا گیا صبح کو دونون لشکر میدان حرب مین آکر صف آرا ہوے اول جس شخص
نے میدان کا ارادہ کیا وہ محافہ نشین تھا اور باواز بلند کہا ای خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج تک
تمکو خداوند فرعون کی جانب سے تعلیم و تلقین کی گئی تمنے خداے نادیدہ کی پرستش کو نچھوڑا اور خداوند
بزرگ کی قدرت اور جلال پر اعتقاد نہ لائے اسوقت بھی تمکو حسب دستور افہام اور تفہیم کیجاتی
ہی کہ اپنے گناہ گذشتہ کی معافی مانگو اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ اس صورت مین تمسے کسی طرح
تعرض نکیا جایگا ورنہ یہی گو سپہی میدان ہی تمھارے افعال کی سزا دیجایگی یہ کلمات سنکے ملک قاسم
کو تحمل کی تاب نرہی مرکب مہمیز کرکے میدان مین آیا اور کہا کہ او مکار و بدکار یہ کیا کلمات بیمعنی
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہی ؎ بیار انچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + محافہ
نشین نے بیچابہ شمشیر آبدار کا وار کیا ملک قاسم نے اُس وار کو پشت شمشیر سے رد کیا اور کہا
زدی حرب خود ضرب ما نوش کن + غم و رنج دنیا فراموش کن + اور خنجر سر تیز کا وار کیا محافہ نشین
نے بہ چستی اور بہ چالاکی اُس وار کو رد کیا ملک قاسم نے غصہ مین دوسرا وار اُسیوقت کیا

اُسنے اُس وار کو نہایت خوبصورتی سے رد کیا کہ دیکھنے والون کی زبان پر واہ واہ کی صدا ہر چہار طرف سے بلند تھی ستے اکہ ملک قاسم کے تین وار پے در پے رد کیے اور قریب آ کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا اور کہا ای خدا پرست اب بھی خیریت ہی اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لا ورنہ اس زور سے زمین پر دے مارونگا کہ تو نقش زمین ہو جائیگا ملک قاسم نے اس بات کا کچھ جواب دیا محافہ نشین نے اُسکے سکوت کے سبب سے برہم ہو کے اس زور سے زمین پر مارا کہ ملک قاسم قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے بعد ازان محافہ نشین نے گرفتہ اور بستہ کر کے فرعون کی خدمت مین بھیجدیا اور بار دیگر باآواز بلند کہا کہ ای خدا پرستو اب تم مین سے کون ہی کہ ایسا پہلوان جو میرا مقابلہ کرنے کو آیا وہ ہی ابکی بار علم شاہ رومی میدان مین آیا اور باآواز بلند کہا منم علم شاہ رومی شیر فیل زور ✽ خلاصہ یہ کہ ان دونون مین بھی بہت کچھ رد و بدل ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ علم شاہ رومی بھی محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا راویان اخبار تازہ اور محرران مضامین بے اندازہ اس مقام اس طرح پر قلم فرسا ہوئے ہین کہ اسی طرح پے در پے سات روز تک جنگ و حرب رہی اور مآل یہ ہوا کہ محافہ نشین نے تمام سرداران دست و چپ کو مع ایرج گرفتار کر لیا اب لشکر اسلام مین مع سعد شہریار چار شخص رہگئے ایک عجیل ماہر دوسرا سلیمان ثانی تیسرا رستم ثانی چوتھا سعد شہریار لیکن جب یہ سب بارگاہ مین آئے نہایت متردد اور متوحش تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا یارو نتیجہ اس واقعہ کا کیا ظہور مین آئیگا اس وقت تو بجز خرابی کے کوئی صورت بھلائی کی نظر نہین آتی چند شخص خدا پرست باقی رہگئے ہین ابکی میدان داری مین بالیقین وہ بھی گرفتار ہو جاوینگے یا ہلاک ہونگے سمجھے کچھ تھے ظہور مین کچھ آیا عجیب رنگ ہی سچ کہا ہی ✽ من درچہ خیالیم فلک درچہ خیال ✽ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ✽ سعد بادشاہ نے کہا نتیجہ اس خرابی کا اس طرح پر نہ دریافت ہوگا جاؤ خواجہ پاد بخش اور خواجہ دریا دل کو لے آؤ ملازم فوراً گئے اور خواجہ زادون کو لے آئے خواجہ زادون نے سعد کو سلام کیا سعد شہریار نے بعد جواب سلام کے کہا ای واقفان رموز باطنی سفے الحال جو کچھ واقعات درپیش ہوے اُس سے یقیناً تمکو اطلاع ہوا اور اس سے بھی واقف ہو گئے کہ جو کچھ آج تک نقصانات وقوع مین آ کے اور آیندہ فی الحال سواے خرابی کے کوئی بھلائی کی صورت نظر نہین آتی لطیفہ غیبی کا ذکر نہین تمکو اس وقت خاص اس غرض سے تکلیف دی ہی کہ آزادی علم رمل اور قواعد نجوم سے دریافت کرو کہ آیندہ کیا نتیجہ ظہور مین آئیگا یعنے فرعون ملعون کے مقابلہ مین کون کون سبقت کو لیجائیگا اور حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہائی پائینگے یا نہین اور اگر رہائی پائینگے تو کسکی کد و کوشش سے خواجہ زادون نے نقشہ کھینچا قواعد نجوم جاری کیے بروج کا حساب لگایا اور نتیجہ استخراج کر کے کہا اے سعد مبارک پے شہنشاہی ✽ کہ حاصل میکنند ✽ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ✽ ہمکو از روے علم رمل اور قواعد نجوم کے یہ دریافت ہوا ہی کہ ہزار رستم ثانی اور آپ کد و کوشش کرینگے باعلاوہ رستم ثانی کے تم مین سے کوئی کیسی ہی کوشش کریگا گر حمزہ ثانی کا فرعون کی قید سے رہا ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہی البتہ شہریار والا تبار بدیع الملک ثانی وقار اگر ذرا سی بھی توجہ مین مصروف ہوگا تو یہ عقدہ

بسہولت تمام حل ہوجاویگا کیونکہ ازروے رمل معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ ثانی کا رہا ہونا قید فرعون سے
خاص شہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی جلدی کسی شخص کو بدیع الملک کی
خدمت مین بھیجنا چاہیے تاکہ وہ حمزہ کے قید ہونے کی اُسکو اطلاع دے اور وہ دلاور دوران
یہان آکر حمزہ ثانی کو قید فرعون شاہ سے رہا کرے اوراے شہریار والاتبار علاوہ اس سوال کے
جو تمنے اسوقت کیا ہی ایک اور خبر تازہ ہم تمکو دیتے ہین کہ ملک باختر مین ایک گبر بد شعار ہندوستان
سے خروج کرکے آیا ہی اُسنے ایران اور توران اور ملک کوچک باختر مین ایک قیامت عظیم برپا
کر رکھی ہی جہان جاتا ہی بت پرستی کو رواج دیتا ہی اور خدا پرستون کو گرفتار اور ہلاک کرنے پر
آمادہ ہی بیشتر بندگان خدا اُسکے دست ظلم سے ہلاک ہوگئے اور اکثر تباہ و برباد ہوگئے اور یہ بھی
واضح رہے کہ وہ گبر شریر کوئی غیر نہین ہی بلکہ اولاد آمیر سے ہی انشاء اللہ الرحمان جس وقت بدیع الملک
کی کوشش سے صاحب قران قید و بند سے رہا ہونگے اور ذوی الامان مین پہونچ گئے وہ گبر بدکیش
بھی شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے گرفتار ہوگا اور بندگان خدا کو اُسکی شرارت سے
امان ملیگی بس اسقدر علم رمل سے حال دریافت ہوا جو معرض بیان مین آیا سعد بادشاہ اپنے
یاران ہمراہی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تمھاری کیا راے ہی آیا شہزادہ بدیع الملک کے
پاس کوئی آدمی زبانی خبر کے واسطے بھیجا جاوے یا بذریعہ تحریر اطلاع دیجاوے سب نے متفق اللفظ
کہا ہمارے نزدیک بذریعہ تحریر ہی اطلاع دینا مناسب ہی چنانچہ میر منشی کو حکم دیا کہ جلد نامہ تیار کر
میر منشی نے اُسیوقت نامہ تیار کیا اور سعد بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا سعد بادشاہ نے
از اول تا آخر اُس نامہ کو دیکھا اور آخر مین اپنی مہر ثبت کرکے عمر ثانی کو دیا اور کہا کہ اے عمر ثانی
تم دیکھتے ہو کہ مسلمانون کی ترکی عنقریب تمام ہوا چاہتی ہے جس طرح اور مسلمان گرفتار ہوگئے
بالیقین ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہی پس اس نامہ بری کے واسطے تمھین مناسب معلوم ہوتے ہو
بعجلت تمام جس طرح ممکن ہو اس نامہ کو شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچاؤ عمر
ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار مین خادم خدام بارگاہ ہون کسی حکم کی تعمیل مین عذر
نہین کر سکتا مگر قابل غور یہ بات ہی کہ ذوی الامان یہان سے ایک برس کی راہ ہی آمد و رفت کے
لیے دو برس چاہیے ایک برس جانے کیواسطے اور ایک برس واپس آنے کے واسطے پس
اس صورت مین سہ تا تو تمن میرسی من بخدا امیرسم * کا مضمون صادق آیا سعد شہریار کو تردد
ہوا خواجہ زادون نے کہا اے عمر ثانی بے شبہ اس نامہ بری کے واسطے دو سال کا عرصہ درکار
ہی لیکن ہماری راے یہ ہی کہ تم تری کی راہ سے قطع نظر کرو اور خشکی کی راہ اختیار کرو مگر اس
بات کا خیال رکھو کہ خشکی کی راہ مین آفتین بعید ہین اُس راہ سے کوئی نہین جاتا ہی اور بالفرض
اگر کسی نے اُس راہ کو اختیار بھی کیا تو یہ خرابی واقع ہوتی ہی کہ جو گرد راہ رو کی سر سے اُڑتی ہی
اور اُسکی آنکھ مین پڑتی ہی فوراً نابینا کردیتی ہی پس اگر اُس راہ کو اختیار کرو تو یہ خیال رکھو کہ اُس
گرد کا اثر تمھاری آنکھ تک نہ پہونچنے پائے خواجہ عمر نے کہا اے واقفان رموز باطنی بھلا یہ کیونکر ممکن ہی
کہ مین اُس راہ کو اختیار کرون اور گرد راہ سے محفوظ رہون اسکے یہ معنی نہین ہین کہ آنکھونکے خوف سے

سعد شہریار کے حکم کی تعمیل سے چشم پوشی کرون بلکہ ایک واقعی امر کا اعلان کیا ہی اور تعمیل حکم کے واسطے
سر و چشم موجود ہون بالفرض زوال بینائی کیا جان کا بھی خطرہ ہو خواجہ زادون نے کہا ای خواجہ
تم گھبراؤ نہین ہمارے پاس ایک روغن ہی اور ایک سرمہ ہی جس وقت اُس راہ مین قدم رکھو اُس
روغن کو اپنے کف پا مین مل لو اور وہ سرمہ آنکھون مین لگا لو اس صورت مین ہرگز اُس راہ کی
گرد تمھاری آنکھون کو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچائیگی اور نہ کسی دوسرے اعضا کو تمھارے ضرر
پہونچیگا خواجہ عمر نے کہا کیا مضائقہ ہی خواجہ زادون نے روغن و سرمہ دیا خواجہ عمر نے اُس
سرمہ کو آنکھون مین لگایا اور روغن کو کف پا مین ملا اور قدرے روغن و سرمہ اپنے پاس رکھ کے روانہ ہوا
اب خواجہ عمر کو نامہ لیے ہوئے اُس راہ پرخطر مین روان کیا جاتا ہی اور تورج کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی
راوی کہتا ہی کہ **تورج** چندر روز کے بعد ملک سبائل مین پہونچا اور بندوبست کامل کرکے وہان سے
قلعہ ذوی الامان کی طرف روانہ ہوا یہ خبر مظفر بن ضیغم کو پہونچی کہ شاہ سلیمان بھی گرفتار ہو گیا اور
تمام ملک سبائل پر تورج نے قبضہ کر لیا ہی مظفر بن ضیغم اس خبر کو سنکے بہت متوحش ہوا اور
دیر فکر مین سرنگون بیٹھا رہا آخر اپنی جگہ سے اٹھا مزدورون کو بلایا قلعہ کے ہر چہار جانب عمیق خندق کھدوائی
اُسکو پانی سے مملو کیا پھر قلعہ مین داخل ہوا اور دروازے قلعہ کے بند کروائے دوسرا ہی روز تھا کہ
تورج بندرہ لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوئے آپہونچا لوگون نے خبر پہونچائی کہ مظفر بن ضیغم قلعہ بند
ہو گیا ہی اور ہر چہار جانب قلعہ کے عمیق خندق مین پانی بھرا ہوا ہی جس کے سبب سے قلعہ مین
داخل ہونا محال ہی تورج نے بکمال تمرد کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور تمام سواران ہمراہی
سے قلعہ ذوی الامان کا محاصرہ کر لیا اسوقت چار ہزار بادشاہان ایران و طوران و ہندوستان
و کوچک باختر تورج کی قید مین ہین اس گبر و مکار نے اس دعوے کی بنا پر کہ قلعہ ذوی الامان
بے ضرور حاکم ہونگے اور مظفر بن ضیغم کو بھی گرفتار کرینگے زیر قلعہ مقیم ہو کے نقارہ جنگ بجوایا
صبح کو قلعہ ذوی الامان پر دھاوا کیا اگرچہ بسبب حائل ہونے خندق کے قلعہ مین داخل نہ ہو سکتا
تھا اور نہ کسی فصیل پر قلعہ کے کسی ذریعہ سے چڑھ سکتا تھا مگر اسقدر تیر و تفنگ کی بوچھار قلعہ پر
کی کہ مظفر بن ضیغم اگرچہ محصور و محفوظ تھا تاہم قلعہ مین توقف نہ کر سکا مردمان ہمراہی کو حکم دیا کہ قلعہ
کی دیوارون پر چڑھ جاؤ اور ان برجون پر تم بھی تیر و تفنگ کا مینہ برساؤ غرضکہ دو پہر تک اسقدر
تیر و تفنگ کی کثرت رہی کہ ممکن نہ تھا جو قلعہ پہ پرندہ پر مار سکے پائین قلعہ فوج گبر کے حواس
باختہ ہوئے جاتے تھے اور اندرون قلعہ مظفر بن ضیغم خود بھی لڑائی مین جان لڑائے ہوئے تھا
بیرون قلعہ **تورج** بدرگ مردانہ و دلیرانہ حملے کر رہا تھا اپنے تمام لشکر کو حملہ کرنے سے منع کیا اور
خود سپر بائین ہاتھ مین اور تلوار دہنے ہاتھ مین لیکے مردانہ و دلیرانہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا
اور بکوشش تمام خندق کے کنارے پہونچا وہان قلعہ کو ہر چہار جانب دیکھ کے چاہتا تھا کہ جست
کرکے قلعہ پر پہونچے یکایک دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا اور مظفر بن ضیغم قلعہ سے باہر آیا خندق پر
تختے رکھ کے پل باندھا اور قریب تورج کے آکے کہا او نابکار و ناپاک مجکو خوب معلوم ہی کہ تیرا
ارادہ مہم قلعہ مین داخل ہونے کا ہی مین تیرا حریف آپہونچا تورج نے کہا ای مظفر کیون تو اپنی

ہلاکت سے کے درپے ہی خیریت اسی مین ہی کہ میری اطاعت قبول کر اور قلعہ سے دست بردار ہو مظفر
نے تیغ آبدار کا وار نورج پر کیا نورج بدرگ نے ہاتھ بڑھا کے مظفر کی تیغ ہاتھ سے
چھین لی اور دور پھینک کے کہا دیکھو ای مظفر اب بھی خیریت ہی مظفر نے خنجر کا وار کیا
نورج نے خنجر کو بھی چھین کے دور پھینک دیا اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند
کیا پھر زمین پر مار کے ایک پانون پر اپنا پانون رکھا اور دوسرے پانون کو گرفت مین لا کے
مظفر کو مثل کریاس کے دو حصہ کیا مظفر بن ضیغم کے ہمراہیون نے جو اس واقعہ کو دیکھا
تمام قلعہ مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا بعدہ نورج بدرگ قلعہ کی جانب متوجہ ہوا اس اثنا مین
تن بگرد پیدا ہوا نورج بدرگ متعجب ہو کے دیکھنے لگا جب دامن گرد چاک ہوا بدیع الملک
اور نور الدہر و بدیع الزمان و اسد غازی و کرب دلاور ہمراہی فوج کثیر نمایان
ہوئے جب قریب پہونچے دیکھا نورج بدرگ عنقریب قلعہ ذوالامان مین داخل ہوا چاہتا ہی سب نے
آپس مین کہا ای فلان خیریت ہوئی کہ ہم اسوقت یہان پہونچ گئے ورنہ ناموس برباد جاتا شہزادہ
فوج کفار کی تعاقب مین روانہ ہوا اور کہا لینا ان ناپاکون کو جانے نہ دینا تمام لشکر اسلام نے
فوج کفار پر حملہ کیا اُس طرف نورج بدرگ نے جو شہزادہ کو اپنی فوج پر حملہ آور دیکھا قلعہ
سے واپس آیا اور جنگ مغلوبہ مین شامل ہو گیا دیکھا ایک جوان لبست سالہ شمشیر آبدار کو لیے
ہوئے آمادہ پیکار ہی سے ہر جا کہ شمشیرہ دکار کرد + سگے را دو کرد و دو را چار کرد + نورج نے
نعرہ مارا کہ او خیرہ سر یہ کیا ہی بڑا فتنہ پرداز ہی اور از حد حیلہ ساز اور مکار ہی کہ ہماری فوج کے
حواس باختہ کر دیے ہین بدیع الملک نے جب نورج بدرگ کو دیکھا کہا او نابکار تو کہان
تھا مین تو تیری تلاش ہی مین تھا ہزار ہزار شکر اُس خدا سے بزرگ کا کہ مین تیرا سر کوب
آپہونچا ورنہ قلعہ ذوالامان کو تو تباہ اور برباد کر دیتا نورج نے کہا تیری نوجوانی پر مجکو افسوس
آتا ہی شہزادہ نے کہا او مردود زبان ببند و بازو بکشا نورج بدرگ نے تلوار کا وار کیا
شہزادہ نے اُسکے وار کو سپر پر رد کیا اور اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈال کے ایسا جھٹکا
دیا کہ پشت مرکب سے زمین پر آرہا نورج بجالاکی تمام پھر پشت مرکب پر آیا اور رد و
بدل ہونے لگی نورج نے تلوار کا وار کیا تھا کہ شہزادہ نے اُسکی کلائی کو گرفت مین لا کے
تکان دی اُس طرف نورج بھی طاقت کو کام مین لایا اور اسقدر دونون طرف سے کشش
و کوشش ہوئی کہ دونون مرکبون کے زانو زمین سے مس ہو گئے دونون پشت مرکب سے
زمین پر آ گئے اور جنگ زور دست بازو مین مصروف ہوئے ایک طرف لشکر اسلام صف
بستہ استادہ تھا دوسری جانب لشکر کفار تماشا دیکھ رہا تھا فوج کفار سے کچھ لوگ
نورج بدرگ کی مدد کو بڑھے تھے کہ لشکر اسلام کے سردارون نے بآواز بلند کہا ای
نابکارو خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تم سب اپنے ہمراہیون پر دیکھو گے ادبر
شہزادہ بدیع الملک نے نورج سے کہا او مردود اپنے اہل لشکر کو منع کر ورنہ جنگ مغلوبہ کی نوبت
ابھی آجاویگی اور میرے تیرے درمیان زور و طاقت کا اندازہ نہ معلوم ہوگا نورج بدرگ نے آواز

بلند اپنے لشکر سے کہا ای بہادرو ابھی تمھارے کارہاے نمایان کا وقت نہین آیا ہی تھوڑی دیر
توقف کرو مین اس جوان کا قصہ پاک کر لون تو پھر تمھاری باری آویگی اس فہمایش سے فوج کفار
اپنی جگہ ٹھہر گئی القصہ تین شبانہ روز نورج بدرگ اور شہزادہ بدیع الملک مین کشش
وکوشش ہوتی رہی خوب خوب بست وکشاد رہے اگرچہ شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان
دلاور اور بہادر دوران تھا مگر نورج بدرگ بھی شاہزادہ کو خوب خوب جواب دیتا رہا
چوتھے روز بھی جب کوئی غالب ومغلوب نہ ہوا اسد نے باواز بلند کہا ای بدیع الملک
مجھکو نہایت تعجب ہی کہ تم اس گبر کے مقابلہ مین اب تک سربر نہین ہوئے حالانکہ آج چوتھا
روز اس ہنگامہ کو ہوا میرے نزدیک یہ عوض ہی اس دعوے کا جو بابت ہمچشمی رستم ثانی
کے کرتے رہے ای بدیع الملک اس وقت سے خیال رکھو آیندہ کبھی کسی کے مقابلہ مین
غرور اور دعوے بیمعنی نہ کرنا اور نورج بدرگ سے کہا ای گبر ناپاک مجھکو ہرگز امید نہ تھی
کہ تو بدیع الملک کے مقابلہ مین ایسی زور وطاقت کو کام مین لائیگا یہ کلام اسد کا سنکے
بدیع الملک بہت ناگوار معلوم ہوا غیظ وغضب مین آلودہ ہوکے دل مین مناجات کی
کہ ای کس بیکسان وای چارہ بیچارگان تو میری عزت اور آبرو رکھ لے اور اس گبر مکار پر مجھکو
فتحیاب کر دفعتاً ایسا موقع ملا کہ بدیع الملک نے اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ
اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا اور پھر بقوت تمام زمین پر مار کے خوب مستحکم رسی سے بستہ کر لیا اور
لشکر مین بھیجدیا بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ اور قارن وغیرہ گبرون نے جب
نورج کو بستہ دیکھا نہایت برہم ہوئے اور ایک ہی مرتبہ بدیع الملک کی جانب دوڑے
بدیع الملک بھی دلیرانہ انکی طرف جھپٹا اس اثنا مین اسد اور کرب بھی شہزادہ کی مدد
کو پہونچ گئے کرب غازی کا سامنا قارن بن زلازل کا ہوا کرب نے نعرہ مارا کہ منم
کرب شہسوار سے یل نامدار + نظر کردہ شیر پروردگار + قارن نے کرب پر تیغ کا وار
کیا کرب نے اس وار کو سپر پر رد کیا اور اسکی کمر مین ہاتھ ڈال کے زمین پر مارا اور گرفتہ وبستہ کرکے
لشکر مین لے آیا بعدہ اسد میدان مین آیا اسکے مقابلہ مین بربر شاہ آیا اول خوب ردوبدل رہی
نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے بربر شاہ کو گرفتار کر لیا پھر نور الدہر میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای گبرون آ
تم مین سے کس کی شامت دامنگیر ہی جو میرے مقابلہ کو آئیگا اسکے مقابلہ کیواسطے بختیار شاہ آیا اور
کہا ای جوان مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نور الدہر نے کہا تو نے دیکھا کہ تیرے ہمراہیون کو
ہم مسلمانون نے کس طرح گرفتہ وبستہ کر لیا اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہی تو دایرہ اسلام مین داخل
ہو ورنہ بیا رانچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی وگرز گران + بختیار شاہ نے تلوار کا وار
کیا نور الدہر نے اسکے وار کو رد کیا اور ایسی تکاوری اسکے گھوڑے کو دی کہ اسکا گھوڑا گرتے
گرتے بچا آخر سنبھلکے جرائع پا ہوکے بھاگا بختیار شاہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے زمین پر گرا
نور الدہر اترتے ہی اسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور گرفتہ وبستہ کر لیا پھر داراب کشورکشا اور اختیار کا مقابلہ ہوا
دیر تک ردوبدل رہی آخر داراب شاہ نے بھی اختیار شاہ کو گرفتار کر لیا نوبت باینجا رسید کہ لشکر کفار بگبر

ہلاک ہوا اور بیشتر گرفتار کیے گئے اور صدہا نے اسلام قبول کیا باقی نے فرار پر قرار لیا اور نکل گئے شاہزادہ
بدیع الملک و یاران با فتح و نصرت نے تمام مال و اسباب تورج بدرگ کا پایا بندی خانون
مین پہونچے بادشاہان ایران و توران کو قید و بند سے رہا کیا سب کو خلعت دیا اپنی بارگاہ مین آگے
مسند حکومت پر متمکن ہوئے اس ہنگامہ آرائی کے ذکر ہونے لگے اسوقت عمر ثانی سعد شہریار
کا نامہ لیے ہوئے پہونچا موقف مین استادہ ہو کے آداب بجا لایا بعد دعا دیکے سعد شہریار کا نامہ
پگڑی سے نکالا بدیع الملک کے ہاتھ مین دیا بدیع الملک نے سرنامہ پڑھ کے نامہ کی تعظیم کی پھر ملفوفہ
وا کیا از اول تا آخر نامہ کو پڑھا لکھا تھا حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پرورست + انس ادر راہ ایمان انس و
جان را رہبرست + بادشاہ بادشاہان جان نگار انس و جان + آنکہ نامش بر زبان از آب حیوان خوشتر
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خیر البشر و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد ای شہریار زمان یعنی بدیع الملک
نوجوان بعد سلام سنت الاسلام ضروری پیام آنکہ فلان روز فلان تاریخ فرعون ملعون ہمراہی لشکر فراوان
آیا اور حمزہ ثانی کو در سبد عقابین پہنچایا ہے اور ایرج و ملک قاسم و علم شاہ رومی و تورج ماہرو مع تمام
پہلوانان دست چپ فرعون ملعون کی قید مین مبتلا ہو گئے ہین اور مخالف نشین نے ہم پر قیامت برپا
کر رکھی ہے اسوقت جس زحمت اور خرابی مین ہم مبتلا ہو گئے تھے اُسکو ہمین خوب جانتے تھے حالت اضطراب
مین ہمنے خواجہ زادون کو بلا کے حال دریافت کیا اُنھون نے از روے علم رمل حکم لگایا کہ یہ قصہ ہرگز
اس طرح رفع نہوگا اور کسی طرح سرداران لشکر اسلام قید فرعون سے رہا نہونگے جب تک شہزادہ
بدیع الملک اس بارہ مین کد و کوشش نکرینگے اور مکرر رسہ کر یہی نتیجہ استخراج کیا در انحالیکہ اس
عقدہ کا حل ہونا تمھاری کوشش پر موقوف ہے پس بمجرد دیکھنے اس نامہ کے جس ضروری کام مین مصروف
ہو اُسکو چھوڑ کے اس طرف روانہ ہو اور جہان تک ممکن ہو جلد یہان پہونچو ای شہزادہ والا تبار اس
بات کو بخوبی یاد رکھو کہ اگر یہان جلد پہونچ گئے فہو المراد ورنہ آئندہ ہمارے تمھارے ملاقات قیامت مین
ہوگی آئندہ تمکو اختیار ہے جب اس مضمون کا نامہ شہزادہ بدیع الملک کی نظر سے گذرا آنکھون
مین آنسو بھر آئے نور الدہر کی طرف دیکھا نور الدہر نے کہا اس نامہ مین کیا لکھا ہے اور کس کا نامہ ہے
بدیع الملک نے کہا ای شہریار یہ نامہ سعد شہریار نے میرے نام لکھا ہے بعدہ وہ نامہ دیا نور الدہر نے
بھی اس نامہ کو پڑھا اور کہا افسوس کیا زمانہ کی نیرنگیان ہین اسد نے پوچھا کیا ہوا نور الدہر نے کہا
اس نامہ مین سعد شہریار نے لکھا ہے کہ فرعون نے حمزہ ثانی کو بالاے عقابین قید خانہ مین بند کیا
ہے اسد نے بھی بہت افسوس کیا بدیع الملک نے نور الدہر سے کہا ای شہریار اس صورت مین
کیا ارشاد ہوتا ہے اسد نے کہا ای شہزادہ بدیع الملک اگرچہ بنا بر تحریر سعد شہریار حمزہ ثانی کا بالاے
عقابین گرفتار ہونا دریافت ہوا اور تم پر اُس والا جاہ کی رہائی کو مقرر بنایا ہے مگر یہ بھی یاد ہے کہ حمزہ ثانی
نے کیا سلوک تمھارے ساتھ کیا کہا اُنکو یہی زیبا تھا کہ بیہودہ گو لوگون کے کہنے پر عمل کیا اور جھوٹ
سچ مین امتیاز نہ کر سکے انسان کو چاہیے کہ ہر ایک معاملہ مین حق کو ہاتھ سے نہ دے اگر تمھاری کد و
کوشش سے حمزہ ثانی رہا بھی ہو گئے تو آئندہ اُنسے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے اور کیا اس وقت تک
تمسے کوئی کارنمایان ظہور مین نہین آیا پھر کیا قدردانی تمھاری حمزہ ثانی نے کی کیا اسی کو قدردانی

کہتے ہین کہ تمھارے حق کو خواہ مخواہ رستم ثانی کی جانب منتقل کر دیا حالانکہ دلائل بین موجود تھے
بدیع الملک نے کہا اے شہزادہ اسد لوازم انسانی سے یہ امر بھی ہے کہ کبھی اپنی نیک نفسی سے
باز نہ آئے اگر حمزہ ثانی نے تمھارے اور ہمارے ساتھ نیکی نہین کی ہے باشد ہمکو لازم نہین ہے کہ ان
والاجاہ کی برابری کرین تم نہین جانتے ہو کہ وہ کس مرتبہ کا شخص ہے بس ایسا ذی مرتبہ شخص ہے
کہ امیر بلند توقیر یعنے صاحب قران نے اپنا جانشین کیا ہے اور ہم سب اُسکے تابع فرمان ہین بدیع الملک
نے کہا ہان اصل امر تو یہی ہے پس بدیع الملک نے شاہ سلیمان کو خلعت دیا قارن اور
بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ سلیمان کے حوالہ کرکے کہا اے سلیمان شاہ تم ذوالامان
کو جاؤ اور اے بادشاہ فارس تم ہمارے بجائے امیر صاحب قران کے ہو ہماری طرف سے خاقان لولو
کو دعا کہدینا اور ذوالامان مین مقیم رہنا شاہ سلیمان نے کہا اے والاجاہ اب تو حمزہ ثانی کی رہائی
کی فکر مین فرعونیہ یہان سے جانے کا ارادہ ہے مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ذوالامان مین تشریف آوری کا کب
ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا انشاء اللہ تعالے بعد رہا ہونے حمزہ ثانی کے مین ذوالامان
مین آؤنگا سعد بن قباد اور رستم خان اور کامل خان بھی موجود تھے اُنھون نے کہا اے شہریار
ہمارے بارے مین کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا اے یارو تم سب اپنی اپنی فوجین لیکے اپنے
ملک کو واپس جاؤ اگر زندہ ہین تو پھر تم سب سے ملاقات ہو جائیگی اُن سب نے کہا یہ کسی طرح
ممکن نہین ہے ہم بھی تمھارے ساتھ حمزہ ثانی کی خدمت مین چلین گے بدیع الملک نے کہا میرے
نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا تم سے کہا آیندہ تمکو اختیار ہے اگر میرے ہمراہ چلنے کا ارادہ ہے
تو مین مانع نہین ہون غرضکہ وہ دن اسباب سفر کے باندھنے مین گذرا دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک
تورج کو ہمراہ لیکے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ مین دریا حائل تھا سب کشتی پر
سوار ہوکے چلے تورج کو دیو بن قندز کے حوالہ کیا تھا دیوانہ کتک آہن ہاتھ مین لیے ہوئے
شب و روز اُسکی پاسبانی کرتا تھا اور بدیع الملک سے ہر روز کہتا تھا کہ اے شہریار والاتبار اسکا زندہ
رکھنا ہرگز مصلحت نہین ہے بدیع الملک کہتا تھا اے دیوانہ اُسکے خال و خط اولاد صاحب قران کے مشابہ ہین اس
لحاظ سے اُسکی ہلاکت مین تامل کیا ہے اور ارادہ ہے کہ اُسکو بادشاہ اسلام کی خدمت مین لے چلین اس جواب سے
دیوانہ خاموش ہو رہتا تھا اب یہ جزیرہ کے برابر پہنچے شب کو ایک جائے محفوظ مین قیام کیا نصف شب کو
یکایک غلغلہ لشکر اسلام مین بلند ہوا کہ تورج شب کو غائب ہو گیا دیو بن قندز شہزادہ بدیع الملک کے
پاس آیا اور کہا اے شہریار مین شب و روز اُسکی نگرانی مین ہوشیاری تمام مصروف رہتا تھا ایک لحظہ بھی نظر احتیاط
اپنی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا آج مین خیمہ سے بول کی ضرورت سے باہر گیا مین سمجھا کہ ہر چہار جانب خیمہ کے
لوگ موجود ہین کون لیجا سکتا ہے اور کس طرح گذر کر سکتا ہے لیکن جب بول سے فارغ ہوکے خیمہ مین آیا اُسکو مع پالہن
و زنجیر اپنی نہ دیکھا کچھ عقل کام نہین کرتی کہ کون لے گیا اور کس طرح تورج خیمہ سے غائب ہو گیا اسقدر قصور تو ہو گیا
ہے اسکے عوض مین جو سزا دیجاوے مناسب ہے شہزادہ شاپور کیطرف متوجہ ہوا اور کہا اے شاپور تو اسقدر لشکر سے غافل
ہو گیا کہ آج تورج کو حریف موقع پاکے چرا لیگئے شاپور اُس خیمہ مین آیا جہان سے تورج غائب ہو گیا پانون کے نشان
دیکھ کے شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا جو تورج کے غائب ہونیکا سبب ہے شہزادہ نے پوچھا

آیا جہان سے تورج غائب ہو گیا پاؤن کے نشان دیکھکے شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا جو تورج غائب ہو جانیکا سبب ہوا شہزادہ نے پوچھا کون سبب ہوا اُسنے کہا یہ حرکت اُسکے عیار اہرمن فیلپا کی ہے کیونکہ خیمہ مین جا بجا اُسکے پاؤن کے نشان موجود ہین شہزادہ اُس خیمہ مین آیا شاپور نے پاؤن کے نشان دکھائے شہزادہ بدیع الملک سوار ہو کے تورج کی تلاش مین لشکر سے باہر آیا اور اُس جزیرہ مین پھرتا رہا ناگاہ چالیس آدمیون کے مجمع کو دیکھا کہ چلے آتے ہین جب قریب پہونچے شہزادہ بدیع الملک کو دیکھ کے سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا کیون بھائیون تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا ہم لوگ تاجر ہین اور اہل اسلام سے ہین اس جزیرہ مین ایک دزد رہتا ہے آشوب دزد نام سے مشہور ہے ای جوان ہم بارہ ہزار آدمیون کا گروہ تھا تجارت کے واسطے انواع اقسام کی جنس ہمراہ تھی نقد روپیہ بھی ہمراہ تھا اُس دزد نے آکے بسہولت ہمسے ملاقات کی ہمنے مرد معقول سمجھکر اُسکی خاطر داری و مدارات کی وہ اس طرح ہمارا تمام حال دریافت کرنے گیا ہمکو مطلق اس بات کی اطلاع نہ ہوئی کہ یہ دزد ہے کیونکہ اُسکے لباس کا طرز شایستہ اور گفتار کا طریقہ نہایت سلیس تھا دوسرے روز اُسنے شب خون مارا ہم سب شمشیر بکف اُس سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوئے اور جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی وہ دزد اپنا سامان حرب درست کر کے آیا تھا ہم سب عالم غفلت مین تھے اُسیوقت خواب سے بیدار ہوئے تھے اچھی طرح سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ آفت نازل ہوئی نوبت باینجا رسید کہ بیشتر اہل قافلہ ہلاک ہوئے بقیہ کو گرفتہ و بستہ کر کے لیگئے اور مال نقد و جنس کو لوٹ لیا اُس دزد کا مسکن آہنی کر نام ایک قلعہ ہے اُسی قلعہ مین لے جا کے ہم سبکو قید کیا صبح کو اُس دزد نے ہم سبکے قتل کرنے کا حکم دیا جلاد آچکا تھا قریب تھا کہ ہم سب ہلاک کیے جاوین اُسی وقت ایک پیادہ بلند بالا پشتارہ بردوش آیا اور وہ پشتارہ دوش پر سے اُتار کے اُس دزد کے روبرو رکھدیا اُس دزد نے پوچھا اُس پشتارہ مین کیا ہے اُس پیادہ نے کہا میرا نام اہرمن فیلپا ہے اور اس پشتارہ مین تورج بدرگ صاحبقران ہے کہ بدیع الملک کی قید مین مبتلا تھا آج شب کو اُسے مین نے اُسکی قید سے رہا کیا ہے اُس دزد نے کہا پشتارہ کو کھول مین بھی اُسے دیکھنا چاہتا ہون اہرمن فیلپا نے پشتارہ کو کھولا تورج بدرگ کو پشتارہ سے باہر نکالا اُس دزد نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے تورج نے کہا مین بت پرست ہون چونکہ وہ دزد بھی بت پرست تھا اُسکو تورج بدرگ کے حال پر رحم آیا کہا ای تورج بدرگ اگر تو ہماری ملازمت گوارا کرے تو ہم تجھے اپنے مردان ہمراہی پر سردار مقرر کردین تورج بدرگ نے منظور کر لیا اُس دزد نے تورج بدرگ کو اپنے آدمیون پر سردار مقرر کیا اور اُس کو بہت ہوشیار سمجھتا تھا بیشتر امور مین اُس سے مشورہ لیا کرتا تھا تاجرونکا بیان ہے جب ہم نے دیکھا کہ تورج بدرگ کو وہ دزد بہت مانتا ہے ایک روز موقع پا کے اُس سے کہا ای تورج ہم کچھ تجھسے کہنا چاہتے ہین اُسنے کہا کہو ہمنے کہا ای تورج ہم تم دونون ہم مشرب ہین یعنے تو بھی بت پرست ہے اور ہم بھی بت پرست ہین ہم عرصہ سے بلا وجہ و بے سبب یہان مقید ہین طرح طرح کی شدت کے متحمل ہوتے ہین چونکہ تو بھی قید و بند سے رہا کیا گیا ہے تجکو سختی قید کی حقیقت خوب معلوم ہوگی ہم چاہتے ہین کہ کسی تدبیر سے اپنی رہائی کے صدقے مین ہم کو

بھی اس مصیبت قید سے نجات دلوا تورج بدرگ کو ہمارے حال زار پر رحم آیا کہا اچھا صبر کرو ہم تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ اُس دزد سے ہماری سفارش کی اور کہا درانحالیکہ ان لوگون کا مال چھین لیا ہی پھر انکے قید کرنے کی کیا ضرورت ہی میرے نزدیک انکا رہا کر دینا مناسب ہی اُس دزد بدکار نے کہا ہمارے یہان کا یہ دستور نہین ہی کہ جسکا مال چھین لین اُسکو رہا کر دین کیونکہ یہ لوگ ہماری رہزنی کا حال اوروں سے بیان کرتے ہین لوگ اس طرف کے آنے سے پرہیز کرتے ہین چنانچہ یہ لوگ اگرچہ بے قصور ہین لیکن یہی خیال ہی کہ یہ اپنے گرفتار کرنے اور مال واسباب لٹ جانے کی خبر عام مین مشہور کرینگے پھر کوئی تاجر یا صاحب مال اس راستہ سے نہ گذریگا ہماری روزی مین خلل پیدا ہوگا تورج نے کہا ہان یہ بات بہت صحیح ہی لیکن ازبسکہ ہمسے سفارش چاہی ہی اور تو ہماری بات کو سنتا بھی ہی لہذا ہماری خوشی اسی مین ہی کہ انکی رہائی ہو اُس دزد نے دیر تک فکر کی آخر کہا ای تورج مین ان سوداگرون کو ہرگز رہا نہ کرتا لیکن تیری سفارس سے مجبور ہون یہ کہا اور ہمکو قید و بند سے رہا کر دیا اور کہا جلد اس قلعہ مین سے نکل جاؤ بس ہمنے جو قلعہ سے نکلنے کا اشارہ پایا وہان سے بھاگے یہان آکے دم لیا تھا کہ تمسے ملاقات ہوئی بدیع الملک نے اس تمام داستان کو سنکے اُن سب کی کسی قدر روپیہ سے مدد کی بعدہ وہان سے روانہ ہوکے قلعہ آہنی کمر کے قریب پہونچا اور ہر چہار طرف سے اُس پہاڑ کو گھیر لیا یکایک خبر تورج بدرگ کو پہونچی فوراً چالیس ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اول بدیع الملک کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر میرے بھاگنے کے سبب سے تونے یہان ہنگامہ آرائی چاہی ہی تو یہ محض بیکار ہی اس واسطے کہ اب تو مین رہا ہو آیا خواہ کسیطرح اور کسی سبب سے رہا ہوا اور اگر کسی اور وجہ سے ایسا ارادہ کیا ہی تو خیر کچھ مضائقہ نہین ہی بدیع الملک نے اس پیام کا کچھ جواب نہ دیا تورج بدرگ نے نقارہ جنگ بجوایا دوسرے روز میدان مین آکے صف آرائی کی اسد میدان مین بڑے چمک دمک سے مسلح ہوکر آیا اور بعد رد و بدل بسیار زخمی ہوا بعدہ کرب میدان مین آیا وہ بھی زخمی ہوا راوی کہتا ہی کہ پندرہ روز تک تورج نے میدان داری کی جسمین علاوہ بدیع الملک کے تمام سرداران اسلام اور ہزارہا فوج کے لوگ تورج کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ بظاہر انکی زندگی دشوار معلوم ہوتی تھی ایک روز تورج بدرگ نے باآشوب دزد سے کہا کہ تیرے لشکر مین کوئی نجومی بھی اپنے فن مین کامل ہی اُسنے کہا کہ ایک بہت بڑا مہندس ہی وہ قواعد نجوم سے مطالب آیندہ بخوبی استخراج کرسکتا ہی تورج نے کہا اُسے ابھی بلاؤ وہ نجومی اُسیوقت حاضر ہوا تورج بدرگ نے اُسکو بہت خاطر سے اپنے پاس بٹھلایا اور کہا کہ ای نجومی ایک مطلب ہمارا ہی اُسکو اپنے قواعد نجوم سے دیکھ کہ بدیع الملک کے اور میرے طالع کیسے ہین آیا مین بدیع الملک پر غالب رہونگا یا بدیع الملک مجھپر غالب رہیگا نجومی نے تورج بدرگ سے عرض کیا کہ دو روز مین جیسا کہ احوال قواعد نجوم سے معلوم ہوگا عرض کرونگا تورج نے اس بات کو منظور کیا نجومی رخصت ہوکے اپنی جگہ پر گیا اور بڑے غور اور فکر سے دیکھکر تورج خان کے پاس آیا اور کہا کہ خداوند نعمت مین نے کمال غور سے حساب لگایا اُسکا نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ ہر طرح سے بدیع الملک کا طالع زبردست ہی ہر وقت اور ہر ساعت وہی فتحمند رہیگا اور ضرور ایک وقت ایسا آیا چاہتا ہی

کہ تمھارے ملک پر بدیع الملک کا قبضہ ہوگا ابتدا مین شاید ایسی صورتین پیدا ہوتی رہین جن سے
معلوم ہوگا کہ غلبہ ہم کو حاصل ہو لیکن نتیجہ ضرور بدیع الملک کے موافق ہوگا تورج کو بہت ملال
ہوا لیکن زمانہ کی نیرنگیان ہمیشہ عجیب ہوتی رہی ہین غرضکہ تورج بدرگ اسی غم و ملال مین مبتلا
تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو نجومی نے میرے خلاف خبر دی ہو اور اسی رنج کیوجہ سے سکوت مین بیٹھا تھا
دیکھا اہرمن پشتارہ بدوش چلا آتا ہو اور آتے ہی پشتارہ تورج بدرگ کے روبرو رکھدیا تورج
نے کہا ای اہرمن یہ کیا شی پشتارہ مین لایا ہو اُسنے کہا ای تورج بدرگ آج مین بدیع الملک کو
خوابگاہ سے چُرالایا اُس وقت تورج بدرگ فیلبند دروازہ پر بیٹھا تھا اہرمن سے اس خبر کو سُنکے
بہت خوش ہوا کہا ای اہرمن مین تیری اس کارروائی سے بہت خوش ہوا خوب ہوشیاری سے رکھنا
ایسا نہو کہ جس طرح تو اُسکو چُرالایا ہو اُسی طرح اُسکا عیار اُسکو چُرالے جاوے اچھا اب بدیع الملک
کو خوب مضبوط باندھ کے ہوش مین لا اہرمن نے بدیع الملک کے دست و پا کو اور زیادہ جکڑ
اور ہوش مین لایا بدیع الملک نے اپنے کو عجیب حالت مین پایا اور سامنے دیکھا تورج بیٹھا ہو تورج
نے کہا ای بدیع الملک کہو اس وقت تم اپنے کو کس حال مین پاتے ہو اب تم زبردست ہو یا مین
تم کو میری طاقت و اختیار سے مطلق اطلاع نہ تھی شہزادہ بدیع الملک نے کہا او نامرد یہ کیا بیہودہ
حرکت ہو کہ مردون کو نامردی سے گرفتار کرتا ہو اور پھر پوچھتا ہو کہ اپنے تئین کس حال مین دیکھتے ہو تجکو شرم
نہین آتی اگر مرد میدان ہوتا تو عالم بیداری مین مقابلہ کرتا اور بزور دست و بازو گرفتار کرتا تو مضایقہ
نہ تھا اور اُس وقت پوچھنا درست تھا کہ تم کس حال مین مبتلا ہو بدیع الملک کی اس تقریر سے
تورج بہت شرمندہ ہوا اور تا دیر سرنگون بیٹھا رہا بعد ازان بدیع الملک کی طرف
دیکھکے کہا ای بدیع الملک اگرچہ اہرمن تمکو عالم خواب مین گرفتار کر لایا مگر اس بات کو سمجھ لو
حریف کے مقابلہ مین مکر و فریب سے کام لینا مضایقہ نہین رکھتا کون عقلمند ایسا ہوگا جو فریب سے
قطع نظر کرکے اپنے کو معرض ہلاکت مین رہنا گوارا کریگا اور خیر اس وقت اس بحث سے کچھ
فائدہ نہین ہو بلکہ ضروری جو بات ہو اُسکا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہو اور وہ یہ ہو کہ اب
تم میرے اختیار مین ہو اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بت بزرگ کو بخلوص اعتقاد سجدہ کرو
ورنہ یقین سمجھ لو کہ اب تمھارا زندہ رہا ہونا محالات سے ہو شہزادہ بدیع الملک نے تورج
کو ہزارہا دشنامہاے مغلظ دین اور کہا او پلید تو ہرگز اس بات کا خیال نہ کرنا کہ مین بڑی
قید و بند مین مبتلا ہون مین اُس خداے واحد و لاشریک صاحب قدرت و جلال کا بندہ
ہون جسکے قبضہ قدرت مین تمام جاندارون کی جان ہو اور جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہو اگر
ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤن اور پھر مجھسے سوال کیا جاوے کہ تو کس کا بندہ ہو مین یہی کہونگا
کہ مین اُسی خدا کا بندہ ہون جسکی آج تک بندگی کی تورج نے کہا دیکھون اس وقت وہ
خداے نادیدہ کیا تیری مدد کرتا ہو اور جلاد کو طلب کیا اب اس طرف سُنیے کہ جب رات
گذر گئی اور صبح ہوئی کہ یکایک لشکر اسلام مین بہت گھبراہٹ کے ساتھ ایک شور بلند ہوا یہ خبر
نور الدہر کے بھی گوش گذار ہوئی تمام سردار ایک جا جمع ہوگئے ہر ایک نے متعجب

ہوکے کہا طرفہ معاملہ ہی شہزادہ بدیع الملک کا لشکر سے غائب ہو جانا کسی طرح عقل مین نہین آتا اِس
شاپور آیا اور اہرمن فیل پا کے پانون کے نشان محسوس کر کے کہا مین سمجھ گیا لوگون نے پوچھا کیا سمجھ گیا
اُسنے کہا شہزادہ کو اہرمن فیلپا لیگیا ہی اُسکے پانونکے نشان معلوم ہوتے ہین نور الدہر کو خبر کی گئی کہ شاپور کا قیاس اہرمن
فیلپا کی نسبت نور الدہر نے شاپور کو بلا یا پوچھا اُسنے وہی اپنا قیاس بیان کیا نور الدہر نے کہا ای یارو تورج بڑا
مکار و فریبی ہی بیشتر اُسکو اہرمن فیل پا چرا لیگیا تھا اب اُسنے شہزادہ بدیع الملک کو بھی اہرمن
فیل پا کے ذریعہ سے چرا منگایا خداوند عالم شہزادہ بدیع الملک کے جان کا حافظ و نگہبان
ہی ورنہ تورج حرامی کے دست ظلم سے اُسکا زندہ و سلامت رہنا محال ہی تمام سرداران لشکر اسلام
گھبرا گئے ہر ایک نے دست بستہ کہا شہریارا ہم لوگ تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسکو بسر و چشم بجا لاوین
اسمین شک نہین کہ شہزادہ بدیع الملک بڑے ظالم کے ہاتھ مین پہنچا ہی نور الدہر نے کہا
ای یارو مجسے اس بارہ مین پوچھنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ تدبیر بکار آمد ہو اُسنے عمل مین لاؤ اصل غرض
یہ ہی کہ کسی طرح بدیع الملک اُن گبران مکار کے ہاتھ سے محفوظ رہا ہو جاسے وہ سب یاران الٰہی
مرکبون پر سوار ہوئے اور قلعہ کی جانب عہمیسر کی لیکن سب سے بیشتر دیو بن قندر چوب دست
آہنی لیے ہوئے روانہ ہوا وہان بمجرد حکم تورج جلاد بغرض قتل شہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا
اور تورج نے حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست کا سر تن سے جدا کر اُس وقت آشوب وزد وہان
موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ عنقریب جلاد اپنا کام کیا چاہتا ہی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور آہستہ
کہا ای جوان بالفرض تو خدا پرست کامل ہی اور اپنے خدا کو برحق سمجھتا ہی تاہم تو نے عقلمندون کی زبانی
یہ نہین سُنا ہی کہ اُنھون نے کہا ہی ؏ روا است شر قلیل از برای خیر کثیر + کیون اپنے کو مفت ہلاک کرتا ہی
اگر صرف اسی قدر کہدینے مین جان بچتی ہی کہ مین بت پرست ہوتا ہون تو کیون تامل کرتا ہی کہدے آیندہ
تجھے اختیار رہیگا تیرے لبلون سے کسے اطلاع ہوگی اور اصل بات تو یہ ہی کہ اگر تورج کی خوشی تیرے
بت پرست ہی ہونے مین ہی پس تو بت پرست ہو جا خدا کی بندگی نہ کی بت پرستی ہی کی سہی شہزادہ
بدیع الملک کو آشوب وزد کی مذہب کی بابت اس طرح کی تقریر بہت ناگوار معلوم ہوئی
کہا او کافر ملعون تجکو میرے قصہ سے کیا کام ہی تو میرا ناصح ہی جو مجکو نصیحت کرتا ہی مجکو اختیار ہی جو مذہب
چاہون اختیار کرون خبردار اس طرح کی بیہودہ بات میرے روبرو زبان سے نہ نکالنا ورنہ اگرچہ مین
گرفتار ہون لیکن جو کچھ مجسے تیرے حق مین ہو سکے کا کسیطرح سے دریغ نہ کرونگا چنانچہ آشوب
وزد شہزادہ کے اس طرح کے جواب سے بہت غیظ و غضب مین آیا او نہایت برہم ہوا وہ اُس وقت
شغل میخواری مین مصروف تھا جو جام مے اُسکے ہاتھ مین تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو پیون اس
زور سے شہزادہ کے منھہ پر کھینچکر مارا کہ شہزادہ بسبب پہونچنے ضرب شدید کے بیہوش ہوگیا اور خون مثل
پرنالے کے جاری ہوا جب شہزادے کو ہوش آیا اور اپنی پیشانی سے خون جاری دیکھا از حد غصہ مین
آیا اور از سر تا پا مثل بید کے کانپنے لگا اور طوق و زنجیر مین دونون ہاتھ کر کے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہکے جو زور کیا طوق اور زنجیر مثل تار عنکبوت کے تار تار ہوگیا اور تمام بندھی ٹوٹ گئے اُٹھکر ایک طمانچہ
اور ایک لات ایسے زور سے جلاد کے منہ پر ماری کہ وہ اُس جگہ پر ہاتھ رکھکے بیہوش ہوگیا آشوب وزد ۸۰

ئے جو شہزادہ کو بندہاے آہنی سے رہا دیکھا سمجھا کہ یہ جوان یہان قیامت برپا کرتا معلوم ہوتا ہو ایک حربہ
مارا کہ پاش اور خداپرست اگرچہ تو نے بندہاے آہنی کو شکست کیا لیکن میرے ہاتھ سے کہان
جاتا ہی یہ کہا اور تلوار کا وار شہزادہ پر کیا ہنوز وہ تلوار شہزادہ پر نہ آنے پائی تھی کہ اُس دلاور دوران
و بہادر زمان نے بہ چستی تمام دست چپ اُسکے کلائی پر ڈالدیا اور گرفت مین لاکے اس زور سے
جھٹکا دیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری اور منہ کے بھل زمین پر گرنے کو تھا کہ
شہزادے نے دست راست سے ایک لگا اور ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر
مارا کہ سر اسکا کدوے شکستہ کی طرح پاش پاش ہوگیا اور ہاے ہاے کی آواز بڑے زور سے
بلند کی تورج گھبرا کے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر خداپرست تیری ذات سے
مجکو سخت صدمے اور رنج و تکلیفین پہونچتی ہین تو میری صاحب قرانی مین رخنہ اندازی کرتا ہی
اور آتے ہی ایک لگا شاہزادے کی پشت پر مارا شاہزادہ اُسکی جانب پھرا اور اُسکے
مشت کو رد کرکے بقوت تمام اُسکے بھی گردن پر اس زور سے لگا مارا کہ تورج تیورا گیا اور
تمام جہان اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا حتے کہ فیل بند دروازہ پر قیام نہ کرسکا بالاے قلعہ
سے نیچے خندق مین جا رہا خدا کی قدرت سے اُس وقت دیو بن قندر وہان پہونچ گیا تھا تورج
کو جو اُسنے خندق مین گرتے دیکھا قریب تھا کہ تورج خندق سے باہر آئے اُسنے مہلت نہ دی
اندرون خندق پہونچ کے چوب دست آہنی سے اُسے خوب کوفتہ کیا یہان تک کہ وہ بیہوش
ہوکے زمین پر گرا دیوانے اپنی زنجیر سے اُسکے دست و پا خوب مضبوط باندھے اور اُسی وقت
لشکر مین سے آیا فرمان اور سردار جو بعد دیو بن قندر کے روانہ ہوئے ہین قلعہ تک پہونچ گئے
اور ضرب ہاے گرز وغیرہ سے قلعہ کے دروازہ کو شکستہ کیا اندر قلعہ کے پہونچے بدیع الملک
سے ملاقات ہوئی تمام آہنی کمر کو مسمار کیا کل اہل قلعہ بھاگے جسنے ذرا بھی تعرض کیا وہ مسلمانون
کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اُن سب مین ایک طفل نوخیز نہایت وجیہ و شکیل نہایت باادب
سرشش ز ہوشمندی ٭ میتافت ستارۂ بلندی ٭ جونہین اُسکو معلوم ہوا کہ تورج گرفتار ہوا
شہزادہ بدیع الملک کے پانون پر گر پڑا اور دست بستہ کہا ای والا قدر مین ایک سوداگر
کا لڑکا ہون اس کافر بدکیش کے دست ظلم سے نہایت مصیبت اور زحمت مین مبتلا ہوگیا تھا
ہزار ہزار شکر اُس قادر لم یزل کی درگاہ بے نیاز مین کہ وہ ملعون نطفہ شیطان تمہارے
دست حق پرست سے گرفتہ و بستہ ہوگیا اور مین نے اس مصیبت سے نجات پائی مگر جو صدمہ
کہ اس تورج ملعون کے ہاتھ سے مجکو پہونچ چکا ہی کیا بیان کرون اور اُسکا دفعیہ بیطرح
ممکن نہین ہوسکتا ہی یہ کہکے وہ لڑکا نہایت درد کی آواز سے رونے لگا شہزادہ
بدیع الملک نے بہت تشفی اور دلجمعی دیکر اُسکے سر پر دست شفقت اپنا پھیرا اور کہا
تو کیون اسقدر زار و نزار روتا ہے کچھ اپنی اصل کیفیت تو بیان کر اُسنے کہا کہ میرا نام
سعید ہی میرا باپ تاجر پیشہ خواجہ شریف نام سے مشہور تھا حسب اتفاق بقصد تجارت
اُسکا گذر اس طرف سے ہوا اس تورج حرامزادہ کم بدبخت نے اُسکو ہلاک کیا اور مال

و اسباب لوٹ لیا اور مجکو زنده رکھا ہر روز مجھسے ساقی گری کا کام لیتا تھا جب مین اپنے وطن کا
نام لیتا تھا مجکو چوب دست سے صدمه پہونچاتا تھا اور کہتا تھا که تو اس بات کو غنیمت نہین
جانتا که مین نے تجھے زنده رکھا خبردار اپنے وطن کا نام نه لینا ورنه ایک روز تجھے بھی ہلاک
کرونگا مین یه کلام اسکے سنکے خاموش ہو رہتا تھا آج تمھارے قدم کی برکت سے امید
ہوئی که مین اپنے وطن مین ضرور پہونچا دیا جاؤنگا کیونکه مین نے سنا ہی که تم بھی خداپرست
ہو اے عالی منزلت میری ایک بہن وطن مین ہی وه مجھسے نہایت مانوس ہی جب میرا پدر
مقتول بعزم تجارت سفر کا عازم ہوا تھا مین نے اس سے اس بات کی درخواست کی
که مین بھی ہمراه چلونگا اسنے مجکو بہت سمجھایا که سفر مین انواع و اقسام کی تکلیفین ہوتی ہین
علاوه برین تو اپنے گھر سے کبھی باہر نہین نکلا ہی مین اگر جاتا ہون تو بضرورت جاتا ہون
انشاء الله چند روز کے عرصه مین پھر واپس آؤنگا مین نے نه مانا ناچار وه مجھے ہمراه لے چلنے
کے واسطے راضی ہوا جتنے که وطن سے کوچ کرنے کا وقت آیا مین اپنی مان سے رخصت ہوا
وه میری مفارقت مین نہایت بے تاب ہوئی مین نے اسکی بیتابی کی جانب مطلق خیال
نه کیا اس روز میری بہن اپنے چچا کے یہان مہمان گئی تھی اس سبب سے اسکو میرے جانے کی
مطلق خبر نہوئی میری مان نے بھی مجکو بہت کچھ سمجھایا که اے سعید تو ابھی کم سن ہی ابھی اپنے
باپ کے ہمراه جانے کا قصد نه کر مگر مین نے ایک نه سنی ناچار میرا پدر مقتول مجکو ہمراه
لے کے روانه ہوا یہان یه مصیبت نازل ہوئی که وه قتل ہوا اور مین اسکی قید مین پھنسا
شہزاده بدیع الملک کو اس طفل کے حال پر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا اسکو بہت کچھ
مال و اسباب دیا اور چند سوارون کو ہمراه کرکے کہا که اس لڑکے کو اسکے وطن مین بحفاظت
تمام پہونچا دو اس لڑکے نے دست بسته کہا اے منبع ذات مکرم صفات مین تمھارا نہایت
ممنون و مشکور ہون لیکن یه تو ارشاد ہو که اب پھر کبھی قدمبوسی حاصل ہوگی بدیع الملک
نے کہا ہان جو سوار تیرے ہمراہی مین جاتے ہین جب تجھے پہونچا کے واپس آئینگے ہم انسے
تیرا پته دریافت کرلینگے اگر موقع کبھی ملجاویگا تو ہم تیرے مکان پر آوینگے اور اے سعید
ہم تیرے وطن ضرور چلتے مگر کیا کرین که ہم کو مطلق فرصت نہین ہی وه لڑکا بدیع الملک
سے اس وقت بدیده گریان رخصت ہوا اور ان سوارون کے ہمراه اپنے ملک کی طرف راہی
ہوا بدیع الملک اپنے لشکر مین آیا اور تورج کو باستحکام تمام لبنه کرکے یہان سے
روانه ہوا اور سفر دریا طی کرکے ساحل مراد پر پہونچا اور وہان سے روانه ہوکے بعد قطع
مراحل سخت و دشوار گذار ایک قلعه کے قریب پہونچا جس کا نام سامانیه تھا اور حاکم و فرمانروا
اس قلعه کا سامان زنگی نام چالیس ہزار سواران جرار کی جمعیت رکھتا تھا یکایک اسکو خبر
پہونچی که خداپرست فی الحال نہایت مستعدی سے دین اسلام کو رواج دے رہے ہین
اور مملکت فرعونیه کی تباہی کے درپے ہین چنانچه ایک فوج کثیر اس طرف وارد ہوئی ہی
۱۵۰ اور اسکا مصمم اراده یه ہی که فرعونیه مین پہونچکے فرعون شاه سے مقابله کرین سامان زنگی اس

خبر کو سنکے بہت برہم ہوا اور اپنے دربار میں سب سے کہا کیا خوب بیخدا پرست بجاے خود لپنے کو کیا سمجھے ہین
جو ایسے امر اہم کا ارادہ کیا ہی خداوند فرعون اس مرتبہ کا خداوند نہین ہی کہ خدا پرستون کا گروہ
اُسکو کسی طرح کا صدمہ پونہچا سکے پہلے خداوند کے ہمکو ایسے بندون سے مقابلہ کرلے تو پھر فرعونیہ مین
جاکے خداوند سے مقابلہ کرے یہ کہا اور اُسی وقت فوج مین کمر بندی کا حکم دیا اور خبر منگوائی کہ
دیکھو خدا پرستون کا وہ گروہ کہان مقیم ہی خبر دارون نے آکے خبر دی کہ خدا پرست قریب قلعہ خیمہ زن
ہین اور ایسا بند و بست اپنی فوج کے چار جانب کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا یہ سنکے اس زنگی کی
طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا اور تمام فوج کو ہمراہ لیکے قلعہ کے باہر شہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کے روبرو خود بھی خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ اس مضمون کا بدیع الملک کے نام بھیجا کہ
ہم نے سُنا ہی تو خدا پرست ہی اور خدا پرستی کو رواج دینا چاہتا ہی اس غرض سے مملکت فرعونیہ کیجانب
عزم رکھتا ہی تاکہ خداوند فرعون سے مقابلہ کرے تیری کیا قدرت و طاقت ہی کہ ایسے زبردست خداوند
سے مقابلہ کر سکے جسکے ہم ایسے ہزارہا بندے ہین اگر واقعی تیرا ارادہ خداوند سے مقابلہ کرنے کا ہی تو
پہلے ہم سے یہان مقابلہ کرلے بعدہ وہان پہونچ کے ایسی بے ادبی کرنا اور اے خدا پرست یہ بھی
تو بخوبی سمجھتے رہنا کہ جس طرح تو اپنے دین خدا پرستی کو رواج دینا چاہتا ہی اور فرعون پرستون کا
دشمن جان ہی اسی طرح ہم بھی مذہب فرعونی کو رواج دینا جانتے ہین اور خدا پرستون کے دشمن
جان ہین جہان تک ممکن ہوگا خدا پرستون کے نام و نشان کو نیست و نابود کر دینگے اس مضمون
کے نامہ کو ایک زنگی کے ہاتھ شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور کہا جلد اسکا جواب لاؤ
زنگی نامہ لیے ہوے خدا پرستون کے لشکر مین آیا اہل لشکر نے جو اُس وحشی صورت حبشی کو آتے
دیکھا کہا وہین ٹھہر جا پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی اور یہان کس کام کے واسطے آیا ہی اُسنے کہا مین ساماں زنگی حاکم
قلعہ ساما نیہ کا ملازم ہون اُسکا نامہ خدا پرستون کے نام لایا ہون تمھارا سردار کہان ہی اُسکے پاس مجھے
لے چلو ساماں زنگی کے نامہ کا جواب لون اہل لشکر نے کہا اچھا تو یہین ٹھہر جا اور بدیع الملک کے
پاس جاکے کہا اے شہریار یہ جو سامنے عالی شان قلعہ نظر آتا ہی اسکے حاکم کا نام ساماں زنگی ہی اُسنے
اپنے ملازم کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہی مگر وہ نامہ بر زنگی ہی ہمنے ہر چند چاہا کہ اُس سے نامہ لیکر حضور مین
پیش کرین وہ ہمکو نامہ نہین دیتا اور خود حضوری چاہتا ہی بدیع الملک نے کہا بلاؤ کہان
ہی وہ زنگی اُسیوقت حاضر ہوا اور فرعون پرستون کی طرح شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ کو یہ حرکت
اُسکی بہت ناگوار معلوم ہوئی اور برہم ہوکے اُس سے کہا تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین ساماں زنگی کا
نوکر ہون اور ایک نامہ تمھارے نام لایا ہون یہ کہکے پگڑی سے نامہ نکالا بدیع الملک کو دیا شہزادہ
نے سر نامہ پڑھا لفافہ چاک کرکے نامہ کو آغاز سے انجام تک پڑھا مضمون نامہ سے اور زیادہ
مزاج برہم ہوا کہا یہ کیا جھک مارا ہی اور نامہ کو اُسکے سامنے چاک کرکے کہا جا اُس گبر سے کہدے
کہ نامہ و پیام کی کچھ ضرورت نہین ہی جنگ کے واسطے آمادہ ہو ہم نہین جانتے کہ فرعون کیا پا پوش
ہی اور فرعون پرستی کیا بلا ہی اُس زنگی نامہ بر نے کہا اگر جواب تحریری ہوتا تو بہتر تھا شہزادے
نے کہا ہمکو ساماں زنگی کی طرح خبط نہین ہی کہ اس طرح کی بیہودگی مین اپنا وقت ضائع کرین جا

زبانی ہی جواب کافی ہی وہ زنگی سامان زنگی کے پاس آیا اور کہا ای بادشاہ خدا پرست بڑے مغرور ہین ہین گیا کیونکہ کس استغنا کے ساتھ نامہ کا زبانی جواب دیا ہی بعدہ جواب کو بیان کیا سامان زنگی نے کہا ای مغرورین ذرا اپنے غرور کی سزا پاینگے ابھی اُنکو خداوند فرعون کی قدرت کا حال معلوم نہین ہی عنقریب معلوم ہو جائیگا یہ کہا اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو میدان مین آکے صف آرا ہوا ادہر شاہزادہ بدیع الملک بھی اُسکے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور لشکر اسلام سے پہلے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای گبرو تم مین سب سے زیادہ پہلوان فن حرب کا ماہر کون ہی میدان جنگ مین آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھون قدرت فرعونی کا کیا کرشمہ دکھاتا ہی یہ سنکے خود سامان زنگی مسلح وکمل اُسکے روبرو آیا اور کہا ای خدا پرست کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو سچ کہتا ہون کہ تمھاری بخشش تا وقتیکہ خداوند فرعون نہ چاہیگا ہرگز نہوگی اور جس خدا کی تم پرستش کرتے ہو اُنکا اُسکو کسی نے دیکھا ہی نہین ہی پھر کسطرح اُس سے بخشش کی امید ہو سکتی ہی اپنے اپنے کان پکڑو اور توبہ کرو اور خداوند فرعون پر ایمان لاسکے اُس سے گناہان گذشتہ کی معافی چاہو گیو نوجوان نے قہقہہ مارا اور کہا او ملعون شیطان تو آدمی ہی یا جہنم کا سوختہ ہی بس زیادہ گوئی سے کچھ فائدہ نہین ہی زبان را ببند کن و بازو را بکشا ہم نے تجھ ایسے بیشتر فرعون پرست دیکھے ہین سامان زنگی نے تلوار کا وار کیا گیو نوجوان نے اس وار کو باسانی پشت شمشیر پر رد کیا مع ہذا سامان زنگی نے دوسرا وار کیا گیو نوجوان نے اُس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین وار سامان زنگی کے رد کیے اور مرکب کو مہمیز کرکے ایسی تگاور اُسکے مرکب کو دی کہ سامان زنگی پشت مرکب سے اوندھے منہ زمین پر آیا چوٹ ایسی آئی کہ آنکھون کے نیچے تاریکی چھاگئی مگر پھر سنبھل کے زمین پر کھڑا ہوگیا اور مرکب اُس گبر کا چراغ پا ہوکے بھاگا گیو نوجوان بھی پشت مرکب سے زمین پر کودا دونون رو بدست و بازو مین مصروف ہوئے اُس کشش وکوشش مین سامان زنگی نے کہا ای خدا پرست دیکھ اب بھی خیریت ہی اس معصیت سے باز آ دین و دنیا جو کچھ ہی خداوند فرعون ہی کی بندگی مین حاصل ہو سکتا ہی گیو نوجوان سپہ سالار نے جھنجھلا کے دونون ہنفتے سامان زنگی کے گانٹھ لیے اور چاہتا تھا کہ اُسکو زمین پر دے مارون سامان زنگی بھی نہایت قوی ہیکل حبشی تھا اور فن سپاہگری اور کشتی سے بخوبی ماہر تھا ایسا داؤن کیا کہ دونون ہنفتے کھل گئے غروب آفتاب تک یہی بست وکشاد رہی آخر گیو نوجوان نے سامان زنگی کو کولے پر لادکے زمین پر دے مارا اور چت کرکے دونون ہاتھ اور گردن خوب مضبوط باندھ کے شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین لے آیا بدیع الملک نے گیو اصفہانی کے زور وطاقت کی بہت تعریف کی خلعت خاصہ سے سرفراز کیا اور کہا ای گیو واقعی کارے کردی سہ این کار از تو آید ومردان چنین کنند + بے شبہ سامان زنگی تجھ سے کہین جسیم ہی گیو نوجوان نے کہا ای شہریار مین کیا اور میری طاقت کیا البتہ اقبال شہریاری تھا جو یہ گبر گرفتار ہوگیا بدیع الملک نے دربار مین قیام کیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو حاضر کرو

ملازم گئے اور ساماان زنگی کو اُسی طرح گرفتہ وبستہ شہزادہ کی خدمت مین لے آئے شہزادہ
نے از سر تا پا ساماان زنگی کو دیکھا اور کہا اے ساماان تو نے برکت دین اسلام کی دیکھی کہ
گیوا اصفہانی تیرے تن و توش سے کس قدر کم ہے اور کس طرح تجھے گرفتار کر لایا بس اب
خیریت اسی مین ہے کہ بصفاے قلب دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا زندہ رہنا غیر ممکن ہے
ساماان زنگی نے کہا اے شہریار واقعی میرے دل مین ایسی عظمت خداوند فرعون کی سمائی
ہوئی تھی کہ مین اُسکو بیان نہین کر سکتا اور مین خوب سمجھتا تھا کہ خداوند میری ہر وقت مین
مدد و حمایت کریگا لیکن اب اپنے گرفتار ہو جانے سے طرفہ حیرت مین مبتلا ہون شہزادہ نے
کہا اے ساماان مین تجھسے سچ کہتا ہون کہ فرعون ایک انسان ہے اُس مین یہ طاقت کیونکر ممکن
ہے کہ غیبت مین کسی انسان کی مدد و حمایت کر سکے البتہ صاحب قدرت و طاقت خاص وہی
خداے بزرگ ہے جسنے زمین و آسمان پیدا کیا ہے ساماان سمجھا کہ اس وقت بجز مسلمان ہونے
کے کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی ناچار اسلام قبول کرنے کا اقبال کیا شاہزادہ
نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور دین اسلام کے اصول و فروع سے آگاہی بخشی اور حکم دیا کہ ہان
ساماان زنگی کے بند کھول دو فوراً دست و پا سے بند کھولدئے گئے تمام دن ساماان زنگی
لشکر مین موجود رہا جب رات ہوئی موقع پاکے یہان سے بھاگا اور ساماانیہ مین پہونچ کے
قلعہ بند ہو گیا رات کو کسی نے خبر نہ لی صبح کو اُسے غائب پایا شہزادہ بدیع الملک کو
خبر کی کہ ساماان زنگی گرفتار ہو کے مسلمان ہوا تھا شب کو یہان سے غائب ہو گیا ہم لوگون کو
اُسکا خیال نہ رہا اس نظر سے کہ اب تو یہ مسلمان ہو گیا مگر اُس کے اس فریب کی خبر نہ تھی
بدیع الملک نے کہا جاؤ تلاش کرو دیکھو کہان بھاگ کے گیا ہے لوگ اُسکی تلاش مین چہار
طرف گئے اور کہا شہریار ساماان زنگی یہان سے بھاگ کے قلعہ مین جا چھپا ہے اور قرینہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے حال سے تعرض کیا جاویگا تو وہ پھر بمقابلہ بیٹھ آویگا بدیع الملک
نے کہا خیر وہ مکار میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے ہم مسلمان ہین ظاہر پر اعتبار کر لیتے ہین کیا
معلوم تھا کہ اُسنے اپنے بھاگنے کے واسطے یہ کاروائی کی کہ ہمارے سامنے مسلمان ہو گیا
اور غافل پاکے بھاگ گیا آج نہین انشاء اللہ تعالے کل اُس سے اُسکی مکاری و بد اندیشی کا
عوض لیا جاویگا راوی کہتا ہے کہ ساماان زنگی کی ایک معشوقہ بھی ہے رضوانہ جادو نام سے
مشہور ہے وہان سے قریب ایک پہاڑ ساماان کوہ نام سے مشہور ہے رضوانہ جادو اُس پہاڑ پر
ایک قصر عالیشان مین قیام پذیر ہے علاوہ اُسقدر کوہ رفیع کے اور بھی عمارت اُسکی مملوکہ پہاڑ پر
واقع ہے اور شب و روز رضوانہ پہاڑ ہی پر رہتی ہے جب ساماان زنگی یہان سے شب کو بھاگا
اپنے قلعہ مین پہونچا ایک ملازم کو رضوانہ جادو کے پاس بھیجا کہ اسکو اسی وقت یہان لے
آ مین نے عرصہ سے اُسے دیکھا بھی نہین ہے بہت مشتاق دید ہون وہ ملازم گیا اور رضوانہ
جادو کو ساماان زنگی کے پاس لے آیا ساماان زنگی نے اپنی معشوقہ سے کہا اے رضوانہ
جادو تو خوب واقف ہے کہ مین تیرا طالب ہون اور مجھکو جس قدر تیری محبت ہے اُسکو تو ہی

خوب جانتی ہو ایسی حالت مین میرا کام گویا تیرا ہو اور تیرا کام گویا میرا کام ہو فی الحال خدا پرستون نے بہت
سر اُٹھایا ہو چنانچہ ان دنون یہان وارد ہوئے اور ارادہ کیے ہوئے ہین کہ فرعونیہ مین پہونچ کے خداوند
فرعون سے مقابلہ کرین اور دین اسلام کو بخوبی رواج دین جب مجکو پیشتر یہ خبر معلوم ہوئی قلعہ سے باہر
آیا اور اُنکے مقابلہ مین صف آرائی کی خداوند فرعون کی مشیت مین ایسا گذرا کہ مین مسلمانون کے ہاتھ
سے گرفتار ہو گیا وہان مسلمانون نے مجسے مسلمان ہونے کو کہا مین نے بخوف جان مسلمان ہونا قبول
کر لیا بلکہ مسلمانون کا کلمہ پڑھا اور اُس دین کے اصول و فروع بھی سنے شب کو موقع پاکے مسلمانون
مین سے بھاگ آیا ہون یہ مجکو خوب یقین ہو کہ مسلمان مجکو زندہ نہ چھوڑینگے اس مرتبہ پھر مین گرفتار
ہو جاؤنگا اور ضرور ہلاک کیا جاؤنگا پس تجکو اس وقت خاص اس غرض سے بلایا ہو کہ جس طرح
ممکن ہو مجکو مسلمانون کے دست زبردست سے نجات دلوا اور میری فریاد کو پہونچ ای رضوانہ
اگر تو میرے حال کی جانب اعتنا نہ کریگی اور غفلت اختیار کریگی انجام مین بہت افسوس کریگی مجھ ایسا
چاہنے والا مدت العمر تجکو نہ ملیگا رضوانہ نے کہا ای ساماں غفلت کیا معنے جو کچھ تو حکم فرمائے اُسکی
تعمیل کے واسطے بسر و چشم موجود ہون یہان یہ گفت و شنید ہو رہی تھی یکایک ہوا سے آسمان سے
ایک کبوتری پیدا ہوئی اور رضوانہ کے قریب آکے دو تین غلطکین لگائین اور نازنین سے ایانا
ونمکین کی صورت سے مشابہ ہوکے رضوانہ کے قریب بیٹھ گئی رضوانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی
ہوئی اور پھر اُس نازنین چاردہ ۱۴ سالہ کے روبرو بیٹھ گئی اور اُسکی جانب متوجہ ہوکے کہا ای
خواہر عزیز کیا تو خورشید ہو اُس نازنین نے کہا ہان ای خواہر مین خورشید ہون رضوانہ نے خوش
ہوکے اُسکو گلے سے لگا لیا اور بہت پیار اور اخلاص کی باتین اُس سے کین اور کہا ای خواہر خوش آمدی
صفا آوردی کہو تمھاری والدۂ گرامی اور خالہ صاحبہ خیر و عافیت سے ہین اُس نے جواب دیا ای خواہر
سب نے تم کو دعا کہی ہو رضوانہ نے کہا کچھ تم کو ہندوستان کی بھی خبر ہو اُس نے کہا جدالہ اور
اُسکا بیٹا جدائل خان ہلاک ہوا الندھور بن سعدان جدائل خان کی قید سے رہا ہوا پس خورشید
کے پہلو مین رضوانہ خود بھی بیٹھ گئی دونون مےکشی مین مصروف ہوئین جب ساماں زنگی نے دونو
حالت نشہ مین دیکھا پھر وہی تقریر شروع کی اور کہا ای آرام جان اس بارہ مین سکوت نہ کر جلد
کوئی تدبیر عمل مین لا خورشید نے یکبارگی کان کھڑے کیے اور کہا ای خواہر رضوانہ یہ کیا
باتین ہو رہی ہین ذرا مجسے تو کہو مین بھی سنون یا میرے سننے کے لائق نہین ہین رضوانہ نے کہا ای
خواہر خورشید کیا کہون جب سے مین یہان آئی ہون اس ساماں زنگی نے بکبک کے میرا
دماغ خالی کر دیا ہو خورشید نے کہا کچھ حال مفصل کہو رضوانہ نے کہا مفصل حال یہ ہو کہ آجکل خدا پرستون کا
دور ہو جس طرف جاتے ہین آفت عظیم برپا کرتے ہین اس ساماں زنگی کو بھی گرفتار کر لے گئے تھے
لیکن یہ اپنی چالاکی سے رہا ہوا اب یہ کہتا ہو اگرچہ مین رہا ہو آیا ہون لیکن یہ رہائی قابل اعتبار نہین
ہو ہر وقت مجکو کھٹکا رہتا ہو کہ خدا پرست یہان آکے گرفتار کر لیجائینگے اور اس مرتبہ بھاگ جانے
کی سزا یہ دینگے کہ مجکو جان سے ہلاک کر ڈالینگے اور میری بوٹیان کاٹ کاٹ چیل اور کوون کو دینگے
اس واسطے کوشش کرکے میری جان بچاؤ خورشید نے کہا ای خواہر رضوانہ پھر تمھارا کیا ارادہ ہو

اُسنے کہا مین اپنے ارادے کو کیا ظاہر کرون اگرچہ ساآن سے مجکو ایک نوع کی محبت ہی تاہم اس بات کا بھی خیال ہی کہ خداوند اپنے نام کے ہین اگر مین نے کوشش کرکے کوئی وار اپنا کیا اور وہ وار خالی گیا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُنکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہی مگر پھر یہ بھی خیال ہی کہ اس بارے مین کوشش نکرون تو کیا کرون ساماں کی جان ضائع ہوگی میرا مدت کا چہیتا ہی اگر اسکی جان پر آبنی تو مین بھی زندہ نرہونگی خورشید نے کہا ای خواہر بے شبہہ اس بارہ مین کوشش کرنا چاہیے یہ خبر تو میرے بھی گوش گذار ہوئی ہی کہ مسلمان ہر جگہ فتنہ و فساد برپا کر رہے ہین اگر تو اس بارہ مین کوشش کرنے کو آمادہ ہو تو مین بھی شریک ہون رضوانہ نے کہا ہان صرف یہ تدبیر کرونگی کہ مسلمانون کے سردار کو اُٹھا لاؤن حتی ناکہ اس ہنگامہ کو طول نہ کھنچے جب سردار گرفتار ہوجائیگا پھر کسکو جرأت ہنگامہ آرائی کی نہ ہوگی غرض رضوانہ اور خورشید دونون نے بالاتفاق کوشش کرنے اقرار کیا ہی جس سے ساماں کو گونہ تسکین ہوئی ہے شوریدہ سر قدسی شور دگری دارد ✤ گویا کہ زبخت خود پنہان خبری دارد ✤ من تائب من زاہد لیکن چہ کنم دل را ✤ با طائفۂ خوبان در دیدہ سری دارد ✤ من دیدہ فرو بستم خود کو چہ کنم کان سہ ✤ در نیم شبان تنہا در دل گذری دارد ✤ مرغان خوش الحانند در باغ سخن لیکن ✤ نالیدن این بلبل شور دگری دارد ✤ صد بلبل و صد قمری ہر سو بفغان آیا ✤ فریاد حزین ما بشنو اثرے دارد

پا بر سر خاک ما گستاخ منہ غافل	خاکستر پروانہ ہر جا شررے دارد	بلا مجکو ساقی شراب سخن ✤
کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن ✤	سخن کی مجھے فکر دن رات ہی	سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی
کہان رستم و گیو و افراسیاب	سخن ہی سے ہی یادیہ مثل خواب	سخن سنج دانا ہے معنی فریب
عروس سخن را چنین داد زیب		

یہان سے اس داستان ندرت بیان قصہ غرابت توامان کے راویان صدق آثار و ناقلان راست گفتار خامہ مشکبار سے یون زیب صفحۂ قرطاس کا فور کرتے ہین کہ جب دن گذر کے رات ہوئی اُس رات کو دیو بن قندر اور گیو نوجوان شہزادے کے خیمہ مین مہمان تھے شاپور شیر دل نہایت خوش آیند ایک ساز بجا رہا تھا اہل مجلس سے ہر ایک کی زبان پر واہ واہ جاری تھی یکایک شاپور شیر دل نے یہ غزل گانا شروع کی سودِ عشق اُسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی ✤ اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی ✤ بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی ✤ سیدھی ہی سی سمجھے تو اگر اُلٹی کبیر کی ✤ صحرا سے لیچلا ہی مجھے شہر کی طرف ✤ گم عقل ہوگئی ہی جنون سے مشیر کی ✤ بنے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے ✤ ہوتا مرے سوال ہی صورت فقیر کی ✤ پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق ✤ تاثیر اسمین بھی ہی دعاے اسیر کی ✤ غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن بارانِ غم سے ہی گل آدم خمیر کی دیوانہ کس کریم کے دروانہ کا ہی دل ✤ زنجیر مین ہمارے صدا ہی فقیر کی ✤ اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت ✤ جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی ✤ خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے ✤ رنگ اس مین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی ✤ دم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہمصفیر کی ✤ وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہ حسن کا ✤ سو دیکھ جسکے کھتی ہی گدڑی فقیر کی ✤ دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی ✤ اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی ✤ چھیڑا ہی مین نے جاکے برہمن کو دیر مین ✤ لی ہی قسم بتون سے خدا ے کبیر کی ✤ جس تودہ مین شریک ہوئی اپنی خاک سے

حسرت ہی رہگئی لب معشوق تیر کی + آنکلے تھے کدھر سے کہان پانیسے جائینگے + اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی
اُس ماہ چاردہ کو ہی حاصل کمال حسن + رخمین صفا ہی سینۂ روشن ضمیر کی + تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرین
طفلی مین تجھ پر رال ٹپکتی تھی پیر کی + اپنی شرارتونسے نہ باز آئے آسمان + کودک مزاجی ہمکو خوش آتی ہی پیر کی
سودائے راہ یار کا اللہ رے اثر + جادہ بنی جو ہمنے زمین پر لکیر کی + اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہی نہ سنا
آتش قسم ہی ذات سمیع و بصیر کی + اس غزل کو شاپور شیردل نے اس لطف و خوبی سے گایا
اور اسکے ساتھ ساز کو اس طرح بجایا کہ ہر متنفس پر محویت طاری ہو گئی کسی کو اپنے دست و پا
کی خبر نہ رہی اُس وقت رضوانہ اور خورشید دونون یہان پہونچین اس ارادہ سے کہ شاپور
کو اُٹھالے جاوین یہان جو اُنھون نے محفل پر محویت کا عالم طاری دیکھا بارگاہ کی چھت پر بیٹھ
کے تماشا دیکھنے لگین شاپور شیردل کی سازنوازی سے اُنپر بھی محویت طاری ہو گئی دیو
بن قندز بھی اُس محفل عیش و طرب مین شریک تھا جون ہی خورشید کی نظر دیو بن قندز
پر پڑی بہزار جان و دل اسپر فریفتہ ہو گئی سہ دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز + رنگ چہرے سے
کر گیا پرواز + اُس طرف رضوانہ کی نظر گیو نوجوان پر پڑی وہ بھی دل دادہ اُسکی ہو گئی
اور خرمن صبر و قرار مین شعلے اُٹھنے لگے سہ محبتے ست کہ دل رانمی دہد آرام + دگر نہ نیست
کہ آسودگی نمی خواہد + رضوانہ نے خورشید کی صورت دیکھی اور خورشید نے رضوانہ کی
صورت دیکھی رضوانہ نے کہا ای خواہر خورشید اس وقت تیرے چہرہ پر تغیر معلوم ہوتا ہی اُسنے
کہا ای خواہر میرے چہرے پر تو تغیر نہین معلوم ہوتا ہی البتہ تیرے چہرے کا خون خشک معلوم ہوتا
ہی رضوانہ نے متبسم ہو کے کہا ای خورشید واقعی اس وقت سخت تردد اور انتشار پیدا ہو گیا
ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا خورشید نے کہا یہی حال میرا بھی سمجھو رضوانہ نے کہا تیرا حال میرا سا
نہین ہی بلکہ تیرے چہرے پر آثار شیفتگی کے معلوم ہوتے ہین بالیقین تو اہل محفل مین سے
کسی پر فریفتہ ہو گئی ہی اُسنے کہا اگر مین ان مین سے کسی پر فریفتہ ہو گئی ہون پس تو بھی
ان مین سے کسی پہ دل دادہ ہو گئی ہی رضوانہ نے نفس سرد بھر کے کہا کہ ای خواہر واقعی مین
انہین سے ایک جوان پر فریفتہ ہو گئی ہون خورشید نے کہا مین بھی اسی بلا مین مبتلا ہو گئی ہو
رضوانہ نے کہا پھر کیا صلاح ہی اُسنے کہا صلاح یہ ہی کہ اپنے اپنے مطلوب کو یہان سے
اُٹھالے چلو غرضکہ جب نصف شب گذر گئی سب اہل محفل اپنی اپنی خوابگاہ مین جا کے دراز
ہوئے یہ دونون کوٹھے سے اُترین اور دیو بن قندز اور گیو نوجوان کو اُٹھالے گئین
سامان کوہ مین آکے رضوانہ نے اپنے قصر مین قرار لیا دونون نے اُن دونون کو ہوشیار
کیا جون ہی دیو بن قندز کی آنکھ کھلی اور خورشید کی صورت دیکھی بہت متعجب ہو کر بحر
تحیر مین غوطہ زن ہوا اور بڑی دیر تک اسپر عالم محویت کا طاری رہا اور ہوش نہ آیا مگر بہ گلاب و
کیوڑا چہرہ کا آخر الامر اسکی صورت زیبا جہان آرا پر فریفتہ ہو کے دست گستاخ دراز کیا اور بوسہ بازی
بازار گرم کیا اُس طرف گیو نوجوان رضوانہ کو دیکھکے از خود رفتہ ہو گیا اور دونون ہاتھ رضوانہ
کے گلے مین ڈال کے چند بوسے لب لعلین کے لیے اور کہا ای نازنین مین اسوقت خواب

دیکھ رہا ہون یا عالم بیداری مین تجکو دیکھ رہا ہون اگر عالم بیداری ہی پس کسطرح یہان آیا اور مجھ تک کس طرح
پونہچا رضوانہ نے کہا اس قصہ سے تجکو کیا کام ہی بس یہ سمجھ کہ تو بڑا صاحب نصیب تھا جو میری صحبت تجکو نصیب
ہوئی اُس طرف کا حال سُنیئے کہ رات گذر گئی اور صبح ہوئی سب بیدار ہوئے گیو نوجوان اور دیو قندر
کو خوابگاہ مین نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی کون یہان آیا جو اُن دونون کو یہان سے لے گیا
یا وہ خود اگر یہان سے چلے گئے تو کہان چلے گئے اور کیون چلے گئے شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی وہ والا جاہ بھی
بہت متعجب ہوا شاپور شیر دل کو طلب کیا اور کہا ای شاپور معلوم ہوتا ہی کہ تو نے فن عیاری کو
فراموش کیا ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو مجلس حمزہ ثانی مین قران سے دعوے ہمچشمی کا کرتا تھا آج کا یہ واقعہ
ہی کہ تو یہان موجود ہی اور گیو نوجوان اور دیو بن قندر کو کوئی آ کے چرا لے گیا اور تجکو مطلق خبر نہ ہوئی اگر
یہی حال ہی تو تمام مسلمان یہان سے غائب ہو جائینگے اور کسیکو کانون کان خبر نہوگی شاپور کا یہ حال
تھا زبان سے کچھ نہ کہتا تھا سر نگون عرق بحر حیرت تھا بدیع الملک نے کہا ای شاپور سکوت مین کیا ہی
ہم کو اس بات کا جواب کیون نہین دیتا شاپور نے کہا ای شہریار مین کیا جواب دون واقعی حیرت خیز
واقعہ ہی خیر اب مین اُن دونون کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہا اور اُن دونون کی تلاش مین روانہ ہوا
شاہزادہ بدیع الملک بھی مرکب پر سوار ہوا اور نور الدہر کو ہمراہ لیکے گیو نوجوان اور دیو بن قندر
کی تلاش و جستجو مین روانہ ہوا تا اینکہ ستان کوہ کے قریب پہونچا دیکھا بہت بلند ایک پہاڑ ہی اور اُس پر
بالاے کوہ قصر و عمارت واقع ہی شہزادہ اُس پہاڑ پر گیا ارادہ کیا کہ اندرون قصر داخل ہون مگر پھر خیال آیا
آیا کہ نہین معلوم کسکا مکان ہی اور صاحب مکان اس بے باکی کے عوض مین کس طرح پیش آوے دروازہ
کی درار سے اندرون قصر جو نگاہ کی دیکھا دیو بن قندر اور گیو نوجوان بیٹھے ہوئے ہین بلا تکلف
دروازہ کھول کے قصر مین داخل ہوا گیو نوجوان اور دیو بن قندر نے جو شہزادے کو دیکھا بنظر تعظیم اپنی
جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے بعد ادائے آداب و تسلیمات مقام صدر مین بٹھایا اور خود سامنے بیٹھے اُسوقت
بدیع الملک نے پوچھا ای یارو تم یہان کہان آئے اور کیونکر پہونچے شب کو تم مجلس نوابین بیٹھے
تھے صبح کو خبر سُنی کہ تم دونون خوابگاہ سے غائب ہو گئے شاپور شیر دل سے مین نے بے
انتہا شکایت کی کہ تیری موجودگی مین مسلمانون کا غائب ہو جانا تعجب خیز امر ہی وہ بیچارہ بہت منفعل
ہوا اور اُسی وقت تمھاری تلاش مین روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد مین بھی تمھاری تلاش مین نکلا
یہان پہونچا دروازہ کی درار سے تم کو یہان بیٹھے دیکھا اُنھون نے کہا شہریار واقعی حیرت کا مقام ہی
اب یہان چند لمحہ توقف فرمائیے تو ہم اپنی سرگذشت بیان کرین شاہزادہ نے کہا اچھا مین متوقف ہون
بعدہ وہ تمام جادوگر اُٹھے اور شاہزادہ کی خدمت بجا لائے گیو نوجوان نے رضوانہ کی جانب اشارہ
کر کے کہا شہریار ہماری حقیقت کو ہماری مطلوبہ سے پوچھو شہزادہ رضوانہ کیجانب متوجہ ہوا اور
کہا اچھا تو ہی اس واقعہ کو بیان کر رضوانہ نے کہا اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ مین تمھارے
لینے کے واسطے گئی تھی وہان مجلس نوابین گیو نوجوان کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہو گئی اور جو
میری خواہر خورشید بھی میرے ہمراہ تھی وہ اس دوسرے جوان دیو بن قندر پر فریفتہ ہو گئی بیشتر
ہم دونون نے آپس مین اس راز کو پوشیدہ کیا مگر عشق و مشک کا ایک خاصہ ہی ایک دوسرے کے

حال سے واقف ہوگئے ہم دونون اپنے اپنے مطلوبون کو لے آئے ہم سمجھتے تھے کہ جب یہ دونون جوان
ہوشیار ہونگے ہماری اس حرکت سے نہایت برہم ہونگے لیکن عالم ہوشیاری مین اُنھون نے کچھ
نہین کہا بلکہ ہم کو دیکھتے ہی مختلط ہوگئے گویا برسون کی شناسا ہین بدیع الملک نے کہا ای رضوانہ
اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی خورشید نے عرض کیا شہریار اب حضور سے امید ہی کہ یہ دیوانہ مجکو بخشدیا جاوے
شہزادہ نے کہا بخشنے کی کیا ضرورت ہی دونون جوان تم دونون کے اختیار مین ہین خورشید نے
کہا ہان یہ تو درست ارشاد ہوا لیکن اب چونکہ حضور یہان تشریف لے آئے ہین اسوجہ سے حضور کی اجازت
ضرور درکار ہی بدیع الملک نے کہا اگر یہی مرضی ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی لیکن ایک شرط ہی اُسنے
کہا ارشاد ہو کیا شرط ہی شہزادے نے کہا اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین خود تیرا عقد اس
جوان کے ساتھ پڑھدون خورشید نے کہا شہریار مجکو دین اسلام کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین
ہی لیکن ایک میری بات قبول فرمائی جاوے شہزادے نے اُس شرط کو پوچھا خورشید نے کہا
شرط یہ ہی کہ مسلمانون مین جادو سحر ناجائز سمجھا جاتا ہی اگر مین مسلمان ہوگئی جادو کا مشغلہ جاری رکھون
تو مجسے تعرض نہ کیا جاوے شہزادے نے کہا بے شبہ مسلمان جادو کو ناجائز سمجھتے ہین جیسا کہ تجکو خود معلوم
ہی اس بارہ مین مجکو تردد ہی خورشید نے کہا شہریار مین علم نجوم مین مہارت کامل رکھتی ہون مین
نے اپنے علم سے دریافت کیا ہی کہ یہ نورج جو تمھاری قید مین ہی اس سے مسلمانون کو سخت صدمہ
پہنچیگا اور تمھاری قید سے رہا ہوکے طلسم ہزار و یک مین پوشیدہ ہوگا ستر ہزار جادو اس طلسم مین
مسکن رکھتے ہین میرا جادو اس طلسم مین تمھارے کام آویگا ورنہ مجکو کچھ عذر نہین ہی درانحالیکہ مین دیو
بن قندز پر فریفتہ ہون مجکو جادو سے بھی تائب ہونے مین کچھ عذر نہین ہی بدیع الملک نے کہا
ای خورشید اگر واقعی تیرا جادو اُس وقت مین کام آویگا پس جائز ہی بلکہ اور زیادہ مہارت اس فن
مین پیدا کر اُس نے کہا مجکو بخوبی مہارت ہی مطمئن رہو شہزادہ دیو بن قندز کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا ای دیوانہ اس ساحرہ سے عقد کرنا منظور ہی دیو بن قندز نے کہا ہان مجکو منظور ہی شہزادہ
نے اُسی وقت خورشید کا عقد دیو بن قندز کے ساتھ پڑھ دیا بعدہ رضوانہ کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا تیرا کیا ارادہ ہی رضوانہ نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ مدت العمر گیو نوجوان کے ساتھ بسر
کرون اُسکو مجھے بخشدو گیو نوجوان نے کہا ای شہریار پہلے مجسے سن لو اگرچہ رضوانہ مجپر فریفتہ ہی
اور مین بھی اُس سے انکار نہین کرتا ہون لیکن یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اگر رضوانہ مجسے منعقد کی
گئی تو مین تم سے مفارقت ہرگز اختیار نہین کرونگا اگر رضوانہ کو ہزار مرتبہ میری خواہش ہو تو
لشکر اسلام مین ہر وقت میرے ساتھ رہے اور اگر اُسکا یہ ارادہ ہی کہ مجکو کسی اور طرف لے جاوے تو
مین صاف کہتا ہون کہ ہرگز مجھے اُس سے عقد کرنا منظور نہین ہی رضوانہ نے کہا شہریار اگرچہ مین
گیو نوجوان پر فریفتہ ہون اور ہر طرح مین اُسکی خدمت مین حاضر رہنے کو مستعد ہون لیکن مین
فی الحال اُس سے مین عقد کرنا نہین چاہتی بیشتر میرا ارادہ ہی کہ طلسم ہزار باب بےدر مین
جاؤنگی جب تم فتح طلسم سے فراغت حاصل کروگے اُس وقت میرا عقد گیو نوجوان کے ساتھ
کردینا شہزادہ نے قبول کیا اور خورشید دیو بن قندز کو اپنے ہمراہ لیکے اور بدیع الملک ۲

سے رخصت ہوکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئی شہزادہ گیو نوجوان کو ہمراہ لیکے قریب سامانیہ کے آیا اور آتے ہی قلعہ پر دھاوا کیا سامان زنگی نے بہت کچھ جد و جہد کی مگر کوئی صورت ظفر کی نظر نہ آئی شہزادہ بکوشش تمام قلعہ کے دروازہ کو توڑ کے اندرون قلعہ پہونچا سامان زنگی کو گرفتار کیا اور اہل قلعہ کو مسلمان کرکے اپنی بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو لاؤ جب سامان زنگی دست بستہ دگرفتہ آیا شہزادہ نے کہا اے سامان تونے بڑی مکاری کی کہ بظاہر مسلمان ہوا اور شبکو سب کی نظر سے پوشیدہ یہان سے چلا گیا تو سمجھتا تھا کہ مین قلعہ مین محفوظ رہونگا دیکھا تونے کہ مین نے کسی طرح بار دیگر تجھے گرفتار کر لیا اور وہ جو رضوانہ تیری مطلوبہ تھی اور تونے بمنت وسماجت اُسکی مدد چاہی تھی پھر اُسنے تیری کیا مدد کی معلوم ہوتا ہی کہ تو اُسکے بھروسے پر یہان سے بھاگ کے قلعہ مین چھپا تھا تُف ہی تیری اس مکاری پر جو تو عمل مین لایا اب بتا تیرا کیا ارادہ ہی سامان نے شہزادے کو کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے جلاد کو حکم قتل دیا جلاد نے فوراً ایک ہی وار مین سامان زنگی کا سر تن سے جدا کیا بعد فراغ قتل سامان زنگی شہزادہ نے رخت سفر بندھوایا اور روانہ ہوا۔

اب شہزادہ بدیع الملک کو قلعہ سامانیہ سے کوچ کرکے روان رکھا جاتا ہی اور داستان لشکر اسلام کیطرف بار دگر توجہ کی جاتی ہی۔

خاک مین ملجایئے ایسا اکھاڑا چاہیے
کہ رہا ہی سرد کو جڑ سے اُکھاڑا چاہیے
اور تختۂ گل کی ہماری قبر مین حاجت نہین
چادر مہتاب کو بھی آج پھاڑا چاہیے
کر چکی ہی تیری رفتار ایک عالم کو خراب
باغ مین ہنستے ہین گل منہ بگاڑا چاہیے

لڑکے کشتی دیو ہستی کو پچھاڑا چاہیے
کیون نہ روئین پھوٹکر ہم کوئی جاناں کے گھر
خانۂ محبوب کا کوئی کواڑا چاہیے
انتہائے لاغری سے جب نظر آتا ہین
شہر خاموشان کو بھی جیکر اُجاڑا چاہیے
کوئی سیدھی بات صاحب کو نظر آتی نہین

وہ سہی قد کرکے ورزش خوب ورزش پر چڑھا
دیدۂ تر اپنے دریا مین کروڑا چاہیے
ہی شب مہتاب فرقت مین تقاضا جنون
ہنسکے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے
منہ بنائے کیون ہی قاتل پاس ہی تیغ نگاہ
آنکی پوشاک کو کپڑا بھی آڑا چاہیے

تنگ اُس وحشت کدہ مین ہوا مین اے جوش جنون ✤ عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چاہیے ✤ السو و تجھے ہجر مین برسات رکھی سال بھر ✤ ہمکو گرمی چاہیے ہرگز نہ جاڑا چاہیے آج اُس محبوب کے دل کو مسخر کیجیے ✤ عرش اعظم پر نشان نالے کا گاڑا چاہیے ✤ مرگیا ہون حسرت نظارۂ ابرو مین مین ✤ عین کعبہ مین مرے لاشے کو گاڑا چاہیے محتسب کو ہوگیا آسیب جو تو ٹوٹا ہی خم ✤ جو بتو لسے میکشو جن آج جھاڑا چاہیے ✤ جلد رنگ اے دیدۂ خونبار آتا ہی نگاہ ہی محرم اُس پری پیکر کو مارا چاہیے ✤ لڑتی ہی پریون سے کشتی پہلوان عشق مین ✤ ہمکو تاسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے الواح سینہ صافان صبح نفس اور صفحات خواطر آفتاب طبعان حقیقت رس پر مرتسم و منقش ہو کہ جب محافہ نشین نے تمام سرداران دست چپ کو باندھ کے فرعون کے حوالے کیا شب کو نقارہ جنگ بجایا دوسرے روز صبح کو بعد صف آرائی میدان حرب مین آکے کہا اے خدا پرستو میرا مرد مقابل کون ہی آوے اور میرا مقابلہ کرے لشکر سعد شہریار سے رستم ثانی میدان مین آیا اور چاہتا تھا کہ تیغ آبدار کا وار محافہ نشین پر کرے محافہ نشین نے ایک اسم پڑھا رستم ثانی کی جانب پھونکا رستم ثانی بالکل بحس ہوگیا محافہ نشین نے ایک بال سر سے توڑا اُس سے دونون ہاتھ

رستم کے مستحکم باندھ لیے اور گھر مین لے آئی اور کہا ای جوان مین مدت سے تیرے عشق مین بیقرار ہون
خداوند فرعون کے فضل و کرم سے آج تجکو گرفتار کرکے اپنے گھر لائی ہون آؤ ایک مرتبہ میری مراد
دلی بر لا اسکے بعد جو کچھ تیری حاجت ہوگی اُسکے رفع کرنے مین بسر و چشم کوشش کرونگی رستم
ثانی نے کہا ای محافہ نشین مین ہرگز تجسے اختلاط نہ کرونگا مین نہین جانتا تو کون ہی محافہ نشین نے رستم
ثانی کے پانون پر سر رکھدیا اور کہا ای جوان کیون تو میری ہلاکت کے درپے ہی میرے حال زار پر
رحم کر رستم ثانی نے کہا اگر تیری ہلاکت منظور ہی تو مجکو اسکی بھی پروا نہین ہی غرضکہ جس قدر محافہ نشین
اصرار کرتی تھی اُسی قدر شہزادہ رستم انکار کرتا تھا محافہ نشین عاجز ہوکے مع رستم ثانی اپنے گھر
مین بیٹھ رہی یہان سعد بادشاہ نے جو دیکھا کہ ایک رستم ثانی فقط باقی رہگیا تھا اُسکو بھی محافہ نشین نے
گرفتار کرلیا بہت منتشر ہوا آخرالامر وہان سے کوچ کیا اور فرعونیہ مین آکے قلعہ مین مقیم ہوا اور دروازہ
قلعہ کے ہر چہار طرف سے بند کرلیے یہ خبر فرعون کو پہونچی کہ خداپرستون کا بادشاہ قلعہ بند ہوا ہی فرعون
نے کہا یارو یہ کیا ماجرا ہی کہ محافہ نشین نے رستم ثانی کو گرفتار کیا اور اپنے گھر لیجا کے وہین مقیم ہی ہم سے
ملاقات بھی نہ کی نہین معلوم کیا واقعہ روبکار ہوا اگر نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جاے گا راوی کہتا
ہی مجلس فرعون مین ایک گبر تھا صور بن اسرافیل نام اُسنے فرعون سے کہا ای خداوند نقارہ جنگ میرے
نام بجا جاے تو مین اِن خداپرستون کو سزاے معقول دون فرعون نے کہا ای صور تیرا کس طرف خیال ہی
یون اُسنکے دل مین آوے خداپرستون کی نسبت کہے لیکن خداپرستون سے مقابلہ کرنا سہل نہین ہی اُسنے
کہا ای خداوند اگر خداپرستون کے لشکر کو زیر و زبر نہ کردون تو صور نہین میرا قاعدہ ہی کہ اول تو مین اپنی
زبان سے کچھ نہین کہتا اور اگر کہتا ہون تو اُسکے موافق عمل ضرور کرتا ہون فرعون نے کہا ای صور
اگر تیرا یہی ارادہ ہی تو مانع کون ہی اور حکم دیا کہ صور کے نام طبل بجایا جاوے چنانچہ صور کے نام طبل جنگ
بجایا گیا دوسرے روز صبح کو صور قلعہ کے قریب آیا اور لڑائی شروع ہوئی صور خندق کے کنارہ
پہونچا اور جست مارکے چاہا کہ خندق کے پار نکل جاے سعد بادشاہ نے ایک تیر اس طرح تاک کے
اُسکی جانب رہا کیا کہ اُسکے سینہ کو بر آگیا صور بن اسرافیل بے حال ہوکے خندق مین گرا اور روح
ناپاک اُسکی مالک کی ملک ہوگئی گبرون مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا فرعون نے صور کے ہلاک
ہونے سے اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوایا اور اپنے مقام قیام پر چلا آیا نہایت متعجب ہوا بار بار
کہتا تھا یارو صور ایسے نبرد آزما کا ہلاک ہونا تعجب خیز امر ہی معلوم ہوا کہ اب حکومت فرعونی پر زوال
آیا چاہتا ہی دوسرے روز فرعون اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک پیادہ آیا اُسنے ایک نامہ فرعون
کو دیا فرعون نے سرنامہ پڑھ کے چاک کیا ملفوفہ کھولا لکھا تھا کہ ای خداوند مین ہون ہشتک دیوزاد
اور ہمارے ساتھ منفوش دیوزاد بھی ہی ہم دونون سات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے تیری
مدد کو آئے ہین اور یہ پیادہ جو تیری خدمت مین بھیجا ہی اُسکا نام بہرام خنجر بار ہی اگرچہ وہ تنہا
ہی لیکن درحقیقت چار ہزار پیادونکی جمعیت اپنے ساتھ رکھتا ہی اور خاص تیری مدد کے واسطے آیا ہی اور
اُسکی فوج نے بڑی بڑی لڑائیان فتح کی ہین اس لڑائی کی انکے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہی حضور کے
اقبال سے کل تک مین بھی آپ کی خدمت مین پہونچون گا فرعون اس خط کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور

اُس نامہ بر کو ایک خلعت گران بہا دے کے رخصت کیا دوسرے روز یہ گبر وہان پہونچے فرعون کی ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے فرعون نے کہا اے گبر دو ہزار ہزار شکر اُس بت بزرگ کی درگاہ بے نیاز مین کہ تم اسوقت میری مدد کو پہونچے لیکن دیو سار کیون نہین آیا اُن سب نے کہا اے خداوند ہم پہونچ گئے ہین دیو سار بھی ہمارے تعقب مین آتا ہے اور اُسکے ہمراہ بھی سات لاکھ سواران جرار بھی ہین فرعون اس خوشخبری کو سُنکے نہت خوش ہوا اور اُس وقت حکم دیا کہ طبل قہاری بجایا جاوے پس گبرون نے طبل جنگ بجایا دوسرے روز صبح کو فرعونیہ پر لشکر کشی کی اور قلعہ پر دھاوا کیا ایک طرف سے منقوش دیوزاد اور دوسری طرف سے ہشنگ دیوزاد قلعہ کی جانب اِس صورت سے کہ دہنے ہاتھ مین گرز گران اور بائین ہاتھ مین پر چہرہ کی آڑ کیے ہوئے چلے جاتے تھے اس شور و ہنگامہ کی آواز محافہ نشین کے گوش زد ہوئی متوحش ہو کے پوچھا یہ شور کیسا ہے لوگون نے کہا اے نازنین فی الحال ہشنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد فرعون شاہ کی مدد کے واسطے وہان سے آئے ہین اُسنے کہا یہ تو معلوم ہوا کہ وہ دونون دیوزاد خداوند فرعون کی مدد کے واسطے آئے ہین لیکن شور و غوغا اسقدر کیون ہے اُنھون نے کہا شور و غل کی یہ وجہ ہے کہ سعد بادشاہ کے مقابلہ مین گبرون نے ہنگامہ آرائی کی ہے اور جنگ کرتے ہوئے قلعہ کے قریب پہونچ گئے ہین آج اُنکا یہ ارادہ ہے کہ قلعہ کے دروازہ کو جس طرح ممکن ہو توڑ ڈالین اور قلعہ مین داخل ہو جائین آج بہت بڑا یورش ہے مسلمانون کی خیریت نہین معلوم ہوتی اور اُن دونون دیوزادون کے پہونچ جانے سے فرعون شاہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی ہے یہ وجہ ہے جو فرعون قلعہ مین داخل ہونے کا ارادہ مصمم کیے ہوئے ہے رستم ثانی چونکہ ایک جاے محفوظ مین مقیم تھا اُسکو اس واردات کی حقیقت معلوم نہ تھی محافہ نشین متردد و منتشر رستم ثانی کے پاس آئی اور کہا اے جوان کچھ تجکو اپنے مردان ہمراہی کی بھی خبر ہے رستم ثانی نے کہا اے محافہ نشین مجکو کیا خبر ہے درانحالیکہ مین تیری قید مین ہون کہین نہین جا سکتا اُسنے کہا اے جوان آج تم مسلمانون کی خیریت نہین معلوم ہوتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ فرعون کی مدد کے واسطے دو دیوزاد نہایت شجاع اور زبردست قوی ہیکل ہمراہی افواج کثیر آئے ہین رستم ثانی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے محافہ نشین درانحالیکہ تو میرے عشق و محبت کا دعوے کرتی ہے اور پھر مجکو رنج و ملال بھی پہونچاتی ہے محافہ نشین نے کہا اے جوان مین نے تجھے کیا رنج و ملال پہونچایا رستم ثانی نے کہا یہ طرفہ بات ہے کہ ہمارے بادشاہ کی خبر بد سنائی اور پھر کہتی ہے کہ مین نے کیا رنج و ملال پہونچایا محافہ نشین نے کہا اے جوان اگر کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا تو تیرے بادشاہ کو پہونچیگا تو ہر طرح محفوظ رہیگا رستم ثانی نے کہا او قحبہ ہزار ہزار لعنت ہے تیرے اس خیال بیہودہ پر ہمارے بادشاہ کو خدا نا کردہ کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا اور ہم مطمئن رہین گے اگر اس وقت مین بھی تو ہمارے کام نہ آئے تو آئندہ ہم تجھسے کیا امید رکھین گے عشق و محبت مین جان دینے کو آمادہ ہو جاتے ہین لیکن تیری محبت عجیب طرح کی ہے محافہ نشین نے کہا اے رستم ثانی تو جو بات کہتا ہے اپنے ہی مطلب کی کہتا ہے فرض کیا کہ عشق و محبت مین جان کا پاس نہین ہوتا ہے لیکن یہ بھی قاعدہ تو ہے کہ طالب کے عشق و محبت کے اثر سے مطلوب بھی طالب کی خوشی کا خواہان ہو جاتا ہے اسقدر

عرصہ سے تو میرے پاس ہی اور کس کس طرح مین نے تجھے کہا کہ زیادہ نہین ایک ہی مرتبہ میری
مراد دلی بر لا مین تیری عاشق ہون مگر تو نے مطلق میری درخواست کی جانب اعتنا نہ کی یہ دستور
کہان کے عشق و محبت کا ہی اور خیر مین یہان تک کہتی ہون کہ اگرچہ تو نے اس وقت تک میری
درخواست کی جانب اعتنا نہین کی لیکن اب بھی اگر تو میرے دل خوش کرنے کو آمادہ ہو جائے
پس کچھ دیر نہ ہوگی طرفة العین مین خداوند فرعون اور اُسکے تمام مددگارون کو نیست و نابود
کر دونگی اور تجکو اس ملک کا بادشاہ کر دونگی بغیر میری درخواست قبول کیے تو جس قدر
اس بارہ مین کہے گا مین ہرگز نہ سنونگی ای جوان تو عشق و محبت کے اثر کو کیا کم سمجھتا ہی کہ مین اپنے
خداوند قدیم یعنے فرعون شاہ کی خداوندی سے قطع نظر کرتی ہون اور تیرے حسب مراد کام کے
انجام دینے کو موجود ہون دنیا مین ہر شخص اپنے دین و مذہب کا جس قدر پاس کرتا ہی اُس قدر
کسیکا پاس نہین کرتا ای جوان تیرا خیال نہین معلوم کس طرف ہی جو تو میری درخواست کو قبول نہین
کرتا مسلمان کتنی ہی کوشش کرینگے لیکن فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سر برہو سکینگے مین اگر
انکی حمایت کو موجود ہو جاونگی تو البتہ کچھ کام بن سکتا ہی رستم بغور محافہ نشین کی تقریر سنا کیا
بعد تامل بسیار کہا ای محافہ نشین مین ہرگز تیری درخواست قبول نہ کرتا مگر میرے بادشاہ کے خیال
نے مجکو مجبور کیا ہی اب مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو اس بارہ مین میری مدد کریگی تو مین ضرور
تیری درخواست کو قبول کرونگا اور تیرا مطلب بخوبی حاصل ہو جائیگا قبل اس قصہ کے پاک ہونیکے
مجھسے کچھ امید نہ رکھ محافہ نشین نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہا اور دو مرکب طلب کیے ایک پر خود سوار
ہوئی دوسرے مرکب پر رستم کو سوار کیا قریب قلعہ کے پہونچی اپنے سر سے ایک بال توڑا
رستم کو مضبوط باندھا ایک بلند کشتہ پر رستم کو بٹھا کے کہا ای جوان تو یہان بیٹھ کے تماشا دیکھ
کہ مین کیا تدبیر عمل مین لاتی ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا کہ میری مطلوبہ نے عشق و محبت کی وجہ سے
کیا کار نمایان کیا اُس طرف ہشنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد دونون خندق کے کنارے
پونہچے تھے کہ سعد بادشاہ سمجھا کہ عنقریب ہم مسلمانون کا کام تمام ہوتا ہی گھبرا گئے اُسوقت کوئی
تدبیر بن نہ آئی بجز اسکے کہ دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اس طرح درگاہ باری مین مناجات
شروع کی کہ ای چارہ بیچارگان وای مددگار بیکسان تو ہی ہر وقت مصیبت مین اپنے بندہ کا حامی
و مددگار ہی ؎ نداریم غیر از تو فریاد رس + توئی عاصیان را خطا بخش و بس + تو نے حضرت ابراہیم پر
نار کو گلزار کیا تو نے حضرت یونس کو شکم ماہی سے بہمہ خیر و خوبی نجات بخشی واسطہ اپنی قدرت و جلال
کا اور واسطہ اپنے مقربان بارگاہ کا اس وقت مصیبت و مجبوری مین میری مدد و حمایت کر ہنوز
یہ مناجات ختم نہین ہونے پائی تھی کہ ایک گرد نمایان ہوا سب اُس گرد کی جانب متوجہ ہو سکے تا اینکہ
دامن گرد چاک ہوا اور رایات نصرت اثر شاہزادہ بدیع الملک دور سے نمایان ہوا سب سے
پیشتر عمر ثانی سعد شہریار کی خدمت مین پہونچا سعد شہریار عمر ثانی کو دیکھ کے خاک پر سجدہ کو
جھک گیا اور کہا خداوندا شکر ہی کہ تو نے دعا میری قبول کی بعدہ عمر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
ای عمر ثانی تم ہی صرف یہان پہونچے ہو یا شہزادہ بدیع الملک بھی اس طرف آیا ہی عمر ثانی نے

شہریار شہزادہ بدیع الملک سامنے چلا آتا تا آنکہ شہزادہ سعد شہریار کے پاس پہونچا بکمال ادب سلام
کیا سعد شہریار نے جواب سلام دیا اور کہا اے بدیع الملک خداوند تمھاری عمر مین برکت عطا فرمائے
عین وقت پر یہان پہونچے ورنہ اپنا کام تمام ہونے مین کچھ عرصہ باقی نہ تھا شہزادہ نے کہا اے بادشاہ اب
دیر کیا ہے قلعہ کا دروازہ کھولدینا چاہیے سعد شہریار نے از فرط مسرت سے نقارہ فتح بجوایا اور قلعہ کا دروازہ
کھلوادیا بکثرت فوج قلعہ سے باہر نکلی جون ہی شاہزادہ بدیع الملک مع فوج ہمراہی میدان مین آیا
دیکھا عقابین مین حمزہ ثانی گرفتار ہے اور گرمی آفتاب سے نہایت بیقرار ہو رہے ہین اُس طرف حمزہ ثانی
نے بھی بدیع الملک کو دیکھا بہت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ بارے بدیع الملک یہان پہونچ گیا
ہے کیا عجب ہے اگر مین اس مصیبت سے رہائی پا جاؤن یکایک حمزہ ثانی نے عقابین سے دیکھا کہ
بدیع الملک نہایت مغموم و محزون پشت مرکب سے زمین پر آیا اور جانب عقابین بکمال ادب سلام کیا بعدہ
باواز بلند کہا اے حامیان دین اسلام و اے بندگان خداوند ملک العلام دیکھو زمانہ گردون دون اور زمانہ بوقلمون کی
نیرنگیان کہ حمزہ ثانی ایسا بادشاہ عالی جاہ کس مصیبت اور زحمت مین فی الحال مبتلا ہو گیا ہے اگر کوئی ادنی شخص
اس طرح کی قید سخت مین مبتلا ہو جاتا تو محل استعجاب نہ تھا اب تم سب کو لازم ہے کہ بالاتفاق ایسی کوشش
کرو کہ حمزہ ثانی اس مصیبت سے رہا ہو جائے اُس والا جاہ کا حق تم لوگون پر بہت کچھ ہے اسوقت مردانگی
کا مقتضا یہ ہے کہ جب تک فرعون کو گرفتار یا ہلاک نہ کرو یہان سے حرکت نہ کرو سب نے قبول کیا اور
ایک ہی مرتبہ اللہ اکبر کہکے لشکر فرعون پر حملہ کیا فرعون کو جب معلوم ہوا کہ بدیع الملک آپہونچا
مثل بید کے کانپنے لگا اور اپنے ہمراہیون سے کہا ارے یارو جلد کوشش کرو بدیع الملک آگیا
ہے سخت ہنگامہ آرائی کا سامنا ہے اگر کچھ بھی تساہل کروگے بالیقین تمھاری شامت آجاویگی اور میری
خداوندی کی تو وہی نوبت ہوگی جو میری مشیت مین گذر چکا ہے اور محافہ نشین کی جانب دیکھ کے کہا جان
من افسوس یہ کہکے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا محافہ نشین نے کہا اے خداوند کیون اپنی
جان ہلاک کیے ڈالتا ہے کچھ بیان تو کر فرعون نے کہا ہائے ہائے کیا پوچھتی ہے غضب ہو گیا اور تو نے اب تک
کوئی تدبیر نہین کی تو نے نہین دیکھا کہ بدیع الملک آپہونچا محافہ نشین نے کہا رستم ثانی آگیا تو کیا
ہوگا تو اپنی مشیت مین یہ مقرر کر کہ بدیع الملک بھی مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جائے فرعون نے کہا
جان من مشیت کا ذکر کرتی ہے جو کچھ مشیت مین گذرنا تھا وہ تو ابتدائے خلقت عالم ہی مین گذر چکا ہے
اب کیا گذریگا یعنے دنیا کو معرض اسباب خلق کیا ہے اس اعتبار سے تجھ پر فرض ہے کہ تو کوشش کر اس
کوشش مین میری قدرت کی برکت شامل ہو سکتی ہے محافہ نشین نے کہا اے فرعون اگر میری کوشش و سعی
کی ضرورت ہے تو کیا مضائقہ ہے مین بھی موجود ہون اگر تو چاہتا ہے تو مین پہلے سر بدیع الملک کا
تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون بعدہ تجھ سے ملاقات کرونگی یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کر کے شہزادہ بدیع الملک
کے پاس پہونچی اور نعرہ مارا کہ باش اے جوان یہ کیا بیہودگی و بیباکی ہے کہ خداوند فرعون کی
تعظیم و تکریم سے قطع نظر کر کے اُسکے بندون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے جہان سے آیا ہے واپس جا
ورنہ تیرا زندہ رہنا دشوار ہے اور اگر زیادہ تر خداوند فرعون کو اپنے رحم و کرم کا پاس ہوگا تو جس طرح
حمزہ گرفتار کیا گیا ہے اُسی طرح تو بھی گرفتہ و بستہ کر کے قید کیا جاوے گا بدیع الملک نے

اُسکی اس طرح کی تقریر سنکے تبسم کیا اور بسہولت کہا یہ تو نے کیا بکا مین نے نہین سنا پھر کر مخالفہ تحسین
نے اس مرتبہ تیغ کا وار کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور فوراً شمشیر علم کرکے ایک ہی وار مین اس ملعونہ
دو لخت کر دیا رستم ثانی اسلیے موے سر سے بستہ تھا اُس ملعونہ کے ہلاک ہوتے ہی رستم ثانی رہا ہو گیا
وہ بھی مرکب پر سوار ہوکے جنگ مین شریک ہوا ایک جانب سے نور الدہر بڑھا دوسری جانب
سے جنگ و حرب کرتا ہوا مطول شاہ بڑھا دونون مین رد و بدل ہونا شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ
نور الدہر نے اُسکو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ اے مطول تیرا کیا ارادہ ہے آیا مسلمان ہوگا یا نہین
اُسنے کہا اے جوان جنگ سے اور مذہب سے کیا نسبت عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود نور الدہر
نے کہا یہان بہت بڑی نسبت یہ ہی ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو مین تجھے رہا کر دون مطول
نے کہا اے جوان مین اپنے مذہب کو ہرگز نہین بدلونگا نور الدہر نے کہا اگر تو اپنے مذہب الحاد کو
نہین بدلے گا تو مین تجھے زندہ بھی نہ چھوڑونگا مطول نے کہا تجھے اختیار ہے نور الدہر نے ایک ہی
وار مین اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکا بیٹا طول بن مطول اپنے باپ کو مقتول دیکھ کے تلوار علم کیے
دیوانون کی طرح دوڑا اور اُسنے ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر پر عالم غفلت مین وار کرے اور اپنے
پدر مقتول کا عوض لے اسد نے دیکھ لیا قبل اسکے کہ طول بن مطول نور الدہر تک پہونچے اسد
تلوار کو لیے ہوئے قریب اسکے پہونچ گیا اور نعرہ مارا کہ او اجل گرفتہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ ابھی یہیں
اپنے پاؤن پر دیکھے گا طول بن مطول ایسا گھبرایا تھا کہ اچھی طرح اسد کی صورت بھی نہ دیکھنے پایا تھا
تلوار کا وار کیا اسد نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور عقرب سلیمانی کا ایسا وار اسکے حمائل پر
مارا کہ اڑا دو حصہ ہوکے زمین پر گرا اس عرصہ مین آفتاب قریب غروب ہوا طبل باز گشت بجا دونون
لشکر اپنے اپنے مقام کو گئے شب کو بدیع الملک اپنے خیمہ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک آدمی اسد
کی صورت سے مشابہ ہوکے خیمہ مین آیا اور چہار جانب دیکھ کے شہزادہ کے خوابگاہ کی طرف
چلا گیا بدیع الملک سمجھا کہ شاید اسد کسی ضرورت سے آیا ہوگا مگر پھر سوچا کہ اسوقت اسد کا
کیا کام ہے جو آیا ہے آواز دی کہ اے اسد تم اس وقت کیون آئے ہو کچھ آواز نہ آئی شاہزادہ نے بار
بار دیگر آواز دی پھر کچھ جواب نہ پایا اب تو بدیع الملک کے دل مین توہم پیدا ہوا کہا ایسا نہو فرعون
ملعون کے عیارون مین سے کوئی عیار آیا ہو اپنی جگہ سے اُٹھا اور در خیمہ پر سے ایک سپاہی کو اندر
بلا کے کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون گیا ہے وہ سپاہی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا بدیع الملک
نے پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا اسد آیا ہے اُسنے کہا شہریار وہان کوئی بھی
نہین ہے شہزادے نے کہا کیا خوب میرے سامنے اسد اندر خوابگاہ کے گیا ہے تو کہتا ہے کہ وہان کوئی
نہین ہے ضرور وہان کوئی ہے سپاہی نے کہا کیونکر عرض کرون مین نہین کوئی اور جا کے دیکھ لے شاہزادہ
نے دوسرے سپاہی کو بلایا اور کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون ہے وہ بھی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا
پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا خود چل کے دیکھینگے اور خوابگاہ مین پہونچا چہار
جانب دیکھا کسی کو نہ پایا کہا یہ کیا امر ہے کہ میرے سامنے اسد آیا ہے اور یہان سے اس طرح چلا گیا کہ مین نے
نہ دیکھا اور اگر گیا ہے تو کسی اور طرف سے گیا ہے میرے سامنے سے نہین گیا ایک پلنگ کے نیچے جو جھک کے

نگاہ کی دیکھا ایک آدمی سفید چادر مین لپٹا ہوا اس طرح پڑا ہی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی شی رکھی ہی شہزادہ نے
کہا یہ پلنگ کے نیچے کیا شی رکھی ہی ایک ملازم نے چوب دست سے اُسے ٹہوکیا کہا یہ کوئی شی نہین
ہی آدمی معلوم ہوتا ہی دوسرے ملازم نے چادر کو گرفت مین لا کے کھینچا اور اُسے کھولا دیکھا ایک
جوان خوش رو نہایت قوی ہیکل سامان عیاری سے آراستہ ہی اور قریب تھا کہ بدیع الملک پر
خنجر کا وار کرے ایک ملازم نے جانب پشت سے خنجر چھین لیا پھر تو اسقدر لاتین لگی کہ اُسکی
خراب حالت بنائی گئی کہ قریب المرگ ہو گیا بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین ایک
ادنے بندہ ہون بندگان خداوند فرعون سے بدیع الملک نے کہا او مردود تو اس نوبت کو
پوہنچا مگر فرعون ملعون کی خداوندی کو نہین بھولا اچھا یہ بھی بتا کہ تو کس ارادہ سے یہان آیا تھا اُسنے
کہا خاص بدیع الملک کے ہلاک کرنے کو آیا تھا جب خداوند فرعون نے گریہ و زاری کرنا شروع
کی اپنے بندگان خاص سے کہا تم اسقدر میرے بندے ہو مگر تم مین کوئی ایسی قابلیت نہین رکھتا
کہ بدیع الملک میرے دشمن جان کو ہلاک کرے تا کہ مثل حمزہ کے اُسے بھی مقید کرون مجکو خداوند
کے حال زار پر رحم آیا مین نے کہا ای خداوند تو گھبرا نہین اگر تو نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی تو
مین بدیع الملک کی ہلاکت کا سبب ہوا جاتا ہون اُسنے میری جرأت پر بہت تحسین و آفرین کی مین اپنا
سامان عیاری لیکے یہان پہونچا بدیع الملک نے کہا تو اندرون خیمہ کس طرح پونہچا حالانکہ در خیمہ پر آدمی موجود
تھے اُسنے کہا اس سے کیا بحث ہی مین جس طرح ممکن ہوا یہان پہونچ گیا اور افسوس کہ تم نے مجکو دیکھ لیا
ورنہ اب تک مین تمھارا کام تمام کر چکا ہوتا بدیع الملک نے کہا بلاؤ جلاد کو اس کو قتل کرے اور ایک
ملازم سے کہا اسکو باہر لیجاؤ اگر دین اسلام قبول کرے تو رہا کر دینا ورنہ بلاتکلف تیغ بیدریغ سے اسکا کام
تمام ہو وہ ملازم خیمہ کے باہر لے گیا اور پوچھا تو کیا کہتا ہی آیا مسلمان ہو گا یا ہلاک منظور ہی اُسنے کہا مین
ایسے خداوند صاحب قدرت و جلال کی بندگی چھوڑ کے خدائے نادیدہ کی ہرگز بندگی نہین کرونگا یہ
کہتا تھا کہ جلاد نے ایک ہی وار مین اُسکا سر تن سے جدا کر کے جہنم واصل کیا شب کو پھر طبل جنگ بجا
صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسد میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُس طرف سے قاتل جادو
ایک پہلوان زبردست مقابلہ کو آیا اول بہت کچھ رد و بدل ہوئی آخر اسد دلاور نے اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا
اور اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا پھر دوسرا جادو آیا وہ بھی ہلاک کیا گیا اسی طرح چند
جادوان نابکار آکے اور یکے بعد دیگرے جہنم واصل کیے گئے تھے کہ شام ہو گئی اور طبل بازگشت بجنے کے بعد
سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے اسی طرح تیسرے روز بھی صف آرائی ہونے کے بعد جنگ و جدل ہوئی
اور شام کو طبل بازگشت بجا چوتھے روز چند جادوؤن کے جہنم واصل ہونے کے بعد شاہزادہ بدیع الملک
جنگ کرتا ہوا چوب عقابین کے قریب پہونچ گیا پس فوراً چوب کو بغل مین لیکے مع قفس زمین سے
اکھاڑ لیا اور اپنے لشکر مین لے آیا تمام جادوان مکار عقب مین شاہزادہ کے دوڑے اور نور الدہر
اور سعد دلاور نے اُن سب کو پسپا کیا یہان تک کہ فرعون شکست کھا کے بیابان کی جانب بھاگا اور
مسلمان مظفر و منصور میدان حرب سے واپس آئے یہان عقابین کو جو غور سے دیکھا حمزہ ثانی کو قفس
مین بالائے چوب عقابین نہ پایا تمام مسلمان غریق بحر حیرت ہو گئے نور الدہر نے کہا ای بابا بدیع الملک

کیا تمنے حمزۂ ثانی کو بالاے عقابین نہین دیکھا تھا شہزادہ نے کہا اول روز حمزۂ ثانی کو بالاے عقابین
قفس مین ضرور دیکھا تھا بلکہ سلام بھی کیا تھا دوسرے روز بالاے عقابین غور سے نہین دیکھا کیونکہ مجھے
خود خیال تھا کہ حمزۂ ثانی حسب دستور قفس مین ہوگا نہین معلوم ان گبران نابکار نے حمزۂ ثانی کو کہان
مقید کیا ہی اور یاران ہمراہی سے کہا بھائیو ہم جو کچھ سمجھتے تھے اُسکے خلاف ظہور مین آیا جاؤ فرعون ملعون کے
قید خانہ کی خبر لو یاران دست چپ قید خانہ مین ہونگے اُن کو رہا کرو سب لوگ قید خانہ پونہچے ہر چند تجسس و تلاش
کیا قید خانہ مین کسیکو نہ پایا بے نیل و مرام واپس آئے اور بدیع الملک کی خدمت مین عرض کیا
شہریارا وہان قید خانہ مین کوئی نہین ہی نہ ایرج ہی نہ یاران دست چپ مین سے کوئی ہی شہزادہ نے کہا
معلوم ہوتا ہی فرعون ملعون اُن سبکو اپنے ہمراہ لے گیا ہی اب فرعون کی خبر لینا چاہیے پس عیاران لشکر
فرعون کی فکر مین روانہ ہوے اور شاہزادہ بدیع الملک با فتح و نصرت سعد شہریار کی ملازمت مین حاضر
ہوا سعد شہریار نے کہا ای شہزادہ بدیع الملک مجکو تم سے بڑی شکایت ہی اور ہرگز مجکو تمسے ایسی امید
نہ تھی یعنے اس طرح تم یہان سے چلے گئے کہ گویا کبھی کی ملاقات و شناسائی نہ تھی دنیا مین دستور ہی کہ
جب کوئی کہین جاتا ہی تو اپنے عزیزون اور دوستون سے ملاقات کر کے اور رخصت ہو کے جاتا ہی یہ نہین کہ
دفعتًا بغیر اطلاع چلے گئے بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ درست ارشاد ہوا مگر اس طرح میرا جانا بے سبب
نہ تھا سعد شہریار نے کہا ہان وہ سبب تو مجکو بخوبی معلوم تھا مگر اُس سبب کے یہ معنے نہ تھی کہ تم کسی سے رخصت
نہ ہوئے حتے کہ مجسے بھی ملاقات نہ کی بدیع الملک نے کہا بے شک وہ سبب ایسا ہی تھا اگر بیان کرون
تو شاید شہریار قبول کر لین سعد شہریار نے کہا مجکو معلوم ہی بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی بدیع الملک
نے کہا میرے خیال مین وہ سبب نہین ہی جو شہریار کو معلوم ہی سعد شہریار نے کہا اچھا بیان کرو
وہ کون سبب تھا جو مجکو معلوم نہ تھا بدیع الملک نے کہا تورج نام ایک بت پرست ہندوستان سے
خروج کر کے ایران مین آیا اور وہان بعد کشت و خون بسیار بہت بت پرستی کو رواج دیا پھر وہانسے
توران اور کوچک باختر مین پہونچا اور وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا حتے کہ ہفت در بند باختر
اور تمسائیل کو بھی تسخیر کیا پھر وہان سے ذوالامان مین پہونچا اور مظفر بن ضیغم کو ذوالامان کے خندق
کے کنارہ مثل پارچہ کہنہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شہریار خیریت یہ ہوئی کہ مین وقت پر پہونچ گیا جو اُسکے تشدد اور
غلبہ کا بندوبست کیا ورنہ علاوہ تسخیر تمام ممالک و رواج بت پرستی تمہاری ناموس تک کو سخت
صدمہ پونہچتا خدا کے فضل سے بجد و جہد تمام گرفتار کیا اُسی اثنا مین شہریار والا تبار کا سرفراز
نامہ وارد ہوا میرا ارادہ تھا کہ ذوالامان مین داخل ہون اور کچھ وہان کا بندوبست کرون لیکن مضمون
نامہ سے مطلع ہو کے ایک لحظہ کا توقف نہ کیا فوراً اس جانب راہی ہوا اور یہان پہونچا مگر نہایت
افسوس کی یہ بات ہی کہ جس غرض کے واسطے اسقدر عجلت کی وہی غرض حاصل نہ ہوئی یعنے
حمزۂ صاحب قران اُس ملعون کی قید طلسم سے رہا نہ ہوئے اس صورت مین اپنی تمام
اس محنت و مشقت کو ضایع سمجھتا ہون سعد شہریار نے کہا ای بابا بدیع الملک واقعی اگر تم
اس طرح کے کام کو انجام دیا تو واقعی کارے کردی خداوند عالم تیری ہمت اور جرات مین اور زیادہ
برکت عنایت فرماے کیا تورج بت پرست کو جو گرفتار کیا ہی ہمراہ ہی بدیع الملک نے کہا حضور

ہی سعد شہریار نے کہا ہم بھی دیکھنا چاہتے ہین شاہزادے نے حکم دیا تورج حاضر ہوا سعد شہریار
نے دیکھا ایک قوی ہیکل سطبر گردن فراخ سینہ دراز بر جوان ہی جس شخص نے تورج کو دیکھا
شہزادہ بدیع الملک کی جوانمردی پر ہزار تحسین و آفرین کی سعد شہریار نے کہا کہ ای حامیان دین
اسلام مجکو نہین معلوم تھا کہ یہ بت پرست ایسا کوہ پیکر جوان ہی اسکی قید و بند مین نہایت اہتمام کرنا
لازم ہی ورنہ خفیف بندون کا شکست کرنا اسکے نزدیک کوئی بات نہین ہی غرضکہ شہزادہ بدیع الملک اپنے
مع یاران ہمراہی وہین قیام کیا شب کو لشکر اسلام کے گرد طلایہ پھرتا تھا ایک شب کو قارن بن اسفندیار
گرد لشکر طلایہ مین مشغول تھا کہ یکایک گھوڑون کی ٹاپون کی آواز گوش زد ہوئی قارن چند قدم
آگے بڑھا تا کہ معلوم ہو یہ سوار کدھر جاتے ہین راوی کہتا ہی کہ دیو سار برادر ہوشنگ یوزادہ اور منقوش
دیوزاد سات لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت سے پہونچا ہنوز وہ تمام لشکر قریب لشکر اسلام کے
پہونچے نہ پایا تھا کہ قارن بن اسفندیار شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان
مین قریب اُس فوج کثیر کے پہونچا اور بآواز بلند کہا اے خیرہ سرو اس طرف کہان چلے آتے ہو
یہان لشکر اسلام مقیم ہی اور جس غرض سے اس طرح آئے ہو ہمین مطلع کرو دیو سار قریب آیا اور کہا
ای جوان تو بیکار مانع ہوتا ہی ہم اپنے برادران حقیقی کے خون کا عوض لینے آئے ہین جب سے یہ واقعہ
ہمارے گوش زد ہوا ہی دل خون ہو گیا ہی اگر ہمکو روکنے کی کوئی جرات رکھتا ہی بس یہی گوی ہی
میدان قارن بن اسفندیار نے کہا بھلا شخص بڑے اس طرف آئیکا مانع مین ہی ہون کیا مجال ہی جو میری
موجودگی مین تو ایک قدم آگے بڑھا سکے دیو سار نے کہا کہ دیکھون تو کیونکر مانع ہو سکتا ہی قارن نے
تیغ آبدار کا وار اُسپر زور سے کیا دیو سار نے اسکی تیغ کو پشت شمشیر پر رد کر کے عمود گاو سر قارن
کے سر پر اس زور سے مارا کہ قارن اپنے مرکب کے پیٹ مین دھنس گیا اس ہنگامہ آرائی کی خبر لشکر اسلام
مین پہونچی لشکر قارن کا آیا اور قارن کی نعش کو اُٹھا لے گیا چونکہ صبح قریب تھی لوگون نے نور الدہر
کی خدمت مین آکر عرض کی کہ بڑا غضب ہوا نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ کیون خیریت تو ہی مسلمانون نے
کہا کہ ای شہریار قارن بن اسفندیار تمہارے لشکر کا سپہ سالار دیو سار برادر ہوشنگ کے ہاتھ
سے ایک ضرب عمود مین ہلاک ہو گیا نور الدہر نے کہا کیونکر اُن لوگون نے کہا مفصل حال تو ابھی دریافت
نہین ہوا ہی لیکن یہ بخوبی معلوم ہی کہ قارن شب کو لشکر اسلام کے طلایہ مین مصروف تھا اور بہت
بند و بست کر رہا تھا بالیقین دیو سار مع فوج اس طرف وارد ہوا ہوگا اور قارن اس طرف آنے سے
مانع ہوا ہوگا اس بحث مین بخوبی رد و بدل ہو گئی ہی حتی کہ دیو سار کے ہاتھ سے قارن ہلاک ہوا
نور الدہر کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ قارن کو بہت دوست رکھتا تھا اس عرصہ مین بدیع الملک
خواب سے بیدار ہوا اور ضروریات سے فراغت کے خوابگاہ سے باہر آیا دیکھا تو نور الدہر چشم پر آب
سکوت مین سر جھکائے بیٹھا ہی بدیع الملک نے حال دریافت کیا نور الدہر نے از اول تا آخر حال بیان کیا جب سب حقیقت
مفصل سماعت مین گذری سلاح جنگ زیب تن کیے بدیع الزمان نے کہا ای فرزند بدیع الملک
ابھی تم خواب سے بیدار ہوئے ہو اور ابھی اپنے کو مسلح اور مکمل کیا خیر باشد کہان کا ارادہ کیا ہی اور
کدھر جاؤ گے کچھ تو مجھسے کہو کہ شاید وقتاً فوقتاً کوئی ضرورت پیش ہو بدیع الملک نے کہا ای شہریار

نور الدہر کے چشم پر آب ہونے سے میرا دل بھی بھر آیا مین جاتا ہون تاکہ اُس دیو سار بدکار و مکار کو
اُسکی اس بیباکی کی سزا دون اور قارن کے خون ناحق کا عوض اُس سے لون اُس طرف دیو سار
چاہتا تھا کہ لشکر اسلام کے مقابلہ مین آکے ہنگامہ پیکار گرم کرے اور اپنے بھائیون کے خون کا
عوض لے یکایک شہزادہ بدیع الملک قریب اُسکے پہونچا اور باواز بلند پکارا کہ باش او مزدور
ظالم یہ کیا نامردی تھی کہ صبح کا انتظار نکیا شب ہی کو اپنی بیہودگی شروع کردی اور قارن ہمارے
رفیق کو ہلاک کیا دیو سار بدیع الملک کے سامنے اپنے مردمان ہمراہی کے صف باندھ کے استادہ ہوا
اور کہا اے جوان ہم بغرض صلح یہان نہین آئے ہین بلکہ اپنے بھائیون کے خون کا عوض لینے آئے ہین
پس ہمکو اس سے کیا بحث ہے کہ صبح کا انتظار کرین قارن بن اسفندیار پر کیا موقوف تھا جو کوئی ہمارے
سامنے آتا اُسکو ہلاک کرتے اور اب بھی مستعد ہین جہان تک ممکن ہوگا تم مسلمانون کی ہلاکت مین دریغ
نہ کرینگے اور اے جوان تجھ قارن بن اسفندیار کے ناحق قتل کرنے کی شکایت کرتا ہے اور اسکا ذکر نہین کرتا
کہ تونے اور تیرے تمام مردمان ہمراہی نے ہمارے بھائیون کو ہلاک کیا بدیع الملک نے کہا او بدبخت
اور اے بدتمیز تیرے بھائیون کو اگر قتل کیا تو پوشیدہ نہین قتل کیا سب کے سامنے دن کو ردوبدل
ہوئی تاب مقابلہ نہ لا سکے حریف کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے لیکن قارن کو جو تونے ہلاک کیا یہ امر
بالکل بدعت و ظلم پر مبنی تھا کیونکہ تاریکی شب کی تھی اور لشکر اسلام مصروف خواب تھا اس اثنا مین یک
گرد نمایان ہوا دونون طرف کے لشکر اُس گرد کو دیکھنے لگے جب دامن گرد کا چاک ہوا نقابدار چالیس
سواران لعل پوش کی جمعیت سے نمودار ہوا اور قریب لشکر اسلام کے پہونچ کے بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے کشتی گیر زادے تو بڑا خود سر و مغرور ہے تیری کیا وقعت اور حقیقت ہے جو
تو رستم ثانی اور تورج نوجوان سے دعوے ہمسری کا کریگا یہ بھی اُن نوجوانون کی آدمیت سمجھ جو
وہ تجھسے برسر مقابلہ نہین ہوتے اور چشم پوشی کرتے ہین ورنہ اب تک اس دعوے ہمسری کی حقیقت
معلوم ہوجاتی آدمی کو چاہیے کہ اپنی حد و قابلیت کی طرف نظر رکھے یہ نہین کہ خود ادنے ہو اور اعلے کے
مقابلہ کے واسطے آمادہ ہوجائے ہان ادنے بھی اعلے ہو سکتا ہے اگر اعلے کے مثل کوشش کرے ویسے
کارہاے نمایان اپنے سے ظاہر کرے ؎ تکیہ برجاے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب
بزرگی ہمہ آمادہ کنی + افسوس دیو سار کا مقدمہ ایسا درپیش ہے ہم تجھے ابھی نہین سمجھ سکتے ورنہ ابھی
اُس ہمسری کی حقیقت معلوم ہوجاتی پھر بھی کچھ دور نہ سمجھ بعد فیصلہ دیو سار تجھے سمجھ لیا جائیگا یہ کہا اور
نقابدار مرکب کو دوڑاتا ہوا دیو سار کے مقابلہ مین آیا اور کہا او دیو سار نابکار تجھکو کس طرح جنگ
کرنا مقصود ہے آیا فرداً فرداً جنگ مطلوب ہے یا جنگ مغلوبہ چاہتا ہے دیو سار نے کہا اے نقابدار مین
ہر طرح موجود ہون میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے مجھسے تجھسے مقابلہ ہو بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت
آئے نقابدار نے کہا یہی سہی آ اپنا وار کر دیو سار نے عمود کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اس وار کو رد کیا
اور کہا اگر کچھ جرأت رکھتا ہے دکھلا دیو سار نے دوسرا وار اُسی عمود کا کیا نقابدار نے اس مرتبہ
جگہ خالی کی دیو سار منہ کے بھل زمین پر آیا نقابدار نے کہا او جوان سنبھل کیون منہ کے بھل گرتا
ہے یہ بات سنکے دیو سار کو غصہ آگیا اور فوراً سنبھل کے کہا اے نقابدار خبردار ہو جا اب کی وار مین

خیریت نہین ہی نقابدار نے کہا اول دو وارون کے مثل یہ بھی وار ہوگا دیو سار نے بقوت تمام
تیسرا وار اُسی گرز کا کیا نقابدار نے پھر جگہ خالی کی دیو سار پھر منہ کے بھل زمین پر آیا اس جب
نقابدار بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا دونون مین جنگ دست و بازو شروع ہوئی یہانتک
تک کہ شام ہوگئی نہ آئین راضر رہا ور اخطر نقابدار نے کہا ای دیو سار اگر تجکو دم لینا منظور ہو
تو ہم اجازت دیتے ہین کہ تو دم لے لے دیو سار نے کہا ای نقابدار خوب ہوا کہ تو جنگ سے
گھبرا گیا نقابدار نے کہا تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا اگر تو ایک ماہ کامل اسی طرح کشتی مین مصروف رہیگا
تو ہم کو عذر نہ ہوگا دیو سار نے کہا بہتر کیا ہی اور بست و کشاد شروع ہوئی یہانتک کہ دوسرے
روز کی شام ہوئی اور پھر بھی کوئی پسپا نہوا اب دیو سار گھبرا گیا کہا ای نقابدار کل تو نے
دم لینے کی درخواست کی تھی آج مین درخواست کرتا ہون کہ تھوڑی دیر دم لے لے اور کچھ
خورد و نوش کے بعد از سر نو کشتی کا ہنگامہ گرم ہو نقابدار نے کہا ای دیو سار ہم سمجھ گئے
خیر کیا مضائقہ ہی دم لے لے دیو سار زمین پر بیٹھ گیا اور کتے کی طرح ہانپنے لگا اور ملازم
کو بلا کے کہا جلد کچھ کھانے کو لاؤ وہ فوراً بہت عمدہ کھانا لایا دیو سار نے کہا ای نقابدار
تو بھی کچھ کھانے اُسنے کہا مجکو مطلق اشتہا نہین ہی دیو سار نے کھانا کھایا اور پانی پی کے
پھر کشتی مین مصروف ہوا تمام شب اور تیسرا دن بھی کشتی مین بسر ہوا جب شام ہوئی نقابدار نے
دیو سار کی طاقت مین کمی معلوم کی یکایک اُسکو سر سے بلند کر لیا اور زمین پر مار کے خوب
مستحکم بستہ کیا بعدہ اپنے لشکر مین بھیجدیا لشکر دیو سار نے جو اپنے سردار کو گرفتار دیکھا تو
سب نے بکیفیت مجموعی نقابدار پر یورش کرنا چاہی نقابدار نے بائین ہاتھ مین سپر لی اور
دہنے ہاتھ مین تلوار علم کرکے اُس سات لاکھ سوار کے مجمع مین در آیا اور اُسکا لشکر بھی اُسکی
مدد کے واسطے پہونچ گیا چونکہ دیو سار کی فوج بے سر ہو چکی تھی چند لمحہ مقابلہ کیا آخر تاب
قیام نہ لا کے بھاگنا شروع ہوئی حتے کہ سب لشکر دیو سار کا فراری ہو گیا جب نقابدار
کو اس جانب سے اطمینان ہوا مراجعت کرکے بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور دور
سے آواز دی کہ ای بدیع الملک دیو سار کے قصہ سے تمنے فراغت پائی اب اگر آج شبکو
تو ہمارے خیمہ مین آکے ہم سے ملاقات کرے تیرا عین کرم ہی اور اگر آج شب کو ممکن نہ ہو تو خیر
مجبوری ہی کل ضرور تو ہمارے یہان آنا کیونکہ تجسے بہت ضروری ایک کام متعلق ہی یہ کہا اور ایک
جانب میدان مین قیام کیا جب وہ شب گذر گئی دن کو شہزادہ بدیع الملک مرکب پر سوار ہوکے
نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوا قبل روانگی بعض خیرخواہون نے کہا ای شہزادہ نقابدار اول تو
تو معلوم نہین کہ کون ہی اور بالفرض معلوم بھی ہو تو حریف کے پاس حسب الطلب اُسکے چلا جانا بر
قرین مصلحت نہین ہی اور اگر چلنا ہی منظور ہی تو بندوبست کے ساتھ چلنا چاہیے بدیع الملک ایک مرد
جری و دلیر تھا اُسنے اُن لوگون کی فہمایش کی جانب مطلق اعتنا نہ کی صرف اسقدر کہدیا کہ خداوند
عالم ہمارا حافظ و نگہبان ہی ہان تم لوگ صرف اسقدر خیال رکھنا کہ جب تک ہم نقابدار کے پاس
سے واپس نہ آوین کسی قدر ہوشیاری رکھنا اور سب مسلح و مکمل رہنا تاکہ عند الضرورت تاخیر نہ ہو

غرضکہ نقابدار کے خیمہ کے قریب پہونچا خبرداروں نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ بدیع الملک اس طرف آتا ہی نقابدار نے تا طناب خیمہ شہزادے کا استقبال کیا اور اپنی بارگاہ مین لا کے نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور ساقیان سیمین ساق کو اشارہ کیا اُنھون نے بادۂ ریحانی سے جام زرین کو لبلب کیا اور شہزادے کو دیا شہزادہ نے وہ جام نوش کیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی حتے کہ شہزادے کے دماغ مین چندان گرمی پیدا ہوئی نقابدار نے کہا اے بدیع الملک مین نے جو تم کو آج تکلیف دی اُسکی خاص غرض یہ ہی کہ مین تم سے کچھ ضروری باتین کرون اور وہ باتین یہ ہین کہ تمھاری اس وجاہت اور شجاعت پر حیف ہی کہ تم شاہزادہ رستم اور ایرج کی اطاعت قبول نہین کرتے ہو یہی وجہ ہی کہ تمھاری شجاعت اور دلیری کو فروغ نہین ہوتا اگر تم اس امر کو بھی اختیار کرلو تو پھر دیکھو تمھاری جرأت و دلاوری کا آوازہ کہان تک پہونچتا ہی شاہزادہ بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا اے نقابدار رستم کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی جو مین اُسکی متابعت اختیار کرون خود رستم اور اُسکا باپ دادا بلکہ پردادا آنک ہمارے آزاد کیے ہوئے ہین اور خبردار اب مجھسے اس بارہ مین کچھ نہ کہنا جو تجکو کہنا تھا کہا اور مین نے سُنا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اسد آیا بدیع الملک اسد کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے اسد نامدار خوش آمدی اسد بھی بیٹھ گیا نقابدار نے کہا اے جوان یہ کون شخص ہین کچھ انکی تعریف کرو بدیع الملک نے کہا انکا نام شہزادہ اسد ہی نقابدار نے کہا یہ وہی اسد ہی جسکا نام دیوانہ جن پروانہ ہی جسنے مدت العمر قزاقی و قطاع الطریقی کی اسد نے کہا ہان مین اسد ہون جسکے ہاتھ سے بارہ برس تک ایرج خون رویا اور ہر وقت دغدغہ مین رہتا تھا نقابدار نے کہا اے جوان تجکو چاہیے کہ جوانمردون کے نام اس توہین سے نہ لے اسد نے کہا ایرج کا نام لیا اور خلاصہ کیفیت اُسکی بیان کی اسمین توہین کا کیا دخل ہی نقابدار نے کہا توہین کیون نہین ہی ایرج وہ شخص ہی کہ جس نے بارہ برس تک صاحبقران سے خراج لیا اُسکی حکومت کا آوازہ دور دور پہونچا اسد نے کہا ہان وہی ایرج جسکی مان پر مین عاشق تھا نقابدار نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اسد نے کہا یہ کچھ ڈرانے کی بات نہین ہی جو کچھ جس کا حال ہوتا ہی ہر طرح بیان کیا جاتا ہی اگر ہنگامہ بیکار گرم کرنے کا ارادہ ہی تو اس حیلہ کی کیا ضرورت ہی ورنہ بیکار دست بقبضہ ہی نقابدار نے کہا یہ دست بقبضہ ہونے کا موقع نہین ہی کہ ایک بات کو فرو گذاشت کیا تو نے اُسی طرح کی دوسری بات کہی کہان تک کوئی سُن سکتا ہی ایرج کا یہ مرتبہ نہین کہ اُسکی نسبت اس طرح کے کلمات ناشایستہ سُنکے خاموش ہو رہون خیر اب بھی خیریت ہی کہ اس طرح گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا مین نے اس وقت تک جو تامل کیا اسکا خاص سبب یہ ہی کہ بدیع الملک کو مین نے بتاکید یہان بلوایا ہی اور وہ جوان میری حسب خواہش چلا آیا کچھ تامل اور تغافل نکیا اسد نے کہا اے نقابدار اور تو خیر لیکن ایرج کی مادر کے عشق و محبت کا حال کسی طرح نہین بھولتا ہی اس مرتبہ نقابدار نے تلوار میان سے کھینچ لی اسد سمجھا کہ اس مرتبہ نقابدار ضرور وار کریگا بعجلت تمام تلوار علم کر کے نقابدار کی طرف جھپٹا بدیع الملک نے اسد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شہریار یہ نامناسب بات ہی بجاے خود سمجھو کہ جب ہم اسکے یہان تھوڑی دیر کے واسطے مہمان آئے ہین تو کیونکر اپنی طرف سے سبقت کر سکتے ہین علاوہ اسکے بجاے

خود سمجھو کہ معترض محال جو کچھ تمنے کہا صحیح تھا لیکن جو کچھ تمنے کلمات ایرج کی نسبت کہے ایرج
کے دوستون کو ناگوار ضرور معلوم ہونگے یا نہین اسد بیٹھ گیا لشکر اسلام مین یہ فکر پیدا ہوئی کہ شہزادہ
بدیع الملک اور اسد نقابدار کے خیمہ مین گئے ہوئے ہین نہین معلوم کیا صورت پیش آئی ابھی
تک نقابدار کی حقیقت دریافت نہین ہوئی ہو وہان کی خبر لینا چاہیے بدیع الزمان نے کہا مین جاتا
ہون چنانچہ بدیع الزمان اپنے یاران ہمراہی کو لیکے نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے یہان
بدیع الملک اسد کو سمجھاتا رہا کہ بدیع الزمان مع ہمراہی پہونچے بدیع الملک نے بدیع الزمان
کو دیکھ کے تعظیم دی بدیع الزمان بھی وہان مقیم ہوا اسوقت دیکھا کہ رستم ثانی آیا نقابدار نے جو رستم ثانی
کو آتے دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بمقتضاے تعظیم وتکریم بسیار باآواز بلند کہا اگر سے
کوئی ہو دنگل لاؤ فوراً دنگل حاضر ہوا اُس دنگل کو تمام حاضرین سے بلند اور مقدم تر بچھوایا اور نہایت
عزت سے رستم ثانی کو اُسپر بٹھایا رستم ثانی نے کہا ای نقابدار درانحالیکہ حمزہ ثانی نے مجکو
اس جوان سے مقدم نہین بٹھایا تو مین بھی ہرگز اس جوان سے مقدم نہین بیٹھونگا نقابدار نے کہا
ای شاہزادہ والاجاہ اگرچہ حمزہ ثانی نے تمکو مقدم نہین بٹھایا ہو لیکن ہم تمکو مقدم سمجھاتے ہین
جب حمزہ ثانی کی خدمت مین جانا جہان چاہنا بیٹھنا رستم ثانی نے کہا ای نقابدار اس بارہ
مین تمہارا اصرار بالکل بیکار ہو مین ہرگز نہین مانونگا یہ کہا اور دنگل وہان سے اُٹھا کے پائین
دست شاہزادہ بدیع الملک کے بیٹھ گیا نقابدار نے کہا ای بدیع الملک مین نے سُنا ہو
کہ جب تورج سے تمنے مقابلہ کیا تو تین روز کی کشش وکوشش مین تمنے اُسے گرفتار کیا اور مین نے
بھی دیوسار کو تین روز کی کوشش مین گرفتار کیا ہم دیوسار کو بلاتے ہین تم تورج کو بلاؤ اور اُن دونو
مین مقابلہ ہو اگر تورج دیوسار پر غالب ہو پس ہم اور رستم ثانی تمہاری اطاعت قبول کرینگے
اور اگر دیوسار تورج پر غالب ہو پس تم اور تمام یاران دست راست رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرو میرے نزدیک یہ فیصلہ بہت مناسب ہو اگر تم بھی قبول کرو بدیع الملک نے کہا کیا
مضایقہ ہو اور اُسی وقت تورج کو بلا کے اُسکے دست وپا سے بند کھول دیے اُدھر نقابدار
نے حکم دیا کہ دیوسار کو جلد حاضر کرو دیوسار بستہ اور گرفتہ حاضر ہوا نقابدار نے اُسکے بھی دست
وپا سے بند کھول دیے اور کہا ای دیوسار آج تیرے زور وطاقت کا حال دریافت کرتا ہو اگر حریف
پر غالب آیا یقین سمجھ ایسا انعام پاویگا کہ مدت العمر یاد رکھیگا وہان بدیع الملک نے تورج سے
کہا ای تورج آج ہماری فتح تیرے زور وطاقت پر موقوف ومنحصر ہوئی ہو جا اور دیوسار کو
گرفتہ وبستہ کرلا تورج دیوسار کے سامنے آیا دونون جانب دونون کے طرفدار تماشا
دیکھنے لگے تورج نے دیوسار کی طرف دیکھ کے کہا ای دیوسار اپنا وار کر دیوسار نے
کہا ہم ہرگز سبقت نہین کرینگے تورج نے کہا اگر تو سبقت نہین کرتا ہو تو خیر مین ہی سبقت کرتا
ہون یہ کہا اور تلوار کا وار فوراً دیوسار پر کیا دیوسار نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا
اور اپنا وار کیا تورج نے بھی دیوسار کے وار کو رد کیا اسی طرح چند وار ایک نے دوسرے
پر کیے اور رد ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے دیوسار کو سر سے تا بند کر لیا پھر بقوت تمام

زمین پر مارا جسکے صدمہ سے دیو سار نیمجان ہو گیا تورج نے دیو سار کا ایک پانون
اپنے پانون کے نیچے دبایا اور دوسرا پانون دونون ہاتھون کی گرفت مین لا کے پرانے کپڑے
کی طرح دو حصہ کیا ایک حصہ ایک جانب اٹھا کے پھینک دیا اور دوسرا حصہ دوسری جانب
پھینک دیا اور نقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا اے نقابدار اس دیو سار نامرد کو تو نے کیے روز
مین لپیٹا کیا نقابدار نے کہا تین روز مین تورج نے کہا اے نقابدار مین چھ مہینے سے قید مین ہون
اور طرح طرح کی مصیبت مین مبتلا رہا پھر تو نے دیکھا کہ کس قدر جلد مین نے اس کا کام تمام کیا
یعنے ایک روز کا بھی عرصہ نہ ہوا تیرے مقابلہ مین تین روز کا طول کیون کھنچا اگر مین اس مدت
تک قید مین نہ رہتا تو اسقدر بھی عرصہ نہوتا نقابدار شرم و انفعال کے عرق مین غرق ہو گیا بدیع الملک
بہت خوش ہوا دونون ہاتھ تورج کے چوم لیے اور کہا اے تورج خان ہزار ہزار آفرین تیری اس
طاقت و زور پر بے شبہ تو مرد جری اور بہادر ہے بے شک تو اپنے خیل مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہے یہ کہکے دست افسوس ملے اور کہا حیف صد حیف کہ تو مسلمان نہین ہے اور نہ اب اسلام قبول
کرتا ہے ورنہ مین تیرے ساتھ صیغہ اخوت پڑھتا اور اپنے بھائی سے بھی زیادہ تجکو سمجھتا ہم تجکو
حکم دیتے ہین کہ آج تو ہماری مجلس مین بغیر بند کے قیام کر اور بجاے خود اس بات کو سمجھتا اور
سوچتا رہ کہ دین اسلام کے اختیار کرنے مین کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ آج سے ہم تجکو مطلق
تکلیف نہ پہونچائینگے اور کسی حالت مین مجبور نہ کرینگے تورج نے کہا اے شہریار فی الحال
مین نے بجاے خود عہد کر لیا ہے کہ جب تک حمزہ تم تک نہ پہونچین گے مین تمھارے لشکر سے
کہین نہ جاؤنگا بدیع الملک نے تورج کو خلعت دیا اور اس وقت اسے اپنے پہلو مین
بٹھایا اور نقابدار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے نقابدار اب کیا انتظار ہے نقابدار نے کہا اے جوان مجھے
انتظار نہین ہے مین اپنے عہد پر قایم ہون یعنے مین تیری ہواداری مین موجود ہون اور رستم
ثانی کو بھی اپنا ہوادار سمجھتا ہون مین تم کو رستم ثانی پر سبقت نہین دے سکتا البتہ آج تک
تمکو رستم ثانی سے کم مرتبہ سمجھتے تھے آج سے برابر سمجھین گے میرا مقصد اصلی یہ تھا کہ تم سے
مقابلہ کرتا مگر اب جرات مقابلہ کی نہین ہوگی ادھر تورج نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا چونکہ
بند دست وغیرہ وا ہو چکے تھے پیشاب کے بہانہ سے بارگاہ کے باہر گیا وہان دیکھا اسپ
خاصہ بدیع الملک تیار کھڑا ہے تورج نے اسکی باگ ہاتھ مین لی اور پشت مرکب پر سوار
ہو کے مانند برق لامع نکل گیا چار خانہ بدیع الملک مین شور و غوغا بلند ہوا بیشتر ملازم
اسکے تعاقب مین گئے مگر واپس آئے زیادہ وجہ خوف کی یہ تھی کہ ہر شخص بجاے خود سمجھتا
تھا کہ اس جوان کی قوت طاقت مقررہ انسانی سے بدرجہا زیادہ ہے مبادا ہم پر حملہ کرے
تو ہم کسیطرح اسکے حملہ سے جانبر نہین ہو سکین گے اور یہ بھی وجہ تھی کہ اسپ خاصہ کی پشت پر
سوار تھا پیادہ پا کیا کوئی علی العموم سوار بھی اس تک نہ پہونچ سکتا یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی بہت متاسف ہوا اور اسیوقت گھوڑے پر سوار ہو کے اسکی تلاش مین گیا اور ہر
ہر طرف تلاش کیا مگر کہین اسکے پانون کے نشان تک کا پتہ نہ ملا ناچار شاہزادہ نقابدار کی بارگاہ

پہنچا

آیا نقابدار نے کہا اے جوان تم کہان گئے تھے شہزادہ نے کہا تورج کی تلاش مین گیا تھا اور اے نقابدار تورج خاص تیری وجہ سے میری قید سے رہا ہو گیا ورنہ مین ہرگز اسکو رہا نہ ہونے دیتا اُسکی قید و بند مین اہتمام بلیغ کیا گیا تھا اس وقت کے کار نمایان سے مین ایسا خوش ہوا کہ مجکو اُسکی قید و بند کا مطلق خیال نہ رہا اور اُس نے اس وقت باتین بھی ایسی کین کہ مجکو اُنکی صداقت کا یقین ہو گیا نقابدار نے کہا شہریار کیون اسقدر متردد اور پریشان ہوتے ہو جو شی ہاتھ سے نکل جائے اور پھر اُسکے دستیاب ہونے کی امید نہو تو متردد ہونیکا محل ہے دران حالیکہ وہ تمھارا اشکار ہے تمھارے ہاتھ سے کہان جا سکتا ہے ایک نہ ایک روز تمکو پھر دستیاب ہو جائیگا بدیع الملک نے کہا اے نقابدار کیا بتاؤن کہ کس کوشش و سعی سے مین نے اُسے گرفتار کیا تھا افسوس میری قید سے رہا ہو گیا نقابدار نے کہا اے شہریار مجکو کوہ قاف مین ایک بہت ضروری کام ہے جسکی وجہ سے یہان میرا قیام نہین ہو سکتا مین جاتا ہون جس وقت حمزہ ثانی قید و بند فرعون سے رہا ہونگے مین بھی تمھاری خدمت مین حاضر ہونگا یہ کہکے نقابدار مع یاران ہمراہی مرکب پر سوار ہوا اور روانہ ہو گیا شہزادہ اور اُسکے یاران ہمراہی سعد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نقابدار کی حقیقت بیان کی سعد بادشاہ نے کہا بدیع الملک آخر تمکو کچھ حقیقت اُس نقابدار کی دریافت ہوئی کہ کون تھا اور کہان آیا تھا اور رستم ثانی اُس تک کیونکر پہونچا اور رستم ثانی کی طرفداری اُسنے کس وجہ سے کی بدیع الملک نے کہا شہریار مجکو یہ کیفیت مطلق دریافت نہین ہوئی البتہ اسقدر عرض کر سکتا ہون کہ نہایت تعصبانہ طرفداری رستم ثانی کی کرتا تھا اور اپنی شرط کے پورے ہونے پر بھی مرتبے مین رستم ثانی کو سب سے موخر نہ ٹھہرایا مجبوری کی حالت مین اقرار بھی کیا تو یہ کہ خیر اب آج سے ہم تمکو رستم ثانی کے برابر سمجھینگے اور خیر یہ قصہ تو جو کچھ تھا عرض کیا نہایت افسوس کی صرف یہ بات ہے کہ تورج میرے ہاتھ سے مفت نکل گیا اب اُسکا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہے سعد شہریار نے کہا واقعی تمھارا کہنا بہت صحیح ہے راوی کہتا ہے کہ جب تورج غائب ہو گیا اور بدیع الملک سامنے فرعونیہ کے مقیم ہوا ایک روز شب کو رستم ثانی بستر خواب سے غائب ہو گیا جب صبح ہوئی یہ خبر شہزادہ بدیع الملک اور سعد شہریار کو پہونچی سعد شہریار نے شاپور کو طلب کیا اور کہا اے شاپور جلد رستم ثانی کی خبر تحقیق کر کہ اُسکو کون لیگیا شاپور رستم ثانی کے خیمہ مین آیا اور اُن مقامات کو دیکھا جہان سے رستم ثانی غائب ہو گیا تھا بعدہ شہزادہ کے پاس پہونچا اور کہا اے والا جاہ مجکو معلوم ہو گیا جو سبب رستم ثانی کے غائب ہونے کا ہوا ہے شہزادے نے کہا بیان کر اُسنے کہا شہریار بالیقین رستم ثانی کو رنجور عیار لیگیا ہے شہزادہ نے کہا وہ عیار کس کا ہے شاپور شیر دل نے کہا رنجور مطول شاہ کا عیار ہے۔ اور اگر میرے قیاس کے موافق رنجور عیار مطول شاہ رستم ثانی کو چرا لے گیا تو ضرور فرعون شاہ کی خدمت مین پہونچا ہوگا شہزادے نے کہا اگر یہی قیاس درست ہے تو آج شب کو بھی رنجور آئیگا بس آج اُسکو گرفتار کرو اُس سے جملہ حالات دریافت ہو جائینگے اور فرعون شاہ کی بھی خبر معلوم ہو جائے گی جہان وہ گیا ہوگا شاپور شیر دل نے کہا کہ ہمیشہ تمھارا قیاس بہت ٹھیک ہے بے شبہہ اگر رستم ثانی کو وہ لے گیا ہے تو آج تمکو لینے آئیگا مین اسکو گرفتار کرونگا شہزادہ نے کہا اے شاپور اگر تم رنجور کے گرفتار کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو بخوبی خبردار و ہوشیار رہنا

ایسا نہ ہو کہ رستم ثانی کی طرح ہم میں سے کسیکو لیجاے اور صبح کو بجز کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ
نہ آئے میں رستم کے واقعہ سے بہت خائف ہو گیا ہوں شاپور نے کہا ای شہریار آپ مطمئن ہیں اگر
خدا نے چاہا تو آج اُسے گرفتار ہی کرونگا غرضکہ دن گذر کے رات ہوئی شاپور شیر دل شہزادہ
بدیع الملک کے خیمہ کے پاس آیا پاسبانان خیمہ سے کہا آج شب کو تم سب سو رہو ہم یہان پہرہ
دینگے اندرون خیمہ آکے شہزادہ بدیع الملک سے کہا شہریار تم بھی سو رہو شہزادہ بستر
خواب پر آسکے دراز ہوا اگرچہ بسبب خوف کے نیند نہ آئی تاہم آنکھین بند کرکے آپنے کو خواب
آلود بنایا شاپور شہزادے کے تخت کے قریب کمین گاہ مین چھپ رہا ہر طرف نظر جا رہی ہی ادھر
ذرا کھٹکا ہوا اور خیال ہوا کہ رنجور عیار آگیا یہان تک کہ قریب نصف شب کے گذری اب
شاپور کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ مین یہان اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون اور وہ
اپنا کام کر کے چلا جاوے کیونکہ نصف شب گذر چکی ہی اور اُسکا نشان نہین معلوم ہوا ہنوز اسی
خیال مین مبتلا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ ہر چہار طرف خیمہ کو دیکھ آئے کیا دیکھتا ہی کہ کسی نے
خیمہ کو چاک کیا شاپور مستعد ہو کے بیٹھا اور اُسی جانب بغور دیکھ رہا ہی پھر دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
خیمہ مین شہزادہ بدیع الملک کے سرہانے آکے بیٹھا دیکھا شاہزادہ بیخبر سو رہا ہی اور نفیر
خواب بلند ہی جس مقام پر خیمہ کو چاک کیا تھا وہان پھر گیا اور وہان سے واپس آکے چاہتا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بیہوش کر کے اُٹھا لیجاے یکایک شاپور کمین گاہ سے مثل برق
تڑپ کے نکلا اور آتے ہی اُس سیاہ پوش کی گردن کو گرفت مین لا کے زمین پر دے مارا اور بچالاکی
تمام دست و پا اُسکے مستحکم باندھ لیے اور اُسے لیجا کے اپنے مقام قیام پر قرار لیا تمام شب اُسکی نگرانی
مین بسر کی طرفہ تر یہ ہوا کہ جب شاپور شیر دل اپنے مقام قیام پر اُسے لے گیا اُس سے پوچھا کہ تیرا
کیا نام ہی اور تو کیون آیا تھا اُسنے غصہ مین آکے جواب دیا کہ میرا نام جو کچھ ہی وہ ہی لیکن تیرا لہو چکھنے آیا تھا
شاپور کو اُسکا جواب بہت ناگوار گذرا کہا او پاجی کیا کہون کہ ابھی شہزادہ کی خدمت مین تجھے پیش کرنا ہی ورنہ
تیرے اس جواب سخت کے عوض مین مین ابھی تیرا سر پتھر سے کچلتا اُسنے کہا اگر تو میرا سر پتھر سے نہین
کچل سکتا تو میرے عوض اپنا خود سر پتھر سے کچل لے شاپور نے کہا ابے کچھ تیری شامت آئی ہی تو
نہین جانتا کہ اس وقت ہر طرح میرے اختیار مین ہی چاہون ابھی تجھے ہلاک کرون اُسنے کہا چپ
خاموش ہو کر تقدیر کے زور آور تھے جو میرے آنے کے وقت بیدار ہو گئے ورنہ تم سے اور تمہارے
گرو گھنٹال بدیع الملک سے سمجھتا اور اُس وقت پوچھتا کہ کہو کیسا مزاج شریف ہی شاپور
نے کہا خیر اس وقت مین تیری گستاخی کا تحمل کرتا ہون صبح ہو تو شہزادے کے روبرو مین تیرا
مزاج پوچھون اُسنے کہا تم پر کیا موقوف ہی سبھی جتنے ہین سب گستاخی کا تحمل کرتے ہین اور
شاہزادہ کے روبرو میرے بستہ و گرفتہ ہونے کی حالت مین اگر مزاج پوچھا تو کیا کمال کیا
یہ بھی نامردی کی دلیل ہی ہان اگر مین رہا ہوتا اور اُسوقت مزاج پوچھتے تو لطف مزاج پرسی
کا تھا شاپور نے کہا تو نے رستم ثانی کو عالم خواب مین جو گرفتار کیا یہ مردانگی تھی یا شہزادہ بدیع الملک
کو بھی عالم خواب مین گرفتار کرنے آیا تھا یہ بھی مردانگی تھی ہزار ہزار لعنت تیری اس مردانگی پر

دیکھو مردانگی اسکو کہتے ہین کہ تجکو تیرے ہوشیار ہونے کی حالت مین گرفتار کر لیا اس بات کا اُسنے مطلق جواب نہ دیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک آخر شب بیدار ہوا دیکھا خیمہ مین کوئی نہین ہے متردد ہوا کہ ایسا نہو کہ وہ عیار مکار شاپور شیردل کو گرفتار کر لے گیا ہو کیونکہ اگر شاپور اُسکو گرفتار کرتا تو یہین موجود ہوتا یا گرفتار نہ بھی کرتا تو یہان موجود ہوتا اس فکر و تردد مین خیمہ کے باہر گیا دیکھا تمام نگہبانان خیمہ بے خبر سو رہے ہین سب کو بیدار کیا اور کہا تم سب بیخبر سو رہے ہو پہرہ پر کون ہے اُنھون نے کہا شہریار ہماری کیا خطا ہے ہم پہرہ پر موجود تھے شاپور شیردل نے کہا تم سب سو رہو آج شب کو ہم خود خیمہ کی نگہبانی کرینگے اب شاہزادہ کو یقین ہو گیا کہ ضرور شاپور شیردل کو وہ عیار اُٹھا لیگیا بقیہ شب اسی تردد مین بسر کی صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آ کے قیام کیا اور بھی سردار بارگاہ مین حاضر ہوئے شاہزادہ نے کہا تم لوگون کو شاپور کا بھی حال کچھ معلوم ہے اُنھون نے کہا شہریار ہمکو کیا معلوم ہمنے کل یہ سنا تھا کہ شاپور شہزادہ کے خیمہ مین رنجور عیار کے گرفتار کرنے کو مقیم ہے بدیع الملک نے کہا بیشبہ شاپور میرے خیمہ مین شب کو مقیم تھا مگر مجھہ کہا تم سو رہو مین اُسکی گھات مین بیٹھا ہون مین سو رہا آخر شب میری آنکھ کھل گئی وہان اُسکو نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ رنجور اُسکو بھی لے گیا اُنھون نے کہا شہریار یہ طرفہ امر ہے کہ شاپور شیردل رنجور کے شکار کو بیٹھا تھا خود شکار ہو گیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سامنے دیکھا شاپور شیردل ایک سیاہ پوش کو بستہ کئے ہوئے لیے آتا ہے اور آتے ہی بدیع الملک کی خدمت مین پیش کیا بدیع الملک نے پوچھا یہ کون ہے شاپور شیردل نے کہا اس سے خود پوچھو بدیع الملک اُس سیہ پوش کی جانب متوجہ ہوا کہا تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے رنجور نے کہا اس استفسار کی کیا ضرورت ہے اب مین تمھارے اختیار مین ہون میرے بارہ مین جو چاہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہے شاپور شیردل نے کہا ای شہریار یہ اسی طرح فضول بکتا ہے ابھی کیا بکا ہے اور بکیگا اور اسی طرح بیہودہ گوئی مین اپنے صبح کی شہزادہ پھر سیاہ پوش کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تو اپنا ہلاک ہونا چاہتا ہے اُس نے جواب دیا کیا مین نام اور پتا اپنا بتا دونگا تو مجھے رہا کر دوگے اگر اقرار کرو تو مضائقہ نہین ہے بیان کر دونگا ورنہ خواہ مخواہ زبان تھکانے سے کیا فائدہ شہزادہ نے کہا ہان رہا کر دونگا سیاہ پوش نے کہا دیکھو مجھسے بدعہدی نکرنا مین راست راست اپنی حقیقت بیان کرتا ہون شہزادہ نے کہا ہان بیان کر اُسنے کہا شہریار اصل امر یہ ہے کہ مین مطول شاہ کا عیار ہون جو نورالدہر کے ہاتھ سے ہلاک ہوا فرعون نے مجکو لالچ دیا اور کہا بدیع الملک کو کسی طرح گرفتار کر لا پہلی مرتبہ مین رستم ثانی کو گرفتار کرنے گیا اُسنے کہا خیر رستم کو گرفتار کر لایا یہ بھی اچھا کیا اب بدیع الملک کو ضرور لا مین شب کو آیا تھا کہ تمھین گرفتار کر لیجاؤن مین خود گرفتار ہو گیا شاہزادہ نے کہا اب یہ بھی بیان کر کہ فرعون کہان ہے اُسنے کہا فرعونیہ کی جانب راست بارہ فرسنخ کی دوری پر ہاروینہ نام ایک شہر ہے وہان فرعون موجود ہے سات سو سرداران دست چپ اُسکی قید مین ہین شہزادے نے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو رنجور عیار کہتے ہین بس اب مجکو رہا کر دو مین نے راست راست حال بیان کر دیا شہزادہ شاپور

شیر دل کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا رائے ہی شاپور نے کہا شہریار میری رائے اسکے رہا کرنے کی
ہرگز نہین ہی شاہزادے نے کہا ای شاپور اگرچہ اسکا رہا کر دینا مناسب نہین ہی لیکن مین اس سے
اقرار کر چکا ہون اب خلاف عہد کرنا ہرگز دل گوارا نہین کرتا اور مین بجائے خود یہ سمجھتا ہون کہ یہ
عیار پیشہ ہی اگر اسکو رہا کر دونگا تو یہ کیا کر سکتا ہی شاپور نے کہا اختیار ہی شہزادے نے اُسکے
بند کھلوا دیے اور کہا جس طرف تیرا جی چاہے جا اور خود ہاروئیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے
راہ مین ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی شاہزادہ نے مخبرون کو خبر کے واسطے بھیجا وہ دوان دوان
گئے اور خبر لائے کہ نقابدار سرخ پوش خیزا خیز اس طرف چلا آتا ہی جب نقابدار قریب پہونچا شہزادہ
کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا ای برادر کہان گیا اُسنے کہا ای شہریار مین کوہ قاف
کیجانب گیا ہوا تھا کیونکہ ایک ضرورت لاحق ہوگئی تھی بعد فراغ اب حاضر خدمت ہوا ہون شہزادہ
نے کہا اب کیا ارادہ ہی نقابدار سرخ پوش نے کہا جو کچھ ارشاد ہو شاہزادہ نے کہا میرے ہمراہ چلو غرضکہ
دونون روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل قریب ہاروئیہ کے پہونچے قلعہ کے روبرو قیام کیا اس قلعہ کے
حاکم کا نام قہقہہ روئین تن تھا اُسنے جوان کے ورود کی خبر سُنی گرگ پر سوار ہو کے قلعہ سے
باہر آیا اور بدیع الملک پر نعرہ مارا کہ ای خدا پرست تو کیون یہان آیا ہی تو نہین جانتا ہی کہ ہم یہان کے
حاکم و مختار ہین بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک نہین پہونچ سکتا ہی اپنی خیریت چاہتا ہی تو یہان سے
چلا جا ورنہ اگر مرد میدان ہی تو آ مقابلہ کر بدیع الملک اُسکے روبرو آیا اور کہا او پلید ہمکو خوب معلوم
ہی کہ تو اس قلعہ کا حاکم ہی مگر ہم بھی تیرے سرکوب آ پہونچے تجکو البتہ نہین معلوم ہی کہ تیری نسبت اس
قلعہ پر ہمارا کیا حق ہی بس وہ حق ہمکو یہان تک کھینچ لایا ہی قہقہہ روئین تن شہزادے کی اس
تقریر سے ہنسا اور کہا ای خدا پرست تیرا اس قلعہ پر کیا حق ہی ہم مدتہائے مدید سے یہان کے حاکم
ہین تو نے اس وقت ایسی بات کہی ہی جس پر میرے گرگ کو ہنسی آئے تو عجب نہین بدیع الملک
نے کہا او گیدی تیرے گرگ کو خود تیری بیوقوفی پر ہنسی آتی ہی مین ایک سچا حق ظاہر کرتا ہون قہقہہ
روئین تن نے کہا بیان کر کیا سچا حق ظاہر کرتا ہی شہزادے نے کہا جملہ ثروت اور حکومت کا وہ
شخص منصب رکھتا ہی جو اُس خدائے واحد لاشریک کی بندگی کرتا ہی اور جو شرک و کفر مین مبتلا ہی اُسکو
لذات و نعمات دنیا سے کیا نسبت قہقہہ نے کہا ای بدیع الملک لات و منات کے فضل و کرم سے
آج تک اس قلعہ پر حاکم رہا اور اُنکا فضل و کرم شامل حال رہا تو آئندہ بھی حاکم رہونگا شہزادے
نے کہا خیر ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ بیار انچہ داری ز مردی نشان ۔
کمان کیانی و گرز گران ۔ یہ سُنکے قہقہہ شہزادہ کے قریب آیا اور میل آہنی کا وار کیا شہزادے نے اُس وار کو
سپر پر رد کیا اور شمشیر آبدار کا وار زمین دوز اس سُبکی سے کیا کہ چارون پانون گرگ کے قلم ہوگئے اور
قہقہہ پشت گرگ سے زمین پر آیا شہزادے نے نیزہ کو اُسکے کمربند پر مارا اور اسی طرح نیزہ علم کیے ہوئے اپنے
لشکر مین چلا آیا تمام مسلمان گرد نیزہ کے جمع ہوگئے شہزادے نے کہا ای یارو اس گبر مغرور کم بخت کو
نیزہ پر سے اُتار کے گرفتہ و بستہ کر لو چنانچہ سب نے متفق ہو کے اُس کو نیزہ پر سے اُتارا اور مستحکم
بستہ کر لیا اور جائے محفوظ مین رکھ دیا اُس طرف شہزادہ بدیع الملک بارگاہ مین متمکن ہوا حکم دیا

قہقہہ کو لاؤ قہقہہ اُسی طرح بستہ و گرفتہ حاضر ہوا شہزادے نے پوچھا اے قہقہہ تو اول مرتبہ ہنگام مقابلہ بہت ہنستا تھا اب بتا کہ تو کس طرح گرفتار ہو گیا قہقہہ نے کہا اے شہریار مین اُس طرح گرفتار ہو گیا جس طرح حرب و ضرب کا قاعدہ ہے کوئی خاص طریقہ نہ تھا شہزادے نے کہا میری غرض یہ ہے کہ تو اپنی حکومت قلعہ پر بہت مغرور تھا اور بتون کی حمایت پر بھروسہ رکھتا تھا حالانکہ پتھر کسیکی حمایت کیا کر سکتا ہے وہ خود دوسرے کے ہاتھ کا محتاج ہے خیر اب اس قصہ سے کچھ کام نہین ہے یہ بتا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے اور عافیت بخیر ہونا چاہتا ہے تو دین اسلام قبول کر ورنہ عنقریب اپنے کو تہ تیغ سمجھ اور اے قہقہہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ تیری اس کفر و الحاد کی حالت مین شمہ رعایت نہین کرونگا قہقہہ نے بجز اسلام قبول کیے چارہ نہ دیکھا بخوف جان مسلمان ہوا شہزادہ اُسکے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوا اور کہا اے قہقہہ بس اب تو ہماری طرف سے ہر طرح مطمئن رہ اُس نے کہا شہریار مین تمھارا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تمھاری بدولت اُس ضلالت و گمراہی سے نجات پا کے عافیت بخیر ہوئی خداے تعالیٰ کی درگاہ سے تمکو اس کار خیر کے عوض مین بہت کچھ ثواب ملیگا اگر حکم ہو تو اپنے لشکر و اہل قلعہ کو بھی راہ راست پر آنے کی ہدایت کرون اس صورت مین ہم تم دونون بہت کچھ ثواب پائینگے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری ہدایت کرنے سے وہ لوگ بہت جلد راہ راست پر آجا وینگے اور بخوبی دین اسلام کو رواج ہو جاے گا شہزادے نے کہا کیا مضایقہ ہے مگر بار دیگر کب ملاقات ہوگی اُسنے کہا کچھ زیادہ عرصہ درکار نہین ہے سب کو ہدایت و تلقین کر کے کل ہی حاضر خدمت ہونگا اور اُن سب کو اپنے ہمراہ لاؤنگا شہزادے نے بخوشی خاطر اجازت دی قہقہہ قہقہے لگاتا ہوا اور اُچھلتا کودتا ہمیشہ سرنے بدلتا بہت جلد وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین لوگون نے پوچھا تو اسقدر خوش کیون ہے اُسنے جواب دیا کہ اس سے زیادہ خوشی کا سبب کیا ہو سکتا ہے کہ کفر و ضلالت سے نجات پا کے دوست اسلام سے بہرہ یاب ہوا اے عافیت بخیر ہو گئی جب قلعہ مین پہونچا اُسی وقت دربار مین تمام اراکین حکومت کو جمع کیا اور کہا اے یاران من خدا پرستون کی زور اور طاقت اور اقبال مندی کا حال تمنے دیکھا کہ مجکو کس طرح بسہولت گرفتار کر لیا اور وہان مجسے یہ کہا کہ دین اسلام کے قبول کرنے مین اس قید و بند سے نجات ملنا ممکن ہے لیکن خلاف اسکے کسی طرح نجات پانا ممکن نہین ہے بلکہ عنقریب تہ تیغ سمجھنا چاہیے مین نے مصلحت وقت سمجھ کے مسلمانون کے روبرو مسلمان ہو جانا مقدم سمجھا حتے کہ تمکو بھی دائرہ اسلام مین داخل کرنے کا وعدہ اُنسے کر لیا ہے اور اُس سے وعدہ کیا ہے کہ مین اپنی بارگاہ مین جا کر کل ملازمون اور ہمنشیون اور سردارون کو ترغیب دیکر دین اسلام قبول کراؤنگا اسمین سر مو فرق نہوگا اور اگر فرق ہو تو جو چاہیے میرا کیجیے گا مجکو اُسوقت کسیطرح کا عذر نہوگا اب وہان کے لوگون کو میرا انتظار ہوگا کہ سب آدمیون کو ہمراہ لیے آتا ہوگا اگر مین نے وعدہ خلافی کی تو بڑا فساد ہوگا اور میری جان کے لالے پڑ جائینگے سب لوگ اسمین غور اور فکر کر کے مجھے راے دو کہ اس مقدمہ مین کیا کرنا چاہیے اُن سب شخصون نے بعد غور اور فکر کے بالاتفاق سب کے سب ہو کے عرض کیا کہ خداوند نعمت حریف کے مقابلہ مین

جنگ و حرب سے ہزارون فنون کام مین لاے جاتے ہین منجملہ اُن کے ایک بھی فن ہی کہ
بظاہر مسلمان ہوگئے اور اپنی جان بچائی اب وہان واپس جانا ہرگز مصلحت نہین ہی قہقہہ
کی رعایا مین سے ایک تاجر پیشہ نہایت مالدار اور مسن خواجہ فہیم نام مرد مسلمان تھا بیشتر
اوقات اہم مشورون مین قہقہہ اُس تاجر خواجہ فہیم کو شریک کرلیا کرتا تھا قہقہہ نے اُسکو
بھی بلایا اور راے لی اُسنے کہا ای بادشاہ میری راے مین جو کچھ مناسب معلوم ہوگا وہی عرض
کرونگا دران حالیکہ ایک مرتبہ مسلمانون نے غلبہ پایا اور گرفتار کرلے گئے اگر اس مرتبہ بھی
سرتابی کیجاوے گی تو مسلمان نہایت برہم ہونگے اور ہنگامہ حرب و پیکار گرم کرکے اہل
قلعہ سے ایک کو بھی زندہ نچھوڑین گے اور اُس وقت کوئی عہد سچ بھی کیا جاویگا تو وہ جھوٹ
سمجھین گے اور ہمیشہ کو اعتبار جاتا رہیگا اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہر نوع اُنکی
اطاعت قبول کیجاوے بعض بعض نہایت برہم ہوکے اور کہا ای بادشاہ خواجہ فہیم کی اس
بارہ مین راے بالکل غلط ہی اس واسطے کہ وہ خود مسلمان ہی وہ ہر مرتبہ یہی راے دیگا
کہ مسلمانون سے موافقت کرنا مناسب ہی قہقہہ رویین تن نے کہا ہان میرا بھی یہی خیال ہی کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی چنانچہ مسلمانون کی بغاوت کو دل مین جگہ دیکے اور
اس راے کو مقرر کرکے تمام دروازون کو بند کروا کے قلعہ بند ہوگیا یہان شہزادہ بدیع الملک
تمام روز انتظار کرتا رہا جب رات ہوگئی اور قہقہہ رویین تن واپس نہ آیا شہزادے نے
شاپور شیردل سے کہا کہ ای شاپور قہقہہ رویین تن ابتک واپس نہین آیا معلوم ہوتا ہی وہ
واپس نہ آئیگا شاپور شیردل نے کہا شہریار تمہارا کس طرف خیال ہی قہقہہ ہرگز نہین واپس
آئیگا وہ قلعہ مین پہونچ کے پھر باغی ہوگیا اور اُس وقت فقط جان کے خوف سے مسلمان ہوگیا
تھا ای شہریار میرے نزدیک اُسکو ابھی رہا کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اگر اہل قلعہ کو مسلمان کرنا
مقصود تھا تو خود تکلیف گوارا کی ہوتی قہقہہ کی عدم موجودگی مین بسہولت تمام اہل قلعہ دایرہ
اسلام مین داخل ہوجاتے اور اب پھر وہی دقت پیش ہی جو قبل مین تھی شہزادے نے کہا ای شاپور دین اسلام کا
مدار ظاہر پر ہی اُسکے بطون کا حال کس کو معلوم تھا خیر اگر وہ فریب دیکے یہان سے قلعہ مین
جا چھپا ہی تو کیا مضایقہ ہی آج نہین کل اُسکے بارہ مین سمجھا جاویگا الغرض دوسرے روز شاہزادہ
مرکب پر سوار ہوکے مع یاران ہمراہی قریب قلعہ کے آیا اور دروازہ قلعہ کے روبرو استادہ
ہوکے قلعہ کو دیکھا معلوم ہوا قلعہ بہت بلند و مستحکم ہی اس طرح قلعہ مین گذر نہین ہوسکتا ہی وہان
سے واپس آکے دربار مین قیام کیا اور شاپور سے کہا ای شاپور قلعہ تخمیناً چالیس پچاس گز بلند
اور نہایت مستحکم معلوم ہوتا ہی فلہذا آج شب کو کسی طرح قلعہ مین پہونچین گے اور سعد شہریار
سے کہا شہریار تم مع لشکر تیار و مستعد رہو جس وقت ہم قلعہ مین پہونچ جائین تم بیرون قلعہ
حملہ کرکے اور قلعہ کا دروازہ توڑ کر اندرون قلعہ داخل ہوا ور میری مدد کو پہونچو سعد شہریار
نے قبول کیا پس شب کو شہزادہ بدیع مع شاپور شیردل اُس پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا
ایک سوار گرد قلعہ کے گشت کر رہا ہی شہزادہ نے باآواز بلند کہا ای سوار تو کون ہی جو اس وقت

گشت کر رہا ہی اُس سوار نے شہزادے کی آواز پہچانی کہا ای شہریار مطمئن رہو کوئی غیر نہین ہی مین ہون نقابدار نے کہا عرصہ ہوا کہ اس قلعہ کے گرد پھر رہا ہون مگر راہ کا پتہ نہین ملتا کہ قلعہ مین داخل ہو شاید تمکو معلوم ہو شاہزادہ نے کہا مجکو اس قلعہ کی راہ معلوم ہی نقابدار نے کہا اچھا پھر مجھکو بھی ساتھ لو شہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہی تم بھی آؤ شہزادہ بدیع الملک ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے بلندی کوہ پر پہونچا شاپور شیردل سے کہا ای شاپور تمہارے اندازہ مین یہان سے قلعہ کی دیوار کس قدر بلند ہوگی اُسنے کہا شہریار میرے نزدیک یہان سے اس دیوار قلعہ کی بلندی چالیس گز ہوگی اور فصیل قلعہ کو یہان سے ساٹھ گز سمجھنا چاہیے اگر کوئی جست کرے تو ایسی جست ہونا چاہیے جو ساٹھ ستر گز بلند ہو شاہزادہ نے کہا ای شاپور تجھے جرأت ہی اُسنے کہا شہریار تعمیل حکم مین مجکو کچھ عذر نہین ہی لیکن قیاس مین نہین آتا کہ مین جست کرکے بالائے فصیل پہونچ جاؤنگا شاہزادہ متبسم ہوا اور دامن گردان کے دونون پانون قائم کیے اور شل پلنگ جست کرکے فصیل قلعہ پر پہونچا مع ندا نقابدار نے بھی جست کی وہ بھی فصیل قلعہ پر پہونچا شاپور کو جرأت ہوئی اُسنے بھی دامن گردان کے جست کی قریب تھا کہ زیر قلعہ آرہے مگر بالائے دیوار ہاتھ پہونچ گیا بچستی و چالاکی تمام یہ بھی فصیل پر پہونچا یہ سب باتفاق قلعہ مین پہونچے اور اُس دروازہ کی جانب آئے جہان لشکر اسلام مقیم تھا اہل قلعہ نے جو ان دلاورون کو قلعہ مین دیکھا سب نے تلوارین میان سے کھینچ لین اور باتفاق حملہ آور ہوئے ان دلاورون نے بھی داد مردی و مردانگی دینا شروع کردی شہزادہ بدیع الملک اُسوقت برق کی طرح مرکب کو چمکاتا ہوا اور تلوار علم کیے ہوئے کبھی اس غول مین تھا اور کبھی اُس مجمع مین در آیا پھر جا کہ شمشیر او کار کرد ❁ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ❁ اِس اثنا مین شہزادے نے شاپور شیردل کو آواز دی کہ جلد سفید مہرہ سے کام لو شاپور نے سفید مہرہ بغل سے نکالا اور پھونکا بیرون قلعہ تمام لشکر مسلمانون کا گوش بر آواز تھا جون ہین سفید مہرہ کی آواز اور شہزادہ نور الدہر کی صدا اُنکے گوش زد ہوئی ایک ہی مرتبہ گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے دروازہ قلعہ پر آپہونچے اور ضربہائے شمشیر سے دروازہ کو توڑ کے بلاتکلف قلعہ مین داخل ہوئے فرعون ملعون اور سرداران فوج کفار نے دیکھا کہ مسلمان مع فوج قلعہ مین داخل ہوگئے ان سے مقابلہ کرکے سربر ہونا غیر ممکن ہی اُن مکارون نے حمزہ ثانی و یاران بستہ و گرفتہ کو ساتھ لیا اور قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول کے بیرون حصار کی جانب گریز کی رستم ثانی وغیرہ کو طوق و زنجیر مین مسلسل اونٹون پر سوار کیے ہوئے خیزاں خیز چلا جاتا تھا کہین راہ مین ایک لمحہ بھی دم نہ لیا ہر مرتبہ اُسکے دل مین خیال آتا تھا کہ مبادا بدیع الملک مجھ تک پہونچ جاے اور گرفتار کرے اُس وقت کسی صورت سے رہائی ممکن نہ ہوگی اور اپنے معتقدون مین مطعون ہون گا کہ خداوند ایسا صاحب قدرت خدا پرستون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا اثنائے راہ مین درخت بکثرت تھے رستم ثانی کے دلمین اُسوقت اُس بات نے خطور کیا کہ ای رستم ثانی اب تو فرعون کی قید مین مبتلا ہی کوئی صورت رہائی کی نظر نہین آتی اگر فرعون شاہ ہمکو ہمراہ لیکے وہان سے گریز نہ کرتا تو شاید بدیع الملک کی کوشش اور سعی سے رہا ہو جاتے اور اب بھی کچھ عجب نہین ہی کہ اگر بدیع الملک کی کوشش اور سعی بلیغ سے رہا ہون

ایسی رہائی ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہی بیشتر اوقات بدیع الملک کے مقابلہ مین خفت حاصل ہوئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب کی مرتبہ جو اپنا اونٹ کسی درخت کے نیچے سے گذرے کسی شاخ درخت کو گرفت مین لاکے درخت مین آویزان ہو رہنا چاہیے چنانچہ ایسی ہی تدبیر عمل مین لایا کہ ایک درخت کی گندہ شاخ مین آویزان ہوگیا اور جس اونٹ کی پشت پر سوار تھا وہ اونٹ نکل گیا رستم ثانی اُس شاخ پر چڑھ گیا جب تک فرعون نظر کے سامنے رہا رستم ثانی اُس درخت پر پوشیدہ بیٹھا رہا جب فرعون دور نکل گیا رستم درخت پر سے زمین پر کودا اور تنۂ درخت وغیرہ پر مار کے بندہاے دست وپا کو توڑا پھر خیال آیا کہ اُس خداے قادر توانا کا ہزار ہزار شکر ہی کہ بغیر کوشش وسعی بدیع الملک سے مین فرعون کی قید سے رہا ہوگیا اب کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ بدیع الملک یہان تک پہونچنے بھی نہ پاسکے اور فرعون کا قصہ پاک ہو جاے تاکہ بدیع الملک پر اپنے کو سبقت رہے چنانچہ سروپا برہنہ روانہ ہوا اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ قید وبند فرعون سے اس طرح رہائی ہوئی اگر فرعون کے بارہ مین کچھ کوشش کرتا ہون تو اُسکے واسطے سامان وبراق درکار ہی اور یہان کچھ بھی نہین صرف ایک بینی دوگوش ہین ایک درخت کے قریب پہونچا اُسکو مع بیخ زمین سے اُکھیڑ لیا پھر اُسکو دوسرے درخت پر مارتا تا اینکہ تمام شاخ وبرگ وغیرہ سے پاک ہوگیا اُس تنہ کو دوش پر رکھکے روانہ ہوا۔

اب رستم ثانی کو فرعون شاہ کی فکر مین مبتلا رواں رکھا جاتا ہی اور شاہزادہ عالی وقار بدیع الملک نامدار کا حال خیریت اشتمال بیان کیا جاتا ہی

دیدہ اسعے ہوئے روشن تری تنویر سے + گوش کر کان جواہر بنگئے تقریر سے + کیون نہ داغ عشق سے ہو وہ رخامی عشق کی پختہ ہوتے ہین ثمر خورشید کی تاثیر سے + آئینہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہی ہی فروغ مہر و ذرات الٰہی تنویر سے + اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا + آئینہ شاید بنا ہی آہن زنجیر سے فاش ہو باغ جہا نہین راز دل ممکن نہین + سیکھے ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے + سنے گنہ ایذا نہ دیتے ہمکو صنم بہر خدا + امن ہی سودائیون کو جرم کی تعزیر سے + مے پرستو آو کرلین محتسب کو سنگسار + بچ رہے ہین سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے + ہو دلا اتنا نہ مضطر کیا ہی وہ رعنا غزال + شیر کو لاتے ہین قابو مین بشر تدبیر سے + ہاے قاصد پھرتے پھرتے گھس گئے مثل قلم + خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے بندھ سکے مضمون نہ میری وحشت پرزور کا + مثل سودائی اگر باندھے کوئی زنجیر سے + سرو قد اُس نوجوان کا بس ہی مجھ آزاد کو + شجرۂ ملعونہ مانگون زاہدا کس پیر سے + ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی + گلشنو مین آگئی روح معنی کشمیر سے + نگارندۂ نقش معنی فریب + عروس سخن راچنین داد زیب کہ شاہزادہ ثریا وسادہ نے جسکی ہمت وجرأت کے سامنے رستم واسفندیار قائم نہین رہ سکتے اُسپر ہزار ہزار تحسین اور لاکھ لاکھ آفرین ہے ہمیشہ حق تعالے شادمان دارد دل اورا + بفضل خویشتن آسان نماید مشکل اورا + جب ہاروینہ کو مسخر کیا اور تمام اہل ہاروینہ کو مسلمان کیا کہا اب فرعون کی خبر لینا چاہیے نہین معلوم کہان ہی شاپور شیر دل نے عرض کی شہریار مجکو معلوم ہی کہ تھوڑے روز ہوسکے کہ وہ نابکار ملعون وشیطان پر وہین حصار کی جانب ضحاک شاہ کے پایہ تخت مین گیا ہی

بدیع الملک اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سعد شہریار کی جانب متوجہ ہوکے کہا ای بادشاہ زمانہ کا عجیب وغریب رنگ ہی جس کام مین جسقدر تعجیل کرو اُسی قدر اُسمین تاخیر ہوتی ہی کسقدر عرصہ سے اس بات مین کوشش کر رہا ہون کہ کسی طرح حمزہ ثانی کو فرعون شاہ کی قید سے جلد رہا کرون مگر ہنوز روز اول ہی بجد وجہد تمام اپنے کو قلعہ مین پونہچایا حالانکہ اُس قلعہ مستحکم مین پہونچنا بڑا ہی کام تھا پھر بھی حمزہ ثانی کو ہمراہ لیکے فرعون بھاگ گیا اب تم مقدمہ لشکر کو ہمراہ لیکے بعد مین آنا مین پیشتر جاتا ہون کیا عجب ہی اگر اس مرتبہ حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہا ہو جائے سعد شہریار نے کہا ای بدیع الملک دلاور اپنے ہمراہ کس قدر فوج لیجاؤگے بدیع الملک نے کہا مین اپنے ہمراہ ایک آدمی کو بھی نہین لے جاؤنگا سعد شہریار نے کہا میری راے تنہا جانے کی نہین ہی آیندہ تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے کہا خداوند عالم اپنے بندے کا حامی اور مددگار ہی یہ کہا اور یکہ وتنہا پردین حصار کی جانب روانہ ہوا اُس طرف رستم ثانی راہ مین چلا جاتا تھا حتی کہ لشکر کے قریب پہونچا پہر دن چڑھا تھا کہ دیکھا ایک فوج کثیر مقیم ہی اُس لشکر مین آیا اہل لشکر مین سے جسنے رستم ثانی کو دیکھا متعجب ہوا اور بجاے خود خیال کیا کہ یہ جوان فرزندان امیر سے مشابہ ہی یہ یہان کس طرح آیا کیا دیوانہ ہوگیا ہی رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا ایک نقابدار سرخ پوش بارگاہ مین متمکن ہی رستم ثانی کو بطریق اسلام سلام کیا نقابدار نے بعد جواب سلام کہا ای جوان تو کون ہی اور یہان کیون آیا ہی رستم ثانی نے کہا ای نقابدار مین رستم بن تورج ہون نقابدار نے جونہی رستم ثانی کا نام سُنا کہا ای رستم یہان تو کیون آیا ہی بلا تاخیر یہان سے چلا جا مین تیری صورت نہین دیکھنا چاہتا مین خاص بدیع الملک دلاور کا خیرخواہ و شریک ہون ای رستم ثانی اگر تو میرے سامنے سے نہ چلا جائیگا تو مین تجکو بہت سخت سزا دونگا مین ہرگز تجھسے خوش نہین ہون دراینحالیکہ تو اپنی حقیقت کی طرف نظر نہین کرتا اور بدیع الملک سے دعوے ہمچشمی کرتا ہی مین اس وجہ سے مجبور ہون کہ تجھے امیر حمزہ صاحبقران سے ایک طرح کی نسبت ہی ورنہ مین تجکو ایسی سخت سزا دیتا کہ مدت العمر تو یاد رکھتا تجکو بزرگون کا مقولہ نہین یاد ہی کہ اُنھون نے فرمایا ہی ؎ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ رستم ثانی نے کہا ای خیرہ سر یہ کیا دیوانگی ہی کہ مجکو دیکھتے ہی ازخودرفتہ ہوگیا اور بیہودہ لاف وگزاف بکنا شروع کردیا بدیع الملک مین کیا فوق اور افضلیت جو مجھ مین نہین ہی ہان اسقدر فرق اور تفاوت ضرور ہی کہ مین حمزہ صاحبقران کے یاران دست چپ مین سے ہون اور بدیع الملک دست راست مین سے پھر دست راست کو دست چپ پر کچھ ایسا فوق نہین ہی جس کا مین خیال کرون مزید بران اگر بدیع الملک سے کارہاے نمایان ظہور مین آسکے ہین تو کسیقدر مین نے بھی اہم کام انجام دیے ہین مین تیری کچھ پرواہ نہین رکھتا تیری میرے سامنے کیا حقیقت ہی اور بدیع الملک کی کیا وقعت ہی نقابدار اپنی جگہ سے برہم اور غصہ مین ہوکے یکبارگی اُٹھ کھڑا ہوا اور رستم ثانی کی جانب بے تحاشا زد مین دوڑا اور ادھر سے رستم ثانی بھی اُسکی جانب جھپٹا دونون مین جنگ زردست وبازو شروع ہوئی رستم ثانی ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ ای نقابدار تعجب ہی کہ تو مجکو امیر حمزہ صاحبقران کی نسبت سے بخوبی پہچانتا ہی اور پھر

اسقدر مجسے پرخاش رکھتا ہی نقابدار کہتا تھا ہان مین بخوبی پہچانتا ہون لیکن مین طرفدار شہزادہ بدیع الملک
ہی کا ہون اور تو اُس سے دعوے ہمچشمی کرتا ہی مجکو یہ امر بہت ناگوار ہی رستم ثانی کہتا تھا کہ اگر مجکو
میرا دعوے ہمچشمی ناگوار ہی تو مجکو بھی تیری حرکت بیہودہ ناگوار ہی اور ہر کشش اور کوشش مین مصروف ہو جانا
تمھارا ہی کہتا ہی کہ تین شب و روز تک یہ کشتی رہی اور کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا چوتھے روز رستم
ثانی نے بجاے خود خیال کیا کہ مین اس طرف خاص اس غرض سے آیا تھا کہ حمزہ ثانی فرعون شاہ
کی قید مین مبتلا ہین نہین معلوم اُس والاجاہ پر کیا مصیبت گذرتی ہوگی اُسکو بکوشش تمام رہا کرنا چاہیے
قبل اسکے کہ بدیع الملک کوشش کرکے اُس عالی منزلت کو رہا کرے یہان یہ نقابدار خرمسر
جو بدیع الملک کشتی گیر زادہ کا ہوا خواہ ہی میرا سدراہ ہوا ہی اور چار روز کا عرصہ گذر گیا ہی مین
یہان اس قصہ کے فیصل کرنے مین مصروف رہونگا وہان بدیع الملک اپنا کام انجام دے لیگا نظر
بران بآواز بلند نعرہ مارا کہ باش اوخیرہ سر طرفدار کشتی گیر زادہ اور نقابدار کے کمر بند کو گرفت مین لا کے
اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ نقابدار کو بقوت تمام زمین پر مارے کہ نقش زمین ہو جاے نقابدار نے
کہا اے رستم ثانی از ماست کہ بر ماست مین نے اپنے قصور کی سزا پائی اب میری جان تیرے قبضہ مین ہی
معاف کر اور مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے کہا تو کون ہی نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی رستم
ثانی نے دیکھا کہ وہ نقابدار شہراسپ بن برباسپ ہے شہزادہ رستم نے کہا اے شہراسپ تیری جنگ
و حرب پیش آنے کی کیا وجہ تھی اُسنے کہا اے شہریار اصل امر یہ ہی کہ مین نے صرف تمھارے زور و طاقت کی آزمایش
کی غرض سے مقابلہ کیا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی پس رستم ثانی کو ایک خلعت گران بہا دیا اور اُسکے زور و
طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا اے شہریار مجکو گمان نہ تھا کہ تم ایسے صاحب زور و طاقت ہو پھر رستم ثانی
نے کہا اب اس قصہ کو ملتوی رکھو اور یہ کہو کہ تمھارا کیا ارادہ ہی شہراسپ نے کہا شہریار جو ارادہ
تمھارا ہو وہی ارادہ میرا بھی سمجھو رستم ثانی نے کہا مین اس طرف خاص اس ارادہ سے وارد ہوا تھا
کہ حمزہ ثانی کو فرعون کی قید شدید سے رہا کرون یہان تمھارا سامنا ہوا اب میری راے یہ ہی
کہ ہم تم دونون باہم پروین حصار مین چلین اور اُس والاجاہ کی رہائی کی فکر کرین شہراسپ
نے کہا کیا مضائقہ وہ رات وہین بسر کی انواع و اقسام کی گفت و شنید آپس مین رہی دوسرے
روز شاہزادہ رستم کوچ کرکے روانہ ہوا چونکہ پروین حصار کا اُس مقام سے بہت دور دراز
فاصلہ تھا کیی روز راہ روی مین گذر گئے اور جو کچھ راہ کے چلنے مین تکلیف گذری اُسکا کیا ذکر ہی
ایک روز اثناے راہ طے الارض مین دور ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا رستم ثانی نے کہا اے شہراسپ
یہ تتق گرد کیسا ہی اُسنے کہا اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ لشکر فرعون کہین سے واپس آتا ہی یا کسی بادشاہ
کی فوج فرعون کی مدد کے واسطے آتی ہی اسکے سوا کچھ سمجھ مین نہین آتا حتے کہ دامن گرد چاک ہوا
شہزادہ رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ بلندوقار بدیع الملک عالی تبار تیز تیز چلا آتا ہی جسکے سر پر
ایک ہزار طیور سایہ کیے ہوے اور ہیکل ہزار و یک دانہ لعل گردن مین حمائل لباس لعل و مروارید
زیب بدن مرکب عراقی پر سوار پیش و پس راست و چپ خدم و حشم کی کثرت ہی جون ہی
شہزادہ بدیع الملک کی نظر رستم ثانی پر پڑی بفور دیکھتے پہچانا بے تحاشا مرکب کو دوڑاتا ہوا

رستم ثانی کے قریب پہونچا اور کہا ای برادر رستم تم یہان کہان مجکو حیرت ہو کہ یہ خواب ہی
یا بیداری مدہوش ہون یا ہوشیاری کے عالم مین تمکو دیکھ رہا ہون شہزادہ رستم ہنسا
اور کہا ای شہریار مطمین رہو یہ خواب نہین ہو بلکہ بیداری کا عالم ہو مین واقعی فرعون کی قید مین
مبتلا تھا جب تمنے لشکر فرعونی کو پسپا کیا فرعون ہم سب قیدیون کو ہمراہ لیکے بھاگا تھا ہم سب
قیدی اونٹون پر سوار تھے اثنای راہ مین ایک درخت کے نیچے سے ہمارا اونٹ گذرا مین
سوچا کہ اب اس قید شدید سے رہا ہون یہ امر محال ہو اگر کسی تدبیر سے رہائی ممکن ہو تو کیون
تساہل کیا جاے اگر خدا نے چاہا تو حمزہ ثانی بھی قید فرعون سے رہا ہو جائینگے نظر بران مین
اُس درخت کی ایک شاخ سے لپٹ گیا وہ اونٹ اُس درخت کے نیچے سے گذر مین اُس
درخت پر چڑھ گیا اسی طرح تمام قصہ کو بالتفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک نے نہراسپ کا
حال پوچھا کہا انکا کچھ حال نہ پوچھو انھون نے میری تذلیل وتضحیک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا تھا ہزار ہزار شکر اُس کریم کارساز کا کہ اُسنے انکے مقابلہ مین میری آبرو رکھی
ای بدیع الملک مین صاف کہتا ہون کہ اگر مین نہراسپ کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا تو یہ ہرگز
رعایت کو دخل نہ دیتا اسی طرح تمام سرگذشت کو تصریحاً بیان کیا بدیع الملک نے رستم
ثانی کی جرأت وہمت کی تعریف کی اور کہا ای برادر فرعون نابکار پروین حصار مین پناہ
گزین ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ تم اس فوج کو اپنے ہمراہ لو اور پروین حصار کی جانب روانہ
ہو اور مین یکہ وتنہا جاتا ہون دیکھون مجسے کیا کارروائی ظہور مین آتی ہو اور تم کیا کار نمایان
کرتے ہو رستم ثانی مرکب کو دوڑاتا ہوا بدیع الملک کے قریب آیا اور نہراسپ کی
جانب متوجہ ہوکے کہا ای نہراسپ تم یہین مقیم رہو اور اسقدر انتظار کرو کہ بادشاہ لشکر اسلام
یہان پہونچے اُسکے ہمراہ یہان تم آنا مین بدیع الملک کے ہمراہ جاتا ہون دیکھون پردۂ غیب
سے کیا ظہور مین آتا ہی حمزہ صاحبقران کو فرعون کی قید مین بہت عرصہ گذرا ہی مین چاہتا ہون
جہانتک ممکن ہو جلد فرعون کا قصہ پاک کرون تاکہ وہ عالی جاہ اُس قید مصیبت سے نجات پاوے
یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اب آگے اسکا بیان ہوگا

داستان جانا بدیع الملک اور رستم ثانی کا پروین حصار کیطرف

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین سرو کو صدقہ مین آزاد کیا کرتے ہین زلف عنبر رنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین دیکھ کے برق کو فریاد کیا کرتے ہین + گھر جو بے یار ہو ویران
تو تصور مین مدام + خانہ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین + رشک سے لیتے ہین نام کہ سن لے
کوئی + دل ہی دل مین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین ہوتے ہین جاتے ہی مکتب مین پریرو خونریز + کیا یہ جلاد کو
اُستاد کیا کرتے ہین + پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس + ہم فقط خاطر صیاد
کیا کرتے ہین + ملک الموت اگر کہیے انھین تو ہی بجا + قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین +
انتقام اُسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون + چھوٹے وعدون سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین +

تیرا دیوان ہو گیا سامنے آنکے ناسخ جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین عارفان رموز خوش بیانی و واقفان
غموض نکتہ دانی مثل ملا حسین طوبی و حاجی شہاب الدین ہمدانی اس مقام سے داستان ندرت بیان
و قصۂ حیرت عنوان کو اس طرح مرتبط کرتے ہین کہ جب شاہزادہ فلک شوکت اعنے بدیع الملک
بلند رفعت بہمراہی شاہزادہ رستم ثانی بیرون حصار کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ فرعون شاہ مع فوج
و لشکر شکار گاہ مین مصروف ہی اور چونکہ مسلمانون کی یورش کا دغدغہ اُسکے دل مین سمایا ہوا ہی بنابران
بنظر احتیاط گرداگرد سے لشکر حلقہ کیے ہوئے ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا ای برادر رستم
تم سمجھے یہ فوج و لشکر کسکا ہی اور یہ کون مقام ہی اُسنے کہا ای شہریار مین نہین سمجھا شہزادہ بدیع الملک
نے کہا یہ فوج و لشکر خود فرعون کا ہی اور وہ سامنے جو فوج کو حلقہ کیے دیکھتے ہو یہان فرعون ہی
اور فوج کو حفاظت کے واسطے اپنے گرد حلقہ کیے ہوئے ہی تا کہ مسلمانون مین سے کوئی کسی طرحکا
صدمہ نہ پہونچا سکے خیر خداوند عالم مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ضرور پیدا ہو جائیگا جبکا فرملعون
اپنے کفر و الحاد کی سزا ے معقول پائیگا افسوس میرے ہاتھ سے اس مرتبہ نکل گیا ورنہ اب تک کب کا
اس قصہ کو پاک کیا ہوتا رستم ثانی نے کہا ای شہریار پھر کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا وہ جو سامنے
بلند ٹیلہ ہی وہان چل کے تماشا دیکھنا چاہیے کہ یہ ملعون کس طرح شکار کرتا ہی چنانچہ یہ دونون جوان
بڑی محنت اور مشقت سے اُس ٹیلہ پر آکے مقیم ہوئے اور فرعون کے صید و شکار کا تماشا دیکھنے لگے
یکایک فرعون کی بھی نظر دور سے ان دونون جوانون پر پڑی مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ہزارہا جانور
انکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہی یہ دیکھتے ہی خوف کے سبب سے زرد ہو گیا اور مثل بید کے کانپنے
لگا شیاطین کو قریب اپنے طلب کیا اور کہا ای شیاطین دیکھ تو یہ دونون سوار کون ہین جو اس
پشتہ پر مقیم ہین آیا انکو پہچانتا ہی یا نہین پہچانتا اگر پہچانتا ہی تو بتا یہ کون ہین ان دونون سوارون کو دیکھ کے
میرے دل مین ہول پیدا ہو گیا ہی اور بہت پریشان اور خوف زدہ ہون جب تک ان دونکا حال بخوبی
دریافت نہ ہو جائیگا میرا دل صید و شکار مین ہرگز مصروف نہ ہوگا یہ کہکے بسبب خوف کے زار زار
رونے لگا اور کہا ہاے میرے حسد اور ندامت بزرگ تجکو کچھ بھی میری راحت و آسایش کا
نہین خیال ہی ہاے افسوس جہان جاتا ہون وہان ایک نہ ایک دغدغہ میرے دلکے دہلا دینے کے واسطے
پیدا ہو جاتا ہی شیاطین نے بھی بغور و تامل جانب پشتہ نگاہ کی اور کہا ای خداوند کیا صید و شکار مین مصروف
ہی تیرے بندون کے جوتیان کہانے کا پھر سامان نظر آتا ہی فرعون نے کہا ای شیاطین کچھ مفصل حال
کہو تو سہی کیا سامان تجکو نظر آیا اُسنے کہا ای خداوند نعمت میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ
حال ہی وہ آپکے روبرو ہی ؎ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ✤ آج کل جب غور کرتا ہون تیری
مشیت مین یہی گذرتا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند کے بندون کو جہان تک ممکن ہو جوتیان کہلاؤ ذرا ملاحظہ
فرمایئے کہ بلند پشتہ پر جانب جنوب جو جوان کھڑا ہی وہ بدیع الملک ہی اور جانب مشرق جو جوان ہی
وہ رستم ثانی ہی ہم مسلمانون سے یہ جگہ محفوظ اور بیخطر سمجھ کے واسطے جان بچانے کے
آئے تھے معلوم نہین کہ ہمارے خداوند کو کیا منظور ہی یہان بھی وہی سامنا نظر آتا ہی فرعون نے شیاطین
کو بہت دلاسا و تشفی دیکر کہا کہ گھبراو نہین ہوش و حواس درست رکھو صرف یہی دونون جوان ہین انکا

گرفتار کر لینا کیا مشکل امر ہی اور اپنے لشکر کو فوراً حکم دیا کہ بہت جلد ان دونون سواروں کو گرفتار
کر لو اگر زندہ گرفتار نہ ہو سکین تو بلا تکلف ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤ اب تک تو بمقتضاے رحم
اپنے بندے سمجھ کے چشم پوشی کرتے رہے مگر اب ہم مطلق رعایت نہ کرینگے پس قہقہہ روئین تن
مع ساسان خونخوار فوج بیشمار ہمراہ لیکے ان دونون جوانون کی جانب بے تحاشا دوڑا جب
ان دونون جوانون نے یہ سامان طوفان بے تمیزی دیکھا بدیع الملک نے کہا ای برادر رستم خبردار
ہو جاؤ یہ فوج گراسی جانب آتی ہی رستم ثانی نے بدیع الملک کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دونون نے
تلوارین نیامون سے کھینچ کے ایک نعرہ اللہ اکبر کہکے مارا اور لشکر کفار مین درآئے رستم ثانی کا
سامنا ساسان جیسا مان سے ہوا ساسان نے تلوار کا وار رستم ثانی پر کیا رستم نے اُس وار کو
سپر پر رد کیا اور الیاز بردست وار اُس کی کمر پر کیا کہ فوراً قلم ہو کے زمین پر گرا قہقہہ روئین تن
نے جو ساسان کو اس صفائی سے قتل ہوتے دیکھا نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے رستم ثانی
کے روبرو آیا اور کہا ای رستم ثانی تو نے ساسان کو بحیلہ قتل کیا آ میرا مقابلہ کر دیکھون تو کیسا مرد
میدان ہو لا اور ہی رستم ثانی نے کہا او بے ایمان ملعون دروغ گو ساسان کے جہنم واصل ہونے
مین حیلہ کا کیا دخل تھا اگر تو مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہی تو بھی مجھے کچھ عذر نہین ہی ؎ بیار آنچہ داری
زمردی نشان ✢ اس تقریر کو سنکے شاہزادہ بدیع الملک قہقہہ روئین تن کے قریب آیا اور
کہا او قہقہہ کیا تو رستم ثانی سے بحث کرتا ہی ساسان مقتول اُس بہادر کا حصہ تھا تو میرا حصہ
ہی مجھسے مقابلہ کر قہقہہ نے کہا تو کیا بنا لیگا آ تو ہی سہی یہ کہا اور جو میل آہنی کہ اُسکے ہاتھ مین تھا
اُسکو چرخ دیکے اس زور سے شاہزادہ بدیع کے سر پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش
پاش ہو جاتا مگر اُس والا جاہ عالی بارگاہ بہادر یگانہ شجاع زمانہ نے اُس میل آہن کو اپنے تک
آنے بھی نہ دیا مثل برق لپک کے بائین ہاتھ سے اسکے ہاتھ کو ایسی جھٹکی زور سے دی کہ وہ
میل آہن ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا کے گرا اور ہاتھ شقی ملعون کا جھولا کھا گیا ساتھ ہی اسکے
شاہزادے نے دست راست سے ایک تھپڑ اُسکے کلہ پر اس زور سے مارا کہ تڑاقے کی
آواز بلند ہوئی تمام مردان فوج دہل گئے اور وہ خود بھی متعجب ہوا بعدہ شاہزادہ نے اُسکے
بند کمر مین ہاتھ ڈال کے لپک تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا او قہقہہ اب بتا تجکو کہان پھینکون اور
کس طرح تجکو ہلاک کرون قہقہہ کو اُسوقت گمان تھا کہ اگرچہ اس جوان نے مجکو سر سے بلند
کر لیا ہی لیکن ابھی ہلاک نہین کریگا کہا ای جوان اگرچہ حسب اتفاق تو نے مجکو سر سے بلند کر لیا
ہے لیکن مین زمین پر آؤن تو بتاؤن شاہزادے نے کہا او ملعون ابھی تجھے گمان باقی ہی
کہ زمین پر آ کے پھر لڑونگا او شقی زمین پر آ کے تجھمین جان بھی باقی رہیگی دیکھ ابھی زمین پر
بھی بہت جلد آتا ہے یہ کہا اور اس زور سے زمین پر دے مارا کہ تمام اعضاے قہقہہ سست
ہو گئے اور اُسکے حواس خمسہ باقی نہ رہے شاہزادہ بدیع الملک نے اُسیوقت اُسکے سینہ پر
سوار ہو کے کہا ای دروغ گو اب زمین پر آنے کا حال تجھے معلوم ہوا ہوگا اُسوقت قہقہہ
مین مجال جواب دینے کی نہ تھی کہ کچھ اپنی زبان سے جواب دیتا شاہزادہ نے قہقہہ کا

ایک پانون اپنے پانون کے نیچے رکھا اور اُسکا دوسرا پانون گرفت مین لاکے زور کر تا ہی فوراً مثل گرباس دو پارہ ہوگیا شاہزادہ نے ایک حصہ ایک جانب پھینک دیا اور دوسرا دوسری جانب پھینک تے کہا خس کم جہان پاک ؛ اے برادر رستم ثانی بس اب توقف کا موقع نہین ہی اور مرکب پر سوار ہوکے لشکر کفار مین درآیا اُس طرف جب تک ساسان شہزادہ رستم کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور قہقہہ روئین تن بدیع الملک سے مقابل رہا فرعون تماشا دیکھتا رہا جب قہقہہ بھی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا فرعون گھبرا گیا فوراً عنان مرکب کو پھیر کے پروین حصار کی جانب بھاگا اور قلعہ مین داخل ہوگیا اور شیاطین سے کہا ای بندہ خاص من تو نے دیکھا کہ ان دونون خدا پرستون نے ساسان اور قہقہہ روئین تن ایسے زبردست پہلوانون کو ہلاک کیا وا ای بربادی و بر خرابی ما بس میری خداوندی کی خیریت نہین معلوم ہوتی ہی کس ساعت سے ان خدا پرستون کا مقابلہ شروع ہوا ہی کہ ہر مرتبہ وہ غالب رہتے ہین شیاطین نے کہا البتہ خدا پرستون کے پاس کوئی ایسا زبردست افسون ہی جسکے ذریعہ سے خداوند کا فضل اُنکے شامل حال ہو جاتا ہی فرعون نے کہا یہ بھی صحیح ہی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک پیادہ دوڑتا ہوا قلعہ مین فرعون کے پاس آیا اور کہا ای خداوند غضب ہوا خدا پرست اسطرف خیر اخیر چلے آتے ہین اور نہایت اہتمام و انتظام سے آتے ہین اور کہین ذرا بھی توقف نہین کرتے ای خداوند اس مرتبہ خیریت نہین معلوم ہوتی ہی فرعون نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے خوب اچھی طرح بند کر کے بہت بھاری سب دروازون مین قفل ڈالدو چنانچہ تمام دروازے قلعہ کے مقفل کر دیے گئے تین روز تک فرعون کے دل مین ہول سمایا رہا کہ عنقریب مسلمان قلعہ مین پہونچا چاہتے ہین

اب فرعون ملعون کو قلعہ پروین حصار مین مقیم رکھا جاتا ہی اور کچھ حال بدمآل بدبخت سگ یعنے تورج بدرگ کا قلم بند ہوتا ہی

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار
بنے لگا ہستی شبنم سے باران بہار
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
لالۂ آتش فشان ہی شمع ایوان بہار
رنگ سبزا اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے
سبزا اور خزان آتش نہ شایان بہار

عشق پیچان بنگیا طغرای فرمان بہار
سیر سے آنکھون نزہت آگین کرتے ہین
شاخ گلبن پر طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
آب جو کین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
نقشبندان خزان ہین نقشبندان بہار

زخم خندان ہار رہن ہی روی خندان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گلکو جانیے
ای سواران چمن ہین مرد میدان بہار
روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
نخل ماتم کیطرح ہون بوستان دہر مین

گلدستہ بندان گلستان معانی و چمن آرایان بوستان ہمہ دانی سبزہ زار مضامین کو زبان قلم و قلم زبان سے صفحہ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب تورج بدرگ شاہزادہ بدیع الملک کے مرکب صبا رفتار برق کردار پہ سوار ہوا اور لشکر نقابدار سے بھاگ کے جانب بیابان روانہ ہوا خیز اخیز چلا جاتا تھا ناگاہ تورج بدرگ کا گذر ایک لشکر کے قریب ہوا

جب یہان پہونچا دیکھا کہ ایک جوان اسپ چست و چالاک پر سوار اس طرف چلا آتا ہی گھوڑا بڑھا دوچار
ہوا توریج بدرگ کے قریب آیا اور کہا باش ای جوان کہان بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہی توریج بدرگ
نے کہا ای برادر مین تیرے لشکر کے یہان مقیم ہونے کی وجہ سے نہین آیا ہون اور نہ مجکو اس لشکر
سے کچھ کام ہی البتہ حسب اتفاق اس طرف وارد ہو گیا اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھ تو بتا دے کہ یہ لشکر کس کا
ہی اگر تو کچھ مضایقہ سمجھتا ہی تو مین زیادہ مصر نہ ہونگا اُسنے کہا ہمکو کچھ عذر نہین ہی آگاہ ہو یہ لشکر قباد
شاہ آہن حصاری کا ہی جو فرعون شاہ کا سپہ سالار ہی توریج نے پوچھا قباد شاہ آہن حصاری
کی بارگاہ کس مقام پر ہی اُسنے اشارہ کرکے کہا وہ ہی تو اپنا مطلب بیان کر توریج نے کہا میرا
جو کچھ مطلب ہی ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی تو تردد کو دل مین جگہ نہ دے اُسنے کہا اگر تجکو قباد شاہ سے
کچھ کہنا ہی تو ہم سے بیان کر ہم اُسکی خدمت مین عرض کرین توریج نے کہا مین خود کہونگا یہ کہا
اور قباد شاہ کی بارگاہ مین داخل ہو کے قباد شاہ کے روبرو پہونچا قباد شاہ نے جو ایک
اجنبی شخص کو بارگاہ مین دیکھا کہا ای جوان تو کون ہی جو اس طرح بے تکلف بارگاہ مین چلا آیا اور
ورگہ سالار سے کہا تو کیسا بیخوف اور بے تمیز اور بے شعور ہی کہ ایک غیر شخص کو بلا اطلاع
بارگاہ مین آنے کی اجازت دیدی تو نے اپنے دین کچھ میرا خوف نہ کیا اُسنے عرض کیا کہ خداوند
مین نے چند مرتبہ اس جوان سے کہا کہ تو یہان چند ساعت توقف کر مین پیشتر تیرے آنے کی اطلاع
کرکے اجازت حاصل کر لون تو پھر تجھے اختیار ہی اُسنے نہ مانا بلکہ آمادہ جنگ ہوا اور دو چار کلمے
ناشایستہ زبان سے نکالے اور بیباکانہ بارگاہ مین چلا آیا قباد شاہ توریج بدرگ کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا ای جوان تو نہایت بیباک اور چالاک معلوم ہوتا ہی جلد بتا تیرا کیا نام ہی اور تو کس
غرض سے یہان آیا ہی توریج بدرگ نے کہا ای شہریار مجکو توریج خان صاحب قران کہتے ہین قباد
شاہ نے کہا تو بالکل غلط اور لغو کہتا ہی تو ہرگز توریج خان نہین ہی اس فریب سے اپنے کسی کام کو
بنانا چاہتا ہی اسواسطے کہ توریج خان شہزادہ عرصہ دراز سے بدیع الملک کے لشکر مین قید ہی
توریج نے کہا ای شہریار آپ متعجب نہون مین کسیطرح کا فریب نہین کرتا ہون وہی توریج خان ہون
جسکو شاہزادہ بدیع الملک نے قید کیا تھا اب مین نے موقع پا کے چستی و چالاکی وہان سے گریز
کی قباد شاہ نے کہا مجکو تجھپر شبہ ہوتا ہی کہ مبادا مسلمانون کا کوئی عیار توریج کی صورت سے متشابہ
ہو کے یہان آیا ہو توریج نے کہا ای قباد شاہ خداوند فرعون کے حق کی قسم ہی مین مسلمانون کا عیار
نہین ہون اصلی توریج ہون قباد شاہ نے کہا اگر تو واقعی توریج اصلی ہی تو پھر میرے لشکر مین
آنے کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ مین نے پیشتر ہی حضور کی خدمت مین عرض کر دیا تھا کہ بدیع الملک
کی قید سے خلاص ہو کے گریز کی اور فرعون شاہ کی تلاش مین اس طرف گذر ہوا یہان فوج و لشکر
دیکھا اب ارادہ یہ ہی کہ خداوند فرعون شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کے اُنسے عرض کرون کہ مین
آپ کو مدد دون اور مسلمانون کے سر اُٹھانے کا اُنسے قصاص لون قباد شاہ کو توریج بدرگ
کے کلام سے بوے صداقت محسوس ہوئی فرعون شاہ نے اُسیوقت اُسکی تعظیم کی اور ایک
مناسب و معقول جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا اور بعد مزاج پرسی کے اُس سے دریافت کیا کہ ای توریج خان

بدیع الملک کی قید سے رہائی کا کیا سبب ہوا تورج نے مفصل کیفیت بیان کی قباد شاہ
نے کہا ای تورج خان نہین معلوم خداوند فرعون کی مشیت مین کیا گذرا ہی کہ مسلمانون کی ترقی
روز افزون ہی اور فرعون پرستون کو ادبار گھیرے ہوئے ہی بلکہ روز بروز ہر طرح کی مصیبتین اور
آفتین پیش آتی ہین تورج بدرگ نے کہا ای بادشاہ عرصہ سے اسی فکر و خیال ہی مین بھی مبتلا
ہون کچھ عقل کام نہین کرتی معلوم نہین کہ کیا شدنی ہی مگر پھر اس بات کا خیال آتا ہی کہ ع رموز مملکت
خویش خسروان دانند کچھ تو خداوندی مصلحت ان واقعات مین شامل ہوگی قباد شاہ نے کہا بس یہی
مصلحت شامل ہی کہ اُسکے بندے کتے بلی کی طرح ہلاک کیے جاینگے اور کوئی مصلحت نہین معلوم
ہوتی بعدہ حکم دیا کہ جلد منجمون کو بلاؤ حسب الحکم فوراً منجم حاضر ہوئے قباد شاہ نے کہا ای تورج
اگر تو خداوند فرعون کی کمک کے واسطے جاتا ہی اور خدا پرستون سے قصاص لینے کا ارادہ
مصمم کیے ہوئے ہی تو پہلے ان منجمون سے سوال کر دیکھ از روے علم رمل یہ کیا جواب دیتے ہین
تورج منجمون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای عالمان علم نجوم مین مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون
تم اپنے قواعد سے دریافت کرو کہ نتیجہ کیا ہوگا آیا مسلمانون پر مین غالب آؤنگا یا نہین منجمون نے
کاغذ پر کچھ لکھا اور خوب غور و فکر سے حساب لگایا اور بتایا کہ ہمارے قاعدہ نجوم سے یہ استخراج
ہوتا ہی کہ تورج ایک پہلوان زبردست ہی اُسکی ادنے کوشش سے بکثرت فرزندان امیر کا
خون ہوگا علے الخصوص بیرون حصار مین بیشتر مسلمان اسکے ہاتھ سے شہید ہو جاینگے اور
قباد شاہ سے کہا ای بادشاہ اگر تم تورج کو فرعون کی خدمت مین لیجاوگے تو فرعون تمسے
بہت خوش ہوگا ہر نوع تورج کا طالع بہت زبردست ہی غالباً اسکا شریک بھی بہت خوش
ہوگا قباد شاہ منجمون کے اس حکم سے بہت خوش ہوا متعدد خلعت کی کشتیان آئین سب منجمون کو
خلعت و انعام دیا بلکہ غریبون اور محتاجون کو روپیہ تقسیم کیا اور تورج بدرگ کو بھی خلعت گران بہا
دیکر اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ایک روز وہان قیام کیا دوسرے روز بیرون حصار کیجانب روانہ ہوا

بازآمدم بر مقدمہ شہزادہ بدیع و شہزادہ رستم ثانی

زرادیان سخن پرور این چمن مرقوم کرتے ہین کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روی ہی واضح ہو کہ رستم ثانی
اور شہزادہ بدیع الملک نے جب فوج کو درہم و برہم کر دیا اور شکست دیکر ایک جا جمع
ہوئے رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک تمنے دیکھا کہ مجھسے کیسے کیسے کام ظہور مین آئے
بدیع الملک نے بہت ثنا و صفت کی اور کہا ای رستم ثانی واقعی عجیب کارہاے نمایان
ظہور مین آئے لیکن تمنے میرے کامون کو بھی دیکھا یا نہین رستم ثانی نے کہا کیون نہین
تمنے بھی کارہاے نمایان کیے لیکن یہ اثر میرے نمک کا تھا بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا کیون
نہین لیکن جو کارہاے نمایان تمسے ظہور مین آئے اُسکا سبب بھی میرا نمک ہی رستم
ثانی نے کہا شاید ایسا ہو غرضکہ دونون قلعہ مین داخل ہوئے ایک سراے مین دونون نے
قیام کیا اپنے اپنے مرکبون کو باندھ دیا اور خود بازار مین سیر کے واسطے آئے دیکھا بازار بہت
آباد ہی بزازہ صرافہ جوہری بازار چاندی بازار وغیرہ سب علحدہ علحدہ ہر طرف تھا کچھی خریدو

فروخت کی گرماگرمی ہے تنبولی اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے پان بنا رہے ہین اور حلوائی تھالون
مین انواع واقسام کی مٹھائی آراستہ کیے ہوئے پوریان تل رہے ہین دونون جوان اُس
بازار کی آبادی اور کیفیت دیکھکے بہت محظوظ ہوئے آخر ایک جوہری کی دوکان پر بیٹھکے
تماشا دیکھنے لگے حسب اتفاق اُس طرف سے شیاطین کا گذر ہوا دونون جوانون کو جوہری
کی دوکان پر بیٹھا دیکھکے بجاے خود تدبیر سوچتا ہوا چند قدم آگے بڑھ گیا اور ایک مقام پر
توقف کیا اس اثنا مین رنجور بھی پہونچا شیاطین رنجور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای
رنجور تو اسوقت خوب آگیا مین تیرے انتظار مین تھا اُسنے کہا کیا ہے شیاطین نے کہا فلان
جوہری کی دوکان پر بدیع الملک اور رستم ثانی دونون بیٹھے ہین مین اُنکو دیکھ کے آگے
بڑھ آیا ہون کہ شاید مجکو دیکھ کے پہچانین تو علیحدہ کسی جا سے محفوظ مین بیٹھ اور دیکھتا رہ کہ وہ
کہان جاتے ہین جس وقت وہ اپنی جگہ سے اُٹھین تو بھی اُنکے عقب مین روانہ ہونا اور دونونکا
مقام قیام دریافت کرکے مجکو اطلاع دینا رنجور نے قبول کیا اور اُس جوہری کی دوکان کے
قریب جاکے مقیم ہوا چند ساعت کے بعد شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی دونون اُس
دوکان پر سے اُٹھے اور قافلہ سراے کی جانب روانہ ہوئے رنجور بھی پوشیدہ اُنکے عقب
مین روانہ ہوا جب یہ دونون شاہزادہ قافلہ سراے مین داخل ہوگئے رنجور وہان سے وہین
آیا شیاطین نے پوچھا ای رنجور کیا خبر لایا کچھ معلوم ہوا جہان وہ دونون مقیم ہین اُسنے کہا ہان
معلوم ہوا فلان سراے مین مقیم ہین شیاطین نابکار پوشیدہ اُس سراے مین آیا پیشتر دربان
سراے سے پوچھا کہ یہان فی الحال دو جوان وارد ہوئے ہین جنکا یہ حلیہ ہی اُسنے کہا ہان
ہین شیاطین نے کہا کچھ تجکو معلوم ہی کہ وہ دونون جوان کون ہین اُسنے کہا یہ مجکو نہین معلوم ہی
شیاطین نابکار نے کہا ای فلان اگر تجھے نہین معلوم ہی تو ہمسے سُن اور آگاہ ہو کہ یہ دونون
جوان ضحاک شاہ اور فرعون شاہ کے دشمن جان ہین دربان یہ سُنکے چین بہ جبین ہوا اور
کہا اگر یہ دونون ایسے ہین تو انکو یہان سے جانے کی مہلت نہ دینا چاہیے بلکہ ہلاک کرنا چاہیے
شیاطین نے کہا اس بات کے ذمہ دار ہم ہین البتہ تجھسے اس قدر کام لینا چاہتے ہین کہ جس وقت
یہ دونون جوان کھانا مانگین فوراً ہمکو خبر کرنا اُسنے قبول کیا شیاطین وہان سے چلا آیا جب
رات ہوئی ان جوانون نے دربان کو بلایا اور چند دینار دیکے کہا ہمارے واسطے کھانا لے آ
وہ نابکار اُسوقت کا منتظر تھا دینارون کو لیکے شیاطین کے پاس آیا اور کہا ای شیاطین
چونکہ ہمنے تجسے وعدہ کیا تھا پس ہم تیرے پاس آئے ہین یہ دینار اُن دونون جوانون
نے بازار سے کھانا لانے کے واسطے دیے ہین شیاطین نے کہا اچھا تو جا اور بازار
سے کھانا لے آ وہ گیا اور بازار سے طعام خرید لایا شیاطین ملعون نے اُس کھانے مین دوا
بیہوشی مخلوط کی اور دربان سے کہا لے اس کھانے کو اُنھین دے دربان گیا اور اُن جوانونکو
وہ بیہوشی آمیز کھانا دیا اُنھون نے کہا ای شخص تجکو بہت دیر ہوئی حالانکہ بازار قریب ہے
اُسنے کہا دیر اس سبب سے ہوئی کہ کھانا تیار نہ تھا اپنے سامنے تازہ پکوا کے لایا ہون بدیع الملک

ویسے ہی بلا تکلف وہ کھانا کھایا شہزادہ رستم ثانی نے کہا ای برادر بدیع الملک کچھ عجیب مزہ کا
کھانا ہی سمجھ مین نہین آتا ہی بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بازاری کھانے کی کیا شکایت
یہ کہکے خاموش ہو رہے تھوڑی ہی دیر کے بعد انگڑائیان اور جمائیان آنا شروع ہوئین رستم
نے کہا مزہ تو مزہ اس کھانے کی یہ کیا خاصیت ہی کہ دست و پا مین کسل پیدا ہوگیا اور بے اختیار دل
چاہتا ہی کہ سو رہون بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بخدا میرا ابھی یہی حال ہی ہنوز یہ
گفت و شنید ہو رہی تھی کہ دفعتًہ ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ کسیکو مطلق خبر نہ رہی اس طرف شیاطین
منتظر وقت تھا کہ دربان بیہوشی کی خبر آکے دیگا جب دیر ہوئی سرائے مین خود آیا دیکھا دونون
جوان بیہوش ہین مرکب دیراق انکے دربان کو دیئے اور وہ ملعون اُن شاہزادون کو گرفتہ و بستہ
کرکے فرعون کی خدمت مین لایا فرعون نے جو دو لشتارے دیکھے کہا ای شیاطین آج یہ تو کیا
لایا ہی اُسنے کہا خداوند آج ترا بڑا فضل و کرم میرے شامل حال ہوگیا کہ بسہولت یہ دونون
خداپرست میرے ہاتھ آگئے اُسنے پوچھا یہ کون خداپرست ہین اُسنے کہا ایک لشتارہ مین بدیع الملک
ہی اور دوسرے مین رستم ثانی یہ سن کے فرعون اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شیاطین قسم
ہی اپنی قدرت اور جلال کی عجیب کارے کردی کیون نہین تجھ ہی ایسے بندون سے ہماری خداوندی
قائم ہی بعد ازان حکم دیا کہ لے جاؤ ان دونون خداپرستون کو بیچ چوک مین دار پر کھینچ کے تیرباران
کرو مگر ای بندگان من خوب خبرداری اور ہوشیاری رکھنا یہ خداپرست اگرچہ گرفتہ و بستہ تمہارے
اختیار مین ہین تاہم انکو بلاے بیدرمان سمجھنا پس ان دونون جوانون کو اور زیادہ تر زنجیر مین جکڑا
اور سامان بے قواعد و ابداد جوالہ خونریزیہ گبر ان نابکار ان جوانون کو لیے ہوئے چارسوق شہر
مین لائے دو داروں کو نصب کیا دونون جوانون کو دارون مین آویختہ کیا راوی کہتا ہی کہ چار
سوق شہر کے روبرو ایک قلعہ ہی کہ جو مالاحصار کے نام سے مشہور ہی اُس قلعہ مین حارث قلعہ دار
ضحاک شاہ کی طرف سے حکمرانی کرتا ہی اُسکا ایک لڑکا ہی الیاس بن حارث نام اُسنے اپنے
لڑکے سے کہا ای الیاس یہ کیا واقعہ ہی یہ کون جوانان باشوکت و شان ہین جو اس بے دردی
سے ہلاک کیے جاتے ہین الیاس نے کہا ای پدر اور کچھ مجھے نہین معلوم ہی ہان اسقدر میری سماعت
مین گذرا ہی کہ یہ دونون جوان خداپرست ہین فرعون شاہ کے حکم سے دار پر نصب کیے گئے ہین
اور یہ بھی فرعون کا حکم ہی کہ انکو تیرباران کرو حارث قلعہ دار نے کہا ای فرزند اگرچہ یہ جوان
خداپرست ہین اور فرعون اسنے کو خداوند ہونا ظاہر کرتا ہی تاہم یہ ایسے جوان وجیہ و خوبصورت
اس قابل نہین ہین کہ مسلمان ہونے کے جرم مین ہلاک کیے جائین علیے ہذین خود موسے بدین خود
فرعون کو چاہیے تھا کہ ان دونون کو فہمایش کرکے اپنی فوج مین اعلے عہدے دیتا نہ یہ کہ یا بین ذلت
ہلاک کرتا ہی اُسکے لشکر کا ایک سردار بھی اُس مقام پر موجود تھا اُسنے کہا شہریار واقعی یہ جوان
بڑے جری اور دلاور ہین ابھی کل کی بات ہی کہ فرعون شاہ شکارگاہ مین مصروف صید تھا کہ یہ
دونون وہان پہونچ گئے قریب تھا کہ یہ فرعون شاہ کو گرفتار کرلین لیکن فرعون اپنے لشکر کے اعلے
عہدہ دارون کو ان جوانون کے ہاتھ سے کشتہ دیکھ کے وہان سے بھاگا اور شہر مین آکے دم لیا

تھا

حارث قلعہ دار سنے پوچھا وہ سردار لشکر فرعون کے کون تھے اُس سردار سنے ہنوز جواب نہ دیا کہ الیاس
نے کہا اے پدر ان سرداران لشکر فرعونی کے نام مجکو معلوم ہی اُنمین سے ایک کا نام قہقہہ روئین تن تھا
دوسرے کا نام سامان خونخوار تھا حارث سنے کہا پھر یہ جوان کس طرح گرفتار کیے گئے اُس سردار نے
کہا شہریاران جوانون کو شیاطین نے مکر و فریب سے گرفتار کیا ہی یعنے یہ جوان فرعون کی تلاش
مین آئے تھے شیاطین نے دربان سراے سے ساز کر کے انکو طعام بیہوشی آمیز کھلا دیا اور عالم
بیہوشی مین انکو گرفتار کر لیا حارث قلعہ دار بہت متاسف ہوا اور کہا افسوس ان جوانون کو اس
طرح فریب دیا یہ کیا نامردی کی کاش کہ انسے مقابلہ کیا ہوتا اور بمردانگی انکو گرفتار کیا ہوتا اے فرزند میرا
دل بے اختیار چاہتا ہی کہ مدد دون اور جہان تک ممکن ہو انکی خلاصی مین کوشش کرون ان ایسے
جوانون کے ساتھ احسان کرنا ہرگز ضایع نہوگا الیاس نے کہا اے پدر مین بھی اس راے سے
موافق ہون مگر یہ ملحوظ رہے کہ فرعون سے خواہ مخواہ خصومت پیدا ہو جائیگی اور ہنگامہ عظیم برپا
ہوگا حارث نے کہا اگر فرعون شاہ سے خصومت پیدا ہو جاے گی تو کیا ہوگا جو کچھ دیتا ہی
موقوف کر دیگا الیاس نے کہا اگر یہی راے مقرر ہی تو دیر کیون کیجاے ایسا نہو کہ یہ جوان باشوکت
وشان ہلاک کیے جاوین حارث قلعہ دار فوراً قلعہ مین پہونچا اور حکم دیا کہ تمام فوج تیار ہو اس اثنا
مین مہتر قران اور شاپور بھی وہان پہونچے دیکھا کہ دونون شاہزادے دو دارون مین نصب
ہین دونون کے دل ان شاہزادون کی بے بسی پر آب ہوگئے بے تحاشا دونون خلاصی کے
واسطے دوڑے سامان بے قواعد نے جو دیکھا کہ دو جوان بلند و بالا ان بستگان دار
کی جانب آتے ہین اور اُنکی رہائی کا ارادہ کیے ہوئے ہین تلوار علم کر کے شاپور کی جانب
متوجہ ہوکے نعرہ مارا کہ اے خیرہ سر اس طرف کہان چلا آتا ہی یہ دونون جوان فرعون شاہ کے
قیدی ہین خبردار انکے بارہ مین کسی طرح کا خیال دل مین نہ لانا ورنہ بہت برا نتیجہ دیکھیے گا شاپور
نے شہزادون کی جانب سے اپنا رخ پھیرا اور بعجلت تمام سامان بے قواعد کے پاس پہونچکے
اس قوت سے خنجر آبدار کا وار اُسپر کیا کہ سامان کا سر اور ایک ہاتھ تن سے علیحدہ ہوکے
چند قدم کے فاصلہ پر جا گرا خونریز نے جو سامان بے قواعد کا یہ حال دیکھا غیظ و غضب مین
آلودہ ہوکے شاپور کیطرف جھپٹا قران وہین موجود تھا اُسنے نعرہ مارا کہ او نابکار کیون اُس جوان کیجانب
متوجہ ہوتا ہی تیرا مرد مقابل مین ہون امداد خونریز نے کہا اچھا اگر تو میرا مرد مقابل ہوتا ہی تو تو ہی سہی
یہ کہکے قران کی جانب مرکب کو مہمیز کیا ہنوز مرکب قران تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قران خود اُسکے
قریب پہونچ گیا اور مرکب کے تنگ مین ہاتھ ڈال کے ہبکی تمام مرکب کو مع سوار سر سے بلند کر لیا
اور اس قوت سے زمین پر مارا کہ راکب و مرکب دونون نقش زمین ہوگئے اور بآواز بلند کہا
اے گبران نابکار دیکھو اسلام کی برکت کو اور خداے واحد ولاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ اسی طرح
تم سب ہلاک ہوگے اُن شیاطین لعین کے گوش ناحق نیوش تک یہ آواز کب پہونچتی ہی انھون
نے جو سامان بے قواعد اور امداد خونریز کو بے جان دیکھا شاپور اور قران کی جانب
سب ایک ہی دفعہ حملہ آور ہوئے اور سب نے بآواز بلند کہا اے فرعون کے بندوہان

یہ جرأت و دلاوری کا وقت ہے لینا ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کو یہان سے زندہ نہ جانے دینا اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی شاپور و قران کا اسوقت یہ حال تھا کہ تلوارین علم کیے ہوئے ہر طرف دھڑون کے ڈھیر لگا رہے تھے اور سرون کا مینہ برسا رہے تھے ع بہر جا کہ شمشیر او کار کرد * یکے را دو کرد و دو را چار کرد * پیش و پس راست و چپ دو تلوارین نہین بڑی چمک دمک سے چل رہی تھین گویا دو بجلیان کوند رہی تھین حارث قلعہ دار اور الیاس بن حارث دونون اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اور شاپور و قران کی مردانگی و دلیری کی داد دے رہے تھے یکایک حارث قلعہ دار نے الیاس سے کہا ای فرزند اس سے زیادہ کون وقت ہوگا جو ہم ان دونون جوانان وجیہ و خوبصورت کو رہا کرینگے یہ کہا اور فوج قلعہ کو حکم دیا کہ جاؤ ان دونون جوانون کو دار سے خلاص کر لاؤ چنانچہ تمام فوج مقیم قلعہ جو پیشتر سے مسلح و مکمل تھی مثل موج دریا قلعہ سے باہر آئی اور دونون دارون کو حلقہ مین لے لیا ملازمان فرعون سے جو کوئی اُنکے قریب آیا اُسکو جہنم واصل کیا اور شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو اُس قید و بند سے رہا کر کے قلعہ مین لے گئے شاپور اور قران نے جو شہزادہ بدیع الملک اور شہزادہ رستم ثانی کو قید و بند سے رہا پایا شاپور نے قران سے کہا ای قران اب بیکار جد و جہد کرنا ہے مطلب حاصل ہو گیا اب ان گبرون کو تھوڑی دور تک پسپا کر کے دم لو راوی کہتا ہے کہ فوج فرعونی بار بار پسپا ہوتی تھی لیکن پھر دم لیکے شاپور اور قران پر حملہ آور ہوتی تھی یہان تک کہ رات ہو گئی اب جو پسپا ہوئی تو پھر حملہ نہ کر سکی شاپور اور قران نے بھی اُسکے کشت و خون سے ہاتھ اُٹھایا یکایک فرعون شاہ کو خبر ہوئی کہ وہ دونون جوان رہا ہو گئے اُنکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی فرعون نے کہا افسوس ہی تم بندگان خاص نے بڑی غفلت کی کہ وہ دونون جوان بلاے بیدرمان قید و بند سے رہا ہو گئے شیاطین نے کہا ای خداوند جب تک مشیت خداوندی مین مسلمانون کا نیست و نابود ہونا نہ گذریگا ہزار مرتبہ مسلمان گرفتار ہونگے اور پھر زندہ و سلامت رہا ہو جائینگے فرعون نے کہا ای شیاطین تو سچ کہتا ہے مگر کیا کرون جب اپنی خداوندی و رحیمی کی جانب نظر کرتا ہون تو بندگان گنہگار کے حال پر رحم آجاتا ہے ابتدا مین ہرگز اپنے رحم و کرم کا خیال نہین رہتا ایسی حالت مین تو ہی بتا کہ کیا کرون شیاطین نے کہا ای خداوند تو کچھ نہ کر بس اسی طرح رحم و کرم پر نظر کرتے کرتے خود کو مع خداوندی خاک مین ملا دینا میرے نزدیک اس سے تو بہتر ہے کہ خداوند اپنے کو مسلمانون کے ہاتھ مین دیدے اور یہ کہدے کہ اپنی مرضی کے موافق جو حال چاہو بناؤ فرعون نے دست تاسف مل کے کہا پھر کیا کرون واضح رہے کہ اگرچہ بظاہر سب کے سامنے اپنی خداوندی کا اعلان کرتا تھا لیکن باطن مین خوف سے زیر جامہ نجس ہوا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا ای فرعون ان مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح مفر نہین ملتا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس اثنا مین قباد شاہ تورج خان کو ہمراہ لیے ہوئے فرعون کی خدمت حاضر ہوا اور بکمال خلوص سجدہ کر کے کہا ای خداوند یہ بندہ حقیر حضوری مین حاضر ہے فرعون نے جو تورج کو دیکھا کہا ای قباد شاہ

تیرے ہمراہ یہ جوان کون ہی اسکے بشرہ سے اُس خلوص کا حال دریافت ہوتا ہی جو میری خداوندی
سے تعلق رکھتا ہی قباد شاہ نے کہا ای خداوند خود اس اپنے بندہ صادق الاختصاص سے دریافت
کرلے فرعون نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تورج کی جانب متوجہ ہوکے کہا ہان ای ہمارے بندہ بیان
کر تو کون ہی تورج بدرگ نے کہا ای خداوند میرا نام تورج خان صاحبقران ہی مین نے خداوند
کے فضل وکرم سے ہندوستان۔ ایران۔ توران۔ کوہک باختر۔ وغیرہ خداپرستون کے ملکون
کو زیرو زبر کرکے مسخر کیا اور صرف تسخیر ممالک ہی پر اکتفا نہین کی جہانتک ممکن ہوا بت پرستی کو بھی
رواج دیا لیکن جب بدیع الملک نے مجکو گرفتار کرکے اس طرف کوچ کیا مین تو پہلے ہی سے
سمجھ چکا تھا کہ اب میرا خلاص ہونا خداپرستون کی قید سے امر محال ہی لیکن قدرت خداوندی پر جو نظر کی
تھی خداوند کے فضل وکرم سے اُس قید و بند سے رہا ہوگیا اور خداوند کی خدمت مین سجدہ کیواسطے
حاضر ہوا اب بھی خداپرستون سے مقابلہ کرنے کی جرأت رکھتا ہون بشرطیکہ فضل وکرم خداوندی
میرے شامل حال رہے اور دعوے کرتا ہون کہ حمزہ خداپرست میرے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیگا
فرعون اپنے ملازمون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا جلد منجمون کو حاضر کرو بعض سرداروں نے
کہا ای خداوند منجمون کی کیا ضرورت ہی خود تجھے معلوم ہوگا جو کچھ تیری مشیت مین ازل سے گذرا ہوگا
فرعون نے کہا ای فلان تم کس قدر بیوقوف ہو اسقدر عرصہ کی بات کہین یاد رہ سکتی ہی غرضکہ منجم
حاضر ہوکے فرعون نے کہا ای منجمان کامل اگرچہ مجکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہی اور سب طرح کی
آیندہ وگذشتہ خبرین مجھے معلوم ہین پھر بھی تم اپنے قاعدہ نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ یہ جوان
جو میرے روبرو بیٹھا ہی مسلمانون کے مقابلہ مین سربر ہوگا یا پسپا ہوگا منجمون نے تورج کو دیکھکے کہا
کہ تیرا کیا نام ہی تورج نے کہا مین تورج خان کے نام سے مشہور ہون منجمون نے کاغذ پر نقش کھینچا
اور کچھ اُنگلیون پر حساب کیا اور بہت غور وفکر کے بعد کہا کہ ای فرعون شاہ ہمارے قاعدۂ نجوم سے
یہ دریافت ہوا ہی کہ یہ جوان خداپرستون کو پسپا کریگا اور بکثرت خداپرست اسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے
علے الخصوص فرزندان حمزہ زیادہ تر اسکے ہاتھ سے شہید ہونگے لیکن ای فرعون شاہ نتیجہ اسکا بہتر
نہوگا فرعون نے کہا نتیجہ کیا خراب ہوگا اُنھون نے کہا کہ اسکا نتیجہ یہ ہی کہ یہ جوان بدیع الملک
نامے ایک شاہزادہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا ہان فی الحال اسکے طالع بہت زبردست معلوم ہوتے
ہین کہ جو کام شروع کریگا ضرور کامیاب ہوگا فرعون شاہ اُس بات کو سنکے تورج کی جانب متوجہ
ہوا اور کہا ای تورج خان اگرچہ ان منجمون نے نتیجہ خراب بیان کیا ہی فی الحال تیرے طالع
زبردست بتائے ہین اس واسطے ہم تجکو اپنی فوج کی سپہ سالاری کے عہدہ سے سرفراز کرتے
ہین تجکو چاہیے کہ بعد قتل کرنے مسلمانون کے خوب ہوشیاری رکھنا ہم تیری حمایت کو موجود ہین کیا ممکن
ہی جو کوئی تجکو گزند پہونچا سکے ملک الموت ہمارے اختیار مین ہی ہم اُس سے بتاکید کہدینگے کہ خبردار
تورج خان کے حال سے کبھی متعرض نہونا یہ کہا اور خلعت سپہ سالاری دیکے اُسے اپنے قریب نہایت
عزت سے بٹھایا اس اثنا مین شیاطین آیا اور کہا ای خداوند بدیع الملک اور رستم کو حارث
قلعہ دار لیگیا ہی اور باغی ہوکے قلعہ مین قیام کیا ہی اگرچہ حارث قلعہ دار سے ایسی امید نہ تھی مگر

خیر مشیت خداوندی مین یہی گذرا ہوگا اب حارث کے بارہ مین جو کچھ مناسب ہو عمل مین لایا جاوے
مگر یہ بخوبی خیال رہے کہ حارث سے امید نیکی کی نہ رکھنا چاہیے جب نورج بدرگ نے شیاطین
کی زبانی یہ حال سُنا کہا کہ ای شیاطین کہان ہی بدیع الملک مین تو اُسکی تلاش مین ہون مجکو اُس سے بہت
خدشہ ہی چنانچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اُسی کا کام تمام کرون بعدہ اور مسلمانون سے سمجھا جاؤنگا
شیاطین نے کہا ای نورج خان بدیع الملک ابھی تک تو بالاحصار مین ہے آیندہ کا حال
نہین معلوم نورج بدرگ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند مین بدیع الملک اور رستم ثانی
کی فکر مین جاتا ہون فرعون نے کہا ای بندہ خاص ہمارے اگر تیرا یہ ارادہ ہی مین بھی تیرے ہمراہ جاتا ہون
یہ کہا اور دونون نابکار مرکبون پر سوار ہوکے روانہ ہوئے اور قلعہ کے قریب آکے بیرون قلعہ
دروازے کے سامنے استادہ ہوئے اور بآواز بلند نعرہ مارا کہ ای بدیع الملک و رستم کیا عورتون
کی طرح قلعہ کی چار دیواری مین مقیم ہو مین نے تیری بہادری اور دلاوری بہت کچھ سُنی ہی اگر مرد میدان
ہو میرے روبرو آ اور مقابلہ کر حسب اتفاق اُس وقت قلعہ کے دروازہ کے قریب ہی رستم اور بدیع الملک
بیٹھے تھے جون ہین نورج بدرگ کے اس طرحکے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی رستم ثانی اُٹھ کھڑا
ہوا اور مرکب پر سوار ہوکے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ سے باہر آئے بدیع الملک نے کہا ای برادر
رستم کیا ارادہ ہی رستم نے کہا تمنے نہین سنا کہ بیرون قلعہ نورج بدرگ کیا بیہودہ بک رہا ہی اور ہمکو مقابلہ
کے واسطے طلب کرتا ہی بدیع الملک نے کہا برادر شاید تمکو نہین معلوم ہی کہ یہ نابکار کیسا صاحب
زور و طاقت ہی اگر نورج بدرگ حرامی کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہ ہوتا مگر اسکے بارہ مین ہرگز
میری راے نہین ہی کہ تم اسکے مقابلہ کے واسطے جاؤ تم یہان توقف کرو مین مرکب پر سوار ہوکے
اسکے مقابلہ کے واسطے جاتا ہون رستم ثانی نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین فرض کرو کہ تم یہان موجود
نہ ہوتے اور یہ نابکار مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا تو پھر کیا ہوتا بدیع الملک نے کہا اُس حالت مین
تمکو اختیار تھا علاوہ برین اُس حالت مین مجبوری تھی لیکن اِس وقت تو کسی طرح کی مجبوری نہین
ہی رستم ثانی نے کہا کہ فرض کردم مجکو بھی اسوقت بالکل مجبوری کی حالت ہی یہ کہا اور
قلعہ کا دروازہ کھول کے باہر آیا اور نورج بدرگ کے روبرو آکے کہا او نابکار تو کیا بکتا تھا مین تیرا
سرکوب آپہونچا ۔ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ✤ نورج بدرگ نے نیزہ کا وار کیا رستم
ثانی نے تلوار کے وار سے نیزہ کو قلم کیا نورج خان نے گرز گاؤ سر کا وار کیا رستم ثانی نے اُس
وار کو بھی سپر پر رد کیا اور خود بھی شمشیر آبدار کا وار کیا چونکہ نورج بدرگ بھی فنون حرب سے
بخوبی ماہر تھا اور بسہولت تمام رستم ثانی کی ضرب کو رد کیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ رستم
ثانی مجروح ہوگیا اور ارادہ کیا تھا کہ زخم کو باندھ کے نورج سے بدلہ لے اُس طرف نورج نے
ارادہ کیا تھا کہ دوسرا وار رستم پر کرے بدیع الملک اُسکے ارادہ سے مطلع ہوکے فوراً رستم
ثانی کے قریب پہونچا اور عنان مرکب کو پھیر کے رستم ثانی کو قلعہ مین لایا رستم ثانی نے کہا ای
برادر بدیع الملک تمنے سچ کہا تھا کہ نورج بدرگ ایک بلاے بے درمان اور آفت ناگہان
ہی اُس نابکار حرامی نے اس چالاکی سے تلوار کا وار کیا کہ مین رد نہ کرسکا بدیع الملک نے

کہا ہان جنگ وحرب مین بیشتر ایسے واقعات پیش آتے ہین اب مین جاتا ہون انشاء اللہ تعالے اُسکو سزاے معقول دونگا رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک مجکو تورج نابکار کے حرب وضرب کی حقیقت دریافت ہو گئی ہے ابھی میری ہرگز راے نہین ہے کہ تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اسقدر توقف کرو کہ زخم مندمل ہو جائے میری راے یہ ہے کہ بالاتفاق اُس سے مقابلہ کیا جاے بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا مطمئن رہو مجکو اُسکے طرز حرب کا بخوبی حال معلوم ہے یہ کہا اور قلعہ سے باہر آکے تورج بدرگ پر نعرہ مارا کہ باش او فراری نابکار دیکھون آج میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے جس قدر مین تیرا مداح تھا اور تجکو جری اور دلاور جانتا تھا اُس سے بدرجہا زیادہ تجکو قابل ملامت و نفرین سمجھتا ہون اور بزدل جانتا ہون او پاجی بکار اگر مرد مردانہ تھا تو گرفتہ و بستہ ہوکے دین اسلام کیون قبول کیا تھا اور جب مسلمان ہوگیا تھا تو گریز کرنا چہ معنی دارد مردان غیرت دار کا ہرگز یہ پیشہ نہین ہوتا تورج بدرگ نے بقہر و غضب بدیع الملک کی صورت دیکھی اور کہا اے بدیع الملک تم ایسے دانشمند کی زبان سے ایسی تقریر بمعنی بالکل نازیبا معلوم ہوتی ہے مین تمسے پوچھتا ہون کہ وہ کون عقلمند ہوگا کہ دشمن کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائیگا اور امکان کی حالت مین اپنی رہائی سے درگذر کریگا اگر مین اُس روز یہ کارروائی نہ کرتا تو ہرگز میری رہائی نہ ہوتی اسمین بزدلی کا کیا دخل ہے فنون حرب وضرب مین سے ایک فن یہ بھی ہے کہ اگر دشمن کی قید مین مبتلا ہو جائے تو جس طرح کے مکرو فریب سے ممکن ہو اپنے کو رہا کرے اور میرے نزدیک اُس سے بڑھ کے کوئی بیوقوف نہین کہ غیرت کے واسطے اپنی جان کو ضائع کر دے بدیع الملک نے کہا خیر تو اسی طرح سمجھ اور طول کلام سے کچھ کام نہین ہے ع بیار آنچہ داری زمردی نشان ✤ تورج نابکار نے بے تحاشا اُسی شمشیر خون آلود کا وار شہزادہ پر کیا حسب اتفاق بدیع الملک اُس ضرب کو روک نسکا خود ہی مثل رستم ثانی کے زخمی ہوا اور نہایت خفت حاصل ہوئی تورج ملعون اور حرامی نے ارادہ کیا کہ اور ایک وار کرون تاکہ بدیع الملک ہلاک ہو جاے اُس وقت شاپور شیردل تورج کے قریب پہونچگیا اول شہزادہ بدیع الملک سے کہا اے شاہزادہ والا قدر تم گھبراؤ نہین مین اس نابکار کا سرکوب آپہونچا بعدہ تورج سے کہا او بیحیا و بے ایمان تو نے بمکر و فریب شہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو مجروح کیا آمجسے مقابلہ کر دیکھون تو کیسا مرد میدان ہے ع نوبت اوگذشت نوبت ماست ✤ تورج بدرگ شاپور شیردل کو دیکھکے ہنسا اور کہا معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے جو مجسے دوچار ہوا ہے ابھی تجکو میرے زور و طاقت کا حال بخوبی نہین معلوم ہوا ہے ورنہ ہرگز ایسی جرات نہ کرتا دیکھ بدیع الملک کا وہان زخم کیا کہ رہا ہے شاپور نے اس بات کا مطلق جواب نہ دیا اور بیحیا لاگی تمام چند قدم آگے بڑھ کے اس طرح تورج کے مرکب کے تنگ مین ہاتھ ڈالا کہ تورج بدرگ کو مطلق خبر نہوئی اور فوراً مرکب کو مع تورج بدرگ ہاتھ پر اُٹھا لیا اور لشکر فرعون کی جانب متوجہ ہوکے کہا کہ اے گبران نابکار و اے ظالمان بدکار دیکھو دین اسلام کی برکت کو کہ مین نے کس سُبکی سے کیسے زبردست پہلوان کو

مع مرکب زمین سے اُٹھالیا ہی اور سر سے بہت بلند کرکے کہا کہ عنقریب زمین پر دے مارتا ہون دونون
راکب و مرکب نقش زمین ہوجاوینگے فرعون نے جو یہ حال دیکھا کہ عنقریب تورج خان ایسا سپہ سالار
ہلاک ہوا چاہتا ہی اسی وقت شیاطین سے کہا کہ اے بندۂ خاص کچھ ایسی تدبیر کر کہ یہ سپہ سالار ہمارا اس
جوان کے ہاتھ سے زندہ بچے منجمون نے کہا تھا کہ تورج کے ہاتھ سے بیشتر مسلمان ہلاک ہونگے
یہ کیا سامان ہی کہ عنقریب وہ خود ہلاک ہوا چاہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ منجم نے حساب غلط کیا تھا ورنہ
ایسا ظہور مین نہ آتا شیاطین نے ایک پہلوان سے کہا اے فلان تو مدت مدید سے خداوند فرعون کا ملازم ہو
اور نمک کھاتا ہی اور اسوقت تجھسے یہ نہین ہو سکتا ہی کہ تورج خان کو اس جوان کے ہاتھ سے
بچا کے خداوند کو اپنے سے خوش کرے وہ پہلوان اس ارادہ سے شاپور کے قریب آیا کہ تلوار کے
ایک وار مین شاپور کا کام تمام کرے اور تورج خان کو ہلاکت سے بچا لے شاپور نے اُن دونون
راکب و مرکب کو اس زور سے اُس پہلوان پر مارا کہ وہ اُسی وقت جہنم واصل ہو گیا اور تورج بدرگ
زندہ بچا بس زمین پر آتے ہی بخط مستقیم اپنے لشکر کی جانب بھاگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ پہلے دو جوانونکو
مین نے زخمی کیا تھا لیکن یہ جوان نہین معلوم کس طرح کا بلائے بیدرمان ہی کہ اسنے مجکو مع مرکب سر سے
بلند کر لیا ہزار ہزار شکر اُس خداوند فرعون کا ہی کہ اُسنے کمک بھیج کے میری جان بچائی اُس طرف شاہزادہ
بدیع الملک نے بآن حالت مجروحی اپنے کو قلعہ مین پہونچایا رستم ثانی کو بدیع الملک کے مجروح ہونے
کی خبر پہونچ چکی تھی بدیع الملک کو دیکھ کے کہا اے برادر تم نے دیدہ و دانستہ اپنے کو مجروح کیا
مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ تورج نابکار ایک بلائے بیدرمان و آفت ناگہان ہی اُس سے تمنے تنہا
مقابلہ کرنا چاہا تھا یہ امر ہرگز قرین مصلحت نہ تھا مگر تمنے میرے کہنے کو نہ سنا ہر چند تمکو فہمایش کی آخرکار
زخمی ہوکر واپس آئے سچ کہا ہی ع آنچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیار * اگر شاپور
شیردل وہان نہ پہونچ جاتا تو کیا ہوتا شہزادہ بدیع الملک نے کہا اے رستم میرا اس طرح مجروح
ہونا مقرر تھا پھر کس طرح مین زخمی نہ ہوتا مگر واہ رے شاپور شیردل کیا اُسوقت چالاکی کو کام
مین لایا اور اُس ظالم شیطان بدذات کے ہاتھ سے میری جان بچائی اگر تھوڑی دیر اور شاپور
شیردل نہ آتا تو واقعی مین میرا کام تمام ہوجاتا کیونکہ دوسرے وار کے واسطے تورج تلوار علم کر چکا تھا
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * وہان بیرون قلعہ فرعون اور تورج بدرگ مقیم ہین شیاطین
نے فرعون کو خبر پہونچائی کہ اے خداوند نعمت غضب ہوگیا خدا پرستون کا لشکر بہت وافر یہان پہونچ
گیا ہی بہت ہوشیاری کرنا چاہیے فرعون اس خبر وحشت اثر کو سُنکے بہت سراسیمہ ہوا اور ضحاک
کی جانب متوجہ ہوکے کہا کہ اے ضحاک خدا پرستون کی فوج بہت کثرت سے آگئی ہی عنقریب کشت و خون
کا بازار گرم ہوگا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان ان قیدیون کو رہا کر لے جاوینگے بہتر یہ ہی کہ تو شتاب
ان مسلمانان مقید کو لے کے بہت جلد اور ہوشیاری تمام سنجاب شاہ کی مملکت مین چلا جا اُس
قلعہ کو مین نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی اور بہت مستحکم طیار کیا ہی وہان پرندہ پر نہ مار سکیگا وہ قلعہ
کہ طلسم آہوان کے قریب واقع ہی ان قیدیون کو سنجاب شاہ کے حوالہ کر دینا اور یہ کہدینا کہ اگر
تمہارے سپرد کیے جاتا ہون یہ کہکے بہت عجلت کے ساتھ میرے پاس واپس آنا ضحاک نے قبول کیا

اور قبد حمزہ ثانی کو مع یاران دیگر اپنے ہمراہ لیکے بکمال حفاظت و عجلت سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا
فرعون نے تورج بدرگ سے کہا ای شہسوار قدرت مجکو راے دے کہ اب کیا کرنا چاہیے
تورج نے کہا ای خداوند میری راے یہ ہے کہ تو لشکر اسلام کا قصہ فیصل کرنے مین مصروف ہو مین اسکا
ذمہ دار ہون کہ بدیع الملک اور رستم ثانی کا کام تمام کردونگا پھر تیری مدد کے واسطے آؤنگا
فرعون نے قبول کیا فوج کثیر ہمراہ لیکے سعد بادشاہ کے مقابلہ مین مقیم ہوا شب کو نقارہ جنگ
بجنے کا حکم دیا صبح روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز گرد صندوق سینہ را سرباز علی الصباح میدان مین
صف آرائی ہوئی مسلمانون کے لشکر سے داراب کشورگیر نے عزم میدان کیا اور نعرہ ابرا
کہ منم داراب کشورگیر سرکوب گبران شریر ای فرعون جلد میرے مقابلہ کے واسطے کسی نابکار کو
بھیج کہ مین اسکو جہنم کی طرف بھیجون لشکر فرعون سے لجہ بن ارقم مقابلہ کے واسطے آیا اور کہا ای خداپرست
مین ہون تیرا مرد مقابل آ حرب مین مصروف ہو مگر یہ یاد رکھ کہ اگر جنگ سے عاجز ہونا تو فرعون پرستی مین
اپنے مفر سمجھنا داراب کشورگیر نے کہا او ملعون ہزار ہزار لعنت تجپر اور فرعون پر زبان سے بند و بار
کھینچا لجہ بن ارقم نے تلوار کا وار کیا داراب نے اس وار کو سپر پر رد کیا لجہ بن ارقم نے دوسرا
وار کیا داراب نے اس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین وار اسکے رد کرکے داراب نے رد کے بعد
داراب دلاور نے ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکے بیاض گردن پر کیا کہ سر لجہ بن ارقم مغرور کا
برگ درخت کی طرح زمین پر گرا شعشعہ بن ارقم برادر لجہ بن ارقم نے جو اپنے بھائی کا سر جدا کٹا
دیکھا جہان اسکے آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا فرعون سے کہا کہ ای خداوند جلد مجکو اجازت دیجیے تاکہ اپنے
بھائی کا عوض اسی خداپرست سے لون فرعون نے بخوشی اجازت دی شعشعہ بن ارقم داراب
کشورگیر کے روبرو آیا اور کہا کہ ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والے تو نے سخت صدمہ مجکو
دیا مین بھی تیرے عزیز اور اقرباؤن کو ایسا ہی صدمہ دونگا یہ کہا اور تلوار کا وار کیا داراب کشورگیر
نے اس وار کو سپر پر رد کرکے ایک ہی وار مین اسکو بھی جہنم واصل کیا بعدہ خاطی پہلوان شعشعہ کا
بھتیجا داراب کشورگیر کے مقابلہ کے واسطے آیا اور باواز پکارا کہ ای جوان تو نے میرے دو چچا ہلاک
کیے ہین دیکھون میرے مقابلہ مین کس طرح سر بر ہوتا ہے داراب کشورگیر نے کہا تیرے چچا تجکو یاد
کرتے ہین گھبرا نہین عنقریب تجکو انسے ملاکے دیتا ہون خاطی پہلوان نے تیر چلہ کمان مین جوڑا اور چاہتا
تھا کہ داراب کشورگیر کی جانب رہا کرے داراب قریب اسکے پہونچ گیا اور کمان کو گرفت مین
لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ خاطی پہلوان پشت مرکب سے منہ کے بل زمین پر گرا داراب بھی
پشت مرکب سے زمین پر آیا خاطی سمجھا کہ داراب مجکو گرفتار کرلیگا گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا دونون زور دست و
بازو مین مصروف ہوئے تا دیر نشست و کشاد رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر داراب کشورگیر نے
اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرلیا اور کہا او مغرور بتا تیرا کیا ارادہ ہے اگر مسلمان ہونے کا
اقرار کامل طور پر کرے تو البتہ تو رہا ہوسکتا ہے ورنہ تو عنقریب تو اپنے دونون چچا سے ملاقی ہوگا خاطی پہلوان
نے غصہ ہوکر جواب دیا کہ ای جوان مجکو اپنے چچاؤن کا ایسا صدمہ نہین ہے کہ انکی مفارقت مین زندہ
رہنا پسند کرون علاوہ برین جب تیرے مقابلہ مین سر بر نہوا تو اب اپنے ہمجنسون کو کیا منہ دکھاؤنگا

داراب کشور گیر نے کہا اگر مسلمان ہوگا تو ہم اسکا بند و بست کر دینگے خاطی نے کہا ای جوان مجکو
مسلمان ہونا منظور نہین ہی خداوند فرعون کی ایسی عظمت و شان میرے دل مین سمائی ہی کہ مین
اُسکی بندگی سے قطع نظر کر کے خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون داراب نے کہا ابھی
معلوم ہوگا یہ کہا اور اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہوگیا غرضکہ تا غروب آفتاب اسی طرح
داراب کشور گیر نے بیس پہلوانان نمودار و نامدار جہنم واصل کیے فرعون نے جو اپنے بندے
گیرہ ہلاک ہوتے دیکھے گھبرا کے ایک ایک سے کہتا تھا ارے یارو یہ کیا غضب ہی جو پہلوان
ان مسلمانون کے مقابلہ کو جاتا ہی ہلاک ہوتا ہی کاشکے ازل مین جو کچھ میری مشیت مین گذرا تھا
اُسکو لکھ رکھتا اور ہر وقت اُسکی ترمیم کرتا رہتا شیاطین نے کہا ای خداوند کیا اب ممکن نہین ہی فرعون
نے کہا اب بھی ممکن ہی مگر مجکو مطلق یاد نہین ہی کہ مین نے آیندہ کیا مقرر کیا ہی بعد ازان نقارہ بازگشت
بجنے کا حکم دیا دونون فریق اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے ادہر سعد شہریار نے داراب
کشور گیر کو گلے سے لگا لیا اور اُسکے زور و طاقت کی بہت تعریف کی داراب نے کہا ای شہریار
مین کیا اور میری طاقت کیا یہ سب برکت اسلام کا سبب ہی جب رات زیادہ آئی سعد شہریار نے نقارہ رزمی
بجوایا اُس طرف لشکر کفار مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے پہلے جو شخص لشکر اسلام سے باہر آیا طہماس تھا فوج کفار سے مجنوط پہلوان اُسکے مقابلہ کو آیا تا
دیر رد و بدل رہی آخر طہماس نے مجنوط کو ایک ضرب تیغ بیدریغ سے دو پر کالے کیے آجکی میدان
میدان داری مین طہماس نے ستائیس کفار جہنم واصل کیے فرعون نقارہ بازگشت بجا کے اپنے
مقام پر چلا آیا اور میر منشی سے کہا جلد ایک نامہ نورج خان کے نام لکھ جسکا یہ مضمون ہو کہ یہان خدا شناسون
نے قیامت برپا کر رکھی ہی اگر یہی حال اور دو چار روز رہیگا بالیقین تمام ہمارے بندے ہلاک ہو جائینگے
اور پھر کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا جب اس مضمون کا نامہ نورج بدرگ کو پہونچا اُسنے جواب مین
بعد صفت و ثناے خداوندی خداوند یہ لکھا کہ ای فرعون مجکو کمال حیرت ہی کہ باوجود اسقدر فوج و لشکر کے مسلمانون کی
قیامت برپا کرنے کی پھر بھی شکایت ہی علاوہ برین قدرت خداوندی کے روبرو مسلمانون کے حرب و
ضرب کی کیا وقعت و حقیقت ہی مین خوب جانتا ہون مسلمانون کے مقابلہ مین رحم و کرم کو دخل دیا جاتا ہی
ای خداوند وہ بندگان منحرف تیرے ہرگز اس قابل نہین ہین کہ اُن پر رحم کیا جاوے وہ اس قابل ہین
کہ ایک چشم زدن مین اُن سبکو خاک سیاہ کر دیا جاوے جب اس طرح کا جواب نامہ فرعون کو
پہونچا نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور دوسرا نامہ نورج بدرگ کو اس مضمون کا لکھا
کہ ای نورج خان اگرچہ مین ہر طرح کی قدرت مسلمانون کو نیست و نابود کر دینے کی رکھتا ہون
مگر ہمارے مصالح کو تو کیا سمجھ سکتا ہی علاوہ برین مین نے نامہ اول اس غرض سے نہین بھیجا تھا
کہ تو اُسکا جواب مجھے لکھ یہ غرض تھی کہ بعجلت تمام اپنے کو میرے پاس پہونچاؤ بلکہ کھانا دانا
کھانا پانی یہان پی اسپہ آنے مین ایکدم کی تاخیر و تساہل نکرنا ورنہ اگر دیر ہوگی تو معلوم نہین یہان
کیا آفت برپا ہو جائیگی جب اس مضمون کو میر منشی نے بعبارت سلیس اور بخط نستعلیق بہت عمدہ
کاغذ پر صاف کر کے پاس نورج بدرگ کے بھیجا اور اُس ناپاک ملعون شیطان نے اول سے آخر تک

پڑھا اور اُسکے مضمون سے بخوبی آگاہی ہوئی فوراً وہان سے روانہ ہوا اور فرعون کی خدمت
مین پہونچا فرعون اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام کیفیت پہلوانون کے قتل ہونے
کی بیان کی چونکہ رات ہوگئی تھی تورج بدرگ نے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا صبح کو مسلح
ومکمل ہوکے میدان مین آیا اور بآواز بلند پکارا کہ ای خدا پرستو تمنے بہت سر اُٹھایا ہے میری
غیبت مین تمنے بکثرت خداوند فرعون کے بندون کو ہلاک کیا ہے اب مین آگیا ہون دیکھون
تم کس طرح میرے مقابلہ مین سر بر ہوتے ہو سعید نامے ایک پہلوان لشکر اسلام سے
باہر آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ سعید تورج بدرگ کے ہاتھ سے
درجہ شہادت پر فائز ہوا پھر دوسرا پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا اور تورج خان کے
ہاتھ سے زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر گرا مسلمان پہونچ گئے اور اُسکو اُٹھا لائے
اسی طرح تیس چالیس شخص مسلمان تورج نے زخمی اور ہلاک کیے شہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی مجروح قلعہ مین مقیم تھے شاپور شہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شہزادہ
نے خیر و عافیت پوچھی شاپور نے کہا ای شہزادہ عالی جاہ کیا پوچھتے ہو پہلے اس سے تو خیر و عافیت
تھی بیشتر کفار مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے لیکن جب سے تورج بدرگ
لشکر فرعون مین آیا ہے بکثرت مسلمان اُس نابکار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوچکے
ہین یہانتک کہ سعید نوجوان بھی اُس پلید کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا شہزادہ بدیع الملک کو
سعید کے ہلاک ہونے کی خبر سنکے بہت صدمہ ہوا کیونکہ شاہزادہ اس نوجوان کو بہت ہونہار
جانتا تھا کہا ای شاپور بخدا اس وقت مجکو بہت رنج و ملال ہوا افسوس تورج بدرگ یہان
نہین ہے ورنہ اسیوقت اُس سے بہت بُری طرح سعید نوجوان کا عوض لیتا مگر پھر بھی میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا یہ کہا اور زخم کو خوب مضبوط باندھ کے اور مسلح ومکمل ہوکے قلعہ سے باہر
جانے کا ارادہ کیا رستم ثانی نے کہا ای برادر کہانکا ارادہ ہے شاہزادہ نے کہا ای رستم
ثانی ہم تم یہان مجروح بیٹھے ہوئے ہین وہان بیرون قلعہ تورج بدرگ نے بیشتر مسلمانون کو
ہلاک کیا اور اکثر اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہین سب تو خیر لیکن مجکو سعید نوجوان
کے ہلاک ہونے کا کمال افسوس ہے مجکو اُس نوجوان کی جبین پیشانی سے آثار ہونہاری کے
محسوس ہوتے تھے اب مین چاہتا ہون کہ تورج نابکار سے اُس کے ظلم و بدعت کا عوض لون
رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس حالت مجروحی مین تورج کے مقابلہ کے واسطے
جانا ہرگز مناسب نہین ہے اگر خدا ناکردہ نوعدیگر پیش آیا تو غضب ہوجائے گا چندے اور توقف
کرو کہ یہ زخم مندمل ہوجائین بعدہ ہم تم بالاتفاق اُس نابکار سے مقابلہ کرینگے بدیع الملک
نے کہا ای رستم اب اگر کچھ بھی توقف کیا جائیگا بالیقین تمام مسلمان اُس نابکار کے ہاتھ سے شہید
ہوجائینگے اگر باری تعالی کی مشیت مین میرا ہلاک ہونا نہین گذرا ہے تو تورج ملعون پر کیا موقوف ہے
اُس نابکار کے مثل ہزار پہلوانان جنگ آزمودہ میرے ایک موے سر کو صدمہ نہین پہونچا سکتے اور اگر
میرا جام عمر لبریز ہی ہوچکا ہے تو اُس نابکار سے مقابلہ نہ بھی ہو تاہم مین زندہ نہین رہ سکتا رستم ثانی خاموش

ہو رہا شہزادہ بدیع الملک نقاب منہ پر ڈالکے قلعہ سے باہر آیا جب ترویں حصار کی حد سے کسی قدر دور
نکل آیا نقاب چہرہ سے دور کی اور لشکر کی جانب راہی ہوا یہ وہ دن ہے کہ شب کو تورج بدرگ نے
نقارہ رزمی بجایا صبح کو میدان حرب مین استادہ باواز کہہ رہا ہے کہ ای خدا پرستو دیکھو خداوند فرعون کی
قدرت وعظمت کو کہ کس طرح تمھارے لشکری زخمی و ہلاک ہوئے اب بھی خیریت ہے اگر تم خدائے نادیدہ
کی بندگی ترک کرکے خداوند فرعون کو اپنا معبود سمجھو اور اسکی پرستش و بندگی مین بقیہ عمر اپنی بسر کرو
ورنہ یقین سمجھو کہ تم مین ایک بھی زندہ رہیگا اور مین قسم کھاتا ہون خداوند کے حق کی کہ مین ہرگز کسی بات کی
رعایت نہ کرونگا اہل اسلام اُس نابکار کے کلمات متمردانہ سنتے تھے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ
اُس مردود کے مقابلہ کو جاتا وجہ یہ تھی کہ جو مقابلہ کو آتا تھا ہلاک ہو جاتا تھا تورج بکمال استغنا ہر طرف
گشت لگاتا پھرتا تھا اور اپنا مرد مقابل طلب کر رہا تھا یکایک دور سے تتق گرد کو دیکھکر دونون لشکر
متحیر ہوئے فرعون سمجھا کہ میری مدد کے واسطے میرا کوئی ہوا خواہ آتا ہے اور اہل اسلام دل مین کہہ رہے
تھے کہ کیا عجب ہے اگر باری تعالے نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا ہے اور کسی ایسے مرد جری کو
ہماری مدد کے واسطے یہان بھیجا ہو تاکہ فرعون کو اُسکے کفر و الحاد کی سزائے معقول دے حتے کہ
دامن گرد چاک ہوا شہزادہ بدیع الملک اسی حیثیت سے نمودار ہوا کہ مسلح و مکمل ایک ہزار ایک
جانور اُسکے سر پر سایہ کیے ہوئے شاپور شیر دل پیشا پیش پشت مرکب پر سوار سعد شہریار
اور لشکر اسلام نے جو شہزادہ کو اس طرف آتے دیکھا بہت خوش ہوئے گویا جان تازہ قالب مین آگئی
اہل لشکر نے بادب تمام سلام کیا شہزادہ ان سب کو جواب دینے کے بعد تعظیم بادشاہ بجالایا اور
وہین سے مرکب کی باگ پھیر کے تورج بدرگ کے قریب آیا جونہی تورج نابکار حرامی کی نظر
شاہزادہ کی صورت زیبا پر پڑی از سرتا پا زرد ہو گیا اپنی گردن نحس سے بت اُتارے قاش زین پر
رکھے اُن بتون کو بکمال خلوص اور مودب ہوکے سجدہ کیا اور کہا ای لات و منات مین کیا تمھاری
قدرت اور عظمت ہے کہ مین عرصہ دراز سے بدیع الملک کو یاد کر رہا تھا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ
کے ہر طرف دیکھا کرتا تھا کہین اُسکا پتہ و نشان نہ ملتا تھا اور کبھی یہ میرے دل مین آتا تھا کہ شاید
اُس زخم کاری کے سبب سے زیادہ تکلیف مین ہو یا ہلاک ہو گیا ہو بارے تمھارے کرم و
رحم کے سبب سے وہ خود بخود یہان آیا یہ آپ ہی کی قدرت کا سبب ہے یہ کہکے بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای جوان خدا پرست اب تیرا زخم کیسا ہے شاید مندمل ہو گیا ہے کہ جو میرے
مقابلہ کے واسطے آیا ہے افسوس صد افسوس کہ دوسرا موقع وار کرنے کا نہ ملا ورنہ اب تک کبھی کا
اپنے مقر اصلی کو پہونچ جاتا خیر کچھ مضائقہ نہین جب نہ سہی تو اب سہی بدیع الملک نے کہا او
نابکار تو کیا بیہودہ کلمات زبان سے نکالتا ہے جنگ و حرب مین مجروح ہونا مردون کا جوہر ہے لیکن
میری جوانمردی اور دلاوری کو تو نے دیکھا تیرا دل ہی جانتا ہوگا مین کبھی بزدلون کی طرح کہین سے
بھاگا نہین میدان جنگ سے بھاگ جانا نامردون کا کام ہے تورج نے کہا ای بدیع الملک اگر جنگ
و حرب مین مجروح ہونا مردون کا جوہر ہے تو حریف کے قبضہ مین آکے کسی حیل و فریب سے بھاگ
جانا بھی مردانگی کے جوہر مین داخل ہے شاہزادہ نے کہا خیر تو یہی سمجھ لے کہ زبان بند و بازو بکشا تورج نے کہا

توریج نے کہا ہان مین بس یہی چاہتا ہون بیار تا جہ واری شہزادہ نے کہا او ناپاک ہم خدا پرست
ہین ہمارا شیوہ پیشہ سستی کا نہین ہے بلکہ یہ طریقہ کفار کا ہے توریج نے قبور زین سے عمود نکالا اور چند قدم
پیچھے ہٹ کے دونون ہاتھون سے اُسے سنبھالا اور بلاے بے درمان کی طرح شہزادہ کی جانب جھپٹا
آتے ہی چاہا کہ شہزادہ پر وار کرے شہزادہ بسبکی تمام اسقدر اُس نابکار کے قریب پہونچ گیا کہ چاہتا تو عمود
اُسکے ہاتھ سے چھین لیتا مگر ایسی ایک تھپکی دی کہ زرہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گرا توریج
نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ نے کہا او نابکار اپنا عمود اٹھا لے ایسا نہ ہو کہ تو کسی وقت مین
یہ شکایت پیش کرے کہ تمام حربون مین سے ایک حربہ کم ہو گیا تھا اور یہ خوبی مطمئن رہ جب تک تو ہماری
طرف متوجہ نہ ہوگا ہم ہرگز تجھپر وار نہ کرینگے توریج نے قبول کیا اور پشت مرکب سے زمین پر آ کے اپنا عمود
اٹھا لیا اور بار دیگر اُسی عمود کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا لیکن اُس تکان سے
وہ زخم پھٹ گیا اور گریبان تک خون بہ آیا شہزادہ نے چشم و ابرو سے خون کو پاک کیا اور کہا او نابکار
ہوشیار باش سے زدی ضرب خود ضرب مانوش کن ❊ غم دین و دنیا فراموش کن ❊ اور تلوار کو علم
کر کے اس سبکی سے وار کیا کہ توریج نابکار کا سر ابرو تک شگافتہ ہو گیا شہزادہ مرکب کی باگ پھیر کے علیحدہ
چلا آیا توریج نے اپنے زخم سر کو خوب مضبوط باندھا اور تیغ علم کیے ہوئے بدیع الملک کے قریب
آ کے کہا اے بدیع الملک لین نے اسوقت سخت غلطی کی جسکا نقصان مجھکو پہونچا یہ کہا اور تیغ کا وار
شاہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کا مگر سپر نے خطا کی وہ تیغ شاہزادہ کے شانہ پر پہونچی
دست چپ بیکار ہو گیا کیونکہ گوشت کو شگافتہ کر کے استخوان تک پہونچ گئی ایک زخم تو شاہزادہ کے
سر پر لگا تھا یہ دوسرا زخم ہاتھ پر پہونچا درد سے بیتاب ہو گیا اور اُسی حالت درد مین غضب آلودہ ہو کے
توریج کے قریب پہونچ گیا اُسی تیغ کا وار توریج پر کیا جس سے سرتا پاک اُسکا تربوز کی طرح چار پارہ ہو گیا
فرعون ملعون نے جو توریج کا یہ حال خراب دیکھا اپنی ڈارھی کو نوچ ڈالا اور بآواز بلند کہا لینا اس خدا پرست
کو اسنے توریج خان کو جان بلب کر دیا تمام فوج کفار بدیع الملک کی جانب بے تحاشا دوڑی اُسطرف
سعد شہریار نے جو کفار کے یورش کو دیکھا کہا اے حامیان دین اسلام کس خیال مین ہو شہزادہ بدیع الملک
پر ان نابکارون نے یورش کیا ہے جلد شہزادہ کی مدد کرو چنانچہ وہ سب شہزادہ کی مدد کو پہونچے اور جنگ
واقع ہو گئی سے ز سم ستوران دران پہن دشت ❊ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ❊ چونکہ آفتاب
قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون نے نقارہ بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آ کے قرار لیا اُسطرف
لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس آیا شہزادہ بدیع الملک غایب ہو گیا لیکن شہزادہ بدیع الملک
کے غائب ہونیسے سبکو حیرت ہوئی سعد شہریار نے کہا آخر تم لوگون نے شہزادہ کو کہان چھوڑا اُن سب نے کہا
شہریار کیا بتائین جب ہم میدان مین تھے شہزادہ کو دیکھا تھا حتے کہ وہان سے مراجعت کی پھر ہمکو خبر نہین ہے
سعد شہریار نے ہرکارون کو بلایا اور کہا جلد فرعون کے لشکر مین جاؤ اور دریافت کرو کہ شاہزادہ وہان ہین
تو نہین ہین ہرکارے حسب الحکم گئے اور واپس آ کے خبر دی کہ شاہزادہ کا کہین پتہ نہین ہے اور خود توریج بدرگ
بھی لشکر فرعون مین نہین ہے پھر سعد شہریار نے لوگون کو شہزادہ کی تلاش مین بھیجا راوی کہتا ہے کہ رستم قلعہ مین
شدت درد و جراحت سے بیہوش تھا یکایک آنکھ کھولی بدیع الملک کو نہ دیکھا حارث قلعہ دار سے پوچھا کہ بدیع

کہان ہی حارث قلعہ دار نے کہا شہریارا کل خبر پہونچی کہ توریج بدرگ نے لشکر اسلام کے بیشتر مسلمان ہلاک
کیئے ہین جنسے اب توریج سے کسی کو مقابلہ کرنے کی جرأت نہین ہوتی وہ دلاور دوران باوجود مجروح ہونے
کے اس خبر کو سنکے تاب تحمل نہ لایا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور مسلح و مکمل ہوکے قلعہ سے روانہ ہوا۔ وہان جب فرعون
شاہ بارگاہ مین آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا حسب اتفاق اسوقت ضحاک شاہ نے پوچھا فرعون شاہ نے کہا
ای ضحاک شاہ حمزہ ثانی کو مع دیگر مسلمانون کے گرفتہ و بستہ سنجاب شاہ کے حوالہ کردیا اسنے کہا ہان ای
خداوند ان سب قیدیون کو سنجابیہ مین پہونچا آیا ای خداوند مین اسوقت تجھسے ایک بات پوچھتا ہون وہ
یہ ہی کہ یہ جو تو خداپرستون کی قید و بند مین مبالغہ کرتا ہی اسمین کیا منفعت سمجھا ہی اور خداپرست تیرے بندون
مین سے جسے گرفتار کرتے ہین اسکو بلاتکلف قتل کرتے ہین فرعون نے کہا بے شک تیرا سوال بہت صحیح ہی
ضرور مسلمانون کو ہلاک کرونگا خسرو بن ضحاک اسوقت موجود تھا فرعون نے کہا ای ضحاک مین ابھی
تقدیر نامہ لکھتا ہون چنانچہ اسیوقت تقدیر نامہ لکھا اور خسرو بن ضحاک کو دیکر کہا ای خسرو تو جلد جا اور
فوراً ان خداپرستون کو قتل کرکے سر انکے ہماری خدمت مین پہونچا خسرو نے کہا ای خداوند اگرچہ وہ
خداپرست گرفتہ و بستہ ہین لیکن اس حالت مین بھی ان کو ہلاک کرنا خالی از دقت نہین ہی فرعون نے کہا
تو کیا کہتا ہی مین تیرا مطلب نہین سمجھا خسرو نے کہا مطلب یہ ہی کہ تنہا کسی کی مجال نہین کہ ان مسلمانون کو
ہلاک کرسکے فرعون نے کہا مین یہ کب کہتا ہون کہ تو تنہا جاکے ان کو ہلاک کر جسقدر فوج و لشکر تجھے مطلوب ہو
ہمراہ لے چنانچہ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکے شہر سنجابیہ کے جانب روانہ ہوا اس جانب کا حال
سماعت فرمائیے کہ جب رستم پیروین حصار سے باہر آیا دیکھا مہتر قران سامنے سے چلا آتا ہی اور قریب آکر
کے آگے زمین خدمت کو بوسہ دیا رستم ثانی نے کہا ای قران کیا خبر ہی قران نے کہا شہریارا کیا عرض کرون
ابھی کل کا ذکر ہی کہ بدیع الملک حالت مجروحی مین توریج کا مقابل ہوا اور زخم توریج بدرگ کی سپر پر پہونچا کے اور
پھر غایب ہو گیا طرفہ تر یہ ہی کہ خود توریج بھی لشکر فرعون سے غایب ہو گیا اور ایک خبر تازہ اور بھی ہی کہ حمزہ
ثانی اور دیگر مردان ہمراہی کو گرفتہ و بستہ کرکے فرعون نے شہر سنجاب مین بھیجا تھا لیکن فی الحال نامہ قتل
سرداران لشکر اسلام لکھ کے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ بھیجا ہی اور پچاس ہزار سوارون کی جمعیت
اسکے ساتھ کردی ہی تاکہ ان خداپرستان مقید کو قتل کرکے انکے سر لے آئے اس واقعہ کو مین ابھی دیکھے چلا آتا ہون
رستم ثانی نے کہا ای قران خوب وقت پر یہان پہونچا حاصل کلام رستم ثانی وہان سے روانہ ہوکے
خسرو کے لشکر مین داخل ہوا اور ہیئت کو بدل کے اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور مہتر قران سعد بادشاہ
کے لشکر کی جانب راہی ہوا رستم ثانی خسرو کے لشکر مین چلا جاتا تھا شیاطین خسرو کے لشکر کے ساتھ تھا
اس مکار نے قرینہ سے پہچان لیا کہ ضرور یہ جوان رستم ثانی ہی جو ہیئت تبدیل کیے لشکر کے ساتھ چلا آتا ہی اسنے
ملسول نامی ایک سردار لشکر کفار سے کہا ای ملسول تو اس جوان کو پہچانتا ہی ملسول نے کہا ای شیاطین چہ
کہ مجھکو پیشتر خیال نہ تھا لیکن تیرے مشتبہ کرنے سے اس جوان کی نسبت میرے دل مین کچھ شک گذرتا ہی یہ مین
نہین جانتا کہ کون ہی شیاطین نے کہا اگر نہین جانتا تو مجھسے سن یہ جوان رستم ثانی ہی اسکا یہان آنا خالی از علت
نہین ہی مگر وقت طلب یہ امر ہی کہ اگر اس سے کچھ کہتا ہون بالیقین یہ ابھی تمام لشکر کو درہم و برہم کردیگا اور خود صحیح
و سلامت یہان سے نکل جاویگا ملسول نے کہا ای شیاطین اگر اس جوان سے کچھ تعرض نہ کریگا پھر بھی لشکر فرعون

گویہ صدمہ پہونچائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اس حال کی خبر خسرو کو کرنا چاہیے دیکھین وہ کیا کہتا ہی شیاطین خسرو کے پاس آیا لیکن نہایت بدحواس خسرو نے کہا ای شیاطین اسوقت تیرے بشرہ سے آثار بدحواسی کے محسوس ہوتے ہین کچھ کہہ تو کیا خبر ہی اُسنے کہا ای خسرو کیا کہون سخت خرابی کا سامنا ہی گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل اور بکسول کیجانب اشارہ کرکے کہا اس سے پوچھو بکسول خسرو کو علیحدہ لیگیا اور کہا شیاطین کہتا ہی کہ رستم ثانی ہیئت تبدیل کیئے ہوئے لشکر مین موجود ہی اور یہ بھی کہتا ہی کہ اگر کچھ بھی اُسکے حال سے تعرض کیا بس تمام فوج کو درہم و برہم کرکے نکل جائیگا اور کسیکے بنائے کچھ نہ بنے گا خسرو شیاطین کے پاس آیا اور کہا کیا واقعی یہ ہی امر ہی جو بکسول بیان کرتا ہی شیاطین نے کہا سے آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + موجود ہے دیکھ لو خسرو نے کہا اچھا ضرور دیکھونگا شیاطین خسرو کو ایک سردار کے خیمہ کی پشت کی طرف لایا اور اشارہ سے کہا دیکھو وہ سامنے موجود ہی جو ہین خسرو کی نظر رستم ثانی پر پڑی خوف سے بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا ای شیاطین تو سچ کہتا ہی یہ جوان رستم ثانی ہی اب بتا کیا کرون شیاطین نے کہا جو کچھ ہو سکے وہ کرنا چاہیے خسرو نے کہا مجھسے کچھ نہین ہو سکتا ہان تو ہی ایسا کچھ مکر و فریب عمل مین لا جس سے وہ گرفتار ہو جائے شیاطین نے بعد غور و فکر بسیار خسرو کو ایک تدبیر بتائی جس کو سنکے خسرو شہزادہ رستم ثانی کے قریب آیا اور آتے ہی زمین خدمت کو بوسہ دیکے بہ کمال عاجزی کہا ای شاہزادہ والا تبار رستم ثانی نازم بہ این نصیب و تہے خوبی طالع ہمارے کہ تمنے قدم رنجہ فرما کے مجکو عزت بخشی سے از مبارک پی شہنشاہیکہ حاصل می کنند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری کاشکے اس خادم کو پہلے پیشتر ہی اپنے تشریف آوری کی اطلاع دی ہوتی تا کہ شرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوتے رستم ثانی نے جو خسرو کی اسطرح کی تقریر سنی کمال متعجب ہوا کہا ای خسرو یہ تونے کسطرح جانا کہ مین رستم ثانی ہی ہون اگر مین واقعی رستم ثانی ہوتا تو اس طرح تیرے لشکر کے ساتھ کیون آتا خسرو نے کہا شہریارا اب بیکار اپنے کو مجھسے مخفی کرتے ہو مین بخوبی آگاہ ہو گیا کہ تم رستم ثانی ہو ورنہ مجھکو ہرگز نہ معلوم ہوتا آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجکو بشارت دی کہ رستم ثانی تیرے لشکر مین موجود ہی تو اسکی ملازمت نہین بجالاتا بس یہ سبب ہی جو مین تمکو رستم ثانی سمجھتا ہون خداوند عالم کو میری عاقبت بخیر کرنا تھی جو تم ایسے صادق الایمان کو مجھ تک پہونچایا عرصہ سے مین بھی فکر مین تھا کہ کوئی خداپرست ایسا ملے جو دین اسلام کے اصول و فروع سے آگاہ کرے تا کہ مین دائرہ اسلام مین داخل ہون پیشتر لوگ فرعون شاہ کو خداوند کہتے تھے لیکن مین تو اُسے مثل عوام الناس کے سمجھتا ہون اور وہ بھی کافر منحرف خواہ مخواہ بندگان خدا کو بہکاتا ہی اور اپنی خداوندی کا معتقد کرتا ہی حالانکہ اُسکی خداوندی کا آجتنک کچھ ظہور نہ ہوا تف ہی ایسی خداوندی پر جو شخص برائے نام ہو اور کسیطرح کی قابلیت نہ رکھے غرضکہ اس قبیل سے ایسے مکر و فریب کی باتین اس مکار نے کین کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُسکے راہ راست پر آنیکا الیقین کامل ہو گیا کہا ای خسرو اب بتا تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا جو ارشاد ہو رستم ثانی نے کہا اگر واقعی تو راہ ضلالت کو ترک کرکے شاہراہ مستقیم پر آنا چاہتا ہی تو مین بھی تجھے تلقین و تعلیم کرنے کو موجود ہون کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصی رسول اللہ بعدہ اصول و فروع دین اسلام و بیشتر عقائد تعلیم کیے خسرو دل مین کینہ رکھکے بظاہر مسلمان ہوا اور رستم ثانی کو ہمراہ لاکے ایک مقام مناسب مین مقیم ہوا دعوت و ضیافت کا سامان نہایت اہتمام و تکلف سے کیا نہایت لطیف و بامزہ طرح طرح کا کھانا پکوایا شب کو محفل عیش و نشاط قرار دی زر خطیر صرف کرکے اونچے اونچے طائفے بلوائے بہت وسیع ایک خیمہ نصب کیا اسمین فرش صاف و سفید بچھوایا ہر چہار جانب

طہرانی قالین بچھوائے صدر مین سرخ کاشانی مخمل پر بھاری زردوزی کا مسند تکیہ لگایا تمام خیمہ کو جھاڑ فانوس وغیرہ
قیمتی شیشہ آلات سے آراستہ کر کے موہی و کافوری شمعون کی روشنی کی بیچ محفل مین ایک گنگا جمنی انگیٹھی مین
عنبر و اگر سُلگایا ہر چہار جانب خوشبو دار پھولون کے ڈھیر تھے خیمہ کی قناتون پر عطر چھڑکا ہوا بیرون خیمہ نوبت رکھی جھڑ
ہوا جا بجا پہرے مقرر کیے چوبدار خدمتگار حقہ بردار داروغہ میر منشی مختار مصاحب غرض ہنگی فوج کے اعلے
عہدہ دار وغیرہ نئے پُر تکلف لباس سے آراستہ اور مغرق قیمتی وردیون سے آراستہ و پیراستہ ہوکر
اپنے اپنے عہدہ پر مستعد ہوئے اسیطرح جب سب طرح اندرون و بیرون خیمہ کے آراستگی ہوگئی دو تین گھڑی رات آ
گئے خسرو مکار و سیلیمان شاہزادہ رستم ثانی کو خیمہ مین لایا اور بکمال تعظیم و تکریم اُس مسند تکلف پر
بٹھایا اُسی خیمہ سے ملا ہوا ایک اور خیمہ بھی نصب کیا تھا اُسمین کھانا کھلانے کا سامان تھا پلاؤ چلاؤ مرغ پلاؤ
اناناس پلاؤ متنجن مزعفر سفیدہ قلیا قورمہ دوپیازہ شیرمال باقرخانی پوریان کچوریان کباب کوفتے
فرنی شیر برنج سب طرح کے اچار طرح طرح کے مربے وغیرہ صدہا طرح کے خوشبو و خوش رنگ و بامزہ کھانے دسترخوان
پر نہایت صفائی اور تمیز سے چنے گئے دفعتاً حکم ہوا کہ فلان طائفہ جلد تیار ہوکے آئے ایک نازنین مہ لقا طرار
حسن و صفا جسکا ہر ایک عضو سانچہ مین ڈھلا معلوم ہوتا تھا از سرتا پا قدرت صانع حقیقی کا نمونہ تھا زیورجواہر نگار
مین غرق پشواز و پاجامہ بہت بھاری کارچوبی جسمین سیرون گھر ہائے آبدار ٹکے ہوئے اسیطرح زمرد و یاقوت
و الماس کو قیاس کرنا چاہیے دھانی گاچ کے ڈوپٹہ کی گاتی پڑی ہوئی جسکی بھاری سنہری کامدانی اور صرف لچکے اور
بھاری آنچل پلو کی جھلاجھلی اُس تیز اور صاف و سفید روشنی کے سبب سے نظر کو خیرہ کیے دیتی تھی چھم چھم کرتی
پان چباتی ایک ایک گبرو کی طرف کن انکھیون سے دیکھتی مسکراتی کبھی راست و چپ دیکھتی بھالتی کبھی کسی
گبرو گبرو کو تاکتی سازندون کی آڑ سے جھانکتی جھومتی جھامتی کمر کی لچک دکھاتی آموجود ہوئی سازندون مین سے
ایک نے طبلے کی گمک سُنائی کسی نے سارنگی کے سُر چھیڑے پھر رٹین رٹین کرکے سارنگی کی گوشمالے کی مجیرے
والے نے ٹھنک ٹھنک ٹن ٹن کی غزل شروع ہوئی غزل چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے ❊ وضع انسان اور ہے ترکیب
حیوان اور ہے ❊ خاک جنت مین لگیگا بعد مردن دل مرا ❊ ناز غلمان اور ہے انداز انسان اور ہے ❊ ناتراشیدہ ہے یہ اور وہ ہے سانچہ مین ڈھلا
شاخ مرجان اور ہے دست حسینان اور ہے ❊ ایک یوسف وہان گرا تھا یہان گرے دلہائے خلق ❊ چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے
جانور اُس پر ہے عاشق اس پر عاشق آدمی ❊ سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے ❊ گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہے
گلستان اور ہے زلف پریشان اور ہے ❊ فرق ہے شاہ و گدا مین قول شاعر ہے یہی ❊ شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے ❊ چونکہ وہ
نازنین سنبل مو نہایت خوش آواز و خوش گلو تھی اس غزل کو ایسا گائی کہ تمام اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہوگیا اس
اثنا مین خسرو مکار وہان کار روائی کرکے محفل مین شاہزادہ رستم کے قریب آیا اور دست بستہ کہا شہریار زمان
دسترخوان حاضر ہے جہان اسقدر غلام نوازی فرمائی ہے امیدوار ہون کہ اسقدر اور بھی تکلیف گوارہ فرماؤ ہر چند شاہزادہ
نے انکار کیا کہ مجکو بھوک نہین ہے لیکن اُس مکار نے نہ مانا باصرار تمام اُس خیمہ مین لیگیا جہان وہ کھانا دسترخوان پر بہ
تکلف تمام چنا ہوا تھا شاہزادہ نے چند لقمہ اُس کھانے کے تناول کیے اور ہاتھ دھو کے پھر محفل مین چلا آیا ابھی تھوڑی
ہی دیر گذری تھی کہ خسرو صراحی و جام لیے ہوئے جسمین دارو سے بیہوشی مخلوط تھی پھر آیا اور کہا ہے والا منزلت نوش
فرماؤ شاہزادہ نے انکار کیا اُسنے کہا شہریار یہ وہ مے ناب نہین ہے جسکی شریعت اسلام مین ممانعت ہے بلکہ یہ ایک نوع
کا شربت ہے جس سے اعضا کی کاہلی دفع ہوجاتی ہے ورنہ استغفر اللہ مین کبھی نہ تکلیف دیتا شہزادہ نے ایک جام بیہوشی مخلوط

کا پی لیا اُس لولی شوخ وشنگ نے اُس غزل کا صرف ایک ہی شعر گایا تھا کہ غزل سے عزیز روح کے دم تک ہی کا ابد
گل کا * خراب حال ہے بے مغز جب ہوا چھلکا * دفعتاً جھومنے لگا تمام گبر جن کو اس واقعہ کی خبر تھی شہزادہ کی اس
بے اختیاری کی حرکت کو دیکھ کے اُچھل پڑے اور بہ آواز کہا وہ مارا جن کو اس حال کی خبر نہ تھی حیرت سے دیکھتے
تھے اور ایک دوسرے سے کہتا تھا یہ کیا رمز ہے کچھ عقل مین نہین آتا جب شاہزادہ بالکل بیہوش ہو گیا خسرو
اور شیاطین وغیرہ زنجیر و طوق آہنی وغیرہ لیکے اُٹھے اور بعجلت تمام شہزادہ رستم کو مضبوط باندھ لیا اُس
مطربہ حسینہ نے جو یہ رنگ دیکھا بہت متعجب ہوئی آخر سکوت نہ کر سکی خسرو کے پاس آئی اور کہا ای جوان اس
تیرے مہمان نے کیا ایسا قصور کیا ہی جو تو اس بیدردی سے زنجیرون مین اسطرح مضبوط بستہ کر رہا ہی ابھی تو
اس اپنے مہمان کے روبرو دست بستہ عرض معروض کر رہا تھا خسرو نے کہا تو کیا جانے کہ یہ کیا واقعہ ہی یہ جوان
ہم سب کا دشمن جان تھا اگر ہم اسکو اس تدبیر سے گرفتار نہ کرتے تو یہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اور شیاطین کیجانب اشارہ
کر کے کہا کہ اس عقلمند شخص نے ہم سب کی جان بچائی ورنہ کوئی تدبیر بن نہ آتی اُس رقاصہ نے کہا تعجب ہی کہ تم اسقدر
مرد کی صورت ہو اور اس تن تنہا سے اسقدر خائف ہو اُسنے کہا یہ تن تنہا ہزارون کی ہلاکت کو کافی ہی اُسنے کہا
افسوس اگر مجھکو پیشتر سے اس حال کی خبر ہوتی تو ضرور کسیطرح اس جوان جری کو اس فریب سے مطلع کر دیتی شیاطین
نے یہ سُنکے کہا لینا اس مطربہ کو جانے نہ دینا معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی خداوند فرعون کی خداوندی سے منحرف ہی شیاطین
کا یہ کہنا تھا کہ تمام سازندے اپنے اپنے ساز ہاتھون مین لیکے دوڑے اور چاہا کہ اگر یہ نابکار اس عورت پر حملہ کرین تو
ہم بھی ان سازون سے بجائے حربہ کام لین خسرو نے کہا ای شیاطین دور بھی کر یہ عورت ذات ہی بکتی ہی بکنے
دے غرضکہ وہ مطربہ اپنے سازندون کو ہمراہ لیکے وہان سے چلی گئی مگر یہ کہتی جاتی تھی کیا موذی کاٹے مردوے ہین کہ
اس بیچارہ کو باین مکر و فریب گرفتار کر لیا دوسرے روز خسرو بن ضحاک شہزادہ رستم کو گرفتہ و بستہ کئے
ہوئے وہان سے روانہ ہوا خیر راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے تتق گرد نمایان ہوا۔ راوی کہتا ہی کہ وہ
نقابدار سرخ پوش تھا اُسکو بھی دور سے گرد دکھائی دی ہرکارون کو خبر کیواسطے بھیجا وہ خبر لائے کہ خسرو بن
ضحاک شاہزادہ رستم کو گرفتار کئے قلعہ سنجاب کیجانب جاتا ہی کیونکہ فرعون شاہ نے قطعی حکم دیا ہی کہ جلد
جاؤ اور قلعہ سنجاب مین پہونچ کے حمزۂ ثانی اور اُسکے سرداران ہمراہی کو ہلاک کر کے اُنکے سر لے آؤ نقابدار
سرخ پوش نے دست افسوس ملے اور کہا افسوس یہ کفار ان بدکار کسقدر مسلمانون کی ایذا دہی کے درپے ہین اور
مرکب کو دوڑاتا ہوا خسرو بن ضحاک کے لشکر کے قریب پہونچا خسرو نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا ای نقابدار
تو کون ہی اور کیون اسطرف آیا ہی نقابدار نے کہا مین تیرا سر کوب ہون خاص تیری سرکوبی کیواسطے آیا ہون خسرو
نے کہا ای نقابدار یہ گفتگو تیری بالکل بیمعنی ہی کیونکہ جسطرح تو کہتا ہی مین بھی کہہ سکتا ہون لیکن اپنے اسطرف آنے اور برہم
ہونے کی کچھ حقیقت تو بیان کر نقابدار نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ تونے رستم ثانی کو گرفتار کیا ہی اور اب قلعہ سنجاب
کیجانب چلا ہی کہ مسلمانان مقید کو شہید کرے اور سر ان بیگناہون کے فرعون کی خدمت مین پیش کرے خسرو
نے کہا ہان یہ تونے صحیح خبر سنی ہی اچھا تیرا مطلب کیا ہی نقابدار نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ رستم ثانی کو صحیح و سلامت
ہمارے حوالہ کر اور مسلمانون کو شہید کرنیکے ارادہ کو فسخ کر خسرو بن ضحاک نے کہا یہ کسطرح ممکن نہین ہی اُسنے
کہا اگر یہ ممکن نہین ہی تو مصرع بیار آنچہ داری ز مردی نشان یہ ہی گو یہ ہی میدان جسکو خدا دے وہ لے خسرو نے بے
تحاشا تلوار کا وار کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ مین اُسے دو پرکالہ کیا روح

اُس نابکار کی قعر جہنم مین پہونچی لشکر کفار نے جو اپنے سرداران علے کو ہلاک دیکھا سب نے بالاتفاق نقابدار پر حملہ کیا نقابدار نے اُنکو دم لینے کی بھی مہلت نہ دی اسقدر تلوار کے وار کیے کہ اُن سب کے حواس جاتے رہے آخر فوج بے سردار بحتی تاب مقابلہ نہ لا کر رو بفرار لائی بیشتر تہ تیغ ہو کے جہنم واصل ہوئے فراریون کے ساتھ شیاطین بھی بھاگا نقابدار اُس مقام پر آیا جہان رستم ثانی طوق و زنجیر مین بستہ تھا رستم نے جو نقابدار کو دیکھا کہا اے جوانمرد تو کون ہے نقابدار نے کہا اے شہریار پیشتر مین تمھارا بدخواہ تھا لیکن اب مین شاہزادہ بدیع الملک کا ہواخواہ ہون اور یہ اُسی شاہزادہ عالیجاہ کی محبت کا سبب ہے کہ تمکو قید سے رہا کرتا ہون رستم ثانی نقابدار کی یہ تقریر سنکے آبدیدہ ہو گیا اور کہا اے جوان دلاور دوران تجکو قسم ہے شاہزادہ بدیع الملک کے سر اقدس کی کہ اپنی تلوار کا ایک ایسا وار مجھپر لگا کہ سر میرا تن سے جدا ہو جائے کیونکہ مجھکو قید و بند کی اسطرح کی رہائی سے ہر طرح یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مین ہلاک ہو جاؤن نقابدار ہنسا اور رستم ثانی کے دست و پا کے بند کھولدیے رستم ثانی نے کہا اے جوان تو نے میرا کہنا نہ سنا نقابدار نے کہا بس اب خاموش ہو رہو زیادہ گویائی کی ضرورت نہین ہے یہ بتاؤ کسطرف کا ارادہ ہے رستم ثانی نے کہا مقدم کام یہی ہے کہ قلعہ سنجاب مین پہونچ کے حمزۂ ثانی کی رہائی کی تدبیر کرون نقابدار نے کہا اگر یہی ارادہ ہے تو مین ہمراہ ہون چنانچہ دونون باتفاق یکدیگر وہان سے روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل و قطع منازل قریب قلعہ سنجاب کے پہونچے۔ سنجاب شاہ کو خبر پہونچی قلعہ سے باہر آیا اور باواز کہا اے جوانون تم کون ہو جو یہان آئے اور کسواسطے آئے ہو دونون نے بالاتفاق کہا اے سنجاب شاہ ہم تجکو صرف اس بات کی اطلاع دینے آئے ہین کہ اگر تو اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہے تو بخلوص اعتقاد مسلمان ہو اور ہمارے سردارون کو قید و بند سے خلاص کر دے ورنہ جو سزا تجکو ملے اُسکے لائق اپنے کو سمجھنا سنجاب شاہ نے رستم ثانی کیجانب متوجہ ہو کے کہا اے جوان اس خائف کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے دین اور مذہب کے بارہ مین زور اور ظلم کی کیا ضرورت ہے دو شخص آپس مین لڑتے ہین پھر ایک پس پا ہوتا ہے ہان اگر تو اپنے مذہب کو سچ اور برحق سمجھتا ہے تو کوئی ایسا کار نمایان دکھا کہ یقین ہو جائے رستم ثانی نے کہا کیا کار نمایان چاہتا ہے سنجاب شاہ نے کہا میرے قلعہ کے روبرو وہ جو نیستان ہے تخمینہً ویرہ دو سو فرسنگ تک چلا گیا ہے روز بھر دن چڑھے ایک آہو اس نیستان سے نکلتا ہے عجیب دردآمیز و حیرت خیز آواز سے چیختا ہے کہ دل ہل جاتا ہے اگر تو اس آہو کو گرفتار کر لے یا ہلاک پس سمجھونگا کہ بیشک ترا دین و مذہب برحق ہے اور مین وعدہ کرتا ہون بلا شرط مسلمان ہو جاؤنگا اور اگر اُس ہرن کو ہلاک یا گرفتار نہ کر سکیگا پس مین ہرگز تیرے مذہب کو اختیار نہین کرونگا اگر تو مجکو مسلمان ہونے کیواسطے مجبور کریگا یا میرے شہر کو تہ و بالا کریگا پس یقین سمجھ لے کہ جسقدر مسلمان میرے یہان قید ہین سب کو قتل کرونگا رستم ثانی نے کہا اے سنجاب شاہ ہمکو تیری یہ شرط قبول و منظور ہے سنجاب شاہ نے کہا اے جوان یقین سمجھ کہ ہمکو بھی اُسوقت مسلمان ہونے مین کوئی عذر نہ ہوگا رستم ثانی اُس روز خاموش ہو رہا دوسرے روز اُس نیستان کیطرف آ کے ایک بلند پشتہ پر متوقف ہوا اور نیستان کیجانب نگاہ کی تا دیر دیکھتا رہا یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ایک آہو خوش رنگ متناسب اعضا سامنے سے چلا آتا ہے اور پشتہ کے قریب آ کے ٹھہرا اور حسب بیان سنجاب شاہ اس آواز حزین و دردناک سے چیخا کہ شاہزادہ رستم کے دل پر بھی اثر غم و ملال کا چھا گیا بعدہ وہ آہو چاہتا تھا کہ بھاگ جائے کہ وہ شیر بیشہ جلادت جست مار کے قریب اُسکے پہونچا مع بڑا کمند کا پھندا اُسکے اوپر پھینکا اُس کمند کا ہاتھ سے رہا ہونا تھا کہ حلقہائے کمند مین

خود رستم ثانی بھی بستہ ہو گیا اور وہ آہو بھی کمند سے لپٹا بھاگا اُسکے ساتھ رستم بھی کھنچا چلا گیا جب اُس نیستان مین دونون پہونچے غیب سے اُس نیستان مین آگ لگ گئی اور وہ آگ اسقدر بھڑکی کہ وہ صدہا کوس کا جنگل آگ سے بھر گیا اُسکے شعلے آسمان تک جاتے تھے طبقۂ جہنم معلوم ہوتا تھا پہر بھر کے بعد وہ آگ از خود بجھ گئی اب جو نقابدار نے بغور نظر کی معلوم ہوا کہ وہ تمام میدان نیستان سیاہ ہی لیکن رستم ثانی کا کہین نشان نہین ہی نہایت تعجب ہوا دل مین کہا ایک نہ شد دو شد یہ کیا سامان پیش نظر ہی نہین معلوم بدیع الملک اس آگ مین جل گیا یا شہزادہ کو کوئی اُٹھا لیگیا بقیہ روز اور تمام شب وہین بسر کی دوسرے روز دیکھا کہ وہ نیستان پھر اُسیطرح موجود ہی اور اُس سیاہی کا مطلق نشان نہین ہی اور زیادہ حیرت نے گھیرا دل مین کہا آج خود بھی اُس آہو پر حملہ کر دیکھین کیا ہوتا ہی چنانچہ کمند کو حلقہ کر کے گھات مین بیٹھا حسب دستور آہو آیا اور وردکی آواز سے چیخا نقابدار نے حلقہاے کمند کو پھینکا آہو اور خود کو اُس کمند مین گرفتار پایا اُسکا لشکر وہین آکے مقیم ہوا

بازآمدم بر مقدمہ دیوانہ سگ تورج بدرگ کہ از دست شہزادہ عالیمقدار بدیع الملک والاتبار دو تا زخم بر سر خوردہ بود

چنیت ہو کیون نہ حسن جو اک گل دمیدہ ہون
گیا مین بھی مثل شیشۂ مے سر بریدہ ہون
ہونگا مین سبکو چھوڑ کے ملک عدم کی راہ
محراب کعبہ حاجی کہین وہ خمیدہ ہون
آو آفتاب منھ اُفق بام سے دکھا
بے یار بزم بادہ مین ہوش بریدہ ہون
سوداے عشق غیر کہان ہی برنگ گل
بے اختیار صورت صورۂ میدہ ہون
تھا چاک جیب صبح تو مشہور ہاے جنون

بلبل نہین ہون طائر رنگ پریدہ ہون
مثل خم شراب خرابات دھر مین
ہر چند قافلہ مین ہون لیکن جریدہ ہون
تیرا غلام کچھ مہ کنعان فقط نہین
مانند صبح مین بھی گریبان دریدہ ہون
ہرگز مجھے نظر نہین آتا وجود غیر
اپنے ہی حسن پر مین گریبان دریدہ ہون
ہنستا ہون مین نکال کے دانت اپنے دور پر
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

کیون میرے قتل ہونے سے وہ مست خوش ہوا
زاہد براے بادہ جو مین آفریدہ ہون
طاقت ہی طاق ابروے خمدار یار پر
کہتی ہی مشتری بھی مین تیری خریدہ ہون
کس کو خبر کہ شیشہ کہان ہی قدح کہان
عالم تمام ایک بدن ہی مین دیدہ ہون
ممکن نہین ہی ضبط فغان حشر ہو تو ہو
باہم جہان مین مثل انار رسیدہ ہون
گر جان جاے غم نہین لیکن یہ بات ہاے

ناسخ وہ کھیچ رہا ہی تو مین بھی کشیدہ ہون

باغبانان گلستان خوش بیانی و چمن آرایان بوستان ہمزبانی گلہاے مضامین رنگین کو سبد ورق پر مرتب کر کے اسطرح پیش کش ناظرین والاگہر و شائقین عالی نظر کرتے ہین کہ جب دیوانہ سگ تورج بدرگ شہزادہ والا رفعت عالی مرتبت شجاع زمان اعنی بدیع الملک ذیشان کے دست زبردست سے مجروح ہو کے حواس باختہ ہو گیا مرکب اُس نابکار و مکار کا چراغ پا ہوا ایک جانب لیکے بھاگا تین روز تک برابر راہ بادیہ طی کرتا رہا چوتھے روز ایک صحراے لق و دق مین پہونچا جہان سبزہ بہ کثرت روئیدہ تھا چونکہ بھوکا بہت تھا مصروف چراگاہ ہوا تورج کا سر شگافتہ تھا چار روز کے تکان سے اور زیادہ بے حال ہو گیا تھا پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے اُس صحرا مین گرا اور بیہوش ہو گیا یہ ایک جگہ پڑا ہی مرکب دوسری طرف سبزہ زار مین چرتا پھرتا ہی راوی کہتا ہی کہ اُس نواح مین اسکندریہ نام ایک ملک وسیع و عریض واقع ہی اُس ملک کا فرمانروا اُس شکار گاہ مین مصروف صید تھا ایک آہو کے عقب مین مرکب بے تحاشا دوڑاتا چلا جاتا تھا اُس بیشہ مین اُسکا گذر ہوا دیکھا ایک جوان جسکے سر پر دو زخم ہین بیہوش زمین پر پڑا ہی اور ایک مرکب ایک جانب چرتا پھرتا ہی چونکہ وہ ہرن دور نکل گیا تھا اُسکے تعاقب سے قطع نظر کی اور وہان سے مراجعت کر کے اپنے مردان ہمراہی مین آیا اور حقیقت بیان کی وہ سب بادشاہ کے ساتھ اُس مقام پر آئے کیفیت مشاہدہ کی متعجب ہوئے

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو ہمراہ لے چلو چند ملازم آئے اور تورج کو اُٹھا لیگئے جب اسکندریہ مین پہونچے
جراح بلائے گئے زخمون پر مرہم رکھا گیا مرغ کا شوربا پلایا گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد اس جوان کو تندرست
کرو جس شئے کی ضرورت ہو ہماری سرکار سے بلا تکلف لو چند روز کے بعد تورج تندرست و تازہ ہوگیا سکندر شاہ
کو خبر پہونچی کہ وہ جوان تندرست ہوگیا ہی بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور بہایت تعظیم و تکریم سے پیش آکے کہا
ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی تورج بدرگ نے کہا ای بادشاہ مجھکو تورج صاحبقران کہتے ہین سکندر شاہ
نے کہا کون تورج - ایک تورج خان ہمارے خداوند فرعون کے لشکر مین ہی اور خدا پرستون کے مقابلہ مین
کارزار کرتا ہی تورج خان نے کہا آی بادشاہ مین وہی تورج خان ہون جسکا تو پتا دیتا ہی سکندر شاہ نے
پوچھا یہ زخم تیر سے سر پر کسطرح پہونچے اُسنے کہا مسلمانون کے مقابلہ مین سرگرم تھا بدیع الملک سردار لشکر اسلام
کے ہاتھ سے مین زخمی ہوا ہون اُسوقت ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم تھا اور مین زخمی ہوچکا تھا حالت زخمداری مین
دفعتاً مرکب میرا چراغ پا ہوا اور اسطرف لیکے چلا آیا ہر چند کہ مجھ مین مطلق حالت باقی نہ تھی مگر بہ کمال جبر اُس مرکب
کی پشت پر قائم رہا کئی روز کے بعد جب اُس صحرا مین پہونچا بیہوش ہوکے پشت مرکب سے زمین پر گرا پھر مجھکو
خبر نہین کہ یہان کون لایا چونکہ مشیت خداوندی مین ابھی میرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا اسوجہ سے صحیح و سلامت اس
صحرا تک پہونچا اور تو وقت پر پہونچ گیا جو مری صحت کا باعث ہوا ورنہ جانوران صحرائی مجھکو کھا جاتے کسیکو میرے
حال کی مطلق خبر نہ ہوتی یہ حال سُنکے اسکندر شاہ حاکم اسکندریہ اُٹھ کھڑا ہوا بہ کمال اعتقاد تین مرتبہ تورج بدرگ
کے گرد پھرا تورج خان نے کہا ای بادشاہ اب تو کسیقدر اپنا حال خیریت مال بیان کر کہ کون ایسا رحم دل خداوند
فرعون کا خاص بندہ ہی جو اُسکے مقربون کی اسقدر خاطر داری و مدارا مین مصروف ہی اُسنے کہا ای تورج خان
میرا نام سکندر شاہ ہی خداوند فرعون ہی کی برکت پرستش و بندگی سے اس مملکت اسکندریہ پر حکومت
رکھتا ہون ورنہ مین کہان اور یہ حکومت کہان تورج بدرگ نے کہا ای بادشاہ خوشا حال تیرا کہ تو خداوند
فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہی مگر تعجب ہی کہ خداوند فرعون کی ملازمت سے محروم ہی میری رای یہ ہی کہ اپنے
تمام لشکر کو فراہم کر کے میرے ہمراہ خداوند فرعون کی خدمت مین حاضر ہو اور اُسے سجدہ کر تاکہ تیرا اعتقاد بڑھے
ثروت و حکومت مین برکت ہو اسکندر شاہ نے کہا ای جوان مقرب خداوند میری بھی خواہش دلی یہ ہی
کہ خداوند کی ملازمت سے برکت و عزت حاصل کرون مگر دقت طلب یہ امر ہی کہ یہان سے قریب ایک ملک کی
سرحد واقع ہی جسکو اختر انیہ کہتے ہین وہان کا حاکم اختران شاہ ہی جو اسوقت پانچ لاکھ سواران جرّار کی فوج
رکھتا ہی خورشید ستارہ پرست نام اُس بادشاہ کا سپہ سالار ہی جو ہر طرح کی قابلیت و لیاقت مین اپنا مثل و نظیر
نہین رکھتا اختر انیہ کی تمام رعایا مع شاہ و وزیر ستارہ پرست ہی یہ تو ممکن ہی کہ مین ابھی تمہارے ہمراہ فرعون
شاہ کی خدمت مین چلون لیکن اختران شاہ خبر پاکے فوراً مملکت اسکندریہ کو تاراج و تباہ کر کے مسخر کر لیگا
اور مجھسے کوئی تدبیر نہ ہوسکے گی تورج نے کہا ای بادشاہ یہ امر کچھ مشکل نہین ہی چلو پہلے خورشید ستارہ پرست
ہی کے قصہ کو پاک کرین اور اُسکا ملک تمہارے حوالہ کر کے باطمینان تمام فرعون شاہ کی ملازمت سے بہرہ یاب
ہون اسکندر شاہ نے کہا ای دلاور دوران خداوند فرعون کی قدرت و فضل سے مجھکو سب طرح کی امید ہی
لیکن بظاہر حال پانچ لاکھ سواران جرّار و تجربہ کار کے مقابلہ مین میری قلیل فوج کا سرسبز ہونا عقل مین نہین آتا
تورج نے پوچھا تمام اسکندریہ مین فوج کسقدر ہوگی اسکندر شاہ نے کہا تخمینہً بارہ ہزار سوار کی جمعیت ہوگی تورج

بہادر

بدرگ نے کہا پس پانچ لاکھ سوار کے مقابلہ مین اسقدر فوج کافی ہی کچھ فکر نہ کرو آخر ہم کسواسطے ہین اگر اس قلیل
فوج سے اخترانیہ کو مسخر نہ کیا تو خداوند کا فضل و کرم ہی ہمارے حال پر کیا القصہ سکندر شاہ نے سامان جنگ
فراہم و تیار کرنا شروع کیا اسباب سفر بند ہوا یا فوج کو اطلاع دی کہ فلان روز اخترانیہ کی جانب کوچ ہوگا سب تیار
ہوگئے روز معہودہ کو بہمراہی توریج بدرگ مع فوج روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد مملکت
اخترانیہ کے قریب پہونچا یہ خبر خورشید ستارہ پرست سپہ سالار اختران شاہ کو پہونچی کہ سکندر شاہ
حاکم مملکت اسکندریہ مع فوج و لشکر اسطرف عازم پیکار ہوکے آیا اُسنے سکندر شاہ کو اس مضمون
کا نامہ لکھا کہ بعد ثنا و صفت خداوند زحل ای سکندر شاہ آگاہ ہو ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تو مع فوج و لشکر
مملکت اخترانیہ مین وارد ہوا ہی حالانکہ مدت ہاے دراز سے ہم بھی مملکت اخترانیہ کے سپہ سالاری پر ممتاز ہین
ہمنے کبھی ایسا اتفاق نہین دیکھا کہ کوئی سردار حاکم اسکندریہ کا مع فوج اسطرف آیا ہو اگر تو کسی خاص ضرورت
سے اسطرف وارد ہوا ہی تو جلد یہان سے اپنی دار السلطنت کو واپس جا ورنہ حسب قاعدہ تجھسے تعرض کیا جاویگا
اور ای سکندر شاہ تو جو اپنے چند نفر سپاہیون کے بھروسے پر بلا تکلف ایک بادشاہ عالیجاہ کی سرحد مین وارد
ہوا تجھکو خوف نہین معلوم ہوتا ابھی اگر اختران شاہ کو اس ماجرے کی خبر کر دون تو چند لمحہ مین تیری حکومت
و مملکت خاک سیاہ کر دے اور تجھکو گرفتار کرے جب اس مضمون کا نامہ سکندر شاہ کو پہونچا توریج بدرگ
سے کہا ای دلاور دوران دیکھو اس نامہ مین خورشید نے کیا لکھا ہی توریج خان نے بھی اُس نامہ کو اول سے
آخر تک پڑھا سکندر شاہ سے کہا ای بادشاہ یہ خورشید حالانکہ منصب سپہ سالاری رکھتا ہی تاہم ایسے
کے کلمات گستاخانہ لکھتا ہی یہ بجاے خود اپنے کو حاکم خود مختار سمجھتا ہی سکندر شاہ نے کہا واقعی خورشید اختران شاہ
کا مقرب و معتمد ہی اور عقیل و فہیم مشہور ہی توریج نے قلم اُٹھایا اور خود اس مضمون کا جواب نامہ لکھا کہ ای خورشید
آگاہ ہو ہم خاص اس غرض سے یہان آئے ہین کہ جو معاملہ مملکت اخترانیہ اور اسکندریہ کے درمیان کمی اور
زیادتی کا واقع ہی وہ فیصل ہو جاے تو فوراً اختران شاہ کو اطلاع دے خورشید ستارہ پرست اس جواب
کو پڑھکے پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ کے باہر آیا اور نقارہ جنگ بجوادیا دوسرے روز صبح کو میدان معرکہ
مین آکے مبارز طلب کیا توریج خان اُسکے مقابلہ کیواسطے آیا خورشید ستارہ پرست نے اُس سے کہا
ای جوان تو کون ہی توریج نے کہا پہلے تو بتا کون ہی خورشید نے کہا مین جو ہون سب جانتے ہین کہ اختران شاہ
کا سپہ سالار خورشید ستارہ پرست نام سے مشہور ہون سکندر شاہ نے بعد مدت مدید اختران شاہ
کی فوج سے مقابلہ کرنا چاہا ہی پس مین اُسکے مقابلہ کو آیا ہون اب بتا تو کون ہی توریج نے کہا مین توریج خان
صاحبقران ہون خداوند فرعون کا بندۂ خاص الخاص فی الحال مسلمانون نے خداوند پر عرصہ تنگ کر دیا ہی
فلہذا مسلمانون کے تدارک کا ارادہ رکھتا ہون اب چونکہ یہان پہونچنے کا اتفاق ہوگیا ہی چاہتا ہون سکندر شاہ
بھی میرے ہمراہ چلکے خداوند کی ملازمت سے بہرہ یاب ہو جاے چنانچہ مین نے اُس سے کہا بھی ہی اُسنے جواب
دیا کہ خداوند کی آستان بوسی کو میرا بھی دل چاہتا ہی مگر یہ خیال مانع ہوتا ہی کہ میری غیبت مین اختران شاہ
مملکت اسکندریہ کو تباہ و تاراج کر کے مسخر کریگا مین نے کہا ای سکندر شاہ اگر اختران شاہ کا اسقدر خدشہ
ہی پس پہلے ہی قصہ پاک کر لینا چاہیے چنانچہ سکندر شاہ اسکندریہ سے کوچ کر کے یہان پہونچا خورشید ستارہ
پرست نے توریج خان کو از سر تا پا بغور دیکھا کہا ای توریج معلوم ہوا کہ اس ہنگامہ آرائی کا سبب تو ہی ہے دیہہ

سکندر شاہ کی یہ جرات نہ تھی خیر کیا مضائقہ ہی غرضکہ دونون مین جنگ نیزہ وعمود شروع ہوگئی تا دیر رد وبدل
رہی کوئی غالب ومغلوب نہ ہوا تیغ بازی کی نوبت آئی راوی کہتا ہی کہ یہ توریج بدرگ نہایت زبردست
گبر ہی جسکا حال بیشتر قلم بند ہو چکا ہی حتے کہ اسکے زور وطاقت کا حال دیکھکر شاہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا
تھا اور اُسی خوشی کی حالت مین یہ نابکار شہزادہ کے مرکب پر سوار ہو کے بھاگ گیا تھا غرضکہ آج بھی اس ملعون
نے بعد رد وبدل بسیار خورشید ستارہ پرست کو زخمی کیا اختران شاہ کو خورشید کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی
بعجلت تمام میدان حرب مین پہونچا اور توریج سے کہا ای جوان سفاک تونے ہمارے سپہ سالار کو زخمی کیا ہی اب
ہم تجکو کیا تمام اسکندریہ کو خاک سیاہ کر دینگے آجتک ہمنے اس نظر سے درگذر کی کہ کم زور سے مقابلہ کرنا ہی کیا۔
مگر سکندر شاہ نے خود سبقت کی توریج بدرگ نے جواب دیا کہ ای اختران شاہ اب کم زور کے مقابلہ سے درگذر
نہ کر بہر حال آج کمزوری وشہزوری کا تصفیہ ہو جانا چاہیے یہ کہا اور اختران شاہ پر حملہ کرنا چاہا اختران شاہ اُسکے
سامنے سے چلا آیا اور جنگ مغلوبہ کا حکم دیا بگیر وبزن کی آواز بلند ہوئی ہر طرف کشتون کے پشتے سرون کے ڈھیر
دکھائی دئیے خون کے دریا بہے توریج بدرگ جنگ وحرب کرتا ہوا خورشید ستارہ پرست کے قریب پہونچا
دیکھا خورشید پشت مرکب پر درد زخم سے بے حال ہو رہا ہی اور خون پرنالہ کیطرح جاری ہی خورشید کے نزدیک
پہونچا پشت مرکب سے کھینچ کے زمین پر لایا اور گرفتہ وبستہ کر لیا اختران شاہ اپنے سپہ سالار کو گرفتار دیکھ کے
بالکل نا امید ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج اخترانیہ تاب مقابلہ نہ لا کے پسپا ہوئی اور شہر مین آ کے دم لیا توریج بدرگ
نے با فتح ونصرت وہان سے مراجعت کی اسوقت شیاطین یہان پہونچا توریج کو سلام کیا توریج نے جواب سلام کے
بعد پوچھا کیا خبر ہی شیاطین نے کہا ای توریج خان حمزۂ ثانی وغیرہ سنجاب شاہ کی حراست مین ہین ضحاک شاہ
نے فرعون شاہ سے کہا ای خداوند خدا پرست جس خداوند پرست کو گرفتار کرتے ہین فوراً اُسکو قتل کرتے ہین اسکی
کیا وجہ ہی کہ خداوند نے حمزۂ ثانی وغیرہ کو سنجاب شاہ کی حراست مین بھیجدیا ہی اور ابتک وہ زندہ وسلامت
ہین بنابران فرعون شاہ نے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ نامہ قتل خدا پرستان سنجاب شاہ کے نام بھیجا تھا
رستم ثانی قلعہ سے باہر آیا اور خسرو بن ضحاک کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا مین نے اُسکو پہچانا خسرو کو اطلاع دی
وہ گھبرا گیا مین نے اُسکی دلجمعی کر کے رستم ثانی کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا مگر نقابدار سرخ پوش بروقت پہونچا اور
اُسنے رستم کو خلاص کر دیا اور خسرو بن ضحاک شاہ کو بھی ہلاک کیا فی الحال رستم ثانی اور وہ نقابدار دونون
بالاتفاق قلعہ سنجاب کیجانب گئے ہین تاکہ حمزۂ ثانی وغیرہ کو قید وبند سے رہا کرین اور گمان غالب ہی کہ وہ ان خدا پرستون
کو قلعہ سنجابیہ سے رہا کر لیجاوینگے تو یہان کس خواب خرگوش مین مبتلا ہی توریج نے کہا ای شیاطین تو مجھکو اسطرف سے
غافل نہ سمجھ مین اب تک مسلمانون کی حال کی خبر لینے کو پہونچ گیا ہوتا مگر سکندر شاہ کو بھی ہمراہ لیجانا چاہتا تھا سکندر شاہ
نے یہ عذر کیا کہ مین اختران شاہ اور خورشید ستارہ پرست کے دغدغہ سے نہین جا سکتا مین نے کہا پہلے اسی
قصہ کو پاک کر لون چنانچہ خورشید ستارہ پرست کو مین نے خداوند کے فضل سے گرفتار کر لیا ہی اور اختران شاہ
پسپا ہو کے قلعہ بند ہو گیا ہی مین چاہتا ہون کہ شاہ کو بھی گرفتار اور قلعہ کو مسخر کر لون تو پھر خدا پرستون کیطرف متوجہ ہون
شیاطین نے کہا ای توریج خان میرے نزدیک یہان کا اسقدر توقف بہت مضر ہوگا کیونکہ رستم ثانی اور نقابدار
عنقریب وہان پہونچا چاہتے ہین جب تک تو قلعہ اخترانیہ کو مسخر اور اختران شاہ کو گرفتار کریگا وہ دونون بلاسے بے
درمان مسلمانون کو رہا کر لیجاوینگے توریج خان نے کہا ای شیاطین اگر مجھکو پیشتر سنجابیہ کی یہ خبر معلوم ہوتی تو مین اخترانیہ

کے حال سے قطع کرتا اور بیشتر اُسیطرف جاتا مگر جب یہان اسقدر کوشش کرچکا ہون توکسطرح اس قصہ کو ناتمام چھوڑ کے چلا جاؤن قطع نظر اسکے سکندر شاہ سے وعدہ کرچکا ہون کہ اختران شاہ کو گرفتار کرکے اخترانیہ کا تجکو حاکم کردونگا اگر یہان سے چلا جاؤن تو اخترانیہ کی حکومت کیسی خود اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرکے اسکندریہ پر قابض ہوجائےگا شیالین تادیر متامل رہا اور کہا ای خان والاشان یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن بہر حال مسلمانون کے قصہ کو فیصل کرنا سب سے مقدم کام ہی کیونکہ بالفرض اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرلے گا اور اسکندریہ کو اپنے قبضہ مین لے آویگا پھر بھی دوسرے وقت اختران شاہ سے تعرض کیا جاسکتا ہی لیکن اگر مسلمانان مقید رہا ہوگئے تو پھر تمام عالم کے ممالک اُنکے قبضہ مین آجاوینگے اور خداوند فرعون کا تو نام ونشان تک باقی نہ رہیگا

تورج خان مجبور ہوکے سنجابیہ کیجانب روانہ ہوا

اب تورج بدرگ کو قلعہ سنجابیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی مآل شاہزادہ بدیع الملک دلاور مسطور ہوتا ہی کہ اُس جنگ مغلوبہ مین سے کہان غایب ہوگیا

نہ ہو افسردہ دل اب تو خزان جاتی ہی بلبل
ز حسن گل ہزارش دوستان ست
نہ خفتم دوش تا وقتیکہ دیدم
نہ باغ کست این بہشت جاودان ست
سیان باغ از سرو و صنوبر
عیان از یک زمین دو آسمان ست

کوئی تازہ غزل کہہ رکہ بہار آتی ہی ای بلبل
زمین از رنگ لالہ لعل پوش ست
نسیم صبح دم دامن کشان ست
درختانش زرنگار رنگ میوہ
خیابانے و جوئے در میان ست
بدل گفتم غم از دل برد این باغ

دگر صبح ست و بلبل نغمہ خوان ست
ہوا از بوئے گل عنبر فشان ست
نسیم بردتا باغے کہ گفتم
ملکل چون درفش کاویان ست
ز عکسے کآسمان افگندہ دروی
مگر این باغ بیرون زین جہان ست

سخن پرداز این طرفہ حکایت ÷ چنین از داستان کردہ روایت ÷ کہ جب شاہزادہ بدیع الملک کا دست چپ بھی زخمی ہوگیا اور جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی اول تو شاہزادہ جراحت سے بے حال ہورہا تھا مزید بران مرکب جرانہ ہوا ایک جانب شاہزادہ کو لیکے بھاگا حتے کہ ایک دریا کے کنارہ پہونچا وہان جا بجا سبزہ روئیدہ تھا یہ توماندہ و گرسنہ تھا ہی چرنے مین مصروف ہوا شاہزادہ کا حال ابتر تھا پشت مرکب پر توقف نہ کرسکا زمین پر گرا بیہوش ہوگیا اس نواح مین ایک شہر ہی جسکا حاکم خود مختار دیوس شاہ ہی بارہ ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہی شکار کا شوق اسکو ازحد ہی حسب اتفاق اُس روز بھی شکار کیواسطے شہر کے باہر آیا تھا شکار کرتا ہوا اُس سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ایک جوان مجروح و بدحال زمین پر سرنگون پڑا ہی اور ایک ہزار ایک جانور اُس پر سایہ کیے ہین ہمہ تن محو حیرت ہوگیا کبھی بغور شاہزادہ کو دیکھتا تھا کبھی اُن جانوران سایہ کردہ کو ۔ مردمان ہمراہی سے کہا کوئی تم مین جانتا ہی کہ یہ جوان کون ہی انھون نے کہا شہریار ہمنے کبھی اس مقام پر اس جوان کو نہین دیکھا نہین معلوم کون ہی اور کسطرح مجروح ہوکے یہان تک پہونچا طرفہ تر یہ کہ یہ جانور اس پر سایہ کیے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ذی عزت و ذیشان نظر کردہ بہت بزرگ بھی ہی بادشاہ نے کہا خیر کوئی ہو بہر حال اسکو شہر مین لیچلو جو کوئی ہوگا معلوم ہوجائیگا ملازم شہزادہ کو شہر مین اُٹھا لائے علاج ہونا شروع ہوا چند روز کے بعد شہزادہ تندرست ہوا ہوش و حواس درست ہوئے دیوس شاہ نے اپنے پاس بلایا دیکھا نہایت وجیہہ و خوبصورت جوان ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا پوچھا ای جوان سچ بتا تو کون ہی اور کسطرح یہان وارد ہونے کا اتفاق ہوا اور زخمی کسطرح ہوا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین مجھکو تورج بدرگ نے زخمی کیا ہی جنگ مغلوبہ کے سبب سے

مرکب چراغ پا ہوا اور وہان سے بھاگ کر یہان پہونچا چونکہ مین زخم سر دست سے بیحال ہو رہا تھا اُسکی پشت سے زمین پر گرا
خداوند عالم کا فضل شامل حال تھا جو تو بر وقت وہان پہونچ گیا اور مجکو اُٹھا لایا مزید بران میرا علاج کیا ورنہ ابتک طعمۂ
جانوران صحرائی ہوگیا ہوتا دیوس شاہ نے کہا خداوند عالم کسکو کہتے ہین شاہزادہ نے کہا خداوند عالم اُس واحد لاشریک
کا نام پاک ہی جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری اور تیری سب کی جان ہی اور جو کل موجودات کا خالق و مالک ہی سہ
بادشاہ بادشاہان جان نگار انس وجان ✤ آنکہ نامش بزبان از آب حیوان نوشترست ✤ دیوس شاہ نے کہا یہ نام مین نے آج
ہی سنا ہی معلوم ہوتا ہی تو خدا پرست ہی شاہزادہ نے کہا لاریب فیہ ای بادشاہ مین تیرا ممنون و مشکور ہون کہ تو نے
میرے واسطے اسقدر زحمت اُٹھائی کہ اُس عالم بیہوشی مین یہان لایا اور میرا علاج کیا مین چاہتا ہون کہ اس
احسان کے عوض مین ایسا کچھ تحفہ دون جو دنیا کے تمام تحفون سے افضل اور اعلے ہو دیوس شاہ نے کہا وہ کیا تحفہ ہی
شاہزادہ نے کہا وہ تحفہ یہ ہی کہ جس خدا کی مین پرستش کرتا ہون اُسکی پرستش تو بھی کر اور راہ ضلالت کو چھوڑ
دے دیوس شاہ نے کہا ای جوان تعجب ہی کہ مین نے تجھپر یہ احسان کیا اور تو مجکو دین قدیم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہی
مین سمجھا تھا کہ تو مال دنیا سے کوئی خاص قسم کا بیش قیمت تحفہ دینا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا ای دیوس شاہ
تعجب ہی کہ تو باوجود اس منزلت شاہی کے مال دنیا کی وقعت کو دل مین جگہ دیے ہوے ہی دنیا مقام گذاران ہی
مال دنیا صرف دنیا تک ہی ہان عمل نیک حشر تک ساتھ رہتا ہی اور یہ عذر کہ ہمارا دین قدیم ہی یا آبائی ہی قابل
سماعت نہین ہو سکتا کیونکہ دین حق کا اختیار کرنا ہر شخص پر فرض ہی اور دین حق وہی دین ہو سکتا ہی جس کو بعد
اجتہاد کے حق ہونا ثابت کر لیا ہو اگر تو اپنے دین کو حق سمجھے ہوئے ہی پس میرے روبرو اُسکا حق ہونا ثابت
کر دیوس شاہ نے کہا ای جوان مین اسوقت کسی بحث و تکرار سے حق کو دریافت کرنا نہین چاہتا بلکہ ایک شرط پر
اس بحث کو موقوف کرتا ہون اگر وہ شرط پوری ہو جائیگی پس مین مذہب اسلام کو حق سمجھونگا ورنہ اس تکلیف
سے مجھکو معذور رکھو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی اچھا اُس شرط کو بھی بیان کر دیوس شاہ نے کہا وہ شرط
یہ ہی کہ اس نواح مین ایک گھوڑا دریا سے باہر آتا ہی ہیئت اُسکی یہ ہی کہ کلہ اُسکا سرخ ہی اور دُم سفید باقی تمام جسم اُسکا
سیاہ ہی ای جوان وہ گھوڑا ایسا خوبصورت متناسب اعضا ہی کہ مین نے تمام عمر ایسا خوبصورت گھوڑا نہین
دیکھا اور مجھپر کیا موقوف ہی کسی نے اس صورت و ہیئت کا گھوڑا نہ دیکھا ہوگا اگر تو دعوی مردانگی رکھتا ہی اور اپنے
مذہب کو حق سمجھتا ہی پس اُس مرکب خوش وضع کو مسخر کر کے قبضہ مین لا اس صورت مین مجکو تو ہر طرح مطیع فرمان
سمجھ اور مین بلا تکلف دین اسلام کو حق سمجھ کے مسلمان ہو جاونگا در صورت دیگر مین مجبور ہون راوی کہتا ہی کہ
اسی قبیل سے دیوس شاہ نے اُس مرکب دریائی کی ایسی تعریف کی کہ شاہزادہ نادیدہ اُس گھوڑے پر فریفتہ
ہوگیا اور کہا ای دیوس شاہ مطمئن رہ انشاء اللہ الکریم مین ضرور اُس گھوڑے کو گرفتار کرونگا دوسرے روز پتہ نشان
دریافت کر کے اُس مقام پر انتظار مین بیٹھا قریب نصف النہار وہ گھوڑا دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ واقعی
نہایت خوبصورت گھوڑا ہی جست کر کے قریب اُسکے پہونچا اور یال گرفت مین لا کے اسقدر گھونسے اُسکے مارے
کہ ساری تیزی اُسکی تمام ہوگئی بعدہ اُسکی پشت پر سوار ہوکے شہر مین آیا خلائق شہر ہر چہار جانب تماشا دیکھنے کو جمع ہوگئی
دیوس شاہ اُس گھوڑے کو دیکھ کے بہت خوش ہوا بدیع الملک نے کہا ای بادشاہ اب کیا عذر ہی کہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ دیوس شاہ کلمہ طیبہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا شاپور شیر دل شاہزادہ
کی جستجو و تلاش مین جابجا پھر رہا تھا حسب اتفاق اُسکا اُس طرف بھی گذر ہوا شاہزادہ کو دیکھا سلام کیا شہزادہ شاپور کو دیکھ

سے بہت خوش ہوا کہا آئیے نظر کردہ شاہ ولایت تم یہان کہان اور کیا خبر تازہ لائے ہو آج مین تمکو یاد ہی کر رہا تھا شاپور نے کہا شہر یار مین عرصہ سے تمھاری تلاش مین پھر رہا ہون بارے آج یہان تمھاری ملازمت حاصل ہو گئی خبر یہ ہی کہ رستم ثانی قلعہ سنجاب کے طرف حمزہ ثانی کی خلاصی کی فکر مین گیا ہی اور تورج بدرگ بھی اُسکے عقب مین گیا ہی تمھارا کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا ای شاپور ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزہ ثانی کا قید و بند فرعون سے خلاص ہونا ایک ضروری بلکہ فرضی کام ہی مین بھی چلتا ہون یہ کہا اور بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے قلعہ سنجابیہ کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور تورج بدرگ کے حال کی جانب توجہ کی جاتی ہی

چو وصف ابروے آن ماہ عالمگیر میگفتم
تو میکردی عتاب از ناز و من تقصیر میگفتم
فلک خاک ترا خشت خم من ساخت ای واعظ
سخن در محفل او از لب تصویر میگفتم

سخن پیچیدہ تر از جوہر شمشیر میگفتم
تو خندان ہمچو گل من غنچہ سان دلتنگ غم بودم
تو از تدبیر میگفتی من از تقدیر میگفتم
چو شمع از سوز دل می سوختم من تا سحر گویا

چہ رنگین بود جوش خلوت ناز و نیاز امشب
تو از بیداد و من از نالہ شبگیر میگفتم
مزاج نازک او بر نمی تابند غوغا را
گہے از اشک و گہ از آہ بے تاثیر میگفتم

شیرین کلامان بزم سخن سرائی و ہنر شناسان محفل دقیقہ رسی و نکتہ پیراے نفس عیسوی دم سے اسطرح اعجاز دکھاتے ہین کہ چند روز کے بعد موذی سگ تورج بدرگ نواحی سنجابیہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک جانب میدان وسیع مین لشکر نقابدار خیمہ زن ہی تورج نے اُس لشکر کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر نقابدار کا ہی نقابدار نے خسرو کو ہلاک کیا اور رستم کو قید و بند سے رہا کر کے دونون قلعہ سنجابیہ پر یورش کرنے کو چلے جب قریب قلعہ کے پہونچے سنجاب شاہ حاکم سنجابیہ سے دوچار ہوئے اور سنجاب شاہ کو مسلمان کرنا چاہا سنجاب شاہ نے اپنا مسلمان ہونا اس شرط سے مشروط کیا کہ اگر نیستان کا آہو گرفتار ہو جاے چنانچہ وہ دونون اس طلسم مین غائب ہو گئے ہین تورج بدرگ سونچا کہ صاحبقران عصر کا کام طلسمون کو فتح کرنا ہوتا ہی چنانچہ رستم اور نقابدار دونون اسی غرض سے طلسم مین داخل ہوئے ہین کہ طلسم فتح کر کے دعوی صاحبقرانی کرین مین بھی صاحبقران عصر ہون بالضرور میری سعی و کوشش سے یہ طلسم فتح ہو جاے گا اُسوقت ممکن ہی کہ رستم ثانی اور نقابدار کو طلسم سے باہر لا کے قتل کرون یا جیسا کچھ مناسب جانون عمل مین لاؤن حاصل کلام تورج بدرگ اسیطرح کے خیالات کو اپنے دل مین وسیع کر کے اُس طلسم کے فتح کرنے کو مستعد ہو گیا چنانچہ دوسرے روز صبح کو مرکب پر سوار ہو کے اُس نیستان کیجانب روانہ ہوا چند ساعت کے بعد اُس مقام پر پہونچا جہان سے وہ آہو نمودار ہوتا تھا چند لمحہ وہان توقف کیا تھا کہ حسب دستور آہو نمایان ہوا اُسنے بھی کمند کو حلقہ کر کے اُسکی جانب پھینکا وہی نتیجہ پیش آیا جو رستم ثانی اور نقابدار کو پیش آیا تھا یعنے تورج بھی گرفتار طلسم ہو گیا اُسکے لشکر نے بہت کچھ تجسس کیا جب نہ پایا ناچار وہ بھی اُسی میدان مین ایک جانب مقیم ہوا اُدھر نقابدار کا لشکر نقابدار کے انتظار مین نیستان کیجانب نگران ہی ادھر تورج کا لشکر اُنھین پہاڑ پہاڑ کے نیستان کو گھور رہا ہی چند روز کے بعد شاہزادہ بدیع الملک بھی اُس مقام پر پہونچا دیکھا تورج کا لشکر وہان مقیم ہی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تورج کے لشکر کو قتل کرو اور اُنھین سے جو کوئی مسلمان ہونے کا اقرار کرے اسکو بخشدو سکندر شاہ نے دیکھا کہ تورج طلسم مین جا کے مفقود الخبر ہو گیا ہی اور بدیع الملک چاہتا ہی کہ میرے تمام لشکر کو قتل کر دے بہت گھبرایا آخر بجاے خود کچھ فکر قرار دی کے زندان مین خورشید ستارہ پرست کے پاس آیا کہا اے پہلوان تم خوب واقف ہو کہ ہمارا سردار تورج ہی وہ طلسم مین داخل ہو کے غائب ہو گیا ہی

بدیع الملک بن نور الدہر آیا ہی وہ چاہتا ہی میرے تمام لشکر کو تہ تیغ کرے مین تمھارے پاس خاص اس غرض سے
آیا ہون کہ اگر تم بدیع الملک سے مقابلہ کر سکو اور میرے لشکر کو اسکے دست زبردست سے محفوظ کرو تو مین تمکو
اس قید و بند سے رہا کر دون ورنہ تمام لشکر کے ساتھ ہم تم بھی ہلاک کیے جاوینگے مجکو خوب معلوم ہی کہ بدیع الملک
اپنے نام کا ہی تا وقتیکہ کوئی مسلمان نہ ہوگا ہرگز اسکی تیغ بیدریغ سے محفوظ نہین رہیگا پہلے مین یہ سوچتا تھا کہ مجبوری کی
حالت مین بظاہر دین اسلام قبول کر لونگا مگر پھر خیال آیا کہ تمسے بھی مشورہ کر لینا چاہیے اگر تم مستعد ہو تو کیون اپنے دین آبائی
کو چھوڑین اور خدای نادیدہ کی بندگی اختیار کرین خورشید نے کہا اے سکندر شاہ تم بجاے خود اس بات کو سمجھو کہ جب
مین اسقدر عرصہ تک قید رہا ہون طرح طرح کی مصیبتون کا متحمل ہوا تو مجھ مین اسقدر کہان دم رہا ہی کہ بدیع الملک
ایسے جوان نامدار کے مقابلہ مین سر بر ہونگا ہان اس بات کا خیال ضرور ہی کہ تمھاری قید مین مجھکو اسقدر موقع ملا کہ مین اسوقت
تک اپنے مذہب آبائی پر قائم ہون شاید بدیع الملک کی حراست مین ایسا موقع نہ ملیگا سکندر شاہ نے کہا تم ہی سمجھو
اور قید و بند کی جو شکایت کرتے ہو یہ بالکل بیکار ہی اسواسطے کہ جو غالب ہوتا ہی اپنے مغلوب کو گرفتار کر کے اسی طرح
پیش آتا ہی فرض کرو اگر مین تمھاری قید مین ہوتا پس تم کس اعتبار سے رعایت کر سکتے تھے اور اب یہ اتفاق موقع ہی کہ تمکو
رہا کرنیکو موجود ہین اگر کوشش کروگے تم ہماری قید سے رہا ہو جاؤگے ہمارا لشکر پراگندگی سے محفوظ رہیگا خورشید نے قبول
کیا سکندر شاہ نے فوراً قید و بند سے رہا کر دیا اور حرب و ضرب کا سامان دیکے کہا اے خورشید آج ہمکو تمھاری چالاکی و ہوشیاری
دیکھنا ہی کیونکہ ہمنے بارہا تمھارے ہر طرح سے لایق و فائق ہونے کی تعریف سنی ہی - خورشید ستارہ پرست سلاح و کمل ہوکے
مرکب پر سوار ہوا اور شہزادہ بدیع الملک کے روبرو آکے نعرہ مارا کہ اے بدیع الملک اگر نہ وانی بدان منم خورشید ستارہ
پرست سپہ سالار اختران شاہ یہ کیا نامردی ہی کہ تورج خان صاحبقران کی عدم موجودگی مین خداوند فلکون کے
بندون کو ہلاک کرنے کے درپے ہو بدیع الملک نے کہا اے خورشید تو یہ کیا مزخرف بکتا ہی اگر تورج بزرگ موجود
بھی ہوتا تو کیا کر سکتا تھا اور تیری اسطرح کے غیرت دلانے سے ہرگز باز نہ آونگے ہان اگر تورج کی تمام فوج موجودہ مع
سرداران معترف مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو جان بخشی کیجاوے گی ورنہ تم سب اپنے کو تہ تیغ سمجھو خورشید نے
کہا یہ ہرگز نہ ہوگا اگر کوئی اور شرط ہوتی تو مضائقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا نہین تو لے بیا رانچہ داری ز مردی فشان
خورشید نے غور سے جو بدیع الملک کی شکل و شمائل کو دیکھا دل مین کہا زہے نصیب نور الدہر کے کہ ایسا وجیہ و
شاندار لڑکا اسکو خداوند زحل نے مرحمت کیا اور بدیع الملک سے کہا اے جوان ذیشان تمھاری شان و شوکت
میری نظر مین ایسی جلوہ گر ہو گئی ہی کہ ہرگز تمسے مقابلہ کرنیکو دل گوارا نہین کرتا مگر دین و مذہب کا مقدمہ ایسا پیش ہی کہ بغیر
مقابلہ چارہ نہین یہ کہا اور نیزہ کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے نیزہ کی ضرب کو رد کیا اور شمشیر آبدار کا وار کیا
خورشید نے بھی اس وار کو رد کیا اسیطرح ضربہاے مختلف کی رد و بدل کے بعد جنگ زور دست و بازو کی نوبت
آئی اور تین روز و شب برابر گاؤزوریان رہین نہ این را ضرر نہ آن را خطر جب خورشید تھک جاتا تھا چند لمحہ
کی مہلت حوائج ضروری کے بہانہ مانگتا تھا شہزادہ منظور کر لیتا تھا اور پھر اسیطرح کشتی شروع ہو جاتی تھی چوتھے روز
بدیع الملک نے خورشید کو ہاتھ پر بلند کر لیا پھر زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہوکے کہا اے خورشید مین نے اپنے
پدر معظم کی زبانی بیشتر تیرے اوصاف سنے ہین کہ تو پہلوان زمان ہی مین عرصہ سے متمنی اس بات کا تھا کہ کسیطرح تیرے
زور و طاقت کا امتحان کرون بارے فی الحال موقع مل گیا اور اب تیرے زور و طاقت کا حال معلوم ہو گیا واقعی
تو مرد مردانہ ہی مین نہایت افسوس سے اس بات کو کہتا ہون کہ اگر تو اسوقت مسلمان نہ ہوگا مین تجھے اپنے شمشیر کے

ہلاک کرنے کو مجبور ہو جاؤنگا دین و مذہب کا ایسا مقدمہ ہی کہ بھائی بھائی کی رعایت نہین کر سکتا غیر کا کیا ذکر ہی خورشید نے جو اسطرح کی تقریر مو فرانہ سنی دل مین کہا ہی چہ باد اباد مسلمان ہو جانا مناسب ہی فرعون پرستی سے تو یہ مذہب بہتر ہی اور بدیع الملک سے کہا شہریار مجھکو تمہاری فہمائش بدل منظور ہی یہ کہا اور اسیوقت کلمہ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا شاہزادہ بعجلت تمام اسکے سینہ پر سے اتر آیا اور گود مین اٹھا لیا کہا اے خورشید خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ اسکے فضل نے تمہارے دل مین مسلمان ہونے کا خیال پیدا کر دیا ورنہ مین اسوقت سخت افسوس مین مبتلا ہوتا ابتدا جب مین نے تمہاری صورت دیکھی اسیوقت سے تمہاری طرف سے میرے دل مین خیال پیدا ہو گیا تھا مگر کچھ اظہار کرنے کی مجال نہ تھی خورشید نے کہا شہریار یہی میرا حال بھی سمجھو ؎ دل را بدل رہ ہست درین گنبد سپہر ⁂ اسطرف سکندر شاہ کو خورشید کی جنگ و جدال پر بہت کچھ بھروسہ تھا جب اسکی نظر سے خورشید کے مسلمان ہونے کا ماجرا گذرا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک نہایت انس و محبت سے باتین کر رہا ہی اور اسکی زبان پر بھی کلمات دوستانہ جاری ہین کہا کیا خوب یک نہ شد دو شد یہ چار سے رہا کر دینے کا ہمکو انعام دیا ہی کہ ہمارے حریف سے اسطرح مل گیا کہ گویا برسون کا دوست ہی پھر دل مین یہی خیال آیا اے سکندر اب بیشک نتیجہ بد نظر آتا ہی توریج طلسم مین نہین گیا جہنم مین چلا گیا جو ابتک واپس نہین آیا خواہ مخواہ اپنے ساتھ تمام فوج کا خون کرنا کیا ضرور ہی چلو اس جوان کے روبرو مسلمان ہو جیئے چنانچہ بلا تکلف تنہا صرف ایک تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا شہریار اپنے مذہب کے اصول و فروع مجھکو بھی تعلیم کرو مین مسلمان ہونگا شاہزادہ نے خوش ہو کے اسے بھی گلے سے لگا لیا اور کہا خداوند عالم اس سے زیادہ اپنی توفیق تیری رفیق کرے بعدہ کلمہ طیبہ پڑھا کے عقائد اسلام تعلیم کیے وہ روز شہزادہ کو دین اسلام کی حقیت اور اسکے مسائل بیان کرنے مین گذرا دوسرے روز رسولون کی صورت سے مشابہ ہو کے پانچ آدمیون کو جو چندان ہوشیار و چالاک تھے ہمراہ لیا اور قلعہ کے سامنے پہونچا سر جو اٹھایا کیا دیکھتا ہی کہ فیل بند دروازہ کی سقف پر سنجاب شاہ مثل گربہ منھ نکالے بیٹھا ہی بغور شاہزادہ کی صورت کو دیکھ رہا ہی ہرچند کہ شہزادہ پہچانتا تھا کہ یہ اور کوئی نہین ہی سنجاب شاہ ہی لیکن بتجاہل پکار کے کہا یہ کون ہی جو کوٹھے پر بیٹھا ہی اپنے مالک یعنے سنجاب شاہ سے کہدے کہ شہزادہ بدیع الملک نے ایک نامہ بھیجا ہی سنجاب شاہ نے کہا مین ہی ہون سنجاب شاہ بدیع الملک کا نامہ کہان ہی لاؤ دیکھون کیا لکھا ہی شہزادہ نے کہا اے سنجاب شاہ مین پائین قلعہ ہون تو بالاے قلعہ ہی کسطرح سے نامہ دون سنجاب شاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ قلعہ کا دروازہ کھول کے اس قاصد سے نامہ لے آ وہ ملازم دروازہ پہ آیا اور اندرون قلعہ سے آواز دی کون نامہ لایا ہی لا دروازہ کی درازمین سے نامہ کو دیدے شہزادہ نے کہا مین دروازہ کی درار سے ہرگز نامہ نہ دونگا اسواسطے کہ شاہزادہ کا حکم ہی نامہ سنجاب شاہ کو خود دینا اور فوراً جواب لینا اگر مین نامہ دیدون اور جواب نہ لے تو مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگا دروازہ کو کھول تا کہ مین اندر آؤن اسنے کہا قلعہ کا دروازہ کھلنے کا حکم نہین ہی شہزادہ نے کہا مجھے اسطرح خط دینے کا حکم نہین ہی اگر تو اپنے مالک کا مطیع فرمان ہی تو مین بھی اپنے مالک کا اطاعت مدید سے گذار ہون وہ آدمی سنجاب شاہ کے پاس گیا اور کہا شہریار وہ نامہ بر خط نہین دیتا کہتا ہی دروازہ قلعہ کا کھول تو مین قلعہ مین داخل ہو کے خود بادشاہ کو نامہ دون اور جواب لون سنجاب شاہ نے کچھ سونچ کے کہا اچھا بہ ہوشیاری تمام قلعہ کا دروازہ کھول اس نامہ بر کو بلا لے وہ ملازم وہان سے پھر دروازہ کے پاس آیا اور دروازہ کھول کے شہزادہ کو اندر قلعہ کے بلا لیا شہزادہ سنجاب شاہ کے پاس پہونچا نامہ دیا بعدہ سنجاب شاہ نے نامہ کا لفافہ پڑھ کے نامہ کھولا لکھا تھا بعد حمد خداوند جل و علا و نعت جناب محمد مصطفی و منقبت

علی مرتضیٰ وصی رسول خدا ای سنجاب شاہ کافر بچہ کیون اپنی عاقبت خراب کرنے کے درپے ہی اور دنیا مین ذلیل اور
رسوا ہونا چاہتا ہی اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہی اور کچھ روز زندگی بعافیت بسر کرنا مقصود ہی تو دین فرعون پرستی کو ترک
کر کے خدا پرستی اختیار کر اگر اس راہ ضلالت کو نہ چھوڑیگا اور میرے متنبہ کرنے پر اعتنا کرنا مقصود نہ ہو پس آمادہ پیکار
ہو اور جہنم مین جانے کا سامان مہیا رکھ نامہ تمام والسلام جوہین تمام ہوا اور سنجاب شاہ چاہتا تھا کہ زبانی کچھ
سخت و درشت کہے بدیع الملک نے کہا ای سنجاب شاہ اپنی زبان کو اختیار مین رکھنا خبردار کوئی کلمہ خلاف
زبان سے نہ نکلے ورنہ بہتر نہ ہوگا یہ نہ سمجھنا کہ قلعہ مین بند و محفوظ بیٹھا ہی یہین پر تیری زبان گدی سے کھینچ لیجاونگی ۔
سنجاب شاہ نے متعجب ہو کے شہزادہ کو از سر تا پا دیکھا کہا تو نامہ بر ہی یا بدیع الملک کا عزیز قریب ہی جو اسطرح
اسکی خیرخواہی پر آمادہ ہی اور تجھکو یہ بھی خیال نہین ہی کہ ایک بادشاہ خود مختار کے روبرو ہم نامہ بر ہو کے کیا بیہودہ
و گستاخانہ گفتگو کرتے ہین خبردار اب اسطرح کا کوئی بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکلے ہمنے اس سبب سے تیری بڑی رعایت
کی کہ تو تنہا قلعہ مین چلا آیا ہی اور ہر طرح تو نے اپنے کو ہمارے اختیار مین دیدیا ہی ورنہ خود تیری زبان گدی سے کھنچوا لیتا
شہزادہ نے کہا ای سنجاب خانہ خراب ہوش مین آ آنکھین کھول کے دیکھ مین کون ہون سنجاب شاہ نے
کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک بیباک نامہ بر ہی جسکو اپنی جان تک کا خیال نہین ہی شہزادہ نے کہا او کور باطن
احمق اب بھی نہ سمجھا مین ہون بدیع الملک نامہ بر کی یہ مجال نہین ہی کہ اسطرح بیباکانہ گفتگو کریگا سنجاب شاہ
نے جو ہین شاہزادہ کی زبان سے بدیع الملک نام سنا پھر غور سے شاہزادہ کی صورت دیکھی کہا ہان آپ ہین
اچھا پھر کیا ہی لیجیے۔ خوب پھنسے اور بہ آواز بلند اپنے لشکر سے کہا لینا یہ خدا پرست قلعہ مین بہ مکر آگیا ہی جانے نہ
پائے یہ سننا تھا کہ فوج سنجابی بے تحاشا شہزادہ کیجانب دوڑی چاہا شہزادہ کو ہلاک کرے بدیع الملک نے
جست کر کے اپنے کو سنجاب شاہ کے قریب پہونچایا کمربند مین ہاتھ ڈالا اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا اور بجائے
سپر قرار دیکے مجمع کفار مین در آیا جس شقی نے شمشیر و نیزہ کا وار کیا شہزادہ نے سنجاب شاہ پر رد کیا خورشید
نومسلمان اور دیگر مردان ہمراہی بیرون قلعہ مقیم تھے اور منتظر تھے کہ شاہزادہ قلعہ مین داخل ہوا ہی دیکھین کیا
صورت پیش آتی ہی یکایک شہزادہ کی نعرہ کی آواز اندرون قلعہ سے بیرون قلعہ انکے گوش زد ہوئی بے
تحاشا دوڑے اور بعجلت تمام قلعہ کے دروازون کو شگافتہ کر کے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور بے تکلف
ان گبران نابکار پر تلوارون کے وار کرنا شروع کر دیئے جو زد پر آگیا فوراً دو حصہ ہو کے دھم سے زمین پر گرا
سنجاب شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا چونکہ وہ بھی کوفتی ہوگیا تھا پکار کے کہا ای جوان مین مسلمان ہوتا ہون مجھکو
پناہ دے شاہزادہ نے فوراً اسکو زمین پر رکھدیا اور تلوار کو اسکے سر پر علم کر کے کہا جلد کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ اسنے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام مین داخل ہوگیا مگر فوج سنجابیہ اسیطرح مصروف جنگ
رہی سنجاب شاہ نے نعرہ مارا ای نابکارو کیون خواہ مخواہ اپنے کو ہلاک کرتے ہو دین اسلام کی حقیت مجھپر ثابت
ہوگئی مین مسلمان ہوگیا تم سب بھی اسلام قبول کرو چنانچہ تمام لشکر سنجابیہ صدق دل سے مسلمان ہوا بدیع زندان
مین آیا حمزۂ ثانی اور یاران دست چپ کو قید و بند سے رہا کیا حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب تسلیم عرض کی حمزۂ ثانی نے
خوش ہو کے بدیع الملک کو گود مین اٹھا لیا سر و چشم پر بوسہ دیکے کہا ای منظور کردہ مقربان بارگاہ ملک العلام
و اے حامی دین مبین و پشت پناہ اہل اسلام اسقدر مدت مدید و عرصہ بعید سے تو کہان تھا اور کن امور اہم
مین مصروف تھا یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ تو مجھ مبتلائے قید معیبت کیجانب سے غافل نہ ہوگا بدیع الملک نے

نے کہا ای معظم و مکرم من کمترین واقعی مین باختر کیجانب گیا تھا تو جبدرگ نام ایک گبر بت پرست نے ہندوستان سے خروج کیا تھا اُس نابکار نے ایران توران کو حیکت باختر و ہفت در بند باختر کو بزور شجاعت و دلاوری مسخر کیا بت پرستی کو رواج دیا حتّے کہ قلعہ ذوالامان مین پہونچا مظفر بن ضیغم کو ہلاک کرکے چاہتا تھا کہ دروازہ قلعہ ذوالامان کو توڑ کے تمہارے ناموس کی جانب دست بے ادبی دراز کرے یکایک یہ خادم دیرینہ وقت پر پہونچ گیا اور اُس راندہ درگاہ پر حملہ آور ہوا کشتی کی نوبت پہونچی تین روز تک گاؤزوریان رہین آخرالامر مین نے اُس گبر بے ادب کو گرفتار کیا اور اس قصہ کو فیصل کرکے بارگاہ مین آکے بیٹھا ہی تھا کہ عمر ثانی کا نامہ میرے نام پہونچا جس مین جناب والا کی قید و بندی کی کیفیت مفصل مندرج تھی ای شہریار والا تبار جب اس حال مصیبت اشتمال کی کیفیت دریافت ہوئی ہرچند کہ ذوالامان مین داخل ہونے کا ارادہ مصمم تھا مگر ملتوی رکھا بعجلت تمام وہان سے مراجعت کرکے اسطرف آیا قنطورہ پوشش کو ہلاک کیا فرعون ملعون نے حضرت قدر قدرت کو یہان لاکے قید کیا تھا خداوند مسبب الاسباب نے ایسا سبب پیدا کردیا کہ مین یہان پہونچا اور خدمت بجالایا خورشید نو مسلمان بھی حاضر ہوکے ملازمت حمزہ ثانی سے بہرہ یاب ہوا حمزہ ثانی نے اُسکو کبھی نہ دیکھا تھا پوچھا ای بابا بدیع الملک یہ جوان کون ہی بدیع الملک نے عرض کی شہریار اس جوان کے متعلق ایک قصہ طویل ہی خلاصہ یہ ہی کہ یہ جوان پیشتر ستارہ پرست تھا اب خدا کے فضل اور حضور کے اقبال بیزوال اور میری کوشش سے مسلمان ہوا ہی اس جوان کا نام خورشید ہی حمزہ ثانی نے اسکی صورت کو غور سے دیکھ کے کہا ای برادر تو خال سبز اور رنگ ہاشمی چہرہ پر رکھتا ہی جو دلیل اس بات کی ہی کہ ضرور اولاد امیر سے ہی مجکو دریافت ہوتا ہی کہ تو بھی ہمارے بھائیون مین ہی اسکا حال اسوقت مفصل معلوم ہوگا جب اختران شاہ آویگا ای خورشید اختران شاہ کہان ہی اُسنے کہا شہریار اختران شاہ اخترانیہ مین ہوگا اگر حکم ہو اپنے وطن مین جاؤن اور کوشش کرکے اختران شاہ اور تمام رعایائے شہر اخترانیہ کو مسلمان کرون بعدہٗ اختران شاہ کو اپنے ہمراہ لیکے خدمت والا منزلت مین حاضر ہون شہزادہ نے بخوشی خاطر اُسکو اجازت دی خورشید رخصت ہوکے مرکب پر سوار ہوا اور شہر اخترانیہ کی راہ لی

خورشید کو ملک اخترانیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور اُس طلسم کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

الا ای طوطی گویای اسرار / مبادا خالیت شکر ز منقار
سرت سبز و دلت خوش باد جاوید / کہ خوش نقشی نمودی از خط یار
سخن سربستہ گفتی با حریفان / خدارا زین معما پردہ بگذار
بروی ما زن از ساغر گلابی / کہ خواب آلودہ ایم و بخت بیدار
چہ رہ بود اینکہ زد در پردہ مطرب / کہ می رقصند باہم مست و ہشیار
ازین افیون کہ ساقی در می افگند / حریفان را نہ سر ماند و نہ دستار
خرد ہرچند نقد کائنات ست / چہ سنجد پیش عشق کیمیا کار
سکندر را نمی بخشند آبے / بزور و زر میسر نیست این کار
بیا و حال اہل درد بشنو / بلفظ اندک و معنی بسیار
بمستوران مگو اسرار مستی / حدیث جان مپرس از نقش دیوار
بت چینی عدوئے دین و دلہاست / خداوندا دل و دینم نگہدار
خداوندی بجائے بندگان کرد / خداوندا ز آفاتش نگہدار
بیمن دولت منصور شاہی / علم شد حافظ اندر نظم اشعار

راویان روایات تعجب خیز و حاکیان حکایات حیرت انگیز اس داستان ندرت توامان مین اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب حمزہ ثانی مع دیگر یاران ہمراہی قید و بند فرعون ملعون سے رہا ہوئے کہا یارو مجکو رستم ثانی کا حال نہین معلوم ہوا کہ وہ کہان ہی جناب شنلو

نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار آج بارہ تیرہ روز کا عرصہ گذرا کہ رستم ثانی اس طلسم نیستان مین
داخل ہوا ہی اب کچھ اُسکی خلاصی کی فکر کرنا چاہیے ایرج نے جو اپنے فرزند کا یہ حال سنا کہ طلسم مین گرفتار
ہوگیا ہی کہا شہریار چند روز یہان توقف کرنا چاہیے تاکہ مین رستم کو قید طلسم سے رہا کرون شہزادہ نے
بخوشی خاطر قبول کیا دوسرے روز ایرج نیستان کے قریب آیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ آہو پیدا ہوا
ایرج نے کمند کا حلقہ بنایا اُس آہو پر پھینکا ایک سرا اُس کمند کا آہو کی ایک شاخ سے لپٹ گیا باقی تمام
کمند مین ایرج پیچیدہ ہوگیا آہو بھاگا ایرج اُسکے ساتھ کھینچتا ہوا چلا گیا اور غائب ہوگیا پھر شعلہ آتش پیدا
ہوا اور تمام نیستان جلکے خاک سیاہ ہوگیا جب شب گذرکے صبح ہوئی وہستان اپنی اصلی ہیئت پر
آگیا نیستان کی سیاہی تک کا نشان نہ رہا ملک قاسم نے عرض کی شہریار مین بھی اس طلسم کی سیر کا
مشتاق ہون حمزہ ثانی نے کہا ایسے مقام مین جانے سے احتراز کرنا چاہیے جہان جان کا ضرر ہو ملک
قاسم نے کہا شہریار طرفہ واقعہ ہی کہ جو جاتا ہی مفقود الخبر ہو جاتا ہی دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا رمز ہی حمزہ ثانی نے کہا
اگر ایسا ہی اشتیاق ہی تو مین مانع نہین ہون تا انیکہ ملک قاسم بھی اُس طلسم مین غایب ہوگیا راوی کہتا ہی
کہ اسیطرح تمام یاران دست چپ یکے بعد دیگرے مع حمزہ ثانی گرفتار طلسم ہوگئے اب شہزادہ بدیع الملک
کو سخت تردد ہوا سنجاب شاہ سے کہا ای بادشاہ تمنے دیکھا کہ تمام یاران دست چپ مع حمزہ ثانی
طلسم مین جاکے غائب ہوگئے میرا دل چاہتا ہی کہ مین بھی داخل طلسم ہون سنجاب شاہ نے کہا شہریار
میری رائے بالکل نہین ہی اسواسطے کہ اگر تم بھی داخل طلسم ہو جاؤگے تو اس لشکر کا اہتمام کون کریگا شہزادہ
نے کہا لشکر کے اہتمام و انتظام کا خیال عبث ہی اسواسطے کہ تم موجود ہو سنجاب شاہ نے کہا مین زیادہ
کچھ کہنے کا منصب نہین رکھتا جو کچھ مناسب معلوم ہوا عرض کر دیا شہزادہ نے کہا نہین صاحب مین بھی
طلسم مین جاؤنگا چنانچہ دوسرے روز مرکب پر سوار ہوکے جانب نیستان روانہ ہوا قریب طلسم پہونچا
ایک بلند ٹیلہ پر توقف کیا اور خیال کیا کہ نہین معلوم یہ سرداران لشکر اسلام کسطرح طلسم مین مبتلا ہوگئے
اور کس مصیبت مین مبتلا ہین فرض کیا کہ مین بھی آگے قدم بڑھاؤن اور طلسم مین گرفتار ہوکے مجبور ہوگیا
تو پھر رہائی کی کیا صورت ہوگی بہت بہتر ہوتا اگر پیشتر سے کچھ حال اس طلسم کا دریافت ہو جاتا اس فکر مین
مبتلا تھا کہ یکایک ہیکل کا خیال آیا خوش ہوا اور اُسکے دانہائے قفل پر نظر کی ایک دانہ پر کچھ حرف نظر آئے خوب
غور سے دیکھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای حامیان دین اسلام واے جوانان ذوی الاحترام اس طلسم کا فتح کرنا دشوار
امر نہین ہی با تم مین سے جسکے مزاج مین آوے جرات کرے فاتح طلسم کو چاہیے کہ قبل نمودار ہونے آہو کے
اُس پشتہ پر جاوے جہان وہ آہو قیام کرتا ہی اُس مقام کی زمین کو کھودے وہان سے ایک صندوق برآمد
ہوگا اُس صندوق کو کھولے اندرون صندوق تیر و کمان رکھی ہوگی بلا تکلف صندوق سے نکال لے قریب
اُس پشتہ کے درخت چنار ہی اُسکی تنہ کی آڑ مین قیام کرے تا انیکہ بدستور وہ آہو اُس پشتہ کے قریب آئیگا
اور اُس صندوق کو سونگھے گا صاحب تیر کمان کو چاہیے کہ تنہ درخت کی آڑ سے تیر چلہ کمان مین رکھ کے
اُسکے پہلو کیطرف رہا کرے وہ آہو زخمی ہوکے مثل پرند اوڑیگا اور پھر ایک جگہ زمین پر گریگا بعجلت
تمام اُس مقام پر پہونچنا چاہیے ہرن کو علیحدہ ہٹا کے اُس مقام کو کھودنا چاہیے نقب نمودار ہوگی اُس
نقب مین داخل ہو ایک باغ مین ورود ہوگا وہان نیرنگ جادو آئیگا اُسکو ہلاک کرنا طلسم باطل ہوجائیگا

شہزادہ اُس ہدایت سے بہت خوش ہوا حمائل پر بوسہ دیا اور گردن مین پہن لیا قبل اسکے کہ ہرن نمودار ہو
قریب پشتہ کے پہونچا عجلت سے وہان کی زمین کھودی صندوق کا پٹرا نمودار ہوا اور زیادہ زمین کو کھودا
یہان تک کہ وہ صندوق اُس مقام سے نکال لیا بہت بھاری قفل لگا تھا ہر چند زور کیا وہ قفل نہ کھلا اب تردد
ہوا کہ کیا کرنا چاہیے طلسم کا تعلق ہی بالیقین بلا سبب قفل کھلنا محال معلوم ہوتا ہی اور آہو کے آنیکا وقت قریب ہی
اگر آہو آپہونچا اور قفل نہ کھلا پس انتظام فتح طلسم مختل ہو جائیگا پشت قفل کیجانب لکھا دیکھا اے فاتح قفل طلسمی
حمائل کے مس ہونے پر اس قفل کا کھلنا موقوف ہی شہزادہ نے حمائل کو پھر گردن سے اُتارا قفل سے مس کیا
فوراً قفل کھل گیا صندوق کے اوپر کا پٹرا اُٹھایا دیکھا تیر کمان امانتا رکھی ہی شہزادہ نے اُس تیر کمان کو صندوق
سے نکال کے اپنے قبضہ مین کیا پھر صندوق کو لپٹا ہی چھوڑ کے اُس درخت چنار کے عقب مین بیٹھا ہنوز
چند لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ وہ آہو نمودار ہوا اور پشتہ پر پہونچ کے اُس صندوق کو دیکھا اور چاہتا تھا کہ صندوق
کو سونگھے ادھر شہزادہ نے تیر کو شست سے رہا کیا وہ تیر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کو پار ہو کے نکل گیا
آہو زخمی ہو کے وہان سے پران ہوا شہزادہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا آہو تھوڑی دور پر پہونچ کے بیحال
ہوا اور زمین پر گرا شہزادہ نے وہان پہونچ کے آہو کو اُس جگہ سے علیحدہ کیا اور اُس جگہ کو کھودا سر نقب
ظاہر ہوا شہزادہ نقب مین داخل ہوا ایک باغ مین پہونچا جسمین ہزارہا رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے
ہر جانب درختان سرسبز پر جانوران خوش رنگ و خوش آہنگ زمزمہ سنج کر رہے تھے وہ باغ ہی جسکے
رشک سے جنت کے دل پر داغ ہی ٭ نگاہ از سیر این باغ طرب خیز ٭ چو تار ساز گردد نغمہ انگیز ٭ کف از فوارہ
از جوشش کشادہ ٭ فلک را غوطہا در آب دادہ ٭ ہوائش بسکہ شفاف ست بلبل ٭ تواند دید دود آتش گل ٭
چار لاکھ درخت خوش قد موزون ۔ ہر مصرعہ نہال کے سامنے مصرعہ طوبی زحاف سے ناموزون کوئی پتہ
دوسرے سے بڑھا ہوا ہو کیا ذکر ۔ جو ڈالی ہی اُس نے سدرہ مین ایک شاخ نکالی ہی ۔ ہر ایک درخت سر سے
پانوُن تک گویا گلدستہ ۔ ہر شاخ معشوق رنگین کا دست حنا بستہ ۔ وسط باغ مین ایک قصر عالی شان واقع
ہی جسکے در و دیوار مینا کار ۔ چرخ فیروزہ گون جس پر نثار ۔ نقاشان مرقع نگار نے طرز نقش غریب و عجیب
اُس صنم کدہ قدس مسکن کی سقف و ستون پر اس رنگ سے بنائے ہین کہ مشاہدہ نزاکت عقل مانی و بہزاد
کو دیوانہ بناتا ہی ۔ چہرہ پردازی صور گوناگون اور رنگ آمیزی گلہاے بوقلمون مین خامہ موشگاف نے
وہ باریکی صرف کی ہی کہ حسن صورت کا کرشمہ مانند حسن معنی اہل نظر ہوش اوڑاتا ہی ۔ وسط حقیقی باغ
مین جوش صفا سے قطرہ آب ۔ صوفیان صافی نہاد کے دل کا جواب ۔ اتنا وسیع کہ اگر اُسمین آج پکاری گئے ہین
مین آواز پہونچے عقل بلند دست ہو اُسکے ارتفاع کو دیکھے تو پیٹھ سے لگ جاے آسپر نظر نہ آئے ۔ ؎ فلک
گشتہ حیران تعمیر او ٭ فرشتہ شدہ مرغ تصویر او ٭ شہزادہ بدیع الملک سیر باغ کرتا ہوا اور صنعت صانع حقیقی کا تماشا
دیکھتا ہوا اُس بنگلے مرتفع فلک فرسا کے قریب پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان ذی شوکت و شان دامن گردانے
آستینون کو کہنیون تک چڑھائے ۔ پسینے مین غرق چہرہ محنت شاقہ سے تمتمایا ہوا ہاتھ مین بیلچہ لیے کہین اسطرف
روش کو بناتا ہی کبھی اس جانب کیاری کو درست کرتا ہی کبھی کسی تھالے مین پانی دیتا ہی بدیع الملک بغور اُسکی
صورت کو دیکھتا رہا اور اُسکی محنت پر متعجب ہوتا رہا کبھی دل مین کہتا تھا کہ یہ معاملہ طلسم ہی نہین معلوم کون شہزادہ
عالیجاہ حسب اتفاق اس طلسم مین گرفتار ہو گیا ہی جسکو اپنے محنت مین مبتلا کر رکھا ہی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید

یہان کے خدمتی اور ملازم اسی ہیئت و صورت کے ہونگے یا کوئی جادوی گر یہ منظر ہوگا مجھکو فریب دینے
کی نیت سے اپنی یہ صورت بنائی ہے اور ایسا محنت مین مصروف ہے چنانچہ تا دیر شاہزادہ ایک جگہ کھڑا رہا اور
یہ تماشا دیکھا کیا مگر اُسنے یہ بھی نہ جانا کہ کون ہے یکایک اُس جوان نے شہزادہ کو دیکھا بیلچہ کو ہاتھ سے زمین پر
رکھدیا اور شہزادہ کے قریب آکے سلام کیا شہزادہ کو اُس جوان کے سلام کرنے سے اور بھی تعجب نے گھیرا
آخر پوچھا اے جوان تو کون ہے اور تونے مجھے سلام کیون کیا اُس جوان نے متبسم ہوکے کہا سلام کرنے مین کچھ
مضائقہ نہین ہے ہر ایک قوم و ملت مین یہ رسم جاری ہے پھر مین نے سلام کیا تو کیا گناہ کیا شاہزادہ نے کہا اے
جوان میرے پوچھنے کی یہ غرض نہین ہے بلکہ اصل مطلب میرا یہ ہے کہ مین ایک مرد اجنبی بضرورت یہان
وارد ہو گیا ہون تو یہان کے باشندون مین سے ہے اُس جوان نے کہا یہ گمان تمہارا بالکل غلط ہے مین ہرگز اس
طلسم کے باشندون مین سے نہین ہون بلکہ حسب اتفاق میرا گذر بھی اس طلسم مین ہو گیا ہے اصل حقیقت
میری یہ ہے کہ مین فیاض نام پسر فرعون شاہ ہون آج بارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مین اس طلسم مین قید ہون
اب کئی روز کا عرصہ ہوا کہ ایک روز مین اسی ریاضت مین مصروف تھا کیا دیکھتا ہون کہ [illegible] چند شخص یہان
وارد ہوئے میری نظر مین وہ باعتبار وضع و قطع کے خداپرست معلوم ہوئے مین نے اُنکا نام پوچھا۔ ایک
نے اُنمین سے کہا مین رستم ثانی نام سے مشہور ہون دوسرے نے کہا مجھکو ایرج کہتے ہین مین نے دین و
مذہب کے بارہ مین سوال کیا میرے قیاس کے موافق اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سب خداپرست ہین بالیقین
وہ سب بھی میری طرح اس طلسم مین گرفتار کیے گئے ہونگے جسطرح مین یہان مبتلائے بلا ہوا ہون ؏ ندارم
ہمدمے کزو اصلاح کار خود پرسم ٭ نہ غمخوارے کزو حال دل افگار خود پرسم ٭ اس بارہ برس کے عرصہ مین کوئی دن
ایسا نہ گذرا جسمین مین نے اپنے مادر و پدر کو یاد کرکے گریہ و زاری اور صدائے فریاد نہ کی مگر کوئی میری فریاد کو
نہ پہونچا تاکہ اس قید مصیبت سے رہائی میسر ہوتی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اے جوان یہ حال تیری زبانی مین نے
سب سُنا لیکن یہ تونے نہ بیان کیا کہ کس وجہ سے اس طلسم مین تیرے گرفتار ہونیکا اتفاق ہوا اُسنے کہا اے جوان
سنو اس طلسم پر محنت و الم کی حاکم و فرمانروا نیرنگ جادو نام ہے یکایک وہ کمبخت میرے اوپر فریفتہ ہوگئی اور
مجھسے اپنی مراد چاہی اُسکی اس درخواست کے سُننے سے مجھکو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ اگر تیرا مقصود مجھکو ہلاک کرنا ہے
تو اس حیلہ کی کیا ضرورت ہے بلا تکلف ہلاک کر تجھسے کون تعرض کر سکتا ہے ورنہ مجھکو رہا کر دے کہان مین ابھی
طفل نوخیز اور کہان تو پیرزالہ مجھ مین اسقدر طاقت کہان جو مین تیری مراد کو پورا کر سکون اُسنے مجھکو بہت کچھ
خائف کیا چونکہ میری جرأت نہ ہوئی بنابران مین نے ہر مرتبہ انکار کیا وہ بہت مجھپر برہم ہوئی اور کہا اے جوان
یہ محض تیرا حیلہ ہے مین تیرے انکار سے ضرور تجھکو قتل کرتی مگر کیا کرون کہ تیری صورت زیبا میرے دل مین ایسی
جگہ کیے ہوئے ہے کہ مطلق جرأت نہین ہوتی کہ تجھکو کسیطرح کا جسمانی صدمہ سخت پہونچا سکون خیر اگر تو اپنے کو
اس کام سے عاجز سمجھتا ہے تو مین بھی تجھکو اپنے کام کیواسطے مجبور نہین کرونگی یہ بندوبست قرار دیا ہے کہ مین اپنی
حاجت کو اخبار دیو سے روا کرونگی اور تیری صورت کے محض نظارہ پر اکتفا کرونگی یہ کہا اور بیلچہ میرے
ہاتھ مین دے کے کہا اے جوان تو اس باغ کی آب رسانی اور چمن آرائی مین مصروف رہ بغیر قبول چارہ
کیا تھا خاموش ہو رہا جب سے اس مشقت و محنت مین زندگی بسر کرتا ہون حتی کہ حمزہ ثانی اور یاران
اسلام کے یہان آنیکا اتفاق ہوا اُسوقت میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا پدر فرعون شاہ خداوند مشہور ہے اسکی

قدرت و جلال کے جابجا تذکرے ہوتے تھے یہ کیسی قدرت خداوندی ہو کہ مین اس مصیبت مین مبتلا ہون اور اُسکی قدرت مطلق کام نہین آتی معلوم ہوتا ہو کہ اسکی خداوندی کے قائل محض دعوے مین ہین اور حقیقت مین کچھ نہین ہو ناچار اس بات کا عہد کیا کہ اگر خداپرستون کا مذہب حق ہو ضرور مین اس قید سخت سے رہا ہو جاؤنگا اور اسوقت مین بھی مسلمانون کے مذہب کو سچا برحق سمجھونگا بعد اس نیت کے شب کو سو رہا تھا کہ خواب مین دیکھا ایک مرد مقدس ذات معظم صفات تشریف لائے جنکی شان و عظمت اسوقت تک میری نظر مین سمائی ہوئی ہو اُنھون نے بشارت دی کہ ای جوان مسلین رہ عنقریب تیری رہائی کا سامان پیدا ہوتا ہو یعنے تین روز کے بعد ایک جوان خداپرست اس باغ مین پہونچیگا اختیار دیو کو ہلاک کریگا مع ہذا عیرنگ جادو بھی اُسی جوان کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے تو عجب نہین ہین آن مرد بزرگ کی بشارت دہی سے نہایت متعجب تھا کہ یہ کون ہین یکایک غیب سے آواز آئی کہ ای فیاض کیون متحیر ہو یہ بزرگ حضرت ابراہیم ہین تیری رہائی کی خوشخبری دیتے ہین ہان ای جوان اُن بزرگ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس جوان وارد طلسم کا نام بدیع الملک ہوگا اگر واقعی تمہارا نام بدیع الملک ہو تو یہ طلسم تمہارے ہاتھ سے فتح ہو جائیگا اور فتح طلسم عیرنگ جادو کے ہلاک ہونے پر موقوف ہو جسوقت عیرنگ کی ہلاکت وقوع مین آویگی اُسیوقت طلسم فتح ہو جائیگا شہزادہ نے پوچھا عیرنگ جادو کہان ہو اُسنے کہا شہریار مجھکو اُسکے مقام قیام سے اطلاع نہین ہو ہان کبھی کبھی میرے دیکھنے کو یہان اُسکا ورود ہوتا ہو ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین یکایک ہولے آسمان سے نعرہ کی آواز آئی کہ باش ای فیاض تو میرا رقیب ہو دیکھون تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہو بعد اس صدا کے اُنھون نے دیکھا کہ اختیار دیو ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا جون ہی فیاض کی نظر اختیار دیو پر پڑی مثل بید لرز گیا اور شہزادہ بدیع الملک کے عقب مین جا چھپا اختیار نے نعرہ مارا کہ ای فیاض تو اس جوان کے عقب مین کیون چھپا ہو مین خوب جانتا ہون کہ تیرے ہی سبب سے یہ جوان یہانتک پہونچا ہو بدیع الملک نے کہا ای خیرہ سر فیاض سے کیا کہتا ہو جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ فیاض کی کیا وقعت ہو جو میرے یہان تک پہونچنے کا سبب ہوگا اختیار دیو نے ار سرتاپا شہزادہ کو بغور دیکھا اور کہا ای جوان ضعیف الجثہ میاک تجھکو مطلق اپنی جان کا پاس نہین ہو مجھکو تیری کم جثگی پر رحم آتا ہو ورنہ ایک ہی لقمہ تیرا کر لیتا شہزادہ نے کہا او اجل رسیدہ یہ تیرا خیال خام ہو مع ہذا ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا اخیار کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا سے آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور شہزادہ کے کمر بند کو گرفت مین لا کے جانب آسمان پران ہوا اور اسقدر بلند ہوا کہ شاہزادہ کی آنکھین بند ہو گئین پھر جب شاہزادہ نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک کوہ بلند پر پایا جو نہایت سیاہ و بے نور و ہولناک تھا جسطرف نظر جاتی تھی بیابان بلاخیز تھا کہ الغلمت اللہ کہ سون درخت کا نام نہین ہوا سے گرم کے جھونکے دل و جگر کو کباب کیے دیتے تھے سناٹا جو اس باختہ کیے دیتا تھا دور دور سے کہسار دکھائی دیتے تھے مع ہذا دیکھا ایک زن کریہ المنظر عجیب الخلقت سامنے کھڑی ہوئی ہو شہزادہ نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہو اُسنے کہا ای جوان تو مجھکو نہین جانتا حالانکہ تو نے میرے مطلوب یعنے اختیار دیو کو بے خطا قتل کیا برسون کا ساتھ چھوڑا دیا اب بے اُسکے زندگی وبال ہو گیا تو نہین دیکھتا اُسکی مفارقت مین میرا کیسا خراب حال ہو ہاے مین کیا کرون کدھر جاؤن وہ اُسکے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن اور تمام اعضا وہ اُسکا مٹکا سا سر نقارہ سا پیٹ کہان پاؤن گی ای جوان اگرچہ تو بھی مرد ذات ہو لیکن تیرے تمام اعضا سینک سلائی مین بالکل کم جثہ ہو اگر اُسکے عوض مین تجھسے دل بہلاؤن تو کیا پاؤن گی (..... چہ خفتہ چہ بیدارم) کا مصداق پاؤن گی کھ

حسرت ہی حسرت مین مر جاؤن گی ہان تیری صورت خوب دیکھکے دل کو گونہ تسکین ہوگی پھر یہ ظاہری تسکین کب تک خیر اسی پر اکتفا سہی یہ کہا اور شاہزادہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے اپنے سینہ پر رکھا اور کہا ای جوان یہ تو خوب سمجھ لے کہ اب تو بالکل میرے اختیار مین ہی جو چاہون تیرا حال بناؤن چاہون قید بلا مین مبتلا رکھون چاہون رہا کر دون اگر تو اپنی گلو خلاصی چاہتا ہی تو جو کچھ مین درخواست کرون اُسے بخوشی خاطر قبول کر ورنہ اپنی زندگی سے نا امید ہو رہ یہ اپنی اقبال مندی سمجھ کہ اس کم جنتہ ہونے پر بھی اپنے مطلوب قدیم سے قطع نظر کرکے تجھپر اکتفا کرتی ہون شاہزادہ نے کہا ای نیرنگ مین سمجھا نہین تو اپنا مطلب تو بیان کر۔ اور میرا ہاتھ تو چھوڑ خواہ مخواہ میرے ہاتھ کو اپنے سینے سے گھس کے بیکار کیے دیتی ہی اُسنے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور نفس سرد بھر کے کہا ای جوان یہ ہی خیال تو میرے دل کو تب کیے دیتا ہی اسوقت تیری جگہ اخبار دیو میرا مطلوب قدیم ہوتا تو کیون میری دلشکنی کرتا ارے بدیع الملک وہ تو دو دو روز مٹھیان نہ کھولتا تھا تمام بدن کی کھال کو سختی گرفت مین لاکے چمڑے کیطرح کھینچتا تھا اچھا لے اب آ مری سر کی قسم مری مراد دے شاہزادہ نے دلمین کہا خدا کی مار اس بلا کے سر کو اور نیرنگ سے کہا تو گھبرا نہین مین تیری مراد دیتا ہون یہ کہا اور اسطرح تلوار کا وار اُسکے سر پر کیا کہ نوک تلوار کی اُسکے اسفل مین نمایان ہوئی اُس مکارہ و بدکارہ نے باواز بلند کہا ای بدیع الملک غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مین نے اپنی مراد مانگی تو نے اپنا کام کیا مین تجھکو ایسا بید رد نہ جانتی تھی خیر کیا مضائقہ ہی اگرچہ تو نے مجھکو ہلاک کیا تاہم اب تو تمام زندگی یہان سے رہا نہ ہو سکیگا شاہزادہ نے جواب دیا کہ اگرچہ مین یہان سے رہا نہ ہو سکون گا لیکن تو بھی مالک کی حراست سے رہا نہ ہو سکیگی الغرض جب شاہزادہ۔ بدیع الملک نیرنگ کے قتل سے فارغ ہوا وہان سے روانہ ہو کے کبھی جانب مشرق گیا کہین بجز پہاڑ کے کچھ نہ پایا نہ کہین کوئی درخت تھا اور نہ کوئی اور قسم کی پناہ تھی کہ تھوڑی دیر دم لیتا کبھی جانب مغرب گیا وہان بھی کوئی جائے قیام نہ پائی۔ راوی کہتا ہی کہ اُسوقت شہزادہ قمرزاد ہوا مین شکار کی غرض سے نکلا تھا اس پہاڑ پر بھی اُسکا گذر ہوا اُسنے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت بالاے کوہ سرگردان و حیران ہر چہار جانب پھر رہا ہی حسرت کی نظر سے ہر چہار جانب نگاہ کر رہا ہی اول تا دیر شاہزادہ کو بغور دیکھتا رہا دل مین خیال طرح طرح کے گذرتے رہے مگر کوئی سبب قابل یقین دل مین نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا ای جوان تیری اجازت ہو تو مین تجھسے کچھ پوچھون شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اُسنے کہا تو کون ہی اور کیونکر یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا اور تیرا نام کیا ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین جون ہی قمرزاد نے بدیع الملک کا نام سنا بے تحاشا دوڑتا ہوا شہزادہ کے قریب آیا اور گود مین اُٹھا لیا سر و چشم پر بوسہ دیا اور کہا ای بابا بدیع الملک تو اس مقام محنت انجام مین کسطرح پہونچا شہزادہ نے طلسم کی حقیقت اور فرعون ملعون کی قید شدید مین حمزہ ثانی اور دیگر یاران ہمراہی کا مبتلا ہونا از اول تا آخر مشرح بیان کیا اور کہا شہریار مجھکو نیرنگ جادو یہان لائی تھی قمرزاد نے متعجب ہو کے کہا تعجب ہی کہ نیرنگ جادو قحبہ تمکو یہان لائی اور پھر تم اُسکے ہاتھ سے زندہ بچے اب نیرنگ کہان ہی شہزادہ نے کہا خدا کے فضل سے مین نے اُسے جہنم واصل کیا مین اسوقت یہان سرگردان اس تلاش مین پھر رہا تھا کہ کوئی ایسی جاے محفوظ ملے کہ مین تھوڑی دیر وہان دم لون اس عرصہ مین تمسے ملاقات ہوگئی مگر ای شہریار مین نے تمکو نہین پہچانا کہ کون ہو جو اسوقت مجھسے بجا لطفت پیش آئے ہو قمرزاد متبسم ہوا اور کہا ای بدیع الملک بے شبہہ تمنے مجھکو نہ پہچانا ہوگا آگاہ ہو کہ مین قمرزاد نام فرزند ان امیر سے ہون جون ہی شہزادہ بدیع الملک نے قمرزاد نام سنا دوبارہ دوڑ کے قمرزاد سے ہم بغل ہوا اور کہا ای

شہریار معاف فرمائیگا مین نے نہین پہچانا تھا اور کیونکر پہچانتا درانحالیکہ مین نے تمھین کبھی نہین دیکھا نام نامی البتہ سماعت مین گذرتا رہا ہی آج مین نے تمھین دیکھا قمرزاد نے کہا ہان سچ ہی ای فرزند اب یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہی شہزادہ نے کہا ای عالیمرتبت ووالا منزلت فی الحال میرا مقدم ارادہ یہ ہی کہ کسیطرح مین پردہ دنیا مین پہونچون قمرزاد نے کہا ابھی یہ ارادہ تمھارا ہرگز پورا نہ ہوگا شہزادہ نے کہا کیا یہ بنا بر سرنوشت کے ہی یا اور کوئی خاص وجہ ہی قمرزاد نے کہا اس بارہ مین سرنوشت کے بابت مین کچھ نہین کہ سکتا مین خود پردہ دنیا پر پہونچا دیتا مگر مین ابھی نہ پہونچاؤنگا وجہ اسکی یہ ہی کہ تمنے شہرستان قاف کو مسخر کیا ہی اور ہزارہ ہزار دست کو گرفتار کیا ملکہ آسمان میری والدہ معظمہ نے بھی انھون نے سنا تھا کہ بدیع الملک بن نورالدہر سے ایسا کارنمایان ظہور مین آیا ہی جب سے ان معظمہ کو کمال اشتیاق تمھارے دیدار کا ہی پہلے ملکہ کی خدمت مین چلو بعدہ مین تمکو پردہ دنیا مین پہونچا دونگا بدیع الملک نے قبول کیا اور مرکب پری پیکر پر سوار ہوکے قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہی اور حمزۂ ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

ای سرنامہ نام تو عقل گرہ کشاے را
دل کہ فروغ مے دہد جام جہان نماے را
نسخہ سحر سامری کاغذ تو تنیا شود
وصف تو مطلع غزل عشق سخن سراے را
غایت دستگیری است اینکہ چو طائر حرم
گوی بکرشمہ سر دہی نرگس سرمہ ساے را
آئینہ وار یافتہ یک نظر از جمال تو
بر سر کعبہ رہ دہی آنکہ برہنہ پاے را
من زکجا و حالت صوت وسماع کاروان

گوش نہادہ ام ہمین زمزمہ دراے را ✦ نیرنگ سازان طلسم غریب وبدیع نگاران فسانہ عجیب صفحہ قرطاس پر قلم جادو رقم سے اسطرح رنگ آمیزی کرتے ہین کہ حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی طلسم مین قید تھا یکایک طوق وزنجیر سب کی گردن و پا سے نکل کے گر پڑی اور خلاص ہوگئے اپنے کو درمیان سراپچہ کے دیکھا لیکن تورنج جب خلاص ہوا سراپچہ سے باہر آکے مثل برق لامع وہان سے نکل گیا تمام سرداران لشکر اسلام اس قید و بند سے رہا ہوکے ہمہ تن محو حیرت تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا ای برادر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ہمارا رہا کرنے والا کون ہی اور کسطرح بند ہمارے دست و پا سے کھل گئے یکایک فیاض بن فرعون آیا حمزۂ ثانی کو سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا تجھکو معلوم ہی کہ اس طلسم کو کسنے فتح کیا فیاض بن فرعون نے کہا فی الحقیقت فاتح اس طلسم کا شہزادہ بدیع الملک ہی اس دلاور دوران نے میرے روبرو اخیار دیو کو ہلاک کیا اخیار کے ہلاک ہوتے ہی اسکی محبوبہ نیرنگ جادو نے یہ چالاکی کی کہ شہزادہ کو اٹھا لیگئی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کچھ عجب نہین اگر اس بہادر زمانہ شجاع یگانہ نے نیرنگ جادو کو بھی ہلاک کیا ہو حمزۂ ثانی نے کہا پیشتر بھی ہم سب اسی شہزادہ نامدار کی کوشش سے رہا ہوے تھے اس مرتبہ بھی وہی ہم سب کی رہائی کا سبب ہوا اسکو اسطرح سمجھنا چاہیے کہ شہزادہ بدیع الملک نے دو مرتبہ ہمکو آزاد کیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ سنجاب شاہ آیا بادب تمام سلام کیا حمزۂ ثانی نے کہا کیا خبر ہی سنجاب شاہ نے کہا شہریار خزانہ طلسمی موجود ہی حمزۂ ثانی نے کہا یہ خزانہ طلسمی اپنے پاس رہنے دو یہ مال واسباب طلسمی شہزادہ بدیع الملک کا ہی جسوقت شہزادہ یہان آئیگا اسکے حوالہ کرنا بعد ازان سامان جشن قید و بند سے رہا ہونیکا مہیا کیا گیا تمام یاران ہمراہی مصروف اہتمام ہوئے ہر ایک مقام پر فرش وشیشہ آلات وغیرہ اسباب آرائش سے درست کیا گیا انواع واقسام کے کھانے پکے اعلے اعلے طائفے بلائے گئے شب کو کثرت روشنی سے روز روشن کا سمان نظر آتا تھا بروقت انعقاد صحبت ایک لولی شوخ وشنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل گائی غزل

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین ✦ کیون یہ کیا ہی خم گیسو مین اگرچہ کچھ نہین ۲۰ نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ مہر لب غیر

کچھ تو ہو مال مگر داغ جگر کچھ بھی نہین
نہ بعبارت نہ اشارت نہ خجالت نہ حیا
سبکی ہی ہمکو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہین
رات کی رات کا مہمان ہی مریض ہجران
فتنہ ہی اک تری ٹھوکر کا اگر کچھ بھی نہین
نکرون نالہ تو کس شغل مین کاٹون اوقات
دور اس راہ سے اللہ کا گھر کچھ بھی نہین
اک جفا تری جو کچھ بھی نہین پر سب کچھ ہی
اچھا بس بیٹھو بھی وان لطف اثر کچھ بھی نہین
آئینہ دیدہ احمق ہی سہی پر اسکے چشم
خیر سے آپکی طینت مین تو شر کچھ بھی نہین
اک نگاہ غلط انداز ادھر کچھ تو سہی

جوش ہی اہل نظر کا مگر الطاف تیرا
تجھ مین تو دیکھنے کو دیدۂ تر کچھ بھی نہین
دل ہی سینہ مین نہان دل مین نہان کیا کچھ
صبح محشر آکے تو کب آئے سحر کچھ بھی نہین
اُن کو بیتاب کیا کچھ نہ کیا نالہ دل
یہ تو مانا کہ ہی افسوس اثر کچھ بھی نہین
لامکان مین بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہی
اک دفا میری کہ سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین
کچھ تو دربان خفا تو اک جنبش دامان کے لیے
وہ ہی کچھ دیکھتے ہین جنکی نظر کچھ بھی نہین
عیب [illegible] ہی حب جاہ سے گذر جاتا ہی
ای تغافل اثر [illegible] گر کچھ بھی نہین

ابھی سب کچھ ابھی ای شعبدہ گر کچھ بھی نہین
آنکھ پڑتے ہی کہین پاؤن کہین پڑتا ہی
کچھ نہ تنگی تری دزدیدہ نظر کچھ بھی نہین
دھوم ہی حشر کی سب کہتے ہین یون ہی یون ہی
یہ تو کچھ بھی نہ ہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہین
کعبے جاتا ہی تو بتخانہ سے ہو کر زاہد
بیکسی مین تو ادھر ہون کہ ادھر کچھ بھی نہین
خواب مین دیکھ لیا خلد کو سنئے واعظ
تیرے سوچون کے لیے یاد سحر کچھ بھی نہین
مری ہی جوش طبیعت نے اٹھائے ہین فساد
اسے [illegible] ہنر ہی مجھ مین ہنر کچھ بھی نہین
غیر کے وصل کا انکار مزہ دیتا ہی

پھر اسیطرح کہہ بار دگر کچھ بھی نہین ۔ اسیطرح بیشتر غزلین گائی گئین اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہوا نصف شب تک یہی لطف رہا بعدہ سب اپنے اپنے بستر استراحت پر روانہ ہوئے علے الصباح سب خواب استراحت سے بیدار ہوئے اذان ہوئی سب نے وضو کیا نماز صبح پڑھی درود و وظائف سے فارغ ہوکے حمزۂ ثانی کی ملازمت مین حاضر ہوئے رستم ثانی نے کہا شہریار اب یہان توقف کا ارادہ ہی یا نہین حمزۂ ثانی نے کہا کچھ ضرورت توقف کی نہین ہی آج یہان توقف کرو انشاء اللہ کل یہان سے کوچ کرینگے چنانچہ دوسرے روز حمزۂ ثانی رستم ثانی وغیرہ کو ہمراہ لیکر لشکر اسلام کیجانب راہی ہوا وہان عمر ثانی نے سعد شہریار کو خبر پہونچائی کہ حمزۂ ثانی عنقریب یہان پہونچا چاہتے ہین بدیع الزمان اور نور الدہر اور کرب غازی اور سعد وغیرہ تمام سرداران لشکر اسلام حمزۂ ثانی کے استقبال کو آئے اور بعد بجا آوری اداب و تسلیمات بہ کمال تزک و احتشام لشکر مین لائے بارگاہ سلیمانی از سرنو آراستہ کی گئی حمزۂ ثانی نے بعد مدت مدید رنگل امیر پر جلوس کیا غزل ۔

ثبات بحر جہان مین اپنا فقط مثال حباب دیکھا
برائی دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا ثواب دیکھا
سرور مین جس سے جان محزون کسی کو گردش [illegible]
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا
جو راہ مین تیری آکے بیٹھے وہ فکر دیر و حرم سے چھوٹے
مکان سے تا لامکان جو دیکھا تجھی کو خانہ خراب دیکھا
ہی تجھکو پایا تو کچھ نہ پایا یہ خاک ہی ان ہمنے خاک پایا
کہ سوتے سوتے جو چونک اٹھے مگر کوئی تمنے خواب دیکھا

نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی نہ آب دیکھا
نہ دل ہی ٹھہرا نہ آنکھ جھپکی نہ چین پایا نہ خواب آیا
کہ چرخ زن [illegible] گردون مدام جام شراب دیکھا
[illegible] ہوئے تھے ہزارون پردہ کا ہم دیکھو تو جب بھی [illegible]
تیرے کوچے کے ساکنون نے بہشت مین بھی عذاب دیکھا
سرور عیش و نشاط کیسی بدل گئے رنگ ہی جہان کے
تجھکو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا تمام عالم خراب دیکھا

ہمارے آنکھون سے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا
خدا نگہبان [illegible] دشمنون کو وجود ہستی مین عذاب دیکھا
نظر مین ہے تیری کبریائی سمائی تیرے خودنمائی
ہم اسکے آنکھون کے صدقے جسنے وہ جلوہ بے حجاب دیکھا
یہ دل تو ای عشق گھر ہی تیرا کہ جسکو تونے بگاڑ ڈالا
سنا نہ تھا کان سے جو ہمنے وہ آنکھ سے انقلاب دیکھا
شباب غفلت سے داغ [illegible] غفلت [illegible]

حمزۂ ثانی رنگل امیر پر جلوہ افروز تھے اور تمام سردار اپنے منصب کے موافق [illegible] کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے کہ عمر ثانی بازار مین کسی ضرورت سے چلا جاتا تھا ایک مقام پر دیکھا کہ لوگ جمع ہین عمر ثانی بھی اس مجمع مین پہونچا دیکھا ایک پیر کہن سال دبلا تاق گول آنکھین پتلی دراز ناک کھچڑی بال لمبی گردن جھکی ہوئی موٹی

رنگین نمایان گندم گون سر پر کابلی ٹوپی مگر نہایت میلی ہزار رنگ کے چیتھڑون کے پیوند کیے ہوئے گدڑی اوڑھے ایک پارچہ سنہری پہنا ہوا ایک مختصر و مبتذل سا باجہ لیے ہوئے اُسکو چھیڑتا ہوا نہایت ہموار یک آوازہ مین یہ غزل گا رہا ہے

سے جینا ہمین اصلا نفس اپنا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
کیا جانئے آتے وہم ہے کیا میری طرف سے
پر لب پہ کبھی حرف تمنا نہین آتا
مین جاتا جہان سے ہون تو آتا نہین یہان تک
شبنم کیطرح سے ہمین رونا نہین آتا
غافل ہے بہار چمن عمر جوانی

گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا
دینا دل مضطر کو تری کچھ تو تسلی
جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا
کس دم نہین ہوتا قلق ہجر ہے مجھکو
کافر تجھے کچھ خوف خدا کا نہین آتا
آتا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت
کر سیر کہ موسم یہ دوبارا نہین آتا

مذکور تری بزم مین کس کا نہین آتا
پر خط بھی ترے ہاتھ کا لکھا نہین آتا
آیا ہے دم آنکھون مین دم حسرت دیدار
کس وقت میرا منھ کو کلیجہ نہین آتا
ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہا دین
پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا

عمر ثانی اُسکی شریلی آواز سے بہت محظوظ ہوا تا دیر غزل مذکورہ عالم محویت مین سنا کیا اُسطرف مطرب عجیب الخلقت نے جو عمر کو اپنی طرف متوجہ دیکھا وہ بھی عمر کیجانب متوجہ ہو کے اور بھی زیادہ تر خوبی سے گانے لگا عمر ثانی نے کہا اے شخص تو ہمارے ساتھ کہین چل سکتا ہے اُس مطرب نے کہا کیا مضائقہ ہے عمر ثانی وہان سے حمزہ ثانی کے پاس آیا اور کہا شہریارا اسوقت مین ضرورت سے بازار گیا تھا دیکھا کہ ایک شخص ایسی خوبی سے گاتا ہے اور ایک مختصر باجہ اس طرز مرغوب سے بجاتا ہے کہ دیکھنے اور سننے سے متعلق ہے مین تو اسوقت اپنے ہمراہ لے آتا تھا لیکن پھر خیال آیا اول اجازت لے لینا ضرور ہے مبادا اخلاف طبع عالی ہو حمزہ ثانی نے کہا اے عمر ثانی کہان ہے وہ مطرب خوش لہجہ ہمارے روبرو لاؤ عمر ثانی اُس مطرب کو بلا لایا حمزہ ثانی کو اُسکی صورت دیکھ کے بہت حیرت ہوئی پوچھا کیا نام ہے اور کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا مجھکو درویش عجیب کہتے ہین اور مسکن کو جو پوچھا تو فقیرون کا مسکن کہان سے درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست حمزہ ثانی نے کہا ہمنے سنا ہے تو خوب گاتا بجاتا ہے اُسنے کہا یہ بات بالکل غلط ہے اسواسطے کہ نہ مین ڈوم ڈھاڑی ہون جہان بیٹھتا ہون اپنا دل خوش کر لیتا ہون حمزہ ثانی نے کہا ہم بھی سنین تو کسطرح دل خوش کرتا ہے اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہا اور اُس ساز مختصر کو بغل سے لیکے سُرون کو درست کیا اور یہ غزل شروع کی

ہوا ہے جبسے شہرہ اُس عدوئے دین و ایمان کا
نگہ کو دید کا لب کو فغان کا دل کو ارمان کا
مری تقدیر کی برگشتگی سب مین مری ٹھہری
خضر آئے نہ ہون چشمہ سمجھکر آب حیوان کا
اُڑایا جیسے تو نے چٹکیون مین اسکو اے قاتل
زمانہ جانتا ہے جبکہ یہ عاشق ہے دربان کا
یہ کیا ہے آج غیرون سے مری تعریف ہوتی ہے
دل بیتاب گہوارہ بنا ہے تیرے پیکان کا

کوئی دل چھین کے دیکھے عقیدہ ہے مسلمان کا
نہین معلوم ایک مدت سے رفتہ حال کچھ دل کا
حسینون کے لیے اک حشر ہے برگشتہ مژگان کا
ہوا رونے سے دل خالی کہان اب تک بھی باقی ہے
یہ زخم دل بھی ہنسکر منھ چڑھاتا ہے نمکدان کا
جنون مین خامہ فرسائی سے ٹوٹے ہین قلم اتنے
یہ کیا ہے خود بیان ہوتا ہے اپنے جور پنہان کا
کسی کی شرم آلودہ نگاہون مین یہ شوخی ہے

مزہ ہر ایک کو تازہ ملا ہے عشق جانان کا
مزاج اچھا تو ہے یا وش بخیر اُس آفت جان کا
اوگا ہے سبزہ کیسا حوض مُو کے گرد اے ساقی
خزینہ شوق و ارمان کا دفینہ یاس و حرمان کا
خوشامد اسقدر کی ہو گیا بدنام عالم مین
ہمارا گھر نہین ہے ایک نمونہ ہے نیستان کا
کوئی یہ استراحت چھوڑکر کیون جلے اے قاتل
اسے دیکھا اُسے دیکھا ادھر تاکا اُدھر جھانکا

اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گایا اور اس عنوان سے وہ مختصر باجا بجایا کہ تمام حاضرین پر محویت کا عالم طاری ہوا ایک کو ایک کی مطلق خبر نہ رہی دفعتاً ایک تڑاقا ہوا اور تمام اُس مقام مین دھوان بھر گیا جو جہان بیٹھا تھا وہ وہین بیہوش ہو کے گرا تمام بارگاہ شہر خموشان معلوم ہوئی اُس عیار مطرب صورت نے بعجلت تمام چادر عیاری مین حمزہ ثانی کو باندھا

اور پشت پر رکھ کے وہان سے چلا جبکہ بارگاہ سے باہر آیا دربانون نے کہا تو کون ہی اور یہ کیا لیے جاتا ہی اُسنے
کہا مین مطرب ہون امیر نے مجھکو شائق ہوکے بلایا تھا میرے گانے بجانے سے سب خوش ہوے علے قدر مراتب
سب نے خلعت و انعام دیئے اُسیکا پشتارہ ہی کیون تمہارا کیا مطلب ہی دربانون نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ اس
پشتارہ مین کچھ ہمارا حق بھی ہی اُسنے وہ ساز مختصر دربانون کے روبرو پھینکدیا اور کہا یہ لے لو مین اور بنا لونگا دربانون
نے کہا یہ باجا ہمارے کس کام کا ہی پشتارہ مین سے کچھ دے اُس مکار نے کہا پشتارہ کو کھولنا دشوار ہی لو یہ ٹوپی
میری لیلو اور ٹوپی اُنکے روبرو پھینکدی اُنھون نے ٹوپی پھیر اُسیکے روبرو پھینکدی اور کہا کیا تو دیوانہ ہوا ہی ٹوپی ہمارے کس کام
کی ہی کچھ نقد دے یا متعدد خلعتون مین سے ایک خلعت ہمکو دے اُسنے پشتارہ کو پیٹھ پر رکھدیا اور کہا لو یہ گدڑی جو مین
اوڑھے ہون اسے لے لو اُنھون نے کہا اسمین آگ رکھدے ہمارا حق اسمین سے دیدے ورنہ ہم تجھکو ہرگز یہان سے
نہ جانے دینگے اُسنے کہا پشتارہ نہین کھول سکتا بہت مشکل سے باندھا ہی اور جو کچھ میرے پاس ہی لیلو انھون نے
کہا تیرے پاس کیا ہی اُس نے کہا یہ ٹوپی خرقہ باجہ سب لے لو وہان عمر ثانی قبل تمام سردارون کے بیہوش ہونے کے
خلا کی ضرورت سے گیا تھا وہ جو فارغ ہوکے بارگاہ مین آیا دیکھا تمام سردار بیہوش افتادہ ہین اور حمزہ ثانی ونگل پر دراز
سوچا کہ ابھی وہ مطرب باجا بجا رہا تھا کچھ عجب نہین جو وہ کسیکا عیار ہو اُٹھے پاؤن بارگاہ سے پلٹا دروازہ پر آیا دیکھا
کہ وہ مطرب دربانون سے بحث کر رہا ہی اور ایک پشتارہ علحدہ رکھا ہی کہا کیا بحث ہی دربانون نے کہا یہ مطرب یہان
سے انعام و اکرام کا ایسا بڑا پشتارہ لیے جاتا ہی اور ہمکو کچھ نہین دیتا اُس عیار مکار نے جو عمر ثانی کو دیکھا چاہے کہ وہانسے
غمزہ کرے عمر ثانی نے نعرہ مارا کہ باش او مکار میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی دوڑ کے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا دربانون
نے کہا اے عمر ثانی یہ کیا واقعہ ہی عمر ثانی نے کہا جلد اس موذی کو گرفتار کرو جو مکر اسنے کیا ہی اُسکا حال ابھی معلوم ہوا جاتا ہی
غرضکہ دربانون کی مدد سے عمر ثانی نے اُسے گرفتہ و بستہ کرلیا اور پشتارہ کو کھولا دیکھا حمزہ ثانی بیہوش ہین پھر تو مشت
و لگد سے خوب اُسکے اعضا نرم کیے گئے اُسیکے کسوت سے دارو ے رفع بیہوشی نکالی حمزہ ثانی کو ہوش مین لائے حمزہ
ثانی کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک گلیم پر بیٹھا ہون نہایت حیرت ہوئی عمر ثانی سے ماجرا پوچھا اُسنے کہا شہریارا یہ موذی نابکار
جو سامنے موجود ہی اسنے یہ عیاری تمکو بستہ کرکے لیجانا چاہتا تھا ہارے حسب اتفاق مین رفع حاجت کو گیا تھا اور یہ ہنوز دروازہ
سے باہر نہین جانے پایا تھا دربانون سے بحث کر رہا تھا جو مین یہان پہونچگیا ورنہ یہ تو اپنا کام کرچکا تھا حمزہ ثانی بارگاہ
مین آئے ونگل پر قیام کیا اور حکم دیا جلد ان سردارون کو ہوشیار کرو عمر ثانی نے اُسے دارو ے رفع بیہوشی کے ذریعہ سے
سب کو ہوشیار کیا جو آنکھ کھولتا تھا پہلے حیرت سے عمر ثانی کو دیکھتا تھا پھر اپنے حال کو دیکھ کے متعجب ہوتا تھا حمزہ ثانی نے
اُس عیار مکار کو اپنے روبرو طلب کیا پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو فتن مرد رشتم کہتے ہین خداوند فرعون کے لشکر
سے آیا ہون مدت ہا سے مرید سے خداوند فرعون کی بندگی بجا لاتا ہون فرعون کے ایما سے حمزہ ثانی کو گرفتار کرنے آیا
عمر ثانی میرے کام مین حارج ہوا اب تم ہر طرح کا اختیار رکھتے ہو اگر مناسب سمجھو رہا کردو اگر ہلاک کرڈالوگے تو خداوند فرعون
مجھکو آخرت مین اعلے درجہ پر فائز کریگا حمزہ ثانی نے کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہی فرعون نابکار کیا حقیقت رکھتا ہی جو آخرت
مین تجھکو اعلے مرتبہ دیگا ؎ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ وہ آپ اپنی گمراہی کی سزا سے سخت پائیگا کسی دوسرے
کو اس سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی علے الخصوص آخرت مین فتن مرد رشتم نے کہا اے حمزہ تم جو چاہو کہو مین خداوند کی بندگی
سے ہرگز باز نہ آونگا حمزہ ثانی نے حکم دیا یہ اجل گرفتہ ضرور ہلاک کرنے کے قابل ہی جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا
بنا بر حکم حمزہ وہ ناپاک جہنم واصل کیا گیا حمزہ ثانی نے سرداران لشکر اسلام سے کہا یارو اب بتاؤ فرعون ملعون کے

عمرو

بارہ مین کیا کرنا چاہیے سب نے بالاتفاق عرض کی شہریارا ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو بجالاوین حمزہ ثانی نے کہا
خیر کل کے روز جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا اور نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا کہ دہل زن دہل زد بہ تحسین او وہ یہ مین دین او دین او دین او
یہ خبر فرعون کو پہونچی تمام افسران فوج کفار کو ایک جا جمع کیا اور کہا ای بندگان خاص ہمارے حمزہ نے آج پھر اپنے لشکر
مین نقارہ رزمی بجوایا ہی کل کے روز ایسی کوشش کرو کہ مسلمانون کا قصہ پاک ہو جاوے ہم مسلمانون کے ہاتھ سے بہت
تنگ آ گئے ہین اُن گبرون نے کہا ای خداوند مثل مشہور ہی کہ خود کردہ را علاجے نیست پیشتر ہی اسطرح کی تقدیر جاری
کردی کہ ہر حالت مین مسلمان ہی غالب رہین تو اب شکایت کیا ہی جو کچھ آج تک ظہور مین آیا تیری مرضی کے موافق اور
اب بھی جو کچھ ظہور مین آئیگا تیری مرضی کے موافق ہوگا فرعون نے کہا ای یارو واقعی تمھارا کہنا صحیح ہی ایک وقت مسلمانون
کی سرکشی پر غصہ آتا ہی دوسرے وقت اپنی رحمت پر نظر جاتی ہی کہ اگرچہ مسلمان مجھسے منحرف ہین تاہم میرے بندے
ہین لیکن اب انکی سرکشی سے بہت عاجز ہو گیا ہون کل کے میدان داری مین سب کو تہ تیغ بیدریغ کرو ہمکو
انکی رعایت ذرا منظور نہین ہی یہ کہا اور اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا صداے نقارہ آوازہ آمد برون
کہ دون ست دون ست فرعون دون تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی ایکایک صبح کی توپ
دن سے چلی ادھر صبح کی نوبت کے نقارہ پر چوب پڑی لشکرون مین کمربندی ہونی شروع ہوئی آفتاب عالمتاب
بخوبی طلوع ہوتے ہوتے دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہو گئے ابھی کوئی پہلوان کسی لشکر سے ضرب کیواسطے
نہین نکلا تھا کہ ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی دونون لشکر اُس گرد کیجانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا
وہی زن عیار پیشہ نمایان ہوئی فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی زمین نیاز پر سر رکھا اور کہا ای خداوند عنقریب قنطورہ پوش
یہان پہونچا چاہتا ہی اس اثنا مین دوسری گرد پیدا ہوئی نقابدار قنطورہ پوش دو لاکھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے
آیا اُسکے لشکر کے بالاے سر ایک قصر بارہ سو گز کی بلندی پر معلق چلا آتا تھا عرض و طول اُس قصر عالیشان کا برابر تھا
چار برج ہر چہار جانب اُس قصر بلند کے ترتیب دیئے تھے چار جانور نہایت خوش رنگ اُن چارون برجون پر بیٹھے
تھے اس قصر کو بصورت آسمان بنایا تھا آفتاب و ماہتاب وغیرہ ستارہ بھی اس قصر مین نمایان تھے قنطورہ پوش نے آ
فرعون کو سجدہ کیا دعا و ثناء خداوندی بجالایا وہ قصر فلک صورت لشکر فرعونی پر سایہ فگن ہوا فرعون نے جو اس سامان
کو دیکھا بہت خوش ہوا عنقریب جنگ شروع ہونے والی تھی فرعون نے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آ کے
قرار لیا قنطورہ پوش بھی بارگاہ مین حاضر ہوا فرعون نے کہا ای قنطورہ پوش یہ قصر کیسا ہی اور کسواسطے لایا ہی قنطورہ پوش
نے کہا ای خداوند یہ قصر خاص تیرے واسطے لایا ہون اگرچہ بظاہر یہ ایک قصر وسیع ہی لیکن اسکا اندرونی سامان دیکھنے
کے قابل ہی حالانکہ خداوند صاحب قدرت کے روبرو اسکی کچھ حقیقت نہین ہی خداوند ایسے قصر ہزارہا مہیا کر سکتا ہی فرعون
نے کہا ای قنطورہ پوش ہم اس قصر کی سیر کر سکتے ہین قنطورہ پوش نے کہا کیون نہین آج شب کو اسی قصر مین استراحت فرمائیگا
فرعون نے کہا یہ قصر بالاے ہوا معلق ہی کسطرح اندرون قصر پہونچ سکتا ہون قنطورہ پوش نے باواز بلند کہا کہ ای
ہوائی مرکب قدرت فرعون جلد حاضر ہو اور خداوند کو سوار کرکے مقام خداوندی مین پہونچا فرعون نے دیکھا کہ یک لخت دروازہ
اُس قصر معلق کا از خود وا ہوا اندرون دروازہ سے ایک مرکب سفید با زین و لجام مرصع طرارہ بھرتا ہوا باہر آیا فرعون
نے کہا اس مرکب پر مین کسطرح سوار ہو سکتا ہون اسواسطے کہ اول تو ہوا پر معلق ہی علاوہ برین نہایت سرکش معلوم
ہوتا ہی نہین معلوم مجھسے کسطرح پیش آئے اور کس جانب نامعلوم لے جاوے قنطورہ پوش نے کہا ای خداوند
خائف نہو یہ مرکب چست و چالاک ایسا سرکش نہین ہی کہ کسی جانب غیر مقرر پہنچا دیگا اور اُس مرکب سے آواز

بلند کہا اے مرکب خداوند اسقدر تیزی کیون کرتا ہے تیرا سوار تجھسے خائف ہوتا ہے بہت سہولت و آسانی سے خداوند کے قریب آ وہ مرکب سفید آہستہ فرعون کے قریب آیا فرعون اپنی جگہ سے اٹھا اُس مرکب سفید کی پشت پر سوار ہوا وہ مرکب اُس قصر کیجانب روانہ ہوا جب قریب اُس قصر کے پہونچا اُس قصر مین ایک دروازہ پیدا ہوا اور فوراً کھل گیا فرعون مرکب پر سوار دروازہ مین داخل ہوا دروازہ بند ہوگیا وہ قصر مین پہونچا جابجا فرش مکلف بچھا تھا صدر مین مسند و تکیے لگے تھے در و دیوار شیشہ آلات سے آراستہ غرضکہ جملہ سامان ضرورت و زیبائش سے پیراستہ تھا اندرون قصر ایک باغ ایسا بہار لائق دوستان بھی تھا درخت شاداب نہرین پر آب رنگا رنگ کے تختے کھلے ہوئے میوون سے ٹہنیان کی ٹہنیان جھکی ہوئی بلبلین چہک رہی ہین خوشبو سے کیاریان مہک رہی ہین

ستان بہار باغ بیباک

تر بیٹھے ہین زیر سایۂ تاک
سنبل کہین اپنی بو بیا ترائے
ہوتا ہے دماغ تازہ بو سے

کہتے ہین پکڑ کے دست ساقی
گلدستے کا کہین چمن کھلا ہے

لا شیشہ مین ہو جو کچھ کہ باقی
بابونہ کا حاشیہ دیا ہے

لالہ کہین اپنا رنگ دکھائے
آتے ہین نسیم کے جو جھونکے

اُس روز قنطورہ پوش کے حکم سے نقارہ جنگ بجا دوسرے روز صبح کو دونون لشکر میدان حرب مین آ کے صف آرا ہوئے حمزۂ ثانی نے دیکھا کہ از خود اُس قصر کا دروازہ کھلا فرعون اُسی مرکب سفید پر سوار ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا اور قلب لشکر مین آ کے قیام کیا حمزہ کو اس حال عجیب کو دیکھ کے کمال حیرت ہوئی قنطورہ پوش میدان مین آیا اور مرد مقابل طلب کیا لشکر اسلام سے اسد میدان مین آیا قنطورہ پوش نے کہا اے جوان خداپرست اگر جان کی سلامتی چاہتا ہے خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہو ورنہ آمادہ مرگ ہو اسد نے زبان سے کچھ جواب نہ دیا البتہ شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے اُس وار کو رد کیا اور کہا اے جوان کچھ اور بھی جرات ہے یا بس اسد نے دوسرا وار کیا اُسنے اس وار کو بھی سپر پر رد کیا اسیطرح تین وار پے در پے قنطورہ پوش نے رد کیے اور کہا اے جوان ہوشیار باش سہ زدی ضرب خود ضرب مانوش کن * غم دین و دنیا فراموش کن * یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار اس طاقت سے کیا کہ اگر کوہ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش ہو جاتا مگر اسد نوجوان نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا قنطورہ پوش نے کہا اے جوان اگرچہ تو نے میرے وار کو رد کیا پھر بھی مین تجھ کو کب چھوڑتا ہون اور اسد کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے بہ سبکی تمام سر سے بلند کر لیا لشکر مین خوشی کا نعرہ بلند ہوا قنطورہ پوش نے اسد کو زمین پر مار کے بستہ کر لیا اور چند شیاطین کی حراست مین فرعون کی خدمت مین بھیجدیا جونہین فرعون کی نظر اسد پر پڑی نعرہ مارا کہ اے میرے موکلان عذاب کہان ہو جلد حاضر ہو حمزۂ ثانی و سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ دروازہ اُس قصر کا جانب برج کھلا چند جانور از قسم باز و شاہین دروازہ سے باہر آئے سب نے بالاتفاق کہا اے خداوند ہم حاضر ہین کیا حکم ہے فرعون نے کہا اے موکلان عذاب جلد اس جوان کو کھاؤ مین نے اپنے بندون سے وعدہ کیا ہے کہ اب ہرگز مسلمانون کی رعایت نہین کرونگا جو گرفتار ہوگا فوراً حکم قتل دونگا۔ وہ جانور اسد کے قریب آئے اور از سر تا پا اسد کے گوشت کو نوچ کے کھا گئے کرب غازی نے جو اسد کو اس حال خراب سے ہلاک ہوتے دیکھا از سر تا پا غیظ و غضب ہوگیا گریبان چاک کر کے قنطورہ پوش کے مقابلہ مین آیا اور کہا او نابکار تو نے اسوقت مجھکو سخت صدمہ دیا اور یہ صدمہ ہرگز رفع نہ ہوگا جبتک اسد کیطرح تجھے بھی ہلاک نہ کرونگا قنطورہ پوش نے کہا اے جوان گفت و شنید سے کیا فائدہ اگر مرد میدان ہے حملہ کر کرب نے تلوار کا وار قنطورہ پوش پر کیا قنطورہ پوش نے کرب کے بھی وار کو رد کیا اور کرب کے کمربند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مار کے بستہ کیا اور اُسے بھی چند نابکارون کی حراست مین فرعون کے پاس بھیجدیا فرعون نے کہا اے کرب تو اسد کے ہلاک ہونے سے بہت ملول ہے عنقریب تجھے بھی اسد کے پاس بھیجتا ہون اور بآواز بلند کہا اے موکلان عذاب جلد آؤ اور اس

خداپرست کا بھی کام تمام کرو فوراً برج دویم کا دروازہ کھلا صدہا زنگیان خونخوار نیزے ہاتھ مین لیے دروازہ سے باہر آئے اور فرعون کے قریب آ کے کہا ای خداوند کیا حکم ہی فرعون ملعون نے کہا ای بندگان من اس خداپرست کا بھی کام تمام کرو اُن زنگیون نے نیزون کے وار کر کے بیر کرنا شروع کیے اور تمام گوشت اُس خداپرست کا کھا گئے۔ اسیطرح تا غروب آفتاب سات سرداران لشکر اسلام کو نقابدار قنطورہ پوش نے گرفتار کر کے فرعون کے پاس بھیجا فرعون نے موکلان عذاب کو طلب کر کے اُن خداپرستونکو کھلادیا

اب قنطورہ پوش کی گرفتاری کا حال قلم بند ہوتا ہی

محبت کا تیری بندہ ہر اک کو ای صنم پایا
تو اُسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
نشانہ تیر ہمت کا ہو میرا اختر طالع
غنیمت جان جو آرام تونے ایک دم پایا
جلایا اور ہار احسن کی نیرنگ سازی نے
دم شمشیر قاتل جادہ راہ عدم پایا
ہوا ہر گز یہ حدا شوق کا سامان درست آتش

برا ہر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
اُٹھا اون داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا
نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا
ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہی
سیاہی ہوگئی نایاب اگر ہمنے قلم پایا

برنگ شمع دل جسنے جلایا تیرے دور کین
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا
سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہو اس خرابی مین
صفائی قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا
ہر ایک جوہر مین اُسکا نقش پائے فرنگان سمجھا
تیری چشم سیہ کو ہمنے آہوئے حرم پایا

دفتر کشایان اخبار گذشتہ و طلسم بندان آثار ماضیہ اس قصۂ عجیب اور فسانۂ غریب کو یون نوک بزقلم نادر رقم کرتے ہین کہ جب قنطورہ پوش نے سات سرداران معزز کو ایک روز مین گرفتار کیا اور فرعون کے حکم سے اُسکے موکلان عذاب نے اُن خداپرستون کے گوشت و پوست کو کھالیا دوسرے روز پھر فرعون نے نقارہ جنگ بجوایا صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اُسطرف اہل اسلام کے دلون پر ابر غم چھایا ہوا تھا ایک سردار دوسرے کی صورت بحسرت دیکھتا تھا آج پھر کل کی صورت پیش آئی پہلے لشکر اسلام سے جو کوئی قنطورہ پوش کے مقابلہ کو آیا درجہ شہادت پر فایز ہوگیا اُسی انتظام سے کہ پہلے قنطورہ پوش نے گرفتار کر کے فرعون کے پاس بھیجا فرعون نے اپنے موکلان عذاب کا اُن کو طعمہ کردیا خلاصہ یہ کہ سات روز کی میدان داری مین اسّی مسلمان قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے اور سبکو فرعون کے موکلان عذاب نے کھالیا حمزہ ثانی کے حواس باختہ تھے فرعون اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص طویل القامت عیار وضع آیا فرعون کو بکمال خلوص سجدہ کیا فرعون نے غور سے اُسکی صورت دیکھی پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا ای خداوند مین شین بن شیاطین ہون فرعون نے پوچھا تو اسوقت کسواسطے آیا ہی اُسنے کہا مین نے سنا کہ خداوند کے بندگان خاص سے خداپرست مقابلہ کر رہے ہین مین چاہتا ہون کہ آج میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے تاکہ کل کے میدان حرب مین عیاران لشکر اسلام سے مقابلہ کرون فرعون نے کہا ای شین میری مشیت مین یہ بھی گذر گیا تھا ورنہ تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا اور حکم دیا کہ آج شین بن شیاطین کے نام طبل جنگ بجایا جاوے دوسرے روز دونون لشکر میدان مصاف مین آ کر صف آرا ہوئے پہلے لشکر شیاطین سے جسنے عزم میدان کیا وہ شین بن شیاطین تھا حمزہ ثانی نے کہا ای دلاورو آج کون تم مین سے اس شیطان ابن شیطان کی سرکوبی کو جائیگا شبرنگ بن قران دست بستہ حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی شہریار آج غلام کی باری ہی اسواسطے کہ لشکر شیاطین سے بھی عیار ہی میدان مین آیا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای شبرنگ جا اس بچہ شیاطین کو جہنم واصل کر شبرنگ شین بن شیاطین کے مقابلہ مین آیا اور کہا او بچۂ شیطان کیا ارادہ رکھتا ہی شین نے کہا

ارادہ یہ ہی کہ تجھکو دین فرعون پرستی تعلیم کرون ورنہ آمادۂ مرگ رہ شبرنگ نے کہا او نابکار کیا بہو وہ بکتا ہی فرعون کیا وقعت رکھتا ہی جو کوئی اُسکی پرستش کریگا بس زبان بہ ہندو بازو بکشاد نوبت با نجار سید سے

کہ ہر دو گرفتند خنجر بکف ۔ دلیران نظارہ کنان ہر دو صف

چکا چاک خنجر بگردون رسید ۔ زہندوستان خون بجیحون رسید

راوی کہتا ہی کہ دو پہر تک دونون مین خنجر بازی رہی آخر الامر شبرنگ تاب مقابلہ نہ لایا شئین کے روبرو سے گریز کی شئین بن شیاطین نے اُسکا تعاقب کیا اور کہا اے خدا پرست دیکھون میرے ہاتھ سے کہا جان بچا لیجاتا ہی شبرنگ نے قلابازی کی اور زمین پر آرہا شئین سمجھا کہ شبرنگ تھک گیا ہی اسوجہ سے زمین پر گرا ہی اُسنے جست کی اور قریب شبرنگ کے آکے چاہا کہ سر اُسکا تن سے جدا کرے ہنوز وہ قریب شبرنگ کے پہونچنے نہ پایا تھا کہ شبرنگ نے بھی جست کی اور حلقۂ کمند کو اس سبکی سے اُسکے اوپر پھینکا کہ شئین از سر تا پا پیچیدہ ہو گیا ارادہ کیا کہ شئین کا سر تن سے جدا کرے قنطورہ پوش اس حال کو دیکھ کے شبرنگ کیطرف جھپٹا اور اُسکی گردن گرفت مین لا کے اُٹھا لیا پھر بغل مین دبا کے اور شئین بن شیاطین کو رہا کر کے شبرنگ کو فرعون کی خدمت مین لایا فرعون نے نقارہ بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فرعون بھی اپنی بارگاہ مین آیا شبرنگ کو اپنے روبرو طلب کیا چند ملازم اُسکو گرفتہ وبستہ کیے ہوئے لائے قنطورہ پوش بھی موجود تھا اُسنے پوچھا اے پیادہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو شبرنگ بن قران کہتے ہین قنطورہ پوش نے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہی فرعون نے کہا یہ کیا کہا قنطورہ پوش نے کہا اے خداوند کیا کہون اسوقت سخت دقت لاحق ہو گئی وہ دقت یہ ہی کہ یہ واقعی خدا پرست تیری مخالفت مین قابل سزا ہین لیکن شئین بن شیاطین جو اس جوان کو گرفتار کر لایا ہی محض بیکار لایا مین اسکو رہا کر دینا چاہتا ہون اسواسطے کہ اسکے باپ سے اور میرے درمیان ایسا سابقہ ہین ہی کہ اسکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکون فرعون نے کہا اگر یہ جوان میری خداوندی کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ ہی اسواسطے کہ دین ومذہب مین کسی قسم کے سابقہ کا پاس ولحاظ کرنا محض عبث ہی قنطورہ پوش نے کہا اے خداوند اس مقدمہ کو مین ہی خوب سمجھ سکتا ہون بعد ازان شبرنگ کو خلعت دیا اور قید وبند سے خلاص کر کے کہا اے شبرنگ مجھکو تیرے باپ کی رعایت بہت کچھ مد نظر ہی اس سبب سے تجھے رہا کیے دیتا ہون جا میری طرف سے اپنے باپ کو دعا کہدینا پس شبرنگ نے اپنی رہائی کو غنیمت جانکر لشکر کفار سے باہر آیا

اب دو کلمہ داستان شاپور شیر دل کے مسطور ہوتے ہین

راویان اخبار عجیب وناقلان آثار غریب اسطرح قلم فرسا ہوئے ہین کہ شاپور شیر دل بمستعدی تمام اطراف واکناف عالم مین پھرا کہین شاہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ پایا تا لاش وتجسس کرتا ہوا لشکر کیطرف پہونچا اُسوقت اُسکے دل مین آیا کہ پہلے کفار کے لشکر مین چلو اور سراغ لگاؤ شاید شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو جائے یہ نیت کر کے لشکر کفار کیجانب چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک شخص خلعت مکلف پہنے چلا آتا ہی دل مین کہا شبرنگ بن قران کے مشابہ یہ کون شخص ہی جتنے کہ شبرنگ قریب آیا شاپور نے کہا اُہ ہا اے شبرنگ تم اسوقت یہان کہان اور یہ خلعت کیسا پہنے ہو اُسنے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو میرا واقعہ عجیب وغریب ہی سنیے مین لشکر اسلام مین تھا لشکر فرعون سے جنگ شروع ہوئی یہانتک کہ میری باری آئی مین شئین بن شیاطین سے مقابل ہوا بعد رد وبدل بسیار شئین بن شیاطین نے مجھکو گرفتار کر لیا بعد گرفتاری فرعون نے مجھکو دربار مین اپنے روبرو بلایا وہان قنطورہ پوش بھی موجود تھا اُسنے میرا نام پوچھا مین نے اپنا نام بتایا اُسنے نہایت متعجب ہو کے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہی اور خلعت دے کے مجھکو رہا کر دیا۔ شاپور نے کہا اے شبرنگ مین بھی اُس نقابدار قنطورہ پوش کو دیکھنا چاہتا ہون

شبرنگ نے کہا شہریار اب تو مین لشکر کفار سے چلا آیا ہون اگر وہین ہوتا تو نقادار کو دکھا دیتا سہل ہوتا شاپور نے
کہا لشکر کفار مین بھیج چلو شبرنگ تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اچھا چلو اور بار دیگر لشکر کفار مین آکے قیام کیا اہل لشکر
نے پوچھا تم کہان آیا شبرنگ نے کہا اسوقت مری طبیعت نادرست ہے کل اپنے لشکر مین چلا جاؤنگا شاپور
شیردل کو پوچھا یہ کون ہے شبرنگ نے کہا یہ میرا ملازم ہے اہل لشکر خاموش ہو رہے جب نصف شب گذر گئی
حسب مشورہ شاپور شبرنگ قنطورہ پوش کی خوابگاہ مین آیا دربانون نے روکا کہا تم مجھکو نہین پہچانتے
اُنھون نے کہا ہم تجھکو خوب پہچانتے ہین تجھکو قنطورہ پوش نے خلعت دے کے رہا کر دیا ہے شبرنگ نے
کہا خلعت کے بعض پارچے مین نے پہنے ہین اور بعضے یہان باقی ہین انکو لینے جاتا ہون دربانون نے کہا بھلا
لینا اسوقت کیا جلدی ہے شبرنگ نے کہا جلدی یہ ہے کہ مین اپنے لشکر مین جانا چاہتا ہون اسوقت تک یہان
مقیم رہا اب تھوڑی دیر استراحت کا بھی ارادہ ہے یہان سامان استراحت موجود نہین ہے اور اگر میری طرف سے
کچھ تم مشکوک ہو تو بجاے خود یہ سمجھو کہ جس شخص نے اس حالت مین مجھکو رہا کر دیا اور مزید بران خلعت سے سرفراز
کیا تو مین اسکے ساتھ کسطرح پیش آسکتا ہون ہان مجھسے بری طرح پیش آیا ہوتا یا مجھکو اسکی ذات سے کسیطرح کی تکلیف
پہونچی ہوتی تو میری طرف سے مشکوک ہونا بجا تھا دربانون نے باہم مشورہ کیا آخر راے اس پر قرار پائی کہ جانے دو
بے شبہہ یہ قنطورہ پوش سے بدی نہین کر سکتا غرضکہ شبرنگ قنطورہ پوش کی بارگاہ مین گیا داروے بیہوشی
قنطورہ پوش کو سنگھائی پشتارہ باندھا دوش پر اٹھا کے پھلا دربانون نے کہا کچھ ہمارا حق بھی ہے شبرنگ نے کہا
جسکو جو کچھ لینا ہے میرے ساتھ آوے ایک دربان اسکے ہمراہ چلا کہا کہ کہان لیچلوگے شبرنگ نے کہا ہمارا ملازم
وہان بیٹھا ہے اس سے کچھ دلوا دینگے وہ ملازم شبرنگ کے ہمراہ شاپور شیردل کے پاس آیا شبرنگ نے اشارہ کیا
شاپور نے چند دینار اس دربان کو دیے دربان اُن درمون کو لیکے واپس گیا شاپور شیردل وہان سے اپنے
لشکر مین آیا حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور کہان
تھے اور کیا کام کر لائے اس پشتارہ مین کیا ہے شاپور شیردل نے کہا شہریار مین بدیع الملک کی تلاش مین
گیا تھا ہر چند تجسس کیا کہین شاہزادہ کا پتہ نہ ملا اے شہریار اگرچہ شاہزادہ نہین ملا مگر اس کوشش کی ضمن مین ایک
کام بنا لایا ہون وہ یہ کہ لشکر کفار مین گیا تھا اس قنطورہ پوش کو گرفتار کر لایا ہون حمزۂ ثانی بہت خوش ہوا اور
کہا اے شاپور اگر تم قنطورہ پوش کو گرفتار کر لائے ہو تو اسکی قید و بند کا بخوبی انتظام کرنا ایسا نہ ہو کہ محنت ضایع
ہو جاے اور اسکو ہوش مین لاؤ شاپور شیردل نے داروے رفع بیہوشی سونگھائی قنطورہ پوش ہوش مین آیا دیکھا دست و پا زنجیر
آہنی مین مستحکم بستہ ہین اور شہزادہ سرہانے بیٹھا ہے باواز بلند ایک نعرہ مارا کہ اے خیرہ سر کون مجھکو گرفتار کر لایا ہے شاپور
شیردل نے کہا اے جادوگر نابکار کیا تو سمجھتا ہے تیرا گرفتار کرنیوالا مین ہون اگرچہ حوصلہ ہو تو باقی نہ رکھ قنطورہ پوش نے کہا
اے سرداران لشکر اسلام تم مجھکو جادوگر سمجھے ہو مین ہزار ہزار لعنت جادوون اور ساحرون پر کرتا ہون یہ کہا
اور بلند قہقہہ مارا شاپور شیردل نے کہا تو کیا ہنسا قنطورہ پوش نے کہا مین یہ ہنسا کہ تو نے اپنے خیال مین مجھے
گرفتار کیا لیکن اپنے نزدیک مین اس گرفتاری مین بھی مجبور نہین ہون مجھکو مجبور کرنا ہر ایک کس و ناکس کا کام نہین ہے
شاپور شیردل نے کہا مین تجھکو اسوقت مجبور ہی سمجھتا ہون ہان اسوقت مجبور نہ سمجھونگا کہ اس گرفتاری کی حالت
مین بھی تجھسے کوئی کار نمایان دیکھونگا قنطورہ پوش نے کہا واقعی تو دیکھنا چاہتا ہے شاپور شیردل نے کہا بیشک دیکھونگا
قنطورہ پوش نے اس زور سے اپنے دست و پا کو جھٹکا دیا کہ تمام بند ہاے آہنی کھل کے گر گئے اور علیحدہ ایک مقام پر بند

پر استادہ ہوکے کہا اے شاپور خیرہ سر تیرہ روزگار تو نے میرے کارنمایان کو دیکھا بتا میرا دعوی غلط تھا یا صحیح اب کہہ
تیرا کیا حال بناؤن ہوشیار ہو کہ اس فریب و مکر کے عوض مین ایسی فضیحتی سے تجھے ہلاک کرون کہ جانوران صحرائی تیرے حال
خراب پر افسوس کرین یہ کہا اور شاپور کیجانب جھپٹا شاپور کے حواس باختہ ہوگئے سمجھا کہ قنطورہ پوش کے زور و طاقت
کا یہ حال ہی یہان قیام کرنا ہلاکت کا سبب ہی بارگاہ سے بھاگ کے باہر آیا قنطورہ پوش نے کہا اب میرے ہاتھ سے
بھاگ کے کہان جائیگا فوراً خود بھی بارگاہ سے باہر آیا اور ایک مرکب پر سوار ہوکے شاپور کا تعاقب کیا حمزہ ثانی
نے عمر ثانی سے کہا اے عمر کیا دیکھتے ہو قنطورہ پوش کے ہاتھ سے شاپور شیر دل کا سلامت رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی جاؤ
شاپور کی مدد کرو اور حتے الامکان شاپور کو ہلاکت سے بچانا عمر ثانی بھی شاپور کی خبرگیری کیواسطے روانہ ہوا اور ان
دونون کے عقب مین خیزاخیز چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ وہ نازنین عیار پیشہ دوادو چلی جاتی ہی عمر ثانی نے پہچانا اُس کے
عقب مین روانہ ہوا تا اینکہ دونون لشکر کفار مین پہونچے وہ نازنین عیار پیشہ یکایک نظر سے غائب ہوگئی عمر ثانی
اُن گبران نابکار کے دروازہ پر آکے متوقف ہوا اندرون دروازہ سے آواز آئی کہ اے شیاطین تو کہان جاتا ہی
اُسنے جواب دیا کہ خداوند فرعون کا نامہ لیے جاتا ہون بہت ضروری نامہ ہی آواز آئی کہ کب تک واپس آئیگا
اُسنے کہا واپسی کے بابت کچھ نہین کہہ سکتا دیکھیے کب واپس آنیکا اتفاق ہوتا ہی فی الحال خدا پرستون کی سرکشی
سے خداوند فرعون بہت عاجز آیا ہی یہ کہا اور شیاطین دروازہ کے باہر آیا عمر ثانی پہونچا کہ اگر یہان توقف کرونگا
اس نابکار سے یہین دوچار ہونا لازم آئیگا نظر بران بعجلت تمام وہان سے روانہ ہوا اب عمر ثانی پیشاپیش چلا جاتا
ہی اور شیاطین اُسکے عقب مین چلا آتا ہی مگر ابھی تک شیاطین نے عمر ثانی کو نہین دیکھا ہی عمر ثانی ہر مرتبہ بحیلہ
شیاطین کے رخ کو دیکھتا جاتا ہی حتے کہ شیاطین نے کوہستان کی راہ لی عمر ثانی اُسی جانب گوشون اور پہلوؤن
سے گذرتا ہوا چلا اثناء راہ مین بول کی ضرورت ہوئی ایک جانب حاجت بول کے رفع کرنے کو بیٹھ گیا اُس وقت
شیاطین نے عمر ثانی کو دیکھ کے پہچان لیا پہلے اُسکو شک ہوا تھا لیکن بعد مین اُسکو یقین ہوگیا کہ ضرور عمر ثانی ہی
ایک جست مارکے عمر ثانی کے قریب پہونچا اور کمند کا حلقہ عمر پر مارا تا کہ اُسکو گرفتار کرلے عمر ثانی پیشتر ہی شیاطین
کے اسطرف آنے سے مطلع تھا اور خدشہ تھا کہ ایسا نہو مجھے دیکھ لے ہنوز حلقۂ کمند اُسکے سر تک پہونچا تھا کہ اُسنے دونون
ہاتھون سے حلقہاے کمند کو دور کیا مع ہذا خنجر آبدار علم کرکے شیاطین پر وار کیا شیاطین نے اُس وار کو رد کیا
اور چاہتا تھا کہ خود بھی خنجر کا وار کرے اس عرصہ مین عمر ثانی اُٹھ کھڑا ہوا دونون مین خنجر بازی شروع ہوگئی اور دیر تک
ردوبدل رہی نہ این را ضرر نہ اورا خطر - راوی کہتا ہی کہ شیاطین کا ایک لڑکا ہی شین بن شیاطین نام حسب اتفاق
وہ اسوقت پہونچا شیاطین نے عمر ثانی پر عرصہ تنگ کیا تھا شین بن شیاطین بھی اپنے باپ کا شریک ہوگیا
تقضاے کار و اتفاق روزگار اسوقت جانگ بن عمر یہان پہونچا اور وہ بھی اپنے پدر یعنے عمر ثانی کی حمایت کو مستعد ہوا
نوبت بانجا رسید کہ شیاطین اور عمر مین اُسطرف ردوبدل ہورہی تھی ادھر شین بن شیاطین اور جانگ بن
عمر ثانی مین جنگ شروع ہوئی یکایک نقابدار یاقوت پوش یہان پہونچا اور بآواز بلند نعرہ مارا کہ اے خیرہ سرو کیا
فتنہ و فساد کو طول دے رکھا ہی اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک دوسرے سے دست بردار ہو ورنہ عنقریب اپنے
سر زمین پر دیکھوگے وہ سب ردوبدل مین ایسے محو تھے کہ کسی نے نقابدار یاقوت پوش کے نعرہ کیجانب اعتنا
نہ کی نقابدار یاقوت پوش نے جھنجھلا کے تیر چلہ کمان مین رکھا اور شیاطین کی پشت نشانہ قرار دے کے اس زور
سے رہا کیا کہ اُس نابکار کی پشت توڑ کے سینہ سے گذر گیا شیاطین دھم سے زمین پر گرا اور روح اُس ناپاک کی

ہلاک کی ہلاک ہوگئی عمر ثانی نے دوڑ کے سر نحس اسکا تن سے جدا کیا اور وہ کاغذ بھی اُسکی جیب سے نکال لیا شین
بن شیاطین جانگ بن عمر سے ردّ و بدل مین مصروف تھا جو ہین اُسنے اپنے باپ بیٹے شیاطین کو سر بریدہ
دیکھا پھر تاب مقابلہ نہ رہی فرار بر قرار لیا اور غائب ہوگیا بعدہ نقابدار بھی جس طرف سے آیا تھا اُسطرف راہی ہوا
عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت مین آ کے زمین بوس ہوا حمزہ ثانی نے پوچھا ای عمر شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش کے
قصہ کا کیا نتیجہ ہوا عمر ثانی نے کہا شہریارہ حسب الحکم والا مین آن دونون کے حال کی خبر کو گیا مگر وہ دونون ایسے غائب
ہو گئے کہ مطلق پتہ نہین ملا لیکن یہ سر شیاطین نابکار کا حاضر ہی حمزہ ثانی کو نہایت تعجب ہوا کہا ای عمر یہ سر شیاطین
ہی کا ہی یا کچھ شبہ ہی عمر نے کہا کچھ شبہ کا دخل نہین ہی مجھسے تا دیر اُس سے رد و بدل رہی نقابدار یاقوت پوش
نے اُسکو تیر سے ہلاک کیا مین نے اپنے ہاتھ سے اسکا سر تن سے جدا کیا ہی بعدہ مفصل کیفیت بیان کی

اب اس حال کو یہین ملتوی رکھا جاتا ہی اور حال شیاطین لعین کے تن بیسر کا مرقوم ہوتا ہی

ناصہ کہنہ کیا گردش افلاک نے مجھی	نہ سکندر ہی نہ دارا ہی نہ جمشید کی	فرصت وقت غنیمت ہی یہی جو دم ہی
دم مین بھی ہم ہین نہ ساقی ہی نہ ساغر ہی نہ	صحبت ہمنفسان طرب آمادہ کجا	بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا
خانۂ دل مین کیا ایسکہ عناصر نے فتور	جاے خون شعلۂ سرکش ہی رگون مین جاری	مجھسے پروانہ کرے ہمنفسی کیا مقدور
گرم ہنگام سمندر کا نہ ہو میرے حضور	جانم آتش تنم آتش دل جانم آتش	آب مین آتش و باد آتش و خاکم آتش
حال سوز غم فرقت کو کرون گر تحریر	دے انا البرق کی آواز قلم جاے صفیر	اک خموشی ہی میری لاکھ زبان کی تقریر
بزم حیرت نے بنایا مجھے گویا تصویر	پاس ناموس جنون دست سکوتم دوست	گوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد ست

واقفان اسرار شیرین کلامی و عاملان رموز سحر بیانی اس داستان حیرت لوامان مین اسطرح گویا ہوے ہین کہ وفادار نازنین
عیارہ راہ مین چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہی کہ ایک لاش بے سر زمین پر افتادہ ہی خوب غور سے اُسکے دست و پا کو
دیکھا لباس پہچانا تا دیر سر نگون و متامل رہی و دلمین کہتی تھی کہ یہ لاش بے سر شیاطین کی معلوم ہوتی ہی اسکو
کسنے ہلاک کیا اُسکا سر تن سے جدا کر لیگیا اور دھڑ کو چھوڑ گیا پھر خیال آیا کہ یہ کام عمر ثانی کا معلوم ہوتا ہی کسواسطے کہ
عمر ثانی کو مین نے اس راہ مین دیکھا بھی تھا غضب کیا خداوند فرعون کا ایسا مقرب و معتمد اور وہ اس ذلت سے
ہلاک کیا جاے کہ حریف اُسکا سر لیجاوے اور تن بے سر زمین پر افتادہ چھوڑ جاے خداپرست بڑے سفاک و
بیباک ہین اُن کو مطلق خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا خیال نہین ہی نہین معلوم فرعون کو اس حال کی خبر
ہوئی یا نہین عمر ثانی سے اس سفاکی کا عوض لینا ضرور ہی چنانچہ یہ ارادہ مصمم کر کے لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اور
اُسوقت بارگاہ مین پہونچی کہ عمر ثانی حمزہ ثانی کے روبرو شیاطین کی ہلاکت کے واقعہ کو بیان کر رہا تھا
اور حمزہ ثانی عالم محویت مین سن رہا تھا یکایک وہ نازنین عیارہ آئی اور اس چالاکی سے عمر ثانی کو بغل مین
مار کے گئی کہ جو جہان تھا وہین ششدر رہ گیا کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اُسکے حال سے متعرض ہوتا لیکن اُسوقت
کہ نازنین عیارہ نے عمر ثانی کو بغل مین مارا تھا عمر ثانی نے اُس کاغذ کو حمزہ ثانی کیطرف پھینک دیا تھا۔ واضح
رہی کہ یہ وہ کاغذ ہی جسکی بابت عمر ثانی نے قریب دروازہ سُنا تھا کہ کسینے پوچھا تھا ای شیاطین کہان جاتا ہی
اُسنے کہا تھا کہ مین ضروری خط خداوند فرعون کا لیے جاتا ہون الغرض حمزہ ثانی نے اُس کاغذ کو کھولا فرعون
نے لکھا تھا کہ ای مقرب خوب تو نے مدد مجھکو پہونچائی مجھکو اطلاع دیجاتی ہی کہ حتے الامکان عجلت کر کیونکہ خداپرستون
کو فرصت دینا ہرگز لازم نہین ہی اس مضمون کے نامہ کو دیکھ کے حمزہ ثانی نے کہا یارو وہ زن مکار عمر ثانی کو لیگئی ہی

مجھے خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ اُسے ہلاک کرے عمر ثانی کی خبر لینا ضرور ہی یہ کہا اور اسیوقت مرکب پر سوار ہو گیا اُسکے عقب مین روانہ ہوا خبر اخیر چلا جاتا تھا اثنای راہ مین دیکھا کہ ایک مرد پیر ایک جوان کو مستحکم باندھے ہوئے اُس پر زد و کوب کر رہا ہی اور وہ جوان صدائے فریاد بلند کیے ہوئے ہی اور یہ کہتا جاتا ہی کہ ارے مجھسے ہزار تومان لے لے مگر مجھکو رہا کر دے وہ مرد پیر کہتا ہی کہ تو دشمن ہی خداوند کا تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا شاہزادہ نے جو اُس جوان گرفتار بلا کی حالت غربت کو دیکھا دل آب ہو گیا ولیعہد کہا یہ پیر مرد بڑا سخت دل ہی کہ جوان الحاح و زاری کرتا ہی مگر یہ نہین مانتا آخر تیر کو چلہ کمان مین رکھا اور مرد پیر کے سینہ کی جانب رہا کیا وہ تیر اُسکی پشت توڑ کے نکل گیا وہ فوراً زمین پر گر کے بیجان ہو گیا جوان اُسکے دست ظلم سے رہا ہو کے حمزہ کے قریب آیا قدم پر آنکھون کو مل کے عرض کی ای والا منزلت یہ نابکار عنقریب مجھکو ہلاک کیا چاہتا تھا تمنے میری جان بچائی حمزہ ثانی نے اُس جوان کی صورت بغور دیکھ کے کہا ای جوان تو میری نظر مین کچھ شناسا معلوم ہوتا ہی بتا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا ای شہریار تمنے مجھکو نہین پہچانا مین زرفام نام اسد نامدار کا عیار ہون حمزہ ثانی نے کہا ہان مین نے اب پہچانا ای زرفام تو یہان کہان اور یہ مرد پیر کون تھا جس نے تجھکو گرفتار کیا تھا زرفام نے کہا شہریارا یہ مرد پیر بے پیر مسلمہ برق انداز نام شیاطین کا استاد تھا اب فرماؤ کہ تم یہان تنہا کسطرح آئے حمزہ ثانی نے کہا ای زرفام وہ نازنین عیار پیشہ عمر ثانی کو میری بارگاہ سے لے آئی ہی حالانکہ مین موجود تھا بلکہ اور لوگ بھی موجود تھے مگر اس چالاکی سے عمر ثانی کو لائی کہ ہم اہل بارگاہ سے کسی کی جرات نہوئی کہ اُس سے متعرض ہوتے بعد کو خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عمر ثانی کو ہلاک کرے اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئے زرفام نے کہا تم ہی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئے ہو یا کوئی اور بھی حمزہ ثانی نے کہا صرف مین ہی عمر ثانی کی رہائی کی فکر مین نکلا ہون زرفام نے حیرت سے کہا ای شہریار بلند وقار تم ایسے سردار لشکر اسلام کو کب زیبا تھا کہ تنہا اس طرح کے پاجیون کے حال سے تعرض کرنے کو اپنے لشکر سے باہر آئے میری رائے یہ ہی کہ تم اپنے لشکر کو واپس جاؤ مین عمر ثانی کی خلاصی کی فکر مین جاتا ہون وہ نازنین عیار پیشہ جہان ہی جاویگی اُس سے سمجھ لونگا حمزہ ثانی نے لشکر اسلام کیجانب رجعت کی اور زرفام اُس نازنین عیار پیشہ کے عقب مین روانہ ہوا

اب زرفام عیار اسد کو نازنین عیار پیشہ کی تلاش مین روان رکھا جاتا ہی اور حال عمر ثانی مذکور ہوتا ہی

واقفانیکہ در سخن فرو اند شرح این داستان چنین کردند کہ جب وہ نازنین عمر ثانی کو حمزہ ثانی کے روبرو سے اٹھا لیگئی ایک غار مین پہونچی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس غار مین چند خیمہ برپا ہین منجملہ اُن خیمون کے ایک خیمہ وسیع و بلند ہی وہ نازنین عمر ثانی کو بغل مین مارے ہوئے اُس خیمہ مین آئی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس خیمہ مین بالائے تخت فرش کیا ہوا ہی اور ایک عیارہ اُس تخت پر بکمال تمکنت بیٹھی ہی اُس نازنین نے اُسکو سلام کیا اُسنے کہا ای دل افروز بہت دیر کے بعد آئی نازنین نے کہا ای صاحب کیا کہون مین نے عجیب حیرت خیز سانحہ دیکھا یعنی مین راہ مین چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہون کہ ایک مقام پر شیاطین کا تن بے سر پڑا ہوا ہی پہلے مین سمجھی کہ کوئی شخص ہوگا لیکن جب غور سے دیکھا اور دست و پا اور لباس کیجانب نظر کی یقین ہو گیا کہ شیاطین ہی چونکہ راہ مین پیشتر عمر ثانی کا کچھ شبہ سا ہوا تھا غالب گمان ہوا کہ یہ کام عمر ہی کا ہی اُسیوقت لشکر اسلام مین پہونچی اور عمر ثانی قاتل شیاطین کو تیری خدمت مین لے آئی اُسنے کہا ای دل افروز خوب کیا جو اس سفاک کو لے آئی جلد اُسکے کباب لگا کے میرے واسطے لے آ مجھپر اسوقت گرسنگی غالب ہی نازنین عیار پیشہ نے کہا ای ملکہ اگرچہ مین عمر ثانی کو گرفتار کر لائی ہون لیکن ابھی بے مرضی فرعون ایسی جرات لازم نہین ہی اگر فرعون کو اس حال کی خبر ہو جائے گی تو خداوند صاحب قدر و جلال ہی سخت عذاب اپنا ہم پر

نازل کر دیگا اُسنے کہا ہان اے دل افروز سچ کہتی ہی جلد جا فرعون سے پونچہ کے واپس آ زن عیارہ عمر ثانی کو وہان سے لے آئی اور اُس قید خانہ مین بند کر دیا جو رستم ثانی اور یاران دیگر کے قید خانہ سے ملحق تھا راوی کہتا ہی کہ وہ زن عیارہ غار سے باہر آئی تھی کہ زر فام پر اُسکی نظر پڑی ہزار جان و دل سے زر فام پر فریفتہ ہوگئی زر فام کے قریب آئی افسون وسحر سے اُسکو سُست کر کے قید کر لیا اور کہا اے زر فام تو یہان مقیم رہ مین فرعون کے پاس جاتی ہون وہان سے واپس آ کے تجھسے ملتفت ہونگی یہ کہکے چلی گئی۔

اب شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش کا حال بیان ہوتا ہی۔

کہ شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش ہنسی وبس خیز اخیز چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی جب وہسن گرد چاک ہوا دیکھا خورشید نوجوان مع اختران شاہ چلا آتا ہی شاپور شیر دل نے پہچانا خورشید نوجوان کی ملازمت بجالایا خورشید نے کہا اے شاپور کیون خیریت تو ہی مین اسوقت تجھکو بہت پریشان و بدحواس دیکھتا ہون شاپور نے کہا شہریار قنطورہ پوش کے خوف سے بھاگا جاتا ہون عنقریب وہ آ کے مجھکو ہلاک کیا چاہتا ہی خورشید نے کہا تو یہان توقف کر قنطورہ پوش سے مین سمجھ لونگا تجھکو کسیطرح کا گزند نہین پہونچے گا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دیکھا سامنے سے قنطورہ پوش نمایان ہوا قنطورہ پوش نے جو خورشید نوجوان کو دیکھا بنظر تعظیم مرکب کی پشت سے زمین پر آیا اور پیادہ پا خورشید کے قریب آیا خورشید بھی مرکب سے اُترا دونون مین صاحب سلامت ہوئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اسوقت مجھکو کمال حیرت ہی یعنے پیشتر تم ستارہ پرست تھے اب مین تمہارے علمون پر آسمانی خدا کی حمد و تعریف دیکھتا ہون خورشید ہنسا اور کہا ہان یہ تیرا کہنا صحیح ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ پیشتر مین سخت ضلالت مین مبتلا تھا اب شہزادہ بدیع الملک کی توجہ سے مین راہ راست پر آیا ہون اور مسلمان ہوا ہون قنطورہ پوش انگشت بدندان ہوا اور کہا شہریار مجھسے بڑی غلطی ہوئی کہ مین نے خداپرستون کو اذیت پہونچائی نہین معلوم اس ظلم و بدعت کے عوض مین خدائے آسمانی کا قہر و غضب مجھپر کس حد سے نازل ہوگا مین پناہ مانگتا ہون اُس خالق و مالک کل سے کہ یہ زیادتی مجھسے نادانی کی حالت مین ظاہر ہوئی خورشید نے کہا اے نقابدار آگاہ ہو کہ مین نے مدت العمر مین کبھی خلاف مرضی تیری کوئی کام نہین کیا ہی تجھکو بھی چاہیے کہ میری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر اُسنے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو میری مجال ہی کہ خلاف مرضی تمہارے کوئی کام کرون اس بات کو سچ جانو مجھکو ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ تمنے خداپرستی اختیار کی ہی ورنہ مسلمانون کو اذیت پہونچانا کیسا اُن کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو جاتا خیر انچہ گذشت گذشت سے خود غلط بود انچہ ماپنداشتیم بہمہ جہت مطمئن رہو اب مین خداپرستونکا دل و جان سے مددگار ہون اور ابھی اُنکی حمایت کیواسطے جاتا ہون یہ کہکے اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی بروقت روانگی خورشید نوجوان سے کہا مین اپنے لشکر مین جاتا ہون وہان پہونچ کے فوراً نقارہ جنگ بجنے کا حکم دونگا اور خود میدان حرب مین آ کے مرد مقابل طلب کرونگا تم بلاتکلف میرے مقابلہ کو آنا خورشید نے قبول کیا نقابدار قنطورہ پوش اپنے لشکر مین پہونچا سرداران لشکر کفار سے ملاقات کی خورشید نوجوان لشکر اسلام مین آیا ملازمت حمزہ ثانی بجالایا حمزہ ثانی خورشید کی ملاقات سے بہت خوش ہوا اور خلعت گرانبہا سے سرفراز کیا دست راست نشست کی اجازت دی اختران شاہ نے بھی ملازمت حمزہ ثانی حاصل کی اُسکو دربار حمزہ ثانی سے نیم تخت مرحمت ہوکے اُسکو بھی دست راست نشست کا حکم ہوا خورشید نوجوان اور اختران شاہ دونون آداب و تسلیمات بجالا کے اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی اختران شاہ کی طرف متوجہ ہوئے کہا اے بادشاہ خورشید کو تمسے کیا نسبت ہی اُسنے عرض کی شہریار مین نے خورشید نوجوان کو اپنے پسران حقیقی کی طرح پرورش کیا ہی اور وہ

فرزندان امیر مین سے ہی حمزۂ ثانی نے کہا اُسکے فرزندان امیر مین سے ہونے کی کیا دلیل ہی اختران شاہ نے کہا دلیل
یہ ہی کہ جب امیر جانب بیت اللہ تشریف لیگئے اور جادوان غنبل نے لشکر پر برف باری کی تھی جسکے صدمہ سے
تمام لشکر درہم و برہم ہوگیا تھا دو نقابدار گھوڑون پر سوار ہوکے میری طرف پہونچے اُسوقت مین شکارگاہ مین تھا وہ
دونون نقابدار شکارگاہ مین وارد ہوئے مین نے اُن دونون نقابدارون کو گرفتار کر لیا جب اُنکا حال دریافت
کیا اُنمین سے ایک نے کہا کہ مین کریک شاہ زابلی کی دختر اور امیر صاحبقران کی بی بی ہون دوسری نے کہا
مین خواجہ عمر کی زوجہ ہون اور یہ بھی دریافت ہوا کہ دونون حاملہ ہین چندروز کے بعد معلوم ہوا کہ دونون کے یہان
نہایت حسین و صاحب جمال دو لڑکے پیدا ہوئے ہین ایک کا نام خورشید ہی اور دوسرے کو کبک عیّار کہتے ہین
مین اُن دونون نازنینون سے اپنی دختران حقیقی کیطرح پیش آیا اُن دونون لڑکون کی ولادت کے چندروز بعد
مین نے اُنکے آیندہ حالات دریافت کرنے کیواسطے نجومیون کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ ان دونون لڑکون کے
طالع دیکھو اُن نجومیون نے زائچہ کیا قرعہ پھینکا کچھ حساب کیا پھر بتایا کہ جس لڑکے کا نام خورشید ہی وہ کسی وقت مین
صاحبقران ہوگا اور دوسرا جسکا نام کبک ہی وہ ایک عیّار بے نظیر ہی جب یہ حال مجھکو معلوم ہوا ان دونون کی
پرورش و پرداخت مین مبالغہ مرعی رکھا ایک سال کے بعد زمانہ نے اپنی بوقلمونی دکھائی یعنے ان دونون لڑکون
کی مادران عصمت نشان نے دنیاے فانی کو چھوڑ کے عالم جاودانی کی راہ لی اُسوقت سے ان لڑکون کی پرستاری
مین زیادہ تر توجہ مبذول رکھی چونکہ مین اُس زمانہ مین ستارہ پرست تھا اپنے عقیدہ کے موافق ستارہ پرستی ان کو
بھی تعلیم کی ای شہریار والاتبار اس اعتبار سے اگرچہ مین نے ان بچون کو والدین کیطرح پرورش کیا لیکن دراصل خورشید
نوجوان امیر صاحبقران کا فرزند اور کبک عیّار خواجہ عمر کا ولد ہی جب ان دونون کی مادران مرحومہ کا وقت
انتقال قریب آیا دونون نے دو بازوبند بطور نشانی کے دیئے تھے مین نے اُن بازوبندون کو بحفاظت اپنے پاس
رکھا جب یہ ہوشیار ہوئے دونون بازوبند دونون کو دیدئے بالیقین انکے پاس موجود ہونگے راوی کہتا ہی
کہ وہ دونون بازوبند دونون کے بازوؤن پر بندھے ہوے تھے حمزۂ ثانی نے وہ بازوبند طلب کئے دیکھا کہ خورشید
کا بازوبند امیر صاحبقران کا ہی اور کبک کا بازوبند خواجہ عمر کا ہی حمزۂ ثانی کو بہت خوشی حاصل ہوئی اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور خورشید کو افراط محبت سے اپنی گود مین اُٹھا لیا کہا خورشید مجھکو اس حال کی مطلق خبر نہ تھی بارے
اختران شاہ کی زبانی یہ حال دریافت ہوگیا ورنہ کسیطرح نہ معلوم ہوتا یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور سب حاضرین
دربار اپنی اپنی جگہ مطمین بیٹھے تھے یکایک بوق ترکی کی صدا حمزۂ ثانی کے گوش زد ہوئی حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ جنگ
بجانے کا حکم دیا خورشید نوجوان نے دست بستہ کہا ای والامرتبت ایرج - بدیع الزمان - نورالدہر - کرب
شاہزادہ اسد - ان سب کو مین نہین دیکھتا ہون یہ سب کہان ہین حمزۂ ثانی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای
برادر خورشید ان دلاوران نامدار کا کیا حال پوچھتے ہو یہ سب غریق رحمت الٰہی ہوگئے اول قنطورہ پوش نے
ان سب کو یکے بعد دیگرے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجتا رہا فرعون ملعون نے اپنے موکلان آدم خوار کا
طعمہ کر دیا حیف کہ یہ دلاور مفت ہلاک ہوگئے خورشید نے کہا شہریار کیا واقعی یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہرگز نہین
مین خوشخبری دیتا ہون اس بات کی کہ یہ سب زندہ و سلامت تمہاری ملازمت سے بہرہ یاب ہونگے شہزادہ نے
بحیرت خورشید کی صورت دیکھی کہا ای برادر یہ کیا کہتے ہو اُن تمام مرحومون کا تن بیجان بھی تو نہین موجود ہی جو قدرت
خدا سے زندہ ہو جائینگے اُنکے گوشت و پوست کو فرعون کے موکل واقعی کھا گئے اور یہ تمسے کسنے کہدیا ہی کہ وہ زندہ ہین

خورشید نوجوان نے کہا مجھسے خود قنطورہ پوش نے کہا ہی عنقریب قنطورہ پوش کو تمھاری ملازمت
کیواسطے حاضر کرتا ہون حمزہ ثانی نے کہا برادر قنطورہ پوش کہان ہی خورشید نے کہا قنطورہ پوش
لشکر کفار مین موجود ہی غرضکہ وہ شب اسی طرح کے حرف وحکایات مین گذری سے روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سر چشمۂ خورشید نور ، صبح کو دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے پہلے قنطورہ پوش میدان
مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای خدا پرستو تم مین سے کون ہی ایسا دلاور جو مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے خورشید
نوجوان قنطورہ پوش کے سامنے آیا اور کہا ای نقابدار مین ہون تیرا مرد مقابل آحملہ کر قنطورہ پوش نے
کہا شہریار تم بجائے خود اور کچھ نہ سمجھنا اسوقت مین بنا بر مصلحت کے تمسے کشتی لڑنا چاہتا ہون لیکن پیشتر نیزہ و
شمشیر وغیرہ سے کام لینا چاہیے غرضکہ دونون مین نیزہ وشمشیر کی ردوبدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی اور تا
غروب آفتاب کشش وکوشش رہی جب بالکل تاریکی ہوگئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار بس اب مجھکو ہاتھ
پر بلند کر لو اور گرفتہ وبستہ کرکے لیجاؤ اسطرح کہ اس جنگ زرگری کی کسی کو اطلاع نہ ہو خورشید نے فوراً قنطورہ پوش
کے کمربند کو گرفت مین لاکے سر سے بلند کر لیا اور گرفتہ وبستہ کرکے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی
نے نقارہ بازگشت بجنے کا حکم دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے حمزہ بھی اپنی بارگاہ مین آکے مقیم
ہوئے اور حکم دیا کہ نقابدار قنطورہ پوش کو ہمارے پاس لاؤ ملازمون نے فوراً اسکو گرفتہ وبستہ حمزہ کے روبرو
حاضر کیا حمزہ نے کہا ای نقابدار اگرچہ میری نظر مین اور سب کے سامنے خورشید نے تجھکو بکمال سعی وکوشش گرفتار
کیا ہی لیکن سچ بتا تجھکو کسطرح گرفتار کیا خورشید نوجوان نے کہا شہریار نقابدار سے کیا پوچھتے ہین مجھسے استفسار
حال کیا جاوے حمزہ نے متبسم ہوکے کہا اچھا تم ہی بیان کرو۔ خورشید نے کہا اصل یہ ہی کہ مین نے نقابدار کو
اسکی مرضی کے موافق گرفتہ وبستہ کیا ورنہ ہرگز کسی کی مجال نہین تھی کہ اسکو گرفتار کر سکے حمزہ ثانی کو بہت تعجب ہوا اور
کہا یہ رمز میری سمجھ مین نہین آئی اور قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہوکے کہا ای نقابدار مین تجھسے چند سوال کرتا ہون
اسکے جواب دے اول یہ کہ تیرا نام کیا ہی دوسرے یہ کہ تو اپنے چہرہ کو نقاب کے پردہ مین کیون چھپائے ہی تیسرے
یہ کہ اسکا کیا سبب ہی جو ہر ایک مرد مقابل پر غالب آتا ہی اور خود کسی سے مغلوب نہین ہوتا چوتھا سوال آخر یہ ہی
کہ اگر مین تجھسے مسلمان ہونے کو کہون پس تو کیا عذر کریگا نقابدار نے کہا شہریار ان چار سوالون مین سے مین
صرف دو سوال کا جواب دیسکتا ہون البتہ باقی دو سوالون کے جواب مین معذور رہونگا یعنے مسلمان ہونے
مین مجھکو کچھ عذر نہین ہی اور اس بات کے بیان کردینے مین بھی مجھکو کچھ دریغ نہین ہی کہ اسوجہ مین ہر ایک اپنے مرد
مقابل پر غالب آتا ہون لیکن مین اپنا نام نہ بتاؤنگا اور نہ نقاب دور کرکے اپنی صورت دکھاؤنگا اور ہان ان
دو باتون مین بھی مجھکو کچھ عذر نہوگا اگر شاہزادہ خورشید بخوشی خاطر اجازت دے حمزہ ثانی نے خورشید کی
صورت دیکھی اور کہا ای برادر کیا کہتے ہو آیا ممکن ہی کہ تم نقابدار کو اجازت دو خورشید نوجوان نے کہا اصل
امر یہ ہی کہ نقابدار قوم اناث سے ہی مین اسکا طالب بھی ہون وہ مری مطلوب ہی نقابدار نے کہا مین زلازل
شاہ کی دختر ہون جو عم حقیقی فرعون شاہ کا تھا یہ جو قنطورہ میرا پیش نظر ہی یہ افسون وسحر سے تیار ہوا ہی اسکی خاصیت
یہ ہی کہ اگر کوئی شخص اس درجہ بیمار ہو کہ شدت ضعف سے حرکت نہ کر سکے وہ بھی اگر اس قنطورہ کو پہن لے
تو ہنگام مقابلہ رستم کو بھی گرفتہ وبستہ کر لے اسکے متعلق ایک راز اور بھی ہی جسکو ابھی ظاہر کرنا مناسب نہین معلوم
ہوتا ہان دو چار روز کے بعد بیان کر دیا جائیگا مجھے ہر وقت فرعون کے جاسوسون کا خدشہ رہتا ہی حمزہ ثانی

نے خورشید سے کہا ہر اور تم اس نقابدار کو اپنے خیمہ مین لیجاؤ خورشید شرم سے سرنگون ہوگیا حمزہ نے کہا اس مین تجھ
شرم کی ضرورت نہین ہے درانحالیکہ تم انکے جملہ حالات سے مطلع ہوا اور مانوس بھی ہو پھر کیا ضرور ہے کہ خواہ مخواہ گرفتہ
و بستہ زحمت و تکلیف مین مبتلا رکھو خورشید نقابدار کو اپنے خیمہ مین لے آیا وہان فرعون کو یکایک یہ خبر پہونچی کہ
قنطورہ پوش نے دین اسلام کو اختیار کرلیا فرعون نے کہا قنطورہ پوش سے مجھکو ہرگز اسطرح کی امید نہین ہے
اگر اسنے مذہب اسلام کو اختیار کیا ہے تو بنابر مصلحت کے اختیار کیا ہے پھر خبر پہونچی کہ قنطورہ پوش نے بنابر مصلحت
کے ہرگز نہین اسلام قبول کیا بلکہ بصفائی قلب قبول کیا ہے فرعون کو بہت صدمہ ہوا یہان جب رات ہوئی حمزہ ثانی
خورشید کے خیمہ کیجانب راہی ہوئے خورشید کو خبر پہونچی وہ استقبال کیواسطے آیا بکمال تعظیم حمزہ ثانی کو اپنے خیمہ مین
لیگیا نقابدار کے چہرہ سے اسوقت نقاب برطرف تھی حمزہ ثانی کو دیکھ کے اسنے چاہا کہ نقاب سے چہرہ کو چھپالے
خورشید نوجوان نے منع کیا کہ اسوقت نقاب پوش ہونے کی کیا ضرورت ہے اسنے سکوت کیا حمزہ ثانی نے خیمہ مین
قیام کیا انواع اقسام کی باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین حمزہ ثانی نے قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہوکے کہا اے
قنطورہ پوش تمنے وعدہ کیا تھا کہ ہم کچھ راز افشا کرینگے بیان کرو وہ کیا راز ہے قنطورہ پوش نے کہا شہریار ابھی
کسی راز کے افشا کرنیکا وقت نہین آیا چند روز صبر فرمایئے تا اینکہ بخوبی خاطر جمع ہو جائے بعد تو کچھ عرض کیا جائیگا
حمزہ ثانی نے کہا مین نہایت درجہ مشتاق سماعت ہون جب تک نہ سنونگا یہان سے نہ جاونگا قنطورہ پوش
نے کہا کیا مضائقہ ہے بسم اللہ سنئے ذرا ٹھہریے

اب حمزہ ثانی کو خورشید نوجوان اور قنطورہ پوش کے پاس راز کے سننے کو مقیم
رکھا جاتا ہے اور نازنین عیارہ و زرفام کے حال مین خامہ فرسائی کیجاتی ہے

بیا ساقی ای ہمایہ گفت و گو
بشام طلب بر فروزم چراغ
کہ سازم بسرمایہ نور آن
زمی آتشم در درون بر فروز

ازین ساغر کہن آن دایہ حسبت جو
کہ گم کردہ خویش یابم سراغ
نہان نہان را عیان عیان
متاع سرای تعلق بسوز

کہ در کوچہ رگ رود ہمچو جان
بر آن آتش روشن و دلپذیر
بیا ساقی آن آتش تر بیار

بدل صد نشان گو مراز بے نشان
کہ شد الکیمیا اکسیر کشف ضمیر
لب عیش خشک است ساغر بیار

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار طرفہ غریب اسطرح
گویا ہوتے ہین کہ وہ نازنین عیارہ زرفام کو قید کرکے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی سجدہ کیا اسوقت
فرعون نہایت مغموم و محزون بیٹھا تھا اس نازنین نے پوچھا اے خداوند اسوقت مین تمکو نہایت مغموم دیکھتی ہون
اسکا کیا سبب ہے فرعون نے کہا اے نازنین کیونکر نہ غمگین ہون قنطورہ پوش کو مسلمانون نے گرفتار کرکے مسلمان
کیا اور طرفہ تر یہ کہ قنطورہ پوش نے بخوشی خاطر دین اسلام کو اختیار کیا مجھکو اس سے اسطرح کی ہرگز امید نہ تھی
ہنگام حرب و پیکار اس سے بہت مدد ملتی تھی اس سے زیادہ مجھکو اس سے امید تھی کہ آج تک کوئی حریف اسپر غالب
نہین آیا اس مرتبہ نہین معلوم خداپرستون نے کیا کارروائی کی جو اسکو گرفتار کرلیا نازنین نے کہا اے خداوند تو اسقدر
بیکار پریشان ہے مین تو موجود ہون اگر نقابدار کو گرفتار نہ کرلاؤن تو مین زن عیارہ نہین یہ کہا اور اسیوقت لشکر
اسلام کیجانب روانہ ہوگئی اس واقعہ کو دو چار روز کا عرصہ گذرا حمزہ ثانی نقابدار کے پاس مقیم تھا پھر کہا اے
ملکہ اب تو کئی روز گذر گئے بارے اس راز کو افشا کرو تاکہ مجھکو بھی کچھ حالات سے واقفیت حاصل ہو جائے شہرہ
نے کہا شہریار مادر ثانی ساز مشوش بیمارہ ہے اسکو عزازیل منقش کہتے ہین یہ قصر معلق فرعون کیواسطے اسنے
بنایا ہے جب وہ ہلاک ہو جائیگی یہ قصر فرعون سرنگون ہو جائیگا اسنے فرعون کی مدد و حمایت کیواسطے ایک

سپہ سالار بھیجا ہی جسکا نام مقرنس جادو ہی ساٹھ ہزار جادوگرون کی جمعیت سے آیا ہی اور اس پر ہیبت غار مین آکے مقیم ہوا ہی اور یہ نازنین عیارہ جو اسکی خدمت مین آمد و رفت رکھتی ہی اسکا نام دل افروز ہی جن سرداران لشکر اسلام کو مین نے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجا اور فرعون نے اپنے موکلان عذاب کو طلب کیا وہ موکلان عذاب یہی دل افروز تھی جسنے ان تمام سردارون کو لیجا کے اس پر ہیبت غار مین قید کیا تمہاری نظر مین معلوم ہوا کہ ان سردارون کو انھون نے اپنا طعمہ کیا یہ اسکے سحر و افسون کا اثر تھا تاکہ تم ان سردارون کو کشتہ دیکھ کے گھبرا جاؤ اور ایسی ہیبت تمھارے دل مین سمائے کہ تم فرعون پرستی کیواسطے آمادہ ہو جاؤ اور در اصل وہ سب سرداران لشکر اسلام صحیح و سلامت ہین ایک شمہ انکو صدمہ نہین پہونچا ہر طرح خاطر جمع رکھو ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ بالاے خیمہ سے آواز آئی ای قنطورہ پوش خیرہ سر خداوند فرعون کا قہر تیری جان پر نازل ہو تونے یہ کیا غضب کیا کہ خداوند فرعون کا راز خدا پرستون کے روبرو ظاہر کر دیا تمام بنا ہوا کام تونے خراب کیا ہماری محنت ضائع کی اگر تجھکو خدا پرست ہونا منظور تھا کون مانع تھا لیکن اس راز مخفی کے اعلان کی کیا ضرورت تھی سچ کہا ہی کہ کبھی اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرے ہم تجھکو نہایت معتبر سمجھتے تھے تونے بڑی بدعہدی کی ✦ ما ز یاران چشم نیکی داشتیم ✦ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ✦ خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن ہم تجھکو آگاہ کیے دیتے ہین کہ اس افشاے راز کے عوض مین ایسی سزاے سخت تجھے دینگے کہ تمام عالم تجھپر افسوس کریگا اس صداے بالائی سے قنطورہ پوش کے تمام جسم مین لرزہ پیدا ہو گیا اور رنگ زرد ہوا حمزہ ثانی سے نہایت خائف ہو کے کہا شہریار کچھ تمنے بھی سنا یہ وجہ تھی جو مین نے ابتک افشاے راز نہ کیا اور اسقدر عرصہ حیلہ و حوالہ مین گذرا مجھکو خوب معلوم ہی کہ اب میرا زندہ رہنا بہت دشوار امر ہی بیشتر لوگون کا خاصہ ہی کہ بسبب دوستی کسی کو اپنا دوست سمجھ لیتے ہین اور وہ دوست بھی دوستی پر آمادہ ہوتا ہی تو کسیکو اسکے نقصان کا خیال نہین رہتا جیسا کہ تمنے دیکھا کہ تمھاری دوستی کے اعتبار سے مین نے افشاے راز کیا لیکن اپنے واسطے ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا اب کیا کرون اور کس سے اپنی جان بچانے کی تدبیر پوچھون ✦ ندارم محرمے کو را صلاح کار خود پرسم ✦ پھر بالاے خیمہ سے آواز آئی ای قنطورہ پوش اس تاسف سے کچھ فائدہ نہین ہی ہر کہ آن کند کہ نہ باید آن بیند کہ نشاید تجھکو ہرگز افشاے راز زیبا نہ تھا اور درحالیکہ ہمنے تجھکو اپنا رازدار تصور کیا تھا اب اس نامناسب بات کا نقصان بھی دیکھنا لازم آئیگا مع ہذا حمزہ ثانی نے دیکھا کہ وہی نازنین یکایک نمایان ہوئی اور قنطورہ پوش کو اٹھا لیگئی خورشید نے ارادہ کیا کہ نازنین کے حال سے متعرض ہو اور قنطورہ پوش کو نہ جانے دے اس نازنین نے کہا ہان ای جوان تیری یہ بھی طاقت ہی کہ مرے حال سے متعرض ہو دیکھون تو کیا کرتا ہی بس ایک افسون پڑھکے جو خورشید کیجانب دم کیا خورشید کے دست و پا بیحس و حرکت ہو گئے یہان تک کہ اپنی جگہ سے مطلق حرکت نہ کر سکا خورشید نے کمال حسرت سے حمزہ ثانی کی صورت دیکھی حمزہ ثانی نے کہا کیون خیریت تو ہی خورشید نے کہا خیریت کیا ہی مین بالکل بیکار ہو گیا میرے دست و پا مین اسقدر بھی سکت نہین ہی کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکون مزید بران لمحہ بلمحہ زیادہ تر سستی اعضا بڑھتی جاتی ہی حمزہ ثانی نے کہا ای جوان تو گھبرا نہین ابھی تیرے اعضا مین طاقت آئی جاتی ہی اور اسم باطل السحر پڑھ کے خورشید پر دم کیا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے اس نازنین کیجانب جھپٹا اسم باطل السحر کو پڑھتا جاتا تھا نازنین نے جو حمزہ ثانی کے اسم باطل السحر کو موثر دیکھا گھبرا گئی قنطورہ پوش کو وہین چھوڑ کے بے تحاشا بھاگی مگر باواز بلند یہ کہتی جاتی تھی ای جوان مجھے یہ خبر نہ تھی کہ تو اسم باطل السحر کو جانتا ہی ورنہ تیری موجودگی مین یہان آنا ملتوی رکھتی اور کسی وقت آتی خیر کیا مضائقہ ہی اب تو تجھکو بخوبی تیری اس چالاکی کی

اطلاع ہوگئی ہی تو بخوبی یاد رکھ مین تیری طرف سے ایک لمحہ بھی مطمئن اور غافل نہ رہونگی اگر پیشتر سے مجھکو اسکی اطلاع ہوتی پھر تو تماشا دیکھتا۔ اب مین جاتی ہون اپنے مقام قیام پر پہونچ لون تو اس تیرے اسم اعظم کا علاج مہیا کرون اور تیرے حال کی خبر لون یہ کہکے نظر سے غایب ہوگئی حمزۂ ثانی نقابدار کو خورشید کے خیمہ مین لے آئے اور خورشید سے کہا کیا حال ہی خورشید نے کہا الحمد للہ اسوقت اسم باطل السحر نے بڑا کام کیا ورنہ قنطورہ پوش کی اور میری جان بچنا محال تھا مگر ای شہریار اس ساحرہ کیجانب سے مطمئن رہنا نہ چاہیے وہ بڑی بلاے روزگار معلوم ہوتی ہی اگر ایک مرتبہ اسنے دھوکا کھایا ہی تو دوسری مرتبہ زبردست بندوبست کرکے آئیگی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اب میری زندگی سے ناامید ہو جاؤ ایک مرتبہ تمھارے اسم باطل السحر نے کام دیا ہر مرتبہ کیا ہوگا حمزۂ ثانی نے کہا خیر دیدہ خواہد شد چہ می شود ع ببینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ اسطرف کا حال سنیے کہ وہ نازنین ساحرہ فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی فرعون نے کہا ای نازنین بتا کیا کام کیا اسنے کہا ای خداوند کیا پوچھتا ہی کچھ کام نہ ہوا محض بیکار کوشش کی فرعون نے کہا آخر وہان تک پہونچی بھی تھی یا ابتدای راہ سے واپس آئی اسنے کہا ای خداوند میرا مصمم ارادہ تھا کہ اس نازنین قنطورہ پوش کو لے آؤن اور وہان تک پہونچی بھی لیکن جب نقابدار کو لیکے چلی حمزۂ ثانی نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کر دیا جس سے مین بالکل مجبور ہوگئی مجھکو کیا خبر تھی کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہی فرعون نے کہا کیا تو بالکل مجبور ہی حمزہ کے باطل السحر کا علاج نہین کرسکتی اسنے کہا ای خداوند مطمئن رہ مین ضرور باطل السحر کا علاج کرونگی بلکہ پہلا کام میرا یہی ہی بعدہ خداپرستون کے حال سے متعرض ہونگی اور اب مین جاتی ہون فرعون نے کہا اب کہان کا ارادہ ہی اسنے کہا حمزہ کے باطل السحر کی فکر مین جاتی ہون یہ کہا اور اس غار پرہیبت کی طرف روانہ ہوگئی

نازنین ساحرہ کو اس غار پرہیبت کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہی اور شاہزادہ بدیع الملک کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
برستا مینھ نہین بے یار خاک اڑتی ہی ساون مین
طریق عشق مین آتش قدم جھسانہ گذریگا
تری تلوار کا دم بھرتی ہی ہر رگ ہر گردن مین
جنون کے جوش مین ایک جا نہین دم بھر قرار آتا

گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین
نہین روزن جو قصر یار مین پروانہین ہمکو
گریبان مین بجھی ہی جب لگی ہی آگ دامن مین
زبان چشم کا اس گل کے دھوکا کھا چلے عاشق
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

لگاتی آگ بجلی کی چمک ہی خانۂ تن مین
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین
یہ سودا لئے شہادت ہی ہمارے سر کو ای قاتل
نہ بینائی ہی نرگس مین نہ گویائی ہی سوسن مین

راویان اخبار تازہ و محرران مضامین بے اندازہ اس داستان حیرت بیان کو اسطرح مسطور کرتے ہین کہ شہزادہ والا گہر یعنے بدیع الملک نامور قمر زاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب جاتا تھا جبکہ شہر سربستہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ دیوون کی کثرت ہی جسکو دیکھو گرزہ گاوسر دار شمشاد وغیرہ ضربہاے گران سنگ لیے ادھر آدھر گشت کر رہا ہی ہر چہار جانب کوہ کو گھیر لیا ہی کبھی کسی جانب دھاوا کرتے ہین کبھی اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہین لیکن سب بالاتفاق ہو ہو کی آوازہ بلند کرتے ہین جس سے انسان کا زہرہ آب ہوجاے رستم و افراسیاب ایسے پرخاشگر ہون تو اُنکے دل مین بھی ہول سمائے بدیع الملک اس شور و غل کو سنکے بہت پریشان ہوا قمر زاد سے پوچھا یہ شور کیسا ہی اور کون مقام ہی قمر زاد نے کہا شہریار تمکو نہین معلوم یہ پردۂ شہر سربستہ ہی ای شہریار بدیع الملک نامدار یہان ملکہ قمر چہرہ رہتی ہی اور ملکہ قمر چہرہ بھی امیر کی حرم محترم سے ہی مگر اس شور و ہنگامہ کا حال مفصل مجھکو نہین معلوم ہی شہزادہ نے کہا ای قمر زاد اس ہنگامہ کا حال ضرور دریافت کرنا چاہیے کیونکہ تم کہتے ہو کہ یہان ملکہ قمر چہر رہتی ہی اور وہ ملکہ امیر کی حرم محترم سے ہی قمر زاد نے ایک پریزاد کو طلب کیا اس سے اس ہنگامہ کا

حال پوچھا اُسنے کہا اے شہریار الماس دیو نام ایک دیوزاد ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا ہے اُسنے قلعہ پر یورش کی ہے وجہ یورش کی یہ ہے کہ پہلے اُسنے اپنے عشق و محبت کو ظاہر کیا ملکہ نے اُسکی جانب مطلق اعتنا نہ کی اُسکو بہت ناگوار ہوا اکثر عشق و محبت کے مضامین لکھے پھر سخت و درشت مضامین لکھکے بھیجے ملکہ نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا اب اُسنے قلعہ پر یورش کی ہے تاکہ بجبر ملکہ قمر چہر کو قبضہ مین لائے ملکہ نے اُسکے خوف سے شہر کو چھوڑ دیا ہے اور اِس کوہ پر قیام اختیار کیا ہے اِس خیال سے کہ وہ مکار شاید یہان تک نہ پہونچ سکے مگر وہ موذی یہان بھی اُس کی عقب گذاری نہین کرتا جب ملکہ کو یقین ہو گیا کہ اب اِس دیو مردود کے ہاتھ سے عصمت محفوظ نہین رہتی معلوم ہوتی ناچار اپنی انگشتری سے ہیرے کا نگینہ نکالا تاکہ اُسکو کھا کے ہلاک ہو جائے ہم سب کو جب یہ حال دریافت ہوا سب نے بالاتفاق کہا اے ملکہ اسطرح خودکشی نہ کرو یہی ناکہ وہ موذی گرفتار کریگا باشد اُسوقت اگر کسیطرح کی بے ادبی سے پیش آئیگا جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا شاید اُسوقت تک کوئی صورت مفر کی پیدا ہو جائے مگر ملکہ قمر چہر کچھ نہین سنتی الماس کے ذریعہ سے جان دینے کو آمادہ ہے ہم سب اِس فکر مین ہین کہ کیا تدبیر عمل مین لائین جس سے ملکہ کی جان بچے کچھ سمجھ مین نہین آتا اور وہ موذی یورش بالائے یورش کر رہا ہے دم لینے کی فرصت نہین دیتا بدیع الملک اس خبر کو سُنکے بہت افسردہ خاطر ہوا اُس پریزاد سے کہا تو جا اور ملکہ کو میری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ خبردار خودکشی کا ارادہ نہ کرنا مین یہان پہونچ گیا ہون کیا مجال اُس دیو مردک کی کہ ملکہ کو کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکے اور جلد جا ایسا نہ ہو کہ ملکہ گھبرا کے خودکشی کرے وہ پریزاد اُسطرف روانہ ہوئی اسطرف شاہزادہ بدیع الملک فوراً مرکب پریزاد پر سوار ہوا اور الماس دیو کے روبرو آکے کہا او مردک نابکار تو بڑا نامرد ہے کہ اس عورت زاد کو ہرطرح سے مجبور کر رہا ہے اگر کسی مرد کے مقابلہ مین ایسی سرکشی کرتا تو مضائقہ نہ تھا اگر کچھ حوصلہ مردانگی رکھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر اُس دیو نے بکمال تعجب شاہزادہ کو از سرتا پا دیکھا اور کہا اے جوان ضعیف البنیان تو اپنی جثہ کو دیکھ اور مجھ ایسے کوہ پیکر سے مقابلہ کرنے کو دیکھ اگر کوئی مجھ سا کوہ پیکر مجھسے اسطرح مقابلہ کرنیکو کہتا تو دم لینے کی مہلت نہ دیتا فوراً ایک وار مین اُسکو دو لخت کرتا اب تیری اس زبان درازی کی تجھکو کیا سزا دون بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے درگذر اور میری ساقی گری منظور کر تاکہ ملکہ قمر چہر کی ہم نشینی مین تجھسے ساقی گری کا کام لون شاہزادہ نے اُسکی باتون کا زبان سے مطلق جواب نہ دیا جست کرکے الماس دیو کے قریب پہونچا اور ایک ایسا وار اُسکی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا شاہزادہ نے کہا الحمد للہ خس کم جہان پاک۔ الماس دیو کے تمام دیوان ہمراہی اپنے سردار کو کشتہ دیکھ کے ایک مرتبہ شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے داد مردی و مردانگی دیکے اُن سبکو پسپا کیا بعضے ہلاک ہوئے باقی نے راہ فرار لائے شاہزادہ بکوشش تمام اس قصہ کو فیصل کرکے آگے بڑھا قمر زاد سے کہا اب ملکہ قمر چہر کے پاس چلنا چاہیے چنانچہ دونون محل کے قریب پہونچے وہان آواز گریہ و زاری بلند تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ملکہ قمر چہر قبل انکے پہونچنے کے جان بحق تسلیم ہو گئی شاہزادہ کو بہت رنج ہوا چند پریزادون کو بلایا حال پوچھا انھون نے کہا شہریار ہرچند کہ ایک پریزاد

نے تمہارے حامی ہونے کی خبر دی تھی اور ملکۂ مرحومہ کو بہت کچھ محفوظ رہنے کی امید دلائی تھی مگر ملکۂ پر
اُس موذی کا ایسا خوف غالب تھا کہ مطلق اُسکے اِس امید دلانے کی جانب اعتنا نہ کی اپنی انگوٹھی
کا نگینہ کھا کے جان دیدی ہان ہنگام انتقال یہ کہا تھا کہ بعد میری ہلاکت کے اگر وہ جوان دلوا لما اِس
کو سزاے معقول دے سکے تو میری تجہیز و تکفین مین شریک ہو جائے شہزادہ نے قمرزاد سے کہا جلد ملکہ
کی تجہیز و تکفین کی فکر کرو چنانچہ قمرزاد کے اہتمام سے قبر تیار ہوئی ملکہ کو غسل دیا گیا اور کفن وغیرہ دے کے
اُس قبر مین دفن کیا بلکہ نماز جنازہ بھی بدیع الملک نے پڑھی مختصر مقبرہ بھی بنوا دیا اور شہر سربستہ
کا بخوبی بند و بست کرکے یہان سے روانہ ہوا اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک نقابدار چلا آتا ہی اور اُس
نقابدار کے پیش پیش ایک دیو بھاگا چلا آتا ہی قمرزاد نے جو اُس دیو کو دیکھا پہچانا آگے بڑھ کے نعرہ
مارا کہ ای ظلمان نابکار کہان جاتا ہی توقف کر ورنہ ابھی ہلاک کیا جاوے گا وہ دیو ٹھہر گیا اور کہا شہزادہ
کیون مجھکو روکتے ہو تمہارے بھائی کے خوف سے بھاگا ہون اگر مین یہان زیادہ توقف کرونگا تو
وہ مجھکو ہلاک کریگا یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار آپہونچا اور آتے ہی ایک ایسا وار تلوار کا اُس دیو
پر کیا کہ فوراً دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا بعدہ وہ نقابدار قمرزاد کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای
نامرد بے غیرت تو یہان کہان اور یہ جوان کون ہی جو تیرے ہمراہ ہی قمرزاد نے کہا اس جوان
والاشان کو تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ جوان شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر ہی تو اپنا
مطلب بیان کر اُس نقابدار نے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ اگر یہ واقعی بدیع الملک ہی تو میری مہمانی
قبول کرے قمرزاد نے کہا یہ ہرگز نہین ہوسکتا درانحالیکہ وہ میرا مہمان ہی پھر کسطرح تیری مہمانی
کو قبول کرسکتا ہی اور اُسکو بھی زیبا نہین ہی کہ میری مہمانی کو ترک کرکے تیری مہمانی قبول کرلے
نقابدار نے کہا او نامرد بے غیرت یہ کیا گستاخانہ کلمات میرے روبرو زبان پر جاری کرتا ہی
قمرزاد نے کہا ای نقابدار تیری تقریر کا مفہوم میری سمجھ مین نہین آیا آخر تو کون ہی جو تجھسے ہم ادب
گفتگو کیجاوے اور تو نے بے غیرت اور نامرد مجھکو کیون کہا اپنے کلام کیجانب تجھے خیال نہین ہی جو
واقعی بے ادبانہ ہی نقابدار نے اس بات کا جواب نہ دیا اور قریب قمرزاد کے آکے شمشیر کا وار
کیا جس سے سر قمرزاد کا تا ابرو شگافتہ ہو گیا اور کہا جا بدیع الملک بن نور الدہر تیرا مہمان
ہی تو ہی اُسے مہمان رکھ میرا مہمان نہ ہوگا نہ سہی مجھکو اُسکی مہمانی کی کچھ پروا نہین ہی قمرزاد زخمی ہوکے
شہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اُسطرف وہ نقابدار بعجلت تمام گلستان ارم کے
قریب پہونچا ملکۂ آسمان کو اُسکے آنے کی خبر پہونچی اُس نے پریزادون کو حکم دیا کہ جلد قلعے کے دروازے
بند کرو نقابدار نے قلعہ پر یورش کرنا شروع کیا پریزادون نے قلعہ کے اندر سے تیر و تفنگ وغیرہ
کے وار کیے یہان تک کہ شہزادہ بدیع الملک بھی قریب قلعہ کے پہونچا معلوم ہوا کہ وہی نقابدار
اب یہان آیا ہی اور قلعہ پر یورش کر رہا ہی قمرزاد سے کہا ای برادر آخر یہ نقابدار کون بلا ہی جسنے
اول تمکو مجروح کیا اب یہان آکے ہنگامہ برپا کیے ہوئے ہی قمرزاد نے کہا یہ نقابدار بھی ہمارے
بھائیون مین سے ہی اسکا نام سلیمان اعظم ہی بدیع الملک نے کہا پھر تمسے دشمنی کی کیا وجہ ہی قمرزاد
نے کہا اسکے متعلق ایک قصہ ہی وہ یہ کہ جب یہ کم سن تھا اسکی خواہر کہ جو قریشیہ تھی امیر نے شاہزادہ

سلیمان یونانی سے منسوب کر دیا تھا جب یہ جوان ہوا اس نے کہنا شروع کیا کہ میری خواہر نے
ساٹھ برس تک صاحبقرانی اور پہلوانی کی اسکو کدخدا کرنے کی کیا ضرورت تھی کاش کے
اسقدر توقف کیا ہوتا تاکہ مین ہوشیار ہوتا اور جو کچھ میرے نزدیک مناسب ہوتا عمل مین
لاتا اس قدر عجلت کی کیا ضرورت تھی اب اس نے قسم کھائی ہے کہ آسما کو مع ہمراہی ہلاک کرونگا چنانچہ
آج کل اسے بنا بر گلستان ارم پر لشکر کشی کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک کو یہ بات ناگوار
معلوم ہوئی شمشیر آبدار علم کرکے اس کے روبرو پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش او خیرہ سر مین تیرا
حریف آپہونچا سلیمان اعظم نے دیکھا کہ وہی جوان بدیع الملک نام میرے مقابلہ کو آیا ہے قریب
شاہزادہ کے آیا اور کہا او نامرد بیحیا تو نے بھی ان بے غیرتون سے موافقت کرکے بیحیاؤن مین
اپنا شمار کر لیا افسوس کہ تو میرا مہمان ہے ورنہ تجھ کو اس بیحیائی کی ایسی سزا معقول دیتا کہ مدت العمر
یاد رکھتا بدیع الملک نے کہا اے جوان مجھکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ ترک ادب نہین
کر سکتا ورنہ تیری اس بیہودگی کے عوض مین تیرے کاسئہ سر کا پوست کھینچ لیتا آخر تیرے
سر مین کیا سودا سمایا ہوا ہے اگر تیری خواہر کو امیر نے منسوب کر دیا تو کیا مضائقہ کی بات ہے
امیر کا کوئی کام ایسا نہین ہے جس مین کوئی نقص نکال سکے سلیمان اعظم نے کہا مجھکو
پیشتر ہی معلوم ہو گیا کہ تو بھی ان بیحیاؤن کا شریک ہے ورنہ ہرگز اس طرح کے کلمہ زبان پر
جاری نہ کرتا پس خاموش ہو اور حملہ کر شہزادہ نے کہا مین ہرگز وار نہ کرونگا جب تک تو وار
نہ کرے گا سلیمان اعظم نے عمود کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا
سلیمان اعظم نے دوسرا وار کیا شہزادہ نے اس وار کو بھی رد کیا اسیطرح متواتر تین
وار سلیمان کے رد کیے سلیمان زردہ ہو گیا اور برہم ہو کے کہا اے جوان خیرہ سر کیا تو یہ
سمجھتا ہے کہ میری تمام ضربون کو رد کریگا یہ کہا اور بقوت تمام ایک گھونسہ شہزادہ بدیع الملک
کی گردن پر مارا اس گھونسے کے صدمہ سے شاہزادہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا
زمین پر آیا سلیمان بھی پیادہ پا ہوا دونون مین زور دست و بازو کی نوبت آئی خلاصہ یہ
کہ تین شب و روز کشمکش و کوشش رہی چوتھے روز صبح کو شہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر
کہکے اسے ہاتھ پر اٹھا لیا پھر زمین پر مار کے گرفتہ و بستہ کر لیا اور آسما پری کے پاس
لایا آسما پری شہزادہ کو دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تین مرتبہ شہزادہ کے گرد پھر کے
سر و چشم شہزادہ پر بوسہ دیا اور کہا اے شہزادہ والا قدر خداوند عالم تیرے زور و طاقت
مین ترقی عطا فرمائے کارے کردی ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ راوی کہتا ہے کہ
اسوقت ایک عیار پریزاد آسما پری کے پاس حاضر ہوا اور بعد بجا آوری آداب و تسلیمات
عرض کیا مین عمر بن حمزہ اور علمشاہ رومی کا بھیجا ہوا آیا ہون ایک نامہ بھی انھین کا لایا
ہون یہ کہکے نامہ پگڑی سے نکالا ملکہ کو دیا لیکن اس عیار پریزاد نے بدیع الملک اور سلیمان
اعظم کی جنگ کو دیکھا تھا شہزادہ کی جوانمردی پر فریفتہ ہو چکا تھا اب جو شہزادہ بدیع الملک
کو آسما پری کے پاس موجود دیکھا کہا اے ملکہ عالم قربانت شوم یہ جوان ذی شان کون ہے اسکی

جنگ و حرب تامل تحسین و آفرین ہی قمرزادے نے کہا تو اسس دلاور زمانہ و بہادر یگانہ سے واقف نہین ہو شہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر یہی ہو وہ عیار بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی ای شہریار والاتبار زہے نصیب میرے کہ تمھارے دیدار فرحت آثار سے آنکھین روشن ہوئین اور دل و دماغ کو فرحت حاصل ہوئی مین عرصہ سے تمھارے انتظار مین تھا یارے میری قسمت نے یاوری کی شہزادہ نے متعجب ہوکے اسکی صورت دیکھی پوچھا تیرا کیا کام مجھسے متعلق ہو ہدہد نے کہا مجھکو بزرگان غیب نے بشارت دی ہو کہ مین پیادہ تمھارے جلو مین رہ کے سرفرازی حاصل کرون شاہزادہ نے از راہ انکساری کہا ہرچند کہ مین ایک بندہ حقیر خداوند قدیر کا ہون مجھ مین کسی نوع کی قابلیت نہین ہو لیکن اگر تیرا یہی ارادہ ہو تو مجھکو بھی کوئی عذر نہین ہو تو دانی و کار تو۔ آسماپری نے نامہ کھولا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا ای ملکہ مہربان مین نے قہقہہ کو پریشان کیا ہو چنانچہ وہ دشت تاریک پر بند ہوا ہو اب جو کچھ حکم کرو اُس پر عمل کیا جاوے آسماپری نے جواب لکھا کہ ای عمر بن حمزہ و علمشاہ رومی فرزندان من جسوقت موقع مل جاوے قہقہہ کو ہرگز زندہ نہ چھوڑنا کہ وہ بدبخت اجل گرفتہ ہمارے جملہ امور ضروری مین خلل انداز ہو اس مضمون کا جواب لکھ کے ہدہد عیار کے حوالہ کیا ہدہد نے تامل کیا آسماپری نے کہا تامل کی کیا وجہ ہو اُسنے کہا ای ملکہ مین چاہتا ہون کہ جواب نامہ کیواسطے کسی دوسرے کو تجویز کرو مجھکو خیال ہو کہ مین اسطرف روانہ ہونگا شہزادہ پردۂ دنیا کیطرف روانہ ہو جائیگا اور میرا مقصود یہ ہو کہ شہزادہ کے ہمراہ پردۂ دنیا کیطرف راہی ہون اور اب مین نے عہد کیا ہو کہ بقیہ عمر شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت مین بسر کرون ملکہ آسماپری نے کہا ای ہدہد اگر تیرا یہی ارادہ ہو تو مین مانع نہین ہون تاہم اس نامہ بری کیواسطے کسی دوسرے کو تجویز نہین کر سکتی کیونکہ تو ایک جوانمرد ہی بس مرا منشا یہ ہو کہ تو جواب نامہ لیکے جا جسوقت تک تو واپس نہ آئیگا مین شہزادہ بدیع الملک کو رخصت نہ کرونگی ہدہد نے کہا ہان اگر ایسا بندوبست ہو تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا یہ کہا اور ہدہد جواب نامہ لیکے ظلمات دشت تاریک کیجانب روانہ ہو گیا

اب ہدہد عیار عمر بن حمزہ و علمشاہ رومی کو ملکہ آسمان پری کا جواب نامہ لیے ہوئے ظلمات دشت تاریک کیجانب روان رکھتا ہی اور رہیر مقدمہ فرعون ملعون کیجانب عنان اشہب کلک منعطف کیجاتی ہے

منزل مقصود کا سودا ہی اپنے سر کے ساتھ
حشر اون لوگون کا ہوگا خضر پیمبر کے ساتھ
ہو جو کافر کا قاتل ہو تیرا احسن شباب
صندل اس بتخانہ مین ملتا ہی در و سر کے ساتھ
اسقدر شیرین دہن ای دلربا ہوتا نہین
دم نکل جاتا ہی سودائی کا اس تیشہ کے ساتھ
جب رولاتا ہی تصور تیرے دندان کا مجھے

گرد رہ کیطرح بیٹھے جاتے ہین رہبر کے ساتھ
کاٹتا ہی پر مرے تو کاٹ صیاد اس طرح
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ
جو ہر اسکے اکدن ای سفاک اس پر کھولدے
شیر دایہ نے پلایا ہی تجھے شکر کے ساتھ
قدر دیوانہ کی بے ہنگامہ طفلان نہین
تولتا ہون اشک کے قطرون کو گوہر کے ساتھ

سبزہ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہی تجھے
حسرت پروانہ بھی اور جلے بال و پر کے ساتھ
صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہو
لاگ رکھتی ہی مری گردن ترے خنجر کے ساتھ
یاستارہ جنبش مژگان سے آنسو گر و ہی
چاہیئے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ
ہم ہی کا جو کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق

خضر صحرا کر دیتا ہی میرا مرے سر کے ساتھ* طلسم کشایان گنج اسرار و رازدانان واقف کار اس داستان حیرت بیان کو گوہر ریب صفحہ قرطاس نیرنگ اساس کرکے کہتے ہین کہ فرعون ملعون بارگاہ نکبت پناہ مین بیٹھا تھا کہ مقرلس جادو آیا اور اسکو

اُسکو سجدہ کیا اور تا دیر اسی طرح سر بر زمین رہا فرعون منتظر تھا کہ اب یہ سر اُٹھائیگا حرف مطلب زبان پر لائیگا جب عرصہ ہوا کہا ای مقرنس سجدۂ خداوندی سے سر اُٹھا مین نے تیرے اوپر رحمت کی نظر کی گذشتہ تیرے گناہان صغیرہ کبیرہ سے درگذرا اب اپنے کو مقربان بارگاہ خداوندی سے سمجھ مقرنس نے سجدہ سے سر اُٹھایا کہا ای مغفرت و مرحمت کے کرنے والے ای اپنے بندگان خاطی کے نوازنے والے ہمیشہ تیرے رحم و عفو کا دریا اسطرح جوش و خروش پر رہے ای خداوند مین نے مصمم ارادہ کیا ہی کہ حمزۂ ثانی کے باطل السحر کو بند کردن اور قنطورہ پوش کو گرفتہ و بستہ کرکے تیری خدمت مین حاضر کرون فرعون ملعون نے کہا ای بندۂ خاص ہمارے تیرا ارادہ میری مرضی کے موافق ہی ہم بھی تیرے ارادہ مین مدد دینگے تیری مجبوری کی حالت مین تیری مدد کرینگے ہر طرح مطمئن رہ تیرے روبرو اُس فضل کی تصریح کرنا بالکل عبث ہی جو ہم تیرے شامل حال کرینگے مقرنس نے خوش ہوکے دوسرا سجدہ فرعون کو کیا اور کہا ای خداوند ہر وقت تجھسے ہر طرح کی امید ہی یہ کہا اور روانہ ہوگیا اور خورشید نوجوان کے خیمہ کے قریب پہونچا اُسوقت خورشید نوجوان اندرون بارگاہ سلیمانی حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر تھا مقرنس خیمہ مین داخل ہوا نقابدار نے کہا تو کون ہی مقرنس نے کہا مین ہون مقرنس تیرا گرفتار کنندہ نقابدار نے اُس سے مقابلہ کرنا چاہا مگر چونکہ اُسکو ابتدا اس حال کی خبر نہ تھی اندرون خیمہ کوئی کارروائی نہ ہوسکی مقرنس نے فوراً اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور گرفتہ و بستہ کرکے وہان سے چلتا ہوا اور فرعون کے پاس آکے کہا ای خداوند یہ نقابدار موجود ہی فرعون نے مقرنس کی اس کارروائی کی بہت تعریف کی اور کہا حمزۂ ثانی کے جو سردار تیرے پاس قید ہین مع مہرو ماہ و عمر ثانی انکو ہلاک کر اور سر اُن خداپرستون کے ہماری خدمت مین بھیج دے اُنکے دست بستہ کی بہت مناسب در نید ازان اُس غارۂ پر ہیبت مین آیا دیکھا دل افروز بیٹھی ہی مقرنس نے کہا ای دل افروز مہرو ماہ کو مطلوب جادو کے حوالہ کرنا کہ آج شب بھر بحفاظت تمام قید رکھے کل کے روز انکو مع سرداران امیر ہلاک کرنا ہی دل افروز نے مہر و ماہ کو مطلوب جادو کی خدمت مین حاضر کیا اور قید خانہ مین انکو بھی پاس سرداران امیر اور عمر ثانی کے قید کیا بعدہ اپنے خیمہ مین زر رفام کے پاس آکے زر رفام کو سلام کیا اور اسقدر ناز فروشی زر رفام سے کی کہ زر رفام نے جانا مجھپر عاشق ہی دل افروز نے کہا ای زر رفام کل مقرنس جادو کا ارادہ ہی کہ سرداران حمزہ اور قنطورہ پوش کو ہلاک کرے تیری کیا رائے ہی زر رفام نے کہا اسے کیا معنے دل افروز نے کہا مطلب یہ ہی کہ اگر تو میری مراد دے تو مین ان تمام تیرے سردارون کو قید سے رہا کردون زر رفام نے کہا ای نازنین اگر تو ایسا کرے تیرا کمال کرم و لطف ہی لیکن تیری مراد کا حاصل ہونا ایک شرط پر موقوف ہی اُسنے کہا کیا شرط ہی زر رفام نے کہا شرط یہ ہی کہ تو دین اسلام اختیار کر مع ہذا ہمارے سردارون کو بھی رہا کردے پس دل افروز نے زر رفام کو قید و بند سے رہا کردیا زر رفام نے چند بوسے بکمال شوق و رغبت اُسکے لب و رخسار کے لیے اور کچھ تدبیر سوچ کے مطلوب کے پاس آکے کہا ای مطلوب آج میرا ارادہ ہی کہ قیدیون کی نگہبانی کرون

اُسنے قبول کیا ہو لالہ گون آئی دل افروز نے ساقی گری اختیار کی چند لمحہ کے عرصہ مین چار ہزار جادوگرون کو بیہوش کیا اور سر ناپاک اُنکے تن سے جدا کیے اور رستم اور ایرج اور نورالدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کر کے اپنے خیمہ مین آکے قرار لیا تمام سرداران امیر دل افروز کے خیمہ مین آکے جمع ہوئے دیکھا زرفام موجود ہی حقیقت حال کو دریافت کیا زرفام نے اپنا مقید ہونا اور دل افروز کا عاشق ہونا از اول تا آخر بیان کیا اسد بہت خوش ہوا اور کہا ای زرفام الحمد للہ کہ خاص تیرے سبب سے ہم رہا ہوئے کیونکہ اگر سرداران دست چپ کی کوشش سے ہم رہا ہوتے تو وہ پاجی نہایت مغرور ہوتے اب تو نے جہان اسقدر احسان کیا ہی وہان اسقدر اور احسان کر کہ ہمکو کچھ کھانے کو دے دل افروز نے طعام لذیذ و لطیف مہیا کیا تمام سردارون کو کھلایا سب نے سیر ہو کے کہا یا بعدہ کہا ای دل افروز ہمارے لشکر مین ہمکو پہونچا دے اُسنے کہا شہریار مجبور مین صرف اسقدر قدرت ہی کہ تمکو قید و بند سے رہا کر دیا مجھ مین یہ طاقت ہرگز نہین ہی کہ اس غار مہیب سے باہر لیجاؤن دہانہ غار پر مقرنس نے طلسم بندی کی ہی اور وہ طلسم بندی اسطرح کی ہی کہ نہ اندرون غار کسی کو لانا ممکن ہی اور نہ اندرون غار سے باہر کسی کو لیجا سکتی ہون غرضکہ جب شب گذر کے صبح ہوئی دل افروز نے کمر باندھی مقرنس کی خدمت مین حاضر ہو کے سلام کیا مقرنس نے کہا ای دل افروز جا اور قیدیون کو لے آ تاکہ آج اُن سب کو ہلاک کرون دل افروز نے بعجلت تمام اپنے کو قید خانہ مین پہونچایا یہان دیکھا مطلوب مردہ پڑا ہی مطلوب کا خون اپنے چہرہ پر ملا اور مقرنس کی خدمت مین آکے سینہ و سر پیٹنا شروع کیا مقرنس نے کہا ہان ہان یہ کیا واقعہ ہی جسکے سبب سے تو نے اپنا یہ حال بنایا ہی دل افروز نے کہا ہاے افسوس کیا بیان کرون غضب ہو گیا آج شب کو نہین معلوم کون ایسا زبردست سفاک وارد ہوا جسنے حریفون کو قید و بند سے رہا کر دیا اور مطلوب کو مع چار ہزار جادو گشتہ کیا یہ اُسی مطلوب کا خون ہی جو میرے چہرہ پر ملا ہی مقرنس اس حال کو سُن کے ہمہ تن محو حیرت ہو گیا تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ سوار ہو کے اُس مقام پر آیا دیکھا واقعی قید خانہ کے گرد چار ہزار جادوگر مردہ پڑے ہین اور مطلوب بھی مردہ افتادہ ہی مقرنس ہر ایک جادوگر مردہ کے پاس جاتا تھا اور اُسکو از سر تا پا دیکھتا تھا چنانچہ ایک جادو افتادہ کے پاس پہونچا دیکھا کہ کچھ سانس باقی ہی اُسکا شانہ ہلایا اُسنے آنکھ کھولی کہا تیرا کیا نام ہی اور اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا ہی اُسمین طاقت گفتار تھی اشارہ سے کہا توقف کر لیکن تھوڑا پانی پلا دو مقرنس نے پہلے پانی پلایا پھر جوزہ مرغ اور یخنی وغیرہ پکوائی اُسکو پلائی جب اُسکے حواس درست ہوئے مقرنس نے کہا اب اگر ممکن ہو تو بیان کر اُسنے آہستہ سے کہا ای مقرنس کیا پوچھتا ہی یہ کام دل افروز کا ہی کہ اُسنے شب کو آکے سب کو ہلاک کیا اور قیدیون کو رہا کر دیا مین نے خفیف ہی ضرب مین اپنے کو بتکلیف مردہ بنایا تھا مگر اُسنے مجکو مردہ دیکھنے پر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بخوبی مجروح کر کے جب مجکو بالکل بیجان دیکھ لیا اُسوقت مجھسے دستبردار ہوا اس حقیقت کو سُن کے مقرنس نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور خیمہ مین آکے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار جادوگر مسلح و مکمل ہو کے جلد میرے پاس آئین

اب مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہی کہ دل افروز کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کیا بیہودگی تھی کہ اسقدر جادوٗن کو بے قصور تہ تیغ کیا چنانچہ حسب الحکم مقرنس جادوان نابکار تیاری مین معروف ہوئے

اب ان جادوان نابکار کو تیاری مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال خیریت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک و آسماپری کا مذکور ہوتا ہی

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو
خون شہید مہر و وفا ساز وار ہو
مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو
اے آفتاب حسن یہ حسرت ہی بعد مرگ
کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
کیسے دل و جگر مین نشانہ بنے ہوئے
حاصل اُسی نگین سے سوا اعتبار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو
لازم نہین ہی وصل کی شب مین نہین نہین
اپنا کلام معجزہ ذو الفقار ہو

مریخ فیل مست سے اوپر سوار ہو
کج رکھکے کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پر
یہ نشہ وہ نہین ہی کہ جسکو خمار ہو
پنہان دہن جو ہی تو ابھی کچھ غرض نہین
ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
دست جنون نے زلف کے سودے مین چاہیے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو
اُس رشک گل کے چین جبین پر نہو کبھی
تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو
بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ مین
ایساتہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
گردن پہ اُنکی خون ہمارا سوار ہو
اُلٹی ہوا زمانہ مین چلتی تھی چاہیے
بوسہ کیواسطے لب یار آشکار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالہ کرون چمن
پیراہن حیات میرا تار تار ہو
وردزبان ہی نام ترا جسکو اے حبیب
شبنم کیطرح سے کوئی گریان ہزار ہو
سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو
آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے

تہمتان میدان فصاحت و دلاوران معرکہ بلاغت اس داستان حیرت توامان کو اسطرح حوالہ بیان کرتے ہین کہ جب ہدہد عیار سلیمان اعظم نے ملکہ آسماپری کا نامہ علمشاہ رومی اور عمر بن حمزہ کی خدمت مین پشتہ تاریک پر پہونچایا چند روز کے بعد ملکہ آسماپری کی خدمت مین آیا شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت حاصل کی بدیع الملک نے کہا اے ہدہد تجھسے کیا چاہتا ہی ہدہد نے کہا اے شہریار والا تبار میرا مطلب دلی یہ ہی کہ بقیہ عمر اپنی تمھاری خدمت گزاری مین بسر کرون تمھارے جلو مین حاضر رہنا میرے واسطے فخر کا سبب ہی شاہزادہ نے کہا اے ہدہد یہ کسی طرح ممکن نہین ہی ہدہد نے کہا اسکا سبب کیا ہی شاہزادہ نے کہا اسکا سبب یہ ہی کہ تو قوم پریزاد سے ہی اور پر رکھتا ہی اگر تو پردۂ دنیا مین میرے ساتھ جائے گا یہ ممکن نہین کہ تو موجود ہو اور کام نہ لون اور تو حسب ضرورت پرون سے کام لیگا پس اُسوقت عیاران لشکر اسلام اس بات کا طعنہ مارینگے کہ ہدہد نے اپنے پرون سے کام لیا اگر کسی اہم کام کو انجام دیا تو کیا کمال کیا اس صورت مین تیری محنت رائگان ہوگی اور مین تیرے سبب سے بدنام ہونگا ہدہد عیار سلیمان اعظم کو سخت ملال ہوا شاہزادہ کے روبرو زیادہ اصرار نہ کر سکا بخط مستقیم وہان سے اپنی والدہ کے پاس آیا اور آبدیدہ ہوگیا اُسکی مادر نے سبب آبدیدہ ہونے کا پوچھا اُسنے اپنا تمام قصہ بیان کیا اور کہا اے مادر مین چاہتا ہون کہ ان پرون کو میرے بازوؤن سے کتر دے تاکہ مین اُس شاہزادۂ عالیقدر کی ملازمت بجا لاؤن اور عزت حاصل کرون اُسکی مادر کا نام شانگرہ پری تھا اُسنے کہا اے فرزند معلوم ہوتا ہی کہ تو اُس شاہزادۂ عالیجاہ کی ملازمت کا نہایت درجہ متمنی ہی مین مانع نہین ہوتی لیکن تیرے پرون کو بھی نہین کتر سکتی اسواسطے

کہ ہم قوم پریزادسے ہین اگر کوئی شخص ہمارے پرون کو کتر ڈالے تو ہم کسی طرح زندہ
نہین رہ سکتے پریزادون کی جان پرون مین ہوتی ہی پھر دیدہ و دانستہ کیونکر اپنے ہاتھ سے تجھے
ہلاک کرنے کو آمادہ ہوجاؤن دیگر یہ کہ میرا تو ہی ایک فرزند ہی اگر میرا دوسرا فرزند ہوتا تو شاید مجبوری
کی حالت مین گوارا بھی کرلیتی بہر حال تو اس خیال سے درگذر ہدہد نے اپنی مادر کے اس عذر پر بھی بہت
اصرار کیا شانطرہ نے کہا اے فرزند تو بیکار مجبور کرتا ہی آجتک کوئی مان اپنے فرزند کی ہلاکت کا سبب
ہوئی ہو تو بیان کر ہدہد نے جب دیکھا کہ میری مان کسی طرح نہین مانتی وہان سے چلا آیا اور ایک
گوشۂ مکان مین مقیم ہوکے اپنے خنجر سے خود اپنے پرون کو قطع کیا پرون کا قطع ہونا تھا کہ بے حال
ہوگیا یہ خبر شانطرہ پری کو پہونچی وہ روتی پیٹتی ہدہد کے پاس آئی اور دیکھا کہ ہدہد اپنے
خون مین خاک پر غلطان ہی بس اسکو تاب کہان سینہ و سر پیٹ کے کہا ہاے افسوس اُس شاہزادہ
کی رفاقت کے تمنا مین مفت میرا فرزند ہلاک ہوا صرصر ثانی اُسکا ایک ملازم تھا اُس سے کہا اے
صرصر جلد اُس شاہزادہ کے پاس جا اور کہنا کہ تو نے نہین معلوم کیا ایسا عمل کیا کہ میرا فرزند عنقریب
ہلاک ہوتا ہی یا تو اُسکی تندرستی کی کوئی فکر کر ورنہ مین اپنی جان سے عاجز ہون جو کچھ مجھسے ہوسکیگا
تجھے نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہ کرونگی اور جلد یہان بلالا صرصر مثل باد صرصر شاہزادہ
بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بکمال ادب تسلیم عرض کی بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اُسنے
کہا میرا نام صرصر ہی مین شانطرہ پری کا ملازم ہون خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ ہدہد نے
اپنے ہاتھ سے اپنے پر قطع کیے ہین جسکی وجہ سے قریب الہلاکت ہی اور حضور کو شانطرہ پری
نے بلایا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ ہدہد کی جان بچانے کی کوئی فکر کیجیے ورنہ مین ہدہد کے خون کا عوض
آپ سے لونگی بدیع الملک کو صرصر کی زبانی ہدہد کا یہ حال سن کے بہت ملال ہوا اور کہا اے صرصر
کیا کہون کہ ہدہد واقعی میری ملازمت کا متمنی ہی اور اُسنے اسی وجہ سے پر اپنے قطع کیے ہین ورنہ
مین دیکھتا کہ شانطرہ کس طرح مجھسے عوض لیتی ہی یہ کہا اور صرصر کے ہمراہ ہدہد کے پاس آیا دیکھا کہ
ہدہد پر بریدہ خاک و خون مین غلطان قریب الہلاکت ہی اور شانطرہ زار و قطار اپنے فرزند کی
مفارقت مین رو رہی ہی جون ہی بدیع الملک پر اُسکی نظر پڑی گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
اے جوان کیا تجکو نہین معلوم ہی کہ پریزادون کے پر قطع ہوجانے سے وہ زندہ نہین رہتے جو
تو نے ہدہد کو اپنے جلو مین رکھنے سے انکار کیا اور اُسنے تیری ملازمت کے شوق مین اپنے پر
قطع کرکے خودکشی کی اگر تو اسے اپنی ملازمت مین قبول کرلیتا تو کیون یہ نوبت پہونچتی مزید بران
تیرے خنجر کی جگہ تھی کہ ایک ہمارے یہان عیار طرار صاحب بال و پر بھی ہی
بہر حال اسکے جان بچنے کی کوئی معقول تدبیر کر ورنہ مین بھی اسکی مفارقت مین ہلاک ہوجاؤنگی اور تجکو
نقصان پہونچانے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگی مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا شاہزادہ نے
برہم ہوکے کہا اے شانطرہ یہانتک تو سب صحیح ہی کہ تیرا فرزند میری رفاقت کا متمنی ہی اور مین نے اپنے
ہمراہی سے انکار کیا جسکی وجہ سے اُسنے اپنا یہ حال کیا لیکن یہ تو کیا بکتی ہی کہ نقصان رسانی مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگی اول تو مین نے اُسے اپنی ملازمت کے واسطے مجبور نہین کیا تھا جو اُسنے

۴۰

اپنے کو ہلاک کیا میرا کیا قصور ہی آدم زاد عیار دن مین پریزاد عیار کی کیا ضرورت تھی رو نکا قصہ مول لینا کیونکر گوارا کر لیتا دیگر یہ کہ تو مجکو کیا نقصان پہونچا سکتی ہی تجھ ایسی بیشتر پریزادین میری نظر سے گذر رہی ہین بس اب مجھسے کچھ نہ کہ جو کچھ مجھے نقصان پہونچا سکتی ہی ہرگز کوتاہی نہ کر بہتر ہی تیرے مقابلہ مین بھی میری قوت کا اندازہ دریافت ہو جاے گا شانطرہ پری نے شاہزادہ کے پانون پر سر رکھدیا اور باواز دردناک کہا اے جوان والا شان جبتک میرا فرزند تندرست نہو جاے گا مین ہرگز ان قدمون کو نہ چھوڑونگی شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکے حال زار پر نہایت افسوس ہوا دل مین کہا اے بدیع الملک یہ پری اپنے فرزند کا یہ حال خراب دیکھکے بہت مضطر و بیتاب ہی خداوند عالم ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی مردہ کو زندہ کر سکتا ہی ہدہد تو ابھی زندہ ہی اُس وحدہ لاشریک کی درگاہ مین مناجات تو کر دیکھو اس واقعہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہی شانطرہ پری سے کہا اے شانطرہ صبر کر خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز مین دعا کر کیا عجب ہی اگر تیرا فرزند تندرست ہو جاے اور مین بھی دعا کرتا ہون اُسنے کہا اے والاجاہ میرا دل دعا مانگ رہا ہی تمھارے کہنے پر کیا موقوف ہی شاہزادہ نے کہا نہین ظاہرا ابھی اُس عز اسمہ کی درگاہ مین دعا کر اور خود ایک گوشۂ تنہائی مین آکے وضو کیا قبلہ رخ بیٹھ کے اسطرح قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات شروع کی ~~~

ہر پردہ مین صدا ہی تیری ہی میری والی	عالم بھرا ہی تجھسے پھر ہر جگہ ہی خالی	یارب تو غفوری گنہگارم من
تو چارہ گری آہ ناچارم من	بے یاری و بے نیاز و بے انباز ہی	یارم چہ شود شوی کہ بے یارم من
خداوند اسمہ بار الٰہا	عیسیٰ کو آسمان پہ تو نے چڑھا دیا	موسیٰ نبی کے ہاتھ مین تھی مشعل ضیا
یونس رہے نہ پیٹ مین مچھلی کے مبتلا	کچھ کر سکی نہ آتش سوزان خلیل کا	ہدہد کو صحت کامل عطا فرما اور

میری آبرو رکھلے ورنہ بدنت العمر مطعون رہونگا اور شانطرہ پری مجھسے بہت شاکی ہوگی ہنوز یہ مناجات ختم نہوئی تھی یکایک شاہزادہ بدیع الملک پر خواب کا غلبہ ہوا عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے بدیع الملک کیا حال ہی بدیع الملک نے بعد اداے تسلیم عرض کی شہریار ~~~ آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان جو کیفیت ہی ظاہر ہی ہدہد کے تندرست ہونے کی فکر سب فکرون سے زیادہ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند ہدہد کے ہلاک ہونے مین کچھ شک نہین قاعدہ ہی کہ جس پریزاد کے پر قطع ہو جاتے ہین اُسکا زندہ ہونا دشوار ہوتا ہی ہزارون مین ایک ہوتا ہی جو زندہ رہتا ہی مگر اے فرزند تو نے جو درگاہ باری مین مناجات کی خداوند عالم نے اُسے شفاے کلی بخشی اور اس بات کی بھی ہم تجکو خبر دیتے ہین کہ بعد حمزہ ثانی کے اُسکا جانشین تو ہی ہوگا اور خواجہ عمر کا جانشین ہدہد ہوگا چونکہ اسی قدر اطلاع کی ضرورت تھی لو اب مین جاتا ہون یہ کہا اور نظر سے غائب ہوے شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا صبح صادق کا وقت تھا وضو کیا نماز پڑھی بعدہ آسماپری کی مجلس مین آکے قیام کیا اُسوقت ہدہد بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے از سر تا پا ہدہد کو دیکھا اور کہا اب کیا حال ہی ہدہد نے کہا شہریار میرے ہلاک ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہ تھا بارے تمھاری دعا اور مناجات درگاہ باریتعالے مین قبول ہوئی جو مین نے

دو بارہ خلعت حیات پایا اگر تم قبل مین میری رفاقت کو قبول کر لیتے تو مین اس نوبت کو نہ پہونچتا اب بھی وہی بات عرض کرتا ہون کہ اگر مجکو اپنی ملازمت کے واسطے قبول کرو تو فہو المراد و رنہ مین اگرچہ تندرست ہوگیا ہون لیکن آیندہ کسی سخت مہلکہ مین مبتلا ہوجاؤنگا جس سے جان بری محال ہوگی بدیع الملک نے کہا ارے صاحب مین نے تمہاری رفاقت قبول کی کسی طرح تمہاری جان توبچے ہدہد بہت خوش ہوا اب اُسکا یہ دستور ہی کہ ہر وقت بدیع الملک کے ساتھ سایے کیطرح رہتا ہی جو حکم جسوقت صادر ہو اُسی وقت بوجہ احسن اُسکی تعمیل کی جس سے شاہزادہ بھی بہت خوش و مسرور ہوا یہ بھی واضح رہے کہ ہدہد خواجہ عمر کا دختر زادہ ہی اگر خواجہ عمر کا جانشین ہو تو کیا عجب ہی جیساکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی کہ ہدہد خواجہ عمر کا جانشین ہوگا غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک آسماپری سے رخصت ہوکے مع ہدہد و قمر زاد و لشکر دیوزاد و پریزاد جانب دنیا روانہ ہوئے

آمدم بر مقدمہ دل افروز و مقرنس جادو

میرے ہی واسطے بیٹھا ہی پاسبان در پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر
رکا جو ہاتھ دم ذبح اُس ستمگر کا
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر
وہ چشم مست پھر اُسیر دہ پنجہ مژگان
زمین ہی زیر قدم آسمان ہی سر پر
کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر
ہمارے نالونسے اُٹھ اُٹھ کے حشر چیخ اُٹھا
اُسے بھی تونے تو رکھا ہی روز محشر پر
نہین ہی ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
پڑی ہی خاک کہانکی دل مکدر پر
اُلجھ رہا ہی وہ دیوانہ داغ دربان سے

ملے جو راہ مین کہتے ہین آئیے گھر پر
سنا ہی ہمنے یہ آتا ہی موت کا آنا
نگاہ تیز سے چھریان لگائین خنجر پر
اُڑی ہی خاک زمانہ مین جسقدر اتبک
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر
عجب نہین طپش داغ معصیت سے مرے
پڑیگا صبر کسی کا تو جان مضطر پر
نگاہ ملتے ہی تلوار کا اُٹھایا ہاتھ
اخیر بیٹھ رہا تھک کے یا رکے وہ پر
کہان کرشمہ برق جمال و طور کہان
کہ بیخودی ہین گرے بھی جو ہم تو ساغر پر
فلک کرے بھی جو سامان عیش کو برباد
بپا ہی حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

گمان بگولے پہ تھا کچھ یقین صرصر پر
الہی آسکے نہ وہ وعدۂ مقرر پر
نہ رکھ حشر پر موقوف داستان میری
جمی ہی آکے ہمارے دل مکدر پر
نیاز و ناز دکھاتا ہی یہ نشیب فراز
حباب آبلے بنجاتے ہین آب کوثر پر
شب فراق مین کانٹو نپر مین لٹاؤن آپ سے
رکھین نہ تمنے کبھی چار انگلیان مرے سر پر
امید وصل ہو گیا اک وعدہ دیدار
پڑی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر
نفس نفس ہی غبار سیاہ کی صورت
تو جام جم ہو گرے آئینہ سکندر پر

راویان اخبار عجیب یون بیان کرتے ہین کہ مقرنس لشکر جادوان بے ایمان لیے ہوئے روانہ ہوا تاکہ دل افروز کو ہلاک کرے یہان دل افروز نے یہ بندوبست کیا کہ ایک اسم پڑھنا شروع کیا جو جو وہ اسم پڑھا جاتا تھا اُسکا خیمہ مثل قلعہ کے درست ہوتا جاتا تھا اور خود دروازہ خیمہ مین استادہ ہوکے تماشا دیکھنا شروع کیا اس اثنا مین مقرنس پہونچا اور چہار جانب سے اُس خیمہ کا محاصرہ کر کے دھاوہ کیا ان ساحرون نے اپنی صورت کو جانورون کی صورت سے مشابہ کر کے چاہا کہ ہوا سے آسمان سے دل افروز کے خیمہ مین داخل ہون یکایک دیکھا کہ وہ خیمہ بلند ہونا شروع ہوا جسکے سبب سے وہ جانور عاجز ہوگئے ناچار زمین پر چلے آئے راوی کہتا ہی کہ تین روز تک علی الاتصال دل افروز

اور مقرنس مین جنگ رہی شدت گرسنگی سے دل افروزہ کا حال خراب ہوا درگاہ باری مین
مناجات کی ای کس بیکسان و ای دستگیر درماندگان ع ندارم غیر از تو فریاد رس
تو ئی عاصیان را خطا بخش بس + اثنائے مناجات مین آواز آئی دل افروز گھبرا کے اُسی جانب
متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک چلا آتا ہی آتے ہی نعرہ مارا کہ ای جادوگران بدکار مین
تم سب کا سر کوب آپہونچا سرداران لشکر اسلام نے جو شاہزادہ بدیع الملک کے نعرہ کی آواز سنی
دل افروز سے کہا ہم سب شاہزادہ کی مدد کرنا چاہتے ہین پس تو ہمکو کسی قدر اسباب حرب دے
دل افروز نے فوراً یراق و مرکب طلب کرکے سردارون کو دئیے یہ سب مسلح و مکمل ہوکے شاہزادہ
کی مدد کو پہونچے شاہزادہ ان سردارون کے آنے سے بہت خوش ہوا اور کہا ای دلاورو اب
موقع توقف کا نہین ہی جلد کوشش کرکے ان گبران بدکار کو سزاے معقول دو چنانچہ تمام سردار
گبرون پر حملہ آور ہوئے کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگا دئیے مقرنس نے جو دلاوران اسلام
کی یہ سفاکی دیکھی سحر و افسون پڑھتا ہوا بدیع الملک کی جانب جھپٹا مگر اُس ہیکل کی برکت سے
سحر و افسون نے شاہزادہ پر اثر نہ کیا جھنجھلا کے کہا او اجل گرفتہ تو سمجھتا تھا کہ میری تمام کاروائین
گور دگر دیگا شاہزادہ نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا کہ تو کیا بکتا ہی اگر تیری کوئی تدبیر بکار آمد ہو سکتی
ہی تو کیون تامل کرتا ہی مقرنس نے دوسرا افسون پڑھنا شروع کیا اس افسون نے بھی شاہزادہ
پر اثر نہ کیا بلکہ اُسکے قریب پہونچ کے ایک ایسا وار تیغ آبدار کا اُسپر کیا کہ مقرنس دو پرکالہ ہوکے
زمین پر گرا اور روح ناپاک اُس بیباک کی مالک کی ملک ہو گئی مقرنس جہنم نصیب ہوا جادوان ہمراہی
نے جو یہ واقعہ عجیب دیکھا اُس مقام پر قیام نہ کر سکے عزازیل منقش کی طرف بھاگ گئے شاہزادہ
بافتح و فیروزی غار پر ہیبت سے باہر آیا رستم ثانی نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک تم کہان تھے
بدیع الملک نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی دوسرے روز وہان سے سوار ہوکے لشکر
اسلام کے جانب روانہ ہوئے آمدم بر مقدمہ فرعون ملعون فرعون نے کہا یارو تم سب
میری خداوندی کے قائل ہو دنیا کی نعمتین بھی میری بدولت چکھتے ہو اور آخرت کی نعمتون کے بھی
امیدوار رہو اب تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ خدا پرستون کو جواب ترکی بہ ترکی دے اور میری خداوندی
کا قائل کرے سرگن بن اسرافیل نامے ایک گبر تھا فرعون کی یہ تقریر سن کے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا ای خداوند یہ بندہ حقیر لتعمیل حکم کے واسطے حاضر ہی جو حکم ہو اُسے بجا لائے فرعون نے
کہا میرا جو کچھ حکم ہی ظاہر ہی پوچھنے کی کیا ضرورت ہی سرگن بن اسرافیل نے کہا ای خداوند مین
بسر و چشم خدا پرستون سے جنگ کرنے کو مستعد ہون بشرطیکہ قنطورہ مجھے تفویض ہو جائے
فرعون نے کہا ابھی موجود ہی پس قنطورہ کو طلب کیا اور کہا ای سرگن لے یہ موجود ہی جا
اور مسلمانون سے مقابلہ کرکے اُنکو پسپا کر سرگن نے کہا یہ بندہ حقیر بھی حاضر ہی میرے نام طبل جنگ
بجایا جاوے چنانچہ اُس شب کو سرگن کے نام طبل جنگ بجا ع ز نقارہ آواز آمد برون
کہ دولت دولت فرعون دون + تمام شب دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر
میدان مین آکر صف آرا ہوئے یکایک سرگن بن اسرافیل لشکر کفار سے باہر آیا اور چند قدم

آگے بڑھ کے پکارا کہ ای خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آجتک تمنے خداوند کے ہزارہا
بندون سے مقابلہ کیا مگر مجھ ایسے بندۂ نظرکردہ خداوند سے سابقہ نہوا ہوگا منم سرکن بن اسرافیل
اب بالیقین تمھارے ترکی تمام ہونے کا وقت آگیا جو تمسے جنگ کرنے کا خیال میرے سر مین
سایا دیکھو اسی مین خیریت ہی کہ تم خداے نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور ہمارے خداوند بزرگ
کی قدرت وعظمت کے معتقد ہو جاؤ ای خداپرستو قنطورہ کا نامزد ہونا ایسا ویسا نہ سمجھنا اُسکی
وجہ سے میرا دل ایسا غنی ہو گیا ہی کہ کسی کی وقعت میری نظر مین نہین سماتی سرکن بن اسرافیل
ابھی یہ مزخرف تقریر کر رہا تھا یکایک تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اپنی اپنی مدد کے خیال سے
اُس گرد کے جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر مین پردۂ گرد چاک ہوا دیکھا مقرلنس وغیرہ کے
چند سر ہاے ناپاک نیزون پر نصب بیشا پیش شاہزادۂ بدیع الملک خیزاخیز چلا آتا ہی شاہزادۂ
حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر ہو کے بکمال ادب آداب بجالایا حمزۂ ثانی نے جو شاہزادۂ
بدیع الملک کو مع تمام یاران دیگر صحیح وسلامت دیکھا بہت خوش ہوا فورًا خاک پر سجدہ
کو جھک گیا اور کہا ای خالق زمین وزمان وای مالک ہر دو جہان اس قابل میری زبان نہین جو اس
مرحمت وعنایت کا شکر ادا کرسکون کہ شاہزادۂ بدیع الملک اور تمام سرداران لشکر اسلام
کو بار دیگر زندہ وسلامت دکھایا مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ یہ سب پھر مجھسے ملاقی ہونگے ان حامیان
دین اسلام نے حمزۂ ثانی اور سعد بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اُسطرف نورالدہر نے
دیکھا کہ سرکن بن اسرافیل کلمات لاطائل زبان پر جاری کر رہا ہی اور مبارز طلب ہی مرکب کی
باگ پھیری سرکن بن اسرافیل کے قریب آیا کہا او گبر یہ تو کیا بیہودہ بک بک کے اپنی زبان کو
تکلیف دے رہا ہی کیسی قدرت وعظمت اور کیسا خداوند فرعون کو ہم سگ خارشتی سے
بھی زیادہ تر ذلیل وخوار سمجھتے ہین سرکن نے مثل مار دم بریدہ پیچ وتاب کھایا اور کہا ای
خداپرست افسوس کہ ابھی میرا دسترس تجھپر نہین ہی ورنہ خداوند کے حق مین جو نامناسب کلمہ کہہ
رہا ہی اُسکے عوض مین تیرا سر زمین پر ایسا گھس دیتا کہ تیری صورت نہ پہچانی جاتی نورالدہر نے
متبسم ہو کے کہا او مردود اگر تیرا دسترس مجھپر نہین ہی تو میرے عوض مین خود اپنا سر زمین مین
گھس لے اگر ممکن نہو تو اُس ملعون کا سر گھس دے جسکو تو خداوند کہتا ہی یہ بھی ممکن نہو تو لا مین
مین تیرا سر زمین پر گھس دون یہ کہا اور سرکن ملعون کے قریب آکے اس زور سے اُسکے مرکب
کو تنگاوری دی کہ اُسکی جگہ پہاڑ ہوتا تو وہ بھی گر پڑتا مگر وہ مانند سد راہ اپنی جگہ قایم رہا اور متبسم
ہو کے کہنے لگا ای خداپرست واقعی یہ حملہ تیرا بہت زبردست تھا مگر دیکھ ہمارے خداوند کی قدرت
کو اُسنے مجکو محفوظ رکھا ورنہ ہرگز محفوظ نہ رہ سکتا نورالدہر بار دیگر اُسکے قریب آیا اور ارادہ
کیا تھا کہ دوسری تنگاوری دے مگر سرکن چند قدم پسپا ہو گیا اور کہا بس اب نہین دھوکھا
ہو سکتا معلوم ہوا تو فن حرب وضرب سے خوب ماہر ہی ای جوان بتا تیرا کیا نام ہی نورالدہر نے
کہا تجکو نام سے کیا کام ہی ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ❊ اُسنے کہا نام اسواسطے پوچھتا
ہون کہ جب تو فن حرب وضرب سے ایسا ماہر ہی تو تیرا نام بھی مشہور رہوگا اور بالیقین مشہور نام

گو مین نے بھی سنا ہوگا شاہزادہ نے کہا سن میرا نام نور الدہر ہی اُسنے کہا بیشک مین نے یہ نام سنا ہی آ
حملہ کر شاہزادہ دونون ہاتھون سے نیزہ کو گرفت مین لایا اور زور و طاقت سے اُسکے سینہ پُر کینہ پر مارا اگر
اگر کوہ ہوتا تو وہ نیزہ در رہتا مگر اُس شقی ازلی نے سر نیزہ کو گرفت مین لا کے ایسا جھٹکا دیا کہ شاہزادہ کے
ہاتھ سے نیزہ چھوٹ گیا کہا ای خداپرست اب تجھکو اپنے خدا سے نادیدہ اور ہمارے خداوند کی زور و طاقت
کا حال معلوم ہوگیا ہوگا نور الدہر نے کہا او پاجی تو بیہودہ گوئی کسی طرح نہین چھوڑتا یہ کہا اور دوسرا
وار کیا اُس موذی نے اُس وار کو بھی روکیا اس مرتبہ نور الدہر کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُسکو
سر سے بلند کر لیا اور بآواز بلند نعرہ مارا کہ ای خداپرستو دیکھو اپنے نامآور سردار کو اِسکو کہتے ہین
فضل خداوندی آج صرف اسی قدر جنگ و حرب پر اکتفا کیجاتی ہی کل کے روز پھر تمھاری خبر لیجائیگی
اور خداوند کی قدرت دکھائی جائیگی بعد ازان نور الدہر کو اُسی طرح ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے اپنے
لشکر کیطرف راہی ہوا اس طرف لشکر اسلام بھی مایوس و رنجور اپنی قیامگاہ مین واپس آیا کچھ خفت
تھی اور کچھ اس بات کا ملال تھا کہ نہین معلوم یہ ملعون نور الدہر سے کس طرح پیش آوین پھر
بارگاہ سلیمانی مین آ کے قیام کیا حمزۂ ثانی شاہزادۂ بدیع الملک کے جانب متوجہ تھا جب ہدہد
پر نظر پڑی بدیع الملک سے پوچھا ای شاہزادۂ والا قدر یہ عیار کس قسم کا ہی بدیع الملک نے
کہا یہ عیار ہدہد نام خواجہ عمر کا دختر زادہ ہی میری محبت مین اسنے اپنے پرون کو قطع کو کیا ہی جبتک
یہ ہلاک ہوگیا ہوتا بارے خداوند عالم نے اپنا فضل کیا جو یہ تندرست ہوگیا حمزۂ ثانی نے کہ
اسکی کیا وجہ شاہزادہ نے کہا اسکی وجہ یہ ہی کہ پریزادون کے پر قطع ہونے سے وہ زندہ نہین
رہ سکتے چنانچہ یہ بھی قریب المرگ ہوگیا تھا مین نے درگاہ باری مین اسکے واسطے دعا کی میری دعا قبول
ہوگئی جو یہ تندرست ہوا حمزۂ ثانی نے کہا یہ عیار نہایت چست و چالاک معلوم ہوتا ہی سیارۂ ثانی
نے کہا شہریارا ابھی یہ بالکل کم عمر شیرخوارہ ہی دودھ کے دانت بھی ابھی نہین ٹوٹے ہان جب جوان
ہوگا اُسوقت اِسکی چستی و چالاکی دیکھنے کے قابل ہوگی ابھی کیا ہی بشرطیکہ زندہ رہے کیونکہ اسنے خود
اپنے پر قطع کیے ہین اور یہ بھی سُنا ہی کہ پریزاد پربریدہ زندہ نہین رہتا بدیع الملک نے کہا نہین اب
اسکی ہلاکت کا زمانہ گذر گیا اگر ہلاک ہوتا تو اُسی وقت ہلاک ہو جاتا اسقدر عرصہ کے بعد خاص اس سبب
سے نہین ہلاک ہو سکتا ہان خدانا کردہ کوئی اور مرض لاحق ہو جائے تو اُسکا ذکر نہین یکایک ہدہد
حمزۂ ثانی کے روبرو آیا دعا و ثنا سے صاحبقرانی اسی طرح بجا لایا ؎ ہمہ ایام و اوقات تشریفت
بکام دوستان مہربان باد ؎ پھر عرض کی ای شہریار فلک مقدار ای خورشید اوج اقتدار یہ لوگ بجائے
خود اپنے کو کچھ سمجھتے ہین بڑون بڑون کے سامنے مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہین کوئی اپنے کو بزرگ سمجھ کے
بزرگ نہین ہو سکتا جبتک کہ بزرگی کے اسباب فراہم نہ کرے ؎ تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ؎ از بسکہ تمام سردارون کے مقابلہ مین شاہزادۂ بدیع الملک کا کام
مقدم ہی بس مین بھی مقدم سمجھتا ہون ای شہریار یہ عیار مجکو کچھ خیال مین نہین لاتے حمزۂ ثانی نے
کہا ای ہدہد واقعی تو نے سچ کہا کہ بزرگی کسی کو حاصل نہین ہو سکتی جبتک کہ سامان بزرگی مہیا نہین ہوتا
اور جو بزرگ ہوتا ہی اُسی کا کام مقدم سمجھا جاتا ہی مین مانع نہین ہون اگر تو شاہزادۂ بدیع الملک سے

کام کو مقدم سمجھے لیکن فی الحال مین اُسی کے کام کو مقدم سمجھتا ہون جو سمر گن اور قنطورہ اور نورالدہر
کو زندہ ہمارے پاس لائے اور ایک کام کے مقدم سمجھنے پر کیا موقوف ہی سب ہی فضیلتین اُسمین موجود
سمجھی جاوینگی ہدہد نے کہا بہت مناسب جوارشاد ہوا غلام کو اُس کے انجام وہی کی اجازت مرحمت
ہو حمزہ ثانی نے کہا اجازت ہی ہدہد روانہ ہوا سیارہ ثانی نے امیہ ثانی سے آہستہ کہا ای خواجہ
تمنے ہدہد کی تقریر سنی اُسنے کہا ہان کہا پھر اب کیا ارادہ ہی امیہ ثانی نے کہا جو کچھ کہو سیارہ نے کہا کہنا
یہ ہی کہ جلد کوشش کرو اگر ہدہد کوئی سبقت لیگیا تو بس ذلت کا سامنا ہی امیہ ثانی نے کہا وہ قوم پر برار
سے بھی ہی سیارہ تے کہا پر بریدہ بھی تو ہی چالاک بن عمر بھی موجود تھا اُسنے کہا کیا باتین ہو رہی
ہین سیارہ نے کہا اگر عزت رکھنا ہی تو چلو تم بھی کوشش کرو ہدہد جس کام کیواسطے گیا ہی وہ کام فقط
تم ہی سے انجام پا جائیگے چالاک بن عمر نے کہا مین پیشتر سے یہی ارادہ کیے بیٹھا ہون مگر ای سیارہ
تمکو اس بات کا بھی خیال ہی کہ ہدہد اگر اس کام کو بنا لایا تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا سیارہ ثانی نے کہا ای چالاک
مین اس نتیجہ کو نہین سمجھا چالاک نے کہا مجھسے سنو اگر ہدہد نورالدہر وغیرہ کو لے آیا اسوقت ہدہد
ضرور حمزہ ثانی سے دعوی ہمچشمی کریگا سیارہ نے کہا ای چالاک واقعی تیری راے صحیح ہی خیر
حمزہ ثانی جانین اور انکا کام جانے ہمکو کیا بعد اس گفت وشنید کے سیارہ امیہ ثانی اور چالاک بن عمر بھی
روانہ ہوگئے ان عیارون کے جانے کے بعد وہی خیال چالاک بن عمر کا پیش آیا کہ بعض عیارون نے
حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار ہمکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ہدہد اس کام کو انجام دے کے
تمسے ہمچشمی کا دعوی کریگا اُسوقت کیواسطے کیا بندوبست کر رکھا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای فلان واقعی
تو صحیح کہتا ہی پھر اسکا کیا تدارک کیا جاوے اُسنے کہا اسکا تدارک اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ خود بھی
کچھ فکر کرو حمزہ ثانی تا دیر سرنگون سکوت مین کچھ سوچتے رہے آخر خود بھی اُسی جانب روانہ ہوئے ہدہد
پیشا پیش خیزاخیز چلا جاتا تھا حتی کہ سمر گن کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا سمر گن قنطورہ پہنے بیٹھا ہی
آہستہ وہان سے ایک گوشہ مین آیا نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ سمر گن کے خیمہ کے قریب وہ نقب
پہونچی چونکہ کسی قدر عرصہ گذر ا تھا اب جو اندرون خیمہ نظر کی دیکھا تخت نکبت پر سمر گن بیخبر سو رہا ہی
چونکہ سر نقب مثل سوراخ موش بنایا تھا تاکہ مخفی رہے اور اُس سوراخ سے جھانک کے سمر گن کو بیخبر سوتا
دیکھا تھا اب ارادہ کیا کہ سوراخ نقب کو بڑھا کے سمر گن کے پاس جاؤن اور بیہوش کر کے لے بھاگون
یکایک کیا دیکھتا ہی کہ عمر ثانی ایک جانب قنات خیمہ کو چاک کر کے خیمہ مین پہونچ گیا اور قریب تھا کہ
سمر گن کو بیہوش کر کے اُٹھا لیجائے دارو بیہوشی ہاتھ مین تھی اور سمر گن کے قریب پہونچا
تھا سمر گن کے سر مین خارشت معلوم ہوئی اُسنے سر کھجلانے کو ہاتھ اُٹھایا اُسکا ہاتھ عمر ثانی کے لگا
سمر گن کی آنکھ کھل گئی عمر ثانی کو دیکھ کے کہا تو کون ہی پھر کہا ہان تو ہی خدا پرست مین سمجھ گیا میرہی گرفتاری
کو میہان آیا ہی ہاتھ بڑھا کے عمر ثانی کو گرفتار کیا اور مضبوط ستون خیمہ مین باندھا کہا بڑا فضل ہوا خداوند
کا کہ مین بیدار ہوگیا ورنہ یہ خدا پرست مجکو گرفتار کر لیجاتا مین سولون تو سمجھون اسی طرح بند ہمارہ یہ
کہکے پھر بیخبر سو گیا ہدہد نے ارادہ کیا کہ عمر ثانی کو رہا کرے اور اُسکی مدد سے سمر گن کو بیہوش کر کے
گرفتار کر لے اب کیا دیکھتا ہی کہ دوسری نقب سے دو سیاہ پوش خیمہ مین داخل ہوئے ایک سیارہ ثانی

دوسرا امیہ ثانی دونون برابر داخل خیمہ ہوئے سیارہ ثانی نے کہا ای امیہ یارے یہانتک بخیریت پہونچ گئے یہ ملعون بیخبر سورہا ہی مین نور الدہر اور عمر ثانی کو رہا کرتا ہون تو سرگن کو بیہوش کرکے گرفتار کرلے مگر خبردار خوب ہوشیاری رکھنا اُسنے قبول کیا دفعتاً امیہ کو چھینک آئی اُسنے روکنا چاہا سیارہ کو معلوم ہوگیا سوچا کہ سرگن چھینک کی آواز سے بیدار ہو جائیگا اُسنے امیہ کی ناک پکڑ لی امیہ کا دم گھٹا چھینک کے زور سے امیہ کی ناک اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی خوب زور سے چھینک بھی آئی اور بے اختیار امیہ کی زبان سے نکلا ہائین ہو گیا تھا ان آوازون سے سرگن کی آنکھ پھر کھل گئی دونون کو دیکھ کے کہا آؤ تم بھی سہی یہ کہکے ان دونون کو بھی بستہ کرکے ایک ایک میخ طناب مین اُن دونون کو بھی باندھ دیا اور کہا تھوڑی دیر صبر کرو مین سو لون تو سمجھون ابھی دیکھو خداوند کا فضل کتنون کو بند ھواتا ہی اور پھر سو رہا ہدہد سر نقب بار یک سے یہ تماشا دیکھ رہا ہی اب دیکھا کہ چالاک بن عمر قنات خیمہ کو چاک کرکے خیمہ مین داخل ہوا ابھی سرگن نیم خواب تھا اور اُس مردود کو خیال بھی تھا کہ اسقدر مسلمان آچکے ہین اور ابھی اور بھی آئین گے آہٹ سے فوراً آنکھ کھول کے چالاک کو دیکھا چالاک نے بھی فوراً دیکھ لیا کہ یہ مردود مجھے دیکھ چکا ہی ادھر یہ اُٹھا کہ گرفتار کرون اُدھر چالاک خیمہ سے بھاگا سرگن در خیمہ تک اُسکے تعاقب مین گیا پھر سوچا کہ اسکے تعاقب مین یہ گرفتار رہا ہو جائین گے اپنے بستر پر واپس آیا وہان چالاک خوف سے بے تحاشا بھاگا جاتا تھا حسب اتفاق اُس طرف سے شین بن شیاطین آتا تھا چالاک کو دیکھ کے فوراً سمجھ گیا کہ یہ لشکر اسلام کا عیار ہی کہا باش او خیرہ سر میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی لپک کے چالاک کا کان لیا چالاک نے اُسکے کلہ پر تھپڑ مارا جس سے وہ تیورا گیا کان تو چھوٹ گیا لیکن ہاتھ اُسکے ہاتھ مین آگیا دونون مین ہشت مشت شروع ہوئی آخر شین بن شیاطین نے اُسکو بستہ کرلیا اور سرگن کے پاس لاکے کہا اسے پہچانتا ہی سرگن نے کہا کیون نہین یہ ابھی یہین سے بھاگا تھا شین نے دیکھا عمر و سیارہ و امیہ بستہ ہین پوچھا یہ کون ہی اُسنے کہا یہ بھی سب اِسی کے ساتھی ہین انکو مین نے گرفتار کیا ہی شین بن شیاطین نے کہا ای سرگن آج خداوند کا بڑا فضل تیرے حال پر ہوا کہ ان متعدد خداپرستون کے ہاتھ سے بچا ورنہ ضرور ہلاک کیا جاتا مین چاہتا ہون کہ تو سو اور مین تیری پاسبانی کرون سرگن نے کہا ای شین اب مجکو نیند نہین آئیگی شین نے کہا پھر بھی تیری حفاظت کی ضرورت ہی نہین معلوم کسقدر خداپرست تیری گھات مین آئے ہونگے جنمین سے ابھی اسقدر گرفتار ہوئے ہین سرگن نے کہا تجھے اختیار ہی سرگن اور شین دونون گبر ایک جگہ بیٹھے سرگن نے کہا ای شین خالی بیٹھنے سے کیا فائدہ کچھ سرور ہی سہی شین نے کہا اب شامت کا سامان نہ کر سرگن نے کہا شامت کیون آئیگی یہ سب مستحکم بستہ ہین کیا کر سکتے ہین شین نے کہا تجھے اختیار ہی غرضکہ شراب آئی دونون نے خوب زہر مار کی ہدہد نے دیکھا کہ یہ گبر مردود بیدار ہین ایک عیاری سوجھی نقب سے باہر آیا خوبصورت نوخیز طفل کے مشابہ ہوا لباس مکلف پہنا تنگ شراب ہاتھ مین لیا طلائی دوپر اپنے بازوؤن پر نصب کیے سرگن کے خیمہ کے قریب آیا پاسبانون نے جو اُسکو دیکھا ادب سے سلام کیا پوچھا آپ کون صاحبزادے ہین ہدہد نے کہا ہم کوئی ہین یہ بتاؤ کہ سرگن سوتا ہی یا جاگتا ہی کہا

خداوند جاگتا ہی ہدہد نے کہا جاؤ ہمارے آنے کی اطلاع دو ایک پاسبان خیمہ مین گیا اور کہا ایک نوجوان ذیشان ملاقات کو آیا ہی سرکن نے کہا آنے دو ہدہد خیمہ مین پہونچا سرکن اُسکو دیکھ کے متعجب ہوا کہا اے جوان ماہ سیما تو کون ہی اور کس غرض سے یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اگر میرے لائق مجھسے کوئی کام تیرا متعلق ہو تو مجھے اُس کام کے کرنے مین کچھ عذر نہوگا بلکہ فخر سمجھونگا اسواسطے کہ جس خداوند کا مین بندہ ہون اور جسکا فضل و کرم میرے شامل حال رہتا ہی اُسکا بھی یہی قاعدہ ہی کہ جب کوئی نوجوان وجیہ حسین اُسکے پاس آتا ہی اُسکی کمال درجہ خاطرداری کرتا ہی اور کسی طرح اُسکی دلشکنی روا روا نہین رکھتا حتی کہ خادمون کی طرح تابعداری کو موجود ہو جاتا ہی ہدہد نے کہا او لعین نابکار اتنبک تو نے مجھکو نہین پہچانا کہ مین کون ہون سرکن نے کہا صاحبزادے تم ناراض کیون ہوتے ہو مین نے تمکو نہین پہچانا بیان کرو تم کون ہو ہدہد نے کہا او گیدی مین محبوب القلب خداوند ہون خداوند نے قصر معلق سے خاص تیرے پاس بھیجا ہی خبردار ادب و لحاظ سے پیش آ ورنہ تیری سخت شکایت خداوند سے کرونگا سرکن گھبرا گئے اُٹھ کھڑا ہوا ہدہد کے گرد پھرا کہا اے نظر کردۂ خداوند اول تو مجھسے تیری کوئی خطا نہین ہوئی ہی اگر مین نے نہین پہچانا تو یہ میرا قصور نہین ہو سکتا اسواسطے کہ مین نے آج کے سوا کبھی نہین دیکھا اور نہ مجکو خداوند نے اطلاع دی کہ مین فلان شخص کو تیرے پاس بھیجونگا بعد ازان ہدہد کو سرکن نے نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پہلو مین بٹھایا کہا آج خداوند کی میرے حال پر کیا نظر رحمت تھی جو ایسے وجیہ اپنے نظر کردہ کو میری عزت افزائی کیواسطے بھیجا ہدہد نے وہ تنگ شراب بغل سے نکالا اور سرکن کو دے کے کہا آج خداوند نے خاص اس شراب کیواسطے یہان بھیجا یہ شراب خاص خداوند کے نوش کرنے کی ہی جو آسمان سے تیرے واسطے بھیجی ہی اسکے پینے سے آنکھین ایسی کھُل جاتی ہین کہ ساتون طبقے آسمان اور ساتون طبقے زمین کے نظر آتے ہین یہ مرحمت خداوند خاص اُس شخص کیواسطے مخصوص ہوتی ہی جو اعلی سے اعلی مقرب خداوند کا ہوتا ہی زہے نصیب تیرے کہ ایسا تحفہ درگاہ خداوندی سے تیرے واسطے آیا اور علی الخصوص مجھ ایسا شخص اس کام کیواسطے مقرر ہوا خداوند کو اسقدر میری خوشی مدنظر ہی کہ اگر کہون بیٹھا رہ تو فوراً خداوند لیٹ جاتا ہی اور پھر ہفتہ ہفتہ اُسی طرح پڑا رہتا ہی جبتک مین اجازت نہ دون نہین اُٹھتا سرکن نے ہدہد کو سلام کیا اور شرابخواری مین مصروف ہوا اور شتین سے کہا اے برادر کیا تامل ہی خاص خداوند کی بھیجی ہوئی مے ناب ہی تو بھی شغل کر اُسنے بھی ایک جام مملو کر کے پیا ہدہد نے کہا اے خداوند کے بندو کیون ڈرتے ہو جہانتک پی جا سکے پیو اب مدت العمر ایسی شراب ناب میسر نہوگی سرکن نے کہا اے خداوند کے نظر کردہ مین نے تو مطلق تکلف نہین کیا تو نے دیکھا کہ ایک دو جام پر اکتفا نہین کی ہدہد نے کہا خوشا حال تیرا اور یہی غرضکہ سرکن اور شتین بن شیاطین اُس شراب کو پی کے خوب مدہوش ہوئے ہدہد نے پہلے قنطورہ سرکن کے سر سے اُتارا اور اپنے سر پر رکھ لیا بعدہ سرکن اور شتین لعین کو بستہ کر کے بقچہ بنایا پھر عیارون کے پاس آیا انکو مع نورالدہر بیہوش کیا اور سب کا ایک بقچہ بنایا سرکن کی بارگاہ مین جسقدر مال و اسباب تھا اُسکا بھی ایک پشتارہ بنایا ان سب بقچون کو یکے بردیگرے باندھ کے

اُٹھا لیپا صبح کا وقت تھا کہ اُسی لباس مجبوب القلب سے حمزۂ ثانی کی خدمت مین پہونچا بقچون کو پشت سے زمین پر گرایا حمزہ کو اُسکی صورت دیکھ کے تعجب ہوا کہا تو کون ہی ہدہد ہنسا اور کہا شہریار غور سے میری صورت ملاحظہ فرماؤ اور پہچانو مین وہی خادم ہون حمزۂ ثانی نے کہا کون خادم مین نے نہین پہچانا اور سبھی ملازمون نے باواز بلند کہا ای نوجوان صاف بیان کر تو کون ہی ہدہد نے کہا تم لوگ خاموش رہو اُنھون نے کہا کس طرح خاموش رہین تو اپنا پتا کیون نہین دیتا ہدہد نے دیکھا کہ یہ سب پریشان ہین حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کی ای والا منزلت یہ غلام وہی ہدہد نام ہی جسکو خدمت گذاری کے واسطے بہیجا تھا یہ بقچے موجود ہین انمین سب مردمان مطلوب موجود ہین بدیع الملک بہت خوش ہوا حمزۂ ثانی نے اُن بقچون کے کھولنے کا حکم دیا ہدہد نے پہلے سرکن کے مال و اسباب کا پشتارہ کھولا حمزۂ ثانی نے چین بر جبین ہوکے کہا ای ہدہد مین تجھے اسواسطے نہین بہیجا تھا کہ وہانکا اسباب باندھ لا بلکہ نور الدہر وغیرہ کے لانے کو بہیجا تھا ہدہد نے دوسرا بقچہ کھولا اُسمین سے سرکن اور شین بن شیاطین برآمد ہوئے اور کہا شہریار یہ اسباب سرکن کی بارگاہ کا عیار ونکی مہمانی کیواسطے لایا ہون حمزۂ ثانی نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن نور الدہر کہان ہین اُسنے تیسرا بقچہ کھولا اُسمین سے نور الدہر نمودار ہوئے حمزۂ ثانی نور الدہر کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہا ای ہدہد پہلے سرکن اور شین کو ہوش مین لا تاکہ اُنسے کچھ باتین کرون مگر بخوبی مستحکم بستہ کرلے ایسا نہو کہ ہوش مین آکے قبضہ سے نکل جائین تو کل محنت ضائع ہوجائے ہدہد نے اور زیادہ اُن دونون کو بستہ کیا اور داروے رفع بیہوشی سنگھا کے دونون کو ہوش مین لایا سرکن اور شین بن شیاطین نے آنکھین کھولین اپنے کو مستحکم بستہ پایا منفعل ہوکے سرون کو جھکا لیا شاہزادہ نے کہا ای گبران بے ایمان کہو اسوقت تم اپنے کو کس حال مین پاتے ہو اگرچہ تم میرے قبضہ مین ہو اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تم بے ایمانون کے عہد و اقرار کا کچھ اعتبار نہین ہی مین نے بڑون بڑون کو دیکھا کہ اُنھون نے ظاہر مین رفاقت اختیار کی اور انواع اقسام کی رعایتین اُنکے حق مین مرعی رکھی گئین مگر آخر مین اُنکے کینہ کا حال معلوم ہوا تاہم اگر تم دونون بے ایمان دین اسلام اختیار کرو تو ہم رہا کردین ورنہ تمھارے دھڑون پر سر نہ رہین گے سرکن نے سر اونچا کیا اور کہا ای حمزہ مین نے تمھارے اوصاف بیشتر سنے ہین کہ تم مرد مردانہ ہو اور تمھارا خیال کرتا تھا نہ ہی اور ہر ایک کام کو مردانگی سے انجام دیتے ہو مگر اسوقت مین دیکھ رہا ہون کہ تمسے بڑھ کے دنیا مین کوئی حیلہ ساز نہوگا ہمکو فریب سے گرفتار کیا اب یہ بیان ہی کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ ہلاک کیے جاؤگے اسکے کیا معنے ہین جنگ و حرب مین دین و ایمان کا کیا دخل ہی عیسی بدین خود موسے بدین خود مشہور ہی بالفرض یہی صحیح ہی کہ پھر عالم ہوشیاری مین مقابلہ کرکے مجھے گرفتار کیا ہوتا اُسوقت مجھسے جو کچھ فرمایش ہوتی مضایقہ نہ تھا اسی قبیل سے کچھ ایسی باتین کین کہ حمزۂ ثانی کو غیرت آگئی بجاے خود متامل ہوکے حکم دیا کہ اسکو مع شین رہا کردو فوراً اُن دونون کے بند کھول دیے گئے حمزۂ ثانی نے خلعت اُن دونون کو دیا اور کہا ہمنے تم دونون کا یہ عذر قبول کیا اب ہم اُسی وقت تمکو مسلمان کرینگے جب مقابلہ کرکے تمکو گرفتار کرینگے سرکن نے کہا ہان اسکا مضائقہ نہین یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوگیا حمزۂ ثانی نے کہا ای ہدہد

اب اور بقچہ کھول ہدہد نے تیسرا بقچہ کھولا جس مین مع نورالدہر پانچ آدمی بستہ تھے حمزۂ ثانی نے ہدہد کی ہشیاری کی تعریف کی اور کہا ان سب کو ہوشیار کرو چنانچہ عمر ثانی و بیارۂ ثانی و امیہ ثانی و چالاک کو حمزۂ ثانی کے سامنے لائے اور دارو رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا انھون نے جو اپنے کو ہوشیاری مین رہا پایا اور حمزۂ ثانی وغیرہ کو دیکھا زمین خدمت کو بوسہ دیا حمزۂ ثانی نے کہا ای عمر ثانی ہدہد کو سب سے مقدم سمجھنا چاہیے یا نہین عمر نے کہا شہریار واقعی ہدہد عجب مرد میدان ہی اور اعلی کارگزار ہی ہم اور تمام سرداران لشکر اسلام اُسکے آزاد کردہ ہین اگر اُسکو منظور ہو تو خواجہ کی کرسی بھی تسلیم کر لین ہدہد نے دست بستہ کہا شہریارا یہ کیا ارشاد ہوتا ہی مین کیا وقعت رکھتا ہون جو کوئی میرا آزاد کردہ ہوگا تمام حلقہ بگوشون مین سے مین بھی ایک ادنی شخص ہون اور یہ جو ارشاد ہوا کہ کرسی خواجہ اُسکے لیے تسلیم کرتے ہین صاحب من یہ بیامہ خاص تم ہی ایسے عالیجاہ کے قد بالا پر زیب ہی اگرچہ مجکو لازم نہ تھا کہ اس قدر ترک ادب کرون لیکن بنا بر ضرورت اپنی بخشی کی راہ سے یہ کام کیا ہی اور عمر ثانی کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دے کے خواجہ کی کرسی پر بٹھا دیا حمزۂ ثانی نے اُسکو خلعت دیا سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہدہد کے نام سے مجلس آراستہ کی گئی یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی آواز بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے حمزۂ ثانی کی صورت دیکھی حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دوسرے روز میدان معرکہ مین آکے دونون لشکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا سرکن بن اسرافیل تھا رستم اُسکے مقابلہ کے واسطے آیا تا دیر دونون مین رد و بدل رہی تا اس شاہزادۂ نامدار کو کسی طرح کا صدمہ پہونچا اور نہ اُس گبر مکار کے کوئی زخم لگا آخر الامر رستم نے اس قوت سے تیغ بیدریغ کا وار اُسپر کیا کہ دو حصہ ہو کر زمین پر گرا اُس طرف فرعون نے جو سرکن کو خاک پر دیکھا حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کر لو تمام لشکر کفار رستم پر حملہ آور ہوا حمزہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اہل لشکر کو رستم کی حمایت کا حکم دیا دونون لشکرون مین جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی جو جسکے سامنے آیا ایک ہی وار مین دو ہو گیا ہر طرف سر و دھڑ کا ڈھیر تھا کشتون کے پشتے تھے بگیر بزن کی آواز تا آسمان جاتی تھی رستم کا یہ حال تھا کہ دار پر وار علی الاتصال لگا رہا تھا

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
بجز راد مرد دو را چارہ کرد

راوی کہتا ہی کہ تین شب و روز یہ ہنگامہ کشت و خون برپا رہا چوتھے روز لشکر کفار نے شکست کھائی فرعون لشکر اسلام کے روبرو آکے کھڑا ہوا اور کہا ای خدا پرستو کیون مجھسے مخالفت کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو دیکھو میرے رحم کو اسوقت بھی تمھاری فہمایش کو آمادہ ہون آؤ مجھسے معافی کے خواستگار ہو دیکھو کس طرح تمھارے گذشتہ گناہون کو معاف کرتا ہون حمزۂ ثانی نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ اس گبر مکار کو گرفتار کر لو سب ایک مرتبہ تلوارین علم کر کے فرعون کے جانب دوڑے اُسنے جو یہ رنگ دیکھا سمجھا کہ یہ سب میری ہلاکت کے درپے ہو کے اس طرف آتے ہین وہان سے بھاگ کے قصر معلق مین قرار لیا ضحاک و قباد پھر وہین حصار مین آکے مقیم ہوئے اور دروازہ ہاے قلعہ کو بند کر لیا تمام فوج اسلام لوٹ مین مصروف ہوئی ہر ایک لشکری مال و اسباب کا پشتارہ باندھ لایا جسمین انواع اقسام کا مال و اسباب از قسم زر و جواہر تھا حمزۂ ثانی نے بافتح و ظفر وہان سے مراجعت کر کے بارگاہ مین آکے قیام کیا

اب حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ مین مقیم رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادۂ نامدار بدیع الملک عالیوقار کا بیان ہوتا ہی مع حالات تورج بدرگ

اسقدر ناز ہی کیون آپکو یکتائی کا
عرصہ حشر تو بازار ہی رسوائی کا
خوگر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہون
تیرے کشتے نے کیا کام مسیحائی کا
اس ادب سے تہِ شمشیر تڑپتا ہی دل
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا
رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
مین نے منہ چوم لیا اسکے تماشائی کا

دوسرا نام ہی وہ بھی مری تنہائی کا
جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
کہ وصال آج ہوا ہی شب تنہائی کا
ہر گلی کوچے مین پامال اسے ہونا تھا
کہ گمان تیری طپش پر ہو شکیبائی کا
وان شب وعدہ ملی پا نہین مہندی اُسنے
ملتجی تھا تری تصویر سے گویائی کا

گیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
کون اب روکنے والا ہی مری آئی کا
زندہ ہی نام شہادت کا اُسی کے دم سے
دل ہی یا نقش قدم ہی کسی ہرجائی کا
وہ یہ کہتے ہین مرا صبر پڑیگا تجھ پر
یان کلیجہ کو بی ملتا ہی تمنائی کا
ہو گیا پرتو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ

خوردہ بینان امور خوش بیانی و نکتہ دانانان خوبی ہمہ دانی اس روایت عجیب و حکایت غریب مین یون خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ بدیع الملک فلک بارگاہ نے طلسم تابستان کو شکست کیا تورج بدرگ بھی طلسم بند تھا شاہزادہ نے نیرنگ جادو کو ہلاک کیا تورج بدرگ کے مع یاران دیگر دست و پا سے خود بخود بند کھل کے گر گئے تورج اُس سراچہ سے باہر آیا بیابان کی راہ لی خیز اخیز چلا جاتا تھا لیکن قابل قیام کوئی جگہ نہ ملتی تھی ایک مہینہ کامل سرگردان رہا اپنی حیرانی و سرگردانی پر روتا تھا قطع منازل مین جان کھوتا تھا ایک روز نفس سرد بھرتا آہ کرتا چلا جاتا تھا عالم ناامیدی مین یکایک اُسکی نظر ایک پیادہ پر پڑی غور سے دیکھا پہچانا آواز دی ای اہرمن کہان جاتا ہی ادھر اہرمن نے بھی دور سے دیکھا متعجب ہوا کہ یہ کون ہی جو مجھکو بلاتا ہی اپنی جگہ ٹھہر رہا تورج خود اُسکے قریب پہونچا اب اہرمن نے تورج کو پہچانا با ادب تمام سلام کیا تورج نے بعد جواب سلام کہا ای اہرمن فیل پا تو کہان تھا اہرمن نے کہا ای تورج خان جب مین نے تجھے جزیرہ مین خلاص کیا اور قلعۂ آہنی مین لیگیا اور بدیع الملک نے آکے دوبارہ تجکو گرفتار کیا مین منتشر اور پریشان ہوکے باختر کے جانب راہی ہوا اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ اور پسران لازل شاہ سلیمان کی قید مین مبتلا تھے اُنکو مین نے رہا کیا اور جزیرۂ فندق مین لیگیا فی الحال وہ ایک فوج کثیر جمع کرکے تیری طرف آتے تھے اُنکو پاے تخت مرزبخ مین کہ جو ہفت در بند باختر مین واقع ہی چھوڑکر تیری خدمت مین حاضر ہوا ہون اب یہ بتا کہ تو کس فکر مین مبتلا ہی تورج نے کہا ای اہرمن تین سال بھر فرعون کے پاس رہا یہ کہکے تمام سرگذشت تورج نے اہرمن کے روبرو بیان کی اہرمن نے کہا ای تورج خان تو بجاے خود منصب صاحبقرانی رکھتا ہی تیرے واسطے کیا ضرور ہی کہ سپہ سالاری فرعون کی اختیار کرے آہم اور تو دونون باختر مین چلین وہان تیری فوج تیرے انتظار مین ہوگی تورج نے کہا کیا مضایقہ ہی مین موجود ہون غرضکہ اہرمن اور تورج بدرگ دونون باختر کے جانب روانہ ہوگئے

بازآمدم بر مقدمہ لشکر تورج بدرگ

راویانیکہ در سخن فرداند | شرح این داستان چنین کردند | کہ بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ

اور پسر زلانل یعنے پدر اور مریخ خان بن ملا خان ان تمام گبرون نے منجم کو طلب کیا ستارہ شناس نامی
ایک منجم کہنہ سال تھا ملازم حسب الحکم گبران مذکور ستارہ شناس کو بلا لایا ان سب گبرون نے کہا ای
ستارہ شناس اپنے قواعد نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ ہمسے توریج خان سے کب ملاقات
ہوگی اور آیا ملاقات ہوگی کبھی یا نہین ستارہ شناس نے کاغذ پر زائچہ کھینچا قرعہ پھینکا حساب کرکے جواب دیا کہ توریج خان
سے تمھارے ملاقات ضرور ہوگی لیکن ابھی ایک مہینہ پندرہ روز کا عرصہ باقی ہی اُنھون نے پوچھا
کہان ملاقات ہوگی ستارہ شناس نے کہا نواحی دربند طاؤسان مین تمھاری ملاقات توریج خان
سے مقرر معلوم ہوتی ہی اور توریج خان کو اہرمن مقام فرعونیہ سے باختر مین لایا ہی بلکہ ہنوز راہ مین
ہی عنقریب وہ بھی پہونچا چاہتا ہی پس یہ گبر کوچ کرکے دربند طاؤسان کے قریب پہونچے وہان قیام کیا
دوسرے روز مریخ خان اور پسر زلانل شکار کی غرض سے ایک جنگل مین گئے صید وشکار مین معروف
تھے یکایک تتق گرد نمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نقابدار چلا آتا ہی آتے ہی اُسنے آواز
نعرہ مارا کہ ای گبران مکار و ای سیہ بختان بدکار اگرچہ تم صید وشکار کا شوق رکھتے ہو لیکن تمھاری یہ مجال
نہین ہی کہ صاحبقران کے ملک مین شکار کھیل سکو پسر زلانل نقابدار کے قریب آیا اور کہا ای نقابدار
مجہول الاحوال جنگل وصحرا شکار ہی کیواسطے ہی صاحبقران کی ملک نہین ہوسکتا نقابدار نے کہا بیشک ملک
ہی تیری اس مزخرف تقریر سے کچھ فائدہ نہوگا پسر زلانل نے کہا ہم ضرور شکار کھیلین گے تیرے مانع ہونے
سے ہم ہرگز باز نہ آئین گے غرضکہ بعد گفت وشنید بسیار رد وبدل کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار نے پسر زلانل
کو زخمی کیا مریخ خان دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اُسنے جو پسر زلانل کو زخمی دیکھا تاب قیام نہ لاسکا
وہان سے گریز کی اور اپنے لشکر مین آکے قیام کیا نقابدار نے وہان سے مراجعت کی بختیار شاہ
اور اختیار شاہ کے لشکر کے روبرو آکے مقیم ہوا اور نامہ لکھا کہ ای بختیار شاہ واختیار شاہ تمکو
کیا منظور ہی آیا مجھسے حرب وپیکار منظور ہی یا میری اطاعت کو منازعت پر مقدم سمجھوگے کیونکہ یہ تم
بخوبی سمجھ لو کہ میرے مقابلہ مین ہزار طرح کی کوشش کروگے کسی طرح سربر نہوسکے اُنھون نے جواب نامہ
لکھا کہ ہم مقابلہ کو موجود ہین اطاعت وہ کریگا جو کسی طرح کی قدرت وطاقت نہ رکھتا ہوگا خداوندبت بزرگ
کے فضل سے ہمارے پاس فوج کثیر موجود ہی ایسی دہمکیون نہین وہ کوئی اور بزدل ہونگے جو آجاوینگے
نقابدار اس جواب کو سنکے ایسا برخاستہ خاطر ہوا کہ اُسی وقت پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت
لیکے لشکر کفار مین در آیا اور ارادہ کیا تھا کہ جنگ مغلوبہ شروع کردے بختیار شاہ اور اختیار شاہ
دونون بادشاہ مرکبون پر سوار ہوکے نقابدار کے سامنے آئے اور کہا اگر حرب وضرب کا لطف
حاصل کرنا مقصود ہی تو اُسیطرح مقابلہ ہو جو سلف سے دستور چلا آتا ہی یعنے ایک ایک پہلوان دونون طرف
سے میدان مین آکے مقابل ہو خداوندبت بزرگ جسے دے وہ لے ورنہ پہلے ہی راہزنون کی طرح کشت
وخون کا ہنگامہ گرم کیا تو کیا نقابدار نے کہا کیا مضایقہ ہی ہم اس طرح بھی راضی ہین چنانچہ لشکر کفار
سے باجور نامے ایک پہلوان زبردست مثل پیل دمان مرکب کوہ پیکر پر سوار میدان مین آیا اور
مبارز طلب ہوا نقابدار مرکب کو مہمیز کرکے اُس پہلوان کے روبرو آیا اور کہا مین ہون تیرا مرد مقابل
آ حملہ کر ✿ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ✿ باجور نے تلوار کا وار کیا نقابدار نے اُسکا وار

پشت شمشیر پر روک کے اُسی شمشیر بران کو سنبھال کے ایسا ایک ہاتھ پالٹ کا لگایا کہ چارون پانؤن اُسکے
مرکب کے صاف قلم ہوگئے اور باجور مرکب کے پشت سے منہ کے بھل زمین پر گرا مع ہذا فوراً سنبھل
کے قایم ہوا نقابدار نے کہا او نابکار تو ابھی کچھ حوصلہ رکھتا ہی یہ کہکے تلوار سنبھالی اور اُسکے جانب
جھپٹا باجور اُسکی جھپٹ سے رعب مین آگیا اور وہان سے جست کرکے دور جا کھڑا ہوا نقابدار
پھر اُسکے قریب پہونچا اور چاہتا تھا کہ پھر وار کرے باجور جست کرکے دوسری جگہ جا کھڑا ہوا
اب یہ نوبت ہو کہ جب نقابدار اُسکے قریب جاتا ہی باجور جست مار کے دور جا کھڑا ہوتا ہی اُسکے
اسطرح کے جست وخیز سے مراد یہ تھی کہ نقابدار کو تھکا کے اسپر وار کرنا چاہیے تاکہ یہ وار رد نہ
کر سکے مگر اس بات کا عکس ظہور مین آیا یعنے جب چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ نقابدار اُسکے
جانب جھپٹا اور باجور جست کرکے دور جا کھڑا ہوا اخیر مرتبہ باجور کی طاقت زایل ہوگئی یہانتک
کہ باجور بخوبی جست نہ کر سکا نقابدار اُسکے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی خفیف ضرب شمشیر مین
باجور دو لخت ہوکے زمین پر گرا بختیار شاہ اور اختیار شاہ نے جو باجور کو ہلاک دیکھا اپنی
فوج کو حکم دیا کہ فرداً فرداً مقابلہ سے کام نہین نکلے گا بالاتفاق دھاوا کرو تمام فوج کفار تلوارین
علم کرکے نقابدار کی طرف بڑھی ادھر نقابدار کی فوج نے دھاوا کیا دونون لشکر غلط ملط ہوگئے
خوب تلوار چلنے لگی تین شب و روز علی الاتصال ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم رہا ہر طرف بگیر و بزن
کی آواز بلند تھی آخر چوتھے روز صبح کا وقت تھا کہ نقابدار نے اپنی فوج سے باآواز بلند کہا ای دلاورو
اس ہنگامہ کو بہت طول کھینچ گیا ہی جلد ایسی کوشش کرو کہ یہ گبر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچین
نقابدار کی اس تقریر کو سننا تھا کہ ایسا زبردست حملہ لشکر نقابدار نے کیا کہ فوج کفار تاب قیام
نہ لا سکی قریب تھا کہ فراری ہو اُسوقت توریج بدرگ مع اہرمن یہان پہونچا نقابدار کے
حال سے واقف ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا اب بار دیگر جنگ شروع ہوئی بختیار شاہ اور
اختیار شاہ کو پھر جرات جنگ کی ہوئی فراری ہونے سے باز رہے نقابدار نے توریج بدرگ
کو دیکھ کے کہا او نابکار بت پرست مکار ابتک اس قصہ کا فیصلہ ہوجاتا تو کہان نازل ہوگیا جو ہمکو
بار دیگر تکلیف گوارا کرنا پڑی توریج نے کہا اسوقت خداوند کو اپنا جلال و اختیار دکھانا تھا جو مجکو
وقت پر یہان پہونچا دیا نقابدار نے کہا میرے نزدیک تیری اجل یہان کھینچ لائی ہی یہ کہا اور
تیغ بیدریغ کا ایسا زبردست وار اُسکے سر پر کیا کہ اگر ایسا وار پہاڑ پر ہوتا تو شق ہوجاتا مگر اُس
مردود نے اُس وار کو سپر پر روکا اور اپنی تیغ کا وار نقابدار کے سر پر کیا جس سے نقابدار
کا خود شگافتہ ہوئے سر پر زخم پہونچا ہر چند کہ نقابدار نے دستانۂ آہنی پر بھی اُسکے ضرب تیغ کو
روکا تھا اور نہ بہت گہرا زخم نقابدار کے سر پر پہونچتا نقابدار زخمی ہوکے پشت مرکب سے
زمین پر آیا توریج نے چاہا تھا کہ تیغ کا دوسرا وار کرکے نقابدار کا کام تمام کرے مگر اُس جری نے
دوسرا وار محض دستانۂ آہنی پر رد کیا اور توریج بدرگ کا پانؤن گرفت مین لاکے پشت مرکب سے
اُسکو بھی کھینچ لیا اب جنگ زور دست و بازو کی نوبت آئی خوب بست و کشاد ہوئی ہر چند کہ
نقابدار کا سر مجروح ہو چکا تھا جسکے صدمہ سے ہر مرتبہ اُسکی طاقت کم کرتی تھی مگر بزور سعی و کوشش

برابری کی تورج ملعون ایک بلاے بے درمان ہی اُسنے جو نقابدار کے زور و طاقت مین کمی پائی فوراً نقابدار کے کمربند کو
گرفت مین لا کے بقوت تمام جھٹکا دیا نقابدار تاب قیام نہ لا یا زمین پر گرا اُس ملعون بے دین نے نقابدار کو بستہ کر لیا نقابدار
نے جو اپنے کو مجبور دیکھا اپنی فوج سے پکار کے کہا ای بہادرو اب مین گرفتار ہو گیا جسطرح تم تک نہین پہونچ سکتا تم اپنے فعل کے
مختار ہو مگر یہ یاد رکھو کہ داد مردانگی دو گے دنیا مین نیکنام رہو گے قیامت تک صفحۂ ہستی پر تمھاری دلاوری یادگار رہیگی بزدلی کو
کام مین لاؤ گے تمام عالم تمپر نفرین کریگا ہرچند کہ اس فہمایش نے اُنکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ نقابدار کے گرفتار ہو جانے پر
بھی لڑتے رہے اور جواب ترکی بہ ترکی دیا لیکن پھر بھی بے سردار فوج کیا کام کر سکتی ہی عاجز ہو کے لشکر نقابدار نے
فرار پر قرار دیا تورج بدرگ اپنی بارگاہ مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار کو ہمارے روبرو لاؤ ملازم نقابدار کو اسیطرح بستہ تورج
کے سامنے لائے تورج نے نقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا ای نقابدار اگرچہ اصل حقیقت سے مجکو اطلاع
ہو گئی ہی کہ نازنین قوم اناث سے ہی مخفی کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہی تاہم یہ بتا کہ تو کون ہی اُسنے کہا ای
تورج چونکہ میرا راز فاش ہو گیا ہی مین بھی اب اخفاے راز مین کچھ کہنا عبث جانتی ہون آگاہ ہو کہ
مین طہماسپ کی دختر کوچک ہون یہ ایک اتفاقی امر تھا جو تیرے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرفتار
ہو گئی ورنہ ہرگز تو مجکو گرفتار نہ کر سکتا یہ سن کے مریخ خان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای تورج
پہلے میری بات سن لے اُسکے بعد اور کسی کی بات سننا تورج نے متبسم ہو کے کہا ای مریخ تو اسقدر
گھبرا کیون گیا کہ یہ کیا کہتا ہی مریخ نے کہا اصل امر یہ ہی کہ مین عرصہ سے اِس نازنین کا دلدادہ ہون کوئی
موقع ایسا نہ ملتا تھا کہ مین اُس تک پہونچتا اور اپنی فریفتگی کا حال اُسپر ظاہر کرتا بارے آج یہ نازنین تیرے
اختیار مین آگئی ہی مین چاہتا ہون کہ اسے مجکو بخشدے اگر اس بارہ مین تو کچھ عذر کریگا اور یہ نازنین
اب بھی مجکو دستیاب نہ ہو گی تو اسکا نتیجہ بہتر نہو گا اسواسطے کہ اسکی مفارقت کی تاب نہ لا کے ضرور
ایک روز مین ہلاک ہو جاؤنگا ہر وقت کی ہلاکت سے جو کچھ مجھسے ممکن ہوگا ہرگز کوتاہی نہ کرونگا
تورج بدرگ نے کہا ای مریخ خان تو بیکار اسقدر از خود رفتہ ہوا جاتا ہی یہ نازنین ابھی یہین موجود
ہی کسی دوسرے نے اسکی خواستگاری بھی نہین کی ہی مریخ خان نے کہا اس نازنین کی خواستگاری
سہل نہین ہی جبتک مین زندہ ہون تورج نے کہا معلوم ہوا کہ تو اس نازنین کے واسطے بہت بیتاب
ہی اچھا یہ نازنین مین نے تجکو بخشی اسے لیجا مریخ خان بہت خوش ہوا زنجیر ہاتھ مین لے کے
نقابدار کو اپنے جانب کھینچا نقابدار نے کہا ای مریخ خان دلدادہ ہونے کے یہ معنے نہین ہین
کہ تو اسقدر بیدردی سے مجکو اپنی جانب کھینچتا ہی شاید تو مجکو جاندار نہین سمجھتا ہی مریخ خان نے کہا
ای نازنین مین تجکو جاندار ضرور سمجھتا ہون مگر مین اسوقت تجھسے بدلا اُس صدمہ کا لیتا ہون جو اس
عرصہ تک تیری مفارقت مین مجھپر گذرا نقابدار نے کہا ای مریخ معلوم ہوا کہ تو میرے حقیقت حال
سے بالکل جاہل ہی مریخ خان نے کہا ای نازنین کیا تیرے حال کی حقیقت ابھی باقی ہی جسکی اطلاع
مجکو نہین ہی نقابدار نے کہا بیشک اُسنے کہا پھر مجکو کس طرح معلوم ہو نقابدار نے کہا ابھی کچھ مشکل
امر نہین ہی یہ کہکے دونون ہاتھون سے طوق و زنجیر گرفت مین لا کے پہلے چرخ مارا بعدہ ایک جھٹکا جو دیا
ہی تمام بندہاے آہنی شکستہ ہو گئے اور ہاتھ بڑھا کے مریخ خان کی کمر سے تیغ کھینچ لی اور بجلی کیطرح
چمک کے ایک ایسا وار اُسی تیغ کا مریخ خان کی کمر پر لگایا کہ وہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا تورج بدرگ نے

جو مریخ خان کو کشتہ دیکھا آنکھون مین جہان تیرہ وتار ہوگیا بے تحاشا اپنی جگہ سے اُٹھ نقابدار کے جانب
دوڑا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے پاجی او نقابدار سفاک تونے بڑا غضب کیا دیکھ تو مین تجھسے کیسا بدلہ سخت
لیتا ہون تھوڑی ہی دور تک اُس نقابدار کے تعاقب مین گیا تھا اور مصمم ارادہ کیے تھا کہ جس طرح ممکن ہو
اُس نقابدار کو گرفتار کر کے ہلاک کرنا چاہیے یکایک کیا دیکھتا ہی کہ ہوا سے آسمان سے پنجہ پیدا ہوا اور
نقابدار کو اُٹھائے ہوئے جانب آسمان نظر سے غائب ہوگیا تورج بدرگ بے نیل مرام واپس آ کے
اپنے لشکر مین متوقف ہوا مگر نہایت سُست و پریشان و بدحواس ایک ایک کی صورت حیرت سے دیکھتا
تھا اور کہتا تھا یارو کچھ تمھاری سمجھ مین آتا ہی یہ کیا امر ہی میری تو عقل حیران ہی نہین معلوم یہ نقابدار کون
قہر آسمانی تھا کہان تو مریخ خان نے اُسکو گرفتار کیا اور ایسے مستحکم طوق و زنجیر مین باندھا اور اُسنے اپنی
عاجزی ظاہر کی اور کہان اسنے ادنی زور مین اُن تمام بند ہاے آہنی کو توڑا طرفہ تر یہ کہ پنجہ آسمانی اُسکو اُٹھا لے گیا
غرضکہ عرصہ تک اسی فکر و ملال مین مبتلا رہا جو آتا تھا آبدیدہ ہو کے مریخ ہی کا ذکر کرتا تھا ایک روز بہت
طبیعت پریشان ہوئی شکار کا تہیہ کر کے شکارگاہ مین گیا اور صید و شکار کرتا ہوا برابر ایک جنگل کے جا پہونچا
دیکھا ایک چوپان بیخبر سو رہا ہی بالاے سر اُسکے ایک ہزار ایک جانور سایہ کیے ہی کمال حیرت ہوئی
اہرمن فیل پا ساتھ تھا کہا اے اہرمن یہ عجیب مرد چوپان ہی جسکے سر پر مرغان ہوائی سایہ کیے ہین
یہ صفت اُسمین ہوسکتی ہی جو خداوند نعمت بزرگ کا نظر کردہ ہوگا پھر یہ بھی تعجب خیز بات ہی کہ جب یہ چوپان
ایسا خداوند کا نظر کردہ ہی تو اسکے ساتھ کچھ بھی سامان جاہ و حشم نہین ہی اہرمن فیل پانے کہا اے تورج
اسکو بیدار کرنا چاہیے تورج قریب چوپان کے گیا اور اُسکے شانے کو حرکت دے کے بیدار کیا
چوپان نے غور سے تورج کی شان و شوکت کو دیکھا مودب سلام کیا تورج نے کہا اے مرد چوپان
اسکا کیا سبب ہی کہ یہ مرغان ہوائی باین تعداد کثیر تیرے سر پر سایہ کیے ہین اُسنے کہا شہریار میرا قصہ
عجیب و غریب ہی یعنے آج تین سال کا عرصہ ہوا کہ اس جنگل مین مع رمہ وارد ہوا یکایک مجھپر تشنگی کا غلبہ
ہوا رمہ کو چھوڑ کے دریا کنارے آیا چاہتا تھا کہ پانی پیون ناگاہ ایک زنجیر طلائی مجھکو دکھائی دی لالچ بری
بلا ہی دل نے کہا اس زنجیر کو لینا چاہیے ہاتھ بڑھا کے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا غور کیا اُس زنجیر مین ایک
انگشتری آویزان تھی فوراً اُس انگشتری کو زنجیر سے نکال کے پہن لیا اب جو نظر کی دیکھا چار نفر دیو نہایت
مہیب صورت سامنے دست بستہ موجود ہین اگرچہ اُن دیوؤن نے مجھکو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچایا لیکن
اُنکی صورت ہیبت ناک سے میرے ہوش بجا نہ رہے فوراً بیہوش ہوگیا اُن دیوؤن نے مجھکو بیہوش دیکھ کے
مجھپر پانی چھڑکا چند ساعت کے بعد مجھکو ہوش آیا پھر اُن دیوؤن پر میری نظر پڑی اُنھون نے مجھکو سلام کیا
اور نہایت آہستگی سے کہا اے مخدوم تم کیون میری صورت دیکھ کے اسقدر خائف ہوتے ہو ہمکو تم اپنے
ملازمون مین سے سمجھو چنانچہ ابھی تم بیہوش ہوگئے تھے ہمنے تمھارے چہرے پر پانی چھڑکا ہوش مین لائے
جب اُن دیوؤن نے مجھسے اسطرح کے کلام کیے حالانکہ مجھمین جواب دینے کے حواس نہ تھے تاہم نہایت
دل کو مضبوط کر کے مین نے کہا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم کس طرح ہمارے ملازم ہوسکتے ہو مین نے
مدت العمر تمھاری صورت نہین دیکھی اور نہ تمھاری صورت کے مثل کسی دوسرے کو دیکھا وہ دیو
میری اس تقریر کو سن کے ہنسے اور کہا تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمھارے ہاتھ سے کچھ تنخواہ پاتے ہین بلکہ ہم سب

اس انگشتری کے نوکر ہین جسکے قبضہ مین یہ انگشتری ہوگی ہم اُسی کے تابع ہونگے مین نے کہا اچھا ہم کو یہ
تو معلوم ہوگیا کہ تم اس انگشتری کے تابع ہو اور اُسیطرح صاحب انگشتری کی اطاعت کا اقرار ہو اب تم جاؤ
جسوقت ہمکو تمہاری ضرورت ہوگی ہم تمکو طلب کر لینگے اُن دیوؤن نے کہا کیا مضائقہ ہو اگر تمہارا یہی
حکم ہو ہمکو قبول ہو یہ کہکے وہ دیو چلے گئے مین وہان سے اپنے گھر چلا شہریار جب سے یہ انگشتری میرے
ہاتھ مین آئی ہو اپنے مال مین بدرجہا ترقی دیکھتا ہون توریج نے کہا اے مرد چوپان تعجب ہو کہ اُن دیوؤن
پر اسقدر حکومت رکھتا ہو اور پھر کسی مملکت پر قبضہ نہین کرتا مرد چوپان ہنسا اور کہا شہریار مملکت پر قبضہ
کرنے کے واسطے خزانہ و لشکر درکار ہو مین لشکر کہان سے بہم پہونچاؤن اور اصل امر تو یہ ہو کہ مین اُن
دیوؤن پر قابض ہونے سے ایسا مستغنی ہوگیا ہون کہ مجھکو مملکت وغیرہ کی مطلق پروا نہین ہو توریج
نے کہا تیرا نام کیا ہو اُسنے کہا مجھکو سکندر چوپان کہتے ہین توریج نے کہا کہ تو نے توریج خان نام بھی سنا
ہو اُسنے کہا ہان یہ نام بھی مین نے سنا ہو توریج نے کہا آگاہ ہو وہ توریج خان مین ہی ہون اب معلوم
ہوا کہ تو ایک مرد ذی مرتبہ ہو مین چاہتا ہون کہ تجھکو اپنے لشکر مین لیچلون تجھکو اپنا بادشاہ قرار دون اور
مین تیرا سپہ سالار ہون سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہو مین موجود ہون توریج اُسکو ہمراہ لے کے
اپنے لشکر کے جانب روانہ ہوا اثنائے راہ مین کہا میرا ایک بھائی ہو نہایت شریر بد ذات یون تو ہمیشہ
وہ مجھسے مخالف رہا لیکن جب سے وہ دیو میرے تابع ہو گئے ہین اور بھی زیادہ اُسکی خصومت بڑھ گئی
بارہا میرے دل مین آیا کہ اُسکو سزائے معقول دون لیکن پھر اس بات کا خیال آیا کہ مین ان دیوون پر حاکم
ہون انسان کو دیوؤن سے سزا دلوانا انصاف کے خلاف ہو ناچار خاموش ہو رہا توریج نے کہا اے
سکندر تیرے اُس بھائی کا کیا نام ہو اُسنے کہا اُسکو کج را کہتے ہین اور وجہ خصومت یہ چلی آئی ہو
کہ ایک زن بازاری سے مین ملتفت تھا وہ زن بازاری ایک سوداگر کی نوکر تھی مین اُس زمانہ مین پوستین
فروشی کرتا تھا ایک روز مین اُس سوداگر کے یہان ہوا دیکھا کہ وہ زن بازاری سوداگر کے پہلو مین بیٹھی ہو
اُسکا سن تیرہ یا چودہ سال کا ہوگا مگر نہایت حسینہ جمیلہ اُس سوداگر نے میرے پوستین دیکھے چند پوستین
پسند کیے اُسکی قیمت طے کی مگر میری کیفیت یہ تھی کہ ہر مرتبہ میری نظر اُس مہ لقا کے جانب چلی جاتی تھی سوداگر
سے بات کرتا تھا اور دل سینہ مین تڑپ رہا تھا ہر مرتبہ تقاضا کرتا تھا کہ کسی طرح اس آرام جان سے ہمکلام
ہون بارے اُسوقت میرے دل کے جذبہ نے اسقدر اثر دکھایا کہ اُس دلربا نے بھی بنظر غور میری طرف
دیکھا اور پوچھا کہ تو کہان رہتا ہو مین نے کہا مین فلان مقام پر رہتا ہون یہ کہکے خاموش ہو رہی وہان
ایک ساز بھی رکھا ہوا تھا اُس سوداگر نے ازراہ مذاق کہا کہ تجھے کچھ گانا بجانا بھی آتا ہو مجھکو اُس زمانے
مین گانے بجانے کا بہت شوق تھا مین نے کہا ہان کسی قدر بجا کے خود دل بہلا لیتا ہون اُس سوداگر
نے وہ ساز اُٹھا کے مجھے دیا اور کہا کہ کچھ شغل کرو ہم بھی سنین مین نے اُس ساز کو بجانا شروع کیا پھر تو یہ
نوبت تھی کہ وہ دونون زن و مرد ہمہ تن محو حیرت تھے چند لمحہ کے بعد مین نے اُس ساز کا بجانا موقوف کیا
اُس محبوبہ نے اُسوقت نہایت شوق کی نظر سے میری جانب دیکھا مین نے بھی کامل رغبت سے
اُسکے جانب دیکھا اور نفس سرد بھر کے خاموش ہو رہا اور وہان سے چلا آیا چلتے وقت اُس نازنین نے
کہا اے پوستین فروش تو پھر یہان ضرور آنا دوسرے روز مین پھر اُس سوداگر کے یہان گیا اُس روز

سوداگر وہان نہ تھا کسی کام کو گیا تھا جو ہین اُس نازنین نے مجھکو دیکھا آہستہ کہا اے جوان ہین تیرے یہان آدمی بھیجنے کو تھی بارے تو خود آگیا کہہ تیرا مزاج کیسا ہی ہین نے نفس سرد بھر کے کہا ؎ کیا پوچھتی ہو صاحب مجھ جسم ناتوانکی + رگ رگ ہین نیش غم ہی کیسے کمان کہانکی + اُسنے اس شعر کو سن کے کہا کیون یہ نیش غم کسکا ہی ہین نے غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا حیف اے آرام جان جب تو اس طرح تجاہل کرے تو وہ کون ہی جو اس راز سے آگاہ ہوگا اُسنے کہا آخر کچھ بیان تو کر ہین نے کہا میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی اگر تو نہین جانتی ہی جب اُسنے استفسار ہین زیادہ اصرار کیا ہین نے کہا سچ تو یہ ہی ؎ تجھی پر جان جاتی ہی تجھی پر دم نکلتا ہی + یہ سن کے اُسنے کہا خاموش ایسی گستاخی تجکو نہین زیبا ہی اگر بار دیگر ایسا کلمہ زبان سے نکالیگا تجکو سخت سزا کا مستحق سمجھونگی ہین نے پیش قبض اپنی کمر سے نکالی اور اُسکے روبرو رکھدی اور کہا اگر ہین مستحق سزا کا ہون تو یہ پیش قبض موجود ہی بلا تکلف مجھکو ہلاک کر اُسوقت وہ آرام جان آبدیدہ ہوگئی اور میرے رخسارے پر بکمال محبت ہاتھ رکھ کے کہا اے جوان کیا میرے اس عتاب و خطاب کو تو واقعی سمجھا بلکہ یہ حرکت میری امتحاناً تھی یقین سمجھ مجکو تجھسے زیادہ تیری محبت ہی ہین نے کہا پھر کچھ سبیل مواصلت کی نکالنا چاہیے اُسنے کہا تو ہر روز پوستین فروشی کے حیلہ سے یہاں آیا کر جس روز تخلیہ ہوسکیگا تجکو اطلاع دونگی ہین ہر روز اُسکے یہان جاتا تھا اور باہم راز و نیاز کی باتین کرکے چلا آتا تھا کج رائے کی بھی نظر توجہ اُسکی طرف تھی جسکی مجکو مطلق اطلاع نہ تھی جب اُسکو میرے وہان جانے کی خبر معلوم ہوئی میرے پاس آیا اور کہا اے سکندر تو اُس سوداگر کے یہان ہر روز جاتا ہی تو نہین جانتا کہ ہین عرصہ سے اُس عورت کے جانب ملتفت ہون جسکے فراق ہین وہان جاتا ہی ہین نے کہا اے کج رائے ایک زمانہ واقف ہی کہ ہین پوستین فروخت کرنے کو وہان جاتا ہون تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ ہین اُس عورت کے فراق ہین جاتا ہون علاوہ اسکے وہ عورت اُس سوداگر کی محبوبہ ہی غائبانہ تیری توجہ سے وہ تیری ملک نہین ہوسکتی اُسنے کہا خبردار اب ایسا کلمہ نہ کہنا اگرچہ اُس سوداگر کے قبضہ ہین ہی لیکن میری نظر توجہ تو اُسکے جانب ہی ہین سوچا کہ اگر زیادہ اس سے بحث کرونگا یہ بیہودہ ہی حرب و ضرب کی نوبت آجاویگی بس خاموش ہو رہا اُس روز سے وہ مجھسے نہایت درجہ خصومت رکھتا ہی تورج نے کہا اے سکندر اگر تجکو یہ خیال ہی کہ اُن دیوؤن کے ذریعہ سے اُسے زک دینا خلاف انصاف ہی تو ہین آدمی زاد اُسکے زک دینے کو موجود ہون سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہی بعدہ تورج کو کج رائے کے مکان پر لایا تورج نے کج رائے سے ملاقات کی اور سکندر سے سبب مخالفت پوچھا کج رائے نے کہا کہ ہین اور کچھ نہین جانتا صرف اسقدر کہے دیتا ہون کہ ہین سکندر سے ضرور سمجھونگا تورج نے کہا اگر تو تورج خان سے سمجھنا چاہتا ہی تو ہین موجود ہون مجھسے سمجھ لے کج رائے اُسی وقت مقابلہ کے واسطے کھڑا ہوگیا تورج نے اول ہی مرتبہ اُسکے کمربند ہین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ زمین پر مارے کج رائے نے کہا اے پہلوان زمانہ بس اب ہین اپنی سزا کو پہنچ گیا مجکو ہلاک نہ کر تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا خیریت اسی ہین ہی کہ سکندر سے بغلگیر ہو کج رائے نے دست بستہ سکندر سے معذرت کی سکندر نے اُسے سینہ سے لگا لیا کج رائے نے نہایت اہتمام سے تورج اور سکندر کی دعوت کی تمام محفل رقص و سرود سے گرم رہی صبح کو کج رائے

سے رخصت ہوئے توریج نے مع سکندر چوپان اپنے لشکر کی راہ لی اب حقیقت اس انگشتری کی اسطرح بیان کیجاتی ہی کہ جب شاہزادۂ بدیع الملک حمزہ ثانی سے آزردہ ہوکے باختر کے جانب آیا تھا اور توریج کو گرفتار کرکے پھر فرعونیہ کے جانب روانہ ہوا تھا ایک روز دریا کے کنارہ پہونچا تھا اُسکے دل مین اس بات نے خطور کیا کہ رستم ثانی نے طعنہ دیا ہی کہ بدیع الملک کو جو ہمپر سبقت ہی یہ خاص انگشتری کا سبب ہی اگر یہ انگشتری میرے پاس نہوتی تو ہرگز رستم ثانی کچھ نہ کہہ سکتا انگشتری کو ہاتھ سے اُتار کے دریا مین پھینک دیا تھا وہ انگشتری یہان پہونچی تھی اب سکندر چوپان کے ہاتھ آگئی ہی یہ سبب ہوا جو انگشتری شاہزادۂ بدیع الملک سے جدا ہوگئی

آمدم بر مقدمہ لشکر اسلام

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہی کہ حمزہ ثانی و یاران دیگر سامنے پروین حصار کے مقیم تھے یکایک پروین حصار کے دروازے کھلے اور قباد آہن حصاری اور ضحاک قلعہ سے باہر آکے سامنے لشکر اسلام کے زیر قصر فرعون شاہ متوقف ہوئے اسوقت اشکال کوہ کے جانب سے گرد پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا اشکال شاہ پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے فرعون شاہ کی مدد کو پہونچا مع ہذا دوسرا بگولہ گرد نمایان ہوا اور قلعہ ناحق ملک کی طرف سے ناحق شاہ تین پہلوانون کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا جن مین سے ایک کا نام اشکبوس چوب زن اور دوسرے کا نام قہر بن اشکبوس تیسرے کا نام زہر بن اشکبوس تھا اور ان ہر سہ یلان کوہ کمر کے ہمراہ تین لاکھ سوارون کی جمعیت تھی جو خاص فرعون کی مدد کو آئی تھی ان سب کو آئے ہوئے صرف ایک لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ ایک دوسرا اتق گرد نمایان ہوا سب کو فکر ہوئی کہ اب کون آتا ہی دیکھا نقابدار سرخ پوش آکے ایک جانب متوقف ہوا مع ہذا اور ایک گرد پیدا ہوئی اب دیکھا کہ نقابدار سیمین زرہ خیزا خیز چلا آتا ہی یہ بھی آکے ایک جانب متوقف ہوا اُس روز جنگ موقوف رہی کیونکہ دن تمام ہوکے تاریکی شب کے آثار نمایان ہو چکے تھے ہر چہار دریا سے لشکر وہان مقیم ہوئے تمام وہ میدان وسیع کثرت فوج سے مملو تھا شب کو یکایک لشکر فرعونی سے صدائے نقارۂ جنگ بلند ہوئی صبح کو چارون لشکر میدان معرکہ مین صف آرا ہوئے فرعون بھی اسپ قدرت پر سوار ہوکے اُس قصر سے برآمد ہوا اور قلب لشکر مین آکے متوقف ہوا اُن تمام گبران نابکار نے فرعون کو سجدہ کیا اشکال شاہ اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا فرعون کی طرف آیا اور پشت مرکب سے اُتر کے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای خداوند مین تیری قدرت پر ایسا بھروسہ رکھتا ہون کہ خداپرستون کی مطلق حقیقت میری نظر مین نہین سماتی مجکو اجازت ملے تاکہ مین ان خداپرستون سے سمجھ لون فرعون بہت خوش ہوا اور کہا جا مین نے خداپرستون کی مرگ تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہی ہرچند کہ یہان اور بھی بندگان خاص ہمارے موجود ہین لیکن یہ مرحمت ہمنے خاص تیرے واسطے مقرر کی ہی اشکال شاہ نے فرعون کو پھر سجدہ کیا اور مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُسکے مقابلہ کیواسطے نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا اور کہا او گبر تیرا کیا ارادہ ہی اشکال شاہ نے کہا ای جوان مجہول الاحوال نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ اور کس صورت و شکل

کہ انسان ہی بیکار اپنی ہلاکت کے درپے ہی مین نے صدہا پہلوانان فیل قامت کو زک دی ہی اگر جان عزیز ہی تو خداوند فرعون کی بندگی قبول کر ورنہ تو دانی و کار تو نقابدار سرخ پوش نے تیغ کا وار کیا اشکال شاہ بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے اُس وار کو سپر پر رد کیا پھر خود تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی کی اسی طرح متواتر تین وار اشکال شاہ نے کیے نقابدار نے سب کو رد کیا اور کہا ؎

زدی ضرب خود ضرب مانوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن +

پس اُس گبر پر اس قوت سے تیغ آبدار کا وار کیا کہ مع مرکب چار پرکالہ ہوکے زمین پر گرا سرداران لشکر کفار نے جو اشکال شاہ کو خاک ہلاک پر دیکھا بہت خائف ہوئے اور فرعون کے قریب آکے کہا اے خداوند تونے اقرار کیا تھا کہ ہمنے خداپرستون کی مرگ تیرے اختیار مین دی ہی یہ کیسا اختیار ہی کہ خود طعمۂ اجل ہوگیا ایک خداپرست کو بھی ہلاک نہ کرسکا اگر خداوند کے عہد و اقرار کا یہ حال ہی تو بندگان خداوند کیا کام کرسکتے ہین لامحالہ خداپرستون کے مقابلہ مین جانے سے انکار کرین گے فرعون نے کہا تم سب نادان ہو بیشک مین نے اشکال شاہ کے اختیار مین مسلمانون کے مرگ کو دیدیا تھا لیکن مراد میری حمزۂ ثانی اور یاران دیگر سے تھی نہ یہ کہ تمام دنیا کے انسانون سے اگر ایسا ہی اختیار سب کو دیدون تو میرے بندہ کسطرح زندہ رہ سکتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ نقابدار سرخ پوش نے اُسے ہلاک کیا ورنہ کسی طرح اشکال شاہ کی ہلاکت ممکن نہ تھی اب مین نے مرگ نقابدار کی اشکبوس کے ہاتھ سے مقرر کی ہی دیکھین نقابدار کس طرح زندہ رہ سکتا ہی اشکبوس نے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اگر خداوند کی مشیت اسی طرح جاری ہوئی ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی یہ کہکے اشکبوس میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش سے کہا اے نقابدار اشکال شاہ نے سخت غلطی کی جسکے سبب سے وہ ہلاک ہوا ایسے اُسکو تجھسے مقابلہ نہ کرنا چاہیے تھا بلکہ خداوند نے حمزۂ ثانی وغیرہ کی مرگ اُسکے ہاتھ سے مقرر کی تھی تیرا ذکر خداوند کی زبان پر نہین جاری ہوا ورنہ توشمہ اُسکو صدمہ نہ پہونچا سکتا اب مین تیری ہلاکت کیواسطے مقرر ہوا ہون ؎

بیار آنچہ داری ز مردی نشان

نقابدار نے کہا او بیہودہ گو یہ تیری تمام تقریر مزخرف تھی فرعون ملعون کیا وقعت رکھتا ہی جو اُسکے اختیار مین کسی کی جان ہوگی کہ جسکو چاہے اُسکی ہلاکت کا اختیار دے اشکبوس کے ہاتھ مین چوب آہنی تھی اُسکا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور ایک ہی وار مین شمشیر آبدار کے اُسکو دو پرکالہ کردیا پیشتر بیان ہوچکا ہی کہ اشکبوس کے دو لڑکے ہین ایک کا نام قہر ہی دوسرے کا نام زہر دونون یہان موجود تھے جونہی اُن دونون نے اپنے باپ کو دولخت زمین پر افتادہ دیکھا زمین و آسمان اُنکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا گریبانون کو تا دامن چاک کرڈالا دونون ہاتھون سے سر پیٹا تلوارون کو میان سے کھینچ لیا اور بےتحاشا نقابدار کے جانب دوڑے فرعون نے باواز بلند کہا دیکھو ان دونون کو روکو دونون اپنے باپ کے غم مین مبتلا ہین ایسا نہو کہ بے موقع جنگ کرکے یہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائین چنانچہ چند سرداران دونون کے پاس جھپٹ کے آئے منع کیا اُنھون نے نہ مانا قریب پہونچ کے قہر نے تلوار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور تیغ آبدار کا وار اُسکی کمر پر لگایا جس سے دو حصہ ہوکے وہ بھی جہنم واصل ہوا اب زہر سامنے نقابدار کے آیا اور کہا اے نقابدار تونے میرے باپ کو نہایت سفاکی

سے ہلاک کیا مزید بران میرے بھائی کو بھی تو نے ہلاک کیا اب میری باری ہی اس تلوار کا وار بے پناہ ہی خبردار ہو جا نقابدار نے کہا مین خبردار ہون تو وار کر زہرے نے نہایت طاقت سے تلوار کا وار کیا نقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد کیا اور ایک ہی ضرب مین اُسکا کام بھی تمام کیا خلاصہ یہ کہ آجکی میدان داری مین قران بن سلسلہ مرد افگن اور مقاران خونخوار اور اہرمن تیغ بند وغیرہ اٹھائیس سرداران لشکر فرعون کو نقابدار سرخ پوش نے ہلاک کیا فرعون کا یہ حال تھا کہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ایک ایک سے کہتا تھا ای میرے بندو یہ کیا خرابی کا سامنا ہی وہ کہتے تھے ای خداوند تو ہمسے کیا پوچھتا ہی تو کہہ چکا ہی کہ جو کچھ ازل سے ہماری مشیت مین گذرا ہی وہی ہوگا اور وہ فی الحال بالکل ظہور مین آتا ہی چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون با دل بریان و چشم گریان وہان سے پھر آیا اور حمزہ ثانی نے بھی مع یاران ہمراہی وہان سے مراجعت کی

اب کچھ دربار صاحبقرانی کا حال مسطور ہوتا ہی

گلدستہ بندان چمنستان فصاحت و چمن آرایان بوستان بلاغت زمین کاغذ پر اس روش سے گلکاری کرتے ہین کہ جب حامی دین سبحانی بانی بناے جہانبانی یعنے حمزہ ثانی لشکر فرعونی کو زک دے کے میدان معرکہ سے واپس آئے اور بافتح و فیروزی بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوئے حاضرین دربار سے کہا یارو نقابدار سرخ پوش نے آج وہ کام کیا کہ رستم پہلوان سیستانی سے بھی نہ ہو سکتا تم دیکھو تو تنہا کتنے گبرون کو پسپا کیا واقعی عجب دلاور ہی رستم ثانی نے کہا شہریار ہان یہ نقابدار نے کار نمایان کیا لیکن نہ ایسا کہ جیسی اُسکی تعریف ہو رہی ہی اگر اجازت ہو تو اُسکی کار نمایان کی حقیقت کل کی میدان داری مین دکھائی جاوے حمزہ ثانی نے کہا ای رستم اگرچہ اُسکے مقابلہ مین تو سربسر بھی ہو لیکن اُسکے مقابلہ کرنے کا کیا موقع ہی در آنحالیکہ لشکر مخالف کے بیشتر نامآور پہلوان اُسنے تہ تیغ کیے رستم ثانی نے کہا شہریار اگرچہ اُسنے لشکر فرعونی سے مقابلہ کرکے گویا لشکر اسلام کو مدد دی لیکن اُس کسے مقابلہ کرکے زور و طاقت کا امتحان کر لینا کچھ مضائقہ نہین رکھتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر فرعون سے آواز نقارہ بلند ہوئی اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ زنی کا حکم دیا ؎ دہل زن دہل زد بہ تحسین او + ببین دین او دین او دین او + تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی علی الصباح چارون لشکرون مین صف آرائی ہوئی فرعون شاہ کے لشکر سے پہلے جو شخص نکلا وہ ناحق شاہ نام تھا آج پھر نقابدار سرخ پوش مرکب کو مہمیز کرکے اُسکے مقابلہ مین آیا رستم ثانی کو نقابدار کی سبقت بہت ناگوار معلوم ہوئی نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے مسلح و مکمل مرکب تیز و تند پر سوار نقابدار کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش ای گمنام تیری کیا طاقت و قابلیت ہی کہ ہماری موجودگی مین تو پیشدستی کرے خبردار مقابلہ کے ارادے کو فسخ کر اور اپنے لشکر مین واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ اس خودسری کی ایسی سزا سے سخت دونگا کہ مدت العمر یاد رکھے نقابدار ہنسا اور کہا ای رستم مجکو پیشتر سے خبر ہی کہ تیری خلقت تیز و تند واقع ہوئی ہی لیکن مجکو تعجب اس بات کا ہی کہ تجھ ایسا ذی عزت شخص ایسی نامناسب خصلت کو اپنے مین دخل دے رکھے معلوم ہوتا ہی کہ تو بالکل جاہل ہی رستم ثانی نے کہا او مجہول الاحوال جاہل تو ہی

یامین ہون کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران لشکر فرعون کا مقابل ہوا اگر تمکو سپاہی صلح جرأت کا ہی بہیار اپنچہ واری مردہی نشان
خلاصہ یہ کہ نیزہ بازی عمود بازی و تیغ بازی مین مصروف ہوئے خوب رد و بدل ہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا حتی کہ دوسرا دن ہو
جنگ اسلحہ موقوف ہوئی کشتی کی نوبت آئی انتہاے مرتبہ کی کشش و کوشش کی گئی تین شب و روز گذر گئے پھر بھی دونون برابر رہے چوتھا
روز تھا کہ رستم ثانی کو موقع ملگیا نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اللہ اکبر کہکے جو زور کیا نقابدار کے پانوَن سے زمین چھوٹ
گئی رستم نے سر سے بلند کر لیا کہا اے نقابدار بتا اب تیرا کیا حال بناؤن اگر کہ تو اس زور سے زمین پر مارون کہ نقش قدم
ہو جائے نقابدار نے کہا اے رستم تجکو اختیار ہے یہ تو ظاہر ہے کہ مین تیرے قبضہ مین ہون رستم ثانی نے
کہا خیر اب کیا تجھے ہلاک کرون تیرے اس کلام مجبوری پر مجکو افسوس آتا ہے یہ کہکے آہستہ زمین پر لایا
اور گرفتہ و بستہ کرکے اپنے لشکر مین لے آیا حمزہ ثانی بارگاہ مین رونق افروز ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار گرفتار
کو حاضر کرو مردمان لشکر نقابدار کو حمزہ ثانی کے روبرو لائے نقابدار نے بکمال ادب حمزہ کو بطریق
اسلام سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا اے نقابدار اگرچہ تجکو رستم ثانی نے بہزار کوشش
و سعی گرفتار کر لیا مگر ہزار ہزار آفرین تیرے زور دست و بازو پر کہ تو نے رستم ایسے جوان دلاور دوران
سے تین روز تک مقابلہ کیا اب یہ بتا کہ تو کس بحر جراءت و شجاعت کا گوہر اور کس باغ ہمت و جلادت کا بوٹا
ہے نقابدار نے کہا مجکو سلیمان کوچک کہتے ہین اور میرے باپ کا نام سلیمان ثانی ہے حقیقت حال
میری یہ ہے کہ ملکہ آسماپری کا ایک بیٹا ہے سلیمان اعظم نام وہ ایک روز بیٹھا ہوا تھا کہ مین پہونچا اور تخت
پر ملکہ آسماپری کے سامنے بیٹھ گیا سلیمان اعظم نے میری طرف اشارہ کرکے کہا یہ کون لڑکا ہے لوگون
نے کہا یہ تمہارا خواہرزادہ ہے یعنے ملکہ قریشیہ کا بیٹا ہے اُسنے متعجب ہوکے کہا مین میرے خواہر کو کسی سے
منسوب کر دیا لوگون نے کہا اے شاہزادہ کیا تمکو نہین خبر ہے امیر صاحبقران نے خود ملکہ قریشیہ کو
شاہزادہ سلیمان ثانی کے نامزد کر دیا سلیمان اعظم نے کہا کیا خوب جسکی ساٹھ برس صاحبقرانی
کی ہو اُسکو کسی سے منسوب کرنے کی کیا ضرورت تھی اور کہا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن اگر مرد ہے
تو پہلے آسمان پری کو تہ تیغ کرونگا بعدہ قریشیہ کی خبر لونگا اور اس لڑکے کو بھی مین نے پہچان لیا ہے اسکا
بھی ہلاک کرنا واجب ہے یہ کہا اور باغی ہو کے گلستان ارم سے چلا گیا اور مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا کہ لشکر
جمع کر کے حملہ کرونگا مان اور نانی میری اُسکے اس ارادہ سے بخوبی واقف تھین اور اُنکو یقین کامل تھا کہ ضرور
وہ حملہ آور ہوگا باہم مشورہ کر کے دنیا کیطرف بھیج دیا اے شہریار والاتبار مین اس خوف سے کہ
صاحبقران ہے یہ دُنیا مین متوطن ہوا ہون اور ہر طرف پھر رہا ہون اب میری سماعت مین گذرا
ہے کہ اُسنے گلستان ارم پر لشکر کشی کی تھی لیکن یہ بھی سماعت مین گذرا کہ شہریار زمان شاہزادہ بدیع الملک
گیا اور اُسکو قید کر لایا ہے اے والا منزلت میرا اصل قصہ یہ ہے جو بیان کیا یہ کہکے نقاب چہرہ سے دور کی حمزہ ثانی اور
حاضرین دربار نے دیکھا تیرہ چودہ برس کا ایک لڑکا ہے سب کو حیرت ہوئی کہ اس صغر سنی مین اور اس لڑکے
اسقدر پہلوانون کو تہ تیغ کیا مزید بران رستم ثانی سے تین روز تک علی الاتصال مقابلہ کیا اور
حمزہ ثانی نے سلیمان ثانی کی جانب دیکھا اور کہا اے سلیمان ثانی مبارک ہو یہ تمہارا فرزند دلبند ہے
سلیمان ثانی بیتابانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلیمان کوچک یعنے اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا
سر و چشم پر بوسہ دے کے گود مین بٹھایا حمزہ ثانی نے خلعت طلب کر کے سلیمان کوچک کو دیا جانب

وست چپ روبرو خورشید کے بیٹھنے کی اجازت دی سلیمان کوچک نے جاے مقررہ پر آکے قیام کیا رستم ثانی نے جو یہ مرحمت سلیمان کوچک کے حال پر حمزہ ثانی کی دیکھی نہایت برہم و برخاستہ خاطر ہوا اور چین برجبین ہو کے چاہتا تھا کہ کچھ کہے اسد اُسکے بشرہ سے آثار برہمی کے دریافت کر کے اس طرح گویا ہوا کہ ای رستم ثانی مین سمجھ گیا اُس خیال کو جسنے تمھارے دل مین خطور کیا ہی تمھارے فخر کی جگہ ہی کہ سلیمان کوچک کو تمنے مسخر کیا برہم ہونا تمھارا عبث ہی اور اگر کوئی سبب معقول بیان کر سکتے ہو تو بیان کرو رستم ثانی نے کہا ای اسد بے شبہہ میرے برہم ہونے کا سبب معقول ہی ہر چند کہ مین اُسکو بیان نہ کرتا لیکن تمنے پوچھا ہی تو سنو اور منصفانہ جواب دو دنیا مین بیشتر ایسے لوگ ہین جنکی نسل سے بوے کفر محسوس ہوتی ہی اور اُنھون نے اپنی تمام عمر کفر ہی مین بسر کی اکثر بندگان خدا ایسے ہین جو پشتہا پشت سے خدا پرست و موحد ہوتے چلے آئے ہین یا یہ کہ صرف اُنھین کی تمام عمر خدا پرستی مین بسر ہوئی اب ان دونون قسم کے شخصون مین باعتبار اعزاز و اکرام کے کچھ فرق ہونا چاہیے یا نہین اسد متبسم ہوا اور کہا بس اس بات کا ذکر نہ کرو اور کچھ باتین کرو رستم نے کہا اس بات کو جانے کیون دو کہو جو کچھ اصل بات ہو اسد نے کہا سنو بنا بر تمھارے خیال کے بے شبہہ باعتبار اعزاز و اکرام کے فرق ہونا چاہیے لیکن اُسوقت کہ جب اس قسم کی واقعی دو صفت موجود ہون اور اُن دونون کے درمیان اس بات کا لحاظ کیا جاوے تمنے سلیمان کوچک کے بابت اپنے خیال کو وسیع کیا ہی اب تمھارے باپ کا کچھ ذکر کرون رستم ثانی یہ فقرہ سن کے خاموش ہو رہا حمزہ ثانی نے سلیمان کوچک کے نام کا جشن قرار دیا تمام سرداران فوج اسلام کو مدعو کیا پخت مین بہت کچھ اہتمام کیا گیا متعدد طائفے بلائے ایک عالیشان مکان فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ کیا گیا کثرت سے روشنی ہوئی سر شام سے ناچ گانا شروع ہوا پہر رات گذر رہی تھی کہ دسترخوان بچھا ظروف نقرئی و چینی و بلورین مین پلاؤ چلاؤ سفیدہ مزعفر متنجن انناس پلاؤ یخنی پلاؤ فرنی شیر برنج جیلی قلیا قورما کباب کوفتے وغیرہ انواع اقسام کا کھانا چنا گیا تمام مہمانون کو کھانا کھلایا گیا بعد فراغ طعام پھر ناچ شروع ہوا مگر اس مرتبہ متعدد طائفون کو ایک ہی وقت ناچ گانے کا حکم دیا گیا تاکہ اگر کوئی رقاصہ کسی سردار کی طرف متوجہ ہو کے گائے ناچے تو دوسرے کو ناگوار نہ ہو

بہر سو رقص مہرویان طناز ٭ ہوا با شعلۂ آواز دمساز ٭ دل عالم مکان بہت طرب بود
غم ہر دو جہان رخصت طلب بود ٭

ایک بولی شوخ و شنگ خوش گلو خوش آہنگ نے نہایت لطف سے اس طرح اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

کج نگاہی سے نہ مشہور کہین ہو دیکھو
خلق کہتے ہین زمانہ کا مسیحا تمکو
نگہ مہر سے غیرونکو نہ دیکھو دیکھو
عام اس دور مین ہی جہل مرکب کیسا
آشنا رہ سکے کہتے ہین نہ دیکھو دیکھو

ایک خورشید سے اُٹھ جاتے ہین رتبے ہم
حال بیمار غم عشق کو اب تو دیکھو
شمع پر آتے ہی جل جاتا ہی کیا پروانہ
جانتا ہی کوئی مجھسا نہین جسکو دیکھو
وصل دلدار بس مرگ سنا ہی ہندی

ٹھہری نظر و نسیم نہ مشتاق لقا کو دیکھو
داغ پر داغ کو دیکھو مرے دلکو دیکھو
جو ہین بد بین وہ عنایت کے سزاوار نہین
مشت پر ہو کے تم اس حوصلہ کو تو دیکھو
دلکو اُس چاہ زنخدان مین گرایا آخر
اس تمنا مین کبھی جا کے کبھی کھو دیکھو

اس غزل گو یون کے تمام حاضرین پر محویت کی حالت طاری ہوئی بہت کچھ تعریف کی گئی رستم ثانی نے پانچ سو دینار کی قیمت کا ایک دوشالہ اُس مطربہ کو انعام مین دیا اسد کو یہ حرکت رستم کی ناگوار معلوم

ہوئی مگر کچھ نہ کہا اسواسطے کہ اور بھی سردار موجود تھے سمجھا کہ اگر یہ حرکت خلاف ہوگی سبب ہی شاکی ہونگے یا یہ کہ وہ بھی اس سے زیادہ قیمت کا دوشالہ انعام مین دینگے اُسطرف سلیمان ثانی بھی برہم ہوا اس نظر سے کہ سلیمان کوچک کے نام کا وہ جشن تھا سلیمان کوچک کو اشارہ کیا سلیمان کوچک نے اپنے داروغہ کی طرف اشارہ کیا اُسنے دو ہزار دینار کا دوشالہ جو وضع قطع مین نایاب تھا بطور انعام کے اُس مطربہ کو دیا اور بآواز بلند کہا ہی کسی مین ایسی جرات جو اس سے بہتر دوشالہ انعام مین دے یہ اشارہ صرف رستم ثانی کے جانب تھا باقی سرداروں سے اشارہ سے منع کر دیا تھا کہ تم کسی طرح کا خیال اپنے دل مین نہ لانا دیکھون رستم ثانی اس مطربہ کو کسقدر انعام دیتا ہی اس مرتبہ رستم ثانی نے دو دوشالے نہایت بیش قیمت مطربہ کو انعام مین دیے سلیمان کوچک نے ایک بقچہ دوشالونکا مطربہ کو دیا اور کہا مردانگی کی یہ شان ہی کہ سلسلہ انعام قطع نہو رستم ثانی نے داروغہ کے جانب دیکھا اُسنے سر ہلا کے کہا اب کوئی دوشالہ نہین ہی ہان نقد جسقدر کہو حاضر کرون جب سلیمان کوچک نے دیکھا کہ بقچہ دینے کے بعد اب رستم انعام نہین دیتا اور اپنے داروغہ سے بطور سرگوشی کچھ کہ رہا ہی اور داروغہ سر ہلاتا ہی جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ انکار کرتا ہی سلیمان نے ایک اور پشتارہ دوشالون کا مطربہ کو دیا اور بآواز بلند کہا اب کسی کو جرات نہین ہوتی دیکھون کوئی کیا انعام دیتا ہی اسد سمجھا کہ اس ہنگامہ کو طول ہو جائے گا اور آمین گو نہ میرا ابھی ایما ہی ایسا نہو کہ حمزۂ ثانی کو معلوم ہو جائے سلیمان ثانی سے آہستہ کہا خاموش ہو رہو بیفائدہ نقصان سے کیا فائدہ اُسطرف رستم نے بھی بہت بھاری پشتارہ مال و زر کا انعام کے واسطے تیار کیا تھا اسد نے اُسے بھی روکا پہر رات باقی تھی کہ صحبت برخاست ہوئی قریب تھا کہ سب اپنی اپنی خوابگاہ کو جائین یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی صدا بلند ہوئی اسد نے کہا کیا پاجی لوگ ہین کہ آخر شب نقارۂ جنگ بجایا ہی راوی کہتا ہی کہ واقعی لشکر کفار مین خبر پہونچ گئی تھی کہ آج مسلمانون مین جشن قرار پایا ہی چنانچہ یہ راے قرار دی کہ آخر شب نقارہ جنگ بجانا چاہیے تاکہ تمام شب کے تھکے ہوئے صبح کو مقابلہ کرین اور پسپا ہون غرضکہ اس طرف حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو میدان مین دونون طرف کے لشکر صف آرا ہوئے اول اشکبوس میدان مین آیا اُسکے مقابلہ کو نقابدار سیمین زرہ لشکر سے باہر آیا تا دیر رد و بدل رہی اسنے وار کیا اُسنے روکا آخر نقابدار سیمین زرہ نے اشکبوس کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے بسبکی تمام سر سے بلند کر لیا اور جانب آسمان پھینکا جسوقت جانب زمین آیا ہنوز زمین سے مس نہونے پایا تھا اس چالاکی سے اُسکی کمر پر تیغ بیدریغ کا وار کیا کہ دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا اشکبوس کے ہلاک ہونے کے بعد اسکر نامی ایک گبر اُسکے مقابلہ کو آیا اور بآواز بلند پکارا کہ ای نقابدار اگر نمی دانی بدان منم اسکر کوہ پیکر تو نے اشکبوس کو ہلاک کیا نہین معلوم کیا غفلت اشکبوس سے ہوئی ورنہ وہ پہلوان اس مرتبہ کا نہ تھا جو تو اُسے ہلاک کرتا اب میرا مقابلہ ہی دیکھون میرے دست زبردست سے کس طرح سلامت رہتا ہی نقابدار سیمین زرہ نے کہا او بیہودہ گو اس تقریر لاطائل سے کیا فائدہ زبان ببند و بازو بکشا اسکر نے دوڑ کے شمشیر کا وار کیا نقابدار سیمین زرہ نے پشت شمشیر پر اُسکا وار رد کیا اور اُسی شمشیر کے ایک ہی وار مین اُسکا کام تمام کیا راوی کہتا ہی کہ دوپہر کے عرصہ مین چھتیس پہلوان لشکر کفار کے نقابدار سیمین زرہ نے تہ تیغ کیے

پھر لشکر کفار سے کوئی گبر مقابلہ کیواسطے نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کو اس بات کا خیال آیا کہ نقابدار
سرخ پوش کو رستم ثانی نے مسخر کیا تھا جسکی تعریف حمزہ ثانی نے بہت کچھ کی تھی اور رستم ثانی کو بجا کخود
بھی نقابدار سرخ پوش یعنے سلیمان کوہ جک کے مسخر کرنے کا فخر ہی بہتر یہ ہی کہ نقابدار سیمین زرہ
کو مین گرفتار کرون تاکہ رستم ثانی کے مقابلہ مین میرا پایہ کسی طرح کم نہ رہے اور ظاہر ہی کہ نقابدار سیمین زرہ
نے بیشتر پہلوانان لشکر کفار کو ہلاک کیا ہی اس بات کا خیال حمزہ ثانی کے دل مین ضرور ہوگا اگر مین اُسے
مسخر کرونگا تو حمزہ ثانی کے خوش ہونے کا سبب ہوگا نظر برین جملہ حالات مسلح و مکمل ہوکے مرکب پر
سوار ہوا اور بلاتکلف مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار سیمین زرہ کے قریب آیا نقابدار سیمین زرہ
نے جو اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا پکار کے کہا ای جوان تو کون ہی اور کس ارادہ سے اس طرف آتا ہی
بدیع الملک نے کہا مین ہون بدیع الملک یہ میدان حرب و ضرب ہی یہان قصد و ارادہ کے
پوچھنے کی کیا ضرورت ہی نقابدار نے کہا مین تجھسے حرب و ضرب کی خواہش نہین رکھتا پھر تو کیون
خواہ مخواہ میرا مرد مقابل ہوتا ہی علاوہ اسکے کوئی امر خلاف کبھی مجھسے ظہور مین نہین آیا جسکا عوض مجھسے
لینا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا اس سے زیادہ امر خلاف کیا ہوگا کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران تو نے
ان گبرون کا مقابلہ کیا اور لشکر اسلام کے مقابلہ مین اپنی خودسری ظاہر کی اگر کچھ نشہ مردانگی کا ہی تو پہلے ہمسے
مقابلہ کر نقابدار سیمین زرہ نے کہا بیشک نشہ مردانگی ہی یہ کہا اور نیزہ کا وار بدیع الملک پر کیا
بدیع الملک نے قریب نقابدار کے پہونچ کے ایک ایسا وار تلوار کا لگایا کہ تین حصہ نیزہ کٹ کے زمین
پر گرا اور باقی ایک حصہ نقابدار کے ہاتھ مین رہ گیا نقابدار نے بقیہ حصہ کو زمین پر پھینک دیا اور
گرز کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے جگہ خالی کی نقابدار کے ہاتھ سے گرز چھوٹ کے زمین پر گرا پھر اُسنے
تلوار کا وار کیا شاہزادہ نے پشت شمشیر پر اُسکے وار کو رد کیا اور اپنا وار شمشیر آبدار کا کیا نقابدار نے
شاہزادہ کے وار کو سپر پر رد کیا شاہزادہ نے دوسرا وار تلوار کا کیا نقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد کیا
اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی ایک نے دوسرے کو جواب ترکی بہ ترکی دیا حتی کہ پشت مرکب سے زمین پر
آگئے اور کشتی شروع ہوئی تین شب و روز تک دونون مین کشش و کوشش رہی چوتھے روز شاہزادہ
بدیع الملک کو نقابدار کی طاقت مین کمی محسوس ہوئی موقع پاکے ایک ہاتھ سے نقابدار کا گریبان
لیا دوسرے ہاتھ سے اُسکے کمربند کو گرفت مین لایا اور سر کو اُسکے سینہ پر لگاکے جو زور کیا سات آٹھ
قدم تک پسپا ہوگیا بدیع الملک کا ارادہ تھا کہ نقابدار کو سر سے بلند کرلے لیکن نقابدار سیمین زرہ
فن کشتی سے بخوبی ماہر تھا اُسنے لنگر ایسا استوار کیا کہ بدیع الملک اُسکو سر سے بلند نہ کرسکا غرضکہ
نقابدار جب بدیع الملک کے زور کو روک چکا خود بھی اُسکے سینہ سے سر کو لگایا اور دونون
ہاتھون مین شاہزادہ کے دونون ہاتھ گرفت مین لاکے جو زور کیا شاہزادہ بھی اُسی طرح آٹھ سات
قدم پسپا ہوگیا بعدہ شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لاکے ایسا زور کیا کہ شاہزادہ کے پانوٴن زمین سے
چھوٹ گئے نقابدار نے سر سے بلند کرلیا اور چرخ دینا شروع کیا اس اثنا مین شاہزادہ کے پانوٴن
زمین پر پہونچ گئے نقابدار کے سینہ پر سر لگاکے ایسا زور کیا کہ گیارہ بارہ قدم نقابدار پسپا ہوگیا
پھر ہاتھ پر بلند کرکے چرخ دینا شروع کیا یکایک دونون پانوٴن اُسکے زمین پر آگئے شاہزادہ سے جدا

ہو کے کمر سے خنجر نکالا اور اس طرح اپنے شکم پر مارا کہ تمام آنتیں زمین پر ڈھیر ہو گئیں اور خود بھی زمین پر گرا شاہزادہ سے کہا ای بدیع الملک اگر مرد ہو تو ایسا وار تلوار کا لگا کہ میرا سر تن سے جدا ہو جائے بدیع الملک کو اُسکی اس حرکت سے بہت افسوس ہوا سمجھا کہ یہ غیرت دار شخص معلوم ہوتا ہی آہستہ اُسکے قریب بیٹھ گیا اور سر اُسکا اپنے زانو پر رکھ کے تا دیر متامل و متاسف بیٹھا لشکر نقابدار نے جو نقابدار کا یہ حال دیکھا اُن سب نے اپنے گریبان کو چاک کیا سب حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے حمزۂ ثانی کو تعجب ہوا پوچھا تم سب کس غرض سے میرے پاس آئے ہو اُنھوں نے کہا ہمارا سردار ہلاک کیا گیا ہم تمھارے پاس فریاد کو کیوں نہ آئیں حمزۂ ثانی نے کہا صاحب میری سمجھ میں تمھارا مطلب نہیں آیا اُنھوں نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ تمھارا فرزند دلبند ہی جسنے بدیع الملک کے مقابلہ میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کیا حمزۂ ثانی کو اور زیادہ حیرت ہوئی اُن سب نے کہا یہ فرزند تمھارا مہران شاہ کی دختر کے بطن سے ہی جسکا نام داراب سیمین زرہ ہی جونہیں حمزۂ ثانی نے داراب سیمین زرہ کا نام سنا گریبان کو تا بہ دامن چاک کیا اور ہائے افسوس کہکے میدان کی راہ لی دیکھا کہ داراب سیمین زرہ شکم دریدہ خاک و خون میں غلطان ہی اُٹھا کے دربار میں لائے حمزۂ ثانی نے فرزندان بزرجمہر کو طلب کیا اور کہا ای خواجہ زادو کچھ اس جوان جاہل مزاج کا علاج کرنا چاہیے خواجہ زادوں نے داراب سیمین زرہ کو غور سے دیکھا اور بعد تامل بسیار کے عرض کی شہریارا کیا علاج کیا جاوے داراب میں کچھ جان باقی نہیں ہی ہاں اُسوقت علاج ممکن تھا جب داراب نے اپنے شکم کو چاک کیا تھا اب عمر گذر گیا کوئی علاج ممکن نہیں ہی یہ سمجھنا چاہیے کہ داراب کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی حمزۂ ثانی کمال درجہ غمگین ہوا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا اس اثنا میں شاہزادہ بدیع الملک سر برہنہ بدحواس حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا شہریارا بخدائے لم یزل میں نے باختیار خود داراب کو ہلاک نہیں کیا ہی تاہم مجھ پر بھی تلوار کا وار کرو تاکہ میں اور داراب ساتھ بیجان ہوں حمزۂ ثانی چونکہ فرزند دلبند کے غم میں مبتلا تھا بدیع الملک کی اس بات کا مطلق جواب نہ دیا بدیع الملک کو خیال ہوا کہ حمزۂ ثانی داراب کے ہلاک ہونے سے مجھسے بہت ناراض ہیں اپنے کمر سے خنجر نکالا اور ارادہ کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے حمزۂ ثانی نے دیکھ لیا بدیع الملک کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای فرزند تمھارے ہلاک ہونے کی کیا وجہ ہی داراب کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کرے اور مجھکو یقین ہی کہ تم اسکی ہلاکت کا سبب نہیں ہوئے بدیع الملک نے کہا شہریارا بیشک میں ہی داراب کی ہلاکت کا سبب ہوا ہوں نہ میں اُسکے مقابلہ کو جاتا اور ہاتھ پر بلند کرتا نہ داراب خودکشی کرتا اسکی سزا مجکو ضرور چاہیے کہ اپنے کو ہلاک کروں حمزۂ ثانی نے کہا یہ سب صحیح ہی کہ تمنے مقابلہ کیا اور اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا جسکے سبب سے اُسکو غیرت آئی حتی کہ اُسنے خودکشی کی مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تمھارے ہی ہاتھ سے داراب ہلاک ہوتا تو کیا شکایت کی بات تھی اسقدر اُسکی جہالت کا اقتضا تھا کہ اُسنے خودکشی کی جنگ و حرب میں یہی ہوتا ہی کہ ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا مغلوب اب تم یہ چاہتے ہو کہ اسکی ہلاکت کے سبب سے خود بھی ہلاک ہو جاؤ ایک اُسکا غم دوسرا تمھارا صدمہ یہ کسی طرح مجکو گوارا نہیں یہ کہا اور حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو طوق و زنجیر میں گرفتہ و بستہ کرو تاکہ خودکشی سے باز رہے ورنہ یہ جوان ضرور اپنے کو ہلاک کریگا حسب الحکم حمزۂ ثانی سرداروں نے ملک

بدیع الملک کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ کر لیا اور ایک مکان مین بحفاظت تمام بند کر دیا حمزہ ثانی کا اُسوقت یہ حال تھا کہ گریبان تا بدامن چاک حواس باختہ آنسو رخسارون پر جاری ایک ایک کی صورت حسرت سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے یارو اس صدمہ سے کبھی مین جانبر ہونگا یا نہین داراب سیمین زرہ کا غم و ملال رہتا ہی یہ دوسرا صدمہ جانگزا ہی کہ بدیع الملک اپنی ہلاکت کے درپی ہی ہرچند اُسکو سمجھاتا ہون کہ بابا تیرا کیا قصور ہی لیکن وہ کسی طرح نہین مانتا اگرچہ اُسکو گرفتہ و بستہ کر کے مقید کر لیا ہی تاہم اُسکا بھی زندہ رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی تمام عمر اُسکو کہانتک مقید رکھونگا کبھی تو رہا ہوگا جب موقع پاوے گا اُسیوقت اپنے کو ہلاک کریگا اور مین سچ کہتا ہون کہ اس بارہ مین مین اُسکا مطلق قصور نہین سمجھتا میرے کہنے کا اُسکو یقین نہین اور بالفرض مین نے مدت العمر اُسکو مقید رکھا پس کیا زندگی کا لطف اُسکو حاصل ہوگا ہمیشہ مقید رہنا گویا زندہ درگور ہونا ہی اسوقت داراب سیمین زرہ کی یہ حالت ہی کہ پیٹ چاک ہی آنتین کٹی ہوئی پیٹ سے باہر نکل آئی ہین ہوش و حواس درست نہین ہرچند لوگ پکارتے ہین جواب کجا بس اب دم شماری ہی رمقے جان باقی ہی ورنہ اُسکا کام تمام ہو چکا ہی حمزہ ثانی سرہانے کھڑے ہوئے زار و قطار رو رہے ہین داراب کی صورت دیکھکے کلیجہ منھ کو آتا ہی اُس عالم اضطراب مین خیال آیا کہ ای حمزہ ایسی حالت مین دوا کچھ کام نہین کرتی ہی دعا کارگر ہو جائے تو کچھ عجب نہین ہی وہ حکیم مطلق ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی ابھی تو داراب مین کسی قدر جان باقی ہی وہ چاہے تو مردہ صد سالہ کو از سر نو خلعت حیات بخشے اُس عز اسمہ کے بندون نے مردون کو زندہ کیا ہی تو کیا وہ خود یہ قابلیت نہین رکھتا ہر وقت اُس سے امید مطلب برآری کی رکھنا چاہیے اگر اُس سے قطع امید ہی تو شیطان کو ہو دنا تو کہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی چنانچہ اُسیوقت سر برہنہ ہوئے کلام اللہ کو سر پر رکھا اور جانب آسمان سر اُٹھا کے اسطرح مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق کون و مکان و ای مالک ہر دو جہان ای دادرس مظلومان و ای دستگیر افتادگان

؎ کسی سے برآوے نہ کچھ کام جان
جو تو مہربان ہی تو کل مہربان

تو ہر ایک کے حال باطنی کو جانتا ہی تو خطا وار و بے خطا کو پہچانتا ہی تو نے دوزخ و بہشت کو بنایا ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبرون کو بھیج کے سیدھا راستہ دکھایا تو باپ سے ستر درجہ زیادہ اپنے ادنی بندون پر شفقت فرماتا ہی گنہگار کی توبہ سے تیرا دریائے کرم جوش مین آتا ہی میرے لخت جگر نور نظر کا جو کچھ حال ہی اُسکو تو دیکھ رہا ہی اور جو حالت اسوقت میرے قلب مضطر کی ہی اُسکو بھی جانتا ہی تو ہی بتا کہ تجھ ایسے کریم و رحیم کی بارگاہ عالم پناہ کو چھوڑ کے کہان جاؤن اور کس سے رحم و کرم چاہون

؎ ندارم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس

واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا میرے گناہون سے قطع نظر کر کے مجھ عاجز و ناچار کی دعا کو قبول فرما یعنے میرے فرزند دلبند کو تندرست کر دے یہانتک مناجات کی تھی کہ یکایک حمزہ ثانی پر خواب کا غلبہ ہوا خواب مین دیکھا کہ ایک طرف سے شعلۂ نور پیدا ہوا حمزہ نے غور سے جو نظر کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین ای فرزند آج تیرا کیسا مزاج ہی کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہو رہا ہی تیری اس اضطراب و بیقراری نے مجھکو بھی پریشان کر رکھا ہی حمزہ ثانی نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی شہریار بندہ پروری کی قدر و منزلت شہنشاہی خوب جانتے ہین ظاہری امور پر اُنکی نظر نہین رہتی مگر باطناً رحم و کرم پر آمادہ رہتے ہین بعدہ تمام قصہ بیان کیا اور

کہا کہ اگر داراب سیمین زرہ ہلاک ہو جاے گا تو بالیقین بدیع الملک بھی زندہ نہین رہیگا ان دو داغون سے میرے دل وجگر مین جان باقی نہین رہ سکتی داراب کا جو کچھ حال ہی ظاہر ہی بیان کی کیا ضرورت ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند اصل امر یہ ہی کہ داراب سیمین زرہ ابتک ہلاک ہوگیا ہوتا اگر بدیع الملک کی جانب سے غفلت اختیار کی جاتی واقعی بدیع الملک کو تیرے ملال کا بہت خیال ہی اسی سبب سے وہ اپنے کو ہلاک کرنے کے واسطے آمادہ ہی چونکہ تونے بدیع الملک پر رحم کھایا پروردگار عالم نے بھی تجھپر اپنا رحم کیا کہ تیرا فرزند داراب تام تندرست ہوگیا مطمئن رہ اور بدیع الملک بھی اپنی خودکشی سے بازرہیگا اوراے فرزند حمزہ ثانی اگر بعض وقتون مین یہ جملہ تیرے گوش گذار ہوچکا ہوگا اب پھر مین بطور یاددہی کے اس جملہ کا ذکر کرتا ہون وہ یہ کہ شاہزادہ بدیع الملک تیرے بعد تیرا جانشین ہوگا جو مرتبہ تجکو اسوقت حاصل ہی وہ اُسکو حاصل ہوگا کوئی اُسکے مقابلہ مین گوے سبقت نہین لیجا سکتا وہ ایک جوان راست باز ہی اُسکی قابلیت خدادادہی پرخود قابلیت کونا نہی خبردار بدیع الملک کو کبھی ناراض نہ کرنا حتی الامکان اُسکی خوشی پر نظر رکھنا وہ بجاے خود ذلیشعور ومنصف مزاج حلیم ذکی الطبع نیک نفس جوان ہی کسی پر ظلم ہونا پسند نہین کرتا ہمکو اُسکے باطنی خصائل وعادات سے بخوبی آگاہی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ اُسنے داراب سیمین زرہ کو شمہ صدمہ نہین پہونچایا خود داراب نے اپنے کو ہلاک کیا ہی یہ کہکے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے غائب ہوگئے حمزہ ثانی خوف سے لرز گئے خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ داراب اُسی طرح بیہوش ہی دل مین کہا کہ تعجب ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو داراب کے تندرست ہونے کی بشارت دی اور یہ اُسی طرح بیہوش ہی داراب کا شانہ ہلایا آواز دی داراب نے آنکھین کھول دین پوچھا کیا حال ہی اُسنے کہا تمھارے اقبال سے اب مین سب طرح اچھا ہون ہان ضعف کے سبب سے اُٹھ نہین سکتا تاکہ قدم مبارک پر اپنی آنکھون کو ملون حمزہ نے فوراً شوربہ مرغ تیار کروایا داراب کو پلایا داراب اُٹھ بیٹھا اور حمزہ ثانی کے پانون پر سر رکھدیا افراط محبت فرزندی سے حمزہ ثانی کا دل بھر آیا با آواز بلند رویا پھر خاک پر سر رکھکے سجدۂ شکر بجالایا حاضرین سے کہا یارو اس سے زیادہ خداے واحد ولاشریک کے صاحب قدرت وعظمت اور غفور الرحیم ہونے کی کیا دلیل ہوگی کہ مجھ بندۂ ذلیل وخاطی کی دعا قبول کی کہ اس مردہ کو زندہ کیا کیا امید تھی داراب کے تندرست ہونیکی جس انسان کی آنتین پیٹ سے باہر نکل آئین اور جسکے علاج سے اطباے حاذق عاجز ہون اُسکی زندگی کی کیا امید ہوسکتی ہی اور داراب کو گود مین اُٹھا کے سر وچشم پر بوسہ دیے صبح کو تمام سردار دربار مین حاضر ہوئے آداب بجالاے خداے قادر وتوانا کی صفت وثنا کی اور کہا شہریار واقعی یہ تمھاری دعا کی برکت تھی ایسے مجروح کبھی نہین جانبر ہوتے اور یہ بھی کہا کہ شاہزادۂ بدیع الملک کو قید وبند سے رہا کردینا لازم ہی حمزہ ثانی نے فوراً حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو قید وبند سے رہا کرو اور میرے سامنے لاؤ بدیع الملک حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوے حمزہ ثانی نے کہا ای فرزند تمکو خبر بھی دیتے ہین کہ داراب سیمین زرہ کو تمنے سخت مجروح کیا تھا لیکن حکیم مطلق نے اپنے فضل وکرم سے اُسے شفاے کلی عطا فرمائی اب بتاؤ کہ اگر مین تمکو گرفتار نہ کرتا اور تمکو ہلاک ہوجانے دیتا تو اسوقت

کس حد کا صدمہ ہوتا یقین ہی کہ اس صدمہ سے مین بھی جان بحق تسلیم ہو جاتا بابا ہر ایک کام کو سونچ سمجھ کے کرتے ہین بدیع الملک آبدیدہ ہوا اور کہا شہریار مین نے پیشتر بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ مین نے شمہ صدمہ داراب کو نہین پہونچایا یون شہریار مالک و مختار ہین جو مزاج مین آوے ارشاد فرمائین اور اگر شہریار کا یہی خیال ہی تو اگرچہ داراب سیمین زرہ فضل خدا سے تندرست ہو گیا ہی لیکن بسبب شرم کے کسی سے آنکھ چار نہ کر سکونگا اسوقت نہین پھر کسی وقت موقع پا کے اپنے کو ہلاک کر دونگا بدنامی کے ساتھ اگر زندگی ہوئی تو کیا ہزار لعنت ایسی زندگی پر حمزۂ ثانی ہنسے اور کہا ای فرزند یہ جملہ مین نے خوش طبعی سے کہا تو ہرگز اپنے دل مین خیال نہ لانا کہ میرے دل مین داراب کے تیرے ہاتھ سے مجروح ہونے کا خیال ہی بخدا میرے دل مین اس بات کا مطلق خیال نہین ہی بعدہ خلعت گران بہا بدیع الملک کو دیا داراب سیمین زرہ نے دوڑ کے بدیع الملک کے پانون پر سر رکھ دیا اور کہا شہریار حمزۂ ثانی میرے قبلہ و کعبہ ہین اور انکی جگہ تم ہو بارے الحمد للہ کہ مین تندرست ہو گیا ورنہ مجکو مطلق تمہاری جانب کسی طرح کا خیال و گمان نہوتا بدیع الملک نے کہا ای شاہزادہ تو ہمارا مخدوم زادہ ہی اور ہم سب تیرے خادم و مطیع فرمان ہین ؎ آفتاب جاہت از اوج شرف تابندہ باد ٭ حشمت و اقبال دایم بخت تو پایندہ باد میری کیا ہستی ہی کہ حمزۂ صاحبقران کی مرتبہ و منزلت کو پہونچ سکونگا ہان یہ تیری خادم نوازی ہی جو تو اسطرح کے کلمہ میری نسبت زبان پر جاری کرتا ہی داراب نے کہا شہریار ؎ تا جہانست کامران باشی بر ہمہ خلق کامران باشی ٭ در خیابان عالم ایجاد ٭ از گل عیش شادمان باشی ٭ شاید تمہارے دل مین اس بات نے خطور کیا ہی کہ مین جو کچھ کہتا ہون دنیا سازی کے اعتبار سے کہتا ہون واللہ جو کچھ مین کہتا ہون سچ اور بلا تصنع کہتا ہون اسواسطے کہ تمہارے واجب التعظیم و تکریم ہونے کی خبر میرے بزرگون نے مجکو دی ہی مین ہرگز اپنی طرف سے نہین کہتا انکی بات میرے دل پر کانقش کالحجر ہی یہ کہ بعد میرے پدر بزرگوار کے تم ہی انکے جانشین ہوگے میرا فرض ہی کہ قبل اسوقت کے آنے کے تمہارا حلقہ غلامی اپنی زیب گوش کرون بعدہ داراب سیمین زرہ روبرو حمزۂ ثانی کے پایین دست بدیع الملک مقیم ہوا حمزہ نے داراب کے نام کا جشن قرار دیا اس جشن مین بہت کچھ اہتمام کیا گیا زر کثیر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا زر خطیر انعام و اکرام مین دیا بیشتر محتاج مدت العمر کیلیے مستغنی الحال ہو گئے ملازمون کو نئے نئے قیمتی جوڑے ملے جابجا نوبت نوازی گئی بیحساب بخت ہوئی سردارون کو خلعت مرحمت ہوئے محفل عیش و نشاط کے واسطے مکان تجویز ہوا فیلفور آلات و فرش وغیرہ جملہ سامان زیبائش و ضرورت سے آراستہ کیا گیا زنانہ و مردانہ اعلی اعلی طائفے بلائے گئے عید کا دن معلوم ہوتا تھا شب کو کثرت سے روشنی وغیرہ کا سمان بندھا محفل مین جابجا مسند تکیہ مغرق لگے ہوئے تھے صدہا پانچ سو بتی کے جھاڑ سرخ و سبز زرد آبی سفید وغیرہ طرح طرح کے رنگ کے آویزان تھے جنمین مومی کافوری شمعین روشن تھین جابجا مجمرہاے طلائی مین عود و اگر سلگ رہا تھا ہر جانب خوشبو و خوش رنگ پھولون کا ڈھیر تھا عملہ زرق برق اپنے اپنے عہدون سے خبردار ہوشیار مستعد تھا وہی خلعتہاے نو بہ نو زیب تن کیے ہوئے سرداران لشکر اسلام سر شام محفل مین آموجود ہوئے مطربان خوش رو و رقاصان خوش گلو نے رقص و نوا کا ہنگامہ گرم کیا کس لطف و خوبی سے یہ غزل صائب کی گائی

غزل

چرخ ست حلقہ گرد دولت سرای دل

عرش است پردۂ حرم کبریاے دل
پیوند انکہ میروی بہ نہایت نمی رسد
نہ اطلس سپہر نگردد قباے دل
در زیر آسمان نفس تنگ میشود
در خاک ہم نگردد بود آسیاے دل
ما خود چہ ذرہ ایم کہ تحمل سپہر
صد شہر عقل کرنہ سر روستاے دل

با آنکہ پاے برسر گردون نہادہ است
بے انتہاست عالم بے ابتداے دل
با نور آفتاب با انجم چہ حاجت است
ہر کس کشیدہ است نقش در فضاے دل
گر بیگے کہ زیر پوست بجون تو تشنہ است
رقص البحل کنند ز بانگ دراے دل
صائب اگر بدیدہ ہمت نظر کنی

برخاک میکشد ز درازی قباے دل
دل آنچنان کہ ہست اگر جلوہ گر شود
باخلق آشنا نشود آشناے دل
ہرگز تہی نشود سفر اہل دل تمام
یوسف شود ز پرتو نور و صفاے دل
دست از کتاب خانہ یونانیان بشوی
افتادہ است قصر فلک پیش پاے دل

تمام اہل محفل نشاط اس غزل کو سن کے بہت محظوظ ہوئے مطربون کو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملا رستم ثانی بھی موجود تھا وہ ہر مرتبہ بنظر تیز و تند اور کبھی چین بر جبین ہو کے خورشید کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی قبضہ شمشیر پہ ہاتھ لیجا کے خورشید کو از سر تا پا دیکھتا تھا خورشید نے حمزہ ثانی کی طرف دیکھا اور کہا شہریارا مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون حمزہ نے پوچھا کیا کہا جس روز سے سلیمان کوچک میرے روبرو بیٹھا ہی رستم ثانی بہت بری نظر سے میری طرف دیکھتا ہی اور ہر مرتبہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاتا ہی شہریار خوب واقف ہین کہ یہ معاملہ سپاہگری کا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہو رستم ثانی اور میرے درمیان خلاف کارروائی شروع ہو جاوے اور حضور تو رستم کی سرکشی سے چشم پوشی کرتے چلے آتے ہین ظاہر ہی کہ رستم نے سرداران دست راست کے مقابلہ مین کیسے کیسے خلاف کارروائیان عمل مین لایا مگر اب مجھ مین تاب صبر نہین ہی کیونکہ صبر کرنے کی انتہا ہی حمزہ ثانی نے کہا اے برادر خورشید یہ مجھے خوب معلوم ہی کہ سرداران دست چپ نہایت درجہ شورہ پشتی کرتے ہین ہر چند اُن سب کو فہمایش کی گئی اور خود اُنھون نے بیشتر موقعون پر زک پائی لیکن وہ کسی طرح باز نہین آتے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اُن لوگون کے بارے مین کیا بند و بست کیا جاوے رستم ثانی اور ایرج حمزہ ثانی کی یہ تقریر سکوت مین بیٹھے سنا کیے مطلق جواب نہ دیا لیکن سیارہ ثانی تاب تحمل نہ لایا حمزہ ثانی کے روبرو آیا اور عرض کی شہریارا مجھسے بھی کچھ سنیے پہلوانان و عیاران دست چپ نے کیا شورہ پشتی کی ہی جو اس بات کی شکایت کیجاتی ہی کہ پہلوانان دست چپ سرکش و شورہ پشت ہین خواہ نخواہ کسی سے خصومت رکھنا بہتر نہین ہوتا ہی یہ خوف ہم اس بات کا ہی کہ آپس مین ضرور کشت و خون عظیم ہوگا اور سرکش اپنے افعال کی سزا پائین گے ہدہد اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے خیرہ سر خاموش باش تیری بھی یہ مجال ہی کہ شہریار جہان سے ہمزبانی کرے اگر پہلوانان دست چپ سرکشی و شورہ پشتی کرتے ہین پہلوانان دست راست اُنسے سمجھ لینگے اسیطرح پہلوانان دست راست سرکشی و شورہ پشتی کرین گے پہلوانان دست چپ اُنسے تعرض کرلین گے تو کون ہی جو بحث کرتا ہی سیارہ نے کہا ہمارا حق ہی کہ اگر کوئی کسی سردار کی شکایت بیجا کرے اُسکا جواب معقول دین تیری تقریر البتہ فساد مبنی ہے کہ یا ہدہد گر سمجھنے پر راضی ہی اگر پہلوانان دست راست و دست چپ مین کشت و خون کی نوبت آجائیگی در بندگان خدا ہلاک ہونگے تو کون ایسا مسلمان ہوگا جسکو افسوس نہو گا خبردار تو اس بارہ مین تعرض نہ کر مین ضرور حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کرکے اس فساد و شر کو رفع کرونگا ہدہد نے کہا تو ہرگز یہ قابلیت نہین رکھتا سیارہ نے کہا مین ضرور قابلیت رکھتا ہون البتہ تو خاموش رہ اس

گفت و شنید سے جنگ و جدل کی نوبت پہونچی سیارہ نے خنجر کا وار کیا ہدہد نے اُس وار کو رد کیا اور خود
بھی خنجر کا وار کیا ہدہد صاحب قنطورہ تھا نوبت باینجا رسید کہ سیارہ کے دو شاخہ مین ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اُسکے سینہ پر سوار ہوا کہا ای سیارہ دیکھ اس زیادہ گوئی کا یہ انجام ہوا اب بتا
کہ تیرا کیا حال بناؤن ہی شرط کہ تجکو مثل گوسفند کے ذبح کرون رستم نے جو دیکھا کہ سیارہ کے سینہ پر ہدہد
سوار ہو گیا ہی اور عنقریب اُسکو ہلاک کریگا غیظ و غضب مین آلودہ ہو گئے تلوار علم کیے ہوئے ہدہد کے
قریب آیا با آواز بلند کہا او خیرہ سر بیہودہ یہ کیا حرکت ہی کہ سیارہ کو ہلاک کرنے کے درپی ہی ہدہد نے رستم
کی صورت دیکھی کہا ای شاہزادۂ رستم اس بارہ مین تمھارا کچھ دخل نہین ہی نہایت ادب سے کہتا ہون
کہ اسوقت میرے پاس سے علیحدہ چلے جاؤ ورنہ اس قصہ کو زیادہ طول ہوگا ہم دونون اسوقت سمجھ
لین گے رستم ثانی نے کہا مین ضرور اس بارہ مین تجھسے تعرض کرونگا خبردار سیارہ کی ہلاکت کا ارادہ
نہ کرنا ورنہ تم دونون اسوقت بیجان زمین پر افتادہ ہو گئے بس سیارہ کے سینہ سے علیحدہ ہو جا ہدہد نے
کہا مین ہرگز اسوقت سیارہ کو نہ چھوڑونگا رستم ثانی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور کہا دیکھو اب بھی خیریت
ہی اگر تو سیارہ کے سینہ پر سے اُتر آئے ہدہد نے کہا مین سیارہ کے سینے سے نہین اُترونگا تم مرد ہو تو
اُتار لو رستم نے تلوار کا وار کیا ہنوز ہدہد کے سر تک تلوار نہ پہونچنے پائی تھی کہ ہدہد نے ہاتھ بڑھا کے
رستم ثانی کے کمربند کو مضبوط پکڑ لیا کہا ای شاہزادۂ رستم ثانی افسوس تمنے میری فہمایش کی طرف نظر نہ کی
آخر بے ادبانہ پیش آنے کو مجبور ہوا یہ کہا اور سر سے بلند کر کے فوراً زمین پر مارا ایک پانؤن سیارہ پر
رکھا اور دوسرے پانؤن سے رستم ثانی کو دبایا ہرچند دونون نے ہاتھ پانؤن مارے مگر ہدہد نے
ایک کو بھی رہا نہ کیا اور بار بار یہ کہتا تھا کہ ای سیارہ کہ تو ابھی تیرے پیٹ کی آنتین باہر ڈھیر کردون اُسمین
اسقدر حواس کہان تھے کہ جواب دیتا جب ایک ساعت کا عرصہ گذر گیا شاہزادۂ بدیع الملک اُٹھ
کھڑا ہوا دوڑ کے ہدہد کے قریب آیا کہا ای خیرہ سر یہ کیا بیہودگی ہی چھوڑ دے ان دونون کو ہدہد نے کہا ای
بدیع الملک تم خاموش رہو دیکھو مین ان دونون سے سمجھے لیتا ہون بدیع الملک نے ہدہد کا ہاتھ
کھینچ کے اُن دونون کے سینہ سے علیحدہ کیا رستم ثانی کا اُسوقت یہ حال تھا کہ افراط خجالت سے چہرہ پر
ہوائیان چھوٹ رہی تھین اور پسینہ مین غرق تھا اور دست پاچہ کھڑا تھا قرینہ سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دل مین کہ رہا ہی کیا کرون کچھ نہین بن پڑتا آخر وہان سے آکے اپنے ڈنگل پر سکوت مین سرنگون بیٹھا سیارہ
نے رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا ای شاہزادہ تم خاموش کیون بیٹھے ہو اگر تمکو یہ خیال ہی کہ ہدہد نے
ہم دونون کو زک دی یہ بات کچھ بھی ملول و رنجیدہ ہونے کی نہین ہی ہدہد مین یہ قابلیت نہین ہی کہ ہمکو
زک دے سکے وجہ یہ ہی کہ ہدہد کے پاس قنطورہ ہی جسکے سبب سے وہ غالب آیا حمزۂ ثانی کو تعجب
ہوا کہا ای ہدہد کیا واقعی تو قنطورہ رکھتا ہی جسکے سبب سے رستم ثانی اور سیارہ پر غالب آیا ہدہد
نے کہا شہریارا واقعی میرے پاس قنطورہ موجود ہی لیکن سرداران دست چپ کے مغلوب کرنے کے
واسطے قنطورہ کے موجود ہونے کی ضرورت نہین ہی حمزہ نے کہا مین تجھسے یہ نہین کہتا کہ تو قنطورہ
کی وجہ سے رستم پر غالب آیا لیکن دیکھون وہ قنطورہ کہان ہی ہدہد نے قنطورہ کو گردن سے اُتارا
اور حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزۂ ثانی نے قنطورہ کو اُٹھا کے اپنے روبرو رکھا اور بغور دیکھنے

شروع کیا بدیع الملک نے کہا شہریار یہ قنطورہ سیارہ سے کسواسطے لیا ہی حمزۂ ثانی نے کہا خاص تمہارے واسطے لیا ہی اُسنے کہا میرا بھروسا صرف اُس عزاسمہ پر ہی جسکو ہر طرح کی قدرت ہی قنطورہ کیا وقعت رکھتا ہی جسکی وجہ سے کوئی کسی کو مغلوب کر سکے اور بالفرض کسی کا اعتقاد ہو مین اسکی کوئی وقعت نہین سمجھتا جو اس قنطورہ پر اعتقاد رکھتا ہو اُسکو مبارک اُسی کو دیدینا چاہیے حمزۂ ثانی پہلوانان دست راست کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یارو تم مین سے جسکو مطلوب ہو یہ قنطورہ موجود ہی لے سب نے کانون پر ہاتھ رکھے اور کہا شہریار ہمارے کام کا قنطورہ نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا اگر تم لوگ قنطورہ کے لینے سے انکار کرتے ہو تمکو اختیار ہی یہ سمجھ لو کہ تمہارے انکار کی حالت مین رستم ثانی قنطورہ کو لے لیگا پھر مجھسے شکایت نہ کرنا اُنھون نے کہا شکایت کی کیا بات ہی ہمنے تو عرض کر دیا کہ جسکو ضرورت ہو قنطورہ لے لے حمزۂ ثانی نے رستم ثانی سے کہا تم قنطورہ لے لو رستم نے کہا مرد میدان کبھی اس طرح کی مدد کے خواستگار نہین ہوتے آج ہدہد کے بارے مین یہ حیلہ کیا گیا کہ وہ قنطورہ کی وجہ سے غالب آیا اسی طرح کل میرے بارے مین یہ ذکر کیا جاوے گا کہ قنطورہ کی وجہ سے یہ کارنمایان ظہور مین آیا اس سے بہتر یہ ہی کہ قنطورہ سے قطع نظر کیجاوے اگرچہ قنطورہ کی عدم موجودگی مین ہلاک بھی ہو جاؤن بادشہ حمزہ نے یاران دست چپ سے پوچھا اُنھون نے بھی قنطورہ کے لینے سے قطعاً انکار کیا ہدہد نے کہا شہریار نہ بر وستی قنطورہ کو دینے سے کیا فائدہ اگر کوئی نہین لیتا فھوالمراد میری ہی قسمت کا قنطورہ ہی مجکو مرحمت ہو حمزہ نے کہا مین قنطورہ کسی کو نہ دونگا ہان اُسکو یہ قنطورہ دیا جاویگا جو بالاے آسمان فرعون جاوے اور فرعون ملعون کی ریش تراش لاوے اس شرط کو سن کے سیارہ و ہدہد اُٹھ کھڑے ہوئے کہا ہمکو اجازت ملے حمزہ نے کہا تمسے کون اس بات کا معاہدہ کرتا ہی ہدہد نے کہا حضور کسی کو مخصوص نہ فرمائین ہم دونون جاتے ہین اگر خدا اسنے چاہا تو اُس ملعون کی ریش لے آوینگے حمزہ نے اجازت دی دونون لشکر فرعون کے جانب روانہ ہوئے سیارہ بجاے خود ایک تدبیر سونچا اپنی صورت کو شیاطین کی صورت سے مشابہ کیا اور اُن گبران مکار کے لشکر مین پہونچا جسنے اُسکی صورت دیکھی ہمہ تن حیرت ہو گیا پھر وہان سے بارگاہ فرعون مین پہونچا اور فرعون کو سجدہ کیا تین مرتبہ اُسکے گرد پھرا شین بن شیاطین بھی موجود تھا اُسکے پاس آیا اور شین بن شیاطین کو گود مین اُٹھا لیا اور اسقدر گریہ و زاری کی کہ تمام کفاران بد کار حیرت مین مبتلا ہوئے بعدہ فرعون کے پاس پھر آیا اور دوسرا سجدہ کیا فرعون نے خوب غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے شیاطین تو اسقدر عرصہ سے کہان تھا تجکو تو عمر ثانی نے ہلاک کیا تھا کیا تو کوئی بھوت پریت ہو گیا ہی اُسنے کہا خداوند تو بھی عجب لاابالی ہی یہ کیا کہتا ہی کہ بھوت پریت ہو گیا ہی ہم تیرے خاص بندے ہین کیا ہمکو اسقدر قدرت بھی نہین ہی فرعون نے کہا کیون نہین اچھا اب اپنا اصل واقعہ بیان کر کہ بعد ہلاک ہونے کی تجہیز کیا گذری اُسنے کہا اے خداوند جب مجکو عمر ثانی نے ہلاک کیا میری روح بہشت عنبر سرشت مین لیگئے ایک مقام فرحت افزا مین مجکو مقیم کیا گوناگون میوے درختون مین آویزان تھے ایک قصر زبرجد میری استراحت کے واسطے مخصوص کیا گیا وہان ہر وقت صبح کا سا عالم معلوم ہوتا تھا سورج نہ چاند درختون کی سرسبزی و شادابی پھلون پھولون کی مہک جان تازہ پیدا کرتی تھی غرضکہ طرفہ سامان تھا پورے سال

سال بھر تک اُس بہشت کی سیر کرتا رہا کل کا ذکر ہی کہ مین نے تیری روح کو دیکھا اُسوقت میرے دل مین خیال
آیا کہ عرصہ ہوا پردۂ دنیا کو نہین دیکھا نہایت شوق ہی اب تو بہشت کی سیر سے دل سیر ہو گیا خداوندگی
روح موجود ہی اس سے التجا کرنا چاہیے چنانچہ اے فرعون تیری روح سے التجا کی کہ مجکو ایک بار پھر زندہ
کر میری چند آرزوئین ابھی باقی ہین تیری روح نے مجھسے پوچھا کہ وہ آرزوئین کیا ہین مین سن لون بعد
حسب مصلحت عمل درآمد ہوگا مین نے کہا اے خداوند میری پہلی آرزو یہ ہی کہ خداپرستون نے پردۂ دنیا
مین خداوند پر عرصہ تنگ کیا ہی چاہتا ہون کہ اُنسے اس گستاخی کا عوض لون دوسری آرزو یہ ہی کہ تو جانتا
ہی عمر ثانی نے مجکو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا ہی اُسکو مع عیاران دیگر ہلاک کرونگا علاوہ اسکے اور بھی
آرزوئین ہین جنکی تفصیل طولانی ہی اس مختصر وقت مین نہین بیان کرسکتا میری ان آرزوؤن کو سن کے اے خداوند
تیری روح بہت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ جا ہمنے تجکو دوبارہ خلعت حیات بخشا اور اس مرتبہ تجکو پانچ سو سال
کی عمر عطا کی اسواسطے کہ تو نے اپنی پہلی آرزو میں بابر خیرخواہی اپنے خداوند کے ظاہر کی اے خداوند یہ کہکے تیری
روح نے میرے سر اور منھ پر ہاتھ پھیرا بس مین زندہ ہوگیا اور دوسری مرتبہ روح خداوند کو سجدہ کیا پھر
تیری روح نے میرا ہاتھ پکڑ کے بہشت سے باہر نکال دیا مین نے کہا اے خداوند مجکو تیرے لشکر کی راہ نہین
معلوم ہی مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کی راہ بتا دے روح خداوند نے مجکو لشکر کے نزدیک پہونچا دیا یہانتک
تو مجکو خبر ہی لیکن بعد کا حال مجکو نہین معلوم ہی غالبًا وہ روح خداوند مین سمائی ہوگی اب مین تیری خدمت
مین حاضر ہوا ہون فرعون بہت خوش ہوا کہا اے شیاطین آج شب کو واقعی مین نے تقدیر اسیطرح
جاری کی ہی کفار جو اُسوقت وہان موجود تھے ایک دفعہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے فرعون کو سجدہ کیا
بہت کچھ ثنا و صفت زبان پر جاری کی فرعون نے کہا اے ہمارے بندگان خاص یہ کیا میری قدرت
کا حال تمنے سنا اس سے بدرجہا میری شان ارفع و اعلیٰ ہی ہزارہا واقعات شب و روز مین ایسے گذر
جاتے ہین جنکی تمکو مطلق اطلاع نہین ہوئی بعدہ فرعون نے خلعت خاص طلب کیا شیاطین نقلی یعنے
سیارہ کو دیا سیارہ نے وہ خلعت بہت خوش ہو کے پہن لیا بغل سے ستارہ نکالا فرعون نے پوچھا
اے بندۂ خاص ہمارے یہ کیا شی ہی سیارہ نے کہا یہ ستارہ ہی تیرے خوش کرنے کو لایا تھا یہ کہکے بجانا شروع
کیا اور ایسا بجایا کہ تمام حاضرین بہت خوش ہوئے شب کو فرعون نے مرکب قدرت طلب کیا
سوار ہوا شیاطین نے دست بستہ کہا اسوقت خداوند کہان تشریف لیے جاتے ہین کہا اے شیاطین
اسوقت قیطول و قصر پر جاتا ہون شیاطین نے کہا جب میرے حال پر اس قدر فضل و کرم کیا ہی
مین چاہتا ہون کہ ازراہ بندہ نوازی اسوقت مجکو اپنے ساتھ لیچل تاکہ طبقات آسمان کی سیر کرون اور
اصل تو یہ ہی کہ میرا دل یہ چاہتا ہی کہ ایک لمحہ کیواسطے خداوند سے علیحدہ نہون فرعون نے کہا کیا مضائقہ
ہی اچھا پشت مرکب پر میرے پیچھے بیٹھ جا مگر ایسا نہو کہ پشت سے زمین پر گرے شیاطین نے کہا مین
مستحکم خداوند کی کمر کو تھامے رہونگا چنانچہ شیاطین نقلی بھی پشت مرکب پر سوار ہوا وہ مرکب
قدرت روانہ ہوا چند لمحہ مین آسمان و قصر معلق کے قریب پہونچا سیارہ نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک دروازہ خود کھلا فرعون اُس دروازہ مین داخل ہوا آسمان پر پہونچا ایک قصر مین جا کے
بیٹھا شیاطین نقلی بھی اُسکے روبرو بیٹھا وہان بھی نغمہ نوازی کر کے فرعون کو خوش کیا کہا اے خداوند

اسوقت مجکو اس بات کا نہایت تعجب ہی کہ یہ مرکب پر نہین رکھتا پھر بھی تجکو یہان بالاے آسمان پہونچا یا یہ کیا رمز ہی فرعون ہنسا اور کہا ای شیاطین تعجب کی بات نہین ہی واقعی یہ مرکب علی العموم مرکبون سے ہی لیکن اسکے آسمان تک پہونچنے کی یہ وجہ ہی کہ عزازیل منقش نے مجکو ایک مہرہ دیا ہی جس مقام پر مجکو جانا منظور ہوتا ہی اس مہرہ کو مرکب کی گردن مین باندھ دیتا ہون وہ مرکب مجکو منزل مقصود پر پہونچا دیتا ہی شیاطین یہ سن کے بہت خوش ہوا جام وصراحی سے مملو کرکے فرعون کے روبرو لے گیا فرعون نے وہ جام بلا تکلف پی لیا شیاطین نقلی نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد دماغ گرم ہوا یہانتک کہ بالکل بیہوش ہوگیا سیارہ کو معقول موقع ہاتھ آیا اول اُس ملعون کی ریش کتری پھر تمام چہرہ نحس اُسکا سیاہ کرکے بالاے آسمان سرنگون آویزان کردیا مہرہ اُس سے لے کے مرکب کی گردن پر باندھا مرکب پر سوار ہوکے آسمان کے دروازے پر پہونچا وحسب دستور از خود کھل گیا اپنی صورت کو فرعون کی صورت سے مشابہ کرکے اُس قصر سے باہر آیا اور لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوا لشکر فرعون نے دیکھا کہ آج فرعون لشکر اسلام مین گیا ہی ہمہ تن حیرت ہوگئے کہ یہ آج کیا واقعہ ہی اُس طرف سیارہ حمزہ ثانی کی بارگاہ مین آیا حمزہ ثانی اور یاران موجودہ نے جو فرعون کی صورت دیکھی متعجب ہوگئے ایکنے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کسی نے دوسرے سے آہستہ کہا ای فلان یہ کیا واقعہ ہی فرعون ملعون یہان کیون آیا ہی خدا خیر کرے سامان بد ہی سیارہ نے باواز بلند کہا ای حمزہ ثانی وای بندگان من مین تمھارے حال پر بہت متاسف ہون تمنے اپنی تمام عمر گمراہی مین بسر کی تمکو اپنے انجام کا مطلق خیال نہین ہی دیکھو میرے رحم وکرم کو کہ بعد انتظار بسیار آج مین خود تمھارے پاس آیا ہون تاکہ تمکو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن آؤ تم سب مجکو سجدہ کرو ورنہ یقین سمجھ لو کہ اب مین ہرگز رعایت نہ کرونگا فوراً اپنا قہر وغضب تمپر نازل کردونگا اور وہ قہر وغضب فی الحال یہ ہی کہ تم سب کو سنگ سیاہ کردونگا اُسوقت تمکو میری قدرت کا حال دریافت ہو جاے گا اور ای بندگان من یہ بھی تمھارے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ تم سب کو ایک حیثیت سے گمراہ نہین سمجھتا ہون یعنے یہ جوانان دست چپ نہایت شریف ذات ہین اگرچہ مجھسے یہ بھی خلاف ہین تاہم انکی رعایت کرنا مجھپر فرض ہی البتہ جوانان دست راست سے مجھے سمجھنا ہی دیکھون یہ سرکش اور منحرف میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین تو سہی کہ سب کو بخط مستقیم جہنم مین بھیجون اور مطلق رحم کو اپنے دل مین جگہ نہ دون یہ امر میرے زیادہ تر خلاف مزاج ہی کہ علاوہ مجھسے منحرف ہونے کے جوانان دست چپ سے خصومت رکھتے ہین سچ ہی نالائق صاحب لیاقت کی قدر کیا جانے کیا کرون کہ جوانان دست چپ میرے قدرت وکمال کا اقرار نہین کرتے ورنہ اُنکو اعلی اعلی مراتب تفویض کرکے جوانان دست راست کو خوب خفیف کرتا اس طرح کی تقریر مین حمزہ ثانی کے دل مین کچھ شک گذرا سیارہ کی صورت خوب غور سے دیکھی دل مین کہا کہ فرعون کی بات کا لہجہ نہین ہی اگرچہ بظاہر یہ فرعون معلوم ہوتا ہی سیارہ نے کہا ای حمزہ تو نے میری صورت کیا دیکھی کچھ دل مین شک نہ لا مین فرعون ہی ہون اسوقت حمزہ ثانی کو یقین ہوگیا کہ یہ فرعون نہین ہی اُسکی جرات کہان کہ بلا تکلف لشکر اسلام مین آکے اسطرح بے تکلف کلام کرے پس بخوبی پہچان لیا ہنسا اور کہا او جھوٹے چور بیکار تو مغز خراشی کرتا ہی مین نے

تجکو بخوبی پہچان لیا سیارہ نے کہا کیا پہچانا حمزۂ ثانی نے کہا تو سیارہ ہی سیارہ پشت مرکب سے زمین پر آیا حمزۂ ثانی کو بادب تمام سلام کیا حمزہ نے کہا اے شخص یہ تو مجکو بخوبی تحقیق ہو گیا کہ تو فرعون نہین ہی اچھا اب تو بھی صاف صاف بیان کر دے کہ تو کون ہی سیارہ نے کہا شہریار واقعی مین سیارہ ہون آسمان کے ساتون طبقے طی کر کے بلندی پر پہونچا وہان یہ کارروائی کی کہ فرعون ملعون کو شراب کے ذریعہ سے بیہوش کیا اُسکی داڑھی کتر لایا ہون یہ کہکے فرعون کی ریش تراشیدہ پیش کی اور کہا یہ ریش خاص فرعون کی ہی حمزۂ ثانی نے غور سے اُس ریش فرعون کو دیکھا پہچانا کہا واقعی یہ داڑھی اُسی گبر کی ہی سیارہ نے کہا اگر اس ریش کے بابت کچھ شک ہو تو یہ مرکب قدرت بھی فرعون ہی کا ہی اسے بھی پہچان لو اور اگر مرکب کا بھی اعتبار نہو آسمان کی طرف ملاحظہ ہو اُسکی صورت مثل غول صحرائی کے بنا کے لٹکا دیا ہی حمزۂ ثانی نے آسمان کی طرف نگاہ کی دیکھا واقعی فرعون سیہ رو آسمان مین آویزان ہی حمزہ بہت خوش و مسرور ہوا اور کہا اے سیارہ بخدا کارہی کر دے اور قنطورہ طلب کر کے سیارہ کو بخشا سیارہ نے پھر بادب سلام کیا اور قنطورہ پہن کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اس اثنا مین ہدہد بھی آپہونچا اور اپنی جگہ بیٹھا رستم ثانی نے بنگاہ تیز و تند شاہزادۂ بدیع الملک کے جانب دیکھا کلاہ کج کی مونچھون پر تاؤ دیا جب چند مرتبہ ایسا ہی کچھ عمل مین لایا سیارہ ثانی نے رستم ثانی کو دیکھا بعدہ ہدہد کی جانب متوجہ ہو کے نعرہ مارا کہ باش او گیدی کیا تو بجاے خود اپنے کو سمجھتا ہی میرے سامنے آتا کہ تیرا سر دھڑ سے زمین پر گراؤن ہدہد نے بھی نعرہ مارا کہ او دیوانہ یہ کیا بکتا ہی پہلے اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے ہمکلام ہو نہین جانتا کہ مین کون ہون سیارہ نے کہا دیوانہ تو خود ہی اور تو جو کوئی ہی مین خوب پہچانتا ہون البتہ تو مجکو نہین پہچانتا آگاہ ہو کہ مین ہون سیارہ تیرا سر کوب ہدہد جست مار کے سیارہ کے قریب پہونچا سیارہ نے پھرتی تمام ہدہد کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا ایک شاہزادہ بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا کہا او خیرہ سر بیباک یہ کیا بیہودہ حرکت ہی ہدہد کو چھوڑ دے ورنہ عنقریب تجکو ہلاک کرونگا سیارہ کو قنطورہ کا خیال تھا اُسکے بھروسہ پر ہدہد کو چھوڑ کے شاہزادہ پر حملہ آور ہوا اور کہا اے شاہزادہ اب مین تیری رعایت نہ کرونگا ابھی تیری دلیری کا حال کھلا جاتا ہی شاہزادۂ بدیع الملک حمائل کو گلے مین پہنے ہی سحر و افسون اُسپر اثر نہین کر سکتا اس زور سے ایک طمانچہ سیارہ کے منھ پر مارا کہ مثل کبوتر کے اُسنے زمین پر غلطک کھائی شاہزادہ نے اُسکا پاؤن مستحکم گرفت مین لا کے گرد سر چرخ دینا شروع کیا اور ارادہ تھا کہ اُسکو ہلاک کرے حمزۂ ثانی بدیع الملک کے ارادہ سے آگاہ ہو گیا سمجھا کہ سیارہ عنقریب ہلاک ہوا چاہتا ہی کہا اے بدیع الملک خبردار سیارہ کو ہلاک نہ کرنا اگر اُسنے بیہودگی کی تو ہدہد کے مقابلہ مین تمکو کیا اور رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا اے رستم ثانی تمھارے خیال مہمل سے مین بہت عاجز ہون اسوقت تک تم بدیع الملک کے مقابلہ مین دعوی ہمچشمی سے باز نہین آئے انسان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ امتحان کر لے اگر اپنے کو مرتبہ اعلی کے قابل نہ سمجھے تو کیون اُسکا دعوی کرے ؎ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی اور شاہزادۂ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہا بابا تم بیکار قصہ کو طول دیتے ہو اسوقت اس قصہ کو اسطرح طی کرتا ہون کہ جو شخص عزازیل منقش کو ہلاک کرے اور اس قصر فرعون کو منہدم

کر دے اُسکو سب سرداروں پر سبقت ہوگی قبل اسکے کوئی اپنی جگہ کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاے سب نے بالاتفاق کہا ہمکو بسر و چشم یہ شرط قبول و منظور ہی ای عالی منزلت اب ہمکو یہ شرط معلوم ہو گئی کیا مجال ہماری جو بغیر ایفاے شرط مذکور قولاً فعلاً کوئی حرکت ہم دہی عمل مین لاوین

اب اس حال خیریت اشتمال کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور حال نکبت مآل فرعون ملعون مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

بتا کس دن تن مجنون نہین یہ رشتہ رگ جانکا
کہ ہر ناخن نگینہ بنگیا مہر سلیمان کا
فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدہ تر سے
زلیخا کے جگر تک چاک ہی یوسف کے دامان کا
مریض جان بلب دیکھے ہین پر ایسے نہین دیکھے
سنا جاتا نہین قصہ پریشان میسے پریشانکا
فرشتونکو بچانا یا الٰہی ایسے تیرون سے
اثر ہو جاے آب تیغ مین بھی آب حیوانکا
رہی اُنکے ہمارے دل ہی مین گفتگو جبتک
بلانے کو مرے آیا ہی کوئی آدمی انکا
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے کس راہ مین فتنے
کہ پہلے رخ نہ تھا میری طرف اُنکے نگہبان کا
ہمارے داغ عصیان باغ کیا کیا رنگ لائے

تمھارے آگے ہی یہ سر سرا رہا تار گریبان کا
بنادے بخیہ گر پردہ قباے جسم جانانکا
کہ ہر آنسو نے منھ دھویا شب مہتاب ہجرانکا
وہ چشم آبلہ بھی دید کے قابل ہی ای وحشت
خدا حافظ نہین تھمتا ترے بیمار ہجران کا
سر محفل مجھی سے تجکو ظالم پردہ کرنا تھا
کہ رخ ہی آسمان کی سمت اُس گشتہ مژگانکا
بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم
مزا آتا رہا کیا کیا شکل تہماے پنہانکا
مکین سے ہر مکانکی زیب ہی گو قید خانہ ہو
نظر آتا ہی خالی آج گوشہ تیرے دامان کا
کہے دیتا ہون جو گذری ہی برآ داد رہ محشر
گمان گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستانکا

بتونکے دست قدرت مین نہ کیونکر دل ہو نشانہ
ٹھکانے سے لگا دے کوئی ٹکڑا اس گریبانکا
گیا ہی کیا ہی ایک دست آرزو نے آرزو جانکا
نظر مین جسکے پہلے چبھ گیا کانٹا بیابان کا
دل آشفتہ ذکر زلف سے کیا کیا اُلجھتا ہی
پھر اُس پر یہ قیامت غیر کے دامن سے منھ ڈھنکا
وہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل ہی جانون
کف نازک مین کانٹا چبھ نہ جاے کوئی مژگانکا
عدم مین لیگیا مجکو فرشتہ مین یہ سمجھا تھا
نصیبہ کھل گیا تھا حضرت یوسف کے زندانکا
ہوئین تھین دید کے مشتاق سے گستاخیان کیا کیا
نہ آئے تذکرہ مجھسے کسی کے عشق پنہانکا

صیرفیان بازار خوبی سخن جوہریان چار سوق ہنر دفن نقود مضامین نو کو اسطرح پیش کش ناظرین والا گہر کرتے ہین کہ جب مقرنس ہلاک ہوا تمام گبران نابکار نے مرزوق جادو کو طلب کیا مرزوق اُسی وقت حاضر ہوا کہا ای مرزوق تو خداوند فرعون کی خدمت مین جا اور ہماری طرف سے خدمت خداوندین جاکے عرض کر کہ اب تیری مشیت تیرے حسب مراد جاری ہوئی ہی ہر طرح سے مطمئن رہ کوئی محل تردد کا نہین ہی مرزوق جادو وہان سے فرعون کی طرف روانہ ہوا جب یہان پہونچا دیکھا کہ ایک غول سیاہ رو آسمان فرعون پر آویزان ہی قریب اُسکے پہونچا جوہین فرعون کی نظر مرزوق پر پڑی پکار کے کہا ای مرزوق خوب ہوا جو تو اسوقت یہان پہونچا دیکھ تیرا خداوند صاحب قدرت کس حال خراب مین مبتلا ہی عنقریب ہلاک ہوا چاہتا ہی جلد مجکو خلاص کر مرزوق نے بغور دیکھ کے کہا او نابکار غول تیری سزا یہی ہی جو تو اس زحمت مین مبتلا ہی اپنی صورت کو دیکھ اور خداوند صاحب قدرت کے نام کو اپنی زبان پر جاری کرنے کو دیکھ خبردار اب ایسے الفاظ بیہودہ زبان پر جاری نہ کرنا ورنہ اسی حیثیت سے تجھے ہلاک کر دونگا فرعون نے کہا ارے مرزوق تو کس خیال مین مبتلا ہی تو غور سے تو دیکھ واقعی مین ہون فرعون تیرا خداوند خواہ میرے نسبت کلمات نامناسب زبان پر جاری کرکے اپنی عاقبت خراب کرتا ہی قسم ہی اپنے قدرت و جلال کی مین دروغگو نہین ہون مرزوق نے پھر غور سے صورت دیکھی کچھ پہچانا کہا مجکو شناخت ضرور ہی فرعون

نے کہا تو مجکو رہا کردے تو شک رفع ہو جائے مین غول ہرگز نہین ہون مرزوق نے اُسکو رہا کر دیا اور
کہا سچ بتا تو کون ہی اور کس شخص نے تیرا یہ حال بنایا فرعون نے تمام حقیقت سیارہ کی بصورت شیاطین
آنے اور ریش تراشنے کی مرزوق کے روبرو بیان کی اور کہا ای مرزوق وہ مکار ایسا شیاطین کی صورت
سے مشابہ ہوکے آیا اور اس طرح کی باتین کین کہ مجکو مطلق شک نہوا اُسکے فریب مین آگیا اب مرزوق
کو یقین ہوا کہ واقعی یہ فرعون ہی کہا ای خداوند ہم ایسے بندون مین سے اگر کوئی اسطرح کا دعوی کھاتا
تو مضائقہ نہ تھا تجھ ایسا خداوند یہ بھی نہ سمجھا کہ آج تک کوئی مردہ زندہ کب ہوا ہی جو آج شیاطین بار دیگر
زندہ ہوکے آئیگا اگر یہی حالت تیری خداوندی کی ہی تو کسکا اعتقاد درست رہیگا مانا کہ تجکو اپنی منیت گذشتہ
کا حال اسوقت یاد نہین ہی لیکن موجودہ عقل بھی زائل ہو گئی خیر گذشت آنچہ گذشت اب تو نادانی ہو گئی
لیکن خیال رکھو کہ آیندہ کسی خدا پرست کو آسمان پر نہ لانا فرعون نے کہا ای مرزوق مین خدا پرست
سمجھکے ہرگز اُسکو آسمان پر نہین لایا مرزوق نے کہا ای خداوند کیون مجکو زیادہ گوئی پر آمادہ کرتے
ہو مجکو خوف ہی کہ کوئی کلمہ خلاف میری زبان پر نہ جاری ہو جائے بہتر یہی ہی کہ خاموش ہو رہو اور جو کچھ
مین کہون اُسپر عمل کرو فرعون نے سر جھکا لیا اور کہا اچھا اب یہی ہوگا آیندہ کسی کو آسمان پر نہ لاؤنگا
مگر اسکی کیا فکر ہوگی کہ سیارہ میرے مرکب قدرت کو بھی لے گیا بغیر مرکب قدرت کے مین یہان
سے کہین نہین جا سکتا طرفہ تر یہ کہ مہرہ بھی لیگیا مرزوق جادو نے نہایت برہم ہوکے فرعون کو
دیکھا کہا کیا کہون تو مرتبۂ خداوندی پائے ہوئے ہی ورنہ جسطرح تو نے نادانی سے اپنا یہ حال بنوایا مین
بھی کچھ اپنے دل کے پھپھولے توڑتا فرعون نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مرزوق جادو
وہان سے روانہ ہوا جلوخانے مین پہونچا دیکھا مرکب قدرت مع مہرہ جلوخانے مین موجود ہی
مرکب قدرت اور قمقطورہ کو اپنے قبضہ مین لیا اور وہان سے بعجلت تمام فرعون کی خدمت
مین آیا کہا ای خداوند تیری کمال درجہ خاطر مدنظر ہی جو مین مرکب قدرت کو پھر لے آیا ورنہ ہرگز نہ لاتا
اور تجکو اُسی طرح آویزان رہنے دیتا فرعون ملعون اُسکا بہت شکرگذار ہوا کہا ای مرزوق جان
تو نے اسقدر زحمت میرے سبب سے اُٹھائی ہی اتنی اور بھی اپنے خداوند کی مدد کر کہ بدیع الملک
کو بھی میرے پاس گرفتہ و بستہ کر لا مرزوق تا دیر متامل رہا بعدہ کہا خیر جاتا ہون یہ کہکے بار دیگر
خدا پرستون کے لشکر مین آیا بدیع الملک بالکل اسکے آنے سے بیخبر تھا مرزوق یکایک شاہزادہ
بدیع الملک کے قریب آیا شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لاکے سر سے بلند کر لیا اور اُسی طرح
اُٹھائے ہوئے روانہ ہو گیا اثنائے راہ مین شاہزادہ تڑپ کے اپنے کو زمین پر لایا اور اُسکا حلقوم
گرفت مین لاکے ایسا فشار دیا کہ اُس گبر مکار کا دم بند ہوا بیتابانہ زمین پر گرا شاہزادہ نے فرصت
کو غنیمت سمجھکے ایسا ایک وار خنجر آبدار کا مرزوق کی گردن پر کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے
دور جا گرا روح ناپاک اُسکی مالک کی ہلاک ہو گئی شاہزادہ مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے
اپنے مقام پر مقیم ہوا حاضرین متعجب ہوئے کہا ای شاہزادہ اسوقت کہان سے آنے کا اتفاق ہوا
شاہزادہ نے حقیقت بیان کی سب نے کہا الحمد للہ نحس کم جہان پاک اور بدیع الملک کی جرات
و شجاعت کی تعریف کی رستم ثانی کو بدیع الملک کی تعریف سننا شاق ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ کے

یراق پہنے وہان سے روانگی کا ارادہ کیا بدیع الملک نے پوچھا ای رستم اسوقت کہان کا ارادہ ہی رستم
نے کہا اسوقت ارادہ ہی کہ مین بھی عزازیل کو قتل کرکے مورد تعریف و تحسین ہون حاضرین دست چپ
نے یہ سنکے چشمک زنی کی کسی نے کسی کی صورت دیکھی کسی نے کسی کے کان مین کہا ای فلان اسوقت
شاہزادہ بدیع الملک کی تعریف سنکے رستم ثانی کو بھی جرات ہوئی بدیع الملک نے کہا ای رستم
اگر تمہارا ایسی ارادہ ہی تو بسم اللہ چلو مین بھی جاتا ہون رستم ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہی اور حمزہ ثانی کی
خدمت مین دست بستہ عرض کی شہریارا یہ کام گو نہ دشوار ہی امید ہی کہ میرے حق مین دعا کیجاوے تا کہ یہ کام
مجھسے بسہولت و بخیر و خوبی انجام پا جائے بدیع الملک نے کہا شہریارا اگر یہی اہتمام ہی تو مین بھی امیدوار
دعاے فتحمندی ہون حمزہ ثانی اور تمام سرداران موجودہ نے جانب آسمان ہاتھ بلند کیے اور درگاہ
باریتعالے مین اسطرح دعا کی کہ خداوندا واسطہ اپنی عزت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال لازوال
کا ان دونون جوانان حامیان دین اسلام و افعان کفر و ظلام کی ہمت و جرات مین برکت عطا فرما تا کہ یہ
دونون دشمنون پر غالب آکے صحیح و سلامت بار دیگر مجھسے ملاقی ہون بعد فراغ دعا و مناجات دونون
جوان سب سے رخصت ہوکے روانہ ہوئے رستم ثانی اور بدیع الملک دونون باتفاق راہ بیابان
کو ہموار طے کرتے چلے جاتے تھے واضح ہو کہ مرزوق جہنم نصیب کا ایک چچا تھا مصنوم نام اسکو
فن عیاری کا بہت شوق تھا چنانچہ بحسب ضرورت فرعون اسکو بلا بھیجتا تھا اور عیاری کا کام لیتا
تھا مرزوق کے ہلاک ہونے کے بعد مصنوم کو طلب کیا وہ عیار مکار فوراً حاضر ہوا فرعون
نے کہا ای ہمارے بندہ عیار پیشہ تجکو شاید اپنے بھتیجے کا حال نہین معلوم ہی آگاہ ہو کہ خداپرستون کے
ایک سردار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اس خبر غم کو سنکے مصنوم نے سینہ و سر پیٹ لیا اور کہا ای
خداوند تونے اپنی قدرت و جلال سے کچھ کام نہ کیا جو میرا بھتیجا خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا
طرفہ تر یہ کہ مرزوق کے کسی سحر و افسون نے بھی کچھ کام نہ کیا فرعون نے کہا ای مصنوم خداپرستون
پر سحر و افسون مطلق کام نہین کرتا اب رہا میرے قدرت و جلال کا تعلق اُسکی صورت یہ ہی کہ ازل سے
جسطرح میری مشیت جاری ہوچکی ہی اُسمین مطلق تغیر نہین ہوسکتا ہان اگر تیری عیاری سے کچھ کام انجام
پا جاوے تو عجب نہین مصنوم بعد تامل بسیار وہان سے روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو جسکا نام مشرور
تھا ہمراہ لیا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا یہان سراغ لگا کے یہ حال دریافت کیا کہ بدیع الملک
قاتل مرزوق جادو مع رستم عزازیل کے قتل کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین یہ دونون پدر و پسر
بسرعت تمام وہان سے روانہ ہوئے تا اینکہ اُن دونون جوانان خداپرست کے قریب پہونچے مصنوم نے
اپنے فرزند کو بھی فن عیاری مین طاق کر دیا تھا اپنی اسوقت کی بھی عیاری سے مطلع کر دیا یعنے یہ دونون
عیاران بدذات بدیع الملک اور رستم ثانی کی نظر سے پوشیدہ آگے بڑھ گئے ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھکے مصنوم نے ایک تیز چھری لیکر مشرور کو اپنے روبرو دراز کیا جب بدیع الملک قریب پہونچا
دیکھا ایک پیر کہن سال چھری لیے ہوئے ایک نوجوان کو قریب ہی کہ ذبح کرے بدیع الملک قریب گیا
اور کہا ای شخص تو کیون اس نوجوان کو ہلاک کرنے کے درپے ہی مصنوم نے بہت کچھ گریہ و زاری کی
اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی میرا قصہ عجیب و غریب ہی ایسا ہی مجبور ہون جو اس نوجوان کو ہلاک کرتا

ہون اصل حقیقت یہ ہی کہ مین نے اپنے اس فرزند کو نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا اب زمانہ میری
مفلسی کا آگیا ہی ارادہ کیا کہ اس نوجوان اپنے فرزند کو فروخت کرون مگر اتفاق سے کوئی خریدار بہم نہ پہونچا
مجبوراً ہلاک کرنے کے درپی ہون کیونکہ مجھ مین اسقدر استطاعت نہین ہی کہ اسکے مصارف کا بار اُٹھاؤن
شاہزادہ نے کہا ای شخص تو بڑا سخت دل معلوم ہوتا ہی کہ صرف ایک ادنی امر کیواسطے اپنے لڑکے کے
ہلاک کرنے کے درپی ہی اُسنے کہا ای جوان تو کیا سمجھ سکتا ہی جو مجبوریان مجکو لاحق ہین پس یہ سمجھ لے کہ ایسا
ہی مجبور ہون جو اسکی ہلاکت کو اختیار کر لیا شاہزادہ نے کہا اچھا اگر اسکا بار مصارف کا متحمل نہین ہو سکتا
تو اسے مجھے دیدے اُس مکار نے کہا مجکو کیا دوگے شاہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہی اُسنے کہا بیشک مین اسکی
قیمت لونگا جو کوئی عمرو بکر اسے لے ورنہ یہ چھری ہی اور اسکا گلا ہی شاہزادہ کو اُس نوجوان کے حال پر رحم
آیا کہا اسکی کیا قیمت لیگا اُسنے کہا اسکی قیمت ہزار تومان ہی اگر مجھے ہزار تومان مل جائین گے مین اسکی ہلاکت
سے باز آؤنگا شاہزادہ نے ہزار تومان اسکی قیمت ادا کر دیئے مصنوم مشرور کا ہاتھ شاہزادہ کے
ہاتھ مین دے کے چلتا ہوا اسکو تو اسطرف جانے دیجیے اور اس مکار کا حال سنیے کہ بقیہ روز راہ بیابان
طی کی شب کو ایک مقام پر قیام کیا شاہزادہ بدیع الملک اور رستم دونون بیخبر سو گئے مشرور کو
فرصت ملی اُس مکار نے عالم خواب مین شاہزادہ کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُٹھا لے گیا اس مکار
کے جانے کے چند ہی لمحہ کے بعد رستم ثانی کی آنکھ کھل گئی دیکھا بدیع الملک وہان سے غائب ہی اور
وہ نوجوان بھی نہین ہی نہایت متوحش ہوا دل مین کہا ضرور وہ نوجوان مکار کوئی عیار تھا جو شاہزادہ
بدیع الملک کو لے گیا اُسکی خبر لینا چاہیے فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاؤن کے نشان دیکھتا ہوا روانہ
ہوا ایک مقام پر زیر درخت دیکھا کہ دو شخص عیار وضع بیٹھے ہین اور ایک پشتارہ بھی اُنکے روبرو رکھا
ہی سمجھ گیا کہ یہ وہی دونون مکار ہین قریب پہونچا جوہین مشرور کی نظر رستم ثانی پر پڑی مصنوم
سے کہا غضب ہو گیا حریف آپہونچا دونون باپ بیٹے مثل بلائے بے درمان تلوارین لے کے رستم
کے جانب جھپٹے رستم ثانی نے کہا او نابکارو تمنے بڑا فریب کیا دیکھون تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہو
دونون عیارون نے دو طرف سے رستم پر وار کیے رستم نے ایکا وار کو دست راست سے پشت
شمشیر پر رد کیا اُن دونون ملعونون نے پھر ایک ہی مرتبہ دونون وار کیے اس مرتبہ رستم ثانی نے جانب دست چپ
کا وار سپر پر رد کیا اور جانب دست راست اس سبکی سے تلوار کا وار کیا کہ مصنوم کا ہاتھ کٹ کے مع تلوار
زمین پر گرا مشرور نے اپنے باپ سے کہا تو متوقف ہو مین اس جوان سے سمجھ لیتا ہون مصنوم
سمجھا کہ اب یہان کے توقف مین جان کا ضرر ہی تاب قیام نہ لا کے بھاگا مشرور نے جو اپنے باپ
کو بھاگتے دیکھا اُسکے بھی حواس جاتے رہے وہ بھی بھاگا رستم ثانی نے اُن دونون کا تعاقب کرنا مناسب
نہ جانا پشتارہ کو کھولا دیکھا واقعی بدیع الملک ہی دارو بی رفع بیہوشی سنگھائی شاہزادہ بدیع الملک
کو ہوش آیا دیکھا رستم ثانی موجود ہی کہا ای برادر رستم مین یہانتک کس طرح پہونچا اور تم یہان کس طرح
پہونچے رستم ثانی نے تمام حقیقت بیان کی بدیع الملک کو بہت تعجب اور یہ کہا ع
رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ✤ دونون منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین چند
اگبران قوی تن کو ہمراہ لے کے وہ دونون مکار سد راہ ہوئے بدیع الملک اور رستم ثانی بالاتفاق

حملہ آور ہوئے مشہور نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا بدیع الملک نہایت دلیری کو کام مین لایا اُن سب گبران نابکار کو مع مشہور تہ تیغ کر کے رستم ثانی کو رہا کیا جب اطمینان ہوا دونون وہان سے روانہ ہوئے طی مراحل کرتے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا دو راہین ہین بدیع الملک نے کہا اے رستم یہ دو راہین پیش آئی ہین میری راے یہ ہی کہ ایک راہ مین مین جاؤن اور دوسری راہ مین تم جاؤ دیکھین ہم دونون مین سے گوہر مراد کسکو دستیاب ہوتا ہی رستم ثانی نے کہا ہان یہ راے مجکو بھی پسند ہی غرضکہ وہان سے دونون مین مفارقت ہوئی ایک راہ شاہزادہ بدیع الملک نے اختیار کی و دوسری طرف رستم ثانی روانہ ہوا

اول حال فیروزی مآل شاہزادہ رستم ثانی مسطور ہوتا ہی

سخن سنج دانائے معنی فریب ✦ عروس سخن را چنین داد زیب ✦ کہ رستم ثانی شاہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہو کر سیارہ ثانی کو ہمراہ لیکے منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا تین روز کے بعد ✦ لشکرے دید چو صحراے قیامت انبوہ ✦ بر فلک رفتہ زہر جانب اعلام شکوہ رستم ثانی نے سیارہ ثانی کو خبر کیواسطے بھیجا تا کہ معلوم ہو یہ لشکر کسکا ہی سیارہ آیا اہل لشکر سے حال دریافت کیا رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی ✦ تا صبح نو عروس زمرد حجاب را ✦ ہر روزہ جلوہ از شفق خاوران دہد ✦ بادا عروس بخت تر از نیتی کہ چرخ ✦ ہر ساعتش بروے تماصد جہان دہد اے شہریار عالی تبار یہ لشکر بادشاہ گلگون حصار کا ہی اُسکا نام قیامت شاہ ہی دور سے غور کر کے جو دیکھا تو ایک جوان باشوکت و شان مرکب عراقی نژاد پر سوار لباس شاہانہ در بر ہزارہا پیادے نیزہ بردار و برق دیان پہنے مسلح و مکمل پس و پیش چلا آتا ہی کمال تعجب ہوا کہ یہ جوان نہین معلوم کون ہی رستم مرکب کو مہمیز کر کے اُس لشکر کے قریب پہونچا اُن سب نے بآواز بلند کہا اے جوان تو کون ہی اور کہان جاتا ہی رستم ثانی نے کچھ جواب نہ دیا چند سپاہی رستم کے پاس آئے اور کہا اے جوان جو کچھ تجھسے پوچھا تو نے نہین سنا آخر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی رستم ثانی نے کہا مین نے سنا ہی یہ لشکر قیامت شاہ کا ہی اُس سے ملاقات کرنا مقصود ہی بہت ضروری کام ہی اُنھون نے کہا توقف کر ہم اجازت لے آئین تو جانا رستم ثانی وہین متوقف ہوا اُنھون نے قیامت شاہ کو اطلاع کی اُسنے کہا اُس جوان کو آنے دو رستم ثانی قیامت شاہ کے پاس پہونچا پوچھا اے بادشاہ کس طرف کا ارادہ ہی یہ لشکر کہان جاتا ہی قیامت شاہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ فی الحال خدا پرستون نے خداوند فرعون پر عرصہ تنگ کیا ہی لہذا اُسکی مدد کو جاتا ہون اور اے جوان تو کون ہی شاہزادہ نے کہا تو نے سنا ہوگا کہ خدا پرستون کے لشکر مین دو جوان ہین ایک کا نام رستم ثانی اور دوسرے کا نام بدیع الملک ہی فرعون کی دولت کے غارت کرنے والے وہی دونون ہین اُسنے کہا ہان مین نے اُن دونون کے نام سنے ہین رستم نے کہا اُن دونون مین ایک مین ہون میرا نام رستم ثانی ہی اور دوسرا شخص بدیع الملک نوجوان برہم زن دوازدہ ہزار ابر آتشبار ہی ہم دونون عزازیل منقش کی ہلاکت کیواسطے اپنے لشکر سے آئے ہین اور یہ بھی ارادہ ہی کہ فرعون کے قصر معلق کو برہم کرین اپنے لشکر سے ہم دونون ساتھ آئے تھے اثناے راہ مین دو راہین ملین ایک طرف بدیع الملک گیا اور اِس طرف مین آیا ہون قیامت شاہ نے کہا کیا تو واقعی عزازیل منقش کو ہلاک کرنا چاہتا ہی رستم ثانی نے کہا بیشک

قیامت شاہ نے از سر تا پا رستم ثانی کو بغور دیکھا کہا ای جوان تو خوب جانتا ہی کہ مین فرعون کا بیٹا ہون اور تو بلا تکلف کہ رہا ہی کہ مین عزائیل منقش کو ہلاک کرونگا تجکو کچھ خوف نہین ہی رستم ثانی نے کہا مجکو کسکا خوف ہی جو نہ کمون قیامت شاہ نے کہا اگر یہان تیری گرفتاری کا سامان کیا جاوے رستم ثانی نے کہا اگر کسی کو جرات ہو تو میری گرفتاری کا سامان کرکے دیکھلے قیامت شاہ نے کہا ای خیرہ سر باش مین تجکو ضرور ہلاک کرکے تیرا سر خداوند فرعون کی خدمت مین لیجاؤنگا رستم نے کہا بیار انچہ داری ز مردی نشان قیامت شاہ نے تیغ علم کرکے رستم پر وار کیا رستم ثانی نے اُس وار کو سپر پہ رد کیا اور رکب کو دوڑاتا ہوا قریب قیامت شاہ کے پہونچا بلا تکلف اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کرکے بجاے سپر قرار دیا بعدہ لشکر کفار پر نعرہ مارا کہ او بدبختو اگر تمنے ذرا بھی اپنی جگہ سے حرکت کی تو یقین سمجھو کہ مین قیامت شاہ کو ہلاک کر ڈونگا اور اگر اپنے سردار کی خیریت چاہتے ہو تو خاموشی اختیار کرو جو کچھ مناسب سمجھونگا عمل مین لاؤنگا اور قیامت شاہ سے کہا جلد اپنا ارادہ ظاہر کر اگر مسلمان ہونا قبول کرے تو مین تجکو رہا کردون ورنہ ضرور ہلاک کر ڈالونگا قیامت شاہ نے کہا ای جوان اب مجکو تیری جرات و دلاوری کا حال معلوم ہوگیا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ فرعون کی خداوندی محض غلط اور لغو ہی بیشک مسلمانون کا خدا برحق ہی اب مجکو دین اسلام کے ارکان تعلیم کر رستم ثانی نے قیامت شاہ کو آہستہ زمین پر رکھدیا اور قیامت شاہ کو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور بھی کچھ اصول و فروع بیان کیے قیامت شاہ نے اپنے لشکر سے باواز بلند کہا ای اہل لشکر آگاہ ہو مین اس جوان کی ہدایت سے مسلمان ہوگیا ہون خبردار اب اس جوان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرنا اور میری دلی خواہش ہی کہ تم سب دین اسلام اختیار کرو بموجب اس آواز کے کچھ سوار فوج سے علیحدہ ہوئے جنکی تعداد دو سو پچاس تھی اور قیامت شاہ کے پاس آکے کہا کیا حکم ہی ہم حاضر ہین رستم ثانی نے اُن سب کو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سب یہین مقیم ہوئے اور رستم ثانی قیامت شاہ کی بارگاہ مین آکے مقیم ہوا یکایک درگاہ سالار نے آکے عرض کی کہ ایک عیار آیا ہی ملازمت والا کا خواستگار ہی قیامت شاہ نے کہا آنے دو عیار آیا پگڑی سے نامہ نکالا قیامت شاہ کے ہاتھ مین دیا قیامت شاہ نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا از اول تا آخر پڑھ کے رستم ثانی کو دیا رستم نے بھی اُس نامہ کو پڑھا لکھا تھا ای بادشاہ چلو افلاک شاہ کو بھی مسخر کرین صورت حال یہ ہی کہ جب قیامت شاہ اس طرف آیا تھا تو اپنے بیٹے رضوان شاہ کو گلگون حصار مین چھوڑ آیا تھا اس مقام سے اشکالیہ نزدیک ہی وہان کا حاکم و فرمانروا افلاک شاہ بن اشکال ہی اُسکا باپ اشکال شاہ فرعون کی مدد کو گیا ہوا تھا ہنگام میدان داری فرعون نے کہا تھا کہ تمنے تمام خداپرستون کی اجل تیرے ہاتھ مقرر کی ہی وہ نقابدار کے مقابلہ مین آیا بعد رد و بدل بسیار نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اسپر افلاک شاہ فرعون سے منحرف ہوگیا تھا فی الحال اُسنے گلگون حصار پر فوج کشی کی ہی اور رضوان شاہ کہتا تھا کہ فرعون گیدی دروغگو ہی تیرا باپ کیون اُسکی مدد کیواسطے گیا چنانچہ شہر سے باہر آکے اُسکا مقابلہ کیا اور افلاک شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکے قلعہ بند ہوگیا اُسنے اپنے باپ یعنے قیامت شاہ کو نامہ لکھا کہ ای پدر دشمنون

کی یورش سے عاجز ہو کے مین قلعہ بند ہو گیا ہون عنقریب یہ ملک میرے ہاتھ سے جاتا ہی بہت جلد میری مدد کو پہونچا چاہیے رستم ثانی نے جب یہ نامہ پڑھا قیامت شاہ کو ساتھ لے کے کوچ کیا بعد چند روز کے گلگون حصار مین دونون پہونچے دیکھا کہ افلاک شاہ ہر چہار جانب قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی اور رضوان شاہ بن قیامت شاہ قلعہ بند ہی رستم ثانی مرکب کو جھپٹ کر کے میدان مین آیا اور کہا او گیدی افلاک شاہ یہ کیا ہنگامہ آرائی تو نے کر رکھی ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ قلعہ کے محاصرہ سے دست بردار ہو ورنہ اپنے اعمال کی سزا پاے گا افلاک شاہ نے کہا ای جوان اس گفتگو سے کچھ فائدہ نہین ہی اگر کچھ نشہ مردمی و مردانگی ہی آ مقابلہ کر رستم ثانی تلوار علم کر کے افلاک شاہ کے قریب آیا افلاک شاہ نے تلوار کا وار کیا رستم نے سپر پر رد کیا اور نیزہ کا وار کیا افلاک شاہ بھی فن حرب و ضرب سے خوب واقف تھا جگہ خالی کر کے رستم ثانی کے وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی پھر پشت مرکب سے دونون زمین پر آئے زور دست و بازو مین مصروف ہوئے خوب گاؤ زوریان ہوئین نہ این را ضرر نہ او را خطر تا اینکہ آفتاب قریب غروب پہونچا یکایک رستم ثانی نے افلاک شاہ کے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا پھر اُسکو تلقین دین اسلام کی افلاک شاہ نے کچھ جواب نہ دیا رستم ثانی نے افلاک شاہ کو زمین پر مارا سینہ پر بیٹھ کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی افلاک شاہ نے کہا اب پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی جو بیباکانہ غیر ملک مین آ کے اس طرح ہنگامہ آرائی کی اسوقت تیری وقعت و حقیقت مجھپر ظاہر ہوئی رستم ثانی نے کہا ای افلاک شاہ میرا نام رستم ثانی ہی مین نے قیامت شاہ کو مسلمان کیا ہی اب تیری باری ہی اگر میری ہدایت تجھپر اثر کر گئی فہو المراد ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہی ای افلاک شاہ یہ امر بھی تجھپر بخوبی ظاہر ہی کہ مجکو تجھسے کسی طرح کی خصومت نہین ہی ہان مسلمان ہونا تیرا شرط ہی افلاک نے کہا ای جوان مجکو مسلمان ہونا بدل منظور ہی رستم اُسکے سینہ سے اُتر آیا اور کلمہ طیبہ تلقین کیا افلاک شاہ بصفاے قلب مسلمان ہوا اُسکے ساتھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت تھی سب احاطۂ اسلام مین داخل ہوئے دونون لشکر ایک جا مقیم ہوئے جب افلاک شاہ رستم ثانی کے پاس بیٹھا کہا شہریارا زہے نصیب میرے کہ میری دلی آرزو پوری ہوئی اس طرف تمھارا آنا ایک اتفاقی امر تھا رستم ثانی نے کہا ای افلاک مجکو تجھسے کچھ دریافت کرنا ہی کسی وقت کہونگا افلاک شاہ نے اصرار کیا کہ بیان کرو کیا دریافت طلب امر ہی رستم نے کہا مجکو عزازیل منقش کی تلاش ہی اگر اُسکا مقام معلوم ہو تو بیان کرو افلاک شاہ نے کہا شہریارا ایک برس تین مہینہ کا عرصہ گذرا کہ میرے ملک کے قریب عزازیل منقش نے ایک طلسم ترتیب دیا ہی اور خود اُسی طلسم مین رہتا ہی رستم ثانی یہ خبر سن کے بہت خوش ہوا دل مین کہا عجب نہین جو بدیع الملک کے مقابلہ مین کوئی سبیلت مین ملجاوے ن وہ دن بانواع الواع طرح کے حرف و حکایات مین گذرا دوسرے روز یہان سے پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل بیابان و کوہسار اشکال کوہ کے قریب پہونچا دیکھا نہایت وسیع و بلند قلعہ ہی جسمین چار سو برج واقع ہین ہر ایک برج پر ایک ایک فیل کوہ پیکر ہی جسکی پشت پر ایک ایک اژدہا بیٹھا ہی اور ہر ایک برج پر ایک ایک مینار بلند بھی واقع ہی اور ہر ایک مینار پر ایک ایک کتا بیٹھا ہی اور بہت بڑا ایک اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے ہوئے ہی اُس اژدہے

کی دُم اُسکے منھ مین ہی جب یہ سامان رستم ثانی کی نظر سے گذرا لشکر کے جانب سے باگ پھیری مرکب کو دوڑاتا ہوا اُس اژدہے کے قریب پہونچا رستم کو دیکھکے اُن چار سو کتون نے بھونکنا شروع کیا اُس طرف تمام فیلان کوہ پیکر اپنی خرطومون کو حرکت دینے لگے جو اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے تھا اُسنے سر اُٹھا کے رستم ثانی کو دیکھا اُسکی صورت ایسی ہیبتناک تھی کہ کیسا ہی کوئی بہادر پُر جگر ہوتا مگر فوراً زہرہ اُسکا آب ہو جاتا رستم ثانی اسوقت بہت بڑی جرات کو کام مین لایا کہ اپنی جگہ پر قایم رہا عجب طرح کا شور و غوغا بلند تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس طویل القامت اژدہے نے دم کی کشش سے رستم ثانی کو اپنے منھ مین کھینچ لیا اور نگل گیا رستم کے حواس باختہ ہو گئے آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک بادشاہ جلیل القدر کی بارگاہ عالیجاہ میں پایا ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہی کہان اُس اژدہے نے نگل لیا تھا کہان اس بارگاہ شاہی مین پہونچا جہان مدت العمر گذر نہین ہوا تھا نہ یہان اپنا کوئی آشنا ہی جس سے ہمکلام ہون کچھ استفسار حال کرون پھر خیال آیا کہ ہر چہ بادا باد اب تو یہان گذر ہو گیا ہی متوحش ہونے سے کچھ فائدہ نہین ہی باآواز بلند کہا سلام علیک جلاجل جادوگر نے حیرت سے رستم کو دیکھا اور کہا تو کون ہی جو اس طرح بیباکانہ یہانتک آیا اور بطریق اہل اسلام سلام کرتا ہی نہین جانتا کہ ہم یہان سب طرح کی قدرت رکھتے ہین ابھی چاہین تو یہ تیرا تمام گوشت و پوست زاغ و زغن کو کھلا دین رستم ثانی نے کہا تو مجکو نہین جانتا مین وہ ہون جو بلا تکلف یہانتک پہونچا جلاجل جادو نے کہا تو اپنا نام کیون نہین بیان کرتا تیری بیباکی تو ہمپر بخوبی ظاہر ہی شاہزادہ نے کہا سُن مجکو رستم ثانی کہتے ہین اور جو کچھ تجکو پوچھنا ہو وہ بھی پوچھ لے جلاجل جادو نے کہا ہی ارغنون کیا دیکھتا ہی اس جوان بیباک کو گرفتار کر لے ارغنون نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا جب دن ہوا ایک طلسم مین شور بلند ہوا یہ خبر جلاجل جادو کو پہونچی کہ آج شب کو ارغنون جادو ہلاک کیا گیا اور قیدی بھی غائب ہو گیا یہ صحیح نہین معلوم کہ وہ کون تھا جسکی ذات سے یہ واقعہ ظہور مین آیا جلاجل جادو نے جادوان طلسم سے کہا ارے کم بختو قیدی طلسم سے باہر نہین گیا ہی طلسم مین موجود ہی جلد تلاش کرو ایسا نہو کہ بیرون طلسم سے چلا جائے تمنے بڑی غفلت کی کہ اُسکی خبر نہ رکھی طرفہ تر یہ کہ ارغنون جادو ہلاک ہو گیا اور تمکو خبر نہوئی اگر یہی تمھاری غفلت کا حال ہی تو اس طلسم کی بنیاد ہرگز قایم نہ رہیگی خیریت اسی مین ہی کہ اُس قیدی کو تلاش کر کے ہمارے روبرو حاضر کرو تمام جادوان طلسم تلاش مین مصروف ہوئے

اب ان جادوان طلسم کو رستم ثانی کی تلاش مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی مآل شاہزادہ بدیع الملک مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

حکایتہا کنم مستانہ از جام عجب دیگر
بود زان جان برلب آمدہ مہمانِ می دیگر
برین اہل مردگان چون شمع مارا گریہ می آید
شود در عالم جان مہ ز درہم برہمی دیگر
ز فیض اشک بالا در دل شب گشت اعمالم

کشم می ساقیا گویم سخن از عالمے دیگر
بجان آمد دلم یارب درین عالم ازین اوقم
درین محفل نباشد غیر از ہم ماتمی دیگر
بروز وصل او دارم غم روز جدائی را
شود ای عمدہ سیراب این بین ز شبنمی دیگر

بوقت والپسین شاید دم تیغ تو بنواز د
جہانی کن بنا از نو برآور آدمی دیگر
فگن آن زلف را بر چہرہ جانان برہم و برہم
شب ہجران ز فکر وصل و دارم غمے دیگر

سر برآرا یابان مملکت نکتہ پروری و تاج افروزان اریکہ دقیقہ یابی و معنی گستری اس بیان سعادت اقتران کو یون کرسی نشین کرتے ہین کہ جب شاہزادہ دلاور یعنے بدیع الملک والا گہر شاہزادہ رستم سے جدا ہو کے دوسری جانب راہی ہوا بالعجلت

تمام منازل سخت و بیابان پرخار و کوہسار دشوار گذار طی کرتا چلا جاتا تھا اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ میری آبرو تیرے ہاتھ ہی عزازیل منقش کی ہلاکت پر عزت پانا مقرر ہوا ہی غیب سے کوئی سامان بہم پہونچ جائے جو یہ کام بسہولت میرے ہاتھ سے انجام پا جائے راوی کہتا ہی کہ گیہان نوجوان برادر زادہ فرعون شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش سے مسلمان ہوا تھا جب بدیع الملک ملک باختر کے جانب روانہ ہوا وہ رخصت ہو کے اپنے ملک مین آیا تھا پیکر شاہ اُسکا باپ تھا گیہان نوجوان اپنے باپ کے پاس آیا قدمبوسی کی باپ نے بکمال شفقت اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا مزاج پوچھا گیہان نے کہا اُس خدا ے وحدہ لاشریک کا ہزار ہزار شکر ہی کہ مین اسوقت تک صحیح و سلامت رہا جو یہانتک پہونچا پیکر شاہ نے گیہان کی زبان سے خدا ے وحدہ لاشریک جو سنا نہایت متعجب ہوا اور کہا ای فرزند آج تو نے عجب طرح کی لفظین اپنی زبان پر جاری کین جنکو مدت العمر مین نے نہین سنا سچ بتا یہ تو نے کیا کہا گیہان نے کہا ای پدر واقعی تمہارے گوش گذار یہ لفظین کبھی نہین ہوئین واقعی نئی لفظین ہین حقیقت امر یہ ہی کہ مین نے دین اسلام کو اختیار کیا ہی مین چاہتا ہون کہ تم بھی ایسے دین پاک کو اختیار کرو مجھپر حقیقت اس دین پاک کی بخوبی ظاہر ہو گئی پیکر شاہ ہنسا اور کہا ای فرزند تیرا خیال کس طرف ہی دین و مذہب کے معاملات ابتدا ے خلقت سے معرض بحث مین رہے باہمی تصفیہ کبھی نہین ہوا ہے

فکر ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ + در حقیقت چو ندیدند رہ افسانہ زدند

آج یہ تو یہ کیا کہتا ہی کہ مجکو حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی گیہان نوجوان نے کہا ای پدر مین سچ کہتا ہون اگر یقین نہو تو اس دین حق کے صحیح و درست ہونے کو مجھسے سن لو یہ سچ ہی کہ دین و مذہب کے مباحث کبھی صاف نہوئے مگر وجہ اسکی یہ ہی کہ جبتک توفیق آسمانی دریافت حق مین رفیق نہین ہوتی کبھی یہ بحث طے نہین ہوتا پیکر شاہ نے بعد غور و تامل بسیار کہا ای فرزند میرا جیا ابھی اس دین کیطرف مائل ہی لیکن مین ابھی اس دین کو اختیار نہین کر سکتا جبتک کہ بدیع الملک کو بچشم خود نہ دیکھ لون گیہان نوجوان نے کہا شاہزادہ بدیع الملک ملک باختر کے جانب گیا ہوا ہی خبر کیا مضائقہ ہی جسوقت وہ واپس آئے اُسوقت اس دین کو اختیار کرنا اسی طرح کی گفت و شنید ہا کے بعد پیکر شاہ نے اس بات کو قبول کیا تھا جب اسوقت سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک آیا ہی نامہ لکھا شاہزادہ کی خدمت مین ایک قاصد کے ہاتھ نامہ بھیجا قاصد اُس نامہ کو لیے ہوئے چلا جاتا تھا راہ مین شاہزادہ نے اُسکو دیکھا ہدہد سے کہا دیکھ یہ کون شخص قاصد وضع ہی جو چلا جاتا ہی ہدہد بسرعت تمام اُسکے قریب پہنچا اور کہا ای شخص تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُس قاصد نے کہا مین قاصد ہون ہدہد نے کہا تیرے پاس کسکے نام کا خط ہی اور کس نے بھیجا ہی اُسنے کہا گیہان نوجوان کا نامہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین لیے جاتا ہون ہدہد نے کہا تو شاہزادہ بدیع الملک کو پہچانتا ہی اُسنے کہا مین نہین پہچانتا البتہ دریافت کرنے سے معلوم ہو جاے گا ہدہد نے کہا اگر مین بتا دون تو کیا دیگا اُس قاصد نے کہا اس طرح کا لالچ اکثر عیارون کا سنے مین آیا ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار پیشہ ہی ہدہد ہنسا اور کہا خیر کیا یاد کریگا کہ کسی نے زحمت مین تخفیف کر دی دیکھ سامنے جو عالیجاہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہی شاہزادہ بدیع الملک ہی جسکے نام گیہان نوجوان نے نامہ لکھا ہی اگر تجکو منظور ہو اس کام کا معاوضہ

دے ورنہ مین تجھسے بجد نہین ہون قاصد نے کہا ابھی میرے پاس کچھ نہین ہی شاہزادہ بدیع الملک
اگر نامہ بر ہی کی محنت کا معاوضہ دے گا تو اُس معاوضہ مین تجھے بھی شریک کرلونگا ہدہد نے کہا تجھے
اختیار ہی غرضکہ وہ قاصد بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا
اور کہا گیہان نوجوان نے یہ نامہ دیا ہی شاہزادہ نے سرنامہ پڑھا کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہی سرنامہ
چاک کیا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اول نامہ بنام خداے تعالے دوم بنام خیرالورا سردار انبیا
شفیع روز جزا احمد مصطفے سوم بنام علی مرتضے خویش نبی وزوج فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہما
چہارم یہ نامہ ہی از جانب من خادم خدام والا یعنے گیہان نوجوان غرض آنکہ اے شہریار عالی منزلت
واعلی مرتبت یہ کمترین خدمت فیضدرجت سے مرخص ہوکے پیکریہ مین اپنے پدر معظم کی خدمت
مین پہونچا دین اسلام کی دعوت کی بہت فہمائش سے پیش آیا اگرچہ باپ کے روبرو اس طرح کی
تقریر خلاف واب تھی تاہم دین ومذہب مین ایسا واب بیجا سمجھا جاتا ہی بعد گفت وشنید بسیار میرے
پدر معظم نے یہ جواب دیا کہ جبتک شاہزادہ بدیع الملک کو بچشم خود نہ دیکھ لونگا دین اسلام قبول
نہ کرونگا مین نے اس شرط کو قبول کرلیا اور منتظر رہا کہ جب شہریار اس طرف رونق افروز ہونگے
یہ قصہ پاک ہوجاے گا اب امید ہی کہ حضور فیض گنجور اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر پیکریہ
کو عزت بخشین گے اور میرے پدر معظم کو بھی مسلمان ہونے مین کوئی عذر باقی نہ رہیگا مزید بران برکت
قدم سے تمام رعایاے پیکریہ مسلمان ہوجاے گی بدیع الملک نے اس مضمون کے نامہ کو
از اول تا آخر پڑھکے قاصد سے کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہی اچھا توقف کر مین تیرے
ہمراہ چلتا ہون قاصد وہین مقیم رہا ہدہد قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کیا ملا اُسنے کہا کچھ نہین ہدہد
بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار گیہان نوجوان کے قاصد کو انعام
وغیرہ نہین ملا شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا اے ہدہد پیشتر تیری خصلت مین لالچ نہ تھا اب یہ لالچ کس سے
سیکھا ہدہد نے کہا شہریار مین کچھ نہین طلب کرتا ہون غیر شخص کا نامہ بر ہی عالم مین دستور ہی جو کوئی
نامہ بھیجتا ہی مکتوب الیہ قاصد کو انعام کے طور سے کچھ نقد دیتا ہی شاہزادہ نے پچیس تومان
متبسم ہوکے ہدہد کو دیے اور کہا لے اُس قاصد کو دے آ ہدہد وہ تومان لیے ہوئے قاصد
کے پاس آیا اور کہا یہ تومان شاہزادہ نے تجکو دیے ہین مجھے کیا دیگا اُسنے کہا مجھے تومان دیدو
تو مین تمھین بھی دون ہدہد نے وہ تومان اُسکو دے دیے قاصد نے بارہ تومان ہدہد کو دیے
باقی تومان اپنی جیب مین رکھ لیے جب ہدہد کی صورت بدیع الملک نے دیکھی کہا اے ہدہد
تو نے کیا پایا اُسنے کہا شہریار جو کچھ اُسنے مجھے دیا اُسے منظور کرلیا عرض کرنے کی کیا ضرورت
ہی شاہزادہ نے کہا اے ہدہد اس طرح کی عادت بہت ذلیل وخفیف کرتی ہی اگرچہ دنیا مین بیشتر
اسی طرح کے کتے ہین جہان اُنھون نے کسی کے پاس کچھ دیکھا اور عف عف کرتے ہوئے
لپکے صاحب طعام نے اس خیال سے کہ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ بکمال کراہت ایک پارچۂ
نان اُنکے سامنے پھینک دیا اُن کتون نے بکمال شوق ورغبت اُس پارچۂ نان کو کھا لیا آیندہ
اس طرح کی حرکت نہ کرنا ہدہد بہت خفیف ہوکے خاموش ہو رہا الغرض دوسرے روز شاہزادہ

بدیع الملک نے اُس قاصد کو رہنمائی کیواسطے اپنے ہمراہ لیکے وہان سے روانہ ہوا چند روز کے بعد پیکیریہ مین پہونچا پیکیر شاہ اور گیہان شاہ کو شاہزادے کے ورود کی خبر پہونچی وہ دونون بکمال جاہ و حشم استقبال کے واسطے آئے ملازمت حاصل کی اپنے دربار مین لاکے بٹھایا نہایت تعظیم و تکریم کی پیکیر شاہ سے باتین شروع ہوئین اثناے کلام مین دین و مذہب کا بھی ذکر آیا شاہزادہ نے کہا اے پیکیر شاہ مجھکو دریافت ہوا ہے تمنے میرے یہان آنے پر اپنا مسلمان ہونا موقوف رکھا ہے اب جو کچھ عذر تمکو ہو میرے روبرو بیان کرو پیکیر شاہ نے دست بستہ کہا شہریار واقعی دین اسلام برحق ہے اور کلمہ طیبہ پڑھکے وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا بدیع الملک کے نام کا جشن قرار دیا نہایت اہتمام کیا گیا اگر تفصیلاً لکھا جائے ایک ضخیم دفتر ہوجائے اصل مطلب معرض التوا مین آجاے خلاصہ یہ کہ تمام شہر پیکیریہ مین آئینہ بندی ہوئی ادنی ادنی کو جوڑے دیے گئے ایک قصر عالیشان صحبت جشن کے واسطے قرار دیا گیا تمام شہر کے اونچے اونچے طائفے بلائے گئے وہ قصر وسیع و بلند فرش قالین و شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان زیبائش و زینت سے آراستہ کیا گیا مجمرہاے طلائی مین اگر و عنبر روشن کیا گیا انواع اقسام کے کھانے پکے تمام شہر کی دعوت کی ہر محلہ مین متعدد دیگین پلاؤ و زعفری کی بھیج دی گئین شب کو ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا شاہزادہ بدیع الملک کو بکمال تعظیم و تکریم مقام صدر مین بٹھایا تمام خاندان شاہی اور سرداران لشکر جمع ہوئے نصف شب تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی بعدہ طائفون کو حکم برخاست ملا سب اپنے اپنے مکان کو گئے بدیع الملک بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا راوی کہتا ہے کہ شہر پیکیریہ مین پیکیر شاہ کا ایک باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب جسکے دیکھنے سے آنکھون کو نور دل کو سرور حاصل ہوتا تھا محویت کے عالم مین ممکن نہین کہ سیر کرنے والا باغ سے باہر قدم رکھنے کا ارادہ کرے میوہ ہاے گوناگون گلہاے بوقلمون بلبلان خوش آواز شاخون پر گل کے پہلو مین نغمہ ساز ؎ گلدستۂ نشاط خوش ایجاد کردہ ✤ اے حکمت آفرین ز غم آزاد کردہ ✤ حسد تو میکنیم ز ما را ابلطف خویش ✤ فارغ ز تجیرہ دستی صیاد کردہ ✤ ایک نہر دور تک چلی گئی ہے جسکی لب گردان زمردی ہے آب مصفا جو ہوا سے حرکت کرتا ہے ہر لہر مین اگر دن ہے تو ہزار دن سورج اگر رات ہے تو ہزار دن چاند لوٹتے نظر آتے ہین اُسکا ہر ایک مکان نقش و نگار سے رشک قصور جنان ہے ایک طرف دریا روان ہے مرغابیان خوش فعلیان کرتی پھرتی ہین تازین تیر رہی ہین ایک سمت انارستان دوسری جانب دار بست انگور کی قطار طرفہ کیفیت عجیب بہار نہرون مین بجرے چھوٹے ہوئے دوسرے روز جب شاہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا پیکیر شاہ اور وہ دونون ایک جا بیٹھے انواع اقسام کے حرف و حکایات کی نوبت آئی اثناے کلام مین شب کے رقص و نوا کا بھی ذکر آیا شاہزادہ نے بہت تعریف کی اور کہا اے بادشاہ حالانکہ مین نے اکثر مقامات مین مطربون کو گاتے سنا لیکن شب کو یہان کے مطربون کے کمال سے مین بہت محظوظ ہوا پیکیر شاہ نے اس طرح عرض کیا ؎

فلک بردرت در سر افگندگی | زمین را بذات تو پابندگی
غلامان بدل نقش تو کندہ اند | بنامت نگین وار تابندہ اند
الٰہی شہریار فلک بارگاہ | معلی جنابا تو عالم پناہ
بالہام مقرون ہمہ کار تو | خداوند عالم مددگار تو
ہمہ قول و فعلت بعدل کشاست | رضاے تو بیشک رضاے خداست

مین نے ایک باغ ہمیشہ بہار بنوایا ہے وہان کی سیر بھی قابل دید ہے بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آج وہان کی سیر بھی کیجیے اور شب کو وہین رقص و نوا کا آج پھر ہنگامہ گرم ہو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض

شاہزادہ دو گھڑی دن رہے سوار ہوا امراے جلالت شعار و سلاطین عالی مقدار پہلوانان نمودار و نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے جلودار چوبدار دور باش باادب باش کی صدا دیتے گئے ہزار سقے گلاب و بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے شوکت تمام و حشمت مالاکلام سے شام کو پہونچے تخت روان جواہر نگار جسکی شعاع سے نظر خیرگی کرتی تھی زرین پوش کہار دوش پر لیے حاضر ہوئے شاہزادۂ بدیع الملک مرکب سے اُترا تخت پر جلوس فرمایا سب پیادہ پا چلے دیکھا عجب باغ رشک گلزار بہشت ہی ماہ چہاردہم طالع ہی چاندنی سے دن نظر آتا ہی ہوا مین کتراہوا منقش اُڑ رہا ہی قصر و ایوان باغ کے مینا کار بنے ہین بدیع الملک باغ کی سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع و وسیع مین داخل ہوکے وہان بیٹھا گیہان نوجوان اور پیکر شاہ دونون روبرو شاہزادہ کے استادہ منتظر حکم تھے شاہانہ جشن وہان بھی بنام شاہزادۂ بدیع الملک آراستہ کیا تھا اگرچہ وہ قصر بھی بکمال تکلف وخوبی جملہ سامان زینت و زیبایش سے آراستہ تھا کسی شی کی کمی نہ تھی روشنی بھی خوب تھی مگر گیہان نوجوان نے کہا اے شہریار گردون وقار ؎ سپہر تابع دور زمان مطیع تو باد پناہ اہل جہان عتبۂ رفیع تو باد ❊ اگرچہ اس قصر و ایوان و باغ وغیرہ مین بھی تمام سامان ضرورت موجود ہی لیکن اسوقت شب مین چاندنی کا سمان عجیب لطف دکھارہا ہی میرے نزدیک اگر اسوقت کی صحبت بام قصر پر منعقد ہو تو بہت مناسب ہی شاہزادہ نے کہا بہتر ہی چنانچہ بام قصر پر فرش کیا گیا بدیع الملک کو مقام صدر مین بٹھایا اُس مقام پُر فضا کو دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی یکایک ایک طرف دور سے فانوس کی روشنی معلوم ہوئی متعجب ہوا گیہان نوجوان اور پیکر شاہ کو قریب اپنے بلایا کہا دیکھنا دور سے یہ فانوس کی روشنی کیسی معلوم ہوتی ہی گیہان اور پیکر شاہ نے بھی غور سے اُس روشنی کو دیکھا کہا شہریار سچ یہ ہی کہ ہمکو بھی اس روشنی کے حال سے اطلاع نہین ہی ورنہ ضرور عرض کرتے شہزادہ نے کہا تعجب ہی کہ تم یہان رہتے ہو اور تمکو یہان کے حالات سے اطلاع نہین ہی اور ہدہد کو بلا کے کہا اے ہدہد اسوقت اس روشنی کو دیکھ ان لوگون کو اسکے حال سے اطلاع نہین ہی انشاءاللہ کل ہم تجکو اس روشنی کی اصل وحقیقت دریافت کرنے کو بھیجین گے ہدہد نے بھی اُس روشنی کو خوب غور سے دیکھا کچھ عقل نے کام نہ کیا ناچار خاموش ہو رہا اور شاہزادہ سے کہا انشاءاللہ کل ضرور اسکی کیفیت دریافت کرونگا غرضکہ ناچ شروع ہوا اُسوقت رات کا بھیگنا چاندنی کا سمان آہستہ ہواے سرد کا چلنا مطربان خوشگلو کا سازون کے سرون سے گلا ملا کے گانا رقاصہ مہ لقا کا بکمال حسن و انداز ناچنا طرح طرح سے گھنگرون کا بجانا عجب کیفیت دکھا رہا تھا نوجوان متوالے کچھ محو تھے کچھ نیند مین جھوم رہے تھے بعضے دل دیے کسی کی یاد مین دل ہی دل مین کچھ کہ رہے تھے اور نفس سرد بھرتے جاتے تھے بعضے زانو پر سر رکھے آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے سوچ رہے تھے کہ افسوس ابھی کل کی بات ہی ؎

شب ماہ تھی چاندنی کا سمان تھا
کیا زمانہ کا انقلاب ہی ؎

بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

آج ہم ہین ہین مطلوب کہین ہی
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بعد نصف شب کے آج بھی صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین محفل اپنے اپنے مکان پر گئے شاہزادہ نے بھی استراحت کی صبح کو شاہزادہ نے ہدہد سے کہا جا جلد اس شب کی روشنی کی خبر لا ہدہد روانہ ہوا چونکہ بدیع الملک نے عجلت کی تاکید کر دی تھی [illegible] خبر چلا جاتا تھا بہت دور نکل گیا لیکن اُس روشنی

کا سراغ نہ ملا یہانتک کہ دن تمام ہوگیا اور سیاہی شب کے آثار نمایان ہوئے اُسوقت ہدہد کو دور سے ایک کوہ فلک فرسا دکھائی دیا جسکا نام کوہ کبود تھا دل مین کہا اب تو یہانتک پہونچ گیا ہون اس کوہ بلند کا بھی حال دریافت ہو جائیگا جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین آئینہ جبین حور طلعت پری پیکر جسکے حسن وجمال سے آفتاب عالمتاب نقاب ابر مین منھ چھپاتا ہی اور گیسوے مشکناب کی رشک سے آہوے تتاری خون جگر کھاتا ہی

رخش چو گلنار و لب ناردان
زہ ابروش رستہ دو رنادان
دو چشمش بسان دو نرگس بباغ
ثره تبرزی برده از پرزاغ
دو ابرو بسان کمان طراز
برو نور یوسف یده از مشک ناز
اگر ماه جوئی همه نور اوست
دگر مشک بوئی همه بوے اوست
بہشتی است سرتا سر آراستہ
پر آرایش و رامش و خواستہ

بالاے کوہ بکمال دلبری و دلربائی بیٹھی ہوئی ہی ہدہد اس واقعہ عجیب کو دیکھکے ششدر ہوگیا تادیر زیر کوہ کھڑا رہا پھر دل مین کہا یہان مقیم رہنے سے کیا فائدہ بالاے کوہ چلکے اگر روشنی کی حقیقت نہین تو اس مہ لقا ہی کا حال دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کون ہی اور کیا سبب بالاے کوہ قیام کا ہی یہ سوچکے ہدہد روانہ ہوا ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ یکایک آسمان سے ایک پنجہ نمودار ہوا اور ہدہد کے کمربند کو گرفت مین لاکے بالاے آسمان اُٹھا لیگیا یہ وہ دن ہی کہ شاہزادہ بدیع الملک ہدہد کے انتظار مین نہایت پریشان و متوحش ہوگیا ہی طرح طرح کے خیالات بد دلمین خطور کرچکے ہین دل مین کہتا ہی کہ وہ روشنی بظاہر دور نہ تھی جسکی جستجو مین اسقدر عرصہ گذرا اِسوقت تک ہدہد واپس نہین آیا نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہوگیا چلکی اُسکی خبر لینا چاہیے چنانچہ گیمان نوجوان اور پیکر شاہ سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے کہا ای شہریار والا تبار

یا رب نہال دولت تو سرفراز باد
درہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد

خداوند عالم تمھارے تمام کام حسب مراد بنائے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھائے اگرچہ ہدہد کو عرصہ گذرا کہ وہ واپس نہین آیا تاہم تمھارا جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ابھی اور انتظار کرو شاید اس طرف آتا ہو ارادہ مین ہو شاہزادہ نے کہا کسی طرح ممکن نہین ہی مین ضرور ہدہد کے حال کی خبر لونگا تمام شب اسی فکر مین مبتلا رہا صبح کو مرکب پر سوار ہوکے ہدہد کی تلاش مین روانہ ہوا یہانتک کہ بعد طی مراحل سخت یہ بھی اُسی کوہ کبود کے دامنہ مین پہونچا نظر جو اُٹھائی اسنے بھی اُس نازنین مہ جبین کو بالاے کوہ بیٹھے دیکھا اب اور بھی غریق بحر حیرت ہوگیا کہ اس سراپا حسن و ناز کا یہان کس طرح گذر ہوا اسکا حال بھی دریافت کرنا مقدم ہی حتی کہ بالاے کوہ پہونچا اُس نازنین کے جانب بکمال رغبت دیکھنا شروع کیا ایک نظر جو اُٹھائی دیکھا ایک دیو کوہ پیکر مہیب صورت بیٹھا ہی سامنے آگ روشن کیے ہوئے ہی اور قریب اُسکے ہدہد بیٹھا ہی مگر نہایت مضمحل اور اُداس قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو ہدہد کے کباب لگانا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا ای ہدہد تو یہان کہان ہدہد مین حواس کہان تھے جو کچھ جواب دیتا شاہزادہ کی صورت دیکھکے خاموش ہورہا شاہزادہ نے کہا او ہدہد اس طرف دیکھ ہم تجھسے پوچھتے ہین اور تو اب اسقدر کیون اُداس ہی کیا مجال اس موذی کی جو تجکو کچھ صدمہ پہونچا سکے اور دیو کی طرف متوجہ ہوکے کہا او نابکار ہیرا کیا ارادہ ہی دیو نے بدیع الملک کو دیکھکے قہقہہ مارا کہا ای آدمزاد ضعیف البنیاد تو اسوقت خوب آیا اب مین اس آدم زادہ کے ساتھ تیرے بھی کباب لگاؤنگا بجاے گزک کام مین لاؤنگا قریب آ شاہزادہ نے کہا او بدبخت اجل رسیدہ تو کیا حقیقت رکھتا ہی جو میرے کباب لگائیگا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا دیو شاہزادہ کے جانب

دوڑا شاہزادہ اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور اپنی طرف بقوت تمام کھینچ لیا ہنگامۂ کشتی گرم ہوا دیو کی دو شاخین شاہزادہ کے ہاتھ مین آگئین دونون شاخون کو شکستہ کیا دیو تاب مقابلہ نہ لایا طلسم کے جانب بھاگا شاہزادہ نے آگے بڑھکر گور ہاکیا اُس نازنین کے قریب آیا دیکھا غزال گوہر پوش دختر فرعون ہی کہا اے آرام جان یہان تو کہان غزال گوہر پوش نے کہا شہریار جس زمانہ مین تم حمزۂ ثانی سے آزردہ ہو باختر کے جانب گئے مین بہت پریشان و مضطر ہوئی ایک روز زیادہ انتشار جو میرے دلپر مستولی ہوا ملک فرعونیہ مین اپنے مکان کے کوٹھے پر تفریحاً دل بہلانے کو گئی ادھر اُدھر کی سیر کر رہی تھی حسب اتفاق یہ نرہ دیو بالائے آسمان اُس طرف سے گذرا مجکو دیکھ کے فریفتہ ہو گیا ہوائے آسمان سے میرے کوٹھے پر آیا اور مجکو اُٹھا کے یہان لے آیا اے شہریار اس واقعہ کو دو سال کا عرصہ گذرا جب سے مین یہان مقید ہون زہے نصیب میرے کہ تم یہانتک پہونچے ورنہ مجکو اپنی رہائی کی کسی طرح امید نہ تھی شاہزادہ نے غزال گوہر پوش کو قید سے رہا کیا اور اپنی پشت کے جانب مرکب پر سوار کر کے روانہ ہوا شہر پیکریہ مین پہونچا اور محل مین آکے قرار لیا

اب پھر شاہزادہ کے حال کے جانب توجہ کیجاتی ہی

واقفانیکہ در سخن فنسر داند ❊ شرح این داستان چنین کردند ❊ کہ جب رستم ثانی کو کوئی طلسم مین لیگیا اور رستم ثانی نے ارغنون کو ہلاک کیا ہنوز طلسم مین تھا کہ ہلاہل جادو جو عزازیل کے جانب سے بادشاہ طلسم تھا اُسنے ناقوس کو بجایا اُسی وقت یکایک آواز پیدا ہوئی ہوائے تند چلی معلوم ہوا طوفان آیا عزازیل نمودار ہوا اُسوقت اُس ملعون کا قد اسی گز کا تھا ہلاہل جادو اُسکو دیکھ کے تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا اور بادب تمام آداب بجا لایا عزازیل نے بآواز بلند کہا اے ہلاہل جلد بیان کر اسوقت تو نے مجکو کسواسطے تکلیف دی کہ مین یہان آنے کے واسطے مجبور ہوا اُسنے کہا اے عزازیل واقعی مین عجب تردد مین مبتلا ہون وہ تردد یہ ہی کہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ ایک جوان حسب اتفاق میری قید مین مبتلا ہو گیا تھا اُسکا نام رستم ثانی تھا مین نے اُسکا حال پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ ہم دو شخص بالاتفاق اپنے لشکر سے باین قصد چلے تھے کہ عزازیل کو ہلاک کرین سو مین یہان گرفتار ہو گیا اور دوسرا شخص جسکا نام بدیع الملک ہی وہ عزازیل کی تلاش مین پھر رہا ہی اے عزازیل جب مین نے اُس جوان کی زبان سے یہ حال سنا اُسے ارغنون کے حوالہ کیا اور تاکید اُکید یا کہ باہتمام تمام اسکو اپنی قید مین رکھنا آج شب کو کسی نے ارغنون کو ہلاک کیا اور اُس جوان مقید رستم نام کو رہا کر لیگیا مجکو نہایت ملال ہوا اور یہ فکر ہی کہ دیکھیے انجام اس واقعہ کا کیا ظہور مین آتا ہی عزازیل تادیر متامل رہا بعدہ کہا اے ہلاہل تو کیا کہتا ہی از روے علم رمل مجکو خود دریافت ہوا ہی کہ یہ سال مجپر گران ہی بلکہ کچھ عجب نہین ہی جو مین اُس جوان دوم یعنے بدیع الملک کی تیغ سے ہلاک ہو جاؤن ہلاہل نے کہا پھر کیا بندوبست حفاظت کا قرار دیا ہی اول تو یہ بات عقل مین نہین آتی کہ تو اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے گا عزازیل نے کہا اے ہلاہل یہ بات مسلم ہی کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہی وہ ضرور ہوتی ہی بالفرض بظاہر اُسکے سامان نہون ہلاہل نے کہا یہ بھی صحیح ہی پھر اُسکا بندوبست بھی تو ضرور ہی علی الخصوص ایسی حالت مین کہ اُس بات کا ہونا پیشتر سے دریافت ہو گیا ہو عزازیل نے کہا ہان فی الحال یہی تدبیر ہی کہ مین پوشیدہ ہوا جاتا ہون لیکن تو ایسا کچھ بندوبست کر کہ بدیع الملک تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جائے اے ہلاہل

مین خود اس بارہ مین کوشش کرتا لیکن مجکو خوف اس بات کا ہی کہ ایسا نہو میری پیشین گوئی صحیح ہوجائے کہ مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجاؤن لہذا مین تجھسے کہتا ہون اور یہ خیال رہے کہ جب بدیع الملک گرفتار ہوجائے فوراً مجکو بلا لینا ہلاہل نے قبول کیا عزازیل وہان سے چلاگیا عزازیل کے جانے کے بعد وہ دیو شاخ شکستہ آیا اور ہلاہل کے روبرو گریہ وزاری شروع کی اُسنے حال پوچھا دیو نے کہا امی ہلاہل کیا پوچھنا ہی عیان را چہ بیان دیکھ میرے سر پر شاخین کہان ہین ہلاہل نے کہا آخر تیرے سر کی شاخین کیا ہوئین اُسنے کہا امی ہلاہل فریاد ہی کہ بدیع الملک نے میرے سر کی شاخین توڑ ڈالین اور دختر فرعون میری معشوقہ کو لیگیا ہلاہل نے متعجب ہوکے کہا تو دیوزاد اور وہ آدم زاد اُسکے مقابلہ مین تیرے زور نے کچھ کام نہ دیا اُسنے کہا امی ہلاہل مین نے ہرچند زور و طاقت سے کام لیا لیکن وہ آدم زاد ایسا زبردست ہی کہ اُسکے مقابلہ مین کچھ پیش رفت نہ گئی ہلاہل نے کہا اب وہ کہان ہی اُسنے کہا اب وہ پیکر یہ مین مقیم ہی اور یہ وضع قطع اُسکی ہی ہلاہل نے چند جادوان مکار کو بلایا اور کہا جلد اُس سفاک بدیع الملک نام کو گرفتار کرلاؤ ان جادوان نے مقام کا نام پوچھا اُسنے کہا پیکر یہ مین ملیگا جادوان نابکار پتہ نشان پوچھکے وہان سے روانہ ہوئے حتی کہ شہر پیکر یہ مین پہونچے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک پیکر یہ کے باغ مین بالاے قصر بستر استراحت پر بیخبر آرام کر رہا ہی اور گوہر مراد ہیکل بھی پاس موجود ہی جادوان ملعون ہیکل وغیرہ سامان ردسحر کو دیکھ کے بید کی طرح لرزگئے آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا امی فلان اب کیا کیا جائے اس جوان کے پاس سامان ردسحر موجود ہی دوسرے نے کہا بیشک مجبوری کا عالم ہی ہیکل وغیرہ کی موجودگی سے کچھ کام نہین ہوسکتا تیسرے نے کہا خیر اب جو کچھ نہین ہوسکتا اُسکا ذکر ہی بیکار ہی جو کچھ ہوسکتا ہی اُسمین کیون تاخیر کرتے ہو یعنے ہدہد اور ملکہ غزال کے جانب اشارہ کرکے کہا اگر اس جوان کو نہین لیجاسکتے ان دونون زن و مرد کو لیچلو خلاصہ یہ کہ چند جادوان نے ہدہد کو اُٹھا لیا اور باقی نے ملکہ غزال کو اُٹھا کے قبضہ مین کیا اور وہان سے بھاگ گئے اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے پھرکے بھی نہ دیکھا اسواسطے کہ جب سے ہیکل وغیرہ کو دیکھا تھا اُنکے دلون مین ایک نوع کا خوف پیدا ہوگیا تھا ہر مرتبہ دل مین کہتے تھے ایسا نہو وہ جوان بیدار ہوجائے ورنہ ابھی ہم سب کو ہلاک کریگا اور ہدہد اور ملکہ کو ہمسے چھین لیگا وہان ہلاہل اشد انتظار مین بیٹھا دل مین کہتا تھا کہ دیکھیے وہ جادوگر کیا کام بناتے ہین اگر بدیع الملک گرفتار ہوگیا تو کام بن جاوے گا ورنہ کچھ بھی نہین عنقریب ہلاکت کا انتظار کرنا ہوگا یہ اسی خیال مین مبتلا بیٹھا تھا دیکھا سامنے سے وہ جادوگر چلے آتے ہین اور پشتارہ بھی لیے ہین ہلاہل سمجھا کہ کام حسب مراد بن گیا افراط خوشی سے قہقہہ مار کے چند مرتبہ اُٹھا اور بیٹھا جب وہ جادوگر قریب آئے کہا امی فلان ہمارا کام بنا لائے اُنھون نے کہا امی ہلاہل کیا کام بنا لائے جسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ دستیاب نہوا اور اُسکے ہواخواہون سے ملے تو کیا ہلاہل نے کہا آخر ان پشتارون مین کیا لائے ہو اُنھون نے کہا ایک مین ملکہ غزال ہی اور دوسرے مین ہدہد ہی جو بدیع الملک کا سچا خیر خواہ ہی ہلاہل نے کہا افسوس بدیع الملک کو گرفتار نہ کیا اُنھون نے کہا کیونکر گرفتار کرتے اُسکے پاس ہیکل وغیرہ سامان ردسحر موجود تھا ایسی حالت مین اگر ہم کچھ جرات کرتے ضرور ہماری جانین ضائع ہوتین اسواسطے کہ سحر ہمارا اثر نہ کرتا لا محالہ بدیع الملک ہمسے تعرض کرتا اور ہم اُسکے مقابلہ مین بجز سحر کے ایک لمحہ قیام نہین کرسکتے ہلاہل نے کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ہی ہدہد اور

ملکہ غزال کا بھی گرفتار ہونا گویا کام کا بن جانا ہی پشتارہ کھول کے ہمین دکھاؤ اُن نابکارون نے پشتارے کھولے
ہلاہل ملکہ غزال کو دیکھکر بہزار جان ودل فریفتہ ہوگیا اُسیوقت اُسے ہوشیار کرکے محل مین بھیج دیا اور ہدہد کو
ہوشیار کرکے بہت کچھ طعنہ زنی کی بعدہٗ اُسکو قید خانہ مین بھیج دیا اور نگہبانان زندان کو تاکید کی کہ خبردار اس
قیدی کی قید مین نہایت مبالغہ مرعی رکھنا مین تم سب کو اسکے عوض مین گرفتار بلا کرونگا غرضکہ ہدہد کو مقید
اور ملکہ غزال کو محل مین مقیم رکھا اب اُس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک
خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ غزال اور ہدہد کو نہ پایا بہت متعجب ایک ایک سے حال دریافت کیا
سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہنوز یہ تحقیقات ہو رہی تھی کہ گیہان نوجوان اور پیکر شاہ شاہزادہ کی
خدمت مین حاضر ہوئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا اے یارو کیا مزاج کا حال پوچھتے ہو عجیب واقعہ
روبکار ہوا ہی کچھ عقل کام نہین کرتی اُنھون نے استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا اصل حال یہ ہی کہ شب
کو جب مین سویا ہون ہدہد اور ملکہ غزال دونون موجود تھے صبح کو جو دیکھا دونون غائب ہین نہین معلوم
میری غفلت مین کون یہان آیا اور دونون کو یہان سے لیگیا طرفہ تر یہ ہی کہ سب جانتے ہین کہ مین سبب فساد
کا سمجھا جاتا ہون مگر مجھکو کوئی نہ لیگیا اُن دونون بیچارون کو لیجا کے نہین معلوم کس عذاب سخت مین مبتلا کیا ہوگا
اس واقعہ کو سُن کے گیہان نوجوان اور پیکر شاہ بھی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
اور آپسمین کہا کیا دیکھتے ہو کچھ سمجھ مین آتا ہی اُسنے کہا کیا کہین ہرگز ذہن کام نہین کرتا اس گفت وشنید مین پہر
دن چڑھا شاہزادہ بدیع الملک کو غسل کی ضرورت تھی لب حوض آیا لباس مع ہیکل وغیرہ تن سے
جدا کیا حوض کے کنارہ رکھدیا اور خود حوض مین اُترا چند جادوگر گھات مین بیٹھے تھے ادھر شاہزادہ
نے حوض مین غوطہ مارا اُدھر وہ مکار ہیکل وغیرہ کو لیکے راہی ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے شاہزادہ
بدیع الملک اس ہیکل اور گوہر مراد کا سبب تھا کہ ہم تیرے نزدیک نہ آسکتے تھے ورنہ ابتک ہم تجھکو
گرفتار کر لیجاتے اب یہ سامان بعد کوشش بسیار ہمکو دستیاب ہوگیا ہی دیکھین تو ہمارے ہاتھ سے
کہان جاتا ہی اور کیونکر ہمارے مقابلہ مین سر بر ہوتا ہی شاہزادہ نے بعجلت تمام غسل سے فراغ حاصل
کیا اور حوض کے کنارہ سکوت مین بیٹھا دل مین کہتا تھا اے بدیع الملک غضب ہوا یہ مکار تجھسے فریب
کرکے ہیکل اور گوہر مراد کو لیگئے آیندہ اس سامان کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہی دیکھیے ان بدبختون کے
ہاتھ سے کیسی کیسی اذیتین اُٹھانا پڑتی ہین اسی اثنا مین گیہان نوجوان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شاہزادہ
کو دیر کیون ہوئی غسل کے واسطے گیا تھا وہان حوض کے پاس آیا دیکھا شاہزادہ سر جھکائے بیٹھا ہی
کہا شہر یار خیر باشد کس ملال مین مبتلا بیٹھے ہو شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے فلان کیا کہون پہلا
وہ واقعہ حیرت خیز کہ ہدہد مع ملکہ غزال غائب ہوگیا آج یہ مصیبت نازل ہوئی کہ مین غسل کی غرض سے
حوض مین اُترا جو ہین غوطہ لگا کے پانی سے سر باہر نکالا ہیکل اور گوہر مراد کو غائب دیکھا میرے دلمین
پیشتر ہی اس بات نے خطور کیا تھا کہ خدا ہیکل وغیرہ کو بجائے کفارہ اسکی گھات مین لگے ہوئے ہین مگر
اسوقت یہ بھی خیال ہوا کہ آناً فاناً کون لیجا سکتا ہی وہی خیال صحیح ہوا کاشکے مین اس طرف نہ آتا جو ہیکل
وغیرہ کا نقصان نہوتا ملکہ غزال گوہر پوش کو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اسی طرح ہدہد کو بھی
سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ اپنا خیر خواہ کہان ملتا ہی وہ موذی اُن دونون کو لے گئے کیا نحس ساعت

تھی جب مین یہان آیا تھا گیمان نوجوان نے کہا شہریار بیکار اسقدر متردد ہو خداوند عالم مسبب الاسباب
ہی یارو یگر وہ دونون زن و مرد تم تک پہونچ جاوین گے اور ہیکل وغیرہ بھی دستیاب ہو جائیگی شاہزادہ نے
کہا اے گیمان خدا کی قدرت مین تو کچھ شک نہین ہی لیکن فی الحال میری سمجھ مین نہین آتا کہ وہ دونون آدمی
اور دونون چیزین کس طرح اُن گبرون کے ہاتھ سے مجھ تک پہونچین گی اُس طرف وہ جادوان مکار ہلاہل
کے پاس پہونچے ہلاہل نے کہا اے فلان اس مرتبہ پھر تم خالی آئے بدیع الملک کو نہ لائے اُن سب نے
کہا اے ہلاہل اگرچہ بیشتر بھی جو دونون زن و مرد کو لایا یہ فعل عبث نہ تھا بلکہ نہایت بکار آمد تھا اب وہ چیز
لایا ہون کہ اگر بدیع الملک بقید حیات ہی لیکن ہم جادون کے مقابلہ مین کبھی سر بر نہوگا جیساکہ سابق
مین ہمیشہ سر بہ ہوا کیا ہی ہلاہل نے خوش ہو کے کہا اے فلان آخر کچھ بیان تو کرو کیا ایسی شئے لائے ہو جسکی
اسقدر تعریف کر رہے ہو اُنھون نے کہا اے ہلاہل سن اور خوش ہو کہ آج ہم سب بدیع الملک کے
پاس جا کے اُس سے ہیکل اور گوہر مراد لے آئے یہ کہکے یہ دونون چیزین ہلاہل کے روبرو رکھدین
اور کہا دیکھو یہ وہی سحر کی رد کرنے والی دونون چیزین ہین یا نہین جوہین ہلاہل کی نظر ہیکل وغیرہ پر پڑی
اپنی جگہ سے اُچھل پڑا عالم بے اختیاری مین کہا اے فلان واقعی کارے کردی ہمکو ہرگز تجھسے اس طرح کی
کار روائی کی امید نہ تھی اور ہیکل وغیرہ کو لے کے تا دیر دیکھتا رہا پھر اُس ناقوس کو طلب کیا اور بجانا
شروع کیا یکایک لیبنا لیبنا کی صدا بلند ہوئی اور عزازیل بصورت مہیب نمودار ہوا ہلاہل تعظیماً اپنی جگہ
سے اُٹھ کھڑا ہوا عزازیل آیا تخت نکبت پر بیٹھا پوچھا اے ہلاہل اب کیون مجھے یہانتک آنے کی
تکلیف دی ہلاہل نے قہقہہ مارا کہا اے عزازیل آج ہم تجھے بڑی خوشخبری سناتے ہین اُسنے کہا کیا
ہلاہل نے کہا آگاہ ہو کہ جو گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ سامان رد سحر بدیع الملک کے پاس تھا جسکے
سبب سے بدیع الملک اُبتک جملہ آفات سے محفوظ رہا وہ ہمارے قبضہ مین آگیا عزازیل نے کہا
مجھکو یقین نہین ہی ہلاہل نے کہا عیان را چہ بیان موجود ہی دیکھ لے عزازیل نے کہا اگر واقعی ہیکل
وغیرہ ہاتھ آگئی تو بہت خوش ہونے کی بات ہی ہلاہل نے اُس سامان کو طلب کیا اور عزازیل سے کہا
دیکھ مین جھوٹ تو نہین کہتا اُسنے کہا بیشک یہ وہی سامان رد سحر ہی مگر اسکی حفاظت مین بلیغ اہتمام کرنا چاہیے
ہلاہل نے کہا جسطرح تیری رائے ہو اُسی طرح اسکی حفاظت کیجا وے عزازیل نے بعد تامل بسیار کہا
ہم اس ہیکل وغیرہ کو لیجا کے ایسی جائے محفوظ مین رکھین گے کہ اگر خداپرست ہزار کوشش کرین
اس تک نہ پہونچین گے یہ کہکے ہیکل و گوہر کو اُٹھا لیا قصر معلق کے قریب آ کے آویزان کر دیا اور
ایک اسم پڑھ کے اُسپر پھونکا اُس اسم کے سبب سے یہ خاصیت پیدا ہو گئی کہ اگر کوئی شخص اُس ہیکل و
گوہر کے قریب پہونچ کے اُسکے لینے کا ارادہ کرے فوراً ایسا دھوان پیدا ہو کہ آنکھین نابینا ہو جائین
غرضکہ گوہر و ہیکل تو وہان محفوظ رہے اور طلسم بندی کر کے خداپرستون کے لشکر کے قریب آیا اور باواز
بلند نعرہ مارا کہ اے خدائے نادیدہ کے بندگی کرنے والو اگر تم نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون
عزازیل منقش کچھ تمکو رستم ثانی اور بدیع الملک کی بھی خبر ہی آگاہ ہو کہ مین نے اُن دونون تمھارے
سردارون کو ہلاک کیا مین ہی ایسا صاحب حوصلہ خداوند بہت بزرگ کا نظر کردہ تھا جو اُن دونون
زور آورون کو بیپا کر کے ہلاک کیا ورنہ کیا مجال تھی کسی کی جو اُنکو ہلاک کرتا اگر تمکو یقین نہو تو چلو دیکھو

ہیکل اور گوہر مراد کو اُنکے قبضہ سے لیکے قصر فرعون مین آویزان کردیا ہی یہی دونون چیزین اُنکی حفاظت کا سبب تھا ورنہ ابتک کب کے ہلاک ہوگئے ہوتے چونکہ ابھی مجکو کسی قدر کام کا انجام دینا باقی ہی اس سبب سے مجبور ہون ورنہ تم سب کا فیصلہ کرتا اور کچھ عرصہ نہین باقی ہی اب مین اپنے کار ضروری سے فارغ ہوکے تمسے سمجھونگا یہ کہکے وہان سے گزرگئی

اب لشکر اسلام کے حال مین خامہ فرسائی کیجاتی ہی

جن و ملک ہین تابع فرمان — قدرت حق ہی حضرت انسان
کشتی عالم ڈوب نہ جائے — جوش پہ ہی اشکونکا طوفان
داغ عشق نے سر سے پاتک — ہمکو بنایا سرو چراغان
دورے گلشن مین بلبل کا — گل کی روش ہی چاک گریبان
یاد ہی اُسکا مصحف عارض — ہم بھی ہوئے ہین حافظ قرآن
ہندی نغمہ سنج کے آگے — کیا بولیگا مرغ خوش الحان

ترے زلف کے سودائی کا — شب سے بہت حال ہی پریشان
دیکھ کے ترے دیوانے کو — بھاگ گئے سب غول بیابان
جور بتان سے کیون گھبرایا — مدد خدا کی ہمت مردان
نزع مین وہ بت یہ بھی نہ بولا — جا تیرا اللہ نگہبان
چشم سیاہ غمزہ کافر — فتنۂ عالم آفت دوران
تواریخ پیرا ے مرد سخندان — چنین آشکارا کند راز نہان

کہ جب عزازیل منقش نے قریب لشکر اسلام آکے بآواز بلند نعرہ مارا تمام لشکر حمزہ ثانی نے اُس آواز کو سنا کمال توحش ہوا کہ یہ کون ہی جو اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہی جب صبح ہوئی مروج دین سبحانی یعنے حمزہ ثانی نے بارگاہ سلیمانی مین آکے قیام کیا تمام پہلوانان و سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین حسب دستور حاضر ہوئے بکمال ادب آداب و مجرا بجالاکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے آپس مین باتین شروع ہوئین ہر ایک نے دوسرے سے شب کی آواز کا ماجرا بیان کیا اور تعجب ظاہر کیا پھر حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ ای شہریار فلک اقتدار شب کا واقعہ کچھ سمجھ مین نہین آتا حمزہ ثانی نے استفسار حال کیا اُنھون نے کہا کہ شب کو کسی نے بآواز بلند کہا ای خداپرستو ہمنے رستم ثانی اور بدیع الملک کو ہلاک کیا اور اُنکی ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہی عنقریب تمنے بھی سمجھا چاہتے ہین کیونکہ حفاظت کا سامان تمھارے قبضہ سے نکل گیا ہی دیکھین اب تم ہمارے مقابلہ مین کس طرح نہین پسپا ہوتے ہو اگر واقعی رستم ثانی اور بدیع الملک دونون جوان ہلاک ہوگئے تو غضب ہوگیا مع ہذا یہ بھی گمان ہی کہ اُن دونون کی موجودگی مین ہیکل وغیرہ کا کفار کے ہاتھ آجانا محالات سے ہی حمزہ ثانی نے کہا ای یارو اگر ایسا کچھ ہوا ہی تو واقعی بڑا غضب ہوا طرفہ تر یہ کہ مینے بھی یہ آواز سنی ہی بلکہ مین خود بیان کرنے کو تھا اگر تمنے خود بیان کیا اور میرا گمان یہ ہی کہ ممکن ہی وہ دونون جوان زندہ ہون اور ہیکل وغیرہ کو کفار مکار نے بمکر و فریب اُنسے لیلیا ہو اس اثنا مین عیار حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ ہیکل اور گوہر مراد یہ دونون چیزین قصر فرعون مین آویزان ہین ہمنے بچشم خود دیکھا یہ سنکے حواس باختہ ہوگئے نہین معلوم کیا اسرار ہی خداوند عالم شاہزادۂ بدیع الملک اور شاہزادۂ رستم ثانی کو اپنے حفظ و امان مین رکھے اس خبر کو سن کے تمام لشکر مین صدائے غوغا بلند ہوئی ایرج و نورالدہر نے اپنے اپنے گریبانون کو چاک کیا کرسیون پر سے بدحواسی مین زمین پر گر ے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ خواجہ زادون کو لاؤ خواجہ کرامی خواجہ فریاد اور خواجہ سیاوخش آئے حاضرین نے نہایت ادب سے سلام کیا تعظیم دی حمزہ نے کہا ای واقفان رموز عقلی و عالمان علوم نقلی اسوقت مین نے آپ صاحبون کو کمال انتشار مین یہان

آ

آنے کی تکلیف دی بعد ازان رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کا واقعہ بیان کیا انھون نے اپنے قواعد سے دریافت کر کے عرض کی شہریارا الحمد للہ الکریم رستم ثانی اور بدیع الملک ابھی تک بقید حیات ہین یہ تمام کرشمہ عزازیل منقش کا ہی حمزۂ ثانی نے کہا ای معظم ذات مکرم صفات اگرچہ مین تمھارے حکم کو غلط نہین سمجھتا ہون لیکن رستم ثانی اور بدیع الملک کا زندہ ہونا قیاس مین نہین آتا اسواسطے کہ ہیکل اور گوہر مراد جسپر حفاظت کا مدار تھا اُن اشیا ء سحر کو سنا ہی کہ قصر فرعون مین آویزان ہین خواجہ زادون نے کہا اگرچہ یہ بات صحیح ہو لیکن اس بات کا بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ اگر ان دونون شاہزادون کا دن میلا ہو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز ہو ہم سزاوار ہین اور شاہزادہ بدیع الملک پیکرہ مین ہی اگر ہیکل اور گوہر مراد شاہزادۂ بدیع الملک کو پہونچ جائنگے تو وہ ضرور عزازیل منقش کو ہلاک کرے ای والا مرتبت عالی منزلت گوہر مراد اور ہیکل کے بہم پہونچانے مین کوشش کرنا چاہیے خیر سلامتی بدیع الملک اور رستم ثانی کی سُن کے نورالدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام بہت خوش ہوئے حمزۂ ثانی نے تمام عیارون کو ایک جا جمع کیا اور کہا ای دلاورو مجکو ہرگز بدیع الملک اور رستم ثانی کے صحیح و سلامت ہونے کا گمان نہ تھا لیکن خواجہ زادون کی زبانی یہ خوشخبری سُنی اب چونکہ عزازیل کا ہلاک ہونا شاہزادۂ بدیع الملک کی کوشش وسعی پر موقوف معلوم ہوتا ہی مع ہذا ہیکل اور گوہر مراد کا بھی شاہزادے کے پاس موجود ہونا ضروری امر ہی پس اگر تم مین سے کوئی جوان ہیکل اور گوہر مراد کو قصر فرعون سے اُتار لائے گا جو ہفت پر سیمرغ کے ہفت گز غول مین نے بنائے ہین اُنمین سے ایک گز غول مع تاج اُسکو دونگا بیشتر عیار اسوقت بغلین جھانکنے لگے اور آپس مین کہا کیا خوب حمزۂ صاحبقران ہم لوگونکی جان کے دشمن ہین قصر فرعون تک کسکی مجال ہی جو پہونچ سکے گا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی شہریارا یہ کام نہایت دشوار ہی ہر ایک کی جرأت نہین ہوسکتی تاہم حکم والا کی تعمیل بھی ہم خادمون پر فرض ہی لہذا ہم جاتے ہین ؎ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ؛ درین اُشتکار اچہ دارد نہان ؛ منجملہ اُن تمام عیارون کے زرفام بہت خوش ہوا دل مین کہا یہ موقع عزت حاصل کرنے کا ہی ضرور اس کام مین کوشش کرنا چاہیے چنانچہ وہان سے اپنے مکان مین آیا دل افروز نے جو زرفام کو دیکھا مراتب تکریم بجا لا کے کہا ای زرفام اسوقت تمھارے بشرہ سے تردد ظاہر ہوتا ہی کیون خیر تو ہی کیا واقعہ ہی زرفام نے کہا ای دل افروز کیا کہون فی الحال سخت تردد لاحق حال ہو گیا ہی اُسنے کہا بیان کرو کیا تردد ہی زرفام نے کہا ای آرام جان عزازیل منقش وغیرہ جادوان نابکار ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادۂ بدیع الملک سے غافل پا کے لیگئے ہیں اور اُن ہر دو اشیاے نادر الوجود کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہی حمزۂ ثانی کو بھی یہ خبر پہونچی اُنھون نے خواجہ زادون سے اس حال کو دریافت کیا خواجہ زادون نے اپنے قواعد نجوم سے دریافت کر کے حکم لگایا ہی کہ اگر گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ شاہزادۂ والا جاہ عزازیل منقش کو ہلاک کر سکتا ہی ورنہ اس مقدمہ کو طول ہو جائے گا اور مسلمان مفت معرض ہلاکت مین آجاینگے دل افروز نے کہا پھر تمھارا کیا ارادہ ہی زرفام نے کہا دنیا مین نام کیواسطے ہر شخص جان دینے کو موجود ہو جاتا ہی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے تمام عیارون کو ایک جا جمع کر کے کہا سب نے اس کام کو ایک امر اہم قرار دیا بعضون نے اقرار بھی کیا کہ ہم ضرور ہیکل اور گوہر مراد کو قصر

فرعون سے لائینگے چنانچہ اُنمین سے ایک مین بھی ہون اگر میری کوشش سے یہ کام انجام پاگیا تو مجکو دربار حمزہ ثانی مین بہت کچھ عزت حاصل ہوگی دل افروز نے کہا اے زرفام تم مطمئن رہو یہ کام کچھ مشکل نہین ہی زرفام نے کہا ہان سہل اُسوقت ہوسکتا ہی جب یہ کام حسب مراد انجام پا جاوے دل افروز نے کہا دیکھو ابھی سہل ہوا جاتا ہی یہ کہا اور اُسی وقت زرفام کی کمر بند مین ہاتھ ڈال کے بسبکی تمام سر سے بعد کر لیا اور قصر فرعون کی راہ لی جب یہ دونون قصر فرعون کے قریب پہونچے اور ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان دیکھا زرفام نے کہا اے دل افروز واقعی کارے کردی بس اب کچھ مشکل نہین ہی اے جان من مین تیرا کمال درجہ ممنون ہونگا اگر تو مجھے قریب اس ہیکل وغیرہ کے لے چلے تاکہ ان اشیا کو اپنے قبضہ مین لاؤن دل افروز نے تامل کیا زرفام نے سبب پوچھا اُسنے کہا اے زرفام اگرچہ یہ دونون اشیا اس قصر مین آویزان ہین لیکن محض اس خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے کہ قصر مین پہونچ کے ہیکل وغیرہ پر قبضہ ہوجاوے گا ضرور اس کام مین کسی نہ کسی طرح کا اثر سحر وغیرہ بھی شامل ہی خیر چلو انچہ در دیگ است بچمچہ می آید جو ہین یہ دونون ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچے اور ارادہ کیا کہ ہیکل وغیرہ پر قبضہ کرین کہ دفعتاً ایسا دھوان پیدا ہوا کہ زرفام اور دل افروز دونون کی آنکھون کا نور زائل ہوگیا اب دونون کا یہ حال ہی کہ ہر چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہین کچھ نظر نہین آتا زرفام نے کہا اے دل افروز یہ کیا معاملہ ہی میری آنکھون سے کچھ دکھائی نہین دیتا کیا کرون دل افروز نے کہا اے مہتر تم کیا کہتے ہو یہان اپنی آنکھون سے خود کچھ نہین سوجھائی دیتا مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ یہان کچھ نہ کچھ فساد مضمر ہی بس اب یہین سر ٹکرا کے مر جاؤ بجز اسکے چارہ کیا ہی زرفام نے کہا اے آرام جان ایسا نہ کہ جلد یہان سے میرے لشکر مین پہونچا دے دل افروز نے کہا کیا خوب کس طرح پہونچاؤن جو حال تمھارا ہی اُسی حال مین مین بھی مبتلا ہون زرفام نے بہت منت و سماجت کی دل افروز نے کہا اے مہتر تمھاری آنکھون کا نور گیا زائل ہوا کہ تمھاری عقل بھی زائل ہوگئی آخر کس طرح تمھارے لشکر مین تمھین پہونچاؤن زرفام نے کہا جان من جب تجھ مین یہ قابلیت ہی کہ مین یہانتک پہونچ گیا تو یہان سے مراجعت کی بھی قابلیت ضرور ہی اگرچہ نابینا ہی دل افروز نے کہا خیر چلو دونون اندھے وہان سے روانہ ہوئے لشکر اسلام مین پہونچے سب نے دیکھا کہ زرفام اور دل افروز اندھون کی طرح ٹٹولتے چلے آتے ہین دونون سے ملاقات ہوئی دونون کے ہاتھ مین ہاتھ لے کے حمزہ ثانی کے پاس لائے حمزہ ثانی نے تعجب سے پوچھا یہ کون اندھے ہین سردارون نے کہا شہریار یہ دونون زرفام اور دل افروز ہین حمزہ ثانی نے بغور دیکھ کے کہا ہائین ان دونون پر کیا آفت نازل ہوئی جو یہ نابینا ہو گئے زرفام نے کہا اے عالی منزلت حضور ہی کی خیر خواہی مین ہم دونون نابینا ہو گئے یعنے ہیکل اور گوہر مراد کی تلاش مین گئے تھے جب قریب گوہر مراد وغیرہ کے پہونچے نہین معلوم عزازیل ونجیہ جادوان نابکار نے کیا طلسم بندی کی ہی کہ دفعتاً اُس مقام سے از خود ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جو کوئی اُس قصر کے قریب گوہر مراد اور ہیکل کو لینے کے واسطے جاتا ہی فوراً نابینا ہو جاتا ہی ہم اس حال سے آگاہ نہ تھے ورنہ اُسکا بندوبست کر کے وہان جاتے اب بجز تاسف کے کیا چارہ ہی حمزہ ثانی کو بھی اس واقعہ سے کمال افسوس ہوا کہا ان جادوان بے ایمان کے ہاتھ سے سخت تکلیف پہونچی ہی کچھ سمجھ

مین نہین آتا کہ ان موذیون کا قصہ کیونکر پاک ہو شاپور شیر دل نے بہت کچھ فکر کی مگر کام انجام کو نہ پہونچا بہت
متوحش و متردد ہوا وہان سے قریب ایک چشمہ تھا جسکا پانی بہت شیرین اور صاف تھا شاپور شیر دل
پر تشنگی نے غلبہ کیا پانی کی تلاش مین اُس چشمہ سے پانی پیا اُسوقت دل مین اِس
بات نے کھٹکا کیا کہ یون تو کسی طرح کار برآری نہین ہوتی اب کچھ درگاہ باریتعالی مین
مناجات کرنا چاہیے شاید غیب سے کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جائے بدین خیال اُس چشمہ سے وضو
کیا بکمال خضوع و خشوع دو رکعت نماز پڑہی سجدہ کر کے دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے چونکہ بالکل ناامید
ہو چکا تھا برجوع قلب دعا کی کہ اے چارۂ بیچارگان و اے دستگیر درماندگان تو ہر وقت اپنے ہر ایک بندہ کا
حامی و مددگار ہے تو خوب واقف ہے کہ اس بندۂ حقیر نے اس بارہ خاص مین کیسی کوشش کی اور جب کام
حسب مراد انجام نہ پایا تو اب بالکل ناامید ہو گیا ہون ہان صرف تیری ذات سے سب طرح کی امید
ہے واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا اس ناچیز کو مراد دلی پر فائز کر بعد اسطرح
کی دعا و مناجات کے اُسی طرح قبلہ رخ سکوت مین بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر سفید ریش عمامہ سبز بر سر و
عصاے پیری در دست اسی طرح جملہ سامان بزرگانہ سے آراستہ سامنے سے نمودار ہوئے اور قریب
آکے نہایت شستہ زبانی سے کہا اے شاپور سلام علیک جوہین شاپور شیر دل نے اُس بزرگ کی
صورت دیکھی بغرض تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا علیکم السلام کہکے مصافحہ کیا اور کہا اے معظم ذات و مکرم صفات پہلے
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے مطلع فرمائیے پیر نورانی صورت نے کہا میرے نام سے تمکو کچھ کام نہین
ہے پہلے یہ بیان کرو کہ تم کس فکر مین مبتلا ہو شاپور شیر دل نے دست بستہ کہا حضرت خطا معاف جبتک
نام نامی سے آگاہ نہونگا کسی طرح اپنے راز کو ظاہر نہ کرونگا اُس بزرگ نے کہا مجھکو خضرؑ کہتے ہین اب بیان
کرو شاپور نے بار دیگر مصافحہ کیا اور کہا حضرت اگر واقعی آپ جناب خضرؑ ہین تو میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت
خود ہی آپکو تمام حالات سے آگاہی ہوگی حضرت خضر نے متبسم ہو کے کہا خیر سنو جس مطلب کے واسطے
بیقرار ہو اُسکے روا ہونے کی یہ صورت ہے کہ دیکھو سامنے جو درہ واقع ہے اسمین چلے جاؤ باغ کا ایک
دروازہ نمودار ہوگا قریب دروازہ کے ایک درخت ہے اُس درخت مین ایک پنجرا لٹکا ہے اور ایک
جادوے نابکار اُس دروازہ پر بیٹھا ہے جب وہ جادو تمکو دیکھیگا تمسے متعرض ہوگا تم اُس سے مقابلہ
کرنا مگر حتی الامکان صرف زور دست و بازو سے کام لینا اور ایسی کوشش کرنا کہ وہ زیر ہو جائے
اُس مجبوری کی حالت مین جو کچھ تم کہوگے وہ اُسپر عمل کریگا حتی کہ اگر تم ہیکل اور گوہر مراد کو طلب کروگے
وہ جادو اُسکو بھی لاویگا بعد ازان ایک تعویذ قبا کی جیب سے نکالا اور شاپور کو دے کے کہا اس
تعویذ کو بازو پر باندھ لو مگر خبردار رہنا ورنہ وہ گبران ناپاک تمکو غافل پا کے یہ تعویذ لیجاینگے اور تم اپنے
مطلب پر فائز نہوگے مزید بران زیادہ تر پریشانی لاحق حال ہوگی آیندہ تو دانی و کار تو شاپور شیر دل
وہ تعویذ حضرت خضرؑ سے لیلیا اور بادب تمام سلام کیا تعویذ بازو پر باندھا دفعتاً حضرت خضر نظر سے
غائب ہو گئے راوی کہتا ہے کہ اگرچہ شاپور شیر دل سے عالم ہوشیاری مین حضرت خضر ملاقی ہوئے
لیکن اُسوقت بعد فراغ نماز و دعا ایک ایسی غفلت شاپور پر طاری ہوئی کہ جسکو نہ خواب کہا جا سکتا ہے
نہ عالم بیداری البتہ بعد غائب ہو جانے حضرت خضرؑ کے شاپور کو یہ معلوم ہوا کہ مین بیخبر سو رہا تھا اب

بخوبی ہوشیار ہون اور تعویذ کو بازو پر بندھا پایا الغرض شاپور شیر دل درہ مین داخل
ہوا اور دروازۂ باغ نظر آیا مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ایک جادوگر دروازہ پر بیٹھا ہی جو ہین اُسکی نظر
شاپور شیر دل پر پڑی بے تحاشا شاپور کے جانب دوڑا شاپور نے نعرہ مارا کہ باش او نابکار خبردار
میرے قریب نہ آنا اگر کچھ کہنا ہی دور سے کہو وہ جادوگر اپنی جگہ متوقف ہوا اور کہا تو کیون اسطرف آتا ہی
بہتر اسی مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ سزاے اعمال کو پہونچے گا یہ کہا اور اسماے سحر پڑھکے
شاپور شیر دل کی طرف دم کرنے لگا شاپور نے جو اُسکا یہ رنگ دیکھا دوڑکے اُس سے لپٹ گیا دونو
مین کشتی شروع ہوگئی نوبت باینجا رسید کہ شاپور نے سر سے بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اُسکے سینہ پر
سوار ہوا میان سے خنجر لیا اُسکے گلے پر رکھکے کہا اب اپنی ہلاکت مین کسقدر عرصہ سمجھتا ہی اُسنے کہا
اے جوان مجھکو ہلاک نہ کر اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھ جو حکم ہوگا اُسکی تعمیل مین کسی طرح کا عذر نہ کرونگا شاپور
نے کہا پہلے اپنے مذہب کو بیان کر کیا ہی اُسنے کہا آجتک تو مین خداوند لات و منات کی بندگی
کرتا رہا ہون شاپور نے کہا یہ بندگی بالکل غلط ہی اُس خداے واحد و لاشریک کی بندگی اختیار کر جسکے
قبضۂ قدرت مین تمام ذی روح کی جان ہی اور جو خالق ہی جملہ موجودات کا اُسنے کہا مجھکو قبول ہی غرضکہ
کلمۂ طیبہ پڑھکے دائرۂ اسلام مین داخل ہوا شاپور نے نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو یاقوت جادو کہتے
ہین اے شہریار تم ایک جوان شجاع و دلیر ہو مین ایک مصیبت صعب مین مبتلا ہون اگر ممکن ہو تو میری حمایت
کرو وہ مصیبت یہ ہی کہ مین ہاہل جادو کی دختر پر بہزار جان و دل فریفتہ ہون اُسکی مفارقت سے شب و روز
بیقراری و اضطراب مین بسر کرتا ہون کون نہین جانتا کہ ؎ محنتی ہست کہ دل را نہ دہد آرام وگرنہ کیست کہ آسودگی نمیخواہد
اگر چند روز اور اُس آرام جان سے دور رہونگا ضرور ہلاک ہو جاؤنگا شاپور نے کہا تو ہر طرح مطمئن رہ
اگر خدا نے چاہا تو ضرور تو اپنے مطلب دلی پر فائز ہوگا اور مین ضرور اس بارہ مین کوشش کرونگا اُسنے
نام پوچھا کہا مجھکو شاپور شیر دل ابن مرات شاہ کہتے ہین اور میرا بھی ایک کام تجھسے متعلق ہی اُسنے
کہا وہ کیا کام ہی شاپور نے کہا اے یاقوت تو ہیکل اور گوہر مراد مجھے لاکے دیدے اتنو یاقوت
نے حیرت سے شاپور شیر دل کو دیکھا کہا اے جوان مجھکو تعجب ہی کہ تو نے اس امر کی فرمایش کی آخر وہ
کون تھا جسنے تجھے اس بات سے آگاہ کیا کہ مین ہیکل اور گوہر مراد کو لا سکتا ہون شاپور نے
کہا تجھکو صرف اس بات سے تعجب ہوا کہ مین نے ہیکل اور گوہر مراد کی فرمایش کی یہ امر تعجب خیز نہین
ہی کہ مین یہانتک پہونچا اور تجھکو زیر کیا اُسنے کہا بے شبہہ یہ امر بھی تعجب خیز ہی شاپور نے کہا آگاہ ہو
کہ خود خضر علی نبینا و علیہ السلام میری رہنمائی کے واسطے تشریف لائے تھے اُنھین حضرت نے مجھکو
ان جملہ امور سے آگاہ کیا یاقوت نے کہا اے جوان اگرچہ تیری ہدایت سے مین تھوڑی دیر ہوئی
کہ مسلمان ہوا جسمین تیرا جبر بھی شامل تھا لیکن اصل حقیقت یہ ہی کہ مین اب بصدق دل و بخلوص نیت
مسلمان ہوا اس بات سے کہ حضرت خضر ؑ نے تیری رہنمائی کی اور اسلام کی حقیقت و افضلیت مجھپر بخوبی
ظاہر ہوگئی سُن اے جوان یہ جانور جو قفس مین آویزان ہی اُسکو قفس سے نکال کے ہلاک کر اُسکے
ہلاک ہونے سے جو طلسم گرد ہیکل کے مرتب ہی دفع ہو جائے گا چونکہ حضرت خضر علیہ السلام
نے آگاہ کرکے مطمئن کر دیا تھا شاپور فی الفور قفس کے قریب پہونچا اور اُس درخت سے قفس کو اُتار

کے توڑا وہ جانور خوش رنگ پھڑکا اور کہا اے جوان کیون تو مجھ بے گناہ کو ہلاک کرتا ہے مین تجھسے منت کرتا ہون کہ مجکو رہا کر دے یقین سمجھ میرے ہلاک کرنے سے تجکو کچھ فائدہ نہوگا شاپور کے دل مین رحم آیا چاہتا تھا کہ اُس جانور خوش رنگ کو رہا کر دے دفعتاً خیال آیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ہدایت کی تھی کہ یاقوت جادو کے مطیع ہونے کے بعد جو کچھ وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہا اے جانور عجیب الخلقت مین تجکو زندہ نہین چھوڑ سکتا اُسنے کہا تجکو اختیار ہے شاپور نے اُسکا سر تن سے جدا کیا یاقوت جادو نے نقاب چہرہ پر ڈالی اور شاپور کو اُٹھا کے ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچا اور کہا اے جوان اب تامل کرنے کا موقع نہین ہے اگر ہیکل وغیرہ کا لینا منظور ہے تو موجود ہے شاپور شیردل نے بلا تکلف ہاتھ بڑھایا ہیکل اور گوہر مراد وغیرہ کو لیکے بغل مین دبایا یاقوت سے کہا اب مجکو لشکر اسلام مین پہونچا دے یاقوت جادو شاپور شیردل کو لیے ہوئے روانہ ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا کہا اے جوان خدا کا شکر ہے کہ تو اپنے مطلب پر فائز ہوا لیکن اب تو میرے بارے مین کیا کہتا ہے محبوبہ آرام جان کی مفارقت مین عنقریب میرا کام تمام ہو جائے گا شاپور نے کہا فی الحال تو طلسم مین جا مین لشکر مین جاتا ہون مطمئن رہ جب شاہزادہ بدیع الملک طلسم کو فتح کریگا تیری مطلوبہ یعنے دختر ہلاہل کو تجھے دلوا دونگا یاقوت نے کہا اے جوان فراموش نہ کرنا مین نے تیری رفاقت مین ایسا التزام اپنے ذمہ لیا ہے کہ مین ہی خوب جانتا ہون شاپور نے کہا مین ایسا حق فراموش نہین ہون کہ تو نے میری مدد کی ہے اور مین تیری جانب سے غافل ہو جاؤن یاقوت رخصت ہو کے روانہ ہو گیا شاپور شیردل وہان سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا با ادب تمام سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا اے شاپور تم کہان گئے تھے جو اسقدر عرصہ کے بعد آئے شاپور نے کہا شہریار ہیکل اور گوہر مراد کے لینے کو گیا تھا حمزہ ثانی نے کہا پھر کیا لائے کہا ہان حضور کے اقبال سے کام حسب مراد انجام کو پہونچا یہ کہا اور ہیکل اور گوہر مراد کو بغل سے نکال کے حمزہ ثانی کی خدمت مین پیش کیا حمزہ ثانی ہیکل وغیرہ کا کمال درجہ جویان تھا اب جو ہیکل و گوہر مراد پر نظر پڑی بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور واقعی کارنامے کر دی مجکو امید نہ تھی کہ بار دیگر یہ چیزین اُن نابکارون سے دستیاب ہونگی شاپور نے کہا اصل یہ ہے کہ ان اشیاء کے دستیاب ہونے مین تائید آسمانی شامل ہوئی ورنہ ظاہر ہے کہ جو کوئی ہیکل وغیرہ کی لینے کے ارادہ سے اُس مقام پر پہونچا فوراً نابینا ہو گیا حمزہ نے اس کار نمایان کے عوض مین تاج مع کرنغول سیمرغ و خلعت زرین مکلل بجواہر طلب کیا شاپور کو بخشا شاپور نے اُس خلعت کو پہن لیا اور آداب تسلیمات بجا لایا حمزہ ثانی نے کہا اے ابن مرآت شاہ مین چاہتا ہون کہ اس ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا دو شاپور نے کہا کیا مضائقہ ہے اور ہیکل اور گوہر مراد کو لیکے طلسمات کے جانب روانہ ہوا

اب شاپور شیردل کو ہیکل اور گوہر مراد کو لیے ہوئے طلسمات کے جانب روان رکھا جاتا ہے اور حال عزائیل منقش کا بیان کیا جاتا ہے

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
عقل حکیم ہی نہین رفتارِ آفتاب
بٹھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبارِ آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

پیر فلک نے پھینک دی دستارِ آفتاب
البتہ روے یار کا ہمکو ہی اشتباہ
مجرم ہون آپکا نہ گنہگار آفتاب
چالمگر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدارِ آفتاب
اندھیر ابھی آنکھون مین آتش ہی روشنا

زیر زمین ہی گاہ گئے آسمان پر
لب لعل سے دکھائے جو رخسارِ آفتاب
کھلتا ہی حال رخ لب جانبخش یار سے
ظاہر ہین رخ سے آپکے آثارِ آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
بے روے یار داغ ہی رخسارِ آفتاب

بُلبلان شاخسار بلاغت طوطیان شکرستان فصاحت اس طرح زمزمہ سنجی کرتے ہین کہ جب عزازیل منقش نے ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا طلسم مین آ کے تمام جادوان نابکار کو جمع کیا اور حکم دیا کہ اے عزازیل کے پیرو اور بت بزرگ کے بندہ جلد جاؤ اور بدیع الملک کو لے آؤ غالباً شاہزادہ بدیع الملک پیکریہ مین موجود ہی اُن سب نے قبول کیا اور وہان سے روانہ ہوئے راہ طی کرکے پیکریہ مین پہونچے دیکھا بدیع الملک پیکریہ مین موجود ہی دفعتاً مثل بلاے بے درمان شاہزادہ کے پست گئے اور گرفتار کرکے عزازیل نولیس کے روبرو لائے عزازیل نے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت و شان ہی جسکی پہلوانی کے مقابلہ مین رستم و سام ہیچ و پوچ ہین کہا اے جوان اگرچہ تو بہت کچھ صاحب زور و طاقت ہی مگر اسوقت جرأت کرکے اپنے کو اس قید سے رہا نہین کر لیتا ہین عزازیل نہین اگر تجکو بہزار ذلت و فضیحت ہلاک نہ کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین کہ تجکو صرف اپنے زور و طاقت پر اعتماد رہا اور ہماری قدرت و طاقت کو مطلق خیال مین نہ لایا اور ہلاہل سے کہا اے ہلاہل اس جوان خداپرست کو لیجا کر نہایت حفاظت سے قید رکھ اور رستم ثانی کو تلاش کرکے گرفتار کر لا تاکہ ان دونون خداپرستون کو ساتھ ہلاک کرون ہلاہل نے شاہزادہ بدیع الملک کو لیجا کے بہ ہدیگے تقریب قید کیا ایک عزازیل کے سامنے یاقوت نے آکے سلام کیا اور فریاد و واویلا کرنا شروع کیا عزازیل نے کہا اے یاقوت آج یہ کیا ہی جو تو فریاد و واویلا کر رہا ہی کس نے تجھپر ظلم کیا اُسنے کہا اے ملکہ فریاد ہی اُس پیادہ نے آکے مجھسے ہنگامہ جنگ گرم کیا کشتی کی نوبت پہونچی نوبت باینجا رسید کہ مجھپر غالب آ گئے مجکو اُس درخت سے باندھ دیا اور قفس کو درخت سے اُتارا اور اُس مرغ کو قفس سے باہر لا کے ہلاک کیا اور پھر ایک پریزاد کی گردن پر سوار ہو گئے اُس ہیکل اور گوہر کو قصر سے اُتارا اور بغل مین دبا کے راہی ہوا لیکن چلتے وقت مجکو اُس درخت سے کھولدیا اور کہا کہ جا عزازیل منقش سے فریاد کر اور کہدینا کہ او ملعونہ و مکارہ آمادہ مرگ ہو جا مین تیری جان کا عزرائیل عنقریب آیا چاہتا ہون دیکھون تجھ مین کیا قدرت و طاقت ہی اور میرے ہاتھ سے کس طرح تیری جان سلامت رہتی ہی عزازیل نے بقوت تمام ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا ہاے افسوس ہیکل و گوہر کو باوجود اُس طلسم بندی و افسون خوانی کے خداپرست لے گئے اے یاقوت تجھسے کچھ نہو سکا جو وہ پیادہ کارروائی کر لیگیا اگر زور و طاقت سے کام نکلا تھا تو سحر و افسون سے کام لیا ہوتا یا کسی طرح کا فریب دیا ہوتا اُسنے کہا اے ملکہ کیا کہون مین نے کوئی دقیقہ سحر و افسون مکر و فریب کا باقی نہ رکھا لیکن کچھ فائدہ نہوا آخر کو مجبور ہو گیا عزازیل نے کہا تعجب ہی اور ہلاہل سے کہا تو یہان قیام کر ہم جاتے ہین جسطرح ممکن ہوگا اُس پیادہ کا علاج کرینگے اور ہیکل و گوہر مراد کو اُس سے لے

آ نکلے یہ کہکے وہان سے کوچ کیا اُس طرف جب شاپور شیر دل بن مرات شاہ حسب فرمایش
حمزہ ثانی ہیکل وگوہر مراقہ لیے ہوئے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد اشکال کوہ کے قریب
پہونچا دور سے برجہاے طلسم نمایان ہوئے قریب طلسم کے آ کے مقیم ہوا دل مین کہا اے شاپور یہ مقام
طلسم ہی ہیکل وغیرہ کو شاہزادہ بدیع الملک کو حوالہ کرنا ضروری امر ہی پس جبتک بلاے طلسم مین مبتلا
نہ ہون بدیع الملک تک پہونچنا غیر ممکن ہی ہرچہ بادا باد چلنا چاہیے آگے نزدیک دروازہ طلسم کے پہونچا
بلایات کا ایک طوفان اُٹھا یعنے چہارسو سگان طلسمی نے ایک مرتبہ بھونکنا شروع کیا اور چہارسو اژدہاے
آتش فشان اپنی جگہ سے چلے اور چہارسو فیلان کوہ پیکر نے اپنی اپنی خرطومون کو گردش دینا شروع کیا
جو اژدر دروازۂ طلسم پر مقیم تھا شاپور کو دیکھ کے ایک مرتبہ اُسنے سر اُٹھایا اور اس زور سے دم کو
کھینچا کہ شاپور شیر دل اُسکے منھ پر جا رہا وہ اژدر فوراً نگل گیا اُسوقت شاپور شیر دل پر ایک نوع کی
غفلت طاری ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا جو نہایت آباد و آراستہ
ہی جا بجا بازارین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہی اہل شہر نے شاپور کو جو ایک مرد
بیگانہ دیکھا انواع اقسام کے حربہ لیے ہوئے شاپور کے گرد جمع ہوگئے اور قصد کیا کہ شاپور شیر دل
کو ہلاک کرین شاپور اس سامان ہلاکت کو دیکھکر بہت گھبرایا کہا صاحبو تم کیون میری ہلاکت کے درپے ہو
پہلے جو کچھ مین کہتا ہون اُسکو سن لو پھر تمکو اختیار ہی اُن سب نے کہا اچھا بیان کر کیا کہتا ہی شاپور
نے کہا مجکو فرعون شاہ نے عزازیل کی خدمت مین بھیجا ہی تم سب بیکار مجکو ہلاک کرنا چاہتے
ہو اگرچہ تم سب کی نظر مین بیگانہ معلوم ہوتا ہون لیکن مین تمکو بیگانہ نہین سمجھتا ہون اُن سب نے کہا
اچھا اگر تجکو فرعون شاہ نے عزازیل کے پاس بھیجا ہی تو ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چل
ہم تجکو ہلاک کرینگے شاپور شیر دل نے کہا کیا مضائقہ ہی موجود ہون چلو چنانچہ وہ سب شاپور
کو ہلاہل کے پاس لائے ہلاہل نے شاپور کو غور سے دیکھا کہا اے جوان بلند بالا تو کون ہی اور
کسواسطے یہان آیا ہی شاپور نے کہا کہ مین فرعون شاہ کا فرستادہ ہون خاص عزازیل کے
پاس آیا ہون اُس سے فرعون کا ایک پیام کہنا ہی ہلاہل نے کہا وہ پیام کیا ہی مین بھی سنون
شاپور نے کہا فرعون شاہ نے منع کردیا ہی کہ اس پیام کو بجز عزازیل کے کسی سے نہ کہنا وہ بھی
اُسوقت کہ عزازیل تنہا ہو پس مین بجز عزازیل کے کسی سے وہ پیام نہ کہونگا ہلاہل نے کہا اگرچہ
فرعون نے اُس پیام کے اخفا مین تاکید کی ہی لیکن تجھسے اُس پیام کو بیان کر دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی
شاپور نے کہا اگرچہ فرعون نے بالتخصیص تیرا نام نہین لیا کہ اُس سے اس پیام کو بیان نہ کرنا لیکن
مین بجاے خود احتیاط کا اقتضا یہ سمجھتا ہون کہ تجھسے بھی اُس پیام کو نہ بیان کرون ہلاہل نے کہا اگر تو
اُس پیام کو نہ بیان کریگا تو مین تجھے قید کرونگا اگرچہ تو فرعون کا فرستادہ ہی شاپور نے کہا تعجب ہی
کہ تو فرعون شاہ کا بھی پاس نہین کرتا ہلاہل نے کہا ہان شک کی حالت مین فرعون شاہ کے
پاس و لحاظ کی کچھ ضرورت نہین سمجھتا بعدہ حکم دیا کہ اس جوان بلند بالا کو اُس زندان کے قریب قید
کرو جسمین وہ دونون جوان مقید ہین چنانچہ ہدہد اور شاہزادہ بدیع الملک کے زندان کے قریب
شاپور شیر دل بھی مقید کیا گیا

مقید ہونا شاپور شیر دل کا شاہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے قریب اور ملاقی ہونا دونون کا اور بھی چند حالات متعلق اُسکے مسطور ہوتے ہین

اللہ رے تلون ابھی کیا تھے ابھی کیا ہو
جنت سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو
گھر اپنے گئے ہین وہ مٹاتے ہوئے کسکو
دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو
مئی عید کے اقرار پہ لی ہے رمضان مین
یہ شہر ماہ ٹھہر جائے کہ جھوٹے کو سزا ہو
بیوجہ چھپایا نہین قاصد نے خط انکا
ایک شخص ہو وہ تم اُسے سمجھے ہوئے کیا ہو

شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو
بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو
یہ تو نہو وہ غیر کا نقش کف پا ہو
کیون وصل کی حسرت مرے دل سے نہین مٹتی
یہ قرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو
تعریف نے کوتر کی مجھے خوب ہلا لائی
ایسا نہو کمبخت کی مٹھی مین قضا ہو

تکسیر مین آتشی بت کا طرفدار خدا ہو
تھم تھم کے چھری پھیرئیے رہ رہ کے جفا ہو
فریاد جگر نغمہ نی نالۂ بلبل
یہ کاش الٰہی اُسے بدخو کی وفا ہو
دعوی مجھے دلبر ہی زبان پر ہی تمھین نا
کیا بات ہی واعظ ترے عقبی کا بھلا ہو
کیون داغ کا نام آتے ہی نفرت ہوئی

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اس طرح قلم فرسا ہوئے ہین کہ جب حسب الحکم ہلاہل ملازمان ہلاہل نے شاپور شیر دل کو شاہزادہ بدیع الملک اور ہدہد کے قریب مقید کیا اُسوقت شاپور شیر دل کے دل مین عجب طرح کا انتشار سمایا ہوا تھا دلمین کہ رہا تھا کہ ہلاہل ملعون نے فرعون کے پیام بری کا بھی کچھ خیال نہ کیا اور فوراً قید خانہ مین بھیج دیا دیکھیے یہان سے رہائی کی صورت کس طرح پیدا ہوتی ہی غور سے جو دیکھا کچھ اور لوگ بھی مقید معلوم ہوئے کہان نہین معلوم یہ کون لوگ قید مصیبت مین مبتلا کیے گئے ہین بدیع الملک نے شاپور کو پہچانا قریب اُسکے آیا اور کہا اے جوان تو کون ہی میری نظر مین تیری صورت شناسا معلوم ہوتی ہی شاپور اُسوقت ایسا مغموم و محزون تھا کہ بدیع الملک کی طرف نظر اُٹھا کے نہ دیکھا کہا شاید ایسا ہی ہو بدیع الملک نے کہا اے جوان تو میری طرف دیکھ اور پہچان کہ مین کون ہون اُسوقت شاپور نے بدیع الملک کو غور سے دیکھا اور پہچانا سلام کیا بدیع الملک جواب سلام دے کے کہا اے برادر شاپور کیا حال ہی شاپور نے کہا شکر ہی اُس خدا ے بزرگ و برتر کا ابتک تو مین زندہ ہون اگرچہ قید مصیبت مین مبتلا ہو گیا ہون اے شاہزادہ والا جاہ سچ تو یہ ہی کہ صرف تمھاری محبت مین اس نوبت کو پہونچا کہ آخر گرفتار بلا ہو گیا شاہزادہ نے کہا اگرچہ تم گرفتار بلا ہو گئے اور طرح طرح کی مصیبتون کا سامنا ہوا پھر میرے واسطے کچھ تحفہ بھی لائے ہو شاپور نے ہیکل اور گوہر مراد کو بغل سے نکال کے شاہزادہ کے سامنے رکھدیا بدیع الملک ان اشیاء کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہا اے شاپور ہزار ہزار آفرین تیری اس ہمت مردانہ پر واقعی کار سے کردی سچ کہا ہی

ع ✤ بہر کار یکہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد ✤

ہیکل کو گردن مین پہن لیا گوہر مراد کو جیب مین رکھا بعدہ بندہاے دست و پا کو شکستہ کیا ہدہد نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو رہا دیکھا کہا شہریار اب کیا دیر ہی شاہزادہ ہدہد اور شاپور شیر دل کو بھی قید و بند سے رہا کیا

آمدم بر مقدمہ عزرائیل وکیل

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ✤ سخن را اینچنین آغاز کردہ ✤ کہ عزرائیل نے اپنے تو قصر فرعون کے قریب پہونچایا جو محافظ و دربان قصر مین متعین تھے اُن سب کو بلایا کہا اے جادوان نابکار وہ کون ایسا شخص تھا جسنے بیباکی کی اُن سب نے پہلے دونون ہاتھون سے اپنے اپنے سر پیٹے بعدہ کہا ہاے ہاے بڑا

غضب ہوا ہماری حفاظت و نگہبانی سے کچھ نہوا ساٹھ گز کے قد کا پیادہ ایک شخص کی گردن پر سوار یہان
آیا اپنا مطلب نکالا چلتا ہوا عزازیل نے پوچھا اُسکا بشرہ کس قطع کا تھا اُنھون نے کہا اُس طویل القامت
کے چہرہ پر نقاب تھی ہمنے اُسکی صورت کو نہین دیکھا کیا بتائین راوی کہتا ہی اُسوقت عزازیل کو یقین
ہو گیا کہ یہ حرکت شاپور شیردل کی ہی مسلمانون کے لشکر مین آ کے ہر چند تلاش کیا شاپور کا کہین پتا
نہ پایا دل مین کہا یہان نہین ہی شاید لشکر فرعون مین ہوگا لشکر فرعون مین آ کے تلاش کی وہان بھی نہ
پایا وہان سے پھر کے طلسم مین اپنے کو پہونچایا ہلاہل سے پوچھا میرے بعد یہان کوئی آیا تھا ہلاہل نے
کہا ہان ایک شخص آیا تھا اُسکا ساٹھ گز کا قد ہی میرے پاس اُسنے آ کے کہا کہ عزازیل کہان ہی فرعون نے
مجھے ایک پیام پہونچانے کو اُسکے پاس بھیجا ہی ہر چند مین نے اُس پیام کو پوچھا اُسنے کہا کہ مجھے فرعون
نے تاکید کر دی ہی کہ خبردار یہ پیام بجز عزازیل کے اور کسی سے نہ کہنا عزازیل نے کہا گیا وہ یہان سے
چلا گیا ہلاہل نے کہا واہ ایسے آدمی کو چھوڑنا چاہیے مین نے باحتیاط تمام اُسکو خداپرستون کے زندان
کے قریب قید کیا ہی عزازیل نے کہا ارے تو نے غضب کیا کہ اُسکو بدیع الملک کے زندان کے
قریب قید کیا اب کوئی خداپرست مقید نہین رہیگا کچھ عجب نہین کہ وہ سب اُس قید سے رہا ہو گئے
ہون اے ہلاہل تو نہین سمجھا کہ وہ کون ہی آگاہ ہو کہ وہ شاپور ابن مرآت شاہ نکاوندی ہی کہ ہیکل
اور گوہر مراد کو لایا ہی بالیقین شاپور ابن مرآت شاہ نے وہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک کو دیا
ہوگا جلدی جا کے اُنکی خبر لے اور چاہیے سب کی خبر لے یا نہ لے شاپور کی خبر پہلے لے اور اُس سے ہیکل اور
گوہر مراد کو لے لے ہلاہل فوراً وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا اور چار سو جادوان کامل کو بھیجا اور اُنسے
بتاکید کہدیا کہ اُن تینون قیدیون کو اُسی طرح مسلسل بہوشیاری تمام یہان لے آؤ یہ سب اُس قیدخانہ مین
پہونچے اور تہیہ کیے ہوئے تھے کہ اُن قیدیون کو ہلاہل کے پاس لیجائینگے وہان اُن سب کو اُس
قید و بند سے رہا پایا سب نے بآواز بلند کہا اے خداپرستو تمکو کس نے رہا کر دیا بارے ہم سب وقت
پر پہونچے کہ تم موجود ہو ورنہ کسی طرف چلے جاتے چلو تم سب کو ہلاہل جادو نے طلب کیا ہی اور
ہم سب کو خاص تمہارے ہی لینے کے واسطے بھیجا ہی بدیع الملک نے کہا اے خیرہ سر و لعین اسی مین
خیریت ہی کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ اپنے سزاے اعمال کو پہونچوگے ہلاہل مردود کی کیا وقعت ہی
جو اپنے پاس بلائے گا ہم اپنے فعل کے مختار ہین یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ تم بدبختون کی قید مین مبتلا
ہو گئے تھے جاؤ ہلاہل سے کہدو کہ اب ہم ہرگز تیرے پاس نہین آئینگے اگر تجھے غرض ہی خود ہمارے
پاس چلا آ اور جو کچھ کہنا ہو کہہ ہم یہان متوقف رہینگے جبتک وہ نہ آئیگا ہم یہان سے نہ جائینگے یہ سن
تمام جادوگر مثل بلاے بے درمان شاہزادہ بدیع الملک کے جانب جھپٹے شاہزادہ اور شاپور وغیرہ
بھی آمادہ حرب ہوئے بگیر و بزن کی آواز بلند ہوئی تلوارون کی جھنکار فلک تک جانے لگی چند ساعت
تک یہ ہنگامہ گرم رہا بدیع الملک کی اُسوقت یہ حالت تھی کہ تلوار علم کیے ہوئے ہر چہار جانب اُن
کفار پر پے درپے وار پہ وار کر رہا تھا ٭ شعر ٭ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد
جب اُن جادوگرون کا بس کچھ نہ چلا اور بیشتر ہلاک ہوئے فرار پر قرار لیا اور اُس حالت مین آوازین بلند
ہو سکتے جاتے تھے کہ اے خداپرستو تمنے ہلاہل جادو کے حکم سے روگردانی کی ہی ہم جاکے اُسکو اطلاع

دیکھو ہلاہل جادو تمکو کیسی سزاے سخت دیتا ہی بدیع الملک نے کہا ای نامردان پلید جیسے تم بزدلے ہو ویسا ہی ہلاہل مردود بھی ہی جاؤ اُسکو اطلاع دو دیکھین وہ ہمسے کیا عوض لیتا ہی خدا نے چاہا تو وہ اپنا سر پیٹکے خاموش ہو رہیگا یہانتک کہ ہمارے مقابلہ کیواسطے اُسکو آنا بھی نصیب نہوگا تم بدبختونکا نہین معلوم کس طرف خیال ہی وہ سب جادوگر ہلاہل کے پاس آئے اور خوب چیخین مارکے کتون کی طرح روئے گریبانون کو دامن تک چاک کیا اور کہا فریاد ہی ای ہلاہل اُن خداپرستون نے اُن تمام جادوگرون کو ہلاک کیا ہم موقع پاکے اُنکے روبرو سے بھاگ کھڑے ہوئے ورنہ ہم بھی اُنکے دست زبردست سے ہلاک ہو جاتے ای ہلاہل کیا کہین کہ وہ تمام تیرے فرستادہ جادوگر کس ظلم سے ہلاک کیے گئے ہین ہلاہل نے کہا ای کمینو تم صدہا تھے اور وہ چند نفس پھر بھی وہ تمسے گرفتار نہو سکے اور آخر اُنکو کس نے رہا کر دیا وہ تو بحفاظت تمام مقید تھے معلوم ہوتا ہی تم سب کی سازش تھی کچھ نقد معاملہ کرکے اُن خداپرستون کو رہا کر دیا آخر کو اُس غلطی کے عوض مین اس نوبت کو پہونچے اُنھون نے لات و منات وغیرہ کی ہزارہا قسمین کھائین اور کہا ای ہلاہل ہم سب اُس سرکار کے نمک پروردہ ہین ایسی نمک حرامی ہمسے نہین ہو سکتی ہمسے کسی نے اگر اُنکو رہا نہین کرایا بلکہ جسوقت ہم وہان پہونچے دیکھا وہ سب قیدخانہ سے باہر ہین پھر بھی ہم سب نے اُنکو دھمکایا کہ ہم ہلاہل سے تمہاری شکایت کرین گے ورنہ ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چلو اُنھون نے مطلق اعتنا نہ کی بلکہ اُسکے عوض مین چار سو جادوگرون کو ہلاک کیا ہلاہل عزازیل کے پاس آیا اس واقعہ کو بیان کیا اُسنے کہا ای ہلاہل جادو مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ تو نے شاپور کو بدیع الملک کے پاس قید کیا ہی بڑی غلطی کی ہے مگر تو نے نہ سمجھا خود کردہ را علاجے نیست دیکھا تو نے وہی ہوا بس اب تو جان اور یہ خداپرست جانین ہم جاتے ہین یہ کہکے وہان سے کوچ کیا یہان ہلاہل جادو نے جنگ کی تیاری کی ایک لاکھ جادوگر کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الملک نے شاپور وغیرہ سے کہا ای یارو اگرچہ ان جادوگران بدذات کی جمعیت کثیر ہی کچھ اپنے دل مین خائف نہو خداے الٰہی است ◆ به بینم که تا کردگار جہان ◆ درین آشکارا چہ دارد نہان ◆ غرضکہ ہنگامہ جنگ گرم ہوا مسلمانون نے خوب داد مردی و مردانگی دی ہر طرف کشتون کے پشتے سرون کے ڈھیر لگا دیئے اُس طرف ہلاہل نابکار بھی اپنے لشکر کا دل بڑھاتا جاتا تھا ہر ایک سے وعدہ کرتا جاتا تھا کہ بعد اس فتح کے علاوہ مال دنیا کے آخرت مین ایک کی جگہ چار قصر بہشت مین دینگے متعدد حورین خدمت گذاری کو ہر وقت حاضر رہین گی خوب کوشش کرو ان خداپرستون کو ایسی سزاے معقول دو کہ بار دیگر مقابلہ کی جرأت نہ کرین ورنہ ہمیشہ یہ اسی طرح کا فساد برپا کرین گے وہ جادوگر بھی اُسکی مزخرف باتین سن کے لڑائی مین جان لڑائے ہوئے تھے راوی کہتا ہی کہ تین شبانہ روز یہ ہنگامہ کشت و خون گرم رہا نہ این را ظفر و نہ آنرا ظفر حیچہ تھا روز تھا کہ یکایک بدیع الملک پر گرسنگی و تشنگی نے غلبہ کیا شاپور شیردل سے کہا ای شاپور اب مجھ مین تاب توقف باقی نہین رہی اگرچہ گرسنگی سے بھی خراب حال ہی لیکن تشنگی کا تحمل کسی طرح ممکن نہین ہی جس طرح ممکن ہو میرے واسطے تھوڑا پانی بہم پہونچانا چاہیے پھر تازہ دم ہوکے انشاء اللہ ان جادوگرون سے سمجھ لونگا اور اگر پانی ممکن نہوگا تو انجام بد سمجھنا چاہیے شاپور نے کہا شہریارا واقعی گرسنگی و تشنگی غلبہ کیے ہوگی مگر اسوقت آب و طعام بہم پہونچنا محالات سے معلوم ہوتا

ہی خیر کوشش کرتا ہون اگر بہم پہونچا ہی حاضر کرتا ہون ورنہ مجبوری ہی اب شاپور کا یہ حال ہی کہ جب اُن
جادوگرون کے گروہ پر حملہ کرتا ہی اور وہ جادوگر پسپا ہوتے ہین اُنکے مکانون مین در آتا ہی اور آب و طعام
کی جستجو مین مصروف ہوتا ہی اور پھر جب جنگ کا خیال آتا ہی کہ کفار کی کثرت ہی ایسا نہو ہین اس طرف
مصروف ہون اُس طرف لڑائی کا رنگ دگرگون ہوجائے واپس آتا ہی اور جنگ مین مصروف ہوجاتا
ہی ایک مرتبہ اُن بدبختون کے مجمع مین در آیا وہ پسپا ہوئے شاپور نے تعاقب کیا حتی کہ ایک مقام پر پہونچا
دیکھا ایک قصر عالیشان واقع ہی اُس قصر مین پہونچا وہان کیا دیکھتا ہی کہ رستم ثانی مقام صدر مین بکمال
شان و شوکت بیٹھا ہی متعدد مینا سے شراب رکھے ہین جونہین شاپور شیر دل پر نظر پڑی کہا اے شاپور تم
یہان کہان بہت عرصہ کے بعد ہمنے تمکو دیکھا شاپور نے کہا اے رستم ثانی طرفہ اتفاق ہی کہ تمسے یہان
ملاقات ہوگئی مجکو کیا معلوم تھا کہ تم یہان مقیم ہو ورنہ تم بھی میرے شریک ہوتے آج چار روز کا عرصہ گذرا
کہ شاہزادۂ بدیع الملک جادوان بدکار سے کارزار مین مصروف ہین اور عظیم ہنگامۂ جنگ گرم ہی تمتو کہو
یہان کہان بیٹھے ہو اور کیا کام کر رہے ہو رستم ثانی نے کہا اے شاپور میری حقیقت یہ ہی کہ مین جادوان
نابکار کی قید مین مبتلا تھا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اختران اختر شمار وزیر ہلاہل نے مجکو قید و بند سے
رہا کردیا اور یہان سے لے آیا ابتک مین یہین مقیم ہون تمہارا یہانتک پہونچنے کا کیا سبب ہوا یہ تو
معلوم ہوا کہ تم اور شاہزادۂ بدیع الملک کفار سے جنگ و حرب مین مصروف ہو شاپور نے کہا
شہریار مفصل حقیقت یہ ہی کہ چار روز سے جو شاہزادہ ہنگامۂ جنگ گرم کیے ہوئے ہی گرسنگی و تشنگی
کے غلبہ کا حال مجھسے بیان کیا مجکو فکر ہوئی کہ آب و طعام بہم پہونچانا چاہیے جب اُن کفار پر حملہ کیا اور وہ
پسپا ہوئے اور اُنکے مکانون مین در آیا اور آب و طعام تلاش کیا اسی طرح ایک مرتبہ وہ پسپا ہوئے مین نے
اُنکا تعاقب کیا حتی کہ یہانتک پہونچا اس قصر کو دیکھا دل مین آیا کہ اس قصر کی بھی سیر کرنا چاہیے یہان تمکو
دیکھا رستم ثانی نے کہا اے شاپور سامنے کے حجرہ مین آب و طعام بکثرت ہی جسقدر درکار ہو لیجاؤ اور
مین بھی چلتا ہون یہ کہکے رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا سلاح تن پر آراستہ کیے متعدد حربے ہاتھ مین لیے اُسطرف
شاپور اُس حجرہ مین پہونچا دیکھا واقعی قلیا قورما کباب کوفتے پلاؤ چلاؤ متنجن وغیرہ طرح طرح کے کھانے خوشبو
و خوش مزہ موجود ہین خود بھی گرسنہ تھا بلا تکلف بیٹھ کے کھانا شروع کیا جب خوب سیر ہوگیا کچھ شیرمالین
اور کباب رومال مین باندھے اور ایک صراحی آب سرد کی لیکے حجرہ کے باہر آیا رستم ثانی سے کہا شہریارا
اگر چلنا ہو تو چلو رستم ثانی نے کہا چلو مین تیار ہون غرضکہ وہان سے دونون روانہ ہوئے لشکر ہلاہل
کے قریب پہونچے رستم ثانی نے ایک نعرۂ زہرہ شگاف مارا کہ باش اے جادوان مکار مین تمہاری جان کا
عزرائیل آپہونچا دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جانین سلامت لیجاتے ہو اُسطرف شاپور شیر دل
وہ آب و طعام لیے ہوئے شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس پہونچا شاہزادہ نے کہا اے شاپور اب تو
گرسنگی و تشنگی سے جان بلب ہون للہ کچھ آب و طعام کی فکر کرو شاپور نے کہا شہریارا آب و طعام موجود
ہی نوش فرماؤ وہ شیرمالین شاہزادہ کو دین شاہزادہ نے خوب سیر ہوکے کھانا کھایا پانی پیا خدا کا شکر
کیا مع ہذا ہدہد کا خیال آیا بقیہ طعام لیے ہوئے ہدہد کے پاس پہونچا کہا تو بھی گرسنہ ہوگا آ کھانا کھا
ہدہد نے سلام کیا اُسنے بھی سیر ہوکے کھانا کھایا پانی پیا بعدہ دونون ہنگامۂ جنگ مین آئے رستم ثانی

نے جو بدیع الملک کو دیکھا سلام کیا کہا اے شہریار جہان نور چشم نور الدہر بن بدیع الزمان برگزیدہ
حمزہ صاحبقران مجکو معلوم ہی کہ عرصہ سے ہنگامہ پیکار گرم کیے ہوئے ہو چند لمحہ توقف فرماؤ میری لڑائی کا تماشا
دیکھو مین تازہ دم آیا ہون بدیع الملک نے کہا اے رستم یہ سب کچھ صحیح ہی کہ مین عرصہ سے ہنگامہ جنگ
گرم کیے ہوئے ہین اور بے انتہا کسل وکاہلی نے مجھ مین راہ پائی ہی تاہم مجکو اس بات کا خیال ہی کہ یہ جادوگر
بڑے مکار و بدکار ہین انکے ادنے ایک اسم مین وہ طاقت ہی کہ اگر ہزار رستم و افراسیاب ہون تو عہدہ برآ
نہین ہو سکتے یہ تو سہل ہی کہ تمکو جنگ کی اجازت دون اور خود چند لمحہ استراحت کرون مگر نتیجہ بد معلوم ہوتا
ہی رستم ثانی نے کہا اے شاہزادہ عالیمقدار میری بھی رائے یہی ہی آیندہ تمکو اختیار ہی غرضکہ بدیع الملک
اور رستم دونون جنگ و حرب مین مصروف ہوئے یکایک ہلاہل جادو کو یہ خبر پہونچی رستم ثانی
اختران اختر شمار وزیر کے یہان سے آیا ہی ہلاہل کو بہت تعجب ہوا کہا جلد جاؤ اختران اختر شمار
وزیر کو لے آؤ لوگ گئے ہرچند اختران اختر شمار وزیر کو تلاش کیا کہین نشان نہ ملا واپس آئے
ہلاہل سے کہا ہمنے وزیر کو ہرچند تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا معلوم ہوتا ہی کہ خوف کے سبب
سے روپوش ہو گیا ہی سخت شرارت کی کہ خدا پرستون کو مدد دی اگر رستم ہاتھ آ گیا تھا اُسکو گرفتار کر لینا
تھا نہ یہ کہ اُسکو رہا کر دیا اور خود غائب ہی ہلاہل نے کہا اے فلان اب بات کا خیال بیکار ہی کیونکہ
اختران اختر شمار وزیر نے جو کچھ کیا وہ کیا اگر وہ ہوتا تو معقول جواب لیا جاتا تاکہ دوسرون
کو عبرت ہوتی اب یہ فکر کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست پسا ہون اور ہمکو مفر ملے ورنہ جسقدر اس معاملہ کو طول
ہوگا بہتر نہوگا ایک جادو ہلاہل کے قریب آیا کہا اے ہلاہل میرا خیال یہ ہی کہ جبتک ہیکل اور گوہر مراد
بدیع الملک کے پاس رہیگا کوئی جادوگر اُسکے مقابلہ مین سر بر نہوگا اور نہ کوئی سحر و افسون اسپر کارگر ہوگا
فلہذا بہتر یہ ہی کہ پیشتر بدیع الملک سے ہیکل اور گوہر مراد ہی لینے کی کوشش کیجائے بعدہ جو عمل
کیا جائیگا وہ اپنا اثر دکھائیگا ہلاہل جادو نے کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون لیکن کوئی ایسی تدبیر سمجھ مین نہین
آئی کہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک سے دستیاب ہو جائے اگر تجھسے ممکن ہو تو کیون توقف
کرتا ہی وہ جادوگر تادیر متامل رہا بعدہ کہا اے ہلاہل ایک تدبیر سمجھ مین آئی ہی کیا عجب اگر اسکی وجہ سے ہیکل
اور گوہر مراد وغیرہ دستیاب ہو جائے ہلاہل نے کہا اے غضنفر مین تجھسے بہت خوش ہونگا اگر تیری
کوشش سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہو جائیگی غضنفر جادو نے اپنی صورت اختران شاہ وزیر کی
صورت سے مشابہ کی شاہزادہ بدیع الملک کے قریب پہونچا رستم ثانی نے کہا اے اختران تم اسوقت
کہان آئے اختران شاہ مصنوعی نے کہا شہریار مین اسوقت اس خیال مین مبتلا ہوا کہ اُس طرف ایک لاکھ
جادوگر کی جمعیت ہی اور تم صرف چار شخص ہو مشہور ہی کہ ایک کی دوا دو تم چار شخص کس کس کو جواب دوگے
اور کہان کہان پہونچوگے آخر پسپا ہوگے چنانچہ پریشان ہو کے تمھارے پاس آیا ہون کہ میرے تمھارے
مشورہ مین کوئی صورت آسانی کی پیدا ہو بدیع الملک نے کہا اے رستم ثانی یہ کون شخص ہی جس سے
تم ہمکلام ہو رستم ثانی نے کہا شہریار تمنے اس شخص کو نہین پہچانا یہ اختران ہلاہل جادو کا وزیر ہی اور
مرد مسلمان ہی مین اسکا ممنون احسان ہون اسواسطے کہ اسنے مجکو رہا کر کے اپنے گھر مین چند روز تک مہمان
رکھا اور نہایت خاطر داری و مدارات سے پیش آیا چونکہ یہ ایک مرد نیک نفس ہی فلہذا اسوقت بھی یہ بنظر

خیر خواہی آیا ہی اور کہتا ہی کہ جادووان مکار کی جمعیت کثیر ہی چند نفس تاب مقابلہ نہین لاسکتے اگرچہ خداوند عالم
کی مشیت مین کسی کو دخل نہین ہی لیکن بظاہر اسکا خیال صحیح معلوم ہوتا ہی بدیع الملک غضنفر مکار کے
جانب متوجہ ہوا کہا ای اختران وزیر صائب تدبیر ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہین کہ تو نے بنظر خیر خواہی و ہمدردی
یہ کلمہ کہا لیکن ہم کیا کر سکتے ہین درآنحالیکہ ہم یہان مسافر ہین اور کوئی چارہ کار نہین رکھتے اُسنے کہا شہریار
اب جو کچھ مین کہون اُسپر عمل کرو یعنے میرے عقب مین چلے آؤ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ چنانچہ
وہ مکار شاہزادہ کو ایک حویلی مین لایا جو ہر طرح کے اسباب ضرورت و زینت سے آراستہ تھی کہا شہریار
تم یہان بآرام و آسایش قیام فرماؤ طعام و شراب وغیرہ جملہ سامان موجود ہی کوئی مانع نہین بلا تکلف نوش
فرما سکتے ہو جسوقت منظور ہو یہان سے برآمد ہوکے جادووان مکار و بدکار سے مقابلہ کرو اور پھر یہان
آکے استراحت کر سکتے ہو بدیع الملک کو اطمینان ہوا غضنفر مکار نے اُسی وقت دسترخوان بچھایا
طرح طرح کا کھانا چنا سب نے سیر ہوکے کھایا بعد فراغ طعام غضنفر مکار بدیع الملک کے پاس آیا
آہستہ کہا شہریار مین نے سنا ہی کہ گوہر مراد اور ہیکل ہزار و یک دانہ لعل احمر تمھارے پاس ہی مین نے
بہت کچھ تعریف اُسکی سنی ہی اور یہ بھی میرے گوش زد ہوا ہی کہ ہلاہل جادو وغیرہ اُسکی تلاش مین ہین بارے
تمنے اُن اشیا کی خوب حفاظت کی مین بھی اُن اشیاء نادر الوجود کو دیکھنے کا مشتاق ہون ممکن ہو تو مجھے
بھی ایک نظر دکھا دو شاہزادہ بدیع الملک کو اُس مکار کے فریب سے اطلاع نہ تھی وہ سمجھتا تھا کہ واقعی
یہ میرا دوست خدا پرست ہی اور رستم ثانی کے کہنے پر اعتماد کیے ہوئے تھا اُسکی درخواست پر بلا تکلف
بغل سے ہیکل وغیرہ کو نکالی اور غضنفر مکار کو دے کے کہا ای اختران دیکھ یہی وہ اشیاے عجیب
ہین جنکی تعریف تو نے سنی ہی غضنفر مکار نے پہلے بنظر غور ہیکل یاقوت احمر کے ہر ایک دانہ کو اور
گوہر مراد کو دیکھا کہا شہریار یہان تاریکی ایسی ہی کہ میری نظر کام نہین کرتی اور اب میری نظر مین بھی ضعف
پیدا ہو گیا ہی یہ کہکے ہیکل وغیرہ کو لیے ہوئے صحن حویلی مین آیا بدیع الملک سمجھا کہ اختران وزیر
ہیکل وغیرہ کو روشنی مین دیکھ کے پھر یہان چلا آویگا غضنفر نابکار دروازہ کی طرف بڑھا شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا ای اختران ان اشیا کو بیرون خانہ لیجانا مناسب نہین ہی غضنفر مکار نے
کہا ای بدیع الملک تجھسے بڑھ کے دنیا مین کوئی بیوقوف نہوگا تو نے یہ بھی نہ پہچانا کہ مین اختران وزیر
ہون یا دوسرا شخص ہون اور ان اشیاے نایاب کو بلا تکلف میرے حوالہ کر دیا آگاہ ہو مین اختران
وزیر نہین ہون غضنفر جادو ہون خاص ہیکل اور گوہر مراد لینے کو اختران وزیر کی صورت سے
مشابہ ہوکے آیا تھا اب کیا مجال تمھاری جو مجھسے ہیکل اور گوہر مراد کو لیلو مین جاتا ہون دیکھو تم خدا پرستون
پر کیسی آفت نازل کرتا ہون بدیع الملک نے نعرہ مارا کہ باش او مکار تو نے بڑا فریب دیا یہ کہکے اُسکا تعاقب
کیا غضنفر مردود یکایک بدیع الملک کی نظر سے غائب ہو گیا بدیع الملک اُسی حویلی مین واپس آیا
مگر نہایت متاسف رستم ثانی نے کہا شہریار بڑی غلطی ہوئی بدیع الملک نے کہا برادر تمھارے کہے
اعتبار پر مین نے اُسے ہیکل وغیرہ کو دیدیا کیونکہ تمنے کہا یہ میرا محسن ہی اسنے مجبور رہا کیا چند روز تک
مہمان رکھا خاطر داری سے پیش آیا رستم ثانی نے کہا بے شبہ اختران وزیر نے مجبور رہا کیا اور مہمان
بھی رکھا لیکن یہ مجھکو کیا معلوم تھا کہ یہ موذی اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آیا ہی کاشکے پیشتر ہی معلوم

ہو جاتا تو مین ہلاک کرتا ہرگز زندہ جانے نہ دیتا بدیع الملک نے کہا اتنو وہ اپنا کام بنا لے گیا
غرضکہ یہ سب اُسی حویلی مین مقیم رہے اب اُس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ غضنفر جادو ہیکل
اور گوہر مراد لیے ہوئے جب اُس حویلی سے باہر آیا سامنے دیکھا یاقوت جادو چلا آتا ہی غضنفر
نے کہا اے یاقوت کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین نے سنا ہی اس حویلی مین خداپرست مقیم ہین جنکے پاس
گوہر مراد اور ہیکل ہی اُسنے کہا خاطرجمع رکھ اگرچہ اس حویلی مین خداپرست ضرور مقیم ہین لیکن اب وہ
بالکل تہی دست مقیم ہین گوہر مراد اور ہیکل مین اُن سے لے آیا خاص اس کام کے واسطے آیا تھا مین نے
خداپرستون کو بڑا فریب دیا تب یہ دونون چیزین اُنسے دستیاب ہوئین ورنہ کسی طرح دستیاب ہونا ممکن
نہ تھا یاقوت جادو بہت خوش ہوا کہا اے غضنفر ہزار ہزار آفرین تیری اس کارروائی پر کارے
کردی خداپرستون سے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا ایک امر عظیم تھا وہ آفت کے لوگ ہین کوئی سحر وافسون
اُنکے مقابلہ مین کارگر نہین ہوتا لیکن اے غضنفر مین نے سنا ہی ہیکل اور گوہر مراد کے عجیب وغریب
خواص ہین مین اُنکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہون ایک نظر مجھے دکھا دے غضنفر نے کہا برادر یہ
دونون چیزین موجود ہین شوق سے دیکھو یہ کہکے گوہر مراد اور ہیکل کو جیب سے باہر لایا یاقوت
کو دیا یاقوت جادو نے غور سے اُسے دیکھا کہا کیا واقعی یہ وہی ہیکل و گوہر مراد ہی غضنفر ملعون
نے کہا موجود ہی دیکھ لو یاقوت نے ہیکل و گوہر مراد کو جیب مین رکھ لیا اور تلوار میان سے لیکے
اس سبکی سے اُسکی کمر پر وار کیا کہ دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا یہان بدیع الملک اور رستم وغیرہ نہایت
پریشان و مضطر بیٹھے ہوئے تھے ہیکل و گوہر مراد کی باتین ہورہی تھین شاپور شیردل نے دیکھا
یاقوت چلا آتا ہی بدیع الملک کے قریب آکے سلام کیا شاپور سے کہا شہریار اسوقت تم سب
بہت پریشان معلوم ہوتے ہو خیریت تو ہی بدیع الملک کو اُسکے اس طرح کے استفسار سے
تعجب ہوا شاپور سے پوچھا یہ کون شخص ہی شاپور نے کہا اس شخص کا نام یاقوت جادو ہی اسی نے
مجکو قصر فرعون تک پہونچایا تھا اور یہ جوان ہلاہل جادو کی دختر پر فریفتہ بھی ہی مین اسکا بہت
ممنون و مشکور ہون بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک بہتر ہوگا اگر اس سے بھی اُس واقعہ کا ذکر
کیا جاوے جو فی الحال ظہور مین آیا شاپور نے کہا کیا مضائقہ ہی شاہزادہ نے کہا اے یاقوت تمنے
شاپور شیردل پر کیا احسان کیا مجھپر احسان کیا اب یہ تازہ واقعہ سن غضنفر جادو واختران کی صورت
سے مشابہ ہوکے یہان آیا اور اس طرح آیا کہ ہم مین سے کسی نے نہ پہچانا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مکر وفریب سے
ہیکل و گوہر مراد ہمسے لیگیا یاقوت جادو نے کہا شہریار تعجب ہی کہ تم ایسے ذی فہم نے ایسا دھوکا
کھایا اگر ہیکل و گوہر مراد دستیاب ہوگیا تھا تو اُسکی کامل حفاظت کرنا تھی شاہزادہ نے کہا بخدا اسوقت مجکو
مطلق خیال نہ رہا بلاتکلف اُن اشیاے نایاب کو اُسکے حوالہ کردیا مین سمجھتا تھا کہ اختران وزیر ہی اسکی
کیا خبر تھی کہ یہ فریب ہی یاقوت نے کہا پھر اب کیا تدبیر سوچی ہی جو ہیکل وغیرہ پھر ہاتھ آجائے
شاہزادہ نے کہا جو چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہی اُسکا بار دیگر دستیاب ہونا محال ہوتا ہی یاقوت نے کہا
اے والا منزلت اگر ہیکل وغیرہ بار دیگر دستیاب ہوجائے تو کسی قدر خوشی کی بات ہی شاہزادہ نے
کہا بیشک جسکے ذریعہ سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہوگی مدت العمر اُسکا ممنون رہونگا یاقوت نے ہیکل

وغیرہ کو جیب سے نکالا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے رکھدیے کہا شہریار دیکھو یہ کیا شئی ہی جونہین شاہزادہ کی نظر گوہر مراد پر پڑی دل باغ باغ ہوگیا یاقوت کو سینہ سے لگا لیا اور کہا ای برادر یاقوت سچ کہو یہ ہیکل و گوہر مراد کہان سے ہاتھ آئی اسکو تو غضنفر مردود لیگیا تھا یاقوت نے کہا جسوقت غضنفر دروازہ سے برآمد ہوا چونکہ مجکو پیشتر سے خبر معلوم ہوگئی تھی کہ خدا پرست اس حویلی مین مقیم ہین یہان کا حال دریافت کرنے کو آتا تھا غضنفر کو دیکھکے متوقف ہوا اُسوقت غضنفر کچھ منتشر الحواس تھا مین نے اُسکا حال پوچھا اُسنے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا بیان کیا مین نے ہیکل کے دیکھنے کی آرزو ظاہر کی اُسنے ان اشیار کو میرے ہاتھہ مین دیدیا مین نے وقت فرصت کو غنیمت جانا ایکہی وار مین اُس مکار کا کام تمام کیا اور ہیکل وغیرہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوا شاہزادہ نے کہا برادر غضنفر نے بھی ان اشیار کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا جو مین نے اُسے دیدین اور وہ لے کے چلا گیا بخدا کارے کردی اب مین بالکل ہیکل وغیرہ کے دستیاب ہونے سے نا امید ہوگیا تھا ع

آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو ÷ اگر عزائیل کا میرے ہاتھہ سے ہلاک ہونا مقرر ہی تو یقین سمجھ لے کہ اس طلسم کی بادشاہی بھی تیرے نام پر مقرر ہی یاقوت نے کمال ادب سے سلام کیا اور کہا جو کچھ مین عرض کرون اُسے سماعت فرمائیے جبتک اس طلسم کی لوح دستیاب نہوگی ان جادوان نابکار سے مقابلہ کرنا عبث ہی بدیع الملک نے کہا مجکو کیا معلوم کہ وہ لوح کہان ہی اور کس طرح دستیاب ہوگی یاقوت نے کہا مجھسے سنو لوح اس طلسم کی ہلاہل جادو کے پہلو مین رکھی ہی تمھارے کوشش کرنے کی کچھہ ضرورت نہین ہی مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُس لوح کو ہلاہل جادو کے پاس سے لیے آتا ہون شاہزادہ نے کہا خیر تیری توفیق مین خدا ترقی عطا فرمائے یاقوت رخصت ہوکے روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ ہلاہل جادو اپنے قصر مین مصروف خواب تھا عالم رویا مین دیکھا کہ ایک لکۂ نور پیدا ہوا قریب آیا اُس لکۂ نور سے ایک مرد محترم نورانی صورت نمودار ہوا ہلاہل کے دل مین اُس مرد معظم کا رعب طاری ہوا تعظیم کے واسطے اُٹھہ کھڑا ہوا بہت ادب سے سلام کیا اُس مرد معظم نے کہا اے ہلاہل یہ تیری تعظیم و تواضع محض عبث ہی ہلاہل نے کہا کیا وجہ ہی اُس مرد نورانی صورت نے کہا وجہ تو خود جانتا ہی میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی جس شخص نے دنیا مین حق و ناحق کو نہ پہچانا اُسکا پیدا ہونا اور ناپید ہونا سب یکسان ہی اسقدر تیری عمر ہوئی آج تک تونے یہ نہ جانا کہ مذہب حق کون ہی آج ہم تجکو خاص یہ اطلاع دینے آئے ہین کہ اگر تو اسی طرح کفر و ضلالت مین مبتلا رہیگا ضرور ایک روز خاص شاہزادہ بدیع الملک کے ہاتھہ سے ہلاک ہوگا اگر اپنی خیریت اور دنیا مین چندروز زندہ رہنا چاہتا ہی تو مسلمان ہوجا اُس حالت مین بدیع الملک کے ہاتھہ سے تجکو مطلق گزند نہ پہونچیگی اُسنے کہا یا حضرت مین آپ سے بالکل ناواقف ہون پہلے اپنا نام و نشان ارشاد فرماؤ اُس مرد بزرگ نے کہا اے ہلاہل میرے نزدیک میرے نام و نشان سے بیکار آگاہ ہونا چاہتا ہی اُسنے اصرار کیا مرد بزرگ نے کہا مجکو ابراہیم خلیل اللہ کہتے ہین اُسوقت ہلاہل جادو کی توفیق آسمانی ایسی رفیق ہوئی کہ وہ فوراً اُس مرد نورانی صورت کے پاؤن پہ گر پڑا اور زار و قطار روتا جاتا تھا اور کہتا تھا اے معظم ذات مکرم صفات اسوقت تمھاری تنبیہ سے میرے دل کی آنکھین کھل گئین جو مذہب حق سمجھے ہو

مجھے تعلیم فرماؤ مجھسے بڑی غلطی ہوئی جو آجتک ضلالت مین مبتلا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا ہلاہل بصدق دل مسلمان ہوا نہایت خلوص سے مصافحہ کیا حضرت نے فرمایا اے ہلاہل شریعت اسلام مین سحر وغیرہ کی سخت ممانعت ہے آیندہ ایسے امور ناجائز سے احتراز کرنا اور یاقوت واسطے لوح کے تیرے پاس آئیگا تجکو چاہیے کہ پہلے اُسکے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین جا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر بعدہ شاہزادہ کو عزازیل کے مکان پر پہونچا تاکہ بدیع الملک اُسکو ہلاک کرے اور یہ بھی تجکو ہدایت کیجاتی ہے کہ یاقوت تیری دختر کا خواستگار ہے اُن دونون کے باہم بلاتکلف عقد کر دے تاکہ عزازیل کا کام تمام ہو جائے اس تعلیم و تفہیم کے بعد وہ حضرت یکایک نظر ہلاہل سے غائب ہو گئے ہلاہل بیدار ہوا اپنے قصر مین آکے قیام کیا دل مین سوچ رہا تھا کہ طرفہ ماجرا ہے مدت العمر میری کفر و ضلالت مین بسر ہوئی اب مذہب حق اختیار کرنے کا اتفاق ہوا اس اثنا مین یاقوت آیا ہلاہل کو سلام کیا ہلاہل اُٹھ کھڑا ہوا یاقوت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے فرزند ہزار ہزار آفرین تجھپر تونے بہت بڑا کام کیا یاقوت ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا واقعہ ہے آج ہلاہل مجھسے بہت خلق سے پیش آیا کہا اے ہلاہل آج مین اس طرح کے خلق و لطف سے متعجب ہون یہ کیا امر ہے ہلاہل نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ آج شب کو حضرت ابراہیمؑ خواب مین تشریف لائے تھے اُنکی ملازمت سے مین بہرہ یاب ہوا مجکو دین حق تعلیم کیا یعنے اب مین بصفاے قلب مسلمان ہون مجکو شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین لیچلو تاکہ اُس شاہزادۂ والا جاہ کو عزازیل کے پاس پہونچا دون بعد ازان تمام جادوان موجودہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اے یاران من اگرچہ ادنی و اعلی سب تعلقات دنیا مین ایسے مبتلا ہین کہ آخرت کی مطلق خبر نہین ہے تاہم ہر شخص کا فرض ہے کہ کسی قدر عاقبت کی بھی خبر لے مین تمسے سچ کہتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الملک کا مذہب سچا ہے فرعون ملعون کیا مال ہے اور عزازیل کیا چیز ہے فرعون نابکار نے بیسون مرتبہ مسلمانون کے ہاتھ سے زک پائی ہے اگر کچھ بھی قابلیت فرعون مین ہوتی تو کیون یہ نوبت پہونچتی سچا خدا صرف مسلمانون کا ہے اور یہ جو فرعون کہتا ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا ہے وہ میری مشیت مین پہلے گذر چکا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے اُس پلید کو مشیت سے کیا نسبت مین نے ایسے سنگ خارہ شتی بیشتر دیکھے ہین میری خوشی یہ ہے کہ تم سب مسلمانون کے خدا کی بندگی اختیار کرو بعضون نے اُسوقت دین اسلام قبول کیا بعضون نے کہا اے ہلاہل درآنحالیکہ مدت العمر ہم مسلمانون خدا سے نابلد ہے اب یکایک کس طرح اُسکی بندگی اختیار کر سکتے ہین ہان کچھ دلائل حقیقت دین اسلام کے بیان کرو اُسکے بعد ہم دین اسلام اختیار کرینگے راوی کہتا ہے کہ اُس شب کے خواب کی برکت سے ہلاہل کے ذہن مین ایسی وسعت پیدا ہو گئی کہ اُسنے بکمال فصاحت دین اسلام کے حق ہونے کے دلائل بیان کیے حتی کہ وہ ایک لاکھ جادوگرون کی جمعیت احاطہ اسلام مین داخل ہوئی ہلاہل یاقوت کے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین آیا نہایت ادب سے سلام کیا شاہزادہ نے نہ پہچانا پوچھا یہ کون ہے یاقوت نے کہا شہریار ہلاہل جادو یہی ہے فی الحال اسنے دین اسلام اختیار کیا ہے حضور کی ملازمت کا مشتاق تھا لہذا مین اپنے ہمراہ لے آیا شاہزادہ نے کہا اے ہلاہل مدت تک تو راہ راست سے برگشتہ رہا اب کیا سبب تیرے راہ راست پر آنیکا ہوا اُسنے کہا

آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام عالم خواب مین تشریف لائے دین حقہ تعلیم فرمایا اور بھی ضروری ہدایتین کین جب مین بیدار ہوا تمام جادوان ہمراہی کو تفہیم و تعلیم کی چنانچہ وہ سب بھی مسلمان ہوگئے اب میرے ہمراہ چلو تاکہ مین تمکو مقام عزازیل مین پہونچادون اُسکو میرے حال کی مطلق اطلاع نہین ہے ایسی حالت مین بعنوان مستحسن اُسکا کام تمام ہوسکتا ہے شاہزادہ نے کہا خداوند عالم تیرے توفیق مین اس سے زیادہ ترقی عنایت فرمائے تیرا واقعہ عجیب و غریب ہے غرضکہ **بدیع الملک** مع یاران ہمراہی ہلاہل کے ساتھہ اُسی وقت روانہ ہوا ہلاہل نے اپنی فوج کو بھی ساتھہ لیا اور وہان سے کوچ کرکے برابر تختۂ سنگ کے پہونچا شاہزادہ سے آہستہ کہا شہریار عزازیل اس پتھر کے نیچے ہے اب وقت طلب یہ امر ہے کہ اگر مین یہانتک پہونچ گیا اور تمکو بھی لے آیا ہون لیکن ایسی حالت مین کہ یہان ایک مجمع کثیر ہے اُسکا باہر آنا ایک امر محال ہے البتہ مکر و فریب سے کاربرآری ہوجائے تو عجب نہین حالت ہے کہ مکر و فریب کیا کیا جائے شاہزادہ نے کہا میرے نزدیک تو فریاد اور واویلا کریہ خداپرست مجکو گرفتار کیے لیے جاتے ہین تیری آواز سُن کے عزازیل پتھر کے نیچے سے نکل آئے تو عجب نہین ہلاہل نے کہا شہریار اگر مین آوازہ فریاد و واویلا بلند کرونگا پس بسبب خوف کے اُسکا زیر سنگ سے باہر آنا غیر ممکن ہے البتہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تم مین سے دو تین آدمی گریہ و زاری شروع کرین اور کہین کہ اے ہلاہل تجھے قسم ہے عزازیل اور فرعون کے حق کی ہمکو ہلاک نہ کر جب یہ آواز اُسکے کان مین پہونچے گی اُسکو خیال ہوگا کہ خداپرست قبضہ مین آگئے ہین پس فوراً زیر سنگ سے باہر آجائے تو عجب نہین شاہزادہ نے کہا یہی سہی تم ہی اپنے مطلب کے موافق دو تین آدمی تجویز کرلو اور اُنھین سمجھادو چنانچہ ہلاہل نے ہدہد اور شاپور شیردل کے جانب اشارہ کرکے کہا یہ دونون اس کام کے واسطے مناسب معلوم ہوتے ہین شاہزادہ نے اشارہ کیا وہ دونون ہلاہل کے پاس آئے اور کہا ہان بیان کرو کہا کرنا چاہیے ہلاہل نے بار دیگر اُن دونون کو بخوبی سمجھادیا چنانچہ اُس سنگ گران کے قریب جاکے ہدہد و شاپور شیردل نے بآواز دردناک رونا شروع کیا اور کہا اے عزازیل صدقہ فرعون اور عزازیل کا ہمکو ہلاک نہ کر ہلاہل نے نعرہ مارا اور کہا اے خداپرستو تمنے خداوند فرعون کی بندگی نہین کی اور ہمیشہ اُس سے برسر پرخاش رہے بس ہم تمکو پاگئے ہین اب ہرگز رہا نہین کرین گے تمکو پیشتر اس بات کا خیال نہ آیا کہ ایسے بڑے خداوند کی بندگی سے قطع نظر کرکے کہان رہ سکتے ہین اور کس طرح جان بری ہوگی اور پکار کے کہا اے عزازیل اے عزازیل دیکھہ تیری خیرخواہی کی وجہ سے مین نے ایسے امر عظیم کو انجام دیا یعنے مسلمانون کے اعلی سردارون کو گرفتار کرلایا ہون جلد پتھر کے نیچے سے باہر آ ان خداپرستون کے بارے مین حکم مناسب دے تاکہ اُسکی تعمیل کیجاوے اگر دیر ہوگی یہ خداپرست میرے ہاتھہ سے نکل جائینگے پھر کوئی کارروائی بکار آمد نہ ہوگی آیندہ اختیار ہے جونہین یہ آواز ہلاہل کی عزازیل نے سنی بلند قہقہہ مارا اور کہا اے ہلاہل شاباش صد آفرین باد برین ہمت مردانہ تو قسم ہے سر نحس فرعون کی کارے کردی تو گھبراتا نہین بہت جلد تجھ تک اپنے کو پہونچاتے ہین اور خبردار ان خداپرستون مین سے کسی کو رہا نہ کرنا انکی ذات سے ہر وقت تردد لاحق حال رہتا ہے

ہلاہل نے شاہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے مردمان ہمراہی سے کہا آگے بڑھ کے اس سنگ گران کو ہر چہار جانب گھیر کے کھڑے ہو اور اپنی اپنی کمند کو بخوبی سنبھال لو ایسا نہو کہ عزازیل یہان سے زندہ نکل جائے چنانچہ تمام جادوان ہمراہی ہلاہل اور یاران شاہزادہ بدیع الملک نے اُس پتھر کو گھیر لیا کمندون کو اُس پتھر سے ملا دیا یکایک اُس پتھر کو جنبش ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک پٹارہ اُس گنوئین سے باہر آیا جسمین اُسکی نظر شاہزادہ پہ پڑی اور یاران ہمراہی کو دیکھا ارادہ کیا کہ کبوتری کی صورت سے مشابہ ہو کے وہان سے نکل جائے ہدہد اور شاپور شیر دل پیشتر سے ہوشیار بیٹھے تھے فوراً حلقہاے کمند اُسپر پھینکے اور گرفتار کر لیا اُسنے سحر خوانی کے ارادہ سے سب کو جنبش دینا شروع کی شاپور نے کہا اے شاہزادۂ والا قدر خبردار رہنا ایسا نہو کہ یہ مکار ہاتھ سے نکل جائے اسکی لب سحر خوانی مین حرکت کر رہے ہین شاہزادہ نے جوالدوزی جیب سے نکالی اُسکے منہ پر چڑھا دی جسکے سبب سے منہ گویا دوختہ ہو گیا باستحکام تمام بستہ کر کے اپنی جگہ پر آکر باطمینان تمام قیام کیا اور کل سردارون کو جمع کیا خلعت خاصہ طلب کر کے سب کی موجودگی مین ہلاہل کو بخشا اور کہا ایہا الناس اگرچہ یہ شخص دل مین گمراہ تھا لیکن اب چونکہ دائرہ اسلام مین بخلوص نیت داخل ہوا ہے پس اب ہم اسکو اپنے سے بہتر سمجھتے ہین اس طلسم کی حکومت بھی اسکے نام پر مقرر کی بعدہ ہلاہل سے کہا ہم تیری دختر کو یاقوت سے منسوب کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایک روز عمرو و بکر سے اُسکا منسوب کرنا ضروری ہے پس اگر یاقوت سے منسوب کیجاوے تو کیا مضائقہ ہے اگر تو یاقوت مین کسی نوع کا نقصان بیان کرے تو یہ مناکحت موقوف رہے ہلاہل نے کہا شہریارا میری کیا مجال کہ حکم والا سے سرتابی کر سکون انچہ راے مولا از ہمہ اولے شاہزادہ نے کہا نہین مدعا صاحب اس بارہ مین راے مولا از ہمہ اولی کا مطلق دخل نہین ہے اگر کوئی نقص ہو تو بلا تکلف بیان کر دینا چاہیے میری خواہش یہ ہرگز نہین ہے کہ میری وجہ سے کسی کو صدمہ پہونچے ہلاہل نے کہا اے والا منزلت اسکے معنے یہ نہین ہین کہ مین داب و لحاظ کے سبب سے کچھ نہین کہ سکتا مین بھی اس راے سے متفق ہون شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ مناکحت بکمال اہتمام و انتظام عمل مین آئے چنانچہ اُسی وقت سے اہتمام عروسی شروع ہوا تمام ملازمون کو علی قدر مراتب جوڑے تقسیم ہوئے محفل عیش و نشاط منعقد ہوئی طرح طرح کے ناچ گانے ہوئے ایک رقاصہ شوخ و شنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی غزل

ستم کے لطف اُٹھانے کو ہر جفا کے لیے
جو یہ لباس تجھسا ہی چاہا تو مذہب بھی ہو
فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہے قضا کے لیے
غرض جہان سے گیا ہو فلک ترے ہو کے
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے
مرے مزار کو تو وہ گیا ہے تیرون سے
یہ فکر ہے انھین افزائش جفا کے لیے
خدا کرے نہ کسی کا امیدوار وصال
بنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیے
بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
غریب خانہ ہے موجود ہر بلا کے لیے
زبان چلائی کیے قطع ہاتھ ہو نچون سے
بہانہ یہ ہے کہ روزن کیے ہوا کے لیے
نشر یہ آنکھ لگہ بیقرار چیتون شوخ
کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیے
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے
مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین
وہ منتون سے کہے چپ رہو خدا کے لیے
اثر تو لوٹ لیا بات بات نے تیری
یہ بند و بست ہوئے ہین مری بلا کے لیے
رقیب سے بھی تو برسو نہین بات کرتے تھے
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

صفت کا رتبہ بیان ذات سے سوا دیکھا
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے
نہیں ضرور کہ اُسکی کوئی خطا ہی کرے
کیا ہی جمع رقیبون کو مرحبا کے لیے

دعا ہی تجھسے زیادہ تیری فنا کے لیے
کسی زمانہ مین گستاخ ہم بھی تھے ایتو
بہانہ چاہیے کیا ظلم ناروا کے لیے
ترے کیے سے ہم اے داغ چھوڑ دینگے عشق

ملے تو حشر مین لبلون زبان ناصح کی
زبان ہی بہر ستائش الی التجا کے لیے
نیا ستم ہی ستمگر نے قتل پر میرے
خدا کے واسطے دیتا ہی کیون خدا کے لیے

اس غزل کو سن کے تمام اہل محفل بہت محظوظ ہوئے اُس رقاصہ کو بہت کچھ انعام ملا تمام شب عیش وسرور کی محفل گرم رہی صبح کو بہت دھوم سے برات دُلہن کے گھر پر پہونچی وہان بھی بہت کچھ اہتمام وانتظام کیا گیا تھا دوپہر تک وہان بھی رقص ونوا کی محفل گرم رہی پھر دونون طرف کے قاضی آئے نکاح پڑھا گیا مبارک سلامت کا غل ہوا براتیون کو ہار پھول تقسیم ہوئے دولہ محل مین داخل ہوا تمام رسوم شرعی وعرفی ادا ہوئے تیسرے پہر کو برات واپس ہوئی تمام براتی اپنی اپنی طرف روانہ ہوگئے یاقوت چونکہ عرصہ سے دختر ہلال پر فریفتہ تھا آج جو بعد شوق وانتظار بسیار مطلب دل کو پایا خوشی سے جامہ مین نہ سماتا تھا مثل مشہور ہے

چہ خوش بود ست بعد از انتظارے ٭ کہ یارے برخورد از وصل یارے ٭

ہر مرتبہ ثنا وصفت باریتعالی کے بعد شاہزادہ کے منت واحسان کا ذکر تا تھا بعد فراغ اس عروسی کے شاہزادہ نے ایک قفس آہنی تیار کروایا عزازیل کو اُس قفس مین بحفاظت تمام بند کیا اور قفس ہمراہ لیے ہوئے طلسم سے باہر آیا راوی کہتا ہی کہ بیرون طلسم رستم ثانی کا لشکر مع قیامت شاہ ورضوان شاہ بن قیامت شاہ وافلاک شاہ وغیرہ پانچ لاکھ سوار کے مقیم تھا اہل لشکر متعجب ہو کر آپس مین کہتے تھے نہین معلوم شاہزادہ بدیع الملک کس مقام پر وارد ہی اور کس طرح کی دقتین پیش آئی ہین جو ابتک بیرون طلسم واپس ہوئے بالاتفاق نہین ہوا اہل طلسم بڑے ساحر ہین خداوند عالم شاہزادہ کو اُنکے سحر وافسون سے محفوظ رکھے ایکایک کیا دیکھتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی بیرون طلسم چلے آتے ہین چند قدم بڑھ کے سب نے استقبال کیا ہر ایک ملازمت شاہزادہ سے بہرہ یاب ہوا اُس روز وہین قیام کیا شب بھر سامان کوچ تیار ہوتا رہا دوسرے روز صبح کو وہان سے کوچ کیا بعد طے مراحل وقطع منازل پیکر کے قریب پہونچے پیکر مین پیکر شاہ اور گیہان نوجوان کو خبر داروں نے خبر پہونچائی کہ شاہزادہ بدیع الملک مع یاران ہمراہی وفوج کثیر اسطرف آتا ہی اُنھون نے استقبال کیا شاہزادہ بدیع الملک پیکر شاہ وغیرہ سے ملاقی ہوا چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا پیکر شاہ وغیرہ نے باصرار کہا ای والا مرتبت شب کو غریب خانہ پر تشریف لیچلیے ماحضر نوش فرمائیے شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ ابھی مجھکو کارہاے ضروری پیش ہین یہان قیام کیجا پیکر شاہ نے کہا مین زیادہ قیام کے واسطے نہین عرض کرتا صرف اسقدر عرض کرتا ہون کہ یہ قیام بالکل خراب ہی جبتک منظور ہو غریب خانہ پر قیام فرمائیے شاہزادہ نے نہ مانا اُسی مقام پر قیام کیا دوسرے روز پیکر شاہ سے رخصت ہوکے پروین حصار کے جانب کوچ کیا اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو مع فوج کثیر ہمراہی جانب پروین حصار روان رکھا جاتا ہی اور کچھ حال نکبت مآل فرعون ملعون کا مسطور ہوتا ہی

وصل کے عیش مین سب ہجر کا غم بھول گئے
مہربان آپ مگر طرز رقم بھول گئے
کتنے بیخوف و خطر ظلم و ستم کرتے ہین
وہ ہمین بھول گئے اب انھین ہم بھول گئے
لکھنے بیٹھے تھے انھین حال پریشانی کا
سب کہین کاتب اعمال رقم بھول گئے
لیکے دل آپ جو چھوڑ گئے سینہ مین
زندگانی [illegible] اہل عدم بھول گئے

یاد رکھنا تھا ہمین جسکو وہ ہم بھول گئے
وعدہ وصل قیامت مین بھی ہوگا نہ وفا
سچ تو یہ ہی کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے
کچھ عجب طور کی بیخودی شوق مین ہی
حرف مطلب کو اُٹھاتے ہی قلم بھول گئے
مجھپر احسان کیا وعدہ فراموشی نے
ایک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
عشق کی راہ مین جب کافر و دیندار آئے

لکھدیا قہر و جفا مہر و وفا کے بدلے
وان بھی کیسے گا تیرے سر کی قسم بھول گئے
نہ تمنائے ستم یہان نہ وہان مشق جفا
دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے
میری قسمت سے پڑی کچھ غلطی فرد حساب
اسکی عادت سے وہ انداز ستم بھول گئے
بررش تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہی
سب کے سب فراغ رہ دیر و حرم بھول گئے

غواصان بحور نکتہ دانی و سیاحان ممالک ندرت بیانی اس داستان حیرت عنوان مین اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ فرعون ملعون اپنے لشکر کبت اثر مین مقیم ہی ہر روز شب کو مرکب قدرت پر سوار ہوکر آسمان کی طرف جاتا ہی آج حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ لشکر اسلام مین نقارہ جنگ بجایا جائے یکایک نقارہ پر چوب پڑی ٥ دہل زن دہل زدہ تحسین او + ہبین دین او دین او دین او ہ کفار نے آواز دہل سن کے خود بھی نقارہ جنگ بجایا دوسرے روز دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے فرعون قصر معلق سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوکے قلب لشکر مین آکے قیام کیا دونون لشکر اس انتظار مین تھے کہ دیکھین کون پہلوان جنگ کو آتا ہی یکایک کیا دیکھتے ہین کہ گرد نمایان ہوا دونون لشکر متعجب ہوکے اُس گرد کے جانب متوجہ ہوئے لشکر کفار نے آپس مین ترش ہوکے کہا اہی فلان دیکھو خداوند فرعون نے قدرت و جلال کو کیسی ضرورت کے وقت کمک طلب کی ہی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ لشکر اسلام نے دیکھا قریب دس لاکھ سوار کی جمعیت کے ایک فوج اسطرف چلی آتی ہی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ اس فوج کثیر کا سرگروہ کون ہی چند سردار فوج اسلام کے قریب اُس فوج کے پہونچے دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی مالک و مختار اس فوج کثیر کے ہین فورا حمزہ ثانی کی خدمت مین واپس آئے کہا شہریار شاہزادہ بدیع الملک عالیمقدار صاحب اس فوج کثیر کا اس طرف چلا آتا ہی حمزہ ثانی بہت خوش ہوا چند سردارون کو بدیع الملک کے استقبال کے واسطے بھیجا شاہزادہ حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک خوب وقت پر پہونچے کیسی کیا خوشخبری لائے شاہزادہ بدیع الملک کے ساتھ عزازیل کا عزا موجود تھا حمزہ ثانی کی خدمت مین پیش کیا حمزہ ثانی نے پوچھا یہ کون ہی جسکو باین اہتمام قید کرلائے بدیع الملک نے کہا عزازیل جادو جسکا نام مشہور ہی اور جسپر فرعون کا بہت کچھ بھروسہ ہی یہی ہی حمزہ ثانی نے بدیع الملک کے اس کار نمایان کی بہت تعریف کی اور اہل لشکر سے بآواز بلند کہا ای فارسان میدان جلادت و دلاوری و ای نہنگان بحر جرأت و بہادری دیکھو کار نمایان اسکو کہتے ہین جو شاہزادہ بدیع الملک سے ظہور مین آیا آجتک جو فرعون تمھارے دست زبردست سے زندہ اور محفوظ رہا وہ عزازیل جادو کے سحر و افسون کا باعث تھا شاہزادہ اُسکو گرفتار کرلایا ہی بس یہ سمجھو کہ فرعون

کی ترکی تمام ہوئی کچھ دیر نہیں ہو اگر خدا نے چاہا تو اس ہفتہ تا وقتیکہ فرعون ملعون کا کام تمام نہ کرلین گے اس میدان سے واپس نہ جاوینگے ہان ای حامیان دین اسلام وای ہوا خواہان خداوند ملک العلام اسوقت کمر ہمت کو مستحکم باندھ لو اور ارادہ کو مستقیم کرلو بدیع الملک نے کہا شہریار اب اس عزازیل کے بارہ مین کیا رائے ہو آیا اسکو اسی وقت ہلاک کیا جاوے یا توقف کیا جاوے حمزہ ثانی نے کہا میرے نزدیک اس بدبخت کو اسی وقت ہلاک کرنا چاہیے اگر توقف کیا جاویگا آئندہ خدشہ ہی مبادا ابزور سحر رہا ہوجائے تو پھر اسکا دستیاب ہونا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا شہریار میری بھی یہی رائے ہی کہ اسکو اسی وقت ہلاک کرنا چاہیے چنانچہ اُسی وقت دار نصب کی گئی عزازیل کو دار مین لٹکایا حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک پہلے تم نشانہ لگاؤ بدیع الملک نے کہا اگر مجھکو منظور ہوتا کہ مین خود اسکو ہلاک کرون تو خدمت والا مین مقید کرکے نہ لاتا حمزہ ثانی نے ہرچند اصرار کیا بدیع الملک نے نہ مانا آخر الامر حمزہ ثانی نے عزازیل کی پیشانی پر تیر مارا پھر تو تمام سردارون نے ایک ایک تیر لگا کے عزازیل کو از سر تا پا غربال کردیا ہنوز رمق جان باقی تھی رستم ثانی نے بدیع الملک سے کہا ای بدیع الملک اسوقت تمھاری قدر اندازی کا اندازہ کرنا منظور ہی عزازیل کے دونون پانون بلند کرتے ہین ایسا تیر لگاؤ کہ اسکے وسط دماغ سے گذر جائے بدیع الملک نے کہا ای رستم ہمارے نزدیک ابتدا تمسے ہو تو بہتر ہی رستم ثانی نے باین شرط منظور کیا کہ عزازیل کا قتل میرے نامزد ہو بدیع الملک نے اس شرط کو منظور کیا رستم ثانی نے نشانہ تاک کے کمان سے تیر رہا کیا وہ عزازیل کے سینہ تک پہونچ کے رہ گیا وسط دماغ سے نہ گذر سکا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اب میری باری ہی مگر یہی شرط مقرر رہے رستم ثانی نے خفیف ہوکے کہا اب مین اس شرط کو قبول نہین کرسکتا تمام یاران دست راست برخاستہ ہوگئے اور کہا کیا خوب اپنے واسطے اُس شرط کو قبول کرلیا شاہزادہ بدیع الملک کے بارہ مین کیون عذر کیا جاتا ہی سرداران دست چپ نے کہا یہ بات کچھ بیجا نہین ہی شرط کے قبول کرنے نہ کرنے کا رستم ثانی کو اختیار ہی خلاصہ یہ کہ اس گفت و شنید مین باہم فساد کی نوبت آگئی تھی مگر بعض انصاف پسند سردارون نے حمزہ ثانی پر اس فیصلہ کو موقوف کیا جب حمزہ نے اس قصہ کو سنا کہا ای شاہزادہ بدیع الملک رستم ثانی کے قبول کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی حسب مراد تمھاری اس شرط کو قبول کرتے ہین اور ای بدیع الملک اگرچہ یہ شرط قبول نہ بھی کیجاوے تاہم عزازیل کا قتل تمھارے ہی نام پر مقرر رہیگا بدیع الملک نے بادب تمام سلام کیا اور ارادہ کیا تھا کہ اُسی نشانہ پر کمان سے تیر کو رہا کرے رستم ثانی نے کمان پر ہاتھ رکھدیا کہا ای بدیع الملک میرا تیر عزازیل کو نصف بر پا چکا ہی اب یہ نشانہ مقرر نہین ہوسکتا ہان دوسرا نشانہ قرار دو تو مضائقہ نہین بدیع الملک نے کہا جو نشانہ تم قرار دو مجھے منظور ہی رستم ثانی نے کہا عزازیل کے پہلو سے اس طرح تیر رہا کرو کہ شانہ توڑ کے اسکے کان کی لو چھد جاوے بدیع الملک نے بخوشی خاطر منظور کیا وہ نشانہ مقررہ چھوڑ اس انداز سے تیر مارا کہ عزازیل کے کان کی لو چھد گئی تمام سرداران دست راست مین ایک آواز سبحان اللہ کی بلند ہوئی طرفداران دست چپ زرد ہوگئے مگر پھر بھی تعریف مین سب کے سرون کو بے اختیار حرکت ہوگئی حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک مبارک ہو کہ عزازیل کا قتل بلا شرکت غیرے تمھارے نام پر مقرر

ہو گیا اب چلوان گبرون کا کام تمام کرو جو اصل غرض اس ہنگامہ آرائی کی ہی اُس طرف جو ہین عزازیل کی روح نحس کو عزرائیل نے قبض کیا صداے تڑاق تڑاق اس زور سے بلند ہوئی کہ دونون طرف کے اہل لشکر کے دل دہل گئے سب نے گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھا کچھ پتا نہ معلوم ہوا فرعون نے کہا اے بندگان من مجکو آثار بد نظر آتے ہین اس طرح کی آواز کبھی گوش زد نہین ہوئی ہی آج یہ نئی آواز تھی خبردار رہنا یکایک قصر معلق کے جانب جو نظر گئی دیکھا اُس قصر منحوس کا ایک پہلو متحرک ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ عنقریب زمین پر آیا چاہتا ہی فرعون نے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا کہا اے بندگان خاص ہمارے غضب ہو گیا معلوم ہوتا ہی عزازیل کی خیریت نہین ہی دیکھو عنقریب یہ قصر جو اُسکے سحر و افسون سے معلق قایم تھا زمین پر آیا چاہتا ہی ہاے غضب میری مشیت مین یہ کیا خراب سامان گذرا اگر مجکو پیشتر سے معلوم ہوتا تو عزازیل جادو سے کہکے اس قصر کی بنیاد کو علاوہ سحر و افسون کے اور طرح سے بھی مستحکم کرتا کفار ان بدکردار نے کہا اے خداوند اگر قصر منہدم ہو جائیگا تو کیا ہوگا فرعون نے کہا ارے بدقسمتو کیا پوچھتے ہو یہ قصر منہدم ہوا اور تم سب ہلاک ہوئے یہ سنا تھا کہ تمام کفار فرعون کے لپٹ گئے اور کہتے تھے اے خداوند ہمکو بچا تیرے سوا اسوقت کسکی پناہ ڈھونڈھین فرعون کا دم بند ہو گیا تھا اور کہتا تھا ارے میرے کم بخت بندو مجکو قبل از مرگ کیون ہلاک کرتے ہو وہ کہتے تھے اے خداوند تو کس طرح ہلاک ہو سکتا ہی تیری ہی مشیت کے موافق یہ واقعہ ظہور مین آیا چاہتا ہی اب ہمارے حفاظت کی کوئی تدبیر بتا اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کباب ہین لاکھون چیونٹیان چمٹی ہوئی ہین اس اثنا مین اڑا اڑا دھڑیم سے وہ قصر معلق لشکر فرعون پر آرہا ہزارہا کفار دب کے بیجان ہو گئے بیشتر کے دست و پا دبے ہوئے چیخ رہے تھے کہ اے خداوند یہ کیا غضب ہی کہ تیرے بندے بیجان ہو گئے اور ہم نیمجان ہو رہے ہین تجکو کچھ پروا نہین ہی فرعون ہر چہار جانب گھبرایا ہوا دوڑ رہا تھا اور کہتا تھا اے بندگان خاص ہمارے گھبرانا نہین ہم موجود ہین جنکا ہلاک ہونا ہماری مشیت مین گذرا تھا وہ ہلاک ہوئے جو باقی ہین اُنکی جان کی خیر ہی جو کفار ہلاکت سے محفوظ تھے وہ کہ رہے تھے ارے خداوند تف ہی تیری اس خداوندی پر اور ہزار ہزار لعنت تیری کمبخت مشیت پر کہ تو نے ہزارہا بیگناہون کو ہلاک کیا اب ہمکو کچھ تیری خداوندی سے امید نہین ہی حمزہ ثانی نے جو اُس قصر معلق کو منہدم دیکھا کہا اے شاہزادہ بدیع الملک اسوقت کفار بدحواس ہین اور فرعون بھی بدحواس دوڑتا پھرتا ہی خبردار ان مین سے کوئی زندہ جانے نہ پائے بدیع الملک نے فوج اسلام سے کہا اے حامیان دین محمدی خبردار کوئی زندہ جانے نہ پائے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ مسلمان تلوارین علم کرکے فوج کفار پر آگرے اُسوقت فوج فرعونی کا ارادہ تھا کہ فرار ہو جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے رہائی محال ہی ناچار اُنھون نے بھی دست از جان شستہ مسلمانون کا مقابلہ کیا جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی کفار ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ حریف جان کے آپس مین ایک دوسرے کو ہلاک کر رہا تھا فرعون ایک مقام بلند پر کھڑا کہ رہا تھا اے بندگان خاص شاباش خوب کوشش کرکے اپنے خداوند صاحب قدرت کی مدد کرو کوئی مسلمان زندہ نہ بچے سب کو آج ہلاک کرو بدیع الملک نے باواز بلند کہا او گبر زبون فرعون ملعون تو کیا ناحرف بک رہا ہی بڑا نامرد ہی آ مقابلہ کر اپنی تمام فوج کو ہلاک کرا رہا ہی او کمبخت اب بھی خیریت ہی

آ بخلوص نیت مسلمان ہو فرعون نے کہا ای بدیع الملک تیرا خیال کس طرف ہی مین خداوند صاحب
قدرت ہون یہ نہ جاننا کہ یہ میرا قصر معلق منہدم ہو گیا ہی ابھی چاہون تو ایسے دس بیس قصر تیار کر لون
رستم ثانی نے کہا او موذی تو اندھا ہی نہین دیکھتا کہ تیری فوج کس طرح ہلاک ہو رہی ہی اور تو اُسیطرح
مزخرفات بک رہا ہی فرعون نے کہا او حریف تو بکتا ہی مین اپنے بندون کو سمجھاتا ہون اور ای رستم
دیکھ تجکو ہلاک کر کے کیسا اعلی درجہ جہنم کا تجھے دیتا ہون بدیع الملک نے جو اُس سے یہ کلمہ
بیہودہ سنا جنگ و حرب کرتا ہوا قریب فرعون کے پہونچ گیا فرعون نے جو بدیع الملک
کو اپنے جانب آتے دیکھا کہا ای خدا پرست کہان اس طرف چلا آتا ہی وہین توقف کر تو میری
دولت و حشمت کے زوال کا باعث ہوا ہی دیکھنا کیسی سزاے معقول دیتا ہون بدیع الملک نے
کہا انتظار کسکا کرتا ہی آ مقابلہ کر فرعون نے دوڑ کے بدیع الملک پر تلوار کا وار کیا شاہزادہ
اُسکے وار کو رو کر کے چاہتا تھا کہ اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالدے فرعون کی کمر بند سے ہاتھ مس ہو گیا
تھا کہ وہ موذی کافر جست کر کے دور جا کھڑا ہوا اور کہا ای بدیع الملک تو ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ
مین عوام الناس ہون آگاہ ہو کہ اگر تجھ سا ایسے ہزار جوان میری ہلاکت کے درپے ہون تو میری ہوا
کو بھی نہین پا سکتے بیکار مجھسے دو چار ہوتا ہی اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہی تو میرے مقابلہ سے
درگذر کر ورنہ قسم ہی اپنے قدرت و جلال کی کہ تجکو بعذاب سخت ہلاک کرونگا اور بعد ممات بھی تجکو
عذاب سخت مین مبتلا رکھونگا بدیع الملک نے اُس گبر مغرور کا تعاقب کیا وہ دور نکل گیا مگر ہر مرتبہ
بدیع الملک کے جانب منہ پھیر کے کہتا تھا دیکھو او خدا پرست کیون تیری شامت آئی ہی جا اپنا
کام کر اگر جنگ و حرب کرنا ہی تو میرے لشکر کے مقابلہ مین جا مجھسے تعرض نہ کر بدیع الملک ناخوش
ہو کے واپس آیا اور پھر اُسی طرح فوج کفار کے قتل مین مصروف ہوا فرعون بھی پھر اُسی مقام بلند
پر واپس آیا اور اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ گبر مکار ہمیں
بک رہا ہی تم اُسکے قریب پہونچ بھی گئے پھر بھی وہ بھاگ گیا اب مین جاتا ہون اگر ہاتھ آگیا تو اسی وقت
اس بیہودہ گو کو ہلاک کرونگا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی رستم مرکب کو مہمیز کر کے فرعون
کے جانب چلا فرعون نے کہا ای رستم کہان آتا ہی وہین توقف کر ابھی بدیع الملک میرے ہاتھ
سے جان بچا کر نکل گیا ہی مین نے اُسکی ہلاکت سے قطع نظر کی لیکن تجکو زندہ نہ چھوڑونگا چونکہ رستم ثانی
دیکھ چکا تھا کہ وہ بدیع الملک کے روبرو سے بھاگ کے دور نکل گیا تھا کہا او کاذب بدیع الملک
کے روبرو سے تو خود بھاگ گیا تھا تیری کیا وقعت و حقیقت ہی کہ تو مسلمانون کا مقابلہ کر سکے اور پسپا
کرے اور بالفرض یہی صحیح ہی اب مین آیا ہون آ مقابلہ کر خبردار میرے مقابلہ مین ہرگز رعایت نہ کرنا فرعون
نے بڑھ کے تلوار کا وار رستم کے سر پر کیا جس سے رستم کے سر کا خود زمین پر گرا رستم ثانی سمجھا کہ تلوار سر پر
آئی بدحواس ہو کے چند قدم پسپا ہوا فرعون سمجھا کہ یہ خدا پرست مجروح ہونے سے محفوظ رہا ہی ابکی اگر اسنے
حملہ کیا تو اسکے ہاتھ سے زندہ رہنا محال ہی وہان سے بھاگا رستم ثانی کے حواس باختہ ہو چکے تھے اُسکی گریز کو غنیمت
جانا وہان سے لشکر مین واپس آیا یہان اُسیطرح ہنگامۂ جنگ مغلوبہ گرم تھا مسلمان لڑائی مین جان لڑائے ہوئے
تھے ہر ایک دوسرے پر سبقت چاہتا تھا [illegible]

صفائی سے چورنگ کیا کہ ایک ہی مرتبہ چار دو حصے ہوکر زمین پر گر پڑے ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کردی و دو را چار کرد مگر تیغ او آیت سجدہ بود کہ بودش سر سرکشان در سجود
غرض اولعین مین ہر ایک کے دست زبر دست سے ستر ستر اسی اسی کفار خاک ہلاک پر گر پڑتے تھے کفار بھی مرنے پر آمادہ تھے زیادہ تر شاہزادہ بدیع الملک کے خون کے پیاسے تھے موقع ڈھونڈھتے تھے اگر کبھی موقع مل جاتا تھا تو مثل انگشتر اُس نگین جرأت کو گھیر لیتے تھے شاہزادہ بکمال دلاوری اُس مجمع کو منتشر کرکے نکل آتا تھا حملے پہ حملے کر رہا تھا خدا کے فضل سے کسی طرح کا خفیف صدمہ بھی نہ پہونچتا تھا تھکنے کے سوا کوئی زحمت نہ تھی مردانہ لڑ رہا تھا

گہے بہ نیزہ گہے با عمود گاہ بہ تیغ	برائے قتل عدو دست او نداشت دریغ
شدہ ہی تصدق او و مبدم سپہر بہرین	بدست و بازوش زدی صد ہزار بوسہ تیغ

حمزہ ثانی بدیع الملک کے جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہا تھا ہر مرتبہ تحسین و آفرین کا نعرہ بلند کرتا تھا فرعون ملعون اُس مقام بلند سے اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا اور شاہزادہ بدیع الملک سے کہتا تھا اے جوان خدا پرست تیرے سبب سے میرے دل مین پھپھولے پڑے افسوس اسوقت میرا کچھ دسترس نہین ورنہ تجھکو ہلاک کرکے اپنے دل کا بخار نکالتا خوشی جشن کرتا شاہزادہ جواب دیتا تھا او نابکار مکار خدائے بزرگ کا ہزار ہزار شکر ہی کہ عزازیل کو جسپر تو بہت مغرور تھا ہلاک کر چکا ہون روح ناپاک اُسکی جہنم مین ہوگی اب تو باقی ہی انشاء اللہ تیرے جہنم واصل ہونے کا بھی وقت آتا ہی کیون گھبراتا ہی فرعون نے کہا اے خدائے نادیدہ کے بندگی کرنے والے صرف اس سبب سے گھبرا رہا ہون کہ عزازیل جادو کی عدم موجودگی مین قصر معلق زمین پر گرا ہزارہا بندگان خاص ہمارے زیر قصر دب کے ہلاک ہوئے مگر کوئی حصہ اُس قصر کا تیری فوج پر نہ گرا کہ تو مع فوج ہلاک ہو جاتا اور مجھکو اطمینان حاصل ہو جاتا شاہزادہ نے کہا تو بڑا نامرد ہی کہ میری ہلاکت کا اسقدر خواستگار ہی اور پھر مجھسے مقابلہ نہین کرتا ؎ بیا تا کہ دارہی زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران
اگر زور و طاقت سے مجبور ہی تو اپنی خداوندی کا کوئی کرشمہ دکھا اُسنے کہا افسوس عزازیل میرے پاس نہین ہی ورنہ ضرور کوئی کرشمۂ خداوندی دکھاتا ہرگز اسقدر عرصہ اس جنگ و حرب مین نہ ہوتا ضحاک شاہ نے باواز بلند کہا اے بدیع الملک اگر جنگ و حرب کا کچھ لطف حاصل کرتا ہی تو اس جنگ مغلوبہ کو موقوف کرو ایک ایک پہلوان سے مقابلہ ہو بدیع الملک نے اپنی فوج سے کہا اے دلاورو توقف کرو ضحاک شاہ چاہتا ہی جنگ مفرد ہو سب نے توقف کیا اُسطرف لشکر فرعون بھی از سر نو صف آرا ہوا

اب بار دیگر اہل اسلام اور کفار کی جنگ و حرب کا حال قلمبند ہوتا ہی

پلتے نہین ہین یار تری گرد راہ کو
دیکھا نہ یار نے مرے حال تباہ کو
عاشق کے گھر مین ہو کہین شب باش وہ صنم
سرمہ سمجھتے ہین جو تری گرد راہ کو
مردان حق کا جاری ہی دنیا مین بحر فیض
فریاد کی مجال نہین دادخواہ کو
عالم مین ایک بھی نہ رہے صورت آشنا
باطل کرے جو دین رسالت پناہ کو

ذرات ایک تلاش ہی خورشید و ماہ کو
مجرم ہین قدردان نعیم بہشت کے
یارب سفید کر مرے روز سیاہ کو
ہمراہ آہ کیون نہ چلی جان ناتوان
درویش تاج بخشتے ہین بادشاہ کو
کیا ضعف ہی کہ چہرۂ پرنور سے ترے
پتھر سے توڑا آئینہ مہر و ماہ کو

اس خوف سے کہ ہو نہ کہین دل لگاوٹ ملال
لذت ملیگی خاک کسی بے گناہ کو
اے شہسوار حسن مین اہل نظر وہی
اُڑتے ہوا سے دیکھتے ہین برگ کاہ کو
اُس بادشاہ حسن کا اللہ رے غرور
ہرگز نہین ہی اُٹھنے کی طاقت نگاہ کو
ہندی ہوا سپہ قاصد ارواح کا نزول

رنگین نوایان گلشن فصاحت و دستان سرایان چمنستان بلاغت راویان حکایات

رنگین

سخن ترازان گفتار و حاکیان روایات تمکین ترازخندہ دلدار چشمہ بیان سے نونہال سخن کی یون آبیاری کرتے ہین
کہ جب نخل نوخیز بوستان سلطنت ثمر شجرہ شوکت و ابہت شہریار عالیوقار شاہزادہ بدیع الملک جلادت شعار
بکثرت فوج کفار تہ تیغ کر چکا لیکن فوج کفار پسپا نہوئی رستم ثانی نے ازراہ طعن کہا ای بدیع الملک اس قدر
تمھاری شجاعت و بہادری کام نہین کرتی شاہزادہ نے کہا ای رستم اگر میری شجاعت کام نہین کرتی تمنے
کیا بنا لیا رستم ثانی نے کہا اچھا مین حملہ کرتا ہون یہ کہکے ضحاک شاہ کی طرف جھپٹا ضحاک شاہ نے
دوڑکے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کرکے اپنا وار کیا ضحاک نے بھی اُس وار کو رد
کیا اسیطرح تا دیر رد و بدل رہی نوبت باینجا رسید کہ رستم نے ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ ضحاک دو پرکالہ
ہوکے زمین پر گرا اُسوقت رستم ثانی نے نعرہ مارا کہ ای بدیع الملک دیکھو زور دست و بازو اسکو
کہتے ہین ضحاک شاہ کو کس صفائی دست سے دو پرکالہ کیا ہی یہ سن کے بدیع الملک کو غصہ آیا
کہا ای رستم اگر تمنے ضحاک شاہ کو ہلاک کیا تو کمال نہین کیا دیکھو کار نمایان اسکو کہتے ہین یہ کہہ کے
فرعون کے جانب گھوڑا بڑھایا قریب پہونچ کے چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے فرعون نے وار کی
مہلت نہ دی خود تلوار کا وار کیا بدیع الملک نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کرکے ایسی تگاوری دی
کہ اُسکا گھوڑا منہ کے بھل زمین پر آرہا فرعون بھی زمین پر آیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بدیع الملک
نے اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرلیا اور بجاے سپر قرار دے کے کفار سے جنگ شروع
کی تمام سرداران لشکر اسلام کی زبان پر بدیع الملک کے زور و طاقت کی صفت و ثنا جاری تھی اور
سرداران دست راست باواز بلند کہ رہے تھے ای رستم ثانی دیکھو کار نمایان اسکو کہتے ہین جو اسوقت
بدیع الملک سے ظہور مین آیا اُس طرف شاہزادہ اسد قباد شاہ آہن حصار کے قریب پہونچا
قباد شاہ نے اسد کو دیکھ کے کہا ای اسد تو اسوقت خوب آیا مین تیری ہی تلاش مین تھا یہ کہا
اور شاہزادہ اسد پر تلوار کا وار کیا اسد نے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا اور خود بھی گرز گران
سر کا وار کیا قباد شاہ نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا اسی طرح رد و بدل ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے
قباد شاہ کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرلیا غرضکہ بکثرت نامور و نامدار سردار اور پہلوان
لشکر فرعون کے ہلاک اور گرفتار ہوئے بعضے ایسے تھے کہ گرفتاری کی حالت مین دعوت
اسلام قبول کی بعضون نے انکار کیا وہ گرفتار ہونے کے بعد ہلاک کیے گئے ہزارون نے فرار پر قرار
لیا فوج اسلام مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے اپنے مقام قیام پر آئی یہان سردارون نے
باہم مشورہ کیا کہ اگرچہ فرعون قبضہ مین آگیا ہی اور اُسکی تمام فوج پسپا ہوچکی ہی علی العموم منادی کردینا
چاہیے کہ جو کوئی دائرہ اسلام مین داخل ہوگا وہ ہر طرح مطمئن رہے کہ اُس سے کسی طرح کا تعرض نہین کیا
جائیگا اور جو کوئی اپنی ضلالت قدیم مین مبتلا رہیگا اگرچہ کسی وجہ سے فی الحال اُسکے حال سے تعرض
نہین کیا گیا ہی تاہم اُسکو مطمئن نہ رہنا چاہیے جسوقت موقع مل جائیگا ہرگز اُسکے حال سے قطع نظر نہین
کیجائیگی چنانچہ مسلمان بازارون مین گئے جابجا خداوند تعالی شانہ کی صفت و ثنا کے بعد اسی تقریر مسطورہ
کو بیان کیا مع ہذا حقیقت دین اسلام کے بابت بھی طرح طرح کے دلائل پیش کرتے تھے اہل شہر گردجمع ہوجاتے
تھے غور سے اُس تقریر مدلل کو سنتے اور سمجھتے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر راہ راست پر آگئے اور

وحدانیت باری تعالی کا اقرار کیا الغرض جب مسلمانون نے بجد بلیغ تمام پروین حصار کو مسلمان کیا اور
منافقین کو ہلاک و گرفتار کر چکے بارگاہ حمزہ ثانی مین آئے حمزہ نے حکم دیا کہ فرعون کو لاؤ اُس سے کچھ
باتین کرنا مقصود ہی چونکہ فرعون کے ساتھ قباد شاہ آہن حصاری بھی کبستہ تھا دونون گبرون کو
مسلمان اُسی طرح گرفتہ و بستہ حمزہ ثانی کے روبرو لائے حمزہ ثانی نے فرعون کی صورت دیکھ کے کہا ای گبر ملعون
تو نے ہم مسلمانون کو سخت تکلیفین دین اب تو ہمارے قبضہ مین ہی جسطرح چاہین تجھے ہلاک کر سکتے ہین لیکن ہماری
غرض اس ہنگامہ آرائی سے محض رواج دین اسلام ہی اس وجہ سے ہم تیری گذشتہ تمام شرارتون سے
درگذر کرین اگر تو بخلوص نیت و بصفاے قلب دین اسلام اختیار کرے ای فرعون جبتک تو صاحب تاج و تخت
تھا جس طرح کی شرارت و ضلالت مین چاہا اپنے کو مبتلا رکھا لیکن اب بغیر راہ راست اختیار کے چارہ نہین ہی
فرعون اس تمام تقریر کو سر جھکائے سنا کیا بعدہ کہا ای خداپرستو مین نے تمہاری تمام تقریر دین و مذہب کے بارہ
مین سنی اور پیشتر سے سنتا آیا ہون لیکن میری سمجھ مین کچھ نہین آیا ہان یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ جو کچھ ابتدا سے میری مشیت
مین گذر چکا ہی ہر حالت مین وہی ہوگا اسوقت جو تم نے مجھکو گرفتار کیا ہی یہ بھی میری مشیت مین گذر چکا ہی ورنہ ہرگز
تم گرفتار نہ کر سکتے مع ہذا یہ بھی مجھکو بخوبی یاد ہی کہ مین تمہارے ہاتھ سے ہلاک نہین ہوسکتا اسواسطے کہ یہ امر میری
مشیت مین نہین گذرا ہی ای خداپرستو اسوقت کی میری تقریر خوب سنو اور یاد رکھو کہ اگرچہ مین تمہارے
ہاتھ سے کیسی ہی تکلیفین اُٹھاونگا لیکن بحسب تقدیر نتیجہ سب کا یہ ہوگا کہ میرے ہاتھ سے تم سب ہلاک ہوگے
ای خداپرستو افسوس تم نے مجھکو نہ پہچانا کہ مین کون ہون اور کیا قدرت رکھتا ہون ای میرے گناہگار نادان
بندو سچ کہتا ہون مین نے تمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا تمہارے واسطے انواع اقسام کی نعمتین خلق کین
طرح طرح کے اسباب راحت و آسائش مہیا کیے تمہاری تنبیہ کیواسطے اپنے کو جیسی جیسی تکلیفون مین مبتلا کیا
ظاہر ہی پھر بھی تم خواب غفلت سے ہوشیار نہین ہوتے حمزہ ثانی نے کہا او پلید یہ کیا زحرف بک رہا ہی
نہین دیکھتا کہ اسوقت تو میرے اختیار مین ہی اگر تجھ مین کچھ قدرت ہی تو کسوقت کیواسطے ملتوی رکھتا ہی
فرعون نے کہا ای میرے نادان بندہ تو یہ کیا کہ رہا ہی تو کتنی ہی مجھپر سختی کریگا لیکن مین اپنے رحم و کرم سے
ہرگز باز نہ آؤنگا اس مرتبہ تمام حاضرین نے قہقہہ مارا حمزہ نے کہا ای حامیان دین اسلام اس ملعون کا
دماغ خراب ہی بیکار اس سے مغز خراشی کرنا ہی بیجا ہی اُسے بحفاظت تمام مقید رکھو جسوقت ہم طلب
کرین گے لے آنا لازم اُسکو اُسی طرح گرفتہ و بستہ لیگئے اور بکمال حفاظت حراست مین رکھا بعدہ
قباد شاہ آہن حصاری کو طلب کیا اور اُس سے کہا تیرا کیا ارادہ ہی اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو دعوت
دین اسلام قبول کر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تجھے کسی طرح کا تعرض نکرینگے اُس لادہ گبر سرنگون حمزہ ثانی
کی تمام تقریر سنا کیا جب حمزہ ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام نے باصرار اُس سے پوچھا اُس ملعون
سیہ درون نے سر اُٹھایا کہا ای حمزہ بیکار اس بارہ مین فہمائش کرکے اپنی زبان کو تکلیف دیتے ہو مین نے
تمام عمر خداوند فرعون کی بندگی کی ہی اب میری غیرت ہرگز مقتضی اسکا نہین ہی کہ دین قدیم کو ترک کرکے
تمہاری فہمائش سے خداے نادیدہ کی بندگی اختیار کرون حمزہ ثانی نے کہا او نابکار یہ مین خوب جانتا ہون
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ✢ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ✢ پھر بھی حجت تمام کرنے کی غرض
سے تجھسے کہتا ہون اور سمجھاتا ہون کہ دین و مذہب کے بارہ مین کوئی معمولی عقل و فہم انسان بھی اس بات

جائز نہ رکھے گا کہ بغیر تحقیق کیے دین آبائی پر اکتفا کیے رہے قباد شاہ نے کہا اے حمزہ کیا تم اپنے دین آبائی پر اکتفا نہین کیے ہو حمزہ ثانی نے کہا بیشک مین اپنے دین آبائی پر اکتفا کیے ہون لیکن حقیقت اس دین کی مین نے بخوبی دریافت کرلی ہے اے قباد بھلا یہ کونسا مذہب ہے کہ ایک بندۂ خدا جو بالکل عقل و شعور سے بہرہ نہین رکھتا اسکی بندگی اختیار کی ہے اسکی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے کہ سرداران لشکر اسلام نے بسہولت گرفتہ و بستہ کرلیا اور اب تک اسی طرح بستہ و گرفتہ حراست مین موجود ہے اگر اسمین کسی طرح کی قابلیت ہوتی تو ہرگز کسی حالت مین مجبور نہوتا قباد شاہ نے کہا اے حمزہ مجبوری کا ذکر بیکار کرتے ہو اگرچہ مجکو ٹھیک حال نہین معلوم ہے لیکن مین نے سنا ہے کہ مسلمانون مین بڑے بڑے ذی رتبہ عالم مجبوری مین مبتلا ہوئے اور یہ بھی سنا ہے کہ انکو ہر طرح کا اختیار حاصل تھا اگر یہ کہو کہ انکو کسی طرح کی قدرت حاصل نہ تھی پس تمہارا انکی پرستش کرنا بیکار تھا اور اگر واقعی وہ صاحب قدرت تھے تو پھر وہ اپنی قدرت کو کیون کام مین نہین لائے قدرت کی حالت مین جو وجہ مجبوری کی انکے لیے قایم کرتے ہو وہی وجہ خداوند فرعون کے نسبت بھی سمجھو اور ہٹ دھرمی کی تو بات ہی اور ہے حمزہ ثانی نے کہا ہان اب تو راہ راست پر آیا مجھسے سُن اصل امر یہ ہے کہ جنکا تو ذکر کرتا ہے اول تو وہ نعوذ باللہ خدا نہ تھے البتہ مقربان درگاہ باری سمجھے ہم انکو افضل الناس اور واجب التعظیم سمجھتے ہین دوسرے یہ کہ باوجود ہر طرح کی قدرت و اختیارات کے دنیا کی طرف سے اُنھون نے اسقدر روگردانی کی تھی کہ اگرچہ اس عالم فنا مین موجود تھے لیکن اپنے کو فنا سمجھتے تھے لذات دنیا سے مطلق سروکار نہین رکھا عدل و انصاف کو کبھی ہاتھ سے نہین دیا حق پرستی و خداشناسی اُنکا شعار تھا باوجود اختیار کے دشمنون کا جبر اسواسطے اُٹھایا کہ حق و باطل کا بخوبی اعلان ہو جائے زندگی کو چند روزہ سمجھکے بہر ترویج خدا کی یاد مین گذار دیا جسکے سبب سے قیامت تک اُنکو اعلی مراتب حاصل رہین گے اُنکی قدرت و اختیارات کا حال اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ دنیا مین صرف قربۃً للہ بیشتر جہاد کیے جنمین فتحیاب بھی ہوئے صدہا معجزے دکھائے لاکھون گمراہون کو راہ راست دکھائی خاک تلے پاک کردیا زیادہ طول کلام سے کیا کام ہے اُنکے حالات سے جو اسوقت تک معتبر طریقہ سے قلمبند موجود ہین اُنکی قدرت و عظمت ظاہر ہے سچی بات کی شان یہ ہے کہ دشمن بھی سچ کہدے جسکو نہ یقین ہو اُنکی صفت و ثنا اُنکے مخالفون سے سُن لے قباد شاہ نے کہا اے حمزہ یہ جو باتین بیان کی ہین سب فرعون مین موجود ہین حمزہ کو پھر ہنسی آگئی کہا او گیدی فرعون نے کیا معجزہ دکھایا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا تھا جس سے ماہ فلک دو حصہ ہو گیا تھا اُسنے کہا فرعون نے قصر معلق اپنی قدرت سے ایسا تیار کیا تھا کہ ہرگز سمجھ مین نہ آتا تھا کہ زمین آسمان کے درمیان معلق کس طرح قایم ہے سمجھو تو سب کچھ عظمت و قدرت اُس سے ظاہر ہوتی ہے نہین تو کچھ بھی نہین حمزہ ثانی نے کہا او بدبخت قصر معلق عزازیل جادو کے سحر کا نتیجہ تھا فرعون ملعون یا اُسکے باپ کا اُس قصر مین کیا دخل تھا اور بالفرض وہ قصر معلق فرعون ہی کا ترکیب دیا ہوا تھا پھر نتیجہ کیا ہوا تو نے دیکھا کہ مسلمانون کی ادنی فکر سے وہ سحر و افسون کا کرشمہ نیست و نابود ہو گیا قباد شاہ آہن حصاری نے اس بات کو قطع کرکے کہا کہ سنو فرعون نے تمھارے مقابلہ مین جنگ و حرب بھی کی اسکو جہاد بھی کہہ سکتے ہو

اور دشمنون کے ہاتھ مین اپنے کو دے بھی دیا اور پھر بھی رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا حمزہ ثانی نے کہا ایسا جہاد آگیا کہ جوتیان کھائین اور کیا خوشی سے اپنے کو گرفتار کروایا اب بھی اگر موقع پا جاوے چورون کی طرح یہان سے بھاگے اور پھر اُسی طرح شرارت اور بدذاتی سے پیش آئے اور یہ طرفہ شان خداوندی ہی کہ جس قصر کو قدرت اعجاز سے معلق تیار کیا اُسکے نیچے اپنے پرستش کرنے والون کو دبا کے ہلاک بھی کیا قباد شاہ نے کہا پھر اُسکی مشیت اس امر مین جو مصلحت فرض ہوگی اُس سے وہی خوب واقف ہوگا ہم تم کیا سمجھ سکتے ہین حمزہ ثانی نے کہا معلوم ہوا کہ تیری سیہ روئی تیرے دم کے ساتھ ہی تیری جان لیگی اُسنے کہا جو مشیت خداوند فرعون کی بدیع الملک نے کہا فرعون کی مشیت مین گذرا ہی کہ اگرچہ تو اُسکا بندگی کرنے والا ہی لیکن تیرے سر پہ خوب جوتیان پڑین اُسنے کہا کیا عجب ہی بدیع الملک نے کہا پہلے فرعون کو ہم تیرے روبرو بلاتے ہین اُس سے پوچھ کہ تیری مشیت مین کیا گذرا ہی اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد فرعون کو حاضر کرو چند سپاہی گئے اور فرعون کو اُسی طرح بستہ حاضر کیا جو ہین قباد شاہ آہن حصار ہی کی نظر فرعون پر پڑی دونو ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای خداوند تو دیکھتا ہی کہ مین زحمت مین گرفتار ہون طرفہ تر یہ کہ تو بھی بلا مین مبتلا ہی اور کوئی صورت رہائی کی نہین پیدا کرتا آخر صاف صاف کیون نہین بیان کرتا جو کچھ تیری مشیت مین گذرا ہی اُسنے کہا ای قباد شاہ میری مشیت مین یہ گذرا ہی کہ بعد زحمت بسیار تو رہا ہو جائیگا اور مسلمان تیرے ہاتھ سے ہلاک ہونگے حمزہ ثانی نے کہا اس قباد کے سر پہ بقوت تمام پانچ جوتیان لگاؤ ایک سپاہی آگے بڑھا اور اپنے پانوُن کا موزہ اُتار کے پانچ ضربین اُسکے سر پہ لگائین بعدہ حمزہ ثانی نے کہا ای فرعون یہ ضربین بھی تیری مشیت مین گذری تھین یا نہین فرعون نے کہا ای حمزہ میری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی چونکہ عرصہ ہوا مجھکو مطلق یاد نہین ہی بالضرور یہ خبرین میری مشیت مین گذری ہونگی حمزہ نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا اُسنے ایک دھول فرعون کے عقب سر دی بدیع الملک نے کہا یہ بھی تیری مشیت مین گذرا ہوگا اُسنے کہا بیشک حمزہ ثانی نے کہا لیجاؤ ان دونون پلیدون کو بحفاظت قید رکھو ملازم دونون کو لے آئے اور ایک قیدخانہ مین قید کیا چنانچہ زندان مین قباد نے کہا ای فرعون اس بات کی تو کچھ شکایت نہین کہ خداپرستون کے ہاتھ سے تکلیفین پہونچی اور ابتک زحمت مین مبتلا ہین ذلت اُٹھائی مگر اس بات کا ملال ہی کہ تو صاحب قدرت ہوکے اپنی پرستش کو رواج نہین دیتا اپنی قدرت نمائی نہین کرتا تاکہ خداپرست تیری عظمت کے قائل ہون اور خدائے نادیدہ کی بندگی سے ہاتھ اُٹھائین تجھپر اعتقاد لائین تیرے بندون کا دل خوش ہو اُنکا اعتقاد بڑھے فرعون نے کہا ای قباد شاہ اگر اس سے زیادہ میری پرستش کا رواج کیا ہوگا کہ تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ تک میرا بندۂ خاص ہی اور بھی میری بندگی کرنے والے دنیا مین پھیلے ہوئے ہین قباد شاہ نے کہا ہزارون تیرے بندے تجھ سے منحرف ہو گئے خداپرستی اختیار کی یہ کس قسم کی تیری پرستش کی ترقی ہی اُسنے کہا کچھ اندیشہ کی بات نہین ہی اسوقت وہ میرے بندے بنا بر مصلحت کے خداپرست ہو گئے ہین لیکن باطن مین وہ میرے ہی بندے ہین جس موقع ملجاوے گا فوراً وہ خداپرستون سے اُنکی سرکشی کا عوض لینگے اور ای قباد مجھکو اسوقت تیرا خیال بہت کا معلوم ہوتا ہی

اور کیونکر نہ ہجلے موقع بہی ایسا ہی ہی لیکن خبردار اپنے اعتقاد کو درست رکھنا وسوسون کو اپنے دل مین
جگہ نہ دینا جب کوئی آدمی کسی زحمت مین مبتلا ہوتا ہی اگرچہ وہ زحمت تھوڑے ہی وقت کے واسطے ہو لیکن
زحمت کے دوران مین معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ سے اس زحمت مین مبتلا ہین اور اب کبھی اس زحمت سے
نجات نہین ملیگی برخلاف راحت وآسایش کے اُسکا صاحب ایسا مخمور رہتا ہی کہ مطلق دنیا وآخرت کی
خبر نہین رہتی اس بیان سے میری غرض یہ ہی کہ جبتک تو راحت وعیش مین رہا تجکو مطلق کسی بات کا خیال
نہوا اور اُس حد کا ہمارا شکریہ ادا کیا جس حد سے تجکو عیش میسر تھا اب تھوڑی ہی زحمت مین اپنے
خیالون کو مشکوک کرتا ہی قباد شاہ نے کہا ای خداوند تیرے حق کی قسم میرے خیال مین تیری طرف سے
مطلق شک نہین پیدا ہوا خداپرستون کے ہاتھ سے تیری جو فضیحتی ہوئی اُسکا خیال البتہ ہی فرعون
نے کہا یہ ذلت فقط تجھ ایسے بندون کی ہدایت کے واسطے اختیار کی ہی تاکہ تو سمجھے کہ دنیا کو ہمنے ایسا
عالم اسباب پیدا کیا ہی کہ اگرچہ ہم اسکے خالق ہین لیکن ہم بھی محفوظ نہین راوی کہتا ہی کہ جبتک یہ دونون
اُس قیدخانہ مین مقید رہے اسی طرح کی گفت وشنید مین مبتلا رہے دوسرے روز حمزہ ثانی نے پھر اُن
دونون کو دربار مین طلب کیا دعوت دین اسلام کی سمجھایا مگر بقول سعدی شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے
ناکس بہ تربیت نشود ای حکیم کس ٭ آخر الامر پھر اُن دونون کو قیدخانہ مین بھیج دیا مگر اس روز ایک خبردار
آیا اُسنے موقف عرض مین قیام کیا دعا وثنا سے صاحبقرانی بجالایا ست عمر اعدائے تو شبگیر فنا راہ عنان
عہد اقبال تو توفیق بقارا ہمرکاب ٭ مجلست راز ہرہ قوال و مگس انداز جل ٭ آبدارت ابر نیسان و خواصت آفتاب
ای شہریار عالیمقدار بندہ اسوقت بضرورت راہ مین چلا جاتا تھا دیکھا چند شخص آپس مین باتین کرتے چلے
جاتے تھے کہ فرعون شاہ خداپرستون کی قید مین مبتلا ہوگیا ہی اور قباد شاہ آہین حصار بھی اُسکے
ساتھ قید کیا گیا ہی التہاب آتش پوش ایک جادوگر ایک لاکھ جادوان آتش پوش کی جمعیت سے
اس طرف چلا آتا ہی اُسکو مفصل اس واقعہ کی خبر پہونچی ہی اب خداپرستون کی خیریت نہین معلوم ہوتی
ہی تمام خداپرست آتش جادو سے جل کے خاک سیاہ ہوجائین گے آجتک التہاب آتش پوش
نے کسی پر فوج کشی نہین کی تھی کیونکہ عالم مین کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی ہنگام محاربہ ومجادلہ اسقدر
آتش باری کرتا ہی کہ تمام میدان حرب طبقہ جہنم معلوم ہوتا ہی حمزہ ثانی بدیع الملک کے جانب متوجہ
ہوئے اور کہا ای دلاور دوران اگرچہ خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی ومددگار ہی لیکن پھر بھی محل خوف
ضرور ہی کیا بند وبست کیا جاوے بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہی خداے ما
بزرگ ست یہان یہ باتین ہورہی تھین کہ دوسرا خبردار آیا اور عرض کی ای والا منزلت ایک شخص عجیب الخلقت
دربارگاہ پر حاضر ہی اور حضوری چاہتا ہی حمزہ ثانی نے کہا بلاؤ وہ پیادہ سیاہ رو بارگاہ مین آیا اُسکے
سر پر نصف قد آدم سیاہ دُمدار ٹوپی اسی طرح از سر تا پا سیاہ پوش مگر عجیب الوضع اور مسلح ومکمل تھا اُسنے دربار
مین آتے ہی ٹوپی سر سے اُتار لی فوراً اُس ٹوپی سے بلند شعلۂ آتش نمایان ہوا اور ایک حالت سے قایم رہا
تمام حاضرین دربار اس واقعہ عجیب اور اُسکی ہیئت غریب کو دیکھکے ہمہ تن حیرت ہوگئے اُس پیادہ نے حمزہ
کے روبرو دست چپ منہ پر رکھا دست راست کو چند مرتبہ گردش دی یعنے اپنے طریقہ کے موافق حمزہ ثانی
کو سلام کیا حمزہ ثانی نے پوچھا تو کون ہی اُس پیادہ سیاہ رو نے اُس کلاہ طویل کے ایک گوشہ سے ملفوفہ نکالا

اور بڑھ کے حمزۂ ثانی کے ہاتھ مین دیا اور ایک جانب استادہ ہو گیا حمزۂ ثانی نے سرنامہ پر اپنا نام دیکھ کے چاک کیا خط نکال لکھا تھا ہزار ہزار صفت و ثنا نثارِ خداوندگار و جسم لطیف حرقت کار کی جسنے آسمان کو معلق بنا کے اپنا مقام قیام قرار دیا اور زمین کو اپنے بندون کی سیرگاہ مقرر کیا اپنے ہی جرم لطیف سے ایک جزو فرعون مین شامل کر کے عزت بخشی یہانتک کہ خداوند کہنے کی اجازت دی ای خدا ئے نادیدہ کے پرستش کرنے والے حمزۂ ثانی ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تو نے نہین معلوم کس طرح کے مکر و فریب سے اُس ایسے ذی مرتبہ خداوند نار کے نظر کردہ کو مقید کیا ہی اور اُسکے قصر معلق کو منہدم کر کے زیر قہر اُسکے بندگان خاص کو دیا اب خیریت اسی مین ہی کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے نظر کردۂ خداوند نار کو قید و بند سے رہا کر دے ورنہ یقین سمجھ لے کہ تجھپر اور تیرے تمام لشکر پر اسقدر آگ برساؤنگا کہ دفعتاً سب خاک سیاہ ہو جائینگے مین ہرگز تجکو نامہ نہ لکھتا صرف اس غرض سے لکھا کہ شاید خداوند نار کو یہ بات ناگوار خاطر ہو کہ ہمارے بندون کو بغیر متنبہ کیے ہلاک کیا جب اس مضمون کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا وہ نامہ بدیع الملک کو دیا اور کہا اسکا جواب تم خود تجویز کرو بدیع الملک اُس نامہ کے جواب مین مصروف ہوئے اس طرف حمزۂ ثانی نے اُس پیادہ کو قریب اپنے بلایا اور کہا تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا میرا نام اخگر جادو ہی التہاب آتش پوش کا نامہ بر ہون حمزۂ ثانی نے پوچھا تیرے سر پر یہ شعلۂ آتش کیسا ہی اُسنے کہا التہاب آتش پوش کے تمام ادنی و اعلی ملازمون کے سر پر اسی طرح کا شعلۂ آتش ہی جسوقت التہاب آتش پوش کسی دشمن پر فوج کشی کرتا ہی ہنگام مقابلہ تمام فوج کے شعلہاے سر اسقدر بڑھتے ہین کہ فوج مخالف جل کے خاک سیاہ ہو جاتی ہی اور ہر ایک صاحب شعلہ کو یہ اختیار ہی کہ جسوقت جسقدر منظور ہو اپنے اپنے شعلہ کو بڑھالے مع ہذا یہ بھی شرط ہی کہ التہاب آتش پوش موجود ہو یا یہ کہ اپنی غیبت مین جسکے شعلۂ سر کو چاہے قایم رکھ سکتا ہی لیکن اُس صاحب شعلہ کو التہاب آتش پوش کی غیبت مین شعلہ بڑھانے کی قدرت نہین رہتی اس عرصہ مین شاہزادہ بدیع الملک نے جواب نامہ تیار کیا حمزۂ ثانی سے کہا شہریارا یہ جواب نامہ حاضر ہی حمزۂ ثانی نے کہا باواز بلند پڑھو تا کہ سب سن لین بدیع الملک نے جواب نامہ پڑھنا شروع کیا (جواب) ؏

ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را	که خورشید را صورت جام از
ثریا و ہ طارم تاک را	شراب شفق در خم شام ازو

جسں ذات مجمع صفات بے غایات نے آسمان کو بے ستون قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت اُگائے رنگارنگ پھول کھلائے حیوانات کو پیدا کیا انسان کو جملہ موجود پر شرف بخشا وہ عز اسمہ واحد و لاشریک ہی سب کی بندگی جھوٹی ہی صرف اُسی کی پرستش ٹھیک ہی اُس عادل و منصف کو مین اپنا معبود برحق جانتا ہون اُسیکی قدرت کو مانتا ہون اُسیکے فضل و کرم سے امیدوار ہون اور کیون نہ ہون کہ اُسنے میری آبرو رکھ لی کجباز و شریر و بدذات و مکار کو سزا دی گو ہر گرانبہاے سرخروئی اپنے بندہ کو عنایت فرمائی فرعون ملعون کیا وقعت رکھتا ہی جو اپنے کو خداوند کہتا ہی خداے جل و علا کے بندون مین سے وہ بھی ایک بندہ ہی مگر دیوانہ اُسنے جو اسقدر سرکشی کی بھیر کیا پایا خدا میرا حامی و مددگار تھا اُسنے اعانت کی اُس موذی نے عداوت کی تو سزا پائی ؏

از بند الم نجات یابد دردم	آنرا کہ نظر بفضل یزدان باشد
ہر مشکل سخت پیشش آسان باشد	ہر چند ہراسان و پریشان باشد

ایسے نابکار مشرک کی یہی سزا تھی ؏

سر جاہلان بر سر دار بہ	گر مشرب بخواری گرفتار بہ

اور ابھی کیا ہی عنقریب اُس گبر مکار کو ہزار فضیحت

جہنم واصل کرونگا اُسکی شرارت و بدذاتی کا قرار واقعی عوض لونگا اے التہاب آتش پوش یاد رکھ کہ عنقریب تیری بھی شامت دامنگیر ہی جو تو فرعون کے بارہ مین تعرض کرنا چاہتا ہی صرف بنظر آگاہی یہ کلمہ لکھا ہی ورنہ ہم کسی وقت مین تیری سرکوبی سے عاجز نہین ہین ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان

فقط جب نامہ ختم ہوا حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے کہا تم لوگون نے التہاب شاہ کے نامہ کا جواب سُنا اور جو کچھ تم لوگون کی راے ہو وہ بھی مندرج کردیا جاوے سب نے کہا شہریار جو کچھ لکھا گیا بہت مناسب ہی زیادہ طول سے کیا فائدہ غرضکہ وہ جواب نامہ ملفوف کرکے اُسی قاصد بوالعجب وضع کو دیا جب اسطرح کا جواب التہاب آتش پوش کی نظر سے گذرا اشعلۂ غضب اُس جہنمی کا اور زیادہ بھڑکا کاردان وزیر دست راست اُسوقت موجود تھا التہاب شاہ اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا اے کاردان خداپرستون کا آجکل غلبہ ہی مین نے تحقیق خبر سنی ہی کہ فرعون کو اُنھون نے گرفتار کرلیا اُسی بناپر مین نے مسلمانون کو نامہ لکھا اُس نامہ کا یہ جواب آیا ہی اب تیری کیا راے ہی یہ کہکے وہ جواب نامہ کاردان کو دکھایا اُسنے پہلے از اول تا آخر جواب نامہ دیکھا بعدہ کہا اے بادشاہ اگرچہ فرعون شاہ کی گرفتاری کی حالت مین خداپرستون سے تعرض کرنا ضرور ہی لیکن میری راے یہ ہی کہ قبل تعرض کے اپنے نتیجہ پر غور کرلیا جاوے ؎ مرد آخربین مبارک بندہ ایست ٭ اگر اُسکے تعرض کا وہی نتیجہ ہوا جو فرعون شاہ کا ہوا تو ہرگز کسی طرح کا تعرض نہ کیا جاوے مثل مشہور ہی کہ جان ہی تو جہان ہی کاردان وزیر دست راست کی یہ تقریر سن کے آتش نہاد وزیر دست چپ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا تعجب ہی کہ ایسے اعلی عہدہ دار جو رکن اعظم سلطنت کے سمجھے جاتے ہین سامنے بادشاہ کے ایسی فال بد زبان سے نکالین علے الخصوص مسلمانون کے مقابلہ مین جنکی کوئی ہستی نہین ہی اور بادشاہ کو چاہیے کہ خداوند فرعون کا بدلہ ضرور مسلمانون سے لے کاردان وزیر نے کہا اے آتش نہاد فال بد و فال نیک پیشۂ خوشامدی لوگون کا ہوتا ہی امور سلطنت مین فال کوئی شے نہین ہی بلکہ راے صائب ہونا چاہیے اور یہ بھی رکن سلطنت کا فرض ہی کیونکہ ادنے غلطی راے مین ہزارہا آدمیون کی جانین ضائع ہوجاتی ہین اور دعوے بغیر دلیل کے درست نہین ہوتا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کوئی ہستی نہین ہی آتش نہاد نے کہا دلیل واضح یہ ہی کہ مسلمان سحر و افسون کے قائل نہین ہین بلکہ سحر و ساحری کو بہت برا جانتے ہین پس جب وہ سحر کو نہین جانتے ایک ادنے افسون سے اُنکے مقابلہ مین وہ کام نکل سکتا ہی جو لاکھون آدمیون کی مدد سے نہین نکل سکتا کاردان نے کہا ہان یہ صحیح ہی کہ مسلمان سحر و ساحری سے نفرت کرتے ہین مگر یہ بھی خبر ہی کہ سحر و افسون مسلمانون کے مقابلہ مین اثر نہین کرتا اے آتش نہاد اگرچہ تو نے میری راے مین ایک ایسا اعتراض کیا ہی کہ ابتداءً ایسے نظر مین صحیح معلوم ہوتا ہی لیکن اگر بادشاہ نے تیری راے کو قبول کرلیا بہتر نہوگا التہاب آتش پوش نے کہا اے کاردان تیری راے بالکل غلط ہی واقعی ہماری وقعت و حقیقت ایسی نہین کہ مسلمانون کے مقابلہ سے قطع نظر کرین اور بالفرض مسلمانون کے مقابلہ مین ہم سبقت نہ لیجاوین گے پھر بھی ہمکو یہ بات پسند نہین ہی کہ فرعون ایسے خداوند صاحب عظمت و جلال کی مدد و حمایت سے پہلو تہی کرین:

کاروان نے کہا شہریار مجکو حیرت ہے کہ خداوند فرعون نے باوجود اس قدرت و قابلیت کے دشمنون
کے ہاتھ مین اپنے کو گرفتار کردیا کچھ تو ایسی سزا دی ہوتی کہ مسلمان اپنی گستاخی کی سزا سمجھتے التہاب لعین
بہت برہم ہوا اور کہا اے کاروان پہلے گستاخی یہ کی کہ ہمارے روبرو مسلمانون کا صاحب زور و طاقت
ہونا ظاہر کیا اور اُسپر طرہ یہ کہ فرعون کی خداوندی مین شبہ ظاہر کرتا ہے خیر اب ایسا کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا
ورنہ سزاے سخت کا مستوجب ہوگا اور یہ خوب یاد رکھ کہ مین مسلمانون سے خداوند فرعون کا بدلہ
ضرور لونگا اگرچہ میری تمام فوج مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائے کاروان نے اسکا مرتبہ کچھ
جواب نہ دیا سرنگون ہوگئے سکوت کیا التہاب شاہ آتش نہاد وزیر زبردست چپ کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا اے وزیر چونکہ مین نے تیری راے سے اتفاق کیا ہے بس تو ہی اس فوج کشی کا بانی
سمجھا جاویگا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچ کے فوراً نقارۂ جنگ بجایا چنانچہ جب وہ لشکر
بیشمار جادوان بدکردار کا مسلمانون کے لشکر فتح پیکر کے قریب پہونچا اُسی روز شب کو نقارۂ جنگ
بجا حمزہ ثانی نے فوج کفار کے طبل جنگ کی آواز سن کے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجایا جاوے چنانچہ فوج اسلام مین بھی نقارۂ جنگ بجایا گیا ؎ زنقارہ آوازہ آمد برون
کہ دو نیست دو نیست گردون دون ∴ تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی مسلمانون نے
دیکھا کہ لاکھون شعلے سوے آسمان بلند ہین اور بیشتر شعلے ایسے بلند ہین کہ آسمان سے جا ملے ہین اور کبھی
آسمان سے انگارون کا مینہ برستا معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی کے حواس باختہ ہوگئے بدیع الملک سے
کہا اے جوان بدیع الملک دیکھتے ہو یہ کیا سامان پیش نظر ہے بدیع الملک نے کہا شہریار یہ تمام کرشمہ سحر
کا ہے خیر کیا مضائقہ ہے کچھ تردد کی بات نہین ہے انشاء اللہ ان کفار کے افسون و سحر کا کوئی صدمہ نہین پہونچیگا
غرضکہ صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نائرہ جادو ایک پہلوان پیل تن میدان مین
آیا اور باواز بلند کہا اے خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کون ہے تم مین سے ایسا جو میرے مقابلہ کو آئیگا
شاہزادہ رستم ثانی اُسکے مقابلہ کو آیا تا دیر رد و بدل رہی آخر رستم ثانی نے ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا
کہ چارون پانون اُسکے مرکب کے قلم ہوگئے نائرہ جادو جست کرکے زمین پر آیا اور اُسنے بھی اُسیطرح کا وار
کیا رستم کے مرکب کے بھی چارون پانون قلم ہوگئے لیکن رستم کو جست کرنے کی مہلت نہ ملی منہ کے بل زمین
پر گرا نائرہ چاہتا تھا کہ خنجر کا وار رستم کے سر پر کرے اس اثنا مین بدیع الملک رستم کے قریب پہونچ گیا
نعرہ مار کہ او کافر بدکیش خبردار ایسی جرأت نہ کرنا مین تیرا سرکوب آپہونچا مع ہذا ایک ایسا وار تلوار کا کیا کہ نائرہ
دو لخت ہوگیا زمین پر گرا روح ناپاک اُسکی جہنم مین پہونچی اس دوران مین ہزارہا افسون و سحر پڑھ کے
اُن کفار نے بدیع الملک کی طرف پھونکے جسکے اثر سے ہزارہا شعلے بدیع الملک کے قریب آئے چونکہ شاہزادہ
بدیع الملک صاحب رد سحر تھا کسی طرح کا گزند نہ پہونچا پھر دوسرا پہلوان ساحر مقابلہ کو نکلا اور بعد رد و بدل
بسیار وہ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے جہنم نصیب ہوا اسی طرح شام تک ستر پہلوان شاہزادہ کے مقابلہ کو آئے
اور سب یکے بعد دیگرے جہنم واصل ہوئے آخر الامر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس
گئے ابو التہاب آتش پوش کے حواس باختہ ہوئے آتش نہاد وزیر زبردست چپ کو بلایا اور کہا اے آتش نہاد
یہ کیا سامان پیش نظر ہے ایسا نہو وہی نتیجہ پیش آوے جو کاروان نے بطور پیشین گوئی بیان کیا تھا آتش نہاد

نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہیں ہی آج نہیں کل کی میدان داری مین مسلمان ہلاک ہونگے کب تک اور کہان تک
ہمارے سحر و افسون کو رد کر سکین گے التہاب شاہ خاموش ہو رہا شب کو طبل جنگ دونون لشکرون
مین بجا دوسرے روز پھر صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی آج پھر وہی کیفیت ظہور مین آئی جو اول روز ظہور
مین آئی تھی شام کو جب طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کاردان وزیر التہاب شاہ
کے پاس آیا اور کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہی بشرطیکہ جان بخشی ہو التہاب شاہ نے کہا جو کچھ تجکو کہنا ہی بلا تکلف
کہ اُسنے کہا چونکہ مین نے مدت العمر بادشاہ کا نمک کھایا ہی مقتضاے نمک حلالی یہ ہی کہ حتی الامکان نقصان سے محفوظ
رہنے کی راے دیتا رہون اگرچہ کسی نوع سے ضرر نقصان بھی متصور رہو مین نے پیشتر ہی عرض کر دیا تھا کہ مسلمانون
کے مقابلہ مین سربر ہونا ایک امر خلاف قیاس ہی اور بہت بڑا سبب یہی ہی کہ مسلمان رد سحر رکھتے ہین ہرگز سحر و افسون
اُنکے مقابلہ مین کارگر نہوگا مگر میری گذارش کے جانب اعتنا نہ کی گئی مزید بران آتش نہاد وزیر نے میری گذارش
پر اعتراض کیا شہریار دو روز کی میدان داری مین دیکھا کیا نتیجہ ظہور مین آیا اب بھی خیریت ہی کہ اگر مسلمانون کے
حال سے تعرض نہ کیا جاوے ورنہ تمام فوج کام آجاویگی حتی کہ سلطنت پر بھی زوال آجاوے تو عجب نہیں آیندہ اختیار
ہی رہا خداوند فرعون کا مقدمہ اُسکے بارے مین میری یہ راے ہی کہ اگر خداوند کسی نوع کی قدرت رکھتا ہی تو خود ہی
اپنی نجات کی تدبیر پیدا کر لیگا اور اگر اُسکی مشیت مین یہ گذرا ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے بہزار ذلت و فضیحت ہلاک ہو
پھر کون ایسا ہی جو اُسکی مشیت مین دخل دیسکتا ہی ہر طرح وہی ہوگا جو ہونا ہی التہاب آتش پوش کچھ سمجھا
آتش نہاد وزیر دست چپ موجود تھا بصداے زہرہ شگاف کہا ای کاردان نادان خاموش رہ بادشاہ
کو خواہ مخواہ خائف نہ کر مسلمانون کی سفاکی کا عوض لینے کے ہم ذمہ دار ہین اور اگرچہ خداوند فرعون کی مشیت
مین جو کچھ گذرا ہی وہی ہوگا لیکن ہمارا فرض یہ ہی کہ اُسکی مدد سے جہانتک ممکن ہو پہلوتہی نہ کرین اگر مشیت خداوند الٰہی
پر بھروسہ کر لیا جاوے تو دنیا مین کوئی کسواسطے کسی امر مین سعی و کوشش کرے سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہین
دنیا عالم اسباب ہی یہان بے سبب کوئی امر ظہور مین نہین آتا کیا عجب ہی اگر خداوند فرعون کی مشیت مین یہی
گذرا ہو کہ بادشاہ کی سعی و کوشش فرعون کی رہائی کا باعث ہوگی اُسکی مشیت وہی جانے کسی کو کیا خبر ہی بس
اب خبردار اس بارہ مین تو کچھ نہ کہنا جو صورت پیش آئیگی ہم دیکھ لین گے اُس روز پھر طبل جنگ بجا صبح کو
صف آرائی ہوئی آج شاہزادہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی جنگ و حرب مین شریک نہوا بیشتر
مسلمان معرض ہلاکت مین آگئے اور قریب تھا کہ فوج اسلام پسپا ہو حمزہ ثانی خود مرکب پر سوار ہوکے
جنگ مین شریک ہوئے شعلہاے آتش سحر مسلمانون کو ہلاک کرنے لگے یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی اُسی حالت علالت مین مرکب پر سوار ہوکے میدان حرب مین آیا شاہزادہ کا میدان مین آنا تھا
کہ رد سحر کی وجہ سے وہ تمام شعلے معدوم ہوگئے التہاب آتش پوش نے دیکھا کہ اب لڑائی کا رنگ
دگرگون ہوا چاہتا ہی فوراً طبل بازگشت بجوا دیا چونکہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی طبل جنگ
بجنے کو غنیمت سمجھا اپنے بستر استراحت پر چلا گیا اور دونون طرف کی فوجین اپنے اپنے مقام کو واپس
آئین حمزہ ثانی بدیع الملک کی عیادت کیواسطے آئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا الحمد للہ مگر آج درد سر
شدت سے ہی حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک خیریت ہوئی کہ تم وقت پر ہنگامہ جنگ مین پہونچ گئے ورنہ
آج ہماری فوج کے پسپا ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رہا تھا راوی کہتا ہی کہ ایک ہفتہ تک ہر روز یہ ہنگامہ

رہا آٹھوین روز عین ہنگامہ آرائی مین دور سے سیاہی نمودار ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مسلمانون نے دیکھا کہ ہزارہا صحرائی درندے مثل بلاے بے درمان اس طرف چلے آتے ہین اور آتے ہی التہاب شاہ کی فوج مین شامل ہوگئے ایک طرح کی اُنکی صورتین نہ تھین ہر ایک کی صورتین دوسرے سے جداگانہ اور نہایت عجیب تھین جنکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا یہ لشکر بہیمہ جادو کا تھا اُسکو یکایک التہاب آتش پوش کے ہنگامہ کی خبر پہونچی مدت سے دونون مین باہم اتحاد تھا دو لاکھ فوج بہایم کی لیکے مدد کیواسطے پہونچا آتے ہی سب نے مسلمانون پر حملہ کیا رد سحر کا سبب تھا جو مسلمانون نے اُن سب کو تہ تیغ کیا اور التہاب آتش پوش بھی گرفتار کر لیا گیا فوج بے سر تاب مقابلہ نہ لائی پسپا ہوئی بکثرت طعمۂ نہنگ اجل ہوئے باقی بھاگ گئے مسلمانون کو فراغ حاصل ہوا حمزۂ ثانی دربار مین آئے التہاب کو اپنے روبرو طلب کیا دعوت اسلام کی اُسنے انکار کیا کہا اگر تو مسلمان نہوگا تیری جانبری دشوار ہے اُسنے کہا مجکو ہلاک ہونا منظور ہے حمزہ نے اُسیوقت اُسکو دار پر کھینچ دیا اور تمام سردارون نے اُسکو تیر باران کیا عیارون نے قارورون کے ذریعہ سے اُسکی لاش کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا اور خاک کو ہوا مین اُڑا دیا حمزۂ ثانی کے حکم سے دفتر مین شاہزادہ بدیع الملک کے نام فتح فرعونیہ لکھی گئی چندروز مین تمام ملک فرعونیہ کا بندوبست کیا گیا ملکہ غزال سے شاہزادہ بدیع الملک کی عروسی کا بندوبست ہونا شروع ہوا تمام شہر فرعونیہ آئینہ بند ہوا خواجہ یاقوت اس عروسی کا مہتمم تھا مفصل اس عروسی کا ذکر کرنا سبب طول ہے خلاصہ یہ کہ اس عروسی مین ایسا بندوبست ہوا جو کبھی کسی عروسی مین نہین ہوا تھا مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ اس کثرت سے بخت ہوئی تمام فرعونیہ کے ایک ایک محلہ کے ایک ایک گھر مین پانچ پانچ دیگین پلاؤ زعفری کی ایک ایک دیگ قورمے کی مع شیرمال و باقرخانی و کباب وغیرہ ایک ایک شیر برنج کی بھیجی گئین اُسکے ساتھ زربفت کا ایک ایک وسیع دسترخوان طلائی و نقرئی وغوری متعدد ظروف بھی بھیجے گئے جو بعد شادی کے واپس نہین منگائے اسی طرح جملہ سامان کو قیاس کرنا چاہیے برات کے روز وہان شب کو قدرت خدا کی نظر آتی تھی بعد فراغ عروسی حمزۂ ثانی نے ملک فرعونیہ شاہزادہ بدیع الملک کو مرحمت کیا ہر چند کہ بدیع الملک نے بذرِ حقیقت بھی کیا کہ مجکو ملک و مال کی خواہش نہین ہے البتہ حضور کی نظر عنایت میرے واسطے بہت کچھ ہے ملک و مال کی کچھ نہین ہے حمزۂ ثانی نے کہا ہماری خوشی یہی ہے شاہزادہ نے قبول کیا اور اپنی طرف سے ملک فرعونیہ خواجہ یاقوت وزیر کو بخشا اور وہان کا حاکم مقرر کر دیا خواجہ یاقوت نے کہا شہر یارا ملک فرعونیہ مجکو مرحمت ہوا کمال متشکر ہون مگر مجکو ہر صورت مین اپنا تابع فرمان سمجھو دولت ایمان ایسی عطا ہوئی اُسکا شکریہ ادا نہین ہو سکتا بدیع الملک نے کہا اے خواجہ دولت ایمان مین نے کیا عطا کی تمہاری سرنوشت مین یہ دولت تمکو میسر ہونا لکھا تھا غرضکہ چندروز تک حمزۂ ثانی نے وہین قیام کیا بعدہ وہان سے کوچ کر کے باختر کے جانب روانہ ہوا

اب حمزۂ ثانی کو جانب باختر روان رکھا جاتا ہے اور حال مین تورج بزرگ کے خامہ فرسائی کی جاتی ہے

ہمکو ہمیشہ غیر کا کھٹکا لگا رہا
فرق آیا بانکپن مین جو تسما لگا رہا
تنہا گیا جو سیر کو آہون کے باغ مین
صیاد کو مرے یہی کھٹکا لگا رہا

کیسا ہمارے دل مین یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
اشکون کا دونون آنکھو سے پیکا لگا رہا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آگئے ہو

قاتل تو ایک دار مین دو ٹکڑے کر چکے
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا
سر کو ٹپک ٹپک کے قفس مین یہ مر نہ جائے
برسون تمہاری گھات مین بندہ لگا رہا

مشتاق دید سیکڑون آئے چلے گئے
وانتو نہین ہسی آنکھو نمین سرمہ لگا رہا
ہرگز نہ ہوا قصہ اسلام و کفر پاک
آزاد کو خیال تمھارا لگا رہا

دن رات کوے یار مین میلہ لگا رہا
اُس آفتاب حسن کے ہمراہ ہی شراب
شیخ اور برہمن مین بکھیڑا لگا رہا

اندھیر شہر مین رہا اُسکے بنا ئے سے
تاصبح میرے منھ سے پیالہ لگا رہا
آیا شب فراق مین دم بھر نہ اُسکو خواب

راویان حکایت صدق و صفا و ناقلان روایت حیرت انتما مخبران مقام قال و محرران خلوتکدہ حال تارکان ہجو دلے بود و بازادگان سلسلہ وحدت وجود حقیقی و اعتباری جبری و اختیاری مین اس طریق سے فرق کرتے ہین کہ جب بدترین مزبلہ ساکت خارشتی یعنے تورج بدرگ نے آکے سکندر چوپان کو اپنے لشکر مین بادشاہ مقرر کیا راوی کہتا ہی کہ سکندر زمرد شاہ سے بالکل مشابہ تھا تورج بدرگ نے اُسکا نام زمرد شاہ مقرر کیا اور اپنے تمام لشکر مین اس بات کی منادی کردی کہ یہ زمرد شاہ ہی اسکی اطاعت اختیار کرو جو کچھ یہ حکم کرے اُسکی تعمیل واجب جانو اگر کوئی ذرا بھی کسی توع کی سرتابی کریگا اپنے اعمال کی سزاے معقول پاویگا یہ حکم ہمارا قطعی ہی بعدہ جو انگشتری سکندر کے پاس تھی اُسکو لیلیا اور اُس اسم کو پڑھ کے دم کیا فوراً چار ہزار نمرہ دیو کی جمعیت وہان آموجود ہوئی تورج بدرگ کو صف بستہ سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہی کیون ہمکو طلب کیا ہی تورج نے کہا تم مین سے سب کا سردار کون ہی ایک دیو کوہ پیکر بصداے مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا سلام کیا بعدہ دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی تورج نے کہا حکم یہ ہی کہ اپنے سرداران ماتحت کو حکم دے کہ وہ سب کوہ چاک باختر مین جاوین اور وہان کے بادشاہون کو ہمارے روبرو حاضر کرین ہمکو بت پرستی کے رواج کی ضرورت ہی اُنمین سے جو کوئی بت پرستی قبول کریگا اُسکو رہائی دیجائیگی چنانچہ وہ دیو کوہ چاک باختر اور باختر مین گئے وہان کے بادشاہون کو لے آئے اُنمین سے ایک بادشاہ کو تورج نے اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے فلان تجکو خاص بت پرستی قبول کرنے کیواسطے طلب کیا ہی تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا جان کا صدقہ مائل ہوتا ہی اور ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہی مین ہرگز اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہین کرونگا اُسنے کہا اگر اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہین کریگا تو مین بھی تیری ہلاکت سے قطع نظر نہین کر سکتا اور اُسی وقت جلاد کو بلا کے اُسکو ہلاک کیا اُسیطرح تمام بادشاہان باختر و کوہ چاک باختر کو یکے بعد دیگرے اپنے روبرو طلب کیا جسنے بت پرستی اختیار کی اُسکو رہا کردیا اور جسنے انکار کیا اُسکو فوراً ہلاک کیا اور چند روز مین تمام باختر اور کوہ چاک باختر کو اپنا مطیع فرمان کیا ایک روز کا ذکر ہی کہ بقصد شکار ایک طرف چلا جاتا تھا سامنے ایک پہاڑ نظر آیا جب قریب پہونچا زیر کوہ دیکھا ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب میوے گوناگون گلہاے خوشرنگ بوقلمون ہر طرف نہرین جاری سراسر قدرت باری بالاے کوہ ایک قصر عالیشان سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی اُسکے دروازے اُس باغ کے جانب کھلے ہوئے ہین اور دروازون پر چلمنین پڑی ہوئی ہین تورج بدرگ اُس قصر رفیع و وسیع باشان شوکت کو دیکھکے متعجب ہوا اس ارادہ سے کہ اس قصر کے حال سے مطلع ہونا چاہیے اُس قصر کے قریب پہونچا اور زیر قصر سے برآمد ہو تو حقیقت دریافت کرون یکایک بالاے قصر سے صداے رقص و سرود آئی اب اور زیادہ تعجب ہوا کہ اس قصر مین کون رہتا ہی بالاے قصر چلمن کو حرکت ہوئی معلوم ہوا کہ کوئی عورت چلمن کے قریب آئی چلمن کے ایک کونے کو اُٹھا کے باغ کو دیکھا اور چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین سراپا حسن مالامال رخش خورشید را شمع شب افروز + لبش در خندہ صبح عید نوروز + شکر لفظ و شکر بوس و شکر خند زمین بوس رہش صد چاشنی قند + چو در جلوہ دہد داد کرشمہ + ز رخسارا خون کشاید چشمہ چشمہ

حیا ابر نقاب ماہ رویش ÷ صبا نشنیدہ ہرگز رنگ و بویش ÷ کانون مین فقط دو دو سبز آویزے ناک مین مرصع خوبصورت مختصر کیل اسی طرح کا سادہ مگر پر تکلف لباس پہنے صدر دروازہ سے باہر آئی اور توریج کے پاس آکے از سرتاپا غور سے دیکھا کہا اے شخص تو کون ہے جو اس طرح بیباکانہ باغ مین چلا آیا ہے تجکو اس بات کا مطلق خیال نہ آیا کہ صاحب باغ کیا کہیگا خیریت اسیمین ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اُسیطرف واپس جا ورنہ اگر صاحبخانہ کو خبر ہو جائیگی تو تو ہلاک کیا جاویگا توریج نے دلمین کہا مین اسی نازنین کو صاحب قصر سمجھتا تھا صاحب قصر نہین معلوم کس مرتبہ کا شخص ہے کہا اے نازنین مین اپنے ارادہ سے ہرگز اس قصر رفیع کی طرف نہین آیا ہون بلکہ حسب اتفاق اسطرف چلا آتا ہوا اب چونکہ یہان پہونچ گیا ہون اور تو نے مجکو دیکھ لیا ہے مین تیرا کمال ممنون ہونگا اگر تو یہ بتا دیگی کہ مالک قصر کون شخص ہے اور اندرون قصر یہ رقص و نوا کی آواز کیسی آتی ہے اُس نازنین نے کہا اس قصر عالیشان کا مالک خواجہ بشیر ملک التجار نام ایک سوداگر ذی رتبہ ہے اُسکی دختر بلند اختر اس قصر مین رہتی ہے جسکا نام ملکہ نازپرور ہے اور مین اُسکی خادمہ ہون ملکہ کو ازبسکہ رقص و نوا کا بہت شوق ہے اسواسطے اکثر ہر روز ناچ گانا ہوا کرتا ہے بس اب تو مین نے مفصل حال بیان کر دیا اب یہان سے روانہ ہو توریج نے دست بستہ کہا اے سراپا حسن و ناز مین چاہتا ہون کہ اُس ملکہ صاحب قصر کو بھی ایک نظر دیکھ لون اُس نازنین نے چین بر جبین ہو کے کہا تو کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے حواس درست کر کیا خوب نخرے کی خوبی تیری کیا حقیقت ہے جو اُس ملکۂ آفاق کو دیکھے گا سچ کہتی ہون یہان سے بخیریت چلا جا ورنہ آفت مین مبتلا ہو جائیگا اگر خواجہ بشیر کو تیرے یہان آنیکی اطلاع ہو جائیگی وہ ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑیگا توریج نے اُس نازنین کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا جہان تو نے اسقدر مجھپر احسان کیا ہے کہ مفصل حالات سے مطلع کر دیا وہان میری یہ خواہش بھی پوری کر دے اور اے نازنین آگاہ ہو کہ مین بھی کوئی عوام الناس سے نہین ہون اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہون یہان کے رقص و نوا کی آواز ایسی ہی خوش آیند معلوم ہوئی جو تجھسے اسقدر التجا کی ورنہ مین خود ہر روز ہنگامہ رقص و نوا گرم کر سکتا ہون وہ نازنین سمجھی کہ یہ دیوانہ ہرگز اپنی بیہودگی سے باز نہ آئیگا تا وقتیکہ اپنی بیہودگی کی سزا نہ پائیگا اور توریج کے جانب بنظر تیز و تند دیکھ کے کہا اچھا تو یہان توقف کر مین آتی ہون یہ کہکر پھر اُس قصر مین چلی گئی وہان ملکہ نازپرور نے جو اُسے دیر کے بعد آتے دیکھا کہا اے سمن بو تو بہت دیر کے بعد آئی کہان تھی اُسنے کہا اے ملکہ کیا کہون عجیب واقعہ رو بکار ہے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ مین بارہ دری کے اُسطرف گئی چلمن سے باغ کی طرف دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی غیر مرد باغ مین وارد ہے بیرون قصر جا کے اُس سے پوچھا تو کون ہے یہان کیون آیا اُسنے کہا حسب اتفاق میرا اسطرف ورود ہوا جب اُس سے کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو اُسنے قصر و مالک قصر کا حال پوچھا مین نے مالک قصر کا نام بتایا اب وہ کہتا ہے کہ ملکہ صاحب قصر کو مجھے دکھا دے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مین عوام الناس سے نہین ہون بلکہ صاحبقران عصر ہون میرے نزدیک وہ ہرگز بسہولت یہان سے نہ جائیگا تا وقتیکہ دو چار مرد جا کے اُسکو باغ سے نہ نکالین گے نازپرور ہنسی اور کہا اے سمن بو تیری تقریر سے عجب طرح کی بو آتی ہے اور قریب بلا کے آہستہ کہا سچ بتا کیا وہ شخص تیرا کوئی آشنا سا ہے سمن بو نے ہزارون قسمین کھائین اور کہا ملکہ عالم تعجب ہے کہ تم میری نسبت اسطرح کا گمان دلمین لاؤ مین کیا جانون وہ دیوانہ کون ہے کہان سے باغ مین نازل ہو گیا قربان تمہارے مذاق کے مجکو اسطرح کا مذاق نہین بھاتا وہ مردہ کیا پاپوش ہے جو میرا آشنا سا ہوگا ملکہ نازپرور نے کہا اے سمن بو تو اسقدر برخاستہ کیون ہوتی

ہی مین نے مذاق سے کہا سمن بو متبسم ہوئی کہا ملکہ عالم مین برخاستہ نہین ہوئی بلکہ بات کا جواب دیا یہ مجال میری نہین ہی کہ تمھارے روبرو برخاستہ ہو سکون ملکہ نے کہا اگر تو برخاستہ ہوئی تو اچھا جا اُس دیوانہ کو یہان لے آ گر کسی کو کانون کان خبر نہو اُس سے کچھ باتین کرین گے بعدہ سزاے معقول دیکے یہان سے نکال دین گے سمن بو نے کہا قربان تمھارے اس طرز خیال کے اگر خواجہ کو اس بات کی خبر پہونچ گئی کہ ایک غیر شخص باغ مین وارد ہوا تھا ملکہ نے اپنے قصر مین اُسے بلایا یہ ہرگز کسی کو گمان نہوگا کہ ملکہ نے اُسے سزاے معقول دے کے نکال دیا بلکہ ایسے موقع کیواسطے جو خیال لازم ہی وہی خیال ہوگا بدنامی نشر ہوگی دنیا مین بد اچھا بدنام نہین اچھا ملکہ تاز پرور نے کہا ای سمن بو تو یہ کیا کہتی ہی دنیا مین بد اور بدنام دونون برے کوئی اچھا نہین مع ہذا بد اور بدنام ہر شخص اُسی وقت ہو سکتا ہی جب اُسکے دل مین برائی پیدا ہو اور قول و فعل سے اُسکے ظہور مین آوے جبتک اصلیت کسی واقعہ کی نہین ہوتی کوئی کچھ نہین کہسکتا ؎ تا نہ باشد چیزکی مردم نگو یند چیزہا ‌ سمن بو نے کہا ملکہ عالم مین نے اسوقت تمھارے روبرو اس بات کا اسوجہ سے ذکر کیا تھا کہ تم دربانون وغیرہ کو بھیج کے اُس شخص کو باغ سے نکلوا دوگی مگر یہ طرفہ امر ہی کہ تم اُسکی ملاقات کی شائق ہوگئین ملکہ نے کہا تو یہ ہرگز نہ سمجھ کہ مین اُسکی ملاقات کی شائق ہون بلکہ اُسکو معقول سزا دینا مقصود ہی سمن بو نے کہا اچھا جاتی ہون اُسے یہان لیے آتی ہون وہان سے پھر باغ مین آئی تورج وہان انتظار مین بیٹھا تھا کہا ای نازنین کیا خبر لائی اُسنے کہا اچھی خبر ہی اگر ہماری ملکہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہی تو چل ہماری ملکہ بھی تیری ملاقات کی شائق ہی اُسنے کہا ای نازنین تیری ملکہ مجکو کیا جانے غالبًا تو نے کوئی ایسی تقریر کی جسکی وجہ سے ملکہ نے مجھے یاد فرمایا ہوگا ای نازنین سزا یا حسن ؎ تا جہا نست در جہان باشی ✣ بر ہمہ کام کامران باشی غرضکہ تورج سمن بو کے ساتھ ایک دوسرے دروازہ سے قصر مین داخل ہوا دیکھا ؎

زہے قصر و منظر کہ از قدر و شان | زمینے گند ہیش او آسمان | برونق ز قصر خورنق فزون

ستونہا بسنگینئے بے ستون | زخارا تراشان فرہاد زور | ازین قصر شہرین در آفاق شور

بعالم فروزی در آفاق طاق | خور از پرتو شمسۂ ان رواق

لونڈیان خواصین پیش خدمتین دارونہ وغیرہ سب اپنے اپنے خدمت ملازمی مین مصروف ہین صدر کی بارہ دری جملہ ضرورت و زیبائش سے پیراستہ ہی وہ نازنین تورج کو ایک زینہ سے کوٹھے پر لیگئی وہان بٹھایا چند حبشنین قوی ہیکل مسلح و مکمل اموجود ہوئین تورج کو گھیر لیا اسکو حیرت نے گھیرا کہ یہ کیا سامان ہی انھون نے مجکو قید کیا ہی یکایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک دختر پانزدہ سالہ ماہ پارہ اس شکل و شمایل کی جسکے شوق دید مین ماہ و مہر شب و روز سرگردان رہین ؎

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا | موزونی مین سرو گلستان تھا

وہ قد کہ قیامت اسکے پیدا
تھے ہموارہ دام موے پیچان
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان
رخسارون کا جو حسن کہیے بیان
خندہ تھا کہ تھا تبسم ناز

وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
تل دانہ تھا بہر طائر جان
تھی سرمۂ طور سے فروزان
دو ماہ ہونکا سامنا جہان ہو
لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز

پیشانی کا بل بلاے دل تھا
ابرو مین نہ خم تھا بہر آداب
سرخی کے جو ڈورے آنکھ مین تھے
وہ پتلے رسیلے خوشنما لب
تا در تھی صراحی دار گردن

سونا تھا کسوٹی پر کسا تھا
مسجد مین بنی ہوئی تھی محراب
نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے
تھا جام مے صفا لبالب
گردون سے تھی باوقار گردن

وہ ساعد و دست و بازو و پا — دنیا مین نہ تھا نظیر اُنکا
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک — سرمایۂ دلبری تھی بیشک

اُس روز وہ ماہ دل افروز صاحب حسن عالم سوز شیرین دہن نازک بدن اُس قصر مین سیر و تفریح کی غرض سے آئی ہوئی تھی کارکنان قضا و قدر جب کسی کام کے انجام دینے مین مصروف ہوتے ہین تو آغاز اُسکا بطور عجیب و غریب ہو جاتا ہے ہر کس و ناکس کو چار و ناچار اُسی راہ پر چلنا پڑتا ہے بلکہ کشان کشان لیجاتے ہین جونہین ملکہ نازپرور کی نظر تورج کی صورت پر پڑی کہا تو کون ہے کہان سے اس باغ مین وارد ہوا تورج نے کہا اے نازنین مین صاحبقران عصر ہون دین بت پرستی کو رواج دینا مقصود تھا تمام باختر دکو چک باختر کو بت پرست کیا جسنے انکار کیا فوراً اُسے تہ تیغ کیا بعد فیصل کرنے اس مقدمہ کے شکار کیواسطے اپنے مقام قیام سے چلا حسب اتفاق یہان گذر ہو گیا جب ملکہ نازپرور نے بت پرستی کا نام سنا از سرتا پا غیظ و غضب ہو گئی اور کہا تو بت پرست ہے اُسنے کہا بیشک ملکہ نے سمن بو کو بلایا بذریعہ سرگوشی اُس سے کچھ کہا وہ گئی اور جام و صراحی لے آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبالب کیا اور کہا اے جوان چونکہ تو بت پرست ہے تیری دعوت میرے اوپر فرض ہے پس دو چار جام مے ناب کے پی لے تورج بہت خوش ہوا کہا اے ملکہ مین تمہاری اس مہربانی و عنایت کا بہت مشکور ہون مگر خالی مے نوشی کا کیا لطف البتہ کچھ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو تو مضائقہ نہین ملکہ نے ایک خواص کو اشارہ کیا وہ گئی اور ایک زن مطربہ و رقاصہ کو مع ساز لیے آئی اُس رقاصہ نے بکمال لطف اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

سنبھل سکتا نہین لب دوش سے بار اپنی گردن کا
جو سو یا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھا
برابر نکلے ڈورا اُس کمر کا اور رگ گردن کا
بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
ملی مسی تو آئینہ مین پھولا تختہ سوسن کا
گڑا اپنی آگے مردان خدا کے جن نہین سکتا
سمند موج تا کہ کچھ توڑون پاٹ دامن کا
در فردوس پر رضوان سے رخصت کیون لیتا ہے
گمان ہوتا ہے اپنے سایہ پر بھی ہمکو دشمن کا
رخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
دل صد چاک مین تیر ہے صاف انداز چلمن کا
ستایا ہے نہایت انقلاب دہر نے ہمکو
تو سن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

غضب ہے جانکو پہلو مین ہونا دل سے دشمن کا
ہمارے اُسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
مے گلرنگ سے چھلکی جو سرخی پانکی اُسمین
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
کف داؤد مین یکسان ہے عالم موم و آہن کا
سمجھتے تھے نہ ہم اتنا در انداز اے جنون مجکو
سمجھتا ہو نہین کھیل اک پھاند نا دیوار گلشن کا
اُڑایا پان کی تحریر نے اور اُسکے دانتون کو
ہمارا کوکب طالع مگر چیرہ تھا دشمن کا
نہین ہمسا گنہگار اے فلک کوئی زمانہ مین
رہا کرتا ہے چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
کیا اک آئین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑا کے

او بت تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
محل خوف ہے ہمسایہ قصاب و برہمن کا
یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوان کا ہے جو تابین
گلوے یار پر عالم ہوا شیشہ کی گردن کا
چنی افشان جو پیشانی پہ اُسنے چاندنی چھٹکی
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
ڈراتا ہے کسے اے شیخ تو نار جہنم سے
گریبان سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا
ہوئی ہے مردم دنیا کی صورت سے بیزاری
نگین کا رنگ چمکا دے مقرر ڈانک کندن کا
یقین منزل محبوب اسیر مجکو ہوتا ہے
ہمارے مردے کو درکار ہے غسل آب آہن کا
مجھے بھی گر کسی محکمہ مین حشر کے پوچھا
گمان ہے ہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

رہروان وادی سخن و سالکان طریق ہنر و فن اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اسطرف تو اُس مطربہ خوش رو و خوش گلو نے یہ غزل گائی اُدھر وہ مردود رب ودود دو چار جام شراب تیز و تند زہر مار کرکے مدہوش ہوا ملکہ نازپرور اسیوقت کی منتظر تھی تمام حبشیون کو حکم دیا کہ اس بت پرست مردود پر خوب زد و کوب کرو اسطرح سے کہ ہلاک نہونے پائے بعدہ بستہ و گرفتہ کرکے میرے پدر معظم کے پاس لے جاؤ اور خبردار رہا نہونے پائے

یہ سنا تھا کہ تمام عورتین ہاتھون مین اپنے پانؤن کی جوتیان اُٹھا کے دوڑین اور توریج بدرگ
پر زدوکوب ہونا شروع ہوئی اسقدر پٹا کہ تمام نشہ ہرن ہوگیا ایک ایک کی جانب دیکھ کے
الحاح وزاری کرتا تھا اور کہتا تھا اے نیک بختو مین اپنی خوشی سے یہان نہین آیا جب تمنے بلایا
تو مین یہان آیا اگر تمکو میرا یہان آنا ناگوار تھا تو مجکو یہان نہ لائی ہوتین کیا مجھسے تمکو کبھی کی خصومت
تھی جو یہان لا کے مجکو ہلاک کیا اُنھون نے کہا ابھی کیا ہلاک کیا ہے اب بیشک تو ہلاک کیا جاوے گا
او بت پرست موذی تجھسے بیشتر ہی سمجھایا تھا کہ بغیر اجازت باغ مین کیون چلا آیا ہے واپس جا مگر تو نے
نہ سنا مزید بران ملکہ عالم سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تیری کیا وقعت و حقیقت ہے جو ملکہ عالم سے ملاقات
کریگا توریج نے کہا جو مجکو سزا ملنی تھی مل چکی اب تو مجکو رہا کردو اُنھون نے کہا ابھی تجکو سزا کہین ملی ہے
خواجہ بشیر ملک التجار جو مالک اس قصر کا ہے وہ تجکو قرار واقعی سزا دیگا ہم عورت ذات ہین ورنہ
ہم ہی تجکو معقول سزا دیتے غرضکہ اُن جلشتون نے مضبوط بستہ کرکے چند سپاہیون کو دروازہ پر بلایا
اور توریج کو اُنکے حوالہ کرکے کہا اس موے کو بہوشیاری تمام خواجہ کے پاس لیجاؤ اور تمام واقعہ
کو بیان کر دینا وہ سپاہی توریج کو خواجہ بشیر ملک التجار کے پاس لے گئے خواجہ اُسوقت کسی وجہ
سے منغض بیٹھا تھا دیکھا ایک شخص گرفتہ و بستہ چلا آتا ہے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے حقیقت حال کو بیان
کیا خواجہ ازبسکہ بیشتر ہی سے برہم بیٹھا تھا اس واقعہ کو سنکے ازسرتاپا غیظ و غضب ہوگیا تمام
ملازمون کو جمع کرکے کہا اس نابکار کو خوب زدوکوب کرو بمجرد اس حکم کے یہان بھی زدوکوب
شروع ہوگئی حتّے کہ توریج جان بلب ہوگیا کہتا تھا اے خواجہ مین اپنی خوشی سے قصر مین نہین
گیا ایک نازنین سمن بو نام مجکو قصر مین لے گئی خواجہ نے سمن بو کو بلایا اور پوچھا اے سمن بو
یہ مردود کہتا ہے کہ مجکو سمن بو قصر مین لیگئی مین اپنی خوشی سے نہین گیا سمن بو نے کہا یہ موا جھوٹا ہے جب
مین نے اسکو اس باغ مین دیکھا منع کیا کہ یہان توقف نکر اسنے نہ مانا مزید بران ملکہ ناز پرورہ کی
ملاقات کا شوق ظاہر کیا ہر چند مین نے سمجھایا اسنے نہ مانا جب یہ باغ سے باہر نہ گیا تب مین نے ملکہ عالم سے
اطلاع کی ملکہ عالم کو غصہ آیا کہا وہ نابکار کیون میرے باغ مین آیا اُسکو سزا دینا چاہیے چنانچہ
گرفتار کرکے یہان بھیج دیا خواجہ بشیر نے کہا اس مردود پر زدوکوب کرکے اِسکے منہ کو سیاہ کرو
گردن مین پرانی جوتیون کا ہار ڈالو و پشت خر پر اس طرح سوار کرکے یہان سے نکال دو کہ جانب
منہ پشت ہوا ور دم کے جانب اسکا رخ سیاہ ہو چنانچہ توریج بدرگ کا منہ سیاہ کیا گیا اور پشت خر
پر سوار کرکے وہان سے نکال دیا گیا اسنے راہ مین ایک چشمہ سے منہ دھویا گدھے کو راہ مین چھوڑا
بہزار خرابی و دشواری اپنے مقام قیام پر پہونچا لوگون نے اسقدر عرصہ کا سبب پوچھا توریج نے
شرم سے کچھ نہ کہا مگر دل مین خواجہ بشیر ملک التجار کا بغض بھرا ہوا تھا ہر روز ارادہ کرتا تھا
کہ فوج و لشکر لیجا کے خواجہ بشیر سے اُسکی بدعنت کا عوض لون آخر ایک روز اس ارادہ
کو مصمم کرکے روانہ ہوا راہ مین ہوا سے پنجہ پیدا ہوا اور توریج کو اُٹھا لے گیا چند لمحے کے بعد آنکھ
جو کھلی اپنے کو ایک بادشاہ عالیجاہ کی مجلس مین دیکھا سوچا ایسا نہو یہان بھی پاپوشون کا سامان
ہو جائے نظر نیچی کر لی اور کمال ادب سے اُس بادشاہ کو سلام کیا اور کہا اے بادشاہ مین از خود یہانتک

نہین پہونچا ہون تحقیق کرنے سے دریافت ہو سکتا ہی زبردستی کی بات کا ذکر نہین ہی بادشاہ نے
از سر تا پا توریج کو دیکھا اور کہا ہمکو معلوم ہی کہ تو از خود یہان نہین آیا ہی اگر از خود آتا تو کیا مضائقہ تھا
تو خائف کیون ہی توریج خواجہ بشیر کے یہان جوتیان کھا چکا تھا اسی سبب سے خائف تھا
سوچا کہ اگر حقیقت حال کا ذکر کرونگا خواہ مخواہ ذلت ہو گی اس سے بہتر یہ ہی کہ سکوت کیا جاوے
اُس بادشاہ نے کہا ای توریج شاید تجکو نہین معلوم ہی آگاہ ہو کہ یہ طلسم خارستان باختر ہی
اور مین اس طلسم کا بادشاہ ہون میرا نام صنعان جادو ہی مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو ہفت اقلیم
کا حاکم و فرمان روا ہو گا تیرا مقابلہ کوئی نہ کر سکیگا جو برسر مقابلہ ہو گا پسپا ہو گا ای توریج مین
ایک دختر ناکتخدا رکھتا ہون عرصہ سے اُسکی شادی کی فکر لاحق رہتی ہی اس حال کے دریافت ہونے
کے بعد اس بات نے دل مین خطور کیا کہ اپنے فرزند کے خیر خواہ سب ہی ہوتے ہین مین بھی
اپنی دختر کے واسطے بہتر پیوند تجویز کرون اسوقت تک میری نظر مین تجھسے بہتر کوئی نہین ہی اگر
میری دختر کو تو قبول کرے گا مین بھی تیری مدد و حمایت کے واسطے ہر وقت موجود رہونگا اس
صورت مین تیری حکومت و ثروت کو وہ رونق حاصل ہو گی جو کسی بادشاہ عالیجاہ کو حاصل
نہوئی ہو گی مثل مشہور ہی ع دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ اس بارہ مین اس سے زیادہ
کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہی میری درخواست کو قبول کرے تو پھر دیکھ ع انچہ در دیگ ست بچمچہ می آید
توریج بدرگ نے کہا ای بادشاہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو مجکو بھی انکار نہین ہی بخوشی خاطر قبول کرتا
ہون صنعان جادو نے اُسی وقت کارگزارون اور سردارون کو طلب کیا اور اس حال سے
مطلع کر کے کہا جلد سامان عروسی تیار کرو مجکو منظور ہی کہ جلد عروسی دختر سے فراغ حاصل کرون یہ
جوان جسکا نام توریج ہی اور جسکو اپنی دختر سے منسوب کرنے کے واسطے مین نے تجویز کیا ہی یہ
بھی ایک کامی جوان ہی اگر تاخیر ہو گی اسکا ہرج ہو گا اور ہرج ہونا مناسب نہین ہی اسواسطے کہ ازروے
نجوم اسکے طالع قوی معلوم ہوتے ہین جسقدر یہ حرکت کرے گا اُسی قدر برکت ہو گی کارگذارون
نے دست بستہ کہا بہت مناسب اُسی وقت حساب کا کاغذ تیار ہوا خرید شروع ہو گئی جو چیز
تیار مل گئی اُسکو بلا لحاظ زیادتی قیمت خرید کر لیا جو شی نہ ملی اُسکو بصرف زر کثیر جلد تیار کرا لیا تمام عملے کو جوڑے
تقسیم ہوئے بخت ہوئی مجلس عیش منعقد ہوئی اعزا اقربا دوست ملازم سب جمع ہوئے تمام شب ناچ
گانا ہوا صبح کو توریج بدرگ سے دختر صنعان شاہ منسوب کی گئی توریج اس شادی سے بہت خوش
ہوا دختر صنعان شاہ سے کام دل حاصل کیا واضح رہے کہ لعل بن توریج اس نازنین کے شکم سے پیدا
ہو گا اب توریج بدرگ کا یہ دستور ہی کہ تمام شب دختر صنعان شاہ سے ہنگامہ اختلاط گرم رکھتا ہی اور دنکو
زنان رقاصہ مطربہ کو بلاتا ہی اور اُنکے رقص و نوا سے دل خوش کرتا ہی ایک زن مطربہ نے نہایت لطف سے
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

رتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا
سر کا کٹنا جانتے ہین پھوٹنا تکسیر کا
جسسے پیٹا سو کہا مجنونکی طرح رو دھنا

عالم منطق مصور ہی ترے تصویر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گئی تصویر کا
مثل شانہ دسترس اس زلف پر ہو گر
عشق پہچانے یہ مجھے ہوتا ہی شک زنجیر کا

منہ کتابی قطعی ہی خط حاشیہ ہی میر کا
زندہ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق
دعوت افعی گرون بھر کر پیالہ شیر کا
ہجر کے صدمہ سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی

زخم کی ایذا سے جوہر گھس گیا شمشیر کا
خط لکھونگا یار سیم اندام کو مین ای قلم
اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہی تسخیر کا
غش کرینگے کودکان وخشت سے حجرہ لواتہ
قند کے کوزے سے جاری ہی جو دریا شیر کا
دیسکا بوسہ نہ اک وہ برق وش خیرات
زائچہ بھی نقل ہی پیشانی کی تحریر کا
نرمی ظاہر سمجھیے سخت گیری کی دلیل
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا
کشتہ تیغ مژہ پر تیغ ابرو کی سے چلے
مرد کے چہرہ کا زیور زخم ہی شمشیر کا
چاک ہوتا ہی کہان میر گریبان کیطرح

سرخ ہا وصف سیہ کاری ہی رنگ رخ مرا
روشنائی مین ہو وہ روغن اکسیر کا
نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
حلق بسمل ہی ہر ایک حلقہ مری زنجیر کا
روسیہ دشمن کا یون پاپوش سے کیجیے [illegible]
مالدار بیکرم بھی ابر ہی تصویر کا
چارہ بر دمین ہے تحیران ہین سارے خوشنویس
پنبہ بھی بھر شتر رہا سر ہی آتش گیر کا
کیسی کیسی صورتون کے اپنے دلمین داغ ہین
ای شکار انداز ہو چو رنگ اس نخچیر کا
معرکے مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے
یہ بھی دیوانہ ہی آتش چاند سی تصویر کا

سامنا ہوتا ہی کسکے عفو سے تقصیر کا
ہر شب آئینہ آتا ہی وہ طفل شمع رو
پھول سے رنگین رہے پھلڑا تری تصویر کا
خود بیان رخ کی صباحت کا کرا ہی شیرین
جیسے سلطٹ کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا
حال مستقبل نجومی اُس سے کرتے ہین بیان
کس قلم کا قطعہ ہی یہ کاتب تقدیر کا
رتبہ لمو سے نماز نیچگا نہ نے دیا
اس مرقع مین بھی ہی گیا ورق تصویر کا
روک منھ پر وارہ قاتل کا سپر کیطرح سے
کھینچے دامن ہر میدان گریبان گیر کا

اس غزل کو سن کے توریج اسقدر از خود رفتہ ہوا کہ دن گذر گئے تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے اور سب اپنے اپنے مقام کو چلے گئے مگر یہ اُسی جگہ بیٹھا رہا حتے کہ رضوانہ دختر صنعان شاہ خود آئی دیکھا توریج مخبوط بیٹھا ہی حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک زن مطربہ کے رقص و نوا سے از خود رفتہ ہوگیا رضوانہ نے زور سے کان پکڑا اور کہا اُٹھ یہان سے تو دیوانہ کیون ہوگیا ہی اُسوقت توریج بدرگ کے حواس درست ہوئے غرضکہ اسی طرح چند روز عیش و عشرت مین گذارے بعدہ ایک روز صنعان شاہ جادوگر کی خدمت مین حاضر ہوا ملک صنعان شاہ متعجب ہوا کہا ای فرزند اسوقت خلاف قاعدہ کیون آیا ہی اُسنے کہا ای بادشاہ عالیجاہ مجکو یہان بہت عرصہ قیام کو ہوا ہی میرے لشکر کی مجکو مطلق خبر نہین معلوم ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ مجکو میرے لشکر مین پہونچا دو ملک صنعان جادوگر نے کہا ابھی کچھ ایسا بہت عرصہ یہان قیام کو نہین گذرا چند روز یہان قیام کر بعدہ تجکو اختیار ہی توریج نے کہا ای بادشاہ اب یہان توقف نہین کرونگا پھر چند روز یہان آکے قیام کرونگا جب ملک صنعان شاہ نے بہت اصرار کیا اور توریج نے نہ مانا ملک صنعان شاہ مجبور ہوا ایک تاج سحر توریج کے واسطے تیار کیا جسمین یہ خاصیت مقرر کی جسکے سر پر وہ تاج ہو جو شخص اُس صاحب تاج کو دیکھے فوراً سجدہ کرے اس طرح کا تاج تیار کرکے توریج کو دیا اور کہا ای فرزند ہر چند کہ تیری مفارقت مجپر نہایت شاق ہی لیکن تیرے اصرار سے مجبور ہون مین نے یہ تاج خاص تیرے واسطے تیار کیا ہی اسکو اپنے ساتھ لیتا جا یہ تاج سکندر چوپان کے سر پر رکھدینا اور اُس سے کہدینا کہ سب سے کہے کہ مین زمرد شاہ ہون دوبارہ مین نے آسمان سے نزول کیا ہی جو شخص سکندر چوپان کو دیکھے گا فوراً سجدہ کریگا توریج اس خاصیت کے تاج کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور صنعان شاہ کو سلام کیا اور تاج کو لے کے اپنے پاس رکھ لیا بعدہ صنعان شاہ نے ایک جادوگر کو اپنے روبرو طلب کیا کہا جا توریج کو اسکے لشکر مین پہونچا دے اُسنے چشم زدن مین توریج کو لشکر

مین پہونچا دیا تورج نے اُس جادو کے کار نمایان کی بہت تعریف کی اور خلعت گران بہا انعام مین
دیا وہ جادو وہان سے رخصت ہو کے چلا آیا اہل لشکر نے تورج کو عرصہ کے بعد دیکھا کہا ای تورج
کہان تھے جو اسقدر عرصہ کے بعد یہان آئے تورج کے دل مین خیال آیا کہ اول خواجہ بشیر کے
قصر کی سرگذشت بیان کرون مگر پھر خیال آیا کہ خواہ مخواہ ان لوگون کی نظر مین ذلیل ہونگا وہان کے
حال کو نہ بیان کیا البتہ طلسم خارستان باختر کی کیفیت تمام و کمال بیان کی اور کہا صنعان جادو
بادشاہ طلسم خارستان باختر نے یہ تاج مجکو تحفۃً دیا اور وہ تاج سکندر چوپان کے سر پر رکھدیا بس
پھر تو واقعی یہ کیفیت تھی کہ جو سکندر چوپان کو دیکھتا تھا فوراً اُسکے روبرو سجدہ کو جھک جاتا تھا
یکایک یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی کہ تورج بدرگ طلسم خارستان باختر مین پہونچا تھا رضوان
دختر صنعان شاہ بادشاہ طلسم سے شادی کی اب لشکر مین آیا ایک تاج لایا ہی جسکی یہ خاصیت
ہی کہ جو کوئی صاحب تاج کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی شاہ سلیمان نے قارن قمر بین کو طلب کیا
وہ شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوا کہا کیا حکم ہی شاہ سلیمان نے کہا حکم یہ ہی کہ تورج کے
مقابلہ مین میرے طالع کو دیکھو کہ ازروے خاصیت کواکب کیا دریافت ہوتا ہی قارن قمر بین نے
زائچہ کیا قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا شہریار رفیع الحال قواعد نجوم سے دریافت ہوتا ہی کہ تمھارے
مقابلہ مین تورج کا طالع قوی ہی ہر وقت اُسکا کام روبر است لائیگا ہر کام مین مقصد ور ہوگا آج سے
چالیس روز کے عرصہ مین قلعہ ذو الامان کو تہ و بالا کر کے خاک سیاہ کر دے گا شاہ سلیمان
گھبرا گیا کہا ای قارن قمر بین اسوقت تو نے عجب طرح کی خبر وحشت اثر سنائی اگر یہی حال تورج
کے طالع اور مقصد وری کا ہی تو ہم کیونکر اُسکے غلبہ سے محفوظ رہ سکتے ہین قارن قمر بین نے کہا
شہریار بے شبہ اُسکے مقابلہ مین تمھاری حالت مخدوش معلوم ہوتی ہی تمکو چاہیے کہ پیشتر سے اپنی
حفاظت کا بندوبست کر لو تاکہ تورج سے کسی طرح گزند نہ پہونچے شاہ سلیمان نے کہا اچھا پھر تم ہی کوئی
تدبیر بتاؤ قارن نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم آج ہی شب کو جابلقا کے جانب کوچ
کرو اگر توقف کروگے تو پھر یہان سے کوچ کرنا دشوار ہوگا شاہ سلیمان نے اُسی وقت سے
سامان کرنا درست کر دیا اور قارن کو بار دیگر طلب کر کے پوچھا کہ ای ستارہ شناس یہ بھی بتاؤ کہ
جابلقا کی طرف براہ دریا کوچ کرون یا براہ خشکی اُسنے بعد تامل بسیار کہا میرے نزدیک براہ
دریا ہی سفر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی شاہ سلیمان نے متعدد کشتیان کرایہ مین تاریکی شب مین اُن
کشتیون پر سوار ہو کے جانب جابلقا روانہ ہو گیا اثناے راہ مین ہر مرتبہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہو
تورج بدرگ دریا مین سد راہ ہو اُس طرف جب تورج تمام باختر کو بخوبی قبضہ مین لا چکا اور بالکلیہ
اطمینان حاصل ہو گیا کوچ کر کے ذو الامان کے قریب پہونچا وہان نہ شاہ سلیمان کو دیکھا اور
نہ اور کسی مردان قلعہ سے کسی کو دیکھا تمام قلعہ ذو الامان ہو کا مقام تھا بہت برہم ہوا حکم دیا کہ
تمام قلعہ ذو الامان کو ویران کر دو چنانچہ تمام مکانات منہدم کر دیئے گئے حتی کہ قصر ہاے لعل نگار و
مروارید نگار و جواہر نگار تک کو منہدم کر دیا یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان کبھی کوئی عمارت تھی بعد
مار کوہ پر اپنی طرف سے ایک ایسے قلعہ وسیع و مستحکم کی بنا ڈالی جسمین چار ہزار مرصع نگار قصر واقع

تھے ہر ایک قصر کی شان و رفعت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی اُسکے مقابلہ مین عمارت بہرام دیکھنے جاے تو ورگور رنگنے چلا آئے ہزارون کمرے لاکھون برآمدے نکالے ہین جواہرات بے بہا سے مرصع کیے ہین خشتہ طلا و نقرہ سے در و دیوار کو گنگا جمنی بنایا ہی کار لاجورد دکھایا ہی غرضکہ جملہ قصورون مین جو قصر ہی ہر طرح کی خوبی کا اُسمین حصر ہی اسیطرح ہر قصر کے متعلق ایک ایک باغ آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہی جس باغ کو دیکھو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تمام عالم کا مال اسکی درستی مین صرف کیا ہی نمونہ بہشت شداد لم یخلق مثلہا فی البلاد آٹھ بہشت یعنے منازل قمر جو فلک پر ہین ویسے برج بنائے ہین جواہر کے ترشے ہوئے ستارون کے نقشے دکھائے ہین اسی طرح ہر ایک باغ رشک جنت کے بیچ مین وہ ایک ایک قصر جسکا ذکر اول مین ہوا واقع ہی چار ہزار قافلہ سرائین تعمیر کین ہر ایک سرا مین چار چار پانچ پانچ ہزار حجرہ ترتیب دئیے تھے اس سے وسعت ہر ایک سراے کی معلوم ہوتی ہی بعد تیاری اُس قلعہ وسیع کے نام اُسکا قلعہ تورج آباد مقرر کیا علاوہ قصر ہاے اندرون قلعہ بیرون قلعہ بھی چار ہزار باغہاے سرسبز و شاداب مع قصر ہاے مکلل گرداگرد قلعہ ترتیب دیے تھے تورج بدرگ اُس قلعہ تورج آباد مین مقیم ہوا چونکہ فی الحال ہر گونہ اطمینان حاصل ہو چکا تھا سیر و شکار کا خیال ہوا سامان شکار مہیا کر کے ایک جانب روانہ ہوا

اب تورج بدرگ کو صید و شکار مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال نقابدار دختر طہماسپ مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

دکھائی دیتے ہین نقشے بہار مین کیا کیا
مزے اُٹھائے ہین بوس و کنار مین کیا کیا
دل و جگر ہوئے دو ٹکڑے تیغ ابرو سے
ہوس ہی زندگی مستعار مین کیا کیا

کھلے ہین گل چمن روزگار مین کیا کیا
لیے پھر انجھے ذرات کوہ و صحرا مین
اُلجھی کاٹ ہین اس ذوالفقار مین کیا کیا
ملا نہ اُس دل گم گشتہ کا پتہ آہ اوہ

بیان ہو نہین سکتے شب وصال کے لطف
جنون نے سیر دکھائی بہار مین کیا کیا
شراب و سبزہ و آب روان وصل نگار
پھرا مین کوچۂ گیسوے یار مین کیا کیا

سخن سنج دانائے معنی فریب
عروس سخن را چنین داد زیب

کہ وہ نقابدار دختر طہماسپ تھی جب اسکو تورج کے مقابلہ سے بچہ اُٹھا لیگیا یکایک آنکھ جو کھولی اپنے کو حنظل مین پایا اور دیکھا کہ اپنی ماں کے پاس بیٹھی ہی کمال حیرت ہوئی سلام کیا اور کہا اے مادر گرامی اسوقت اپنے کو طرفہ حالت مین دیکھتی ہون نہین معلوم یہ خواب ہی یا عالم بیداری ہی سچ بتاؤ وہ کون تھا جو مجکو یہان لایا مجکو یہانتک پہونچنے کی مطلق اطلاع نہین ہی اُسنے کہا اے فرزند بیشک تجکو یہانتک پہونچنے کی اطلاع نہو گی اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ یہان سے قریب جادوان حنظل مین سے ایک جادو ہی مرواق جادو نام اور اہل اسلام سے ہی شب کو مین نے تیرے حق مین خواب پریشان دیکھا بہت پریشان ہوئی دل مین طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوئے تیرے دیکھنے کو دل چاہا مرواق جادو از بسکہ میرے پاس آیا ہوا تھا اُسنے مجکو پریشان دیکھ کے حال پوچھا مین نے کہا اے مرواق جادو کیا پوچھتا ہی مجکو سخت تردد لاحق ہی بعدہ خواب شب کی حقیقت مفصل بیان کی اُسنے کہا مین موجود ہون جو حکم ہو بجا لاؤن مین نے کہا مین کمال مشکور ہونگی اگر تو میری دختر کو میرے پاس لے آئیگا چنانچہ وہ اُسی وقت روانہ ہوا تجکو میرے پاس لے آیا اے فرزند اب تو کہہ تورج کے مقابلہ کے واسطے گئی تھی کیا نتیجہ ظہور مین آیا دختر طہماسپ نے اپنا جانا اور تورج سے مین شب و روز کی کشتی اور اپنا گرفتار ہونا اور مریخ خان

نکا عاشق ہونا اور اُسکو ہلاک کرنا رو بروئے تورج کے اور زخمی کرنا تورج کا بالتفصیل بیان کیا اُسوقت اُسکی
مان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا ای آذر چہرہ گیسو بریدہ تیرا پدر ایسا شیر بیشۂ جرأت
و دلاوری و نہنگ بحر جلادت و بہادری ہو اور تو ایسا کار ناشایستہ عمل مین لائے افسوس تونے
تمام باختر مین اپنے کو بدنام کیا مان باپ کا نام ڈبویا اگر تو سمجھتی تھی کہ مجھسے ایسے کارہاے ناشایستہ
ظہور مین آئینگے تو بیکار تونے اُس طرف کا ارادہ کیا مجکو ان حالات سے مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ
مین ہرگز تجکو نہ بلاتی اگرچہ تو ہلاک کبھی ہو جاتی لعنت ہی تجھپر اور تیرے ایسے بیہودہ حرکات پر آذر چہرہ
سر جھکائے سکوت مین بیٹھی اپنی مان کے عتاب آمیز کلمات کو سن رہی تھی مطلق جواب نہ دیا جب مادر
آذر چہرہ نے دیکھا کہ آذر چہرہ سکوت مین سُن رہی ہی اور کچھ جواب نہین دیتی اور زیادہ آتش غضب
مشتعل ہو گئی کہا او بدبخت کیا سکوت مین سن رہی ہی جواب نہین دیتی آخر تو کیون اُس طرف گئی تھی ہو شرط
کہ تجکو گلا گھونٹ کے مار ڈالون یہ کہکے ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے اُٹھے مگر پھر توقف کیا اور اُسی طرح ملامت
کرتی رہی تھوڑی دیر کے بعد کسی ضرورت سے وہان سے اُٹھ کے گئی آذر چہرہ نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا
فوراً کچستی تمام وہان سے اُٹھی اور مرکب پر سوار ہو کے تورج کی طرف روانہ ہو گئی

اب آذر چہرہ دختر طہماسپ کو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور حال فرماندہ مملکت جہانبانی تاجدار اقلیم
صاحبقرانی نشستندۂ سریر سلیمانی یعنے جناب حمزۂ ثانی معرض تسطیر مین آتا ہی

ہر ایک سے سخن مین گرم خبر دیا پایا
ہمنے یہان کسی کو کب اہل درد پایا
حسن پری کو جیسا جلوہ فروز دیکھا
اُس گل کے رخ کو ہمنے رنگت مین زرد پایا
تھا تیرے قرعہ مین گو وحدت کا جو تصور
مجنون خستہ تن کو محمل پہ گرد پایا

باتون کو تیری واعظ ہمنے تو سرد پایا
بیمار جو کہ تیرے سونے سے رنگ کا تھا
عشق بلا قرین بھی دنبالہ گرد پایا
جنگل مین پھرتے تجھپر ایک عمر گذری ہی دل
جس روح پر نظر کی بے شبہ فرد پایا
کوئی نظر نہ آیا جانباز عشق ہندی

جب غور کی تو دیکھا دنیا مین خود غرض تھے
گل سے بھی کچھ زیادہ آج اُسکو زرد پایا
زلفون کو سمجھے سنبل ہونٹھون کو غنچہ پایا
تجھسا نہ کوئی مین نے صحرا نورد پایا
لیلی خوش ادا کا ناقہ جدھر سے گذرا
اس معرکے مین ہمنے ایک تجکو مرد پایا

رہ نوردان صراط مستقیم جادہ پیمایان منزل رضا و تسلیم دیدہ وران حق بین حقیقت طریقت شناسان
گزین جنکی نظرون مین عطاے عقل فعال بے کشف غطا مشرقستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہی اور صفاے
باطن سے مثل مرآت تجلی خیز غیر احتیاج زنگ زدا ہر ایک روشن ضمیر برہان ساطع اور حجت لامع سے
اس تصدیق نظری کو لباس تصور بدیہی یون پنہاتے ہین کہ جب بدر آسمان کمال مہر سپہر جاہ و جلال
مروج دین متین سبحانی یعنے جناب حمزۂ ثانی با فوج دریا موج فرعونیہ سے کوچ کرکے جانب باختر
روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جزیرہ ملا نہایت سر سبز و شاداب ہر طرف درختان گل و ثمر کی کثرت
جابجا چشمہ جاری ہر جانب لطف باد بہاری ہر چند کہ کوئی باغبان نہ تھا مگر جہان دیکھو نہایت سلیقہ
کی گلکاری ایک ایک پتی مین صنعت صانع ساری حمزۂ ثانی کو وہان کی ہوا اور سیر بہت خوشگوار
معلوم ہوئی حکم دیا آج یہین مقام ہو فوراً جابجا خیمہ استادہ ہو گئے جانوران باربردار کی پشت
سے اسباب اُتار لیا حمزۂ ثانی نے مرکب سے اُتر کے چند لمحہ اپنے خیمہ مین استراحت کی پھر
باہر خیمہ کے آئے ہر چہار جانب دیکھا اُس جزیرہ مین گشت کو دل چاہا مرکب پر سوار ہو لئے ایک

جانب سیر کے واسطے جانے کا ارادہ کیا تھا سامنے سے کچھ لوگ آتے معلوم ہوئے وہین توقف کیا جب وہ لوگ قریب آئے دیکھا سب سیاہ پوش ہین اور آتے ہی اُن سب سیاہ پوشون نے فریاد و اویلا کرنا شروع کی حمزۂ صاحبقران کو کمال حیرت ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ پوچھو یہ لوگ کون ہین اور کیون فریاد و زاری کرتے ہین کیا اُنکو رہزنون نے کچھ تکلیف پہونچائی ہی مال و اسباب چھین لیا ہی یا اُنکے اعزا کو گرفتار کر لیا ہی جو یہ اسقدر بیتاب ہو فریاد و زاری کر رہے ہین وہ ملازم اُن سیاہ پوشون کے پاس گئے حال پوچھا معلوم ہوا کہ شاہ سلیمان فارسی آیا ہی حمزۂ ثانی سے دادخواہ ہی جونہین حمزۂ ثانی نے شاہ سلیمان کا نام سنا ہمہ تن حیرت ہو گیا اور کہا جلد سلیمان کو ہمارے پاس لاؤ یہ عجیب واقعہ اسوقت ہماری سماعت مین گذرا کیا واقعی شاہ سلیمان ہی یا شاہ سلیمان کی صورت کا کوئی اور شخص دادخواہ ہی لوگون نے کہا شہریار ہمنے بچشم خود دیکھا خاص شاہ سلیمان ہی جو یہان آ کے دادخواہ ہوا ہی تا اینکہ شاہ سلیمان کو حمزۂ ثانی کے روبرو لائے جونہین حمزۂ ثانی نے شاہ سلیمان کی صورت دیکھی چند قدم تعظیم کے واسطے بڑھا دست در دست گرفتہ خیمہ مین لا کے قریب اپنے بٹھایا اور کہا شہریار ہم تمکو اپنے بزرگون کی جگہ سمجھتے ہین یہ کیا تمپر مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح پریشان و بدحواس یہان آئے اور مجھسے دادچاہی بخدا مجکو اسوقت تمھاری حالت دیکھ کے تاسف کے ساتھ کمال حیرت ہی شاہ سلیمان نے کہا شہریار مین بدحواس ہو رہا ہون ایک لمحہ توقف کرو تو بیان کرون یہ کہکے پانی طلب کیا فوراً آبدار نے ایک جام آب سرد کا دیا شاہ سلیمان نے وہ پانی پیا اور سوے آسمان نگاہ کی اور کہا شکر ہی اُس خداے جل و علا کا جسنے اسوقت صحیح و سلامت یہانتک پہونچایا اور حمزۂ والاقدر کی ملاقات میسر ہو گئی ورنہ ہرگز یقین نہ تھا کہ بار دیگر ملاقات کی نوبت آنے گی حمزۂ ثانی نے کہا شہریار اگر گرسنہ ہو تو طعام بھی موجود ہی نوش فرماؤ شاہ سلیمان نے کہا نہین فکر و تردد سے شکم پر ہی کھانے پر کسکو رغبت ہوا ای شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس فرزند کے ناپاک سگ توریج بدرگ کے ہاتھون سے عاقبت تنگ ہی اُس نابکار نے تمام باختر اور بالا باختر مین اپنے کو صاحبقران عصر مشہور کیا ہی اور تمام کوچک باختر اور بالا باختر کو مسخر کیا ہی کہ تمام رعایا وہان کی اُسکی سعی و کوشش سے بت پرست ہو گئی طرفہ تر یہ کہ سکندر چوپان ایک گبر ملعون جسکی صورت زمرد شاہ سے بالکل مشابہ ہی وہ اپنے کو زمرد شاہ کہتا ہی اُسکی مشابہت صورت سے سب کو یقین آگیا ہی کہ یہ واقعی زمرد شاہ ہی حالانکہ یہ اُسکا محض فریب ہی کسی کے چون و چرا نہ کرنے کی یہ وجہ ہی کہ توریج پلید اُسکا حامی ہی چونکہ توریج نے فی الحال غلبہ پایے ہوئے ہی سکندر چوپان جس سے کہتا ہی کہ مین زمرد شاہ ہون اُسکو قبول کرنا لازم آتا ہی اور اُسکے ساتھ اور بھی فریب مین مبتلا ہوتے ہین ای شہریار طلسم خارستان باختر کے جادوؤن مین سے ایک جادو ہی صنعان جادو نام اُسنے توریج کے واسطے ایک عجیب خاصیت کا ایک تاج تیار کیا ہی یعنے جو شخص اُس تاج کو سر پر رکھتا ہی صاحب تاج کو جو کوئی دیکھتا ہی بلا تکلف سجدہ کرتا ہی اُسکے سحر نے اور بھی قیامت برپا کر رکھی ہی اور جو انگشتری

شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس تھی اور جس انگشتری کے تابع چار نفر دیو ہین وہی انگوٹھی سکندر چوپان کے ہاتھ مین موجود ہی اُسی کی وجہ سے ایک ہزار ایک طیور ہر وقت اُس نابکار کے سر پر سایہ کیے رہتے ہین اور اُس مردود کو توریج مردک نے اپنے لشکر کا حاکم و فرمان روا مقرر کیا ہی اُس انگشتری کے تابعین دیوؤن کو طلب کرتا ہی اور اُنکے ذریعہ سے بادشاہ ممالک کو طلب کرتا ہی اور اُن بادشاہون کو سکندر چوپان کی صورت دکھاتا ہی چونکہ وہ تاج مسحور اُسکے سر پر ہوتا ہی فوراً بادشاہ سکندر چوپان کو سجدہ کرتے ہین اس مکر و حیلہ سے اُن مردودون نے تمام ممالک کو بسہولت مسخر کر لیا ہی علاوہ اسکے قلعۂ ذو الامان مین کیسے کیسے قصر ہاے جواہر نگار آراستہ و پیراستہ تھے اُن سب کو اُس ملعون نے منہدم کیا کہ اُن جواہر نگار قصرون کا نشان تک باقی نہین رہا ہان اپنی طرف سے سامنے ذو الامان کے ایک شہر آراستہ کیا ہی اور زمرد شاہ کی طرح کا قیطول بھی آراستہ کیا ہی تمام باختر مین جہان دیکھو سکہ صاحبقرانی اُسکے نام کا ہی اے شہریار مجکو تحقیق دریافت ہوا ہی کہ فی الحال توریج بدرگ کا طالع یاور ہی پھر کیون نہ ہر جگہ مظفر و منصور ہو ہمیشہ خدا اسکے دین کا طرفدار رہا ہی حمزۂ ثانی متبسم ہوئے اور کہا ہان ؎ خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال + کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے پھر خداوند عالم عادل و منصف ہی اگرچہ ہماری عقل اُسکی حکمت تک نہین پہونچ سکتی تاہم یہ مسلم الثبوت ہی کہ خداوند عالم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا اس امر مین بھی کوئی حکمت ہوگی جو آج توریج مردود کو اس طرح کی قدرت حاصل ہی شاہ سلیمان نے کہا لاریب فیہ لیکن اب اپنا تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور ہوا کیا چاہتا ہی خاتمہ ہو گیا حمزۂ ثانی نے پوچھا ہمارے ناموس کو کہان چھوڑ آئے شاہ سلیمان نے کہا شہریار اُن خواتین سراپردۂ عصمت کو جابلقا مین چھوڑ کے یہان آیا ہون اگرچہ اُن خواتین کو چھوڑ کے آنا مصلحت نہ تھا مگر چارہ کیا تھا جس امر مین چارہ نہین ہوتا ہر طرح اُسکو اختیار کرنا لازم آتا ہی حمزۂ ثانی اس واقعہ کو زبانی شاہ سلیمان کے سن کے تا دیر سکوت مین متامل بیٹھے رہے بعدہ شاہ سلیمان کی طرف دیکھ کے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی توریج بھی خدا کا بندہ ہی اگرچہ منحرف ہی تاہم اُسکے رحم و کرم کا دستر خوان بہت وسیع ہی بعدہ کشتیان تیار ہوئین اُن کشتیون پر سوار ہو گئے وہان سے روانہ ہوئے سفر دریا طی کرتے ہوئے چند روز کے بعد نہر تا نیثہ کے قریب کشتیون پر سے اُترے خشکی مین خیمہ برپا ہوئے قیام کیا اُسی وقت ایک نامہ اس مضمون کا لکھا الحمد للہ الذی لیسبح لہ فی السموات والارض والصلوٰۃ علی رسولہ محمد خیر البشر والسلام علی غالب کل غالب مطلوب کل طالب نقطۂ دائرۂ المطالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اما بعد حمد خداوند کردگار و نعت جناب احمد مختار و منقبت حضرت حیدر کرار غیر فرار ہر ایک بادشاہ خود مختار ملک باختر کو اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال توریج خان نامے ایک بت پرست نے سر اُٹھایا ہی اور اپنے کو صاحبقران عصر مشہور کیا ہی مزید بران بت پرستی کو روز افزون ترقی دیتا چلا جاتا ہی ہزار ہا برس کے آباد ملکون کو برباد کر رہا ہے اگر چند روز اور اسی طرح اُسکے حال سے غفلت کیجائیگی تو غالباً تمام

دنیا کو مسخر کرلے گا اور تمام دنیا بت پرست ہو جائیگی پھر کوئی تدبیر کارگر نہوگی سر چشمہ شاید گرفتن بمیل + چو پر شد نشاید گذشتن بپیل + ابھی سے اس بارہ مین کوشش کرنا لازم ہی اور سب کو چاہیے ہی کہ یک دل ہو کے اُسکی طاقت کو زائل کرین ہم اس بارہ مین بجان و دل مستعد و آمادہ ہین کسی طرح کا محل خوف نہین ہی مثل مشہور ہی ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + اس بارہ مین ہمکو بہت کچھ لکھنا چاہیے تھا لیکن بنظر طوالت اختصار سے کام لیا ہر ایک بادشاہ کا فرض ہی کہ اس کتاب مختصر کو مطول سمجھے اور بجان و دل اس بارے مین کوشش کرے والسلام اس مضمون کا نامہ منشی کو دیا اور کہا جلد اس مضمون کے چار سو خط لکھو اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک بادشاہ باختر کے نام روانہ کرو خبردار دیر نہو منشی نے حسب الحکم حمزہ صاحبقران کے چار سو نامے تیار کیے اور ہر ایک بادشاہ مملکت باختر کے نام روانہ کیے جب اس مضمون کے نامے اُن بادشاہون کو پہونچے از اول تا آخر ہر ایک نے نامے کو پڑھا اور بالاتفاق یہ جواب سب نے لکھا کہ ای حمزہ ثانی تمھارا کس طرف خیال ہی تمنے یہ کیا لکھا ہی ہماری سمجھ مین ایک حرف نہین آتا جو کچھ ہم سمجھے وہ تم نہین سمجھے ہو اور جو کچھ تم سمجھے ہو ہم اُسکو کسی طرح نہین سمجھ سکتے آگاہ ہو کہ ہم زمرد شاہ کے بندے ہین ہم کیا جانین دین اسلام کسکو کہتے ہین اور خدا پرستی کیا شی ہی جو کچھ ہی زمرد شاہ ہی ای حمزہ ثانی معلوم ہوتا ہی تم سوتے سے اُٹھے تھے جو یہ نامہ ہمکو لکھا ہی خبردار اب اس طرح کی تحریر ہمارے پاس نہ بھیجنا ورنہ ہم بہت سخت جواب دینگے جو تمکو بہت ناگوار ہوگا جب ہر ایک بادشاہ نے اس مضمون کا جواب حمزہ ثانی کے پاس بھیجا انگشت بدندان ہوگے کہا ہائے غضب یہ کیا ہوگیا ما از آنان چشم نیکی داشتیم + خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + لاحول ولا قوۃ الا باللہ افسوس تمام ملک باختر ہاتھ سے نکل گیا بخدا میرا گمان ہرگز ایسا نہ تھا اب مجھکو معلوم ہوا کہ توریج بدرگ بڑا مکار ہی اُسنے بڑا فریب دیا کیا حیرت خیز واقعہ ہی کہ ہر ایک بادشاہ ملک باختر منحرف ہی اور ایک ہی طرح کا سب نے جواب دیا اور شاپور شیر دل کیطرف متوجہ ہوکے کہا ای شاپور شیر دل و ای یاران من ان خطوط سے تم سبق لو اور سمجھو کہ دنیا مین کیسے کیسے تعجب خیز واقعات روبکار ہوتے ہین تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک بادشاہ نے یہی جواب دیا کہ ہم زمرد شاہ کے بندے ہین ہمکو دین اسلام سے کیا نسبت فی الحال میری یہ رائے ہی کہ تم سب جاؤ اور دختر توریج کو میرے پاس لے آؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ گبر کس فکر مین ہی شاپور شیر دل وغیرہ نے عرض کی بسر و چشم غرضکہ شاپور شیر دل مع عیاران و یاران دیگر توریج آباد کے جانب اُسی وقت روانہ ہوگیا

اب پھر توریج بدرگ کے حال نکبت مآل کیجانب توجہ کیجاتی ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ + سخن را اینچنین آغاز کردہ + کہ جب توریج بدرگ کو بخوبی اطمینان حاصل ہوگیا بقصد شکار ایک جانب روانہ ہوا صید و شکار مین مصروف تھا یکایک ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی اس موذی کو تعجب ہوا دل مین کہا نہین معلوم کون ہی جو خیز اخیز اس طرف چلا آتا ہی حتی کہ دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار نمایان ہوا اب توریج کو اور زیادہ حیرت نے گھیرا کہ نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی راوی کہتا ہی کہ یہ نقابدار وہی آذر چہرہ دختر طہماس ہی جو اپنی مادر کی ملامت

و نفرین سے موقع پاکے تورج بدرگ کے جانب روانہ ہوئی تھی تورج کے قریب پہونچ کے
نعرہ مارا کہ او باش او موذی مکار بے ایمان و بدشعار پیشتر میرے ہاتھ سے رہا ہو گیا یہ بھی ایک
اتفاقی امر تھا دیکھون اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی تو سہی کہ تجکو باین ذلت و فضیحت ہلاک
کرون کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرین یہ کہکے قریب آکے اس زور و طاقت سے
شمشیر آبدار کا وار تورج بزرگ پر کیا کہ اگر پہاڑ پر ایسا وار ہوتا تو وہ دو لخت ہو کے زمین پر گرتا مگر اُس
نابکار نے اسطرح اُس وار کو سپر پر رد کیا کہ مطلق صدمہ اُسکو نہ پہونچا بلکہ تلوار نقابدار کی دو حصہ
ہو گئی ایک حصہ زمین پر گرا اور دوسرا حصہ مع قبضہ نقابدار کے ہاتھ مین رہا نقابدار نے اُس
حصہ کو بھی بیکار سمجھ کے زمین پر پھینک دیا تورج سمجھا کہ اب نقابدار کے پاس تلوار نہین ہی
یہ کیا کر سکتا ہی اسکو گرفتار کر لینا چاہیے اس ارادہ سے آگے بڑھا نقابدار نے قریب جا کے
اس زور سے طمانچہ اسکے منہ پر مارا کہ منہ دوسری جانب پھر گیا اور پشت مرکب سے زمین پر
آکے تورج کی ٹانگ لی اور ایسی چالاکی سے کھینچا کہ ہر چند تورج نے چاہا کہ پشت مرکب سے
زمین پر نہ آوے بلکہ کسی حربہ سے نقابدار کا کام تمام کردون لیکن ممکن نہوا منہ کے بھل زمین پر آیا
اُسوقت تورج بدرگ کے حواس منتشر ہو گئے پھر بھی حواسون کو درست کیا اور سنبھلا
نقابدار نے پس پشت سے اُسکے سر پر ایک دھول جمائی وہ مثل بلا سے بے درمان لپٹ گیا
نقابدار بھی زور دست و بازو مین مصروف ہوا خوب خوب بست و کشا ہوئی حتے کہ
تین شب و روز کا عرصہ گذر گیا نہ این را خطر نہ او را ضرر ہر چند نقابدار نے کد و کوشش کی اور
موقع کو تلاش کیا تاکہ تورج بدرگ کو زک دے مگر وہ ملعون بھی ایک حرامزادہ ہی فن سپاہگری سے
خوب ماہر ہی نقابدار کے بست و کشاد مین خوب ہوشیاری کام مین لاتے ہوئے ہی نقابدار
کو سخت مشکل لاحق ہی اسواسطے کہ وہان سے خاص تورج بدرگ کے پسپا کرنے کو آئی تھی یہان
رنگ دگرگون نظر آتا ہی ستارہ شناس پیشتر ہی تورج کے بارے مین حکم لگا چکا ہی کہ ابھی تورج
کا طالع قوی ہی ترقی روزافزون ہی جو مقابلہ کریگا پسپا ہوگا تین شب و روز کی کشتی مین نقابدار کے
زور و طاقت مین تورج کو کمی محسوس ہوئی کہا ای نقابدار اب تجکو گرفتہ و بستہ کر لینا کچھ مشکل
نہین ہی خیریت اسی مین ہی کہ اپنے نام و نشان سے آگاہ کردے کہ تو کون ہی نقابدار نے کچھ جواب
نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چوتھے روز تورج بدرگ نے نقابدار کو ہاتھ پر بلند کر لیا اور کہا کیون ای نقابدار
ہی شرط کہ تجکو اس زور و طاقت سے زمین پر مارون کہ تو نقش زمین ہو جائے مگر خیر رعایت کرتا ہون
اگر ہلاک کرنا تجکو منظور ہوگا تو اور وقت بھی ممکن ہی یہ کہکے زمین پر آہستہ مارا اور دست و پا بستہ
کر کے پوچھا ای نقابدار بتا تو کون ہی اگر اب بھی تو اپنے حال کو پوشیدہ کریگا مین زبردستی تیری
نقاب کو تیرے چہرے سے دور کر دونگا نقابدار نے خیال کیا کہ اب مجبوری کا عالم ہی بجز اظہار حقیقت
حال چارہ نہین ہی کہا ای تورج خان واقعی مین نے اپنے حال کو آجتک تجھسے پوشیدہ کیا لیکن آج ہم
اپنے حال کو تیرے روبرو ظاہر کرتے ہین آگاہ ہو مین وہی نقابدار دختر طہماس ہون جسنے سرنج خان
کو تیرے روبرو ہلاک کیا اور بہر دانگی تیر مقابلہ کیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بالا سے ہوا سے پنجہ پیدا اور تجکو

اُٹھالیتا ورنہ اُسی وقت تیرا کام بھی میرے ہاتھ سے تمام ہو جاتا اب توریج بدرگ کو کمال درجہ حیرت
نے گھیرا فوراً ایک گوشہ نقاب اُسکے چہرہ سے برطرف کی جونہین توریج کی نظر آذر چہرہ کے رخ زیبا
وطلعت رعنا پر پڑی تیر عشق دل وجگر کو بر ما گیا اہرمن فیل پا کو بلایا اور کہا ای اہرمن
اس نقابدار کو لیجا خوب حفاظت مین رکھنا کہین جانے نہ دینا ایسا نہو قبضہ سے نکل جائے محنت ضائع
ہو جائے اہرمن فیل پا نے کہا ای توریج خان حفاظت کی کیا ضرورت ہی ابھی اس نقابدار
کو بارگاہ مین لیچلو جو کچھ اس سے کہنا ہو وہ کہو اگر منظور کرے فہو المراد اسی کا نفع ہی اگر انکار کرے
پس مخالف کا زندہ رکھنا حماقت ہی فوراً اسے تہ تیغ کردو یہ کہا اور اُسی وقت دونون کو لیکے توریج
اور نقابدار کو بارگاہ مین پہونچا دیا توریج خان نے ایک مقام خلوت آراستہ کیا اور حکم دیا کہ
نقابدار کو اُسی طرح گرفتہ وبستہ ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ ملازم اُسی طرح آذر چہرہ کو طوق وزنجیر مین
بستہ روبرو توریج کے لائے توریج بدرگ نے کہا ای نازنین سراپا ناز وانداز تو نے بیکار اپنے
دست وپا کو اسقدر تکلیف دی اگر تو پیشتر ہی اس راز کو مجھپر حالی کر دیتی تو کیون اس زحمت مین مبتلا
ہوتی تاہم کچھ مضائقہ نہین ہی آگاہ ہو اگر تو طہماس کی دختر ہی تو مین توریج خان صاحبقران عصر
ہون اگر تو بخوشی خاطر مجھکو قبول ومنظور کرلے تو کیا مضائقہ ہی بقیہ عمر تیری عزت وراحت مین بسر ہوگی
ورنہ ظاہر ہی جس ذلت وفضیحت مین مبتلا ہی مدت العمر اسی طرح گرفتار بلا رہیگی آیندہ تجکو اختیار ہی آذر چہرہ
نے کہا ای توریج خان مجکو تیرے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہی واقعی تو فی الحال صاحب اختیار
ہی مگر میرا قبول کرنا دو شرطون پر موقوف ہی توریج خان نے کہا وہ شرطین کیا ہین بیان کر اُسنے
کہا پہلی شرط یہ ہی کہ تو دین اسلام اختیار کر دوسری شرط یہ ہی کہ میرے بارے مین پدر معظم کو راضی کر
توریج خان نے کہا ای آرام جان تعجب ہی کہ باوجود اس عالم مجبوری کے تو اپنے پدر کی مرضی
کی خواستگار ہی آگاہ ہو کہ اگر اسوقت تو مجکو قبول کریگی فوراً تیری رہائی کا حکم دونگا ورنہ تو زندہ نہین
رہ سکتی مجکو یہ دردسر نہین ہی کہ دین بت پرستی کو تیرے واسطے ترک کرکے دین اسلام اختیار
کرون مزید بران تیرے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کرون آذر چہرہ نے کہا ای توریج خان
تو یقین سمجھ لے کہ مین اپنی ہلاکت سے خائف نہین ہون اگر ان شرطون کو منظور نہ کریگا تجکو اختیار
ہی توریج خان اُسوقت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ایک صندوق آہنی جلد تیار کیا جاے چنانچہ
صندوق آہنی تیار ہو کے آیا توریج نے اُس صندوق مین ملکہ آذر چہرہ کو بند کرکے مقفل کر دیا
تمام دن اُس صندوق مین ملکہ بند رہی جب رات ہوئی توریج نے اُس صندوق آہنی کو منگایا اور
ملکہ آذر چہرہ کو صندوق سے باہر نکالا ملکہ کے پانون پر سر رکھدیا کہا ای آرام جان ہر چند کہ مین نے
تیرے خائف کرنے کو تجھے اس صندوق مین بند کیا مگر میرے دل کو ہرگز گوارا نہین ہی کہ تو اس
زحمت ومصیبت مین مبتلا رہے تیرے پدر معظم کے اجازت کی اُسوقت ضرورت تھی کہ تو میرے
اختیار سے باہر تھی دراَنحالیکہ تو میرے اختیار مین ہی پھر مجکو طہماس سے اجازت لینے کی کیا
ضرورت ہی اس صورت مین تیری بدنامی بھی نہین ہو سکتی رہا یہ امر کہ مین دین اسلام اختیار کرون
تجکو دین ومذہب سے کیا کام عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود اسوقت ایک ادنے بات مین تیری جانبری ہوتی

ہی ہمیشہ کی زحمت و مصیبت سے رہا ہوتی ہی ملکہ آذر چہرہ نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن اسطرح کی
باتین کبھی اُس انسان کی سمجھ مین نہ آئینگی جو زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہو اور یہ جو تو کہتا ہی کہ دین و مذہب
سے کیا کام ہی آگاہ ہو کہ دنیا مین بجز دین و مذہب کے اور کیا ہی دین و مذہب کے مقابلہ مین جان
کی کوئی وقعت نہین ہی غرضکہ ہرچند تورج بدرگ نے ملکہ آذر چہرہ کو بہت سمجھایا منت و سماجت
بھی کی مگر کچھ فائدہ نہوا تورج مجبور ہو گیا اور کہا تجکو اختیار ہی اور پھر اُسی طرح آج ملکہ کو صندوق
آہنی مین بند کر دیا وہان سے بارگاہ مین آیا ندما اور مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا کہ ایسی
حالت مین کیا کیا جائے آذر چہرہ کی صورت زیبا پر فریفتہ ہون چاہتا ہون کہ اُسکی ہمبستری سے
دل خوش کرون مگر وہ عورت نہین معلوم کس قسم کی ہی کسی طرح راضی نہین ہوتی مذہب اسلام
مین نہین معلوم یہ کیا اثر ہی کہ صاحب اسلام اگر ادنے بھی ہی تو اُسکی جرأت اعلے درجہ
کی ہو جاتی ہی ہرچند کہ آذر چہرہ دختر طماس عورت ذات ہی اور مین نے اُسکو جس زحمت مین
مبتلا کیا ہی ظاہر ہی پھر بھی اپنے تہیہ و عہد سے باز نہین آتی ہے کہ جان ضائع ہونے پر راضی ہی
تم سب کی اس بارہ مین کیا رائے ہی اُن سب نے کہا شہریارہ واقعی سخت دقت ہی اگر میلان
طبیعت اُسکے جانب نہ ہوتا تو چندان دقت طلب امر نہ تھا اب یا تو دین و مذہب قدیم سے
ہاتھ دھو یا جائے یا اُس نازنین کی زندگی سے قطع نظر کیجاوے تورج بدرگ نے کہا مشکل
یہ ہی کہ اگر دین و مذہب قدیم سے بھی قطع نظر کیجائے پھر بھی وہ نازنین راضی نہین ہی اسواسطے
کہ وہ اپنے باپ کی رضامندی بھی چاہتی ہی اگر مین نے اپنے مذہب قدیم سے قطع نظر کی اور
طماس پھر راضی نہوا اُسوقت کیا کیا جائے گا سب نے کہا بیشک یہ واقعہ اہم ہی راوی کہتا
ہی کہ تورج کے لشکر مین ایک منجم تھا نہایت کامل الفن مشہور بہ الماس ستارہ شناس
اور چونکہ اُس منجم کو ہندوستان سے ایک نوع کی نسبت تھی اس اعتبار سے اسکو الماس ہندی
کہتے تھے جب تورج بالکل عاجز و ناچار ہو گیا اور کوئی صورت کاربرآری کی نظر نہ آئی حکم دیا
کہ الماس ہندی کو لاؤ اُسی وقت الماس ہندی حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہی تورج نے کہا اے
الماس ہندی ستارہ شناس بیشتر میری سماعت مین گذرا ہی کہ تو اپنے فن مین اکمل ہی اُسنے کہا
کچھ نہین جو کچھ ہی شہریار کا اقبال ہی ہان قواعد نجوم سے جو کچھ دریافت ہوتا ہی اُسکو بیان کر دیتا
ہون تورج خان نے کہا اچھا اُنھین قواعد نجوم سے اس بات کو بھی دریافت کرو کہ آذر چہرہ
نام دختر طماس میرے مطیع فرمان ہو گی یا نہین کیونکہ مین اُسیر بدل و جان فریفتہ ہون اور
خواستگاری کرتا ہون مگر وہ کسی طرح قبول نہین کرتی حالانکہ اسوقت وہ نازنین میرے قبضہ و
اختیار مین ہی الماس ہندی نے قرعہ پھینکا کچھ لکھا حساب لگایا کہا اے تورج خان بے شبہ وہ
نازنین دختر طماس تجھسے انکار کرتی ہی اور ہرگز راضی نہین ہو گی تورج خان نے کہا اے
الماس ہندی پھر کیا تدبیر کی جائے اگر یہی حال ہی تو چندروز مین ہلاک ہو جاؤنگا اور عجب
نہین جو عنقریب ہلاک ہو جاؤن کیونکہ جب وہ صندوق سے نکالی جاتی ہی اور اُس سے درخواست
کی جاتی ہی بلا تکلف انکار کرتی ہی اُسوقت کا اُسکا انکار کرنا بہت ناگوار معلوم ہوتا ہی غالبًا ایک روز

برہم ہوکے اُسے ہلاک کرونگا جب وہ ہلاک ہو جائیگی پھر اُسکی مفارقت کی تاب نہ لاکے مین بھی
ہلاک ہو جاؤنگا الماس ہندی تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا کبھی قرعہ پھینکتا تھا کبھی کوئی نقشہ کھینچتا
تھا اور حساب لگاتا تھا بعد غور و فکر و نوشت و خوند بسیار سر اُٹھایا اور کہا شہریارا سعد رحمنت مین
ایک بات دریافت ہوئی ہی کہ وہ نازنین مقید تمسے قطعاً انکار کریگی اور ہمیشہ انکار رہیگا ہان یہ
درہ جو توریج آباد کے سامنے واقع ہی اگر تو اُس نازنین دختر طہماس کو اُس
درہ مین لے جا وے اور وہان اُس سے ہمکلام ہو تو عجب نہین کہ وہ تجھسے بلائمت و نرمی پیش
آئے اور اُس ملائمت و نرمی مین کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جاوے توریج خان
الماس ہندی کی یہ تقریر سُن کے بہت خوش ہوا خلعت گرانبہا الماس ہندی کو دیا اور
اُسی وقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کردیا حتے کہ کوچ کرکے اُس درہ کے جانب روانہ
ہوا خیزا خیز اُس درہ کے جانب چلا جاتا تھا آزر چہرہ کے شوق کا غلبہ وقتاً فوقتاً ترقی کر رہا
تھا اور کہتا تھا کیا کرون کہ اس درہ مین فوراً پہونچ جاؤن اور آزر چہرہ اُس صندوق آہنی مین بند
ہمراہ تھی اثنا سے راہ مین دیکھا چار شخص دوڑتے ہوئے بدحواس پسینہ مین غرق خاک صحرا مین
اٹے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ قریب پہونچے توریج بدرگ کو اُنھون نے پہچانا اور سلام
کیا توریج نے غور سے اُن چارون شخصون کی صورت دیکھی اُسنے پہچانا کہ یہ چارون فرعون شاہ
کے عیار ہین کہا ای عیاران خداوند فرعون کی کیا خبر ہی قدرت و جلال خداوندی کے کیا کیا کرشمے
ظہور مین آرہے ہین شین بن شیاطین نے جو فرعون شاہ کا نام توریج کی زبان سے سنا
دستار کو سر سے اُتار کے زمین پر پھینک دیا گریبان تا بدامن چاک کیا دونون ہاتھون سے خاک
اُٹھا کے سر پر ڈالی اور خوب دونون ہاتھون سے سر پیٹا کہا ای توریج خان فریاد ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے غضب کیا کہ فرعون شاہ کے قصر معلق کو برہم کردیا ہزارہا خداوند کے پرستش
کرنے والے اُس قصر فرعونی کے نیچے دب کے ہلاک ہوگئے فرعون شاہ کو گرفتار کر لیا
اور ملکہ فرعون کو بجبر مسلمان کیا اب وہ خداپرست باختر کے جانب آئے ہین فرعون پرستون کے
نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہین ابھی ہم اُن سب کو زرتاشیہ مین چھوڑ کے تیری خدمت مین
حاضر ہوئے ہین خداوند فرعون کی مشیت مین تو جو کچھ گذرا ہی وہ گذرا ہی کسکی مجال ہی جو اعتراض کرسکے
البتہ تیری ذات پر ہمکو بہت کچھ بھروسہ ہی تجکو چاہیے کہ جلد خداپرستون سے خداوند کا بدلہ لے اور اُنکو بھی
اُسیطرح عاجز و مجبور کر جسطرح خداوند کو عاجز و مجبور کیا ہی اُن چارون عیارون کی زبانی فرعون کے
حال کی یہ خبر سن کے اگرچہ توریج بدرگ کو بھی تردد ہوا مگر ملکہ آزر چہرہ دختر طہماس کا عشق
ایسا غالب تھا کہ مطلق فرعون کے حال کے جانب اعتنا نہ کی لبعض مقربون نے بذریعہ سرگوشی کہا
ای توریج ان چارون عیارون کی زبانی خداوند فرعون کی یہ خبر بدسنی ہی درد سے قطع نظر کرکے
خداوند کی خبر لینا فرض ہی توریج نے جواب دیا کیا بکتے ہو مین جبتک اپنی محبوبہ آرام جان کو اپنے سے
راضی نہ کرلونگا ہرگز کسی کے حال کی خبر نہ لونگا خداوند فرعون ہو یا اُسکا باپ ہو اگر گرفتار ہوگیا باشد
کیا وہ خداوند صاحب قدرت نہین ہی وہ خود بخوبی اپنا تدارک کرسکتا ہی ہمارے خبرگیری کی کیا ضرورت

ہی اور بالفرض ہی بھی پہر ابھی جلدی کیا ہی بروقت فرصت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا بعدہ
اُن چارون عیارون سے کہا ای عیاران خداوند آج سے تم سب ہمارے نوکر ہو جاؤ ہمارے لشکر کی
خبرداری کرو اور خوب ہوشیار رہنا اسواسطے کہ خداوند کو مسلمان گرفتار کر چکے ہین فی الحال مسلمانون کی جرأت
بڑھی ہوئی ہی ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین ہمارے لشکر کو مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح کا صدمہ پہونچے غرضکہ
شمشین بن شیاطین زنجور آشوب نسناس یہ چارون فرعون کے عیار توزج بدرگ کے لشکر مین
آئے اور نگہبانی لشکر مین مصروف ہوئے اس طرف توزج بدرگ بعد طی مراحل سخت اُس درہ مین آیا
وہان خیمے برپا کیے ایک خیمہ نہایت پرتکلف برپا ہوا اُسمین توزج مقیم ہوا فوراً حکم دیا کہ ای اہرمن
آزرچہرہ میری محبوبہ کو لا اہرمن نے وہ صندوق آہنی کھولا ملکہ آزرچہرہ کو صندوق سے باہر لایا
بعدہ توزج نے کہا ای اہرمن اگرچہ اس نازنین آرام جان مین میرا دم اٹکا ہی تاہم خداوند فرعون کے
حال کی بھی خبر لینا فرض ہی پس تو سکندر چوپان کے پاس جا اور اُس سے انگوٹھی لیکے میرے
پاس واپس آتا کہ اُس انگشتری کے ذریعہ سے اُسکے دیوان تابعین کو طلب کرون اور اُن دیوؤن کے
ذریعہ سے خداپرستون کو اُنکی سرکشی کی سزا دون اہرمن سکندر چوپان کیطرف روانہ ہوا یہان
توزج بدرگ ملکہ آزرچہرہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آرام جان مین نے چند مرتبہ تجھسے کہا کہ
مجھکو قبول کر مین تیری مفارقت مین بہت مضطر ہون مگر تو مطلق اعتنا نہین کرتی آخر تو نے مجھ مین کیا
نقص دیکھا ہی جسکی وجہ سے تو مجھسے متنفر ہی یہ جو دو شرطین اول مین بیان کین اسکو حیلہ و بہانہ کہتے
ہین ورنہ تو خود مختار ہی ہر طرح مجھکو قبول کر سکتی ہی آزرچہرہ نے کہا ای توزج تعجب ہی کہ تو ایسا عقلمند
ایسی بات کہے کیا تجھکو نہین یاد ہی جو کچھ مین نے تجھسے عذر کیا آج پھر وہی بحث پیش کرتا ہی آگاہ ہو کہ اگر تو ہزار
مرتبہ کہیگا تو مین وہی کہونگی جو کچھ سابق مین کہا ہی یہ سنکے توزج مین تاب تحمل نہ رہی دل مین کہا طرفہ واقعہ ہی کہ
اول مین اسنے عذر کیا منجم نے حکم لگایا تھا کہ اس درہ مین پہونچ کے یہ نازنین بملائمت پیش آئیگی اسکا یہان بھی
وہی حال ہی جو وہان تھا پس خنجر کمر سے نکال کے ارادہ کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون آزرچہرہ اُسوقت کچھ سمجھی
فوراً توزج کے خنجر پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا او نادان تو بالکل جاہل ہی آخر کسواسطے اپنی ہلاکت کے درپے ہی
توزج نے کہا ای نازنین جب مین تجھسے درخواست کرتا ہون تو انکار کرتی ہی اب مجھ مین تاب تحمل باقی نہین
ہی ایسی حالت مین اگر اپنے کو ہلاک نہ کرون تو کیا کرون تو ہی ایسی تدبیر بتا جس سے تو مجھکو قبول کرلے تیری یہ
خواہش ہی کہ مین دین اسلام اختیار کرون بالفرض مین اپنے دین قدیم کو تیری خاطر سے ترک کرکے
دین اسلام بھی اختیار کرون لیکن اسکا کیا علاج ہی کہ جب تیرے باپ سے اجازت چاہون اور وہ انکار کرے
ملکہ آزرچہرہ نے کہا خیر ان شرائط سابقہ سے مین نے قطع نظر کی اب چند شرطین میری اور سن لے شاید یہ
سہل ہون توزج نے کہا بیان کر سنون وہ کیا شرطین ہین آزرچہرہ نے کہا شرط اول یہ ہی کہ مجھکو اجازت دے
تاکہ مین نقاب چہرہ پر ڈال کے بلباس مردانہ تیرے دربار وغیرہ مین بیٹھا کرون دوم یہ کہ جب تو ہنگامہ حرب و ضرب
گرم کرے مین بھی تیرے ساتھ موجود رہون سوم یہ کہ صرف میرے دیدار پر قناعت کر کبھی دست گستاخ میری
جانب دراز نہ کرنا یہ سنکے توزج نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای نازنین آرام جان مین
حزین یہ شرط آخر تو تمام شرطون سے اہم ہی ایک درجہ اس بات کو قبول بھی کرلونگا کہ تیرے پدر

طہماس کو اپنے سے راضی کرنے کیواسطے کوشش کرون لیکن یہ مجکو ہرگز منظور نہین ہی کہ صرف تیرے جمال جہان آرا کے نظارہ پر اکتفا کرون یہ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ میری جان تیرے اختیار مین ہی اُسنے کہا تو مین بھی ایسی سخت دل نہین ہون کہ تیری جان کو مفت ضائع کرونگی تو صاف صاف بیان کر کہ مین کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو تیری جان بچے توریج نے کہا میری جان اسطرح ہلاک ہونے سے بچ سکتی ہی کہ تو وصال کا اقرار کرے اُسنے کہا اگر تیری خوشی اسی مین ہی تو مین اس امر مین راضی ہون مگر یہ تو بیان کر کہ اس امر عظیم کا عوض کچھ ہی یا نہین اُسنے کہا اسکا جو عوض تجویز کر مجھے منظور ہی اُسنے کہا اسکا عوض سر حمزہ اور سر بدیع الملک اگر تو ان دونون کو ہلاک کرے بس تو مجکو اپنے ملک مین سمجھ توریج نے خوش ہو کے کہا ہان اب معقول بات کہی کاشکے پیشتر ہی اس عوض کا اعلان کر دیا ہوتا یہ امر کچھ مشکل نہین ہی اہل اسلام مین سے جسکا سر تجھے مطلوب ہو بلا تامل لانے کو مستعد ہون اگر تو اس عوض کا ذکر نہ بھی کرتی تو مین حمزہ ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کو ضرور ہلاک کرتا یہ دونون اعلی درجہ کے فسادی ہین اُنھون نے بڑی بڑی سفاکیان کی ہین ہر چہار جانب سے ان دونون کے ظلم و بدعت کی آوازہ آرہی ہی چنانچہ فی الحال سماعت مین گذرا ہی کہ خداوند فرعون کو خدا پرستون نے گرفتار کر لیا ہی اور خداوند قصر معلق کو منہدم کر دیا لیکن ای نازنین صرف اسقدر توقف کر کہ مین ایک انگشتری منگالون ملکہ نے پوچھا کیسی انگشتری توریج نے کہا مین نے اہرمن جادو کو خاص اُس انگشتری کے لینے کو بھیجا ہی اُس انگوٹھی کی خاصیت یہ ہی کہ جسکو بلانا مطلوب ہو فورا آسکتا ہی وجہ یہ ہی کہ اُس انگشتری کے چار دیو مسخر ہین جسوقت اُن دیوؤن کو طلب کرو آسکتے ہین جب وہ انگوٹھی میرے پاس آجائیگی اُن چارون دیوؤن کو بلاؤنگا اُن دیوؤن کے ذریعہ سے اگر حمزہ ثانی طلب کیا جائیگا فورا یہان آجائیگا اور اگر بدیع الملک کو بلانا مقصود ہوگا وہ بھی آسکتا ہی خداوند بت بزرگ نے چاہا تو کل ہی یہ دونون سرکش یہان آئے جاتے ہین پھر تجھے اختیار ہی چاہنا اُنکو ہلاک کرنا ورنہ زندہ قید رکھنا بہر نوع کل کا روز تیرے وصل سے بہرہ یاب ہونیکا ہی ملکہ آذر چہرہ نے کہا پھر مجکو بھی کوئی عذر نہوگا مین اُسکو ایک امر عظیم سمجھتی ہون تو سہل سمجھتا ہی شاید تیرے نزدیک سہل ہی ہو توریج نے کہا تو بچشم خود دیکھ لینا عیان را چہ بیان بعدہ ملکہ آذر چہرہ کے دست و پا سے بند کھلوا دیے ملکہ نے اپنے چہرۂ زیبا سے نقاب اُلٹ دی اور توریج کے پہلو مین آبیٹھی تمام حاضرین متعجب تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی اسقدر مدت سے ملکہ کو ہر چند سمجھایا نہ مانا آج کیا ہی جو ملکہ باین بے تکلفی توریج کے پہلو مین بیٹھ گئی مزید بران نقاب بھی چہرہ سے اُلٹ دی ہنوز چند لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا اہرمن چلا آتا ہی توریج بہت خوش ہوا ملکہ آذر چہرہ سے کہا ای ملکہ دیکھو وہ اہرمن جادو انگشتری لیے چلا آتا ہی پس اب کچھ عرصہ نہین ہی عنقریب تیری شرط پوری ہوا چاہتی ہی جب اہرمن توریج کے قریب آیا سلام کیا بعدہ وہ انگشتری توریج کو دی اُسنے انگشتری کو ہاتھ مین پہن لیا اور باطمینان تمام بیٹھا اہرمن سے کہا اب یہان کیا کام ہی اشد ضرورت سے یہان آیا تھا ہر چند کہ جس کام کو آیا تھا وہ انجام نہین پایا تاہم عنقریب انجام پانے کی امید ہی تو لشکر مین جا خبرداری کر اہرمن نے وہان سے آکے لشکر توریج مین قیام کیا یہان توریج کو چونکہ اطمینان کامل ہوگیا تھا ملکہ سے کہا ای آرام جان آج میکشی کا مشغلہ ہو تو بہتر ہی ملکہ نے کہا ای توریج ذرا تامل کہ میرے تیرے ہنوز یکجائی نہین ہوئی میکشی کا کیا لطف ہان جب وہ وقت آئیگا تو پھر میکشی مین بھی عذر نہوگا توریج نے کہا مین تو دنیا

جام مے تاب کے ضرور پیونگا ملکہ نے کہا شوق سے پی بلکہ اگر تیری خواہش ہو تو ساقی گری کے واسطے مین موجود ہون اُسنے کہا اس سے کیا بہتر ہی ملکہ نے ایک جام لبلب کرکے توریج کو دیا اُسنے بکمال شوق جام اُسکے ہاتھ سے لے کے پی لیا ملکہ نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد توریج کا دماغ گرم ہوا ارادہ کیا کہ ملکہ کی طرف دست گستاخ دراز کرے ملکہ نے کہا ای توریج خان تجکو زیبا نہین ہی کہ خلاف عہد کوئی فعل عمل مین لائے میرے تیرے کیا وعدہ ہی چونکہ ابھی توریج خان بالکل مست ولایعقل نہین ہوا تھا کچھ سوچا کہا ہان ای ملکہ بیشک مین نے تجھسے عہد کیا ہی اور اُس عہد پر مین قائم ہون ملکہ نے کہا پھر یہ دست گستاخ دراز کرنا کیسا ای توریج خان اب مین تجھسے خائف ہوتی ہون اسواسطے کہ تو نے شراب پی ہی تیرے ہوش و حواس درست نہونگے پھر تو ہی کچھ ایسا کچھ بندوبست کردے کہ مین تیری گزند سے محفوظ رہون توریج نے کہا ای آرام جان اگر مین بالکل مست ولایعقل ہو جاؤن تو بلا تکلف میرے دست و پا مضبوط باندھنا تاکہ مین تیری جانب دست گستاخ دراز نہ کرسکون ملکہ آذرچہرہ نے اُسکے کہنے کے بموجب عمل کیا یعنے جب وہ بالکل مدہوش ہوگیا ملکہ نے اُسکے دست و پا مستحکم باندھے پھر کہا ای توریج وہ انگشتری کہان ہی جسکے تابع چار دیو ہین اُسکے حواس ہی درست نہ تھے ملکہ نے دل مین کہا بس یہی وقت ہی بلا تکلف اُسکے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی اور اُن اسماء کو پڑھا حسب دستور چارون نرہ دیو اُسکے تابع آموجود ہوئے ملکہ آذرچہرہ کو سلام کیا اور کہا کیا حکم ہی ہم تابع فرمان انگشتری موجود ہین ملکہ نے کہا ای نرہ دیوان تابع انگشتری مین نے تمکو خاص اسوقت اسی غرض سے بلایا ہی کہ مجکو حنظل مین پہونچا دو وہ دیو ملکہ کو لیکے جانب حنظل روانہ ہوئے یہان تمام شب توریج اُسیطرح شراب کے نشہ مین بیہوش پڑا رہا جب صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوا ہر چہار جانب دیکھا ملکہ آذرچہرہ کو نہ پایا ہاتھ کے جانب نگاہ کی انگشتری بھی غائب تھی ہای غضب کہکے دونون ہاتھ سر پر مارے اور متفکر تھا کہ اب کیا کرون محبوبہ آرام جان بھی ہاتھ سے گئی اور انگشتری بھی ہاتھ سے غائب ہی اس اثنا مین اہرمن بہمراہی شثین بن شیاطین و عیاران دیگر توریج بدرگ کے پاس پہونچا دیکھا توریج سراسیمہ بیٹھا ہوا حیرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی اور آبدیدہ ہی سمجھا معلوم ہوتا ہی کوئی تازہ واقعہ روبکار ہوا ہی پھر آذرچہرہ کا خیال آیا اُسکو بھی وہان نہ پایا توریج کے ہاتھ کیطرف نگاہ کی انگشتری بھی ندارد دل مین کہا بس اب خوب ہوا ملکہ آذرچہرہ کی محبت مین انگشتری بھی کھوئی پوچھا کیا ہوا اُسنے کہا کیا کہون کیا ہوا غضب ہوگیا مجکو اس بات کا مطلق خیال نہ ہا کہ ملکہ آذرچہرہ اگرچہ مجھسے ملتفت تھی لیکن وقت و موقع کی منتظر تھی جب تو نے انگشتری مجکو لاکے دی مین نے وہ انگوٹھی ہاتھ مین پہن لی تو اُسطرف گیا یہان مجھپر شراب کی دھن سوار ہوئی غرض اُس سے یہ تھی کہ ملکہ آذرچہرہ انگشتری کو دیکھ چکی ہی اُسکو اپنے عہد کے پورا ہونے کا یقین کامل ہوگیا ہوگا وہ بھی باطمینان تمام شراب نوشی مین شریک ہوگی نشہ شراب مین دونون جانب برانگیختگی پیدا ہوگی مین اپنے مطلب دلی پر فائز ہو جاؤنگا اُسکا عکس ظہور مین آیا مین نے چند جام شراب کے پیئے ملکہ نے انکار کیا مین تمام شب نشہ مین بیہوش پڑا رہا صبح کو ملکہ آذرچہرہ کو اپنے پاس نہ پایا مزید بران وہ انگشتری بھی میرے ہاتھ سے غائب ہی اہرمن نے کہا پھر تیرے خیال مین انگشتری کون لیگیا توریج نے کہا کیا کہون کہ انگشتری

لیگیا بظاہر حال تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ مجکو بیہوش پاکے ملکہ آذر چہرہ مجھسے انگشتری لیگئی اہرمن نے کہا بیشک وہی انگشتری لیگئی شتین بن شیاطین نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہی اگر ملکہ آذر چہرہ انگشتری لیگئی مجکو حکم دو تو مین اُس نازنین سے انگوٹھی لے آؤن توریج نے کہا ای شتین بن شیاطین اب اُس سے انگوٹھی ملنا دشوار ہی اُسنے کہا کچھ دشوار نہین ہی شہریار کے اقبال سے باین سہولت و آسانی انگوٹھی لے آؤن کہ تعجب ہو جائے اور وہ تو عورت ذات ہی اگر کوئی مرد ہوتا تو مین اُس سے لے آتا توریج شتین بن شیاطین کی اس جرأت سے بہت خوش ہوا اور کہا ای شتین اگر تو انگوٹھی اُس نازنین سے لے آئے تو اُسکے عوض مین تجکو منصب سرداری عطا کرون اور وقتاً فوقتاً طرح طرح کی رعایتین تیرے حق مین مرعی رکھا کرون پس شتین دامن گردان کے اُسیوقت بینوش آباد کی جانب روانہ ہوا توریج اہرمن کیطرف متوجہ ہوا کہا اب تو بھی کچھ کام کر اُسنے کہا جو کچھ حکم ہو توریج نے متامل ہو کے کہا تو جا دختر حمزہ کو لے آ اہرمن نے اُسطرف کوچ کیا توریج نے اپنا قیام کرنا وہان بیکار جانا خود بھی سوار ہو کے توریج آباد مین آیا اہرمن کے انتظار مین متوقف ہوا اب سماعت فرمایے کہ اہرمن نے اپنی صورت کو بدلا بارگاہ سلیمانی کے دروازے پر آکے قیام کیا ہر چہار طرف بغور نظر کی کسی عیار کو نہ دیکھا ایک شخص سے پوچھا کہ آج عیاران لشکر اسلام کہان ہین جو دکھائی نہین دیتے اُسنے کہا ہان آج عیاران لشکر اسلام یہان نہین ہین دعوت مین گئے ہین اہرمن نے کہا کسنے اُنکی دعوت کی ہی اُسنے کہا مہتر قران کے یہان اُنکی دعوت ہی سب وہین گئے ہین اہرمن نے جو یہ خبر سنی بعجلت تمام بارگاہ مہتر قران کے دروازے پر آکے قیام کیا دیکھا وہان بکمال اہتمام دعوت کا سامان کیا گیا ہی بکثرت پخت ہوئی ہی تمام امیر و غریب وضیع و شریف کھانا کھاتے ہین چلے جاتے ہین ایک خاص مقام پر بارگاہ مہتر قران واقع ہی مہتر قران کچھ سونچ مین بیٹھے ہین اور شاپور وغیرہ بھی راست و چپ بیٹھے ہین یکایک مہتر قران نے نفس سرد بھر کے شاپور کے جانب دیکھا اور کہا ای شاپور اُسنے کہا ارشاد مہتر قران نے سکوت کیا شاپور نے متعجب ہو کے مہتر قران کے جانب دیکھا مہتر قران نے بار دیگر کہا ای شاپور پھر اُسنے کہا کیا ارشاد ہوتا ہی مہتر قران نے کہا کچھ تمکو خبر ہی کہ یہ دعوت مین نے کیون کی ہی شاپور نے کہا مجکو مطلق اطلاع نہین ہی مہتر قران آبدیدہ ہوئے اور کہا کیا کہون آج کئی روز کا عرصہ ہوا کہ مین پے در پے اپنے حق مین خواب بد دیکھ رہا ہون شاپور نے کہا ارشاد ہو نصیب دشمنان وہ کیا خواب بد ہی مہتر قران نے کہا وہ خواب یہ ہی کہ گویا اہرمن بصورت سگ آیا ہی اور میرے شکم کو چاک کیا ہی شتین ایک طرف سے آکے اُسکو ہلاک کیا ہی بس یہ سبب ہی جو مین نے تم لوگون کو مہمان بلایا ای یاران من دنیا مین زیادہ سے زیادہ کوئی جیا تو کیا انجام سب کا ایک ہی حضرت نوحؑ کی عمر کا شمار ہزارون برس کا تھا لیکن جب موت کا وقت قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا اُنھون نے فرمایا کہ اگرچہ ہزارون برس کی عمر ہوئی لیکن مین نے دنیا کو ایسا دیکھا جیسے کوئی شخص مکان کے ایک دروازہ سے آتا ہی اور دوسرے دروازہ سے گذر جاتا ہی ایسی حالت مین کیا کوئی زندگی کا اعتبار کرے مان باپ نے ہزار محنت و مشقت پرورش کیا لکھایا پڑھایا شادی بیاہ کیا گھر آباد ہوا طرح طرح کی محنتین مشقتین کین ہزار طرح کے دنیا کے جھگڑے اپنے سر پر لیے یکایک مصرعہ موت آئی اُٹھ کھڑے ہوے دامن کو جھاڑ کے + ای یاران من مین تمکو وصیت

کہتا ہون کہ میرے بعد تم سب کبھی کبھی کرنا میری یاد کو نہ بھلانا اور شاپور سے کہا ای شاپور تو میرے فرزند کی
جگہہ ہی شاپور شیر دل نے آبدیدہ ہوکے کہا ای معظم مین بھی بجاے پدر آپکو سمجھتا ہون مہتر قران نے
کہا ای شاپور جب مین ہلاک ہو جاؤن میرے تابوت کو کعبۃ اللہ بہیج دینا یہ سننا تھا کہ تمام عیارون
مین کہرام مچ گیا مہتر قران بھی اُن سب کے ساتھہ رو رہے تھے سب سے زیادہ شاپور پر رقت
طاری تھی ہر مرتبہ مہتر قران شاپور کو سینہ سے لگاتے تھے اور کہتے تھے ای فرزند تو کیون اسقدر روتا
ہی ابھی ہلاک ہو جائیگا تو پھر ضرورت کیوقت کام کون کریگا شاپور اور زیادہ چیخین مارکے روتا تھا اس اثنا
مین چند شخص آئے اور متعجب ہوکے کہا ای یارون یہ کیا رونا پیٹنا ہو رہا ہی چلو وہان شاہزادہ اور حمزہ
چند مرتبہ پوچھہ چکے ہین ابتک تم لوگ نہین گئے تمام عیارون نے آنسو پاک کیے اور حمزہ ثانی
کی خدمت مین حاضر ہوئے حمزہ ثانی نے اُنکی صورتون کو بغور دیکھا اور کہا ای عیاران فوج اسلام
طرفہ امر ہی کہ تم ابتک لشکر توریج بدرگ کی طرف نہین گئے حالانکہ تمام کامون پر یہ کام مقدم تھا عیارون
نے عرض کی شہریار کے دشمن ہلاک ہون بدخواہ تہ خاک ہون دوست شاد ہین انکے گھر آباد رہین ؏
ورت مقصد اہل امید باد   نوال تو بر خلق جاوید باد   ہم سب مہتر قران کے یہان مہمان تھے اس سبب سے
لشکر توریج کے جانب روانہ ہونے کا اتفاق نہین ہوا اب مہمانی سے فراغت پائی ہی جو حکم ہو اُسے
بجا لائین حمزہ ثانی نے فرمایا مین سمجھتا تھا کہ تم لوگ گئے مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ مہتر قران کے یہان مہمان
ہو خیر اب تم لوگ توریج کی طرف جاؤ اور دریافت کرو کہ وہ نابکار کس فکر و بند و بست مین مصروف ہی یہ
سُن کے مہتر قران اُٹھہ کھڑا ہوا باادب تمام سلام کیا اور کہا شہریار اگر یہ خدمت میرے نام پر مقرر
ہو تو بہت مناسب ہی مین بسر و چشم اس خدمت کو انجام دونگا حمزہ ثانی مہتر قران کی اس تقریر کو سُنکے
انگشت بدندان ہوئے تا دیر متامل رہے مہتر قران نے کہا شہریار میری نسبت کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی
نے کہا ای مہتر قران مجکو اسوقت سخت تردد لاحق ہو گیا آج چند روز کا عرصہ ہوا کہ مین پی در پی تمہارے حق
مین خواب پریشان دیکھہ رہا ہون اسوقت تک اُس خواب کو کسی کے روبرو بیان نہین کیا لیکن اسوقت تمہاری
سبقت کرنے پر خیال آتا ہی میری رای ہرگز راے نہین ہی کہ تم جاؤ اور بہتیر عیار ہین وہ چلے جائینگے ہر چند کہ خواب قابل
اعتبار نہین ہوتا تاہم ؏ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی * مہتر قران نے کہا ای شہریار والا تبار
دنیا مین ہر شخص کا فرض ہی کہ ہمیشہ بہتری انجام پر نظر رکھے بہتر وہی شخص ہی کہ جسکا انجام بخیر ہو ہزار ہزار شکر
اُس خالق کل و مخلوق کی درگاہ بے نیاز مین کہ اُسنے اپنا فضل شامل حال میرے کیا کہ مین راہ ضلالت
کو چھوڑکے راہ راست پر آیا جسکو ایک سو بتیس سال کا عرصہ ہوا چونکہ شریعت اسلام مین شہید
کا اعلے درجہ ہی بنا بران جب سے مین دولت اسلام سے بہرہ در ہوا ہمیشہ یہ فکر رہی کہ کسیطرح درجۂ شہادت
حاصل ہو مگر اسوقت تک محروم رہا فی الحال توریج کے حال کی خبر دریافت ہونا مطلوب ہی مین جاتا
ہون زیادہ برین نیست کہ کفار کے ہاتھہ سے ہلاک ہونگا باشد میری قدیم امید دلی بر آئیگی کہ درجۂ شہادت
پر فائز ہونگا حمزہ ثانی شاپور کے جانب متوجہ ہوا کہا تیری کیا راے ہی شاپور نے کہا انچہ راے ہمہ والے
از ہمہ اولی مجکو پیشتر سے اس واقعہ کی خبر ہی اور مجکو یہ بھی بخوبی الیقین ہی کہ اگر مہتر قران توریج کی خبر گیری کو جائینگے
ہرگز زندہ واپس نہین آئینگے پھر اور عیارون سے حمزہ ثانی نے پوچھا اُنھون نے بھی وہی کہا جو شاپور نے کہا تھا

کہا تھا حمزۂ ثانی نے کہا اے مہتران قران تمھارے جانے کے بارہ مین کسی کی رائے نہین ہے بیکار تم اصرار کرتے ہو قران
نے کہا اگرچہ کسی کی رائے نہین ہے لیکن میری خوشی اسی مین متصور ہے آیندہ حضور کو اختیار ہے غرضکہ جب
حمزۂ ثانی نے دیکھا مہتر قران کسی طرح اپنے ارادہ سے باز نہین آتا کہا تمکو اختیار ہے مہتر قران حمزۂ ثانی
سے رخصت ہوکے ہمراہی عیاران دیگر لشکر کفار کی جانب روانہ ہوا سب نے اپنی اپنی صورت کو تبدیل کیا
نورج بدرگ کے لشکر مین داخل ہوئے قران بھی اپنی ہیئت کو تبدیل کیے تھا یہ عیار طرار سنگ
خنجر گذار موقع پاکے نورج کی بارگاہ مین جا پہونچا اُسوقت نورج ملکہ آزر چہرہ کا ذکر کر رہا تھا کہ اُسنے کیسی
نے بڑی چالاکی کی کہ خود بھی نکل گئی اور انگشتری بھی لے گئی انسان کیواسطے عشق و محبت بھی کیا بری بلا
ہے کاش کے مین ملکہ آزر چہرہ کی صورت پر فریفتہ نہوتا تو کیون اس انتشار مین مبتلا ہوتا یہ کہتا تھا اور دست
تاسف ملتا تھا چونکہ دوپہر کا وقت تھا اور کھانا کھا چکا تھا غنودگی نے غلبہ کیا بستر استراحت پر جا کے دراز
ہوا مہتر قران سب کی نظر سے پوشیدہ وہان موجود تھا دیکھا نورج بیخبر سو گیا ہے اس طرح خوابگاہ مین
پہونچا کہ کسی نے نہ دیکھا داروے بیہوشی سنگھائی پشتارہ باندھ کے اس چالاکی سے پشتارہ باہر لایا
کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی اور بعجلت تمام وہان سے راہی ہوا

مہتر قران کو پشتارہ بدوش لشکر اسلام کیجانب روان رکھا جاتا ہے اور اہرمن فیلپا کا حال بیان کیا جاتا ہے

راویانیکہ درسخن فردانند شرح این داستان چنین کردہ کہ جب اہرمن فیلپا نورج بدرگ سے عدہ
کرکے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا بعد قطع مراحل لشکر اسلام مین پہونچا وہ وقت شب کا تھا تاریکی
شب مین اس چالاکی سے پاسبانان خیمہ بدیع الملک کو بیہوش کیا کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی اور
بدیع الملک کو بیہوش کرکے پشتارہ بدوش لشکر نورج کی راہ لی آیندہ بیان ہوگا

اہرمن پیلپا کے بدیع الملک کو بیہوش کرکے اور مہتر قران کے نورج بدرگ کو بیہوش کر لیجانے اور درمیان راہ مین دونون کے مقابل ہونیکا حال معرض تسطیر مین آتا ہے

دلا فصل بہاری ہے جنون زار ربع مسکون ہے ✽ گلستان جہان مین جو شجر ہے بید مجنون ہے ✽ سمجھا ہو نہین شاخ
گلکو اُسکا قد گلگون ہے ✽ صیاد یہی جنبش جانتا ہو کہ قص موزون ہے ✽ کرے گیا خال پر غیبت جو محو چشم میگون ہے ✽ کہ آب زندگانی ہے شراب
اور زہر افیون ہے ✽ نہین سگے بہر ماہ نو نشان نعل توسن کے ✽ اگر اے شہسوار ایسا ہے حسن روز افزون
ہے ✽ جہان موذی ہین دنیا مین سخر زر سے ہوتے ہین ✽ کہ نقش زر خزانہ مین برائے مار افسون ہے ✽
برابر جانتے ہین خشک و تر کے جزو کل کو ہم ✽ جو ذرہ ہے وہ ہامون ہے جو قطرہ ہے وہ جیحون ہے ✽ بجز رنگین مزاجی کے
زندہ دل ہونا نہین ممکن ✽ کہ رنگ زندگانی ہے بدن مین جب تلک خون ہے ✽ خدا نے زر کیا پیدا اُڑا
دینے کو دنیا مین ✽ زمین مین جس کو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہے ✽ نہ ہوا دنے کو تا حسرت کبھی
اعلے کے رتبے سے ✽ زمین آرام سے ہے رات دن گردش مین گردون ہے ✽ کیا ہے اس قدر لاغر
فراق یار نے ہمکو ✽ کہ کہتے ہین مرے ہمدم نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے ✽ ستون کی نہے رفتار میرے کلک مین نافہ
دم فکر سخن مجکو خیال چشم میگون ہے ✽ راویان اخبار تعجب خیز و ناقلان آثار حیرت انگیز داستان ندرت
توامان مین اس طرح نظم فرسائی کرتے ہین کہ جب اہرمن فیل پا لشکر اسلام سے پشتارہ بدوش باہر آیا

لشکر تورج کی راہ لی خیز اخیز چلا جاتا تھا ہر مرتبہ پس پشت پھر کے دیکھتا تھا کہ ایسا نہو لشکر اسلام کا کوئی
عیار عقب مین آتا ہو اُسکا وہی خیال پیش آیا یعنے یکایک سامنے دکھلا تتق گرد نمایان ہوا تحجش
نے گھبرا کے دیکھیے کیا واقعہ روبکار ہوتا ہو تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دامن گرد چاک ہوا اور ایک شخص پشتارہ
بدوش اسی طرف آتا معلوم ہوا اہرمن فیل پا نے اپنی پشت کا پشتارہ زمین پر رکھدیا اور انتظار مین تھا
کہ دیکھون یہ شخص پشتارہ بردوش کون ہو جب قریب آیا دیکھا مہتر قران خاک آلودہ پسینے مین غرق ہانپتا
ہوا چلا آتا ہو مہتر قران نے چاہا کہ اہرمن فیلپا کی نظر بچا کے نکلجاؤن اہرمن سدراہ ہوا اور کہا اے
مہتر قران بہت عرصہ کے بعد میرا تیرا سامنا ہوا کہان جاتا ہو اور اس پشتارہ مین کیا ہو اُسنے کہا مین ایسے
شخص کو گرفتہ و بستہ کرلایا ہون کہ اگر تو دیکھے گا تو تیرے حواس باختہ ہوجائینگے اُسنے کہا آخر معلوم تو ہو
بستہ کرلایا ہو جسکے دیکھنے سے میرے حواس باختہ ہوجائینگے مہتر قران نے کہا آگاہ ہو کہ اس پشتارہ
مین تیرا گرو تورج بدرگ ہو اور تو بتا کہ اس پشتارہ مین کیا لایا ہو اُسنے کہا بس ایسا ہی کچھ تو بھی سمجھ
اگر تو میرے گرو تورج کو گرفتہ و بستہ کرلایا ہو تو مین بھی تیرے گرد بدیع الملک کو گرفتہ و بستہ کر
لایا ہون مہتر قران نے کہا ہان او مردود اگر تو بدیع الملک کو گرفتہ و بستہ کرلایا ہو اب تجھکو کب
چھوڑتا ہون یہ کہکے اپنے پشتارہ بھی زمین پر رکھدیا اور اہرمن کیجانب متوجہ ہوا دونون مین خنجر
بازی شروع ہوئی قران نے خنجر مارا اہرمن نے رد کیا اور اہرمن نے خنجر مارا قران نے رد کیا قران کہتا تھا
اے اہرمن خیریت اسی مین ہو کہ بدیع الملک کو میرے حوالہ کر اور تو جس طرف سے آیا ہو اُسطرف
واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ مین تجھکو زندہ نچھوڑونگا اہرمن کہتا تھا اے قران تو مجھکو بیکار کہتا ہو تو
خود اپنی خیریت چاہتا ہو تو تورج کے پشتارہ کو میرے حوالہ کر اور اپنے لشکر کی طرف واپس جا مین
اس حالت مین بھی تجھکو نہ چھوڑونگا کیونکہ تو نے ہمارے خداوند فرعون کو گرفتار کر رکھا ہو اُسکا عوض
ضرور لیتا لیکن خیر مین اسی پشتارہ تورج پر اکتفا کرونگا غرضکہ دونون حرب و ضرب مین مصروف تھے
اور باہم نزاع لفظی بھی ہوتی جاتی تھی پھر دور سے گرد نمایان ہوئی اہرمن نے کہا اے قران دیکھ خداوند
فرعون اور بت بزرگ نے میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجا ہو قران نے کہا او مردود تیری مدد کو
بُت نے نہ فرعون نے کسی کو بھیجا ہو تیری روح قبض کرنے کو عزرائیل عنقریب آیا چاہتے ہین مستعد
مرگ ہو جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا نظر کردہ شاہ مردان شاپور شیر دل چلا آتا ہو شاپور نے
جو قران اور اہرمن فیل پا کو رد و بدل مین مصروف دیکھا آتے ہی اہرمن کو گھیر لیا اور کہا او نابکار
و بدکار یہ کیا حرکت بیہودہ ہو کہ بدیع الملک کو گرفتہ و بستہ کرلایا ہو مزید بران قران سے برسر
مقابلہ ہو اہرمن نے کہا اے جوان تو مجکو کہتا ہو اور قران کو کچھ نہین کہتا کہ وہ تورج کو بستہ کرلایا ہو
اگر وہ تورج کو رہا کردے تو مین بھی بدیع الملک کو رہا کردون شاپور شیر دل نے کہا او
نابکار اگر قران نے تورج کو گرفتار کیا ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہو وہ مردک اسی قابل ہو البتہ تو
سخت بیہودگی کی کہ شاہزادہ بدیع الملک ایسے جوان ذیشان کو گرفتار کیا ہو اسوقت دفعتاً ایک
باد پیدا ہوا تمام جہان تیرہ و تار ہوگیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند لمحہ کے بعد وہ تاریکی دور ہوئی قران
نے دیکھا نہ وہ پشتارہ بدیع الملک ہو اور نہ پشتارہ تورج اور نہ اہرمن فیل پا نظر آیا حیرت

شاپور شیردل موجود ہی قران نے شاپور کی صورت متعجب ہو کے دیکھی اور شاپور نے قران کی صورت دیکھی قران نے کہا اے شاپور یہ کیا واقعہ روبکار ہوا کانشکے شاہزادہ بدیع الملک کا اشارہ ہی یہان رہ جاتا اُن نابکارون کے ساتھ نہین معلوم اُس شاہزادہ والا جاہ کا کیا حال ہو شاپور نے کہا ہی مجکو بھی حیرت ہی قران نے کہا اب بتاو کیا ارادہ ہی اگر شاہزادہ کا پتہ نشان معلوم ہوتا تو کچھ فکر کرتے اب بجز سکوت کے کیا چارہ ہی اے شاپور مجکو حیرت ہی کہ اہرمن کے ہاتھ سے مین کیونکر زندہ محفوظ رہا ہین تو آج سمجھ چکا تھا کہ ضرور اہرمن کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا بارے مین سلامت رہا اور وہ غائب ہوگیا شاپور نے کہا خواب خیال مشہور ہی عقلمند کبھی ایسی باتونکا اعتبار نہین کرتے غرضکہ قران اور شاپور شیردل دونون لشکر کفار کی جانب روانہ ہوئے

اب تورج اور اہرمن کا حال سماعت فرمائیے

سخن دانائے معنے فریب ٭ عروس سخن راچنین داد زیب ٭ کہ جب ان دونون نابکارون نے آنکھ کھولی اپنے کو صنعان شاہ پاس دیکھا تورج نے نہایت ادب سے صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا کیون خیریت تو ہی اے تورج جس وقت تیری خبر کے واسطے کسی کو بھیجتا ہون خداپرستون کی قید مین تجکو پاتا ہون یہ کیا معاملہ ہی آخر تیرا کیا بس خداپرستون کے مقابلہ مین نہین چلتا تورج نے اے بادشاہ فے الحال خداپرست فرعونیہ مین آئے ہوئے ہین اُنکے عیار طرح طرح کی عیاریان کر رہے ہین اُنھین عیارون مین سے ایک عیار بستر خواب سے مجکو اُٹھا لے گیا حالت مجبوری تھی کیا کرتا سویا موا برابر ہی تورج اپنی بی بی کے پاس گیا اُسکی گود مین لڑکا دیکھا اور بہت متعجب ہو کے پوچھا کہ اے رضوانہ یہ لڑکا کس کا ہی اُسنے کہا اے تورج یہ لڑکا تیرا ہی مین نے تعل بن تورج اسکا نام رکھا ہی فی الحال اسکی شادی درپیش تھی اس وجہ سے تجھے بلایا ہی تورج بہت خوش ہوا سامان مے کشی طلب کیا دو چار جام شراب کے پیے اُس طرف صنعان شاہ نے بدیع الملک کا پشتارہ کھلوایا دارو سے بیہوشی سے ہوشیار ہوا اور صنعان شاہ کی صورت دیکھی کہا اے بادشاہ یہ کہا بہادری ہی کہ عالم خواب مین مجھے گرفتار کیا مقتضائے مردی یہ تھا کہ عالم ہوشیاری مین مقابلہ کر کے گرفتار کیا ہوتا تا کہ لطف جنگ و حرب حاصل ہوتا صنعان شاہ نے کہا اے بدیع الملک مین نے تمکو ہرگز نہین گرفتار کیا البتہ یہ فعل تورج کا ہوگا اُس سے کہو شہزادہ نے کہا کیسے باشد تورج ہو یا کوئی اور تورج نے کہا اے بدیع الملک اگرچہ مین نے تمکو گرفتار نہین کیا ہی تمھاری گرفتاری کا باعث اہرمن فیلپا ہوا تاہم صرف اہرمن پر نامردی کا الزام نہین عائد ہوسکتا اس الزام مین قران بھی شریک ہی کہ وہ عالم خواب مین مجھے گرفتار کر لے چلا تھا بارے بُت بزرگ کے فضل سے رہا ہوگیا صنعان شاہ نے کہا اے تورج اس گفت و شنید سے کیا فائدہ اسیس بن قراقر جادو کو بلا کے کہا اے اسیس اس جوان کو بحفاظت اپنی حراست مین رکھ اسیس نے دست بستہ کہا بہت مناسب اور شہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان لیجا کے ایک حجرہ تاریک مین قید کیا اور بدیع الملک کی ہیکل صنعان شاہ نے لیکے تورج کے حوالہ کی چونکہ تعل بن تورج کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا محفل جشن مین جا کے قیام کیا یہان شاہزادہ بدیع الملک اسیس جادو کی قید مین مبتلا ہو کے سخت اذیت مین مبتلا ہوا دل مین کہتا تھا اے بدیع الملک بالیقین اسی قید خانہ مین عزرائیل آکے روح قبض کرینگے کبھی درگاہ باری تعالے مین اس طرح مناجات کرتا تھا کہ اے خداوند قادر و توانا و اے خالق بے ہمتا و یگانہ اگرچہ مین اس گبرون کی قید شدید مین مبتلا ہون پھر بھی تیری ذات معظم صفات سے ہر طرح کی امید ہی اس قید سخت مین

ندارم غیر از تو فریاد رس * توئی عاصیان را خطا بخش بس * واسطہ اپنی عظمت و جلال کا اور واسطہ اپنی قدرت با کمال کا
مجکو اس زحمت سخت سے نجات بخش۔ اگر میرا جام عمر لبریز ہوچکا ہی تو جلد ملک الموت کو بھیج کہ میری روح کو قبض کر لے
مجہسے یہ تکلیف نہین اُٹھ سکتی وجہ اسکی یہ تھی کہ اسپیس جادو صبح و شام مین صرف دو نان جو وہ بھی بے چھنے آٹے کی
جلی ہوئی ایک اس وقت اور ایک اُسوقت بدیع الملک کو دیتا تھا اور ایک جام آب گرم کا وہ بھی قلیل المقدار
مزید بران صبح و شام جب اس طرحکا کھانا دینے آتا تھا صدہا کلمات طعن آمیز کہتا تھا اور تمام شب و روز جو مین
آتا تھا کہتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ ای خدا پرست مین خوب جانتا ہون کہ حمزۂ ثانی خداوند فرعون کو قیدمین سخت تکلیف
دیتا ہوگا اُسکا عوض مین تجہسے لیتا ہون تو سہی کہ تجکو مردہ کرکے قید خانہ سے نکالون مین مدت سے اس بات کا آرزو
مند تھا کہ کبھی کوئی خدا پرست میری قید مین مبتلا ہو تو مین خداوند کا عوض اُس سے لون بارے تجہ ایسا معزز خدا پرست
میری قید مین پھنسا اور بعض وقت دشنام مغلظ بھی شاہزادہ کو دیتا تھا بسبب قوی شہزادہ کی اذیت کا تھا
بارے بدیع الملک کی دعا درگاہ باری تعالے مین قبول ہوئی کہ اُدھر ضعان شاہ وغیرہ لعل بن تورج
کی عروسی کے جشن مین مشغول تھے یہان ایک شب کو اجروس پہونچا اور اُس روز دریافت ہوا کہ اسپیس
جادو نابکار کے یہان بدیع الملک مقید ہی اُسنے بیرون مکان سے شبا شب نقب کھودی نقب کے
ذریعہ سے قید خانہ مین بدیع الملک کے پاس پہونچا اسوقت شاہزادہ کوئی دعا پڑھ رہا تھا شہزادہ کو کھٹکا
معلوم ہوا سمجھا کہ اسپیس جادو کسی کام کو آیا ہی پیچھے پھر کے جونگاہ کی دیکھا اجروس موجود ہی کہا بس دعا
پڑھ چکے اب چلو شہزادہ خوشی سے باغ باغ ہوگیا ؎ گویا کہ بہار آگئی ہستی کے چمن مین * فوراً اُٹھ کھڑا ہوا
اور اجروس کے ساتھ اُسی نقب کی راہ سے باہر آیا مرکب اجروس نے مہیا کر رکھا تھا شہزادہ
اُس مرکب پر سوار ہوا لشکر اسلام کی راہ لی لشکر مین پہونچ کے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی بہت خوش ہوکے اور کہا ای
بدیع الملک کس طرح یہان تک پہونچے شاہزادہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا ای شہریار
والا تبار اصل بات یہ ہی کہ اسپیس جادو کی قید سے اجروس نے رہا کیا گویا جان بچائی ورنہ اس مرتبہ اُس
قید سخت سے ہرگز زندہ رہا نہ ہوتا حمزۂ ثانی نے اجروس کے اس کار نمایان کی بہت تعریف کی اور کہا ای
اجروس ہزار آفرین برین جرأت دلیرانہ بخدا عجب کارے کردی کہ بدیع الملک را آوردی۔ مع ہذا
کہا ای بدیع الملک تمہارے دونون ہاتھ کیون بستہ ہین شہزادہ نے کہا شہریار قید خانہ مین ہرچند مین نے
اور اجروس نے کوشش کی بند دست نہ کھلا چونکہ زیادہ توقیف وہان مناسب نہ تھا اُسی طرح دست بستہ
چلا آیا یہان تمام سرداران نے ہزارہا تدبیرین کین صدہا بلا سے کسی طرح بند دست نہ کھلا کوئی آلہ شکست
اثر نہ کرتا تھا حمزۂ ثانی نے کہا مین سمجھ گیا یہ بند اسطرح نہ کھلیگا اثر سحر کا دخل ہی کہئے اسے کیونکر کھل سکتا ہی حمزۂ
ثانی نے اسم اعظم پڑھا بند دست پر دم کیا یکایک از خود بند دست کھل کے گر گیا اُسوقت بدیع الملک
کو ہیکل کا خیال آیا اجروس سے کہا۔ عمہ جادوان ہرچند کہ تو نے میری جان بچائی اس سے زیادہ کیا کار
نمایان ہوگا مگر ضعان شاہ نے میری ہیکل لیکے تورج بدرگ کے حوالہ کردی ہی اگر ہیکل بھی میری لا دے
تو بڑا احسان ہو اجروس نے قبول کیا اور ہیکل کے واسطے جانب ضعان شاہ کوچ کیا یہان دوسرے روز
حمزۂ ثانی نے وہانسے کوچ کیا بعد طے مراحل چند کے تورج آباد اور لشکر تورج کے قریب پہونچے وہان قیام کیا
یہ خبر سکندر چوپان کو پہونچی کہ لشکر اسلام پہونچا سمجھ گیا کہ مسلمان جنگ و حرب کے ارادہ سے آئے ہین

بالفعل در نقارہ جنگ بجے گا بہتر یہی ہی کہ نقارہ بجانے مین سبقت اسی طرف سے ہو فوراً حکم دیدیا کہ نقارہ جنگ بجے آج تو نہین اگر خداوند بخت بزرگ نے چاہا تو کل ضرور ان خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا دیکھون یہ کیونکر یہان سے صحیح و سلامت جاتے ہین مین تو منتظر ہی تھا کہ میرے مقابلہ کو آوین یکایک نقارہ رزمی کی صدا لشکر کفار مین بلند ہوئی حمزہ ثانی نے صداے نقارہ کفار سُنکے اپنے لشکر مین بھی حکم دیا کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے یکایک لشکر اسلام مین سے نقارہ آواز آمد بر دن کہ دولت و نصرت گردون دوان

اب اندرون طلسم کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شب گزر کے صبح ہوئی اسپیس جادو حسب دستور بدیع الملک کے واسطے کھانا پانی لیکے چلا زندانخانہ کا قفل کھول کے دروازہ کھولا اندرون حجرہ پہونچا بدیع الملک کو نہ پایا ہر چہار جانب تلاش کر کے باہر چلا آیا سمجھا کہ بدیع الملک کو لشکر اسلام کا کوئی عیار چالاک رہا کر لیگیا مغموم و محزون صنعان شاہ کے پاس آکے سر جھکا کے بیٹھ گیا اور یہ سوچ رہا تھا کہ صنعان شاہ سے کیا کہون اگر وہ سُنیگا تو بہت برہم ہوگا صنعان شاہ نے جو اسپیس جادو کو متردد دیکھا کہا اے اسپیس آج تو خاموش سکوت مین کیون بیٹھا ہی کیا فکر و تردد لاحق حال ہی اسپیس جادو کھڑا ہوگیا اور صنعان شاہ کے روبرو دونون ہاتھ اپنے اس قدر سر پیٹا کہ قریب الہلاکت ہوگیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ اسپیس معلوم ہوتا ہی مجنون ہوگیا اسکے دونون ہاتھ پکڑ لو چند کفار اُسکے قریب آئے اور سب نے دونون ہاتھ پکڑ لیے صنعان شاہ نے کہا تیرا کیا حال ہی کیون اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہی اسپیس جادو نے آبدیدہ ہوکے اور دونون ہاتھ صنعان شاہ کے گھٹنے کے پاس لیجا کے کہا کیا حال پوچھتا ہی بڑا غضب ہوگیا بدیع الملک کو میری حراست مین دیا تھا اتفاقاً شب کو لشکر اسلام کا کوئی شخص حجرہ مین بدیع الملک کے پاس پہونچ گیا جو اُسکو رہا کر لے گیا اے صنعان شاہ فریاد ہی کیا کرون اپنا دم گھونٹ ڈالنے کو دل چاہتا ہی عرصہ کے بعد ہزار آرزو و امید ایک مسلمان مقید کرنے کو ملا جس سے خداوند فرعون کا عوض بخوبی لینے بھی نہ پایا یکایک وہ رہا ہوگیا صنعان شاہ اندھیرا یا غیظ و غضب مین ہوگیا کہا او مردود پاجی یہ خطا کیا کم ہی کہ غفلت کر کے ہمارے قیدی کو رہا کر دیا مزید بران چیختا اسقدر ہی کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہین اور میرے منہ مین دونون ہاتھ ٹھونسے دیتا ہی تو بڑا بے ادب ہی اُسنے پھر اُسی طرح گلا پھاڑ کے کہا اے صنعان شاہ مین نے غفلت ہرگز نہین کی تو نے البتہ غلطی کی کہ جب میری حراست مین اُسے دیا تھا تو کوئی مکان ایسا مستحکم نہ دیا جس مین کسی عیار کا گذر نہ ہو سکتا صنعان شاہ نے کہا تو نے اُسی وقت کہا ہوتا کہ میرے پاس کوئی مکان قابل حراست نہین ہی اسپیس جادو کہا مین کیون کہتا مجھے کیا معلوم تھا کہ لشکر اسلام کی عیاری بلاے بد زمان ہی خبردار اب کبھی کسی قیدی کو میری حراست مین نہ دینا علی الخصوص خداپرست کو اس مرتبہ صنعان شاہ کو ایسا غصہ آیا کہ ایک تیر چلہ کمان مین رکھ اس زور سے اسپیس جادو کے سینہ کی جانب رہا کیا کہ پشت کو توڑ کے نکل گیا اسپیس بیجان ہو کے دھڑ سے زمین پر گرا صنعان نے حکم دیا کہ اس بے ادب کی لاش طلسم کے باہر پھینکدو چنانچہ اسپیس جادو کی لاش طلسم سے باہر پھینکدی گئی بعدہ صنعان شاہ نے ایک اسم پڑھا تورج بدرگ پر دم کیا اور کہا مسلمانون سے مقابلہ کر اگر خدا لات و منات نے چاہا تو کوئی خداپرست تجھپر فتحیاب نہ ہو سکیگا اور تو سب کو گرفتار کریگا تورج اس طرح کے اسم کے دم ہونے سے بہت خوش ہوا کہا اے بادشاہ مین بھی اس مرتبہ مسلمانون کا نشان تک باقی نہین رکھونگا مگر وقت طلب یہ امر ہی کہ مسلمانون کے پاس رو سحر ہی ظاہر ہی کہ جب بدیع الملک کو قید کیا تھا

کیسے کیسے اسماے قوی کو پڑھکے اُسکے بندہاے دست و پا پر پھونکے پھر کس طرح رہا ہو گیا صنعان شاہ نے
کہا اُن اسما کی یہ خاصیت نہ تھی کہ بدیع الملک قیدخانہ سے کہین نہ جا سکے البتہ بندہاے دست و پا اُسکے اُسی طرح
ہینگے کیا مجال مسلمانون کی جو کھول سکین تورج نے کہا سب کچھ صحیح ہے لیکن یہ ممکن نہین کہ بدیع الملک کے بندہاے
دست ابتک نہ کھلے ہون صنعان شاہ نے کہا بدیع الملک کے بندہاے دست و پا کھلے ہون یا نہ کھلے ہون
لیکن جو اسم ہمنے پڑھکے تجھپر پھونکا ہے اُسکا اثر بہت قوی ہے تورج نے ہیکل اہرمن قبلہ یا کے حوالہ کی اور
وہان سے لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوا۔ اُسطرف جب شب کو دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبحکو دونو
جانب صف آرائی ہوئی دونون طرف کے چاوش لشکریون کے دل بڑھانے لگے اہل اسلام مین نعرہ بلند ہوا
یا حیدر کرار بجز فرار کسی نے کہا اے بہادران جانباز و اے دلاوران گردن فراز تمھارے بزرگون نے کیسے کیسے
کفار بدکردار کے ریلے اور کن کن ضیق کے وقتون مین معرکہ جھیلے ہین وہی رگین ہین وہی خون ہے جو رگون
مین بھرا ہے اسقدر فوج کفار ہے تو کیا ہے اور اس سے زیادہ مجمع ہوگا تو کیا ہوگا مرنا ایک روز ضرور ہے اگر ننگ
کے ساتھ موت آتے تو سہے نصیب ہمارے تمھارے سپاہی کا جوہر یہ ہے کہ کبھی بستر پر پڑکے نہ مرے
بلکہ لڑکے مرے اور مرتا بھی وہی ہے جسکی موت دامنگیر ہوتی ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے جو ایک رونگٹے کو صدمہ
پہونچا سکے ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نہ بُرد رگے تا نہ خواہد خداے ٭ بزدلے فقط خوف سے مرجاتے ہین
ہم چلے و بیس ہیں کو مارتے ہین اور صحیح و سلامت چلے آتے ہین خیال کے دھوکے مین نہ پڑنا چاہیے یا اگر
موت بھی آگئی تو قیامت تک روضہ رضوان مسکن ہوگا حوران جنت ایسی متعدد دلدار ہونگی اور اپنا ایک ایک دل
ہوگا دمبدم اُنکے وصل کے مزے حاصل ہونگے نہ وہان کوئی ناصح ہوگا نہ اغیار مخل و فاصل ہونگے اُسطرف لشکر
کفار مین لات و منات کی صفت و ثنا ہو رہی تھی کوئی کہتا تھا اے مردان کوشیدہ و ناجا بہ زنان نپوشید اگر ذرا بھی
مسلمانون کے مقابلہ مین کوتاہی کروگے تو سرپر لات کی لات پڑیگی منہ پر منات کا اُلٹا ہاتھ پڑیگا سر کہین ٹھوکر مین
لگتا ہوگا اور دھڑ کہین ہنڈا تا پھریگا ہستی استراحت ہر انسان کو سستی چاہیے معرکہ جنگ مین ہر وقت چستی چاہیے
یکایک گوشہ بیابان سے استنے وقت پھر گرد پیدا ہوئی تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار پیادہ پا نمودار
ہوا اُس نقابدار نے آتے ہی سکندر چوپان کی صورت دیکھی سجدہ کو خاک پر جھک گیا قدرت و جلال خداوندی
ذکر کرنے لگا تمام کفار حیرت سے اُسکو سرتاپا دیکھ رہے تھے بعدہ وہ نقابدار لشکر اسلام کے روبرو آیا نعرہ
زہرہ شگاف مارا کہ اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو اگر نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون شہسوار قدرت رہتا
اگر مرد میدان ہو اور دعوے مردانگی رکھتے ہو دیر نہ کرو جلد میرے مقابلہ کو آؤ خداوند کے انحراف کا مقتول
زرابادہ داراب کشور کشا صاحب قران حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوکے کہا اے شہریار یہ جانثار اس مجہول الاحوال کو
اُسکی بیہودہ گوئی کی سزا دینے کی اجازت چاہتا ہے ہر چند کہ وہ خود مختار تھا اُسے کوئی ضرورت اجازت کی
نہین ہے صف آرائی ہو چکی ہے تاہم تیمناً تبرکاً اجازت خواہ ہے حمزۂ ثانی نے کہا اے داراب جا حافظ حقیقی کو تجھے
سپرد کیا داراب کشور کشا اسپ برق دم چمکاتا ہوا آیا کہا اے نقابدار مجہول الاحوال اگرچہ مین نے تیری صورت نہین
دیکھی ہے تاہم قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا بیہودہ گو ہے تجکو چاہیے تھا کہ پہلے اپنی بیہودہ گوئی و زیادہ گوئی
کا علاج کرتا بعدہ قاصیان میدان جلادت کے مقابلے کا خیال دل مین پیدا کرتا ؎ ہر کرا بسیار گفتار ش بود ٭
دل درون سینہ بیمارش بود ٭ تاہم مین تیرے مقابلہ کو موجود ہون ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان

کیانی و گرز گران ✤ نقابدار نے کہا اے خدا پرست مین قابل علاج نہین ہون البتہ تو قابل علاج ہے کہ مین نے یہ بھی
ہی کہا کہ مین شہسوار قدرت زمرد شاہ ہون اور مجکو مجہول الاحوال کہتا ہے معلوم ہوتا ہے تو گران گوش ہوا ہے
کانون کی ٹھیٹھیان نکلوا تو پھر شہسواران عرصہ شجاعت سے مقابلہ کا خیال دلمین لا داراب کشورکشا نے کہا
زیادہ گو کی بات کا اعتبار کیا تو کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو نقاب کے پردہ مین منھ کیون چھپاتا معلوم ہوتا ہے تو زیادہ
گوئی کی وجہ سے کہین ذلیل کیا گیا ہے جو خفت کے سبب نقاب مین منھ چھپائے رہتا ہے نقابدار نے یہ سنکے
کہا خبردار ہو جا اور خنجر کا وار داراب کشورکشا پر کیا داراب نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور خود
بھی تلوار کا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی آخر کار داراب کشورکشا
نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوا پھر نورج ماہرو نقابدار کے مقابلہ کو آیا اور بآواز بلند کہا اگر نہین جانتا ہے
تو جان تو اے اکو ہیوقوت مین ہون نورج ماہرو تبرا سرکوب آ حملہ کر نقابدار نے نورج ماہرو پر بھی خنجر کا وار
کیا نورج ماہرو نے اس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا پھر دوسرا وار نورج
نے کیا اسکو بھی نقابدار نے رد کیا جب آپس مین تین تین وار کی نوبت آ چکی یکایک نقابدار نے نورج
ماہرو کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور سبکی تمام سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مار کے دست و پا بستہ سکندر
چوپان کے پاس بھیجدیا اور پھر بآواز بلند کہا اے خدا پرستو میری جرأت و دلاوری کو تمنے دیکھا اب بھی کوئی
میرا مرد مقابل تمھارے یہان ہے یا بس تمھارے فرقی تمام ہو گئے بہمن شوستری ایک پہلوان فیل جثہ
لشکر اسلام سے اُسکے مقابلہ کو نکلا آواز بلند پکارا اے نقابدار بیہودہ گفتار تو نے نورج ماہرو ایسے جل
جری کو گرفتار کر لیا معلوم ہوتا ہے تو بڑا قوی بازو ہے آ میرا مقابلہ کر ہے بخیم تا کردگار جہان ✤ درین آشکارا چہ دارد
نہان ✤ نقابدار نے کہا اے پہلوان خدا پرست تو بڑا شہ زور معلوم ہوتا ہے اگرچہ مین بجنگ سوار سے بھی
مقابلہ مین عاجز نہین ہون لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پشت مرکب سے زمین پر میرے تیرے بزور
دست و بازو مقابلہ ہو بہمن شوستری پشت مرکب سے زمین پر کودا اور کہا آ زور دست و بازو کا
مقابلہ کر نقابدار اُس طرف سے بڑھا بہمن شوستری اس طرف سے بڑھا دونون دست و بغل
ہو گئے تا دیر کشش و کوشش رہی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار بہمن شوستری کو بھی گرفتہ و بستہ کر لے گیا اور اسکو
بھی سکندر چوپان کے پاس بھیجدیا راوی کہتا ہے کہ اُس روز سات سرداران نامی و گرامی لشکر اسلام کے
نقابدار نے گرفتار کر لیے تمام لشکر اسلام مین بل چل مچ گئی ہر ایک لشکری کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ
نقابدار ہے یا کوئی بلائے بیدرمان ہے جو سردار مقابلہ کو جاتا ہے اُسے بعد رد و بدل بسیار گرفتار کر لے جاتا ہے
اگر یہی حال ہے تو کس طرح مسلمانون کی جان بچ سکتی ہے اُس روز خیریت یہ ہو گئی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور
شب کے آثار بخوبی نمایان ہو گئے کہ لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا اور اُدھر مسلمانون کے لشکر مین بھی
طبل بازگشت بج گیا ورنہ لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو چکے تھے غرضکہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر
واپس آئے نقابدار نے میدان مین ایک مقام بلند پر کھڑے ہو کر سکندر چوپان سے بآواز بلند کہا اے
خداوند زہے رحمت و خہے عنایت کہ تو نے میدان جنگ مین آکے ہماری مدد کی کہ ہم مسلمانون پر فتحیاب
ہو سکے تجکو چاہیے کہ اسی طرح ہر روز میدان حرب و ضرب مین قدم رنجہ فرماتا کہ تیری قدرت و جلال کا
جلوہ دوست و دشمن دونون کی نظر سے گذرے ہم تجسے منت کرتے ہین کہ ہماری اس ادنے غرض کو سن اور

قبول کر ای خداوند تو خوب سمجھتا ہو کہ ہماری اس حقیر عرض مین کیسی کیسی مضامین مضمن ہین سکندر چوپان مردود کے
منہ کو لہو لگ گیا تھا نقابدار کی اس درخواست سے اور اسکے دل مین بھولا کہ مین بھی کچھ ہون اُسنے اپنے
لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ آج پھر نقارہ جنگ بجایا جاوے اور ہر ایک سے کہتا تھا دیکھو میری قدرت کو
کہ میری ادنے توجہ سے کیسے کیسے اعلےٰ سردار لشکر اسلام کے گرفتار کیے گئے ہین ؎ سحرگہ چو این خسرو خاوری
برآمد برین چرخ نیلوفری دونون جانب کے لشکر میدان مین آ کے صف آرا ہوئے ہنوز کوئی افواج
طرفین سے کوئی پہلوان میدان مین نہین آنے پائے تھے کہ دور سے پھر تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر
اُس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا نقابدار سیاہ پوش پیادہ پا چلا آتا ہی آتے ہی
سکندر چوپان کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند مسلمانون نے مجکو سخت تکلیف دی کہ تیرے مقابلہ مین ہنگامہ
جنگ کیا جاتا ہون اُنکو اُنکی بے ادبی کی سزا دیتا ہون تیری شان مسلمانون سے کہین ارفع و اعلےٰ ہی
مجکو اُنکے مقابلہ سے کیا نسبت یہ کہکے میدان حرب کی جانب متوجہ ہوا اور نعرہ مارا کہ ای خدائے نادیدہ کی
پرستش کرنے والو تمنے ہمارے خداوند کی کچھ عزت و توقیر نہ کی کہ اُسکے مقابلہ مین صف آرائی کی پھر خداوند کا
کا کیا بگاڑا تمنے خود اپنی عافیت بگاڑی اب بھی خیریت ہی اگر اس بے ادبی سے باز آؤ اور یہان سے واپس
چلے جاؤ ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمھارے گناہان گذشتہ معاف ہونے کے واسطے ہم بلیغ کوشش کرینگے بلکہ
بالضرور معاف کرا دینگے کیا کہتے ہو جلد جواب دو ملک قاسم کو یہ تقریر نقابدار سیہ پوش کی بہت ناگوار معلوم
ہوئی پکارکے کہا ای نقابدار بجھل الاحوال کیا بکتا ہی کیسا خداوند اور کیسا معاف کرنا اور کیسے گناہان گذشتہ جسکو
تو خداوند کہتا ہی ہم اُسکو یہ بھی نہین سمجھتے کہ کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی پانچ سات سردارون کے گرفتار کر لینے سے
کوئی خداوند نہین ہو سکتا بس اب خبردار بیہودہ مبک زبان ببند و باز و بکشا - نقابدار سیہ پوش ملک قاسم
کے قریب آیا اور کہا ای جوان کیون اپنی شامت بلاتا ہی میرے مقابلہ مین ہرگز ہرگز سر بر نہو گا ملک قاسم نے
اُسپر تلوار کا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے پشت شمشیر پہ رد کیا پھر خود بھی تلوار کا وار کیا ملک قاسم بھی
ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے بھی اُس وار کو رد کیا غرضکہ بعد رد و بدل بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ ملک قاسم بھی آن
سردارون کی طرح گرفتار ہو گیا ایرج نے جب اپنے باپ کو گرفتار دیکھا تاب تحمل نہ لا یا مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار
کے روبرو آیا اور کہا ای نقابدار کیون تیری شامت آئی ہی یہ کیا سفاکی پر تونے کمر باندھی ہی ابھی ایک وار
مین اس تلوار کے تیرا کام تمام کر دیتا ہون نقابدار نے کہا ای جوان حرف زبان سے یا اور کوئی وار بھی لگا کے
دکھائیگا ایرج نے بے تحاشا تلوار کا وار کیا نقابدار نے بسہولت اُس وار کو رد کیا ایرج نے غصہ مین آ کے
دوسرا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ اسی طرح تین وار ایرج کے نقابدار نے
رد کیے اور کہا ای جوان ؎ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن * غم دین و دنیا فراموش کن * ایرج نے کہا مجکو
یہ دماغ نہین ہی کہ تیرے وار کا انتظار کرون مجکو مانع کون ہی یہ کہتے کہتے وار کیا نقابدار نے اس وار کو بھی رد کیا
حاصل کلام یہ کہ نقابدار کے وار کی نوبت نہ آئی جب وار کرتے کرتے ایرج تھک گیا نقابدار نے ایرج
کو گرفتہ و بستہ کر کے سکندر چوپان کے لشکر مین بھیجدیا اسوقت رستم ثانی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا گھبرایا
ہوا حمزہ ثانی کی خدمت مین گیا اور کہا ای شہریار یہ نقابدار سیہ پوش بڑا قوی بازو ہی کہ اُسنے میرے
پدر اور پدر کلان کو گرفتار کر لیا اب مین ہرگز توقف نہین کرونگا حمزہ ثانی نے کہا ای رستم عجلت کو کام مین

نہ لانا میرے نزدیک ابھی تمھارا جانا مناسب نہین ہی اسواسطے کہ تمھارے پدر اور پدر کلان کو نقابدار نے گرفتار کرلیا
ہی اُنکے غم و ملال مین تمھارے حواس درست نہونگے ایسا نہو کہ نقابدار کے ہاتھ سے صدمہ سخت تمکو پہونچے
لیکن رستم ثانی کے اصرار سے مجبور ہوئے کہا خیر جاؤ تمکو اختیار ہی رستم ثانی مرکب دوڑا کے نقابدار سیاہ پوش کے
قریب پہونچا اور اس زور و طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا وہ بھی دو حصہ ہوکے زمین پر گرتا نقابدار نے
رستم کا بھی وار رد کیا بعدہ رستم نے متواتر دو وار کیے نقابدار نے اُن دونون وارون کو بھی رد کیا حتے کہ
رستم ثانی کو بھی گرفتار کرکے سکندر چوپان کے پاس بھیجدیا اسی طرح سلیمان ثانی اور سلیمان کوچک
اور عجیل باہر و وغیرہ سترہ سرداران دست چپ نقابدار سیاہ پوش کے ہاتھ سے گرفتہ و بستہ ہوگئے چونکہ
آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا دونون طرف لشکرون مین طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو گئے حمزہ
ثانی کے دل صفا منزل پر غم و ملال کا ابر چھایا ہوا تھا وہ شاہزادہ والا جاہ ہر دم گردش روزگار و زمانہ ناہنجار
کی مذمت کرتا تھا اور کہتا تھا واے شور بختی کم نصیبی ہیچ ہی کوئی نوشتہ تقدیر کو دھو نہین سکتا۔ اب مگر اسکا جواب
شاد سے کسی طرح ہو نہین سکتا ؎ طالعی دارم آنکہ از سبے آب ✚ گر زدم سوے بحر بر گردد ✚ ور بدوزخ روم
پے آتش ✚ آتش از یخ فسردہ تر گردد ✚ ور زکوہ التماس سنگ کنم ✚ سنگ نایاب چون گہر گردد ✚ گر سلامی کنم
بہ نزد کسے ✚ ہر دو گوشش بحکم کر گردد ✚ اینچنین حالہاش پیش آید ✚ ہر کرا روزگار کر گردد اسی طرح کے شکوہ بات
زمانہ و بخت مین بھر رات گذری حمزہ ثانی پھر بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوئے مگر اُسی طرح افسردہ خاطر اور
بھی درباری موجود تھے حمزہ ثانی نے کہا ای یارو کچھ خوف و ہراس کو دل مین جگہ نہ دینا چاہیے ؎ گر کار تو نیک ست
بہ تدبیر تو نیست ✚ ور نیز بد ست ہم بہ تدبیر تو نیست ✚ تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی ✚ کین نیک و بد جہان بہ
تقدیر تو نیست ✚ قضا و قدر سے چارہ نہین نزول بلا پر کسیکا اجارہ نہین اگرچہ یہ نقابدار ایک بلاے بیدرمان
ہی کچھ پروا نہین ہی خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہی موت سے کیا ڈرنا آج نہین کل اور کل نہین پرسون بہر حال اُس
سے ملاقات کرنی جب ہو تو یہ منزل فانی قابل اقامت نہین اس سے حاصل جز داغ حسرت نہین ؎ اگر صد سال مانی ور
یکی روز ✚ بباید رفت زین کاخ دل افروز ✚ جب کاروان عمر نے کوچ کا نقارہ کیا سب نوبت نشان ہر مہی بیجا تی ہین
فقط اعمال کام آتے ہین نادان نہین سمجھتے طفلانہ سبز و سرخ و زرد پر فریفتہ ہوتے ہین غفلت مین زندگی کے دن کھوتے ہین
آج نقاشی کی چھت لگوا نہین مانع کوئی ✚ کل بجز خفاش لیکن سقف و ایوان مین نہین ✚ نام خاتم رہ گیا ہی ہوگیا برباد تخت
آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان مین نہین ✚ اسفل و اعلے مشابہ ہین بہم لیکن ہی فرق ✚ اوج انجم دیدہ غول بیابان مین نہین ✚
دم دیا جاتے تھے جنکے سامنے شیر زیان ✚ غیر روباہ و شغال اب اُنکے ایوان مین نہین ✚ دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا
قدم ✚ آج جانے کی اجازت جس گلستان مین نہین ✚ مور جھیل نادان ہلاتے ہین کسے حیران ہون ✚ ہڈیان تک تربت
فغفور و خاقان مین نہین ✚ ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین دونون ہین ایک ✚ فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان مین نہین
جس گلزار مین پری جمال آدمیون کی بزم عیش و طرب پر بہار تھی۔ جام بادۂ گلفام کی گردش بیخوف خزان خمار تھی۔ وہان بوم
کی نحوست سے اکثر مقام خراب ہین گلاب کی جگہ گلاب ہین۔ یہان حمزہ ثانی بارگاہ سلیمانی مین تمام سردارون کے روبرو
بے ثباتی عالم اور نیرنگی زمانہ کا ذکر کرکے عبرت اور نیک نامی حاصل کرنے کی جرأت دلا رہے تھے یکایک لشکر کفار سے
پھر طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی اس طرف صاحب قران حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ؎ روز دیگر
کین جہان پر غرور ✚ یافت از سرچشمۂ خورشید نور ✚ دونون لشکر میدان مین آنکے پر صف آرا ہوئے آج پھر

نقابدار نمایان ہوا اُسکے مقابلہ کے واسطے نور الدہر گئے رد و بدل ہوئی نقابدار نے نور الدہر کو بھی گرفتار کر کے سکندر
جوبان کے پاس بھیجدیا پھر بدیع الزمان مقابلہ کو آئے نقابدار نے کہا ای خدا پرستو بیکار اپنے کو زحمت مین
مبتلا کرتے ہو تم سب کو مین گرفتار کر لونگا اس سے بہتر یہ ہی کہ ہمارے خداوند کی قدرت کے قائل ہو کے
اطمینان حاصل کرو جو کوئی خداوند سے سرکشی کرے اُسکی سزا دہی کے واسطے فوج کشی کرو تو لطف حاصل ہوگا اگر
خداوند سے مقابلہ کرنے کا شوق ہی تو پہلے اسکی قدرت کے مثل قدرت حاصل کرو بعدہ مقابلہ کرو تو مضائقہ
نہین ست تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی + بدیع الزمان نے کہا ای
مجہول الاحوال یہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ مقام جنگ و جدل ہی نہ قول و مقال زبان ببند و بازو بکشا نقابدار نے تلوار کا
وار کیا بدیع الزمان نے جگہ خالی کی نقابدار سنہ کے بھل زمین پر آرہا بدیع الزمان نے وقت فرصت غنیمت
جانا فوراً نقابدار کے کمر مین ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی فن جنگ سے خوب آگاہ تھا ایسا داؤن کیا کہ پہلے بدیع الزمان
اُسکے پشت کی جانب تھا اب نقابدار اُسکے پس پشت آگیا ہرچند بدیع الزمان نے کوشش کی کہ کسی طرح نقابدار
کو گرفتار کر لون کچھ بس نہ چلا بلکہ خود نقابدار کے قابو مین آگیا نقابدار نے مستحکم بستہ کر کے لشکر کفار مین بھیجدیا اور نعرہ
مارا کہ ای خدا پرستو تم مین سے اگر کوئی اور میرے مقابلہ کے واسطے آنا چاہیے تو جلد آئے ورنہ صاف کہو کہ بس ہماری
نبرد کی تمام ہو گئی ابکی دفعہ کرب نامدار مقابلہ کو آیا اور نعرہ مارا کہ باش او نقابدار بیباک مین نبرد حریف آ پہونچا ابھی
اگر قیامت تک مقابلہ کیے جائیگا تو لشکر اسلام کے پہلوان کم ہونگے اگر ندانی بدان کہ منم کرب بر ضرب بیل
دمان + پدر مین عمرو مادرے پہلوان + نقابدار بڑھا دونون مین رد و بدل شروع ہو گئی تھوڑی ہی دیر کے بعد
کرب غازی بھی نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا کرب کا گرفتار ہونا تھا کہ فوراً اسد میدان مین آیا اور نعرہ
مارا کہ ای نقابدار منحرف از خداوند کردگار نہ دانی بدان منم اسد نامدار مرحبی شہسوار + عدو کش جہانگیر ضیغم
شکار + نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ سے ہی آیا انسان کی نوع سے ہی یا حیوان کی جنس سے ہی اگرچہ تیرے
دست و پا انسان کے معلوم ہوتے ہین لیکن حیوان ہونے کا شبہ اس نظر سے ہی کہ تیرے چہرے کو نہین دیکھا شاید
انسان کی صورت سے مشابہ نہو اور بالفرض انسان کی صورت سے مشابہت اور مطابقت بخوبی رکھتا
بھی ہو لیکن جو کوئی انسان ہو کے معبود برحق و خالق مطلق کو نہ پہچانے حیوان سے بدتر ہے کہ انسان مین عقل
ملکی ہی اور حیوان اس سے محروم ہی زندگی کا اعتبار نہ کر حوادث زمانہ سے عبرت لے اس واحد و لاشریک کی بندگی
کر جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا سے بت خدا ہی نہ خورشید نی ستارہ و ماہ + کہ ہین تمام یہ سب
ہستی خدا پہ گواہ + خدا وہ ہی کہ جو فہم بشر سے خارج ہی + اُسی کا سکہ قدرت جہان مین رائج ہی + خدا وہ ہی کہ چہرہ
کو زرنگار کرے + ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے + خدا وہی ہی کہ بندے پہ جب عنایت کی + طریق کج سے رہ
راست پر ہدایت کی + نقابدار نے کہا ای اسد اس طول و کلام سے کیا کام مین تو یہ سیدھی بات جانتا ہون کہ تمہا
را اگر تو غالب آئیگا مجھکو گرفتار کر لیجائیگا ورنہ جس طرح اور خدا پرستون کو گرفتار کیا ہی تجکو بھی گرفتار کرونگا اسد
نے کہا ہان یہ تو مین سمجھتا ہون جو کچھ ہونا ہی وہ تو ضرور ہوگا + گر ز دو سر برنگردد سر نوشت + این سخن باید
بآب زر نوشت + تاہم ہم لوگونکا فرض ہی کہ ایسے وقتون مین جہان تک ممکن ہو صفائی نیت و صدق
عقیدت سے بطلان مذہب بت پرستی اور حقیقت دین خدا پرستی پر گواہی دین ہنوز اسد دلاور نے
یہ کلام تمام نہین کیا تھا کہ نقابدار نے بڑھ کے تلوار کا وار کیا اسد اُس ضرب سخت کو پشت شمشیر پر

رد کیا اور اپنا وار کیا نقابدار نے بھی وار کو رد کیا اسی طرح کی رد و بدل کے بعد مثل سرداران سابق اسد کو بھی نقابدار گرفتار کرکے لے گیا راوی کہتا ہے کہ آج تک سپہ سالاری میں نور الدہر و بدیع الزمان و کرب نمازی و اسد نامدار وغیرہ دس سرداران دست راست نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے اب لشکر اسلام میں صرف حمزہ ثانی اور شہزادہ بدیع الملک اور سعد بادشاہ باقی رہ گئے ہیں تمام سرداران دست راست اور ہمرکشان دست چپ فوج کفار میں مقید ہیں ایسے وقت میں جس طرح کا انتشار لشکر اسلام کے دلوں پر طاری ظاہر ہے بیان کی کیا ضرورت ہے ؎ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ✤ حمزہ ثانی کی یہ کیفیت ہے کہ حیرت سے ایک ایک کی جانب دیکھتے ہیں نیرنگی زمانہ کے خیال میں یہ نظم پڑھتے ہیں ؎ دوران گہے صد طلسم سازی ست ✤ در پردہ او ہزار بازی ست ✤ از پردۂ این طلسم خانہ ✤ صد رنگ برآورد زمانہ ✤ نیرنگ قضاست نقش پرداز ✤ تا دیدۂ عبرتے کنم باز ✤ جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتے ہو تو وہ کیونکر کہا جائے قادریت میں کثرت راہ پاسکے کبھی سوے آسمان سر بلند کیا اس طرح مناجات کی ؎ یارب تو غفوری و گنہگارم من ✤ تو چارہ گری و آہ ناچارم من ✤ بے یاری و بے نیاز و بے انبازی ✤ یارم چہ شود شوے بے یارم من ✤ خداوندا اصمدا بار الہا تو خوب جانتا ہے کہ میں صرف تیری راہ میں اور تیری رضامندی کے لیے یہ جد و جہد کر رہا ہوں تمام سرداران دست راست چپ کفار کی قید میں مبتلا ہو چکے ہیں حالانکہ آن گرفتاران مصیبت کی بھی غرض تیری رضامندی ہے آب بنا بر حکمت بالغہ کب تک کفار کو خوش کریگا اور اُن سرداروں کو کفار کی قید میں مبتلا رکھ کے اس بندہ حقیر و ذلیل کو محزون رکھیگا ؎ اب تو مرے دم پر آبنی ہے ✤ گویا ہنگام جان کنی ہے ✤ جینے سے بہت بہ تنگ ہوں میں ✤ اب بھی مروں نہ تو کیا کروں میں ✤ اسی اثنا میں حمزہ ثانی پر غنودگی طاری ہوئی عالم خواب میں دیکھا ایک پیر مرد سفید ریش عمامہ بر سر قبائے صاف و سفید در بر عصائے پیری در دست ؎ ز پیری بکرش پشتے خمیری ✤ شدہ ہر تار مویش جوے شیری شگفتہ بر رخ تابان چون ماہ ✤ سری در رعشہ چون شمع سحرگاہ ✤ ہانپتے کانپتے قریب آئے اور کہا اے حمزہ آج تم بہت پریشان معلوم ہوتے ہو آگاہ ہو اگر تمہاری پریشانی حد سے گذر گئی تاہم تم کو نہیں چاہیے کہ کوئی کلمہ خلاف داب زبان سے نکالو خداوند عالم ہر وقت اور ہر حالت میں قادر و توانا ہے چنانچہ مشہور ہے ؎ قدرت خالق احد سے کچھ دور نہیں ✤ مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں ✤ اگر سرداران دست راست اور دست چپ کفار کے یہاں مقید ہو گئے ہیں کیا مضایقہ کی بات ہے اُنکا پیدا کرنے والا اُنکے وہاں بھی کافل حفاظت کر سکتا ہے اُسکی حکمت بالغہ کو کیا سمجھ سکتے ہو اُسکے رموز مخفیہ تک تم کہاں تک پہونچ سکتے ہو حمزہ ثانی نے کہا اے معظم ذات مکرم صفات پہلے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے بعدہ تدریجاً یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ اصل غرض یہاں تکلیف فرمائی کی کیا ہے اور وہ کلمہ کونسا ہے جو خلاف داب میری زبان سے نکلا اُس پیر مرد نورانی صورت نے کہا کہ میرے نام سے تمکو کچھ کام نہیں ہے اس وقت میرے یہاں آنے کی غرض صرف تمہاری تنبیہ ہے اور وہ صرف یہ ہے کہ ہر حالت میں خدا کا شکر کرو کسی حالت میں صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دو خداوند عالم عادل و منصف ہے کسی پر ظلم روا نہیں رکھتا اپنے مخالفین سے ہرگز راضی نہیں ہے پھر بھی اپنے کسی بندہ کا زحمت و مصیبت میں مبتلا رہنا گوارا نہیں کرتا ہے سنکے حمزہ ثانی نے سکوت کیا کچھ سمجھ میں آیا دست بستہ کہا کہ اے معظم و محترم واقعی درست فرمایا میں اپنی خطا سے نادم ہوں یکایک وہ غفلت دور ہو گئی اُسی وقت فوج کفار سے نقارہ جنگ کی بھی آواز آئی حمزہ ثانی مرکب پر سوار ہوئے خود نقابدار کے مقابلہ میں آئے باطل السحر کا برابر و سدتہ پہلے نقابدار سے شمشیر بازی رہی پھر

عمود بازی کی نوبت آئی دونون کے عمود شکستہ ہو گئے حرب و ضرب گرم رہا زوال آفتاب جنگ زور دست ومبارزہ
کی نوبت آئی حمزہ ثانی بنظر احتیاط باطل السحر کا ورد کیے ہوئے تھے ایک پہر کامل کشتی رہی تیسرے پہر
حمزہ ثانی نے نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور گرفتہ وبستہ کر کے اپنے
لشکر مین بھیجدیا بعدہ مرکب پر سوار ہو کے سکندر چوپان پر نعرہ مارا کہ ای بے ایمان سکندر چوپان بفضل
ایزد سبحان نقابدار کو مین نے گرفتار کر لیا تو اپنے سحر و افسون پر بہت مغرور تھا انشاء اللہ تعالی اسی طرح
تجکو بھی گرفتار کرونگا آمقابلہ کر یا کسی اور اجل گرفتہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج سکندر چوپان
نے جو نقابدار کو گرفتار دیکھا کہا ای حمزہ نقابدار کو چھوڑ دو ورنہ بہت بری طرح پیش آونگا حمزہ ثانی نے کہا
او نابکار تو کیا حقیقت رکھتا ہی جو مجھسے بری طرح پیش آئیگا سکندر چوپان اس جواب سے بہت برہم
ہوا کہا ای خدا پرست تیرے اسقدر سردار گرفتار ہو گئے پھر بھی تیری سرکشی نہین جاتی حمزہ ثانی نے کہا او
پاجی سرکش ہم نہین ہا تو کہ خداے واحد لاشریک سے منحرف ہے اور کنکرون پتھرون کی پرستش کرتا ہی خدا
پرستون کو طرح طرح کی اذیت دینے مین کد کرتا ہی سکندر چوپان نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ اس خدا پرست
کو ہر چہار جانب سے گھیر کے گرفتار کرلو بموجب اس حکم کے فوج کفار نے بہیئت مجموعی حملہ کیا بدیع الملک
نے جو یہ یورش دیکھی اسعد بادشاہ سے کہا اب کیا انتظار ہی چلو حمزہ والاقدر پر کفار نے یورش کی ہی اسعد
بادشاہ نے کہا ای بدیع الملک بیشک اب محل توقف نہین ہی غرضکہ یہ دونون جوان حمزہ ثانی کی مدد
کو پہونچے اب دونون طرف جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگ گئے میدان
لڑائی مین جان لڑائے ہوئے تھے کفار کے حواس باختہ تھے گھوڑون کی دوڑ دھوپ سے زمین کو
لرزہ تھا اسقدر خاک اڑی کہ آسمان گرد مین چھپ گیا تھا ع زسم ستوران دران پہن دشت + زمین شش
شد و آسمان گشت ہشت + فوج کفار مین بھائی نے بھائی کو ہلاک کیا باپ کو بیٹے نے مار ڈالا بے تمیزی کا
طوفان برپا تھا شہزادہ بدیع الملک نے گھوڑے کو کڑکایا تلوار علم کیے ہوئے کفار کے کشتے روندتا
ہوا سکندر چوپان کے قریب پہونچا نعرہ مارا کہ او بدکار و مکار خبردار باش مین تیری جان کا ملک الموت
آپہونچا اسعادت سکندر چوپان نے تلوار علم کر کے گھوڑا بڑھایا بدیع الملک پر وار کیا شہزادہ نے
اسکے وار کو سپر پر رد کیا ایک ایسا وار تلوار کا سکندر چوپان کی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا
لشکر کفار نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ دیکھا اول ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب بالکل فوج کا رخ پھر
فرار پر قرار لیا اور بیابان کی راہ لی حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا ای بدیع الملک بخدا کارے کردی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اگر تجھسے یہ کارنمایان
ظہور مین نہ آتا بالیقین لشکر اسلام کے ترکی تمام ہو گئی تھی بدیع الملک نے باادب تمام تسلیم عرض کیا
اور کہا شہریارا یہ جو کام مجھسے ظہور مین آیا فقط اقبال ہمایون سبب تھا ورنہ مین کیا وقعت وحقیقت رکھتا
ہون حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد قیدخانہ تلاش کر کے ان سرداران دست راست و دست چپ کو
رہا کرو نہین معلوم وہ سب کس مصیبت مین مبتلا ہونگے چند سردار ان مقیدون کی تلاش کو نکلے
قیدخانہ مین پہونچے قفل زندان توڑا اندرون مکان پہونچے قیدخانہ بہت وسیع و تاریک تھا مشعلین روشن ہوئین تمام
سردارونکو قید و بند سے رہا کیا سبھنے اُس قید شدید سے رہا ہو کے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی اور کہا شہریارا کیا

ہم

عرض کرین کہ کس قید شدید مین اُس موذی نے ہمکو مبتلا کیا کہ بالیقین اُسنے فرعون کا عوض ہمسے لیا حمزہ ثانی
نے کہا اے رستم ثانی تمکو اور سب کو شہزادہ بدیع الملک کا مشکور ہونا چاہیے کہ اُس دلاور دوران کی سعی و
کوشش سے تمھاری رہائی ہوئی اور لشکر اسلام کی جانین بچین ورنہ سکندر چوپان نے کوئی دقیقہ مسلمانون
کے استیصال کا باقی نہ رکھا تھا رستم ثانی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مُنہ دیکھ کے خاموش ہو رہا سرداران
دست راست نے باہم چشمک زنی کی کسینے کسی کے کان مین کہا اے فلان دیکھا تمنے جناب حمزہ ثانی نے
بالاعلان کہدیا کہ تم سب کی رہائی کا سبب شاہزادہ بدیع الملک ہوا مگر پھر بھی رستم ثانی نے کچھ نہ کہا بالکل سکوت
کیا دوسرے نے کہا یہ لوگ کبھی کچھ نہ کہین گے انکی خلقت مین شرارت داخل ہے مگر پھر کیا پاینگے اپنی شرارت و فتنہ پردازی
کی سزا پاینگے اور پاتے ہین مگر نہین معلوم کس قماش کی خلقت ہے کہ متنبہ نہین ہوتے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ تورج آباد کو
لوٹ لو اور عالی شان عمارتون کو منہدم کردو فوج اسلام نے تورج آباد مین جاکے مکانات شاہی کو خوب لوٹا
بارگاہ سکندر چوپان کو ایسا منہدم کیا کہ نشان تک باقی نہ رہا مسلمان بافتح و نصرت اپنے اپنے مقام کو واپس
آئے حمزہ ثانی نے بھی بارگاہ سلیمانی مین آکے قرار لیا بدیع الملک کو بلایا اور کہا اے جوان سعادت نشان
اس وقت مین تمھارے روبرو ایک عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہون یعنے جب تمام سرداران دست راست و دست
چپ سکندر چوپان علیہ اللعن کی قید مین مبتلا ہوگئے مجھپر ایسا انتشار مستولی ہوا کہ حواس خمسہ باقی نہ رہے اُسوقت
مین نے درگاہ جناب باری مین مناجات کی منجملہ اُسکے یہ مضمون بھی تھا کہ بار الٰہا آخر کب تک مجھکو انتشار مین اور
سرداران دست راست و دست چپ کو قید کفار مین مبتلا رکھے گا دفعتہً غنودگی طاری ہوئی اور ایک پیر مرد نورانی
صورت عالم خواب مین نمایان ہوئے انھون نے مجکو بہت کچھ تنبیہ کی اور کہا اے حمزہ ثانی تونے چند کلمہ خلاف ادب
زبان پر جاری کیے جو بے صبری کی طرف مخبر تھے خبردار اب ایسے کلام زبان پر نہ جاری کرنا بعدہ خداوند عالم کی
صفت عدل وغیرہ کو بیان کیا اور غائب ہوگئے جب مین بیدار ہوا اپنے اوپر بہت ملامت کی اور عہد کیا کہ آ
کبھی اس طرح کی مناجات درگاہ باری تعالے مین نہ کرونگا مع ہذا فوج کفار سے صداے طبل جنگ سُنی
آمادہ پیکار ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے فتح و ظفر باصورت نظر آئی اے بدیع الملک جب سے یہ واقعہ
روبکار ہوا ہے مجکو سخت تردد ہے ہر وقت خداوند عالم کے قہر و غضب سے پناہ مانگنا چاہیے واقعی مجسے بڑی غلطی
ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یہ شک کس طرح دل سے زائل ہو بدیع الملک نے کہا شہریارا جو کچھ ارشاد ہوا اس مین
تو کوئی ایسا کلمہ نہین ہے جو بے ادبی پر محمول ہو البتہ اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ کفار پر فتح حاصل ہوگی اب نقابدار
کو بلاکے اُسکا حال دریافت کرنا چاہیے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ نقابدار کو لاؤ چند مسلمان باطمینان
تمام نقابدار کو لائے حمزہ ثانی کے حکم سے اُسکے چہرہ سے نقاب دور کی گئی دیکھا تورج ہے حمزہ ثانی کو کمال
تعجب ہوا کہا اے تورج تونے بڑی مکاری کی خیر اب جو کچھ مین کہتا ہون بغور و تامل سُن اور خوب سمجھ کے
جواب دے مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک جوان شجاع و دلیر ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اس ضلالت
و گمراہی سے تائب ہو تو مین تیرے تمام گذشتہ قصورون کو معاف کردون اور بجاے خود غور تو کر جسکو تو
خداوند کہتا ہے وہ کیا شے ہے اگر تو فرعون کو خداوند کہتا ہے اور اُسکی قدرت کا قائل ہے تو ظاہر ہے کہ فرعون کس
ذلت و خواری سے ہمارے پاس مقید ہے اور اگر تو خداوند کسی سنگین تصویر کو کہتا ہے تو تجھ مین کیا قابلیت
ہے لفظ خداوند زیبا ہے خاص اُس خداے واحد و لاشریک کے واسطے جسنے جملہ موجودات کو دو حرف کاف

دونون سے پیدا کر کے محبت سے مربوط کیا پیغمبرون کو خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا یہ دلیل ہین اُسکی وحدانیت
کی ہی کہ جو چیز پیدا کی ایک پیدا کی دیکھ درخت مین کرورون بلکہ بے حساب پتیان ہین مگر ایک پتی مین دوسری
پتی سے فرق محسوس ہوتا ہی حکیم رحیم کریم علیم سمیع بصیر وغیرہ جملہ اوصاف سے موصوف ہی نورج نے کہا
یہ سب کچھ مین نے سنا گر غرض اس بیان سے تمہاری کیا ہی حمزہ ثانی نے کہا غرض میری یہ ہی کہ دائرہ
اسلام مین داخل ہو تو رہائی ممکن ہی ورنہ ایسے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر
افسوس کرینگے نورج نے کہا ای حمزہ جو کچھ کہو مجھے منظور ہی مگر مذہب اسلام مین ہرگز اختیار نہ کرونگا خداوند
بہت بزرگ کے ایسے اوصاف میرے دلمین مرکوز ہین کہ خداے نادیدہ کے اوصاف سنکے مطلق میرا دل قبول
نہین کرتا ہی کہ مین ہلاک کیا جاؤنگا باشد مین نے خداوند بہت بزرگ پر اپنی جان قربان کی حمزہ ثانی نے
حکم دیا کہ لشکر مین دار نصب ہو ایک روز خاص نورج کی ہلاکت کے واسطے مقرر کیا گیا اوس روز نورج
کو گرفتہ وبستہ دار کے پاس لیگئے اُسوقت پھر حمزہ ثانی نے کہا ای نورج تجھ ایسے جوان صاحب زور
وطاقت کا ہلاک ہونا قابل افسوس ہی لیکن تو ہی بتا کہ اگر تجھے ہلاک نہ کرون تو کیا کرون نورج نے کہا
ای حمزہ اس وقت مین بالکل تمہارے اختیار مین ہون اگر تم چاہو تو رہا ہو سکتا ہون اگر ہلاکت کے درپے ہو
تو ہلاک ہو جاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا اگر تو اُس خداے واحد ولاشریک سے پناہ مانگ تو ابھی رہا ہو جاے
اور عزت حاصل ہو اُسنے کہا خداے نادیدہ کیا کسی کو پناہ دیگا ہان خداوند بہت بزرگ مین یہ قابلیت البتہ
ہی بدیع الملک نے کہا سچ کہا ہی ؎ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ؎ ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس
ای شہریار والا تبار ہرچند تلقین وتعلیم کی جاویگی لیکن یہ گمراہ ہرگز راہ راست پر نہین آئیگا حمزہ ثانی نے
نورج کو دار پر لٹکوا دیا بعدہ تمام سردار تیر وکمان ہاتھ مین لیکے گرد دار کے کھڑے ہوئے اول تیر حمزہ ثانی کا
نورج کی پیشانی کی طرف رہا ہوا ہنوز وہ تیر پیشانی تک پہونچنے نہین پایا تھا کہ بالاے ہوا سے پنجہ پیدا
ہوا اور نورج کو اُٹھا لیگیا حمزہ ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا یاروہ یہ کیا غضب ہوا کہ یہ ناپاک پھر
ہاتھ سے نکل گیا مین سمجھا کہ اس مردود کا قصہ پاک ہوا مگر پھر بھی خدشہ باقی رہگیا بارگاہ مین واپس آئے
تمام عیارون کو جمع کیا کہا ای عیاران طرازدای سرہنگان جلادت شعار گردون دون وزمانہ بوقلمون کی
نیرنگیان ظاہر ہین تم دیکھو کہ جب تمام قصہ فرو ہونے کے قریب پہونچا تو یہ واقعہ روبکار ہوا نورج گیا ہی غالباً
پھر ہنگامہ آرائی اور فساد برپا کریگا فلہذا اُس مکار کی جلد خبر لینا چاہیے یہ کام تم لوگون کا ہی جاؤ دریافت
کرو کہ وہ مردود کہان گیا ہی اگر موقع ملجاوے تو گرفتار کر لاؤ ورنہ ہمکو اُسکی قیام گاہ کا پتہ بتاؤ اور بھی دریافت
کرو کہ نورج کو کون لیگیا ہی بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب از سر نو بندوبست
کرنا چاہیے تاکہ وقت پر کسی طرح کی دقت نہو حمزہ ثانی نے کہا بیشک اور اُسی وقت از سر نو قلعہ ذوالامان
کی ترتیب کا حکم دیا اُسی وقت کارگزارون نے بہت خوب کہکے کمر ہمت کو مضبوط باندھا اور ہزار بازو
لیکے قلعہ ذوالامان کی درستی مین مصروف ہوگئے شب وروز قلعہ مین کام ہوتا تھا حمزہ ثانی کی بہت
تاکید تھی کہ جلد کام ختم ہو مصارف زائد کا کچھ خیال نہ کیا جاوے

اب عمر قلم تا بیدیا بہ اُسمانی جناب حمزہ ثانی کو قلعہ ذوالامان کی از سر نو درستی وغیرہ مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور اہرمن فیل پا عیار نورج بدرگ کے حال نکبت مآل مین جادو بیانی کیجاتی ہی

مری محمل نشین کے آگے لیلے کا جو مفتون ہے ✣ وہ مجنون ہو مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے ✣
تو وہ لیلے ہے ظالم ہر پری رو تیرا مجنون ہے ✣ ترے آگے جو ہے شمشاد قامت بید مجنون ہے
ترے قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے ✣ مرے دیوان مین ہے جو الف اک سرو موزون ہے
نہ کیون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ عالم کو ✣ حباب و موج مین سب دوست و دشمن یار جیحون ہے
بظاہر سب مساوی ہین مگر ہے فرق باطن مین ✣ نہ ہر سینہ مین حکمت ہے نہ ہر خم مین فلاطون ہے ✣
بلندی مین مثال آسمان گر قصر تھا تو کیا ✣ اجل کے ہاتھ سے زیر زمین آخر فریدون ہے
سیہ کاری ہی حاصل ہے سیہ کارون سے ملنے مین ✣ معین وسمہ بالون کے سیہ کرنے مین صابون ہے
بہار حسن جانان نے کیا یہ رنگ گلشن کا ✣ کہ جائے برگ گل ہر غنچہ مین اک قطرۂ خون ہے
سفید اس آفت دوران نے جو موباف ڈالا ہے ✣ برنگ شاخ شب‌وان دونون گیسوے شبگون ہے
نکلے گر فصد تیری خون ہو جائے زمانے مین ✣ تو وہ لیلے ہے ظالم ایک عالم تیرا مجنون ہے ✣
نہ کیونکر روتے روتے لال ہو جائین مری آنکھین ✣ شب فرقت مین اے ناسخ خیال روے گلگون ہے

نکتہ‌دانان بلاغت قرین و شاعران فصاحت آئین اپنے زور طبیعت سے مضمون آفرین ہوکے اس طرح قابل تحسین و آفرین ہوے ہین کہ جب تورج بدرنگ کو حمزۂ ثانی نے گرفتار کر لیا اہرمن فیلپا عیار تورج گھبرایا ہوا وہان سے بھاگا طلسم خارستان مین پہونچا صنعان شاہ جادو کی ملازمت حاصل کی اُسنے جو اہرمن کو منتشر دیکھا حال پوچھا اہرمن نے کہا غضب ہو گیا تورج کو اپنے دم طاقت اور اس اسم سریع الاثر پر بڑا بھروسا تھا مگر اُسکا عکس ظہور مین آیا یعنے خداپرستون نے اُسکو گرفتار کر لیا ہرچند کہ تورج نے داد مردی و مردانگی دی لیکن اسم نے کچھ اثر نہ دکھایا خداپرست بڑا کام کرتے ہین افسون و سحر سے نفرت کرتے ہین اور مطلق نہین ڈرتے صنعان شاہ جادوگر کو تعجب ہوا کہا اے اہرمن واقعی مین نے مجرب اسم پڑھ کے دم کیا تھا پھر بھی تورج گرفتار ہو گیا اہرمن نے کہا اے بادشاہ جلد تورج کی خبر لے ورنہ خداپرست اُسکی ہلاکت کے درپے ہین اگر تورج ہلاک ہو جائیگا تو جادوگرون کو سخت ذلت حاصل ہوگی صنعان شاہ نے مصور جادو کو طلب کیا اُس سے کہا جلد جا تورج کو مسلمانون نے گرفتار کر لیا ہے اُسکو رہا کر لاؤ مصور جادو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ حمزۂ ثانی تمام سرداران لشکر اسلام کا گرد دار کے برابانده رہے تھے سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے تھے تورج دار مین آویزان تھا حمزۂ ثانی نے تیر چلہ کمان مین رکھا ادھر مصور نے اسم سحر پڑھا اور دم کیا اس چالاکی سے دار کے پاس آیا کہ کسی نے نہ دیکھا فوراً تورج کو اُٹھا لے گیا سب نے دیکھا کہ نیچے لے گیا مصور جادو تورج کو لیے ہوے صنعان شاہ جادوگر کے پاس پہونچا کہا اے بادشاہ حسب الحکم والا تورج حاضر ہے تورج نے جو صنعان شاہ کو دیکھا بہت خوش ہوا دست و پا مستحکم بستہ تھے سلام نہ کر سکا اشارہ سے سلام کیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ تورج کے دست و پا کو کھولدو ایک جادوگر آگے بڑھا انگشت وسطی سے تورج کے دست و پا کی طرف اشارہ کیا کچھ پڑھا فوراً تمام بند از خود کھل گئے تورج نے فریاد کی کہ اے صنعان شاہ خداپرستون نے بہت سر اُٹھایا ہے کسیکی حقیقت نہین سمجھتے سحر و افسون کا رد کر دینا ادنے بات جانتے ہین

جادوگرون کو سخت تکلیف پہونچاتے ہین علے الخصوص بدیع الملک یہ جوان بڑا سفاک ہی اسکا دادن کبھی خالی نہین جاتا ہی ہر روز کار نمایان کرتا ہی اگر بدیع الملک نہ ہوتا مین ہرگز گرفتار نہوتا مسلمانون کے حواس باختہ کر دئے تھے مگر بدیع الملک سے بس نہ چلا اگر وہ گرفتار کر لیا جاوے تو پھر مسلمانون کا استیصال کچھ مشکل نہین ہی ضعان شاہ نے مصور جادو کی طرف دیکھا کہا کیا کہتا ہی بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہی اگر ممکن ہو تو جا بدیع الملک کو گرفتار کر لا ہنوز مصور جادو نے اس بات کا جواب ضعان شاہ کو نہین دیا تھا کہ مرعوب جادو و ضعان جادو کے پاس آیا کہا کیا باتین ہو رہی ہین ضعان جادو نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا مسلمانون نے بہت سر اٹھایا فلان اسم پڑھ کے تورج پر دم کیا تھا ای مرعوب جادو تو جانتا ہی کہ وہ اسم کیسا زبردست ہی اسنے کہا بیشک ضعان شاہ نے کہا پھر بھی تورج کو بدیع الملک نام ایک مسلمان نے گرفتار کر لیا اور دار پر آویزان کر چکا تھا کہ مجکو خبر پہونچ گئی مصور جادو کو بھیج کے تورج کو دار پر سے منگا لیا اب بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہی مصور جادو کو بار دیگر بھیجتا ہون مرعوب جادو نے کہا ای بادشاہ مین نے توریت مین دیکھا ہی کہ اگر اس مرتبہ بدیع الملک طلسم مین وارد ہوگا ضرور اسکے ہاتھ سے طلسم شکست ہو جائیگا میری رائے ہرگز نہین ہی کہ بدیع الملک طلسم مین لایا جاوے آئندہ اختیار ہے ضعان شاہ بہت برہم ہوا کہا ای مرعوب جادو تو کیا بکتا ہی اپنے حواس درست کر طلسم خارستان کا شکست ہو جانا بچون کا کھیل نہین ہی کہ ہر کہ و مہ کے ہاتھ سے شکست ہو جائیگا بدیع الملک کی کیا وقعت ہی مرعوب جادو نے کہا مین وقعت و غیر وقعت کی نسبت کچھ نہین کہتا جو کچھ مجکو دریافت ہوا ہی بیان کر دیا ضعان جادو نے کہا بھلا عقل بھی کوئی شی ہی ہیکل بدیع الملک جو طلسم کی کنجی ہی وہ تو اہرمن فیلپا کے قبضہ مین ہی اور بدیع الملک کے ہاتھ سے طلسم شکست ہو جائیگا یہ کس طرح ممکن ہی بات بھی وہ کہی جس کو سنکے گدہو کو ہنسی آئے اور مصور جادو کی طرف دیکھکے کہا تو کسکا انتظار کرتا ہی جا بلا تکلف بدیع الملک کو بستہ کر لا مگر خبردار خوب مستحکم باندھنا یہان پہونچ جاوے پھر تو مین یہان اسکا بخوبی بندوبست کر لونگا مرعوب جادو نے کہا ای ضعان شاہ دیکھ کیا کرتا ہی تیری رائے غلطی پر ہی ضعان جادو نے کہا تو دیوانہ ہو گیا ہی اپنے دماغ کا علاج کر میری رائے ہرگز غلط نہین ہی تجھ ایسے کتنے اکثر بھونکا کرتے ہین اور مصور جادو کی طرف اشارہ کیا تو جا مصور جادو حسب الحکم ضعان شاہ جادو وہان سے روانہ ہوا عقاب کی صورت سے مشابہ ہوا بدیع الملک بارگاہ سلیمانی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تورج بدرگ کی باتین ہو رہی تھین کہ نہین معلوم تورج کو کون لیگیا اور کس وقت لیگیا کہ جب قصہ تمام ہونے کو تھا ایک لمحہ کا توقف اور ہوتا تو اس نابکار کا کام تمام کر دیا جاتا مصور جادو بصورت عقاب وہان پہونچ چکا تھا بدیع الملک کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لے گیا اور تھوڑی ہی دیر مین مع بدیع الملک ضعان شاہ کے پاس پہونچا ضعان شاہ مصور جادو کی اس چالاکی سے بہت خوش ہوا کہا ای مرعوب دیکھ جن جادوگرون کو یہ قابلیت و قدرت حاصل ہو انکے مقابلہ مین مسلمان کیا کر سکتے ہین یہی نا کہ ایک وقت گرفتار کر لین گے دوسرے وقت رہا ہو جائینگے اور مصور کو خلعت دیا بعدہ قراقر جادو کو طلب کیا اور کہا ای قراقر یہ جوان خدا پرست تیری حراست مین دیا جاتا ہی خبردار اسکی حفاظت و نگہبانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا ورنہ اگرچہ یہ سحر و افسون نہین جانتا ہی لیکن البتہ چالاک و ہوشیار ہی کہ فوراً نکل جاویگا ای قراقر تجکو مین نے

بخوبی آگاہ کردیا ہی پھر بھی اگر یہ جوان تیری حراست سے نکل جاویگا تجکو سزا دونگا جو سزا اسپس جادو کو دی تھی کیونکہ اُسکی حراست سے یہ جوان خداپرست نکل گیا تھا بہزار کوشش گرفتار کیا ہی قراقر نے قبول کیا اور بدیع الملک کو گرفتہ و بستہ لاکے اپنے مکان مین مقید کیا ہر چہار جانب مکان کے اسم سحر پڑھا پھونکا اور شاہزادہ سے کہا ای خداپرست اگر تو کسی طرحکی طاقت رکھتا ہی تو کسی اور وقت کے واسطے موقوف رکھ میری حراست سے نکلنے کا قصد نہ کرنا اسواسطے کہ مین نے سنا ہی خداپرست صاحب رد سحر ہوتے ہین اگر تو میری حراست سے رہا ہو جائیگا میری جان مفت ضایع ہوگی جس طرح اسپس جادو کی جان ضایع ہوئی اور یہ ممکن نہین کہ تو بار دیگر گرفتار نہ کر لیا جاوے ضعان شاہ جادو اپنے نام کا ہی شاہزادہ نے کہا او بیوقوف اگر میرا اختیار ہوگا تو مین کیون اس قید مین مبتلا رہونگا تو جس طرح ممکن ہو میری حفاظت کر قراقر جادو نے کہا خیر تجھے اختیار ہی اور نصف شب تک بیدار رہا کیونکہ قراقر کو خیال تھا کہ ضرور خداپرست اس جوان کی رہائی کی فکر مین ہونگے جب نصف شب گذر گئی قراقر جادو پر خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ یکایک زمین سیپر کی طرح پھٹی اور اُس مقام سے اجروس خنجر در دست برآمد ہوا چاہتا تھا کہ قراقر جادو کا سر تن سے جدا کرے یکایک قراقر جادو خواب سے بیدار ہوا اور کہا ای اجروس سلام علیک خوش آمدی صفا آوردی اجروس نے ہاتھ کو روک لیا اور غرق بحر حیرت ہوکے سکوت مین بیٹھ گیا قراقر نے کہا ای برادر اجروس تم متحیر کیون ہو گئے کچھ کہو تو سہی اجروس نے کہا ای قراقر متعجب ہون تو کیا کرون مین بیان تیرے قتل کے واسطے آیا تھا عنقریب تجھپر وار کرتا تو بیدار کیونکر ہو گیا اور تجکو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ مین اجروس ہون کیا تجکو پیشتر سے اطلاع ہو گئی اور اس انتظار مین تو نے اپنے کو غفلت مین ڈالدیا تھا قراقر جادو متبسم ہوا اور کہا ای اجروس نہ مجکو پیشتر سے اطلاع تھی اور نہ مین نے دانستہ اپنے کو غافل بنایا اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ ابھی مین بیخبر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے ہین اُن حضرت کا رعب ایسا میرے دلپر طاری ہوا کہ مین نے اختیار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اُن حضرت نے فرمایا بیٹھ جا ای قراقر تجکو کچھ تنبیہ کرنے آیا ہون وہ یہ ہی کہ شہزادہ بدیع الملک جو تیری حراست مین ہی تو نہین جانتا کہ یہ کس مرتبہ کا جوان ہی ضعان جادو نے اگرچہ غلطی کی کہ اُسے گرفتار کیا ہی وہ اُس غلطی کی سزا پائیگا تو کیون دانستہ غلطی مین مبتلا ہوتا ہی خدائے تعالی کا واحد ہونا برحق اُسکا عادل ہونا برحق اُسکے پیغمبر برحق پیغمبرون کے نائب برحق قیامت کا آنا برحق اور بھی جو کچھ شریعت اسلام مین مقرر ہی سب برحق ہی جب تک تو گمراہ رہا رہا اب تو راہ راست اختیار کر یعنے دین اسلام اختیار کر اور تعجیل کر اجروس تیرے قریب پہونچ کے خنجر کھینچ چکا ہی بیدار ہوکے اُس سے ملاقات کر ورنہ اُسکے وار سے تو ہلاک ہو جائیگا پس مین نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوا آنکھ جو کھولی تمھین خنجر بکف پایا اسلام کیا بس جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا اب تمھین اختیار ہی چاہو مجھے ہلاک کر دو چاہو درگذر کرو ہر صورت سے شہزادہ بدیع الملک کا رہا ہونا لازمی ہی اجروس نے کہا ای قراقر اب میری کیا مجال ہی کہ تجھے کسی طرحکا صدمہ پہونچا سکون شہزادہ بدیع الملک کو رہا کر خداوند عالم تیری توفیق مین برکت عطا کرے قراقر اُٹھا کچھ اسم پڑھا شاہزادہ بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کیا اجروس نے کہا ای شہزادہ ہیکل کا کیا بندوبست کیا کیسکے پاس ہی اُسکا لینا مقدم ہی بدیع الملک نے کہا ای قراقر تجھی سے یہ کام بھی ہو سکتا ہی اہرمن فیلپا کے گلے مین ہیکل ہی اُسے لادے تیرا بڑا احسان ہوگا انشاء اللہ الرحمن کل جب ضعان شاہ کو قتل کرینگے طلسم کی بادشاہی تیرے نام پر مقرر کرینگے اس مین کمی نہوگی چاہیے زشتہ لکھالے مگر ہیکل جلد ہمکو لادے قراقر نے کہا جاتا ہون حسب الحکم

ہیکل لاتا ہون بشرطیکہ اہرمن فیلپا کے پاس ہوگی یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوا اہرمن کے پاس پہونچا وہ اسوقت
بیخبر سو رہا تھا قراقر نے اس آہستگی سے ہیکل اُسکے گلے سے اُتاری کہ مطلق اُسکو اطلاع نہوئی ہیکل لاکے دی بدیع الملک نے
ہیکل پر بوسہ دیا اور گردن مین پہن لی کہا اے قراقر اب یہ بھی بتا کہ اس طلسم کی لوح کہان ہے اُسنے کہا کہ اس طلسم کی لوح نہین ہے شہزادہ
نے کہا اگر لوح نہین ہے تو یہ طلسم کسطرح فتح ہو سکتا ہے اُسنے کہا اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ کے ہلاک ہونے پر موقوف ہے جسوقت
صنعان ہلاک ہوگا اسی وقت یہ طلسم بھی شکست ہو جائیگا اگر کسی لوح پر اس طلسم کا فتح ہونا موقوف ہوتا مجکو ضرور
اُس لوح کا حال معلوم ہوتا اور لوح کو حاضر خدمت کرتا جب صبح ہوئی صنعان شاہ بیدار ہوا تمام شب بدیع الملک کی
فکر مین مبتلا رہا تھا مصور کو طلب کیا کہا اے مصور جا بدیع الملک کو لے آ اُس خدا پرست کو ہلاک کرنا مقصود
ہے جب تک اُسکا قصہ پاک نہوگا طلسم مین خرابی رہیگی مصور وہان سے قراقر کے مکان پر آیا دیکھا بدیع الملک
قید و بند سے رہا ہے بہت برہم ہوا نعرہ مارا کہ او نالائق یہ خدا پرست بادشاہ کا دشمن جان ہے تو نے اسکو رہا کر دیا یہ کیا غضب
کیا مین جاتا ہون بادشاہ کو اس حال کی خبر کرتا ہون فی الفور تو ہلاک کیا جائیگا اس عدول حکمی کا کیا باعث اگر
بادشاہ کو رہا کر دینا منظور ہوتا تیری حراست مین کیون دیتا قراقر نے کہا اے مصور اس بحث سے کیا فائدہ پہلے یہ بتا
کہ اس طلسم کا فتح کرنے والا کون ہے اور کسکے نام نامی پر یہ طلسم مرتب ہوا ہے مصور نے کہا اگرچہ مجکو اس بات کی اطلاع ہے
کہ اس طلسم کی فتح خاص بدیع الملک پر موقوف ہے لیکن یہ تجھے معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل صنعان
شاہ کے پاس ہے اور ہیکل ہی پر مدار فتح ہے پھر کس طرح بدیع الملک طلسم کو فتح کر سکتا ہے قراقر نے کہا اے نادان
مجکو حقیقت حال سے اطلاع نہین ہے اگر فتح طلسم کا دارومدار ہیکل پر ہے تو کیا ہیکل بدیع الملک کے پاس نہین ہے
اُسنے کہا یہ مجکو خوب معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل اہرمن فیلپا کے پاس ہے بدیع الملک کے پاس
ہرگز نہین ہے قراقر نے بدیع الملک کی قبا کا تکمہ کھولا کہا دیکھ یہ کیا شے ہے مصور نے جو بدیع الملک
کے گلے مین ہیکل دیکھی کہا تعجب ہے مجکو گمان تھا کہ ہیکل اہرمن کے پاس ہے قراقر نے کہا تیرا گمان صحیح ہے بیشک یہ ہیکل
اہرمن کے پاس تھی ابھی ہم اُس سے لے آئے مصور نے کہا اے قراقر اب مجکو بھی یقین ہو گیا کہ ضرور فتح طلسم کا
زمانہ آ گیا اور بیشک یہ جوان صاحب اقبال طلسم کو فتح کریگا تیری کیا رائے ہے قراقر نے کہا میری جو کچھ رائے ہے وہ بدیع الملک پر روشن ہے
اپنی رائے کو بیان کر اُسنے کہا اسوقت تو مین اپنی رائے کو تیری رائے سے مطابق کرنا چاہتا ہون قراقر نے کہا میری رائے یہی ہے کہ دین
اسلام کو مین سچا اور برحق سمجھتا ہون فرعون اور بتون کو مین کچھ نہین سمجھتا رجل الحمار وغیرہ کی پرستش سے درگذر
یا نون پوجا ایسے بت کا جس سے ہاتھ آیا نہ کچھ * سر جھکایا لاکھ مانگا خاک بھی پایا نہ کچھ * اگر تو اپنی رائے کو میری
رائے سے مطابق کرنا چاہے بصفاے قلب کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ مصور نے
بھی کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام مین داخل ہوا یہان صنعان شاہ مصور کے انتظار مین تھا جب دیر ہوئی سمجھا
ایسا نہو کوئی نیا واقعہ روبکار ہوا ہو طلسم کی حالت مخدوش ہے مرعوب کو بلایا کہا مین نے مصور کو قراقر کے یہان
بھیجا ہے تاکہ بدیع الملک کو لے آئے اُسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا ابتک نہین آیا تو جا اور قراقر کو مع مصور و بدیع الملک
یہان لے آ خبردار دیر نہ کرنا جسقدر دیر ہوتی ہے میرے دل مین ہول پیدا ہوتا ہے کہ خدا پرست کا معاملہ ہے ہر مرتبہ قید و
بند سے رہا ہو جاتا ہے اس اثنا مین دیکھا اہرمن فیلپا چیختا پیٹتا چلا آتا ہے صنعان کے پاس آتے ہی اُسنے ٹوپی
پھینکدی اور کہا اے صنعان شاہ فریاد ہے بڑا غضب ہو گیا جس بات کا مجکو ہر وقت خدشہ رہتا تھا وہی بات پیش
آئی صنعان شاہ نے متعجب ہو کے کہا کچھ بیان کر کیا غضب ہوا اُسنے کہا اے ملک صنعان آج رات کو کوئی میری غفلت مین

آیا اور میرے پاس سے ہیکل چرا لے گیا سچ کہتا ہون مجکو بڑا ملال ہی صنعان شاہ نے کہا او کم بخت تجکو ملال ہی تو کیا ہی
تو نے ہیکل کی کامل طور پر حفاظت نہ کی غفلت مین ہیکل کو کھو دیا مصور کو قراقر کے یہان بھیجا تھا کہ بدیع الملک
کو لے آئے اُسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ وہ خدا پرست بھی رہا ہو گیا ورنہ مصور اب تک واپس آتا
اور بدیع الملک کو لے آتا قراقر کے خیال سے مشکوک ہونے کی مجکو خبر پہونچی ہی خیر دیدہ باید کرد چہ شود اور حکم دیا کہ جلد لشکر
کمربندی ہوا اُس طرف لشکر تیار ہوا اسطرف صنعان شاہ مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا ایک لاکھ جادوگردن
کی جمعیت تھی جسکو ہمراہ لیکے قراقر کے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان قراقر و مرعوب مع شہزادہ بدیع الملک
باطمینان تمام بیٹھے ہوئے تھے یکایک ان سبکو خبر پہونچی کہ صنعان شاہ جادو ایک لاکھ جادوگردن کی فوج
لیے ہوئے اس طرف چلا آتا ہی بالیقین اُسکا ارادہ جنگ کرنے کا ہی شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان بہادر
زمانہ دلاور یگانہ ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا سلاح و یراق سے آراستہ ہوا قراقر نے کہا ای جوان تو تنہا ہی ایک لاکھ فوج
سے کس طرح مقابلہ کریگا اور فوج بھی جادوگردن کی شہزادہ نے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی خدای پاک بس ست اگر ایک لاکھ
جادوگردن کی جمعیت ہی تو کیا اور ایک کرور کی جمعیت ہوگی تو کیا ہوگا تو تماشا دیکھ کہ خدا تعالی کس طرح کام بناتا ہی قراقر
نے کہا تو دانی و کار تو اور مرکب حاضر کیا شہزادہ اُسکے مرکب پر سوار ہوا کہا ای قراقر اور مرعوب تم دونون خوب
غور و فکر کر کے لوح طلسم کا مجکو نشان دو تاکہ مین اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کرون قراقر نے کہا ای جوان
مین نے پیشتر ہی عرض کیا کہ اس طلسم کی کوئی لوح نہین ہی اگر لوح ہوتی تو مین ضرور نشان دیتا اور میرے
کہنے پر کیا موقوف ہی مرعوب موجود ہی اس سے دریافت کر لو مرعوب نے کہا ای جوان بیشک اس طلسم کی کوئی لوح
نہین ہی اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ جادو کی ہلاکت پر موقوف ہی شاہزادہ خوش ہوا اس اثنا مین صنعان
شاہ جادو فوج کثیر لیے ہوئے آ پہونچا قراقر جادو کے مکان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا شہزادہ بدیع الملک
ہر مرتبہ چاہتا تھا کہ مکان کے باہر آ کے صنعان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرے قراقر مانع ہوتا تھا اور کہتا تھا ای
جوان سعادت نشان زمانہ کے واقعات عجیب و غریب ہوتے ہین اگر تو صنعان شاہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا تو
ہم سخت مصیبت مین مبتلا ہو جائینگے اسواسطے کہ ہمنے تیرے مذہب کو اختیار کیا ہی صنعان شاہ ہمارے
حال کی خبر پا کے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا بدیع الملک کہتا تھا ای قراقر تو اسقدر کیون متوحش ہی انشاءاللہ
صنعان شاہ مجکو ہرگز گرفتار نہین کر سکیگا اُس طرف صنعان شاہ نے دیکھا کہ قراقر کے مکان مین بدیع الملک
موجود ہی ابھی تک باہر نہین آیا بالاے دیوار چند جادوگردن کو چڑھایا کہا مکان مین پہونچ کے بدیع الملک کو
گرفتار کر لو اور دروازہ کھولدو تاکہ فوج مکان مین پہونچ کے تمہاری معین ہو جو کہ دیوار پر گیا شہزادے نے دوڑ کے ایسا وار
تلوار کا اُسپر کیا کہ دو لخت ہو کے زیر دیوار گرا صدہا جادوگر اسطرح ہلاک ہوئے بدیع الملک نے کہا قراقر تو مجکو
مکان سے باہر نہین جانے دیتا ہی ایسا نہو کہ مین یہان گرفتار ہو جاؤن پھر کوئی تدبیر بکار آمد نہوگی قراقر و
مرعوب نے کہا ہم بھی ساتھ مین بیرون خانہ چلکے ان کفار سے مقابلہ کرو شہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہے دو دل
یک شود بشکند کوہ را* غرضکہ بدیع الملک مع قراقر و مرعوب مکان کا دروازہ کھول کے باہر آئے جونہین صنعان
شاہ کی نظر بدیع الملک پر پڑی گھبرا گیا اور پکار کے اپنی فوج سے کہا بگیرید این خدا پرست را۔ بدیع الملک نے
پکار کے کہا ای قراقر و مرعوب تم دونون تلوارین علم کر لو مین اس مردود کیطرف حملہ کرتا ہون تم آنکھون کو بند کر لو
تا وار مارنا شروع کر دو اسوقت کی کارزار پناہ بذات کردگار شاہزادہ تیغ الماس رنگ علم کیے خود فولادی سر پر رکھے

پنجے کی جوڑی کمر سے لگی ہوئی اونچی بنا ہوا سہ چنان می نمود بچشم خرد + تو گوئی زمین راز جا بر کند + یہ وار
وار کر رہا تھا کسی گبر کو دم لینے کی مہلت نہ دی ہواے تند و تیز چل رہی تھی صحرا کی ساری گرد اوڑ رہی تھی
فلک پر تتق بندھ گیا سہ زگرد دکیہ بر چرخ دوار شد + یکے برج خاکی نمودار شد + تمام عالم تیرہ و تار معلوم ہوتا
تھا یکایک اور زیادہ تیز ہوا چلی اب یہ نوبت پونہچی کہ کسیکو کسی کی صورت نہ نظر آتی تھی فرافرز مرعوب کے
زیادہ تر حواس باختہ تھے دل مین کہتے تھے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مگر یہ بھی خداوند عالم کے فضل و کرم سے
امیدوار تھے کہتے تھے اب تو مذہب اسلام اختیار کیا ہی اگر یہ دین بزرگ برحق ہی ضرور کوئی نہ کوئی صورت
فتح کی نظر آئیگی ورنہ ہرچہ باداباد سہ اثر اکہ منظور بفضل یزدان باشد + ہرچند ہراسان و پریشان باشد + از
بند الم نجات یابد در دم + ہر مشکل کہ پیش آید آسان باشد + وہی ہوا کہ جب وہ ہواے تند و تیز چلی ایک لکہ ابر نمایان ہوا اُس لکہ
مین سے شاہزادہ سلیمان اعظم ایک لاکھ دیو و پری کی جمعیت سے پونہچا دیکھا ضعان شاہ فوج کثیر ہمراہ لیے
بدیع الملک کی گرفتاری کے درپے ہی اور بدیع الملک تنہا ہی صرف اُسکے دو مددگار ہین جو شہزادہ لہو ہوتے
کے ہین نعرہ اللہ اکبر مار کے فوج کفار پر حملہ آور ہوا بدیع الملک کو مدد کافی ملی گونہ اطمینان ہوا اس طرف فرافرز
مرعوب کو بھی اطمینان ہوا بدیع الملک جنگ و حرب کرتا ہوا ضعان شاہ کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا
کہ باش ای ناپاک اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی مین ہون بدیع الملک سہ ز مشرق تا بمغرب کس ندارد
تاب ضرب من + طپانچہ ضیغم غرندہ و درندہ ضرب من + ضعان شاہ نے بھی نعرہ مارا کہ باش ای خدا پرست
تو مجکو نہین جانتا ہی تو جان مین ضعان شاہ ہون علاوہ کمال فن سحر و افسون کے فن حرب و ضرب مین بھی مہارت
کامل رکھتا ہون سہ منم سرکش قوی بازو بہادر اژدہا پیکر + ز نام ساطور تہ صد من شود گاو زمین لرزان + یہ کہا
اور بدیع الملک کے قریب آکے تلوار کا وار کیا شاہزادہ نے بسہولت تمام اُس وار کو سپر پر رد کیا اور کہا او
نابکار اور مصرعہ تیسری طاقت پر صادق آیا جو کہا سہ ز نام ساطور تہ صد من شود گاو زمین لرزان تیرا
حوصلہ پورا ہو گیا سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + یہ کہکے ایک ضرب بے پناہ اُس کی
کی کمر پر لگائی کہ برابر دو حصہ ہوکے زمین پر گرا + اُن ساحران بدکار نے جو ضعان شاہ کو کشتہ دیکھا تاب قیام
نہ لاسکے اور آپس مین مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ یہان قیام کرینگے تو یہی حال ہم لوگون کا بھی ہونا ہی
بعد ہلاک ہو جانے ضعان شاہ کے زوجہ نورج یعنے دختر ضعان شاہ یعنے لعل بن نورج طلسم خاکستر
کیجانب بھاگ گئے بعضے جادوگرون نے بخوف جان دین اسلام اختیار کیا اُنکو رہا کر دیا دیوان نورج کو مع ہمرہیان
گرفتہ و بستہ کرکے شہزادہ کی خدمت مین لائے شہزادہ نے فرمایا او مکارو تمنے بہت سر اُٹھایا تھا اب کہو وہ سحر و افسون
تمہارا کیا ہوا خیریت اسی مین ہی کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ بعذاب سخت ہلاک کیے جاؤ گے اُنھون نے کچھ جواب
نہ دیا شہزادہ نے فرمایا ان بدبختون کو بحفاظت قید مین رکھو بعدہ سلیمان اعظم بدیع الملک کیخدمت مین
حاضر ہوا بدیع الملک نے کہا اے شہریار اعظم تعجب ہی کہ تم اپنی نانی کی قید مین تھے اب تمکو مین نے یہان دیکھا تو قید سے
کس طرح رہائی پائی سلیمان اعظم نے کہا شہریار بیشک مین مقید تھا یکایک مہتر سلیمان نے مجکو بشارت
دی مین اپنی مان کی خصومت اور دشمنی سے درگذر کر کے ملکہ نے مجکو رہا مین تمہاری مدد کو وہان سے آ
روانہ ہوا اسوقت یہان پونہچا غرضکہ بعد کشتہ ہونے ضعان شاہ کے بدیع الملک نے تمام خزانہ طلسم کو
جو بیحد و شمار تھا اپنے قبضہ مین لیا راوی کہتا ہی کہ مہتر سلیمان کیوقت مین بانیان طلسم نے اس طلسم کو

گیا تھا انواع اقسام کے جواہر کوٹھریون مین بھرے تھے طرح طرح کے اسلحہ تہ خانون مین تھے جنکے قبضہ جواہر نگار تھے اور بھی صدہا قطیان طلائی ملین جنکے غلاف مخملی کارچوبی تھے اور اس طرح حفاظت سے رکھے تھے کہ گویا ابھی بنا کے ہوئے ہین اُن قطیون مین جو قفل لگے تھے وہ بھی طلائی اور مرصع تھے تمام اشیائے مقفل کی کنجیان نہایت احتیاط سے ایک قطی مین رکھی تھین اور اس قطی کی کنجی تہخانے کی دیوار مین آویزان تھی وہ کنجی ایسی عمدہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھی اور ایسے مقام پر آویزان تھی کہ جب شاہزادہ خزانہ مین داخل ہوا پہلے نظر اُس کنجی پر پڑی شاہزادہ نے اُس کنجی کو گل میخ طلائی پر سے اُتار لیا کچھ حرف محسوس ہوئے لکھا تھا ای فاتح طلسم یہ کنجی تمام کلید ہائے اسباب طلسم کی ہی شہزادہ نے وہ کنجی ہر ایک قفل مین لگائی کوئی قفل نہ کھلا البتہ ایک قفل کھلا جب پٹاری کو کھولا دیکھا اُس پٹاری مین ہزارہا کنجیان انواع قسم کی رکھی ہین ہر ایک کنجی سے ہر ایک قطی کو کھولا وہ وہ مال و اسباب جواہر نگار اُن قطیون مین سے نکلا جو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا منجملہ اُن قطیون کے ایک قطی تھی جب اُسکو کھولا جامہ زرتار مین پیچیدہ ایک لوح سفید نکلی اُس لوح مین نستعلیق سیاہ حرفون سے بہت خوش خط یہ مضمون لکھا تھا۔ الحمد للہ والصلوٰۃ علے محمد رسول اللہ والسلام علے علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اما بعد ای عالی ہمم فاتح طلسم ؎ جو انسان نداند بجز خورد و خواب ٭ کدامش فضیلت بود بر دواب ٭ کہولت و سہولت بسبب خرابی و چستی و چالاکی باعث کامیابی ہی ای فاتح طلسم اگر کوشش کرکے یہان تک پونہچا ہی تو یہ مال ہی بلا شرکت غیرے یہ سب تیرا مال ہی۔ والسلام۔ بدیع الملک نے خوش ہوکے وہ لوح سفید پھر اُسی قطی مین رکھدی اور قراقر کو بلایا کہا ای قراقر مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا بنابران اس طلسم کی حکومت تیرے حوالہ کی اور مرعوب کو طلب کرکے کہا ای مرعوب ہمنے تجکو قراقر بادشاہ طلسم کا وزیر مقرر کیا اس انتظام کے بعد شہزادہ بدیع الملک نے لشکر حمزۂ ثانی کی طرف کوچ کیا۔

داستان آنا بدیع الملک کا لشکر حمزۂ ثانی مین اور بظاہر مسلمان ہونا لورج بدرگ اور اہرمن فیلپا کا مع حال جشن مسطور ہوتا ہی۔

شب چو کشاد از نسیم نافہ مشک تتار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بہار
سوسن تر بر شکست در چمن آسمان
زہرہ لبسان سمن شعری چون ارغوان
از صدف روزگار ریخت بگردون دُرر
لعل مرصع نمود شکل ثریا گہر ٭ ٭
خسرو تخت افق ہمچو شہان باردار
بخشش زربیشہ کرد دست چو حاتم کشاد
قبۂ افلاک او کلہ طاؤس رنگ
ہمچو سلیمان نگر گرچہ شتاب و درنگ

سنبل شب داد بوی غالیہ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسترن نمود چرخ چو در بوستان
نعش شمالی چو گل جوزا چون گلستان
گوہر کانی نمود در شب ازان باختر
زین ہمہ آسمان رفتہ نماندہ اثر
تاج ملمع بزر بر سر خود بر نہاد
انچہ کہ آن شب شد روز تبا باج او
در عقبش شد روان رست چو تیر خدنگ
خسرو رومی چو تیغ زد بشہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرۂ شب بر نہار
ساخت ز مشک عبیر لخلخۂ عنبری
شکل مجرہ چو جوی چرخ چو آب روان
ہہ بمیان نجوم ہمچو گل عبہری
سمط لآلی کشاد خنجش نہ تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چون علم کیقباد
گرد بتخت افق بر سر یاران سری
تا نگر آرد چو خصم لشکر او را بجنگ
زد شہ زنگی گریخت راست چو دیو از پری

بہار پیرایان بساتین حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات عیش قرین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سبز و شاداب کرتے ہین کہ جب فلک آستان ثریا مکان زیب اورنگ شاہی

رونق و سادہ ظل الٰہی حاجت روائے مرادمندان رحم فرمائے حال زار ستمندان سیر کنندہ عجائبات فاتح طلسمات صاحب شوکت و فر یعنے شاہزادہ بدیع الملک نامور ضعان شاہ جادوگر کو کشتہ کر کے طلسم کو فتح کر چکا اور مال و اسباب طلسم اپنے قبضہ مین لا کے قراقر کو طلسم کی حکومت تفویض کر کے فراغت پائی وہان سے روانہ ہو کے بعد طے مراحل و قطع منازل تاجدار اقلیم رفعت و باجگیر ممالک شوکت کنندہ بیخ کفر و کافری برہم زن ہنگامہ سحر و ساحری تائید یافتہ آسمانی ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی جناب صاحبقران حمزہ ثانی کی خدمت سراپا عظمت مین پہونچ کے مشرف بشرف ملازمت ہوا حمزہ ثانی بدیع الملک کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے سلیمان اعظم کی طرف اشارہ کر کے اُسکا حال پوچھا بدیع نے حقیقت سلیمان اعظم کی بیان کی حمزہ ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک اب کچھ حال گبران مکار کا بیان کرو کہ اُنکے مقابلہ مین تمنے کیا کار نمایان کیا بدیع الملک نے ملازمون سے پہلے اشارہ کیا فوراً تورج اور اہرمن فیلپا گرفتہ و بستہ حاضر کیے گئے حمزہ ثانی نے متعجب ہو کے پوچھا یہ دونون گبر کون ہین بدیع الملک نے کہا ایک تورج بدرگ ہی اور یہ اہرمن فیلپا ہی یہ بڑا زبردست جادوگر ہی تورج بھی سنگ زرد برادر شغال ہی لیکن یہ فن جنگ و حرب سے بس واقفیت رکھتا ہی حمزہ ثانی نے کہا اگر یہ فن ضرب سے بھی بخوبی واقفیت رکھتا ہی غالباً اس کے گرفتار کرنے مین سخت دقت واقع ہوئی ہوگی بدیع الملک نے مفصل کیفیت ان دونون کے گرفتار کرنے کی بیان کی اور کہا ای والا منزلت تورج بدرگ بیشتر اوقات بذریعہ پنجہ کے رہا ہو گیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ضعان شاہ جادو اسکا بڑا حامی و مددگار تھا ہر مرتبہ ایک جادوگر کو بھیج کے اسکو منگا لیتا تھا وہ جادوگر مسلمانون کو نظر نہ آتا تھا صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پنجہ اُٹھا کے بالائے ہوا لیگیا حالانکہ ضعان شاہ کے پاس پہونچ جاتا تھا ضعان شاہ نے اپنی دختر کی شادی بھی اس سے کر دی تھی یہ سبب زیادہ تر اسکی خبرگیری کا تھا بارے ہزار ہزار شکر اُس قادر لم یزل کا کہ ضعان شاہ کو بھی ہلاک کیا جسکے سبب سے طلسم فتح ہو گیا اور تورج بھی اس وقت تک قید و بند مین موجود ہی ورنہ اب تک کب کا نکل گیا ہوتا اس کی بی بی یعنی دختر ضعان شاہ اور اُسکا بیٹا لعل بن تورج دونون طلسم خاکستر کی جانب بھاگ گئے ہین حمزہ ثانی نے جو تورج کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک شیر غضبناک یا فیل مست طوق و زنجیر آہنی مین جکڑا باطمینان تمام کھڑا ہوا ہی آثار غیظ و غضب تورج کے بشرہ سے نمایان ہین معلوم ہوتا ہی کہ اگر ابھی موقع ملجاوے حاضرین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اُس وقت حمزہ ثانی نے تورج کی جانب متوجہ ہو کے اس طرح کی تقریر شروع کی کہ ای تورج اگر کوئی غیر شخص ہو تو اس سے کچھ محل شکایت نہین تو ہمارے خاندان اور نسل حمزہ صاحبقران ول سے ہی نہایت تعجب کی بات ہے کہ تو نے اپنی آبائی دین یعنے مذہب اسلام کو ترک کر کے راہ ضلالت اختیار کی یعنے آفتاب پرست ہو گیا اور اب تک اسی ضلالت مین مبتلا ہی تو نے اپنے قدیم دین پاک کا مطلق پاس و لحاظ نکیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی مضائقہ نہین ہی اب تو راہ ضلالت کو چھوڑ دے اور دین اسلام کو اختیار کر کنس واسطے کہ اُسوقت مین تجکو کامل طور پر تلقین اور تعلیم نہین کی گئی تھی اب تم خود عقلمند اور ہوشیار ہو اور یہ بھی ایک بات ہی کہ تمنے بجائے خود اس معاملہ مین غور و فکر کچھ بھی نہ کی اور حق باطل مین فیصلہ نہ کیا جسکی وجہ سے تو آج تک حیران اور پریشان پھرتا ہی اور بہکی بہکی باتین کرتا ہی اب ہم تجکو فہمائش کرتے ہین کہ تو راہ ضلالت کو یک لخت ترک کر

اور اپنی ملت قدیم اختیار کر عالم نادانی مین جو غلطی ہو جاتی ہے اُسکا مواخذہ نہین کیا جاتا ہے بشرطیکہ اُس
غلطی کے سمجھنے کا موقع ملے تو غلطی کا اقرار کرے اور تو میری فہمایش کی بنا پر دین اسلام اختیار کر لیگا
تو مین دربار مین اعلے عہدہ دونگا اور ہر وقت تیرے ساتھ رعایت کرونگا مین قسم کھاتا ہون اُس خداے
واحد کی جسکے قبضہ قدرت مین سبکی جان ہے مین ہرگز تیری سابق کی غلطیون کا عوض نہ لونگا انچہ گذشت
گذشت مع ہذا یہ بھی خیال رہے اگر میرے کہنے پر بھی تو اپنی ضلالت کو نہ چھوڑیگا پس ہرگز تجھکو
زندہ نہ رکھونگا ضرور تیرے سر و تن مین جدائی ہوگی حمزۂ ثانی کی اس تقریر سے تورج بدرگ
سونچا کہ کہان مکر و فریب سے کام نکلے گا اگر مسلمان ہونے سے انکار کرونگا ضرور یہ خداپرست
مجھکو ہلاک کریگا جواب دیا اے حمزۂ ثانی واقعی پہلے مجھے دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہین ہوا تھا اس
وجہ سے مین منحرف رہا اب مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ یہ مذہب سچا ہے ارکان دین اسلام تعلیم
فرمائیے حمزۂ ثانی نے پہلے سے کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ چند اصول و فروع تعلیم کیے تورج بدرگ نے بظاہر
تمام اصول و فروع کا اقرار کیا مگر باطن مین اسکے دل کدورت منزل سے زائل نہوئی اب حمزۂ ثانی
اہرمن فیل پا کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا شہریارا انچہ راے مولے از
ہمہ اولے ظاہر ہے کہ اگر دین اسلام حق اور صحیح نہوتا ہم ہرگز اس طرح پسپا نہ ہوتے حمزۂ ثانی
نے اہرمن فیل پا کو بھی کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ بھی مثل تورج بدرگ کے بظاہر مسلمان ہوا عمر
ثانی نے عرض کی شہریارا اس خادم دیرینہ کو قیافہ مین بھی دخل ہے اگرچہ یہ دونون گرد دائرہ اسلام
مین داخل ہوئے ہین لیکن انکے قیافہ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ یہ خداے واحد و لاشریک پر بصفاے
قلب ایمان لائینگے فلہذا اس بارہ مین کچھ بندوبست کامل کرنا چاہیے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے عمر ثانی
مذہب اسلام کا مدار ظاہر پر ہے بہت سے ایسے گذرے ہین جنھون نے بخوف جان اسلام قبول
کر لیا ہے باطن انکا ضلالت سے پاک نہوا ہے انکا ظاہری اقرار قبول کر لیا گیا حالانکہ جب اُن کو
موقع ملگیا جیسے جیسے اُنھون نے اپنے دل کے بخار نکالے اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہین
آنچہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ۔ مع ہذا جلاد بلایا گیا اُن دونون کمبخت بدباطنون کے آہنی
بند کھولے گئے دو کشتیان خلعت کی آئین دونون کو خلعت مرحمت ہوا دربار مین اعلے مقام نشست
دیا گیا تمام اہل دربار نے دونون سے معانقہ کیا حمزۂ ثانی بہت خوش و مسرور ہوئے بادشاہ کے
ایما سے تورج بدرگ اور اہرمن فیل پا کے مسلمان ہونے کا جشن خاص قرار دیا گیا ملازمون
نے بعجلت تمام شایستہ انتظام کیا ایک قصر جسکے ہر چہار جانب باغ واقع تھا اُسکو مقام محفل
خاص مقرر کیا اُسکی آراستگی و سامان زیبائش کا بیان حوالہ قصہ خوان اور بھی مقام جشن کے
قرار دیے گئے عوام الناس تمام محفلون مین شریک جشن ہوئے سرداران فوج اور عہدہ داران
اعلے کی محفل کے واسطے وہ قصر خاص تھا بروز مقرر جشن سب لباسہاے عمدہ و نفیس پہن کے
آئے حمزۂ ثانی نے اشارہ کیا ساقیان گلرخسار بادہ ریحانی سے مملو مرصع نگار صراحیان مع جام
بلورین کشتیون مین لائے حمزۂ ثانی نے اشارہ کیا صراحیون نے قہقہہ مارا جامہاے بلورین نے کھلکھلا
کے ہنسنا شروع کیا نوجوانون کے پیشتر ہی سے اُس طرف نظر پڑی ہوئی تھی بلا تکلف جام خورشید فام

سے لب ملب ہوگئے اسی طرح چند دورے ہوئے سب کا دماغ گرم ہوا تورج واہرمن قبلیا
یہ دونون بھی شریک محفل خاص تھی اُنھون نے بھی چند جام لبریز چڑھائے دور ساغر بھی جاری
تھا گردوات اپنی گردش کو ہیچ وزبون خیال کرکے دورہ مے ناب کو جھکا ہوا بنظر حیرت دیکھ رہا تھا
حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ لاؤ مطربان خوش گلو اور رقاصان سنبل مو عنبر بو کو یئن اور اپنا اپنا کمال دکھاکر
اہل محفل کے دلون کو خوش کرین بمجرد اس حکم کے سازون کے ملنے کی آوازین آنے لگین طبلون
پر تھاپ پڑنے لگین مجیرون نے خوش ہوکے تالیان بجائین مطربون نے سازون کی مطابقت
کے واسطے کچھ گنگنایا مع ہذا دوسرا حکم صادر ہوا کہ دیر نہ کرو سازون کی درستی گھر مین ہونا چاہیے
یہان چین بین ہین ہو رہی ہے کوئی ابھی تک یہان نہین آیا سب نے کہا حضور پیر مرشد حاضر حاضر
کچھ دیر نہین ہے غلام حاضر ہین یہان کارخانہ نہین ہے جو ساز بنا لینگے فقط سرون کو موافق کرتے ہین ا
آواز کو حمزہ ثانی نے سن لیا حکم دیا ان بے ادبون کو نکال دو آنتین آنتین کہتے ہین آنتین اپنے
گلے مین ڈالین اور گھر چلے جائین فوراً ایک طائفہ مع سازندگان ہمراہی محفل مین آیا سبکے گلے
مین بکریون کی آنتین پڑی ہوئی تھین باہر جہان بخت کے واسطے بکریان ذبح ہوئی تھین وہان
آنتون کا ڈھیر تھا سب نے وہان کی آنتین اُٹھاکے گلے مین پہن لی تھین حمزہ ثانی نے پوچھا کہ
یہ گلے مین کیا پڑا ہے اُنھون نے عرض کی حضور والا سے حکم صادر ہوا تھا کہ اپنے اپنے گلے مین آنتین
ڈالو تعمیل حکم ہم غلامون پر فرض تھی فلہذا اپنی اپنی آنتین نکال کے گلے مین ڈالین حمزہ ثانی نے
متعجب ہوکے کہا پائین پیٹ سے آنتین نکال لین اور زندہ رہے اُنھون نے عرض کی یہ اقبال حضور کا
ہے غرضکہ بعد دریافت وتحقیقات معلوم ہوا کہ یہ آنتین اُن بکریون کی ہین جو بخت کے واسطے ذبح
ہوئی تھین حمزہ ثانی اور تمام حاضرین نے قہقہہ مارا خوش ہوکے اُن سب کو انعام دیا اس عرصہ مین دوسرا
زنانہ طائفہ آیا ایک زن خوش جمال پری تمثال مفرق پیشواز زیب تن کیے ہزار ناز و انداز دلبری و دل ربائی ا
دونون زن و مرد آوازین ملاکے گنگنانے لگے ایسا لطف سے گائے کہ اہل محفل محو ہوگئے تورج بدرگاہ اہرمن
قبلیا یہ دونون بھی اُس محفل مین موجود تھے بظاہر خوش ہوئے مگر باطن مین تاؤ پیچ کھا رہے تھے موقع ومحل
کے منتظر تھے کوئی تدبیر حسب مراد سمجھ نہ آتی تھی اہل محفل ہر تان پر بالاتفاق صدائے واہ واہ بلند کرتے
تھے یہ دونون طائفے برخاست ہوئے اور ایک مطربہ نامی و کامل آئی صورت زیبا بھی اُسکی ہزارون حسینون مین
ایک تھی حسن ظاہری و باطنی کا اتفاق کم ہوتا ہے مگر باری تعالے نے اُس مین یہ دونون صفتین خلق فرمائین
تھین یکایک ساز چھیڑا اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل یہ کہتی ہے ہماری سخت جانی اُس
ستمگر سے ٭ ذرا دیکھین تو ہم کیونکر گلا کٹتا ہے خنجر سے ٭ لہو پیتے ہین ہجر یار مین کیا لطف مے نوشی ٭ ہمین
دوران سر ہونے لگا اب دور ساغر سے ٭ صراحی ہچکیان لیتی ہے ساقی کسکی فرقت مین ٭ برابر کیون نکلتے تھے یہ آنسو
چشم ساغر سے ٭ ہماری خط رسانی موت کا پیغام ہے گویا ٭ جواب نامہ لکھوایا گیا خون کبوتر سے ٭ یہ قیس
حسرت زدہ مجرم ہے قاتل نے چھری پھیری ٭ ٹپکتے تھے یہ کیون قطرے لہو کے چشم جوہر سے ٭ کسی صورت
نہ ان کانون کا کانٹا بچ نہین سکتا ٭ مقام المحذر ہے افعی گیسوے دلبر سے ٭ اُسکے بعد ایک اور عاشقانہ
غزل گائی اہل محفل خوب محظوظ ہوئے حمزہ صاحبقران نے زر خطیر اُسکو انعام مین دیا وہ بھی رخصت ہوئی

اور طایفہ آیا خلاصہ یہ کہ سات روز تک اسی طرح کا ہنگامہ حشین برپا رہا آٹھوین روز ختم ہوا

داستان زخمی کرنا تورج نابکار کا مہتر قران کو اور جانا مع اہرمن جانب صنوا اور انتقال مہتر قران کا اور حملہ مردمان لشکر اسلام کا سیہ پوش ہو کر نالہ و فغان کرنا

عیان ست بیداد و عدل جہان
تو خود تا توانی بہ بین چیست حال
سپہ چے کند دستان مکر و فنش
کہ بر دخمہ اش غار کنجہ ولیست
نہ دارد وفا با نوے روزگار
شد از دود آہ اسیران چو قیر
ہراسے کہ افتی ست خلخال او

نہ ضحاج ماند و نہ نوشیروان
نشیعہ دست از صلح این پر بزد
کہ ہم گیوا آنجاست ہم بیز نش
نہ گوید بخون سیاوش دریغ
چو جم کشتہ ہر گوشہ شو ہر ہزار

بر ستم چہ کرد این جفا پیشہ زال
کہ خون سیاوش در طشت کرد
ستمہای گردون نہ رستم نویست
چو انداز د افراسیابا نہ تیغ ✻
سفید ست زلف سیاہش چو شیر

ز زلفش مشک طرازی کن ✻ بہار سیہ مہر بازی مکن ✻ مشو در رہ عشوہ یا ای دل

محرران اخبار غم انگیز و کاتبان وقائع الم آمیز این داستان حزن توامان لو
اس طرح مرقوم کرتے ہین کہ جب چراغ دودمان صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی نے تورج بد رگ
اور اہرمن فیلپا کو مسلمان کیا تھا علاوہ خلعت فاخرہ دینے کے طرح طرح کی اسیر نوازش کی
تھی مگر تورج کا یہ حال تھا کہ ہر وقت متردد و متفکر رہا کرتا تھا کسی سے بات بھی کرتا تھا تو بظاہر
بنا طیب معلوم ہوتا تھا لیکن قرائن سے دریافت ہوتا تھا کہ اسکو باطناً کچھ فکر لاحق ہے ایک روز
تنہائی مین اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا اے اہرمن تجھکو معلوم ہے کہ میر لشکر کس مقام پر ہے عرصہ
سے مجکو اُس کے حال کی خبر نہین ہے اُسنے کہا اے پہلوان زمان اصل حقیقت سے تو مجکو بھی اطلاع نہین
ہے لیکن بعض آدمیون کی زبانی سُنا ہے کہ تمھارا لشکر زر افکل مین ہے تورج نے کہا اے اہرمن
بارے تمھاری زبانی لشکر کا حال اسقدر معلوم ہوا اب مجبر فرض ہے کہ اُس کام کو کرون جو مین نے
عرصہ سے سوچ رکھا ہے اہرمن نے پوچھا آخر مین بھی سنون وہ کیا فرضیہ ہے جس کو عرصہ سے سوچ
رکھا ہے ہر چند کہ راز کے اخفا کرنے مین بزرگون کا مقولہ بہت کچھ ہے یعنے بات دل مین ہوتی ہے جب تک
دل مین رہتی ہے اُس بات پر اپنی حکومت رہتی ہے لیکن جب وہ بات زبان پر آجاتی ہے اُس بات کا
محکوم ہو جانا پڑتا ہے بہت مناسب ہے اگر اپنے دل کی بات کے اخفا مین مبالغہ کیا لیکن مجھے اُس
بات کو ضرور ضرور کہدینا چاہیے شاید اُس کام مین کچھ مشورہ دیسکون تورج نے کہا اے اہرمن
تمسے کسی بات کا چھپانا کیا اصل امر یہ ہے کہ مین نے حمزہ ثانی کے اصرار سے بخوف جان مسلمانون کا کلمہ
پڑھ لیا تھا دل سے مسلمان نہین ہوا تھا کیا کہون کہ یہ چند روز مسلمانون مین رہنے کس طرح بسر کی
ہر وقت طیش آتا تھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر انجام کو سوچ کے خاموش ہو رہا فی الحال مین نے
مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ موقع و محل دیکھکے تاریکی شب مین یہاں سے اپنے لشکر کی طرف چلا جاؤن حتی الامکان
سب کی نظر سے پوشیدہ جاؤنگا اور اگر کوئی دیکھ بھی لیگا اور متعرض ہوگا اُسے ہلاک کرونگا اہرمن
نے کہا اے پہلوان زمان تم یہ نہ سمجھنا مین نے تمھاری زبان سے سنکے اس امر کو معلوم کیا مجکو پیشتر
سے اطلاع ہے کہ تمنے بظاہر کلمہ پڑھا ہے یہی قیاس میری نسبت بھی کرنا چاہیے اب میری ایک گذارش
تمسے ہے وہ یہ کہ اگر یہی ارادہ مصمم ہے کہ اب یہان سے اپنے لشکر کو جانا چاہیے اور موقع و محل کی

نالاش ہو بس جس وقت یہان سے جانے کا ارادہ ہو مجھے اپنی روانگی سے ضرور مطلع کر دینا بلکہ حتی الامکان مجکو اپنے ہمراہ لے لینا مین بھی ان مسلمانون مین رہ کے تنگ آگیا ہون نورج نے قبول کیا ایک روز حمزہ صاحبقران کی طبیعت کچھ ناساز تھی تمام سردار حمزہ ثانی کے تیمارداری مین مصروف تھے نورج نے اہرمن سے تخلیہ مین کہا آج شب کو میرا ارادہ یہان سے نکل جانے کا ہے اس واسطے کہ سرداران لشکر اسلام حمزہ ثانی کی تیمارداری مین مصروف ہین اس سے بہتر کوئی موقع نہین ملیگا آج تو میری بارگاہ مین مقیم رہنا اہرمن فیلپا منتظر ہی تھا وہ اُسی وقت سے بارگاہ نورج مین موجود رہا دستور تھا کہ بعد مغرب تمام سرداران لشکر دربار حمزہ ثانی مین جاتے تھے آج چونکہ حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز تھی سب حمزہ ثانی کے پاس موجود تھے نورج نے اہرمن سے مشورہ کیا کہ تیری کیا راے ہے آیا حسب دستور حمزہ ثانی کے پاس جاؤن اُسنے کہا ضرور جانا چاہیے حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز ہے اگر نہ جاؤگے اسیوقت سے سردارون کے دل مین شک پیدا ہو جائیگا حمزہ ثانی کے پاس سے واپس آکے جہان چاہنا چلے جانا نورج نے اہرمن کی راے کو پسند کیا شام ہونیکا وقت قریب تھا دونون دربار حمزہ ثانی مین پہونچے باادب تمام سلام کیا مزاج کا حال پوچھا حمزہ ثانی نے کہا الحمد للہ تھوڑی دیر وہان توقف کیا بعدہ دونون وہانسے چلے آئے کھانا کھایا چند جام مے ناب کے پیے

ان دونون بدباطنون کو میخواری مین مصروف دیکھے اور اس طرف کا حال سنیے

دستور لشکر حمزہ ثانی کا یہ تھا کہ شب کو دو تین سردار اور عیار گرد بارگاہ حمزہ صاحبقران پہرہ دیتے تھے اور لشکر کی بھی نگرانی کرتے تھے چنانچہ اُس شب کو ایک سردار مسمی ضیغم قوی بازو اور مہتر قران کی باری تھی پہر رات گذرنے کے بعد ضیغم چند سوارون کو ہمراہ لیکے حمزہ ثانی کے بارگاہ کے گرد پھر رہا تھا ہوشیار باش کی آواز دے رہے تھے تا اینکہ زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی نورج بدبرگ اور اہرمن فیلپا نے زرہین پہنین آلات حرب وضرب سے آراستہ ہوکے دو مرکب زین ولجام سے تیار کر رکھے تھے بارگاہ سے باہر نکلے نورج مرکب پر سوار ہوا پھر اہرمن پشت مرکب پر گیا مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ دو شخص مرکبون پر سوار ہوئے ہین دلمین شک پیدا ہوا باواز بلند کہا تم کون لوگ ہو جو اسوقت گھوڑون پر سوار ہوتے ہو نورج یہ سنکے چند قدم بڑھا اور آواز دی ای قران مطمئن رہو ہم کوئی غیر نہین ہین اگر ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو ہمارے قریب آکے دیکھ لو مہتر قران بغرض اطمینان اُس جانب چلا ضیغم قوی بازو کہ وہ دوسری جانب کنارہ لشکر کے تھا وہ بھی مہتر قران کی آواز سنکے بارگاہ نورج کی جانب مع سواران ہمراہی چلا مہتر قران پیشتر قریب نورج کے پہونچا دیکھا نورج بدبرگ اور اہرمن فیلپا دونون بدکار مسلح ومکمل مرکبون پر سوار ہین مہتر قران کو تردد ہوا کہا ای نورج یہ وقت شب کا ہے سب اپنے اپنے بستر خواب پر بیخبر سو رہے ہین تمکو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے جو اس وقت با این سامان وتیاری کہان جاتے ہو نورج نے کہا ای مہتر قران مجکو اس وقت ضرورت شدید لاحق ہوئی ہے قریب آؤ تو بیان کرون ـ واضح ہو کہ ہر چند مہتر قران فن عیاری مین ید بیضا رکھتا ہے مگر اجل سے کسی کا کیا بس چل سکتا ہے اذا جاء القضا عمی البصر قضا وقدر سے چارہ نہین نزول بلا پر کسیکا اجارہ نہین مہتر قران کو کیا خبر تھی کہ اس مردود کا کیا ارادہ ہے اُسکے بلانے سے بلا تکلف چلا گیا اور کہا کیا کہتے ہو نورج خود

تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے تھا جو نہین مہتر قران قریب پہونچا تلوار کا وار قران کے سر پر لگایا اور کیا
کہتا ہون مہتر قران نے کوشش کی تھی کہ جگہ خالی کردن تا کہ اسکا وار رد ہو جاوے مگر بمقتضاے اذا جا
اجلہم الخ کسطرح وہ وار رد ہوتا مہتر قران کا نصف کاسہ سر چاک ہو گیا مہتر قران نے آہ کی اور آواز
دی کہ اہل لشکر جلد میری خبر لو تورج مکار نے مجکو ہلاک کیا یہ کہکے تڑپ سے زمین پر گرا اور مثل بسمل
خاک و خون مین لوٹنے لگا ضیغم قوی بازو کہ جانب تورج چلا تھا اب آواز مہتر قران کی سنکے
بصد عجلت چلا اور پکارا ای مہتر قران گھبرانا نہین مین آپہونچا عنقریب تیرے دشمن کو تہ تیغ
کرتا ہون یہ صدا ضیغم قوی بازو کی اہرمن نے سنی کہا ای پہلوان زمان غضب ہوا ضیغم قوی بازو
مہتر قران کا عوض لینے آتا ہی اب بہت برا نتیجہ ظہور مین آئیگا ہرچند کہ تم شیر بیشہ جرأت و دلاوری
ہو ضیغم قوی بازو کیا کر سکتا ہی لیکن جب تک اس سے مقابلہ ہوگا اور بھی پہلوان لشکر اسلام
کے یہان پہونچ جاوینگے ہنگامہ کو طول ہوگا تم تنہا کیا کر سکتے ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ جلد یہانسے
گھوڑے کو بڑھاؤ یہان توقف کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی تورج بدرگ اہرمن کے
کہنے سے خائف ہوا گھوڑے کو بے تحاشا بھگایا صحرا کی راہ لی ضیغم شیردل نے اسکا تعاقب
کیا ہرچند کوشش کی نہ پایا ناچار واپس آیا یہان آکے دیکھا تمام سواران لشکر گرد مہتر قران
کے کھڑے ہین کوئی کہتا ہی مہتر قران کو اٹھا لے چلو کوئی کہتا ہے کسکو لے چلوگے عنقریب
مہتر انتقال کیا چاہتا ہی شور و غل سے تمام سرداران لشکر بیدار ہوئے سب نے آکے مہتر قران
کو بحال خراب دیکھا ایک ہنگامہ واویلا بلند ہوا بادشاہ و حمزہ ثانی بھی بارگاہ سے برآمد ہوئے
پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہی ملازموں نے عرض کیا خداوند نعمت غضب ہو گیا تورج مردود مہتر قران
کو قتل کرکے مع اہرمن فیلپا کسی طرف بھاگ گیا حمزہ ثانی نے کہا جلد مہتر قران کو ہمارے
پاس لے آؤ چند خدام گئے اور مجمع کو ہٹا کے مہتر قران کو باسانی اٹھا کے روبرو حمزہ ثانی کے
لائے حمزہ ثانی اور بادشاہ مہتر قران کا حال جراحت دیکھ کے بہت ملول ہوئے کیونکہ اسوقت
مہتر قران کو بسبب درد جراحت کے بہت کرب تھا حمزہ ثانی نے آبدیدہ ہوکے کہا ای
مہتر قران یکایک تمپر کیا آفت نازل ہو گئی مین نے سنا ہی تمکو تورج مردود نے مجروح کیا اصل
حقیقت اس واقعہ کی کیا ہی کیا تم سے کچھ زبانی گفتگو کسی بات پر آگئی جس کے طول سے یہ نتیجہ
ظہور مین آیا مہتر قران اگرچہ بے حال ہو رہا تھا تاہم بضرورت ضعیف آواز سے اس طرح گویا ہوا
ای امیر باتوقیر نہ مجھسے تورج کمبخت سے کسی طرح کی گفتگو ہوئی اور نہ کوئی سبب ہوا صرف یہ
سبب ہی کہ بعد نصف شب کے مین قریب خیمہ نگرانی کر رہا تھا دیکھا دو سوار کھڑے ہین مین نے
ٹوکا کہ تم کون ہو تورج نے کہا مین ہون تورج کوئی غیر نہین ہون مین نے کہا اس تاریکی
شب مین کہان جانے کا ارادہ ہی کہا ایک ضروری کام درپیش ہوا ہی میرے قریب آؤ تو بتاؤن
مین قریب گیا اس نے زبان سے مطلق کچھ نہین کہا بے تحاشا تلوار کا وار میرے سر پر کیا مین
بیہوش ہوکے زمین پر گرا وہ چلتا ہوا ای مخدوم من کمترین یہ خادم جان نثار تمسے رخصت ہوتا ہی
سوے عدم جاتا ہی جو کچھ مجھسے قصور ہوا ہو اسے معاف فرماؤ ابتدا اسے خلقت آدم سے اس دم تک

زمانہ کی نیرنگیان اسی طرح کی ظاہر ہوا کین ہین مجبر کیا موقوف ہی پیغمبرون تک کو اس دنیا مین راحت
نہین ملا اہل دنیا جس طرح اُلیسے اور اُنکی آل سے پیش آئے ظاہر ہی خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز
مین ہزار ہزار شکر کہ مین بالکل بے قصور ہلاک کیا گیا ای والا منزلت خادم کے انتقال سے اصلا مطلق
ملال نہ کرنا اور یہ وصیت ہی کہ میری لاش کو خانہ کعبہ بھیجدینا مدت سے میری آرزو تھی کہ حوالی خانہ
کعبہ مین میرا دفن ہو حمزہ ثانی کے مہترقران تمام سرداران لشکر اور لشکر اسلام کے ادنے
ادنے سے گریہ وزاری رخصت ہوا پھر نفس سرد بھر کے اور کف افسوس ملکے کہا ای قران
افسوس اس آخری وقت مین اپنے اُستاد مبارک نہاد کی قدمبوسی حاصل نہ ہوئی یہ حسرت
دل کی دل ہی مین رہی اور پیام رحلت آگیا یہ کہکے قران نے کراہ کے کروٹ لی مع مذا مرغ
روح نے قفس تن کو چھوڑ کے باغ جنان کی جانب پرواز کی انا للہ و انا الیہ راجعون لشکر
اسلام مین گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر بھی آنکھون پر رومال رکھکے
رونے لگے راوی کہتا ہی کہ حمزہ ثانی مفارقت مہترقران مین اس قدر بیتاب ہو کے روئے
کہ کسیکی مفارقت مین اسقدر نہ روئے تھے کہ اپنا گریبان چاک کر ڈالا اہل لشکر نے بھی
حمزہ ثانی کی متابعت کی پھر تو تمام لشکر کے ادنے و اعلے کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی سر پیٹتا تھا اور سینہ
دونون ہاتھون سے کوٹتا تھا کوئی پتھر سے سر ٹکرا رہا تھا کوئی خنجر میان سے کھینچتا تھا اور اپنے کو ہلاک کرنا
چاہتا تھا کوئی دیوار سے سر ٹکراتا تھا اور کہتا تھا جان بخشی خواجہ عمر بعد تم اپنے شفیق و مہربان کے
کیا لطف زندگی رہا ہماری دلی آرزو ہی کہ جلد تمسے ملحق ہو جائین کیا خوش ہون اگر ملک الموت اسی وقت
ہماری بھی روح قبض کرے بعضے عیار زار و قطار روتے تھے اور کہتے تھے ای مہترقران افسوس ہزار افسوس
تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا کچھ پاس محبت و مروت نہ کیا بعضے عیار کہتے تھے ہائے افسوس اب لطف عیاری
و جانبازی نہ رہا جب ایسا عیار کامل الفن جہان سے اُٹھ گیا کچھ عیار ہمہ تن حیرت تھے اور کہتے تھے تف ہی
اس دنیاے دنی پر جس مین ایک لمحہ زندگی کا بھروسا نہین ایسا عیار کامل اور اس طرح ایک مرتبہ کے
ہاتھ سے یکایک جان بحق تسلیم ہو جائے مہترقران نے کیا انتقال کیا ہمارے تن سے جان نکل گئی دل
چاہتا ہی فقیر ہو جائین صحرا اور پہاڑون مین درخت کی پتیان اور خاک پھانک کے زندگی بسر کرین افضلیت
تو اس بات مین ہی کہ اس مرحوم کی تربت کے مجاور ہی کر کے زندگی کو ختم کرین کوئی کہتا تھا بھائیو میری وصیت
یاد رکھو اگر مین تاب مفارقت قران نہ لا کے غریق بحر فنا ہو جاؤن تو مہترقران کی قبر کے پاس میری قبر بنانا
کوئی کہتا تھا ای فلان کیا کہتا ہی جب ہم زندہ رہینگے اُس وقت تیری وصیت عمل مین لائینگے جب ہم ہی
نہونگے اُس وقت تمہاری وصیت پر کون عمل کریگا کوئی کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا ای فلان حیف
باغبان جہان کے حکم سے ایسا گل گلشن بہاری باد سموم اجل نے پژمردہ کر دیا کہنے کو عیار تھا مگر جملہ
اوصاف سے متصف تھا جس بات کی خوش ہو کے جسکی طرف دیکھا نظر لطف سے ہزارون برس اگر آسمان چکر لگائے تو ایسا
نیک نہاد شخص پیدا نہین ہو سکتا ہی چھوٹے بڑون بڑون مین ایسے اوصاف حمیدہ و حرکات پسندیدہ نہین
دیکھے ہر چند کہ حمزہ صاحبقران ایسے شہنشاہ ذیشان اُس مغفور کی خاطرداری و مدارا کرتے تھے
مگر وہ باوجود ایسے اعزاز کے کبھی مغرور و متکبر نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے جو حکم جس وقت دیا بسر و چشم اُٹھا

تعمیل سکے واسطے موجود ہوگیا غیر لوگون کا تو کیا ذکر ہو ادنی بات یہ ہی کہ جب سرداران دست چپ و دست
راست سے بھی کسی نوع کی شکر رنجی ہوئی اصلاح کرنے کو مستعد ہوگیا اور پھر اس طرح کہ جسکو ملال ہو وہ اس شخص
بجاے خود اسکو دوست و خیر خواہ سمجھتا تھا اسی طرح کا نام نیک دنیا مین باقی رہجاتا ہی ورنہ بقا کسی کو نہین ہی کل مَن
علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کون نہین جانتا سہ اک افسانہ بیکسی رہ گیا + نہ
قاتل رہا اور نہ سر و رہی + ہمنے بڑے بڑے عالی دماغون اور دانشمندون کو دیکھا کہ جب ذرا بھی باعتبار
دنیا ثروت ہوگئی یا کسی طرح کا منصب عالی ہوگیا بے اختیار ہوگئے اپنے سے زیادہ کسی کو لائق و قابل
نہین سمجھتے اپنے سے کم مایہ کی جانب نظر اٹھاکے نہین دیکھتے انسے بات کی گویا ذلت ہوگئی انسے کوئی یہ نہین
پوچھتا کہ زمانہ نے ہمیشہ کسکے ساتھ موافقت کی ہی مال و دولت کا کیا اعتبار آج ایک کے پاس ہی کل دوسرے
کے قبضہ مین ہوگی کوئی دولتمند ایسا نہین ہی جس کا شجرہ حضرت آدم تک دولتمندی کا ملا ہو مالداری کا
فخر بالکل پوچ ہی البتہ صاحب فن و ہنر ہونا چاہیے علم و فضل سے سینہ مملو ہو گو زمانہ اُس سے نا موافق
ہوتا ہم ہنرمند واجب التعظیم ہی سہ گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم + کون خرش شمار اگر گاو عنبر ست + ہنرمند
و ذی فضل و کمال کی نظر مین جاہل دولتمند کی وقعت نہین ہوتی ایک بادشاہ جاہل کی نقل مشہور ہی کہ ایک
مرتبہ اُس بادشاہ جاہل نے ایک حکیم کو باصرار اپنے دربار مین طلب کیا وہ حکیم دربار مین ہونچا دیکھا بادشاہ
مسند حکومت پر بکمال تمرد بیٹھا ہی حتی کہ اُس حکیم کی تعظیم تک بادشاہ نے نہ کی اس ہنرمند شخص کو نہایت
ناگوار ہوا جس کام کے واسطے بادشاہ نے حکیم کو طلب کیا تھا اُسکے متعلق باتین شروع ہوئین اثناے
سخن مین حکیم نے ہر چہار جانب نظر کی بعدہ یکایک لعاب دہن بادشاہ کے منہ پر پھینک دیا بادشاہ بہت
برہم ہوا اور کہا اے شخص تو باوجود اسقدر فضل و کمال کے نہایت بے ادب معلوم ہوتا ہی تو نہین جانتا
کہ مین اسوقت بادشاہ خود مختار ہون جسکو چاہون بلاتکلف ہلاک کرون کوئی مجھسے متعرض نہین ہو سکتا تونے
مطلق میرا ادب نہ کیا حکیم نے کہا آخر بیان تو کر وہ بے ادبی کیا ہی جو مین نے کی بادشاہ نے کہا اس سے
زیادہ بے ادبی کیا ہوگی کہ لعاب دہن ایسی مبتذل شی کو تونے میرے منہ پر پھینکا کیا یہان اگالدان یا
زمین و دیوار نہ تھی حکیم ہنسا اور کہا اے بادشاہ اگرچہ تو صاحب حکومت و اقتدار ہی فکر بجاے خود سمجھ تو
تیری حکومت و اقتدار سے وہ شخص خائف ہوگا جو تیری دولت کا خواستگار ہوگا اور جو شخص تجھسے زیادہ مستغنی
ہی وہ کس طرح تجھسے خائف ہو سکتا ہی فرض کیا کہ تو اس جرم کے عوض مین ہلاک کریگا پھر کیا ہوگا ہم دونون ایک
روز مرینگے کوئی قبل کوئی بعد پھر اگر مرجانے مین ہم ہی سبقت کرینگے تو کیا نقصان لازم آئیگا بادشاہ
نے کہا اے شخص آخر بیان تو کر کس وجہ سے تونے مجھپر لعاب دہن پھینکا حکیم نے کہا سُن تیری زبانی
لعاب دہن نہایت مبتذل شی ہی اور مبتذل شی کو مبتذل اور اخس ہی جگہ پھینکنا چاہیے مین نے ہر چہار
جانب نظر کی کوئی مقام تیرے منہ سے زیادہ اخس و مبتذل نظر نہ آیا جو اس مبتذل شی کو وہان پھینکتا
اس واسطے کہ تو بالکل جاہل ہی بادشاہ منفعل ہو کے خاموش ہو رہا اس کے معنی یہ ہین کہ ہنرمند نہایت
خود مستغنی ہوتا ہی کسی قدر کسیکے پاس دولت ہو اُسکی نظر مین نہین سماتی ہنرمند کا ہمیشہ بول بالا رہتا
ہی اُس بادشاہ کی ایک مرتبہ آنکھین آشوب کر آئین حکیم کے پاس خواجہ سرا کو بھیجا کہ نسخہ لکھا لا
خواجہ سرا حکیم کے پاس آیا حال بیماری چشم بادشاہ بیان کیا حکیم نے دوا بنائی کہ اسکو بادشاہ کے انگوٹھے

باندھ دیا بادشاہ کی آنکھون کو فائدہ ہوگا خواجہ سرا کو بہت تعجب ہوا کہا حکیم صاحب بادشاہ کی آنکھین آنکھ آئین ہین تمنے دوا بادشاہ کے پاؤن کے انگوٹھے کے واسطے تجویز کی ہے پانون کے انگوٹھے سے اور آنکھون سے کیا نسبت حکیم نے جواب دیا پانون کے انگوٹھے سے آنکھون کو وہ نسبت ہے جو تیری کرامات زیرین سے تیرے زنخدان کو۔ کرامات نیچے ہے زنخدان اوپر پھر کیا وجہ ہے کہ اُسکے ہونے سے زنخدان کے بال نیست و نابود ہین اُسنے کہا اے مہتر یہ وقت مذاق کا نہین ہے تورج مردک نے بڑا غضب کیا چراغ علیہ گل کر دیا مین پیشتر سے سمجھتا تھا کہ تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا ہے اسکے باطن مین کجی فتور ہے حمزہ صاحبقران کے خیال سے کچھ نہ کہتا تھا تورج بدرگ جب سے بظاہر مسلمان ہوا اُسکا کوئی قول راست نہ دیکھا کسی معاملہ مین راستی نہ تھی ہزارون جھوٹ بیفایدہ بولتا تھا بات بات مین دھوکا دیتا تھا سہ آنراکہ سخن چنین پریشان باشد ⁂ بے شبہ کہ او نطفۂ شیطان باشد ⁂ اور القبول من اسلام حکایت من کافر ہم او اگر مسلمان باشد کوئی مہتر قران کی لاش سے لپٹا تھا اور جوش گریہ مین کہتا تھا افسوس افسوس اے مہتر تم ایسے وقت مین تورج جفا شعار کے دست ظلم سے زخمی ہوئے کہ ہم بےخبر سو رہے تھے کاشکے ہم بیدار ہوتے اور تمھارے پاس موجود ہوتے تو کبھی تم کو زخمی نہ ہونے دیتے اُس نابکار کو زندہ نہ جانے دیتے غرضکہ تمام لشکر مین گویا قیامت برپا تھی اکثر مردمان کہن سال حمزۂ ثانی اور سرداران لشکر کو سمجھانے تھے کہ صاحبو کیون اپنے تئین ہلاک کیے ڈالتے ہو جو پیدا ہوا ہے وہ ایک روز نابود ضرور ہوگا اور فنے والے کو ایک روز ضرور ہے بڑے بڑے حکیم حاذق دنیا مین خلق ہوئے طرح طرح کے ایجاد کیے کوئی موت کی تدبیر نہ کر سکا اور راہ رو ملک عدم کا کوئی سدراہ نہو سکا غور کرو کہ اس دنیا سے کیسے کیسے نامی و گرامی و نامور شاہان بحر و بر صاحب شوکت و فر عاقل کامل دلاوران بیمثال جوانان یوسف جمال۔ نازنینان حور تمثال ستودہ خصال نازک کمر جادو نظر غنچہ دہن نازک بدن۔ سراپا ناز پری انداز۔ جفاجو آتش خو کو موت نے نہ چھوڑا آخرالامر قبر مین قرار لیا ہزار ہا من مٹی اُنکے اُسی تن نازک پر ڈال دی گئی جو لوگ اُنکے دردخواہ و محب تھے جنکو ایک لحہ اُنکی مفارقت ناگوار تھی خود اُنھون نے اپنے ہاتھ سے خاک مین ملا دیا تنہا قبر مین چھوڑ کے چلے آئے اُنکا گوشت و پوست حشرات الارض کھا گئے ہڈیان گل کے چونا ہوگئین ویرانہ مین قبرین ہین مکان بستی مین ہین چند روز تک اُنکے اعزا اُنکے غم مین مبتلا رہے بعد ازان پھر اُسی طرح کاروبار دنیا مین معروف ہوگئے چندے کے بعد اُنکی صورتین بھی یاد نہین غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ زمانہ کا ہمیشہ سے یہی رنگ چلا آتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے ہمیشہ شادی و غم توام ہے یہ عالم بے ثبات ہے ہر ایک شی معرض فنا مین ہے نظم

گئے عیش و طرب سے ہوکے محروم
کہاں ہین کیقباد و قیصر روم
ہوا افراسیاب ایسا دلاور
کہاں ہے وہ مکان و قصر و ایوان
کیا سہ ٹھوکرون سے سب نے پامال
اجل کی تیغ سے ایک دم مین بے سر
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے
سر پر آرا تھے جن مین شاہ و سلطان
سکندر کے نہ لشکر کام آیا
ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
بڑی رستم کی تھی روز آزمائی
سبھون نے خاک مین آرام پایا

صاحبو برائے خدا صبر کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس آہ و زاری گریہ و بیقراری سے بہتر یہ ہے کہ مہتر قران کے واسطے دعائے مغفرت کرو صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھکے اُسکا ثواب قران کی روح کو بخشو ⁂ دفن و

کفن کی تدبیر کرو اسی طرح سے جب بہت کچھ سمجھایا وہ جوش گریہ و بکا کم ہوا حمزہ ثانی نے مہتر قران کو غسل دلوایا بیش قیمت کفن دیکے تابوت مین رکھا پھر نماز میت مع لشکر و سرداران پڑھی حمزہ ثانی نے کہا ای سرداران لشکر اسلام مہتر قران نے وصیت کی تھی کہ بعد انتقال مجکو خانہ کعبہ بھیجے کا بندوبست کیا جاوے سب نے کہا شہریار ہم سب اس خدمت آخری کی انجام دینے کو موجود ہین جو حکم ہوا اسکی تعمیل کیجاوے حمزہ ثانی نے چند سردارون اور عیارون کے نام بتاسے خلاصہ یہ کہ باہتمام و انتظام تمام مہتر قران کی لاش خانہ کعبہ روانہ کی گئی حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا ای مسلمانو مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان تھا اُسکے غم مین مین سیہ پوش ضرور ہونگا جس کو میری خوشی منظور ہو وہ بھی سیہ پوش ہو غرضکہ حمزہ ثانی سیہ پوش ہوے اُنکے ساتھ تمام لشکر اسلام سیہ پوش ہوا پھر اُس وقت سیہ پوشی کی گریہ و زاری حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہی دیکھنے والونکے جگر شق ہوتے تھے

اہل لشکر اسلام کو غم و الم مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال اُن سردارون اور عیارون کا بیان کیا جاتا ہی جو مہتر قران کی لاش لیکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تھے

مالک نہ سکندر رہا خشکی و تری کا
جس سر کو غرور آج ہی یان تاج وری کا

عالم نہ مسلمان رہا دیو و پری کا
کل سینہ وہین شور ہی اک نوحہ گری کا

تیر ناک کہون کیا مین جہان سفر یکا

راویان اخبار حیرت افزا و ناقلان حکایات عبرت انتما اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جو سردار و عیار لشکر اسلام کے مہتر قران کا تابوت لیکے خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے تھے بعد طی مراحل و قطع منازل حوالی خانہ کعبہ مین پہونچے خواجہ عمر اور حمزہ صاحبقران کو مطلق اس حال کی خبر نہ تھی ایک روز یکایک ایک ہرکارہ حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا موقف عرض مین استادہ ہوکے اسطرح عرض پیرا ہوا کہ ع ای مبارک بخت شاہنشاہ کہ حاصل مے کنند ؛ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ؛ فلان فلان عیار و سرداران لشکر اسلام اس طرف چلے آتے ہین مگر حیرت خیز یہ بات ہی کہ اُن سردارون اور عیارونکے ساتھ ایک میت بھی ہی بعض قرائن سے یہ دریافت ہوتا ہی کہ وہ میت کسی عیار معزز کی ہی کیونکہ عیاران ہمراہی کا اُس میت کے متعلق بہت کچھ اہتمام و انتظام ہی حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ جلد مفصل خبر لاؤ کہ کس کی میت ہی خبردار سے گئے حال دریافت کیا حمزہ صاحبقران کی خدمت مین مفصل حال بیان کیا جونہین حمزہ صاحبقران نے یہ فقرہ سُنا کہ مہتر قران کی میت آئی ہی حمزہ صاحبقران بیتابانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ عمر کو بھی سخت صدمہ ہوا عرض کی ای شہریار غلام جاتا ہی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای مہتر مین بھی چلتا ہون غرضکہ دونون وہان سے روانہ ہوئے مگر راہ مین حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر زار و قطار روتے جاتے تھے تا اینکہ تابوت کے قریب پونہچے حمزہ صاحبقران نے چیخین مار کے رونا شروع کیا خواجہ عمر نے اپنے کو تابوت پر گرا دیا اور اسقدر روئے کہ آنسو ریش سے بہ کے گر پڑے اور غشی کی نوبت پہونچی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ عمر اپنے کو ہلاک کرینگے بعض معمر آدمیون کی طرف اشارہ کیا وہ خواجہ عمر کے قریب آئے کہا خواجہ صاحب صبر کرو اسقدر بیتابی تم ایسے دانشمند سے نہایت بعید ہی جو کچھ مشیت باری تعالے مین گذرا اتفاق ہوا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمر کو

گریہ وزاری سے افاقہ ہوا اور وہاں سے آنسو پاک کیے سرداران وعیاران ہمراہی سے مہتر قران کے ہلاک ہونے کا حال پوچھا اُنھون نے کہا اے مہتر مہتران و بہتر بہتران مہتر قران کی ہلاکت کا باعث تورج بدرگ ہوا حمزہ ثانی نے اُسے گرفتار کر لیا تھا دعوت اسلام کی اُسنے بخوف جان دین اسلام اختیار کیا ہم لوگون کو بخوبی اُسکی بد باطنی کا حال دریافت ہو گیا تھا چنانچہ اس امر کی اطلاع حمزہ ثانی کو بھی کر دی تھی اُنھون نے ہماری گذارش کیجانب مطلق اعتنا نہ کی بلکہ یہ جواب دیا کہ شریعت اسلام کا مدار ظاہر پر ہے اس بارہ مین بجز سکوت کے کوئی چارہ نہین ہے چند روز کے بعد وہی ہمارا خیال ظہور مین آیا کہ ایک شب کو تورج اور اہرمن دونون نابکار مرکب سوار ہو کے چلے اُسوقت مہتر قران حمزہ ثانی کے قریب طلایہ مین مصروف تھے اُنھون نے دیکھ کے آواز دی کون ہے تورج نے جواب دیا مین ہون کوئی غیر نہین ہے ایک ضروری کام لاحق ہوا ہے میرے قریب آؤ تو کہون مہتر قران اُسکے قریب گئے اُس مردود نے بلا تکلف مہتر کے سر پر تلوار کا وار ایسا کاری دست کیا کہ جان بحق تسلیم ہوئے چونکہ مہتر مرحوم کی وصیت تھی کہ مجکو خانہ کعبہ کے حوالی مین دفن کرنا بنابران حمزہ ثانی نے مہتر کی میت ہمکو ہمراہ کر کے اس طرف بھیجدی اے خواجہ عمر واقعی یہ ہے مہتر مرحوم کے خلق و محبت کا جب خیال آتا ہے اُنکی مظلومی پر دل آب ہو جاتا ہے کیا کہین تورج ملعون ہاتھ نہ آیا ورنہ اُس ظالم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتے خواجہ عمر نے کہا واقعی حمزہ ثانی کو جب اس بات کی اطلاع ہو گئی تھی کہ یہ مردود بظاہر مسلمان ہوا ہے باطن خراب ہے ضرور اس بات کا لحاظ رکھنا تھا غرضکہ ایک مقام مین قبر تیار کی گئی لاش کو تین مرتبہ گرد خانہ کعبہ کے پھیرا یا مہتر قران کی میت کو قبر مین دفن کیا جب تک مہتر قران کو دفن نہین کیا حمزہ صاحبقران موجود رہے بعدہ اپنے مقام قیام پر چلے آئے اُن سردارون اور عیارون نے ارادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اپنے لشکر کی طرف مراجعت کرین حمزہ صاحبقران مانع ہوئے کہ ابھی تم سب تھکے ماندے ہو دو چار روز استراحت کرو بعدہ چلے جانا ابھی تمسے کچھ حالات اُس نواح کے دریافت کرنا ہین اُن سب نے عرض کیا شہریار ہم خادمون کو توقف کرنے مین کچھ عذر نہین ہے لیکن اس سبب سے بلا توقف مراجعت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کفار کا خدشہ باقی ہے ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین مسلمانون کو اُن موذیون کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہان یہ خیال تمھارا بیجا نہین ہے غرضکہ چند لمحہ تک حمزہ صاحبقران کچھ ضروری حالات حمزہ ثانی کے پوچھتے رہے بعدہ ان سبکو رخصت کیا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ راہ حجاز طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد لشکر حمزہ ثانی مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی نے خانہ کعبہ کے بیشتر حالات دریافت کیے بعدہ حمزہ صاحبقران کی خیر و عافیت پوچھی اُن سردارون نے تمام حالات وہان کے بیان کیے اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر کا جو کچھ حال مہتر قران کے غم و الم مین ہوا تھا مفصل بیان کیا راوی کہتا ہے کہ جب تک یہ عیاران و سرداران لشکر اسلام خانہ کعبہ سے مہتر قران کو دفن کر کے واپس آئے حمزہ ثانی اُسی طرح الم مہتر قران مین سیہ پوش تھے چند سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگرچہ حمزہ ثانی کو مہتر قران کی ہلاکت کا سخت ملال ہے تاہم ایک عیار کی ہلاکت سے حمزہ ثانی کا اسقدر

سیہ پوش رہین بالکل نامناسب بات ہی مخالفین اعتراض کرینگے قطع نظر اسکے اس صورت مین معاملات حکومت و انتظام سلطنت مین خلل پیدا ہونا متصور ہی فلہذا اس بارہ مین تحریک کرنا چاہیے سب نے اس راے سے اتفاق کیا کہا بیشک ؎ کہ در خاطر بادشاہان غمے + پریشان کند خاطر عالمے ❊ دوسرے روز حاضرین دربار نے عرض کیا ای تاجدار اقلیم عظمت و ای باجگیر مملکت سطوت اگرچہ ہم خادمان حضور والا کی یہ مجال نہین کہ راے عالی مین کسی طرح کا دخل دے سکین آنچہ راے مولے از ہمہ اولے مگر اسقدر حضور مین گزارش کرتا ہی کہ مہتر قران کو انتقال کئے عرصہ ہوا انتہا سے درجہ کی قدردانی کی کہ ایک عیار کی ہلاکت کے غم و ملال مین سیہ پوشی اختیار کی ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہی بہتر ہوگا اگر حضور سیہ پوشی سے قطع نظر کرین کسی کے ہلاک ہونے سے دنیا کے کاروبار بند نہین رہ سکتے حمزہ ثانی دم بھر کے خاموش ہو رہے بعدہ غسل کر کے لباس سفید تبدیل کیا عیارون کو جمع کیا اور کہا ای سرہنگان طرار اگرچہ ہم نے سیہ پوشی سے قطع نظر کی ہی لیکن اسکے معنے یہ نہین ہین کہ مہتر قران کی ہلاکت کا ملال میرے دل سے دفع ہو گیا تم لوگون کا فرض ہی کہ ہر چہار جانب متفرق ہو کے جاؤ اور توریج بدرگ کا سراغ لگاؤ جس جگہ وہ ملعون ملجاے فوراً اُسے ہلاک کرو یا گرفتار کر کے لے آؤ اور اگر ان صورتون مین سے کوئی صورت ممکن نہ ہو جلد مجکو آ کے اطلاع دو سب نے قبول کیا اور اُسی وقت براق عیاری سے آراستہ ہر چہار جانب توریج بدرگ کی جستجو مین بعجلت تمام روانہ ہوئے

اب حال بدمآل اہرمن فیلپا اور توریج بدرگ کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد قتل مہتر قران لشکر اسلام سے جب بھاگے تو اثناے راہ مین اُنپر کیا گذری ؎

کچھ سعی سے اقبال میسر نہین ہوتا
یہ ذائقہ وہ ہی کہ میسر نہین ہوتا
ہی حوصلہ عشق جفا اُس کو الٰہی
عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا
کیا مر نہین جاتا قلق ہجر سے کوئی
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہین ہوتا
ہم جانتے ہین آتے ہین نا تم کو فرشتے
پھر زندہ جہان مین کوئی مرکر نہین ہوتا

ہر آئینہ گر داغ سکندر نہین ہوتا
کیا کوئی زمانہ مین ستمگر نہین ہوتا
ہر کوئی گنہگار مقرر نہین ہوتا
رہتا ہی شب و روز بغل ہی مین دل اپنا
باور نہین آتا تمھین باور نہین ہوتا
تم کہتے ہو معشوق اطاعت نہین کرتے
جس بزم مین مشغل مے و ساغر نہین ہوتا

دنیا مین مزا عشق سے بہتر نہین ہوتا
ہوتا ہی مگر تیری برابر نہین ہوتا
بیداد تیری دیکھکے یہ حال ہوا ہی
تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا
رہزن ہی سے ہم پوچھتے ہین راہ محبت
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا
ہی داغ نہ دے جان محبت مین کہ نادان

ز راویان سخن این چنین مرویست کہ اختیار سخن بہتر از زیادہ رویست

جب اہرمن اور توریج دونون شریر و بدذات لشکر اسلام سے بھاگے تیز اپنے چلے جاتے تھے اثناے راہ مین ایک باغ سرسبز و شاداب ملا اہرمن نے کہا ای پہلوان زمان اب کسل و کاہلی اعضا مین زیادہ تر راہ پاے ہو کے ہی چند لمحہ یہان توقف کرو اس باغ کی میوہ وغیرہ سے شدت جوع کو تسکین دو پانی پیو پھر یہان سے تازہ دم ہو کے چلنا توریج نے کہا ای اہرمن تو یہ سمجھا ہی کہ مہتر قران کو ہلاک کر کے اطمینان ہو گیا قسم ہی لات و منات کی مجکو ہر وقت خدشہ ہی کہ عنقریب مسلمانون کے ہاتھ سے پھر گرفتار ہو جاونگا لشکر اسلام کے عیار بڑے چالاک و ہوشیار ہین حمزہ ثانی نے ضرور عیارون کو میری اور تیری تلاش مین روانہ کیا ہوگا اگر یہان توقف ہوگا ضرور وہ عیار یہان پہنچ کے

تجکو اور مجکو گرفتار کر لینگے اہرمن نے کہا ہرچہ بادا باد مجھین تاب طی الارض کی نہین ہی تھوڑی دیر توقف کرنا چاہیے نورج ناچار وہان متوقف ہوا درختون سے میوہ توڑا کھایا چشمہ سے پانی پیا دونون نے زیر درخت استراحت کی

اہرمن و نورج کا باغ مین وارد ہونا

اہرمن زیادہ تھک گیا تھا بیخبر سو گیا نورج بیدار تھا اسکو دور سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز معلوم ہوئی سوچا کوئی عیار لشکر کا میری تلاش مین آتا ہی اپنی جگہ سے اٹھا دور جا کے کھڑا ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی کوئی نہ معلوم ہوا وہان سے واپس چلا ایک مقام پر چاہ تاریک واقع تھا خس و خاشاک مین چھپا تھا جو ہین نورج نے اُس مقام پر قدم رکھا دھم سے کنوئین مین جا رہا۔ اس طرف اہرمن بیدار ہوا دیکھا نورج نہین ہی تمام باغ مین تلاش کیا کہین نشان نہ ملا سوچا اگر توقف کرونگا عرصہ زیادہ ہوا ہی ایسا نہ ہو کوئی آفت نازل ہو وہان سے تنہا روانہ ہوا ایک دیہ مین پہونچا اہل دیہ بھی آفتاب پرست تھے اُسنے کہا مین نظر کردہ خداوند شمس ہون تمھاری ہدایت کے واسطے آیا ہون تمام گانون یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند شمس کا نظر کردہ ہدایت کے واسطے آیا ہی تمام اہل دیہ جمع ہوئے اہرمن کو سجدہ کیا ایک خاص مکان جملہ سامان ضرورت و زینت سے آراستہ کر کے اہرمن کو اُس مین مقیم کیا خاطر تواضع سے پیش آئے ہر وقت گرد اہرمن کے اہل دیہ کا مجمع رہتا تھا کوئی روپیہ لاتا تھا کوئی اشرفی نذر رکھتا تھا غریب لوگ اناج کپڑا پیشکش کرتے تھے پانون پر سر رکھتے تھے بکمال اعتقاد کہتے تھے ای خداوند کی نظر کردہ زہے نصیب اس دیہ کے کہ تم ایسے متبرک شخص نے یہان قدم رنجہ فرمایا اس بات پر گر جان فدا ہو تو بجا ہی۔ ہم کیا قابلیت رکھتے ہین جو عہدہ شکر گذاری سے ادا ہو سکین آج ہمکو دریافت ہوا کہ خداوند کی نظر عنایت اس دیہ پر ہی اہرمن فیلیا لبسبب حرص و ہوس مفرط کے جو کچھ کوئی دیتا تھا بلا تکلف لے لیتا تھا جو کوئی زر نقد دیتا تھا اُس سے نہایت خوش ہو کے ملتا تھا مزاج پرسی کرتا تھا خداوند سے سفارش کرنے کا وعدہ کرتا تھا طرح طرح کی فرمایشین کرتا تھا تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اسکے ہر ایک فعل کی تعریف کرتا تھا جو کوئی غریب اہل دیہ سے اسکے پاس جاتا تھا بہ تمرد پیش آتا تھا بے اعتنائی کرتا تھا ہر طرح سے اُسکی مذمت کرتا تھا خداوند کے قہر و غضب سے ڈراتا تھا زجر و توبیخ کرتا تھا سخت اور بیہودہ رسوم بت پرستی تعلیم کرتا تھا تمام اہل دیہ نے دعوت کی پھر روز جشن قرار دیا تمام دیہ مین آئینہ بندی کی کثرت سے دکھائی گئی اعلے اعلے طائفے بلوائے تمام شب رقص و سرود کی صحبت گرم رہی تمام اہل دیہ جمع تھے اہرمن کو صدر مین بٹھایا تھا اس حکم کی تعمیل مین سب مستعد تھے اہرمن نے ایک مطرب سے فرمایش کی اگر کوئی غزل عاشقانہ یاد ہو تو گاؤ اُس مطرب نے یہ غزل شروع کی

کیا ہے دیندار اس صنم کو ہزاروں طوفان اٹھا اٹھا کر
لگائین وہ تہمتین کہ بولا خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ سے رہے دم کو مسکرا کر
سنا کیے حال چپکے چپکے نظر اٹھائی نہ سر اٹھا کر

نہ طور دیکھے نہ رنگ پرکھے غضب مین آیا ہون دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر

تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجکو ظالم
رلا رلا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

عجیب یہ تیرہ خاکدان ہے اسی کی ہے روشنی جہانمین
فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جہان لگی آنکھ کچھ نہ تھی سی وہین چبھی پھانس سی جگر مین — کہ درد دل کی چمک نے کیا کیا دکھائے صدمے جگا جگا کر
تم ہی تو ہو جو کہ خواب مین ہو تم ہی تو ہو جو خیال مین ہو — کہان چلے آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آ کر
ستم سکے جو لذت آزما ہون کرم سے لے لطف ہمزہ ہون — جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر
شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو تو سے — کہ توبہ کرتی گئی تو بہ ہے ابھی یہان سے شکست کھا کر
جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو اور سے فتنے اٹھا کے تو نے — اٹھائی ہے تمنے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

اہرمن اس غزل کو سنکے بہت خوش ہوا نشۂ شراب سے مدہوش ہو رہا تھا خود بھی آواز ملا کے گانا شروع کیا وہ مطرب بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہے بظاہر معزز معلوم ہوتا ہے کہ اہل دیہ نے تعظیم کیساتھ مین بٹھایا اور ادنے واعلے اپنے کو اُسکا ادنے خادم سمجھتے ہین اور اسکے گانے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویّے کی قوم سے ہے آخر ایک اہل دیہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہین جسکے اس اہتمام سے مہمانی کی اُسنے کہا ہمارے خداوند کے نظر کردہ ہین واجب التعظیم ہے انکے ہاتھ مین ہم سب کی بخشش ہے ہمارے اور خداوند آفتاب کے درمیان واسطہ ہین مطرب نے کہا آواز سے معلوم ہوتا ہے یہ گویّے ہین اُسنے کہا خاموش خداوند آفتاب کے نظر کردہ کی شان مین بے ادبی نہین چاہیے اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ انکی آواز خوش آیند ہے شاید گویّے کی قوم سے ہونگے آگاہ ہو کہ جو خداوند آفتاب کا نظر کردہ ہوگا اُسمین سب طرح کی صفتین ہونگی انواع اقسام کے کمال حاصل ہونگے ایک خوش آوازی پر کیا موقوف ہے

غرضکہ تمام شب یہ ہنگامہ برپا رہا

حسب اتفاق وارد ہونا شاپور شیر دل عیار لشکر اسلام کا اُس دیہ مین اور گرفتار کرنا اہرمن فیلپا کو

سخن پرداز این طرفہ حکایت ٭ چنین از راستان کردہ روایت ٭ کہ جب حمزۂ ثانی نے تمام عیارون کو جمع کر کے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تم سب اطراف وجوانب تورج بدرگ اور اہرمن فیلپا کی تلاش مین جاؤ جہان ملین اُنکو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم حمزہ صاحبقران ثانی وہ عیاران طرار بعجلت تمام وہان سے ہر چہار طرف روانہ ہوئے منجملہ اُنکے شاپور شیر دل بھی ایک طرف راہی ہوا حسب اتفاق اُسکا گذر اُس دیہ مین ہوا جہان اہرمن فیلپا اپنے فریب سے اہل دیہ کو مطیع کیے ہوئے تھا اور طرح طرح کی عیش وعشرت مین شب وروز بسر کر رہا تھا مالدارون کے پانو پر تواضع و فروتنی وانکساری ثابت کرنے کی غرض سے سر جھکا رکھتا تھا اور مفلس ناداروں پر آنکھین نکالتا تھا کتے کی طرح بھونکتا تھا خداوند کا قہر خداوند کا غضب کہکے اُنکا دم سکھائے دیتا تھا وہ غریب کہتے تھے ہمارے پاس کچھ نہین ہے بالکل نادار ہین وہ کہتا تھا تم پر خداوند کا عتاب نازل ہے اور زیادہ مصیبت مین پھنسوگے تمام دیہ مین اہرمن کے نظر کردہ خداوند ہونے کا چرچا تھا شاپور نے بھی اس واقعہ کو وہان پہونچ کے سنا سمجھا کہ اہرمن یہان ہے تورج بدرگ بھی ضرور یہان ہوگا۔ یہ موقع اچھا ہاتھ آیا جس طرح ممکن ہو ان دونون کو ہلاک کرو اور دونون کے سرون کو لے چلو حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین پیش کر دو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملیگا حمزۂ ثانی بہت خوش ہونگے یہ سوچ کے۔ بازار مین ایک کی دوکان تھی اُسکے پاس گیا کہا ہمکو کپڑے سلوانا ہین اُسنے کہا تشریف لاؤ جو کام ہوگا بسر چشم انجام دینگے جس طرح کا کپڑا اُسکو کے تیار ہو جائیگا ہمارا کام کیا ہے شاپور نے کہا ہمکو زیادتی اُجرت کا

خیال نہین ہی کام درست بننا چاہیے خیاط نے اسکے کام کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا صاحب میرا کام
دیکھ لو پہلے ایک کپڑا سلوا لو شاپور نے تھوڑا کپڑا دیا اور کہا پہلے تم نمونہ کے طور سے ایک زیر جامہ سی دو
پھر مین تمکو کپڑے سینے کو دونگا خیاط نے منظور کیا شاپور نے کہا اب ہم جاتے ہین کل آوینگے قدم اُٹھایا چلتے
چلتے یہ کہا آج کل اس دیہ مین خداوند آفتاب کے نظر کردہ کا کیا ذکر ہو رہا ہی خیاط نے از اول تا آخر کیفیت
بیان کی اور کہا شب کو بڑی دھوم کی دعوت تھی خوب خوب ناچ گانا ہوا یہ بھی سُنا ہی کہ خداوند آفتاب کے
نظر کردہ نے بھی مطربون کے ساتھ گایا آج تمام دیہ مین اس بات کا بھی چرچا ہی کہ خداوند کا نظر کردہ علم
موسیقی مین بھی اکمل ہی شاپور شیر دل نے کہا اگر خداوند کے نظر کردہ کو موسیقی کا شوق ہی اور وہ اس فن
مین مہارت کامل رکھتے ہین تو کسی طرح مجھے اُنکی خدمت مین پہونچا دو مجکو بھی اس فن کا بہت شوق ہی مین نے
تمام عمر اس فن عجیب کی حاصل کرنے مین صرف کر دی خیاط نے کہا مین نے خداوند کے نظر کردہ کے کپڑے سیئے ہین ثواب کی
غرض سے مزدوری نہین کی خداوند کے نظر کردہ مجھسے بہت خوش و رضامند ہین اگر تم اس فن مین مہارت
کُلی رکھتے ہو کل میرے ساتھ چلو تمسے ملاقات بھی ہو جائے گی اور اپنے کمال کا بھی نمونہ دکھانا اگر تمھارا گانا
بجا پسند خاطر ہو جائیگا ضرور خداوند سے وہ تمھاری سفارش کرینگے اور آخرت مین کام آوینگے غرض کہ
وہ دن اِدھر اُدھر کے گشت مین بسر کیا دوسرے روز صبحکو ایک تنبورہ کی تونبی مین دارو بیہوشی
بھری تنبورے کے تار درست کیے اپنی ہیئت کی طرف نظر کی کچھ علامتین گھٹائین کچھ بڑھائین پھر دن چڑھے
خیاط کے مکان پر پہونچا خیاط نے کہا خوب آ گئے مین تمھارے انتظار مین بیٹھا تھا تمھارے مکان کا پتہ معلوم
نہ تھا اس سبب سے تمھاری تلاش مین نہین نکلا اے جوان کل مین خداوند کے نظر کردہ کے پاس گیا تھا اور
اِدھر اُدھر کی باتین ہین مین نے بر سبیل تذکرہ یہ بھی کہا کہ ہمارے شناساؤن مین ایک جوان فن موسیقی کا بہت
بڑا کامل بلکہ اکمل ہی اگر فرمائیے تو اُسے لاؤن اے نظر کردہ خداوند اُسکے گانے کو سنکے آپ بہت خوش ہونگے اے
جوان میری غرض اس سفارش سے یہ ہی کہ اگر نظر کردہ خداوند تمھارے گانے سے خوش و مسرور ہوگا کیا عجب
ہی اگر تمھاری وجہ سے اُسکو میرا زیادہ خیال ہو اور خداوند سے بر وقت ملاقات میری سفارش کر دے
حالانکہ اس وقت بھی اُسکی نظر توجہ سے امید ہی لیکن تمھاری وجہ سے مزید بران سمجھنا چاہیے شاپور بہت خوش
ہوا اور کہا واہ دوست خوب تقریب کی تمھاری وجہ سے میرا بھی انجام بخیر ہو جائیگا ورنہ کوئی اُمید خداوند
کے تقرب کی نہ تھی خیاط نے کہا خیر من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ چلو نظر کردہ خداوند کے پاس شاپور نے
تنبورہ سنبھالا خیاط کے ہمراہ روانہ ہوا اہرمن کے دربار نکہت آثار مین پہونچا دیکھا بکمال تمرد ایک مسند
مکلف پر بیٹھا ہی اور اکثر معززین دیہ اُسکے روبرو دست بستہ مؤدب سکوت مین بیٹھے ہین خیاط نے آگے
بڑھ کر کہا اے نظر کردہ خداوند وہ دوست میرا یہی ہی جسکے فن موسیقی کے کمال کا ذکر کل مین نے کیا تھا اور
نظر کردہ خداوند نے اشتیاق ظاہر کیا تھا اہرمن نے از سر تا پا شاپور شیر دل کو دیکھا کہا اے جوان ہمنے
تیرے کمال کی بہت کچھ تعریف سُنی ہی ہم بھی شائق ہوے کہ اگر آج ہم تیرے گانے سے محظوظ ہونگے ضرور
خداوند سے تیرا ذکر کرینگے اور خداوند سے کسی کا ذکر کرنا کوئی ادنے بات نہین ہی شاپور نے بھی اہرمن
قبیلیا کو بغور دیکھا اور تمام حاضرین کی صورتین اُس مکان کو دیکھا چند لمحہ سکوت مین بیٹھا رہا اہرمن نے
کہا اے جوان کس فکر مین ہی تنبورہ کو ملا کے اپنا کام شروع کر شاپور نے آہستگی سے غلاف کا بند کھولا تنبورہ

نکالا اُسکے ملانے کی اس ترکیب سے کچھ بجایا کہ اہرمن کی سمجھ مین نہ آیا لیکن وہ ملعون فن موسیقی مین اپنے کو اکمل ظاہر کر چکا تھا شاپور کی بہت تعریف کی اور کہا ای جوان معلوم ہوا کہ تو صاحب کمال ہی اگر تجکو کوئی غزل یاد ہو تو بجا شاپور نے یہ غزل شروع کی غزل اُس بت کو جب خیال ستم ہو کے رہگیا ✤ مین مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہگیا

نکلی پیا میری زباں سے نہ کوئی بات
اظہار شکوۂ شب غم ہو کے رہ گیا
ضرب المثل جہاں مین وہ دل ہی بنا ہوا
جو تیر دلبر سے میرے ہم ہو کے رہگیا
پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہ گیا
ای داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر کچھ
کمبخت اُسکے سامنے سم ہو کے رہگیا
ای چارہ گر جگر کی کسک کسطرح مٹے
جو پایمال زیر قدم ہو کے رہ گیا
واعظ سے بہشت ہی کو ہی یار مین
فرسودہ لاکھ بار قلم ہو کے رہ گیا
دل نے تری گلی سے نہ اُٹھنے دیا مجھے
سر خجلت گناہ سے خم ہو کے رہ گیا
بدلے جو تیور اُسکے شب وصل کیا کہون
گو درد کم ہوا بھی تو کم ہو کے رہ گیا
جانا اُسی کو مین نے یہ پورا ہی آشنا
ذکر بہشت وخلد و ارم ہو کے رہگیا
غالب ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہ گیا

اس غزل کو اس لطف سے گایا کہ اہرمن نے خوش ہو کے کہا ای جوان اب مجپر فرض ہی کہ تیرے اس دل خوش کرنے کا عوض دون اس سے زیادہ کیا عوض ہوگا کہ جب خداوند کی حضوری حاصل ہوگی پہلے تیرے ہی کمال کا ذکر کرونگا اور معقول عنایت و مرحمت خداوند کا تجکو مستوجب کرونگا شاپور نے کہا کون خداوند اہرمن نے متعجب ہو کے کہا کیا تو نہین جانتا آگاہ ہو وہ خداوند جو تمام جہان کو روشن کیے ہوئے ہی جو زمین مین طرح طرح کے درختونکو روئیدہ کرتا ہی جو درختون کے پھولون کو پکاتا ہی اور لذیذ کرتا ہی جو پتھرون کو رنگ بخشتا ہی جو ہر ایک انسان کے پہلو مین جگہ سکیے ہوئے ہی جہان اُسنے نظر توجہ پھیری جہان مین اندھیرا ہو گیا اگر تجکو آج تک اُس خداوند درخشندہ کے حال کی خبر نہ تھی حالانکہ ہمیشہ تیرے پیش نظر رہا تو آج ہم تجھے باخبر کرتے ہین کہ اُسکو پہچان اور اُسکی بندگی فرض سمجھ ہم اُسکے نظر کردہ ہین اُسکے رسول ہین خلقت کی ہدایت کے واسطے آئے ہین جو ہمارا کہنا مانے گا اُس سے خوش ہونگے خداوند سے اُسکی سفارش کرینگے جو سرتابی کریگا اُسکو سزاے معقول دینگے خداوند کا قہر و غضب اُسکی جان پر توڑینگے شاپور نے کہا یہ کیا مزخرف تو نے بکا کچھ ہماری سمجھ مین نہین آیا اہرمن نے کہا ہان سمجھ مین نہ آیا ہوگا یہ کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھکے شاپور کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے صحن مین آیا وہ انگشت سبابہ سے سورج کو بتا کے ،، دیکھ یہ چمکتا ہوا خداوند ہی اور پھر اپنی جگہ آکے بیٹھ رہا شاپور شیر دل بھی تنبورہ لیے ہوئے چلا آیا دل مین سوچ رہا تھا کہ کیا تدبیر اُسکے گرفتاری کی کرون کس بات سے ابتدا ہو سوچتے سوچتے پھر تنبورہ اُٹھا دوسری غزل شروع کی جوش گریہ سے یہ آنکھین ابر نیسان ہوگئین ✤ اب مری بیتابیان مشہور دوران ہوگئین ✤ راز الفت

چھپ سکا ہمسے نہ اُسکے روبرو
آج اپنی مشکلین اک لمحہ آسان ہوگئین
دن نہ پورا ہو چکا ہم ہوئے آخر تمام
دلکی وہ بیتابیان سب راحت جان ہو گئین
واہ رے جوش جنون آخر اُٹھکر ضعف سے
جو حسین شکلین تھین زیر خاک پنہان ہوگئین
صاف دلکی حسرتین منہ پر نمایان ہوگئین
سیکڑون دل ہو گئے انداز پر تیرے نثار
روز فرقت کی خدایا سخت گھڑیان ہو گئین
اب کسی سے دل لگا کر ہم نہ ہونگے پایمال
انگلیان ہاتھونکی بھی تار گریبان ہو گئین
مر گئے ہم اک اشارہ مین نگاہ ناز سے
سیکڑون جانین تری چتون پہ قربان ہو گئین
جب دبا اُسنے دلاسا شب کو فرقت اضطراب
جو خطا مین ہو گئین ای چرخ گردان ہو گئین
آہ اب سخت کمان لیلی کہان شیرین کہان

اہرمن نے بہت کچھ تعریف کی اور اُسی طرح خداوند سے سفارش کرنے کا

ذکر کرنے لگا اس مرتبہ شاپور کو تاب تحمل نہ رہی کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہی کتنی دیر سے مین سن رہا ہون
کیسا خداوند آفتاب اور ماہتاب اگر میدانی بدان مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا ہے منم شیر دل
صفدر و نامدار ٭ ہژبر بر پا نزالسارم شکار ٭ بمیدان در آید اگر شیر نر ٭ کنم کشتہ آنرا بہ تیغ و تبر ٭ اب تو
اہرمن نے غور سے دیکھا شاپور نے اپنی صورت کو ایسا بدلا تھا کہ اسوقت تک اہرمن نے نہ
پہچانا کہا تو کون ہی میری سمجھ مین نہین آیا شاپور نے کہا ٭ منم شاپور عیار جہانگرد ٭ بعیاری بطراری
جوانمرد ٭ اہرمن سمجھ گیا فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او عیار تو میرے گرفتار کرنے کو آیا ہی میرے
ہاتھ سے کہان جاتا ہی تورج نے قران کو ہلاک کیا ہی مین تجکو ہلاک کرونگا یہ کہکے چاہتا تھا کہ خنجر کا وار
شاپور پر کرے شاپور نے وہی تنبورہ جسکی تونبی مین داروے بیہوشی بھری تھی بقوت تمام اُسکے
سر پر مارا تنبورہ کا سر پر پڑنا تھا کہ وہ شیشہ ٹوٹا دھوان اُس مکان مین بھر گیا اور جسکی ناک مین وہ دھوان
پہونچا تڑپے چھینک آئی دھم سے زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا جتنے کہ تمام دیہاتی جو اسوقت موجود تھے
بیہوش ہوکے گر پڑے اہرمن بھی گرا شاپور نے گرفتہ و بستہ کیا اُٹھا کے پشت پر لادا اور وہان سے
روانہ ہوا لشکر حمزۂ ثانی کو خبر پہنچی کہ شاپور شیردل کسی کو گرفتار لایا ہی عجب نہین اگر تورج بدرگ
ہو حمزۂ ثانی نے شاپور کو اپنے دربار مین طلب کیا حال پوچھا شاپور نے کہا شہریار تورج مردود
دستیاب نہین ہوا البتہ اہرمن فیلپا ایک دیہ مین ملا اُسکو گرفتار کر لایا ہون حکم ہو تو حاضر خدمت کرون
جو مناسب ہو اُسکے حق مین حکم صادر فرمایا جاوے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے شاپور اگرچہ تورج بدرگ
قاتل مہتر قران ہی لیکن اہرمن اُس سے بدبختی مین کم نہین ہی جلد لاؤ میرے سامنے شاپور نے اہرمن کو
دربار مین حاضر کیا حمزۂ ثانی نے کہا اے اہرمن تجھے تم دونون بدبختون سے کیا برائی کی تھی جو ہمارے
عیار کامل الفن کو ہلاک کیا اور یہان سے غائب ہوگیا تھا تورج کہان ہی اُسنے کہا شہریار مجکو تورج کے
حال کی مطلق خبر نہین ہی البتہ یہان سے ہم دونون ساتھ گئے تھے اثنائے راہ مین باغ ملا وہان سے
تورج مجسے علیحدہ ہوگیا نہین معلوم کہان چلاگیا اور اے حمزہ صاحبقران مہتر قران کو تورج نے ہلاک کیا ہی مجھے
بیکار تعرض کیا جاتا ہی حمزۂ ثانی نے فرمایا او ملعون تو بھی اُسکا شریک تھا اگر شریک نہوتا ہرگز اُسکے ساتھ
نہ بھاگتا تو بیکار اس بارہ مین عذر کرتا ہی مین ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑونگا ہان ایک صورت سے تیری ہلاکت
مین چندروز توقف کرونگا اگر تو تورج کا پتا بتادے اور اگر اُس مردود کو گرفتار کرلا تو مین تجھے بالکل
چھوڑدون کسیطرح کا تجھے تعرض نہ کرون اہرمن نے کہا مجکو اُسکے حال کی مطلق خبر نہین ہی کہان سے گرفتار
کرلاؤن اور کسطرح بتادون حمزۂ ثانی نے کہا تیری بات کا کچھ اعتبار نہین ہی اُسیوقت دار پر کھچوادیا اور تیر
باران کیا بعدہ لاش اُسکی بازار مین پھکوادی سر اُسکا ایک چوب بلند پر نصب کرکے تمام گلی کوچون پھروایا اُسکے
ساتھ ایک شخص منادی کرتا جاتا تھا جو کوئی حکم حمزۂ ثانی صاحبقران سے سرتابی کریگا اُسکا نتیجہ یہ ہوگا یہ
اہرمن فیلپا نام ایک جادوگر تھا اسنے بظاہر جان کے خوف سے دین اسلام قبول کرلیا باطن مین
گمراہ رہا اُسکی سزا یہ اِس نوبت کو پہونچا

اب حال بدمآل تورج مرقوم ہوتا ہی کہ اس چاہ تاریک مین گرکے کس نوبت کو پہونچا

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہا		نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہا	اک گھڑی چین سے تو اے ستم ایجاد رہا

تیرے سینہ مین جو میرا دل ناشاد رہے
کہو دیا عیش قفس اپنی وفاداری نے
آنکا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہے
خاک آیا جو مرے منہ کو کلیجا آیا
کہ مری سہو کی عادت ہی مجھے یاد رہے
دل غم عشق سے دن رات گھلا جاتا ہے
لب پر آئی ہوئی کیونکر شب ہجر یاد رہے

کوئی مشتاق شہادت نہ کہین سر ہوجائے
لطف صیاد سے ہم رات دن آزاد رہے
یہ رہا عرش تو اے حوصلہ دل دیکھا
کوئی دن کاش یہ مہر لب فریاد رہے
اس دل تنگ مین کسکو جگہ دون یارب
کہین محروم نہ ظالم تری بیداد رہے
تجھے اے داغ محبت سے کیا ہے انکار

بس بہت حق مین ہر اک شخص کے جلاد رہے
دیکھ لی سیر حرم حضرت زاہد رخصت
مین نہ کہتا تھا کہ سینہ ہی مین فریاد رہے
باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہوجائے
غم رہے ہم رہے فریاد رہے یاد رہے
تنگ آیا ہون مرے منہ سے شکایت نکلی
سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

نویسندہ این خجستہ سواد | زیب سفینہ و دفتر چنین کرد یاد

کہ جب نورج بدرگ قریب اس باغ کے چاہ تاریک مین گرا اس طرح گرتا ہوا تہ چاہ تک پونچا کہ بیہوش ہوگیا بقیہ دن اور وہ تمام رات اسی طرح بیہوش کنوئین مین پڑا رہا دوسرے روز دوپہر کے وقت ایک مسافر کا اس طرف سے گذر ہوا اس پر تشنگی غلبہ کیے ہوئے تھی کنوئین کے قریب آیا پانی کے واسطے کنوئین مین ڈول ڈالا تو نورج کے سر سے ٹکرایا نورج نے سر اٹھا کے دیکھا معلوم ہوا کوئی آدمی پانی بھرا چاہتا ہے کہا اے شخص مین کنوئین مین گر پڑا ہون کسیطرح مجھے کنوئین سے نکال اس مسافر نے بمقتضاے دردانسانی کوشش کی تا اینکہ نورج بدرگ کو کنوئین سے نکالا سر پر خفیف زخم پہونچ گیا تھا اسکا خون دھویا پٹی باندھی پوچھا اے شخص تو کون ہے نورج نے کہا مین بھی ایک مسافر ہون یہان حسب اتفاق وارد ہوا یہ کنوان خس و خاشاک سے ایسا پوشیدہ تھا کہ مجکو نہ معلوم ہوا اور مین تہ چاہ مین جا رہا میرا ایک ساتھی یہان سو رہا تھا نہین معلوم بیدار ہوکے وہ کہان چلا گیا وہ مسافر بہت خاطرداری سے پیش آیا نورج مردود بے سروسامانی کی حالت مین بھاگا تھا کچھ پاس نہ تھا اس مسافر نے شب کو اسی باغ مین قیام کیا نورج سے طرح طرح کی باتین کرتا رہا بعد سو رہا نورج نے اسکے احسان کا مطلق خیال نہ کیا اسکا توشۂ زادراہ جوکچھ اسکے ساتھ تھا سب لیکے ایک طرف بھاگ گیا

اب نورج بدرگ کو بیابان و ریگستان مین سرگردان رکھا جاتا ہے اور حال فرعون ملعون کے رہا ہوجانیکا بیان کیا جاتا ہے

مجھے اوستاد نے تعلیم کے روز | بتایا ہے یہ نکتۂ دانش افروز | سخن کیا ہے یاد دانا کے گوہر
سبکے راصد نگو صد را یکے گو

راوی کہتا ہے کہ جب حمزۂ ثانی اہرمن فیلپا کے جنم واصل کرنے سے فارغ ہوئے ایک روز بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے ایک ہرکارہ آیا موقف عرض سے

اس طرح گویا ہوا | کہ اے بادشاہ فلک قدرا | جہانت بکام و فلک یار باد | کسے را کہ از تست در سر غرور
کلہ از سر و سر زتن باد دور

ایک مرد عرب مکۂ معظمہ کی طرف سے آیا ہے حضوری چاہتا ہے واجب تھا عرض کیا جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے حمزۂ ثانی نے حکم دیا بلاؤ کہان ہے تا اینکہ وہ عرب دربار مین آیا بکلف لباس پہنے تھا صورت بھی بظاہر وجیہ تھی حمزۂ ثانی نے مزاج پوچھا اسنے کہا الحمد للہ اس طرف آنے کا سبب پوچھا اسنے کہا شہریار مین خود یہان نہین آیا ہون بلکہ حمزۂ ثانی صاحبقران نے مجکو کعبہ سے بھیجا ہے انھون نے سنا تھا کہ تم بہتر قران کے غم مین نہایت پریشان ہو عرصہ سے حال نہین معلوم ہوا تھا اب مجکو خیر و عافیت کے واسطے بھیجا حمزۂ ثانی اسکے آنے سے بہت خوش ہوئے ملک عرب کے حالات

پوچھے چوبدار کو بلایا حکم دیا کہ مکاندار کو بلا لاؤ مکاندار آیا حمزہ ثانی نے فرمایا ایک مکان فرش و شیشہ
آلات وغیرہ سے جلد آراستہ کر اور بھی سامان ضرورت مہیا کر مکاندار نے فوراً تعمیل حکم کی حمزہ ثانی
نے اس مکان مین اُس مرد عرب کو مقیم کیا دس خوان کھانے کے اُس وقت اُس مرد عرب کے
واسطے جاتے تھے متعدد آدمی خدمت کے واسطے مقرر تھے حکم تھا کسی وقت کسی بات کی تکلیف
نہو جس شی کی ضرورت ہو فوراً ہمارے یہان سے پہونچے حمزہ ثانی کبھی خود اُس عرب کے پاس
جاتے کبھی وہ عرب خود حمزہ ثانی کے دربار مین حاضر ہوتا تھا طرح طرح کی باتین ہوتی تھین تمام اہل دربار
عرب کی عزت کرتے تھے خاطرداری سے پیش آتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ جانتے تھے کہ حمزہ صاحبقران
والاشان کا فرستادہ ہی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ جانتے تھے کہ مکہ معظمہ ایسے مقام محترم کا رہنے والا ہی
شاید کسی وقت مین حج خانہ کعبہ سے مشرف ہونے کا اتفاق ہوگا تو یہ اُس مین کام آئے گا اول حمزہ ثانی
نے اُس عرب کی دعوت ملوکانہ کی تحفہ مین طرح طرح کے اشیاء بیش قیمت و نایاب دین پھر ہر ایک سردار
نے باری باری دعوت کی ـ راوی کہتا ہی کہ حسین بن شیاطین رنجور آشوب شناس یہ عیار
زبردست اور نہایت چالاک عیار فرعون کے تھے جنکا ذکر سابق مین آچکا ہی انھین مین سے یہ رنجور عیار
فرعون ہی جو حمزہ ثانی کے پاس اس فریب سے آیا ہی کہ مجکو مکہ معظمہ سے حمزہ صاحبقران نے خبر کے
لیے بھیجا ہی ـ غرضکہ جب اُس مکار و بدکار عیار فرعون نے دیکھا کہ ہر وقت ایک نہ ایک سردار
حمزہ ثانی کا میرے پاس موجود رہتا ہی کوئی وقت فرصت کا نہین ہی بجائے خود کوئی تدبیر کرے فرعون
کو قید حمزہ ثانی سے رہا کرے تب اسنے یہ دستور مقرر کیا کہ جب کوئی سردار حمزہ ثانی کا اسکے
پاس آیا فوراً وضو کیا اور نماز کے واسطے مصلے پر جا بیٹھا اور جب تک وہ سردار موجود رہا یہ مصلے سے
نہ اُٹھا یہان تک کہ وہ سردار عاجز ہو کے چلا گیا اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ مرد عرب نہایت نماز گذار ہی
اس عیار نے فرعون کے قیدخانہ کا سراغ لگایا یہان تک کہ معلوم ہوا کہ فلان مقام مین بکمال حفاظت
فرعون مقید ہی ایک روز یہ مردود حمزہ ثانی کے پاس گیا اور کہا شہریار مین نے سنا ہی کہ تمھارے
یہان کوئی گبر ملعون قید ہی مین بھی اُسکو دیکھنا چاہتا ہون حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہی اور سردارونکو
حکم دیا جاؤ اس مرد عرب کو قیدخانہ مین لیجاکے فرعون ملعون کو دکھلاؤ مگر خبردار نہایت ہوشیار
رہنا اس واسطے کہ زندانخانہ کتنا کھولا جاتا ہی ایسا نہو کہ فرعون رہا ہو جائے بعض سردارون نے اُسوقت
برسبیل تذکرہ کہا شہریار اس گبر مکار کو بیکار مقید کر رکھا ہی خواہ مخواہ کا درد سر ہی قتل کر کے فراغت
حاصل کرنا مناسب ہی حمزہ ثانی نے فرمایا یہی مین بیشتر فکر کیا کرتا ہون مگر پھر اس بات کا خیال آتا
ہی کہ اگرچہ فرعون ایک گبر متکبر ہی تاہم اپنی قوم مین سردار ہی جہان تک ممکن ہو اسکو تعلیم و تفہیم کر کے
مسلمان کیا جاوے تو بہتر ہی اس بات سے کہ ہلاک کیا جاوے اور ہلاک کرنا تو کچھ مشکل بات نہین ہی
ابھی ہلاک کر سکتے ہین اُن سردارون نے کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا ہی بجا و درست ہی مگر تورج مردود
کا قصہ پیش ہو چکا ہی کہ اُسنے بخوف جان دین اسلام کو قبول کیا آخر کو اُسنے گریز کی اور ہنگام گریز
ہمتہ قیران کو ہلاک کیا جسکا صدمہ اسوقت تک زائل نہین ہوا ہی اسی طرح اگر یہ گبر ملعون بھی اپنی رہائی کیواسطے
بظاہر دین اسلام اختیار کریگا تو کیا ہوگا حمزہ ثانی مع عرب مصنوعی یعنے رنجور عیار فرعون کی طرف متوجہ

ہوئے اور فرمایا تمھاری کیا راے ہے اس بارہ مین اُس مکار نے کہا اے شہریار مجکو اس قصہ کی مفصل
اطلاع نہین ہے تاکہ اپنی راے قائم کرسکون حمزہ والا قدر نے تمام کیفیت ازسرنو بیان کی اور کہا یہ سب
مجکو فرعون کے قتل کے واسطے مجبور کرتے ہین عرب مصنوعی نے کہا شہریار تمھاری راے بہت
صائب ہے واقعی ایسے مشہور و معروف شخص کا بلا تکلف ہلاک کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہے ان سردارونکی
راے بالکل غلط ہے اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہے ہر طرح کی تدبیر ہو سکتی ہے لیکن بعد ہلاکت
اگر کسی طرح کا نقص پیدا ہوا تو اُسکا دفعیہ کچھ نہین ہو سکتا حمزہ ثانی اس بات کو سنکے خاموش ہورہے
وہ سردار عرب مصنوعی یعنے عیار فرعون کو قید خانہ مین لے گئے رنجور مردود نے اُس قید خانہ
کو خوب غور سے ہر چہار جانب دیکھا یکایک نظر فرعون پر پڑی دیکھا کہ زنجیر سے خوب جکڑا ہوا ہے
گلے مین آہنی طوق پڑا ہے اور نہایت تذلیل کی حالت مین ہے اُس وقت اس عیار کی طبیعت مین
نہایت اشتعال پیدا ہوا چاہا کہ اسی وقت اہل زندان سے مقابلہ کرکے فرعون کو رہا کرے مگر
پھر ضبط کیا اس نظر سے کہ تنہا مجمع کثیر سے کہانتک مقابلہ کرسکتا ہون ایسا نہو کہ مین بھی یہان گرفتار
ہو جاؤن سردارون نے چاہا کہ فرعون سے بھی ملاقات ہو کچھ باتین کرین رنجور نے انکار کیا
اور کہا قیدی کی ملاقات کیا قیدی دین اسلام سے منحرف ہے ایسا نہو کہ میرے اُسکے ملاقات مین
کوئی صورت بد پیش آسکے اُن سردارون نے کہا صورت بد کیا پیش آسکتی ہے اُسنے کہا صورت
بد یہ پیش آسکتی ہے کہ مین اُسکے روبرو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل پیش کرون اور وہ کسی
نوع کی تذلیل کا کلمہ زبان پر جاری کرے تو خواہ مخواہ غصہ آئیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ ملاقات نہ کیجاوے
بعدہ وہان سے واپس آیا حمزہ ثانی نے پوچھا تمنے دیکھا فرعون ملعون کو عرب مصنوعی نے کہا ہان
دیکھا لیکن مین اُسکے قریب نگیا حمزہ ثانی نے کہا ضرور جانا تھا بلکہ اُسکو کچھ افہام و تفہیم بھی کرنا تھا عرب
مصنوعی نے کہا اصل یہ ہے کہ مجسے قیدی کی صورت نہین دیکھی جاتی تمھارے سردارون نے بھی مجسے
کہا تھا لیکن مین نے وقع الوقتی کردی اسی طرح کی چند باتین کین پھر حمزہ ثانی کے پاس سے اپنے
مقام قیام پر چلا آیا اُسی وقت سے فکر شروع کی تمام شب بیدار رہا راے اس بات پر قرار پائی
کہ یہان سے نقب کھودنا چاہیے چنانچہ اُس مکان کے ایک حجرۂ تاریک مین گیا مقام تجویز کیا جو ملازم
حمزہ ثانی کی خدمت مین موجود تھے اُنسے کہا مین شب کو عبادت کرونگا اور اُنکو بھی وظیفہ پڑھنا ہے
تمکو چاہیے کہ جب تک مین اس حجرہ مین عبادت وظائف مین مشغول رہون تم مین سے کوئی میرے
پاس نہ آئے اور جو کوئی میری ملاقات کو آئے اُس سے بھی اسی بات کا ذکر کردینا بہر حال تم میرے
پاس آنا اور نہ کوئی اور بیرونی شخص میرے پاس آئے ملازمون نے قبول کیا غرض کہ اُسی شب
سے اُس حجرہ مین نقب کھودنا شروع کردی تمام شب نقب زنی کرتا تھا صبح کو باہر آتا تھا غسل کرتا
تھا کپڑے بدلتے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ادھر اُدھر کی باتین ہوتی تھین تھوڑی
دیر کے بعد اس حیلہ سے کہ کچھ وظیفہ پڑھنا ہے دربار سے چلا آتا تھا اور پھر حجرہ مین جاکے نقب زنی
مین مصروف ہو جاتا تھا تین شب و روز مین وہ نقب قید خانہ مین پہنچی جہان فرعون مردود
قید تھا جونہین سر نقب قید خانہ مین نمایان ہوا فرعون نے متوحش ہوکے سر نقب کیجانب

دیکھا زنجیرون کو سنبھال کے سر نقب کے قریب آیا رنجور نے آہستہ سے کہا ای خداوند
مطمئن رہو مین آپہونچا نہایت چالاکی سے بندہاے آہنی کو دست وپا سے فرعون سے جدا
کیا اور اُس نقب کی راہ سے اُس مکان مین لایا جہان خود مقیم تھا اُسکی سواری کے واسطے
تین مرکب حمزہ ثانی نے مقرر کیے تھے اور وہ وہین اصطبل مین بندھے رہتے تھے اُس مکار
نے فرعون کو حجرہ مین مقیم رکھا خود حجرہ سے باہر آیا سوقت شب تھا جو ملازم بیخبر سو رہے تھے
اُنکو اُسی طرح سونے دیا جو بیدار تھے اُنکو کام کے واسطے باہر بھیجدیا ایک مرکب پر خود
سوار ہوا دوسرے مرکب پر فرعون کو سوار کیا اور وہان سے نکل کے کوہ بلور کی راہ لی یہانکا
حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے مالک زندان خبرگیری کو قید خانہ
مین گیا وہان سناٹا پایا اور آگے بڑھا سر نقب پایا باہر آیا پاسبانون سے کہا تم شبکو پہرے پر
تھے اُنھون نے کہا ہم موجود تھے کہا کوئی یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کہ کوئی نہین پہونچا اندرون زندان
کچھ کھٹکا معلوم ہوا تھا اُنھون نے کہا بالکل نہین البتہ ایک مرتبہ زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی
تھی ہم سمجھے کہ قیدی نے کروٹ لی ہی یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی سردارون کو بھیجا کہ دیکھو یہ کیا معاملہ
ہی سرداران زندان مین آئے مشعلین روشن کرکے زندان مین گئے کہین قیدی کا نشان نہ پایا
سر نقب کو دیکھکے کہا یہ کہو کہ قیدی کو کوئی عیار نقب لگا کے لے گیا اُس نقب مین اُترے دوسرا
سرا نقب کا اُس مکان مین واقع تھا جس مکان مین عرب مصنوعی مقیم تھا جب اُس حجرہ
مین پہونچ کے اُس مکان مین داخل ہوکے دیکھا مکان خالی پڑا ہی ملازم بیٹھے ہین مگر ششدر و حیران
پوچھا وہ عرب کہان ہی اُنھون نے کہا خداوند شب کو ہم سو رہے تھے صبحکو بیدار ہوئے اُس عرب کو نہ پایا
حجرہ مین عبادت کیا کرتا تھا اور منع کر دیا تھا کہ ہم اس حجرہ مین عبادت کرتے ہین کسی کو نہ آنے دینا اور
نہ خود آنا ہمنے حجرہ مین بھی جھانک کے دیکھا وہان بھی نہ پایا حیرت مین بیٹھے ہین کچھ عقل کام نہین کرتی
سردارون نے کہا ہم سمجھ گئے یہ کہکے مکان سے باہر آئے دروازہ پر عبارت لکھی دیکھی ای خدا پرستو
اس عبارت کا کاتب مین ہون رنجور عیار خداوند فرعون ثانی تمنے بڑی بے ادبی کی کہ خداوند فرعون
کو گرفتار کیا اور اس تذلیل سے قید کیا کہ قید خانہ مین خداوند کو مجسے دیکھا نہ گیا تمنے اپنی عاقبت
کو برباد کیا خداوند کا کیا نقصان ہوا دیکھو مین عرب کی صورت سے یہان آیا اور نقب لگا کے خداوند
کو رہا کر لے گیا یہ عبارت پڑھ کے وہ مرد سردار حیرت زدہ ہوگئے حمزہ ثانی کے پاس پہونچے کہا
شہریار غضب ہوگیا فرعون کو رنجور عیار اُس مکار کا رہا کر لے گیا وہ مرد عرب نہ تھا رنجور عیار
تھا حمزہ ثانی کو حیرت ہوگئی تادیر سکوت مین سرنگون بیٹھے رہے بعدہ کہا یارون اسکو کیا کہتے ہین ع
من چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ٭ مین سمجھا تھا کہ فرعون کے قصہ سے فراغت حاصل کی ہی
اب اُسکا دغدغہ نہ رہا اُسکی کیا خبر تھی کہ وہ رہا ہو جائیگا اور ہمکو کانون کان خبر نہوگی افسوس
پھر ہنگامہ آرائی ہوگی اور قصہ کو طول ہوگا

اب فرعون ثانی کو مسلمانون کی قید سے رہا ہوکے کوہ بلور کی جانب روانہ ہونا
اور حمزہ ثانی کو اُسکے رہا ہو جانے سے حیرت مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور حال آزرچہرہ کا

دختر طہماس مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
ہوتے ہین تیرے مست کوئی ہوشیار آج
خالی نہ تھی خراش دل و کاوش جگر
وہ پوچھتے ہین حال مرا بار بار آج
ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا
بلبل نے مجکو دیکھکے کھایا ہے خار آج
ہم خاک ہو کے اتنے گرانبار غم رہے
تھک تھک کے گر پڑی ہے نگہ انتظار آج
کل جائیگا پیامبر اپنا یہان یہ شوق
کمبخت موت ہے تری سر پر سوار آج

توبہ کو خشت خم سے کرون سنگسار آج
ای بیخودی وہ آئین تو مین آپ مین آؤن
لایا ہے رنگ دیدۂ خونناب بار آج
آئینہ ہو گیا ترے دلمین ستم شعار
آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج
فریاد درد عشق مین کچھ آگیا اثر
آندھی دبا رہا ہے ہمارا غبار آج
اب تیرے دردمند کا بس ہو چکا علاج
خط کے جواب کا ہے ہمین انتظار آج

ہے وقت کی چڑھی ہے نہو گا اُتار آج
وہ بھی تو میری طرح کرین انتظار آج
شاید لگی ہے انکو مرے نزع کی خبر
کتنا ہوا ہے صاف ہمارا غبار آج
سچ ہے کھٹک ہی جاتی ہے صورت حریف کی
ہوتی ہے اپنے آپ صدا دلکے پار آج
برسون سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
کل سے زیادہ اور ہے وہ بیقرار آج
ای داغ دھن بندھی ہے تجھے کوے یار کی

راویان سحر بیان اس داستان صداقت عنوان مین اس طرز سے قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب آزر چہرہ دختر طہماس نے تورج بدرگ سے انگشتری لے لی اُسکو اطمینان ہوا خواص انگشتری سے بخوبی واقف تھے یعنے جانتے تھے کہ اس انگشتری کے تمام دیو و پری تابع ہین سوار ہو کے ارنیو حصار مین آئے انگشتری کے ذریعہ سے دیوون کو بلایا اُن سب نے حاضر ہو کے کہا کیا حکم ہے ہم تابع فرمان حاضر ہین آزر چہرہ نے کہا تورج بدرگ کے ہاتھ سے مجکو سخت تکلیف پہونچی ہے میری آبرو کے درپے ہوا تھا مین نے بلطایف الحیل اُسکو ٹالا اسکی قید سے رہا ہوئے جلد اُس موذی کو گرفتار کر لاؤ اُسنے جو کچھ مجپر بدعت کی ہے اُسکا عوض لونگی وہ دیو تلاش تورج مین روانہ ہوئے تورج اہرمن فیلپا سے جدا ہو کے بیابان مین سرگردان پھر رہا تھا ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے کاشکے اہرمن ہوتا تو دونون ملکے راہ طے کرتے اس خیال مین تھا یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور تورج کو اُٹھا لے گیا تورج نے آنکھ جو کھولی اپنے کو آزر چہرہ کے روبرو پایا کہا ای آرام جان مین نے تجکو بہت روز سے نہ دیکھا تھا بارے قسمت مین بار دیگر تیرا دیدار مقرر تھا جو تجکو دیکھا ورنہ مین بالکل ناامید ہو چکا تھا بالیقین تجکو محبت دیرینہ یاد آگئی ہو گئی جو مجکو اپنے پاس بلا لیا آزر چہرہ بنت طہماس نے بنظر قہر و غضب اُسکی جانب دیکھا کہا او نابکار دیکھ تو تجھے کیسی سزا سے سخت دیتی ہون مین تو تیری تلاش مین تھی تورج نے کہا ای آرام جان کیون تو مجپر غصہ کرتی ہے مین تو تیرا دلدادہ ہون اور بالکل مجبور ہون سو اپنے عاشق پر ترس کھانا مقرر چاہیے + آزر چہرہ نے کہا او موذی میرے تمام دلدادہ خاک مین ملگئے ایک تو باقی رہگیا ہے بعدہ ملازمون سے کہا تیما گوا سنے ہوشیاری تمام قید کرو اور منشی کو بلا کے کہا جلد ایک نامہ حمزہ ثانی کی خدمت مین اس مضمون کا لکھو کہ ای والا منزلت اگرچہ بمشیت خدا مین تورج بدبخت کی قید مین مبتلا ہو گئی تھی بارے اُسے عزاسمہ کے فضل سے رہا بھی ہو گئی اب تورج ملعون کو مین نے گرفتار کیا ہے اور تادم تحریر ہذا میری قید مین ہے اطلاعاً خدمت خادمان والا مین گزارش ہے کہ تورج پلید کی نسبت جو حکم صادر ہو تعمیل کیجاوے جب اس مضمون کا نامہ

تیار ہوا فرخ دلو پرور نام اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا ای فرخ یہ نامہ حمزہ صاحبقران کی خدمت مین پونہچا اور زبانی بھی میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات عرض کر دینا کہ تورج کو مین نے قید کر رکھا ہی اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی مگر جواب نامہ جلد مجکو پونہچا خبر دار تاخیر نہ کرنا فرخ دلو پرور عیار نامہ لیکے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا ملکہ آزر چہرہ کے دل مین منوش آباد کے فتح کرنیکا عرصہ سے خیال تھا مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا اب جو انگشتری قبضہ مین آئی دل کو تقویت ہوئی لشکر کو آراستہ کیا اور اسباب سفر درست کر کے منوش آباد کی طرف کوچ کیا

ملکہ آزر چہرہ نبت طہماس کو منوش آباد کی طرف روان رکھا جاتا ہی اور حال منصور ہندی حاکم منوش آباد کا ذکر کیا جاتا ہے

وصل کی آرزو کیے نہ بنی
نہ بنی جستجو کیے نہ بنی

اُس سے جب شکوہ کر لیا تسلیم
ہمکو بے سر فروشیے نہ بنی

ذلت عشق ہی وہان عزت
شکوۂ آبرو کیے نہ بنی

پاک ہوتا ہی رند کو لازم
میکشی بے وضو کیے نہ بنی

اُسکی تصویر سے بھی تھا یہ حجاب
داغ کو گفتگو کیے نہ بنی

شوق نے ہمکلام کر ہی دیا
اُس سے بے گفتگو کیے نہ بنی

جیب کا خون ہنگئی دم بھر
چاک دل کو رفو کیے نہ بنی

بدگمان کو گمان بد گذرا
وصف روئے نکو کیے نہ بنی

قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق
ہمین لہو لہو کیے نہ بنی

واقفان اسرار معانی و عالمان رموز ہمہ دانی اس طرح قلم فرسا ہوئے ہین کہ شہر منوش آباد جانب مشرق ایک ملک ہی نہایت وسیع و آباد اُسکا والی و فرمانروا منصور ہندی نام تورج بدرگ کی طرف سے مقرر ہی اور قریب ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کی جمعیت رکھتا ہی اُسنے ایک قلعہ بنوایا ہی نہایت مستحکم ہر چہار جانب اُس قلعہ کی نہایت عمیق خندق ہی علاوہ اُس فوج کے جو قلعہ مین رہتی ہے ایک ہزار سوار خاص دروازہ پر قلعہ کے مسلح و مکمل پہرہ دیتے تھے ممکن نہین کہ بغیر اجازت کوئی اندرون قلعہ قدم رکھ سکے اسی طرح جملہ اہتمام و انتظام کو سمجھنا چاہیے وجہ انتظام و اہتمام کی یہ تھی کہ منصور ہندی سمجھتا تھا کہ مین تورج کی طرف سے یہان کا حاکم ہون اُسکی ہر طرح کی رعایت میرے حال پر ہی ایسا نہو کہ مسلمان میرے ملک پر قبضہ کر لین اور تورج سے مجھے خفت ہو آزر چہرہ نے منصور کے نام اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضے ای منصور ہندی تجکو اطلاع دیجاتی ہی کہ مدت سے ہم منوش آباد پر قبضہ کرنے کی آرزو مند تھے اب مصمم ارادہ کیا ہی کہ منوش آباد پر قبضہ کرین اب تجکو چاہیے کہ قلعہ کا دروازہ کھلوا دے اگر تجکو یہ خیال ہی کہ تورج بدرگ کسی طرح کا تعرض کریگا کیونکہ اُسکی وجہ سے منوش آباد کی حکومت تجکو دستیاب ہوئی ہی آگاہ ہو کہ تورج بدرگ کو ہمنے گرفتار کر لیا ہی عنقریب حمزہ صاحبقران کی خدمت مین گرفتہ و بستہ کر کے بھیجا چاہتے ہین یہ نامہ ایک قاصد کے ہاتھ منوش آباد کو روانہ کیا جب وہ نامہ منصور کو پہونچا اسکو پڑھکے حیرت مین ہوگیا ارا کین حکومت کو بلایا نامہ دکھایا اُنھون نے کہا ای شہریار اگر واقعی تورج کو ملکہ نے گرفتار کر لیا ہی تو منوش آباد کو ملکہ کے حوالہ کر دینا چاہیے کیا عجب ہی اگر ملکہ اپنی طرف سے بھی منوش آباد تیرے حوالے کر دے ورنہ ہنگامہ عظیم برپا ہوگا اور نتیجہ بہتر نہوگا یہ سنکے منصور ہندی خاموش ہو رہا قاصد نے جواب نامہ مانگا اُسکو جواب دیا کہ جواب نامہ کچھ نہ دینگے قاصد واپس گیا

ملکہ نے جواب نامہ مانگا اُسنے کہا جواب کچھ نہین ملا ملکہ نہایت برہم ہوئی کہ منصور برسر فساد ہی اس سبب سے
جواب نہین دیا ملکہ اثناے راہ مین تھی اب اُسنے مصمم ارادہ کرلیا کہ مینوش آباد پر فی الفور قبضہ کرنا چاہیے منصور ہندی
کو خبر پہونچی کہ ملکہ آزرچہرہ بنت طہماس بافوج کثیر اسطرف آتی ہی سمجھا کہ میرے ملک پر حملہ کریگی ارکین سلطنت
نے پیشتر ہی راے دی تھی کہ مینوش آباد ملکہ کے حوالہ کردینا چاہیے منصور نے قلعہ مینوش آباد کے دروازہ کھلوادئے
ملکہ آزرچہرہ نے قریب مینوش آباد پہونچ کے خیمے برپا کیے اور ایک سردار کو منصور ہندی کے پاس اس پیام کے
واسطے بھیجا کہ مین نے تیری پاس نامہ بھیجا تھا تو نے اُسکا جواب نہین دیا لیکن یہان پہونچ کے بار دیگر اُس نامہ کے جواب
کے طالب ہین وہ سردار منصور ہندی کے پاس پہونچا اُس پیام کو اُسکے روبرو بیان کیا منصور نے کہا ملکہ سے
کہو کہ شہر سے دور کیون مقیم ہین یہ گھر اُنھین کے ہین یہان ہم منتظر ہین اُس سردار نے ملکہ کے روبرو اس گفتگو کو بیان کیا ملکہ مع
فوج سوار شہر مین داخل ہوئے منصور استقبال کے واسطے آیا اور ملکہ کو باعزاز تمام ایک محل عالیشان مین مقیم کیا
منصور نے مزاج پرسی کی اور کہا اس طرف تشریف آوری کی کیا غرض ہی ملکہ نے کہا مینے نامہ بھیجا تھا اُسکا جواب نہین
ملا اس واسطے یہان آئی ہون اور جواب چاہتی ہون اور اسوقت بھی اُسی جواب کی طالب ہون منصور نے کہا
ای ملکہ عالم اس ملک و مال کی مالک تم اپنے ہی کو سمجھو اور مجکو اپنا خادم جانو تحریر کی کیا ضرورت تھی جسوقت ارادہ تھا
بلا تکلف چلی آئی ہوتین ملکہ نے کہا ای منصور اگر تو مجسے موافقت چاہتا ہی تو صرف اس تواضع اور انکساری پر اکتفا نہین
ہو سکتی تجکو چاہیے راہ ضلالت کو چھوڑ کے صراط مستقیم مین قدم رکھ یعنے دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا ملکہ عالم تم آج اس
بات کا ذکر کرتی ہو مجکو صراط مستقیم مین قدم رکھے ہوئے سات آٹھ روز کا عرصہ ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شب کو
مین سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا ایک مرد بزرگ نورانی صورت فرشتہ خصلت عمامہ سبز برسر و قباے بکلف دربر
عصاے پیری در دست تشریف لائے اور فرمایا ای منصور خداے واحد برحق اُسکے رسول برحق خدا کی خدائی
برحق رسول کی رسالت برحق پھر کیا وجہ ہی جو تو اسوقت کفر و الحاد مین زندگی بسر کر رہا ہی زندگی انسان کی چند روزہ
ہی جو وقت فرصت ہی غنیمت ہی اگر یہ وقت نکل گیا تو پھر بجز حسرت و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا اسوقت خاص تجکو متنبہ کرنے آیا ہون
مجپر اسوقت اُس پیر بزرگ کا ایسا رعب طاری تھا کہ کچھ نہ کہہ سکتا تھا مجکو خاموش دیکھ کے اُس بزرگ نے فرمایا خاموش
کیون ہی جو کچھ تجکو کہنا منظور ہی بلا تکلف کہہ کوئی سبب مانع نہین ہی میری زبان سے اُسوقت بلا تکلف یہ کلمہ نکلا کہ واقعی
مجھسے بڑی غلطی ہوئی اب جو کچھ فرمائیے مجھے منظور ہی اُن بزرگ نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور بھی اصول و فروع دین اسلام کے تعلیم
کیے ملکہ آزرچہرہ یہ سُنکے بہت خوش ہوئی کہا ای منصور اصل مطلب میرا یہی تھا جو مین یہان آئی

اب فرخ دیو پرور کا حال مسطور ہوتا ہی جو نامہ ملکہ آزرچہرہ کا لیکے حمزۂ ثانی کی خدمت مین روانہ ہوا تھا

عالم متعلق مصور ہی تری تصویر کا ✤ منہ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی میر کا ✤ رتبہ پہونچا ہی جمو سی سے یہ مجھ دلگیر کا ✤ جو کوئی دیکھے اُسے
شک ہو گلی تصویر کا ✤ زندہ کرجاویدہ ہین قربانیان تیغ عشق ✤ سر کا کٹنا جانتے ہین ہو ٹٹنا تکسیر کا ✤ مثل شانہ دست رس اُس زلف پر ہو اگر
دعوت افعی کرون بھر کر پیالہ شیر کا ✤ جس سے لیلیٰ سو کھا مجنون کیطرح سے وہ درخت ✤ عشق پیچان پر مجھے ہوتا ہی شک زنجیر کا ✤
ہجر کے صدمہ سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی ✤ زخم کے اندر سے جوہر کھلگیا شمشیر کا ✤ سرخ باوصف سیہ کاری ہی رنگ رخ مرا ✤ شاد
ہوتا ہی کس کے عفو سے تقصیر کا ✤ خط لکھو نگا یار سیم اندام کو مین ای قلم ✤ روشنائی کر مین ہو دو وہ روغن اکسیر کا ✤ ہر شب آتی ہی نہ آتا ہی
وہ طفل شمع رو ✤ اپنا تعویذ ابجدی نقش ہی تسخیر کا ✤ نوش نہ صرفہ کرے خون گنہگاران عشق ✤ پھول ہے رنگین سے بھلا آمدی شمشیر کا
خود بیان رخ کی صباحت کا کرای شیرین دہن ✤ قند کے کوزے سے جاری ہوئے دریا شیر کا ✤ روسیہ دشمن کا یون پالش سے ہوگا

نگار + جیسے سلہٹ کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا + دلیسکا بوسہ نہ اک وہ برق وش خیرات حسن + بالدار بے کرم بھی ابر
ہی تصویر کا + حال مستقبل نجومی اس سے کرتے ہین بیان + زائچہ بھی نقل ہی پیشانی کی تحریر کا + چار ابرو مین خط کے
حیران ہین سارے خوشنویس + کس قلم کا قطعہ ہی یہ کاتب تقدیر کا + سرمی ظاہر سمجھئے سخت گیری کی دلیل + پنبہ
بھی بہر شرر ہمسر ہی آتش گیر کا + رتبہ موسی کی نماز پنجگانہ نے دیا + پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا + کیسی کیسی
صورتون کے اپنے دلمین داغ ہین + اس مرقع مین بھی ہی کیا کیا ورق تصویر کا + کشتۂ تیغ نژہ ہین تیغ ابرو بھی چلے
ای شکار انداز ہو چو رنگ اس نخچیر کا + روک منہ پر دار قاتل کا سپر کیطرح جیسے + مرد کے چہرہ کا زیور زخم ہی شمشیر کا +
معرکہ مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے + کھینچیے دامن سر میدان گریبان گیر کا + چاک ہوتا ہی کہان میرے گریبان کیطرح
یہ بھی دیوانہ ہی آتش چاندسی تصویر کا + ساقی نامہ بیا ساقی ای خرمن گل بہار + تو گل بن خزان دیدہ بلبل بہار
بیا ای خرد مندہ طاؤس مست + بنہ بر سرم پا کہ رفتم زدست + بیا ای پری نام ساقی لقب + بمن بر فشان
رشح جام طرب + مگر بخشم از جان بر و تاب را + بمالد کہ چشم پر خواب را + توئی لالہ رو سرو نسرین عذار + بمنم صاف
دل رند دردی گوار + خطاب تو مستغنی ماہ وش + مرا نام بیچارہ و آہ کش + زتاب رخت چشم بر داغ بہ + نگاہ مرا
سر وزین باغ دہ + بر بندان دردی کش نے زبان + حدیثی زکوتہ لب درفشان + بہر دیم در خندہ بستن چرا + تبسم
بہ لب در شکستن چرا + محرران مضامین شور انگیز و کا بیان اخبار عبرت خیز۔ اس داستان تعجب نشان و فسانہ
حیرت توامان مین اس عنوان کی قلم فرسائی کرتے ہین کہ فرخ دیو بر در عیار ملکہ آذر چہرہ نبت طہماس نامہ
لیے ہوئے خیز اخیز چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین شبن بن شیاطین عیار فرعون نے دیکھا کہ ایک عیار دوادو
چلا جاتا ہی سوچا کہ اگر خود اس سے حقیقت حال کو پوچھونگا عیار ہی ہرگز بیان نہ کریگا اس مردود نے فرخ
دیو بر در کی نظر بچا کے آگے قدم رکھا اور دور جا کے اثنائے راہ مین کمند کے حلقہ بچھا دیے اور درخت
کی آڑ مین بیٹھا جب فرخ دیو بر در اس مقام پر آگیا اسنے بکمال طاقت کمند کو کھینچا فرخ دیو بر در کمند مین
پیچیدہ ہو گیا شبن بن شیاطین فرخ دیو بر در کے قریب آیا اور کہا ای سرہنگ تیز رو تو بڑا چالاک
معلوم ہوتا ہی مین بہت دور سے تجکو دیکھتا چلا آتا تھا چونکہ تجکو عیار سمجھ چکا تھا اس سبب سے تجھسے ہمکلام
ہونا مناسب نہ جانا اب تو میرے قبضہ مین آگیا ہی بیان کر تو کون ہی فرخ دیو بر در نے کہا مین کوئی ہون
تو اپنا مطلب بیان کر شبن نے کہا میرا مطلب صرف دریافت حال ہی کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا
ہی آیا کس کام کے واسطے جاتا ہی فرخ عیار نے کہا مین ہرگز نہ بیان کرونگا شبن نے کہا اگر تو نہ
بیان کریگا تو مین تجھے ہلاک کرونگا فرخ دیو بر در نے کہا یہ کون سی انسانیت ہی کہ غفلت مین مجھے
گرفتار کیا ہی اور اس حالت مین میری ہلاکت کا درپے ہی اسنے کہا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہی صاف
صاف اور سچ سچ بیان کر دے جھوٹ کو ہرگز دخل نہ دینا ورنہ جان بچنا مشکل ہو جائیگی اسنے کہا کہ مین جس
قدر بتا سکتا ہون میرا نام فرخ دیو بر ور ہی اور مین ملکہ آذر چہرہ کا عیار ہون ایک ضروری کام کے واسطے
جاتا ہون تیرا کیا نام ہی اسنے کہا مجکو شبن بن شیاطین کہتے ہین اور مین خداوند فرعون کا عیار ہون
اب تو یہ بھی بیان کر دے کہ کس کام کو ملکہ نے تجھے بھیجا ہی اسنے کہا یہ مین نہین بیان کر سکتا ہون
اگرچہ مین ہلاک بھی ہو جاؤن اور اس صورت مین اور بھی نہ بیان کرونگا جب مجکو معلوم ہو گیا کہ تو
فرعون کا عیار ہی اس بات کو سنکے شبن بہت برہم ہوا کہا نہ بتا اب مین تجھے پوچھتا بھی نہین کیکے

اس زور سے خنجر مارا کہ اُسکا فنا ہو گیا بعد ازان اُس نابکار نے حلقہائے گمند کھولے تا لاشئی کی پگڑی
مین سے ایک لفافہ نکلا اُسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آزرچہرہ نے تورج شجو
قتیل ازین گرفتار کر لیا ہی اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجنا چاہتی ہی خود فرخ دیو پرور کی
صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ لیے ہوئے لشکر اسلام کی راہ لی دلمین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام ہی لیکن اس بات کو سبقت ہی کہ ملکہ آزرچہرہ کی قید سے
تورج کو رہا کردن اور اُسکا رہا ہونا بغیر انگشتری کے غیر ممکن ہی فلہذا سب سے پہلے ملکہ آزرچہرہ
سے انگشتری لینا چاہیے نامہ مل گیا ہی لامحالہ حمزہ ثانی اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لیکے
قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آزرچہرہ تک بخوبی رسائی ہو جائیگی یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر
لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین حمزہ ثانی کا ملازم ہون حمزہ
ثانی کا ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہی شبن شیاطین نے کہا مین ملکہ آزرچہرہ کا ملازم ہون
فرخ دیو پرور میرا نام ہی ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اُسکے سپاہی نے کہا خوب ہوا کہ
تو راہ مین ملگیا مین خاص ملکہ آزرچہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سنا ہی کہ تورج بدرگ کو
ملکہ نے گرفتار کر لیا وہ موذی مہتر قران کو ہلاک کر کے فوج اسلام سے بھاگا تھا اب حمزہ ثانی نے مجکو
ملکہ کے پاس بھیجا ہی کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اُسکا کسطرح بند و بست کیا جاوے فرخ
دیو پرور مصنوعی نے کہا ای برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کر لیا ہی بیکار جاتا ہی مین تیرے آقا کے
پاس چلتا ہون وہ سپاہی شبن شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف واپس چلا تا اینکہ لشکر اسلام
مین پہنچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اُسنے کہا ایک عیار ملکہ آزرچہرہ کا
نامہ لیے ہوئے آیا ہی اُس سے تمام کیفیت دریافت ہو جائیگی شہزادہ نے کہا جلد بلاؤ فرخ دیو پرور
مصنوعی یعنے شبن بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا دعا و ثناے بادشاہی بجا
لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سرنامہ چاک کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ
سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شبن بن شیاطین سے پوچھا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجکو فرخ
دیو پرور کہتے ہین ملکہ آزرچہرہ بنت طہماس کا عیار جانباز ہون حمزہ ثانی نے اُس مردود کو انعام
دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لیکے جانا اُسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہی
آیندہ جو کچھ حضور کی رای ہو حمزہ ثانی نے اُسیوقت میر منشی سے اس مضمون کا جواب نامہ لکھوایا
کہ ای ملکہ آزرچہرہ تیرا نامہ مشتمل گرفتار تورج بدرگ پہونچا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے
اس کار نمایان سے بہت خوش ہوا کہ تو نے مہتر قران کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا نہونے پائے
اُسکے قید و بند مین نہایت ہوشیاری کرنا عنقریب ہم تیرے پدر طہماس کو تیرے پاس بھیجتے ہین
وہان ہونگے وہ جو کچھ مناسب سمجھین گے تجھسے کہینگے اگر کسی طرحکا خدشہ ہو تو اُس سے مطلع کرنا ہم فوراً
کافی بند و بست کرنے کو موجود ہین اور ای آزرچہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوئے کہ
تو نے تورج کو گرفتار کر کے اُسکو وہین قید کیا اور ہمکو اطلاع دی اگر تو اُس مردود کو اپنے
بند و بست سے اس طرف روانہ کرتی ضرور وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف

پونہچاتا ای ملکہ مین اس ظالم کا عرصہ سے متلاشی تھا یا رسے آج میری مراد بر آئی جب تیرے نامہ کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ تو نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اس مضمون کا نامہ تیار کر کے شین بن شیاطین یعنے فرخ دیو پر ور مصنوعی کو دیا شین وہ نامہ لیکے خوش و خورسند وہانسے آرمینو حصار کی جانب روانہ ہوا

شب کو لشکر اسلام مین طہماس کا خواب دیکھنا پھر سرداران لشکر اسلام کے روبرو بیان کرنا سبکا متوحش ہونا اور طہماس کو سمجھانا طہماس کا متوحش اور اپنی زندگی سے نا امید ہونا بیان کیا جاتا ہی۔

زمانہ کی نیرنگیان اظہر من الشمس ہین کسیکو ہنساتا ہی کسیکو رُلاتا ہی کسیکو ہنسنے کے ساتھ ہی رُلاتا ہی کسیکو روتے روتے یکایک ہنسا دیتا ہی غرضکہ اسکی جو حرکت ہی حیرت انگیز ہی جو بات ہی تعجب خیز ہی ادنےٰ اعلیٰ کو چشم زدن مین یہ نیچا دکھا دیتا ہی۔ خاک نشینون کو دفعتہً سریر حکومت پر بٹھا دیتا ہی اسکے دور مین کسی حاتم خصلت کا کہین ماتم ہی۔ کوئی قارون عادت صاحب خاتم ہی سب جانتے ہین یہان شادی و غم توام ہی ہستی اور نیستی دنیا مین جسنے کیا خوب کہا ہی ۔ دنیا خوابیست کش عدم تعبیر ہست ✦ صید اجل ست گرجہان در پیر ہست ✦ ہم روی زمین پر ہست و ہم زیر زمین ✦ این صفحہ خاک ہر دو رو تصویر ہست ✦ آب دو کلمے اصل مطلب کے سنئے سخن سنج دانائے تاریخ دان ✦ چنین گوید از گفتۂ داستان ✦ ایک شب کو طہماس بیخبر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا ایک صحرائے لق و دق ہی وہان ایک مکان عالی شان ہی گرد اُس مکان کے سرسبز شاداب باغ واقع ہی اُس مکان مین بیٹھا ہی اور کوئی شخص اُس باغ مین نہین ہی اُس مکان مین بھی بجز طہماس کے کوئی نہین ہی اگرچہ مکان و باغ کی آرایش و خوش اسلوبی کی وجہ سے دلچسپی ہی لیکن تنہائی کے سبب سے مقام ہُو نظر آتا ہی طہماس کو حیرت ہوئی کہ مین کہان ہون اور یہان کس طرح پہونچا یکایک دروازہ مکان وا ہوا دیکھا قباد شہریار۔ لشیر عالی وقار۔ ہرمز نامدار آئے پاس بیٹھے مزاج پُرسی ہوئی طہماس اُس مکان و باغ عجیب کو دیکھکے پیشتر ہی سے حیرت مین تھا اِن لوگون کو دیکھ کے اور بھی زیادہ متعجب ہوا انواع اقسام کی باتین رہین بر سبیل تذکرہ سب نے کہا ای طہماس ہمنے تمکو بہت عرصہ کے دیکھا اب تم ہمارے پاس سے نہ جانا یہ مقام نہایت فرحت افزا و پُر بہار ہی یہان کی ہوا زندگی جاوید بخشتی ہی جو راحت یہان حاصل ہوتی ہی کہین نہین حاصل ہو سکتی ہی یکایک آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا سمجھا کہ معلوم ہوا عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا دنیا مین قیام ممکن نہین ہی باغ جنان کی سیر نصیب ہوگی ۔ یقین زگردش چرخ ست کاین چنین شدنی ست ✦ اُسی عالم انتشار مین نور الدہر کا دردمند ہوا صاحب سلامت کے بعد نور الدہر نے کہا ای طہماس تم اسوقت نہایت متردد معلوم ہوتے ہو کیون خیر تو ہی حالانکہ تمکو فی الحال خوش و مسرور ہونا چاہیے کہ تمھاری دختر نیک اختر یعنے آزرچہرہ نے وہ کارنمایان کیا جو مردون سے ممکن نہوا یعنے تورج ایسے موذی کو گرفتار کیا ہی چنانچہ حمزۂ ثانی کی خدمت مین عریضہ بھی اسی مضمون کا لکھا ہی کہ مین نے تورج بدرگ کو گرفتار کیا ہی اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی طہماس نے تنفس سرد بھر کے کہا ای نور الدہر کیا ہوا اگرچہ آزرچہرہ نے تورج کو گرفتار کیا ہی اور وہ میری دختر ہی تاہم یہ خوش خبری میرے واسطے نہین ہو سکتی ہان اُن لوگون کے واسطے ہو سکتی ہی جو اس دنیائے فانی مین چندے قیام کرینگے لذات دنیا سے محظوظ ہونے کی امید رکھتے ہین عنقریب میرا دنیا سے کوچ ہوا چاہتا ہی یہ سنکے نور الدہر انگشت بدندان

ہوئے اور کہا ای طہماس یہ کیا کہتے ہو اس دنیائے فانی مین قیام کسکو ہی بجز ذات باری تعالی
کے ہان کوچ کا وقت کسی کو نہین معلوم ہی تمکو کس طرح معلوم ہو گیا کہ عنقریب یہان سے کوچ ہوا
چاہتا ہی طہماس نے آبدیدہ ہو کے کہا شب کو عالم خواب مین قباد شہریار شہیر عالی وقار ہر فر نامدار
آئے اور کہا ای طہماس اب تیری مفارقت ہم پر نہایت شاق ہی بس اب ہمارے پاس رہو اسی
طرح تمام خواب کی حقیقت بیان کی نور الدہر نے کہا ای طہماس تعجب ہی کہ تم ایسے دانا اسطرح کے خیال
بیمعنی دل مین پیدا کرو اگر نادان و ناتجربہ کار شخص ایسی باتین کرے تو ہو سکتا ہی تمام عالم مین مشہور ہی کہ
خواب خیال ہوتا ہی انسان ہر روز طرح طرح کے خواب دیکھا کرتا ہی اگر ایسے ہی خیال دلمین راسخ ہو جاین
تو کاہیکو کسیکی زندگی ہو طہماس نے کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون لیکن یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ اسطرح کے
خواب محض خیال نہین سمجھے جاتے یہ کہکے طہماس نے سر جھکا لیا اور سے لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا ٭ پھر نور الدہر
نے ہر چند سمجھایا لیکن طہماس کے دل سے کسی طرح یہ خیال دور نہوا اس اثنا مین ہرکارہ آیا کہا حمزہ
صاحبقران ثانی نے یاد فرمایا ہی طہماس نے درباری لباس پہنا حمزہ ثانی کے پاس پہونچے بعد اداے
آداب اپنے مقام پر قیام کیا مگر اُسی حالت انتشار و تردد مین حمزہ ثانی نے پوچھا کیون کیسا مزاج
ہی کہا الحمد اللہ بعدہ حمزہ ثانی نے یہ تقریر شروع کی کہ تمھاری دختر نیک اختر آذر چہرہ نے مجکو نامہ لکھا
تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ مین نے تورج بدرگ کو گرفتار کر لیا ہی اُسکے بارہ مین جو حکم ہو تعمیل کیجاوے ہماری راے
یہ ہی کہ تورج بدرگ کو یہان بلا لیا جاوے بعدہ اُسکے واسطے کوئی معقول سزا تجویز ہو اُسکا یہان تک پہونچنا خالی از دقت
نہین ہی کیونکہ وہ مردود نہایت چالاک و ہوشیار ہی اگر ناتجربہ کار لوگو نکو اُسکے یہان لانے کے واسطے بھیجا جاوے بالیقین راہ
مین وہ رہا ہو جائیگا اور آذر چہرہ کی محنت ضایع ہو جائیگی پس ہمارے نزدیک یہ مناسب ہی کہ تم جاؤ اور بحفاظت تمام
اُس موذی کو یہان لے آؤ اس ضمن مین آذر چہرہ تمھاری دختر سے بھی ملاقات ہو جائیگی طہماس نے کہا کیا مضائقہ
ہی مین بسر و چشم جانے کے واسطے مستعد ہون چنانچہ اسباب سفر درست ہونا شروع ہوا ایک جمعیت کثیر ہمراہی طہماس
کے واسطے تیار ہوئی طہماس حمزہ ثانی سے رخصت ہوا بعدہ اپنے مقام پر تمام سردارون کو جمع کیا اور سب سے کہا ای یاران
عزیز دنیا محل گذران ہی زمانہ کا رنگ جیسا ہی ظاہر ہی کون جانتا ہی کہ کل کیا ہوگا۔ انسان کو دنیا مین راحت کسی صورت سے
ممکن نہین ہی انسان جب پیدا ہوتا ہی اُسوقت اُسکو وہ تکلیف ہوتی ہی جو شکنجہ مین کھینچکر ہو بعد ولادت پوست بدن اُسکا
ایسا نرم ہوتا ہی کہ ہاتھ کا مس وہ تکلیف دیتا ہی کہ کرخم سے جسم انسان کو تکلیف ہو پھر بیزبانی کی تکلیف کیا کم ہی کوئی تکلیف
ہو بجز رونے کے کچھ نہین حال کہلتا تا اینکہ زبان کھلے علم و ہنر سیکھنے کو استاد کے حوالے کیا گیا کون نہین جانتا جو اُسکو تکلیف
اور بدعت اُٹھانا پڑتی ہی لڑکا رو رو کے کہتا ہی کہ میرے سر مین درد ہی مولوی صاحب حیلہ سمجھ کے اسقدر زد و کوب کرتے ہین
کہ لڑکے کے حواس باختہ ہو کے جاتے ہین اگر لڑکا مان باپ کے پاس شکایت لیگیا تو اُنھون نے حیلہ پر نظر کر کے اعتنا نہ کی اور رو
دکھانیوالے نے یہ جواب دیا کہ تو نے سبق یاد نہ کیا ہوگا بہتر ہوا جو تجھپر زد و کوب ہوئی اور ہوگی خدا خدا کر کے جب اکتساب
علوم و فنون کا زمانہ گذرا مان باپ فنا کہو ادتنا سکو اپر نظر کر کے اُسکی شادی کر دی بچے پیدا ہوے صاحب اہل و عیال
ہونے کی حالت مین جو جو زحمتین پیش آتی ہین اُسکو کون نہین جانتا ہزار خرابی سے دشواری اس زمانہ کو بھی بسر کیا
تو بڑھاپا آیا ۔ چو شصت آمد نشست آمد بدلوار ۔ کوئی اُٹھائے تو اُٹھین کوئی بٹھا دے تو بیٹھین دل چاہتا ہی کہ چلین پھرین
پاؤن مین طاقت نہین کھانیکا مزہ جوانی کے ساتھ گیا منہ مین دانت نہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی سر کو قرار نہین ان مضمون کو

بھی جھیلا کا خشکے مرنے کے بعد راحت ہوتی وہ بھی نہین بعد ممات حساب کتاب کا دغدغہ لگا ہی بجز انبیا اور اوصیا کے کون ایسا ہی جو اس دنیا مین آکے بخیر و عافیت رہ رو عالم بقا ہوا ہو میرے عزیز اور دوستو دنیا اور اہل دنیا کے درمیان یہ بحث واقع ہی جو مین نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا اگرچہ مین نے تمہاری مغز خراشی کی لیکن میرے خیال مین یہ آخری میرے تمہارے صحبت ہی بڑا افسوس کیا اور کہا مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرے قصورون کو معاف کرنا اگر حیات مستعار باقی ہی پھر تمسے آکے ملونگا ورنہ ثواب فاتحہ سے مجھے فراموش نہ کرنا اس تقریر سے تمام حاضرین کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے کہا ای طہماس اسوقت تمہاری تقریر طرفہ دردآمیز ہی نورالدہر نے کہا ای طہماس انشاء اللہ تعالے تم بخیر و عافیت اپنی دختر نیک اختر آذر چہرہ سے ملوگے اور پھر واپس آکے ہم سب سے ملاقی ہوگے کیون ایک خیال ہمیشہ کو اپنے دل مین جگہ دیکے ہلاک ہوتے ہو اگر دنیا مین زندگی کا اعتبار نہین ہی تو کسی کی زندگی کا اعتبار نہین ہی اگر زمانہ کی نیرنگیان ہین تو سب کے ساتھ ہین بجز ذات باری تعالے کے کوئی موت کا حال نہین جانتا طہماس نے کہا ہان یہ بھی درست ہی بعد ازان صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہوکے اپنے مکانون کو گئے طہماس کا تمام اسباب تیار ہو چکا تھا سوار ہوکے اُسی وقت وہانسے کوچ کرکے ارمنیو حصار کی راہ لی

طہماس کو ارمنیو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال شرارت اشتمال شبین بن شیاطین کا مذکور ہوتا ہی جو بصورت فرخ دیوپرور عیار ملکہ آذر چہرہ کی صورت سے مشابہ ہوکے جواب نامہ حمزہ صاحبقران ثانی لیے ہوئے ملکہ آذر چہرہ کے پاس گیا ہی

سینہ مین اب کہان وہ جوش پہلی تھا ایک اوبال سا ٭ بیٹھ گیا کچھ اُٹھتے ہی چھوڑ گیا خیال سا ٭ عرض وفا یہ دیکھنا اُسکی ادا سے دلفریب ٭ دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا ٭ ہرسے بھی گن کے کاٹتے رات فراق کی مگر ٭ نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو ہجر وہ خال سا ٭ اُسکی لچک پہ دم فدا اُسکی ادا پہ دل نثار ٭ ہائے وہ شاخ سی کمر ہائے وہ قد نہال سا ٭ فتنہ حشر کب اُٹھا اُسکے خرام ناز سے ٭ وہ بھی پڑا ہی میری طرح راہ مین پایمال سا ٭ باندھ دیا تھا ہمنے خود زلف مین اُسکے اپنا دل ٭ رکھ سکے وہ اُسکو بھی ٹالدیا وبال سا ٭ جان لیا ہی ماہ عید اُسکو یہ صیام مین ٭ ابروے یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا ٭ ہی دل گم شدہ مرا گیسوے تابدار مین ٭ ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہی جال سا ٭ پوچھتے کیا ہو کون تھا ہو نہو وہ ہی داغ ہو ٭ دریہ تمہارے تھا مگر کوئی شکستہ حال سا ٭ سخندا نے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ جب کہ شبین بن شیاطین کو حمزہ صاحبقران ثانی حسب دلخواہ جواب نامہ وصول ہوگیا بہت خوش و مسرور وہان سے رخصت ہوکے آرمنیو حصار کی راہ لی بعد طے مراحل و قطع منازل دروازہ قلع پر پہونچا شب کا وقت تھا پہلے اُسنے ارادہ کیا کہ صبح کو ملکہ آذر چہرہ سے ملاقات کرکے نامہ دینا چاہیے پھر خیال آیا کہ کار امروز بفردا مگذار ٭ مین بصورت فرخ دیوپرور ملکہ کے روبرو جاؤنگا تاریکی شب بہت مناسب ہی اسی وقت چل کے نامہ دینا چاہیے اگر آج ہی مقصد حاصل ہوگیا فہو المراد بدین خیال شب ہی کو مصمم ارادہ کیا دروازہ قلعہ پر پہونچا اسوقت دروازہ قلعہ بند تھا دق الباب کیا پاسبان نے پوچھا کون ہی اُسنے آہستہ سے کہا مین ہون دروازہ کھولدو پاسبان نے دروازہ کھولا باہر آیا پوچھا تو کون ہی شبین بن شیاطین نے کہا مین ہون فرخ دیوپرور ملکہ کے نامہ کا جواب لایا ہون یہ

گئے دروازہ مین داخل ہوا قلعہ مین پونہچا ملکہ آذر چہرہ عنقریب بستر خواب پر جانے کو تھی جو مین اُسنے
سُنا کہ فرخ دیو پرور جواب نامہ لایا ہی نہبت خوش ہوئی کہا اسی وقت بلاؤ شثین بن شیاطین
ملکہ کے روبرو آیا ادب سے سلام کیا پگڑی سے نامہ نکالا ملکہ کو دیا ملکہ کو از بسکہ معلوم تھا کہ فرخ
دیو پرور ہی جواب لایا ہی اُسنے شثین کی صورت بھی نہین دیکھی نامہ لے لیا سر نامہ چاک کیا
نامہ کھولا از اول تا آخر پڑھا کھلکھلا کے ہنسے اور کہا بارے تورج ملعون گرفتار ہوا تھا جو پدر
معظم کی زیارت نصیب ہوگی خوب کیا حمزہ صاحبقران نے جو میرے پدر والا قدر کو یہان سے
تورج کو لیجانے کے واسطے تجویز کیا ؎ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ✤ اب خیر و
عافیت وہان کی بیان کر اُسنے کہا ای ملکہ وہان سب طرح خیر و عافیت ہی عنقریب طہماس تمہارے
پدر معظم یہان پونہچا چاہتے ہین ملکہ نے کہا ہان مجکو معلوم ہی کہ حمزہ صاحبقران نے مجکو تحریرا
اطلاع دی ہی ای فرخ دیو پرور مین تیری بہت مشکور ہون کہ تو بجلت تمام حسب مراد جواب
نامہ لایا میرے پدر والا قدر یہان تشریف لاوینگے زہے نصیب ؎ خہی طالع میرے سے برین مژدہ
گر جان فشانم رواست ✤ بعدہ خلعت گران بہا طلب کیا فرخ دیو پرور مصنوعی
یعنے شثین بن شیاطین کو دیا شثین نے ای ملکہ عالم اب مجپر فرض ہی کہ ان زحمتون کو بھی
بیان کردن جو اثنائے راہ مین مجکو پیش آئین نامہ لیے ہوئے تیز اخیز چلا جاتا تھا ایک شخص عیار
وضع راہ مین ملا مجسے پوچھا تو کون ہی مین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا نمک خوار قدیم ہون پوچھا
کہان جاتا ہی اور کیون جاتا ہی مین نے کہا مین ملکہ عالم نامہ لیے ہوئے حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین جاتا ہون یہ سُنکے میری نظر سے غائب ہوگیا چند ہی قدم راہ طی کی تھی کہ ایک مقام پر جو مین
پونہچا وہان اُسنے حلقہا ے کمند زمین مین پوشیدہ کردیے تھے مین اس کمند مین پیچیدہ ہوگیا
اُسنے کہا نامہ مجھے دکھا دے نہین تجھے ہلاک کرونگا مین نے ہزارون قسمین کھاکے کہا اگر تو مجکو
کمند سے رہا کردے تو مین وہ نامہ تجھے دکھا دون اُسنے کہا تو خدا ست ہی تیری قسم کا کیا اعتبار مین
نے کہا یار عزیز اصل امر یہ ہی کہ آج مین تجھے اس رمز کو بیان کرتا ہون سے فی الحقیقت مین خدا پرست
نہین جو وقعت بہت بزرگ کی میری نظر مین ہی ہرگز خدا نادیدہ کی نہین ہی یہ سُنکے اسنے مجکو کمند سے
کھول دیا اور کہا لاؤ وہ نامہ مجھے دکھا دے مین نے پگڑی سے نامہ نکالا اُسنے نامہ لینے کو ہاتھ بڑھایا
دست چپ مین میرے نامہ تھا اُسنے اپنا دست راست نامہ لینے کو بڑھایا مین دست راست
سے خنجر اس زور سے اُسکے سینے پر مارا کہ اسکی پشت سے گذر گیا اور بیدم ہوکے زمین پر گرا
مین وہان سے مثل باد تند بھاگا ای ملکہ عالم بعض قرینون سے مجکو معلوم ہوتا ہی کہ وہ شثین
بن شیطان عیار فرعون ملعون کا تھا فرعون کی رہائی کے واسطے جاتا تھا ملکہ آذر چہرہ
یہ داستان سُنکے اور زیادہ خوش ہوئی اور کہا ای فرخ دیو پرور بجدا کارے کردی اور دوسرا
خلعت فرخ دیو پرور مصنوعی کو دیا راوی کہتا ہی ہرچند ملکہ آذر چہرہ کے بستر خواب پر جانیکا
وقت تھا مگر اپنے باپ طہماس کے آنے کی خبر سُنکے ایسی خوش ہوئی کہ پہر رات تک بیدار
رہی اور فرخ دیو پرور مصنوعی سے باتین کرتی رہی جب تھوڑی رات باقی رہی خواب نے

غلبہ کیا کہا اے عیار طرار اب رات بہت کم باقی ہے تھوڑی دیر سو رہنا بھی ضرور ہے مین بستر خواب پر جاتی ہون رات زیادہ گئی ہے تو بھی یہین سو رہ صبح کو انشاء اللہ اور بھی بعض حالات حمزہ صاحبقران کے تجھسے پوچھونگی فرخ دیوپرور مصنوعی کی دلی امید یہی تھی دست بستہ کہا کیا مضائقہ ہے غلام یہین سو رہیگا ملکہ بستر خواب پر گئی شین مردود بھی برامدہ مین دراز ہوا یہانتک کہ ملکہ آزرچہرہ بیخبر سو گئی لفیر خواب شین مکار کے کان مین پہنچی وقت کا منتظر تھا فرصت کو غنیمت جانا اپنی جگہ سے اٹھا حجرہ مین گیا ملکہ آزرچہرہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور حجرہ سے باہر آکے بکمال عجلت دروازہ قلعہ پر آیا وہان سوچا کہ نورج کو ہمراہ لیتے چلنا چاہیے پھر سوچا نہین معلوم نورج کہان قید ہے اگر اسکی تلاش مین یہان دیر ہوگی تو صبح ہو جائیگی اور ملکہ آزرچہرہ بیدار ہو کے انگوٹھی کو تلاش کریگی ایسا نہو کہ مجھکو پہچان لے اور انگوٹھی ہاتھ سے نکل جائے نظر برین دربان سے کہا دروازہ کھولدے مین جاتا ہون اسنے پھر پوچھا تو کون ہے شین مردود نے کہا مین ہون فرخ دیوپرور ملکہ کے نامہ کا جواب حمزہ صاحبقران سے لایا تھا وہ ملکہ کو دیدیا اسوقت تک مجھسے حمزہ صاحبقران ثانی کے حالات دریافت کرتی رہی چونکہ رات کم باقی رہی ملکہ بستر خواب پر گئین اب مین یہان توقف کر کے کیا کرون جاتا ہون صبح کو پھر آؤنگا دربان نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا شین وہ انگوٹھی لیے ہوئے ایک طرف راہی ہوا جب آرمینو حصار سے بہت دور نکل آیا اور مطمئن ہوا ایک مقام محفوظ مین متوقف ہوا انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوون کو بلایا اور کہا جاؤ نورج کو ملکہ آزرچہرہ کی قید سے رہا کر لاؤ ٭

حسب بہانے شین بن شیاطین عیار فرعون ثانی دیوون کو نورج کی رہائی کے واسطے آرمینو حصار کی جانب روان رکھتا جاتا ہے اور حال ملکہ آزرچہرہ کا بیان کیا جاتا ہے

کاتب اخبار تازہ و محرر مضامین بے اندازہ اس طرح مسطور کرتا ہے کہ یہان جب صبح کو ملکہ آزرچہرہ خواب سے بیدار ہوئی منتظر ہوئی کہ فرخ دیوپرور آئے تو اس سے حمزہ صاحبقران کے اور حالات دریافت کرون یکایک انگوٹھی کا خیال آیا ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی ندارد تھی بہت گھبرائی ملازمون سے کہا دیکھو فرخ دیوپرور شب کو یہین سویا تھا بیدار کر لاؤ ملازمون نے دریافت کرنے کے بعد عرض کیا ملکہ عالم فرخ دیوپرور شب ہی کو قلعہ سے باہر چلا گیا یہان نہین ہے اب ملکہ آزرچہرہ کے دل مین شک پیدا ہوا کہا دیکھو نورج بھی قیدخانہ مین ہے یا وہ بھی غائب ہے ملازمون نے قیدخانہ مین جا کے دیکھا نورج موجود تھا اب ملکہ دل مین اس بات سے خطور کیا کہ انگوٹھی میرے ہاتھ سے نکل گئی ہے ایسا نہو نورج قیدخانہ سے رہا ہو جائے اسکو ہلاک کرنا قرین مصلحت ہے قیدخانہ سے بلایا جلاد کو حکم دیا کہ اسکو ہلاک کر جلاد نے شمشیر برہنہ علم کی اور چاہتا تھا کہ اسکی گردن پر وار کرے یکایک پنجہ نمودار ہوا اور نورج کو اٹھا لے گیا ملکہ آزرچہرہ نے افسوس کیکے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا غضب ہوا جو میرا خیال تھا وہی ظہور مین آیا مدد والے نورج کو لینے آئینگے تو مین کیا جواب دونگی اور حمزہ ثانی مجھپر کیسی نفرین کرینگے اس مضمون کا دوسرا نامہ تیار کیا اور فرخ دیوپرور کو بلوایا فرخ دیوپرور ہلاک ہو چکا تھا وہ کہان ملتا اب

اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ معاملہ ہے تمام شب فرخ دیوپرور مجھسے باتین کرتا رہا نہین معلوم کہان چلا گیا جواب تک نہین آیا چند ملازمون کو فرخ دیوپرور کی تلاش مین بھیجا اُنھون نے بعد دریافت حال آکے عرض کیا کہ ملکۂ عالم کسے تلاش کرنے کو کہتی ہین ہمنے یہ تحقیق خبر دریافت کی ہے کہ فرخ دیوپرور کو شین بن شیاطین عیار فرعون ثانی نے ہلاک کیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ فرخ دیوپرور نے شب کو مجھے نامہ دیا باتین کرتا رہا بلکہ آخر شب کو یہین برآمدہ مین سویا تھا روشن رائے رکن اعظم ملکہ آذر چہرہ کی حکومت کا تھا اُسنے کہا ملکۂ عالم تمھارا کس طرف خیال ہے شب کو مین نے تمام تقریر فرخ دیوپرور عیار کی سُنی مجکو اُسی وقت اُسکی نسبت شک ہوا تھا کہ یہ فرخ دیوپرور نہین معلوم ہوتا تھا مگر اس خیال سے خاموش ہو رہا کہ شاید فرخ دیوپرور ہی ہو ملکہ وہ کوئی عیار لشکر کفار کا تھا جو بصورت فرخ دیوپرور آیا تھا اور انگوٹھی لیکے غائب ہو گیا دلیل اُسکی یہ ہے کہ اُسنے شب کو بیان کیا تھا کہ جب مین نامہ لیے ہوئے حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس سے آتا تھا اثناے راہ مین ایک عیار ملا تھا اُسنے مجکو گرفتار کیا مین نے فریب سے اُسے ہلاک کیا یہ حال اپنا خود اُسنے بیان کیا ملکہ نے مخاطب ہو کے کہا اے روشن رائے تیرا خیال قرین قیاس معلوم ہوتا ہے یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور ملکہ آذر چہرہ اس فکر و تردد مین بیٹھی تھی یکایک پنجہ نمودار ہوا اور ملکہ آذر چہرہ کو اُٹھا لے گیا اب جو ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس نے آنکھ کھولی اپنے کو تورج کے روبرو پایا تورج نے بقہر و غضب ملکہ آذر چہرہ کو از سرتاپا دیکھا اور کہا کیون اے گیسو بریدہ آذر چہرہ تو نے خداوند کی قدرت و جلال کو دیکھا کہ کس طرح مجکو تیری قید سخت سے نجات بخشی اور تجکو میری قید مین مبتلا کر دیا ہے شرط ہے کہ مین اُس شدت و بدعت کا تجھسے عوض لون جو حالت قید مین مجھپر کی گیا کہون تو عورت ذات ہے اگر کوئی مرد مجھسے اس طرح پیش آتا تو اس عذاب سخت سے ہلاک کرتا کہ جانوران صحرائی اُسکے حال پر افسوس کرتے دیکھ خیریت چاہتی ہے تو مجکو قبول کر اب بھی مین تیری ہمبستری کے واسطے راضی ہون حالانکہ تو نے کوئی جگہ میرے دل مین باقی نہین رکھی ہے دنیا مین اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہین ہے کہ کوئی کسی کا دل داد

ہوس محبتے ست کہ دل رانمی دہد آرام ✦ دگر نہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد ✦

اے آذر چہرہ کیا تو یہ سمجھے ہوئے ہے کہ وہ جواب نامہ جو حمزہ ثانی نے بھیجا فرخ دیوپرور تیرا عیار لایا تھا قسم ہے خداوند کے سر پاک کی وہ شین بن شیاطین عیار خداوند فرعون ثانی تھا جسنے اثناے راہ مین فرخ دیوپرور کو ہلاک کیا اور خود فرخ دیوپرور کی صورت مشابہ ہو کے حمزہ ثانی کے پاس گیا جواب نامہ وصول کیا اور تیرے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اُس جواب نامہ کے ذریعہ سے قلعہ مین پہونچا تجکو جواب نامہ دیا تمام شب باتین کرتا رہا تو سو گئی اُسوقت خداوند کی قدرت نے انگوٹھی اُسسے دلوا دی اُس انگوٹھی کی وجہ سے مین تیری قید سخت سے رہا ہوا اور تجکو بھی یہان بلایا اگر تو مجھسے راضی ہو گئی فہو المراد ورنہ تیرے تمام قلعہ کو منہدم کرونگا اور مسلمانون کا نشان تک باقی نہ رکھونگا مسلمان بڑی غلطی پر ہین جو خداوند ایمان نہین لاتے اُس خدا کی پرستش پر جان دیے ہوئے ہین جسکو کبھی کسی نے نہین دیکھا اور نہ اب کوئی دیکھ سکتا ہے عقل بھی کوئی شے ہے ملکہ آذر چہرہ تا دیر تورج کی تقریر سُنا کی دم سرد بھر کے بولی او نابکار و بدکار لعنت ہے شین بن شیاطین کی اوقات پر کہ اُسنے میرے عیار وفاشعار کو جان سے مارا

نامہ لیا حمزہ ثانی سے جواب نامہ لایا اور اُس حیلہ سے مجھسے انگوٹھی لے لی اگر کچھ جرأت رکھتا تھا مقابلہ کرکے
اُسے پسپا کیا ہوتا یا یہ کہ قلعہ مین بالاعلان آکے مجھسے انگوٹھی کو لیا ہوتا اور اس فرخرف تقریر سے کیا فائدہ کہ جو
تو دین اسلام کی بابت میرے سامنے بیان کرتا ہی تورج نے کہا ای آزرچہرہ خدائے نادیدہ کی پرستش
سے تو بہتر تھا کہ تو ہندوؤن کے دین کو اختیار کرتی انکی تاریخ دان برہمن بید خوان کا مقولہ ہی کہ خدا کی
ذات نرنکال ہی یعنے جو کوئی تصور کرے اس سے بری ہی نہ اُسکا کوئی دوسرا ہی نہ کسیکو اُس سے برابری
ہی بے مثل و بے مانند و بے چند اُسنے پہلے تین شخصون کو پیدا کیا ہر ایک کو ایک بڑا کام دیا۔ ایک کا
نام برہما دوسرے کا بشن تیسرا مہیش ہی پہلے کو پیدا کرنے کی قدرت دی دوسرے کو زندہ رکھنے کی
تیسرے کو مار ڈالنے کی طاقت عنایت کی تینون کو انکی زبان مین نرالکار کہتے ہین تینون اپنے اپنے کام
مین مصروف رہتے ہین اور برہما کی عمر سَو برس کی ہی جس کا پہلا روز سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہی
دوسرا بارہ لاکھ چھیانوے ہزار تیسرا آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار چوتھا چار لاکھ تیس ہزار برس کا ہی دنون کا نام ست جگ ترتیا
دواپر کل جگ ہی اسی طرح کی تین سو ساٹھ راتین ہین جب ایسے سو برس تمام ہو جاتے ہین برہما کی موت
آتی ہی پتال کو جاتا ہی جل مئی ہو جاتی ہی جسے پرلے کہتے ہین پھر ناف سے کنول کا پھول نکلتا ہی اور برہما پیدا ہوتا ہی اب تک
ایک ہزار اور ایک برہما گذرے ہین آزرچہرہ نے کہا اللہ اکبر عجب حساب کتاب ہی او پلید اگر ہزار برس تک تو بیان
کرے تو مین اس دین کو نہ سمجھ سکون جب تجکو اس دین کا اسقدر حساب یاد ہی تو پھر فرعون پرستی اور
طرح طرح کے بتون کی پرستش پر کیون جان دیے ہوئے ہی اُسنے کہا ای آزرچہرہ اس حساب کے بیان
کرنے سے میری غرض یہ ہی کہ تو سمجھے کہ مین دین و مذہب کے بارہ مین بہت کچھ تحقیقات کر چکا ہون جب
مجکو تحقیق ہوا کہ دین فرعون پرستی وغیرہ صحیح و درست ہی تب مین نے تمام مذہبون سے قطع نظر کی
ملکہ آزرچہرہ نے کہا او ملعون اگرچہ مین بھی دین اسلام کی حقیقت کے بارہ مین بہت کچھ بیان کر سکتی ہون
لیکن اس خیال سے کہ خوبی بد در طبیعتے کہ نشست ❖ نہ رود جز بمرگ از جانش ❖ اس بارہ مین زبان کو
تکلیف دینا عبث ہی تورج نے کہا ای آزرچہرہ کیا اب بھی تو مثل سابق مجھسے محترز رہیگی اور نہ دین اسلام
سے قطع نظر کریگی اُسنے کہا بیشک زیادہ برین نیست کہ تو مجکو ہلاک کریگا یا شد۔ تورج پلید اور زیادہ
برہم ہوا اور کہا اگر تو میرا کہنا نہ مانے گی مین بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ بعد اس گفتگو کے تورج
نے ملکہ آزرچہرہ کو ایک جائے تاریک مین قید کیا

ملکہ آزرچہرہ بنت طہماس کو تورج بدرگ کی قید مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور طہماس کے حال توحش اشتمال کی جانب توجہ کی جاتی ہے

از خون جگر مین کیا ہی آب زندگانی کا ❖ نہین مرتا مین فرقت مین بُرا ہو ناتوانی کا ❖ مزہ یہ تلخ فرقت مین ہی عیش
زندگانی کا ❖ چراغ گور ہی ساغر شراب ارغوانی کا ❖ کھٹکے دروازے ہر شب چین سے سوتے ہین ہم جب اپنے
ویرانہ خانۂ ویران کو عہدہ پاسبانی کا ❖ نجم قوت عبادت کب ہی ہم رندونکو انکا ہر ❖ یہان ہر جام مے دریا ہی آب
زندگانی کا ❖ کبھی جو شیشۂ لبریز مے کی سرکشی دیکھی ❖ تو عالم آگیا یاد اپنی مستی و جوانی کا ❖ جگر بھنتا ہی اک سو
اک طرف کو رخم سنکتے ہین ❖ تردد خانۂ دل مین ہی غم کی میہمانی کا ❖ کیا حق نے بخیر انجام میرا مے پرستی مین ❖
ہوا لبریز مے سے جام میری زندگانی کا ❖ کوئی لکھکر اُٹھاتا ہی جو انگو اُٹھ نہین سکتے ❖ بندھا حن حرفون مین

نعمان

مضمون ہماری ناتوانی کا ✤ دہان زخم دل کے قہقہے بے طور ہین تاسیخ ✤ تصویر ہو تجھے کس کے لباس زعفرانی کا
راوی صداقت کار وناقل خوش گفتار اس طرح مسطور کرتا ہی کہ جب طہماس مطیع خاص نخل نوخیز بوستان
سلطنت ثمرہ شجرہ شوکت وابہت مشید بنائے جہانبانی یعنے صاحبقران ثانی وتمام سرداران لشکر اسلام
سے رخصت ہوکے آرمنیو حصار کی جانب راہی ہوا دل مین اُس خواب پریشان کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا
اثنائے راہ مین تپ محرقہ عارض ہوئی فوراً دل مین راسخ ہوگیا کہ اب اس بخار سے جانبری محال ہی سفر
دور ودراز اور شدت تپ کا یہ حال ہی افسوس دنیا مین اتنی مدت جیے اور کچھ نہ کیا افسوس موت
بھی آئی تو کہان کاش کہ آزرچہرہ کے پاس پہونچ کے بخار آیا ہوتا عرصہ کے بعد دختر کے دیدار سے دل بہلتا
تیمارداری حسب دلخواہ ہوتی کیا کرون کس طرح آذرچہرہ تک جلدی پہونچ جاؤن اطراف وجوانب
سے اطبا بلا کے انھون نے نبض پر ہاتھ رکھا قارورہ دیکھا کہ بہت شدت کی تپ ہی تمازت آفتاب سے بچانا
چاہیے بہت مضر ہی نسخہ لکھا طہماس نے کہا مین تمازت آفتاب سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہون سفر
مین طبیبون نے کہا جو کچھ ہوا سی مقام پر کسی جاے محفوظ مین قیام کیا جاوے چونکہ دفعتاً شدت تپ سے
حالت متغیر ہوتی جاتی تھی اثنائے راہ مین قیام کیا دوپہر کا وقت تھا طہماس بستر علالت پر کراہ رہے
تھے یکایک خبرداروں نے آکے خبر دی کہ نورج بدرگ ملکہ آزرچہرہ کی قید سے رہا ہوگیا خبر ہیبران ملکہ
آزرچہرہ خود نورج کی قید مین مبتلا ہوگئی نورج ملعون نے ملکہ پر بہت بدعت وشدت کی ہی یہ
خبر سُنکے طہماس از سرتاپا غیظ وغضب مین ہوگیا فوج کو حکم دیا کہ اسی وقت تیار ہوکے کوچ کرے
سرداروں نے سمجھایا کہ آپ علیل ہین دو تین روز یہان توقف کرنا لازم ہی ایسا نہو طبیعت زیادہ
بے لطف ہوجاے طہماس نے کسی کا کہنا نہ مانا اُسی وقت شدت تپ مین وہان سے کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان لشکر حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

واقفان کہ در سخن فرد اند ✤ شرح این داستان چنین کردند ✤ کہ حمزہ ثانی کو انتظار رہتا کہ دیکھیے کب طہماس
نورج بدرگ کو آرمنیو حصار سے لاتے ہین ایک روز صبح کو نورالدہر حمزہ ثانی کے پاس آئے بہت
متوحش حمزہ ثانی نے سبب توحش کا پوچھا نورالدہر نے کہا شہریار کیا عرض کرون شب کو
عجب خواب پریشان دیکھا جس سے دل بیقرار ہوگیا ہے دل پر کس طرح جبر کیجیے ✤ طاقت ہی نہین کہ
صبر کیجیے ✤ آخر مجکو جنون ہوگا ✤ دم بھر مین یہ دل ہی خون ہوگا ✤ حمزہ ثانی نے کہا ای نورالدہر بیان کرو
وہ کیا خواب پریشان دیکھا نورالدہر نے پہلے دعا دی سہ عمر اعداے تو شمگیر فنا راہمعنان ✤
عہد اقبال تو توفیق بقا را ہمرکاب ✤ مجلست را زہرہ قوال دگمس راند زحل ✤ آبدارت ابر نیسان
خواصت آفتاب ✤ پھر عرض کیا ای شہریار عالی مقدار شب کو خواب مین طہماس کو دیکھا کہ دریاے
خون مین غوطہ کھا رہا ہی اور ہزارہا دریائی جانور طہماس کو ہر چہار جانب گھیرے ہوئے ہین اور
منتظر ہین کہ طہماس غرق ہوجائے تو وہ حملہ کرین دفعتاً میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو قریب صبح ہے
اُٹھا نماز پڑھی اور سوچ مین بیٹھا رہا کہ دیکھیے اس خواب پریشان کی تعبیر کیا ظہور مین آتی ہی بہت
توحش اس سبب سے ہی کہ خود طہماس نے بھی اپنی نسبت خواب پریشان دیکھا تھا اور مجھسے
بیان کیا تھا مین نے طہماس کے اطمینان کے واسطے خواب وخیال کہکے دفع الوقتی کی آج کے

جواب کے خواب سے مجکو یقین ہوگیا ہی کہ کچھ نہ کچھ صدمہ سخت طہماس کو پہونچے گا حمزہ ثانی کو
بھی تردد ہوا کہا ای نورالدہر میری راے یہ ہی کہ تم بھی ارمنیوحصار تورج کے لینے کو جاؤ
دو دل یک شود بشکند کوہ را ✤ پراگندگی آرد انبوہ را ✤ اگر تورج کے اس طرف آنے
مین طہماس کو کسی طرح کی دقت لاحق ہو تم اُسکی مدد کرنا ای نورالدہر ابھی مہتر قران کے
صدمہ سے مجکو فراغ نہین حاصل ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی صورت اور طرح کی پیش آئے تو عجب
ہو جایگا نورالدہر نے کہا شہریار مجکو بھی یہی تردد ہی غرض کہ اس گفتگو کے بعد نورالدہر
ایک لاکھ پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے ارمنیوحصار کی جانب روانہ ہوا

نورالدہر کو ارمنیوحصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور طہماس کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی کہتا ہی کہ طہماس نے اُس شدت تپ مین کوچ کیا بعد طی مراحل سخت اُس مقام کے
قریب پہونچا جہان تورج بدرگ مقیم تھا دیکھا بڑا اژدحام ہی حیرت ہوئی کہ ابھی یہ مردود
آذرچہرہ کی قید مین مبتلا تھا انگوٹھی ملتے ہی شاہانہ سامان مہیا کر لیا ایک عیار کو بھیجا کہ تورج
کے مقام قیام مین جاکے حال دریافت کرے کہ ملکہ آذرچہرہ کو کہان قید کیا ہی اور فی الحال
تورج ملعون کس کام مین معروف ہے وہ عیار گیا طرفہ سامان دیکھا یعنی تورج بدرگ
ایک قصر عالی شان مین دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا ہی بکثرت دیو ہر چہار جانب جمع ہین بزم
ہوش رُبا آراستہ ہی فرش دیبا و حریر مغرق سے آراستہ جواہرات کی مرصع کاری سے پیراستہ
زمرد و یاقوت و الماس کے جھاڑ کنول شمعہاے مومی کافوری روشن دنگل کرسیان جواہر
نگار و زیر اُمرا پہلوان خلعتہاے گران بہا پہنے غرق دریاے جواہر ایک تخت فلک رفعت جس کی
چمک سے نظر خیرگی کرتی ہی اُسپر ایک شخص اور بھی بکمال غرور و تکبر بیٹھا ہی اُسکے پہلو مین تورج
کا دنگل ہی ساقیان رنگین ادا بادۂ گلفام کے جام اہل محفل کو دے رہے ہین مرغولہ ریزی
مغنیان پری جمال سے مرغان ہوا کو پیچ و تاب ترانہ سنجان حور تمثال کی شعلہ انگیزی سے
زہرہ زہرہ کباب کوئی نازنین خوش ادا غزل سراے ہوا چکیدہ نور ست در شب مہتاب
ستارہ خندۂ حور ست در شب مہتاب ✤ رسان بدامن صحراے بے خودی خود را ✤ کہ خانہ دیدۂ
حور ست در شب مہتاب ✤ صراحی گلرنگ سرو سیمین ست ✤ پیالہ غبغب حور ست در شب
مہتاب ✤ سپہر جام بلورین ست پر ز مے روشن ✤ زمین قلمرو نور ست در شب مہتاب ✤ بہر
طرف کہ نظر باز میکنم صائب ✤ تجلیات ظہور ست در شب مہتاب ✤ اُس عیار نے جو یہ سامان
دیکھا دنگ ہوگیا تورج بدرگ اور اُس پہلوان تخت نشین کو بغور دیکھا طہماس کے پاس
آیا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مین اُس پہلوان تخت نشین سے واقف نہین طہماس نے حلیہ
پوچھا اُسنے خوب غور کرکے بتایا کہ ایسا چہرہ ہی ایسے دست و پا ہین یہ رنگ ہی اس طرح کی آنکھین
ہین طہماس نے کہا ای فلان یہ حلیہ جو تو نے بیان کیا معلوم ہوتا ہی کہ غرماس میرا بیٹا ہی تورج
سے جا ملا اُسی وقت میر منشی کو بلا کر غرماس کے نام ایک نامہ لکھنے کا حکم دیا اصل مطلب جو بیان

کردیا میر منشی سنے نامہ تیار کیا اور کہا باواز پڑھکے سناؤ میر منشی سنے نامہ پڑھنا شروع کیا نامہ آتش سوزندہ
دیو رجیم ❊ بسم اللہ الرحمن الرحیم ❊ تحفہ لالی حمد و ثنا اُس کامل الوجود مفیض خیر وجود کی بارگاہ جلال اور
سراپردہ لایزال مین لے جانا چاہیے جسنے حضرت آدم کو خاک سے پیدا کیا اپنے فرشتگان مقرب پر جو
عنصر آتش سے خلق ہوکے شرف بخشا سہ خلوص قلب سے کہتا ہی بندۂ طہماس ❊ خدا ہی ایک محمد نبی ہین نیک
اساس ❊ اما بعد ای غرماس سنے الحال میری سماعت مین گذرا کہ تو تورج بدرگ کے پاس ہوپنچا
تو نہین جانتا ہی کہ تورج ملعون سنے میری دختر آزر چہرہ کو کیسی کیسی تکلیفین پہنچائین اور اب تک
اسکی جان اور آبرو کے درپی ہی اگر کوئی غیر شخص ہوتو محل شکایت نہین تو دیدہ و دانستہ ہمارے دشمنون
سے ملتا ہی اگر تو ہمارا طرفدار نہین ہی تو اسقدر بھی حمیت تجھمین نہین ہی کہ ہمارے دشمنون کی رفاقت
سے باز آئے دنیا مین انسان کی چندروزہ زندگی ہی نیک کی نیکی رہجاتی ہی اور بد کی بدی اگرچہ تو مذہب کے اعتبار
سے مجھسے مخالفت رکھتا ہی تاہم پاس قرابت تو ضرور تھا اور قرابت ایسی قریب نہین معلوم کون بدساعت
تھی جب تیری ماں سنے تجکو جنا تھا اگر تو اس تحریر کو دیکھ کے شتبہ ہو گیا فہو المراد ورنہ تجھسے مقابلہ کرکے
ضرور تجھسے سمجھونگا جب یہ نامہ میر منشی پڑھ چکا ملفوفہ مین رکھ کے بند کیا طہماس سنے اس نامہ کو ایک سوار
ہوشیار کے ہاتھ روانہ کیا اُس سوار سنے بعجلت وہ نامہ غرماس کو پہونچایا غرماس اُس نامہ کو پڑھکے
آگ ہوگیا اور کہا طہماس کے دماغ مین فتور آگیا ہی جو مجکو یہ نامہ لکھا ہی مین ہرگز پاس قرابت نہین کرونگا
سپاہی کو کسیکا پاس و لحاظ نہین ہوتا اگرچہ طہماس میرا داداہی باشد اور جواب نامہ لکھا کہ بعد تعریف لات و
منات ای طہماس تجکو معلوم ہو کہ مجھسے کسی وقت اعانت کی امید نہ رکھنا اگر کچھ حوصلہ ہی تو سہ بار
آنچہ داری زمردی نشان ❊ اور آزر چہرہ اگر تورج کی قید مین ہی تو سہ بیجا کیا ہی وہ اسی قابل تھی کیون
نہ تورج کو قبول کرلیا جو آج اس زحمت مین مبتلا ہوتی اور اب بھی خیریت ہی اگر تورج کو قبول کرلے
ای طہماس تجکو لازم تھا کہ مجکو نامہ نہ لکھتا بلکہ اپنی دختر کو اس مضمون کا نامہ لکھتا کہ اگر تورج خواستگاری
کرے تو اُسے قبول کرلیتا اس سے کیا فایدہ جو مجکو نامہ لکھا مجکو نامہ کے پڑھنے سے سخت تکلیف ہوئی آیندہ
مجکو ایسی تکلیف نہ دینا ورنہ قاصد کو اُسی طرح واپس کردونگا طہماس اُس مضمون کے نامہ کو پڑھکے اور
منغص ہوا کہا ہزار ہزار لعنت ایسے مردود پر جس مین مطلق انسانیت نہین دنیا کے واسطے دین کو
برباد کردیا وہان سے کوچ کرکے لشکر کفار کے قریب ہوپنچا دیکھا فوج قلیل ہی جس روز وہان ہوپنچا
تھا اُسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر کفار مین بھی نقارہ جنگ بجا تمام شب طہماس بیدار
رہا اور اپنی فوج مین ایک ایک سے کہتا تھا ای دلاور تم دیکھتے ہو کہ مین کس شدت کے بخار مین مبتلا ہون
ہرگز ابھی ہنگامہ آرائی نہ کرتا مگر آزر چہرہ کی محبت سنے مجکو مجبور کیا ہی سن چکا ہون کہ تورج ملعون
نے اُسے بہت عاجز کیا ہی قید شدید مین مبتلا کر رکھا ہی وہ کون شخص ہوگا جو اپنے فرزند کو اس بلاے
سخت مین مبتلا دیکھے اور خاموش رہے تم سب کو چاہیے کہ ایسی کوشش کرو کہ اس ہنگامہ آرائی کا
انجام حسب دلخواہ ہو یعنے غرماس اور تورج گرفتار کرلیے جاوین یا ہلاک ہوجائین ابھی تک لشکر کفار بہت
قلیل ہی اس طرح کی گفتگو مین شب بھر بسر ہوئی سہ روز دیگر کین جہان پر غرور ❊ یافت از سر چشمۂ
خورشید نور ❊ دونون جانب لشکرون مین صف آرائی ہوئی طہماس اُسی شدت تپ مین سلح اور

ملول ہوئے سرداران لشکر نے منع کیا کہ اس شدت تپ مین دشمن کے مقابلہ کو جانا ہرگز مناسب نہین ہی ہم سب موجود ہین جب ہم ہونگے اُسوقت اختیار ہی طہماس نے کہا ای بہادرو اسوقت میرے حال سے کچھ تعرض نہ کرو سب نے مجبور ہوکے سکوت کیا طہماس نے مرکب میدان مین بڑھایا اور بآواز بلند رجز پڑھی

سہ منم درجہان آن زبردست نیو + کہ سرزد زمن روح عفریت دیو + چنان گرز بر سنگ خارا زنم + کہ البرز گہ را اگر بشکنم +

ای نابکارو اگرچہ مین فی الحال بشدت علیل ہون تاہم تمہاری سرکوبی کے واسطے موجود ہون تم مین سے کون طالب سفر آخرت ہی آوے اور مجسے مقابلہ کرے غرماس طہماس کے روبرو آیا اور کہا ای طہماس مین نے سُنا ہی کہ تم بالفعل علیل ہو کیون اپنی جان کے درپے ہو جو مقابلہ کے واسطے آئے ہو چلے جاؤ کسی اور پہلوان کو مقابلہ کے واسطے بھیجو طہماس نے کہا او نابکار اگر تجکو میری علالت کا خیال ہوتا تو میرے دشمن کی مدد کے واسطے کیون آتا ہمنے تجکو نامہ بھیجا تو نے ایک مہمل جواب دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا ہم کس کو کیا جواب لکھتے ہین ای اخروتنس اب بھی خیریت ہی اگر تو تورج سے کہکے آزرچہرہ کو رہا کردے اُسنے کہا یہ امر میرے امکان سے بالکل باہر ہی اسواسطے کہ تورج کا مین دوست ہون اُسکی مرضی کا تابع ہون درانحالیکہ آزرچہرہ سے وہ ہمبستر ہونا چاہتا ہی پھر کس طرح وہ اُسکو رہا کریگا اور مین اس سے کس طرح کہہ سکتا ہون طہماس نے کہا تف ہی تیری اوقات پر او بیحیا تورج بدرگ کا تجکو اس قدر پاس ہی اور ہماری قرابت کا تجکو مطلق خیال نہین ہی تو نہین جانتا کہ آزرچہرہ از روے قرابت تیرے کون ہی غرماس نے کہا مین نہین جانتا کہ کیا قرابت ہی اور نہ مین چاہتا ہون یہ گفتگو ہو رہی تھی یکایک دور سے تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس گرد کی جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا قریب دو لاکھ فوج کے اس طرف آتے معلوم ہوئی طہماس نے خبر کے واسطے آدمی بھیجے وہ خبر لیکے آئے اور کہا ای شہریار غرماس کی فوج اب جو طہماس کی نظر سے اسقدر مجمع گذرا حواس جاتے رہے کہا ضرور مین ہلاک ہونگا اسقدر فوج کثیر سے کون سربر ہوگا وہ فوج کثیر تورج کی طرف جا ملی شماس نام ایک سردار لشکر اسلام طہماس کے قریب آیا اور کہا ای والا منزلت تمہارا خیال کس طرف ہی اسقدر شدت کی تپ ہی کہ حواس بجا نہین ہین دشمن کے مقابلہ مین کس طرح سربر ہوگے لامحالہ تمہارے ہلاک ہو جانے سے فوج اسلام پسپا ہو جائیگی اور پسپا ہونے مین ہزارون بندگان خدا کی جانین کفار کے ہاتھ سے ضایع ہونگی اس سے بہتر یہ ہی کہ تم ایک جانب موجود رہو اور جنگ و حرب کا تماشا دیکھو تمہاری موجودگی مین فوج اسلام کے دل کو قوت رہیگی طہماس لشکر کی جانب مقیم ہوا شماس میدان مین آیا اور حریف طلب کیا اُس طرف سے ایرانش ایک پہلوان نکلا پہلے کچھ کلمہ و کلام رہے پھر تیغ بازی شروع ہوئی آخر شماس نے ایرانش ملعون کو اکثہی وار مین تلوار کے دو حصہ کیا غرماس ایرانش کے ہلاک ہونے سے زرد ہو گیا کہا غضب ہوا پہلے اس طرف کی شکست ہوئی دوسرا پہلوان لشکر کفار نکلا بعد رد و بدل بسیار وہ بھی شماس خداپرست کے ہاتھ سے زخمی ہوا طہماس نے باواز بلند شماس

سے جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا ای دلاور اب تم تھک گئے ہو چلے آؤ تھوڑی دیر دم
لے لو کوئی دوسرا پہلوان حریف کے مقابلہ کو بھیجو سماس نے کہا شہریارا ابھی مین نہین تھکا ہون
طہماس نے اصرار کیا شماس طہماس کے اصرار سے مجبور ہوا چلا آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا
غراس بہت آزردہ ہوا کہا ای خدا پرستو یہ کیا حرکت ہے صرف اسیقدر جنگ خفیف پر اکتفا
کی ہم اس طبل بازگشت کو نہین قبول کرتے المع رومی مسلمان پہلوان آیا اور کہا ای غراس
اگر اس وقت کے طبل بازگشت سے راضی نہین ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ہم موجود ہین کسی کو مقابلہ
کے واسطے بھیج زرق نامی ایک پہلوان فوج کفار سے اُسکے مقابلہ کو آیا تا دیر دونون مین رد و بدل
رہی آخر زرق کو بھی المع رومی نے ہلاک کیا پھر غار لیقوس ایک پہلوان مقابلہ کو جسکی مردی اور
شجاعت کا آوازہ تمام لشکر کفار مین تھا المع رومی سے رد و بدل شروع ہوئی المع نے اُسکو بھی
ضرب شمشیر سے جہنم واصل کیا غراس کی آنکھون مین خون اُتر آیا اُسنے فوراً جنگ مغلوبہ کا حکم
دیدیا تیغ و تیر نیزہ و خنجر چلنے لگے دلاورہ پشت نہنگ دار شمشاد تر سول سے لڑ رہے تھے سہ دو ا
از دو سو در خروشش آمدند ⁂ دو دریاے آتش بجوش آمدند ⁂ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ⁂ درخشان
تر از چشمۂ آفتاب ⁂ ترنگ کمانہاے بازو شکن ⁂ بسے خلق را پردہ از خویشتن ⁂ ز بس گو فگن
بر زمین گرز و تیغ ⁂ ز ہر خار بر شد غبارے چو میغ ⁂ ز منقار پولاد پران خدنگ ⁂ گرہ بستہ خون در دل
خارہ سنگ ⁂ المع رومی نے اکثر زبردست پہلوان پچھاڑ کے غراس بھی اُسکے قریب آگیا اُسپر
بھی شمشیر کا وار کیا نادوا برو اُتر آئی ہوا خواہ آپہونچے بچا لے گئے اُسکے زخم کھانے سے فوج کفار نے
عورتون کے خواص پیدا کیے گھونگھٹ کھایا شکست فاش ہوئی بہت مارے گئے بھاگ کے دور نکل گئے
وہان جا کے توقف کیا دم لیا غراس کا علاج شروع ہو گیا پھر جنگ کے مشورے ہونے لگے اسطرف
طہماس نے فوج اسلام کی دلاوری کی بہت تعریف کی دو روز تک جنگ موقوف رہی بعدہ پھر فوج
لشکر اسلام کے مقابلہ آ کے مقیم ہوئی سب نے طبل جنگ بجایا لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ پر چوٹ
پڑی سہ ز نقارہ آواز آمد برون ⁂ کہ دو نیست دو نیست گردون دون ⁂ تمام شب دونون لشکرون
مین جنگ کی تیاری رہی سہ دگر روز چون خسرو خاوری ⁂ برآمد برین تخت نیلوفری ⁂ میدان مصاف
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا آج روز گذشتہ کا عکس ظہور مین آیا یعنے فوج
اسلام کے پہلوان کام آنا شروع ہوئے نوبت باینجا رسید کہ کوئی پہلوان فوج اسلام مین باقی نہ
رہا حسب اتفاق اُس روز طہماس شدت تپ سے زیادہ بدحواس ہو رہا تھا جب اُسکو معلوم ہوا
کہ لشکر اسلام مین کوئی پہلوان باقی نہین رہا بحالت مجبوری اسی حالت بدحواسی و شدت تپ مین مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار
ہوا اور میدان حرب مین آ کے کہا او غراس کدھر ہے آ میرے مقابلہ کو غراس طہماس کے روبرو تلوار
کو لیے ہوئے آیا اور کہا ای طہماس آج پھر تم اپنی جان دینے کو آمادہ ہو گئے طہماس نے بے تحاشا
تلوار کا وار کیا غراس نے جگہ خالی کی اور کہا ای طہماس مین نے اب تک تمھاری رعایت کی
حالانکہ مین خود متعجب ہون کہ مین نے خلاف دستور تمھاری کیون رعایت کی مگر اب مین رعایت
نہ کرونگا سہ زدی ضرب خود ضرب خاموش کن ⁂ غم دین و دنیا فراموش کن ⁂ طہماس کا اسوقت

شدت تپ سے یہ حال تھا کہ ہاتھ مین تلوار سنبھل نہ سکتی تھی اور مرکب پر ڈگمگا رہا تھا معلوم ہوتا
تھا کہ عنقریب مرکب سے زمین پر گرا چاہتا ہی اسوقت بدحواسی مین کہا ای غرماس تو بلاتکلف
اپنا وار کر مگر پہلے مین جو کچھ کہون اُسے سُن لے آگاہ ہو کہ تو میرا پوتا ہی تجپر میرا حق بہت کچھ
ہی مین جنگ و حرب مین رعایت نہین چاہتا ہون صرف اس قدر تجسے میری آرزو ہی کہ جب
مین ہلاک ہوجاؤن تو میری لاش کو ضایع نہ کرنا جس طرح ممکن ہو خانہ کعبہ پہونچوا دینا اور وہین
دفن کر دینا اور مین آذر چہرہ کے بارہ مین بھی تجسے کچھ وصیت کرتا مگر افسوس تو تورج کا ایسا
طرفدار ہی کہ تجکو مطلق پاس قرابت نہین ہی اُسکے بارہ مین صحبت کرنا بیکار ہی جو کچھ اُسکے مقدر کا مقرر
ہی وہی پیش آویگا افسوس مین کچھ سمجھا تھا اور ظہور مین کچھ آیا ؎ این طرفہ گردش فلک کج مدار
نیست ◆ پھر سوے آسمان سر بلند کیا اور کہا ای چارہ ساز بیچارگان وای دستگیر درماندگان اگرچہ تجمین
ہرچیز کی قدرت ہی تاہم مین اس حالت مایوسی و بے یاری مین اس بات کا ملتجی نہین ہون کہ تو مجکو
اس کافر پر ظفریاب کر یا اسکے دست ظلم سے نجات دے بلکہ اس بات کا آرزومند ہون کہ جس طرح یہ
کافر باوجود قرابت قریبہ کے مجسے بر سر پرخاش ہی اور ہلاکت کے درپے ہی اسی طرح اسکو بھی مجبور و لاچار
کرکے جہنم واصل کرنا اور میری دختر آذر چہرہ کو ان گبرون کی قید و بند سے نجات بخش ؎ دل شکستہ
ہی مرا و جان غم آلود ہی ◆ لطف تیرا ہو تو حاصل گوہر مقصود ہی ◆ یہ کہکے تلوار علم کی اُس شدت
تپ و بدحواسی مین اس زور و طاقت سے تلوار کا وار غرماس کے سر پر کیا کہ اگر وہ وار پہاڑ پر پڑتا
تو اُسکے دو حصے ہو جاتا غرماس مردود نے اُس وار کو بھی رد کیا اور خود تلوار کا وار طہماس کے سر پر
کیا وہ تلوار تا سینہ اُتر آئی اور طہماس اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ کہتا
ہوا زمین پر گرا پس مرغ روح نے اُس مرد مسلمان کی جانب باغ جنت پرواز کی اُسی وقت جانب مغرب
سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی فوج کفار نے اُس گرد کے حال دریافت کرنے کا بھی انتظار نہ کیا مثل بنات
پریشان بقیہ فوج اسلام پر یورش کی بے سردار فوج کا قیام کہاں بے تحاشا بھاگنے کا ارادہ
کیا فوج اسلام ہی کے ایک لشکری نے پکار کے کہا ای دلاورو کچھ تھوڑی دلاوری رکھتے ہو تو بے
سرداری کی حالت مین بھی دشمن کے حملے کو روکو بھاگنے سے کیا فائدہ ہر طرح ایک روز مرنا ہی اگر آج ہی
لڑکے مر جاؤگے تو کیا نقصان ہی یہ سُنکے مسلمانون کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی سب نے فوج
کفار کی جانب رُخ کیا اور تلوارین علم کرکے دوڑے اس عرصہ مین اُس گرد تیرہ و تار کا دامن چاک
ہوا اور نورالدہر فوج کثیر لیکے آپہونچا یہ بھی نہ پوچھا کہ طہماس کہان ہی بے تحاشا تلوار مارنا شروع کر دین
نورالدہر غرماس کے قریب پہونچ گیا اپنے مرکب سے ایک ٹکر ایسی دی کہ وہ مردود مع مرکب اوندھے
منہ زمین پر گرا نورالدہر نے اُسے گرفتار کرکے گٹھڑی کی طرح ایک جاے محفوظ مین رکھدیا اور پھر فوج
کفار پر دوڑا یا نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار سے تاب مقابلہ نہ لاکے فرار پر قرار لیا تھوڑی دور تک
نورالدہر نے تعاقب کیا بعدہ واپس آکے اُس مقام پر قیام کیا جہان غرماس بقچہ کی طرح بندھا رکھا تھا
بقیہ اہل لشکر طہماس کو بلایا طہماس کا حال پوچھا اُنھون نے کہا ای شہریار کیا عرض کرین کہ طہماس کو
باوجود مریض ہونے کے اس غرماس مردود نے کس بیرحمی سے ہلاک کیا ہی غرضکہ تمام حالات

مفصل

مفصل بیان کیے نور الدہر کو بہت غصہ آیا اُسی وقت تلوار سے غرماس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سگان
بازاری کو بلا کے وہ ٹکڑے کھلا دئے اہل لشکر نے کہا شہریار طہماس مرحوم نے اس خیال سے کہ غرماس
قرابت قریبہ رکھتا ہی اُس مردود سے وصیت کی تھی کہ بعد ممات میری لاش کو بیت اللہ بھیجدینا چونکہ آپ
یہان تشریف لے آئے ہین آپ کو اختیار ہی نور الدہر نے کہا بیکار اُس موذی سے وصیت کی وہ کیا لاش
کو کعبۃ اللہ پونہچاتا ہم انشاء اللہ ضرور طہماس کی لاش کعبۃ اللہ بھیجین گے شب کو بعد فراغ طعام سرداران
اپنے خیمہ مین طلب کیا اور مشورہ کیا کہ طہماس غرماس کے ہاتھ سے ہلاک ہوا حمزۂ ثانی نے طہماس کو
ہمکو نورج کے لینے کے واسطے بھیجا تھا یہان رنگ دگرگون ہو گیا نہین معلوم ملکہ آزرچہرہ کو نورج
بدبخت نے کہان مقید کیا ہی فرعون ملعون رہا ہو چکا یہان اگر توقف کیا جاتا ہی نہین معلوم کیا صورت
پیش آئے مزید بران طہماس کی لاش کو کعبۃ اللہ بھیجنا ہی اس صورت مین تم لوگونکی کیا رائے ہی سب نے
بالاتفاق کہا شہریار ہمارے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ طہماس کی لاش کو حمزۂ والا قدر کی خدمت
مین لے چلو وہان پہونچ کے جو کچھ حمزۂ ثانی حکم دین اُسکی تعمیل کیجاوے نور الدہر نے بعد تامل بسیار
کہا ہان میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہی چنانچہ دوسرے روز طہماس کی لاش کو لیکے لشکر اسلام کیجانب
کوچ کیا یہان حمزۂ ثانی منتظر تھے کہ عنقریب نورج بدرگ گرفتہ و بستہ آتا ہوگا یکایک خبر پہونچی کہ
نور الدہر مع لاش طہماس کے آتے ہین حمزۂ ثانی گھبرا کے بارگاہ سلیمان سے باہر آئے عمر ثانی کو بھیجا
کہ دیکھو صحیح کیا خبر ہی عمر ثانی روانہ ہوئے نور الدہر کے لشکر مین پہونچے نور الدہر سے ملاقات ہوئی حال
پوچھا نور الدہر نے کہا کہ عمر ثانی کیا پوچھتے ہو خلاصہ یہ ہی کہ دیکھو یہ لاش طہماس کی ساتھ ہے
باقی حال حمزۂ والا قدر کے روبرو یہان کرونگا سُن لینا نور الدہر اور عمر ثانی وہان سے ساتھ روانہ ہوئے
لشکر اسلام مین پہونچے نور الدہر مع لاش طہماس بارگاہ حمزہ مین داخل ہوئے جونہی حمزۂ ثانی
کی نظر طہماس کی لاش پر پڑی آنکھونپر رومال رکھکے اسقدر روئے کہ رومال آنسوون سے تر ہوگیا
تمام دربار مین شور گریہ و بکا تھا نور الدہر نے کہا ای عالی منزلت مجکو پیشتر ہی معلوم ہوگیا تھا کہ طہماس
اب زندہ نہین بچین گے مگر مین نے بنابر مصلحت سکوت اختیار کیا اور مخبر کیا موقوف ہی تمام سرداران
لشکر کو معلوم تھا خود طہماس نے اپنی زندگی سے ناامید ہونے کی اطلاع دی تھی وجہ یہ تھی کہ طہماس
نے خواب پریشان دیکھا تھا کہ خون کے دریا مین غوطہ کھا رہا ہون اور ہزارہا جانوران دریا ہر چہار جانب
گھیرے ہوئے ہین اور منتظر ہین کہ طہماس ڈوب جاے تو لپٹ جائین حمزۂ ثانی نے کہا یارو تمنے مجھسے
اس خواب کو نہ بیان کیا ہرگز طہماس کو ارمنیہ حصار کی جانب نہ بھیجتا نور الدہر نے کہا بالفرض
طہماس ارمنیہ حصار کی جانب نہین بھیجا جاتا تو کیا ہوتا جو وقت موت کا مقرر ہی وہ کسی طرح نہین ٹل
سکتا اب طہماس کی ہلاکت کا سبب غرماس ملعون ہوا اُس حالت مین کوئی اور سبب ہلاکت
کا ہوتا اور ظاہر ہی کہ شدت تپ مین مبتلا ہوگئے تھے وہ تپ ہی سبب ہلاکت ہوتی اذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون اہل لشکر طہماس کا بیان ہی کہ جس روز غرماس سے مقابلہ کیا ہی
اُس روز شدت تپ سے حال بہت متغیر تھا مرکب پر قیام کی طاقت نہ رہی ہاتھ مین تلوار نہ سنبھل
سکتی تھی اُسی حالت مین غرماس کو کچھ وصیت بھی کی تھی بعدہ غرماس کے ہاتھ سے شہادت پائی

حمزہ ثانی نے پوچھا کیا وصیت کی تھی نورالدہر نے کہا وصیت یہ کی تھی کہ میری لاش کعبۃ اللہ پہونچا دینا حمزہ ثانی نے کہا وہ موذی اس وصیت پر ہرگز عمل نہ کرتا افسوس ہے اے نورالدہر تم بہت دیر مین پونہچے ورنہ طہماس حالت تپ مین مقابلہ کرکے اپنی جان نہ دیتے نورالدہر نے کہا اے شہریار مجکو اسقدر تاخیر ہوئی کہ طہماس اُسی وقت زخمی ہوکے مرکب سے زمین پر گرے کہ مین پونہچا رمق جان باقی تھی مین غزماس سے مقابل ہوا اسکو قتل کرکے اور فوج کفار کو بھگا کے طہماس کی طرف آیا یہان طہماس کو بالکل بیجان پایا حمزہ ثانی عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مہتر طہماس دلاور کی بھی لاش کو کعبۃ اللہ لے جاؤ اور دفن کراؤ عمر ثانی نے دست بستہ کہا بہت خوب اسباب سفر تیار ہوا صندوق چوبین مین طہماس کی لاش رکھی گئی عمر ثانی نے وہان سے کوچ کیا بعد چندروز کے کعبۃ اللہ پونہچے حمزہ صاحبقران والاشان کو خبر ہوئی بہت گھبرائے کہا اے خواجہ عمر یہ کیا معاملہ ہے ابھی مہتر قران کی لاش کو آئے ہوئے عرصہ نہین گذرا کہ اب طہماس دلاور کی لاش آئی ہے کیا مشیت باری تعالے مین یہ بھی گذرا ہے کہ تمام لشکر اسلام کفار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوجاے خواجہ عمر نے عرض کی شہریار مجکو بھی سخت تردد ہوتا ہے عمر ثانی لاش کے ہمراہ ہے اُس سے حقیقت حال دریافت ہوجاوے گی یہان تک کہ وہ لاش حوالی کعبۃ اللہ مین پہونچی حمزہ صاحبقران کی ملازمت حاصل کی حمزہ صاحبقران کو پیشتر خبر ہوچکی تھی عمر ثانی کو دیکھ کے آنکھو نپہ رومال رکھ لیا خوب روئے خواجہ عمر بھی اُنکے ساتھ روئے بعدہ عمر ثانی سے حال پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار یون تو جسکی موت آتی ہے وہ ایک نہ ایک بہانہ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن طہماس دلاور کا عجیب و غریب واقعہ گذرا یہ کہکے از اول تا آخر تمام حال بیان کیا اور کہا قابل افسوس یہ بات ہے کہ اثناے راہ مین اس شدت کا بخار آیا کہ حواس مختل ہوگئے تھے اُسی حالت اختلال حواس مین غزماس ملعون کا مقابلہ کیا اور اثناے محاربہ مین اُس سے یہ وصیت کی کہ تو مجھسے قرابت قریبہ رکھتا ہے مین تجھسے رعایت کا طالب نہین ہون صرف اسقدر آرزومند ہون کہ جب ہلاک ہوجاؤن میری لاش کعبۃ اللہ بھیج دینا اسکے بعد غزماس نے طہماس کے سر پر تلوار کا وار کیا وہ تلوار تا سینہ اُتر آئی مرکب سے لاش زمین پر گری تھی کہ نورالدہر پہونچے اُنھون نے غزماس سے اُسکی سنگدلی کا معقول عوض لیا یعنے اُس مردود کو گرفتار کرکے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ان ٹکڑون کو سگان بازاری بلاکے کھلا دیا حمزہ صاحبقران نے کہا خوب کیا وہ مردود اسی قابل تھا بعد قبر تیار ہوئی حمزہ صاحبقران نے پوشش کعبہ کا طہماس کو کفن دیا اور گریان و نالان خود قبر مین اُتارا گرد قبر کے ایک کہرام تھا ہر شخص کا دل صرف اس خیال سے آب ہوا جاتا تھا کہ طہماس نے حالت تپ محرقہ مین باوجود اختلال حواس کے غزماس سے مقابلہ کرکے جان دی اور ہنگام ہلاکت یہ تمنا ظاہر کی کہ کاش مین اپنی دختر آذر چہرہ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوگیا ہوتا آذر چہرہ بھی میرے دیدار کی آرزومند ہوگی جو یکایک کفار کی قید مین مبتلا ہوگئی الغرض حمزہ صاحبقران نے گریان و نالان طہماس کو بھی حوالے کعبۃ اللہ مین دفن کیا فاتحہ پڑھکے سب اپنے اپنے مقام قیام کو گئے عمر ثانی نے عرض کی غلام بھی اب رخصت ہوتا ہے

حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے عمر دو چار روز یہان توقف کر کے چلے جانا عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی غلام تابع فرمان ہے لیکن غلام کا قیام یہان خاص اس سبب سے غیر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی فرعون کا قصہ درپیش ہے وہ ملعون لشکر اسلام سے رہا ہو کے سُنتا ہے کہ کوہ بلور کی جانب بھاگ گیا ہے وہان سے دیکھیے کیا فساد پیدا کرتا ہے اُس طرف نورج بدبرگ بھی ملکہ آذر چہرہ کو گرفتار کیے ہوئے ہے اور اُسکی جان و آبرو کا درپے ہے حمزہ صاحبقران ثانی بہت سترد دہین حمزہ صاحبقران والاشان نے فرمایا خیر عالم مجبوری ہے جاؤ میری طرف سے حمزہ ثانی کو بہت بہت دعا کہنا اور کہنا اے فرزند گھبرانا نہین خداوند قادر و توانا کو ہر وقت حامی و مددگار سمجھنا عمل خیر کیجانب ہمت کو مصروف رکھنا چند روزہ حیات مستعار کا اعتبار نہ کرنا نیکی سے باز نہ آنا لذات دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھنا مہر قران نے انتقال کیا سخت صدمہ ہوا اب یہ دوسرا صدمہ طہماس کی ہوا سب کو یہی راہ ایک روز درپیش ہوگی جو گذر گیا کوئی گریہ و زاری کریگا تو کیا ہوگا تلافی مافات مشکل ہے آیندہ کی خبر گیری مقدم ہے دنیا کے کام معطل نہین رہ سکتے بعد اس فہمائش بزرگانہ کے حمزہ والا قدر نے عمر ثانی کو رخصت کیا خواجہ عمر نے بھی خدا حافظ کہکے رخصت کیا عمر ثانی وہان سے روانہ ہوئے دو منزل راہ طے کرتے تھے نہایت عجلت تھی اس خیال سے کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین کیا واقعہ درپیش ہوا ہو سچتے کہ چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا حمزہ ثانی نہایت مغموم و محزون ہین خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا الحمد للہ جو کچھ حمزہ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا

حمزہ ثانی کو طہماس کے غم و ملال مین اور ملکہ آذر چہرہ کو نورج بدبرگ کی قید شدید مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور اب فرعون ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے جو حمزہ ثانی کی قید سے رہا ہو کے کوہ بلور کیجانب بھاگا ہے۔

جو دل قابو مین ہے تو کوئی رسوا سے جہان کیون ہو + خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو + مزا آتا نہین تقسیم غم کے ہمکو رنج و راحت مین + خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو + یہ مصرع لکھ ظالم نے میری لوح تربت پر + جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو + ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے + یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو + غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا + یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو + بہت نکلین گے روز حشر تیرے جور کے خواہان + ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو + اُنھین کو رنجش بیجا ہے لیکن ہے تو مجھسے ہے + محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو + گئے جھگڑا کے مجکو اور پھر کہنے گئے یہ بھی + نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو + نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین + جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو + شریک دور ہو بزم عدو مین خاک ہوتے ہم + کسی نے رات بھر اتنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو + تحمل کر سکے کیا حسن نازک اُن نگاہو نکا + اُسے مین نے چھپایا ہے وگرنہ وہ نہان کیون ہو + خدا شاہد خدا شاہد ہے کیون کہتے ہو وعدون پر + خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو + جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجکو + جو پیدا کی ہو مر کر وہ دولت رایگان کیون ہو

تہمتنان گرد افگن و دلاوران قلب لشکر شکن ناموران صاحب نشان شیران جیل توان اس داستان ندرت بیان
کو یون حوالہ بیان کرتے ہین کہ جب فلک آستان ثریا مکان ۔ زیب اریکہ شاہی رونق وسادہ ظل الٰہی
حاجت رواے مراد معتقدان ۔ رحم فرماے حال زار ستمندان صاحب بارگاہ گردون پناہ کنندہ بیخ کفر
و کافری برہمزن ہنگامہ سحر و ساحری بانی بناے جہانبانی حمزہ صاحبقران ثانی کے لشکر ظفر پیکر سے
شمسن بن شیاطین کی شیطنت سے فرعون ثانی بھاگا اثناے راہ مین تتق گرد نمایان ہوا ڈرا کہ ایسا
نہو کہ لشکر اسلام سے کوئی عیار میری تلاش مین آتا ہو مگر پھر سوچا کہ حال تو دریافت کر ناظر دریں شاید
ہمارے رفیقون مین ہو لشکر اسلام کا یہ رخ نہین ہی تنہ درخت مین پوشیدہ ہو گیا تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا
دیکھا بہران دیوکش چند پہلوانان قوی ہیکل سے اسطرف چلا آتا ہی بہت خوش ہوا اُس درخت
سے آگے بڑھا جو ہین بہران دیوکش کی نظر فرعون ثانی پر پڑی پانون پر سر رکھدیا کہا ای خداوند
صاحب قدرت و جلال قہار و ودود مسعود اس طرف کیونکر ہوا جاہ و حشم اپنا کہان چھوڑا زہے طالع میرے کہ اس
طرف آنے کا اتفاق ہو گیا ای خداوند مجکو یقین ہی کہ کسی مظلوم کی فریاد رسی کو جاتا ہی فرعون نے کہا ای
بہران کیسا جاہ و حشم اور کہان کی فریاد رسی غضب ہو گیا تھا ستم کا سامنا تھا مین خدا پرستون کی
قید مین مبتلا ہو گیا تھا نہ مین شمسن بن شیاطین کو ایسی قابلیت مرحمت کرتا نہ وہ لعین عیاری
خدا پرستون کی قید ظلم سے رہا کر لاتا دور سے جو مین نے تجھے آتے دیکھا سمجھا کہ خدا پرستون کا کوئی عیار اس طرف
گرفتاری کو آتا ہی بارے تو میرا بندہ خاص مجھ تک پہونچا بہران دیوکش نے کہا ای خداوند خدا پرستون نے
بہت سر اُٹھایا ہی تو کیون نہین اُن سب کو نیست و نابود کر دیتا تا کہ ہمیشہ کے واسطے یہ قصہ رفع و دفع
ہو جاے فرعون نے کہا ای بہران دیوکش مین بیشتر اس بات کا سبکے سامنے ذکر کر چکا ہون کہ جب مین
نے دنیا کو پیدا کیا پہلے ہی یہ تمام امور میری مشیت مین گذر چکے اب اُسکی تردید غیر ممکن ہی ہان تمام
دنیا کو نیست و نابود کر کے از سر نو انتظام کرون تو ممکن ہی بہران دیوکش نے کہا پہلے ہی سے ایسا کیون
انتظام نہ کیا کہ خداوند کو کسی طرح کا گزند نہ پہونچتا اُسنے کہا یہ ممکن تھا لیکن وجہ اسکی یہ ہی کہ میری خداوندی
مین موجودات عالم کا بھی تعلق ہی اور موجودات عالم مین حوادث و انقلابات کا دخل لازمی ہی پھر مین
کس طرح محفوظ رہ سکتا ہون ہان یہ اُس صورت مین ممکن تھا کہ مرکبات عنصری کا مجھ مین دخل
نہوتا محض جوہر مجرد رہتا پھر تم مجکو کس طرح دیکھ سکتے اور کیونکر مجھ تک پہونچتے وہی اعتراض تم سب
کرتے جو خداوے نادیدہ کی نسبت کرتے ہو بہران نے کہا ای خداوند تیری مشیت کو تو ہی جانے
ہم کیا سمجھ سکتے ہین اچھا اب میرے کفش خانہ کو اپنے نور قدم سے رونق بخش فرعون نے قبول کیا
بہران کے ہمراہ روانہ ہوا بہران اپنے مکان پر پہونچا فرعون کو ایک مکان پر تکلف مین مقیم کیا
دربار عالی شان درست کیا ایک تخت طلائی پر فرعون کو بٹھایا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند فرعون
کا نزول بہران دیوکش کے یہان ہوا ہی جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر دربار مین آکے فرعون کے روبرو سجدہ
کیا دست بستہ نظر بر پشت پا دوختہ اس طرح ثنا و دعاے خداوندی ادا کی ای خداوند تو عالم و توانا ہی اور قدرتونکا
مالک ہی تو سب اچھی چیزونکا دینے والا ہی تو نے آسمان کو معلق بنایا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت
بہشت اُگاکے رنگا رنگ کے پھول کھلاے پُر ذائقہ کے پھل لگاے ہندوؤنکو کھلانے مسلمانون سے پنجہ کیا

اُنکے ہاتھون سے اپنا سر گنجہ کیا آخر کو یہان قدم رنجہ کیا تیری مشیت مین کیسکا کیا دخل ہے اپنے نام کی محبت
ہمارے دلون مین پیوند کر ہم مین اپنی پرستش بڑھا سارے نیکیون کی ہمین ترہیت کر اور اپنی بڑی رحمت سے
اپنی زد پر ہمین قائم رکھ تجکو اپنے جلال کا واسطہ تجکو اپنے کمال واسطہ آمین کوئی فرعون کے واسطے کھانا لیے
آتا ہے کوئی پر تکلف لباس سلئے آتا ہے کوئی اشرفیان نذر دکھا رہا ہے کوئی ہاتھ جوڑے بیٹا مانگ رہا
ہے کوئی کچھ بی مانگ رہا ہے غرضکہ ایک اژدہام عام ہے کھوے سے کھوا چھلتا ہے مجمر ہاے طلائی و نقرئی
مین آگ روشن ہے کوئی اگر سلگاتا ہے اور عود جلاتا ہے تمام مکان مین بھی دھوان بھرا ہے فرعون بکمال تمرد
اپنی جگہ بیٹھا ہے ہر ایک کی صورت دیکھتا منھ سے کچھ نہین بولتا ہبران دیوکش پاس بیٹھا ہے منتظر
ہے ہر روز علے الصباح دربار مین فرعون بیٹھتا ہے نصف شب کو دربار برخاست کرتا ہے ایک ہفتہ
گذرنے کے بعد ایک روز ہبران دیوکش نے کہا ای خداوند یہان سے قریب کوہ بلور ہے وہان کا
بادشاہ و فرمانروا تیرے بندگان خاص مین ایک بندہ بہرام تہمتن نام ہے میرے کہنے سے آج وہ تین لاکھ فوج
پر حکمران ہے اگر تیری مرضی ہو تو مین جاؤن تیری مدد کی خبر کرون اُسکو تیرے حال کی خبر نہین ہے ورنہ تیرے
دشمنون سے ضرور وہ عوض لیتا اور اب بھی اگر وہ آمادہ ہو جائیگا تو کوئی تیرا دشمن زندہ نہین رہیگا فرعون بہرام
تہمتن کا نام سنکے بہت خوش ہوا کہا ای ہبران دیوکش بندہ مقرب ہمارے تو ضرور بہرام تہمتن کے پاس جا
اور میرے یہان وارد ہونے کی خبر کر ہبران دیوکش نے اپنے ملازمون سے تاکید کی کہ خداوند
یہان وارد ہے مین کوہ بلور پر جاتا ہون بہرام تہمتن کو خداوند کے ورود کی خبر کرونگا تم سب خداوند کی خبر
گیری کرنا کسی بات کی تکلیف نہو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا بعد ازان کوہ بلور کیجانب روانہ ہوا
بعد طے منازل کوہ بلور پر پہونچا دریافت کیا کہ بہرام تہمتن کہان ہے معلوم ہوا کہ دربار مین ہے یہ بخیال استفہام
دربار مین پہونچا دیکھا دربار گرم ہے پانچ سو سردار اور اُمرا دو طرفہ کرسیون اور ذنگلیون پر بیٹھے
ہین بہرام تہمتن تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے تخت طاوسی پر بیٹھا ہے چوبدار خدمتگار عرض بیگی وغیرہ سب
اپنے اپنے عہدہ سے ہوشیار ہین ہبران گیا سلام کیا بہرام تہمتن ہبران دیوکش کو دیکھکے بہت
خوش ہوکہا ای ہبران تو بہت دن کے بعد آیا کہان تھا اور آج کس طرح یہان آنیکا اتفاق ہوا ہبران
نے کہا ای بادشاہ ایک خوشخبری لیکے آیا ہون وہ یہ ہے کہ زہے نصیب میرے اور تیرے کہ خداوند فرعون
نے میرے یہان قدم رنجہ فرماکے عزت بخشی تجکو اطلاع دینے آیا ہون اگر تجکو خداوند کی زیارت منظور ہے تو میرے
ساتھ میرے مکان پر چل زیارت خداوند سے مشرف ہو بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای ہبران
برین مژدہ گر جان فشانم رواست ❊ خداوند کی زیارت کے برسون سے امید تھی کیا وجہ ہوئی جو خداوند
تیرے یہان آکے مہمان ہوا اُسنے کہا مسلمانون نے خداوند کو حیران کر رکھا ہے سنا ہے کہ خداوند کو قید کر لیا
تھا شیبن بن شیطان نے بفن عیاری اُس قید و بند سے رہا کیا بہرام تہمتن نے کہا مسلمان بڑے
سرکش معلوم ہوتے ہین اُنکو خداوند نے نیست و نابود کیون نہ کر دیا ہبران نے کہا مین نے پیشتر
ہی خداوند سے یہ سوال کیا تھا خداوند نے جواب دیا کہ ازل سے جو کچھ مشیت مین گذر چکا ہے وہ ضرور ہونا ہے بہرام
نے برہم ہوکے کہا تف ہے ایسی مشیت پر جسمین خداوند کو تکلیف پونہچے ہبران دیوکش نے کہا خاموش ایسے کلمات
خداوند کی شان مین ہرگز مناسب نہین ہین نہین معلوم خداوند اپنا کیا غضب قہر نازل کرے یہ اختیارات خاص

مسلمانون ہی کو حاصل ہی کہ وہ خداوند کی شان مین کیسی ہی گستاخی کرین خداوند معاف کر دیتا ہی بعد
اس گفت و شنید کے بہرام بہمن فرعون کے پاس چلنے کو مستعد ہوا اسکی ایک محبوبہ تھی دلبر نام اُس سے
رخصت ہونے کو گیا اُسنے کہا تو کہان جائیگا بہرام نے کہا خداوند کی زیارت کو جاؤنگا دلبر نے کہا خداوند کہان ہی
بہرام نے کہا بہران دیوکش کے یہان ہی دلبر نے کہا مین بھی چلونگی خداوند کی زیارت کرونگی بہرام نے
کہا مین خداوند کو یہین لے آونگا جس قدر منظور ہو زیارت کر لینا دلبر نے کہا تو مجکو نہین لیے جاتا ہی تو اسے
آمان کے یہان جائیگا بہرام نے کہا کچھ دیوانی ہو گئی ہی وہان آمان کہان دلبر نے کہا پھر مجھے کیون
نہین لے چلتا مین تجکو تنہا ہرگز نہین جانے دونگی بہرام بہمن مجبور ہوا محل سے باہر آیا بہران سے کہا
تو جا اور خداوند کو ضرور یہان لے آ بہران وہان سے فرعون کے پاس آیا اور کہا اے خداوند چل بہرام
بہمن کے پاس مین نے تیرے ورود کی خبر دی وہ تیری زیارت کا بہت مشتاق ہی فرعون وہان
سے روانہ ہوا کوہ بلور پر پہونچا بہرام بہمن کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا فرعون کو سجدہ کیا کہا
اے خداوند مین تیری زیارت کا بہت مشتاق تھا بارے تیرے قدم آئے میری عزت افزائی ہوئی فرعون نے
کہا اے بہرام بندہ خاص ہماری مشیت مین یہی گذرا تھا کہ مین تیرے یہان آ کے مہمان ہون بہرام
نے دعوت ملوکانہ کا بندوبست کیا ایک مکان عالی شان آراستہ کیا فرعون کے رہنے کو دیا دن کو
بحث وغیرہ کا اہتمام ہوا شب کو محفل عیش منعقد ہوئی رقاصان خوشرو و مطربان خوش گلو نے اپنے اپنے
کمال دکھائے ایک ن بانڈی نے بکمال لطف یہ غزل گائی — غزل کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا + چاند سا چہرہ جو پردہ سے عیان ہو جائیگا + چشم عاشق کا ہر اک پردہ
کتان ہو جائیگا + رفتہ رفتہ اپنے درنگ وہ صنم آنے لگا + سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا + جان
پائیگا چمن اے گل تیرے گلگشت سے + ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا + انقلاب دہر تب اُس
سے ملا دیگا مجھے + پیر جب ہو جاونگا مین وہ جوان ہو جائیگا + حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گر جائینگے دانت
کیا کشادہ پھر ورق اپنا دہان ہو جائیگا + بلبلے کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب + تیرے آنے
سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا + تیرے ابرو کی کمان کو تیر سا سیدھا کیا + پشت مژگان تیر خم مثل کمان ہو جائیگا
گر تو نہین بھی ساتھ ہو تو رفتہ رفتہ دیکھنا + اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا + مالک وے زمین گر ہی
تو مغروری ہی کیا + ایکدن برگشتہ تجسے آسمان ہو جائیگا + کیا ضرر مجکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی + ہر خدنگ اپنے
بدن مین استخوان ہو جائیگا + یارب مجھ جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل + دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا
اسقدر ہی شوخ رنگت روے آتش ناک کی + شعلۂ آتش تیرے آگے دھوان ہو جائیگا + آب جو مین کیا
ہی آج اُس گل کا جو عکس + باغ مین ہر غنچۂ گل عطردان ہو جائیگا + فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا + وہ مطربہ اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گائی کہ تمام اہل محفل محو
ہو گئے عاشق مزاجون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرعون نے اُس مطربہ کو قریب بلایا اُسکا نام اور مقام
سکونت پوچھا اُسنے بیان کیا فرعون نے کہا جب ہم تجھے بلائین چلی آنا کچھ عذر نکرنا ہم مال دنیا سے تجھے غنی
کر دینگے عاقبت مین بھی تجھے عالی رتبہ بخشینگے اُسنے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اے خداوند
جو کچھ ہو تم ہی ہو تیری تابع فرمان ہون جو حکم ہو اُسے بسر و چشم بجا لانے کو حاضر ہون تو کیا تیرے

خدام بھوتون کو بلاہٹ تو سے کے بھل حاضر ہون فرعون سے کہا جس طرح تو نے اس غزل کو گایا ہی اسیطرح کوئی اور غزل یاد ہو تو گاؤ اور اپنے خداوند کو محظوظ کرو جو مانگے گی پائے گی تیری ہر ایک مراد دلی بر آئیگی اُس مطربہ کی انعام سنے یہ غزل گائی۔ غزل۔ یہ نور ہی دوسے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا + جو حلقہ ہی زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہی مشک چین کا + زبسکہ وصف دہان شیرین رہا ہی ورد زبان شیرین + بدن مین جب تک ہی جان شیرین مزا دہن مین ہی انگبین کا وہ چشم فتان ہی غیرت ال وہ زلف پیچان ہی رشک سنبل + عذار مین ہی شباہت گل بدن مین عالم ہی یاسمین کا + یہ جوش پر یان ہی اشک کا یم کہ ساتون دریا ہین قطرہ سے کم + جسے کہ کہتے ہین سب جہنم شرر ہی اک آہ آتشین کا + زبسکہ ہی جوش داغ ہجران ہوا مرا سینہ باغ رضوان + برای گلگشت جاسے غلمان خیال پھرتا ہی اک حسین کا + یہ ساعد ون کا ہی اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم + نیام تیغ قضا کے برم لقب ہی قاتل کی آستین کا + برا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد لیکن ہی کا + نبا ہی عشق بتان کا ٹیکا نشان سجدہ مرے جبین کا + اگر ہو پھایا پر سمندر یقین ہی ہو خاک دم مین جل کر + سنا جو ہو آفتاب محشر کہ نذر ہی داغ آتشین کا + طمع ہی انصاف دو نشان سے کہ اتنا فرمایئن سب زبان سے + کیا ہی ناسخ نے آسمان سے بلند تر پایہ اس زمین کا + اُس مطربہ سنے یہ غزل نہایت خوش اسلوبی سے اونچے سُرون سے اس طرح گائی کہ دربار محو ہو گئے یہانتک کہ اس غزل کو سُنکے فرعون پر عالم وجد طاری ہوا ہر مرتبہ واہ وا واہ دم کرتا تھا بعد ختم غزل دو سو اشرفی اُسکو انعام مین دی آیندہ کے واسطے امید وار کیا اس مطربہ سنے وہ اشرفیان لیکے فرعون کی از سر تا پا بلائین لین اور پھر سجدہ کیا +

فرعون ملعون کو کوہ بلور پر بہرام بہمن کا مہمان اور جشن مین مصروف رکھا جاتا ہی اور تورج پر رنگ کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہی + طائر رنگ چمن تک اہل پرواز ہی + بیشتر سبزہ کی ہوئی ہی نمو بالاے چاہ ہی بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہی + ہین روانہ کوسے قاتل سے عدم کو قافلے بسملو نکی ہچکیون مین زنگ کی آواز ہی آسمان پر دل فرشتو نکے سطلے جاتے ہین آج + یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہی + کچھ رقیبون کی عداوت سے نہین بہشت سمجھے + نالہ برق انداز ہی اور آہ تیر انداز ہی + دم نکلتا ہی مرا ہر عاشق و معشوق پر + گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہی + فصل گل ہین چارون ایام تو یہ ہین مدام + عمر بھر ای میکشو باب اجابت باز ہی + ساتھ ہی داغ جنون کے مرہم زنگار تھی + یان ہی آغاز جنون وان سبزے کا آغاز ہی + جسکو آنکھون سنے کبھی دیکھا نہ کانون نے سُنا + ہی وہان تنگ اُسکا اور اپنا راز ہی + ابر ہی اُس ابر رحمت کی سواری کا غبار + رعد بھی اُسکے جلو مین ایک برق انداز ہی + چونک اُٹھے خواب لحد سے سُنکے سودا یہ غزل + شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط اعجاز ہی + سخند ایکہ معنی ساز گردہ + سخن را این چنین آغاز کردہ + کہ جب طہماس اپنے پوتے غرباس کے ہاتھ سے قتل ہو چکا اور لاش طہماس کی کعبۃ اللہ مین لیجاکے عمر ثانی نے دفن کی اور کعبۃ اللہ سے واپس آکے حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین حاضر ہو کے حمزہ ثانی نے خیر و عافیت حمزہ صاحبقران کی پوچھی عمر ثانی نے عرض کیا ای شہریار والا تبار سب طرح حمزہ والا قدر خیر و عافیت سے ہین البتہ طہماس کی ہلاکت کا اُنکو بھی نہایت ملال ہوا اور جو تقریر حمزہ صاحبقران قدیم نے بنا تنبیہ بیان کی تھی عمر ثانی سنے سب من و عن بیان کی حمزہ ثانی سنے کہا ہان ای مہتر جو کہ اُن حضرت سنے فرمایا بجا

درست ہی لیکن طہماس کی اُسحالت عالالت مین ہلاک ہونے کا بہت افسوس ہی اور نور الدہر کی
طرف متوجہ ہو کے کہا ای دلاور دوران تمنے غرماس کو ہلاک کیا لیکن تورج مردود کو رہا کر دیا اُسی بانی
فساد کو بھی ہلاک کرنا تھا یہ تمام فساد اُسی بدذات کا ہی نور الدہر نے عرض کی خداوند نعمت مین تورج
کو بھی ضرور ہلاک کرتا مگر اُسوقت ہنگامہ مین تورج کہین دکھائی نہ دیا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دفعتاً
پنجہ نمودار ہوا اور نور الدہر کو تمام حاضرین دربار کے روبرو سے اُٹھالے گیا۔ تفصیل اس اجمال کی
یہ ہی کہ جب غرماس کو نور الدہر نے ہلاک کیا تھا تورج اُس ہنگامہ مین مع آزرچہرہ بنت طہماس
موجود تھا وہ اُسوقت یہ سوچا کہ غرماس کو نور الدہر نے ہلاک کیا ہی فوج کا رنگ بدلا ہوا ہی اگر مین
اس وقت نور الدہر سے مقابلہ کرونگا ملکہ آزرچہرہ میری محبوبہ مجھسے چھوٹ جائیگی خدا پرست
آزرچہرہ کی رہائی مین نہین معلوم کیا صورت پیش آسے پس اس وقت فوج کے ساتھ گریز
سے مناسب ہی اگر یہ امر بزدلی پر محمول ہی باشد محبوبہ تو مجھسے نہ چھوٹے گی چنانچہ فوج کے ساتھ آزرچہرہ
کو لیکے خود بھی بھاگا از بسکہ نہایت جری اور تیز طبیعت تھا ہر مرتبہ راہ مین ٹھہر جاتا تھا اور کچھ سوچکے
پھر بھاگتا تھا آخر ایک مقام پر ٹھہر گیا یہ وقت وہ ہی کہ نور الدہر نے تعاقب فوج سے قطع نظر
کی اور طہماس کی لاش کے پاس واپس آ کے تورج نے بہمن ستارہ منجم کو جو اسکے ہمراہ تھا قریب
اپنے بلایا اور کہا ای بہمن اگرچہ مین نور الدہر کے روبرو سے بھاگا ہون اور اس گریز کا سبب
فقط ملکہ آزرچہرہ میری محبوبہ آرام جان ہی لیکن گریز کی ذلت کو ہرگز میرا دل گوارا نہین کرتا دل چاہتا
ہی کہ نور الدہر سے مقابلہ کر کے جس طرح نور الدہر نے طہماس کا عوض غرماس سے لیا ہی
مین بھی غرماس کا عوض نور الدہر سے لون تو اسوقت از روے علم نجوم میرے طالع دیکھ کہ نور الدہر
کے مقابلہ مین کیسے رہیے بہمن ستارہ شناس منجم۔ ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا نجوم کے
قواعد جاری کیے قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا ای تورج اصل تو یہ ہی کہ بہتر ہوگا کہ تم نور الدہر
کے مقابلہ کو نہین گیا ورنہ واقعی تم زندہ واپس نہ آتا تورج نے کہا ای بہمن کیا ہمیشہ مین نور الدہر
سے مقابلہ مین کم زور رہونگا اُسنے کہا ہمیشہ کا ذکر نہین ہی صرف آج کل کا زمانہ مضر ہی تورج
نے کہا خوب ہوا کہ مین نور الدہر سے مقابل نہوا ورنہ مین ہلاک ہو جاتا اور ملکہ آزرچہرہ مسلمانون
کے قبضہ مین آجاتی اس مرتبہ ملکہ آزرچہرہ کو ہمراہ لیکے پیشتر سے زیادہ بے تحاشا بھاگا ہر مرتبہ اُسکو
خیال آتا تھا کہ ایسا نہو نور الدہر تعاقب کرتا ہوا مجھ تک پہونچ جائے مع بقیہ فوج بھاگتا ہوا قریب قلعہ آہنین
کے پہونچا فولاد آہنین کلاہ اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسکو پیشتر خبر پہونچ چکی تھی کہ فرعون مسلمانون کی قید
سے رہا ہو کے قلعہ بلور کی طرف گیا ہی وہ دو لاکھ سوار کی جمعیت لیکے فرعون ثانی کی مدد کیواسطے چلا تھا ہنوز
فوج فولادی قلعہ آہن تاب سے باہر نہین آئی تھی عنقریب برامد ہونے والی تھی کہ تورج بدرگ ملکہ آزرچہرہ
لیے ہوئے قلعہ کے قریب پہونچا فولاد آہنین کلاہ حاکم قلعہ کو خبر پہونچی کہ تورج بھاگ کے اسطرف آیا ہی اور عنقریب
قلعہ مین داخل ہوا چاہتا ہی فولاد قلعہ کے باہر آیا دیکھا واقعی تورج چلا آتا ہی دوڑ کے تورج کے گلے لپٹ گیا
اور کہا ای پہلوان جہان دلاور دوران کیا ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح بدحواس چلے آتے ہو خیر تو
ہی تورج نے کہا خیر تو کیا پوچھتا ہی تھوڑی دیر دم لیلون تو خیریت کا حال بیان کرون کیا تو نے خداوند فرعون غیرہ کا حال

نہین سُنا ہی اُسنے کہا ہان یہ خبر مین نے بتحقیق سُنی ہی کہ خداپرستون نے خداوند کو گرفتار کر لیا تھا لیکن آ
خداوند کو سنا ہی کہ خداپرستون کی قید سے بمدد شمسین بن شیاطین رہا ہو گیا اور خداوند کوہ بلور کی طرف
گیا ہی چنانچہ مین بھی خداوند کی مدد کے واسطے مع فوج چلا تھا کہ تمھارے اس طرف ورود کی خبر سُنی ٹھہر
گیا کہ تمسے ملاقات کر کے کچھ حالات دریافت کر لون اور مشورہ لون کہ اب ایسے حالات مین کہ خداوند
فرعون خداپرستون کی قید سے رہا ہو گیا کیا کرنا چاہیے اور کس طرح خداپرستون سے اُنکی سرکشی کا عوض
لینا چاہیے نورج نے کہا میری رائے یہ ہی کہ فی الحال خداوند کے حال کی خبر لینا محض بیکار ہی کیونکہ جب
قید و بند سے رہا ہو کے کوہ بلور پر پہونچ گیا ہی ضرور حاکم کوہ بلور یعنی بہرام تہمتن خداوند کی خاطرداری
اور مدارا کریگا اور بعزت پیش آئیگا البتہ مقدم کام یہ ہی کہ نورالدہر وغیرہ سے سمجھا جائے کہ اُسنے غراس کو
ہلاک کر کے اُسکے پارچہائے بدن سگان بازاری کو کھلوادئے اس سے زیادہ بیعزتی خداوند کی پرستش کرنے
والون کی کیا ہوگی فولاد آہن کلاہ نے کہا ای پہلوان زمان مین موجود ہون اور میرا تمام لشکر موجود ہی
جس طرح چاہو خداپرستون سے سمجھ لو ہر روز ایک نہ ایک قصہ مسلمانون کا سماعت مین گذرتا ہی سنتے
سنتے عاجز ہو گیا ہون جہان تک جلد ممکن ہو خداپرستون کا فیصلہ کرنا چاہیے نورج نے کہا فی الحال
فوج و لشکر سے کام لینے کی ضرورت نہین ہی فولاد آہن کلاہ نے کہا کیا خوب فوج و لشکر سے
کام لینے کی ضرورت نہین ہی تو پھر کس شی کی ضرورت ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو مسلمانون کی کچھ وقعت
وحقیقت نہین سمجھتا یاد رکھ مسلمان وہ بلاے بیدرمان ہین کہ فرعون ایسے خداوند کو گرفتار کر لیا
باوجود قدرت وجلال کے آج تک خداوند کے بنائے نہ بنا قصر معلق ایسی عمارت کو منہدم کر دیا جن پر کسی
قسم کا سحر وغیرہ مطلق اثر نہین کرتا ہر وقت انسان کو چاہیے کہ ہر ایک کام کو اُسکا انجام سمجھ کے شروع
کرے نورج نے کہا ای فولاد آہن کلاہ یہ سب کچھ تیرا خیال صحیح ہی اور مین تجھسے زیادہ اس بات کو
سمجھتا ہون مگر میرے پاس فی الحال ایسی شی ہی کہ جسکے مقابلہ مین سحر و افسون ہیچ ہی سحر و افسون کا
اثر مسلمانون پر ہوگا لیکن وہ شی ایسی نہین ہی جسکے اثر کو مسلمان کسی ترکیب سے زائل کر دین چونکہ
فی الحال مجکو صرف نورالدہر سے سمجھنا ہی کہ اُسنے غراس کو ہلاک کیا ہی پس پہلے اُسے گرفتار بلا کرتا ہون
بعدہ تمام خداپرستون سے بخوبی خاطر خواہ سمجھ لونگا یہ کہکے وہ انگوٹھی جو شمسین بن شیاطین عیار فرعون
کے ذریعہ سے پائی تھی جیب سے نکالی فولاد آہن کلاہ کو دکھائی اُسنے کہا یہ کیا شی ہی اور اُس کا کیا خواص
ہی جسکے ذریعہ سے مسلمانون مین سے کسی کو گرفتار بلا کریگا میرے نزدیک تو بالکل عبث ہی البتہ فوج
و لشکر سے کچھ کام نکلجاے تو نکلجاے نورج بدرگ نے کہا ای فولاد آہن کلاہ دیکھ ابھی اس انگوٹھی
کی صفت ظاہر ہوئی جاتی ہی یہ کہکے ایک گوشہ مین علیحدہ چلا گیا اور اُس انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوون
کو جمع کیا اُن سب نے دست بستہ کہا کیا حکم ہی ہم تابع فرمان حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین نورج
نے کہا ای فولاد آہن کلاہ دیکھ یہ سب دیو اس انگشتری کے تابع ہین جس کے پاس یہ انگوٹھی ہوگی
یہ دیو اُسکے مطیع فرمان ہونگے فولاد آہن کلاہ نے کہا پھر کیا ہی ان دیوون کے ذریعہ سے نورالدہر
کو بلانا چاہیے فوج و لشکر کی کیا ضرورت ہی نورج بدرگ نے کہا ای دیوون لشکر اسلام مین جاؤ نورالدہر کو
اُٹھا لاؤ وہ دیو فوراً اُسکے روانہ ہوئے دربار حمزہ صاحبقران ثانی مین پہونچے اور نورالدہر کو حاضرین دربار کے سامنے

سے اُٹھا سے لے گئے نورج کے پاس لائے کہا یہ خدا پرست حاضر ہی فولاد آہن کلاہ کو حیرت ہوگئی کہ یہ طرفہ واقعہ ہی جب یہ قابلیت ان دیودن مین ہو تو ایک پر کیا موقوف ہی باری باری تمام مسلمان بلا کے قتل کیے جا سکتے ہین نورج نے کہا بیشک اور مسلمانون پر کیا موقوف ہی جسکو منظور ہو ان دیودن کے ذریعہ سے بلا سکتے ہین سہ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ٭ بعد ازان نورج بدرگ نے حکم دیا کہ اس خدا پرست کو خوب مستحکم بستہ کرلو اور ہمارے روبرو حاضر کرد فوراً گرفتہ دلبستہ کرکے نور الدہر نورج بدرگ کے سامنے حاضر کیے گئے نورج بدرگ نے کہا ای خدا پرست تو نے غضب کیا کہ غرماس ایسے ذی عزت بندہ خداوند کو تو نے ہلاک کیا تو نہین جانتا تھا کہ غرماس کے خون کا عوض کس سختی سے لیا جائیگا اب بتا تو کیا کر سکتا ہی یقین سمجھ غرماس کو ہلاک کرکے تو نے مجکو ایسا صدمہ سخت دیا ہی کہ مدت العمر نہ بھولونگا اور غرماس کی ہلاکت کے عوض مین تمام فوج اسلام کا استیصال کردونگا ہر دار ان لشکر مین سے بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نور الدہر تو نے خداوند کی قدرت و جلال کو دیکھا تجھے کچھ یاد ہی کہ جب مین تیرے یہان گرفتار تھا کیسی کیسی سختیان کین تھین حتے کہ مجبوری مجکو مسلمان ہونا لازم آیا خداوند کا فضل شامل حال ہوگیا جو مین اُس قید و بند سے رہا ہوا ورنہ اس قید سخت سے زندہ رہا ہونا محال تھا نور الدہر نے برہم ہوکے کہا ای نورج تو ہمیشہ کا مکار و بدکار ہی عالم غفلت مین ہمکو گرفتار کیا اور پھر بیہودہ بکتا ہی اگرچہ مین اس وقت تیری قید مین مبتلا ہون لیکن تو ہرگز نہ سمجھنا کہ مین بخوف جان تجسے بمنت و سماجت پیش آونگا۔ قسم ہی اُس خداے واحد و لاشریک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری اور تیری روح ہی دنیا کو ہیچ سمجھتا ہون اگر ہلاک ہوجاؤنگا یا پوش سے ہر طرح ایک روز مرنا ہی کل نہین آج ہی سہی نورج کو بھی غصہ آگیا کہا ای نور الدہر تم اسوقت بھی اپنی سرکشی سے باز نہین آتے نہین جانتے کہ اس وقت بالکلیہ میرے اختیار مین ہو جس طرح چاہون ہلاک کردون کوئی پرسان حال نہین یہ کہکے حکم دیا کہ ملکہ آزر چہرہ میری محبوبہ آرام جان کو بھی اسی طرح البتہ میرے روبرو لاؤ چنانچہ ملکہ بھی اسی طرح آہنی زنجیرون مین جکڑی ہوئی حاضر کی گئی نورج نے کہا او بیحیا دیکھ اب بھی خیریت ہی اگر چند روز اور دنیا مین زندہ رہنا چاہتی ہی تو آفتاب پرستی قبول کر ورنہ بعذاب سخت تجھے بھی ہلاک کرونگا اُسنے کہا ای نورج یہ کیا بکتا ہی ہوش مین آ واس درست کر تو نے میرے پدر معظم کو نہایت بیرحمی سے ہلاک کیا اُسکے غم و الم مین ہرگز زندہ رہنا نہین چاہتی اگر تو مجکو ہلاک کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہی تو مین بھی خوش ہون مطلق مجکو ملال نہین ہی نورج بدرگ نے کہا آخر تو مجکو کیون نہین قبول کرتی اُسنے کہا مین تجکو کیا پاپوش سمجھتی ہون جو مین تجکو قبول کرون نورج بدرگ نے کہا اگر تو مجکو کچھ نہین سمجھتی تو مین بھی تجکو کچھ نہین سمجھتا یہی نا کہ سال دو سال تیری مفارقت مین بیقرار ہونگا باشد دل بہلنے کی کوئی اور صورت پیدا کرلونگا سہ گر تو نہین تو اور کوئی مہ جبین سہی ٭ ہمکو تو دل لگی سے غرض ہے نہین سہی ٭ نور الدہر نے کہا او بلبلا تو کیا اس عورت ذات کو خواہ مخواہ مجبور کرتا ہی اگر مرد ہی تو کسی مرد سے مقابلہ کر اول تو تو نے اسکے پدر والا قدر کو اُس حالت علالت مین ہلاک کیا مزید بران اس بیچاری کو اپنے سے رضامند ہونے کے واسطے مجبور کرتا ہی

ان ہر سہ زن و مرد کو اُس بحث و تکرار مین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمہ دربار حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جب نور الدہر کو بیچ دربار سے پنجہ ہوائی اُٹھا لے گیا حمزہ ثانی بیشتر ہی مغموم و محزون

عمر اب اور بھی پریشان و بدحواس ہوگئے کہا یارو یہ کیا آفت ہے کہ ابھی مہتر قران اور طہماس کا غم دفع
نہین ہوا یہ تازہ مصیبت نازل ہوگئی کہ نور الدہر کو پنجہ اُٹھا لیگیا اسی انگوٹھی کا کرشمہ ہے جو تورج کے پاس
تھی دیوان مطیع انگشتری کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اُٹھا منگاتا ہے اگر یہی حال ہے تو کوئی مسلمان زندہ
نہین بچیگا سب کو تورج اُٹھا منگائیگا اور ہلاک کریگا اس انگوٹھی کم بخت کو تو صاحب قران قدیم نے
نیست و نابود کر دیا پھر یہ انگوٹھی نمایان ہوگئی اور عمر ثانی کیجانب متوجہ ہوکے کہا ای مہتر قران عالم مین
اِس وقت اس مقدمہ کو تم پر محول کرتا ہون کہ اگر نور الدہر کو تورج مردود کی قید سے رہا نہ کرلاوگے
اور اُس انگوٹھی کا قصہ پاک نہ کروگے میرے تمھارے درمیان مین مخالفت پیدا ہو جائیگی ای مہتر آخر عیاری
تمھاری ہمارے کس روز کے کام آئیگی کیا قیامت مین بخشواوگے جلد جاؤ اور دونون کامون کو
انجام دو عمر ثانی نے دست بستہ عرض کیا اے ای مبارک پے شہنشاہی کہ حاصل بکنند + اختران آسمان
از طلعت نیک اختری + غلام تابع فرمان جاتا ہے اقبال شاہی سے اگر بن پڑتا ہے تو کام بنائے لاتا ہے یہ کہکے
یراق عیاری سے آراستہ ہوا اور تورج کے مقام قیام کی تلاش مین روانہ ہوا حمزہ ثانی نے جام کلہ
قبل دربار مین رکھا اور کہا ای بہادران صف شکن وای دلاوران شیر افگن تم مین سے کون ایسا ہے
کہ تورج بدرگ کی قید سے نور الدہر والا قدر کو رہا کر لائے اور اُس انگشتری مفسد کو اُس
نابکار کے قبضہ سے لیکے ہم تک پہونچائے یہ تقریر حمزہ صاحب قران ثانی کے سُنکے بدیع الملک
والا اور اُٹھ کھڑا ہوا کہا شہریارا یہ خدمت خادم کو مرحمت ہو میرے پدر معظم اُس موذی کے ہاتھ نہین
معلوم کن مصیبتون مین مبتلا ہونگے انشاء اللہ الرحمن مین اُنکو رہا کرلاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ
ہے تمھی جاؤ اور اپنے باپ کو موذیون کے چنگل سے رہا کرلاؤ بدیع الملک جنبش تمام جام کلہ قبل
کے پاس گیا جام کو اُٹھا اور بکمال ادب حمزہ ثانی کو سلام کیا اور دربار کے باہر آیا ایک لاکھ
سواران جرار و آتشبار کی جمعیت ساتھ لیکے وہان سے روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ اگرچہ
عمر ثانی اور بدیع الملک دونون کو ابھی تک تورج بدرگ کے مقام قیام کا
پتہ نہین معلوم ہے تاہم اثنائے راہ مین سراغ رسانی اور ریشہ دوانی کرکے ہر ایک شخص سے
دریافت کرتے خیزا خیز چلے جاتے تھے واضح رہے کہ دربار حمزہ ثانی سے عمر پیشتر روانہ ہوا ہے
اور بدیع الملک بعد اُسکے

ان دونون عیارون اور شہزادہ کو راہ مین روان رکھا جاتا ہے اور تورج و نور الدہر اور ملکہ آزر چہرہ کی باہم گفتگو کے نتیجہ کا حال حوالہ قلم عجایب رقم کیا جاتا ہے

بجز گلگون چمن شراب دکھایا چاہیے + رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے + ٹھوکر
اک پائے حنائی سے لگایا چاہیے + پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے + باغ مین
اُس گل کے جاکر ہنسانا چاہیے + کلیون مین عندلیبون کو اُڑایا چاہیے + اشک کوئی
چشم میگون سے گراکر نشہ مین + بادہ مجھ مستکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے + چہرۂ جانان
ہے مصحف اور مین بیمار ہون + دار کر اس پر سے اب پانی پلایا چاہیے + میرے نالے سنکے
چڑھ آیا وہ ظالم بام پر + آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے + جسکے ہاتھ آیا خزانہ

مقصد رکھتا ہی یہی + مثل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے +، داغ فرقت زلیست بہر سوز
جہنم بعد مرگ + ان بتون کو کس توقع پر خدایا چاہیے +، یار کی ٹیڑھی نگہ بھی لطف سے خالی نہین + ہوا گر تلوار
اصیل اُسکو دبایا چاہیے + بے طلب زینت نہین رنگینی بے ساختہ + پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگانا
چاہیے +، محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہی غنی + شمع سان ہنسنے مین یارون کو رُلایا چاہیے + راویان
اخبار عبرت خیز و ناقلان آثار حیرت انگیز اس داستان طرفہ عنوان کو اس طرح حوالہ بیان کرتے
ہین کہ جب تورج بدرگ نے دیکھا کہ نورالدہر اور ملکہ آذر چہرہ دونون زن و مرد کلمہ
بجا جواب دے رہے ہین اور اس وقت بھی اُنکو کسی کا خوف و خیال نہین ہی برہم ہوا کہا خدا آپ پر
مجکو معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری عمر کا جام لبریز ہوچکا ہی اجل دامنگیر ہی اور آذر چہرہ سے کہا اے
محبوبہ مین دیکھ اب بھی سمجھاتا ہون کہ نورالدہر کے کہنے کی طرف خیال نہ کر تو مجھکو قبول کرلے
پھر مین نورالدہر سے تو سمجھ ہی لونگا اُسنے کہا او پلید شیطان مین کسی کے کہنے کی طرف خیال
نہین کرتی مجکو اپنے فعل کا اختیار ہی مگر چاہیے کہ تیری مہمل درخواست کو قبول کردن استغفر اللہ
تورج نے غضب آلود ہو کے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون خود سرون کے سر تن
سے جدا کردیں یہان تک کہ جلاد آیا دونون زن و مرد کو ریگ پر مقیم کیا اب یہ بحث پیش
ہوئی کہ نورالدہر کہتے ہین مجھے قتل کر اور آذر چہرہ کہتی ہی نہین پہلے مین ہلاک ہونا
چاہتی ہون اپنے پدر معظم سے ملنے کی آرزو ہی اس بحث مین جب جلاد کو سکوت ہوا جب
ایک کی طرف بڑھا دوسرے نے اپنی گردن رکھدی کہا پہلے ہماری گردن پر وار کر تورج
نے جو جلاد کو متحیر دیکھا پوچھا کیا ہی اُسنے کہا خداوند طرفہ ماجرا ہی ہلاک ہونے مین ایک دوسرے
پر سبقت چاہتا ہی ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہی کہ کیون ایک دوسرے پر سبقت
چاہتا ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتدا کس سے ہو تورج نے کہا اس کا فیصلہ ہم کرتے ہین
پہلے نورالدہر پر وار کر۔ واضح ہو اس ترتیب مین تورج مردود پلید کی یہ حکمت تھی کہ جب
نورالدہر کو جلاد ہلاک کریگا آذر چہرہ عورت ذات ہی کیا عجب ہی اگر خائف ہوکے مجکو قبول کرلے
غرضکہ جلاد نے تورج کی راے پر عمل کیا کہ نورالدہر کی جانب تلوار علم کرکے بڑھا چاہتا تھا
کہ دو دستی وار کرے یکایک ایک پتھر کا ٹکڑا اس زور سے جلاد کے سینہ پر لگا کہ غش کھاکے زمین
پر گرا تورج اور زیادہ برہم ہوا کہا اے نورالدہر ہم سمجھے تھے کہ مسلمان سحر و افسون سے بالکل
متنفر ہین مگر آج معلوم ہوا کہ مسلمانون مین بھی ہنگام ضرورت سحر و افسون سے کام لیا جاتا ہی پھر تا ہم
اس بات سے بالکل ناامید رہو کہ مین تمھین چھوڑ دونگا مین خوب جانتا ہون کہ تم سرداران دشت
راست سے ہو بڑے فریبی جعلساز مکار ہو دست جیپی شرارت اور بدذاتی مین محض عبث
مشہور ہین جو جانتا ہی وہ بخوبی جانتا ہی اور کیا جانے نورالدہر نے کہا او مکار جیسا تو فریبی ہی
ویسا ہی اور کو بھی سمجھتا ہی تف ہی تیرے سحر و ساحری دونون پر ہمارا خداے قادر و توانا ہمارا
معین و مددگار ہی سحر کیا یا پوچ ہی تورج نے کہا اچھا یون ہی سہی مین دوسرے جلاد کو
بلاتا ہون دیکھون تو اُسے کس طرح گرا دیتا ہے تا اینکہ دوسرا جلاد آیا اُسنے چاہا کہ نورالدہر

کی آنکھوں پر پٹی باندھے بعدہ ہلاک کرے نور الدہر نے کہا او پلید یہ کرتا ہی ہم مرد میدان ہین مرجانے کو کھیل سمجھتے ہین پٹی کی کچھ ضرورت نہین ہی تو وار کر ہماری گردن جہان ہی وہین رہیگی کیا ممکن کہ جھجک بھی پیدا ہو جاسے جلاد نے پٹی باندھنے سے قطع نظر کی علم کرکے چلا قریب تھا کہ تلوار کی باڑھ نور الدہر کی گردن پر آئی مثل سابق دوسرا پتھر آکے جلاد کے سینہ پر اس زور سے پڑا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ بھی مثل مردہ صد سالہ زمین پر گرا اب تو سب کو حیرت ہوئی فولاد آہن کلاہ کا عیار مہتر شریر نامی بھی وہان موجود تھا اور بھی تمام سردار و امرا ہر چہار جانب کھڑے کھڑے ہوئے اس تماشہ کو دیکھ رہے تھے ایک طرف دیکھا کہ ایک فقیر آزاد کلاہ طویل بر سر کشکول گدائی بالاے دوش خرقہ کہنہ رقعہ بر رقعہ دوختہ در بر ہاتھ مین تیتر کا پنجرہ پھٹیلون پھٹیلون بولتا ہوا۔ دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی فولاد آہن کلاہ اور تمام حاضرین اسے دیکھ کے متعجب ہوئے سمجھے کہ ضرور کوئی عیار ہی ورنہ اس وقت اس وضع کے آدمی کی یہان کیا ضرورت ہی مہتر شریر سے کہا ای مہتر دیکھا وہ کون شخص ہی جو یہان آیا ہی ہم کو کچھ شک ہوتا ہی عیار کو عیار خوب پہچانتا ہی۔ مہتر شریر اسکی صورت دیکھ کے سمجھا اور کہا او نابکار تیرا اس وقت یہان کیا کام ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار ہی اسنے کہا بابا ابھی یار ہی تو بڑا یار ہی ورنہ سب دھندھا بیکار ہی مہتر شریر نے کہا بس او نابکار مجھسے مگیت بازی کرتا ہی تجکو کب چھوڑتا ہون مین نے تجکو پہچان لیا یہ کہکے اسکی جانب شلنگے مارتا ہوا جھپٹا عمر ثانی نے بھی وہان سے فرار کی شریر نے تعاقب کیا دونوں عیاران طرار پیش و پس دور نکل گئے فولاد آہن یہ بات سمجھا کہ شریر تنہا گیا ہی ایسا نہو اسکو تنہا ہونے کی حالت مین کسی طرح کا صدمہ پہونچے ملازمون کو حکم دیا مہتر شریر کے نگران رہو ایسا نہو اس عیار مکار کے ہاتھ سے اسے صدمہ پہونچے ہر چند دوڑ دھوپ کے مہتر شریر کا پتہ نہ ملا۔ وہان مہتر شریر کا حال سنیے کہ عمر ثانی کے تعاقب مین چلا جاتا تھا عمر ثانی ایک عیار طرار سرہنگ خنجر گذار ہین انکی عیاری اور چالاکی کے مقابلہ مین کوئی عیار کیا وقعت رکھتا ہی مہتر شریر نے ہر چند کشش و کوشش کی عمر ثانی کی گرد کو بھی نپایا ہنوز مہتر شریر عمر ثانی کے تعاقب مین جا رہا تھا اور جان پر کھیلے ہوئے سمجھتا تھا کہ اگر اس عیار کو مین خود گرفتار کر لونگا فولاد آہن تاب بہت خوش ہوگا انعام کثیر ملیگا یکایک سامنے سے عمر ثانی غائب ہوگیا مہتر شریر حیرت سے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کسی طرف عمر ثانی کو نہ دیکھا اس طرف عمر ثانی نے درمیان راہ مین وہ پنجرا تیتر کا ایک جانب پھینک دیا اور اس چالاکی سے ایک درخت گنجان پر چڑھ گیا کہ مہتر شریر کو جب عمر ثانی نظر نہ آیا پاؤن کے نشان پر چلا جہان تک پاؤن کے نشان ملتے گئے چلا گیا ایک مقام پر پاؤن کے نشان ختم ہوگئے اب اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ ماجرا ہی ابھی بیشا بیش شلنگ لگاتا چلا جاتا تھا کہان غائب ہوگیا حسب اتفاق اس درخت کے سایہ مین توقف کیا جس درخت پر عمر ثانی نے قیام کیا تھا مہتر شریر زیر درخت کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جاوے کہان جاؤن اور کس شخص سے اوسکا حال دریافت کرون آخرکار مجبور ہوکر تنہ درخت پر تکیہ کر کے بیٹھا چونکہ بہت تھکا ہوا تھا تمام اعضا مین کسل دکاہلی راہ پائے ہوئے تھی اسی طرح بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی آنکھین بند ہوگئین اور خراٹے لینے لگا عمر ثانی بالاے درخت پر چھپا ہوا تھا اور وہان سے مہتر شریر کی حالت دیکھ رہا تھا اور از حد خائف تھا

کہ ایسا نہو یہ عیار طرار مجکو دیکھ لے تو غضب ہو جائیگا جب دیکھا کہ مہتر شہر بر غنودگی بخوبی طاری ہی اور دونون آنکھین بند ہوگئیں ہین آہستہ سے کمند کا حلقہ لٹکایا اور مہتر شہریر کے گلے مین حلقے کو ڈالا مہتر شہریر نے اُسی طرح آنکھین بند کیے گلے پر ہاتھ مارا کہا یہ کیا جالا میرے گلے لگایا ہی اُس طرف عمر ثانی نے جھٹکا دیا کمند مین گلا پھنس گیا عمر ثانی درخت سے کودا ایک حلقہ مہتر شہریر کے گلے کو گھونٹ چکا تھا عمر ثانی نے اور چند حلقے ڈال کے خوب مضبوط مہتر شہریر کو بستہ کیا حتے کہ مہتر شہریر بالکل مجبور ہوگیا کہا ای عیار مکار تونے بڑی مکاری کی عمر ثانی نے کہا او نابکار یہ مکاری کی یا عیاری اسکے سوا اب خاموش رہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین ہی اُسنے کہا او نابکار تونے ایسے نالایق طریقہ سے گرفتار کیا اور کہتا ہی کہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین عمر ثانی نے کہا اچھا جسقدر تجھسے بکا جاے بک یہ کہکے ایک خاردار لٹو اُسکے مُنہ مین دیا دونون لبہاے زیرین و بالا کو ملا کے دوختہ کر دیا اور کہا اب خاموش کیون ہو رہا اب بھی باتین کر مہتر شہریر نے اشارہ سے کہا کیا باتین کرون منہ بند ہی عمر ثانی نے دارو بیہوشی سنگھا کے بیہوش کرکے اپنی صورت سے اُسے مشابہ کیا اور اُسکی صورت سے خود مشابہ ہوا پشتارہ بردوش وہان سے روانہ ہوا فولاد آہن تاب کے پاس آیا ہاتھ اُٹھا کے دعادی

شاہا نہال دولت تو سرفراز باد ✦ دربا ہے فتح بر رخ بخت تو باز باد ✦

ای شہریار یہ عیار نابکار حاضر ہی بڑی مصیبت سے لایا ہون انعام کثیر کا مستحق ہون مجکو گرفتار ہی کر لیا ہوتا مگر خداوند کے فضل و کرم سے محفوظ رہا نورج بدرگ اور فولاد آہن تاب دونون بہت خوش ہوئے نورج نے کہا ای مہتر شہریر سچ کہو تمنے اس عیار کو کس طرح گرفتار کیا مہتر شہریر مصنوعی نے تمام حال گرفتاری کا از اول تا آخر بیان کیا چونکہ شب کا وقت تھا نورج نے کہا اس عیار کو مقید رکھنا چاہیے بہت نگہبانی کے ساتھ اگر خداوند نے چاہا تو کل صبح کو اسے ہلاک کرینگے ملازم مہتر شہریر کا پشتارہ اُسی طرح بند ہوا قید خانہ مین لے گئے اور وہان جا کے پشتارہ کھول کے اُسکو زمین پر لٹا دیا چونکہ اسوقت تک مہتر شہریر بسبب دارو بیہوشی بیہوش تھا اور رات بھی زیادہ آگئی تھی نورج نے مہتر شہریر مصنوعی یعنے عمر ثانی سے کہا ای مہتر شہریر واقعی کار کردی وہ کام کیا تونے جو رستم سے بھی نہ ہوتا مین تجکو ایسا عیار طرار نہ سمجھتا تھا اب رات زیادہ آگئی ہی نہین سورہ جب تک بیدار رہینگے تجسے ادھر اُدھر کی باتین کرینگے دل کو بہلا ئینگے تاکہ غنودگی کا اثر نہ ہونے پائے مہتر شہریر مصنوعی نے قبول کیا نورج بدرگ نے اپنی مسہری کے پاس پلنگ بچھوایا اُسپر مہتر شہریر مصنوعی دراز ہوا باتین ہونا شروع ہوئین نورج نے کہا ہان ای مہتر شہریر بیان کرو کس طرح اس عیار کو گرفتار کیا اور کس صورت و شکل کا عیار ہی مہتر شہریر مصنوعی نے کہا خداوندگار عرض کرون کہ کیسی دقت پیش آئی بعدہ بالتفصیل تمام حال مصنوعی بیان کیا ہر مرتبہ اپنی عیاری و طراری کا ذکر کرتا تھا نورج بدرگ ہر مرتبہ تعریف مین سر ہلاتا تھا بعدہ مہتر شہریر مصنوعی نے کہا ای پہلوان زمان حلیہ اُس عیار کا کہا آپ پوچھتے ہو اور کوئی نہین عمر ثانی عیار لشکر اسلام ہی نورالدہر وغیرہ کی رہائی کے واسطے آیا ہی نورج بدرگ نے کہا ہان اب مجکو معلوم ہوا یہ عمر ثانی ہی جسکو گرفتار کیا ہی خیر اب صبح کو جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاوے گا بعد

اس گفت وشنید کی تورج پر خواب غالب ہوا بیخبر سو گیا عمر ثانی کو اس وقت کا انتظار تھا قریب جاکے باہستگی تمام انگوٹھی تورج کے ہاتھ سے اُتار لی اور فکر مین تھا کہ یہان سے نکل جانا چاہیے ایسا نہو کہ تورج جاگ اُٹھے اور ہاتھ دیکھکر انگوٹھی کو تلاش کرے اُس طرف کا حال سنیے کہ جب مہتر شہریر کو اصلی کے پشتارہ کو قید خانہ مین لیگئے اور پشتارہ کو کھول کے اُسے زمین پر عالم بیہوشی مین لٹا دیا چند ساعت تک وہ بیہوش رہا آخر از خود بیہوشی زائل ہونا شروع ہوئی تا اینکہ بخوبی ہوشیار ہو گیا اشارہ سے ربانگو قریب اپنے بلایا زبان کو حرکت نہو سکتی تھی لب دوختہ تھے زمین پر لکیرین کھینچین محافظ زندان سے کہا اسکو پڑھو محافظ زندان نے بغور اُن لکیرون کو پڑھا لکھا تھا اے نادانون مین مہتر شہریر عیار فولاد آہن کا عیار ہون میرے منہ سے روغن دھو ڈالو تو معلوم ہو جاسگے محافظ زندان نے اور بھی آدمیون کو بلایا اور کہا دیکھو یہ کیا لکھا ہے اُن سب نے اس عبارت کو پڑھا مہتر شہریر کی صورت بغور دیکھی آپس مین کہا اے فلان دیکھنا یہ کون شخص ہے آیا مہتر شہریر ہی ہے یا کوئی اور عیار ہے ایک نے کہا اے فلان اس گفت وشنید کی کیا ضرور ہے یہ کہتا ہے کہ مین مہتر شہریر ہون بس اسکے منہ کو دھو کے دیکھ لو اگر مہتر شہریر ہو رہا کر دو ورنہ قید رکھو جب تک تورج بدرگ بافولاد آہن کلاہ کا کوئی دوسرا حکم نہ آئے ایک گبر پانی لایا مہتر شہریر کے منہ کو دھویا واقعی روغن چھوٹا دیکھا مہتر شہریر ہے فوراً اُسکے منہ کے ٹانکے کاٹ دیے اندرون دہن سے خاردار لٹو نکال لیا مہتر شہریر نے کہا اے یاران من اُس عیار نے بڑی مکاری سے مجھے گرفتار کیا ہے چلو اُسے گرفتار کرو کسی نے کہا کہین جانے کی ضرورت نہین ہے وہ عیار مکار تورج بدرگ کے پاس موجود ہے چلو اُسے گرفتار کرو سب دوڑتے ہوئے تورج کے پاس آئے دیکھا تورج بیخبر سو رہا ہے عمر ثانی کو گھیر لیا اور کہا او مکار تو نے بڑا فریب کیا مہتر شہریر کو اپنی صورت سے مشابہ کیا اور اُسکی صورت سے آپ مشابہ ہو کے یہان آیا ہے انگوٹھی لینے کا ارادہ رکھتا ہے اب ہم تجھکو زندہ نچھوڑینگے عمر ثانی نے خنجر ہاتھ مین سنبھالا اور مثل برق چمک کے پینترا بدل کے کہا او نابکار دمِ منم

آن عمر مہتر مہتران + بہر کشور منم بہتر بہتران + بریدم ز خنجر سر ساحرم + سپہدار سرہنگ جنگ آورم

تم مجھکو کیا زندہ نرکھوگے مین خود تمھاری جان کا عزرائیل ہون یہ کہا اور اُن گبران بدکار پر حملہ کیا اس طرف جھپٹ کے آیا اور خنجر مارا اُدھر دوڑ گیا اور خنجر مار کے گبر کو گرایا اس ہنگامہ سے تورج بھی بیدار ہوا دیکھا بازار کشت وخون گرم ہے ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی کو نہ پایا سمجھ گیا معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام کا کوئی عیار کیا ہو پہنچ گیا انگوٹھی بھی وہی لیگیا ہے پکار کے کہا ارے کمبختو کچھ کہو تو یہ کیا ہنگامہ آرائی ہے مہتر شہریر قریب آیا اور کہا اے پہلوان زمان یہ عیار جو ہنگامہ کشت وخون گرم کیے ہوئے ہے لشکر اسلام کا عیار عمر ثانی نام ہے اسنے مجھکو گرفتار کیا تھا میری صورت سے خود مشابہ ہوا اور اپنی صورت سے مجھکو مشابہ کیا تمام رات مین قید خانہ مین رہا اور یہ مکار تمھارے پاس باتین کرتا رہا میرے منہ مین خاردار لٹو دیکے منہ کو دوختہ کر دیا تھا جب مین نے زمین پر لکھ کے نگرانون کو اطلاع دی اور اُنھون نے میرے منہ کا روغن چھڑایا اُسوقت اُنکو یقین ہوا اور مجھکو رہا کیا جو ہین یہ واقعہ تورج کے گوش گذار ہوا باواز بلند کہا لینا خبردار جانے نہ پائے یہ عیار مکار اسنے بڑا فریب دیا انگوٹھی بھی اسی کے پاس ہے پر چہار جانب سے اُن گبران مکار نے عمر ثانی کو گھیر لیا عمر ثانی نے دیکھا کہ بزور دست و بازو رہائی ان بدبختون سے نہین ہو سکتی فوراً انگوٹھی کو گردش دی دلمین خیال کیا دیو حاضر ہوئے کہا کیا حکم ہوتا ہے عمر ثانی نے کہا مجھکو

یہان سے نکال لیچلو فوراً عمر ثانی کو وہ دیو اُٹھا لیگئے ۔ اب اسلاف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب اُن گران مکار و بدکار نے دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام وہ انگشتری عجیب الخاصیت لیگیا اور خود بھی غائب ہو گیا اب اُسکا کہین پتہ نہین مل سکتا نہایت ملول و رنجیدہ ہوئے تورج بدرگ نے کہا کچھ پروا نہین اگر وہ عیار خدا پرست انگوٹھی لیگیا اُسکے عوض مین ہم نور الدہر کو ملکہ آذر چہرہ کو بھی ہلاک کرینگے زیادہ برین نیست کہ آذر چہرہ کی مفارقت شاق ہوگی باشد چندے روز کے واسطے یہ صدمہ بھی سہی مگر ان دونون زن و مرد خدا پرست کو ہلاک ضرور کرینگے یہ کہکے قید خانہ سے نور الدہر اور ملکہ آذر چہرہ کو طلب کیا وہ دونون اُسیطرح گرفتہ و بستہ ساتھ آئے تورج بدرگ نے کہا ای نور الدہر تمھارے لشکر کے عیار عمر ثانی نے بڑا فریب دیا انگوٹھی مجھسے لیگیا اب مین تمکو زندہ نہین چھوڑونگا نور الدہر نے کہا او نابکار کیا بکتا ہی تجکو کچھ خوف نہین ہر نوع مطمئن ہون کیونکہ قضا و قدر سے بجز صبر چارہ نہین فلک سے مقابلہ کرنے کا کسی کو یارا نہین ؎ دزدست چرخ نقب زن اندرہراے عمر ٭ آرے بہرزہ قامت او خم نیامدہ تورج آذر چہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آذر چہرہ اگرچہ اس وقت تک تیری محبت میرے دل مین جگہ کیے ہوئے ہی لیکن اب مین بجز اپنے کو تیرا دشمن جان بناتا ہون نور الدہر کے ساتھ تجھے بھی ہلاک کرونگا اُسنے کہا تجھے اختیار ہی ؎ ہرچہ آید برسرمن یا نصیب ٭ جب میرا پدر والاقدر ہلاک ہو گیا تو مجھے زندہ رہکے کیا کرنا ہی اور اگر ہنوز میرا رشتہ حیات باقی ہی تو ہر نوع ابھی زندہ رہونگی تیری کیا حقیقت ہی جو مجکو ہلاک کرسکے تو نے پہلے بھی ایسی ہی تقریر کی تھی اور جلاد کو بھی بلایا لیکن تو نے دیکھا کہ نور الدہر والاقدر کس طرح ہلاکت سے محفوظ رہا اور مین بھی ابھی تک بقید حیات ہون تورج نے کہا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ لشکر اسلام کا عیار آپہونچا وہ انگوٹھی لیکے بھاگ گیا اب کون آئیگا یہ کہکے تورج بدرگ فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ آہن کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای فولاد تیری کیا راے ہی مین ان دونون زن و مرد کو ہلاک کرتا ہون سلسلہ ہشت زن نام فولاد آہن کلاہ سپہ سالار اُسوقت موجود تھا دست بستہ کہا ای پہلوان نامدار اگرچہ موقع اور محل میرے کسی طرح کی گذارش کا نہین ہی تاہم جو کچھ فہم مین آیا ہی اُسکے اظہار کی اجازت چاہتا ہون تورج نے کہا بیان کر سلسلہ ہشت زن نے کہا میرے نزدیک ابھی ان مسلمانو نمکو ہلاک کرنا نہ چاہیے انتظار اختیار ہی اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی البتہ بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا ہوگا تو اُس کا علاج محال ہو جائیگا یہ خدا پرست ہین ان سے بر سر فساد ہونا سہل نہین ہی بہر حال سہل و آسانی سے اس بارہ مین کام لینا چاہیے ؎ عنان دل بکف صبر وہ گرت باید ٭ کہ گوی عیش بچوگان ہمہ بربائی ٭ مناز توسن غفلت بعرصہ تعجیل ٭ کہ آخر افگندت بزمین رسوائی ٭ تشتاب خطری افگند کہ گرصد ساق ٭ تو دست و پا سے رسند بان خطر بیرون نائی ٭ مکن شتاب و زرائے چارہ ے متاب ٭ کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ٭ آیندہ اختیار بدست شمار سہ ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست ٭ تورج نے کہا ای سلسلہ ہشت زن یہ سب کچھ صحیح ہی مگر مین ان دونون زن و مرد کو ہرگز زندہ نہین رکھونگا اور تاخیر و سہولت کو ہرگز اس موقع پر دخل نہ دونگا اس واسطے کہ مسلمانون کا ہر طرح مجکو استیصال منظور ہی اگر اسوقت تساہل کو کام مین لاؤنگا ضرور یہ دونون زن و مرد میرے ہاتھ سے نکل جاوینگے اور مین بہت متاسف ہونگا یہ کہکے جلاد کو طلب کیا فوراً جلاد حاضر ہوا سلسلہ ہشت زن نے کہا اگر ان مسلمانون کا ہلاک ہی کرنا منظور ہی تو ملکہ آذر چہرہ کو ہلاکت سے بچالینا چاہیے اسواسطے کہ اسکی ہلاکت کے بعد تجکو بہت رنج ہوگا اور اسکے زندہ رہنے مین چندان خدشہ بھی نہین معلوم ہوتا ہان نور الدہر کے بارہ مین اختیار ہی تورج نے کہا اس عورت کو پہلے ہلاک کرنا چاہیے

چاہیے اسواسطے کہ بیشتر فساد کا سبب عورت ہی ہوتی ہی علے الخصوص ایسی عورت جو اپنے سے خلاف ہو اُسکی مصاحبت سے جہانتک ممکن ہو پرہیز کیا جائے سلسلہ منثیت خاموش ہو رہا نوروج نے جولاد کو حکم دیا کہ ان دونون زن و مرد کو ہلاک کر اُسوقت نورالدہر کو زندگی سے بالکل ناامیدی ہوگئی سر سوے آسمان بلند کیا اور مناجات کی کہ ای خالق ذوالجلال والاکرام وای حاکم

سلاطین عظام ؎
جسے چاہے جنت مین دیوے مقام
جسے چاہے دوزخ مین رکھے مدام

سبحان اللہ مالک الملک یعنے تو وہ مالک ہی جسکو چاہے دنیا مین تو گدا کو بادشاہ کردے ؎

تو وہ ہی عنایت تیری جسپہ ہو
جوان بخت ہو بادشاہی ملے
چھٹے گو درندون مین جنگل کے دام
بلا شبہ و شک رہائی ملے

جلاد نے کہا ای جوان بس اب دعا و مناجات ہو چکی آمادہ قتل ہو نوروج نے کہا ای فلان توقف کر نورالدہر کو دعا کرنے دے دیکھین اسکا خدا اسے نادیدہ کیا اسکی مدد کرتا ہی ہنوز یہ مناجات نورالدہر کی ختم نہ ہوئی تھی یکایک دور سے ایک بگولہ گرد نہایت تیرہ و تار چکر کھاتا ہوا نمودار ہوا سب نے کہا آندھی آندھی آتی ہی کسی نے کہا آندھی کیا طوفان سمجھنا چاہیے یہان یہ باتین ہو رہی تھین یکایک وہ بگولہ اور قریب آیا دامن گرد چاک ہوا دیکھا شاہزادۂ نامور بدیع الملک دلاور ایک لاکھ سواران جرار و پہلوانان شہور شعار کی جمعیت سے مرکب برق کردار پر سوار نمایان ہوا اور آتے ہی شاہزادہ نے نعرہ مارکہ باش ای

نوروج مکار و بدکار اگر ندانی بدان ؎
زہیبم گریزد بجنگ نہنگ
ہر بر ژیان بیشہ کارزار
منم روز میدان یل شیرگیر
بدریا در آید دلاور پلنگ
اگر نعرہ بر شیر شرزہ زنم
کہ در رزم پور یل پیل تیر
بدیعم بدیعم شہ نامدار
چو روباہ او را بجنگ افگنم

اور آتے ہی بے تحاشا تمام فوج اسلام نے شمشیر بازی شروع کردی نوروج بدرگ بھی آمادہ حرب ہوگیا اُس طرف فولاد آہن کلاہ بھی آمادۂ حرب ہوا راوی کہتا ہی چونکہ شاہزادۂ بدیع الملک یکایک مع فوج آپہونچا اس سبب سے گبران مکارین سے کوئی مرکب پر سوار نہو سکا پیادہ پا تلوارین اور نیزہ اور گرز و خنجر وغیرہ لیکے آمادۂ حرب ہو گئے شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ سب بدکار پیادہ پا ہین خود بھی مرکب سے زمین پر آیا اُسکے ساتھ تمام فوج اسلام مرکبون پر سے اُتر آئی تلوار چلنے لگی بگر و بزن کی آواز آسمان تک پہونچی اس عرصہ مین قلعہ کی تمام فوج جمع ہوکے آگئی ابتو وہ ہنگامہ کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بذات خدا میدان حرب کی تمام گرد اُڑکے فلک پر گئی تتق بندھ گیا ؎

ز گرد سے کہ بر چرخ دوار شد ❊ یکے برج خاکی نمودار شد ❊

تمام عالم نظرون مین تیرہ و تار ہوگیا نورالدہر نے بھی اُس ہنگامہ مین ایک طرف جاکے چرچرا کے جھٹکا مارا تمام بند کھل کے گر پڑے تلوار لیکے کفار کی ہلاکت کے درپے ہوگیا نوبت باینجا رسید کہ نوروج بدرگ اور فولاد آہن کلاہ تاب قیام نہ لاسکے وہان سے گریزی اُنکے ساتھ تمام فوج بھاگی شاہزادۂ بدیع الملک نے اُنکا تعاقب کیا یہانتک کہ سرحد قلعہ آہن تاب سے باہر نکل گئے بدیع الملک بفتح فیروزی مع نورالدہر بدر معظم خود اُنکے تعاقب سے واپس آیا قلعہ آہن تاب مین آکے قیام کیا نورالدہر نے بدیع الملک اپنے فرزند دلبند

کو خوش ہو کے گود مین اُٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا اے نور نظر تو نے خدا کے فضل سے اسوقت میری عزت رکھ لی اور ہلاکت سے میری جان کو بچا لیا ورنہ کوئی دقیقہ میری ہلاکت مین باقی نہین رہا تھا ہزار ہزار شکر اُس پروردگار کی درگاہ بے نیاز مین کہ اُسنے میری دعا قبول کر لی اور تجکو وقت پر پہونچایا غرضکہ از سر نو قلعہ آہن تاب کی درستی مین مصروف ہوے اور یہ تجویز کیا کہ حمزۂ صاحبقران کے پاس چل کے انکو اس فتح کی خوشخبری دینا چاہیے اور توریج بدرگ کی خبر گیری کو جو لوگون کو بھیجا اُنھون نے آکے خبر دی کہ توریج مع فولاد آہن کلاہ یہ سنکے کہ فرعون کوہ بلور پر بہرام تہمتن کا مہمان ہو گیا ہے اور سابق مین بیان کر دیا ہے کہ کوہ بلور پر ہنگامۂ جشن برپا ہے جب بخوبی انتظام قلعہ آہن تاب ہو گیا اور مسلمانون کو اطمینان ہوا سلسلہ مشت زن سپہ سالار فولاد آہن کلاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے شہریار والا تبار مجکو کچھ عرض کرنا ہے حکم ہو تو عرض کرون بدیع الملک نے کہا بیان کر کیا کہتا ہے اُسنے کہا مین فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہون میرا نام سلسلہ مشت زن ہے اگرچہ فولاد کا مدت العمر نمک کھایا تو یہ بات کچھ کور نمکی اور غیبت پر محمول نہین ہو سکتی کیونکہ مین فولاد آہن تن کی راے ہمیشہ غلطی پر رہی اس نظر سے کہ بیشتر اوقات اُسنے مسلمانون سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا چونکہ مدتہاے مدید سے عظمت دین اسلام کی مجھپر حالی رہی بادشاہ کے اس ارادہ سے خلاف رہا اور سمجھایا کیا کہ تمام عالم سے مقابلہ ہو لیکن مسلمانون سے مقابلہ کرنا بالکل نامناسب ہے جب مقابلہ ہوگا نتیجہ بد ظہور مین آئے گا بادشاہ میری اس راے کو سنکے خاموش ہو رہتا تھا اور وجہ اس خاموشی کی یہ تھی کہ بادشاہ کو موقع نہ ملتا تھا حسب الاتفاق توریج بدرگ مسلمانون کے مقابلہ سے بھاگ کے اس طرف آیا اور وہ محرک ہوا کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہیے اگرچہ مسلمانون پر سحر و افسون اثر نہین کرتا تاہم میرے پاس ایسی شے ہے کہ اس سے مسلمان کسی طرح محفوظ نہین رہ سکتے یہ کہکے وہ انگشتری دکھائی بلکہ اُس انگشتری کے ذریعہ سے دیوؤن کو بھی بلایا اور اُنکے ذریعہ سے نور الدہر کو دربار حمزۂ ثانی سے اُٹھا منگوایا اُسوقت تک تو مین خاموش رہا جبتک یہ راے قرار پائی کہ مسلمانون سے عوض لینا چاہیے اور اُن کے استقبال مین کوشش کرنا چاہیے کیونکہ سمجھے ہوئے تھا ع ہر کہ آنکند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ✤ اپنی غلطی کا خود ہی نتیجہ دیکھ لینگے لیکن جب نور الدہر کو دیوؤن کے ذریعہ سے منگایا اور نور الدہر کے ہلاک کرنے کی راے قرار پائی حالانکہ بادشاہ اُس انگوٹھی کی خاصیت کو دیکھ کے بخوبی مطمئن ہو گیا تھا اور اُسکو یقین کامل ہو گیا تھا کہ ضرور مسلمانون کے مقابلہ مین سر بر ہونگے تاہم مین نے سکوت مناسب نہ جانا صاف الفاظ مین مانع ہوا کہ نور الدہر کو ہلاک نہ کرو کیسی اور کا مقدمہ نہین ہے کہ رفت گذشت ہو جاے گا یہ مسلمانون کا مقدمہ ہے انجام اس خون کا ہرگز بہتر نہ ہوگا اور یہ بھی کہا کہ اگر ہلاک ہی کرنا منظور ہے تو عجلت کی کیا ضرورت ہے توقف کرنا چاہیے بعدہ اختیار ہے بادشاہ نے تو سکوت کیا لیکن توریج بدرگ نے نہ مانا نور الدہر کی ہلاکت کے درپے ہو گیا اُسکا نتیجہ وہی دیکھا جو بطور پیشین گوئی کہہ چکا تھا توریج اور فولاد آہن کلاہ حاکم قلعۂ آہن تاب دونون کوہ بلور کے

جانب فرعون کو خبر دینے گئے ہین مین حضور والا کی عرصہ سے حضوری چاہتا تھا مگر موقع نہ ملتا تھا پس
اب موقع ملا خدمت مین حاضر ہو کے شرف ملازمت حاصل کیا یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ دین اسلام
کی عظمت عرصہ سے مجھپر جالی ہی فلہذا امیدوار ہون کہ دین اسلام مجھکو تعلیم فرمایا جاوے معہذا
ملازمان خدام والا کی فہرست مین میرا نام بھی درج ہو جائے اسواسطے کہ یہ خبر پوشیدہ نہین رہیگی
ضرور تورج اور فولاد آہن کلاہ وغیرہ کے گوش زد ہوگی اُنکی کج فہمی اور شرارت جبلی تو ظاہر ہی
اگر کبھی موقع مل جاویگا تو وہ میرے تمام خاندان کو تہ و بالا بلکہ نیست و نابود کر دینگے شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا پہلے ایک مقدمہ طی ہو جانا چاہیے اُسکے بعد اور کچھ کہونگا یعنے پہلے
دین اسلام کو قبول کر اُسنے کہا بسر و چشم بدیع الملک نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
علی ولی اللہ وصی رسول اللہ سلسلہ مشت زن نے بصفاے قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوا
بعدہ بدیع الملک نے کہا اے برادر اور اس بات سے تو بخوبی مطمئن رہ تورج یا فولاد آہن کلاہ
یا کوئی اُسکے متعلقین سے تیرے ایک موے بدن کو بھی کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچا سکتا اور
اسقدر تو توقف کر کہ حمزۂ صاحبقران یہان تشریف لے آوین پھر تیرے واسطے کامل بندوبست
ہو جاویگا مین نے تیرے واسطے ایک معقول تدبیر سوچی ہی بشرطیکہ حمزۂ والا قدر بھی اُس
تدبیر سے اتفاق کرین حمزۂ والا قدر ہمارے سردار اعلے ہین جملہ امور کا انھین کو اختیار ہی
اگرچہ اُن عالیجاہ والا بارگاہ کی غیبت مین بھی خداوند عالم کے فضل سے کار نمایان ہمسے ظہور مین آئے
ہین اے سلسلہ مشت زن تو یہین توقف کر ہماری فوج یہان موجود ہی ہم حمزۂ والا قدر کو
لینے جاتے ہین قلعہ سے بخوبی ہوشیار رہنا کسی غیر شخص کو قلعہ کے اندر نہ جانے دینا سلسلہ
نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب بدیع الملک اور نور الدہر نے بہمراہی چند سواران
قوی ہیکل وہان کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل لشکر اسلام مین پہونچے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل
کی عمر ثانی وہ انگوٹھی لیے ہوئے پیشتر پہونچ چکے تھے وہ انگوٹھی حمزۂ ثانی کی خدمت مین پیش کی
تھی اُسکے عوض مین خلعت گرانبہا پایا تھا اب جو بدیع الملک کو حمزۂ ثانی نے دیکھا بہت
خوش ہوئے کہا اے دلاور بالیقین تمنے بھی بہت کوشش و سعی کی ہوگی لیکن انگوٹھی عمر ثانی
ہی نے لاکے مجھکو دی بدیع الملک بجاے خود سمجھا کچھ سکوت کیا تھا کہ نور الدہر نے
کہا اے عالی مرتبت و والا منزلت عمر ثانی نے تو کچھ مفصل حالات ضرور بیان کیے ہونگے کہ کس
کس طرح کے واقعات پیش آئے عمر ثانی نے کہا ابھی مفصل حالات بیان کرنے کی نوبت نہین
آئی اور حمزۂ ثانی کی طرف متوجہ ہوکے عمر ثانی نے کہا شہریارا اصل امر یہ ہی کہ اس انگشتری
کے دستیاب ہونے مین محض میرا ہی دخل نہین ہی میری عیاری اور شاہزادہ بدیع الملک
کی دلاوری و بہادری سمجھنا چاہیے نور الدہر نے کہا اے عمر ثانی تم انگوٹھی لیکے وہان سے
غائب ہوگئے تھے تمھارے غائب ہونے کے بعد تورج وغیرہ نے میرے ہلاک کرنیکو
جلاد بلایا اُسوقت مین اپنی زندگی سے بالکل نا امید ہو گیا تھا دل مین کہتا تھا کہ خدا مسبب الاسباب
ہی اسوقت وہ کوئی سبب نجات کا پیدا کر دے تو نجات ممکن ہی ورنہ کوئی دقیقہ ہلاکت کا باقی نہین

ہے اور نوریج بدرگ کرچکا تھا کہ عمر ثانی بمکر و فریب انگوٹھی لیگیا ہے اُسکے عوض مین نورالدہر اور
آذر چہرہ کو سرور ہلاک کردیگا اُس مایوسی کی حالت مین دفعتاً بدیع الملک پہونچا اور اس نور نظر
نے میری جان بچائی اگر ایک لمحہ کی دیر ہو جاتی تو میرا خاتمہ ہوچکا تھا کھوٹا پیسہ اور کھوٹا بیٹا وقت
پر کام آتا ہے کہ ایسا سعادتمند فرزند حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگالیا اور فرمایا
اے بدیع الملک مین پیشتر ہی سمجھ گیا تھا یہ بات صرف مذاق کی تھی کہ دیکھون تم کیا کہتے ہو خیر اب جو گذ
گذشت اب کیا ارادہ ہے فرعون ملعون کوہ بلور کی طرف بھاگ گیا ہے بالیقین حاکم کوہ بلور
سے مدد لیکے از سر نو مقابلہ کرے گا بدیع الملک نے کہا شہریار فی الحال قلعہ آہن تاب
کی طرف کوچ کرنا چاہیے وہان کا انتظام مقدم ہے نوریج بدرگ قلعہ پر پھر قبضہ کرلے گا حمزہ ثانی
نے مع فوج و لشکر وہان سے کوچ کیا اور بیابان و کوہسار کو طے کرکے قلعہ آہن تاب پر پہونچے
بدیع الملک اور نورالدہر نے تمام قلعہ کو دکھایا اور مقامات کا نشان دیا جو واقعہ جہان واقع
ہوا تھا اسکو اُسی جگہ قیام کرکے بیان کیا سلسلہ مشت زن نے ملازمت حمزہ ثانی حاصل
کی حمزہ ثانی نے سلسلہ مشت زن کو بغور دیکھ کے پوچھا یہ کون شخص ہے بدیع الملک نے
دست بستہ عرض کیا یہ شخص فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہے حمزہ ثانی نے پوچھا یہ شخص
راہ راست مین قدم رکھے ہے یا گمراہ ہے بدیع الملک نے اُسکے مسلمان ہونے کی حقیقت بیان
کی منجملہ اسکے یہ بھی کہا میری راے ہے کہ قلعہ آہن تاب کی حکومت اسکے نام پر مقرر کردی جاوے
اس بارہ مین جو کچھ راے والا ہو وہ بھی ارشاد ہو حمزہ ثانی نے فرمایا بہتر تو ہے مین بھی اس راے
سے متفق ہون اسواسطے کہ یہ اب ہمارے مذہب مین داخل ہوگیا مزید بران یہان کا سپہ سالار ہے
خوب انتظام کریگا یہ کہکے اُسی وقت خلعت حکومت قلعہ کا سلسلہ مشت زن کو مرحمت ہوا اور
سلسلہ مشت زن نے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور دعا دی ع کہ اے بادشاہ فلک اقتدار
جہانت بکام فلک باد یار * کسے را کہ از تست در سر غرور * کلاہ از سر و سر زتن باد دور * ہادی کامل نہ ملنے کے
سبب سے اگرچہ منصب سپہ سالاری حاصل تھا مگر خوار تھا ہر وقت اس فکر و خیال کا مجھپر بار تھا بارے
کاریکہ خواستم ز خدا شد میسرم * از بخت شکر دارم و از روزگار ہم * اُس سپہ سالار نے بکمال اہتمام
و انتظام حمزہ ثانی کی دعوت ملوکانہ کی یعنے تمام بازارون کو آئینہ بند کیا اور روساء کو جشن کے شراکت
کی اطلاع کی شب کو نہایت کثرت سے روشنی ہوئی تھی ایک قصر عالیشان خاص محفل عیش و عشرت
کے واسطے فرش و قالین جھاڑ کنول مردنگ چھاپون وغیرہ جملہ سامان زینت و زیبائش سے
آراستہ و پیراستہ کیا تھا بجت کا حساب سمجھ مین نہ آتا تھا اعلی اعلی طائفے طلب ہوئے تھے سر شام
سے آنا شروع ہوئے صدر مین جواہر نگار مسند بچھایا اُسپر حمزہ ثانی جلوہ افروز ہوئے راست و چپ
دو طرفہ سردار امرا وزرا طلائی اور نقرئی کرسیون پر بیٹھے ناچ شروع ہوا نازنینان شوخ و شنگ و پریرویان
خوش آہنگ نے اپنے کمال دکھائے اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہوا ایک مطرب نے یہ غزل گائی ع

گل ہے کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا
بار بیجان ہوگیا جو پیچ ہے دستار کا

ہر گلی پر بھی ہے چھایا مرحم انگار کا
ہے جھپکنا مشکل اپنے دیدۂ بیدار کا

اپنے سر کو اندنون سودا ہے زلف یار کا
چہرہ پر نقشہ ہے تیری روزن دیوار کا

نکلے گیا ارمان اُس محبوب کے دیدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہی تلوار کا
گھل گیا ہون پر نظر بازی ہی آنکھون کی وہی
سنتے تھے کوچہ مین عالم خلد کے گلزار کا
پلکین اپنی ہر ونگٹے ہین آنکھین ہین داغ جنون
کشتی دریوزہ پر ہی عزم گنگا پار کا
کون ہی کافر جو تیرا محو نظارہ نہین

بخت ہی خوابیدہ اپنے دیدہ بیدار کا
ہو گیا ہون فرقت جانا نمین ایسا ناتوان
چشم مین عالم ہی شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اُتر جاتا ہی اکثر اے پری
ہی سراپا تو ستم طالب ترے دیدار کا
ہو نہ برہمن تجکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
بنگیا تار نظر رشتہ تری زنار کا

ہی تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا
توڑنا مشکل ہوا ہی آنسوؤن کے تار کا
دوپہر جاڑے مین ہی مثل دوزخ دھوپ مین
پر اُترتا ہی نہین سایہ تری دیوار کا
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت مین فقیر
بند منھ کس نے کیا ہی مردم بازار کا

حمزہ ثانی نے خوش ہو کے زر کثیر انعام مین دیا نصف شب گذر چکی تھی ایکایک غل ہوا کہ آتش بازی چھوٹتی ہی سلسلہ جنبان حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار بالاخانہ پر تشریف لے چلیے آتش بازون کی صنعت قابل دید ہی یہان کے آتش باز فن آتشبازی مین وہ کمال رکھتے ہین جو کسی ملک کے آتشباز نہین رکھتے اگرچہ اس بارہ مین گذارش کرنا بے ادبی ہی تاہم جہان اسقدر تکلیف فرمائی ہی یہ بھی سہی حمزہ ثانی اُٹھے اور اُنکے ساتھ تمام سردار وامرا اُٹھ کر بالا سے قصر آئے آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی اُس آتشبازی کی صنعت سمجھ مین نہ آتی تھی صدہا چرخیان معلق ہوا مین چھوٹ رہی تھین صد ہا رنگ کے پھول اُن چرخیون سے نکلتے تھے اور اسطرح چرخ کھاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ایک رنگ کی یہ بھی ایک چرخی ہی اسی طرح تمام قسم کی آتشبازی کی صنعت کو خیال کرنا چاہیے اور لطف یہ تھا کہ آتشبازی کی روشنی اسقدر صاف اور خنک تھی کہ اُسکے دیکھنے سے گویا بصارت کو قوت حاصل ہوتی تھی پہر بھر کامل آتشبازی چھوٹتی رہی بعد ازان محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مکان پر گئے حمزہ نے بھی بستر خواب پر استراحت کی تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا یکایک صبح کی توپ دن سے چلی ادھر نقارہ پر چوب پڑی مؤذن نے اللہ اکبر کہکے آواز بلند کی طائران خوش الحان اپنی اپنی زبان مین حمد و ثناے باری کرنے لگے نسیم سحر کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے حمزہ ثانی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ درود وظائف سجادہ سے اُٹھے دربار مین رونق افروز ہوئے تمام سردار و امرا بھی یکے بعد دیگرے آئے سجدہ گاہ سے آداب تسلیمات بجالائے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی نے کہا ای عمر ثانی ملکہ آذر چہرہ کا حال نہین معلوم ہوا کہ وہ اُس ہنگامہ مین سے کدھر گئی اور اب کہان ہی جاؤ دریافت کرو عمر ثانی نے کہا شہریار واقعی ملکہ آذر چہرہ کا اسوقت تک خیال نہ تھا لیکن اب جاؤن تو کہان جاؤن کچھ پتہ نشان معلوم ہو تو جا کے لے آؤن کچھ عجب نہین اگر اپنی دارالسلطنت یعنی ارمنو حصار مین گئی ہو حمزہ ثانی نے کہا صرف اس قیاس پر سکوت نہ کرنا چاہیے اگر وہ ارمنو حصار مین چلی گئی تو یہ بھی تحقیق کر لینا چاہیے عمر ثانی وہان سے روانہ ہوا ارمنو حصار مین پہونچا وہان ملکہ آذر چہرہ کو نہ پایا واپس آکے اطلاع دی کہ ملکہ آذر چہرہ ارمنو حصار مین نہین ہی حمزہ ثانی کو تردد ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار تردد کس بات کا ہی انگشتری موجود ہی دیوون کو بلا کے اُنسے آذر چہرہ کو بلا لینا چاہیے چنانچہ دیو آئے کہا گیا حکم ہی حمزہ ثانی نے کہا جاؤ آذر چہرہ جہان ہو اُسے لے آؤ دیو گئے ملکہ کو اُٹھا لائے اب

ملکہ نے جو حمزہ ثانی کی صورت دیکھی زار و قطار رونا شروع کیا اور اُسکو اپنے باپ کا واقعہ یاد آگیا حمزہ ثانی نے کہا اے آزرچہرہ اگرچہ تیرے باپ نے اس جہان فانی سے انقلاب کیا ہی ہم تیرے سر پر سنے کے واسطے موجود ہین اسوقت تیرا کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا جب مین توریج بدرگ کی قید مین مبتلا تھی ایک خادم اُسکا مجھپر مائل ہوگیا تھا چند مرتبہ قید خانہ مین آکے اُسنے اپنی فریفتگی بایما و اشارہ ظاہر کی اور یہ بھی مطلب اُسکا تھا کہ اگر میری درخواست قبول کرے تو مین اس قید سے رہا کر لیجاؤن مین نے مطلق اعتنا نہ کی جب نورالدہر اور بدیع الملک نے وہان ہنگامہ آرائی کی اور توریج وغیرہ منتشر الحواس ہوئے اُس موذی نے موقع پایا مجکو اُٹھا کے لے بھاگا پھر وہان مجھسے اُسیطرح خواستگاری کی مین نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہی بالفرض مین ہلاک بھی ہوجاؤن جب اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہین ہوتی تین روز تک سبکے مجھے ایک مکان مین تنہا مقیم کیا تیسرے روز پھر میرے پاس آیا اور خواستگاری کی مین نے بدستور انکار کیا پھر چند عورتین میری خدمت گذاری کو مقرر کین وہ عورتین شب و روز مجھے سمجھایا کرتی تھین کہ اے نازنین تو اسوقت مین ہر طرح سے مجبور ہی اور اس شخص کے اختیار مین ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ اسکی درخواست کو قبول کرلے چاہنے والا دنیا مین نہین ملتا اگر مل جاوے تو اُسکی قدر کرنا چاہیے اگر تو اسی طرح انکار کریگی آخرکار مجبور ہوکے وہ تیری ہلاکت کے درپے ہوجائے گا اے شہریار والا تبار مین نے اُن زنان مکارہ کو یہ جواب دیا کہ دنیا مین جان کا صدقہ مال ہی اور آبرو کا صدقہ جان ہی ایسی حالت مین مجکو اپنی ہلاکت کا مطلق خیال نہین ہی جس مکان مین مقیم تھی وہان سے قریب لب دریا ایک شہر اسلام آباد نام ہی حاکم و فرمانروا وہان کا محمود نامے ایک مرد مسلمان صاحب فوج و لشکر و جاہ و حشم ہی رعایا وہان کی نہایت خوشحال ہی بکثرت عالیشان عمارتین اسلام آباد مین واقع ہین منجملہ عمارات شاہی کی ایک عمارت نہایت وسیع و عالیشان لب دریا واقع ہی تین طرف اُس قصر دلکشا و فرحت افزا کے باغ سرسبز و شاداب واقع ہی اور ایک جانب شمال رخ زیر قصر دریا واقع ہی اندرون قصر شیشہ آلات رنگارنگ و نایاب بکثرت آویزان ہین اور ہروقت ہزارہا شمعہاے مومی و کافوری جھاڑ کنول جھابے مردنگ وغیرہ مین چڑھی رہتی ہین جب محمود شاہ بغرض سیر و تفریح اُس قصر وسیع و رفیع مین وارد ہوتا ہی شب کو بھی وہین مقام ہوتا ہی وہ تمام شمعین روشن ہوتی ہین کثرت روشنی سے اندرون قصر روز روشن کا سمان نمایان ہوتا ہی تمام شب اُس قصر مین ہنگامۂ رقص و نوا گرم رہتا ہی بلندی قصر کی اس درجہ ہی کہ جب شب کو روشنی ہوتی ہی حالانکہ شہر وہان سے بہت دور واقع ہی تاہم قصر کی روشنی شہر سے دکھائی دیتی ہی اے شہریار عالی تبار میری زبان سے اُس قصر و باغ کی آرائش و زیبائش کی تعریف بیان نہین ہوسکتی اندرون قصر اُسکے سقف مین یہ شعر لکھا ہی ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست + تمام قصر کی دیوارین سنگ سرخ کی ہین اگرچہ وہ سنگ سرخ عقیق نہین ہی لیکن ابتداءً نظر مین وہ سنگ سرخ عقیق سرخ ہی معلوم ہوتا ہی پھر اُس باغ سرسبز و شاداب کے وسط مین عمارت سرخ کیا عرض کرون کہ کیا کیفیت دکھاتی ہی الغرض کہ جب وہ موذی یعنی ملازم توریج میرے انکار سے عاجز ہوگیا اور کسی طرح اپنی مطلب برآری نہ دیکھی ناچار اس خیال ۱

سے کہ یہ مقام قلعہ آہن تاب کی سرحد مین واقع ہو ایسا نہ ہو کہ یہان مسلمان پہونچ کے میرے حال
سے متعرض ہون مجھے ہمراہ لے کے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اسلام آباد کی سرحد مین پہونچا
مجکو ایک چادر سیاہ مین لپیٹے ہوئے تھا اور ہر مرتبہ تاکید کرتا تھا کہ خبردار تیرا چہرہ کوئی نہ دیکھے
اس طرح چادر سے منہ کو لپیٹ لے تمام روز اسلام آباد کی بازارون مین مجھے بھی پھرایا شب
کو کاروان سرا مین جا کے مقیم ہوا بھٹیاری کو بلایا اُسکو ایک اشرفی دے کے کہا کہ جلد ہمارے
واسطے کھانا لا بھٹیاری نے خیال کیا کہ زیادہ سے زیادہ یہ دونون کسقدر کھانا کھا سکتے ہین
ایک اشرفی مین بہت عمدہ بکثرت کھانا پک سکتا ہو کہا میان اگر اجازت دو تو بازار مین جا کے حلوائی
کے یہان سے مٹھائی وغیرہ لے آؤن اُسنے اجازت دی بھٹیاری بازار سے کھانا لائی مجھسے
کہا تو بھی کھا مین نے اُسکے خوف سے انکار مناسب نہ جانا اُسنے مجکو اپنے ساتھ کھانا کھلایا
جب کھانے سے فراغت ہوئی بھٹیاری نے اُس موذی سے پوچھا تم کون ہو اُس
بدبخت نے کہا اے عورت کیا کہون عجب مصیبت مین مبتلا ہون کئی برس ہوئے میری اس
نازنین کے ساتھ شادی ہوئی اسوقت تک اسکی ہمبستری سے محروم ہون ہرچند سمجھاتا ہون
کسی طرح منظور نہین کرتی ناچار سفر کیا کہ شاید سیر و تماشے سے خوش و مسرور ہو کے مجھسے راضی ہو
اُسوقت تک تو یہ راضی نہین ہوئی ہو اگر تیری فہمائش سے یہ راضی ہو جائے تو مین تجکو بہت
خوش کرون بھٹیاری سمجھی کہ یہ آدمی مالدار معلوم ہوتا ہو پہلے ہی روز ایک وقت کے کھانے
کے واسطے ایک اشرفی میرے حوالہ کی اگر میری فہمائش کارگر ہو گئی تو مالامال کر دے گا نظر
بر آن میرے جانب متوجہ ہوئی اور کہا اے خاتون اگر برا نہ مان تو کہون مین بحالت مجبوری خاموش
بیٹھی تھی اُس بھٹیاری نے کہا سنو اے خاتون اصل امر یہ ہو کہ عورتون کے مقابلہ مین مرد بھولا ہوتا
ہو لیکن عورت عورت کے حالات سے خوب واقف ہوتی ہو اس انکار و احتراز کے بارے
مین میرے دو خیال ہین وہ یہ ہین کہ یا تو تمھارا تعلق دل کسی دوسرے سے ہو جو تم اپنے شوہر سے
ملتفت نہین ہوتین یا یہ کہ تمکو اپنے شوہر سے کسی نوع کا خوف ہو میرے نزدیک مناسب یہ ہو
کہ اپنے خیالات بے معنی اور توہمات لاطائل کو دل سے دور کرو اور اپنے شوہر کی ہمبستری
بخوشی منظور کرو میری نظر مین یہ جوان کچھ ایسا بدصورت بھی نہین ہو اور صاحب مال و دولت
ہو تعجب ہو کہ تمنے اسقدر عرصہ تک اس جوان سے علٰحدگی کو نباہا اگر پیشتر سے تمکو مرد کی صورت
سے نفرت تھی تو بروقت شادی کے صاف صاف کہدیا ہوتا تاکہ یہ بیچارہ اس مصیبت مین
مبتلا نہوتا مین نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا جب وہ عورت سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہو گئی اُس
موذی سے کہا تو بیکار اس بارہ مین جد و جہد کرتا ہو اور اپنی عمر عزیز کے شب و روز کو اسکی
رضامندی کے انتظار مین ضائع کرتا ہو یہ عورت ہرگز منظور نہ کریگی اُسنے کہا ہان مین بھی سمجھتا
ہون لیکن کیا کرون کہ اسکی صورت پر بجان و دل فریفتہ ہون کسی طرح اسکی مفارقت دل گوارا نہین کرتا ؎
مجتبے ست کہ دل را امید بد آرام ✦ وگرنہ نیست کہ آسودگی نمی خواہد ✦ ہر طرح اسکے ساتھ زندگی بسر
کرنا ہو ہرچہ بادا باد یہ سن کے وہ بھٹیاری خاموش ہو رہی جب صبح ہوئی وہ موذی مجھے ہمراہ

لیے ہوئے روانہ ہوا شہر کی بازارون اور عمارتون کو دیکھتا ہوا قریب اُس قصر رفیع کے
پہونچا باغ مین داخل ہوا چونکہ پیادہ پا صبح سے مسافت راہ طی کرنے مین مصروف تھا ماندگی اعضا
مین راہ پائے ہوئے تھے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور مجکو بھی بٹھا لیا ہنوز نہ گے
چند لمحہ کا بھی عرصہ نگذرا تھا کہ ایک باغبان دور سے چلایا کہ یہ کون ہے جو بغیر اجازت باغ مین آ
مقیم ہوا چلا جا یہان سے ورنہ سزاے سخت ملیگی اُس مرد نے کچھ سماعت نہ کی اُسی طرح اطمینان
سے بیٹھا رہا یہانتک کہ وہ باغبان قریب آیا مین اُسوقت چادر چہرہ سے ہٹائے ہوئے
باغ و قصر کی کیفیت دیکھکے خدا کی قدرت کو یاد کر رہے تھے جو ہین اُس باغبان نے میری
صورت دیکھی کچھ اپنے دل مین سمجھا اور آہستہ کہا اے جوان اس باغ شاہی مین کوئی بلا اجازت
داخل نہین ہو سکتا بلا تکلف یہان آ کے تیرا قیام کرنا تعجب خیز ہے معلوم ہوتا ہے تو مسافر تازہ
وارد ہے اور یہان کے حالات سے بالکل ناواقف ہے جو یہان چلا آیا تیرے حال پر مجھکو
افسوس آتا ہے چل میرے ساتھ مین تجکو ایک جاے مناسب مین بٹھاؤن ہم دونون اُسکے
ہمراہ روانہ ہوئے اُس موذی نے اثناے راہ مین کہا اے باغبان جہان تو نے ہمارے
حال پر اسقدر مہربانی کی ہے اسقدر اور مہربانی کر کہ ہمکو اندرون قصر کے کیفیت دکھاوے اُسنے
منظور کیا اور اُس قصر سرخ کے دروازہ پر لے گیا قفل کھولا قصر مین داخل ہو کے قصر کی سیر
کی سچ یہ ہے کہ اُس قصر کی آرائش دیکھکے خدا کی قدرت نظر آتی تھی اُس موذی نے کہا اے شخص
اگر تیری مرضی ہو تو مین چند لمحہ یہین استراحت کرون بعد اُسکے راہ لونگا باغبان اُسوقت نیکی کے
دم مین تھا کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے باغبان وہان سے چلا آیا اُس نابکار نے تخلیہ پا کے مجھسے پھر
وہی درخواست کی مین نے حسب دستور انکار کیا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر قصر کے گیا
مین اندرون قصر مقیم رہی تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہون کہ ایک صراحی شراب مع جام لیے
ہوئے چلا آتا ہے جب میرے قریب آیا جام شراب مملو کیا پہلے خود زہر مار کیا پھر مجھسے درخواست
کی مین نے سکوت کیا اُسنے جام شراب میرے منہ سے لگا دیا مین نے جھنجھلا کے جام پر ہاتھ
مارا جام زمین پر گرا اُسنے نظر قہر و غضب میری جانب دیکھا اور خاموش ہو رہا پھر جام زمین
سے اُٹھایا اور بار دیگر صراحی سے شراب اُنڈیل کے پی گیا جب چند جام کی نوبت آئی دماغ
گرم ہوا دیوانون کی طرح بکنا شروع کیا اُسوقت محمود شاہ کا وزیر دست راست حسب اتفاق
اُس طرف سے گذرا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہے بہت حیرت ہوئی سوچا محمود شاہ نے
بضرورت یہان کسی کو بھیجا ہے بلا تکلف قصر مین چلا آیا ہم دونون کو دیکھ کے تا دیر سکوت مین کھڑا
رہا کبھی میری صورت دیکھتا تھا اور کبھی اُس نابکار کو دیکھتا تھا پھر باغبان کو باغ سے بلایا پوچھا
یہ کون زن و مرد ہین جو اسطرح بلا تکلف قصر شاہی مین مقیم ہین تجکو اپنی جان کا خوف نہین ہے جو ان
دونون کو قصر مین آنے دیا دیکھ کیسی سزاے سخت تجکو دیتا ہون باغبان نے کہا خداوندا اصل یہ
ہے کہ مین بھی ان دونون سے مطلق واقف نہین ہون آج کے انکو کبھی کہین دیکھا باغ مین دیکھکے
مین سمجھا کہ بظاہر صورت سے شریف معلوم ہوتے ہین اور مسافرت کی وجہ سے یہان کے

رسم وآئین سے بالکل ناواقف ہین اس حالت مین انکے حال سے تعرض کرنا مناسب نہ جانا سکوت
اختیار کیا انھون نے قصر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مین نے قصر کا دروازہ کھول کے یہان کی
سیر کی اجازت دی یہ نہین تھا کہ یہ دونون اسقدر عرصہ تک یہان قیام کرینگے اب جو کچھ حکم ہو انکے
ساتھ سلوک کیا جاوے وزیر نے کہا ان دونون کی مطلق خطا نہین ہی کیونکہ یہ ناواقف ہین البتہ
تجکو سزا دینا فرض ہی کہ تو نے انکو یہان آنے دیا اب جاتا ہون اور بادشاہ کو اس تیری بیباکی سے
مطلع کرتا ہون آمادۂ مرگ ہو جا وہ موذی اُٹھا اور وزیر کے روبرو دست بستہ کہا ای صاحب
تم اسقدر ناراض کیون ہوتے ہو اگر تمھاری مرضی نہین ہی ہم ابھی بیرون قصر چلے جاتے ہین اور
جام شراب سے مملو کرکے وزیر کی طرف بڑھایا اور کہا بادشاہ کے پاس تو جاتے ہو میری دعوت
تو قبول کرلو وزیر نے کہا ای شخص اس دعوت سے مجھے معاف رکھو ہم مسلمان ہین ہمارے مذہب
مین شراب حرام مطلق ہی اُسنے کہا واہ جس شی کو بیشتر سلاطین استعمال مین لائین اُسکا حرام ہونا عقل
مین نہین آتا کہنے کے واسطے زبان منہ مین ہی جو کچھ جسکا دل چاہے کہے وزیر نے بغور میری صورت
دیکھی اور خاموش ہو رہا اُس موذی یعنے ملازم توریح نے جو وزیر کی نظر رغبت میری جانب
دیکھی مجھکو ایک گوشہ مین لیگیا اور کہا ای نازنین اسوقت تو مین نے تیری رعایت کی یعنے باوجود انکار
و احتراز کے مین تیری ہلاکت کے درپے نہین ہوا لیکن اب مین تجھسے ایک دوسرا کام لینا چاہتا
ہون وہ یہ ہی کہ یہ وزیر شراب پینے سے انکار کرتا ہی تو یہ کام کر کہ مجکو دو چار جام شراب کے اپنے
ہاتھ سے پلا مین اپنے کو دانستہ غفلت مین ڈال دونگا تو کسی ایسے انداز سے شراب کی دعوت
کر کہ وہ پی لے اگر یہ کام تیری وجہ سے انجام پا جاویگا مین وعدہ کرتا ہون کہ پھر تجھسے کسی طرح درخواست
نکرونگا بحفاظت تمام تجکو تیرے مکان پر پہونچا دونگا اُسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال
کیا کہ اگرچہ یہ ایک حرکت ناجائز ہی تاہم یہ مثل مشہور ہی ؎ روا است شر قلیل از برای خیر کثیر
اگر اس تدبیر مین میری رہائی کی صورت پیدا ہو جائے تو کیا مضائقہ کی بات ہی چنانچہ مین نے اُس
نابکار کو دو چار جام شراب کے اپنے ہاتھ سے دیے کچھ تو اُسکا دماغ شراب کی وجہ سے گرمایا
کچھ وہ دانستہ اپنے کو غافل بنا کے علیحدہ جا کے دراز ہوا اب مین وزیر کے جانب متوجہ ہوئی
ایک جام شراب سے مملو کیا اور وزیر کے منہ کے پاس لیجا کے کہا ای جوان ہماری خوشی یہ ہی
کہ تو اس جام کو پی لے اُسنے انکار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مین نے کہا بس اب عذر نہ کرنا ورنہ مجکو
سخت ملال ہوگا وزیر نے وہ جام پی لیا چند لمحہ مین وزیر کا دماغ گرم ہوا مجھسے مذاق کرنے لگا
اُس طرف ملازم توریح اُٹھا اور وزیر کے قریب آکے کہا کیون صاحب مین نے جو شراب کی دعوت
کی تمنے قبول نہ کی اس نازنین کے ہاتھ سے بلاتکلف جام کو منہ سے لگا لیا یہ کیا حرکت تھی وزیر
اُسی طرح نشہ شراب مین بکتا رہا چونکہ رات ہو گئی تھی وزیر نے نشہ شراب مین کہا دو چار کنول روشن
کردو ملازم توریح نے اُسکا اشارہ پا کے تمام جھاڑ کنول روشن کردیے وہان شہر مین محمود شاہ
اپنے محل کے کوٹھے پر بیٹھا تھا جانب قصر سرخ جو نظر کی دیکھا قصر مین روشنی ہی متعجب ہو کے
ملازمون سے کہا دیکھنا قصر مین روشنی کیسی ہی ملازم دوان دوان قصر مین آئے دیکھا وزیر مع دیگر

دو زن و مرد کے قصر میں بیٹھا ہی اور ملازم نوروز کو دیکھا کہ یہ غزل گا رہا ہی **غزل**

وصل کے ایام میں وہ شور قلقل ہو گیا
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہو گیا
تیری ابرو ہی سا اثر کا ہیکو رکھتا ہی سہیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا
یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہی یا اعجاز ہی
تیرہ بختی میں تو میں بھی مثل کاکل ہو گیا
کیا چلی باد بہاری ای جنون خود بخود

ابتو ساقی کی جدائی میں میرا قُل ہو گیا
اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے
گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا کل ہو گیا
میر کے مرنے سے ہوا ای نوجوان ہرگز ملول
پنجہ صیاد میں مرغ چمن گل ہو گیا
واہ کیا پیر مغانکا ہی تصرف میکشو
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہو گیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
ریشہ بھی اپنے قلم میں تار سنبل ہو گیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا
پاس ہون لیکن نہ دیکھا ایکدن چہرہ
تخلص کا اب سخن تکیہ ہی ال ہو گیا

وہ ملازم محمود شاہ کے پاس واپس آئے اور حقیقت حال کو بیان کیا محمود شاہ نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا قصر مین آیا عجب تماشا دیکھا کہ وزیر ایک طرف عالم بیخودی مین ملار گا رہا ہی اور دوسری بجانب ایک اجنبی جوان عجب بے تکی اُڑا رہا ہی گلا پھاڑے ڈالتا ہی تمام شیشہ آلات قصر مین روشن ہین ایک جانب مین بھی سر جھکائے بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی محمود شاہ میرے قریب آیا اور مجھسے پوچھا ای نازنین تو کون ہی اور کس طرح یہان آئی مین نے تمام حقیقت اپنی بیان کی بادشاہ نے میرے حال پر افسوس کیا اُسی وقت اپنے وزیر اور اُس موذی یعنے ملازم نوروز کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا مجھکو اپنے ہمراہ اپنے محل مین لیگیا حمام کے بعد لباس مکلف پہنایا پھر بکمال آہستگی کہا ای نازنین اگر تو منظور کرے تو مین تیرے ساتھ عقد کرنے کو مستعد ہون اور اگر نامنظور ہو تو کچھ جبر نہین ہی تجھکو تیرے وطن مین پہونچوا دون مین نے کہا ای بادشاہ میری خوشی یہی ہی کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن اُسنے چند ملازم میرے ہمراہ کیے اور بخوشی خاطر رخصت کیا اثنائے راہ مین بعد زوال آفتاب یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور مجھکو اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا حمزہ ثانی ملکہ آذر چہرہ کی زبانی اس قصہ کو سن کے بہت متاسف ہوئے کہا ای آذر چہرہ دنیا عجب مصیبت کی جگہ ہی تو سخت زحمت مین مبتلا ہو گئی تھی بارے ہزار ہزار شکر اُس خدائے قادر و توانا کا کہ تو بخیر و عافیت اُس موذی کے دست ظلم سے رہا ہو گئی اب تیرا کیا ارادہ ہی آذر چہرہ نے عرض کی شہریار اب مین ارمشو حصار مین جانا چاہتی ہون نہین معلوم وہان کا کیا انتظام ہی حمزہ ثانی نے اُسے اُسکے وطن کے جانب رخصت کیا شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کیا اس انگشتری کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا میری راے یہ ہی کہ اس انگوٹھی کو کسی مقام محفوظ مین دفن کر دینا چاہیے اگرچہ یہ ایک شی بکار آمد ہی تاہم فساد کا باعث ہی آج ہمارے قبضہ مین ہی کام لیتے ہین کل کفار کے قبضہ مین آ جاوے گی اور وہ ہنگامۂ عظیم برپا کرکے اسکی مدد سے اہل اسلام کا خون کرینگے ؎ چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ بدیع الملک نے عرض کی پھر اسکو کہان دفن کیا جاوے حمزہ ثانی نے فرمایا جہان مناسب سمجھو بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے بہتر مقام اس کام کے واسطے نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا وہ بھی ہین لیکن یہ کام تم ہی سے انجام پانا مناسب ہی بدیع الملک اُس انگشتری کو لیے ہوئے جزیرہ

ہمیشہ

شاہزادہ بدیع الملک کو انگشتری سلیمانی کے دفن کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور ہمیشہ بہار کے جانب روانہ ہوا اور حال نکبت مآل فرعون ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
بوے گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
ہون وہ وحشی زیست بھر بھولا رہا پوشاک کو
شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد آگیا
وادی غربت مین جسدم ہوگیا جوش جنون
میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا
اپنے سر کو پھوڑ کر جان دین پہ شیرین کیون نہ دون
یاسمن کو دیکھکر اُسکا بدن یاد آگیا
گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین صحرا
جب کفن پہنا تو مجھکو پیرہن یاد آگیا
تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان
ہاے کیا مجھکو وہ طفل سنگ زن یاد آگیا
جب نہایا مین تو آیا غسل میت کا خیال
بیستون پر مجھکو ناسخ کوہکن یاد آگیا
آج مجھکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا
آئے جب مزدور مجھکو گورکن یاد آگیا
سر سے پا تک اپنے شعلہ کیطرح تھرا گئی
ای پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
توڑ ڈالا مین نے جو پیمانہ مے میکشو
قطع جب ہونے لگے کپڑے کفن یاد آگیا

مخبران روایات عجیب و کاتبان حکایات غریب حال نکبت مآل فرعون ملعون مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب چند روز تک وہ مردود رب ودود کوہ بلور پر بہرام تہمتن حاکم کوہ کی دعوتین زہر مار کر چکا اور جشن کیفیت و لطف سے محظوظ ہو چکا چونکہ خدا پرستون کا کھٹکا لگا ہوا تھا راتون کو سوتے سوتے چونک پڑتا تھا آخر ایک روز بر سبیل تذکرہ پیران ویوکش سے کہا ای بندۂ خاص ہمارے چونکہ تو نظر کردۂ خداوندی ہی اس رمز کو خوب سمجھ سکتا ہی کہ باوجود سر تابی و انحراف بندگان خداوند کا کیا فرض ہی یعنے یہ کہ اُن منحرفون اور منکرون کو رحمت کی نظر سے دیکھے ورنہ اُنکا ٹھکانا کہان پیران ویوکش نے اُس مردود کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند تیرے بندے تیرے فرزندون کی جگہہ سمجھے جاتے ہین واقعی اگر تیری رحمت کی نظر اور پدرانہ شفقت اُنکے حال پر نہو تو وہ کسی طرف کے نہ رہین مگر ای خداوند تیری اس تقریر سے اصل غرض کیا ہی آیا ہماری طرف سے تیری پرستش مین کسی طرح کا قصور نادانستہ واقع ہی تو اُسے معاف کر فرعون نے کہا ای پیران تو خائف نہو مین نے تیری نسبت کچھ نہین کہا ہی بلکہ اسوقت خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے خیال نے خطور کیا کہ وہ کسی طرح راہ راست مین قدم نہین رکھتے بلکہ ای پیران تیرے خداوند کی تذلیل اور ہلاکت کے درپے رہتے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ وہ مجبور ہو کے میری بندگی اختیار کرین پیران نے کہا ای خداوند اُنکی سرتابی اور بے ادبی کی سزا تجھسے زیادہ کون دے سکتا ہی ہم تیرے گندے بندے حاضر ہین جو حکم ہو بسر و چشم بجا لائین بہتر ہوگا اگر اس بات کا ذکر بہرام تہمتن حاکم کوہ سے بھی کر لیا جاوے دیکھین وہ کیا کہتا ہی فرعون نے کہا شاباش تیری عقل سلیم پر کیا بات کہی ہی چل ابھی چل کے اس بارہ مین اُس سے مشورہ کرین وہ دونون یعنے فرعون اور پیران تہمتن کے پاس آئے بہرام تہمتن ذنگل سے اُتر آیا فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت خداوندی بجا لایا تعظیم و تکریم کے بعد اُسکے روبرو نہایت ادب سے بیٹھ گیا اور پوچھا کہان اسوقت نزول اجلال ہوا فرعون نے وہی ذکر مسلمانون کا بیان کیا بہرام تہمتن نے کہا ای خداوند اسوقت مجھکو جو کچھ طاقت ہی وہ سب خداوندی کے نظر رحمت کا سبب ہی اس بارہ مین ذکر و فکر

کی کیا ضرورت ہی انچہ مرضی مولے از ہمہ اولے ہان اس بارہ مین تو میری پیشتر ہی سے یہ راے
تھی کہ کسی طرح مسلمانون کو سرتابی کی سزا دینا چاہیے اگر خداوند ذکر نہ فرماتے تو مین خود اس بارہ مین
ذکر کرتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ اسی اثنا مین دیکھا نسیم تیز رفتار بہرام تہمتن کا عیار اور مہتر کذاب
فرعون کا عیار دونون چلے آتے ہین مسلمانون کے خوف سے فرعون ملعون کا دم فنا ہو رہا
رہا تھا مہتر کذاب کو متوحش دیکھکے زیادہ تر گھبرایا کہا کیا خبر ہی اُسنے کہا اے خداوند خدا پرست
قلعہ آہن تاب پر پہونچ گئے تمام قلعہ کو مسخر کر لیا توریج بدرگ حرامی بھی پسپا ہوا عنقریب یہان
پہونچ کے خداوندی کی مدد و حمایت کا طالب ہوگا یہ خبر سن کے فرعون اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا
ہوا پھر فوراً اُسی جگہ بیٹھ گیا اور کہا اے مہتر کذاب یہ خوب ہوا کہ توریج بدرگ میرے پاس آتا
ہی اُسکی حرکت سے حسب مراد کام انجام پاجاوے گا کیونکہ وہ مسلمانون سے خاص قسم کی قرابت
رکھتا ہی یہ ہماری توفیق تھی کہ توریج بدرگ مسلمانون سے منحرف ہوکے ہماری خداوندی کا قائل
ہوا یکایک سامنے سے توریج نمودار ہوا سر برہنہ بدحواس گریبان چاک سر پر خاک آتے ہی
فرعون کو سجدہ کیا پھر دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور کہا اے خداوند صاحب قدرت و جلال تیرا
جلال کسوقت کام آوے گا کیون نہین خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرتا انکو پامال کرنا چاہیے
ہر مرتبہ تیرے بندگان خاص کو زک دیتے ہین کسی سے نہین دبتے ہے اے خداوند صاحب اجلال
جلد کر ان سبھون کو تو پامال + فرعون نے بکمال آسانی کہا اے بندۂ خاص ہمارے اطمینان
رکھ گھبرا نہین جلدی کیا ہی دیر آید درست آید نہین سمجھتا کہ اسوقت ہمنے کیون تامل کیا خیال تھا کہ
مسلمان راہ راست پر آجاوینگے مگر اب بخوبی یقین ہوگیا کہ وہ نہ مانینگے تیرا فرض یہ ہی کہ جہانتک
فوج و لشکر جمع ہو سکے جمع کر اور مسلمانون پر حملہ آور ہو مین بھی تیرے ہمراہ ہونگا ہر چند کہ فوج و لشکر
کی کچھ ضرورت نہین ہی ممکن ہی کہ ایک ادنی اشارہ مین اسقدر پتھر آسمان سے اُنکے سرون پر
برساؤن کہ سب ایک مرتبہ دفن ہوجائین مگر کیا ضرور ہی جس حیثیت سے ہمنے دنیا کو پیدا کیا ہی
اُسی حیثیت سے کیون نہ مجبور کرین تاکہ محل شکایت نہ رہے مزید بران اس صورت مین ایک
یہ بھی حکمت ہی کہ بعضون کی ہلاکت کے بعد بقیہ شاید مجبورانہ میری بندگی اختیار کرین توریج
بدرگ نے دست بستہ عرض کی اے خداوند جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہی لیکن مجھسے فی الحال
اسقدر فوج نہین فراہم ہو سکتی کہ مسلمانون کو پا سکون فرعون نے اُسیوقت چار سو نامہ
تیار کروا لیے اور مہتر کذاب عیار سے کہا اے عیار این جانب اب تیرا یہ کام ہی کہ کسی طرح بعجلت
یہ نامے اطراف و جوانب مین سلاطین کو پہونچا دے راوی کہتا ہی کہ فرعون ملعون نے وہ نامے اس
مضمون کے مختلف طرز عبارت مین لکھوائے تھے پہلے اپنے کفر و ضلالت کی تعریف جسے کہتے
ہین اپنے منہ میان مٹھو بعدہ اپنے مقربان بارگاہ کی صفت کی کہ اُنھون نے ہماری اس اس طرح
اطاعت و فرمانبرداری کی اُسکے عوض مین ہمنے اُنکو ایسے ایسے اعلی مرتبہ دیے اس بیہودگی کے
بعد یہ لکھا تھا کہ اے ہمارے بندو تم کس خواب خرگوش مین ہو ہوشیار ہو جاؤ تمھارے خداوند
کو فی الحال سخت ضرورت لاحق ہوئی ہی یہ وقت خداوند کی قربت حاصل کرنے کا ہی پھر ایسا وقت

کبھی ہاتھ نہ آئیگا فی الحال بہشت مین ہمنے کثرت سے لعل و زمرد کے قصر رفیع الشان بنائے ہین
انکی تعریف کی کچھ ضرورت نہین ہی تم سب جانتے ہو نکفنہ الاشارہ بس اشارہ کافی ہی ایسی عجلت کو
کام مین لاؤ کہ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان آ کے ہمارے سامنے دھوؤ تاکید جانو نہین پچتاؤ گے
ہاتھ مل کے رہ جاؤ گے بعد مین کیسی ہی ہماری بندگی کروگے مگر آخر الامر جہنم کی آگ مین جلوگے اختصار
ہی پسند تمام طول کلام سے کیا کام فقط جب اس مضمون کے نامے ملفوف ہو چکے مہتر کذاب
نے اپنے شاگردون کو جمع کیا اور ایک ایک دو دو نامے دیکے روانہ کیا سلاطین ضلالت شعار
کے پاس وہ نامے پہونچائے ہر ایک نے فرعون ملعون کے نامے کو عزت سمجھ کے سر پر رکھا
بوسہ دیا ملفوفہ چاک کیا مضمون مندرجہ سے آگاہی حاصل کی بعضے نامہ کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے
سات مرتبہ نامہ کے گرد گھومے بعدہ ہر ایک نے فوج جمع کی فرعون ملعون کی مدد کو فوج کثیر ہمراہ
لے کے روانہ ہوا سب سے بیشتر بہرام پنجہ کش چالیس ہزار سوار کی جمعیت لے کے فرعون
کی خدمت مین پہونچا سجدہ کیا اور دست بستہ عرض کی اے خداوند ہم تیرے بندے تیرے فرمان
کے موافق حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین خداوند کو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہی فرعون
نے کہا اے بہرام مسلمانون نے سر اُٹھایا ہی تیرے خداوند کا دم ناک مین کرنا چاہتے ہین خدا نادیدہ
کی پرستش کو رواج دینا چاہتے ہین اُسنے کہا کیا مجال ہی ہم بندے کسواسطے ہین ہرگز خداے نادیدہ
کی پرستش کو مروج نہونے دینگے ایک ایک مسلمان کو تہ تیغ کرینگے فرعون نے کہا اے
بہرام ہم بھی تیری جانفشانی کے عوض مین تجکو بہشت مین قصر زمردین عطا کرینگے بعد اسکے
طوفان ناوک انداز چالیس ہزار ناوک انداز کی جمعیت سے آیا اور فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت
خداوندی بجا لایا پھر اسفندیار فیل سوار فوج دریا موج ہمراہ لیے ہوئے آیا اُسنے بھی
فرعون کو سجدہ کیا اور اسی طرح اغماس شیر سوار ثریاے شمشیر زن مریخ تیغ زن
ہیاپیس چالیس پچاس پچاس ہزار کفار ضلالت شعار کی جمعیت سے یکے بعد دیگرے فرعون کی
خدمت مین حاضر ہوئے سب نے فرعون کو سجدہ کیا تمام کوہ بلور کثرت فوج سے مملو
ہوگیا بہرام تہمتن بادشاہ کوہ بلور نے ہر ایک بادشاہ کی دعوت کی بعد جمع ہو جانے ان تمام
سلاطین کے فرعون نے بہیئت مجموعی تمام سلاطین کی دعوت کی اور ایک جشن عظیم قرار دیا
از سر نو آراستگی و اہتمام کی دھوم ہوئی تین روز تک ہنگامۂ جشن برپا رہا خوب خوب ناؤ نوش
کے جلسے ہوئے چوتھے روز فرعون نے تمام سلاطین اور معتقدین کو ایک جا جمع کیا وسط
مجمع مین ایک جاے بلند پر استادہ ہوا اور باواز بلند کہا اے ہمارے بندگان خاص و اے معتقدان
با اختصاص اس بات سے تم خوب واقف ہو کہ این جانب کو تمہاری کمک اور مدد کی کچھ ضرورت
نہ تھی کیونکہ اپنی قدرت خداوندی سے ایک لمحہ مین تمام مخالفین کو نیست و نابود کر سکتا ہون مگر ہمنے
تمکو طلب کیا چنانچہ تم سب میرے حکم کے بموجب حاضر ہوئے اسکا سبب یہ ہی کہ تم سب پر میرے
رحم و کرم کا حال بخوبی حالی ہو جائے ایسا نہو کہ کسی وقت مین خدا پرست اس بات کی شکایت کرین
کہ دنیا کے قاعدہ کے موافق ہمسے مقابلہ کر سکے ہمپر غلبہ پایا اور ہمکو ہمارے قاعدہ کے موافق

تنبیہ نہ کی اور سچ تو یہ ہی کہ مجکو خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے حال پر رحم آجاتا ہی کہ کس انتظام سے انکو خلق کیا تا اینکہ بصحت و سلامتی جوان کردیا کیا منحرف ہونے کی سزا دون شاید کسی وقت اپنے معبود برحق کو پہچانین اور راہ راست پر آجاوین جیسا کہ تمنے بیشتر سنا ہوگا کہ مسلمانون کے مقابلہ سے قطع نظر کرکے چلا گیا حتے کہ قصر معلق کے منہدم ہونے سے بھی اُنکے نیست و نابود کرنے کا درپی نہین ہوا ہان اب اُنکو معقول سزا دینے کی فکر کسی قدر پیدا ہوئی ہی تم سب بلاخوف و خطر اُنسے مقابلہ کرکے اُنکو پسپا کرو مین اس بات کا وعدہ کرتا ہون کہ اُنکے ہاتھ سے تمکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی ہر وقت مجکو اپنی پشت پر سمجھنا بہرام پنجہ کش اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور فرعون کو سجدہ کرکے کہا ای خداوند جو کچھ تو نے بیان کیا اُسکو ہم بغیر تیرے بیان کے بخوبی سمجھتے ہین مگر اب ہم تجھسے اس بات کا عہد لینا چاہتے ہین کہ اسوقت تک جو کچھ تو نے خدا پرستون کی سرکشی پر صبر کیا اور رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا تیری ہی مشیت تھی کسی کا کیا دخل مگر اب کسی وقت مین اُنکی رعایت نہ کرنا فرعون نے سر جھکا کے سکوت کیا اسفند یار فیل سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند اب یہ محل سکوت کا نہین ہی آخر رحم و کرم کی بھی ایک حد ہوتی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ خدا پرست تیرے رحم و کرم کی حالت مین روز بروز سر اُٹھاتے جاتے ہین اور چند روز اور اسی طرح کا تیرا رحم و کرم رہیگا تو کوئی تیرا بندہ اُنکے ہاتھ سے زندہ باقی نہین رہیگا تو اپنے بہشتون کو تو اپنے بندگان خاص سے مملو کردیا آخر دوزخون کو کس وقت کے واسطے بنا رکھا ہی تجکو اسوقت ضرور بہرام پنجہ کش کی درخواست کے موافق صاف الفاظ مین وعدہ کرنا ہوگا فرعون ملعون نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ کیا غضب کرتے ہو کہ مجھسے ایسا سخت عہد لیتے ہو جسوقت میرے رحم و کرم کا دریا جوش مین آئیگا اُسوقت کس طرح اپنے عہد و اقرار کا پابند رہ سکونگا اس مرتبہ اغماس شیر سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند یہ ہرگز نہوگا کہ باوجود عہد و اقرار کے مسلمانون کے مقدمہ مین رحم و کرم کو دخل دیا جاوے پھر تو تمام سلاطین یکے بعد دیگرے اُٹھے اور اغماس شیر سوار کی تقریر ادا کی فرعون نے کہا خیر تم سب کی خوشی اگر اسی مین ہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ اس مرتبہ مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا تمام سلاطین کفار کو اطمینان ہوا تیاری جنگ مین مصروف ہوئے

اب فرعون ثانی کو مع جملہ سلاطین کفار کو تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی مآل جامی دین سبحانی یعنے حمزۂ ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

تیرے جاتے ہی ہوا رنگ چمن پھیکا ہوجائیگا
بے ستون پر نقش شیرین کوہکن ہوجائیگا
بام پر ننگے نہ تم آؤ شب مہتاب مین
پوست تو میلا ہو کہ تن پیرہن ہوجائیگا
فرقت ساقی مین نکلیگا لہو ہوکے شراب
زخم بھی ہر یک خراری بن جائیگا

برگ گل جو ہی وہ برگ یاسمن ہوجائیگا
ای جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہوجائیگا
چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہوجائیگا
ایسی تیز اتیری آنکھین ہین ای صیاد خلق
اب دہان شیشہ زخمونکا دہن ہوجائیگا
مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون

کام فرما جب مرا تیر ہن آہن ہوجائیگا
جو اُگا ویگا وہ پتھر جزو تن ہوجائیگا
فکر عریانی نہین ناتوان عشق کو
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہوجائیگا
ہو کے رنجیدہ جو تو تلوار ماریگا مجھے
پھاہے جب انپر لگینگے پیرہن ہوجائیگا

اور جانب کو چلونگا جب دریا پار سے
خطا سے ختن ہو شش آیکا چاہ دفن ہو جائیگا

خضر بھی مل جائیگا تو راہزن ہو جائیگا
تو اریخ پیراسے مرد سخندان

سیکڑوں ڈوبینگے عاشق چاہ حسن کے
چنین آشکارا آئند راز نہان

کہ حمزۂ صاحبقران قلعہ آہن تاب پر بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز تھے تمام سرداران ذی عزت وشان اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے سر بر خسروانی پر حارث بن سعد جلوہ گر تھے دفعۃً ایک عیار لشکر اسلام کا آہو تگ نام مع چند جاسوسان ہمراہی بارگاہ عالم پناہ مین گرد آلود عرق مین تر درانہ داخل ہوا حارث نے آہو تگ کو بحیرت دیکھکے حمزۂ ثانی کے جانب دیکھا حمزۂ ثانی نے گھبرا کے پوچھا اے آہو تگ تو اسوقت باین حالت عجیب کہان سے آتا ہے اُسنے کہا

کہ اے شہر یار فلک بارگاہ
بالہام مقرون ہمہ کار تست
ہمہ قول و فعلت بہ ادلکشاست

علی جناب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضائے تو بیشک رضائے خداست

فلک بر وقت تو سر افگندگی
غلامان بدل نقش تو کندہ اند

زمین را ابدات تو پابندگی
بنامت نگین وار تا بندہ اند

اے صاحبقران گیتی ستان دارای سکندر حشمت وداراد دربان خادم اسوقت کوہ بلور کے جانب سے چلا آتا ہے حمزۂ صاحبقران نے پوچھا وہان کی کیا خبر لایا ہے اُسنے کہا شہریار جلد ہوشیار ہوجاؤ کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہے اور وقتاً فوقتاً وہ مجمع بڑھتا جاتا ہے فرعون ثانی نے جوانب داطراف مین نامے بھیجکے سلاطین کفار کو مدد کے واسطے بلایا ہے اور روز جشن ہوتا ہے خادم وہین موجود تھا کہ فرعون ثانی نے تمام سلاطین کو ایک جا جمع کر کے کہا کہ تم لوگ ایسی کوشش کرو کہ خدا نا کردہ مسلمان نام کو نہ باقی رہین اور بھی مزخرف تقریر کی جسکی نقل بھی کفر مین داخل ہے عنقریب کفار یورش کرینگے یہان جسقدر فوج ہے وہ کفار کی سرکوبی کے واسطے کافی نہین معلوم ہوتی اگر خادم کی گذارش مستند نہ سمجھی جاوے تو یہ جاسوس بھی وہان موجود تھے انسے بھی اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے بہر صورت غفلت کرنا ہرگز مناسب نہین ہے حمزۂ ثانی اس خبر کو سنکے کمال متوحش ہوئے سرداران راست وچپ کے جانب دیکھا بعض سردارون نے دست بستہ عرض کیا ارشاد ہوتا ہے ہم سب تابع فرمان تعمیل حکم کے واسطے بجان ودل موجود ہین حمزۂ ثانی نے فرمایا ہان یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم سب دلاور موجود ہو میرے حکم کی تعمیل کروگے مجکو اسوقت حیرت یہ ہے کہ وہان کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہے اور یہان سب موجود ہین لیکن شاہزادہ بدیع الملک نہین ہے وہ انگشتر سلیمانی لیکے جزیرۂ ہمیشہ بہار کے جانب روانہ ہوگیا اگرچہ ایک شخص کے نہ موجود ہونے سے یہ کام ملتوی نہین رہ سکتا تاہم وہ شاہزادہ دلاور بھی ایک جوان دلاور ہے اُسنے بیشتر اوقات کفار کو پسپا کیا ہے اگر وہ بھی موجود ہوتا تو بہتر تھا میری راے یہ ہے کہ اسقدر توقف کر لیا جاوے کہ بدیع الملک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے یہان واپس آجاوے حارث بن سعد بادشاہ نے کہا اے والا قدر میرے نزدیک یہ موقع شاہزادہ بدیع الملک کے انتظار کا ہرگز نہین ہے اگر کفار نے دفعتاً یورش کی تو پھر کچھ نہو سکیگا فوراً کوہ بلور کے جانب کوچ کرنا چاہیے یا تو شاہزادہ بدیع الملک کو بذریعہ تحریر اطلاع دی جاوے کوہ بلور کے جانب فرعون ملعون کی سرکوبی کے واسطے مع فوج اسلام جاتے ہین تم جزیرۂ ہمیشہ بہار مین انگشتری سلیمانی دفن کر کے کوہ بلور کے جانب آنا یا یہ کہ ہمارے

کوچ کرنے کے بعد بدیع الملک کو یہان پہونچ کے خود معلوم ہو جائے گا اور بالیقین وہ جوان دلاور بلاتوقف کوہ بلور پر پہونچے گا اور آیندہ اور جو کچھ سب کی راے ہو اُسپر عمل کرنا چاہیے حارث بن سعد بادشاہ اسلام کی یہ راے سن کے حمزۂ ثانی نے سکوت کیا سردارون نے کہا شہریار واقعی یہ وقت تامل و انتظار کا نہین ہی بادشاہ اسلام کی راے اسوقت مین بہت صائب ہی ہم سب یہان اس انتظار مین غافل رہین اور فوج کفار یہان پہونچ کے یورش کرے تو پھر کیا ہوگا حمزہ نے فرمایا اگر یہی تجویز سب کے نزدیک مناسب ہی تو یہی سہی کوچ کا بندوبست کرو سب سرداران لشکر اسلام اُسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے جانوران باربرداری آئے خیمے وغیرہ بار ہوئے صدہا چھکڑون پر غلبہ بار ہوا شتران پرندہ پر بارگاہ سلیمانی کا اڑتالہ بار کیا گیا عدیل بن عادی کے ہمراہ اہتمام و انتظام کرتے ہوئے پانچ ہزار پانچ سو چھپن جوانان شمشیر زن و دلاوران شیر افگن اسپان تازی و مرکبان عراقی صبا رفتار و برق کردار پر سوار مسلح و مکمل جملہ فنون سپاہگری مین اکمل جست و خیز کرتے کوہ بلور کے جانب روانہ ہوئے بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہی کہ قلعہ آہن تاب کوہ بلور سے چار سو فرسخ کی دوری پر تھا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ کرتے قریب کوہ بلور کے جا پہونچے نسیم تیز رفتار عیار بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور کسی ضرورت سے چلا جاتا تھا اُسکو دور سے سیاہی معلوم ہوئی چونکہ یہ عیار نہایت چست و چالاک تھا بہ تیزی تمام اُسی جانب روانہ ہوا جسطرف سے وہ سیاہی نمایان ہوئی تھی جب قریب پہونچا فوج اسلام کے سقے دکھائی دیے سمجھا کہ ضرور فوج اسلام اس طرف آتی ہی وہین سے اسنے خیز کی پہلے پیران دیوکش کے پاس آیا پیران دیوکش اُسوقت کچھ احکام متعلق حکومت جاری کر رہا تھا نسیم کو حواس باختہ دیکھکے حال پوچھا اُسنے کہا کیا بیخبر بیٹھا ہی جلد اُٹھ کے فوج و لشکر کا بندوبست کر فوج اسلام خیزا خیز اس طرف چلی آتی ہی مین ابھی اس حال کو دریافت کیے چلا آتا ہون یہ سنکر پیران دیوکش نے فوراً وہ تمام احکام ہاتھ سے پھینکدیے اور بخط مستقیم نسیم کو ہمراہ لیے ہوئے بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور کے پاس پہونچا کہا شہریار اسوقت نسیم تیز رفتار نے عجب متوحش خبر سنائی ہی بہرام تہمتن نے نسیم سے کہا کیا خبر لایا ہی اُسنے فوج اسلام کی آمد کا حال بیان کیا بہرام تہمتن نے ہنس کے کہا پھر کیا تردد کی بات ہی یہان خداوند موجود ہی اور سب سے وعدہ کر چکا ہی کہ ہم اپنے بندون کی حمایت کرین گے اور مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرین گے اگر خداپرست یہان آئین گے اپنے اعمال کی سزا پائین گے پیران دیوکش نے کہا اے بادشاہ یہ ہرگز نہ خیال کر خداپرست اپنے نام کے ہین جسوقت یہان پہونچ جائین گے قیامت برپا کر دینگے ابھی تجکو حقیقت معلوم نہین ہی وہ مسلمان ہین جنھون نے قصر معلق کو بلا خوف و تردد منہدم کر دیا اور یہ وہی خداوند ہی کہ اُسوقت بھی رحم و کرم سے ہاتھ نہ اُٹھایا حالانکہ ہزارون کیا لاکھون خداوند کے بندگان خاص ہلاک ہو گئے بہرام تہمتن نے کہا ہان یہ قصہ میری بھی سماعت مین گذرا ہی لیکن وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہی پیران نے کہا وہ وقت کون تھا اور یہ وقت کون ہی اُسنے کہا اُسوقت خداوند نے اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ نہین کیا تھا اور اب مستحکم وعدہ کر لیا

ہے نسیم نے کہا ہے شہریار اگرچہ خداوند نے خداپرستون پر اپنا قہر وغضب نازل کرنے کا وعدہ کرلیا
ہے تاہم بالائے کوہ چل کے فوج اسلام کی آمد کا تماشا تو دیکھنا چاہیے بہرام تہمتن نے کہا کیا
مضائقہ ہے چنانچہ اُسی وقت اُس پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہونچا اور تماشا دیکھنے لگا دوربین منگائی ہاتھ مین لیکر
دور نگاہ کی پہلے دیکھا کہ بدیع الزمان فرزند حمزۂ صاحبقران قدیم چار لاکھ فوج دریا موج کو ہمراہ
لیے ہوئے جانب کوہ چلا آتا ہے پھر دیکھا کہ داراب کشور کشا فرزند امیر قدیم تین لاکھ
سواران مسلح و مکمل کی جمعیت سے بکمال تزک و احتشام چلا آتا ہے پھر ہاشم تیغ زن کو
دیکھا کہ وہ بھی تین لاکھ فوج کی سرکردگی سے بکمال شوکت و عظمت چلا آتا ہے اسکے بعد دیکھا کہ
فرخ شہسوار قلندر اُسی قدر سوارون کے پرے لیے جنکے ہاتھون مین برہنہ تلوارین ہین
خیزاخیز چلا آتا ہے اب نور الدہر کی باری آئی کہ یہ بارہ لاکھ فوج کا انتظام بکمال خوبی انجام دیتا اور
بارگاہ گوہر بار کو ہمراہ لیے چلا آتا تھا تمام دن اسی طرح فوجون کی آمد رہی حتے کہ شام کی تاریکی نے
مجبور کیا بہرام تہمتن اپنے مقام قیام پر چلا آیا علے الصباح اُٹھا اور براہ راست بالائے
کوہ پہونچا دیکھا کہ اُسی طرح فوجون کی آمد کا سلسلہ جاری ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوجون کا دریا موج
مار رہا ہے آج بھی تمام دن فوجون کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا تا اینکہ رات ہوگئی بدستور اپنے مقام
پر جاکے استراحت کی مگر کمال تردد تھا کہ مسلمانون کے پاس اسقدر فوج ہے کہ شمار غیر ممکن ہے دیکھیے
اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے پھر صبح کو کوہ پر پہونچا پھر اُسی طرح ٹڈی دل دیکھا آج شب کو
جو بستر استراحت پر جاکے لیٹا تو ایسا منتشر و بدحواس ہو رہا تھا کہ کسی طرح نیند نہ آئی کبھی گھبرا کے
اُٹھ بیٹھتا تھا اور کبھی پھر بستر پر دراز ہو جاتا تھا اور کبھی دل مین خیال کرتا تھا کہ خداوند کا قہر و
غضب بھی اگر فوج اسلام پر نازل ہوگا تو اتنا بڑا قہر و غضب کہان سے لائے گا جو ایسے جمع
کثیر کی ہلاکت کو کافی ہوگا راوی کہتا ہے کہ اس کثرت سے فوج حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس
مرتبہ فراہم کی تھی کہ تین دن تک صرف اُس فوج کی آمد کا تماشا بہرام تہمتن نے دیکھا جسکے
سرکردہ فقط سرداران دست راست تھے چوتھے روز جو بالائے کوہ آیا آج پہلوان دست چپ
کی فوج کی نوبت تھی کہ گھٹا کی طرح اُمڈی چلی آتی ہے یعنے علمشاہ رومی شاہزادہ ملک قاسم
بن علمشاہ رومی یہ دونون بہادر سات لاکھ فوج کی جمعیت لے کے آئے تھے ایرج نوجوان
بن شاہزادہ ملک قاسم یہ بھی پانچ لاکھ جوان قوی دست و بازو کی جمعیت لے کے آئے اسیطرح
رستم ثانی تین لاکھ سوار کی فوج سے نمایان ہوا ابراہیم بن مالک دو لاکھ جوانان شمشیر زن اور
چالیس ہزار نیزہ بازون کی جمعیت سے آیا بہرام تہمتن آٹھ روز تک برابر تمام دن بالائے کوہ بیٹھا
ہوا ان افواج لاتعد و لاتحصے کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا حواس باختہ تھے کہنا کچھ چاہتا تھا منھ سے
کچھ نکلتا تھا چہرہ پہ ہوائیان چھوٹتی تھین دل مین بار بار یہ کہتا تھا کہ دیکھیے اس اژدہام مین خداوند
کی قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہے اب بھی اگر خداوند نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا تو بالیقین تمام
کوہ بلور پامال ہو جائے گا آٹھوین روز کیا دیکھتا ہے کہ سواری مثل باد بہاری نظر کردۂ خداوند
ذوالکرم بادشاہ اسلام یعنے حارث بن سعد اور حامی دین سبحانی یعنے حمزۂ صاحبقران ثانی

کی وارد ہوئی راوی کہتا ہے کہ یہ جسقدر سرداران لشکر اسلام مع فوج ولشکر وارد حوالی کوہ بلور ہوچکے
بعد دیگر جا بجا خیمہ زن ہوتے جاتے تھے جسوقت حارث بن سعد بادشاہ اسلام اور
حمزۂ صاحبقران ثانی مع جاہ وحشم سلطانی زیر کوہ پہونچے تمام سرداران اپنے اپنے خیمون سے نکل کے
بکمال احتشام استقبال کے واسطے آئے بارگاہ سلیمانی مرتب ہوچکی تھی اندرون بارگاہ لیجاکے
مقیم کیا جب شام کو بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور اپنے بستر استراحت پر جا کے دراز ہوا اور پیران
کو طلب کیا اور کہا اے پیران دیوکش آج آٹھ روز سے فوج اسلام کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہون آج
جو مین نے حمزۂ ثانی حاکم لشکر اسلام کی سواری کا تزک واحتشام دیکھا ہوش جاتے رہے خداوند
فرعون باوجود اس مرتبۂ خداوندی کے یہ احتشام نہین رکھتا اسوقت حمزۂ ثانی اگر خداوندی
کا دعوے کرے تو بجا ہے مجکو نہین یقین ہے کہ خداوند سے اسقدر فوج ولشکر کے پسپا کرنے کا
بندوبست ہوسکے گا پیران دیوکش نے کہا مین نے تو پیشتر ہی کہا تھا کہ خداپرست قیامت
برپا کرنے والے لوگ ہین بہرام تہمتن نے کہا واقعی تیرا خیال بہت سچا تھا مجکو یہ حال نہین
معلوم تھا اب بتا کہ خداوند کس فکر وخیال مین آلودہ ہے پیران دیوکش نے کہا خداوند تو اسیطرح
خواب خرگوش مین معلوم ہوتا ہے اپنی قدرت خداوندی سے کچھ کام بنالے تو خیر ورنہ یہ جو فوج
ولشکر سلاطین اطراف کا موجود ہے مسلمانون کے مقابلہ مین ہیچ ہے بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اُٹھا
اور پیران دیوکش کو ہمراہ لیے ہوئے فرعون ثانی کے پاس آیا اُسوقت فرعون مےنوشی
مین مصروف تھا کسیقدر دماغ گرم ہوچلا تھا بہرام نے آتے ہی فرعون کو سجدہ کیا اور دست بستہ
کہا اے خداوند کچھ تجھے دنیا ومافیہا کی بھی خبر ہے اگر یہی حال مدہوشی اور غفلت کا ہے تو ہم بندگان
خاص کی جانین کسطرح بچینگی فرعون نے کہا اے بندۂ خاص ہمارے کیا کہتا ہے ہماری کچھ سمجھ
مین نہین آتا اگر دنیا ومافیہا کی خبر کو کہتا ہے تو دنیا ومافیہا کو پیدا کر چکے اُسکی خبر سے کیا کام ع
حدیث از مطرب ومیگو وراز دہر کمتر جو * کہ کس نکشود ونکشاید بحکمت این معمارا * دنیا کو ہمنے پیدا کیا اسکے جملہ
حالات سے ہمین بخوبی آگاہی ہے کسی کو کیا خبر ہے اور ایک جام شراب لبالب کر کے دیا اور کہا اسے
پی لے اور چپکا چلا جا اسوقت زیادہ بکنا ہمکو برا معلوم ہوتا ہے اگر نہ مانے گا تجکو اپنے بندون
کی فہرست سے خارج کر دونگا پیران دیوکش نے کہا اے بادشاہ اسوقت یہان توقف کرنا بہتر
نہین ہے خداوند کے حواس درست نہین ہین ایسا نہو کہ تجھپر اپنا غضب نازل کر دے تب
بہرام تہمتن نے کہا مین ضرور اسوقت خداوند سے بحث کرونگا فرعون نے کہا اگر زیادہ
مغز خراشی کرے گا ابھی اُس عہد کو توڑ ڈالونگا جو تم سب سے کیا ہے یعنے خداپرستون کے
حال پہ مہربان ہو کے تم سب کو ہلاک کرونگا پیران نے کہا اب خوش ہوئے سے چلو گھر کو
اسی مین خیریت ہے نہین تو بنا ہوا کام خاک مین مل جاوے گا بہرام تہمتن خاموش سر جھکائے
وہان سے چلا آیا اور پیران دیوکش سے کہا آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا
پیران نے کہا مجکو اس سے پیشتر سے یہی فکر ہے اور خوب یقین ہے کہ خداوند ہم سب بندون
کی جان لے گا بہرام نے کہا کیا عجب ہے کہ جب ہوش وحواس اور بدحواسی دونون کا ایک

ہے

عالم ہے اُسوقت موجود تھے جب کہا کہ اپنے بندون کی طرف ادہی اور خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر اُسنے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا بہرام نے کہا خیر اب تو وعدہ کیا ہے دیکھین کب ہوتا ہے

اب ان سلاطین کفار کو کوہ بلور مین اس انتشار مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور لشکر فتح پیکر اہل اسلام کا حال مسطور ہوتا ہے

نہایت جوش تو دریا ہے اپنے طبع موزون کا
بتا ملتا نہ دامن کسطرح دامان ہامون کا
صفائی ہو گئی شب کو جب خورشید طلعت سے
ہر اک خم آج میخانہ مین سینہ ہے فلاطون کا
ہوا ہے ہر ستم مستون سے ان کی وہ دون ہمتا ہے
بڑا اندھیر ہے سودا ہوا ہے زلف شبگون کا
فقیر مست ہین ہر وقت کیفیت مین رہتے ہین
نشان ملتا نہین ہے قبر جمشید و فریدون کا
صفا حاصل ہوئی ہے الفت رندان جانانہ سے

جہان مین شور ہے طوفان آب دار مضمون کا
امید و بیم مین احوال ہر دم دگرگون ہے
خدا کے فضل سے کیا معرکہ مارا ہے گردون کا
حرارہ جب مرا داغ جنون لایا ہے صحرا مین
خدا حافظ ہے ساقی کشتی صہبا گلگون کا
حقیقت مین ہوا اڑکر پڑا دامان قاتل پر
کبھی طرہ ہے سنبل کا کبھی گھولا ہے افیون کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہے زمانہ پر
بغل مین دل نہین قطرہ ہے آب رنگون کا

نہوتا ہے جنون گر پاس ہمکو روح مجنون کا
کبھی پیرو ہے موسی کا کبھی بندہ ہے قارون کا
نہ کیون کیفیت اشیراق ہم مستون کو حاصل ہے
بگولے ڈھونڈتے پھرتے ہین سایہ بید مجنون کا
شب تار لحد ہے روز روشن اپنی نظر مین
قضا نے لکھدیا شبرنگ ہے محضر مرے خون کا
ملا یا خاک مین گردون نے کس کس نام آور کو
کہ خورشید فلک تارہ ہے اپنے بخت واژون کا

بہار پیرایان بساطین و حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات فتح قرین آبیاری سخن سے بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب تمام فوج اسلام زیر کوہ بلور پہونچ کے خیمہ زن ہو گئی اور حمزۂ صاحبقران اور حارث بن سعد بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سب سکوت مین بیٹھے تھے کیونکہ کسل و ماندگی سفر اعضا مین راہ پائے ہوئے تھی مع ہذا یہ بھی فکر تھی کہ عنقریب کفار کا مقابلہ ہوگا دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہے یکایک علمشاہ رومی نے رستم خو بن کرب کی طرف متوجہ ہو کے کہا مین تم سے کچھ کہنا چاہتا ہون رستم خو بن کرب نے علمشاہ کی صورت دیکھی کیونکہ یکایک دربار مین یہ بھی آواز آئی کیا کہنا چاہتے ہو علمشاہ نے کہا تمھارے باپ و دادا یعنی اسفندیار نے بڑے بڑے نام کیے بیشتر شبخون مارے ہین آج یہ ہنگامہ برپا ہوگا کفار مکر و فریب سے پیش آئین گے کوئی دقیقہ جنگ و حرب مین نقصان پہونچانے کا باقی نہین رکھین گے کوئی ایسی کارروائی نہین کرتے ہو کہ جنگ و حرب کی نوبت نہ آنے پائے اور یہ مجمع کفار درہم و برہم ہو جائے مجھکو کمال حیرت ہے کہ یہان قیام کو اسقدر عرصہ گذرا اور تمسے کوئی کار نمایان اسوقت تک ظہور مین نہ آیا رستم خو کو علمشاہ رومی کی یہ طعن آمیز کلام ناگوار خاطر ہوئے اور نہایت غیظ و غضب سے علمشاہ کی طرف دیکھا مگر پھر ضبط کر کے خاموشی اختیار کی جب دربار برخاست ہوا تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین واپس آئے رستم خو بھی اپنے خیمہ مین آیا اور تا دیر سکوت مین سر نگون بیٹھا بعض ہمنشینون نے مزاج پرسی کی رستم خو نے کہا الحمد للہ اُنھون نے کہا پھر کیا سبب انقباض طبیعت کا ہے کیا بہت غضب پیدا ہو گیا ہے آج دربار حمزۂ صاحبقران مین جو گیا علمشاہ رومی نے میرے باپ دادا کا ذکر

گر گئے یہ کہا کہ اُنھون نے بیشتر اوقات کارہاے نمایان کئے آج کفار کا مقابلہ درپیش ہی ایسی کوئی تدبیر کرو کہ کفار کو حملہ کرنے کا موقع نملے اُن سب نے کہا پھر کیا ارادہ ہی ہم سب رفاقت مین موجود ہین رستم خو نے کہا سچ یہ ہی کہ مین نے آج مصمم ارادہ کفار پر شبخون مارنے کا کیا ہی جسکو میری ہمراہی منظور ہو مستعد ہو جائے چنانچہ بیشتر جوانون نے اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنا شروع کیا جب زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی رستم خو مع جوانان ہمراہی تلوار کھینچ کے یکایک فوج کفار مین درآیا اور تلوارین مارنا شروع کردین ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد یکے را دو کرد و دو را چار کرد + چونکہ کفار کو رستم خو کے حملہ کی مطلق اطلاع نتھی بکثرت کفار جہنم واصل ہوئے چند ساعت تک ہنگامہ شبخون گرم رہا چونکہ آئندہ کے واسطے حاکم کوہ بلور نے مسلمانون سے مقابلہ کے واسطے بیحد و نہایت سامان جمع کیا تھا جب اُسکو شبخون کی خبر پہونچی لاکھون مشعلین روشن ہو گئین زیر قلعہ کوہ بلور ہر چہار جانب عمیق خندق واقع تھی رستم خو نے چاہا کہ خندق کو طی کرکے بالاے کوہ فرعون کے پاس پہونچ جائے اور اُس ملعون کا کام تمام کرے حسب اتفاق پچھلا پانون مرکب کا خندق مین جا رہا رستم خو پشت مرکب پر قیام نکر سکا خندق مین جا رہا کفار قریب پہونچ گئے رستم خو پر حلقہاے کمند پھینک دیے رستم خو حلقہاے کمند مین پیچیدہ ہو کے گرفتار ہو گیا اسفندیار فیل سوار اور اغماس شیر سوار وغیرہ سلاطین کفار رستم خو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوئے فرعون ثانی کو خوشخبری پہونچائی فرعون نے خوش ہو کے اپنے روبرو رستم خو کو طلب کیا اور بہت کچھ کلمات لاطائل زبان پر جاری کیے آخر فقرہ اُس بیہودہ گوئی کا یہ تھا کہ ای رستم خو تو نے قدرت خداوندی دیکھی کس طرح تجھے بسہولت گرفتہ و بستہ کر لیا اب بھی خیریت ہی اگر تو اپنی جانب کو بصفاے باطن سجدہ کرے ورنہ تو جانتا ہی کہ اب تو بالکل مجبور ہی رستم خو نے برہم ہو کے کہا او ملعون یہ کیا بکتا ہی تو ہرگز اس بات کا خیال دل مین نلانا کہ مین گرفتہ و بستہ ہون اگر ہلاک بھی ہو جاؤن تو بھی اُس واحد و لاشریک کی بندگی سے باز نہ آؤنگا فرعون نے چین بر جبین ہو کے کہا اچھا اس بندۂ منحرف کو قید سخت مین رکھو اس طرف جب علمشاہ رومی کو رستم خو کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا نہایت افسوس ہوا دل مین کہا ناحق مین نے رستم خو کے نسبت کلمات لاطائل طعن آمیز کہے جس سے برہم ہو کے شبخون کے واسطے آمادہ ہوا اور کفار کے ہاتھ سے گرفتار ہوا فوراً مرکب طلب کیا اسلحہ سے آراستہ ہوا اور مرکب پر سوار ہوا صمیر جو کی گھوڑا بجلی کی طرح چمکتا ہوا وہان سے روانہ ہوا زیر کوہ پہونچ کے دم لیا علمشاہ نے اُسکی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا بس بعدہ میان سے تلوار کھینچ کے علم کی اور نعرہ مارا کہ منم پیل تن و پیل کن کشندہ کپتیان فرنگی یعنی ؎ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرد وق افگندہ شور دو چار ہاتھ تلوار کے نکالے پیترے بدلے جس سے کفار پر ہیبت طاری ہوئی پھر تلوار کو میان مین رکھ لیا تیغہ کپتیان فرنگی پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ اے سرگروہ داتان بادیۂ ضلالت و حماقت و اے غریقان بحر رذالت و سفاہت تمہاری سرکشی حد سے گذر گئی ہی اگر تمنے رستم خو کو گرفتار

کر لیا ہی تو کیا کمال کیا اگرچہ وہ جوان اس مرتبہ کا نہ تھا کہ بسہولت تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا
مگر خیر یہ بھی ایک امر اتفاقی تھا کہ خندق قلعہ مین مرکب کا پانؤن جا رہا ورنہ غالب گمان تھا کہ فرعون
کا قصہ پاک کرتا وہ نہین تو اب مین تمھاری سرکوبی کو آپہونچا ہی گروہ مکار و شرارت شعار
یاد رکھو اب اس نعرہ کی آواز نہ سنو گے اس آواز کو سن کے توریج بدرگ کی رگ شرارت حرکت
مین آئی اسلحہ وکمل ہو کے فرعون کے پاس پہونچا پہلے سجدہ کیا پھر اس طرح گویا ہوا کہ اے حاکم
زمین و آسمان تو نے بنا مین بلی کی چمکتی آنکھین اور کتے کے لنبے دو کان یہ ناچیز کنندہ بندہ تیرا تیرے
مخالفون سے مقابلہ کرنے جاتا ہی تیری مدد چاہتا ہی اگر تو چاہتا ہی تو مسلمانون پر ظفر پاتا ہی اس
ملعون نے بخندہ پیشانی اسکی طرف دیکھا اور کہا جا اے ہمارے بندہ خاص تیری فتح ہو گی مگر
تنہا نہ جانا توریج نے کہا اے خداوند یہ بندہ خاص تیرا تنہا ہی جائیگا مگر یہ یاد رکھنا کہ دادا جان کی باری
ہی خداوند کو تخت سے اٹھا لے تو عجب نہین جب خیال آتا ہی معلوم ہوتا ہی پائجامہ خراب ہو گیا
رستم خو نہو کہ گرفتار کر لیا گیا یہ وہ شخص ہی کہ مرزوق فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا فوبیل ہندی
دو بیل ہندی کو شہر قضا و قدر مین مارا ہی اسوقت حمزۂ صاحبقران قدیم تپ مین مبتلا
تھے مہلکہ عظیم برپا تھا جو جانتا ہی وہ جانتا ہی جو نہین جانتا اسکو صرف اسی قدر بیان پریشان
ہو جانے کو کافی ہی اگر خداوند تنہا جانے کو کہتے ہین تو مین تنہا ہرگز نہ جاؤنگا فرعون ثانی
نے کہا اے بندۂ خاص ہمارے تیرے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی علم خداوندی سے
ہمکو یہ سب حال گذشتہ معلوم ہی اسی وجہ سے ہمنے تنہا جانے کو نہین کہا اے بندۂ خاص ہمارے
نظر عنایت تیرے حال پر بہت کچھ ہی تو نہین جانتا تیری فتح ہمنے ضرور مقرر کی ہی ہمکو خوب یاد
ہی توریج بدرگ نے بکمال اعتقاد فرعون کو سجدہ کیا اور وہان سے پانچ لاکھ سواران
جنگ آزمودہ کی جمعیت لے کے علمشاہ رومی کے مقابلہ کو آیا اور آتے ہی نعرہ مارا کہ
اے علمشاہ اگرچہ مجھے تم سے قرابت قریبہ ہی لیکن مجھسے کسی طرح کی رعایت کی امید نہ رکھنا
معاملۂ جنگ و جدل مین رو و رعایت کا دخل نہین ہوتا اور یہ بھی بخوبی یاد رکھنا کہ مقابلہ مین
سر بر نہو گے خداوند فرعون نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ تیری فتح ہو گی علمشاہ رومی کو توریج
بدرگ کی یہ گفتگو نہایت ناگوار معلوم ہوئی کہا او مردود یہ کیا بیہودہ بکتا ہی فرعون کس مزبلہ کا
سگ خارشتی ہی جسکو تو خداوند کہتا ہی خداوندی خاص اُس واحد و لاشریک کو زیبا ہی جسنے
زمین و آسمان کو پیدا کیا اور جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری تیری جان ہی زیادہ طول کلام سے
کام نہین ؎ بیارا یخچہ دارۂ مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + دونون لشکرون مین
تلوارین علم ہو گئین نیزے سیدھے ہوئے دونون جانب کے وار چلنے لگے مسلمانون نے داد
مردی و مردانگی دی ؎ دریدہ بر و شکست و بہ بست + یلان را سر و سینہ و پا و دست + ہر جانب کشتون کے
پشتے سرون کے انبار نظر آنے لگے توریج بدرگ علمشاہ رومی سے جان لڑاتے ہوئے
تھا بار بار کہتا تھا کہ اے علمشاہ اسی مین خیریت ہی کہ خدائے نادیدہ کی پرستش سے باز آ
اور خداوند فرعون کی پرستش مین دل لگا ورنہ آج تیری خیریت نہین ہی خداوند فرعون

مجکو تم پر فتحیاب کرنے کا وعدہ کرلیا ہی علمشاہ رومی نے کہا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی خدا سے
نا بس است ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان ✦ درین آشکارا چہ دارد نہان ✦ اور حملہ کیا توریج بدرگ
علمشاہ رومی کے حملہ سے اُسوقت ایسا خائف ہوا کہ نظر بچا کے صفوف کفار مین جا چھپا
علمشاہ رومی توریج کے غائب ہوجانے سے اور زیادہ برہم ہوا فوج کفار مین در آیا
اُسوقت عجب طرح کا ہنگامہ عظیم برپا تھا علمشاہ کفار کو جہنم واصل کرتا ہوا قریب دربار فرعون
کے پہونچ گیا وہان دیکھا کہ رستم خو قفس آہنی مین بند ہی جاتے ہی قفس آہنی پر غصہ مین متواتر
ایسے دو وار کیے کہ چند تیلیان قفس کی کٹ گئین اور فرعون کے تخت نکبت کے روبرو جا
دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اور کہا او بدبخت ملعون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی تو نے
مسلمانون کو بہت عاجز کیا ہی یہ کہکے چاہتا تھا کہ ایک وار مین اُس موذی کو جہنم واصل کرے
پس پشت سے مہتر کذاب عیار فرعون نے ایک وار تیغہ کا اس زور سے علمشاہ پر کیا
کہ تا گلو سر چاک ہوگیا پھر تو ہر چہار جانب سے وار پر وار پڑنے لگے علمشاہ رومی درجہ شہادت
پر فائز ہوا اُس طرف رستم خو نے بمشکل قفس کی تیلیون کو کھولا اور باہر آکے چاہتا تھا کہ علمشاہ
کی ہلاکت کا عوض لے مگر پھر سوچا کہ یہان لاکھون کفار کا مجمع ہی تنہا ان سے سربر ہونا غیر ممکن ہی
وہان سے بھاگ کے لشکر اسلام مین پہونچا حمزہ ثانی کو حیرت ہوئی کہا ای رستم حیرت ہی
کہ تم اسوقت یہان پہونچے حالانکہ لشکر کفار مین گرفتار ہوگئے تھے غالباً علمشاہ رومی نے
تمکو رہا کیا رستم خو نے دونون ہاتھ سر پر مارے اور کہا ای والا منزلت واقعی علمشاہ رومی
میری رہائی کا باعث ہوئے مگر خود رہگیر عالم بقا ہوگئے مین اُسوقت قفس سے باہر آیا جب علمشاہ
ہلاک ہوچکے تھے کمال متاسف ہوا یہ کہکے مفصل کیفیت علمشاہ کے جنگ و حرب کی بیان
کی اور کہا ای عالی منزلت اصل یہ ہی کہ علمشاہ کو مہتر کذاب عیار فرعون ملعون نے عالم
غفلت مین ہلاک کیا یہ خبر وحشت اثر سنکے شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ چیخین مارتا ہوا
اُٹھ کھڑا ہوا اُسوقت تمام دربار مین کہرام برپا تھا شاہزادہ ملک قاسم مسلح و مکمل ہوکے
حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور جنگ و حرب کی اجازت چاہی حمزہ ثانی نے ملک
قاسم کا سر سینہ سے لگایا اور کہا ای جوان یہ موقع تمہارے جنگ و حرب کا ہرگز نہین ہی اسواسطے
کہ باپ کے غم و الم مین کفار سے جنگ نہ کرسکوگے میرے نزدیک کسی قدر توقف کرو ملک قاسم
نے حمزہ ثانی کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار اگر اجازت حرب نہ ملے گی تو مین خود اپنے تئین
ہلاک کرونگا ناچار حمزہ ثانی نے ملک قاسم کو اجازت حرب دی شاہزادہ اُسوقت پوشاک
سرخ پہنے تھا تلوار علم کیے آنکھین سرخ منہ سے کف جاری لشکر کفار پر مثل شہباز آیا نعرہ مارا ؎
آفتاب مشرق دین پروری ✦ شہسوار لعل پوش خاوری ✦ وہان بعد رخصت ہونے شاہزادہ ملک قاسم
کے حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے فرمایا ایہا الناس ملک قاسم کو اپنے باپ کی ہلاکت
کا کمال صدمہ ہی ایسی حالت مین اُسکی جنگ و حرب مخدوش ہی اُسکے اصرار سے مین مجبور ہوگیا
ورنہ یہ موقع ہرگز اجازت حرب دینے کا نہ تھا ایسے وقت مین اُسکی مدد کے واسطے کسی کو

ضرور جانا چاہیے نہین معلوم کیا اتفاق پیش آئے یہ سنکر نورالدہر بدیع الزمان والیرج اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی شہریارا ہم جانثار ہم بسر وچشم تعمیل حکم کیواسطے حاضر ہین حمزۂ ثانی نے کہا یہی بہتر ہی کہ تم سب ملک قاسم کی مدد کو جاؤ یہ سب شہسواران معرکۂ جرارت وشجاعت ونہنگان بحر دلیری جلادت تیغین تولے ہوئے مرکبون کو کڑکاتے ہوئے ملک قاسم کے عقب مین روانہ ہوئے لشکر فرعون مین یکایک خبر پہونچی کہ علمشاہ رومی کا بیٹا شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کے خون کا عوض لینے آتا ہی فرعون نے حکم دیا کہ ای بندگان خاص ہمارے اب بیشک ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب ہوشیار ہو جاؤ اور تمام سلاطین وارد کوہ بلور کو اطلاع دی کہ تم سب اپنی فوجین صف آرا کرکے مسلمانون کے اس حملۂ زبردست کو روکو غرضکہ جنگ وحرب شروع ہوئی گئی لاکھ سوار فوج کفار کا کوہ کے نیچے اُتر آیا تھا تلوارین نیزے تیغے وغیرہ اسلحہ کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پائین کوہ سے بالائے کوہ تک ایک بحر طوفان خیز آہن موج مار رہا ہی زمین سے آسمان تک گرد وغبار سے تیرہ وتار ہو رہا تھا ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد آسمان گشت ہشت + نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار اسقدر پسپا ہوئی کہ فرعون ملعون تخت نکبت سے بےتحاشا جست کرکے سر وپا برہنہ بھاگا مسلمان اسقدر آگے بڑھ گئے کہ دربار فرعون تک پہونچ گئے شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کی لاش کے قریب پہونچ گیا اور فوراً لاش کو اُٹھا لیا پھر لشکر اسلام کے جانب مراجعت کی اور فوج ہمراہی سے پکار کے کہا ای دلاورو بس اب زیادہ تعاقب فوج کا نہ کرو جناب معظم کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکے کفار کی سرکوبی کی جاوے تو بہتر ہی تمام فوج اُسطرف سے پلٹی اپنے مقام قیام پر آئی جسوقت لاش علمشاہ رومی کی دربار حمزۂ ثانی مین لائی گئی رونے کا غل بلند ہوا جوش گریہ سے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی چند ساعت تک گریہ وبکا رہی جب افاقہ ہوا حمزہ نے فرمایا صاحبو دیر نہ کرو علمشاہ رومی کی لاش کو خانہ کعبہ بھیجنے کا انتظام کرو اور کون شخص اپنے انتظام سے لاش کو بیت اللہ لیجاوے گا سب نے بالاتفاق عمر بن رستم کو اس کام کیواسطے تجویز کیا بعد غسل وکفن صندل کے صندوق مین لاش رکھی گئی فوج کثیر ہمراہ ہوئی جانب کعبہ معظم کوچ کیا بعد طی مراحل وقطع منازل کعبۃ اللہ کے قریب لاش پہونچی حمزۂ قدیم کو خبر پہونچی کہ عمر بن رستم ایک لاش لیے ہوئے خیز اخیز چلے آتے ہین یہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ لاش کسکی ہی حمزۂ قدیم کے دست وپا مین رعشہ پیدا ہوگیا گھبرا کے حکم دیا تحقیق کرو کہ عمر بن رستم کے ساتھ کسکی لاش ہی اسوقت جبکہ سخت انتشار ہو گیا کفار کا زغہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی ابھی زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ایک حامی اسلام کی لاش یہان آچکی ہی یہ کہ رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمر بن رستم گرد آلود منتشر الحواس چلے آتے ہین جونہین صاحبقران قدیم کی نظر عمر بن رستم پر پڑی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہا ای عمر بن رستم جلد کہو یہ لاش جو تمھارے ہمراہ ہی کسکی لاش ہی عمر بن رستم نے آبدیدہ ہوکے عرض کی ای شہریار سپہر اقتدار کیا عرض کرون کفار بدکردار وضلالت شعار کے ہاتھ سے علمشاہ رومی ہلاک ہوئے اُنھین دلاور دوران شجاع زمان کی لاش ہی صاحبقران قدیم رومال منھ پر رکھ کے تادیر رویا کیے اُنکے ساتھ اور بھی حاضرین آبدیدہ ہوئے جب رقت کا جوش کم ہوا اسوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور قبر کا مقام تجویز کرکے گورکنون کو بلایا قبر تیار ہوئی اور لاش اُتاری گئی

ایک عرب عمر وذی علم نے تلقین پڑھی لیکن جسوقت میت کا منھ کھول کے تلقین پڑھی گئی اور حمزۂ قدیم نے علمشاہ رومی کی صورت دیکھی اس شدت سے روئے کہ تمام رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا حمزۂ قدیم کی رقت کا یہ حال دیکھکے تمام حاضرین چیخین مار کے رونے لگے اُسوقت ایک کہرام پڑ گیا بعد فراغ دفن علمشاہ حمزۂ قدیم اپنے مقام قیام پر آئے عمر بن رستم کو ساتھ لائے لشکر اسلام کے حالات بالتصریح پوچھے عمر بن رستم ثانی نے عرض کی شہریار فرعون کے ہاتھ سے لشکر اسلام سخت زحمت مین مبتلا ہے ہرچند کوشش کی جاتی ہے مگر وہ موذی کسی طرح جہنم واصل نہین ہوتا حامی دین سبحانی یعنے جناب حمزۂ ثانی بناے کفر کی انہدام کے لئے گیا عرض کرون کیسی کوشش فرما رہے ہین مگر نہین معلوم مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہے جو اسوقت تک فرعون ملعون جہنم واصل نہین ہوا فی الحال کوہ بلور پر مقیم ہے حاکم کوہ بلور اور سبھی اطراف وجوانب کے سلاطین کفار اُس مکار و بدکردار کی مدد کو کوہ بلور پر جمع ہوئے ہین اس مرتبہ جو تردد صاحبقران زمان کو لاحق ہوا ہے کبھی نہین ہوا جب صاحبقران قدیم نے صاحبقران ثانی کے تردد و پریشان کا حال سنا دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور جانب آسمان دیکھکے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح مناجات شروع کی

شکر صد شکر ای خداے ذوالجلال — ای کریم و بیمثال و بے زوال
کس زبان سے ہو ادا تیری ثنا — پہونچے کیا بندہ کی عقل نارسا
تو نہین محتاج توصیف جہان — ہمسے کیا ہو تیری قدرت کا بیان
ذات تیری بے عدیل و بیمثال — پاک ہے یکتا قدیر و ذوالجلال
ہے ترے حکم ای الہ العالمین — ایک پتا ہل نہین سکتا کہین
تجھسے روشن ہے زمین و آسمان — تیری قدرت کی ہین سب نیرنگیان
اور جب چاہے اُسے کردے فنا — خاک کے پتلے کو تو گویا کرے
قطرۂ ناچیز کو دریا کرے — خار کو دم مین گلستان تو کرے
مور کو دم مین سلیمان تو کرے

تو خوب واقف ہے کہ کفار بدکار کی شرارت سے مسلمانون کو کیسی کیسی گزندین پہونچ رہی ہین مگر پھر بھی وہ تیرے بندے تیری راہ مین سر سے چلنے کو مستعد و آمادہ ہین صدقہ اپنی رحیمی و کریمی کا تو اُنکے حال پر رحم و کرم فرما غرضکہ اسطرح کی مناجات کے بعد عمر بن رستم حمزۂ قدیم سے رخصت طلب ہوئے حمزۂ قدیم نے فرمایا ای عمر اگرچہ مین یہ خوب جانتا ہون کہ تم راہ کی تکان سے بہت خستہ ہو رہے ہو دو چار روز یہان قیام کرنا ضرور تھا مگر کیا چارہ ہے ایسی حالت مین کہ وہان کفار مسلمانون پر نرغہ کیے ہوئے ہین بقول تمہارے کوہ بلور پر تمام اطراف وجوانب کے سلاطین آئین جمع ہوئے ہین نہین معلوم اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظہور مین آئے نظر برین جملہ حالات مین تمہارے قیام کیواسطے اصرار نہین کر سکتا جاؤ خدا حافظ و ناصر مگر صاحبقران ثانی سے بعد دعا کے یہ کہدینا کہ ای فرزند تم گھبرانا نہین اگرچہ کفار کا نرغہ ہے علی الخصوص فرعون ملعون نہایت شرارت پر آمادہ ہے انشاء اللہ تعالے عنقریب وہ بدکار اپنے کردار کی سزا پاتا ہے عمر بن رستم نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب اور وہان سے رخصت ہوکے جانب لشکر اسلام مراجعت کی

اب حال فیروزی مآل اہل اسلام اور بدانجامی فرعون ثانی مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

سرا سے دنیا ہی خوف کی جا ہر ایک کو خوف دم بدم ہی — رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی
مسافرانہ ٹکے ہو اُٹھو مقام فردوس ہی ارم ہی — سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

مثال بت سب کے سب ہین بجیس، یہ دیکھو قہر خدا کی نیندین
پڑے ہین کیسے یہ ہائے غافل چڑھی ہین کس کس بلا کی نیندین
یہ جاگے تھے ابتدا ہین کسدن جو سوئے ہین انتہا کی نیندین
نسیم غفلت کی چل رہی ہی امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
کچھ ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
جو چار دن ہی وفور راحت تو بعد اسکے غم و الم ہی

گئے وہ عیش و نشاط کے دن زمان رنج و ملال آیا
کیے ہوئے سے ہوئی ندامت تو پھر کیا کیا خیال آیا
شباب نے شیب سے بدل لی عروج گذرا زوال آیا
یہ مصرعہ مخبر مصیبت پسند ہمکو کمال آیا
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

محرران مضامین حیرت آگین و کاتبان صداقت بیان و پرنمکین اس داستان ندرت توامان مین اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب علمشاہ رومی کی لاش بیت اللہ کے جانب رواہ ہو چکی شب کو لشکر مین طبل جنگ بجا اسطرف حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب اسطرح طرفین مین سامان جنگ درست ہوتا رہا صبح کو میدان جنگ مین دونون جانب صف آرائی ہوئی توریج بدرگ اور مریخ تیغزن اور الماس نیزہ باز وغیرہ چند کفار فرعون کے پاس آئے اول بکمال خلوص سجدہ کیا اور دست بستہ کہا ای خداوند آج مسلمانون کی جنگ بہت زبردست معلوم ہوتی ہی ہم چاہتے ہین کہ تو بھی درمیان فوج مین موجود رہ اور اپنے بندگان خاص کا نگران ہو جسطرح حکم خداوند ہوگا اُسطرح عمل مین لایا جاویگا فرعون نے کہا ای بندگان خاص ہمارے خاص معرکہ جنگ مین ہمارا عدم وجود یکسان ہی جو خبرگیری ہم وہان رہ کے کر سکتے ہین وہی خبرگیری ہم یہان سے بھی کر سکتے ہین تاہم ہمکو تمہاری خاطرداری زیادہ تر منظور ہی فلہذا ہم بھی معرکہ جنگ مین چلتے ہین یہ کہکے فوج کفار مین آیا اور ایک مقام بلند پر استادہ ہو کے بآواز بلند کہا ای خدا سے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج میری فہمایش آخری ہی خوب غور سے سن لو آجتک مجکو یہ خیال رہا کہ شاید تم میری بندگی پر آمادہ ہو جاؤ اور مجکو پہچانو کہ مین تمہارا سچا خداوند ہون مگر تمنے کسی طرح میرے کہنے کو نہ سنا اور آجتک اُسی طرح مجھسے منحرف ہو اگر آج بھی میرے کہنے کو سماعت مین نہ لاؤ گے تو آج مین مطلق تمہاری رعایت نہ کرونگا ضرور سب کو ہلاک کرونگا راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ رومی اپنے باپ کی ہلاکت سے ہمہ تن طیش ہو رہا تھا فوج اسلام سے چند قدم آگے بڑھا اور بآواز بلند فرعون ثانی کو یہ جواب دیا کہ او سگ خارشتی یہ تو کیا بھونکتا ہی میرے نزدیک تو نصیحت و فہمایش کیا کرے گا غالبًا آج تیری زندگی کا آخری دن ہوگا یہ کہکے تلوار علم کر کے فرعون کے جانب جھپٹا کفار کو گمان تھا کہ فرعون صاحب قدرت ہی اگر تمام فوج اسلام بھی ایک مرتبہ خداوند پر حملہ کرے گی تو فرعون کے ایک موے تن کو صدمہ نہین پہونچ سکتا ہی سب باطمینان خاموش اپنی اپنی جگہ استادہ رہے ملک قاسم نے آتے ہی ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اُسکے سر پر کیا کہ فرعون دو لخت ہو کے زمین پر گرا توریج بدرگ نے جو یہ حال دیکھا بآواز بلند کہا ای خداوند ای خداوند جلد دوسری صورت ظاہر ہو کے تمام مسلمانون کا کام تمام کردے

ہم سب اسواسطے تیری حمایت کو نہین بڑھے کہ اب تو تجھے ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون پر غصہ آئے گا ابتک تو تو نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا وہان وہ ملعون جہنم مین مالک کے ملک ہو چکا تھا جواب کون دیتا شاہزادۂ ملک قاسم اُسی طرح تلوار تولے ہوئے تورج کے جانب جھپٹا اُس مکار کو یہ خیال تھا کہ عنقریب خداوند فرعون زندہ ہو کے ان مسلمانون کا کام تمام کرے گا اپنی جگہ باطمینان تمام استادہ رہا ملک قاسم نے تلوار کا وار اُسپر کیا جب اُس پلید نے دیکھا کہ خداوند فرعون ابھی تک زندہ نہین ہوا ہے اور اس وار مین میرا ابھی کام تمام ہو گا اپنی فوج کے جانب چلتا ہوا تلوار کا وار اُسپر ہو چکا تھا اگرچہ پورا ہاتھ نہین پڑا تھا کسی قدر زخمی ہو گیا فوج کفار سمجھی کہ فرعون اپنی مصلحت سے ابھی اپنے کو زندہ کرنا نہین چاہتا تورج زخمی ہو کے بھاگا ہے مسلمانون کا حملہ زبردست ہو گا مفت ہم سب ہلاک ہونگے جیسا کہ خداوند نے بیشتر اپنے بندون کو ہلاک کروایا ہے سب کے پانوُن اُٹھ گئے فوج اسلام تلوارین علم کر کے اُنکے تعاقب مین آپہونچے پس پھر تو یہ نوبت پہونچی تھی کہ موسم خزان مین درخت کے پتون کی طرح فوج کفار کے سر دھڑون سے زمین پر گرنے لگے بقیہ بھاگ گئے تورج بدرگ بھی زخمی ہو کے بھاگا لوٹ مین بکثرت مال و اسباب بیش قیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا ادنے ادنے مالا مال ہو گئے جہان جابجا کفار کے کشتون کے پشتے تھے وہان مال غنیمت کے پشتارون کے بھی انبار تھے مسلمانون کے یہان گویا عید تھی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتا تھا حمزۂ ثانی نے ملک قاسم کو خوب گلے لگایا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا اے ملک قاسم واقعی تائید آسمانی تیرے شامل حال تھی جو ایسا کار نمایان تجھسے ظہور مین آیا ورنہ مجکو ہرگز تیری ذات سے ایسی امید نہ تھی باوجود فرعون کی ہلاکت کی خوشی کے عالمشاہ رومی کے خیال مین شاہزادۂ ملک قاسم آبدیدہ ہو گیا حمزۂ ثانی نے اُسکی صورت دیکھ کے دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا اور کہا اے ملک قاسم مجکو خوب معلوم ہے کہ تجکو اپنے باپ کی ہلاکت کا سخت صدمہ ہے مگر بجاے خود یہ سمجھنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے اسدم تک یہی انتظام چلا آتا ہے اور قیامت تک یہی انتظام رہے گا دنیا مین جو کوئی پیدا ہوا ہے وہ ایک روز ناپید ضرور ہو گا بجز ذات باری تعالے کے کل من علیہا فان و یبقے وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۵

ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے
رشتۂ الفت کے تئین جاوینگے توڑ
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان
کیا ہوئے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا قارون و کسریٰ کیقباد
کیا ہوا وہ کر و فر و جاہ و مال
کیا ہوئے یوسف عزیز دو جہان
چار دن کو نیچ ہو یا ہو سرور
جبکہ مرنا ہے مسلم دوستو

کچھ نہ نیک و بد سوا لیجا سکینگے
خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ
حضرت آدم سے لے تا این زمان
کیا ہوئے اسکندر و صاحبقران
کیا ہوا نمرود او شداد و عاد
کیا ہوئے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوئے یعقوب پیر ناتوان
رنج دنیا کا تحمل کیجیے
ہے برابر تخت ہو خاک ہو

مال و منصب کے تئین جاوینگے چھوڑ
یک بیک رہجائینگے ہل ہل کے ہاتھ
کیا ہوئے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوا جمشید داراے جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوئے وہ ملک و مال بیشمار
چھوڑنا دنیا کا ایک دن ہے ضرور
عیش باقی کو عوض مین لیجیے
جتنے قول و فعل ہین اے خوشخصال

حشر مین ہر ایک کا ہوگا سوال
زندگی مقصود بہر بندگی ست

ہو سکے جتنی کرو تم بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

تا نہ ہووے حشر مین شرمندگی

ملک قاسم نے عرض کی اے والا منزلت واقعی جو کچھ ارشاد ہوا عین صواب ہی مگر کیا عرض کرون جب مجکو اپنے پدر معظم کا خیال آتا ہی دل قابو مین نہین رہتا حمزہ ثانی نے کہا ہان کیا شک ہی بہرحال صبر ضرور ہی بعد اس طرح کی فہمایش کے حمزہ ثانی نے خاص ملک قاسم کے دل بہلنے کی غرض سے ایک جشن عظیم مقرر کیا اہتمام بلیغ ہوا صدہا خیمے میدان مین نصب کیے گئے شیشہ آلات وغیرہ اسباب زینت و زیبائش کی کثرت تھی سرکار حمزہ صاحبقران ثانی مین خود ہی جملہ سامان موجود تھا کسی شی کی کمی نہ تھی اور اب تو تمام سلاطین کفار کا مال و اسباب ہاتھ آیا بیش قیمت اشیا اس کثرت سے تھین کہ کوئی شخص نظر اُٹھا کے بھی نہ دیکھتا تھا ہر جگہ عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا کہین رقص و نوا کا ہنگامہ تھا کسی جگہ مشرع اشخاص جمع تھے اور اہل اسلام کی مردانگی اور کفار کی سرکشی کا ذکر ہو رہا تھا تین روز تک یہ ہنگامہ جشن برپا رہا

اب مسلمانون کو بعد ہلاکت فرعون ثانی اپنی فتح فیروزی کی خوشی اور خرمی مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال لعل بن تورج کا قلمبند ہوتا ہی جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہی

کیا کیا ہی کرم مجھپہ خدائے دو جہان کا
کچھ دخل نہین گلشن قدرت مین خزان کا
دریا کرمی مین ہین سو طرح کے جلوے
موجود ہی پہ نام نہین اُسکے نشان کا
دریا غضب جوش مین آئے تو غضب ہی
ہی جو گل یکتا چمن ہر دو جہان کا
دم مارنے کی جا نہین ہی صاحب درا کا

شکر اُسکا ادا کر سکے کیا منھ ہی زبان کا
جو آگیا اس راہ مین سالک وہی ٹھہرا
دیکھو صدف جسم مین عالم در جان کا
دیکھے تو کوئی غور سے قدرت کے کرشمے
غرقاب سفینہ ابھی ہو جائے جہان کا
پوشیدہ بھلا کر سکے اُس سے کوئی کیا بات
ہستی کہ وہان دخل نہین وہم و گمان کا

تازہ ہی چمن حمد خدائے دو جہان کا
گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہان کا
صحرا مین نہ دریا مین زمین پر نہ فلک پر
شادی کہین بچے کی کہین غم ہی جوانکا
بلبل کی طرح عشق مین نالا ہون مین اُسکے
دانندہ و واقف ہی وہ ہر راز نہان کا

راوی کہتا ہی کہ تورج بد رگ کی بی بی بعد فتح ہونے طلسم کے بھاگ گئی تھی شہر لعلان مین پہونچی وہان کا بادشاہ لعلان لعل پوش نام ہی لوگون نے زن تورج اور پسر تورج کو لعلان شاہ کی خدمت مین پہونچایا لعلان شاہ ان دونون کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور اپنی شریعت کے موافق زن تورج سے نکاح کیا لعل بن تورج کو اپنا بیٹا بنایا تعلیم اور تربیت کے واسطے ادیب رکھے اور فنون سپاہگری کے بھی تعلیم کرنا شروع کیے تا اینکہ فن جنگ مین کامل ہوگیا شہر لعلان سے کئی فرسخ کی دوری پر دجال نام ایک ملک واقع ہی اُسکے حاکم و فرمانروا کا نام دال بن دجال ہی اسکے چند سپہ سالار ہین زال خوک پیشانی و سہراب گرزن و تمیز نیزہ باز اور اس ملک مین پروبز کا لڑکا بادشاہ کا بیٹا ہی دال بن دجال کے دل مین مدت سے شہر لعلان کے لینے کا سودا سمایا ہوا تھا اُسنے خال بن حداد کے بارہ سو سوار ہمراہ کرکے شہر لعلان کو بھیجا جب سرحد شہر لعلان مین پہونچا لعلان لعل پوش کو خبر ہوئی اُسنے استقبال کیا اور بکمال تزک و احتشام اپنی دار السلطنت مین لیگیا ہنگامۂ گفت و شنید گرم بر سبیل تذکرہ خال بن حداد نے کہا کہ دال بن دجال بادشاہ

شہر دجال نے مجکو خراج کے واسطے بھیجا ہی لعلان لعل پوش نے چند لمحہ سکوت کیا بعدہ
کہا کہ مجکو دال بن دجال کے حکم کی تعمیل مین مطلق عذر نہین ہی البتہ وہ تعمیل ایک شرط سے مشروط
ہی خال بن حداد نے کہا وہ شرط کیا ہی لعلان شاہ نے کہا دیکھو کہتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ
جلد شہر لعلان کے خراج کا روپیہ فراہم کرکے لاؤ اور لعل بن توریج کو بلاکے خال بن حداد کو
دکھایا اور کہا صاحب وہ شرط یہ ہی کہ اگر اس لڑکے کو فن جنگ مین مغلوب کرلو تو خراج کا روپیہ
لیجاؤ راوی کہتا ہی کہ لعلان شاہ کو وقتاً فوقتاً لعل بن توریج کے حال سے بخوبی اطلاع ہوگئی
تھی کہ یہ بیٹا توریج بدرگ کا ہی اور یہ عورت توریج بدرگ کی بی بی ہی اور بادشاہ طلسم کی دختر ہی
جب طلسم کو شاہزادہ بدیع الملک نے فتح کیا تو یہ تباہ ہوکے شہر لعلان مین وارد ہوئی ہی
غرضکہ خال بن حداد نے لعل بن توریج کو دیکھ کے کہا ای بادشاہ اگر خراج کا وصول ہونا
صرف اس لڑکے کے مقابلہ پر موقوف ہی تو مجکو منظور ہی یہ سنتے ہی لعل بن توریج کو بادشاہ نے
اشارہ کیا وہ چپٹ لنگوٹ سے درست ہوکے پترا بدلتا ہوا آموجود ہوا ادھر خال بن حداد
بھی اٹھ کھڑا ہوا دونون نے خم مارے اور زور و دست و بازو مین مصروف ہوگئے اسنے داؤن
کیا اسنے رد کیا اسنے داؤن کیا اسنے رد کیا ایک نے تھپڑ مارا دوسرے نے گھونسا رسید کیا اسطرح
کامل پہر بھر کا عرصہ گذرا لعل بن توریج کو غصہ آگیا دونون پٹریان گرفت مین لاکے اٹھا لیا اور
گرد سر چرخ دیا پھر زمین پر مارکے اسکے سینہ پر سوار ہوا اور کہا ہی شرط کہ تیرے سر کو تن سے جدا
کرلون خال بن حداد سمجھا کہ عنقریب یہ نوجوان مجکو ہلاک کیا چاہتا ہی امان مانگی لعل بن توریج
اسکے سینہ پر سے اتر آیا خال بن حداد سے لعلان شاہ نے کہا ای پہلوان تو نے ہماری شرط
پوری نہین کی فلہذا ہم خراج دینے سے معذور ہین خال وہان سے رخصت ہوکے چلا آیا دال بن
دجال نے حال پوچھا خال بن حداد نے تمام سرگذشت بیان کی دال بن دجال نے کہا وہ لڑکا
کس خاندان کا ہی خال بن حداد نے لعل بن توریج کے زور و طاقت اور خاندان کا حال بالتفصیل
بیان کیا پرویز کے لڑکے نے زار و قطار رونا شروع کیا دال بن دجال نے اسکے رونے کا
سبب پوچھا اسنے کہا شہر یار مین نوشیروان کا پرپوتا ہون میرے باپ دادا پر ان لوگون نے
بہت بدعت کی ہی اگر مجکو فوج و لشکر ملے تو مین اپنے باپ دادا کا عوض قرار واقعی لے لون
دال بن دجال کو پسر پرویز کے رونے پر رحم آیا اور حکم دیا کہ جسقدر فوج پسر پرویز کو مطلوب
ہو فوراً تیار ہو چنانچہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پسر پرویز شہر لعلان کے جانب روانہ ہوا
بعد طی مراحل و قطع منازل سرحد شہر لعلان مین پہونچا یکایک یہ خبر لعلان لعل پوش کو پہونچی
ہی لعل بن توریج آیا بادشاہ سے ملاقات کی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین پھر لعلان شاہ نے
لعل بن توریج کو بلایا اور کسی قدر فن سپہ گری دکھانے کی فرمایش کی لعل بن توریج نے نیزہ بازی
وسلحشوری کا کمال دکھایا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا لعل بن توریج کو گلے سے لگایا اور
حکم خروج دیا چار لاکھ فوج کی جمعیت سے کوچ کیا دو منزل طی کرتے ہوئے قریب مرصع حصار کے
پہونچے شاہ مرصع حصاری کو خبر پہونچی انھون نے بھی بعجلت تمام اپنی فوج مین کمربندی کا حکم

دیا اور ردال بن دجال وغیرہ کے مقابلہ مین صف آرائی ہوئی وہ غضب کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بنات خدا لگیر وپیزن کے سوا دوسری آواز گوش زد نہ ہوتی تھی کسی کو اپنے بیگانے کی خبر نہ تھی جو جسکے تلوار کی زد پر آگیا فوراً دو نیم تھا نوبت باینجا رسید کہ اہل مرصع حصار ہی کو شہادت نصیب ہوئی کفار نے تمام شہر کو خوب لوٹا وہان سے فراغت کر کے حاکم قلعہ زرنگار پر یورش کی تا اینکہ اسکو بھی قتل کیا اب ان ظالمون کے پاس قریب سات سو کے لشکر جمع ہو گیا ہے

اب لعل بن نوریج بدرگ اور ردال بن دجال وغیرہ کو یہان مقیم رکھا جاتا ہے اور دو سے کلمے شاہزادہ ملک قاسم کے مرقوم ہوتے ہین

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
سر پھرا کرتا ہے یہ ظل ہما ملتا نہین
چشم نے کی مدتون گردش تو پایا ایک تل
ڈھونڈھتا ہے خاک مین قارون گڑا ملتا نہین
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہم صحرا مین مثل گردباد
صورت عنقا کبوتر کا پتہ ملتا نہین
آدمی کیون طالب راحت ہے دور چرخ مین
نخل کو پانی پلے نشو و نما ملتا نہین
حق اگر پوچھو تو یہ بھی نسخہ اکسیر ہے
شیر دایہ طفل کو بھی بے بکا ملتا نہین

ہے خودی جبتک کہ انسان مین خدا ملتا نہین
ہے تجسس شرط یہان ملنے کو کیا ملتا نہین
رزق انسان کو مقدر کے سوا ملتا نہین
المدد موقع مدد کا ہے یہ اے باد مراد
منزلون یاران رفتہ کا پتہ ملتا نہین
گمرہی خود منزل مقصود کی ہے رہنما
چین دانہ کو بزیر آسیا ملتا نہین
شکل آئینہ نہ پوچھو میری حیرت کا سبب
چھانتے ہین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین
شاعران حال کیا مضمون تو پائین اسیر

جستجو بہتی ہے دولت کا پتہ ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین
دے جو محتاجون کو دینا ہو کہ فرصت ہے ابھی
ڈوبتی ہے اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین
ہو گیا کیا جانے لیجا کے خط کس جا تباہ
خضر ملجاتے ہین جسکو راستا ملتا نہین
گلشن ہستی مین یہ آب مروت کا ہے قحط
خلق صورت مین ہے معنی آشنا ملتا نہین
رکو مانگ اللہ سے چاہے جو وسعت رزق کی
ڈھونڈھتے ہین یہ تخلص بھی نیا ملتا نہین

مہران مضامین شورانگیز و کاتبان تحریر عبرت آمیز اس حال پر ملال مین اسطرح قلم فرسا ہوئے ہین کہ اگرچہ شاہزادہ ملک قاسم نے فرعون کو جہنم واصل کیا اور رنج و ملال پدر کے دفع اور رفع ہونے کی غرض سے حمزۂ ثانی نے جشن عظیم بھی برپا کیا مگر شاہزادہ ملک قاسم کے دل پر علمشاہ کی ہلاکت کا ایسا ملال مستولی تھا کہ کسی طرح رفع و دفع ہوتا تا اینکہ عمر بن رستم علمشاہ رومی کو دفن کر کے بیت اللہ سے واپس آئے ایک روز ملک قاسم نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ شہریار میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز خاور مین رہون بعد ازان کعبۃ اللہ جا کے پدر معظم مغفور کی قبر پر بیٹھ رہون کیا لطف زندگی جب باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا صاحبقران ثانی نے سمجھایا کہ اے ملک قاسم مین خوب جانتا ہون کہ علمشاہ کی مفارقت تم پر بہت شاق ہے پھر بھی گیا چارہ ہے جو مر گیا وہ پھر زندہ نہین ہو سکتا اگر تمھارے باپ کا سایہ تمھارے سر پر سے اُٹھ گیا تو ہم تو زندہ ہین ملک قاسم نے رومال سے آنسو پاک کیے اور عرض کی یہ بجا ارشاد ہوا مگر فی الحال میرا ارادہ یہی ہے حمزۂ ثانی نے فرمایا تمکو اختیار ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ تم تنہا جاؤ گے اور بھی کوئی تمھارے ساتھ جائیگا عمر بن رستم اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریار مین ملک قاسم کے ساتھ جاؤنگا حمزۂ ثانی نے کہا بہتر ہے یہ کہکے خود بھی خوب روئے پھر آنسو پاک کر کے رخصت کیا پس اور بھی حاضرین وقت دونون سے گلے ملے اور کہا دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے عمر بن رستم نے کہا انشاء اللہ زندہ ہین تو پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی پھر دونون نے اپنی فوج کو رستم ثانی

وغیرہ کے حوالہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوئے دو منزلہ راہ طے کرتے ہوئے خاور مین پہونچے ملازمون
وغیرہ کو خبر پہونچی سب حاضر ہوئے اور خدمت گذاری مین مصروف ہوئے

اب پھر لعل بن نوروز کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

ہے وہ ہین بس قابل حمد و ثنا	جسکی ہے نہ ابتدا نہ انتہا	وہم بھی اس راہ مین فرسودہ ہے	اور پائے فہم خواب آلودہ ہے
درک و عقل و فہم ہین یان نارسا	اور عارفان کا ہے محض افترا	حمد کیا لکھون طبیعت دنگ ہے	خامہ میدان ثنا مین لنگ ہے
کس سے اُسکی قدر و منزلت ہو حساب	جسکے دریا کا فلک ہے اک حباب		

راویان اخبار و ناقلان آثار بیان کرتے ہین کہ لعل بن نوروز اور پسر پرویز خروج کرکے اشتم پر آئے اور خورشید جمشید دونون کو مارا ترکستان پر چڑھائی کی ترک بن توسن کو مارا اتنا انیکہ سمرقند کی طرف آئے نواب لوٹے سمرقند ہی ایک کافر ہے اقیقت بن خلیتم تیرانداز نام سے مشہور ہے وہ قلعہ گھیرے ہوئے ہے لعل بن نوروز نے قلعہ فتح کرکے وہان کے حاکم کو بھی مارا بعدہ بہمن بن سلسال کو ساتھ لیکے خاور کی راہ لی اثنا سے راہ سے اُسنے زال بن خوک پیشانی کو روانہ کیا اور تاکید کہدیا کہ ہم آتے ہین تم تعجیلات تمام وہان پہونچ کے بربادی خاور مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بعد اُسکے روانہ ہونے کی عقیقت بن خلیتم کو اسی ہزار تیراندازون کی جمعیت ساتھ کرکے روانہ کیا جب یہ سب خاور مین پہونچ چکے تو خود بھی قطع منازل کرکے قریب خاور کے پہونچا حسب اتفاق عمر بن رستم علیل ہوگئے تھے اطبا نے منجملہ اور علاجون کے یہ بھی علاج تجویز کیا تھا کہ سیر و شکار کا مشغلہ بھی ہونا چاہیے چنانچہ عمر بن رستم شکار کو گئے ہوئے تھے سامنے ایک ہرن دکھائی دیا چاہتے تھے کہ نشانہ لگائین سامنے بگولہ گرد نمایان ہوا بعدہ ہرکارون نے عمر بن رستم کو خبر دی کہ لعل بن نوروز اور پسر پرویز دونون خاور کے استقبال کیواسطے خیز اخیز چلے آتے ہین عمر بن رستم نے مطلق اپنی علالت کا خیال نہ کیا بلا تکلف اُس جانب مرکب کو مہمیز کی اور قریب پہونچ کے کہا باش او خیرہ سر کیا بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہے لعل بن نوروز نے کہا تم کون ہو جو مجھے اس طرف آنے سے منع کرتے ہو عمر بن رستم نے کہا ہم یہان کے حاکم ہین وہ پلید سمجھا کہ شاید یہی ملک قاسم ہے بس لعل بن نوروز نے ایک ہاتھ تیغ بیدریغ کا اس قوت سے عمر بن رستم پر لگایا کہ سر اُس خداپرست جوان کا تن سے جدا ہوکے دھڑ سے زمین پر گرا ہمراہیان عمر بن رستم نے جب یہ حال دیکھا اپنی قلت تعداد پر مطلق خیال نہ کیا بلا تکلف لعل بن نوروز پر جھپٹ پڑے لعل فوج کے غول مین آگیا ان سے فوج کا مقابلہ ہوا یہ چند نفر اُس طرف مسلح و مکمل فوج کثیر چند ضربون کے بعد پسپا ہونا پڑا کچھ ہلاک ہوئے بقیہ نے فرار پہ قرار لیا فوج کفار کے ایک ملحد نے سر عمر بن رستم کا لعل کے پاس پہونچایا یہ چند نفر خداپرست جو جان سلامت بچا لیگئے تھے ملک قاسم کے پاس آئے اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم مسجد مرصع مین تھے جونہین ان لوگون کو بدحواس آتے دیکھا کہا کیون خیریت ہے بدحواس کیون ہو عمر بن رستم کی شہادت کا حال بیان کیا ملک قاسم کو تاب تحمل کہان اُسیوقت مسجد مرصع سے باہر آئے مرکب پر سوار ہوگئے فوج کفار کی راہ لی انکے عقب مین ارہ دلشیر مرد شیر افگن مظفر خون آشام یہ سب دس ہزار فوج کی جمعیت ہمراہ لیکے روانہ ہوئے ملک قاسم نے دیکھا کہ فوج کفار چلی جاتی ہے مرکب کو بے تحاشا دوڑا کے ملک قاسم فوج کفار کے سامنے پہونچا اور نعرہ مارا کہ ای کفار و ای مجمع جفاکار اگر نہ دانی بدان منم

آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + او ملعون لعل بن تورج تربون تیری یہ بھی طاقت
ہی کہ میری زندگی مین میرے بھائی کا سر لیجاوے راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم قریب ساٹھ ستر
جوانون کو قتل کرکے اُس ملعون کے پاس پہونچا ہی لعل نے دودستی وار تیغہ کا شاہزادہ ملک قاسم
کے سر پر لگایا شاہزادہ نے تلوار پر وہ وار رد کیا اُسکا تیغہ تلوار سے ٹکراکے دو ٹکڑے ہوگیا اب جو
شاہزادہ ملک قاسم نے تلوار سنبھالی اُس مکار نے نڈھال ہوکے ڈھال سر کی پناہ کی تمام فوج کفار ملک
قاسم پر ٹوٹ پڑی شاہزادہ مثل شیر نر اُن بزدلون پر حملہ آور تھا اور نعرہ پر نعرہ مار رہا تھا ادھر شیر افگن
مرد شیر افگن مظفر بن ترحیم خون آشام مع دس ہزار فوج کے پہونچے جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم
ہوا تلوار پر تلوار پڑ رہی تھی تکبیر و نعرون کی صدا فلک اول پر جا رہی تھی غرضکہ ان چالیس ہزار کو مارا دو چار
فرار ہوگئے شاہزادہ ملک قاسم نے تجسس و تلاش کی بعد اسکے بھائی کی لاش پائی شدت صدمہ سے
غش آنے لگا مگر بجبر اپنے کو سنبھالا گریبان چاک کیا اور عجب طرح خراب حال بنایا عمر بن رستم کی لاش کو
لیکے چلے تھے کہ اُسطرف عقیف بن خصیم کو معلوم ہوا اُسنے فوراً مرکب کو مہمیز کی اور اسی ہزار فوج
سے قاسم کے قریب آیا للکارا کہ ای جوان کہان جاتا ہی اور کیون عمر بن رستم کی لاش لیے جاتا ہی یہ کہکے
تمام فوج کو آواز دی کہ ای بہادرون سب ایک مرتبہ تیر چلہ کمان مین رکھکے رہا کرو بس ایک ہی مرتبہ ہزار تیر
قاسم کی طرف آئے کہانتک کٹتے نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار رفیق شاہزادہ ملک قاسم کے تیرون سے غربال
ہوگئے ملک قاسم مسلمانون کے ایک مرتبہ ہلاک ہوجانے سے بہت پریشان ہوئے نہایت برہم
ہوکے عقیف کے برابر پہونچے عقیف نے ایک زبردست تیغہ مارا قاسم نے چاہا کہ بندش
پکڑلون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی اُسکا تیغہ سر پر آیا کلائیون پر رد کا کلائیان مجروح ہوگئین اور تیغہ تا گلو
اُتر آیا تاہم قاسم نے اپنے کو برابر عقیف کے پہونچایا جدوکد کرکے عقیف کو گھوڑے پر سے گرایا
سینہ پر سوار ہوا اور گلے کو دانتون سے چبالیا تا آنکہ وہ ہلاک ہوگیا چونکہ شاہزادہ ملک قاسم ایسا مجروح
نہین ہوا تھا کہ جانبر ہو سکتا عقیف کے ہلاک ہوجانے کے بعد چند لمحہ مین خود بھی جان بحق تسلیم ہوا
مظفر یہان موجود تھا اسنے جو ملک قاسم کو بیجان پایا از سرتاپا غیظ و غضب ہوگیا اور تلوار علم کرکے مجمع
کفار مین در آیا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا چند کفار شاہزادہ ملک قاسم اور مظفر
وغیرہ کی خبر ہلاکت پہونچانے لعل بن تورج کے پاس گئے اُسطرف جوانان خاور ملک قاسم کی لاش لیکے
خاورزمین پہونچے مقبرۂ خاورزمین ان سب مسلمانون کو دفن کیا رسوم تعزیت ادا کی گئی تمام شہر سیاہ پوش
ہوا ملکہ خورشید خاور نے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت مین اس مضمون کا نامہ
لکھا کہ غضب ہوگیا کوہ غم مجھپر ٹوٹا شاہزادہ ملک قاسم کفار کے دست ظلم سے درجۂ شہادت پر فائز
ہوئے اُنکے ساتھ یاران ہمراہی بھی کشتۂ تیغ فنا ہوگئے اسپر التفات نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ لعل بن تورج
فوج کثیر لیکے آیا ہی مسلمانون سے برسر پرخاش ہی پہلا ضروری کام یہ ہی کہ ملک قاسم کا فاتحہ دلاؤ دوسرا
یہ کام بھی واجب سمجھو کہ ظالمون کے ہاتھ سے میری حرمت بچاؤ جب اس مضمون کا نامہ بادشاہ اسلام
اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی نظر سے گذرا لشکر اسلام مین ایک کہرام برپا ہوگیا صاحبقران ثانی کی نظر
مین دنیا اندھیر ہوگئی اُسیوقت بادشاہ اسلام نے کوچ کا حکم دیا اور خود بعجلت تمام چند سردار ہمراہ لیکے

خاورہ کی راہ لی باقی سرداروں نے بالاتفاق یہ راے قرار دی کہ دریا کی راہ سے خاورہ مین جلد پہونچ سکتے ہین سفر دریا ہی مناسب ہی چنانچہ یہ سب جہازون کو کشتیون پر سوار کیا یعنی کون رستم ثانی و ایرج نوجوان داراب کشور کشا امیر اجیم بن مالک سکندر فرخ لقا شیر افگن سلیمان ثانی نور الدہر بدیع الملک اسد غضنفر وغیرہ مجموعاً پانچ ہزار پانچ سو پچپن دلاوران شمشیر زن و بہادران شیر افگن خاورہ کے جانب روانہ ہوئے زمانہ بوقلمون کی نیرنگیان اور گردون دون کی اٹکھیلیان تو اظہر من الشمس ہین

امید عیش مدار از جہان بوقلمون ✤ کہ ہر دمش چو محنت طبیعتان رنگیست ✤ جب یہ جہاز بیچ دریا مین پہونچے چند ساعت تک بخیر و عافیت سطح آب پر روان رہے دفعتاً جانب غرب سے ابر اُٹھا آہستہ آہستہ ہوا چلنے لگی سواران جہاز اُس ابر کی طرف متوجہ ہوئے ناخداؤن نے غل مچایا کہ اے سواران جہاز ہوشیار ہو جاؤ اپنے اپنے اعتقاد کے موافق دعا مانگو عنقریب طوفان آتا ہی یہ ذکر تھا کہ باد تند کا جھونکا آیا جہاز رانون کے دست اختیار سے جہاز نکل گئے اور غیر مقررہ جانب روان ہوئے پھر تاریکی نے تمام جہان کو گھیر لیا جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا کے تباہ ہو گئے

اب ان جہازون کو تباہی مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور بار دیگر لعل بن توریج کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

حال بیتابی عیان اشکوں سے سب پر ہو گیا
بوریا زیر قدم پانی کی چادر ہو گیا
جس جگہ ہین صاف طینت ایک ہی بستر ہین
سر پھرا تو مجھکو دور ساغر ہو گیا
صبر کا کچھ حال طوفان حوادث مین نہ پوچھ
دم مین کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا
قدرت حق ہی ہمارے دل مین داغوں کی بہار
خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا
چرخ گردون ہی ترقی مین تنزل کو نہ بھول
دخل اس ابلیس کا جنت مین کیونکر ہو گیا

ترجمان دل ہمارا دیدۂ تر ہو گیا
بحر عالم مین ہی آفت لازم اہل کمال
آگیا پانی جہان سطح برابر ہو گیا
چشم پوشی کی اگر احباب نے پروا نہین
ایک خر مین تھا سو وہ بھی وقف صرصر ہو گیا
قائل نیرنگی قدرت نہو کیونکر صدف
کیا تماشہ ہی کہ گلبن یہ صنوبر ہو گیا
خاکساری سے نہین بہتر جہان مین منعمی
ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغر ہو گیا
اشک کے تاثیر سے بڑھتا ہی لوث معصیت

اشک افشان قبر مین یہ دیدۂ تر ہو گیا
ٹوٹنے کا خوف ہی قطرہ جو گوہر ہو گیا
مست مے اپنی نقاہت سے ہوا مین ناتوان
عین عریانی مین یہان جامہ میسر ہو گیا
مردہ کچھ سنتا نہین چلا کے روتے ہین عزیز
منہ مین پانی دانہ رزق مقدر ہو گیا
موذیون کی پرورش ہی باعث آزار خلق
مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا
رفتہ رفتہ محفل محبوب مین پہونچا رقیب
دیدۂ گریان سے دامن شمع کا تر ہو گیا

راوی کہتا ہی کہ جب لعل بن توریج بدرگ کو خبر ہوئی کہ دونون سردار میرے خاورہ مین مارے گئے برہم ہو کے سات لاکھ سوار کی جمعیت لیکے خاورہ مین پہونچا اور عابد خاوری کو نامہ لکھا کہ حمزہ صاحبقران کے ناموس کو ہمراہ لیکے میرے پاس چلے آؤ ان سب کو سرداران لشکر مین مقیم کر دون بعدہ فرمانروائی مملکت تمہارے حوالے کرون ورنہ بصورت عدول حکمی نتیجہ بد دیکھو گے آیندہ تمکو اختیار ہی جب اس مضمون کا نامہ عابد خاوری کو پہونچا مضمون نامے کو سمجھ گئے بہت کچھ اسکے اس خیال پر لعنت کی اور جواب نامہ لکھا کہ عابدون سے ایسا کام ظہور مین آئے غیر ممکن ہی تجکو اختیار ہی اپنے کام مین مشغول ہو جواب نامہ اُس طرف روانہ کیا اور یہان قلعہ وغیرہ کی درستی مین مصروف ہوا جب شب گذر کے صبح ہوئی تب لعل بن توریج اور بن پہ ویژدال بن دجال پسر سلسال نے بالاتفاق یورش کی یہان تمام خواتین برابر

عصمت نے اُن شہر بہودن کی یورش کی خبر سنکے سرون کے بال کھول دیئے اور جانب آسمان نگاہ کی اور دونون ہاتھ بلند کیے اور اس طرح مناجات کرنا شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے دادرس مظلومان ہر وقت مصیبت و آفت مین ہر ایک اپنے بندہ کا توہی حامی و مددگار ہی تو خوب واقف ہی کہ ہم اسوقت کس اضطراب مین مبتلا ہین ؎ نداریم غیر از تو فریادرس ✦ توئی عاصیانرا خطا بخش و بس واسطہ اپنی قدرت و جلال کا ہمکو ظالمون کے دست ظلم سے محفوظ رکھنا ادھر عابد خاوری نے توپ کے گولون کا مینھ برسانا شروع کردیا کفار بڑھتے چلے آتے تھے جسوقت قریب خندق کے پہونچے عابد قلعہ دار کے حواس باختہ ہوگئے سوچا کہ عنقریب قلعہ تک پہونچ جائینگے دفعتاً اُن زنان پردہ نشین کی مضطربانہ دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہونچا یکایک دیکھا کہ سامنے سے تتق گرد نمایان ہوا سب نے متحیر ہوکے اُس تتق کے جانب دیکھا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا سرداران لشکر اسلام بکروفر تمام اسپان تازی و مرکبان عراقی بے تحاشا دوڑاتے اور تلوارون کے ہاتھ نکالتے چلے آتے ہین حمزۂ صاحبقران ثانی کا نعرہ تھا باش باش اے کفار مکار ہم تمہاری سرکوبی کو آپہونچے اس مردود نے پلٹ کے گرز مارا انھون نے کلہ گرز ہاتھ بڑھا کے اُس سے چھین لیا پھر اُس بچہ شیطان نے تیغہ کا وار کیا حمزۂ ثانی نے اُس وار کو بھی بآسانی رد کیا بعدہ بند دست گرفت مین لا کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دیا اور سامنے بن پرویز کے گئے بن پرویز نے جو لعل بن تورج کو حمزۂ ثانی کے ہاتھ مین گرفتار دیکھا جھپٹ کے تیغہ کا وار کیا حمزۂ ثانی نے لعل کو بجائے سپر اپنے پناہ قرار دی بن پرویز نے ہاتھ روکا حمزۂ ثانی کو موقع مل گیا زنجیر کمر کو گرفت مین لائے اور اسکو بھی سر سے بلند کرلیا سرداران لشکر لعل اور بن پرویز نے جو یہ حال دیکھا حواس جاتے رہے سمجھے کہ اب ہم سب کا زندہ رہنا محال ہی بدین خیال فرار پر قرار لیا جو بھاگے وہ زخمی ہوئے کچھ مارے گئے

بفتح فیروزی پہونچنا صاحبقران ثانی کا خاورزمین اور گریہ و بکا کرنا قبر پر شاہزادۂ ملک قاسم کے اور فاتحہ وغیرہ رسوم سے فارغ ہونا

بظاہر بیکسی گور غریبان پر برستی ہی
نہ اُسکو مے پرستی جان واعظ حق پرستی ہی
پڑے ہین شہر ون شہرون ہم اسکے آدا اُسکی
جسے سب نیستی سمجھے ہوئے ہین عین ہستی ہی
مدام آنکھین ہین جیسے چشم اے ساقی گلرو
گھٹا ساون کی اکثر زور سے جیسے برستی ہی
فقیری مین مطیع اپنا کیا ہی بادشاہونکو
بچھو لیے دلمین پڑے ہین زبان میری کھلتی ہی

اگر زیر زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہی
خمیدہ کرتا ہی انسان کو جوہر شرافت کا
ضعیفی مین ہمین خامہ ہمارا چوب دستی ہی
ہما حرص کو دام قناعت مین پھنسایا ہی
ہمین بے بادہ و ساغر ہمیشہ جوش مستی ہی
کرو تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہی
قوی اُنکی زبردستی پہ اپنی زیردستی ہی

بھلا دیتا ہی سب کچھ نشہ ایک دن اُسکی رہتی ہی
اصالت جسمین ہوتی ہی وہی تلوار کستی ہی
اجل آنیکا ڈر ہی اور نہ کچھ خطرہ فنا کا ہی
سبب ہی اقبال شاہی وہ مرے طالع کی پستی ہی
تمہارے ہجر کا مینھ اسطرح ہمکو رولاتا ہی
یہ ویرانہ وہ ہی جسمین تمہاری ماند بستی ہی
قبول ایسے ہی مضمون کم ہیر سے لب تک آتی ہی

راوی کہتا ہی کہ لعل بن تورج اور پرویز کو جو قید کیا تھا اُنھین بلا یا دعوت اسلام کی دی دونون مکار بظاہر مسلمان ہوئے ابلیس ثانی عیار اُسکا آیا اور لشکر کا حال بیان کیا ان دونون ملعونون نے امیر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کیا اور لیگئے جسطرح صاحبقران قدیم کے واسطے عقابین تیار

کی تھی اس مرتبہ بھی عقابین تیار کی گرد اُسکے ایک عمیق خندق کھودی صاحبقران ثانی کو باحتیاط تمام قید کیا عقابین پر کھینچا سرداران اسلام صاحبقران ثانی کی گرفتاری سے بہت پریشان ہوئے شاہ سعد نے عمر ثانی کے جانب دیکھا اور فرمایا اے عمر ثانی امیر حمزۂ صاحبقران کی رہائی کی صورت تمھاری چالاکی پر موقوف ہی عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی جو حکم ہو اُسے یہ خادم دیرینہ بجالائے شاہ سعد نے فرمایا حکم یہ ہی کہ کمر ہمت چست باندھو مین تمکو نامے دیتا ہون تم اُن نامون کو بعجلت تمام سلاطین اطراف جوانب کے پاس لیجاؤ اگر خدا نے چاہا تو امیر حمزۂ صاحبقران اس قید ظلم سے رہا ہوجائینگے مگر اے خواجہ اس بات کا خیال رہے کہ جو سردار بادشاہ جہان سے اُسکو وہین پہونچ کے نامہ دو اور اسکو اس جانب روانہ کرو بہر حال نامہ ہر ایک کو ہر طرح پہونچ جانا چاہیے خواجہ نے بطیب خاطر قبول کیا شاہ سعد نے متعدد اس مضمون کے نامے تیار کیے کہ بعد حمد خدائے خالق جملہ مخلوقات و نعت حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال کفار نے مسلمانون پر یورش کی ہی چنانچہ امیر حمزۂ صاحبقران کو بمکر و فریب چرا لیگئے اور اُس عالی منزلت کو قید شدید مین مبتلا کیا ہی بلکہ عقابین پر کھینچ دیا جس کسی کو اسلام کا پاس ہی اور درد دین رکھتا ہی کفار کی سرکوبی کے واسطے مستعد ہو اور یہان پہونچ کے اُس معزز مرد مسلمان کی رہائی کی کوشش کرے ورنہ نہایت شرم کی بات ہی کہ ایک مرد مسلمان کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہوجائے اور دوسرے برادران ایمانی اُسکی رہائی کیطرف سے پہلوتہی کرین ؎ بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭ جب اس مضمون کے نامے تیار ہوگئے شاہ سعد نے خواجہ عمر کو دیئے خواجہ یہ نامے لیکے روانہ ہوا اول سمرقند مین آیا اور طویل ایلہ روی سمرقندی کے دربار مین پہونچا طویل ایلہ روے سمرقندی خواجہ کو دیکھکے متعجب ہوا اور کہا اے خواجۂ خواجگان و سرخیل سرہنگان اسوقت تم کہان آئے کیا خبر تازہ لائے خواجہ نے تمام حقیقت بیان کی سعد شہریار کا نامہ دیا طویل ایلہ روے سمرقندی نے سر نامہ چاک کیا نامے کو پڑھا خواجہ نے کہا مین زیادہ توقف نہین کرسکتا تا اینکہ طویل ایلہ نامہ پڑھتا رہا اور یہ وہان سے روانہ ہوا بخارا مین آیا حاکم بخارا اُسوقت عادل خان نام تھا اُسکو بھی سعد شہریار کا نامہ دیا اور وہان سے شہر بلخ مین آیا وہان بھی ہوشیار وگوشیار بلخی کو بادشاہ وقت کا نامہ دیا اب وہان سے شہر کابل مین پہونچا داراب شاہ کو بھی نامہ دیا پھر وہان سے ملک ہندوستان کے جانب مراجعت کی اسی طرح بعجلت تمام ممالک مین پہونچا اور ہر ایک فرمانروا کو شاہ سعد کا نامہ دیا اور فوراً واپس آیا جب سراندیپ مین پہونچا اہل سراندیپ کو دیکھا کہ منتشر الحواس ہین ہر چہار جانب لشکر پھیلا ہوا ہی متعجب ہوا عمر ثانی نے اہل شہر سے حال دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ یہ لشکر شمائل خان بن جدایل خان کا ہی طلحہ بن لندھور سے مقابلہ ہوا تھا چنانچہ طلحہ کا پاؤن ٹوٹ گیا ہی مجبور ہوکے طلحہ قلعہ بند ہوگیا عمر ثانی کو فکر ہوئی کہ کسی طرح قلعہ مین پہونچنا چاہیے اور حمزہ ثانی کی گرفتاری کی اُسکو بھی خبر دینا چاہیے چنانچہ بدشواری تمام کنارے خندق کے پہونچا بالائے قلعہ جو لوگ نگرانی کے واسطے متعین تھے دیکھا ایک شخص عیار وضع کنارے خندق کے استادہ ہی اور قلعہ مین پہونچنے کی فکر کر رہا ہی دشمن سمجھ کے تیر کمان کے چلون

مین جو ٹرے چاہتے تھے کہ شست سے رہا کرین خواجہ عمر نے غل مچانا شروع کیا کہ اہے اہل قلعہ خبردار اسطرف بیرون کو رہا نہ کرنا مین تمھارا مخالف نہین ہون آگاہ ہو مین ہون عمر ثانی نمک خوار قدیم امیر حمزۂ صاحبقران قدیم اہل قلعہ طلحہ کے پاس گئے اور عمر ثانی کے آنے کی خبر دی طلحہ نے حکم دیا کہ دروازے سے عمر ثانی کو بلالو چنانچہ عمر ثانی قلعہ مین داخل ہو کے طلحہ کے پاس پہونچا طلحہ نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی کیفیت پوچھی اور قلعہ مین آنیکا سبب پوچھا خواجہ عمر ثانی نے کہا اہے طلحہ غضب ہوگیا حمزۂ ثانی کو کفار نے گرفتار کر لیا ہے اسوقت مین حمزۂ ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہے اسی غرض سے مین بکوشش تمام یہان پہونچا بلکہ اور ممالک مین بھی اس امر کی اطلاع دی ہے غالبًا وہ سب حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے جاوینگے طلحہ نے کہا اہے خواجہ واقعی حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہے مگر مین اس سبب سے بالکل مجبور ہون کہ میرا پانون ٹوٹ گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مین قلعہ بند ہوگیا ورنہ شمائل خان کو سرکشی کی ضرور سزا دیتا خواجہ عمر نے کہا اہے طلحہ یہ مقدمہ حمزۂ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا ہے اسکا تدارک مقدم ہے میری راے یہ ہے کہ تم شمائل خان کو اس مضمون کا نامہ لکھو کہ ملک خاور مین امیر حمزۂ صاحبقران کو ظالمون نے گرفتار کر کے عقابین پر کھینچ دیا ہے اور مین یہان سے خاور جایا چاہتا ہون اگر تمکو مجھسے مقابلہ کرنا بہر طور منظور ہے بس تم وہین آؤ اور دونون لشکرون کے روبرو ہمارے تمھارے جنگ ہو تو بہت مناسب ہے اہے طلحہ اس صورت مین شمائل خان کا کچھ نقصان نہین ہے بالیقین وہ منظور کر لیگا مین یہان سے ایران جاتا ہون شاہزادۂ بدیع الملک کو وہان سے بھیجونگا شاہزادۂ بدیع الملک جسوقت حمزۂ صاحبقران کی گرفتاری کا حال سنے گا فورًا ملک خاور کو روانہ ہوگا طلحہ نے بعد تامل بسیار کہا خیر بنا بر تمھاری راے کے مین شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ بھیجتا ہون اگر اُسنے قبول کیا فہو المراد ورنہ مین فورًا یہان سے ملک خاور کو روانہ ہو جاؤنگا اور اگر میرے خیال کے موافق نامنظور کیا تو مجبوری ہے اہے خواجہ مجھکو کمال افسوس ہے کہ اسوقت مین پاشکستہ ہون غرضکہ بعد اس گفت و شنید کے طلحہ نے شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ لکھا جسوقت شمائل خان کی نظر سے اس مضمون کا نامہ گذرا مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے کہا شہریار طلحہ کی یہ راے ہے تو کیا مضائقہ ہے ہر طرح جنگ و جدل کے مقدمہ کو یکسو کرتا ہے طلحہ کو وہان چلکے جنگ کرنا منظور ہے تو یہی سہی آخر الامر شمائل خان نے جانب ملک خاور کوچ کیا بعد جانے شمائل خان کے طلحہ قلعہ سے باہر آیا اور فوج کو از سر نو آراستہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الملک سے گذارش کیے جاتے ہین دربارۂ زیر کرنے ممالک شاہ مالک اژدر کے

اُسکا ہی کون جسکی ہد پر حسد انہو	ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہو	اوج و حضیض لازم و ملزوم ہے یہان
کوئی بھلا بڑھا ہے کہ آخر گھٹا نہو	اُس بوریا نشین کا دلا مین مرید ہون	جسکے ریاض زہد مین لوے ریا نہو
اُس پیشہ جفا سے فلک روسیاہ ہے	گر خوف پاس جور و جفا کے کھڑا نہو	گذری ہے ہفت جوش فلاک سے یہ صاف

تیر دعا ہی یار نگاہ و جفا نہو	محراب نہ سپہر ہی قائم جہان مین	جبتک کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہو
پل مین بہائے گا یہ پلِ آسمان تلک	سیل سرشک ہی یہ ہوا کی گھٹا نہو	کوسے ہین اب اُسے کہ جو باطن کا ہی برا
دیتے اُسے دعا ہین کہ جسمین دغا نہو	راحت مزا نہین ہی برائی مین تو یہان	سب کا بھلا ہوا اور کسی کا برا نہو

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب اُس بحر مواج مین یہ جہاز اور کشتیان طوفانی ہوئین تمام مسافران بحری اپنی اپنی زندگی سے ناامید ہوئے اسباب کو بلاتکلف دریا مین پھینک دیا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا کہا سنا معاف کر وایا ایک نے دوسرے سے وصیت کی کہ اگر کسی طرح اس طوفان بلا سے نجات پا کے ساحل عاقبت پر پہونچ جانے کا اتفاق ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران کی ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے بہت بہت آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ قضا نے مہلت نہ دی جو قدمبوسی کو حاضر ہوتے امید ہی کہ حضور دعائے مغفرت اور ثواب فاتحہ سے محروم نہ رکھین گے راوی کہتا ہی کہ مین شب و روز تک مع شہزادہ بدیع الملک وہ سب اُس بلائے سخت مین مبتلا رہے چوتھے روز صبح کو ہنوز وہ طوفان ہوائے تند برطرف نہوئی تھی اور نہ وہ سیاہی بالکل دور ہوئی تھی دور سے جو دیکھا کشتی کنارے دریا کے مقیم ہی سواران کشتی بعجلت تمام کنارے پہونچے شکر خدا کیا معلوم ہوا کہ ممالک پرویز مین وارد ہین شاہزادہ بدیع الملک نے وہان قیام کیا سرداران ہمراہی سے ممالک پرویز کے نسبت مشورہ کیا سب نے یہی راے دی کہ اگرچہ ابھی ہم سب ایک بلائے سخت مین مبتلا ہوچکے ہین بخارات دریا کا اثر ہمارے اعضا مین باقی ہی تاہم ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کرنا واجب ہی اور اے شاہزادہ والاقدر ہم جان نثاری کو حاضر ہین چنانچہ شاہزادے نے فوج و لشکر فراہم کیا حتے کہ ممالک پرویز پر حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پرویز مین تہلکہ عظیم برپا ہوگیا جب شاہزادہ والاقدر بدیع الملک نامور ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کرچکا حوالی خراسان مین ورود کا اتفاق ہوا ایکایک دور سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک لشکر بیش قرار بتعداد پنجاہ ہزار سرکردگی جوان نقابدار از در پوش مرکب صبا رفتار پر سوار اس طرف خیزاخیز چلا آتا ہی تا اینکہ قریب پہونچا اور ایک مقام وسیع مین خیمہ زن ہوکے قیام کیا شب کو طبل جنگ بجایا صبح کو صفوف مصاف آراستہ کر شاہزادہ بدیع الملک سے ہنگامۂ پیکار گرم کیا دو شبانہ روز وہ کشت و خون ہوا کہ پناہ بذات خدا تیسرے روز نتیجہ اس جنگ کا یہ ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک نے سردار فوج کو گرفتہ و بستہ کر لیا بعدہ اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو ممالک شاہ بن مالک اژدر کہتے ہین اے شاہزادہ والاقدر تمھارے اس زور و طاقت اور بہادری و ہمت کی خبر نہ تھی واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا شاہزادہ بدیع الملک نے ممالک شاہ کے جبین پیشانی سے آثار مردانگی دریافت کر کے سالار دست چپ اپنا قرار دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اس اثنا مین تمام سرداران خراسان حاضر ہوئے جن لوگون نے سرکشی پر کمر باندھی تھی اُنکے بارے مین حکم دیا کہ بلاتکلف اُن سب کو قتل کروادو جنھون نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی چاہی اُنکو سرفراز

گیا بعد ازان شاہزادۂ بدیع الملک شہر اصفہان کے جانب متوجہ ہوا ہنوز دو تین منزل راہ طے کی تھی کہ ایک روز شب کو قریب صبح شور و غل کی آواز شاہزادۂ بدیع الملک کی بارگاہ سے بلند ہوئی حقیقت اسکی یہ ہے کہ کسی سنگدل نے شاہزادۂ بدیع الملک کا سر تن سے جدا کیا اور سر سینہ پر رکھ کے غائب ہو گیا ہر طرف شور و غل تھا کہ دیکھو اور پہرا لگا کر یہ ظلم کس نے کیا ہر متنفس گریبان چاک بدحواس ہر جانب دوڑا جاتا تھا اور قاتل کی تلاش کرتا تھا مگر قاتل کا کہین نشان نہ ملا مہتر بہد دونون ہاتھون سے سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا ہائے غضب مین اب شاہزادۂ نور الدہر اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا بالیقین وہ اس خبر جانگزا کو سنکے ہلاک ہو جاینگے پھر تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے عیاران طرار یہ عیاری اور طراری کس وقت کام آویگی افسوس ایسا ستم ہو جائے اور ستمگار کا پتہ نہ لگے تم سب جاؤ اور اس موذی کا پتہ لگاؤ جسنے یہ ستم کیا چنانچہ تمام عیار قاتل کے سراغ مین نکلے

اب اس حال کو یہین چھوڑا جاتا ہے اور اسد نامدار کے ہاتھ شاہزادہ بدیع الملک کے صندوقچہ اسلحہ کا آنا بیان کیا جاتا ہے

راویانے کہ در سخن فرد اند ؞ شرح این داستان چنین کردند ✢ کہ جب امیر بلند توقیر کی کشتی طوفانی ہوئی اسد نامدار کی بھی کشتی طوفانی ہو کے ایک جانب غیر مقرر روانہ ہوئی حتی کہ ایک پہاڑ سے ٹکرائی تمام تختے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے سواران کشتی دریا مین غرق ہو گئے طعمہ جانوران دریا ہو گئے اتفاق قضا و قدر کو ملاحظہ فرمائیے کہ اسد نامدار بقدرت خداوند کردگار ایک تختۂ شکستہ پر سوار ایک جانب بہا چلا جاتا تھا اجل پیش نظر تھی ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی موجۂ دریا مجھکو مع تختہ غرقاب کر دیگا وہی خیال پیش آیا کہ نہنگ دریا نے اس زور سے اپنی دم ماری کہ شاہزادۂ اسد مع تختۂ شکستہ تہ و بالا اسد نامدار نے تختہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اندرون دریا سے ابھر کے شناوری شروع کی ایک شب و روز شناوری کرتا رہا جب طاقت شناوری باقی نہ رہی بہت گھبرایا مگر چارہ کیا تھا دل مین خیال آیا کہ اسوقت بیکسی مین سوائے ذات باری تعالے کے کون ہے اس طرح مناجات کرنا شروع کی ؎

اے خداوند کارساز و کریم ۔ مالک و صانع قدیم و حکیم
نقش پرداز کارگاہ جہان ۔ کاتب نسخۂ زمین و زمان
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر ۔ نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر
سب کو تجھسے ملے وجود کی راہ ۔ تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز ۔ اے مرے کارساز بندہ نواز
روسیہ شرمسار و پر تقصیر ۔ روز و شب بند معصیت مین اسیر
ہے عیان تجھپہ حال دل میرا ۔ تیرے آگے بھلا کہون نہین کیا
واسطہ نوح کی بزرگی کا ۔ اور انکی ہر اک سترگی کا

خیمہ برپا کن سپہر بلند ۔ آسمان ساز اور زمین پیوند
تونے برپا کیے ہین یہ افلاک ۔ خاک کو تونے دی یہ صورت پاک
تجھسے گوہر نے وہ چمک پائی ۔ تونے انسان مین دی وہ رعنائی
تو انیس دل غریبان ہے ۔ مرہم زخم سینہ ریشان ہے
عرض مطلب مین ہون بہت حیران ۔ شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
مبتلائے بلا حرص و ہوا ۔ پائے بند جفا و جرم و خطا
ہین ہزار وار نار تو ہے نور ۔ ہین گنہگار تو خدائے غفور

مجھ بندۂ ذلیل کی حالت اضطراب پر نظر رحم فرما اور ہلاکت سے بچا ؎ ندارم غیر از تو فریاد رس ۔ ہنوز یہ مناجات ختم نہونے

پانی تھی دفعتہً وہی تختہ شکستہ جو ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا پھر ہاتھ آگیا شاہزادۂ اسد نامدار پھر اُس تختہ پر سوار ہوا حرکت شناوری موقوف کی گونہ اطمینان ہوا مگر پھر خیال آیا کہ یہ تختہ شکستہ کہانتک میری جان بچا سکتا ہی اس مرتبہ اگر کوئی نہنگ آجاوے گا مع تختہ نگل لیگا شاہزادۂ اسد اسی خیال مین مبتلا تھا کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا وہ تختہ کنارے جا پہونچا اسد اُس تختے سے اُترا چند لمحہ دریا کے کنارے بےحس و حرکت افتادہ رہا پھر اُٹھا چند قدم آگے بڑھا دیکھا ایک صحرائے لق و دق ہی مگر نہایت سرسبز و شاداب گیاہ خودرو پر شبنم کے قطرے ہین یا دُرہائے خوش آب جسطرف نظر جاتی ہی سراسر دلچسپی و بہار جابجا درختان گل و ثمر و ہزار در ہزار شاہزادۂ اسد نامدار دریا سے ہلاکت سے نجات پا کے بہت خوش ہوا خاک پر سجدہ کو سر جھکایا اور

شکر خدا بجا لایا اور کہا ؎	تیرے سوا سنا نہین اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہین تری ذات کا
اسوقت مین کہان تھا ٹھکانا حیات کا	تختہ سفینہ تونے بنایا نجات کا	بعد اسکے ایک مقام پر قیام

کیا کپڑے اُتارے ہوا مین خشک کیے اور پہنے ایک جانب روانہ ہوا تھوڑی دور راہ طے کی تھی دیکھا دو نفر جادوگر وضع چلے آتے ہین شاہزادۂ اسد نامدار اُنکو دیکھتا رہا مگر حیران تھا کہ یہ جادوگر یہان کہان آئے آتے آتے وہ دونون ایک جگہ متوقف ہوئے اور زمین کو کھودا اور ایک صندوق لیے تھے اُسے دفن کیا پھر وہ دونون جادوگر آپس مین باتین کرنے لگے کہ اب دل کو قرار آیا اطمینان ہوا اس صورت سے خداپرستون کا علاج بخوبی ہوسکتا ہی اور دولت توریج خان اور بت پرستون کی ترقی بخوبی ہوگی اسکو بہت بڑا کام سمجھو کہ تمنے جادو بادشاہ طلسم سیماب کے روبرو شاہزادۂ بدیع الملک کو چرالیا اور ایک شخص غیر کو اُسکی صورت سے مشابہ کرکے چھوڑ دیا اور شاہزادۂ بدیع الملک کو زندان سیماب مین مقید کر لیا اور گوہر مراد بازوبند حضرت سلیمانؑ و یراق بدیع کو ہمارے حوالے کیا کہ ان سب اشیا کو جزیرۂ ایمن مین بحفاظت تمام دفن کر دیا دوسرے نے کہا ہان یہ سب اشیا شاہزادۂ بدیع الملک سے ہمنے لے لیے مگر ایک انگشتری سلیمانی اور باقی ہی جو ہمکو دستیاب نہین ہوئے اُسکا بھی تلاش کرنا ضرور ہی اور اُسکے عجب خواص ہین شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس نہین ہی غالبًا لشکر اسلام کے کسی اور سردار کے پاس ہوگی اور ایک روایت اور بھی سماعت مین گذری ہی کہ وہ انگوٹھی کسی اور مقام پر خود شاہزادۂ بدیع الملک نے دفن کر دی ہی ایک مرتبہ میری سماعت مین گذرا تھا کہ وہ انگشتری سلیمانی جزیرۂ ہمیشہ بہار مین دفن کی جاوے گی لیکن یہ تحقیق نہوا کہ دراصل کس مقام پر وہ انگوٹھی دفن کی گئی ہان یہ بخوبی تحقیق ہی کہ وہ انگوٹھی شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس نہین ہی اب اگر شاہزادۂ بدیع الملک ہزار جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجا سکے گا اب یہ بتاؤ کہ اس کام سے تو فراغت حاصل کی اب کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا چلو شماس کو اس حال کی خبر کرو کہ پرویز بن ہرمز نے امیر حمزہؑ صاحبقران کو گرفتار کرکے ملک ختاور مین عقابین پر کھینچ دیا ہی لعل خان بن توریج خان نے ملک باختر مین خروج کیا ہی تمام یاران دست چپی کو مع شاہزادہ رستم ثانی زخمی کیا ہی بس یہ سمجھو کہ عنقریب مسلمانون کا کام تمام ہوا بت پرستی

سے نے رواج پایا بہت عرصہ کے بعد بت پرستی کے آثار ترقی نمایان ہوئے ورنہ بالکل ناامیدی
ہو گئی تھی خداوند بت بزرگ کا فضل شامل حال ہونا چاہیے مسلمان کیا جان رکھتے ہین کہ بت پرستون
پر غلبہ پاسکین سے گئے بیشتر بت بزرگ کا نہین معلوم کیا غضب ہم پر نازل تھا جو اسلام کا زور بڑھ گیا تھا مگر
ہم بیشتر بھی کہتے تھے کہ خداوند بت بزرگ کے حضور مین ہم بندگی کرنے والون سے کیا قصور سرزد
ہوا جو ہم رواج بت پرستی سے مایوس ہین اُسکی جناب مین طلب عفو کرنا چاہیے غرضکہ وہ جادوگر
اسی طرح کی گفت وشنید کے بعد اُس صحرا اسیماب کے جانب روانہ ہوئے شاہزادہ اسد
دلاور اس تمام تقریر کو تنہا درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا بغور سن رہا تھا جب وہ دونون پلید وہان
سے چلے گئے شاہزادہ اسد دلاور بہت خوش ہوئے اور ہر چہار جانب دیکھتے ہوئے اُس
مقام پر آئے جہان وہ صندوق دفن کیا تھا زمین کو کھودا اور صندوق نکالا شاہزادہ بدیع الملک
کی یاد مین بہت رویا پھر صندوق کھولا گوہر مراد کو صندوق سے نکال کے بازو پر باندھا یراق
زیب تن کیے خداوند عالم کا شکر کیا اور بجاے خود کہا خداوند عالم مجکو ایسی توفیق عطا فرمائے کہ
اُنکاس کو ہلاک کرکے شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکی قید سے رہا کرون وہ رات وہین بسر
کی علے الصباح بعد اداے فریضہ سحری روانہ ہوا چلتے چلتے سامنے جو نظر کی دیکھا ایک پریزاد کو
اسی نے ایک درخت سے باندھ دیا ہی اور اُسکی صداے گریہ وزاری بلند ہی شاہزادہ اسد نامدار
بعجلت تمام اُس پریزاد کے پاس پہونچا اور کہا تو کون ہی اور یہ کیا مصیبت تجھپر نازل ہی اُسنے کہا اے
جوان تو کیا میری مصیبت کا حال پوچھتا ہی اگر تجکو اپنی جان سلامت رکھنا منظور ہی تو جلد یہان سے چلا
جا ورنہ تو زندہ نہ بچے گا شاہزادہ اسد نے کہا آخر بیان تو کر یہ اصل واقعہ کیا ہی اُسنے کہا اصل
واقعہ یہ ہی کہ مین ہمشیرہ زادی ہون رضوان شاہ کی جو ملک اخضر کا بادشاہ ہی میرے پدر معظم کا نام
شاہزادہ ملک قاسم ہی یہ حسب ونسب جو اُس پریزاد نے بیان کیا اسد دلاور نے حیرت
سے اُسکی صورت دیکھی اُسنے کہا اے جوان تو کیا دیکھتا ہی اسد نے بھی اپنا حسب ونسب اُسکے
روبرو بیان کیا وہ پریزاد خوب روئی شاہزادہ اسد نے کہا تو کیون روتی ہی اور کچھ اپنا واقعہ
بیان کر کہ کس طرح یہانتک پہونچنا ہوا اُسنے کہا ایک روز سیر کے واسطے اپنے تخت پر سوار
چلی جاتی تھی یکایک ایک دیو شمشاد نام میرے تخت کے پاس آیا اور مجکو دیکھ کے مجھپر
فریفتہ ہو گیا اُسنے کہا ہمارے ساتھ چل مین نے انکار کیا اُسکو غصہ آیا اور آواز بلند مجھسے
کہا کہ ہم تجکو ضرور لے جائینگے مین اور میری پریزادان ہمراہی خوف سے کانپنے لگین آخر الامر
وہ سب مجکو تنہا چھوڑ کے بھاگ گئین اور وہ دیو مجکو لیکے یہان چلا آیا مجھسے اپنا
اظہار مطلب کیا مین نے انکار کیا وہ موذی بہت غصہ ہوا مین بھی اپنی جان پر کھیلے ہوئے تھی اُسکے
غصہ کو مطلق خیال مین نہ لائی مین سمجھے ہوئے تھی کہ زیادہ برین نیست کہ مجکو ہلاک کریگا باشد اب
اُسکا یہ دستور ہی کہ ہر روز آتا ہی کچھ میوہ تر وخشک لاکے کھلاتا ہی اور اپنے مطلب کا حرف زبان
پر لاتا ہی ادھر سے جواب صاف پاتا ہی آپ ہی اپنی بوٹیان اپنے دانتون سے نوچتا ہی
اور دو چار مرتبہ قتلا کرکے چلا جاتا ہی اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مجکو دشنام غلاظ دے کے

اور دو چار لکڑیان مجھکو مارتا ہی مین نے اپنے اوپر اس آفت کو بھی گوارا لیا ہی مگر اسکی درخواست
قبول کرنے کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا کبھی جو آتا ہی اظہار عاشقی کرتا ہی منت و سماجت سے پیش
آتا ہی شاہزادۂ اسد نامدار نے اُس پریزاد کے حال پر نہایت متاسف ہو کے کہا کیا کہون تو پریزاد
ہی اور مین آدم زاد ہون تاہم میرا التفات تیرے جانب ضرور ہی نہین معلوم تیرا کیا خیال ہی اگر
میری ہی طرح تیرا بھی خیال میرے جانب ہو اور تو مجھ آدمزاد کو قبول کرے تو مین اقرار کرتا
ہون کہ جسطرح ممکن ہوگا مین اُس پاجی سے سمجھ لونگا اُس پریزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن دیو ملعون
سے کس طرح میری تیری جان بچ سکتی ہی بالفرض تو نہایت صاحب زور و طاقت ہی تو بھی دیوزاد
سے آدم زاد ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا شاہزادۂ اسد دلاور نے کہا تجھکو اس قصہ سے کیا کام
ہی مین سمجھ لونگا اگر مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا باشد یہ باتین ہو رہی تھین کہ وہ دیو شمشاد
نام وہان آیا جونہین شاہزادۂ اسد دلاور پر اُسکی نظر پڑی بصداے زہرۂ شگاف پکارا اے
آدم زاد تجھکو تیری قضا یہان لائی ہی خیریت اسی مین ہی کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا ایک ہی
لقمہ کرونگا شاہزادۂ اسد نامدار نے کہا او پاجی تو بڑا ظالم ہی کہ ایک پریزاد بے گناہ کو جبر یہ
یہان لے آیا مزید بران ہر روز اُسے اذیت پہونچاتا ہی مین تجھکو ضرور تیرے کردار کی سزاے
معقول دونگا اسی غرض سے یہان آیا ہون اُس دیو نے از سر تا پا شاہزادۂ اسد دلاور
کو دیکھا اور کہا یہ تو کیا بکتا ہی جا اپنی طرف سے کسی دیو کو میرے مقابلہ کے واسطے لا تو جنگ
و حرب کا لطف ہو تجھ ایک لقمۂ گوشت کی کیا حقیقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کر کے مجھکو کچھ سزا
دے سکیگا شاہزادۂ اسد نے کہا بے شک مین ہی تجھکو سزاے معقول دونگا دیو شمشاد
نے جھنجھلا کے ایک چوب دستی کا وار شاہزادۂ اسد پر کیا اسد نے بھی ایسی خوبصورتی
سے جگہ خالی کی کہ وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اب جو سنبھلا تو از سر تا پا آتش غیظ و غضب ہو گیا
اور دوسرا وار اُسی چوب دستی کا اسد پر کیا شاہزادۂ اسد نے وہ وار بھی اُسی طرح
رد کیا جس سے دیو کی طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا پھر تیسرا بھی وار شاہزادۂ اسد
دلاور پر کیا اس مرتبہ بھی اسد دلاور نے وہ چوب دستی گرفت مین لا کے ایک جھٹکا جو دیا
چوب دستی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی شاہزادۂ اسد نامدار نے وہ چوب دستی دور
پھینکدی دیو شمشاد اُس چوب دستی کے اُٹھانے کو دوڑا اسد دلاور بھی اُسکے عقب
مین جھپٹا اور ایک پانون گرفت مین لا کے جھٹکا دیا کہ وہ دیو پھر منھ کے بھل زمین پر گرا شاہزادۂ
اسد نامدار اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور تلوار میان سے کھینچ کے اُسکا سر تن سے جدا کیا
پریزاد بہت خوش ہوئے اور کہا اے جوان آگاہ ہو کہ میرا نام نوربانو نگار ہی مین تیری کمال
درجہ ممنون ہون کہ تو نے اس موذی کی قید سے رہا کیا اب تو یہان توقف کر مین جاتی ہون
اور اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لا کے تجھکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی یہ کہکے وہان سے روانہ ہوئی
شاہزادۂ اسد دلاور پر خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو رہا تھا راوی کہتا ہی کہ نیلوفر جادو نام ایک
ایک ساحرہ دیو شمشاد پر عاشق تھی وہ اپنے محبوب کو دیکھنے آئی تھی یہان یہ سامان دیکھا کر

دیو شمشاد بیجان پڑا ہی دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور گریبان چاک کیا لاش پر گری ایک جوان
کو دیکھا کہ بیخبر سو رہا ہی سمجھی کہ یہی میرے محبوب کا قاتل ہی ارادہ کیا کہ اسی حالت بیخبری مین ہلاک
کرون مگر پھر سونچی کہ یہ جوان خوشرو ہی شاید عالم بیداری مین میری طرف التفات کرے اور یہ بھی
ممکن ہی کہ اس دیو کو اسنے ہلاک نہ کیا ہو یہ آدم زاد ہی اور وہ دیو زاد ایسے ضعیف الجنہ کا دیو زاد پر
غالب آنا عقل مین نہین آتا بہتر یہ ہی کہ اس جوان کو اسی عالم بیخبری مین اُٹھا لیجاؤن چنانچہ اسد
نامدار کو قصر البحرین مین اُٹھا لائی جو قصر وسط دریاے ذخار مین واقع ہی یہان اسد نامدار
بیدار ہوا دیکھا ایک قصر عالی شان مین ہون اور ایک پریزاد سرہانے بیٹھی حیرت سے صورت
دیکھ رہی ہی شاہزادۂ اسد نے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی جہان مین اپنے کو دیکھ رہا
ہون معلوم نہین وہ پریزاد نور بانو نام کہان ہی نیلوفر جادو نے کہا اس مکان کو قصر البحرین
کہتے ہین مین نور بانو کی ہمشیر زادی ہون میرا نام ماہ عالم آرا ہی اے جوان آگاہ ہو کہ مین بھی تجھپر
عاشق ہون نور بانو نے بروقت روانگی مجھسے کہدیا تھا کہ اس جوان سے خبردار رہنا جبتک
مین نہ آؤن تجکو چاہیے کہ جبتک نور بانو یہان آئے میری مصاحبت سے دل خوش کر اور میری مراد
بر لا اس بات کو بخوبی سمجھ لے کہ جبتک میری مراد بر نہ لاے گا مین تجھسے مطمئن نہونگی اور جبتک
میرا اطمینان نہوگا یہان سے تیرا رہا ہونا محالات سے ہی شاہزادۂ اسد نے بمجبوری منظور
کیا مگر دل مین سونچا کہ بغیر دریافت حقیقت حال کسی سے مختلط ہونا ہرگز مناسب نہین ہی پوچھا
تیرا نام ماہ عالم آرا ہی ہی یا کچھ اور نام بھی ہی مین نے تجھسے اس وجہ سے پوچھا کہ تیری وضع
سے آثار سحر و افسون کے ظاہر ہوتے ہین اب تو نیلوفر جادو کو حیرت ہوئی کہا اے جوان
چونکہ تو میری مراد حاصل کرنے کے واسطے راضی ہی اسواسطے مین صحیح صحیح حال تیرے روبرو
بیان کیے دیتی ہون کہ اصلی نام میرا نیلوفر جادو ہی مین دیو شمشاد کی معشوقہ ہون آج
مین اپنے طالب کو دیکھنے آئی تھی اُسکو بیجان اور تجکو بیخبر سوتا پایا پہلے ارادہ تھا کہ تجکو اُسی
عالم بیخبری مین ہلاک کرون مگر پھر تیری جوانی پر رحم آیا اور یہ خیال آیا کہ شاید عالم بیداری
مین تو مجھسے ملتفت ہو چنانچہ وہی خیال میرا پیش آیا کہ میری درخواست کو تو نے قبول کیا اس مقام
مین مین ہی تجکو لائی بھی ہون اسد دلاور نے جو اُسکی اس طرح کی تقریر سنی بہت برہم ہوا اور
کہا تو بیخبری کی حالت مین مجھے یہان کیون لے آئی اور مجھسے اسقدر جھوٹ کیون بولی یہ کہکے
ہزار ہا دشنامہاے مغلظ دین نیلوفر جادو سمجھی کہ اب یہ جوان مجھسے خلاف ہو گیا ہی اب
مجھسے ملتفت نہوگا ارادہ کیا کہ سحر و افسون سے کام لے ہنوز اُسکے لب کو حرکت نہونے پائی
تھی کہ اسد نامدار نے ایسا شمشیر آبدار کا وار کیا کہ سر اُس ناپاک ساحرہ کا تن سے جدا ہو کے
زمین پر گرا اسد شکر خدا بجا لایا کہا بارے بقولیکہ خس کم جہان پاک شد اور باطمینان تمام قصر عالیشان
کی سیر مین مصروف ہوا ہر ایک در و دیوار نے استحکام اور دالانون کمرون کی خوبصورتی
کو غور سے دیکھتا تھا اور اُسکے معمارون کی کاریگری کی تعریف کرتا تھا پھر زینہ کی راہ سے
بلندی سقف پر پہونچا اب جو ہر چہار جانب نظر کی بجز پانی کے اور کچھ نہ معلوم ہوا دل مین خیال

آیا کہ اگر اس مقام سے کہین جانا چاہین تو کسی طرح ممکن نہین ہی ہر طرف بحر مواج رواں ہی اسی اثنا مین دور سے چند کشتیان دکھائی دین جسپر صد ہا علم اور نشان ہاے فوج بلند ہین اب اور بھی حیرت نے گھیرا کہ یہ کشتیان مع نشانہاے فوج کسکی ہین یہانتک کہ وہ کشتیان قریب پہونچین سواران کشتی نے جو دیکھا کہ قصر البحرین کی کوٹھی پر ایک نوجوان متحیر کھڑا ہوا ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی سب کو حیرت ہوئی راے اس بات پر قرار پائی کہ کشتیان قریب قصر لے چلو اور اس جوان سے حال دریافت کرو بعد ازان کشتیان قریب قصر لائے اور پکار کر کہا اے جوان تو کون ہی جو اس مکان مین وارد ہی اور تیرے ورود کا کیا سبب ہوا اسد نامدار نے سواران کشتی نے استفسار حال کیا اور کچھ جواب نہ پایا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر تو اس کشتی پر آسکتا ہی تو چلا آ شاہزادہ اسد نامدار اُنکے اشارہ کو سمجھا اور کمر بند کو خوب کسکے خدا پر توکل کیا دفعتًا بالاے بام بلند سے کشتی پر اپنے کو گرایا سخت صدمہ پہونچا چند لمحہ تک بیہوش رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا اہل کشتی سب اپنے ہی لوگ ہین یعنے ابراہیم بن مالک علقمہ بن جموحہ وغیرہ ہر ایک نے اپنا اپنا حال بیان کیا اسد نامدار نے شاہزادہ بدیع الملک اور امیر حمزۂ صاحبقران کا حال بیان کیا وہ کشتیان وہان سے روانہ ہوئین چند روز کی مسافت کے بعد کشتیبانون نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہماری کشتیان سرحد عجم مین پہونچین سواران کشتی کی جان مین جان آئی کنارے اُترے کشتیون پر سے بقیہ اسباب اُتارا اور شہر کیطرف روانہ ہوئے

اب اسد کو سرحد عجم مین پہونچ کے شہر کیطرف روان رکھا جاتا ہی اور حال مین شاہزادہ بدیع الزمان کے خامہ فرسائی کیجاتی ہی

ایک عالم ہی مری غفلت و ہشیاری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
وصف خط ہی کہین ہو انہین کہین وصف کمر
اور چارہ ہی نہین دید کی بیماری کا
ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہی بشر
بیخودی مین کبھی مجھے و بیان ہی خودداری کا
شہسواری کا جو اس چاند کے ٹکڑے کو ہی شوق

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہی سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہو جدول زنگار کی اک باری کا
معنی شعلہ آواز مین شک ہو جسکو
دلمین دروازہ ہی اس گنبد زنگاری کا
ہی وہ نخل چمن حسن یہ ہین پھول اُسکے
چاندنی نام ہی شبدیز کی اید صیاری کا

کام خونریزی ہی اُس یوسف بازاری کا
ابر کرتا ہی اشارہ مری میخواری کا
کور آنکھین ہون کسی طور سے زور و
دیکھیے عالم مرے نالونکی بے شرریاری کا
نشہ مین جز قدم یار نہین گرتا ہون
جسم محبوب مین کرتا نہین گلکاری کا

راویان اخبار وناقلان آثار اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بعد نجات پانے اُس بلاے طوفان سے سرحد دمشق مین تھا ناصرین شباہنگ عیار ہامان بن سام دمشقی شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کو شکارگاہ سے لایا ہامان بن سام دمشقی کی خدمت مین پیش کیا ہامان ملعون نے اُس دلاور زمان کو عمراہ پر سوار کیا فوج کثیر ہمراہ لی اور بکمال حفاظت و خبرداری سرزمین خاور کی راہ لی دو منزلہ راہ طی کرتا چلا جاتا تھا کہ یکایک دور سے تتق گرد نمایان ہوا ہامان ملعون بہت متعجب ہوا اور خبردارون کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ معلوم ہوا کہ معروف بن اسد بارہ ہزار رہزنون کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور آتے ہی ہامان کا سد راہ ہوا ہامان بن سام دمشقی نے پیام بھیجا کہ اگر تو کسی خاص وجہ سے سد راہ ہوا ہی تو اُس

وجہ کو بیان کر خواہ مخواہ بر سر پرخاش ہونے کی کیا ضرورت ہی معروف بن اسد نے جواب
دیا کہ ہماری خاص غرض سدراہ ہونے سے محض جنگ و حرب ہی آمادۂ پیکار رہو ورنہ ہم سب کو
گرفتار کرین گے ناچار ہامان بن سام دمشقی نے اپنی فوج کو جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین
صف آرائی ہوئی اول دونون جانب سے دو پہلوان نکلے حرب و ضرب شروع ہوئی خوب
خوب رد و بدل ہوئی نہ این را ضرر نہ او را خطر آخر کو نوبت کشتی کی پہونچی معروف بن اسد
کا پہلوان غالب آیا پھر دوسرا پہلوان لشکر ہامان سے نکلا وہ بھی مغلوب ہوا نوبت جنگ مغلوبہ
کی آئی معروف بن اسد کے ہاتھ سے ہامان کشتہ ہوا فوج دمشقی پسپا ہوئی مال و اسباب
ہامانی معروف بن اسد کے ہاتھ آیا شاہزادۂ بدیع الزمان قید ہامان مین تھا اُس دلاور
دوران کو موقع ملا قید و بند کو اپنے دست و پا سے شکستہ کیا بعدہ معروف بن اسد کے
پاس پہونچا معروف نے جو نور اسلام شاہزادۂ بدیع الزمان کے بشرہ سے ساطع دیکھا تعظیم کے
واسطے اُٹھ کھڑا ہوا پہلو مین جگہ دی شاہزادۂ بدیع الزمان کو کمال حیرت ہوئی اور اس تعظیم
کا سبب پوچھا معروف نے کہا خاص سبب تعظیم کا یہ ہی کہ میری نظر مین تم ایسے ہی مرتبہ شخص
واجب التعظیم معلوم ہوئے زیادہ ضرورت بیان کی نہین ہی اپنی حقیقت سے مطلع کرو شاہزادۂ
بدیع الزمان نے کہا میری حقیقت تو کیا پوچھتا ہی ؎ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت
رسیدہ ہون ہا البتہ تجھ ایسے جوان سعادت مند کی حقیقت قابل دریافت ہی اگر کچھ مضائقہ نہو
تو بیان کر معروف بن اسد نے کہا مجھکو معروف بن اسد کہتے ہین دختر یاقوت شاہ
پسر زمرد شاہ کے بطن سے ملک باختر مین تھا یکایک شوق قدمبوسی حمزۂ صاحبقران
والاشان دل مین پیدا ہوا کشتیون پر سوار ہو کے دریا کی راہ سے روانہ ہوا ایک دن ایک
رات کشتیان بخیریت روان رہین دوسرے روز طوفان آیا کشتیان تباہ ہوئین تمام ہمراہی
متفرق ہو کے مختلف جانب تباہ ہو گئے اور مین تباہ ہو کے قسطنطنیۂ روم مین پہونچا وہان
یکایک حمزۂ صاحبقران والاقدر کی خبر سننے مین آئی اُنکی تلاش و جستجو مین تباہ و سرگردان
ہوتا ہوا یہانتک پہونچا شاہزادۂ بدیع الزمان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور معروف
کو گلے سے لگایا اور کہا اَی معروف مین ہون بدیع الزمان میری حقیقت بھی عجیب و غریب
ہی خدا کے فضل سے ملاقات تو ہو ہی گئی ہی اب اطمینان سے بیٹھو تو مفصل حقیقت مین بھی
اپنی بیان کرون غرضکہ جابجا خیمے برپا ہوئے ایک خیمے مین معروف بن اسد اور شاہزادۂ
بدیع الزمان دونون ایک جا بیٹھے حالات ماضیہ کا ذکر شروع ہوا اب اُسطرف کا حال
سنیے کہ ناصر نام عیار ہامان ایک ہی بدذات تھا جب سے ہامان کو معروف کے
ہاتھ سے کشتہ دیکھا تھا طرح طرح کی عیاریان سوچتا تھا کہ کسی طرح معروف کی سفاکی کا بدلہ
لون مگر کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آتی تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ یکایک اپنی جگہ سے اُٹھا
اور کسوت عیاری لیے ہوئے معروف کے لشکر مین آیا سپاہی کی وضع تھا پہرہ والے
نے پوچھا تو کون ہی اور کہان جاتا ہی کہا مالک لشکر کے خیمے کا جو پاسبان ہی اُسکا مین بھائی

ہون آج اُسنے اسوقت تک کچھ نہین کھایا ہی مین اُسکا کھانا لایا ہون وہ خاموش ہورہا یہ عیار مکار قریب خیمہ معروف پہونچا دیکھا خیمے کے پاسبان سو رہے ہین یہ اندرون خیمہ داخل ہوا اور خنجر میان سے نکال کے معروف کے سرہانے گیا چاہتا تھا کہ معروف کا سر تن سے جدا کرے پھر خیال آیا کہ اگر معروف کا سر تن سے جدا کرکے دروازۂ خیمے سے جاؤنگا مبادا پاسبان بیدار ہون اور مجھے گرفتار کرین پشت خیمہ راستہ بنالینا چاہیے چنانچہ اُسی خنجر سے قنات کو چاک کیا اس عرصہ مین معروف بیدار ہوا مگر ہوشیار رہی کی کہ اُسی طرح بستر خواب پر پڑا رہا اور آہستہ کروٹ لیکے تیر و کمان کو قبضہ مین لایا اُدھر سے دو شالہ تانا ناصر سمجھا کہ معروف کو ابھی میرے یہان پہونچنے کی خبر نہین ہی صرف کروٹ لی ہی ابھی توقف کرنا چاہیے قالین پر دراز ہوگیا اور قالین کو اپنے اوپر لپیٹ کے کنارے کھڑا ہو رہا کہ گویا قالین لپٹا رکھا ہی اسطرف معروف نے پیٹ کے بل لیٹ کے اسقدر انداز سے تیر رہا کیا کہ ناصر عیار مع قالین سفتہ ہوگیا چاہتا تھا کہ تڑپ کے قالین سے باہر آئے مگر تیر در آیا تھا قالین سے جدا نہو سکا معروف نے دوڑ کے اُس پیچیدہ قالین کو گرایا اور آواز دی کہ جلد دوڑو مین نے دشمن کو گرفتار کیا ہی لوگ آئے قالین کو کھولا دیکھا ایک جوان عیار وضع خنجر بکف ہی اُسکے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام ناصر عیار ہی معروف سے اپنے مالک کا بدلہ لینے آیا تھا پوچھا کون مالک اُسنے کہا ہامان معروف نے لکڑیان ڈھیر کروائین اور اُسمین آگ لگادی جب آگ بھڑکی ناصر عیار کو مع قالین پیچیدہ اُس آگ مین رکھوا دیا تھوڑی دیر مین وہ عیار مکار جلکے خاک ہوگیا اُسکی خاک ہوا مین اُڑادی شاہزادۂ بدیع الزمان نے معروف کی چالاکی کی بہت تعریف کی اور کہا ای معروف اب کیا ارادہ ہی معروف نے کہا اب یہان توقف بیکار ہی چنانچہ دوسرے روز شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہانسے کوچ کیا

اب شاہزادۂ بدیع الزمان کو راہ روی مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال عیار طرارسرہنگ خنجر گذار یعنے حامی دین سبحانی عمر ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار خوش گفتار کا اظہار ہی کہ جب وہ سرخیل عیاران زمان و سرداران طراران دوران ملک ہندوستان سے روانہ ہوا ہر ایک شاہ و شہریار کو نامہ امیر با توقیر کا پہونچاتا ہوا حوالی خراسان مین پہونچا امرای سیستان و کجستان و ہرات کو نامہ دیا اب اُس مقام پر پہونچا کہ جہان شاہزادۂ بدیع الملک کا لشکر تھا دیکھا تمام لشکر سیاہ پوش مغموم و محزون معلوم ہوتا ہی ہر ہر سے حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت مفصل بیان کی عمر ثانی پر بھی ابر غم چھاگیا خوب رویا بعدہ کہا اصل امر یہ ہی کہ آج پروردگار عالم نے شاہزادۂ بدیع الملک کو مرتبۂ صاحبقرانی عطا فرمایا ہی مطمئن رہنا چاہیے میرے نزدیک یہ تمام آثار سحر کے معلوم ہوتے ہین اس وہم و غم سے قطع نظر کرکے جناب حمزہ ثانی کی خبر لینا چاہیے کفار نے عقابین پر کھینچ دیا ہی حالانکہ وہ والا منزلت ہم سب کا سردار ہی تمام سردا

عمر ثانی کی گفتار سے لاچار ہوئے اور اُس مقام سے کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی جانب اصفہان روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

جب مہ بیان یار کا مضمون نامہ ختم ہو جائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہو جائیگا
پھیر دیگا دن ہمارے جب منقلب دہر کا
اے پری چشمۂ حیوان مین سم ہو جائیگا
ہر بھی رنگت حنا کے پاس ہے جاتی اگر
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا
رہنے دے اے آسمان یونہین مجھے بیزار و زار
... دشمن کا وجود ایکدن عدم ہو جائیگا

خط مسطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا
جب چلیگا باغ مین تن تن کے وہ سرو رواں
داغ افلاس اپنے سینہ مین درم ہو جائیگا
جاؤن کیا بے یار ہوگا باغ میدان قتال
پنجۂ مرجان ہر اک نقش قدم ہو جائیگا
منہ کے کھلنے کی علامت ہر شگفتہ کا پھولنا
پھر بھی جب تجھسے جدا ہونگا ورم ہو جائیگا

میکشو جسوقت ساقی کا کرم ہو جائیگا
طوق قمری کیطرح شمشاد خم ہو جائیگا
یون نہ ہو ... دبا بار سیاہ زلف کو
سرو آگے ... کے علم ہو جائیگا
تو نہ جائیگا اگر گلگشت کو اے ... گل
لال وہ مجھپر ہوا رونا بھی کم ہو جائیگا
شکر و شکوہ ہے سورہ جاؤنگا اے ناخ بھی

راوی روایت عجیب حاکی حکایت غریب کا بیان ہے کہ جب بعد تحمل شقتہاے طوفان دریاے ناپیدا کنار و برداشت مصائب و زحمتہاے ہزار در ہزار فرجعہ عیار سہیل خان مین شکارگاہ سے غضنفر کو چرا لیگیا سہیل خان کے پاس پہونچا اور کہا آج مین ایک شکار لایا ہون اُسے حضور دیکھین تو بہت خوش ہون انعام کثیر دین یہ شکار مین ہی لایا ہون دوسرے کی مجال نتھی سہیل خان بہت مشتاق ہوا کہا اے فرجعہ تو اپنے فن مین کامل بلکہ اکمل ہے سچ کہہ کیا شکار لایا ہے آیا کسی جانور عجیب الخلقت کو گرفتار کر لایا یا کسی انسان دلیر و توانا کو اُسنے کہا واقعی ایک جوان شجاع دوران کو گرفتار کر لایا ہون حضور اُسے دیکھین تو میری کارروائی کی داد دین یہ کہکے غضنفر نوجوان کو گرفتہ و بستہ سہیل خان کے روبرو لایا سہیل خان غضنفر کو دیکھکے ہمہ تن متعجب ہو گیا فرجعہ عیار سے کہا واقعی کار سے کردی مگر اے فرجعہ یہ تو بتا کہ اس جوان کو گرفتار تو کر لایا لیکن اسکی حفاظت کسطرح ہو سکتی ہے ؎ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند ✣ میری راے یہ ہے کہ اسکو زیر زمین قید مین رکھنا چاہیے ورنہ جس مکان مین قید کیا جاویگا نقب وغیرہ کے ذریعہ سے نکل جاوے گا چنانچہ زیر زمین ایک تہ خانہ مستحکم مین مقید کیا لیکن اُسطرف گیو نوجوان اور کیوان تیغ زن کو جب غضنفر کی کیفیت معلوم ہوئی شیروان نامردان کو طلب کیا اور کہا کہ تم ایسے خواب غفلت مین مبتلا ہو گئے تھے کہ غضنفر کو یہان سے کوئی چرا لے گیا اور تمکو مطلق خبر نہوئی بس خیریت اسی مین ہے کہ جس طرح تمسے ممکن ہو غضنفر کو حاضر کرو ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگا شیروان انگشت بدندان حیرت مین گھڑا تھا طرح طرح کے خیالات دل مین پیدا کر رہا تھا بجاے خود مستحکم یہ راے قرار دی کہ یہ کام کسی کا نہین ہے اگر کوئی غضنفر کو چرا لیگیا ہے تو سہیل خان کا عیار ہے اور بہت بڑا قرینہ اس امر کے یقین کرنے کا یہ ہے کہ اُسکی دختر اُس سے منسوب ہے زنگی کے سبب سے اُسنے یہ کارروائی کی ہے خیر میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے ؎ دیدہ شود چہ می شود ✣ فی الحال اُسکے پاس چلکے اُس سے اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے دیکھین کیا کہتا ہے راوی کہتا ہے کہ سہیل خان شیروان سے دس فرسخ پر داخل تھا شیروان چند نفر ہمراہیون سے فوراً سہیل خان کے ہاں

ملاقات کو چلا جب اُس مقام قیام پر پہونچا سہیل خان کو ہرکارون نے خبر دی اُسنے کہا اگر شیروان میری ملاقات کو آتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی بلا تامل یہان آنے دو بلکہ جب قریب پہونچا سہیل خان چند قدم اُسکی پیشوائی کو گیا اور بکمال خاطرداری پیش آیا اور کہا ای شیروان خیریت تو ہی آج تم کہان میری عزت کرنے کو یہانتک پہونچے خیر تو ہی شیروان نے کہا ای سہیل خان کیا پوچھتا ہی سخت انتشار مین مبتلا ہو گیا ہون عجیب واقعہ گذرا ہی سہیل خان نے کہا آخر بیان تو کرو مین بھی سنون شیروان نے کہا غضنفر میری سرحد مین وارد ہوا یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ میری دختر پر فریفتہ ہو گیا پہلے تو خاموش رہا بعد چند روز مجھسے خواستگاری کی یہ کسطرح ممکن تھا کہ مین اُسکی اسطرح کی بیباکانہ خواستگاری کو قبول کر لیتا چنانچہ مین نے انکار کیا اگر وہ خود چلا جاتا تو یہ امر پوشیدہ نہ رہ سکتا تھا دفعتاً غائب ہو گیا بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کوئی چرا لے گیا اب اُسکے آدمی اُسے مجھسے طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ غضنفر کے غائب ہونے کا باعث تو ہی ہی مین ہر چند کہتا ہون کہ مجھکو چرانے کی کیا ضرورت ہی اگر اُسے چرانا منظور ہوتا تو اُسکی خواستگاری کو بلا عذر قبول کر لیتا سہیل نے کہا آخر تمھارا گمان کس جانب ہی اُسنے کہا سچ پوچھو تو میرا گمان تمھارے جانب ہی کچھ عجب نہین ہی اگر کوئی تمھارا عیار اُسے چرا لایا ہو مین تمھارا کمال ممنون ہونگا اگر تم مجھے دیدوگے سہیل خان نے کہا تمھاری کسقدر دختر ہین بہزاد نے کہا میری ایک دختر ہی سہیل نے کہا اُسکی شادی میرے ساتھ کر دو مجھے یقین ہی کہ تم مجھسے انکار نہ کروگے ای بہزاد یہ بھی مجھکو معلوم ہی کہ تم اُس جوان غضنفر نام کو صرف اسی غرض سے تلاش کرتے تھے کہ اُسکی شادی کروگے بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ میری اور اُس جوان کی خواستگاری کو ایک وقت مین قبول کروگے یہ کس مذہب و ملت مین روا ہی کہ ایک عورت کی شادی دو مردون سے ہو علاوہ بران تم یہ کہتے ہو کہ تمھارا عیار غضنفر کو چرا لایا ہی واقعی مجھکو مطلق خبر نہین ہی کہ غضنفر کہان ہی اور نہ کوئی میرا عیار اُسے چرا لایا ہی اگر واقعی چرا لاتا تو مین تمسے نہ چھپاتا تم کس خیال مین مبتلا ہو اہل اسلام سر اُٹھائے ہوئے ہین حالانکہ ابھی تک اُنکا ارادہ پورا نہین ہوا کیونکہ پرویز بن ہرمز اور لعل خان بن توورج خان نے خروج کیا ہی اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو جو کچھ مین کہون وہ کرو بہزاد نے کہا کیا سہیل نے کہا چلو پرویز بن ہرمز کی بیعت کرین بعد فوج و لشکر جمع کر کے خدا پرستون کا علاج کرین اگر اب غفلت کی جاویگی تو پھر بجز خرابی کے کچھ ہاتھ نہ آوے گا پرویز بن ہرمز سے ابھی مل جانے کا موقع اچھا ہی بہزاد بہت خوش ہوا اور کہا ای سہیل خان تمنے اب کہا ہی مین پیشتر سے اس تردد مین مبتلا ہون کہ کیا تدبیر کرون خوف کے سبب سے کسی سے کچھ نہین کہتا تھا بارے اسوقت تمنے خود مجھسے کہا مین بالکل متفق ہون میرے تمھارے شراکت مین اہل اسلام کو قرار واقعی سزا ملجائیگی اب تم بالکل مطمئن رہو مین جاتا ہون سرداران غضنفر کو بلا کے اُنکی دعوت کرونگا بعدہ اُن سب کو قید کر لونگا پھر ہم تم شریک ہو کے ملک خاور کو چلینگے جب بہزاد نے اسطرح کی تقریر کی سہیل خوب ہنسا اور کہا اگر تمھارا ایسا ارادہ ہی تو مین بھی اصل حقیقت کو بیان کئے دیتا ہون ای بہزاد

واقعی غضنفر کو میرا عیار چرا لایا ہی اور موجود ہی جب تمنے یہ راز بیان کر دیا تو مین بھی کہتا ہون ورنہ ہرگز نہ بیان کرتا بہزاد نے کہا خیر اب یہ فیصلہ ہمارے تمھارے درمیان ہو گیا ہی کل تم تشریف لانا سہیل خان نے کہا ضرور آونگا بہزاد سہیل خان سے رخصت ہو کے اپنے مقام پر آیا یہان اپنے تمام ساتھیون کو روتا پیٹتا پایا کیونکہ غضنفر کے غائب ہو جانے سے سب کو یقین تھا کہ اب ہم زندہ نہین رہ سکتے بہزاد اور اُسکے ہمراہیون نے اُن سب کو سمجھایا کہ مطمئن رہو اب کوئی خدشہ نہین ہی غضنفر کا سراغ مل گیا سب کو اطمینان ہوا بہزاد قلعہ مین آیا مہمانی کی تیاری شروع کی پانچ سو ملازمان زرین کمر اُسکے تھے سب کو بلایا اور کہا خبردار ہوشیار ہو جاؤ فی الحال ایک امر اہم درپیش ہی اُن سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے ہم سب دل و جان سے بجا لائین بہزاد نے کہا تم سب مسلح و مکمل ہو جس طرح میدان جنگ مین دشمن سے مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے ہین اُنھون نے قبول کیا بہزاد نے دوسرے روز سہیل خان کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ یہان مین نے بخوبی بند وبست کر لیا ہی تمکو چاہیے ہی کہ پچاس ساٹھ ہزار فوج سے قلعہ مین چلے آؤ باقی فوج کو بیرون قلعہ مقیم رہنے دو بروقت ضرورت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا سہیل خان آمادہ روانگی ہوا فرجہ عیار کو خبر نہ تھی اُسنے سبب کوچ پوچھا سہیل خان متعجب ہوا اور کہا تجکو نہین معلوم ہی کہ بہزاد نے مجھسے عہد کیا ہی مین نے اُسکے عہد کو قبول کیا چنانچہ اُسی نے مع فوج مجھے بلایا ہی اب مین جاتا ہون اور بھی جو کچھ واقعہ گذرا تھا مفصل بیان کر دیا فرجہ عیار نے کہا خداوند نعمت میری راے ہرگز نہین ہی اگر دختر بہزاد مطلوب ہی تو یہ امر بھی کچھ دشوار نہین ہی مین وعدہ کرتا ہون کہ مخالفون کا علاج بھی کر دونگا اور دختر بہزاد کو بھی لے آؤنگا آپ کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہی سہیل خان نے کہا یہ ایک امر اہم ہی مجھسے انجام پانا دشوار ہی کیونکہ یہ کام اگر خراب ہو جائیگا تو پھر کوئی صورت اصلاح کی نظر نہ آئیگی تو بنظر خیر خواہی کہتا ہی لیکن مین تیرے کہنے پر مطمئن نہین ہو سکتا فرجہ عیار نے کہا اختیار بدست مختار مین اپنے فرض سے ادا ہو گیا سہیل خان کوچ کر کے وہان پہونچا بہزاد کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا بکمال اعزاز مقام قیام پر لایا سہیل خان نے کہا غضنفر کے سردارون کو بلانا چاہیے بہزاد نے اُسی وقت سردارون کو بلایا وہ سب مجلس مین آگئے بہزاد نے بظاہر بہت خاطرداری سے پیش آیا بر سبیل تذکرہ کہا تم سب کی ملاقات سے مین بہت خوش و محظوظ ہوا اب کچھ مئے ناب کا مشغلہ شروع ہو تو بہتر ہی سردارون نے عذر کیا کہ ہماری شریعت مین قطعاً ممانعت ہی ورنہ کوئی وجہ عذر کی نہ تھی بہزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی کہ تمھاری شریعت مین ممانعت ہی مگر اس انکار مین میری تضحیک متصور ہی کہ مہمانون نے دعوت سے انکار کیا علی الخصوص اُسوقت کہ میرا عموزاد یہان آئیگا ابھی یہان موجود تھا بضرورت گیا ہی آتا ہوگا جہان اسقدر مجھپر کرم کیا کہ یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اسقدر اور کرم فرماؤ کہ مین ہمجنسون مین شرمندہ نہ ہون اب مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ تمھارے ہی ہم مذہبون کا یہ بھی قول ہی کہ شعر

جو پیا کھانا شراب و کباب کا ہی منع   تو پھر مراد کلو اور روا شرب کیا ہی ٭ سردارون نے جواب دیا

یہ کلوا واشربو صحیح ہی لیکن ولا تسرفوا بھی اسکے ساتھ ہی اور یہ تنبیہ مسرفون کے واسطے ہی کہ بیکار صرف نہ کرو کھانے پینے مین جو کچھ صرف ہو اسی پر اکتفا کرو کسی شاعر نے اسمین شاعرانہ مضمون پیدا کیا ہی کلوا واشربو مراد کباب و شراب ہی نہین ہی بہزاد نے بکمال منت کہا اب میری عزت تم سب کے ہاتھ ہی میری درخواست کو قبول کرو سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اول تو یہان آنا ہی غیر مناسب تھا اب چونکہ یہان آ گئے ہین پھر چارہ کیا ہی آخر الامر ایک ایک جام سب سردارون نے پیا اس اثنا مین سہیل خان وہان پہونچا تمام حاضرین تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے سہیل خان اپنے مقام پر بیٹھا بہزاد نے اُسی وقت اس طرح سردارون کی تقریب کی کہ یہ لوگ نہایت خلیق ہین مین انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوا سہیل خان نے کہا کیون نہین ذی عزت لوگ ہین بڑون کی بڑی بات ہوتی ہی اور بذریعہ سرگوشی بہزاد سے کہا عزیز من ان سب سردارون کو بلایا تو ہی اب کچھ حسب مراد تدارک بھی کر لینا چاہیے بہزاد نے کہا مین نے ایک ایک جام تو پلا دیا ہی وہ بھی بہزار منت و سماجت اب تم اصرار کرو سہیل خان خاموش ہو رہا بعد چند لمحہ کے کہا اے بہزاد ان سرداران معزز کی کچھ ضیافت بھی کی ہی بہزاد ہنسا اور کہا ہمارے مشرب مین بہت بڑی ضیافت مشغلہ شراب و کباب ہی چنانچہ کچھ ضیافت کر چکا ہون اب تم کچھ ضیافت کرو پھر سہیل خان نے بھی شراب کی ضیافت کی اور بعد گفت و شنید بسیار سردارون نے ایک ایک جام شراب اور پیا بہزاد نے بذریعہ سرگوشی پھر سہیل خان سے کہا کہ اگرچہ اس جماعت کے بند و بست مین مصروف ہون اور عنقریب کام انجام پایا جاتا ہی لیکن مجکو بہت بڑا اندیشہ غضنفر کا ہی اگر وہ کسی طرح یہان پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا بنا ہوا کام خراب ہو جائے گا بلکہ جان کا ضرر متصور ہی سہیل خان ہنسا اور کہا تم بھی عجب طرح کے بیوقوف ہو غضنفر کا قصہ تو مین نے پیشتر ہی بیان کر دیا تھا کہ اُسکو مین نے قید کر لیا ہی اور اُسکی قید مین نہایت اہتمام کیا گیا ہی کیا ممکن ہی جو وہ رہا ہو سکے اگر خدشہ ہی تو انھین سردارون کا ہی کہ ایسا نہو جو یہ گرفتار نہو سکین اور گرفتار ہو کے رہا نہو جائین بہزاد نے کہا ان سردارون کی طرف سے تم بخوبی اطمینان رکھو اگر غضنفر قابو مین آگیا ہی تو یہ بھی قابو مین آئے جاتے ہین بعدہ رقص و سرود کا ہنگامہ شروع ہوا بہزاد کے اشارہ سے مطربان خوشگلو و خوش سرو نے یہ غزل گانا اس طرح شروع کی

غزل

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کر دیتی ہی کباب شراب
ہی سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اب تو پیئن شباب شراب
فصل گل مین عجب نہین ہی اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل ہین نمک چھڑک وان پہ

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن
صبح پیری ہی آفتاب شراب
ہی مزا مستی اور ہوشیاری
ابر برسائے جائے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کر نہ اے محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہو گیا پانی
کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہی مرا جام زندگی لبریز
کہ ہی بے لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہی تری جدائی مین
ہوئی غیرت سے آب آب شراب

اس غزل کو اس لطف سے نکلا کہ تمام حاضرین مجلس محو ہو گئے بہزاد نے کہا اے صاحبو اب تو شراب سے انکار نہ کرو مزا اور

کا ساتھ ہی اس مرتبہ اس مکار نے ایسا اصرار کیا کہ سرداروں نے خوب شراب پی اُسطرف مطربون نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہوا ہون خاک پر اتنک ہی جستجوے شراب
نہ اپنے ساتھ کہین کھوئین آبرو و شراب
جو ناگوار نہ تھی ہو کیسر ہی کیفیت
سوے مفیچہ دیکھا نہ ہمنے روے شراب
بہ رنگ جام ہوئین آنکھین سا قیا پر خون
شراب خانو مین ہاتھ آئی ہی سبوے شراب
مرے علاج کو ناحق ہی جستجوے کدو
دلائی یاد مجھے کہ گل نے بوے شراب
یہ ناتوان ہوا ہون فراق ساقی مین

بتا ؤ خلد مین ہی یا سقر مین جو شراب
وعاے روح ہی پھوپلے کوئی کبھو شراب
بدن شراب کشتی سے خم شراب بنا
ملی ہی عشق کو اُس میکدے مین ستے شراب
شراب خوار وہ شیرین ہین ہوا و فرہاد
ترے فراق مین دیکھا جو مین نے ستو شراب
غضب ہی راز درون کھُل گیا مرے منہ سے
خمار کا ہی مجھے رنج لا کدو سے شراب
گیا ہی آج تو مجلس کو مست او مطرب
شراب کا ہی مجھے بلبلا سبوے شراب

کہ واعظا کو وان حشر مین جستجو شراب
نہ پائین زاہد بے آبرو شراب کہین
ہی اپنی روح بدن مین برنگ بو شراب
نظر حرام ہی کہتے ہین دختر رز ہی
منگائیگا عوض جو شیر جوے شراب
حساب اب یہی ہی جاؤ گون مسجد مین
شراب خوار کو کرتی ہی خوار کے بو شراب
نظر جو آگئی مشاطہ پھر وہ دھیان آیا
تری ستارہی کی تو ہنی ہی کیا لہ و شراب

اس اثنا مین سب مست و لایعقل ہو گئے بہزاد مجلس سے اُٹھا اور باہر آیا حاضرین مجلس سمجھے رفع حاجت کو گیا ہی بہزاد نے باہر آکے تمام غلامان مسلح کو آواز دی وہ سب منتظر آواز تھے بہزاد کے گرد جمع ہو گئے بہزاد نے کہا جلد قلعۂ سہیلیہ کے جانب چلو چنانچہ وہ سب بے تحاشا قلعہ کے جانب دوڑے بہزاد نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ قلعے مین پہونچتے ہی ہنگامۂ قتال گرم کر دینا اپنے بیگانے کا مطلق خیال نہ کرنا چنانچہ وہ سب قلعے مین پہونچتے ہی کشت و خون پر آمادہ ہو گئے جو سامنے آگیا اُسپر شمشیر و خنجر و گرز کا وار کیا بعضون نے دست غارت بھی دراز کیا بہزاد بھی اس ہنگامہ مین موجود تھا کشت و خون کرتا ہوا سہیل خان کی خوابگاہ مین پہونچا وہین زیر زمین غضنفر مقید تھا نزدیند نے غضنفر کو رہا کر دیا تھا اور تمام حالات مرقومہ سے مطلع کر دیا تھا غضنفر نے اسلحہ طلب کیے بہزاد نے اسلحہ دی غضنفر مسلح ہو کے وہان سے باہر آیا اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہوا قلعہ کو ملازمون کے حوالے کیا اور وہان سے روانہ ہوا شہر مین اُسوقت پہونچا کہ ہنوز سہیل خان مع یاران ہمراہی بدمست پڑا ہوا تھا فوراً گرفتہ و بستہ کر لیا لوگون نے جو غضنفر کو دیکھا کمال متعجب ہوئے اُنکو گمان تھا کہ غضنفر یہان موجود نہین ہی بس یہ سب سہیل خان کو بستہ کیے ہوئے باہر آئے لشکر سہیل خان اپنے مالک کو گرفتہ و بستہ دیکھ کے آمادہ فساد ہوا غضنفر نے بآواز بلند کہا اے ملازمان سہیل خان اب تمہارا تعرض کرنا محض بیکار ہی جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا بجز ہلاکت اور فضیحت کے تمکو کچھ حصل نہو گا فوج سہیل نے کچھ اعتنا نہ کی اُسی طرح آمادۂ فساد رہے غضنفر نے قرار واقعی سزا دی سب نے فرار پر قرار لیا بعضون کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا پھر اپنی بارگاہ مین آکے قرار لیا کیوان نے شیرزاد سے حال پوچھا اُسنے اول سے آخر تک تمام حال بیان کیا تمام سردارون نے شیرزاد پر آفرین کی بعدہ فرجہ عیار اور سہیل خان کو ہوش مین لائے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی فرجہ نے کہا تو اسوقت اپنے کو کس حال مین دیکھتا ہی سہیل خان نے کہا تو اپنے کو کس حال مین دیکھتا ہی فرجہ نے کہا عیان را.

چہ بیان جس حال مین ہون ظاہر ہی سہیل خان نے کہا میرا حال پوشیدہ سمجھتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو اندھا ہوگیا فرجعہ عیار نے کہا اب کبھی بر نہین جاتی اب مجھمین تجھمین کچھ فرق نہین ہی سہیل نے کہا تو سمجھتا ہی کہ اب مین رہا ہونگا جو تو مجھسے اسطرح بیباکانہ باتین کرتا ہی فرجعہ عیار نے کہا اسمین تو شک سمجھتا ہی بس اب زندگی سے ہاتھ دھو اور آمادۂ مرگ ہو سہیل خان خاموش ہو رہا غضنفر نے دین اسلام قبول کرنے کو کہا اُسنے انکار کیا پھر فرجعہ عیار سے کہا اُسنے بھی انکار کیا اور کہا کہ جب سہیل خان نے دین اسلام قبول نہ کیا تو مین کس طرح قبول کر سکتا ہون میرا اُسکا ساتھ ہی غضنفر نے کہا سہیل خان کے ساتھ تو کیون اپنی جان کو ضایع کرتا ہی تیرے طرز گفتار سے معلوم ہوتا ہی کہ تو راہ راست کو قبول کریگا اُسنے کہا اے غضنفر یہ ہرگز خیال نہ کرنا مجکو پیشتر سے معلوم تھا کہ مجکو قبول اسلام کی تکلیف دیجائیگی اور مین ہرگز قبول نہ کرونگا لامحالہ ہلاک کیا جاؤنگا اسی وجہ سے مین نے سہیل خان سے کہا کہ اب ہم تم دونون ہلاک ہو جائینگے غضنفر نے مجبوری حکم دیا کہ ان دونون کو تیرباران کرو چنانچہ اُن دونون تاکمر زمین مین بند کیا غضنفر نے کہا اے فرجعہ عیار اب بھی خیریت ہی کہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے اُسنے پھر جواب صاف دیا فوراً ایک تیر غضنفر نے فرجعہ عیار کے سینہ پر مارا پھر تمام سردارون نے اپنی اپنی کمان سے تیر رہا کیے حتے کہ سہیل خان اور فرجعہ عیار دونون تیرباران کیے گیے سامان عروسی شروع ہوا تمام محل و ایوان فرش شیشہ و آلات وغیرہ سے آراستہ کیے گئے انواع اقسام کے کھانے پکے اور سردارون کی دعوت ہوئی باقی اہتمام و انتظام کا بیان حوالے قصہ خوان خلاصہ یہ کہ سر شام سے یہ ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا لولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش آہنگ نے طرح طرح کی غزلین گائین یہ غضنفر کی فرمایش سے یہ غزل اسطرح گائی گئی

غزل

نگہبان برق کو مین نے کیا ہی اپنے خرمن کا
تواضع دشمن جانکی زیادہ قتل کرتی ہی
لکھا تھا اڈو بنا قسمت مین میری چاہ گلشن کا
کیا قتل اُسکے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
قدم باد بہاری ہی فرقائی کے توسن کا
رہ چلا ڈنکتا ہون بس مین میکر زندہ این
چراغ بادہ ای آتش نہو محتاج روغن کا

مجھے مقصود دل کہ وہ وہی ہی عجب شی نین
خم شمشیر معشوقونکا نہوڑا نا کبھی گردن کا
سبک ضعفونکا احسان کھینچتا ہی کیا اغ بینیا
رکھا گردن پر اپنی دست لے احسان دشمن کا
حبیب ہمرہ سے ہی غرض حال لاحاصل
نظر آتا ہی چشم منتظر ہر چشم روزن کا

تصور ہر نفس ہی پیش چشم اُس روی روشن کا
گریبان پھاڑ کر تا ہون نہین پیوند دامن کا
گرایا دل نے لیجا کر مجھے قعر زنخدانین
نشان ملتا ہی ہے زخم سے کب تار سوزن کا
چمن کا عالم آتا ہی نظر گنج شہیدان مین
نہ بخشے نفع ہرگز کو ٹنا کچھ سر دا ہن کا
فروغ ظاہری کو داغ روشن ان محقق ہی

یکایک صبح کی توپ دن سے چلی ادھر نوبت کے نقارہ پر چوب پڑی ارباب نشاط ایک گوشے مین جا بیٹھے قاضی آئے دختر شہرزاد کا عقد غضنفر کے ساتھ پڑھا گیا مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نوکرون کو انعام تقسیم ہوا سب اپنے اپنے مقام قیام پر گئے اس عرصہ مین عمر ثانی پہونچا یہان یہ ہنگامۂ عروسی دیکھکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ غضنفر کی شادی دختر شہرزاد سے ہوئی ہی غضنفر کے پاس پہونچا عقابین اور خروج پر ویز اور شاہزادۂ بدیع الملک کا حال بیان کیا خط شاہ سعدیہ غضنفر کو دیا جب وہ خط پڑھا گیا اگرچہ وہ ہنگامۂ عروسی تھا مگر تمام حاضرین نے اپنے اپنے گریبان چاک کیے دونون ہاتھون سے سر پیٹا

اور شور گریہ و زاری بلند ہوا حتی کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند ساعت کے بعد جب افاقہ ہوا آپس میں مشورہ شروع ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے کسی نے کہا پہلے اس ظلم و ستم کی خبر لینا چاہیے جو شاہزادہ **بدیع الملک** پر ہوا ہے بعدہ عقابین تک پہونچیں گے کسی نے کہا یہ مناسب نہیں ہے بلکہ پیشتر عقابین کی خبر لینا چاہیے ہر چند کہ مجکو شک ہے کہ شاہزادہ **بدیع الملک** ہلاک کیا گیا ہے ممکن ہے کہ کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہو تاہم عقابین کا کام مقدم ہے اگر خدا نا کردہ شاہزادہ ہلاک ہو گیا تو زندہ کی خبر لیجاویگی اور اگر میرے خیال کے موافق زندہ ہے تو بعد کو بھی اُسکا تدارک ہو سکتا ہے غرضکہ راے آخر مقرر رہی لشکر کو کرچ کا حکم ہوا تمام سردار مسلح و مکمل مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوئے **عمر ثانی** وہان سے روانہ ہوا جس ملک میں پہونچتا تھا وہان کے والی کو نامہ دیتا تھا اور فوراً دوسری طرف روانہ ہوتا تھا حتے کہ شاہزادہ **بدیع الزمان** کے لشکر میں پہونچا اور احوال بدیع الملک کا امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا **حمزہ ثانی بدیع الزمان** اور **بدیع الملک** کی خبر سن کے از خود رفتہ ہو گئے اور کہا ای خواجہ یہ کیا خبر بد تمنے سنائی پھر سینہ و سر پیٹ کے زار و قطار رونا شروع کیا خواجہ نے کہا اب میں رخصت ہوتا ہون اور مقامات میں بھی جانا ہے چنانچہ یہ اس طرف روانہ ہوا خواجہ کے جانے کے بعد شاہزادہ **بدیع الزمان** بھی معروف کو ساتھ لیکے خاور کے جانب روانہ ہوئے

اب داستان ندرت توامان نورالدہر میں خامہ فرسائی کیجاتی ہے

گل کو جب دیکھا تری تصویر کا دھوکا ہوا
دیدۂ تر کو اُسے بے پیر کا دھوکا ہوا
ہم جو بے قاتل پڑا گلگشت گلشن کو گئے
دیکھکر تسبیح کو زنجیر کا دھوکا ہوا
رنگ اُڑا ایسا لب پیمانہ کا ساقی کے حضور
آب جو پر مجھکو جوئے شیر کا دھوکا ہوا
رات ہم سمجھے تیرا رخسار تابان چاند کو
دود آہ نالۂ شبگیر کا دھوکا ہوا

بجلی جب بلبل تری تقدیر کا دھوکا ہوا
ہوں وہ بیخود خون پایا ہے جب ہوئی زنجیر کی
شاخ گل پر خون بھری شمشیر کا دھوکا ہوا
بڑھ گیا وہ نوجوان میں پیر کیسے رہ گیا
جام مے پر مجھکو جام شیر کا دھوکا ہوا
صاف دیکھی تیری صورت اپنی صورت دیکھکر
چاندنی دیکھی تری تنویر کا دھوکا ہوا
جا بجا دیکھیں جو نہریں شاخ ناسخ کی ...

دھیان اسکو کہتے ہیں آیا نظر جو طفل ...
خاک صحرا پر مجھے اکسیر کا دھوکا ہوا
بھاگے ہم زاہد تری مسجد کو زندان جانکے
راہگیرون کو کمان و تیر کا دھوکا ہوا
ہجر میں آلودۂ خون گل ہیں مقتل کو کہیں
آئینہ پر صفحۂ تصویر کا دھوکا ہوا
مینے دیکھی رات بدلی میں جو بجلی کی چمک
کوچۂ محبوب پر کشمیر کا دھوکا ہوا

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار شیرین گفتار کا اظہار ہے کہ جب شاہزادہ **نورالدہر** کی کشتیان لطمہائے بحر زخار کے صدمون کی متحمل ہو کے کنارے پر پہونچیں دریافت کیا کہ یہ کون سرزمین ہے لوگون نے کہا اسکو دیار **مغرب** کہتے ہیں **نورالدہر** نے پوچھا دیار **مغرب** کے حالات کی بھی کسی کو خبر ہے سب نے عرض کیا اس سرزمین میں **داراب بن اسکندر** ہیکلان ظاہر ہوا ہے کشواد نام ایک گبر نہایت زبردست ہے اُسنے تمام مسجدون اور خانقاہون کو مسمار کیا کفر و ضلالت کو رواج دیا اب سنا ہے کہ تمام ملک **مغرب** کو مسخر کر لیا فی الحال **اندلس** کے جانب گیا ہوا ہے اور مصمم ارادہ کیے ہوئے ہے کہ گبر ب اور مادر اسد دختر امیر اور **معروف اندلسی** کے مال و اسباب پر دست غارت دراز کرے **نورالدہر** سبت برہم ہوئے اور مردمان ہمراہی کو اُسی وقت روانگی

کا حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا اور منزل بہ منزل راہ طی کرتا چلا جاتا تھا محبوب خان الجوب خان ششش گزی کا
بیٹا جسنے اپنے باپ سے فن سپاہگری کو خوب حاصل کیا تھا ہنگام کارزار ایک سو پچاس من کا خود
پہنتا تھا اور الجوب خان کی طرح اسنے بھی چالیس گھوڑون کو اپنی مرضی کے موافق سکھایا تھا
اسنے جو نورالدہر کی آمد کی خبر سنی آیا اور نورالدہر کی ملازمت حاصل کی کشواد کے بیداد کا حال بیان
کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس صرف چالیس سوار ہین امیدوار ہون کہ پہلے کشواد کے قصہ کو فیصل
کر لیا جاوے بعدہٗ اختیار ہے نورالدہر نے قبول کیا اور اُسی اسکندریہ کے جانب کوچ کیا جب
ملک مغرب مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ نورالدہر یہان آگیا تمام اہل مغرب بہت حیران ہوئے اب
نورالدہر کو تلاش کشوادیون کی ہوئی جو کشوادی جہان ملا اُسکو وہین ہلاک کیا اور اگر دین اسلام
اختیار کر لیا فوراً جان بخشی کی بتکدون کو منہدم کر دیا جو لوگ کشواد کے خوف سے بت پرستی اختیار
کیے ہوئے تھے نورالدہر کی خبر سن کے جوق جوق گروہ آنا شروع ہوئے لشکر اسلام مین آکے پناہ لی اہل
اسکندریہ کو یہ خبر پہونچی سب خائف ہوئے وجہ یہ تھی کہ تمام اہل اسکندریہ نورالدہر کو پہچانتے تھے
راوی کہتا ہے کہ ملک اسکندریہ مین کشواد کے جانب سے ایک حاکم ہے گشتاسپ نام نہایت
زبردست شہزور ایکایک ہرکارہ نے آکے اُسکو خبر دی کہ نورالدہر مع فوج و لشکر اُسطرف کا عازم
ہے بلکہ عنقریب یہان پہونچا چاہتا ہے بیشتر بت پرستون کو اُسنے مسلمان کیا بڑے بڑے ملکون کو مسخر کرکے
وہان کے مال و دولت پر دست غارت دراز کیا اطلاعاً عرض کیا جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا
جاوے گشتاسپ بھی اس خبر کو سن کے گھبرا گیا اُس حالت اضطراب مین فوراً قلعہ بندی کا حکم دیا اور
جنگ کی تیاری شروع ہوئی ارکین سلطنت کو بلا یا رائے لی کہ نورالدہر سے جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم
کیا جاوے یا کسی طرح کے معاملہ کی درخواست کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ
نورالدہر ایک مرد بہادر و جری ہے اُسکے مقابلہ مین محل خوف ضرور ہے ہان دو تین حکمران خود مختار مجتمع
ہوکے اُس سے مقابلہ کرین تو مضائقہ نہین ایک کی کمک پر دوسرا ہوگا چنانچہ گشتاسپ نے اُسیوقت
کشواد شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا بعد صفات لات و منات و تعریف بت بزرگ عالی ذات و صاحب
کرامات واضح و لائح ہو کہ فی الحال مسلمانون کا غلبہ ہے بت پرستون کے دشمن جان ہین چنانچہ نورالدہر
نام ایک سردار معزز لشکر اسلام کا آیا ہوا ہے عنقریب بت پرستون پر یورش کریگا اگر غفلت کیجاویگی خداوند
بت بزرگ کی پرستش کرنے والے نام کو باقی نہین رہینگے اطلاعاً لکھا گیا اب جو کچھ حکم صادر
ہو اُسکی تعمیل کی جاوے اور ایک قاصد تیز رو کو نامہ دیکے روانہ کیا اور تاکید اً کہدیا کہ جلد اسکا جواب لا قاصد
اس خط کو لیکے اُس طرف روانہ ہوا یہان لشکر اسلام قریب آپہونچا خیمے برپا ہوئے نورالدہر لشکر اسلام
سے علیحدہ ایک مقام بلند پر آئے قیام کیا کفار دور سے نورالدہر کو دیکھتے تھے اور سہمے جاتے تھے
کوئی کہتا تھا دیکھیے اب کیا آفت آتی ہے یہ جوان بلاوجہ مقام بلند پر نہین آیا کوئی کہتا تھا خداوند بت بزرگ
جلد قاصد کو کشواد تک پہونچائے اور وہ بادشاہ کو مع فوج و لشکر ہمراہ لائے یکایک نورالدہر نے
نعرہ مارا کہ اے گشتاسپ اگر تو اپنی جان کی امان چاہتا ہے بلا تکلف و تردد قلعہ کو خالی کردے اور ہماری
اطاعت اختیار کر ہم وعدہ کرتے ہین کہ پھر تجھے کسی طرح کا تعرض نہین کرینگے مگر اہل اسلام کی ہلاکت

۱

سے بھی دست بردار ہو جا ورنہ تو یقین سمجھ لے کہ ایسی حالت خراب سے ہلاک کیا جاویگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہو گی آیندہ تو دانی و کار تو گستاسپ نور الدہر کی اس تقریر کو سن کے بہت متفکر ہوا ارکین حکومت سے اس بارہ مین راے لی کہ کیا جواب دینا چاہیے سب نے کہا خداوند نعمت قلعہ بند ہین اور یہ جوان خدا پرست کیا کر سکتا ہی زیادہ بر ین نیست قلعہ پر حملہ کریگا پھر کیا ہوگا ہم بھی یہان سے تیر و تفنگ سے کام لینگے حتے کہ کشواد شاہ کی کمک پہونچ جائیگی گستاسپ کی سمجھ مین یہ بات آگئی بالاے قلعہ سے یہ جواب دیا کہ اے نور الدہر یہ کیا کلمات بے معنی زبان پر جاری کرتے ہو خداوند لات و منات کی ایسی بندگی کرنے والے ہم لوگ نہین ہین کہ تمھارے خائف کرنے سے ہم اُسکی بندگی سے قطع نظر کرین گے تمسے جو کچھ ہو سکے ہرگز کوتاہی نہ کرو تم نہین جانتے ہو حقیقت امر یہ ہی کہ مین ایک خاص وجہ سے مجبور ہون ورنہ قسم ہی لات اعلی و منات معلی کی قلعہ سے باہر آ کے ایسی قدرت نمائی کرتا کہ تم ہمیشہ یاد کرتے کہ سزاے معقول اسکا نام ہی اور عیان راچہ بیان تم عنقریب دیکھ لو گے مین نے اپنے حاکم کو عرضداشت بھیجی ہی یا تو وہ خود مع فوج و لشکر آتا ہوگا اور تمکو سزا دیگا یا میرے واسطے کوئی حکم مناسب بھیجے گا مین خود تمھاری گوشمالی کو مستعد ہونگا نور الدہر نے جواب دیا کہ اگر تو اپنے حاکم کا انتظار کرنا چاہتا ہی تو مین بھی فی الحال تجکو جنگ کے واسطے مجبور نہین کرتا آج مین تجکو مہلت دیتا ہون انشاء اللہ الرحمن کل تیری طاقت کو دیکھ لونگا تو اپنی قدرت نمائی کریگا یا مین تیرے کردار کی سزاے معقول دونگا یہی گو میدان ہی جسکو خدا دے وہ لے اس تقریر کے بعد نور الدہر اپنے مقام قیام پر چلا آیا اور سرداران ہمراہی سے کہا یارو کل جو کچھ ہونا ہی وہ ہوگا کفار کو آج ہمنے مہلت دی سب نے کہا خیر فردا دیدہ می باید غرضکہ تمام شب جنگ کی تیاری رہی یکایک سے دہل زن دہل دہ جسین او بیہون ہن ودین اودین او اسطرف کفار کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی قلعہ مین نقارۂ جنگ بجوایا جب صبح ہوئی غازیان اسلام تلوارین علم کرکے اپنے مقام سے بڑھے شہر مین پہونچے تمام رعایاے شہر منتشر الحواس ہو کے بھاگے کسی کو اپنے دست و پا کی خبر نہ تھی جابجا خندقین واقع تھین اُن سب کو ضرب ہاے گرز سے مسمار کیا اب یہ نوبت ہی کہ کفار بالاے قلعہ سے تیرون کا مینہ برسا رہے ہین خود محفوظ ہین حامیان اسلام کثرت سے زخمی ہو رہے ہین کوئی پناہ نہین نور الدہر نے لمااہو دلاورو اسوقت کوئی ایسی تدبیر عمل مین لاو کہ قلعہ مین پہونچ جائین ورنہ ہم سب ہلاک ہو جاینگے سرداران فوج نے جواب دیا کہ یہ وقت کسی طرح کی تدبیر کا نہین ہی البتہ دروازۂ قلعہ پر پہونچ کے کسی طرح اُسکو توڑنا چاہیے چنانچہ وہ سب دروازے پر پہونچے حربہاے عمود و غیرہ سے اُسے توڑا اور قلعہ مین داخل ہوئے مگر پہلے قلعہ مین شاہزادہ داخل ہوا اُسکے عقب سر غازیان اسلام و دلاوران نیک انجام پہونچے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی گستاسپ نے مقابلہ کیا اب تو وہ ہنگامۂ کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا ات خدا بگیر و بزن کی آواز بلند تھی تمام قلعہ کثرت زخم سے لالہ وزار ہو رہا تھا ہر طرف خون سے دریا بہ رہا تھا کشتون کے پشتے سرون کے انبار تھے نتیجہ اس ہنگامہ کا یہ ہوا کہ گستاسپ ہلاک ہوا اہل قلعہ نے فرار پر قرار لیا بعضون نے اطاعت اختیار کی بعضے گرفتار کیے گئے شاہزادے نے حکم دیا کہ جو شخص اسلام

قبول کرے اسکو رہا کرو ورنہ فوراً قتل کیا جاوے طول عمل کی کچھ ضرورت نہین ہی چنانچہ
بقیہ مردمان قلعہ نے دین اسلام قبول کیا اب نمانہ یان اسلام شہر مین آئے اور دست غارت دراز
کیا مگر شاہزادہ نور الدہر نے پیشتر ہی حکم دیدیا تھا بلکہ منادی کو دی تھی جسوقت جسنے کہا کہ ہمنے
اسلام قبول کیا فوراً اُسکے حال سے قطع نظر کی گئی مطلق گزند نہین پہونچے دی کشواد شاہ اور
گستاسپ کا مال و اسباب بیش قیمت شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ آیا میکدون کو منہدم کیا بت خانو
کو خراب کیا تمام ملک تصرف مین آیا بعد انتظام امور ضروری شہر اندلس کے جانب کوچ کیا اہل عاد
کو اسیر و دستگیر کرکے ہمراہ لیا اس طرف کشواد اندلس کے جانب روانہ ہوا جب حوالی اندلس
مین پہونچا اور ابو المحاسن کے نام نامہ لکھا اور ایک قاصد تیز رفتار کے ہاتھ روانہ کیا
ابو المحاسن کو نامۂ کشواد کی خبر پہونچی ایلچی کو بلایا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا یہ وہ وقت
ہی کہ مجلس شراب و کباب گرم ہی ابو المحاسن نے نامہ کو کھولا پڑھا لکھا تھا اول لغویات لات و منات
دوم تحسین ضروری بحسب مناسبات آنکہ اے ابو المحاسن آگاہ ہو کہ خداوند بت بزرگ نے اپنے
فضل بے غایت و کرم بے نہایت سے مجکو اپنا نظر کردہ کیا ہی مجکو اختیار ہی کہ جسوقت جسکے نسبت
جو کچھ چاہون حکم کرون کسی کو مجال اعتراض نہین ہو سکتی ہی کیونکہ جب مین خداوند کا نظر کردہ ہون جو
کچھ میرا حکم ہی وہ بعینہ خداوند کا حکم ہی اور خداوند کے حکم کے سب مطیع ہین تو اس اعتبار سے
سب میرے مطیع ہین اور اصل غرض خداوند کی میری نظر کردہ کرنے سے یہ تھی کہ مذہب بت پرستی
کو بخوبی رواج ہو مسلمان براے نام بھی باقی نہ رہین چنانچہ خداوند کی مرضی کے موافق ظہور مین
آتا جاتا ہی مصرعہ آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان ؎ دیکھو میری شان و شوکت کو فی الحال ہماری
یہ مرضی ہی کہ شہر اندلس و ملکہ زبیدہ اور اسد کو میرے حوالے کر دو ورنہ اس عدول حکمی
کا نتیجہ بد دیکھوگے مین سچ کہتا ہون کہ اگر مجکو غصہ آجاوے گا تو غضب ہو جائے گا اور پھر کوئی
چارہ جوئی کارگر نہو گی جب ابو المحسن کو اس مضمون کا نامہ پہونچا بہت برہم ہوا فوراً چاک کر ڈالا
اور ایلچی سے کہا جلد یہان سے چلا جا اسکو یہ حرکت ابو المحاسن کی بہت ناگوار ہوئی اور
کہا اے ابو المحاسن تعجب ہی کہ تو نے کشواد شاہ ایسے نظر کردہ خداوند کے نامہ کو چاک
کر ڈالا اور اُسکا جواب کچھ نہ دیا اور مزید بران تو مجھسے کہتا ہی کہ تو یہان سے چلا جا تو نہین جانتا
کہ کشواد خداوند کا کیسا نظر کردہ ہی اور کیسے کیسے اختیار اُسکو حاصل ہین ابو المحاسن نے کہا
او مردود تو کیا بکتا ہی کشواد نہین معلوم کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی ایلچی نے نعرہ مارا کہ اے
ابو المحاسن خداوند کشواد کی خدمت مین یہ گستاخی کرتا ہی اور عجیب کلمے لاطائل زبان پر
جاری کرتا ہی کہ آج کے سوا کبھی اُسکے نسبت ایسے کلمے نہین سنے ہین معلوم ہوا کہ تو اپنے
اوپر غضب خداوندی نازل کرنا چاہتا ہی ابو المحاسن نے کہا او ملعون دور ہو یہان سے
نہین تجکو زندہ جانا یہان سے دشوار ہو جائے گا اُسنے کہا اے ابو المحاسن جب خداوند کشواد
کی ایسی تذلیل ہوگئی تو مین بھی اپنی جان کی حقیقت نہین سمجھتا ہون جب اس طرح کی تقریر اُس
ایلچی کی ابو المحاسن نے سنی جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس مردود کے کان اور ناک کاٹ

کے یہان سے نکال دے چنانچہ فوراً اُسنے تعمیل حکم کی جلادنے گوش وبینی بریدہ وہان سے اُسکو
نکال دیا ابوالماحسن وہان سے محل مین آیا ملکہ سے اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا طرفہ یہ امر ہی کہ
وہ ایلچی نہین معلوم اپنے کو اور کشواد کو کیا سمجھتا ہی مین ہرگز اُسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاتا
اسواسطے کہ ایلچی کو کسی جا صدمہ نہین پہونچایا جاتا لیکن کیا کرون اُس مردود نے ایسے کلمات
لاطائل زبان پر جاری کیے کہ مین اُسکو سزا دینے کے واسطے مجبور ہو گیا جان سے تو نہین مارا
البتہ گوش وبینی بریدہ یہان سے نکال دیا ملکہ نے کہا ای ابوالماحسن اگر تمہاری راے ہوتو
مین نقاب پوش ہوکے باہر نکلون اور کشواد کو اُسکے کردار کی سزا دون مین بھی دختر امیر ہون
میری مادر گرامی سے بیشتر کارہاے نمایان ظہور مین آئے ہین اگرچہ مین عورت ذات ہون لیکن
ہمت درست رکھتی ہون ابوالماحسن نے منع کیا اور کہا یہ کس طرح ہوسکتا ہی کہ ہم لوگون کی
موجودگی مین تم ایسے عالی منزلت اپنے دست وپا کو تکلیف دو کچھ نہ کچھ اُسکا بند وبست کردیا
جاویگا مین نے صرف بغرض اطلاع وہی اس واقعہ کو بیان کیا نہ اس غرض سے کہ تم عورت ذات
اُسکی سزادہی کو مستعد ہوجاؤ ملکہ خاموش ہورہی ابوالماحسن محل سے باہر آیا بزرگان اندلس
کو جمع کیا اور کہا فی الحال مجکو یہ دغدغہ درپیش ہی کشواد بر سر فساد ہی اُسکا ایلچی آیا تھا خط لایا تھا
مضمون خط سے میری طبیعت مین اشتعال پیدا ہوا مزید بران ایلچی نے بیہودگی کی جسکے سبب
سے اُسکے گوش وبینی کی قطع برید کی گئی اب تم لوگون کی کیا راے ہی کس طرح کا فیصلہ کیا جاوے
یا جنگ وحرب کے واسطے مستعد رہنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ کشواد ہی
تو کیا ہی اور کوئی ہوتا تو کیا ہوتا حکومت ومملکت کا قصہ بغیر حرب وضرب کے فیصل نہین
ہوتا ہم سب جان نثار حاضر ہین جبتک جان مین جان ہی رفاقت سے قطع نظر نہین کرینگے
ہان جسوقت بیجان ہوجائینگے مجبوری ہی اُسوقت بادشاہ کو جو کچھ مناسب معلوم ہو عمل
مین لائے اُن لوگون کے اس طرح کے کلمات رفاقت سے ابوالماحسن بہت خوش ہوا
اب اُس طرف کا حال سنیے کہ جب وہ ایلچی گوش وبینی بریدہ کشواد کے پاس پہونچا بس
کشواد شاہ یہ حالت دیکھکے از سر تا پا غضب ہوگیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا تیرا کیا حال ہی ایلچی نے حقیقت گذشتہ بیان کی جب تو پھر کشواد شاہ نے کہا
تجھسے کچھ نہوسکا جو باین صورت یہان تک پہونچا تو نے میری تذلیل کی اگر مین تجکو ایسا
ہیچ کارہ سمجھتا تو ہرگز یہ خدمت تیرے حوالے نہ کرتا ایلچی نے جواب دیا میرا کیا قصور ہی مین
ایک تن تنہا وہا سیکڑون بلکہ ہزارون کشواد نے کہا تو نے ایسی حالت مین زیادہ گوئی کیون
کی اُسنے کہا کیا خوب خداوند کی شان مین کلمات نازیبا کوئی کہے اور اُسکا جواب نہ دیا جاے
یہ کیونکر ہوسکتا ہی کشواد نے کہا خیر ہرچہ بادا باد اور اُسی طیش مین آکے طبل جنگ بجنے
کا حکم دیا صبح کو یورش کی اور بکمال شجاعت خندق مین پہونچا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا
گھبرا گئے اُسوقت کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی بجز اسکے کہ جانب آسمان دونون ہاتھ بلند کیے اور
درگاہ قاضی الحاجات مین اس طرح مناجات کی کہ ای کس بیکسان وای دستگیر افتادگان تو ہر وقت

اپنے بندے کا حامی و مددگار ہو واسطے اپنے قدرت و جلال کا اسوقت مین ہماری مددگاری کر
ندارم غیر از تو فریاد رس یکایک گشواد کے جانب سے ایک قاصد آیا اور پگڑی سے
خط نکال کے گشواد کو دیا گشواد نے سر نامہ چاک کیا خط کھولکے پڑھا زانو پر ہاتھ مارا اور نفس سرد
بھرکے کہا دیکھیے خداوند بت بزرگ کی مشیت مین کیا گذرا ہی حقیقت اصلی یہ ہی کہ گشتاسپ
نے اُس نامہ مین لکھا تھا کہ مسلمانون کی یورش ہی چنانچہ شاہزادہ نور الدہر اسکندریہ مین پہونچا
اور ہنگامۂ جنگ کرتا ہی کشت و خون پر آمادہ ہی نام و ناموس کا مقدمہ درمیان ہی اس نامہ گشتاسپ
کو از اول تا آخر پڑھکے اپنے خیرخواہون کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اسباب کو بار کر دیہان
سے آوین جانا چاہتا ہون لوگون نے منع کیا کہ ایک ہنگامہ آرائی دربیش ہی اسکو فیصل کرکے
جانا مناسب ہی نہ یہ کہ اس سے قطع نظر کرکے دوسری مہم کی خبر لیجاوے گشواد برہم ہوا اور
کہا تم سب بیوقوف ہو ہماری راے مین تمکو کیا دخل ہی اینچہ راے مولے از ہمہ اولے
سمجھو اہل اسلام کو جو اس روانگی کی خبر پہونچی سب کو حیرت ہوئی ابو المحاسن کے عیار لشکر کفار
مین گئے اور خبر لائے کہ گشواد جانب اسکندریہ ضرور جائیگا گشتاسپ نے نہین معلوم
کس مضمون کا نامہ لکھا ہی جسکے دیکھنے سے گشواد مضطربانہ اُس طرف جاتا ہی ابو المحاسن
اس واقعہ کو تحقیق کرکے مسلح و مکمل ہوا اور مردان اندلس کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا
اور لشکر گشوادی سے جنگ و حرب شروع کی پہلے تو کفار نے بہت جرات و شجاعت
دکھائی پہلوانان نامور و قوی بازوان اژدر مقابل طلب ہوئے اس طرف سے بھی اُنکے
مرد مقابل گئے جنگ نیزہ و شمشیر و زور دست و بازو کا ہنگامہ گرم غالب و مغلوب ہوئے
نتیجہ یہ ہوا کہ فوج گشواد پسپا ہوئی ابو المحاسن نے فتح پائی مال و اسباب تحت و تصرف
مین آیا اور قلعہ مین آکے قیام کیا جب ملکہ کو اس واقعہ کی خبر پہونچی بہت خوش ہوئی اور
طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اُس طرف گشواد بھاگون بھاگ چلا جاتا تھا اثناے راہ مین
شاہزادہ نور الدہر کے لشکر سے ملاقات ہوئی گشتاسپ کی ہلاکت کی خبر پہونچی بہت
رویا اور شب کو طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے اور
شاہزادہ نور الدہر نے اسلحہ کا صندوق طلب کیا اول نرمی بدن کی غرض سے ہفت پیراہن
پہنا خفتان گوہر نگار حضرت سلیمان علیہ السلام بالاے زرہ پہنا کمر مین خنجر جمشید و ترکش
نریمان و شمشیر سلیمان علیہ السلام کو درست کرکے لگایا بر زوے دلاور کا خود سر پر رکھا
سہراب مل کا چار آئینہ لگایا سپر مہر فتح پشت پر لگائی گاؤ سر قربوس مین لگاکے میدان کی طرف
راہی ہوا اُس طرف سے گشواد بڑھا اور رد و بدل شروع ہوئی دونون طرف کے لشکر بغور
تماشہ دیکھنے لگے تا دیر حرب و ضرب گرز تیرہ و نیزہ و شمشیر کے بعد زور دست و بازو کی نوبت
پہونچی آخر الامر گشواد کو شاہزادہ نور الدہر نے گرفتہ و بستہ کر لیا لشکر گشوادی ترغیب
پاکے فراری ہوا اُنکا مال و اسباب غازیان اسلام کے ہاتھ آیا شاہزادہ نور الدہر نے گشواد
سے کہا کیا ارادہ ہی اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو اگرمین تجھے اسی وقت رہا نہ کر دونگا البتہ

عذاب گرفتاری مین تخفیف ہو جائیگی ورصورت خلاف تیرا زندہ رہنا دشوار ہی گشتواد نے اُسوقت کچھ جواب نہ دیا چند لمحہ تک نور الدہر نے انتظار جواب کیا جب دیکھا کہ کچھ جواب نہین دیتا ہی پھر زندانمین بھیج دیا اور کہا کل پھر اسکے نسبت حکم مناسب دیا جائیگا

اقبال روح بخش عظام رمیم ہی	اقبال محض فضل خدا کریم ہی	رد بصر کو یوسف مصری شمیم ہی	اعدا کے رفع شر کو عصا کلیم ہی
	موسیٰ کے ہاتھ مین ید بیضا بنا رہا	فرعونیون کے کام مین گو اژدہا بنا	
تاج شہان پہ سایۂ بال ہما ہے	پر عین لا بقا ہی اگر قلب پھیرے	جب رخ کیا تو قطع سلاطین سر کیے	اور پشت دی تو تخت نشینون کے گھر لیے
	جلتی ہوا مین غنچۂ شرار خلیل تھا	بگڑے ذرا تو لحظہ خوار و ذلیل تھا	
منعم کی جھلکیون مین ہی اکسیر کا اثر	مٹھی مین خاک لی ہی تو فوراً ہوئی ہی زر	بطن صدف مین جا ہی قطرہ ہوا گہر	معشوق کے تو ہاتھ سے ہی زہر بھی شکر
	بلبل کے حق مین نکہت گل ساز برگ ہی	لیکن خجل کی جان کا سامان مرگ ہی	
دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا مین راج تھا	اور شام جب ہوئی تو نہ سر تھا نہ تاج تھا	دم مین ہی ازار فریدون مزاج تھا	اگلا قیام اسکو نہ کل تھا نہ آج تھا
	اسکا گذر کہان نہوا اور کہان ہوا	ظل ہما نہین ہی ایک ڈھلتی چھاؤن ہوا	
دم بھر مین جم کے تخت کو برباد کر دیا	جن باپ مان کے بچہ کو شداد کر دیا	قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا	خسرو کیا اُسے فرہاد کر دیا
	اُسکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا قصور تھا	انسان کی اس مقام مین مٹی خراب ہی	

حامی دین سبحانی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی خاورزمین عقابین پر کھنچے گئے ہین خواجہ عمر ثانی تمام عالم کے سلاطین کو اس اطلاع کے نامہ پہونچا رہا ہی حتے کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو نامہ دے کے گلستان مین پہونچا اور وہان کے حاکمان ذی اقتدار کو نامے دیکے روم کے جانب متوجہ ہوا پہلے حلب مین آیا اُس زمانہ مین عبد الجبار اور عبد القہار دو بھائی وہان کے حکمران تھے دونون آپس مین اس بات کا پیشتر ذکر کیا کرتے تھے کہ امیر حمزۂ صاحبقران والا قدر کے نسبت الواع اقسام کے اخبار گوش زد ہو رہے ہین نہین معلوم اصل حقیقت اسکی کیا ہی چند جاسوسون کو اُس طرف بھیجا بھی لیکن ابتک مفصل کیفیت نہ معلوم ہوئی اب جو عمر ثانی پہونچا اور عبد الجبار کو خبر پہونچی کہ عیار طرار امیر حمزۂ صاحبقران روزگار وارد سرزمین روم ہوا ہی کمال مشتاق ملاقات ہوئے تا اینکہ اپنے دربار مین بلایا امیر حمزۂ صاحبقران کی خبر پہونچی عمر ثانی نے کہا یہ خادم خاص اس خبر کو پہونچانے آیا ہی عبد الجبار گھبرا گیا اور کہا جلد بیان کر کیا خبر ہی عمر ثانی نے کہا خلاصہ یہ ہی کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران کفار کے دست ظلم سے خاورزمین مقید ہی نہین ہین بلکہ عقابین پر کھینچ دیے گئے چنانچہ یہ نامہ بھی صداقت کے واسطے میرے پاس موجود ہی یہ کہکے عبد الجبار کو نامہ دیا اور کہا مین اب زیادہ توقف نہین کر سکتا جو کچھ حال ہی اس نامے سے معلوم ہو جائے گا عبد الجبار نے کہا توقف کر میرا بھائی عبد القہار بھی آتا ہوگا اُس سے بھی ملاقات کر لے خواجہ عمر ثانی نے کہا عبد القہار تیرے بھائی کے نام کا کوئی نامہ میرے پاس نہین ہی صرف یہ نامہ شاہ عبد القہار کے واسطے بھی کافی ہی اگر وہ جرات رکھتے ہونگے تو صرف اطلاع کافی ہی اپنے امکان تک جناب حمزۂ ثانی کی حمایت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرین گے یہ کہکے خواجہ عمر ثانی وہان سے رخصت ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل سخت و دشوار گذار شاہ آباد مین پہونچا عاد زرین کمر کو نامہ دیا اور

زبانی بھی جو کچھ کہنا تھا خلاصہ کہکے وہان سے روانہ ہوا اب شہر اسکندریہ مین آیا اور وہان کے حاکم اسکندر ثانی کو نامہ دیا اور زبانی چند باتین بیان کر کے وہان سے ہانپتا ہوا پسینے مین غرق از سر تا پا آلودہ گرد و غبار قیصوانیہ مین آیا نعماے بن قیصر کو خبر ہوئی وہ ایسا مشتاق ملاقات ہوا کہ ہنوز خواجہ عمر ثانی راہ مین تھا کہ نعماے شاہ اُسکے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام اپنے مقام قیام پر لایا اور کہا ای خواجہ عمر ثانی تیرے حواس مختل معلوم ہوتے ہین سچ کہ کیا تردد لاحق حال ہی اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی خواجہ عمر ثانی نے کہا ای نعماے شاہ اصل حقیقت یہ ہی کہ مین ایسا عدیم الفرصت ہون کہ اگرچہ ایک خبر عجیب رکھتا ہون لیکن وقت نہین ہی جو بیان کرون صرف زبانی اسقدر بیان کیے دیتا ہون کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کفار نے بمکر و فریب گرفتار کر کے عقابین پر کھینچ دیا ہی اور اُس والاجاہ کی رہائی کی فکر بہت جلد چاہیے اور باقی حال اس نامہ سے معلوم ہوگا یہ کہکے نامہ نعماے بن قیصر کو دیا اور رخصت ہو گیا اور وہان سے ملک یونان مین آیا یہان پسر فریدون شاہ والی یونان کی بیٹی کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا خواجہ عمر ثانی پسر فریدون شاہ کے پاس پہونچا پسر فریدون شاہ اگرچہ تقریب شادی مین مصروف تھا لیکن خواجہ عمر ثانی کی صورت دیکھکے پریشان حال ہوا خواجہ عمر ثانی نے یہان بھی مختصر حال کہکے نامہ دیا اور رخصت ہوا اب مصر مین پہونچا مقبول بن مقبل اور لیس عمران بن عزیز شاہ مصری سے ملاقات کی نامہ دیا اور تھوڑی دیر تک دو دو باتین کین پھر رخصت چاہی اُنھون نے توقف کو کہا خواجہ عمر ثانی کو موقع توقف کا کہان انکار کیا اور کہا مین ایک لمحہ توقف نہین کر سکتا میری عجلت کا سبب زیادہ تر اس نامے سے معلوم ہو جائے گا یہ کہکے روانہ ہوا مغرب کی راہ لی اثناے راہ مین ایک پیر سفید ریش کو دیکھا کہ ایک دلق کہنہ اوڑھے ہوئے ایک درخت سر بلند کے سایے مین بیٹھا تسبیح پڑھ رہا ہی خواجہ عمر ثانی کو تعجب ہوا کہ یہ پیر فرتوت اس مقام تنہا مین کہان اگر عبادت خدا کرتا ہی تو کسی گوشہ مین بھی عبادت کر سکتا ہی سر راہ بیٹھنا چہ معنی دارد غرضکہ قریب اُس بڈھے کے گیا اور سلام کیا بڈھے نے جواب سلام دیا اور پھر اُسی طرح سرنگون ہو کے پڑھنے مین مصروف ہو گیا خواجہ عمر ثانی چند لمحہ تک اُسکی صورت دیکھا کیا اور اس بات کا انتظار تھا کہ بعد فراغ تسبیح خوانی مجھسے ہمکلام ہوگا جب دیکھا کہ کسی طرح ہمکلام نہین ہوتا کہا ای معظم ذات تھوڑی دیر اپنے پڑھنے کو موقوف کرو تو مین کچھ کہون اُس پیر مرد نے اشارۂ توقف کیا اور تسبیح تمام کر کے تسبیح کو دونون ہاتھون سے مالش دیکے دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور کچھ دعا کی اور خاک پر سجدہ کیا پھر خاک سے سر اُٹھا کے سنبھل کے بیٹھا اور خواجہ عمر ثانی کی طرف متوجہ ہو کے کہا ہان بابا کیا کہتا ہی کہ خواجہ عمر ثانی نے کہا کہنا یہ ہی کہ

شعر مردان خدا خدا نباشند ✢ لیکن ز خدا جدا نباشند ✢

تم ایک مرد مرتاض معلوم ہوتے ہو میرا ایک مطلب دلی ہی امیدوار دعا ہون کیا عجب ہی کہ خداوند عالم تمھاری دعا کی برکت سے میرا مطلب دل بر لائے اُس پیر مرد نے کہا بابا مردان خدا کا بڑا مرتبہ ہی مین ایک دنیا کا کتا ہون مین کیا اور میری دعا کیا البتہ اپنی مغفرت کے واسطے درگاہ باری تعالے

ہین مناجات کیا کرتا ہون شاید وہ غافر الذنوب میرے حال پر نظر رحمت فرمائے اور انجام بخیر ہوجائے
میرے کردار تو ایسے نہین ہین جن سے مغفرت کی امید ہوسکے ہان وہ بڑا رحیم و کریم ہے بس ع
او خویشتن گم است کرا رہبری کند اگر تو بھی اپنی مطلب براری چاہتا ہے تو میری طرح تو بھی زمین ایک تسبیح
بتاتا ہون اُسے پڑھو اور درگاہ بے نیاز سے حاجت اپنی طلب کر واضح ہو کہ یہ پیر مرد وضع ایک
عیار طرار ہے کفار سرزمین خاور زمین سے جب سرخیل کفار جناب امیر حمزہ صاحبقران روزگار
کو گرفتار کر چکے تو اُنکو خبر پہونچی کہ خواجہ عمر ثانی نام ایک عیار امیر حمزہ صاحبقران کا ہے نہایت
چالاک و کارگذار اور امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی فکر مین جابجا اطراف و جوانب کے سلاطین
کو نامے پہونچانے گیا ہے اُسکو گرفتار کر لینا ضرور ہے چنانچہ اس عیار پیر مرد وضع کو خواجہ عمر ثانی کی
گرفتاری کے واسطے بھیجا ہے وہ عیار مکار پیر مرد کی وضع سے مشابہ ہوکے یہان بیٹھا ہے اور مطلب
اُسکا یہ ہے کہ جب خواجہ عمر ثانی موافق فرمایش تسبیح و دعا سے فارغ ہوکے سجدہ مین مصروف
ہون تو اُسوقت خواجہ عمر ثانی کو گرفتار کر لون لیکن جب خواجہ عمر ثانی نے اُس پیر سے اسطرح
کے کلمات انکساری سنے بکمال منت کہا اے مقرب بارگاہ کبریا سرتاجان فقرا اگرچہ مین اُس تسبیح
کو پڑھ سکتا ہون مگر مین نے سنا ہے کہ مرد پیر و مرتاض کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے علے الخصوص
وہ دعا جو غیر کے واسطے کی جاوے میری خوشی یہ ہے کہ تم دعا کرو کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی
قید کفار سے جلد نجات پا جاوین یہ سنکے وہ عیار پیر صورت اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ عمر ثانی سے مصافحہ
کیا اور پوچھا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے خیر خواہون سے ہے مین تیری ملاقات سے بہت
خوش ہوا مین نے بھی کچھ اخبار متوحش امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے نسبت سنے ہین مگر اس حقیقت
سے مین ناواقف تھا کہ اُس والا منزلت کو کفار بدکردار نے گرفتار کر لیا ہے اور جان کے خواہان
ہین تو اُس عالی مرتبت سے کیا نسبت رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا مین اُس شہریار عالی وقار
کا عیار ہون خواجہ عمر ثانی کا نام سن کے اُس عیار مکار نے خواجہ عمر ثانی کے گلے مین دونون ہاتھ
ڈال دیئے اور پیشانی کے اوپر بوسہ لیتا تھا اور کہتا تھا خوشا حال میرا کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر
کے عیار کارگذار سے ملاقات حاصل ہوئی **مصرع** کاریکہ خواستم زخدا شد میسرم
مدت سے مین خواجہ عمر ثانی عیار کا نام سنتا تھا اور کمال مشتاق ملاقات تھا بارے آج خدا نے
میری امید پوری کی ہان اے خواجہ عمر ثانی بیان کرو کیا سبب ہوا جو جناب امیر حمزہ صاحبقران
کفار کی قید مین مبتلا ہوگئے خواجہ عمر ثانی نے دست بستہ کہا حضرت مجکو اسقدر مہلت نہین ہے
کہ اس داستان کو بیان کرون جابجا سلاطین کو نامے پہونچاتا ہین عیار پیر مرد وضع نے کہا بابا تو گھبرا
نہین کیا مجال ہے کسی کافر بدکیش کی کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر کو ایک ذرہ صدمہ پہونچا سکے خدا
مین سب قدرت ہے تو باطمینان تمام بیان کر بعدہ ہم اور تو دونون اس تسبیح کو پڑھینگے اور بالحاح و زاری
درگاہ باری تعالے مین امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے دعا کرینگے ممکن نہین
کہ ہماری اور تیری اسوقت کی دعا تیر بہدف نہو اور اب بیکار سلاطین کو نامے پہونچانے کے
واسطے در پے ہے کچھ کسی کی مدد درکار نہین ہے اُسی کا فضل و کرم کافی ہے ع اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار

سنو اُس سے مایوس امیدوار ÷ کسی سے برآوے نہ کچھ کام جان ÷ جو وہ مہربان ہو توکل مہربان
اسی طرح کچھ ایسی باتین اُس مکار نے کین کہ خواجہ عمر ثانی کو بالکل خداوند عالم پر بھروسہ ہوگیا اور اپنی
جدوجہد بالکل عبث معلوم ہوئی فوراً تسبیح جیب سے نکال کے پوچھا وہ کیا تسبیح ہے اُس مکار نے
کہا مجکو سخت تردد ہے پہلے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی مفصل کیفیت تو بیان کر خواجہ عمر ثانی نے
تمام حال از اول تا آخر بیان کیا اُس مکار نے انگشت بدندان ہوکے کہا حیف اور ایک مصنوعی
تسبیح بتا کے کہا پہلے تیمم کر یہان وضو کے واسطے پانی نہین ہے پھر خاک پر سر نیاز رکھنا اور اپنے
مطلب کا خیال دل مین لانا بعدہ اس تسبیح کو پڑھنا اور پھر خاک پر سجدہ کرنا خواجہ عمر ثانی نے
حسب فرمائش تیمم کیا تسبیح پڑھنے مین مصروف ہوا مگر بار بار وہ عیار مکار خواجہ عمر ثانی کو
گوشہ چشم سے دیکھتا جاتا تھا اُسکی دزدیدہ نظر کو دیکھ کے خواجہ عمر ثانی کے بھی دل مین شک
پیدا ہوا عیار یہ بھی تھا سوچا ایسا نہو اسمین کوئی بھید ہو تسبیح پڑھ کے خاموش بیٹھا رہا تاکہ یہ
پیر مرد سجدہ مین جائے تو مین بھی دعا مانگ کے سجدہ مین جاؤن وہ مکار اُسی طرح بیٹھا رہا کیا جب
زیادہ عرصہ گذرا پیر مرد مصنوعی نے کہا ہون یعنے سجدے مین جاؤ ادھر خواجہ عمر ثانی نے بھی
کہا ہون یعنے تم سجدے مین جاؤ اب یہ نوبت ہے کہ ادھر خواجہ عمر ثانی بھی ہون کرتا ہے ادھر وہ
پیر مرد مصنوعی ہون کرتا ہے کامل دو پہر اسی طرح ہون ہون ہوا کی اور کوئی سجدہ مین نہ گیا اب
خواجہ عمر ثانی کو کامل یقین ہوگیا کہ کچھ دال مین کالا ہے تسبیح جیب مین رکھ لی اور خواجہ عمر ثانی نے
کہا کیون صاحب یہ کیا حرکت ہے مین تو اسواسطے ہون کرتا ہون کہ تم سجدے مین جسطرح جاؤ مین بھی
اُسی طرح عمل کرون تمنے میرے ساتھ کیون ہون کی پیر مرد مصنوعی نے استغفر اللہ لیلے کہا
مین نے اسواسطے ہون کی کہ دیکھون توکس طرح سجدے مین جاتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا کیا خوب
خدا کے سجدے کی بھی مختلف صورتین ہین اور مین تو بولا تھا تم کیون بولے یک لشد دو شد مردان
خدا کو دوسرون کی بندگی سے کیا کام وہ اپنی بندگی مین ایسے مصروف ہوتے ہین کہ دوسرون کی خبر کیسی
اپنی خبر نہین رکھتے اب مجھے کچھ وہم ہوتا ہے ذرا اپنی گدڑی تو اُتارو اُسنے کہا سنو خواجہ عمر ثانی
مین فقط درویش ہی نہین ہون اگر میری بندگی مین خلل انداز آجاتا ہے تو اُس سے کچھ سمجھ بھی لیتا ہون
بس اسی مین خیریت ہے کہ اگر خدا سے کہتا ہے تو کہہ اور سجدہ کرکے جا نہین تیرے حق مین بہتر نہوگا ابتو
خواجہ عمر ثانی نے خنجر سنبھالا اور کہا سنتے ہو مجھے ایسا ویسا عیار نہ سمجھنا مین امیر حمزہ صاحبقران
روزگار کا عیار ہون اب جبتک مین تمہاری درویشی کو تحقیق نہ کرلونگا یہان سے حرکت نہ کرنے
دونگا اس گدڑی کو اُتارنا ہے تو اُتارو نہین تو امیر حمزہ صاحبقران کے حق کی قسم ابھی آنتین پیٹ
سے باہر ڈھیر کردونگا اور درویشی کا مطلق پاس نہ کرونگا مین نے ایسے مرتاض بہت دیکھے ہین
مجکو پہلے ہی شک ہوا تھا کہ مرتاض وعبادت گذار گوشہ نشین ہوتے ہین دنیادار کی صورت
نہین دیکھتے سر راہ دوکان لگانا کیسا یہ بھی کوئی تجارت ہے اُس مکار نے کہا اے خواجہ مین کہتا
ہون کہ تو صحیح وسلامت یہان سے چلا جا تو نہین مانتا اگر تو مجکو دوکاندار سمجھتا ہے یہی سہی خواجہ
عمر ثانی نے بڑھ کے اُسکے دلق ودرویشی کو کھینچا ابھی تک وہ مکار درویشون کی طرح غریبی حلیمی

کے ہئیت مین تھا گدڑی کے کھینچنے سے سید حاتن کے جوانون کی طرح علیحدہ جا کھڑا ہوا اور کہا ای خواجہ عمر ثانی اگرچہ میرا راز تجھپر افشا ہو گیا واقعی تو اپنے فن مین اکمل ہی مگر مین تجھسے مقابلہ کرنا نہین چاہتا واقعی مین بھی عیار پیشہ ہون اس صورت سے حالت سجدے مین تجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کے ساتھ قید کرون اور جو حال حمزۂ صاحبقران ثانی کا ہو وہی حال تیرا بھی ہو خواجہ عمر ثانی نے بڑھ کے خنجر کا وار کیا اُسنے جگہ خالی کی خواجہ عمر ثانی نے دوسرا وار کیا اُسنے اس وار کو بھی رد کر کے خواجہ عمر ثانی کے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمر ثانی نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑا دیا اور کمربند کو گرفت مین لا کے اس طاقت سے زمین پر مارا کہ نیمجان ہو گیا خواجہ عمر ثانی اُسکے سینے پر سوار ہوا اور کہا اگرچہ مین تجھکو کسی طرح زندہ نہین چھوڑونگا مگر یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین دعوت اسلام کرون تو قبول کرے گا یا نہین اُسنے صاف انکار کیا خواجہ عمر ثانی نے فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے دور پھینک دیا اور کہا کہ بقول مشہور خس کم جہان پاک شد اُس عیار مکار کو جہنم واصل کرنے کے بعد وہان سے روانہ ہوا اور شہر اندلس کے نزدیک پہونچا اور اثنائے راہ مین شاہزادہ نور الدہر کے ملازمون کو دیکھا اُن سب نے بھی پہچانا خواجہ عمر ثانی شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا موقف عرض مین استادہ ہو کے اسطرح گویا ہوا

سر پر آرائے گردون جب تلک خورشید خاور ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو
قمر وسور اعظم صدر اعلیٰ سعد اکبر ہو
زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو
ترا شاہ مظفر بادشاہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے
رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
سکندر تا ہو نامی سکۂ کشور ستانی سے
ترا ای خسرو ذوالاحتشام عالم مسخر ہو
سر پر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

سحاب ارض سے تا ابر ہوا اور ابر مین پانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی
روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
کہ جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضے مین بحر پر گہر ہو کان پر زر ہو

رکھین تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین
رہے تا فخر مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
گل تر تا ہو گلدان مین تری ہو تا گل تر مین
صدف مین تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
شمیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

شفق گل گونہ جبتک سحر کے روئے نیکو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کے ہووے بازو کو
کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
کرے وسمہ سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیر اخنجر ہو
سر بدخواہ خندق بری انگشت نشان پر ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا
نیستان مین ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا
شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفت آئین
زبان پر تا سخن ہو اور سخن مین معنی رنگین
قلم زن تا ہو مشک افشان و کاغذ پر خط مشکین
سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین
ترا مداح دایم خسرو اذوق سخن ور ہو
ہمیشہ تہنیت خوان دعا گو ہو ثنا گر ہو

اے شہریار والاتبار فی الحال عجیب ایک واقعہ مصیبت درپیش ہے شاہزادہ نور الدہر کے دل مین اضطراب پیدا ہوا کہا اے خواجۂ خواجگان روزگار کیا عجیب واقعہ روبکار ہے جلد بیان کرو خواجہ عمر ثانی نے دل مین خیال کیا کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کرونگا شاہزادہ نور الدہر ابھی اپنے کو ہلاک کریگا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی حقیقت بیان کر دینا چاہیے کہا شہریارا بڑا غضب ہوا کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو پرویز بن ہرمز نے گرفتار کر لیا ہے اور سرزمین خاور مین عقابین پر کھینچ دیا ہے وہان شاہ سعد مقیم ہے مین اس خیال سے کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی تدبیر ضروری ہے خدا نا کردہ نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائے گا اطراف و جوانب مین نامے پہونچاتا ہون شاہزادہ نور الدہر نے پوچھا تم کہان سے آتے ہو خواجہ عمر ثانی نے کہا مین راہ خراسان سے اس طرف چلا آیا ہون راہ مین ہدہد عیار سے ملاقات ہوئی تھی شاہزادہ بدیع الملک کا نامہ اُسکو دیدیا ہے مین اس طرف راہی ہوا شاہزادہ نور الدہر نے نفس سرد بھر کے کہا اے خواجۂ عمر ثانی تمھاری کیا راے ہے کس طرح امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے عرصہ زیادہ ہو گیا مگر یہ مجکو بخوبی تحقیق ہے کہ ابھی تک فضل خدا سے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی صحیح و سلامت ہین اگر اب بھی کامل بندوبست ہو جائے تو کفار کے ہاتھ سے اُس والا جاہ کی رہائی ہو جائے اور بندوبست یہ ہے کہ اطراف و جوانب کے سلاطین خاور مین جمع ہو کے کفار سے مقابلہ کرین شاہزادہ نور الدہر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا تیاری سفر ہونا شروع ہوئی اسباب ضرورت بار کیا گیا سرزمین خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی بھی رخصت ہو کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ نور الدہر بعد طی مراحل و قطع منازل شہر اندلس مین پہونچے ابو المحاسن کو خبر ہوئی کمال مشتاق ملاقات ہوا شہر سے چند فرسخ استقبال کے واسطے آیا شاہزادہ نور الدہر سے ملاقات کی بکمال تعظیم و تکریم پیش آیا شاہزادہ نور الدہر کو شہر مین لیگیا عمارات عالیشان اور مقامات فرحت خیز کی سیر کروائی دعوت کا ہنگامہ گرم ہوا تمام عمائدین شہر طلب ہوئے نذرین گذرین شب کو بعد خورد و نوش ارباب نشاط حاضر ہوئے طرح طرح کے ساز بجنا شروع ہوئے مطربون نے الاپ شروع کی پھر غزل و ٹھمری کی نوبت آئی ہر ایک نے اپنا اپنا کمال ظاہر کرنا شروع کیا شاہزادہ نور الدہر بہت خوش ہوا تین روز تک شہر اندلس مین چہل پہل رہی چوتھے روز شاہزادہ نور الدہر نے کہا اے ابو المحاسن امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا خیال سوہان روح ہے زیادہ توقف نہین کر سکتا ابو المحاسن نے کہا پھر کیا ارادہ ہے شاہزادہ نور الدہر نے کہا ارادہ یہ ہے کہ جسطرح ممکن ہو سرزمین خاور مین پہونچنا ہے اُسی طرف کے ارادہ سے یہان بھی پہونچنا ہوا غرضکہ اس گفت و شنید کے بعد سرزمین خاور کے جانب کوچ کیا اُس طرف خواجہ عمر ثانی جابجا بعجلت

تمام پہونچتا تھا اور ہر ایک بادشاہ کو نامہ دیتا تھا تا اینکہ ملک حبش مین آیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ملک حبش کا حاکم و فرمان روا فروغ البحر بن طلوع الشجر نام نہایت زبردست صاحب فوج و لشکر ہے اُسکے زور و طاقت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنگامۂ کارزار سات سو من کے ارۂ پشت نہنگ سے کام لیتا ہے اور پانچ سو جوانان قوی بازو سے تنہا مقابلہ کرتا ہے ایک مرتبہ فیل خانۂ خاص مین چند فیلان مست بگڑ گئے اپنے فیلبانون کو ہلاک کیا وہ فیلخانے سے بھاگ کے دور نکل گئے وہ وقت نصف شب کا تھا کہ یکایک فروغ البحر بن طلوع الشجر کی آنکھ کھل گئی شور و غل کی آواز سنی پوچھا یہ کیا شور ہے جلد دریافت کرو ملازمون نے عرض کی کہ فیل خانے کے مست ہاتھی بگڑ گئے زنجیرین توڑ ڈالین فیلبانون کو ہلاک کیا دو تین محلات سلطانی مین پہونچ گئے کئی عورتین ہلاک کین فروغ البحر ڈنڈا لیکے دوڑا اُن مست ہاتھیون کو خوب پیٹا یہانتک کہ تمام ہاتھیون کو تنہا گرفتار کیا اور اُنکی ہر طرح کی گزند سے محفوظ رہا خواجہ عمر ثانی فروغ البحر کے پاس پہونچا اور حقیقت حال امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بیان کیا فروغ البحر بہت متردد ہوا خواجہ عمر ثانی نے کہا بادشاہ اسلام وہان موجود ہے تیرے پاس بادشاہ اسلام کا نامہ لایا ہون فروغ البحر نے نامہ طلب کیا خواجہ عمر ثانی نے نامہ دیا فروغ البحر نامہ پڑھ کے آبدیدہ ہوا اور کہا افسوس ایسا ذی مرتبت اس ذلت و خواری سے کفار کی قید مین گرفتار ہو جائے اور قسم کھاکے کہا تو سہی کہ ایک بت پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور اُسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور گھوڑون کے نعل باندھے گئے اسلحہ صاف ہوئے تلوارون پہ باڑھ رکھی گئی اور تمام سامان جنگ و حرب آراستہ کرکے سرزمین شتر خاور کی راہ لی

اب کچھ حال شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادۂ بدیع الملک مین خامہ فرسائی کیجاتی ہے

خدا نے دی ہے اسے ایسی موہنی صورت
یہی تو ہے جوہر انسانیت کا ایک تمغا
کہان ہے سرو مین ایسی لطیف رعنائی
کہ جسکی گرمی سے روشن ہے چاند سا چہرہ
اسی سے عقل مین جودت ہے فکر مین تیزی
کہ جسم پہ ابھی قابو ہے حیثیتم عقل ہے دل پر
کبھی یہ زور تھا گینڈے کی کھال چیرتے تھے
اب اُنکے سر پہ چلے توپ تو نہ آئے صدا
سمجھ مین کچھ نہین آتی حقیقت انسانکی
عجب طلسم کا سا حال ہے کہے کوئی کیا

کہ جس نے اسکی طرف دیکھا پھر نہ منہ پھیرا
ہے انس مادہ اسکا محبت اسکا خمیر
اس آدمی کا ہے جیسا حسین قد بالا
جوانی ہے کہ ہے آب حیات کا چشمہ
اسی سے نور ہے آنکھون مین گوش ہے شنوا
شباب مین تھے بڑے زوردار ہاتھ مگر
یہ حال ہو گیا اب ٹوٹتا نہین دھاگا
کشیدہ تھا کبھی مثل الف جو قد سیدھا
یہ کیا ہے آب ہے آتش ہے خاک ہے کہ ہوا

خدا پاک نے اسکو دیا ہے خلق عظیم
یہی سبب ہے جو انسان نام اسکا ہوا
شباب کی وہ خوش آیند ادا سے ہے تمہید
اسی سے معتدل اس جسم کی ہے آب و ہوا
جو تجکو کرتا ہے ادا دل شباب مین کرنا
اب انہین ہیئت پیری سے پڑ گیا رعشا
وہ کان سنتے تھے جو باہم رکی آواز
وہ منحنی ہوا ایسا کہ بن گیا ہمزہ
ابھی ابھی تو یہ سب کچھ ہے پھر یہ کچھ بھی نہین

موجودات عالم مین انسان طرفہ مخلوق ہے جمادات نباتات حیوانات سب اسکے خادم ہین یہ سب کا مخدوم ہے اس زمانہ کے حوادث بھی عجیب عجیب پیش آتے ہین جیسا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کا حال مرقوم ہوتا ہے کہ قبل طوفان آنے کے ایک کشتی مختصر پر سوار ہو کے ایک جانب شکار ماہی کے ارادہ سے چلا اثنا ے راہ مین طوفان آیا کشتی طوفانی ہوئی یہانتک

کہ غرق ہوئی اور سواران کشتی بھی دریا برد ہو گئے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی قبل اسکے کہ کشتی غرقاب ہو دریا مین کودا اور فن شناوری سے خوب ماہر تھا مصروف شناوری ہوا دو شبانہ روز اسی عالم مین گذر گئے ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی جانور دریائی آئیگا اور مجکو نگل لیگا افسوس کیسی بےبسی کا مرنا ہی کہ مطلق کسی کو خبر نہو گی تجہیز و تکفین کیسی کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہو گا کہ کب ہلاک ہوا اب طاقت طاق ہوئی شناوری کی قابلیت نہ رہی اشک حسرت کا دریا امنڈا زندگی سے بالکل ناامید ہی ہوئی ہر چہار جانب نگاہ کی کوئی ذریعہ نجات کا نہ پایا مجبورانہ جانب آسمان نگاہ کی اور کمال درد کی آواز سے کہا ای کس بیکسان و ای دستگیر فرو ماندگان تو نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے بچائی اگرچہ اُس مقرب بارگاہ درگاہ کو پیشتر سے خبردار کر دیا تھا جس بنا پر اُنھون نے کشتی تیار کی اور اُسی کشتی کے ذریعہ سے جملہ آسیب و طوفان سے محفوظ رہے حضرت یونس علیہ السلام کو نہنگ نے نگل لیا تھا پھر شکم نہنگ مین کس نے اُس مکرم ذات کی حفاظت کی کہ بار دیگر سطح زمین پر پہونچے اگرچہ مین اس طوفان بلا مین مبتلا ہو گیا ہون بظاہر کوئی ذریعہ نجات کا نہین معلوم ہوتا تاہم تو ہر طرح کا اختیار رکھتا ہی واسطہ اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال کا میری حفاظت کر اور ساحل عاقبت پر پہونچا کہ یکایک سامنے سے ایک جہاز آتا معلوم ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ کو امید ہوئی کہ جب قریب آجاوے تو سواران جہاز کو پکارونگا وہ مجکو جہاز پر کھینچ لینگے راوی کہتا ہی کہ وہ جہاز دو تاجرون کا تھا ایک کا نام خواجہ حمید اور دوسرے کا نام کریم تھا دونون آپس مین چچازاد بھائی تھے وہ جہاز بھی طوفانی ہو گیا تھا راہ غلط کی اس جانب آنکلا تا اینکہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے قریب پہونچا سواران جہاز نے جو شہنشاہ گوہر کلاہ کو اس دریاے طوفانی مین دیکھا اُن سب نے غل مچانا شروع کیا کہ دیکھو یہ آدمی ڈوبا جاتا ہی ای سواران جہاز اس جوان کے نکالنے مین کوشش کرو شاید اس عمل خیر کے عوض مین ہمارا جہاز صدمات بحر متلاطم سے محفوظ رہجائے اور راہ ملجائے خواجہ حمید و خواجہ کریم کو خبر کی وہ آئے خواجہ حمید نے کہا جلد رسی پھینکو اور اس جوان کو دریا سے نکال لو خواجہ کریم مانع ہوا اور کہا جہاز طوفانی ہو گیا ہی پہلے جہاز کی خبر لینا مقدم ہی یہ جوان نہین معلوم کون ہی کیا عجب ہی کہ اگر دزدان دریائی سے ہو کیونکہ اسکی شناوری سے معلوم ہوتا ہی کہ غرق نہو گا خواجہ حمید انگشت بدندان ہوا اور کہا یہ کیا بیمعنی خیال ہی ضرور اس جوان کو دریا سے نکالنا چاہیے شاید تمھارا خیال غلط ہو بالفرض یہ جوان دزد ہی سہی تو بھی دریا سے نکال لینے کے بعد اختیار باقی ہو گا بار دیگر اسکو دریا مین گرا دینا غرضکہ رسی پھینکی گئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دریا سے نکالا چونکہ بخارات دریا اثر کر گئے تھے ہرچند استفسار حال کیا شہنشاہ گوہر کلاہ مین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ کچھ حال بیان کرتا خواجہ حمید نے بنظر خداترسی اُسکا علاج کیا تا اینکہ اُسکے حواس درست ہوئے اپنا حال بیان کیا خواجہ کریم نے کہا ای جوان از بسکہ ہمنے تجکو دریا سے نکالا ہی مگر ہم تجھسے عوض چاہتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا میرے پاس کچھ نہین ہی عوض کیا دون ہان یہ ممکن ہی کہ مجکو بازار مین بیچ لے جو میری قیمت ہو اُسے اس کام کا عوض سمجھ خواجہ حمید پھر مانع ہوا اور کہا ای خواجہ کریم تجکو اسطرح کا لالچ

لالچ نہ چاہیے خواجہ کریم سنے نہ مانا تا اینکہ وہ طوفان بر طرف ہوا جہاز ایک جزیرے کے کنارے پہونچا سواران جہاز اُس جزیرے مین اُترے خواجہ کریم شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے بازار مین پہونچا اہل بازار سے کہا مین یہ غلام فروخت کرنا چاہتا ہون خواجہ منصور نامے ایک تاجر تھا اُسے مدت سے ایک غلام خوشرو کی تلاش تھی جو نہین شہنشاہ گوہر کلاہ پر نظر پڑی خواجہ کریم کے پاس آیا قیمت پوچھی خواجہ کریم سنے دو ہزار تومان قیمت ظاہر کی آٹھ سو تومان پر فیصلہ ہوا خواجہ منصور قیمت ادا کر کے شہنشاہ کو اپنے ساتھ مکان پر لیگیا شہنشاہ خدمت کیا کرتا تھا خواجہ منصور کی ایک دختر پانزدہ سالہ نہایت خوشرو و خوش جمال تھی شہنشاہ گوہر کلاہ اُسکو دیکھ کے فریفتہ ہو گیا جس کام کی فرمایش کرتی تھی شہنشاہ بکمال شوق و آرزو اُس کام کو انجام دیتا تھا اُس نازنین کو بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کا خیال پیدا ہو گیا بیشتر تخلیہ مین موقع پا کے کہتی تھی کہ اگر تجھسے ممکن ہو مجھے اپنے ساتھ لیچل شہنشاہ گوہر کلاہ کو موقع نہ ملتا تھا اور اکثر کہا کرتا تھا کہ مین بالکل مجبور ہون یہان کی راہون سے نابلد ہون تو ہی کوئی ایسی تدبیر بتا کہ مین تجھے یہان سے لیجاؤن کہ مطلق کسی کو اطلاع نہو ورنہ تو ہر طرح محفوظ رہیگی لیکن مین ضرور ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر قیامت پر ملاقات موقوف رہیگی یہ کہتا تھا اور زار و قطار روتا تھا وہ نازنین بھی اُسکے ساتھ رویا کرتی تھی ایک روز اُس نازنین سنے آبدیدہ ہو کے کہا اے جوان اگر تو اسی طرح موقع و محل کا انتظار کریگا میری تیری دونون کی ہلاکت کا باعث ہی اور موقع نہ ملیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جرات کر کے مجکو لیچل اگر کسی سنے نہ دیکھا فہو المراد بالفرض کسی نے دیکھ لیا اور یہ راز افشا ہو گیا پھر تیری جان کے ساتھ میری جان ہی اگر تو ہلاک ہو جائیگا مین بھی اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی مگر اس بارہ مین پیشتر سے تدارک ضروری ہی اور تدارک یہی ہی کہ کوئی کشتی ٹھہرا رکھو تا کہ جسوقت ضرورت ہو فوراً موجود ہو جائے شہنشاہ گوہر کلاہ گیا اور ایک ملاح سے معاہدہ کیا جب شب کو سب اکل و شرب سے فارغ ہو کے بستر خواب پر دراز ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس نازنین کے خوابگاہ مین پہونچا چونکہ نازنین بیدار تھی اسکے پانون کی آہٹ سے ہوشیار ہوئی آہستہ پوچھا کیا خبر ہی جلد بیان کر یہان زیادہ قیام سخت مضر ہی اُسنے کہا چلو کشتی تیار ہی مین بھی یہان کی توقف کو مخدوش سمجھتا ہون دونون نقب کی راہ سے باہر آئے قریب دریا پہونچے ملازم کشتی لیے کھڑا تھا اُسنے عورت کو سوار ہوتے دیکھا کہا اے جوان اگرچہ میری تیری کشتی کا معاہدہ ہو گیا ہی لیکن مین عورت کو شب کیوقت سوار نہین کرونگا تو نے مجھسے پہلے کہدیا ہوتا مبادا اس عورت کی تلاش ہو تو میرے ہموطن گرفتار بلا ہونگے صرف تجکو مین سوار کر لونگا پھر شہنشاہ گوہر کلاہ سنے کہا اے عزیز تو خواہ مخواہ ہماری منزل کھوٹی کرتا ہی صبح کو تیرے ہموطن کیون گرفتار بلا ہونگے اُنکو ہمسے کیا تعلق ہی ہر چند شہنشاہ گوہر کلاہ سنے منت و سماجت کی ملاح سنے نہ مانا نازنین سے کہا اے آرام جان غضب ہوا ملاح ہمارے اس راز سے آگاہ ہو گیا ہی اگر اسوقت کشتی پر سوار نہ ہو جائینگے بالیقین صبح کو قیامت کا سامنا ہو گا ۵

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
سیر کے قابل ہی لیکن سیر کی فرصت نہین
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

وہ نازنین بیتابانہ ملاح کے قدمون پر گر پڑی اور بکمال منت و عاجزی کہا بہادر میرے حال پر رحم کر اور اس جوان سے ساتھ سے جدا نہ کر ملاح کو رحم آگیا دونون کو کشتی پر سوار کیا کشتی روان ہوئی وہان یکایک خبر ہو گئی کہ خوابگاہ

سے تیری دختر غائب ہوگئی خواجہ منصور نے لوگون کو اپنی دختر کی تلاش مین بھیجا ایک مخبر نے آ کے خبر دی کہ تمھاری دختر اُس غلام نوخریدہ کے ساتھہ چلی گئی اور براہ دریا گئی ہی خواجہ منصور نے چند کشتیان اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجین اور اپنے ایک عزیز کو بھیجا کہ جسوقت گیسو بریدہ ہاتھہ آجائے اُسکی کشتی کو اُلٹ دینا تاکہ وہ دونون بدبخت ہلاک ہوجائین وہ کشتیان تلاش مین روانہ ہوئین تیسرے روز سواران کشتی کو دور سے کشتی نظر آئی کشتیون کو اُسکے عقب مین تیز دوڑایا تا اینکہ اُس کشتی کے پاس یہ کشتیان پہونچ گئین دیکھا واقعی خواجہ منصور کی دختر بداختر اور وہ غلام نوخیز پہلو بہ پہلو بکمال اطمینان بیٹھے چلے جاتے ہین ملازمان خواجہ منصور نے آواز دی کہ ای سواران کشتی تم کہان جاتے ہو ہم آپہونچے دونون نے پس پشت نظر کی ملازمان خواجہ منصور کو پہچانا اُس نازنین نے نفس سرد بھر کے کہا ای جوان ناشاد ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ÷ روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ÷ دشمن آپہونچے عنقریب مجھہ مین تجھہ مین مفارقت ہوتی ہی جس بات کا خدشہ تھا وہی پیش آیا مین دریا مین گر کے اپنے کو ہلاک کرتی ہون تجکو اپنے فعل کا اختیار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے کہا ای آرام جان ایسی جرات ہرگز نہ کرنا بلکہ تو باطمینان کشتی مین بیٹھی رہ مین دریا مین گرتا ہون اس عرصہ مین کشتی خواجہ منصور کی قریب آگئی اُس حوروش نے گھبرا کے اپنے کو دریا مین گرادیا اُسکا گرنا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے کو دریا مین گرادیا اور چاہتا تھا کہ اپنی آرام جان کو پانی سے اُٹھالے لیکن ہر چند تلاش کیا کہین نہ پایا دریاے ذخار تھا ملازمان خواجہ منصور سمجھے کہ دونون زن و مرد دریا مین گر گئے ہین انکا سلامت نکلنا محالات سے ہی واپس گئے اور خواجہ منصور سے تمام حال بیان کیا خواجہ منصور خاموش ہو رہا اب اس طرف کا حال سماعت فرمایئے کہ جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے اپنی آرام جان کو دریا مین نہ پایا دریا مین تلاطم زیادہ تھا ایک جانب تشتا دری کرتا ہوا روان ہوا اُس عالم مجبوری مین پھر خدا سے لو لگائی اور دعا و مناجات کرنا شروع کی اب تو یہ نوبت ہی کہ غشی طاری ہی کبھی ہوش آتا ہی تو خدا سے دعا مانگتا ہی اور کہتا ہی ؎ ماکار خویش را بخداوند کارساز ÷ بسپردہ ایم تاکرم او چہا کند ÷ حتے کہ ایک پہاڑ کے دامنہ مین پہونچا چاہا کہ پہاڑ پر چڑھہ جاؤن مگر طاقت نہ تھی پہاڑ کو گرفت مین لاتا تھا اور پھر پانی مین آرہتا تھا بہزار خرابی و دشواری پہاڑ پر پہونچا پہلے تو چند ساعت تک غشی کے عالم مین پڑا رہا جب کسی قدر افاقہ ہوا حواس درست ہوئے محبوب کا خیال آیا زار و قطار رونا شروع کیا اور دل مین کہتا تھا ؎ ای فلک از من عجب نقش غریبی باختی ÷ مین از خود اُس محبوبہ آرام جان پر فریفتہ ہونے نہین گیا تھا تو نے خود وہان تک پہونچایا اور اُس محبوبۂ آرام جان کو دکھایا اُسکی مفارقت مین میرے دل کو مرغ بسمل کی طرح تڑپایا ہنوز اُسکے وصل سے بہرہ مند بھی نہونے پایا تھا کہ یکایک اس طرح مجھسے اُسکو چھڑایا کہ مدت العمر اُس سے ملاقی ہونے کی امید نہین ہی تف دہر پر اور خاک ہی اس دنیاے دنی پر پھر اپنی جگہہ سے اُٹھا اور بالاے کوہ پہونچا طرفہ لطف نظر آیا دیکھا ہر چہار جانب سبزۂ نوخیز لہلہا رہا ہی ہر طرف نہرین اور آبشارین جاری سرتاسر صنعت باری وہان کی سیر کو بہت دل چاہا مگر طاقت رفتار نہ تھی مزید بران مفارقت محبوبۂ آرام جان کا خیال دل کو پژمردہ کیے ہوئے تھا وہان کا لطف و بہار نظر مین خار معلوم ہوتا تھا درختان میوہ دار بھی کثرت

سے تھے کشتان کشان درخت انار کے پاس پہونچا چند انار توڑ کے سایۂ درخت مین بیٹھ کے انار کھائے جان مین جان آئی اور اُٹھ اور ایک طرف خرامان خرامان سیر کرتا ہوا نگہ یا دمحبوبۂ آرام جان مین آبدیدہ روانہ ہوا جسقدر بڑھتا تھا اُسی قدر زیادہ تر بہار نظر آتی تھی دفعتاً دور سے ایک شیر نظر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ بہت گھبرایا مگر پھر خیال آیا کہ خوب ہو اگر یہ شیر مجکو ہلاک کرے تاکہ اس مصیبت سے رہا ہو جاؤن اس خیال مین قدم آگے بڑھایا پھر سوچا کہ یہ کیا حماقت ہے خودکشی کی ممانعت ہے از خود اُسکے پاس کیون جاؤن اگر خود ہی یہ مجھے دیکھ کے حملہ آور ہو تو مضائقہ نہین ہے یہ سوچ کے زیر درخت استادہ ہوا اور منتظر رہا کہ وہ شیر مجھے دیکھے اور حملہ آور ہو چند ساعت تک اسی انتظار مین مقیم رہا اُس شیر نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیکھا مگر حملہ نہ کیا پھر شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اسنے مجکو دیکھا نہین اور چند قدم آگے بڑھا اور زیر درخت متوقف ہوا اُس شیر نے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی اب خیال آیا کہ شاید یہ گرسنہ نہ ہوگا ہنگام گرسنگی مین مجھپر حملہ کرے گا اس خیال سے ایک شبانہ وہان توقف کیا ایک شیر کا ہر وقت سامنا مگر اُس شیر نے نہ اور طرف جانے کے واسطے حرکت کی اور نہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب جھپٹا جب تو شہنشاہ گوہر کلاہ کو بہت تعجب ہوا اور آگے بڑھا قریب اُسکے گیا پھر اُسنے شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب اعتنا نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ نے اُس شیر سے قطع نظر کی اور آگے بڑھا پھر ایک مقام پر دیکھا کہ ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہے اور آواز مہیب چیخ رہا ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہان بھی توقف کیا اور چاہتا تھا کہ یہ فیل مست مجکو ہلاک کرے تا دیر پھر یہ وہان بھی متوقف رہا اُس ہاتھی نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب اعتنا نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے دل مین طرح طرح کے خیال پیدا ہونا شروع ہوئے مگر پھر خیال آیا کہ شاید یہ کوئی کارخانۂ طلسم نہو کیونکہ پیشتر شیر سے دوچار ہوا اُسنے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حالانکہ مین اُسکے قریب پہونچ گیا اب اس فیل مست کا اُسی طرح کا واقعہ روبکار ہے شعر ؎ ببین کہ تا کردگار جہان درین آشکار اچہ دارد نہان آگے قدم بڑھایا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک کرگدن دکھائی دیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اور تیز قدم بڑھایا کرگدن کے قریب پہونچا اُسکو بھی اپنی طرف متوجہ نہ پایا اور آگے بڑھا ایک قصر رفیع مین پہونچا اندرون قصر باغ ہمیشہ بہار واقع ہے جسکی سرسبزی اور تازگی دل و جگر مین خنکی پیدا کرتی ہے آنکھ بند ہوئی جاتی ہے قریب اُس قصر کے دریا جاری ہے اور قصر و باغ کی تعریف اسطرح بیان کیجاتی ہے سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان	جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے	دروازہ پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار یہ
ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اُسکے چار	چارون طرف فواج کی خوبی دوچار ہے	برسون تک اُسمین رہیے تو ہوو نہ جی اُداس
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس	ہوتا ہے شاد اُسمین جو کرتا گذار ہے	ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف صبا
ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھومتا	کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے	رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن
گلنار لالہ و گل نسرین و نسترن	فوارے چھٹ رہے ہین وان جو بہار ہے	ہے چھاؤن مول سریون کی سبزا ہرا ہرا

گل کھل رہے ہین حوض مین پانی چھلک رہا
ہر جا صدائے بلبل صوت ہزار ہے

شہنشاہ گوہر کلاہ اُس عمارت و باغ سرسبز کو دیکھکر بہت خوش ہوا اندرون قصر بارہ دری مین بیٹھا جو فرش و قالین شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان زینت و آرایش سے سجی ہوئی تھی تھکا ماندہ بہت تھا غنودگی غالب ہوئی بیخبر سو گیا اور اسقدر سویا کہ دن گذر گئے جب کسی قدر رات بیتی آئی اُسوقت آنکھ کھلی جس طرح دن کو وہ بارہ دری آراستہ دیکھی تھی اُسی طرح شب کو انواع اقسام کی روشنی سے جگمگ کرتا ہوا پایا اور کوئی متنفس وہان نہ دیکھا کہا نہین معلوم یہ کسکا مکان ہے جسکا اسوقت تک پتہ نشان نہین طرفہ تر یہ کہ حالت بیخبری مین یہان روشنی بھی ہو گئی اور روشنی کرنے والے نے مجھے نہ جگایا کچھ دیر تک بارہ دری کی روش کا تماشا دیکھا کیا بعدہ کچھ توحش طبیعت مین پیدا ہوا بارہ دری سے صحن مین آیا سنگ مرمر کا صفہ وسط صحن مین واقع تھا جسکے گرداگرد انواع انواع اقسام کے گملے خوشرنگ کے درخت واقع تھے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس صفہ صاف و سفید پر آکے بیٹھا کبھی اُس قصر عالیشان کی سجاوٹ اور روشنی کی کثرت اور چمن کی تازگی و لطافت دیکھتا اور کبھی سوئے آسمان سر اُٹھا کے آسمان اور تارون کی کیفیت دیکھتا اور کہتا تھا اے خدائے زمین و آسمان واے خالق و مالک ہر دو جہان تو نے دنیا مین عجیب عجیب طرح کی کیفیتین پیدا کی ہین اور طرح طرح کی صنعتین دکھائی ہین جس سے انسان خاکی بنیان کی تو کیا طاقت ہے فرشتہ تک کی عقل حیران ہوتی ہے تاہم

نظم

اگر تیری ہی قدرت کی کارگیری
نہ کرتی سمجھ بوجھ کر رہبری
تو وہ سر پٹکتے ہی رہتے مدام
طلب مین بھٹکتے ہی رہتے مدام
بنائی ہے تو نے یہ کیا خوب چھت
کہ ہے سارے عالم کی جسمین کھپت
یہ سقف کہن ہے ابھی تک نئی
اسے دیکھتی یون ہی دنیا گئی
زمین پر گئین کتنی نسلین گذر
رہی اسکی ہیبت پر سب کی نظر
اسے سب نے پایا اسی ڈھنگ پر
اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر
عجب ہے یہ خیمہ رسن ہے نہ چوب
ہمیشہ مصفا ہے بے رفت و روب
نہ در ہے نہ منظر نہ کوئی شگاف
اِدھر سے اُدھر تک ہے میدان صاف
کہین جوڑ ہے اور نہ پیوند ہے
جدھر دیکھیے اُس طرف بند ہے
عجب قدرتی شامیانہ ہے یہ
نظر کی پہونچ کا ٹھکانا ہے یہ
بنایا ہے کیا دست قدرت نے گول
جسمین ہے نہ جھری نہ سلوٹ نہ جھول
یہ تارے جو ہین آتے جاتے ہوئے
چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے
نظر آرہے ہین عجب شان سے
ہین لٹکے ہوئے سقف ایوان سے
چراغ ایسے روشن جو بن تیل ہین
یہ تیری ہی قدرت کے سب کھیل ہین
ہین یہ لعل و گوہر جو بکھرے پڑے
زمین سے سبھی ہین یا انمین اکثر بڑے
نظر مین جو اسنے سے آتے ہین یہ
بہت دور چکر لگاتے ہین یہ
جدا گانہ رکھتے ہین اپنا مدار
نہین جانتا کوئی انکے شمار
یہ قایم ہین تیرے ہی تقدیر سے
بندھے ہین باہم سخت زنجیر سے
وہ زنجیر کیا ہے کشش باہمی
نہ اُنمین خلل ہو نہ بیشی کمی
عجب تو نے باندھی ہے یہ باگ ڈور
ملا سب کا رہتا ہے آپسمین زور
یہ سب لگ رہے ہین اُسی لاگ پر
لگاتے ہین چکر اُسی باگ پر
ہر ایک کے لیے ایک معین ہے دور
وہی اک وتیرہ وہی ایک طور
سدا چال کا ایک انداز ہے
نہ کھٹکا نہ آہٹ نہ آواز ہے
ہے ان سب کا آئین ایجاد ایک
ہر ایک ہے اور اُستاد ایک
ہر ایک جیسے ذرہ سے تا آفتاب
بلا شبہ رکھی ہے یکسان حساب

ہین ذرون مین خورشید کے سمات ÷ ہی خورشید بھی ذرۂ کائنات ÷ اسکے بعد یکایک محبوبہ آرام جان کا خیال بندھا آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا افسوس یہ مقام فرحت افزا اسوقت مجکو نصیب ہوا کہ جب وہ محبوبہ آرام جان میرے پاس نہین ہی یہ تمام لطف و بہار میری نظر مین خار معلوم ہوتا ہی کسی شاعر نے سچ کہا ہی نظم

جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین	دیتا ہی دور چرخ کسے فرصت نشاط
زیبا ہی روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون	اپنی خزان بہار کی موسم سے کم نہین
بے یار روز عید شب غم سے کم نہین	ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

پھر تھوڑی دیر کے بعد اُس خیال مین مبتلا ہوا کہ آخر مین کس مقام مین آیا ہون اب کس سے اس حال کو دریافت کرون کہ یکایک پھر خواب کا غلبہ ہوا اور بیخبر سوگیا عالم خواب مین بالاے ہوا سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے شہنشاہ گوہر کلاہ یہان تیرا زیادہ قیام کرنا مناسب نہین ہی اب سیر باغ سے اپنے دل کو بہلا چکا ہی اب کیا ہی کہ یکایک دفعتاً گھبرا کے آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا ہر چہار جانب نگاہ کی پھر کسی کو نہ پایا پھر تو بجاے خود خیال کیا کہ اب یہان زیادہ توقف کرنا اچھا نہین ہی چنانچہ شہنشاہ گوہر کلاہ اُس مکان فرحت افزا سے باہر آیا اور ایک جانب چلا جاتا تھا راہ مین جسطرف نظر کرتا تھا سبزہ زار نظر آتا تھا کئی روز اس راہ روی مین گذر گئے شہنشاہ گوہر کلاہ کے پانؤن پر ورم ہوگیا حتے کہ راہ طی کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اور قیام کرنا اس وجہ سے غیر ممکن تھا کہ وہان کوئی مقام قیام کرنے کے قابل نہ تھا پھر ایک درخت گنجان کے سایہ مین جا کے قیام کیا ہواے سرد سے راحت معلوم ہوئی بیخبر سوگیا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک مجلس عظیم منعقد ہی ہزار ہا دیو زادہ دست بستہ راست و چپ اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہین ہشژدہ ہزار عالم سرنگون کرسیون ڈنگلون پر اپنے اپنے عہدون کے موافق بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت یاقوت نگار پر ایک مرد نقابدار الماس پوش بہزار شوکت و شان و احتشام مالا کلام بصد عز و تمکین رونق افروز ہی شہنشاہ گوہر کلاہ پر اُس نقابدار الماس پوش کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اُس مقام پر قیام کی تاب نہ لا سکا مگر پھر خیال آیا کہ اگرچہ یہ مرد معظم تخت نشین عالی منزلت والا مرتبت ہی تاہم یہان سے چلے جانے کی کیا وجہ ہی کہ یکایک اب اُس نقابدار الماس پوش نے نظر اُٹھا کے شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب دیکھا ہنوز کچھ پوچھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنا فخر سمجھ کے باادب تمام آداب بجا لایا اور کہا مین شہنشاہ بن بدیع الملک ہون میرے پدر معظم والا مرتبت نے بیشتر طلسمات جہان کو شکست کیا ہی میری کیفیت یہ ہی کہ کشتی میری دریا مین طوفانی ہوئی کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آتی تھی حتے کہ کشتی غرق ہوئی اور میرے ہمراہی بھی غرق ہو گئے مجکو فن شناوری مین ملکہ تھا عرصہ تک اُس دریاے بحر ذخار مین شناوری کرتا رہا جب اُس طوفان بلا سے نجات پائی ایک تاجر نے مجکو بازار مین فروخت کیا ایک تاجر خواجہ منصور نام نے مجکو خرید کیا اُسکی ایک دختر پانزدہ سالہ تھی مین اُسپر فریفتہ ہوگیا اُسکی وجہ سے پھر اُسی دریاے بحر ذخار مین غرق ہونے کی نوبت پہونچی بارے کچھ رشتۂ حیات باقی تھا جو یہانتک پہونچا اب یہان طرفہ واقعات پیش نظر ہوئے

جو عقل مین نہین آسکتے مین نے اپنے خیال مین یہ فیصلہ کیا ہی کہ ضرور یہ کوئی مقام طلسمی ہی واللہ اعلم
یہ میرا خیال صحیح ہی یا غلط نقابدار الماس پوش نے متبسم ہو کے کہا ای جوان والا قدر یہ سب
کچھ تو تو نے بیان کیا مگر یہ حال نہ بیان کیا کہ تیری محبوبہ تیرے ہمراہ آئی تھی اُسکا کیا حال ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے کہا ای عالی منزلت و والا مرتبت اُسکا حال تو نہایت
قابل افسوس ہی مین اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کرتا ہون کہ کیون اُسے اپنے ہمراہ لایا جو اُسکی
ہلاکت کا سبب ہوا سچ تو یہ ہی کہ مین نے اُسکی جان لی اور یہ بھی مین اپنے یقین سے کہ سکتا ہون
کہ اُسکے ساتھ مین نے بھی اپنے کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر کیا کرون کہ میرا رشتۂ حیات ابھی تک
باقی تھا جو ابھی تک بقید حیات ہون تاہم اُسکی غم مفارقت مین میرا یہ حال ہی شعر
ظاہر مین گو کہ بیٹھا ہون لوگون کے درمیان ٭ پر یہ خبر نہین ہی کہ مین کون ہون کہان ہون ٭ پھر اُس مرد بزرگ نے کہا ای
جوان ان جملہ حالات سے مجکو خبر ہی لیکن اسقدر فہمائش کرنا مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ لذات
ظاہری دنیا کے ایسے قبیل کے ہوتے ہین کہ انسان معرض ہلاکت مین آجاتا ہی اور کوئی چارہ
کار نظر نہین آتا اگر کچھ سمجھ رکھتا ہی تو اس واقعہ سے سبق لے تاکہ بار دیگر ایسی غلطی ظہور مین نہ
آئے شہنشاہ گوہر کلاہ سرنگون یہ تمام تقریر اُس نقابدار الماس پوش کی سنتا رہا بعدہ پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای عالی منزلت و والا مرتبت اب یہ بھی ارشاد ہو کہ حضور کون ہین
نقابدار الماس پوش نے کہا ای جوان تو نے مجکو نہین پہچانا مین ہون سلیمان علیہ السلام
بندۂ خداوند دو جہان واقعی یہ مقام طلسم ہی جسکو مین ہی نے ترتیب دیا ہی راہ مین تجکو بیشتر درندے
دکھائی دیے ہونگے وہ بھی متعلقات طلسم سے وارد ہی طلسم کو خائف کرنے کی غرض سے جا بجا مقرر
کیے گئے ہین مگر کسی کو گزند نہین پہونچاتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا نام اس طلسم کا ارشاد ہو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اسکا نام طلسم چراغان سلیمانی ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے
عرض کی کہ حضرت اب تو مین اس مصیبت و زحمت سے تنگ آگیا ہون کوئی ایسی تدبیر ارشاد ہو کہ مین
اس بلا سے نجات پاجاؤن حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تجکو خوشخبری دیتا ہون کہ یہ طلسم
خاص تیرے ہی ہاتھ سے فتح ہوگا اس طلسم مین چالیس ہزار یراق مردار بدنگار اور خزانہ بیشمار ہین اور
بارگاہ گلستان ارم فاتح طلسم کے واسطے مقرر ہی ہمت کو چست ارادہ کو درست رکھو خداوند عالم مددگار رحال ہی
ہمت بلند دار کہ پیش خدائے خلق ٭ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو ٭ ایک بادشاہ نے ایک حکیم سے
پوچھا کہ وہ کون چیز ہی جس سے انسان ہر ایک انسان کی نظر مین معزز و محترم معلوم ہوتا ہی کہا وہ ہمت
چست و ارادہ درست ہی بلکہ بادشاہ کا مدار حکومت پر بھی موقوف ہی ظاہر ہی کہ انصاف و انتظام
کا مدار سلطنت پر اور سلطنت کا لشکر پر اور لشکر کا آبادی پر اور خزانہ پر خزانہ کا ملک کی آبادی پہ ہی اور
ملک آباد کبھی نہین ہوتا جبتک کہ بادشاہ صاحب ہمت چست و ارادہ درست نہین ہوتا ہی پھر
شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا بہتر ہی انچہ رائے مولے از ہمہ اولے اب فتح طلسم کے متعلق
جو کچھ مناسب ہو ارشاد فرمایا جاوے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ای جوان مطمئن رہ شب
کے وقت اس کوہ پر شکوہ پر روشنی چراغان نظر آئیگی وہ روشنی اس طرح کی ہوگی کہ کبھی تیری نظر سے نہ گذری

ہوگی یکایک خواب کا غلبہ تجھپر ہوگا کیونکہ اُس روشنی کی خاصیت یہی ہی پس اُس غلبۂ نوم مین اپنے
سر کو نشیب کے جانب رکھنا اور پانوٗن کو بلند کرنا جب صبح ہوگی اپنے کو کوہ سے ایک مقام
بلند مین دیکھیگا وہان ایک درخت چنار کہنہ ہوگا جسکے تنہ کے گرد پختہ چبوترہ بندھا ہوا ہی
اُسکے روبرو چشمہ شیرین جاری ہی تو فوراً برہنہ ہو کے اُس چشمہ مین غسل کرنا اس طرح کہ تمام اعضا
مین بخوبی پانی سرایت کر جائے پھر اُس چشمہ سے باہر آنا پھر زیر درخت اسقدر توقف کرنا کہ جسم
کا پانی بخوبی خشک ہو جائے پھر کپڑے پہننا اور وضو کرنا اور اُس چبوترہ پر بکمال خضوع و خشوع
دو رکعت نماز پڑھنا بعد فراغ نماز دو زانو چبوترے پر بیٹھ کے اُس اسم کو جو مین بتاتا ہون پڑھنا
شروع کرنا پھر سات مرتبہ پڑھ کے دستک دینا تھوڑی دیر تک توقف کرنا مگر درخت کی طرف
اگر درخت شق ہو جائے فہو المراد ورنہ چند مرتبہ درود شریف پڑھنا اور باواز بلند فریاد کرنا کہ ای
برہان جنی کہان ہی اب اس طلسم کے فتح ہونے کا وقت قریب آپہونچا ہی جلد آ یکایک درخت
کہنہ کا تنہ شق ہو جائیگا اور ایک مرد سفید پوش باصورت نورانی نمودار ہوگا اُسکو سلام کرنا اور
یہ اُس سے کہنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو لوح طلسم چراغان کے لینے کیواسطے
بھیجا ہی لہٰذا بہت جلد لوح طلسم چراغان کی میرے حوالے کر دے ای جوان سعادت نشان
تیری اس تقریر سے برہان جنی متعجب ہوگا اور وہ تجھسے پوچھیگا کہ کس نشان سے مین سمجھون
کہ تجکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوح طلسم چراغان کے لینے کے واسطے بھیجا ہی کہنا نشان
یہ ہی کہ بادشاہ طلسم کی دختر پر تو فریفتہ ہی جسکا نام ملکہ دلشاد بانو ہی برہان جنی تجھسے پوچھیگا کہ اگر
کلید فتح طلسم چراغان کی تیرے حوالے کر دون اور تیرا کام حسب مراد انجام پا جاوے گا تو مجکو
اس خدمت کا کیا انعام دیگا تو کہنا کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی کے ملکہ دلشاد بانو کو تیرے
حوالے کر دونگا یہ سن کے وہ برہان جنی جائیگا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک صندوق لائیگا
اور کہیگا کہ اسمین کلید طلسم چراغان سلیمانی موجود ہی اگر تو فاتح طلسم فرستادۂ حضرت سلیمان
علیہ السلام ہی تو اس صندوق کو کھول کہنا کہ مین اس صندوق کو نہ کھولونگا تو خود اسے کھول ای جوان
خوب یاد رکھنا کہ ہرچند وہ برہان جنی تجھسے اصرار کریگا مگر تو ہرگز اپنے ہاتھ سے اُس صندوق
کو نہ کھولنا وجہ اسکی یہ ہی کہ بروقت وا ہونے اُس صندوق کے ایک برق عظیم پیدا ہوگی جو شخص
اُس صندوق کو کھولے گا وہ فوراً اُس برق سے جل کے خاک سیاہ ہو جائیگا پھر بعد سوخت
ہو جانے برہان جنی کے صندوق مین سے لوح طلسم چراغان سلیمانی دستیاب ہو جائے گی
پھر بعد دستیاب ہونے لوح طلسم چراغان سلیمانی کے اور بھی طلسم کا نشان ملیگا جسکا نام طلسم
سیماب ہی اور بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی اُس طلسم کی خبر لینا کیونکہ تیرا پدر معظم و والا قدر جسکا
نام شاہزادۂ بدیع الملک ہی وہ طلسم سیماب مین قید ہی منجملہ فرائض کے ایک فرض یہ بھی ہی کہ
شاہزادۂ بدیع الملک کو اس طلسم سیماب سے رہا کر اور جو کچھ لوح طلسم چراغان سلیمانی
مین مرقوم ہی اگر اُسکے موافق عمل کریگا ضرور اپنی مراد کو پہونچیگا یکایک خواب سے آنکھ کھل
گئی حیرت ہوئی کہ یہ کیا خواب تھا جو مین نے دیکھا مگر پھر فتح طلسم چراغان سلیمانی کے لیے مستعد

ہوا بموجب فرمانے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عمل کیا یہانتک کہ برہان جنی سپید پوش نمایان
ہوا برہان جنی نے کہا تو کون ہی شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا مین ہون شہنشاہ گوہر کلاہ
نام فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام طلسم چراغان سلیمانی کے فتح ہونے کا وقت آگیا ہی اب
لوح طلسم چراغان سلیمانی میرے حوالے کردے برہان جنی نے نشان مانگا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے نشان دیا برہان جنی صندق لے آیا اور کہا ای جوان یہ صندوق حاضر ہی شوق سے لوح طلسم
اسمین سے نکال لے لیکن یہ خیال رہے کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی میرا مطلب فوت نہونے
پائے شہنشاہ گوہر کلاہ نے اقرار کیا لیکن باوجود اصرار کے صندوق اپنے ہاتھ سے نہ کھولا پھر
برہان جنی نے کہا یہ خدمت میرے متعلق تھی جو مین صندوق لے آیا لیکن صندوق کے کھولنے کا
مین ذمہ دار نہین ہون ہر چند کہ کسی طرح کا مضائقہ نہین ہی لیکن غیر متعلقہ کام مین کیون دخل دون جب تو
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای برہان جنی اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہی جیساکہ تو بیان
کرتا ہی لیکن مجکو حضرت سلیمان علیہ السلام بانی طلسم نے یہی حکم دیا ہی کہ صندوق برہان جنی سے
کھلوانا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ خدمت بھی تیرے متعلق ہی ای برہان جنی اب مین تجھسے کہتا
ہون کہ اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہی لیکن میری خاطر سے اس صندوق کو کھولدے اگر
تو ملکہ دلشاد بانو کو لینا چاہتا ہی اگر تو انکار کریگا تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ صندوق تو ہر طرح کھل جائیگا
لیکن تیری مطلب برآری مین مجبور ہونگا یہ سن کے برہان جنی متامل ہوا بعدہ کہا ای جوان اگر
تیری خواہش یہی ہی تو مین تیری مرضی کے خلاف نہین کرسکتا ہون یہ کہکے برہان جنی نے
صندوق پر ہاتھ رکھا بس اسکا پڑا اٹھنا تھا کہ ایسی برق پیدا ہوئی کہ برہان جنی جل کے خاک سیاہ
ہوگیا ہواسے آسمان سے آواز آئی کہ ای جوان فاتح طلسم چراغان سلیمانی تو نے مجکو ہلاک کیا
مجکو یہ حال معلوم نہ تھا ورنہ مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرتا افسوس صاحبان طلسم نے
پیشتر سے مجھے اس رمز سے آگاہ نہ کیا تھا مگر خیر اب تو جو کچھ ہوتا تھا ہوا شہنشاہ بن شاہزادہ
بدیع الملک نے اس صدا کا کچھ جواب نہ دیا اس صندوق کے پاس گیا اس صندوق مین دو
لوحین رکھی ہین ایک طلائی ہی اور دوسری نقرئی ایک جانب صندوق مین تیس عدد پارۂ سنگ
اور ایک فلاخن رکھا ہی جانب لوح نقرئی لکھا تھا ای فاتح طلسم چراغان سلیمانی مبارک
کہ تو بخیر و خوبی یہانتک پہونچا تجکو ہدایت کی جاتی ہی کہ تو اس فلاخن کو لے کے اس درخت کہنہ
کی بلندی پر جا اور جو اسم کہ پشت لوح پر مرقوم ہی پڑھنا شروع کر اور ایک جانور عجیب الجثہ
ظاہر ہوگا اس مرغ سے بکشادہ پیشانی پیش آنا مزاج پوچھنا وہ کہیگا تو کیا خبر خوش میرے واسطے
لایا ہی تم کہنا کہ خبر خوش تجھے لانا نہ پایا ہی مگر خیر مین تجھے اس بات کی خوشخبری سنائے دیتا ہون
کہ تیرے دشمن جان یعنے برہان جنی کو مین نے ہلاک کیا اگر تجھے اپنے دشمن کے ہلاک ہونے مین
کسیطرح کا شک باقی ہو بس یہ لوح طلسم میرے پاس موجود ہی مجھے دروازۂ طلسم پر پہونچادے شہنشاہ
حسب ہدایت لوح طلسم چراغان اس درخت پر گیا اسم مرقومہ کو پڑھا ایک جانور نمایان ہوا جسکا تن و توش
بلا مبالغہ ہاتھی سے بھی زیادہ تھا صاحب سلامت ہوئی اس جانور نے خبر خوش پوچھی شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح

لوح طلسم اُس سے کلام کیا اُسنے کہا اے جوان مجھکو یقین نہین کہ برمان جنی ہلاک ہو گیا شہنشاہ نے وہ لوح دکھائی لو کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے لوح طلسم موجود ہے مجھے دروازہ طلسم چراغان پر لے چل جب لوح کا نام سُنا بہت حیران ہوا کہا اے جوان اگرچہ برمان جنی کے ہلاک ہونے سے مین خوش ہوا لیکن طلسم چراغان کی شکست مجھکو ناگوار ہے مگر حکم بانیان طلسم کی تعمیل مین مجھے عذر کیا ہو سکتا ہے خیر ہرچہ بادا باد آ میری پشت پر سوار ہو شہنشاہ بن بدیع الملک فوراً قریب جا کے اُس کی پشت پر سوار ہوا وہ مرغ عظیم الجثہ شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے بالاے ہوا روانہ ہوا شہنشاہ بالاے ہوا سے عجائبات زمین کی سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا جب خیال مین توحش پیدا ہوتا تھا کہ مین کہان اور یہ بلندی آسمان کہان نہین معلوم یہ جانور کس سمندر یا پہاڑ یا صحرا سے ویران مین لیجا کے پھینک دیگا دفعتاً اس خیال سے وہ توحش دفع ہو جاتا تھا کہ فتح طلسم کیواسطے ایسے واقعات تعجب خیز نہین پدر معظم کو ہزارہا ایسے واقعات پیش آئے طرح طرح کی زحمتین اُٹھانا پڑین تب طلسمات کو فتح کر کے نام آوری حاصل ہوئی خدا سے مایوس ست اگر کسیطرح کا جان کا خطرہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیون نہ مطلع فرماتے ع ما کار خویش را بخداوند کار ساز بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند غرض کہ جانور شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے ایک نشیب مین پہونچا عجیب حیرت انگیز جنگل دیکھا سنسان کف دست میدان جس مین ایک عمارت اسقدر بلند ہے کہ معلوم ہوتا ہے ہر ایک کنگرہ فلک اول سے جا ملا ہے دیوارین بلورین اُسمین عقیق سرخ و زمرد کی پچی کاری تمام دریچے اور دروازے چوب صندل اور عاج و آبنوس کے جن پر انواع اقسام کی صناعی و نقاشی کی ہے یاقوت و زمرد و الماس اور فیروزہ کی کیلین پردہ ہاے زربین آویزان ایک جانب اُس عمارت کے بہت بڑا ایک تالاب واقع ہے جسکے زینے سنگ مرمر اور سنگ موسے کے ہین اُن پر بھی رنگ کی مناسبت سے رنگارنگ سنگہاے قیمتی کی پچی کاری ہے ادنے ادنے صنعت پر اُسکے محویت طاری ہوتی ہے پانی مین ہر رنگ کی مچھلیان چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہین یہان کی کیفیت سے خدا کی قدرت نظر آتی ہے اُس طائر عظیم الجثہ شائستہ نام نے شہنشاہ کو اُس تالاب پر لیجا کے اپنی پشت سے اُتارا شہنشاہ نے کہا اے شائستہ دوست مین تیرا کمال مشکور ہون کہ تو نے مجھکو یہان تک پہونچایا اور وہ سیر دکھائی جو کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی مگر اب یہ بھی بتا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ تالاب کیسا ہے جہان مجھے پہونچایا ہے اُسنے کہا اے جوان تو میرا کیا مشکور ہوگا مین خود تیرا ممنون ہون کہ تو نے برمان جنی کو ہلاک کیا آگاہ ہو کہ یہ تالاب خاص مقام طلسم ہے طلسم کی راہ اسی تالاب مین واقع ہے شہنشاہ نے کہا سبحان اللہ طرفہ بات کہی کہ راہ طلسم اسی تالاب مین ہے اگر خشکی کا مقام ہوتا تو مین کچھ جرات بھی کرتا پانی مین مین کیا کر سکتا ہون معلوم ہوتا ہے تو مجھسے مذاق کرتا ہے اُسنے کہا مجھکو مذاق سے کیا کام مین متعلقان طلسم سے ہون میرا یہ کام نہین ہے کہ کسی سے مذاق کرون اگر تو چاہتا ہے کہ حال طلسم بخوبی حالی ہو جائے ایک پتھر اُٹھا کے اس تالاب مین پھینک پھر دیکھ کہ قدرت خدا اور بانیان طلسم کی صنعت کا کیا جلوہ نظر آتا ہے اور میرے مذاق کا بھی حال دریافت ہو جائے گا شہنشاہ بن بدیع الملک کو اور بھی حیرت نے گھیرا کہا مہربان مجھسے کہنے کی کیا ضرورت ہے خود ہی کیون نہ ایک پتھر پھینک کے مجھے تماشا دکھا دے اُس نے کہا اے جوان یہ کام میرا نہین ہے بلکہ فاتح طلسم کا یہ کام ہے خائف کیون ہوتا ہے جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کر شہنشاہ نے اُسکے کہنے سے پتھر اُٹھایا تالاب مین پھینکا دفعتاً آب تالاب جوش و خروش مین آیا مع ہذا بالاے آسمان سے ایک لکہ ابر نہایت مہیب وہان پہونچا برق چمکنا شروع ہوئی ایک لحظہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا دم گھبراتا تھا ہر بار دل مین کہتا تھا یہ

گیا بلا نازل ہوئی ہین ایسی طلسم کشائی سے باز آیا اگر مجھکو پیشتر سے یہ معلوم ہوتا ہرگز فتح طلسم کیواسطے راضی نہ ہوتا خدا جان بچائے صحیح و سلامت گھر پہونچائے بظاہر سرتاسر آثار بد نظر آتے ہین پدر معظم کا کیا دل و جگر ہے جنھون نے متعدد طلسم فتح کیے اور کبھی ہمت نہ ہاری مین ایسی ہمت سے باز آیا ہنوز اس خیال مین مبتلا تھا دفعتًا ایک صدا ایسے مہیب زہرہ شگاف پیدا ہوئی شہنشاہ کے دل مین اور ہول ہوا دست و پا مین رعشہ پیدا ہوا مع ہذا درمیان تالاب سے فوارہ آتشی پیدا ہوا عمارت کے پردے اٹھ گئے دروازے کھل گئے شہنشاہ بن بدیع الملک نے دیکھا اسقدر شمعین قندیلین فانوس چراغ اس عمارت بلند مین روشن تھے کہ عقل حیران ہوتی ہے اور ہزارہا پریزادان حور وش اور راجہ اور دیوان فیلتن کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے ہین ان پریزادون کا یہ حال ہے کہ جو قسم ذکور سے ہین ایک طرف صف بستہ استادہ ہین اور جو قسم اناث ہے وہ بیس بیس پچیس پچیس علحدہ علحدہ حلقہ کیے مصروف رقص و نوا ہین کسی حلقہ مین یہ اشعار میر کے گائے جاتے تھے ع غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا + دم کے جانے کا نہایت غم رہا + حسن تھا اسکا زبس عالم فریب + خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا + میرے رونے کی حقیقت جسمین تھی + ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا + خیمۂ لیلی کو کہتے ہین سیاہ + جسمین مجنون کا سدا ماتم رہا + صبح پیری شام ہونے آئے میر + تو نہ چیتا یان بہت دن کم رہا + کہین غالب کے یہ اشعار گائے جاتے تھے ع یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا + اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا + یہ کہان کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح + کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا + غم اگرچہ جان گسل ہے یہ کہان بچین کہ دل ہے + غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا + تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا + کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا + کوئی مرے جی سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو + یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا + ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا + کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا + یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب + تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا + کسی حلقہ مین یہ اشعار ذوق کے گائے جاتے ہین + ع آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا + تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا + آتا کیون مصر مین کنعان سے نکل کر یوسف + جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا + چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق + دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا + آپ آئینۂ ہستی مین ہے تو اپنا حریف + ورنہ یہان کون تھا جو ترے مقابل ہوتا + ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم + رکھکے خنجر پہ گلا آپ وہ بسمل ہوتا + سینۂ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہے تو کیا + ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا + کسی جا یہ اشعار گائے جاتے تھے ع جو نہ رنگ رنج و ماتم کا یہان نمود ہوتا + تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا + جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہ تری خوبی + کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا + یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی + تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا + تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی لو پہونچتی + جو لو نہین تھا دل کو جلانا تو بلا سے عود ہوتا + مقام صدر مین ایک تخت گوہر پر پادشاہ پریزاد الماس پوش بیٹھی ہے اُسکے راست و چپ جواہر نگار اور مرصع کار دنگلون کرسیون پر نہایت معزز و محترم پریزادین بلباس ہائے زرق و برق از سرتاپا زیور جواہر مین غرق سکوت مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہین اور گانا سن رہی ہین چند چند ساعت کے بعد ایک پریزاد گلرو عنبر بو سنبل مو آتش خو اپنی جگہ سے بہ ہزار ناز و انداز دلبری و دلربائی اُٹھتی ہے صراحی مرصع کار سے جام بلورین مملو کر کے ہر ایک پریزاد کو دیتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے کبھی کنایۃً آپس مین چہلین ہوتی ہین اس تماشاے عجیب کے دیکھنے سے شہنشاہ پر محویت کا عالم طاری ہوا وہ جو تردد طبیعت تھا ایک لخت برطرف ہوا یکایک ایک پریزاد نے دور سے شہنشاہ کو دیکھا جو پریزاد اُسکے قریب بیٹھی تھی اس سے کہا

کہا اُسنے بھی شہزادہ کو دیکھا اسیطرح چند پریزادون کو معلوم ہوا سب حیلہ سے دروازہ کے جانب آئین اور بھو
شہزادہ کو دیکھ کے مسکرائین اور پھر کچھ آپسمین باتین کر کے اپنی اپنی جگہ جا بیٹھین ایک مرتبہ ایک پریزاد نے
بہ آواز بلند کچھ کہا جو شہنشاہ کی سمجھ مین نہ آیا البتہ چند لمحہ کے بعد یہ دیکھا کہ ہزارہا جن اطراف عمارت اور گرد تالاب
کے جمع ہوئے ہین اُن کے سرون پر آتشبازی وغیرہ تھی جن کو چھوڑنا شروع کیا تمام پریزاد اُس آتشبازی کے تماشے
مین مصروف ہوئے شہنشاہ بن بدیع الملک بھی تماشائے آتشبازی دیکھ رہا تھا اور اسم اعظم ورد زبان تھا
جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بشارت ہوئی تھی ناگاہ ایک دیو قوی الجثہ قبائے حریر زردہ در بر کلاہ بد قوارہ
بر سر نفیر حمائل کیے اُس مجلس عیش و نشاط مین وارد ہوا بادشاہ طلسم کے روبرو سر جھکایا بادشاہ طلسم نے اشارہ
کیا تمام پریزادان رقاصہ و مطربہ ایک جا جمع ہوئین اور سب نے بالاتفاق اس غزل کو گانا شروع کیا ؎ ہے
کان اُسکی زلف معنبر لگی ہوئی + رنگینی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی + کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک + پروانے سے
ہے شمع مقرر لگی ہوئی + یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مُہر + آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی + مُنھ سے لگا ہوا ہے اگر جام
ہے تو کیا + دل سے ہے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی + بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کی طرح ہم + پر کیا کرین کہ مُہر ہے لب پر لگی ہوئی + بیت
کو دیجو غسل نہ اس خاکسار کی + تن پر ہے خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی + اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ مُنھ لگا + چھٹتی نہین ہے مُنھ سے
یہ کافر لگی ہوئی + اس غزل کے ختم ہونے کے بعد بادشاہ طلسم نے اُس دیو قوی الجثہ کی طرف اشارہ کیا اُس نے
نفیر کو بجایا بس فوراً تمام فانوس اور چراغ و آتشبازی وغیرہ کا نشان تک باقی نہ رہا پریزادون نے تالی بجا کے بالاتفاق
با آواز بلند کہا کون ایسی طاقت رکھتا ہے جو اس طلسم کی طرف آئے اور اسکے نسبت کچھ ارادہ کرے راوی کہتا ہے جس وقت
وہ فوارہ آتشی برطرف ہوا رفتہ رفتہ وہ ابر سیاہ بھی برطرف ہونا شروع ہوا یہان تک کہ آفتاب عالمتاب نمایان
ہوا شہنشاہ کی وہ محویت دور ہوئی معلوم ہوا کہ اب ہم دوسرے جہان مین آ گئے یا خواب سے بیدار ہوئے
کہا خداوندا ہزار ہزار شکر ہے تیرا کہ مین نے پھر اس دنیا کو دیکھا جہان مین پیدا ہوا ہون شائستہ کو بھی اپنے نزدیک
دیکھا کہا اے شائستہ تو نے دیکھا یہ عجیب تماشا دیکھنے مین آیا غالبًا تو نے بھی کبھی ایسا تماشا نہ دیکھا ہو گا شائستہ
نے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو مین ہر روز ایسے تماشے دیکھا کرتا ہون البتہ تم نے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہو گا خیر یہ تو
جو کچھ تھا وہ تھا اب اصل مطلب کی طرف رجوع کر شہنشاہ نے کہا مین اصل مطلب کیطرف کیا رجوع کرون جو
کچھ کہو وہ کرون شائستہ نے کہا کیا خوب ابھی سے ازخود رفتہ ہو گئے اور ایسے ازخود رفتہ ہوئے کہ لوح طلسم کو
فراموش کیا اگر یہی حال ہے تو آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ مقام طلسم ہے ادنے غفلت مین وہ مصیبت پیش آ جاتی ہے کہ
پھر کسی طرح دفع نہین ہوتی شہنشاہ نے تبسم ہو کے کہا استغفر اللہ واقعی مین لوح کو بھول گیا تھا لوح پر نظر کی لکھا تھا
اے صاحب لوح طلسم اب اپنے کو بلا تردد تالاب مین گرا دے پھر دیکھ کیسا قدرت باری کا جلوہ ہے مگر اے صاحب لوح
طلسم لوح سے بخوبی خبردار رہ شہنشاہ اس مضمون کو لوح مین پڑھ کے گھبرایا شائستہ سے کہا اے شائستہ غضب ہوا حکم
لوح ہے کہ اس تالاب مین بلا تکلف اپنے کو گرا دو یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون
شائستہ تبسم ہوا کہا اے جوان تیری باتین بالکل ناتجربہ کاری کی معلوم ہوتی ہین اگر حکم لوح تالاب مین گرا دینے کی نسبت
ہے تو کیا مضائقہ ہے بکو ہدایت لوح کے موافق عمل مین لا اگر اس طلسم کو فتح کرنا ہے شہنشاہ نے کہا تو میرے پاس موجود رہنا شائستہ
نے کہا مشکل ہے مین ہمراہ نہین رہ سکتا اب مجھسے جو ملاقات ہو گی تو بعد فتح طلسم کے شہنشاہ نے تامل کیا شائستہ نے
کہا شہریار تامل کیون کرتے ہو جو حکم ہو بلا تردد عمل مین لاؤ شہنشاہ نے خدا پر توکل کیا اور اپنے کو تالاب مین گرا دیا ۔

ساعت کے بعد جو آنکھ کھولی اپنے کو کشتی مین دیکھا جو تیر کے مانند روان ہی جسپر نہ کوئی بادبان نہ کشتی بان اُس دریا مین ایک
مینار تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ وہ مینار چرخ مین آیا اُسپر مثل فیل ایک عقاب بیٹھا تھا یکایک اُس عقاب نے بصدائے
زہرہ شگاف کہا ای شہنشاہ تو خوب گرفتار بلا ہوا یقین سمجھ کہ اب تو مدت العمر اس گرداب بلا سے باہر نہ جاسکیگا تو ہی بتا کہ جب
تیرا کوئی رہبر نہین ہی پھر کسطرح یہان سے جاسکیگا اب شہنشاہ کے دل مین توحش پیدا ہوا بجلے خود کہا واقعی یہان سے
رہا ہونا محال ہی کس سے پوچھون کہان جاؤن یہین توقف کرنے مین نہین معلوم انجام کیا ہوگا یکایک لوح کا خیال آیا
جانب لوح نگاہ کی لکھا تھا بعد حمد خدائے بزرگ و نعت انبیائے سترگ ای صاحب لوح طلسم چراغان تیرے روبرو جو پتھر
اور فلاخن موجود ہی اُس فلاخن مین ایک پتھر رکھکے عقاب پر مار بالیقین عقاب زخمی ہوکے کشتی مین گرے گا فوراً اُسکے
شکم کو چاک کرنا ایک لوح مختصر نظر آئیگی اُس لوح پر ایک اسم لکھا ہوگا اُس اسم کو پڑھنا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ مین آجاوے گی
اُس زنجیر کے ذریعہ سے مینار پر چڑھ جانا وہان ایک راہ نظر آئیگی جو بطرز نقب کے واقع ہی اور وہ راہ ایک بیابان کی ہی
شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح عمل کیا لیکن جو نہین فلاخن مین پتھر رکھا اُس عقاب نے غل مچانا شروع کیا کہ ای جوان یہ
کیا غضب کرتا ہی مین وعدہ کرتا ہون اگر تو نہ مارے گا تو مین مدت العمر تری رفاقت سے باز نہ آؤنگا تجھکو جسنے میری بابت
ہدایت کی ہی اُسکی غرض محض تیری ہلاکت ہی اگر میرے کہنے کو نہ سنے گا تو پشیمان ہوگا شہنشاہ نے مطلق اُسکے کہنے پر اعتنا نہ کی
فلاخن مین پتھر رکھکے مارا عقاب کشتی پر گرا فوراً اُسکے شکم کو چاک کیا لوح ملی اسم پڑھا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ مین آگئی اُسکے
ذریعہ سے مینار پر پہونچا تا دیکھا صحرائے لق و دق مین پہونچا طوفان باد تند آیا تمام جہان نظر مین تیرہ و تار ہوگیا عجب طرح کی
صدائے متوحش معلوم ہوئی جیسے ہزارہا دیو و شیاطین رو رہے ہین اور حملہ آور ہوا چاہتے ہین شہنشاہ اگرچہ ہول زدہ ہوا
تھا مگر لوح طلسم کے بھروسے پر مطمئن تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ طوفان برطرف ہوا شہنشاہ نے دیکھا کہ لاکھون جانوران
چرند و پرند و درند چل پھر رہے ہین اور کرورون ماران زہردار و کژدم سیاہ کبود زمین پر رینگتے پھرتے ہین مگر کوئی جانور کسی
جانور کو کسیطرح کے گزند نہین پہونچاتا اور ایک جادوگر عجیب الہیئت تازیانہ در دست پشت شتر برہنہ پر سوار ادھر ادھر
گشت کر رہا ہی جب سانس لیتا ہی کان ناک آنکھون اور منھ سے آگ کے شعلے نکلتے ہین صدہا مرغان ہوا اپنے اپنے پرون
کو کھولے ہوئے اُسکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہین جو نہین اُسکی نظر شہزادہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ مارا کہ ای آدمزاد تو بڑا بیباک
معلوم ہوتا ہی جو تو نے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تو نہین جانتا کہ کون مقام ہی اور یہان آدمزاد کا کیا حال ہوتا ہی خیریت اسی
مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف واپس جا ورنہ تو جان سلامت نہ لیجائیگا جو کچھ تجھسے کہا بنظر رفاقت کہا ورنہ ابتک
ہلاک ہوگیا ہوتا مجھکو کمال حیرت اس بات کی ہی کہ شاید راہ بانان طلسم نیست و نابود ہوگئے جو تجھکو راہ ملگئی شہنشاہ کو لوح
طلسم بخوبی یاد تھی اُسپر بھروسہ کیے ہوئے تھا کہا او شتر سوار عجیب الخلقت یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی نہین
جانتا کہ مین بانی طلسم کا بھیجا ہوا یہان آیا ہون ورنہ کسی کی کیا شامت تھی کہ خواہ مخواہ اپنے کو اس ہلاکت مین مبتلا کرتا تیری
کیا مجال ہی کہ مجھکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکے مین تیرے خائف کرنے سے ہرگز خائف نہین ہونگا اگر تجھکو کسی طرح کی جرأت
ہی تو دیر کیون کرتا ہی ہست بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ جادوگر نے بلند قہقہہ مارا اور کہا تعجب ہی تو انسان ضعیف البنیان
ہوکے ایسے زبردست سے بیباکانہ کلام کرے اول تو مجھے یقین نہین کہ بانی طلسم نے تجھے یہان آنے کی اجازت دی ہوگی
الغرض محال ایسا ہوا ہی تو ایسی قابلیت تجھ مین پیدا نہین ہو سکتی کہ تو میرے مقابلہ مین سربر ہو سکے شہنشاہ نے کہا عنان
حاجت بیان نہین گو ہمین میدان جو کچھ تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سنتے اُس شتر سوار سحر و افسون کار نے کچھ اپنی زبان مین بکا
کے ایسا کچھ اُن جانورون سے کہا کہ سب بالاتفاق شہنشاہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے فوراً جانب لوح نظر کی لکھا تھا ای

صاحب لوح طلسم بفضل خدائے تعالے تیرے پاس ابھی دو پتھر موجود ہین ایک پتھر فلاخن مین رکھ کے اس شتر سوار کے سینہ پر مار پھر دیکھ قدرت خدا کا تماشا شہزادہ نے فوراً فلاخن مین پتھر رکھا اور تین بار چکر دے کے اس طاقت سے اُسکے سینہ پر مارا کہ اُس جادوگر کا سینہ شق ہوگیا مع ہذا وہ پتھر سینہ سے اُسکی آنکھ مین پہونچا اور ایک سے نکل کے دوسری آنکھ مین در آیا جس سے وہ بالکل نابینا ہوگیا زمین پر گر کے تڑپا پھر اُس شتر بلند نے چارون پاؤن گرفت مین لا کے اس زور سے شہزادہ کیجانب پھینکا کہ اگر نابینا نہ ہو جاتا تو شہزادہ شتر کی ضرب سے سُرمہ سا ہو جاتا اور فریاد کی کہ ای آدم زاد غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مجھکو نہین معلوم تھا کہ زمانہ طلسم کا پورا ہوگیا ورنہ مین ہرگز ہلاک نہ ہوتا یہ کہکے اپنا سر زمین پر اس زور سے مارا کہ پاش پاش ہوگیا جادوگر کا ہلاک ہونا تھا کہ تمام جانور نیست و نابود ہوگئے پرند جانور بالائے ہوا اُڑتے ہوئے چلے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای آدمزاد تو نے غضب کیا کہ وسواس جادو کو ہلاک کیا وہ ہمارا سردار تھا تو بجائے خود خوش نہ ہونا کہ وسواس جادو کو ہلاک کیا بلکہ سبب ہے جہان تک ممکن ہوگا تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے تو دیکھیگا کہ اس بیباکی و سفاکی کی کیسی سزائے معقول پائیگا اپنی جان سے مایوس ہو جا شہزادہ مطمئن تھا کہ لوح طلسم موجود ہے دفعتاً ہوا سے تند پھر چلنا شروع ہوئی زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ خدائے تعالے کو یاد کر رہا تھا اور دل مین منتظر تھا کہ دیکھئے کیا واقعہ روبکار ہوتا ہے ہیبت ناک آوازین آنا شروع ہوئین کہ خبردار جانے نہ دینا یہ کون سفاک ہے جس نے وسواس جادو کو ہلاک کیا اُسکی بھی جان کو جلد ہلاک کرو شہزادہ اُسی جگہ بیٹھ گیا مگر طوفان کی شدت کا وہی حال تھا اسوقت خیال آیا کہ تاریکی کا یہ حال ہے لوح کو دیکھنا غیر ممکن ہے اگر اس تاریکی مین کوئی جادوگر آپہونچا تو کوئی کارروائی نہ ہو سکے گی معلوم ہوتا ہے کہ میری ہلاکت مشیت باری مین اسیطرح مقرر تھی مگر اس خیال سے تسکین ہوتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان ہے ایسی مقرب بارگاہ ذوالجلال کا کبھی ایسا کام نہین ہو سکتا کہ جسمین کسی بندہ بے گناہ کی ہلاکت متصور ہو کامل ایک ساعت تک وہ تاریکی اسیطرح قایم رہی بعدہٗ از خود روشنی ہونا شروع ہوئی شہزادہ نے اپنے کو ایک درخت سرو کے پاس بیٹھا پایا نظر اُٹھائی دیکھا سرو پر ایک بندر بیٹھا ہے جسکا سر گنبد کے مثل ہے اعضا انواع اقسام رنگ کے ہین نفیر جو بین ہاتھ مین ناگاہ ایک دیو سیاہ سر بفلک کشیدہ وہان پہونچا لیکن یہ دیو ہوائے تند کے ساتھ آیا اور کسی قدر تاریکی بھی ہوگئی تھی اُس دیو کے کاندھے پر دار شمشاد رکھا تھا چرخ مار کے شہزادہ کے روبرو آیا شہزادہ گھبرایا کہ خداوندا اب کیا کرون اس کوہ پیکر سے کیونکر سر بر ہونگا اُس دیو نے بآواز بلند کہا کہ ای آدمزاد خاکی بنیاد مین تیرا قاتل آپہونچا تو نے وسواس مربی پیر و مرشد کو ہلاک کیا مین بھی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا پہلے یہ بتا کہ تو کس کے مشورہ سے یہان تک پہونچا اور اب کسکے مشورہ سے کام کرتا ہے اس فقرہ سے شہنشاہ کو لوح کا خیال آیا فوراً لوح کیجانب نگاہ کی لکھا دیکھا ای صاحب لوح گھبرا نہین تیسرا پتھر اس بیمون پر مار اگر دیو تجھسے متعرض ہو اُسکا مقابلہ کر بہتر یہ ہے کہ اُس سے جنگ زور دست و بازو شروع کر خدا کے فضل سے تو اُس پر غالب ہوگا اگرچہ وہ قوی جثہ دیو زاد ہے تاہم معاملہ طلسمی ہے مطلق خوف نہ کر اور بعد غالب ہونے کے سر ناپاک اُسکے تن سے ضرور جدا کرنا شہزادہ نے پتھر فلاخن مین رکھا میمون کی جانب سرو پر نظر کی دیو نے کہا ای آدمزاد اُسطرف کیا دیکھتا ہے میری جانب متوجہ ہو تیرا حریف مین ہون شہزادہ نے اُسکے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی فلاخن مین پتھر رکھا اور چلہ دے کے میمون پر مارا اُدھر میمون ہلاک ہوا اُدھر دیو دار شمشاد لیے آگے بڑھا اور کہا او آدمزاد تو مجھسے مقابلہ کر شہزادہ دوڑ کے اُسکے لپٹ گیا تا دیر بست و کشاد رہی آخر دیو کو زمین پر مارا اور سر اُسکا تن سے جدا کر لیا

اب پھر لوح کیجانب نگاہ کی لکھا تھا کہ درخت سرو کو زمین سے نکال لے اُس مقام مین نقب نمایان ہوگی اُس نقب مین داخل ہونا وہان مدعا حاصل ہو جائیگا شہنشاہ نے سرو کو زمین سے نکال لیا نقب پیدا ہوئی اندرون نقب داخل ہوا ایک بارگاہ عالیشان مین پہونچا دیکھا ہزارہا پریزاد و داحبہ اپنے اپنے عہدون پر مستعد ہین اور ہر ایک پریزاد شہنشاہ کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھتا ہے شاہزادہ اُنکی اسطرح کی نظر سے متردد ہوا دل مین کہا بار آلہا یہ دریلے پریزادون کا کیسا ہے یہ مجھے کیون دیکھتی ہین فوراً لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا تھا حمد خدا و نعت خاتم الانبیا کے بعد صاحب لوح طلسم چراغان کو معلوم ہو کہ مقصود یہی ہے جسکے واسطے اسقدر زحمت اُٹھائی ہے یعنے یہ بارگاہ طلسم چراغان ہے صدر نشین اس بارگاہ کا فانوس شاہ ہے جا اُس بادشاہ طلسم کو سلام کر فانوس شاہ تجھکو جواب سلام دینگے تجھسے پوچھے گا کہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے تو کہنا کہ نبیرہ حضرت ابراہیم و وارث حضرت سلیمان پسر ربیع الملک شہنشاہ نام ہون میری سرنوشت مین فتح اس طلسم کی لکھی تھی چنانچہ یہان تک پہونچنے کا اتفاق ہوا مین نے بیشمار جادوگرون کو ہلاک کیا میرے مقابلہ مین کوئی سر نہ اُٹھا سکا یہ برکت دین اسلام کی تھی خدا کے فضل سے یہ لوح جو میرے پاس موجود ہے میری معین ہوئی ہر مقام پر اس لوح نے مری رہبری کی خاص بانی طلسم کی ہدایت مجھکو ہوئی آنحضین بزرگ کی خورد نوازی و ذرہ پروری ہے یہ لوح بھی ہاں مجھکو معلوم ہے کہ تو راہ راست سے منحرف ہے بنا بر علی ہذا مین بہ سہولت تجھسے کہتا ہون کہ بصفائی قلب دین اسلام اختیار کر اور مال و اسباب طلسمی میرے حوالہ کر مین تجھسے وعدہ کرتا ہون کہ اس صورت مین تجھکو کسیطرح کی گزند نہ پہونچیگی بلکہ ہر طرح سے خیر و عافیت سے رہیگا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لانیکا ارادہ ہے تو یقین سمجھ لے کہ ضرور ضرور ہلاک ہوگا اور کوئی تیری مدد و حمایت کو نہ پہونچیگا آیندہ تجھکو اپنے فعل کا اختیار ہے ہم ہرگز تجھسے اسبات کی درخواست نہ کرتے مگر مجبور اس بات سے ہین کہ شریعت اسلام مین حجت تمام کرنے کی تاکید ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل مین رکھا اُس بارگاہ کے قریب گیا اسیر بارگاہ یعنے فانوس شاہ بادشاہ طلسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہے اور یہان کسواسطے آیا تو نہین جانتا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک نہین پہونچ سکتا شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح اپنے نام و نشان کو بیان کیا اور کہا مجھکو طلسم سیماب مین پہونچا دے وہان پہونچنے کی مجھکو اشد ضرورت ہے یہ تمام کوشش مین نے وہین جانیکے واسطے گوارا کی ہے فانوس شاہ نے کہا اے جوان میرے نزدیک تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے کلام کرنا یہ طلسم ہے بچون کا کھیل نہین ہے کہ فتح ہو جائیگا شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ خدا کے فضل سے ہم اس طلسم کو بچون کا کھیل ہی سمجھتے ہین تو اپنے حواس درست کر نہین جانتا کہ لوح طلسم مجھکو مل گئی اب کیا مشکل ہے اس طلسم کو فتح کرنے مین فانوس شاہ نے کہا مجھکو دکھاوہ لوح کہان ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ لوح دکھادون قدرت خدا سے فوراً یہ خیال دل مین پیدا ہوا کہ لوح دکھائی اور غضب ہو گیا اور فانوس شاہ سے کہا لوح طلسم کو دیکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہے اپنا ارادہ بیان کر پہلا سوال میرا یہ ہے کہ بصفائی قلب دین اسلام قبول کر بعدہ طلسم کا کام تجھسے لونگا اُسنے کہا نہ مین دین اسلام اختیار کرونگا اور نہ طلسم کا کوئی کام کرونگا مین پادشاہ طلسم ہون یہان خود میرے ہزارون خادم موجود ہین جسوقت جو حکم کرون فوراً اسکی تعمیل کرتے ہین شہزادہ نے کہا اے بادشاہ طلسم کیون تو بندگان طلسم کی جانین ضائع کرنا چاہتا ہے اگر تجھکو فتح طلسم مین شک ہے اور میرے پاس لوح کے بھی نہ ہونے کا یقین ہے تو اسقدر تو ضرور ہے بجاے خود خیال کر کہ مین یہان تک کسطرح پہونچا راہبانان طلسم مجھکو کیون اسطرف آنے دیتے فانوس شاہ اپنے پاسبان و چپ و نہ مردون متغیرون کیجانب متوجہ ہوا اگرچہ اُسکی زبان سمجھ مین نہ آتی تھی لیکن شہنشاہ قرینہ سے سمجھا کہ یہ کچھ مشورہ کیا جاتا ہے اور اسکے نشان کا کچھ سمجھ کے آنیسے

سرون کو حرکت دے رہے ہیں شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ اگرچہ مشورہ کرتا ہے تو مجھے بھی آگاہ کرتا کہ سنوں تو کیا کہتا ہے اور تیرے مشیر تجھکو کیا صلاح دیتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مشیر مشورہ غلط دیں اور تو مفت ہلاک ہو جائے فانوس شاہ نے کہا ای جوان واقعی میں مشورہ کرتا ہوں اور مشورہ یہ کرتا ہوں کہ اگر فتح طلسم کا زمانہ ابھی نہیں آیا ہے میں تجھسے متعرض ہوں اور اگر واقعی فتح طلسم کا وقت آگیا ہے تو بیکار بحث کرتا ہے مگر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس جوان سے ضرور متعرض ہونا چاہیے ابھی زمانہ طلسم ختم نہیں ہوا شہنشاہ نے کہا یہ تیرے مشیر بالکل غلط رائے دیتے ہیں اگر زمانہ فتح طلسم نہ آتا تو بانی طلسم کیوں مجھکو یہاں تک پہونچاتا یہ کہکے وہ لوح بغل سے نکالی اور دور سے دکھا کے کہا پہچان یہ لوح طلسم ہے یا نہیں یہ کہکے لوح کو پھر بغل میں رکھ لیا اور کہا اب تجھے اختیار ہے میں اپنی حجت تمام کر چکا فانوس شاہ نے شاہزادہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہا جو امر فیصل ہونے کے قابل ہے اسکو بسہولت فیصل کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے شہزادہ نے کہا میں بھی یہی مناسب جانتا ہوں اچھا پوچھ کیا پوچھتا ہے فانوس شاہ نے کہا لوح کا حال تو مجھکو معلوم ہو گیا اور ضمیر اول بھی گواہی دیتا ہے کہ ضرور فتح طلسم کا وقت آگیا اگرچہ میرے مشیروں کی رائے خلاف ہے لیکن مذہب کا مقدمہ قابل فیصل ہے ہاں بیان کر تو کیا مذہب رکھتا ہے شہزادہ نے کہا سن وہ خالق کل مخلوق جسکے قبضۂ قدرت میں ہماری تیری اور سب کی جان ہے واحد و لاشریک ہے اسنے آسمان کو معلق اور زمین کو سطح پانی پر بچھایا تمام موجودات پر انسان کو شرف بخشا عقل و فہم و فراست دی جسکے سبب سے اسنے اپنے معبود برحق کو پہچانا اگرچہ خاکی الاصل ہے مگر خلقت آتشی پر سبقت لے گیا اسی قسم کی خلقت میں سے پیغمبر خلق ہوئے جنھوں نے بہزاران جان فشانی و عرق ریزی راہ راست دکھائی گمراہی سے مانع ہوئے اپنے خالق برحق کو پہچانا اور سب کو پہچاننے کا طریقہ بتایا افضل الانبیا و اشرف الاصفیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جمادات کی پرستش کرنا بناتات کے آگے سر جھکانا کب عقل میں آسکتا ہے بحث میں بڑی گنجائیش ہے جسکے دلمیں جو کچھ آئے کہے جو کوئی سمجھنے کا ارادہ نہ کرے اسکو کون سمجھا سکتا ہے وہی مثل ہے کہ قاضی صاحب نے ہر چند سمجھایا مگر ہم نہ سمجھے۔ اسکا کیا علاج ہے۔ وہ زمانہ کیا جس میں انقلاب کا دخل نہ ہو آج زندہ ہے کل نہیں معلوم کیا ہو بڑی بڑی سلطنتیں باقی نہ رہیں بڑے بڑے بادشاہ گذر گئے ٭ دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا میں راج تھا ٭ اور شام جب ہوئی تو نہ سر تھا نہ تاج تھا ٭ دم میں ہزار رنگ فریدون مزاج تھا ٭ اک جا قیام اس کو نہ کل تھا نہ آج تھا ٭ اسکا گذر کہاں نہ ہوا اور کہاں ہوا ٭ ظل ہما نہیں ہوا اک ڈھلتی چھاؤں ہوا ٭ دم بھر میں جم کے تخت کو برباد کر دیا ٭ بن باپ ماں کے بچہ کو شداد کر دیا ٭ قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا ٭ خسرو اسے کیا اسے فرہاد کر دیا ٭ اسکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا صواب ہے ٭ انسان کی اس مقام میں مٹی خراب ہے ٭ فانوس شاہ نے کہا ای جوان یہ جو کچھ تو نے بیان کیا بخوبی میری سمجھ میں آیا لیکن صرف ایک بات میری قبول کر اور جو کچھ تو کہیگا مجھے منظور ہے شہنشاہ نے کہا صرف مذہب کے بارہ میں کچھ عذر نہ کرنا اور جو کچھ کہے تجھے قبول ہے فانوس شاہ نے کہا صرف یہی اک بات ہے شہنشاہ نے کہا میں مجبور ہوں اب بجائے خود غور کر کہ جب تیرے اختیار میں کچھ نہیں ہے تو پھر بیکار نقصان گوارا کرتا ہے اس وقت نہیں کل اگر چاہے کا حقیقت دین اسلام کی تجھ پر جلی ہو جائیگی آیندہ تجھکو اختیار ہے فانوس شاہ تا دیر سکوت میں پڑا رہا شہنشاہ نے کہا اب دیر بیکار ہے جو کچھ تجھے منظور ہو بیان کر فانوس شاہ نے پھر راست و چپ وزیروں اور مشیروں کی جانب دیکھا اور پوچھا انھوں نے پھر انکار میں سر ہلایا اب کی مرتبہ فانوس شاہ نے بہت کچھ وزیروں سے بحث کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خاموش ہو رہے شہنشاہ نے کہا اب کیا فیصلہ ہوا فانوس شاہ نے کہا ای جوان اب میں اپنی فوج و لشکر سے اس بارہ میں رائے لیتا ہوں مجھکو خیال ہے کہ اگر تیرے کہنے پر عمل کر لونگا تو وہ سب مجھسے خلاف ہو جائینگے اور مفت میری جان ضائع ہوگی شہنشاہ نے کہا بالکل خلاف

ہی بالفرض تیری فوج تیرے خلاف ہو جائیگی تو کیا کر سکتی ہی ہم اُسکی تنبیہ کیواسطے موجود ہین تجھکو کسیطرح کا صدمہ نہین پہونچنے دینگے فانوس شاہ نے کہا خیر اُن کی راے لینے مین کیا نقصان ہی شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا تجھے اختیار ہی فانوس شاہ دربار سے باہر آیا تمام فوج کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک شتر بلند قد پر سوار ہو کے کہا ای سپاہیان مملکت طلسم فی الحال ختم طلسم کا زمانہ قریب ہی ہم اہالیان طلسم سے کوئی زندہ باقی رہتا نہین معلوم ہوتا اگر کسی تدبیر سے جان بچنا ممکن ہو تو کیون نہ وہ تدبیر عمل مین لائی جاوے اُن سب نے جواب دیا کہ ای بادشاہ ہم تابع فرمان بادشاہ خاص اس غرض سے ہین کہ مملکت طلسم کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھین اگر بادشاہ دشمن کو دفع کرنے کیواسطے ہمسے کہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہین فانوس شاہ نے کہا تمھاری سمجھ مین میرا مطلب نہین آیا آگاہ ہو کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی جہان ہم اور تم ہین اور طلسم کی ایک مدت مقرر ہوتی ہی جب مدت تمام ہوتی ہی تو وہ طلسم اُس شخص کے ہاتھ سے ختم ہوتا ہی جسکو بانی طلسم مقرر کرتا ہی اہالیان طلسم اگر فاتح طلسم سے موافق ہوتے ہین فتح طلسم کے بعد اُن کی جان ہلاکت سے محفوظ رہتی ہی ورنہ ہلاک ہو جاتی ہی کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی چنانچہ فاتح طلسم آگیا ہی اور اُسکی خواہش ہی کہ اہل طلسم اگر مذہب اسلام قبول کرلین تو اُنکو ہلاکت سے باز رکھا جاوے اگر تم لوگ مذہب اسلام اختیار کرو گی کا اقبال کرو تو فاتح طلسم سے کہا جاوے ورنہ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ کسیطرح تم سے ایک بھی زندہ نہین رہیگا فانوس شاہ کی یہ تقریر سنکے سرداران فوج آگے بڑھے اور کہا ہمسے کسیطرح ممکن نہین ہی کہ اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے مذہب غیر اختیار کرلین ہان اگر حقیقت مذہب غیر کی ہم پر حالی ہو جاے گی تو ہمین کچھ عذر نہوگا فانوس شاہ نے کہا تم لوگ مذہب اسلام کی حقیقت کو کسطرح ثابت ہونا چاہتے ہو اُنھون نے کہا ہم مین سے ایک پہلوان جو سب مین زبردست ہو فاتح طلسم سے مقابلہ کرے اگر فاتح طلسم اُسپر غالب ہو جائیگا تو ہم فاتح طلسم کے مذہب کو حق سمجھین گے اور ہمکو یہ بھی یقین ہو جائیگا کہ واقعی شکست طلسم کا زمانہ آپہونچا فانوس شاہ نے شہنشاہ کیجانب دیکھا شہنشاہ نے بغل سے لوح طلسم نکالی اُسمین لکھا دیکھا کہ صاحب لوح طلسم چراغان اگر فانوس شاہ کی فوج کا کوئی سردار تجھسے مقابلہ کرنا چاہے تو بلا تکلف اُس سے مقابلہ کر لیکن اس اسم کو پڑھ کے جاتا جو پشت لوح پر مرقوم ہی شہنشاہ نے پشت لوح دیکھی واقعی اسم لکھا تھا اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا اور فانوس شاہ سے کہا بلاؤ اُس پہلوان کو جو تجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہی فانوس شاہ نے باواز بلند کہا ای سرداران فوج طلسم چراغان تم مین سے کون ہی ایسا بہادر جو اس جوان فاتح طلسم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہو یہ سنکے ایک سردار کوہ پیکر مسلح و مکمل کرگدن فیل قامت پر سوار چھنگھاڑتا میدان مین آیا اُس کی صورت دیکھ کے شہزادہ کے دل مین خوف پیدا ہوا پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا ای صاحب لوح کیون خائف ہوتا ہی حملہ آور ہو مگر مقابلہ کیواسطے اسلحہ فانوس شاہ سے لے بعد رد و بدل ضرب شمشیر وگرز و نیزہ کشتی مین مصروف ہونا انشاء اللہ جنگ زور دست و بازو مین وہ پہلوان پسپا ہوگا اور تجھسے امان چاہے گا اُسکو امان دینا اور خبردار وہ اسلحہ طلسمی فانوس شاہ کے روبرو پھینکدینا ورنہ فوج طلسم فانوس شاہ پر حملہ کرکے اُسکو ہلاک کرے گی شہزادہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور فانوس شاہ سے کہا مجھکو اسلحہ دے تاکہ مین اس پہلوان سے مقابلہ کرون فانوس شاہ نے کہا ای جوان مین اسلحہ نہین دے سکتا مجھکو بزرگون نے ہدایت کی ہی کہ اپنے اسلحہ کسی کو نہ دینا ورنہ ہلاکت متصور ہی شہزادہ نے کہا تو مطمئن رہ تجھکو کسیطرح کے گزند نہین پہونچ سکتے ہان ہلاکت متصور ہی لیکن اُسوقت کہ جب تو دین اسلام اختیار کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہوگا فانوس شاہ نے اپنے اسلحہ فوراً شہزادہ کے حوالے کیے شہزادہ نے مسلح ہو کے اُس پہلوان کوہ پیکر کرگدن سوار کا مقابلہ کیا تا دیر رد و بدل رہی نہ اُدھر راضی رہا اور اخطر حتےٰ کہ نوبت جنگ زور دست و بازو کی پہونچی بعد کشش و کوشش بسیار شہنشاہ غالب آیا اُس پہلوان نے امان چاہی شہنشاہ بن بدیع الملک ۲

نے حسب ہدایت لوح طلسم اُسے امان دی مع نبرا دعوت اسلام کی اُسنے بصدق نیت کلمۂ طیبہ پڑھا اور دائرۂ اسلام
مین داخل ہوا۔ بعدہ تمام فوج اُسکی دائرہ اسلام مین داخل ہوئی کل خزانہ اسے زر و جواہر طلسمی ہاتھ آئے منجملہ اُس تمام مال و
اسباب کے چالیس ہزار خفتان الماسی نگار دستیاب ہوا جسکی قیمت مین ایک ملک زرخیز کا حاصل بھی کافی نہین
ہو سکتا فانوس شاہ نے کہا شہریار یہی مال و اسباب طلسمی ہے جو حاضر خدمت کیا گیا اس اثنا مین مرغ شایستہ وہان
پہونچا دعا و ثنائے خسروانی بجالایا اور کہا ع ای مبارک پے شہنشاہیکہ حاصل میکنند * اختران آسمان از طلعتت نیک اختری
یہ خادم حاضر خدمت ہے جو حکم ہو اُسے بجالائے شاہزادہ نے کہا ای شایستہ اب تجھے کیا خدمت لون جو خدمت کا وقت
تھا تو نے پہلوتہی کی اور مجھسے جدا ہو گیا اُسنے کہا شہریارا مین تمہارا ساتھ نہ چھوڑتا مگر مجبور ہو گیا اس سبب سے کہ اُسوقت
میری مجال نہ تھی کہ تمہارے ساتھ قدم بڑھاتا بہرحال بفضل خدا سے منزل مقصود کو پہونچ گئے فانوس شاہ نے مجلس
عیش آراستہ کی بالخصوص ایک قصر عالیشان مجلس رقص و سرود کیواسطے نہایت اہتمام سے آراستہ کیا گیا زنان
مطربہ و رقاصہ بھی آئین سب نے اپنے اپنے کمال کو ظاہر کیا جس سے شاہزادہ بہت محظوظ ہوا اُن کے غزل گانے کا وہی طرز
و طریقہ ہے جو علی العموم مطربون کا ہوتا ہے مثلاً ایک مطربہ نے بکمال خوبی و لطف یہ غزل گائی۔ غزل ع واعظا سجدہ سے
اب جاتے ہین میخانہ کو ہم * پھینک کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانہ کو ہم * کیا مگس بیٹھے بھلا اُس شعلہ رو کے جسم پر * اپنے داغون سے
جلا دیتے ہین پروانہ کو ہم * تیرے آگے کہتے ہین گل کھول کر بازوے برگ * گلشن عالم سے ہین تیار اُٹھ جانے کو ہم * کون
کرتا ہے بتون کے آگے سجدہ زاہدا * سر کو دے دے مار کر توڑینگے بتخانہ کو ہم * جب غزالون کی نظر آجاتی ہے چشم سیاہ * وحشت
مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانون کو ہم * بوسۂ خال زنخدان سے شفا ہوگی ہمین * کیا کرینگے ای طبیب اس تیرے بہدانہ کو ہم *
باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال * اسطرح زنجیر پہناتے ہین دیوانہ کو ہم * پنجۂ وحشت سے ہو جاتا ہے گریبان تار تار
دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانہ کو ہم * عقل کھو دی تھی جو ای ناسخ جنون عشق نے * آشنا سمجھا کیے ایک عمر بیگانہ کو ہم
دوسرے روز پھر وہی ہنگامہ برپا رہا آج شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ کل تمہاری خاطر سے مجلس نشاط مین شریک رہا
آج مجھے معاف رکھو مجھکو نہایت ملال ہے اپنے پدر معظم کے گرفتار طلسم ہونے کا جب تک وہ والا مرتبت رہا نہ ہونگے
مجھکو کسی پہلو قرار نہ آئیگا فانوس شاہ نے کہا شہریارا جبتک طلسم فتح نہ کیا جائیگا آن عالیجاہ و الا بارگاہ کا رہا ہونا غیر ممکن
ہے اور طلسم سیماب کا فتح ہونا لوح پر موقوف ہے لوح کجا ہے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ابھی چند روز یہان کے سیر تماشا سے
محظوظ ہو بعدہ لوح کیواسطے کوشش فرماؤ شہزادہ نے بغل سے لوح نکالی فانوس شاہ کو دکھائی فانوس شاہ لوح
طلسم دیکھ کے بہت متعجب ہوا کہا شہریار لوح طلسم تمہارے پاس موجود ہے اب کیا مشکل ہے جب چاہو گے طلسم سیماب
فتح کرلوگے شہزادہ نے کہا اگر تمکو کچھ حال طلسم سیماب کا معلوم ہو تو بیان کرو فانوس شاہ نے کہا شہریارا مین نے
مدت العمر طلسم چراغان کی حکومت کی ہے اس سبب سے کسیقدر حال طلسم سیماب سے بھی واقف ہون لیکن بالتحقیق
اُسکے حالات سے واقف نہین ہون سنو طلسم سیماب کی دو راہین ہین ایک راہ وہ ہے جسمین صرف آدم زاد کا
گذر ہے دوسرے کی مجال نہین ہے دوسری راہ دیو و پری کی ہے اُسمین آدم زاد کا گذر نہین ہو سکتا بانی طلسم یعنے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اسیطرح انتظام کیا ہے یہان شہزادہ اور فانوس شاہ مین طلسم سیماب کی باتین ہو رہی تھین کہ ایک برہان
جنی جو لوح طلسم کے بابت سوختہ ہو گیا تھا وہان پہونچا بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور حیرت
سے اُسکی صورت دیکھ کے کہا تو کون ہے اُسنے کہا خادم برہان جنی ہے یہ کہکر شاہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا
شہریارا کمترین کے قصور کو معاف فرماؤ شہنشاہ نے کہا تو سوختہ ہو گیا تھا کسطرح اچھا ہو گیا اُسنے کہا حضور کی برکت قدم سے

بارہ دیگر خلعت حیات پہنایا گیا جب کہ وسواس جادو ہلاک ہوا اگر وسواس زندہ رہتا تو مین ہرگز زندہ نہ ہوتا اب اجازت ہو تو کچھ عرض کرون شہزادہ نے اجازت دی اُسنے کہا کچھ عہد و اقرار کی بابت بھی حضور کو یاد ہی شہزادہ نے بعد تامل بسیار کہا ہان اب یاد آیا پھر کیا چاہتا ہی اُسنے کہا یہی چاہتا ہون کہ اُس عہد کا ایفا کیا جاوے شہزادہ فانوس شاہ کیجانب متوجہ ہوا اور کہا تمھاری کوئی دختر ناکتخدا ہی اُسنے کہا شہریارا ہان ایک دختر ہی لیکن اُسکے بارہ مین مجھکو ایک دقت لاحق ہی وہ یہ ہی کہ اُسکی ولادت کے بعد مین نے بجائے خود تہیہ کیا تھا کہ اُسکی شادی نہ کرونگا جب سن تمیز کو پہونچی میرے بھائیون نے اُسکی شادی کی نسبت مجھے مجبور کیا جب اُسکو معلوم ہوا بظاہر میرے روبرو کچھ نہ کہہ سکی البتہ خادمہ سے مجھپر اس بات کو ظاہر کیا کہ جب تک مین منظوری اپنی ظاہر نہ کرون میری شادی نہ کیجاوے ورنہ پشیمانی کا سبب ہوگا مین بجائے خود سمجھا کہ بیٹی کا مقدمہ ہی جب تک وہ صاحب عصمت و عفت ہی کیون نہ اسکی مرضی پر تلاش کیجاوے چنانچہ بعض اوقات نسبتین آئین اُسکو مطلع کیا گیا اُسنے انکار کیا اب حضور فرماتے ہین اگرچہ مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہی لیکن صاحب معاملہ کو اس نسبت کی اطلاع کرتا ہون جو کچھ اُسکا جواب ہوگا عرض کردیا جائیگا شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ فانوس شاہ اپنی دختر کے پاس جسکا نام فانوسیہ تھا گیا اور کہا ای دختر نیک اختر آج مین بیباکانہ تیری نسبت کے بارہ مین ذکر کرتا ہون وجہ اس بیباکی کی یہ ہی کہ طلسم کشا آگیا طلسم چراغان جسکا مین حاکم تھا فتح ہوگیا فاتح طلسم کی اطاعت اختیار کرنا لازم آگئی اور کیون نہ اطاعت اختیار کرتا کہ جان کا خطرہ تھا مع ہذا مذہب آبائی سے بھی قطع نظر کی اگرچہ اُس جوان طلسم کشا کے بیان مدلل سے حقیت دین اسلام کی مجھپر ثابت ہوگئی لیکن سبب اس تمام فتنہ کا طلسم کا فتح ہونا ہی سمجھنا چاہیے اُسی جوان فاتح طلسم کی فرمایش ہی کہ برہان حبشی سے تجھکو پیوند کردون چونکہ تونے سابق مین اس بات کو مجھپر ظاہر کردیا تھا کہ بغیر میری مرضی کے میری شادی نہ کیجاوے اسواسطے تجھسے جواب چاہتا ہون فانوسیہ نے کہا ای پدر عالی مقدار مین نے جو اپنی مرضی پر اپنی شادی کو موقوف رکھا اُسکا سبب یہ تھا کہ عرصہ ہوا مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک مرد معمر سفید ریش عمامہ بر سر قبای سفید و صاف در بر عصای پیری در دست میرے پاس آئے اور مجھسے کہا ای فانوسیہ زہے نصیب تیرے کہ خداوند عالم نے تجھپر نظر رحمت فرمائی جو اسوقت تیرا سامنا ہوا تو ایک مرد ضلالت شعار کی دختر ہی جو بالکل راہ راست سے آگاہ نہین ہی تجھکو چاہیے کہ تو اپنی شادی کسی مرد مسلمان سے کرنا اور ابھی اپنی شادی نہ کرنا جب تک کہ اس طلسم چراغان کا فاتح نہ آئے کیا عجب ہی اگر وہی تیری شادی کی تحریک کرے لیکن اسوقت بھی جسکے ساتھ منسوب ہونیکی تحریک ہو اُسکے مذہب کو دریافت کرلینا یہی وجہ تھی جبکہ مجھے منسوب ہونیکی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلاف اہل اسلام ہی مین نے صاف انکار کیا جوان فاتح طلسم جس شخص سے مجھکو منسوب کرنا چاہتا ہی اگر وہ مسلمان ہی تو مجھکو کچھ عذر نہین ہی فانوس شاہ شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا شہریارا فانوسیہ نے تو آج عجیب قصہ سنایا آج تک مجھکو اس بات کی اطلاع نہ تھی بعد اُسکے تمام تقریر فانوسیہ کی بیان کی شہنشاہ بہت خوش ہوا فانوس شاہ نے کہا مین اس بارہ مین نہایت خائف تھا اس خیال سے کہ مبادا فانوسیہ نے انکار کیا تو سخت دقت پیش آئیگی اگرچہ مین ہر طرح اُسکو مجبور کرنیکا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر بھی خالی از دقت نہ تھا حاصل کلام شہنشاہ نے برہان حبشی کو فانوسیہ کی رضامندی کی خوشخبری دی ہنگامہ عروسی گرم ہوا ساعت سعید و اوان حمید مین فانوسیہ برہان حبشی سے منسوب کی گئی برہان حبشی نے شہنشاہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا ای شہنشاہ آسمان اورنگ ای جہاندار آفتاب آثار * تھا مین ایک بینوائے گوشہ نشین * تھا مین ایک دردمند سینہ فگار * تونے مجھکو جو آبرو بخشی * ہوئی

میری وہ گرمی بازار ✤ کہ ہوا مجھ سا ذرۂ ناچیز ✤ روشناس ثوابت وسیار ✤ گرچہ ازروے ننگ بے ہنری ✤ ہون خود اپنی نظر مین اتنا خوار ✤ کہ گر اپنے تئین کہون خاکی ✤ جانتا ہون کہ آئے خاک کو عار ✤ شاد ہون لیکن اپنے جی مین کہ ہون ✤ بادشہ کا غلام کار گذار ✤ نہ کہون آپ سے تو کس سے کہون ✤ مدعاے ضروری الاظہار ✤ شہنشاہ نے فانوس شاہ سے کہا اے بادشاہ طلسم یارے یہ قصہ بھی فیصل ہوا اب طلسم سیماب کی فکر کرنا چاہیے فانوس شاہ نے کہا شہریار ہم خادم بھی خدمت گذاری کو حاضر ہین لیکن آدمی زاد کی راہ سے ہمارا گذر محالات سے ہے شالیستہ نے کہا شہریار آدمزاد کی راہ مین غلام جاسکتا ہے اگر حضور کا مصمم بھی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیچلو اور فانوس شاہ سے کہا تم دوسری راہ سے آؤ اُسنے قبول کیا شہنشاہ اور فانوس شاہ اور شالیستہ طلسم سیماب کیجانب روانہ ہوئے

اب شہنشاہ بن شاہزادہ بدیع الملک کو طلسمات سیماب کی جانب روان رکھا جاتا ہے اور چند کلمہ سکندر اور خروج شہریار بن ہرسیا کے حال مین مسطور ہوتے ہین

دوئی خدا کا حجاب ہے مین خودی سے اپنے حجاب مین ہون
کھے ہے دریا حباب مجھ مین ہے اور مین خود حباب مین ہون

جب آتش شمع نے جلایا تو آہ پروانہ تھی کہ بلبل
تو گرم کلفت مزاج مین ہون وصال مین بھی عذاب مین ہون

محل تھے اپنے ابھی عدم مین کہ لوح مین آسکے اور قلم مین
نہ چارہ کچھ پیش مین نہ کم مین بھلا مین پھر کس حساب مین ہون

زبان یہی ہے کہ آسکے قاصد یہان نہین یہ کہ جائے قاصد
یہ عزم ہے اب بجاسے قاصد روانہ مین خود جواب مین ہون

شراب ہو حضرت جو پائے ہستی حباب ہو آنکھین ہستی
نہ کھیا ہے دریا مین میری ہستی ہوا سے نقش بر آب مین ہون

مین جب سے ہون روشناس ہستی کہ نکتا ہون یہ نہ آسمان بھی
اگرچہ تو وادوان معمورۂ جہان خراب مین ہون

امیر دنیا کی خیر مین خوش فقیر دنیے کی سیر مین خوش
رہ شوق حسن دال مین ہے مین ذوق حسن مآب مین ہون

طریق عابد نماز باری سبیل عاجز نیاز و زاری
نہ اپنی فکر ثواب مین ہے مین اپنی رائے صواب مین ہون

وجود آدم خدا نے قبلہ کیا سجود ملائکہ کا
گر آدمیت نہین ہے مجھ مین تو مین وحوش و دواب مین ہون

سحر یہ ناصح سے گفتگو تھی ابھی سے توبہ کی کیا ہے جلدی
زمان توبہ ہے وقت پیری ابھی مین عہد شباب مین ہون

صبا نکیرین سے کہونگا نہ خواب سمجھے گا سیری مٹی
کہ خاک پاہاے بندگان ور رسالت مآب مین ہون

غواصان بحر معانی و صیرفیان بازار جواہر گہر ہاے آبدار مضامین ذو فنون نظر جوہریان سخن و قدر دانان ہنر و فن اصطلاح گذرتے ہین کہ جب اُس بحر ذخار و متلاطم مین شدت طوفان سے تمام جہاز اور کشتیان تباہ ہوگئین اسکندر کی بھی کشتی طوفانی ہوئی اہل کشتی بدحواس و پریشان حال عالم مجبوری مین حلقہ باندھے بیٹھے تھے جو کشتیان متعلق اُسی کشتی کے تھین اُن سبکو حلقہ مین باندھ لیا تھا تا کہ متفرق ہو کے اطراف غیر مقرر مین روان نہ ہو جائین کوئی کہتا تھا عنقریب معرض فنا مین آیا چاہتی ہین دریا کی طغیانی اس حد پر ہے کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح نجات پا کے ساحل عافیت پر پہونچین گی کوئی کہتا تھا ✤ مزن فال بد کاورد حال بد ✤ خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہے ✤ قدرت خالق اضداد سے کچھ دور نہین ✤ مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین ✤ کوئی کہتا تھا صاحبو خدا ایسا ہی کرے کہ ہم سب بخیر و عافیت اس طوفان سے نجات عافیت کے کنارہ پر پہونچین لیکن یہ خیال رہے کہ اگر خدا نہ کردہ یہ کشتی طوفانی غرقاب ہو جاسے اور کوئی کسیطرح سے کنارہ عافیت پر پہونچ جاسے تو ہمارے متعلقین کو ہماری طرف سے سلام کہدے اور بھی جو کچھ کہنا چاہیے تھا ایک نے دوسرے سے بطور وصیت کہا راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز وہ کشتیان دریا مین صدمۂ طوفان سے متزلزل رہین چوتھے روز صبح کو ہوا کا رخ بدلا تاریکی دفع ہوئی ملاحون نے غل مچایا اے سواران کشتی مطمئن

رہو کشتیان کنارہ کے قریب پہونچ گئین وہ کنارہ دکھائی دیتا ہی سب نے دوربین سے دیکھا واقعی کنارہ نظر آیا تھا دو
نے ملاحون سے کہا جلد جد و جہد کرکے کشتیون کو کنارہ پہونچاؤ خلعت و انعام لو خدا نے بڑا فضل کیا نجات سے ناامیدی
ہوچکی تھی اجل کو دامنگیر سمجھے تھے کشتیبانون نے بکوشش تمام و سعی مالاکلام کشتیون کو کنارہ پہونچایا پھر تو خوشی کا نعرہ بلند
ہوا سواران کشتی کشتیون پر سے اُترے سکندر نے کشتیبانون کو زر کثیر انعام مین دیا اپنے سلامت رہنے کا سجدہ شکر
درگاہ پروردگار مین ادا کیا دریافت کیا کہ یہ سرزمین کون ہی جہان ہم وارد ہین لوگون نے کہا ابھی تو ہمکو بھی معلوم نہین
ہی کہ یہ سرزمین کون ہی ایک شخص دور سے آتا معلوم ہوا سب نے کہا یہ آدمی آتا ہی اس سے دریافت کرتے ہین جب وہ
آدمی قریب آیا اُس سے پوچھا کہ یہ سرزمین کون ہی اُس مرد اجنبی نے از سرتا پا سبکو حیرت سے دیکھا پوچھا تم لوگ کون
ہو اور کسطرح اس مقام مین پہونچے سب نے اپنی حقیقت بیان کی اور کہا یہی سبب ہی کہ ہمکو اس مقام کا نام نہین معلوم
اُس راہرو نے کہا آگاہ ہو کہ یہ سرزمین متعلق زیرباد فرنگ کے ہی اسکو ملک بہارستان فرنگ بھی کہتے ہین سنا ہی
کہ کسی زمانہ مین عمر بن حمزہ یونانی آیا تھا اُسنے بضرب شمشیر اس ملک کو مسخر کیا بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا وہ زمانہ
اس ملک کا بہت سرسبزی کا تھا جو کوئی یہان آیا پھر مدت العمر اُسکا یہان سے جانے کو نہ دل چاہا اب بھی کچھ کیفیت باقی ہی
مگر ویسی کیفیت نہین ہی پوچھا کہ فی الحال اس ملک کا فرمانروا کون ہی اُسنے کہا فی الحال اس ملک کا والی و فرمانروا
بلقیا سے بر سیسا فرنگی تھا اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا شہریار نام جسکا سن بارہ برس سے زیادہ نہین ہی مگر نہایت شجاع
و بہادر جملہ فنون سپہ گری سے ماہر اب وہ فرمان روائی کرتا ہی بالاتفاق منجمون کا قول ہی کہ شاہزادہ صاحبقران عصر ہی لوگ
اُس راہگیر کو اسکندر کے پاس لیگئے اور کہا شہریار اس شخص کو اس سرزمین کے بیشتر کے حالات معلوم ہین جو کچھ
دریافت کرنا مقصود ہو اس سے بخوبی دریافت ہو سکتا ہی اسکندر نے اُسکو اپنے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور اُس سرزمین
کے حالات دریافت کرنا شروع کیے وہ بیان کر رہا تھا جب اُسنے شہریار کا نام لیا اور یہ کہا کہ منجمون نے کہا ہی کہ یہ
صاحبقران عصر ہی اسکندر کے چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا لوگون نے سبب تغیر پوچھا اسکندر نے اور تو کچھ نہ بیان کیا البتہ تاکید کی
یہ حکم دیا کہ ہمارے خیمے برسیسا کیجانب روانہ کرو اور اُس راہگیر سے پوچھا شہریار کا مذہب کیا ہی اُسنے کہا خود بت
پرست ہی اور جسکو بت پرستی کے خلاف سنتا ہی اُسکو ہلاک کرنے کے درپے ہو جاتا ہی حتے کہ اُسنے بت پرستی کو بہت
رونق دی ہی اب تک رواج بت پرستی پر مستعد ہی اگر چند روز اور اسیطرح گذر جائینگے تو ضرور تمام دنیا مین بت پرستی
پھیل جائیگی اسکندر نے کہا ہان یہ حال مجھکو بخوبی معلوم ہی خیر دیدہ باید چہ میشود راوی کہتا ہی کہ اسوقت شاہزادہ
اسکندر کے پاس چھ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ کی جمعیت ہی واضح رہی کہ اسوقت جو تعداد فوج اسکندر کی
بیان کی گئی ہی اس اعتبار سے خلاف قیاس معلوم ہوتی ہی کہ شاہزادہ نے ابھی طوفان سے نجات پائی ہی اور سر
زمین زیرباد فرنگ پر پہونچا ہی مگر وجہ دفعتًا اسقدر مجمع مہیا ہو جانے کی یہ ہی کہ جو لوگ برسیسا کی شدت ظلم سے
خائف تھے بخوف جان بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے باطنًا بت پرستی نہ تھی اور حیلہ کے متلاشی تھے جون ہی
اُس زمین پر یہ خبر مشتہر ہوئی کہ شاہزادہ اسکندر یہان پہونچا ہی اور وہ مذہب اسلام رکھتا ہی سب حاضر خدمت
ہوئے اور شہزادہ کی رفاقت اختیار کی حتے کہ بہت قلیل عرصہ مین جماعت کثیر ہو گئی جسکی شاہزادہ کو ہرگز امید
نہ تھی تمام ممالکت مین شور برپا تھا کہ ایک معزز و محترم خداپرست وارد ہوا ہی بت پرستی کی بنیاد کو نیست و نابود
کرنے کے درپے ہی جو باطنًا مسلمان تھا وہ خوش ہوتا اور جو بت پرست تھا وہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ہر ایک
سے اس خبر کو بیان کرتا تھا حتے کہ یہ خبر برسیسا کو پہونچی بہت گھبرایا ہر ایک سے اسبارہ مین مشورہ کرتا تھا کہ

اسوقت مین کیا کرنا چاہیے غضب ہو جائیگا اگر وہ جوان خدا پرست یورش کریگا وہ خدا پرست اسکندر نا
مدار صاحبقران کا فرزند رشید ہی اُسکی جراءت و شجاعت کا شہرہ ہی میرا فرزند شہریار ہنوز ناتجربہ کار ہی ممکن نہین
کہ اُسکا مقابلہ کر سکے سب نے بالاتفاق کہا کہ اگرچہ شہریار ناتجربہ کار ہی تاہم اُسکی فوج اُس جوان خدا پرست کے
مقابلہ کو کافی ہی خود بادشاہ کے مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی برسیا نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن فوج اُسوقت
کام کرتی ہی جب سردار قابلیت کامل رکھتا ہو اگر سردار کمزور ہی تو کیسی ہی کثیر تعداد کی فوج ہوگی تاہم اُسکو کمزور اور قلیل التعداد
سمجھنا چاہیے مین خود اسکا بندوبست کرونگا اور وہ بندوبست یہ ہی کہ اُسکو بیہوش کرکے کوہستان فرنگ مین
لیجاؤنگا چنانچہ دوسرے روز شہریار نے اپنے فرزند کو اپنے پاس بلایا بیشتر انیس و جلیس کا مجمع تھا ساقی کو اشارہ
کیا اُسنے جام بلورین صراحی مرصع سے مملو کرکے شہریار کے روبرو پیش کیا شہریار کو تعجب ہوا کہ آج اول مرتبہ
مجھکو شراب دینے کی کیا وجہ مگر پھر سوچا کہ باپ کا فعل ہی اسمین کوئی مصلحت ضرور ہوگی بلاتکلف اُس جام کو
پی لیا ساقی نے دوسرا جام شہریار کو دیا اُسنے وہ جام بھی بلاتکلف پی لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد دماغ گرم ہوگیا
حواس مختل ہوگئے برسیا نے صندوق طلب کیا شہریار اپنے فرزند مخمور کو اُسمین بند کیا فوج کو کمربندی کا
حکم دیا تا اینکہ مع فوج و لشکر اور وہ صندوق لیے ہوئے جسمین شہریار مخمور بند تھا کوہستان فرنگ کی راہ لی
اہل شہر حیران تھے کہ برسیا نے یہ کیا حرکت کی بادشاہ وقت کا یہ خاصہ ہرگز نہین ہی کہ غنیم کی آمد کے وقت
دارالسلطنت کو چھوڑ کے کہین چلا جاے طرفہ تر یہ کہ باپ نے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیا بیہوش کرکے اسکی یہ وجہ
معلوم ہوتی ہی کہ خیال ہوا شاید شہریار جانے سے انکار کرے کسی نے کہا نہین صاحب خوب کیا اگر برسیا
شہریار کو لے گیا اُسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید شہریار کا کوئی دشمن یہان آپہونچا ہوگا جس سے
مفر مشکل معلوم ہوئی یہ تدبیر عمل مین لایا یقین ہی کہ برسیا شہریار کو کوہستان فرنگ مین پہونچا کے واپس آئیگا
اور پھر خدا پرستون کی جنگ کا سامان مہیا کریگا اُسطرف کا حال سنیے کہ جب برسیا کوہستان فرنگ مین
پہونچا دربار آراستہ کرکے شہریار کے صندوق کو طلب کیا اُسے کھولا شہریار کو نکالا شہریار نے جو اپنے کو
خلاف مقام مین پایا بہت متعجب ہوا مگر مطمئن اس بات سے تھا کہ میرا باپ برسیا موجود ہی اگر کوئی غیر
شخص ایسی حرکت عمل مین لاتا تو محل خوف کا تھا کوئی مصلحت ضرور ہی مع ہذا خیال آیا کہ کچھ تو دریافت کرنا چاہیے
چنانچہ برسیا سے مستفسر حال ہوا اُسنے کہا ای فرزند مین تیرا خیر خواہ ہون یا بدخواہ اُسنے کہا ای پدر اگر تم میرے
بدخواہ ہوگے تو خیر خواہ کون ہوگا برسیا نے کہا جب تو یہ سمجھتا ہی تو پھر استفسار حال کی کیا ضرورت ہی جو امر ہوگا
مناسب وقت سمجھ کے بیان کر دیا جاویگا ابھی خاموش رہ شہریار خاموش ہو رہا اُسطرف شاہزادہ اسکندر
خیز اخیز چلا آتا تھا یہان تک نواح بہارستان مین پہونچا اسکو گمان تھا کہ جسوقت سرحد بہارستان مین پہونچونگا
برسیا کو خبر پہونچ گئی ہوگی اُسکا سامان حرب و ضرب نظر آئیگا یہان پہونچ کے سناٹا دیکھا بہت حیران ہوا
سرداران ہمراہی سے کہا یہ کیا سبب ہی مجھکو خدشہ ہی کہ ایسا نہ ہو وہ کافر دون بدکیش و ملعون کسی طریقہ
مجھپر شبخون مارے کہ مجھکو مطلق خبر نہ ہو جاؤ اُس کافر کی خبر لاؤ کہ کہان ہی اور کیا بندوبست کر رہا ہی لوگ گئے اور
بعد تجسس و تلاش آکے خبر دی کہ برسیا بدبخت حضور کے خوف سے گریز کر گیا اور کوہستان فرنگ
کیجانب گیا ہی اسقدر حال قابل یقین دریافت ہوا لیکن یہ نہین کہہ سکتے کہ کیون گیا ہی اور کس فکر مین گیا اب اگر کچھ
بندوبست کرکے آئیگا بھی تو کچھ تردد کی بات نہین ہی ہر وقت جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا اور اس شہر بار والا

تبار کچھ اور بھی خبر عرض کرتا ہے شہزادہ سکندر نے پوچھا وہ کیا اُنھون نے عرض کی ہم شہر مین گئے منجملہ اور اخبار
کے یہ بھی خبر سنی کہ بعض شرفاے شہر اصل مین مسلمان تھے لیکن بخوف جان بت پرستی اختیار کرلی ہے
اب کہ حضور کی تشریف آوری کی خبر سنی باریابی کے خواستگار ہین اگر حضور اجازت فرمائین تو خدمت والا
مین حاضر ہوکے اظہار مطلب کرین شہزادہ اسکندر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اُن لوگون کو اطلاع دو کہ بلا
تکلف جسوقت چاہین چلے آئین اور اظہار مطلب کرین کوئی مانع نہ ہوگا بلکہ ہماری عین خوشی یہی ہے جلد خیمہ برپا
کرو چنانچہ اسی مقام مین خیمہ برپا ہوئے کفّار کا خدشہ تھا سردارون کے خیمہ کے گرد پہرے مقرر کیے گئے اور
منادی ہوگئی کہ خبردار شب کو بہت ہوشیاری سے پہرہ دیا جاوے اپنے اپنے اسلحہ اپنے پاس رہین ہوشیار رہنا
ضرور ہے نہین معلوم تاریکی شب مین کسوقت دشمن آپہونچے چنانچہ تمام شب خوب ہوشیاری سے بسر ہوئی
صبح کو شہزادہ نے نماز پڑھی اور وظائف مین دن چڑھا بعد فراغ عبادت اُن لوگون کو بلایا جو کل شرفاے شہر
کی خبر لائے تھے حکم دیا کہ اُن لوگون کو ہمارے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لوگ شہر مین گئے رئیسون سے ملاقات کی اپنے
ہمراہ شہزادہ سکندر کے پاس لائے شاہزادہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آیا اُنکی دلداری کی اور کہا تم
لوگ کسیطرح خائف نہ ہو ہماری اس کشش و کوشش کی غرض محض رواج دین اسلام ہے جو کوئی دین اسلام کا
دوست ہے وہ بے شک ہمارا دوست ہے اُسکی حمایت مین ہمکو کسیطرح کا عذر نہ ہوگا اُن امرا نے عرض کیا شہریار
واقعی ہم سابق مین بھی مذہب اسلام رکھتے تھے اور اب بھی وہی اعتقاد رکھتے ہین ہر سیسا بدبخت کی بدعت
سے عاجز ہوکے ہمنے اپنے کو بت پرست ظاہر کیا تھا اُسکا یہ دستور تھا کہ ہر روز گلی کوچون مین ناچ رنگ کی
صحبت گرم کرتا تھا جب اہل شہر جمع ہوجاتے تھے تو ناچ کی صحبت موقوف کرکے فضیلت بت پرستی کی بیان
کرواتا تھا اور طرح طرح کے مال دنیا کا لالچ دیتا تھا اگر اُس لالچ پر بھی کوئی اقرار بت پرستی نہ کرتا تھا تو قتل کاور پڑھوا
تا گھرون مین زبردستی بت پرست عورتون کو بھیجتا تھا اور اُس ذریعہ سے زنان پردہ نشین کو بہکاتا تھا
اگر کوئی تعرض کرتا تھا فوراً حکم قتل دیتا تھا حقیقت امر یہ ہے کہ ہم سب اُسکے اس فریب اور بدعت سے عاجز ہوگئے
تھے اور خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ کسیطرح ہمکو اس مصیبت عظیم سے نجات دے بارے ہزار ہزار شکر
اُس مستجاب الدعوات کا کہ اُسنے دعا ہم مجبورون کی سن لی کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین کو
عزت حاصل ہوئی اور وہ ملعون خائف ہوکے شہر بدر ہوگیا ع کاریکہ خواستم ز خدا شد میسرم * اب
اسقدر خداوند عالم سے التجا اور ہے کہ بار دیگر وہ ملعون یہان نہ آوے اور حضور ہی اس سرزمین پر اپنا قبضہ
رکھین ورنہ پھر وہی مصیبت ہمکو پیش آویگی شہزادہ رستم نے کہا تم لوگ مطمئن رہو اگر خدا نے چاہا تو وہ ملعون
اب اس سرزمین پر مسلط نہ ہونے پائیگا ہم بخوبی بندوبست کرینگے تم سب اپنے اپنے گھرون مین باطمینان
تمام بیٹھو اور مثل تمہارے جو اور لوگ پابند مذہب اسلام ہین اُنکو بھی خبر پہونچا دو کہ سب باعلان طریقہ
اسلام کو جاری رکھین مطلق خائف نہ ہون اور جو لوگ بت پرست ہین اُن کو اطلاع دو کہ دین بت پرستی سے
تائب ہوکے ہماری اطاعت اختیار کرین ورنہ اُن کی خیریت نہین ہے جہان تک مجھسے ہوگا اُن کی ہلاکت
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا ع نوبت او گذشت نوبت ماست * یہ سنکے وہ لوگ اپنے اپنے
گھرون پر گئے اور محلون محلون منادی کردی کہ اہل اسلام اطمینان سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھین لیکن بت پرست
اپنی ضلالت و گمراہی سے باز آوین ورنہ اُنکی جان کی خیریت نہین ہے اطلاع کردی گئی ہے آیندہ اُنکو اختیار ہے دور

ہرسیبائی گیا اسکندری زمانہ آگیا وہ مرد مسلمان اپنے نام کا ہو اگر اسکو کسیکا بت پرست ہونا ثابت ہو جاے
گا تو کسی طرح زندہ نہین رکھیگا بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق جوق گروہ اہل شہر اسکندر کے دربار مین حاضر ہوتے تھے
اور بعد آداب و تسلیمات و ثناء صفت شاہنشاہی دین اسلام کا اعلان کرکے چلے جاتے تھے اور گبرون مین پہونچ
کے اسقدر اسکندر کی خلق و انسانیت کی تعریف کرتے تھے کہ مرد تو مرد بیشتر عورتین اسکندر کے حضور مین حاضر
ہوئین اور مذہب اسلام کا اقرار کرکے واپس گئین راوی کہتا ہے کہ ایک ضعیفہ صد و شصت سالہ مگر نہایت مومن
و پاک اعتقاد وہان رہتی تھی جو زمانہ کے ہاتھ سے بہت مجبور و لاچار ہو گئی نہ اسکا کوئی والی تھا نہ وارث
سوئی کے کام سے زندگی بسر کرتی تھی ایک بیٹا اسکا تھا اسکندر کے ورود سے ایک سال قبل بقضاے الہی
فوت ہو گیا تھا ایک تو اپنے فرزند جوان کی مفارقت مین نیم جان ہو رہی تھی نماز بھی پڑھتی تھی اور زار زار قطار رو
کرتی تھی مزید بران جب یہ سنتی تھی کہ ہرسیبا ہر کہ و مہ کو دین بت پرستی کی ترغیب دیتا ہے اور بدعت کرتا ہے یہان
تلک کہ جو کوئی اسکے کہنے پر اعتنا نہین کرتا ہے اسکو حکم قتل دیتا ہے بس پہرون گوشۂ تنہائی مین خاک نیاز پر سر عاجزی
رکھتی تھی اور خداے واحد لاشریک کی درگاہ مین بہ گریہ و زاری مناجات کرتی تھی کہ یا تو اس سفاک کو جہنم واصل
کر یا مجھکو پردۂ دنیا سے اٹھا لے تاکہ مین اس بدعت و ظلم کو اس ظالم کے نہ سنون جب اس کو سکندر کے ورود کی خبر لگی
اور یہ بھی سنا کہ وہ جوان رواج دین اسلام پر کمر مستحکم باندھے ہوئے ہے لڑکھڑاتی تھراتی ہوئی اسکندر کے حضور مین
حاضر ہوئی دونون کانپتے ہاتھون سے از سرتاپا اسکندر کی بلائین لین اور کہا قربانت شوم تمکو تو موکل مرے واسطے
اس خداے پاک نے بھیجا ہے تو مدت سے مرادین مانتی تھی کہ کوئی تو سرکوب ہرسیبا کم بخت کا یہان آجاوے
کہ بندگان خدا کی جانین اسکے دست ظلم سے محفوظ رہین خدا تمھارے دم مین ہزار دم عنایت فرماے اور عمر نوح
تمکو مرحمت ہو اسکندر کو اسکی ضعیفی پر بہت افسوس ہوا اسکا حال پوچھا اسنے تمام قصہ گزشتہ بیان کیا اور کہا اے
جوان سعادت مند اس پیرانہ سالی مین کوئی میرا خبرگیران نہین ہے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ رکھتی ہون جو آج
تلک میرا کفیل حال رہا اسکندر نے اسکا وظیفہ معقول مقرر کر دیا اور ایک مکان اسکے رہنے کیواسطے بنوا دیا شہر کے
بتخانون کو منہدم کیا ان کی جگہ مسجدین بنوائین موذن مقرر کیے جو غربا عاجز و مجبور تھے ان سب کے وظیفہ مقرر کر دیے
اور ہر ایک سے کہدیا کہ جسوقت تمکو جس شے کی ضرورت ہو فوراً ہمکو اطلاع دینا مسجدون کے خوان کھانے
کے مقرر کیے خیرات خانہ علحدہ جاری کیا طالب علمون کیواسطے مدرسے بنوائے بیش قرار تنخواہون پر مدرسان و
معلمان ذوفنون کو مقرر کیا اسیطرح کے بیشتر کار خیر کیے بعد اس انتظام اہتمام شہر اور اہل شہر کے اسکے دل مین اس
بات نے خطور کیا کہ اگرچہ جناب حمزۂ ثانی کی خدمت مین پہونچنا ضرور ہے لیکن ہمکو اگر ہرسیبا پلید و بیمیا کا قصہ بغیر پاک
کیے اسطرف کا عازم ہونگا یہان پھر وہ مسلط ہو جائیگا اور ان بیگناہون کو زندہ نہ چھوڑیگا لہذا اسکا کامل بندوبست
کرکے چلنا چاہیے بس چند روز کے بعد ملک بہارستان سے کوہستان کیجانب کوچ کیا ہنوز چند منزلین طے
کی تھین کہ وہان یکایک ہرسیبا فرنگی کو خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ اسکندر نے ملک بہارستان پر
کامل قبضہ کر لیا اہل بہارستان نے مذہب اسلام اختیار کیا جا بجا مسجدین اور مدرسے بنا ہوئے ہین اور
اب دین بت پرستی وہان نام کو بھی نہین ہے اسکندر وہان کا انتظام کرکے اسطرف کا عازم ہوا بلکہ عنقریب
یہان پہونچ کے بازار کشت و خون گرم کریگا ہوشیار ہو جانا چاہیے ہرسیبا فرنگی اس خبر کو سنکے بہت گھبرایا
سوچا کہ اگر اسکندر یہان صحیح و سلامت آ پہونچا تو غضب ہو جائیگا کسی بت پرست کو زندہ نہ چھوڑیگا

کوئی تدبیر معقول کرنا چاہیے مہران نام عیار شہریار کا تھا اُسکو بلایا کہا اے مہران اگرچہ تو ہشت سالہ طفل ہی
لیکن یہ مجھکو خوب معلوم ہی کہ تو اس فن عیاری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا فی الحال مجھکو یہ وقت پیش آئی کہ اسکندر
خداپرست اسطرف آتا ہی اُسنے بہارستان مین اپنا دخل کر لیا اہل شہر کو مسلمان کیا یہان بھی وہ سخت ہنگامہ برپا
کریگا فلہذا اسے علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد چہ تو اکثر عیارون اولاد خواجہ عمر کی یہ کہتا ہی تجھ ہی سے اس مقدمہ
مین کچھ کارروائی ہوسکتی ہی اگر تو اسکندر کو کسی فن عیاری سے گرفتار کرلائے تو مین مال دنیا سے تجھے مستغنی کردونگا
اگرچہ اور بھی عیار ہین لیکن اس مقدمہ مین جو کام تجھسے ہوگا کسی سے نہ ہوسکیگا اُسنے کہا خداوند یہ کام کچھ مشکل
نہین ہی مین مہران نام نہین اگر اُس جوان خداپرست کو گرفتار نہ کرلاؤن مگر یہ ملحوظ خاطر رہی کہ مصارف کثیر ہوگا
ہیرسیا فرنگی نے کہا مصارف کثیر کا کچھ خیال نہ کر جسقدر صرف ہوگا مین دینے کو موجود ہون مہران نے کہا پھر کیا
ہی مین بھی موجود ہون یہ کہکے اپنا ساز و سامان مہیا کرنا شروع کیا بعدہ کوہستان سے روانہ ہوا وہ منزلہ راہ طی
کرتا چلا جاتا تھا حتی کہ لشکر اسلام کے قریب پہونچا شام کا وقت تھا لشکر اسکندر کے قریب ایک درخت پر جاکے
بیٹھ رہا جب رات زیادہ آئی درخت پر سے اُترا پاسبانون کی نظر بچاتا ہوا قریب اُس خیمہ کے پہونچا جسمین اسکندر
مقیم تھا اُسکے قریب بھی ایک درخت تھا یہ اُس درخت پر چڑھ گیا اور اس فکر مین مبتلا ہوا کہ ایسی تدبیر کرون
کہ دربانون و پاسبانون کی نظر سے پوشیدہ خیمہ مین داخل ہو جاؤن اس فکر مین نصف شب گذر گئی پاسبان در خیمہ
ایک طرف بیٹھا اونگھ رہا تھا یہ درخت سے آہستہ نیچے اُترا قریب اُس پاسبان کے جاکے اس زور و طاقت
سے تیغ اُسکی گردن پر مارا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے زمین پر گرا اور سانس تک نہ لے سکا مہران عیار خیمہ مین
پہونچا باری دار بھی بیٹھے اونگھ رہے تھے اُسنے اول دارو بیہوشی باری دارون کو سنگھائی بعدہ دارو بیہوشی
اسکندر کو سنگھائی باری دارون کو خنجر سے ذبح کیا اور اسکندر کو پشتارہ مین باندھ وہان سے راہی ہوا آخر شب
سپاہی پہرہ بدلنے آئے دروازہ خیمہ پر دیکھا کہ سپاہی بے سر زمین پر افتادہ ہی اور سر اُسکا دور پڑا ہی خیمہ کے اندر
پہونچے وہان بھی تمام خیمہ مین جا بجا خون کے تھالے دیکھے باری دارون کو مقتول پایا دیکھا اسکندر بھی خوابگاہ مین
نہین ہی سب نے غل مچایا اور لوگ آئے اس سامان کو دیکھ کے ہمہ حیرت تھے کوئی کہتا تھا یہ کام بیرونی کا نہین ہی
یہین کوئی ایسا تھا کہ بظاہر دوست تھا باطن مین خصومت رکھتا تھا موقع پاکے اپنا کام کیا کوئی کہتا تھا یہ کام ہرگز
یہان کسی کا نہین ہی ضرور ہیرسیا نے کوئی کارروائی کی ہم پیشتر ہی کہتے تھے کہ اُسکا شہر چھوڑ کے غائب ہو جانا خالی
از مکر و فریب نہین ہی اُس ملعون نے کسی عیار کو راہ مین مقرر کیا ہوگا جانتا تھا کہ اسکندر خبر سُنکے ضرور اسطرف
آئیگا کام حسب مراد مین جاویگا وہی ہوا اب کیا کیا جاوے غضب ہوا سردار دشمنون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا کاش
اُسکے عوض مین کوئی اور سردار گرفتار ہو جاتا اُسکی رہائی کی صورت خود اسکندر کرتا اب شاہزادہ کی رہائی کی صورت
کس سے ممکن ہی عالم اضطراب و مجبوری مین سب نے گریبان چاک کیے ہائے افسوس کے نعرے مارے نسیم بن خواجہ
عمر عیار شہزادہ اسکندر موجود تھا وہ بھی انگشت بدندان تھا حیرت زدہ ایک ایک سے کہتا تھا نہین معلوم
یہ کام کس کمبخت کا ہی اگرچہ یہ ممکن ہی کہ کوہستان مین جاؤن اور سراغ لگاؤن اگر ہیرسیا پلید نے کارروائی سے
شہزادہ کو گرفتار کیا ہو رہائی کی صورت نکالون وقت نازک ہی تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود
اس عرصہ مین فوج اسلام کا نہین معلوم کیا حال ہو جائے سب متفرق ہوکے اپنی اپنی راہ لین گے جب سردار
نہین تو فوج و لشکر کہان نسیم بن عمر یہ کہہ رہا تھا اُسکا سامنے دیکھا نہنگ بحر طرازی فارس میدان سرہنگی و عیار بن

صبا رفتار برق کردار خواجہ خواجگان روزگار یعنے خواجہ عمر ہواخواہ صاحبقران والا تبار عرق مین تر ازسرتا پا گرد مین
آلودہ خیز اخیز چلے آتے ہین تمام لشکر اسلام استقبال کیواسطے آگے بڑھا خواجہ کو لائے خیمہ مین بٹھایا مزاج پرسی
کی خواجہ آبدیدہ ہوکر کہا کیا مزاج پوچھتے ہو غضب ہوگیا لوگون نے گھبرا کے کہا خواجہ جلد بیان کرو کیا غضب ہوا
یہان بھی عجب سانحہ پیش آیا ہی خواجہ نے کہا آج چند روز کا عرصہ ہوا ہی جو ملک خاور سے جدا ہوا ہون کفار نے
قیامت برپا کر رکھی ہی یعنے جناب حمزہ ثانی صاحبقران روزگار کو کفار بمکر و فریب گرفتار کر لیگئے خاور مین لیجا کے
مثل حمزہ قدیم واجب التکریم اُس والاجاہ کو بھی عقابین پر کھینچ دیا ہی یہ مصیبت تو تھی ہی دوسری آفت یہ سنو
کہ شہزادہ بدیع الملک کو عالم خواب مین کسی نے قتل کیا یہ سننا تھا کہ تمام مسلمانون مین شور گریہ و زاری
بلند ہوا تا دیر یہ ہنگامہ گرم رہا جب کسیقدر افاقہ ہوا عمر ثانی نے پوچھا یہان کیا واقعہ روبکار ہوا نسیم نے شہزادہ سکندر
کا قصہ بیان کیا اور کہا ای معظم و مکرم کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ کون کسوقت اور کسطرح یہان آیا جو سب کو غافل پا کے
شہزادہ سکندر کو چرا لیگیا اُسطرف حمزہ ثانی پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ سرزمین خاور مین عقابین پر کھینچ دیئے گئے
شہزادہ بدیع الملک کی وہ حالت ہوئی کہ عالم خواب مین ہلاک کیا گیا دفعتاً شہزادہ رستم کو اسطرح دشمن لیگئے
خواجہ عمر نے کہا ای نسیم چونکہ مین یہان اسوقت پہونچ گیا ہون فلہذا مجھپر واجب ہی کہ شہزادہ رستم کی رہائی کی
فکر کرون پھر تو جو کچھ ہونا ہی وہ تو ہوگا یعنے سرزمین خاور مین سلاطین اطراف پہونچ کے حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر کرینگے
یہ کہکے مع ساز و سامان عیاری وہان سے روانہ ہوا اور اس ارادہ مین تیز روانہ ہوا کہ کسیطرح دشمن دستیاب
ہوجاے اُسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ برسیا مردود مہران عیار کے انتظار مین بیٹھا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا
کہ مہران اب تک واپس نہین آیا نہین معلوم وہان کیا صورت پیش آئی صبح کا وقت تھا کہ مہران پشتارہ بدوش
آپہونچا برسیا اچھل پڑا اور کہا شاباش کارے کردی اب یہ تو بتلا اس پشتارہ مین شہزادہ رستم ہی یا کوئی خداپرست
ہی اُسنے کہا خداوند ممکن کیا جو مین کسی کے درپے ہون اور وہ میرے ہاتھ سے بچ جاے اس پشتارہ مین خاص شہزادہ سکندر
ہی یہ کہکے پشتارہ پشت سے زمین پر رکھا بند پشتارہ کے کھولے اسکندر کو دکھایا تمام حاضرین گرد سکندر کے جمع ہوگئے
ہر ایک نے پہچانا کہا واقعی سکندر ہی ای مہران سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✦ ابھی اس کم سنی مین تیری
کارگذاری کا یہ حال ہی بڑھیگا تو تو کیا قیامت برپا کریگا برسیا پلید نے خلعت گران بہا اسیوقت مہران کو دیا
اور بھی حاضرین نے علے قدر حیثیت مہران کو انعام دیا کسی نے اُسکے رخسارون پر بوسے دیے اور صورت دیکھکے
کہا لونڈے تو آفت کا پرکالہ ہی سچ کہہ یہ تیری کارروائی ہی یا کوئی اور بھی تیرا شریک ہوگیا مہران نے کہا کیا کہتے ہو
مجھے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہی یہ تو اسکندر ہی اگر خود حمزہ صاحبقران ہوتا تو اُسے گرفتار کر لاتا برسیا نے کہا
ای مہران دیر نہ کر شہزادہ سکندر کو زنجیر مین بخوبی بستہ کر لے اور ہوش مین لا کے کسی مقام محفوظ مین قید کر اسکی
قید و بند کا بھی بند و بست تیرے ہی حوالہ ہی خبردار رہنا کہین بچپن کو دخل نہ دینا مہران نے کہا ای بادشاہ مطمئن ہو
کیا مجال کہ جو یہ جوان خداپرست میری قید سے رہا ہوجاے یہ کہکے سکندر کے دست و پا کو زنجیرون سے جکڑا
اس اہتمام مین اور کفار بھی مہران کے شریک ہوگئے وجہ یہ تھی کہ مہران ابھی کم سن تھا یہان ہنوز یہ بند و بست
و گرفت ہو رہی تھی کہ خواجہ عمر ثانی پہونچا ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ پسران عمر کے بالکل مشابہ ہی خواجہ حیران ہوا کہ یہ کیا ہی
مردان فرنگیون کو پسران عمر سے کیا نسبت کس طرح یہ عیار بچہ ان تک پہونچا اسطرف برسیا نے سکندر کو ہوش
مین لانے کا حکم دیا مہران نے فتیلہ دفع بیہوشی سے شہزادہ سکندر کو ہوشیار کیا جو ہین شہزادہ سکندر کی آنکھ کھلی اپنی

حالت پر بہت متعجب ہوا خدا کے نام پر سلام کیا جرسیبا اُسکی طرف دیکھ کے قہقہہ مار کے ہنسا اور کہا ای جوان خداپرست دیکھا تو نے بت پرستی مین ایسی برکت ہی کہ تجھکو اسطرح بسہولت گرفتار کرلیا تجھکو گمان تھا کہ بہارستان فرنگ مین بھی باطمینان تمام بت پرستی کو نیست و نابود کرکے خداپرستی کو رواج دونگا مین نے تیرے حال پر رحم کیا جو اسوقت تک تجھے زندہ رکھا ورنہ ابتک تجھے ہلاک کرچکا ہوتا اب تجھکو تیرا خدا ے نادیدہ بچانے نہین آتا یا اُسکا کوئی مقرب تیری حمایت نہین کرتا تیرے ہمراہی خداپرست کہان ہین تجھکو اسطرح گرفتار ہونے دیا اور کچھ تیری حمایت نہ کی اب بھی خیریت ہی اگر تو خداے نادیدہ کی بندگی ترک کرکے بت پرستی اختیار کرے ہم تجھکو اپنی فوج مین عہدہ اعلے دینگے اور ہم پر کیا موقوف ہی خود خداوند بت بزرگ کو تیری رعایت مدنظر ہوگی تیری ترقی مین کوئی درجہ باقی نہین رکھے گا اور اگر میرے کہنے کے خلاف عمل مین لائیگا یعنی اپنے دین آبائی پر قائم رہیگا یقین میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اور تیرے ہلاک ہونے کے بعد بھی یقیناً خداوند بت بزرگ تجھپر اپنا عذاب نازل کریگا شہزادہ اسکندر کی طبیعت مین اُسکی اس تقریر سے نہایت اشتعال پیدا ہوا کہا او مردود پلید کیا بیہودہ بکتا ہی ورنہ یقین سمجھ کہ اگرچہ مین عالم گرفتاری مین مجبور ہون اور ہر طرح ہلاک کیا جاسکتا ہون لیکن اسوقت خاص تیری ہلاکت کیواسطے کافی ہون اگر تجھے یقین نہ ہو تو کہہ دکھادون اسکندر کی اس تقریر سے جرسیبا پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اسکندر سے پھر ہمکلام نہ ہوا جلاد کو حکم دیا کہ جلد اس خداپرست کا کام تمام کر مجھکو اس سے اس گرفتاری کی حالت مین بھی خوف ہی جہانتک ممکن ہو اسکا کام جلد تمام کردیا جاے مہران نے کہا ای بادشاہ اسقدر خائف ہونا بیکار ہی اسکندر خوب مستحکم بستہ ہی کیا کرسکتا ہی جرسیبا نے کہا ای مہران تو نہین جانتا یہ خداپرست ہین ان سے ہر وقت خائف رہنا چاہیے اگرچہ کیسے ہی مستحکم بستہ ہون جب انکی طبیعت مین اشتعال پیدا ہوتا ہی تو کسی چیز کی حقیقت نہین سمجھتے اسوقت خداوند بت بزرگ کو بھی ان کے حال پر رحم آجاتا ہی وہ ان کی مدد کرتا ہی یہ بھی وجہ ہی کہ اُس حالت مین جو کچھ انکا ارادہ ہوتا ہی پورا ہوتا ہی اس مرتبہ پھر اسکندر نے بآواز بلند کہا او پلید دیکھ اپنی زبان کو لگام دے تیرے بت بزرگ کی کیا لیاقت ہی کہ کسی کو کچھ مدد دے سکے گا ہمارا خداے واحد ہمارا ہر وقت ہماری حمایت پر آمادہ رہتا ہی اور اُسی کی مدد سے ہمارا ہر ایک ارادہ پورا ہوتا ہی جرسیبا نے کہا اب اسوقت وہ کہان ہی اسقدر عرصہ ہوا لیکن اب تک اُس نے تیری مدد نہ کی اسکندر نے دونون ہاتھون کو بلند کیا اور کہا تو بیہودہ گوئی پر آمادہ ہی دکھاؤن قدرت خدا کا تماشا جرسیبا نے جلاد کی طرف منھ پھیر لیا اور کہا جلد اس خداپرست کا کام تمام کر کیون تاخیر کرتا ہی جلاد نے دست بستہ عرض کیا ای نظر کردہ خداوند بت بزرگ بیشک دو مرتبہ حکم قتل صادر ہوا لیکن یہ بھی معلوم ہی کہ یہ جوان کون ہی جرسیبا نے کہا ہمکو اسقدر معلوم ہی کہ تجھے نہین معلوم تجھکو اس قصہ سے کچھ کام نہین ہی جو کچھ ہم حکم دیتے ہین اُسکی تعمیل کر اُس نے کہا کیونکر دفعتاً تعمیل حکم کیواسطے مستعد ہو جاؤن اس جوان خداپرست کو علے العموم آدمیون مین سے سمجھا ہی یہ جوان حمزہ صاحبقران کا فرزند حمزہ ثانی کا بھائی ہی ادنے سے ادنے شخص کی ہلاکت کیواسطے بھی دانشمندون کا قول ہی کہ بہر نوع تامل اُولے ہی اسوجہ سے کہ اس صورت مین اختیار باقی رہتا ہی اگر مناسب ہوتا ہی ہلاک کیا جاتا ہی اگر کسی نوع کا ضرر متصور ہوتا ہی اسکو رہا کردیا جاتا ہی عجلت کاری مین مصلحت فوت ہوجاتی ہی اور پھر کسیطرح کا تدارک نہین ہوسکتا ؎ لیک سہل ست زندہ بیجان کردن ٭ کشتہ را باز زندہ نتوان کرد ٭ شرط عقل ست صبر تیر انداز ٭ کہ چو رفت از کمان نیاید باز ٭ اگرچہ مین تابع فرمان ہون لیکن یہ کہے دیتا ہون کہ اسکا ہلاک کرنا سہل نہین ہی جلاد کی اس تقریر سے جرسیبا ملعون بہت برہم ہوا اور بہمداے

غضب ناک کہا تو نہین مانتا خواہ مخواہ تقریر کو طول دیتا ہی جلد ہلاک کر ورنہ اسکے عوض مین مین تجھے ہلاک کرونگا عمر ثانی نے ارادہ کیا کہ کچھ متعرض ہون پھر سونچا کہ موقع نہین ہی اگر مین بھی گرفتار ہوگیا تو پھر کوئی کارروائی نہو سکے گی جانب آسمان سر بلند کیا اور مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق یکتا و اے قادر بے ہمتا اے قدرت ہی تیری خیر خدایا اپنی قدرت و جلال کا واسطہ اس جوان کو دشمن کے دست ظلم سے بچالے اسطرف سکندر کو بھی اپنی زندگی سے ناامیدی ہوچکی تھی خدا سے لو لگائے ہوئے تھا اور دل مین کہ رہا تھا کہ خداوندا میری اس کشش و کوشش کی غرض خاص دین اسلام کی ترقی ہی اگر مین اس ظالم کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاؤنگا تو اہل اسلام کی ہمت پست ہوجاویگی بت پرست سر اٹھائینگے ہزارہا تیرے بندون کی جانین تلف ہوجائینگی عمر ثانی اور اسکندر دونون اپنی اپنی جانب اسطرح کی دعا و مناجات کر رہے تھے یکایک عقب بارگاہ سے غل کی آواز معلوم ہوئی سب حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہی غل کیون ہوتا ہی دفعتاً شاپور پہونچا اور اسطرح جلاد کے قریب پہونچا کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی آتے ہی ایک وار مین جلاد کا کام تمام کیا اسکندر کیجانب متوجہ ہوا اور چاہتا تھا کہ شہزادہ کو اٹھالیجائے اسکندر نے کہا ای شاپور مطمئن رہو اپنے کام مین مصروف ہو مین اپنا بندوبست خود کیے لیتا ہون یہ کہا اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ تمام بندہاے دست و پا شکستہ ہوکے زمین پر گرے عمر ثانی منتظر وقت تھا خنجر کا وار کرتا ہوا وہ بھی وہان آ پہونچا جو سامنے آگیا دو حصہ تھا اسیطرح چند آدمی کشتہ ہوئے کفار منتشر الحواس ہوئے کہ کوئی چارہ جوئی نہ ہوسکی جسکو جسطرف پناہ ملی جا چھپا شاپور شیر دل بارگاہ برسیما سے جنگ کنان باہر آیا لشکر اسلام کی طرف چلا راوی کہتا ہی کہ شہریار پسر برسیما شکار کو گیا تھا صید و شکار سے فارغ ہوکے اپنے مکان کیطرف مراجعت کی اثناے راہ مین اسکو خبر پہونچی کہ جو جوان خداپرست اسکندر نام تیرے باپ کی قید مین مبتلا ہوگیا تھا ہنوز اسکے قتل کی نوبت نہین آئی تھی کہ دفعتاً شاپور شیر دل نام ایک جوان خداپرست دربار برسیما مین پہونچا جلاد کو ہلاک کیا ہنگامہ کشت و خون گرم کیا اسکندر کو رہا کرلیگیا تمام اہل دربار جان چھپاکے بھاگے ورنہ سب ہلاک ہوجاتے وہ بہت برہم ہوا اپنے باپ کے پاس پہونچا اس سے اس واقعہ کو دریافت کیا برسیما خائف و لرزان بیٹھا تھا اسنے کہا ای فرزند خیریت ہوئی خداوندیت بزرگ نے رحم کیا ورنہ اس جوان خداپرست نے میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا مجکو کیا معلوم تھا کہ اسطرح کی آفت نازل ہوجاے گی شہریار نے کہا ای پدر چند نفر مسلمان آگئے اور انھون نے اپنے قیدی کو رہا کرلیا تجسے کچھ نہ ہوسکا برسیما نے کہا ای فرزند کیا کہون ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانون کے پاس کوئی افسون ہی شہریار نے اسلحہ طلب کیے سامان جنگ و حرب سے آراستہ ہوکے اسکندر کی تلاش مین چلا برسیما نے کہا ای فرزند تو کیون اپنے کو تکلیف دیتا ہی تو ابھی کم سن ہی مسلمانون کا تعاقب کرنا سہل نہین ہی شہریار بہت برہم ہوا کہا ای پدر تمھارے اس خوف نے اسکندر کو رہا کرایا ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکار ہاتھ مین آکے نکل جاتا اب تم مجھسے متعرض ہوتے ہو اگر تمکو خوف ہی تو اپنی جگہ اطمینان سے بیٹھے رہو مجھسے جہان تک ممکن ہوگا اسکندر کو سزاے معقول دونگا برسیما نے کہا یہ کسطرح ممکن ہی کہ تو اس کم سنی مین ایسی جرأت کرے اور مین اطمینان سے بیٹھون غرضکہ یہ دونون پدر و پسر اسکندر کی تلاش مین روانہ ہوئے فوج بھی ساتھ تھی اسطرف اسکندر نے شاپور شیر دل اور عمر ثانی سے راہ مین حالات گذشتہ پوچھے عمر ثانی نے از اول تا آخر حمزہ ثانی کا حال بیان کیا اور کہا ای شاہزادہ والاقدر کفار نے اس والا جاہ کو ملک خاور مین عقابین پر کھینچ دیا ہی اگر عرصہ ہوگا خدانا کردہ ضرور ہلاک ہوجائیگا مین نے جابجا سلاطین کو اسی مضمون کے نامے پہونچادیے

ہین بالیقین وہ سب سرزمین خاور مین پہونچین گے اسیطرح شاپور شیر دل نے احوال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا خدا خیر کرے مسلمانون کا ستارہ گردش مین آیا ہوا ہی جب ایسے ایسے معززہ محترم مسلمانون کا یہ حال ہی تو عوام الناس کا کیا ذکر یکایک عقب سر نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی کہ باش ای اسکندر پسر حمزہ تو کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے افسوس کہ مین اسوقت دربار مین موجود نہ تھا شکار کو گیا ہوا تھا بعد کو یہ حال مجھکو معلوم ہوا ورنہ تجھکو اور تیرے مددگارون کو ایسی سزاے معقول دیتا کہ ہمیشہ یاد رکھتا اور اب بھی موجود ہون اگرچہ تو ہماری قید سے رہا ہوگیا اور نہین معلوم اسکی کیا وجہ تھی کہ میرا پدر مجھکو عالم بیہوشی مین یہانسے لے آیا اور مجھکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ دی کہ تو آمادہ فساد ہو ورنہ اسیوقت مین کام بند و بست کرتا میرا تیرا مقابلہ کبھی نہین ہوا ہی دیکھ مری قدرت و طاقت کو ــ بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ اسکندر نے خوب غور سے اُسکی صورت دیکھی بعض نشانات اولاد ابراہیم علیہ السلام نمایان ہوئے حیرت ہوئی کہ یہ کیا بھید ہی اس فرنگی کو جوان کہان دستیاب ہوگیا شہریار نے کہا ای سکندر کیا حیرت سے دیکھتا ہی اگر مرد میدان ہی کیون نہین ہنگامہ کارزار گرم کرتا اسکندر اُسکا مقابل ہوا شہریار نے چند وار نیزہ کے شہزادہ اسکندر پر کیے پر وار سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکندر کی خیریت نہین دیکھنے والون کے حواس باختہ تھے شاپور اور عمر ثانی جرأت سے شہریار کی حرب و ضرب کا تماشا دیکھ رہے تھے اور آپسمین کہتے تھے کہ ہفت سالگی مین تو اسکا یہ حال شجاعت ہی اگر پورا جوان ہوگا تو کس غضب کی اسکی کارزار ہوگی کبھی اسکندر کے حق مین دعا کرتے تھے کہ خداوندا مسلمانون کی عزت تیرے ہاتھ ہی اس طفل ہفت سالہ کے ہاتھ سے شہزادہ سکندر کی جان بچانا یہان تک کہ پہر بھر کامل ردو بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا اسنے وار کیا اُسنے رد کیا اُسنے وار کیا اسنے رد کیا شہریار نے تلوار میان سے کھینچی عمر ثانی نے پکار کے کہا ای سکندر والا قدر خبردار و ہوشیار ہو جاؤ تمھاری جنگ کا رنگ بد نظر آتا ہی اس طفل کو خورد سال نہ سمجھنا بلاے بے درمان ہی اگر اسنے تلوار کا وار کیا اور تمسے وار رد نہ ہوسکا تو قیامت کا سامنا ہوجائیگا علاوہ جان ضائع ہونے کی ندامت بھی ہوگی کفار طعنہ دینگے کہ ایک طفل خورد سال کے مقابلہ مین مسلمانون نے شکست کھائی اگر کوئی جوان پہلوان ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا اسکندر نے کہا ای خواجہ تم تماشا دیکھو انچہ در دیگ ست بکچہ می آید شہریار نے تلوار علم کی اسکندر نے سپر سر کی پناہ کی تا اینکہ شہریار نے تلوار کا وار سر پر کیا آواز تڑاق پیدا ہوئی آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا شہریار کو اٹھالے گیا شہریار نے باواز بلند کہا ای سکندر تیری عمر کا رشتہ ابھی قطع نہین ہوا تھا جو تو میرے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ آج مین تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑتا جا اپنے اوپر سے صدقہ اُتار اسکندر نے حیرت سے جانب آسمان نگاہ کی اور جواب دیا کہ ای طفل تیری کیا مجال تھی جو تو مجھکو کسیطرح کی گزند پہونچا سکتا میرے ہاتھ سے خدا کو تیری جان بچانا تھی جو تو گرفتار غیب ہوگیا مگر دل مین سکندر بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ اس طفل کو دست آسمانی اٹھا لیگیا ورنہ آج عزت نہ بچتی شہریار کو اُسطرف دست آسمانی اٹھا لیگیا اسطرف بر سیا نے گریبان چاک کیا تاب مقاومت باقی نہ رہی ناچار جانب کوہستان اپنی جاے پناہ کی راہ لی عمر ثانی اور شاپور شہزادہ اسکندر کو لشکر مین لائے اور کہا ای شہزادہ آج خدا نے بڑی خیر کی کہ اس طفل کیواسطے ایسا سامان غیب سے پیدا ہوگیا ورنہ ہمکو بہت توحش تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی سکندر عمر ثانی کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای خواجہ اسوقت تو مجھکو اور خیالات تھے اچھی طرح تمہارے بیان کو نہین سُنا عمر نے بار دیگر مقدمہ عقابین حمزہ ثانی بیان کیا اسکندر خوب رویا اور کہا ای خواجہ اب مجھپر فرض ہی کہ پہلے جناب حمزہ ثانی کی رہائی کیواسطے ملک خاور کو جاؤن عمر ثانی نے کہا بے شبہ میری بھی یہی راے ہی شاپور شیر دل نے کہا مین بھی ہمراہ

ہون خواجہ عمر سے کہا تم کہان جاؤ گے خواجہ نے کہا مین فرموسیہ کیجانب جانا چاہتا ہون ضرورت ہی ورنہ تمھارے ہمراہ چلتا چنانچہ رخصت ہوکے روانہ ہوا اسکندر نے تجویز کیا کہ براہ دریا چلنا لازم ہی اسواسطے کہ خاور زمین جہان تک جلد پہونچون مناسب ہی کنارہ دریا کے آکے کشتیان کرایہ کین خاور کیجانب روانہ ہوا راہ مین دعا و مناجات درگاہ باری تعالے مین کرتا جاتا تھا کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ دریا مین کسیطرح کا صدمہ یا اور کوئی ایسی وجہ پیدا ہو جاوے جسکی وجہ سے منزل مقصود پر پہونچنے مین تاخیر ہو بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہوا موافق کر دے چندروز کے بعد حوالی روم مین پہونچا ملاحان سے ملاقات ہوئی ملاحان کو خلعت گران بہا دیا وہان سے روانہ ہوکے نواح فرشیہ مین پہونچا خاقان ناموس امیر صاحبقران یا ناموس اکثر امرا۔ سلیمان فارسی وہان مقیم تھی سلیمان کو جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ شہزادہ فرخ لقا فرزند امیر ملک فرنگ سے اسطرف کا عازم ہی بلکہ قریب پہونچ گیا ہی کیا عجب ہی اگر عمر ثانی نے اس شہزادہ والا قدر کو خبر پہونچائی ہو کہ حمزہ صاحبقران ثانی کو گرفتار کرکے ملک خاور زمین عقابین پر پرویز نے کھینچ دیا ہی شاہزادہ کو خاور زمین لیے جاتا ہی یہ خبر محل مین پہونچی نقارہ شادیانی بجنے کا حکم صادر ہوا کیونکہ مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد مردان اسلام و فرزند امیر یہان پہونچے تھے ملکہ خاتون ملکہ مہر گہر تاجدار ماہ حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد سامان دعوت مہیا کیا جاوے اور مجلس عالی منعقد ہو کوئی عالیشان محل اس تقریب دعوت کیواسطے فرش و فروش شیشہ الات سے آراستہ کیا جاوے چنانچہ قصر رفیع آراستہ کیا گیا انواع اقسام خوشبویات سے بسایا گیا شہ نشین پر تخت یاقوت نگار بچھایا گرد و پیش کرسیان اور صندلیان سلیقہ سے بچھائی گئین ملکہ گردیہ بانو۔ گوہر ملک۔ یاقوت ملک۔ گیتی افروز۔ عالم آرا۔ جہان افروز۔ ملکہ رابعہ اطلس پوش مریم ناہید۔ مہر تاج بخش۔ ماہ زرین کلاہ۔ ملکہ گل پوش۔ قیصر۔ شمسیہ خاتون۔ خورشید۔ ترانہ گوہر پوش صنوبر بانو۔ مشک بو۔ کاکل کشا۔ ملکہ صاحبہ۔ وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ آن و نگلون کرسیون پر بیٹھین و نیز زنان عمر صعوہ جنگی۔ ماہ مشرقی۔ گلچہر بدخشی۔ زلیخا بانو۔ فتانہ۔ فتنہ۔ ماہ تابان۔ مہر جہان۔ ملکہ سرو سیمتن اس محل بہشت آئین مین حاضر ہوئین طرح طرح کے ساز آئے سُر درست کیے گئے یہ غزل شروع کی ــ عشق اس کا جہان کھوتا ہی برنا و پیر کی + اس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی + بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی + سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی + صحرا سے لے چلا ہی مجھے شہر کی طرف + گم عقل ہوگئی ہی جنون سے مشیر کی + بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے + مطلب مرے سوال ہی صورت فقیر کی + پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق + تاثیر اسمین بھی ہی ونائے اسیر کی + غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن + باران غم سے ہی گل آدم خمیر کی + دیوانہ کس کریم کے دروازہ کا ہی دل + زنجیر مین ہمارے صدا ہی فقیر کی + اللہ رے اس صنم کے بدن کی ملائمت + جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی + خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے + رنگ اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی + دم بند اسکا زمزمون نے میرے کر دیا + آواز بیٹھ گئی ہمصفیر کی + وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہ حسن کا + سودے مین جسکے بکتی ہی گدڑی فقیر کی + دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی + اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی + چھیڑا ہی مین نے جاکے برہمن کو دیر مین + لی ہی قسم بتون سے خدائے قدیر کی + جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک آسے + حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی + آنکلے تھے کدھر سے کہان یہان سے جائینگے + اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی + اس ماہ چاردہ کو ہی حاصل کمال حسن + رخ مین صفا ہی سینۂ روشن ضمیر کی + تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون + طفلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی + اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان + کودک مزاجی ہمکو خوش آتی ہی پیر کی + سودائے راہ یار کا اللہ رے اثر + جادہ بنی جو ہے زمین پر لکیر کی + اس گول چشم سانولے

دیکھا ہی نہ سنا + آتش قسم ہی ذات سمیع و بصیر کی + ملکہ گردیہ بانو اور گہر تاجدار نے خواجہ سراؤن کو اسکندر کے استقبال کیواسطے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا دل تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا ہی ہم تمہارے آنے سے بہت خوش ہوئے شاہ سلیمان مظفر بن ضیغم - اردشیر کوہ بندیل گران - قارن گرگدن سوار - بہرام مشت زن بھی اسکندر کے استقبال کیواسطے آئے شاہ سلیمان دور سے پیادہ ہوا اسطرف شاہزادہ سکندر بھی بنیت مرکب سے زمین پر آیا بہ کمال شوق و محبت دونون بغلگیر ہوئے تمام اہل شہر مع تحفہاے مختلف شاہزادہ سکندر کے دیکھنے کیواسطے آئے غرضکہ خواجہ سرا اسکندر کی خدمت مین حاضر ہوئے ملکہ گہر تاج کا پیام عرض کیا اسکندر نے کہا اچھا توقف کرو مین چلتا ہون حمام کرکے لباس تو تبدیل کیا خواجہ سراؤن کے ہمراہ محل مین پہونچا لشکر بیرون شہر مقیم رہا شاپور اپنی مادر گرامی کی خدمت مین پہونچا بکمال ادب آداب عرض کیا اُس خاتون سراپردۂ عصمت نے بکمال شفقت دعا دی افراط محبت سے اپنے فرزند کا سر سینہ سے لگایا سکندر اپنی مادر گرامی کی خدمت مین حاضر ہوا آداب عرض کیا ملکہ مہر تاج بخیش اپنے فرزند کو دیکھ کے محبت مادری سے بے تابانہ روئی از سر تا پا سکندر کی بلائین لین اور کہا اے نور نظر خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ تمکو پھر صحیح و سلامت دیکھا یہان مجھکو طرح طرح کی بد خبرین پہونچی تھین ہر روز علے الصباح سر برہنہ زیر آسمان تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی تھی سکندر نے کہا اے مادر گرامی قدر حضور کی برکت دعا سے مین اسوقت تک صحیح و سلامت ہون ورنہ ایسی ایسی جھلکون مین گرفتار ہو گیا تھا کہ جان کا بچنا محال تھا ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ گہر تاج وار نہایت شفقت بزرگانہ سے پیش آئین سکندر نے اُنکے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا اے تاجداران مملکت عزت و عظمت یہ خادم حاضر خدمت ہی جو حکم ہو بسر و چشم بجا لائے اُن دونون خواتین نے دست شفقت اُسکے سر پر رکھا اور کہا اے فرزند تو ہمارا نور نظر ہی تیرے دیدار سے ہماری آنکھون کو خنکی حاصل ہوئی یہ کہکے اپنے پہلو مین جگہ دی اور حکم دیا کہ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو فوراً زنان مطربہ و رقاصہ حاضر ہوئین پیشتر سب نے مبارکباد گائی بعد یہ غزل شروع کی ~ قیامت پائمال جلوہ رفتار دلبر ہی + جو اُسکا نقش پا ہی پنجۂ خورشید محشر ہی + نہ جائے نامہ بر اُسکی گلی مین جان کا ڈر ہی + کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی + قیامت کیون نہ ہو جبدم چڑھائے آستین قاتل + صفائی ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی + دہن ہی چشمہ آب بقا خط ہی خضر آسپر + پھرا جو دل میرا اُلجھ کر وہ میرا گویا سکندر ہی + کسکے خط مشکین کے تصور مین جو رو یا ہون + میرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین عنبر ہی + نکلجائیگا تکتے تکتے آسکی راہ دم اک دن + غنیمت ہی جو میرے غمکدہ کا قبلہ دور ہی + رہا بیتاب و نالان زندگی بھر وادی غم مین + خداوندا جرس شاید میرے طالع کا اختر ہی + بلائے عشق سے بھاگون نہ کیونکر گور کیجانب + برائے طفل ترسیدہ پناہ آغوش مادر ہی + اوڑا جاتا ہون اُس کوچہ کو مین بے اختیاری مین + دھوان ہونا مین سیہ بخت اور جذب باد صرصر ہی + شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کو + کہ آب زندگی سب یا مجھکو آب خنجر ہی + ملکہ گردیہ بانو شہزادہ سکندر کیجانب متوجہ ہوئی اور کہا اے فرزند ارجمند اگرچہ مجھکو نا زیبا ہی کہ تمہارے باب کی نسبت کچھ تمسے پوچھون ہان اسقدر کہنا چاہتی ہون کہ تم اسوقت کسیقدر مکدر معلوم ہوتے ہو اگر تم عادی ہو تو مین مانع نہین ہون اسکندر نے کہا اول تو مین ایسا شوق نہین رکھتا اور بالفرض ایسا شوق ہوتا بھی تو یہ کون موقع تھا کہ جناب حمزہ والا قدر کفار کی قید مین مبتلا ہین اور مین مدہوشی مین مبتلا ہوتا جو نہین اُن خواتین نے صاحبقران ثانی کی عقابین بر کھینچے کا حال سُنا زار و قطار رونا شروع کیا علے الخصوص ملکہ گوہر جاندار دختر نوشیروان کا وہ خراب حال ہوا کہ نوبت بلاکت کی پہونچی جب سب خواتین نے دیکھا کہ ملکہ کا حال نہایت ردی ہی سب نے فہمائش کرنا شروع کی کہ اے ملکہ کیون اسقدر

ہلاک ہوتی ہو اگرچہ حمزہ ثانی فی الحال گرفتار بلا ہو گئے یعنے سرزمین خاور مین پرویز نے عقابین پر کھینچ دیا ہو کچھ تردد کی بات نہین ہو بشیتر دلاور اوس والا جاہ کی رہائی کیواسطے چلے جاتے ہین ممکن کیا کہ کوئی ضلالت شعار اُس عالیجاہ کے موے بدن کو کسی نوع کا صدمہ پہونچا سکے سرزمین خاور کی زمین اُلٹ دی جاویگی ایک متنفس وہان زندہ نہ رکھا جائیگا اگرچہ پرویز نے حمزہ ثانی کو گرفتار کیا مگر اس بات کو وہ بھی جانتا ہو کہ حمزہ ثانی کا ہلاک کرنا سہل نہین ہو صرف مسلمانون کو خائف کرنے کی غرض سے اُسنے یہ بندوبست کیا ہو جب اسطرح کی فہمایش سے ملکہ گوہر جاندارہ کو سکون ہوا ملکہ گردیہ بانو نے شہزادہ بدیع الملک کا حال پوچھا اسکندر نے کہا بدیع الملک ایران کی طرف گئے تھے مین نے بھی سُنا تھا کہ ملک خراسان اور مازندران فتح ہو گیا فی الحال اُس والا جاہ کا حال نہین معلوم ہو گیتی افروز اور عالم آرا نے شہزادہ رستم ثانی کا حال پوچھا اسکندر نے کہا شہزادہ رستم ثانی قاف کیجانب گئے ہوئے ہین غرضکہ شاہزادہ سکندر شہر مین تین روز تک مقیم رہا چوتھے روز سب سے رخصت ہو کے ہمراہ فوج ولشکر ملک خاور کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ سکندر کو ملک خاور کیجانب روان رکھا جاتا ہو اور کچھ حال داراب کشور کشا اور خروج لاجورد شاہ کا قلمبند ہوتا ہو

روز شمار نجشتا مجھسے لئیم کا ❊ تھا کام اُس خدائے غفور الرحیم کا ❊ ثنا کی ہو کنہ ذات کے ادراک سے ہنوز ❊ اندیشہ نارسائی عقل فہیم کا ❊ وحدت سے پھر مراتب کثرت ہوئی شروع ❊ احمد سے جب احد مین لگا صفر میم کا ❊ حسرت سے ناظر لب جان بخش ہو ہنوز ❊ اعجاز حشر ونشر عظام رمیم کا ❊ بالطبع راستون کو تقدم کجون پر ہو ❊ ابجد مین رتبہ بعد الف بے ہو جیم کا ❊ خاطر شکستگی ہو کلید در فتوح ❊ اندیشہ ذوالفقار ہو ہر دل دونیم کا ❊ نظم ملائکہ کے قصیدہ سے گر گیا ❊ یہ تنگ قافیہ ہوا دیو رجیم کا ❊ شام فراق کی شب یلدا ہو اک ورق ❊ میرے سیاہ نامہ کی جلد ضخیم کا ❊ زلف صنم ہو طول مین اپنا نامہ سیاہ ❊ مجموعہ خوب ہو میرے خلق ذمیم کا ❊ اُمید ہو کہ جاونگا سیدھا بہشت مین ❊ زنار دار ہو گئے رہ مستقیم کا ❊ تا گل کرون چراغ گناہ جبل خصال ❊ دم مارتا ہون گلشن عفو قدیم کا ❊ گر آرزو ہے روضۂ دار السلام ہو ❊ سائل صبا کخدا سے ہو قلب سلیم کا ❊ راویان اخبار تازہ ومحرران مضامین بے اندازہ کا بیان ہو کہ داراب کشور کشا کی کشتیان تباہ ہوتی ہوئی جانب غیر مقرر چلی جاتی تھین اور ہر ایک سوار کشتی اپنی زندگی سے ناامید تھا دعا ومناجات کا بھی کچھ درجہ باقی نہین رہا تھا چند روز کا زمانہ گذرتا تھا خیال تھا کہ اگر خدا کو بچانا ہوا تو ہم سب اس طوفان سے نجات پا کے ساحل عافیت پر پہونچ جاتے معلوم تا ہو کہ اب ہماری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہو دفعتاً ایک کشتیبان نے پکار کے کہا اے سواران کشتی ہم تمکو خوشخبری دیتے ہین کہ ہماری کشتیان قریب کنارہ کے پہونچ گئین اگرچہ ابھی یہان سے کنارہ دور ہو تاہم ہمکو یہ بات خوب معلوم ہو کہ اگرچہ کیسا ہی طوفان آئیگا لیکن مقام دریا کا ایسا ہو کہ کسی کشتی کو کسیطرح کا صدمہ نہین پہونچ سکیگا سواران کشتی بہت خوش ہوئے دوربینون سے دیکھا ایک مکان عالیشان دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہ مکان کیسا ہو کسی نے کہا یہ مکان نہین ہو کوئی پہاڑ ہو جسکی چوٹی مکان کی طرح معلوم ہوتی ہو کشتی بانون کے اختیار مین کشتیان آچکی تھین اُنھون نے کشتیون کو اوسے جانب روان کیا تین پہر مین وہ کشتیان اُس مکان کے قریب پہونچین معلوم ہوا کہ واقعی مکان ہو راوی کہتا ہو کہ وہ مکان موروثی زمرد شاہ بن لاہوت باختر کا تھا اُسکے ناموس کا اُس مکان مین قیام تھا اب زمرد شاہ بن لاہوت باختر کا ایک لڑکا ہو جسکا نام لاجورد شاہ ہو جسکا پچیس برس کا سن ہو اور نہایت زبردست ہو فن جنگ وحرب مین بھی کمال رکھتا ہو فوج ولشکر کی بھی کثرت ہو ایک روز اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا تمام امرا وروساء وزرا و

ندماسے دربار مملو تھا بعض ندماے معتبر نے کہا اے بادشاہ اگرچہ تم ابھی کم سن ہو زمانہ گذشتہ کے حالات سے تمکو اطلاع نہین ہے ہمکو بیشتر حالات سے اطلاع ہے فلہذا ہم تمکو اطلاع دیتے ہین کہ تمھارے پدر والا قدر زمرد شاہ ملک باختر کے خدا گنے جاتے تھے اُنکے مذہب کی چار کتابین ایک فلا ملک ۔ دوسری لاافلاک ۔ تیسری جنت الاستجاب چوتھی کشاتوش جنگ المہالات ۔ اسیطرح اُسکے چار پیغمبر سمجھنا چاہیے جنت دوزخ کو بنایا باوجود اس اہتمام و انتظام و احتشام حمزہ نام ایک شخص خداے نادیدہ کا پرستش کرنیوالا آیا ملک باختر پر قبضہ کرلیا زمرد شاہ کو گرفتار کرکے دار پر باندھا اور تیرباران کیا خیر یہ بدعت تمھارے باپ کے ساتھ اُس خداپرست نے کی اور تمھارا باپ برادر یاقوت شاہ جبرئیل یعنے لاہوت تھا غضنفر بن اسد نے سلیمان ثانی کی مدد سے ہلاک کیا اور تمھارے چچا لاہوت غول بچہ کو بدیع الملک نے ہلاک کیا اب ہمکو اس بارہ مین کمال حیرت ہے کہ تم اس قدر قدرت و طاقت رکھتے ہو اور اپنے بزرگون کا عوض خداپرستون سے نہین لیتے اگر ادنے بھی ہوتا ہے اُسکو بھی اپنے بزرگون کی عزت کا پاس ہوتا ہے یہان تو عزت اور جان دونون کا ضرر ہوا اور اسوقت تک خداپرستون کو اُن کی اس سفاکی کا عوض نہین دیا گیا قطع نظر اسکے تمھارے باپ خداوندی کا دعوی کرتے تھے پھر تم مین کیا کمی ہے وہی ملک وہی جاہ وہی حشمت پھر خداوندی کیواسطے اور کیا درکار ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تخت خداوندی کو آراستہ کرکے اُسپر جلوس کیا جاوے اور خداپرستون سے یہ کہکے اپنے بزرگون کا عوض لیا جاوے کہ ہمکو مذہب خداوند بت بزرگ کو رواج دینا منظور ہے پس جسکو بت پرستی منظور ہو وہ ہمارے حضور مین حاضر ہو اور سجدہ کرے ورنہ آمادہ پیکار ہو لاجورد شاہ بہت خوش ہوا اور کہا واقعی تمھاری راے بہت صائب ہے میری نظر اسطرف نہ تھی ؎ اگر بدیر رنتواند سپہر تمام کند ◆ میرے پدر زمرد شاہ نے بت پرستی کو رواج دینا چاہا لیکن کام حسب مراد انجام کو نہ پہونچا بلکہ اُسکا عکس ظہور مین آیا کہ خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اب مین خداوندی کا دعوی کرکے مسلمانون سے باپ کا عوض لون اور دین بت پرستی کو رواج دون باپ سے زیادہ مشہور ہون مگر اتنی بات یہ تو بتاؤ کہ اس کام کی ابتدا کسطرح ہو اُن مغویون نے کہا اس کام کی ابتدا اسطرح کیجاوے کہ نامے لکھوا اطراف مین زمرد پرستون اور لاہوت پرستون کو بھیجے جاوین تاکہ وہ سب یہان آکے جمع ہون تجھے سجدہ کرین بعدہ راے مقرر کیجاوے کہ کسطرح خداپرستون سے بزرگون کا عوض لیا جاوے لاجورد شاہ نے قلم اُٹھا کر اطراف و جوانب کے لیے نامہ کی اسطرح ابتدا کی بہت کچھ تعریف لات اور بے نہایت صفت منات کے بعد اُسکی بندگی اور اُسکی سرافگندگی کرنے والون کو صاف طور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ فی الحال اینجانب کو خداوندان مسطور نے اپنا مقرب قرار دیا ہے جسطرح پدر بزرگوار مقربان بارگاہ سے تھے اب کہ خداوند بت بزرگ نے اُنکو افراط محبت سے اپنے پاس بلا لیا ہے بندگان خداوندی نے گمراہی پر کمر مستحکم باندھی ہے علے الخصوص خداے نادیدہ کے پیروون نے بہت سر اُٹھایا ہے انھین کی سرکشی سے عاجز ہوکے پدر انجہانی یعنے زمرد شاہ نے اس جہان فانی کو چھوڑ کے خداوند بت بزرگ کی صحبت مین رہنا گوارا کیا اب اینجانب نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ خداپرستون کو اُنکی سرکشی کی سزا دون اور خداوندی کی بندگی کیواسطے مجبور کرون پس اس کار خیر مین جسکو شریک ہونا ہو اور خداوند کی خوشنودی مطلوب ہو اسے کو جلد میری خدمت مین پہونچائے اور خداوند کی رضامندی حاصل کرے ورنہ بعد کو بہت افسوس کریگا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا ؎ بر رسولان بلاغ باشد و بس ◆ جب اسطرح کا مضمون تیار ہوا کاتبون سے متعدد نامے تیار کروائے جابجا سلاطین بت پرست کے نام بھیجے تخت خداوندی آراستہ کروایا نشست سپہ سالاری بھی مقرر کی محارق بن محترق مشارہ گردون

نام ایک گبر بیر بکر تھا اُسکو مشیر دست ریاست بنانا چاہا مگر پھر خیال آیا کہ اور بھی گبر نہایت چالاک و ہوشیار موجود ہین اگر خود ہی محارق کا نام لونگا یہ سب بر خاستہ خاطر ہونگے کہا ای یاران مددگاران اینجانب اگر تم لوگ میری خداوندی قبول کرنے کو مستعد ہو تو مجھکو کسیقدر ایسے اختیارات دو کہ جو کچھ مین چاہون اُسکے نسبت تم سب سے مشورہ کر سکون سب نے کہا جو کچھ چاہو مشورہ کرو ہم سب راے صائب دینے کو موجود ہین لاجوردشاہ نے کہا پہلا امر مشورہ طلب یہ ہی کہ وزیر و مشیر دست راست اپنا کسکو قرار دینا چاہیے اُن سب مکارون نے کہا ہم سب تابع فرمان حاضر ہین خداوندکی راے مین جو اس عہدہ کے لائق ہو اُسکو سرفراز کیا جاوے لاجوردشاہ نے کہا اگر میری تجویز پر محول کرتے ہو تو جسکو مین تجویز کرون اُسکے نسبت کچھ اعتراض نہ کرنا سب نے کہا کیا مجال ہی لاجوردشاہ نے کہا میرے نزدیک اس عہدہ کے قابل محارق ہی تم سب جانتے ہو کہ اُسکے باپ محرق نے خداوند سابق کے ساتھ کیسی کیسی جان فشانی کی اور پھر اُسکے دادا محترق نے کیا کم خداوندیت بزرگ کی رفاقت کی اگر خداوندیت بزرگ میرے پدر کو اپنی محبت مین نہ کھینچنا چاہتا تو خداپرستون کی کیا طاقت تھی جو محرق ایسی مقرب بارگاہ خداوندکی موجودگی مین میرے پدر زمردشاہ کو کسطرح کا صدمہ پہونچا سکتے سب نے بالاتفاق کہا کیا شک ہی غرضکہ اُسیوقت محارق منارہ گردن کو دربار مین طلب کیا خلعت وزارت بخشا سپہسالاری کی جگہ بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا ای حاضرین دیکھو یہ شخص میرا ندر بارہ وہی اسکی عقل و متانت پر مجھکو بہت کچھ بھروسہ ہی سب نے دست بستہ عرض کی بہت درست ارشاد ہوا لاجوردشاہ نے کہا اگرچہ فوج و لشکر موجود ہی لیکن اور فوج و لشکر مہیا کرنیکی تدبیر تم سب کرو سب نے کہا بہت خوب یہ کہکے چند گبر اُٹھے بازارون مین گئے اور منادی کی کہ لاجوردشاہ خداوند آخر نے اپنے پدر انجہانی یعنے زمردشاہ کا عہدہ خود اختیار کیا ہی خداوندیت بزرگ کی تقدیر اسیطرح جاری ہوئی ہی فلہذا بت پرستی رایج کرنیکی غرض سے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کو سزاے معقول دینا مقصود ہی اُسکے واسطے فوج جمع کیجاتی ہی جس کسی کو خداوندیت بزرگ کی حمایت اور مرضی منظور ہی وہ لاجوردشاہ نظر کردہ خداوند کی ملازمت اختیار کرکے دین و دنیا دونون کو حاصل کرے ورنہ بعد کو افسوس ہوگا اگرچہ خداوند ہر طرح اپنے مخالفین کو سزاے معقول دیسکتا ہی تاہم مقتضاے انصاف اُسنے یہ سمجھا کہ حجت تمام کرنیکی غرض سے حسب ضابطہ دینا اون کو تنبیہ کیجاوے بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق جوق گروہ لوگ آتے تھے اور لاجوردشاہ کی ملازمت اختیار کرتے تھے چند ہی روز مین تیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ کی جمعیت لاجوردشاہ کی مہیا ہوگئی جو کوئی ملازمت کی درخواست کرتا تھا لاجوردشاہ بخلق و محبت پیش آکے خداوند سے سفارش کرنیکا وعدہ کرتا تھا ہر شہر و دیار جو اس مقام سے ملحق تھا اپنے قبضہ مین لے لیا اطراف و جوانب مین خداوندی کا ڈنکا بجوایا وہان سے قریب نیلی حصار ایک صوبہ تھا جب حاکم نیلی حصار کو اس مضمون کا نامہ پہونچا اگرچہ وہ بھی بت پرست تھا لیکن اس خیال سے کہ لاجوردشاہ اطراف و جوانب کے ممالک کو اپنی سرحد مین شامل کر رہا ہی بالیقین اس ملک کو بھی اپنی حکومت مین شامل کریگا بہت برہم ہوا اور اپنے مشیرون کو بلاکے کہا تم سب کی کیا راے ہی لاجوردشاہ اپنے کو خداوند قرار دیکے اس ملک پر بھی قبضہ کر لیگا اُن سب نے کہا خداوند کی شان یہ نہین ہی کہ خواہ مخواہ کسی کی ریاست کو تصرف مین لاے ہان یہ اور بات ہی کہ اپنی خداوندی کا جلوہ دکھاکے حکام اطراف کو ایسا اپنا معتقد کرلے کہ ہر ایک بخوشی اطاعت اختیار کرے نیلہ حصار نے کہا یہی میرا بھی خیال ہی تاہم کیا کرنا چاہیے مشیرون نے کہا لاجوردشاہ

کو اس مضمون کا نامہ لکھا جاے کہ ہمکو فی الحال اپنے کارہاے متعلقہ ریاست سے اسقدر فرصت نہین ہی کہ کسی
کی مدد و حمایت کو یہان سے حرکت کرین علاوہ ازین ابھی ہمکو یہ بات بھی تحقیق نہین ہوئی کہ خداوندیت بزرگ
نے کسکو اپنا منظر کردہ بنایا ہی ایسی حالت مین جو کوئی اپنے کو خداوند کا منظر کردہ ظاہر کرتا ہی اپنی کرامات اسطرح کی دکھائے
کہ ہمکو اسکی خداوندی کا یقین ہو جائے اسوقت ہمسے جسطرح کی مدد و حمایت ممکن ہوگی دریغ نہ کرینگے ورنہ ہم مجبور سمجھے
جاوین نیلہ حصارے نے اسیوقت اسطرح کے مضمون کا نامہ لکھوایا اور لاجوردشاہ کے پاس بھجوایا لاجوردشاہ
اس مضمون کے نامہ کو پڑھ کے ازسرتاپا غیظ و غضب ہو گیا محارق اپنے وزیر دست راست کو یہ نامہ دکھایا
اور کہا کیا رای ہی محارق منارہ گردن نے کہا ای خداوند اس نامہ کے مضمون سے تو صاف ظاہر ہی کہ حاکم
نیلہ حصار مخالفت پر آمادہ ہی جب اپنے ہمشہریون کا یہ حال ہی تو غیر مشرب کا کیا ذکر میرے نزدیک بہتر حاکم
نیلہ حصار ہی کا قصہ پاک کر لیا جاوے تاکہ بار دیگر کسی دوسرے حاکم کو سرتابی کی جرأت نہو فرض کیا کہ مسلمانون
کو زک دیکے اپنی کرامات کا اعلان کیا جاوے تو یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ خداوندی کی فوج سر بر ہو بیشتر ایسا ہوا ہی کہ
خداوند کو اپنے بندگان منحرف کے حال پر رحم آگیا اور وہ غالب آگئے اگر ایسا اتفاق ہو گیا تو غضب ہو جائیگا ہم
کبھی خداوند کا رنگ نہ جمے گا تمام فوج منحرف ہو جاے گا ہر متنفس کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ حاکم نیلہ حصار معتقد نہین
ہی تو ہم بھی نہین ہین لاجوردشاہ کو محارق منارہ گردن کی یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیدیا کہ ہماری تمام فوج مسلح
ہو اور حاکم نیلہ حصار پر فوج کشی کی تاریکی شب مین نیلہ حصارے خود لاجوردشاہ کے پاس آیا اور کہا ای منظر
کردہ خداوند میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ مجھپر فوج کشی کیون کی ہی مین مخالفین مین سے ہرگز نہین ہون لیکن
میری غرض صرف اسقدر ہی کہ خداوند کی خداوندی مجھپر ثابت ہو جاے اور وہ ثبوت اسوقت کافی ہو جائیگا جب
مسلمانون سے مقابلہ کرکے انکو اپنا مطیع کر لینگے لاجوردشاہ نے کہا مجکو کچھ ضرورت نہین ہی کہ اپنی خداوندی کے
دلائل تیرے روبرو پیش کرین بہر طرح خداوند کی یہی مرضی ہی کہ نیلہ حصار پر اپنا قبضہ کر لیا جاوے اور تجھکو وہان سے نکال
دیا جاوے نیلہ حصارے اس بے معنی بات کو سنکے تاب ضبط نہ لایا کہا ای لاجوردشاہ یہ کسیطرح ممکن نہین ہی کہ بغیر
دلیل و برہان تیری خداوندی کا قائل ہو جاؤن اور تیری اسوقت کی تقریر سے اور بھی میرے دل مین شک پیدا ہوا
لاجوردشاہ کے قریب محارق منارہ گردن موجود تھا اسنے افسران فوج لاجوردی کو اشارہ کیا سب نے فوراً نیلہ حصارے
کو گرفتار کر لیا اسوقت نیلہ حصارے نے پکار کے کہا ای لاجوردشاہ یہ خداوندی تو نہین ہی خواہ مخواہ کی زبردستی اور
بے ایمانی ہی آخر کس قصور پر مین گرفتار کیا جاتا ہون لاجوردشاہ نے کہا تو نے اپنے خداوند کی عدول حکمی کی اسنے کہا
اسکو کون عدول حکمی کہیگا کہ تو نے یکایک اپنے کو خداوند کا منظر کردہ ظاہر کیا جسکی نہ کچھ دلیل ہی اور نہ کوئی برہان ہی تجھسے
تو مسلمان ہزار درجہ بہتر ہین کہ اگر ان کی حقیت مذہب اسلام کے دلائل پوچھین تو وہ بہت خوش ہوتے ہین اور سمجھ
لینے کا بخوبی موقع دیتے ہین لاجوردشاہ نے کہا کسی مذہب کے سمجھنے کا موقع وہ دیتا ہی جسکا مذہب باطل ہوتا ہی اور جسکا
مذہب ہر طرح حق ہی اسمین سمجھانے اور دلائل پیش کرنے کی کیا ضرورت ہی نیلہ حصارے نے کہا تو صاف لفظون مین کیون نہین
کہتا کہ ملک نیلہ حصار کو قبضہ مین لے آنیکا ارادہ ہی خداوندی اور مذہب بت پرستی کا ذکر برائے نام ہی تف ہی تجھپر اور
اس تیری بے ایمانی پر آگاہ ہو کہ اسوقت مجھپر حقیت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی تیرے مذہب کے تیرے پاس دلائل ہی
نہین ہین بیان کیا کریگا یہ کہکے بصفائی قلب کلمۂ طیبہ پڑھا اور بآواز بلند کہا سب گواہ ہین کہ مین نے کلمہ طیبہ پڑھا ہی اور مین
مسلمان ہون اگر ہلاک ہو جاؤنگا تو ہو جاؤن تیری اس بدعت کا تو اب مجھکو بعد ہلاکت ملیگا لاجوردشاہ افراط غصہ ۱

سے مثل بید کانپ رہا تھا فوراً جلاد کو بلا کے کہا جلد اسکو قتل کر حسب اتفاق لشکر اسلام کا ایک عیار یہان کی خبر لینے کیواسطے دربار لاجوردی مین موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ یہان سامان قتل نیلہ حصار کا بہم پہونچ گیا محض بے قصور یہ کافر اس مرد نومسلمان کو قتل کرنے پر آمادہ ہی تیر کی طرح لشکر حصارے مین پہونچا اور کہا ای اہل نیلہ حصار کیا بے خبر بیٹھے ہو تمھارا سردار لاجوردو کے ہاتھ سے محض بے قصور ہلاک ہوتا ہی مقتضائے نمک حلالی یہ ہی کہ اپنے سردار کی جان بچاؤ اگرچہ مین بھی لاجوردشاہ کا ملازم دیرینہ ہون مگر تمھارے سردار کا خون ناحق نہ دیکھ سکا تمکو خبر دینے آیا ہون یہ سُننا تھا کہ تمام فوج نیلہ حصار تلوارین کھینچ کھینچ چڑھ دوڑی اور درانہ خیمہ لاجوردی مین داخل ہوگے اپنے سردار یعنے نیلہ حصار کو چہار جانب سے گھیر لیا اور سب نے باواز بلند کہا او لاجوردو نامرد بے ایمان و دغاباز تو کیسا خداوند کا نظر کردہ ہی کہ اپنے ہمشربون کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہی آیندہ تجھسے کیا امید ہوسکتی ہی تف ہی تجھپر اور تیری اس بیہودہ خداوندی پر یہ کہکے نیلہ حصارے کو وہان سے لے آئے جب نیلہ حصارے اپنے مقام پر پہونچا پوچھا تم لوگ کسطرح مجھ تک پہونچے مین تو عنقریب ہلاک ہوا چاہتا تھا اگر ایک لمحہ تم لوگ نہ پہونچتے تو وہ مردود مجھکو ہلاک کرتا اُن سب نے کہا ای بادشاہ واقعی ہمکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ حضور تنہا اُس موذی کے پاس گئے ہین یہان دفعتًا ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ تمھارے سردار کو محض بے قصور لاجوردشاہ ہلاک کرتا ہی جلد مدد اور کمک لیجاؤ ورنہ ہلاک ہوجائیگا ہم سب یہان سے روانہ ہوئے نیلہ حصارے نے کہا وہ شخص مخبر میرا دوست کون تھا اُنھون نے کہا اُس شخص نے یہ بھی بیان کیا کہ مین لاجوردشاہ کا ملازم ہون نیلہ حصارے نے کہا اُسکو بلانا چاہیے مین بھی اُسکی صورت دیکھون اور اُسکو اس کام کے عوض مین کچھ انعام دینا چاہیے لوگ اُسکے تجسس مین گئے تھے کہ وہ عیار لشکر اسلام لاجوردشاہ کے لشکر مین ملا اُس سے پوشیدہ کہا کہ ای جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ نے بلایا ہی وہ عیار نیلہ حصار کے پاس آیا اور بطرز اسلام نیلہ حصارے کو سلام کیا اب تو نیلہ حصارے نے بغور اُسکی صورت دیکھی اور کہا ای جوان تو لاجوردشاہ کا ملازم ہی اور مسلمانون کیطرح سلام کرتا ہی اسکا کیا سبب ہی اُس مرد مسلمان نے کہا لاجوردشاہ تو کیا اُسکا باپ دادا بھی مجھکو ملازم نہین رکھ سکتا مین لشکر اسلام کا عیار ہون خبر کیواسطے لشکر لاجوردی مین موجود رہتا ہون اُسوقت مین نے دیکھا کہ تمنے کلمہ طیبہ پڑھا اور حقیقت دین اسلام کا اقرار کیا مجھپر فرض ہوا کہ تمھارے بے قصور ہلاک ہونے سے تمکو بچاؤن خیر کہ فوراً تمھارے لشکر مین آکے خبر دی نیلہ حصارے نے اُس سے مصافحہ کیا اور کہا ای اہل نیلہ حصار آگاہ ہو کہ جو کچھ شک دین اسلام کا میرے دل مین باقی تھا وہ بھی اب میرے دل سے دور ہوگیا واقعی یہ برکت دین اسلام کی تھی جو مین لاجوردشاہ کے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ زندہ آنا محال تھا مین تمکو اس بات کی ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس گمراہی کو چھوڑدو اور مذہب حق اسلام کو اختیار کرو لاجوردشاہ اور اُسکا باپ دادا سب بے ایمان اور جھوٹے خداے واحد لاشریک سچا اُسکے پیغمبر اور بندگی کرنے والے سب سچے بھلا یہ کب عقل گوارا کرتی ہی کہ زمردشاہ خداوند تھا اُسکے مرنے کے بعد لاجوردو کی طرف خداوندی منتقل ہوائی اگر اُسکی خداوندی کی کچھ وقعت ہوتی تو وہ کیون مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا یہ تمام کرشمے دنیا داری کے ہین میرے دل مین اُسیوقت شک پیدا ہوا تھا جب اُسکا نامہ پڑھا تھا غرضکہ نیلہ حصارے نے ایسی تنبیہ و تعلیم اُسوقت کی کہ تمام فوج نیلہ حصارے بصفائی قلب مسلمان ہوئی اور اُس عیار لشکر اسلام نے تمام اصول و فروع مذہب اسلام سے اُن سبکو آگاہ کیا نیلہ حصارے کو بھی عقائد اسلام تعلیم کیئے پھر رخصت چاہی اُسنے کہا مین یہان قیام نہین کرسکتا اپنا کام انجام کو پہونچانا ہان اگر زندہ رہا تو انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی نیلہ حصارے نے خلعت گران بہا منگایا اُس عیار

کو دیا اور رخصت کیا اُسطرف کا حال سُنیئے کہ جب نیلہ حصارے صحیح وسلامت خیمہ سے نکل گیا محارق منارہ گردن نے کہا ای بادشاہ غضب ہوا کہ نیلہ حصارے زندہ یہان سے نکل گیا مزید بران یہان سے مسلمان ہوکے گیا اب اہل لشکر کیا کہین گے کہ ایک متنفس بادشاہ کے پاس آیا اور طرح طرح کی گستاخی کر کے زندہ نکل گیا اور بادشاہ سے کچھ نہ ہو سکا تو لشکر اسلام سے مقابلہ کیا ہو سکیگا لاجوردشاہ نے کہا ای محارق منارہ گردن زور بازو سے من یہ تو کیا کہتا ہی اگر مین طرح دیتا تو یہان کشت وخون کی نوبت آجاتی محارق نے کہا پھر کیا ہوتا کشت وخون سے ڈرتا ہی تو بیکار فوج جمع کی ہی اور مسلمانون سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا ہی طرفہ تر یہ کہ نیلہ حصارے یہان تنہا تھا اُسکی فوج کو کسی نے اطلاع دی جو وہ دوڑ آئی میرے نزدیک یہین کے ملازمون مین سے کسیکا کام ہی لاجوردشاہ نے کہا ای زور بازو سے من جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب بتاؤ کیا کرنا چاہیے میرے لیے تو مقدم کام ملک باختر کا فتح کرنا ہی اگر مناسب سمجھو پہلے نیلہ حصارے سے سمجھ لو ورنہ اُس سے قطع نظر کرو پھر دیکھا جاویگا محارق منارہ گردن نے کہا نیلہ حصارے سے تعرض کرنا بیکار ہی وہ مسلمان بھی ہو گیا ہی اگر اُس سے مقابلہ کیا جاویگا مسلمانون کو ضرور خبر پہونچے گی وہ سب یہین آ کے جمع ہو جائینگے نیلہ حصارے کو بچائینگے لیکن تجھ خداوند کی جان کے یہین لالے پڑ جاوینگے لاجوردشاہ خاموش ہو رہا محارق منارہ گردن نے بہ تہیہ فتح باختر کشتیان منگائین لاجوردشاہ وغیرہ اُن کشتیون پر سوار ہوکے جانب باختر روانہ ہوئے صبح کا وقت تھا کہ داراب کشور کشائی کشتیان لاجوردشاہ کی کشتیون کے قریب پہونچین مسلمانون نے کفار کے علمہائے سیاہ دیکھے داراب کشور کشا نے کشتیبانون کو حکم دیا کہ جلد ان کشتیون کو کفار کی کشتیون کے قریب لیچلو خبردار یہ کشتیان نکل نہ جاوین ان پاجیون نے بہت سر اُٹھایا ہی ان کشتیون کو اسی دریا مین غرق کرو جب کشتیان قریب کفار کی کشتیون کے پہونچین مسلمانون نے پکار کے کہا ای بدبختو تم کہان جاتے ہو ہم تمہاری جان کے عزرائیل آ پہونچے کفار نے جواب دیا کہ ہم تمسے کچھ متعرض نہین ہوتے تم ہمسے کیون متعرض ہوتے ہو مسلمانون نے کہا ہم تمسے متعرض اسواسطے ہوتے ہین کہ مالک سے تمہاری ملاقات کرائین وہ منتظر بیٹھا ہی لاجوردشاہ مجبور ہوا محارق سے کہا ای زور بازو سے من اب کیا کہتا ہی خداپرست جان چھوڑتے نہین معلوم ہوتے محارق منارہ گردن نے کہا مجبوری ہی ہرچہ بادا باد مین ہنگامہ جنگ گرم کرو جو ہونا ہی غرضکہ دونون جانب سے جنگ شروع ہوئی کبھی ایک دوسرے پر تیرون کی بوچھار کرتا تھا کبھی آتشبازی کے بان وغیرہ چھوٹتے تھے داراب کشور کشا اپنی کشتی کو لاجوردشاہ کی کشتی کے پاس لایا اور آواز دی کہ او ملعون کیون اپنی جان ضائع کرنے کے درپے ہی مذہب اسلام اختیار کر لو مین کچھ تجھسے متعرض نہ ہونگا لاجوردشاہ گھبرایا ہوا تھا محارق منارہ گردن کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای زور بازو سے من کیا رائے ہی یہ مقام جنگ مخدوش ہی مسلمان اپنے نام کے ہوتے ہین زندہ نہ چھوڑینگے محارق منارہ گردن نے بنگاہ قہر وغضب لاجوردشاہ کیجانب دیکھا اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہی لاجوردشاہ خائف ہوکے خاموش ہو رہا محارق نے بھی تیراندازی شروع کر دی راوی کہتا ہی کہ کفار کی تعداد زیادہ تھی مسلمان کم تھے جب چند نفر ہلاک ہو گئے مسلمانون پر ہراس طاری ہوا درگاہ باری مین مناجات شروع کی کہ بیکسان واے دستگیر واماندگان ان کفار بدکار نے ہم مسلمانون پر وقت تنگ کیا ہی ع یارب بدل ہمارا توبرحمت جان دہ ۔ وردہمہ را بصابری درمان دہ ۔ این بندہ چہ داند کہ چہ می باید خواست ۔ داننده توئی ہرانچہ خواہی آن دہ ۔ ہنوز یہ مناجات ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک جانب سے ہمکن بن لیکمن بن لہکنات زنگی کی کشتیان جزیرہ دارخوان سے خبر خروج لاجوردشاہ سنکر اُسیوقت وہان پہونچین داراب کشور کشا کی کشتیان اُس مقام سے دور نکل گئین تھین طوفان بڑی شدت ہو گئی تھی داراب کشور کشا نے اپنی کشتیون کو باہم بستہ کر دیا تھا تاکہ کشتیان متفرق نہ ہو جائین اس شدت کا طوفا

تھا کہ تین روز تک حواس باختہ رہے تاریکی سے شب و روز بات تھی چوتھے روز طوفان برطرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا لاجورد شاہ کی کشتیاں غائب ہین سب سمجھے کہ کفار کی کشتیاں غرق آب ہوگئین لیکن لہکمن کی کشتیاں ہمراہ تھین سب نے شکر خدا کیا چند روز تک وہ کشتیاں اسیطرح دوران رہین کشتیبانون نے خبر دی کہ کشتیاں کنارہ پہونچ گئین سب خوش ہوئے کشتیاں کنارہ پر پہونچین اُس سرزمین کا حاکم وہ فرمانروا حملوک بن مالک الملکوت ایرج کیجانب سے مقرر تھا یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ داراب کشور کشا یہان وارد ہوا ہے حملوک استقبال کیواسطے آیا داراب کو بکمال اعزاز و احترام شہر مین لایا داراب نے شہر کو دیکھا بہت آباد تھا عمارتین کوٹھیان ہزار در ہزار دکانون مین انواع اقسام کی جنسین انبار رعایا خوش حال خوش جمال خرید فروخت کا عمل تھا بازاری کی پکار سے

درین شہر فرخندہ از فرشاہ
اند و عیسوی دم حساب حال
نہ بیچاک ہو تاکہ در پاکشند
چنان پاسبان کرد تفتیش حال

سر سدرہ کو سیفشاید گیاہ
ز پرورد گانش یکے اعتدال
دل اہل نظارہ بالا کشند

بطبع غریبان چنان سازگار
بہر بام سر بر فلک طرفہ
گرفتہ پے کار خود بلہوس

کہ بر خاطر عاشقان یاد یار
نہ ہر غرفہ در طرفگی طرفہ
سر کوچہ عاشقی بے عسس

کہ در لب تبسم نہ در دیدہ نازہ داراب کشور کشا آتے آتے دربار مین پہونچا تخت حکومت پر اصرار سے بیٹھا دربار گرم ہوا داراب نے مقدمہ طوفان و ماجرائے لاجورد شاہ اور عیر اعرابی لہکمن کو بیان کیا حملوک نے کہا علاوہ برین لعل بن تورج نے باختر مین فتور برپا کر رکھا ہے تمام ملک بالا باختر کو تصرف مین لایا دریا کیجانب گیا ہوا ہے چنانچہ از رنائل کشتیون پر سوار ہوا تھا شدت طوفان سے سنا ہین پہونچا داراب کشور کشا نے کہا اے حملوک اس خبر سے عجب طرح کا وحشت طبیعت مین پیدا ہوا ہے لعل بن تورج کے قصہ کو پاک کرنا ہم سمجھتا ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سنا خواجہ عمر ثانی آتے ہین داراب کو تعجب ہوا کہ عمر ثانی یہان کہان دیکھا خواجہ سامنے سے چلے آتے ہین آتے ہی تسلیم عرض کی اور دعا دی کہ سر دولت زلف بانو مراد گلشن باد نور لطف ازلی چشم بخت روشن باد داراب کشور کشا تخت سے اترا پیادہ پا عمر کے قریب آیا بغلگیر ہوا کہا اے خواجہ خواجگان اسوقت مجھکو تمھاری سیاہ پوشی سے توحش ہے خیر تو ہے خواجہ نے تمام قصہ حمزہ ثانی اور پرویز کا ذکر کیا اور کہا شہریار نہایت نازک وقت ہے حمزہ ثانی کو کفار نے عقابین پر کھینچ دیا ہے اس حال کو سنکے داراب کشور کشا نے گریبان تا بدامن چاک کیا حملوک نے کہا اے خواجہ واقعی فی الحال خدا پرستون کا بخت بہت شست ہے حمزہ ثانی اسطرف گرفتار بلا ہین ضرغام شہزادہ بدیع الملک ہلاک ہوگیا اور لعل بن تورج نے قیامت برپا کر رکھی ہے داراب کشور کشا لہکمن کو ساتھ لیکے اسیوقت ملک خاور کیجانب روانہ ہوا عمر ثانی نے کہا مین رخصت ہوتا ہون داراب کشور کشا نے کہا میرے ہمراہ چلو وہان پہونچ کے کچھ مشورہ کرینگے عمر ثانی نے کہا وہان شاہ سعد وغیرہ فردکش ہین اور بھی سرداران معزز موجود ہین تم جاؤ مین اور سلاطین کو اطلاع دینے جاتا ہون داراب نے کہا مجبوری ہے چنانچہ عمر ثانی دوسری جانب روانہ ہوا جس ملک مین پہونچتا تھا امیر والا توقیر کا نامہ وہان کے حاکم کو دیتا تھا کوئی اسیوقت خاور کیجانب روانہ ہو جاتا اور کوئی اپنا جانا دوسرے وقت پر محول کرتا تھا خواجہ وہان سے رخصت ہو کے دوسری طرف روانہ ہوتا تھا ایک سنجان کیجانب چلا سبائل مین پہونچا شاہ سلیمان فارسی شہزادہ بدیع الملک کی طرف سے وہان کا حاکم تھا دربار مین ہمراہی یاران خیرخواہ اپنے قسطول پر مجلس آراستہ کیے بیٹھا تھا یکایک عمر ثانی پہونچا تمام حاضرین عمر ثانی کو دیکھکے تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑے ہوئے شاہ سلیمان فارسی نے کہا اے خواجہ تمھاری سیاہ پوشی کا کیا سبب ہے عمر ثانی نے مقدمہ عقابین بالتفصیل بیان کیا اور کہا اے والا منزلت ستم ہوگیا شہزادہ بدیع الملک

ہلاک کیا گیا اور اسوقت لاش شہزادہ والا جاہ کا قاتل معلوم نہ ہوا سب نے اس حال پر ملال کو سُنکے گریبان چاک
کیا افسوس کے نعرہ مارے اس عرصہ مین ایک طفل پنج سالہ خواجہ سراؤن کے ہمراہ وہان پہونچا عمر ثانی نے غور
سے اُس طفل خورد سال کی صورت دیکھی دل مین کہا یہ کون لڑکا ہی جسکے رگ ہاشمی اور خال ابراہیمی نمایان ہی
سلیمان شاہ سے کہا اے بادشاہ اسوقت مجھکو اس طفل کو دیکھ کے نہایت تعجب ہوا یہ لڑکا کون ہی سلیمان شاہ کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کہا یہ نبیرہ حمزۂ ثانی داراب سیمین زرہ کا لڑکا ہی جب داراب سے توزج بزرگ کا مقابلہ ہوا اور
اپنے ناموس کو وہان چھوڑا مشیت باری مین کسکا دخل ہی زمانہ کی نیرنگیان ظاہر ہین داراب سیمین زرہ توزج کے
ہاتھ سے شہادت نصیب ہوا عمر ثانی خوب رویا بعدہ اُس طفل پنج سالہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے کھیلنے
کو چند اشیاے خوبصورت دین اور باتین کین اور کہا اے فرزند داراب کی جو ہم یہان آئینگے تو تمھارے واسطے بہت سے
کھلونے لائینگے بلکہ آیندہ روز سے کے ہاتھ بھیجدینگے اُس طفل نے کہا اے خواجہ ہمارے بزرگ جناب حمزۂ ثانی تو خیریت
سے ہین ہمنے اُنکو بہت دن سے نہین دیکھا عمر ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا اے فرزند خدا سے دعا مانگو کہ جناب حمزۂ والا قدر
کو خداوند عالم دشمنون کے دست ظلم سے نجات دے اور بخیر و عافیت تشریف لاوین وہ طفل اس حال کو سُنکے بہت رویا
اور کہا اے خواجہ مین خود جاتا ہون جناب حمزہ والاقدر کو دشمنون کی قید سے رہا کرونگا وہ بزرگوار دشمنون کی قید سخت
مین ہو اور ہم یہان راحت سے بیٹھین خواجہ عمر نے کہا صاحبزادے تمھارا سن ابھی اس قابل نہین ہی کہ خروج کرو
بہت کم سن ہو لعل بن توزج ایسا دشمن سخت راہ مین ہی مبادا تجکو کسیطرح کا صدمہ اُسکے ہاتھ سے پہونچا تو خلایق
ہملوگون کو کیا کہیگی کہ ایک طفل خورد سال کو اُسکے عزیزون نے دشمن کے روبرو بھیجدیا اور خود پہلوتہی کی اُس طفل
نے بغور عمر ثانی کو از سر تا پا دیکھا اور کہا اے خواجہ تم مجھکو دشمن کی جنگ و حرب سے خائف کرتے ہو نہین سمجھتے ہو کہ مین
کون ہون اگرچہ تمھاری نظر مین خورد سال ہون عمر ثانی نے کہا شہریار مجکو خوب معلوم ہی کہ سردار زادہ ہو تم مین جو انسا
نہ ہون تعجب ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک زلزلہ پیدا ہوا ایوان زمرد کے خیمہ کو حرکت ہوئی اُڑ اُڑ اکر کے گرنے لگا
قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جائین شہزادہ دارا ابن داراب سیمین زرہ با آن خورد سالی فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا
ہوا طاقت صاحبقرانی سے چوب خیمہ کو راست کر کے قائم کیا جسقدر لوگ اُس خیمہ کے اندر بیٹھے تھے جان سلامت
لیکے باہر چلے آئے جب تک لوگ باہر نہ آئے دارا چوب خیمہ کو قائم کیے رہا جب سب باہر چلے آئے ایک ساعت
کے بعد وہ بھی خیمہ سے باہر آیا خیمہ زمین پر گرا تمام حاضرین نے دارا کے زور و طاقت کی تعریف کی اور کہا کیون نہو
نبیرہ حمزۂ صاحبقران ثانی ہی سلیمان شاہ نے شہزادہ دارا پر سے صدقہ اُتارا عمر ثانی نے کہا اے شہریار اگر تم مین اس
بات کی جرأت ہی کہ جناب حمزہ والاقدر کی رہائی کی کوئی تدبیر کر سکوگے تو مین مانع نہین ہون شوق سے جاؤ اور
خود رخصت ہو کے روانہ ہوا دارا نے سلیمان شاہ سے کہا اے بکرم میرے نسبت کیا حکم ہوتا ہی سلیمان شاہ
نے کہا میرے نزدیک تو نامناسب ہی اور اگر تم اپنے خود مناسب سمجھتے ہو تو مین مانع نہین شہزادہ دارا نے
کہا مین اپنے مین اس بات کی جرأت پاتا ہون کہ اگر ملک خاور مین جاؤنگا تو ضرور کچھ نہ کچھ کام حسب مراد بن جاویگا
سلیمان شاہ نے کہا مین تو کہتا ہون بسم اللہ شہزادہ دارا نے تیاری فوج و لشکر کا حکم دیا بعد اہتمام و انتظام ایک
لاکھ سوار ساٹھ ہزار پیادہ کی جمعیت ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی اب سلیمان شاہ بن اختران شاہ ایک لاکھ
سوار اور بیس ہزار پیادہ کی جمعیت سے سبائل مین مقیم ہی تمام اہل سبائل شہزادہ دارا کے سد راہ ہوئے
کہا اے شہزادہ شہریار سادہ تمھارا ابھی یہ سن نہین ہی کہ لعل بن توزج ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو جاؤ ملک خاور مین

اور بھی سردار موجود ہین اور اکثر چلے جاتے ہین تمھارے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہی شہزادہ دارا نے کہا صاحبو تم لوگ
بیکار سدراہ ہوتے ہو مین کسیطرح اپنے ارادہ کو فسخ نہین کرونگا آخر تم لوگ میری نسبت کیا گمان کرتے ہو یہی نا کہ مین
تمھاری نظر مین خورد سال معلوم ہوتا ہون ع گاہ باشد کہ کودک نادان * بغلط بر ہدف زند تیرے * اب تو مین جاتا ہون جو کچھ
قدرت خدا کا جلوہ نظر آئیگا سو لوگے اہل شہر مجبور ہوکے واپس آئے دارا خاور کیجانب راہی ہوگیا تخت دارا ایک فیل بلند
قامت پر بندھا تھا اسکے سر پر علم مریخ پیکر بلند تھا عقاب بن قسیم بن عمر عیار ساتھ تھا خیزاخیز چلے جاتے تھے

دارا بن داراب ہیمین زرہ کو ملک خاور کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور اب شہزادہ رستم ثانی اور امرائے دست چپ کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

ع یہ قد کی ہی راستی کا عالم کہ سرو آزاد بھی ہی بندہ * کہین جو کچھ ہی تو عشق پیچی مین طور ہی زلف پر شکن کا * جو کوئی گیسوے و
فرق دیکھے عجب نہین ہی کہ صاف سمجھے * سیاہ کارون پر نصف شب مین عیان ہوا نور ذوالمنن کا * صفا صباحت چمک
لطافت خدا نے دی ہی جبین مین اُسکے * نہ یہ نزاکت ہی نسترن مین نہ رنگ ایسا ہی یاسمن کا * اگر وہ ماتھے کا اپنے صندل
ذرا سا ٹیکا لگا کے کو دے * بتون کے سجدے مین رات دن کا یہ درد سر جائے برہمن کا * کجی ہو کیونکر ابروؤن کی تیغین
نہین ہین عالم کے قتل کو کم * بہت ہی دعوی بجا جو کرتے ہین مردم چشم بانکپن کا * بتا سے والون نے خوب دیکھا کہ اسکو چشمی
کا ہی دعوے * بہانہ کچھ ہی سبب یہی ہی جو پوست کھینچا اُسنے ہین ہرن کا * گر اُسکے عارض کو دیکھ رضوان کہے کہ جنت کے ہین
گل تر * جو اہل غش ہین بنی اُن کی نظر مین غنچہ ہی نسترن کا * تلاش کی جوہری نے کتنی نہ لعل لب سا ملا یمن مین *
سخنورون نے جو مر کے ڈھونڈھا عدم مین پایا نشان دہن کا * شناور بحر لفظ و معنی بھنور مین غبغب کے ڈوب جائے *
ہزار فکر عمیق کیجیے ملے نہ مضمون چہ ذقن کا * دو کانون مین ہی جو اُسکے نرمی کب اہل خلوت کے گوش نہ ہی * صفائے گردن
کے سامنے کیا فروغ ہو شمع انجمن کا * ہوائے باد بہار سے بھی نہ ہو سکا کھوئے اس خزان کو * گلو بر و دوش کے صفا
سے یہ رنگ بیتا ہوا چمن کا * ترنج زر اُسکے سینے پر ہین کہ باغ خوبی کے سیب ہین دو * نہین ہین اُس نازنین کے
پستان ہمت کے ابھرا ہی حسن تن کا * شکم سے شرمندہ اُس پری کے حلب کا آئینہ ہی نہین ہی * اُس آہوے
چین کی ناف سے بھی جگر ہی خون نافہ ختن کا * کیا ہی طبع رسا نے وصف کمر مین موزون جو شعر کوئی * ہزار کد کی کھلا
نہ عقدہ کسی سے بھی رشتۂ سخن کا * شگفتہ غنچہ نہین صنم کا صدف ہی بے گوہر اُس حسین کی * کسی پہ ظاہر نہین ہی اب تک
جو راز پوشیدہ ہی بدن کا * نہ اٹھ سکا بار رنج و غم کا سُرین کا جسنے کیا تصور گئی ہی آخر کو جان شیرین ہوا ہی شاگرد کوہکن کا *
فروغ لوح طلاے زانو سے آنکھ خورشید کیا ملائے * بیان کب ہو سکے کسی سے جو رنگ ہی ساق سیمتن کا * روش جو اُس
برق وش کی اک روز سیر گلشن مین دیکھ لی تھی * تمام بگڑا ہوا ہی حیرت سے کبک و طاؤس کے چلن کا * نزاکت
ایسی کسی مین کب ہی کہون مین ہمدمی بقول آتش * جو بار پھولونکا اُسنے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا * دفتر کشایان اخبار
گذشتہ طلسم بندان آثار ماضیہ اس قصۂ غریبہ اور فسانۂ عجیبہ کو یون نوک نیز قلم نادر رقم کرتے ہین کہ جب لعل خان بن
توریج خان بمکر و فریب رہا ہوگیا فکر مین تھا کہ اب ان مسلمانون کا کیا بندوبست کرنا چاہیے آخر طبل جنگ بجایا صبح کو
میدان مین صف آرائی ہوئی لعل بن توریج نے پہاڑ کو اپنی پناہ کی تھی رختہ ہائے کوہ سے مسلمانون پر حملہ کرتا ہی ہزارون
مسلمانون کو زخمی و ہلاک کر کے پھر کوہ مین چلا جاتا تھا خداپرست بہت عاجز ہوئے بجانب آسمان سر بلند کیا اور
دعا و مناجات مین مصروف ہوئے بگریہ و زاری عرض کرتے تھے کہ خداے قادر و توانا تیری مشیت کو تو ہی جانے
امید تجھسے یہ ہی کہ تو اپنے بندون کو کفار کے دست ظلم سے بچائے گا ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک جانب

سے تتق گرد نمایان ہوا سب نے بالاتفاق کہا کہ خدا کے مرد یہ بھی کسی نے کہا کیا معلوم شاید کفار کی مدد کو کوئی آیا ہو مسلمانون پر ادبار کی گھٹا چھائی ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ تتق گرد صاف ہوا دیکھا اسد با فوج و لشکر خیز اخیز چلا آتا ہو آتے ہی آسنے کفار پر حملہ کیا مسلمانون کو گونہ اطمینان ہوا آج لعل بن توریج کو فتح سے ہراس ہو گیا جنگ مغلوبہ کی نوبت پہنچی غضل بن گیا ہو رہمرا ہی لپسران گنیاب آیا اسکی مدد کی شام تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا نہ این را ضرر نہ اور اخطر اسد و لعل کا قصہ پاک نہ ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونون جانب کے لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فضل نے اسد کے ورود کا حال پوچھا اُس ولاور نے تمام حال مبتلاے طوفان ہونیکا اور وہان پہونچنے کا بیان کیا سب خوش ہوئے شام کو پھر لعل بن توریج نے طبل بجایا اسطرف بھی طبل جنگ بجایا گیا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی آج کی میدان داری پہلے لعل بن توریج اور اسد کا مقابلہ ہوگیا دونون مین زد و بدل شروع ہوئی بعد جنگ نیزہ و عمود و شمشیر لعل بن توریج نے گرز کب نے سکندری کھائی اسد فرصت کا منتظر تھا تلوار کا وار کیا لعل بن توریج کا سر زخمی ہو گیا دوسرا وار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اسکے مددگار پہونچ گئے اور لعل بن توریج کو اُٹھا لیگئے اسی ہنگامہ مغلوبہ مین قرطاس سپہ سالار لعل اسد کے قریب پہونچ گیا اسد نے اُسکو بھی زخمی کیا کفار تاب قیام نہ لاسکے بھاگے ہر جانب بھاگے تمام مال و اسباب اُنکا مسلمانون کے ہاتھ آیا امراے دست چپ حیران تھے کہ کفار کے ہاتھ جان ہلاک تھی اسد امداد کے آتے ہی مقدمہ یکسو ہو گیا اس والا جاہ کا کیا اقبال ہو فضل بن گیا ہو رزاد نے زر و جواہر اسد پر نثار کیا اسد نے اُس مال و اسباب کو فوج مین تقسیم کر دیا اس عرصہ مین خواجہ عمر ثانی پہونچا اسد تخت پر سے اُترا یا خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے تخت پر بٹھایا احوال سیاہ پوشی پوچھا خواجہ نے مقدمہ عقاب مین اور شہزادہ بدیع الملک کی ہلاکت کا حال بیان کیا اسد نے کہا اے خواجہ شہزادہ بدیع الملک کیجانب سے تو اطمینان رکھنا چاہیے وہ شہزادہ والا جاہ طلسم سیماب مین قید ہے تم سب کی نظر مین اُسکے دشمن ہلاک ہو گئے علاوہ اسکے بازوے سلیمان وغیرہ میرے پاس موجود ہے اور جو کچھ سرگذشت تھی بالتفصیل بیان کی اور کہا ان حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر ضرور ہے خواجہ بہت خوش ہوا اور کہا اے شہریار سے برین مژدہ گر جان فشانم رواست ✦ اسد نے کہا مین جاتا ہون پہلے حمزہ ثانی کو قید سے رہا کرتا ہون بعدہ طلسم سیماب کیجانب جاؤنگا اور حکم کوچ کا کیا تمام فوج و لشکر اسکے ساتھ روانہ ہوا عمر ثانی نے دعاے خیر اُسکے حق مین کی روانہ ہوا بستہ سنجا مین پہونچا امراے دست چپ اس فکر مین مبتلا تھے کہ کسطرح جلد زخم مندمل ہون تیز تیز جانا چاہیے اور وہان اسد دیوانہ کا علاج کرنا چاہیے اس اثنا مین خواجہ عمر ثانی وہان پہونچا رستم ثانی کی ملاقات کی رستم ثانی تخت پر سے اُٹھا اور خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے پہلو مین بٹھایا سیاہ پوشی کا حال پوچھا عمر ثانی نے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کا حال بیان کیا رستم ثانی نے تاج زمین پر پھینک دیا گریبان چاک کیا اور کہا افسوس حمزہ ثانی والاقدر خواہ مخواہ میرے وبال مین مبتلا ہوئے کیونکہ اُنھون نے صندلی آصفی شہزادہ بدیع الملک کو تفویض کی اور اُس والاجاہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اسیطرح سب نے تاسف کیا مگر طعن آمیز عمر ثانی نے شاہ سعد کا نامہ دیا رستم ثانی نے اُس نامہ کو پڑھا نامہ پر بوسہ دیا سر پر رکھا کہا اے خواجہ خواجگان تم اس بات سے خوب واقف ہو کہ وہ لوگ ہمسے کسطرح ملتے ہین اور ہم کسطرح اُن سے رعایت سے پیش آتے ہین انسان کو چاہیے کہ اگر کوئی اپنے سے بصفائی باطن پیش آئے تو خود بھی صفائی قلب سے کام لے خیر نیکی نیک را و بدی پیش بد را اب کہا مین اسوقت مین پہلو تہی کرون جسطرح ممکن ہوگا مددگاری کرونگا اگر حمزہ ثانی ہماری کوشش و سعی سے رہا ہو جاوینگے کیا عجب ہے اگر صندلی آصفی ہمکو مرحمت ہو جاے عمر ثانی نے کہا اے شہزادہ والاقدر اس قصہ کو تم جانو

اور وہ جا مین مین کچھ اسبارہ مین نہین کہہ سکتا یہ کہکر رخصت ہوا رستم ثانی نے بھی کوچ کا بندوبست شروع کیا اسد اپنا لشکر لیے ہوئے راہ بیشۂ سکندر خاور کیجانب متوجہ ہوا امرائے وست چپ نے جب دیکھا کہ اسد روانہ ہوگیا ہی چند فرسخ اُسنے راہ طی کی ہوگی یہ بھی خاور کیجانب روانہ ہوئے عمر ثانی اُسی طرح جابجا اسلاطین کو نامہ سعی شہریار کے پہونچاتا چلا جاتا تھا۔

اب چند کلمے شیرویہ بن حمزہ کے بیان ہوتے ہین

کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا
اگر پارہ کو ای اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑا موذی مرا گر نفس امارہ مرا تیرا
کسی نے قہقہا [illegible] بے خبر مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ مین تھا مارنا یا چشم بد بین مین

جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نکرنے سے
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی چوٹ ای کوہکن پہونچا
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر لاکھوں برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یان رونا ہی مثل قلقل مینا
اگر یکشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

زمانہ کی خبر لگیان اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہین جو آج ہے وہ کل نہین جو کل تھا وہ آج نہین یہی انتظام ابتدائے خلقت آدم سے اسوقت تک ہی اور غالباً ہمیشہ رہیگا وہ زمانہ کیا جو دگرگون نہ ہوتا رہے جہان کل سپہدار تھے حکمران ✤ کھڑے تھے جہان تہ چھپا بانکے جوان ✤ جہان کل تھے فیلان جنگی ہزار ✤ کراتے تھے گھوڑے جہان شہسوار ✤ جہان پاسبان کل تھے للکارتے پرندہ بھی ڈرتے تھے پر مارتے ✤ وہان آج لاشوں کے انبار ہین ✤ پڑے ہر طرف سینہ افگار ہین ✤ وہ سر جس پہ تھا کل جواہر کا تاج ✤ سو ہے خاک اور خون مین آلودہ آج ✤ شیرویہ بن حمزہ کے حال مین مورخون نے لکھا ہے کہ بعد طوفان کے کشتیان قلعہ چہل برج مین پہونچین سواران کشتی کہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے بہت خوش ہوئے علے قدر مراتب ملاحون کو سب نے انعام دیا شیرویہ بن حمزہ نے بھی خلعت بخشے اور اُن کی کوشش وسعی کی بہت تعریف کی قلعہ چہل برج کی عمارت قابل تعریف تو ہی لیکن قریب قلعہ ایک قصر رفیع وسیع باعتبار صنعت وکیفیت طرفہ دیکھا ✤ سفید ایک دیکھی عمارت بلند ✤ کہ تھی نور مین چاندنی سے دوچند ✤ وہ نظر افلاک اور وہ مہ کا ظہور ✤ لگا شام سے صبح تک وقت نور ✤ ہر اک سمت وہان نور کا اژدحام ✤ لگے آئینے قد آدم تمام ✤ لب نہر پر صاف جو نہر کی ✤ کٹہرے کی تھی وہ ایک بلور کی ✤ پڑے اُسمین فوارے چھٹتے ہوئے ✤ ہوا بیچ موتی سے لٹتے ہوئے ✤ بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر ✤ گئی چار سو اُسکے پانی کی لہر ✤ قرینہ سے گرد اُسکے سرو سہی لگے ایک دو دو رو دور اُس سے سیب و بہی ✤ ہوا سے بہاری سے گل ڈہلے ✤ چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے ✤ چمن سے بھرا باغ گل سے چمن ✤ کہین نرگس و گل کہین یاسمن ✤ چنبیلی کہین اور کہین موتیا ✤ کہین رائے بیل اور کہین موگرا ✤ خرامان صبا صحن مین چار سو ✤ دماغون کو دیتی ہر اک گل کی بو ✤ چمن آتش گل سے دہکا ہوا ✤ ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا ✤ تمام اہل کشتی اندرون قصر گئے خوب سیر کی میوہ ہائے گوناگون سے سیر ہوئے لیکن زیر قلعہ دیکھا کہ ہنگامہ برپا ہی فوج کثیر یورش کر رہی ہی قریب ہی کہ قلعہ کے اندر داخل ہو جائے وجہ اسکی یہ ہی کہ پسر کافور زنگی مسمے صندل ایک زبردست پہلوان ہی سات سومن کا آرہ پشت نہنگ رکھتا ہی اُسنے سنا تھا کہ میرے باپ کو قلعہ چہل برج مین عمر عیار نے ہلاک کیا اپنی فوج ولشکر کو لیکے حملہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ مین داخل ہو جائے شیرویہ وہان پہونچا اور چاہا کہ حملہ آور ہو صندل نے شیرویہ سے کہلا بھیجا کہ ای جوان ہم اہل قلعہ پر اس سبب یورش کرتے تھے کہ ان سے ہمکو صدمہ پہونچا ہی تو ہمسے کیون برسر پرخاش ہی شیرویہ نے جواب دیا

کہ مین اس مقدمہ کو کسیقدر سمجھ چکا ہون تیرے مقابلے سے باز نہ آؤنگا یہ کہا اور کشت و خون کا بازار گرم کیا تا اینکہ
صندل شیرویہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تمام فوج زنگی اپنے سردار کو زخمی دیکھ کے بیدل ہو گئی تاب قیام
نہ لائی گریز کی کفار کا مال و اسباب مسلمانون کے قبضہ مین آیا سکندر اندرون قلعہ ایک برج پر مقیم تھا اُسنے
جو دیکھا کہ فوج زنگی فرار ہو گئی برج پر سے اترا شیرویہ کے پاس آ کے اُسکے پاؤن پر سر رکھدیا اور قلعہ مین لیگیا بکمال
اہتمام و انتظام شیرویہ کی دعوت کی علاوہ اُس مال و اسباب کے جو لوٹ مین ہاتھ آیا تھا بہت کچھ انعام اکرام
شیرویہ کے ملازمون کو دیا اور سب کی دعوت کی یہ دعوت اندرون قلعہ چہل برج قابل دید تھی تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی کثرت روشنی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ آتشین ہے جا بجا ہنگامہ رقص و نوا گرم تھا ہر ایک محفل
مختلف درجہ کی تھی تین روز تک یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا بر سبیل تذکرہ سکندر نے احوال پوچھا شیرویہ
نے مقدمہ طوفان کو بالتصریح بیان کیا اسکندر برجی نے کہا اے شہریار عالی مقدار اسقدر مہربانی تو میرے
حال پر ہوئی کہ صندل ملعون کے دست ظلم سے نجات بخشی مگر یہ تو ارشاد ہو کہ جسوقت خود بدولت یہان
سے تشریف لیجاوینگے اور صندل شاہ بار دیگر قلعہ پر یورش کریگا تو کیا ہوگا مجھ مین اسقدر قابلیت ہرگز نہین ہے
کہ اُسکے شر کو دفع کر سکون گا شیرویہ نے کہا پھر کیا چاہتے ہو سکندر برجی نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ جبتک
اُس موذی کے خدشہ کو بخوبی دفع و رفع نہ کرلیں یہان سے تشریف نہ لیجاوین بعدہ اختیار ہے شیرویہ تا دیر سکوت
مین بیٹھا رہا بعدہ کہا خیر اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو مین کوشش کرتا ہون الحاصل وہان سے کوچ کر کے شہر کافورہ
مین پہونچا اُسطرف صندل شاہ کو خبر پہونچی کہ شیرویہ ملک کافورہ کے مسخر کرنے کو آگیا یہ خبر سنکے صندل شاہ
گھبرا گیا اراکین حکومت کو طلب کیا اور کہا شیرویہ خصومت رکھتا ہے چنانچہ تحقیق خبر سنی ہے کہ وہ سرحد ملک
کافورہ مین پہونچ گیا ہے تم سب کی اس بارہ مین کیا راے ہے اول سب نے یہ راے دی کہ پیشتر شیرویہ کے پاس
نامہ مصالحت بھیجا جاوے اگر وہ راضی ہو جاوے فہو المراد ورنہ دوسری تدبیر سوچی جاویگی صندل شاہ نے منشی کو
حکم دیا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ بعد ثنا و صفت خداوندان لات و منات شیرویہ ملک کو معلوم ہو کہ ہمنے سنا ہے
کہ تم آمادہ پیکار ہو ہمکو کوئی وجہ جنگ و حرب کی نہین معلوم ہوتی اگر کسی قسم کے نفع کی خواہش ہے تو اُسکا اعلان
کیا جاوے تا کہ اس مقدار کا بندوبست کیا جاوے کیون خواہمخواہ خداوند کے بندون کی جان مفت ضائع
ہو اور اگر اسکے خلاف کوئی اور سبب ہو تو اُس سے مطلع کرنا چاہیے جب اس مضمون کا نامہ تیار ہوا ایک
قاصد معتبر کے ہاتھ نامہ شیرویہ کے پاس بھیجا شیرویہ اُس نامہ کو دیکھ کے ہنسا اور جواب لکھا کہ بعد حمد خدا و
نعت جناب محمد سردار انبیا صندل ملک کو معلوم ہو کہ ہم ہرگز مال دنیا کا نفع نہین چاہتے ہان اگر چاہتے ہین تو
دین اسلام کے رواج کی ضرورت ہے اگر دین اسلام قبول کریگا اطمینان ہمکو حاصل ہو جاے تو ہم مطلق تعرض نہین
کرینگے فقط اس جواب کو پڑھ کے صندل شاہ نے پھر اپنے مشیرون سے مشورہ کیا اُن سب نے یہ راے دی
کہ دین اسلام کے قبول کرنیکا ہرگز اقرار نہین کرنا چاہیے صندل شاہ نے کہا پھر کیا ہو شیرویہ سے مین بہت خائف
ہون صندل شاہ کا ایک عیار چالاک و ہوشیار تھا زریون نام وہ اُسوقت موجود تھا صندل شاہ کو متردد
دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ یہ غلام آخر کسوقت کیواسطے ہے اگر حکم ہو تو مین اس بارہ مین کچھ فکر
کرون اگر لات و منات نے چاہا تو شیرویہ کو گرفتہ و بستہ کر کے لے آؤنگا صندل شاہ بہت خوش ہوا کہا اے زریون
اگر تو شیرویہ کو بفن عیاری گرفتہ و بستہ کر کے لے آوے تو اسقدر انعام دون کہ مال دنیا سے مدت العمر کیواسطے غنی

ہوجائے زیتون بیراق عیاری لیکے شیرویہ کی تلاش مین نکلا تا اینکہ خیمہ شیرویہ تک پہونچ گیا دروازہ خیمہ پر ایک
درخت تھا زیتون عیار دربان کی نظر سے پوشیدہ اُس درخت پر چڑھ گیا نصف شب تک اُس درخت
پر بیٹھا رہا تا اینکہ دربان پر غنودگی طاری ہوئی زیتون نے دارو بیہوشی کا ایک صرہ ڈور مین باندھ کر درخت
سے لٹکایا اور دربان کی ناک کے قریب لیگیا اور اُسقدر عرصہ تک صرہ کو آویزان کیے رہا کہ داروے بیہوشی
بخوبی اپنا کام کر گئی زیتون درخت پر سے اُترا خیمہ مین داخل ہوا دیکھا شیرویہ بیخبر سو رہا تھا زیتون نے داروے
بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور وہان سے روانہ ہوا بہت خوش و مسرور خیر اخیر چلا جاتا تھا اثناے راہ
مین سامنے دیکھا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے راوی کہتا ہے کہ عمر ثانی حسب اتفاق اُسطرف سے چلا آتا تھا
عمر ثانی نے بھی اُسیطرح کہا تو کون ہے اور یہ گولہ یار تیری پشت پر کیسا ہے زیتون عیار سمجھا تھا کہ یہ سرحد حکومت صندل شاہ
کی ہے یہان اسوقت ہمارا مخالف کون ہوگا بلا تکلف کہدیا کہ مین زیتون عیار ملک صندل ہون شیرویہ اپنے
مخالف کو اپنے آقا ملک صندل کیواسطے چرائے لیے جاتا ہون کیون تو نے کیون پوچھا عمر ثانی نے کہا کیا خوب
مین ہی نہ پوچھون اُسنے کہا کیا تو اس شہر کا کوتوال ہے یا قاضی ہے عمر ثانی نے کہا جو کچھ تو سمجھ وہ مین ہون زیتون نے کہا
صبر کر صبح کو حال معلوم ہو جائیگا جب مین صندل حاکم شہر سے اس تیری گستاخی کی اطلاع کرونگا عمر ثانی نے کہا
تو میری اطلاع صبح کو کریگا جب تو وہان تک پہونچے گا مین ابھی قصہ فیصل کرونگا زیتون زیادہ تر قریب آیا عمر ثانی
کو غور سے دیکھا کہا سچ کہ تو کون ہے عمر ثانی نے کہا مین ہون تیری جان کا عزرائیل عمر ثانی بندہ خداوند رب جلیل اگر اپنی
خیریت چاہتا ہے پشتارہ میرے حوالہ کر اور بصدق دل مسلمان ہو ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہے زیتون نے کہا تم
خواجہ کیون تو خواہ مخواہ متعرض ہوتا ہے جس کام کو جاتا ہے جا خواجہ نے کہا مین خاص اسی کام کو آیا تھا زیتون سمجھا کہ بسہولت
جان بری محال ہے خنجر کو سیدھا کیا عمر ثانی پر وار کیا عمر ثانی نے ضرب خنجر کو رد کیا اور اپنا وار کیا زیتون نے بھی اُس وار کو رد
کیا خلاصہ یہ کہ اسقدر ردوبدل کو عرصہ گذرا کہ عمر ثانی کے حواس باختہ ہوئے بار بار دل مین کہتا تھا کہ ہزارہا عیارون
سے مقابلہ ہوا طرح طرح کی جنگ و حرب دیکھی مگر نہین معلوم یہ کس قسم کا عیار ہے اور کسطرح کی طاقت رکھتا ہے کہ کسیطرح
عاجز نہین ہوتا خدا خیر کرے سامان مخدوش ہے پھر دل مین خیال آیا اگر یہان زور و طاقت کا کام نہین ہے کچھ عیاری
کرنا چاہیے یہ سوچکے زیتون کے سامنے سے گریز کی زیتون عیار نے تعاقب کیا خواجہ چند قدم آگے بڑھکے
ایک درخت کے تنہ کی آڑ مین جا چھپا اور وہین سے کمند کے پھندے پھینکے زیتون کو جب عمر ثانی
دکھائی نہ دیا گھبرا کے چہار جانب دیکھنا شروع کیا اور پھر آگے بڑھا تا اینکہ کمند کے حلقون مین پیچیدہ ہوگیا
اور بآواز بلند پکارا ای خواجہ تو نے بڑا غضب کیا میرا انعام و اکرام کھویا اب بھی مین تجھسے کہتا ہون کہ تجھے چھوڑ دے
اس کام کے معاوضہ جو کچھ رقم ملک صندل سے دستیاب ہوگی نصف تجھے دونگا عمر ثانی نے کہا یہ خیال دل سے
دور رکھ مین تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا بلکہ ہلاک کرونگا تجھکو رہا کر دینا بالکل نادانی سمجھتا ہون مین مال دنیا کا ایسا
خواہشمند نہین ہون کہ کسی بندہ خدا کو دشمن خدا کی قید مین مبتلا دیکھون اور زر نقد لیکے چشم پوشی اختیار کرون
تف ہے ایسے مال پر یہ کہکے خنجر بلند کیا اور اس زور سے اُسکے شکم پر مارا کہ تمام انتین باہر نکل آئین زیتون جہنم واصل
ہوا خواجہ نے دفع بیہوشی سے شیرویہ کو ہوشیار کیا اب جو شیرویہ نے عمر ثانی کو دیکھا کمال حیرت ہوئی کہا اے خواجہ
تم کہان اور مین یہان کسطرح پہونچا معلوم ہوتا ہے کہ مین کسی مقام طلسم مین آگیا ہون خواجہ نے کہا یہ مقام طلسم نہین ہے
بلکہ تمکو زیتون عیار گرفتار کر لایا تھا اتفاقاً مین پہونچ گیا اسکو ہلاک کیا بعدہ تمام حقیقت گذشتہ بیان کی شیرویہ نے عمر ثانی

کی کارگذاری کی بہت تعریف کی اور کہا ای خواجہ آج تمہارا مثل و نظیر اس فن عیاری مین کون ہی زیتون عیار کی کیا وقعت
تھی کہ وہ سر بر ہو سکتا خواجہ نے کہا یہ نہ کہو اُسکے مقابلہ مین میرے حواس باختہ ہو چکے تھے بارے میری سمجھ مین آگیا
کہ اس سے چالاکی کرنا چاہیے شاید کام نکل جاوے چنانچہ اس تدبیر سے اُسکو مجبور کر کے ہلاک کیا پشتارہ کھولا تملک
دیکھا بعد اس گفت و شنید کے شیرویہ نے سیاہ پوشی کا سبب پوچھا عمر ثانی نے احوال عقابین کا بیان کیا اور یہ
بھی بیان کیا کہ شہزادہ بدیع الملک کو کفار نے ہلاک کیا اب اگر حمزۂ ثانی کی رہائی کی فکر نہ کیجاویگی بالیقین وہ والامنزلت
بھی ہلاک کیا جاویگا مین نے بیشتر سلاطین اولوالعزم کو سعد شہریار کے نامے پہونچا دیے اور زبانی بھی جو کچھ مناسب
جانا بیان کر دیا غالباً وہ سب سرزمین خاور مین پہونچ گئے ہونگے شیرویہ نے کہا ای خواجہ واقعی غضب ہوا اگر حمزۂ
ثانی کی رہائی مین تاخیر ہوئی اور مجھکو ضرور خاور مین جانا چاہیے مگر مجبوری اسقدر ضرور ہای کہ اگر صندل کے قصہ سے باز
آؤنگا وہ نابکار تمام ملک سرسر کو تباہ کر دیگا ہزارون بندگان خدا کی جانین ضائع ہو جائینگی اب تم بھی کچھ رائے بیان
کرو مین اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہو گیا اگر صندل کے قصہ کو ملتوی رکھتا ہون تو خرابی اور اگر صندل شاہ کے قصہ کو
فیصل کرنیکا ارادہ کرتا ہون تو خدشہ ہی کہ خدانہ کرے وہ وہان حمزۂ ثانی کو کفار کے ہاتھ سے گزند پہونچے ای خواجہ اگر کچھ نفع
حاصل کرنا چاہو تو ممکن ہی عمر ثانی نے کہا بیان کرو شیرویہ نے کہا دو ہزار درہم نقد تمکو دونگا اگر تم بارگاہ صندل مین مجھے
پہونچا دو عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا اگرچہ یہ امر ممکن ہی لیکن مین اپنے نفع کیواسطے تمکو ہلاکت مین مبتلا نہ کرونگا اگر خدانا کردہ
نوع دیگر پیش آئیگا تو جناب حمزہ یا فرزندان حمزہ والاقدر ضرور مجھسے بدظن ہونگے شیرویہ نے کہا ای خواجہ تمہارا کسطرف
خیال ہی اول تو انشاء اللہ ہلاکت ہی کی نوبت کیون آنگی اگر بالفرض ہلاک بھی ہو گیا تو جناب حمزۂ والاقدر تمسے کیون
بدظن ہونگے عمر ثانی نے کہا ہان اگر مجھسے کوئی متعرض نہ ہو تو مجھے کچھ عذر نہین ہی جسطرح ممکن ہوگا مین تمکو بارگاہ ملک صندل
مین پہونچا دونگا پھر تمکو اختیار ہی شیرویہ نے منظور کیا عمر ثانی نے کہا زبانی منظوری سے کچھ فائدہ نہین مجھے ایک نوشتہ
اس مضمون کا لکھدو شیرویہ نے اُسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھ کے عمر ثانی کو دیدیا خواجہ عمر ثانی نے فوراً اپنے کو
زیتون عیار ملک صندل کی صورت سے مشابہ کیا شیرویہ کو مسلح و مکمل کر کے اُسکا پشتارہ باندھا بالاے دوش
رکھے چلا بارگاہ صندل مین پہونچا ملازمان صندل عمر ثانی کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے گرد عمر کے مجمع تھا ہر شخص کہتا تھا
ای زیتون اس پشتارہ مین کیا ہی زیتون مصنوعی نے خوب قہقہے لگائے اور کہا ای خیرخواہان سرکار ملک صندل آج
مجھسے وہ کار نمایان ظہور مین آیا ہی کہ کسی سے نہ ہوتا ملک صندل کے دشمن کو گرفتار کر لایا ہون ملک صندل کے
روبرو چل کے تماشا دیکھو جوق جوق گروہ اہل شہر زیتون مصنوعی کو حلقہ مین لیے ہوئے دربار ملک صندل مین
پہونچے ملک صندل زیتون مصنوعی کو پشتارہ بدوش دیکھ کے تخت پر سے اُتر آیا زیتون مصنوعی نے کہا ای
شہریار ابھی تم میرے قریب نہ آنا اپنی جگہ توقف کرو یہ پشتارہ بخود ہوش ہی اگرچہ شیرویہ کو مین نے گرفتہ و بستہ کر لیا ہی لیکن
وہ بخوبی بیہوش نہین ہی اگر اُسنے حملہ کیا تو غضب ہو جائیگا ملک صندل اپنے تخت پر واپس گیا تمام زنگیان بدکار متقاضی
تھے کہ پشتارہ کو کھولو حریف کو دیکھین زیتون مصنوعی سب کو یہی جواب دیتا تھا کہ توقف کرو ملک صندل سے
کہا ای بادشاہ پہلے انعام میرا مجھکو ملے بعدہ حریف کو بستہ دیکھو ملک صندل نے تبسم ہو کے کہا تو عجلت کیون کرتا ہی
مین تجھے انعام ضرور دونگا اور بہت کچھ دونگا زیتون مصنوعی نے کہا مین انعام مین صرف جواہرات لونگا اور کچھ نہ لونگا
ملک صندل نے کہا مین جواہرات ہی دونگا پہلے حریف کو زندان مین بھیج اُسنے کہا مین پہلے اپنا انعام وصول کر لونگا
بعدہ حریف کو زندان مین بھیجونگا ملک صندل نے کہا تو ضد کرتا ہی خیر تیری ہی خاطر سہی یہ کہکے خزانہ دار کو حکم دیا کہ فلان

خزانہ مین سے فلان قطعے سے آخزانہ دار قطعے جواہرات کو لے آیا جسمین موتی الماس زمرد یاقوت کا بیش قیمت زیور تھا قطعی کو کھولا اور زیتون مصنوعی سے کہا لے اسمین سے جو زیور تیرے پسند ہو لے لے عمر ثانی کے منہ مین پانی بھر آیا خوش ہوا کہا اے بادشاہ یہ کام اس قابل نہین ہے کہ اس قطعی مین سے چند عدد زیور لیکون یہ تمام قطعے بھی اس کام کے عوض مین کم ہے کیا عرض کرون کہ کیا تعب مین نے اس حریف کی گرفتاری مین اٹھایا ہے جان ضائع ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہ تھا ملک صندل نے وہ قطعی بند کر کے اپنے پاس رکھ لی اور کہا او حریص اس قطعی مین وہ وہ عدد جواہر کا ہے جسکی قیمت ایک ملک وسیع کا خراج ہوسکتی ہے مین کسطرح پوری قطعی اس کام کے عوض مین تجھے دیدون مین نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حریف کو گرفتار کرلائیگا تو مال دنیا سے تجھے غنی کر دونگا جواہر کی کیا ضرورت ہے جسوقت جو کچھ تجھے درکار ہو ہمارے خزانہ سے لے لے اور کیا چاہتا ہے تیری خاطر منظور تھی جو ہمنے یہ بھی منظور کیا کہ انعام مین جواہر دیتے ہین حالانکہ ہمنے جواہرات دینے کا وعدہ نہین کیا تھا آج تیری حرص کا حال معلوم ہوا ورنہ پیشتر کبھی تیری یہ جرأت نہ تھی زیتون مصنوعی نے کہا اے بادشاہ مین نے کبھی ایسا کار نمایان نہین کیا ہے اگر تو میرے انعام مین مکث کریگا تو یقین سمجھ مین اس حریف کو یہان چھوڑ دونگا آئندہ تو دانی و کار تو۔ ملک صندل نے کہا حریف گرفتار ہو آیا ہے اب اگر اس کو یہان چھوڑ دیگا تو وہ کیا کر سکتا ہے زیتون مصنوعی نے بعجلت تمام گولہ بار کو کھولا پشتارہ کا بند کھلنا تھا کہ برق کیطرح شیرویہ مسلح و مکمل ایک جانب استادہ ہوا اور پیترے بدلنے لگا ملک صندل خائف ہو کے تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہا اے زیتون نمک حرام تو نے ہماری عدول حکمی کی کہ ہمارے حریف کو رہا کر دیا زیتون مصنوعی نے کہا مین کیا کرون مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ حریف ابھی بخوبی قبضہ مین نہین آیا صرف گرفتار کر لایا ہون مین نے ہرچند بیہوش کیا بیہوش نہ ہوا اور اصل تو یہ ہے کہ تو نے مجھے انعام دینے مین مکث کیا مجھے برا معلوم ہوا اب بھی خیریت ہے اگر تو یہ پوری قطعی میرے حوالہ کرے ملک صندل نے وہ قطعی اٹھا کے خواجہ عمر کے روبرو پھینکدی اور کہا لے اب تو خوش ہوا جلد اس حریف کو گرفتار کر خواجہ عمر نے وہ قطعی پر از جواہرات اٹھا کے اپنے قبضہ مین کی اور کہا انعام تو مین نے پایا اب تم جانو تمہارا کام مجھسے کچھ کام نہین اور نہ اب یہ حریف میرے قبضہ مین آسکتا ہے ملک صندل نے کہا او کمبخت بد نصیب پھر گیا ہوگا عمر ثانی نے کہا بد نصیب تو ہے کہ مین ہون دیکھ تیرے دشمن کو تیرے سر پر لا کے چھوڑ دیا اور یہ قطعی جواہرات کی میرے قبضہ مین ہے یہ کہکے روغن اپنے چہرہ سے پاک کر ڈالا اور خنجر کو سنبھال کے نعرہ مارا کہ اگر نمی دانی بدان منم عمر ثانی عیار طرار صاحبقران ثانی ملک صندل نے غور سے عمر ثانی کی صورت دیکھی باواز بلند کہا او خدا پرست تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا مجھے ہرگز نہین معلوم تھا کہ تو عیار لشکر اسلام ہے ارے غضب ہوا جواہرات کی قطعی بھی ہاتھ سے گئی اور دشمن بھی سر پر آ پہونچا عمر ثانی نے کہا یہ دشمن تیرا نہین ہے ملک الموت تیری جان کا ہے۔ بیار انچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ ملک صندل نے آواز دی کہ اے ملازمان حکومت صندلی یہ وقت نمک حلالی کا ہے جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرو اور یہ عیار بھی زندہ نہ جانے پائے جس نے یہ فریب کیا تمام درباری جان چھپا کے بھاگے فوج زنگی آ پہونچی عمر ثانی اور شیرویہ کو گھیر لیا شیرویہ اور عمر ثانی نے داد مردانگی دینا شروع کی اثنائے جنگ و حرب مین عمر ثانی کہتا جاتا تھا کہ اے شیرویہ غضب کیا کہ تمنے مجھے بھی دشمنون مین گھروایا اور خود بھی گھرے گئے جلد کشش کر کے یہان سے محفوظ نکلو شیرویہ کہتا جاتا تھا اے خواجہ خداوند عالم کی حمایت پر نظر رکھو وہ بڑا حامی و مددگار ہے تم فوج کیطرف متوجہ رہو مین ملک

صندل کی خبر لیتا ہون یہ کہکر جست کرکے ملک صندل کے پاس پہونچ گیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا اُس پر کیا کہ ملک صندل دو پرکالہ ہوکے دھم سے زمین پر گرا اسکا گرنا تھا کہ تمام فوج زنگی بیدل ہوگئی آخر تاب قیام نہ لاکے فرار پر قرار لیا (یہان خوب یاد آیا) اکثر زنگی وہ بھی شیرویہ دلاور کے شریک ہوگئے کہ جو صندل شاہ کے ظلم و بدعت سے بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے اب کہ اُنھون نے موقع پایا شیرویہ کیطرف سے جنگ پر آمادہ ہوگئے تھے کہ شیرویہ کو فتح نصیب ہوئی بعد فتح ہزار ہا زنگی دائرہ اسلام مین داخل ہوگئے بعد تسلط شیرویہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اہل شہر کو مجتمع کرکے اُن سے کہا تملوگ جسکو اپنے مین زیادہ معظم و محترم سمجھتے ہو اسکو ہمارے روبرو حاضر کرو تا اپنی طرف سے یہان کا انتظام اُسکے حوالہ کیا جاوے چنانچہ خاندان شاہی سے ایک مرد معتبر تجویز کرکے شیرویہ کے روبرو پیش کیا گیا شیرویہ نے اُسکو پہلے کلمہ طیبہ پڑھا کے عقاید دین اسلام کے تعلیم کیئے بعدہ وہان کی حکومت اُسکے سپرد کرکے لشکر کی راہ لی راہ مین عمر ثانی نے معاملہ دو زنگی اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا یہان جب صبح ہوئی اور شیرویہ کو غائب دیکھا سب گریہ و زاری مین مبتلا ہوئے ہر ایک سردار اپنے ماتحت پر متغص ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ تم لوگ بالکل غافل ہو ایسا واقعہ عظیم روبکار ہوا اور تم مین سے کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی آیندہ تمسے کیا امید ہو سکتی ہے یہان یہ غل و شور ہو رہا تھا کہ شیرویہ اور عمر ثانی پہونچے سب سر و قد تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے مگر حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے صبح کو شیرویہ کو غائب دیکھا اسوقت مع عمر ثانی باہر سے آتے دیکھا خواجہ نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون شیرویہ نے کہا تعجیل نہ کرو خواجہ نے کہا مجھکو عجلت ضرور ہے یہ کہکے رخصت ہوگیا بعد خواجہ کے جانے کے شیرویہ نے سامان کوچ کیا اور سرزمین خاور کی راہ لی۔ عمر ثانی کشمیر خیل مین آیا رستم خان گاولنگی کے پاس آیا رستم خان عمر ثانی کو دیکھ کے بہت خوش ہوکے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے حقیقت گذشتہ بیان کی حمزہ ثانی کے عقابین پر کھنچے جانیکا حال بیان کیا شہزادہ بدیع الملک کا بھی ذکر کیا بعدہ سعد شہریار کا نامہ دیا رستم خان نے از اول تا آخر کمال شوق سے نامہ دیکھا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا کہا خواجہ اُسوقت سے مجھکو سخت تردد لاحق ہوگیا انشاء اللہ الرحمن مین بھی ملک خاور مین پہونچتا ہون اس گفتگو کے بعد خواجہ ترکستان کیجانب روانہ ہوگیا۔

اب چند کلمے اسفندیار گیلانی سے بیان کیجاتے ہین

بس جنازہ لیلی یہ کہتا ہے جرس دلکا
گل رخسار پر خالق نے کیون نقطہ دیا تلکا
گنا کرتا ہے گیتی سے گناہون کا کیا ہے خون
یہان ہے فتنہ آنکھون مین شر ابستہ ہے دل کا
کہان ہوتی ہے رویا مین تمیز خواب بیداری
تجھے کرتا ہے بسمل سرد ہونا مرغ بسمل کا
صدا یون سینہ کوبی مین ہے یہان بخلیہ ہاکی
کہ گویا صحن مین ہو گیا عالم حائل کا

ہمارا پردہ غفلت ہی بس پردہ ہے محمل کا
لگے جو تیر بہر باہر نہ نکلے عشق مژگان مین
جو اسکو شغل ہے رات دن عقدہ اہل کا
نظر آتا ہے جو کوئی طلب کرتا ہے دل اُس سے
نہان ہے اہل غفلت سے ہمتا حق و باطل کا
وہ گریان ہون یقین ہے سالہا ہے اب بھی جو
سمان ہو دف زنی مین جیسے آواز جلاجل کا
ملیگا رزق تقدیری کرون تدبیر کیا ناسخ

یہ لفظ گل تو رسم خط مین نقطہ سے متبرا ہے
بنائے کوئی تیرانداز گر تودہ میرے گل کا
نہ بہشت محتسب کی ہے نہ سنت میفروشان کی
تیرے دست حنائی مین ہے عالم دست سائل کا
تڑپ کر ایک دم آرام آجاتا ہے کیا اُس کو
بنائین گر کھلونے والے فوارہ میرے گل کا
تیرے جلوہ سے ایسا ہے کتابی رخ کا نسخہ آترا
وہ ہر رہ ہے ارادہ جو کہ سے تحصیل حاصل کا

سہ راویانیکہ در سخن فرو اند: شرح این داستان چنین کردند کہ جب اُس بحر مواج مین طوفان آیا تمام کشتیان متفرق ہوگئین

اسفندیار گیلانی کی بھی کشتیان منتشر ہوگئین اسفندیار کی کشتی ایک جانب غیر مقرر تباہ ہوگئی کشتیان
اور سواران کشتی کیطرح مجبوری کی حالت مین بیٹھے تھے سب طرح کی کوششین کر چکے کوئی چارہ جوئی
کارگر نہ ہوئی حتے کہ وہ کشتی غرق ہوئی اسفندیار شناوری مین خوب ملکہ رکھتا تھا دو روز تک دریا مین شناوری
کرتا رہا بخارات دریا بخوبی سرایت کر گئے تھے بیہوشی طاری ہوئی چونکہ ہنوز رشتہ حیات باقی تھا اُس عالم
بیہوشی مین سطح آب پہ بہا چلا جاتا تھا تا اینکہ دریا کے کنارہ جا لگا اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ خشکی مین آتا وہ
سرزمین ماچین کی تھی حسب اتفاق حارث نامے ایک ماہی گیر مچھلیون کے شکار کیواسطے وہان آیا ہوا تھا
اسفندیار کو بلباس مرصع دیکھا بہت خوش ہوا کہ آج خوب شکار ہاتھ آیا سوچا کہ اگر مہینون شکار کھیلتا تو اسقدر رقم
دستیاب نہ ہوتی اس جوان کے لباس قیمتی کو اُتار لو اور بازار مین رقم کثیر کو فروخت کرو اس ارادہ سے اسفندیار
گیلانی کے پاس آیا تنفس سے سمجھا کہ ابھی جان باقی ہے اگر لباس اُتارتا ہون مبادا یہ جوان آنکھین کھول کے مجھے
پہچان لے اور کسی وقت مین مجھسے مواخذہ کرے باہستگی تمام اسفندیار کو دریا سے کنارہ پر لایا اور اپنی کملی
مین لپیٹ کے گھر لیگیا اُسکی بی بی جلدی واپس آنے سے متعجب ہوئی کہا آج تو جلدی کیون چلا آیا اور یہ کملی
مین کیا لایا ہے اُسنے کہا خاموش رہ آج طرفہ شکار ہاتھ آیا ہے اُسنے متعجب ہوکے کہا کچھ بیان تو کر کیا شکار ہاتھ آیا
حارث ماہی گیر نے مفصل حقیقت بیان کی بی بی نے کہا تو نے غضب کیا یہ ملک ماچین ہے اگر سرکاری آدمی
کو خبر پہونچے تو غضب ہو جاے تمام مکان ضبط ہو جاے اس جوان نیم جان کے خون کا الزام تیری جانب عاید
ہو اے نادانی خیریت اسی مین ہے کہ جہان سے اسے لایا ہے وہین پہونچا دے اُسنے کہا تو نادان ہے عورت ہے
اس سبب سے خائف ہوتی ہے اسوقت مین ماخوذ ہوتا جب اس جوان کا لباس دریا کنارہ اُتار لیتا اور اسکو
برہنہ چھوڑ دیتا اسمین ابھی جان باقی ہے علاج کرتا ہون اگر کوئی مستفسر حال ہوگا کہدونگا کہ درد انسانی کے سبب
سے مین اسے لے آیا ہون بدبختی اُسوقت ہوتی کہ مین اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دیتا اور لباس اُتار لیتا اگر
یہ جوان تندرست ہو جائیگا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تاجرین مین سے ہے ضرور میری رفاقت کا صلہ دیگا اور اگر ہلاک
ہو جائیگا تاہم نفع سے خالی نہین ہے یہ کہکے عرق گلاب چہرہ پر چھڑکا چند لمحہ کے بعد اسفندیار کو ہوش آیا آنکھ کھول کے
اپنے کو ایک مکان مین پایا حیرت سے مکان کو دیکھتا تھا اور اُس ماہی گیر کو دیکھتا تھا حارث ماہی گیر نے
کہا اے جوان تو کون ہے اور دریا مین کسطرح بہ آیا چونکہ اسفندیار مین طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کر
مین کہونگا اور اشارہ سے بھوک کی شکایت کی حارث نے بعجلت تمام مرغ خانگی کو ذبح کیا اور پکا کے
اُسکا شوربا پلایا اسفندیار مین طاقت آئی آہستہ کہا اے شخص مین تاجر پیشہ ہون ملک فرنگ سے کشتیون
پر مال لیے آتا تھا اتفاقاً طوفان شدید آیا سب کشتیان غرق ہوگئین مجھکو شناوری مین ملکہ حاصل تھا دو روز
تک شناوری کرتا رہا پھر مجھکو خبر نہین کہ کسطرح یہان تک پہونچا حارث ماہی گیر نے کہا مین ماہی گیر ہون
شکار ماہی کیواسطے گیا تھا تمکو دیکھ کے مین نے اپنے کام کو ترک کیا اور علاج کیواسطے یہان لے آیا اگرچہ میری
بی بی نے مجھکو ڈرایا کہ ایسا نہ ہو حاکم وقت مجھکو ملزم قرار دے مین نے اُسکے کہنے کیطرف مطلق اعتنا نہ کی اسفندیار
گیلانی نے کہا مین تیرا بکمال ممنون ہون اگرچہ ہنوز رشتہ حیات باقی تھا لیکن باری تعالے نے تجھکو میری
زندگی کا سبب کر دیا اب یہ بتا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اُسنے کہا اس ملک کو ماچین کہتے ہین اسلم خان
نام پسر مغفور بت پرست ہوگیا ہے خاقان چین سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتا ہے فی الحال اُسنے قسم کھائی ہے

کہ ہمیشہ کا قصہ بہتر نہین معلوم ہوتا ہی مقدمہ یکسو ہو جاے تو اچھا ہی جب تک ملک چین کا قصہ یکسو نہ کرونگا
آرام مجھپر حرام ہی نہین معلوم اس قصہ کا انجام کیا ہوگا اسفندیار خاموش ہو رہا دوسرے روز ماہی گیر نے کہا
ای جوان تو یہان توقف کر مین مچھلی کے شکار کو جاتا ہون یہ کہکے وہ اُسطرف گیا یہان اسفندیار کو خیال آیا کہ
بیٹھے بیٹھے دم گھبراتا ہی چل کے شہر کی سیر کرنا چاہیے کپڑے پہنے دروازہ کے باہر آیا بازار کی راہ لی جب چارسوق مین
پہونچا ایک غلغلہ عظیم دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی ایک راہ گیر سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی اُسنے کہا اس شور
و غل کا حال سُن کے کیا کروگے بسنو سرہنگ مصری نام امیر کا ایک عیار ہی اُسکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہی شہزادہ
بہت گھبرایا پوچھا اُس سرہنگ سے کوئی خطا عظیم سرزد ہوئی ہی جسکے عوض مین اُسکے قتل کے درپے ہین اُسنے کہا
مجھکو اسقدر معلوم ہی شہزادہ تلاش کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان سرہنگ عیار کو دار سے باندھ دیا ہی اور
ہر ایک شخص اُسکی نسبت کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی سرہنگ مصری دست و پا بستہ خاموش ہی
اسفندیار کو تاب تحمل نہ رہی آبدیدہ ہو کے تلوار میان سے کھینچ لی اور باواز بلند کہا او نالایقو اس جوان
سے کیا ایسی خطا سرزد ہوئی ہی جسکے عوض مین اس ذلت و مجبوری سے اسکو ہلاک کرنا چاہتے ہو لوگون نے جواب
دیا کہ تجھکو اس قصہ سے کیا بحث ہی ہمکو اختیار حاصل ہی جسطرح اور جس جرم پر چاہتے ہین اسکو ہلاک کرتے ہین
اسفندیار نے برق کیطرح چمک سرہنگ مصری کے پاس جاکے اُسکو دار سے کھول دیا اور کہا کون ہی ہمسے مقابلہ
کرنے والا آئے مقابل ہو ؎ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ اسفندیار کے گرد لوگ جمع
ہوگئے اور کہا تو کون ہی ہمارے حال سے متعرض ہوتا ہی شہزادہ نے اُنکی اس بات کا جواب نہ دیا چاہا کہ تلوار
سے کام لے سرہنگ مصری نے کہا ای شہزادہ والاقدر پیادہ جنگ و حرب کا ارادہ نہ کرنا مین مرکب بہم پہونچاتا
ہون یہ کہکے فوراً مرکب حاضر کیا اسفندیار مرکب پر سوار ہوا سرہنگ مصری جلو مین رہا مگر دونون مستعد پیکار
بعض لوگون کا مشورہ ہوا تھا کہ اس جوان کو گرفتار کر لیا جاوے مگر پھر یہ راے قرار پائی کہ اس جوان کا گرفتار کرنا
سہل نہین معلوم ہوتا ہی سخت کشت و خون کی نوبت آئے گی لہذا اول اسلم خان کو اس حال سے مطلع کردو
جیسا وہ حکم دے اُسکے موافق عمل کرنا چاہیے چنانچہ فوراً ہرکارہ اسلم کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی اسلم خان
اس خبر کو سنکے از سرتاپا غیظ و غضب ہو گیا اور یہ کہتا ہوا وہان سے اُٹھا کہ آخر وہ جوان کیا غرض رکھتا ہی جو خواہ
مخواہ ہمارے کام مین دخل دیتا ہی لوگون نے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا اسلم مرکب پر سوار ہو کے فوراً وہان پہونچا
دیکھا واقعی سرہنگ مصری عیار اور دوسرا ایک جوان وجیہہ ایک طرف استادہ ہین اور جنگ پر آمادہ ہین
تلوار کھینچ کے چاہا کہ اسفندیار پر وار کرے شہزادہ نے بچستی تمام اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینک
دی ہاتھ کو گرفت مین لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ مرکب سے زمین پر آیا شہزادہ اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور
کہا خیریت اسی مین ہی کہ دین اسلام کو قبول کر ورنہ اسطرح تجھکو ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی تیرے حال پر افسوس
کرینگے اسلم نے کہا ای جوان دین اسلام کے قبول سے تجھکو کیا فائدہ ہوگا اگر زرنقد کی فرمایش کرے تو مین موجود ہون
جو کچھ تیری خواہش ہوگی اُسے قبول کرونگا اسفندیار نے کہا ہمکو مال دنیا کی مطلق خواہش نہین ہی صرف رواج
مذہب اسلام مقصود ہی اسلم نے کہا اگر تیرا یہی مقصود ہی تو مجھے چند لمحہ کی مہلت دے تا کہ مین اپنے مشیرون سے
اس بارہ مین مشورہ کرلون اسفندیار نے کہا ع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ۔ جو کچھ تجھے منظور ہو
اُسے بیان کردے اسلم خان سونچا کہ اگر دین اسلام کو قبول نہ کرونگا جان بچنا محال ہی ناچار کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہوا ۔

فوج نے تعرض کرنا چاہا تھا اسفندیار نے کہا اپنی فوج کو بھی دین اسلام کی ہدایت کر اُسنے کہا مین دوسرے کے دل پر کیا اختیار رکھتا ہون اسفندیار نے کہا تو ان لوگون سے کہدے کہ دین اسلام اختیار کرو مین نے اسلام قبول کیا ہی اسفندیار نے بآواز بلند کہا ای اہالیان فوج آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی تم بھی اس مذہب کو اختیار کرو غرضکہ تمام فوج دائرہ اسلام مین داخل ہوئی شاہزادہ نے اسلم کو رہا کر دیا اسلم نے کہا ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو نے صرف زبانی اقرار پر مجھکو رہا کر دیا اب اگر مین تجھسے متعرض ہون پس تو کیا کر سکتا ہی شاہزادہ نے کہا دین اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اگر تو منحرف ہو جائیگا اُسکا تدارک کیا جاویگا اگر دین اسلام برحق ہی مین تجھ پر پھر غالب آؤنگا اسلم ہنسا شہزادہ سے مصافحہ کیا بارگاہ مین لایا اور کہا شہریار میرا خیال ایسا مہمل نہین ہی کہ کسی بات کا اقرار کرون اور پھر اس سے انکار کرون مجھے پیشتر سے دین اسلام کی حقیت کا خیال تھا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تھا اگر مجھے منظور نہوتا تو ہرگز اقرار نہ کرتا اگرچہ جان ضائع ہونے کا موقع تھا بعدہ سرداران فوج حاضر ہوے نذرین پیش کین اسفندیار نہایت شفقت سے پیش آیا تالیف قلوب کیواسطے بہت کچھ پند و نصایح کی سرہنگ کیطرف متوجہ ہوا اس گرفتاری کا حال پوچھا اُسنے کہا شہریار آج شاہ سعد نے مجھسے فرمایا کہ امیر کو پرویز نے عقابین پر کھینچ دیا ہی اور سنا ہی کہ حلمال نے بار دیگر ترکستان سے خروج کیا ہی ملک حطا کو مسخر کر لیا تو جا اس خبر کو صحیح دریافت کر لا مین فوراً اس کام کیواسطے روانہ ہوا جب اس شہر مین پہونچا شدت گرسنگی سے میرا حال غیر ہونا شروع ہوا نان پز کی دوکان پر گیا اُس سے کھانا لیا بسم اللہ کہکے کھانا شروع کیا نان بائی نے میری صورت دیکھی مین نے بھی اُسکی صورت دیکھی نان بائی نے کہا کیا تمنے کہا مین نے جواب دیا ہم مسلمانون مین دستور ہی کہ ہر ایک کام بسم اللہ کہکے شروع کرتے ہین کہ برکت ہوتی ہی اُسنے کہا یہ کوئی افسون ہی جس سے میرے آگے کی روٹیان تمہارے آگے اُڑ خود پہونچ جائین گی یا چار روٹیون کی آٹھ ہو جائین گی مین نے کہا تجھے کیا بحث ہی ہم جو کچھ چاہتے ہین کہتے ہین نان پز نے سکوت کیا دوکان سے اُترا ایک طرف چلا گیا کوتوال کے پاس پہونچا اور کہا آج میری دوکان پر ایک خدا پرست آیا ہی مجھے اسطرح دریافت ہوا کہ جب کھانا کھانا شروع کیا بسم اللہ کہا مین نے پوچھا یہ کیا کہا اُسنے کہا ہم مسلمانون مین ہر کام کے شروع مین بسم اللہ کہتے ہین کوتوال نے چند نفر کو اپنے ہمراہ لیا وہان سے روانہ ہوا مین یہان ہنوز کھانا کھا رہا تھا ایک دوکان کا ملازم میرے قریب آیا اور آہستہ کہا ای جوان تو نے غضب کیا کہ یہان اپنے کو مسلمان ہونا ظاہر کیا عنقریب تو گرفتار ہو جائیگا کچھ عجب نہین جو مالک دوکان کوتوال کو اطلاع دینے گیا ہو یہان ہر متنفس مسلمان کا دشمن جان ہی اُسنے جو دو چار کلمے خیرخواہی کے کہے مین نے کہا مہربان پھر کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا مین کیا بتاؤن مین بنظر رحمدلی مطلع کیا مین نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن پھر بھی کچھ تو بتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال مجمع کثیر کو ساتھ لیے آ پہونچا مجھکو گرفتار کرنا چاہا مین تلوار لیکے اُن کی طرف جھپٹا دو چار کو جان سے مارا پانچ سات زخمی ہوے آخرالامر مین گرفتار کر لیا گیا اور مین گرفتار ہرگز نہ ہوتا کمندون کے حلقے کثرت سے میرے اوپر پھینکے گئے جن مین بالکل پیچیدہ ہو گیا وہ سب مجھکو کوتوالی لے گئے اسلم کو خبر ہوئی مجھکو بلایا اور کہا اگر تو بت پرستی اختیار کرے تو رہا کر دیا جاوے مین نے کہا بت پرستی تجھکو نصیب مین ایمان کے مقابلہ مین جان کو کچھ نہین سمجھتا اسلم نے حکم قتل دیا سامان قتل ہو رہا تھا کہ تم ایسے شجاع زمانہ پہونچے اور ہلاکت سے نجات بخشی یہان یہ قصہ بیان ہو رہا تھا کہ خواجہ پہونچا

اسفندیار خواجہ کو دیکھ کے اٹھ کھڑا ہوا خواجہ سے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے تمام کیفیت بالتصریح
بیان کی اور سرہنگ سے کہا کچھ تم بیان کرو اُسنے بھی تمام حال بیان کیا خواجہ عمر ثانی نے جیب سے خط
سعد شہریار کا نکالا اسفندیار کو دیا اسفندیار نے ملفوفہ کھولا خط کو پڑھا زانو پر دست تاسف مارا خواجہ
عمر ثانی نے کہا شہریار کا اب کیا ارادہ ہی اسفندیار نے کہا کیا پوچھتے ہو بجز اسکے اور کیا ارادہ ہو سکتا ہی
کہ جناب حمزۂ ثانی کی کمک کو پہونچون آج تو نہین کل انشاء اللہ کوچ کرونگا خواجہ نے کہا اب میرا کیا کام رخصت
ہوتا ہون اسفندیار نے کہا خدا حافظ خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔ پھر ماہی گیر کا حال سنیے کہ جب وہ
شکار ماہی سے فارغ ہو کے گھر مین آیا اسفندیار کو نہ پایا بی بی سے پوچھا وہ جوان کہان گیا اُسنے کہا تیرے
جانے کے بعد تھوڑی دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا میرا دم گھبراتا ہی شہر کی سیر کرنے جاتا ہون مین نے
کہا کہ صاحب خانہ آلے تو جا اُسنے کہا صاحب خانہ کی موجودگی کی کچھ ضرورت نہین ہی اُوسے تو کہدینا مین
تھوڑی دیر کے بعد واپس آونگا مین خاموش ہو رہی وہ چلا گیا اسوقت تک نہین آیا ماہی گیر خاموش
ہو رہا مگر دل مین کہتا تھا کہ خواہ مخواہ مین نے اپنا نقصان کیا وہ جوان چلا گیا ایک روز ماہی گیر کو مچھلیان
کثرت سے دستیاب ہوئین تھین چند مچھلیان لیکے سلیم کو نذر دینے آیا دیکھا کہ وہی جوان جسکو دریا
سے لایا تھا یہان سب سے مقدم بیٹھا ہی حیرت ہوئی کہ یہ جوان اپنے کو سوداگر کہتا تھا لوگون سے
پوچھا یہ جوان کون ہی اُنھون نے کہا یہ فرزند حمزۂ والاقدر ہی یہ صفت اُنھین کی اولاد مین ہی کہ تنہا ملک
ماچین کر لے لیا اور تمام فوج کو مع سلیم مسلمان کیا پھر ماہی گیر اسفندیار کے روبرو حاضر ہوا بکمال ادب
سلام کیا اسفندیار نے جواب سلام دیا اور کہا ای شخص تو نے مجھپر بڑا احسان کیا یہ کہکے ایک ہزار تومان
اُسکو دے اور کہا یہ عوض اُس احسان کا ہی جو تو نے مجھپر کیا ماہی گیر نے دوسری مرتبہ تسلیم عرض کی اور
وہ صرہ تومان لیکے اپنے گھر واپس گیا دوسرے روز اسفندیار نے سرزمین خلور کی جانب کوچ کیا عمر ثانی
جابجا سعد شہریار کے نامہ پہونچاتا ہوا خاور کیجانب چلا تھا اثنای راہ مین ایک پہاڑ ملا اُسکے درہ مین
سے راستہ تھا جیسے درہ مین پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا ہوا بین بجا رہا ہی اور اس لطف سے بجا رہا ہی کہ تمام
جانوران صحرائے دور دور ہر چہار جانب بیٹھے سن رہی ہین عمر ثانی قریب اُس پیر درویش صورت کے
گیا اور کہا تم کون ہو جو پہاڑ کے درہ مین تنہا بیٹھے باجا بجا رہی ہو اگر کوئی درندہ آجائے تو کیا ہو اُسنے عمر ثانی کو
از سر تا پا دیکھا اور کہا تمکو میرے فعل سے کیا کام ہی جس طرف سے آئے ہو چلے جاؤ اہل دنیا سے مجھکو سخت
نفرت ہی اُن کی صحبت سے متنفر ہو کے مین یہان بیٹھا ہون تم لوگ یہان بھی مجھکو نہین بیٹھنے دیتے
یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور جانیکا قصد کیا عمر ثانی نے کہا ای بزرگ مین یہان تمھارے حال سے
متعرض ہونے نہین آیا ہون بلکہ اتفاقاً میرا اس طرف گذر ہو گیا تمکو یہان بیٹھا دیکھا مجھپر کرم فرماؤ
تھکا زیادہ ہون اپنا باجا بجاؤ مجھے بھی سناؤ اس درویش صورت نے کہا مین ڈھاڑھی نہین
ہون کہ ہر وارد و صادر کے روبرو باجا بجاؤن اپنا دل خوش کرنے کو بجاتا ہون۔ راوی کہتا ہی کہ
پرویز نے اپنے ہفتہ عیار جابجا بھیجے تھے اور اُن پر تاکید کی تھی کہ عمر ثانی عیار حمزہ جابجا نامے پہونچاتا
گیا ہی جہان ملجائے اُسے گرفتار کر لینا چنانچہ ایک عیار باین عیاری یہان بھی آکے بیٹھا تھا اُس
مقام پر کمند کے حلقے خاک مین چھپا دیئے تھے غرضکہ جب عمر ثانی نے منت و سماجت کے ساتھ اصرار

زیادہ کیا اُس عیار درویش صورت نے کہا ای شخص تو تو گانے بجانے کا زیادہ شائق معلوم ہوتا ہو اگر چند
لحمہ یہان توقف کرے تو مین باجا سُناؤن ہر چند کہ مین کسی بازاری آدمی کے روبرو باجا بجانا خلاف سمجہتا ہون
عمر ثانی نے کہا یہ تمہاری مہربانی ہو لیکن یہ سمجھ لو کہ مجھکو بہت کم فرصت ہو درویش مصنوعی نے کہا کیا
ضروری کام ہو جسکے واسطے جاتا ہو عمر ثانی نے حمزۂ ثانی کا عقابین پر کھینچا جانا بالتفصیل بیان کیا اور کہا کہ مین حمزۂ والا
کا عیار ہون درویش مصنوعی نے مصافحہ کیا اور کہا خواجہ عمر تم ہی ہو مین مدت سے تمہارا نام سنتا
تھا مگر ملاقات کی نوبت نہ آئی بارے زہے نصیب میرے کہ تجسے آج نیاز حاصل ہوا خواجہ وہان
بیٹھ گیا درویش مصنوعی خواجہ کو وہان بٹھا کر علیحدہ گیا اور حقہ عیاری تیار کرکے چلا آیا باجا اُٹھایا بکمال لطف
یہ غزل بجانا شروع کی ❊ آنسوؤن مین ہو یہ نقشہ اپنے جسم زار کا ❊ بن گیا ہو صاف ڈورا موتیون کے ہار کا ❊
ہو مناسب کیا ہی کچھ ہونا تری رفتار کا ❊ پاؤن مین ای جان جوتا بھی ہو ٹیڑھی تار کا ❊ گھر سے باہر میرے رشک
ماہ کو آنے تو دو ❊ چاندنی پر شبہ ہوگا سایۂ دیوار کا ❊ قیس کوئی مانتا ہو رعب آواز جرس ❊ سُننے والا ہو میری
زنجیر کی جھنکار کا ❊ مثل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین خود فروش ❊ قند والون مین ہو عالم مصر کے بازار کا ❊
تیری مسجد مین بہک کر آرہے ہم مے پرست ❊ زاہدا رستا بتا دے خانۂ خمار کا ❊ خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ
ظالم ایک ہو ❊ ہاتھ اُٹھانا پاؤن سے پامال کرنا خار کا ❊ برگ گل کو دیکھکر کہتے ہین ہم ای عندلیب ❊ یہ پیوٹا ہو
ہمارے دیدۂ خونبار کا ❊ سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر ❊ کعبہ عاشق ہو مقرر ابروے خمدار کا ❊ زخم
دامن دار کا خلعت کیا مجھکو عطا ❊ میرے سر پر چاہیے طرہ تری تلوار کا ❊ یہ مثل سچ ہو جو جاگے گا وہ پاویگا
والا ❊ بخت بیدار آشنا ہو دیدۂ بیدار کا ❊ اس غزل کو اس عنوان سے اُسنے گایا اور باجے کو اُسکے ساتھ بجایا
کہ عمر ثانی بہت محظوظ ہوا کہا ای پیرمرد اس فن مین تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا واقعی مجھکو تیرے اس کمال کی
خبر نہ تھی یہ سُنکے وہ درویش مصنوعی آبدیدہ ہوا باجے کو اُٹھا کے پٹک دیا اور کہا افسوس تُنے مجھکو بڑا صدمہ
دیا عمر ثانی نے کہا صدمہ کی کیا بات ہو درویش مصنوعی نے کہا صدمہ کی یہ بات ہو کہ تُمنے میرے باجے اور
اور گانے کی تعریف کی مجھکو خیال اسوقت یہ پیدا ہوا کہ کاش مین فن جنگ و حرب مین کمال رکھتا ہوتا کہ
اسوقت جناب حمزۂ والاقدر کی رہائی کی کچھ تدبیر کرتا کچھ نہین مین نے بالکل اپنی عمر ضائع کی اور اس فن مین
جو کمال مجھکو حاصل ہو اُسکا حال کیا پوچھتے ہو یہ باجا جو تمہارے سامنے رکھا ہو بالکل شکستہ ہو ہرگز بجانے
کے قابل نہین ہو مگر مین اسکو بجاتا ہون اگر تمکو نہین یقین ہو دیکھ لو یہ کہکے باجا عمر ثانی کے روبرو رکھدیا
عمر ثانی نے کہا بے شک باجا ٹیرا تا ہو یہ فقط کمال کی بات ہو کہ باوجود شکستہ ہونے کے اس لطف سے بجایا
درویش مصنوعی نے کہا ای خواجہ میرے کہنے پر اکتفا نہ کرو تم دیکھو کسقدر یہ باجا شکستہ ہو اُسکے اصرار سے خواجہ
نے باجا اُٹھا دیکھنے لگا خواجہ اُسطرف مصروف ہوا درویش مصنوعی نے کھڑے ہوکے بقوت تمام
اُس حقہ عیاری کو باجے پر دے مارا فوراً اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور خواجہ عمر ثانی کے دماغ مین
اُتر کر گیا لڑکھڑاتے ہوے زبان سے خواجہ نے صرف اسقدر تو کہا کہ افسوس بڑا دھوکا کھایا بیہوش
نہ رہا اُس عیار مکار نے حلقہاے کمند سے خواجہ کو مضبوط باندھا اور لے چلا خیزا خیز دو منزلہ راہ طی کرتا چلا جاتا تھا
شب کا وقت تھا سامنے معلوم ہوا کوئی چلا آتا ہو آواز دی تو کون ہو اُس راہ رو نے کہا مین تو جو کوئی ہون
وہ ہون لیکن تو کہہ کہان سے آتا ہو اور کہان جاتا ہو اور یہ تیری پشت پر پشتارہ کیسا ہو اُسنے کہا مین ہرگز نہین

بتاؤن گا جب تک تو اپنا نام و نشان نہین بتائیگا واضح ہو کہ یہ سرہنگ عیار ہی ضرورت سے کہین گیا
تھا پشتارہ دیکھ کے اُسکو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کوئی عیار لشکر کفار ہی کسی خداپرست کو باندھے لیے جاتا
ہی قریب جاکے کہا ہمارے سامنے اس پشتارہ کو کھول دیکھین اس مین کیا ہی اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا
اور سرہنگ سے مقابلہ کو آمادہ ہو گیا تا دیر خنجر سے رد و بدل رہی آخر سرہنگ نے ضرب خنجر سے اُسے ہلاک
کیا پشتارہ کو کھولا دیکھا عمر ثانی بیہوش ہی فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا خواجہ نے تعجب سے پوچھا تمکہان
سرہنگ نے حقیقت بیان کی اور کہا تمکو اس موذی نے کیونکر گرفتار کیا خواجہ نے اپنی کیفیت بیان کی
اور کہا بارے خیریت ہوئی کہ تم پہونچ گئے ورنہ اس موذی نے مجھکو گرفتار ہی کر لیا تھا جو حالت جناب
حمزۂ والاقدر کی ہوئی اُسی حال مین مین بھی مبتلا ہوتا سرہنگ نے کہا ای خواجہ مجھکو کمال تعجب ہی کہ تم
ایسے عیار طرار و ہوشیار اس موذی کے فریب مین آگئے اب مین رخصت ہوتا ہون مگر آیندہ ہوشیار
رہنا یہ کہکے رخصت ہو گیا خواجہ عمر ثانی خاور مین پہونچا گیارھوین روز لشکر اسلام مین داخل ہوا یکشنبہ کو روانہ
ہوا تھا چہارشنبہ کو داخل لشکر ہوا سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ عالی جاہ مین مع یاران
ہمراہی بیٹھا ہوا حمزۂ ثانی کی عقابین پر کھینچے جانے کا حال بیان کر رہا تھا یکایک صدائے زنگ عمر دیر
وفا شعار کے گوش زد ہوئی سب حیران ہوئے کہ یہ آواز کیسی ہی یکایک دیکھا کہ عمر ثانی بارگاہ مین
داخل ہوا موقف عرض مین استادہ ہو کے پہلے آداب شاہی بجالایا بعدہ عرض کیا کہ ای مبارک
پی شہنشاہیکہ حاصل میکنند ✤ اختران آسمان از طلعتت نیک اختری ✤ یہ خادم دیرینہ بعد تعمیل احکام
والا حاضر خدمت ہی اب جو کچھ حکم صادر ہو بسر و چشم اُسے بجالائے تمام حاضرین دربار خواجہ عمر کے گرد جمع
ہو گئے اور اُسکی اس کارروائی کی کمال تعریف کی کہا واقعی کارے کردی گیارہ روز مین تمام روے
زمین کو طے کرنا اور جابجا سلاطین کو شاہی حکمنامہ پہونچانا خواجہ ہی کا کام تھا عمر ثانی نے جو کچھ دیکھا اور جو
کچھ عمل مین لایا تھا بالتفصیل بیان کیا شاہ سعد بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر
کلاہ کا حال پوچھا عمر ثانی نے شہزادہ بدیع الملک کے حال کو بھی از اول تا آخر بیان کیا اور عرض کی کہ حضور
نے اسوقت تک کیا کام کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا ای خواجہ خواجگان روزگار تہ وپین ثانی بیمار ہو گیا تھا
اس سبب سے تمام کام ملتوی رہے حالانکہ مین غافل نہ تھا تاہم جو کارروائی ہونا چاہیے وہ نہ ہوسکی عمر ثانی
نے ہر ایک مقام کی کیفیت بطور حکایت بیان کی کفار کے جاسوس حاضر تھے یہ خبر ہیر و ویزاور جہلک
بن مردک اور غشّش بن نجتک کو پہونچائی کہ عمر ثانی عیار حمزہ تمام ممالک مین نامے پہونچا کے واپس آیا ہی
اور تہ وپین ثانی بیمار ہی سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے رائے اس بات پر قرار پائی کہ کار امروز بفردا
نباید گذاشت ۔ یہ وقت بہت مناسب ہی تاخیر سبب خرابی کا ہوگا طبل جنگ بجوانا چاہیے کیا عجب ہی اگر اسی
حالت مین ہماری فتح ہو جاے اور مسلمان پسپا ہون چنانچہ شب کو طبل جنگ پر چوب پڑی اس طرف سعد
شہریار نے بھی اپنے لشکر فتح پیکر مین نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا ✤ دہل زن دہل زد بہ تحسین او ✤ بہین دین او
دین او دین او ✤ تمام شب دونون لشکر دن مین جنگ کی تیاری رہی ✤ روز دیگر کہین جہان پر غرور ربافت
از سر چشمۂ خورشید نور ✤ دونون کی فوجین میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئین جنگی باجے بجے
چاوشان لشکر اہل فوج کے دل بڑھانے کے لیے اشعار عبرت خیز پڑھنے لگے سعد شہریار نے مرکب طلب کیا

مسلح و کمل ہو کے کفار سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا سرداران فوج اسلام سعد شہریار کی خدمت مین حاضر ہوئے عرض کی خداوندیہ کیا کرتے ہین یہ موقع نہین ہی فوج اسلام کے دلون کا جو حال ہی سب پر روشن ہی حمزہ والا قدر کفار کی قید مین مبتلا ہین جناب دوسردار و زمانہ کی نیرنگیان سب کے پیش نظر ہین اگر خدانخواستہ نوع دیگر پیش آیا بس یہ سمجھنا چاہیے کہ قیامت برپا ہوگئی پھر کوئی کارروائی کام نہ آئے گی فوج ایک لمحہ قیام نہ کرسکے گی آخر ہم جان نثار کس دن کیواسطے نمک خواری کا دعوے کرتے ہین مرد ہین عورت نہین ہین کہ اپنے قول پر قایم نہ رہین جو کچھ عرض کرین گے اگر جان بھی جائیگی تو بھی انحراف نہ کرینگے اور سے آنچا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + یہی گو یہی میدان ہی فوج مخالف پر ایسی تلوارین مارین گے کہ اُن کے حواس باختہ ہو جائینگے خواجہ عمر ثانی حاضر تھا شاہ سعد نے فرمایا خواجہ ہمکو بہت افسوس اس بات کا ہی کہ حمزہ ثانی گرفتار بلا ہون اور کسی سے ایسی کارروائی نہ ہوئی کہ اُن کی رہائی کی صورت نکلتی خواجہ نے دست بستہ عرض کیا شہریار بکر دگار یہ خادم غافل نہین ہی شب کو اسی فکر مین گیا تھا کہ موقع ملے تو اسیر والا قدر کو رہا کر لائے مگر افسوس یہ ہی کہ معلوم ہوتا ہی ابھی رہائی کا وقت نہین آیا جو مجھکو موقع نہ ملا شاہ سعد نے فرمایا خواجہ اگر شب کو فکر مین گئے تھے اور قسم کی ضرورت نہین ہی مجھکو یقین ہی مگر مین اُسیوقت اُس شخص کو خیر خواہ اور کارگذار سمجھونگا جب کام حسب مراد بن جائیگا اور ستو مین نے منجمون سے بھی اس بارہ مین سوال کیا تھا اُنھون نے اپنے قاعدہ سے یہ بیان کیا کہ امیر حمزہ ثانی کی رہائی خاص شہزادہ بدیع الملک کی کد و کوشش پر موقوف ہی اب بتاؤ کہ اگر منجمین کا حکم صحیح ہی تو کیا چارہ ہی تم لوگون کے جان دینے سے کیا فائدہ عبث اپنے کو بلا مین مبتلا کرتے ہو عمر ثانی نے عرض کی یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن کیا چارہ ہی شہزادہ بدیع الملک موجود نہین کہ وہ کد و کوشش کرین ہمارے امکان مین جو کچھ ہی اُس سے چشم پوشی کسطرح کر سکتے ہین اگر ہماری جان اسی بہانہ سے ضائع ہونیوالی ہی تو مجبوری ہی یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان کرشعست بدبخت میدان مصاف مین نعرہ مار رہا تھا کہ اہو خدا اسے نادیدہ کے بندگی کرنے والو کیون دیر کرتے ہو یا ثبت جزرگ کی بندگی اختیار کرو یا کوئی شیر مرد مقابل بھیجو تاکہ وہ اپنے خدا کی قدرت کا تماشا دکھائے سعد شہریار اُسکے نعرہ کوسن کے بار بار میدان مین جانا چاہتا تھا اور سرداران لشکر مانع ہوتے تھے اور آپس مین ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا یہ وجہ تاخیر کی تھی دفعتاً ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی دونون طرف کی فوج اُس گرد کیجانب متوجہ ہوئی کفار کہتے تھے ہمارے واسطے کمک آئی ہی اہل اسلام اپنی مدد کی امید مین تھے جب دامن گرد چاک ایک سو علم نمودار ہوئے ہر ایک علمدار کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا اسب کے آگے نقابدار پلنگ پوش مرکب برق کردار صبا رفتار پر سوار آیا کرشعست کے روبرو جاکے کہا او بے حیا پلید یہ کیا بکتا ہی تیری کیا قسمت ہی کہ ہمارے خدائے بزرگ کے کرشمہ کو دیکھ سکے گا سے بادشاہ پادشاہان جان نگار انس و جان ملک ناشش بر زبان از آب حیوان خوشتر ست + اب دیر نہ کرسے بیار انچہ داری زمردی نشان + کمان کیانے و گرز گران + کرشعست قریب آیا اور کہا او نقابدار اپنے نقاب کو دور کرکے مجھسے مقابلہ کر ایسا نہو کہ تجھکو زخم پہونچے اور تو عذر کرے کہ مین نے دیکھا نہ تھا نقابدار پلنگ پوش نے مرکب کو مہمیز کی اور قریب جاکے او قرمساق کہکے ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ اگر وہ ضرب پہاڑ پر پڑتی شق ہو جاتا مگر وہ ملعون بھی فن

سپہگری مین کامل تھا اُس ضرب کو سپر پر روکا سپر دو حصہ ہو گئی اُس کو زمین پر پھینک دیا نقابدار نے
اسقدر بھی مہلت نہ دی کہ وہ دوسری سپر لے دوسری ضرب بھی اُسی قوت سے لگائی اس مرتبہ اُسکے پاس
کوئی پناہ نہ تھی وہ تلوار سر جس کو چاک کرتی ہوئی صدر مین پہونچی اور صدر کو چاک کرتی ہوئی مرکب
زین پر پہونچی کر شست دو حصہ ہوکے زمین پر گرا کفار نے پورش کی لشکر اسلام نے قدم بڑھایا
نقابدار نے آواز دی کہ اے اہل اسلام تمھارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی ہم ان کفار سے
سمجھ لیتے ہین اور فوج کفار پر حملہ آور ہوا آن چند نفر مع نقابدار نے اسقدر تلوارین مارین کہ فوج کفار
کے حواس باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فراری ہون اور پرویز ملعون گرفتار ہو جائے دفعتاً پھر تتق گرد
نمایان ہوا اہل اسلام سمجھے ہماری کمک کیواسطے اور کوئی آتا ہی فوج کو بھی ایسا ہی گمان ہوا جب وہ
تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ صلصال پانچ ہزار سواران مسلح و مکمل ہمراہ لیے خیزا خیز چلا آتا ہی اسنے آتے
ہی تلوارین میانون سے کھینچ کے حملہ کیا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اس مرتبہ خدا پرستون کی جان
کے لالے پڑے خدا سے لو لگائے ہوئے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھائین پھر گرد نمایان ہوئی
اس مرتبہ اسفندیار گیلانی فوج و لشکر لیے ہوئے پہونچا اور مسلمانون کا رنگ دگرگون دیکھ کے پکارا کہ اے
خدائے واحد و لاشریک کے بندگی کرنے والو گھبرانا نہین مین آن موذیون کا سرکوب آپہونچا دیکھون یہ
مکار میرے ہاتھ سے کہان جان بچا لیجاتے ہین کیا ترک و تازہ دکھاتے ہین مجھکو خوب معلوم ہی کہ ان کفار نے
بہت سر اُٹھایا ہی خدا پرستون کو ستایا ہی مجھکو اگر پیشتر سے اس بات کی اطلاع ہوتی تو ان سب کو فی النار کر چکا
ہوتا سبب تاخیر لاعلمی تھی اور آتے ہی آمادہ پیکار ہوا وہ جنگ کا بازار گرم ہوا کہ پناہ بخدا گرد گار ایک
دوسرے کی خبر نہ تھی تکبیر و ہرن کی صدا ایسی بلند تھی کہ آسمان پر جاتی تھی ساکنان آسمان روے زمین کے
مسلمانون کے جہاد کو دیکھتے تھے اُن کی کد و کوشش پر تحسین و آفرین کرتے تھے اسلام کی فتحمندی کی دُعا
مانگتے تھے کفار پر تین حرف کہتے تھے اور بد دعا دیتے تھے تا شام یہی ہنگامہ کشت و خون گرم رہا کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار تھے جس طرف نظر جاتی تھی خون کا دریا جاری تھا تاریکی شب سے مجبوری
تھی تاہم مسلمانون نے ہمت نہ ہاری اندھیرے مین بھی اُسی طرح ہمت کی کمر کو مضبوط باندھے رہے تاریکی
کفر نے کفار کی عقلون پر پردہ ڈال دیا تھا ادھر تاریکی شب نے انھین اندھا بنایا مجبور ہو گئے طبل بازگشت
بجایا چونکہ قاعدہ ہی کہ طبل بازگشت سے افواج طرفین حرب و ضرب سے ہاتھ روک لیتے ہی سبھون نے تلوارون
کو غلاف مین بند کیا گھوڑون کی باگین موڑین اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے صلصال بدمال کی گرمی
جدال و قتال کے وقت یکایک پہونچ جانے سے کفار بہت خوش ہوئے تھے جنگ ملتوی ہونے کے بعد
اُسکو بارگاہ نکبت پناہ مین لے گئے تعظیم و تکریم سے پیش آئے اُسکی جرأت و دلاوری کی بہت
تعریف کی واہ واہ کی آواز بلند ہوئی اُسکے نازل ہونے کی خوشی مین شادی کی نوبت بجوائی اور دفعتہ
دعوت ملوکانہ کی پرویز سے خوش ہوکے آس سے باتین کین اُس کی بزرگی کا اقبال کیا اور کہا
تم ہمارے باپ کی جگہ ہو ہمین اپنا مطیع فرمان سمجھو ہمارے بزرگ ہمیشہ تمھارے خاندان کی تعریف
کرتے رہے وہی عزت اب تک ہم سب کی نظر مین ہی ہم ہرگز اُس خوشی کو لفظون کے ذریعہ سے
تمھارے روبرو ظاہر نہین کر سکتے جو ہمکو تمھارے ورود سے حاصل ہوئی ہے سواے آمدنت باعث آبادی ما

بعدہ میخواری کا سامان آنا شروع ہوا صراحی مرصع سے جام بلورین مملو کیا گیا صلصال کے روبرو آیا
صلصال نے پرویز کی جانب دیکھا اور کہا یہ کیا امیر لشکر سے ابتدا ہونا چاہیے پرویز نے کہا ای پدر
اب امیر لشکر تم ہی ہو نوش فرماؤ ہم سب کو عزت بخشو اب تم ہم سب کو اپنا تابع فرمان سمجھو کسیطرح
مغائرت کو دل مین جگہ نہ دو تکلف کو برطرف کر دو اس مین سراسر تکلیف ہی صلصال نے خوش ہو کے
وہ جام پی لیا بعدہ اور حاضرین کو ایک ایک جام شراب تقسیم ہوئے ارباب نشاط کو حکم ہوا فوراً
حاضر ہوئے ناچ گانا شروع ہوا یہ غزل گائی سے کیونکر ترے آگے نہ جھکے حور کی گردن + بجلی کی کمر شعلے
کا تنہ نور کی گردن + مستی مین جو گستاخ ہوا قتل ہوا مین + ہی خون میرا بادہ انگور کی گردن + قربان تیری
آنکھون پہ ہی دیدۂ ساغر + گردن پہ فدا شیشۂ بلور کی گردن + شیشہ مین نہین بادہ گلرنگ بھرا ہی + یہ
گردن مینا نہین ہی حور کی گردن + گردن کشی اس نشۂ فانی مین بڑی ہی + شیشہ کی بھی ہم مستون نے اب
توڑ دی گردن + قربان ہون تجھیر نہین کرتا مجھے کیون قتل + مشتاق ہی کیسی دم ساطور کی گردن + سر پھوڑ کے
سودائی نے کیا مفت مین دی جان + تھی کاٹنی فرہاد کو شاپور کی گردن + واعظ رگ گردن جو دکھائے تو
نہ ڈرنا + کچھ کم نہین مطرب تیری طنبور کی گردن + پروانہ کا خون شمع پہ ثابت ہی وگرنہ + کٹتی ہی کہان شمع
سر طور کی گردن + یہ گیسوے مشکین وہ بھلا لائے کہان سے + پائی ہی اگر شمع نے کافور کی گردن + منظور اگر
گردن ہو لی زنجیر طلائی + ایسی ہی شہری بت مغرور کی گردن + سب خلق کا خون تیری ہی گردن پہ ہو ساقی
یہ بوجھ اٹھاتی نہین مزدور کی گردن + سے خم اتنی صراحی کی ہی گردن تو عجب کیا + ہم رندون کے آگے جھکے
فغفور کی گردن + اس طرف کا یہ ذکر تھا اب اس طرف کا حال خیریت مال سنیے کہ بعد انتقام سنگ اقتال
سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام ظفر انجام اسفندیار گیلانی کو بارگاہ سلیمانی مین لائے تعظیم و تکریم سے پیش آئے
وقت پر پہونچنے کا شکریہ ادا کیا اور کہا واقعی اگر اسوقت نہ پہونچتے تو بڑا غضب ہو جاتا مجھکو کمال تردد
لاحق ہو گیا تھا اسکو آسمانی مدد کہتے ہین خداوند نے اپنا بڑا فضل کیا ورنہ نہین معلوم لشکر اسلام کس نوبت
کو پہونچتا بعد اس گفت و شنید کے دسترخوان بچھا انواع اقسام کا کھانا چنا گیا سعد شہریار نے مع اسفندیار
گیلانی و دیگر سرداران کھانا کھایا بعدہ پھر گفت و شنید کا ہنگامہ گرم ہوا شب کو عمرو ثانی شہریار کی خدمت مین حاضر ہوا
سعد شہریار نے کہا ای خواجہ خواجگان سرخیل عیاران جہان اس وقت تم کس ارادہ سے آئے ہو آیا
کوئی خبر تازہ لائے ہو یا کسی اور کام کو آے ہو خواجہ نے عرض کی سے الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ
یار بادا + ای سلطان السلاطین و اے صدر نشین مجلس خواقین یہ خدمت گذار جان نثار کھانے سے
فارغ ہو کے بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً خیال آیا کہ معلوم نہین کفار بدکردار نے جناب حمزہ والاقدر
کو کھانا کھلایا ہی یا نہین ہم ایسے خدمت گذار تو سیر و سیراب ہو کے بستر استراحت پر دراز ہون اور
حمزہ ثانی ایسا ذیعزت قید کفار مین مبتلا ہو سے تف دہر پر اور خاک ہی دنیا سے دغا پیشہ + سعد شہریار نے
فرمایا خواجہ مرضی باری مین کسی کا کیا دخل ہی ہر چند کہ ہم کو بھی سخت ملال ہی لیکن کیا چارہ ہی خواجہ نے کہا
بندہ کو اجازت مرحمت ہو تا کہ امیر والا توقیر کو دیکھنے جاؤن اور کیفیت دریافت کرون کہ اس قید
مصیبت مین کیا گذری سعد شہریار نے کہا مین مانع نہین لیکن صرف اسقدر خیال ہی کہ وہان۔ ظاہر قاق
ہشام بن زرد ھنگ حبشی۔ تاجر۔ ایسے بیشتر عیاران فوج کفار جمع ہین مبادا تم وہان گئے اور ان بدبختون

کے ہاتھ سے کسی بلا مین مبتلا ہوگئے تو کیا ہوگا بتائو علے ہذا میری ہرگز راے نہین ہو کہ تم وہان جانے کا ارادہ
کرو خواجہ نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس مین کچھ شک و شبہہ نہین لیکن میرا دل نہین مانتا خداوند عالم
پر بھروسہ کرکے جاتا ہون اگر میری قسمت مین کفارہ کی قید مین مبتلا ہو جانا ہو تو مجبوری ہو وہان جاؤنگا
نہین کوئی سبب گرفتاری پیدا ہوجائے گا سعد شہریار نے کہا تمکو اختیار ہو خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔

اب کچھ حال فتحمندی مال شہنشاہ گوہر کلاہ بن شہزادہ بدیع الملک مسطور ہوتا ہو نیز شکست کرنا طلسم سیماب کا بفضل خداے قادر و توانا

منقلب الشر دلایہ کارخانہ ہوگیا ✤ بار ہا بام فلک بھی آشیانہ ہوگیا ✤ اس سے بہتر ہو کہین عریان پھرانا اے جنون ✤ جامۂ
ہستی نہایت اب پُرانا ہوگیا ✤ مر رہا تھا آپ مین ناحق ہوا بدنام تو ✤ اونگھتے کو ٹھیلنے کا اک بہانہ ہوگیا ✤ ہو
بجاے شعلۂ آواز شعلہ طور کا ✤ لن ترانی اُس معنی کا ترانہ ہوگیا ✤ ڈر گیا ہے مجھکو آتے ہی کیا وہ شہسوار ✤ رسمِ
نظارہ گویا تازیانہ ہوگیا ✤ گر گئے گلبن چمن مین رشک سے تیرے حضور ✤ اب زرِ گل صاف قارون کا خزانہ ہوگیا
بنگیا بدر کھل کر رشک سے مثل ہلال ✤ خوشۂ پروین بھی تیرے آگے دانا ہوگیا ✤ کہتے ہین دیوانگی جسکو
وہ ہو فرزانگی ✤ ہوگیا بہلول دیوانہ تو دانا ہوگیا ✤ زلف پیچان کا تصور اس قدر رہنے لگا ✤ خانۂ دل اندنون
زنجیر خانا ہوگیا ✤ حاجت سبحہ نہین دل مین تجھے کرتا ہون یاد ✤ کیا کرون سودا نے کافی ایک دانا ہوگیا
جب ارادہ مین سنے ذکر سوز پنہان کا کیا ✤ پس زبان کے بدلے آتش کا زبانا ہوگیا ✤ تو وہ بیتلا نور کا ہو تیری
تزئین کے لیے ✤ ماہ آئینہ ہوا خورشید شانا ہوگیا ✤ ہاتھ سے اے مرغ دل تجکو نہین وہ چھوٹتا ✤ اب تو
گویا شاخ گل مین آشیانا ہوگیا ✤ خاک اوڑاتے جاتے ہین وحشی ہزارون ساتھ ساتھ ✤ میرے لاشے پر
غبار اک شامیانا ہوگیا ✤ اُس ستمگر سے نہ پایا میرے نامہ کا جواب ✤ نامہ بر تنگ آکے دنیا سے روانا ہوگیا
جھک گیا ہون جب سے تیرے عشق مین مثل کمان ✤ خلق کے تیرِ نگہ کا مین نشانا ہوگیا ✤ خود فروشی شوق
سے کر سر فروشون کے حضور ✤ عہد اب تیرا ہو یوسف کا زمانہ ہوگیا ✤ پھر وہی ہو زور وحشت پھر وہی جوشِ
جنون ✤ فصل گل ہوتے ہی کیا ناسخ دوانا ہوگیا ✤ واقفان اسرار جادو بیانی و رازدانان سخنوری وہمہ دانی
داستان شہنشاہ گوہر کلاہ مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ شاہزادہ عالی جاہ والا بارگاہ مرغ خجستہ
پر سوار ہوا اپنے پدر عالی مقدار کی رہائی کے تہیہ سے طلسم سیماب کی جانب روانہ ہوا چونکہ فانوس شاہ
پادشاہ طلسم نے اس بات کو بیان کردیا تھا کہ مین راہ دیو پری سے آتا ہون چنانچہ بادشاہ طلسم
مع لشکر بے شمار اُسی راہ سے چلا لیکن مرغ خجستہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہفت قلزم طے کرکے ایک کوہ فلک
فرسائی چوٹی پر لایا جس کا رنگ بعینہ زمرد سبز کا تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ اُس کوہ زمردین پر بلور سفید کا ایک
برج واقع ہو اور تخت الماسی اُس برج کے نیچے بچھا ہوا ہو اُس تخت پر ایک پریزاد باحسن خداداد ہمہ ناز و
انداز سے کاکلے مشکین بدوش انداختہ ✤ وزنگاہے کار عالم ساختہ ✤ بہ کمال محبوبی و رعنائی و بانداز دلبری
و خوش ادائی جلوہ افروز ہو دست حنائی مین مرصع کار آئینہ ہو اُس مین اپنی صورت خوب و چہرہ مرغوب
کو دیکھتی ہو اپنے حسن و جمال باکمال سے خود ہی اس طرح باتین کر رہی ہو کہ اگرچہ عالم مین خالق کل مخلوق نے
انواع اقسام کی صورتین خلق کی ہین لیکن جو حسن و جمال دلفریب مجھ مین خلق ہوا ہو ہرگز گمان نہین ہو کہ دوسرے
مین خلق ہوا ہو اس بات سے بالکل غافل کہ سرو نوخیز گلستان جہان بسیار ست ✤ گل در ین باغ جیسے سرو روان

بسیار ست۔ اُس برج بلورین کی ایک جانب بلور کا ایک چبوترہ واقع ہی اُس چبوترہ مین ایک کنوان ہی اس کوئین سے ہر طرف پانی جاری ہی جس سے درختان گل وثمر تر وتازہ ہین خجستہ وہان متوقف ہوا شہنشاہ نے کہا کیون متوقف ہوا اُسنے عرض کیا شہریار مین اس وجہ سے متوقف ہوا کہ تم کو کچھ خبر ہی یہ کون مقام ہی شہنشاہ نے کہا مجھکو یہان کیفیت وسامان دیکھ کے اس قدر تو ضرور معلوم ہی کہ کوئی مقام عجیب ہی لیکن اصل حقیقت اسکی نہین معلوم ہی مرغ خجستہ نے کہا آگاہ ہو یہ وہی مقام ہی جس کی تم کو تلاش تھی یعنے آثار طلسم سیماب یہان سے شروع ہوسے ہین شہنشاہ نے کہا کیا عجب ہی کیا کہون کچھ عقل نہین کام کرتی مرغ خجستہ نے کہا طلسم کی شان یہی ہی کہ عقل حیران ہو یہ باتین ہو رہی تھین کہ فانوس شاہ مع فوج ولشکر و دیگر سامان ضرورت وہان پہونچا با آواز بلند کہا سلام علیک شہنشاہ نے جواب سلام دیا اور کہا اے بادشاہ اس وقت مین اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ تم اب تک نہین آئے مین نے طرفہ سامان یہان دیکھے فانوس شاہ نے کہا شہریار کیا تمسے مرغ خجستہ نے نہین کہا یہی طلسم سیماب ہی ابھی کیا دیکھا اور عجائبات دیکھوگے شہنشاہ نے کہا یہ پریزاد کون ہی جو آئینہ لیے ہوئے اپنی صورت دیکھتی ہی اور خودستائی مین معروف ہی میرا دل چاہتا ہی تھا کہ کسی کو اس پریزاد کے پاس بھیجون مرغ خجستہ نے کہا شہریار مین خود کہنے کو تھا شہنشاہ نے ایک شخص کو اُس کے پاس بھیجا جب وہ اوس پریزاد کے پاس پہونچا قریب تھا کہ پریزاد سے ہمکلام ہو پریزاد نے چین بر جبین ہو کے اُسنے آئینہ کو ہاتھ سے پھینک دیا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پریزاد نے دستک دی اور با آواز بلند فریاد کرنا شروع کی کہ ارے کوئی ہی جلد اس خیرہ سر کو گرفتار کرو شہنشاہ نے دیکھا کہ دفعتًا اُس چبوترہ کو حرکت ہوئی اُس کنوئین سے دھوان نکلنا شروع ہوا بعدہٗ آواز پیدا ہوئی چبوترہ شق ہوا چار شخص چبوترہ مین سے باہر آئے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک چھری تھی اُن چارون مین سے ایک کا نام دیو سفید دوسرے کا نام جنی سرخ تیسرے کا نام زنگی سیاہ چوتھے کا نام غول زرد تھا آتے ہی اُس کو ہلاک کیا اُس کے گوشت کے چار حصہ کیے چارون نے آپس مین تقسیم کر لیے اور اُسی جگہ بیٹھ کے ہر ایک نے اپنے گوشت کے حصہ کو کھا لیا ہر ایک کی ناف اور منھ اور ناک اور کان سے پارہ مثل فوارہ کے نکلنا شروع ہوا پارہ کے دریا جاری ہوئے اور اس قدر اُن مین طغیانی ہوئی کہ قریب تھا کہ شہنشاہ کا لشکر غرق ہو جائے شہنشاہ گھبرایا کہا اے خجستہ اب کیا ہوگا پارہ کی بشدت طغیانی ہی اس سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر بتا اُس نے کہا شہریار میرے تدبیر بتانے کی کیا ضرورت ہی لوح تمھارے پاس موجود ہی اُس سے مشورہ لو جو کچھ مشورہ دے اُس کے موافق عمل مین لاؤ شہنشاہ نے لوح کو فراموش کیا تھا خجستہ کے کہنے سے خیال آیا کہا لاحول ولا قوۃ اور لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم سیماب جلد اپنے کو اس سیماب مین گرا دے اب تو شہنشاہ کو حیرت ہوئی کہا یہ بڑی مصیبت پیش آئی دانستہ کس طرح اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون نہین معلوم اسکا انجام کیا ہو خجستہ نے کہا شہریار کچھ تردد کا محل نہین ہی یہ کارخانۂ طلسمی ہی لوح کی ہدایت پر مدار ہی اگر لوح کی ہدایت اس پارہ مین گرنے کی ہی پھر کیا تردد ہی بلا تکلف اپنے کو پارہ کے دریا مین گرا دو شہنشاہ نے بجز تعمیل حکم لوح چارہ نہ دیکھا بسم اللہ کہکے اپنے کو دریائے سیماب مین گرا دیا وہ سیماب دفعتًا غائب ہو گیا اُس طرف فانوس شاہ شہنشاہ بر

بدیع الملک کے واسطے دعا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ شہزادہ کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اور اسی جگہ زمین تھا جب شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہوش آیا اپنے کو ایک باغ سر سبز و شاداب مین دیکھا جس کا پتا پتا صنعت صانع حقیقی کا پتہ دیتا تھا انواع اقسام کے پھولون کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اُن کی طرح طرح کے رنگینیون کی بھی تعریف نہین ہو سکتی بس یہ سمجھنا چاہیے کہ دل بستر دیکھ اُن کو ہو باغ باغ

جو سونگھے تو پھر جائے بو سے دماغ
کرون وصف کیا موگرے کا بیان
رہے بزم مین اُس کی نت ریل پیل
نواڑی کی از بسکہ میٹھی ہے بو
کہان اُسکی رنگت کو لگتی ہے دھوپ
ہر ایک گل کا ہے رنگ و عالم جدا

گندھے ہین گندے گر وہ محفل مین آئین
کہ ایک ایک کلی اسکی ہے عطر دان
بہت موتیا کی پیاری ہے بو
دلون کے وہ مقبول کیونکر نہ ہو
گلون سے نرالا ہے گل چاندنی
نہین لطف سے کوئی خالی ذرا

تو مجلس کا عالم چمن کا بنا ئین
خوش آیند ہے نکہت رائے بیل
ہر یک گل سے اُس کی نیاری ہے بو
جدا سب سے وہ پھریا کا ہے روپ
چمن کا اُجالا ہے گل چاندنی
جسے دیکھیے ہر طرح خوب ہے

طبیعت کا ہر اک کے مرغوب ہے منجملہ تمام درختان گل و ثمر کے بہت بلند اور گھنیر اچنارہ کا درخت دیکھا بہت حیرت ہوئی کہ ایسا درخت کبھی نہین دیکھا سراسر آثار طلسمی نظر آتے ہین زیر درخت آیا نظر اُٹھائی بلندی درخت کو دیکھا تنہ درخت پر تعجب ہوا اُس جانب تنہ کے دیکھا ایک دیو زبردست ہاتھ مین کلھاڑی لیے ہوئے ہر مرتبہ بیخ درخت پر مارتا ہے اور ہر ضرب مین اُس کلھاڑی سے ایسا بلند شعلہ آتش پیدا ہوتا ہے کہ آسمان پر جا کے بجھتا ہے باغبان اُس باغ کا نہایت مسن اور ضعیف ایک طرف کھڑا ہوا ہے جب وہ دیو بیخ درخت چنار پر تبر مارتا ہے وہ باغبان ضعیف غل مچاتا ہے کہ ارے کمبخت کیا غضب کرتا ہے کیون خواہ مخواہ درخت کو کاٹتا ہے اگر صاحب باغ کو معلوم ہو جائیگا تو وہ مجھکو ہلاک کریگا مجھپر رحم کر اس درخت کی بیخ پر کلھاڑی نہ لگا اگر اس کے عوض مین میرا ہاتھ کاٹ لے تو مجھے منظور ہے یا کچھ نقد معاوضہ مجھسے لے لے وہ دیو مطلق اُس کے کہنے کی جانب اعتنا نہین کرتا ہے متواتر کلھاڑی کی ضربین لگا رہا ہے شہزادہ شہنشاہ کو اُس دیو کی بے اعتنائی بہت ناگوار معلوم ہوئی باغبان ضعیف کے پاس گیا اور کہا یہ دیو پلید کون ہے جو تیرے کہنے کو نہین سنتا اُسنے کہا اے جوان یہ دیو اس درخت کو خواہ مخواہ کاٹنا چاہتا ہے مین نے ہر چند منت و سماجت کی نہین سنتا اگر تجھسے ہو سکے تو اسے اس حرکت سے باز رکھ شہنشاہ نے تامل کیا فوراً لوح کا خیال آیا بغل سے اُسے نکالا لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم یہ باغبان دربان طلسم شمعون جادو نام ہے اسکو بہر نوع ہلاک کرنا چاہیے ورنہ یہ سخت صدمہ تجھے پہونچائیگا اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہ ہوگی لیکن اس بات کا بھی خیال رہے کہ شمعون جادو حیلہ و حوالہ بہت کچھ کریگا اُسکے کسی حیلہ و حوالہ کی جانب اعتنا نہ کرنا شہنشاہ بن بدیع الملک نے تلوار میان سے لی اور اُس باغبان کی جانب بڑھا شمعون جادو شہنشاہ کے ارادہ سے مطلع ہوگیا کہا اے جوان تیرے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے قتل کے درپے ہے دیکھو ایسا نہ کرنا تجھکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے کہ یہ دیو اس درخت کی بیخ پر کلھاڑی مارتا ہے اور یہ حرکت میری ہلاکت کا سبب ہے قبل لوح دیکھنے کے تیرا خیال میری جانب اور تھا اب اور ہے اے جوان لوح کا اعتبار نہین ہے بیشتر اوقات اسطرح کی لوح سے احکام غلط بھی جاری ہوتے ہین اور بالفرض تو تجھکو اپنا مخالف سمجھ کے مجھکو ہلاک کرنا چاہتا ہے مجھسے جس طرح کا منظور ہو نوشتہ لکھا

لے کر مین تجھسے ہرگز بدی نہ کرونگا جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُس کی تعمیل واجب سمجھونگا حتے کہ اگر تو اپنا مذہب مجھکو تلقین کرے تو مین اُسے بھی قبول کرنیکو آمادہ ہون چونکہ شہنشاہ کو از روے لوح ہدایت ہوچکی تھی شمعون جادو کے کہنے کیجانب مطلق خیال نہ کیا ایک ہی ضرب مین اُس کا کام تمام کیا وہ باواز بلند کہتا رہا کہ ای جوان تو نے مجھکو ہلاک کیا مگر یہ خوب یاد رکھنا کہ تو بھی زندہ نہ رہیگا ہوشیار رہ عنقریب تیری جان کا دشمن آیا چاہتا ہی شہنشاہ متوحش ہوکے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھیے اب کیا آفت نازل ہوا چاہتی ہی ناگاہ ایک جادوگر بصورت مہیب تیغ خون آلودہ ہاتھ مین بائین ہاتھ مین سر بریدہ شہنشاہ کے روبرو آیا اور پکارا کہ ای جوان تو پہچانتا ہی کہ یہ سر کس کا ہی آگاہ ہو کہ یہ سر تیرے باپ کا ہی جو ہین شہزادہ نے اُس سر کی جانب نظر کی قریب تھا کہ بیحال ہوکے زمین پر گرے اور اُس جادوگر کو بھی معلوم ہوگیا کہ یہ جوان گرا چاہتا ہی اسکا بھی کام تمام کرو قدم بڑھا کر چاہتا تھا کہ آواز آئی ای شہنشاہ یہ کیا غضب کرتا ہی اپنے ہوش و حواس بجا رکھ ورنہ مثل تیرے باپ کے تیرا بھی کام تمام ہو جاے گا جلد لوح کو دیکھ شہنشاہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح طلسم بدحواس کیون ہوا جاتا ہی کچھ تردد کی بات نہین ہی یہ آثار طلسم کے ہین بے خوف و خطر اس جادوگر کو بھی ہلاک کر شاہزادہ اُس جادوگر کی جانب متوجہ ہوا کہا او نابکار مجھکو آثار طلسمی اور تیرے حال سے بخوبی اطلاع ہوگئی ہی ہوشیار ہو جا ای ایک نابکار کو ہلاک کر چکا ہون اب تیری باری ہی اُس جادوگر نے کہا ای جوان سفاک اس جادوگر کو ہلاک کیا لیکن میری نسبت ایسا گمان نہ کرنا کیونکہ مجھکو تبدیل صورت کی ایسی قدرت حاصل ہی کہ مجھ تک تو کسی طرح نہین پہونچ سکتا شہزادہ نے کہا اگرچہ تجھ مین تبدیل صورت کی کیسی ہی قابلیت ہو لیکن مجھکو لوح کے ذریعہ سے جس قدر ہدایت ہوئی ہی ضرور عمل مین لاونگا یہ کہکے قدم آگے بڑھایا جادو نابکار نے بجز اس کے اور کسی تدبیر مین مفر نہ دیکھی کہ عقاب بن کے پرواز کی اور کہا دیکھ ای جوان اس طرح جان بچا کے نکل جاتے ہین دیکھون اب تو کس طرح مجھسے متعرض ہوتا ہی فوراً لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا اس مکار کو تیر سے ہلاک کرنا چاہیے شاہزادہ نے کمان مین تیر رکھ کے اس قدر انداز سے رہا کیا کہ اُس کے سینہ سے گذر گیا اور بیجان ہوکے زمین پر گرا گرتے وقت کہا ای جوان غضب کیا تو نے مجھکو بھی ہلاک کیا مجھکو اس حال کی اطلاع مطلق نہ تھی تاہم میرے ہلاک ہونے سے ابھی قصہ تمام نہین ہوا ہی ہوشیار رہ عنقریب تجھ پر بھی آفت نازل ہوا چاہتی ہی یکایک صداے مہیب آنا شروع ہوئی کہ ای جوان تو نے غضب کیا ارا کین طلسم کو ہلاک کیا اس آواز کے آتے ہی بالاے ہوا سے انگارے برسنا شروع ہوے اُس باغ پر بہار مین یا تو تروتازگی تھی آگ کے برسنے سے تمام درختون مین آگ لگ گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بہت نفیس آتشبازی چھوٹ رہی ہی جو صفت درختان گل و ثمر مین تازگی و سرسبزی خوش رنگی کی تھی وہی صفت بعینہ آتشبازی مین بھی نمایان تھی شہزادہ کو اُس آتشبازی کے دیکھنے سے کچھ تو محویت تھی اور کچھ حیرت دامنگیر تھی اور کچھ خوف تھا کہ طلسم کا مقدمہ ہی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے کس مصیبت کا سامنا ہو پھر لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح جانب راست بیس قدم شمار کر کے جا ایک گلاب کا درخت ملیگا اُسکی جڑ سے ملا ہوا ایک سنگ سفید کلان بچھا ہوا ہی اُس پر گرد اس طرح پڑی ہی کہ وہ پتھر معلوم نہین ہوتا گرد کو صاف کرنا وہ پتھر نمایان ہوگا پتھر کو کسی تدبیر سے اُٹھانا اُس کے نیچے زینہ دکھائی دیگا زینہ مین

اتر جانا پھر دیکھنا قدرت خدا کا کیا تماشا دکھائی دیتا ہی شہزادہ اُس درخت گلاب کے قریب پہونچا
پتھر دیکھا اُسکے کنارہ کی مٹی ہٹائی لکڑی کے ذریعہ سے پتھر کو حرکت دی زینہ دیکھا اندر گیا ایک مکان
تاریک دیکھا اندرون مکان پہونچا تھوڑی دیر کے بعد کسی قدر روشنی معلوم ہوئی سامنے نقب تھی شہزادہ
نقب مین گیا ایک بیابان لق و دق مین پہونچا دو حبشیون کو دیکھا کہ باہم زور دست و بازو مین مصروف
ہین جو ہین شہنشاہ کو دیکھا کشتی کو موقوف کیا شہزادہ کے سامنے تن کے کھڑے ہوئے کہا ای جوان تو کون
ہی اور کیونکر یہان تک پہونچا نہین جانتا کہ یہان کسی کے آنے کی اجازت نہین ہی جس طرف سے آیا ہی
واپس جا ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہی شہزادہ حیرت مین مبتلا تھا کہ اِن زنگیون کو کیا جواب دون
لوح کا خیال آیا لوح کو بغل سے نکالا لکھا تھا ای صاحب لوح اِن زنگیون کو جانے نہ دینا فوراً گرفتار کر لو اور اِس
طرح دونون کو زمین پر مارو کہ اِن کا مغز پریشان ہو جاوے شہنشاہ نے قدم آگے بڑھایا اُن زنگیون نے
کہا ای جوان آگے قدم نہ بڑھا وہین قیام رکھ شہزادہ نے دستاً ایک زنگی سے دست و گریبان ہو گیا
دوسرا اپنی جگہ استادہ رہا بعد کشمکش و کوشش بسیار اُس زنگی کو گرفت مین لا کے اس زور سے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا دوسرے حبشی نے چاہا کہ گریز کرے شہنشاہ نے جھپٹ کے اُس کا ہاتھ کھینچا اور کمربند
کو گرفت مین لا کے اُس کو بھی زمین پر مارا سر اُسکا پاش پاش ہو گیا دونون زنگیون کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا
تیز و تند چلنا شروع ہوئی ہزارہا سوار و پیادہ سر گردگی شماس جادو بادشاہ طلسم نعرہ زن وہان پہونچے شہنشاہ
اُن سوارون کو دیکھ کے گھبرا گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کچھ اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ الرحمن غیب سے مدد پہونچے گی
پشت لوح پر اسم لکھا ہی اُس کو پڑھنا چاہیے پشت لوح کو دیکھا اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا سرداران فوج طلسمی
نے باواز بلند کہا ای جوان ہوشیار ہو جا ہم تیری ہلاکت کے واسطے آگئے اب تیرا زندہ رہنا دشوار ہے
اہالیان طلسم کو تو نے ہلاک کیا ہی اُس کے عوض مین ہم تجھکو ہلاک کرینگے شہنشاہ متواتر اُس اسم اعظم کو
پڑھ رہا تھا یکایک چالیس ہزار دیو و جن اور یاقوت پوش نقابدار تخت مرصع پر سوار نعرہ زنان
وارد ہوا باواز بلند کہا ای اہالیان طلسم ہم غلام شہزادہ بدیع الملک و ہوا خواہ شہنشاہ گوہر گلاہ شمشیر برہنہ
در دست اور مرکب برق کردار پر سوار شماس بادشاہ طلسم کے پاس پہونچا شماس بادشاہ طلسم نے
اژدہے کو آواز دی اژدہے نے قلاب کھینچا شہنشاہ اژدہے کی زبان کھینچ لی اور شمشیر آبدار کا وار اُسکے
سر پر کیا او لوٹ گیا اور اُسیوقت شماس جادو کو چارہ پر کالہ کیا بادشاہ طلسم کا ہلاک ہونا تھا کہ شور و
غل بلند ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا الامان الامان کی آواز بلند ہوئی شہزادہ کو اِس صدا کے سننے
سے رحم آگیا مگر کہتا تھا کہ اس تاریکی مین کچھ نظر نہین آتا کس کو امان دون کیا کرون چند لمحہ کے بعد وہ تاریکی
دفع ہوئی جوق جوق گروہ جادوگر شہنشاہ کے روبرو دست بستہ حاضر ہوئے اور بہ کمال عاجزی کہا
ای جوان والا منزلت ہم تیرے تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین بہر نوع امان چاہتے ہین ہماری
کچھ خطا نہین ہی جو بانی اس فتنہ و فساد کے تھے وہ ہلاک ہو گئے اب ہم سے کوئی فتنہ برپا کرنے والا
نہین ہی شہزادہ نے کہا اگر تم سب امان چاہتے ہو تو دین اسلام قبول کرو ورنہ کسی قدر الحاج و زاری
کروگے کچھ فائدہ نہ ہوگا سب نے کہا ای جوان ہم کو دین اسلام قبول کرنا بدل منظور ہی شہنشاہ نے کلمہ
طیبہ تعلیم کیا اور بھی اصول و فروع اس مذہب حقہ کے بیان کئے شہنشاہ نے نقابدار کو اپنے قریب بلایا

اور کہا اے شخص تیری روپوشی کی کیا وجہ ہی اُس نے کہا شہریار تم کو میری روپوشی سے کیا کام ہی شہزادہ
نے قسم دی اور کہا اب عذر نہ کرنا اصل حقیقت اپنی بیان کر دے نقاب ارنے کے بعد تامل بسیار کہا سنو
اے شہریار والا مرتبت مین قوم اناث سے ہون فرشتہ نام دختر شاہزادہ بدیع الملک جب سے
مین نے اپنے پدر معظم شہزادہ بدیع الملک کی سرگذشت سنی حواس باقی نہ رہے کسی پہلو قرار نہ آیا
نہ راتون کو نیند آتی تھی اور نہ کھانے پر رغبت ہوتی تھی ناچار اپنے مقام قیام سے کوچ کیا خیر آخر اپنے کو یہان
تک پہونچایا یہان یہ سامان دیکھا کہ اہالیان طلسم شورش پر آمادہ ہین شہنشاہ آن اہالیان طلسم
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اب تم سب دین اسلام مین داخل ہوئے ہو میرے تمہارے
درمیان کسی نوع کی مخالفت باقی نہین رہی پھر تم کو کیا عذر ہو گا اگر مین کہون کہ میرے پدر عالیمقدار
شہزادہ بدیع الملک والاتبار کی قید کا پتہ بتاؤ اُن سب نے کہا اے جوان ذی عزت و شان بخدائے
خالق زمین و آسمان اب ہم کو تعمیل حکم مین کبھی کسی طرح کا عذر نہ ہو گا اُس شاہزادہ مقید کا پتہ چلو
بتا دین غرضکہ شہنشاہ اُن کے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب شہزادہ کو ایسے مقام مین لائے جہان ایک
عمارت ہفت جوش واقع تھی گرد اُس عمارت وسیع و مستحکم کے دو صد گز عمیق خندق واقع ہی اُس
خندق مین پارہ بھرا ہوا ہی راوی کہتا ہی کہ شہزادہ بدیع الملک اُس مکان مین مقید ہی جب اُس عمارت
کے قریب پہونچے اُن مسلمانان نو نے عرض کی شہریار اس مکان مین تمہارا پدر عالی مقدار مقید ہی اس
سے زیادہ ہم کو خود نہین معلوم ہی جو اور کچھ تدبیر بتائین یا رہبری کرین اگر جا سکو تو اس مکان مین تشریف
لے جاؤ شہزادہ متردد ہوا کہا خداوندا مین اس مکان مین کس طرح پہونچون گرد اس کے پارہ کا دریا جاری
ہی ذرا قدم اس دریائے سیماب مین رکھا اور غرق ہوا لوح کو بغل سے نکالا لکھا دیکھا اے شہزادہ والا
قدر واقعی یہ خندق پر از سیماب بہت مخدوش ہی لیکن اس مکان کے عقب مین ایک پہاڑ واقع
ہی اُس پہاڑ مین جانب شمال خندق عمیق دیکھو گے کچھ خوف و خیال دل مین نہ لانا بلا تامل اُس
غار مین اپنے کو گرا دینا شہزادہ کے دل مین فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی زینہ ہوتا تو اُس کے
ذریعہ سے خندق مین داخل ہوتا گرا دینا چہ معنے وارد مع ہذا لوح مین لکھا دیکھا کچھ محل خوف نہین
ہی اگر خندق مین زینہ نہین ہی معاملہ طلسم ہی بیشتر خلاف عقل بطوار ظہور مین آتے ہین تم بلا تکلف
اپنے کو اُس خندق مین گرا دینا شہنشاہ اُس مضمون لوح کو دیکھ کے متبسم ہوا پہاڑ پر پہونچا اُس
خندق کو تلاش کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اور خندق مین کودا اگر خندق بالکل تیرہ و تار تھی
لیکن شہنشاہ کے گرتے ہی اُس مین کسیقدر روشنی ہو گئی جادوگرون نے یہ ترکیب اُس مین مقرر
رکھی تھی کہ اگر کوئی شخص دست از جان شستہ اُس مقام تک پہونچ بھی جاوے تو اس خندق
مین بسبب تاریکی پہونچ نہ سکے اور وہی راہ مکان کی مقرر کی تھی چنانچہ خود بھی اگر جاتے تھے تو اسی
تدبیر سے جاتے تھے کہ اپنے کو اُس خندق مین گرا دیتے تھے غرضکہ شہنشاہ اُس خندق مین گر کے
ایک ایسے مقام مین پہونچا جہان سے قید خانہ نظر آتا تھا مگر نہایت آراستہ و پیراستہ اور مستحکم
پیہم آواز گریہ و زاری فریاد و واویلا کی آ رہی تھی وہ آواز بیدرد سبب اس بات کا ہوئی کہ ضرور یہ قید خانہ
ہی اور کوئی قیدی حالت مجبوری و کرب مین فریاد و زاری کر رہا ہی شاہزادہ اور چند قدم آگے بڑھا

اب دیکھا کہ ایک پریزاد خوش رو و خوش جمال فرش خاک پر بیٹھی بآہ و زاری اس درد سے کراہتی ہی کہ تاب
سماعت نہین ہو سکتی شہنشاہ اُس کی صورت دیکھ کے بہ ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا تاب تحمل نہ لا سکا
اُس سے پوچھا تو کون ہی اور اس گریہ و زاری کا باعث کیا ہی اُس نے کہا ای جوان رحم دل تو کیا میرے حال زار
کو پوچھتا ہی میرا حال سنکے خواہ مخواہ تو بھی ملول ہوگا شہزادہ کو اُس کے اس جواب پر اور زیادہ اُسکا حال سننے
کا اشتیاق ہوا کہا آخر کچھ تو بیان کر اُس پریزاد خوش جمال نے کہا سُن ای جوان خویشان مین الیاس شاہ
پیری کی دختر ہون میرا پدر عالی مقدار تمام گلستان قاف کا حاکم خود مختار ہی اب کیا کہون کہ میرا یہان
کس طرح پہونچنا ہوا یہ کہکے پھر زار و قطار رونا شروع کیا حتے کہ شہنشاہ کے بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے
کہا اچھا پھر کیا ہوا اُسنے رقت کو ضبط کرکے کہا ای جوان اگر کچھ نتیجہ حاصل ہو تو مضائقہ نہین خواہ مخواہ اپنی
مصیبت بیان کرکے دوسرے کا دل دکھانا مناسب نہین معلوم ہوتا شاہزادہ نے کہا سُن ای نازنین
گر میرے امکان مین تیری کسیطرح کی مطلب برآری ممکن ہوگی تو مین دریغ نہ کرونگا محالات کے بابت مین
کچھ اقرار نہین کر سکتا کیونکہ یہ معاملہ طلسمی ہی اُس نے کہا ای جوان عالی ہمتی اور بلند حوصلگی مین تو کسی طرح کا شبہ
نہین ہو سکتا مجھکو یقین ہی کہ تو ضرور مجھ مجبور کی حمایت کریگا علے الخصوص ایسی حالت مین کہ خود اقرار بھی
کر چکا سُن سیماب جادو نے مجھکو گرفتار کرکے مبتلاے بلا رکھا ہی نہ تو روح خانہ تن سے رہا ہوتی ہی اور
نہ یہ تن لاغر اس زحمت سے نجات پاتا ہی شہنشاہ نے پوچھا سیماب کہان ہی اُس نے کہا یہ وقت اُسکے
آنے کا ہی شہزادہ نے ارادہ کیا کہ اُس پریزاد خوشرو کو قید و بند سے آزاد کر دے مع ہذا خیال آیا کہ یہ مقام
طلسم ہی یہان بغیر حکم لوح کوئی حرکت نہ کرنا چاہیے مین نے اپنے پدر والا قدر سے بیشتر یہ بات سنی ہی کہ
فتح طلسم مین اونے غفلت معرض ہلاکت مین ڈالدیتی ہی لوح کی جانب نظر کی لکھا دیکھا کہ ای صاحب
لوح سیماب یہی جو مشغول گریہ و بکا ہی اس کے فریب مین نہ آنا بعجلت تمام اس کو ہلاک کر شہنشاہ
نے از سر تا پا پھر اُس پریزاد کی جانب دیکھا کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا خرافات شعبدے یہان
کے ہین بظاہر یہ گریہ و زاری ہی لوح سے مکر و فریب ظاہر ہوتا ہی دل کی رغبت کچھ اور تقاضا کرتی ہی
طرفہ کشاکش مین پھنسے دل کا کہنا کرین لوح کے حکم کو مانین اس خیال مین مبتلا تھا اور دل کی خواہش
پر چاہتا تھا کہ عمل کرے آواز آئی ای جوان جلد لوح کو دیکھ شہزادہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب
لوح تجھکو آگاہ کرتے ہین کہ ہدایت کے خلاف نہ کرنا ورنہ مدت العمر افسوس رہیگا اور تیرا پدر والا
قدر بھی قید طلسمی سے رہا نہ ہوگا یہ دیکھ کے شہزادہ نے تہیہ کر لیا کہ اگرچہ دل کا تقاضا کچھ ہی ہو لیکن لوح
کی ہدایت پر عمل کرنا ضرور ہی پریزاد سے کہا مجھکو کمال افسوس اس بات کا ہی کہ مین تیرے ساتھ کچھ
ہمدردی نہین کر سکتا خلاف مصلحت ہی اُس پریزاد نے کہا ای جوان تیری شرافت و آدمیت سے
بالکل خلاف ہی کہ جو کچھ اقرار کرے اُس پر نظر نہ کرے اور خلاف اُس کے عمل مین لائے مین نے
درخواست نہ کی تھی تو نے خود مدد و حمایت کا اقرار کیا تھا شہزادہ نے کہا ہان اقرار کیا تھا اب انکار
کرتے ہین پریزاد نے کہا اس بیباکی کا تو کچھ علاج نہین ہی مگر اپنے دل مین تو ہی انصاف کر اور اپنی عقل
سے سوال کر کہ ایسے وقت مین کیا کرنا چاہیے شہزادہ نے کہا میری عقل قطعی یہ حکم دیتی ہی کہ اس مکارہ
کو ہلاک کرنا چاہیے ہرگز زندہ نہ رہ جاے اُس پریزاد نے اور زور سے رونا شروع کیا اور کہا ای جوان

تیری اس تقریر سے مجھکو اس قدر صدمہ ہوا کہ سیماب جادو کے گرفتار کر لانے کا بھی ایسا صدمہ نہ تھا افسوس عجب زمانہ ہے اور بطرفہ اہل زمانہ ہین اس مرتبہ کی تقریر سے پھر شہزادہ کے دل مین ایک نوع کا خیال پیدا ہوا اور کہا ہر چہ بادا باد اس پریزاد حسینہ کو یہان سے رہا کر دو مع ہذا آواز آئی لوح دیکھو شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے صاحب لوح تم نے اس مقولہ کو بھلا دیا کہ جب کسی کام کے دونون پہلو محتمل نفع اور نقصان پر مبنی معلوم ہوتے ہون تو اس پہلو کو اختیار کر لینا چاہیے جسمین لذات دنیوی کا شائبہ نہ ہو اب شہزادہ کے سمجھ مین بخوبی یہ بات آگئی کہ ضرور یہ پریزاد فریب دیتی ہے اس کو ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچ کے شہزادہ نے تلوار کو علم کیا اس پریزاد نے کہا دیکھ اے جوان اب بھی سمجھ لے ورنہ مجھ بے گناہ کا خون کرکے بہت متاسف ہوگا تو عجلت بہت کرتا ہے ایسا نہو کہ اس عجلت مین کوئی مصلحت فوت ہو جائے تامل و تاخیر مین اختیار باقی رہتا ہے اگر میرے ہلاک ہی کرنے کا ارادہ ہے تو دوسرے وقت بھی ممکن ہے برخلاف اس بات کے کہ بعد ہلاکت کے ضرورت کے وقت مجھے زندہ نہین کر سکتا اس طرح کی فہمائش جو اس پریزاد نے کی پھر شہزادہ متامل ہوا آواز آئی دیکھ لوح کو لوح دیکھی لکھا تھا جسقدر سانپ رنگین و خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر اس مین زہر قاتل زیادہ ہوتا ہے قتل موذی قبل ایذا یہ ہے یہ ہدایت دوستانہ ہے اور وہ حذر بنا بر خود غرضی کے ہے اس وقت تک تجھکو جو ہدایت کی گئی تو خوب سمجھتا ہے کہ بنا بر تیری عافیت و حفاظت کی گئی کسی وقت مین تجھکو کوئی صدمہ نہین پہونچا یہ بات تیری سمجھ مین نہین آتی کہ اب جو کچھ ہدایت کی جاتی ہے وہ کیون تیری مضرت پر مبنی ہوگی اس کو بکنے دے اور اسکا کام تمام کر یقین سمجھ یہ اور کوئی نہین ہے سیماب جادو یہی ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور تلوار کو تول کے ایسا وار اس کے سر پر لگایا کہ سر اسطرف سیماب کا گرا اور دھڑ اس طرف زمین پر دھم سے گرا بس ایک شور نشور برپا ہوا زمین و آسمان مین تاریکی مملو تھی ہوائے تیز و تند کا طوفان تھا کہ الامان کسی طرف ہائے ہائے کی آواز گوش زد ہوتی تھی کسی جانب واے واے کی صدا بلند تھی شہزادہ سکوت مین ان آوازون کو ایک طرف کھڑا سن رہا تھا مگر متاسف تھا کہ ناحق اس نازنین کو ہلاک کیا اس کو مطیع و فرمان کرتا اس کی صورت مطبوع کو دیکھ کے دل خوش کرتا آواز آئی کہ اپنے خیالون کو بہت زیادہ وسیع ہونا اچھا نہین ہے اور اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی برطرف ہوگئی ہوا موقوف ہوئی اب جو خندق کی طرف نظر کی سیماب کا نشان بھی نہ پایا البتہ خندق کا عمق دیکھ کے حواس باختہ ہوگئے زیادہ تر حیرت اس خیال سے ہوتی تھی کہ اس قدر پارہ کہان سے آیا اور دفعتاً کہان غائب ہوگیا اب جو شہنشاہ نے خیال کیا اپنے کو فرشتہ ثانی بنت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس پایا پوچھا مین تمھارے سامنے موجود تھا یا غائب تھا فرشتہ ثانی نے کہا تم میرے سامنے ابھی آئے ہو اور اپنے پاؤن سے اس جگہ نہین آئے دفعتاً مین نے تم کو موجود پایا شہنشاہ گوہر ہوش نے شکر خدا کیا اس طرف فانوس شاہ سب کو دیکھ رہا تھا شہنشاہ اس عمارت کے اندر پہونچا ایک چاہ تاریک دیکھا اب فکر ہوئی کہ اس چاہ تاریک مین اترنا چاہیے مگر کس طرح کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی اور اب شوق دیدار بدیع الملک مین یہ عجلت ہے کہ چاہتا ہے کہ فوراً کوئین مین کود پڑے مگر اس خیال سے کہ خلاف عقل ہے ملتوی رکھا پھر خیال آیا کہ کوئین مین جانا ضرور ہے کیا تدبیر کی جائے بعد غور و فکر بسیار کنوئین کے کنارے

آکے قیام کیا خنجر کوئین پر قایم کیا کمند کو خنجر مین باندھا اُس کمند کا ایک سرا قرشیہ ثانی کو دیا دوسرا سرا کنوئین مین آویزان کیا بسم اللہ کہکے کوئین مین آترا تار یکی زیادہ تھی چند لمحہ توقف کیا یہانتک کہ روشنی کسیقدر معلوم ہوئی کوئین مین پہنچکے شہزادہ بدیع الملک کو مقید دیکھا مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ کے بال اور ناخن بہت دراز ہوگئے ہین بندھے ہوے دست دیا کھولے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور زار و قطار رونا شروع کیا افراط محبت پدری سے بدیع الملک نے شہنشاہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے اور بہت رویا رقت کو ضبط کرکے کہا اے فرزند تو اس قدر کیون روتا ہی خوشی کا مقام ہی کہ اس قدر عرصہ کے بعد مین نے تجھکو اور تو نے مجھکو دیکھا خرید بران تیری کوشش وسعی سے یہ طلسم فتح ہوا جو مین نے اس قدر مصیبت مہلک سے نجات پائی دنیا کے معاملے اسی طرح کے ہوتے ہین کبھی انسان مبتلائے بلا ہوجاتا ہی اور کبھی سامان راحت مہیا ہوجاتا ہی سے

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ تو دیدہ رخصت ہر ایک دم ہی
تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر

ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
مال کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
جو چار دن ہی وفور راحت تو بعد اُس کے غم و الم ہی

اور کہو کیا خبر ہی شہنشاہ نے تمام حقیقت گزشتہ بیان کی پھر دونون باپ بیٹے گلے ملکے روئے جب افاقہ ہوا کنوئین سے باہر آئے قرشیہ ثانی نے دیکھا اُس نے بھی باادب سلام کرکے باپ کے پاؤن پر سر رکھدیا بدیع الملک نے قرشیہ ثانی کا سر اُٹھاکے سینہ سے لگایا اور دعائے ترقی عمر و جاہ کی سب نے خدائے قادر توانا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا کہ صحیح و سلامت پھر ملاقات ہوئی کس کو امید تھی کہ کفار کی قید ظلم سے زندگی مین نجات ہوگی اور ایک دوسرے کے دیدار سے دل خوش کریگا بدیع الملک نے کہا اے شہنشاہ واقعی تو نے میری رہائی مین بڑی کوشش کی سخت تکلیفون کا متحمل ہوا تھے کہ یہان تک پہونچا اور مجھکو رہا کیا زہے ہمت و خہے سعادت تیری معہذا مین قرشیہ ثانی کی بھی کوشش کا مقر ہون کہ عورت ذات ہوکے آخر وقت مین اپنے برادر کی مدد کی وہ وقت بہت نازک تھا جب کفار نے یورش کی تھی خداوند عالم ہر ایک اپنے بندہ کو ایسی ہی سعادتمند و نیک نہاد اولاد عطا فرمائے بتصدق خاتم النبیین و آلہ الامجاد بعدہ فانوس شاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا با داب تمام تسلیم عرض کی دعا و ثنائے سرداری زبان پر جاری کی پھر وہان سے خزانہائے طلسمی کے تلاش مین چلے خزانون مین پہونچے وہ وہ بیش قیمت و نایاب مال و اسباب دستیاب ہوا جس کو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر خانون سے مال و اسباب نکلوایا ایک جگہ جمع کیا دوسرے طلسم کا بھی مال اُسی جا رکھا ایک ایک شے کو خوب غور سے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک نے ہرچند تفحص کیا اپنی براق کو نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہی سب اسباب ہی میری براق کا پتہ نہین ہی کہان تلاش کیے جادین کس سے پوچھین ایک شخص نے عرض کی شہریار مین خوب جانتا ہون کہ شماس جادو نے اس اسباب کو ایک جادوگر

سے حوالہ کیا تھا اور یہ بتاکید کہدیا تھا کہ اس سامان کو کسی ایسی جگہ مین دفن کر دے کہ ہر چند کوئی تلاش کرے کہین پتہ نہ ملے چنانچہ دو جادوگرون نے ملکے اس کام کو انجام دیا وہ بخوبی اس راز سے واقف تھے بدیع الملک نے پوچھا وہ جادوگر کہان ہین اُن کو تلاش کرنا چاہیے اُس نے کہا اب وہ کہان دونو شماش جادو کی جنگ وجدل مین ہلاک ہوے علاوہ اُن کے کوئی کیا جانے شہزادہ بدیع الملک بہت پریشان ہوا اور کہا افسوس براق کا ملنا بہت دشوار ہی مجھکو اس اسباب طلسمی کی کچھ ضرورت نہ تھی میرے براق مجھکو مل جاتے خیر کیا چارہ ہی اور قرشیہ ثانی کی طرف متوجہ ہو کے کہا ہان ای فرزند کچھ تازہ خبر سناؤ قرشیہ ثانی نے نفس سرد بھر کے عرض کی ای پدر عالی مقدار اس سے زیادہ خبر تازہ کیا ہوگی کہ جناب حمزۂ ثانی ملک خاور مین کفار کی مکاری سے اس طرح قید ہوگئے ہین کہ بیان نہین ہوسکتا افسوس ہوتا ہی مزید بران اُس والا جاہ کو اُن بدبختون نے عقابین پر کھینچ دیا ہی جس طرح سنا ہی کہ امیر سابق کو عقابین پر کھینچ دیا تھا عمر ثانی نے تمام ممالک مین سعد شہریار کے نامے پہونچا ئے جوق جوق گروہ گروہ سلاطین ذی اقتدار و سرداران و پہلوانان یکانہ روزگار سرزمین خاور کی جانب چلے جاتے ہین اسوقت تک اُس والا جاہ کی رہائی کی کوئی تدبیر نہین ہوئی اسی ضمن مین جسقدر تفصیلی کیفیت قرشیہ ثانی کو معلوم تھی سب بدیع الملک کے روبرو بیان کی شہزادہ بدیع الملک کو جسقدر ملال براق کے گم ہونے کا تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کے سب جاتا رہا کہا افسوس مجھکو یہ نہین معلوم تھا کہ مین ہی اس بلا سے قید مین مبتلا ہون وہ والا منزلت بھی مبتلاے بلا ہی شہنشاہ سے کہا ای فرزند کیا ارادہ ہی شہنشاہ نے عرض کیا میرا ارادہ کیا ہی جو کچھ حضور کا ارادہ ہو وہی ارادہ میرا ابھی سمجھنا چاہیے اس مین شک نہین کہ یہ سخت مقدمہ درپیش ہی بدیع الملک نے ایک شخص آدم زاد کو تجویز کے اپنے روبرو طلب کیا اُس کے حوالہ دونون طلسمون کا مال کیا اور تاکیداً یہ کہدیا کہ نہایت ہوشیاری سے انتظام کرنا کفار کا زور زیادہ ہی ایسا نہو کہ تم کو غافل پاکے یہان کا قبضہ حاصل کرلین بعد اس انتظام کے شہنشاہ گوہر کلاہ اور قرشیہ ثانی اور فانوس شاہ کو ہمراہ لیکے وہان سے کوچ کیا تیسرے روز ایک مقام پر پہونچے بدیع الملک نے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے فلک فرسا مگر نہایت سرسبز و شاداب اور وہان دو لشکر آمادۂ پیکار ہین بدیع الملک نے جاسوسون کو خبر کے واسطے بھیجا جن مین چند دیو بھی تھے تھوڑی دیر کے بعد ایک دیو خبر لایا کہ مقام و مسکن سہ چشمون کا ہی کہ امیر ثانی کی طرف سے ایک دیو یہان کا حاکم و فرمان روا ہی اشقر دیوزاد کی اعزا مین سے فیروزہ سہ چشمی مادر اشقر بیٹی اس کی تھی امیر نے واسطے آرام پانے کے اس کو فرمانروائی دے تھی فی الحال خرماش شیر سر پسر قماش شیر سر روئین تن آیا ہوا ہی نہایت زبردست ہی ہر ایک اسلحہ اُسکا کم از کم ایک ہزار سات سو من کا ہی اُس کو خواہش فرمانروائی بے حد و نہایت ہی شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا تخت زمین پر لے چلو دیوون نے حکم کی تعمیل کی جب فیروزہ سہ چشمی کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک مع فرزندان خود طلسم سیماب سے آیا ہی حاضر خدمت ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شہزادہ نے تسلی دی کہ تو گھبراتا نہین ہم تیری مدد کو موجود ہین کیا مجال خرماش شیر سر کی کہ تجھے کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکے اُس طرف جب خرماش کو خبر پہونچی کہ

شاہزادہ بدیع الملک فیروزہ چشمی کی مدد کو آیا ہی امراو سرداران لشکر دیوزاد کو جمع کیا اور کہا
شاید تم سب کو معلوم ہوگا کہ میرے پدر عالی مقدار کو حمزہ نے ہلاک کیا ہی اور یہ آدم زاد اُسکی
اولادین سے ہی یہ موقع معقول ہی یعنے اپنے پدر مقتول کا عوض اس آدم زاد سے لینا چاہیے جس طرح
ممکن ہو اس کو ہلاک کرو امراے سلطنت نے کہا اے خرماس یہ سب صحیح ہی کہ اس آدم زاد سے
اپنے باپ کا عوض لے لیکن یہ خوب یاد رہی کہ خاندان امیر کا ادنے بھی بلا سے بے درمان ہی ایسا
نہ ہو کہ تیرا باپ حمزہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور تجھکو کسی طرح کا صدمہ اس آدم سے پہونچے اس کے
واسطے نہایت ہوشیاری چاہیے آدم زاد علے الخصوص اہل اسلام سے مقابلہ کرنا سہل نہ سمجھنا
خرماس نے کہا ہان اس بات کا مجھکو بھی خیال ہی تم لوگون سے مشورہ کرنے کی یہی غرض ہی کہ
ان آدم زادون کے مقابلہ مین طرح طرح کا خدشہ ہی تم سب ایسی کوشش کرو کہ میرے باپ کے
خون کا عوض مجھکو مل جاوے ان سب نے کہا ہم سب حاضر ہین جہان تک ممکن ہوگا کوتاہی
نہ کرینگے غرضکہ شب کو طبل جنگ بجا اس طرف شاہزادہ بدیع الملک نے بھی نقارہ جنگ
بجانے کا حکم دیا

دہل زن دہل زدنچنین او بہ بین دین اودین اودین او + صبح کو میدان مصاف
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے خرماس شیر سر نے باواز بلند کہا اے بدیع الملک مجھکو خوب معلوم
ہی کہ میرے باپ کو تمھارے بزرگون نے ہلاک کیا مجھپر فرض ہی کہ اپنے باپ کا عوض تم سے لون مین
بہت عرصہ سے تمھارا متلاشی تھا آج خداوند بہت بزرگ کی مرضی یہی تھی کہ جنگ و حرب کا ہنگامہ
گرم کرکے تم میرے ہاتھ سے ہلاک کیے جاؤ فیروزہ چشمی کی یہ حقیقت نہ تھی کہ مجھسے مقابلہ کرسکتا یہ
تمھاری کمک کا سبب ہی جو وہ آمادہ پیکار ہی شہزادہ نے جواب دیا کہ او پاجی کیا واہی بکتا ہی بہت بزرگ
کون ہی یہ کیون نہین کہتا ہی کہ خداوند واحد ولاشریک کی مرضی یہی ہی کہ جس طرح تیرا پدر جہنم واصل ہمارے
بزرگون کے ہاتھ سے ہوا تو بھی اسی طرح ہمارے ہاتھ سے جہنم واصل ہو ورنہ کوئی سبب ہمارے
یہان تک پہونچنے کا نہ تھا اور یقین سمجھ کہ جو کچھ مین کہتا ہون بہت صحیح ہی یعنے تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہوگا ہان اس طرح سے تجھکو رہا کردونگا کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑکے راہ راست کو اختیار
کرے اے خرماس تو یہ نہین سمجھتا کہ دیوزاد کے مقابلہ مین آدم زاد کی زور و طاقت کی کیا وقعت ہی
اگر دس انسان ایک دیوزاد سے مقابلہ کرین تو سربر نہین ہوسکتے یہ برکت دین اسلام ہی کی ہی
کہ کوئی ضلالت شعار کیسا ہی قوی الجثہ وطویل القامت ہو مسلمان کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا ہی
خرماس نے کہا اے بدیع الملک اس طرح کی تقریر میرے روبرو بیکار ہی میری سمجھ مین کچھ نہین آتا جو
کچھ تم کہتے ہو بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ جس مذہب کو ہزارون سال سے میرے بزرگ اختیار کرتے
چلے آئے ہون اُس کو ناحق سمجھکے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرون اور بالفرض دین اسلام حق ہی
پھر کیون اختیار کرون مجبوری کیا ہی ایسا مین کم زور نہین ہون کہ خائف ہو جاؤن مین سمجھتا ہون
کہ جس طرح سب اپنے اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہین اسی طرح تم بھی سمجھتے ہو شاہزادہ نے کہا یہ نہ سمجھ
کوئی دعوی بلا دلیل درست نہین ہوتا اگر تو منظور کرے تو مین وہ دلائل حقیت اسلام کی بیان کرون
جن کا رد کرنا کسی سے ممکن نہ ہو اور انصاف پسند کہدے کہ واقعی صحیح ہین خرماس دیوزاد نے کہا

کہ

ای بدیع الملک تمہاری اس تقریر طولانی سے مجھکو دریافت ہوتا ہی کہ تم مقابلہ سے عاجز ہو اگر کچھ جرأت
رکھتے ہو تو سپار اژدہ داری زمردی نشان ۔ شاہزادہ نے آگے بڑھکے ایک وار شمشیر
آبدار کا اُس پر کیا اُس نے جگہ خالی کی شاہزادہ اُس کے قریب گیا اور بازو اُس نابکار کا گرفت مین
لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ مع مرکب زمین پر آرہا حواس مختل ہو گئے سمجھا کہ آدم زاد بلاے بے
درمان ہی عنقریب ہلاک کریگا کہا ای جوان توقف کرین سبھل لون تو پھر مقابلہ ہو یہ طریقہ جنگ و حرب
کا نہین ہی کہ عالم غفلت مین کوئی کسی کو صدمہ پہونچائے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے علیحدہ ہو گیا
خرباس دیوزاد سبھل کے کھڑا ہوا شہزادہ نے اُس کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اس نے بھی ہاتھ بڑھایا
زور دست و بازو کی نوبت آئی اور تا دیر کشتی کا ہنگامہ گرم رہا خوب خوب بست و کشاد ہوئے آخر
شاہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھ پر بلند کر لیا اور زمین پر لا کے خوب ستحکام بند
کر لیا اور مردان ہمراہی سے کہا اس ضلالت شعار کو اسی طرح لے چلو آدم زاد دیکھ کے سمجھین گے
کہ ایسے بھی اتفاقات ہوتے ہین اُس طرف فوج خرباس نے ہنگامہ مغلوبہ گرم کیا مگر کچھ پیش رفت
نہ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ خرباس مقید رہا جو مسلمان ہوئے انھین پناہ دی گئی جو سرکشی پر آمادہ رہے ان مین
سے بعض ہلاک کیے گئے اور بعض فراری ہو گئے شاہزادہ منظفر و منصور اپنے مقام قیام پر واپس
آیا شہزادہ نے فرشتیہ ثانی اپنی دختر کو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا ای نور نظر تمھارا یہان قیام بیکار
معلوم ہوتا ہی میری راے یہ ہی کہ تم یہان سے رخصت ہو جاؤ ملکہ فرشتیہ ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا
ای پدر معظم میرا ہرگز نہین دل چاہتا کہ قدم مبارک سے جدا ہون بہت عرصہ کے بعد حضور کی زیارت
نصیب ہوئی ہی شہزادہ نے کہا ہی میرا بھی دل چاہتا ہی مگر کیا کرون کہ مجھکو ابھی بیشتر کام درپیش ہین
تم عورت ذات ہو تان شہنشاہ گوہر کلاہ میرے ہمراہ رہیگا ملکہ نے عرض کی ای معظم و مکرم اگرچہ
مین عورت ذات ہون لیکن حضور کے کسی کام مین حارج نہ ہون گی شاہزادہ نے کہا میری
مرضی اسی مین ہی کہ تم چلی جاؤ ناچار ملکہ فرشتیہ ثانی بدیع الملک سے رخصت ہو کے روانہ
ہو گئی بعد ملکہ کے جانے کے شہزادہ نے مرغ خجستہ سے کہا تیرا اب کیا ارادہ ہی اُس نے عرض
کیا جو حکم ہو شاہزادہ نے کہا اب تیرا کچھ کام نہین معلوم ہوتا فلہذا تو بھی رخصت ہو مرغ خجستہ
نے کہا بہت مناسب چنانچہ وہ بھی رخصت ہوا شہزادہ بدیع الملک نے فانوس شاہ سے
کہا اس مال طلسمی کو پردۂ دنیا پر لے چلنا چاہیے فانوس شاہ نے تمام مال و اسباب کو بند ہوا شہزادہ
بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور فانوس شاہ مع دیوان و پریزاد و اسباب پردۂ دنیا کی
جانب روانہ ہوئے اثناے راہ مین شہنشاہ اپنے پدر والاقدر کے روبرو اپنی سرگذشت کو بیان
کرتا تھا اور بدیع الملک اُس کی جرأت و ہمت کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا ای فرزند خداوند عالم کی
توفیق جس کے شامل حال ہوتی ہی بیشتر اس سے اسی طرح کے کارہاے نمایان ظہور مین آتے ہین
درمیان راہ مین ایک مرتبہ پھر بھی خرباس کے اہل لشکر شاہزادہ کے سد راہ ہوئے اور چاہا
کہ مال و اسباب طلسمی شہزادہ سے چھین لین طرح طرح کے مکر و فریب بھی کیے لیکن اُس فارس
میدان دلاوری نے ایسی داد مردی و مردانگی دی اور ایسا اُن نابکارون کو پسپا کیا کہ پھر انھین

جرأت مقابلہ کی نہ رہی اور خرماس سے بہت دلاسا دے کر اور سمجھا کر کہا کہ اگر اب بھی تو صدق دل سے دین اسلام کو جسکی فضیلت کا ڈنکا ہر چہار جانب بج رہا ہے اور کتب ہاے احادیث و فقہ سے ثابت ہے کہ دین اسلام سے بڑھکر اور کوئی دوسرا دین نہیں ہے اختیار کرے تو مین اپنے وحدہ لاشریک لہٗ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھاتا ہون کہ ابھی تجھکو رہا کر دون اور خلعت ہاے فاخرہ سے تجھے سرفراز کر دون مگر باوجود اس فہمایش اور سمجھانے کے آسنے کچھ جواب نہ دیا اور مہر خاموشی اپنی زبان پر لگالی اور بشکل تصویر چپ چاپ کھڑا رہا مثل مشہور کہ اندھے کے آگے روئے اور اپنی آنکھیں کھوئے غرض اسی طرح گرفتہ و لبستہ ساتھ رہا بقول شاعرے دل سنگین جانان موم ہوجائے نہیں ممکن ✚ مثل سچ ہے کہین بگھلا ئے سے پتھر پگھلتے ہین سچ کہا ہے ؎ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ✚ ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس ✚ ہر چند اس کافر خاسر کو سمجھایا اور فضیلت دین اسلام کی کمال فصاحت بیانی سے زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمائی مگر اسکے قلب سیاہ پر کچھ تاثیر نہوئی ؎ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ✚ بآب کوثر و تسنیم صاف نتوان کرد ✚ کیا ہو سکتا ہے شقاوت ازلی کے سامنے ہدایت کا اثر کچھ مترتب نہیں ہوتا انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے نفس کا خیال رکھے اور ہوا و ہوس سے بچا ئے سچ ہے نفوس انسانیہ کا عجیب حال ہے بقول شاعرے ؎

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی
کمین جہل و داری گمان دانائی
اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتی خویش
تو خود ز گوشۂ مسند فرو نمے آئی
شکستہ اند و دو اشان ہین بگیت
اگر دہی سنگ بکف حاضر و توبینائی
بتلخی غم اگر آشنا کئی کاست
بطالع من بدر و ر رفتہ میرزائی
بکودکی شدہ موئیت سپید و بیخردی
تو جملہ دست و شکم پیش من و سلوائی
بزیر جامہ نہان کردہ برص لیکن
کہ در شکستن ناموس ناشکیبائی
تمام عرصہ محشر بکش فرو گیرد
ازین چہ سود کہ انگشت جہل میخائی
عصا بکف نہ و تکبیر فتح خوان و برو
اگر سخن شنوی بس ہمینکہ خود رائی
دران دیار کہ راوی ہنوز ران جائی
خراب کردۂ جہل و فارغ از دانش
بجاہ و یل درافتی چو دیدہ بکشائی
ہزار مغلطہ دارد باستین زنہار
تو تند رستی در موسیائی افزائی
بیضہ عنقا بود کنون در باب
گمان برم کہ از بیخان بیاسائی
ہمہ بہشت بجو قرب دوست ہم جو بیست
ازان ز بطن ہوس در بہشت میز آئی
ازان حساب تو بر دم تفاوتے دارد
بچشم اہل بصارت برہنہ مے آئی
چہ عذرہاے موجہ نہی معاصی را
اگر چنین بقباحت شکر فروش آئی
جنون ز سر نہ دوست عقل گرد ہیا
کہ نشنود ز تو ہمت کہ ناتوانائی
گرت ہواست کہ گویم چگونہ باید بود
بحیرتم کہ چہ دارد رعانت زین در د
غلیم در دو سے داری و بس شکیبائی
زمانہ بکر تو تابوت مید بد سامان
کلاہ گوشۂ دانش بہ عشق بنمائی
مگو کہ جوہر الماسم و مصون از سنگ
کہ تو بدعوی ہستی چہ ز اتر میخائی
سپید موی شدی اے عروس طبع و ہنوز
قدم فراز رگ نہ چو گرم سودائی
مبصران ہمہ تن چشم در حریم وصال
کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی
چگونہ شاہد عفت بتو نہ پرہیزد
بجنبش لعاب دہانت کہ قند میخائی
سبک عنان شو و خود بلگام ریسمان
گزین بہانہ مسلم نہ کہ شیدائی
سخن دراز شد افسانہ تا بکے خوانم
چگونہ بنسگر و اتر گو نہ مے آئی

شہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادہ بدیع الملک کو پردہ دنیا کی جانب متوجہ رکھا جاتا ہے اور اب پھر لشکر فتح پیکر اہل اسلام کے حال خجستہ اشتمال کیجانب توجہ کی جاتی ہے غزل وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی سے یارانہ ہوا ✚ شیر کا پنجہ برابر موے سر شانہ ہوا

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا
صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار پر
ہجر مین ہر قطرہ مے سبحہ کا دانہ ہوا
غش سے چونکا کر مجھے کیا ہنس کے وہ کہنے لگا
بعد مر جانے کے ہر پر ایک پروانہ ہوا
مثل اخگر ہی چراغ خانہ پنہان خاک مین
آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہین ناسخ پری انسان سے

شیشۂ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا
زلف جانان بن گئی ہر گور مین مار عذاب
اندنون کا شانہ میرا صاف بتخانہ ہوا
پیش غیر آتا نہین باہر رواق چشم سے
بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہوا
ہو گیا ہی غیر کیا سودائی تجھپر اے پری
بام اپنا الٹے طالع سے تہ خانہ ہوا
جوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہین
شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع مین سب انگلیان
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہوگئی
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانا ہوا
ہون وہ بلبل شاخ گل چھوٹے تو ہاتھ آئے ہی تیغ
جو گیا کتا تیرے کوچے مین دیوانہ ہوا
ذکر کیا شبہاے فرقت مین چراغ و شمع کا
مجمع خوبان تیرے آتی ہی بتخانہ ہوا

تاجداران اقلیم سخن و باج گیران مملکت ہنر وفن اس طرح مسطور کرتے ہین کہ جب خواجہ خواجگان روزگار سرہنگ عیار دکار گذار یعنے عمر ثانی والا تبار سعد شہریار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکے تاریکی شب مین واسطے خبر امیر حمزہ ثانی کے عقابین کی طرف واخ ہوا لشکرگاہ کفار مین پہونچا دیکھا جا بجا پہرے ہین گرداگرد خندق کھدی ہی انسان کیا کہ پرندہ بھی پر نہین مار سکتا ہر طرف ہوشیار و خبردار باش کی صدا بلند ہی خواجہ ان سب کی نظر سے پوشیدہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے حفاظت کا بندوبست کامل ہی اہل دہ کی صورت سے مشابہ ہوا ایک سپاہی کے قریب چلا اُسنے عمر کو دیکھ کے دور ہی سے کہا کون ہی جو اس طرف آتا ہی اس طرف ہر ایک کو آنے کی اجازت نہین ہی عمرو نے کہا ای برادر مجکو تمسے کچھ پوچھنا ہی اُسنے کہا کیا پوچھنا ہی وہین سے کہو عمرو اُسکے قریب گیا اور کہا مین دہاتی آدمی ہون مکان جاتا ہون یہان کا اسقدر اہتمام دیکھ کے تجھسے پوچھنا چاہتا ہون کہ اسکا کیا سبب ہی اُسنے کہا یہان کے اہتمام کا سبب یہ ہی کہ فی الحال مسلمانون کے بہت بڑے سردار کو گرفتار کیا ہی اور عقابین پر کھینچ دیا ہی مسلمانون کے حملہ کا خوف ہی اور یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہو مسلمانون کا کوئی عیار یہان پہونچ جائے اور اُس قیدی کو چھڑا لیجائے عمر ثانی نے کہا واقعی اگر مسلمانون کا کوئی بڑا سردار گرفتار ہو گیا ہی تو اُسکی نگرانی خوب کرنا چاہیے اور مسلمانون کے عیارون کی عیاری سے سب عاجز ہین ہم تمھارے شریک ہین اُسنے کہا اگر یہی ارادہ ہی تو چلو ہمارے سردار کے پاس سلسلہ ملازمت جاری ہو تو اچھا ہی خواجہ طاہر قاق اور ملک بن مردک کے پاس آیا سلام کیا اُسنے پوچھا یہ کون ہی خواجہ نے کہا مین خیرخواہان سرکار سے ہون مین نے سنا ہی کہ مسلمانون کا بڑا سردار گرفتار ہوا ہی خوش ہو کر یہان حاضر ہوا طاہر قاق نے کہا اگر تو ملازمت چاہے تو ممکن ہی خواجہ نے کہا زہے پرورش طاہر قاق نے ملازمون کے دفتر مین نام لکھوا دیا دو روز کا زمانہ ملازمت کو گذرا تھا خواجہ موقع محل کا متلاشی تھا یکایک ملازمان طاہر قاق کیا دیکھتے ہین کہ خواجہ قریب چوب عقابین کے پہونچ گیا ہی اور قریب ہی کہ حمزہ ثانی کو عقابین پر سے اُتار لے سب دوڑے اور خواجہ کو گرفتار کر لیا طاہر قاق کے پاس لیگئے حال بیان کیا طاہر قاق بہت برہم ہوا اور کہا مجکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسلمانون کا کوئی عیار معلوم ہوتا ہی حمزہ ثانی کی رہائی کیواسطے اُسنے یہ تدبیر نکالی ہی اور خواجہ سے کہا تیرا کیا مذہب ہی خواجہ نے کہا میرا مذہب وہی ہی کہ جو حق ہی طاہر قاق نے کہا کیا مذہب حق ہی بیان کر خواجہ نے کہا اس بحث کا اسوقت کیا موقع ہی حق امر یہ ہی کہ عقابین کے قریب اُس قیدی کو دیکھنے گیا تھا جسکی گرفتاری کی خوشی مین مین نے یہان کی طلب

اختیار کی طاہر قاق نے کہا بہرحال مین تجھسے اعتقادات کو ضرور پوچھونگا جب خواجہ نے دیکھا کہ بغیر اعتقاد بیان کیے چارہ نہین ہی ہرچہ باداباد ایمان پرسے جان قربان جو کچھ سچ ہو بیان کرو خداوند عالم حامی و مددگار ہی کہا ای طاہر قاق اگر سچ پوچھتا ہی تو یہی ہی کہ مین واقعی عیاران اسلام سے ہون عمر ثانی نام ہی جناب حمزہ ثانی کی تلاش مین آیا تھا یہان گرفتار ہوگیا ہون طاہر قاق خواجہ کو اپنے مکان پر لیگیا اُسی شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بذریعہ بشارت عالم خواب مین شیر افگن کو مسلمان کیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ حمزہ ثانی کی خدمتگذاری سے پہلو تہی نہ کرنا اور اُسی شب کو عالم خواب مین حمزہ ثانی کو بھی دروانہ مرحمت فرمایا اور کہا ای حمزہ ثانی آگاہ ہو کہ تمھاری رہائی صرف شاہزادۂ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی چھ مہینہ پندرہ روز کے بعد تمام بزرگ و تاج و تخت شاہزادۂ بدیع الملک کے حوالے کر دینا کہ اسی قدر مدت اسمین باقی ہی اگرچہ وہ شاہزادۂ والا اس تاج و تخت وغیرہ کا محتاج نہین ہی اسی قدر دولت و حشمت خداوند عالم نے اسکو عنایت فرمائی ہی کہ تمام سلاطین روئے زمین اگر اپنے مال و دولت کو جمع کرین تو بھی اُسکی دولت و حشمت کے مقابلے مین کم ہی اور یہ بھی بخوبی یاد رکھو کہ سوائے شاہزادۂ عالی منزلت کے اگر کوئی تمھاری رہائی کے درپی ہوگا فوراً ہلاک ہوجائیگا اُس طرف صبح کو پرویز طاہر قاق کی بارگاہ مین آیا طاہر قاق نے خواجہ عمر کے قصہ کو بیان کیا اور کہا جو کچھ مناسب ہو اُس خداپرست عیار بیباک کے بارے مین حکم صادر فرمایا جائے پرویز نے خواجہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا او خداپرست بیباک تو بڑا دلیر معلوم ہوتا ہی کہ باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کے یہانتک پہونچ گیا بارے خداوند بت بزرگ نے اپنا فضل شامل حال کیا کہ تو گرفتار کیا گیا اب اپنی زندگی سے نا امید ہو رہ عنقریب تو ہلاک ہوگا خواجہ نے کہا ای بادشاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا

اگر تیغ عالم بجنبد ز جای + نہ بُرد رگی تا نخواہد خدای

انشاء اللہ الرحمن باوجود اس گرفتاری کے مین پھر یہان سے صحیح و سالم نکل جاؤنگا پرویز نے برہم ہوکے جلاد کو طلب کیا اور کہا جلد اس خداپرست بیباک کا سرتن سے جدا کر جلاد خواجہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای اجل رسیدہ جو کچھ تجھکو بادشاہ سے عرض کرنا ہی عرض کر ورنہ پھر موقع نہ ملیگا خواجہ نے مسکرا کے کہا خاموش ہو ورنہ قبل اسکے کہ مین ہلاک ہون تو جہنم مین پہونچ جائیگا جلاد ہی سے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ارادہ کیا کہ خواجہ کے سر پر وار کرے خواجہ نے باوجود اُس قید و بند کے جست کرکے جلاد کے قریب پہونچ گیا اور اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے ایک ہی ہاتھ مین اُسکا سرتن سے جدا کیا پرویز اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور آواز بلند کہا ای معتقدان خداوند لات کیون تاخیر کرتے ہو جلد اس خداپرست کا کام تمام کر دو یہ سن کے ملازمان پرویز تلوارین علم کرکے خواجہ کے جانب دوڑے دفعتاً ہوائے آسمان سے ایک باز تیز بال پیدا ہوا خواجہ کے قریب آیا خواجہ نے دونون ہاتھ بلند کیے باز خواجہ کے ہاتھون کے پنجون کو گرفت مین لایا اور ہوائے آسمان کی راہ لی اثنائے راہ مین خواجہ نے کہا ای مہربان تو کون ہی جو اسوقت مین میرا حامی ہوا اُسنے کہا ای خواجہ تم مجکو نہین جانتے مین ہون ممروق جادو عاشق شیرویہ یہ کہکے ایک مقام بلند پر قیام کیا خواجہ نے کہا ای ممروق مین تیرا ممنون ہون ہان کچھ حال اپنا بیان کر اُسنے تمام حال اپنا بیان کیا اور رخصت ہوکے پرواز کی خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ سعد کے پاس آیا تمام حال بیان کیا خسرو نے صلصال سے کہا اس حالت مین کیا کرنا چاہیے وہ طبل جنگ بجوا کے میدان مین آیا کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا عین ہنگامہ مین شیرویہ پہونچا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی تمام دن تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے طبل بازگشت بجا تینون

لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گئے دوسرے روز نقابدار پلنگینہ پوش تنہا شاہ سعد کے پاس
آیا اور حمزہ ثانی کی رہائی کے بابت ترغیب دی شاہ سعد نے بشارت کا حال بیان کیا اس اثنا مین
ایک قاصد داخل دربار ہوا بعد دعاے ثناے شاہی پگڑی سے خط نکالا اور پیش کیا شاہ سعد نے سر نامہ چاک
کیا ملفوفہ کھولا از اول تا آخر پڑھا نقابدار کا نامہ تھا گھبرا کے اُٹھ کھڑے ہوئے کہا غضب ہوا میرے ناموس
کا خدا حافظ ہی نہین معلوم وہ سب کس مصیبت مین مبتلا ہین اب مین توقف نہین کر سکتا جلد اسباب سفر تیار کیا
جاوے ملازمان شاہی تعمیل حکم مین مصروف ہوئے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سامان ضرورت اونٹون چھکڑون
پر بار کیا گیا شاہ سعد رخصت ہو کے روانہ ہوئے یکایک ایک شخص کو دیکھا تیز تیز چلا جاتا ہی سعد شمشیر باز
نے کہا ای خواجہ خواجگان یہ کون شخص ہی اسکا نام دریافت کرنا چاہیے خواجہ قلندر کی صورت سے مشابہ
ہوا العجلت تمام اُسکے پاس پہونچا سد راہ ہوا اُس راہرو نے کہا تو کون ہی جو میرا سد راہ ہوتا ہی جا اپنا
کام کر میرے حال سے بیکار متعرض ہوتا ہی خواجہ سے نہ مانا نشست و شست کی نوبت آئی خواجہ نے حقۂ الفتی
زمین پر مارا اُسکا دھوان طاہر قاق کے دماغ مین پہونچا چھینک آئی بیہوش ہوا خواجہ اُسکو ایک گوشۂ صحرا
مین لیگیا بستہ و گرفتہ کر کے فتیلۂ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا اور پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام
طاہر قاق ہی تو نے مکر سے گرفتار کیا ہی اب تیرا کیا ارادہ ہی خواجہ نے کہا تجھکو قتل کرنا چاہتا ہون اُسنے
کہا اگر زر نقد لیکے مجکو رہا کر دے تو کیا مضائقہ ہی خواجہ نے کہا زر نقد تیرے پاس کیا ہی اُسنے کہا چالیس مثقال
وزن کا ایک الماس ہی اُسے تو لے اور مجھے چھوڑ دے یہ کہکے جیب کے جانب ہاتھ بڑھایا الماس
نکالا خواجہ کو دیا خواجہ نے وہ الماس اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا ای طاہر قاق اگر تو دین اسلام اختیار کرے
تو مین تجھے رہا کر دون ورنہ تیرا رہا ہونا محال ہی اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی کہ مین اپنے مذہب آبائی کو ترک کر کے
مذہب غیر اختیار کر لون علی الخصوص جان کے خوف سے خواجہ نے کہا دین و مذہب کے مقدمہ مین محض
جبر سے کام لینا نہین چاہتا بلکہ حقیت ثابت کر کے تجکو مسلمان کرونگا اُسنے کہا اثبات حقیقت کیواسطے
علماے مذہب کا مجمع ہونا چاہیے یہان کہان اور بالفرض علماء کا مجمع بھی ہوا اور حقیت دین اسلام کی ثابت
بھی ہو جائے تو بھی مذہب قدیم کو ترک کرنا دل گوارا نہین کرتا خواجہ نے کہا مجبوری ہی اور اُسی طرح
بستہ و گرفتہ بادشاہ اسلام کے دربار مین لیگیا اور موقف عرض مین استادہ ہو کے بعد آداے آداب شہنشاہی
بجالایا اور اسطرح گویا ہوا ؎ ای مبارک پی شہنشاہیکہ حاصل میکنند * اختران آسمان از طلعتت نیک اختری
یہ گبر حاضر ہی جو حکم ہو اُسکی تعمیل واجب سمجھی جائے شاہ سعد نے نام پوچھا اُسنے کہا مجکو طاہر قاق کہتے
ہین بادشاہ نے اُسکو از سر تا پا بغور ملاحظہ کیا بعدہ فرمایا کہ ای طاہر قاق راہ ضلالت کے چھوڑنے کا
اقرار کر تو رہا کر دیا جاوے اُسنے یہان بھی صاف انکار کیا اور خواجہ کی طرف اشارہ کر کے کہا مین نے
اس شخص کو ایک الماس بھی دیا ہی مگر اسنے پھر بھی مجبور رہا نہ کیا خواجہ نے کہا بیشک مین نے ہیرا لیا ہی
مگر الماس لینے کے وقت یہ اقرار نہ تھا کہ اس الماس کا بدلہ رہائی ہی شاہ سعد نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو ہم
یہ الماس تجکو واپس کر کے رہا کر دین طاہر قاق نے کہا مین مسلمان کسی طرح نہونگا بادشاہ اسلام نے حکم قتل
دیا فوراً جلاد با شمشیر برہنہ حاضر ہوا اور ہنوز حکم ثانی کا منتظر تھا کہ ایک دیو قوی ہیکل بجائے چوب اژدہاے کلان در دست
قباے زرین بر دوش پوست اژدہا در بر بصداے مہیب ہو ہو کرتا نمایان ہوا اور نعرہ مارا کہ منم دوال ام اگر

نمیدانی بدان میرے باپ کو قاسم نے ہلاک کیا اس صدمہ سے آج تک خیال میری نظر مین تیرہ و تار ہی
جبتک اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لے لونگا خواب وخور مجھپر حرام ہی فی الحال خسرو نے مجھے سعد
کے واسطے بھیجا ہی کہان ہی سعد بادشاہ اسلام اُس دیو قوی الجثہ کو دیکھ کے متوحش ہوئے طاہر قاق
کو موقع ملا کہا ای دال تو خوب وقت پر یہان پہونچا اگر ایک لمحہ کے بعد یہان آتا تو میرا کام تمام تھا یہ خداپرست
ہمکو مجھکو گرفتار کر لایا اور درپی ہلاکت ہی دال دیو نے کہا کیا مجال کسی کی جو تجھے ہلاک کر سکے یہ کہکے طاہر قاق
کے دست و پا کھول دیے جب شاہ سعد نے طاہر قاق کو رہا دیکھا حاضرین محفل سے کہا
تم لوگ کیا خاموش بیٹھے ہو جلد اس دیو سرکش کا کام تمام کرو کسی کو اپنی جگہ سے اٹھنے کی جراءت نہوئی
شاہ سعد اپنی جگہ سے خود اُٹھے اور دیو دال کے قریب آکے نعرہ مارا کہ او مغرور و سرکش تو
جسکی تلاش مین آیا ہی وہ مین ہی ہون کیا وجہ ہی جو تو نے طاہر قاق ہمارے قیدی کو رہا کر دیا
دور ہو سامنے سے ورنہ باین عذاب سخت تجھے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر متاسف
ہونگے تو نہین جانتا کہ ہم لشکر اسلام کے حاکم ہین وہ دیو شاہ سعد کے جانب بقصد ہلاکت جھپٹا
بادشاہ اسلام نے باین زور دست و بازو ایک گھونسا اُسکے کلہ پر مارا کہ اُسکا منہ پشت کے
جانب پھر گیا اور غش کھا کے زمین پر گرا شاہ سعد اُسکے سینے پر سوار ہو گئے اور کہا کہ اب
بھی تیری رہائی ممکن ہی اگر تو دین اسلام قبول کرے اُسمین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ جواب
دیتا خواجہ عمر ثانی نے کہا ای شہریار اب اسکا رہا کرنا مناسب نہین ہی یہ ہرگز دین اسلام کو
قبول نہ کریگا قتل الموذی قبل الایذا مشہور ہی شاہ سعد نے خنجر آبدار میان سے کھینچ لیا اور اُس موذی
کا سر تن سے جدا کیا طاہر قاق دور کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب اُسنے اُس دیو پلید کو سر بریدہ دیکھا باواز
بلند کہا ای خداپرستو مین جاتا ہون خسرو کو اس واقعہ کی خبر کرونگا دیکھو خسرو تمسے اس خون کا عوض لیتا ہی
یہ کہکے وہان سے خبر کی خسرو کے پاس پہونچا واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ عنقریب شمائل خان
بن جبرائیل خان پانچ لاکھ سواران ہندی کی جمعیت سے پہونچا چاہتا ہی خسرو نے کہا بیشک یہ سب میری
کمک کے واسطے آتے ہین اب مین خداپرستون کی سرکشی اور بیباکی کو دیکھ لونگا طاہر قاق نے کہا ای بادشاہ
سعد شہریار جسکے پاس دال دیو کو بھیجا تھا بڑا بہادر و جری ہی اُسکا ایسا ہونا بہت مشکل ہی خسرو نے کہا
ایسی جماعت کفر کے مقابلے مین سعد شہریار کی جراءت و بہادری کیا کر سکتی ہی تو دیکھنا کہ سعد کو کیسی فاش
زک دیتا ہون یہ کہکے اُسی حالت برہمی مین اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا التمش خان تلوار ٹیک
کے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ مین موجود ہون پہلے میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے خسرو خاموش
ہو رہا التمش خان کے نام طبل جنگ بجا صبح کو میدان مصاف مین دونون جانب صف آرائی ہوئی یکایک ایک
جانب سے گرد اڑی مگر نہایت تیرہ و تار دونون جانب کے لشکر سمجھے کہ گھنگھور گھٹا اُٹھی ہی لیکن جب دامن گرد
چاک ہوا سات ہزار سوار و پیادے سیاہ پوش نمودار ہوئے خواجہ آگے بڑھا ہد ہد بن عمر ممالک شاہ
بن مالک اژدر و تابوت مالک روندہ نے شاہزادہ بدیع الملک کی سلامتی کی خبر پہونچائی بادشاہ
اسلام کو بھی یہ خوشخبری پہونچائی ممالک شاہ نے اس یورش کا حال دریافت کیا عمر ثانی نے کفار کی سرکشی
کی حقیقت بیان کی ممالک شاہ نے بادشاہ اسلام سے اجازت حرب چاہی بادشاہ اسلام نے کہا ہی

ممالک شاہ ابھی تم سفر سے چلے آتے ہو تھوڑی دیر استراحت کرو پھر توان بدبختون سے مقابلہ کرنا ہی پس ممالک شاہ نے اصرار کیا سعد شہریار نے کہا اختیار ہی ممالک شاہ میدان مین آیا اور کہا ای نغمش خان مین تیرا مرد مقابل آپہونچا ہون ◆ بیار انچہ داری زمردی نشان ◆ کمان کیانی و گرز گران ◆ نغمش خان نے ایک پہلوان ممالک شاہ کے مقابلہ کو بھیجا ممالک شاہ نے کہا ای نغمش خان آج مین خاص تیرے مقابلہ کو آیا ہون دیکھون کیسا فرد میدان ہی نغمش خان نہایت برہم ہوکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اور نہایت برہم ہوتا ہوا ممالک شاہ کے مقابلہ کو آیا دونون مین ردو بدل شروع ہوئی تا دیر ہنگامہ گیرو دار گرم رہا نہ این را ظفر بنہ اور اخطر ممالک شاہ نے قبضہ شمشیر کو دونون ہاتھون سے گرفت مین لاکے اس زور سے نغمش خان کے سر پہ وار کیا کہ از سر تا اسفال دو حصہ ہوکے زمین پر گرا لشکر اسلام مین تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی کفار کو یہ صدا سے تحسین بہت ناگوار ہوئی سب نے بالاتفاق یورش کی اسطرف بھی دلاوران لشکر اسلام اُنکی سرکوبی کے واسطے مستعد ہو گئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی جب تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو سرداران لشکر اسلام دربار شاہی مین داخل ہوئے اُنھون نے جرات و بہادری کی بہت تعریف کی شاہ سعد نے بھی ممالک شاہ کی بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا ای ممالک شاہ واقعی کار سے کردی ہنوز ماندگی سفر اعضا سے دور نہوئی تھی جو کفار سے مقابلہ کیا بارے خداوند عالم کے فضل سے فتح پائی مصرع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند ◆

خلعت خاصہ طلب کر کے ممالک شاہ کو مرحمت کیا ما لک اژدر کی جگہ اُسکو دی ارباب نشاط آئے اور محفل رقص و نوا گرم ہوئی ایک رقاصہ خوش طبع و خوشگلو نے خواجہ عمر ثانی کی فرمایش سے یہ غزل اسطرح سے گانا شروع کی غزل

کشتی دل کا سفینہ عمر کا لبریز ہی
وحشت دل بے طرح امسال شور انگیز ہی
اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہی
کیون تقاضا کر رہا ہی اسقدر دیدار کا
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہی
رسم اُلٹی دیکھتا دیوانہ مین جسپر ہوا
کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہی

تیری نوک ای خار غم دیکھین تو کیسی تیز ہی
وحشیو ... رستاخیز ہی
ہو تجھے جس چیز کی خواہش وہ للہ ہی ...
کیا ید بیضی کف موسی مین سمت آویز ہی
بادۂ عشرت سے خالی عمر بھر ساغر رہا
وہ پری اب عازم صحرائے وحشت خیز ہی
غیر تجھپر مر رہے ہین حسرت عشق فرہاد ... ان

فرقت ساقی مین خم تنور طوفان خیز ہی
توسن عمر روان کو حاجت مہمیز ہی
نغمہ و محفل عشرت مین بے ساقی این
جو کہ مستغنی ہی پانی سے اُسے پرہیز ہی
کیا عجب عنبر اگر بنجائے سارا موم شمع
آج گیتی کمر جام میری عمر کا لبریز ہی
کوہکن کو فی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا
تو اگر شیرین ہی تو ناسخ تیرا پرویز ہی

تمام اہل محفل اس غزل کو سن کے بہت خوش ہوئے شاہ سعد نے زر کثیر انعام مین دیا اور ممالک شاہ کو حکم دیا کہ اس لباس سیاہ کو اُتارو ممالک شاہ نے کہا مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین اور اُسی وقت وہ لباس سیاہ اُتارا اور نہایت نفیس کپڑے زیب تن کیے اُس طرف شمایل خان کے آنے کی خبر خسرو کو پہونچ چکی تھی استقبال کیواسطے گیا عیاران اسلام بھی خبر گیری کیواسطے گئے خواجہ عمر نے وہ شان و شکوہ شمایل خان کے دیکھی کہ کبھی نشان نظر سے نہ گذرے تھے غرضکہ شمایل خان بارگاہ مین پہونچا خسرو نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سب سے مقدم بٹھایا مزاج پرسی کی بعد اسکے کہا خانصاحب خداپرستون نے وہ سر اُٹھایا ہی کہ جسکی حد نہین ہرچند فکر کیجاتی ہی کوئی تدبیر ایسی نہین سمجھ مین آتی

جس سے خداپرست سرکشی سے باز آئین اگر خدا نخواستہ اُنہین سے کوئی ہلاک یا گرفتار ہو جاتا ہی تو کبھی وہ مجبور
نہین ہوتے روز بروز دین اسلام رواج پاتا جاتا ہی اُنہین سے کبھی کسی نے مذہب دین بت پرستی اختیار نہ کیا
بلکہ مثلاً اگر کسی وقت مین کٹ جاتا اب تو آیا ہی دیکھین کیا کام بنتا ہی شمائل خان امیر حمزۂ صاحبقران
لشکر اسلام کا بڑا سردار گرفتار کیا گیا ہی جسکی گرفتاری سے ہم سمجھے تھے کہ اب مسلمانون کی ترکی تمام
ہو جائیگی مگر پھر کچھ کام نہ بنا شمائل خان نے کہا امیر حمزۂ صاحبقران ابھی مقید ہی اُسنے کہا ہان موجود ہی کہ
شمائل خان نے کہا حمزہ کو میرے سامنے لاؤ کیا عجب ہی اگر وہ میری ہیبت سے خائف ہو کے
خداوند بت بزرگ کا سجدہ کرے خسرو نے حکم دیا کہ جلد حمزہ کو گرفتہ و بستہ زندان سے لے آؤ ملازم زندان
مین گئے اور حمزۂ ثانی کو قید خانہ سے لائے خواجہ عمر بہ تبدیل ہیئت وہان موجود تھے عمر ثانی گرفتہ و بستہ
ایستادہ تھے خواجہ عمر عربی زبان مین اپنی کارگذاری کا ذکر کر رہا تھا یعنے پندرہ روز مین مین نے تمام روئے زمین
کو طے کیا اور تمہاری مفارقت مین لشکر اسلام نہایت مضطرب ہی راوی کہتا ہی کہ جب طاہر قاق خواجہ
عمر ثانی کی قید سے رہا ہو کے خسرو کے پاس آیا تھا بعد بیان حالات گذشتہ عمر ثانی کی گرفتاری کی تشہیر
ہشام بن ارزق بن اژدرہنگ سے مقرر کی تھی کہ عمر ثانی بہت بڑا عیار کارگذار لشکر اسلام کا ہی جسنے
مجھ ایسے تجربہ کار کو بآسانی گرفتار کر لیا پس جو شخص عمر ثانی کو گرفتار کر لائیگا نہایت وہ عیار کامل الفن
سمجھا جائیگا ہر ادنی و اعلی اس شہر طاکوسن کے فکر مین تھا کہ جسطرح ممکن ہو عمر ثانی کو گرفتار کرنا چاہیے جس وقت
حمزۂ ثانی کو گرفتہ و بستہ شمائل خان کے روبرو لائے شمائل خان نے بغور حمزۂ ثانی کی صورت دیکھی
اور کہا اے جوان مین نے سنا ہی کہ حمزۂ ثانی نام بہت بڑے سردار لشکر اسلام کے تم ہی ہو دیکھو خداوند
بت بزرگ کی مدد سے تم کس طرح بسہولت گرفتار کر لیے گئے اب مجکو اپنے ارادے سے مطلع کرو جناب
حمزۂ ثانی نے فرمایا ہمارے ارادے سے کیا ہوتا ہی جو کچھ خداوند عالم کی مشیت مین گذرا ہی وہی
ہوگا شمائل خان نے کہا اگر خدائے نادیدہ مین کچھ طاقت ہوتی پس تم گرفتار کیون ہوتے یہ طاقت
خداوند بت بزرگ ہی مین ہی کہ ہماری مدد کر کے گرفتار کر دیا وہی خداوند اب بھی اس بات کا منتظر ہی کہ اگر
تم اُسکی بندگی اختیار کرو تو رہا کر دے حمزۂ ثانی نے کہا ہر طرح کی طاقت و قابلیت صرف اُس خدائے واحد لاشریک
ہی مین ہی پتھرون مین کسی قسم کی قدرت ہونا عقل مین نہین آتا خداوند عالم نے ہر ایک کے منہ مین زبان
خلق کی ہی جو کچھ جسکا دل چاہے کہے یہان شمائل خان اور حمزۂ ثانی مین یہ بحث ہو رہی تھی کہ اُس طرف
عمر ثانی غافل ہیئت تبدیل کیے اس بحث کو سن رہا تھا ہشام بن ارزق بن اژدرہنگ پیشتر سے متلاشی
تھا اور اُسکو یقین تھا کہ حمزۂ ثانی گرفتار ہین عمر ثانی عیار طرار ضرور اس مجمع مین موجود ہوگا کیونکہ اکثر عیاران
سلاطین شاہان مخالف کے دربار مین موجود رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً اپنے سردار کو خبر پہونچاتے ہین بنابران
ہر ایک اہل دربار کی صورت غور سے دیکھ رہا تھا یکایک ایک خدمتگار کو دیکھا کہ حیرت سے حمزۂ ثانی کی
صورت دیکھ رہا ہی اور کچھ اشارہ سے کہتا جاتا ہی سمجھا کہ ضرور یہ عمر ثانی ہی حیلہ سے قریب پہونچا چاہتا
اور راست و چپ دیکھتا جاتا تھا اور دزدیدہ نظر سے اُس خدمتگار کو بھی دیکھ لیتا تھا جب بخوبی یقین ہو گیا
کہ ضرور عمر ثانی بایں ہیئت یہان موجود ہی پوشیدہ کمند کو لچھا کیا اور اس طرح حلقات کمند عمر ثانی پر پھینکے
کہ فوراً گرفتار ہو گیا ہر چند جھٹکے دیے کچھ فائدہ نہوا ہشام نے بآواز بلند کہا اے ہوا خواہان سلطنت خسروی

ہین سے اپنے فنکار کو گرفتار کیا جلد میری کمک کو پہونچو تمام دربار مین بگیر بگیر کا غل ہوا بیشتر ملازمان خسرو ہشام کی مدد کو پہونچے ہشام عمر ثانی کو بستہ کر کے خسرو کے روبرو لیگیا اور کہا اے بادشاہ یہی عیار طرار لشکر اسلام عمر ثانی نام ہے جسکی تلاش طاہر قاق کو تھی اب تمام دربار کی یہ صورت ہے کہ غوغا مچا ہوا ہے کوئی کہتا ہے ابھی ان دونون خدا پرستون کو ہلاک کرنا چاہیے کوئی کہتا ہے کہ انکو ہلاک نہ کرو بلکہ دین پرستی اختیار کرنے کی ہدایت کرو اگر یہ دونون دین بت پرستی اختیار کر لین گے تو تمام لشکر اسلام دین خدا پرستی سے منحرف ہو جائیگا خسرو اور شمایل خان دونون پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ایک ایک کی سن رہے ہین اور کہتے ہین کہ تم سب بالاتفاق ایک راے مقرر کرو تاکہ وہی حکم قطعی سمجھا جاوے خلاصہ یہ کہ بعد گفت و شنفید بسیار حمزہ ثانی کو بارہ دیگر عقابین پر بھیج دیا اور عمر ثانی کے نسبت حکم دیا کہ اس عیار خدا پرست کو قتل کرو اگر یہ عیار زندہ رہیگا ضرور ہنگامۂ عظیم برپا کریگا اور حمزہ کو بھی قید و بند سے رہا کر لیجا دیگا فوراً جلاد طلب ہوا یکایک دروازے سے صداے نعرہ بلند ہوئی دیکھا جانسوز بن قران اور ملکہ رابطہ بانو باخنجرہاے برہنہ چلے آتے ہین جانسوز نے آتے ہی نمد عیاری عمر ثانی پر ڈالا اور بغل مین اٹھالیا اور ایک ہی ضرب مین جلاد کو ہلاک کیا اور ملکہ رابطہ بانو نے ہشام کو اٹھا لیا تمام اہل دربار نے ان دونون کو گھیر لیا مگر ان دونون زن و مرد نے حواس درست کر کے وہ داد مردی و مردانگی دی کہ کوئی نہ روک سکا یہ دونون زن و مرد جنگ حرب کرتے ہوئے شاہ سعد بادشاہ اسلام کے دربار مین پہونچ گئے بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے دونون کو خلعت فاخرہ مرحمت کیا جرات و بہادری کی تعریف کی ہشام کو جانسوز کے حوالے کیا اسطرف کفار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام رہا ہو گیا اسکے ساتھ ہشام بھی گرفتار کر لیا گیا شمایل خان سے کہا خانصاحب اب تم ہی کچھ ایسی کارروائی کرو کہ مسلمانون کو زک ملے شمایل خان نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا غضب آلود اس طرح پکارا کہ اے خدا پرستو دیکھون کہانتک تم مکر و فریب اپنا کام بناتے ہو تم مین سے کون ہے میرا مرد مقابل آوے مجھسے مقابلہ کرے خداوند بت بزرگ کی قدرت و طاقت کو دیکھے اس اثنا مین تتق گرد نمایان ہوا جب گرد برطرف ہوئی غضنفر شاہزادۂ سعد طوقی کیوان تیغزن ملک خورشید ایک لاکھ سواران سیاہ پوش کی جمعیت سے پہونچے یہ خوشخبری شاہ سعد بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی کہ سعد طوقی بجمعیت کثیر آیا ہے سعد شہریار بہت خوش ہوئے سعد طوقی شمائل خان کے روبرو آیا اور کہا او گبر ملعون یہ کیا کلمات واہی زبان پر جاری کرتا ہے خبردار ہو جا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا ہون بیا را نچہ داری زمردی نشان شمائل خان آگے بڑھا عمود و نیزہ سے رد و بدل شروع ہو گئی شمائل خان ایسا ایک پہلوان زبردست فن جنگ سے ماہر ہے کہ ایک ایک اسلحہ اسکا کم از کم سو سو من کا وزن رکھتا ہے اس رد و بدل مین شمائل خان کی ضرب سے سعد طوقی کا شانہ زخمی ہو گیا غضنفر بھی اسوقت موجود تھا اسنے جو سعد طوقی کو مجروح دیکھا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم کر دیا قریب تھا کہ خدا پرستون کا لشکر شکست کھائے یکایک ایک جانب سے طلحہ بن لند ھور پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا جو نہین خواجہ عمر ثانی کو معلوم ہوا بعجلت تمام طلحہ کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان زمان یہ وقت توقف کا نہین ہے عنقریب فوج اسلام پسپا ہوا چاہتی ہے جلد چلو اور مسلمانون کی مدد کرو جسطرح ممکن ہو شمائل خان کو

سزا سے معقول وہ اُسنے فتنۂ عظیم برپا کر رکھا ہے طلحہ فوراً اپنی فوج لیے ہوئے شمائل خان کا مقابل ہوا اُسوقت شمائل خان فیل طویل القامت پر سوار تھا طلحہ نے قریب جا کے ایک ایسا وار شمشیر آبدار اُس فیل طویل القامت پر کیا کہ نصف گردن شگافتہ ہو گئی قریب تھا کہ بیدم ہو کے زمین پر گرے بس پھر تو شمائل خان زمین پر کود پڑا اور عمود کو بلند کر کے طلحہ پر وار کیا طلحہ بھی ایک جوان جنگ آزمودہ ہی اسنے جگہ خالی کی اُسکا وار زمین پر رد ہوا مگر اُس وار کے جھونکے مین شمائل خان منہ کے بھل زمین پر گرا طلحہ نے تلوار ہاتھ سے زمین پر پھینک دی اور جنگ زور دست و بازو مین مصروف ہوا ہر مرتبہ طلحہ چاہتا تھا کہ شمائل خان کو زمین پر مارے مگر پھر اُسکا زور رد ہو جاتا تھا اسی طرح شمائل خان بھی کوشش کرتا تھا مگر اسکی کوشش بھی بیکار ہو جاتی تھی یہ دونون اس کشتی کی کوشش مین تھے کہ یکایک بر چشمک زن نمایان ہوا پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور شمائل خان کو اُٹھا لیگیا کفار کو شمائل خان پر بڑا بھروسا تھا اُسکے غائب ہو جانے سے لشکر کفار کے حواس باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فرار پر قرار لے سرداران معتبر نے فوراً طبل امان بجایا خسرو کا اُسوقت یہ حال تھا کہ چند کفار اُسکی بغلون مین ہاتھ دیے سمجھائے ہوئے خیمے کے جانب لیے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بادشاہ کیون اسقدر بدحواس ہوئے جاتے ہو اگر شمائل خان کو کچھ ہوائی لیگیا تو کیا مضائقہ ہے آج نہین تو کل ہم ان خداپرستون سے سمجھ لین گے وہ تھر تھر بید کی طرح کانپ رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے خیرخواہان من کیون نہ بدحواس ہون تم دیکھتے ہو کہ اس طرف کے لشکر کا حال کس نوبت کو پہونچا ہے اگر اسوقت طبل امان نہ بجایا جاتا تو ابھی حقیقت معلوم ہو جاتی آج نہین تو کل کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم خداوندبت بزرگ کی مشیت مین کیا گذرا ہے ہر مرتبہ ذلت حاصل ہوتی ہے واہ رے تیری خداوندی بس ایسے موقع پر خواہ مخواہ خداوندبت بزرگ کی شان مین کچھ کہنے کو دل چاہتا ہے اس سے تو مسلمانون کا خدا ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہر مرتبہ اُنکو کمک پہونچ جاتی ہے اگر ہزار کوشش اُسکا کوئی خداپرست گرفتار ہو جاتا ہے تو فوراً رہا بھی ہو جاتا ہے بعضون نے کہا اے بادشاہ اس طرف دانستہ بھی غلطی ہو جاتی ہے ایک یہی غلطی دیکھو کہ حمزہ کو گرفتار کیا ہے اور آجتک اُسکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی اگر کسی روز لشکر اسلام کا کوئی عیار بعیاری اُسے رہا کر لیگیا تو خداوندبت بزرگ کا کیا قصور ہے خسرو نے کہا تو بالکل بیوقوف ہے نہین جانتا کہ لشکر اسلام کا ایک ایک متنفس کس کس آفت کا پرکالہ ہے حمزہ کی گرفتاری پر تو یہ حال ہے اگر حمزہ ہلاک کیا جاوے تو برائے نام بت پرست باقی نہ رہین جو کچھ جسکے دل مین آتا ہے بلاتکلف کہہ دیتا ہے لیکن اُسکا نتیجہ وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جسکو وقت پیش آتی ہے غرضکہ خسرو سراسیمہ و پریشان خیمے مین پہونچا شب کو خواجہ عمر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج پھر مین جناب حمزہ ثانی کی خبرگیری کیواسطے عقابین کے جانب جاتا ہون سعد شہریار نے اجازت دی خواجہ روانہ ہوا راہ مین ایک گبر سے ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا تو کہان جاتا ہے اُسنے کہا مین خسرو کا باورچی ہون کھانا تیار کر کے رکھ آیا ہون خسرو کو کھانا کھلانے کیواسطے اور ملازم ہین وہ اُسکو کھانا کھلاتے ہونگے خواجہ نے بجائے خود خیال کیا کہ اس باورچی سے ساز کر کے کچھ کام بنانا چاہیے اگر یہ موافق ہو گیا فہو المراد در صورت خلاف اس گبر کو اسی وقت ہلاک کرین گے اور باورچی سے کہا مجھے تجھسے کچھ راز کی باتین کرنا ہین کسی مقام پر توقف کر تو مین بیان کرون وہ ایک درخت کے سایے مین جا کے مقیم ہوا اور کہا وہ کیا راز کی باتین ہین خواجہ نے

کہا پہلے اقرار کر کہ مین اس راز کو کسی کے روبرو بیان نہ کرونگا تو مین بیان کرون اُسنے کہا بیشک مین کسی سے
بیان نہ کرونگا خواجہ نے تمام حقیقت گذشتہ اُسکے روبرو بیان کی اور کہا کہ اگر حمزہ ثانی اُس قید سخت سے رہا
ہو جائین گے تو بادشاہ اسلام سے اس کام کے صلہ مین تجھے اسقدر انعام ملے گا کہ مدت العمر مال دنیا سے
مستغنی ہو جائیگا اور ہم اس امر کا بھی اقرار کرتے ہین کہ تیری ہر ایک کارروائی کی خبر خسرو کو نہ پہونچنے پائیگی
اور بالفرض خبر پہونچ بھی جائیگی تو ہم تجکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچنے دینگے اور ہم سب تیرے ہر وقت حامی و
مددگار رہین گے یہ خیال سن کے وہ گبر مکار بہت برہم ہوا اور کہا او خدا پرست تجکو اسقدر بھی شعور نہین ہی
کہ خداوندبت بزرگ کا بندہ نظر کردۂ خداوند کے ساتھ کس طرح بدی کر سکتا ہی علی الخصوص وہ بندہ خداوند
جو نظر کردۂ خداوند کا ملازم و نمکخوار دیرینہ بھی ہو آگاہ ہو کہ اس راز کا پوشیدہ کرنا کیسا کہ مین تجکو یہان سے
صحیح و سلامت رہا بھی نہین کرونگا اُسکی یہ گفتگو سن کے خواجہ نے خنجر سنبھالا باورچی خواجہ کی کمر مین لپٹ
گیا اور چاہتا تھا کہ خواجہ کو گرا دے خواجہ نے پس پشت ہاتھ لیجا کے اس زور سے اُسکی پشت مین
خنجر مارا کہ اُس پار نکل گیا اور بیحال ہو کے زمین پر گرا خواجہ اُسکو اُسی طرح چھوڑ کے آگے بڑھا قریب خندق
کے پہونچا دیکھا عقابین حمزہ ثانی کے قریب سے ایک عیار گذرا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہی
کہ خاص عقابین حمزہ ثانی سے برآمد ہوا اُس عیار نے طاہر قاق سے سرگوشی کی اور روانہ ہوا خواجہ
بھی اُسکے عقب سر روانہ ہوا جب کسی قدر دور نکل گیا خواجہ اُسکے قریب پہونچا اور بطور کفار سلام
کیا اُسنے جواب سلام دیا اور کہا تو کون ہی اور اسوقت کہان جاتا ہی خواجہ نے کہا متوحش نہو کہ مین
شمائل خان کے ہمراہیون سے ہون تو دیکھتا ہی کہ فی الحال مسلمانون نے کیسا سر اُٹھایا ہی کوئی تدبیر
ایسی سمجھ مین نہین آتی کہ اس گروہ کی نقصان رسانی ہمسے دفع ہو عیار نے کہا عزیز من سچ تو یہ ہی کہ مسلمانون
کے خوف سے یہان ہر متنفس کا خواب و خور حرام ہی طرفہ تر یہ کہ خداوندبت بزرگ کو بھی اپنی پرستش
کرنے والون کی پروا نہین ہی مسلمانون کے خدا کو دیکھو کہ ہر وقت اپنے بندون کو کمک اور مدد پہونچاتا
ہی دور کے واقعہ کا کیا ذکر آج ہی کی ہنگامہ آرائی کا خیال کرو خواجہ نے کہا مہربان مجھسے سنو اگرچہ مدتہائے دراز
سے ہم خداوند کی بندگی کرتے چلے آئے ہین لیکن آجتک اُس پارۂ سنگ سے کوئی قدرت نمائی
نہ دیکھی بس ایسے وجوہ سے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہین وہ خداوند کیا جو کسی وقت مین
اپنے پرستش کرنے والے کی مدد نہ کرے (الف) ہی ایسے خداوند پر اُس عیار نے انگشت بدندان ہو کے
کہا ہاہ ہاہ یہ کیا گستاخی ہی خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہی انسان ناقص العقل ہی اُسکے ذہن مین جو کچھ
آتا ہی کہہ گذرتا ہی یون تو خداوندبت بزرگ بڑا رحیم و کریم ہی اگر گالیان بھی دوگے تو وہ بر سر تعرض نہو گا
مگر پھر بھی بندون کو انصاف پر نظر رکھنا چاہیے خواجہ نے کہا جب خداوند مین قابلیت انصاف نہین
تو بندون مین انصاف کی صفت کہان تو ایسے خداوند بجیس پر تین حرف کہتا ہون یہ سُنکے وہ عیار بہت
برہم ہوا اور کہا بس اب مین تجھسے زیادہ بات کرنا نہین چاہتا خواجہ دل مین سمجھے کہ ایسا نہو یہ گبر مجھسے منحرف
ہو جائے کہا برادر انسان مجبور ہوتا ہی تو سب کچھ کہتا ہی تمہارے برا ماننے کی بات نہین ہی خیر اب اور باتین
کرو غرضکہ انواع اقسام کی باتین ہوئین جب خواجہ نے بخوبی اُسے اپنا یار بنا لیا خواجہ نے جیب سے چند
قرص نکالے جو رنگ اور خوشبو مین نہایت مطبوع تھے اُس گبر نے پوچھا یہ کیا ہی خواجہ نے کہا یہ قرص اس

ترکیب سے مین نے تیار کیے ہین اگر ایک قرص کھالے ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ بھوک نہ معلوم ہو اور روز
بروز طاقت وفربہی مین ترقی ہوتی جائے اور بھی انواع اقسام کے فوائد اس قرص مین ہین جسکا بیان کرنا
خالی از مغز خراشی نہین اُس گبر نے خوش ہو کے کہا ایک قرص مین کھاتا ہون دیکھون کیا فوائد ظہور مین
آتے ہین یہ کہکے ایک قرص اُسنے کھالیا ہنوز ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ بیہوش ہو کے گر اراوی
کہتا ہو کہ یہ گبر نوشاد نام لہراسپ کا عیار ہو شراب خریدنے کو جاتا تھا شراب سے مملو دو شیشے اسکے
پاس موجود تھے جب بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے خنجر سے اُسے ہلاک کیا دونون شیشے اُٹھالیے
نوشاد عیار کی صورت سے مشابہ ہوا اور وہان سے روانہ ہوا مقامات عقابین کو طی کرتا ہوا طاہر
کے پاس آیا وہان سے ارشاد کے پاس آیا جام شراب ارشاد کو دیا ارشاد نے بغور عمر ثانی
کی صورت دیکھی ہاتھ کو گرفت مین لایا اور کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو مجکو بیہوش کرنا چاہتا ہو اور آہستہ
کہا او وزدمین نے تجکو پہچانا یہ سنا تھا کہ خواجہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا کہا کچھ خیر ہو مین نوشاد
ہون مجکو اور کیا پہچانا اور ہرگز کچھ شک نہ کر ارشاد نے کہا تو اسقدر بد حواس کیون ہوا جاتا ہو
مجکو تو نہین جانتا مین وہ شخص ہون جسنے حمزہ کی سفارش کی مجکو خوب معلوم ہو کہ نوشاد کو ہلاک
کیا خیر کیا مضائقہ ہو خواجہ نے کہا عزیز من تجکو اس واقعہ کی کس نے خبر دی ارشاد متبسم ہوا کہا
مین اسوقت بیٹھا ہوا تھا یکایک غنودگی مجھپر طاری ہوئی مین سو رہا عالم خواب مین حضرت ابراہیم ع
تشریف لائے فرمایا کہ نوشاد ہلاک کیا گیا قاتل اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آتا ہو اور بھی جو کچھ ہدایت
ہوئی تھی بیان کی خواجہ نے مصافحہ کیا اور کہا پھر اب کیا کرنا چاہیے حقیقت گذشتہ تو تمپر بخوبی حالی ہو گئی
ارشاد نے کہا ای خواجہ تم اب یہ کرو کہ خالی جام مجکو دو اور جام کو مملو کر کے سب کو دو خواجہ نے
اُسکی راے پر عمل کیا سب بیہوش ہو گئے جب پہر رات گذر گئی خواجہ خانہ چوبین کے پاس آیا اُسکو
کھولا اندر آیا دیکھا امیر مع لہراسپ دارشاد زنجیرون سے جکڑے ہوئے تخت پر سو رہے ہین
اور شمشیر و خنجر برہنہ قریب رکھا ہو خواجہ امیر بلند توقیر کے اس حال خراب کو دیکھ کے زار و قطار رو یا
اور آہستہ بیدار کر کے سلام کیا امیر نے جواب غلام دے کے پہچانا اور کہا ای خواجہ تم بڑی کوشش
وسعی سے یہانتک پہونچے ہو کہو لشکر کا کیا حال ہو خواجہ عمر نے آنا ممالک شاہ کا اور ہلاک
ہونا لقمش کا اور آنا دوال کا اور مقدمۂ شمائل اور گرفتاری اپنی ہشام کے ہاتھ سے اور پہونچنا
غضنفر و سعد طوقی و طلحہ کا از اول تا آخر بیان کیا اور کہا ای والا منزلت مبارک ہو کہ شاہزادہ
داراب ستم زدہ کے یہان فرزند نرینہ پیدا ہوا ہو اُسکا نام دارا ابن داراب مقرر کیا گیا ہو اور
فی الحال اُسکا سن ماشاء اللہ سات برس کا ہوا ہو شکل و شمائل مین سلیمان شاہ ہو سخاوت اور
شجاعت مین بھی اپنا نظیر نہین رکھتا حمزہ ثانی داراب کا نام سن کے بہت روئے خواجہ نے
کہا ای والا منزلت خداوند عالم نے داراب کے عوض اُسکا فرزند عطا فرمایا دیگر آنکہ ایک فرنگی
شخص پیدا ہوا ہو بنام شہریار بر سیمسا بن بلقیسا فرنگی نام سے مشہور ہو یہ میر الپیسر ہو تمام نشانیان لاؤ
ابراہیم علیہ السلام کی اُسمین پیدا ہین فی الحال شاہزادہ اُسکندر رفرخ لقا کی جنگ مین ایک بچہ
پیدا ہوا شہریار کو اُٹھا لیگیا امیر نے جب نام شاہزادہ کا سنا خون نے جوش مارا اور فرمایا ای خواجہ

کہ جب ایساموقع ملیگا کہ مین اُسکو گرفتار کر کے اُسکا حسب ونسب دریافت کرونگا خواجہ نے کہا زیادہ تر
حیرت خیز یہ امر ہے کہ لعل بن توریج کے ہاتھ سے تمام سرداران دست چپ زخمی ہو گئے اور لعل
بن توریج کے ساتھ لاجوردشاہ پسر لاہوت بن زمرد ہے جب اسد آیا لعل کو زخمی کیا
لعل کوہستان کے جانب خیز کر گیا کیا عرض کرون کہ بر وقت مقابلہ اسد نے کیسی داد مردی
و مردانگی دی ہے لعل بن توریج نے کوئی دقیقہ لشکر اسلام کے تہ وبالا کرنے مین باقی نہین رکھا تھا لیکن
خداوند عالم کا فضل شامل حال ہو گیا جو وہ اسد کے ہاتھ سے زخمی ہو کے پسپا ہوا امیر نے کہا
الحمد للہ ای خواجہ یہ وقت تمھارے یہان توقف کرنے کا نہین ہے جاؤ خدا حافظ و ناصر ہماری طرف
سے تمام سرداران لشکر اسلام کو علے قدر مراتب دعا وسلام کہنا اور اُنکی اس بات سے اطمینان دلانا
کہ اگر خداوند عالم کی مشیت مین گذرا ہے تو مین زندہ تم سب سے پھر ملاقی ہونگا ورنہ خیر جو مرضی خدا خواجہ
عمر ثانی ارشاد اور لہراسپ سے رخصت ہو کے روانہ ہوا طاہر کے پاس آیا پھر وہان سے
روانہ ہو کے سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کے پاس آیا صبح کو تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور
کہا شہریارا امیر بلند توقیر سخت تکلیف مین مبتلا ہین مین امیر تک پہونچا تا دیر گفت وشنید رہی کوئی
ایسا موقع نہ ملا کہ اپنا کام حسب مراد انجام کو پہونچاتا اس عرصہ مین جانسوز اور ملکہ رابطہ بانو دونون
زن و مرد وہان پہونچے خواجہ نے ہشام کو طلب کیا اور تیر باران کرنے کی تجویز کی جانسوز اور ملکہ
رابطہ بانو دونون زندان مین آئے تو پھر وہان اُسکو نہ پایا سعد شہریار کو اس واقعہ کی خبر کی تمام سرداران
لشکر اسلام متفکر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے سب بالاتفاق تفحص مین روانہ ہوئے جب سرحد کفار مین پہونچے
دیکھا کہ سوار و پیادے نہایت خوش وخرم چلے جاتے ہین خواجہ اُس غول مین پہونچا اور استفسار
حال کیا اُنھون نے کہا ای شخص لات وعزی کا فضل ہمارے حال پر ہوا کہ سومنات مغرب
سے شہاب منور ضمیر ہمراہی پہلوان شباہنگ بن آتش خوار وسعدان غول بچہ عیار
ایک لاکھ کی جمعیت ساتھ لیے اس طرف چلا آتا ہے اب دیکھتا ہے کہ مسلمان کس طرح ہمارے مقابلہ مین بازی
لیجاتے ہین مقتیر عیاران لشکر اسلام مین خبر گیری کے لیے گئے دیکھا کہ شہاب ملعون باتجمل تمام چلا آتا ہے پھر
تہماک بن صرمک شہاب ملعون کے پاس پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای نظر کردہ خداوند
لات ومنات زہے نصیب ہمارے کہ اس طرف قدم رنجہ فرمایا شہاب ملعون نے کہا ای تہماک
خداوند لات نے مجھکو خاص خدا پرستون کی تلقین وتعلیم کیواسطے بھیجا ہے جہانتک ممکن ہوگا خدا پرستون کو خداوند
لات کے سجدہ کیواسطے مجبور کرونگا اور خداوند نے شباہنگ کو بھی اسی کام کے واسطے اس طرف
بھیجا اور خدا پرستون کے سردارون کو درصورت سرکشی وانحراف گرفتہ وبستہ کرتا ہے شباہنگ کا کام ہے
اور وسواس کو عیاران لشکر اسلام کی گرفتاری کیواسطے بھیجا ہے کیونکہ خداوند کی خاص غرض یہ ہے کہ اب
خدا پرستون کو بالکل نیست ونابود کرو دون تہماک بہت خوش ہوا اور کہا زہے مرحمت وعنایت خداوندی
فوراً خسرو کے پاس پہونچا اور کہا ای بادشاہ بعد مدت مدید خداوند کو ہم بندون پر رحم آیا کہ شہاب اپنے
نظر کردہ کو ہماری مدد کے واسطے بھیجا اور شباہنگ دو وسواس کو بھی مدد کے واسطے بھیجا ہے خواجہ نے
دیکھا کہ گوش وبینی دوہان شباہنگ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین اور گرد ون بلند ہوتے ہین از سرتاپا

مثل بید کانپنے لگا اُس طرف جب شہاب خسرو کی بارگاہ مین پہونچا خسرو نے تا دروازہ استقبال کیا بغلگیر
ہوا ہاتھ مین ہاتھ لیکے تخت پر اپنے پہلو مین بٹھایا شباہنگ کو خلعت فاخرہ دیا اپنے روبرو بیٹھنے کو جگہ
دی وسواس کو طاہر قاق کے آگے جگہ دی لیکن ثرومین ثانی شباہنگ کی پشت سے بہت برہم
ہو کے اٹھ گیا خسرو نے مجلس آراستہ کی شہاب سے کہا اے نظر کردہ خداوند لات مین تمہاری
تشریف آوری سے بہت خوش ہوا تم بہت مناسب وقت پر یہان پہونچے خداپرستو کی سرکشی سے بت پرست بہت
عاجز ہو گئے ہین مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنے لگے ہین طاہر اور رہلک موجود ہین انسے
مسلمانون کی تشویش کا حال بخوبی دریافت ہو سکتا ہے شہاب طاہر اور رہلک کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ہان اے بندگان خاص خداوند تم بیان کرو طاہر و رہلک نے بھی چالاکی و کارروائی عمر کی بیان کی
شہاب نے اپنا اور شباہنگ و وسواس کا حال بیان کیا اور کہا کہ عمر یہان موجود ہے بلکہ راہ مین
بھی مین نے اُسے پہچانا تھا کہ وہ میری خبرگیری کو آیا تھا لیکن مین نے اُسکو کچھ نہ کہا وجہ اسکی یہ تھی کہ مین سمجھتا
تھا کہ ایک متنفس خداپرست ہزار کوشش و سعی کریگا پھر بھی کیا کر سکتا ہے خسرو نے کہا اے مقرب بارگاہ خداوندی
پھر تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ متنفس کیا کر سکتا ہے یہ گمان ہرگز نہ کرنا تھا وہ ایسا کچھ کر سکتا ہے کہ ہزارہا بہادرون سے نہین
ہو سکتا شہاب ہنسا اور کہا اے بادشاہ تم کیا کہتے ہو عمر اسوقت بھی یہان موجود ہے بلکہ آہستہ آہستہ
مجھکو دشنام مغلظہ دے رہا ہے خسرو نے کہا اے نظرکردہ خداوند یہ تو کیا کرتا ہے کہ عمر کو موجود جانتا ہے اور پھر
اُسکے جانب سے مطمئن ہے وہ بڑا چالاک عیار لشکر اسلام کا ہے شہاب کچھ تردد کی بات نہین ہے مین نے
غضب آلود ہو کے اُسے کور کر دیا دیکھون اب وہ کیا چالاکی ہے کرتا ہے جب خواجہ نے اپنی طرف خیال
کیا اپنے کو بالکل نابینا پایا خواجہ کو اپنی زندگی سے بالکل ناامیدی ہوئی کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا نہ اُسوقت
رد سحر کی کوئی دعا یاد تھی اسی فکر و انتشار مین مبتلا تھا شب آہنگ خواجہ کے جانب متوجہ ہوا
اور کہا اے عیار طرار لشکر اسلام تو نے خداوند لات کی قدرت کو دیکھا کہ اُسنے تجھکو نابینا کر دیا دیکھون
اب تو اپنی عیاری سے کیا کام لیتا ہے خواجہ نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا شہاب بھی تا دیر سکوت مین
بیٹھا رہا بعدہ کہا اے عیار لشکر اسلام ایک تدبیر سے تیری رہائی بھی ممکن ہے وہ یہ کہ میری رسالت کو قبول کر
سعد کے پاس جا کے میری طرف سے یہ پیام دے کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے جلد یہان حاضر ہو کے
خداوند لات کو سجدہ کرے جو کچھ وہ جواب دے اُسکو مجھسے بیان کر اگر جواب حسب مراد ہو گا فہو المراد
ورنہ خداپرستون کا کام تمام کرنے کو آمادہ ہو جاؤن گا فی الحال خداوند لات و منات کو یہی منظور ہے کہ
مذہب و ملت کا قصہ یکسو ہو جائے جب خواجہ نے مطلق کسی بات کا جواب نہ دیا خسرو نے کہا
میری راے یہ ہے کہ خواجہ کچھ جواب نہین دیتا ہے غالباً اب اسکی کچھ مرضی پائی جاتی ہے اور کفار بھی متفق اللفظ
ہوئے شہاب نے ایک افسون پڑھا خواجہ کی آنکھون پر دم کیا خواجہ وہان سے روانہ ہوا جبتک
شہاب کا سامنا رہا آہستہ چلا جب نظر سے پوشیدہ ہوا بے تحاشا بھاگا سعد شہریار کے پاس آ کے
گر پڑا اور بیہوش ہو گیا تمام سردار خواجہ کے گرد جمع ہو گئے کسی نے دامن کی ہوا دی کوئی مُنھ پر پانی
چھڑکنے لگا کوئی پکارتا تھا کہ جلد گلاب لاؤ خواجہ کے مُنھ پر چھڑکو اور کوئی خواجہ کا شانہ ہلا کے خواجہ کو پکار
رہا تھا کوئی کہتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے سحر و افسون کا اثر ہے بکوشش تمام خواجہ نے اپنے کو

یہانتک پہونچا یا آخر بیہوش ہوگیا لشکر مین بعضے عامل بھی تھے انھون نے اپنے اپنے عمل کے تعویذ لکھے کچھ بازو پر باندھے کچھ پانی مین گھول کے پلادیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے طرح طرح کی تدبیرین کیجاتی ہین بہزار دشواری خواجہ کو ہوش آیا مگر نظر سے اثر خوف ظاہر ہوتا تھا سرداران لشکر اسلام کے بھی دل مین خوف پیدا ہوا حال پوچھا خواجہ نے کہا کیا بیان کرون ابھی تک میرے حواس درست نہین ہوئے چند لمحہ توقف کر و سب خاموش ہو رہے مگر نہایت متفکر تھے کہ خواجہ ایسا عیار طرار جب اس طرح خائف ہے تو اور کا کیا ذکر غالبًا کوئی سبب خوف ایسا ہی ہے چند لمحہ کے بعد پھر خواجہ سے پوچھا خواجہ نے تمام واقعہ گذشتہ بیان کیا اور کہا اے حامیان دین اسلام خداوند عالم نے میری مدد کی جو مین یہانتک صحیح و سلامت پہونچا ورنہ دشوار تھا دفعتًا بینائی آنکھون سے زائل ہوگئی مین حیرت مین تھا کہ یہ کیا قیامت کا سامنا ہے کہ آنکھین کھلی ہوئی ہین مگر کچھ سوجھتا نہین ہے آنکھون مین بینائی نہین تو زندگی عبث ہے بارے اُسی ظالم ملعون کے دل کدورت منزل مین ایسا کچھ خیال آیا کہ بار دیگر افسون و سحر کے ذریعہ سے وہ حالت نابینائی مجھسے دور کردی مین وہان سے جان سلامت لیکے بھاگا دنیا کے عجیب حالات ہین انسان کو ایسے ایسے اتفاق پیش آتے ہین کہ بجز ہلاکت کے کوئی چارہ کار نظر نہین آتا اُس ملعون نے بت پرستی کی بہت تعریف کی اور بت پرستی اختیار کرنے کو مجھے مجبور کیا مگر مین نے مطلق جواب نہ دیا ہر مرتبہ طبیعت مین اشتعال پیدا ہوتا جاتا تھا اور ارادہ کرلیتا تھا کہ ہر چہ بادا باد جواب دو مگر پھر خیال آتا تھا کہ مفت جان ضائع کرنے سے کیا حاصل ناچار خاموش ہو رہتا تھا خواجہ کی زبانی اس حال کو سن کے سعد شہریار کے دل مین ہول پیدا ہوگیا کہا اب کیا ہوگا شہاب ملعون بڑا جادوگر ہے خسرو کا اقبال یاور معلوم ہوتا ہے حمزۂ ثانی اسطرح گرفتار بلا ہوئے خواجہ بھی ہاتھ سے گیا تھا بارے رہا ہو آیا اگر شہاب کی سحر خوانی کا یہی حال ہے تو آج نہین کل پھر خواجہ اور بقیہ تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار ہو جائینگے سرداروں نے دلاسا دیا کہ اے شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے اکثر مسلمانون کے مقابلہ مین کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہے پھر کیا ہوا آخر پسپا ہوئے انشاء اللہ تعالے اب بھی خداوند اُنکی گزند سے محفوظ رکھیگا راوی کہتا ہے کہ ہنوز عمر ثانی خسرو کے پاس تھا کہ دیکھا ہشام چلا آتا ہے جب قریب آیا سلام کیا خسرو نے پوچھا اے ہشام تو کس طرح خدا پرستون کے ہاتھ سے رہا ہوا ہشام نے کہا مجکو وسواس نے رہا کیا ہے غرضکہ سرداران لشکر اسلام سعد شہریار کو دلاسا دے رہے تھے اور خواجہ بھی سعد شہریار کے پاس موجود تھا یکایک لشکر کفار سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی سعد شہریار نے کہا ہماری طرف بھی طبل جنگ بجایا جاوے یکایک ۔ز نقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دولست و دولست گردون ٭ بندگان خداوند ملک العلام و حامیان دین اسلام مسلح و مکمل مرکبان عربی و عراقی پر سوار میدان مصاف مین جاکے صف آرا ہوئے دوسری جانب لشکر کفار صف آرا ہوا اور شبا ہنگ باچوب یک ہزار و چارصد مین میدان مین آیا اور بآواز بلند پکارا اے خدا پرستو کیون مفت اپنی جانین ضائع کرنے کے درپے ہو تم نہین جانتے کہ خداوند نے تمھارے واسطے کیا تجویز کیا ہے اور مجھے کسواسطے بھیجا ہے اپنے بادشاہ سے کہدو کہ وہ دین بت پرستی اختیار کرے خدائے نادیدہ کی بندگی سے باز آئے اور اُسکو ہماری طرف سے پیام دو

مصمم کیا تونے اب ولیمن کیا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا	یہ بہتر ہے ہم تم ہون رزم خواہ	کریں آشتی اور شام و پگاہ

بہم محفل آرائے و مے نوش ہون ✦ بچنگ و نی و مے طرب کوش ہون
گزین عہد و پیمان محکم بہم ✦ پشیمان ہون ارباب کینہ خواہی ہم

آج یہہ طلحہ بن لند حضور اُسکے مقابلہ کو آیا اور کہا اوگبر مکار ساحر بدکار چندروزہ زندگی کیواسطے کیون اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہی گمراہی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دنیا مین ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہی اور نہ رہیگا ؎

مشعبد ہی عجب یہ پیر گردون ✦ کہ ہر دم اسکی صورت ہی دگرگون
اگرچہ پیر ہی لیکن ہی بے پیر ✦ ہمیشہ منقلب ہی اسکی تدبیر
ہر ایک سے عشق مین ہی رخنہ انداز ✦ میان ہر بشر ہی فتنہ پرداز
یہ وہ زنبور ہی جو ہی ستم کیش ✦ کہ پہلے نوش دے پیچھے جڑے نیش
جفا پیشہ ستمگر فتنہ خو ہی ✦ براے رنج ہر کس حیلہ جو ہی
کسی کا خوش دل سے آتا نہین پیش ✦ براے جنگ پھرتا ہی ایسے بیش
سدا اس سنگدل کا ہی یہ شیوہ ✦ کہ پتھر مارتا ہی دیکے میوہ

شباہنگ نے کہا ای خدا پرست اس بات کا تو بیکار ذکر کرتا ہی خداوندبت بزرگ نے اس درجہ اپنی رحمت و عنایت کا امیدوار کیا ہی کہ مجکو مطلق دنیا اور آخرت کی پروا نہین رہی جو کچھ میرے واسطے مقرر ہی سب عمدہ و مناسب ہی ہان اُس شخص کو فکر کرنا چاہیے جسکے خالق نے اپنے سے بالکل ناامید کر دیا ہی مین اپنے خداوند کی طرف سے ایسا مطمئن ہون کہ گویا اُسنے نوشتہ مغفرت لکھدیا طلحہ نے کہا ہان دیوانہ ہی جو چاہے کہلے یہان تو ؎

نہ کار عاقبت بردم لبسر نہ کار دنیا را ✦ بزنگ شام ماندم درمیان امروز فردا را ✦

زبان ببند و بازو بکشا شباہنگ نے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ طلحہ نے قبضہ شمشیر دونون ہاتھون کی گرفت مین لا کے اس زور سے اُسکے ہاتھی کے سر پر وار کیا کہ ماتھا کاٹ کے سینہ تک اُسکا ہاتھی بیجان ہو کے زمین پر گرا شباہنگ بھی اُسکی پشت سے زمین پر گرا طلحہ نے چاہا کہ دوسرا وار شباہنگ پر کرے کفار دوڑے شباہنگ کو بچا لے گئے اس طرف لشکر اسلام نے ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم کیا تا شام صداے بگیر و بزن فلک اول تک پہونچتی رہی آخر طبل بازگشت بجا طلحہ کو بھی اہل لشکر میدان سے لیگئے اس عرصہ مین تتق گرد نمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا اسد نامدار خیز اخیز چلا آتا ہی لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس آیا سعد شہریار کے دربار مین اسد حاضر ہوا سعد شہریار بہت خوش ہوا بعد مزاج پرسی سعد شہریار نے بار دیگر حالات کو پوچھا اسد نے کہا شہریار ایک خوشخبری میرے پاس ہی غالباً اُسے سن کے بہت خوش ہو گے سعد شہریار نے کہا جلد بیان کرو اسد نے کہا وہ خوشخبری یہ ہی کہ بدیع الملک عالی تبار بفضل خداوند کردگار بقید حیات ہی اُسکے یراق میرے پاس موجود ہین سعد شہریار بہت خوش ہوا اور کہا واقعی یہ بہت بڑی خوشخبری ہی ؎ برین مژدہ گر جان فشانم رواست ✦ مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ بدیع الملک کو پھر زندہ دیکھہ سکونگا زمانہ کی عجیب نیرنگیان ہین ؎

از پردہ این طلسم خانہ ✦ صد رنگ بر آورد زمانہ
دوران کہ بصد طلسم سازی است ✦ نیرنگ فضا ست نقش پرداز
در پردہ او ہزار بازی است ✦ تا دیدہ عبرتی کشم باز

جو کچھ سوچتے ہین وہ نہین ہوتا ہی تو وہ کیونکر پہچانا جاوے قادریت مین کثرت راہ پائے ہان ای اسد نامدار شاہزادہ بدیع الملک والاقدر کے یراق وغیرہ کہان ہین ہم دیکھنا چاہتے ہین اسد نامدار نے بازوبند سلیمانی اور گوہر مراد و جام صفا وغیرہ کو اُسی وقت طلب کیا سردارون کو دکھایا سعد شہریار نے کہا ای اسد مین خداوند عالم کا شکر کہانتک ادا کرون فی الحال مین شہاب مردود کے در و دسے بہت خائف تھا کہ وہ فن سحر مین کمال رکھتا ہی ابھی خواجہ عمر کو گرفتار کیا تھا اُسکی آنکھون کا نور کھو دیا مگر پھر نہین معلوم کیا دلمین سمجھا کہ افسون پڑھ کے پھر اُسے بینا کر دیا مین اس فکر مین مبتلا تھا کہ دیکھیے اب

کیا ہوتا ہی سحر و افسون کے حملے کس طرح روکے جائین گے خداوند عالم نے تمکو مع گوہر مراد و جام صفا وغیرہ یہان پہونچایا اسد نے کہا ؎ خسروا گوی فلک در خم چوگان تو باد + ساحت کون و مکان عرصہ میدان تو باد زلف خاتون ظفر شیفتہ پرچم تست + دیدہ فتح ابد عاشق جولان تو باد + کیا مجال شہاب مردود کی کہ سحر و افسون سے کام اپنا بنا سکے مطلق اندیشہ نہ کرنا چاہیے جاسوسون نے یہ خبر شہاب نابکار کو پہونچائی کہ اسد نامدار ایک خدا پرست لشکر اسلام مین آیا ہی وہ دعوے سے کہتا ہی کہ کیا مجال کسی کی جو میرے مقابلے مین کوئی ساحر سحر و افسون سے کام لے سکے فوراً ہلاک کرکے نیست و نابود کردونگا شہاب نے قہقہہ مارا اور کہا اسد خدا پرست کو ابھی حقیقت حال کی خبر نہین ہی جو وہ ایسا دعوے کرتا ہی مین نے پہلے سے یہ تدبیر کر رکھی ہی کہ بدیع الملک نام کے یراق میرے پاس چلے آوین جسکے بھروسے پر اسد دعوے کرتا ہی اگر اسد کو میری اس تدبیر کی خبر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا دعوے نہ کرتا بعض کفار نے پوچھا ای خداوند کیا واقعی بدیع الملک کے یراق کی یہ خاصیت ہی کہ سحر و افسون اثر نہین کرتا شہاب نے کہا ہان بیشک یراق بدیع الملک کی یہ خاصیت ہی مجکو پیشتر سے اس خیال کی خبر ہی کفار بہت خوش ہوئے اور کہا واقعی قدرت خداوندی بہت وسیع ہی علم غیب آج کام آیا ہان ای خداوند یہ تو ارشاد ہو کہ یراق بدیع الملک کس طرح تیرے پاس آئینگے شہاب نے وسواس کو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای بندۂ خاص خداوند لات و منات آج تیری چالاکی و ہوشیاری سے کام لینا مقصود ہی وسواس نے خوشی سے اپنی ٹوپی بلند اچھالی اور دو تین مرتبہ مٹکا تھرکا دست بستہ عرض کی جو حکم خداوندی ہوا اُسے بسر و چشم بجالانے کو موجود ہون اور چالاکی و ہوشیاری کی کیا ضرورت ہی ہر طرح خداوند کا کام انجام پا جاویگا شہاب نے کہا ای وسواس ایسا خیال نہ کرنا خداوند نے دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی مین پیشتر سے تیرے گوش زد یہ بات کیے دیتا ہون کہ اگر تو نادانی سے کام کریگا تو بالیقین تو زک پائیگا پھر مجھسے یا خداوند لات و منات سے شکایت نہ کرنا علی الخصوص مسلمانون کے مقابلے مین زیادہ تر عقل و فہم کی ضرورت ہی تو نہین جانتا کہ خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والون کو کبھی خداوند اپنے ہی بندے سمجھتا ہی مگر منحرف جانتا ہی تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بت پرست مسلمانون سے مغلوب ہوگئے اسکا یہی سبب ہی کہ اگرچہ وہ سب خداوند سے منحرف ہین مگر پھر بھی کسی وقت خداوند کو اُنکے حال پر رحم آجاتا ہی وسواس نے غور سے شہاب کی صورت دیکھی اور کہا ای خداوند کے نظر کردہ تو نے یہ کیا کہا اگر خداوند کو منظور ہی کہ مین اُسکا بندۂ خاص اُسکے دشمنون کے ہاتھ سے ذلیل کیا جاؤن تو یہ بات مجکو ہرگز منظور نہین ہی شہاب نے کہا تو بڑا بیوقوف ہی بات کو سمجھے جواب دیتے ہین میری تقریر سے غرض نہین ہی کہ خداوند لات تجکو ذلیل کرنا چاہتا ہی بلکہ مین نے حقیقت امر کو بیان کیا کہ خداوند کا رحم و کرم بہت وسیع ہی وسواس نے کہا خداوند کے رحم مین میری ذلت ضرور ہی منظور ہی شہاب نے کہا مین ذمہ کرتا ہون کہ تجکو ذلت نہوگی وسواس نے کہا اگر ذلت نہوگی تو کیا جان ضائع کرنے کی فکر کی ہی شہاب نے کہا شمہ تجکو گزند نہین پہونچیگی وسواس نے کہا یہ کہو اچھا مین جاتا ہون غرضکہ اژدہے کی صورت سے مشابہ ہوکے روانہ ہوا لشکر اسلام مین پہونچا خیمۂ اسد کے جانب توجہ کی اُسی وقت اسد نامدار اپنے خیمے مین آکے متوقف ہوا تھا ایک آواز

شور وغل گوش زد ہوئی متردد ہوا کہ یہ شور وغل کیسا ہی گھبرا کے خیمے سے باہر آیا وسواس بصورت اژدہا قریب خیمہ پہونچ چکا تھا اسد کو دیکھ کے دم کھینچا اسد کو اس بات کا خیال آیا کہ شاید کوئی صحرائی اژدہا اس طرف آنکلا ہی بارہ دیگر اس بات نے دل مین خطور کیا کہ عجب نہین اگر کوئی گبر بزور سحر اژدہا بن کے یہان آیا ہی اور مسلمانون کو گزند پہونچانا چاہتا ہی بس اژدہے کے قریب پہونچ کے شاخہائے سر کو گرفت مین لایا گھونسے مارنا شروع کیے اس عرصے مین اور بھی ملازمان اسد پہونچ گئے اگرچہ اسد نامدار اُس موذی کو قبضے مین کیے ہوئے تھا تاہم اُن ملازمون نے موسے ہاتھون مین لیکے اُس اژدہے کے سر کو پیٹنا شروع کیا جو جو وسواس پٹتا تھا چیختا تھا ای خداوند تو کدہر ہی اپنے بندۂ خاص کی خبر نہین لیتا ارے تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ذمہ دار ہین اب وہ ذمہ داری کدھر گئی تو بڑا فریبی ہی مسلمانون کے ہاتھ سے مجکو ہلاک کروایا میرے دل مین پیشتر ہی شک گذرا تھا تف ہی ایسی خداوندی پر ارے خداوند لات یہ کیا بات ہی تو نے بڑا دھوکہ دیا شہاب کی خداوندی پر ہزار لعنت اُسنے وعدہ مستحکم کیا تھا کہ مین ذمہ دار ہون اسوقت نہین معلوم کہان اوندھا پڑا ہی میری جان مفت ضائع کروائی اُس عرصے مین سعد شہریار بھی وہان آپہونچا اُسکے ملازم بھی پاپوش کاری مین مصروف ہوئے تمام مغز وسواس خناس کا پاش پاش ہوگیا سعد شہریار ہر بار اسد کی جرأت وبہادری پر آفرین کرتے تھے اُس اژدہے نے آواز دی کہ ای خداپرستو میرے خداوند عہد نے مجکو بڑا دھوکہ دیا مین اس ارادہ سے یہان آیا تھا کہ بدیع الملک اور عمر ثانی اور دیگر سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کرونگا افسوس مین خواہ مخواہ ہلاک کیا گیا مجکو کیا معلوم تھا کہ خداوند مجھسے فریب کرتا ہی اور واقعی بدیع الملک کے یراق وغیرہ اسد کے پاس موجود ہین ورنہ مین ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتا سرداروں نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو وسواس غول بچہ کہتے ہین مجکو اپنی ساحری پر بڑا بہروسا تھا علاوہ اسکے خداوند شہاب نے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانون سے تجکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی اب مین کس سے کہون اور کیا کہون کہ اس بدعہد الو خداوند نے میرے ساتھ کیا کیا یہ کہکے چند مرتبہ اُسنے ہچکیان لین اور روح نجس اُسکی جہنم مین پہونچی جاسوسون نے یہ خبر شہاب کو پہونچائی کہ وسواس خناس مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا گھبرا کے مجمع کفار سے باہر آیا دیکھا جو شعلے کہ شباہنگ کے منہ سے نکلتے تھے اب اُنکا نشان بھی نہین ہی تمام کفار ہمہ تن حیرت تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی شب کو خواجہ عمر ثانی پھر سعد شہریار کے پاس پہونچا اور کہا شہریار یہ خادم پھر لشکر کفار مین جاتا ہی سعد شہریار نے فرمایا جا مگر نہایت ہوشیاری سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار ہین اور نوشادہ کی صورت سے مشابہ ہوکے طاہر کے پاس آیا ماجرا کیا طاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر عرصہ تک تو کہان رہا کہا مجکو لہراسپ نے خطا مین بھیجا تھا اُسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے ارشاد و لہراسپ کے پاس آیا اور سلام کیا انھون نے کہا کیا تو شراب لایا ہی خواجہ نے کہا حاضر ہی غرضکہ اُسی وقت ایک ایک جام لبالب کرکے دیا شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہوگئے پھر خواجہ وہان سے امیر کے پاس آیا دیکھا امیر اُسی طرح تخت پر دراز ہین اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار ہوکے پوچھا کون ہی خواجہ نے کہا مین ہون عمر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا ای خواجہ مین تیری

رفاقت کا کمال ممنون ہون جب تک تو نہین آتا طبیعت مین کمال انتشار رہتا ہی کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین ان کفار بدکردار نے کیا فساد برپا کر رکھا ہی خداوند عالم انکے شر و فساد سے اپنے حفظ و امان مین رکھے اب کہ کیا خبر تازہ لایا ہی خواجہ نے شہاب ساحر کا آنا اور وسواس خناس کا ہلاک ہونا بالتصریح بیان کیا اور کہا ای والا منزلت خیریت ہوئی کہ اسد نامدار وقت پر آگیا ورنہ سخت دقت واقع ہوتی اسواسطے کہ کفار سحر و افسون سے کام لیتے لشکر اسلام مین بجز خدا کی ذات کے کوئی سبب دفع سحر کا موجود نہ تھا اسد کے آنے ہی تمام کام درست ہوگئے اور اُس دلاور دوران نے وسواس بدذات کو جہنم واصل کیا امیر والا توقیر نے خداوند کا شکر ادا کیا اور کہا ای خواجہ خواجگان و ای حامی دین سبحانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کہنے کے موافق پانچ مہینہ پندرہ روز گذر چکے ہین صرف ایک مہینہ اور باقی رہا ہی انشاء اللہ الرحمن یہ مہینہ بھی تمام ہو جائیگا بعدہ خداوند عالم کی مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ ضرور ظہور مین آویگا خواجہ نے کہا ای والا منزلت یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن حضور کی گرفتاری اب مجھپر نہایت شاق ہی امیر نے کہا ای خیر خواہ من پھر کیا چارہ ہی یہ قید کے دن بھی گذر جائین گے ہمیشہ ایک حال پر زمانہ نہین رہتا اگر حیات مستعار باقی ہی تو یہ وقت بھی گذر جائیگا خواجہ پر گریہ غالب ہوا امیر نے سمجھایا اور تشفی دیکے رخصت کیا خواجہ امیر کے پاس سے طاہر کے پاس آیا خیمے مین جانے کی اجازت چاہی طاہر نے اجازت دی خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ سعد کے پاس آیا امیر کی جانب سے تمام سرداران لشکر اسلام کو دعا کہی یکایک پھر صدائے طبل جنگ بلند ہوئی شاہ سعد نے بھی حکم نقارہ بجانے کا فرمایا ؎

تو گل من خزان دیدہ بلبل بیا	بیا ای خرامندہ طاؤس مست	بنہ بر سرم پا کہ رفتم ز دست	بیا ساقی ای خرمن گل بیا
بمن بر فشان رسم جام طرب	نگفتم از جان بر و تاب را	بمالید کی چشم پر خواب را	بیا ای پری نام ساقی لقب
منم صاف واہ ... دردی گوار	خطاب تو مستغنی ما ہوش	مرا نام بیچارہ آہ کش	توئی لالہ رو سرو شیرین عذار
نگاہ مرا سر درین باغ دہ	بزندان ورد ہی کش بہ زبان	حدیثی ز کوہ لب در فشان	ز تاب رخت چشم بد داغ بہ
تبسم بلب در شکستن چرا	نکش پردہ بر چہرہ ای رشک ماہ	کہ دارد نقاب از ہجوم نگاہ	بر ویم در خندہ بستن چرا
کہ سوفار بر جاے پیکان نشست	جفا بس کن ای شوخ مژگان دراز	فزون ست بر ترکش چشم تو ناز	خدنگ تو بر سینۂ انسان نشست
نگاہی بسوئی ند ساقی پرست	فزون کرد این توبہ در کار من	بجان من این توبہ را در شکن	بیا ساقی ای جان چشم تو مست
ندارد ز من توبہ دشمن تری	دلم خون شد این تازہ پرخاش چیست	تو ساقی و من تائب این عقل کیست	کشیدم بکوی ورع گر سری
کہ با کاکلت توبہ شد ہم شکن	بدہ می گزین توبہ در خجلتم	بدہ خوش بیا لی بدہ مہلتم	درست ست دیگر رندی من

راوی کہتا ہی کہ تمام شب دونون جانب لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون طرف کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے پہلے ایک ایک پہلوان دونون جانب سے آیا اور باہم رد و بدل ہوئی ایک پسپا ہوا اور دوسرا مظفر و منصور واپس گیا بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی بس پھر تو وہ ہنگامہ جنگ گرم ہوا کہ پناہ بذات خدا مسلمانون کے ہاتھ سے اکثر روئین تن داخل نار جحیم ہوئے کئی رستم شکوہ ایسے تھے کہ اُنھون نے صاحبقران کی طرح مارا غیر روئین تن تو ہزارہا دن خیار ترئی کی طرح کٹ رہے تھے ؎

		شقائق صفت شق شد از تیغ فرق
بجوشن عقول چون داغ گردید غرق	ز بس تیر جا کرد بر روی تیغ	پر تیر شد موے ابروے تیغ
ز ہنگامہ دست بد پہلوان	نجستہ کسے جز خدنگ از کمان	اسپ گیر دوار مین شباہنگ

نے قصد میدان کیا یکایک شور وغل کی آواز بلند ہوئی تمام لشکر کفار کے دل مین ہول سمایا کہ یہ غل کیسا ہی ایک
نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا مگر کسی کی کچھ سمجھ مین نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک
لشکر اسلام مین پہونچ گیا اور معروف بن اسعد نامدار اُسکے ساتھ آیا ہی یہان شاہزادہ بدیع الملک نے لشکر
اسلام مین پہونچتے ہی جنگ کا ارادہ کیا سعد شہریار کو شاہزادہ بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہزادہ ابھی ارادۂ جنگ و حرب رکھتا ہی کہ سعد شہریار نے منع کیا کہ ابھی ماندگی
راہ دفع نہین ہوئی ہی کفار کا مقابلہ ہی نہین معلوم کیا صورت پیش آوے بہرحال توقف کرنا لازم ہی پھر تو
کفار کی سرکوبی ہو گی شاہزادۂ بدیع الملک کو خبر پہونچ چکی تھی کہ شباہنگ میدان مین آیا ہی اور قصد
جنگ رکھتا ہی شاہزادے نے توقف مناسب نہ جانا شباہنگ سے دوچار ہوا پہلے نیزہ و شمشیر و گرز
و خنجر سے مقابلہ ہوا اتنا دیر رد و بدل رہی نہ این را ظفر نہ اور را ظفر بدیع الملک نے تمام اسلحہ زمین پر پھینک
دیے اور مرکب سے زمین پہ کود کے اُسکے مرکب کے پانون گرفت مین لا کے کھینچا شباہنگ مع مرکب
زمین پر گرا شاہزادے نے آواز بلند کہا او گبر مغرور اپنے حواسون کو درست کر کے مجھسے مقابلہ کر پھر تو
شباہنگ سنبھلا اور شاہزادے کی جانب جھپٹا دونون دست و گریبان ہو گئے تا دیر بست و کشاد
رہی آخر شاہزادۂ بدیع الملک نے مثل پارچہ دو حصہ کیا ایک غوغائے عظیم لشکر کفار مین بلند ہوا تمام سرداران
لشکر کفار خسرو کے پاس سینہ و سر پیٹتے ... ور کہا ای بادشاہ معلوم ہوتا ہی کہ خداوند لات و منات
کو منظور ہی کہ ہم سب مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائین جب شباہنگ ایسا جوان زبردست
و ساحر کامل الفن بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تو اور کسی کی کیا وقعت ہی اب تو خسرو کو بھی
سخت تردد لاحق ہوا کہا ای دلاور و تم کیا کہتے ہو مین خود اسی تردد مین مبتلا ہون اس عرصے مین وہان اور
دو پہلوان مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے خسرو نے بعجلت تمام طبل بازگشت بجوا دیا تمام لشکر
اپنے اپنے مقام کو واپس گئے یہان شہنشاہ شہریار کے دربار مین شاہزادۂ بدیع الملک نامدار مظفر و
منصور داخل ہوا سعد شہریار نے شاہزادے کی جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا ای شاہزادۂ
والا جاہ لشکر کفار کو پسپا کر نے مین صرف تمھاری ہی دیر تھی شاہزادے نے از راہ انکسار کہا شہریار
مین کیا اور میری جنگ و حرب کیا یہ سب اقبال شہنشاہی کا سبب تھا سعد شہریار نے خلعت سلیمانی
سے شاہزادے کو سرفراز کیا شاہزادۂ والا جاہ نے عرض کی ؎ یارب نہال دولت تو سرفراز باد
در ہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد یہ خادم دیرینہ اگرچہ ادنے ہے رحمت و عنایت کو بھی اپنے واسطے
عزت کا سبب سمجھتا ہی مگر اب دنیا کے کارخانون سے اسقدر دم گھبرایا ہی کہ کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہر دم
یہ خیال آتا ہی کہ یہ دار فانی قابل اقامت نہین اس سے حاصل بجز داغ حسرت نہین ؎ اگر صد سال مانی در یکے روز
ببایدرفت ازین کاخ دل افروز جب کاروان عمر نے کوچ کا نقارہ بجایا سب نوبت نشان دھرے رہجاتے ہین
فقط اعمال کام آتے ہین نادان نہین سمجھتے کہ طفلانہ سبز و سرخ و زرد پر فریفتہ ہو جاتے ہین غفلت مین زندگی
کے دن کھوتے ہین ؎

نام حاتم رہگیا ہم ہوگیا برباد تخت
اوج انجم دیدۂ غول بیابانین نہین

آج نقاشی کی چھت لگوا نہین مانع کوئی
آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان مین نہین
دم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان

گل بجز خفاش لیکن سقف ایوان مین نہین
اسفل و اعلی مشابہ ہین بہم لیکن ہے فرق
غیر روباہ و شغال اب اُنکے ایوان مین نہین

دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھے گا قدم
ہڈیان تک تربت فغفور خاقان مین نہین

آج جانے کی اجازت جس گلستان مین نہین
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین دونون ہین ایک

مور چھل ناداں ہلاتے ہین کسے حیران ہون
فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان مین نہین

جس گلزار مین پری جمال آدمیون کی بزم عیش و طرب پر بہار تھی جام بادۂ گلفام کی گردش و بخوف خزان خمار تھی وہان غولون کی نحوست سے اکثر مقام خراب مین گلاب ہین جہان گل سوری تھا سو رحینی کے درخت کہان چھپتے پھرتے ہین نظر بران اگر اس خلعت و نعمت سے معاف رکھا جاؤن تو مجھے کچھ محل شکایت نہوگا شاہ سعد کو کمال تعجب ہوا کہا ای شاہزادۂ والا جاہ مین تمہارے اسوقت کے پہونچنے سے بہت خوش ہوا اسکی کیا وجہ ہی جو تم اس خلعت کے پہننے سے انکار کرتے ہو اگر اس خلعت کو اپنی لیاقت سے کم سمجھتے ہو تو اور جسطرح کا خلعت تم چاہو لے سکتے ہو بدیع الملک نے کہا شہریار مین ہرگز اس خلعت گران بہا کے لائق نہین نہ یہ کہ مین اس خلعت کو اپنی حیثیت سے کم سمجھون استغفر اللہ سعد شہریار نے فرمایا میری خوشی یہ ہی کہ تم اس خلعت کو لیلو شاہزادے نے باادب تمام تسلیم کی اور خلعت کو لے لیا اُس طرف اسد نامدار نے جو معروف کو عرصے کے بعد دیکھا خون نے جوش مارا آنکھون مین آنسو بھر آئے معروف کو گود مین اُٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسے دیے سعد شہریار نے از سر نو مجلس آراستہ کرنے کا حکم دیا ایک محل عالیشان فرش و فروش شیشہ آلات وغیرہ سامان زینت و آرایش سے آراستہ کیا گیا شب کو کثرت سے روشنی ہوئی مطربان خوشگلو و رقاصان خوشرو حاضر ہوئے ہنگامۂ رقص و نوا گرم ہوا عاشقانہ غزلون نے حاضرین مجلس پر محویت طاری کی ایک مطرب نے یہ غزل نہایت لطف سے گائی

غزل

رسائی ہی متاع حسن کبتک دست دشمن کو
چراغ آفتاب اُسنے بنایا ظرف روغن کو
یہان کیا ہی جو پھیلائے ہی تو اے برق دامن کو
تجلی اُسکے رخ کی بند کردے چشم روزن کو
کرے تیری مسی آلودہ ہونٹھون کی ثنا خوانی
زمین شعر سے گردون خجل ہیرے کی معدن کو
ظہور حسن اگر چاہے نہ عاشق کو رُلا یا کر
گذرے جانتے ہین مشرق خورشید روزن کو
بنا دشنہ ہی اُسکو بھی آئے ہی متوالا
زبانین ہین یا بین گرچہ دین خالق نے سوسن کو
سماے گو نہ ہم اُسکی نظر مین ایک دن لیکن
بجا جام یہان گردش ہی سنگ فلاخن کو
بھلا غیر از غزل خوانی ہو مجھسے کام کیا ناسخ
نہین ممکن کہ بجلی کی دھمک کی خرمن کو
دو مسی ملکے ہونٹھون پہ اگر جاتا ہی گلشن کو
اگرچہ اٹھا لیجائے چیونٹی میرے خرمن کو
اگر طول عمل ہو قطع ہی ترک لباس آسان
خدا نے اسلیئے اتنی زبانین دی ہین سوسن کو
اگر اُسکی جگہ پر ہوتی انگشت تو کیا ہوتا
چھپا دیتا ہی باران دیکھ مہر و ماہ روشن کو
برنگ زخم بید روی تو خندان ہی اے قاتل
جو سینکے میکدہ مین محتسب سنگ فلاخن کو
چھڑی دیکھی جو اُس رشک چمن کے دست نازک مین
غبار اپنا الپس بردن ہی سر مہ چشم دشمن کو
اگر بیان چاک ہین ایک سنا تو میرا ک نالہ
بجز نالہ نہین آتا ہی کچھ مرغ نوا زن کو
فروغ برق کے لیئے دیکھا جو آرام روشن کو
بنا دیتا ہی دود آہ سوزان شاخ سوسن کو
عجب کیا ہی جو انسان صورت دیوار حیران ہو
کہ رشتے کی بدولت ربط ہی کیڑون سے سوزن کو
اگر مضمون باندھون چاہ زندان جا ہ کا
بجنسہ دیکھتے ہین ہم در زندان روزن کو
موافق حوصلے کے سمجھے ہین سب رتبہ جانا
ہمارے زخم نے پر خون کیا ہی چشم سوزن کو
نہین تاب سخن آگے مسی آلودہ ہونٹھون کے
بھلایا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو
خمار اک دن نہ ٹوٹا جز سبو اے چرخ مینائی
ہنسی مین گل اُڑا دیتے ہین بلبل کے نشیمن کو

اسکو سن کے تمام اہل محفل اسقدر محظوظ ہوئے کہ اُسوقت جسقدر زر نقد جسکے جیب مین تھا اُس مطرب کو دیدیا اور بہت تعریف کی دو پہر رات تک یہ ہنگامۂ رقص و نوا گرم رہا بعدہ سب حاضرین اپنے اپنے بستر استراحت پر جاکے سو رہے اب شاہزادہ بدیع الملک کو لشکر اسلام مین سعد شہریار کے پاس بفتح فیروزی موجود رکھا جاتا ہی

اور اب داستان لعل بن تورج اور دارا ابن داراب مین خامہ فرسائی کیجاتی ہی

رسا اوج حقیقت پر کرون ہی عشق بازی کو
دلا تو جانتا ہی کھیل شاید عشقبازی کو
بیان کیا ہو سکے عمر روائی کی مجھسے چالاکی
الٰہی کیجیو تو فتحیاب اس مرد غازی کو
کہان تھا اہی بتو ہمکو دماغ نازبرداری
نہ کیونکر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو
اُٹھا جاؤن ابھی دنیا کے غم سے وہ اگر چاہے
دیا دل جسنے ہی مینے ایک محبوب حجازی کو

بجا ہی نزد بان سمجھا ہو مین عشق مجازی کو
ہوئی اقلیم خوبان مین یہ قدر جنس خودبینی
کہ اس توسن سے لگا ہی نہ ترکی کو نہ تازی کو
ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا تھا زلف یار کو شانہ
خدا کرتا ہی شرمندہ ہماری بے نیازی کو
وضو ہی ہاتھ دھونا جان سے سجدہ ہی سر کٹنا
مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ حجازی کو

بہت جانے لگا ہی اب جو بازیگاہ طفلان مین
سکندر ڈھونڈھتا ہی اب کہان آئینہ سازی کو
اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہی
ذرا دیکھو تو اُسکے دست کوتہ کی درازی کو
ثمر پختہ ہوا ہی خام طبعو باغ عالم مین
طریق عشق مین ہی قتلگہ مسجد نمازی کو
بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان مجکو اے ناسخ

راویان اخبار شورانگیز و مورخان مضامین حیرت خیز اس داستان صداقت عنوان کو اس طرح تسطیر کرتے ہین کہ جب لعل بن تورج اسد کے مقابلے مین زخمی ہوکے بھاگا حوالی پشتہ لقا مین پہونچا حاکم پشتہ لقا شاہزادہ بدیع الملک کا حلقۂ غلامی کان مین رکھتا تھا ایک روز وہ شکار کیواسطے گیا ہوا تھا عین شکار مین لعل بن تورج سے ملاقات ہوئی ملک پشتہ لقا سے پوچھا تو کیا مذہب رکھتا ہی اُسنے کہا مین مسلمان ہون لعل بن تورج بہت برہم ہوا اور کہا تونے بت پرستی مین کیا نقص دیکھا جو دین خداپرستی اختیار کیا اُسنے کہا بت پرستی بھی کوئی دین ہی خواہ مخواہ پتھرون کے روبرو سجدہ کرنا کسی طرح عقل قبول نہین کرتی لعل بن تورج اور زیادہ برہم ہوا اور کہا او شریر تو ہمارے روبرو بت پرستی کی مذمت کرتا ہی نہین جانتا کہ بت پرستی مین یہ برکت ہی کہ ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے ملک پشتہ لقا کو بھی غصہ آگیا کہا تو یہان ہنگامہ برپا کرنے آیا ہی چلا جا یہان سے لعل بن تورج نے کہا مین یہان تجھے ہلاک کرنے آیا ہون دونون مین ردوبدل ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ملک پشتہ لقا اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوا بیشتر لوگ اُسکی مدد کو آئے مگر کیا ہو سکتا ہی جب سردار موجود نہو لعل بن تورج دارالحکومت مین آیا بازارون مین منادی کی کہ جو کوئی دین بت پرستی اختیار نہ کریگا وہ ہلاک کیا جاویگا بس جان کے خوف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آئے دین بت پرستی اختیار کیا لعل نے خوب دین بت پرستی کو رواج دیا یکایک قاصد آیا اور اُسنے خبر دی کہ دارا ابن داراب نے ملک سبائل سے خروج کیا ہی اور سلیمان شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے ملک خاور کے جانب چلا ہی تاکہ حمزۂ ثانی کو قید و بند سے رہا کرے لعل ہنسا اور کہا داراب کی شامت میرے ہاتھ سے آچکی ہی اب اُسکی قضا دامنگیر ہی نہین معلوم ان خداپرستون کے دل مین کیا سمائی ہی کہ ہر مرتبہ سزائے سخت پاتے ہین اور پھر اپنی سرکشی سے باز نہین آتے یاران ہمراہی نے کہا اے لعل خان پھر اب کیا تاخیر ہی چلو دارا کو اُسکے باپ کی طرح سزاء اعمال کو پہونچاؤ لعل بن تورج نے اُسی وقت سامان کوچ مہیا کیا اور فوج و لشکر کثیر ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی جب قریب دارا کے پہونچا مخبرون نے لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچائی سلیمان نے بھی یہ خبر سنی دارا سے کہا غضب ہوا لعل بن تورج آتا ہے اُسکا مقابلہ خالی از وقت نہین میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ مجمع نزدیک ہی وہان چل کے قلعے مین پناہ لین دارا بہت برہم ہوا اور کہا اے سلیمان مجکو کمال تعجب ہی کہ باوجود اس صورت مردانہ کے اسطرح کے کلمات بزدلی زبان پہ جاری ہون اور

لعل بن تورج بھی ہماری طرح آدمی ہی اگر اس طرف آتا ہی تو کیا کریگا یہی ناکہ مقابلہ ہوگا با شند خائف ہونے
کی کیا وجہ ہی اُس موذی نے میرے پدر معظم کو ہلاک کیا ہی انشاء اللہ تعالے مین اُس موذی سے اپنے
باپ کا عوض لونگا سلیمان نے کہا ای دارا ۔۔ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ✤ کہ جاہا سپر باید انداختن ✤
لعل بن تورج بدرگ بڑا شوم دست ہی اُسکے مقابلے سے پرہیز لازم ہی یہ امر بزدلی پر محمول نہین ہو سکتا
انسان کو ہر وقت اپنی جان کی حفاظت لازم ہی دارا نے اُس کے کہنے کے مطلق اعتنا نہ کی از سر تا پا
مسلح و مکمل ہو کے میدان کے جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین لعل بن تورج بھی آپہونچا اُسنے جو دارا
کی صورت دیکھی پکار کے کہا ای دارا تمہارے باپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ہین مجھکو یقین ہی
کہ خداوند بت بزرگ نے تمہاری اجل بھی میرے ہاتھ سے مقرر کی ہی دارا نے کہا او گبر مغرور کیا بیہودہ
بکتا ہی بت بزرگ کیا قابلیت رکھتا ہی کہ میری اجل تیرے ہاتھ سے مقرر کریگا خداوند واحد و لاشریک
کی مشیت مین یہی مقرر ہوا تھا کہ میرا پدر والا قدر اس طرح ہلاک ہو ورنہ تو کیا قابلیت رکھتا ہی لعل بن
تورج نے کہا ای دارا مجکو تمہاری جوانی پر رحم آتا ہی دیکھو اب بھی خیریت ہی اگر تم خداوند کے سجدے
کو آمادہ ہو جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تمہاری اس گستاخی کو معاف کر کے تجسے درگذر کرونگا دارا نے
کہا او گبر مکار و بدکردار زبان بہ بند و بازو بکشا اس اثنا مین سلیمان پھر دوڑے ہوئے دارا کے پاس
آئے اور کہا عزیزمن انسان کو اپنے کامون مین مشورہ کرنا لازم ہی مین سچ کہتا ہون کہ لعل بڑا سفاک
ہی دارا اب مغفور کو ہلاک کر کے اُسکی جرات بڑھ گئی ہی اگر کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہوتا جنگ و حرب
مردون کا جوہر ہی لیکن بعض محل مین چشم پوشی لازم ہوتی ہی دارا نے جھنجھلا کے کہا یہ کیا بے معنی باتین
کرتے ہو ہرگز اس مردود کے مقابلے سے باز نہ آونگا دو حال سے خالی نہین اس مردود کے ہاتھ سے
اُن مغفور کی طرح مین بھی ہلاک ہو جاؤنگا یا اُن مغفور کے خون کا عوض لونگا سلیمان نے نہ مانا یہ کہکے
کہا کہ نہین معلوم تمہارا خیال کس طرف ہی خود آمادۂ پیکار ہوا دارا نے سلیمان کے مرکب کی باگ پکڑ
لی اور کہا مین ہرگز نہ جانے دونگا اگر نہ مانوگے تو مین خودکشی کرونگا سلیمان مجبور ہو کے واپس آئے
دارا لعل بن تورج کی جنگ مین مصروف ہوا خوب رد و بدل ہوئی دارا نے نیزہ کا وار
کیا لعل نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا دارا نے گرز گران سر کا وار کیا لعل نے جگہ خالی کی گرز کا وار
خالی گیا اور اُسکے لنگر سے قریب تھا کہ دارا زمین پر منہ کے بھل گرے مگر پھر سنبھلا اور برہم ہو کے
چاہا کہ تلوار کا وار کرے ہنوز پورا ہاتھ اُٹھنے نہ پایا تھا کہ لعل نے دارا کے مرکب کی گردن پر ایسا وار
تلوار کا کیا کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی دارا علیک زدہ زمین پر آیا لعل نے سنبھلنے کی مہلت نہ دی جست
کر کے دارا کے سینہ پر سوار ہو گیا سلیمان اُس مقام پر موجود تھے اُنھون نے جو دارا کے سینے
پر لعل کو سوار دیکھا اپنے ملازمون کو آواز دی سب حملہ کر کے لعل تک پہونچ گئے لعل نے دیکھا
کہ عنقریب مین ہلاک کیا جاؤنگا بس دارا کو چھوڑ کے جنگ مین مصروف ہوا لوگون نے دارا کو
دوسرے مرکب پر سوار کر کے مقام قیام پر بھیج دیا دارا نے پھر چاہا کہ لعل کے مقابلے کو جائے
لوگون نے منع کیا ابھی خدا نے تمہاری جان بچائی ہی اب پھر آمادۂ مرگ ہوتے ہو یہ کیا عقلمندی ہی ہم ہرگز
نہ وہان جانے دین گے دارا نے تلوار علم کی اور کہا تم لوگ مانع ہوتے ہو مگر مین پہلے تم ہی سے ہنگامۂ جنگ

گرم کرونگا آؤ مقابلہ کرو لوگون نے دیکھا کہ دارا جنگ سے باز نہ آئیگا سب خاموش ہو رہے دارا ایچھر
صفوف کفار پر حملہ آور ہوا اس طرف سلیمان نے وہ ہنگامۂ جنگ گرم کر رکھا تھا کہ پناہ بذات خدا اس
جنگ مین سلیمان زخمی بھی ہوا مگر پھر بھی فوج کفار کے حواس باختہ کر دیے اس طرف سے دارا ایچھر
حملہ آور ہوا کفار نے جنگ کا رنگ دگرگون دیکھ کے طبل بازگشت بجایا سب اپنے اپنے مقام کو واپس
گئے سلیمان بھی مع دارا اپنے خیمے مین آیا شب کو دارا کے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران اب کیا
ارادہ ہی تمنے دیکھا کہ لعل بن توریج کس بلا کا انسان ہی دارا نے کہا مین لعل سے جنگ و حرب ضرور
کرونگا اگرچہ وہ کیسا ہی بلا کا انسان ہی تمنے خلل اندازی کی ورنہ آج ہی یہ قصہ پاک ہو جاتا سلیمان نے
پھر سمجھایا کہ لعل کا مقابلہ کرنا ہرگز مناسب نہین ہی مین نے پہلے بھی تمکو سمجھایا تھا مگر تمنے نہ مانا اسکا
نتیجہ دیکھا آئندہ موجودہ کو آزمانا عقلمندی ہرگز نہین ہی بس اب مصلحت یہ ہی کہ میرے کہنے پر عمل کرو یعنے
لعل کے مقابلے کا گمان بھی دل مین نہ لاؤ ورنہ وہی نتیجہ ظہور مین آئیگا جو خلاف مشورہ عمل مین لانے سے
ظہور مین آتا ہی سنو مین تمھارے روبرو ایک بیوقوف حماقت کے تودے کا ذکر کرتا ہون قبیلۂ مشائخ
سے ایک شیخ تھے مال دنیا سے کسی قدر مستغنی اُنکا ایک لڑکا تھا برائے نام انسان مگر بالکل حیوان تھا
مختل الحواس باطن مثل ظاہر بدکاواک عقل کا دشمن بے تمیزی کا پکا دوست ہمہ خباثت از سرتاپا نحوست
ونجاست اُسکی شادی بھی اُسی طرح کے ایک خاندان منحوس و پلید مین ہوئی جسمین نام کو حیا و غیرت
نہین اُسکی بی بی اگرچہ ظاہر مین شریف معلوم ہوتی تھی مگر وہ کم بخت بیہودہ کہ پناہ بذات خدا اب دو
ہوش جمع ہوئے ایک ڈانگر سیاہ کتا دوسری اُسکی گلڈانک مگر بورہی کتیا صبح و شام دونون دیوانے
کتون کیطرح بھونکا کرتے تھے قدرت خدا نے تماشا دکھایا کہ اُس بورہی کتیا کے یہان اُس ڈانک سیاہ
کتے سے چار پلے پیدا ہوئے تین مادہ ایک نر ڈانک نے اپنے باپ کے اندوختہ کو خوب تباہ
کیا خواہ مخواہ افلاطون وقت بنگیا اِسکو مارا اُسکو پیٹا خود بھی جوتیان گالیان کھائین بادشاہ وقت کے
یہان قید ہوا خدا خدا کرکے موت نے اُسکا گلا گھونٹا حماقت و شرافت پر اُسکو تصدق کیا اب اُسکی
بورہی کتیا رہی اور چار پلے الولد سرٌ لابیہ وہ بھی دیوانے مان باپ کی دیوانگی ان پلون مین موجود ادھر
بھونکتے پھرتے ہین اُدھر چلاتے لڑتے ہین اسے کاٹا اُسے گھسوٹا تمام جنگلی ساتھی عاجز اب ان
پلون کی جفت ہونے کو تلاش شروع ہوئی جہان کہین پیغام جاتا ہی سب کانون پر ہاتھ رکھتے ہین
کہ کون اس بورہیون کا ساتھ کرے مصیبت مین اپنی جان پھنسائے ایک ذات شریف کے دل مین
رحم آیا اُنھون نے ایک مرد آدمی کو سبز باغ دکھا کے بڑی پلیا کو اُنسے منسوب کر دیا اگرچہ اُن مرد
آدمی کو حقیقت حال سے کسی قدر آگاہی تھی مگر دنیا عجب مقام حیرت خیز و عبرت انگیز ہی ان مرد آدمی کو
بجز منظوری چارہ نہوا خدا پر بھروسہ کرکے چار و ناچار قبول کیا بس اس بڑی پلیا کا ساتھ اُس مرد آدمی
کیواسطے وہ دکھ درد کا سبب ہوا کہ اللہم احفظنا من کل البلا ۔ زن بد در سرائے مرد نکو
ہمدرین عالم ست دوزخ او ۔ ادھر اُس مرد آدمی نے گھر مین قدم رکھا اُدھر اُس پلیا نے اُس بیچارے کی
ناک مین دم کر دیا چند روز اس طرح کے جھینکنے بیٹھنے مین خدا خدا کرکے بسر ہوئی ایک وقت مین اس بڑی پلیا
کی بورہی مان نے بازاری کتون سے ساز شروع کیا اُسکا پلا دو بورہون کا ایک بورہا بچیا تھا دن بھر

کونے مین بیٹھا دم ہلایا کرتا تھا جہان کسی کو کھانا کھاتے دیکھتا منہ پسارتا گھورتا ہڈی بوٹی کی تاک مین بیٹھا رہتا
تھا سونچا کہ کسی طرح پیٹ بھرے حیا کیا پاپوش ہی بڑے کیا حیار کھتے تھے جو ہم رکھین گے امان کے پاس
بازاری کتون کو لانا چاہیے جہان اُن بازاری کتون کو کسی سے ہڈی بوٹی ملیگی امان بورہی کے لالچ سے
ہمین بھی دینگی تالاش کرتے کرتے ایک بازاری کتے کو لگا لایا اور بورہی مان کے پہلو مین بٹھا کے
چل دیا وہ بورہی بیچیا قصائی کے کتے کی طرح بھولی سوجی دمامے کی طرح بیٹھی رہتی تھی وہ بازاری کتا اُسکے
بھولے پن سے فریب کھا گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ہمیشہ ڈھول کے اندر خول ہوتا ہی یہ دمامہ فقط دہم وہم کرنیکا
ہی باقی ہیچ و پوچ ہی اگر ہوا بھی لگ جائیگی تو اسکی بے سری آواز کو سون جائیگی اور یہ ایک بیچیا حریص پلا
صرف اپنا پیٹ پالنے کو اپنی بورہی مان سے پھنسایا چاہتا ہی اُسکی چھوٹی پلیا اگرچہ مجبوری کے عالم
مین تھی مگر کچھ غرائی اُسکی بورہی مان اُسے پھاڑ کھانے کو دوڑی چھوٹی پلیا نے اپنی پناہ نہ دیکھی ناچار
خاموش ہو رہی اب یہ وتیرہ مقرر ہی کہ ہر روز وہ بازاری آتا ہی بورہی کتیا سے اختلاط کرتا ہی جو بس خوردہ
ہڈی بوٹی اُسکے پاس ہوتی ہی دیے جاتا ہی وہ مردود پلا آتا ہے چھوٹی ہڈی بوٹی کو دیکھ کے خوشی سے
دم ہلاتا ہی دانت نکالتا کلیلین کرتا ہی اور اپنی بورہی مان کی گندگی پر ناز و اغماض کرتا ہی جب اُن مرد آدمی کو
معلوم ہوا کہ ہماری بورہی قصائی کے کتے کیطرح بھولی دمامہ ساس بازاری کتون پر کتراتی ہی اور اُسکا
مردود پلا اپنے پیٹ پالنے کو اُسکے واسطے کتے تالاش کرتا ہی سمجھا کہ ساس کو تو جہنم مین جھیکو لیکن اسکی
چھوٹی پلیا کو بازاری کتون سے بچانے کی فکر کرو کیونکہ یہ اپنی بورہی مان سے خلاف بھی ہی کیا
عجب ہی اگر یہ اس خرابی سے محفوظ رہجائے ورنہ یہ بیچیا حریص پلا اس سفید پلیا کی بھی خرابی کے درپے
ہو جائیگا صرف یہ بات کہ خلائق مطعون کریگی پھر کیا ہوگا صاف جواب ہی کہ انسان کے مقابلے مین
انسان قابل طعن ہو سکتا ہی کتون اور پلون کے مقابلے مین گفت و شنید کی گنجائش نہین ہو سکتی بہرحال
یہ مطعونی اس سے بہتر ہی کہ کوئی کہے بڑی پلیا تمھارے گھر مین بند ہی اور چھوٹی سفید پلیا بازاری کتون
مین پھرتی ہی اور جو حصہ نسبت کا اُسکو تمسے ہی اُس حصہ کے موافق تمکو بھی ذلیل کر رہی ہی اور طعن کے
نسبت جو ذکر ہی اُسکو یون سمجھنا چاہیے کہ دنیا مین پیغمبر تک طعن سے نہین بچے علی العموم بندون کا
کیا ذکر ہی حضرت موسے علیہ السلام کا ذکر ہی کہ ایک روز اپنے فرزند کو حالات دنیا کا سبق دیتے اپنے
ہمراہ لیگئے خود گھوڑے پر سوار تھے اور بیٹا پیادہ تھا راہ مین لوگون نے از راہ طعن کہا سبحان اللہ یہ
ولی خدا ہین فرزند کو پیدل ہمراہ لیا ہی اور خود گھوڑے پر سوار ہین حضرت گھوڑے پر سے اُتر آئے اور
بیٹے کو سوار کیا تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ لوگون نے کہنا شروع کیا واہ کیا ناخلف لڑکا ہی ایسے معزز باپ کا
پیادہ چلنا جائز رکھتا ہی اور خود گھوڑے پر سوار ہی حضرت خود بھی سوار ہوئے اور بیٹے کو بھی سوار
کیا اب لوگون نے یہ کہنا شروع کیا کہ واہ کیا انصاف ہی ایک گھوڑے پر باپ بیٹے دونون لدے ہین
گھوڑا ہلاک ہوا جاتا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام مع فرزند گھوڑے سے اُتر آئے اور گھوڑے کو کوتل ہمراہ
لیا اب لوگون نے کہنا شروع کیا واہ رہی عقل گھوڑا سواری کو موجود ہی اور دونون پیادہ چلے جاتے ہین
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند یہ حال ہی دنیا کا اسوقت کوئی تدبیر ایسی سمجھ مین آتی ہی کہ ہما
خدا کے طعن سے محفوظ رہین اُنکے فرزند نے عرض کی اے پدر والاقدر بہت بجا ارشاد ہوا واقعی اسوقت

کوئی صورت نہین ممکن ہی کہ کوئی مطعون نہ کرے اور ہان خوب یاد آیا چھوٹی سفید پلیا کو اُس بوڑہی کتیا نے اپنے منحوس و پلید خاندان کے ایک سے منسوب کر دیا تھا وہ ہنشو وہ تین ہی مہینے کے بعد ایک مرد آدمی کا کچھ اسباب چرا کے بھاگ گیا پھر اُسنے صورت ہی نہ دکھائی بی بی سے بھی قطع نظر کی یہ مرد آدمی جو بنظر خدا ترسی اُن کتون کی خبر گیری کو موجود ہو جاتا تھا اب جو اُس سفید پلیا کی حفاظت کو مستعد ہوا لوگون نے مطعون کرنا شروع کیا کہ انھین حضرت کی وجہ سے اس چھوٹی پلیا کا ہنشو شہر بدر ہو گیا اور یہ کوئی نہین کہتا کہ ہنشو ایک مرد آدمی کا اسباب شادی کے بہانہ سے لیگیا اور قمار بازی مین اُسکو تلف کر کے شہر بدر ہو گیا کہ صاحب مال کو کیا منہ دکھاؤن اور کیا جواب دون اُس بیحیا پلے کا حال سنو کہ جب اُس بازاری نے پہلو تہی کرنا شروع کی اور اُس پلے بیحیا کو ضرورت اکل و شرب نے مجبور کیا پہلے تو اپنی بوڑہی مان سے لڑنا شروع کیا کہ مجکو کچھ دے اگرچہ وہ اس پلے کی خبر گیری کیواسطے آمادہ تھی مگر کچھ پاس موجود نہ تھا بازاری کتے اپنی جفت سے سفارش کی پھر بھی اُسنے اعتنا نہ کی اب وہ بوڑہی کتیا اور وہ بیحیا پلا چوری پر آمادہ ہوئے کچھ دن اسطرح گذارے بازاری کتا سمجھا کہ یہ بوڑہے ہے تو جان نہ چھوڑین گے اب اُسنے بخوبی احتراز کرنا شروع کیا اُس پلے کے پھر بھی حواس درست نہوئے دروازے سے قدم نکالنا قسم کھانا روز دروغگوئی اور فریب آمیز باتین کیا کرتا تھا اور سوچتا تھا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو کچھ دستیاب ہو اگرچہ کیسی ہی بے غیرتی سے ہووے بوڑہی مان نے بڑی پلیا کے یہان ایک پانی پینے کا ٹھیکرا تھا اور پہننے کا ایک لتا رہن رکھا جو اُسی مرد آدمی کی ترحمندی سے اُسے میسر آیا تھا کیونکہ مرد آدمی سے بوڑہی کتیا نے کچھ قرض لیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ فلان مقام سے زر نقد ملنے والا ہی ضرور ادا کر دونگی وہ زر نقد مل بھی گیا اور صرف بھی ہو گیا مگر اُسکا قرضہ ادا نہ کیا جب اُسنے علی الکفایۃ اشارۃً ذکر کیا جھنجھوڑ کھانے کو آمادہ ہو گئی وہ خاموش ہو رہا کہ دیوانہ سے مقابلہ کرنا عقلمند کا کام نہین یہ پانی پینے کا ٹھیکرا اور زمین پر بچھانے کا لتا اُسی زمانہ کا خریدا ہوا تھا جب وعدہ ہو رہا تھا کہ روپیہ ملے تو قرضہ ادا کرون حالانکہ روپیہ مل گیا تھا اور اُسی روپیہ سے یہ لتا خریدا تھا یکایک اُس پلید بیحیا پلے کو شیطان نے جسکی نسل سے وہ تھا ایسا بہکلا دیا کہ بڑی پلیا اپنی بہن کے یہان اُس ٹھیکرے وغیرہ کو مانگنے گیا اور اپنی بوڑہی مان کو بھی ساتھ لیتا گیا اُسنے بڑی پلیا کو ہزار ہا کوسنے گالیان دین دونون یعنے کتیا اور پلیا خوب بھونکے محلے والون نے ڈھیلے مار کے ہنکا دیا وہ بیحیا پلا اپنی بوڑہی مان کے مشورے سے حاکم وقت کے یہان پہونچا اور کہا میرے یہان چوری ہو گئی فلان جگہ مال موجود ہی کوتوال تحقیقات کو بڑی پلی کے یہان آیا یہان اُسکو تحقیق ہوا کہ اس پلے نے محض جھوٹھ دعوی کیا دروغگو پلے بیحیا سے پوچھا اُسکو کوئی حیلہ نہ بن آیا کہا بیشک مین نے محض دروغ یہ کارروائی کی اُسوقت کا قاعدہ یہ تھا کہ دروغگو کو سزائے قید ملتی تھی اب تمام کتے کتیان پلے پلیان ہر بڑائین کوئی چارہ نظر نہ آیا یہ بیحیا پلا کتے مارون کی قید مین پھنس گیا ؎ ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ۔ کے یہ معنے ہین اب کتون اور کتیون پلون اور پلیون کی ہائے واویلا کہ بڑی پلیا نے بیحیا پلے کو کتے مارون کے ہاتھ گرفتار کروایا کسقدر بہنگم معلوم ہوتا ہی کیونکہ اُسکی گرفتاری مین کسی کا قصور نہ تھا خود کردہ را علاج نیست مگر بوڑہی کتون سے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ لوگ واقف ہون کہ خیانت و نادانی کا یہ نتیجہ ہوتا ہی ابھی لعل بن توریج کا مقابلہ ہوا خدا نے جان بچائی ایسا نہو کہ خدا نا کردہ بار دیگر مقابلہ کرنے مین

نوع دیگر پیش آئے دارا نے اُسکے کہنے کے جانب پھر بھی اعتنا نہ کی اور یہ بھی کہا کہ مین اپنے باپ کا عوض ضرور لونگا سلیمان سمجھا کہ یہ جوان کسی طرح نہ مانے گا باہم مشورہ کرکے دارا کو بیہوش کیا اور تاریکی شب مین جانب صحرا کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی صبح کو یکایک مخبرون نے لعل بن تورج کو خبر پہونچائی کہ سلیمان اور دارا دونون شبا شب روانہ ہوئے یہ خبر تحقیق سنی ہر کر سلیمان دارا کو منع کرتا تھا کہ تم لعل سے مقابلہ نہ کرنا مگر دارا نے نہ مانا سلیمان نے اُسے بیہوش کیا اور شب کو خاور کے جانب کوچ کر گیا لعل بن تورج سلیمان و دارا کے تعاقب مین روانہ ہوا ہرچند تجسس و تلاش کی کہین نشان نہ پایا ناچار کشتیون پر سوار ہوکر ملک بربر کے جانب روانہ ہوا طی الارض کرتا چلا جاتا تھا چند روز کے بعد شہر خیل کے قریب پہونچا حسب اتفاق اُس زمانہ مین نریمان بن رستم خان بن گاؤ لنگی شکار گاہ مین مصروف صید و شکار تھا کہ لعل بن تورج پہونچا نریمان کو خبر ہوئی اُسوقت اُسنے بجائے خود مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے آیا شہر مین چل کے جنگ و حرب کا بازار گرم کیا جاوے یا بلا تامل ابھی جنگ شروع کر دیجاوے ہنوز ان دو صورتون مین سے کوئی صورت مقرر نہ کر چکا تھا کہ لعل بن تورج کا نامہ پہونچا اُسمین لکھا تھا کہ ای نریمان مینے مثل مسلمانون کے اپنا یہ قاعدہ مقرر کیا ہر کہ جو کوئی بت پرست اپنی خدا پرستی کو ترک کرکے بت پرستی اختیار کرتا ہر اُس سے متعرض نہین ہوتا بنا بران تجکو بھی اپنی جان بچانا ہر تو دین بت پرستی اختیار کر ورنہ جلد آمادۂ پیکار ہو نریمان کو شرم دامنگیر ہوئی کُرمان ہمراہی سے کہا جلد ہماری فوج و لشکر کو اطلاع دو کہ مسلح و مکمل ہوکے یہان حاضر ہو اور خود اُن چند آدمیون کو ہمراہ لیکے لعل کے مقابلے کو آیا جنگ شروع ہوئی لعل نے کہا ای نریمان میرے نزدیک طول امل سے کچھ فائدہ نہین اگر اس قصے کا جلد پاک کرنا منظور ہر تو مین اور تو تنہا سمجھ لین نریمان نے اس بات کا مطلق جواب نہ دیا اور جنگ مین مصروف ہوا بعد رد و بدل بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ نریمان کو لعل بن تورج نے گرفتار کر لیا بعد گرفتار ہونے نریمان کے اُسکی فوج پہونچی لعل بن تورج اُس فوج پر حملہ آور ہوا چونکہ فوج بے سردار ہو چکی تھی تاب مقابلہ نہ لاکے پسپا ہوئی لعل بن تورج نے تعاقب کیا بعضون کو ہلاک کیا اکثر گرفتار ہوئے لعل نے خیمہ برپا کرکے وہین قیام کیا صبح کو دربار کیا نریمان کو قید سے طلب کیا جب وہ حاضر ہوا کہا اب تیرا کیا ارادہ ہر پیشتر تجکو بذریعۂ تحریر اطلاع دی تھی کہ اگر تو دین بت پرستی اختیار کرے تو ہم تجھسے متعرض نہون تو نے مطلق اعتنا نہ کی اب پھر تجھسے کہا جاتا ہر کہ خیریت اسی مین ہر کہ تو بت پرستی اختیار کر ورنہ آمادۂ مرگ ہو نریمان نے کہا ای لعل ابن تورج اس بارے مین تو نے پیشتر بھی مجکو عبث تحریر کیا تھا اور اب بھی بیکار کہتا ہر ایمان کا صدقہ جان ہی ہر اور ایمان بھی وہ جو جملہ ایمانون پر شرف رکھتا ہر اگر مین خدا ناکردہ بت پرست ہوتا تو ممکن تھا مین مسلمان ہو جاتا اور مسلمان ہوکے بت پرست ہونا محال ہر لعل نے کہا ای نریمان اگر بت پرست ہونا محال ہر پس تیرا زندہ رہنا بھی محال ہر نریمان نے کہا باشد مجکو کچھ پروا نہین ہر لعل نے طشت طلا طلب کیا اور جلاد کو بلا کے کہا جلد اس خدا پرست کو ہلاک کرو مگر خبردار اسکا خون زمین پر نہ گرے اس طشت طلا مین جمع ہو آج مین شراب مین آمیز کرکے اس خدا پرست کا خون پیونگا نریمان کے دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا اور غضب آلود آواز سے کہا او گبر مغرور تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ مین تیرے حکم سے خائف ہو جاؤنگا خون کیا

اگر تو میرے گوشت کو بھی کہانے کا تہیہ کرلے تو بھی مین بت پرستی کی کوئی عزت نہ سمجھونگا لعل از سر تا پا غیظ وغضب ہو گیا جلاد سے کہا دیر نہ کر اس خدا پرست کا کام تمام کر تب جلاد نے ایک ہی وار مین فریمان کی گردن کو قلم کیا اور خون اُسکا طشت مین کر لیا لعل ملعون نے شراب مین آمیز کیا اور زہر مار کر گیا پھر وہان سے کوچ کیا شہر خیل پر یورش کی عمائدین شہر نے جمع ہو کے اس بارے مین مشورہ کیا کہ اسوقت مین کیا کرنا چاہیے لعل بن توریج ایک جوان سنا ہی اُسکے دست وظلم سے نجات پانا غیر ممکن ہی کوئی تدبیر ایسی ہونا چاہیے کہ جان بچے عزت پر آنچ نہ آئے رائے اس بات پر قرار پائی کہ اُس سے ملاقات کرکے اُسکی مرضی تلاش کی جاوے جو اُسکی مرضی ہو اُسپر خود بھی راضی ہونا چاہیے اگر گھر بار کو اُسکے دست نبرد سے محفوظ رکھنا مقصود ہی چنانچہ تمام شرفا و اکابر شہر جمع ہوکے لعل کے پاس آئے اور کہا اے لعل خان ہم سب یہان تیرے آنے کے منتظر تھے ملاقات کو دل چاہتا تھا ارے آج موقع ملگیا اب ہم سب تیری خدمت گذاری کو موجود ہین ہمارے قابل جو کام ہو اُسکے انجام دینے مین کبھی عذر نہو گا لعل خان نے کہا صاحبو مجکو کوئی ایسا کام درپیش نہین ہی کہ جسمین تمھاری کوشش وسعی کی ضرورت ہی ہان ایک امر کی ضرور خواہش ہی وہ یہ کہ بت پرستی اختیار کرو اور دین آبائی کو ترک کردو پھر مین خود تمھاری خدمت گذاری کو موجود ہونگا وہ سب پہلے ہی سمجھ کے مشورہ کر چکے تھے اور رائے مصمم کر لی تھی کہ ضرور اُسکی مرضی کے موافق عمل کرینگے کہا اے لعل خان ہمکو دین بت پرستی اختیار کرنے مین مطلق عذر نہین ہی چنانچہ بخوف جان اُسیوقت سب بت پرست ہو گئے لعل بن توریج بدرگ بہت خوش ہوا اور ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت و انعام دیا دین بت پرستی کی فضیلت مین بھی بہت بکا اور کہا ہم تمھاری دعوت کرینگے اُن سب نے کہا اے لعل خان تو ہمارا مہمان ہی ہمارے شہر مین آیا ہی خود ہمپر فرض ہی کہ ہم تیری دعوت کرین اور جو خدمت ہمارے لائق کیجاوے اُسکو نہایت خوشی سے اپنا فخر سمجھکر بسر وچشم انجام دیوین چنانچہ شہر خیل کے ایک عالیشان محل مین نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کا جلسہ منعقد کیا گیا تمام عابدین جمع ہوئے مگر اس جلسہ مین رقص و نوا کا شغل نہ تھا لعل بن توریج نے کہا صاحبو یہ جلسہ کس طرح کا ہی جسمین تفریح طبع کیواسطے کچھ نہین شاید اس شہر مین علم موسیقی جاننے والے نہین ہین لوگون نے کہا یہان موسیقی کا ایسا رواج ہی کہ کہین نہو گا علے الخصوص یہان ایک گویا رہتا ہی جسکا تمام شہر علم موسیقی مین شاگرد ہی اکثر اطراف سے موسیقی دان آئے مقابلہ ہوا یہ بڈھا زبردست رہا لعل بن توریج بہت مشتاق ہوا اور اُسی وقت اُس بڈھے کو طلب کیا راوی کہتا ہی کہ وہ بڈھا علاوہ کمال موسیقی کے فن عیاری مین بھی اپنا مثل نہ رکھتا تھا آتے ہی اُسنے تنبور اغلاف سے نکالا سر درست کیے اور یہ غزل شروع کی

غزل

تماشا ہی یہ آتش دھوان ہی
خدا کیطرح گویا بے دہان ہی
مراقد مثل شاخ زعفران ہی
کرہ دل کا مثال آسمان ہی
کہ نامہ بھی مرا جو استخوان ہی

خیال یار مین دل شادمان ہی
تصور سیم تن کا دلمین ہی گنج
کرون نالے ہوئی آخر شب وصل
نقاب اُلٹی گل عارض سے اُسنے
نہ کیون اُس شمع رخ کے گرد ہو خلق
ستارے جھڑ گئے ہین جو کفش پا کے

نہین ہی غم جو نظرون سے نہان ہی
خیال یار کاکل پاسبان ہی
طلوع صبح ہی وقت اذان ہی
گل خورشید کی بھی اب خزان ہی
کہ فانوس خیالی آسمان ہی
زمین فیض قدم سے آسمان ہی

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی
تکلم ہی فقط ہی اُس صنم کا
سراپا ہون غم فرقت سے مین گرد
تصور ہی جو اک خورشید رو کا
ہما تا کوئے جانان پاس پہونچا
وہان سگ مین ہی مانند مشعل

یہ سودا ان میرا ہر اک استخوان ہے
کف پا حسینان آشیان ہے

خیال لف مین نالان جو ہر دل | بسان اژدہا آتش فشان ہے | برنگ طائر رنگ حنا ہون

اس غزل کو سن کے لعل خان بہت خوش ہوا زر کثیر انعام مین دیا اور پوچھا کہ تیرا مذہب کیا ہے اُسنے کہا یہی مذہب ہے کہ جو حضور کو مطبوع ہے لعل نے کہا ہاتھ ملا وہ بڈھا ہاتھ مین ایک مختصر حقہ نفتی رکھتا تھا جونہین لعل نے ہاتھ بڑھایا اُسنے بھی دونون ہاتھ بڑھائے اُسکے قریب ہاتھون کا پہونچنا تھا کہ حقے کو اس طرح دبایا کہ اُسنے آگ دی لعل نے دیکھ لیا پیچھے ہٹ گیا جب دھوان اُس حقہ کا برطرف ہوگیا اُس بڈھے کا ہاتھ پکڑا اور کہا او پیر اجل رسیدہ یہ کیا حرکت تھی بڈھے نے دست بستہ کہا اے لعل خان مین تجکو ایسا ہوشیار نوجوان نہین سمجھتا تھا واقعی تو مرد میدان و دلاور زمان ہے اور اصل تو یہ ہے کہ یہ برکت دین بت پرستی کی تھی جو تو ہوشیار ہو گیا اگر پیشتر بھی مین بت پرست تھا لیکن اب دین بت پرستی کا اعتقاد کامل ہو گیا غرضکہ اُسوقت ایسی چاپلوسی اُس بڈھے نے کی کہ لعل نے اُسکی خطا معاف کر دی اور کہا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا مین نے تیری ضعیفی پر رحم کیا ورنہ ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور اکابرین شہر سے کہا تم لوگون نے بھی ہمکو اس بڈھے کی چالاکی سے خبردار نہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم سب اسکے شریک تھے سب نے کہا اے لعل اگر ہم لوگ شریک ہوتے تو پہلے ہی اسکو طلب کرتے تیری فرمایش سے ہمنے اسکو طلب کیا کیا معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بیہودگی عمل مین لائیگا لعل بن توریج خاموش ہو رہا تیس روز تک وہان مقیم رہا بعدہ ایک بت پرست کو لائق حکومت سمجھ کے تجویز کیا اور کہا مین تجکو یہان کا حاکم کرنا چاہتا ہون خبردار یہان دین اسلام رواج نہ پائے جہانتک ممکن ہو بت پرستی کو ترقی ہو اگر کوئی رواج بت پرستی مین متعرض ہو فوراً مجکو اطلاع دینا اور شہر مین منادی کر دی کہ یہ شخص ہماری طرف سے یہان کی حکومت کریگا اور بت پرستی کا رواج دیگا اگر کوئی متنفس اسکے کام مین حارج ہوگا فوراً ہلاک کیا جاویگا اور تمام گھر اُسکا ضبط کر لیا جاویگا بعد اس اہتمام و انتظام کے وہان سے روانہ ہوا ملک خاور کی راہ لی

اب لعل بن توریج بدرگ کو ملک خاور کے جانب روان رکھا جاتا ہے جہان حمزۂ صاحبقران تابکی خسرو کی شرارت و بدذاتی سے عقابین پر کھینچ دیے گئے ہین اور اب دارابن داراب کے حال مین خامہ فرسا ہین

سامنے آنکھون کے اب نزات انکا خال ہے
تاک انگور اے بت نازک جو سر پر شال ہے
رو رہا ہون جیسے ایک موئے کمر کی یاد مین
برق غمگین ہو جو کشت آرزو پائمال ہے
باندھتا ہون اضطراب دل کے مضمون اسلئے
سہ ہر ریحان سبزۂ خط تخم ریحان خال ہے
ہمکو عاشورہ محرم کا ہے ہر روز فراق
سانپ کے نیچے کا بچھو زیر گیسو خال ہے
اے صنم نام خدا چھپتا ہے دنیا اس سے نور

اندنون یا بان ہمارا کوکب اقبال ہے
گھر مین بیٹھے یار کو جو جا پانون سو بجیر
صورت زر نجف ہر اشک مین ایک بال ہے
اڑ نہین سکتی تری انگیا کی چڑیا اس لیے
بال مین شعر مین کبھی اندنون کھونچال ہے
اسفلون سے ہے دولت دنیا کو الفت ہے کمال
وہ گلے لگ جائے جسدن غرۂ شوال ہے
روز ہوتا ہے زیادہ اے ستمگار و سیاہ
یہ تری جالی کی کرتی بھی عجب غربال ہے

لڑکھڑاتے ہین قدم مستانہ تیری چال ہے
جبتلک خانے مین آئینہ ہی تمثال ہے
یاس نے مجکو عطا کی رنج نقصان سے نجات
جالی کی کرتی کا اوپر اے پری جنجال ہے
نرگس آنکھین شاخ نرگس سرمہ دنبالہ دار
دیکھو تاز پر زمین ہمراہ قارون مال ہے
سانپ کالا ہے اگر وہ گیسوئے عنبر فشان
کیا خط مشکین تمہارا نامۂ اعمال ہے

ف سخندانیکہ معنی ساز کردہ | سخن را ہمچنین آغاز کردہ

کہ سلیمان کی فہمایش کی جانب سے دارابن داراب نے مطلق اعتنا نہ کی اپنے باپ کا عوض لینے کو مستعد رہا سلیمان کو یقین ہو گیا کہ کسی طرح دارا لعل بن توریج کے مقابلہ سے باز نہ آئیگا

مفت اسکی جان ضایع ہوگی بمصلحت بیہوش کرکے اُسکو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا جب دامنہ کے قریب
پہونچا ایک جانب دیکھا گرد اُڑ رہی ملازم خبر کیواسطے گئے اور بعد دریافت آکے بیان کیا کہ شاہزادہ داراب
کشور کشا مع جاہ وحشم اسطرف خیز اخیز چلا آتا ہی سلیمان مشتاق ملاقات ہوا تھوڑی دور تک استقبال
کو گیا شاہزادہ داراب کشور کشا سے ملاقات کی اور اُسی مقام پر مقیم ہوا شاہزادے نے پوچھا
کس طرف کا عزم ہی سلیمان نے دارا کو دکھایا اور کہا خاص انکی جان بچانے کو جاتا ہون شاہزادہ داراب
کو حیرت ہوئی پوچھا یہ کیا رمز ہی کہ یہ بیہوش ہی سلیمان نے کہا اسکو دانستہ بیہوش کیا ہی اپنی جان ضایع کرنیکو
آمادہ ہی بعدہ تمام حقیقت بیان کی اور کہا ایسی حالت مین یہ کار روائی نہ کرتا تو کیا کرتا شاہزادہ داراب
نے کہا اس جوان کو ہوشیار کرو تو ہم بھی کچھ باتین کرین اور سمجھاوین شاید میری فہمائش کچھ اثر کرے تب تو
سلیمان نے دارا کو ہوشیار کیا دارا نے ہوشیار ہوکے جو اپنے کو اُس مقام غیر معلوم مین دیکھا کہا
مجکو یہان کون لایا یہ کیا واقعہ ہی سلیمان نے حال بیان کیا اور کہا کہ جب میری فہمایش نے اثر نہ کیا تو یہ
تدبیر کی دارا نہایت برہم ہوا اور کہا مین بات کے مقابلے مین جان کی کچھ وقعت نہین سمجھتا بالفرض مین
لعل بن توریج کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاتا باشد تم مجکو بیہوش کرکے یہان کیون لائے یہ کیا واقعہ ہی سلیمان
ہنسا اور کہا خیر اس عتاب وخطاب کو ملتوی کرو اور دیکھو شاہزادہ داراب کشور کشا تشریف لائے ہین
اُنکی ملازمت سے بہرہ یاب ہو دارا شاہزادہ داراب شاہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا کب
تشریف لائے داراب کشور کشا نے کہا ابھی یہان پہونچا ہون یہ کیا بات ہی کہ تم کسی کی فہمائش کے
جانب اعتنا نہین کرتے اگر سلیمان نے لعل بن توریج کے مقابلے کو منع کیا تو کیا بیجا بات کہی واقعی لعل
بن توریج بڑا سفاک ہی جب تمہارے باپ کی اُسنے حقیقت نہ سمجھی تو اور کا کیا ذکر دارا نے کہا حضرت
یہ سب کہنے کی باتین ہین یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ باپ مقابلہ نہ کر سکا تو بیٹا بھی پسپا ہو جائیگا جنگ دو سردارہ
ایک فتح پاتا ہی دوسرا شکست نصیب ہوتا ہی داراب کشور کشا نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن ظاہر حال
پر نظر کیجاتی ہی بعدہ بہت کچھ نوازش ومہربانی سے پیش آیا اور وہان سے کوچ کیا چند فرسخ راہ طی کی تھی کہ
دریا کنارے پہونچے کشتیون پر سوار ہوکے ملک بربر کی راہ لی اور بعد طی سفر دریا ملک بربر مین پہونچے
یہ وہ زمانہ ہی کہ اہل بربر نے حاکم بربر کو جسے لعل بن توریج نے اپنی حالت سے مقرر کیا تھا تنگ کرنا شروع
کیا تا اینکہ کشت وخون کی نوبت پہونچی ہنگامۂ عظیم برپا ہوا حاکم بربر چاہتا تھا کہ بت پرستی رواج پائے اہل
بربر بظاہر بت پرست ہوئے تھے لیکن باطن مین خدا پرست تھے لعل کے جانے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت
پر آگئے تھے نوبت بانجا رسید کہ اُس حاکم کافر کو ہلاک کیا مگر سب اس خیال سے متوحش تھے کہ جب
اس گبر کے ہلاکت کی خبر لعل بن توریج کو پہونچیگی نہین معلوم کیا آفت نازل کریگا یکایک داراب کشور کشا
کے ورود کی خبر پہونچی سب خوش ہوئے داراب کشور کشا کے پاس آئے حقیقت حال کو بیان کیا
اور عرض کی کہ حضور کو خاص خداوند عالم نے ہماری مدد کو بھیجا ہی اب ہم دامن دولت کو نہ چھوڑین گے
داراب کشور کشا نے دلاسا دیا کہا تم لوگ بالکل مطمئن رہو لعل ملعون کی کیا حقیقت ہی کہ اب تمہارے
حال سے تعرض کر سکے یا کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے ہم تمہاری کمک کو موجود ہین رستم خان کا حال
پوچھا لوگون نے کہا رستم خان عقابین کے جانب گیا ہوا ہی نریمان اپنے فرزند کو انتظام ملک کیواسطے

چھوڑ گیا نریمان شکار کو گیا ہوا تھا ئین شکار گاہ مین لعل بن تورج پہونچا اور وہین مقابلہ ہوا آخر نریمان لعل بن تورج کے ہاتھ سے ہلاک ہوا داراب کشور کشا نے پوچھا رستم خان کی اولاد مین سے کوئی اور بھی باقی ہی اہل بربر نے کہا نریمان کا ایک فرزند ہشت سالہ موجود ہی کہ شصت نام ہی جب نریمان لعل کے دست ظلم سے ہلاک ہو گیا اور لعل نے عزیٔہ بت پرستی کو رواج دینا شروع کیا گمان تھا کہ شصت بن نریمان کو بھی ہلاک کریگا ہم سب نے مشورہ کرکے بکمال احتیاط زیر زمین پوشیدہ کر دیا اور اسقدر اخفا مین مبالغہ کیا کہ کسی بت پرست کو اُسکے حال کی اطلاع نہ ہوئی داراب کشور کشا اُن لوگون کی اس خیر خواہی اور چالاکی سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ شصت کو ہمارے پاس لاؤ لوگ شصت بن نریمان کو اُس مقام محفوظ سے داراب کشور کشا کے پاس لائے کہ شصت چونکہ ابھی کم سن تھا سمجھا کہ باپ کے پاس جاتا ہون جب داراب کشور کشا کے پاس آیا اور اپنے باپ کو نہ دیکھا باپ کو یاد کرکے بہت رویا تمام حاضرین کے دل بھر آئے داراب کشور کشا نے اُسے اپنی گود مین اُٹھا لیا تحائف و نفائس سے اُسے بہلایا اور کہا ای فرزند تو گھبرا نہین اگر تیرا باپ ہلاک ہو گیا ہی تو ہم تیری پرستاری کیواسطے موجود ہین اور خلعت فاخرہ مرحمت کرکے ملک بربر کے تخت حکومت پر بٹھایا اور اُسکی تعلیم و تربیت کیواسطے اپنے مردمان ہمراہی سے فضلا و کملا مقرر کیے اور انتظام و حکومت کیواسطے تجربہ کار لوگ منتخب کیے اور جملہ امور ضروری متعلق انتظام ملک فہمایش کرکے وہان سے کوچ کیا چونکہ وہ طفل ہشت سالہ دشمنون سے بہت خائف تھا بروقت کوچ داراب کشور کشا کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا حضور دشمنون مین چھوڑ کے مجھے کہان تشریف لیے جاتے ہین اسوقت تک تو اہل شہر نے میری حفاظت کی ورنہ ابتک ہلاک ہو جاتا اب جو بالاعلان مین یہان تخت حکومت پر بیٹھونگا اور دشمن مجکو گھیر لین گے تو مین کیا کر سکتا ہون حضور یہان موجود نہونگے داراب کشور کشا نے اُسکے سر پر دست شفقت رکھا اور بسر و چشم بوسہ دیا اور کہا ای فرزند تو بالکل خائف نہو کیا مجال کسی دشمن کی جو تیرے قریب آسکے اور تجھے ضرر پہونچائے

اب حال شمائل خان بن جدائل خان کا مذکور ہوتا ہی کہ جسکو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا

کیا عجب سودائی زلف یار کی تاثیر سے
ذرے پیدا ہوئے ہین خورشید کی تنویر سے
پائے قاصد بھی پھرتے گھس گئے مثل قدم
قدر صفحے کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے
عاریت جوشی ہی حاجت اس سے برآتی نہین
سبز مزرع ہو گیا ہی برق کی تاثیر سے
آئینہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہی
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے

سنبلستان ہو جو پیدا دانۂ زنجیر سے
بخت بد نے مور و نفرت کیا ایسا مجھے
خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
سارے عالم کو ہی کیا بے اختیارانہ رجوع
پر تو ہین پر کب اُڑا جاتا ہی از خود تیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو نصر بلند
ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے
راویان سخن پرور اینچنین مر دیست

ہستی عاشق ہی تیری حسن کی تاثیر سے
ہو گیا چین بر جبین کاغذ مری تصویر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن رخ کا
خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے
خط جو نکلا ہی ترے منہ پر پڑی ہی میری آہ
کاغذ بادی بنائین گر مری تصویر سے
خط نکل آیا دہان باقی یہان مضمون شوق
کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روست

سابق مین ذکر ہو چکا ہی کہ شمائل خان بن جدائل خان کو پنجہ اُٹھا لیگیا ایک صحرائے لق و دق مین پہونچا اثنائے راہ مین اُسکے حواس مختل ہو گئے تھے جب صحرا مین پہونچا ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا

ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب درختان گل و ثمر لہلہا رہے ہین جانوران خوش رنگ و خوش آہنگ
چہچہا رہے ہین جا بجا گل کاری پتہ پتہ مین صنعت صانع ساری کی دیکھنے سے نظر مین نور بڑھتا ہی سیر سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہی اندرون باغ متعدد مکانات عالیشان واقع ہین جنکی ہر در و دیوار کی صنعت سے معلوم ہوتا
ہی کہ صاحب مکان نہایت ذی اقتدار رکھتا تھا جسنے صناعان نازک خیال اُستادان صاحب فضل و کمال
کو تلاش کر کے بصرف زر کثیر و مبلغ خطیر تعمیر کروایا ہی شمائل خان تادیر اُس باغ و مکانات عالیشان کی سیر
کرتا رہا اور ایک ایک مقام کو حیرت سے دیکھتا تھا دفعتاً ایک ہوائے تند کا جھونکا آیا درختان باغ جھومنے
ہوا سے آسمان سے ایک دیو قوی ہیکل آیا باغ مین متوقف ہوا ہر طرف بغور دیکھا شمائل خان کی طرف
بھی نظر گئی قریب آیا سلام کیا شمائل خان کو اُسکے سلام کرنے سے حیرت ہوئی پوچھا تو کون ہی کیا مجھکو
پہچانتا ہی اُسنے کہا ای آدمزاد تجھکو آدم زاد ہونے کی وجہ سے سلام کیا گستاخی مجھسے ہوگئی مین سخت مصیبت
مین مبتلا ہو گیا ہون سخت مصیبت درپیش ہی اسطرح سے کچھ اُسنے باتین کین کہ شمائل خان کو اُس سے
بات کرنے کی جرات ہوئی پوچھا صاف بیان کر کیا ایسی مصیبت تجھکو درپیش ہی جسکے سبب سے تو مجبور
ہو رہا ہی اُس دیو نے کہا ای آدم زاد یہ جنگل مجھسے تعلق رکھتا ہی اُٹھارہ ہزار دیوزاد میرے تابع فرمان ہین میرا
نام عقیق دیو ہی میرا ایک دشمن قوی ہی دربند گھربار کا حاکم ملک گھربار نام ہی اُسکا قاعدہ مقرر ہی کہ سال مین
دو تین مرتبہ مجھپر یورش کرتا ہی آجتک تو جب اُسنے مجھپر یورش کی مین نے اُسے شکست فاش دی فی الحال
ایک آدم زاد کو ملک فرنگ سے اپنی مدد کو لایا ہی جو کہ شہریار نام سے مشہور ہی آٹھ برس کا عرصہ ہوا
جو میرے اُسکے جنگ ہوئی تھی پھر اُس سے کبھی مقابلہ نہوا اُسنے تمام جنگل کو لیلیا نہین معلوم اب کس
جگہ ہی جنگل مین ہی یا جزیرۂ گھربا مین نکل گیا جب مجھکو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ناچار مین کبھی آدم زاد کی تلاش
مین نکلا تا اینکہ اُس آدم زاد کا مقابلہ کر کے اُسکو پسپا کرے حتے کہ ترکستان مین پہونچا وہان تجھکو جنگ و حرب
مین مصروف دیکھا جبکہ تیرا ہاتھی ہلاک کیا گیا تھا ہنوز کوئی سواری نہ آنے پائی تھی مین تجھکو اُٹھا لایا تھا
شمائل خان نے کہا اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو مجھکو کچھ عذر نہین ہی تو شوق سے اُس آدم زاد کو میرے مقابلے
کیواسطے لا اور اپنے لشکر موجودہ کو فراہم کر عقیق دیو بہت خوش ہوا اور وہان سے غائب ہو گیا تھوڑی
دیر مین جوق جوق گروہ دیو آنا شروع ہو تا اینکہ اٹھارہ ہزار دیو وہان جمع ہو گئے عقیق پھر آیا اور کہا
ای آدم زاد تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ جزیرۂ گھربا مین گیا ہی اور اسوقت تک موجود ہی اور ایک دیو
جرماس نام کو جنگل کا حاکم مقرر کیا ہی شمائل خان نے کہا پیشتر جرماس دیو ہی کا قصہ پاک کرنا چاہیے
بعدہ اُس آدم زاد کی خبر لیجائیگی عقیق دیو نے کہا شہریار میرے حال پر کمال مرحمت ہوگی شمائل خان
نے وہان سے کوچ کیا جنگل مین آیا جرماس دیو کو خبر پہونچی وہ چند دیوؤن کو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا
اور کہا ای آدم زاد تو کس ارادے سے یہان آیا ہی شمائل خان نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اس جنگل کو چھوڑ کے
جہان کا تو اصل باشندہ ہی چلا جا اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی ؎ بسیار انچہ داری ز مردی نشان
غرضکہ جنگ و حرب کی نوبت آئی سیکڑون دیو ہلاک ہوئے جرماس دیو برہم ہو کے شمائل خان کے
روبرو آیا اول بضرب گرز و تیر مقابلہ ہوا بعدہ کشتی کی نوبت آئی شمائل خان نے اُسکے کمربند مین ہاتھ
ڈال کے سر سے بلند کر لیا بعدہ زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہو کے سر تن سے جدا کیا جنگل پر قبضہ کیا دیوون ٨٠

یہ خبر ملک کھرباکو پہونچائی ملک کھرباگھبرایا شہریار کے پاس آیا اس خبر کو بیان کیا اُسنے کہا اگر واقعی جنگل جبر ماس دیو کے ہاتھ سے نکل گیا اور جبر ماس دیو خود بھی ہلاک ہوا تو جلد خبر لینا چاہیے ورنہ اب یہان یورش ہوگی ملک کھربا نے کہا بیشک اُسی وقت فوج مین کمر بندی کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو شمائل خان کے جانب کوچ کیا جب قریب پہونچا شمائل خان کی فوج کے سامنے صف آرا ہوا البعدہ شمائل خان اور شہریار دونون مقابل ہوئے پہلے شہریار نے دین و مذہب کے بارے مین سوال کیا شمائل خان نے اپنا حال بیان کیا شہریار نے کہا اے جوان طرفہ امر ہے کہ ہم اور تو دونون ایک مذہب رکھتے ہین اور پھر جنگ وجدل کی نوبت آئی اس طرح کی جنگ مناسب نہین معلوم ہوتی بہتر یہ ہے کہ ہم اور تو دونون صلح کرلین اور کسی غیر مذہب پر بالاتفاق حملہ آور ہون شمائل خان نے کہا جنگ وحرب کے مقدمہ مین دین و مذہب کا کیا دخل ہے اسوقت یہ قصہ اسطرح کی گفت وشنید مین فیصل نہوگا کیونکہ

عروس فتح کسی درکنار گیر دحیت ؞ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار نہ زند ؞

آمقابلہ کر جو زبردست ہوگا وہی حاکم اعلیٰ قرار پائیگا شہریار نے کہا اچھا اگر یہی مرضی ہے تو فوج ولشکر کو اپنی اپنی جگہ مقیم رہنے دو اور ہم اور تو دونون سمجھ لین شمائل خان نے کہا کیا مضائقہ ہے شہریار نے کہا مجکو خوف یہ ہے کہ اگر اسلحہ سے مقابلہ ہوگا ممکن ہے کہ کوئی ضرب سخت سبب ہلاکت کسی کی ہو شمائل خان نے کہا پھر کس طرح مقابلہ ہو شہریار نے کہا پنجہ کا مقابلہ ہو شمائل خان نے کہا یہی سہی غرضکہ پنجہ کا مقابلہ ہوا بعد کشش کوشش وبسیار شہریار شمائل خان پر غالب آیا شمائل خان نے شہریار کی اطاعت قبول کی شہریار نے عقیق اور کھرباکو باہم متفق کر کے ملک دونون کو تقسیم کردیا شمائل خان نے کہا اے بادشاہ مجکو ملک فرنگ مین جانا ہے شہریار نے پوچھا فرنگ مین کیا کام ہے شمائل خان نے کہا کام یہ ہے کہ اسکندر فرخ لقا نامے پسر حمزہ میرے باپ پر یورش کیے ہوئے ہے پہلے اُسکا علاج کرونگا اور تمام ملک مسخر کر کے خسرو پرویز کے پاس جاؤنگا اے بادشاہ فی الحال خسرو پرویز سخت ناچار ہے کیونکہ اُسکے پاس کوئی سردار نہین ہے اُسکے پاس پہونچنا ضرور ہے شہریار نے کہا ہان یہ سب صحیح ہے لیکن مین جبتک بریسیا فرنگی اپنے باپ کو نہ دیکھ لونگا کہین نہ جاؤنگا اور تمہارے جانے کو مین مانع نہین ہوتا شوق سے جاؤ پھر تو شمائل خان نے بجائے خود خیال کیا کہ اگر شہریار کو چھوڑ کے خسرو کے پاس جاؤنگا بالیقین اسکو ناگوار ہوگا کہا اے بادشاہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ تمکو چھوڑ کے خسرو پرویز کے پاس جاؤن اب مین تمہارے ساتھ ہون جہان تم جاؤگے مین بھی تمہارے ساتھ چلونگا پس دونون تخت مرصع پر بیٹھ کے فرنگ کے جانب روانہ ہوئے

اب شمائل خان اور شہریار کو ملک فرنگ کے جانب روان کیا جاتا ہے اور چند کلمے خسرو پرویز کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

تری گلگون ہے ایسی رنگین ادا دابہار سے
شگفتہ ہوئے ہین گل جسکی روش ابر بہاری سے
پس از مردن چلا ہون سوئے جانان بیقراری سے
روانی مین مشابہ رنگ گل ہے خون جاری سے

بنائین غازہ رخسار گل گرد سواری سے
فراق یار مین نفرت ہے مجکو بادہ خواری سے
مشابہ ہوگیا ہے گنبد مدفن عماری سے
گریزان دسہی قد کیون ہے میری اشکباری سے

ہنسی آتی ہے اُس گل کو ہماری اشکباری سے
کہین زاہد نہ کردے متہم پرہیزگاری سے
تیرے آگے چمن ہے پانی پانی شرمساری سے
کبھی شمشاد بھی کرتے ہین خفت شہرکاری سے

فراق یار مین آئی اجل پر بہاری سے
روان ہی ساتھ ہر نقش قدم تک بیقراری سے
کیا گلگشت مین کس سرو قد نے زلف شانہ
بھلا گشتِ فلک ہی سبز کسکی آبیاری سے
درختو نسے نہین باغ جہانمین کم زنہا دینے
ہوا کب قصر تن محکم محل کی پاٹداری سے
جو اکدن وصل کی راحت تو اکدن رنج فرقت کا
تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہی زخم کاری سے
نظر آتا ہی شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین
کہ اپنے چہرہ پہ ہتی ہی سرخی بادہ خواری سے
جو خونریزی کی عادت رکھتے ہین فیض نہین ہوتے
کہ مے گردش مین ابد کم نہین ہی آب جاری سے
ہر ایک بوند ہی نہین کم مجکو بوند یکی کٹاری سے
مریض عشق ہون جب سے ہوئی نفرت زمانیکو
درختو نکو چمن مین کم نہین ہر برگ آرہی سے
اگر ہی آبرو انسان مین ہوگی شجاعت بھی
ہرے ہو جاتے ہین داغ کہن باد بہاری سے
پسند آتا ہی گر تجکو عروج الدم کا ای منعم
وہ ہین ہمدرد میرے جنکو تپ آتی ہی باری سے
ہوا ایسی پھری گلزار کی اُس گل کے آنے سے
شباب ارغوانی کم نہین ہی خون جاری سے
زبان شمع سوزان سے یہ مصرع گرم سنتا ہون
کمان ملتی ہی سائل کو کبھی کوڑی کٹاری سے
رُلایا مجکو جب برسون تو آیا وہ مسیحا میت
زمین پانون کس انداز سے رکھتا ہی ای ظالم
گر بیران جسطرح ہوتے ہین سب امراض سار ہی سے
مرنے کے نہین محتاج ہمت جنکی عالی ہی
برش تلوار مین ہوتی ہی پیدا آبداری سے
اگر ہی سنگ مین کیڑا اجل اُسکو بھی آتی ہی
حباب آبجو بھی کم نہین تیری عماری سے
بری ہوتے ہین بیرون سے جو دنیا مین کامل ہین
چراغ گل ہوئے گل جنبش باد بہاری سے
سیہ رو کیون کہا کرتا ہی ہم مستون کو ای زاہد
سر عریان ہی اس محفل مین بہتر تاجداری سے
دلیل اسپر ہی کیا جو حکم کرتا ہی نجاست کا
ہوا ہی سرد پیدا باغبان کی آبیاری سے

غواصان بحور معانی و صیرفیان دار العیار ہمہ دانی صفحۂ قرطاس پر اسطرح ذرریز ہوتے ہین کہ جب مویدین سبحانی حمزۂ صاحبقران ثانی کفار کی قید مین مبتلا ہو گیا انواع اقسام کی مصیبتون کا تحمل کیا دار دنیا طرفہ مصیبت کی جگہ ہی قید کفار کا کیا ذکر جو بقید حیات ہی اگرچہ بظاہر ازاد معلوم ہوتا ہی لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جاوے تو وہ بھی آلام و مصائب دنیا مین مثل قیدی کے مضطر و پریشان ہی حکمت مین مقرر ہی کہ جب انسان پیدا ہوتا ہی تو بروقت ولادت اُسکو وہ تکلیف ہوتی ہی جو شکنجے مین کھینچنے سے ہوتی ہی بدن کی جلد ایسی نرم ہوتی ہی کہ ہاتھ لگانے سے اُسکو ایسی تکلیف ہوتی ہی جیسے زخم کے چھونے سے بے زبانی کی کیا کم تکلیف ہی کہ کہین درد ہی لیکن بجز رونے کے کچھ نہین کہہ سکتا جب زبان مین گویائی کی طاقت پیدا ہوئی اُستاد کے حوالے کیا گیا اُسکے کسی اعضا مین درد ہی اُستاد اُسکے کہنے کو حیلے پر مبنی کر کے گوشمالی کرتا ہی قابل غور یہ امر ہی کہ اگر واقعی اُس بچہ کے کہین درد ہی جسکو وہ دکھا نہین سکتا پس اُستاد کی گوشمالی اُسکے واسطے کیسا ظلم ہی جب ان مصائب کا متحمل ہو کے سن بلوغ کو پہونچا بزرگون نے اُسکی شادی کر دی تا اینکہ صاحب اولاد ہوا اب اسوقت کی مصیبت کو کون نہین جانتا خلاصہ یہ کہ زن و فرزند کے داد و غذا کی فکر مین جان وایمان دونون سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہی اب بڑھاپے کی باری آئی ~ چو شصت آمد نشست آمد بدیوار اعضا نے حرکت کو جواب دیدیا بینائی ندارد کان بہرے دانت یکے بعد دیگرے سب گر گئے کوئی اُٹھالے تو اُٹھین کوئی بٹھائے تو بیٹھین تا اینکہ ملک الموت سے ملاقات کی نوبت آئی اب وہان کے حساب و کتاب کا دہندہ لگا ہی خلاصہ یہ کہ دنیا مین آ کے قیامت کا سامنا ہو جاتا ہی اس حالت مین بھی آنکھون پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہین چندروزہ زندگی مین دنیوی اغراض کے حاصل کرنے کو طرح طرح کا ظلم کرتے ہین کسی کی یتیمی پہ نظر نہین کرتے کسی کی بیوگی پہ رحم نہین کھاتے کسی کی امانت نہین دیتے کسی کا معاوضہ واجب الادا ادا نہین کرتے نہ خدا سے ڈرین نہ پیغمبر کا خوف کرین نہ امام کا پاس کرین ہزار ہزار لعن بر کار شیطان خسرو پرویز ثانی صاحب مکر و بے ایمانی اس بات کی دلیل ہی کہ جب

اُس ملعون نے دیکھا کہ کسی طرح مسلمانون کا غلبہ کم نہین ہوتا اپنی رائے ظاہر کی کہ حمزۂ ثانی کو قتل کرنا چاہیے توقف مین سرتاسر خدشہ ہی فوج کفار کے اکثر سردارون نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا اس بارے مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہی مسلمان کثرت سے ہین اگر وہ سب کشت وخون پر آمادہ ہوگئے تو غضب ہوجائیگا پہلے فوج اسلام کا تدارک کرلیا جائے اُسوقت حمزۂ ثانی کو ہلاک کرنا لازم ہی ترہ وہین ثانی بھی موجود تھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ میری بھی یہی رائے ہی خسرو پرویز ثانی نے کہا یہ مین بھی سمجھتا ہون مگر اصل امر یہ ہی کہ امیر ثانی کو ہلاک کرنے سے فوج اسلام کا زور کم ہوجائیگا اور اگر امیر کی ہلاکت مین دیر ہوگی تو مسلمانون کا غلبہ زیادہ ہوجائیگا ترہ وہین ثانی نے کہا اگر بادشاہ کا یہ خیال ہی تو مسلمانون کے علاج کا مین ذمہ دار ہوتا ہون ہر طرح سے مین اُنسے سمجھ لونگا اگر فوج اسلام کی کثرت زیادہ ہی تو خداوند کے فضل سے اس طرف بھی فوج ولشکر مین ترقی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی خسرو پرویز ثانی نے کہا تم جانو مین نے اپنا خیال ظاہر کردیا ترہ وہین ثانی نے کہا ہان مین جانون اور اپنے نام طبل جنگ بجوایا اسطرف لشکر مین بھی طبل جنگ بجا

ع زنقارہ آواز آمد برون ÷ کہ دونست دولت گردون دون ∴

دونون لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اول جو شخص کہ فوج کفار سے میدان مین آیا اشکبوس زرق درفش گتہم کا نواسا زبردستان روزگار سے تھا باواز بلند پکارا کہ ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج مجکو دیکھنا ہی کہ تمھارا خدائے نادیدہ جسکی تم بندگی کرتے ہو کیا قدرت وطاقت رکھتا ہی اور اپنے خداوند لات ومنات کے جلال کو دکھاتا ہی تم مین سے کون ہی میرا مرد مقابل آوے میرا مقابلہ کرے اور اگر تم سب ہمارے خداوند لات کی بندگی پر آمادہ ہوجاؤ تو ہمکو مطلق تمسے سروکار نہین ہی اگرچہ تم سب خداوند سے منحرف ہو مگر پھر بھی خداوند کا رحم وکرم اس درجہ وسیع ہی کہ تمھارے گذشتہ گناہون سے درگذر کرکے راضی ہوجائیگا ای خداپرستو مین سچ کہتا ہون کہ تم مین میرا مرد مقابل نہوسکیگا کیون خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپی ہوتے ہو اُس گبر مکار کی اس تقریر سے تمام فوج کے خون غیرت نے جوش مارا آپس مین مشورہ ہونے لگا کہ کسکو اس گبر کی سرکوبی کو بھیجنا چاہیے تاکہ اسکو سزائے معقول دے سکے اسنے کلمات کفر زبان پر جاری کیے ہین اگر اول مرتبہ کوئی اہل اسلام اسکے مقابلے مین پسپا ہوجائیگا تو بڑی ذلت حاصل ہوگی اول مرتبہ اسکو سزائے معقول مل جاوے پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غالب شیر دل نام ایک پہلوان لشکر اسلام سرداران لشکر اسلام کے سامنے آیا اور غضب آلود لہجہ مین اُسنے کہا کیون تاخیر کیجاتی ہی مجکو اجازت ملے تاکہ اس گبر کو اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دون بعضون نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ بھی ایک پہلوان زبردست ہی بعضون نے کہا اگرچہ غالب شیر دل ایک پہلوان زبردست ہی تاہم ناتجربہ کار ہی اسکا بھیجنا ہرگز صلاح نہین ہی غالب شیر دل نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا اسکی کیا دلیل ہی کہ مین ناتجربہ کار ہون جو کوئی مجکو ناتجربہ کار سمجھتا ہی پہلے وہی مجھسے سمجھ لے میری تجربہ کاری اور ناتجربہ کاری کا حال ابھی ظاہر ہوجائیگا بے سمجھے ہوئے زبان سے کسی بات کا نکالنا کیا معنی اگر مین اس گبر کے مقابلے کو نہ بھیجا جاؤنگا اپنے کو خود ہلاک کرونگا مجبوری سب نے اُسکو اجازت میدان دی غالب شیر دل اُسیطرح شمشیر برہنہ بکف اشکبوس زرق درفش کے روبرو آیا اور کہا او گبر بیہودہ کہ یہ کیا بےتمیزی ہی کہ تو جو کچھ منہ مین آتا ہی بکتا ہی انسان کو سوچ سمجھ کے بات کرنا چاہیے اشکبوس زرق درفش نے بغور از سرتاپا غالب شیر دل کی صورت دیکھی اور کہا اس گفت وشنید

سے کچھ فائدہ نہین ہی زبان بہ بندو و بازبکشا غالب نے شمشیر آبدار کا وار کیا اشکبوس زرق ورفش نے بسہولت اُس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہوجا

زوی ضرب خود ضرب بانوش کن ⁂ غم دین و دنیا فراموش کن

یہ کہکے نیزے کا وار کیا غالب شیر دل بھی ایک پہلوان کامل الفن تھا اس صفائی سے تلوار کا وار کیا کہ نیزہ اُس پلید کا قلم ہو کے زمین پر گرا اشکبوس زرق ورفش بہت خفیف ہوا اور نصف نیزہ وہ بھی زمین پر پھینک کے کہا لے اب اس وار کو بھی رد کر تو مین تجھے پہلوان زبردست سمجھون اور تلوار کا وار کیا غالب شیر دل نے سپر پر اُس ضرب کو روکا مگر سپر کٹ کے ہاتھ کی پانچون اُنگلیان کٹ گیئن سرداران لشکر اسلام خوب ہوشیار اس وجہ سے تھے کہ وہ غالب کو بالکل ناتجربہ کار سمجھے تھے مگر اُسکے اصرار سے اُسے اجازت میدان دی تھی جب اُنھون نے دیکھا کہ غالب شیر دل نے نہایت کوشش سے اشکبوس زرق ورفش کا وار روکا تاہم غالب کی اُنگلیان قلم ہوگیئن چند پہلوان اُسکے قریب پہونچ گئے اور کہا ای دلاور دوران واقعی کارے کردی خوب اس گبر کے وار کو روکا اب تیرا قیام یہان بالکل نامناسب ہی دست راست تیرا بالکل بیکار ہوگیا ہی اس حالت مین اگر تو مقابلے کو آمادہ رہیگا بالیقین اس موذی کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا ناچار غالب شیر دل واپس آیا مگر غصہ سے کانپ رہا تھا اور کہتا تھا تم لوگ بیکار مانع ہوئے اگرچہ میری انگلیان قلم ہوگیئن تاہم مین اس مردود سے سمجھ لیتا زیادہ برین نیست کہ مین ہلاک ہو جاتا باشند سردارون نے کہا یہ مقصود نہین ہی کہ اول مرتبہ لشکر اسلام کا کوئی متنفس اس گبر کے ہاتھ سے ہلاک ہو ہنوز یہ باتین ہو رہین تھین یکایک ایک جانب سے تتق گرد نمایان ہوا دونون طرف کے لشکر اُس گرد کے جانب متوجہ ہوئے ہر ایک بجائے خود یہ سمجھتا تھا کہ ہماری طرف کمک آتی ہی جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا سکندر فرخ لقا اور شاپور شیر دل ایک لاکھ سواران جرار و خنجر گذار کی جمعیت لیے چلے آتے ہین مسلمان بہت خوش ہوئے خداوند عالم کا شکر ادا کیا خواجہ عمر ثانی چند قدم استقبال کو بڑھ گئے سب پہلے سکندر فرخ لقا سے ملاقات ہوئی سکندر نے کہا ای خواجہ خواجگان کیا خبر ہی خواجہ نے تمام حقیقت بیان اور کہا جلد چلو کفار کو اُنکی ضلالت و گمراہی کی سزائے معقول دو سکندر بخط مستقیم میدان مین آیا شاپور کو دیکھا گھوڑے دین اُٹھا لیا اور کہا ای دلاور دوران خوب وقت پر پہونچے اشکبوس زرق ورفش میدان بیہودہ گوئی پر آمادہ ہی جلد اُسکو پسپا کرو شاپور شیر دل بھی میدان مین آیا سکندر فرخ لقا نے کہا ای شاپور شیر دل تم توقف کرو مین اس گبر سے سمجھ لیتا ہون پھر تمکو اختیار ہی شاپور شیر دل نے کہا پہلے مجھے اجازت حرب دو خواجہ نے کہا ای شاپور شیر دل دلاور تم توقف کرو شاپور ایک جانب استادہ ہوکے جنگ و حرب کا تماشا دیکھنے لگا سکندر فرخ لقا نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا او اشکبوس منحوس یہ تو کیا بکتا ہی

بیا رانچہ داری ز مردی نشان ⁂

اشکبوس سکندر فرخ لقا کے جانب جھپٹا کہ اگر سکندر فرخ لقا جگہ خالی نہ کرتا تو مع مرکب ہلاک ہو جاتا سکندر کے جگہ خالی کرنے سے اشکبوس مع مرکب منھ کے بھل زمین پر آرہا سکندر قریب اُسکے پہونچ گیا اشکبوس مرکب سے زمین پر آ کے سنبھل چکا تھا اُسنے تلوار کا وار کیا جس سے سکندر فرخ لقا مجروح ہوگیا سکندر نے جھنجھلا کے ایسا وار تلوار کا کیا کہ اشکبوس تا جگر دو حصہ ہوگیا اشکبوس کے ہلاک ہونے سے کفار مین غلغلہ بلند ہوا اور سب نے ایکبار حملہ کیا ہنگامۂ جنگ معلوبہ گرم ہوا بگیر و بزن کی صدا بلند ہوئی جو جسکے زد پر آگیا فوراً دو حصہ تھا کشتون کے

پشتے سرون کے انبار لگ گئے زیادہ تر کفار ہلاک ہوئے تا شام جنگ مغلوبہ رہی چونکہ کفار کے حواس
زیادہ منتشر ہو گئے اُنھون نے طبل بازگشت بجا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس آئے
سکندر فرخ لقا سعد شہریار کی ملازمت مین حاضر ہوا دعا و ثنائے شاہی بجالایا سعد شہریار نے سکندر
کی جراءت و بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا ای سکندر تمنے اسوقت لشکر اسلام کی بات رکھ لی ہمکو
اس بات کی بہت فکر تھی کہ انشکبوس زرق ورفش نے بہت کچھ کلمات کفر اپنی زبان پر جاری کیے
ہین اگر اسکو پہلے مرتبہ سزائے معقول نہ ملی تو کچھ نہوا بارے خداوند عالم کے فضل سے تم اسوقت پہونچ گئے
جو وہ جہنم نصیب ہوا دیکھو غالب شیردل کو وہ زخمی کر چکا تھا سکندر فرخ لقا نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی
کہ انشکبوس ایک زبردست گبر تھا اُسکے مقابلے مین میرے بھی حواس باختہ ہو چکے تھے بارے خداوند عالم
کے فضل سے اور حضور کے اقبال سے مین غالب آیا اور واقعی اگر غالب شیردل اُسکے مقابلے سے
واپس نہ آتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا بعدہ شہریار کا حال بیان کیا تمام حاضرین شہریار کا حال سن کے متعجب
ہوئے اور کہا کیا تعجب کی بات ہی کہ جس شخص مین اولاد حضرت ابراہیم کی نشانیان موجود ہون اور وہ
فرنگیون کے پاس ہوا اور مزید بران بت پرستی اختیار کیے ہوئے ہو کچھ عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا امر ہی
اُسطرف لشکر کفار مین مشورے ہو رہے تھے کہ مسلمانون کا زور روز بروز بڑھتا جاتا ہی انجام بہتر نظر نہین
آتا کیا تدبیر عمل مین لائی جائے جو مسلمانون کا زور کم ہو کسی نے کہا طرفہ امر ہی کہ خداوند بھی اپنے بندون کی مدد نہین
کرتا اپنے مخالفین کی حمایت پر آمادہ ہی کسی نے کہا ای فلان تیرا یہ اعتراض خداوند کے نسبت بیجا ہی اُسنے جو
کچھ تقدیر کر دی ہی ہر طرح وہی ہوگا ہان صرف اسقدر اعتراض ضرور ہی کہ باوجود تقدیر مقررہ ہماری طرفداری
ضرور تھی اُسنے کہا مین بھی تو یہی کہتا ہون صلصال اور ثردین ثانی دونون ہمزبان کفار کو دلاسا دے
رہے تھے کہ کیون اسقدر خداوند کے رحم وکرم سے ناامید ہوا اگرچہ خداوند تقدیر کر چکا ہی تاہم اپنے بندون
کی مدد کریگا اب نہین کسی دوسرے وقت مین جب ہم سب بالکل مجبور ہو جائینگے کفار نے کہا قربان ایسی
مدد کے جب ہم نیست و نابود ہو جائین اُن دونون نے کہا تم سب نیست و نابود نہو گے کفار نے کہا ای
صلصال ہم پوچھتے ہین کہ خداوند کو ایسی تقدیر کرنا کیا ضرور تھی کہ جسمین سرتاسر ہمارا نقصان ہی یہ وہی مثل ہی
کہ گھر کے پیرون کو تیل کا ملیدہ صلصال نے کہا خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہی اگرچہ ہمکو اطلاع نہین ہی لیکن
ہمکو سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی فعل خداوند کا خلاف حکمت و مصلحت نہوگا اُسطرف لشکر اسلام مین صبح کا وقت تھا
دربار دُربار مین سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تخت شہنشاہی پر جلوہ افروز تھے تمام سرداران و امراء دولتخواہ
اپنے اپنے دنگل کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے کہ غل ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے کہا یہ غل کیسا کہ ایک گروہ
گریبان دریدہ و سر برہنہ دربار مین آیا سعد شہریار نے حکم دیا کہ پوچھو کیا واقعہ گذرا ہی جو تم سب اسقدر
بدحواس آئے ہو اُنھون نے کہا غضب ہو گیا شب کو شاہزادہ بدیع الزمان اپنے خیمے سے غائب
ہو گیا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین پتہ نہین ملا مجبوری یہان خبر کو حاضر ہوئے سعد شہریار نے پوچھا کہ پہرے
پر کون تھا لوگون نے پہرے والے کا نام بتایا اور کہا پہرے والا کہتا ہی کہ ہم ہوشیار ہی تمام پہرہ دیتے رہے
ہماری موجودگی مین کوئی غیر شخص خیمے مین نہین آیا سعد شہریار نے کہا خیمے مین جا بجا دیکھو شاید کوئی عیار
لشکر ضلالت شعار کا بذریعہ نقب خیمے مین پہونچا ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو چھالیگیا ہو اُنھون نے

عرض کی شہریار شاہزادہ سوزن نہین ہی کہ خاک چھانی جائے اگر حضور کو یقین نہو تو خود تشریف لیچل کے ملاحظہ فرمالین سعد شہریار سب کو ساتھ لیے ہوئے شاہزادۂ بدیع الزمان کے خیمے مین آئے دیکھا واقعی اندرون خیمہ نقب واقع ہی اور پلنگ کے نیچے اسطرح واقع ہی کہ مطلق گمان نہین ہوتا کہ یہان نقب واقع ہی سردارون نے اُس نقب کو دیکھا عجب طرح کی وہ نقب تھی کہ اُسکے دیکھنے سے دل مین توحش پیدا ہوتا تھا سعد شہریار نے تمام عیاران لشکر اسلام یعنے عمر ثانی و ہدہد بن عمر و مرجان و خجستہ و شاپور شیر دل و جانسوز و رابعہ بانو کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے فرمایا ای خیرخواہان من مجکو تعجب ہی کہ لشکر اسلام مین سے لائق و نالائق جمع ہون اور کفار ایسی کارگذاری کر گذرین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان جیسے سے غائب ہو جائے معلوم ہوا کہ تم سب بالکل بیخبری مین مبتلا ہو خواجہ نے عرض کی ای شہریار والاتبار ہم لوگ ہرگز بیخبر نہین ہین مگر اتفاقی امر کو کیا کیا جاوے اور بالفرض شاہزادے کو کوئی لیگیا انشاء اللہ تعالی ہم اُس والاجاہ کو تلاش کر لاوینگے چنانچہ خواجہ اُسی وقت اُس نقب مین اُتر گیا بقیہ سب اردوے کفار کے جانب روانہ ہوئے خواجہ اُس نقب کو طی کرکے سر نقب پر پہونچا وہان دیکھا ایک صحراے لق و دق ہی جسسے دل مین ہول پیدا ہوتا ہی خواجہ کو ازبسکہ شاہزادۂ بدیع الزمان کا سراغ لگانا ضروری تھا اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھا ہر چہار جانب دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا قریب چار فرسخ کے راہ طی کی ہوگی ایک لشکر نہایت آراستہ و پیراستہ نظر آیا جنگی وردیان جواہر دوز ہین خواجہ نے ایک لشکری سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی کہا تو نہین جانتا مالک اس لشکر کا شیرویہ فرزند خسرو پرویز نبیرۂ نوشیروان ہی اُسکے پاس ایک پہلوان زرفیل منارہ گردن نام ہی جسکا مثل و نظیر زمانے مین نہین ہی دوسرا بادشاہ زاد ملک ہی جو الوند کوہ پیکر نام سے مشہور ہی فن کشتی مین آج یگانۂ روزگار ہی اور ایک عیار بھی خدنگ تیزرو نام ہی زرفیل منارہ گردن جو اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کرتا ہی اُنکا وزن پانچ سو من ہی منجملہ اُن اسلحہ کے فقط تلوار کا وزن پچاس من ہی خواجہ اُسکی تقریر سن کے اور اس سامان کو دیکھ کے متحیر تھا کہا یہ لشکر آراستہ و پیراستہ کہان جاتا ہی اُسنے کہا یہ لشکر خسرو پرویز کی مدد کو جاتا ہی یہ سن کے خواجہ کو اور بھی حیرت ہوئی دل مین کہا خدا خیر کرے اور لشکر مین داخل ہوا فوج کی شوکت و شان و جملہ سامان کی سیر کرتا ہوا بارگاہ شاہی کے دروازے پر پہونچا سوچا کہ اس ہیئت سے داخل دربار ہونا خالی از وقت نہین ہی لوگ متعرض ہونگے تبدیل ہیئت اسطرح کی کہ دربار مین داخل ہونے سے کوئی متعرض نہوا دربار مین جا کر دیکھا کہ شیرویہ تخت مرصع پر بکمال شان و شوکت بیٹھا ہی اور وہی زرفیل جسکا ذکر سن چکا تھا اُسکے دست راست بیٹھا ہی اور الوند جانب چپ بیٹھا ہی اور ایک عیار الماس پوش کو دیکھا کہ ایک گولہ بار زمین پر رکھا ہی اُس کے پاس بیٹھا ہوا اُسکے بندون کو کھول رہا ہی خواجہ سمجھ گیا کہ خدنگ عیار یہی ہی شیرویہ نے کہا ای عیار طرار و ای ہنگ کارگذار یہ کیا غلطی کرتا ہی پہلے اس جوان کو بخوبی گرفتہ و بستہ کرلے بعدہ گولہ بار کو کھول ایسا نہو کہ نوبت پیش آئے خدنگ عیار نے چند زنجیرین منگائین گولہ بار کو کھولا شاہزادۂ بدیع الزمان کے دست و پا کو زنجیرون سے خوب جکڑا بعدہ ہوشیار کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بنام خدا سلام کیا اور کہا مجکو کمال حیرت ہی کہ مجکو یہان کون لایا اور کس مصیبت مین مبتلا ہو گیا شیرویہ نے کہا ای جوان تجکو وہ شخص یہان گرفتار کر لایا جسکے حال پر خداوند لات نے فضل کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کس غرض سے

مجکو گرفتار کیا ہی شیرویہ نے کہا ای جوان مجکو خاص اس غرض سے گرفتار کیا ہی کہ مجکو بطور تحفہ کے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن دوسرے یہ کہ مین نے سنا ہی کہ تو فن کشتی مین مہارت کامل رکھتا ہی میرے بھائی بھی الوند نام ایک پہلوان ہین مین چاہتا ہون کہ تیری فن کشتی کا امتحان لون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اگر مجکو فن کشتی مین امتحان لینا تھا تو ہنگامۂ کشتی گرم کرکے مجکو گرفتار کر لیا ہوتا اسکے کیا معنے کہ عالم غفلت مین مجکو گرفتار کیا شیرویہ نے کہا پہلے ہنگامۂ کشتی اسواسطے گرم نہین کیا کہ شاید تو غلبہ پاکے اپنے حریف کو ہلاک کرے اسوقت مجکو اختیار ہی کہ اگر تو حریف پر غالب آئے تاہم تجکو مقید رکھون بدیع الزمان نے کہا یہ بالکل ناانصافی ہی شیرویہ نے کہا یہان انصاف سے کیا نسبت ہی غرض یہ ہی کہ کسی طرح مسلمانون کو زک دون اور ہر طرح سے اُنھین پسپا کرکے نیست و نابود کر دون بعد اس گفت و شنید کے بدیع الزمان کو شیرویہ نے زندان مین بھیج دیا شیرویہ نے وہان سے کوچ کیا اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا عمر ثانی ہا سعد شہریار کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اُن عیارون مین سے جو شاہزادہ بدیع الزمان کی تلاش مین گئے تھے چند عیار خسرو پرویز کے در دولت پر پہونچے وہان کے ملازمون کی صورت سے مشابہ ہو کے دربار مین داخل ہوئے چند لمحہ کے بعد دیکھا کہ ایک پیادہ داخل دربار ہوا موقف عرض مین استادہ ہو کے بعد دعا و ثنائے شاہی اسطرح عرض پرداز ہوا کہ خدنگ نام عیار شیرویہ ہون عنقریب وہ بھی خدمت والا مین پہونچتا ہی اُسکے ساتھ دو پہلوان نہایت زبردست ہین ایک کا نام زرفیل منارہ گردن ہی اور دوسرے کا نام الوند کوہ پیکر ہی خسرو نے کہا اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی اُسنے کہا اور خبر تازہ یہ ہی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کیا ہی شیرویہ اُسکو بھی ہمراہ لائیگا ای بادشاہ بدیع الزمان نہایت زبردست ایک پہلوان ہی اُسکا گرفتار کرنا ایک امر عظیم تھا بارے خداوند لات کا فضل شامل حال ہوا جو وہ گرفتار کیا گیا ورنہ بہت مشکل تھا خسرو پرویز بہت خوش ہوا کہا ای خدنگ مین نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان کا نام سنا ہی اب یہان آئے تو دیکھون کہ کس صورت و شکل کا خداپرست ہی واقعی شیرویہ نے بڑا کام کیا جو اُسکو گرفتار کیا بعدہ طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا جاسوسون نے یہ خبر سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی کہ شاہزادۂ بدیع الزمان کو شیرویہ بن خسرو پرویز نے خدنگ عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا ہی اور عنقریب شیرویہ اپنے باپ کے پاس مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا چاہتا ہی چنانچہ صبح کو پرویز نے تمام سرداران لشکر کو شیرویہ کے استقبال کیواسطے بھیجا خواجہ عمر ثانی بھی ان بدبختون کے ساتھ تبدیل ہیئت کیے ہوئے تھا مگر نہایت خبردار و ہوشیار تا اینکہ سرداران لشکر کفار شیرویہ کو دربار خسرو مین لائے خسرو شیرویہ اپنے فرزند کو دیکھ کے تخت حکومت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا فرزند کو سینے سے لگایا پیشانی پر بوسے دیے تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دی اُسکے سردارون کو بھی بحسب مراتب جگہ دی خواجہ ایک گوشے مین کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا ایک گبر بدکردار کی نظر خواجہ پر پڑی سمجھا کہ یہ کوئی عیار لشکر اسلام کا بہیئت ظاہری دربار خسرو مین عیاری کے ارادہ سے آیا ہی سب کی نظر سے پوشیدہ اپنی جگہ سے اُٹھا دربار سے باہر آیا اپنے ایک ملازم معتمد کو قریب اپنے بلایا اور کہا مین اسوقت ایک جراءت کرتا ہون جان کا خدشہ ہی مگر تو ہوشیار رہنا اُسنے حال پوچھا اُس سردار نے کہا ایک خداپرست تبدیل ہیئت کیے دربار خسرو مین موجود ہی مین نے اُسکو پہچان لیا ہی ابھی مین نے کسی سے اطلاع نہین کی ہی تو بھی ابھی کسی سے نہ کہنا اس کارگذاری کے عوض مین خسرو

سے مجھے انعام لینا ہی ورنہ اور لوگ شریک انعام ہو جائینگے اُس ملازم نے کہا اچھا مین خبردار ہون تم
جاؤ اگر کوئی نوع دیگر پیش آئیگا مین آموجود ہونگا وہ سردار یہ کہکے پھر دربار مین آیا نظر بچا کے خواجہ کے قریب گیا
یکایک خواجہ کو بغل مین دبا یا اور خسرو پرویز کے تخت کے قریب جا کے خواجہ کو زمین پر مارا چاہتا تھا
کہ خواجہ کے سینے پر بیٹھے خواجہ نے اس زور سے لات اُسکے سینے پر ماری کہ غلطک کھا کے زمین پر
گرا خواجہ شیرویہ کے پاس آیا اور ایک طپانچہ اُسکے کلے پر مارا تاج زرین اُسکے سر سے اُتار لیا اور ایک
لات جہلک کے ماری اُسکا بھی تاج سر سے اُتار لیا اب خنجر ہاتھ مین لیکے جنگ مین مصروف ہوا عیاران
لشکر اسلام دربار خسرو مین موجود تھے جب اُنھون نے عمر ثانی کو آمادہ جنگ دیکھا سب خواجہ کے نزدیک
ہو گئے لیکن جسوقت اُس سردار اول کے سینے پر عمر ثانی کے لات پڑی تھی اور غلطک کھا کے زمین
پر گرا تھا با آواز اپنے ملازم کو پکارا اے فلان جلد دوڑ اُس سردار کو افتادہ دیکھہ کے پکارا کہ خبردار یہ خداپرست
جانے نہ پائے جلد اسکو گرفتار کرو میرے مالک نے پہلے ہی اسکو پہچان کے مجھے مطلع کر دیا تھا خسرو پرویز
نے پکار کے کہا جلد اس خداپرست کو گرفتار کر لو تمام کفار نے خواجہ کو گھیر لیا اُس مجمع کفار مین طاہر قاق
بھی منتظر وقت تھا جب اُسنے دیکھا کہ خواجہ ہر چہار جانب سے گھر گیا جھپٹ کے خواجہ کے قریب آیا اور
کہا او خداپرست دیکھون اب تو کسطرح یہان سے زندہ جاتا ہے یہ کہکے خنجر کا وار کیا خواجہ نے جست کی
طاہر قاق کا وار خالی گیا لیکن اس وجہ سے کہ ہر چہار جانب سے کفار خواجہ کو گھیرے ہوئے تھے جگہ
کم تھی خواجہ جست مار کے کفار پر گرا وہان پانؤن بہکا زمین پر گرا طاہر قاق خواجہ کے سینے پر سوار ہو گیا اور
ارادہ کیا کہ خواجہ کو ہلاک کرے یکایک ایک جانب سے شور و غل ہوا طاہر قاق گھبرا گیا راست و چپ
نگاہ کی کہ یہ شور عظیم کیسا ہے باہر دیکھا شاپور شیر دل پہونچ گیا ہے شاپور نے جاتے ہی ایک ضرب مین طاہر قاق کا سر تن
سے جدا کر دیا اور با آواز بلند کہا اے خواجہ خواجگان جلد سنبھلو خواجہ اُٹھ کھڑا ہوا اب خواجہ اور شاپور دونون بالاتفاق جنگ
و جدل مین مصروف ہوئے اور خنجر آبدار کے وار کرتے ہوئے وہان سے نکل گئے دربار سعد شہریار مین پہونچے سعد شہریار
نے حال پوچھا خواجہ نے کہا شہریار خدا نے بڑی خیر کی آج مین ضرور طاہر قاق ملعون کے ہاتھ سے جنت نصیب ہو جاتا
کیونکہ وہ ملعون خنجر آبدار لیے ہوئے میرے سینے پر سوار ہو چکا تھا شاپور شیر دل وقت پر پہونچ گیا جو اُسنے
طاہر قاق کو جہنم واصل کر کے میری جان بچائی سعد شہریار نے کہا اے خواجہ خواجگان روزگار تعجب ہے کہ تم
ایسے عیار تجربہ کار اُس سے پسپا ہو گئے خواجہ نے کہا شہریار بخداوند کردگار مین کبھی اُس جہنمی سے پسپا
نہوتا مگر وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ ملعون خنجر بکف میرے قریب آگیا اور خنجر کا وار کیا مین نے جست کی جگہ کم
تھی کفار کے مجمع پر جا گرا وہان سنبھل نہ سکا وہ ملعون اُسی حالت مین میرے سینے پر سوار ہو گیا بادشاہ اسلام
نے کہا ہان واقعی مجبوری کا عالم تھا اور خلعت گران بہا سے دونون کو سرفراز کیا اب اُسطرف کا حال سنیے
کہ طاہر قاق کے ہلاک ہونے سے خسرو پرویز بہت بد دماغ ہو رہا تھا چار گھڑی کے بعد اُسکو ہوش
آیا حواس درست ہوئے کہا اے شیرویہ بڑا غضب ہوا مسلمانون سے ہمیشہ کار نمایان ظہور مین آتے
ہین گرفتار ہوتے ہین اور پھر گشت و خون کر کے نکل جاتے ہین کل الوند پہلوان اور بدیع الزمان سے
کشتی ہے دیکھین بدیع الزمان کیسا پہلوان ہے شیرویہ نے کہا اے پدر الوند زبردست پہلوان ہے شاہزادہ
بدیع الزمان کیا قابلیت رکھتا ہے جو اُس سے سر بر ہوگا خسرو نے کہا اے فرزند یہ کبھی خیال نہ کرنا ادنی

ہیچ

ادنی مسلمانون سے وہ جرات و طاقت ظہور مین آتی ہی کہ عقل کام نہین کرتی اور بدیع الزمان تو اعلیٰ مرتبہ
کا خداپرست ہی مجکو تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ جب مسلمان حالت مجبوری مین مبتلا ہو جاتے ہین خداوند کو اُنکے
حال پر رحم آجاتا ہی اور اپنے بندگان خاص کی مطلق خبر نہین رہتی ہی نہین معلوم یہ کس قسم کی عادت خداوندی ہی
مین سچ کہتا ہون اگرچہ بدیع الزمان مقید ہی تاہم اُسکے مقابلے مین خدشہ معلوم ہوتا ہی کل جو کچھ خداوند دکھائیگا
اُسے دیکھینگے دوسرے روز عمر ثانی بصورت نوشاد خندق عقابین سے گذرا تھا کہ عیار اُسکو
خدنگ عیار کے پاس لائے اور کہا تو جانتا ہی کہ یہ کون ہی اُسنے کہا ہان کچھ تو پہچانتا ہون کہان کہ اُسنے
کہا یہ عیار لہراسپ کا ہی حمزہ کے پاس اکثر جایا کرتا ہی خدنگ نے کہا جب یہ حمزہ کے پاس اکثر
جایا کرتا ہی تو مانع ہونے کی کیا وجہ ہی اب بھی جاسکتا ہی خواجہ آگے بڑھا بلندی پر گیا لوگون نے جو عرصے
کے بعد دیکھا متعجب ہوکے کہا یہ کیا بات ہی پیشتر تو متعدد مرتبہ آتا جاتا تھا اسقدر عرصے تک تو کہان تھا
نوشاد مصنوعی نے کہا ہان تمنے سچ کہا مین عرصے کے بعد یہان آیا ہون وجہ یہ ہی کہ ہمارے مالک نے
فی الحال ایک باغ لیا ہی مجکو اُس باغ کا داروغہ مقرر کیا ہی غرضکہ خواجہ نے وہان پہونچکے سب کو بیہوش
کیا مع لہراسپ اندر آیا امیر کے پاس پہونچا اور کہا اے والا منزلت اب کچھ عرصہ باقی نہین ہی رہائی
کا وقت آپہونچا امیر نے نفس سرد بھر کے کہا اے خواجہ تمہارے تسلی دینے پر کیا موقوف ہی اگر خداوند عالم
کی مشیت مین میری رہائی گذری ہی تو ایک نہ ایک روز ضرور اس قید مصیبت سے چھوٹ جائینگے اور
اگر مشیت الٰہی مین رہائی نہین گذری ہی تو کسی قدر رہائی کی کوشش کیجاویگی کچھ فائدہ نہوگا مگر اے خواجہ تمہارا احسان
مجھپر بہت کچھ ہی کہ حالت قید مین میری خبر لے ورنہ ابتک مین ہلاک ہو جاتا خواجہ نے کہا حضور یہ کیا ارشاد
فرماتے ہین مین خادم جان نثار ہون مجکو یہی ندامت کیا کم ہی کہ میری موجودگی مین حضور اس قید مصیبت مین
مبتلا ہوگئے اور اسوقت تک مبتلائے زحمت مین بعد اس گفت و شنید کے خواجہ رخصت ہوا سعد شہریار
کی خدمت مین حاضر ہوا امیر کے جانب سے دعا کہی بعدہ کہا شہریار اب مین رخصت ہوتا ہون بادشاہ
لشکر اسلام نے کہا اب کہان کا قصد ہی خواجہ نے کہا اب لشکر کفار مین جاکے وہان کی خبر لیتا ہون چنانچہ
خواجہ لشکر کفار مین آیا معلوم ہوا کہ خسرو پرویز اس بات پر آمادہ ہی کہ الوند پہلوان بدیع الزمان سے ہنگامہ
کشتی گرم کرے خواجہ وہان سے پھر سعد شہریار کے دربار مین آیا اور الوند پہلوان اور بدیع الزمان
کی کشتی کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام اس کشتی کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہوئے کہا اے خواجہ تمہاری
چالاکی کیا اگر ہمنے اس کشتی کا تماشا نہ دیکھا تمہاری اس کارروائی کے عوض مین ہم سب تمکو زر کثیر دینگے
خواجہ نے کہا زر نقد کا خیال تو ضرور مجھے مجبور کرتا ہی کہ مین تم سب کو وہان لیچلون لیکن کوئی معقول تدبیر سمجھ
مین نہین آتی سب نے کہا ضرور کوئی تدبیر کرنا چاہیے خواجہ نے بعد غور و فکر بسیار سب کو سوداگرون کی
صورت سے مشابہ کیا چند اونٹون پر خالی صندوق رکھے اور ہمراہ لیکے لشکر کفار کے جانب روانہ ہوا
اور قریب لشکر کے پہونچکے خیمہ زن ہوا چند اشیائے ضرورت بھی تاجرانہ رکھ لین تھین اُسیوقت
چند کفار آئے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے کہا ہم تاجر ہین اگر کچھ خریداری منظور ہو تو بیان کرو کفار
سے کہا ابھی تجارت کے صندوق کھولے نہین ہین اور جو اسباب صندوقون سے باہر ہمراہ تھا
اُسکو دکھایا جسمین سے کسی قدر اُن ضلالت شعارون نے خریدا خواجہ نے کہا کیون صاحب تم لوگ

کسکے نوکر ہو اُنھون نے کہا ہم سب خسرو پرویز کے نوکر ہین خواجہ نے کہا اگر تمھارا مالک کچھ خریدنا چاہا
تو ہمکو لیچلو کفار نے کہا ابھی موقع خریداری کا نہین ہی اسواسطے کہ فی الحال خسرو پرویز نے ایک جلیل القدر
مسلمان کو گرفتار کیا ہی جو فن کشتی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ خسرو پرویز کو منظور ہی کہ دین خداپرستی بالکل
نیست و نابود ہو جائے اور مسلمان ذلیل ہون بنابران اُس مسلمان مقید سے اپنے یہان کے ایک پہلوان
زبردست الوند نام کی کشتی قرار دی ہی اس قصہ سے فراغت ہو جائے تو پھر تم مال تجارت خسرو پرویز کے
ہاتھ بخوبی بیچ سکتے ہو ہم خود تمکو اپنے ہمراہ لیچلین گے خواجہ نے کہا برادر تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہی
کہ تم نہایت خلیق معلوم ہوتے ہو فوج اسلام کے جانب بھی ہمارے جانیکا اتفاق ہوا تھا اگر وہ لوگ
کچھ ایسے کج خلق ہین کہ ہم وہان قیام نہ کر سکے اور ایک درم کا بھی سودا نہ بکا اب یہ بتاؤ کہ جس کشتی کا تم ذکر
کرتے ہو اُسکا تماشا کسی طرح ہم بھی دیکھ سکتے ہین اُن بدبختون نے کہا کیا مضائقہ ہی وہان آکے تم بھی تماشا
دیکھنا خواجہ نے کہا ہم اجنبی لوگ ہین مبادا ہم گئے اور اہل لشکر نے ہمکو وہانتک جانے نہ دیا تو ہم اپنے
مطلب سے محروم رہین گے ہان اگر تم ازراہ مہربانی اپنے ہمراہ لیچلو تو کیا مضائقہ ہی اس ضمن مین خسرو پرویز
کا بھی سامنا ہو جائیگا اور دوسرے وقت ہم بخوبی اُس سے ملاقات کر کے اُسکے ہاتھ مال فروخت کر سکتے ہین ؎
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ✦ اُن گبرون نے کہا یہ بھی ممکن ہی خواجہ بہت خوش ہوا کچھ مال تجارت
بطور تحفے کے اُنکو دیا اُسکا یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ اُسی وقت اپنے ہمراہ خواجہ کو مع سرداران ہمراہی لشکر کفار
مین لیگئے اہل لشکر نے حال پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ یہ لوگ تاجر ہین مال تجارت لیے ہوئے اسطرف
بھی گذر ہو گیا ہے فی الحال انھون نے الوند اور بدیع الزمان کی کشتی کا حال سنا تماشا دیکھنے کو یہ بھی آئے
ہین اب ہم انکو دربار خسرو مین لیجانا چاہتے ہین چنانچہ وہ گبر سرداران اسلام کو دربار خسرو پرویز مین لیگئے
انھون نے دیکھا کہ پرویز تخت جواہرنگار پر بیٹھا ہی دو طرفہ جلیل القدر سردار کرسیون زرنگارون پر بیٹھے ہین پرویز
نے حکم دیا کہ الوند پہلوان چار سو پچاس شاگرد ہمراہ لیے ہوئے از سر تا پا روغن کنجد ملے ہوئے آیا پھر تو
خسرو پرویز نے شیرویہ کی طرف اشارہ کیا شیرویہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا فوراً بدیع الزمان
بھی حاضر ہوا شیرویہ نے کہا اس خداپرست کے بند دست و پا وا کردو حداد نے بند آہن کاٹے الوند
نے از سر تا پا بدیع الزمان کو دیکھا اور کہا اے خداپرست آج میرا تیرا مقابلہ ہی دیکھون خداوند لات
کسکے حال پر اپنا فضل کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا او گبر ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی لات کیا شی ہی جو اپنا فضل
کسی کے حال پر کریگا اُس خدائے واحد و لاشریک کی ذات سے امید ہی کہ مین تجھپر غالب آؤنگا خسرو پرویز
نے کہا اے خداپرست ہمکو خوب معلوم ہی کہ تو خدائے نادیدہ کا پرستش کرنے والا ہی یہ بات بالکل نامناسب
ہی کہ ہمارے دربار مین خداوند لات کے نسبت کلمات نامناسب کہتا ہی اور اپنے خدائے نادیدہ کی تعریف
کرتا ہی آ اس پہلوان سے مقابلہ کر اس اثنا مین دربار خسرو مین ایک نقابدار مرکب برق کردار پر سوار
مرکب سے زمین پر آیا بدیع الزمان کے پاس آکے سلام کیا اور کہا کیا خبر ہی بدیع الزمان کو حیرت ہوئی
اور کہا اے نقابدار مجکو تیرے حال سے خبر نہین ہی فی الحال یہ خبر ہی کہ عنقریب الوند سے ہنگامہ کشتی
گرم کرتا ہون دیکھیے خداوند عالم کسکو کس پر غالب کرتا ہی نقابدار نے کہا اے جوان تجکو تکلیف کرنے
کی کچھ ضرورت نہین ہی مین موجود ہون الوند پہلوان سے سمجھ لونگا بدیع الزمان نے کہا اے نقابدار

اول تو مجکو تیرے حال سے اطلاع نہین ہو دیگر یہ کہ الوند پہلوان کی کشتی تجھسے قرار پائی ہو بغیر مقابلہ کس طرح
قبول ہوسکتا ہو نقابدار نے کہا ضرور قبول ہو جائیگا یہ کہکے بآواز بلند کہا ای الوند تجکو اپنی پہلوانی پر بہت
بھروسا ہو آمیرا مقابلہ کر بعدہ بدیع الزمان سے پیہم کرنا۔ ببینم کہ تا کردگار جہان ✣ درین آشکارا چہ دارد نہان
الوند خسرو پرویز کے جانب متوجہ ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا حکم ہوتا ہو یہ نقابدار تجھسے کشتی چاہتا ہو
خسرو پرویز نے شیرویہ سے کہا شیرویہ نے کہا کیا مضائقہ ہو الوند پہلوان نے کہا اگر یہی رائے ہو تو پہلے
میرے شاگردون مین سے مقابلہ کرے بعدہ مین مقابلہ کرونگا بروند پہلوان اُسکا لڑکا قریب آیا اور کہا ای پدر
مین اس نقابدار کا مقابلہ کرونگا الوند نے اُسکو اجازت دی بروند مسلح و مکمل ہو کے نقابدار کے روبرو
آیا اور کہا ای نقابدار مجہول الاحوال آمیرا مقابلہ کر مین ہون بروند بن الوند آج اگر خداوند لات نے چاہا
تو فتحیاب ہونگا نقابدار نے ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اُسکا کام تمام کیا الوند اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکے
ازخود رفتہ ہوگیا تلوار علم کرکے نقابدار کے روبرو آیا اور کہا او جوان سفاک تونے میرے فرزند کو ہلاک کیا
دیکھون تو میرے ہاتھ سے زندہ کہان جاتا ہو یہ کہا اور تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی کی بعدہ نقابدار
نے وار کیا الوند کے حواس باختہ ہو چکے تھے نقابدار کے وار کو رد نہ کر سکا لیکن اُسکا گھوڑا چراغ پا ہوا
جس سے وہ بچ گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آرہا نقابدار اُسکے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اُسکو ہلاک
کرے چند کفار اُسکو بچا لیگئے خسرو پرویز کا سامنا ہوا اُسنے کہا ای الوند تو اسوقت ہلاک ہو جاتا ہمارے
ملازم تیری مدد کو نہ پہونچتے تو کیا ہوتا الوند نے کہا ای نظر کردۂ خداوند مجھسے تو کشتی مقرر ہوئی تھی شمشیر زنی کا ذکر
نہ تھا خسرو نے کہا بیشک لیکن تو نے خود ہی پہلے اپنا جانا موقوف رکھا اور گیا بھی تو تلوار سے کام کیا تو نے
کشتی کی درخواست کیون نہ کی اور اب کون مانع ہو الوند نے کہا اب مین کشتی ہی کی درخواست کرونگا لیکن پہلے
اپنے اور بھی شاگردون کو مقابلے کیواسطے بھیجونگا خسرو نے کہا بیکار شاگردون کو بھیجنا ہو میرے گمان مین
وہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے الوند نے کہا مین ابھی بروند اپنے فرزند کے غم و ملال
مین مبتلا ہون خسرو خاموش ہو رہا خلاصہ یہ کہ الوند کے تمام شاگرد نقابدار کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوگئے
الوند کے حواس پیشتر ہی سے باختہ ہو چکے تھے اب اور گھبرایا خسرو پرویز نے کہا ای الوند اب تیری
کشتی کی نوبت آئی ہو الوند چاہتا تھا کہ صاف انکار کرے شیرویہ نے تیز و تند نظر سے الوند کو دیکھا جس سے
الوند سمجھا کہ میرا انکار کرنا شیرویہ کے برہم ہونے کا سبب ہو مجبور ہو کے نقابدار کا مقابلہ کیا ایک شب و روز
ہنگامۂ کشتی گرم رہا کسی کی کشش و کوشش بکار آمد نہوئی یکایک نقابدار نے اُس ملعون کو ہاتھ پر بلند کر لیا
اور اس زور سے زمین پر پھینکا کہ تمام استخوان نرم ہوگئے شیرویہ الوند پہلوان کو قریب الہلاکت دیکھکے
از سر تا پا غیظ و غضب ہوگیا اور بآواز بلند کہا ای بندگان خداوند لات اس خدا پرست کو پکڑ گرفتار کر لو ایسا
نہو کہ یہان سے نکل جائے تمام کفار شمشیر ہائے برہنہ علم کیے ہوئے نقابدار کے جانب دوڑے پھر تو
شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنی گرفتاری کا سامان دیکھا ایک گھوڑا کوتل کھڑا تھا اُسپر سوار ہو کے حملہ آور
ہوا اُسطرف سرداران لشکر اسلام جو بصورت تجار خسرو کے دربار مین موجود تھے کفار پر جھپٹے اُسوقت کفار کی
کی تعداد زیادہ تھی قریب تھا کہ مسلمان شکست کھائین کہ ناگاہ کہرام آہن قبا شاہزادہ دشت سموات
پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا اہل اسلام بھی اُس جگہ موجود تھے کہ یکایک ایک جانب سے

گرد اڑی اور شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع بلچوپ بن الچوپ بھی پہونچا اور کفار پر حملہ آور ہوا اب وہ ہنگامہ حرب و پیکار گرم ہوا کہ الحفیظ جب دن گذر کے شب کے آثار نمایان ہوے تینون لشکر اپنے اپنے آرامگاہ مین پہونچے نور الدہر اپنی بارگاہ مین آکے ذنگل پر بیٹھا اور بلچوپ نے اپنے باپ کی جگہ بیٹھنا چاہا کشواد بن داوان بن سکندر بن ہیکلان کو زندان مین بھیجا لیکن خسرو پرویز نور الدہر اور نقابدار کے آنے سے بہت غمگین ہوا خدنگ کو بلایا اور کہا اے عیار طرار فی الحال میری نظر مین تو بڑا کارگذار معلوم ہوتا ہی تو دیکھتا ہی کہ مسلمانون کی طرف کمک پر کمک آرہی ہی چنانچہ تو نے دیکھا کہ نقابدار اور نور الدہر نے عین وقت پر پہونچ کے کیسا ہنگامہ پیکار گرم کیا مین پیشتر سے اس خیال مین مبتلا ہون کہ خداوند بہت بزرگ ہر مرتبہ مسلمانون کی طرفداری کرتا ہی اور اگر میرا خیال غلط ہی تو پھر یہ کیا امر ہی مین چاہتا ہون کہ تو جا اور یقین عیاری نقابدار کو گرفتار کر لا خدنگ نے کہا اے بادشاہ فوج خداوند یہ دنیا ہی اور ظاہر ہی کہ خداوند نے اس دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی ہر مرتبہ نیا سبب پیدا ہو جاتا ہی اسمین خداوند کا کیا قصور ہی اُسنے جو اول ابتدا مین تقدیرین کی ہین ہر طرح وہی ظہور مین آئینگی اور یہ خیال بالکل بے معنی ہی کہ خداوند خداپرستون کی طرفداری کرتا ہی اگر ایسا ہی ہوتا تو فوج خداوند کو یہ قدرت و جلال کہان حاصل ہوتا جو فی الحال تجھکو حاصل ہی اور مجھ ایسا عیار کارگذار فوج خداوند مین کیون موجود ہوتا مین جاتا ہون اگر خداوند بہت بزرگ نے چاہا تو نقابدار کو گرفتار کر لاؤنگا بعدہ خدنگ عیار مکار روانہ ہوا ہرچند نقابدار کی تجسس مین ہر طرف پھرا لیکن حسب مراد موقع نہ پایا لشکر اسلام کے جانب آیا ہر ایک سردار کے خیمے کے گرد پھرتا تھا تاکہ کسی کو گرفتار کر لیجاوے وہان بھی کچھ مطلب برآری نہوئی حسب اتفاق اُسکا گذر اُس مقام مین ہوا جہان کشواد مقید تھا کشواد نے جو خدنگ عیار کو دیکھا بہت خوش ہوا خدنگ نے کشواد کو لیجانا چاہا کشواد نے کہا مین اسطرح نہ جاؤنگا بلکہ میرے واسطے اسلحہ و مرکب کسی طرح لا تاکہ خداپرستون کا کام تمام کرون خدنگ نے کہا اے کشواد یہ کیا نادانی کی حرکت ہی یہان مسلمانون کا مجمع ہی اول تو مین با دیگر مع اسلحہ و مرکب پہونچ نہین سکتا اور بالفرض محال مین بار دیگر مع سامان حرب پہونچ بھی گیا تو فقط اسلحہ و مرکب سے کیا کار برآری ہو سکتی ہی این خیال ست و محال ست و جنون ● کشواد نے کہا مجھسے یہ کسی طرح ممکن نہین ہی کہ چورون کی طرح یہان سے نکل جاؤن اگر خداوند نے چاہا تو مسلمانون کو زک دیکے صحیح و سلامت یہان سے نکل جاؤنگا خدنگ نے کہا مجھکو ہرگز یقین نہین ہی کہ اس مجمع کثیر کو زک دیکے نکل جاویگا کشواد نے کہا تجھے اس بارے مین کچھ دخل نہین ہی جو کچھ مین کہون اُسپر عمل کر خدنگ عیار مجبور ہو کے سلاح و اسپ لے آیا کشواد ملعون وہان سے روانہ ہوا نور الدہر کے خیمے کے قریب آیا دیکھا دربان بالکل بیخبر سو رہے ہین خیمے مین داخل ہوا وہان بھی سب کو بیخبر سوتا پایا نور الدہر کے سرہانے گیا اور چاہتا تھا کہ خنجر کا وار کرے حسب اتفاق اُسکا ہاتھ شمعدان مین لگا شمعدان گرا اُسکی آواز سے نور الدہر بیدار ہوا کشواد کو دیکھا کہا او ملعون تو مجھے ہلاک کرنے آیا ہی یہ کہکے اُسکی طرف جھپٹا کشواد نے وہان سے گریز کی باہر آکے گھوڑے پر سوار ہوا اور بے تحاشا وہان سے بھاگا نور الدہر نے اُسکا تعاقب کیا یہانتک کہ کشواد نے اپنے کو بارگاہ خسرو مین پہونچایا خسرو کشواد کے حواس باختہ دیکھ کے متعجب ہوا کہا اے کشواد کیا تجھپر ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح بدحواس آیا ہی اُسنے تمام حقیقت بیان کی اور کہا اے بادشاہ خداوند کا فضل میرے حال پر ہو گیا

تھا جو کام حسب مراد درست ہونے کے قریب ہوا مگر بعد کو نہین معلوم خداوند کے ذہن مین کیا آیا جو بنا ہوا کام خراب ہو گیا مین نے نور الدہر کی گرفتاری مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا تھا مگر افسوس نور الدہر بیدار ہو گیا خسرو نے کہا اے کشواد تعجب ہے کہ تو نور الدہر کے خیمے مین پہونچ گیا اور پھر اُسکی ہلاکت نہ کر سکا ضرور تجھسے غفلت ہوئی تجکو لازم تھا کہ جاتے ہی نور الدہر کا کام تمام کرتا ایسے وقتون مین لشکر اسلام کے عیار بہت ہوشیاری کرتے ہین کشواد نے کہا جب کام خراب ہو جاتا ہے تو سب اسیطرح غفلت کا الزام لگاتے ہین کشواد اور خسرو مین یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ نور الدہر پہونچا اور دفعتاً خنجر آبدار کا وار ایسا کشواد کی کمر پر کیا کہ دو پرکالے ہو کے زمین پر گرا تمام کفار نے نہیب دی کہ اے بندگان خداوند لینا اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اسنے غضب کیا کشواد کو سر دربار خسرو ہلاک کیا دربار کی توہین ہوئی سب ایک بار جھپٹے اس عرصہ مین اور بھی مسلمان نور الدہر کی مدد کو پہونچ گئے کسیقدر کشت و خون دربار مین ہوا بعدہ وہ سب حرب و ضرب کرتے ہوئے دربار سے باہر چلے آئے کفار کا مجمع زیادہ ہو گیا اس طرف مسلمان بھی کثرت سے آ گئے خوب جنگ ہوئی ہنوز وہ ہنگامہ جنگ برطرف نہین ہوا تھا کہ دور سے بگولہ گرد نمایان ہوا سب متحیر ہوئے کہ یہ کون آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ گرد بیٹھ گئی دیکھا لعل بن تورج بدرگ سات لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہے کفار کے چند سرداران معزز اُسکے استقبال کو گئے ملاقات ہوئی لعل بن تورج نے خبر پوچھی اُن سردارون نے کہا اے نظر کردۂ خداوند مسلمانون نے آفت برپا کر رکھی ہے ہر روز ایک کار نمایان اُنسے ظہور مین آتا ہے کچھ عقل کام نہین کرتی خداوند خواب خرگوش مین مبتلا ہے کس سے شکایت کیجاوے ابھی کا تازہ واقعہ یہ ہے کہ کشواد ایسا جری و بہادر نور الدہر نام خدا پرست کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور طرفہ یہ کہ عین دربار خسرو مین نور الدہر نے اُسکو ہلاک کیا دربار کی بڑی توہین ہوئی لعل بن تورج نے کہا یہ خداوند کے خواب خرگوش کا نتیجہ نہین ہے بلکہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بندگان خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اُنسے خداوند ناخوش تھا خیر اب مین آ گیا ہون دیکھون میرے مقابلے مین مسلمانون کیا کار نمایان ظہور مین آتا ہے غرضکہ لعل دربار خسرو مین پہونچا اور برسم کفار سلام کیا خسرو نے کہا اے مقرب بارگاہ خداوندی تو خوب وقت پر آیا مین تیری انتظاری ہی مین تھا تیرا یہان آنا اپنے حق مین فضل خداوندی سمجھتا ہون لعل نے اجازت میدان چاہی خسرو پرویز نے کہا جا خداوند تیری مدد کرین لعل بن تورج وہان سے میدان حرب مین آیا اور نعرہ مارا لعل بن تورج خان دلاور ہون اے بندگان خداے نادیدہ تم مین سے کون ہے میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے سکندر فرخ لقا لشکر اسلام سے مقابلے کو آیا پہلے تا دیر رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ سکندر فرخ لقا لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا سکندر کے مجروح ہونے سے لشکر اسلام مین ایک غلغلۂ عظیم برپا ہو گیا اسفندیار فوراً شاہ سعد کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی کہ اب غلام کو اجازت میدان ملے شاہ سعد نے کہا جا خداوند عالم تیری جرات مین برکت عطا فرمائے اسفندیار مسلح و مکمل ہو کے میدان مین آیا اور باواز بلند کہا او لعل خان بے ایمان تو نے بڑا غضب کیا کہ سکندر ایسے شجاع کو بمکر و فریب زخمی کیا اب مین تیرا مرد مقابل آ پہونچا دیکھون تو کیا جرات و دلاوری رکھتا ہے یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا لعل بن تورج ایک جوان کارآزمودہ تھا اُسنے بھی اُس وار کو پشت شمشیر پر روکا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی حسب اتفاق اسفندیار بھی مثل سکندر کے

زخمی ہوا عیاران لشکر اسفندیار کو بھی میدان سے لیگئے بعدہ شیرافگن میدان مین آیا اس مرد میدان نے بھی لعل بن تورج کے مقابلے مین خوب داد مردانگی دی نوبت باینجا رسید کہ شیرافگن کو بھی لعل نے زخمی کیا ایسے اور بھی پہلوانان لشکر ہیکے بعد دیگرے لعل کے مقابلے کو آئے سب مجروح ہوئے اور سات سردار لشکر اسلام کے لعل کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے لشکر اسلام کے دلون مین ہول پیدا ہوگیا شاہ سعد کے حواس باختہ تھے سرداران لشکر سے کہتے تھے یارو ن غضب کی بات ہو کہ کفار مسلمانون کو ہلاک کیے ڈالتے ہین اور کوئی تدبیر بکار آمد نہین ہوتی اگر یہی حال ہو تو برائے نام بھی مسلمان باقی نہ رہین گے اور بعض سرداران لشکر سوئے آسمان ہاتھ بلند کیے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح مناجات کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان و اے دستگیر واماندگان تو خوب جانتا ہو کہ ہم لوگ تیرے بھروسے پر راہ دور و دراز طے کر کے تیرے مخالفین کو راہ راست اختیار کرانے کی کوشش کر رہے ہین اگر یہی حال کفار کی سرکشی کا رہیگا تو کیونکر تیری پرستش کا رواج ہوگا اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ ہماری حمایت کر اور ان بیدینون کو انکی شرارت و بدذاتی کی سزا دے اور جو سرداران لشکر اسلام تیری راہ مین ہلاک ہوئے ہین اُنکے گناہان گذشتہ سے درگذر ہنوز یہ مناجات ختم نہونے پائی تھی کہ ایک جانب سے بگولہ گرد نمایان ہوا کفار سمجھے کہ ہماری کمک کو کوئی آتا ہو اُنھون نے چند سردارون کو یہ ہدایت کر کے بھیجا کہ اگر کوئی بادشاہ ہماری کمک کے واسطے آتا تو اُسکو بکمال تعظیم و تکریم ہمارے پاس لاتا اور اگر مسلمانون کی کمک ہو تو جہانتک ممکن ہو اُسے بہکانا مسلمانون کی کمک سے باز رکھنا چونکہ مسلمان دعا و مناجات مین مصروف تھے وہ اُس بگولے کو دیکھ کے سمجھے کہ ضرور خداوند عالم کا فضل ہمارے حال پر ہوا ہماری دعا و مناجات کا یہ نتیجہ ہو کہ ہماری کمک کیواسطے لشکر کثیر آتا ہو چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور تاکید اکید یا کہ جو سرگردہ اس فوج و لشکر کا ہو اُسکے نام و نشان سے جلد ہمکو مطلع کرنا وہ سردار گئے اور شخص معتبر کی زبانی کہلا بھیجا کہ خدائے قادر و توانا کے فضل سے مسلمانون کی مدد کو شاہزادہ کشورکشا دارا ابن داراب سلیمان شاہ آتے ہین اب کفار کا ذکر سنیے کہ لشکر کفار سے جو سردار استقبال کو گئے جب اُنکو معلوم ہوا کہ مسلمان لشکر اسلام کی کمک کو آئے ہین اُنسے ملاقات کی اور کہا لشکر اسلام اپنے دین آبائی سے منحرف ہوکے خداوند لات کی پرستش کرنے کو آمادہ ہو اگر تم لوگ بھی خداوند لات کی بندگی کو آمادہ ہو جاؤ تو خیر ورنہ وہ سب تمکو ہلاک کرین گے یہ سن کے شاہزادہ کشورکشا انگشت بدندان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کیا غضب ہوا اگر لشکر اسلام منحرف ہوگیا اُنھون نے کہا ایسا ہرگز نہین ہوسکتا اور بالفرض ایسا ہو بھی گیا کہ لشکر اسلام خداپرستی چھوڑنے پر آمادہ ہو تو بنابر مصلحت کے یہ انحراف ہوگا حالانکہ یہ امر بھی خلاف قیاس ہو پھر وہان پہونچ کے اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہو بروقت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا کشورکشا نے کہا کیا کسی وقت مین ایسا ممکن ہو کہ دین خداپرستی سے منحرف ہونے کو آمادہ ہو جاوین گے سب نے کہا استغفر اللہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہو ہماری غرض یہ ہو کہ بالفرض لشکر اسلام کا رنگ دگرگون دیکھینگے تو یہان سے واپس جاوینگے یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ سرداران لشکر اسلام پہونچے اُنکو دیکھ کے سرداران لشکر کفار وہان سے چلے گئے اب شاہزادہ کشورکشا اور دارا ابن داراب وغیرہ سرداران لشکر اسلام کی صورت حیرت سے دیکھنے لگے بعدہ کہا ہم تمسے کچھ پوچھنا چاہتے ہین بشرطیکہ ناگوار خاطر نہو اُنھون نے

استفسار کیا شاہزادۂ کشورکشا نے کہا فی الحال لشکر اسلام کا کیا رنگ اور کیا تہیہ ہی اُن سردارون نے کہا چند سردارون کے ہلاک ہونے سے لشکر اسلام کے دلون مین توحش پیدا ہوگیا ہی لیکن تہیہ اسوقت بھی ہی کہ کسی طرح کفار کو اُنکے کردار کی سزائے معقول دین اور دین خداپرستی رواج پائے شاہزادۂ کشورکشا نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ابھی چند سردار لشکر کفار کے میری ملاقات کو آئے تھے جنکو شاید تمنے بھی دیکھا اُنھون نے بیان کیا کہ لشکر اسلام خداپرستی سے منحرف ہوا چاہتا ہی فی الحال جو خداپرست جائے گا ہلاک ہوگا بارے تم لوگ آگئے ورنہ ہمارے دلون مین سخت انتشار پیدا ہوگیا تھا بلکہ یہان سے واپس جانیکو آمادہ تھے اُن سردارون نے کہا عجب کیا ہی اگر اُنھون نے یہ فریب دینا چاہا وہ ملعون ایسے ہی مکار و فریبی ہین شاہزادۂ کشورکشا دارا ابن داراب سلیمان شاہ کفار کے اُس فریب سے بہت برہم ہوئے اور بعجلت تمام لشکر اسلام مین پہونچے کفار پر حملہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کے حواس باختہ ہوگئے شام تک گیرودار کا ہنگامہ گرم رہا بعدہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس گئے دارا بن داراب دربار سعد شہریار مین گئے بادشاہ لشکر اسلام نے دارا کو گود مین اُٹھا لیا اور کہا اے دلاور دوران تو عین وقت پر پہونچا یہان فوج اسلام کا رنگ دگرگون ہوچلا تھا دارا بن داراب نے کفار کے فریب کی کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام نے انگشت حیرت دانتون مین دبائے اور کہا اے دارا جلد کفار نیست و نابود ہوجائین انکی شیطنت سخت تکلیف دہ ہی بعدہ سب کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا

اُسطرف خسرو پرویز لعل بن تورج کو بارگاہ مین لیگیا تمام سردارون سے مقدم بیٹھنے کو جگہ دی اور کہا اے بندگان خداوند لات و منات آج لعل بن تورج کو وہ مرتبۂ اعلی حاصل ہی کہ جو عقل مین نہین آسکتا لعل کو محض فضل خداوند سمجھنا چاہیے اور یہان جو پہونچا تو اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ گویا خداوند نے سلیمانہ پسر ہم کو فتحمند ہونا منظور کیا بعدہ لعل بن تورج نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا مین نے سنا ہی کہ لشکر خداپرست کا کوئی زبردست و معزز سردار گرفتار ہوا ہی خسرو پرویز نے متعجب ہوکے کہا اے نظر کردۂ خداوند تو نے اسوقت تک اس ماجرے کو نہین سنا زبردست و معزز سردار کیسا خاص حمزۂ ثانی کو گرفتار کیا ہی اور عقابین پر کھینچ دیا ہی لعل بن تورج نے خوشی کی حالت مین ٹوپی اُچھالی ایک قہقہہ مارا اور کہا ہان یہ کہو حضرت امیر عقابین پر تشریف رکھتے ہین بہت عرصے کے بعد گرفتار ہوئے بادشاہ لشکر اسلام تو بہت گھبرایا ہوگا خسرو پرویز نے کہا بادشاہ اسلام کا گھبرانا کیسا تمام مسلمان حواس باختہ ہین ہر روز ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہین لعل نے کہا کیا تردد کی بات ہی اگر ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہین ایک نہ ایک روز ضرور اُنکی ترکی تمام ہوجائیگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک قاصد آلودہ گرد از سر تا پا پسینے مین غرق ہانپتا ہوا پہونچا سب اُسکی بدحواسی کو حیرت سے دیکھنے لگے لعل نے اُس سے پوچھا تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی جلد بیان کر اُسنے لعل کو تو کچھ جواب نہ دیا لیکن ایک لمحہ کے بعد حواس درست کرکے پگڑی سے نامہ نکالا صلصال کو دیا صلصال نے سرنامہ چاک کیا مضمون کی طرف نگاہ کی جسقدر نامہ پڑھتا جاتا تھا اُسی قدر چہرے پر مردنی چھائی جاتی تھی تمام حاضرین اُسکی صورت کو دیکھ رہے تھے اور آپسمین کہتے تھے نہین معلوم یہ نامہ کسکا ہی اور اس نامے مین کیا لکھا ہی جسکی وجہ سے صلصال کا چہرہ متغیر ہوا جاتا ہی پرویز نے کہا اے صلصال یہ نامہ کسکا ہی اسکا مضمون کیا ہی جسکے پڑھنے سے تیرے

چہرے پر تغیر پیدا ہی صلصال نے کہا اے بادشاہ فوج خداوند غضب ہو گیا رستم ثانی پسر ایرج نابکار نے
دست چینیان شہر خطا پر یورش کی ہی خلخال خان میرے فرزند نے یہ نامہ میرے نام لکھا ہی یہ قصہ بہت
نازک در پیش ہی کوئی فکر معقول کرنا لازم ہی ورنہ تمام ملک خطا پر مسلمانون کا قبضہ ہو جائیگا خسرو نے کہا تجھے
اختیار ہی اُسنے کہا زیادہ تر اختیار اُسکو ہی جو خداوند کا مقرب ہی خسرو نے کہا صاف بیان کر تیرا کیا مطلب ہی
اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ مجکو مدد ملے تاکہ شہر خطا کو مسلمانون کے دست برد سے محفوظ رکھا جائے
خسرو نے کہا مین ملک خطا کی حفاظت کا ذمہ دار نہین ہون علے الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون کا
غلبہ ہی اُسنے کہا آخر وہان بھی تو مسلمانون کا غلبہ ہی وہان کی حفاظت کون کرے خسرو پرویز نے کہا ہم نہین
جانتے پہلے ہم اپنی خبر لین گے بعدہ دوسرے کے حال پر نظر کرین گے صلصال کو اُسکی اسطرح کی تقریر
اور جواب صاف پر بہت غصہ آیا مگر اس خیال سے کہ یہان قصہ بڑھانے سے کچھ فائدہ نہین ہی خاموش
ہو رہا اور چند لمحہ تک فکر و تردد مین خاموش بیٹھا رہا بعدہ کہا مین رخصت ہوتا ہون خسرو نے کہا بہتر ہی جا
لیکن یہان کی ہنگامہ آرائی کی تجکو کچھ فکر نہین ہی اُسنے کہا بقول بادشاہ پہلے اپنی فکر چاہیے بعدہ دوسرے
کے حال کی خبر لینا چاہیے پھر کیا ضرورت ہی اس سوال کی کہ یہان کے ہنگامہ آرائی کی کچھ فکر نہین ہی خسرو
نے پھر کچھ جواب نہ دیا صلصال وہان سے روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجا لعل بن تورج میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آج پھر مین تمھارے مقابلے کیواسطے آیا ہون کون ہی تم مین سے ایسا
جری و دلیر جو میرے مقابلے کو آویگا لشکر اسلام سے شاہزادہ بدیع الزمان میدان مین آئے اور کہا
او ملعون کیا بکتا ہی مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر لعل بن تورج نے کہا اے بدیع الزمان مین نے
تمکو پہچانا اور خوب پہچانا بدیع الملک نام تمھارے نواسے نے میرے باپ کو بکمال سفاکی ہلاک
کیا ہی اگر خداوندِ بزرگ نے چاہا تو مین اپنے باپ کا عوض تمسے لونگا اور اے بدیع الزمان تم یہ
یقین سمجھ لو کہ میرے مقابلے مین سر بر نہین ہو سکتے مجکو یقین کامل ہی کہ خداوند نے تمھاری اجل خاص
میرے ہاتھ سے مقرر کی ہی مین اس حالت مین بھی تمھارے خون سے دستبردار ہونے کو موجود ہون
اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو بدیع الزمان نے متنفس ہو کے تلوار علم کر لی اور کہا او
پلید اس بیہودہ گوئی سے باز آ زبان ببند و بازو بکشا ۔ بیار آنچہ داری ز مردی تمام ۔ کمان کیانی و گرز گران
لعل بن تورج نے خنجر کا وار کیا بدیع الزمان نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور خود شمشیر آبدار کا وار کیا
لعل بن تورج نے بھی اُس وار کو رد کیا اسی طرح چند ساعت تک رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ لعل
بن تورج کے ہاتھ سے بدیع الزمان کے زخم کاری پہونچا سرداران باختر کی اُسوقت یہی رائے ہوئی
کہ جنگ مغلوبہ شروع ہو جائے چنانچہ سب نے ایک بار حملہ کیا دونون طرف کے لشکر خلط ملط ہو گئے
یہانتک کہ تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے کفار نے طبل بازگشت بجایا دونون لشکر اپنے مقام قیام
پر واپس گئے اُس روز کفار کے ہاتھ سے نہایت سفاکی ظہور مین آئی تھی جب لعل بن تورج خسرو
کے دربار مین پہونچا خسرو پرویز نے اُسکی سپاہگری کی بہت تعریف کی اور زر کثیر لعل پر نثار کیا
اور کہا اے نظر کردۂ خداوندِ بزرگ بیشک خداوند نے فتح تیرے نام پر مقرر کی ہی لعل بن تورج
نے کہا اے بادشاہ مجکو کمال تعجب ہی کہ اسوقت تک حمزہ مقید ہی لیکن صلصال کی بھی فکر مقدم ہی

صلصال کے بیشتر احسانات بندگان خداوند پر ہین اسوقت مین اُسکی مدد ضرور ہی خسرو پرویز نے
کہا ہی لعل خان ابھی یہان کا قصہ فیصل کر لینا چاہیے بعدہ صلصال کی خبر لیجاوے ورنہ فی الحال
یہان سخت خرابی کے سامان پیدا ہو جائین گے اور وہان کا حال تو خداوند جانے جنگ دو سردار و کثرت
فوج و طاقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ چند تنفسون نے لاکھون پیادے و سوار کی
جمعیت کو درہم و برہم کر دیا اور علی الخصوص خدا پرستون مین اکثر یہ صفت دیکھی ہی کہ تنہا نے فوج کثیر کو پسپا
کیا لعل نے کہا خیر یہی سہی پہلے یہان خدا پرستو کے قصے کو فیصل کرونگا بعدہ صلصال کی خبر لونگا یہ کہا اور
اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لعل بن تورج بدستور میدان
مین آکے بیہودہ گوئی مین مصروف ہوا اسطرف سے سعد طوقی مقابلے کو گیا پہلے زبانی گفتگو رہی بعدہ
اسلحہ سے رد و بدل شروع ہوئی آخر سعد طوقی بھی لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا مسلمان لوگ سعد طوقی
کو لعل کے مقابلے سے لیگئے پھر جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی شام تک صدائے چقاچاق بلند رہی یکایک
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے مقام قیام پر واپس گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو صف آرائی ہوئی
لعل بن تورج میدان مین آیا اسطرف سے بھی ایک سردار مقابلہ کو گیا دونون نے رجز خوانی کی اور حرب
و ضرب کی نوبت آئی سردار لشکر اسلام زخمی ہو کے واپس گیا دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر مقام قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز کی میدان داری مین سوائے نور الدہر و
اسد و دارا و ممالک شاہ و سعد بادشاہ لعل بن تورج کے ہاتھ سے سب زخمی ہوئے اب
خدا پرستون کے دل مین ہول پیدا ہو گیا اور بالکل یقین ہو گیا کہ کفار کے دست ظلم سے جانبری محال ہی
نہین معلوم خداوند عالم کو کیا منظور ہی سعد شہریار کے پاس واپس گئے اور کہا شہریار کیا تدبیر کیجاوے
کہ ان بدبختون کو اُنکے کردار کی سزائے معقول ملے موجودہ حالت کے آثار بد نظر آتے ہین اگر یہی حال ہی
آج نہین کل مسلمان تباہ ہو جائین گے بادشاہ اسلام نے کہا مین بھی اسی فکر مین مبتلا ہون کوئی معقول تدبیر
سمجھ مین نہین آتی یہ کہکے تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ حکم دیا کہ پسران بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے آئے
بادشاہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا ای واقفان رموز باطنی تم اس موجودہ حالت کے نتیجہ کو بیان کرو اور
یہ بھی بیان کرو کہ امیر کی رہائی مین اب کسقدر عرصہ باقی ہی خواجہ زادون نے چند لمحہ تک سکوت کیا بعدہ
کہا شہریارا امیر کی رہائی مین صرف تین روز باقی ہین لیکن یہ خیال رہے کہ ان تین روز کے عرصے مین جو
کوئی لعل بن تورج کے مقابلے کو جائیگا ہلاک ہو گا یا زخمی ہو کے واپس آئیگا بادشاہ نے کہا میرے
نزدیک یہ مناسب ہی کہ ان تینون روز کی مہلت لعل بن تورج سے لی جاوے نور الدہر نے اس
رائے سے اتفاق نہ کیا کہا شہریار لعل بن تورج بدرگ کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی کہ اُس سے
مہلت کی درخواست کی جاوے خداوند عالم کے فضل سے ہر وقت امید رکھنا چاہیے بادشاہ اسلام
نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن تو بھی دنیا عالم اسباب خیال کی گئی ہی یہان بغیر سبب کچھ نہین کیا
مضائقہ ہی اگر کسی حیلے حوالے سے یہ تین روز تمام کر دیے جاوین یہ باتین ہو رہی تھین کہ جانسوز آیا
اور خبر دی کہ آج لعل بن تورج نے خسرو پرویز سے انکار کیا اسواسطے تین روز کی خبر لی ہی کل ضرور تلوار کھینچیگا
بادشاہ اسلام اس خبر کو سن کے بہت خوش ہوا جانسوز سے فرمایا تو نے اسوقت بہت مبارک خبر سنائی

خلعت بیش قیمت طلب کیا جانسوز کو دیا اُسی شب کو عمر ثانی نوشاد کی صورت سے بالائے عقابین امیر حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا امیر نے لشکر اسلام کی خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا شہریار فی الحال فوج اسلام کے حواس باختہ ہین لعل بن توریج نے آفت برپا کر رکھی ہی جو کوئی سردار لشکر اسلام سے اُسکے مقابلے کو جاتا ہی زخمی ہوکے واپس جاتا ہی خواجہ نے زاد ون سے اس حال کو پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ تین روز امیر بابند. تو قید کی رہائی مین باقی ہین اس عرصے مین اگر کوئی مسلمان لعل کے مقابلے کو جائیگا فوراً ہلاک ہوگا پہلے یہ رائے قرار پائی کہ لعل سے تین روز کی مہلت طلب کیجاوے مگر پھر اس رائے کو مذموم قرار دیا پھر یہ خبر پہونچی کہ لعل بن توریج نے شکار کیواسطے تین روز کی رخصت خسرو پرویز سے لی ہی ای والا منزلت مبارک ہو کہ اب صرف تین روز رہائی مین باقی رہگئے ہین حمزہ ثانی نے خواجہ کے حق مین دعائے خیر کی اور کہا ای خواجہ جب اسقدر عرصہ اس قید شدید مین گذر گیا ہی تو انشاء اللہ الرحمٰن یہ تین روز بھی گذر جائینگے بعدہ خواجہ رخصت ہوکے وہان سے لشکر اسلام مین واپس آیا

اب چند کلمے لعل بن توریج بے ایمان کے بیان ہوتے ہین

توسن عمر رواں ایسا ہی گرم چالاک ہے
ابر ساں وحشی ہوا پر قطرہ افشاں خاک ہے
یاد ساقی مین ہوئے ہین دانۂ زنجیر اشک
حسن ابرو کے لیے وہ رو آتشناک ہے
شست و شو کو آب شبنم چاہیے تا آفتاب
ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہے
جلد پاتے ہین رہائی قیدی زندان عشق

اگر دساں بر باد اکدن میری مشت خاک ہے
آئینہ کو دوست رکھتے ہین جہان کے خوب و زشت
سائبان مژگان تر کا دار لبست تاک ہے
دست صانع بھی آخر حق مین ہے اوستاد جنون
کون ہی موجود جو آسودگی سے پاک ہے
ساکن دل تو ہوا آنکھونکو ترساتا ہی کیون
یار مین میری بڑی خوبی ہی جو سفاک ہے

شغل رونے کا نہ چھوٹا مجھسے بعد مرگ بھی
دل ہوا جب صاف بس عالم سے جھگڑا پاک ہے
آگ سے جبتک نہ سکین ہو کمان کیونکر درست
تن برنگ غنچہ پیش از پیرہن صد چاک ہے
جسقدر نشہ زیادہ اُتنی ہی سرگشتگی
جسقدر دل صاف ہی ویسی نگہ بھی پاک ہے
واقفان رموز معانی و عالمان غموض

ہمہ دانی اس داستان ندرت توامان مین اسطرح گویا ہوئے ہین کہ جب لعل بن توریج نے مسلمانون کے مقابلے سے مہلت پائی خسرو پرویز اُسکے کارہائے نمایان سے بہت خوش ہوا سب سے مقدم بٹھایا کوئی درجہ خاطر داری کا فروگذاشت نہ کیا اُسکی ہر ایک بات کو دل سے مانا اپنی تمام فوج کا اُسے افسر جانا لعل نے کہا ای بادشاہ میرا دل صید و شکار کو بہت چاہتا ہی بشرطیکہ بخوشی خاطر اجازت دے خسرو پرویز نے کہا ای نظر کردۂ خداوند لات ہرچند کہ تیری مرضی مجکو بدل منظور ہی مگر زیادہ تر مجکو خیال اس بات کا ہی کہ لشکر اسلام کے عیار بہت چالاک و ہوشیار ہین اگر تو شکار کو گیا اور وہان کا کوئی عیار پہونچ گیا تو کیا ہوگا لعل نے کہا بالفرض لشکر اسلام کا کوئی عیار شکارگاہ مین پہونچ بھی جائیگا تو مین بخوبی خبردار رہونگا کیا کر سکتا ہی اپنی جان ضائع کرنے کے ارادہ سے آئیگا خداوند لات سے مجکو بہت کچھ امید ہی وہ میرا ہر وقت معین و مددگار رہیگا خسرو نے کہا تجھے اختیار ہی مین نے احتیاطاً اس بات کو تیرے گوش زد کر دیا ہی اب لعل بن توریج شکار کو روانہ ہوا صحرا و سبزہ زار کی سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک آہو دکھائی دیا اُسکے تعاقب مین چلا وہ ہرن پہاڑ پر چڑھ گیا لعل بھی پہاڑ پر پہونچا آہو نظر سے غائب ہوگیا لعل ہر چہار جانب اُس ہرن کی تجسس مین پھرا کہین نشان نہ ملا یکایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک جانب سے نقابدار پلنگینہ پوش ہاتھ پر باز شکاری بٹھائے چلا آتا ہی لعل بن توریج نقابدار کو دیکھ کے خائف ہوا دل مین کہا ایسا تو

کہ بدیع الملک اس صورت سے یہان ہو اور مجھسے برسر پرخاش ہو تو غضب ہو جائیگا کوئی چارہ کارگر
نہوگا مفت جان جائیگی نقابدار لعل بن توریج کے قریب آیا اور بآواز بلند کہا تو کون ہی لعل نے
کہا مجکو لعل بن توریج خان صاحبقران کہتے ہین نقابدار نے کہا اسطرف کسطرح آپکا اتفاق ہوا لعل نے
کہا فی الحال مسلمانون نے مذہب اسلام کے رواج کیواسطے کمر ہمت مضبوط باندھی ہی خسرو پرویز انکے
کام مین حارج ہی چنانچہ مین مسلمانون ہی کے مقابلے سے فراغ حاصل کرکے چلا آتا ہون کل پرسون پھر
صف آرائی ہوگی گذشتہ جنگون مین تو مسلمان کثرت سے زخمی ہوئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی نقابدار نے
کہا مسلمان زیادہ زخمی ہوئے اسکی کیا وجہ ہی لعل خان نے کہا اسکی وجہ یہ ہی کہ مین لشکر اسلام کے سردارون
کا مرد مقابل تھا مین نے ہر ایک سردار کو زخمی کیا نقابدار نے کہا تیرے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت
جنگ آزمودہ ہی آ میرا مقابلہ کر مجھے بھی تیرے فن جنگ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی لعل نے کہا ای نقابدار
یہ محل جنگ و حرب کا نہین ہی مزید بران میرے تیرے درمیان کوئی وجہ مقابلے کی نہین ہی ایسی حالت
مین میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ جس روز مسلمانون سے مقابلہ ہو تو میدان جنگ مین آکے میری جنگ
و حرب کو دیکھ لینا نقابدار نے کہا ایسا نہین ہو سکتا مین اسی وقت تیرے زور و طاقت کا حال معلوم کرنا
چاہتا ہون غرضکہ لعل بن توریج نے ہرچند حیلے حوالے سے کام لینا چاہا کچھ فائدہ نہوا ناچار دونون جانب
نیزے بلند ہوئے تا مین شروع ہوئین کوئی غالب و مغلوب نہوا دونون کے نیزے بیکار ہوگئے پھر
شمشیر زنی کی نوبت آئی چند لمحہ رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک جانب سے اژدہا دو صد گز بچاس گز قد کا نمودار
ہوا لعل اُس اژدہے کو دیکھ کے خوف سے بید کیطرح لرزنے لگا چاہا کہ بھاگے نقابدار نے بصدائے
زہرہ شگاف کہا ای لعل بن توریج تو کیسا دلیر و بہادر ہی کہ ایک اژدہے سے خائف ہی اسی دل و دماغ پر تو کہتا
ہی کہ اہل اسلام کے پہلوان مین نے بکثرت زخمی کیے اسوقت کی تیری حالت بد دلیل ہی اس بات کی کہ تو جھوٹ بولا
اور بالفرض صحیح بھی ہو لیکن یہ ضرور ہی کہ مسلمانون کو زخمی کرنے مین تو نے مکر و فریب سے کام لیا تف ہی تیری اس
مردانگی و جنگ و حرب پر یکایک وہ اژدہا لعل کے قریب آیا اور ایک ہی کشش دم مین لعل کو نگل گیا نقابدار
اس واقعہ کو دیکھ کے اگرچہ متعجب تھا مگر خوش بھی ہوا کہ ایسے موذی کی یہی سزا ہی وہان سے اپنے لشکر مین آیا یہ
خبر جاسوسون نے خسرو پرویز کو پہونچائی کہ ہنگام صید و شکار ایک نقابدار پلنگینہ پوش لعل سے مقابل
ہوا اثنائے محاربہ مین ایک اژدہائے طویل القامت نمودار ہوا اُسنے نقابدار سے کچھ تعرض نہ کیا صرف
لعل بن توریج کو قریب جاکے نگل گیا اس خبر وحشت اثر کو سنکر خسرو پرویز نے اپنے کو تخت سے زمین
پر گرا دیا تمام کفار سینہ و سر پیٹتے تھے اور کہتے تھے ہائے غضب یہ کیا ہوا ابھی مسلمانون کا قصہ پاک نہونے پایا
کہ لعل کو اژدہا نگل گیا افسوس کیسی لعل سی جان اُسکی مفت ضائع ہوئی ای خداوند لات کس خواب خرگوش مین ہی اپنے
بندگان خاص کا بھی تجکو خیال نہین ہی تو نے کیسی خدائی یہان کی ہی اور پرویز سے کہا ای نظر کردۂ خداوند یہ نظر
کرو گی کسوقت کے کام آئیگی کیون نہین خداوند کو مجبور کرکے اپنی مدد کیواسطے مجبور کرتا ہی پرویز نے کہا ای بندگان
خداوند تم جو مجھسے کہتے ہو کیا کوئی درجہ خداوند سے کہنے مین مین نے باقی رکھا لیکن کسی طرح نہین سنتا تو کیا کرون
کفار نے کہا تو ہی بتا کہ جب خداوند نہین سنتا تو انجام کیا ہوگا پرویز نے کہا میرے نزدیک یہ ہی کہ تم سب باہم
قسم کھاؤ کہ کل کی میدان داری مین جان پر کھیل جائینگے یا تو خود زندہ نہین گے یا مسلمانون کو نیست و نابود

کر دینگے اور کیا عجب ہی اگر خداوند بھی چاہتا ہو کفار نے کہا ہم سب قسم کھانیکو موجود ہین چنانچہ تمام بھتنون کو
ایک جا جمع کیا تمام کفار اُن بھتنون کے روبرو سجدے کو جھکے پرویز بھی سجدے کو جھکا لشکر اسلام کا ایک
عیار تبدیل ہیئت کیے وہان موجود تھا اُسنے جو سب کو بھتنون کے آگے سر اونڈھائے دیکھا بے اختیار
ہنسی آئی مگر ضبط کیا اور آگے بڑھ کے پرویز کے اسفل پر ایک ایسی لات جمائی کہ سر اُسکا بھتنون سے
جا ٹکرایا اُسکی آواز سب نے سنی کفار سمجھے کہ خداوند نے اپنا جلال دکھایا مگر اُسیطرح سجدے مین مصروف
رہے وہ عیار وہان سے غائب ہوگیا اور لشکر اسلام مین آکے اس حال کو بیان کیا سعد شہریار کو
بہت ہنسی آئی اور اُسکو انعام دیا اُسطرف جب سب سجدے سے فارغ ہوئے ایک نے دوسرے
کی صورت دیکھی پرویز نے کہا اے بندگان خداوند اسوقت حالت سجدے مین عجیب واقعہ ظہور مین آیا
یکایک اس زور سے مجھے ڈھکیلا کہ میرا سر بھتنون سے ٹکر کھا گیا کہ میرا سر پھٹ گیا دیکھو میرے ماتھے پر کتنا
بڑا گومڑا ہی سب نے کہا ہمارے نزدیک خداوند نے سب کا سجدہ قبول کیا اور ضرور بالضرور وہ ہماری
مدد کیواسطے آمادہ ہوگا پرویز نے کہا قبول و غیر قبول کی خبر خداوند کو ہی اب سب قسم کھاؤ آخر تو میرا سر
بھتنون سے ٹکرایا ہی سب نے کہا اے نظر کردۂ خداوند ہم اُسی خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ جبتک دم مین
دم ہی مسلمانون کے مقابلے سے منہ نہ پھیرینگے شیرویہ نے کہا اے پدر اگرچہ مین نے بھی قسم کھائی ہی لیکن جہانتک
ممکن ہوگا مین شاہ سعد کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر خداوند نے سعد کے ہاتھ سے میری ہلاکت تقدیر
کی ہی مجبوری ہی بعد مرنے کے خداوند سے شکایت کرونگا اور سب سے اعلی درجہ جنت مین لونگا پھر
زوبین ثانی نے کہا اے شیرویہ اگر تو نے یہ تہیہ کیا ہی تو مین بھی بجائے خود تہیہ کیے ہون
کہ نور الدہر کو ہلاک کرونگا اس بات کی مطلق فکر نہین ہی کہ نور الدہر مجکو ہلاک کریگا بعد ہلاکت خداوند
مجکو ضرور منصب اعلی مرحمت کریگا زرفیل نے کہا مین بھی اسد کی تلاش مین عرصے سے تھا اب کی
میدان داری مین اُسی سے مقابل ہونگا آہین قبا نے کہا مین نقابدار کی فکر مین ہون قسم ہی خداوند
بت بزرگ کی اگر اُسکی صورت دیکھ لونگا تو اُسکی اپنی جان ایک کرونگا اول تو خداوند کی ذات سے مجکو
امید قوی ہی کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ ابھی نظر کردۂ خداوند کو خداوند نے اپنا جلال دکھایا مطلب خداوند
کا یہ ہی کہ اے بندگان خاص ہمارے ہماری طرف نظر کرکے مسلمانون کی فوج کیطرف قدم بڑھاؤ اور ہرگز
خائف نہو قرطاس پیل زور نے تلوار علم کرکے جھوما اور کہا اے خداوند لات و منات کے بندون
مین دارا کا تشنہ خون ہون دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی خسرو پرویز نے کہا اے خداوند
کے بندو اسوقت تم سب اپنا اپنا شکار تجویز کر رہے ہو یہ سمجھے رہو کہ مسلمان اپنے نام کے ہین
ہنگام مقابلہ شیرون کی طرح دشمنون کا شکار کرتے ہین ایسا نہو کہ تم مین سے کسی کو کوئی مسلمان ہلاک کرے
اور تم منتشر الحواس ہو جاؤ میری غرض اس بیان سے یہ ہی کہ کوئی حالت سقیم تمہاری ہو مگر خداوند کے
فضل پر نظر کرکے جنگ و حرب کو آمادہ رہنا ہمت نہ ہارنا سب نے کہا اے بادشاہ یہی ہوگا خبردارون
نے سعد شہریار کو خبر پہونچائی کہ تمام کفار ایکی مرتبہ جان دینے کو آمادہ ہوگئے ہین ہر ایک نے اپنا
اپنا حریف قرار دے لیا ہی سعد شہریار نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور کہا اے حامیان اسلام دنیا
چند روزہ ہی سب کو ایک روز مرنا ہی ذلت کی زندگی موت سے بدتر ہی اور نیک نامی کی موت گویا حیات ہی

ابدی ہی یہ سچ کہا ہی ۵ | نامہ کیا گردش افلاک نے طی | نہ سکندر ہی نہ دارا ہی نہ جمشید نہ کی | فرصت وقت غنیمت ہی یہی جو دم ہی
دم مین پھر ہم مین نہ ساقی ہی نہ ساغر نہ خم

جسکو زندگی جاوید مطلوب ہی وہ آج خدا کی راہ کا سودا خریدے کل بجز تاسف کے کچھ حاصل نہوگا مطلب اسکا یہ ہی کہ کل کفار کے مقابلے مین جنگ عظیم واقع ہوگی تمام ضلالت شعار مرنے کو آمادہ ہوگئے ہین تم بھی بجائے خود تہیہ کرلو کہ مر جائین گے لیکن کفار کے مقابلے سے منہ نہ پھیرین گے تمام سردارون نے بالاتفاق قسم کھائی کہ جو کچھ سعد بادشاہ نے فرمایا ہی انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا شب کو طبل اسکندر شاہزادہ **بدیع الملک** کے نام پر بجایا گیا ۔ روز دیگر کین جہان پرغرور یافت از سر چشمہ خورشید نور دونون لشکر میدان مصاف مین آ کے صف آرا ہوئے اُس طرف شیرویہ دست بستہ خسرو پرویز کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجکو رخصت میدان مرحمت ہو خسرو پرویز نے کہا اے فرزند مین صرف ایک فرزند رکھتا ہون مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو تو میدان مین جا کے مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا گرفتار ہو جائے میری ہرگز رائے نہین ہی کہ تو ابھی مسلمانون کے مقابلے مین جائے شیرویہ نے کہا اے پدر والا قدر بیکار خائف ہوتے ہو خداپرست کسی طرح ممکن نہین کہ مجکو کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکین خسرو پرویز نے کہا جنگ دو سردار دو یہ کس طرح یقین ہو کہ خداپرستون سے تجکو کچھ صدمہ نہ پہونچیگا شیرویہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہی کہ شمشیر بانو ایک جادوگرنی مجپر فریفتہ ہی جب اُسکو یہ حال معلوم ہوا کہ فی الحال مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور بت پرستو کے دشمن جانی ہین بنظر احتیاط ایک لوح میری گردن مین لٹکا دی جب مین نے اُس لوح کا حال پوچھا تو اُسنے مسلمانون کا حال بیان کیا اور کہا کہ غالباً تیرا مقابلہ بھی مسلمانون سے ہوگا بناءً الیہ مین نے یہ لوح تیرے گلے مین لٹکا دی ہی کیا مجال کسی خداپرست کی کہ تیرے مقابلے مین سر بر ہو سکے بلکہ کوئی حربہ مسلمانون کا تجپر کارگر نہوگا خسرو پرویز ناچار ہوا کہا تجکو اختیار ہی مگر یہ بخوبی یاد رکھنا کہ مسلمانون کے مقابلے مین سحر و افسون بخوبی کارگر نہین ہوتا یہ قصہ بیشتر میری سماعت مین گذرا ہی اور کسی قدر دیکھا بھی ہی شیرویہ نے کہا اس لوح مین ایسا علاقہ سحر و افسون کا نہین ہی کہ کسی وقت مین کارگر نہوگا خسرو پرویز نے اجازت میدان دی شیرویہ میدان حرب مین آیا لشکر اسلام سے **نقابدار پلنگینہ پوش** نے ارادہ کیا کہ شیرویہ کے مقابلے کو جائے اور مسلح و مکمل ہو کے چلا تھا **منجمان کامل الفن** نے اُسے روکا اور کہا ہمکو از روئے کواکب تاثیر یہ دریافت ہوتا ہی کہ اسوقت میدان حرب مین شیرویہ کے مقابلے کو جانا بالکل مخدوش ہی اُس طرف میدان جنگ مین شیرویہ پسر خسرو پرویز نعرہ مار رہا تھا کہ اے خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کیون دیر کرتے ہو تم مین سے کون ہی جو میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے اور اپنے خدائے نادیدہ کی قدرت مجکو دکھائے اور خداوند بت بزرگ کے جلال کو مین اُسپر ظاہر کرون شاہزادہ **نور الدہر** نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو جائے خواجہ زادون نے منع کیا مگر شاہزادہ **نور الدہر** نے اصرار کیا خواجہ زادون نے کہا کیا غضب کرتے ہو خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو ہمارے قاعدے سے یہ استخراج ہوتا ہی کہ اسوقت شیرویہ کے مقابلے مین تمہاری خیریت نہین ہی اور پھر کیا موقوف ہی آج کے روز کسی کو شیرویہ کے مقابلے مین نہ جانا چاہیے شاہزادہ **نور الدہر** نے کہا اے واقفان اسرار باطنی یہ سب کچھ صحیح ہی مگر

یہ تو بتاؤ کہ شیرو یہ مقابل طلب ہی کس طرح سکوت کیا جاوے نہایت شرم کی بات ہی کہ ایک گبر ملعون
مقابل طلب کرے اور کوئی خدا پرست اُسکے مقابلے کو نہ جائے کفار سمجھین گے کہ مسلمان جنگ
وحرب سے عاجز ہین خواجہ زادون نے کہا ای شاہزادۂ نور الدہر کیون عجلت کرتے ہو شیرو یہ
ملعون کا علاج غیب سے ہو جائے گا مسلمان حیران تھے کہ خواجہ زادے یہ کیا کہتے ہین غیب
سے کیا ایسا سامان ہو جائے گا اگر غیب سے سامان ہونے والا ہوتا تو اس قصہ کو طول اسقدر
کیون ہوتا اور خواجہ زادون سے کہا صاحبو یہ کیا کہتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو جو کچھ قاعدے سے
دریافت ہوا ہی بیان کرتے ہین باقی العلم عند اللہ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابر چشمک زن نمایان ہوا
مسلمان اُس ابر کے جانب متوجہ ہوئے خواجہ زادون سے پوچھا یہ کیا سامان ہی اُنھون نے کہا جو
سامان ہوگا ظہور مین آجاویگا پوچھنے کی کیا ضرورت ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر برطرف ہوا دیو ویری
تختہائے **یاقوت نگار** پر سوار تھے ایک دیو کوہ پیکر کو دیکھا کہ طوق و زنجیر مین جکڑے ہوئے لیے
آتے ہین اور ایک **تخت الماس** پر ایک جوان باشوکت و شان کو دیکھا کہ بکمال عظمت رونق افروز
ہی راست و چپ دیوان قوی تن گرزہائے گاؤ سر کاندھون پر رکھے ہوئے ہر چہار جانب بکمال ہوشیاری
دیکھتے ہوئے صدائے دور باش بلند کیے ہوئے ہین مسلمانون نے جب غور سے نگاہ کی تو دیکھا
کہ شاہزادۂ **بدیع الملک** والا قدر تخت الماسی پر جلوہ افروز ہی اور ہمراہ اُس شاہزادۂ والا جاہ
کے **شہنشاہ گوہر کلاہ** بھی ہی اب تو سب کے دل افراط مسرت سے باغ باغ ہو گئے ؎
گویا کہ بہار آگئی ہستی کی چمن مین ✤ ایک دفعہ سب دوڑے شاہزادے کے قدم پر بوسہ دیا اور کہا ؎
ای آمدنت باعث آبادی ما ✤ اب اُس طرف سب ہمہ حیرت ہین کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہی سرداران
لشکر سے شاہزادۂ **بدیع الملک** نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی خیریت پوچھی سب نے امیر
کے **عقابین** پر کھینچے جانے کا حال بیان کیا یکایک خرماس شیر سر کوبستہ و گرفتہ دیکھا شاہزادے
کے زور دست و بازو کی تعریف کی شاہزادۂ نور الدہر اور شاہزادۂ **بدیع الزمان** اپنے فرزندون کو
دیکھ کے بہت خوش ہوئے ہر چند کہ شاہزادے کے گوش زد پیشتر بھی کسی قدر امیر والا توقیر کا حال
ہو چکا تھا مگر اب تفصیل حال **عقابین** سنا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا مسلح و مکمل ہو کے چاہا کہ فوج کفار
کے مقابلے کو جائے سرداران لشکر اسلام مانع ہوئے کہ ابھی چند ساعت توقف لازم ہی کفار کا مقابلہ
ہی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے شاہزادہ نہایت منغض ہوا اور کہا تم لوگ نہین دیکھتے ہو کہ ہمارا
سردار اعلے کس مصیبت سخت مین مبتلا ہو گیا ہی یہ وقت توقف کا ہرگز نہین ہی مجھکو کمال افسوس اس
بات کا ہی کہ مین یہان موجود نہ تھا ورنہ ہرگز امیر حمزۂ صاحبقران اسقدر عرصے تک کفار کی قید مین
مبتلا نہ رہتا بعض لوگ جو سرداران دست چپ سے علاقہ رکھتے تھے باہم چشمک زنی کرنے لگے
کسی نے بذریعۂ سرگوشی کسی سے کہا تم لوگ دیکھتے ہو اسوقت شاہزادۂ **بدیع الملک** کی گفتگو کہ
اسقدر سردار لشکر مین موجود ہین شاہزادۂ **بدیع الزمان** اور شاہزادۂ نور الدہر تک موجود ہین آجتک
کسی کی کوشش سے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی ممکن نہوئی یہ ہوتے تو کیا کرتے خواہ مخواہ
کا عذر ہی کہ ہم یہان موجود نہ تھے دیکھین اب یہ آئے ہین تو کیا کرتے ہین سچ یہ ہی کہ امیر حمزہ کا قید کفار

سے رہا ہونا مشکل ہی غرضکہ شاہزادۂ بدیع الملک نے پرویز کو شتاب کیا اور سوار ہو کے شیرویہ کے
روبرو آیا اور باآواز بلند کہا ای ضلالت شعار و بدکار و بے ایمانو تمنے غضب کیا کہ ایسے واجب التعظیم مسلما
نو کو گرفتار کر کے عقابین پر کھینچ دیا اور اسوقت تک وہ والاقدر تمہاری قید سخت مین مبتلا ہی شیرویہ بن
خسرو نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک مین تیرے انتظار مین تھا بارے خداوند لات ومنات
میری امید برلایا کہ تجکو میرے شکار کے واسطے بھیجا اور یہ مین خوب جانتا ہون کہ تجھسے بیشتر کارہای
نمایان ظہور مین آئے ہین جنگ آزمودہ ہی مگر یہ یاد رکھنا کہ آج میرے تیرے وہ جنگ ہوگی جو اجتک کبھی
نہوئی ہوگی خداوند لات ومنات نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ مین تجکو شاہزادۂ بدیع الملک پر فتحیاب
کرونگا شاہزادۂ بدیع الملک مسکرایا اور کہا او گبر مغرور مجھسے بیان کر کہ کس طرح تیرے خداوند لات
نے فتحمندی کا وعدہ کیا شیرویہ نے کہا میرے پدر خسرو پرویز نے بتون کے روبرو سجدہ کیا خداوند
لات نے اس زور سے میرے باپ کو اپنی طرف کھینچا کہ سر اُسکا مجروح ہو گیا شاہزادۂ بدیع الملک
نے کہا میرے گمان مین تیرے خداوند نے تیرے باپ کو اپنی طرف ہرگز نہین کھینچا بلکہ شیطان نے
تیرے باپ کو پتھرون پر ڈھکیل کے سر اُسکا زخمی کیا اپنے حواس درست کر پتھر مین یہ طاقت کہان کہ آدمی
کو اپنی طرف بالارادہ کھینچے شیرویہ نے کہا ای شاہزادۂ بدیع الملک تو نے بڑی گستاخی کی ہین بہت
جلد سزائے معقول دینا چاہتا ہون زبان ببند و بازکشا شاہزادۂ بدیع الملک نے کہا اگر تیرے خداوند
بے معنی مین کچھ لیاقت ہوگی تو تجکو سزا دے سکیگا ورنہ یہ تو مجکو بخوبی دریافت ہی کہ شیری شامت تجکو
گھیرے ہوئے ہی ؎ بیار انچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران شیرویہ بن خسرو پرویز
نے تلوار علم کی شاہزادۂ بدیع الملک کے جانب جھپٹا شاہزادۂ بدیع الملک نے اپنی جگہ سے حرکت
نہ کی تا اینکہ شیرویہ قریب آگیا شاہزادۂ بدیع الملک نے جگہ خالی کی شیرویہ کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ
گئی شاہزادۂ بدیع الملک برق کی طرح پس پشت پہونچا اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے زین سے اُٹھا لیا اور
ہدہد کے حوالے کیا اور کہا ای ہدہد فانوس شاہ سے کہدے کہ دیوون کو روکے رہے اسواسطے
کہ وہ سب ہنگامۂ جنگ دیکھ کے میری مدد کو آوینگے مین چاہتا ہون کہ ان کفار بدکردار کے مقابلے
مین کوئی دیو نہ آوے تا کہ کسی کو جائے شکایت نہ رہے کہ بدیع الملک نے خود مقابلہ نہ کیا دیوون سے
ہمکو ہلاک کروایا اگر شاہزادۂ بدیع الملک ہوتا تو ہم ہرگز پسپا نہوتے خسرو پرویز نے جو اپنے
فرزند کو گرفتہ وبستہ دیکھا کفار کو آواز دی کہ ای بندگان خداوند غضب ہوا میرا فرزند مسلمانون کے قبضے
مین آگیا اور تمسے کچھ نہو سکا تم سب نمک حرام ہو اور خداوند کے قہر کے مستوجب ہو تم نہین جانتے
کہ مین خداوند لات کا نظر کردہ ہون میری ناخوشی خاص خداوند لات کی ناخوشی سمجھو خسرو پرویز کے
اس کلام سے تمام کفار کو جراءت ہوئی مسلمانون پر حملہ آور ہوئے ادھر سے مسلمانون نے بھی حملہ کیا
جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوگیا شاہزادۂ شہنشاہ نے اپنے کو تہمتن ثانی کے قریب پہونچایا اور
ایک وار اُسنے کیا اسنے روکا ایک وار اسنے کیا اُسنے رد کیا آخر الامر تہمتن ثانی کو گرفتار کیا شہزادۂ
اسعد آہن قبا کے قریب پہونچا اُسنے اسے گرفتار کیا شاہزادۂ نور الدہر نے قرطاس کو گرفتار
کیا اور اُسنے زرفیل منارہ گردن کو گرفتار کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے شہاب منور ضمیر کو گرفتار

کیا طلحہ بن لندھور نے مہلاک بن فدک کو بستہ کیا ممالک بن مالک نے ورغش بن بختک کو بستہ کیا لیکن نقابدار پلنگینہ پوش چتر دار خسرو کے قریب پہونچا اور کہا او مردود جلد اس چتر زرین ہاتھ سے پھینک دی اُسنے کہا اے نقابدار اس چتر کو میری کمر مین مقفل کر دیا ہے میرے پاس اسکی کنجی نہین ہے کہ کھولون نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا مین نہین جانتا جسطرح ممکن ہو ورنہ تجھکو ہلاک کرونگا اُسنے کہا مجھسے اس چتر کا کھلنا کسی طرح ممکن نہین ہے مجھے اختیار ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر یہ ممکن نہین ہے تو دین اسلام قبول کر اُسنے کہا یہ کبھی ممکن نہین ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر تجھسے یہ ممکن نہین ہے تو مجھسے تیرا رہا ہونا بھی ممکن نہین ہے یہ کہا اور ایک وار شمشیر آبدار سے اُسکا سر تن سے جدا کیا اور لاش اُسکی علیحدہ ڈال دی چتر کو نگونسار کیا مرزبان پرویز نے جو چتر پرویز کو نگونسار دیکھا تمام مجمع درہم وبرہم ہوگیا خسرو پرویز نے سمجھا کہ عنقریب مین ہلاک ہوجاؤنگا تخت فیل سے نیچے اُتر آیا اور تخت پرندہ پر سوار ہوکے چاہا کہ بھاگے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا او ملعون کہان بھاگنے کا ارادہ کرتا ہے مین تیرا قابض ارواح آپہونچا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا اُسنے نہ سنا نقابدار پلنگینہ پوش نے تعاقب کیا تا اینکہ اُسکو تاش زین سے اُٹھالیا اور بجائے سپر تا دیر ہاتھ پر بلند کیے رہا اور کارزار مین مصروف رہا جب پرویز گرفتار ہوگیا کفار نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند یہ وقت امتحان کا ہے خداوند کا نظر کردہ مسلمانون کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا جلد ایسی کوشش کرو کہ مسلمان اپنی سزائے اعمال کو پہونچین پرویز رہا ہو خداوند لات تمپر اپنا کرم نازل کرے تمنے بیشتر وعدہ کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ ہم مسلمانون کے مقابلے سے گریز نہ کرینگے مسلمانون کو پسپا کرینگے یا ہلاک ہوجائینگے اگرچہ خسرو پرویز نظر کردۂ خداوند گرفتار ہوگیا ہے تم کچھ خیال نہ کرو خداوند لات پر نظر رکھو وہ ضرور تمھاری مدد کریگا سب نے ایکبار حملہ کیا اسطرف مسلمانون نے بھی سر بکف ہوکے جان لڑائی مین لڑادی تھی چند لمحہ تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا آخر فوج بے سر تاب قیام نہ لائی فرار پر قرار لیا شاہزادۂ بدیع الملک مع سرداران لشکر اسلام عقابین کے جانب آیا لہراسپ اور شیر افگن دونون نیچے اُتر آئے شاہزادے کا سامنا ہوا خواجہ عمر ثانی شاہزادۂ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اے والا منزلت میری اسوقت ایک گذارش ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف شاہزادے نے استفسار کیا خواجہ عمر ثانی نے کہا وہ گذارش یہ ہے کہ لہراسپ اور شیر افگن کے حال سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے شاہزادۂ بدیع الملک نے اُن دونون کو خلعت فاخرہ بخشا اور انواع اقسام کی مرحمت سے سرفراز کیا محافظان عقابین کو ہلاک کیا سب عقابین پر پہونچے ایکبار سب نے سلام کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی ہوشیار ہوئے سب کو جواب سلام دیا اور کہا اے جانبازان دین اسلام بخدا تمنے بہت بڑا کام کیا میری رہائی نہایت دشوار ہے بجز ذات باریتعالی کے کوئی رہائی کی صورت نظر نہ آتی تھی سرداروں نے کہا اے والا منزلت بس اب یہان توقف بیکار ہے تشریف لیچلیے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے وہان سے اُٹھے تمام سردار باعزاز و احترام آرامگاہ پر لائے اطبائے حاذق معالجہ مین مصروف ہوئے شاہزادۂ بدیع الملک نے سرداران کفار کو اپنے روبرو طلب کیا اور فرمایا تم سب نے دیکھا کہ تمھارا سردار یعنی خسرو پرویز اپنی سزائے اعمال

کو پہونچا تم سب کو تمھاری بت پرستی کی حقیقت ظاہر ہو گئی مناسب وقت یہ ہی کہ ضلالت و گمراہی سے توبہ کرو اور راہ راست اختیار کرو اسی مین تمھاری خیریت ہی ورنہ تمھارا زندہ رہنا دشوار ہی سب نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک جب کبھی دو شخص ہنگامہ جنگ گرم کرتے ہین ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا مغلوب جیسا کہ ظہور مین آیا دین و مذہب کا اس بارے مین کیا دخل ہی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ہمنے سنا ہی کہ تم سب نے آخر وقت مین بکمال عاجزی اپنے بتون کو سجدہ کیا تھا اور مدد چاہی تھی اگر وہ کچھ قابلیت رکھتے ہوتے تو ضرور مدد کرتے یہ دلیل اس بات کی ہی کہ وہ محض سنگ بیس ہین یہ تمھاری خام خیالی ہی کہ اُنہین کسی نوع کی طاقت خیال کرتے ہو کفار نے کہا اور جو کچھ فرمائش کرو ہم اُسکے قبول کرنے کو موجود ہین لیکن ہم اپنے دین قدیم سے ہرگز منحرف نہونگے شاہزادہ بدیع الملک نے اُن سب کو زندان تاریک مین بہیجا اور جشن عظیم قرار دیا تمام ملک خاور مین منادی کی گئی کہ تمام بازار زین آراستہ ہون دوکانین آئینہ بندی سے درست کی جاوین اور تمام فوج اسلام مین انعام تقسیم ہوا خوشی کے نقارے بجنے لگے اور ایک قصر عالیشان مین جلسہ منعقد ہوا تمام شب محفل رقص و نوا گرم رہی اور سب نے بالاتفاق خواجہ عمر ثانی سے کہا ای خواجہ خواجگان مقتضائے خوشی یہ ہی کہ آج تم بھی اپنا کمال دکھاؤ مطرب صاحب کمال کی صورت سے مشابہ ہوکے جلسے مین آؤ خواجہ عمر ثانی اس خیال سے کہ اہل جلسہ انعام کثیر دین گے ایک مطرب معروف کی صورت سے مشابہ ہوکے محفل مین آیا لوگ متحیر ہوگئے کہ آج یہ گویا کہان سے آیا ہی خواجہ عمر ثانی وسط محفل مین آکے بیٹھ گیا اور تادیر بیٹھا ہوا ایک ایک کی صورت دیکھا کیا اہل محفل نے کہا صاحب اپنا کام شروع کرو سب کی صورت کیا دیکھ رہے ہو خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری نے کہا صاحب مین یہ دیکھ رہا ہون کہ ان سب مین صاحب فہم کون کون ہی جو میرے کمال کی داد دیگا اُن سب سردارون نے کہا جب تو اپنا کمال دکھائیگا جو صاحب فہم ہوگا اُسوقت معلوم ہو جائے گا خواجہ عمر ثانی نے میان سے نکالا اور سر ملائے اور یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

کھسٹیگا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
یہ ہی آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہی
روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
لب خندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت
تماشا قتل گہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پہ جو پھیری ہی
ارادہ بند ہی رہا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
نہین کچھ دفتر گل مین لکھی ہی سرگذشت اسکی
مری فرزانگی کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا

روان رکھتا ہی خون گلگوں سے ہر ایک تار بانکا
جلا ہندو کے قہر کیطرح زندہ مسلمان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
بہت سے بو سے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے
بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی
شہادت نامہ بلبل ہی ہر تپہ گلستان کا

الجھتا ہی نہایت دل کو خار خسار جانان کا
شفق آلودہ رہتا ہی ہلال پیشہ گریبان کا
حسینونکو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا
ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامن کا
لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون بلکہ تقریر
یقین ہی سیر خورشی اسکے دوستی ہی جو بانکا
عدم کو بازگشت روح ہی اک دم ہستی سے
اشارہ ابرو پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا
اٹھا دو نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے

خواجہ عمر ثانی نے اس لطف سے اس غزل کو گایا کہ سب پر محویت کا عالم طاری ہوا خواجہ عمر ثانی نے ساز ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ یہان کوئی صاحب فہم نظر نہین آتا سب نے کہا ای مطرب ہم سب تیرے جانب دل سے متوجہ ہین اور

تیرے کمال فن کو سمجھ رہے ہین ساز کو موقوف نہ کر خواجہ عمر ثانی نے کہا صاحب ہم کے یہ معنی نہین ہین کہ واہ واہ کیا اور خاموش ہو رہے بلکہ جیب خاص کی خبر لیتا رہے اگر مجکو بھی معلوم ہو کہ فلان شخص اس درجہ کا فہم رکھتا ہی تمام سردارون نے کہا اچھا یونہین سہی غزل

آہ بے مست اسکی آنکھون مین کسی دیوانہ تھا
خواب مین مجکو خیال نرگس مستانہ تھا
یہ جو روشن ہو چراغ حسن بے پروانہ تھا
اُٹھتے ہی تیرے نگر کون ہو گیا رنگ نشاط
جہان یان جاتی رہی ان ناز معشوقانہ تھا
منہ اُٹھا جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
کوہکن ہمسفر تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون

شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا
حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپانے سے نہین
جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا
آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا
پردہ ہائے گوش تک سنتے کہ آجاتی ہی جان
آفتاب ذرہ ذرہ پر در جلوۂ جانانہ تھا

گوش زد جسکے تمہارے چشم کا افسانہ تھا
پنجۂ مژگان کو حکم دست خشک شانہ تھا
ای پری پیکر نہ جبتک مین ترا دیوانہ تھا
پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
عالم ارواح مین میرے تیرے یارانہ تھا
بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دو نکتہ بین
کسقدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

اب تو یہ نوبت تھی کہ ہر ایک کو اپنے دست و پا کی مطلق خبر نہ تھی ہر ایک شخص نفس سرد بھرتا تھا اور خواجہ عمر ثانی کی صورت کے جانب آنکھین لڑی ہوئین تھین خواجہ عمر ثانی نے یکایک گانا موقوف کیا اور ساز کو زمین پر پٹکدیا ان سب سردارون نے کہا ای مطرب یہ کیا غضب کرتا ہے اسی طرح گائے جا خواجہ عمر ثانی نے کہا کسکے سامنے گاؤن کوئی قدر دان نظر نہین آتا سب نے اپنی جیبون سے زر نقد نکالا اور خواجہ عمر ثانی کو دیا خواجہ عمر ثانی نے وہ زر نقد اپنی جیب مین رکھا اور کہا ہان اب مجکو معلوم ہوا کہ فلان سامع اس درجہ کی سمجھ رکھتا ہی اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا
مصر تک پہنچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لے جائیگا
باغبان گلشن کے در آز کو کیا رکھتا ہی بند
عرض اپنی شوق کی تجھ تک ہوا لیجائیگا
بوسے لیگا دست قاتل بے باک کے

فرط شوق اُس گل کے کوچہ مین لگا لیجائیگا
ناتوان ہون ٹوکا جھونکا اُڑا لیجائیگا
دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمہارے ہاتھ سے
دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لیجائیگا
وعدۂ صادق تو عزرائیل کا ہے دیکھیے
کون غنچہ کی کلی گل کی قبا لے جائیگا
حسن دکھلائیگا ای بت تجھ مین شان اللہ کی
آتش مقتول اپنا خون بہا لیجائیگا

کعبۂ مقصود تک مجکو خدا لیجائیگا
روتے روتے جان جائیگی فراق یار مین
چھین کر اکدن اُسے دزد حنا لیجائیگا
ایک گل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
اس سرا سے مجکو کب تک اُس سرا لیجائیگا
استخوان اُجرت مین دینگے ہم فقیر ای شاہ حسن
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائیگا

خواجہ عمر ثانی نے اس غزل کو ایسے طرز سے گایا کہ تمام حاضرین محفل کے رخسارون پر آنسو جاری ہو گئے خواجہ عمر ثانی نے دیکھا کہ بعض نوجوان اس جلسہ کے از خود رفتہ ہوئے جاتے ہین ساز کو رکھدیا اور اصلی صورت دکھا کے حاضرین کو سلام کیا اب جو لوگون نے غور سے دیکھا خواجہ عمر ثانی کو پہچانا اور کہا ای خواجہ خواجگان وای سرچشمہ سرہنگان دوران واہ کیا کنا خدا کی قدرت ہی کہ ایک شخص مین اسقدر کمالات ظاہر ہوتے ہین خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری نے کہا یہ سب تم لوگون کی خلوص و محبت کا سبب ہی جو تم کہتے ہو ورنہ مین کیا اور میرا کمال کیا حاصل کلام چندروز تک وہان قیام رہا تا اینکہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے غسل صحت کیا مجلس مین تشریف لائے شاہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب تسلیم کی امیر نے

شاہزادہ بدیع الملک کی پشت پر دست شفقت رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ای فرزند خداوند عالم تیری انسانیت وہمت وشجاعت وطاقت مین ترقی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ لاؤ کرسی آصف برخیا فوراً کرسی آصفی حاضر ہوئی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب اشارہ کیا شہزادہ بدیع الملک نے قطعی انکار کیا اور کہا مجھکو صرف حضور کی نظر عنایت کافی ہی یہ جگہ حضور کو مبارک رہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اصرار کیا اور کہا ای جوان سعادتمند صاحب ہمت بلند میری یہین خوشی ہی کہ تو اس کرسی پر نشست اختیار کرے ورنہ مجھکو نہایت ملال ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی خیر اگر یہی خوشی ہی تو مین اسوقت اس کرسی کی نشست کو ملتوی رکھتا ہون جسوقت حضور بیت اللہ کے جانب عازم ہونگے اور مین بھی بقید حیات رہونگا تو اس کرسی پر بیٹھونگا امیر حمزۂ صاحبقران نے نہایت تحسین وآفرین کی اپنی جگہ بیٹھے مجلس گرم ہوئی شربت ریحانی کا پیالہ گردش مین آیا چند جام سب نے نوش کیے شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی ای معظم ومحترم سرداران کفار زندانخانے مین موجود ہین اُنکے نسبت جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا جاوے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا ہان مجھکو معلوم ہی لیکن پرویز نقابدار کے پاس ہی جبتک وہ نہ آویگا پرویز وغیرہ سے کچھ سوال کرنا محض عبث ہی کسی شخص کو نقابدار کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ وہ میری جانب سے نقابدار کو دعائے خیر کہے اور خسرو پرویز کو طلب کرے معروف بن اسد اُسوقت موجود تھا یہ سن کے اپنے دنگل سے اُٹھا اور دعا وثنا کے بعد عرض کیا کہ یہ خادم موجود ہی اگر حکم عالی ہو تو عالیمقام کی تعمیل حکم کی جاوے اور اس خدمت کو بجالاوے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لیکن اس بات کا خیال رہے کہ جہانتک ممکن ہو خوب فہم سے کام لینا معروف بن اسد نے کہا بہت مناسب اور مرکب پر سوار ہوکے شاطر کو ہمراہ لیا اور نقابدار کے جانب روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا مرکب سے اُترا اُسکو وہین چھوڑا اور خود نقابدار کے دربار مین پہونچا نقابدار معروف بن اسد کو دیکھ کے نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا کرسی طلب کی معروف کو بٹھایا ساقی نسیم ساق کے جانب اشارہ کیا اُسنے جام بلورین لبلب کیا اور معروف کو دیا معروف نے نقابدار کے جانب دیکھا نقابدار نے کہا ای معروف کچھ تردد نہ کرو یہ وہ شی نہین ہی جسکے نسبت تمکو کسی طرح کا اعتراض ہوگا بلکہ یہ ایک قسم کا شربت مفرح قلب ودماغ تیار کیا گیا ہی بلاتکلف پیو غرضکہ معروف بن اسد نے چند جام پیے بعدہ نقابدار نے کہا ای جوان آج یہان تیرے آنیکا کیا باعث ہوا معروف نے کہا آج میرا یہان آنا صرف امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے حکم کے بنا پر ہوا اُس والامنزلت نے تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ خسرو پرویز کو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُس سے سوالات کرنا ہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کیا خوب کون نہین جانتا کہ خسرو پرویز کو کس دقت ومحنت سے مین نے گرفتار کیا ہی کیونکہ وہ ایک بادشاہ جلیل القدر ہی بیشتر ممالک میری میراث سے تھے اسواسطے کہ مین سکندر ذوالقرنین کا نواسا ہون یہ طرفہ بات ہی کہ امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے خسرو کو طلب کیا ہی امیر حمزۂ صاحبقران کیا حق رکھتے ہین معروف بن اسد نے کہا ای نقابدار میری سمجھ مین تمہاری اسوقت کی تقریر نہین آتی آخر اسکے کیا معنے کہ امیر حمزۂ صاحبقران ثانی خسرو

کو بلانے کا کیا حق رکھتے ہین اگر امیر حمزۂ صاحبقران حق نہین رکھتے تو اور کوئی بھی حق نہین رکھتا ہی
نقابدار نے کہا خسرو کے مقید رکھنے کا جو حق رکھتا ہی اُسکی قید مین خسرو موجود ہی معروف بن
اسد نے کہا اگر امیر حمزۂ صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوتا تو وہ والاجاہ خسرو کو تمھارے گرفتار
کرنے پر ہرگز راضی نہوتا نقابدار نے کہا ای معروف کیون کلام کو طول دیتا ہی امیر حمزۂ صاحبقران
خود ہی گرفتار تھے راضی ہونے والا کون تھا یہ کہو کہ مین نے خسرو کو گرفتار کر لیا اور کسی کی کیا مجال تھی
جو خسرو کو گرفتار کر سکتا اور ای معروف بن اسد تم خسرو کا کیا ذکر کرتے ہو جاؤ امیر حمزۂ صاحبقران
سے کہدو کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو خسرو پرویز سے قطع نظر کر کے تمام اسباب صاحبقرانی مجکو
بھیجدو ورنہ یاد رکھو ابھی ایک زحمت سے رہا ہوئے ہو ایسا نہو اُس سے زیادہ کسی اور زحمت
سخت مین مبتلا ہو جاؤ معروف نے کہا تمھاری کیا مجال ہی جو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو کسیطرح
کا صدمہ پہونچا سکو شاید تمکو شاہزادۂ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کا حال نہین معلوم ہی اُس
شاہزادۂ والاجاہ کی عدم موجودگی مین ایسا کہتے تو شاید کچھ خیال بھی ہوتا نقابدار نے کہا ایسا کبھی خیال
نہ کرنا شاہزادۂ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کو تم لوگ خیال مین لائے ہوگے مین نے ایسی
شجاعتین اور بہادریان بہت دیکھی ہین دیکھ لینا اگر تم لوگ مجھسے خلاف ہو تو امیر حمزۂ صاحبقران
اور شاہزادۂ بدیع الملک کو بستہ و گرفتہ نہ کر لیا تو مین نے کچھ کام نہ کیا اُسوقت معروف بن اسد
بہت برہم ہوا اور کہا ای مجہول الاحوال تو کیا بے معنی باتین کرتا ہی تیری بھی یہ قدرت و طاقت ہی کہ
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اور شاہزادۂ بدیع الملک کو گرفتار کریگا تو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
کے ملازمون کو بھی نظر بد سے نہین دیکھ سکتا ہم ادب سے جو کلام کرتے ہین تو اپنے دل مین کچھ سمجھتا
ہی نقابدار نے باواز بلند کہا او معروف چلا جا یہان سے نہین تو عنقریب بحال خراب و تباہ
امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس پہونچے گا معروف نے میان سے خنجر کھینچ لیا اور نقابدار پر
وار کیا نقابدار معروف بن اسد کا ہاتھ گرفت مین لایا اور اس زور سے طپانچہ معروف کے
کلہ پر مارا کہ معروف کا منھ پھر گیا اور چکر کھا کے زمین پر گرنے کو تھا مگر معروف بن اسد نے اپنے
حواسون کو درست کیا پھر سنبھل کے کہا ای نقابدار اسوقت مین نے بڑی غلطی کی کہ تجھسے بحث کی
اِسوقت سکوت لازم تھا اِسواسطے کہ مین مست و لایعقل تھا اُس غفلت کا یہ نتیجہ دیکھا اب میدان مین میرا
تیرا مقابلہ ہوگا نقابدار نے کہا اگرچہ اسوقت تیرا خاتمہ کر دینا مجھپر لازم تھا لیکن خیر اسوقت تجکو معاف
کیے دیتا ہون جا میدان مین مجھ سے سمجھ لینا معروف بن اسد نے وہان سے رہا ہونے کا شکر
خدا کی درگاہ مین ادا کیا اور دربار سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے
پاس آیا تسلیم عرض کی جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے حال پوچھا معروف بن اسد نے
کہا ای والا قدر عالی منزلت اسوقت نقابدار کے ہاتھ سے میری جان بچی مجھسے بڑی غلطی ہوئی
جو مین نقابدار کے پاس گیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کچھ اصل حقیقت تو بیان کر اور یہ
تیرے کلہ پر نیل کیسا ہی معروف سوچا کہ کلہ کے نیل کی حقیقت بیان کرنے مین سخت ذلت ہی کہا
ہان میرے مرکب نے سکندری کھائی تھی مین پشت مرکب سے زمین پر آرہا امیر حمزۂ صاحبقران ۴

نے کہا تیرے فحوائے کلام سے دریافت ہوتا ہو لیکن تو صاف نہین بیان کرتا آسشیہ کہا طول کلام سے
کیا کام خلاصہ یہ ہو کہ نقابدار خسرو کو ہرگز نہین دیگا اسی قبیل سے چند باتین جو معروف نے بیان کین
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو معلوم ہوگیا کہ ضرور اسکی تبدیل کی گئی خلقت کے سبب سے بیان نہین کرتا
ہو پھر کہا اپنی جگہ بیٹھو معروف بن اسد سلام کرکے اپنی جگہ بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد یکایک طبل جنگ
کی آواز لشکر نقابدار سے بلند ہوئی اب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بالکل یقین ہوگیا کہ معروف
اور نقابدار مین بہت کچھ مباحثہ ہوا ہو اپنے لشکر مین بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر
میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئے نقابدار میدان مین آیا اور باواز بلند کہا کہان ہو معروف
بن اسد جو مجھسے میدان جنگ مین سمجھنے کو کہتا تھا دیکھون کیا جرارت وطاقت رکھتا ہو بعض سرداران
لشکر اسلام آگے بڑھے اور چاہا کہ نقابدار سے مقابلہ کرین جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مانع
ہوئے اور کہا تم لوگون کے مقابل ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہو ٹھہرو تم لوگ کیون آگے بڑھے
جاتے ہو سردارون نے کہا نقابدار مقابل طلب کر رہا ہو پھر کیون نہ اُسکے مقابلے کو جائین جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا تم توقف کرو ہم اُسکے مقابلے کو جاتے ہین سردارون نے
کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہو کہ سردار اعلے اپنے ماتحتون کی موجودگی مین حریف کے مقابلے کو جائے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے قسم دے کے اُنکو روکا اور خود میدان مین آکے کہا ای نقابدار
مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نقابدار نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران تعجب ہو کہ باوجود اسقدر
سرداران معزز کے تم خود میرے مقابلے کو آئے اسکے کیا معنے اگر سرداران فوج اسقدر بھی قابلیت
نہین رکھتے کہ اپنے سردار اعلے کو اپنی موجودگی مین حریف کے مقابل نہونے دین تو ایسے سردارون
کی سرداری پر تف ہو تم اُن سردارون سے قطع نظر کرکے میری طرف چلے آؤ تمھاری خاطرداری
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا تمکو بادشاہ بناؤنگا سینہ سپر ہو کے مقابلہ کرونگا اور اگر
اس طرح کا اعزاز واحترام ناگوار خاطر ہو تمکو اختیار ہو آو میری غلامی اختیار کرو اول خواہش تو میری
یہی تھی کہ تمکو عزت وحرمت سے اپنے ساتھ رکھتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس تقریر کو
سن کے بکمال تعجب نقابدار کی صورت دیکھی اور کہا ای نقابدار میرے خیال مین تیرے حواس
درست نہین ہین بیکار تو آمادۂ پیکار ہو جا پہلے اپنے حواسون کا علاج کر بعدہ میرا مقابلہ کرنا ورنہ محض
بیکار تیری جان ضائع ہوگی اور اگر بہ رعایت پیش آؤنگا تیری ہلاکت سے باز آؤنگا صرف بستہ وگرفتہ
کرنے پر اکتفا کرونگا تاہم تجکو تکلیف ہوگی نقابدار نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مجکو کمال
تعجب ہو کہ تم ایسے صاحب فہم شخص اس طرح کی باتین کرتے ہو تم مجکو کیا ہلاک یا بستہ وگرفتہ کروگے
جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب تمکو پیش آئیگا اور علاج تم اپنا کرو کہ میرے مقابلے کو آئے ہو اور میرے
روبرو اس طرح کی باتین کرتے ہو آؤ مقابلہ کرو غرضکہ ہنگامۂ حرب وضرب گرم ہوا تیسرے روز
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال سکے سر سے بلند کر لیا نقابدار
نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اگرچہ مجکو تمھارے زور وطاقت کا حال پیشتر سے معلوم
ہو لیکن اسوقت مجکو دھوکا ہوا جو مین تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجکو رہا کردو بعد

اسلئے اگر مین گرفتار ہو جاؤنگا تو مجکو کچھ عذر نہوگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے
یہ کہکے اور آہستہ زمین پر رکھ کے علیحدہ چلے آئے نقابدار بار دیگر مرکب پر سوار ہوا اور جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی پر تلوار کا وار کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے پھر اُس وار کو سپر پر
رد کیا اور پھر اپنا وار کیا نقابدار نے بھی اُس وار کو رد کیا بعد رد و بدل بسیار امیر حمزۂ صاحبقران
نے بار دیگر نقابدار کو پشت زین سے ہاتھ پر بلند کر لیا اور زمین پر رکھ کے نقاب اُلٹ دی
اُسکے چہرے پر نشانہائے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھے نہایت تعجب ہوا حسب و نسب
کو پوچھا نقابدار نے کہا بندہ دختر خسرو شاہ کے بطن سے ہے میرے پدر عالی قدر کا نام
شاہ سعد ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نام پوچھا نقابدار نے کہا مجکو شاہزادۂ کیخسرو
کہتے ہین جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نقابدار کو گود مین اُٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری موجود تھے اُنھون نے یہ خبر شاہ سعد کو پہونچائی شاہ سعد
بہت خوش ہوئے اور کہا اے خواجہ عمر ثانی جلد لاؤ میرے فرزند کو کہان ہے خواجہ عمر ثانی
شاہزادۂ کیخسرو کو شاہ سعد کے پاس لائے شاہزادۂ کیخسرو اپنے پدر والاقدر کو دیکھ کے
پانون پر سر رکھ دیا محبت پدری نے جوش مارا شاہ سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اپنے
فرزند کو سینے سے لگایا حمام مین بھیجا بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی سے سرفراز کیا بارگاہ مین آئے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے شاہزادۂ کیخسرو کو قاسم کی جگہ مرحمت کی اور بکمال لطف و محبت
پیش آ کے کہا اے کیخسرو جس وقت مجکو تیری اُس تقریر کا خیال آتا ہے کہ آؤ تم میری غلامی اختیار کرو اور
تم میرا مقابلہ کیا کر سکو گے بے اختیار ہنسی آتی ہے واقعی تو بڑا صاحب جرأت و ہمت ہے اور تیرے
زور و طاقت کا حال مجھپر بخوبی روشن ہوگیا شاہزادۂ کیخسرو نے دست بستہ عرض کیا کہ والاقدر
عالی منزلت مین کمال شرمندہ ہون بخدا مجکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ کیا مجال تھی کہ میری زبان
سے کوئی کلمہ خلاف نکلتا اب امیدوار عفو قصور ہون امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا اے فرزند
تو بجائے خود اس بات کا خیال ہرگز نہ کر کہ مجکو تیری اُس وقت کی تقریر کا ملال ہے بلکہ تیری اُس وقت کی
دلیرانہ تقریر سے مین بہت خوش ہوا ہمیشہ اپنے مرد مقابل سے اسی طرح دلیرانہ تقریر کرنا چاہیے
بر سبیل تذکرہ مین نے اس وقت کی تقریر کا ذکر کیا جسکے خیال سے مجکو ہنسی آتی ہے بعد اسکے فرمایا اے
فرزند ایک خبر مین تمکو سناتا ہون وہ یہ ہے کہ تمھارے پدر والاقدر سلطنت کو ترک کیے ہوئے ہین
اور سلطنت کی طرف سے بالکل بے دل ہین اور مصمم ارادہ کیے ہوئے ہین کہ کعبۃ اللہ جا کے روضہ
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم پر جا کے بقیہ عمر وہین بسر کرون شاہزادۂ
کیخسرو نے کہا ہان یہ درست ارشاد ہوا اگر میری فہم مین اُن حضرت کے اس طرح کے تہیہ کا سبب
معقول نظر نہین آتا اور یہ مین اس نظر سے کہتا ہون کہ مجکو ابھی کفار کے مقابلے مین ہنگامہ ہائے جنگ
گرم کرنا ہین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا ہان رائے تو میری بھی نہین ہے آئندہ انکو اختیار
ہے تمھارے بالغ ہونے سے شائد نہ جائین بعد اس گفت و شنید کے امیر حمزۂ صاحبقران
نے شاہزادۂ کیخسرو کے واسطے مجلس آراستہ کی صبح کو جب مسجد کر پاس سلیمانی سے برگشتہ

ہوئے لباس سرخ زیب تن کیا دربار مین رونق افروز ہوئے شاہزادۂ اسد سے فرمایا کہ پرویز کو مع سرداران دیگر حاضر کرو شاہزادۂ اسد نے فور انخسرو و پرویز وغیرہ کو حاضر کیا گبران ضلالت شعار نے جو شان و شوکت دربار کی دیکھی کفار کے رسم کے موافق سلام کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو اس طرز کا سلام بہت ناگوار معلوم ہوا فرمایا ای خسرو تو نے دیکھا کہ تیرے بتون نے تجکو اس ہلاکت مین مبتلا کردیا حالانکہ مدت العمر تو نے اُن پتھرون کی پرستش کی پھر کیا نتیجہ دیکھا اب تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ ضلالت شعاری کو ترک کر کے راہ راست کو اختیار کرو ورنہ ابھی قید و بند کی زحمت مین مبتلا ہی بعد تھوڑی دیر کے تیری جان کی خیریت نہین اگر تیرا یہ خیال ہی کہ دین آبائی کو ترک کرنا مناسب ہی تو مین تجکو یاد دلاتا ہون کہ تیرے باپ نے بھی آخرالامر دین اسلام کو اختیار کیا اور اُسکے صلے مین اُسکی عزت کی گئی یعنے شاہزادۂ نورالدہر کے لشکر کا حاکم کردیا گیا اُسی طرح اگر تو دین اسلام اختیار کریگا تیری رعایت ملحوظ رکھی جاویگی آگاہ ہو کہ نے الحال شاہزادۂ نورالدہر لعزہ حصار مین اُسے چھوڑ آیا ہی عنقریب وہ یہان پہونچے گا پرویز نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سب کچھ مجھسے ممکن ہی لیکن یہ نہین ممکن ہی کہ جن بتون کی مین نے مدت العمر بندگی کی ہی اُنکی بندگی دفعتًا ترک کر کے دین اسلام کو جسکی ہمیشہ مذمت کرتا رہا اختیار کرلون میرے باپ نے جو مذہب اسلام کو اختیار کرلیا یہ اُنکا فعل تھا مجکو اس قصے سے کیا کام ہی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا تجکو ہر طرح اپنا ہلاک ہونا منظور ہی پرویز نے کہا اپنا ہلاک ہونا کسی طرح منظور نہین ہوتا ہی لیکن اگر کوئی کسی کو ہلاک ہونے کے واسطے مجبور کرے تو کیا چارہ ہی مین تمہارے اختیار مین ہون تمکو ہر طرح کا اختیار ہی مگر یہ خوب یاد رکھو کہ مین خداوند لات و منات سے کبھی منحرف نہونگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی شاہزادۂ اسد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس گبر کو بیرون لشکر لیجاکے دار مین باندھو اور تیرباران کرو راوی کہتا ہی کہ اُس زندان مین ارشاد اور لہراسپ بھی مقید تھے مع ایک غلام حبشی کے جسنے لہراسپ کا بہت ساتھ دیا تھا جیسا کہ اب بھی لہراسپ کے ساتھ مقید ہی امیر حمزۂ ثانی ارشاد اور لہراسپ کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگون کا کیا ارادہ ہی اُن دونون نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران ثانی لشکر اسلام کا جو کچھ حکم ہو وہی ہمارا بھی ارادہ ہی جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا اصل حکم ہمارا علے العموم یہ ہی کہ جو بت پرست یا منحرف اسلام اپنی گمراہی کو ترک کر کے مذہب اسلام اختیار کرے گا ہم اُسکو فورًا رہا کردین گے اگرچہ اُسنے کیسا ہی مسلمانون پر ظلم کیا ہوگا اور علاوہ رہا کرنے کے اعزاز اور انواع اقسام کی رعایت پر لحاظ رہیگا اور جو ضلالت پیشہ اپنی گمراہی کو ترک نہ کرے گا ہم اسکو ہرگز رہا نہ کرین گے بلکہ زندہ نہ رکھین گے اگر وہ کیسا ہی بے قصور ہوگا مزید بران اُسکی ذلت و توہین کے بھی خواہان رہین گے لہراسپ اپنے غلام کے جانب متوجہ ہوا کہ وہ بھی گرفتہ و بستہ موجود تھا اُس سے کہا ای باوفا چونکہ تو میرا سچا خیر خواہ ہی بلکہ اسوقت ہم تجھسے اس بات کا مشورہ لیتے ہین کہ ایسے وقت مین کیا مناسب معلوم ہوتا ہی اُسنے کہا خداوندا مین مدت سے اس موقع و محل کا متلاشی تھا کہ کسیطرح اس گمراہی سے نجات ملے عرصہ ہوا جب سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر حالی ہی مگر مین اس

خیال سے خاموش تھا کہ میرے مالک کے مذہب کے خلاف میرا خیال ہے اگر اپنے خیال کا
اعلان کرونگا مالک کے خلاف ہوگا اور وفاداری کا سلسلہ ہاتھ سے نکل جائے گا میری رائے
مستحکم یہ ہے کہ امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی ہدایت کو قبول کرے دنیا بھی حاصل ہو جائیگی اور عقبےٰ
بھی بخیر ہوگی آئندہ اختیار بدست مختار مگر یہ ملحوظ رہے کہ میں اب بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرلونگا
مالک حقیقی سے سرتابی کب تک ہوسکتی ہے ؎

غرق دریائے گناہ سے تابکے	در معاصی تو سیاہی تاکے
جد تو آدم بہشتش جائے بود	قدسیان کردند بہر او سجود
یک گنہ چون کرد گفتندش تمام	مذنبی مذنب برو بیرون خرام

اور یہاں تو تمام زندگی گمراہی میں بسر ہوگئی دیکھیے عاقبت میں کیا خراب حال ہوتا ہے مگر خیر ہر وقت
مسلمانوں کے خدا سے مغفرت چاہیں گے اور کہیں گے ؎ برمن منگر بر کرم خویش نگر
وہ غلام حبشی تا دیر اسی طرح کی تقریر کرتا رہا لہراسپ سکوت میں اُسکی تقریر سنا کیا جب
اُس غلام حبشی کی تقریر ختم ہوئی جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے جانب متوجہ ہوا اور کہا
بہت اچھا مذہب اسلام کے ارکان ارشاد فرمائیے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اول اُسکو کلمۂ
طیبہ تعلیم کیا اور اصول و فروع سکھائے بعدہ اُس غلام حبشی کو کلمۂ طیبہ پڑھا کے فوراً اُسکے بند
کھول دیے اور فرمایا اے باوفا جاہ ہمنے تجکو آزاد کیا آج سے تو اپنے کو کسی کا غلام و محکوم نہ سمجھنا اُسنے
کہا قربانت شوم یہ بندۂ حقیر اس مرحمت و عنایت کا کمال ممنون ہوا مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ایسی گمراہی
کی حالت میں تو میں نے اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑا اور اب تو دولت دین مجکو ملی اب میں اپنے
مالک کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں جبتک زندہ ہوں میں کبھی ساتھ نہ چھوڑونگا لہراسپ کا بندہ
ہوں لہراسپ اُس غلام حبشی کی اس وفاداری کی تقریر سے بہت خوش ہوا اور کہا میں نے
بھی تجھے آزاد کیا اُس غلام حبشی نے لہراسپ کے کہنے پر بھی اعتنا نہ کی اور اُسی طرح سائے
کی طرح ساتھ موجود رہا اب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی ارشاد کے جانب متوجہ ہوئے اور
فرمایا اب تمہارا کیا ارادہ ہے وہ اس تقریر مذکورہ کو سن رہا تھا اور دل میں کہ رہا تھا کہ بغیر قبول مذہب
اسلام جان بچنا محال ہے ارشاد نے کہا اے والا منزلت مجکو بھی دین اسلام کے قبول کرنے میں
کچھ عذر نہیں ہے جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے ارشاد کو بھی کلمۂ طیبہ پڑھا کے دین اسلام
کے عقائد تعلیم کیے اب امیر والا توقیر سرداران لشکر اسلام کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا
ہاں صاحب تمکو پرویز کو دار پر کھینچا سب نے عرض کی بموجب ارشاد فرمانے حضور کے فوراً
تعمیل حکم کی گئی صرف حکم ثانی کی تاخیر ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے سرداروں کو ساتھ لیا
بیرون لشکر اُس مقام پر آئے جہاں پرویز دار پر کھنچا ہوا تھا پرویز کے روبرو آکے فرمایا اے
پرویز دیکھو اب بھی خیریت ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرنے میں پیچ کرتا ہے کہ مذہب حق اگر
ہے تو دین اسلام ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کی دلائل رکھتا ہے تو بیان کر ہم اُن دلائل کو
بخوبی سنیں گے اور اُنکا جواب معقول دیں گے اس موقع پر زبردستی سے کام لینا نہیں چاہتے
اُسنے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اگر ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر زندہ ہونگا تو بھی دین
قدیم سے منحرف نہونگا میں خداوند لات و منات کا بہت ممنون ہوں امیر حمزۂ صاحبقران

نے فرمایا آخر جسکو تو خداوند لات ومنات کہتا ہی اُسکی کچھ ماہیت تو بیان کر پرویز نے کہا
جسکو دل قبول کیے ہوئے ہو اُسکی ماہیت کا بیان کیا کیا جاوے اور حاصل امر تو یہ ہی کہ میرے
دماغ مین اسقدر لیاقت بھی نہین ہی کہ مذہب کے بارے مین کسی سے بحث کرون ہان اسقدر
ضرور کہونگا کہ جسکو خداوند کہا کہا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو اُسکی اس تقریر بے معنی سے بہت
غصہ آیا اور پرویز کی جانب سے منھ پھیر لیا ترکش کے جانب نگاہ کی اور تیر نکالا کمان مین جوڑا
چٹکی کو کھینچا ہنوز وہ تیر چٹکی سے رہا نہونے پایا تھا کہ یکایک ایک لکۂ ابر نمایان ہوا قریب آیا اور
اُسمین برگد کے درخت کی طرح صدہا شاخین آویزان تھین وہ شاخین پرویز اور تمام سرداران
ہمراہی کو پیچیدہ کر کے اُٹھا لیگئین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اور تمام سرداران لشکر اسلام اس
واقعۂ عجیب کو دیکھکے ہمہ حیرت تھے ہرچند عقلون کو دوڑایا مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا ایک نے دوسرے
سے کہا یارو غضب ہوا پرویز زندہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اب دیکھیے ہمارے سرون پر
کیا بلا نازل ہوتی ہی کس مصیبت مین پھنستے ہین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نہایت متعجب وہان
وہان سے اپنے خیمے مین آئے چند سردار بھی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے ہمراہ خیمے مین
آئے مگر کچھ نہ کہتے تھے اور بجائے خود کچھ سوچتے تھے اور خاموش ہو رہتے تھے جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا صاحبو کچھ تو کہو اب کیا کرنا چاہیے سب نے کہا اے عالی
منزلت والا مرتبت کیا کہین جب عقل ہی کچھ کام نہین کرتی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا
شاہزادۂ رستم بن ملک ایرج ملک خطا کے جانب گیا ہوا ہی مع دست چلیان بہتر یہ معلوم ہوتا
ہی کہ ہم بھی چلین شاید وہ ہمسے متفق ہو جائین اور یہان آئین اور اگر نہ آئین گے پس اُنکو معقول کھانا
دے کے اپنے ساتھ لائین گے اپنے امکان تک اُنکے لانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ
کرینگے آخر ضرورت ہی عادی کو حکم دیا کہ بارگاہ کو باہر لیجاوے سعد بن قباد کو قلعہ خاور
مین چھوڑا تھا یکایک ایک قاصد گرد آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
کو بہت فکر لاحق تھی حکم دیا کہ جلد اس قاصد کو میرے قریب لے آؤ جب قاصد آیا اُس سے
پوچھا جلد کہ کہان سے آیا ہی اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی اُسنے کہا ملک فرنگ سے چلا آتا ہون یہ کہکے
پگڑی سے خط نکال کے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت مین پیش کیا حمزۂ صاحبقران
نے سرنامہ چاک کیا خط پڑھا خورشید بن تلقیائے فرنگی نے لکھا تھا کہ جسوقت جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے ملک فرنگ کو مسخر کیا تھا اور مرزوق کو جہنم واصل کیا تھا
میرے باپ تلقیائے فرنگی کو حاکم وہان کا کر کے تشریف لیگئے تھے برسیما نام میرے باپ
کے خوف سے بھاگ کے کوہستان مین جا چھپا تھا حسب اتفاق اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا ہی
شہریار نام ملک فرنگ کے منجمان کامل الفن نے اُسکے طالع کو دیکھ کے اُسکے نسبت حکم لگایا
ہی کہ یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہی کسی زمانے مین اس سے کارہائے نمایان ظہور مین آوینگے اور
ایک جوان شمائل خان بن جدائل خان نام بھی اُس سے متفق ہو گیا شمائل خان وہ زبردست
پہلوان ہی جو برو زبر دو ایک ہزار دو سو من وزن کے اسلحہ زیب تن کر کے حریف کا مقابلہ کرتا

ہی اور اُسکے اسلحہ مین سے اکثر اسلحہ ایسے وزنی ہین جنمین سے صرف ایک کا وزن ایک ہزار تین سو من ٹھہرا ہی اُسنے تمام ملک بہار فرنگ پر قبضہ کر لیا اور اب ساعت مین گذرا ہی کہ فردوسیہ کے جانب بھی اُسکا مصمم ارادہ ہی کہ وہان کی بھی خبر لینا چاہیے میری سمجھ مین نہین آتا کہ اُسکی تسخیر ممالک کی نوبت کہانتک پہونچے گی اور انجام کیا ہوگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا سنو صاحبو مین اس نامے کو باواز بلند پڑھتا ہون سب متوجہ ہوئے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے باواز بلند نامہ پڑھ کے سنایا شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ نے جو نام شہریار کا سنا خون حمیت جوش مین آیا خواجہ عمر ثانی نے کہا واقعی شہریار بہت بڑا دلیر و جری ہی اور شاہزادہ سکندر فرخ لقا نے بھی شہریار کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آتی کہ شمائل خان شہریار تک کس طرح پہونچ گیا طلمیہ بن لندھور نے بھی اپنی اور شمائل خان کی میدان داری کا حال بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا شہریار کی جنگ و حرب کا حال معلوم ہوا کون ہی ایسا جری اور دلیر جو شہریار کے مقابلے کو جائیگا شہنشاہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی ای والاجاہ کمترین کو اجازت ملے تاکہ شہریار کے مقابلے کو جاؤن شاہزادہ بدیع الملک نے شہنشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا ای دلاور اگر تم اسوقت شہریار کے مقابلے کو نہ جاتے تو مین خود شہریار کے مقابلے کو جاتا شہنشاہ نے کہا ای شاہزادہ والاجاہ تمہارا یہین مقیم رہنا مناسب ہی جنگ رستم و ملک ایرج و فضل بن رستم کے واسطے اُنکا علاج تمسے بخوبی ہوگا بعد اسکے سکندر فرخ لقا بھی رخصت طلب ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے اُسکو بھی رخصت دی پھر ممالک شاہ و معروف و طہماس ثانی و جانسوز و رابطہ بانو کو بھی ہمراہ کر کے روانہ کیا اور سعد کو ملک خاور مین چھوڑ کے شہر خطا کے جانب متوجہ ہوئے لیکن رستم ثانی نے مع سرداران دست چپ کے ملک باختر سے کوچ کیا تھا اثنائے راہ مین سنا کہ صلصال غدار افراسیاب سے باہر آیا تمام ترکستان پر قبضہ کیا ہی و نیز کی مدد سے خاور کے جانب گیا ہی اور اُسکا بیٹا خلخال خان ملک خطا مین ہی شاہزادہ رستم ثانی نے بجائے خود یہ رائے قرار دی کہ اول فکر ترکستان کرنا چاہیے بعد ازان ملک خاور مین جائینگے چنانچہ کوچ کر کے روانہ ہوا منزل بمنزل چلا جاتا تھا جب نزدیک ترکستان کے پہونچا خلخال خان نے شاہزادہ رستم ثانی کے آنے کی خبر سنی سمجھا کہ اُس جوان دلاور کے مقابلے مین سربر نہوگا تمام فوج کو قلعے مین داخل کر کے دروازہ قلعے کا بند کر لیا شاہزادہ رستم ثانی کو وہان پہونچ کے اُسکے حصاری ہونے کا حال معلوم ہوا ایک شخص ہوشیار کو تجویز کر کے خلخال خان کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہم یہان خاص بتمسے مقابلہ کو آئے ہین تجکو لازم ہی کہ قلعے سے باہر آکے فنون جنگ و حرب کو ظاہر کر اور اگر تجھ مین قابلیت ہمارے مقابلے کی نہین ہی فوراً دروازہ قلعہ کو وا کر دے اور مع مردمان ہمراہی ہماری اطاعت اختیار کرے خلخال خان کو یہ پیام پہونچا اُسنے جواب دیا کہ مین تمہاری جنگ و حرب سے ہرگز خائف نہین ہون کسواسطے کہ امیر حمزہ صاحبقران زیر قلعہ آکے مقیم ہوئے تھے اُنھون نے بزور دست و بازو کوئی کار نمایان نہین کیا ہان عیارون

کی مدد سے بمکر وفریب فتح میسر ہوئی جب اسکا جواب شاہزادۂ رستم ثانی کو پہونچا حکم دیا کہ یہین خیمہ
برپا کیا جاوے فوراً خیمے برپا ہوگئے چند روز تک وہان قیام کیا خلخال خان اُسی طرح حصاری
رہا ہر روز نامہ وپیام خلخال خان کے پاس جاتا تھا خلخال خان اُسکا جواب دیتا تھا اس
عرصے مین مردمان ہمراہی کے اعضا سے ماندگی دفع ہوگئی شاہزادۂ رستم ثانی نے ایک روز
حکم کمربندی فوج کو دیا وہ سب فوراً مسلح ومکمل ہوگئے خود بھی اسپ چرخ کبود پر سوار ہوا افضل
بن رستم ملک ایرج سلیمان ثانی جمہور دیو پرور توریج بن بدیع الزمان ہاشم تیغزن وغیرہ
سرداران نامدار وپہلوانان جلادت شعار کو ہمراہ لیا اور قلعہ پر یورش کی خلخال خان کے چند سردار
بیرون قلعہ خندق کے محافظت کیواسطے مقرر تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ یہ جوان بالکل آمادۂ
حرب ہے اندرون قلعہ خلخال خان کے پاس پیام بھیجا کہ شاہزادۂ رستم ثانی بالکل آمادۂ پیکار ہے ہم
چند متنفس بیرون قلعہ مقیم ہین شاہزادۂ رستم ثانی کے مقابلے مین کیا کرسکتے ہین بجز اسکے کہ ہلاک
ہوجائین اور خواہ مخواہ کی ہلاکت مناسب معلوم نہین ہوتی ہے اگر حکم ہو تو ہم بھی اندرون قلعہ داخل
ہون خلخال خان نے جواب دیا کہ ہم لوگ اندرون قلعہ مقیم ہین بیرون قلعہ کی بھی خبرگیری لازم
ہے اگر تم لوگ بھی اندرون قلعہ داخل ہوجاؤگے تو ہمکو بیرون قلعے کی خبر نہ معلوم ہوگی جہانتک
ممکن ہو اپنی حفاظت کرو بعدہ جیسا کچھ مناسب ہوگا تمکو اطلاع دیجائیگی اُن سردارون نے باہم مشورہ
کیا کہ خلخال خان اپنی حفاظت جان کے واسطے قلعے مین جا چھپا ہے اور اپنے کو ہلاک کروانا
چاہتا ہے اُسکے دماغ مین فتور معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو بھی اپنی حفاظت لازم ہے چنانچہ وہ سب شہر کیطرف
چلے ہنگامہ جنگ گرم ہوا تمام دن کشت وخون رہا پھر شب کو اپنے اپنے مقام قیام واپس آئے
جہان جسکو جو کچھ مل گیا کھا لیا اور تمام شب اُسی طرح مسلح ومکمل شہر مین بیٹھ کے بسر کی صبح کو تمام
شہر کو مسخر کر کے قلعے کے جانب رخ پھیرا ہنوز خندق تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ سامنے
سے تتق گرد نمایان ہوا اہل قلعے نے بھی بلندی قلعہ پر جاکے دوربینون سے اُس تتق گرد کو
دیکھا جب تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا خبردارون نے خبر دی کہ لعل بن توریج
چالیس ہزار سوار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہے مسلمانون کو سخت تردد لاحق ہوا شاہزادۂ رستم
ثانی نامدار نے اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یارو بخوبی خبردار وہوشیار ہوجاؤ لعل بن
توریج بدرگ کا سامنا ہے یہ موذی نہایت زبردست وجنگ آزمودہ ہے سب سردار ہوشیار
ہوگئے تا اینکہ لعل بن توریج بدرگ مع فوج ہمراہی قریب آگیا شاہزادۂ رستم ثانی نے قلعے کی
جانب سے روگردانی کی لعل بن توریج بدرگ کے جانب آئے لعل بن توریج بدرگ نے
آتے ہی نعرہ مارا کہ ای خدا پرستو اگر نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون لعل نام توریج خان کا بیٹا
مین نے اکثر تم مسلمانون کو پسپا کیا ہے اگر خداوند لات ومنات نے چاہا تو آج بھی تم سب کا
خون زیر قلعہ بہاؤنگا اگر تمکو اپنی جان کا پاس ہے تو خداوند لات ومنات کی بندگی اختیار کرو اور
خدائے نادیدہ کی پرستش سے توبہ کرو شاہزادۂ رستم ثانی نے کہا او توریج بدرگ بچے مین تجکو
خوب پہچانتا ہون اگر توریج بدرگ کا بچہ ہے تو کیا پاپوش ہے اور تیرا خداوند لات ومنات کیا

وقعت رکھتا ہے جسکی ہمسری کی اختیار کرین گے یہ بیاد انچہ داری زمردی نشان ہ کمان کیانی و گرز گران لعل بن تورج بدرگ نے قدم آگے بڑھایا اور کہا مین آیا ہون تیرے مقابلے کو اگر تو کچھ جرأت رکھتا ہے تو وار کر ورنہ کسی اور پہلوان جری و بہادر کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج شاہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ لعل بن تورج بدرگ کا مقابل ہو سلیمان ثانی نے مرکب کو مہمیز کرکے شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران ابھی تمہارے حرب کا ہنگام نہین آیا ہے پہلے ہم لوگ جنگ وحرب کا ہنگامہ کرلین تو پھر تمکو اختیار ہے شاہزادہ رستم ثانی نے نہ مانا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او بدرگ بچہ اپنا وار کر لعل بن تورج بدرگ نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ رستم ثانی سپر پر اس وار کو رد کیا اور پس پشت جاکے لعل بن تورج بدرگ کے کمربند مین ہاتھ ڈال "یا فتوح" کہا نے جو یہ حال لعل بن تورج بدرگ کا دیکھا سب ایکبار دوڑے اور اس طرف سے سرداران لشکر اسلام بھی پہنچے جبتک دونون طرف کے لوگ اس مقام پر پہونچین لعل بن تورج بدرگ نے جھٹکا دیا شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے اسکا کمربند چھوٹ گیا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی کشتون کے پشتے میروان کے انبار لگ گئے شام تک ہنگامۂ کشت وخون گرم رہا فوج کفار کے کشتے کثرت سے تھے اُنکے حواس باختہ ہوچکے تھے اُنھون نے طبل بازگشت بجوادیا اب دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے

اب اُس سلسلہ قصہ کا حال سنیے کہ جب لعل بن تورج کو نقابدار پلنگینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا نگل گیا تھا

سرو عاشق ہوگیا اُس غیرت شمشاد کا
قبضۂ خنجر مجھے آئینہ ہے فولاد کا
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم
تو تیامل جائے میرے خانۂ برباد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی تر مردہ ہے
شمع روشن بنگیا ہے قلم بہزاد کا
کوئے جانانہ سے نکل جائے کہین وحشت سے ہم
جیسے آشوب جہان ہے حسن آدم زاد کا

غل مچایا قمریون نے بھی بہار کباد کا
الفت ابرو مین کھینچا ہے یہ ناپر الف
بوریا اُڑتا ہے اپنے خانۂ برباد کا
عشق دلمین ہے نہ دل سینے مین داغ کے سوا
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
محو غش ایسا ہون کرتے ہین اگر امداد کبھی
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے مداد کا
چاک ہین دل خوش قد ونکے رشک قد یار سے

دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
ڈھیر کبھی ہو سرو کے سایہ مین جو آزاد کا
جائے قاصد وہ پری بھیجے اگر پیغام
ال چہرۂ غمون سے نشان ہے خانۂ آباد کا
کھینچتا ہے جو تیرے رخسار تابانکی شبیہ
شبہ ہوتا ہے مجھے محبوب کی بیداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آپکو
جا کے دل تو بغل مین شانہ ہے شمشاد کا

محرران مضامین عجیبہ و کاتبان اخبار طرفہ و غریبہ اس بحال خیریت اشتمال مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب نقابدار پلنگینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا لعل بن تورج بدرگ کو نگل گیا تھا یکایک لعل بن تورج بدرگ نے آنکھ کھولی دیکھا ایک قصر عالی شان جسکی خوبی و بلندی برتر از وہم و گمان ہے لب دریا واقع ہے گرد اُس قصر عجیب الفضا کے ایک باغ سرسبز و شاداب ہے درختان گل و ثمر کثرت سے ہین شاخہائے گوناگون پر طائران رنگارنگ چہچہے زن ہین روبرو اُس قصر کے وسط مین ایک صفحہ سنگ مرمر کا نہایت صاف سپید بنا ہوا ہے چارون کونون پر

صفحہ کے چاروں فوارے اس طرح چھوٹ رہے ہیں کہ اُسکی نمی دور تک درختوں پہ پہونچتی ہے لعل بن تورج بدرگ نے اپنے کو اُس صفحہ پر پایا اندرون قصر جونگاہ کی چند پریزادون کو دیکھا جو حسن کے دریا میں از سر تا پا غرق زیور تو کچھ ایسا نہیں لیکن لباس اُنکا نہایت پرتکلف و برق ایک تخت جواہر نگار کے گرد کھڑی ہوئیں کچھ باتیں کر رہی ہیں اور ایک نازنین سراپا خوبی و پر تمکین زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ لباس پر زر زیب تن کیے بکمال ناز و انداز اُس تخت پر بیٹھی ہے اور ہنگامۂ رقص و نوا گرم ہے اور ایک نازنین رقاصہ اس غزل کو نہایت خوش اسلوبی سے گا رہی ہے

جلاتے ہیں تجھے اے دل یہ شعر و کیا کیا
تو دیکھو لیجیو اے دل سے لگا تو کیا کیا
گذر ہوا نہ بہانتک ہزار سر ٹپکا
چمن میں رنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا
تجھی کو خوب یہ اے بے نیاز قتل ہے
چھپا چھپا کے وہ کرتے ہیں شست و شو کیا کیا
چمن میں نسیمیاں جب آیا ہے زلف سے نکا
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا
ہوس میں دید کی خود رفتگی کے عالم میں
صبا نے خاک اُڑائی ہے کو بکو کیا کیا

ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا
جہاں میں حسن پرستوں کی جان لینے کو
سمانے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا
سمائی ہے گلو میں بدھی ہے کہ چھنچون میں
امید دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا
لگے پہ کھینچ کے رکھدی جو تیغ قاتل نے
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا
لیا جو دشت جنون شدو مدے مجنون نے
لیوا رہی ہے مرے دلکو آرزو کیا کیا
زبان جو اُنکی ہے شرف نشہ میں بہکتی ہے

پڑا تو ہے یہ مزا تجھکو عشقبازی کا
کھو نکہ سے نکلتے ہیں خوب رو کیا کیا
چٹک چٹک کے کہیں گل بنا کہیں لالہ
چمن میں یار کے بس بس گئی ہے لو کیا کیا
لہو مرا نہیں جھلتا ہے اُنکے دامن سے
خوشی ہے اُنکے پہولی ہے گلو کیا کیا
لپٹ لپٹ گئے تجھسے وہ میرے رو
صبا نے دھوم اُڑائی ہے چار سو کیا کیا
ملا ہے خاک میں ہیر تک جب گلستان
مزے مزے کی وہ آپس میں گفتگو کیا کیا

تمام حاضرین اس غزل کو سن کے محظوظ ہو رہے تھے کہ ہنوز ایک لحظہ کا بھی عرصہ نگذرا تھا کہ وہ نازنین تخت نشین تخت پر کھڑی ہو گئی اور نازنینان ہمراہی سے لعل بن تورج بدرگ کے جانب اشارہ کر کے کہا اس جوان کو یہاں بلاؤ اور نازنینان ماہ لقا سراپا حسن و ضیا حسب الحکم نازنین تخت نشین لعل بن تورج بدرگ کے پاس آئیں اور کہا چل تجکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے لعل بن تورج اول ہی اُس نازنین کو دیکھکے از خود رفتہ ہو چکا تھا یہ خیال نہ رہا کہ میں کون ہوں اور یہ مقام کیا ہے اور کس طرح یہاں پہونچا اور دہے کے نگلنے کا خیال بھی فراموش تھا فوراً اُن نازنینوں کے ساتھ ملکہ نازنین تخت نشین کے قریب پہونچا کہا غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے نازنینان ہمراہی نے کہا ایسی خاموش رہو ہماری ملکہ جو کچھ فرمائے اُسے سن اور تو کچھ نہ کہ خلاف ادب ہے لعل بن تورج بدرگ نے کہا بہت مناسب ایسا ہی ہوگا خطا ہوئی معاف کرو اُنھون نے کہا خاموش رہو یہ بھی نہ کہ نہیں تو عتاب نازل ہوگا سزائے سخت پائیگا طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اسمین شک نہیں مجھے یقین ہے ایسے ہی خداوندوں کا دربار ہے اچھا اب اصل مطلب کہو خداوند لات و مناۃ کرے وہی مطلب ہو جو میں سمجھا ہوں اُن نازنینوں نے اُسکے سر پر ایک دھول جمائی ٹوپی سر سے گر ہی لعل بن تورج بدرگ نے ٹوپی اُٹھائی سر پہ پہنی اور کہا بہت بہتر ارشاد فرماؤ کیوں بلایا ہے نازنین تخت نشین نے کہا تیرا نام لعل بن تورج بدرگ ہے اُسنے دست بستہ کہا حضور کو کس طرح میرا نام معلوم ہوا ہاں واقعی میرا نام

ہی اُس ملکہ تخت نشین نے کہا ہمکو تیرا نام کسی طرح معلوم ہوا مگر اب یہ بتا کہ تجکو بھی ہمارا نام
معلوم ہی لعل بن نوریج نے کہا ہرگز نہین مگر میری مجال بھی نہین کہ حضور کا نام مبارک پوچھ
سکون ملکہ تخت نشین نے کہا ہم تجکو اپنا نام بتا نے دیتے ہین اگر تجکو ہمارے نام کے
معلوم ہونے کی ضرورت ہو لعل بن نوریج بدرگ نے گگھیا کے دانت نکال کے دست بستہ
کہا قربانت شوم مجکو اور حضور کا نام مبارک معلوم ہونے کی ضرورت ہو مین تو کیا کہون
بس اب کچھ کہتے نہین بن پڑتا اور خاموش بھی رہا نہین جاتا خفا نہو تو کہون نازنینان ہمراہی سنے
کہا پھر تو بڑھ بڑھکے بولا بس خاموش رہ نہین تو تیرا سر گنجا ہو جائے گا لعل بن نوریج بدرگ نے
کہا بہت خوب ہان اب نام مبارک حضور ارشاد فرمائین اُس نازنین تخت نشین نے کہا
آگاہ ہو کہ مین دختر صلصال ہون نسترن خاتون نام ہمشیر زلفین اور بھی کچھ تجکو خبر ہی یا
نہین لعل بن نوریج بدرگ نے کہا مجکو کیا خبر ہی جو کچھ حضور ارشاد فرمائین اُسکی خبر ہو گی اُس
نازنین مہجبین نے کہا میری پیدائش طرفہ طرح کی ہی لعل بن نوریج بدرگ نے کہا کس طرح
اُسنے کہا ہم دریا مہ سے پیدا ہوئے ہین اور ہم مین جو صفت اعلی ہی اُسکو اگر تو سنے تو یقیناً
بہت خوش ہو لعل بن نوریج بدرگ نے کہا وہ کیا ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مجکو
سحر و ساحری مین بہت بڑا ملکہ حاصل ہی ایسا کہ دنیا مین شائد کسی اور کو حاصل ہوا ور اگر تو راضی
ہو تو مین ابھی تجھے خاک سیاہ کر دون یا اور جسکو تو کہے لعل بن نوریج بدرگ نے نہایت
منت سے کہا اے نازنین سراپا حسن و ناز یہ تو کس طرح کی خوش طبعی مجھسے کرتی ہی یہانتک
تو سچ ہی کہ تو نسترن خاتون نام رکھتی ہی اس جھوٹ سے کیا فائدہ کہ مین سحر و افسون
مین بھی اکمل ہون تجھ ایسی نازک اندام کو سحر و افسون سے کیا کام ہی اُسنے کہا تو جھوٹ نہ
سمجھ جو کچھ مین نے کہا ہی اُسکا امتحان ابھی ہوا جاتا ہی یہ کہکے کہا آنکھین اپنی بند کرے لعل بن
نوریج بدرگ نے آنکھین اپنی بند کرلین بعد ملکہ نسترن خاتون نے کہا اب آنکھین اپنی
کھول دے اب جو لعل بن نوریج بدرگ نے آنکھین کھولین اپنے کو ایک باغ مین پایا وہان
چند نازنینون کو دیکھا جنمین ایک یہ نازنین تخت نشین بھی تھی اور نہ وہ قصر ہی اور نہ اُس طرح
کا باغ جسکے وسط مین صفۂ سنگ مرمر بنا ہوا تھا اب تو لعل بن نوریج بدرگ کو یقین واثق ہو گیا کہ
بے شک یہ نازنین ساحرۂ بے بدل ہی اُس نازنین سے پوچھا یہ مقام اور ہی برخلاف اول کے
اُس مقام کا کیا نام تھا اور اس مقام کا کیا نام ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مقام اول تو بالکل
نہ پوچھ کیونکہ وہ مقام مین نے خاص تیری ملاقات کے واسطے بزور سحر بنایا تھا اور اب اُسکا
نشان بھی نہین اور اس مقام کا نام غارہ افراسیاب ہی قریب شہر صندل اگرچہ یہان بھی
سحر کا دخل ہی مگر اسقدر نہین یہ وہ مقام ہی کہ جہان کسی کا پہونچنا ممکن نہین کیسی ہی جد و جہد کی جاوے
لعل بن نوریج بدرگ نے کہا اے نازنین یہ تو نے بڑی خوشخبری سنائی مین ایسے مقام محفوظ
کی تلاش مین عرصے سے تھا اسواسطے کہ خدا پرستونکا غلبہ اکثر ہوا کرتا ہی اور اُنکے مقابلے
سے گریز کرکے کہین پناہ نہین ملتی اب اگر ایسا اتفاق ہو گا تو ہم یہان آکے چھپ رہین گے

اور جب موقع ہوگا مسلمانون کو زک پہونچائین گے مزید بران تیرے سحر و افسون سے بھی کام لین گے ملکہ نسترن خاتون نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ سب خداوند لات و منات کا فیض ہی لعل بن تورج بدرگ نے کہا یہ بھی خداوند لات و منات کا فیض و کرم ہی کہ مجھکو یہانتک پہونچایا اور ایسا مقام محفوظ دکھایا اُس نازنین نے کہا بیشک بعد اس گفت و شنید کے دونون پہلو بہ پہلو بیٹھے مگر اب جو لعل بن تورج نے دیکھا نہ وہ زیور جواہر نگار تھا اور نہ اُس طرح کا لباس زرین صرف معمولی سادہ لباس تھا سمجھ گیا کہ وہ سب سامان سحر تھا غرضکہ دونون مینوشی مین مصروف ہوئے عیش و سرور کا ہنگامہ گرم ہوا یکایک ایک عورت آئی اور اُسنے خبر دی کہ اے لعل خان تو نے کچھ اور بھی سنا کہ یہان شاہزادہ رستم ثانی نام ایک خداپرست آیا چاہتا ہی تجھسے ہنگامہ جنگ گرم کریگا پھر تیرے اُسکے درمیان کیا مناقشہ درپیش ہی لعل بن تورج بدرگ ہنسا اور کہا یہ مناقشہ کیا کم ہی کہ وہ خداپرست ہی اور مین خداوند لات و منات کا پرستش کرنے والا ہون اور اُس نازنین مہ جبین سے کہا طرفہ امر ہی ابھی تو نے بیان کیا تھا کہ یہان کسی کی مجال نہین ہی کہ آسکے اور پھر ابھی یہ خبر سننے مین آئی کہ شاہزادہ رستم ثانی خداپرست یہان آتا ہی اُسنے کہا تو گھبراتا کیون ہی اگر آئیگا تو یہانتک کسی طرح نہین پہونچ سکیگا اور اگر کسی طرح آبھی جاویگا تو یہان سے زندہ نہین جاسکیگا تو مطمئن رہ اب نازنین دوم جو خبر لائی تھی اُسنے کہا اے لعل خان شاہزادہ رستم ثانی خداپرست ابھی یہانتک پہونچا نہین ہی شہر خطا مین وارد ہوا ہی اور وہان ہنگامۂ جنگ بھی گرم کر رکھا ہی قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہان سے فراغت کرکے یہان بھی آئیگا نازنین اول یعنے ملکہ نسترن خاتون نام نے کہا تو اسے بکنے دے وہ خداپرست ہرگز یہانتک نہین پہونچیگا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اے نسترن خاتون انسان کو اپنے انجام کی خبر ضرور رکھنا چاہیے مین چاہتا ہون کہ کسی قدر فوج مہیا رکھون تا اگر شاہزادہ رستم ثانی کا مقابلہ ہوجائے تو کسی طرح کی عاجزی لاحق نہو اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی ملکہ نسترن خاتون اور لعل بن تورج بدرگ دونون شہر صندل مین پہونچے اور سر نو فوج بھرتی کی جسکی تعداد دس ہزار پانچسو تھی ملکہ نسترن خاتون نے کہا بس یہ جمعیت شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو کافی ہوگی لعل بن تورج نے کہا اے ملکہ نسترن خاتون یہ خیال ہرگز نہ کرنا پچاس ہزار آدمی کی جمعیت بھی شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو کافی نہ ہوسکے گی ملکہ نسترن خاتون نے چارسو جادوگر بہم پہونچائے اور لعل بن تورج بدرگ سے کہا بس اب یہ جمعیت خداپرستون کے مقابلے کو بخوبی کافی ہی اسواسطے کہ جادوگر بخوبی خداپرستون کا کام تمام کرسکین گے لعل بن تورج بدرگ نے کہا اے نازنین یہ گمان بھی صحیح نہین ہی اس نظر سے کہ اگرچہ خداپرست سحر و افسون کو نہین جانتے مگر تاہم سحر و افسون اُنپر کارگر نہین ہوتا ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا یہ ساحر نہین ہین جنکا سحر خداپرستون پر موثر نہوگا اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی دیکھ لینا چنانچہ اُن سواروں اور چارسو جادوگرون کی جمعیت ہمراہ لیکے لعل بن تورج شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو روانہ ہوا یہ وہ لشکر ہی کہ جب شاہزادہ رستم ثانی طغال خان کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جو اُسکی خبر پہونچی کہ لعل بن توریج بدرگ ہمراہی فوج جنگ کے
واسطے آتا ہی اور یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ نسترن خاتون بھی لعل بن توریج بدرگ کے ہمراہ
ہی الغرض جب دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر پہونچے دوسرے روز خبر پہونچی کہ صلصال
آتا ہی گبران بدکردار اُسکے استقبال کو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے صلصال کو لائے
صلصال نے آتے ہی ہنگامہ آرائی کا حال پوچھا اُن گبرون نے بیان کیا کہ تیری دختر نسترن
لعل بن توریج بدرگ کے ساتھ ہی یہان مسلمانون سے مقابلہ کرنے آئی ہی اور بھی قصہ
گذشتہ بیان کیا صلصال اپنی دختر بد اختر اور لعل بن توریج بدرگ کا حال سن کے بہت
خوش ہوا اور لعل خان کے پاس گیا لعل بن توریج بدرگ نے برسم کفار سلام کیا اُسنے
خوش ہو کے جواب سلام دیا اور کہا اے جوان کچھ تجکو پرویز کے بھی حال کی خبر ہی لعل بن توریج
نے کہا خوب وقت پر یاد آیا واقعی پرویز کے حال کی خبر لینا چاہیے مقدم امر ہی خدا پرست
اپنے نام کے ہین جسکی ہلاکت کے درپے ہو جاتے ہین اُسکی جان کسی طرح نہین چھوڑتے ہین
علے الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون کے گروہ کا بہت بڑا سردار امیر حمزہ صاحبقران
نام پرویز کی قید مین آگیا ہی مسلمان اپنے سردار کی رہائی کے واسطے سربکف کوشش بلیغ کر
رہے ہونگے مبادا مسلمان جمع ہو کے پرویز پر یورش کرین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو
قید سے رہا کر کے پرویز کو ہلاک کرین صلصال نے کہا اے جوان اگر ایسا واقعہ درپیش
ہی تو واقعی پرویز کی مدد کو جادوگرون کا ایک گروہ جانا چاہیے چنانچہ چار سو جادوگر جمع کر کے
پرویز کی مدد کو بھیجے یہ جادوگر اُسوقت پہونچے ہین کہ جب مسلمانون نے پرویز کو دار پر
کھینچا تھا اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی اُسکو تلقین تعلیم نسبت قبول دین اسلام کی فرما
رہے تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ دیکھ کوئی دم کی دیر ہی کہ تو ہلاک ہو جائے گا ابھی خیریت
ہی اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور پرویز ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ مجھسے اپنے خداوند
لات و منات کی پرستش کسی طرح ترک نہوگی وہ گروہ جادوگرون کا اُسوقت پہونچا اور
بزور سحر پرویز کو دار پر سے اُٹھا لیگیا پھر اُسی طرح صلصال کے پاس پرویز کو پہونچایا پھر
صلصال پرویز کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے پرویز اسوقت کہان سے آتا ہوا
اُن ساحرون نے حقیقت گذشتہ بیان کی پرویز نے کہا اے نظر کردہ خداوند لات واقعی
اگر یہ بندگان خاص خداوند وقت پر وہان نہ پہونچتے تو عنقریب مسلمان مجکو ہلاک کرنے دار
پر مجکو کھینچ ہی چکے تھے صلصال نے کہا خیر خداوند لات و منات نے مدد کی بعدہ
پرویز کو تخت پر بٹھایا اور طبل شادمانی بجوایا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ پرویز نے طبل شادمانی
بجوایا ہی سب متعجب تھے کہ یہ کیا رمز ہی پرویز ابھی دار پر کھینچا گیا تھا یکایک غائب ہو گیا
مزید بران طبل شادمانی بجا دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہوئی تند خو بن قاسم
میدان مین آیا مقابل طلب ہوا لعل بن توریج بدرگ اُسکے مقابلے کو آیا اور تا دیر رد و بدل
رہی آخر تند خو زخمی ہوا شب کے آثار نمایان ہو چکے تھے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام

پر واپس گئے چند روز تک ہنگامہ آرائی ملتوی رہی بعدہ ایک روز پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا کل مین میدان حرب مین جاؤنگا سرداروں نے کہا اے شاہزادہ والاجاہ ہم سب کی موجودگی کیونکر ممکن ہے کہ تم میدان مین حرب وضرب کا ہنگامہ گرم کرو ہان جب ہم لوگ نہونگے اسوقت اختیار ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے دلاورو گیو مگر خود میدان مین نہ جاؤن مجکو ہرگز منظور نہین ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانون کا خون ہو اور تم لوگ بیکار میرے میدان مین جانے سے متعرض ہوتے ہو آخر مین کبھی حریف کے مقابلے کو نہین گیا ہون سردارون نے کہا اے شاہزادہ والاجاہ ہماری غرض یہ نہین ہے کہ ناتجربہ کار ہو بلکہ ہمکو شرم دامنگیر ہوتی ہے اس بات سے کہ افسر اعلے حریف کے مقابلے کو جائے اور اُسکے ملازمان ماتحت آرام سے اپنی جگہ مقیم ہون شاہزادہ رستم ثانی نے کہا یہ خیال تم لوگون کا بالکل غلط ہے اس بات کو اپنے دل سے نکالو سب خاموش ہو رہے دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی میدان مین آیا اُسکے مقابلے کو لعل بن تورج بدرگ آیا اور پکارا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی مین اسوقت ہرگز میدان مین نہ آتا لیکن جب مجکو معلوم ہوا کہ تو بذات خود آمادۂ پیکار ہے نظر بران مین تیرے مقابلے کو آیا ہون شاہزادہ رستم ثانی نے کہا میری بھی یہی خواہش تھی لعل بن تورج بدرگ نے کہا ہم اور تو دونو جوان ہین ابھی بہت کچھ دنیا مین دیکھنا ہے کیا اچھا ہوتا اگر تو خداوند لات ومنات پر ایمان لاتا اور ہم تم دونون جوان بالاتفاق ہر ایک حریف سے مقابلہ کرتے داد مردانگی دیتے دنیا مین حکومتین کرتے کیا لطف رہا اگر تو اس ہنگامہ آرائی مین ہلاک ہوا یا مین ہلاک ہوا شاہزادہ رستم نے کہا تف ہے تیری اس ضلالت شعاری پر کہ دوسرون کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرنا چاہتا ہے اگر سچ پوچھتا ہے تو دین اسلام سے بہتر اور برتر کوئی دین نہین ہے دین اسلام کو اختیار کر کے پھر جس طرح تو چاہتا ہے اُس طرح خوب زندگی بسر ہو سکتی ہے لعل بن تورج بدرگ نے کہا یہ مجھسے ممکن نہین ہے کہ خداوند لات ومنات سے منحرف ہو جاؤن شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا مجھسے کیونکر ممکن ہے کہ تیرے مذہب بے بنیاد کو اختیار کرون اور اپنے دین حق سے منحرف ہو جاؤن اس گفت وشنید کے بعد رد وبدل کی نوبت آئی لعل بن تورج بدرگ نے وار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس وار کو رد کیا پھر شاہزادہ رستم ثانی نے وار کیا لعل بن تورج نے بھی شاہزادہ رستم ثانی کے وار کو رد کیا تھوڑی دیر تک دونون مین خوب رد وبدل ہوئی آخر لعل بن تورج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہوا لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے سے کفار کے دل مین ہول پیدا ہو گیا فوراً طبل بازگشت بجایا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے کفار نے لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے سے حیران تھے ملکہ نسترن خاتون کے بھی گوش زد یہ حال ہوا اُسکو بھی کمال تعجب ہوا لعل بن تورج بدرگ کے پاس آئی جراحت دیکھ کے افسوس ظاہر کیا بعض کفار نے ملکہ نسترن خاتون سے شکایت کی کہ تیری موجودگی مین لعل بن تورج مسلمانون کے ہاتھ سے مجروح ہو حیرت خیز بات ہے اور اسوقت تجھسے کوئی کار نمایان ظہور مین نہین آیا اگر یہی حال ہے تو کس طرح خداوند لات

کی پرستش کرنے والون کی جان بچے گی آخر تیری سحر و ساحری کب کام آویگی اسی طرح سے ایسی طعن آمیز اُس سے باتین کین کہ ملکہ نسترن خاتون کو غصہ آگیا اور کہا ای خداوند کے بندے تم اسقدر گھبرائے کیون جاتے ہو کیا کوئی ساحر مجروح نہین ہوتا لعل بن توریج تو کچھ بھی سحر نہین جانتا ہو پھر اگر شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تو کیا مضائقے کی بات ہو کہا ہرنے کہا ضرور یہ مضائقے کی بات ہو کہ خداوند لات نے تجکو ایسی قابلیت دی اور پھر بھی تونے کوئی کار نمایان ابتک نہین کیا نسترن خاتون نے کہا صبر کرو آج مین شب کو جاؤنگی اور شاہزادہ رستم ثانی کو ہلاک کرونگی جب اپنے باپ صلصال کے پاس گئی اور اس ماجرے کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ آج شب کو میرا مصمم ارادہ ہو کہ جاکے شاہزادہ رستم ثانی کو ہلاک کرون اُسنے بکمال حیرت و تعجب نسترن کے جانب دیکھا اور کہا ای فرزند یہ تو کیا کہتی ہو اپنے حواس درست کر اپنے سحر و افسون پہ ہرگز بھروسہ نہ کر یہ خداپرست ہین ہزارون ساحرون کو جان سے مارا ہو اور کسی کے سحر و افسون نے مطلق کام نہ دیا تو ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ایسا نہو کہ تیری مخالفت سے زندگی بھر وبال ہو جاے تا اینکہ مین بھی ہلاک ہو جاؤن تجکو شاید نہین معلوم ہو کہ زلفشن بھی ایسی اسی اپنی سحر و ساحری پر بھروسہ کرکے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو ہلاک کرنے گئی تھی پھر سب کو معلوم ہو کہ اسکا کیا نتیجہ ظہور مین آیا یعنے زلفشن قران نام خداپرست کے ہاتھ سے ہلاک ہوئی میری سماعت مین اکثر گزرا ہو کہ خداپرستون کے مقابلے مین سحر و افسون ہیچ و پوچ ہو جاتا ہو بلکہ دیکھا بھی ہو صلصال کی اس تقریر کو سن کے نسترن خاتون نے اپنے ارادے کو فسخ کیا اور تادیر سکوت مین بیٹھی سوچا کی کہ کیا کرنا چاہیے لعل لعین نے مجکو شرمندہ کیے ہین اگر میری ذات سے کوئی کار نمایان ظہور مین نہ آیا لعین نے میری زندگی تلخ کر دینگے آخر اپنے عیار سعد تیز رو تمام کو اپنے روبرو طلب کیا جب وہ آیا اُسکی عیاری و چالاکی کی بہت تعریف کی اور کہا ای سعد مدت سے مین تیری رعایت پر آمادہ رہی ہون وہ ملازم کیا جو اپنے مالک کی کسی مصیبت کے وقت مین کام نہ آوے بس بلا کا خداپرست ہو جسنے لعل بن توریج ایسے مقرب بارگاہ خداوند کو مجروح کیا خداوند کے بندے دن مین مشکل پڑ گیا ہو اگر شاہزادہ رستم ثانی ہلاک نہوگا تو اُسکے ہاتھ سے تمام بندگان خداوند لات و مناة ہلاک ہو جاینگے بت پرستی نام کو باقی نہ رہیگی آج مجھے یہ کام لینا چاہتی ہون کہ جا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لا اور جسوقت شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لائیگا اُسکے وزن کے موافق جواہرات تجکو دونگی اور اپنا ملازم خیرخواہ سمجھونگی آئندہ مجھے ہر طرح کی خیرخواہی کی امید ہوگی سعد تیز رو نے کہا تونے مجھے پہلے نہ کہا لعل بن توریج بدرگ کے مجروح ہونے کے بعد مجکو اس کام کیواسطے تجویز کیا ابتک مین کب کا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لاتا ملکہ نسترن خاتون نے کہا پہلے مجکو کیا معلوم تھا کہ لعل بن توریج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے مجروح ہو جاے گا اُسنے کہا اگر سچ پوچھتی ہو تو مسلمان اگر مجبور ہونگے تو عیاران چابکدست کی چالاکی سے سحر و افسون اُنکے روبرو کچھ حقیقت نہین رکھتا خیر اب تونے کہا ہو جاتا ہون حتی الامکان شاہزادہ

شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لاؤنگا مگر شرط یہ ہی کہ اپنے وعدہ سے منحرف نہو نا ملکہ نسترن نے کہا کیا مجال جو وعدہ کیا ہی اُس سے المضاعف لینا سعد تیز رو وہان سے اپنے مقام پر آیا اور اُس طرف خدنگ عیار شیرویہ نے سنا کہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجتی ہی اور شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہر دینے کا وعدہ کیا ہی سعد تیز رو کے پاس آیا اس حال کو پوچھا سعد تیز رو نے کہا ہان اے خدنگ شب کو مین شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے جاؤنگا خدنگ نے کہا اے یار اگر تو شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لائے گا واقعی ملکہ نسترن خاتون تجھکو مالا مال کر دیگی مین چاہتا ہون کہ مجھکو بھی اپنا شریک کر لے اُسنے کہا یہ نہین ہو سکتا کہ تیری شراکت سے اس کام کو انجام دون یہ سن خدنگ وہان سے ہشام عیار صلصال کے پاس آیا اور اس حال کو بیان کیا اور کہا اے عیار طرار وسرہنگ کارگذار سعد تیز رو عنقریب مال دنیا سے غنی ہو جائیگا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرنے کا وعدہ کیا اور نسترن خاتون نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہرات انعام مین دونگی مین نے سعد تیز رو کی شراکت چاہی تھی مگر وہ عیار بڑا ہوشیار ہی میری شرکت پر راضی نہین ہوتا تجھ ایسی تدبیر بتا کہ مین بھی مسلمانون کے مقابلے مین کسی کار نمایان سے مال و دولت کثیر انعام مین پاؤن ہشام نے کہا اے خدنگ مین تجھے تدبیر معقول بتاتا ہون تو شیرویہ اپنے مالک کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ ملکہ نسترن خاتون نے اپنے عیار کو شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی تو بھی مجھے کسی خدا پرست کی گرفتاری کی اجازت دے جب تو کسی خدا پرست کو گرفتار کر لائیگا جو کچھ ملکہ نسترن سعد تیز رو کو انعام مین دیگی تیرا مالک بھی تجھے ضرور دیگا خدنگ اس رائے سے بہت خوش ہوا شیرویہ کے پاس آیا اور یہی تقریر ادا کی شیرویہ نے کہا اگر تیرا یہی ارادہ ہی جا فضل بن رستم کو گرفتار کر لا خدنگ عیار شیرویہ ہشام کے پاس واپس آیا اور جو کچھ شیرویہ نے فرمائش کی تھی اسکو بیان کیا ہشام کو بھی لالچ نے گھیرا وہ اُسی وقت صلصال کے پاس پہونچا اور کہا نہایت شرم کی بات ہی کہ ملکہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو اور شیرویہ اپنے عیار خدنگ کو مسلمانون کے واسطے بھیجین اور مین آرام سے لشکر مین بیٹھا رہون صلصال نے کہا نسترن نے سعد تیز رو کو کسکی گرفتاری کے واسطے اور شیرویہ نے خدنگ عیار کو کسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی ہشام نے سب بیان کیا صلصال نے کہا اے ہشام تو جا مالک ایرج کو گرفتار کر لا غرضکہ شب کو سعد تیز رو خدنگ ہشام تینون لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے سعد تیز رو رستم ثانی کے خیمے کے دروازے پر پہونچا دربان بیخبر سو رہا تھا بہ اطمینان تمام خیمے مین پہونچا سونے کی مسہری پر شاہزادہ رستم ثانی سو رہا تھا اس نے پہلے داروئے بیہوشی دماغ مین پہونچائی بعد گلیم عیاری مین پشتارہ بنا کر رکھا اور خیمے سے باہر آکے لشکر کی راہ لی خدنگ عیار بھی شیرویہ بن بہ وزیر فضل بن رستم کے خیمے مین آیا یہان بھی دربان بیخبر سو رہا تھا لیکن ایک کتا دروازے پر بیٹھا تھا خدنگ عیار سوچا کہ اگر خیمے مین داخل ہونگا کتا چیخے گا دربان بیدار ہوجا

پھر خیمے مین جانا کسی طرح ممکن نہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ مین خود یہان گرفتار ہو جاؤن چند لمحہ تک
سکوت مین کھڑا رہا آخر بجائے خود کچھ سوچ کے آگے بڑھا ایک روٹی عجیب عیاری سے
نکالی کتے کو آہستہ چمکارا اُسنے خدنگ کے جانب دیکھا اسنے فوراً وہ روٹی اُس کتے
کے آگے ڈالدی کتا روٹی کھانے مین مصروف ہوا یہ پردہ اُٹھا کے خیمے مین داخل ہوا اِدھر
فضل بن رستم کو گرفتہ و بستہ کرکے آیا ہشام بھی ملک ایرج کے خیمے کی طرف گیا دروازہ خیمے
پر دیکھا چند نفر دربان بیٹھے ہوئے آپس مین باتین کر رہے ہین یہ ایک درخت کے سایے
مین ٹھہرا خدمتگار کی صورت سے مشابہ ہو اور دربانون کے قریب سے گذرا اُنھون نے آواز
دی کون ہی جو اسوقت شب مین جاتا ہی ہشام اُنکے قریب آیا اور کہا بھائی ہم ہین ہمارے
باپ لشکر اسلام مین ملازم ہین اسوقت یکایک اُنکے پیٹ مین درد ہو رہا ہی دن ہوتا تو طبیب
کا تدارک ہوتا اور کسی طرح کا علاج کیا جاتا اور پھر اسوقت شب مین کیا تدارک ہو سکتا ہی
جب دیکھا کہ شدت درد سے بہت بچین ہین گھر سے اس طرف چلا آیا اب سوچ رہا ہون
کہ کیا تدبیر کرون دربانون نے کہا واقعی اسوقت کیا ہو سکتا ہی ہشام نے کہا تمھارے پاس
کوئی گولی چورن کی تو نہین ہی دربانون نے کہا کیا خوب یہان عطار کی دوکان نہین ہی کہ جو چورن
کی گولی کو پوچھتا ہی ہشام نے گریہ کی صورت بنالی اور کہا اب مین حیران ہون کہ کہان جاؤن
اور کس طرح بقیہ شب بسر کرون باپ کے پاس جاتا ہون تو باپ کا حال بیقراری نہین دیکھا
جاتا اگر نہ جاؤن تو رات کہان بسر کرون دربانون نے کہا اگر باپ کے پاس اسوقت جانا
نامناسب سمجھتا ہی تو پھر یہین توقف کر ہم اور تم دونون باتین کرینگے صبح کو کسی طبیب سے رجوع
کرنا ہشام عیار طرار اسی منصوبہ مین تھا فوراً ایک طرف زمین پہ بیٹھ گیا اور دربانون سے باتین
کرنا شروع کین کہ کفار کی آجکل یورش ہی اسنکے شر و فساد سے خدا بچائے یہ لوگ بڑے موذی
ہین آدمی کو آدمی نہین سمجھتے ہین علی الخصوص مسلمانون کے خون کے پیاسے ہین سیدھے
رخ کسی سے بات نہین کرتے بالکل وحشیانہ حرکات رکھتے ہین جس طرح ممکن ہو سکے ان موذیون
کو جلد واصل جہنم کرنا چاہیے قتل الموذی قبل الایذا چاہیے ان جہنمیون کی بوٹیان اُڑانا اور چیل کوؤن
کو دینا مناسب ہی بڑے پلید ہین پیشاب کر کے آبدست نہین لیتے اور اُسی طرح پھرتے چلتے کھانا
کھاتے پانی پیتے دنیا کے کام کرتے ہین اسی طرح کی باتین رہین تا اینکہ پہر رات باقی رہی دربانو
پر نیند نے غلبہ کیا ہشام ملعون نابکار نے کہا مجھکو تردد مین نیند نہین آتی ہی کہ نہین معلوم باپ کا
وہان کیا حال ہو گا تم لوگون کو اگر نیند آئی ہو تو بلا تکلف سو رہو دربانون کو جو اسقدر سہارا مل گیا
بہت خوش ہوئے اور کہا ہم پر تیرا بڑا احسان ہی یہ کہکے دروازۂ خیمے پر دراز ہوئے نیند تو
آنکھون مین بھری ہوئی تھی بیخبر سو گئے ہشام ملعون کو موقع مل گیا اور آہستہ خیمے مین گیا دیکھا
ملک ایرج نوجوان بھی بیخبر سو رہا ہی وہ آدمیون کو جو اُسکے پاؤن دبا رہے تھے وہ بھی مسہری
کے نیچے بیخبر سو رہے تھے اسنے ہوشیاری ما لا کلام ملک ایرج نوجوان کو بیہوشی سنگھائی
اور دربانون کو بھی بیہوشی سنگھا آیا تھا ملک ایرج نوجوان کو پشتارے مین بستہ کرکے دوش

پر رکھا اور خیمے سے نکل کے اپنے لشکر کی راہ لی جب یہ تینون عیار پشتارے دوش پر رکھے ہوئے دربار مین پہونچے اہل دربار خوشی سے اُچھل پڑے لعل بن توریج بدرگ موجود تھا اُسنے ان عیارون کے سر پر مذاقاً ایک دھپ لگائی اور کہا ای بندگان خداوند لات ومنات کیا کہنا تم عیار نہایت ہوشیار وکارگذار ہو ہان بیان کرو ان پشتارون مین کون کون مسلمان بستہ ہین سعد تیز رو نے کہا ای نظر کردۂ خداوند لات ومنات میرے پشتارے مین شاہزادۂ رستم ثانی بستہ ہی مگر ابھی اس پشتارے کو نہین کھولونگا تاوقتیکہ ملکہ نسترن خاتون کو نہ دکھالونگا ہرگز نہ کھولونگا کیونکہ اُسنے مجھسے مستحکم وعدہ کیا ہی کہ شاہزادۂ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہرات دونگی پس جبتک حسب وعدہ جواہر لیکے قبضے مین نہ لاؤنگا شاہزادۂ رستم ثانی کو نہ دونگا اس عرصے مین ملکہ نسترن خاتون بھی آگئی سعد تیز رو نے کہا ای ملکہ نسترن رستم ثانی موجود ہی وہ جواہر کہان ہین ملکہ نسترن خاتون نے بکثرت جواہرات سعد تیز رو کو دیا اور پشتارہ اپنے ہاتھ سے کھول کے شاہزادۂ رستم ثانی کی صورت دیکھی پہچانا کہا ہان واقعی یہی شاہزادۂ رستم ثانی ہی ای سعد تیز رو واقعی کارے کردی مجکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ شاہزادۂ رستم ثانی گرفتار ہوجائے گا سعد تیز رو نے کہا ای ملکہ نسترن خاتون لشکر خداوند لات کے اور بھی عیار سرداران لشکر اسلام کو گرفتہ وبستہ کرلائے ہین ملکہ نسترن خاتون بہت خوش ہوئی اُس طرف خدنگ عیار شیرویہ کے روبرو پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے حاضر ہوا شیرویہ نے کہا اس پشتارے مین کیا ہی خدنگ عیار نے کہا اس پشتارے مین وہی ہی جسکی فرمائش ہوئی تھی یعنے فضل بن رستم شیرویہ بہت خوش ہوا اور خدنگ کی عیاری کی بہت تعریف کی خدنگ عیار نے کہا یہ کام اس قابل نہین ہی کہ صرف زبانی تعریف پر اکتفا کیجاوے گی بلکہ وہ انعام ملنا چاہیے جو ملکہ نسترن خاتون نے سعد تیز رو کو دیا ہی خلاصہ یہ کہ شیرویہ نے بھی خدنگ عیار کو اس کام کے صلے مین زر کثیر انعام مین دیا اور صلصال نے بھی ہشتام اپنے عیار کو انعام دیا پھر یہ سب لعل بن توریج بدرگ کے روبرو گئے لعل بن توریج بدرگ نے مسلمانان بیہوش کو خوب مستحکم باندھا اور حکم دیا کہ ان خداپرستون کو ہوش مین لانا چاہیے چنانچہ فتیلہ رفع بیہوشی سے سب کو ہوشیار کیا شاہزادۂ رستم ثانی نے حیرت سے ہر چہار جانب دیکھا لعل بن توریج بدرگ کی صورت دیکھی اور اپنی حالت بستگی پر نظر کی دل مین کہا واہ زمانہ کا عجب رنگ ہی کہان مین اور کہان یہ گرفتاری ابھی کل کا ذکر ہی کہ لعل بن توریج بدرگ ملعون میرے ہاتھ سے مجروح ہوکے بھاگا تھا آج مین اس مرتد کے روبرو بستہ ہون ان پاجیون نے بڑا فریب کیا عیارون کے ہاتھ گرفتار کیا جنگ وحرب مین اگر کوئی موقع آجاتا تو کچھ تردد کی بات نہ تھی شاہزادۂ رستم ثانی نے لعل بن توریج بدرگ سے کہا ای لعل خان یہ کیا حرکت ہی اُسنے کہا ای شاہزادۂ رستم بس خاموش رہنا کچھ نہ کہنا یہ جنگ وحرب کا معاملہ ہی جسکی تدبیر بن پڑی کل تونے مجکو مجروح کیا آج مین نے تجکو گرفتار کرلیا جیسا کہ تو اپنے کو اسوقت دیکھ رہا ہی شاہزادۂ رستم ثانی

نے کہا مجھکو اس بات کا بالکل ملال نہین ہی کہ مین گرفتار ہو گیا ہون ہان یہ ملال البتہ ہی کہ مقابلہ کر کے
مجھکو گرفتار کیا ہوتا النوم رفع السموات مشہور ہی حالت خواب مین گرفتار کرنا بہادری پر محمول
نہین ہو سکتا لعل بن توریج بدرگ نے کہا اے شاہزادۂ رستم ثانی ان باتون کو اپنے خیال سے
دور کرو اور یہ فکر کرو کہ جان کس صورت سے بچ سکتی ہی شاہزادۂ رستم ثانی نے کہا او پاجی
ملعون و مکار و زبون تو نہین جانتا کہ ہم خداپرست کبھی جان سے نہین ڈرتے اگرچہ ہم اسوقت
گرفتہ و بستہ مجبورانہ حالت سے تیرے روبرو کھڑے ہین لیکن ہم اُسی طرح سے کلام کرین گے
جس طرح آزادی کی حالت مین تجھے لعل بن توریج بدرگ بہت برہم ہوا جلاد کو طلب کیا
اور کہا مین ابھی اس قصے کو تمام کیے دیتا ہون ملکہ نسترن خاتون نے لعل بن توریج بدرگ
سے کچھ اشارہ کیا لعل بن توریج بدرگ اُسکے اشارے کو نہ سمجھا کہا یا غلان کہ مین نہین سمجھا
آخر خوف کس بات کا ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا تو گھبرا گیا ہی اپنے حواسون کو درست کر
تو کہون لعل بن توریج بدرگ نے کہا میرے حواس درست ہین تو کہہ جو کچھ تیرے دل مین
آئے ملکہ نسترن خاتون نے کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ مسلمانون کے مقابلے سے ہر وقت
خائف رہنا چاہیے تو نے شاہزادۂ رستم ثانی کے حق مین دفعتاً حکم قتل دیدیا یہ بات بالکل
نادانی پر محمول ہی آہستگی سے کام لے پہلے بخوبی سمجھ لے اور غور و فکر کر لے مین شاہزادۂ رستم
کو ایک گوشے مین لیے جاتی ہون اُسکو سمجھاؤنگی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھونگی اگر وہ
میری فہمائش پر عمل کرے گا پس یہی ہماری مراد ہی ہم سب اُس سے خوش ہونگے اور اُسکی
عزت کرین گے اگر ہماری فہمائش کے جانب اعتنا نہ کرے گا اُسکو اختیار ہی لیکن وہ تیرے
روبرو حاضر کر دیا جائے گا لعل بن توریج بدرگ نے کہا اگر تیری یہی رائے ہی تو خیر لیجا
ان مسلمانون کو فہمائش کر مگر یہ بخوبی یاد رہے کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام انکو چھڑا
کر لیجاوین وہ بڑے غضب کے عیار چالاک ہین ملکہ نسترن خاتون نے کہا لشکر اسلام
کے عیار اگر غضب کے چالاک ہین تو اس طرف بھی خداوند لات و منات نے
ایسے ویسے عیار نہین عنایت کیے ہین دیکھ ان مسلمانون کو کس طرح گرفتار کر لائے لعل بن توریج
بدرگ بہت خوش ہوا عیارون کی تعریف کی ملکہ نسترن خاتون شاہزادۂ رستم ثانی وغیرہ کو
اپنے ہمراہ اُسی طرح گرفتہ و بستہ ایک گوشۂ تنہائی مین لے گئی اور کہا اے جوانو کیون اپنے کو
ہلاک کرتے ہو دیکھو یہ دنیا ہی یہان ہزارون طرح کے دقتین اور لاکھون طرح کے
اتفاقات پیش آتے ہین انواع اقسام کی مجبوریان لاحق ہوتی ہین عقلمند اُسکو کہتے ہین جو
بسہولت اپنا کام نکال سکے جیسا دیس ہو ویسا بھیس اختیار کرے صرف بات کے واسطے جان کا دینا
ہرگز عقلمندی نہین ہی لعل بن توریج بدرگ کی قید مین مبتلا ہو تمکو چاہیے کہ اسوقت جو کچھ
وہ کہے اُسپر عمل کرو تاکہ تمہاری جانین ہلاکت سے بچ جاوین ورنہ مفت ہلاک ہو جاؤ گے
شاہزادۂ رستم ثانی نے کہا تو ہمکو کیا فہمائش کرتی ہی دن بھر ہم تجھ ایسے ضدیون کو فہمائش
کیا کرتے ہین جا اپنا کام کر ہمارے حال سے تو کچھ تعرض نہ کر ہم وہ لوگ ہین کہ جان کی کچھ حقیقت

نہین

دروقت نہین سمجھنے ہین تو ہزار سمجھاؤن کی ایک سمجھا ہے تیری سمجھ مین خود ہی معقول بات نہین آتی
تو ہمکو فہمائش کیا کرتی ہے تو یہ نہین سمجھتی کہ دنیا مین جان باقی رہتی ہے یا بات باقی رہتی ہے آدمی کی بات نہوئی
تو وہ آدمی کیا تو اپنی طرح سب کو سمجھا سمجھتی ہے اُسنے کہا اے بے وقوفو مین سچ کہتی ہون منفعت
تم سب ہلاک کیے جاؤ گے مجھکو تمھاری جوانیون پر افسوس آتا ہے اُنہون نے کہا تو اپنے
افسوس کو اپنے پاس رہنے دے ہمارے حال سے کچھ تعرض نہ کر خدا آمابس ہست اگر ہوش
است جب ملکہ نسترن خاتون نے دیکھا کہ یہ جوان میری فہمائش کی طرف اعتنا نہ کرینگے
اپنی ہلاکت کے درپے ہین مجبور ہوکے بیٹھ رہی وہ دن گذر گے رات آئی ملکہ نسترن خاتون
پھر شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آئی اور نہایت عاجزی سے کہا اے جوان تو ضرور میری فہمائش
کے موافق عمل مین لا دنیا مین بعد ہلاکت کوئی زندہ نہین ہوتا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو بیکار
اپنی زبان کو تھکاتی ہے ہم ہرگز نہ مانینگے غرضکہ چند روز تک ملکہ نسترن خاتون ان مسلمانون
کو فہمائش کرتی رہی اور ہر روز امید کرتی تھی کہ حالت مجبوری مین آج یہ مسلمان ضرور میری فہمائش
پر عمل کرینگے جب کسی مسلمان نے اُنکا کہنا نہ سنا جب تو ملکہ نسترن خاتون مجبور ہوگئی
اور اُنکو لعل بن توریج بدرگ کے پاس واپس لائی اور کہا اے توریج خان واقعی یہ مسلمان
ہلاک کرنے کے قابل ہین انکی مطلق رعایت نہ کی جاوے تو بہتر ہے انکا مجنونانہ دماغ ہے شاہزادہ
رستم ثانی کو غصہ آگیا اور نہایت برہم ہوکے کہا او شفتل مجھکو تو مجنون بتاتی ہے تو خود مجنون ہوگی خبردار
اب ایسا کلمہ گستاخی زبان سے نہ نکالنا ورنہ اگرچہ تیری نظر مین ہین گرفتاری کی حالت مین مجبور ہون لیکن
اب بھی اسقدر جرات رکھتا ہون کہ تجھکو سزا ے معقول دون لعل بن توریج بدرگ نے
کہا اے ملکہ نسترن خاتون کیون خواہ مخواہ مغز خراشی کرتی ہے خاموش ہورہ اور جلادون کو حکم
دیا کہ ان تینون خدا پرستون کو ہلاک کرو تینون جلاد ایک ہی مرتبہ آگے بڑھے اور اُن تینون
خدا پرستون پر ایک ہی مرتبہ حملہ کیا اور ایک ایک وار مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کا سرتن
سے جدا کیا لعل بن توریج بدرگ نے اُن خدا پرستون کے خون کو شراب مین شامل کرکے
نوش جان کر گیا یکایک یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی سب نے سر پیٹا اور رونے کا غل بلند ہوا
سب کو یقین ہوگیا کہ ضرور کفار کے ہاتھ سے کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا اکثر مسلمانون کو غش
آگیا تاب سماعت نہ لائے ہر طرف صدائے ہائے واویلا بلند تھی اور کہرام برپا تھا کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ تھی
حواس مختل ہوگئے تھے اس حال کی خبر گہرائے اختر شناس کو پہونچی اُسنے اُسی وقت
زائچہ کیا اور از روئے قواعد نجوم حساب لگا کے حال دریافت کیا اور لشکر اسلام مین آکر
سب سے کہا تم لوگ کیون بدحواس ہوئے جاتے ہو شاہزادہ رستم ثانی اور فضل
بن رستم اور ملک ایرج نوجوان یہ تینون شخص زندہ ہین اگرچہ بظاہر لعل بن توریج بدرگ نے
سب کے روبرو ان اشخاص کو ہلاک کیا ہے مسلمانون پر اور زیادہ رقت طاری ہوئی اور کہا اے
گہرائے اختر شناس تم یہ کیا کہتے ہو ہم نے سب کے روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو
اُس ملعون نے ہلاک کیا اور سرتن سے جدا ہوکے زمین پر گرا گہرائے اختر شناس نے

کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن وہ ہرگز ہلاک نہین ہوئے ہین بقید حیات موجود ہین ہمارے قواعد
نجوم سے ہرگز اُنکا ہلاک ہونا ثابت نہین ہوتا ہی اور اگر تم لوگون کو یقین نہین ہی تو ہم تمکو چالیس
روز کا مچلکہ لکھے دیتے ہین اور یہ کہکے قلمدان سے قلم نکالا نوشتہ لکھا مسلمانون کو دیا اور کہا اسے
رہنے دو ہمارے حکم کا امتحان کر لو اگر چالیس روز کے عرصے مین شاہزادۂ رستم ثانی وغیرہ
کو زندہ نہ دیکھو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز کروگے بجا ہوگی اُس طرف جب لعل بن تورج
بدرگ شاہزادۂ رستم ثانی کے قصے سے مطمئن ہو چکا طبل جنگ بجوا کے میدان مصاف مین
آیا اور حریف طلب کیا مسلمانون کے حواس باختہ ہو چکے تھے مقابلے کو کون آتا یکایک
ایک جانب سے بن عمر اور معدی بارگاہ سلیمانی کو لائے اور برابر شہر خطا کے بارگاہ برپا
کی لعل بن تورج بدرگ نے جنگ کو ملتوی کیا اور جرات سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا
کہ عقب سے گرد ہامون نظر آئی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی باجمعیت سرداران داخل بارگاہ
ہوئے لعل بن تورج بدرگ بھی اپنے خیمے مین گیا یکایک شاہزادۂ رستم ثانی کے ہلاک
ہونے کی خبر امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے گوش زد ہوئی پہلے جس شخص نے شاہزادۂ
رستم ثانی کے غم و ملال مین گریبان تا بدامن چاک کیا اور اپنا حال خراب کیا وہ بدیع الملک
تھا تمام سرداران بارگاہ سلیمانی سیاہ پوش و نوحہ کنان ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے
کہا اے حامیان دین اسلام و اے بندگان خداوند ملک العلام آج بہت بڑا رکن دین اسلام کا کفار
کے دست ظلم سے گرا دیا گیا کیا لطف زندگی ہی جب ایسے دلاور و بہادر ہم ابھی اس طرح
دشمنون کے دست ظلم سے ہلاک ہو جائین شاہزادۂ رستم ثانی کے ہاتھ سے وہ وہ
کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین کہ جسمین عقل انسانی حیران ہوتی ہی افسوس ہی کہ مسلمانون کی
حالت پر روز بروز ضعف طاری ہوتا جاتا ہی اور کفار کی جرات بڑھتی جاتی ہی بس اب فتحیابی
سے بالکل نا امید ہو جانا چاہیے جب شاہزادۂ رستم ثانی ایسا دلاور کفار کے دست ظلم
سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کسی کی کیا وقعت ہی ایک روز مین بھی اسی طرح مجبورانہ حالت مین مبتلا
ہو کے ہلاک ہو جاؤنگا سب لقمۂ زہر پر اور خاک ہی دنیائے دنی پر اب دیکھیے ماتم داری کا کیا
انتظام ہوتا ہی اُسکے چچا ہاشم کے پاس چل کے پرسا دینا چاہیے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
نے فرمایا مین بھی چلونگا مگر مجکو اس بات کا خیال ہی کہ شائد اپنے خیمے مین نہ آنے دین شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ کبھی ایسا نہین ہو سکتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا
اے بدیع الملک یہ بھی ہوتا ہی شاہزادۂ بدیع الملک نے عرض کی حضور رکھیں ایسا نہین
ہو سکتا میرا ذمہ ہی بس امیر حمزۂ صاحبقران باجمیع سرداران لشکر خیمۂ ہاشم کے جانب روانہ
ہوئے یہ خبر ہاشم کو پہونچی ہاشم نے کہا تعجب کی بات ہی آخر یہ لوگ یہان کیون آتے ہین
بہتر یہ ہی کہ اپنے خیمے مین جا وین ابتحیل ماہرو نے ہاشم سے کہا تم نہین جانتے ہو کہ جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سردار اعلیٰ لشکر اسلام کے ہین اسکے کیا معنے کہ وہ کیون یہان آتے
ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا چلو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی پیشوائی کرکے یہان

لاؤ ہاشم نے کوئی چارہ نہ دیکھا بجز اسکے کہ سرداران دست چپ کو ہمراہ لیکے استقبال امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے سب پیادہ ہوئے ان سب نے جو انکو سیاہ پوش دیکھا گریہ کا جوش ہوا یہ بھی مرکبون کی پشت سے زمین پر آئے اور ہاشم کے خیمے مین آ کے رسم تعزیت ادا کی عیاران لشکر اسلام مثل شبرنگ بن قران سیارۂ ثانی نہر دن بن عمر و مستر سنجر بلخی فیروزک خطائی گئے لاشین اور سر شاہزادون کے لے آئے ان لاشون اور سرون کو دیکھ کے وہ کہرام لشکر اسلام مین برپا ہوا کہ پناہ بذات خدا خون حمیت جوش مین آیا سب نے تلوارین میانون سے کھینچ لین اور امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سے کہا شہریارا اب اجازت دی جاوے آج ہم کفار کے قصے کو فیصل کیے لیتے ہین ہم نہین یا کفار نہین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مانع ہوئے اور کہا اسقدر عجلت کیون کرتے ہو ؎ کار شیطانست تعجیل و شتاب مقتضائے عقلمندی یہ ہی کہ جہانتک ممکن ہو سکے صبر و سکون سے کام لیا جاوے ؎

مناز توسن غفلت بعرصہ تعجیل
تو دست و پا زنی زان خطر بردن نائی
عنان دل بکف صبر دہ گرت باید
کہ آخر انگشت بر زمین برسوائی
مکن شتاب وز آئین علم رہ متاب
کہ گوے پیش بچوگان چند بہ بائی
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی

اسی طرح سے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے بہت کچھ لشکر کو فہمائش کی وہ سب خاموش ہو رہے شاہزادون کی لاشون کو غسل دیا گیا تجہیز و تکفین ہوئی صندوقون مین میتون کو رکھ کے جانب مکۂ معظمہ روانہ کیا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے ہاشم کو بہت سمجھایا اور کہا دنیا کے بیشتر عجیب و غریب کارخانے ہین کیسا ہی اپنا عزیز ہلاک ہو جائے اُسکے ساتھ خود کوئی ہلاک نہین ہوتا پس صبر کرو بعدہ ہاشم کو مع سرداران دست چپ خیمے مین لائے اور اپنی اپنی جگہ سب بیٹھے مگر نہایت مغموم و محزون چند روز تک یہی غم و ملال کا حال رہا ایک روز سب نے بالاتفاق اس امر مین مشورہ کیا کہ دنیا کے یہی کارخانے ہین کبھی کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی ناپید ہوتا ہے کہانتک شاہزادۂ رستم ثانی کے ماتم مین زندگی بسر کرین لذت دنیا سے محترز ہون ایک روز ہمارا بھی یہی حال ہوگا ؎

کسی کے عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی یہ دنیا ہے جس مین شام و سحر
کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

بعض سردارون نے کہا یہ مشورہ بجائے خود درست نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین اس بات کو عرض کرنا چاہیے اور ہان خوب یاد آیا شاہ سعد کی خدمت مین اس بات کا بھی اعلان چاہیے کہ منجمون نے اپنے قاعدۂ نجوم کے اعتبار سے یہ حکم لگایا ہے کہ شاہزادۂ رستم ثانی و فضل بن رستم و ایرج نوجوان زندہ ہین ابھی ہلاک نہین ہوئے دیکھو بادشاہ اسلام اس بارے مین کیا حکم صادر فرماتے ہین چنانچہ یہ سب شاہ سعد کی خدمت مین پہونچے اور اس تقریر کو ادا کیا شاہ سعد نے فرمایا تم لوگ کھانا کھاتے ہو پانی پیتے ہو وہ کون سی لذات ہین جو شاہزادۂ رستم ثانی کے ماتم مین ترک کیے ہوئے ہو سردارون نے عرض کی شہریارا لذات دنیا سے مراد ہماری ترک بادۂ ریحانی وغیرہ ہے جسکا مشغلہ

کبھی ہو جایا کرتا تھا شاہ سعد کو اس قسم کی درخواست بہت ناگوار معلوم ہوئی اسوقت اور کچھ کہنا مناسب نہ جانا صرف اسقدر فرمایا کہ مجکو تمھاری اسوقت کی تقریر سے کمال تعجب ہوا خیر مجھسے اس بارے مین کچھ نہ کہو جو کچھ کہنا ہو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سے کہو سب نے امیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین عرض کیا اور اُسوقت ہاشم کو بھی اپنا شریک کر لیا امیر حمزۂ صاحبقران نے تادیر تامل کیا اور وجہ تامل کی یہ تھی کہ جنگ درپیش تھی بجائے خود خیال کیا کہ اگر ان لوگون کی مخالفت کرونگا شاید یہ لوگ برخاستہ ہو جائین سردارون نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے سکوت سے خیال کیا کہ خاموشی بھی نیم رضا ہے وہان سے چلے آئے چند روز گئے بعد جناب حمزۂ ثانی نے فرمایا ای حامیان اسلام اب کوئی ایلچی پرویز کے پاس بھیجنا چاہیے چنانچہ میر منشی نے نامہ تیار کیا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے سر دربار نامہ پڑھا اور فرمایا کہ کون ہے ایسا جری و بہادر جو اس رسالت کو قبول کرتا ہے کیخسرو اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا جام کلہ عفریت جو دوت کے بعد لبریز کیا گیا تھا اُسکے پاس آیا خداوند عالم کی ثنا و صفت کی اور جام پی لیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے منع کیا کہ میرے نزدیک تجھ ایسے شاہزادے کا اس رسالت کو قبول کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے شاہزادۂ کیخسرو نے نہ مانا اور کہا ای شہریار کار ضروری مین شاہزادگی اور غیر شاہزادگی کا کیا دخل ہے میرے نزدیک لائق و کارگذار کے یہ معنے ہین کہ ہنگام ضرورت ہر طرح اپنے کام کو انجام دے امیر حمزۂ ثانی نے کہا یہ سب صحیح ہے تاہم مگر یہ کام تجھ ایسے ذی عزت کے بالکل خلاف شان ہے کیخسرو نے کہا شہریارا ابتو مین جام کلہ عفریت پی چکا ہون ایسی حالت مین ارادے کو فسخ کرنا نہایت شرم کی بات سمجھتا ہون دلاوران لشکر اسلام میری نسبت کیا خیال کرینگے کہ شاہزادۂ کیخسرو نے جام کلہ عفریت جرات کرکے پیا اور پھر خائف ہوکے اپنے ارادے کو فسخ کیا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کچھ ہو مگر ہرگز اجازت نہ دونگا کیخسرو نے کہا اگر مجکو اس کام سے باز رکھا جاوے گا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا امیر حمزۂ صاحبقران نے سکوت اختیار کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ گسترن خاتون کا حال بالکل نہ سنا تھا جام صفا کو مملو کرکے بلا تکلف کیخسرو کو پلا دیا اور لباس پر چھڑکا اور لشکر کے گرد اگرد بھی چھڑکا کیخسرو سب سے رخصت ہوکے روانہ ہوا تمام سرداران لشکر اسلام تا دور شاہزادۂ کیخسرو کے ہمراہ گئے شاہزادۂ کیخسرو نے باصرار اُنکو رخصت کیا اور خود وہان سے منزل مقصود کی راہ لی

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین اور کیخسرو حامل نامہ امیر کو لشکر کفار کے جانب روان رکھا جاتا ہے

مجکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہین اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہین طائر روح رمیدہ کیطرح چھوٹا ہون	گھر سے کچھ کام نہین بام سے کچھ کام نہین خانہ برباد ہون صحرا مین بگولون کیطرح ابتو صیاد ترے دام سے کچھ کام نہین	دل مین خوش آئین ہین صحرا کی ہوائین خانہ سقف و دیوار و در و بام سے کچھ کام نہین طبع روشن کو نہین خوف سیہ روزی کا

صبح محشر ہو مجھے شام سے کچھ کام نہین | ہی مجھے دشت مین بھی عہد معافی کا خیال | درد سے کچھ کام نہین آرام سے کچھ کام نہین
اتنی مدت سے ہون غربت مین وطن بھول گیا | مجھکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہین | ہی فراق بت خودکام مین ناسخ کا کلام
ہو نہین ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہین

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اس داستان حیرت عنوان مین اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ بدیع الزمان مع سرداران ہمراہی ملک فرنگ کی طرف روانہ ہوئے بلخ و فاریاب مین دو روز قیام کیا پھر سمرقند مین پہونچے معلوم ہوا سمجان بن نصر بن طول سمرقندی یہان کا حاکم و فرمانروا ہے جسکا سن ستر سال کا تھا زور و طاقت کا یہ حال تھا کہ راست و چپ دو تلوارین حمائل کرتا تھا جنمین سے ہر ایک کا وزن تین من کا تھا ہنگام کارزار اُنھین تلوارون سے کام لیتا تھا جب اُسکو شاہزادۂ بدیع الزمان کی آمد کی خبر پہونچی مع خدم و حشم استقبال کو آیا ملازمت حاصل کی شہنشاہ نے اُسکے حال پر کمال مرحمت مبذول کی سمجان نے نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کی امراء و شاہزادگان شہر شہنشاہ کی ملاقات کو آئے نذرین گذرین شب کو بکمال زینت و کیفیت مجلس عیش و نشاط گرم ہوئی ایک پیر صد سالہ نے باوجود اُس کہنہ سالی کے نہایت حیرت خیز و تعجب انگیز طریقہ سے اس غزل کو گایا

غزل

سب کی سب کیا ہین شب قدر ہماری راتین
روز روشن کی برابر ہین تمھاری راتین
ہجر مین صبح سے تا شام بجائے شبنم
ہین شب تار کے مانند ہماری راتین
تیری زلفون کے لیے شانہ بکف ہی ہر دل
کہ سیہ چاہین اگر یاد بہاری راتین
دن کے بدلے بھی یہی آتے ہین غمخواری کو
پر جدائی مین بہت لاتی ہین خواری راتین
کٹتی ہین آنکھون ہی مین ہجر کی ساری راتین
جو گھڑی ہی نظر آتی ہی مجھے ایک پہاڑ
میری آنکھون سے لہو رکھتی ہین جاری راتین
شب تاریک جدائی مین یہ چلا تا ہون
اور کرتی ہین تری آئینہ داری راتین
مرغ زرین فلک پر ہی یقین خفاش
مجھسے رکھتی ہین بہت ہجر مین یاری راتین
دونون زلفون مین ہین خورشید سے تابان عارض
ہین غضب فرقت محبوب کی بھاری راتین
بس پڑے رہتے ہین بے یار اندھیرے مین ہم
دق بہت کرتی ہین با حسرت باری راتین
فصل گل مین وہ گل تر نہین گل کر کے چراغ
کسقدر ہجر کے دونون نے ہین ساری راتین
دن تو ناسخ کے بہر حال گذر جاتے ہین

شہنشاہ اُس مطرب کہنہ سال کے کمال سے بہت خوش ہوئے اور زر کثیر انعام مین دیا اُسکا نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو طرب زا کہتے ہین تمام عمر غلام کی اسی فن کے حاصل کرنے مین گذری آج اس محنت و مشقت کی داد ملی خداوند عالم حضور کو عمر نوح عنایت فرمائے شہنشاہ نے اُسکو نوکر رکھ لیا دوسرے روز سمجان شہنشاہ کو دریا کی سیر کو لے گیا وہان دیکھا کہ ایک ماہی گیر دریا سے جنگلی بطین پکڑ رہا ہی اور طرفہ امر یہ دیکھا کہ ہزارہا بطین سطح آب پر شناوری کر رہی ہین ماہی گیر جس بط کے پاس جاتا ہی باسانی بط کو پکڑ لیتا ہی اور بط اُڑتی نہین ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے اُس ماہی گیر کو طلب کیا اور پوچھا تو ان جانوران دریائی کو گرفتار کرتا ہی لیکن کوئی ذریعہ گرفتار کرنے کا معلوم نہین ہوتا کیا کوئی افسون تیرے پاس ہی اور یہ ہانڈی تیرے سر پر کیسی اوندھی ہوئی ہی اور دریا مین یہ متعدد ہانڈیان کیسی ہین جنکے قریب یہ بطین جمع ہین اُسنے کہا خداوند میرا پیشہ یہ نہین ہی ایک بھاٹ ہی اُسکا یہ عمل ہی جب کبھی وہ نہین ہوتا ہی اور مچھلیان بھی نہین ملتی ہین تو مین چند بطین پکڑ کے بیچ لیتا ہون اے شہریار یہ تدبیر بطون کے شکار کی اُسی سے مین نے سیکھی ہی پہلے اُسنے یہ تدبیر کی کہ متعدد ہانڈیان سوراخ کر کے اور اُسکے سر چہار جانب چارہ لگا کے

دریا مین تیرادین صحرائی بطین آئین اور چارے پر منقارین مارنا شروع کین ایک ایک ہانڈی کے گرد صد ہا بطین جمع ہوگئین جب اس طرح اُن ہانڈیون کا چارہ کھانے کی عادی ہوگئین ایک ہانڈی مین آنکھون اور ناک اور منھ کی جگہ سوراخ کرکے اور اُسی طرح چارہ لگا کے مثل خود سر پہ پہن لی اور آہستہ دریا مین جا کے اُن سب ہانڈیون مین جا ملا بطون نے بدستور چارہ کھانا شروع کیا اُسنے پانی کے اندر قریب ہاتھ لیجا کے ایک ایک کے پانوٗن گرفت مین لا کے پانی کے اندر کھینچ لیا اور دو دو ویرون مین گرہ دے کے پانی پر چھوڑ دیا اور وہ بطین پھر اُسی طرح سطح آب پر دشنا کرنے لگین مگر اُڑنے کی طاقت نہ رہی جب اسی طرح دو چار سو پر بند ہوگئین ایک مرتبہ سب کو پانی سے نکال کے پنجرون مین بند کرلیا اور بازارمین فروخت کر لائے شاہزادۂ بدیع الزمان اُسکی زبانی اس تقریر کو سن کے بہت خوش ہوئے سمجان شاہزادۂ بدیع الزمان کو اور مقامات فرحت افزا مین لے گیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے خوب سیر کی تین روز تک سمرقند مین قیام کیا چوتھے روز سمجان نے شاہزادۂ بدیع الزمان سے کہا شہریار اگر سفر کا ارادہ ہوگا تو مجکو ہرگز فراموش نہ کرنا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاتا ہون تمھارے ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی آئندہ اختیار ہے مین مانع بھی نہین ہون سمجان نے اُسی وقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کردیا چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے شاہزادۂ بدیع الزمان کے ہمراہ روانہ ہوا جب قریب روم کے پہونچے انکے ورود کی خبر پیر فرخاری اور صاحبقران والاشان کے محل مین پہونچی سب بہت خوش ہوئے شہر مین آئینہ بندی کی گئی ایک مکان عالیشان مین قیام ہوا شاہزادۂ بدیع الزمان سے سب نے ملاقات کی شہنشاہ سے بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسے دیے شہنشاہ بھی بہت لطف سے پیش آیا پھر جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کا ذکر ہوا سب روئے دوسرے روز شاہزادۂ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر فرخ لقا شہر مین آئے دیکھا شہر بہت آباد ہے بازارون مین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہے شاہزادۂ بدیع الزمان تمام شہر و بازار و عمارات شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین پہونچا عمائدین شہر ملازمت کو آئے نذرین گذرین ہر متنفس اولاد امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو دیکھ کے ہزارون دعائین دیتا تھا خواتین سراپردہ عصمت نے محلدار کو بھیجا کہ جلد لاؤ شاہزادۂ بدیع الزمان اندرون محل داخل ہوا ملکہ گردیہ بانو نے شاہزادۂ بدیع الزمان اور شہنشاہ کا سر سینے سے لگایا اور مادر سکندر نے سکندر کی پیشانی پر بوسے دیے گلے سے لگایا ہر ایک کے واسطے افراط مسرت و سرور سے گویا عید کا دن تھا شاہزادۂ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر فرخ لقا تینون شاہزادے تین روز محل مین مقیم رہے چوتھے روز شاہزادۂ بدیع الزمان نے ملکہ گردیہ بانو سے رخصت مانگی اور کہا کہ اب میرا قیام یہان نامناسب ہے ملکہ گردیہ بانو نے باصرار تمام کہا ابھی آئے ہو چند روز یہان توقف کرنا ضرور ہے آیندہ نہین معلوم کب دیدار میسر آئے شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا اب کسی طرح یہان توقف نہین کرسکتا ناچار ملکہ گردیہ بانو نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو رخصت کیا سکندر فرخ لقا کی والدہ خبر کوچ سن کے بہت روئی اور کہا اے فرزند اسقدر عرصے

کے بعد تجکو مین نے دیکھا ہی مین ہرگز تجھے جانے نہ دونگی سکندرہ فرخ لقا نے عرض کی کہ ای مادر گرامی قدر در آنحالیکہ شاہزادۂ بدیع الزمان یہان سے کوچ کو آمادہ ہین پھر مین کس طرح تنہا یہان قیام کر سکتا ہون خداوند عالم کے تفضل و عنایت پر نظر رکھو انشاء اللہ الرحمٰن پھر قدمبوس ہونگا اور اگر زمانۂ غدار نے کفار مکار کے ہاتھ سے فرصت نہ دی تو مجبوری ہی ملکہ گردیہ بانو زار و قطار روتی تھی اور بار بار یہ کہتی تھی اوراے فرزند مین ابھی جانے نہ دونگی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو مادر سکندرہ کا یہ حال دیکھا کہا آپ کیون اسقدر مضطرب ہین اسوقت رخصت کر دیجیے چندروز کے بعد سکندرہ یہانتک نہ پہونچے گا تو مین خود تاکید کر کے سکندرہ کو اس طرف روانہ کردونگا غرضکہ جسقدر ان شاہزادون کے آنے سے ان خواتین کو خوشی حاصل ہوئی تھی اُس سے دہ چند انکی رخصت مین قلق و ملال دل پر مستولی ہوا الغرض یہ تینون شاہزادے خواتین سے رخصت ہوکے روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے دریا کے پہونچے اول یہ رائے ہوئی کہ سفر دریا مین بیشتر خطرے ہین سفر خشکی بہتر ہی بعض سرداران ہمراہی نے اپنی رائے خلاف ظاہر کی جسکی وجہ سے چند روز تک کنارے دریا کے قیام کرنا لازم آیا آخر الامر یہی رائے مقدم رہی کہ سفر دریا مناسب ہی کشتیان مہیا کی گئین ملاحون سے اُنکے معاوضہ کا تصفیہ ہوا کشتیون پر سوار ہوئے ملاحون نے کشتیون کو روان کیا دن کم باقی رہا تھا جب سوار ہوئے تھے چند ساعت کے بعد آفتاب غروب ہوگیا تاریکی شب مین کشتیون پر روشنی بکثرت کی گئی دوپہر رات خیریت سے گذری یکایک اس زور سے ہوا کا جھونکا آیا کہ تمام چراغ گل ہوگئے سواران کشتی گھبرائے کہ یہ کیا سامان ہی ملاحون نے کہا ہمکو طوفان عظیم کے آثار معلوم ہوتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے حکم دیا کہ سب کشتیان مسلسل کردی جاوین ملاحون نے ایک کشتی سے دوسری کشتی پر زنجیرین پھینکین تھوڑی دیر کے بعد طوفان عظیم برپا ہوگیا سواران کشتی مضطربانہ دعا و مناجات مین مصروف ہوئے تمام شب اس طوفان عظیم مین بسر کی صبح کو اگرچہ طوفان برطرف نہوا تھا لیکن کچھ روشنی ضرور ہوگئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کا وقت ہی دور سے ایک جہاز نمایان ہوا وہ بھی طوفان زدہ اسی طرف چلا آتا تھا جب قریب پہونچا سواران کشتی نے غل مچانا شروع کیا کہ ای اہل جہاز جلد ہماری خبر لو عنقریب ہماری کشتیان غرق ہو جائینگی ناخدا کو اہل کشتی پر رحم آیا بہزار کد و کوشش کشتیون کے قریب جہاز کو لائے اور رسے کشتیون پر پھینکے اُن رسون کے ذریعہ سے اہل کشتی جہاز پر پہونچے اصل مین وہ جہاز ایک تاجر اسمعیل نامی کا مال تجارت لیے جاتا تھا خواجہ اسمعیل نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے تھے جو تمہاری کشتیان طوفانی ہوگئین شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار نے تمام اپنا قصہ بیان کیا اور کہا خواجہ صاحب مین کمال درجہ تمہارا ممنون و مشکور ہون کہ تمنے ہم سب کی جان بچائی ورنہ ایسی آفت عظیم مین کون کسکی خبر لیتا ہی خواجہ نے کہا شہریارا یہ کیا فرماتے ہو یہ کیا ایسا کام تھا جو ظہور مین آیا غرضکہ تیسرے روز وہ طوفان برطرف ہوا ایک جزیرہ نظر آیا جہاز نے اُس جزیرے مین لنگر کیا سواران جہاز جزیرے مین آئے معلوم ہوا کہ یہ جزیرہ مسطح

نام سے مشہور ہی حاکم جزیرے کو خبر ہوئی اور یہ بھی اُسکو معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی اولاد سے کچھ لوگ آئے ہین وہ استقبال کیواسطے آیا شاہزادہ بدیع الزمان کو حیرت ہوئی کہ یہ کون شخص ہی جو استقبال کو آیا ہی ہنگام ملاقات پوچھا تم مجھکو کیا جانتے ہو جو میرے استقبال کو آئے ہو اُسنے کہا شہریارہ پہلے میرے غریب خانے کو اپنے نور قدم سے منور کرو بعدہ اس حال کو بھی بیان کرونگا شاہزادہ بدیع الزمان اور سکندر فرخ لقا اور شہنشاہ مع مردان ہمراہی حاکم جزیرے کے ساتھ اُسکے مکان پر گئے اُسنے دعوت ملوکانہ کی انواع اقسام کی تعظیم و تکریم سے پیش آیا ایک شب کو بہت بڑی تیاری کی بعد اُسکے جلسۂ رقص و نوا گرم ہوا ایک رقاصہ خوشگلو و خوش آہنگ نے نہایت لطف سے اس غزل کو گایا غزل

آئے ہین تجھ سر زانو پہ تھوڑا ائے ہوئے ہین
کیا حسن خداداد پہ اترائے ہوئے ہین
کاہیکو نکلتی تھی کبھی میان سے ای دل
بھولو نہین بستر پھول کبھی کمھلائے ہوئے ہین
رخصت ہی گلستان سے بہار چمنستان
ہم بھی جگر و دل پہ وہ گل کھائے ہوئے ہین
گھبرا کے ہوا جاتا ہی پہلو سے روانہ
ہم ایسے ستم دیدہ ہین دکھ پائے ہوئے ہین
ای شمع لقا دل نہ جلا دینا شرف کا

گلزار ہین یہ پھول جو مرجھائے ہوئے ہین
کم سن تو ہین کچھ سوچ کے تو شرمائے ہوئے ہین
اُن گیسوؤن پر زہر جو ہم کھائے ہوئے ہین
ہم یار کی تلوار کو چمکائے ہوئے ہین
کب دیکھیے وہ آکے لپٹتے ہین گلے سے
شاداب جو غنچے تھے وہ مرجھائے ہوئے ہین
معلوم نہین کس پہ ہی غصہ انھین آیا
دلکو تری تصویر سے بہلائے ہوئے ہین
تو ہمسے محبت مین جو باہر نہین ای دل
پروانو نہین خفیہ وہ کہین آئے ہوئے ہین

کسکے گل رخسار شرمائے ہوئے ہین
عشاق کے دیدار سے ترسائے ہوئے ہین
موت آئی ہی دو کالو نہ لہرائے ہوئے ہین
افسردہ دل اُس رشک چمن کو جو ہی پایا
ہاتھو نکو سر شام سے پھیلائے ہوئے ہین
معشوق کہینگے کہ عجب باغ کھلا ہی
برہم ہی مزاج آج وہ جھنجھلائے ہوئے ہین
ذکر آئے خوشی کا تو نکل پڑتے ہین آنسو
ہم بھی تو جگر سے تجھے لپٹائے ہوئے ہین

اس غزل کو سن کے تمام اہل مجلس پر محویت طاری ہوئی دو پہر رات تک وہ ہنگامۂ ساز و نوا گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے بستر خواب پر دراز ہوئے صبح ہوئی حاکم جزیرہ کا شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آیا اور ہنگامۂ گفت و شنید گرم سخن ہوا اثنائے کلام مین حاکم جزیرے نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی اور کہا مین غائبانہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کا مطیع و فرمان بردار ہون افسوس کہ اسوقت تک اُس والاجاہ کی قدمبوسی حاصل نہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاؤنگا حاکم جزیرے نے کہا شہریارا ابھی چند روز قیام فرمائیے بدیع الزمان نے کہا اب مین قیام نہین کر سکتا دوسرے روز صبح کو پھر کشتیان مہیا کی گئین شاہزادہ بدیع الزمان مع شاہزادگان دیگر و سرداران ہمراہی کشتیون پر سوار ہوئے کشتیان روانہ ہوئین چالیس روز کے بعد وہ کشتیان بندر ریحانیہ مین پہونچین مہران بن حیران شاہ کو شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کے ورود کی خبر پہونچی وہ استقبال کو آیا اور بعزت تمام اپنے مقام قیام پر لے گیا اُسنے بھی نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادہ بدیع الزمان کی دعوت کی شہنشاہ نے شہریارہ کا احوال پوچھا مہران بن حیران نے کہا ای شاہزادہ والاجاہ شہریارہ مع بریسیما اسبان کوچک فرنگ سے باہر آیا اُس تمام ملک پر قبضہ کیا ہی اور فرشی تاجدار اور برقی تاجدار قلعہ بند ہو گئے ہین روز ہنگامۂ جنگ گرم ہوتا ہی شہنشاہ نے کہا اس بارے مین مجھکو بھی کچھ کام کرنا چاہیے اور اپنے ہمراہیون سے کہا تم مین سے

تم مین سے کون ایسا ہی جو ہمارے پیش خانہ کو لے جائے اور اُسکی حفاظت کرے معروف بن اسد اُٹھ کھڑا
ہوا مجرا کیا اور عرض کیا کہ اس خادم کے دادا عمر معدی کرب امیر بلند توقیر کے پیش خانہ کے داروغہ مقرر
تھے اور کمترین کے باپ بھی سربراہ کار تھے اگر یہ خدمت میرے محول ہو تو سبب عزت افزائی ہی شہنشاہ نے
اُسکی اس ہوا خواہی پر ہزار ہزار آفرین کی اور کہا ای معروف مجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارے دادا عمر معدی
کرب داروغہ پیش خانہ کے تھے قطع نظر اس بات کی اگر تم نہ بھی خدمت دیرینہ کو یاد دلاتے تو ہم تمھاری
درخواست کو بدل قبول و منظور کرتے معروف بن اسد نے بکمال ادب تسلیم کی وہان سے رخصت
ہوا پیش خانۂ شہنشاہ کو بارہ ہزار سواران جرار و دلاوران جلادت شعار کی جمعیت سے لیکر روانہ ہوا
بعد جانے معروف بن اسد کے شہنشاہ کے دل مین اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ معروف تنہا
لشکر و گروہ فوج پیش خانہ لیکے گیا ہی نہین معلوم وہان کیا صورت پیش آئے کسی کو اُسکی حمایت
کے واسطے بھیجنا چاہیے سردارون کو جمع کیا معروف کے سبقت کی تعریف کی اور کہا واقعی خیر خواہ
و وفادار کے یہی معنی ہین کہ ہنگام ضرورت موجود ہو جائے اور جان و آبرو کے ضرر سے خایف نہو لیکن
بالفعل میرے دل مین اس بات نے خطور کیا ہی کہ ایسی حالت مین معروف کی جانب سے غافل نہونا
چاہیے کسیکو اُسکی مدد کو بھی بھیجنا چاہیے ممالک شاہ بن مالک اُسوقت موجود تھے کہا ای شہزادہ
والا جاہ بیشک معروف کی مدد کے واسطے کسیکو جانا چاہیے بہتر یہ ہی کہ میری نسبت حکم صادر فرمایا
جاوے شہنشاہ نے کہا ای ممالک کیا مضایقہ تمھین جاؤ مگر جہان تک ممکن ہو عجلت کرنا ایسا نہو کہ
معروف وہان پہونچ جائے اور اسکو مخالفین کے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے ممالک شاہ بن مالک
شاہ نے کہا کیا مجال ہی جب تک جان مین جان ہی ممکن ہی کہ معروف کی طرف کوئی نظر بد سے دیکھ سکے
غرضکہ ایک جمعیت مناسب ہمراہ لیکے ممالک شاہ بھی اُسی جانب بعجلت تمام روانہ ہوا ممالک
شاہ کے جانے کے بعد سمجان نے کہا کچھ تجھے کہنا ہی شہزادہ شہنشاہ نے کہا کیا سمجان نے
کہا معروف بن اسد کی کمک کو کسی دوسرے سردار کا جانا ضروری تھا اور قبل سے
ارادہ تھا کہ مین بھی معروف کے ساتھ جاؤن اسوقت جو معروف کی کمک کا ذکر ہوا ممالک شاہ
نے سبقت کی مین خاموش ہو رہا مگر میرا دل نہین مانتا اگر مناسب ہو تو مین معروف کی مدد کو
جاؤن شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی تم بھی جاؤ سمجان بھی اُسی وقت ایک جمعیت معقول
ہمراہ لیکے اُسی طرف راہی ہوا

معروف بن ممالک شاہ بن مالک شاہ سمجان کو شہریار کے واسطے کوہ کاف فرنگ کی جانب راہی رکھا جاتا ہی اور چند کلمہ داستان شہریار کے حوالۂ قلم بعجلت رقم کیے جاتے ہین و منہ البدء و الیہ التوفیق

کیا شب فرقت مین صدمے ہین دل بیتاب پر ۔ مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر ۔ ہجر
مین سو جاؤن کیا مین توشک کمخواب پر ۔ بنگئے ہین بال پلکون کے برائے خواب پر ۔ چل
ہالہ رات صدمے ہوتے ہین مہتاب پر ۔ یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر ۔ آگیا یاد آہ اُس
محبوب نمازی کا رکوع ۔ آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر ۔ گنبد مدفن مرے اشکون ... لون

ہی بعد مرگ ٭ بلبلے ترستے نظر آتے ہین جیسے آب پر ٭ جھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلا دے ای طبیب ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر ٭ خیمۂ لیلے نظر آتا ہی او مجنون حباب ٭ نجد کے وادی مین ہین ترے اشک کے سیلاب پر ٭ وہ جو قایم ہوئے زر اُسکو نام زر سے ننگ ٭ فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر ٭ عین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر قرار ٭ سعی کرنا ختم ہی اس سال کی گرداب پر ٭ رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب ٭ ہاے کیا رکھتا ہی رغبت غم مرے خونناب پر ٭ کان مین محبوب کے آواز بھی آتی نہین ٭ کیا شب فرقت مین مجکو رشک ہی سرخاب پر ٭ راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح قلم فرسا ہوئے ہین ٭ کہ جب کامل ایک مہینہ منقضی ہو گیا اور کسی طرح قلعہ فتح نہوا شہریار بہت برہم ہوا اپنے ہمراہیون سے کہا کیسے تم سب مرد میدان دولا اور دوران ہو کہ باوجود اس قدر جد و جہد اس وقت تک قلعہ فتح نہوا مع ہذا اسوقت شہریار کے دل مین اس بات نے بھی خطور کیا کہ ایسا نہو یہ سب مجسے برگشتہ ہو جائین کہا میری اس تقریر کے یہ معنی نہین ہین کہ تم سب نے فتح قلعہ مین کوتاہی کی نہین بہت کچھ کوشش کی مگر یہ یہ کیا امر ہی کہ قلعہ فتح نہین ہوتا اُسکے ہمراہیون نے کہا ای شہریار تیری اسوقت کی تقریر بالکل مناسب ہی اگر ہماری کوشش و سعی پر حرف رکھا جاتا ہی تو اب ہم پوچھتے ہین کہ باوجود موجود ہونے تجھ ایسے شہریار جرار کے اس وقت تک قلعہ کیون نہ فتح نہوا شہریار نے کہا خیر اب اس بات کو طول نہ دو مگر مین اسوقت تمہارے روبرو قسم کھاتا ہون کہ جب تک قلعہ فتح نہ کر لونگا قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا بلکہ اگر ہلاک ہونے کا بھی خدشہ ہوگا یہ کہکے اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مردان ہمراہی نے کہا بالفعل ہم مین سے کسی کے نام طبل جنگ بجایا جاوے بعدہ اختیار ہی شہریار نے نہ مانا اپنے ہی نام طبل جنگ بجوایا صبح کو مرکب دورکابہ نہایت چست و چالاک طلب کیا مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا قلعہ کی راہ لی تا اینکہ فصیل سے گذر کے مرکب کو جو مہمیز کی وہ جست کر کے آڑا خندق مین جا گرا شہریار نے ہرچند پشت مرکب پر اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھلا زمین پر آیا مگر پھر مرکب پر سوار ہوا اب مرکب مین اسقدر طاقت نہ پائی کہ آگے بڑھ کے کچھ جست و خیز کا کام کرتا اور خود بھی ماندہ ہو گیا تھا ناچار واپس آیا دوسرے روز پھر اُسی مرکب دورکابہ و چست و چالاک پر سوار ہوا اس مرتبہ کنارہ خندق قیام کر کے جو گھوڑے کو مہمیز کی وہ اسپ برق کردار جست کر کے دروازہ قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ خندق بہت عمیق تھی اہل قلعہ کو خیال تھا کہ خندق کو طے کر کے قلعہ تک پہونچنا بہت دشوار امر ہی بدین خیال اُنھون نے دروازۂ قلعہ کا بخوبی بند و بست نہ کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ دروازہ قلعہ کا علے العموم قلعون مین بند و بست ہوتا ہی دشمن اگر آئیگا تو کسی اور طرف سے آئیگا اُسطرف کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے چنانچہ جب شہریار دروازہ قلعہ کے قریب پہونچے دروازہ کھلا پایا فوراً قلعہ مین داخل ہوا فرنگیون نے جو دیکھا کہ شہریار قلعہ تک پہونچ گیا ہی وہ بھی قلعہ تک پہونچ گئے اور دروازہ قلعہ کو کھلا دیکھکے قلعہ مین داخل ہوئے اہل قلعہ نے تلوارین میانون سے کھینچ کے ایک ہی مرتبہ دلیرانہ حملہ کیا اس طرف بھی سب جنگ پر آمادہ تھے بگیر و بزن کی آوازین آنا شروع ہوئین ٭ چقا چاق خنجر بگیر و فرو رسید فیروز زہر خوار کے جو یہ گرمی جنگ مغلوبہ دیکھی

زرہ - بکتر - خود - چار آئینہ - دستانہائے فولادی - شمشیر - تیر - کمان - خنجر - ڈھال - نیزہ - جملہ سامان حرب سے آراستہ ہو کے بعجلت تمام قرشی تاجدار کے پاس آیا اور کہا شہریار اس وقت نہایت کشت و خون پر آمادہ ہے جلد مجکو اجازت حرب دو ورنہ ہزارہا بندگان خدا کی جانین مفت ضائع ہو جائینگی قرشی تاجدار نے کہا پھر کیون دیر کرتا ہے جا دشمن کا کام تمام کر اور مین بھی آتا ہون یہ کہکے قرشی تاجدار اُٹھ کھڑا ہوا برقی تاجدار نے کہا ای برادر مین بھی چلتا ہون قرشی تاجدار نے کہا تمہارے جانے کی ضرورت نہین ہے مبادا اس جنگ مین کام آگیا تو اہل قلعہ منتشر الحواس ہو جائینگے تم اُنکو سنبھالنا برقی تاجدار نے کہا یہ نہین ممکن چنانچہ وہ بھی قرشی تاجدار کے ساتھ روانہ ہوا فیروز زہرخوار نے جو قرشی تاجدار کو دیکھا کہا اب مین ہرگز جنگ نہ کرونگا میرا یہ مطلب نہین ہے کہ مین جاتا ہون تم بھی میری مددگاری کو آنا جلد یہان سے واپس جاؤ ناچار قرشی تاجدار اور برقی تاجدار واپس آئے اُس طرف فیروز زہرخوار شہریار کے سامنے آیا اور کہا بیار آنچہ داری زمردی نشان + شہریار نے آتے ہی تلوار کا وار کیا فیروز زہرخوار ایک ہی تجربہ کار و جری تھا اُسنے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا شہریار نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی آخر فیروز زہرخوار شہریار کے ہاتھ سے زخمی ہوا اہل لشکر اُسکو اُٹھا لیگئے اہل اسلام کو کمال حیرت ہوئی سب قرشی تاجدار کے پاس آئے حال فیروز بیان کیا اور کہا ای بادشاہ شہریار بڑا سفاک ہے کیا عرض کرین کہ کس طرح فیروز زہرخوار کو زخمی کیا ہے اگر یہی سفاکی شہریار کی ہے تو کسی طرح ہم اُسکے مقابلہ مین سر بر نہین ہو سکتے دونون بھائی متعجب ہوئے آپس مین مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے برقی تاجدار نے کہا لشکر کے جوان فیروز زہرخوار کے زخمی ہونے سے بددل ہو چکے ہین اگر اس جنگ پر صرف انھین پر محول کیا دیگا بالیقین نتیجہ خراب ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ خود دشمن کے مقابلہ کو جانا چاہیے قرشی تاجدار نے کہا ہان ای برادر میری بھی یہی رائے ہے لیکن پہلے درگاہ بے نیاز مین دعا و مناجات کر لینا چاہیے چنانچہ سرداران معزز کو طلب کیا اُنسے بھی مشورہ لیا اُنھون نے بھی برقی تاجدار کی رائے سے اتفاق کیا سب جانب قبلہ بیٹھے دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع کی ای خالق زمین و آسمان و ای مالک کون و مکان سہ

دادار غیب دان و نگہدار آسمان + رزاق بندہ پرور و خلاق رہنما + اقرار میکند دو جہان بر یگانگیت + یکتا و لیشت عالمیان بر درت دوتا + گوہر ز سنگ خارہ کنی لولو از صدف + فرزند آدم از گل و برگ گل از گیا + باری ز سنگ چشمہ آب آوری پدید + باری ز آب چشمہ کنی سنگ ذرہ سا + گاہے بصنع ماشطہ بر روی خوب روز + گلگونہ شفق کند و سرمہ دجی + دریاے لطف تست کہ گر یک سحاب ازو + تا ہر زمین مشرق و مغرب کند سخا + آن شاء نا ما لطفک یا صانع الوجود + فاغفر لنا بفضلک یا سامع الدعا + ارباب شوق در طلبت بے دل اند و ہوش + اصحاب فہم در صفتت بے سر اند و پا + یا ذو نور روح پرور و دو صد تو دلفریب + نام تو غمزدائے و کلام تو دلربا + شاہان بر آستان جلالت نہادہ سر + گردنکشان مطاوع کیفر و ان گدا + گر جملہ را عذاب کنی در عطا دہی + کس را مجال آن نہ کہ آن چون و این چرا + گاہے سموم قہر تو ہم دست با خزان + گاہے نسیم لطف تو ہمراز با صبا + خواہندگان در گہ بخشایش تو اند + سلطان در سرادق و درویش در عبا + آن دست در تفرج و این روے بر زمین + آن چشم با شارت و این گوش بر ندا + مردان راست از نظر خلق در حجاب + شب در لباس معرفت در روز در قبا + فرخندہ طالعے کہ ہست

یاد تو بخیر + برگشتہ دو ستے کہ فراموش کنند ترا + یارب بہ نسل طاہر اولاد فاطمہ + یارب بخون پاک شہیدان کربلا
یارب بصدق سینۂ پیران راست رو + یارب بآب دیدۂ مردان آشنا + دلہاے خستہ راز کرم مرہمے فرست
ای اسم اعظمت در گنجینۂ شفا + یارب خلاف امر تو بسیار کردہ ایم + امید ہست از کرمت عفو ما سلف + اسوقت
مصیبت مین ہماری مددگاری کر + یا تو ہمکو ایسی طاقت مرحمت فرما کہ ہم اپنے دشمن کو پسپا کر سکین یا ایسی
کوئی کمک ہمکو پہونچا کہ ان سرکشون کو سزاے معقول ملے ہنوز یہ دعا و مناجات اختتام کو نہ پہونچی تھی کہ ایک
جانب سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی دونون لشکرون کے عیار حال گرد دریافت کرنے گئے اور واپس آکے خبر
دی کہ ای گروہ مسلمانان و ای بندگان خداوند دوجہان خوش ہو کہ تمہاری دعا درگاہ قاضی الحاجات مین قبول
ہوگئی معروف با فوج جرار اسعرف خیزا خیز چلا آتا ہی مسلمانون نے سجدہ شکر درگاہ خدا مین کیا پس معروف
بھی آپہونچا ایک شیر بلند پر سوار تھا آتے ہی اہل اسلام سے پوچھا کہ شہریار کا کیا حال ہی سب نے
کہا ای معروف کیا پوچھتا ہی شہریار نے ہنگامہ عظیم برپا کر رکھا ہی ابھی ابھی کا ذکر ہی کہ فیروز زبرخوار کو زخمی
کیا معروف نے بہت افسوس کیا اور کہا کچھ فکر کی بات نہین ہی عنقریب مین ان نامعقولون کو سزا
دیتا ہون یہ کہکے اسیوقت دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب قریب لشکر شہریار اور رہبانی کے
پہونچا انکو معلوم ہوا کہ یہ پیش خانہ شہنشاہ کا ہی معروف اسکو لیکے آیا ہی غرضکہ ہنگامہ حرب گرم ہوا
معروف کے ساتھ جو اسوقت بارہ ہزار سواران جرار کی جمعیت تھی ایسی کچھ کارروائی ظہور مین آئی
کہ فوج فرنگی کے حواس باختہ ہوگئے چند سرداران لشکر شمائل خان بن جدائل خان اور شہریار کے
پاس پہونچے شہریار ان کو بدحواس دیکھ کے خود بھی گھبرا گیا اور کہا کیا خبر ہی انہون نے کہا خداوند نعمت
غضب ہوگیا اب مسلمانون سے مقابلہ کرنا دشوار ہی معروف مع فوج کثیر انکی مدد کو آگیا ہی بلکہ میدان
مین محاربہ و مجادلہ کو آمادہ ہی اسکے دفع کی کوشش جلد کرنا چاہیے ورنہ بعد مین کچھ نہ ہوسکیگا شہریار
تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ اپنی جگہ سے اٹھا مسلح و مکمل ہوا مرکب پر سوار ہوکے بعجلت تمام اسکے
معروف کے قریب پہونچا معروف نے کہا تو کون ہی شہریار نے کہا تو مجھکو نہین جانتا آگاہ ہو میرا نام
شہریار ہی معروف نے کہا ہان مین نے یہ نام سنا ہی بلکہ خاص اسی نام کے شخص کو سزاے معقول دینے
آیا ہون شہریار نے کہا بڑی دقت کی بات ہی جو مجھکو سزا دیگا آ مقابلہ کر غرضکہ تا دیر رد و بدل رہی آخرالامر
شہریار کے ہاتھ سے معروف زخمی ہوا معروف کے ہمراہیون نے داد مردانگی دی مگر اس سبب
سے کہ معروف زخمی ہوچکا تھا قریب تھا کہ شکست کھاے یکایک ممالک بن مالک شاہ مع ہمراہی
فوج پہونچا سرداران لشکر معروف نے آواز دی کہ ای دلاورو خبردار گھبرانا نہین اگرچہ معروف
تمہارا سردار زخمی ہوا ہی لیکن تمہاری مدد کو ممالک شاہ بن مالک شاہ آگیا ہی یہ وہ وقت ہی کہ فرنگی
شہنشاہ کے خیمہ کے قریب آگئے ہین ممالک شاہ آتے ہی فرنگیون پر حملہ آور ہوا شہنشاہ کے
خیمہ سے دور ہٹا دیا چونکہ آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونون طرف کے لشکر
قیام گاہ کو واپس گئے معروف نے شہنشاہ کے واسطے بارگاہ برپا کی۔

**معروف بن اسد کو بارگاہ شہنشاہ کے برپا کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور اب چند
کلمہ ایلچی گری کیخسرو اور برادر پرویز اور لعل بن تورج کے مسطور ہوتے ہین**

حسن کا اب جاے یا عالم رہے
تو ہی جب تک ساتھ تیرے ہم رہے
کیا ہی آنکھین ہجر مین جلنے لگین
جام اگر محفل سے جائے جم رہے
بوریا سے مونس دریا کی طرح
ہم گلشین شیں گل کیا خم رہے
جیتی ہی لا ساسے جولائے شراب
دیکھ لے دریا جو تجکو غم رہے
گو کہ دم مین ٹالتا ہی تو سنے مجھے
گر نہین شادی تو دل مین غم رہے
تیرے در پر زندگی بھر ہم رہے
وصل کس کا وہ تو مجسے رات بھر
کوئی دم جو مرے آنسو تھم رہے
زاہد خشک ایسے تر دامن ہین ہم
جانماز اپنی ہمیشہ نم رہے
سر کے بل آتے تری مسجد مین زاہد
پانون اپنے میکدہ مین جم رہے
اے موذن کر دعا جاے اذان
پر صد و سی سال تیرا دم رہے
کیا ہے پروا جاے یا عالم رہے
مثل گیسو بے سبب برہم رہے
عاشق ساقی ہین ہم کسکی شراب
دل اگر صرف نماز اک دم رہے
آگے آزادون کے مین زردار گیا
زاہدا سعد ور اسمین ہم رہے
میرے آنسو کیا رکے تیرے حضور
وصل کی شب ور کوئی دم ہے
خالی رہنا گھر کا ہونا ہے برا

چہرہ آرایان عروس انواع سخن و مشاطگان حسن عشق اقسام سحر وفن محفل نکا ان مضامین لو گو فرش قرطاس پر اس طرح منعقد کرتے ہین کہ جب کیخسرو روانہ ہوا یہ خبر کیخسرو کی پرویز کو پہونچی چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پانون کا دم نکل گیا ٹھنڈی سانس بھری آنکھ لے اُسکی صورت دیکھی متعجب ہوا سبب پوچھا پرویز نے کہا اے مقرب بارگاہ خداوند لات مجکو ابھی خبر پہونچی کہ کیخسرو آتا ہی مجکو اُسکے حالات سے بخوبی آگاہی ہی بعدہ اپنا حال بیان کیا لعل نے کہا اے بادشاہ اگر کیخسرو آتا ہی تو کیا تردد کی بات ہی خداوند لات ہماری مدد کریگا پرویز نے کہا یہ سب کہنے کی باتین ہین جب وقت آجاتا ہی تو کوئی خبر نہین لیتا اے لعل تو یقین سمجھ کہ یہ اس وقت کا تردد بیجا نہین ہی آذر عشق نے کہا اے بادشاہ اس حیرت و تاسف و تردد سے کچھ فائدہ نہین ہی کیخسرو اس طرف اگر آتا ہی تو ضرور آئیگا اُسکا آنا موقوف نہین رہ سکتا بہتر یہی کہ اُسکے یہان وارد ہونے مین جو خیالات متصور ہین اُنکا کامل تدارک کر لینا چاہیے اور کسی شخص کو کیخسرو کے پاس اس غرض سے بھیجا جاوے کہ وہ اُس سے نامہ لے آوے پرویز نے کہا اے بندگان خداوند تم مین سے کون ایسا جری و دلیر ہی جو اُس خدمت کو قبول کریگا اور بعد انجام کار انعام و اکرام کا مستحق ہوگا کہرام آہنین قبا اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا اے مقرب بارگاہ خداوند یہ خدمت میرے محول ہو پرویز نے کہا بدل منظور ہی جلد جا اور نامہ لا اور بھی تجکو اس کام کے انجام دہی مین جس شی کی ضرورت ہو بیان کر اُسنے کہا صرف چالیس ہزار سوار کی جمعیت مجکو درکار ہی پرویز نے چالیس ہزار سواران جرار کو مسلح و مکمل کرکے کہرام آہن قبا کے ساتھ کیا کہرام اُس فوج کثیر کو ہمراہ لیکے روانہ ہوا طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا جاتا تھا یہان تک کہ مردمان کیخسرو کے قریب پہونچا وہ سب صف لبستہ فوج کہرام کے روبرو آئے اور کہا تم لوگ کون ہو جو اس طرف آئے ہو اور کس کام کو آئے ہو اُنھون نے کہا ہم ملازمان پرویز ہین کہرام آہنین قبا کے ہمراہ آئے ہین راوی کہتا ہی کہ اُس روز کیخسرو شکار کو گیا ہوا تھا جونہی کہرام کے آنے کی خبر اُسکو پہونچی مثل شعلہ آتش وہان سے لپکا کہرام کی فوج کے سامنے آیا اور کہا کہان ہی کہرام میرے سامنے آئے کہرام آیا کیخسرو نے کہا تو کیون اسطرف آیا کہرام نے کہا پرویز نے مجکو نامہ لینے کو بھیجا ہی کیخسرو نے کہا تو کیا وقعت رکھتا ہی جو مجھسے نامہ لیگا کہرام نے کہا

آخر تو پرویز کے واسطے نامہ لایا ہی کیون نہین مجکو دیتا کیخسرو نے کہا کیا وجہ جو مین تجھے نامہ دون اگر کچھ جرات
رکھتا ہی مجکو مجبور کرکے نامہ لیلے غرض اسی طرح کی گفتگو کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی اُسنے وار کیا اُسنے رد کیا
پھر اُسنے وار کیا پھر اُسنے رد کیا چند ساعت کی رد و بدل کے بعد اسکو قاش زین سے اُٹھا لیا اور زمین پر مارکے
کہا او خیرہ سر اب بتا کیا تیرا حال بتاؤن اس وقت تو ہر نوع میرے اختیار مین ہی کہرام نے کہا ای کیخسرو ابھی میری
ہلاکت کے درپئے ہوتا ہی کچھ کہتا ہی کیخسرو نے کہا جو کچھ کہتا ہی جلد کہہ اُسنے کہا مین ابھی نہین کہہ سکتا اگر مجھے گرفتار کرنا
منظور ہی تو گرفتار کرلے بعدہ مین کہونگا کیخسرو نے اُسے گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا شام کو کہرام کو اپنے روبرو
طلب کیا اور کہا ہان بیان کر کیا تجھے کہنا ہی کہرام نے کہا پہلے اپنے ارادہ سے مجھے مطلع کرو کہ اگر مقید کیا ہی تو
نتیجہ اس کا کیا ہی کیخسرو نے کہا نتیجہ اسکا یہ ہی تجھے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کرونگا اگر مان لیگا فہو المراد ورنہ ہلاک
کرونگا کہرام نے کہا مین مسلمان ہونے کو موجود ہون غالباً تم کو میری نیت کا حال اُسی وقت معلوم ہو گیا ہوگا جب
مین نے کہا تھا کہ مجکو ہلاک نہ کرو مجھے کچھ کہنا ہی وہ کہنا یہی تھا کیخسرو نے کہا اگر تو اسلام قبول کرتا ہی تو مجپر بھی تیرا
رہا کردینا فرض ہی کہرام نے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھا کیخسرو نے بلا تکلف اُسکے دست و پا کے بند کھول دیے
اور کہا اب مجکو اختیار ہی اگر یہان رہنا منظور ہی بسم اللہ تیرا گھر ہی اور اگر جانا منظور ہی تو مین مانع نہین کہرام
نے کہا اب مین کہان جا سکتا ہون تا زندہ ام بندہ ام کوئی خدمت میرے محول کرنا چاہیے کیخسرو نے کہا بالفعل
کوئی کام نہین ہی ہان کفار کا قصہ پیش ہی اسکے متعلق اگر کوئی کام ہوگا تو مین تجکو اطلاع دونگا کہرام نے کہا وہ نامہ
جو پرویز کو دینے لائے ہو وہ مجکو دو مین اُس نامہ کو پرویز کے پاس لیجاؤنگا اور جملہ مراسم رسالت عمل مین
لاؤنگا کیخسرو نے کہرام کی اس درخواست پر تحسین و آفرین کی اور کہا مین تیری درخواست سے بہت خوش
ہوا خداوند عالم تیری توفیق مین ترقی عطا فرمائے اصل امر یہ ہی کہ مین خود اس رسالت کے واسطے مقرر ہوا
ہون اگر یہ نامہ تیرے حوالہ کردون تو میرے ہمجنس مجھپر طعن کرینگے کہ نامہ پرویز کے پاس نہ پہونچا سکے ایک شخص
غیر کے ہاتھ وہ نامہ پرویز کے پاس بھیجدیا ہان یہ ممکن ہی کہ ہم اور تو دونون ساتھ چلکے اس کار رسالت کو انجام دین
کہرام نے کہا یہی سہی بہر حال مجکو خدمت گذاری سے کام ہی کیخسرو نے کہا ای کہرام بیکار اس کام مین شریک
ہوتا ہی ابھی تو کفار کے خیل سے چلا آتا ہی جب تو وہان پہونچیگا تجکو شرم دامنگیر ہوگی مبادا اُس موقع پر تیرے
دل مین کچھ اور خیال پیدا ہو جائے کہرام نے کہا استغفر اللہ ایسا کبھی خیال نہ کرنا کچھ آپ پر موقوف نہین ہی
مجکو ہمیشہ سے دین اسلام کی حقیقت ثابت ہو گئی تھی جسکا آج ظہور ہی ورنہ مین ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کرتا
اب کیا مجال کسی کی جو دین و مذہب کے بارہ مین مجھسے متعرض ہوسکے کیخسرو نے کہا تجھے اختیار ہی غرضکہ کیخسرو
نے یہ انتظام کیا کہ چار ہزار سواران جرار کو راہ مین متعین کیا اور یہ تاکید کہدیا کہ تم سب کسی طرح کا خوف نہ کرنا
اگرچہ ہمین تم مین موجود نہون اور کہرام کو ساتھ لیکے پرویز کے خیمہ مین پہونچا طنابون کو قطع کیا دربان
نے جو یہ حال دیکھا پکار کے کہا کون ہی جسنے خیمہ کے طنابون کو کاٹا ہی کیخسرو نے کہا او پلید خاموش رہ ورنہ ابھی
تیرا سر تن پر نہوگا دربان آگے بڑھا اور کیخسرو کو بغور دیکھ کے کہا ای شخص مین تجکو خوب جانتا ہون کہ تو لشکر اسلام
کا کوئی سردار ہی اپنی خیریت اگر چاہتا ہی تو یہان سے واپس جا ورنہ تیری حقیقت مجکو معلوم ہو گئی ہی ضرور تجکو
ہلاک کرونگا کیخسرو کو غصہ آیا ایک ٹھوکر اس زور سے اُسکے دی کہ وہ لڑھکتا ہوا دربار پرویز مین سامنے کے
کمرے سے جا گرا یا سب متحیر ہوگئے یہ کیا آفت نازل ہوئی پرویز نے کہا باہر جاکے دیکھو یہ معاملہ ہی اس دربان

اُسنے ایسا ڈھکیلا کہ وہ بدحواس ہوکے یہان آگرا ہنوز اس حال کو دریافت کرنے چلے تھے دیکھا کیخسرو تلوار کو علم
کیے خون آلودہ چلا آتا ہی پرویز کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ جلد اسکے واسطے کُرسی لاؤ ملازم دوان دوان
کرسی لینے گئے کیخسرو نے دیکھا کہ تخت الماس پر پرویز بیٹھا ہی اور تخت یاقوت پر صلصال درمیان ان
دونون تختون کے ایک تخت مرصع بچھا ہی وہ خالی ہی راوی لکھتا ہی کہ وہ تخت شیرویہ بن پرویز کا تھا شیرویہ
شکار کو گیا تھا کیخسرو نے انتظار نہ کیا باطمینان تمام اُس مرصع پر جا کے بیٹھا تمام کفار کے دلون مین ہول سما
گیا کہ دیکھیے اب کیا آفت نازل ہوتی ہی مسلمانون کے لشکر کا سردار آیا ہی ضرور کوئی آفت تازہ برپا ہوگی
پرویز کیخسرو کی جانب متوجہ ہوا کہا اے جوان خداپرست مین اس وقت تیرے یہان آنے سے بہت خوش
ہوا کہ خیر و عافیت تو ہی اگر کوئی ضرورت ہو تو مین موجود ہون کیخسرو نے کہا ضرورت تو کوئی بھی نہین ہی
البتہ ایک نامہ تیرے نام کا لایا ہون لعل خان کو پرویز کی یہ پرسش بہت ناگوار معلوم ہوئی اور صلصال
نے نسترن کو کملین مین بٹھا رکھا تھا اور خواجہ بھی حسب الحکم آ بیٹھا آیا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا پرویز ساقی
کیجانب متوجہ ہوا کہا اے ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ے فوراً گلساقی سیم ساق نے صراحی قدح سے
جام بلورین ملبب کیا اور پرویز کے قریب لایا پرویز نے کیخسرو کی جانب اشارہ کیا ساقی کیخسرو کے
قریب لایا کیخسرو نے سمجھا کہ یہان کفار کا مجمع ہی مبادا اس مین کچھ فریب ہو کہا پرویز ہمارے مذہب مین مے خواری
قطعاً ممنوع ہی پرویز نے کہا یہ وہ شراب نہین ہی جسکی تمھارے مذہب مین ممانعت ہی ورنہ مین ہرگز
دعوت نہ کرتا کیخسرو نے کہا کچھ ہو مین ہرگز نہ پیون گا پرویز نے خود وہ پی لیا اسی طرح دو دیا جام کی نوبت
آئی بعدہ پرویز نے نامہ طلب کیا کیخسرو نے نامہ دیا پرویز نے وہ نامہ لیکے ارغش کو دیا اور کہا پڑھ
کیا لکھا ہی ارغش نے سر نامہ چاک کیا پڑھا پرویز مضمون نامہ کو سُنکے بہت برہم ہوا کہا اے کیخسرو مین
تیری بہت خاطر کی کہ اس نامہ کا خاص تجکو جواب نہ دیا جا میری طرف سے حمزہ سے کہدے کہ تمھارا نوکر
نہین ہون جو کچھ تمھارے امکان مین ہو میری ضرر رسانی مین فروگذاشت نہ کرو اور جواب نامہ لکھوا کے
دیا کیخسرو ہنسا اور اٹھ کھڑا ہوا جب ہنوز اُس تخت مرصع سے قدم نیچے نہ اتارا تھا کہ شیرویہ بن پرویز شکار
سے واپس آیا کیخسرو کو اپنے تخت پر دیکھ کے ازسرتاپا غیظ و غضب مین ہو گیا کہا اے خداپرست مجکو معلوم ہوا اگر تو
بڑا بیباک ہی جانتا کہان ہی یہ کہکے تلوار میان سے کھینچ لی اور کیخسرو کے قریب آکے وار کیا کیخسرو نے جگہ
خالی کی اور جھپٹ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی ہاتھ اُسکا مضبوط گرفت مین لایا
اور کہا او خیرہ سر نہین اسی طاقت پر بھروسہ کر کے تو نے مجھ پر وار کیا شیرویہ کیخسرو کے لپٹ گیا دونون
مین کشتی شروع ہوئی تا دیر کشتی رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر پھر اُسنے سے کام لینا شروع کیا
شیرویہ کے پاس تلوار نہ تھی اُسنے خنجر کا وار کیا کیخسرو نے اُسکے ہاتھ سے خنجر بھی چھین لیا اور وہی
خنجر شیرویہ کے پہلو مین اس زور سے مارا کہ شیرویہ جگر کھا کے زمین پر گرا پرویز نے جو اپنے فرزند
کو مجروح دیکھا تاج اپنے سر سے زمین پر پھینک دیا اور آواز بلند کہا اے خداوند لات نے بیشرم کیا
دیکھتے ہو انتقام اس خداپرست سفاک کو گرفتار کرلو خبردار یہان سے زندہ نہ جانے پائے اُس طرف
نسترن نے اپنا عمل سحر شروع کیا کہین کچھ پڑھ کے دور سے دم کرتی تھی کبھی ہاتھون پر کچھ پڑھتی
تھی اور کیخسرو کی جانب پھینکتی تھی چونکہ کیخسرو آب جام صفا پی چکا تھا اُسکے سحر و افسون نے کیخسرو

مطلق اثر نہ کیا اب گنجیرو وہان سے جست مارکے مرکب کے پاس آیا اور چاہا کہ پشت مرکب پر سوار ہوکے یہان سے نکل جاؤن دفعۃً لعل خان اُسکے پاس پہونچ گیا کہا ای خدا پرست کیا مجال تیری جو تو صحیح وسلامت یہان سے نکل جاوے گنجیرو نے پشت مرکب پر درست بیٹھ کے میان سے تلوار کھینچ لی لعل خان کی جانب جھپٹا جب قریب آ پہونچا لعل خان نے تلوار کا وار کیا گنجیرو نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا اُسنے بھی اُس وار کو رد کیا آخر الامر گنجیرو لعل خان کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایسا زخمی ہوا کہ پشت مرکب پر قیام نہ کرسکا غشی کی نوبت پہونچی لعل نے نعرہ مارا کہ ای خدا پرست کیا سکوت کیے ہوئے ہی آ اور وار کر گنجیرو نے اپنے ہوش وحواس کو درست کیا اور نہایت جرات کرکے کہا ای لعل خان تو نے دھوکہ سے مجھے مجروح کیا ہی لعل نے کہا ای جوان یہ تو بالکل غلط کہتا ہی مین نے ہرگز دھوکہ نہین دیا اور خیر اب ہوشیار ہو جا مین تلوار کا وار کرتا ہون یہ کہکے شمشیر علم کیے گنجیرو کیجانب جھپٹا اہل اسلام گنجیرو کی اس حالت خراب کو دیکھ کے گریہ و زاری کرتے اور مناجات کرتے تھے کہ ای قادر مطلق وای خداوند برحق یہ تیرا بندہ جری ہی اس بے ایمان کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہی اسکی اسوقت مجبوری مین مدد کر ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی اور لعل خان گنجیرو کے پاس پہونچنے نہ پایا کہ اثنا ے راہ مین ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور لعل خان کو اٹھا لے گیا گنجیرو چونکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لعل خان کے گرفتار دست غیب ہو جانے کو غنیمت سمجھا بجاے خود کہا ای خسرو کیا شان اُس معبود حقیقی کی ہی کہ غیب سے اس طرح مجکو مدد ملی اور لعل خان میرے مقابلہ سے غائب ہو گیا ورنہ مین ہرگز اُسکے ہاتھ سے جانبر نہوتا اور اس مرتبہ تو ضرور مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا اس طرف لعل بن تورج بھی یہی دلمین سمجھا کہ گنجیرو کے ہاتھ سے رہائی پائی ورنہ اُس عالم غشی مین غصہ ہوکے وہ خدا پرست نہین معلوم کیا بلا نازل کرتا تاریکی شب نمایان ہوئی تھی کفار مجبور ہوکے اپنے مقام قیام کو واپس گئے وہان بارگاہ پرویز مین شیرویہ کے زخم کاری سے خون جاری تھا پرویز مثل بید کانپ رہا تھا اور زار و قطار روتا جاتا تھا ملازمون سے کہا جلد جاؤ شیرویہ کا حال دریافت کرکے مجھے خبر دو اُسکا زخم ایسا نہین ہی کہ جس سے وہ جانبر ہوسکے گا اگر شیرویہ ہلاک ہو جائیگا تو مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگا زندہ نہین رہونگا ہزار ہزار تف ہی ایسی زندگی خراب پر کہ شیرویہ ایسا برابر کا فرزند ہلاک ہو جاے اور فرزند بھی اکلوتا کاشکے دو چار لڑکے ہوتے تو ایک کی ہلاکت کے بعد دوسرے کو دیکھکے صبر کرتا داغش اور مہلاک شیرویہ کے پاس آئے دیکھا شیرویہ مردہ کی طرح بحس وحرکت زمین پر افتادہ ہی جانب جراحت نظر کی خوب غور سے دیکھکے کہا بارے پردہ جگر سالم ہی پرویز کے پاس آئے اُسنے حال پوچھا مہلاک نے کہا ای بادشاہ کچھ تردد کا مقام نہین ہے شیرویہ کی جان کی خیریت ہی اُسکا پردہ جگر سالم ہی اس سے امید ہوتی ہی کہ ہلاک نہوگا جراح بلائے گئے اُسی وقت شیرویہ کے زخم کو باندھا بعضے روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جراحون نے زخم شیرویہ کو بخیہ کیا اور دوا لگا کے بندش کی راوی کہتا ہی کہ وہ پنجہ جو لعل بن تورج کو اُٹھا لے گیا وہ نسترن تھی چند ساعت کے بعد دربار پرویز مین لعل بن تورج کو پہونچا دیا لعل اُسپر بہت برہم ہوا اور کہا اس مقام پر تو بھی اگر کوئی اور ہوتا تو اُسیوقت بچہ کو ہلاک کرتا نسترن نے کہا ہوش مین آ اپنے حواس

درست کہ تو بیچارہ کیا وقعت رکھتا ہے جو مجھے ہلاک کریگا اگر ایسی قابلیت تجھمین ہوتی تو اُس جوان مسلمان کے مقابلہ
مین سر بر کیون نہوتا تجکو دعا دے کہ مین نے تیری جان بچائی ورنہ وہ خدا پرست ضرور تجکو ہلاک کرتا انسان کو چاہیے
کہ جب کہنے کو ہو تو اُسکا جواب سوچ سمجھ لے نہ یہ کہ جو کچھ دل مین آیا بلا تکلف کہدیا تو ہی بتا کہ اسوقت میرا تردد کیا بیجا
تھا یہ مجھسے ہرگز نہوتا کہ اپنی موجودگی مین تجکو ہلاک ہونے دیتی لعل خان نے کہا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مین
اُس جوان کے ہاتھ سے ضرور ہلاک ہوتا قسترن نے کہا ای لعل خان تجکو نہین معلوم ہے مین نے بیسیون افسون
پڑھے ایک کارگر نہوا ایسی حالت مین بجز اسکے کیا چارہ تھا آج تک میری سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ مسلمانون پر سحر
و افسون کیون نہین کارگر ہوتا باوجود ماہر ہونے علم سحر کے مجکو ہر وقت خدا پرستون کا خیال متوحش کرتا ہے اور
وہ بھی ایسے مستغنی ہین کہ سحر و افسونکا مطلق خوف نہین کرتے بعض حاضرین نے کہا تجکو نہین معلوم ہے کہ مسلمانون کے
پاس کچھ دعائین اس قسم کی ہین کہ جب وہ پڑھتے ہین سحر و افسون اُنکے سامنے ہیچ و پوچ ہو جاتا ہے منجملہ اُن
تمام سامان دافع سحر کے ایک جام صفا اُنکے پاس ہے کہ جسکے پینے سے مطلق سحر و افسون کارگر نہین ہوتا
خواجہ موجود تھا ایک پہر رات گذری تھی کہ یہ امیر والا توقیر کے پاس پہونچا حال کیخسرو من و عن بیان کیا اور کہا
ای والا منزلت آج تک ہزارہا آدمی کار رسالت کو انجام دیتے گئے ہونگے لیکن جس طرز سے کیخسرو نے اس
اس کام کو انجام دیا کسی سے ممکن نہین ہے امیر خواجہ کی زبانی اس حال کو سُنکے بہت خوش ہوئے کہا واقعی
کیخسرو نے بڑا کام کیا خیر اب تاخیر نہ کرنا چاہیے جلد پسران بزرجمہر کو بلاؤ تاکہ خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیکے
جاوین اور خلعت و شمشیر و اسپ اسد کے ہاتھ بھیجا اور یہ بھی زبانی کہلا بھیجا کہ صبحکو مین بھی استقبال کے
واسطے آؤنگا اور سرداران لشکر کے گوش زد یہ بات کردی کہ جو شخص ہمکو دوست رکھتا ہے وہ ضرور ہمارے
ہمراہ کل چلیگا سب نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور ہمراہ چلینگے وہان پہلے خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیے ہوئے
کیخسرو کے پاس پہونچے زخمون پر وہ مرہم لگایا ابھی بندش وغیرہ سے فراغت ہوئی تھی کہ اسد خلعت لیے
ہوئے پہونچے کیخسرو بہت خوش ہوا خلعت وغیرہ بکمال شوق و آرزو سر پر رکھا اور کہا ای اسد مین اُس مرحمت
و عزت افزائی کا ہرگز شکریہ ادا نہین کر سکتا جو امیر والا توقیر میرے حال پر فرماتے تھے بعدہ تمام حال اسد کے
روبرو بیان کیا اسد نے کہا شاباش ؎ این کار از تو آید و مردان چنان کنند * غرضکہ صبح کو امیر والا قدر
بہمراہی شاہزادہ بدیع الملک سوار ہو کے مع سرداران دیگر کیخسرو کے استقبال کو آئے اُسطرف
کیخسرو لمحہ بلمحہ خبر منگوا رہا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ امیر تشریف لاتے ہین کیخسرو پیادہ پا آگے بڑھا
اُسطرف امیر نے جو کیخسرو کو پیادہ پا دیکھا امیر بھی مع بدیع الملک و سرداران دیگر پیادہ پا روانہ ہوئے
کیخسرو امیر کے قریب پہونچ کے پانون پر گرا چاہتا تھا کہ تمام سردارون نے کیخسرو کو گود مین اُٹھا لیا
بدیع الملک نے پر سیمرغ کیخسرو کو دیا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ گوہر شبچراغ بدیع الملک
نے کیخسرو کو دیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر مورخین نے بیان کیا ہے کہ بدیع الملک نے پر سیمرغ اور گوہر
شبچراغ دونون چیزین کیخسرو کو دین کیخسرو نے ان دونون اشیاے بے بہا کو سر پر رکھا صاحبقران والا شان
نے بھی نوازش فرمائی اور حکم دیا کہ کیخسرو اسپ پر سوار کیا جاوے بدیع الملک نے جو امیر کا
یہ ایما پایا کیخسرو کو مرکب سلیمانی عنایت کیا اور امیر کے حکم سے سوار ہونے کی تاکید کی کیخسرو نے عرض کیا
مجھسے ہرگز یہ ممکن نہین ہے کہ مین سوار ہون اور تم ایسے والا جاہ عالی تبار پیادہ پا ہو تمھارے مقابلہ مین

میری کیا وقعت وحقیقت ہے امیر نے فرمایا ای کیخسرو اس بارہ مین کچھ دخل نہ دی مین نے یہ عہد کیا ہے
کہ چند قدم تیرے ہمراہ پیادہ پا چلونگا کیخسرو نے عرض کی حضرت یہ کسی طرح ممکن نہین بندہ اس عہد کا
پابند نہین ہوسکتا اور قسم کھا کے کہا مین ہرگز نہ مانونگا امیر مجبور ہوکے سب سوار ہوکے بارگاہ مین آئے
جب سعد نے اپنے فرزند کو بر سیمرغ وگوہر شبچراغ کا مالک دیکھا بہت خوش ہوا سمجھا کہ یہ عنایت شہزادہ
بدیع الملک کی ہے کیخسرو کی سر وچشم پر بوسے دیے اور کہا الحمد للہ کہ میری آرزو پوری ہوئی اور کہا ای
کیخسرو تو میرے روبرو میرے تخت پر بیٹھ اسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہے میری کیا عزت ہے کہ تخت پر بیٹھونگا
غرضکہ چند روز کے بعد سعد نے طبل جنگ بجوایا میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان ثانی
شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور اجازت چاہی بدیع الملک نے اجازت دی سلیمان
ثانی میدان مین آیا بعد جنگ نیزہ وشمشیر وعمود وخنجر مجروح ہوگیا ہمراہیون نے سلیمان ثانی کو
مجروح دیکھ کے لشکر کفار پر حملہ کیا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا لعل بن نورج نے بڑی سفاکی سے
کام لیا شہزادہ بدیع الملک نے جو لعل کی بدعت دیکھی خود مسلح ومکمل ہوکے لعل کے مقابلہ مین
پہونچا لعل نے کہا ای بدیع الملک چلے جاؤ میرے مقابلہ سے ورنہ پشیمان ہوگے شہزادہ نے کہا
کیا بکتا ہے او ملعون سہ بار انچہ داری زمردی نشان ہ لعل نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اس وار
کو سپر پر رد کیا لعل کی تلوار شکستہ ہوگئی وہ جھنجھلایا اور دوسرا وار خنجر کا کیا شاہزادہ نے اُس وار کو بھی
سلیمانی کی سپر پر رد کیا خنجر بھی شکستہ ہوگیا بعدہ شہزادہ نے اس طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ نادو
ابرو در آئی کفار نے جو لعل کا حال خراب دیکھا ایک مرتبہ سب دوڑے ہنوز وہ سب لعل کے پاس
پہونچنے نہ پائے کہ نسترن بصورت عقاب پہونچی اور لعل بن نورج کو اُٹھا لیگئی اس طرف حمزہ ثانی
ضالضال کے قریب پہونچ گئے اور اُسکو زخمی کیا نور الدہر نے قرطاس فیل زور کو مجروح کیا غرضکہ
ہنگامہ عظیم برپا ہوا پرویز نے مجبور ہوکے طبل جنگ بجوایا اور اُسی شب کو اس خیال سے کہ لعل
بن نورج بدیع الملک کے ہاتھ سے مجروح ہوچکا ہے نہین معلوم مسلمان کیا قیامت برپا کرین
قلعہ خطا مین داخل ہوکے قلعہ بند ہوگیا اہل اسلام نے خوشی کے نقارے بجائے اور ایک مقام پر نشست
قرار دیکے سب جمع ہوئے کفار کے استقبال کا مشورہ کیا پرویز قلعہ مین بیٹھا ہوا طرح طرح کی فکرین کر رہا
تھا ایک مرتبہ کیا دیکھتا ہے کہ نسترن آئی اور لعل بھی اُسکے ساتھ ہی دونون اپنی جگہ آکے بیٹھے پرویز کو
جو متردد دیکھا کہا ای بادشاہ تردد تفکر کی کیا بات ہے کیون گھبراتے ہو مین نے معقول بند وبست
کیا ہے اگر خداوند لات نے چاہا تو نام کو خداپرست دنیا مین باقی نہین رہیگا پرویز اُسکی اس تقریر سے
بہت خوش ہوا اور کہا ای خیر خواہ مین بیان کر وہ کیا تدبیر سوچی ہے اُسنے کہا ای بادشاہ مین نے آج
نامہ دیکر لینے ضحاک شاہ جادو اور ثعبان شاہ جادو کو ہمراہی لشکر قیامت اثر بتاکید بلایا ہے
عنقریب آیا چاہتے ہین مسلمانون کی کیا حقیقت ہے جو اُنسے مقابل ہوسکین گے اور ای بادشاہ فقط
انھین پر اکتفا نہین ہے چار سو جادوگر میری ماں کی طرف سے میرے ہمراہی مین رہتے ہین اور ہر طرح
میرے تابع ہین فی الحال وہ سب شہر صندل مین قریب غار افراسیاب مقیم ہین مین نے اُنکو بھی
طلب کیا ہے ہر طرح خاطر جمع رکھو پرویز نے سر پیٹ لیا اور کہا ای نسترن خیرخواہ مین یہان تک

تو صحیح ہی کہ اس قدر فوج میری مدد کو آگئی ہی لیکن یہ بات کہ وہ سب ساحر زبردست ہین بالکل
غلط ہی اسواسطے کہ مسلمانون کے مقابلہ مین سحر و افسون کچھ کام نہین دیتا پھر ایسا سحر و افسون ہوا
تو کیا کون نہین جانتا کہ جام صفا لشکر اسلام مین موجود ہی جب اُس جام کو مسلمان پیتے ہین سحر اُنپر اثر
نہین کرتا اور اگر کسی وقت اثر سحر اُنپر کارگر ہو جاتا ہی تو وہ اُس جام پی لیتے ہین فوراً اثر سحر اُنسے زائل
ہو جاتا ہی لشترن نے کہا ای بادشاہ تم کو اس حال کی خبر اسوقت تک نہین ہی مین نے اُس جام کو چرا
لینے کا مصمم ارادہ کرلیا ہی ضرور اُس جام کو لاؤنگی پھر خوب مسلمانون پر سحر اثر کریگا پس اُسی وقت
خدنگ عیار اور جام خود کو طلب کیا اور کہا ای خدنگ اگر تو حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کو گرفتار
کرلائے تو مین تجھے انعام کثیر دون اسی طرح جام خود سے بھی فرمایش کی دونون نے اقرار کیا بعدہ
دونون روانہ ہوئے ایک روز کا ذکر ہی کہ پرویز نے فرمایا ای دلاورو آج کل موسم بہار ہی دل
چاہتا ہی کہ شکار کے واسطے چلین سب نے کہا ہان ای والا منزلت واقعی آج کل صید و شکار مین
لطف ہی اور اُسی روز سے شکار کی تیاری شروع ہوئی دوسرے روز صاحبقران ثانی مع شہزادہ
بدیع الملک و دیگر سرداران نامی بجز سعد کے روانہ ہوئے جب خطا کے جنگل مین پہونچے ایک
مقام سبزہ زار مین وارد ہوا سامنے پہاڑ واقع تھا امیر نے اُسی مقام پر قیام کیا ہنوز تھوڑی دیر
اُس مقام پر قیام کو گذرے تھے کہ ایک آہوے بعد نہایت خوبصورت نمایان ہوا حمزۂ ثانی اُس
آہوے سفید کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے کہا اے دلاورو مین بہت خوش ہون اگر تم کسی طرح
اس ہرن کو گرفتار کرلو تمام سردارون نے ایک مرتبہ نرغہ کیا ہر چہار جانب سے اُس آہوے سفید
کو ایک مقام پر گھیر لیا چند ساعت وہ آہو اُسی مقام پر مقیم رہا جس وقت سب اُسکے قریب پہونچ گئے
شہزادہ بدیع الملک کی جانب سے وہ ہرن چوکڑی بھر کے نکل گیا شہزادہ کو کمال رنج ہوا کہ میرے
قریب سے یہ آہوے سفید نکل گیا اسکا تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ مرکب کو اُسکے عقب مین مہمیز کیا شاپور
اور ہدہد جلو مین تھے یہ دونون بھی بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے چلے آتے تھے قریب بارہ فرسخ کے دور
نکل گئے وہان ایک درہ کوہ نمایان ہوا آہوے سفید نے اُس درہ مین جانے کا قصد کیا شہزادہ سمجھا
کہ آہو اگر درہ مین داخل ہو گیا تو پھر اسکا ہاتھ آنا مشکل ہی اور پھر نظر بھی نہ آویگا اس سے بہتر یہ ہی کہ
اسکو زندہ گرفتار کرنے کی فکر نہ کرین ہلاک کرین یہ سوچ کے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکے اسقدر انداز
سے رہا کیا کہ وہ آہوے سفید غلطک کھا کے زمین پر گرا ہدہد خوش ہوتا ہوا دوڑا آہوے سفید کو
ذبح کیا شاپور نے کہا دھوپ بہت تیز ہی تھوڑی دیر اسی مقام پر توقف کرنا مناسب ہی درہ ہی
دھوپ سے امان ملیگی بدیع الملک نے کہا ہان میری بھی یہی رائے ہی کیونکہ مین بھی بہت تھک
گیا ہون قریب درہ ایک درخت سایہ دار واقع تھا شاپور نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ اس درہ
سے تو یہ درخت سایہ دار بہتر ہی اسی واسطے کہ درہ مین بخوبی ہوا نہین آتی درخت کے سایے مین خوب
ہوا آئیگی سب نے بالاتفاق اُس درخت کے نیچے جا کے قیام کیا ماندگی اعضا پر مستولی تھی شاہزادہ
مع شاپور و ہدہد بیخبر اُس درخت کے سایہ مین سو گیا یکایک شہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا
ایک جانب دیکھا کہ دو جانور نہایت سفید و خوبصورت بیٹھے ہوئے بزبان انسان آپس مین باتین کر رہے ہین

کہ افسوس زمانہ کی عجب نیرنگی ہے یہ آہوے سفید غزالہ جادو ہے بادشاہ شہرستان صلصال کی طرف سے ناحق
کشتہ ہوئی جو شخص اسکا گوشت کھائیگا فوراً ہلاک ہوگا شہزادہ بدیع الملک گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور حیرت
مین مبتلا تھا کہ یہ کیا تقریر ان جانورون کی تھی یکایک وہ دونون مرغ سفید اُڑ گئے اور ہنگام پرواز آواز
بلند کہا خوب خبردار و ہوشیار رہنا اسواسطے کہ ضحاک شاہ مع ثعبان شاہ جادو بالشکر جادوگران کثیر
پہونچتے ہین شہزادہ بدیع الملک نے اُس ہرن کو آگ روشن کر کے جلا دیا مرکب پر سوار ہو کے شاپور
کو فرمایا جلد جا کے ہماری لشکر مین خبر پہونچاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ اور سب شکار مین مصروف ہین یا لشکر
مین پہونچ گئے اس حال کی بھی خبر مجکو دینا شاپور بہت مناسب کہکے روانہ ہوا اب بدیع الملک اور
ہمدم ایک جانب روانہ ہوئے اُس سے بہتر ایک اور سبزہ زار نظر آیا وہان دیکھا کہ چند خیمہ برپا ہین اور
سائبان اطلس بھی برپا ہین ہواے سرد کے جھونکے آرہے ہین چند نازنین بیٹھی ہوئی باہم چہلین کر رہی ہین اور
ایک نازنین سراپا عزہ تمکین تخت الماس پر بیٹھی ہوئی اول نازنینون کی جانب دیکھ رہی ہے صدہا کنیزین
اپنے اپنے عہدے سے خبردار و ہوشیار اُس نازنین تخت نشین کے پاس کھڑی ہین شہزادہ بدیع الملک
کی جو ہین نظر اُس نازنین تخت نشین کے حسن و جمال بیمثال پر پڑی حضرت عشق نے دل مین گھر کر لیا دل نے
وہان جانے کو مجبور کیا آخر گھوڑا دوڑایا ہنوز اُس نازنین تخت نشین تک پہونچنے نپایا تھا کہ وہ نازنین
بدیع الملک کے ارادہ سے مطلع ہو کے تخت سے اُٹھی اور خیمہ مین چلی گئی بدیع الملک کو ملال
ہوا ہر چند اپنے دل کو سمجھایا کہ اس وادی مین بجز خرابی کے کچھ فائدہ نہین مگر کسی طرح قرار نہ آیا ناچار خیمہ
کے قریب آیا اور بکمال آہستگی کہا اے نازنین ؎ دیدار می نمائی و پرہیز میکنی ٭ بازار خویش و آتش من تیز
میکنی ٭ میری سمجھ مین نہ آیا کہ اس گریز کی کیا وجہ ہے اے بادشاہ حسن مین ایک مسافر خستہ حال ہون تشنہ
و گرسنہ ہون اگر اپنے نظارہ سے مجکو محروم رکھنا چاہتی ہے تو خیر مین کیا کر سکتا ہون لیکن اسقدر مہربانی میرے
حال پر ضرور فرما کہ کچھ کھانے پینے کو میرے واسطے بھیجدے مین اپنے کو تیرا مہمان قرار دیتا ہون اور مہمان کی
خورد و نوش کی خبر میزبان پر فرض ہوتی ہے اسی طرح کے کلام کو طول کھینچا یکایک خیمہ کا پردہ اُٹھا ایک
پیر کہن سال یعنے اُس نازنین ہمہ ناز کی دایہ خیمہ سے برامد ہوئی سلام کیا وہ شہزادہ بدیع الملک کی
صورت زیبا پر فریفتہ ہو گئی اور دفعتہً اسقدر بیقرار ہو گئی کہ چہرہ سے اُسکے تغیر محسوس ہوا تا دیر اُسکی صورت
دیکھا کی شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان کیا میری صورت دیکھ رہی ہے یہان گرسنگی اپنا کام تمام کیے دیتی ہے دایہ
پھر خیمہ مین گئی اور کچھ طعام و شراب لائی شہزادہ سے کہا لے اور دور جا کے اسے کھا لے یہان بیٹھنے کا موقع
نہین ہے بدیع الملک نے کہا یہ بات میرے سمجھ مین نہ آئی کہ کیون دور جا کے کھانا کھاؤن اُسنے
کہا اے جوان تو نہین جانتا کہ یہ کون نازنین سراپا عزہ تمکین ہے ارے یہ بادشاہ ہفت کشور کی دختر ہے جو
بادشاہ کہ پرویز بن ہرمز کے نام سے مشہور ہے اس نازنین کے ساتھ ایک پہلوان مثل فیل دمان
ہے جبر ذوالخمار شغرن نام سے مشہور ہے شہزادہ نے پوچھا اس نازنین کا نام کیا ہے اُسنے کہا اس نازنین کا
نام مہر جہان افروز ہے یہ سُنکے شہزادہ بہت خوش ہوا دایہ کو اُسکے چہرہ کی بشاشت سے تعجب ہوا کہا اے
جوان نازنین نام سُنکے تو خوش ہوا اسکے کیا وجہ ہے شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان بہت مبارک یہ خوشخبری
تو نے سنائی مجکو نہین معلوم تھا کہ دختر پرویز بن ہرمز یہان مقیم ہے جا اپنی ملکہ سے کہدے کہ شہزادہ بدیع الملک

تیرے دروازہ پر ایستادہ ہی تیری ملاقات کا مشتاق ہی دایہ نے جو یہ تقریر شہزادہ کی سنی شہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا
اور بکمال منت وسماجت کہا ای جوان یہ کیا خیال تیرے دل مین سمایا جلد یہان سے چلا جا ورنہ مفت ہلاک ہوجاےگا
مین نے اسی نظر سے کہا تھا کہ کھانا دور جا کے کھا کیونکہ ذوالخمار کو اگر خبر ہوجائیگی وہ تجکو ضرور ہلاک کریگا شہزادہ
بدیع الملک نے متبسم ہوکے کہا ای دایہ یہ تو کیا کہتی ہی ذوالخمار ملعون آئیگا تو میرا کیا بنائیگا مجکو مطلق اسکا
خوف وخیال نہین ہی مین نے ہزارون ایسے زبردست پہلوان دیکھے ہین مقابلے کیے ہین ذوالخمار ہی
تو کیا پاپوش ہی زیادہ بہرین نیست کہ مجسے متعرض ہوگا پھر سزاے معقول پائیگا تو جا اپنی ملکہ سے میرا پیام
کہہ دایہ خیمے مین آئی ملکہ مہر افروز سے اس تقریر کو بیان کیا ملکہ نے کہا پھر کیا کرنا چاہیے دایہ نے کہا
اسکے سوا اور کیا راے بتاؤن کہ اس جوان کو اندرون خیمہ طلب کر اور ساقی کو حکم دے کہ جام لبالب
رہے اور شہزادہ کو پی در پی دینا شروع کردے یہانتک کہ شہزادہ بیہوش ہوجائے بعدہ دست وپا مستحکم بستہ کرکے
کے پاس بھیجدے تمام نازنینون نے اس راے کو پسند کیا دایہ خیمہ سے باہر آئی کہا ای جوان مین نے تیری
سفارش ملکہ سے کی وہ ہرگز تیری ملاقات کو راضی نہوتی تھی بہزار مشکل اسکو راضی کیا ہی مگر خبردار ملکہ کے پاس
پہونچکے کوئی بات خلاف مزاج ملکہ کے عمل مین نہ لانا شہزادہ نے کہا ای دایہ یہ کیا کہتی ہی میری کوئی بات
ملکہ کے خلاف نہوگی دایہ نے کہا خیر تم کو اختیار ہی خیمہ مین چلو شہزادہ دایہ کے ہمراہ روانہ ہوا پہلے دایہ نے پردہ
خیمہ کا بلند کیا اور شہزادہ کو خیمہ کے اندر داخل کیا بعدہ خود بھی خیمہ مین داخل ہوئی جیسے ہی ملکہ مہر افروز
اور شہزادہ کی آنکھین چار ہوئین دونون باہمدگر فریفتہ ہوگئے ملکہ تعظیم شہزادہ کو اٹھ کھڑی ہوئی شہزادہ
تخت پر اسکے پہلو مین جا بیٹھا اب سب کو حیرت نے گھیرا کہ یہان تو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی مگر سکوت
کے سوا چارہ کیا تھا وہان جس قدر دیر ہوتی جاتی تھی اسی قدر موافقت کو طول ہوتا جاتا تھا تا اینکہ
بدیع الملک اسکے منہ کے قریب منہ لے گیا اور نظر کو دیکھا نازنین نے شرما کے نظر نیچی کرلی
شہزادہ نے منہ سے منہ لگا کے بوسہ لے لیا تو متواتر بوسہ بازی کا ہنگامہ گرم ہوگیا اس حرکت خلاف
سے شہزادہ کی غرض یہ تھی کہ دیکھون ان نازنین کے ہمراہی کیا کہتے ہین مگر کسی نے بجز سکوت کے
دم نہ مارا بہر تیز رو بھی وہان موجود تھا اس تمام کیفیت کو دیکھ رہا تھا یکایک ملکہ مہر جہان افروز نے
ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام بلورین جام مرصعی سے لبالب کر کے دیا بدیع الملک نے ملکہ
کی صورت دیکھی ملکہ نے کہا ای بدیع الملک یہ مجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارے مذہب مین شراب
ممنوع ہی تاہم اسوقت میری خاطر تمپر فرض ہی شہزادہ نے کہا ممنوعات شرعی مین کسی کی خاطرداری کا
کیا دخل ہی ہان ایک صورت سے تیری خاطرداری مجپر فرض ہوگی کہ تو دین اسلام کو اختیار کرے ملکہ
نے آہستہ سے کہا ای بدیع الملک تو کیا کہتا ہی بالفرض مین تیری درخواست کو قبول کرون
پھر یہ سب میرے ہمراہی کیا کہین گے شہزادہ نے کہا ان ہمراہیون کو تیرے کامون مین کیا دخل
ہی ملکہ نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی تاہم مجکو شرم معلوم ہوتی ہی شہزادہ نے کہا ای نازنین آج تجکو
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم آتی ہی کل قیامت کے روز جب تجسے سوال کیا جاویگا کہ تونے
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم کی اس وقت کیا جواب دیگی اور جب تجپر اسکا عذاب نازل
ہوگا اسوقت تجکو شرم نہ آئیگی بس جو کچھ مین کہتا ہون اسپر عمل کر لیجیے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھ کے

مسلمان ہو ملکہ نے منظور کیا کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوئی غرض کہ دونون شراب پینے مین مصروف ہوئے

اب کچھ حال خدنگ اور ہشام دونون عیارون کا بیان کیا جاتا ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ امیر حمزہ ثانی شہزادہ بدیع الملک کا انتظار کر رہے تھے صید و شکار کرتے ہوئے پہاڑ گئے درہ مین آئے وہان سبزہ زار دیکھ کے قیام کو دل چاہا مکان عالی شان واقع تھا حمزہ ثانی نے فرمایا اسی جگہ قیام مناسب ہے تا اینکہ بدیع الملک یہان پہونچ جاوے سب نے اُس مقام فرحت افزا مین قیام کیا جو ہرن وغیرہ شکار کر لائے تھے اُنکا گوشت صاف کیا کوئلے سلگائے کباب بنائے سیخ آہنی پر لگائے جب خوب بریان ہو گئے تمام ہمراہی جمع ہوئے کباب خوب سیر ہو کے کھائے اُسطرف خدنگ عیار او ہشام امیر حمزہ ثانی اور شہزادہ بدیع الملک کے گرفتار کرنے کو گئے تھے جب شکارگاہ مین پہونچے درہ نرگس زار مین دیکھا کہ امیر حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی براحت تمام بیٹھے ہین اور شہزادہ بدیع الملک کا ذکر کر رہے ہین کہ شہزادہ تعاقب مین آہو سفید کے گیا ہے اُسکا حال اُس وقت کا اس وقت نہین معلوم ہوا کہ کس طرف کو گیا اور کہان پہونچا جو اسوقت واپس نہین آیا خدنگ اور ہشام نے اس حال کو خوب سُنا اور وہان سے آکے درخت کے سایہ مین قیام کیا خدنگ نے ہشام سے کہا تو نے سنا حال بدیع الملک کا اُسنے کہا ہان جس قدر تو نے سنا اسیقدر مین نے بھی سُنا خدنگ عیار مکار نے کہا پھر کیا ارادہ ہے ہشام نے کہا جو کچھ کہ خدنگ نے کہا میری یہ رائے ہے کہ تو امیر ثانی کو آج گرفتار کرکے لیجا مین بدیع الملک کی تلاش مین جاتا ہون ہشام نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ ہشام جانب صحرا روانہ ہوا ایک مقام پر جاکے قیام کیا خریطہ عیاری سے نَے ہفت بندی نکالی بجانا شروع کیا اتفاقاً شہزادہ کیخسرو ہرن کا تعاقب کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا تھا یکایک وہ آہوے صحرائی نظر سے غائب ہو گیا بہرام بن عمرو ہمراہ تھا ناگاہ اُس نَے کی خوش آیند صدا کیخسرو کے گوش زد ہوئی متحیر ہو کے ہر طرف نظر کی آخر ایک تختہ سنگ پر جاکے بیٹھا اور بہرام سے کہا جا خیمہ گر سے صراحی شراب لے آ یہ وقت لطف مے کا ہے خوش آیند صدا آرہی ہے بہرام نے دست بستہ کہا بہت مناسب اور خیمہ کیجانب روانہ ہوا یہان کیخسرو اُس صدائے خوشگوار پر چلا ایک مقام پر دیکھا ایک شخص نَے بجا رہا ہے اُسکے قریب جاکے نَے کو دیکھا اور کہا ای شخص کیا خوب نَے بجا رہا ہے میری نزدیک مناسب یہ ہے کہ کسی جائے مناسب پر چلکے نَے بجا تا کہ مین بیٹھ کے سنون ہشام نے نَے کا بجانا موقوف کیا اور کہا بہان کہ وہان چل کے بجاؤن کیخسرو ہشام کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لایا خود ایک پتھر پر بیٹھا اور کہا ہان نَے کو بجا ہشام نے نَے بجانا شروع کیا چند لمحہ کے بعد ہشام نے نَے کو رکھ دیا اور کہا ای جوان اسوقت بے شراب صحبت کا لطف نہین کیخسرو نے کہا تامل کر مین نے بہرام اپنے عیار کو شراب لینے کو بھیجا ہے وہ عیار بہت چست و چالاک ہے عنقریب لاتا ہوگا پھر لطف صحبت ہوگا ہشام نے کہا ای جوان اگر تیری رائے ہو تو جب تک شراب تیرا عیار لاوے مین گوسفند کو ذبح کرکے کباب تیار کردون کیونکہ بغیر کباب کے شراب کا لطف نہین ہے اور اس وقت اگر نوازش ہوگی تو پورا لطف حاصل ہوگا کیخسرو نے کہا ازین چہ بہتر پس ہشام اکطرف گیا گوسفند کو لاکے ذبح کیا گوشت صاف کرکے کباب بنائے اسمین دارو بیہوشی آمیز کی جب کباب پک کے تیار ہو چکے ہشام نے کہا ای جوان کباب تیار ہین کیخسرو نے کہا شراب بھی آتی ہوگی ہشام نے کہا شراب آچکی

جب تک گسیقدر کباب نوش فرماؤ اگر سرد ہو جاینگے تو پھر کچھ لطف نہو گا گنجیرو نے چند کباب کھائے بابت تھوڑی
کی یکایک غنودگی طاری ہوئی گنجیرو بیہوش ہوکے زمین پر گرا ہشام عیار فرزدے نے باآواز بلند کہا وہ مارا
اور فوراً ہاتھ پانون مضبوط باندھ کے پرویز کے پاس لیگیا وہان جب بہرام صراحی شراب و جام بلوریں لیے
ہوئے آیا ہر چند گنجیرو کو تلاش کیا کہین نشان نہ ملا زار و قطار روتا تھا اور کہتا تھا افسوس گنجیرو کو کوئی
عیار مکار گرفتار کر لیگیا کچھ عجب نہین اگر وہ ذی نواز کوئی عیار ہو اس حیلہ سے گرفتار لیگیا اس انتشار مین
شاپور شیردل شہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہوکے امیر حمزہ ثانی کے پاس جاتا تھا اس مقام پر
پہونچا جہان بہرام گنجیرو کی تلاش مین گریان و نالان پھر رہا تھا بہرام کا حال خراب دیکھ کے کہا ای بہرام
کس فکر مین مبتلا ہو بہرام نے گنجیرو کے غائب ہو جانے کا حال بیان کیا شاپور شیردل نے کہا اگر
بہرام تیرا خیال صحیح ہو کہ وہ ذی نواز لشکر کفار کا عیار تھا اور مجکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ ہشام عیار تھا
اب تیرا کیا ارادہ ہو بہرام نے کہا اگر سمت معلوم ہوتی تو ہشام کے تعاقب مین جاتا شاپور شیردل نے کہا
ضرور تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ دونون ہشام کے تعاقب مین روانہ ہوئے

اب خدنگ عیار مکار کا حال سماعت فرمائیے

کہ وہ ملعون بدیع الملک کی تلاش مین چلا ملکہ جہان افروز کے خیمہ مین پہونچا دیکھا بدیع الملک اندرون
خیمہ ملکہ جہان افروز کے پہلو مین بکمال اطمینان بیٹھا ہی دایہ وغیرہ خدنگ کے پاس آئین اور اشارہ سے
کہا دیکھ یہ کیا سامان پیش نظر ہی خدنگ دایہ کو گوشہ مین لیگیا اور کہا بدیع الملک کسطرح پونہچا اسنے تمام حقیقت
گذشتہ بیان کی اور کہا ای خدنگ مجکو یہ نہ معلوم تھا کہ یہ دختر اسقدر بیحیا ہی خدنگ نے کہا ای دایہ تو صبر کر مین جاتا ہون
ذوالخمار کو لیے آتا ہون تاکہ وہ بھی یہ تماشا دیکھے دایہ نے کہا تجھے اختیار ہی خدنگ وہان سے ذوالخمار کے پاس آیا
وہ اسوقت نشہ شراب سے بدمست ہو رہا تھا خدنگ نے ذوالخمار کے قریب آکے کہا ای پہلوان دوران کس
خیال مین مبتلا ہو کچھ سلطنت کی بھی خبر ہو ذوالخمار نے کہا کون ہو اسنے کہا مین خدنگ تیرا خادم دیرینہ ذوالخمار
نے کہا کیا خبر تازہ لایا ہی خدنگ نے کہا خبر تازہ یہ ہو کہ ناموس شاہی کی خرابی کا سبب تو ہوا اگر تیرا یہی حال تھا تو اسکے
ہمراہی کی کیا ضرورت تھی ذوالخمار نے کہا کچھ تو کہہ کیا ناموس شاہی کی خرابی ہوئی خدنگ نے ہزار ہا مغلظ گالیان
دین اور کہا تجھے کیا کام ہو تو میخواری مین اسی طرح مدہوش رہ ذوالخمار نے دست بستہ کہا ای خواجہ سچ کہہ کیا
واقعہ پیش آیا ہی خدنگ نے کہا میرے ساتھ چل تو مین تجھے تماشا دکھاؤن ذوالخمار اٹھ کھڑا ہوا مرکب پر سوار ہوا
اور اپنے ملازمون سے کہا تم سب بھی سوار ہوکے میرے ساتھ چلو اور خود خدنگ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا جب
دروازہ خیمہ پر پہونچا مرکب سے اترا خدنگ نے کہا مین یہین مقیم ہون تو خیمہ مین جا کے تماشا دیکھ ذوالخمار نے مرکب
خدنگ کے حوالہ کیا اور خود پردہ اٹھا کے خیمہ مین داخل ہوا شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا کہ ملکہ جہان افروز
کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی اور ہنگامہ بوسہ بازی گرم ہو ذوالخمار نے تلوار علم کی اور جھپٹ کے بدیع الملک پر وار کیا
شاہزادہ نے نہایت چستی تمام اس وار کو رد کر کے اس زور سے اسکے کلہ پر طمانچہ مارا کہ ذوالخمار بیہوش ہوکے زمین پر
گر اچار گھڑی تک بیہوش اسی طرح پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی اپنی حالت کی طرف خیال کیا کہا مارے سے زندہ
ہون اپنی گردن پر ہاتھ پھیر الغنی پھر دبک کے کہا اف اف بدیع الملک نے پوچھا سچ تھا چنانچہ کیسا تھا ذوالخمار
نے کہا ای جوان خدا پرست قربان تیری قوت دست و بازو کے واقعی تو نے ایک ہی طمانچہ مین میرا کام تمام کر دیا

اب مجھ مین طاقت اُٹھنے کی بھی نہین ہی مقابلہ کیا کر سکتا ہون شاہزادہ سنے کہا اگر تجھمین طاقت مقابلہ نہین ہی تو پھر دین
اسلام قبول کرنے مین تجھے کیا عذر ہی اُسنے کہا مجکو کچھ عذر نہین ہی شہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا ذو الخمار بصفاے نیت مسلمان
ہوا اب وہانسے مراجعت کی خدنگ دروازہ پر موجود تھا اُسنے کہا ای پہلوان زمان کس طرف کا قصد ہی اُسنے کہا مین
اپنے آدمیون مین جاتا ہون تاکہ اُنکو بھی مذہب اسلام تعلیم کرون خدنگ سنے کہا یہ کیا بیہودہ حرکت ہی تو کس کام
کے واسطے اندرون خیمہ گیا تھا اور اب کیا نالایق خیال دلمین سمایا ذو الخمار سنے کہا بیہودہ ونالایق خیال تیرا ہی کہ نا
کس واسطے دین کو چھوڑے ہوئے ہی مین تجکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اس گمراہی سے باز آ اور شاہراہ مستقیم مین قدم رکھ نہین
معلوم کس وقت اجل آجائیگی پھر بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدنگ سنے کہا تیرا دماغ خراب ہوگیا ہی بس اب مین تیری
بات کے قابل نہین ہون ذو الخمار سنے کہا مجکو خود تجسے بات کرنے مین کراہیت معلوم ہوتی ہی خدنگ سنے کہا او نالایق
پرویز سُنیگا تو کیا تجھپر آفرین کریگا اس خیال بیہودہ سے درگذر اور بدستور دین قدیم پر قایم ہو اُسنے کہا پرویز کیا بلا ہی اور تو کیا بلا ہی
خدنگ خاموش ہوا ذو الخمار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھ لیا چاہتا تھا کہ خدنگ کیجانب ہا کرے خدنگ سوچا کہ مفت جان میری
ہلاک ہوگی اُسنے وہانسے گریز کی پرویز کے پاس پہونچا اسطرف ذو الخمار اپنے ملازمون کے پاس آیا اور کہا تم لوگ آگاہ ہو
کہ مین بت پرستی سے باز آیا دین اسلام اختیار کیا تم لوگ اگر میری رفاقت چاہتے ہو تو دین اسلام اختیار کرو ورنہ مجھسے
دست بردار ہو سب نے کہا خداوند نعمت اگر دین اسلام کا حق ہونا ثابت ہوگیا ہی تو ہمکو اُس مذہب حق کے اختیار
کرنےمین کچھ عذر نہین ہی چنانچہ ذو الخمار سنے اُن سب کو بھی دایرہ اسلام مین داخل کیا اب وہانسے واپس آکے خیمہ
مین داخل ہوا شہزادہ کے روبرو مثل ملازمان خاص کے استادہ ہوا اُسطرف ہشام ملعون کنجیر دکو پرویز کے روبرو
لایا اور تختہ پارہ زمین پر رکھا پرویز ہشام کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا ای عیار طرار کیا کار نمایان کیا کس کو گرفتار کر لایا
ہی ہشام ملعون سنے کہا ای بادشاہ حمزہ ثانی درۂ نرگس زار مین مع یاران ہمراہی بیٹھا ہوا بدیع الملک کا انتظار
کر رہا ہی اور بدیع الملک ایک آہوے صحرائی کی تلاش مین گیا ہی اُسکا حال اُسوقت دریافت نہین ہوا یہ کنجیر دین
سعد ہی جسکو مین لعیاری گرفتار کر لایا ہون پرویز بہت خوش ہوا ہشام کو بہ کثیر انعام مین دیا اُسکی عیاری کی بہت
تعریف کی اور کہا ای ہشام میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس خدا پرست کو اسی وقت بیہوشی کی حالت مین ہلاک
کردون سنے بیشتر دیکھا ہی کہ جب مسلمان بعیاری گرفتار کیے گئے ہین اور اُنکو ہوشیار کیا ہی فوراً کوئی نہ کوئی سبب رہائی
کا پیدا ہو گیا اگر کنجیر د کو ہوشیار کیا اور رہا ہو گیا تو کمال افسوس ہوگا اور تجکو بھی ملال ہوگا کہ محنت ضایع ہوگئی ارغش
سنے سر ہلایا مطلب اُسکا یہ تھا کہ یہ راے بالکل نامناسب ہی پرویز نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کیون سر ہلاتا ہی ارغش
نے کہا ای بادشاہ یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ مسلمان ہوشیار ہوکے رہا ہو جائینگے بلکہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوگیا ہی میرے
نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس جوان کو ہوشیار کرکے دین بت پرستی کی ترغیب دیجاوے شاید قبول کرلے نہین معلوم دین
و مذہب کے بارہ مین اُسکا کیا خیال ہی شاید میرا ہی خیال درست ہو پرویز نے بعد تامل بسیار کہا خیر یہی سہی ہی پس اُسکے
دست و پا کو خوب مضبوط باندھا فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا کنجیر د نے اپنے کو اُس حالت خراب مین دیکھا حیران
ہوا ہر چہار جانب گھبرا کر دیکھا اُسکے دیکھتا تھا کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی پرویز سنے کہا ای کنجیر د ہمارا ارادہ تھا کہ تجکو
حالت بیہوشی مین ہلاک کرین مگر ارغش نے منع کیا تجکو ہوشیار کیا ہی اگر تو اپنی جان ہلاکت سے بچانا چاہتا ہی تو
دین بت پرستی کو بصدق دل و بصفاے نیت قبول کر ورنہ یقین سمجھ لے کہ ہم ہرگز تجکو زندہ نچھوڑینگے کنجیر د نے بت پرستی
کی نہایت مذمت کی اور بت پرستونکو خوار بنا گالیان دین پرویز ارغش پر بہت غصہ ہوا اور کہا ان گالیون کا سبب

خاص بھی نالایق ہی اُسکی رائے پر مین نے عمل کیا جو یہ گالیان سنین ورنہ ابتک یہ خداپرست بیجان ہوگیا ہوتا لعل بھی
کیخسرو کی گالیون سے بہت برہم ہوا کہا جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا لعل نے کہا جلد اس خداپرست کو ہلاک کر
اور خون اسکا میرے واسطے لا کہ مین شراب مین آمیز کرکے پیونگا ملازمان پیرویز نے شہزادہ کیخسرو کو زیر تیغ بٹھایا
پیرویز نے کہا ای ہشام اگر تو حمزۂ ثانی یا بدیع الملک کو گرفتار کرلاتا تو مین ہرگز ایسا خوش نہوتا جیسا کہ کیخسرو کی گرفتاری
سے مین خوش ہوا ہون ہنوز یہ کلام اُسکا ختم نہوا تھا کہ نسترن جادو آئی اور کہا ای نظر کردہ خداوندلات مبارک ہو
مین نے بہت بڑا کام کیا یعنے آج شب کو حمزۂ ثانی سے باطل السحر کو سفید مہرہ پر بند کردیا ہی اور اب حمزۂ ثانی کو
بالکل یاد نہین ہی اب حمزۂ ثانی اور اُسکی تمام فوج کا بخوبی علاج ہوجاویگا ہشام نے کہا اگر ایسا بند و بست کرلیا ہی
تو پھر کیا ہی جاؤ حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی نرگس زار مین بیٹھا ہوا سیر و تفریح کررہا ہی نسترن نے کہا واقعی ہشام
نے کہا کیا مین تجھسے جھوٹ بولا کرتا ہون جاؤ دیکھ لے نسترن اُسی وقت اُٹھی اور چار جادوگر بلاکے اُنسے کہا کہ تم
سب جاؤ اور گرد و پیش پہاڑ کے بیٹھ کے ایسا کچھ بند و بست کرو کہ حمزۂ ثانی سلامت نہ جانے پائے اُسطرف جب
کیخسرو کو ملازمان پیرویز نے زیر تیغ بٹھایا اور پیرویز نے حکم قتل کا دیا کیخسرو بہت گھبرایا درگاہ باری مین دعا کی
کہ خداوندا تو خوب جانتا ہی کہ مین تیری راہ مین ساعی ہون اور اسوقت بجز تیری مدد کی کوئی حامی و مددگار نہین
رکھتا یکایک لکہ ابر پیدا ہوا اس ابر مین سے ہاتھ ظاہر ہوا اور کیخسرو کو اُٹھا لیگیا تمام کفار حیرت مین مبتلا ہوگئے
اب از عرش پر اور بھی زیادہ ملامت ہونا شروع ہوئی مگر وہ خاموش بیٹھا ہوا اُس ملامت و نفرین کو سن رہا
تھا صلصال نے جادوگرون سے کہا تم سب کیا خاموش بیٹھے ہو سب نے کہا ای صلصال ہم طاقت رکھتے
ہین کہ اگر چاہین تو آسمان سے ستارہ کو زمین پر لے آوین صلصال نے کہا یہ فقط زبانی کہتے ہو یا کچھ عمل مین بھی
لا سکتے ہو آخر چار سو جادوگر ایک جا جمع ہوکے اور اپنے اپنے سحر و افسون کو صرف کیا کچھ فائدہ نہوا بلکہ اُسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ اُس ابر سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے پچاس جادوگر جل کے خاک سیاہ ہوگئے اور لوگون کے کپڑے بھی جل
گئے تمام کفار نے گھبرا کے چیخنا شروع کیا کہ ای خداوندلات و منات کس طرف ہو جلد ہماری مدد کرو ہمارے سب بندے
آسمانی آگ سے ہلاک ہوے جاتے ہین اگر اسوقت مجبوری مین ہمکو مدد نہ پہونچیگی تو اور کون وقت آئیگا ایسی
مصیبت و آفت ہمپر نازل نہ ہوئی تھی نسترن نے جادوگرون سے کہا تم سب جاؤ جلد جلد حمزۂ ثانی کی گرفتاری
کی فکر کرو جبتک مین زندہ ہون حمزۂ ثانی کو باطل السحر یاد نہ آئیگا کیونکہ سفید مہرہ میرے شکم مین ہی اس اثنا مین
ایک سوار گرد آلودہ پسینہ مین غرق ہانپتا ہوا آیا موقف عرض مین آکے مجرا کیا اور کہا صنگ شاہ و لقمان شاہ
ہمراہی جادوگران بیشمار کل یہان پہونچین گے دو گھڑی رات گذری تھی کہ چار جادوگر آکے ہر چہار جانب دریا کے
بیٹھے پانی کے طشت لیے ہوے تھے چار دیون کو پانی مین تر کیا اور جانب آسمان چھڑکنا شروع کیا اور افسون
و سحر پڑھتے جاتے تھے شب کو حمزۂ ثانی نے روشنی کا حکم دیا طرفہ عجائبات نظر سے گذرے شاہزادہ بدیع الملک
کا کمال انتظار تھا جب رات زیادہ گذری نور الدہر نے سرداران دست راست و دست چپ سے کہا کہ
اے حامیان دین متین ہمانی اسوقت تک شہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ تھا سرداروں نے عرض کی ہمارے نزدیک
تو شہزادہ بدیع الملک راہ بھول گیا کسی طرف نامعلوم مین سرگردان ہوگا نور الدہر نے کہا مین شہزادہ
کی طرف سے مطمئن ہون کیونکہ وہ شہزادہ والا تبار جہان ہی مجھے معلوم ہی لیکن کیخسرو کی جانب سے مجھکو کمال
تردد ہی ایک شخص نے کہا پہر دن باقی تھا جبتک بہرام عیار لشکر مین موجود تھا اب نہین معلوم کہان ہی

یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک جھونکا ہوائے تند و سرد کا چلا جس قدر چراغ روشن تھے سب خاموش ہو گئے مارے جاڑے کے سب تھر تھر کانپنے لگے قبا۔ لبادہ جو کچھ جسکے پاس تھا اسنے اوڑھا آ پانی بھی زور شور سے برسنا شروع ہوا سرداران لشکر اسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش بھی سحر و افسون کا نتیجہ ہے امیر حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے قیاس کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایسا ہی واقعہ امیر والا توقیر پر زرد کوہ مین گذرا تھا امیر ثانی نے فرمایا شکر ہے کہ شہزادہ بدیع الملک یہان موجود نہین ہے البتہ اس کام کی فکر کرنا چاہیے اپنے ملازمون اور مصاحبون سے کہا کہ اس گردس ایام کو غور کرو اور پھر افسوس کرکے کہا اصل امر یہ ہے کہ بدیع الملک ہی ایسے وقتون مین خوب بندوبست کرتا ہے سردارون نے کہا اے والا منزلت یہ وقت باطل السحر پڑھنے کا ہے امیر ثانی نے خیال کیا باطل السحر کو بالکل فراموش پایا تا دیر غور و فکر کرتے رہے آخر الامر کہا اے دلاور و غضب ہوا افسوس صد ہزار افسوس ساحران غدار افراسیاب نے باطل السحر مجکو بھلا دیا صبح کو دیکھا کہ گرد و پیش برف کے پہاڑ ہین کوئی راستہ کھلا ہوا نہین ہے سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ وقت عبادت الہی کا ہے سب نے جانب قبلہ رُخ کیا دونون ہاتھ سوئے آسمان بلند کیے اور کہا اے دستگیر درماندگان و اے مددگار ناچاران و بے کسان اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ اسوقت مجبوری مین ہماری مدد کر بہرام عیار و شاپور کنجیس و کے حال سے بخوبی مطلع تھے اور نسترن کا بھی حال خوب معلوم تھا سعد شہر یار کے پاس پہونچے کنجیس کا حال بیان کیا ایک اور شخص سعد شہر یار کی خدمت مین حاضر ہوا اور حال سردارون کا بیان کیا سعد شہریار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور شاپور سے فرمایا جلد جا شہزادہ بدیع الملک کو اس حال سے مطلع کر شاپور فوراً روانہ ہوا بعد جستجوے بسیار لشکر مین پہونچا وہان سے دروازہ خیمہ پر گیا چند لمحہ وہان قیام کیا بعدہ اندرون خیمہ داخل ہوا بدیع الملک اور ہُدہُد کو موجود پایا بکمال ادب مجرا کیا بدیع الملک نے خیر و عافیت دریافت کی شاپور نے کنجیس و اور نسترن جادو اور حمزہ ثانی کی حالت کو بہ تفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک کی آنکھون مین آنسو بھر آئے مہر افروز نے جو بدیع الملک کو رنجیدہ پایا بہت سمجھایا کہا آپ کیون مضطرب ہوتے ہین پروردگار حامی مددگار ہے بدیع الملک ذو النجار کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسب جہان اپنا اسباب سفر درست کرو اور ملکہ مہر افروز کو لشکر مین پہونچاؤ ملکہ ہُدہُد کو بھی اپنے ہمراہ لیتے جاؤ ذو النجار تو حسب الحکم شاہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر افروز اور ہُدہُد کو لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ بدیع الملک شاپور کو ہمراہ لیکر برائے تلاش ساحران غدار جاتے ہین کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائے گا۔

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہنشاہ شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

راویان که در سخن فرد اند ٭ شرح این داستان چنین کردند ٭ ناظرین والا مقام و سامعین ذوالاحترام کو یاد ہوگا کہ جب طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر میدان کارزار سے طرف اپنے پڑاؤ کے گئے دوسرے روز شہریار نے پھر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا مبارز طلبی پہلوانون نے شروع کی تمام

بن مالک میدان مین آئے ہنر جنگ دکھائے شمائل خان کے ہاتھ سے نیزہ نکالا شمائل خان نے بقوت تمام
واگرز گران کا کیا کہ سر مالک کا زخمی ہوا فرنگیون نے جو یہ کیفیت دیکھی یلغار کرکے آ پڑے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی تھوڑی دیر مین لاشون کے انبار میدان کارزار مین ہو گئے دریاے خون روان ہوا سر مثل حباب
نظر آنے لگے ڈھالون کا ابر چھا گیا برق شمشیر چمکنے لگی آواز بزن و بگیر بلند ہوئی تا شام معرکہ کارزار گرم رہا
جب آفتاب غروب ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر میدان سے پلٹے شہنشاہ جو اپنی بارگاہ مین آئے
سب سے کہا کہ کل مین خود میدان جنگ مین جاؤنگا ہنر جرأت دکھاؤنگا سردارون نے جو آمادہ پایا عرض کیا
کہ جب تک غلامان جانباز زندہ ہین آپ کو میدان مین نہ جانے دینگے ہمارے بعد آپ کو اختیار ہی جو مزاج
مین آئے کیجیے گا شہنشاہ نے کہا کہ اگر صبح کو کوئی مجھے میدان کارزار مین براے مقابلہ نہ جانے دیگا
مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ
حضور شہریار نے طبل جنگی بجوایا ہی شہنشاہ نے حکم دیا جواب مین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے
یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین شب بھر دونون لشکر مصروف سامان جنگ
رہے جب شہنشاہ زرین پوش مشرق نے اسپ چرخ زبرجدی پر سوار ہوکے فوج ثوابت و سیار کو شکست
دی اور اپنے نور سے عالم کو منور کیا لشکر میدان کو جانے لگے کہ ہرکارے روتے ہوئے سامنے بدیع الزمان
کے آئے عرض کی حضور ایک ماجراے عجیب سانحہ غریب ہی بڑا غضب ہوا کوئی شب کو شہنشاہ کو بارگاہ
سے سراچہ چاک کرکے چرا لےگیا بدیع الزمان نے جو یہ خبر پائی بدرجہ کمال متردد ہوئے فوراً اپنے مقام سے
اٹھکر بارگاہ شہنشاہ مین آئے یہان جو آکے دیکھا تو پلنگ خالی پڑا ہی سراچہ بارگاہ کا چاک ہی انداز
سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار شاطر شب کو آیا اور شہنشاہ کو چرا لے گیا بدیع الزمان نے اسیوقت
شاطران لشکر کو طلب کیا سب کیفیت مشرح کہی فرمایا کہ ایسے وقت مین شہنشاہ کا پتہ لگاؤ ہرکارے
حسب الحکم بدیع الزمان روانہ ہوئے بدیع الزمان میدان کارزار مین تشریف لائے شاہزادہ
سکندر فرخ لقا رخصت ہوکے میدان مین آئے شہریار سے مقابلہ بڑی دیر تک رہا آخر کار دونون
لشکرون نے اپنے یہان سے حرکت کی جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ دن بھی یون ہین تمام ہوا دونون
لشکر اپنی طرف واپس ہوئے شاطرون نے آکے بدیع الزمان سے عرض کی کہ حضور خاطر مطمئن
رکھین عنقریب شہنشاہ آپ سے ملینگے یہ کام مجھے کسی دشمن کا نہین معلوم ہوتا ہی بلکہ یہ گمان ہی کہ کوئی
ساحرہ شہنشاہ پر عاشق ہوکے لے گئی بدیع الزمان تو اس فکر مین سر بزانو ہین مگر اب حال شہنشاہ
کا سنیے کہ شہنشاہ کی جو صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجلس پر تکلف مین پایا دیکھا چہار جانب نازنینان
دُر در گوش مرصع پوش جمع ہین جام شراب ارغوانی گردش مین ہی ایک نازنین حسین و جمیل ایک تخت
مرصع کار پر بیٹھی ہی انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ وہی سب کی سردار ہی سب اسکی اطاعت کر رہی ہین
شہنشاہ نے آنکھ جو کھولی اس نازنین نے کہا اے شہنشاہ بیدار ہو جیسے دن بہت آگیا شہنشاہ حیران حیران
اٹھے خیال کر رہے ہین کہ یہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا کسی ساحرہ کے دام مکر مین گرفتار ہوا ہون اسی حیرت مین
اٹھ کے بیٹھے اس نازنین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین کہان ہون یا تو اپنے لشکر مین تھا یا مین نے تمھاری
مجلس مین اپنے تئین پایا نازنین نے مسکرا کے عرض کی کہ حضور یہ خطا جوش محبت مین ہو گئی ہی معاف

فرمائیگا شہنشاہ نے پوچھا آخر تم کون ہو کیا نام ہے مجھسے کیا کام ہے نازنین نے جواب دیا کہ نام میرا مہر نازپرور ہے باپ میرا ابر سیاہ فرنگی ہے براے زیارت والدین جاتی تھی آپ کی کیفیت سُنی اپنے عیار کو بھیجکر آپکو منگوا لیا اب اس خطاپوش زادے مین موجود ہون شہنشاہ نے مسکرا کے ارشاد کیا کہ جو کچھ تُنے کیا بہت خوب کیا آخر کار مہر نازپرور کو مسلمان کیا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی مہر نازپرور نے عیار تحفہ سے حکم کیا کہ خبر لشکر والا جلد لا کہ وہ لوگ کس کام مین مصروف ہین عیار اُدھر روانہ ہوا یہ لوگ یہان مصروف عیش ہین مگر اب کیفیت لشکر اسلام تحریر کی جاتی ہے کہ جب بدیع الملک نے مہرجہان افروز اور ہدہد کو ذوالخمار کے ہمراہ کیا اور کہا کہ انکو طرف لشکر کے لیجاؤ اور آپ مع شاپور بہ استقبال ساحران آمادہ ہوئے اور طرف درہ ترگس کے چلے مگر صلصال اور پرویز اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوکے صلاح کر رہے ہین کہ وسوسہ جادو نے خبر دی کہ صنعان شاہ و ضحاک شاہ آئے ہین یہ دونون براے استقبال آئے باعزاز تمام صنعان شاہ و ضحاک شاہ کو لیگئے ان دونون نے مزاج پرسی کی صلصال نے کہا کوشش جنگ مسلمان مین بہت پریشان ہین ضحاک نے پوچھا اب کیا کیفیت ہے صلصال نے کہا اہل اسلام کے پاس ایک جام ہے جسکے ذریعہ سے سحر تاثیر نہین کرتا وہ پیالہ سلیمانی ہین موجود رہتا ہے صنعان نے کہا پہلے ایک ایلچی کو روانہ کرو پھر فکر جام بے اندیشہ انجام ہوجائیگی اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ایلچی کو دیا اور روانہ کیا اب یہ سب بارگاہ مین بیٹھے ہین صلاحین ہو رہی ہین خدنگ عیار شیرویہ آکر پہونچا اور تمام کیفیت مہرجہان افروز اور بدیع الملک وغیرہ کی بیان کی پرویز کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا ارغش نے پوچھا خیر ہے پرویز نے تمام کیفیت بیان کی شیرویہ نے کہا اے پرویز کیون متفکر ہوتے ہو مین ابھی جاتا ہون اور جب تک ان سب کی خبر اچھی طرح سے نہ لونگا واپس نہ آؤنگا یہ کہکر شیرویہ اُسی وقت روانہ ہوا اسکے عقب مین پرویز نے لشکر روانہ کیا یہ تو راہ طے کرتا ہوا جاتا ہے مگر ملکہ مہرافروز جو بدیع الملک سے رخصت ہوکر ہمراہ ذوالخمار کے چلی راہ مین ایک آہو نظر آیا ملکہ اُس طرف متوجہ ہوئین خیال آیا کہ اس آہو کو شکار کرین یہ سوچکر گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہر چند ذوالخمار نے منع کیا مگر ملکہ ایسی محو ہوئین کہ کچھ سماعت نہ کی لیکن ساتھ ملکہ مہرافروز کا ہدہد نے نہ چھوڑا یہانتک کہ ایک کوس ملکہ اور ہدہد نکل گئے آہو تو چوکڑی بھر کے ایک طرف نکل گیا ملکہ تھک کے اُسی مقام پر بیٹھ گئین انتظار آمد ذوالخمار کر رہی ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی ملکہ اُدھر متوجہ ہوئین جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شیرویہ مع چند آدمیون کے اسطرف آتا ہے ملکہ نے ہدہد سے کہا کہ اب کیا ہوگا ہدہد نے کہا خدا مالک ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ شیرویہ نے نعرہ کیا کہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا نعرہ کرکے تلوار کھینچی قریب ملکہ کے آیا چاہتا تھا کہ وار تلوار کا سر ملکہ پر کرے کہ آسمان سے ایک پنجہ زرین پیدا ہوا اور ملکہ مہرافروز کو اُٹھا لے چلا ہدہد اس واقعہ کو دیکھکر بہت حیران و غمگین ہوا اور مضطربانہ دوڑا نفی مین آواز آئی ای ہدہد کچھ اندیشہ نکر مین دوست ہون شاہزادہ بدیع الملک کا ملکہ بخیریت تمام تکو ملینگی اتنے مین ذوالخمار بھی قریب ہوتا شیرویہ نے جو ذوالخمار کو دیکھا للکارا ذوالخمار نے چاہا مین وار کرون اسنے سحر کرکے گرفتار کیا اور لیکر پلٹا قصد کیا اسکو قتل کرے ارغش نے کہا کہ ابھی

اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکو قید رکھے شیرویہ جواب ذوالخمار لیکر پلٹا لیکن اب حال
شداد فیل زور کا سُنیے کہ یہ جو نامہ لیکر اور ضحاک شاہ و صنعان شاہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر
اسلام چلا راہ کو طی کرکے داخل لشکر ہوا در بارگاہ پر آیا لوگون سے کہا کہ مین نامہ ضحاک شاہ و
صنعان شاہ کا لایا ہون حاجی نے خبر سعد کو دی سعد نے نامہ دار کو اندر بلا لیا کر [illegible]
کی نامہ دار کرسی پر بیٹھا نامہ نذر دیا سعد نے مضمون نامہ پڑھ کے نامہ کو چاک کیا اور نامہ دار
سے کہا کہ ضحاک سے کہہ دینا کہ جو تجھسے ہمارے واسطے ہو سکے دریغ اور توقف نکر نامہ دار نے
جو یہ کیفیت سُنی خنجر کھینچکر طرف سعد کے چلا یہ کیفیت جو دارائے بن داراب سیم زیرہ
نے ہو دیکھی اپنے دنگل سے کود کر قریب نامہ دار کے آئے گریبان مین نامہ دار کے ہاتھ ڈالکر
اور خنجر ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا اور ایک گھونسا سر نامہ دار پر اس زور سے مارا کہ سر اس خود سر کا
پارہ پارہ ہو گیا حاضرین مجلس کی زبان کلمات تحسین و آفرین مین لال ہوئی سعد نے ایک خلعت
دارائی بن داراب کو دیا لاشہ اس ملعون کا لوگون نے باہر پھینکدیا سب لوگ دارائی بن
داراب کی تعریف کر رہے ہین کہ ہُدہُد نے آکے سعد کو سلام کیا کل کیفیت بدیع الملک اور
ملکہ مہر افروز اور ذوالخمار کی بیان کی سعد نے افسوس کرکے کہا اے ہُدہُد ناموس امیر کا خدا
نگہبان ہی اب بہتر یہ ہی کہ اپنے تئین پاس بدیع الملک کے پہونچاؤ اور یہ کیفیت بیان کرو کہ ضحاک
اور صنعان مستعد جنگ ہین ہُدہُد یہ سُنکر اُسی وقت سعد سے رخصت ہوا اور تلاش مین
شاہزادہ بدیع الملک کی چلا اب کیفیت بدیع الملک کی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو مع شاپور
طرف درہ نرگس کے روانہ ہوئے اور قریب درہ نرگس کے پہونچے دیکھا ایک پہاڑ برف کا
معلوم ہوتا ہی اُسمین ایک طرف راستہ بنا ہی بدیع الملک حیران ہوئے کہ اب کیا کرون
شاپور نے کہا اگر حکم ہو تو مین جا کر اسکے حالات دریافت کرون بدیع الملک نے کہا یہ مقام [illegible]
غدار گاہ ہی جو کام ہو وہ سمجھ کے کرنا چاہیے یہ کہہ رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار [illegible]
نرد ہی بدیع الملک نے جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو عجیب سامان نظر آیا دیکھا بہرام کو ایک ساحر
لیے جاتا ہی بدیع الملک نے قصد کیا کہ تیر مارین مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہو بہرام پر تیر پڑے
اور یہ زخمی ہو جائے یہ سوچکر کھڑے ہوئے تھے کہ بہرام سامنے سے غائب ہوا اور ایک آواز مہیب
آئی کہ اے بدیع الملک مین اسکو غار افراسیاب مین بٹھا کر قید کرونگا بدیع الملک نے
شاپور سے کہا کہ اے شاپور اب طرف غار افراسیاب کے چلنا مناسب ہی یہ راستہ جو معلوم
ہوتا ہی نام خدا لیکر اسی طرف چلو جو کچھ خدا دکھائیگا دیکھینگے جیسے ہی بدیع الملک اُس طرف
متوجہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین تھوڑا راستہ طی کیا تھا دیکھا سب درخت اُس پہاڑ پر بشکل انسان
ہاتھ مین حربے لیے ہوئے کھڑے ہین جو اُس جگہ جاتا ہی وہ وار کرنے کا قصد کرتے ہین بدیع الملک
یہ حال دیکھ کے بہت پریشان ہوئے شاپور سے کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے عرض
کی کہ اے شہریار بازو بند سلیمانی کو کھولیے دیکھیے کیا امر ظاہر ہوتا ہی بدیع الملک نہایت خوش
ہوئے اور وہان سے پلٹ کے ایک مقام پر آئے مصروف عبادت پروردگار ہوئے اور

دعیات متبرکہ کا وظیفہ شروع کیا بعد ختم وظیفہ بازوبند کو کھولا نوشتہ پایا کہ مبارک ہو کہ غار افراسیاب و شہر صندل
تیرے ہاتھ سے فتح ہوگا بیخوف وبیم اس درۂ کوہ مین اپنے تئین داخل کرو یہ درخت خوبصورت انسان ہین
اُن سے خوف نکرو سیدھے چلے جاؤ تھوڑی دور کے بعد ایک درہ جانب دست راست نظر آئیگا
اُس درہ مین داخل ہونا ایک محل ملیگا دروازہ اس محل کا کھولکے اندر جانا صحن مین اُسکے ایک چبوترہ
سنگین بنا ہی وہان فاتحہ میرے نام پر پڑھنا ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا اپنے کو اُس دہنہ مین داخل کر
بعد جو کچھ پیش آئے مناسب سمجھ کے کار بند ہونا بدیع الملک نے یہ تمام کیفیت شاپور سے بیان
کی اور اُس درہ مین نام خدا لیکر داخل ہوئے تھوڑی دور جاکے دست راست کی طرف ایک
درہ اور نظر آیا بدیع الملک اُسطرف چلے تھوڑی دور کے بعد دیکھا ایک باغ نہایت پر تکلف میوہ ہای
گوناگون و شگوفہ ہای بوقلمون سے مملو ہی بدیع الملک اُس باغ مین آئے دیکھا ایک قصر عالیشان بنا ہی
شاہزادہ مع شاپور کے اُس قصر مین داخل ہوا چبوترہ سنگین نظر آیا بدیع الملک نے فاتحہ پڑھا
وہان سے اُٹھکر چلے تھے کہ آواز فریاد وزاری کان مین آئی بدیع الملک شاپور کیطرف متوجہ ہوے
کہا ای شاپور یہ آواز دردناک کس آفت رسیدہ وستم کشیدہ کی ہی شاپور نے کہا ای شہریار یہ مقام عجائب
وغرائب سے مملو ہی اسکا کچھ خیال نفرمایئے بدیع الملک نے کہا کہ نہین جب تک اسکی تحقیق نکرونگا
مجھے چین نہ آئیگا یہ کہکے اُس آواز کی طرف چلے تھوڑی دور بڑھکے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
پری شمائل زہرہ خصائل ایک درخت مین بندھی ہوئی کھڑی ہی پاس اُسکے ٹوٹی ہوئی لکڑیان
پڑی ہین بدیع الملک قریب اُس نازنین کے آئے پوچھا ای گرفتار رنج ومصیبت اپنا حال پرملال
بیان کر نازنین نے کہا ای شہریار مین اپنا حال توضرور بیان کرونگی مگر پہلے حضور اپنی کیفیت سے کنیز کو آگاہ
فرمائین بدیع الملک نے اپنے نام ونشان سے اُس نازنین کو آگاہ کیا نازنین نے آہ سرد بھری
کہا ای شہریار مین اپنا حال زار کیا اظہار کرون مین دختر بد اختر شاہ شہر اطلس قاف ہون اور اسد بن
کرب غازی کی ایک مدت سے مجبر عاشق ہین اتفاقات روزگار سے ایک روز اس مقام پر میرا گذر
ہوا حضرات جادو بھی کسی کام سے جاتا تھا مجکو دیکھکر مائل ہوا مجسے سوال وصل کیا مین نے جواب
سخت دیا اُس ملعون نے مجھے گرفتار کرلیا ہر صبح وشام وہ بدانجام میرے پاس آتا ہی سوال وصل
کرتا ہی جب جواب پاتا ہی اسی باغ سے ایک چوب تازہ کاٹ کر مجھے زدوکوب کرتا ہی آخر کار
مجبور ہوکر چلا جاتا ہی جب بدیع الملک نے یہ کیفیت سُنی بہت متردد ہوئے لیکن خیال کیا کہ
ایسا نہو کہ کسی ساحر نے مکر کیا ہو اسی حیلہ سے درپی آزار ہو بدیع الملک نے بازوبند
سلیمانی کھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ خبردار اس مکارہ کو رہا نہ کرنا نہین ابھی قتل کرڈالیگی بلکہ اسکو
قتل کرو بدیع الملک نے تلوار میان سے نکالکے ایک وار مین اُس کے دو ٹکڑے
کیے تاریکی ہوگئی آوازین مہیب ہر چہار جانب سے آنے لگین تھوڑی دیر مین وہ تاریکی موقوف
ہوئی بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہے نہ وہ باغ ہے نہ وہ کھنڈھی ہوا ہی نہ وہ درخت
ہین ایک صحرای وسیع مین کھڑا ہون متحیر ہوکے چار طرف دیکھنے لگا اور دل مین اپنے
کہتا تھا کہ یہ کیا ماجرای عجیب وغریب ہوا شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار والا تبار مین جو آپ سے

جو آپ

عرض کرتا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی اب میرا عرض کرنا آپ کو یقین آیا بدیع الملک نے بہت
تعجب کیا اور شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور اب کیا کرنا چاہیے شاپور نے کہا ای شہریار
اب ایک طرف کو نام خدا لیکر چلیے بدیع الملک ایک جانب روانہ ہوئے کہ ذکر اینکا
وقت اور موقع پر کیا جائیگا۔

اب کیفیت شہنشاہ گوہر کلاہ اور شہریار کی بیان کیجاتی ہی

کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ملکہ مہر ناز پرور نے چھڑوا منگوایا تھا اور عیار کو اپنے باپ کے
لشکر کی خبر لینے کو روانہ کیا تھا تو چلتے وقت عیار سے شہنشاہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہمارے لشکر
کی بھی خبر لیتے آنا اور آپ ساتھ ملکہ مہر ناز پرور کے مصروف عیش و عشرت تھے عیار نے
آکے دونون لشکرون کی کیفیت دریافت کی اور وہان سے واپس گیا تھوڑی دیر مین مہر
پرور کے خیمہ مین حاضر ہوکے عرض کی کہ حضور بنام شہریار طبل جنگی بجایا ہی کل صبح کو برائے مقابلہ شہریار
میدان مین آئیگا اور ای شہنشاہ آپ کے لشکر مین تردد ہی بدیع الزمان بہت بیتاب
مین شہنشاہ نے فرمایا کہ ای خجستہ تم جاکر سب کو تسکین دو مین بھی تمھارے عقب مین آؤنگا
خجستہ یہ سنکر رخصت ہوا پہلے لشکر پرسیا مین آیا بارگاہ پرسیا مین گیا دیکھا شہریار نشہ
شراب مین مانند فیل مست جھوم رہا ہی پرسیا تعریفین کر رہا ہی تھوڑی دیر کے بعد شہریار پرسیا
سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا بستر خواب پر جاکے سو رہا خجستہ نے جو کیفیت دیکھی سوچا اگر شہریار کو لیچلون تو شہنشاہ اور
ملکہ بہت خوش ہونگے یہ سوچ کے تھوڑی دیر توقف کیا جب سب اپنے اپنے مقام پر سو گئے خجستہ پشت بارگاہ سے سرا چہ
چاک کرکے اندر آیا دیکھا شمعہائے مومی و کافوری روشن ہین شہریار مانند شیر پلنگ پر سو رہا ہی خجستہ نے منھ سے
دو شاخہ ہٹاکے دماغ مین بیہوشی پہونچائی شہریار کو چھینک آئی بیہوش ہوا خجستہ نے پشتارہ
باندھ لیا اور جست و خیز کرتا ہوا تین کوس تک آیا ایک صحرا ملا خجستہ نے دل مین خیال کیا کہ
اب بہت دور نکل آیا ہون تھوڑی دیر دم لے وہان یہ سوچ کے زیر نخل بیٹھا پشتارہ سامنے رکھا
رات زیادہ آچکی تھی صحرا کی ہوائے سرد سے خجستہ کو ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ آنکھ اسکی
بند ہوگئی چونکہ رات قلیل باقی تھی تھوڑی دیر مین صبح ہوگئی قضائے کار اُس صحرا مین ایک
دیوانہ رہتا تھا کہ نام اُسکا فیروزہ شیر اندام تھا چھ ہزار دیوانے اسکے خدمتگار تھے اُسوقت
ٹہلتا ہوا دیوانہ اُس طرف آیا جہان خجستہ سو رہا تھا فیروزہ نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ ایک
آدمی سو رہا ہے اور ایک پشتارہ رکھا ہی اپنے دیوانون سے کہا دیکھو یہ کسیکا عیار ہی
کسی کو چرائے لیے جاتا ہی یہ کہتا ہوا قریب خجستہ کے آیا خجستہ کو ہوشیار کرکے گرفتار
کرلیا اور پشتارے کو اُٹھا لیا پوچھا او عیار سچ سچ بتا کہ یہ کون ہی جسکو تو لیے جاتا ہے
اور کیون لیے جاتا ہے اگر ذرا بھی خلاف کہا تو ابھی تجھے قتل کر ڈالونگا خجستہ نے
بخوف جان کل کیفیت عشق ملکہ مہر ناز پرور کی بیان کی اور لیجانا شہنشاہ گوہر کلاہ کا دیوانے
سے بیان کیا دیوانہ نے کہا اگر تو ایسا کام کریگا اور مین دیکھونگا تو تجھے قتل کر دونگا یہ
کہکے خجستہ کو رہا کیا خجستہ نے پشتارہ مانگا دیوانے نے کہا اپنی رہائی کو غنیمت جان

چلا جا اب یہان تو اگر ٹھہریگا تو بہت پچھتائیگا اور از حد پریشان و خراب ہوگا خجستہ
وہان سے بھاگا یہان دیوانے نے شہریار کو ہوشیار کیا شہریار کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو عجیب مقام پر پایا حیران ہو کے دیوانے سے کہا کہ مین یہان کیونکر آیا دیوانے نے
کل کیفیت مشرح جو کچھ خجستہ سے سُنی تھی حرف بحرف شہریار سے بیان کردی شہریار یہ
سنکر کانپنے لگا اور دیوانہ کی جانب مخاطب ہو کے کہا جہان آپ نے مجکو اُس سے
چھین لیا تھا اُس عیار کو بھی قتل کیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ ای شہریار مین برا
نام بوجہ صحرا نشینی کے دیوانہ مشہور ہون عقل میری بہت سالم ہی اگر مین اُس عیار
کو قتل کر ڈالتا تمھاری بدنامی ہوتی اس وجہ سے مین نے اُسکو رہا کر دیا شہریار نے
کہا کہ ای فیروزہ مجھے ایک مرکب منگا دو مین چلونگا دیوانہ نے ایک مرکب اور کچھ سلاح
جنگ شہریار کو منگا دیئے شہریار نے سلاح کو ذات پر آراستہ کیا اور گھوڑے پر سوار
ہو کے طرف مہرناز پرور کے روانہ ہونا چاہتا ہی کہ دیوانے نے کہا ای شہریار اگر آپ طرف
ملکہ مہرناز پرور کے جائیگا بدنام ہو جائیگا شہریار نے کہا او دیوانے تجھے ہماری بات
مین کیا دخل ہی جو ہم اپنے حق مین مناسب سمجھین گے وہ کرینگے دیوانے نے جو یہ کلمہ سُنا
اُسیوقت غصہ آگیا ایک چوبدست شہریار کے گھوڑے کے سر پر ماری کہ گھوڑے کا سر
پھٹ گیا شہریار کود پڑا دیوانہ لپٹ گیا بڑی دیر تک دونون مین کشتی رہی آخر شہریار نے دیوانے
کو زیر کیا دیوانے نے اطاعت شہریار کی قبول کی اور اپنے سب دیوانون کو بلا کر ایک جا
جمع کیا برائے شہریار اور گھوڑا منگایا سلاح بھی عمدہ لگانے کو دیے شہریار پھر سلاح جسم
آراستہ کر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور دیوانے سے کہا کہ مین پہلے اب والد بزرگوار
شہنشاہ برسیبا کی خدمت مین جاؤن اور اُنسے یہ کل امور بیان کرون اُنکو ہمراہ لیکر
قتل شہنشاہ جادُون دیوانے نے کہا اُنکو اختیار ہی بندہ ہمراہ رکاب ہی شہریار مع اُن دیوانون کے اپنے لشکر کیطرف چلا

اُنکو راہ مین چھوڑیئے اور کچھ حال برسیبا نژنگی کا ملاحظہ فرمائیے

راوی لکھتا ہی کہ برسیبا جو صبح کو اُٹھا لشکر کو تیار پایا شہریار کو نہ دیکھا خدمتگار سے کہا کہ دیکھو ابھی
تک شہریار بیدار نہین ہوئے جا کے اُنکی بارگاہ سے خبر لاؤ خدمتگار روانہ ہوا بارگاہ
شہریار تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے چند آدمی روتے پیٹتے چلے آتے ہین خدمتگار نے
کہا ارے خیر تو ہی اُنھون نے جواب دیا کہ کوئی رات کو بارگاہ سے شہریار کو چُرا لے گیا
خدمتگار بھی اُنکے ساتھ ہوا اور پاس برسیبا کے آکر تمام کیفیت بیان کی برسیبا نے
بہت افسوس کیا اور کہا یہ کام مسلمانون کا تھا رات کو عیارون کو بھیج کے چُروا منگایا
یہ امر مردُون کو شایان نہین ہین برسیبا سے یہ باتین سُنکے منجمون نے کہا کہ
آپ خاطر جمع رکھین دو تین روز مین شہریار آپ سے مل جاوینگے مگر شمائیل خان میدان
مین آیا اور قریب قلعہ آکر آواز دی ای خدا پرستان تمنے شہریار کو چُروا منگوایا ہی اگر ایک
۴۰ موئے جسم شہریار پر صدمہ پہونچے گا تو اُسکا عوض سب سے لونگا مسلمانون نے یہ خبر سُنی تھی

خدا کیا اُسمین کہا یہ کام نہین معلوم کسکا ہی خیر ایک دو روز تو امن رہیگی جب تک شہنشاہ بھی بعنایت الٰہی جادو کو
اُس روز بھی شمائل خان نے طبل جنگی بجوایا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا جہان صبح ہوگا

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ جو صحرا مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چل کے ایک مقام فرح افزا و نواح دلکشا نظر آیا بدیع الملک
اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا عمارتہاے رفیع معلوم ہوتی ہین سامنے ایک کوہ بلور ہی بدیع الملک
اُس طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک غول پریون کا دامنہ کوہ سے پیدا ہوا بدیع الملک نے
جو اُنکا حسن وجمال دیکھا فریفتہ ہوگئے بیتابانہ اُنکی طرف چلے وہ سب اُسی دامنہ کوہ مین پوشیدہ
ہوگئین بدیع الملک اُس دامنہ کے نیچے گئے دیکھا ایک نازنین ایک تخت زبرجد نگار پر تکلف
تمام بیٹھی ہی بدیع الملک کو دیکھکر مسکرائی اور کہا اے جوان تو کون ہی بدیع الملک نے
اپنا حسب ونسب بیان کیا پھر نازنین سے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو نازنین نے کہا کہ
مین دختر ارسلان شاہ ہون والد بزرگ میرے ملک قاف مین بادشاہ ہین مین یہان برای
سیر آئی ہون اے شہریار تشریف لائیے بدیع الملک قریب گئے اُس نازنین نے تخت پر بٹھایا
اور ایک جام شراب بھر کے بدیع الملک کو دیا بدیع الملک چاہتے تھے کہ جام مُنھ سے لگائین
کہ خیال آیا کہ یہ کوئی مکار نہو یہ سوچ کے بازو بند کو کھولا اور ملاحظہ کیا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ خبردار
اس جام کو نہ پینا اور جو اسم کہ حاشیہ پر مرقوم ہی اسکو پڑھکر تلوار پر دم کرو اور وہی تلوار اس نازنین
کے مارو یہ ساحرہ بڑی مکار ہی قرنفل جادو اسکا نام ہی بدیع الملک نے اسم حاشیہ بازو بند
پڑھکے تلوار کا وار جو اُس مکارہ پر کیا دو ٹکڑے ہوگئے اُسکے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر
کے روشنی ہوئی بدیع الملک نے اپنے کو ایک کشتی پر پایا دیکھا کشتی تباہ ہو رہی ہی بدیع الملک
نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا تو لکھا ہوا تھا کہ اے سیاح این عجائبات جب تو قریب گرداب پہونچے گا ایک
ہاتھ دریا مین سے پیدا ہوگا اور کشتی کو غرق کرنا چاہے گا تم اسم حاشیہ پڑھکر اُسپر بھی تلوار مارنا وہ
ہاتھ کٹ جائیگا پھر ایک نہنگ سفید پیدا ہوگا وہ اژدہا ہین دا گر بچا اپنے کو اُس نہنگ کے مُنہ مین
ڈال دینا بدیع الملک نے بازو بند کو الگ کیا کشتی گرداب کے پاس پہونچی ہاتھ پیدا ہوا
بدیع الملک نے اسم مذکور پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دست بحکم قلم ہوکے گر پڑا اُسوقت
ایک نہنگ سفید مُنہ کھولے ہوئے دریا مین ظاہر ہوا بدیع الملک نے اپنے کو اُسکے مُنہ
مین گرا دیا تھوڑے عرصہ مین پانون زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے جو آنکھ کھولی اپنے
کو میدان وسیع مین پایا دیکھا سامنے ایک دیو سیاہ کھڑا ہی اور قصد کرتا ہی کہ حملہ کرون بدیع الملک
نے پھر بازو بند کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ مُہرہ زرد دیو کے سے جو حاصل ہوا تھا وہ اسکو
دو اور کہو اے ملیاق مجھے باغ طرب افراسیاب مین پہونچا دے بدیع الملک نے ویسا ہی
کیا دیو بیٹھ گیا بدیع الملک اُسپر سوار ہوئے دیو بردوش ہوا اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دیر کے بعد
ایک قصر وسیع مین لاکے بدیع الملک کو اُس دیو نے اُتارا اور آپ غائب ہوگیا بدیع الملک
چاہتے تھے کہ آگے بڑھون کہ ایک جادوگر انکے سامنے آیا اور پکار کے آواز دی او خدا پرست کہان

جاتا ہی پھر جانے تجھے کون یہان لایا ہی بدیع الملک نے جو اسکو آتے دیکھا نام خدا لیکر ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا بدیع الملک اُس کو مار کے آگے بڑھے دیکھا ایک مرد ضعیف میلے کپڑے پہنے بیٹھا ہی بدیع الملک نے بازو بند کو نکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اس سے کہو کہ مجھے مقام جرجوش پر پہونچا دے اور یہ بازو بند اسکے بدن سے مس کردو بدیع الملک نے ویسا ہی کیا جیسے ہی بازو بند کو بدن سے اُس مرد کے مس کیا اُس مرد ضعیف نے آنکھین کھول دین بدیع الملک نے اُسکے قدم کو بوسہ دیا اور عرض کی اے شہریار آپ اپنا نام نامی تو بتلایئے بدیع الملک نے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا اور کہا مجھے مقام جرجوش پر پہونچا دو وہ مرد ضعیف بدیع الملک کو ہمراہ لیکر طرف مقام جرجوش کے روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے اور چند کلمہ لشکر اسلام کے ملاحظہ فرمایئے کہ پرویز اور لعل نے مشورت کرکے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام مین جو خبر ہوئی تو اہل اسلام ساحرون کے مقابلے سے تردد ہوئے مجبوری تمام شب سامان جنگ مین مصروف رہے صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا پرویز کی طرف سے ایک ساحر بدکردار موسوم نہنگ اژدہا شکار سپہ سالار ضحاک میدان مین آیا لشکر اسلام سے نوروز خان بن صلصال کہ اسکو امیر نے مسلمان کیا ہی سعد کی خدمت مین آیا اجازت طلب کی سعد نے جام صفا کا پانی اسکو پلایا کہ سحر نہ تاثیر کرے نوروز خان میدان مین آیا کئی ساحر قتل کیے آخرکار نہنگ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا نوروز خان جان بحق تسلیم ہوا اسکے بعد اور عقب سے سردار لشکر اسلام سے مقابلہ مین نہنگ کے گئے اور سب مارے گئے جب تو لشکر اسلام مین سب کو تردد ہوا نہنگ نے پکار کے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان کیا تم مین کوئی مرد باقی نہین ہی جو میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز کان مین جرپاس شیر سر دلیر کے پہونچی یہ قید تھا فوراً جوش جرأت مین قید اپنی توڑ ڈالی اور میدان مین آکے نہنگ کو مارا اُس وقت پرویز نے ضحاک سے کہا کہ تم سحر کرکے دیو کو گرفتار کرلو ضحاک نے سحر کیا جرپاس شیر سر زمین پر گرا لوگون نے اسکو گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونون لشکر واپس آئے سعد نے بہادر جرپاس بہت افسوس کیا مگر پرویز وغیرہ جو جرپاس کو قید کرکے لائے ارغش جرپاس کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان دوران تمنے آج ہم کارنمایان کیا مگر افسوس ہی کہ مرد ایسون کی کی جو تمکو ہماری قید سے رہا بھی نہین کر سکتے اور مذہب ایسا اختیار کیا کہ جو بالکل بے بنیاد ہی اے جرپاس تمہارے باپ کو بھی عہد نوشیروان مین مسلمانون نے قتل کر ڈالا غرض کہ ایسی مکر کی باتین جرپاس سے کین کہ قلب کو اسکے اپنی طرف رجوع کیا آخر مین یہ کلمہ کہا کہ اگر تم دین اسلام کو ترک کرو اور ہمارے مذہب کو اختیار کرو تو تمھین اپنا سپہ سالار بنائین اور عزت بڑھائین جرپاس نے منظور کیا پرویز و ضحاک نے اسکو آزاد کیا خلعت فاخرہ دیا اسکے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے سعد کو پہونچائی کہ حضور کل وہ دیو مقابلہ کو آئیگا سعد نے کہا پروردگار نے نہنگ کے لیے جرپاس کو بھیجا تھا اب جرپاس کے لیے کوئی دوسری تدبیر کریگا اسی ذکر اذکار مین رات گذر گئی صبح ہوئی جرپاس میدان مین آیا

پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم مین جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آے لشکر
اسلام کے سردارون نے توقف کیا سعد نے اپنے سلاح جنگ تیار کیے یہ معرکہ دیکھنے کو گئے دارا
بن داراب سیم زہرہ نے اپنا مرکب بڑھایا تھوڑی دور آگے گھوڑے سے کود پڑے خدمت
مین سعد کے آئے اجازت طلب ہوئے سعد نے بہت روکا مگر دارا نے قبول نہ کیا مجبور
ہو کے دارا کو سعد نے رخصت کیا دارا بے بن داراب سیم زہرہ میدان مین آئے
جریاس سے مقابلہ ہوا اسنے وار چوبدست کا کیا دارا بے بن داراب نے بچایا چاہا کہ
وار کرون مگر دارا بے بن داراب نے مہلت ضرب نہ دی ایک ہاتھ تلوار کا جوہر دار ایسا اسکی
کمر پر لگایا کہ جریاس کے دو ٹکڑے ہو کے اسکے مرنے سے صدائے تحسین و آفرین دونون لشکرون
سے بلند ہوئی لشکر پرویز نے جو یہ معرکہ دیکھا نرغہ کر کے لشکر اسلام پر سب جوان ٹوٹ پڑے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی کافران غدار بیشمار تھے فوج اسلام کم تھی سرداران اسلام زخمی ہو کے
قریب تھا کہ سب امان طلب کرین کہ سعد نے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کر
ہلک کے دعا کی ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز وقت مدد ہی تڑپ کے جو سعد نے دعا کی
قبول درگاہ خدا ہوئی دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار الماس پوش پیدا ہوا سب نے
دیکھا چالیس ہزار سوار اسکی پشت پر رہ روی کرتا ہوا چلا آتا ہی قریب آ کے جو پہونچا لشکر کفار
پر لوٹ پڑا تا بہ شام خوب تلوار چلی جب رات ہوئی دونون لشکر میدان سے پلٹے نقابدار ہمراہ
لشکر اسلام آیا سعد نے اپنی بارگاہ مین نقابدار کو طلب کیا کیفیت دریافت کی نقابدار نے
کہا مین سمروق زن شیرویہ ہون سعد بہت خوش ہوا نقابدار کو باعزاز تمام رہنے کو جگہ دی
مگر پرویز وغیرہ جو واپس آ کے تو نعل و صلصال نے ضحاک و صنعان سے کہا کہ کچھ فکر کام صفا
کی کرنا ضرور ہی سنگ نسترن نے کہا اسکی فکر مین ہم جائینگے جس طرح بن پڑیگا اسکو لائینگے صلصال
نے کہا کہ تم جاؤ مگر نسترن نے قبول نہ کیا اور طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ ذکر اسکا وقت پر
اور موقع کے ساتھ آویگا

اب چند کلمہ حال شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہریار جو فیروزہ دلوانہ کو ہمراہ لیکر براے اطلاع اپنے باپ کے پاس چلا راہ مین ایک
نقابدار سے سامنا ہوا شہریار نے اسکو گرفتار کیا شام نزدیک تھی وہین مقام کیا صبح کو نقابدار
گوہر پوش کو طلب کیا جب نقاب اسکے چہرۂ زیبا سے دور کی تو دیکھا کہ دختر حسین مہ جبین ہی شہریار
کی آنکھین جھپک گئین اظہار عشق کیا اس نازنین نے جواب دیا کہ او فرنگی زادی تیری بھی یہ
مجال ہی کہ ہمارے سامنے اظہار عشق کرے شہریار نے کہا ای ملکہ اپنا نام نامی تو ارشاد فرمایئے
نازنین نے غمزہ و نزاکت سے کہا کہ مین ملکہ حاجرہ دختر حمزہ ثانی ہون اسلئے تو تو نے قید کے آئی ہون
سامنے گھوڑا شہریار کا کھڑا تھا اسپر جھپٹ کے سوار ہوئی اور کہا او فرنگی زادے اب روک
لے فیروزہ دلوانہ آنکھا قریب ملکہ آ کر حملہ ساطور کا کیا ملکہ نے ساطور چھین کے اسکو زخمی کیا
اتنے عرصہ مین فوج ملکہ کو بھی خبر ہوئی سب آ کر موجود ہوئے ملکہ نے فیروزہ گرفتار کر کے فوج کے

حوالے کیا شہریار آگے بڑھا ملکہ نے اسکو بھی گرفتار کر کے ارابہ پر ڈالا اور یہ کلمہ کہا کہ اب ہم شمائل خان وغیرہ کی بھی خبر لینگے یہ کہکر نقاب چہرۂ زیبا پر ڈالی مع اپنے ہمراہیون کے ایک جانب روانہ ہوئین چند کلمہ عیار شہنشاہ کے عرض کیے جاتے ہین کہ بعد گم ہونے شہنشاہ کے عیار انکا انکی تلاش مین چلا دو روز تمام ڈھونڈھا جب پتہ نہ ملا تو تھک کے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھا ہوا سے سردآئی جو فرحت دے رہی تھی از بسکہ تھکا ہوا تھا سو گیا قضائے الٰہی خجستہ جو دیوانہ سے چھوٹ کے بھاگا روارو ی گرتا ہوا جاتا ہے راہ مین ایک نخل کے نیچے اسنے دیکھا کہ ایک عیار دار قندلورہ ہائے زرین سے آراستہ سوتا ہے خجستہ نے چاہا اسکو قتل کرون اور یہ سب مال و اسباب لے لیون پھر خیال کیا کہ اسکو گرفتار کر کے ہوشیار کرون سب کیفیت اسکی دریافت کرون یہ سوچ کے اسکو کمند سے باندھکر ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دیکھا سامنے ایک عیار کھڑا ہے خجستہ سے کہا اے شخص مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تو نے مجکو گرفتار کیا خجستہ نے جواب دیا کہ اب زیادہ باتین نہ بنا کیفیت بتا عیار شہنشاہ نے کہا کہ نام میرا لعل بن مرجان ہے شہنشاہ گوہر کلاہ کا عیار ہون خجستہ نے جو نام شہنشاہ کا سنا جلدی سے اسکو کھولدیا اور کہا اے بھائی معاف کرنا مین بھی ملازم شہنشاہ ہون اور کل کیفیت شہریار کے لانے کی بیان کی لعل بن مرجان خجستہ کے ہمراہ ہوا اور خدمت مین شہنشاہ کے آیا دونون عیارون نے کیفیت بیان کی شہنشاہ نے قاطور درابطہ کو طلب کیا اور ملکہ کو انکے سپرد کر مع خجستہ کے روانہ کیا اور آپ بطلب شہریار چلے کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا

اب کیفیت معروف و شمائل خان و نقابدار کلاہ پوش کی ملاحظہ فرمایئے

کہ جب پرسیبا نے اپنے لشکر مین طبل جنگی کا حکم دیا اور طبل جنگی بر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچائی بدیع الزمان نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی شب یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکرون مین تو تیاریان جنگ کی ہونے لگین مگر معروف بن اسد نے اپنے قزاقون کو ساتھ لیکے لشکر پرسیبا پر شبخون مارا پرسیبا تاب جنگ نہ لایا زخمی ہو کے بھاگا صبح کو شمائل خان نے اپنے ہاتھی کو خندق مین ڈالدیا اور قریب برج کے پہونچکر ایک گرز برج پر مارا کہ برج ٹوٹا معروف بن اسد نے جو شمائل خان کو اس کیفیت مین پایا لشکر پرسیبا پر چڑھ گئے تلوار چلنے لگی شمائل خان نے جو یہ واقعہ دیکھا فیل کو خندق سے باہر نکال کے معروف کا تعاقب کیا معروف نے راہ فرار کی لی اور ایک مقام پر ٹھہر کے ایک تیر شمائل کے ہاتھی کی پیشانی پر ایسا مارا کہ ہاتھی گر پڑا شمائل خان لاچار وہان سے پلٹا لشکر مین آکے پرسیبا کے علاج مین مصروف ہوا لیکن نقابدار گوہر پوش جو مع قید شہریار وغیرہ برائے تلاش شمائل خان چلا تھا اگر وارد ہوا فریقین نے دیکھا کہ ارابہ پر شہریار زخمی اور ایک ارابہ پر ایک جوان قوی تن ایک نقابدار چالیس ہزار سوار سے آتا ہے سب کے رنگ اڑ گئے اہل اسلام نے تحفہ جات برائے نقابدار روانہ کیے اور دروازہ قلعہ کھول کے باہر آگئے دن بہت قلیل تھا تھوڑے عرصہ مین آفتاب غروب ہوگیا معروف بن اسد نے قزاقون سے کہا آج پھر لشکر پر شبخون کرنے کو جائینگے قزاق بیدار رہے جب نصف شب گذری قزاق ہتھیارون سے مسلح اور مکمل ہو کر تیار ہوئے معروف بن اسد پرسیبا

یہ خبر جو شمائل خان کو پہونچی ایک اسپ تیزرو منگا کے اُسپر سوار ہوئے جیسے ہی معروف نے
شمائل کو دیکھا قزاقون کو اشارہ کیا سب بھاگے معروف نے بھی راہ فرار کی لی شمائل
نے معروف کا تعاقب کیا جب معروف بہت دور نکل گیا اور رات کم باقی رہی تو اسنے قزاقون
سے کہا کہ تم لوگ منتشر ہو جاؤ مین شمائل خان کا علاج کرونگا قزاق تو منتشر ہوئے معروف
سیدھا چلا جب آفتاب عالمتاب نے دنیا کو اپنے نور سے منور کیا اور شمائل قریب معروف
پہونچا اُسوقت معروف نے ہاتھ اُٹھا کے بارگاہ خداوند تعالے مین بالحاح وزاری دعا کی
دیکھا سامنے سے گرد اُڑی جب دامنہ گرد شگاف ہوا معروف نے دیکھا کہ لعل بن مرجان
شادان اور خندان رکاب سعادت انتساب شہنشاہ گوہر کلاہ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے
معروف نے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا قریب شہنشاہ پہونچا سر اپنا قدم شہنشاہ پر رکھدیا عرض کی حضور آپ میری جان
بچائین شہنشاہ نے تسکین دی معروف تو ایک طرف روانہ ہوا شمائل خان کی نگاہ جو
شہنشاہ پر پڑی نعرہ کیا کہ او شہنشاہ گوہر کلاہ تو کہان روپوشی کرتا پھرتا ہے مردان عالم سے
آنکھ چار کر جو حربہ تو اپنے پاس رکھتا ہے اُسکو لا شہنشاہ نے کہا ہمارا یہ دستور نہین پہلے تو
اپنا وار کر جب خدا تیرے وار سے نجات دیگا ہم بھی وار کرینگے شمائل خان نے وار تیغ آبدار
کا شہنشاہ کے سر پر کیا شہنشاہ نے سپر کو چہرے سے ہٹا دیا تیغ شمائل کا سپر پر پڑکے ٹوٹ
گیا شہنشاہ نے خبردار خبردار کہکے تلوار لگائی کہ سپر شمائل خان کو کاٹ کر تا دو ابرو در آئی
شمائل تھرتھرا کر زمین پر گرا لعل بن مرجان نے مشکین باندھ کے اسکو اور شہنشاہ کو
تو اُس مقام پر چھوڑا لعل بن مرجان طرف قلعہ کے روانہ ہوا یہان آکے سب کو یہ خوشخبری
سنائی بدیع الزمان وغیرہ کو بہت خوشی ہوئی براے استقبال شہریار سب روانہ ہوئے کمال
اعزاز و اکرام سے شہریار کو لائے پریسیا کو یہ خبر ہرکارون نے پہونچائی پریسیا نے بھاگنے
کا سامان کیا یہان شہنشاہ کو لوگون نے بارگاہ مین اُتارا شہنشاہ نے کل اپنی کیفیت بیان
کی بدیع الزمان نے نقابدار گوہر پوش کو تلاش کرایا کیفیت معلوم ہوئی کہ نقابدار نے فتح
قلعہ فیروزہ و شہریار جانب فروشیہ کو کوچ کیا شہنشاہ نے یہ خبر سنکے خود بھی کوچ کیا کہ ذکر
اسکا کیا جائیگا لیکن

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شاہزادہ بدیع الملک ہمراہ سہیل سبز آفرین کے طرف مکان جرجوش جا کے
روانہ ہوئے راہ کو طے کر کے ایک پہاڑ پر پہونچے دیکھا ایک کنوئین سے شعلہ ہاے آتش
نکل رہے ہین بدیع الملک نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اس بازوبند کا
عکس کنوئین پر ڈالو قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو بدیع الملک نے عکس بازوبند کنوئین
پر ڈالا ایک دیو سفید اژدر آتشین ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کنوئین سے پیدا ہوا
اور بدیع الملک پر حملہ کیا شاہزادے نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ
اس دیو سے کچھ نہ بولو اپنے تئین کنوئین مین داخل کرو بدیع الملک نام خدا لیکر کنوئین

مین کود پڑے تھوڑی دیر کے بعد پانون زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک میدان وسیع مین کھڑا ہون پہلو مین سہیل بھی موجود ہی کہا ای سہیل اب کیا کرنا چاہیے
سہیل نے کہا بازو بند ملاحظہ فرمائیے شاہزادے نے بازو بند کو دیکھا لکھا تھا کہ جس مقام پر کھڑے
ہو یہان کھودو ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا بدیع الملک نے خنجر نکال کے کھودنا شروع کیا
دو ہاتھ زمین کھودی ہوگی کہ ایک دہنہ نقب پیدا ہوا دیکھا ایک میمون تیر بدست چلا آتا ہی
بدیع الملک نے بازو بند کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھ کے ایک گھونسا
اسکے مارو بدیع الملک نے اُس حاشیہ کو پڑھا ایک گھونسا اس میمون کے مارا کہ سر
اُسکا پھٹ گیا زمین پر تڑپ کے جان دی سہیل نے کہا ای شہریار اب اسکے شکم کو چاک کر
بدیع الملک نے جو شکم اُسکا چاک کیا لوح ہاتھ آئی بدیع الملک نے خوش ہوکے
لوح کو نکالا دیکھا تو لکھا تھا کہ اگر لوح اور میمون جان سے مارا جائے تو اسی دہنہ نقب مین
طلسم کشا جاے بدیع الملک حسب ہدایت لوح اُسی دہنہ نقب مین داخل ہوکے
تھوڑی دور کے بعد ایک باغ نہایت پرفزا اور پر تکلف نظر آیا دیکھا سامنے سے ایک ساحر
سیہ فام نہایت بدشکل ایک خرس پر سوار چلا آتا ہی سہیل نے عرض کی حضور جرجوس جادو
اسی کا نام ہی وہ ساحر اگر بدیع الزمان سے مبارز طلبہ ہوا اور ایک دستک دی ہزار ہا
غلام زنگی پیدا ہوے سہیل نے ایک دستک دی ہزار ہا عقاب پیدا ہوکے عقابون نے
جس غلام پر سایہ ڈالا وہ جل کے مر گیا بدیع الملک اس تماشے کو دیکھنے لگے سہیل نے
کہا آپ اپنے کام مین مصروف ہو جیے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جرجوس
کی پیشانی پر جو سفید داغ معلوم ہوتا ہی اسپر تیر مارو اگر داغ پہونچ پڑیگا تو بڑی خرابی پیش آئیگی
بدیع الملک نے ترکش سے تیر نکالکے کاندھے سے کمان لی اور تاک کے تیر پیشانی پر جرجوس
کے مارا تیر داغ پر پڑا جرجوس لڑکھڑا کر زمین پر گرا اُسکے گرتے ہی تاریکی چھا گئی آوازین
مہیب آنے لگین سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام
جرجوس جادو بود اب روشنی جو ہوئی تو سہیل سحر آفرین نے عرض کی ای شہریار مبارک
ہو کہ غار افراسیاب آپ کے ہاتھ سے بفضل خدا فتح ہوا بدیع الملک بہت خوش
ہوکے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا ایک طرف سے شاپور اور بہرام چلے آتے ہین شاپور
نے جھک کے بدیع الملک کو سلام کیا مبارکباد فتح دی بدیع الملک شاپور
سے مخاطب ہوئے فرمایا کہ ای شاپور جاؤ اور سعد سے کیفیت میری بیان کرو مگر نہین معلوم
کہ امیر وغیرہ نے نجات پائی یا نہین مین جاؤن تو سب کیفیت معلوم ہو سہیل نے عرض کی آپ
جلدی تشریف لے چلیے کیونکہ ابھی دڑ افراسیاب کا باقی ہی یہ سنکر بدیع الملک براے
رہائی رستم ثانی و فضل بن رستم و ملک ایرج طرف شہر صندل کے ہمراہ سہیل
سحر آفرین کے جاتے ہین کیفیت انکا بہت اچھی طرح مشرح بیان کیا جائیگا جہان پر موقع
محل ہوگا تاکہ سننے والونکا دل محظوظ ہو مگر

اب چند کلمہ داستان نسترن جادو کے ملاحظہ فرمایئے

کہ نسترن نے جو وعدہ جام لانے کا صلصال وغیرہ سے کیا تھا لشکر اسلام مین آ کے سبب کو از روے سحر بیہوش کر گیا سعد کی بھی کیفیت دگرگون ہوئی مہروق نے کہا اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہی سعد نے کہا مجھے کچھ غنودگی معلوم ہوئی ہی مہروق نے کہا یہ آثار سحر معلوم ہوتے ہین چاہا اسمہاے رد سحر پڑھون کوئی اسم یاد نہ آیا مہروق بہت گھبرایا اسی فکر مین بیٹھا ہی کہ دربارگاہ سے نعرے کی آواز آئی منم نسترن جادو بعدہ نسترن بارگاہ کے اندر آئی سعد پر سحر کیا کہ سعد گرے نسترن نے خنجر سعد کے گلے پر رکھدیا مہروق نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا اُٹھون مگر اُٹھنے کی طاقت نہ پائی مجبور ہو کے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کیا اور عرض کی کہ ای چارہ ساز بیکسان و ای والی غریبان اس وقت مین مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر چونکہ خلوص نیت سے دعا کی تھی قبول درگاہ الٰہی ہوئی نعرہ ہوا ہاش او کافرہ مین شاپور شیر دل ہون نعرہ کر کے جھپٹ کے اس جلدی مین خنجر مارا کہ یہ کافرہ سحر نہ کر سکے ایک ہی ضرب مین جہنم واصل ہوے سعد کو جو ہوش آیا اپنے پاس ایک لاشہ پایا نگاہ جو اُٹھائی شاپور نے جھک کے سلام کیا اور تمام کیفیت فتح نمار افراسیاب وغیرہ کی سامنے سعد کے بیان کی سعد یہ سنکر بہت خوش ہوئے پوچھا ای شاپور اب شاہزادہ بدیع الملک کس طرف گئے شاپور نے عرض کی کہ اب براے رہائی رستم ثانی وغیرہ و فتح شہر ہمراہ سہیل سحر آفرین طرف شہر صندل کے تشریف لے گئے ہین ہرکارے لشکر کفار کے یہ خبر سنکے روانہ ہوئے اور پرویز اور صلصال سے یہ کیفیت بیان کی کہ بدیع الملک نے طلسم افراسیاب کو فتح کیا اب جانب شہر صندل کے روانہ ہوئے ہین یہ خبر جو صلصال نے سُنی تاج سر سے پھینک دیا لعل کے ہوش اُڑ گئے تمام بارگاہ مین تہلکہ پڑ گیا اور ضحاک جادو نے صلصال سے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہی صلصال نے کہا میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ آپ ایسے وقت مین جایئے ضحاک نے قبول کیا اور چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوا کہ ذکر اُسکا کیا جائیگا مگر شاپور جو بہرام کے جانے کے بعد چلے تو عین وقت پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور نسترن جادو کو قتل کیا سعد سے رخصت ہو کر پھر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے مگر بہرام جو قریب درۂ نرگس پہونچے دیکھا برف کا ایک پہاڑ ہے بہرام نے چاہا مین پہاڑ پر چڑھ کے چلا جاؤن جب پہاڑ پر پہونچا تو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی بہرام نے کہا کہ بدیع الملک نے اس طلسم کو فتح بھی کیا لیکن یہ برف دفع نہوئی یہ خیال کر رہے تھے کہ ایک آواز اُنکے کان مین آئی کہ جبر جوس قتل ہوا اور بدیع الملک براے فتاحی شہر صندل روانہ ہوئے لیکن آج تک ہماری کوئی تدبیر نہ کی بڑے افسوس کی بات ہی کہ حمزۂ ثانی ہزار سال اسی طور سے رہین گے رہائی ممکن نہوگی بہرام اس آواز کیطرف متوجہ ہوا اور دل مین سوچا کہ یہ آواز کس طرف سے آتی ہی دیکھا تو ایک طرف سے شاہزادہ والاتبار کیخسرو آتے ہین بہرام کو دیکھکر کیخسرو نے کہا ای بہرام یہان کیا کرتے ہو بہرام خوش ہو گیا اور کہا کہ ای شہریار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین کچھ فرمایئے تو سہی تاکہ تسکین ہو اب جو بہرام نے دیکھا تو دو نقاب دار یاقوت پوش و گوہر پوش دست راست پر یاقوت پوش

اور دست چپ پر گوہر پوش اور بہت سے پریزادان مرصع پوش اور دیوان قوی تن
ہمراہ بہت سے اُجنہ بھی حاضر رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوئے ایک شخص تخت زبرجد پر سوار
بڑے جاہ تجمل سے چلے آتے ہیں بہرام نے دیکھا کہ شیرویہ بن پرویز کو دیوون نے لاکے
سامنے کیخسرو کے اتارا اور قدم شاہزادہ کو بوسہ دیا کہ بہرام کی نگاہ ایک طرف پڑی دیکھا
چار جادوگر قوی تن بدصورت چلے آتے ہین قصد یہ ہے کہ سحر کرین بہرام نے نعرہ کیا
کہ نقابداروں نے تین جادوگرون کو مارا ایک ساحر کو بہرام نے خنجر مارا لیکن امیر
ثانی کہ انکو چودہ روز زیر برف گذرے تھے جیسے ہی وہ ساحر قتل ہوئے جسقدر برف
تھی سب دور ہوئی امیر نے جو آنکھ کھولی دیکھا تمام سردار ہمارے موجود ہین بہت
خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو نے جو امیر کو دیکھا جھپٹ کے قریب امیر کے گئے
بہت جھک کے آداب و تسلیمات بجا لائے اور سب کیفیت بدیع الملک اور فتح کرنا
غار افراسیاب کا اور روانہ ہونا جانب شہر صندل سب بیان کیا پھر امیر ثانی نے
کیفیت نقابداروں کی دریافت کی کیخسرو نے جھک کی امیر کے کان مین کہا کہ نقابدار
یاقوت پوش ملکہ آفاق قرشیہ ثانی ہین اور مرصع پوش حرم محترم بدیع الملک
ملکہ جہان افروز دختر پرویز بن ہرمز ملکہ آفاق قرشیہ کو نور الدہر نے اپنے
قریب بلایا کیخسرو نے شہر دیبہ اور ملکہ کے آنے کی بھی شرح اور مفصل کیفیت بیان
کی اور کہا میرا قصد ہے کہ مع ملکہ قرشیہ وغیرہ طرف شہر صندل کے براے مدد بدیع الملک
جاؤن کس واسطے کہ مین نے سنا ہے کہ صلصال نے ضحاک جادو کو چالیس ہزار سوار سے
براے مقابلہ شاہزادہ بدیع الملک روانہ کیا بروقت روانگی کے سب طرح سے
فہمایش بھی کردی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شاپور آکے پہونچا امیر ثانی کو سلام کیا
اور قدمون کو بوسہ دیا غرض حضور نے نسترن بن صلصال کو اُس حال مین قتل کیا
کہ وہ ملعونہ اپنا کام کر چکی تھی سعد کے چھاتی پر خنجر تابت بیٹھی تھی اور علاوہ اسکے بہت سے
حالات لشکر اسلام کے بیان کیے امیر بہت خوش ہوئے اور ایک سال کا خراج ہفت اقلیم
کا شاپور کو عطا فرمایا شاپور نے نصف خراج عمرو ثانی کے نذر کیا عمرو ثانی نے شاپور
کو دعاے خیر کی شاپور اُسی وقت مع کیخسرو اور ملکہ کی طرف شہر صندل کے روانہ ہوا
اور امیر کچھ سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہان قتل نسترن
سے ساحرون مین صف ماتم بچھی رونا پیٹنا پڑا تھا جب فراغت پائی طبل جنگی بجوایا جبکہ میدان مین
صنعان وغیرہ آئے اسطرف سے مہروق نے سحر شروع کیا دونون لشکر تماشہ دیکھنے لگے کہ لشکر کفار
سے زوبین میدان مین آیا پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم مین سے جسکو ہمت
مرگ کی ہو میرے سامنے آئے ادہر سے داراب بن داراب سیم زبرہ رخصت لیکر مقابلہ زوبین
کے گئے بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر داراب بن داراب نے اسکو قتل کیا لشکرون سے آواز تحسین و آفرین
بلند ہوئی لشکر کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی سب یلغار کر کے آپڑے لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی

بڑھی اور دیر تک لشکر اسلام سے تلوار چلی قریب تھا کہ لشکر اسلام کو شکست ہو کیونکہ انتہا کے تر حملہ رہے تھے
سب بیقرار تھے جب مجبور ہوئے سب نے دست دعا درگاہ بے نیاز میں بلند کئے بلک بلک کے
دعائیں کرنے لگے کہ ناگاہ صحرا سے گرد اوڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی مع سرداران لاثانی گھوڑے
دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں سب امیر کو دیکھکر خوش ہوگئے صاحبقران ثانی قریب لشکر ظفر اثر آئے
سب نے جھک کے صاحبقران کو سلام کیا امیر جواب سلام دیکے مصروف جنگ ہوئے لڑتے
بھڑتے قریب صلصال کے پہونچے صلصال نے وار تلوار کا سر امیر پر کیا امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا اور تلوار اُس بدکردار کے ہاتھ سے چھین کے پھینک دی اُسنے چاہا امیر سے لپٹ جاؤں امیر نے
اُس بیدین کو قاش زین سے اُٹھا لیا قید کرکے حوالے ایک سردار کے کیا شام بھی ہوگئی تھی دونوں
لشکر میدان سے پلٹے بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے مہروق کو خلعت عنایت ہوا مہروق نے عرض
کی یا صاحبقران میں اجازت چاہتا ہوں کہ پاس بدیع الملک کے جاؤں اور مدد کروں امیر نے خوشی
اجازت دی اور کہا کہ میری طرف سے بدیع الملک کو دعا کہنا مہروق اجازت پاکر طرف شہر صندل
برائے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے ہیں کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا لیکن اب چند کلمہ داستان
بدیع الملک کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ جو ہمراہ سہیل سحر آفرین کے شہر صندل کی طرف روانہ
ہوئے تھوڑی دور تک راستہ طے کیا ہوگا کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی کچھ ابر بھی آسمان
پر دکھائی دیا ہوا سے تند چلنے لگی بدیع الملک سہیل سے مخاطب ہوئے کہا اے سہیل یہ کیا آفت
ہے سہیل نے عرض کی اے شہریار کوئی ساحر آتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دامنہ گرد شگاف ہوا دیکھا
ایک ساحر قوی تن ایک گرگ پر سوار سانپ بچھو سے پاؤں تک لپٹے ہوئے دو شاخیں
سیخ و سنبر سر پر آگے آگے چلا آتا ہے پشت پر تین لاکھ ساحران غدار آپس میں سحر آزمائیاں کرتے ہوئے
آتے ہیں بدیع الملک نے سہیل سے پوچھا اس ساحر کا کیا نام ہے سہیل نے عرض کی حضور اسکو
اکیاش جادو کہتے ہیں اتنے میں وہ ساحر بھی قریب آیا بقہر و غضب بدیع الملک کو دیکھا کلمات
طعن و تشنیع زبان پر جاری کیے گرگ کو آگے بڑھایا سحر کرنے کا قصد کیا بدیع الملک خاموش کھڑے
رہے اس نے دو چار سحر کیے جب بدیع الملک پر سحر نے تاثیر نہ کی وار ساطور کا شاہزادے پر کیا
بدیع الملک نے وار کو خالی دیکر تیغہ آبدار بنام انتقام سے کھینچ خبردار خبردار کہکے وار کیا سر اکیاش زخمی
ہوا اس کے زخمی ہوتے ہی تمام فوج نے بدیع الملک پر حملہ کیا بدیع الملک نے خدا کو یاد کیا کہ ایک
طرف گرد اوڑی بدیع الملک اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا شاہزادہ کیخسرو وغیرہ مع نقابدار یاقوت پوش
و نقابدار مرصع پوش و شاپور و بہرام بڑے جاہ و تجمل سے آتے ہیں پشت پر فوج دیوان بیشمار ہے بدیع الملک
یہ کیفیت دیکھکر بہت خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے بغلگیر ہوئے کہ دیکھا ایک ابر آتشبار آسمان پر
پیدا ہوا قریب آکر وہ ابر شق ہوا بدیع الملک نے جو نگاہ کی مہروق نے وہیں سے سلام کیا قریب آکر امداد
کی طرف سے دعا کہی بدیع الملک سب سے مل کر مصروف جنگ ہوئے قریب اکیاش تو پہونچ چکے تھے
بلکہ ایک وار تلوار بھی کر چکے تھے کہ فوج نے اُس کی بدیع الملک کو گھیر لیا تھا اب ہو اتنے سرداروں سے اس جاہ و
تجمل سے جو تلوار چلنے لگی سپاہ اکیاش کے ہوش پراگندہ ہوگئے بدیع الملک نے صفوں کو درہم و برہم

گیا پھر قریب اکیاش کے پہونچے اکیاش نے بھر وار ساطور کا کیا بدیع الملک اُس کے وار کو خالی دیکر
تیغہ آبدار اُس کے سر پر مارا کہ تا جگرگاہ تیغہ اُتر آیا اکیاش گرگ سے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام
من اکیاش جادو بود اُس کے مرتے ہی ایک نعرہ ہوا کہ منم ضحاک شاہ جادو بدیع الملک نے جو دیکھا تو
ضحاک لشکر گران ہمراہ لیے ہوئے آتا ہی بدیع الملک بھی نعرہ کر کے جا پڑے دونون لشکر آپس مین
لگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بدیع الملک نے بڑھکے علم فوج کو قلم کیا چاہتے ہین کہ قریب ضحاک سے
پہونچین کچھ افسر سامنے آ گئے ضحاک نے جو یہ کیفیت دیکھی طبل باز گشت بجا کر پلیٹ گیا بدیع الملک بھی
مع شہزادہ کیخسرو و نقابداران یاقوت پوش و مرصع پوش وغیرہ شادان و فرحان پلٹے حکم دیا اُسی وقت بارگاہ
استادہ ہوئی بدیع الملک مع ہمراہیون کے بارگاہ مین آ کے جلوہ فرما ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے کہا کہ یہ نقابدار
کون ہین کیخسرو نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش ملکہ آفاق فرشتیہ ثانی ہین اور نقابدار گوہر پوش ملکہ مہر جہان افروز
ہین بدیع الملک نے فرشتیہ ثانی کو گلے سے لگایا مہر جہان افروز کو بصد شوق اپنے پاس بٹھایا شب بھر
محفل عیش آراستہ رہی صبح کو بدیع الملک نے کہا کہ ای ملکہ مہر جہان افروز تم اِسی مقام پر ٹھہرو ہم جانب
شہر روانہ ہوتے ہین اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد فتح کر کے پلٹین گے ملکہ نے منظور نہ کیا آخر کار مجبور و ناچار
بدیع الملک مع جملہ سرداروں کے ملکہ کو ساتھ لیکر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت
دیگر تحریر ہوگا اب کیفیت رستم ثانی اور فضل بن رستم اور ایرج کی تحریر کی جاتی ہی کہ ان کو نسترن جادو
نے قید کر کے زندانخانہ شہر صندل مین پہونچا دیا تھا جب نسترن شاپور کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی
تو رستم ثانی نے شب کو زندانخانہ مین خواب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور فرماتے
ہین کہ ای طفل نسترن جادو قتل ہوئی تم اب تک زندانخانے مین بیٹھے ہو جلد یہان سے روانہ ہو کہ فتح
شہر صندل کی تم پر موقوف ہی رستم جو یہ خواب دیکھ بیدار ہوئے اُٹھ کر در زندانخانے پر آ کے قفل در کو توڑا
ایرج وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا سب قید خانے سے نکلے ایک سمت تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا
ایک ساحر سامنے آتا ہی رستم نے جانا کہ اب یہ سحر ضرور کریگا مگر اُس ساحر نے نزدیک آ کے سب کو سلام کیا
رستم نے کہا ای شخص تو کون ہی اُس نے عرض کی ای شہریار مجھکو نہین پہچانا منم شبرنگ غلام شہریار رستم
نے کہا ای شبرنگ تم کہان تھے شبرنگ نے عرض کی مین لشکر حمزہ ثانی مین تھا رستم نے جواب دیا
ای شبرنگ بس اب زیادہ باتین نکر ہٹ جا میرے سامنے سے کیا کام تھا تیرا لشکر حمزہ مین کیون گیا
کیا تجھے اُن لوگون کی پاسداری منظور ہی شبرنگ نے کہا ای شہریار آپ ناحق آزردہ ہوتے ہین ہمیشہ
سے غلام آپ لوگون کا رہا وہان صرف براے دریافت حال گیا تھا یہ کہکے شبرنگ نے تمام احوال از ابتدا
تا انتہا حمزہ ثانی اور بدیع الملک وغیرہ کا بیان کیا ایرج نے کیفیت بدیع الملک کی سنی خیال کیا کہ اگر
مین جاتا ہون تو خرابی ہی اگر نہین جاتا ہون تو قباحت ہی بدیع الملک سے جوان لوگون کی خبر پائی براے
ملاقات چلے راہ طی کر کے پہونچے ایرج نے جو بدیع الملک کو آتے دیکھا جبد یہ بھی آگے بڑھے بدیع الملک
گھوڑے سے کود کے بغلگیر ہوا آپس مین اصلاح ہوئی ایرج نے کہا مین تمھارے دشمن سے عداوت اور دوست
سے محبت رکھتا ہون بدیع الملک نے بھی ایسے کلمات کہے آپس مین صفائی ہو گئی بدیع الملک نے
ایرج سے کہا کہ مجھکو براے مدد رستم جانا ضرور ہی ایرج نے کہا اگر تم براے مدد رستم جاؤگے رنجش کے پہلو

نکلینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ لشکر کی طرف واپس چلو کیونکہ فلزالعل بن تورج کے سواے تمھارے کوئی نہین
کر سکتا ہی بدیع الملک نے بھی اس راے کو پسند کیا اور مہروق کو براے مدد رستم روانہ کر کے
آپ جانب لشکر روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا اب چند کلمہ داستان شہریار اور نقابدار گوہرپوش
کے تحریر ہوتے ہین کہ یہ شہریار کے قید لیکر طرف خروسیہ کے روانہ ہوا تھا اور عقب مین اسکے شہنشاہ
گوہر کلاہ بن بدیع الملک بھی روانہ ہو گئے تھے نقابدار نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے
گرد اوڑی نقابدار نے عیار سے کہا خبر تو لاؤ کہ یہ گرد کیسی ہی عیار گیا تھوڑی دیر مین آ کے نقابدار سے عرض کی
کہ حضور کمبخت شاہ بادشاہ ملک کمبخت مع ساٹھ ہزار لشکر کے اس تلاش مین آتا ہی کہ شہریار اور
پری سیما کو گرفتار کر کے ملک فرنگ پر اپنا قبضہ کرے اور پھر اہل اسلام سے مقابلہ کرے مذہب
اسکا سحر پرستی ہی ایک پسر اسکا کہ نام اس کا بہرام تیغ زن ہی بڑا جوان قوی تن ہی اور ایک پہلوان قرطاس
بن افلاک بھی ہمراہ ہی ان دونون پر اس کو بڑا ناز ہی ملازمان نقابدار نے کہا قرطاس بن افلاک واقعی
پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا ہی نقابدار نے کہا ہمارا خدا حافظ و معین ہی کوئی کیا کرسکتا ہی
نقابدار تو ادھر یہ باتین کر رہا تھا ادھر کمبخت شاہ نے جو لشکر دیکھا ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ لشکر کسکا ہی
اور کہان جاتا ہی ہرکارے یہ حکم پاکر روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد آ کے عرض کی حضور یہ نقابدار گوہرپوش
ہی مقید شہریار اور فیروزہ دیوانہ کی لیے ہوئے جاتا ہی کمبخت شاہ نے کہا نقابدار نے شہریار کو کیون گرفتار
کیا ہی بہرام نے کہا پہلے خبر نقابدار کی لینا ضرور ہی کمبخت شاہ نے طبل جنگی بجوایا نقابدار نے بھی جواب مین طبل
جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آ کے کمبخت شاہ نے نقابدار سے باواز بلند کہا اے نقابدار مجھے
تیری جوانی پر رحم آتا ہی بہتر اسی مین ہی کہ شہریار اور فیروزہ کو ہمارے حوالہ کر اور مذہب سحر پرستی اختیار کر
ہمارا شریک ہو نقابدار نے جھلا کے جواب دیا او کمبخت واہ ہو تجہ کہ تو مذہب سحر پرستی رکھتا ہی خیر تیرے
لیے اسی مین ہی کہ پلٹ جا میدان کارزار سے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا کمبخت نے کہا بس او نقابدار
زیادہ گوئی نہ کر نقابدار و کمبخت مین تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر شہریار نے نقابدار سے معرفت ایک ملازم
کے عرض کرائی کہ اے نقابدار بہادر اگر آپ کا حکم ہو تو مین آپ کی لڑائی کا تماشا دیکھون نقابدار نے کہا
کیا مضائقہ ہی شہریار کو یہان لے آؤ لوگ گئے شہریار کو مسلسل و مطوق ایک کنارے لا کے مع فیروزہ
کھڑا کیا یہان بہرام میدان مین آیا نقابدار سے مبارز طلب کیا نقابدار بھی مقابلہ بہرام مین آیا نیزہ بازی
ہونے لگی نقابدار نے نیزہ بہرام کا نکال دیا بہرام نے جھلا کے تلوار کھینچی وار سر نقابدار پر کیا نقابدار نے سپر
سر کی پناہ کیا مگر تیغہ بہرام سپر تک پہونچ چکا تھا خود سر نقابدار کو کاٹ کے سر زخمی کیا نقابدار نے دستانہ
مار دیا تیغہ جھنا کے نکل گیا شہریار نے جو یہ کیفیت دیکھی تڑپ گیا فیروزہ سے کہا اے فیروزہ بڑا غضب
ہوا نقابدار زخمی ہو گیا نقابدار کے زخمی ہوتے ہی فوج نقابدار کوٹ پڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی پہر بھر کامل
جم کے تلوار چلی نقابدار چونکہ زخمدار تھا بہت مجروح ہوا ضعف بڑھا قریب تھا کہ گھوڑے سے زمین پر گرے مگر جلدی
ہاتھ نقابدار نے گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے اور کہا اے مرکب اصیل اگر تجھسے ہو سکے تو اس وقت مین مجھکو
لے نکل یہ کہکر نقابدار بیہوش ہو گیا گھوڑا نقابدار کو میدان سے لے نکلا فوج نقابدار نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ لوگ بھی
اپنی جانین بچا کے ایک طرف روانہ ہوئے مگر شہریار نے جو نقابدار کو نہ پایا قید توڑ ڈالی اپنے سلاح منگا کے مقابلہ

مین بہرام کے آیا بہرام نے کہا مین تو اس امر کی تمنا رکھتا تھا بہرام اور شہریار سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ
مین ایک پنجہ آسمان سے گرا شہریار کو اٹھا لیگیا فیروزہ نے جو یہ منظر دیکھا برائے تلاش شہریار روانہ ہوا
بہرام وغیرہ پلٹ کے بارگاہ مین آئے صحبت عیش برپا کی وہ شب تو یون بسر ہوئی صبح کو ہرکارون نے
کیمخت کو خبر دی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک برائے فتح شہر فرنگ جاتے ہین اور قیشمال خان
بن جدال خان ساتھ ہین کیمخت نے کہا اب سفر کرنا طرف خروسیہ کے بہتر ہے یہ لوگ تو جانب خروسیہ
روانہ ہوئے یہان لوگون نے خبر شہریار پریسا فرنگی کو پہونچائی پریسا بہت متردد ہوا انھون نے کہا
آپ فکر نہ فرمایئے عنقریب شہریار لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر آئینگے آپ سے ملینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی
تھین مگر شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیفیت عرض کی جاتی ہے کہ منزل بمنزل جاتے ہین ایک روز ایک صحرا کے
پر فضا مین پہونچے برائے شکار ایک طرف چند کس ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک مرکب کوہ کفل پا ساز مرصع کار ٹہل رہا ہے شہنشاہ اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے ایک نقابدار مگر پڑا تھا کان خمدار بیہوش پڑا ہے شہنشاہ قریب آئے اپنے اہل لشکر سے کہا نہین معلوم
اس بہادر کو کسنے زخمی کیا ہے اسکو یہان سے لے چلو ہمارے خیمے مین پہونچا دو لوگون نے کہا اگر حکم ہو تو نقاب اس کے
چہرے سے دور کرین شہنشاہ نے کہا یہ امر خلاف وضع شجاعت ہے جب ہوش مین آئیگا احوال معلوم ہو جائیگا
الغرض شہنشاہ نے نقابدار کو لاکر بارگاہ شہنشاہ مین رکھا فوراً جراح طلب ہوا نقابدار کی زخم بندی ہوئی شہنشاہ
بھی بارگاہ مین آکے جلوہ فرما ہوئے نقابدار کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارگاہ مین پایا مثل اہل اسلام سلام کیا
شہنشاہ خوش ہوئے جواب سلام دیکر نقابدار کی تعظیم کی انھین برابر ونگل زرین پر بٹھایا کیفیت دریافت کی
نقابدار نے سب حال اپنی لڑائی کا اور گھوڑے سے نکال لانے کا شہنشاہ سے بیان کیا شہریار کا نام جو
شہنشاہ نے سنا کہا ای نقابدار شہریار کہان ہے نقابدار نے کہا میرے لشکر مین تھا اب نہین معلوم کیا ہوا ہو
شہنشاہ نے کہا ای نقابدار بہادر آپ کے زخم اچھے ہو گئین تو یہان سے کوچ کیجیگا تھوڑے عرصے کے بعد نقابدار
کو صحت ہوئی شہنشاہ اپنی فوج مین آکے پہونچے یہان سب منتظر تھے شہنشاہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے
صحبت عیش آراستہ کی سب بیٹھے ہین ایک ہرکارے نے آکے شہنشاہ سے عرض کی کہ ایک نامہ دار دولت
پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے شہنشاہ نے کہا بلا لو نامہ دار اندر آیا شہنشاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا شہنشاہ
نے جو نامے کے مضمون کو دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ کرتوس بن قرتوس دو لاکھ کا لشکر لیکے آیا ہے ملک رماق کو مجھسے لیتا
ہے اسوقت تک باقبال حضور اس سے مقابلہ کرتا رہا مگر اب حضور کا تشریف لانا ضرور ہے شہنشاہ نے بدیع الزمان
سے کہا آپ لشکر کشی کر کے جانب خروسیہ تشریف لے جایئے اور بہرام درخت پرست کو قتل کیجیے مین بہر
مقابلہ کرتوس جاتا ہون بدیع الزمان نے قبول کیا شہنشاہ نے لشکر درست کیا نقابدار نے کہا اب
مجھکو بھی رخصت مرحمت ہو تا اپنے لشکر کو مجتمع کرون اور مقابلہ بہرام مین جاؤن شہنشاہ نے نقابدار کو رخصت
کیا اور آپ برائے مقابلہ کرتوس روانہ ہوئے بدیع الزمان نے جانب خروسیہ سفر کیا بعد قطع منازل
وطی مراحل اس وقت داخلہ بدیع الزمان کا قلعہ فرنگیان پر ہوا کہ بہرام نے گھوڑا خندق مین ڈال دیا تھا قصد
تھا کہ قلعہ مین جاکر فرنگیون سے مقابلہ کرون مگر آمد لشکر اسلام دیکھکر بہرام بھی پلٹا طبل بازگشت بجا کر واپس ہوا اپنے
خیمے مین آکے یہ صلاح کی کہ پہلے لشکر اسلام اہل فرنگ سے مقابلہ کرتے ہین ہم ایک سے مقابلہ کرین مگر بدیع الزمان ۲۰

نے سرداروں سے فرمایا کہ پہلے میں بہرام وغیرہ سے جنگ آغاز ہونا مناسب جانتا ہوں بعد فرنگیوں سے
مقابلہ ہو سب نے قبول کیا اور اس فکر میں وہاں قیام پذیر ہوئے کہ ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر اب دو کلمہ
داستان کرتوس کے بیان ہوتے ہیں کہ جب صفاترک شاہ نے قلعہ کو بند کر لیا تو اس نے خندق میں
گھوڑا ڈال دیا اپنے کو قریب در قلعہ پہونچایا در قلعہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا صفاترک کو لڑ بھڑ کے پکڑ لیا یہ خبر
جو ملکہ آفاق نے سنی نہایت صدمہ ہوا قصد کیا کہ اپنی جان دیدوں لیکن خجستہ عیار عین وقت پر پہونچا
فوراً اس نے گھوڑے طویلہ سے صفاترک کے تیار کرائے پشت قلعہ سے ملکہ کو لے نکلا کرتوس جو لڑتا ہوا
قریب محل پہونچا دربانوں نے کہا اب تمہارا جنگ و جدل کرنا بیکار ہے خجستہ عیار ملکہ کو لیگیا کرتوس یہ
خبر سنکے بہت پریشان ہوا وہاں سے رنجیدہ واپس آیا اشکبوس کو وہاں کا حاکم بنایا آپ جانب خرو سپہ
روانہ ہوا مگر شہنشاہ نے جو مع معروف بن اسد عیاران طرار کو ہمراہ لیکر کوچ کیا منزلیں قطع کرتے
ہوئے چلے آتے تھے راہ میں ایک ہرن نظر آیا شہنشاہ نے چاہا اس کو زندہ گرفتار کریں گھوڑا اس کے
پیچھے ڈالا جب وہ ہرن کسی طرح ہاتھ نہ آیا لعل بن مرجان نے عرض کی یہ زندہ گرفتار نہ ہوگا شہنشاہ نے تیر
مارا آہو کے پہلو پر پڑا توڑ کے پار ہو گیا لعل نے اس کو ذبح کیا اور صاف کر کے اپنے دوش پر لادا معروف
نے کہا میں یہاں ٹھہرتا ہوں شہنشاہ نے کہا ہم بھی یہیں ٹھہرینگے یہ کہکے ایک نخل سایہ دار کے نیچے ٹھہرے
ہوا جو لگی شہنشاہ ٹہلتے ہوئے دور نکل گئے لعل کو بھی اپنے پاس بلایا ارشاد فرمایا اسوقت پیاس کی
شدت ہے کہیں سے پانی لا لعل تو برائے تلاش آب روانہ ہوا شہنشاہ نے چاہا میں اس ہرن کے کباب
بناؤں یہ سوچ کے لکڑیاں فراہم کیں پتھر سے آگ نکالی کباب بنانا شروع کیے کہ سامنے سے ایک مرد درویش نے
آکے شہنشاہ کو سلام کیا شہنشاہ نے جواب سلام دیا پوچھا اے درویش تو کون ہے کہاں سے آتا ہے درویش نے
کہا آپ پہلے اپنی تشریف آوری کا سبب بیان فرمائیے شہنشاہ نے کل کیفیت بیان کی درویش نے کہا آپ
تکلیف نہ فرمائیے میں کباب آپ کے واسطے تیار کرتا ہوں ہر چند شہنشاہ نے منع کیا درویش نے نہ مانا اپنے پاس
سے نمک نکالا کباب تیار کر کے شہنشاہ کے پیش کش کیے شہنشاہ نے کہا اے درویش تم بھی شریک ہو درویش
نے عرض کی حضور نوش فرمائیں میں بعد کھالونگا شہنشاہ نے کباب نوش کیے کباب کھاتے ہی سر چکرایا بیقرار
ہو کے فرمایا اے درویش ان کبابوں میں کیا تو نے بیہوشی ملا دی مجھے کیفیت بیہوشی کی معلوم ہوتی ہے درویش نے
کہا ہاں منم قہرمان عیار شہریار بن پرسیا اے شہنشاہ اب کہاں بچ کے جائیگا شہنشاہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
چاہا اٹھوں لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے قہرمان نے پشتارہ باندھا لیکر روانہ ہوا یہاں لعل بن مرجان
اور رضوان بن عمرو اور معروف بن اسد جو آئے شہنشاہ کو نہ پایا سب نے تعجب کیا آخر کار یہ رائے
قرار پائی کہ ایک شخص تو برائے تلاش شہنشاہ جائے اور تمام کرتوس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوں لعل بن
مرجان نے کہا کہ میں تلاش شہنشاہ میں جاتا ہوں آپ لوگ جانب قلعہ روانہ ہوں یہ کہکے لعل تو تلاش شہنشاہ
میں روانہ ہوا اور معروف وغیرہ طرف قلعہ کے چلے تھوڑا راستہ معروف نے طے کیا ہوگا کہ دیکھا ایک عیار
طرار تعطورہ ہاے زربفت سے آراستہ رواروی کرتا چلا آتا ہے معروف نے کہا اس عیار کو ہمارے پاس لاؤ لوگ
گئے اور اس عیار کو پاس معروف کے لائے معروف نے کیفیت اس کی پوچھی عیار نے عرض کی پہلے آپ
اپنی کیفیت بیان کیجیے معروف نے سب کیفیت اپنی کہی عیار نے بھی بخوف عرض کیا کہ میں شعلہ عیار ہوں کرتوس کا

کانامہ کرتوس س پرسیسا کے لیے جاتاہون معروف سنے عیار سے نامہ طلب کیا عیار نے بخوف نامہ معروف
کو دیا معروف نے جو پڑھا لکھا تھا کہ مین لڑتا بھڑتا قلعہ پر پہونچا صفاترک کو قید کیا مگر خجستہ عیار ملکہ مہر افروز کو لیگیا
اب عنقریب مین اُس کی بھی فکر کرتاہون آپ خاطر جمع رکھیے آخرمین نام کرتوس کا لکھا تھا معروف احوال
ملکہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور عیار سے ایسی باتین پرتاثیر کین کہ شعلہ بصدق سلمان ہوا معروف نے کرتوس
کا حال دریافت کیا شعلہ نے عرض کی وہ قلعہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگیا ہو شمشاد قید صفاترک لیے ہوئے جاتا ہو
معروف یہ خبر پاکے خوش ہوا اور شعلہ سے کہا مین آج اُس کے لشکر مین شبخون مارونگا یہ کہکر سب لوگون کو اطلاع
دی سامان شبخون درست ہونے لگا جب آفتاب غروب ہوا اور زلف لیلاے شب بھی کمر سے گذری معروف
نے لشکر شمشاد پر شبخون مار کے صفاترک کو رہا کیا صبح کو کہا کہ اے صفاترک اب طرف قلعہ کے روانہ ہو صفاترک
نے کہا میرا جانا کیونکر ہوسکتا ہو نہ میرے پاس اسباب جنگ ہو نہ لشکر باقی ہو وہان کافرون کا قبضہ ہو معروف
نے شعلہ سے کہا کہ مین اگر وہان جاؤن اور اشکبوس قلعہ بند کرلے تو عرصہ ہوگا شعلہ نے کہا مناسب یون ہوگا
کہ آپ علمہاے فوج مانند نشانہاے لشکر کفار بنوائیے اور فوج کو بھیجیے جب کوئی دریافت کرے یہ بیان فرمایے
کہ ہم براے مدد پرسیسا فرنگی جاتے ہین وہ خود آپ کو قلعہ مین بلا لینگے معروف نے اس راے کو پسند
کیا فوراً نشان فوج تبدیل کیے نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے اتفاق سے اشکبوس اُس روز بیرون
قلعہ براے شکار آیا تھا اس نے جو آمد لشکر کا طور دیکھا عیار سے کہا جاکے دریافت توکر یہ لشکر کس کا ہو عیار لشکر
معروف مین آیا لوگون سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہو یہان معروف نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی ہمارا
نام ونشان پوچھے اُسے ہمارے پاس لے آؤ عیار نے جو حال دریافت کیا لوگ اُسے پاس معروف کے
لائے عیار نے معروف کو سلام کرکے عرض کی کہ ہمارے آقا نے دریافت کرایا ہو کہ حضور کی تشریف آوری
کا کیا سبب ہو اور اسم مبارک کیا ہو معروف نے نام اصلی بتایا آخرمین یہ بھی کہدیا کہ مین براے مدد پرسیسا جاتا ہون
عیار یہ سنکے اشکبوس کے پاس آیا کل کیفیت بیان کی اشکبوس بہت خوش ہوا یہ معروف کے پاس آیا کہا
کہ امیدوار ہون ایک روز اسی قلعہ مین استراحت فرمایے جو ماحضر ممکن ہو قبول کیجیے معروف نے کہا کیا مضائقہ
ہو مع اپنے لشکر کے اشکبوس کے ہمراہ ہوئے جب قریب خندق پہونچے اشکبوس نے کہا بہتر تو یہ ہوگا اور
سب لشکر کو یہین چھوڑیے چند مصاحب خاص ہمراہ لیکر چلیے معروف نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہو یہ کہکے کل
فوج کو اشارہ کیا سب قلعہ کے اندر چلے اشکبوس مانع ہو معروف نے نعرہ کیا اب تو اشکبوس کو
کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ معروف بن اسد ہین اشکبوس نے وار تلوار کا کیا معروف نے اُس کے وار کو خالی
دیکر تیغہ برقتاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے سر پر اشکبوس کے لگایا تلوار تا دو ابرو اُترآئی اشکبوس
نے چاہا کہ اپنے تئین گھوڑے سے گرادون مگر کچھ بن نہ پڑا داخل جہنم ہوا معروف لشکر کو لیکر داخل قلعہ ہوا
لٹیرے کے قلعہ چھین لیا صفاترک کو پھر حاکم قلعہ کیا اب براے جنگ کرتوس روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت پر
کیا جائیگا مگر اب چند کلمہ ملکہ آفاق کے ملاحظہ فرمائیے کہ انھین جو عیار خجستہ لیکر قلعہ سے نکلا تھوڑی دور چلکے
دیکھا ایک مرد فقیر ایک پشتارہ وسلئے ہوئے آتا ہو ملکہ نے خجستہ سے کہا اس فقیر کو میرے پاس لے آؤ خجستہ نے
جاکے فقیر سے کہا فقیر نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا مین ایک مرد فقیر ہون مجھے شہنشاہون سے کیا کام ہو خجستہ نے پوچھا
یہ بار کیسا ہو فقیر نے کہا یہ لباس قلندری ہو خجستہ نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلو فقیر نے کہا تیری عجب باتین

ہین تو کیون اصرار کرتا ہی خجستہ نے کہا مین تجھے نہین پریشان کرتا ہون ملکہ میری آقا نے تجھے طلب فرمایا ہی غضنفر نے کہا تیری آقا نے بہت برا کیا ہم نہ جائینگے اور کلمات مہمل کہے خجستہ کو غصہ آیا خنجر کھینچا درویش نے بھی خنجر کھینچا آپس مین خنجر چلنے لگا ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی گھوڑا بڑھا کے قریب آئین کہا ای خجستہ مین نے اس کو پہچانا یہ قہرمان ہی عیار شہریار کا خجستہ اور ملکہ نے قہرمان کو بہت تنگ کیا آخر پشتارہ پھینک کے ایک طرف بھاگ گیا خجستہ نے پشتارے کو کھولا دیکھا شہنشاہ گوہر کلاہ بیہوش پشتارے مین لپٹے ہوئے ہین ملکہ نے جو شہنشاہ کو دیکھا گھوڑے سے کود کر قریب شہنشاہ آئین خجستہ نے شہنشاہ کو ہوشیار کیا شہنشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا بہت خوش ہو گئے پوچھا ای ملکہ تم یہان کیونکر آئین ملکہ نے کل کیفیت بیان کی شہنشاہ خوش ہو کر مع ملکہ کے چلے تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ صحرا سے گرد اوڑی شہنشاہ نے خجستہ سے کہا ذرا اس کی خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی ہی خجستہ روانہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد آ کے شہریار سے عرض کی حضور شاہزادہ کیخسرو تشریف لاتے ہین شہنشاہ سنتے خوش ہوئے آگے بڑھے شاہزادہ کیخسرو نے شہنشاہ کو آتے دیکھا یہ بھی گھوڑے سے اتر پڑے دونون شاہزادے بغلگیر ہوئے کل کیفیت دونون نے بیان کی ملکہ کو صلاح کر کے قلعہ کامہنگ مین روانہ کیا اب شہنشاہ اور کیخسرو روانہ ہوئے تھوڑی راہ طی کر کے ایک باغ مین پہونچے دیکھا باغ پرتکلف بیچ مین ایک بارہ دری بنی ہوئی دونون شاہزادے اس بارہ دری مین تشریف لائے دیکھا کل اسباب عیش موجود ہی مگر کوئی آدمی وہان نہین معلوم ہوتا کہ آہ و زاری کی آواز کان مین شہنشاہ اور کیخسرو کے آئی ادھر متوجہ ہوئے دیکھا ایک حجرے مین شہریار قید ہی شہنشاہ نے قریب جا کے کل کیفیت دریافت کی شہریار نے کہا مین بہرام سحر پرست سے مقابلہ کر رہا تھا کہ گلدستہ جادو مجھ پر عاشق ہو ای اٹھا لائی یہان لا کے قید کیا ہی روز آتی ہی مجھسے سوال وصل کرتی ہی مین قبول نہین کرتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ برق چمکی اور آواز آئی او اجل رسیدہ کون ہی شہنشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ضعیف آسمان سی آئی شہنشاہ نے اسکو آنے کی مہلت نہ دی تیر سے واصل جہنم کیا اسکے مرتے ہی شہریار کے قید کنگر گری شہریار نے رہائی پائی شہنشاہ نے بھی اپنی سب کیفیت بیان کی مگر جب نام ملکہ مہرناز پرور کا سنا شہریار کو غصہ ہو گیا کہا ای شہنشاہ اس امر کا میرے دل مین داغ ہی غرض ایسے ذکر سے شراب کا دور چلنے لگا جب دماغ گرم ہوا شہریار نے رونا شروع کیا شہنشاہ وغیرہ نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہی شہریار نے کہا مین مبتلائے غم محبت ہون شہنشاہ نے کہا کس کی محبت مین مبتلا ہو شہریار نے کہا ملکہ جاجردیہ سنکر شہنشاہ کو بہت غصہ آیا فرمایا ای شہریار بہتر اسی مین ہی کہ ہماری صحبت سے نکل جا ورنہ تجھے قتل کرینگے شہریار اسی وقت روانہ ہو گیا کیخسرو نے کہا ای شہنشاہ شہریار کو زندہ کیون جانے دیا شہنشاہ نے کہا کہ اس مین نشانیان اولاد ابراہیم کی پائی جاتی تھین حمزہ ثانی کے سامنے جیسا کچھ اس کے مقدمے مین ہو گا آپ ملاحظہ فرمائیگا یہ کہکے جانب خسرویہ روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا مگر اب چند کلمہ داستان لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین کہ جب صلصال کو اسیر گرفتار کر کے لائے تو غلغال بن صلصال نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا اہل اسلام کیطرف سے سلیمان ثانی پسر عجیل ماہرو برابر سے مقابل گئے بعد تیغ وغیرہ کشتی پر نوبت پہونچی غلغال نے سلیمان کو فاش زمین سے اٹھا کر گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونون لشکر پلٹے امیر کو بڑا تعجب ہوا کہا خواجہ ذرا جا کے خبر تو لاؤ غلغال کی یہ مجال نہ تھی کہ سلیمان کو یون گرفتار کر کے لے جاوے خواجہ چلے بارگاہ پرویز مین آ کے پہونچے اپنی صورت

ایک خدمتگار کی بنائے خاموش کھڑے ہین کہ خلخال بن صلصال آیا پرویز نے بہت تعریف کی تھوڑی دیر تک خلخال وہان ٹھہرا بعد پرویز سے رخصت ہوکر طرف صحرا کے چلا عمرو بھی اس کے ہمراہ ہوئے مگر گلیم اوڑھلی ہا ساتھ ہولیے ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے خواجہ نے دیکھا پہاڑ کے نیچے ایک خیمہ استادہ ہی خلخال اُس خیمہ مین گیا عمرو پشت پر آکے کھڑا ہوا گلیم اُتار ڈالی خیمہ مین ایک سوراخ کردیا دیکھ رہا ہی کہ ایک ساحرہ سیاہ فام بلند بالا آگے مسند پر بیٹھی کہا ای فرزند ارجمند ای شوہر خود پسند آج مین نے تیری کیسی مدد کی سلیمان کو گرفتار کرادیا مین اسی طرح سب کو گرفتار کرادونگی اسوقت عمرو عیار تیرے خیمہ کی پشت پر کھڑا ہوا باتین سن رہا ہی عمرو نے جو یہ بات سنی چاہا بھاگون مگر اُس نے ایک دو ٹھوکر زمین پر مارا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ جا کے لے آ ساحرہ جاکر عمرو کو اُٹھا لایا عمرو تعریفین کرنے لگا مگر اُس نے ایک بات بھی نہ سنی دونون نے شراب پی روبرو عمرو آپس مین بوس و کنار ہونے لگا عمرو نے دل مین خیال کیا کہ یہ اچھے مادر و فرزند ہین اور یہ زوجہ و شوہر ہین عمرو کے دل مین یہ خیال آیا ساحرہ نے کہا او عیار بادب باش مقام ادب ہی عمرو نے گردن جھکالی جب دونون نے فراغت پائی خلخال نے کہا ای ملکہ عالم ای مادر مہربان کسی طرح سے صلصال کو رہا کرادو اس نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جاتی ہون یہ کہکے اوڑتی ہوئی چلی یہان لشکر اسلام مین بہ برکت جام صفا ساحرہ کا دخل نہین ہوسکتا ہی یہ جو پہونچی دیکھا شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین چاہا اونچی ہوکر نکل جاؤن جسقدر یہ بلند ہوئی شعلے بھی اُسی قدر بلند ہوئے آخر مجبور ہوکے واپس گئی خلخال سے کل ماجرا بیان کیا عمرو نے سنکر اسکے کہا یہ جام صفا کی وجہ سے رسائی نہ ہوئی ساحرہ نے کہا یہ عجیب چیز مسلمانون کو دستیاب ہوئی ہی عمرو نے کہا ملکہ عالم اگر مین عرض کرونگا آپ کو یقین نہ آئیگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُس جام کو لے آؤن کیونکہ مین حمزہ سے بہت ناراض ہون آج تک کوئی قدردان مجھکو نہین ملا تھا آج آپ کو پایا ہی اگر حکم ہو تو مین جاؤن عمرو نے ایسی باتین بنائین کہ وہ ساحرہ بھی سمجھی کہ عمرو سچ کہتا ہی جام لے آئیگا جلدی سے اپنا سحر اُتارا کہا خواجہ جاؤ جلدی آنا ہم تمہارا بڑا مرتبہ کرینگے عمرو وہانسے روانہ ہوا صبح کو لشکر اسلام مین پہونچا امیر نماز پڑھ رہے تھے عمرو آکے خاموش کھڑا رہا جب امیر نے نماز سے فراغت پائی عمرو نے کل کیفیت کہہ سنائی امیر کو تعجب ہوا اتنے مین وے اُٹھے یہان در دولت پر سرداران نامی حاضر تھے امیر برآمد ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اُدھر سے لشکر کفار کی صفین جمین خلخال نے آکے مبارزطلبی کی امیر نے چاہا مین گھوڑا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اوڑی شاہزادہ بدیع الملک مع اپنے جملہ ہمراہیون کے بڑے جاہ و تجمل سے آکے پہونچے سب سے ملکر برابر مقابلہ خلخال آکے اُس کو قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹکا مشکین باندھ کے خواجہ عمرو کے حوالے کیا لشکر کفار نے جو یہ معرکہ دیکھا پرویز نے حکم دیا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر اپنی اپنی طرف پلٹے جب بارگاہ مین آئے بدیع الملک نے تمام کیفیت اپنی بیان کی انہون نے بھی کل حال کہا مگر یہ دیکھے جو خبر سنی کہ خلخال گرفتار ہوگیا بہت متردد ہوا لعل بن توریح نے مخاطب ہوا کہا اگر تو مقابلہ اہل اسلام کرے اور بدیع الملک وغیرہ کو قتل کرے تو اپنی دختر مہ جہان افروز کی شادی تیرے ساتھ کردون لعل نے منظور کیا طبل جنگی بجایا میدان مین سرداران اسلام کو زخمی کیا تا شام بے الدیشہ انجام لڑا آخر کار لشکر اسلام طبل بازگشت بجاکر واپس ہوا دوسرے روز بھی یہی کیفیت ہوئی مگر عین حالت جنگ مین ایک دیو نے آکے امیر کو نامہ دیا اُس مین لکھا تھا کہ آسمان پری بہت علیل ہین اور قمرزاد زخمی ہے

قاف قاف پر شمشاد نے یورش کیا ہی امیر تو مع عمر ثانی بدیع الملک سے رخصت ہوکر اسی زنوکی
پشت پر مع عمرو ثانی سوار ہوکے جانب قاف روانہ ہوئے بدیع الملک مقابلہ لعل مین فرو رفتس ہین
جب دوسرے روز جنگ آغاز ہوئی ایرج میدان مین آئے زخمی ہوئے اہل اسلام نے کچھ روز کی مہلت
طلب کی لعل بن توریج مہلت دیکر براے شکار روانہ ہوا صحرا مین جاکے قریب ایک غار کے پہونچا ایک
مرد بلند قامت پیدا ہوا لعل کو مع ہمراہیون کے اس غار مین ڈال دیا جو لوگ بچ گئے وہ فرار ہوئے
پرویز سے آکے کل کیفیت بیان کی پرویز نے بہت افسوس کیا صفیان آکر غار کے قریب آیا اگر
یہان لعل پر یہ معرکہ گذرا کہ شمامہ جادو اس پر عاشق ہوئی ایک ساحر کو بھیجکے اٹھوا منگایا لعل نے
جاکے دیکھا ایک ساحرہ ایک تخت پر بیٹھی ہی گرد اسکے بہت سی جادوگرنیان ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی ہین
لعل کو دیکھکے شمامہ نے اپنے پاس بٹھا لیا شراب و کباب کا چرچا ہوا کہ ایک ساحرہ نے آکے عرض کی
کہ حضور صفیان شاہ براے تلاش لعل کھڑے ہین شمامہ نے کہا جاکے کہدو کچھ تشویش نکرین کہ وہ بھی
لعل کے دوست ہین ساحرہ نے یہ آکے صفیان سے کہا صفیان خوشی خوشی پلٹا پرویز سے آکے
کیفیت بیان کی اس کو تسکین ہوئی وہان شمامہ لعل سے طالب وصل ہوئی اس نے بھی قبول کیا بعد وصل
لعل نے کہا ای ملکہ مین چاہتا ہون کہ جام صفا مجھے لادو شمامہ ایک عقاب بنکر چلی قریب بارگاہ پہونچ
کے صورت اپنی ایک نقابدار کی بنائی بارگاہ بدیع الملک مین آئی سلام کرکے کہا مین آپکا دوست ہون
بدیع الملک نے کرسی عنایت کی کرسی پر بیٹھکے شمامہ نے جام صفا کو پوچھا کہ یہ کیا چیز ہی بدیع الملک
نے کل کیفیت بیان کی شمامہ نے کہا کہ ذرا مجھے عنایت فرمایئے مین اسکی زیارت قریب سے کرون
بدیع الملک نے وہ جام دیا شمامہ نے جام ہاتھ مین لیکے نعرہ کیا باش او بدیع الملک منم شمامہ جادو
یہ کہکر عقاب بنکر اوڑ گئی فرشتیہ ثانی نے بدیع الملک سے اجازت چاہی بدیع الملک نے بہت
عذر کیا آخر مجبور ہوکے روانہ کیا عقب مین خود بھی روانہ ہوئے مگر شمامہ جو چلی تو اپنے باغ مین آکے
پہونچی لعل کو جام دیا لعل بہت خوش ہوا جام کو دیکھ رہا ہی کہ فرشتیہ ثانی نے پہونچکے نعرہ کیا شمامہ نے
چاہا سحر کرون مگر فرشتیہ نے فرصت نہ دی وار تلوار کا کیا کہ شمامہ کے دو ٹکڑے ہوئے لعل نے چاہا کہ مین
بھاگون مگر فرشتیہ نے اس کو بھی زخمی کیا چاہتی تھی کہ جام کو ہاتھ مین اٹھاے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم
شاطہ جادو خبردار جام کو نہ اٹھانا ادھر متوجہ ہوئی کہ بدیع الملک کا نعرہ ہوا شاطہ تو جام لیکر نکل گئی بدیع الملک
نے ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جب ساحرون کو قتل کر چکے فرشتیہ ثانی سے پوچھا جام کہان ہی فرشتیہ نے کہا
مین مصروف جنگ تھی نہین معلوم جام کیا ہوگیا بدیع الملک کو بہت صدمہ ہوا مجبور پلٹے اپنی بارگاہ
مین آکے جلوہ فرما ہوئے مگر شاطہ جو جام لیکر روانہ ہوئی پاس پرویز کے پہونچی جام دیا اس نے چاہا توڑ
ڈالے ان لوگون نے کہا یہ نادرہ زمانہ ہی اس مین بڑے بڑے تکلف ہین اول تو یہ کہ جس لشکر مین ہوگا اس پر
سحر تاثیر نہ کریگا دوسرے اس مین اسم اعظم ہی اگر اسے پڑھین جام پانی سے مملو ہو جاے اگر تمام دنیا کو پلا
کرے تو بھی پانی کم نہو علاوہ اسکے اور بہت سے اوصاف بیان کیے پرویز نے کہا وہ اسم اعظم کیونکر
معلوم ہو لوگون نے کہا سواے اولاد ابراہیم کے اور کوئی نہین اس کو پڑھ سکتا ہی پرویز نے کہا کہ اولاد ابراہیم
کو کہان سے لاؤن صفیان نے عرض کی کہ سلیمان بن جمیل قید مین انکو بلا بھیجیے وہ بتلا دیگا پرویز نے

اسی وقت سلیمان ثانی کو طلب کیا سلیمان آئے اس سے کہا کہ سلیمان اس کے اسم اعظم مجھے تعلیم کرو سلیمان نے کہا یہ سوائے حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کے کوئی نہین جانتا ہے اور اگر مین جانتا بھی ہوتا تو تجھکو نہ بتاتا کیونکہ تو کافر ہے پرویز جب بہت عاجز ہوا حکم قتل دیا کہ مشاطہ جادو نے آ کے کہا کہ جام اور سلیمان کو میرے حوالے کیجیے مین انکو سمجھاؤنگی شاید راہ راست پر آجائین پرویز نے کہا ایسا نہو کہ عیاران اسلام تمھین گزند پہونچائین مشاطہ نے کہا کسی کی اتنی مجال نہین پرویز نے اس جام اور سلیمان کو مشاطہ کے حوالے کیا یہ خبر پاکر عیاران اسلام نے بدیع الملک سے عرض کی بدیع الملک نے کہا پھر کیا فکر کرنا چاہیے عیارون نے عرض کی غلامان جانباز جائینگے جام کو لائینگے یہ کہکے عیار روانہ ہوئے گو ذکر انکا کیا جائیگا مگر اب چند کلمے آسمان پری کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب زخم سر قرشیہ اچھا ہوا اور قمرزاد کا شانہ درست ہوا میدان جنگ کی تیاری ہوئی طبل جنگی پر چوب پڑی صبح کو لشکر میدان مین شمشاد دیو کے مقابلہ مین آیا قرشیہ چاہتی ہین کہ گھوڑا بڑھائین کہ نعرۂ امیر کی آواز آئی شادیانہ بجنے لگا امیر آ کے مصروف جنگ ہوئے دیو شمشاد کو قتل کیا دو ایک روز وہان فروکش رہے بعد دیو تنگ کی پشت پر سوار ہو کے مع عمرو ثانی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہان جو سلیمان اور جام صفا مشاطہ جادو لیگئی تھی سلیمان نے مشاطہ کو قتل کیا جام صفا لیکر نکلے طرف اپنے لشکر کے چلے لوگون نے یہ خبر لعل و پرویز کو پہونچائی انھون نے تعاقب کیا مگر سلیمان نکل گئے لشکر مین اپنے داخل ہوئے لعل و پرویز نے پلٹ کے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا پرویز سے اجازت مانگ کے مبارز طلبی کی کہ امیر مع عمرو ثانی لشکر مین آ کے پہونچے بہت سے سردارون نے باری باری رخصت لی کوئی زخمی ہوا کوئی قید ہوا آخر کار امیر نے خود قصد جنگ کیا اور مقابلے مین لعل کے آئے اس نے وار کیا امیر نے خالی دیکر چاہا کہ مین تلوار اس کے سر پر لگاؤن کہ آسمان پر برق چمکی رعد کی آواز آئی ایک پنجہ گرا لعل کو اٹھا لیگیا پرویز حیران ہو کے دیکھنے لگا دوسرا پنجہ اسکو بھی اٹھا لیگیا امیر نے تمام لشکر کو برباد کیا خزانہ وغیرہ قبضے مین کیا شام کو فتح فیروزی اپنی بارگاہ مین آ کے صحبت عیش آراستہ کی اب کیفیت لعل و پرویز لعل نامے مین انشاء اللہ تعالے خلاصہ معلوم ہوگی

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر شیرین مقال سخن سنج نازک خیال نواب قیصر دولہا صاحب عرف ہیرن صاحب متخلص بہ کاشف شاگرد جناب نواب یوسف حسین خانصاحب

جلد ساقی مجھے شراب پلا
نغمہ سنجی کو پھر بہار آئی
ہین آمد و حسن نیک اساس
قصہ گوئی مین ہین وہ لاثانی
بزم مین گر بیان رزم کرین
جب بیان حسن و عشق کرتے ہین
یون تو کہتے ہین داستان سبھی
لطف انکی زبان مین ایسا ہے
آتش رشک دل مین سوزان ہے

ابر سر کوہ سے اٹھی ہے گھٹا
گلشن دہر مین بہار آئی
قرب درگاہ حضرت عباس
اور کرتے ہین مرثیہ خوانی
جو ہون پر دل و تا کا عزم کرین
سامعین دل پہ ہاتھ دھرتے ہین
نہین ایسا سنا بیان کوئی
قصہ کا سحر انہین کے سر آ ہے
مثل اسپند جو ہے بریان ہے

جوش پر ہے بہار گلشن مین
جلد آنکھون مین میری آئے سرور
پاک طینت ہین اور خجستہ شعار
خوش بیان خوش اساس خوش تقریر
کسی تیاری کا کرین جو بیان
کہتے ہین سحر ہے بیان مین بھرا
کیا طلاقت بھری زبان مین ہے
رنگ حاسد ہوئے بیان سنکے
جان کب مفت کھوتے ہین حاسد

جتنے گلچین ہین پھول دامن مین
ایک تاریخ کہنا ہے منظور
متقی مرد زاہد و دیندار
کھینچتے ہین زبان سے تصویر
عمرو استاد کے بھی کاٹین کان
ہے وہ کافر جسے کہ شک ہو ذرا
کیا فصاحت بھری زبان مین ہے
منہ پہ چھوٹین ہوائیان انکے
نیل ماش نہ ہوتے ہین حاسد ۱۳۱۰

میرا انکی زبان یہ کب ہی	دل حاسد کو لوگ منقلب ہی	ہین عقیل و فہیم حد سے سوا	ہر سے تعریف انکی کوئی کیا
مجھسے کبھی آگئے یہ انہون نے کہا	مین نے دفتر کا ترجمہ ہی کیا	نامہ توزج کا نام ہی مشہور	جانتے سب ہین صاحبان شعور
فکر افکار سے جو مہلت ہو	اسکی تاریخ تم بھی نظم کرو	فکر کاشف کو سال طبع ملے	لکہ صدا ایسی سروش یہ آئی
	تخرجہ کرکے ایک کا لکھوالا	دفتر حسن و عشق خوب چھپا	

التماس بخدمت ناظرین والامقام از جانب مولف

الحمد لله رب العالمین کہ کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب الموسوم بہ توزج نامہ بسرپرستی جناب فلک قباب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ اس خاکسار ذرہ بے مقدار احقر الاول کو نین شیخ تصدق حسین داستان گو نے موافق اپنی فکر قلیل کے تالیف کیا لیکن جناب منشی صاحب نے بڑی قدردانی فرمائی خاکسار کی عزت بڑھائی اب امید اس عاصی کی ناظرین والا مقام سے یہ ہی کہ کہین کوئی خطا ظہور مین آئے تو خاکسار کو توودہ نہ بنائین بلکہ دامن عطوفت سے چھپائین کیونکہ فن انشا پردازی مشکل ہی اور مین ایک سے ہیچمدان کو کہ زبان ولے رہا ہے کاملین و خوشہ چین خرمن محققین کا استعداد کیا ہون جو دعوا کرون یہ امر ظاہر من الشمس ہی کہ دعوی یکتائی سوا ذات باری کے کسیکو زیبا نہین سوائے اس کے دوسرا یکتا نہین جسنے از روے جہل دعوے یکتائی کیا انجام برا ہوا آخر مین نشانہ ملامت ہوا مشہور بہ جہالت ہوا ان یہ گذارش قدرشناسان سخن سے ضرور ہی کہ بنظر انصاف اس نسخہ کو ملاحظہ فرمائین اگر پسند خاطر ہو داد عطا کرین زیادہ گوئی کمترین کا دستور نہین دعوی یکتائی کرنا منظور نہین جسوقت ناظرین دیکھین گے خود انصاف فرمائینگے مجھے تو جناب منشی صاحب موصوف کی عزت افزائی پر ناز ہی کہ بسرپرستی مالکانہ مجھکو طلب فرمایا توزج نامہ کے ترجمہ کو مجھسے ارشاد کیا مین نے حسب الحکم جو کچھ برا بھلا ہوسکا قلمبند کیا اب زیادہ طول بیجا ہی ختم کرنا اچھا ہی

تقریظ دلپذیر چکیدہ کلک جواہر سلک شاعر شیرین مقال سخن سنج نازک خیال انشا پرداز بے نظیر ناظم خوش تقریر منشی سید امیر صاحب آبرو لکھنوی مصنف بہار گلزار و مترجم سوانحات عمری حکیم بخشی خان بخش

سبحان اللہ اردو بھی کیا پیاری زبان ہی جسکا ایک عالم ثنا خوان ہی گواہ اس تقریر کا اور شاہد اس تحریر کا کتاب بے مثال یعنی دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ ہی جسکے مترجم لجناب منشی تصدق حسین صاحب داستان سرا و مداح خاندان حضرت خامس آل عبا ہین واقعی جناب ممدوح نے کیا زور طبیعت دکھایا ہی قصہ کا ہیکو ثانی مرقع مانی بنایا ہی جہان پر جوشی ہولاثانی ہی جسپر صدقے روح و جان فردوسی و خاقانی ہی ہر جملہ ایک پھول ہزار رنگ سے کھلا ہی فقرہ حسب محاورے درست باتون مین تصویر کا نقشہ نظر آتا ہی دیدہ بے بصر دیکھنے سے نور پاتا ہی ہر کلمہ نمک ریز خوان خوش بیانی ہی ہر جملہ جاشنی بخش حلاوت زندگانی ہی بندش خوب ہر داستان مرغوب ہی اصل تو یہ ہی کہ باین عقل و دانش ہزار آفرین ہزار آفرین بیشمار آفرین جناب مترجم صاحب نے علاوہ اس نسخہ کے اور بہت سی کتابین تصنیف و تالیف کین اور وہ مرغوب خاص و عام ہوئین کمال طبیعت حاضر ہی اوصاف سے انکے ہر قدردان ماہر ہی گو اور بھی اس فن خاص کا دعوے کرتے ہین بقول شخصے برابری مرتے ہین لیکن یہ بات کہان حاصل ہی وہ دعوے بیجا حرص مین داخل ہی اول تو جناب ممدوح خود کامل ہین علاوہ اسکے وہ وہ دفاتر بفضل خدا اس وقت حاصل ہین جنکا نام سنا تھا صورت آجتک نہ دیکھی تھی مترجم صاحب نے بکمال جانفشانی و عرق ریزی ان کو آشکار کیا اور کیون نہ ظاہر ہوتے جب جناب منشی پراگ نراین صاحب سے سرپرست قدردان اہل کمال نے بصرف زر کثیر طبع کرایا کمال مدد دیا

دیار شہرت پہونچایا دفاتر نوشیروان نامہ دونون جلدین او ربھی چاپ با ختر بالا باختر ایرج نامہ صندلی نامہ تورج نامہ بھی جناب مترجم صاحب نے بڑی فکر سے تحریر کیے شکر اسکا ہو کہ مرغوب خاص و عام ہوئے جناب ممدوح نے ایک روز مجھے یہ نسخہ دکھایا کچھ تھوڑا سا بھی سنایا مجھے بہت پسند آیا گو مین ہیچمدان کس لائق تھا کہ اس کتاب لاجواب کی تعریف کرتا یا جناب ممدوح کو داد دیتا لیکن اُنکے کمال کا قائل ہوا اصل تو یہ ہو کہ دریا کو کوزے مین بند کیا ہو علاوہ اس نسخہ کے اب دفتر لعلنامہ جو مثل عنقا برائے نام سنا جاتا تھا مترجم صاحب اُسکا ترجمہ فرما رہے ہین اپنا زور طبیعت دکھا رہے ہین امید ہو کہ یہ سرتاج دفاتر ہو کیونکہ عبارت آرائی کی جانب فی الحال طبیعت رجوع ہو بعبارت سلیس اس دفتر کو تحریر کر رہے ہین دامن تقریر و مضامین سے بھر رہے ہین بیجا حسن آرائی اپنا دستور نہین زیادہ گوئی منظور نہین جوامر واقعی تھا وہ تحریر کر دیا

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر درگاہ صانع طلسم عالم و درود نامحدود بارگاہ جناب رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم مین ادا کرکے مژدہ مسرت افزا ارباب اشتیاق کو دیا جاتا ہو کہ جس محبوب رنگین ادا و شاہد مہر سیما دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال با کمال کے دیکھنے کا ایک مدت مدید سے انتظار تھا اور ہر ایک شائق فسانہ حصول دولت دیدار مین مضطر و بیقرار تھا وہ اب بفضل ایزدی نقاب حجاب سے نکلکر مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہو اور تشنہ کامان اشتیاق کو اپنے شربت دیدار سے سیراب کرنا چاہتا ہو دیکھین کون سے ناظرین عالی ہمت اور طالبین حاتم فضیلت نقد دل سے اُس یوسف ہر دل عزیز کے خریدار ہوتے ہین کہان ہین وہ شائقین والا تمکین جنکے گوش حق نیوش ہمیشہ ہوشربا داستانون اور دلچسپ افسانون کے سننے کے مشتاق رہتے ہین اور جنکی آنکھین و قرات عمدہ عمدہ دفترون کے سیر سے نورآگین ہوتی ہین بسم اللہ اس مژدہ تازہ کو سنکر تفریح حاصل کرین کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کا دفتر ہفتم تورج نامہ جسکا مدت مدید سے ہر ایک شائق کو اشتیاق تھا اس شاہد مراد نے نقاب طبع سے اپنا چہرہ بے نظیر نکالا یعنی بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوکر نور افزائے چشم مشتاقان ہوا

اس دفتر موسوم بہ تورج نامہ کو گل گلزار فصاحت و بلبل شاخسار بلاغت منشی پیارے مرزا صاحب نے باستعانت داستان گوئی بے نظیر طلیق اللسان و عذب البیان سرو جوئبار خوش بیانی شیخ تصدق حسین صاحب حسب الایمائے مالک مطبع اودھ اخبار نہایت سلیس اردو زبان مین ترجمہ کیا ہو جسکے ملاحظہ سے ناظرین با تمکین نہایت محظوظ و مسرور ہونگے

الحمد للہ کہ یہ دفتر ہفتم بماہ اپریل ۱۹۱۲ء مطبع جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مرحوم واقع لکھنؤ مین حسب الحکم رئیس با اقبال زینت دہ مسند عظمت و اجلال عالی ہمت والا شان منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع اودھ اخبار بسعی کارپردازان مطبع حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پیشکش شائقین نزہت گزین ہوا خداوند عالم مقبول فرمائے